بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶

ہر ماہ کی یکم، ۸، ۱۵، ۲۲
تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر: ۷۳۷۳
ایڈیٹر: دوست محمد

جلد ۴۸ | یوم دوشنبہ مورخہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق یکم مارچ سنہ ۱۹۶۰ء | نمبر ۹

"میرے آنے کی یہی غرض ہے کہ میں دنیا کو دکھا دوں کہ خدا موجود ہے اور وہ جزا سزا دیتا ہے"

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک انگریز سیاح مسٹر ڈکسن کو رخصت کرتے وقت آپ نے حسب ذیل تقریر فرمائی:

چونکہ آپ نے اب چلے ہی جانا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ کچھ تو اپنے مقاصد آپ کے سامنے بیان کر دوں۔ انبیاءؑ کے اس دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں۔ اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات حاصل کریں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے زیر نظر ہوتا ہے۔ پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے۔ جو سب انبیاءؑ کی تھی یعنی میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کیا ہے؟ بلکہ اس خدا کو دکھانا چاہتا ہوں۔ اور بدی گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف رہبری کرتا ہوں۔ دنیا میں لوگوں نے جس قدر طریقے اور حیلے گناہ سے بچنے کے لئے نکالے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی شناخت کے جو اصول تجویز کئے ہیں۔ وہ انسانی خیالات ہونے کی وجہ سے بالکل غلط اور محض خیالی باتیں ہیں جن میں سچائی کی کوئی روح نہیں۔ میں آپ کو ابھی بتاؤں گا اور دلائل سے واضح کر دوں گا کہ گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان کو اس بات پر کامل یقین ہو جائے۔ کہ خدا تعالیٰ موجود ہے اور وہ ہر فعل کی جزا و سزا دیتا ہے۔ جب تک اس اصول پر یقین کامل نہ ہو، تب تک گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔ **دراصل خدا ہے اور ہونا چاہیئے۔** یہ دو فقرے ہیں جن میں بہت بڑے فکر اور غور کی ضرورت ہے۔ پہلی بات یہ کہ **خدا ہے۔** یہ صرف علم الیقین بلکہ حق الیقین کی رو سے نکلتی ہے۔ اور دوسری بات، یہ کہ خدا ہونا چاہیئے محض دقیانوسی اور ظنی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو فلاسفر اور حکیم ہو، وہ صرف نظام شمسی اور دیگر اجرام و مصنوعات عالم پر نظر کر کے صرف اتنا ہی کہتا ہے کہ اس ترتیب محکم اور ابلغ نظام کو دیکھ کر وہ کہتا ہے کہ ایک ماہر اور حکیم و علیم صانع کی ضرورت ہے۔ تو اس کہدینے سے انسان یقین کے اس درجہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ جس تک وہ شخص جو خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر اور اس کی تائیدات کے چمکتے ہوئے نشان اپنے ساتھ رکھ کر کہتا ہے کہ واقعی ایک قادر مطلق خدا ہے۔ ایسا شخص معرفت اور بصیرت کی آنکھ سے اُسے دیکھتا ہے۔ اس لئے ان ہر دو اشخاص میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایک حکیم یا فلاسفر جو صرف قیاسی طور پر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل ہے۔ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ صرف ضرورت کا علم کبھی بھی اپنے اندر وہ قوت اور طاقت نہیں رکھتا کہ خدا تعالیٰ کا رعب پیدا کر کے اسے گناہ کی طرف دوڑنے سے بچا لے اور اس تاریکی سے نجات دے جو گناہ سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن وہ شخص جو براہ راست خدا تعالیٰ کا جلال آسمان سے مشاہدہ کرتا ہے وہ نیک کاموں اور وفاداری اور اخلاص کے لئے اس الٰہی جلال کے ساتھ ہی ایک قوت اور روشنی حاصل کرتا ہے۔ جو اسے بدیوں سے بچا لیتی اور تاریکی سے نجات بخشتی ہے

(باقی بر صفحہ ۱۱)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ کی طبیعت اب بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

— لاہور میں مورخہ ۲۸ فروری کو رمضان کا چاند نظر آیا اور پیر کو پہلا روزہ ہوا۔ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں قاری حافظ محمد بوستان صاحب نے حسب دستور سابق نماز تراویح میں قرآن کریم کا ایک پارہ روزانہ سنانا شروع کیا ہے، حضرت امیر اور مقامی جماعت کے کئی احباب نماز تراویح میں شریک ہوتے ہیں۔

— جمعہ مورخہ ۲۶ فروری کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے شیخ صدر الدین صاحب نبیرہ حاجی شیخ اللہ دین صاحب مرحوم کی صاحبزادی کا نکاح پانچہزار روپیہ حق مہر پر ان کے مکان واقعہ ہوپ مینشن (؟) باغ پر خود تشریف لے جا کر پڑھایا۔ مجلس نکاح میں کئی ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور دیگر گزیٹڈ افسران موجود تھے۔ حضرت امیر نے خطبہ نکاح میں حقوق زوجیت پر روشنی ڈالنے کے علاوہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ مجددیت اور جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کو وضاحت سے بیان کیا۔ اس نکاح کی خوشی میں بیس روپیہ دلہن کے والد اور دس روپیہ اُن کے داماد کی طرف سے انجمن کو دیئے گئے۔

— محترم ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائرکٹر ہیلتھ کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ اُن کے پتہ میں بہت سی پتھریاں اور APPENDIX بھی خراب ہونے کی وجہ سے نشتر ہسپتال ملتان میں اپریشن کرانا پڑا۔ اپریشن بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا۔ ابھی ہسپتال ہی میں زیر علاج ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی درخواست ہے کہ احباب کرام اُن کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

— وزیرآباد میں کچھ دن ہوئے عزیز الرحمٰن صاحب برادر ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کی والدہ صاحبہ جو شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کی صاحبزادی تھیں فوت ہو گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں عزیز الرحمٰن صاحب، ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب

(باقی بر صفحہ ۳)

www.aaiil.org

تبلیغ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(انچارج تبلیغ بلاد غیر)

واشنگٹن (امریکہ)

ترجمہ خط از ایس۔ڈی بٹ ۔ واشنگٹن یونیورسٹی۔ ڈبلیو ایس۔یو پلمن واشنگٹن (امریکہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط اور لٹریچر معہ قرآن شریف کا بہت بہت شکریہ

میں نے لٹریچر اور قرآن شریف (سیکنڈ کاپی) امریکی دوستوں کو جنہوں نے قرآن شریف اور دیگر اسلامی لٹریچر پڑھنے کی بہت آرزو کی تحفۃً پیش کر دیئے ہیں۔ انہوں نے بڑے تشکر و امتنان کے ساتھ یہ تحائف لئے۔ مجھے امید ہے کہ امریکی حلقہ سے لٹریچر کے لئے بڑی مانگ ہو جائے گی۔

کیا آپ برائے عنایت ایک جلد قرآن شریف مع متن اور لٹریچر مسز شرلی آرنن (Mrs Shirley Arnnna) کو بھیج سکتے ہیں۔ وہ عیسائی مذہب کے فرقہ مورمن (Mormon) سے تعلق رکھتی ہیں اور اسی یونیورسٹی میں ہیں ان کا اپنا الگ گرجا ہے اور ان کا ہیڈ کوارٹر سالٹ لیک سٹی اوٹاوہ سٹیٹ یو۔ایس۔اے میں ہے۔

اس فرقہ کی تعداد صرف چند لاکھ ہے مگر وہ سختی سے پابند مذہب ہیں۔ یہ بڑی منظم جماعت ہے اور ہر سال ان کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ ہمارے ساتھ یونیورسٹی مذکور میں اس جماعت کے چند ممبر ہیں۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں سالٹ لیک سٹی سے ان کا لٹریچر بھجوا دوں (انہیں لٹریچر بھجوانے کے لئے لکھ دیا ہے۔ غلام قادر)

پچھلے سال جبکہ میں دورہ پر تھا میں نے ان کا ہیڈ کوارٹر دیکھا ہے۔ میں نے ان کے ہیڈ کوارٹر پر ایک بڑی تعداد کارکنوں کی دیکھی جن کی تعداد تقریباً بیس ہزار تھی اور یہ سب لوگ ملک (امریکہ) کے مختلف مقامات سے آکر یہاں جمع ہوئے تھے۔

یہ درحقیقت بہت عجیب جماعت ہے۔ وہ تمباکو، شراب۔ کافی اور چائے سے نفرت کرتے ہیں۔ مگر بعض ان میں سے ان اشیاء کا استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سختی سے ان کے استعمال کو منع نہیں کیا اگرچہ وہ انہیں دل سے ناپسند کرتے ہیں۔

یہ یقیناً پروگریسو مذہب ہے۔ اگر آپ مجھے پہلے کی طرح مفت لٹریچر ارسال فرما دیں تو میں ایسے لوگوں میں یہاں یونیورسٹی میں تقسیم کر دوں گا جو کہ مذہب میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

اگر آپ مجھے فرسٹ کوالٹی قرآن شریف ارسال فرمائیں تو میں اسے یونیورسٹی کے پریذیڈنٹ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کروں گا تاکہ وہ اسے یونیورسٹی کی لائبریری میں رکھ دیں۔

(ان کی خواہش کے مطابق عمل کیا گیا اور خطوط بھی لکھے گئے ہیں۔ غلام قادر)

جوہنسبرگ (جنوبی افریقہ)

ترجمہ خط از اے۔ آر۔ طیب سیکرٹری سٹوڈنٹس اسلامک ایسوسی ایشن جوہنسبرگ۔ جنوبی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم آپ کے اور انجمن کے بہت شکر گذار ہیں۔ ہمیں قرآن شریف معہ متن ٹیچنگز آف اسلام اور محمدؐ دی پرافٹ وصول ہو گئے ہیں۔

یہ تمام کتب بالخصوص ٹیچنگز آف اسلام ہماری روحانی ترقی اور علمی اضافہ کا باعث ہوئی ہیں۔

گذارش ہے کہ ہماری لائبریری کے لئے جو کہ ہم آپ کی ہدایات کے مطابق قائم کر رہے ہیں اسی قسم کی بلند پایہ کتب کی ترسیل سے ہمیں نوازتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی اشاعت اسلام کی کوششوں کو بہت کامیابی بخشے۔ (جواب خط اور لٹریچر بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

نائیجیریا

ترجمہ خط از علاول شٹو گرامر اسکول اینشا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارا اسکول اٹھارہ دسمبر ۱۹۵۹ء تا تین فروری ۱۹۶۰ء بند رہا۔ آپ کا ارسال کردہ لٹریچر اسکول میں پڑا رہا۔ امید ہے تاخیر جواب کو آپ معاف فرمائیں گے۔

لٹریچر کے متعلق میرے پاس شکریہ ادا کرنے کے الفاظ نہیں اللہ تعالےٰ آپ لوگوں پر رحمتوں کا نزول فرمائے مجھے مندرجہ ذیل رسالے مل گئے ہیں:- (۱) کال آف اسلام (۲) اسلام اینڈ کرسچینٹی کمپیریٹو سٹڈی (۳) چارج آف ہیریسی (۴) نیم آف احمد یہ اینڈ اٹس سیلیسٹی (۵) غلام احمد آف قادیان (۶) علماء نے مصر پر وفات مسیح (انگریزی)

درحقیقت احمدیت نے آج حقیقی اسلامی مشنری دنیا میں پیدا کئے ہیں۔ آج دنیا نے اسلام کو تمام بدی کی تحریکات کے مقابل متحدہ محاذ پیش کرنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچائیں۔

میں آپ کے لٹریچر پر دوسرے وقت اپنے تاثرات لکھوں گا۔ امید ہے آپ مجھے نیا طبع شدہ لٹریچر مہیا فرمائیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو محبت اور اخوت اور امن میں منسلک رکھے۔ میرا السلام علیکم تمام صاحبان کی خدمت میں عرض کر دیں۔ والسلام

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

سان فرانسسکو (کیلیفورنیا)

ترجمہ خط از مسٹر محمد صالح عبداللہ جنرل ڈیلیوری سان فرانسسکو کیلیفورنیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ معلوم کر کے خوش ہوں گا کہ آپ مجھے کچھ لٹریچر سے نوازیں گے۔ میں یہاں نومسلموں کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہتا ہوں اور اس کام سے مجھے بہت خوشی محسوس ہوتی ہے۔ ہم کبھی کبھی اکٹھے ہوتے ہیں مذہبی گفتگو کرتے ہیں اور نمازیں ادا کرتے ہیں۔

ہمیں پریچنگ اور لٹریچر کی بہت ضرورت ہے میری اکثر لوگوں سے ملاقات ہوتی رہتی ہے مگر افسوس میرے پاس لٹریچر تقسیم کے لئے نہیں۔

نیز ہمیں دوسرے مسلمان بھائیوں کے پتے ارسال فرمائیں تاکہ میں ان سے بھی خط و کتابت کروں۔ (بعض مرقومہ کتب کی قیمت بھی دریافت کی گئی ہے (انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں غلام قادر)

کیلیفورنیا

ترجمہ خط از پروفیسر مورلیس بی منٹگمری پروفیسر آف کمپیریٹو ریلیجنز (Comparative Religions) کیلیفورنیا ۱۷ دا میکسیکو D.F ۲۱ -

ڈیئر سر۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ مجھے قرآن شریف مصنفہ (حضرت) مولانا محمد علی کہیں سے مل سکتا ہے۔ نیز مجھے مسلم پبلیکیشنز کی لسٹ درکار ہے میں اپنی درخواست پر عمل کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (انہیں قرآن شریف مع متن ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

مشرقی جاوا

ترجمہ خط از مسٹر عمران علی طالب علم موڈرن کالج مشرقی جاوا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں موڈرن کالج کا طالب علم ہوں میری عمر اس وقت ۱۹ سال کے لگ بھگ ہے امید ہے آپ مجھے اسلامی تعلیم سے نوازتے رہیں گے۔

مجھے انگریزی اور عربی میں لٹریچر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے جواب سے جلد سرفراز فرمائیں گے۔ اور کتب بھی بھجوا دیں گے۔ میرا پیشگی شکریہ قبول فرمائیں۔ (انہیں لٹریچر اور خط بھیجے

(باقی پر صفحہ ۱۰)

مسیحیت کا نیا طریقِ تبلیغ

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اور اسلام کا یہ تقاضا ہے کہ جو اقلیتیں کسی اسلامی مملکت میں آباد ہوں ان کی جان و مال کی حفاظت کی جائے، اور انہیں پوری مذہبی آزادی دی جائے، اسی اصول کے مطابق پاکستان میں عیسائی مشنریوں کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ بلا روک ٹوک کرتے رہیں لیکن مذہب کی تبلیغ کا مطلب عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے اور یہی ہونا چاہیئے کہ اس کے اصولوں کی معقولیت کو دلائل کے ساتھ بیان کیا جائے ایسے طریق اختیار کرنا جو جہلا کو دھوکہ اور فریب میں مبتلا کرنے والے ہوں یا دوسرے مذاہب کے بزرگوں کے متعلق توہین آمیز کلمات استعمال کرنا تبلیغ دین کا جائز طریق نہیں۔

ہمیں یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی طرف سے تبلیغ مسیحیت کا ایک ایسا نیا ڈھنگ اختیار کیا گیا ہے جو عام طریق تبلیغ سے بالکل نرالا ہے اور جس سے جہلا پر مسیحیت کی صداقت اور برتری کا اثر ناجائز رنگ میں ڈالنا مقصود ہے، یہ طریق ہیلنگ مشن کے نام سے مختلف شہروں اور قصبوں میں رائج کیا جا رہا ہے، اور یہ دعوےٰ کیا جاتا ہے کہ مادر زاد اندھوں اور بہروں وغیرہ کو محض دعا کے ذریعہ تندرست کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس سے پیشتر لاہور، پشاور اور بعض دوسرے مقامات پر اسی قسم کے مظاہرے کئے گئے کہ کچھ لوگوں کو پبلک کے سامنے پیش کر کے بتایا گیا کہ یہ اندھے اور بہرے ہیں اور پھر کچھ مسیحی رسومات کی ادائیگی کے بعد ان سے یہ کہلوایا گیا کہ اب ہم دیکھنے اور سننے لگ گئے ہیں یہی ڈھونگ اب کراچی میں بھی رچایا گیا ہے، جہاں سے ہمیں ایک ہفت روزہ اخبار "تبیان" کا ایک پرچہ موصول ہوا ہے جس میں "خونی باپ" کے نام سے مسیحی اصول کفارہ پر طویل جرح و قدح کے علاوہ ہیلنگ مشن کے طریق پر بھی سختی سے نکتہ چینی کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ:۔

"جس طرح سے بہت سے مداری یا بازاری حکیم دوا بیچنے والے اپنے ایجنٹ دلال دکھلا کر اپنی تعریف کراتے ہیں، ٹھیک اسی طرح اس مشن کے مشنری بھی تماشا دعا اور لیکچروں کے دوران چرب زبانی سے دکھاتے ہیں۔ کراچی میں ایم۔ ایس گراؤنڈ میں یہ تماشا کئی ہفتہ تک روزانہ رات میں دکھایا گیا، بہت سے کم سن معصوم بچوں اور کم عمر ہوشیار نوجوانوں نیز کئی سن رسیدہ ضعیفوں سے جو کہ مسیحی تھے ان سے دریافت کیا گیا تو سب نے یہ بتایا کہ صاحب کسی کو چاہے فائدہ ہوا ہو لیکن ہم کو نہیں ہوا نہ ہمارے جان پہچان میں سے کسی کو فائدہ ہوا یہ سب غلط باتیں ہیں"

ایسا ہی کراچی کے "روزنامہ عوام" میں عیسائی مبلغین مسٹر ایم داؤد اور ان کی بیوی کے نام یہ نوٹس شائع ہوا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹہ کے اندر اپنے گمراہ کن پروپیگنڈا کی تردید کریں ورنہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی، ان دونوں اخباروں میں ہیلنگ مشن کے کسی پمفلٹ سے ایک گیت نقل کر کے اسے توہین انبیاء پر محمول کیا گیا ہے وہ گیت یہ ہے:۔

"آئے انبیاء جہاں کے سارے بازی شیطاں سے وہ ہارے + یسوع جیتا ہے بازی شیطاں سے یہی دھوم زمانے میں"

ہم نہیں کہہ سکتے کہ قانونی کارروائی کی یہ دھمکی کہاں تک کارگر ثابت ہوگی لیکن یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ عیسائی مشنریوں کے یہ چھچھورے ڈھنگ تبلیغ مذہب کے نام کو بدنام کرنے کا موجب ہیں، ہیلنگ مشن کا یہ طریق تبلیغ مسیحیت کو فائدہ پہنچانے کے بجائے نقصان کا موجب ہوگا انہیں چاہیئے کہ اس طریق کو بند کر دیں اور سیدھے سادے طرز پر اپنے مذہبی اصولوں کو پیش کرنے کا طریق اختیار کریں اگر کوئی صداقت و معقولیت ان کے اندر ہوگی تو سننے والے خود بخود متاثر ہوں گے، ہیلنگ کا طریق اگر صحیح ہوتا تو مشنری ہسپتال قائم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، ایسے طریقے اختیار کر کے جہلا کو ورغلانے کی کوشش کرنا اور دوسرے انبیاء کے متعلق توہین آمیز کلمات استعمال کرنا کسی صداقت شعار اور معقولیت پسند قوم کا کام نہیں۔

اخبارِ احمدیہ — از صفحہ اوّل

اور مرحومہ کے دیگر لواحقین و پسماندگان بالخصوص شیخ عزیز احمد شیخ نثار احمد اور ان کے دیگر بھائیوں سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے، احباب سے مرحومہ کے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

شمولیت سلسلہ:۔

حسب ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں شامل ہوئے:۔

(۱) ڈاکٹر خالد صاحب (۲) کپتان غلام مصطفےٰ صاحب (۳) سید محمد باقر صاحب بی اے۔
(۴) رانا محمد اختر صاحب بی اے سیکشن آفیسر ریلوے ملتان چھاؤنی۔

آخر الذکر جمعہ کے دن عصر کے وقت آئے اور بیعت کرنے کے علاوہ انہوں نے بتایا کہ میرے پاس کافی روپیہ ہے اور میں اپنے خرچ پر یورپ میں جا کر تبلیغ کا کام کرنا چاہتا ہوں، اللہ تعالےٰ استقامت بخشے اور توفیق دے۔

سیالکوٹ میں ہمارے محترم دوست خواجہ محمد اصغر صاحب کئی دن سے بیمار ہیں نقاہت بہت زیادہ ہے احباب سے دعا [illegible]

میاں ممتاز دولتانہ پر احمدیوں کے خلاف تخریبی کارروائیوں کے الزامات

۳۱ دسمبر ۱۹۶۶ء تک عوامی زندگی سے علیحدگی

لاہور۔ ۲۵ فروری (اپ پ) مغربی پاکستان ایبڈو ٹریبونل نے سابق صوبہ پنجاب کے سابق وزیر دفاع میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کے فیصلہ کو منظور کرتے ہوئے انہیں ۳۱ دسمبر ۱۹۶۶ء تک عوامی زندگی سے علیحدگی اختیار کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ ٹریبونل نے کالعدم مسلم لیگ پارٹی کے سابق لیڈر میاں دولتانہ کو ۱۶ فروری کو نوٹس جاری کیا تھا کہ وہ وجہ بیان کریں کہ انہیں سابق پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے عہدہ کے دوران غلط طرز عمل کا مجرم اور آئندہ کے لئے رکنیت اور امیدواری کے نااہل قرار کیوں نہ دیا جائے؟ یہ نوٹس ۱۷ فروری کو مسٹر دولتانہ کے حوالہ کر دیا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ وہ ان الزامات کے بارے میں جو محکمہ انسداد رشوت نے ان کے خلاف عائد کئے ہیں اپنی صفائی پیش کریں یا پھر چھ سال کے لئے عوامی زندگی سے کنارہ کش ہو جائیں۔ مسٹر دولتانہ نے ۲۴ فروری کو سیاست سے علیحدگی اختیار کرنے کے متعلق اپنے فیصلہ سے ٹریبونل کو اطلاع دی جسے ٹریبونل نے آج منظور کر لیا ہے مسٹر دولتانہ کے خلاف الزامات حسب ذیل ہیں:۔

"میاں ممتاز دولتانہ جو ۱۹۵۳-۱۹۵۱ء میں سابق پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے وزارت قانون کے انچارج بھی تھے احمدیوں کے خلاف ان تخریبی فسادات کے ذمہ دار تھے جو ان کی میعاد عہدہ کے دوران میں واقع ہوئے ان فسادات سے متعلق ان سے بعض افعال اور کوتاہیاں سرزد ہوئیں جو سرکاری پوزیشن اور اختیار کے غلط استعمال، بدانتظامی اور اگرل کے چندہ سے جمع شدہ روپیہ کے غلط استعمال کے متعلق تھیں جن کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) انہوں نے قصداً صورت حال کو اس طرح بڑھنے دیا کہ لاقانونیت اور انتشار پسند عناصر نے امن عامہ میں خلل ڈال دیا اور جائیدادوں کو عظیم نقصان پہنچایا۔ وہ پولیس کے اعلیٰ افسروں اور میکرٹریٹ کے افسروں جو انہیں مداخلت کے لئے کہتے تھے کی سفارشات پر کارروائی کرنے میں ناکام رہے۔ بلکہ انہوں نے بعض موقعوں پر ان کی سفارشات رد کر دیں۔ اور ایسے فیصلے کئے جو انتظامی اعتبار سے انسانی زندگی اور ۔/۸۳۰۰۰ روپیہ کی جائیداد کے نقصان و اتلاف کا باعث بنے۔ وہ [illegible] یکساں اور مضبوط پالیسی اختیار کرنے میں ناکام رہے اور انہوں نے فساد پسندوں کے خلاف قائم کردہ فوجداری مقدمات واپس لینے کی اجازت دی اور سزا یافتہ لیڈروں کو رہا کرنے کی ہدایت کی (۳) انہوں نے مرکزی حکومت کی اتھارٹی اور وقار کو نقصان پہنچانے بلکہ تباہ کرنے کے ارادہ سے تحریک کا رخ مرکز کی طرف موڑ کر ملک کے استحکام کو نقصان پہنچایا۔ انہوں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ مجلس عمل کے مطالبات کو رد کرنا مرکزی حکومت کی ناکامی پر منتج ہوگا یہ موقف اختیار کیا کہ صوبہ میں لا اینڈ آرڈر کے نظم و نسق میں مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔

www.aaiil.org

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
پر
تضمین

حسب فرمائش پروفیسر غلام محمد صاحب ایم ایس سی لیکچرار گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خاں

از مرتضیٰ خان حسن

اے کہ چوں ماہ درخشاں رُخِ زیبا داری ؛ اے کہ چوں سرو و صنوبر قدِ رعنا داری
بر سولانِ جہاں نسبتِ اعلیٰ داری ؛ حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اے کہ بر فرشِ زمیں گنبدِ خضریٰ داری ؛ سیر گاہے بسرِ عرشِ معلّیٰ داری
آنچہ داری ز خدا از ہمہ اولیٰ داری ؛ حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

چشمِ مازاغ پُر از نورِ تجلّی داری ؛ دستِ فیاض بہ از موجۂ دریا داری
من چہ گویم کہ جہاں اے شہِ والا داری ؛ حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

رفعتِ عرشِ بریں اوجِ ثریّا داری ؛ شوکتِ کون و مکاں سطوتِ کبریٰ داری
حشمتِ ہر دو جہاں در شبِ اسریٰ داری[1] ؛ حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اے براہِ تو فدا جان و جگرہائے جہاں ؛ اے نثارِ رُخِ تو روح و رواں کون و مکاں
ہر صفت صلِّ علیٰ ارفع و اعلیٰ داری ؛ حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

[1] زیر پا ہفت فلک در شبِ اسریٰ داری۔

ان کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے مرکزی حکومت اپنے آپ کو مشکل میں پائے گی اور وہ مذکورہ مطالبات منظور کرے گی اور وہ اس طرح عوامی ہیرو بن جائیں گے اور انہیں ہمہ گیر مقبولیت حاصل ہو جائے گی (۴) انہوں نے احرار کارکنوں اور دیگر علماء کو جو ایجی ٹیشن کو ہوا دے رہے تھے اسلامیات کے شعبہ میں جو ان کی براہِ راست تحویل میں تھا تنخواہ دار لیکچرار رکھ کر ان کی سرپرستی کی اور اس طرح صوبائی حکومت کو ۹/۹۹۰۰ روپے کا نقصان پہنچایا (۵) آپ نے عمداً اور کسی قانونی جواز اور نظریہ کے بغیر ۲۰۳۰۰۰/۰ روپے کی رقم جو تعلیم بالغاں کی مہم کے لئے مخصوص کی گئی تھی محکمہ تعلیم سے منتقل کر کے محکمہ تعلقات عامہ کو جو ان کی تحویل میں تھا ۔۔ دے دی اور ہدایت کی کہ مذکورہ رقم اخبارات کی کاپیاں خریدنے پر صرف کی جائے اس طرح انہوں نے نہ صرف مذکورہ اخبارات کی امن عامہ کے منافی سرگرمیوں میں مصروف ہونے کے لئے حوصلہ افزائی کی بلکہ حکومت کو بھی ۲۰۲۰۰۰/۰ روپے کا نقصان پہنچایا۔ انہوں نے پانچ ہزار روپے کی رقم جو مسلم لیگ لائل پور نے انہیں صوبائی مسلم لیگ کے صدر ہونے کی حیثیت سے بطور چندہ دی تھی۔ ایک اخبار آفاق لمیٹڈ کے اس وقت کے ڈائرکٹر پبلک ریلیشن کے بیٹے اقبال احمد کے نام کے حصص خریدنے کے لئے ادا کر کے اس رقم کا عمداً غلط استعمال کیا (۶) صوبائی مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے وہ مسلم لیگ کے کارکنوں کو احمدیوں کے خلاف ایجی ٹیشن میں حصہ لینے سے باز رکھنے میں ناکام رہے بلکہ اس کے برعکس انہوں نے ایجی ٹیشن میں شرکت کی حوصلہ افزائی کی۔ اور یہ ایجی ٹیشن انجام کار ایک عوامی تحریک بن گئی۔ (۷) میاں ممتاز محمد خان دولتانہ مغربی پنجاب میں وزیر خزانہ تھے اور وہ اس حیثیت سے ۱۹۴۷ء سے جولائی ۱۹۴۸ء تک محکمہ ٹرانسپورٹ کے انچارج رہے راولپنڈی کے شیخ منظور الحسن آپ کے قریبی دوست تھے۔ شیخ منظور الحسن ان کے پاس سفارش لیکر گئے کہ انہیں راولپنڈی ٹرانسپورٹ کمپنی کے لئے روٹ پرمٹ دیا جائے۔ مسٹر دولتانہ ان کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے او۔ ایس۔ ڈی کو ایک ڈی۔ او لیٹر لکھا کہ وہ اس معاملہ میں ان کی (منظور الحسن) کی مدد کا کوئی طریقہ تلاش کریں۔ بالآخر میاں دولتانہ نے شیخ منظور الحسن کو روٹ پرمٹ دے دیا۔ یہ پرمٹ اولیت کی سکیم کے پیرا دو کے مندرجات کی خلاف ورزی میں دیا گیا۔ اس طرح میاں ممتاز دولتانہ جانب داری کے مرتکب ہوئے۔ اس کارروائی سے میاں دولتانہ نے شیخ منظور الحسن کو ۲۵۲۰۰۰/۰ روپے کی رقم ناجائز طور پر حاصل کرنے میں مدد دی ؛

مسلم ہائی سکول کا امتیازِ خصوصی

گذشتہ دنوں لاہور سٹیڈیم میں یوتھ فیسٹیول منعقد ہوا جس میں پاکستان کے علاوہ ہندوستان اور ایران کے کھلاڑیوں نے بھی حصہ لیا۔ اس موقعہ پر لاہور کے تمام سکولوں کا مشترکہ پی۔ٹی شو ہوا جس میں دو ہزار طلباء شریک ہوئے۔ ہمارے بچوں کا کام اس قدر عمدہ اور معیاری تھا کہ انکو باقی سکولوں کیلئے بطور لیڈر منتخب کر لیا گیا اور ہمارے پی۔ٹی۔ آئی

www.aaiil.org

ظاہری احکام و اعمال اصل مقصد نہیں بلکہ حصول مقصد کا ذریعہ ہیں

حقیقی نیکی اللہ تعالیٰ سے تعلق لگانے اور مخلوق خدا سے بھلائی کرنے میں ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون (البقرہ آیت ۱۷۷)

شریعت کے ظاہر احکام کا اصل مقصد

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایک وعظ تو غیر قوموں کو کیا ہے، جن کے پاس پیغمبر اور شریعت کے احکام آئے، اور ایک وعظ مسلمانوں کو کیا ہے دونوں کا مقصد یہی ہے کہ شریعت کے بعض احکام ظاہر سے تعلق رکھتے ہیں۔ لوگ ان ظاہری امور کو اصل مقصد سمجھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے احکام کی ایک ظاہری شکل وصورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت اور اصل مقصد بتلانا ہوتا ہے۔ بے شمار انسان شریعت کے ظاہر اعمال کو اصل مقصد سمجھ لیتے ہیں۔

یہودیوں کا اعتراض

مثلاً یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا کہ آپؐ نے بیت المقدس کی طرف سے منہ موڑ کر کعبۃ اللہ کو اپنا قبلہ بنا لیا، یہ صحیح نہیں، اس لئے کہ بیت المقدس ابتدا سے قبلہ رہا ہے۔ پھر بیت المقدس کو چھوڑ کر مکہ کی طرف منہ کرنا کیونکر جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی عبادت کو قبول نہیں کرتا۔

ظاہر احکام کو اصل مقصد قرار نہیں دیا جا سکتا

تو اللہ تعالےٰ نے ظاہر پرست انسانوں کو خواہ وہ توریت وانجیل کے ماننے والے ہوں یا قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہوں، یہ سبق دیا ہے، کہ شریعت کے ظاہر احکام پر عمل ایک ذریعہ ہے، جس کی غرض کسی مقصد کو حاصل کرنا ہے، یہ ایک چھلکا ہے جس کے اندر مغز ہے۔ جو لوگ چھلکے کو اصل سمجھ لیتے ہیں وہ مغز کو نہیں پا سکتے، ذریعہ کو اصل قرار دینے سے اصل مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

فرمایا لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب۔ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ایک ظاہری امر ہے اسی کو اصل مقصد قرار دے دینا درست نہیں، اس کے نیچے ایک حقیقت ہے جو اس کا اصل مقصد ہے اس مقصد کو حاصل کرنا اصل نیکی ہے۔

نیکی ظاہر نشانات کا نام نہیں

ایسی ظاہری چیزوں کو اصل مقصد نہ بناؤ، مثلاً کسی کے ماتھے پر سجدہ کا نشان پڑ گیا۔ اس سے کسی شخص کا نیک ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ایسا ہی نماز میں ہاتھ نیچے یا اُوپر باندھنا، آمین آہستہ یا اونچی آواز میں کہنا، التحیات میں شہادت کی انگلی کھڑی کرنا ایسی چیزیں نہیں کہ انہیں اصل نیکی کہا جائے۔ ایسا ہی جبہ و دستار پہننے سے تو کوئی شخص خدا کا مقرب نہیں بن سکتا۔ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب یہ کوئی دین کی غرض اور مقصد نہیں کہ مشرق کی طرف منہ ہو یا مغرب کی طرف، یہ ظاہری چیز ہے جس کی ایک خاص غرض اور مقصد ہے اور وہی اصل نیکی ہے۔

ایک دفعہ مکہ سے ایک شخص آیا اس نے پوچھا عصر کا وقت کونسا ہے؟ میں نے کہا میں تو نہیں جانتا یہاں ظہر سے کوئی دو تین گھنٹے بعد مؤذن اذان دیتا ہے اور میں سمجھ لیتا ہوں کہ عصر کا وقت ہو گیا، وہ بہت متعجب ہوا کہ نہیں! عصر کا وقت آپ کو معلوم نہیں! یہ آپ کا علم ہے؟ میں نے کہا ہاں یہی میرا علم ہے۔ بس ان چیزوں پر بحث رہ گئی ہے، داڑھی کتنی لمبی ہونی چاہئیے مسواک کتنی بڑی ہو، ایک دفعہ نواب مانگرول نے مجھ سے پوچھا، وضو کی کتنی سنتیں ہیں اور کتنے مستحب اور کن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے۔ میں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں، وہ حیران ہوئے کہ کیا! وضو کی سنتیں اور مستحب نہیں آتے؟ اور انہوں نے ایک لمبی نظم پڑھی، جس میں یہ سب کچھ بتایا ہوا تھا کہ وضو کی کتنی سنتیں ہیں اور کون کون سی اور کتنے مستحب ہیں اور کیا کیا؟ میں نے انہیں کہا کہ یہ نظم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سکھائی نہ صحابہ رضؓ کو آتی تھی، حدیث کی کتابوں میں بھی نہیں، نہ ان میں وضو کی سنتیں اور مستحب لکھے ہیں ہمیں تو یہ سکھایا گیا ہے کہ اللہ کے دربار میں منہ ہاتھ دھو کر اور پاک صاف ہو کر حاضر ہونا چاہئیے اور یہ خیال رکھو کہ جس طرح ظاہری اعضا کو پاک کیا ہے دل بھی پاک ہو، اور سر پر ہاتھ پھیرنے کا یہ منشا ہے کہ دماغ میں بھی نیک خیالات پیدا ہوں، یہ ابتداء ہے نماز کی، اس سے زیادہ مجھے نہیں آتا۔

نیکی کیا ہے؟

تو قرآن سکھانا چاہتا ہے کہ ہمارے دین کا کچھ مقصد ہے۔ نماز بھی ایک ذریعہ ہے خدا کے ساتھ تعلق جوڑنے کا۔ اگر نماز پڑھنے سے اس کا اصل مقصد حاصل نہ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، لیس البر ان تولوا وجوھکم الخ بر کیا ہے، لکھا ہے البر اسم جامع للطاعات والخیرات بِرّ ایک جامع نام ہے جو طاعت اور نیکیوں پر مشتمل ہے، وہ تو بڑی وسیع چیز ہے، اتنی ہی چیز نہیں، کہ کوئی ظاہر رسم ادا کر لی یا کسی خاص طرف منہ کر لیا۔

خدا تعالیٰ پر ایمان اور نماز کا مقصد

ولکن البر من امن باللہ۔ نیکی تو یہ ہے کہ خدا تعالےٰ پر سچا اور کامل ایمان ہو، جب دل نور ایمان سے منور ہو جائے تو افعال و اعمال جو دل ہی سے پیدا ہوتے ہیں وہ خود پاک ہو جائیں گے۔ ایماندار دل سے نیک اعمال ہی صادر ہوں گے، تو دل میں ایمان کو بٹھاؤ، اسی سے نیکی حاصل ہو گی، اگر یہ مقصد حاصل نہ ہوا اور نماز کے ارکان وغیرہ ادا کر دیئے تو فائدہ کوئی نہ ہوا، ایک شخص نماز میں سوچتا ہے کہ کس طرح دھوکہ سے روپیہ کمانا ہے، کس طرح فلاں شخص کو نقصان پہنچانا ہے یا چالاکی سے نفع حاصل کرنا چاہیئے۔ نماز اس نے پڑھ لی لیکن اس کا مقصد حاصل نہ ہوا، سب سے بڑا مقصد تو یہ ہے کہ خدا سے تعلق پیدا ہو، اور مخلوق کے ساتھ دغا فریب نہ کیا جائے۔ انسان خدا سے تعلق لگائے اور اس کے اعمال میں خدا نظر آئے۔ اس کے سوائے نماز سے کوئی فائدہ اور برکت نہ ہو گی۔

یوم آخر پر ایمان کا مقصد

والیوم الاخر۔ ایمان باللہ کے ساتھ یوم آخر پر بھی ایمان ہونا چاہیئے اور یہ یقین دل میں پیدا ہونا چاہیئے کہ اعمال کا نتیجہ ضرور پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی دغا فریب سے کام لیتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص نے زہر کی پھانکی لگا لی، وہ ضرور مرے گا۔ لوگ زہر نہیں کھاتے آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتے کیونکہ یقین ہے کہ زہر کا نتیجہ ہلاکت ہے، اور آگ ضرور ہاتھ کو جلا دے گی تو جو لوگ کھیتی بوتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ جس چیز کا بیج ڈالا ہے وہی پیدا ہو گی۔ گندم کا بیج ڈالا ہے تو گندم ہی پیدا ہو گی، اور جو کا بیج ڈالا ہے تو جو ہی پیدا ہو گا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

پس وہ جو نابکار حرکت کرتے ہیں ضرور برا نتیجہ پائیں گے، کسی کو پتہ لگے یا نہ لگے، برائی کا بدلہ آخر ملکر رہتا ہے۔ ایسا ہی نیک اعمال کبھی ضائع نہیں ہو سکتے، تو یوم آخر پر ایمان، اعمال کے بجا لانے میں انسان کو

www.aaiil.org

نافذ کر دیتا ہے۔

ملائکہ پر ایمان کا مقصد

والملٰئکۃ - ملائکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام ان لوگوں کو پہنچاتے ہیں جنہیں وہ اصلاح عالم کے لئے چن لیتا ہے، ان کا ماننا انسان کو نیکی کی طرف مائل کرتا ہے، یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ مختلف ملکوں اور قوموں میں خدا تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ اپنے احکام دنیا کو پہنچائے۔ اس لئے فرشتوں کو ماننا ان کے احکام کو تسلیم کرنا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی دنیا کو بتائی ہے۔

کتابوں اور انبیاء پر ایمان کی غرض

والکتٰب یہ احکام ان کتابوں میں ہیں جو وقتاً فوقتاً انبیاء پر نازل ہوتی رہیں۔ ان پر ایمان لانے کی غرض ان صداقتوں پر عمل کرنا ہے جو ان کے اندر پائی جاتی ہیں والنبیین ایسا ہی انبیاء پر ایمان لانے کی غرض ان کے نمونہ کو اختیار کرنا اور تبلیغ حق میں جس طرح انہوں نے مصائب اور مشکلات کے اندر صبر سے کام لیا اسی طرح صبر کرنا ہے۔

محبت الٰہی میں مال خرچ کرنا

واٰتی المال علٰی حبہ یہ تو ایمان کی باتیں تھیں کچھ اعمال بھی بتائے ہیں جو نیکی کی طرف لے جاتے ہیں ان میں سے سب سے ضروری چیز خدا کی محبت میں مال خرچ کرنا ہے۔ اگر نماز پڑھنے سے خدا سے تعلق پیدا ہوتا ہے تو مال خرچ کرنا خدا کی مخلوق سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ کوئی شخص نماز پڑھتا رہے لیکن مخلوق خدا کی حاجات میں اس کے کام نہ آئے، اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ نہ کرے تو اس کی نماز کا کوئی فائدہ نہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لایؤمن باللہ والیوم الاٰخر من بات شبعاناً وجارہ جائع کسی شخص کا خدا اور یوم آخر پر ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دیتا، جبکہ اس کا ہمسایہ بھوکا ہے اور وہ خود پیٹ بھر کر سوتا ہے، خدا کو ماننا اور خدا کی مخلوق پر رحم نہ کرنا دو متضاد باتیں ہیں۔ خدا کی محبت کی وجہ سے دوسروں سے نیکی کرنا اپنا مال دوسروں پر خرچ کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔

صحابہؓ کی سخاوت

صحابہ کرام کے دلوں میں دین رچا ہوا تھا، ان لوگوں نے اپنے مال بھی خدا کے رستہ میں دیئے اور جانیں بھی دیدیں۔ حضرت جعفرؓ انہیں میں سے تھے، ان کا بیٹا عبداللہ ایک دن ایک باغ میں گیا، اس نے دیکھا کہ ایک غلام کے پاس تین روٹیاں ہیں اس کے سامنے ایک کتا آنکلا، اس غلام نے ایک روٹی کتے کو ڈالی اس نے لپک کر لے لی اور کھا گیا، اس نے دوسری روٹی ڈالی وہ بھی کھا گیا۔ اس نے تیسری روٹی بھی ڈال دی وہ بھی کھا گیا۔ عبداللہ نے غلام سے پوچھا تمہیں کیا مزدوری ملتی ہے، اس نے کہا بس اسی قدر جو آپ نے دیکھ لیا۔ انہوں نے کہا پھر یہ تم نے کیا کیا کہ ساری روٹیاں کتے کو ڈال دیں، غلام نے جواب دیا یہ کتوں کی زمین نہیں ہے۔ کتنی مسافت طے کر کے یہاں آنکلا ہے بھوکا تھا اس کو کھانا دینا چاہیئے تھا۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے پوچھا تم کیا کرو گے۔ اس نے کہا بھوکا رہوں گا عبداللہ رضؓ کہتے ہیں مجھے بڑی شرم آئی میں نے خیال کیا کہ ہمارا خاندان تو بڑا سخی ہے، لیکن اس غلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خدا کی نظر میں اس کا بہت بڑا مرتبہ ہے انہوں نے اس باغ کو اس کے مالک سے خرید لیا اور اس غلام کو آزاد کر کے اس کے حوالے کر دیا۔

جماعت احمدیہ کے ایک فرد کی مثال

ہماری جماعت کے ایک ممتاز فرد چودھری محمد اسمٰعیل صاحب جب کالج میں پڑھتے تھے، تو گمٹی والی مسجد میں جہاں ہم نماز پڑھا کرتے تھے جمعہ کی نماز پڑھنے آئے اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے لنگر خانہ کے لئے چندہ کی تحریک جماعت کو سنائی گئی۔ چودھری محمد اسمٰعیل صاحب نے بھی خیال کیا کہ آؤ خدا کے ساتھ سودا کر لیں۔ پانچ دس روپیہ جو جیب میں تھے نکال کر دے دیئے، ایک طالب علم جس کو پندرہ روپیہ گھر سے خرچ کے لئے آتے تھے، اس کا اس طرح خدا کی راہ میں خرچ کر دینا بہت بڑی بات ہے۔ جب وہ واپس گورنمنٹ کالج گئے تو دروازہ پر پوسٹ مین سو روپیہ کا منی آرڈر لئے کھڑا تھا، جو ان کو کہیں سے آیا، وہ کہتے تھے، مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس سے بہت بڑھ کر دے دیا جو میں نے خرچ کیا تھا۔

قریبی یتیم، مسکین، مسافر، سائل اور قرضدار پر خرچ کرو

تو فرمایا اٰتی المال علٰی حبہ - اگر خدا سے محبت ہے تو اس محبت کی وجہ سے اس کی مخلوق پر مال خرچ کرو۔ ذوی القربٰی کبھی کبھی قریبی بھی غریب ہوتے ہیں ان کو دو۔ قریبیوں کا حق سب سے زیادہ ہوتا ہے اور ان پر خرچ کرنے سے جتنے وہ خوشحال ہوں انسان کی اپنی عزت بڑھتی ہے، والیتٰمٰی یتیموں پر خرچ کرنا چاہیئے تاکہ بدحال رہ کر برباد نہ ہو جائیں والمسٰکین کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کام کاج کر سکتا ہے لیکن اس کے پاس سامان نہیں، اسکو مسکین کہا جاتا ہے اس کی امداد کرنا اور اس کی کمائی کا ذریعہ بنا دینا بہت بڑی نیکی ہے وابن السبیل، مسافر خواہ بادشاہ ہو، مسافر ہے اس کو کوئی عزیز رشتہ دار نظر نہیں آیا جو اتفاقیہ ضرورت پیش آجانے پر اس کی مدد کر سکے۔ وہ ابن السبیل (رستہ کا بیٹا) ہے۔ اس کو تھوڑا سا پوچھ لینا، ہمدردی سے پیش آنا اور ضرورت میں مدد کرنا بڑی تسکین کا موجب ہوتا ہے، والسائلین جو مجبور ہو کر سوال کرے اس کی بھی مدد کی جائے۔ وفی الرقاب جس کی گردن دوسرے کے نیچے پھنسی ہوئی ہو کسی کا غلام ہو یا قرضہ میں پھنسا ہوا ہو۔ اس کی گردن چھڑانا بھی نیکی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اور عہد کی پابندی

واٰتی الزکوٰۃ صدقات کے علاوہ زکوٰۃ ایک فریضہ ہے جس سے قوم کے افراد کی حالت سنواری جاسکتی ہے۔ خدا سے تعلق ہے کہ بعد اس کی مخلوق کی حاجت روائی کرنا اور اس طرح قوم کی حالت کو درست کرنا اصل دین ہے۔ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا وہ لوگ عہد کے پختہ ہوتے ہیں، خدا کے ساتھ عہد ہو یا اس کے رسول یا مجدد وقت کے ساتھ ہو، اس کا پورا کرنا ضروری ہے، آپ غور کریں آپ کے عہد کا احتساب کرنے والا سوائے خدا کے اور آپ کے اور کوئی نہیں تو خود ہی اندازہ لگا لیجئے کہ کہاں تک آپ اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا ایمان لمن لا امانۃ لہ - جو امانت دیانت کا سچا نہیں اس کا ایمان کوئی نہیں اور لا دین لمن لا عھد لہ جو عہد کا پختہ نہیں وہ دیندار نہیں ہے۔ عہد کے پورا نہ ہونے سے دنیا میں بڑے فساد ہو جاتے ہیں۔ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا مسلمان کا کام ہے کہ جب کوئی عہد کر لے تو اسے پوری طرح ادا کرے۔ آپ اندازہ لگا لیجئے کہ اللہ تعالیٰ سے آپ کا عہد ہے یا اس کے رسول سے آپ نے کہاں تک اسکو پورا کیا پھر امام وقت کے ہاتھ پر آپ نے اس عہد کی تجدید کی اس کو کہاں تک پورا کر رہے ہیں۔ کہاں تک امام وقت کی جماعت کی مضبوطی کی کوشش کرتے ہیں، آپ کی وجہ سے اس جماعت کی عزت ہوتی ہے یا ذلت؟ اس کا خیال کرنا ضروری ہے۔

مصائب اور تکالیف میں حوصلہ اور صبر سے کام لو

والصٰبرین فی الباساء والضراء اور مومن کی یہ بھی شان ہے کہ کبھی تنگی کا وقت آجائے کبھی بیماریاں آجائیں، تو صبر اور حوصلہ کے ساتھ گذارے کبھی مخالفت ہوتی ہے تو لوگ گھبرا جاتے ہیں، کوئی ڈر کے مارے مسجد میں آنا نہیں چاہتا کہ کوئی نقصان نہ پہنچ جائے، کسی کو ملازمت کے چلے جانے کا خیال ہوتا ہے، اور کسی کو یہ ڈر ہوتا ہے اور کسی کو وہ۔ ولا تشتروا باٰیاتی ثمنًا قلیلًا تھوڑے سے فائدہ کے لئے حق و صداقت کو ترک کر دینا یا چھپانا کوئی اچھی بات نہیں۔ وحین الباس جنگ کا وقت آجائے تو مومن بھاگنے کی کوشش نہیں کرتے جان بچانے کے لئے حیلے اور بہانے نہیں تراشتے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ کبھی مال اور کبھی جان کو بچانے کی کوشش کریں۔

حقیقی صداقت اور خدا خوفی

کتنے اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور کتنی قیمتی تعلیمات ہیں جو اس ایک آیت میں جمع کر دی ہیں، مسلمانوں کو بااخلاق بنانے اور حقیقی نیکی کی طرف لانے کے لئے کتنی اہم باتیں سکھائی ہیں، اولٰئک الذین صدقوا یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے عمل سے اس ایمان کو ثابت کر دیا جو ان کے دلوں میں ہے واولٰئک ھم المتقون اور یہی لوگ خدا خوف ہیں، خدا خوفی ان کے اعمال سے ظاہر ہوتی ہے اور وہ دنیا کے لئے باعث رحمت و برکت ہوتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

www.aaiil.org

مکتوب امریکہ

(محمد عبد اللہ صاحب)

دو خواتین کا قبول اسلام - فیجی سے امریکہ جانے کا سامان - قریبی جزائر کی سیر - ایک پادری کی طرف سے مہمان نوازی - امریکن مشن کے لئے مکان کی ضرورت - مولانا عبد الحق صاحب کی کتاب

مکرمی مولانا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اگرچہ خاکسار کو اس سالانہ جلسہ کے موقعہ پر توفیق نہیں ملی تھی، کہ میں جلسہ سالانہ کے لئے کوئی پیغام بھیجتا۔ لیکن کل شام کو ایسا اتفاق ہوا۔ کہ دو امریکن خواتین نے خاکسار کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے اسلامی برادری میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ ان کے اسلامی نام حمیدہ اور عارفہ رکھے گئے۔ دونوں شادی شدہ ہیں۔ اور ایک مقامی ہسپتال میں نرسنگ کا کام کرتی ہیں۔ خداوند کریم کا فضل ہے کہ لمبی جمود کے بعد قبولیت اسلام کا یہ سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

اسلام قبول کرنے سے پہلے انہوں نے چند سوالات کئے۔ جن کا خاکسار نے ان کو تسلی بخش جواب دیا۔ ان میں دو بڑے سوال یہ تھے (۱) ڈاڑھی رکھنی مردوں کے لئے کیوں ضروری ہے (۲) اسلامی پردہ کیا ہے؟ حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی حسب دستور نائٹ سکول میں گئے ہوئے تھے۔ جب ۹ بجے شام کو واپس آئے۔ تو ان کو یہ خوشخبری سنائی گئی، اور ان سے درخواست کی گئی۔ کہ آپ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے متعلق جو بائیبل میں پیشگوئیاں ہیں۔ ان پر روشنی ڈالیں۔ آپ نے اپنے ایک غیر مطبوعہ مضمون کو پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں خواتین کے ہمراہ ایک اور خاتون بھی تھیں۔ لیکن اس نے اپنے اعلان کو کسی اور موقعہ کے لئے ملتوی کر دیا۔ ان تینوں کو جناب خواجہ نذیر احمد صاحب کی تصنیف "جیزز ان ہیون اون ارتھ" اور چند اسلامی ٹریکٹ دیئے گئے۔ ان کے ہمراہ ان کے خاوند تھے۔ یہ مجلس رات کے دس بجے تک قائم رہی۔ ان دونوں کے دستخطی اعلان اور فوٹو جناب سیکرٹری صاحب کے نام بھیج دیئے جاویں گے۔ ان بزرگان و احباب سلسلہ جو جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی غرض سے لاہور آئے ہوئے ہیں کی خوشنودی کی خاطر یہ اطلاع خاکسار آج بذریعہ Cable بھیج رہا ہے۔

تبادلہ زر کی مشکلات کی خاطر انجمن نے امریکن مشن کو جاری رکھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔ اور خاکسار کو مطلع کر دیا گیا تھا۔ کہ میں اپنا ارادہ امریکہ جانے کا ملتوی کر دوں۔ لیکن اس صورت میں جبکہ میں رخت سفر باندھ چکا تھا۔ اور ویزا مل چکا تھا میں نے مناسب خیال یہی سمجھا کہ قدم پیچھے ہٹانے کی بجائے اور آگے بڑھاؤں۔ اور مالی مشکلات کی پرواہ نہ کروں۔ انجمن کی طرف سے مجھے تین ٹکٹ جہاز ملنے تھے۔ اس کی بجائے خداوند کریم نے فیجی میں ہی میرے لئے سامان میری تحریک کے بغیر کر دیئے۔ سکول کمیٹی کی طرف سے ایک ٹکٹ کے لئے ۱۲۰ پونڈ کی رقم ملی۔ میرے ایک چینی دوست (Chinese) نے ایک ٹکٹ جہاز کے لیے ۱۲۰ پونڈ۔ سفر خرچ کے لئے ۵۰ پونڈ اور ایک گرم سوٹ بنوا دیا۔ مسلم ایسوسی ایشن نے ٹاؤن ہال میں ایک الوداعی جلسہ کیا۔ اور ۵۵ پونڈ کا چیک دیا۔ مسلم سکول مارو کی کمیٹی نے میرے لئے ایک الوداعی جلسہ کیا اور ۲۵ پونڈ نقد دیئے۔ ان کے علاوہ مسٹر حنیف اکسپرا اور مسٹر عبد اللطیف لمکے (؟) نے ۲۵ پونڈ اور ۲۰ پونڈ دیئے۔ ایک ہندو دوست راجہ رام نے ۲۰ پونڈ کا چیک بڑے اخلاص سے پیش کیا۔ جس کا اثر ابھی تک میرے دل پر ہے۔ مسٹر محمد صدیق خان نے لتوکا کی وومنز مسلم ایسوسی ایشن کی طرف سے ۵ پونڈ دیئے۔ جناب محمد طاہر خان مرحوم کی اولاد کی طرف سے مجھے تیس پونڈ کی رقم پیش کی گئی۔ پنڈت ہری چند مہاراج کی طرف سے ۸ پونڈ۔ سردار والیہ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول صووا کی طرف سے ۵ پونڈ۔ عبد المطلب صاحب نصرری کی طرف سے ۵ پونڈ۔ ڈاکٹر محمد یوسف داماد بابو عبد الغفور مرحوم ۵ پونڈ۔ محمد حنیف صاحب با ۲۰ پونڈ۔ محمد حنیف صاحب لتوکا ۵ پونڈ مولوی محمد رمضان صاحب لتوکا ۵ پونڈ۔ مولوی حیدر بخش صاحب ۳ پونڈ۔ ان کے علاوہ کئی ایک ہندو مسلم احباب نے تحائف اور رقوم سے نوازا۔ خاکسار یہ محسوس کر رہا تھا کہ خدا کے فرشتے میرے سفر کو آسان کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔

بالآخر میں اس قابل ہو گیا۔ کہ میں اپنی دونوں لڑکیوں اور ایک لڑکے کے ساتھ امریکہ آ سکا۔ تین لڑکوں کو وہاں فیجی میں ہی چھوڑنا پڑا۔ جب مالی حالات اجازت دیں گے ان کو بھی امریکہ بلا لیا جائے گا۔

چونکہ سخت کفایت شعاری سے کام لینا ضروری ہو گیا تھا۔ اور یہ بھی ارادہ تھا۔ کہ فیجی کے قریبی جزائر کو بھی دیکھ لوں۔ اس لئے میں نے ایک جہاز پر بحیثیت ڈیک پاسنجر جانا مناسب خیال کیا۔ لیکن جہاز والوں نے ہماری توقع سے بڑھکر ہمارے ساتھ سلوک کیا۔ اور رات کو آرام کرنے کے لئے ہمیں جہاز کے آرام دہ وسیع لاونج میں سونے کے لئے اجازت دیدی۔ اور اس طرح پانچ روز جہاز پر بغیر کسی تکلیف کے کٹ گئے۔ تین رات کے سفر کے بعد ہم تونگا جزیرہ (Tonga Island) چند گھنٹوں کے لئے اترے یہ جزیرہ فیجی کی طرح ہے۔ لیکن اس پر حکمران ایک رانی ہے۔ دو تین ہندوستانیوں کے علاوہ باقی وہاں کے قدیمی باشندے ہیں۔

رانی کی جماعت کی طرف سے مجھے دو جلدیں قرآن مجید مترجم انگریزی کی ملی ہوئی تھیں۔ ہم نے مناسب خیال کیا کہ ایک جلد یہاں کی رانی کو پیش کریں لیکن افسوس کہ رانی صاحبہ باہر دورہ پر گئی ہوئی تھیں۔ ہم نے ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کو یہ قیمتی تحفہ پیش کیا۔ جنہوں نے وعدہ کیا کہ وہ رانی صاحبہ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ یہاں ایک مسلمان نے جس کے رشتہ دار فیجی میں ہیں۔ ہماری اچھی طرح خاطر مدارات کی۔ اور اپنی موٹر کار پر دور تک سیر کے لئے لے گئے۔ اس کے بعد راستہ میں ہم دو اور جزیروں پر اترے۔ خدا کی شان یہاں بھی ہمارے ایسے دوست پیدا ہو گئے جنہوں نے ہمارا خرچ کرائے بغیر ہماری خاطر مدارات میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اور اپنی موٹروں پر انہوں نے ان جزیروں کے قابل دید مقامات کی محدود اوقات کے اندر سیر کرائی۔

میرے ہمراہ دو ایسے ساموئن (SAMOAN) طالب علم تھے۔ جو فیجی میں خاکسار کے دو لڑکوں کے ہم سکول تھے انہوں نے امریکن ساموا Samoa میں اپنے گھر جانا تھا۔ اس جزیرہ پر ہم نے پانچ روز ہوائی جہاز کی انتظار میں رکنا تھا۔ اور اگر ہوٹل میں ٹھہرنا پڑتا تو روزانہ بیس ڈالر کا خرچ تھا۔ یہ دونوں طالب علم اپنے مکان پر ہمیں لے گئے۔ ان کے والد Seventh Day Adventist مشن کے انچارج ہیں اور ساموئن قوم میں تبلیغ کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنا مکان ہمارے حوالہ کر دیا۔ اور انہوں نے اس قدر حق مہمان نوازی ادا کیا کہ ہم عمر بھر بھول نہیں سکیں گے۔ تین وقت کھانے کا بندوبست کرنا۔ رات دن ہمارے ساتھ رہنا اور دوسرے ذاتی کاموں کو خیرباد کہنا۔ یہ ایسے اوصاف ہیں۔ کہ آجکل کے زمانے میں مفقود نظر آتے ہیں میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں ان کو اسلامی لٹریچر بھیجوں گا۔ ان سے کافی تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ اور اسلامی تعلیمات سے اچھی طرح متاثر ہوئے۔ ہم نے پانچ روز کے بعد بصد افسوس و رنج انکو Pago Pago کے ہوائی اڈے پر الوداع کہی۔

بارہ گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد ہم ہانولولو پہنچے یہ جزیرہ ہوائی Hawaii کا دارالخلافہ ہے ہوائی اب امریکہ کی ۴۹ سٹیٹ ہے۔ یہاں آکر معلوم ہوتا ہے کہ برطانوی اور امریکن طرز حکومت میں کیا فرق ہے اور کس حکومت کے زیر سایہ لوگ زیادہ خوشحال اور تعلیم یافتہ ہیں۔ ہمارا ارادہ یہاں تین رات ٹھہرنے کا تھا۔ لیکن اپنے پاس صرف ۶۵ ڈالر رہ گئے تھے۔ خدا کی شان ہانولولو سے سان فرانسسکو جانے والا ہوائی جہاز لیٹ ہو گیا۔ اور ہم دو رات اور ایک دن کے لئے PAA کمپنی کے مہمان رہے۔ ہمیں ایک عالیشان ہوٹل میں جگہ دی گئی اور ۸۰ ڈالر کا بل کمپنی نے ادا کیا۔ ہم نے اسکو غنیمت خیال کیا اور ہوائی جہاز ملنے پر

(باقی بر صفحہ نمبر ۱۰)

مشاہدات قلبی یا باطنی واردات

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

(۴)

تعلق باللہ

قرآن مجید و فرقان حمید سے جو کچھ ہمیں سمجھ آتا ہے وہ یہی ہے۔ کہ انسان کا اللہ تعالےٰ کا ہمیشہ براہ راست تعلق رہا ہے۔ ختم نبوت سے قبل اور ختم نبوت کے مابعد انسان کبھی خدا سے منقطع نہیں ہوا۔ انسان جس طرح پہلے خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہوتا تھا۔ اب بھی ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو وہ دین خشک ہو کر اشتراکیت کی سطح پر آ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انقطاع نبوت کو انقطاع وحی کے ہم معنی سمجھنے والے لوگ معاشرہ یا نظام حکومت کو ہی خدا کا قائم مقام سمجھنے لگے ہیں۔ اور انہوں نے نہایت بے باکی اور نامناسب عبارت سے طلوع اسلام کے صفحات میں لفظ اللہ کو معاشرہ کے ہم معنی بنا کر پیش کیا ہے۔

چنانچہ طلوع اسلام کے اوراق میں بار بار ان اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ط کے معنی یہ کئے ہیں:۔

"افراد معاشرہ کے مال اور جانیں معاشرہ کے لئے وقف ہیں۔ تاکہ معاشرہ میں امن یعنی جنت پیدا ہو"

اسی طرح وہ صلوٰۃ کے معنی صرف قانون کی اطاعت کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کی رو سے نماز کی غرض انسان کو اللہ تعالےٰ سے ملانا اور تقرب الٰہی کا مقام حاصل کرنا ہے۔ نماز تعلق باللہ قائم کرنے کی ایک سیڑھی ہے لیکن ان حضرات کے نزدیک اصل مسئلہ پیٹ کا ہے۔ یعنی اگر انسان کی بحیثیت مجموعی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے تو وہ جنت حاصل کر لیتا ہے۔

اشتراکیت میں تو خدا کی علانیہ نفی کر دی گئی ہے اور کائنات کی تخلیق محض مادی تغیرات اور حادثات کا نتیجہ خیال کر لی گئی ہے۔ مگر ہمارے ہاں نئے مکتب خیال کے بزرگ خدا کی ہستی کو تو قبول کرتے ہیں۔ مگر اس کو بالکل بے دست و پا کر کے انسانی دنیا سے بالکل علیحدہ کر دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک اب کائنات ایک قانون کے ماتحت چل رہی ہے۔ اور انسان بھی صرف قانون کا پابند ہے۔ ان حضرات کے نزدیک انسان اب بچپن سے نکل کر بلوغ کو پہنچ چکا ہے لہٰذا اب اس کو خارجی اور روحانی سہاروں کی ضرورت نہیں مگر قرآن کے مطالعہ سے حقیقت بالکل اس کے برعکس ثابت ہوتی ہے۔ قرآن کی آیات سے تو یہ مترشح ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی رحمت دامن پھیلائے کھڑی ہے۔ اور ہر درد مند دل کو دعوت دے رہی ہے۔ کہ وہ آغوش الٰہی میں آگرے تا اللہ تعالےٰ اس سے پیار کرے، تسلی دے، اور اس کے اندر راحت اور مسرت کی کیفیت پیدا کرے قرآن کا خدا بار بار انسان کو اپنے آستانہ پر گرنے کی دعوت دیتا ہے۔ خدا کی محبت اور رحمت انسان کی روح کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ بار بار قرآن میں انسان کو تلقین کرتا ہے کہ وہ خدا کے ذکر میں مصروف رہے۔ خدا خود اسے درد کی صدائیں بلند کرنی سکھاتا ہے، رقت اور انکسار کی کیفیت اس پر طاری کرتا ہے۔ اس کا کلام انسان کو ایسی تعلیم دیتا ہے۔ جس کے زیر اثر انسانی روح پگھل پگھل کر بہنے لگتی ہے۔ وہ بے اختیار ہو کر خدا کو اس طرح پکارتا ہے۔ کہ گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ دعوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین ط اس بے اختیار پکار کو نہ صرف خدا سنتا ہے، بلکہ اس کا جواب بھی دیتا ہے اور اسے اپنی ہمکلامی کا شرف بخشتا ہے۔ یہ جو اپنے پیارے حبیب کو رات کو اٹھ اٹھ کر قیام کی تلقین کی جاتی تھی۔ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کی ہدایت ہوتی تھی۔ اس کا یہی مقصد تھا۔ کہ وہ کامل انسان خدا کی ذات میں مدغم ہو جائے۔ ذیل کی آیات ربانی کو پڑھئے اور ہمارے مقصد کو سمجھنے کی کوشش کیجئے:۔

یا ایھا المزمل ۔ قم اللیل الا قلیلا ۔ نصفہ او انقص منہ قلیلا ۔ او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا ۔ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا ۔ ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأ و اقوم قیلا ۔ ان لک فی النھار سبحا طویلا ۔ واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا ۔ رب المشرق والمغرب لا الٰہ الا ھو فاتخذہ وکیلا ۔ واصبر علی ما یقولون واھجرھم ھجرا جمیلا ۔ (مزمل آیات ۱ تا ۱۱)

ترجمہ:۔ "اے اوڑھنے والے رات کو قیام کر سوائے تھوڑے (حصہ) کے (یعنی) اس کا آدھا یا اس سے کچھ کم کرلے یا اس پر بڑھا لے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ ہم تجھ پر ایک عظیم الشان بات کا بوجھ ڈالیں گے بے شک رات کا اٹھنا قیام میں مضبوط تر اور قول میں درست تر ہے۔ دن کو تیرے لئے لمبا شغل ہے اور اپنے رب کے نام کی بڑائی کر اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جا۔ مشرق اور مغرب کا رب ہے سوا اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ سو اسے کارساز بنا۔ اور اس پر صبر کر جو یہ کہتے ہیں اور خوبی سے کنارہ کشی کرتے ہوئے انہیں چھوڑ دے"

قرآن کی رو سے یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ انسان کی فریاد کو براہ راست سنتا ہے۔ اور اسے مصیبت اور درد اور کرب سے معجزانہ رنگ میں نجات دیتا ہے۔ قرآن کے ان الفاظ اور واقعات پر غور فرمایئے۔ کیا یہاں کسی ظاہری قانون کی پابندی کا ذکر ہو رہا ہے۔ فرمایا:۔

ولقد نادٰنا نوح فلنعم المجیبون ۔ ونجینٰہ واھلہ من الکرب العظیم ۔ (صٰفٰت ۷۵-۷۶)

ترجمہ:۔ "اور یقیناً نوحؑ نے ہمیں پکارا سو ہم کیسے اچھے (دعا) قبول کرنے والے ہیں اور ہم نے اسے اور اس کے پیروؤں کو بڑی سختی سے نجات دی"۔

یہ خدا نوحؑ کی فریاد کو سنتا ہے۔ اس نے حضرت یونسؑ کی زاری کو بھی سنا اور اسے مچھلی کے پیٹ سے نجات دی:۔

فلولا انہ کان من المسبحین ۔ للبث فی بطنہ الیٰ یوم یبعثون ۔ (صافات آیات ۱۴۳-۱۴۴)

ترجمہ:۔ "لیکن اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا تو اس کے پیٹ میں رہتا اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں"۔

نبیوں کی ان فریادوں اور التجاؤں کو قرآن نے نقل کر کے درحقیقت ہر انسان کو سبق سکھایا ہے۔ کہ وہ خدا کے در پر گریں۔ تاکہ ان کی فریاد سنی جائے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم معبودان باطلہ کے بالمقابل قرآن کی زبان میں یہ چیلنج نہ دے سکتے تھے:۔

"لہ دعوۃ الحق ط والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ ط وما دعاء الکٰفرین الا فی ضلٰل ۔ (رعد آیت ۱۴)

ترجمہ:۔ "سچی دعا اسی کے لئے ہے۔ اور وہ جنہیں اس کے سوا پکارتے ہیں وہ انہیں کوئی بھی جواب نہیں دیتے مگر اس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلاتا ہے۔ تاکہ وہ اس کے منہ تک آ پہنچے اور وہ اس تک پہنچنے والا نہیں اور کافروں کی دعا ضائع ہی ہوگی"۔

www.aaiil.org

ہاں اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے حضور کی گئی دُعا قبول ہو جاتی ہے اور خدا کو پکارنے والا جواب حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس کا قلب نورِ اطمینان سے پُر ہو جاتا ہے۔

اگر خدا سے انسان کو شرف ہمکلامی نہ مل سکتا تو قرآن کے اندر اتنا بڑا دعوےٰ اتنی بڑی تحدی کے تمام دنیا کے سامنے نہ پیش کیا جاتا۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (بقرۃ ۱۸۶)

ترجمہ:- اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو بے شک میں قریب ہوں میں دُعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ میری فرمانبرداری کریں اور چاہیئے کہ مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔"

حقیقت یہ ہے۔ کہ تسبیح و تہلیل اور یکسو ہو کر عبادت الٰہی کرنے سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:-

" وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝

(ق - ۴۱)

ترجمہ:- اور اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر سورج کے نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔ اور رات کے حصّہ میں بھی اس کی تسبیح کر اور نماز کے پیچھے بھی"

الصلوٰۃ اسلام میں ایک خاص طریقہ عبادت ہے۔ اور اس میں کچھ ریاضت کا پہلو بھی شامل ہے۔ اس کے اندر رُوح سے ندائیں اُٹھتی ہیں۔ اور انسان کے قلب سے التجائیں اللہ کی طرف صعود کرتی ہیں۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے قلب منوّر ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں واردات باطنی پیدا ہوتی ہے۔ یہ صرف ظاہرا قانون کی پابندی کا نام نہیں۔ مزید ارشاد الٰہی سنیئے:-

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل ۷۹)

ترجمہ:- سُورج کے ڈھلنے سے (شروع کر کے) رات کے اندھیرے تک نماز کو قائم رکھ اور صبح کے قرآن کو (بھی) بے شک صبح کے قرآن میں حضور ہوتا ہے۔ اور رات کے حصہ میں اس کے ساتھ جاگتا رہ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہے امید ہے کہ تیرا ربّ تجھے بڑی تعریف کے مقام پر کھڑا کرے"

ان آیات میں پانچوں نمازوں کی فرضیت ثابت ہوتی ہے یہاں کسی قانون فطرت یا اخلاق کے کسی ضابطہ کی پابندی کی تلقین نہیں کی جا رہی بلکہ خدا سے قرب حاصل کرنے کا درس دیے رہے ہیں اور مقامِ محمود حاصل کرنے طریقے سکھائے جا رہے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے نہایت بیقراری اور اضطراری حالت میں خدا کو پکارا وہ کسی مادی قانون کی پیروی نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ وہ اپنی رُوح کو پگھلا کر پانی کی طرح بارگاہ ایزدی میں بہا رہا تھا۔ اس کی روح کی کیفیت کا قرآن کریم نے یوں نقشہ کھینچا ہے:-

" وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِیْنَ (انبیاء ۸۴)

ترجمہ:- ایوبؑ کو بھی اپنے فضل کا مورد بنایا جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے۔ اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھکر ہے۔ تو ہم نے اس کی (دعا) قبول کی جو اسے تکلیف تھی وہ دُور کر دی اور ہم نے اسے اس کے اہل دیئے۔ اور ان کی مثل اُن کے ساتھ اور (بھی دیئے) یہ ہماری طرف سے رحمت تھی۔ اور عبادت کرنے والوں کے لئے یاد دلانے کو ہے۔"

اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر آگے اسی سورت میں آیا ہے:-

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(انبیاء ۸۸)

ترجمہ:- اور مچھلی والے کو جب وہ (قوم پر) ناراض ہو کر چلا گیا اور اسے یقین تھا کہ اس پر تنگی نہیں کریں گے۔ پس اس نے مشکلات میں پکارا کہ تیرے سوائے کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ بے شک میں (اپنے اوپر) ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔ سو ہم نے اس کی (دعا) قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔"

گویا حضرات انبیاءؑ کی طرح مومنوں کی فریادیں بھی سُنی جاتی ہیں۔ اسی طرح حضرت زکریاؑ نے بے قراری سے ندائیں بلند کیں اور فریاد کی کہ اے خدا مجھے .... اکیلا نہ چھوڑنا مجھے نیک وارث عطا فرما۔ تو خدا نے اس کی فریاد کو سُنا اور یحییٰؑ جیسا پاکیزہ بیٹا عطا فرمایا۔ جیسا کہ مذکور ہے:-

وَزَكَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ۝

(انبیاء ۹۰)

ترجمہ:- اور زکریاؑ کو جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا، میرے ربّ مجھے اکیلا نہ چھوڑ یو اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ سو ہم نے اس کی (دعا) قبول کی اور اسے یحییٰ دیا اور اس کی بی بی کو اس کے لئے اچھا کر دیا بلاشبہ وہ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں امید اور خوف سے پکارتے تھے۔ اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔"

یہ عاجزیاں یہ انکساریاں، یہ تضرع اور الحاح۔ یہ درد کی چیخیں اور ندائیں اللہ تعالےٰ سے براہ راست ہو رہی ہیں اور انہیں براہ راست سُنا جا رہا ہے اور قبول کیا جا رہا ہے یہ کسی تمدن کے اصُول کی ظاہر پابندی نہیں۔ یہ روحانی آوازیں روح کی گہرائیوں سے اُٹھتی ہیں اور عرشِ معلّیٰ تک پہنچتی ہیں۔ اصل صلوٰۃ یہی ہے لیکن اس کی حقیقت کو مٹانے کی ہمارے تجدّد پسند دوست کوشش کر رہے ہیں۔

جن واردات باطنی کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے وہ صرف انبیاءؑ سے مختص نہیں۔ بلکہ تمام مسلمین مومنین قانتین صادقین اور ذاکرین کے لئے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے کاملین مطہرین سے ہمکلام ہوتا ہے۔ ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ انہیں بشارتیں دی جاتی ہیں، اور جو کچھ وہ چاہتے ہیں۔ انہیں دیا جاتا ہے۔

ہمارا چیلنج ہے کہ قرآن کے سوا دنیا کی کسی الہامی یا غیر الہامی کتاب میں ایسا پُر مسرت اور امید افزا کلام ہرگز ہرگز نہیں ملے گا۔ اس پیغام ربانی کو پڑھیے اور زاویہ نگاہ بدل دیجئے۔ سبحان اللہ کیا مسرت افزا اور انبساط انگیز کلام ہے:-

" اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝

نزلاً من غفور رحیم ٥

(سجدہ ع ۳۲)

ترجمہ:- "وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر سیدھی راہ پر لگے رہتے ہیں ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور اس جنت کی خوشخبری لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے ولی ہیں اور تمہارے لئے اس میں (وہ سب کچھ) ہے جسے تمہارے دل چاہیں۔ اور تمہارے لئے اس میں (وہ سب کچھ) ہے جو تم مانگو (یہ) مہمانی بخشنے والے رحم کرنے والے اللہ کی طرف سے (ہے)"

اسے بار بار پڑھیئے اور دل سے مایوسیوں کے غبار دور کر دیجئے۔ یہ تو اپنے مولا سے دوستی، محبت اور بے تکلفی کے پیغامات ہیں۔ اور اسی پیغام کو سورۃ یونس میں بڑے پُرجلال الفاظ میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:-

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ٥ الذین امنو وکانوا یتقون ٥ لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمٰت اللہ ذالک ھو الفوز العظیم ٥

(یونس - ۶۲ تا ۶۴)

ترجمہ:- "سن لو کہ اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے رہے۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بشارتیں ہیں۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔"

اس آیت شریفہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے قانون کو بیان کر دیا ہے۔ کہ وہ اولیاء اللہ کو بشارتیں دیتا ہے۔ اور قیامت تک کے لئے دیتا رہے گا اور اس کا یہ قانون ابدی اور استمراری ہے۔ اور انسان جب اس بلند مقام پر پہنچتا ہے۔ تو قرآن کریم کے الفاظ میں وہ فوز عظیم کے نام سے منسوب ہوتا ہے اس قانون کے خلاف پراپیگنڈے کرنے والے انسانیت کو فوز عظیم سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ مکالمہ مکاشفۂ الٰہیہ ہی انسان کی اصل کامیابی ہے۔

درخواست دعا - ٹرینیڈاڈ (؟) گیانا سے محترم عبدالرحیم حگو صاحب لکھتے ہیں:-

"ان دنوں زیادہ وعظ وتقریر کرنے سے مجھے شدید تکلیف حلق کے اندر ہو گئی ہے ڈاکٹر کی ہدایت ہے کہ میں کچھ دنوں کے لئے بولنا بند کر دوں بہت صدمہ ہو رہا ہے کہ تبلیغی کاموں کو بند کرنا ہوگا احباب جماعت سے میری گذارش ہے کہ اس تکلیف نے نیکی کے کاموں میں جو رکاوٹ ہو رہی ہے اسکے دور ہونے اور میری صحت کیلئے خدا کے حضور دعا فرمائیں۔"

مکتوب امریکہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

۱۲ دسمبر کو ہم سان فرانسسکو پہنچ گئے۔

افسوس ہے کہ ہمارے مشن کا کوئی مکان نہیں ہے۔ اگر انجمن پندرہ ہزار ڈالر جو بلڈنگ فنڈ کے یہاں جمع ہیں۔ دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ تو ایک بلڈنگ جس میں کئی ایک اپارٹمنٹ ہوں گے۔ اور جس کی قیمت پچاس ہزار ڈالر ہو گی۔ خریدی جا سکتی ہے۔ اور پھر اس بلڈنگ کے ایک حصہ کو مشن کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور باقی حصہ کے کرایہ سے یہ بلڈنگ دس سال کے اندر واگذار.... ہو سکتی ہے۔ امید ہے کہ ارکان جماعت اس طرف دھیان دیں گے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی تصنیف Muhammad in world scriptures تقریباً مکمل ہو چکی ہے لیکن طباعت کا انتظام امریکہ میں نہیں ہو سکتا پاکستان سے کسی پریس بندوبست کیا جا رہا ہے۔

خاکسار - محمد عبداللہ

تبلیغ بلاد غیر (بسلسلہ صفحہ ۲)

انڈونیشیا:

ترجمہ خط از آفندی غزالی لائبریری ڈیپارٹمنٹ انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ مجھے آپ کا قیمتی وقت لینے اور تکلیف دینے سے معاف فرمائیں گے۔ میں انڈونیشین مسلم سٹوڈنٹ یونین ڈیپارٹمنٹ لائبریری کی طرف سے گذارش کرتا ہوں کہ ہمیں ہماری لائبریری کے لئے اپنی کتب مہیا فرمائیں۔

ہماری لائبریری میں آنے والے اصحاب آپ کی کتب سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔

امید ہے آپ میری اور تمام لوگوں کی گذارشات پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے۔

بہت بہت شکریہ

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں)

(غلام قادر)

www.aaiil.org

پریمیئر کی مصنوعات کا امتیازی نشان

سٹار برانڈ
پریمیئر کی مصنوعات
جو
عمدگی اور پائیداری کی وجہ سے پاکستانی اور غیر ملکی منڈیوں میں مقبول ہیں

پریمیئر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائلپور
فون نمبر ۲۱۶۶ - ۲۱۰۲

کلمات طیبات حضرت مسیح موعودؑ

(بسلسلہ صفحہ نمبر اوّل)

اور اس کی بدی کی قوتوں اور نفسانی جذبات پر خدا تعالے کے مکالمات اور مخاطبات سے ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ شیطانی زندگی سے نکل کر ملائکہ جیسی زندگی بسر کرنے لگتا ہے۔ اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ارادے اور اشارے پر چلنے لگتا ہے۔ اور جس طرح کوئی شخص آتش سوزندہ کے نیچے بدکاری نہیں کر سکتا اسی طرح جو شخص خدا تعالے کی جلالی تجلیات کے نیچے آتا ہے اس کی شیطنت مر جاتی ہے۔ اور اس کے نفسانی سانپ کا سر کچلا جاتا ہے۔ پس یہی وہ یقین اور معرفت ہوتی ہے۔ جس کو انبیاء آکر دنیا کو عطا کرتے ہیں اور جس کے ذریعہ سے لوگ گناہ کی زندگی سے نجات حاصل کر کے پاک زندگی پا لیتے ہیں۔ اسی طریق پر خدا تعالے نے مجھے مامور کیا ہے اور میرے آنے کی یہی غرض ہے کہ میں دنیا کو دکھا دوں کہ خدا موجود ہے اور وہ جزا اور سزا دیتا ہے ۔

(الحکم جلد ۵ ص۲۶)

خطبہ جمعہ - بسلسلہ صفحہ ۶
نماز جمعہ کے متعلق

ایک بات میں اور کہنا چاہتا ہوں، جمعہ کی نمازیں جو لوگ دیر سے آتے ہیں وہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ہر شخص یہ سمجھ لیتا ہے کہ نماز میں تو جا ہی ملیں گے، یہ ٹھیک نہیں، یہ آدمی تو اپنی جان کو بھی نقصان پہنچاتا ہے اور دوسروں کے لئے ایک گندی مثال قائم کرتا ہے۔ قرآن کریم میں دیکھا ہی اذا نودی للصلوٰۃ

(باقی صفحہ ۱۲ انتہا کے نیچے)

پیغام صلح یکم مارچ ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۹

(بقیہ صفحہ ۱۱) من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع جب نماز کا وقت آجائے تو اس کیلئے جلدی آنیکی کوشش کرو اور تمام کاروبار خرید و فروخت چھوڑ دو۔ تو خدا کے حکم کو ایک طرف اور کارخانہ یا دوکانداری کو ایک طرف رکھو اور دیکھو کہ کس قدر خدا کے احکام پر عمل کرتے ہو۔ میں پھر دوہراتا ہوں کہ خدا کے احکام کی عزت کرنا سیکھو، نماز کی پابندی اختیار کرو اور جمعہ میں سب کاروبار چھوڑ کر وقت پر پہنچنے کی کوشش کرو۔

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

پیغامِ صلح

ہفت روزہ — لاہور

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲، تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر:- ۳۷۳۷

ایڈیٹر:- دوست محمد

جلد ۴۸ | یوم سہ شنبہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۰

ارشاداتِ نبوی

(غلام قادر عفی عنہ)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

(۱)- عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لتأمرنّ بالمعروف ولتنهون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عقاباً منه ثم تدعونه فلا یستجیب لکم- اخرجه الترمذی-

ترجمہ:- حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگ اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیا کرو اور بُرے کاموں سے منع کرتے رہو (یعنی تبلیغ و اشاعت کا کام باقاعدہ سر انجام دیتے رہو) ورنہ (اگر تم نے اعلاء کلمۃ اللہ کو چھوڑ دیا تو) قریب ہے کہ خدا تعالیٰ تم پر ایسا (دائمی) عذاب نازل فرمائے گا کہ تمہاری دعائیں (اس عذاب کو نہ ٹال سکیں گی) اور کبھی منظور نہ ہوں گی-

نوٹ:- مسلمانوں کے ادبار و نکبت کا سبب تبلیغ کا چھوڑ دینا ہی ہے- تبلیغ اسلام سے اخلاق بھی اچھے رہتے اور اعمالِ صالح کی توفیق بھی ملتی ہے- قرآن کو دنیا میں پیش کرو دنیا کی نجات اسی سے وابستہ ہے -

نورِ فرقاں نہ تافت است چناں ٭ کو بماند نہاں ز دیدہ وراں
آں چراغِ ہدیٰ ست دنیا را ٭ رہبرو رہنما ست دنیا را
مخزن رازہائے ربانی ٭ از خدا آلۂ خداوانی (مسیح موعودؑ)

تقویٰ اللہ

(۲) عن ابی ذر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لاعلم آیۃ لو اخذ الناس بها لکفتهم - ومن یتق اللہ یجعل له مخرجاً و یرزقه من حیث لا یحتسب - مشکوٰۃ کتاب الرقاق

ترجمہ:- ابی ذر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق میں جانتا ہوں ایک آیت کے متعلق اگر اس پر لوگ عمل کریں تو اللہ تعالیٰ اُن کے لئے کافی ہے وہ آیت یہ ہے :-

جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسے مصائب اور مشکلات

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

صرف خدا تعالیٰ پر یقینِ کامل ہی گناہوں سے بچنے کا واحد ذریعہ ہے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ بات کہ محض اس یقین ہی کے ذریعہ سے انسان پاک زندگی بسر کر سکتا اور گناہ کی موت سے بچ سکتا ہے ایسی بدیہی ہے کہ جس کے لئے ہمیں کسی منطقی دلیل کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ خود انسان کی فطرت اور روزمرہ کا تجربہ اور مشاہدہ اس کے لئے زبردست گواہ ہیں- کہ جب تک یہ یقین کامل نہ ہوگا- کہ خدا ہے- اور وہ گناہوں سے نفرت کرتا ہے اور ان کی سزا دیتا ہے تب تک کوئی دوسرا حیلہ کسی صورت میں کارگر نہیں ہو سکتا- کیونکہ یہ ہمارا روزانہ مشاہدہ ہے- کہ جن اشیا کی تاثیرات کی عمدگی کا ہمیں علم ہو، ان کی طرف ہم کس طرح دوڑ کر جاتے ہیں- اور جن چیزوں کو ہم اپنے وجود کے لئے خطرناک زہر خیال کرتے ہیں- ان سے کیسے بھاگتے ہیں- مثال کے طور پر دیکھو- اس جھاڑی میں (ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کر کے) اگر ہمیں یقین ہو- کہ سانپ بیٹھا ہے- تو کیا کوئی شخص ہم میں سے ایسا ہوگا- جو اس میں اپنا ہاتھ ڈالے یا اس کے نزدیک قدم رکھے- ہرگز نہیں- بلکہ اگر کسی سوراخ میں سانپ کی موجودگی کا معمولی سا بھی وہم ہو تو انسان کو اس کے نزدیک سے گذرنے میں بھی ہر وقت مضائقہ ہوگا- اور طبیعت خود بخود اس طرف جانے سے رکے گی- اسی طرح زہروں کی بابت مثلاً اسٹرکنیا- جب ہمیں علم ہوتا ہے کہ اس کے کھانے سے انسان مر جاتا ہے تو کس طرح اس سے ڈرتے اور بچتے ہیں- اسی طرح اگر گاؤں کے ایک حصہ میں طاعون ہو تو اس محلہ کے نزدیک تک ہم نہیں جاتے- اور دور بھاگتے ہیں- اور اس محلہ میں قدم رکھنا آتشیں تنور میں گرنا سمجھتے ہیں- اب اگر غور کیا جائے- کہ وہ کیا بات ہے- جس نے ہمارے دل میں اتنا خوف اور ہراس پیدا کیا کہ کسی صورت سے بھی دل اس طرف جانے کا ارادہ نہیں کرتا- تو صاف پتہ لگ جائے گا- کہ وہ صرف یقینِ کامل ہی ہے جو ان کی مضر تاثیرات پر ہو چکا ہے- اسی قسم کی اور بے شمار نظیریں ہم دے سکتے ہیں جو روزمرہ زندگی میں پیش آتی ہیں- اب یہ بحث کہ آیا گناہوں سے بچنے کا صرف یہی ذریعہ ہے یا کوئی اور بھی ہو سکتا ہے بالکل بے سود اور بے معنی ہے- کیونکہ جب تک الٰہی تجلیات سے اور گناہوں کے زہر اور ان کے خطرناک نتائج کا ایسا پورا علم نہ ہو، جو یقینِ کامل تک پہنچا ہوا ہو تب تک گناہ سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی، یہ بات صرف خیالی اور بے معنی ہے کہ کسی کا خون انسان کو گناہ سے پاک کر سکتا ہے- خون یا خودکشی کا گناہ سے پاکیزگی دینے سے کسی طرح تعلق نہیں ہے- یہ گناہ کے دُور کر دینے کا ذریعہ نہیں ہو سکتا- ہاں اس سے گناہ ضرور پیدا ہو سکتا ہے

www.aaiil.org

تبلیغ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

{ انچارج تبلیغ بلادِ غیر }

ترجمہ خط از مسٹر داؤد سیڈ و ایتھلون کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تاخیر جواب کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

مجھے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی کہ مسٹر ناصر احمد سفیری اور مکی پبلیکیشن کی خط وکتابت کو لائٹ میں شائع کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اب مکی پبلیکیشن والوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کا چیلنج بغیر جواب کے نہیں رہا۔

اختلافات جماعت جو ۱۹۱۴ء میں ہوا اس پر اردو انگریزی لٹریچر بھیجدیں تو مہربانی ہوگی۔

یہاں لوگوں میں احمدیت مقبول ہو رہی ہے اور عزت کی نظر سے دیکھی جارہی ہے۔

مسٹر ابراھیم جیکب آباد کی طرف سے ایک پونڈ کا پوسٹل آرڈر قبول فرمائیں (پوسٹل آرڈر مل گیا ہے) انہیں فوٹو ترجمہ بھجوا دیا ہے۔

مسٹر عبدالکریم ڈنی کا ممبرشپ سرٹیفکیٹ واپس بھیجا جا رہا ہے اس میں غلطی رہ گئی ہے (نیا بھیجا گیا ہے)

مسٹر ناصر احمد صاحب کا بہت بہت شکریہ۔ ان کی چٹھی ۱۲/۵۹ مل گئی ہے۔

۲/۱۳ کو ہم مجلہ نمبر شائع کر رہے ہیں اور ٹائٹل پیج پر حضرت مسیح موعودؑ کا فوٹو شائع کریں گے۔

اگر آپ مختلف مساجد کے فوٹو ارسال کریں جو ہماری انجمن نے تعمیر کی ہیں تو انہیں ہم اپنے رسالہ میں شائع کریں گے۔

(جواب خط اور لٹریچر بھیجا جارہا ہے۔ غلام قادر)

فلپائن

ترجمہ خط از آمنہ محمد کوتا باتو۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اپنے ہر خط کا تسلی بخش جواب بلا تاخیر مل جاتا ہے۔ میں دن رات اسی فکر میں رہتی ہوں کہ کسی طرح مجھے انجمن کے تبلیغی کاموں میں ممد ومعاون ہونے کا اللہ تعالے موقع عنایت فرمائے۔ پاکستان ایمبیسی اگر مجھے وظیفہ عنایت فرمائے تو میں پاکستان میں پہنچکر اپنی تعلیم کی تکمیل کرلوں اور میں انجمن کے تبلیغی کاموں اور لٹریچر تقسیم کرنے کا کام اپنے ذمہ لے لوں۔ پاکستان ایک بابرکت ملک ہے۔

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ مجھے محترم بہن نسیمہ کے ساتھ تعارف ہوگیا ہے اور یہ بھی آپ کی طفیل۔ میں آپ کی بہت مشکور ہوں۔

میں اپنا فوٹو آپ کو بھیج رہی ہوں تاکہ آپ اپنی فلپائنی بہن کو دیکھ لیں۔ (انہیں جواب خط اور کچھ لٹریچر بھیجا جارہا ہے۔ غلام قادر)

نیو جرسی (امریکہ)

ترجمہ خط از مسٹر جے ٹون سینڈ (مصطفےٰ علی) نیو جرسی امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۲۱/۱/۵۹ موصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔ مجھے ایک کاپی قرآن شریف، ایک کاپی محمد دی پرافٹ اور پانچ کاپیاں انٹروڈکشن قرآن مجید اور حدیث مل گئی ہیں۔

الحمدللہ کہ تیس روپے کی رقم جو میں نے بھیجی تھی آپ کو مل چکی ہے۔

کچھ عرصہ ہوا میرا نیویارک کے کتب فروش کی دوکان میں جانا ہوا میں نے وہاں مسلم کیٹیکزم دیکھی، میں نے خیال کیا کہ بچوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی، یہ نسیم سیفی صاحب چیف مشنری مغربی افریقہ کی تصنیف کردہ کتاب ہے جو لیگوس نائیجیریا اسلامک لٹریچر ۴۵ - آئی ڈمیگبو (احمدیہ بک شاپ) کی شائع کردہ ہے۔

میں نے انہیں ان کتب کا آرڈر دیا مگر انہوں نے کوئی تعمیل ہی نہ کی۔

مجھے یقین ہے کہ آپ اس حالت سے بخوبی واقف ہیں جس میں سے Men of Colour رنگ کی بناء پر ہم لوگ امریکہ میں گذر رہے ہیں اور اس ملک کے مسلمانوں کے مذہبی تعصب سے بھی آپ واقف ہیں کیونکہ ہم لوگ احمدیہ موومنٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ امر قابل افسوس ہے کہ افریقہ کے احمدیہ موومنٹ سے تعلق رکھنے والے بھی ہم امریکن احمدیوں سے ایسا سلوک روا رکھتے ہیں۔

بہرحال ہم تو اپنا کام کرتے چلے جائیں گے۔ میں صرف آپ سے اور ووکنگ سے آئندہ خط وکتابت کو جاری رکھوں گا۔

ٹیچنگز آف اسلام کی بارہ عدد کاپیوں کی قیمت، تحریر فرمائیں۔ (انہیں خط کا جواب اور لٹریچر بھیجا جارہا ہے غلام قادر)

ٹوکیو (جاپان)

ترجمہ خط از مسٹر ایاس ٹی سکومو ڈائریکٹر انٹرنیشنل مسلم ایسوسی ٹوکیو جاپان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں معافی کا خواستگار ہوں کہ آپ کے مکتوب گرامی کا فی الفور جواب نہ بھجوا سکا۔

ہمیں ارلی کیلیفٹ اور مینوئل آف حدیث مل گئی ہیں بہت بہت شکریہ یہ بڑی بلند پایہ کتب ہیں۔

اس نئے سال میں ہم اپنے لائحہ عمل کی تکمیل میں بہت مصروف ہیں وہ یہ ہے کہ عربک جاپانی کا مسودہ مرتب کر لئے ہیں۔ جب یہ اہم اور بہت وسیع کام ختم ہو جائے گا تو پھر ہم مینول آف حدیث کا آپ کی تائید اور ہدایت کے مطابق ترجمہ شروع کردیں گے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی جاپانی لوگوں کو بہت ضرورت ہے۔

مجھے امید ہے کہ اس ملک کے مسلم اور غیر مسلم برادر اس کتاب کو بہت پسند کریں گے اور مستفید ہوں گے۔

(انہیں جواب خط اور مزید لٹریچر بھیجا جارہا ہے غلام قادر)

نائیجیریا

ترجمہ خط از سلیمان ایف لولگن الیشیا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اطلاعاً عرض ہے کہ میں نے قرآن شریف اور اسلامک لٹریچر کے مطالعہ میں بہت کافی عبور حاصل کر لیا ہے میں ارشادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مستفید ہوا۔ چنانچہ حضور صلعم کی ایک حدیث کے مطابق:—

"جو طلب علم کے لئے گھر بار چھوڑ کر سفر کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالےٰ کے راستہ پر چلتا ہے"

میں نے نہ صرف روحانی طور پر بلکہ علمی طور پر اور اخلاقی طور پر بہت ترقی کرلی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے قرآن شریف انگریزی ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ ساتھ عربی بھی پڑھ رہا ہوں پیشتر ازیں اگرچہ آٹھ سال تک میں قرآن کریم اسکول میں پڑھتا رہا مگر قرآن کے ایک لفظ کے مطالب سے بھی ناواقف تھا۔

میں جارج سیل اور دیگر عیسائی مفسرین قرآن کے ترجمے پڑھ رہا ہوں۔ ان تراجم میں بہت غلط بیانیاں کی گئی ہیں جارج سیل کا یہ دعوے ہے کہ اس نے اپنے ترجمہ میں بیضاوی الخیالی ابن اسحاق جلال الدین اور زمخشری کو مدنظر رکھا ہے۔

ہم یہاں اشاعت اسلام سوسائٹی کی بنیاد رکھ رہے ہیں اللہ تعالےٰ سے ہماری کامیابی کے لئے دعا فرمائیں کہ ہم اس اہم فریضہ کو کما حقہ' ادا کرتے رہیں۔

آپ کا شائع کردہ کتابچہ موسومہ "مرزا غلام احمد" میں نے ایک دوست کے پاس دیکھا یہ کتابچہ احمدیت کے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے میں بہت مفید ثابت ہوگا۔

مجھے بھی اس رسالہ کی چند کاپیاں بھیجکر مشکور فرمائیں اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کے مشن کو سال ۱۹۶۰ء مبارک فرمائے۔ (انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

خط وکتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں،
(مینجر پیغام صلح)

www.aaiil.org

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"

گذشتہ اشاعت میں ہم نے بعض عیسائی مشنریوں کے اس غلط طریق تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے کہ وہ دعا کے ذریعہ اندھوں، لولوں اور لنگڑوں کو اچھا کر سکتے ہیں، انہیں متنبہ کیا گیا تھا کہ یہ وہ ناجائز ہتھکنڈے ہیں جو بعض سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اختیار کئے گئے ہیں انہیں چاہیئے کہ ایسے ناجائز ہتھکنڈوں سے اجتناب کر کے سیدھے سادے طرز پر اپنے مذہبی اصولوں کو پیش کرنے کا طریق اختیار کریں، اگر کوئی صداقت و معقولیت اُن کے اندر ہوگی تو سننے والے خود بخود متاثر ہونگے۔

لیکن افسوس کے ساتھ ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ جہاں تک معقولیت اور دلائل کا سوال ہے، موجودہ مسیحی مذہب اس سے بالکل عاری ہے، یہ ہم نہیں کہتے، فرانسس گب نامی ایک مسیحی کا لکھا ہوا انگریزی مضمون اس وقت ہمارے سامنے ہے جو ۱۹ر فروری ۱۹۶۶ء کے ہفت روزہ "لائٹ" میں شائع ہوا ہے، اس مضمون میں گب صاحب ایک مسلمان خاتون مس لطف قاضی کی کتاب "اسلام اینڈ کرسچینٹی" کے مسیحی اصولوں پر اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اگر سوال یہ ہے کہ کیا عقل کو مذہبی امور کے لئے جج بنایا جا سکتا ہے؛ جب سے عظیم جرمن مفکر امینک کینٹ کی معرکۃ الآراء کتاب The Critique of Pure Reason شائع ہوئی ہے، زیادہ سے زیادہ فلاسفر اس نقطہ نگاہ کی طرف آ رہے ہیں کہ عقلِ خرد صرف ایک ایسا ہتھیار ہے جو انسان کو اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ عالم دنیوی میں اپنے تعلقات کو سمجھنے اور انہیں ٹھیک کرنے کی اہلیت پیدا کرے، دوسرے عالم کو عقل کے ذریعہ سے سمجھنے کی کوشش کرنا ایسا ہی ہے جیسے نظامِ شمسی کے مدار کو فٹ رول سے ماپنے کی یا کسی ستارے کو ترازو سے تولنے کی کوشش کی جائے۔ کسی مذہب کے معتقدات کی صداقت ایک مذہب کی دوسرے پر برتری سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں، یہ ایسا سوال ہے جس کا عقل کے ذریعہ حل ہونا مشکل ہے۔"

دیکھا آپ نے؟ گویا مسٹر گب کے نزدیک بھی معتقدات عالمِ اُخروی کے ان اسرار سربستہ میں سے ہیں، جن کی حقیقت کو عقل سمجھ نہیں سکتی۔ جن یورپین فلاسفروں کا ذکر مسٹر گب نے اپنے اس خیال کی تائید میں کیا ہے، جہاں تک ہم سمجھتے ہیں، وہ ان اسرار سربستہ کو عقل کے ذریعہ معلوم کرنے سے انکاری ہیں جو اُخروی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں، جہاں تک مذہبی معتقدات کا سوال ہے جو موجودہ دنیوی زندگی سے متعلق ..... ہیں، ان کی معقولیت تک عقل کے پہنچنے سے انکار کرنا کسی دانشمند انسان کا کام نہیں اگر کوئی فلاسفر ایسا کہتا ہے تو اس کی عقل و دانش پر ماتم کرنا چاہیئے، نہ یہ کہ اسے اس بات کی تائید میں پیش کیا جائے کہ مذہبی معتقدات عقل سے جانچے ہی نہیں جا سکتے، انسان کو عقل محض دنیوی امور کے جانچنے اور اس دنیا کے روابط و تعلقات کو درست کرنے کے لئے ہی نہیں دی گئی بلکہ ہمارے مذہبی معتقدات جو ہمارے اعمال و افعال پر اثر انداز ہو سکتے ہیں، اور جن پر عمل کر کے ہم ایک پاکیزہ اور صالح زندگی بسر کرنے کے قابل بن سکتے ہیں، عقل و دانش کے عین مطابق ہونے چاہئیں، اسی لئے قرآن کریم نے بار بار افلا یتدبرون، افلا یعقلون کہہ کر اپنی تعلیمات کو عقل و دانش کی کسوٹی پر پرکھنے کے لئے اپیل کی ہے، یہ مسیحی معتقدات ہی ہیں، جو اس کسوٹی پر پورے نہیں اترتے اور اس لئے جس کسوٹی کو مسٹر گب نے پیش کیا ہے کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" تو مسیحیت ہی اس پر پوری نہیں اترتی۔ جس درخت کا پھل یہ ہو کہ اس کے مذہبی معتقدات کی معقولیت کو عقل و دانش سے ثابت نہیں کیا جا سکتا، اس کو کون دانشمند پسند کر سکتا ہے۔

مسٹر گب نے اپنے مضمون میں مسیحی درخت کے بعض اور پھل پیش کئے ہیں، جو اُن کے نزدیک اسکی صداقت کا روشن ثبوت ہیں، ہم اُن کا تجزیہ آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ کریں گے۔

اخبار احمدیہ

ایک مبارک تقریب

۲۵ر فروری۔ میاں غلام شبیر صاحب تمیم ایڈیشنل کمشنر محکمہ مالیات کی صاحبزادی طاہرہ پروین کا نکاح بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر میاں ریاض احمد صاحب ولد میاں نوازش علی صاحب سے ہوا۔ خطبہ نکاح مرزا مظفر بیگ ساجد صاحب مبلغ اسلام نے پڑھا۔ یہ تقریب سعید "رسول منزل" جھنگ میں ادا کی گئی۔ معززین کی کافی تعداد موجود تھی۔ جن کی تواضع پُرتکلف ماحضر سے کی گئی۔ دولہن کے والد محترم نے پچاس روپیہ مرکزی انجمن کو پیش کرنے کا وعدہ فرمایا۔ (نامہ نگار)

شکرانہ

حضرت کرمانوالہ چک ۵۶/2-L تحصیل اوکاڑہ سے محترمہ رشیدہ بیگم دختر چوہدری احمد علی صاحب لکھتی ہیں کہ میرے والد چوہدری احمد علی صاحب کو ایک عظیم حادثہ پیش آیا جس میں محض اللہ تبارک و تعالے کے فضل و کرم سے وہ بال بال بچ گئے، (فالحمد للہ) اس خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ بطور شکرانہ انجمن کی نظر کئے جاتے ہیں۔

درخواست دُعا

لورہ ضلع نواب شاہ (سندھ) سے عزیز احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"بندہ آجکل کچھ زمین کے جھگڑوں میں اُلجھا ہوا ہے اور بیمار بھی رہتا ہے، دُعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالیٰ ان الجھنوں کو دُور فرمائے اور صحت عطا فرمائے۔"

سگ گزیدہ کے لئے دُعا

پشاور سے مولوی عبدالباقی صاحب لکھتے ہیں:۔

"پچھلے دنوں جماعت احمدیہ بڈھ بیر کے رُکن مسمیٰ عبدالرحیم صاحب کے فرزند مسمیٰ فضل کریم کو باؤلے کُتے نے کاٹ لیا ہے۔ اگرچہ مسمیٰ مذکور اس کے شدید حملے سے بچ گیا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے مضر اثرات کا احتمال ہے۔ لہٰذا وہ بزرگان و احباب سلسلہ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس کی صحت کامل کے لئے رمضان مبارک میں دعا کی جاوے۔ نوجوان مذکور دسویں جماعت کا امسال امتحان دے رہا ہے۔ از راہ نوازش اس کی صحت اور امتحان مذکور میں کامیابی کے لئے دعا کی تحریک فرمائی جاوے نوازش ہوگی۔"

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے:۔

(۱) غریب اللہ صاحب ولد جعفر علی صاحب۔ اٹل پور

(۲) عبدالکریم صاحب ولد عبدالحکیم سکنہ بھونانوالی ضلع سیالکوٹ

(۳) نجم النساء زوجہ طارق محمود صاحب قریشی ساکن کنڈن سیان ضلع سیالکوٹ۔

(۴) محمد حمید اللہ خان ولد محمد ابراہیم خان۔ سکنہ نادی (جہاز تمبی)

(۵) محمد شفیع ولد رکن الدین۔ بھونانوالی ضلع سیالکوٹ۔

(۶) عبدالصمد خان صاحب ولد عبدالعزیز خان صاحب، زیدہ ضلع مردان

(۷) محمد سلیمان شاکر صاحب ولد منشی محمد امیرالدین مرحوم سکنہ بھوگچھی

ضلع مغربی دیناج پور (ہندوستان)

(۸) چوہدری ڈاکٹر اے ایچ۔ فردوسی۔ بھوگچھی۔ ضلع مغربی دیناج پور

(۹) محی الدین علی ولد بشیر الدین علی۔ جاگر نبتی۔

(۱۰) پاکیزالدین احمد ولد خیرالدین۔ سوتی گاؤں

(۱۱) حلیمہ خاتون زوجہ ڈاکٹر بشیرالدین۔ سوتی گاؤں

(۱۲) شاہدہ خاتون

(۱۳) حلیم الدین ولد امیر بخش

www.aaiil.org

اخبار و افکار

قیامت خیز زلزلہ

مراکش کے ساحلی علاقہ اغادیر میں گذشتہ ہفتہ جو قیامت خیز زلزلہ آیا تھا، اس کی تباہ کاریوں کا حال پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، کس طرح سے ایک بارونق شہر پل کی پل میں کھنڈروں کا ڈھیر بن گیا، اور بے شمار انسانی جانیں جن کا صحیح اندازہ ابھی تک نہیں ہو سکا (آخری اندازہ میں دس ہزار افراد کی ہلاکت کی خبر ہے جن میں کئی سو یورپی باشندے بھی شامل ہیں جو سیر و تفریح کی غرض سے یہاں آئے تھے)۔ ملبہ کے نیچے دب کر موت کے منہ میں چلی گئیں کس طرح بچے کھچے لوگوں اور مجروحین کو خانماں بربادی کا منہ دیکھنا پڑا یہ ایک ایسی المناک داستان ہے جس کو بیان کرنا مشکل ہے۔ آہ! انسان زندگی کی خوشحالیوں اور گہما گہمیوں میں اپنے رب قدیر کو بھول جاتا اور سمجھتا ہے کہ دنیا ہی سب کچھ ہے، اس کے تصور میں نہیں آ سکتا کہ اس قسم کی ہولناک تباہی آناً فاناً اس پر آ سکتی ہے اور خدا تعالیٰ کا غضبناک ہاتھ اس کی ساری خوشیوں اور رنگ رلیوں کو ایک لمحہ میں فنا کر کے اسے ہلاکت کے منہ میں پہنچا سکتا ہے، اس قسم کے ہولناک مناظر انسانی زندگی کے لئے ایک درس عبرت ہیں، کاش ان واقعات کو دیکھ کر اہل دنیا اپنی حالتوں کو بدلنے اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے کی سعی کریں۔

اغادیر کے زلزلہ سے متاثر ہو کر امریکہ، سپین، پرتگال، فرانس اور جرمنی اور بعض دوسرے ممالک نے ہوائی جہازوں اور دیگر ذرائع سے جو زبردست امدادی مہم جاری کی ہے، وہ ہر طرح قابلِ تحسین ہے۔ پاکستان بھی اس موقعہ پر کسی سے پیچھے نہیں رہا اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر پاکستان کی طرف سے شاہ مراکش کو ہمدردی کا پیغام بھیجنے کے علاوہ تین ہزار پونڈ اور دیگر سامان بھی ارسال کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، صدر پاکستان کا پیغام حسب ذیل ہے :-

"اغادیر میں جس انتہائی المناک واقعہ سے بے پناہ جانی و مالی نقصان پہنچا، اس کی اطلاع سے ہمیں سخت صدمہ پہنچا ہے۔ میں حکومت عوام اور اپنی طرف سے اس قیامت خیز زلزلہ میں نقصان اٹھانے والے خاندانوں سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں، خدا انہیں یہ ناقابلِ تلافی نقصان ہمت اور صبر سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

غیر اسلامی فتوے

ٹیونس کے مفتی اعظم کا یہ فتوے جو انہوں نے اپنے صدر حبیب بورقیبہ کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے دیا ہے حیرت و افسوس کے ساتھ پڑھا جائے گا کہ "اگر رمضان میں روزہ رکھنا ملک کی ترقی کے راستہ میں حائل ہو تو روزہ نہ رکھا جائے۔ چنانچہ جن نوجوانوں کو اپنا کام جاری رکھنے کے لئے خوراک کی ضرورت ہے، جن علمائے کرام کو اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تنومند رہنا ضروری ہے اور جن سپاہیوں کو ملک کی آزادی کے تحفظ اور حق و صداقت کی علمبرداری کے لئے میدان جنگ میں لڑنا ہو وہ بے شک روزہ نہ رکھیں"۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است۔ ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ ٹیونس کے صدر بورقیبہ کو ایسی کیا ضرورت پیش آئی کہ اس قسم کے فتوے کا اجرا انہوں نے ضروری سمجھا، ٹیونس کے مفتی اعظم نے تو جو کچھ کہا وہ ہز ماسٹر وائس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اس قسم کے غیر اسلامی فتوے بادشاہوں اور نوابوں کے مفتی صاحبان اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے عموماً دیتے چلے آئے ہیں، لیکن بورقیبہ صاحب کو کیا کہیں جنہیں نوجوانوں، علماء اور سپاہیوں کی تنومندی روزہ کی وجہ سے زائل ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے، آج سے پیشتر تو اس قسم کی شکایت نہ کسی نوجوان کے منہ سے سنی گئی، نہ علماء کی تنومندی میں روزہ کی وجہ سے کبھی کوئی فرق آیا، ہم نہیں سمجھتے کہ ٹیونس کے علماء کو کونسے انوکھے فرائض منصبی درپیش ہیں جن سے عہدہ برآ ہونے میں روزہ خلل انداز ہوتا اور ان کی تنومندی کو زائل کر دیتا ہے، روزہ کے دنوں میں علماء علی العموم سحری و افطار کے وقت زیادہ خوراک کھا کر اور زیادہ تنومند ہو جاتے ہیں۔ البتہ سپاہیوں کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ جنگ کے موقعہ پر روزہ رکھنا ان کے لئے تکلیف مالا یطاق کا موجب ہوگا۔ اگرچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کے بعد بھی مسلمان سپاہی روزہ رکھ کر میدان جنگ میں جاتے اور بعض وقت خوراک نہ ملنے پر پیٹ پر پتھر باندھ کر نبرد آزما ہوتے تھے۔ کیا ٹیونس کے نوجوان، علماء اور سپاہی ایسے ہی گئے گذرے ہیں کہ رات کو دو وقت کھانا کھا کر بھی دن کو روزہ رکھنا ان کو کام کے قابل نہیں رہنے دیتا اور ان کی جسمانی قوت اور تنومندی زائل ہو جاتی ہے؟

احمدیہ انجمن خواتین کا ماہوار اجلاس

جمعہ مؤرخہ ۴ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء کو بعد از نماز جمعہ احمدیہ انجمن خواتین کا ماہواری جلسہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور کی گیلری میں منعقد ہوا۔ جلسہ بارونق تھا، اور یہ امر موجب مسرت ہے کہ اس جلسہ میں بعض وہ خواتین بھی شریک ہوئیں جو قبل ازیں کسی جلسہ یا خواتین کے کسی اجتماع میں شریک نہیں ہوئی تھیں، یہ قومی ہم آہنگی اور یکجہتی کا نشان ہے، اگر ہماری بہنوں میں اپنے قومی کاموں میں حصہ لینے اور قومی اجتماعات میں شریک ہونے کا جذبہ پیدا ہو جائے تو ہماری قومی تحریکات بہت جلد بارآور ہو سکتی اور ہماری آیندہ نسلوں میں اسلام کی حقیقی روح پیدا ہو سکتی ہے۔

اس جلسہ میں بہت سی بہنوں نے تقاریر کیں اور محترمہ صفیہ بیگم بنت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم۔ محترمہ صالحہ بیگم اہلیہ چوہدری ظہور احمد صاحب۔ محترمہ تاج بیگم صاحبہ اور خاکسار نے باہمی میل ملاپ اور جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر زور دیا۔ سب خواتین نے ایک ایک روپیہ ماہوار چندہ دیا۔ خیال ہے کہ اس چندہ سے خواتین کی طرف سے اجتماعی طور پر دستکاریاں بنائی جائیں گی اور آیندہ ماہواری جلسوں میں خواتین خود اپنے ہاتھ سے دستکاریاں تیار کریں گی، جو جلسہ سالانہ کی نمائش میں رکھی جائیں گی۔ لیکن اس سے انفرادی دستکاریوں کی صورت زائل نہ ہوگی۔ اور حسب دستور سب بہنیں الگ الگ بھی دستکاری تیار کر کے جلسہ میں دیں گی۔

بعض خواتین نے یہ تجویز پیش کی کہ آیندہ اجلاس جو عید کے بعد یکم اپریل سنہ ۱۹۶۰ء کو ہوگا پکنک یا عید ملن کے طور پر شہر سے باہر کسی کھلی جگہ مثلاً مسلم ٹاؤن یا احمد نگر میں منعقد ہو، لیکن اتنی دور آنے جانے کے اخراجات کے پیش نظر فی الحال اس تجویز کو مسترد کر دیا گیا۔ ممکن ہے آیندہ زیادہ بہتر حالات پیدا ہونے پر اس پر غور کیا جا سکے۔

اس سلسلہ میں میں اپنی بیرونی جماعتوں سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ وہ بھی اپنے اپنے ہاں ایسے اجتماعات اور ماہوار جلسوں کا انتظام کریں۔ اور جن بہنوں کو کبھی کسی کام کے سلسلے لاہور آنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ کوشش کریں کہ کسی اور دن کی بجائے وہ مہینہ کے پہلے جمعہ کو لاہور آئیں، تاکہ اپنے ذاتی کاموں کی سر انجام دہی کے ساتھ مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں آ کر جمعہ کی نماز بھی پڑھ سکیں اور مرکزی خواتین کے ماہوار جلسہ میں بھی شرکت کر سکیں۔ یہ ایک پنتھ دو کاج یا ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہوگا۔ امید ہے ہماری بہنیں اس گذارش پر توجہ فرما کر اسے شرف قبولیت عطا فرمائیں گی۔ والسلام

آپ کی دعاگو

شہزادہ بیگم بنت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم

کنوینر جلسہ

سونیوالو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے ؛ جو خبر دی وحیٔ حق نے اس سے دل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر ؛ وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سرِ راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم ؛ نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے ؛ حیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ تواب ہے

(مسیح موعود)

www.aaiil.org

روزہ کی غرض تہذیب نفس اور پاکیزگی حاصل کرنا ہے

رمضان میں قرآن کریم کا نزول

خطبۂ جمعہ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون
(البقرہ رکوع ۲۳)

الصیام کا مفہوم

فرمایا خدا کے ماننے والو! اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والو! تمہاری بہتری کے لئے ہم ایک بات تمہیں کہتے ہیں، کتب علیکم الصیام روزہ رکھنا تم پر فرض کیا گیا ہے الصیام صام کا مصدر ہے الصیام کے معنے ہیں الامساك عن الشئ والترك له یعنی الصیام کے معنے ہیں کسی چیز کے کرنے سے رک جانا اور اس کو ترک کر دینا۔ شریعت میں صوم یہ ہے کہ سحری کے وقت کے بعد سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک کھانا پینا اور دوسری خواہشات کو ترک کر دیا جائے۔

الصیام کا پس منظر

الصیام کے پس منظر کو یوں بیان کیا ہے کما کتب علی الذین من قبلکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جس قدر رسول اور انبیاء آئے ان کے لئے اور ان کی امتوں کے لئے بھی روزہ فرض کیا گیا تھا، یہ اس لئے بیان کیا کہ تمام انبیاء نے روزہ رکھنے سے روحانیت میں ترقی حاصل کی۔ اس عبادت میں مشقت ہے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ اہل مشقت کو برداشت کرتے ہیں بڑا نفع بھی ہے اور اہم نفع کے لئے مشقت برداشت کرنا ضروری ہے۔

روزہ کا مقصد

اور روزہ رکھنے کی غرض یہ بتائی لعلکم تتقون روزہ کا مقصد یہ ہے کہ با خدا ہو جاؤ اور تمام قسم کے عیوب سے بچ جاؤ، چنانچہ فرمایا الصیام یورث التقوی روزہ تمہیں بھوکا مارنے کے لئے نہیں، کسی دیوی کے غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے نہیں، روزہ کا مقصد اپنی خواہشات پر قابو پانا اور اپنے نفس کو ضبط میں لانا ہے۔ بعض وقت غیظ و غضب میں آیا ہوا انسان ناواجب حرکات کا مرتکب ہوتا ہے، دوسروں کے حقوق تلف کر دیتا ہے۔ روزہ کا مقصد کھانا پینا ترک کرنے سے بڑھکر اپنے نفس اور جذبات پر قابو پانا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزہ رکھتا ہے اس کے لئے لازم ہے لا یرفث ولا یجھل۔ نہ تو وہ بیہودہ گوئی کرے اور نہ ہی جہالت کا مظاہرہ کرے۔ روزہ زبان کا بھی رکھنا چاہیئے اور کان کا بھی یہی مطلب ہے علی فروجھم یحافظون یہ اعضا موریاں ہیں جن کے ذریعہ دل کو ناپاک کرنے کیلئے اور داخل ہوتے ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یرفث روزہ کھانے پینے کا ہی نہیں، زبان کا بھی روزہ رکھے، کوئی برا کلمہ زبان سے نہ نکالے۔ کسی کو گالی نہ دے۔ کسی کی غیبت نہ کرے، کسی کی عیب جوئی نہ کرے کسی کے خلاف کانوں میں باتیں نہ کرے۔

روزہ کی اہمیت اللہ تعالےٰ کی نظر میں

اور حدیث قدسی میں ہے روزہ میرے لئے ہے یترك طعامه وشرابه من اجلی روزہ دار میرے لئے اپنا کھانا اور پینا ترک کرتا ہے الصیام لی وانا اجزی به روزہ میرے لئے ہے، اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

کامل روزہ

پھر فرمایا کہ روزہ کامل اسی صورت میں ہوگا کہ ضبط نفس کی عادت ڈالو۔ تمام قسم کی ناجائز حرکات سے دور رہو، غیظ و غضب سے بچنا روزہ کی اصل غرض ہے، اور فرمایا تمہارا امتحان بھی ہو سکتا ہے ان امرؤ قاتله او شاتمه فلیقل انی صائم مرتین اگر کوئی روزہ دار کو گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو اس کے جواب میں صرف اتنا ہی کہدے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اور فرمایا جو لوگ نفس پر قابو نہیں پاتے اور تواضع اور انکساری نہیں سیکھتے اور چال بازیوں کو نہیں چھوڑتے ان سے کہدو کہ لیس للہ حاجة ان یدع طعامه و شرابه۔ اللہ تعالےٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں۔ اور فرمایا کم من صائم لیس له من صومه الا الجوع والعطش کتنے ہی روزہ دار ہیں جن کے روزہ میں بھوکے اور پیاسے رہنے کے سوائے اور کوئی حقیقت نہیں۔

روزہ اور نماز کے فوائد

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تزکیہ نفس حاصل کرنے پر زور دیا ہے فرمایا مجھے بتاؤ لو ان نھرا بباب احدکم یغتسل فیه کل یوم خمس مرات ھل یبقی من درنه شئی اگر تمہارے دروازے پر نہر بہتی ہو، اور تم پانچ وقت اس میں نہاؤ تو کیا تمہارے جسم پر میل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا لا یبقی من درنه شئی ایسے شخص کے جسم پر کوئی میل باقی نہ رہے گی۔ فرمایا فکذالک الصلوۃ الخمس یمحو بھن الخطایا جس طرح غسل کرنے سے میل نہیں رہتی اسی طرح روزہ رکھنے اور پانچ وقت نماز پڑھنے سے کوئی میل انسان کی روح پر نہیں رہ جاتی، روزہ تو سعادت حاصل کرنے کے لئے ہے، کسی دیوی کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے نہیں، یہ تو تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔

دوسری اقوام کے روزے

اور اس کا پس منظر بھی ہے تاریخ اس پر گواہ ہے کہ پہلی امتوں اور ان کے انبیاء نے روزے رکھے، اس زمانہ میں ہندوؤں میں سے مہاتما گاندھی نے بعض وقت روزہ رکھا۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے چالیس دن روزہ رکھا، تو عیسائی دنیا کے رہبر نے بھی روزے رکھے، آج شاید ہی کوئی عیسائی روزہ رکھتا ہو۔ روزہ اب عیسائی دنیا میں نہیں ہے، کوئی شاید کسی وقت رکھ بھی لے تو وہ اسی طرح کا ہوتا ہے۔ کہ کچھ کچھ وقت کھا پی لیا۔ یہودی بھی روزہ رکھتے تھے، چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ یہودیوں نے روزہ رکھا ہے آپ نے دریافت کیا کہ یہ کیسا روزہ ہے تو انہوں نے کہا کہ آج کے دن فرعون غرق ہوا تھا اور حضرت موسیٰ نے اس موقعہ پر روزہ رکھا تھا۔

روزہ کی غرض جہاد بالنفس ہے

قرآن کریم نے رمضان کے مہینہ کے روزے مسلمانوں پر فرض کئے ہیں، اور روزہ کی اغراض جو قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ انسان کو مہذب بنانے اور نفس کو قابو میں لانے کے لئے ہے۔ نفس پر قابو پانا مشکل کام ہے، کھانا، پینا چھوڑنا آسان کام ہے لیکن نفس کو قابو میں لانا مشکل ہے جس طرح تلوار کے جہاد کے مقابلہ میں نفس کے ساتھ جہاد کرنا مشکل ہے، ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے واپس آئے تو آپ نے فرمایا رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر، چھوٹے جہاد سے لوٹ کر ہم بڑے جہاد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یعنی جہاد کر لینے کے بعد نفس کے مقابلہ پر مجاہدہ کرنا نہایت ضروری ہے اس ضمن میں فرمایا جاھدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم یعنی اپنی خواہشات کے مقابلہ پر مجاہدہ کرو جس طرح دشمن کے روکنے کے لئے جہاد کرتے ہو۔ تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کو اچھی طرح کھول کر بیان کیا۔ روزہ دار کو چاہیئے کہ وہ یہ غور کرے کہ کس حد تک وہ نیکی کا کام کرتا ہے کس حد تک اس کے دل میں دوسروں کی بھلائی کا جوش ہے، اگر نہیں ہے تو روزہ کی غرض و غایت کو اس نے پورا نہیں کیا۔

رمضان میں نزول قرآن

پھر اگلی آیت میں ہے شھر رمضان الذی انزل فیه القراٰن۔ یہ مہینہ جس میں روزے رکھنے کا حکم ہے اس میں قرآن کریم کے اترنے کی ابتدا ہوئی، اس لئے اس کی خاص قدر و منزلت ہے۔ کہ انسانیت کی راہنمائی کے لئے اس ماہ میں ہدایت نازل ہوئی تھی۔ اس کے شکریہ

یں روزہ رکھو اور اس طرح روحانیت اور سعادت میں ترقی کرو۔ ایک جگہ فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وہ بڑے شرف کی رات ہے جس میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ اور دوسری جگہ فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ۔ ہم نے اسی کو بابرکت رات میں اتارا۔

قیام رمضان

تو رمضان کا مہینہ نزول قرآن کی وجہ سے بہت مبارک مہینہ ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب بڑھ کر قرآن کریم پر عمل کرنے والے تھے، خود اس مہینہ کے روزے رکھے اور لکھا ہے کان جبریل یدارس القرآن معہ جبریل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ اور لکھا ہے من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ جس نے رمضان کے روزے ایمان کی وجہ سے اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے رکھے اس کے پچھلے گناہ بخشے گئے اور فرمایا من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ جس نے ایمان اور رضائے الٰہی کے لئے رمضان میں قیام کیا اور رضائے الٰہی کے لئے نوافل ادا کئے اس کے پچھلے گناہ بخشے گئے۔

ان امور کو مدنظر رکھ کر روزہ رکھیں، قرآن کریم کی عظمت کی وجہ سے اس مہینہ کی بہت بڑی عظمت ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم خود زبانی یاد کیا، ان کو دیکھ کر صحابہ نے بھی یاد کیا اور آج تک امت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جو اس پاک کتاب کو حفظ کرتے اور نماز تراویح میں سناتے ہیں۔ ہر شہر میں تراویح کی نماز ہوتی ہے اور قرآن کریم سنایا جاتا ہے، کہیں کہیں ایک ہی رات میں قرآن ختم کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم کی خصوصیت اور اس کے ساتھ عشق

یہ عشق ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے ساتھ پیدا کیا صحابہ نے اس پر عمل کیا اور آج تک برابر اس عشق کا اظہار عمل سے کیا جاتا ہے، قرآن صبح کے وقت ہر روز گھروں میں پڑھا جاتا ہے۔ اور کئی کئی مرتبہ ختم کیا جاتا ہے لیکن پڑھنا ہی کافی نہیں اس قرآن پر عمل کرنا ضروری ہے اور یہ جو لکھا ہے کہ رمضان میں قرآن نازل ہوا، یہ ہمارے اوپر بہت بڑا احسان ہے کہ رضائے الٰہی کی راہوں کو دکھانے کے لئے یہ پاک کتاب نازل ہوئی ھدی للناس وہ دنیا جہان کے لئے ہدایت لے کر آیا ہے و بینات من الھدیٰ سابقہ کتب سماویہ میں جو ہدایت نازل ہوئی تھی اس نے ہدایت کی ان راہوں کو دلائل کے ساتھ واضح طور پر بیان کیا ہے، کتب سابقہ میں بھی ہدایت ہے بتائی گئی ہیں، اس سے دل کو تسلی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے دماغ روشن ہوتا ہے، یہ بہت بڑا احسان ہے جو ہم پر کیا گیا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ان ایام میں روزے رکھو اور ان مقاصد عالیہ کے حصول کیلئے سعی کرو۔

امریکہ میں تبلیغی سرگرمیاں

مولانا عبدالحق صاحب اپنے مکتوب مورخہ یکم فروری سنہ ۱۹۶۰ء میں لکھتے ہیں:—

"اس ہفتہ یعنی کل اتوار کو کامیاب میٹنگ بنانے کے لئے کوشش کی گئی تو اچھی خاصی رونق ہو گئی۔ پہلے جلسوں میں یا تو صرف میں بولتا تھا یا کسی اتوار کو میکالی فاروق احمد بولتا تھا۔ اب کہ باقی وہ سب نے حصہ لیا اور تین گھنٹہ تک خوب دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ دو تین جزائر غرب الہند (؟) کے ہندو تھے ایک یمن عرب کے بھائی اور اس کی بیوی تھی۔ اور ایک امریکن مصنف تھے۔ اور باقی اپنے پرانے ممبر تھے مسٹر عبداللہ صاحب نے اسلام میں خیرات پر تقریر کی، ان کی اہلیہ صاحبہ نے تلاوت قرآن مجید کی مسٹر میکالی نے صدارت کے فرائض انجام دیتے ہوئے صدارتی تقریر کی۔ میری تقریر کرسچن تام پر ایک مضمون تھا اس کے بعد دو گھنٹہ تک مختلف اسلامی مسائل پر، اسلام میں عورت کی حیثیت وغیرہ پر حاضرین میں تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ سب دوستوں نے آئندہ اپنی مساعی کو تیز کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ جلسہ کا پروگرام جو پہلے سے شائع کر دیا گیا تھا ذیل میں درج ہے۔ اخبارات میں بھی ایسوسی ایشن کے باقاعدہ جلسے اور نماز جمعہ کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ کل یہ بھی معلوم ہو رہی تھی کہ آئندہ کرسیوں کا اگر زیادہ انتظام نہ ہوا تو لوگوں پر برا اثر پڑے گا۔ جلسہ کے اختتام پر محترمہ حمیدہ بیگم نے حاضرین کی کیک اور چائے وغیرہ سے تواضع کی۔ جو دو عورتیں مسلمان ہوئی تھیں وہ بھی جوشیلی معلوم ہو رہی ہیں۔ ان کو اسلامی لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا گیا تھا۔ وہ اپنے دوستوں میں خوب تبلیغ کر رہی ہیں جس کا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ مفید نکلے گا کیونکہ اور بہت لوگ بھی تحقیقات اسلام کے لئے آ رہے ہیں۔ مسٹر عبداللہ صاحب نے جو -/۱۰۰ ڈالر چندہ دینے کا ذکر کیا تھا وہ پہلی مرتبہ جب یہاں آئے تھے اس وقت کا ذکر ہے۔"

پروگرام

اتوار — ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۶۰ء

صدر :— مسٹر فاروق احمد میکالے

صاحب صدر کی افتتاحی تقریر

تلاوت قرآن کریم :— مسز حمیدہ عبداللہ

تقریر :— مسٹر محمد عبداللہ :— اسلام میں خیرات

تقریر :— مولانا عبدالحق ودیارتھی

سوال و جواب

اختتامی تقریر :— صاحب صدر

دعا

اکل و شرب

یہاں کے اخبارات میں ANTI - CHRISTIAN PAMPHLETS IN ALGERIA — کی سرخی سے ایک زہریلا مضمون شائع ہوا۔ اس کا جواب لکھ کر اخبار میں شائع کرنے کو بھجوایا ہے ٭

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دارالشفاء

کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے :—

نام	رقم
الحاج شیخ میاں محمد لائل پور	۱۰۰—۰—۰
شیخ میاں مولا بخش لائل پور	۱۰۰—۰—۰
خواجہ محمد اصغر ٹھیکیدار سیالکوٹ	۵۰—۰—۰
محمد نذیر آڑتن مرچنٹ گوجرہ	۵۰—۰—۰
بیگم میاں بشیر احمد مہتمم لاہور	۴۰—۰—۰
ایور گرین پریس۔ لاہور	۴۰—۰—۰
مرزا منظر بیگ مالک مطبع۔ لائل پور	۶—۱۲—۰
بیگم ود الدخلیل الرحمٰن لاہور	۶—۰—۰
ملک کنڈل خان سفید ڈھیری	۵—۰—۰
میاں عبدالرحمان۔ لاہور	۵—۰—۰
میاں عبدالقدوس۔ لاہور	۵—۰—۰
میاں عبدالقادر۔ لاہور	۵—۰—۰
میر رفیق شاہ پشاور	۵—۰—۰
مرزا محمد بیگ۔ لاہور	۵—۰—۰
محمد سعید بھٹہ۔ سیالکوٹ	۵—۰—۰
کیپٹن حنیف اختر۔ کوہاٹ	۵—۰—۰
شیخ رحمت اللہ سلیم ملتان	۵—۰—۰
شیخ عبداللہ۔ جہلم	۵—۰—۰
محمد عبداللہ۔ وزیر آباد	۳—۰—۰
منجانب انوری بیگم مرحومہ	۳—۰—۰
منشی محمد فاضل لاہور	۳—۰—۰
منظور احمد چک ورکاں	۲—۰—۰
محمد انور۔ لاہور	۲—۰—۰
شاہ ولی۔ سفید ڈھیری	۲—۰—۰
ابن علی۔ مظفر آباد	۲—۰—۰
بابو غلام قادر۔ لاہور	۲—۰—۰
مولوی سعید احمد۔ لاہور	۲—۰—۰
زہرہ بیگم۔ وزیر آباد	۲—۰—۰
شیخ فضل الرحمٰن۔ راولپنڈی	۲—۰—۰
منشی غلام حسین۔ راولپنڈی	۲—۰—۰
شیخ عبدالرحمٰن مصری۔ لاہور	۱—۸—۰
زبیدہ بیگم۔ لاہور	۱—۰—۰
محمد زمان۔ قاضی احمد	۱—۰—۰
میاں رحمت۔ لاہور	۱—۰—۰
محبوب اشرف حیدر آباد	۱—۰—۰
عملہ دفاتر	۵—۶—۰
میزان :—	۴۸۰—۱۰—۰

نومبر دسمبر ۱۹۵۹ء اور جنوری سنہ ۱۹۶۰ء میں استفادہ کرنے والے مریضوں کی تعداد :— ۴۳۵

مہتمم دارالشفاء

۱ ۲/۹

www.aaiil.org

کتاب دوئی پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۳۶

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

کفر کا فتویٰ

کتاب دوئی کے صفحہ ۱۴۸ سے ۱۵۶ تک ایک بہت بڑے جید مفتی صاحب کا فتویٰ احمدیوں کے کفر پر شائع کیا گیا ہے۔ جو ہمارے لئے کوئی نئی بات نہیں۔ ایسے کئی فتوے شائع ہوئے اور پھر اپنی موت مر گئے اور فتوے دینے والے بزرگوں کو سوائے یاس و حسرت کے کچھ حاصل نہ ہوا۔

کفروا التکفر منك بید ختیا
کذالك قال الاولون قد مردا

باوجود ان فتوؤں کے جماعت خدا کے فضل سے بڑھتی گئی اور شجر احمدیت خدا کے فضل سے خوب پھلا پھولا اور بار برگ و بار ہو۔ آج چار دانگ عالم میں احمدیت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ جاؤ دنیا کے دور دراز کونوں میں نکل جاؤ، وہاں بھی تم کو مرزا غلام احمد کے نام لیوا ملیں گے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں مرزا غلام احمد کا کوئی نہ کوئی مبلغ نہ بیٹھا ہو۔

نصرت حق ہیں مسخر بحر و بر ما کردہ ایم
می پرد بر ہر دیار سے پرچم اقبال ما

اور اگر ہم خدا اور خدا کے رسول کے احکام اور اپنے امام کی ہدایات کے پابند رہے تو انشاء اللہ یوماً فیوماً قدم ترقی کی طرف ہی پڑے گا۔ نہ پہلے فتووں نے کچھ بگاڑا اور نہ یہ نیا فتویٰ ہمارا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ غور کر کے دیکھ لو کہ یہ خدا کا کتنا بڑا فضل ہے کہ ہم کافر کہلا کر بھی دنیا کے ہادی بن گئے ہے

ہم سے جہر پبھر دیں خدا کے حکم سے
فتوے ہائے کفر سارے دب گئے تحت الثریٰ

ہم خدا کی نظروں میں کافر نہ ہوں۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں کافر نہیں بنا سکتی اور یہ کفر کا فتوے چیز ہی کیا ہیں ہے

ہم مسلمان ہیں ہمیں کافر بنا سکتا ہے کون
پاؤں میں ہم روندتے ہیں فتوے تکفیر کو

معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب نے یہ فتوے بڑی کاوش اور دماغ سوزی سے تیار کیا ہے۔ اس میں آپ نے بزعم خود کفر و اسلام کی حقیقت کھول دی ہے اور ثابت کر دکھایا ہے کہ کون مسلمان ہے۔ اور کون کافر۔ لیکن قابل غور بات ہے کہ آج سے چند سال قبل جب حکومت کی ایک تحقیقاتی عدالت کی طرف سے علمائے وقت سے مسلمان کی تعریف کا مطالبہ کیا گیا۔ تو کوئی دو عالم بھی کسی جامع و مانع تعریف پر متفق نہ ہو سکے کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ۔ مگر مسلمان کی مکمل تعریف نہ بیان ہو سکی۔ اور معاملہ معلق ہی رہا۔ شاید ہمارے شیخ الجامع صاحب کے فاضل مفتی صاحب نے اب نئی ریسرچ کر کے کفر و اسلام کی حقیقت معلوم کر لی ہے اگرچہ وہ مشتے بعد از جنگ کی ہی مصداق ہے۔ لیکن اس نئی ریسرچ کی حقیقت بھی ہم انشاء اللہ آگے چل کر کھول دیں گے اور ان پر واضح کر دیں گے کہ جو فتوے انہوں نے بڑی کاوش اور دماغ سوزی سے مرتب فرمایا ہے وہ احمدیوں پر نہیں بلکہ خود ان پر ہی چسپاں ہوتا ہے اور وہی اس کی مصداق اور مستحق ٹھہرتے ہیں، ولا غیر۔

انہی دنوں جبکہ علماء سے مسلمان کی جامع و مانع تعریف بیان کرنے کی درخواست کی گئی علمائے کرام نے یہ بھی اقرار کیا کہ مسلمانوں کا ایک بھی فرقہ ایسا نہیں جس پر اس کے مخالف فریق کی طرف سے کفر کا فتوے نہ لگایا گیا ہو۔ گویا تمام فرقے ایک دوسرے کے نزدیک کافر ہی ہیں اس پر اخبار صدق نے کیا خوب لکھا تھا کہ اس موقعہ پر جس قدر خفت ہمارے علمائے کرام کو اٹھانی پڑی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ خیر سے گئے تو تھے مرزائیوں کو کافر بنانے کے لئے اور خود ہی کافر بن کر چلے آئے۔ کیا یہ عبرت کا مقام نہیں کہ مرزائیوں کو کافر کہنے والے خود بھی کفر کی نسبے نہ بچے اور اپنے کفر کا اپنے منہ سے ہی اقرار کر لیا ہے

صد ہزاراں کفر در جانت نہاں
رو چہ نالی بہر کفر دیگراں

اور کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ سنیوں نے شیعوں کے خلاف اور شیعوں نے سنیوں کے خلاف، مقلدوں نے غیر مقلدوں کے خلاف اور غیر مقلدوں نے مقلدوں کے خلاف دیوبندیوں نے بریلویوں کے خلاف اور بریلویوں نے دیوبندیوں کے خلاف کفر کے فتوے دے رکھے ہیں وقس علیٰ ہذا۔ غرض سب پر کفر کے فتوے لگ چکے ہیں اور سب کافر بن چکے ہیں، پھر اسلام کیا ہوا؟ اور مسلمان کون رہا؟ پس عقلمندوں کے نزدیک یہ فتوے پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ محض بازیچہ اطفال ہے۔ یہ کھیل ہے جو کھیلی جاتی ہے۔ اور بے کار لوگ ایسی کھیل کھیلتے ہی رہیں گے، بقول مولانا شبلی مرحوم ہے

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بے کار نہیں ہیں

یہ شغل بے کاراں ہے۔ یہ فتوے بازی نہیں پتنگ بازی عادت پڑی ہوئی ہے۔ دیبان تو لاکھ برا بھلا کہتے اور اس فعل کی مذمت کرتے مگر وہ اپنی عادت سے مجبور ہیں کوئی ان کی سنے یا نہ سنے مگر یہ اپنی رٹ لگاتے ہی جائیں گے

کس نشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

علماء کی اس افسوسناک روش پر بڑے بڑے صاحبدل بزرگ دست تاسف ملتے دنیا سے چلے گئے۔ چنانچہ چودھویں صدی کا سب سے بڑا قومی شاعر حالی کس حسرت اور افسوس سے علماء کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہتا ہے ہے

بڑے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
جگر جس سے شق ہو وہ تقریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ
کوئی مسئلہ پوچھنے ان سے جائے
تو گردن پہ بار گراں لے کے آئے
اگر بد نصیبی سے شک اس میں لائے
تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اس کی نکلا زباں سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے
کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے
کبھی توک اور سگ ہیں اسکو بناتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے
ستوں چشم بد دور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خلق رسول امیں کے
جو چاہے کہ خوش ان سے مل کر ہو انساں
تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلماں
نشاں سجدہ کا ہو جبیں پر نمایاں
تشرع میں اس کے نہ ہو کوئی نقصاں
لبیں بڑھ رہی ہوں نہ ڈاڑھی چڑھی ہو
ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو
عقائد میں حضرت کا ہمداستاں ہو
ہر اک اصل میں فرع میں ہم زباں ہو
حریفوں سے ان کے بہت بدگماں ہو
مریدوں کا ان کے بڑا مدح خواں ہو
گر ایسا نہیں ہے تو مردود دیں ہے
بزرگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہے
نہ سُنّی میں اور جعفری میں ہو الفت
نہ نعمانی و شافعی میں ہو ملت
وہابی کی صوفی سے کم ہو نہ نفرت
مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت
رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پہ ہنسے سارا عالم

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ
تو شیطان سے اسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مقصد سے ہو استفادہ
وہ حق سے ہے برطرف اس کا جادہ
شریعت کو کرتے ہیں برباد دونو
ہیں مردود شاگرد استاد دونو
(مسدس حالی)

ان اشعار کا لکھنے والا کوئی مردود میرزائی نہیں ہے بلکہ آپ کے مسلمانوں کا ہی ایک بزرگ ہے جن کی مسدس قبولیت عام کا تمغہ حاصل کر چکی ہے۔ اور جسے مولود خواں حضرات مجالس میلاد میں جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں۔ میرزا غلام احمد کا کیرکٹر بورہے سو ہے مرزا کو کافر بنانے والے حضرات ان اشعار میں اپنا کیرکٹر بھی ذرا ملاحظہ فرمائیں ؎

آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

سچ فرمایا ہے مولانا حالی نے کہ ان حضرات کا مقصد یہ ہے کہ ؎

رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پہ ہنسے سارا عالم

ہمارے علماء اسی کوشش ہیں کہ مسلمانوں میں باہم لٹھ چلتا ہی رہے اور کلمہ گو کافر بنتے ہی رہیں اور اگر کوئی خدا کا بندہ ان کو ایسے کام سے روکے تو تیجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ جائیں بقول مولانا حالی ؎

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ
تو شیطان سے اسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مقصد سے ہو استفادہ
وہ حق سے ہو برطرف اس کا جادہ
شریعت کو کرتے ہیں برباد دونو
ہیں مردود شاگرد استاد دونو

ایک دفعہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت العلماء سے کہا کہ مسلمانوں میں یہ تکفیر بازی کا سلسلہ ختم کرنا چاہیئے اس کے جواب میں مولانا موصوف نے فرمایا کہ اس کو کیونکر ختم کیا جا سکتا ہے یہی تو لے دے کے مسلمانوں کو سیدھا رکھنے کا ہمارے پاس ایک حربہ ہے اگر اس کو ختم کر دیا جائے تو اسلام کیسے باقی رہ سکتا ہے۔ گویا اسلام اگر باقی رہ سکتا ہے تو تکفیر بازی سے۔ سبحان اللہ بالفاظ دیگر حفاظت اسلام اور تمکین و شوکت اسلام اب سمٹ کر تکفیر بازی میں آگئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون

جب ایک مرد مومن حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور کے ہاتھ پر سینکڑوں انگریز ولایت میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو محض حسد کی بنا پر ان حضرت نے اپنے کفر کے فتاوے اور بھی تیز کر دیئے اور لوگوں کو ان کی امداد سے روکنا چاہا کمال الدین کا کام دیکھئے اور ان حضرات کا فعل ملاحظہ کیجئے وہ جہاد کرتا ہے اور یہ فساد کرتے ہیں سچ فرمایا تھا حکیم الامت علامہ اقبال نے ؎

دین ملا فی سبیل اللہ فساد

علماء کی اس روش پر مولانا شبلی مرحوم نے ایک نظم لکھی تھی جو درج ذیل ہے .... فرماتے ہیں ؎

اک مولوی صاحب سے کہا میں نے کہ کیا آپ
کچھ حالت یورپ سے خبردار نہیں ہیں
آمادۂ اسلام ہیں لندن میں ہزاروں
ہر چند ابھی مائل اظہار نہیں ہیں
جو نام سے اسلام کے ہو جاتے تھے برہم
ان میں بھی تعصب کے اب آثار نہیں ہیں
افسوس مگر یہ ہے کہ واعظ نہیں پیدا
یا ہیں تو بقول آپ کے تیار نہیں ہیں
کیا آپ کے زمرہ میں کسی کو نہیں یہ درد
کیا آپ بھی اس کے لئے تیار نہیں ہیں
جھلا کے کہا یہ کہ یہ کیا سوئے ادب ہے
کتنے مردہ باتیں جو سزاوار نہیں ہیں
کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے ہم بھی تو یہاں بیکار نہیں ہیں

علماء کے اونچے طبقہ مثلاً مولانا حالی و مولانا شبلی نے اس تکفیر بازی کو ہمیشہ بنظر حقارت دیکھا اور مسلمانوں کے لئے اس کو سخت ضرر رساں سمجھا، یہ علماء سوء کا مشغلہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر کلمہ گوؤں کو کافر بناتے رہتے ہیں ایسے ہی علماء کے حق میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ احادیث ہیں جن میں علماء کو فتنہ و فساد کا موجب ٹھہرایا ہے۔ گویا علامہ اقبال کا مصرع

کار ملا فی سبیل اللہ فساد

انہی احادیث کا خلاصہ ہے۔ چنانچہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے :- مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم اشر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ یعنے اسلام پر ایک ایسا انحطاط کا زمانہ آئے گا کہ اسلام برائے نام رہ جائے گا۔ مسلمانوں کی مسجدیں بھری ہوں گی مگر وہ ہدایت سے خالی ہوں گی، علماء اس زمانہ آسمان کے نیچے بدترین لوگ ہوں گے ان سے ہی فتنہ نکلے گا اور انہی میں لوٹ جائے گا۔ ایک دوسری حدیث میں اس سے بھی زیادہ سخت بلکہ خطرناک الفاظ ہیں :-

فتفرع فی امتی فیصیر الناس الیٰ علماءھم فاذاھم قردۃ وخنازیر

یہ ایسے الفاظ ہیں کہ انہیں دیکھ کر دل کانپ جاتا ہے۔

ان حالات میں موجودہ زمانہ کے علماء سے کسی خیر و برکت کی امید رکھنا ایسا ہی ہے جیسے سراب سے پانی کی توقع کرنا (الا ماشاء اللہ) قبول حق کے رستہ میں علم بھی ایک بہت بڑی روک ہوتی ہے العلم حجاب الاکبر۔ آپ کی خدمت میں ہم کیا عرض کریں البتہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے کہتے ہیں کہ وہ علماء کے فتوؤں سے غلطی نہ کھائیں۔ یہ ہنو سے کچھ بہتر نہیں ہیں علماء ہمیشہ غلطی کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ مکہ کے ان پڑھ بت پرست تو آخر ایک ایک کر کے ایمان لے آئے مگر علمائے یہود جن کی کتابوں میں بڑے واضح الفاظ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیشگوئیاں اور نشانات موجود ہیں منکر ہی رہے۔ انہوں نے ماریں کھائیں۔ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں آگ لگائی۔ جلاوطنی کی مصیبتیں جھیلیں لیکن ایمان نہ لائے۔ علمائے یہود حضرت مسیح علیہ السلام کی تکذیب میں بھی پیش پیش تھے۔ ان پر کفر کا فتویٰ لگایا اور صلیب دینا چاہا۔ اسی طرح وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں بھی سب سے آگے قدم زن تھے آپ سے بدعہدیاں کیں۔ اذیتیں پہنچائیں اور قتل کرنے کے منصوبے کئے۔ غرض یہ علماء ہیں جو زیادہ تر غلطی کا شکار ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی غلطی میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس لئے ہر عقلمند کا فرض ہے کہ وہ اپنی عقل سے کام لے اور ان حضرات کے فتاوے کی اندھا دھند تقلید سے اپنے آپ کو بچائے رکھے ؎

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است لے انا و ہشیار باشے

(باقی۔ باقی)

جماعت احمدیہ راولپنڈی میں
دو عہدیداروں کا انتخاب

۱۹ رفروری سنہ کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ایک خاص اجلاس زیر صدارت میاں بشیر احمد صاحب منعقد ہوا۔ جس میں شیخ غلام حسین صاحب کے محاسب جماعت راولپنڈی کے عہدہ سے اپنی بیماری کی وجہ سے مستعفی ہو جانے پر شیخ عبد العزیز صاحب ریٹائرڈ (مکان ۲۳۱/۴ گوالمنڈی راولپنڈی) کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ شیخ صاحب موصوف نے پوری تندہی سے محاسب کا کام کرنا شروع کر دیا ہے اور اگر انہوں نے اسی جذبے سے کام جاری رکھا تو اس کام سے خاطر خواہ نتائج کی امید کی جا سکتی ہے۔

دوسرا خاص اجلاس خواجہ محمد عبد اللہ صاحب کی عدیم الفرصتی کے بناء پر جنرل سیکرٹری کے عہدہ سے مستعفی ہو جانے پر ۲۶ رفروری سنہ کو ہوا۔ خواجہ صاحب موصوف کی جگہ بالاتفاق ملک ظفر اللہ خاں صاحب کو جماعت راولپنڈی کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ ملک صاحب نے بھی اس عہدہ سے اپنے کام کا چارج لے لیا ہے۔ اس لئے اب بجز جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے ہر قسم کی خط و کتابت اس پتہ پر کی جائے :-

ملک ظفر اللہ خاں - جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔
کوچہ حکیم شاہ نواز - عالم خاں روڈ
راولپنڈی شہر

نوٹ :- بعض اوقات احباب جماعت خط و کتابت کرتے وقت مختلف پتے استعمال کرتے ہیں۔ آئندہ ہر قسم کے جماعتی امور سے متعلق خط و کتابت صرف متعلقہ اصحاب سے ہی کرنا ہوگی۔ دوسری صورت میں ان پر کسی قسم کی کارروائی نہ ہونے کے ذمہ دار احباب خود ہوں گے۔ اسی طرح دفتر انجمن کے مختلف شعبہ جات

(باقی بر صفحہ ۹)

www.aaiil.org

مشاہداتِ قلبی یا باطنی واردات

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب (ایڈووکیٹ گجرات)

(۵)

قرآن کریم نے اس مضمون کو ادھورا نہیں چھوڑا اسے بالکل ایک سائنس کے طور پر انسانوں کے سامنے پیش کیا ہے یہاں تک کہ وہ ان طریقوں کو بھی بیان کرتا ہے۔ جن طریقوں سے انسان اللہ تعالیٰ سے کلام کر سکتا ہے۔ اگر انسان کی ہمکلامی اللہ تعالیٰ سے بند ہے۔ تو ان طریقوں کو بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی یہ سابقہ انبیاءؑ سے ہمکلامی کے طریقے بیان نہیں کئے جا رہے بلکہ مجرد انسان سے ہمکلامی پر بحث ہو رہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ہمکلامی تو اللہ تعالیٰ سے ایک ہی طریق پر ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءؑ سے ایک ہی طریق پر ہمکلام ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے :۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا
إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ
وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ
وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ
وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ
وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا

(النساء - ۱۶۱)

ترجمہ :۔ بے شک ہم نے تیری طرف اسی طرح وحی کی اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور (اس کی) اولاد اور عیسےٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔"

انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بذریعہ جبریلؑ وحی کی جاتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے :۔

قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ
فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ
اللَّهِ ۔

ترجمہ :۔ کہہ دو جو کوئی جبریل کا دشمن ہے سو بیشک اس نے اللہ کے حکم سے اس کو تیرے دل پر اتارا۔"

ہاں غیر انبیاء سے بذریعہ جبریل پیغام رسانی نہیں ہوتی مگر انہیں بھی قطعی اور یقینی وحی ہو سکتی ہے۔ اور یہ ایک قابلِ اعتماد ذریعہ علم ہے۔

خدا انسان سے تین طرح سے ہمکلام ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد ہے :۔

"وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ
اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ
أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ
مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ (شوریٰ ۵۱)

ترجمہ :۔ اور کسی بشر کے لئے یہ میسر نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے سوائے اس کے کہ یہ وحی سے ہو یا پردے کے پیچھے یا رسول بھیجے پس اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے وہ بلند حکمت والا ہے۔"

حرف وَحْیٌ کے لفظ کی تشریح امام راغبؒ نے یہ کی ہے کہ وہ عام وحی ہے۔ اور وہ الاشارۃ السریعہ ہے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے انسان سے ہمکلامی کے حسب ذیل طریقے بیان کئے ہیں۔

(۱) دل میں کوئی بات ڈال دی جاتی ہے۔ کوئی غیر معقولی القا قلب میں ہو جاتا ہے۔ دنیا کی بڑی بڑی ایجادیں اور اختراعیں قادر الکلام شعراء کے وجد آور اشعار اور فنون لطیفہ کی محیر العقول رنگینیاں اسی وحی کے ضمن میں آتی ہیں۔

(۲) فلق الصبح کی طرح رؤیا و صادقہ یعنی حالت بیداری میں کشف یہ من وراءِ حجاب کی قسم کی وحی میں شمار ہے۔

(۳) تیسرا طریق بتوسل حضرت جبرئیل علیہ السلام ہے۔ یرسل رسولاً سے مراد نزول جبریل ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر بڑا دکھ اور حزن ہوتا ہے۔ کہ قرآن دانی اور معرفت الٰہی کے بعض مدعیان اس آیت کے معنوں میں صریح تحریف سے کام لے کر اپنی رائے کو قرآن پر مقدم کر لیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس آیت کے یہ معنی کرتے ہیں کہ یہ تینوں طریقے صرف انبیاء علیہ السلام سے ہمکلامی کے لئے مخصوص ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ ظہور اسلام سے پیشتر انسانیت پر جس قدر زمانہ گزرا ہے۔ اور ان میں جو لاکھوں انبیاءؑ کا نزول ہوتا رہا ہے۔ ان نبیوں کو خدا نے تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور اُن میں سے ہر قسم کے نبی سے ایک خاص طریق سے گفتگو کی ہے۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھنا چاہیئے کہ ایشیائی انبیاءؑ سے خدا مشرقی طریق سے ہمکلام ہوا ہوگا۔ جس طرح ایشیائی لٹریچر میں مبالغہ آمیزی شاعرانہ بلند پروازی اور تشبیہات اور استعارات سے کام لیا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا نے بھی ان سے اسی پیرائے میں گفتگو کی ہوگی اسی طرح بر اعظم افریقہ کی پس ماندہ قوموں کے انبیاء سے اللہ تعالیٰ نے سخت اور درشت لہجہ میں بدلا ہوگا اور ماڈرن یورپ کے پاس آنے والے انبیاءؑ سے خدا نے زیادہ نرمی۔ خوبصورتی اور تہذیب سے کلام کیا ہوگا۔ یہ معنی نہایت لغو اور مضحکہ خیز ہیں۔ یہاں تو خدا ایک عام قانون بیان کر رہا ہے جس سے تمام انسانوں کو بتانا مقصود ہے۔ کہ خدا سے وہ کس طرح مکالمہ مخاطبہ حاصل کر سکتے ہیں دنیا کے لئے وہ دن بڑی بدقسمتی اور حرماں نصیبی کا ہوگا جب انسانوں میں یہ اعلان کر دیا جائے گا۔ کہ اب انسان اور خدا کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل کر دی گئی ہے۔ جسے اب پاٹ کرنا ناممکن ہے۔ بہتر ہے کہ اس منحوس دن سے قبل ہی انسانیت ختم ہو جائے۔

اس زمانہ میں چونکہ الہام الٰہی کا ملحدین یورپ سے لیکر پیشوایانِ مذہب بلکہ امت مسلمہ کے علماء قدیم و مجتہدین جدید تک لوگوں نے انکار کر دیا ہے۔ جو دین حق کے لئے زبردست چیلنج ہے۔ اس لئے خدا نے اس زمانہ میں ایک رجلِ عظیم پیدا کیا اور اسے یہ توفیق دی جس کی نظیر تمام تاریخ اسلام میں نہیں ملتی کہ وہ حقیقت الوحی ایسے نازک مضمون پر ایک مفصل اور مستقل تصنیف کرے، یہ تصنیف چار سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور بھٹکی اور روٹھی ہوئی دنیا سے انسانیت کو وصل الٰہی کی دعوت دے رہی ہے یہ کام صرف وہی کر سکتا تھا۔ جو صاحب تجربہ اور اہل حال ہو۔ جو صاحبان اس مضمون پر مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک صاحب حال کے کشوف و الہامات اور واردات باطنی سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اس کتاب کو پڑھیں اس کا نام ہی حقیقت الوحی ہے اور یہ روحانی ریسرچ کا ایک شاہکار ہے۔

اس زمانہ کے مذبذبین اور متشککین کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

وہ دین ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائیدِ حق نہ ہو مددِ آسماں نہ ہو

چونکہ "طلوع اسلام" میں اس مضمون پر اظہار خیال کی دعوت دینے کے باوجود لوگوں کو مایوس کیا گیا ہے اس لئے ہم نے قرآنی نقطۂ نگاہ سے اس پر اظہار خیال کر دیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اب یہ بزرگ ضرور اس مضمون پر سیر حاصل بحث کریں گے مضمون کی اہمیت کا خود ان کو اقرار ہے۔

اس مضمون کو تشنہ چھوڑنا ایک ظلم عظیم ہے۔ ہم نے تو محض آغاز کرنے کی خاطر چند اشارات کر دیئے ہیں اس پر مفصل اور مبسوط مقالے لکھنا اور سیر حاصل بحث کرنا علماء کا کام ہے۔ ہم اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ۝

دو عہدیداروں کا انتخاب

(بسلسلہ صفحہ ۸)

سے بھی اس قسم کی امید کی جائے گی کہ وہ جنرل سیکرٹری، معاون جوائنٹ سیکرٹری و سیکرٹری لائبریری سے متعلقہ امور کے متعلق خط و کتابت کرتے وقت اس چیز کا خاص لحاظ رکھیں راولپنڈی میں کتب و رسائل کی فروخت بھی صرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائبریری یا شعبہ نشر و اشاعت کے ذریعہ ہونا چاہیئے۔ اور براہ راست اس قسم کے معاملات کو بھی بند کر دینا چاہیئے۔ والسلام

ایس ایم خالد اقبال۔ جوائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام - ۲/۷۹۔ چھاچھی محلہ۔ راولپنڈی۔

www.aaiil.org

ایک روحانی نظارہ

یعنی

مہاتما بدھ کی زیارت عالمِ رؤیا میں

ما ہمہ پیغمبراں راچاکریم

ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے

ہر رسولے کو طریق حق نمود

جانِ ما قرباں بر آں حق پرورے

اے خداوندم بہ نخیل انبیاء

کش فرستادی بہ فضل اوّلے

معرفت دہ پوبخشیدی دلم

مے بدہ زاں ساں کہ دادی ساغرے

اے خداوند بنام مصطفیٰ

کش شدی در ہر مقامے ناصرے

دستِ من گیر از راہِ لطف و کرم

در مہم باش یار و یاورے

تکیہ بر زور تو دارم گرچہ من

ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

(از کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہوا ہے۔ کہ ایک روحانی فرزند اُنکو دیا گیا۔ "جو تین کو چار کرنے والا ہوگا"۔ اس جگہ دِ تشریح اور توضیح بالکل غلط ثابت ہوتی ہے۔ جو جماعت قادیان نے میرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو مصلح موعود بنانے اور ماننے کی کوشش میں کی ہے۔ خود مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل اسلام کے لئے مہدی علیہ السلام تھے۔ اہلِ نصاریٰ کے لئے مسیح موعود تھے۔ اور اہلِ ہنود کے لئے وہ کرشن رودر گوپال تھے۔

دنیا میں فی زمانہ چار بڑے مذاہب ہیں۔ اوّل عیسائی دوم ہندومت۔ سوم اہل اسلام۔ چہارم بدھ مذہب والے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بدھ مذہب کے پیروؤں کے بارے میں اپنی زندگی میں کچھ نہیں لکھا۔ کہ کس ذریعہ سے وہ اسلام کی طرف رجوع کرنے والے ہوں گے۔ پس سچا مصلح موعود ہی انشاء اللہ تعالیٰ بدھ مذہب والوں کو بھی اسلام کی طرف رہنمائی کرنے والا ہوگا۔

مہاتما بدھ کے مذہب کی حقیقت کی تلاش میں راقم کئی سالوں سے مصروف تھا اور برابر دُعا کرتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس بھید کو اس عاجز پر ظاہر کر دے۔

پس اللہ تعالیٰ کی ذات نے اپنے خاص فضل و کرم سے حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلعم کی پیروی سے اور حضور پر درود پڑھنے سے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع کی وجہ سے اس راز کو یوں کھول دیا کہ راقم ۱۸ فروری ۱۹۵۷ء کو بروز جمعرات حسب معمول درود شریف پڑھ کر سویا کہ رات کے پچھلے حصہ یعنی ۴ بجے کے قریب یعنے جمعہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ کی صبح سے قبل ایک خوش شکل دوشیزہ نے میرے کان میں کہا:۔ "بدھ میاید اپنے رب کی حمد میں رات دن لگاتا تھا"۔

ابھی یہ آواز ختم ہوئی تھی کہ معًا ایک گورے کی صورت نظر آئی۔ جس کا رنگ سانولا تھا۔ عمر ۶۰۔۶۵ سال کے قریب معلوم ہوتی تھی، ان کی سفید ڈاڑھی چھوٹی یعنی چکی سی تھی۔ ان کی مونچھیں بھی سفید تھیں۔ سر کے بال درمیان سے بکھرے ہوئے نظر آتے تھے۔ ان کی ناک اونچی تھی۔ خط وخال نمایاں تھے اس مہاتما کے بدن پر ایک سفید چادر تھی۔ مگر دایاں مونڈھا بالکل ننگا تھا۔ ساتھ ہی میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی یہی مہاتما بدھ ہے۔

"میایاں" مہاتما بدھ کی کتاب مقدس یعنی ..... (Scriptures) مانی جاتی ہے۔ چونکہ اس راقم کو اس سے قبل پانچ بار آنحضرت محمد رسول اللہ صلعم کی زیارت بھی نصیب ہو چکی تھی۔ پس مہاتما بدھ کی زیارت نے ظاہر کیا ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئندہ زمانے میں بدھ مہاتما کی قوم بھی اسلام قبول کرے گی۔

والسلام علے المرسلین والحمد للّٰہ ربّ العالمین۔ راقم ڈاکٹر حسن علی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

احادیث نبوی

(بسلسلہ صفحہ نمبر اوّل)

سے نکال دے گا اور اس کی روزی کے لئے ایسے ذرائع مہیا فرما دے گا کہ جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتے۔

نوٹ:۔

رشوت ستانی، چوری، ڈاکہ زنی، چوربازاری، وغیرہ اندوزی اور سمگلنگ کو روزی رساں مت بناؤ یہ سب شرک کی باتیں ہیں ؎

ذات پاکت بس ست یارے

دل یکے۔ جاں یکے نگارے

ہر کہ راحت گرفت کارش شد

صد امید بروزگار شد

(مسیح موعود)

تیری ذات پاک ہمارے لئے ایک کافی دوست ہے

جبکہ دل بھی ایک ہے۔ جان بھی ایک ہے تو محبوب مقصود

پریمئیر کی مصنوعات کا امتیازی نشان

سٹار برانڈ
پریمئیر کی مصنوعات
جو
عمدگی اور پائیداری کی وجہ سے پاکستانی اور غیر ملکی منڈیوں میں مقبول عام ہیں

لٹھا R.16000 — لٹھا D.D.D — شارٹنگ A-1 — پاپلین T216 — کریپ 52.6 — ملیشیا M 48

اخبار و افکار ـــ بسلسلہ صفحہ ۴
ترقی کی یہ منزلیں

ماہنامہ "صدق جدید" (۱۹؍فروری) سے بلا تبصرہ:۔

"کراچی ۲۹ جنوری۔ پچھلی شب یہاں آرام باغ پولیس نے چار نوجوان طالب علموں کو گرفتار کیا ہے، جن کے پاس سے ایک ریوالور، ایک بندوق اور ایک خون آلود چھرا برآمد ہوا۔ ان کی عمریں ۱۸ سے ۲۲ سال کے درمیان ہیں۔ انہوں نے امریکی فلم دیکھ کر شہر شکاگو کے ڈاکوؤں کی طرح تو دبھی ڈاکو بن جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور آرام باغ کے حلقے میں رہنے والی ایک دولتمند تن تنہا خاتون پر حملہ کر کے اسے زخمی بھی کر چکے تھے، اور یہ سب طلباء کھاتے پیتے گھرانوں کے ہیں۔"
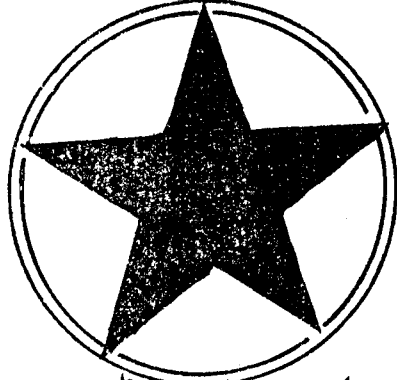
"لکھنؤ ۲؍فروری۔ آج لکھنؤ یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے اعلان کیا، کہ یونیورسٹی کے شعبۂ قانون کے جو امتحانات آج سے شروع ہونے والے تھے۔ اور جن کے لئے ایک پنڈال بھی ۵ ہزار کی لاگت سے تیار ہو چکا ہے وہ سب غیر معین مدت کے لئے ملتوی کئے جا رہے ہیں اس لئے کہ طلباء کے یونین کے صدر اور سیکرٹری نے اپنی تقریروں میں کہدیا ہے کہ اگر امتحانات ملتوی نہ ہوئے تو پنڈال کو آگ لگا دی جائے گی۔"

فرمایئے ان ترقیوں اور ان حوصلہ مندیوں کے خواب کبھی چٹائی اور بوریہ پر بیٹھنے والے اور کڑوے تیل کے چراغوں کی روشنی میں پڑھنے والے طلباء کبھی اپنی زندگی میں دیکھ سکتے تھے؟

www.aaiil.org

پیغام صلح ۸ مارچ ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۰

ہفت روزہ پیغام صلح
سالانہ چندہ ۱۰ - پاکستان سے چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ)
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ } شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱/۵ محلہ اعظم پورہ - ملک پیٹھ - حیدرآباد دکن - (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
ٹیلیفون نمبر:- ۴۷۴۷
ایڈیٹر:- دوست محمد

جلد ۴۸ | یوم سہ شنبہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۱

بحرِ حکمت کے موتی

سلام کا تحفہ

(مولوی عبد اللہ جان)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا تدخلون الجنۃ حتی تؤمنوا۔ ولا تؤمنوا حتی تحابوا۔ الا ادلکم علی شئی اذا فعلتموہ تحاببتم۔ افشوا السلام بینکم۔

رواہ مسلم ابوداؤد والترمذی

ابوہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا:-

اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم جنت میں اس وقت تک داخل نہ ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤ اور ایمان نہ لاؤ گے جب تک باہم محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایسی بات کی رہبری نہ کروں جسے تم کرو تو باہم محبت کرنے لگو۔ اپنے درمیان سلام کو رائج کرو۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلعم کا قسم کھا کر بیان کرنا مضمون قسم کی سچائی میں تاکید کرنا مقصود ہے یعنی جنت مومنوں کے لئے ہے اور مومنوں کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی محبت کے پیدا کرنے اور بڑھانے کا نسخہ بھی بتایا کہ اس میں تم لوگوں کی محبت تب پیدا ہوگی کہ السلام علیکم کو رواج دو۔ یہ دعا ہے۔ اور دعا انسان اسی کے لئے کرتا ہے جس سے محبت ہو۔ یہ دو اشخاص کی نہیں بلکہ دو دلوں کے ملنے کی دعا ہے اور چونکہ سلام کا نہ کرنا اس وقت دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو مفلس کے مقابلہ میں امیر۔ غریب کے مقابلہ میں صاحب رتبہ خیال کرے اس لئے سوسائٹی میں اس مرض کے قلع قمع کے لئے ارشاد نبوی ہے کہ سوار پیادہ کو پیادہ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے نہ یہ کہ بیٹھا ہوا ادب کے لئے پیادہ کے لئے اٹھے اور پیادہ سوار کے لئے... سوار امیر کو جھک کر سلام کرے۔ بلکہ امیروں اور متکبروں سے امارت اور تکبر کے خیال کو ان کے دلوں سے مٹانے کے لئے حکم دیا کہ سوار پیادہ کو اور پیادہ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ پہل کرنے والے وہ ہوں جو امیر ہوں یہی وہ نسخہ ہے جس سے غریبوں کے دل میں اپنے امیر بھائیوں کے لئے جذبۂ محبت پیدا ہوتا اور پھلتا ہے شیخ سعدیؒ نے ٹھیک فرمایا ہے ع تواضع ز گردن فرازاں نکوست۔ نیکی اس میں ہے کہ بڑے اور صاحب منصب و دولت تواضع سے کام لیں۔ یہ اسلامی شعار ہے ورنہ غیر مسلم قوموں میں یہی رواج ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرتا ہے بلکہ جھک جھک کر آداب بجالاتے ہیں اور سلام کی جگہ آداب عرض

(باقی بر صفحہ ۱۱)

ہماری جماعت کو اخلاقی طاقت پیدا کرنی چاہیئے

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں جیسی طاقت رکھنے والوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ اصلی بہادر اور شہ زور وہ نہیں جو پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا دے بلکہ اصل بہادر وہ ہے جو تبدیل اخلاق پر طاقت پا وے۔ پس تم لوگ اپنی ساری ہمت اور طاقت تبدیل اخلاق پر صرف کرو۔ کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری کا کام ہے میں گذشتہ تقاریر میں بیان کر چکا ہوں کہ خلق عظیم بڑی کرامت ہے جو خارق عادت امور کو بھی مشتبہ کر سکتی ہے۔ مثلاً اگر آج کل معجزہ شق القمر کا ظہور ہو۔ تو موجودہ زمانہ کے ہیئت دان اور فلاسفر فی الفور اس کو کسوف و خسوف کی ایک قسم قرار دے کر اس کی عظمت کو کم کرنا چاہیں گے اور پرانے معجزہ کو بھی پیش کیا جاتا ہے۔ ایک قصہ قرار دیتے ہیں۔ پھر اور لیجئے۔ یہی کسوف و خسوف جو ماہ رمضان میں ہوا اور جو آیات مہدی میں سے ایک آسمانی نشان تھا میں نے سنا ہے کہ بعض معترضین کہتے ہیں۔ کہ یہ تو از روئے علم ہیئت ثابت تھا۔ کہ ماہ رمضان میں ایسا ہو، گویا یہ کہکر وہ اس حدیث کی جو حضرت امام باقرؒ سے مروی ہے وقعت کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ احمق اتنا نہیں سوچتے۔ کہ نبوت ہر ایک شخص نہیں کر سکتا۔ یعنی پیشگوئی کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مدعی مہدویت کے زمانہ میں کسوف و خسوف فلاں فلاں تاریخ ماہ رمضان میں ہوگا جو ابتدائے آفرینش سے آج تک کبھی نہیں ہوا بس اگر عقلی طور پر کسی قسم کا اشتباہ ہو۔ تو ایسے معترضین کو چاہیئے کہ وہ تاریخی طور پر اس پیشگوئی کی عظمت کو کم کر دکھائیں۔ یعنی کسی ایسے زمانہ کا پتہ دیں کہ جب ماہ رمضان میں کسوف و خسوف اس طرح پر ہوا ہو کہ اس سے پہلے کوئی مدعی مہدویت موجود ہو۔ اور اسی طرح اس کی کسی نبی نے اپنے زمانہ میں پیشگوئی بھی کی ہو، مگر ایسا ہرگز ممکن نہیں، کہ کوئی دکھلا سکے۔ میری غرض اس واقعہ کے بیان سے صرف یہ ہے کہ خوارق پر تو کسی نہ کسی رنگ میں لوگ نکتہ چینی کر کے اُسے ٹالنا چاہتے ہیں مگر انسان کی اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی شخص انگلی نہیں دھر سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق کا ہی دیا گیا تھا۔ جیسا کہ فرمایا۔ کہ انک لعلی خلق عظیم۔ یوں تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قسم کے خوارق قوت ثبوت میں جملہ انبیاء کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں لیکن آپؐ کے اخلاقی معجزات کا نمبر سب سے اعلیٰ درجہ پر ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی اور نہ کبھی کر سکے گی۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سئیہ اور عادات ذمیمہ کو ترک کر کے خصائل حسنہ و افعال حمیدہ کو اختیار کرتا ہے وہی اس کے لئے کرامت ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص اپنی سخت مزاجی اور تند طبیعت اور غصہ کی عادات بد کو چھوڑ

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۳)

www.aaiil.org

تبلیغ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

— (انچارج تبلیغ بلاد غیر) —

زنجبار (مشرقی افریقہ)

ترجمہ خط از مسٹر سی۔ ایچ تھامپسن کیوریٹر میوزیم زنجبار مشرقی افریقہ

جناب عالی

آپ یہ سنکر بہت خوش ہوں گے کہ آپ کی ارسال کردہ کتب جو آپ نے سال گذشتہ ہمیں بھیجی تھیں انہیں لائبریری اور بک ایگزیبیشن میں رکھا گیا، یہ ایگزیبیشن ہمارے میوزیم کی طرف سے چھ فروری سے چودہ فروری ۱۹۶۰ء تک منعقد رہی۔

لوگوں نے بڑی دلچسپی لی اور ایک ہزار سے زائد آدمیوں کو ایگزیبیشن اور آپ کی کتب دیکھنے کا موقع ملا۔

(لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از سوئے کارڈ جو کجا کارتا۔ انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۰ء ملا بہت بہت شکریہ۔ مجھے یہ پڑھکر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے مجھے قرآن شریف بغیر متن ارسال فرمایا ہے ان اللہ مع المحسنین

(ان کا عربی خط بہت خوبصورت ہے۔ غلام قادر)

میں ہمیشہ آپ کے لٹریچر کو اپنے حلقہ احباب میں تقسیم کرتا رہتا ہوں۔ افسوس ہے کہ میں ممالک غیر میں اعلاء کلمۃ اللہ نہیں کر سکتا۔

میرے دوست بھی قرآن شریف کا بڑی سرگرمی اور شوق سے انتظار کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالےٰ وہ بھی مستفیض ہوں گے۔

احمدیہ موومنٹ کی کتنی شاخیں دنیا میں ہیں کیا امریکہ اور فرانس میں بھی مراکز ہیں؟

پھر شکریہ ادا کرتا ہوں

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

جزائر غرب الہند

ترجمہ خط از افضل محمد بیلئے اسٹریٹ۔ ٹرینیڈاڈ جزائر غرب الہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے ارسال کردہ لٹریچر مل گیا مگر افسوس کہ میں نے ایک لفظ تک نہیں پڑھا، مہربانی فرما کر آئندہ حتی الامکان انگریزی زبان میں شائع شدہ لٹریچر بھیجیں اُردو میں بہت کم لٹریچر درکار ہے۔ آپ نے جو مجھے قرآن پاک کا ترجمہ بھیجا ہے اس کے لئے بندہ از شکر گذار ہے۔ امید ہے کہ میں اسے جلد از جلد قبول کر لوں گا۔

گذشتہ چٹھی میں بندہ نے عرض کیا تھا۔ کہ کیا آپ کی طرف سے کوئی مسلمان مبلغ یہاں تعینات ہو نا ممکن ہے؟ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ ایک اور ضروری بات کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں قرآن شریف انگریزی میں تو دستیاب ہو سکتا ہے لیکن علاوہ مینول آف حدیث کے کسی دوسری حدیث کی کتاب کا مکمل انگریزی ترجمہ کی ضرورت ہے لہذا اس کی طرف توجہ فرمائیں۔ (انگریزی لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

مغربی نائجیریا

ترجمہ خط از رؤف ایڈیٹری یگ بی گرامر سکول مغربی نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ بات بڑی قابل افسوس ہے کہ اسلامی برادری کا ایک فرد ہوتے ہوئے بندہ دینی تعلیمات سے بالکل عاری ہے۔ اس کی وجہ یہ کہ میں کسی ایسے سکول میں تعلیم حاصل نہ کر سکا جہاں قرآنی تعلیم دی جاتی ہو، اس لئے بندہ قرآن شریف کے جاننے سے بالکل محروم رہا۔ محض خداوند تعالےٰ کی ذات اقدس ہی کو یہ منظور تھا کہ میں مسلمان رہتا، ورنہ میں کبھی کا غیر مسلم ہو گیا ہوتا۔ میرے مسیحی دوستوں نے بہت سے پمفلٹس اور بائبل مطالعہ کے لئے دیئے اور کئی دفعہ مجھے چرچ میں جانے کے لئے کہا مگر میں نہ گیا۔ چونکہ مجھے اپنے آبائی مذہب اسلام سے بڑی گہری دلچسپی ہے اس واسطے میں بہت خوش ہونگا اگر آپ کچھ لٹریچر متعلق بہ اسلام بھیجکر شکر گذاری کا موقعہ دیں۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از عبداللہ الٰہی۔ این کوتی اکرافانہ مغربی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط اور لٹریچر وصول ہو گئے تھے بہت بہت شکریہ۔

افسوس ہے کہ میں جواب جلدی نہیں دے سکا امید ہے آپ معاف فرمائیں گے۔

آپ کا لٹریچر میرے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے علمی خزانہ ہے میرے حلقہ احباب نے اسے بہت پسند کیا ہے۔

سب دوستوں کا تقاضا ہے کہ لٹریچر اور منگوایا جائے۔ میں ارادہ کر رہا ہوں کہ کسی طرح پاکستان پہنچکر آپ کے ادارہ میں تحصیل علم کا شرف حاصل کروں۔

جوں ہی میں نے رخت سفر باندھا میں آپ کو ضروری انتظامات کے متعلق اطلاع دوں گا۔

وولکنگ کو میں نے ابھی لٹریچر کے لئے نہیں لکھا۔ پیسے حاصل ہونے پر ہی انہیں لکھوں گا۔

میری اور میرے دوستوں کی طرف سے آپ کو اور ممبران انجمن کو مخلصانہ السلام علیکم اور دُعا۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

نائجیریا

ترجمہ از الیاس اموٹوسو نائجیریا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب میں نے آپ کا ارسال کردہ پارسل جس میں قرآن شریف کی ایک کاپی اور چند پمفلٹس تھے وصول پایا۔ میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں میں عربی متن قرآن شریف کا پہلے ہی پڑھ چکا ہوں مگر میں اس کے مطالب نہیں جانتا تھا۔ آپ کے ارسال کردہ انگلش ترجمہ اور تفسیر نے میری تفہیم قرآن کے سلسلہ میں بہت مدد کی ہے نیز میں آپ کے ارسال کردہ کتابچوں سے بہت متاثر ہوا ہوں مجھے ان میں بیشتر راہنمائی کا سامان مل گیا ہے۔ خصوصاً اسلام اینڈ کرسچینٹی پڑھکر مجھے اسلام کی برتری کا علم حاصل ہو گیا ہے۔

امید ہے اسلام کے متعلق میری ہمیشہ راہنمائی فرماتے رہیں گے۔ شکریہ۔

(جواب خط اور لٹریچر بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر مسعودی رفیق طالب مکتبہ المعلمین۔ انڈونیشیا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مل گیا ہے بہت بہت شکریہ، پُر از معلومات ہے۔ مجھے اس سے احمدیہ موومنٹ کی خصوصیات کا بھی علم بھی حاصل ہو گیا ہے گذارش ہے کہ مجھے حضرت مولانا محمد علی مرحوم کی انگریزی تفسیر کی بہت ضرورت ہے امید ہے آپ مجھے ایک کاپی ارسال فرمائیں گے۔

میں آپ کے ادارہ کا بہت شکر گذار ہوں۔

(انہیں خط، قرآن اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

شمولیت سلسلہ

مندرجہ ذیل صحاب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور خدمت دین کا موقعہ دے۔

(۱) محمد حسین۔ بون اینڈ ہائیڈ مرچنٹ کرڑہ پانس دروازہ۔ بہار شریف۔ بہار۔ انڈیا۔

(۲) محمد نیر ولد حافظ حنیف صاحب۔ حق ادس بکفوی محلہ بہار شریف۔ بہار۔ انڈیا۔

درخواست دعا۔ بعض احباب جماعت بیمار اور بعض پریشانیوں اور مشکلات میں مبتلا ہیں دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرماوے اور

بزمِ احمدیت کا ایک اور ستارہ ڈوب گیا

آہ! مولانا مرتضیٰ خان حسن

ان سطور کے لکھتے ہوئے قلم لرزتا ہے کہ بزمِ احمدیت کا وہ روشن ستارہ جو "پیغام صلح" کے صفحات کی زینت تھا، جس کے قلم سے نظم و نثر کے وہ موتی ٹپکتے تھے جن کی آب و تاب سے چمن احمدیت میں ایک نور برستا اور مخالفین کی آنکھیں چندھیا جاتی تھیں، آج ہم سے جدا ہو کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملا، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرتضیٰ خان حسن ہماری جماعت کے ان پاکباز مجاہدین میں سے تھے، جن کا وجود سلسلہ احمدیہ کے لئے از حد خیر و برکت کا موجب تھا آپ کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف سلسلہ کے لئے دلی جوش اور حضرت مسیح موعودؑ سے گہری عقیدت و محبت عطا کی تھی، بلکہ مسائل سلسلہ اور علوم دینی کے سمجھنے میں ایسی چشم بصیرت رکھتے تھے جو بہت کم لوگوں کو میسر آتی ہے۔ علم و ادب سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہرہ وافر عطا کیا تھا اور دقیق سے دقیق علمی باتوں اور مسائل دینی کو شگفتہ اور سلیس اردو میں بیان کرنے کی آپ کو پوری مہارت حاصل تھی اور آپ کے مضامین کو پڑھنے والے ان سے علمی استفادہ کے علاوہ عبارت کی شستگی، شگفتگی اور سلاست بیان کی وجہ سے ایک خاص لطف محسوس کرتے تھے، ایسا ہی آپ کی نظموں میں ایک خاص شیرینی پائی جاتی تھی۔ بے شمار مضامین آپ نے سلسلہ کے مختلف مسائل اور حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت و حالات پر لکھے، رنگون کے شیخ الجامعہ کی کتاب "دو نبی" کے جواب میں مسلسل مضامین آپ نے "پیغام صلح" میں دیئے جن کی پینتیسویں قسط زیر نظر پرچہ میں ہدیہ قارئین کرام ہے، اور ابھی کچھ اور اقساط باقی ہیں جو انشاء اللہ آئندہ پرچوں میں شائع ہوں گی، ان مضامین کو محترم ڈاکٹر این لے خاں آف برما کی فرمائش پر بصورت کتاب شائع کرنے کے لئے آپ نظر ثانی فرما رہے تھے کہ اللہ کو پیارے ہو گئے ....

تاہم یہ کتاب انشاء اللہ جلد شائع ہو گی، جس حسن و خوبی کے ساتھ آپ نے ان مضامین میں شیخ الجامعہ کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے اس کے علم و عقل کا پردہ چاک کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

یہی نہیں آپ نے تین چار اور کتابیں بھی سلسلہ کے مختلف موضوعات اور بچوں کی علمی و اخلاقی تربیت کے لئے لکھی ہیں، جو مسودات کی صورت میں پڑی ہوئی ہیں، اور ان کے طبع کرانے کی نوبت نہیں آئی، ان میں سے ایک کتاب "بینات" کے نام سے آپ نے دو جلدوں میں لکھ رکھی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں آپ کی مستجاب دعاؤں اور نشانات وغیرہ پر مشتمل ہے، جن کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ آپکی ایمان افروز نظمیں اور نعتیں وغیرہ بھی کتابی صورت میں جمع شدہ موجود ہیں، افسوس ہے کہ یہ سب چیزیں آپ کی خواہش کے باوجود آپ کی زندگی میں شائع نہ ہو سکیں، کاش مرنے کے بعد ہی ان کی اشاعت کا انتظام ہو سکے۔

ان علمی شاہکاروں کے علاوہ آپ کا وجود کئی پہلوؤں سے موجب خیر و برکت تھا، آپ حسن اخلاق کے مجسمہ تھے، جو کوئی آپ سے ملتا، آپ کے اخلاقِ حسنہ اور سیرت طیبہ کو دیکھ کر فدا ہو جاتا، ہر کس و ناکس اور موافق و مخالف سے آپ حسن اخلاق سے پیش آتے، اور جب کوئی آپ کے مکان پر جاتا تو خاطر و تواضع کئے بغیر نہ چھوڑتے، حق پرستی اور حق گوئی آپ کا شعار تھا اور کسی مخالف کی ناحق برائی اور عیب جوئی کرنا آپ کو ہرگز پسند نہ تھا، یہی حال آپ کے والد ماجد مولانا عبداللہ خاں صاحب مرحوم اور آپ کے برادر اکبر مولوی مصطفےٰ خاں صاحب مرحوم کا تھا، جو دونوں علم و اخلاق، نیکی و حق پرستی کے پتلے اور جماعت احمدیہ کے رکن رکین تھے۔

مولانا مرتضیٰ خاں صاحب بی اے پاس کرنے کے بعد ایک عرصہ مختلف انگریزی مدارس میں ٹیچر رہے، اور اپنے مضامین اور نظموں کے ذریعہ سے سلسلہ کی بھی خدمت کرتے رہے، حضرت امیر مرحومؒ نے ان کے جواہر تاباں کو دیکھ کر انجمن میں بلا لیا، جہاں مختلف شعبوں میں آپ نے کام کیا، کچھ عرصہ آپ کے پرسنل اسسٹنٹ رہے، اس دوران میں ریاست مانگرول (کاٹھیاواڑ) کو بطور ہیڈ ماسٹر اور انسپکٹر آف سکولز آپ کی خدمات تفویض کی گئیں، جہاں آپ نے سلسلہ کی نمایاں خدمات انجام دیں وہاں سے واپس آ کر انجمن کے سیکرٹری کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور کچھ عرصہ "پیغام صلح" کے مدیر اعلیٰ بھی رہے۔

جسمانی لحاظ سے آپ بحد کمزور واقع ہوئے تھے، اگرچہ دماغی قوت اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی عطا کی تھی، اسی جسمانی کمزوری کا نتیجہ ہے کہ کچھ عرصہ سے دمہ، بلڈ پریشر اور دیگر مختلف عوارض کا شکار ہو کر آپ خانہ نشین ہو گئے تھے اور وہیں سے اپنے علمی شاہکار لکھ کر بھیجتے رہتے تھے، آخری وقت بھی لکھنے میں معروف تھے، لکھتے لکھتے دل کی کمزوری محسوس کی، لیٹ گئے، کمزوری بڑھتی چلی گئی، اور ۱۴ مارچ ۱۹۶۰ء کی صبح کے پانچ بجے گھر والوں کو خدا حافظ کہکر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے فانا للہ وانا الیہ راجعون ~

بہت شوق سے سُن رہا تھا زمانہ ۔ تمہیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

مدیر "پیغام صلح" کو فخر ہے کہ آپ اس سے برادرانہ محبت رکھتے اور علمی اور نجی کاموں میں شرکت ضروری سمجھتے تھے۔ ہر تیسرے چوتھے اپنی قیام گاہ واقعہ مسلم ٹاؤن سے جو احمدیہ بلڈنگس لاہور سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر ہے بلا بھیجتے یا کبھی کبھار خود ملنے آجاتے تھے، وہ دل محبت جو اس باہمی رفاقت میں دیکھنے میں آئی شاید ہی کبھی میسر ہو، آہ! اے میرے پیارے رفیق اب کہاں تجھے ڈھونڈوں

اور کس طرح تیری پاک صحبت کا لطف حاصل کروں، تو نے اس عاجز کا ساتھ ایسے وقت میں چھوڑا کہ ابھی اس کی ضرورت لاحق تھی۔ کاش مجھے علم ہوتا کہ اس قدر جلد ساتھ چھوڑ جانا ہے تو زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے اور مل بیٹھنے کی کوشش کرتا، اللہ تعالیٰ تیری روح پُر فتوح پر ہزار ہزار رحمتوں اور برکتوں کے مینہہ برسائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ~

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

کلمات طیبات

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کہ حلم اور عفو کی عادت اختیار کرتا ہے۔ یا بخل و امساک کو چھوڑ کر سخاوت اور حسد کی بجائے ہمدردی کو حاصل کرتا ہے تو بیشک یہ ایک بڑی کرامت ہے۔ اسی طرح خود ستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر انکساری اور فروتنی اختیار کرنا بڑی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کراماتی آدمی بن جائے۔ میں جانتا ہوں کہ ہر ایک شخص یہی چاہتا ہے تو بس یہ ایک دائمی اور زندہ کرامت ہے کہ انسان اپنی اخلاقی حالت کو درست کرے۔ اور یہ ایسی کرامت ہے کہ جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ دیر تک اس کا نفع پہنچتا ہے مومن کو چاہیئے۔ کہ خلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہو جائے بہت سے رند اور عیاش ایسے دیکھے گئے ہیں، جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے۔ لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا اور بجز اقرار ان کو کوئی دوسری راہ نہیں ملی۔ بہت سے لوگوں کی سوانح میں اس امر کو پاؤ گے۔ کہ وہ اخلاقی کرامات کو ہی دیکھ کر دین حق میں داخل ہوئے۔ اس لئے میں پھر پکار کر کہتا ہوں اور میرے دوست سُن رکھیں، اور میری باتوں کو ضائع نہ کریں اور ان باتوں کو ایک قصہ گو یا داستان کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں۔ بلکہ میں نے یہ ساری باتیں نہایت دلسوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح میں ہے کی ہیں۔ ان کو گوش دل سے سنیں اور ان پر عمل کریں۔

ہاں خوب یاد رکھو اور اسے سچ سمجھو کہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ اس لئے اگر ہم عمدہ حالت میں اس جہان سے کوچ کرتے ہیں تو ہمارے لئے مبارکی اور خوشی ہے۔ ورنہ بہت خطرناک حالت ہے۔ یہ یاد رکھو۔ کہ جب انسان یہاں سے بری حالت میں جاتا ہے۔ تو مکان بعید اس کے لئے یہیں سے شروع ہو جاتا ہے یعنی نزع کی حالت سے ہی اس میں تغیر شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

انہ من یأت ربہ
مجرماً فان لہ جہنم
لایموت فیھا ولا یحییٰ

یعنی جو شخص مجرم بن کر آئے گا اس کے لئے ایک جہنم ہے جس میں نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔

ملفوظات احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۱۱-۱۱۲

www.aaiil.org

روزہ تہذیب اخلاق اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۱ مارچ ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

اور فرمایا۔ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون ۔۔۔

اور فرمایا۔ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔

روزہ رکھنے کی غرض اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے "لعلکم تتقون"۔ تقویٰ کیا ہے؟ التقویٰ ان تزین سرک للحق کما زینت ظاہرک للخلق کہ جس طرح انسان مخلوق کی خاطر اپنے ظاہر کے لئے زینت کے سامان کرتا ہے اور اپنے ظاہر کو آراستہ پیراستہ کرتا ہے اسی طرح تقویٰ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاطر اپنے باطن اور اندرونے کو زینت دے یہ مقصد اہم ہے اس کا حصول بھی مشکل ہے۔ اور یہی غرض روزہ کی ہے۔ اگر یہ تقویٰ میسر آ جائے تو بہت بڑی بات ہے۔ اور اگر افراد کے ساتھ ساتھ قوم کی قوم کو میسر آ جائے تو دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ قوم باخدا ہے۔ اس کے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے میں اور معاملات زندگی میں خدا خوفی نظر آتی ہے التقویٰ ان لایراک مولاک حیث نھاک تقویٰ یہ ہے کہ تم ان راہوں سے بچ جاؤ جن پر چلنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ اور ان راہوں پر چلو جن پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کے شروع میں فرمایا ھدی للمتقین جب دلوں میں خدا کا خوف ہو اور یقین ہو جائے کہ خدا دیکھ رہا ہے، تو اس سے دلوں میں تزکیہ و طہارت پیدا ہوتی ہے۔ ایک جگہ فرمایا لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب ہم جاننا چاہتے ہیں کہ غیب کی حالت میں، جہاں کوئی نہیں دیکھتا۔ کون شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے یہ وہ سبق ہے جس کے ذریعہ سے حضورؐ نے اپنی قوم کو بلند مقام پر پہنچایا اور وہ صاحب شرف بن گئے۔

تقویٰ اعمال سے ظاہر ہوتا ہے، اگر ایک بادشاہ ہو کر خدا کو سامنے نہ رکھتا ہو تو اس کی سلطنت میں کبھی بھی امن قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر ہمارا جج رشوت لے کر ناانصافی کرے اور لوگوں کی حق تلفی کرے تو قوم و ملک میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک انجنیئر سڑکوں اور پلوں کی تعمیر میں سیمنٹ اور لوہا وغیرہ کھا جائے تو وہ ملک کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اسی طرح سے فوج کا کمانڈر اگر چند کروڑ روپیہ دشمن سے لے لے تو ملک کا خدا حافظ۔ اگر پولیس کا افسر اپنے فرائض کی انجام دہی میں بد دیانتی سے کام لے تو امن اٹھ جاتا ہے۔ ان سب نقصانات سے بچنے اور محفوظ رہنے کا ایک ہی طریق ہے کہ افراد اور قوم خدا خوف اور نیک عمل بن جائے۔

حضور نبی کریم صلعم نے ایک متقی قوم پیدا کی وہ جہاں گئے لوگوں نے دیکھا کہ ان کا لین دین اچھا ہے۔ یہ کسی کو لوٹتے نہیں۔ کمانڈر اور سپاہی غیر وطن کی عورتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ یہ اس لئے ہوا کہ حضور نبی کریم صلعم نے ان کے باطن کو پاک کر دیا تھا۔ چونکہ ان کا کوئی میل کچیل ان کے اخلاق و شمائل اور عادات و اطوار میں باقی نہ رہی تھی۔

لکھا ہے کہ وہ بڑا اہم دن تھا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ مدینہ کے انصار سے عقبہ کے مقام پر بیعت لی ان سے کہا بایعونی ان لا تشرکوا باللہ شیئا اے لوگو اس بات پر بیعت کرو کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوائے اور کوئی نہیں جس کو معبودیت کا مقام حاصل ہو۔ یہ مرکزی تعلیم ہے جو ہر موقعہ پر رسول اللہ صلعم نے دی، کوئی پیغمبر، کوئی دیوی، دیوتا، قابل پرستش نہیں۔ پھر فرمایا ولا تسرقوا ولا تزنوا لوگوں کے حقوق تلف نہ ہوں، چوری چکاری کا روپیہ کھا جاتا اور لین دین میں بد دیانتی فساد پیدا کرتی ہے۔ حرام کا مال نہیں کھانا حرام کے مال سے بدکاری پیدا ہوتی ہے۔ اور بدکاری سے قتل مقاتلہ تک نوبت پہنچتی ہے۔ مال کی خرید و فروخت میں ملاوٹ کرنے سے قوم کو نقصان پہنچتا ہے۔

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں جا رہے تھے آپؐ نے گندم کا ایک ڈھیر دیکھا اس کے اندر آپؐ نے ہاتھ ڈالا تو وہ اندر سے گیلی تھی، پوچھا یہ کیا ہے۔ گندم کے مالک نے کہا کہ بارش ہو گئی تھی جس سے گندم اوپر سے گیلی ہو گئی، میں نے اس کو نیچے کر دیا۔ فرمایا اگر تم اسے اوپر ہی رہنے دیتے تو اچھا تھا۔ آگے فرمایا ولا تزنوا بدکاری نہ کرو، سوسائٹی ٹھیک نہیں رہتی۔ ضروری ہے کہ تمہارے پیٹ میں حلال کی روٹی جائے۔ اور زبان پر صدق ہو اطلب مطعمک تکن مستجاب الدعوات۔ پاک کھانا کھاؤ اس سے تمہاری دعائیں قبولیت کا درجہ حاصل کریں گی۔ کسی پر بہتان نہ باندھو۔ اور فرمایا ولا تجسسوا کسی کی ٹوہ میں لگا رہنا کہ وہ کیا کرتا ہے ٹھیک نہیں ولا تقف ما لیس لک بہ علم۔ بغیر جانے کسی چیز کے پیچھے لگ جانا مسلمان کا کام نہیں۔ بدظنی اچھی نہیں، اس کو چھوڑ دو۔ ولا تعصوا فی المعروف۔ جہاں کہیں تم ہو۔ دفتر میں، پولیس میں، فوج کے اندر کارخانہ اور فیکٹری میں وہاں صدق پر قائم رہو، اور جب تمہارا افسر کوئی حکم دے تو اس کی بات مانو نافرمانی نہ کرو۔ من وفا منکم فاجرہ علی اللہ فرمایا جو شخص اس تعلیم پر پوری طرح سے کاربند رہے گا خدا تعالیٰ اس کو اجر دے گا۔

ایک ضروری بات جس کی اللہ تعالیٰ نے تلقین فرمائی یہ ہے کہ روزہ رکھنا باطنی طہارت کے لئے ہے۔

دوسری بات جو قرآن کریم میں روزہ کے ذکر میں آئی ہے ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل یعنے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون کبھی حکام سے رسائی بھی ہو تو اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ۔ اپنی رسائی سے کسی کی حق تلفی نہ کرو، کبھی کوئی شخص تحصیلدار سے یا تھانیدار سے مل کر اپنے حق میں فیصلہ کروا لیتا ہے۔ کبھی اپنی پارٹی کے آدمی کو جرم سے بری کروا لیتا ہے۔ اور دوسری پارٹی کے بے قصور آدمی کو سزا دلوا دیتا ہے۔ فرمایا انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما واستغفر اللہ ان اللہ کان غفورا رحیما۔ جب آپ اپنے علم کے مطابق کسی امر میں فیصلہ دے چکیں تو استغفار پڑھ لیا کرو۔ کہ کہیں حق و انصاف میں کمی نہ ہو جائے۔ اس ضمن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما انا بشر وانکم تختصمون الیّ میں ایک بشر ہوں اور تم میرے سامنے اپنے جھگڑے لیکر آتے ہو۔ ولعل بعضکم ان یکون الحن من بعض بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص دلائل پیش کرتے ہوئے تیزی و طراری سے دوسرے پر فوقیت لے جاتا ہے۔ فاقضی علی نحو ما اسمع۔ اس کی تیزی و طراری کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حق اسی کی طرف ہے اور میں اس طرح فیصلہ دے دیتا ہوں جس طرح میں سنتا ہوں فمن قضیت لہ بحق اخیہ فلا تاخذن فانما اقطع لہ قطعۃ من النار میں عالم الغیب نہیں ہوں جس شخص کے حق میں کوئی فیصلہ دوں اور وہ حق پر نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے بھائی کا حق مار کر نہ لے جائے۔ کیونکہ اگرچہ یہ فیصلہ میرا ہی ہے۔ لیکن یہ اس کے لئے دوزخ کا ٹکڑا ہے۔ اس سے کچھ نہیں بنتا۔ حرام مال کھانے ہی پھر شراب پینے لگتا ہے۔ پھر حرامکاری کرتا ہے۔ شراب پی کر ایک شخص کے آنکھ میں حیا باقی نہیں رہتی۔ اور حرامکاری تک نوبت پہنچتی ہے

ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ میں پوسٹ آفس میں ملازم تھا۔ کوئی پارسل گم ہو گیا اس کا الزام مجھ پر لگا حالانکہ میں بالکل بیگناہ تھا۔ لیکن مجھ پر مقدمہ چلا اور مجھے جیل میں بھیج دیا گیا اس وقت میں نے سوچا کہ اگرچہ میں اس جرم میں بالکل بے قصور ہوں لیکن یہ سزا مجھے ایک اور گناہ کی وجہ سے ملی ہے ایک دفعہ میں ایک گلی کے پوسٹ آفس میں کام کرتا تھا تو میں ہمسایہ میں ایک ہندو لڑکی کو بری نظر سے دیکھتا تھا۔ اگرچہ میں تبدیل ہو کر

www.aaiil.org

دوسری جگہ آ گیا ہوں لیکن یہ سزا مجھے اسی سابقہ گناہ کی ملی ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں سب ڈیپارٹمنٹ ایک ہی ہیں۔ وہ ہر جگہ مواخذہ کر سکتا ہے۔ اور ایک جگہ نہیں تو دوسری جگہ پکڑا جاتا ہے خواہ اس وقت قصور وار نہ بھی ہو۔

ایک اور بات فرمائی۔ واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان۔ رمضان میں تم لوگ محنت مشقت کرتے روزہ رکھتے، تراویح پڑھتے ہو تراویح میں قرآن سنتے ...... اور اس طرح سے طہارت قلبی پیدا کرتے ہو تو تم اس قابل ہو جاتے کہ میں تمہاری دعائیں قبول کرتا ہوں، واذا سألك عبادی عنی فانی قریب۔ میرے بندے مشکلات میں میرے در پہ ہیں، اگر کوئی سچی تڑپ لے کر آ سکے، ہماری جناب میں گڑگڑا سکے تو ہم اس کی پکار کو سنتے ہیں اجیب دعوة الداع اذا دعان تو خدا سنتا ہے۔ یہ بات بھی رسول کریمؐ کے ذریعہ پوری ہوئی۔ صحابہ کرامؓ کی دعائیں قبول ہوئیں۔ صحابہ کرامؓ کے تجربہ میں یہ باتیں آئیں۔ انہوں نے دیکھا رسول کریمؐ ہر مشکل مقام پر دعاؤں میں لگ جاتے تھے۔ بدر کے مقام پر مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی گھوڑے صرف دو تھے۔ زادِ راہ تھوڑا تھی ...... دشمن کا پلہ بھاری تھا، اس چیز نے رسولؐ کے دل کو پگھلا دیا۔ آپؐ نے دیکھا کہ کامیابی بظاہر ناممکن ہے آپؐ روئے اور اس قدر عجز و زاری خدا کی بارگاہ میں کی کہ جس کی انتہا نہیں، آخر کار آپؐ کے آنسو بادل بن کر آ گئے اور اس ریتلی زمین پر برس کر مسلمانوں کے دلوں اور ان کے قدموں کی مضبوطی کا موجب ہوئے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ دعا قبول ہو گئی وہ نہا کے دھو سکے اور ظاہری میل کچیل کے ساتھ دل کے وسوسے بھی دور ہو گئے۔ صحابہ کرامؓ کی بھی دعائیں قبول ہوئیں۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ خطبہ دے رہے تھے دورانِ خطبہ میں کہہ دیا یا ساریۃ الی الجبل۔ آپ کی کشفی آنکھ نے دیکھا کہ مسلمانوں کی فوج جو کسی دور کے مقام پر مصروف پیکار تھی تباہی کے منہ میں جانے والی ہے آپ نے اسی وقت پکارا اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ۔ ساریہؓ نے جو مسلمانوں کی فوج کا کمانڈر تھا حضرت عمرؓ کی آواز کو سنا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت ہماری فوج پر سخت مصیبت بنی ہوئی تھی، اگر میں حضرت عمرؓ کی آواز کو نہ سنتا تو ہم تباہ ہو گئے ہوتے۔ چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف ہو گئے اور بچ گئے۔

اس زمانہ میں ہمارے امام کی دعائیں قبول ہوئیں، وہ بات جو رسول کریمؐ نے پیدا کی اس زمانہ میں پھر دہرائی گئی۔ ایک دفعہ قادیان میں ایک طالب علم کو دیوانے کتے نے کاٹا علاج کے لئے کسولی لے جایا گیا۔ وہاں سے وہ صحت یاب ہو کر آ گیا۔ تھوڑے دنوں بعد اس کا مرض پھر عود کر آیا، کسولی تار دی گئی وہاں سے جواب آیا کہ اب وہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ اس پر حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا خدا تعالیٰ کی قدرت سے اس کو تندرستی عطا کر دینا بعید نہیں۔ آپ نے اس کے لئے دعا کی۔ اور فرمایا کہ مریض صحتیاب ہو جائے گا۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور وہ طالب علم بچ گیا۔ ایسا ہی لیکھرام کا نشان ہے اس نے اس قدر گالیاں رسول کریم صلعم کو دیں کہ کلیجہ چھلنی ہو گیا۔

تھا غلامِ مرتضیٰ لاریب تو

از۔ خدا بخش خادم احمدیہ بلڈنگس لاہور

مرتضیٰ خاں۔ شاعرِ نازک خیال ؛ اے دریغا کر گئے ہیں انتقال

ماہِ رمضاں میں سدھارے خلد کو ؛ تھے سعادتمند اور فرخندہ فال

نیک سیرت۔ نیک فطرت۔ متقی ؛ خوش مزاج و خوش بیان و خوش خصال

اعلےٰ درجے کا مفکر۔ نکتہ سنج ؛ اپنے فن میں تھا بڑا اصحاب کمال

اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے ؛ وقف تھا تیرا دماغ و جان و مال

تھا غلامِ مرتضیٰ۔ لاریب تو ؛ احمدی تحریک کا مخلص بلال

جا ملے۔ سچے مجدّد۔ کو رفیق ؛ رہ گئے اصحاب باقی خال خال

موت نے تیری پریشاں کر دیا ؛ ہو چکے تھے۔ گرچہ پورے سن و سال

ہے دعا خادم کی میرے مہرباں

بخش دے تیری خطائیں ذوالجلال

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ
سوموار

حضرت نے دعا کی اور اللہ تعالےٰ سے علم پا کر اسکی ہلاکت کی پیشگوئی کی۔ اس لاہور میں شاہ عالمی دروازہ کے اندر ایک تنگ کوچہ میں جو ہندو آبادی سے بھرا ہوا تھا عید کے دوسرے دن حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کا قتل وقوع میں آیا۔ اس قتل سے بہت پہلے حضرت مرزا صاحب نے لیکھرام کو مخاطب کر کے اعلان کیا تھا ؎

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ

بترس از تیغ برّان محمدؐ

انگریز کا راج ہو اور ہندو کا بھی راج ہو، ایسی حالت میں اگر حضرت مرزا صاحب کے ساتھ خدا نہ ہوتا تو آپ پیشگوئی نہ کرتے لیکن آپ نے اس پیشگوئی کو خوب شائع کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لیکھرام پیشگوئی کے مطابق قتل ہوا۔ وہ پاکس مرد تھا جالا کیا نہیں جانتا تھا۔ اس کی دعائیں قبول ہوئیں، اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی جماعت کے افراد کی دعائیں قبولیت کا شرف حاصل کرتی رہیں،

تقوےٰ اختیار کرو یہ قرب اللہ کے حصول کا رستہ ہے کہ روزہ صحیح معنوں میں رکھا جائے۔ اور اس کی غرض و غایت کو پورا کیا جائے۔ حلال روزی پیٹ میں جائے تو تم خدا کے پیارے بن جاؤ گے اور تمہاری دعائیں قبول ہوں گی، تقوےٰ کی زندگی بسر کرنا خدا کا محبوب بنا دیتا ہے۔ اس سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

جماعت میں کئی لوگ مشکلات میں ہیں بعض بیمار ہیں، ملتان میں ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب بیمار پڑے ہیں انہوں نے لکھا تھا کہ دو مرتبہ ان کا اپریشن ہوا ہے، جس سے وہ بہت کمزور ہو گئے ہیں میں نے انہیں لکھا کہ ایسی حالت میں جس شخص پر تکلیف ہو اسے استغفار بہت کرنا چاہیئے اور خدا کے حضور دعا کرنا چاہیئے کہ انت العفو تعفو عنی تو معاف کرنے والا ہے میری تقصیریں معاف فرما اور کچھ صدقہ بھی کرنا چاہیئے۔ انہوں نے پچاس روپیہ انجمن کے لئے بھیجے ہیں، ان کے لئے دعا کریں، ان کا بیٹا بھی بیمار ہے اسی طرح کئی لوگوں کو بیماریاں اور مشکلات ہیں ان سب کے لئے دعا کی جائے۔

www.aaiil.org

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب دو نبی پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۳

(مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم)

کفر کا فتویٰ

بزرگانِ اُمت کی تکفیر

تاریخ اٹھا کر دیکھلو امتِ محمدیہ میں جو بڑے بڑے ائمہ اور مجدّدین ظاہر ہوتے رہے اُن کے ساتھ ان علماء نے کیا سلوک کیا۔ اگر ان حضرات کو کسی حکومت میں رسوخ حاصل تھا تو بس پھر کیا تھا کسی غریب کو موت کے گھاٹ اتارا کسی کو پھانسی پر لٹکوادیا۔ کسی کو دُرّے لگوائے، کسی کو جیل میں ڈلوایا۔ کسی کو جلاوطن کرایا۔ اگر حکومت میں دخل نہ تھا تو کفر کے فتوے سے تو کہیں گئے ہی نہ تھے۔ خوب پیٹ بھر کر گالیاں دیں اور تکفیر کی، مسجدوں سے نکالا۔ مناکحت اور مکالمت کے تعلقات منقطع کئے۔ اور جس قدر اذیت دی جاسکتی تھی دی کوئی خدا کا بندہ ایسا نہ تھا جو اُن کے ظلم و ستم سے بچا ہو۔

دُور جانے کی بات نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر اور کون ہوگا۔ انکو منافق اور غاصب کہنے والے حضرات اب تک بکثرت موجود ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آئمہ کرام کو کافر کہنے والے اور ان کی توہین کرنے والے بھی اسی دنیا میں موجود ہیں حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے والے بھی کوئی غیر مسلم نہ تھے مسلمانوں کا ہی ایک باغی طاغی گروہ تھا۔ حضرت امام جعفرؒ جیسے بزرگ انسان کے قتل کرنے کے منصوبے باندھے گئے، سازش کی گئی، اور ایک وزیر کو اس کام کے لئے منتخب کیا گیا لیکن خدا نے دشمن کے ارادہ کو پروان نہ چڑھنے دیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رح جیسے فقیہہ خادم شریعت مرد مجاہد کو جاہل، بدعتی، زندیق کا خطاب دیا گیا۔ آپ کو قید خانے میں ڈلوایا گیا۔ جہاں آپ کو زہر دیا گیا جس سے آپ کی وفات واقع ہوئی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(دیکھو سیرت النعمان۔ علامہ شبلی)

حضرت امام شافعی رح کو مولوی صاحبان نے اضر من ابلیس کہا۔ رافضی نام رکھا۔ آپ بغداد تک بےعزتی کے ساتھ قید کرکے بھیجے گئے۔ راہ میں لوگ آپ کو گالیاں دیتے تھے (دیکھو تذکرۃ الاولیا صفحہ ۱۹ و نظم الدرر فی سلک السیر صفحہ ۱۶۷) حضرت امام مالک پر اس قدر ظلم و ستم کیا گیا، پچیس (۲۵) برس تک جمعہ و جماعت کے لئے باہر نہ نکل سکے۔ ذلت کے ساتھ قید میں رکھے گئے۔ ایسی بے دردی کے ساتھ لوگوں نے آپ کی مشکیں باندھیں کہ ہاتھ بازو سے اکھڑ گیا۔ اونٹ پر کھڑا کرکے پھرایا گیا ایک مسئلہ کے انکار کی وجہ سے آپ کو ستر کوڑے مارے گئے۔

(دیکھو تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو قید کیا گیا، چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالی گئیں اسی حالت میں آپ کو بغداد سے طرطوس لے گئے۔ اور حکم دیا گیا کہ بلا کسی کی مدد کے خود ہی اونٹ پر سوار ہوں اور خود ہی اونٹ سے اتریں۔ بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہل نہ سکتے تھے اٹھتے بیٹھتے اور گر پڑتے تھے، رمضان المبارک کے آخری عشرہ بھوکے پیاسے جلتی دھوپ میں بٹھائے گئے اور آپ کو دگا تار کوڑے اس طرح مارے گئے کہ ہر جلاد دو ضربیں پوری طاقت کے ساتھ لگا کر پیچھے ہٹ جاتا اور پھر نیا تازہ دم جلاد اس کی جگہ لیتا۔ خلیفہ معتصم باللہ نے اُن سے کہا کہ اگر خلق قرآن کا اقرار کرلو تو خدا کی قسم ابھی اپنے ہاتھوں سے تمہاری بیڑیاں کھول دوں گا۔ مگر آپ انکار کرتے رہے اور فرماتے اللہ کی کتاب میں سے یا اس کے رسول کی حدیث سے دکھادو تو میں اقرار کرلوں"۔

(تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۹)

حضرت جنید بغدادیؒ، جن کو سلطان المحققین سند الاہل تصوف مانا جاتا ہے۔ پہلا شخص ہے جس نے علم اشارات منتشر کیا، آپ کو کافر اور زندیق کہا گیا۔

(تذکرۃ الاولیا صفحہ ۳)

آپ کے قتل کرنے کا ایک نہایت ناپاک منصوبہ گھڑا گیا مگر کامیابی نہ ہوئی،

(تذکرۃ الاولیا صفحہ ۳۰۲)

حضرت شیخ شبلی رح پر کفر کا فتوے لگایا گیا، اور آپ کو قتل کرنے کا قصد کیا گیا۔ آپ کو بیمارستان لے گئے۔ اور بند کر دیا گیا اور ایک مدت تک کہتے رہے کہ شبلی دیوانہ ہوگیا ہے۔ مگر آپ فرماتے تھے کہ میں تمہارے نزدیک دیوانہ ہوں اور تم میرے نزدیک دیوانہ ہو۔

(دیکھو تذکرۃ الاولیا صفحہ ۵۰۸)

آنجناب پر کفر کا فتوے لگایا گیا۔ (نظم الدرر فی سلک السیر صفحہ ۱۶۸)

حضرت ذوالنون مصریؒ پر اہل مصر نے زندیق ہونے کا فتوے لگایا (تذکرۃ الاولیا صفحہ ۹۳) آپ کو مصر سے جلاوطن کرکے بغداد بھیجا گیا اور قید کیا گیا۔ اور گردن میں طوق ڈالا گیا۔ (نظم الدرر فی سلک السیر صفحہ ۲)

حضرت منصور پر کفر کا فتوے لگا کر آپ کو قتل کیا گیا۔ لکھا ہے کہ وزیر حکومت نے علماء کو جمع کرکے ایک کتاب اُن کی پیش کی اور منصور کو بلا کر پوچھا گیا کہ یہ عبارت تم نے کیوں لکھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ عبارت میری نہیں ہے۔ میں نے فلاں کتاب سے نقل کی ہے۔ اس پر کہیں قاضی ابوعمر کی زبان سے نکل گیا ادکشتنی این سخن تو وہ کتاب اوّل سے آخر تک پڑھی ہے اس میں کہیں یہ عبارت نہیں ہے۔ بس کشتنی کے لفظ کا بہانہ مل گیا۔ وزیر صاحب نے فوراً کہا کہ فتوے قتل مل گیا۔ کیونکہ قاضی صاحب نے منصور کو کشتنی کہدیا۔ مختصر یہ کہ پورے ایک سال قید رکھنے کے بعد بتاریخ ۲۴ ذی قعدہ سنہ ۳۰۹ھ کو منصور کو قتل گاہ میں لایا گیا اور مخالفین کی تمنائیں پوری ہوئیں۔ (دیکھو مشاہیر اسلام و صوفیہ کرام نمبر ۱ صفحہ ۱۱ تا ۱۳ مؤلفہ مولوی محمد الواحدی مدیر نظام المشائخ)

حضرت امام محی الدین ابن عربی رحم جنہیں اب دنیائے اسلام سرتاج صوفیاء اور شیخ اکبر مانتی ہے ان پر بھی کفر کا فتوے لگایا گیا اور انہیں زندیق اور ملحد کہا گیا۔

آداب المریدین سلسلہ تصوف صفحہ ۱۸۳ میں لکھا ہے کہ ..... حضرت ابن عربیؒ نہ صرف فروعی مسائل میں بلکہ اصول و عقائد میں بھی آزادانہ رائے رکھتے تھے جس کی بنا پر آپ ایک عالم ربانی اور فقیر کامل ہونے کے باوجود علمائے زمانہ کے نزدیک ملحد و لامذہب قرار دیئے گئے، اور نہایت زور سے آپ کی تکفیر کی گئی۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ جن کی کتاب اصح الکتب .... مانی جاتی ہے، اور محدثین میں ایسی شان کا انسان کوئی نہیں گذرا ان کو اس قدر تنگ کیا گیا کہ .....

"آخر آپ بخارا سے نکلے اور نیشاپور گئے پھر وہاں سے سمرقند گئے اور دعا کی کہ اے خدا زمین باوجود کشادگی کے مجھ پر تنگ ہوگئی ہے۔ اب مجھکو زندگی سے نجات دے۔ پھر سنہ ۲۵۶ھ میں وہیں وفات پائی۔ (دیکھو تاریخ امام بخاری مؤلفہ سید ابوالحسن بھوپالی صفحہ ۲۴ و ۲۵) (و مقدمہ مشارق الانوار صفحہ ۴ و ۵)

اور نظم الدرر فی سلک السیر صفحہ ۱۶۷ میں لکھا ہے کہ امام بخاریؒ کو زندیق کہا گیا۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی تصانیف کو جلا دیا گیا اور آپ پر زندیق اور ملحد ہونے کا فتوے لگایا گیا۔

کتاب الغزالی مولانا شبلی صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ ہر فرقہ کے بڑے بڑے علماء مخالفت پر کمربستہ ہوگئے فقہاء نے فتوے دیا کہ ان تصنیفات اور خاص احیاء العلوم کا مطالعہ معصیت ہے سپین کے علماء نے جن کا سرگروہ قاضی عیاض تھا۔ ان کی تصانیف بادشاہ کے حضور میں پیش کیں اور رائے دی کہ یہ سب کی سب جلا دینے کے قابل ہیں۔ چنانچہ کل کی کل جلا دی گئیں، یہ واقع سنہ ۵۰۰ھ کا ہے،

اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر درج ہے کہ امام صاحب کے عقاید کو علماء نے زندیقانہ اور ملحدانہ کہا۔ حضرت سرمد شہیدؒ پر کفر کا فتوے لگا کر ان کو شہید کیا گیا۔ تذکرۃ الخیال میں ہے کہ سرمد کی اس رباعی پر جبہ پوشان شرع کے کان کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس کو کفر قرار دیا کیونکہ

www.aaiil.org

...... اس سے معراج جسمانی سے انکار لازم آتا ہے ؎

ہر کس کہ سر حقیقتش یا در شد
او پیش تر از سپہر سنا در شد
ملا گوید کہ بر فلک شد احمدؐ
مرد گوید فلک بر احمدؐ در شد

بہرکیف مفتی دین نے عالمگیر سے کہا کہ کفر کا کافی مواد مل گیا ہے...... خلاصہ یہ کہ آپ کو شہید کیا گیا (سلسلہ مشاہیر صوفیائے کرام صفحہ ۱۰۲)

حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی نے ہر قسم کے الزامات لگائے۔ کتاب تلبیس ابلیس میں طائفہ صوفیاء کو جاہل مجنون احمق کہا گیا۔ (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۲۳ و ۲۴)

علیٰ ہذا القیاس دوسرے اولیاء اللہ مثلاً حضرت شیخ علائیؒ کو شہید کیا گیا۔ حضرت شیخ عبداللہ نیازیؒ کو کوڑے لگوائے گئے۔ حضرت شیخ جمال الدین دہلویؒ کو جلا وطن کیا گیا۔ حضرت شیخ داؤدؒ کو اذیتیں پہنچائی گئیں۔ (ملاحظہ ہو تذکرہ مولانا آزاد) شیخ الاسلام عبداللہ نیازی پر بت پرستی کا الزام لگایا گیا (دیکھو رسالہ صوفی مارا کتوبر سنہ ۱۹۲۰ء) حضرت ابن تیمیہؒ کو قید کیا گیا۔ قید خانہ میں بھی آپ تصنیف کے کام میں لگے رہے۔ پھر آپ سے قلم دوات بھی چھین لی گئی۔ حضرت امام داؤد ظاہریؒ امام ابن حزمؒ ابن قیمؒ پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے اور سید محمدؒ جونپوری کو قتل کیا گیا۔ (دیکھو تذکرہ مولانا آزاد)

حضرت شیخ احمدؒ سرہندی مجدد الف ثانی...... پر یہ الزام لگایا گیا کہ آپ کہتے ہیں کہ میں حضرت صدیق اکبرؓ سے بہتر اور فائق ہوں اس بات پر آپ کو جہانگیر بادشاہ کے سامنے طلب کیا گیا۔ مگر آپ نے اس کی پوری تشریح کر دی اور رہائی پائی۔ پھر خوشامدیوں نے بادشاہ کے کان بھرنے شروع کئے کہ شیخ احمدؒ نے ایک جماعت تیار کی ہے، اور ہزاروں جان نثار اس نے اپنے گرد جمع کر لئے ہیں اور قریب ہے کہ کوئی فتنہ بپا کرے۔ اور بغاوت کر کے سلطنت پر قابض ہو جائے۔ اور مشورہ دیا کہ بادشاہ کو سجدۂ تحیت جائز ہے اور شیخ احمد کو مجبور کیا جائے کہ وہ بادشاہ کو سجدہ کرے۔ مگر خدا کے شیر نے سجدہ سے انکار کر دیا اس پر دشمنوں نے شورش برپا کی اور تمام علماء نے شیخ کے خلاف فتوے صادر کر دیا۔ چنانچہ شیخ صاحب دو سال تک قید رہے۔

(خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۶۱۲)

حضرت مجدد صاحبؒ کے مفصل حالات کے لئے دیکھو تذکرہ مولانا آزاد۔ تزک جہانگیری۔ نیز سلسلہ مشاہیر اسلام و صوفیائے کرام نمبر ۳ صفحہ ۱۹ کارخانہ سندی بہاؤ الدین)

سر سید مرحوم پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ علماء کی طرف سے آپ کے کالج کی مسماری کا بھی حکم دیا گیا۔ مولانا حالی نے حیات جاوید میں سر سید مرحوم پر اسی قسم کے فتوے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مکہ معظمہ کے اربعہ مذاہب کے مفتیوں کے فتوے کا خلاصہ لکھتے ہیں:۔

"یہ شخص ضال اور مضل۔ بلکہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے اس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنہ سے بڑھکر ہے۔ خدا اس کو سمجھے۔ ضرب اور حبس سے اس کی تادیب کرنی چاہیئے"

اور صفحہ ۲۸۷ پر مدینہ منورہ کے فتوے کا خلاصہ لکھا ہے:۔

"جو کچھ درمختار اور اس کے حواشی سے معلوم ہوتا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ شخص یا تو ملحد ہے یا شرع سے کفر کی جانب مائل ہو گیا ہے۔ گرفتاری سے پہلے توبہ کر لے تو قتل نہ کیا جائے ورنہ اس کا قتل واجب ہے"

اور حیات جاوید صفحہ ۲۸۸ پر حرمین الشریفین علی گڑھ کالج کے متعلق فتوے یوں درج ہے:۔

"یہ مدرسہ جس کو خدا برباد کرے اور اس کے بانی کو خدا ہلاک کرے اس کی اعانت جائز نہیں، اگر یہ مدرسہ بن کر تیار ہو جائے تو اسکو منہدم کرنا اور اس کے مددگاروں سے سخت انتقام لینا واجب ہے"۔

علمائے دیوبند کے خلاف بریلویوں کا فتویٰ

مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنی کتاب حسام الحرمین کے صفحہ ۱۰۰ پر حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ بانئے مدرسہ دیوبند اور مولوی رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق لکھا ہے:۔

کلھم مرتدون باجماع اہل اسلام

کہ یہ تمام علماء اور ان کے متبع باجماع اسلام مرتد اور خارج از اسلام ہیں، علمائے بریلی کی طرف سے ایک پوسٹر چھپا جس میں ایک خوبصورت شجرہ میں تین سو مفتیوں کے دستخط درج ہیں۔ اس میں علمائے دیوبند مولانا شاہ صاحب تھانوی۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب۔ مولانا محمود حسن صاحب وغیرہ تمام علمائے دیوبند پر نام بنام یوں فتوے درج کیا ہے کہ یہ قطعاً مرتد اور کافر ہیں، اور ان کا کفر و ارتداد اشد درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہیں جیسا مرتد و کافر ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان سے بالکل مجتنب اور محترز رہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز پڑھنے نہ دیں۔ جو ان کو کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا اور جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔ از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی اس فتوے کو باجماع علمائے و مفتیان مکہ و مدینہ و ہندوستان لکھا گیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر ان مفتیوں کے اسمائے مبارکہ معہ مختصر احوال سب کے سب درج کئے جاتے تو وہ کئی مجلدات میں بھی نہ آسکیں گے۔

نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی طرف سے ۲۴ صفحات کی ایک کتاب موسومہ تمہید الایمان بآیات القرآن شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں ۲۳ علمائے حرمین الشریفین کے فتووں کو جمع کر کے شائع کیا گیا ہے اور ہر ایک فتوے کے آخر پر مفتی صاحب کی مہر ثبت ہے۔ اس مجموعہ میں صرف مسلمانوں کو ہی کافر بنانے کا ذکر ہے، اور کسی اور مذہب کا ذکر نہیں۔ ان فتوؤں کی ساری عبارتوں کو نقل کرنے کی یہاں گنجائش نہیں البتہ چند عبارات بطور نمونہ اس کتاب کے صفحہ ۷۷ و ۷۸ سے نقل کرتا ہوں:۔

"فرقہ وہابیہ شیطانیہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیہ کی طرح ہے۔ ابلیس لعین کے پیرو ہیں تکذیب خدا کرنے والوں کے دم چھلے۔ ان کا پیر ابلیس ہے جھوٹا ہے۔ دین میں خائن اور اللہ پر مفتری دغاباز۔ مکار۔ آنکھوں کا اندھا ہے کافر ہے۔ یہ مسلمان نہیں ہے سرکش ہے۔ شیطان کے چیلے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہ باجماع امت کافر ہیں اور اللہ کے نزدیک زیاں کار اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے۔ قیامت تک رسول کریم صلعم کی تکذیب کرتے ہیں ان کے کفر میں شک نہیں۔ یہ لوگ گمراہ بیدین حق کے معاند۔ اللہ نے انہیں پست کیا۔ کجی والے۔ بیکار۔ سرکش۔ بکی۔ بدمذہبی کے گروہ۔ علمائے اہل سنت کے نیزوں سے چھلنی کر دیا۔ کافر سرکش۔ تمام اہل سنت کے نزدیک سزاوار تذلیل باجماع امت مرتد۔ بدبخت۔ دین کے دشمن۔ خدا کے مقہور۔ معاند۔ مفسد۔ گروہ شیطان۔ زیاں کار مردود بے دین۔ کمینے۔ کجی والے۔ مشرک۔ ظالم۔ جھگڑالو۔ ہٹ دھرم۔ دین سے نکل گئے۔ جیسے تیر نشانہ سے۔ خدا نے ان کو گمراہ کر کے چھوڑ دیا۔ بے دین ہیں۔ دنیا میں ہر خواری اور آخرت میں ذلت والے عذاب کے مستحق ہیں"

یہ ہے جناب مختصر سی کیفیت ان فتووں کی جو ہمارے علمائے کرام اپنے اپنے وقت میں بڑے بڑے علماء صلحاء اور اولیائے کرام اور صوفیائے عظام اور ائمہ دین مجددین و محدثین کے متعلق دیتے رہے۔ ع

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں

کیا ان حضرات نے کسی بھلے مانس کو چھوڑا ہے۔ کس کو ان حضرات نے برا بھلا نہیں کہا۔ کس کو کافر اور ضال اور مضل نہیں ٹھہرایا۔ کس کو قید و بند کی سلاسل میں نہیں جکڑا۔ مرزا غلام احمد بھی اس پاک گروہ کا ایک فرد تھا وہ ان فتووں سے کیونکر بچ سکتا تھا۔ اس سنت قدیمہ سے وہ کیونکر مستثنیٰ رہ سکتا تھا۔ یہ تو اس کے صادق ہونے کی دلیل ہے ؎

کس بچشم یار صدیقے نہ شد
تا بچشم غیر زندیقے نہ شد

ابتدا میں جب قوم نے آپ پر کفر کا فتوے لگایا۔ آپ بہت رنجیدہ خاطر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ آپ کے کشف میں تشریف لائے اور تسلی دی کہ غم نہ کر خدا تیرے جیسے موتی کو ضائع نہیں کرے گا۔ وہ تیری مدد کرے گا آپ نے شعر ذیل میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے، حضرت رسول کریم صلعم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

(باقی برصفحہ ؟)

www.aaiil.org

اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات میں فرق

ہیگ کے مشہور اخبار میں ہمارے مشن کا ذکر

پبلک اجلاس اور روزوں کے متعلق اخبارات میں تذکرہ

(از غلام احمد بشیر صاحب)

فروری میں دو دفعہ ہیگ کے ایک مشہور اخبار "ہاگسے کرانت" میں اسلام و احمدیت کا ذکر آیا ہے جس کا ترجمہ قارئین پیغام صلح کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

(۱) "اسلام اور احمدیت" کے عنوان کے تحت حسب ذیل مقالہ تحریر ہے۔ "احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن آف یورپ" کے، تحت کل "آ ناخری سٹوڈیو" میں ایک پبلک جلسہ کا انعقاد ہوا جس میں غلام احمد بشیر نے اسلام اور عیسائیت کی تعلیم میں تطابق اور اختلافات" کے موضوع پر تقریر کی مقرر نے بتایا کہ اگرچہ دونوں مذاہب میں سرسری طور پر دیکھنے سے بظاہر تطابق ہی تطابق نظر آتا ہے کیونکہ اصولی طور پر دونوں مذاہب کی تعلیم ایک دوسرے کے مشابہ نظر آتی ہے مگر بنظر غائر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مذاہب کی تعلیم میں اتحاد صرف نام کا ہے حقیقت میں دونوں کی تعلیمات ایک دوسرے کے متخالف ہیں۔ مثلاً اسلام و عیسائیت دونوں خدا کی ہستی کے متعلق تعلیم دیتے ہیں مگر اسلام خدا کی توحید پر زور دیتا ہے اور عیسائیت توحید کی بجائے تثلیث کی تعلیم دیتی ہے۔ عیسائی تعلیم کے مطابق انسان پیدائشی اور موروثی گناہ کے ساتھ دنیا میں آتا ہے مگر اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر بچہ گناہ کے بغیر پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح عیسائیت یہ تعلیم دیتی ہے کہ نجات کے لئے ضروری تھا کہ کسی معصوم کی قربانی دی جائے لیکن اسلام یہ سکھلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ بغیر کسی بدلہ اور کفارہ کے انسانوں کے گناہ بخش دیتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کی طرف اپنے انبیاء و مامورین بھیجے ہیں تاکہ وہ انسان کی روحانی ضروریات کو پورا کریں۔ مگر عیسائیت اس حقیقت کا اقرار نہیں کرتی اسلام کہتا ہے کہ انجام کار تمام انسان جنت میں داخل ہو جائیں گے اور کوئی نفس بھی ضائع نہیں ہوگا مگر عیسائیت کہتی ہے کہ جہنم ہمیشہ کی سزا ہے اور جنت میں صرف وہی لوگ جائیں گے جو مسیح کی صلیبی موت پر یقین رکھتے ہیں۔ اسلام حضرت عیسیٰ کے متعلق یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ ایک انسان تھے اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ رسول مگر عیسائیت کہتی ہے کہ نہیں وہ حقیقتاً انسان نہیں تھے بلکہ خدا کے فرزند تھے جو انسانی تجسیم اختیار کر کے دنیا میں ظاہر ہوئے"

"(ہاگسے کرانت ۱۰ر فروری سنہ ۱۹۶۰ء)"

(۲) ہم نے ہالینڈ کے مشہور اخباروں کو رمضان کے شروع ہونے سے پہلے ایک خبر ارسال کی تھی جس کے نتیجہ میں ہیگ کے دو اخباروں میں اس خبر کے چھپنے کی اطلاع ہمیں ملی ہے انہوں نے حسب ذیل طرز پر اس خبر کو شائع کیا ہے۔

ہاگسے کرانت لکھتا ہے:۔

ا۔ "۲۷ یا ۲۸ مارچ کو احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن آف یورپ "زانخ روک لان ۵۴ دی ہیگ" میں عید الفطر منائیں گے۔ یہ تقریب جو کہ روزوں کے اختتام پہ ساری دنیا کے مسلمان مناتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی شکر گذاری کے طور پر ہوتی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

پہلا روزہ اس دفعہ ۲ر فروری کو ہوگا۔ روزہ کا وقت کچھ عرصہ سورج نکلنے سے پہلے پو پھٹنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور آفتاب کے غروب ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس عرصہ میں روزہ رکھنے والا کھانے، پینے اور تمباکو نوشی کرنے سے پرہیز کرتا ہے۔

روزہ رکھنا انسان کے لئے سزا کا حکم نہیں رکھتا بلکہ وہ انسان کو اپنے نفس پر قابو پانا سکھلاتا ہے۔ اسی طرح روزہ رکھنے والا اپنے غریب بھائیوں کی تکالیف کو بھی سمجھنا شروع کرتا ہے جو کہ کھانے کی کمی کی وجہ سے اکثر فاقہ کشی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں

مسلمان اس مہینہ میں یہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ کوئی نہ کوئی بری عادت چھوڑ کر اس کی جگہ اچھی عادت اختیار کریں۔"

(ہاگسے کرانت ڈین ہیگ ۱۱ر فروری سنہ ۶۰ء)

ب۔ "ہاگسے واخ بلڈ نے یہ عنوان باندھا ہے "مسلمان رمضان کے مہینہ میں روزے رکھیں گے"۔ چنانچہ اس عنوان کے تحت وہ لکھتے ہیں:۔

"۲۶ر فروری کو رمضان کا چاند نکلے گا۔ اس ماہ کے آخر میں مسلمان تہوار بھی یعنی عید الفطر منائیں گے۔ احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن آف یورپ ۲۸ یا ۲۹ر مارچ کو "زانخ روک لان ۵۴ دی ہیگ" پر عید منائیں گے رمضان کے دوران میں ہر جمعہ کی شام کو قرآن مجید کے متعلق تقاریر کی جائیں گی۔"

(ہیگ واخ بلڈ ۱۱ر فروری سنہ ۱۹۶۰ء)

کتاب دو نبی پر سرسری نظر

(بسلسلہ صفحہ ۷)

ہیچ کس را بر من مظلوم و غمگیں دل نہ سوخت
جز تو کاندر خوابہا رحمت نمودی بار بار

ہمارے شیخ الجامعہ صاحب بڑے خوش ہو ہو کر بار بار اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ علماء کے متفقہ فتووں کی رُو سے مرزا صاحب کافر ہیں، کیا یہی فتوے ہیں جن کی مختصر کیفیت ہم نے اُوپر بیان کی ہے۔ اگر یہی فتوے ہیں تو آپ کو ان پہ ناز نہیں کرنا چاہیئے بلکہ نادم ہونا چاہیئے کہ یہ تو وہی باتیں ہیں جو علماء اپنے اپنے وقتوں میں مصلحاء و فقہا اور اولیاء صوفیہ کے متعلق کہتے رہے، ان پہ ناز کیسا، اور ان کو حضرت مرزا صاحب کے خلاف بطور دلیل پیش کرنا کیا معنے؟ یہ فتوے تو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جس طرح پہلے بزرگان امت اور مصلحین امت کو علماء نے اپنے فتوؤں کا تختۂ مشق بنایا اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو بھی بنایا۔ ان سے تو حضرت مرزا صاحب کی بزرگان پیش سے مماثلت اور مشابہت ثابت ہوتی ہے۔ اور یہی امر حق ہے، کہ جس طرح پہلے خدا کے نیکوکار بندوں کو علماء سوء نے ستایا، اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو اس زمانہ کے علماء نے ستایا۔ آپ کا قصور کچھ نہ تھا سوائے اس کے کہ آپ چاہتے تھے کہ مسلمان مسلمان ہو جائیں ؎

جانم گداخت از غم ایں بت اے عزیز
ویں طرفہ تر کہ من بگمان تو کافرم

مرزا غلام احمد کی صداقت کی گواہی تو زمین و آسمان نے دی یہ فتاوے کیا چیز ہیں ؎

بر دم فلک شہادت صدقم ہمی دہد
زینم کدام غم کہ زدیں گشت کافرم

ضرورت رشتہ

ایک شریف اور متمول احمدی خاندان کی تعلیم یافتہ اور سلیقہ شعار لڑکی کے لئے پٹھان یا مغل خاندان سے رشتہ درکار ہے۔ لڑکا نیک سیرت، احمدی، اور برسر روزگار ہونا چاہیئے۔

خط و کتابت معرفت ایڈیٹر پیغام صلح کی جائے۔

www.aaiil.org

اسلامیات

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کام

(مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم)

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۸ نومبر ۱۹۵۹ء)

۶- پہاڑوں سے۔ پتھروں سے بڑے بڑے محل۔ قلعے۔ مقبرے۔ مسجدیں مینار اور دوسری بڑی بڑی پائدار عمارتیں بنتی ہیں۔ دہلی کا لال قلعہ جو اپنے بنانے والوں کا دن رات مرثیہ پڑھتا رہتا ہے اور جو دنیا کی بہترین عمارتوں میں سے ہے سنگ سُرخ کا ہے۔ اور آگرے کا روضۂ تاج جو دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک ہے سنگ مرمر کا بنایا گیا ہے۔

۷- بعض پتھر ایسے خوبصورت ہیں کہ اُن کی جگمگاہٹ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ تم نے انگشتریوں کے نگینے دیکھے ہوں گے۔ کس قدر خوبصورت اور چمکیلے ہوتے ہیں۔ کوئی سُرخ کوئی سبز کوئی نیلا۔ یہ مختلف رنگوں کے پتھر ہیں۔ ان سے تسبیحوں کے دانے بھی بنتے ہیں۔ لوگ ان تسبیحوں کو شوق سے خریدتے ہیں۔

بادشاہوں کے تاج اور بیگمات کے زیور انہی پتھروں سے جگمگاتے ہیں۔ لعل و یاقوت نیلم پکھراج سے جڑاؤ زیورات ہزاروں لاکھوں روپیہ قیمت پاتے ہیں۔ بعض پتھر ادویات میں استعمال ہوتے ہیں بے حد مقوی دل و دماغ ہوتے ہیں۔ مثلاً یشب۔ کہربا۔ عقیق۔ یونانی طبیب اُن سے بڑی قیمتی دوائیں تیار کرتے ہیں۔ دیکھو خدا نے پتھروں میں کیا کیا خوبیاں رکھی ہیں۔

۸- ان پہاڑوں میں عجیب و غریب جانور پائے جاتے ہیں۔ یہاں ایک ہرن ہوتا ہے جس کو کستورا ہرن کہتے ہیں۔ اسکے پیٹ سے کستوری نکلتی ہے جو نہایت قیمتی چیز ہے اور سونے کے بھاؤ بکتی ہے۔ دل دماغ کو بے حد طاقت دیتی ہے۔ بڑے بڑے امیر لوگ اسکو استعمال کرتے ہیں۔

پہاڑوں سے اور بہت سی مفید اور کارآمد چیزیں دستیاب ہوتی ہیں۔ مثلاً چائے۔ شہد۔ مشک۔ زیرہ۔ زعفران۔ سلاجیت یا مومیائی۔ بادام۔ اخروٹ اور دوسرے میوے۔

۹- قدرت کے گویّے بھی یہاں موجود ہیں۔ جو اپنے سریلے نغموں سے سننے والوں کے دل کو لبھاتے ہیں۔ ان گویّوں میں سب سے زیادہ سریلی اور میٹھے میٹھے گیت گانے والی بی شامہ ہے۔ اس کو "راگ کی رانی" کا خطاب دینا چاہیئے۔ خدا نے اس کو شاید پیدا ہی گانے کے لئے کیا ہے۔ سبحان اللہ! قدرت سے اس کو کیا عجیب گلا ملا ہے۔ بلبل کے نغمے بھی اس کے سامنے مات پڑ جاتے ہیں۔ دوپہر کا وقت ہو۔ کڑی دھوپ اور چاروں طرف سناٹے کا عالم ہو۔ یہ "راگ کی رانی" آبادی سے دُور کسی ہرے بھرے گھنے درخت پر اپنا راگ چھیڑ دیتی ہے۔ راگ کیا ہے اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اس قدر میٹھا اور رسیلا کہ گاتے وقت خود بھی مست ہو جاتی ہے۔

پھر اور سنو! موسم گرما کی ابتداء ہے۔ رات کا آخری پہر ہے ابھی تارے جھلملا رہے ہیں۔ فضا پر سناٹا چھایا ہوا ہے۔ کہ یک لخت کسی درخت کی چوٹی سے کوئل نے کوکنا شروع کر دیا۔ کس قدر شوخ اور چلبلی ہے۔ کُو کُو کرتی ہوئی کبھی اس پیڑ پر آ بیٹھتی ہے اور کبھی اس پر۔ کبھی اس ڈالی سے کوک اُٹھتی ہے اور کبھی اس ڈالی سے۔ یا تو حد سے زیادہ شوخ اور چونچال ہے۔ یا درد دل سے بے تاب ہے کہ ایک جگہ قرار حاصل نہیں۔ کسی گم شدہ کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ پتوں میں چھپ چھپ کر کُو کُو کرتی ہے۔ تم لاکھ ڈھونڈو نظر نہیں آئے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ پردہ میں رہ کر اپنے کمال کی داد لینا چاہتی ہے۔ وہ دیکھو! کُو کُو کرتی ہوئی کہیں سے کہیں جا پہنچی۔ لیکن ہر کوک سے دردمندوں پر ایک ٹھیس لگاتی گئی۔

اب اور سنو! صبح کے دھندلکے میں پَو پھٹنے سے ذرا پہلے۔ پھیکی پھیکی چاندنی میں فراق کا مارا پپیہا جب "پی کہاں" کی درد بھری تان لگاتا ہے تو سینے سے ہوک اُٹھتی ہے دل درد سے بھر جاتا ہے۔ اور لبوں سے آہ نکل جاتی ہے۔ سو قوال ایک طرف اور پپیہے کی "پی کہاں" ایک طرف۔ جو کیف پی کہاں میں ہے وہ قوالی میں کہاں؟ وہاں قال ہے یہاں حال ہے۔

آپ بلبل کی تلاش کرتے پھرتے ہیں یہ ہمارے ملک کا پرندہ نہیں۔ البتہ اس کی ایک گلدم ایک چڑیا ضرور ہے جو بلبل سے بہت ملتی جلتی ہے۔ اس کے راگ بھی میٹھے اور سریلے ہوتے ہیں اور اس وجہ سے لوگ اسے شوق سے پالتے ہیں اور بلبل کہہ کر پکارتے ہیں۔

۱۰- کبھی کشمیر گئے ہو؟ کیا ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ گویا جنت کا دروازہ کھلا ہے۔ ہر جھونکا امرت بھرا ہے۔ واہ وا! کیا بہار ہے۔ سبزہ لہلہا رہا ہے۔ شگوفہ نکل رہا ہے۔ کونپل پھوٹ رہی ہے۔ جگہ جگہ چشمے اُبل رہے ہیں گویا فوارے چھوٹ رہے ہیں۔ وادیاں پھولوں سے لدی کھڑی ہیں۔ چمن میں ننھی کلیاں چٹک رہی ہیں۔ گلشن پھولوں سے مہک رہا ہے۔ رنگ رنگ کے پھول کی بہار دکھا رہے ہیں کوئی سُرخ ہے۔ کوئی سفید۔ کوئی اُودا۔ کوئی نیلا۔ کوئی پیلا۔ ایک ہی پھول اور اس میں بیسیوں رنگ۔ واہ تیری قدرت۔ گلوں پر پرندے چہک رہے ہیں۔ درختوں پر چڑیاں پُھدک رہی ہیں۔ بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہیں۔

یہاں زمین کا ایک خطہ ہے۔ اگر آپ وہاں جائیں آپ کو اس قدر فرحت حاصل ہوگی کہ آپ بے اختیار ہنسنے لگ جائیں گے۔ یہ زعفران کا کھیت ہے۔ خود رو پودینہ نے کیا رنگ جما رکھا ہے۔ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی بھینی بھینی خوشبو سے دل و دماغ تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔

یہ نظارے دیکھ کر خدا کی حمد کو دل چاہتا ہے۔ سر اس کی عظمت کے آگے جھک جاتا ہے۔ سچ ہے "کشمیر جنت نظیر"۔ انہی پہاڑوں سے اکثر دریا نکلتے ہیں جو پیچ و خم کھاتے آبشاریں بناتے جوش و خروش دکھاتے بہتے بہتے کہیں سے کہیں جا پہنچتے ہیں۔ انہی آبشاروں سے بجلی کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ دیکھو خدا کی قدرت پانی میں سے آگ پیدا ہو رہی ہے۔ یہ بجلی کیا ہے؟ آگ ہی تو ہے۔

یہ دریا پہاڑوں سے سونے کے ذرات اپنے ساتھ بہا کر لاتے ہیں۔ وہ دیکھو نیاریا دریا کے کنارے بیٹھا ریت چھان کر سونے کے ذرات تلاش کر رہا ہے۔ یہ اس کی روزی کا ذریعہ ہے۔

(باقی۔ باقی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینجر)

مکتوب امریکہ

ماسٹر محمد عبداللہ صاحب

مکرمی ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

خاکسار اپنی گذشتہ رپورٹ میں تین اشخاص کے دائرہ اسلام میں آنے کی خوشخبری دے چکا ہے۔ اُمید ہے کہ یہ رپورٹ پہنچ گئی ہوگی۔ نو مسلمین نے باقاعدہ ہر روز شام کو دینی تعلیم کے لئے آنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن خاکسار ۱۲ر فروری سے علیل ہے۔ اور یہ سلسلہ درس و تدریس ملتوی کرنا پڑا ہے۔ گذشتہ چند روز سے خاکسار چلنے پھرنے کے قابل تو تھا ہاتھ اور پاؤں کانپتے تھے۔ چلنا اور خط لکھنا دشوار ہو گیا تھا۔ اس کا اثر بینائی پر بھی پڑا۔ اب خداوند کریم کے فضل سے افاقہ ہے۔ یہاں علاج معالجہ پر بہت رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ ہسپتال میں لیٹنے کا چارج ۲۰ ڈالر سے ۳۵ ڈالر روزانہ ہے باقی ایکس رے (X Ray) وغیرہ کے چارج الگ ہوتے ہیں۔ پرائیویٹ ڈاکٹر کی فیس کم از کم پانچ ڈالر ہے۔ اور دوائی کی قیمت کا اندازہ بھی اس سے کر لیں۔ جناب مولانا عبد الحق صاحب کو بائیس دن ہسپتال میں رہنا پڑا اور آپ ڈاکٹر کی رضامندی کے بغیر خرچ کے ڈر سے واپس چلے آئے۔ مجھے بھی ڈر تھا کہیں یہ ناقابل برداشت بوجھ مجھ پر نہ آجاوے۔ دو تین دن تو کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں گیا پھر میں سٹی ہسپتال میں گیا۔ اور انہوں نے ڈاکٹری معائنہ کر کے دوائی دی اور کہا کہ آئندہ کے لئے کسی اور ہسپتال میں جانا اور انہوں نے ہسپتالوں کی ایک فہرست دے دی۔ اگلے روز میں St Mary Hospital گیا۔ وہاں مجھے تین گھنٹے تک ڈاکٹری معائنہ کے لئے انتظار کرنی پڑی۔ آخر میں نے تنگ آ کر مسٹر عبد الرحمٰن جو ایک پاکستانی مسلمان ہیں اور ہمارے ہمدردوں میں سے ہیں کو ٹیلیفون کیا کہ آ کر مجھے ہسپتال میں داخل کرا دیں وہ پچاس ساٹھ ڈالر فیس ساتھ لیکر اس وقت پہنچے جبکہ ڈاکٹر مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں نے ڈاکٹر کو کہا کہ میں ہسپتال میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ میری صلاح یہی ہے کہ ہسپتال میں داخل نہ ہو۔ میں دوائی دوں گا اس کو استعمال کرو اور پھر پانچ روز کے بعد آنا۔ خدا کی شان مجھ سے ایک ڈالر رجسٹریشن کے لئے اور آدھ ڈالر ڈاکٹری فیس اور ایک ڈالر ۵ سینٹ دوائی کے لئے چارج کیا گیا۔ اور بتایا تھا کہ جب کبھی دوبارہ ہسپتال میں آؤ گے تو پچاس سینٹ ڈاکٹری فیس اور دوائی کا آدھا دام تم سے چارج کیا جاوے گا۔ اگر ڈاکٹر نے مجھے ہسپتال میں داخل کر لیا تو دس روز کا چارج ۲۰۰ ڈالر سے کم نہ ہوگا۔ مسٹر عبد الرحمٰن تعجب میں تھے کہ کس طرح تمہارا کام مفت میں ہو گیا۔

میں یہ خط آسانی سے نہیں لکھ رہا۔ ہاتھ کانپتا ہے لیکن اب یقین کامل ہو گیا ہے کہ انشاء اللہ جلد مکمل تندرستی حاصل کر لوں گا۔ اگلے سنیچر کو اسلامک سنٹر سان فرانسسکو والوں نے اپنے سنٹر پر تقریر کرنے کی دعوت دی ہوئی ہے عنوان مضمون روزہ ہے لیکن امید نہیں ہے کہ شامل ہوں مضمون ٹائپ کر کے بھیج دوں گا۔ جو اُن کی میٹنگ میں پڑھا جاوے گا۔

ابھی ایک امریکن نیگرو نو مسلمہ آئی ہے۔ اس کا نام صدیقہ ہے۔ اس نے انگریزی ترجمۃ القرآن خرید تھا۔ اس کی بقایا رقم دینے آئی ہے۔ باقاعدہ روزہ رکھتی ہے۔ ۱۹۴۵ء میں واشنگٹن میں اسلام قبول کیا۔ ۱۹۵۱ء سے سان فرانسسکو میں مقیم ہے۔ اس نے اسلامی اسباق حاصل کرنے کا شوق ظاہر کیا ہے۔ گذشتہ ماہ کے دوران میں چار جلدیں انگریزی ترجمۃ القرآن قسم اوّل و دوم فروخت ہو چکی ہیں جو نو مسلمین نے لی ہیں۔ ایک نیگرو نے اسلام میں شامل ہونے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے وہ قرآن مجید کا مطالعہ کر رہا ہے۔

خاکسار کی دلی خواہش ہے کہ مشن کے لئے ایک اچھے مقام پر عمارت خرید کر لی جاوے۔ جو مسجد، دفتر، لائبریری اور کوارٹرز کا کام دے۔ ایک ایسی عمارت کو خریدنے کے لئے انجمن کو تحریک کی ہوئی ہے۔ جس کی قیمت ۲۳ ہزار ڈالر ہے جناب مولانا عبد الحق صاحب نے بھی اور خاکسار نے اس عمارت کو خریدنے کے لئے انجمن کو پرزور تحریک کی ہے اگر پندرہ ہزار ڈالر ادا کر دیئے جاویں، تو بقایا رقم ۸ سال کے اندر اسی عمارت کے ایک حصہ کو کرایہ پر دینے سے ادا ہو جائے گی۔ اور اس طرح انجمن کے ہاتھ میں ایک قیمتی جائداد آجاوے گی۔

ہماری پندرہ روزہ میٹنگ ہر دوسرے اتوار کو ہوتی ہے۔ مسٹر فرگس احمد میکولی (AHMAD FARGUR MECAULY) اس میٹنگ کے صدر ہوتے ہیں۔ گذشتہ میٹنگ میں جو ۲۸ر فروری کو ہوئی، مولانا عبد الحق صاحب نے عیسائیت پر ایک مقالہ پڑھا اور مسٹر حسین بی اے نے اسلام پر تقریر کی۔ آپ نے خوش الحانی سے قرآن مجید کی چند آیتوں کی تلاوت کی۔ اور اُن کا ترجمہ انگریزی میں کیا۔ اسکے بعد حسب معمول بعض مسائل پر بحث ہوئی۔ پندرہ روزہ میٹنگ میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ لیکن نہ ہمارے پاس کوئی بڑا کمرہ ہے۔ اور نہ ہی زیادہ کرسیاں ہیں۔ خدا کرے کہ انجمن کا فیصلہ عمارت کے خریدنے کے حق میں ہو۔ اور ہم ان مشکلات سے نجات پائیں۔

خاکسار کا ارادہ نیویارک کی طرف مولانا عبد الحق صاحب کی تصنیف کی چھپوائی کے سلسلہ میں گذشتہ ماہ جانے کا تھا۔ لیکن علالت اور سردی کی وجہ سے اسکو ملتوی کرنا پڑا۔ سب بزرگان سلسلہ اور احباب کی خدمت میں السلام علیکم۔ آپکی دعاؤں کا طالب۔ خاکسار محمد عبداللہ

www.aaiil.org

سٹار برانڈ
پریمئیر کی مصنوعات
جو
عمدگی اور پائیداری کی وجہ سے پاکستانی اور غیر ملکی منڈیوں میں مقبول عام ہیں

پریمئیر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائلپور

فون نمبر ۲۱۶۶ - ۲۱۰۲

بحرِ حکمت کے موتی بسلسلہ صفحہ اوّل

کہتے ہیں، مدتوں ہندوستان میں رہ کر۔ ہندوستان کی اکثریت کے رسم و رواج کو مسلمانوں نے اس قدر اپنایا کہ السلام علیکم کی جگہ جب دوسرے مسلمان بھائی کو ملتے تو آداب عرض کہتے ہیں۔ مگر بڑا چھوٹے کو جو کسی رنگ میں چھوٹا ہو۔ عمر میں منصب میں، دولت میں ہرگز ہرگز آداب عرض نہیں کہے گا۔

رسول اکرم جب بچوں کو بھی ملتے تو انہیں سلام کرنے میں پہل فرماتے ہیں ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین غیر مسلم اقوام میں فوجیوں کے لئے سلام اس قدر لازمی قرار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی سپاہی کسی افسر کو اور چھوٹا افسر بڑے افسر کو سلام نہ کرے تو کورٹ مارشل ہو کر سزایاب ہوتا ہے اس کا اصل مقصد فوج میں افسران و افسران اعلیٰ کے لئے عظمت اور تابعداری پیدا کرنا ہے نہ کہ محبت لیکن سلام کا مقصد اعلیٰ اور ارفع ہے۔ حقیقت میں اصلی عظمت محبت ہی سے پیدا ہوتی ہے جو دیرپا ہوتی ہے اس میں اکراہ کا پہلو نہیں ہوتا صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جبکہ کفار مکہ کا وفد شرائط صلح طے کرنے کے لئے آیا تو صحابہ رض نے اپنی محبت کا مظاہرہ کیا اس رنگ میں کہ جب رسول اکرمؐ وضو کر رہے تھے انہوں نے ایک قطرہ پانی گرنے نہیں دیا اور ان کے وضو سے گرتا ہوا پانی پیتے اور منہ پر ملتے۔ کیا کسی قوم کی فوج نے کبھی اپنے کمانڈر سے محبت اور اس کی عظمت کا ایسا مظاہرہ کیا۔ یہ محبت کا مظاہرہ تھا اور یہی محبت پیدا کرنے کا نسخہ اسی کمانڈر کا بتایا ہوا ہے۔ ایک دوسرے سے محبت پیدا کرو اور ایک دوسرے کی عزت کرنا سیکھو۔

ہم ایک مامور کی جماعت ہیں۔ ہم پر سب سے .... زیادہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ ہم اصل اسلامی

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۱

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

نمونہ پیش کریں ۔ سلام ایک تحفہ ہے ۔ خوشی اور مبارکبادی کا اظہار ہے جیسے ایک جماعت کے لڑکے امتحان میں پاس ہوں تو وہ جب ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو بڑے تپاک اور محبت سے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں ۔ اس لئے کہ یہ السلام علیکم مبارکبادی اور تحفہ ہے ۔ اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا ہے ۔ اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا ۔ اور جنت میں بھی جنتیوں کا تحفہ اور مبارکبادی ایک دوسرے کو یہی سلام ہی ہوگا ۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ہے لا یسمعون فیھا لغواً ولا تاثیماً الا قیلاً سلاماً سلاماً ۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار ... سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲،
تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر:- ۳۷۴۷
ایڈیٹر:- دوست محمد

جلد ۴۸ | یوم سہ شنبہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۲

بحرِ حکمت کے موتی

(شیخ غلام قادر صاحب)

ظلم اور گناہوں سے روکو

ان النّاس اذا راوا الظالم فلم یاخذ وعلیٰ یدہ اوشک ان یعمّھم اللہ بعقاب ما من قوم یعمل فیھم معاصی ثم یقدرون علیٰ ان یغیّروا فلم یغیّروا الا یوشک ان یّعمّھم اللہ تعالےٰ بعقاب (ابوداؤد والترمذی۔ تلخیص الصحاح)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- لوگ ظالم کو دیکھیں اور اسے ظلم کرنے سے باز نہ رکھ سکیں تو جلدی خدا تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کرے گا۔ اگر کسی قوم میں کثرت سے گناہ ہوتے ہوں اور بعض لوگ یہ قدرت رکھتے ہوں کہ انہیں گناہ سے باز رکھیں مگر ایسا نہ کریں تو جلد اللہ تعالےٰ ساری قوم کو مبتلائے عذاب کر دے گا۔

نوٹ:- مسلمانوں کے لئے اس میں لمحۂ فکریہ ہے۔ آج لوگوں کو زندگی کے ہر شعبہ میں جن تکالیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے وہ ان کی اپنی بدعملیوں کا نتیجہ ہیں ؎

مشو از بہرِ دنیا سرکش فرمانِ احدیت ٭ مخر از بہرِ روزے چند اے مسکین تو شقوت را
تو از دل سوئے یار خود بیا تا نیز یار آید ٭ محبت میکشد با جذب روحانی محبت را

(مسیح موعودؑ)

ترجمہ:- دنیا کی خاطر خدائے احد کے حکم سے سرتابی نہ کر۔ اے مسکین تو چند روزہ لطف اندوزی کے لئے بدبختی نہ خرید۔

تو دل سے اپنے یار (اللہ تعالیٰ) کی طرف آجا کہ پھر وہ بھی (تیری طرف آئے (اور تیرے مصائب اور مشکلات کٹ جائیں اور عذاب ٹل جائے) کیونکہ روحانی جذب کی وجہ سے ایک محبت دوسری محبت کو کھینچتی ہے۔

عمل میں مداومت

یا ایھا الناس خذوا من الاعمال ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتیٰ تملوا وان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ ما دام وان قل (صحاح کی چھ کتب بحوالہ تلخیص الصحاح)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو وہی کام کرو جن کی تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ تو نیک اجر دینے سے تنگ نہیں ہوتا (باقی بر صفحہ ۱۱)

جرمنی میں اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب کا مکتوب حضرت امیر کی خدمت میں

محترمنا حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا نوازشنامہ ملا۔ بہت بہت شکریہ

خدا کا شکر ہے یہاں حالات بہتر ہو گئے ہیں۔ ممالکِ اسلامیہ سے آئے ہوئے نوجوان تاحال میرے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ اور ماحول ہر طرح سے پُرامن ہے۔ نماز تراویح میں دُور دُور سے نوجوان آکر شامل ہوتے ہیں۔ شام آٹھ بجے سے لیکر رات دس بجے تک گھر میں رونق رہتی ہے۔ نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اور ہر شام ایک سپارہ پڑھا جاتا ہے۔ ناظرین کی تعداد حسب معمول ہے۔ جو بھی مسجد میں آتا ہے اسلام کے متعلق باتیں سننے اور اسی سلسلہ میں سوالات کرنے میں کافی دلچسپی لیتا ہے۔ بعض دفعہ بیس بیس، پچاس پچاس مرد و زن کا گروپ آتا ہے۔ کئی کئی گھنٹے سوال و جواب کا سلسلہ رہتا ہے۔

باہر سوسائٹیز میں بھی میرا تعارف ہو گیا ہے۔ وہاں سے بھی اسلام پر تقاریر کرنے کے لئے دعوتیں آ رہی ہیں۔ چنانچہ ۸ ماہ حال کو ٹیکرز کے ہال میں میرا لیکچر ہے۔ اسی طرح ورلڈ کلب کے سیکرٹری نے بھی تقریر کے لئے دعوت دی ہے۔ گذشتہ اتوار Salah K سے جرمن نومسلم شادی کے لئے یہاں آیا۔ یہ جگہ برلن سے تین سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ نوجوان جرمن زبان میں Islam نام ماہوار رسالہ ایڈٹ کرتا ہے۔ قابل نوجوان ہے۔ شادی کے بعد دوسرے دن میں نے انہیں دوپہر کے کھانے پر دعوت دی۔ میں تو روزہ سے تھا۔ اُن کے لئے کھانا خود پکایا بڑے متاثر ہو کر واپس لوٹے ہیں الحمدللہ۔ شادی کے دن کافی رونق رہی۔ گیارہ بجے سے چار بجے بعد دوپہر تک احباب میرے ہاں ٹھہرے۔ اتنی دور سے شادی کے لئے آنا مسجد کی عظمت کے سبب ہے۔

مصر، شام وغیرہ سے آئے ہوئے نوجوان مجھے اپنے ہاں دعوتوں پر بلاتے ہیں۔ اور اسی طرح جرمن نومسلم کے ہاں دعوت ہو تو وہاں بھی یہ نوجوان موجود ہوتے ہیں۔ میں ان نوجوانوں کے ساتھ ہمیشہ مسلمانوں میں باہمی اتحاد اور محبت ایسے موضوعات پر باتیں کرتا ہوں "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا وغیرہ امور پر گفتگو رہتی ہے۔ دُعا فرماتے رہیں اللہ تعالیٰ اس ماحول میں برکت ڈالے اور مسجد کی عزت اور عظمت کو یہاں کے لوگوں کے دلوں میں قائم کر دے۔ آمین۔ گذشتہ ماہ حکومت کی طرف سے ایک اجتماع ہوا جس میں مذہبی مراکز کے نمایندوں کو مدعو کیا گیا۔ اس اجتماع میں مجھے بولنا تھا۔ ...

www.aaiil.org

تبلیغ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(افسر انچارج تبلیغ بلادِ غیر)

جنوبی افریقہ

از ایم سعید جوہنسبرگ جنوبی افریقہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سیکنڈ ہینڈ کتاب گھر میں چند ہفتے ہوئے میرا گذر ہوا اور بہ اتفاق حسنہ میری نظر رڈل آف لائف …… (Riddle of Life) مصنفہ خواجہ کمال الدین پر پڑی۔

فاضل مصنف کی یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو میرے مطالعہ میں آئی ہے۔

بہرحال میں نے یہ قیمتی کتاب اپنے ایک غیر مسلم دوست کو پڑھنے کے لئے دی تھی۔ جس نے مطالعہ کے بعد مجھے چند مختلف موضوعات پر سوالات کئے اگرچہ میری عمر اس وقت چالیس سال کے قریب ہے مگر باوجود پیدائشی مسلمان ہونے کے تعلیم اسلام سے کورا ہوں۔ میں کئی بڑے بڑے علماء اور پیروں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں مگر نہایت افسوس سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ کسی نے بھی میری غیر مسلموں کے اعتراضات کے جواب دینے میں مدد نہ کی کہا تو یہ کہ میاں پانچ وقت نماز پڑھا کرو" مگر مجھے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوا، میں ایک باعلم و عمل سچے مسلمان کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں لہذا میں یہ خط آپ کی خدمت میں لکھ رہا ہوں کہ آپ مجھے تعلیم اسلام سے روشناس ہونے میں مدد فرمائیں۔

میں غریب آدمی ہوں اور قیمتی کتب خرید نہیں سکتا بلکہ بال بچوں کا گذارہ مشکل سے ہوتا ہے لہذا مجھے امید ہے جیسا کہ مذکورہ بالا کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ آپ مجھے اسلام پر سلسلہ اشاعت سے لٹریچر بہم پہنچائیں گے مجھے قرآن شریف انگریزی ترجمہ و تفسیر کی بہت آرزو ہے لہذا مجھے اس مقدس کتاب کے ایک نسخہ سے بھی نوازیں میرے اکثر غیر مسلم پڑوسی اور دوست قرآن شریف سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور تعلیم اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں امید ہے آپ مجھے اس تبلیغی مشن میں مدد بہم پہنچائیں گے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ آپ میری مدد فرمائیں گے والسلام

(انہیں پمفلٹس ٹیچنگز آف اسلام اور قرآن شریف اور خط بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

فلپائن

از مسٹر بنگکیناداں مانیال ٹیچر پبلک اسکول منڈاناؤ فلپائن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے آپ کا ارسال کردہ خط اور پمفلٹس مل گئے ہیں بہت بہت شکریہ۔

آپ کا ارسال کردہ اسلامی لٹریچر نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے ساتھی ٹیچروں، نوجوانوں اور اسکول کے بچوں کے لئے اسلام کے متعلق بڑی علمی معلومات کا ذریعہ بن گیا ہے۔ یہ پمفلٹس میں نے اسکول کی لائبریری میں رکھوا دیئے ہیں۔ مجھے اس بات کا بڑا فخر ہے کہ آپ نے ایسے قیمتی علمی خزانہ سے ہمیں نوازا ہے جس کا میں شکریہ ادا نہیں کر سکتا اور نہ مناسب الفاظ میں ہی تعریف کر سکتا ہوں۔

بہرحال آپ نے مجھے اپنا اسلامی بھائی سمجھ کر یہ جواہرات عطا فرمائے ہیں ہزار دل سے شکر گذار ہوں۔

اس لٹریچر میں ایک جوہر کامل ٹیچنگز آف اسلام ہے۔ میں بڑا ہی خوش قسمت ہوں گا اگر آپ مجھے آج سے اپنی جماعت کے ممبروں میں شمار فرماویں۔

پبلک اسکول کے ٹیچر ہونے کی حیثیت سے میرے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ میں دنیا کی اس سب سے بڑی تبلیغی جماعت میں شمولیت حاصل کر دوں

لہذا درخواست کرتا ہوں کہ ہماری اسکول کی لائبریری کو ٹیچروں، نوجوانوں اور اسکول کے بچوں کے لئے مزید اپنی قیمتی علمی کتب مرحمت فرمائیں۔

میں پیشگی اس بات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی جماعت کا ممبر بنانا منظور فرمائیں گے۔

آپ کو اور تکلیف دینا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہماری سکول لائبریری کے لئے ایک مکمل قرآن شریف عطا فرمائیں اور انگریزی میگزین ارسال فرماتے رہا کریں۔

امید ہے میری درخواست پر ہمدردی سے غور کیا جائے گا میں اپنی طرف سے آپ کو کامل طور پر آپ کی تبلیغی جدوجہد میں تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔

(ان کی خواہش کے مطابق کارروائی کی گئی ہے اور خط لکھا گیا ہے۔ غلام قادر)

فلپائن

از مس آمنہ محمد کوتا باتو فلپائن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے آپ کا گرامی نامہ اور "مقبول آف حدیث" مل گئے ہیں۔ میں آپ سب کی بہت شکر گذار ہوں۔ میں نے حدیث کا مطالعہ شروع کر دیا ہے۔ مگر میں ابھی صرف چند چیپٹر پڑھ سکی ہوں، کیونکہ ہمارا امتحان یکم مارچ سے تین مارچ سنہ ۱۹۶۰ء تک مقرر ہوا ہے میں اپنے بزرگ و برتر اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ دعا کرتی ہوں کہ اس امتحان میں پاس ہو جاؤں۔ اس کے بعد پھر میں کالج میں داخلہ لوں گی تاکہ ڈگری حاصل کر لوں۔

میں ان مسلمان بہن بھائیوں کے لئے ہمیشہ غمگین رہتی ہوں جو کہ سوویٹ یونین میں کمیونسٹوں کے ماتحت زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور دعا کرتی رہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو منکرین خدا کے پنجہ سے نجات دلائے۔ آمین

میرے اور عزیزہ فہیمہ کے درمیان اچھی خاصی دلچسپ خط و کتابت رہتی ہے۔ میں ان کو دل سے محبت کرتی ہوں اور دعا کرتی رہتی ہوں کہ کسی ... قریبی وقت میں اللہ تعالیٰ مجھے ان سے ضرور ملا دے۔

میں اپنی چٹھی کو اس دعا پر ختم کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام پاکستانی بھائیوں اور بہنوں کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ اور تمام احمدیوں کو اور آپ کو اللہ تعالیٰ خدمت دین کی بہت بہت توفیق بخشے اور اپنی رحمتوں کی بارش برسائے اور آپ سب کے اہل و عیال کو بخیریت رکھے۔ آمین۔

مغربی افریقہ

از مسٹر محمد ثانی معلم گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج غانا۔

مغربی افریقہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

گذارش ہے کہ مجھے آپ کے انگلش رسالے اور اخبار نے بہت فائدہ دیا ہے اور اب میں اپنے آپ کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کی صف میں میرا شمار ہو۔

مجھے مشرف بہ اسلام ہوتے ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے تعلق اور واسطہ سے اسلام کے متعلق مجھے پورا پورا علم حاصل ہو جائے گا اور میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ اپنے کالج کے عیسائی طلباء کو جو اکثر اسلام کے متعلق سوال کرتے رہتے ہیں تسلی بخش جواب دے سکوں۔

میں نے قرآن شریف (عربی) کامل طور پر پڑھ لیا ہے مگر میں معانی نہیں سمجھ سکتا اگرچہ میں اپنی نمازوں میں بھی قرآن شریف کی سورتوں میں سے چند آیات تلاوت کرتا ہوں مگر سمجھ نہیں سکتا کہ میں نے کیا پڑھا ہے براہ عنایت مجھے بتائیں کہ اس مقدس کتاب کے معانی کیسے جان سکتا ہوں (انہیں ایک کاپی قرآن شریف بھیجی جا رہی ہے۔ غلام قادر)

میں آپ کا ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے اپنی جماعت میں شامل فرمالیں۔ اور مجھے اپنی جماعت کے قواعد و ضوابط بھیجدیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو خدمت اسلام کی بہت بہت توفیق بخشے اور برکات نازل فرمائے۔ آمین۔

(انہیں لٹریچر قرآن شریف اور خط بھیجا جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منیجر

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۰ء

شجر مسیحیت کے پھل اور اسلام

فرانسس گبس نے اپنے مضمون مندرجہ "لائٹ" میں جس کا ذکر ہم گذشتہ اشاعت میں کر چکے ہیں مسیحیت کی صداقت کا اسلام کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے شجر مسیحیت کے جن پھلوں کا ذکر کیا ہے، اور بقول اس کے اسلام ان سے محروم ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسیحیت کے داعی ہزاروں کی تعداد میں دنیا کے بعید ترین خطوں اور جنگلوں میں دعوت مسیحیت دے رہے ہیں اور اسلام میں دو چار بڈھوں کے سوائے جو بڑے بڑے شہروں میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں اور جو عنقریب ختم ہونے والے ہیں کوئی نوجوان مبلغ پیدا نہیں ہوتے، جو بعید ترین علاقوں میں جا کر تبلیغ اسلام کا کام کریں، مضمون نگار کے اپنے الفاظ پڑھیئے جو لائٹ سے ترجمہ کئے گئے ہیں :-

"مسیحیت کے پھلوں میں سے ایک پھل وہ ہزاروں مسیحی مشنری ہیں جو اناجیل کی روشنی دور دراز دیہات، ناقابل عبور صحراؤں اور ناقابل دخول جنگلوں میں پھیلا رہے ہیں۔ دنیا کا کوئی ایسا کونہ نہیں جہاں مسیحی پادری خدا کے بیٹے کی جو انسانوں کے گناہوں کے لئے صلیب پر مرا گواہی لے کر نہیں پہنچے، یہ اس امر کا ایک عملی اور کھلا ثبوت ہے کہ مسیحیت ایک زندہ مذہب ہے، جو بے شمار مردوں اور عورتوں کے دلوں میں جاگزین ہے۔ تمام مسیحی فرقوں میں یہ جوش اور احساس پایا جاتا ہے کہ اپنے دنیوی مفاد کو قربان کر کے دور دراز ملکوں میں انسانی روحوں کو بچانے کے لئے تمام قسم کی مشکلات اور خطرات کا سامنا کریں، مسیحی مشنوں کو یسوع مسیح کی اناجیل کی اشاعت کے لئے روپیہ اور کام کرنے والوں کی کمی کبھی محسوس نہیں ہوتی، .... برخلاف اس کے اسلامی مشن ایک افسوسناک اور تکلیف دہ تصور پیش کرتے ہیں۔ چند مسلم مشن جو مسیحی مشنوں کی نقالی میں قائم کئے گئے بھی موت مر چکے ہیں، صرف چار یا پانچ احمدیہ مشنری اس وقت میدان عمل میں ہیں، برخلاف ان ہزاروں مسیحی مشنریوں کے جو تمام دنیا میں کام کر رہے ہیں، احمدی مبلغین جنگلوں اور صحراؤں یا دور دراز دیہات میں کام نہیں کرتے، بلکہ لنڈن، برلن اور نیو یارک جیسے چند تہذیب یافتہ اور عیش و عشرت کے مقامات پر کام کر رہے ہیں، اس سے بھی بڑھ کر قابل ذکر بات یہ ہے کہ احمدیہ مشن ایسے پرجوش نوجوان احمدی مبلغین کی کمی محسوس کر رہے ہیں جو ان چار پانچ بوڑھے مبلغین کی جگہ لے سکیں جو اب ختم ہونے کے قریب ہیں، کیوں مسلمانوں میں خدمت اسلام کا وہ احساس نہیں جو احساس عیسائیوں کے اندر مسیح اور مسیحیت کی خدمت کے لئے پایا جاتا ہے .... (بقول مسیح) انکے پھلوں سے تم انہیں پہچان لو گے"

سن لیا آپ نے؟ کیا مسیحیت کا یہ پھل کہ اس کے اندر ہزاروں مشنری پائے جاتے ہیں فی الواقعہ اس کی صداقت کی دلیل ہے؟ اس پر غور کرنے سے پہلے ہم اپنی جماعت کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ان خط کشیدہ فقرات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جن میں مسٹر گبس نے مسیحی مشنریوں کے مقابلہ میں اسلامی مشنوں میں کام کرنے والوں کی افسوسناک کمی کا ذکر کیا ہے۔ اس کا یہ کہنا تو صحیح نہیں کہ صرف چار پانچ بوڑھے مبلغین ہی میدان عمل میں ہیں جو اب ختم ہونے والے ہیں۔ خدا کے فضل سے ان بوڑھے مبلغین کے علاوہ چند نوجوان مبلغین بھی ہیں جو پورے جوش اور دلی اخلاص کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور جوں جوں ضرورت پیش آتی ہے کوئی نہ کوئی روشن ضمیر نوجوان کام کرنے کے لئے نکل ہی آتا ہے، لیکن ہمیں اعتراف ہے کہ ان ہزار ہا مشنریوں کے مقابلہ میں جو دنیا کے دور دراز خطوں میں کام کر رہے ہیں، یہ تعداد کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے ان تعلیم یافتہ احمدی نوجوانوں کے لئے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کر کے صرف دنیوی مفاد کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے بیٹھے ہیں۔

لیکن کیا مسٹر گبس کے قول کے مطابق ہزار ہا مسیحی مشنریوں کا دنیا کے دور دراز مقامات اور صحراؤں میں نکل جانا مسیحیت کی صداقت کا ثبوت ہے؟ اس میں شک نہیں کہ اس سلسلہ میں مسیحی حضرات کی قربانیاں قابل رشک ہیں، لیکن شجر مسیحیت کا اصل پھل یہ قربانیاں نہیں بلکہ وہ نتائج ہیں جو ان قربانیوں سے پیدا ہوتے ہیں، ہزار ہا مشنری حضرات کے وعظ و تلقین، انکے ہسپتالوں اور کالجوں اور دیگر ہر قسم کی سوشل سرگرمیوں اور غرباء اور پسماندہ اقوام کی امداد و اعانت (جو ہر طرح قابل قدر اور لائق تحسین ہے) کے باوجود ان سے جو نتائج پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں، وہ اتنے خاطر خواہ نہیں، جتنے چند گنتی کے مسلمان مبلغین کی تبلیغ کے نتائج خاطر خواہ ہیں، چاہیئے تو یہ تھا کہ ہزار ہا مسیحی مشنریوں کی قربانیاں اور ان کے کروڑ ہا روپیہ کے فنڈز اور دیگر تمام وسائل کل دنیا کو مسیحیت کا حلقہ بگوش بنا دیتے۔ لیکن حال یہ ہے کہ کبھی افریقہ سے جہاں کوئی باقاعدہ اسلامی مشن بھی موجود نہیں پادری صاحبان کی فریاد سننے میں آتی ہے کہ یہاں مسیحیت کے مقابلہ میں اسلام زیادہ ترقی کرتا جا رہا ہے، اور سادہ لوح افریقیوں کو مسیحیت کی نسبت اسلام زیادہ اپیل کرتا ہے، اور کبھی یورپ کے پڑھے لکھے طبقہ اور خود کلیسا سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے مسیحی صاحبان کی طرف سے یہ اعلان ہوتا ہے کہ مسیحی معتقدات اور اناجیل کے بیانات

(باقی برصفحہ ۱)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی: — کا سالانہ جلسہ

کرمی و معظمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہم جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی اپنا سالانہ جلسہ ۹، ۱۰ اپریل کو منعقد کر رہے ہیں۔ جس میں مولانا صدر الدین صاحب، مولانا خان یعقوب خان صاحب۔ فضل الرحمن قمر سامانوی صاحب ..... اور مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی شمولیت کے لئے جناب سیکرٹری صاحب کی خدمت میں لکھ دیا ہے۔ اور دیگر شیخ محمد آصف صاحب، شیخ میاں محمد صاحب، حافظ محمد حسن صاحب چیمہ کو جماعت کی طرف سے دعوت دی جا رہی ہے کہ یہ سب احباب شمولیت فرما کر اپنی اپنی بصیرت افروز تقاریر سے سب کو محظوظ و مستفیض فرماویں۔

نیز یہاں کی جماعت کی طرف سے بشیر احمد منٹو اور مرزا معصوم بیگ صاحب تقاریر فرماویں گے۔ براہ کرم ہمارے اس پروگرام کو اپنے مؤقر جریدہ میں طبع کروا کر ممنون فرماویں۔

نیز ہم تمام جماعت احمدیہ کے افراد کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دے رہے ہیں۔ اور جو جو احباب شمولیت کرنا چاہیں ہمیں ایک ہفتہ قبل اطلاع بھجوا دیویں۔ یعنی سیکرٹری جماعت احمدیہ راولپنڈی کو اطلاع بھجوا دیویں تاکہ اُن کے قیام و طعام کا بندوبست کیا جا سکے۔ سب دوستوں کے قیام کا بندوبست جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ میں کیا جائے گا۔ جو دوست آئیں سیدھے وہاں آئیں۔ جو دوست تشریف لاویں اپنا اپنا بستر موسم کے لحاظ سے ساتھ لاویں۔

دیگر بعض بزرگان کی خدمت میں خاص طور پر شمولیت کی دعوت دی جائے گی۔ براہ کرم ہماری اس خبر کو آئیندہ کے پرچہ میں طبع کروا کر ممنون فرماویں

والسلام

نیاز مند۔ ظفر اللہ خان۔ سیکرٹری جماعت احمدیہ

کوچہ حکیم شاہ نواز خان شہر راولپنڈی

ووکنگ میں عید کی متوقع خصوصیات

(۱) تین اشخاص کے عید کے موقعہ پر اسلام قبول کرنیکی توقع ہے۔ ان میں سے ایک صاحب پولیس آفیسر ہیں۔

(۲) تین شادیاں عید کے روز ہونگی اس خبر میں اخباری اور نیوز ایجنسی کے نمایندے بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔

(۳) دستکاری کی نمائش بھی منعقد ہوگی جس میں بہت سے ممالک کی مسلم خواتین حصہ لے رہی ہیں۔

(۴) مسلم ممالک اپنی اشیاء کی نمائش کے لئے علیحدہ سٹال لگائیں گے

(۵) ڈیڑھ ہزار کے قریب افراد کے آنیکی توقع ہے (۹۱)...

نامۂ ووکنگ

ایک نو وارد کے قلم سے

انسان نے ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک اپنے ہر مقصد کے حصول کے لئے مجموعی طور پر کوشش کی ہے۔ چنانچہ زندگی کے ہر شعبہ میں خواہ وہ علم کے اعلےٰ سے اعلےٰ مرتبوں، مادی مقاصد اور روحانی اقدار سے تعلق رکھتا ہو، ان سب حالات میں اس نے ایسی اجتماعیت کا نمونہ پیش کیا ہے۔ یہی تعلیم اسلام کی بھی ہے۔ چنانچہ اسلام کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہوئے ہمیں اس زمانہ کے امام نے بھی اجتماعی طور پر اسلام کی خدمت کرنے اور خدا اور اس کے رسولؐ کے نام کو دنیا میں پہنچانے اور بلند کرنے کی تلقین کی ہے۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ وہ سوسائٹیاں یا وہ جماعتیں جو مادی مقاصد کے حصول کے لئے معرض وجود میں آئی تھیں آج صفحہ ہستی میں ان کا نام و نشان تک موجود نہیں ہے۔ لیکن وہ لوگ جو کسی روحانی یا علمی اقدار کے حصول کے لئے ایک خاص مقصد لیکر جمع ہوتے تھے اُن کا نام آج بھی تاریخ کے صفحات میں زندہ جاوید ہے اور وہ ہمارے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہماری جماعت ۴۶ برس سے اس صدی کے امام کی اتباع میں روحانی اقدار کے حاصل کرنے اور اسلام کی تعلیمات کی اشاعت کے لئے مجموعی طور پر مال و جان کی برابر قربانی دے رہی ہے اور یہ انہیں کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ روحانی علوم کی اشاعت میں ہماری جماعت فی زمانہ پیشرو تصور کی جاتی ہے۔ اس بات کا ایک ثبوت اس جماعت کا وہ مشن ہے جو ووکنگ مسلم مشن کے نام سے موسوم ہے۔ یہ مشن ۴۰ برس سے مغربی دنیا کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے شب و روز کوشاں ہے۔ مجھے حال ہی میں ووکنگ آنے کا اتفاق ہوا جہاں شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے بطور انچارج کام کر رہے ہیں ان سے مل کر اور وہاں کچھ عرصہ قیام کر کے جو اثرات مجھ پر ہوئے ہیں میں انہیں اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔

مشن کی سرگرمیوں کو اگر ایک فقرہ میں بیان کیا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مشن کے ہر ایک کارکن اور معاون کا بیشتر وقت اسلام کی اشاعت کے لئے عملی کوشش یا اس کے متعلق غور و خوض میں گزرتا ہے۔

۹ ردسمبر سنہ ۱۹۵۹ء کو امام مسجد ووکنگ شیخ محمد طفیل صاحب نے LOUGHBROUGH COLLEGE MIDLAND مسلم ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام وہاں کے طلباء کو خطاب کیا۔ یہ جگہ ووکنگ سے تقریباً ۴ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔ آدھ گھنٹہ کی تقریر کے بعد تقریباً رات بارہ بجے تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی مہینہ کی بارہ تاریخ کو امام صاحب نے ورلڈ فیتھس کانگریس کی مجلس عاملہ میں بحیثیت رکن شرکت کی ۱۲ رجنوری سنہ ۱۹۶۰ء کو بھی ورلڈ فیتھس کانگریس کی مجلس عاملہ کا ایک اور اجلاس ہوا جس میں امام صاحب نے شرکت کی۔

۱۵ رجنوری کو امام صاحب لندن میں ایک مسلمان مریض کی بیمارپرسی کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

۱۶ رجنوری کو وکٹوریا لندن میں ڈاکٹر مرزا داؤد بیگ برڈس نے جو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں، جلال الدین رومیؒ پر ایک لیکچر دیا۔ اتفاق سے لیکچر کا مسودہ مرزا صاحب سے راہ میں گر گیا۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنے مضمون پر اچھی روشنی ڈالی۔

TATLER لندن کا ایک ہفت روزہ اخبار ہے جس میں ۲۳ ردسمبر کو ووکنگ مسجد کی دو تصاویر شائع ہوئیں، ان تصاویر کو دیکھ کر لندن کے ایک اور ہفت روزہ اخبار WOMANS MIRROR کی دو نامہ نگار خواتین ووکنگ مسجد میں تشریف لائیں۔ انہوں نے ووکنگ مسجد کی مختلف تصاویر اتاریں اور معلومات حاصل کیں۔ اس ہفت روزہ کی اشاعت ۵ لاکھ سے اوپر ہے۔

۲۱ رجنوری کو امام صاحب نے ایک عراقی دوست نجم الدین عبداللہ صاحب کا نکاح پڑھایا اور ان کی شادی کا اہتمام ووکنگ میں کیا۔ یہ دوست اسی روز امریکہ تشریف لے گئے۔

۲۷ رجنوری کو نائل پاکستان انڈیا سیلون نے ہندوستانی اخبار نویسوں سے ملنے کے لئے ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں امام مسجد ووکنگ کو بھی مدعو کیا گیا۔

۳۰ رجنوری کو لندن میں مہاتما گاندھی کی مرن برسی منائی گئی۔ مسز وجے لکشمی سفیر بھارت مقیم لندن کے زیر صدارت دنیا کے مشہور تاریخ دان مسٹر ٹائن بی نے تقریر کی۔ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کا ایک ایک نمائندہ اس غرض کے لئے اس مجلس میں مدعو کیا گیا تاکہ وہ اس موقع پر اپنی اپنی کتب مقدسہ سے کچھ حصہ تلاوت کر کے سنائیں۔ شیخ محمد طفیل صاحب نے سورۃ فاتحہ تلاوت کی اور پھر اس کی تشریح کی۔ بعد میں انہوں نے ٹائن بی کو اُن بعض غلط فہمیوں کی طرف توجہ دلائی جو ان کی کتاب "ہسٹوریکل اپروچ ٹو ریلیجن" میں پائی جاتی ہیں۔

۱۷ رفروری کو امام صاحب RUGBY بھی تشریف لے گئے۔ وہاں ہائی کلاس کے ۱۰۰ طالب علم جمع تھے جو ۴۰ منٹ تک اسلام کے متعلق سوالات پوچھتے رہے۔ جلسہ کی صدارت ایک پادری نے کی۔ سکول کے بعض اساتذہ بھی مجلس میں حاضر تھے۔

۱۲ رفروری کو پرنس عظمت گیر نے اپنی بچی کی ولادت کے موقعہ پر امام صاحب کو مدعو کیا۔ اور بچی کے کان میں اذان دینے کو کہا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی بچی کے لئے اسلامی ماحول میں پرورش دلانے کے متعلق امام صاحب سے کافی دیر تک گفتگو کی۔ پرنس صاحب کی اہلیہ محترمہ امریکن مسلمان خاتون ہیں۔

اسی دن انڈونیشی سفیر نے مولانا عبدالمجید، شیخ محمد طفیل اور بعض دیگر دوستوں کو دوپہر کے کھانے پر بلایا۔

۱۶ رفروری کو ورلڈ فیتھس کانگریس کا ایک اور اجلاس ہوا۔ یہ اجلاس کانگریس کے ممبران کو فرانسیسی طلباء کے ایک گروہ سے ملاقات کے لئے بلایا گیا تھا۔

ہر ہفتہ کی شام کو وکٹوریہ لندن میں مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو ایک گھنٹہ قرآن پاک کا درس دیتے ہیں۔

۲۶ رفروری کو اقبال احمد صاحب نے Loughborough College میں اسلام اور کمیونزم پر لیکچر دیا۔ اس کے بعد کافی دیر سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔

اتوار کو ووکنگ مسجد میں خوب گہما گہمی ہوتی ہے۔ رمضان سے قبل مسز محمودہ عبداللہ نے لندن میں مقیم پاکستانی خواتین کو ووکنگ میں بلایا تاکہ اُن سے عید کے موقعہ پر مدد لی جاسکے۔ اس دن قریباً پچاس مرد و زن ووکنگ میں آئے۔

آج کل یہاں رمضان شروع ہے تقریباً بارہ گھنٹے کا روزہ ہے۔ موسم خوشگوار ہے۔ اس لئے روزہ کی شدت محسوس نہیں ہوتی۔ عید کی تیاریاں ابھی سے شروع ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ عید کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

کچھ عرصہ ہوا، احمد نور حسین نام ایک نوجوان ٹرینیڈاڈ سے لاہور تشریف لائے تھے، اور چار سال تک احمدیہ بلڈنگس لاہور میں رہ کر کالج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ خدمتِ دین کا کام بھی کرتے رہے، پاکستان ٹائمز اور لائٹ میں انہوں نے متعدد مضامین لکھے اور انگریزی ادبی حلقوں میں تقاریر بھی کرتے رہے تکمیل تعلیم کے بعد ٹرینیڈاڈ چلے گئے۔ ان کا نکاح ۱۴ رفروری سنہ ۱۹۶۰ء کو مسجد ووکنگ میں ڈاکٹر مس شمیم فاضل سے پڑھا گیا، یہ خاتون نیروبی (مشرقی افریقہ) کی رہنے والی ہیں، سنہ ۱۹۵۳ء میں انہوں نے لاہور سے ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا ان کے والد مسٹر محمد فاضل احمدیہ بلڈنگس میں بھی تشریف لائے تھے اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی ملاقات کی تھی، آپ اس شادی کی تقریب پر انگلستان بھی تشریف لائے۔

نکاح کے بعد مسجد کے ملحقہ مکان میں شادی کی دعوت کا اہتمام کیا گیا، اتوار کا دن تھا قریباً پچاس زن و مرد اس دعوت میں شامل ہوئے۔

انسان کا مقصدِ زندگی فلاح ہے یعنے انسانی استعدادوں کو برومند کرنا

نجات کے عقیدہ میں انسانیت کی توہین

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

للہ ما فی السمٰوٰت والارض و ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ واللہ علی کل شیٔ قدیر ۔۔۔۔ (سورۃ بقرہ رکوع ۔۔)

سورہ بقرہ کے شروع اور آخر میں صفاتِ الٰہیہ کا ذکر

یہ سورۃ بقرہ کا آخری رکوع ہے اس رکوع میں اللہ تعالےٰ کی چند صفات کا ذکر ہے اور اسی طرح سے ابتدا میں بھی یہی ذکر ہے ابتدا میں اور رنگ کا ذکر ہے اور سورت کے آخر میں دوسرا رنگ ہے، ابتدا میں فرمایا الٓمٓ ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ ھدًی للمتقین کہ میں ساری کائنات کا خالق و موجد ہوں اس وجہ سے اس کے ہر حصہ کا پورا پورا علم رکھتا ہوں اس علم محیط کی بنا پر اس کتاب کو انسان کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہوں، یہاں اس آخری رکوع میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ہم نے اس سورت کے اندر جس قدر احکام جاری کئے ہیں ہم دیکھنا چاہتے ہیں، کہ کن لوگوں نے ان احکام کی پوری پوری پابندی کی ہے، اس کائنات کا قبضہ اور تصرف ہمارے ہاتھ میں ہے، اس پر ہمارا راج ہے لہ ملک السمٰوٰت والارض زمین اور آسمان پر ہماری حکومت ہے یدبر الامر من السماء الی الارض۔ آسمان سے ہمارے حکم کا نفوذ زمین کی طرف ہوتا ہے وسع کرسیہ السمٰوٰت والارض زمین و آسمان کی تمام کائنات ہماری حکومت کے نیچے ہے اور عرشِ حکومت پر ہم متمکن ہیں اور ہم لا انتہا قدرت کے مالک ہیں ایسے بادشاہ کے احکام کی پابندی کرنیوالوں پر افضال و برکات کی بارش ہوگی ۔

محاسبۂ اعمال

فرمایا للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو احکام ہم نے دیئے ہیں، ان پر کس نے عمل کیا ہے اپنے خیالات اور اعمال کو چھپاؤ یا ظاہر کرو، ہم ان کا محاسبہ کریں گے۔ اس محاسبہ میں جو ثابت کرے گا کہ اس نے ہمارے احکام کی پوری پوری پابندی کی ہے وہ اجرِ عظیم کا مستحق ہوگا ۔ سورت کی ابتدا میں یہ تلقین فرمائی تھی کہ ہم نے اپنے علم کی بنا پر انسان کی فطرت کی تربیت کی خاطر یہ کتاب نازل کی ہے، جو لوگ اس کتاب کے احکام پر عمل درآمد کریں گے وہ کامیابی سے ہمکنار ہوں گے، فرمایا ہے اولٰئک ھم المفلحون ۔

ہر چیز کی فطرت علیحدہ علیحدہ ہے

اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کو ایک خاص فطرت عطا کی ہے ۔ فرمایا ربنا الذی اعطی کل شیٔ خلقہ ثم ھدٰی ۔ خدا تعالےٰ نے ایک پودہ کے اندر بھی ہدایت رکھی ہے، ہر ایک بیج کے اندر ایسی قوت اور استعداد ہے کہ وہ نشو و نما حاصل کرکے پھل کی شکل میں نمودار ہوتا ہے کسی بیج سے مالٹا پیدا ہوتا ہے کسی سے انگور اور انار وغیرہ، سورج کی روشنی اور گرمی اور بارشیں وغیرہ مل کر اس کی نشو و نما میں لگ جاتے ہیں، اسی طرح ہر ایک جاندار کی فطرت میں ہدایت رکھی ہے ۔ گائے کو یہ فطرت عطا کی گئی ہے کہ چارہ کھاتی اور اسے دودھ میں تبدیل کر دیتی ہے، کتے کی فطرت میں رکھا ہے کہ اپنے مالک کا پورا خیر خواہ اور فرمانبردار ہو، اور باوفا ہو، اس کی طبیعت کے اندر ہے کہ کبھی گھر یا کھیت کی پاسبانی کرے اور کبھی شکار کرے یہ کام بھیڑ سے نہیں لیا جا سکتا ۔ ایک گھوڑے کی طبیعت کے اندر سواری کا کام دینے کی صلاحیت ہے ۔ وہ جہاد میں اہم خدمت سرانجام دیتا ہے ۔ یہ خدمت بیل نہیں انجام دے سکتا ۔ اسی طرح ہر ایک چیز کو ایک فطرت عطا کی گئی ہے ۔

انسان کی فطرت اور اس کا مقصدِ زندگی

انسان کو جو فطرت عطا کی گئی ہے، اس کے متعلق فرمایا اولٰئک ھم المفلحون جس طرح ایک زمیندار زمین میں ہل چلاتا ہے اور بار بار چلا کر اسے سرمہ کی طرح باریک کر دیتا ہے اسکو علم ہے کہ اس طرح کرنے سے جب بیج ڈالا جائے گا تو یہ ہری بھری ہو جائے گی ۔ اسکو فلاحت کہتے ہیں، جو زمین کی نشو و نما کرے اسکو فلاح کہتے ہیں ۔ انگریزی میں فلاحت کو Cultivation کہا جاتا ہے، اسی طرح سے فطری قوے کی تربیت کرنے کے لئے دل کی زمین کو آراستہ کرنا پڑتا ہے اس مجاہدہ سے استعدادیں اور صلاحیتیں برومند ہوتی ہیں جو دنیا کے فلاسفروں نے اس بات پر بحثیں کی ہیں کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے، قرآن کریم نے شروع ہی میں بتا دیا کہ انسانی زندگی کا مقصد فلاح ہے یعنے انسان کی استعدادوں کو برومند کرنا ہے ۔

نجات کا مفہوم

اس کے برعکس نصرانی کہتے ہیں کہ مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے نجات حاصل ہو سکتی ہے، اسی طرح ہندو کہتا ہے کہ کئی جونوں میں سے ہو کر انسان گذرے تو پھر اسے نجات مل سکتی ہے، نجات تو اس بات کو کہا جاتا ہے، کہ کوئی شخص آگ میں گر جائے، سمندر میں جا پڑے، کسی مکان کے ملبہ کے نیچے دب جائے یا کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہو، تو اسکو اس سے نکال لیا جائے ۔ مثلاً فرمایا وقال الذی نجا منھما بادشاہ کے نوکر نے جو قید خانہ سے رہا ہو کر نکلا عرض کیا ۔ اسی طرح فرمایا فلما نجّٰھم الی البر جب ہم سمندر میں پھنسے ہوئے کو وہاں سے نکال کر خشکی پر لے آتے ہیں، اسی طرح فرمایا واذ نجینٰکم من اٰل فرعون اے بنی اسرائیل تمہیں یاد ہے کہ جب تم فرعون کی غلامی سے نکل کر سمندر کے کنارے آئے تو پیچھے سے فرعون اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ آتا دکھائی دیا تم نے اس وقت گھبراہٹ کے عالم میں کہا انا لمدرکون ہم پکڑے گئے وانجینا موسٰی ومن معہ اجمعین ہم نے موسٰی کو اور ان سب کو جو اس کے ساتھ تھے اس مصیبت سے نجات دی، اسی کا ذکر واذ نجینٰکم میں ہے کہ ہم نے تم کو بچا لیا اور اس شخص کو جس سے خوف تھا غرق کر دیا، کس طرح ایک جابر و ظالم بادشاہ جو خدائی کا دعویدار تھا ایک مردِ خدا کے مقابلہ میں آیا، تو اسکو غرق کر دیا گیا پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا الیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک اٰیۃ آج ہم تیری لاش کو غرق ہونے سے بچا لیں گے تاکہ اس حیرت انگیز معجزہ کو بعد کے لوگ دیکھیں اور عبرت حاصل کریں اسی طرح قرآن میں بہت جگہ نجات کا لفظ مصیبت سے بچانے کے معنوں میں آتا ہے ایک جگہ فرمایا فانجٰہ اللہ من النار اللہ تعالیٰ نے اسے آگ سے نجات دی نجینٰہ واھلہ من الکرب العظیم پیغمبر کو اور اس کے اہل کو سخت تکلیف سے نجات دی، ونجینٰہ من الغم یونس کو غم سے نجات دی، معلوم ہوا نجات کا لفظ آگ سے بچانے، سمندر سے نکال لینے، غم اور مصیبت سے بچانے پر بولا جاتا ہے ۔

عقیدہ نجات اور اسلام کی تعلیم

عیسائی اور ہندو نجات کا لفظ استعمال کر کے انسانیت کی توہین کرتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں انسان گویا گڑھے میں گرا ہوا ہے اس کو وہاں سے نکالنا ہے لیکن اس امر کی وضاحت نہیں کرتے کہ مصیبت سے نکال دینے کے بعد انسان کے قوے کی تربیت کے سامان کرنے چاہئیں یا نہیں ۔ انسان کے فطری قوے کی تربیت کرنا ہی انسان کی زندگی کے مقصد کو پورا کرنا ہے یہ حکیمانہ تعلیم قرآن کریم تلقین کرتا ہے ۔ اسی میں انسانیت کی تکریم ہے اور اس سے انسانیت کا اصل مقصد پیدا ہوتا ہے ۔ یہاں ان آیات میں فرمایا ہمارا راج ہے

www.aaiil.org

انتخاباتِ مجلسِ معتمدین

مجلس معتمدین نے اپنے اجلاس مؤرخہ ۲۴ بر موقعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ آئندہ انتخابات کے لئے جلد از جلد کارروائی کی جائے اور اپریل ۱۹۶۰ء کے مہینہ میں یہ انتخابات مکمل ہو جانے چاہئیں۔

لہٰذا مجلس منتظمہ نے حسب ذیل حق نیابت جماعتوں کو دیا ہے، اس حق نیابت کو استعمال کرتے ہوئے جملہ جماعتیں جلد از جلد اپنے حلقہ نیابت کے ممبران کا اجتماع کر کے منتخب اصحاب کے اسماء گرامی سے اطلاع دیں۔

یہ امر ملحوظ رہے کہ تمام ووٹر اکٹھے ہو سکیں، نیز اس اجتماع کے تمام حاضر ممبران کے نام لکھ کر ان سے دستخط بھی کروا لئے جاویں پھر یہ مقامی صدر اور سیکرٹری کے دستخطوں سے یہ فہرست مرکزی دفتر میں بھجوا دی جائے ہر حلقہ کی جماعتیں اپنے طور پر فیصلہ کر لیں کہ انتخاب کس مقام پر کیا جائے۔

پندرہ روز کے اندر اندر یہ اطلاع آ جانی ضروری ہے:۔

کراچی و جماعت ہائے سندھ ۴ - ملتان شہر و چھاؤنی ۲ - مضافات ملتان ۱ - ضلع منٹگمری و اوکاڑہ ۲ - ضلع ڈیرہ غازی خاں و مظفر گڑھ ۱ - لاہور شہر ۱۰ - لاہور چھاؤنی ۱ - سید والی چندر کے منگلے و مضافات ۳ - سیالکوٹ پسرور وغیرہ ۱ - سیالکوٹ چھاؤنی ۱ - گوجرانوالہ چک ورکاں ۱ - وزیر آباد ۲ - گجرات و منڈی بہاؤالدین ۲ راولپنڈی و مضافات (واہ سیمنٹ فیکٹری وغیرہ) ۲ - سرگودھا ۱ - چک ۸۱ جنوبی ۱ - جھنگ و مضافات ۱ - لائلپور ۱ - مضافات لائلپور ۱ - ریاست بہاولپور ۱ - پشاور یونیورسٹی ۲ - مشرقی پاکستان ۱ - کوئٹہ و علاقہ جات ۱ - سفید ڈھیری ۱ - شیخ محمدی بازید خیل بڈھ بیر ۱ - نوشہرہ و چارسدہ ۱ - ایبٹ آباد ۲ - ڈاڈر ۱ - مردان لوٹی زیدہ زروبی ۱ - ٹاہلی کچی ہری پور دستھانہ و گندف ۱ - داتہ دیگراں چھرڈو مانسہرہ ۱ - آزاد کشمیر ۲ - جہلم و مضافات ۲ -

میزان نمائندگی جماعتہائے = ۶۰

چوہدری ظہور - سیکرٹری

حسن نمبر

مولانا مرتضیٰ خان حسن کی یاد میں "پیغام صلح" کا ایک خاص نمبر عنقریب شائع ہوگا جس میں مختلف احباب کے مضامین اور نظمیں اور وہ تعزیتی خطوط درج ہوں گے جو ایڈیٹر پیغام صلح اور مرحوم کے خاندان کو موصول ہوئے ہیں، مولانا مرحوم کا فوٹو بھی اس میں دیا جائے گا۔

انشاء اللہ تعالیٰ

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے، بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ واجب رقم لگائی گئی ہے، ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر یکم اپریل ۱۹۶۰ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر یکم اپریل ۱۹۶۰ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۵ اپریل ۱۹۶۰ء کو ان کے نام وی پی ارسال کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ جو اُن کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔

آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(منیجر پیغام صلح)

۱۹ ——— ۶
۲۴ ——— ۶
۲۸ ——— ۶
۵۵ ——— ۱۲
۹۳ ——— ۴۲
۱۰۹ ——— ۶
۱۲۲ ——— ۶
۱۲۸ ——— ۶
۱۶۰ ——— ۱۸
۱۶۱ ——— ۱۲
۱۶۲ ——— ۱۲
۱۷۴ ——— ۶
۲۱۹ ——— ۶
۲۳۷ ——— ۶
۲۴۷ ——— ۶
۲۵۳ ——— ۶
۲۵۵ ——— ۶
۲۹۵ ——— ۱۲
۳۰۵ ——— ۶
۳۰۶ ——— ۲۴
۴۷۷ ——— ۳۰
۴۷۹ ——— ۶
۴۸۵ ——— ۶
۵۵۵ ——— ۶
۵۶۸ ——— ۶
۵۸۳ ——— ۶
۶۲۲ ——— ۶
۶۳۶ ——— ۶
۶۸۸ ——— ۶
۷۱۰ ——— ۱۲
۷۱۲ ——— ۶
۷۱۷ ——— ۶
۷۳۳ ——— ۶
۷۳۴ ——— ۶
۷۴۹ ——— ۶
۷۶۰ ——— ۶
۹۳۷ ——— ۶
۹۵۴ ——— ۶
۹۵۶ ——— ۶
۹۵۷ ——— ۱۲
۹۶۴ ——— ۶
۹۹۵ ——— ۶
۱۰۰۳ ——— ۱۲
۱۰۱۱ ——— ۶
۱۰۴۰ ——— ۶
۱۰۴۸ ——— ۱۲
۱۰۵۳ ——— ۶
۱۰۶۰ ——— ۶
۱۰۶۳ ——— ۶
۲۰۴۲ ——— ۶
۲۰۸۰ ——— ۶

رعایتی

۱۸ ——— ۴
۱'۵ ——— ۸۰
۳۹ ——— ۰۳
۵۲ ——— ۱۸
۵۵ ——— ۴
۵۷ ——— ۲۴
۶۱ ——— ۴
۷۹ ——— ۶
۸۲ ——— ۱۲
۱۸۵ ——— ۹
۲۰۳ ——— ۱۲
۲۵۱ ——— ۱۰
۳۵۴ ——— ۱۲

خطبہ جمعہ بسلسلہ ص ۵

ہم دیکھتے ہیں کہ کون ہماری بھیجی ہوئی ہدایت پر عمل پیرا ہوتا ہے کون ہمارے احکام پر عمل پیرا ہوتا ہے، کون اپنی استعدادوں کو صحیح طور پر نشو و نما دیتا ہے، بڑا مبارک ہے وہ انسان جو دلی ایمان کے ساتھ نیک اعمال بجا لاتا ہے۔

غرضیکہ ان آیات میں خدا کے علم، اس کی طاقت اور تصرف تام کا ذکر کیا اور بتایا ہے کہ وہ اپنے فرمانبردار بندوں پر کرم و فضل کی بارش نازل فرمائے گا۔

ایمان اور اخلاص کیساتھ احکام الٰہی کو بجا لاؤ

انسان چاہتا ہے کہ اس کے بادشاہ اور حاکم کے خیالات اس کے متعلق اچھے ہوں۔ تو اگر ہماری نیک کرداری کی رپورٹ خدا کے ہاں ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ خدا کو خوش کرنے کے لئے دلی اخلاص کیساتھ اس کے احکام پر عمل پیرا ہو، ایسا انسان بابرکت ہے۔

یہاں آگے لکھا ہے "امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ" حضور نبی کریم صلعم نے جن پر یہ کلام اترا ان احکام پر عمل درآمد کر کے دکھا دیا اور اسی طرح سے "والمؤمنون" ان کے ساتھیوں نے بھی ان احکام پر عمل درآمد کر کے دکھایا اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیاب بنایا اور ان کے مراتب بلند کئے اور وہ دنیا کے لئے نمونہ بن گئے، پس تمام مسلمانوں کو اخلاص کے ساتھ خدا کو خوش کرنے کے لئے اپنی زندگی کو بہتر اور احکام الٰہی کے مطابق بنانا چاہیئے۔ یہی حقیقی زندگی ہے اسی میں اس کی فلاح ہے۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منیجر

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی
کتاب دو نبی پر ایک سرسری نظر
قسط نمبر ۳۸

(از:- مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم)

احمدیوں پر فتویٰ کفر

اب ہم اصل فتوےٰ کی طرف آتے ہیں جو ملک کے سب سے بڑے مفتی صاحب نے احمدیوں کے خلاف زیب رقم فرمایا ہے اور جو کتاب کے ۹ صفحوں پر ممتد ہے مفتی صاحب ممدوح کو گلہ ہے کہ لوگ کفر و اسلام کی حقیقت سے ناواقف محض ہیں اس لئے کبھی مسلمان کو کافر اور کافر کو مسلمان سمجھنے کی شدید غلطی کر رہے ہیں"

اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ جس طرح کافر کو مسلمان سمجھنے کی غلطی کرتے ہیں اسی طرح مسلمان کو کافر سمجھنے کی بھی غلطی کرتے ہیں۔ اس فقرہ کے دوسرے جزو سے ہمیں بھی اتفاق ہے بیشک بڑے بڑے مفتی صاحبان اور علمائے کرام مسلمانوں کو کافر کہنے کی غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں بہرحال حضرت مفتی صاحب نے بڑی عرقریزی سے یہ فتوےٰ طیار کیا ہے تاکہ بقول صاحب موصوف لوگ دورحاضر کے قادیانی۔ چکڑالوی، اہل قرآن اور نیچریوں کے ملحدانہ فتنوں سے بچیں۔

مفتی صاحب کے نزدیک کفر کی تین صورتیں ہیں کفر کی پہلی صورت یہ ہے کہ:۔

"کھلے طور پر خدا کو خدا نہ مانا جائے یا رسول کو رسول نہ مانا جائے"

(صفحہ ۱۵۱)

خدا کا شکر ہے کہ کفر کی اس پہلی صورت کے لحاظ سے مفتی صاحب کے نزدیک ہم لوگ کافر نہیں ہیں۔ یعنے مفتی صاحب کو مسلم ہے کہ ہم خدا کو خدا اور رسول کو رسول مانتے ہیں۔ گویا ہم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پر ایمان رکھتے ہیں (کس بھولے بھالے انداز سے مفتی صاحب نے ہمارے اسلام کا اقرار کر لیا ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ یہ کلمہ ہی اسلام کا لب لباب ہے اور اس کے اقرار سے انسان مسلمان کہلاتا ہے) غرض کفر کی یہ صورت ہم پر عائد نہیں ہوتی۔ اور جہاں تک خدا اور خدا کے رسول کے ماننے کا سوال ہے ہم مسلمان ہی ہیں۔ لیکن بقول مفتی صاحب ... کفر کی دوسری قسم ہم پر عائد ہوتی ہے وہ کفر کی دوسری صورت کیا ہے؟ فرماتے ہیں:۔

"خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت کا اقرار کرے لیکن ان کے فرمائے ہوئے احکام میں سے کسی حکم کو صحیح نہ مانے یا اس پر اعتراض کرے" (صفحہ ۱۵۱)

یہ ہے کفر کی دوسری صورت جس کی رُو سے ہم کافر قرار پاتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"اس بناء پر اگر کوئی کلمہ شہادت پڑھتا ہو نماز روزہ حج سبھی ارکان اسلام ادا کرتا ہو لیکن ضرورت دین کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے ہونے کا قائل ہو یا جہاد کے منسوخ ہونے کا قائل ہو، یا نبیوں میں سے کسی کی توہین کرتا ہو، یا قرآنی تعلیم کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی پاک دامن ماں حضرت مریم علیہا السلام کو گالیاں دیتا ہو بہرحال کسی ایک حکم کا انکار کر دے یا اعتراض کرے تو وہ کافر ہو جائے گا ......

مرزا غلام احمد قادیانی اور لاہوری پارٹی مرزائیوں اور قادیانی کا کفر اس دوسری قسم کے انکار کی بنا پر ہے" (صفحہ ۱۵۲-۱۵۳)

جزاک اللہ مفتی صاحب! بڑی تکلیف فرمائی جناب نے کس قدر دقیق نکتہ تھا جو آپ نے حل فرما دیا۔ تلمذان ہے آپکی اس ریسرچ پر اور عقل نثار ہو رہی ہے آپ کی طبع رسا پر۔ بڑی دُور کی کوڑی آپ لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خواہ کوئی کلمہ شہادت بھی پڑھتا ہو اور نماز روزہ، حج، سبھی ارکان اسلام بھی ادا کرتا ہو لیکن ضرورت دین نہ مانتا ہو تو وہ کافر ہے مگر گذارش یہ ہے کہ قرون اولیٰ میں تو جس کسی کو مسلمان بنایا جاتا تھا اسکو صرف کلمہ شہادت ہی پڑھا دیا جاتا تھا اور بس وہ مسلمان ہو جاتا تھا اور سب مسلمان اسکو مسلمان سمجھتے تھے۔ لیکن اب شاید آپ کلمہ شہادت کے پڑھانے کو کافی نہیں سمجھتے۔ بلکہ اب جس کو مسلمان بنائے ہونگے اسکو کلمہ شہادت پڑھانے کے بعد ضروریات دین کی ایک لمبی چوڑی فہرست بھی اس کے گلے میں لٹکا دیتے ہوں گے اور کہہ دیتے ہوں گے کہ یہ کلمہ شہادت کچھ چیز نہیں جب تک تم ضروریات دین پر ایمان نہ لاؤ گے مسلمان نہیں ہو گے بلکہ کافر کے کافر ہی رہوگے۔ خدا پر ایمان خدا کے رسول پر ایمان۔ نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور حج ادا کرنے کا ذرہ بھر فائدہ نہیں جب تک کہ تم ضروریات دین پر صدق دل سے ایمان نہ لاؤ۔ اور چونکہ ضروریات دین کے متعلق اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔ زید کے نزدیک ضروریات دین کچھ اور ہو سکتی ہیں، اور بکر کے نزدیک کچھ اور، اس لئے ہشیار رہنا چاہیئے کہ ضروریات دین حقیقی طور پر وہی ضروریات دین ہیں جو ہم بیان کر رہے ہیں، کسی ایرے غیرے کی بتائی ہوئی ضروریات دین نہ ماننا ورنہ کافر اور قطعی جہنمی بن جاؤ گے۔ ماشاءاللہ کیا عجیب فتوےٰ ہے یہی وہ رونا تھا جو مولانا حالیؔ رو رہے گئے ہیں

کوئی مسئلہ پوچھنے ان سے جائے
تو گردن پہ بار گراں لے کے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اس میں لائے
تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اس کی نکلا زباں سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے
یہ چاہے کہ نوکش ان سے مل کر ہو انساں
تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلماں
نشاں سجدہ کا ہو جبیں پر نمایاں
تشرع میں اس کے نہ ہو کوئی نقصاں
لبیں بڑھ رہی ہوں نہ داڑھی چڑھی ہو
ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو
عقائد میں حضرت کا ہمداستاں ہو
ہر ایک اصل اور فرع میں ہم زباں ہو
حریفوں سے ان کے بہت بدگماں ہو
مریدوں کا ان کے بڑا مدح خواں ہو
گر ایسا نہیں ہے تو مردود دیں ہے
یہ لوگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہے

اجی قبلہ مفتی صاحب، آپ کے فتوے کی بنا ہی غلط ہے۔ جو شخص اسلام قبول کرتا ہے اور کلمہ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتا ہے۔ پھر وہ خدا کے کسی حکم کا انکار کس طرح کر سکتا ہے یا اس پر اعتراض کیونکر کر سکتا ہے۔ وہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ پر ایمان لاتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے پھر انکار کیسا اور اعتراض کیوں؟ ہاں وہ قرآن حکیم کی کسی آیت یا کسی لفظ کے معنے میں دوسروں سے اختلاف کر سکتا ہے اور یہ اختلاف تو اُمت محمدیہ میں شروع سے آ رہا ہے ایسے اختلافات سے تفاسیر بھری پڑی ہیں۔

اب ہم ان ضروریات دین کو لیتے ہیں جو آپ نے خصوصیت سے اپنے فتوے میں بیان کی ہیں، اور ان کی بناء پر آپ نے احمدیوں کو کافر قرار دیا ہے۔ یعنے ایسے تمام لوگ کافر ہیں جو

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے ہونے کے قائل ہوں۔
۲- یا جہاد کے منسوخ ہونے کے قائل ہوں
۳- یا نبیوں میں سے کسی نبی کی توہین کرتے ہوں۔
۴- یا قرآنی تعلیم کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی پاک دامن ماں کو گالیاں دیتے ہوں۔

ہم کو کافر قرار دینے کی یہ چار شقیں بیان کی گئی ہیں اب

www.aaiil.org

ہم سب ایک ایک شق کو نمبر وار لیتے ہیں۔
پہلی شق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ہونے کی شق ہے۔ یعنے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کو مانے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ بہت خوب! لیکن ہم تو بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی آنے کے قائل ہیں اور نہ کسی پرانے نبی کے۔ اور اب پھر اپنے امام کے لفظوں میں کہتے ہیں کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں" اب اس سے بڑھ کر اور کیا عرض کریں۔ اگر لفظ نبی بطور مجاز استعمال کیا گیا ہو تو اس سے دعوئے نبوت لازم نہیں آجاتا۔ قرآن کریم کی رُو سے مجازی طور پر لفظ "اب" اور ابن اللہ کا استعمال کرنا جائز ہے تو پھر لفظ نبی کیوں جائز نہیں؟

لہٰذا ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی کے قائل ہیں اور نہ پرانے کے البتہ آپ لوگ پرانے نبی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے آنے کے قائل ہیں جو صریح ختم نبوت کے خلاف ہے۔ اور آیت قرآنی خاتم النبیین کے منافی ہے۔ اور تفسیر روح المعانی اور دیگر کتب حضرات اولیائے کرام میں بھی لکھا ہے کہ نبوت عامہ امت محمدیہؐ میں جاری و ساری ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ لوگ آنحضرت صلعم کے بعد صرف پرانے نبی کے آنے کے ہی قائل نہیں بلکہ امت کے اندر بھی نبیوں کے ہونے کے قائل ہیں۔

اب فرمائیں ختم نبوت کے حکم کا منکر کون ہوا اور کس نے قرآنی آیت کی کھلے بندوں تکذیب کی؟ ہم نے یا آپ نے؟ ...... اب اس پہلی شق کی زد سے کفر کا فتوے کس پہ عاید ہوتا ہے؟ ہم پر تو ہو نہیں سکتا کیونکہ ہم اب بھی خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نہ آنحضرت کے بعد کسی پرانے نبی کے قائل ہیں اور نہ کسی نئے نبی کے۔ کیا آپ ہمارے بالمقابل قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کے بھی قائل نہیں۔ نہ نئے کے اور نہ پرانے کے؟ بس پتہ لگ جائے گا کہ ختم نبوت کا منکر کون ہے اور کفر کی یہ شق کس پہ عاید ہوتی ہے۔ اب پڑھیئے جھوم جھوم کر حکیم مومن علی خاں کا مصرع

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اجی مفتی صاحب مکرم! شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پہ سنگباری کرنا کہاں کی دانائی ہے۔ پہلے ذرا اپنی آنکھ کا شہتیر تو دیکھو پھر دوسروں کی آنکھ کا تنکا تلاش کر لینا۔ ذرا پہلے اپنے عقیدے کو درست کرو۔ پھر ضروریات دین کا نام لو۔

اب ہم کفر کی دوسری شق کو لیتے ہیں، اور وہ ہے "منسوخی جہاد"۔ اس کے متعلق بھی حلفیہ عرض ہے کہ ہم نے نہ جہاد کے قرآنی حکم کو منسوخ ٹھہرایا ہے اور نہ ہمارے امام نے۔ ہاں یہ لکھا ہے کہ جہاد کی شرائط ہوتی ہیں جو اس لئے جہاد جائز نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن و ھذہ البلاد۔ جہاد کی ایک ضروری شرط یہ ہے:-

وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ الذین یقاتلونکم

جب تک یہ شرط موجود نہ ہو جہاد فرض نہیں ہوتا حضرت مسیح موعود نے بارہا فرمایا کہ قرآن مجید کا ایک شوشہ اور ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ کوئی حکم منسوخ ہو۔ البتہ آپ لوگ قرآن مجید کی متعدد آیات منسوخ قرار دیتے ہیں۔ اور اس طرح سے قرآن مجید میں اختلاف تسلیم کرتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں باری تعالےٰ کا صریح حکم موجود ہے۔ ولو کان من عند ... غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ یعنے اگر قرآن مجید اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف ہوتا قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ مان کر آپ درحقیقت اس میں اختلاف ثابت کرتے ہیں، اور اختلاف کی صورت میں یہ کلام الٰہی ہی نہیں رہ سکتا۔ دیکھا آپ کا ایسا سخت حملہ قرآن مجید پہ ہے کہ قرآن مجید قرآن مجید ہی نہیں رہتا۔ قصہ کوتاہ یہ کہ کفر کی یہ شق بھی ہم پہ عائد نہیں ہوتی۔ ہم تو قرآن شریف کی کسی آیت یا کسی حکم کو منسوخ نہیں سمجھتے البتہ آپ لوگ کئی احکام کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ دوسری شق کفر کی بھی آپ پر ہی عاید ہوتی ہے۔ ماشاء اللہ، آپ نکلے تھے احمدیوں کو کافر بنانے کے لئے تو خود ہی الجھنوں میں پھنس گئے ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

کفر کی تیسری شق نبیوں کی توہین ہے۔ یہ الزام بھی سراسر غلط اور افتراء محض ہے۔ نہ ہم نے کبھی کسی نبیؑ کی توہین کی اور نہ ہمارے امامؑ نے وہ ... تمام انبیاءؑ کی دل سے عزت کرتے تھے۔ اور بلا استثنا سب کو واجب التعظیم سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں ؎

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم
ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے

انبیاءؑ کے معجزات کے متعلق فرماتے ہیں ؎

معجزاتِ انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
برہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

حضرت مرزا صاحب نے عصمتِ انبیاء پہ مضامین لکھے اور ان کے دامن کو ہر برائی سے اور ہر گناہ سے جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے پاک و صاف کیا۔ اس لئے انبیاء کی توہین کا فتوے حضرت ان پر یا ہم پر... تو عاید نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ آپ لوگ اس فتوے کے تحت آتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے نزدیک جملہ انبیاء سوائے حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے مس شیطان سے محفوظ نہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے پاک اور صادق نبی کے متعلق آپ کا عقیدہ ہے کہ انہوں نے جیسا کہ بخاری میں ہے تین دفعہ جھوٹ بولا۔ نعوذ باللہ من ذالک کیا ایک عظیم الشان نبی کی ہتک نہیں؟ پھر دوسرے انبیاء مثلاً حضرت یوسفؑ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہم السلام کے متعلق متہتک باتیں تفاسیر میں موجود ہیں اور نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین میں مدفون اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پہ زندہ ماننا اور حوائج بشری سے مستثنیٰ تسلیم کرنا کیا حضرت سید الانبیاءؐ کی توہین نہیں؟

غرض کفر کی یہ تیسری شق بھی آپ پر ہی عاید ہوتی ہے ہم پہ عاید نہیں ہوتی۔ اب ہم کفر کی چوتھی شق کو لیتے ہیں۔ اور وہ ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دینا۔ نعوذ باللہ من ذالک حضرت عیسیٰؑ اور آپ کی والدہ کو گالیاں دینے والا بڑا ملعون اور بے ایمان ہے۔ نہ تو ہم نے کبھی ایسا کیا اور نہ ہمارے امام نے۔ یہ محض افتراء اور بہتان ہے فلعنۃ اللّٰہ علی المفترین۔

حضرت مرزا صاحب کا دعوے مثیل مسیح ہونے کا ہے۔ کیا آپ اپنے مثیل کو گالیاں دے سکتے تھے؟ ہرگز نہیں البتہ جن کلمات کو گالیاں سمجھا جاتا ہے، وہ درحقیقت انجیل سے نقل کئے ہیں اور بطور الزامی جواب کے عیسائیوں کے خلاف استعمال کئے ہیں۔ ورنہ خود ان کا اپنا یہ عقیدہ نہیں ہے جس کے متعلق آپ اپنی تحریرات میں تصریح کر چکے ہیں[1] اور اگر یہ گالیاں ہیں تو یاد رکھیئے کہ ایسی گالیاں دینے میں حضرت مرزا صاحب ہی منفرد نہیں بلکہ امت کے بڑے بڑے علماء بھی اس کفر میں ملوث ہیں۔ چنانچہ امت محمدیہؐ کے مسلمہ عالم حضرت مولانا رحمت اللہ مکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں اناجیل کے حوالہ کے پیش نظر حضرت عیسےٰ کے متعلق کئی ایسی باتیں لکھ چکے ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے نقل کی ہیں، ان کی کتاب ازالۃ الاوہام کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو حقیقت معلوم ہو جائے گی، ہم پاکستانی مسیحی صاحبان کے پاس خاطر سے ان حوالہ جات کو نقل کرنے سے قاصر ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۱)

---

[1] حاشیہ دیکھو نور القرآن سرورق کا دوسرا صفحہ۔ ازالہ اوہام صفحہ ۴۴۳۔ آریہ دھرم سرورق کا آخری صفحہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۹۔۸ حاشیہ انجام آتھم ص ۱۳۔ ایام الصلح سرورق ص ۲۔ جنگ مقدس ص ۵۔ کتاب البریہ صفحہ ۹۳۔ نیز مختلف تقاریر و مکتوبات۔
ایک جگہ حضرت اقدس نے رقم فرمایا ہے:-
"...... سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے اور خدا تعالےٰ کا وہ عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔" نور القرآن سرورق۔ پھر ایک جگہ لکھا ہے:- اور اگر یہ اعتراض ہے کہ کسی نبی کی توہین کی ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہم سب نبیوں پہ ایمان لاتے اور تعظیم سے دیکھتے ہیں بعض عبارات جو اپنے محل پہ چسپاں ہیں وہ بہ نیت توہین نہیں بلکہ بتائید توحید ہیں انما الاعمال بالنیات اور عبارت

بچوں کا صفحہ ــــــــ مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کام

بسلسلہ اشاعت گزشتہ

۱۱۔ سمندر دیکھا ہے؟ اللہ اکبر! یہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کا ایک کھلا نشان ہے۔ سینکڑوں ہزاروں میل تک پانی ہی پانی۔ اس قدر پانی کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

اگر خدانخواستہ یہ پانی خشکی کی طرف اُمنڈ آئے تو ساری دنیا غرق ہو جائے لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کو روک رکھا ہے۔

تم جانتے ہو کہ ہماری زمین کی پیداوار کے لیے جن کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ بارشوں کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بارشیں کہاں سے آتی ہیں۔ یہ سمندر کے پانی سے ہی آتی ہیں۔ تم حیران ہوگے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہاں سمندر اور کہاں آسمان۔ اور کہاں آسمان سے بارش کا آنا۔ لیکن خدا کی حکمت دیکھو سورج کی تیز تیز کرنیں سمندر کے پانی پر پڑتی ہیں۔ اس کو بھاپ بناتی ہیں۔ یہ بھاپ اوپر چلی جاتی ہے اور پھر یہی بھاپ پانی بن کر آسمان سے آتی ہے اور دنیا کو زندگی بخشتی ہے۔ جب تم بڑے ہوگے تو یہ باتیں تم اپنی کتابوں میں پڑھو گے۔ اس وقت تم اسی قدر ہی یاد رکھو جس قدر بتایا گیا ہے۔

بچو! خدا نے دنیا کی کوئی چیز بیکار نہیں بنائی۔ اگر سمندر اور سورج بھی نہ ہوتے تو پانی بھی نہ برستا۔ ہماری کھیتیاں بھی سرسبز نہ ہوتیں اور ہمیں کھانے کو کچھ نہ ملتا۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ ہم زندہ نہ رہ سکتے۔

پھر اور سنو! اس سمندر میں خدا کی بے شمار عجیب وغریب مخلوق ہے۔ مگرمچھ کچھوا اودبلاؤ کے نام تو تم نے سنے ہونگے لیکن حقیقت یہ ہے کہ سمندری مخلوق کا کچھ شمار ہی نہیں ہے۔ تم سمجھتے ہوگے کہ ہاتھی جیسی ڈیل ڈول کا جانور بس خشکی میں ہو سکتا ہے مگر سمندر میں رہنے والی ویل مچھلی کے سامنے ہاتھی کی کیا حقیقت؟ جو ساٹھ فٹ سے سو سو فٹ تک لمبی اور پچاس فٹ تک گھیر میں ہوتی ہے۔ اگر شیر جنگل کا بادشاہ ہے تو ویل سمندر کی ملکہ۔ تیرتی ہے تو سینکڑوں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ہڑپ کر جاتی ہے۔ جب سانس لیتی ہے تو شیر کی طرح میلوں تک اس کا شور سنائی دیتا ہے۔ اس وقت ہوا کے ساتھ پانی بھی اس کے ناک میں چلا جاتا ہے اس کو نکالتی ہے تو فوارے کی طرح بیس بیس فٹ تک اونچی دھاریں اُٹھتی ہیں یہ منظر قابل دید ہوتا ہے۔

اس ویل کی ایک قسم ہے جس کے پیٹ سے عنبر جیسی قیمتی چیز نکلتی ہے جو ادویات میں پڑتی ہے اور بے انتہا خوشبودار اور مقوی ہوتی ہے۔ اس کے سر میں سے منوں تیل نکلتا ہے۔ جم جاتا ہے تو اس سے شمعیں بنائی جاتی ہیں۔ ایک ویل کے شکار کرنے سے انسان بارہ تیرہ ہزار روپے کما لیتا ہے۔ سمندر سے بڑے بڑے قیمتی موتی حاصل ہوتے ہیں۔ جو بادشاہوں کے تاج کی زینت اور شاہزادیوں کی زیبائش کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ سمندر سے سپنج۔ سیپ۔ کوڑیاں۔ گھونگے اور مونگے بھی نکلتے ہیں۔

بچو! تم نے اللہ تعالےٰ کی قدرتوں کا تھوڑا سا حال پڑھا ہے۔ اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ وہ کس قدر قدرتوں اور عظمتوں کا مالک ہے۔ زمین آسمان میں اس کی قدرت کے کرشمے نظر آتے ہیں مگر انسان کی طاقت نہیں کہ ان کو گن سکے۔ دنیا کی ہر چیز اس خدائے پاک کی ہستی اس کی عظمت۔ اس کے جلال اور اس کی قدرت کی گواہی دیتی ہے۔

۱۲۔ جس زمین پر تم رہتے ہو اس کے اندر بھی قدرت کے عجیب عجیب خزانے موجود ہیں۔ جس قدر دھاتیں ہیں ان سب کی کانیں زمین کے اندر پائی جاتی ہیں۔ سونے کی کانیں اس کے اندر ہیں۔ چاندی کی کانیں اس کے اندر۔ لوہے کی کانیں اس کے اندر۔ تانبا پیتل۔ جست۔ قلعی۔ سیسہ کی کانیں اس کے اندر۔ نمک کی کانیں اس کے اندر۔ کوئلے کی کانیں اس کے اندر۔ تیل کے چشمے اس کے اندر۔ پانی کے چشمے اس کے اندر۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس کے اندر آگ بھی شعلے مار رہی ہے۔ لاوے کا دریا بھی بہہ رہا ہے۔ جانتے ہو لاوا کیا ہے؟ یہ پگھلی ہوئی چٹان ہے۔ آگ سے پانی بھاپ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ بھاپ زمین سے نکلنے کے لئے زور لگاتی ہے تو زمین کانپ جاتی ہے۔ یہی زلزلہ ہے۔ یا جب زمین کے اندر کوئی چٹان پھٹتی ہے تو اس کے دھماکے سے زلزلہ آ جاتا ہے تم نے کوہ آتش فشاں کا نام تو سنا ہوگا۔ ایسے پہاڑوں میں سے آگ نکلتی ہے۔ دھواں نکلتا ہے اور بعض اوقات لاوا بھی بہہ نکلتا ہے۔ جو دریا کی طرح بہتا ہے اور جس طرف کا رُخ کرتا ہے تباہ کرتا جاتا ہے۔ خدا محفوظ رکھے یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔

دیکھو بچو! خدا کی قدرت بعض پہاڑ ایسے ہیں کہ اُن سے پانی کے چشمے اُبل رہے ہیں اور بعض ایسے کہ اُن سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ چشموں چشموں میں بھی فرق ہے بعض چشمے ٹھنڈے ہیں اور بعض گرم۔ یعنے بعض سے ٹھنڈا پانی نکلتا ہے اور بعض سے گرم۔

بچو! کیا کوئی طاقت ہے کہ اس دنیا کا کروڑواں حصہ بھی پیدا کر سکے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بس ایک اللہ تعالےٰ کی ذات پاک ہے جس نے یہ سب کچھ بنایا اور پیدا کیا۔

۱۳۔ اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے اللہ! اے بے انتہا رحم کرنے والے خدا! اے پیارے آقا! ہمارے محسن اور مولیٰ! کائنات کا ذرّہ ذرّہ تیری عظمت اور تیری صنعت کی گواہی دے رہا ہے۔ تو اپنی ذات صفات اور کاموں میں بے نظیر اور یکتا ہے۔ سب طاقتوں کا مالک واحد اور یگانہ ہے۔ کوئی تیرا شریک نہیں۔ دنیا کی ہر چیز تیری تسبیح تیری تقدیس اور تحمید میں مصروف ہے تیری سلطنت لازوال اور تیری بادشاہی ازلی ابدی ہے۔ اے ہمارے محبوب اور قادر خدا! تو ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تجھے پہچانیں۔ تیرے آستانہ پہ جھکے رہیں۔ عبودیت کا حق بجا لائیں۔ اپنے لئے اپنی قوم کے لئے اپنے ملک کے لیے تیری نصرت و تائید کے طالب بنے رہیں۔

اے باری تعالےٰ! ہماری نئی نسل کو اپنے فضل وکرم

www.aaiil.org

شجرِ مسیحیت اور اسلام

(بسلسلہ صفحہ ۳)

کسی فہمیدہ دل و دماغ کو اپیل کرنے والے نہیں۔ مسٹر گبس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کا دارومدار کسی باقاعدہ مشن پر نہیں بلکہ یہ وہ مذہب ہے، جس کے اصول و عقائد ہر پڑھے لکھے اور ان پڑھ سادہ لوح انسان کے دل کی آواز اور ان کی فطرت کا تقاضا ہیں، اسی لئے جہاں کوئی مسلمان جاتا ہے اس کے معاملات کو دیکھ کر اور اس کے خیالات کو سن کر لوگ اسلام کے گرویدہ ہو جاتے ہیں، اور مسیحی مشنریوں کی ٹیپ ٹاپ اور ہسپتال اور کالج وہ کام نہیں کر سکتے جو ایک مسلمان تاجر کے جو اپنی گٹھڑی سر پر لئے شہر بہ شہر پھرتا ہے معاملات اثر پیدا کر سکتے ہیں، مسٹر گبس کا یہ بیان صحیح ہے کہ اسلامی مشن بڑے بڑے شہروں تک محدود ہیں اور مسیحی مشنری دور دراز دیہات اور صحراؤں اور جنگلوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ بھی انکو معلوم ہونا چاہیئے کہ کبھی کبھی کوئی مسلمان مسافر یا تاجر دعوتِ دور دراز کے دیہات میں جا پہنچتا ہے تو اسکو دیکھ کر اور سن کر اسلام کا جو اثر لوگوں کے دل و دماغ پر پیدا ہوتا ہے وہ مسیحیت کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہماری تبلیغی خط و کتابت دنیا کے دور دراز کونوں میں جو کام کر رہی ہے، وہ مسیحی مشنریوں سے ہر قسم کے وسائل کے باوجود اب تک نہیں ہو سکا۔ اور یہی نہیں، یورپ کے بعض بڑے بڑے لوگ، جن کو اسلامی ممالک میں جانے کا اتفاق ہوا ہے جو اثر وہاں سے لے کر آتے ہیں، وہ مسیحیت کے مقابلہ میں اس قدر خوشگوار ہے کہ اسلام کی صداقت کا اعتراف کئے بغیر وہ نہیں رہ سکتے۔ مسلمان بے شک آج گئے گذرے ہیں لیکن اب بھی اُن میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے اخلاق و اعمال اور گفتار و کردار دوسروں پر خوشگوار اثر ڈالے بغیر نہیں رہتے۔

یہ ہیں اسلام کے اثرات اور پھل ..... کیا مسیحی مشنریوں کی ہزاروں کی تعداد ایسے شیریں پھل پیش کر سکتی ہے، اسلام ایک سادہ اور فطری مذہب ہے، اس کے اصول اور معتقدات آسانی سے دل و دماغ میں بیٹھ جاتے ہیں، اسی لئے جہاں افریقہ کے صحراؤں اور جنگلوں کے رہنے والے ایک سادہ لوح مسلمان کی باتیں سن کر اسلام کے حلقہ بگوش ہو جاتے ہیں وہاں یورپ و امریکہ کے مادہ پرست اور مذہب بیزار لوگ بھی (جو مسیحیت کے سمجھ نہ آنے والے معتقدات سے بیزار ہو کر مذہب ہی کو چھوڑ بیٹھے) اسلام کے معقول اور روحانی پیغام کو سن کر یوں آ لگتے ہیں کہ یہ وہ مذہب ہے جو ہمارے دل و دماغ کو اپیل کرتا ہے۔ آج لندن، برلن، نیویارک میں بیٹھے ہوئے اسلامی مشنری جو کام کر رہے ہیں، دنیا کے کونوں میں پھر نکلنے والے ہزار ہا مسیحی پادریوں کا کام اور اس کے نتائج بلحاظ تناسب کوئی حیثیت نہیں رکھتے، اسلام باقاعدہ مبلغین کی کمی کے باوجود خود بخود پھیلتا جا رہا ہے، اور کوئی دن جاتا ہے کہ یورپ کا سر اسلام کے قدموں میں ہوگا اور اسلام ہی دنیا کا غالب مذہب ثابت ہوگا۔

رہ گیا یہ کہ مسیحی لوگ کیوں ہزاروں کی تعداد میں مشنری بن کر دور دراز دیہات اور جنگلوں اور صحراؤں میں مارے مارے پھرتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنے مذہب کے پھیلانے کا یہ شوق کیوں نہیں ؟ اسکی بہت بڑی وجہ ایک طرف مسلمانوں کی بے حسی اور کم مائگی ہے اور دوسری طرف وہ تنخواہیں اور فنڈز ہیں جو یورپ امریکہ کے متمول لوگوں اور اداروں کی طرف سے مسیحی مشنوں کو ملتے ہیں اور مشنری صاحبان جہاں کہیں بھی جائیں ان فنڈز کی وجہ سے ایسی زندگی بسر کرتے ہیں جس کو اس شعر سے بخوبی واضح کیا جا سکتا ہے ؎

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

ان کے لئے شاندار بنگلے ہر قسم کے عیش و آرام کے سامان، نوکر چاکر وغیرہ مہیا ہو جاتے ہیں، ان کے بچوں کی مفت تعلیم، بیماریوں کے مفت علاج اور ہر قسم کی سہولتیں ان کو میسر ہیں، لوگوں کو عیسائی بنانے کے لئے ان کے پاس کافی روپیہ ہے جو سکولوں، کالجوں اور ہسپتالوں کی صورت میں لوگوں کو متاثر کرنے کے مؤثر ترین ذرائع میسر ہیں، مسلمان مبلغین کو یہ سازوسامان کہاں میسر آ سکتا ہے، نہ اسلامی ممالک اس قدر متمول ہیں کہ ایسے گرانقدر فنڈز مہیا ہو سکیں جو مبلغ بننے کے لئے تحریص و ترغیب کا موجب ہوں، اور نہ مسلمانوں میں اس قدر جوش ہے کہ تبلیغ کے لئے فقر کی زندگی اختیار کر سکیں۔ ایک طرف مسلمانوں کی بے حسی اور دوسری طرف عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں فقر کی زندگی مبلغین کی کمی کا اصل موجب ہے، اسکو مذہب کی صداقت و عدم صداقت کا معیار قرار دینا پرلے درجہ کی کم فہمی ہے اصل معیار وہ نتائج ہیں جن کا ہم اُوپر ذکر کر چکے ہیں اور دنیا دیکھ رہی کہ مبلغین اور سازوسامان کی کمی کے باوجود اسلام کی رفتار ترقی کے مقابلہ میں مسیحیت باوجود سازوسامان فیل ہو چکی ہے، کیا شجر مسیحیت کا یہ پھل مسیحیت کی حقیقت کو پہچاننے کے لئے کافی نہیں ؟

آخر میں پھر ہم تعلیمیافتہ احمدی نوجوانوں کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ اپنے دنیوی مفاد کو تبلیغ کے کام پر مقدم کرنے والے تبلیغی میدان میں نہ آنے کا یہ نتیجہ ہے کہ عیسائی صاحبان اسکو اسلام کے باطل ہونے پر محمول کرنے لگے ہیں کیا آپ کی غیرت ...

www.aaiil.org

سٹار برانڈ

پریمیئر کی مصنوعات

جو

عمدگی اور پائیداری کی وجہ سے پاکستانی اور غیر ملکی منڈیوں میں مقبول عام ہیں

فون نمبر، ۲۱۶۶ - ۲۱۰۲

کتاب دونی پر سرسری نظر

(بسلسلہ صفحہ ۸)

پس حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) گالیاں دینے کا الزام آپ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لگاتے ہیں وہ آپ کے مسلم علماء پر بھی لگتا ہے۔ پھر اگر یہ کفر ہے تو اس کفر میں آپ کے علمائے کرام بھی ملوث ہیں، کیا ان پر بھی وہی فتوے عاید ہوگا جو آپ حضرت مسیح موعودؑ پر عاید کرتے ہیں یقیناً وہی فتوے ان پر بھی عاید ہوتا ہے کیونکہ جرم ایک ہی ہے۔

غرض کفر کی چاروں شقیں ہم پر تو عاید نہیں ہوتیں آپ پر ہی یا آپ کے علماء پر عاید ہوتی ہیں۔ کیا یہ وہ فتویٰ ہے جو اس قدر عرصہ کے بعد بڑی عرقریزی سے آپ نے طیار کیا تھا۔ یہ فتوے احمدیوں کے خلاف تیار کیا تھا یا اپنے خلاف، اس کی تو ایک ایک شق آپ پر چسپاں ہوتی ہے ماشاءاللہ آپ اپنے ہاتھوں اپنے اوپر حملہ کر رہے ہیں آفرین ہے ؎

حملہ برخود میکنی اے سادہ لوح
ہمچو آں شیرے کہ برخود حملہ کرد

(باقی دارد)
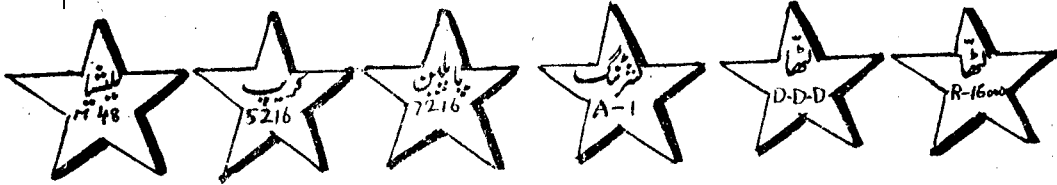
بحر حکمت کے موتی۔ بسلسلہ صفحہ اول

تم خواہ نیک عمل کرتے کرتے تنگ پڑ جاؤ اور اللہ تعالےٰ کو وہی عمل زیادہ پسند ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے خواہ کتنا ہی قلیل ہو۔

این صیقل لم نزبد و تعبدست ز خود کردہ بلطف عنایات (ختم دیباچہ موعود)

ترجمہ:- یہ میرے دل کی صفائی زہد اور کثرت عبادت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تو نے ہی مجھے آپ اپنی مہربانیوں اور احسان سے روشن کر دیا ہے۔

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

پیغامِ صلح

ہفت روزہ

لاہور

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲
تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۴۷
ایڈیٹر:- دوست

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۴۸ | یوم جمعہ مورخہ ۴ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۴

"وہ راہ جہاں انسان ناکام نہیں ہوسکتا"

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اللہ تعالیٰ کیسا رحیم ہے اور وہ کیسا خزانہ ہے کہ جہاں کوڑی بھی جمع ہوسکتی ہے اور روپیہ و اشرفی بھی، نہ وہاں چور کا اندیشہ اور نہ دوالا نکل جانے کا خطرہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی ایک کانٹا راستہ سے ہٹاوے۔ تو اس کا بھی اس کو ثواب دیا جاتا ہے۔ اور پانی نکالتا ہوا اگر ایک شخص اپنے بھائی کے گھڑے میں ایک ڈول ڈال دے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی اجر ضائع نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو کہ وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہوسکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے۔ اس کے خلاف دنیا کی شاہ راہ ایسی ہے جہاں قدم قدم پر ٹھوکریں اور ناکامیوں کی چٹانیں ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے سلطنتوں کو چھوڑ دیا۔ آخر بیوقوف تو نہ تھے۔ جیسے ابراہیم ادہمؒ۔ شاہ شجاعؒ۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ جو مجدد بھی کہلاتے ہیں۔ ان سب نے حکومتوں، سلطنتوں اور دنیا کی تمام شوکت کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کی یہی تو وجہ تھی۔ کہ دنیا کی راحت میں وہ ہر قدم پر ٹھوکر پاتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ایک موتی ہے۔ جس کی معرفت کے بعد انسان دنیاوی راحت و آرام کو ایسی حقارت اور ذلت سے دیکھتا ہے کہ ان کی طرف نظر کرنے کے لئے بھی اسے اپنی طبیعت پر ایک جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس تم کو بھی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت چاہو۔ اور اسی کی طرف ہی قدم اٹھاؤ کہ کامیابی اور فلاح اسی میں ہے÷

(ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۱۴-۱۱۵)

بحرِ حکمت کے موتی

حلم و وقار

ان فیک خصلتین یحبھما اللہ تعالیٰ الحلم والاناۃ
(رواہ الخمسہ تلخیص الصحاح)

یہ دو خصلتیں (اللہ تعالیٰ نے) تیری فطرت میں ودیعت کر دی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتا ہے، یعنی بردباری اور عظمت۔

نوٹ:- بردبار اور صاحب وقار آدمی ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دینی اور دنیوی امور اس پر آسان کر دیئے جاتے ہیں، تکبر اور نخوت انسان کو ذلیل کر دیتے ہیں ؎

بہ نخوت ہا نے آید بدست آں دامن پاکش
کسے عزت ازو یابد کہ سوز د رختِ عزت را
(مسیح موعودؑ)

"اس کا (اللہ تعالیٰ کا) مقدس دامن متکبر کی پہنچ سے باہر ہے۔
ہاں اس کی جناب سے عزت وہی پاتا ہے جو تمام (جھوٹی) عزتوں کو نذر آتش کر دیتا ہے"۔

مولانا مرتضیٰ خان حسن کی یاد میں ایک کتابچہ حسن میموریل کمیٹی کی طرف سے عنقریب شائع ہوگا، اس میں مولانا کے حالات زندگی، انکی خدمات سلسلہ اور احباب کے مضامین درج ہونگے اور مولانا مرحوم کی تصاویر بھی۔

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا

جنوبی امریکہ

ازمسٹر حنیف محمد سیکرٹری کلچرل کلب ٹرینیڈاڈ جنوبی امریکہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

۱۹ر جنوری ۱۹۶۰ء کو لٹریچر کا پارسل مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔ میں اور میری کلب کے تمام ممبر آپ کی جماعت کے بہت مشکور ہیں کہ آپ نے ہماری رہنمائی کے لئے بیش قیمت جواہر پارے ارسال فرمائے ہیں۔ مزید براں ہم آپ کے اور آپ کے نشات کے بہت ممنون ہیں کہ آپ احسن طور پر اور بلند اخلاق سے ہماری درخواست پر فوری طور پر ہمدردانہ عمل فرماتے ہیں، ہم آپ کے حسن کارکردگی پر آپ کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اگرچہ آپ ہم سے بہت دور ہیں مگر ہم آپ کی دوستانہ شفقت اور برادرانہ محبت کی گرمی اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں۔

ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی جماعت پر ہزار ہزار برکتیں نازل فرمائے اور ہمارا رشتہ آپ سے مضبوط بنیادوں پر قائم فرمائے۔

مجھے میری جماعت کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں بعض تجاویز آپ کی مجلس منتظمہ کے لئے ارسال کروں مگر پیشتر اس کے کہ میں کچھ عرض کروں میں اس جزیرہ کی مسلم آبادی کی مختصر تاریخ بیان کرتا ہوں۔ مسلمانوں کی اس جزیرہ میں آمد ۱۸۴۵ء میں شروع ہوئی، جبکہ ہندوستانی مزدور گنے کے کھیتوں میں کام کرنے کے لئے یہاں لائے گئے۔ وہ اپنے ساتھ بعض اسلامی روایات بھی ساتھ لائے۔

جوں جوں وقت گذرتا گیا مسلم آبادی بڑھتی گئی مسلم آبادی کا اکثر و بیشتر حصہ اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتا ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد جب لوگ مغربی تعلیم سے روشناس ہوئے تو ہمارے علماء نے محسوس کیا کہ ہمارا نوجوان طبقہ ان کی بوسیدہ اور غیر معقول تعلیم اور دقیانوسی کی وجہ سے بیزار ہو کر عیسائیت قبول کر رہا ہے۔ علماء میں سے کوئی بھی اسلامی تعلیم کی معقولیت اور دانش کے دلنشین دلائل بیان کرنے والا کوئی نہ تھا۔

علاوہ ازیں یہ پرانی قسم کے ملاں لوگ نئے لوگ جو انگریزی ... کرتے تھے جس کے باعث نوجوان طبقہ غیر مانوس تھا کیونکہ یہاں کی آبادی نے انگریزی زبان کو اپنا کر اپنی زبانوں کو ترک کر دیا تھا گویا انگریزی نے مادری زبان کی حیثیت اختیار کر لی۔ ان حالات میں ایک مبلغ کی ضرورت محسوس ہوئی تو باہر سے مولانا تقی احمد صاحب بحیثیت مبلغ بلائے گئے وہ معقول آدمی تھے ان کے آنے پر لوگوں میں اسلام کی رغبت پیدا ہوئی۔ چونکہ مولانا کے خیالات سنی علماء کے عقائد و خیالات سے الگ تھے

ان علماء نے مولانا موصوف کو موقوف کروا دیا۔ بعد ازاں مولانا صاحب نے اپنی ایک الگ جماعت قائم کر لی تو بہت سے آدمی آپ کے پیرو بن گئے کچھ عرصہ بعد مولانا صاحب موصوف (ذیر احمد) وفات پا گئے اور ان کی وفات کے بعد ان کے معتقدین میں سے اکثر پھر پرانے عقائد کی طرف لوٹ گئے۔ خوش قسمتی سے اتنے میں مولوی امیر علی صاحب لاہور سے فارغ التحصیل ہو کر آگئے۔ ان کے آنے پر اسلام نے پھر ترقی کی طرف قدم رکھا جو لوگ جہالت کے گڑھے سے باہر نکلنا چاہتے تھے وہ مولوی امیر علی کے معتقد ہو گئے۔ مولانا موصوف نے ایک جماعت غیر مقلدین کی کھڑی کر دی جن کے اصول و عقائد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اصول و عقائد کے ساتھ ملتے تھے آگے چل کر امیر علی صاحب مرزا صاحب کے دعویٰ مجددیت اور مسیحیت کے منکر ہو گئے اور احمدیوں کو مرزائی اور کافر کہنے لگ گئے۔ امیر علی ایک اخلاقی جرم میں عدالت میں کھینچے گئے (انی مھین من اراد اھانتک)

(غلام قادر) اور ان کے مقلدین ملامت کا نشانہ بن گئے مگر علماء ۱۹۵۰ء میں برما سے ایک مبلغ مولوی ... تشریف لے آئے بہت سے لوگ جو کہ احمدیت کی تعلیم کو پسند کرتے تھے وہ ساقی صاحب کے ساتھ ہو گئے مگر تھوڑے عرصہ بعد جب انہوں نے مرزا صاحب کو بطور نبی پیش کیا اور عیسیٰ کی پیدائش بغیر باپ کے بتائی تو لوگ الگ ہو گئے اور مولوی موصوف مکمل طور پر فیل ہو گئے۔ ان کے اس فعل سے احمدیت ایک ہنسی مذاق بن کر رہ گئی۔

دوسری طرف سنیوں نے اپنی دقیانوسی تعلیم کی چادر سے نورِ اسلام کو چھپا رکھا تھا، کیونکہ وہ خود کھلی دینی تعلیم کے پابند تھے اور ان کے اعمال بھی اچھے نہیں تھے۔ اسلام کو انہوں نے ملاؤں اور پیروں کا مذہب بنا رکھا تھا جو مغربی ذہنیت اور دل و دماغ کو اپیل نہیں کرتا تھا۔

آج ٹرینیڈاڈ میں بہت سی خوبصورت مسجدیں ہیں مگر حاضری بہت کم ہے اگرچہ مسلم آبادی پچاس ہزار سے زیادہ ہے ان حالات میں اور میری جماعت مجلس منتظمہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خدمت میں پر زور اپیل کرتے ہیں کہ ٹرینیڈاڈ میں اپنا مرکز قائم کرے اور کوئی مبلغ یہاں تعینات فرمائے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ چند عرصہ کے اندر اندر آپ کی جماعت حیرالعقول ترقی کر جائے گی۔

ہم ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں اس کا سنگ بنیاد ۲۰ فروری سنہ ۱۹۶۰ء کو رکھا جا رہا ہے۔ جلدی عمارت شروع کر دی جائے گی اور یہ کام کم عرصہ میں مدد الٰہی سے تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

میں آپ کو پھر یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ کما سے یہ مسجد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے حوالے کی جاوے گی ہمارے امام صاحب مسجد سے ملحقہ زمین کا ٹکڑا بھی مشنری کوارٹر بنانے کے لئے دینے کو تیار ہیں۔

میری اس عرض داشت پر جتنی جلدی غور کیا جا سکے اتنا ہی بہتر ہے۔ مجھے نتیجہ سے آگاہ کیا جائے۔

(دراصل اس چٹھی کا یہ ہے کہ ٹرینیڈاڈ والے ہم سے ایک مبلغ مانگتے ہیں۔ غلام قادر)

برٹش گیانا

از مسٹر محمد رشید جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جارج ٹاؤن برٹش گیانا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مجھے آپ کی دونوں چٹھیاں مورخہ ... اور ... مل گئی ہیں۔ میں نے وہ پڑھ لی ہیں بہت بہت شکریہ۔

جمعہ کے مسائل کے متعلق آپ کے جواب سے تسلی ہو گئی ہے شکریہ۔ سب سے زیادہ میں اس بات کا شکرگذار ہوں کہ آپ کی انجمن نے ہمیں کتابیں بھیج کر اس قابل بنا دیا ہے کہ ہم ایک سیٹ اپنے صوبہ کے گورنر کو پیش کریں اور باقی کتابیں یہاں کی لائبریری کو عطیہ کر دیں۔

ہمیں اس بات سے بڑی دلچسپی ہوئی ہے کہ آپ ہمارے منگل ہیں مولوی۔ مولوی غلام وغیرہ کو اس چیلنج کیجئے براہ عنایت اپنے ملک یا ہندوستان سے مکمل تحقیقات کر کے ہمیں جواب دیں کیونکہ یہ بات اشد ضروری ہے کہ مولوی و علماء کے مقابل پر ہمارے پاس بھی کوئی عالم ہو۔

آخری خط میں آپ نے لکھا تھا کہ مسٹر کریم یوسف ... جارج ٹاؤن نے انجمن کو لکھا ہے کہ آریہ سماج تحریک آریہ مبلغین کے ہندوستان سے آنے پر ... مسلمانوں کے لئے خطرناک ثابت ہوگی۔ میں ... سے کہتا ہوں کہ آریہ مبلغین نے اگرچہ ہائی سکول وغیرہ کھول دیئے ہیں لیکن انہوں نے کوئی تبلیغی جدوجہد مسلمانوں میں ... نہیں کی۔

بے شک ہندوستان سے ... مشنری پہنچے ہیں اور انہوں نے دو ہائی سکول کھول دیئے ہیں مگر وہ صرف اپنی جگہ پر اپنے دھرم کا پرچار کرتے ہیں تاہم آریہ دھرم پر جو آپ نے کتابیں بھیجی ہیں مفید ثابت ہوں گی۔ بہت بہت شکریہ۔

اس چٹھی کے جواب کے ہم منتظر ہیں۔ اپنی تبلیغی رپورٹ عنقریب ارسال خدمت ہو گی۔

(انہیں مزید لٹریچر بھی بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

> خط و کتابت
> کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
> (منیجر پیغام صلح)

www.aaiil.org

عید پر غربا کیساتھ ہمدردی و شفقت

فطرانہ کو منظم طور پر جمع کیا جائے اور اس سے قومی کام جاری کئے جائیں

خطبہ عید الفطر موخرہ ۲۹ مارچ سنہ ۶۶ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

عید پر دو طرح کی خوشی

ماہ رمضان کے اختتام پر آج عید کے دن مسلمان خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو رہے ہیں، آج انہیں دو طرح کی خوشی ہے ایک تو اس فطری تقاضا کی وجہ سے کہ کھانے پینے کی جو پابندی ماہ رمضان میں انہیں تھی وہ ختم ہو گئی۔ اور دوسری خوشی یہ ہے، کہ ماہ رمضان میں ایک مشقت برداشت کرنے اور مجاہدہ کی عبادت بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان دونو خوشیوں کی وجہ سے مسلمان آج جمع ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجالاتے ہیں۔

روزہ کی غرض

روزہ کی غرض یہ ہے کہ اپنی خواہشات پر قابو پایا جائے اور انہیں حد اعتدال کے اندر رکھنے کی عادت ڈالی جائے جس شخص نے اس غرض کو پورا کیا اس کو روزے مبارک ہوں، اسی طرح جذبات پر قابو پانا بڑی مردمی ہے۔ بیشمار آدمی ہیں کہ غیظ و غضب کے جذبات سے مشتعل ہو کر ناواجب حرکات کر بیٹھتے ہیں، ان جذبات کو قابو میں رکھنا اور حد اعتدال سے بڑھنے نہ دینا اصل مردمی ہے اور روزہ کی غرض اسی چیز کو پیدا کرنا ہے۔

عبادت کے ساتھ ہمدردی خلائق ضروری ہے

رمضان میں جہاں مسلمان عبادت میں مصروف ہوتے ہیں وہاں غرباء کے لئے کھانا بھی بہم پہنچاتے ہیں، یہ عید کا دن انہی باتوں کو پھر دوہراتا ہے۔ آج عبادت گذاری کے ساتھ غرباء کے ساتھ ہمدردی کرنا بھی واجب ہے۔ حضورؐ نے سکھایا کہ صرف نمازیں اور روزے فائدہ نہیں دے سکتے جب تک خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی نہ ہو، حضورؐ کی قوم کو یہ چیزیں اچھی طرح سمجھ آگئی تھیں اور آپؐ کے زمانہ میں لوگ ان پر پورے طور پر عمل پیرا تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اذا کنا نزلنا منزلاً فلا نسبح حتی نحل الرحال یعنے ہم جب کسی جگہ ڈیرہ لگاتے تھے تو نماز سے پہلے اپنی سواریوں کو پانی پلاتے انہیں چارہ ڈالتے اور ان کی مالش وغیرہ کرتے تھے۔ آگے لا نسبح کی تشریح بھی کی ہے کہ معناہ لا نصلی مع حرصنا علی الصلوٰۃ حتی حط الرحال واراحۃ الدواب یعنے باوجودیکہ عبادت اور نماز کے لئے ہم بڑا زبردست جذبہ اپنے اندر پاتے تھے، تاہم اس بات کو مقدم کرتے تھے کہ سواریوں کا پالان وغیرہ اتاریں اور ان کو راحت پہنچائیں، یہ سبق سکھایا ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق لگانے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا برتاؤ کیا جائے،

عید پر غرباء کی امداد

آج اس سبق کو پھر دوہرایا ہے اور بتایا ہے کہ عید کی نماز قبول نہ ہوگی جب تک فطرانہ ادا نہ کیا جائے۔ یہ نہایت ہی قیمتی سبق ہے جو حضورؐ نے اپنی قوم کو دیا۔ حضورؐ نے قوم کی اقتصادیات کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ کہتے ہیں آج لاہور میں چودہ لاکھ کی آبادی ہے، اگر آٹھ آنہ فی کس کے حساب سے فطرانہ وصول کیا جائے تو کم از کم چھ سات لاکھ روپیہ صرف لاہور سے وصول ہو سکتا ہے اور اسی طرح پاکستان کی آٹھ کروڑ آبادی سے چار کروڑ روپیہ ہر سال پیدا ہو سکتا ہے۔

فطرانہ سے قومی ترقی کے کام

اس سے کئی قومی کام سرانجام پا سکتے ہیں، اگر ملک بھر میں ٹیکنیکل کالج کھولے جائیں تو یہ قوم کی مرفہ الحالی کا موجب ہو سکتا ہے ٹیکنیکل کالج کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی میزیں یا تالے وغیرہ بنانے کا کام اس میں سکھایا جائے بلکہ اعلیٰ درجہ کے انجینئرنگ کے کام اس میں سکھائے جا سکتے ہیں۔ غرض فطرانہ کی رقم کو منظم طریق سے جمع کر کے اسے قوم کی ترقی کے لئے خرچ کیا جائے تو عمدہ نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو سب کچھ ہوا۔ لیکن ایک زمانہ گذرنے پر اس سے توجہ ہٹ گئی اور ہم سو گئے، حکومت توجہ کرے تو ایک دن میں سب کچھ ہو سکتا۔ غرباء کی خدمت کرنا خدا کے ہاں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

غرباء کی خدمت کی اہمیت اللہ تعالیٰ کی نظر میں

میں ایک حدیث قدسی آپ کو سناتا ہوں حدیث قدسی وہ ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی کوئی بات روایت کی گئی ہو، فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہے گا یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی۔ اے آدم کے فرزند! میں بیمار رہا اور تو نے میری خبر نہ لی، انسان کہیگا کیف اعودک وانت رب العالمین یا اللہ میں آپ کی کس طرح عیادت کرتا آپ تو پروردگار عالم ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اوما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعدہ ولو عدتہ لوجدتنی عندہ۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا۔ تم نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تم اس کی عیادت کے لئے جاتے تو مجھے وہاں پاتے۔ کتنا بڑا سبق ہے، کتنا زبردست جذبہ ہے رسول اللہ صلعم کے سینے میں، ایک اور حدیث قدسی میں ہے وابتغونی فی الغرباء مجھے غریبوں کے اندر تلاش کرو، پھر اسی سابقہ حدیث قدسی کے سلسلہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یا ابن آدم استطعمتک فلم تطعمنی۔ اے انسان! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا، بندہ عرض کرے گا کیف اطعمک وانت رب العالمین، یا اللہ میں کیسے آپ کو کھانا کھلاتا، آپ تو خود رب العالمین ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اوما علمت ان عبدی فلانا استطعمک فلم تطعمہ ولو اطعمتہ لوجدت ذالک عندی۔ میرے فلاں عاجز بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تم نے نہ دیا۔ اگر دیتے تو یہ کھانا مجھے پہنچتا، پھر فرمائے گا یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی۔ اے انسان! میں نے تجھ سے پانی پلانے کے لئے کہا تو تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ عرض کرے گا کیف اسقیک وانت رب العالمین؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اوما علمت ان عبدی فلانا استسقاک فلم تسقہ ولو سقیتہ لوجدت ذالک عندی۔ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تھا، تو نے نہ دیا، اگر تو اسے پانی پلاتا، تو وہ مجھے پہنچتا۔

اس سے ظاہر ہے کہ غرباء کے ساتھ ہمدردی کرنا ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، مشکلات میں ان کی امداد کرنا، خدا اور رسولؐ کے نزدیک کس قدر ضروری اور اہم فریضہ ہے ایسا فریضہ جس سے رضا الہٰی میسر آتی ہے۔ اسی لئے فرمایا ابتغونی فی الغرباء اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر میری تلاش ہے تو غرباء کے اندر تلاش کرو۔ لیکن آج اس کی طرف توجہ بہت کم ہے۔

امراء کی اعانت غربا سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الا ترزقون وتنصرون بضعفاءکم کمزور غریب مزدوروں کی وجہ سے تمہیں رزق پہنچتا ہے اور وہی تمہاری مدد کرتے ہیں، یہ تمہارے کارخانے، تمہارے کاروبار غریبوں اور مزدوروں ہی کے ذریعہ چلتے ہیں، مزدوروں کے بغیر نہ تمہاری ریل چلے، نہ ہوائی جہاز، نہ کارخانے وغیرہ چل سکتے ہیں، انہیں کی محنت و مشقت سے تم مالدار ہوتے ہو۔

صحابہؓ کی پاک سیرت کا اثر غیروں پر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی تلقین سے قوم کو زندہ کیا وہ خدا کی عبادت کرنے والی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی قوم بن گئی۔ شام کے آدمیوں نے ان کے متعلق کہا کہ ہم نے مسلمانوں کے لشکروں میں جا کر دیکھا هم باللیل رهبان وبالنهار هم رکبان۔ رات کو وہ خدا کے حضور کھڑے ہو کر

(باقی بر صفحہ ۱۱)

www.aaiil.org

خصائص القرآن

——— صدرالدین!

زیرِ تبصرہ کتاب جس کا اندازِ تحریر سلیس تفہیمی اور دلنشین ہے، فخرِ موجودات پر نازل ہونے والے کلام کی رفعت و عظمت کے ذکر سے مملو ہے۔ جس میں مجموعی طور پر مذہب سیاست اور معاشرت سے متعلق اسلام کے آفاقی نظریات پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ اس انداز سے کہ قاری پر نقوش ثبت کر اٹھتا ہے:۔

— قرآن اس رب العالمین کا کلام ہے جو بتاتا ہے کہ تمام کے تمام لوگ ایک قوم ہیں ایک بہت بڑا کنبہ جو ایک ہی چھت کے نیچے جاگزیں ہے۔ جہاں ایک ہی سورج ایک ہی قمر ایک ہی ہوا اور ایک ہی پانی ہے! اور جہاں سب کے لئے غلہ جات اور پھل پھول ہیں، وغیرہ

— قرآن کسی خاص قوم، قبیلہ یا ملک کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت کے لئے خوشخبری بن کر نازل ہوا ہے جو ذہن انسانی کو تمام قسم کے تعصبات سے پاک کرتی ہے۔

— قرآن ذہنی انقلاب کے ذریعہ حقیقی اخوت پیدا کرتا ہے تاکہ اقوامِ عالم رشتہ اتحاد میں منسلک ہو سکیں۔

— قرآن اپنے پڑھنے اور ایمان لانے والوں کے قلوب میں ایسی وسعت پیدا کرتا ہے جس سے دنیا بھر کے ہادیوں کے ساتھ سچی محبت کرنے اور تقلید کرنے کی سچی تڑپ پیدا ہوتی ہے!

— قرآن اس سزا کا قائل ہے جس کی غرض صرف اور صرف اصلاح ہوتی ہے۔ وہ اصلاح جس میں صرف محبت کارفرما ہوتی ہے۔

— قرآن انسانیت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے خدا کی ہستی کو اساس قرار دیتا ہے!

— قرآن دلائل بیّنہ سے ثابت کرتا ہے کہ سب راہنما ایک ہی چشمہ سے سیراب ہوئے اور سب کی تعلیم ایک ہی تھی۔ اور خدا تعالےٰ نے تمام قوموں کے ساتھ ایک ہی طرح کی رحمت اور برکت کا برتاؤ کرتے ہیں!

— قرآن عصمتِ انبیاء کا نقیب و داعی ہے، اور ان تمام باطل روایات کی شدید تردید کرتا ہے جو لوگوں نے خدا کی کتب میں لا رکھی ہیں۔ اور یوں آسمانی کتب کی تعلیمات کی محافظت کرتا ہے!

— قرآن ان لوگوں کو عزت و تعظیم کی خوشخبری دیتا ہے۔ جن کے نظریات صحیح اور مفید ہوں اور ہر اس کو سزا کا مستوجب قرار دیتا ہے جو بدی کا ارتکاب کرے اور اس کا یہ قانون کسی نسل، ذات، رتبہ یا اقتدار کو خاطر میں نہیں لاتا۔

— قرآن خدا خوفی اور نیک عمل کو زندگی کے اطمینان و مسرت کے لمحات کی بشارت دیتا ہے اور خدا تعالےٰ کی محبت کا مستحق صرف انہی کو قرار دیتا ہے جو خدا کی مخلوق پر احسان کرتے ہوں — وغیرہ وغیرہ

پھر یہ سب بحث اس حسن و نفاست سے کی گئی ہے کہ ساتھ ہی ساتھ اسلام اور تعلیم اسلام کی عظمت بھی قاری کے ذہن پر واضح تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس سے اسلام اور داعی اسلام کے لئے دل میں محبت و توقیر کے جذبات بیدار ہوتے ہیں۔

بحث کے دوران میں تقابل و توازن کے لئے دیگر کتب مذاہب یا صحائف کا تذکرہ شایانِ شان اسلامی زبان و انداز میں کیا گیا ہے۔ کاغذ جاذب، دبیز۔ ٹائپ عمدہ ستھرا۔ ضخامت $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز ۲۶۵ صفحات سرورق دبیز گرنافلی کا۔ قیمت صرف تین روپے۔

ناشر:۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔

شیخ انعام الحق صاحب کا خط حیدر آباد دکن سے

مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۶۰ء - (۳۲۲/م)

بخدمت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - جیسا کہ قبل ازیں اطلاع عرض کر چکا ہوں خصائص القرآن کی دو کاپیاں وصول ہوئی تھیں، شوق رکھنے والے اصحاب ایسی نئی کتب کے انتظار میں رہتے ہیں۔ چنانچہ وصول ہوتے ہی مطالعہ کے لئے ایک کاپی محکمہ اکونٹنٹ جنرل کے ایک ریٹائرڈ عہدہ دار مولوی مقبول علی صاحب لے گئے۔ کتاب ان کے زیرِ مطالعہ ہے۔ بہت تعریف کرتے تھے۔

دوسری کاپی محترم مولوی میر ولایت علی صاحب لے گئے۔ کل بطور خاص شکریہ اور اظہارِ مسرت کے لئے غریب خانہ پر تشریف لائے تھے کہ کتاب نہایت اعلیٰ و مفید و بیش قیمت ہے۔ اس کے دیباچہ کی خاص طور پر تعریف کی۔ فرمایا دیباچہ پڑھ کر تو میں پھڑک گیا۔ میر صاحب موصوف جناب ہی کے نام سے اس دیباچہ کو ایک خاص مقامی پرچہ میں طبع کرانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ نیازکیش - محمد انعام الحق

سانحہ ارتحال!

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ملتان میں ہماری جماعت کے ایک مخلص ممبر شیخ محمد سعید صاحب مالک میک لرسٹو انتقال فرما گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحوم نہایت نیک اور مخلص بزرگ تھے۔ ہمیں اس سانحہ میں ان کے فرزند شیخ نثار احمد صاحب اور دیگر تمام پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے

اخبار احمدیہ

امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ نے نمازِ عید پڑھائی اور خطبہ دیا جو اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے۔ اس موقعہ پر حاضری معمول سے زیادہ تھی، مسجد کا اندرونی حصہ نمازیوں سے بھر پور تھا، اور کچھ دوستوں نے بیرونی صحن میں بھی نماز پڑھی۔

——— **عید مبارک** - ٹرینیڈاڈ (ویسٹ انڈیز) سے فضل محمد صاحب، اور مشرقی پاکستان سے مولوی عبدالستار صاحب لکھتے ہیں کہ:-

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے تمام ممبران کو "عید مبارک"

صدقہ اور دعائے صحت:۔ میاں محمد دین صاحب وہاڑی ضلع ملتان نے تحریر کیا ہے کہ:-

"میری بھاوجہ محمدی بی بی جگر کی مرض میں مبتلا ہے اس کے لئے دعا کی درخواست ہے اسی سلسلہ میں انہوں نے -/۲۵ روپے صدقہ میں انجمن کو بھیجے ہیں"

شمولیت سلسلہ:۔ مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیر کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ میں شامل ہوئے:۔

(۱) محمد حسین صاحب۔ جان اینڈ لائٹ مرچنٹ کرلمہ پاتس دروازہ۔ بہار شریف - بہار - انڈیا۔

(۲) محمد منیر ولد حافظ حنیف صاحب - حق قدس مخدوم محلہ بہار شریف - بہار - انڈیا -

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا جلسہ

ہم احباب جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی تمام احمدی بزرگوں، مبلغین اور احباب کو بذریعہ اخبار پیغام صلح اپنے سالانہ جلسہ میں جو ۹، ۱۰ اپریل ۱۹۶۰ء کو جناح گرلز ہائی سکول میں منعقد ہو رہا ہے شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ امید ہے تمام احمدی احباب جلسہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے شمولیت فرما کر اس کو کامیاب بنانے میں ممد و معاون ہوتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ جو احباب شرکت کرنا چاہیں گے ان کے قیام و طعام کا بندوبست کیا جائے گا۔ انہیں چاہئے کہ اپنے آنے سے متعلق چار پانچ دن قبل ملک ظفر اللہ خان سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کالج چوک راولپنڈی کو اطلاع کر دیں۔ نیز جو احباب تشریف لاویں موسم کے لحاظ سے اپنا اپنا بستر ساتھ لاویں اور سیدھے جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ میں پہنچ جاویں۔ والسلام

نیازمند۔ ظفر اللہ خان سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کالج چوک راولپنڈی

نماز جمعہ کی اہمیت

تجارتیں اور سب کاروبار ترک کرکے جمعہ میں شامل ہونا ضروری ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ـ فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ـ واذا راوا تجارۃ اولھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقین ——— (سورۃ جمعہ)

جمعہ میں سعی کرکے آنے کا حکم

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے ایک حکم دیا ہے مخاطب کرنے میں ایک مؤثر پیرایہ اختیار کیا ہے فرمایا یایھا الذین امنوا ہمارے ساتھ تعلق رکھنے والو! ہم پر ایمان لانے والو! محمد رسول اللہ پر ایمان لانے والو! تمہاری بھلائی کے لئے ہم ایک بات کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ جمعہ کی نماز کے لئے تمہیں بلایا جائے فاسعوا الی ذکر اللہ سعی کرو، کوشش کرو، کاروبار کو ترک کرکے اور دوسری مصروفیات کی زنجیروں کو توڑ کر خدا کے ذکر کے لئے نماز ادا کرنے کے لئے آجاؤ، جدوجہد کرکے جمعہ کے لئے جمع ہوجاؤ اور وہاں ذکر الٰہی سنو۔

کاروبار ترک کرکے آنے کا حکم

اور جدوجہد کے مقابلہ میں ایک بات کا اور حکم دیا۔ وذروا البیع، بیع میں ہر قسم کی مصروفیات آجاتی ہیں تمام چیزوں سے بڑھ کر کارخانوں کی مصروفیات ہیں، تجارتیں ہیں، اس سے کم دوسری مصروفیات ہیں، فرمایا ان سب کو چھوڑ کر آجاؤ، فاسعوا کے اندر بھی یہ بات مضمر تھی کہ تمہارے سامنے جو بھی مصروفیات ہوں کوشش کرکے انہیں ترک کر دو اور جمعہ کے لئے آجاؤ، لیکن وذروا البیع میں اور زیادہ وضاحت کردی، کہ تمام قسم کے کاروبار تھوڑے وقت کے لئے ترک کرکے ذکر الٰہی کے لئے جمع ہوجاؤ۔

جمعہ کی اجتماعی نماز کی اہمیت

یہاں جمعہ کا لفظ ہے، جو غور کے قابل ہے، اس کا مطلب ہے کہ اجتماعی طور پر مل کر نماز پڑھی جائے، قوم کے ساتھ مل کر کام کرنے سے قوت پیدا ہوتی ہے، آسانیاں ہیں، قوت کے علاوہ شرف اور عزت بڑھتی ہے زندگی بنتی ہے اسی لئے جمعہ کی نماز کو اہمیت حاصل ہے، خدا تعالیٰ نے اس کی اہمیت کے لئے ایک سورۃ کا نام ہی جمعہ رکھ دیا اور جمعہ کے لفظ میں بتا دیا کہ یہ نماز قوم کا اجتماع چاہتی ہے، اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر یوم طلعت فیہ الشمس یہ بہترین دن ہے جس میں سورج چمکتا ہے اور قرآن کریم میں ہے وانہ لذکر لک ولقومک ـ اس کتاب کی تعلیمات شرف اور عزت کا باعث ہوں گی آپ کے لئے بھی اور آپ کی قوم کے لئے بھی اسی عزت و شرف کے حصول کے لئے جمعہ کی اجتماعی عبادت تجویز کی گئی ہے۔

عمل کے بغیر ایمان کا فائدہ نہیں

اور اس سورت میں ایک اور بات بھی لکھی ہے فرمایا مثل الذین حملوا التوراۃ کمثل الحمار یحمل اسفارا مسلمان قوم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف کلمہ پڑھ لینا، خدا و رسول پر ایمان لے آنا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا، جب تک عمل صحیح نہ ہو تمہارے سامنے ایک قوم ہے، تورات انہیں دی گئی لیکن انہوں نے اس کے احکام پر عمل نہ کیا، اسی وجہ سے ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ ان پر ذلت و مسکنت کی مار ماری گئی ـ ان کے لئے پیغمبر آئے کتاب ان کو ملی اور کتاب بھی وہ جس کے متعلق فرمایا فیھا ھدی ونور اس کے اندر ہدایت بھی ہے اور نور بھی، لیکن اس سے انہوں نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اسی لئے فرمایا مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا تورات کی پیروی انہوں نے نہ کی اس لئے کمثل الحمار ہوگئے ـ کسی کتاب کا پڑھ لینا کافی نہیں جب تک اس پر عمل نہ ہو، گدھے کی پیٹھ پر کتابیں لاد دی جائیں تو گدھے کو اس سے کیا فائدہ، وہ عالم نہیں بن جائے گا ـ اسی لئے فرمایا قوم کتاب پر عمل نہیں کرتی تو اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے گدھے پر بوجھ لادا ہوا ہو، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کو مخاطب کرکے فرمایا گیا کلمہ پڑھ کر اور قرآن کو لے کر ایسا نہ ہو کہ تم بھی گدھے کی طرح ہو جاؤ، کہ قرآن تو پڑھ لیا لیکن قلب کے اندر روشنی پیدا نہ ہوئی اور نہ ہی اس کی ہدایات پر عمل پیرا ہوسکے۔

امام مالکؒ کی جمعہ کے لئے جدوجہد

اسی لئے فرمایا فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع کہتے ہیں امام مالکؒ کو جب قید میں ڈال گیا (یہ جس قدر امام ہوتے ہیں انہیں سخت تکالیف اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا بڑی اذیتیں انہیں پہنچائی گئیں، وہ اپنے وقت کے امام تھے، مجدد تھے، لیکن جس قدر امام اور مجدد ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں نظر آتا جس کو سخت اذیت نہ پہنچائی گئی ہو اور اس کے خلاف پراپیگنڈا کا خطرناک طوفان نہ کھڑا کیا گیا ہو، امام مالکؒ کو بھی ایک مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے سخت اذیت پہنچائی گئی اور قید میں ڈالا گیا) تو ان کی کوٹھڑی میں جس وقت جمعہ کی اذان کی آواز آتی تو وہ زنجیروں اور بیڑیوں کو جو انہیں پہنائی گئی تھیں توڑنے کی سخت کوشش کرتے بے حال ہوجایا کرتے تھے تاکہ فاسعوا الی ذکر اللہ کے حکم کی تعمیل ہو، ان کے دل میں یقین تھا کہ یہ خدا کا حکم ہے، اس لئے خدا کے حکم کی تعمیل کے لئے وہ زنجیروں کو بھی توڑنا چاہتے تھے۔

نماز جمعہ کے لئے وقت پر آؤ

میں نے کئی بار اپنے دوستوں کو کہا ہے کہ وہ جمعہ کی نماز کے لئے وقت کی پابندی کرنا سیکھیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ وقت پر نماز کے لئے پہنچ جایا کرتے تھے، یہ سمجھ لینا کہ اگر آخری رکعت میں بھی آکر مل گئے تو نماز ہوگئی بالکل صحیح نہیں، اس سے فاسعوا کے حکم کی تعمیل نہیں ہوتی اور نہ ہی اصل مقصد حاصل ہوتا ہے، جمعہ کی نماز کے لئے پہلے آنا بڑے ثواب کا موجب ہے، ضروری ہے کہ دکاندار اور کارخانوں والے وقت کی پابندی کرنا سیکھیں جب نماز کا وقت آئے تو بیع و شرا کو چھوڑ دو ایک شخص نے مجھے کہا کہ میں کیا کروں عین نماز جمعہ کے وقت ایک گاہک آگیا اور اس نے کوئی چیز خریدنے کے لئے تیس روپے میرے ہاتھ پر رکھ دیئے ـ اس وجہ سے مجھے رک جانا پڑا۔

جمعہ کی نماز جماعت کیساتھ ہوتی ہے اکیلے نہیں ہوتی

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ صرف نماز پڑھ لینا کافی ہے؟ نہیں یہ اجتماع کی نماز ہے، یہ اکیلے نہیں ہوسکتی ـ اجتماع کے بغیر قوت پیدا نہیں ہوتی، شرف اور زندگی حاصل نہیں ہوتی،

مذہب کے اندر قوم کی تنظیم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو بڑے اعلیٰ درجہ کی تنظیم سکھائی ہے، جماعت کی نمازوں کے ذریعہ قوم کو منظم کر دیا، اس پر دنیا حیران ہے کہ کس طرح مذہب کے ذریعہ تنظیم کا رنگ پیدا کر دیا بڑے بڑے لوگوں نے لکھا ہے کہ:-

He was the greatest organiser.

مذہب کے اندر قوم کو منظم کرنا بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے اسی لئے حکم دیا ادخلوا فی السلم کافۃ ساری کی ساری قوم کو ایک ہی رنگ میں ہوکر فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔

نماز جمعہ کے بعد

اور پھر جمعہ کے ذکر میں فرمایا فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ جب نماز ہوجائے تو اجازت ہے چلے جاؤ اور اپنے اپنے کام میں لگ جاؤ، عیسائیوں میں اتوار کے دن کاروبار نہ کرنا

ضروری قرار دیا گیا ہے، چنانچہ لندن میں اتوار کو بازار بالکل سنسان ہوتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر موت وارد ہو گئی ہے بعض لوگوں کو میں نے یہ بھی کہتے سنا کہ اتوار کو کھانا پکانا بھی حرام ہے۔ ایسے لوگ ایک دن پہلے ہی کھانا پکا کر رکھ چھوڑتے ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ٹھیک نہیں، نماز کے وقت کاروبار کو بند کرو، اور نماز پڑھنے کے بعد پھر کاروبار میں لگ جاؤ، ہم رہبانیت کا سبق دینا نہیں چاہیئے۔

اسلام رہبانیت نہیں سکھاتا

چاہیئے کہ ہم مسلمان دنیا میں رہ کر اپنے کاروبار کے اندر خدا کو یاد رکھیں، دل میں خدا کا خوف ہو، زبان پر خدا کا ذکر ہو، اور عمل کے اندر خدا نظر آئے، یہ مذہب دنیا سے علیحدہ نہیں بلکہ وہ دنیا کو چلانے کے لئے ہدایات دیتا ہے وہ دنیا کو طلاق نہیں دیتا ہے دنیا میں رہ کر خدا کو یاد رکھنا سکھاتا ہے۔ فرمایا رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ مسلمان وہ ہیں کہ تجارت، خرید و فروخت وغیرہ میں بھی خدا کو اپنے سامنے رکھتے ہیں، یہ چیزیں انہیں خدا سے غافل نہیں کر سکتیں، اسی واسطے یہاں جمعہ کی نماز کے وقت کاروبار ترک کرنے اور نماز کے بعد پھر کاروبار میں مشغول ہونے کی ہدایت ہے۔

تجارت اور کھیل کود کو نماز جمعہ پر ترجیح نہ دو

ایک اور بات بھی لکھی ہے، واذا راو تجارۃ او لھوا ن انفضوا الیھا و ترکوک قائما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی مسلمانوں میں کچھ کمزور طبع لوگ تھے یا وہ کمزوری لے کر آئے، ان کے متعلق فرمایا کہ جمعہ کے دن اگر ایسے کمزور طبع لوگوں کے سامنے کوئی تجارت یا کوئی دوسرا مشغلہ آجائے تو یہ اسکو نماز جمعہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ آج دنیا کے لوگ دو ہی باتوں میں منہمک ہو کر غفلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں وہ یا تو کاروبار ہے جس کے ذریعہ دولت حاصل کی جاتی ہے یا کھیل کود جیسے مشغلے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ان دونوں چیزوں کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ یورپ کے لوگ کام سے فراغت کے بعد ناجائز کھیلوں اور لہو وغیرہ میں لگ جاتے ہیں، مسلمان بھی اس بات میں ان کے مقلد ہوتے جا رہے ہیں اسلام تفریح سے منع نہیں کرتا لیکن جس کھیل کود میں خدا کی طرف سے غفلت پیدا ہو اور گناہ کی طرف رغبت ہو وہ پسندیدہ نہیں۔

فحش کام

آج نئے وقت میں ایک تصویر دیکھنے میں آئی جس میں پورے قد کی جوان ایرانی لڑکیاں جانگیئے کی طرح کی نکریں پہنے ہوئے پریڈ کر رہی ہیں، ایسی جوان لڑکیوں کے لئے جن کی رانیں گوشت سے بھری ہوتی ہیں اس طرح ننگی ہو کر پریڈ کرنا فحش کام ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عورتوں نے جنگ میں حصہ لیا ہے، وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں، انہیں اٹھا کر دوسری جگہ پہنچاتیں، سپاہیوں کو پانی پلاتی تھیں، آج بھی عورتیں ملک کی خدمت کر سکتی ہیں لیکن یہ کوئی تہذیب نہیں کہ انہیں بے حیائی کی باتیں سکھائی جائیں، افسوس ہے کہ یورپ کی اندھی تقلید میں اپنی تہذیب کو لوگ بھول گئے، یورپ میں اچھی باتیں بھی ہیں، ان کو لینا چاہیئے نہ کہ فحش باتوں میں ان کی تقلید کی جائے۔

قیام رمضان کا مقصد

یہ جمعہ کا دن ہے اور یہ رمضان کا آخری جمعہ ہے اس میں لوگ اپنا محاسبہ کرتے ہیں، کئی لوگ قضا عمری پڑھتے ہیں اگرچہ شریعت اسلامیہ میں قضا عمری کا ذکر نہیں ہے تاہم ان نوافل کے ادا کرنے سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پچھلے گناہ معاف ہو جائیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ رمضان کے آخری دنوں میں قیام کرنا اور معمول سے زیادہ عبادت کرنا بڑے ثواب کا موجب ہے۔ یہ موقعہ ہے کہ خدا تعالےٰ سے اپنے قصوروں کی معافی مانگی جائے۔ ہم سب کو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں اور قصوروں کی معافی مانگیں اس بات پر غور کریں کہ کس طرح سے ہم اپنے کاروبار سے قومی رنگ میں ملک کے لئے فائدہ کا موجب ہو سکتے ہیں۔

اپنے کاروبار دیانتداری کے ساتھ سرانجام دو

وہ جو دفاتر میں کام کرتے ہیں ان کو محاسبہ کرنا چاہیئے کیا وہ دیانتداری کے ساتھ اپنے فرائض بجا لاتے ہیں اور یہ کہ آیا ان کے ہاتھ سے لوگوں کے حقوق پائمال تو نہیں ہو رہے؟ بالکل عادل بن کر اپنی ذمہ داری کو ادا کرو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی کو عہدہ مل جائے تو اسے چاہیئے کہ اس بات کو دیکھتا رہے کہ لوگوں کے حقوق تو اس کی وجہ سے تلف نہیں ہوتے اسی بات پر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر رضؓ نے زور دیا ہے۔ ایسے لوگ جن کے ہاتھوں میں اقتدار ہے یا وہ کسی چھوٹے ہوئے عہدہ پر فائز ہیں، اگر انہوں نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں محنت کی اور لوگوں کے حقوق کو پائمال نہ ہونے دیا تو امن قائم ہو گیا، اور جو لوگ کسی قسم کا کاروبار کرتے ہیں ان کو دیانتداری کا قیمتی سبق ہر وقت سامنے رکھنا چاہیئے اور تمام قسم کی بددیانتی اور دھوکا بازی سے باز رہیں تا کہ قوم کو نقصان نہ پہنچے، روزہ اور نماز کا یہی مقصد ہے اس کو ہمیشہ سامنے رکھو اپنی خواہشات پر قابو پاؤ، اسی طرح اپنے جذبات پر قابو پاؤ، استعمال میں آ کر لوگوں پر ظلم نہ کرو بلکہ انکساری اور تواضع کی زندگی اختیار کرو یہی مقصد نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کا ہے۔

"انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے، تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ اور مقرر کرے۔"

(الوصیت صفحہ ۲۳)

انتخابات مجلس معتمدین

مجلس معتمدین نے اپنے اجلاس مورخہ ۲۳/۱ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ آئندہ انتخابات کے لئے جلد از جلد کارروائی کی جائے اور اپریل سنہ ۱۹۶۰ء کے مہینہ میں یہ انتخابات مکمل ہو جانے چاہئیں لہذا مجلس منتظمہ نے حسب ذیل حق نیابت جماعتوں کو دیا ہے۔ اس حق نیابت کو استعمال کرتے ہوئے جملہ جماعتیں جلد از جلد اپنے حلقہ نیابت کے ممبران کا اجتماع کر کے منتخب اصحاب کے اسماء گرامی سے اطلاع دیں۔

یہ امر ملحوظ رہے کہ تمام دوٹ اکٹھے ہو لیں، نیز اس اجتماع کے تمام حاضر ممبران کے نام لکھ کر ان سب کے دستخط بھی کروا لئے جاویں۔ پھر یہ مقامی صدر اور سیکرٹری کے دستخطوں سے یہ فہرست مرکزی دفتر میں بھجوا دی جائے ہر حلقہ کی جماعتیں اپنے طور پر فیصلہ کر لیں کہ انتخاب کس مقام پر کیا جائے۔

پندرہ روز کے اندر اندر یہ اطلاع آجانی ضروری ہے :-

کراچی و جماعت ہائے سندھ ۴ - ملتان شہر و چھاؤنی ۲ - مضافات ملتان ۱ - ضلع منٹگمری و اوکاڑہ ۲ - ضلع ڈیرہ غازیخان و مظفرگڑھ ۱ - لاہور شہر ۱۰ - لاہور چھاؤنی ۱ - بلدہ ملتی چندر کے منگو لے و مضافات ۲ - سیالکوٹ پسرور وغیرہ ۱ - سیالکوٹ چھاؤنی ۱ - گوجرانوالا چک ورکاں ۱ - وزیرآباد ۲ - گجرات و منڈی بہاؤالدین ۲ - راولپنڈی و مضافات (واہ سیمنٹ فیکٹری وغیرہ) ۳ - سرگودھا ۱ - چک ۱۸ جنوبی ۲ - جھنگ و مضافات ۱ - لائل پور ۳ - مضافات لائل پور ۱ - ریاست بہاولپور ۱ - پشاور ... - یونیورسٹی ۲ - مشرقی پاکستان ۱ - کوئٹہ و علاقہ جات ۱ - سفید ڈھیری ۱ - شیخ محمدی بازید خیل، بڈبیر ۱ - نوشہرہ و چارسدہ ۱ - ایبٹ آباد ۲ - ڈاگئی ... مردان، ٹوپی، زیدہ، زروبی ۱ - ٹاہلی، کچھی، ہری پور ... ستھانہ و گندف ۱ - داتہ و دیگران، چھتر و مانسہرہ ۱ - آزاد کشمیر ۱ - جہلم و مضافات ۲ -

میزان نمایندگی جماعتہائے = ۶۰

چوہدری ظہور احمد۔ سیکرٹری

نوٹ :-

(۱) "انتخاب کرتے وقت ممبر کی مالی امداد اور دینی خدمات کو مدنظر رکھا جائے اور انتخاب میں مقدم اُن لوگوں کو کریں جن کی مالی امداد اور دینی خدمات زیادہ ہیں"

(قواعد انجمن)

(۲) جو جماعت کا ممبر ہو اور چندہ دیتا ہو اُسے ووٹر سمجھا جائے۔

www.aaiil.org

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب دو نبی پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۳۹

مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم و مغفور

فتوائے کفر کی حقیقت

ابھی کفر کی تیسری صورت باقی ہے۔ آیئے اب دیکھیں یہ صورت کہاں تک ہم پر چسپاں ہوتی ہے۔ وہ صورت یہ ہے :-

"یہ بھی نہ ماننے کی ہی ایک صورت ہے کہ خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت کا بھی اقرار کرے اور زبان سے بھی یہ اقرار کرے کہ میں اللہ اور رسول کے تمام احکام کو مانتا ہوں لیکن احکام کے معنے اللہ اور رسول کے بتلائے ہوئے اور آپ کے بلا واسطہ شاگردوں (صحابہ کرام) کے سمجھے ہوئے معنی کے خلاف کوئی نئے معنی گھڑ کر آپ کے احکام کو ٹال دے۔ مثلاً کوئی کہے کہ میں صلوٰۃ کو فرض مانتا ہوں مگر صلوٰۃ کے معنے لغت میں دعا کرنے والے کے ہیں۔ اس لئے صلوٰۃ یعنے دعا کے فرض ہیں۔ یہ رکوع اور سجدہ والی نماز فرض نہیں۔ یا یوں کہے کہ اذان کو شعار اسلام سمجھتا ہوں۔ اذان کے معنے چونکہ اعلان کے ہیں اور اعلان گھنٹے کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے۔ لہذا اذان سے گھنٹہ بجانا مراد ہے محض الفاظ کے ساتھ اعلان کرنا مراد نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ایسے شخص کو ملحد اور حدیث ایسے شخص کو زندیق قرار دیتا ہے ....."

پھر اگلے صفحہ ۱۵۴ پر لکھا ہے :-

" لاہوری یعنی مرزا محمد علی کی پارٹی مرزا کی صرف نبوت کا انکار کرتی ہے۔ باقی مرزا کی تمام کفریات کی حرف بحرف تائید کرتی ہوئی قرآن و حدیث کے معنے کو اللہ اور رسول اور صحابہ کے بیان کئے ہوئے معنی کے خلاف کرنے کی وجہ سے لاہوری پارٹی بھی کافر و مرتد ہے"
(صفحہ ۱۵۴)

اس عبارت کے شروع میں یہ فرمایا کہ ایسا شخص قرآن کی رو سے ملحد اور حدیث کی رو سے زندیق ہے مگر آخر میں فرمایا کہ کافر اور مرتد ہے۔ نیز اس بیان میں تو یہ لکھا ہے کہ محمد علی کی پارٹی مرزا کی نبوت کا انکار کرتی ہے۔

اور صفحہ ۱۵۸ پر لکھا ہے :-

"(۱) قادیانی محمودی جماعت (۲) لاہوری جماعت دونوں دراصل ایک ہی ہیں۔ دونوں مرزا کی نبوت کو ماننے والے اور مسلمانوں کے دشمن ہیں لیکن لاہوری جماعت سب سے زیادہ خطرناک جماعت ہے۔" (صفحہ ۱۵۸)

خیر اس تضاد کو تو چھوڑیئے۔ تولیدہ بیانی، بے ربطی اور تضاد تو اس کتاب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ لیکن ہمارا سوال فتوائے کفر کا ہے۔ کفر کی اس تیسری صورت کا خلاصہ یہ ہے کہ

"احکام کے معنے اللہ اور رسول اور صحابہ رسول کے بتائے ہوئے معنوں کے خلاف معنے کر کے ان احکام کو ٹال دیا جائے"

لیکن مفتی صاحب مکرم نے ہمارے متعلق کوئی ایسی مثال پیش نہیں کی جس کی رو سے کفر کی یہ صورت ہم پر منطبق ہو سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی کوئی مثال انکو ہمارے متعلق نہیں نہیں ملی، اگر ملتی تو وہ ضرور بیان کرتے۔ جس طرح کفر کی دوسری قسم کے ضمن میں انہوں نے چار شقیں ہمارے کفر کی بیان کی تھیں، یہاں بھی کوئی ایک آدھ بیان کر دیتے اور جو مثال صلوٰۃ اور اذان کی بیان کی ہے وہ بالبداہت ہمارے متعلق تو ہو نہیں سکتی۔ ہم نے تو کبھی ایسے معنے صلوٰۃ اور اذان کے کئے نہیں، جو معنے صلوٰۃ اور اذان کے مفتی صاحب مکرم کرتے ہیں وہی معنے ہم کرتے ہیں۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ یہ مثال انہوں نے ہمارے متعلق بیان نہیں کی بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہی گھر کے کسی فرقہ کی مثال بیان کر رہے ہیں۔ اور وہ انہیں مبارک ہو، پس کفر کی یہ تیسری صورت بھی ہم پر چسپاں نہیں ہوتی، بلکہ معاف فرمائیں وہ آپ پر ہی چسپاں ہوتی ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں الفاظ خاتم النبیین وارد ہوئے ہیں اس کی تفسیر حضرت نبی کریم صلعم نے لا نبی بعدی کے الفاظ سے کی ہے۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ لیکن آپ حضرت نبی کریم کے بتائے ہوئے معنوں کے خلاف معنے کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے قائل ہیں۔ آپ کے نزدیک گویا حضرت محمد رسول اللہ کا یہ قول کہ لا نبی بعدی صحیح نہیں، لیکن صحیح یوں ہے لا نبی بعدی الا عیسیٰ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی آپ یہ تاویل کرتے ہیں کہ وہ پہلے کے نبی ہیں۔ یہ صریح باطل تاویل ہے، کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے کہ پہلے جو نبی بنا ہو وہ آسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر آپ کیوں، ایسی باطل تاویل کرتے ہیں جو صریح رسول اللہ کے فرمودہ کے خلاف ہے۔ پس پھر آپ اپنے کفر کا فکر کیجئے۔ ہمیں کیا کہتے ہیں؟

اب رہا صحابہ کے خلاف معنے کرنے کا سوال۔ تو اس کے مجرم بھی آپ ہی ثابت ہو سکتے ہیں۔ مثلاً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقعہ پر جب صحابہ میں سراسیمگی پھیل گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے چند صحابی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو کوئی کہے گا کہ آنحضرت صلعم وفات پا گئے ہیں اس کا سر اڑا دیا جائیگا۔ تب حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت نبی کریم کو وفات شدہ دیکھ کر حجرہ سے باہر نکلے اور صحابہ رض کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا اور یہ آیت پڑھی ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلعم ایک رسول ہی تھے آپ سے پہلے جس قدر رسول آئے وہ وفات پا گئے۔ اسی طرح اگر آپ بھی وفات پا جائیں تو یہ انکار کا مقام نہیں۔ اس پر سب صحابہ کو حضور صلعم کی وفات کا یقین ہو گیا اور حضرت عمر رض نے حضرت ابوبکر رض سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ نے مجھے بھولی ہوئی آیت یاد کرائی۔ اب اس موقعہ پر نہ صرف حضرت ابوبکر صدیق نے ہی بلکہ تمام صحابہ نے آیت مذکورہ میں جو لفظ خلت آیا ہے اس کے معنی وفات کے لئے۔ ورنہ سارا استدلال ہی غلط ہو جاتا ہے غرض لفظ خلت پر صحابہ کا اجماع ہو گیا کہ یہاں اس کے معنے وفات کے ہیں لیکن آپ حضرات لفظ خلت کے معنے وفات نہیں لیتے کیونکہ اس طرح سے آپکے اس عقیدہ کی بیخ بنیاد ہی اکھڑ جاتی ہے جس کی رو سے آپ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں۔ اب فرمایئے صحابہ کرام کے بتائے ہوئے معنوں کے خلاف کون قدم اٹھاتا ہے؟ ہم یا آپ؟ اور یہ کفر کی تیسری صورت کس پر عاید ہوتی ہے ہم پر یا آپ پر یا آپ پر؛ بینوا و توجروا۔ ؎

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

اور اس جلیل القدر انسان کا نام بھی آپ نے سنا ہوگا جس کے تفقہ فی الدین کے لئے سرور کائنات نے دعا فرمائی اور جماعت صحابہ میں بوجہ اپنے علم و فضل اور تفسیر قرآن حکیم انکو امتیاز خصوصی حاصل ہو گیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کیا آپ کو معلوم ہے کہ انہوں نے انی متوفیک کے کیا معنے کئے ہیں؟ بخاری میں موجود ہے

www.aaiil.org

کہ انہوں نے اس کے معنے ممیتک کئے ہیں ؎
فرزندِ عم مصطفےٰ ارشاد فرماتے ہیں کیا
دیکھیے مجھے ہو فک ذرا۔ کیا ہے بخاری میں رقم
لیکن اس جلیل القدر مفسر قرآن کی تفسیر اور معنوں کو چھوڑ کر آپ لوگ متوفیک کے معنے پورا پورا اجر لینا یا پورا پورا لے لینا کرتے ہیں۔ بتائیے صحابہ کرام کے بتائے ہوئے معنوں سے کون انحراف کرتا ہے ہم یا آپ؟ اور یہ کفر کی تیسری صورت کس پر عاید ہوتی ہے ہم پر یا آپ پر؟۔

یہ ہے جناب کل کائنات آپ کے فتوے کی۔ جو آپ نے خدا جانے کتنی دقت کے بعد مولانا انور شاہ صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیو بند اور شبیر احمد مولانا مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات دارالعلوم دیو بند کی کتب نادرہ کی ورق گردانی کے بعد بصد کاوش و عرق ریزی طیار کیا تھا یہ فتوے الٹا آپ کے گلے پڑ گیا ہو نہ ہو ؎

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

دیکھئے اس بیت عنکبوت کی جو آپ نے تیار کیا تھا تار تار بکھر گئی۔ اور طرفۃ العین میں ھبآء منثورا ہو گیا۔

کفر کی جو صورتیں آپ نے پیش کی ہیں ان کا اصل مقصد تو جیسا کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے احمدیوں کو پھانسنا ہے۔ مگر یہ ایک ناکام کوشش ہے۔ اور اگر احمدیوں پر اس کا اثر ہو سکتا ہے تو آپ خود بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ مثلاً کفر کی دوسری صورت جو آپ نے تجویز فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت کا بھی اقرار کرے لیکن اگر وہ اُن کے فرمائے ہوئے احکام سے کسی حکم کو صحیح نہ مانے یا اس پر اعتراض کرے تو وہ کافر ہو جائے گا اب غور فرمائیے ایک احمدی تو فوراً کہہ سکتا ہے کہ کہ میں خدا اور خدا کے فرمائے ہوئے تمام احکام کو صحیح مانتا ہوں اور میں کسی حکم پر اعتراض نہیں کرتا۔ البتہ آپ خود اس جرم کے مرتکب ہوتے ہیں، مثلاً قرآن مجید میں ہے:

ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست مؤمنا۔

یعنے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جو تم کو السلام علیکم! کہے اس کے متعلق مت کہو کہ تو مؤمن نہیں ہے۔۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا آپ کے نزدیک خدا کا یہ حکم صحیح ہے؟ کیا اس پر آپ کوئی اعتراض تو نہیں کرتے۔ اگر آپ کے نزدیک خدا کا یہ حکم ہے اور آپ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تو بسم اللہ احمدیوں کو اسی معیار پر رکھ لیجئے کہ وہ مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہتے ہیں یا نہیں کیا اس حکم کے مطابق جن کو آپ مومن مسلمان کہنے پر طیار ہوں گے؟ اور اگر طیار نہیں تو بتائیے آپ کس منہ سے کہتے ہیں کہ آپ اس حکم کو صحیح مانتے ہیں اور آپ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

کیا آپ کے اپنے مسلمات کی رُو سے خدا کے حکم کو صحیح ماننا اور اس پر عمل کرنا اور اسکو اپنا عقیدہ بنانا ضروریات دین میں سے نہیں؟ ضرور ہے! تو پھر فرمائیے آپ کس طرح اس سے انحراف کرتے ہیں؟ خدا کے حکم سے انحراف یا بغاوت کیا کفر نہیں؟ یہ تو آپ کے اپنے مسلمات کی رُو سے ضروری ٹھہرتا ہے کہ جو خدا کے حکم کا انکار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ ذرا ہمت کیجئے اور ایمانی جرأت سے کام لے کر اعلان کر دیجئے کہ آپ خدا کے اس حکم کو صحیح مانتے ہیں اور اس پر اپنا اعتقاد رکھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، اس حکم کے مان لینے پر سب کفر بازیاں مٹ جائیں گی اور امتِ محمدیہ میں جو تفرقہ آپ نے ڈال رکھا ہے وہ دُور ہو جائے گا۔

مسجد پشاور کیلئے مزید چندہ کی اپیل

بزرگان و احباب سلسلہ کو علم ہے کہ جماعت پشاور نے گذشتہ سال ہمت کر کے باوجود خارجی اور داخلی مشکلات کے مقامی جامع مسجد کی ازسرِنو تعمیر کی مہم کو اپنے سر پر اٹھا لیا۔ اگرچہ بعض دوستوں نے اس کی مخالفت بھی کی۔ کیونکہ اُن کے خیال میں اس دور میں نئے سرے سے ایک خوشنما مسجد کی تعمیر بہت مشکل بات تھی۔ مگر اللہ پاک کے دستِ قدرت سے کچھ چیز بعید نہیں۔ اور بقول کسے ؎

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

مقامی جماعت نے عزمِ صمیم کے ساتھ مسجد کا کام شروع کیا اور نہایت حقیر رقم کے ساتھ اس کی بنیاد رکھ دی۔ چنانچہ اس سعی بلیغ میں اللہ پاک نے اس قدر برکت رکھ دی۔ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ بزرگان اور احباب سلسلہ یہ سن کر ضرور خوش ہوں گے۔ کہ اللہ پاک کے فضل، قوم کی امداد اور مقامی جماعت کی ہمت کے ساتھ ہم نے مبلغ پندرہ ہزار/۱۵۰۰۰ کی رقم سے اس گرانی کے ایام میں مسجد ایک خوشنما ہال اور خوبصورت گیلری (برائے خواتین) کی تعمیر میں کامیابی حاصل کی ہے۔ جماعت کا یہ کارنامہ یہاں کے حلقوں میں نہایت استعجاب کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ آئے دن زائرین مسجد کو دیکھنے اور جماعت کی ہمت کی داد دینے کے لئے آتے ہیں۔ مسجد کی تعمیر سے جماعت میں ایک ہمت اور قوت پیدا ہو گئی ہے۔ اور مخالفین پر اس کا عجیب خوشگوار اثر پڑ رہا ہے۔ پچھلے دنوں ہماری مسجد کو دیکھنے کے لئے میاں بشیر احمد صاحب جسٹس ہائی کورٹ جو جماعت احمدیہ ربوہ سے تعلق رکھتے ہیں بہ نفس نفیس اپنے مقامی مبلغ اور دیگر چند معززین کے ہمراہ تشریف لائے۔ اور ایک اچھا تاثر لے گئے۔

ان مختصر حالات کے پیش نظر احباب کو محسوس ہوا ہوگا کہ تعمیری کاموں میں کس قدر برکت ہوتی ہے۔ یہ اگر ایک طرف جماعت کی قوت کا باعث ہوتے ہیں۔ تو دوسری طرف غیر متعلق لوگوں پر اس کا نہایت خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ اس واسطے ضرورت اس امر کی ہے کہ جہاں جہاں بھی تعمیری امور زیر عمل ہوں۔ اُن میں نہایت یکجہتی اور اہتمام کے ساتھ معاونت کی جائے۔

چونکہ مسجد احمدیہ پشاور کی تعمیر کا کام ابھی تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا۔ اس واسطے بزرگان و احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ جاری امداد کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ اور جن صاحبان نے اس کارِ خیر میں ابھی تک حصہ نہیں لیا۔ وہ براہ کرم اپنی اولین فرصت میں اپنی عطیات سے ہمیں نوازیں۔ اور جن دوستوں نے ہماری امداد کی ہے وہ اپنی توفیق کے مطابق مزید امداد سے ہماری کمر ہمت بندھائیں اللہ پاک ان پر اپنا خاص فضل نازل کرے گا۔

احباب کو شاید علم نہ ہو۔ ہماری مسجد ایک ایسی جگہ واقع ہے جہاں مستقل طور پر رہائش کرنے والے احباب کی تعداد بہت کم ہے۔ اس واسطے مسجد کو آباد رکھنے کے لئے یہ تجویز ہے کہ مسجد کے ساتھ ملحقہ فالتو جگہ پر ایک مہمان خانہ تعمیر کیا جائے۔ جس میں کافی مکانیت کا بندوبست کر کے بیرون جات کے احباب کے ٹھیرنے کا اچھا بندوبست کیا جائے۔ اس ذریعہ سے نہ صرف باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے منا طرخواہ انتظام ہوگا۔ بلکہ مسجد کو باقاعدہ آباد رکھنے کے لئے اس کا ایک مستقل انتظام ہو جائے گا۔ اور یہ ایک گونہ مسجد کے اخراجات کو پورا کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ اس مہمان خانہ کی تعمیر پر ہمارا اندازہ ہے۔ کہ کم از کم پندرہ ہزار روپیہ کی مزید رقم خرچ کی جائے۔ یہ حقیر رقم قوم کی ہمت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ لہذا میں جماعت پشاور کی طرف سے سب بزرگان اور احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ ہم رمضان المبارک کے اختتام پر پھر مسجد اور اس کے ساتھ مہمان خانہ کی تعمیر کا کام شروع کرنے ہیں۔ لہذا ہر ایک دوست مہربانی فرما کر جلد از جلد ہماری امداد فرمائیے۔ مسجد کے متعلق یہ عرض کی جاتی ہے۔ کہ ابھی اس کی تکمیل میں کئی مراحل باقی ہیں۔ اس کے فرش فرد شس ابھی اچھے ہیں۔ غسل خانہ وغیرہ تکمیل طلب ہیں۔ چھت کو مضبوط کرنے کا کام بقایا ہے۔ اور اوپر کی منزل ابھی ادھوری ہے۔ جو مل ملا کے تگا تی کام بنتا ہے بالآخر عرض ہے۔ کہ جو دوست معاونت کا ارادہ رکھتے ہوں وہ حسب ذیل پتہ پر قوم روانہ کیا کریں ؎

جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب
ریٹائرڈ سول سرجن نشتر آباد
پشاور

والسلام
الداعی الی الخیر۔ عبد الباقی سیکرٹری
جماعت احمدیہ پشاور شہر

www.aaiil.org

مولانا مرتضیٰ خان حسن کی وفات پر
احباب کے تعزیتی خطوط

جماعت کے لئے نمونہ

نہایت افسوس کے ساتھ لکھتا ہوں کہ حبیب عزیز دوست مولوی مرتضیٰ خان کی وفات کی خبر بذریعہ پیغام صلح پڑھی تو دل کو صدمہ پہنچا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم دوست کو بہشت بریں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم کسی طور ایک دوست کی وفات پر چار سطریں لکھنا تو بڑی بات نہیں ہوتی ہے۔ مرحوم کے بعد اس کے ورثاء کے ساتھ سچی ہمدردی ہونی چاہیئے۔ جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم کو وصیت کی تھی۔ تاکہ جماعت کے بزرگوں کی وفات کے بعد انکی اولاد کی جماعت کے ساتھ وابستگی قائم رہے۔ مرحوم مولانا مرتضیٰ خان حسن نے جو خدمات دینیہ کی ہیں وہ تو ایک لمبی فہرست کی بات ہے۔ وہ جماعت کے لئے ایک نمونہ تھے۔ حضرت مولانا عبید اللہ بسمل صاحب علیہ الرحمۃ نے جس رنگ میں اپنی اولاد کی روحانی پرورش کی تھی۔ وہ جماعت کے لئے ایک نیک نمونہ ثابت ہوئی، گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر راقم نے مولوی مرتضیٰ خاں کو بہت کمزور پایا تھا اور عرض کی تھی کہ ذرا اپنی صحت کا خیال بھی رکھا کریں مگر جتنی کسی انسان کی عمر مالک حقیقی نے مقدر کی ہوتی ہے وہ پوری کر کے ہو جاتی ہے۔ یہ معاملہ ہر انسان کے ساتھ ہوتا ہے۔

مرحوم اپنا نیک کام کر چکے تھے تب اللہ تعالے کو انہیں اس دنیا میں اور دیر تک رکھنا منظور نہ تھا۔ اللہ تعالے مرحوم کی قبر پر بے شمار برکات نازل فرماتے رہیں۔ اور ان کی اولاد کو مولانا مرحوم کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق دیوے۔ آمین۔

ڈاکٹر حسن علی گورنمنٹ پنشنر۔ گوجرانوالہ ۳/۱۰ ۱۹

شاعر فصیح البیان عالم بے بدل

پیغام صلح میں حضرت مولوی مرتضیٰ خاں صاحب حسن مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات کی خبر پڑھ کر سخت افسوس ہوا۔ ویسے تو یہ عالم فانی ہے اور ہر ایک انسان مرنے کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ لدو للموت وابنو للخراب۔ لیکن ایسے شریف النفس شاعر فصیح البیان ادیب کامل عالم بے بدل کا مرنا ایک قومی نقصان عظیم ہے خان صاحب سے مجھے مدت سے تعارف حاصل تھا۔ وہ ایک نہایت ملنسار انسان تھے۔ جب کبھی ملتے دل باغ باغ ہو جاتا۔ جب کبھی یہاں آتے تو غریب خانہ پر ضرور تشریف لاتے۔ مختلف مسائل پر دیر تک گفتگو کرتے کیا نیک، سادہ اور شریف انسان تھے سلسلہ کی خدمات جو اُن سے ظہور پذیر ہوئیں۔ وہ ان پر خدائے تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ مجھ پر تو ہمیشہ نوازش فرمایا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح آپ کو انکی جدائی کا صدمہ ہوا ہے۔ مجھے بھی ان کی وفات کا سخت افسوس ہے اللہ تعالیٰ اُن کی رُوح پر فتوح پر ہزاروں برکات نازل فرمائے میری طرف سے ان کی بیگم صاحبہ اور ان کے فرزندان و دختران کی خدمت میں اظہار ہمدردی فرمائیں۔ اللہ تعالے انہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

حکیم اللہ دتہ۔ وزیر آباد

امام وقت کیساتھ عہد کو خوب نبھایا

مسجد برلن ۲۱/۳/۶۱

مولانا غلام مرتضیٰ خان حسن صاحب مرحوم کی وفات کی اندوہناک خبر آج پیغام صلح کے پرچہ میں پڑھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خان صاحب مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے ان میں سے بعض کا ذکر آپ نے اپنے اداریہ میں کیا ہے یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ اس عہد کو جو انہوں نے حضرت امام زمان کے ساتھ باندھا اسے عمر بھر خوب نبھایا اور اسی راہ میں جہاد کرتے کرتے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے ثم انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دعا ہے اللہ تعالے مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اُن کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

والسلام۔ غمزدہ
محمد یحییٰ بٹ۔ مسجد برلن

شہید ملت

حضرت قبلہ مولانا امیر قوم ایدکم اللہ بنصرہ العزیز
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مولانا مرتضیٰ خاں صاحب کی وفات نے جماعتی حلقوں میں ایک ایسا خلا پیدا کر دیا ہے جسے آسانی سے پر نہیں کیا جا سکتا۔ مرحوم ضعیف العمری اور جسمانی ناتوانی کے باوجود جوانوں سے زیادہ جماعت کی بہتری کے لئے مجاہدہ کرتے تھے۔ آپ کا قلمی جہاد آخیر تک جاری رہا۔ آپ فی الواقع شہید ملت ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو توفیق صبر دے۔

جماعت گجرات نے جنازہ غائبانہ ادا کی۔ اور پچھلے جمعہ کے خطبہ میں مرحوم کی شخصیت پر روشنی ڈالی گئی جمعہ کے بعد جماعت کی طرف سے امیر جماعت کی خدمت میں تعزیت کا پیغام بھیجنے کی قرارداد پاس کی گئی۔ امید ہے کہ آئندہ اشاعت میں مرکز کی طرف سے مرحوم کے حالات زندگی شائع کئے جائیں گے۔

فقط آپ کا
محمد حسن چیمہ۔ گجرات

مجاہد سلسلہ

اخویم مکرم ! سلمکم اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

کیا بتلاؤں کہ جب اخبار ملتا ہے تو کس چاؤ سے اسے کھولتا ہوں۔ اب کے جو اخبار کھولا۔ تو دیکھتے ہی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مجاہد سلسلہ مرتضیٰ خاں اپنے مولا کریم سے جا ملا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے اول تو حیران ہوں۔ کہ ایسے صدمہ کے لمحات میں آپ کو یہ لکھنے پر قدرت کیسے حاصل ہو گئی۔ اور جو کچھ آپ کی قلم سے نکلا۔ وہ ان ملائک نے املا کرایا ہے۔ جو مرحوم کے محاسن و کمال کا دفتر رکھتے تھے۔ اچھا جس کا یہ سلسلہ ہے وہ خود ہی اس کی بقا اور استحکام قائم رکھے گا اس باغ کے مالی کے لگائے ہوئے پیڑ تو ختم ہو رہے ہیں۔ مرحوم کے صاحبزادے محمود احمد صاحب، رشید احمد صاحب سے میرے شریک صدمہ ہونے کا ذکر کر دیں۔

شریک صدمہ۔ مصباح الدین

جماعت احمدیہ کے لئے باعث فخر

اخبار پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں حضرت مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن کی اچانک وفات کی خبر پڑھ کر دل بے حد رنجیدہ ہوا۔ مرحوم کا وجود جماعت احمدیہ کے لئے باعث فخر تھا۔ آپ نہ صرف ایک اچھے مذہبی عالم تھے بلکہ بہترین ادیب اور بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ کی طرز تحریر بالخصوص اشعار میں ایک خاص جاذبیت تھی جسے پڑھ کر دل و دماغ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی آپ کے اشعار اس قابل ہیں کہ انہیں باقاعدہ کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ جو کہ ہماری جماعت کے لٹریچر میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا۔ بعض اشعار میں تو اس قدر لذت پائی جاتی ہے۔ کہ کوئی حد نہیں خلاً فرماتے ہیں ؎

وصلی سیتاست ایں جامر خوے
ایں زمانے ما زمانے دگر است

اسی طرح بے شمار اشعار ہیں۔ جو خوف طوالت سے قلمبند نہیں کر سکتا۔ بہرحال موصوف کا وجود ان مقتدر ہستیوں میں سے تھا۔ جن پر جماعت کو بجا طور سے ناز ہے۔

جماعت کے تمام حلقوں میں ان کی جدائی شدت کے ساتھ محسوس کی جاتی ہے۔ مگر قضا و قدر کے سامنے کسی کی پیش نہیں جاتی۔ اور ہم سب زخمی دل کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے ان کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ پاک ان کی تقصیرات کو اگر کوئی ہوں معاف فرماوے۔ اور ان کے درجات

www.aaiil.org

کرے۔ آمین۔ ہم سب احباب جماعت احمدیہ بزرگان سلسلہ اور بالخصوص ادارہ پیغام صلح کے ساتھ اس روح فرسا غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ پاک آپ کو اور ان کے دوسرے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما دے۔ امید ہے کہ آپ اخبار کے ذریعہ ہماری یہ چند سطور مولانا مرحوم کے جملہ لواحقین تک بطور پیغام ہمدردی پہنچا دیں گے۔ شکریہ۔ والسلام

آپ کا عبدالباقی۔ سکرٹری

جماعت احمدیہ پشاور

درخشاں ستارہ

آج مؤرخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء کو بعد از نماز جمعہ مولانا مرتضیٰ خان صاحب کی وفات حسرت آیات کے سلسلہ میں زیر صدارت جناب بشیر احمد صاحب منٹو ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا اور اس میں ذیل کا ریزولیوشن پاس ہوا، براہ کرم اسے اپنے اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرماویں۔

مولانا مرتضےٰ خان بجرم احمدیت کے ایک درخشاں ستارہ کے ڈوب جانے پر انجمن کو جو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے اور ان کے خویش و اقارب جو ان کے سایہ شفقت سے محروم ہو جانے پر جو رنج و غم اور خسارہ ہوا ہے۔ جماعت احمدیہ راولپنڈی اس پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتی ہے۔ اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور اپنے قرب و جوار میں جگہ دیوے نیز اُن کے اہل و عیال اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام

نیازمند۔ ظفر اللہ خاں سیکرٹری جماعت احمدیہ

کوچہ حکیم شاہ نواز۔ راولپنڈی

سلسلہ کا بطل جلیل

اخبار کے ذریعہ حضرت مولانا مرتضیٰ خان حسن صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کا علم ہوا۔ اور سخت صدمہ ہوا۔ مرحوم سلسلہ کا بطل جلیل تھا۔ اور سیرت کردار عرفان کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا۔ آپ کا طرز بیان نہایت سلیس۔ دل نشین اور جامع و مانع تھا۔ اور تبحر علمی قابل رشک تھا۔ حالانکہ میں نے ان کو دیکھا نہیں، یہ میرے مطالعہ کا تاثر ہے۔ اخبار میں مضامین پڑھ پڑھ کر بار بار شوق دید پیدا ہوا۔ لیکن شومئے قسمت سے دیدار نہ ہو سکے جس کا قلق رہیگا۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ اگر جماعت کی طرف سے مرحوم کی شایان شان یادگار قائم کی جاوے تو مناسب ہوگا تاکہ آیندہ نسلوں کے لئے نیک یادگار قائم رہے۔ والسلام۔

ڈاکٹر سید فیاض حسین۔ فائد آباد

تاریخ وفات

مکرم جناب مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ

شمارہ کیا آیا کہ اک اور خبر روح فرسا لایا۔ حضرت مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم و مغفور کی جدائی دل کو رلا رہی ہے ابھی اس جلسہ سالانہ پر ان سے ملنے کا شرف حاصل ہوا تھا تو یہ دیکھ کر دل کو تسلی ہو گئی تھی کہ ماشاء اللہ جناب حسن ایک بار پھر اپنی جان لیوا بیماری کے بعد دوستوں اور بزرگوں میں خوش و خرم چلتے پھرتے اور ملتے ملاتے نظر آ رہے تھے۔ لیکن کیا معلوم تھا کہ میری ان سے یہ آخری ملاقات تھی۔ اب تو زبان دل سے بار بار یہی نکلتا ہے کہ

ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احقر کو بھی فخر حاصل ہے کہ میرا کوئی مضمون خواہ کیسا ہی اچھا یا بُرا ہوتا تو جب بھی ملاقات ہوتی۔ بڑی تعریف فرماتے دعا اور شاباش کے طور پر میری پیٹھ ضرور تھپکا کرتے۔ سوچتا ہوں کہ اب تو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اس پایہ کا نثر قلم شاید ہی کوئی ہو۔

حضرت ممدوح کی دو تاریخیں نکلی ہیں۔ جو آپ

کو پسند آئے بطور یادگار شائع فرما دیجئے مشکور ہونگا۔

۱۹۶۰ء عیسوی	۱۳۷۹ھ
غریق رحمت	غیور الاسلام ا۔
۱۳۱۰+۶۵۰	۱۲۱۶+۱۶۳

فقط والسلام

احقر عبدالرؤف لودھی

ہیڈ ماسٹر ماڈل ٹیچنگ اینڈ فنڈ سنٹر گوجرانوالہ

مشرقی پاکستان کا پیغام

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جناب ناصر احمد صاحب کے خط سے جناب مولانا مرتضیٰ خان حسن کی وفات کی خبر سن کر مشرقی پاکستان کے تمام احمدی دوست اظہار تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین طالب دعا

عبدالستار ۲۰/۱ ڈھاکہ

(باقی آیندہ)

پریمئیر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائلپور
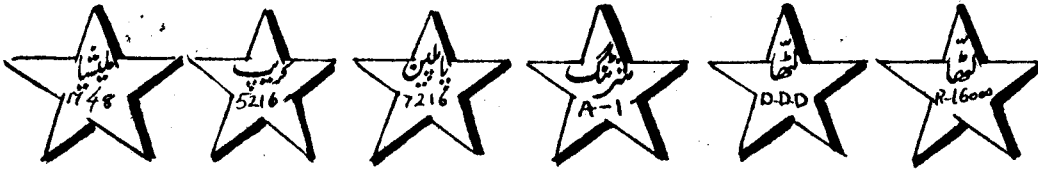
فون نمبر ۲۱۶۶ - ۲۱۰۲

خطبہ عید الفطر

(بسلسلہ صفحہ ۳)

عبادت کرتے ہیں اور دن کو شہشوار غازی نظر آتے ہیں یہ کس قدر پاک قوم ہے، کہ باوجودیکہ ہم ان کے نزدیک کافر ہیں، تاہم ہماری کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاتے، نہ ہی ہماری بکری پکڑتے ہیں، نہ مرغی تک کو ہاتھ لگاتے ہیں، اور غیر عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے، مسلمانوں کی اس سیرت نے غیروں کو بے حد متاثر کیا تھا، اگر قوم کا بحیثیت قوم کیرکٹر اچھا ہو، تو اس کا دوسروں پر اچھا اثر پڑتا ہے۔

حضور نبی کریم صلعم کا طریق

تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ رمضان میں جہاں آپ بہت عبادت کرتے تھے، وہاں بارش کی طرح بخشش بھی کرتے تھے۔ کان اجود الناس و اجود ما یکون فی رمضان آپ تو ویسے بھی سب سے بڑھ کر سخی تھے۔ لیکن رمضان میں آپ کی سخاوت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی تھی اور عبادت کا حال یہ تھا کہ ویسے تو ساری عمر تہجد آپ نے پڑھی۔ لیکن جب رمضان کی آخری راتیں آتیں تو احیا لیلۃ و ایقظ اھلہ آپ کی راتیں زندہ ہو جاتیں اور اپنے گھر والوں کو آپ اٹھاتے اور کمر ہمت باندھ کر عبادت الٰہی میں لگ جاتے، رمضان میں جبریل کے ساتھ آپ قرآن کا دور کرتے اور قوم کو بھی عبادت اور قرآن پڑھنے کی تلقین کرتے تھے۔ اور عبادت کے ساتھ سخاوت بھی اور دیتے تھے۔ فی الحقیقت جس قوم نے خدا کی عبادت کے ساتھ مخلوق سے ہمدردی کی وہ قوم کامیاب ہو گئی، یہ تربیت ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

پیغام صلح یکم اپریل ۱۹۶۸ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۳

ضرورت رشتہ

ایک شریف اور متمول احمدی خاندان کی تعلیمیافتہ اور سلیقہ شعار لڑکی کے لئے پٹھان یا مغل خاندان سے رشتہ درکار ہے ، لڑکا نیک سیرت ، احمدی ، اور برسر روزگار ہونا چاہیئے ۔
خط و کتابت معرفت ایڈیٹر پیغام صلح کی جائے ۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا ۔

www.aaiil.org

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲
تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۷۳۷۳
ایڈیٹر:- دوست محمد

جلد ۴۸ | یوم جمعہ مورخہ ۱۸ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۵

بحرِ حکمت کے موتی

اُمّت کی مدد ضعفاء سے

عن مصعب بن سعدٍ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما ینصر اللّٰہ ھٰذہ الامۃ بضعیفھا بدعوتھم وصلاتھم واخلاصھم رواہ النسائی (الترغیب والترھیب)

ترجمہ:- مصعب بن سعدؓ سے روایت ہے فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس اُمّت کی مدد اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کے ضعفاء سے کرتا رہے گا بسبب ان کی (تضرعانہ) دعاؤں ان کی (حضورِ قلب سے ادا کی ہوئی) نمازوں اور اُن کے پُرخلوص اعمال و افعال کے۔

نوٹ:- یہ ضعفاء عباد الرحمٰن ہیں جن کے متعلق آیا ہے:-
یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجٰھلون قالوا سلٰماً .... حسنت مستقراً ومقاماً - پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان)

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما
تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے
(مسیح موعودؑ)

سراسر زیرِ تیرِ صادقانِ مخلص را
کہ تا ہر سرِ تو میکہ ددبلا باشد
(مسیح موعودؑ)

میں نے اسلام کیوں قبول کیا

ایک ڈچ خاتون کا اعلانِ اسلام

میری پیدائش ڈچ کے عیسائی خاندان میں ہوئی۔ دوسری جنگِ عظیم سے پیشتر اور بعد کئی سال تک میرا قیام انڈونیشیا میں رہا۔ یہاں مجھے مسلمانوں کے ساتھ راہ و رسم اور میل ملاپ کا موقعہ ملا۔ اور تدریجاً میں نے اسلامی نظریۂ حیات کو دیکھا اور پرکھا اور اسلام اور دوسرے مذاہب میں اختلافی امور کا بھی سیر کن مطالعہ کیا۔ اسلام اس دنیا میں گوناگوں روحانی اور معاشرتی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ اسلام نہ صرف رُوحانی مذہب ہے بلکہ عملی مذہب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف مذہبی عبادات ہی کا معبود نہیں بلکہ وہ ہماری ذات میں اور ہمارے ارد گرد جو ہمیشہ سے ہے اور ہر جگہ ہے وہ حاضر و ناظر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نور ہمارے دلوں کو جِلا بخشتا ہے۔ اسلام انسانی فطرت کو براہ راست اپیل کرتا ہے اور ایسا اطمینان ہمیں پہنچاتا ہے جو ہماری مضطرب و پریشان رُوحوں کے لئے ازبس ضروری ہے۔

مَیں سوچتی رہتی تھی کہ وہ شخص جو اس دُنیا کے تاریک ترین حصّہ میں رہتا ہے اور کسی بھی مذہب سے واقف نہیں کیا وہ بھی جنت میں داخل ہو سکے گا یا نہیں؟ اور اسی طرح دنیا کے قدیمی باشندوں سے اللہ تعالیٰ کا کیا سلوک ہوگا؟ ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں کئی مذاہب ہیں جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ میں اس بات کی قائل نہ تھی کہ احتسابِ عمل کے وقت اللہ سب سے پہلے کسی شخص سے اس کے مذہب کا نام پُوچھے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے ذریعہ اس سوال کا جواب دیتا ہے "کسی شخص کا کوئی نیک عمل ضائع نہیں جائے گا۔"

میرا خیال تھا کہ جبکہ تمام پیغمبروں نے اس دنیا میں اپنا اپنا پیغام پہنچایا ہے اور اپنے فرض کو ادا کیا ہے۔ پھر کیوں حضرت عیسٰیؑ کو حضرت بُدھ پر فوقیت دی جائے۔ جب میں عیسٰیؑ پر ایمان لا سکتی ہوں تو دوسرے مذاہب کے نبیوںؑ پر کیوں ایمان نہ لاؤں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشنی لیکر آئے۔ یہ پھر اسلام ہی تھا جس نے مجھے اس تردّد اور کشمکش سے نکالا۔ اسلام تمام انبیائے کرامؑ کی تعظیم و تکریم کی تلقین کرتا ہے جنھیں الٰہی تعلیمات کا ایک حصّہ دے کر دنیا میں بھیجا گیا یہاں تک محمد رسول اللہ صلعم کا ظہور ہوا جن پر کامل الہام نازل ہوا۔ اسلام ایک ترقی پذیر مذہب ہے اور عالمگیر حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن کریم جو سچّے اور کامل الہامِ الٰہی پر مشتمل ہے ابدی [illegible] ہے اور حسن و تصدیق اور شاندار روحانیت پیش کرتا ہے۔ [illegible] میرے اندر ایک تبدیلی پیدا ہوئی۔ اور میں نے مطالعہ کیا اور [illegible] لوگوں سے سوالات اور بحث و مباحثہ کیا جنہوں نے صراطِ مستقیم کی [illegible] میں معاونت کی اور آخر کار ۹ مارچ ۱۹۵۹ء کو مسٹر ایس ایم طفیل ایم اے کے ہاتھ پر میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کی رہنمائی اور معاونت کا میں شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ میں نے اپنی [illegible] رضا و رغبت سے اسلام کو سچا سمجھ کر قبول کیا ہے۔ قرآن کریم [illegible]
لقد انزلنا اٰیٰتٍ مبیّنٰتٍ واللّٰہ یھدی من یشآء الی صراطٍ مستقیم (قرآن ۲۴: ۴۶) ترجمہ: ہم نے [illegible] کھلے کھلے ..... احکام نازل کئے ہیں اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ فاطمہ [illegible]

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

فلپائن

از مسٹر محمد علی اے بلم فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

معلوم ہوتا ہے میرا پہلا خط آپ کو نہیں ملا کر براہِ مہربانی لٹریچر بھیجکر ممنون فرمائیں۔

فلپائن ایک ایسا ملک ہے جس میں بھاری اکثریت عیسائیوں کی ہے مسلمان بہت تھوڑے ہیں۔ صرف جنوبی فلپائن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے (کبھی فلپائن میں مسلم آبادی پچاس پرسنٹ سے اوپر تھی) ہمیں ایک مشنری کی ضرورت ہے جو نوجوان لوگوں کو اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرے اور احمدیہ موومنٹ کی خصوصیات اور تعلیم قرآن سے خاص طور پر ہم لوگوں کو متعارف کرائے۔

میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام لوگ آپ کی طرف سے ایک مبلغ کی سخت ضرورت محسوس کر رہے ہیں جو اسلام کی صحیح صحیح روشنی ان تک پہنچائے۔

ہم سب اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ احمدیہ موومنٹ کو اللہ تعالےٰ بڑی بڑی برکات سے نوازے۔

(انہیں قرآن شریف ٹیچنگز آف اسلام۔ فتح اسلام انگریزی لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

فلپائن

الحاج ایم نور جریمو مسلم ایسوسی ایشن فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مل گیا ہے، جو بہت ہی دلچسپی کا باعث ہے بہت بہت شکریہ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مثلاً قرآن کریم ٹیچنگز آف اسلام براہین احمدیہ۔ لونگ تھاٹس، اینٹی کرائسٹ اور پمفلٹس یقیناً متلاشیانِ حق وصداقت کے لئے بہت بڑا قیمتی خزانہ ہیں۔ درحقیقت ان کتب کے پڑھنے سے میرے علم میں بہت اضافہ ہوا ہے میں پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو دنیا بھر میں خدمت اسلام کی بیش از بیش توفیق بخشے۔

(انہیں کچھ اور نیا طبع شدہ لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

جنوبی افریقہ

احمد رازی گورنمنٹ ٹیکنیکل ڈیپارٹمنٹ گھانا مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں پر خلوص دل اور روز افزوں انبساط کے ساتھ عرض پرداز ہوں کہ مجھے اپنی جماعت کے ممبران کی لسٹ میں شامل فرمائیں۔

چند روز ہوئے میں نے اپنے دوست کے ہاں جو آپکی

جماعت کا ممبر ہے آپ کے ارسال کردہ پمفلٹس پڑھے جو کہ علم آور اور روح پرور ہیں، میں نے مناسب سمجھا کہ موقعہ سے فائدہ اُٹھا کر آپ سے درخواست کروں کہ مجھے بھی اپنی جماعت کا ایک جزو تصور فرمائیں اور اپنا قیمتی لٹریچر مجھے بھی ارسال کریں۔ شکریہ۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

نائیجیریا

از مسٹر لطیف سنوسی ایشیانا نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نہایت شکریہ کے ساتھ اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ مجھے قرآن شریف کا ایک نسخہ وصول ہو گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ادارہ پر اپنے فضل کی بارش برسائے

میں قرآن شریف سے حقیقتاً لطف اندوز ہو رہا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ مجھے قرآن شریف کی اخلاق اور روحانی تعلیم کا علم حاصل ہو رہا ہے۔

آج کل رمضان کا مہینہ ہے روزوں کی فضیلت اور فلسفہ کا علم مجھے قرآن سے کما حقہ مل گیا ہے پہلے میں اس سے ناواقف تھا۔

قرآنی علوم ہر مسلمان کے لئے حاصل کرنے نہایت ضروری ہیں۔

اللہ تعالےٰ مولانا محمد علی مرحوم ومغفور پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جس نے یہ خوانِ نعمت مسلمانوں کو پیش کیا ہے

میں آپ کے ساتھ باقاعدہ خط وکتابت کا سلسلہ قائم رکھوں گا۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

امریکہ

ایس ڈی بٹ صاحب پلین واشنگٹن یونیورسٹی واشنگٹن امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۱۰۔ ۴ ملا۔ بہت بہت شکریہ۔ میں آپ کا نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے میری گزارش پر ایک کاپی قرآن شریف ترجمہ کی انگلش اور ٹیچنگز آف اسلام ہماری یونیورسٹی کے پریذیڈنٹ صاحب کے لئے ارسال فرمائی ہے اور یہ قیمتی کتب صاحب موصوف کو بطور ایک نادر تحفہ پیش کی جا رہی ہیں۔ دیگر لٹریچر جو آپ نے مجھے ارسال فرمایا ہے مطالعہ کے بعد امریکن دوستوں میں تقسیم کیا جاوے گا۔ آجکل مجھے بہت کم وقت ملتا ہے کیونکہ اب ہمارے امتحان سر پر ہیں۔

مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے مسز شرلی آرمن کو جو کہ مورمن عیسائی فرقہ کی بڑی سرگرم رکن ہیں ایک سیکنڈ کاپی قرآن مجید، ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر ارسال فرمایا ہے اور وہ یہ تمام جواہر پارے وصول کر کے بہت خوش ہوئی ہیں اور شکریہ ادا کرتی ہیں۔

میں مورمن مرکز میں جا کر ان کا لٹریچر آپکو بھجوا دوں گا۔

(انہیں جواب خط لکھا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

مغربی افریقہ

از جنرل سیکرٹری مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نائیجیریا۔ افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کے متعلق مسلم اسکول اورو (ORO) کے عربی معلم کے ذریعہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی۔

اور پورے اعتماد اور کامل انبساط کے ساتھ یہ خط آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

واضح ہو کہ ہماری ایسوسی ایشن کے اغراض ومقاصد میں تعلیم اسلام خود حاصل کرنا اور اس تعلیم کو عیسائی صاحبان میں پھیلانا ہے۔

ہم آپ کے مشن کی ہر ممکن مالی مدد کرنے کو تیار ہیں کیونکہ آپ کا خدمتِ اسلام کا طریق کار جیسا کہ سننے میں آیا ہے بہت ہی قابلِ تعریف ہے۔

ہم یہاں عیسائی ماحول میں رہتے ہیں ہمیں ایسے لٹریچر کی ضرورت ہے جس سے ہم انہیں اسلام کی بہترین تعلیم کی افادیت کا یقین دلا سکیں۔

ہم بہت مشکور رہوں گے اگر آپ ہمیں اپنے ادارہ میں بطور مستقل ممبر شامل فرمالیں۔

ہم نہ صرف اپنے اور اپنے اردگرد کے تفصیلی حالات بلکہ تمام نائیجیریا کے حادثات کے متعلق آپ کو فوراً اطلاع دیتے رہیں گے نیز یہ کہ اشاعت اسلام کے متعلق کون کونسی مناسب صورت اختیار کی جائے۔

ہمیں آپ سے فوری جواب کی توقع ہے۔

(انہیں قرآن شریف معہ متن ٹیچنگز آف اسلام۔ براہین احمدیہ اور دیگر لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

لاگوس نائیجیریا

از ابوالوفا حسین محمد اسلامک پریچنگ سوسائٹی آف نائیجیریا۔ لیگوس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بمطابق آپ کے اعلان مندرجہ اسلامک ریویو درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ایک کاپی قرآن مجید اور دوسرے لٹریچر سے مستفیض فرمائیں۔ عین عنایت ہوگی، یہ کتب مجھے تبلیغی کام میں بہت کارآمد ثابت ہوں گی۔

اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

(انہیں مطلوبہ لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

www.aaiil.org

افریقہ میں اسلام اور مسیحیت کا مقابلہ

کسی سابقہ اشاعت میں ہم نے مسٹر گِبس کے اس بیان پر کہ مشنریوں کا ہزاروں کی تعداد میں دنیا کے کونہ کونہ اور گاؤں گاؤں میں جا کر مسیحیت کا پیغام پہنچانا شجر مسیحیت کا وہ پھل ہے جس سے اس کی صداقت کا پتہ لگتا ہے تبصرہ کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ مسیحیت یا اسلام کا اصل پھل وہ نتائج ہیں، جو ان دونوں مذاہب کی تبلیغی کوششوں سے پیدا ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں ہم نے یہ بھی بتایا تھا کہ افریقہ اور یورپ دونوں جگہ مسیحیت کو اسلام کے مقابلہ میں قبولیت حاصل ہو رہی ہے کہ حقیقت اس سے ظاہر ہے کہ کیا افریقہ کے اَن پڑھ اور سادہ لوح انسان اور کیا یورپ کے تعلیمیافتہ اور روشن خیال لوگ ... اسلام کی روشنی پاتے ہی مسیحیت سے بیزار ہو کر اسے ترک کر دیتے اور اسلام کے جھنڈے تلے آ جاتے ہیں، یہ وہ حقیقت ہے جو خود مسیحی مشنریوں کے بیانات سے ثابت ہے، چنانچہ اس وقت ہمارے سامنے کلیسا کے دو ذمہ دار عہدیداروں کے بیانات ہیں، جو حال ہی میں شائع ہوئے ہیں۔ پہلا بیان لندن کے آرک بشپ نے بی بی سی ریڈیو پر "اسلام اور عیسائیت" کے مقابلہ کے عنوان سے ایک پروگرام میں حصہ لیتے ہوئے دیا ہے جس میں اس نے بتایا ہے کہ:-

"درحقیقت پہلی بار اب عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ ہو رہا ہے اور پاکستان کے مذہبی رہنما مغربی افریقہ میں بسنے والے افراد کو وسیع پیمانہ پر مسلمان کر رہے ہیں حالانکہ عیسائی مشنری عرصہ سے اس علاقہ میں سرگرم کار ہیں لیکن انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے اور ان میں سخت مایوسی پھیلی ہوئی ہے"

سُن لیا آپ نے؟ یہ ہے وہ پھل جو مسیحیت کی اشاعت پر ہر سال کروڑوں روپے خرچ کر کے اور ہزاروں پادریوں کی جد و جہد سے حاصل ہوتا ہے۔ عیسائی مشنریوں کو اسلام کے مقابلہ میں مایوسیوں اور ناکامیوں کا سامنا درحقیقت پہلی بار نہیں بلکہ سالہا سال سے کرنا پڑ رہا ہے۔ پاکستان کے مذہبی رہنماؤں (... سے ان کی مراد ہیں) نے تو اب باقاعدہ تبلیغ شروع کی ہے۔ افریقہ میں اس سے قبل مسلمان تاجروں اور سیاحوں کی سادہ زندگیوں اور اسلامی اخوت کے اثرات ... مسیحیت کے لئے ایک عقدۂ لاینحل بنتے رہے ہیں، جس کا رونا سالہا سال سے ہم سُن رہے ہیں۔ آرک بشپ لندن کے بیان کے مطابق عیسائی مشنریوں کو مایوسیوں اور ناکامیوں سے بچانے کے لئے اب "ایلچی اسلام پروجیکٹ" کے نام سے ایک ادارہ قائم ہو گیا ہے، یہ ادارہ کس صورت میں اسلام کا مقابلہ کرے گا یہ معلوم نہیں۔ لیکن ہم بوثوق کہہ سکتے ہیں کہ اس اسلام دشمن ادارہ کے نتائج بھی انشاء اللہ وہی ہوں گے جو اب مایوسیوں اور ناکامیوں کی صورت میں نظر آ رہے ہیں اور یہی فی الحقیقت شجر مسیحیت کے اصل پھل ہیں۔

دوسرا بیان جو معاصر "نوائے وقت" کے نمائندہ خصوصی (حفیظ ملک) متعین واشنگٹن کے قلم سے ۱۲ اپریل کے پرچہ میں شائع ہوا ہے، اس میں بتایا گیا ہے کہ امریکہ کے مشہور مسیحی پادری بلی گراہم نے حال ہی میں افریقہ کا دورہ کیا جس کے نتیجہ میں انہیں یہ غم پیدا ہو گیا ہے کہ "مسلمان مشنری افریقہ میں ... اگر سات حبشیوں کو مسلمان بناتے ہیں تو عیسائی مشنری مشکل سے تین حبشیوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں، اسلام کی اس ترقی کو روکنے کے لئے پادری بلی گراہم ایک مشنری پروگرام وضع کر رہے ہیں، ان کا خیال ہے کہ امریکی حبشیوں کو عیسائیت کی تبلیغ کے لئے مشنوں میں بھرتی کرنا چاہئے، جو اپنے افریقی بھائی بندوں کو آسانی سے عیسائی بنا سکیں گے، اس کے علاوہ وہ ان مشنریوں کو بھرتی کریں گے جو علم تسلیات اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے آگاہ ہوں گے تاکہ وہ اسلام کی کمزوریوں کو افریقی عوام پر واضح کر سکیں"۔

اس بیان سے یہ حقیقت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ مسیحیت کو افریقہ میں اسلام سے سخت مقابلہ درپیش ہے، اور وہ اپنے تمام لاؤ لشکر اور بے شمار روپیہ کے باوجود بُری طرح ناکام ثابت ہو رہی ہے۔ امریکی عیسائی حبشیوں کے ذریعہ ناکامی کا علاج کرنے کی تجویز بظاہر خوش آئند معلوم ہوتی ہے، لیکن خود امریکہ میں نسلی منافرت اور حبشی عیسائیوں کے ساتھ وہاں کے سفید لوگوں کا سلوک جو نتائج پیدا کر رہا ہے، ان کی موجودگی میں یہ تجویز کامیابی کا کوئی روشن پہلو پیش نہیں کرتی، ایسی حالت میں کہ خود امریکہ کے اندر حبشی عیسائی نسلی منافرت سے تنگ آ کر اسلام کی طرف رجوع کر رہے ہیں، جیسا کہ ایلیجا محمد کی تحریک سے ظاہر ہے جس نے ہزار ہا حبشیوں کو عیسائیت سے نکال کر اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا ہے یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ افریقہ میں ان حبشیوں کے جانے سے وہاں کے لوگ عیسائیت کو اپنا لیں گے، فی الحقیقت عیسائیت کی ناکامی میں اس کے پیچیدہ اور ناقابل فہم عقائد کے علاوہ نسلی منافرت کا بہت بڑا حصہ ہے۔ پادری بلی گراہم اس کو دور کرنے کی کوشش کرتے تو شاید عیسائیت کو کچھ فائدہ کی امید ہو سکتی، لیکن امریکی عیسائیوں کو افریقہ میں بھیجنا اس منافرت کو اور تقویت دینے اور عیسائیت کی ناکامی میں اور اضافہ کرنے کا موجب ہو گا۔

بہرحال یہ واقعات ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ عیسائیت ہر قسم کے ساز و سامان کے باوجود اسلام کے مقابلہ میں آج ناکامی کا منہ دیکھ رہی ہے اور نمایندہ "نوائے وقت" کو اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ نتیجہ ہے اُن احمدی مبلغین کی جد و جہد کا جو افریقہ کے مختلف حصص میں کام کر رہے ہیں، چنانچہ لکھا ہے:-

"افریقہ میں اگر کوئی پاکستانی مذہبی مشنری کام کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے، مشرقی افریقہ میں مسلمانوں کی آبادی ۱۵ فیصدی ہے جس میں ایسٹ افریقن ٹائمز کے بیان کے مطابق ۱۰،۰۰۰ افریقی لوگ احمدی ہیں۔ ٹانگانیکا مشرقی افریقہ میں تقریباً دس لاکھ افریقی مسلمان ہو چکے ہیں، جن میں سے غالب اکثریت احمدیوں کی ہے، کینیا کے سرحدی صوبوں میں اسلام کو فروغ ہو رہا ہے اور یہاں بھی غالب اکثریت احمدیوں کی ہے، نیروبی میں تو خیر احمدیوں نے ایک بہت بڑا مذہبی تبلیغی مرکز قائم کر رکھا ہے جو روزانہ انگریزی اخبار بھی شائع کرتا ہے اور اس کے علاوہ تعلیم کے لئے اسی سینٹر نے کالج وغیرہ بھی قائم کر رکھے ہیں"

یہ نمایندہ نوائے وقت کا بیان ہے اور اس بیان اور اس کھلے اعتراف کے باوجود کہ:-

"ہمیں ان کی مساعی کی داد دینی پڑتی ہے بلی گراہم جب اپنے حالیہ دورہ میں نیروبی گئے تو اسلام کی طرف سے اگر کسی جماعت نے انہیں مباحثہ کی دعوت دی تو وہ جماعت احمدیہ تھی"

محض اس وجہ سے کہ (قادیانی) احمدیوں کے عقائد متعلق ختم نبوت وغیرہ سے اسے شدید اختلاف ہے اس نے مولانا مودودی کی سابق جماعت اسلامی کو دعوت دی ہے کہ وہ افریقہ میں جا کر تبلیغ اسلام کا کام کرے۔ یہ بہت اچھی تجویز ہے، اور اس کے عمل میں آنے کے بعد یہ معلوم ہو جائے گا کہ احمدیوں کے سوا جو لوگ حیات مسیح کے بارہ میں مسیحی عقیدہ کے ہمنوا ہیں، وہ کہاں تک مسیحیت کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتے ہیں، اور احمدیت سے بغض رکھنے والوں کو آخرکار یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ احمدی ہی ہیں جو اس میدان کے شہسوار ہیں، آج عیسائیت کے مقابلہ میں وہی فتح نصیب جرنیل کی حیثیت رکھتے ہیں اور اسلام کی فتح افریقہ اور یورپ اور امریکہ وغیرہ میں یقیناً انہی کے ہاتھ پر ہو گی۔

برلن میں عید الفطر

(مولانا محمد یحییٰ بٹ امام برلن مسجد)

شرکت عید کی دعوت

مسجد برلن میں عید الفطر کا اجتماع ۲۸ مارچ بروز سوموار منعقد ہوا۔ اس اجتماع کی اطلاع چند روز قبل ہی احباب کو کر دی گئی تھی۔ برادران اسلام کے علاوہ عیسائی دوستوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ برلن میں مختلف کلیساؤں کے پادری اور یہودی عبادت گاہوں کے پیشواؤں کو بھی دعوتی کارڈ بھیجے گئے۔ شہر کے ڈاکٹرز، پروفیسرز اور مقامی اخباروں کے نمائندوں، گورنمنٹ دفاتر کے افسران اور بنک کے عہدیداروں کو بھی اس اجتماع میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا۔ غرضیکہ کوشش یہی رہی کہ زیادہ سے زیادہ عیسائی دوست ہمارے اس اجتماع میں شامل ہو کر ہم مسلمانوں کے اس اجتماع کا مشاہدہ کریں۔

پروگرام

دعوتی کارڈ میں پروگرام بھی درج کر دیا گیا تھا۔ اس پروگرام کے تحت ساڑھے دس بجے صبح نماز ادا کی جانی تھی اس کے بعد پونے گیارہ بجے خطبہ اور اس کے اختتام پر حاضرین کو چائے کی دعوت دی گئی۔

اجتماع عید

دس بجے سے احباب کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور آہستہ آہستہ مسجد میں رونق بڑھتی گئی۔ مسجد کو صبح آٹھ بجے سے ہی ہیٹنگ سے گرم کرنا شروع کیا تھا۔ مسجد کے ہیٹرز کے علاوہ دو مزید ہیٹرز کرایہ پر لیے گئے۔ احباب کے جمع ہونے تک خدا کے فضل سے مسجد خاصی گرم ہو چکی تھی، اور ہر ایک نے مسجد میں پہنچ کر باہر کی سردی کے بالمقابل بڑا سکون محسوس کیا۔ مسجد میں اجتماع کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اللہ اکبر اللہ اکبر کے ذکر الٰہی سے مسجد گونجتی رہی اور ٹھیک ساڑھے دس بجے تک ایک سو کے قریب مسلمان مرد و زن اور ایک سو سے زیادہ ہمارے عیسائی دوست مسجد میں جمع ہو گئے۔ اس طرح عید کا یہ اجتماع دو سو سے زاید افراد پر مشتمل تھا۔ الحمد للہ

اس اجتماع میں انڈونیشیا کے قونصل اور نوجوان یونیورسٹی طلباء، انڈین قونصل جنرل معہ اہلیہ، افغانستان کے سابق سفیر جرمن معہ اپنے دو صاحبزادوں کے جو یونیورسٹی برلن میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ایرانی شاہزادی معہ اہلیہ موجود تھے۔ اس کے علاوہ پاکستان، ایران، مصر، شام، یمن، عراق اور سوڈان وغیرہ اسلامی ممالک سے آئے ہوئے طلباء اور جرمن نومسلمین موجود تھے۔ عیسائی دوستوں میں شہر کے معززین، ڈاکٹرز، پروفیسرز، مقامی اخباروں کے نمائندے، کلیساؤں کے نمائندے، یہودی عبادتگاہوں کے نمائندے، دفاتر کے افسران، اور ورلڈ کانگریس آف فیتھس کے مقامی سربراہ موجود تھے۔

نماز عید اور خطبہ

حسب پروگرام ٹھیک ساڑھے دس بجے میں نے نماز شروع کی اور اس کی ادائیگی کے بعد پونے گیارہ بجے ہی خطبہ کے لئے کھڑا ہوا۔ اتنے بڑے اجتماع کے لئے میں نے پہلے سے ہی ارادہ کر رکھا تھا کہ خطبہ جرمن زبان میں ہونا چاہیئے تا کہ جملہ حاضرین یکساں طور پر مستفید ہو سکیں۔ چنانچہ میں نے خطبہ جرمن زبان میں دیا۔ خطبہ عید الفطر میں نے پہلے ہی ٹائپ کرا رکھا تھا خطبہ قریباً ۲۵ منٹ تک رہا۔ اس خطبہ کو چند دنوں تک انگریزی میں ٹائپ کرا کر مرکز میں بھجوا دوں گا۔ اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کا ترجمہ اخبار پیغام صلح میں شائع کر دیں۔[1]

خطبہ کا خلاصہ

اس خطبہ میں جن امور کو میں نے بیان کیا ہے ان کا مختصر بیان ہے:—

میں نے کہا کہ آج ہم مسجد میں عید الفطر کا اجتماع منانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ یہ وہ تہوار ہے جو ماہ رمضان میں ایک ماہ کے مسلسل مجاہدہ کے بعد اسلامی دنیا مناتی ہے۔ اس دن جملہ مسلمان، وہ مشرق میں بستے ہوں یا مغرب میں خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور مسجدوں میں آکر باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ اس وسیع پیمانہ پر تمام اسلامی دنیا کا ماہ رمضان کے مجاہدہ کے بعد اس خوشی کے دن کو منانا مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ زندگی میں حقیقی راحت اور فرحت احکام خداوندی کے بجا لانے اور خدائے واحد کی مرضی کے مطابق زندگی گذارنے سے وابستہ ہے۔ اور نیز یہ کہ خوشی کے ایام میں انسان کو خدا سے غافل نہیں بلکہ اس کی یاد میں زیادہ مشغول ہو جانا چاہیئے جیسا کہ ابھی ہم نے اس مسجد میں خدا کا شکریہ بجا لاتے ہوئے ادا کی ہے۔ اس کے بعد میں نے بتایا کہ رمضان کا مجاہدہ ہمیں کیا سکھاتا ہے اور اس کا زندگی سے کیا تعلق ہے۔ نیز یہ کہ اسلام کا مادی اور روحانی زندگی کے بارہ میں نظریہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے میں نے اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ اسلام کے نزدیک ہر انسان بے گناہ پیدا ہوا ہے، میں نے کہا قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے نسل انسانی کو بوجہ اپنی محبت کے پیدا کیا ہے۔ اور خدا کا اپنی محبت کے باعث نسل انسانی کو پیدا کرنا اس امر کا متقاضی ہے کہ وہ ہر انسان کو بے گناہ پیدا کرے۔ ورنہ بصورت دیگر ہر انسان کو گنہگار پیدا کرنا یہ خدا کی محبت نہیں بلکہ نسل انسانی پر بہت بڑا ظلم ہے۔ چنانچہ اس امر کی تائید میں میں نے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو بیان کیا جس میں حضور فرماتے ہیں کہ ہر انسانی بچہ خواہ یہودی، عیسائی یا کسی مجوسی کے گھر پیدا ہو وہ بے گناہ پیدا ہوتا ہے۔ ازاں بعد میں نے حضرت موسےٰ، حضرت عیسٰی اور سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے باکمال محبوبین خدا کا ذکر کیا اور کہا کہ خدا کے یہ محبوب نسل انسانی کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ اس امر میں کہ ایک انسان کس طرح خدا داد قویٰ کو خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کر کے کامل انسان بن سکتا ہے۔ میں نے کہا یہ نمونہ ہیں تا نسل انسانی ان کی پیروی کر کے خود کمال حاصل کرے نہ یہ کہ ان کی پرستش اور عبادت کی جائے۔

آخر میں میں نے کہا کہ دنیا میں امن قائم کرنے کی سعی اور کوشش کی جا رہی ہے۔ کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہیں تو بعض اوقات الفاظ میں اعلان شائع ہو رہے ہیں تا کہ کسی طرح دنیا میں جنگ عظیم کا خطرہ ٹل جائے اور امن قائم ہو۔ اس سلسلہ میں میں نے کہا کہ امن کی صرف ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جملہ نسل انسانی کے حقوق کو مساوی تسلیم کیا جائے اعلان کا احترام عمل پر دکھایا جائے۔ اور نیز یہ کہ دنیا کے با اقتدار و مشکل لیڈروں کی PLANS خدائے رب العالمین کی PLAN کے ساتھ متفق ہو جائیں۔

خدائے رب العالمین کی PLAN یہی ہے کہ وہ تمام نسل انسانی کی ضروریات کو خواہ کوئی مشرق میں رہتا ہو یا مغرب میں، کوئی کالا ہو یا گورا — وہ سب کی ضروریات کو دیکھتا اور ان کو مہیا کرنے کی فکر رکھتا ہے۔ اس کے ہاں ان ضروریات کو پورا کرنے میں کوئی تفریق نہیں۔ اس ہمہ گیر PLAN کے ساتھ عملی اتفاق ہی آج دنیا میں امن کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ ورنہ بصورت دیگر امن کا تا دیر قائم رہنا خطرہ میں ہے۔

اس کے بعد دعا کی گئی۔ اور تمام مسلمان بغلگیر ہوئے اور بھائیوں کو عید مبارک کہی اور خطبہ ختم ہوا۔

خطبہ کا اثر

خطبہ کے اختتام پر افغانستان کے سابق سفیر برلن نے میرے خطبہ پر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور بہت سے تعریفی کلمات استعمال کئے۔ اسی طرح امریکہ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے جن کی درخواست پر میں... ان کے ہاں یونیورسٹی سٹوڈنٹس کو اسلام پر لیکچر دے چکا تھا۔ خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ جب آپ خطبہ دے رہے تھے تو مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا گویا آپ میرے خیالات کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس خطبہ کی ایک کاپی دیجئے میں اپنے حلقہ میں اس کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ تمام مجمع خوشی سے بھرپور تھا۔ اسلامی ممالک کے نوجوان طلباء عید مبارک کہتے ہوئے بغلگیر ہوتے... اور ساتھ ہی خطبہ کے متعلق تعریفی کلمات کا استعمال کر رہے تھے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

حاضرین کی تواضع

میں نے اعلان کیا کہ احباب مسجد میں تشریف رکھیں چائے یہاں پر ہی دی جائے گی۔ مسجد سے ملحقہ گھر میں چائے کا انتظام مسز ... نے خوش اسلوبی سے سنبھال رکھا تھا۔

اب گھر سے مسجد میں چائے لانا اور پھر مہمانوں کی خدمت کرنا بہت بڑا اہم کام تھا اس تمام کام کو نوجوان طلباء مسلمان اور نومسلم خواتین نے بڑی خوش اسلوبی اور بڑے احسن طریقہ پر نبھایا۔ جزاہم اللہ خیراً۔

جملہ احباب قریباً ایک بجے تک مسجد میں اور اس کے بعد تین بجے تک گھر میں ٹھہرے ایک دوسرے سے ملاقات کی بغلگیر ہوئے عید مبارک کہی یوں کافی رونق رہی ہر ایک نے اپنے خوش و بشاش چہرے سے عید الفطر...

---

[1] خطبہ موصول ہو گیا ہے اس کا ترجمہ چند دنوں تک شائع ہوگا۔ (ایڈیٹر پ ص)

www.aaiil.org

انسانی زندگی اور نظامِ کائنات سے ہستی باری تعالیٰ کا عرفان

خطبہ جمعہ مورخہ ۸ اپریل ۱۹۶۶ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استویٰ الی السماء فسوّٰھن سبع سمٰوٰت وھو بکل شیء علیم۔ ــــــــ (البقرہ آیات ۲۸-۲۹)

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر بحث

قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر بڑی بحث کی ہے، کیونکہ انسان کے اخلاق واعمال کو سنوارنے والی یہی ایک چیز ہے کہ اس کے دل میں یہ پختہ یقین پیدا ہو جائے کہ خدا ہے اور وہ ہمارے اعمال کے نتائج مرتب کرتا ہے، اس معرفت اور عرفان کو مضبوط کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق قرآن میں بہت بحث کی ہے، خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق انجیل میں کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی تورات میں اس پر کچھ نہیں لکھا گیا کہیں کہیں کوئی ذکر آ جاتا ہے۔ لیکن قرآن کریم میں الحمد للہ سے لیکر والناس تک صفحہ صفحہ میں اور ایک ایک آیت کے اندر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس طرح بار بار ایک چیز کو دوہرانے سے اس کا نقش دلوں پر پختہ ہو جاتا ہے۔

انسانی زندگی کی قدر وقیمت

فرمایا کیف تکفرون باللہ۔ کس طرح تم خدا کا انکار کر سکتے ہو، وکنتم امواتا فاحیاکم۔ تم مٹی کی صورت میں مردہ حالت میں تھے۔ اس مٹی سے تم کو پیدا کیا، اس مٹی کے اندر کوئی روح نہیں، کوئی قلب اور ذہانت نہیں کوئی ارادہ اس کے اندر نہیں، قوتِ متخیلہ نہیں لیکن اس نے یہ سب چیزیں تمہارے اندر پیدا کر دیں، نہ صرف جسم ہی اس سے پیدا کیا بلکہ قلب اور روح، قوتِ ارادی اور قوتِ متخیلہ، شجاعت اور رحم جیسی صفات اس سے پیدا کیں، یہ سب چیزیں الٰہی قدرت پر دلالت کرتی ہیں، کیا کوئی دوسری ہستی ہے جو اس قسم کی طاقت اور قوت رکھتی ہو، زندگی بہت بڑا انعام ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرحمت فرمایا ہے، کبھی کسی کا انگوٹھا یا انگلی کی ایک پوری کٹ جائے کوئی ہے جو اس کو بنا سکے، کسی کی آنکھ ضائع ہو جائے کیا کوئی اسکو واپس لا سکتا ہے؟ اس لاہور میں ایک بہت بڑے رئیس ہیں، ان کا ایک نوجوان بچہ فوج میں کپتان ہو گیا نئی نئی اس کی شادی ہوئی، وہ بیمار ہوا، تو اس کی جان کے لالے پڑ گئے، گھر بھر اس کی تیمارداری میں لگ گیا ہے بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم علاج کر رہے ہیں، لیکن سب مایوس ہیں۔ دن رات قرآن خوانی ہو رہی ہے اور باپ کہتا ہے میری ساری جائداد کوئی لے لے اور یہ بچہ بچ جائے۔

زندگی سب سے بڑا انعام ہے

معلوم ہوتا ہے انسان کی زندگی بڑی قیمتی چیز ہے، یہ بہت بڑا انعام ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، فرمایا زمین آسمان کو چھوڑو، اپنے قریب ترین چیز اپنی زندگی ہی کو دیکھو واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم۔ ہم نے تم کو ماؤں کے پیٹوں سے نکالا۔ لا تعلمون شیئا اس وقت تم کچھ بھی نہ جانتے تھے وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ، تمہیں علم دینے کے لئے کان دیئے، آنکھیں دیں، دل دیا، ان تینوں چیزوں کے ذریعہ سے کائنات سے تعلق لگ جاتا ہے۔ آنکھ اور کان کے ذریعہ قلب تک اثرات پہنچتے ہیں۔ پھر یہ بہت بڑا عالم بن جاتا ہے، سائنسدان بن کر کائنات پر حکومت کرنے لگتا ہے یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے؟ اسی لئے فرمایا سب سے بڑا انعام جو ہم نے تمہیں دیا وہ تمہاری زندگی ہے، فرمایا کیا تم ایسی قدرت رکھنے والے اور اتنا بڑا انعام عطا کرنے والے کا انکار کر سکتے ہو؟

دوسرا سب سے بڑا انعام

اس انعام کے ذکر کے بعد فرمایا ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ اس زندگی کے قیام کے لئے اس کی نشو ونما کے لئے اس زمین میں جس قدر خزانے ہیں وہ تمہارے لئے پیدا کئے گئے لوہا اور پیتل، سونا اور چاندی اتیل کے چشمے، بڑے بڑے پہاڑ جن میں کئی قسم کی جڑی بوٹیاں ہیں، پانی کے چشمے بہتے ہیں، سمندر جس کے اندر ہزاروں قسم کی مچھلیاں ہیں یہ سب چیزیں تمہاری زندگی کے قیام اور نشو ونما کے لئے پیدا کیں، ایک ہی جملہ میں بتا دیا کہ زمین کی سب چیزیں تمہاری خاطر پیدا کیں، یہ دوسرا انعام ہے۔ جس میں زمین کی ساری کی ساری دولت، انسان کی خاطر پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ پہلا انعام اس کی زندگی ہے ان دونوں انعاموں میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی قدرت کا اظہار ہے، اور قدرت کے ساتھ انعامات کا بیان ہے کلام دانی نے ان دو آیتوں کو دو جملوں میں بیان کیا ہے۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم وکیف تکفرون باللہ وقد جعل لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعا۔

محسن حقیقی کا انکار کیسے؟

انسان کی جبلت میں ہے کہ جتنا زیادہ کوئی اس پر احسان کرتا ہے اتنا ہی وہ اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جبلت القلوب الیٰ من احسن الیھا دل اس کی طرف کھنچے جاتے ہیں جو اس پر احسان کرے اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے احسانات ہم پر کئے، زندگی عطا کی جو کوئی دوسرا نہیں دے سکتا نہ اس کا کوئی بدل ہے اور پھر زمین و آسمان کی چیزوں کو ہماری خدمت میں لگا دیا ہے اس لئے اس نے انسان کی فطرت سے اپیل کی ہے کہ ایسے محسن کا جو انعامات پر انعامات دیتا ہے تم کیسے انکار کر سکتے ہو، اس کی بات کو مانوگے تو فائدہ کا موجب ہوگا۔

آسمان وزمین کا باہمی ارتباط

پھر دوسری جگہ فرمایا ہے یہ آسمان وزمین مل کر کام کرتے ہیں؟ آسمان میں ستارے اور سیارے ہیں جن کو بغیر ستونوں کے قائم کر رکھا ہے، وہ گرتے نہیں، رفع السمٰوٰت بغیر عمد ترونھا۔ ہم تو ایک روٹی کو ہوا میں معلق نہیں رکھ سکتے، حضرت علیؓ نے ایک شخص کو کہا تم خدا کی ہستی نہیں مانتے بھلا ایک پاؤں کو اوپر اٹھا دو۔ یہ ستارے اور سیارے کس طرح ہوا میں معلق ہیں اور کس تیزی سے چل رہے ہیں، ایک ایسا قانون بنایا ہے جس میں جکڑے ہوئے اپنا کام کر رہے ہیں اسی طرح زمین میں ایک بیج ڈالا جاتا ہے، تو سورج کی روشنی اور حرارت پانی اور ہوا اور مٹی سب مل کر اس بیج کی پرورش کرنے میں لگ جاتے۔ تو وہ ایک لہلہاتا ہوا ...... کھیت بن جاتا ہے، کیا سورج کی روشنی کے اندر کوئی ارادہ ہے، کیا اسے یہ شعور ہے کہ زمین کو اسی کی ضرورت ہے اس لئے وہ اس پر اثر ڈالے؟ کیا ہوا کسی ارادہ اور شعور کے ماتحت کام کرتی ہے؟ کیا پانی اسی ارادہ کے ساتھ برستا ہے کہ اس نے زمین کو سیراب کرنا ہے؟ ان میں سے کسی کے اندر بھی کوئی ارادہ نہیں، نہ انہیں شعور ہے، معلوم ہوا یہاں بھی ایک قانون ہے جو ارادہ الٰہی کے ماتحت کام کرتا ہے چنانچہ فرمایا والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع، آسمان بارش بھیجتا ہے پھر زمین پھٹتی ہے اور اس سے پھل پھول، پودے اور غلہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں جو انسانی زندگی کے قیام کا موجب ہیں، معلوم ہوا آسمان اور زمین دونوں کے درمیان ایک ارتباط اور اتحاد ہے، ان میں باہمی معاونت ہے۔

نظامِ کائنات سے ہستی باری تعالیٰ کا عرفان

اتنا بڑا نظام بتاتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی بہت بڑی قوت ہے جو اسے چلا رہی ہے ورنہ آسمان اور زمین دونوں میں نہ شعور ہے اور نہ کوئی ارادہ ہے یہ دونوں خدا کے حکم اور قانون کے ماتحت بہت بڑا کارخانہ ... چلا رہے ہیں تو قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق دلائل دیکر دلوں کو عرفان سے منور کر دیا اس سے یقین وایمان میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور اس کا اثر اعمال پر پڑتا ہے۔

اخبار احمدیہ ــــــــ بسلسلہ صفحہ ۱۷

کی خوشحالیوں کے لئے زندہ رکھے۔ میں جماعت کے سب احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ مرحوم نوجوان کیلئے دعائے مغفرت کریں۔ اور مرحوم کے والد بزرگوار صفی اللہ خاں صاحب و دیگراں کو صبر جمیل عطا ہونے کی دعا کریں۔ یا اللہ میری طرف سے بھی دعائے مغفرت قبول ہو۔
(از طرف محمد وحید ملنگ ۔ شیخ محمدی)

آپ کے خطوط

پروفیسر ٹائن بی کے نام ایک خط

مکرمی ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ :

منقولہ ذیل سطور بنام ڈاکٹر ٹائن بی مشہور پروفیسر لنڈن یونیورسٹی کو جو حال ہی میں انٹرنیشنل ہسٹری پر لیکچر دینے کے لئے ہندوستان اور پاکستان آئے تھے روانہ کی گئی تھیں

" جناب من ۔ آپ کے پاکیزہ خیالات متعلقہ مذہب اسلام پڑھکر راقم کو بہت حد تک مسرت حاصل ہوئی ۔ جو ہفت روزہ انگریزی اخبار لائٹ میں جو انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے زیر نگرانی شائع ہوتا ہے درج ہوئے تھے ۔ احمدیہ تحریک اشاعت اسلام کا ایک عظیم الشان ادارہ ہے ۔

وہ وقت قریب آپہنچا ہے ۔ جب مشرق اور مغرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے باہم ایک دوسرے کے ساتھ ملیں گے ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ایک پاک ہستی ہے جو تمام اقوام عالم کا خالق و مالک ہے ۔

روڈیارڈ کپلنگ مشہور انگریزی شاعر نے جو کسی زمانہ میں سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا ایڈیٹر تھا ......

ایک وقت یہ کہا تھا : مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب "

دونوں کا ملاپ ہونا ممکن نہیں ، اس شاعر کو ہرگز اس بات کا علم نہ تھا کہ آپ جیسے شریف الطبع اور خدا ترس انسان کا پاکستان میں آنا مقدر ہوگا یہ بات صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی ۔ کہ جناب بحیثیت ایک معزز مہمان پشاور یونیورسٹی میں اپنے لیکچروں کے لئے تشریف لانے والے تھے

راقم نے ایک میمورنڈم بزبان انگریزی سر کرپس کے نام پر روانہ کیا تھا ۔ جو اپریل ۱۹۴۲ء میں ہندوستانی معاملات کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے ، اپنے انگریز دوستوں کے ہمراہ ۔ بطور سفیران برٹش کیبنٹ دہلی آئے تھے ۔ اس انگریزی یادداشت کی نقل کے مطالعہ سے جناب پر واضح ہوجائے گا کہ کس طرح حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی پیشگوئیاں درباره زار روس اور

پہ دو دیہ خسروی آغاز کردند

مسلماں را مسلماں باز کردند

سچی ثابت ہو چکی ہیں ۔ اور نیز یہ الہام حضرت مسیح موعود کی طرح واضح طور پر پورا ہو چکا ہے ۔

" بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں

بر منار بلند تر محکم افتاد "

بفضل خداوند کریم پاکستان کا ملک اہل اسلام کو مل گیا ہے عنقریب وقت آگیا ہے کہ جب عیسائی ۔ ہندو ، بدھ مذہب والے اسلام کے پلیٹ فارم پر اکٹھے لائے جائیں گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ آخر میں عرض ہے ۔ کہ خدا ایسا کرے کہ انگریز قوم کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہو ۔ آمین ۔ آپ کی صحت کے لئے دعا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے رحم سے آپ کا دل اسلام کی دولت سے مالا مال ہو ۔

نیاز مند ۔ ڈاکٹر حسن علی گورنمنٹ پنشنر

متصل جین مندر گوجرانوالہ ۔ ۲۶ مارچ ۱۹۵۷ء

نوٹ : ۔ یہ خط معہ انگریزی یادداشت نقل بنام سر کرپس بخدمت پروفیسر ٹائن بی بذریعہ ڈاک روانہ کیا گیا ۔ حسن علی

شمولیت سلسلہ

بخدمت گرامی جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب

امیر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں متوسط سمجھ بوجھ کا سیدھا سا مسلمان ہوں مسلمانان عالم کے موجودہ انحطاط اور پھر آپ کی جماعت کی خدمت اسلام تنظیم اور پھر جذبہ ایثار سے متاثر ہو کر یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگیا ۔ کہ آپ کی جماعت مقدسہ میں شامل ہو کر جہاں اپنے آپ کو سدھار سکوں ۔ وہاں خدمت اسلام جیسے مقدس فریضہ پر اپنی ناچیز زندگی کو صرف کرسکوں اگرچہ میری مالی حالت اچھی نہیں رہی ہے ۔ تاہم آپ کی جماعت کا کچھ لٹریچر خرید کر اور کچھ احباب سے طلب کر کے کافی مطالعہ کیا ہے ۔ التماس ہے ۔ کہ مجھے اپنی جماعت میں شامل فرمائیں اور قواعد و ضوابط نیز بیعت نامہ بھیجکر مشکور فرمائیں ۔ اگر ممکن ہو ۔ تو میرا عریضہ اپنے موقر جریدہ میں شائع فرمادیں نیز جس قدر لٹریچر مفت طور پر آپ عنایت فرماسکیں ۔ تو یہ آپ کی اور ذرہ نوازی ہوگی ۔ " پیغام صلح " کا چندہ آپ کے جواب آنے پر ارسال کردوں گا ۔ زیادہ آداب

آپ کا نیازمند

سردار غلام سرور ۔ مدرس ، ساکن ڈوبہ کلوڑی

ڈاکخانہ مظفر آباد ۔ آزاد کشمیر

نوٹ : ۔ انہیں بیعت فارم بھیجا گیا اور خط لکھا گیا ۔ ایڈیٹر پیغام صلح

جماعت ہبلی کے کام اور آیندہ پروگرام

بخدمت شریف عالی جناب جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ

انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عرض ہے کہ مندرجہ ذیل چند سطور اخبار پیغام صلح میں شائع کرواکر ہم کو شکریہ ادا کرنے کا موقعہ دیجئے ۔

بزرگان سلسلہ اور احباب کرام یہ خبر سن کر خوش ہوں گے کہ کتاب ستیارتھ پرکاش کا جواب کنڑی زبان میں بنام " اسلامی پرکاش " تیار کرنے کے فوراً بعد ہی ایک اور کتاب سیرت خیر البشر کنڑی میں ترجمہ ہو کر ۸۴۵ صفحات پر طبع ہو چکی ہے کاغذ عمدہ عربی بلاکس اور چھپائی نہایت صفائی کے ساتھ ۔ مصنف آنریری مبلغ مولوی محمد بڈھن صاحب بدودر ہیں جنہوں نے بہت ہی محنت و مشقت سے چکری دونوں میں یہ کتاب تیار کی ہے ۔ اس کتاب میں ۷ صفحہ تک تمام سابقہ نبیوں کی پیشگوئیاں جو آنحضرت صلعم کے متعلق ہیں بالتفصیل درج کی گئی ہیں ۔ ہم سب کی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس مصنف کے قلم میں اور عمر میں اور زیادہ برکت کرے ۔ اور ہمارے آیندہ کے پروگرام کو بھی جلد سے جلد سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے ۔

ہمارے آیندہ کے بہت سارے پروگرام میں درا ہم اور ضروری کام یہ ہیں کہ : ۔

(۱) کتاب خلافت راشدہ اور کتاب مجدد اعظم کا ترجمہ کنڑی زبان میں شائع کیا جائے ۔

(۲) ایک چھوٹی سی عمارت انجمن کے لئے تعمیر کی جائے ۔

جب تک ہم لوگ یہ تھوڑا سا کام نہیں کرلیتے میرے نزدیک اس علاقہ کرناٹک میں کچھ بھی ہم نے نہیں کیا ۔ ان سارے کام کے لئے ہم بزرگان سلسلہ عالیہ کی دعاؤں کے محتاج ہیں ۔ ہماری التجا ہے کہ بندگان سلسلہ اس چھوٹی سی جماعت کے ڈگمگاتے ہوئے قدم کی مضبوطی اور ہمارے باہمت ہونے کے لئے دعا کریں ۔

خاکسار ۔ عبد الستار احمدی

پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہبلی

کرناٹک ۔ انڈیا

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ کی طبیعت عید کے بعد چنداں درست نہیں رہی ، ویسے چلتے پھرتے اور نمازوں میں اٹھتے رہتے ہیں لیکن درس نہیں دے سکتے ۔ آپ کی بیگم صاحبہ بھی شدید بیماری میں مبتلا رہیں ، اب خدا کے فضل سے رو بصحت ہیں ، لیکن کمزوری انتہائی درجہ کی ہے ۔

ان تکالیف کے باوجود حضرت ممدوح قوم کی خاطر ایک دن کے لئے جہانگیرہ روڈ تشریف لے گئے اور ۲۱ اپریل کی شام کو واپس تشریف لائے ہیں ، احباب کرام سے استدعا ہے کہ آپ کے لئے اور آپ کے اہل و عیال کے لئے دلی درد سے دعا فرمائیں ۔

—— محترم شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ایک سال تک افریقہ میں قیام رکھنے کے بعد ۱۴ مارچ ۱۹۵۷ء کو لاہور واپس تشریف لے آئے ہیں ۔

—— محبت کے دو آنسو

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

محمد اسلم مرحوم و مغفور ریوال ہسپتال میں رسالپور ۔ آج جبکہ میں خود بھی صاحب فراش تھا ، اس کی وفات کی اطلاع ملی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اس لخراش اور دلدوز خبر نے دل کی گہرائیوں میں اور رگ رگ میں درد پیدا کردیا ، مرحوم میرے ایک عزیز دوست اور ہم جماعت صفی اللہ خاں کا ایک نیک اور فرزند تھا ۔ خاموش نیک اور انتہائی تابعدار بندہ تھا ۔ ملازمت کے سلسلہ میں پشاور کے مہانخانہ میں مقیم تھا ۔ جہاں مزار و صحیح سے کے چند اور نیک بخت نیچے بھی اقامت پذیر ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا کے

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

www.aaiil.org

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر کتبہ چیلنج

کتاب ۲ دو نبی پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۴

مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم و مغفور

فتویٰ کفر کی حقیقت

آپ کے فتوے پر مزید جرح کرنا طوالت کا موجب ہوگی۔ اس لئے اس جگہ ہم اسکو ختم کرتے ہیں۔ اور آپ کو قرآن مجید کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اس کے بعد حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کی طرف۔ یہی فیصلے کا صحیح طریق ہے۔ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکنا اور اربابًا من دون اللہ کے اقوال پر سر کرنا ایک باہوش مسلمان اور ایک صاحب عقل و جمہ عالم کی شان کے شایاں نہیں۔ آیئے قرآن مجید کو اپنا حکم و عدل ٹھرائیں۔ اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کو مشعل راہ بنائیں۔ اور اس باب میں جو فیصلہ حضور صلعم نے دیا ہے اس کے سامنے سر جھکا دیں اور اس کے قبول کرنے میں سینوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں جیسا کہ اللہ تعالے کا حکم ہے۔ فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ یعنے قسم ہے آپ کے رب کی کہ یہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ اپنے تنازعات میں آپ کو حکم نہ بنائیں اور پھر آپ جو فیصلہ صادر فرمائیں اس کے لئے اپنے سینوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اسکو پوری پوری طرح تسلیم کرلیں۔

پہلے ارشاد خداوندی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:۔

"...... ولکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والملئکۃ والکتب والنبیین ج واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب ج واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ والموفون بعهدهم اذا عاهدوا ج والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئك الذین صدقوا ط واولئك هم المتقون ط

(سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸)

یہ تعریف ہے جناب ایک کامل مسلمان، ایک سچے اور ایک متقی مومن کی، کیا صاف صاف لفظ ہیں۔ کوئی پیچ نہیں کوئی الجھن نہیں۔ ایک متقی مسلمان اور ایک حقیقی مومن کے کیا اوصاف ہوتے چاہئیں، وہ ایک جامع اور مانع تعریف میں بیان فرمادیئے ہیں فرماتے ہیں کہ نیک شخص کون ہے وہ جو خدا پر، قیامت پر، ملائکہ پر، خدا کی بھیجی ہوئی کتابوں پر اور خدا کے رسولوں پر ایمان لاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار ہو کر قریبیوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوالیوں پر اپنا مال خرچ کرتا ہے اور غلاموں کو آزاد کرتا ہے وہ نماز کو قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے ..... مرگ ... اور جب کوئی عہد کریں تو اسکو پورا کرتے ہیں، وہ مصائب و آلام اور جنگوں میں صبر و استقلال کا بہترین نمونہ ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے دعوے ایمان میں سچے ہیں (اور یہی) لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں۔

دیکھئے یہاں اللہ تعالے نے ایک متقی مسلمان کے اوصاف بیان فرمائے ہیں اور بحمداللہ کہ وہ سب اوصاف ایک احمدی میں پائے جاتے ہیں، ایک احمدی خدا پر ایمان لاتا ہے یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے، وہ خدا کے فرشتوں پر ایمان لاتا ہے وہ خدا کی کتابوں پر ایمان لاتا ہے۔ وہ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنا مال اپنے قریبیوں، رشتہ داروں اور یتامیٰ اور مساکین اور مسافروں پر خرچ کرتا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ خدا کے دین کی اشاعت پر اپنا مال صرف کرتا ہے۔ وہ نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور فریضہ حج بھی بجالاتا ہے۔

غرض وہ تمام شرائط ایمان کو مانتا ہے اور تمام ارکان اسلام کی پابندی کرتا ہے۔ اور دوسری صفات عالیہ مثلاً عہد کا پورا کرنا اور مصائب میں مستقل مزاج اور صابر رہنا اس کا شعار ہے۔ وہ اس قدر قوی الایمان ہے کہ دشمنوں کی ننگی تلواریں اسے ڈرا نہیں سکتیں، اور وہ تلواروں کے سائے کے نیچے بھی حق بات ہی کہتا ہے چنانچہ جب مولانا سید عبداللطیف شہید کا علماء کابل کا مناظرہ ہوا تو سپاہی ننگی تلواریں لیکر ان کے سر پر کھڑے تھے اور جب زمین میں گاڑ کر ان پر پتھروں کی بارش کی گئی تو اس وقت اُف تک نہ کی اور آخر وقت تک صبر و استقلال کا بے نظیر نمونہ دکھایا۔

ایسا ہی ۱۹۵۳ء میں جب احمدیوں کے خلاف فتنہ و فساد برپا کیا گیا اور انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے لئے سب طرف سے مخالفین کھڑے ہوگئے۔ احمدیہ بلڈنگس کی بجلی کاٹ دی گئی اور پانی بند کردیا گیا اور احمدیہ بلڈنگس میں اندھیرا ہی اندھیرا پھیل گیا اور قریب تھا کہ آگ لگا دی جاتی اور جانوں اور مکانوں کو نذر آتش کر دیا جاتا ... وہ ایسی حالت میں افراد جماعت مستقل مزاجی سے آنے والے واقعات کا مقابلہ کرنے کے لئے ڈٹے رہے اور جب امیر قوم کے رشتہ دار کاریں لے کر آئے کہ وقت ہے نکل چلو آگ لگنے والی ہے لیکن امیر نے کہا کہ جل مرنا منظور مگر میں اپنے امام کے مقام کو چھوڑ کر کہیں نہ جاؤں گا اور جماعت کو چھوڑ کر خود اپنی جان لے کر نکل جاؤں یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ یہ صبر و استقلال کا وہ نمونہ ہے جو راستبازوں اور نیکوکاروں کے سوا کہیں دوسری جگہ ملنا مشکل ہے۔ غرضیکہ ایک احمدی کے اندر وہ تمام صفات موجود ہیں جو آیت بالا میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ پس احمدی ایک کامل مسلمان ہے۔ وہ ایک متقی اور پکا اور سچا مسلمان ہے۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

پس ہم آپ کے فتوے کو کیا کریں۔ اسکو اپنے پاس ہی رکھیں، یہ تو جناب کی اپنی ہی تصویر ہے۔ اور اس میں جناب کے اپنے ہی خد و خال نظر آتے ہیں۔ آیئے ہم آپ کو مزید اپنا مقام بتائیں جو اللہ تعالے نے ہمیں اس زمانہ کے امام کی طفیل عطا فرمایا ہے اور وہ مقام ہے مفلحون کا۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر واولئك هم المفلحون

اس آیت کے مطابق ہم ہی خدا کے فضل سے مفلحون کا وہ گروہ ہیں جن کے سپرد دعوت الی الخیر، امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر کا عظیم الشان کام ... کیا گیا۔ سو یہ کسی شیخی یا تکبر کا اظہار نہیں بلکہ محض اظہار الحق اور بطور تحدیث نعمت عرض کیا ہے ورنہ ہم کیا چیز ہیں۔ ہمارا امام بھی فرما گیا ہے ؎

یہ سراسر لطف و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمتگزار

یہ تو مولیٰ کریم کا کرم اور فضل ہے کہ اس نے ہم کو مفلحون کے گروہ میں شامل کیا ورنہ ہم اس منصب کے کب قابل تھے ہاں آپ کے فتوے کی رو سے ہم کافر ہیں لیکن اللہ کے فتوے کے رو سے ہم مومن مسلمان، متقی اور مفلح ہیں۔ فالفرق بین۔ ہم حاسدوں کے حسد کا کیا علاج کر سکتے ہیں ؎

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست
کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

اللہ تعالے کے اس فتوے کے بعد اب ہم اپنے مطاع و مقتدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوے کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہاں صاف لفظوں میں لکھا ہے:۔

من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالك

باقی ہو مٹا انتہار کے پیچھے

www.aaiil.org

مولانا مرتضیٰ خان حسن کی وفات پر

احباب کے تعزیتی خطوط

(۳)

مضمون اور نظموں سے اخبار کو رنگین بنانیوالے

بروز جمعہ از پشاور چوک یادگار

محترم و مکرم بھائی جان دام اقبالہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

کل شام میں اخبار پیغام صلح میں یہ نہایت رنجدہ خبر پڑھکر دل کو بے حد صدمہ ہوا۔ کہ پیغام صلح اخبار کو اپنے مضمون اور نظموں سے رنگین بنانیوالے حضرت مولانا مرتضیٰ خان صاحب اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

آپنے کیسے مقدس مہینے میں وفات پائی ہے۔ اللہ پاک ہم کو بھی ایسے ہی مقدس مہینے میں با ایمان اُٹھائے آمین

جب بھی اخبار آتا ہے سب سے پہلے میں پورا اخبار ایک نظر میں دیکھکر پھر گھر کے کام کاج کو اُٹھتی تھی۔ پھر دوسرے لوگ اور بچے پڑھتے تھے۔ بالخصوص ہر جمعہ کے خطبہ اور مولانا صاحب مرحوم کے۔ آہ میں کس ہاتھ سے آپ کو مرحوم لکھوں ہرگز ہاتھ نہیں اُٹھتا۔ ہاتھ کانپ رہا ہے۔ آپ کے مضمون اور نظمیں اور دعائیں بچوں کے صفحات پڑھ کر اُٹھتی تھی اور بچوں کو دیتی تھی۔ بچے اسکو پڑھکر بہت خوش ہوتے تھے مجھے یہ معلوم تھا کہ آپ اتنے بزرگ ہو گئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندگی سے اب تک ساتھی تھے۔

اور آپ ہم . . . . سب سے اتنا جلد جدا ہو گئے اسلئے ہیں۔ بچے آپ کے (بچوں کی مجلس) سے بہت ادب و اخلاق سیکھتے تھے۔ اللہ پاک اور چند سال آپ کو رکھتے تو کتنا اچھا تھا! یہ ہمارے کیا اختیار اُس کی مرضی!

ایسے تو احمدیہ انجمن کے کتنے بزرگ لوگ کتنا جلدی جلدی جدا ہو گئے۔ اللہ پاک مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اب دعا ہے کہ اللہ پاک احمدیہ انجمن اور ہماری دیندار انجمن کو ترقی و طاقت دے اور تبلیغ اسلام کے کام میں ہم سب کو ثابت رکھے۔ آمین۔

حضرت مولانا امیر ایدہ اللہ صاحب کو اور جملہ حاضرین مجلس کو السلام علیکم قبول ہو۔

فقط بیگم حبیب اللہ شاہ مبلغ اسلام حیدرآبادی

غیر احمدی کا اظہار عقیدت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب زاد لطفہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

پچھلے ہفتہ $\frac{3}{4}$ ۱۵ کا پیغام صلح نہیں ملا۔ بڑا فکر ہوا۔ آج جلد ۲۲ کا پیغام صلح ملا۔ مولانا مرتضیٰ خان حسن کے اسم گرامی کے ساتھ جب مرحوم پڑھا اور حسن نمبر جو مرحوم کی یاد میں عنقریب شائع ہو رہا ہے۔ پڑھا۔ تو واللہ دل کو صدمہ پہنچا۔ دل نے اعتبار نہ کیا۔ غیر احمدی ہونے کے باوجود میں پیغام صلح سے بڑی دلچسپی لیتا ہوں۔ چونکہ خود نعت خواں ہوں۔ اس واسطے حسن صاحب کی جو نعت پیغام صلح میں شائع ہوتی ہے۔ وہ کاغذ سنبھال کر رکھتا ہوں۔ خیال تھا کہ جو نظمیں حضرت مرزا صاحب کی رسول اکرم کی شان میں کہی گئی ہیں۔ وہ علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہو کر غیر احمدی حضرات میں مفت تقسیم کی جائیں۔ تاکہ حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ اور عشق رسول کا پتہ لگ جائے۔ یہ کام حسن صاحب سے سرانجام ہونا تھا۔ مگر قدرت کے کاموں کا کیا پتہ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بخشے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

غمزدہ صوفی محمد دین۔ ظفروال ضلع سیالکوٹ

جماعت کا چمکتا ہوا ستارہ

محترمی و مکرمی جناب مولانا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

پیغام صلح مجریہ ۱۵ مارچ ۱۹۷۰ء وصول ہوا پرچہ مذکور کو کھولتے ہی . . . حضرت مولانا مرتضیٰ خان حسن صاحب کی ہمیشہ کی جدائی کی خبر پڑھ کر دل پاش پاش ہو گیا۔ آپ یقین جانئے کہ دس پندرہ منٹ تک بالکل خاموش ہی ہو گیا۔ اور دل سے بار بار آہ اُٹھتی رہی۔ حضرت مولانا فی الواقعہ جماعت کا چمکتا ہوا ستارہ تھا۔ پیغام صلح کا کوئی پرچہ ایسا نہ تھا کہ ان کے کسی نہ کسی مضمون سے مزین نہ ہو۔ آہ ہم ہمیشہ کے لئے اُن عالمانہ اور روح کو تازہ کرنے والے مضامین سے محروم ہو گئے۔ جماعت دن بدن ان پاک وجودوں سے محروم ہو رہی ہے جو کہ اس کی رونق اور ترقی کا سبب تھے۔ آگے اُن کی جگہ بیٹھنے والے نظر نہیں آتے ہیں، اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ ازراہ کرم میری جانب سے حضرت مولانا مرحوم کے گھر میں اسکے فرزندان ارجمندان کی خدمت میں پیغام تعزیت پہنچائیں آج نماز جمعہ کے بعد انکا جنازہ غائبانہ بھی پڑھا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین جگہ عطا فرمادے اور ان کی خدمات دین اور قرآن کا خود ان کے ملئے اجر ہو۔ آمین۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

زیادہ والسلام

خاکسار۔ غلام نبی احمدی۔ ہومیوپیتھ۔ چمبہ

احمدیت کے بیحد دلدادہ

جماعت ملتان، مولانا مرتضیٰ خان حسن صاحب کی وفات کو جماعت کے لئے ایک عظیم صدمہ محسوس کرتی ہے۔ مرحوم پیدائشی احمدی اور احمدیت کے دلدادہ تھے جماعت کا کوئی فرد ہے جو مرحوم کے اشعار اور تحاریر سے ناواقف ہو نہایت عمدگی اور خوبی سے معترضین کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں سبحان اللہ۔ بچوں کی تعلیم کے لئے جو مضامین کا سلسلہ مرحوم نے جاری کر رکھا تھا وہ بہت ہی مفید کام تھا آہ! اب ایسے بزرگ کہاں ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

محمد یوسف گرمنجی ملتان

قابل قدر خدمات

(اکمل صاحب از ربوہ)

دار الصدر شرقی ربوہ۔

مکرم جناب مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ ابھی ابھی پیغام صلح ملا تو اس میں جناب حسن کی وفات کی خبر پڑھکر سخت متاثر ہوا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ محترم منظور الٰہی صاحب مرحوم کے بعد اُن سے میرے مراسم تھے کیونکہ نوجوانی میں وہ قادیان تشحیذ الاذہان کی مجلس کے ممبر۔ عنبر تخلص کرتے تھے اور مولوی محمد عبداللہ جان صاحب مجھ سے بہت اُلفت سے پیش آتے تھے۔

ریاست نگرول میں ان کی خدمات قابل قدر تھیں پھر لاہور آکر انہوں نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان کے اظہار میں اردو و فارسی نظمیں شائع کیں ان پر میں نے انہیں مرحبا جزاک اللہ کہا اس قدر نیک دل تھے کہ لاہور اپنی نظمیں اردو اور فارسی نظر ثانی کے لئے بھیجدیں، میں نے کہا یہ آپ کی کسر نفسی ہے میں خود اس قابل نہیں۔ پھر یہ جو رنگون کے مواعد کے متعلق آپ نے سلسلہ مضامین شروع کر رکھا تھا اس پر کئی بار باہم تبادلہ خیالات ہوا میں ان کو لکھتا کہ آپ منفی تبلیغ کیوں کرتے ہیں؟ پر مثبت حملہ بھی کیجئے اور اسے بتلا دیجئے کہ مستور ہے خود کیونکر مسیح و مہدی موعود ہیں اور دجال یاجوج ماجوج وغیرہ کی کیا حقیقت ہے۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

میں نے ان کو لکھا کہ فلاں فلاں رسالہ بھجوائیں تو بوجہ علالت دیر ہو جانے پر معذرت کا خط لکھا، افسوس یہ ان کا آخری خط تھا۔

والسلام — اکمل از ربوہ

علم و حلم اور وفا و محبت کے پیکر

برادرم مولانا دوست محمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرت مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن مرحوم میرے ایک بزرگ دوست جو علم و حلم کے اوصاف حمیدہ کے علاوہ وفا اور محبت کے ایک پیکر لطیف بھی تھے آپ کی اخبار سے پڑھ لیا کہ ہم سے ہمیشہ کے واسطے جدا اور خالق حقیقی کو پیارے ہو گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ لیکن جو دکھ محسوس ہوا اور ہو رہا ہے اس کی خبر وہی جانتا ہے جو ایک کو دوسرے کے ملنے سے مانوس کرتا ہے۔ یہ دل میں گھر کرنے والے دوستوں کی آتے

(باقی بر صفحہ ۱۰)

www.aaiil.org

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

رمضان میں قرآن پر غور و خوض - ایک پادری صاحب سے گفتگو - برادر ہڈ فیڈریشن میں لیکچر - ۲۷ رمضان کو جلسہ

غلام احمد بشیر مبلغ ہالینڈ

ماہ رمضان کے دوران میں ہم ہر جمعہ کی شام کو اپنے ڈچ مسلمان دوستوں کی معیت میں جمع ہو کر قرآن مجید کے مختلف مقامات کا ترجمہ ڈچ زبان میں پڑھ کر ان میں بیان شدہ مضامین پر غور و خوض کرتے رہے۔ ہمارے ڈچ مسلمان بھائی اس میں بہت دلچسپی کا اظہار کرتے رہے۔ بعض اوقات چند ایک غیر مسلم احباب بھی ہمارے جلسوں میں شریک ہوتے رہے۔ علاوہ ازیں مختلف اوقات میں ہم اسلام میں زیادہ دلچسپی لینے والے احباب کو اپنے ہاں مدعو کر کے ان کے ساتھ مختلف مسائل پر گفتگو کرتے رہے۔

ایک پادری صاحب سے گفتگو

اسی سلسلہ میں خاکسار مع بیگم صاحبہ ایک پادری صاحب کے ہاں انہیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دینے کے لئے گئے۔ یہ پادری ہیگ کے بہت بڑے حلقہ میں بہت اثر رکھتے ہیں میرے ساتھ ان کی بہت دیر سے واقفیت ہے۔ مگر باوجود اس کے ہمیں اختلافی مسائل پر کبھی بھی گفتگو کرنے کا موقعہ نہ ملا تھا۔ اب جب ہم ان کے ہاں گئے تو انہوں نے خود ہی بات شروع کر دی، اور فرمانے لگے کہ دراصل عیسائیت اور اسلام میں کوئی اتنا فرق نہیں جتنا کہ ظاہر میں معلوم ہوتا ہے۔ ہم جو حضرت مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں اس سے مراد حقیقت میں اللہ کا بیٹا ظاہر کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ان کا بلند مرتبہ ظاہر کرنا ہے پھر کہنے لگے کہ اختلاف صرف مسئلہ کفارہ میں ہے مگر یہ بھی کوئی اتنا بڑا اختلاف نہیں کیونکہ بائبل کے عہد قدیم میں بھی قربانی وغیرہ دی جاتی تھی تاکہ اس سے گناہ معاف ہوں اور اسلام میں بھی قربانی کا وجود پایا جاتا ہے۔ میں نے اس پر عرض کیا کہ ہم بھی تو حضرت مسیح پر ایمان رکھتے ہیں مگر ان کی خدائی کو نہیں مانتے اور اگر آپ کے نزدیک ابن اللہ سے مراد حقیقی نہیں بلکہ مجازی معنی مراد ہیں تو پھر واقعی اس مسئلہ میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ قربانی کا وجود جو اسلام میں پایا جاتا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ قربانی کا جانور انسان کے گناہ اپنے اوپر لے لیتا ہے بلکہ وہ دراصل انسان کی اپنی قربانی ہوتی ہے کیونکہ انسان قربانی کا جانور اپنے ہاتھ کی محنت سے پیدا کئے ہوئے سرمایہ سے خریدتا اور اللہ کی راہ میں قربان کرتا ہے علاوہ ازیں قربانی کرنے والا انسان خود ہوتا ہے کوئی تیسرا وجود نہیں ہوتا۔ قربانی کا گوشت اور لہو کوئی وقعت نہیں رکھتا بلکہ اس قربانی کے پیچھے جو انسانی نیت کارفرما ہوتی ہے، وہ خدا کے نزدیک ایک معنی رکھتی ہے لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم۔

تھوڑی سی گفتگو کے بعد ہم نے ان کے ساتھ وقت مقرر کیا اور پھر وہ ہمیں اپنی کار میں چھوڑ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ ہمیں ملنے کے لئے تشریف لائے تو ان کے ساتھ ان کی اہلیہ محترمہ کے علاوہ ان کے لڑکے اور سیکرٹری بھی تھے۔ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد میرے ایک سوال کے جواب میں فرمانے لگے ...... کہ میں نے اس وقت جو بیان دیا تھا ہو سکتا ہے کہ اس سے کسی کو غلط فہمی ہو اس لئے میں اس کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ پھر فرمانے لگے کہ جب آپ ہمارے پاس آئے تھے میں کچھ تھکا ہوا تھا اور مجھے کسی اور جگہ بھی پہنچنا تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ جلدی میں بات واضح نہ کر سکا ہوں۔ اس کے بعد پھر ابن اللہ کے متعلق اپنا عام عقیدہ ہی ظاہر کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہماری پہلی ملاقات کے بعد ان کی سیکرٹری نے انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہو۔ خیر دو تین گھنٹہ تک ان کے ساتھ مختلف امور پر بات چیت ہوتی رہی۔ بارہ بجے شب کو ہماری یہ مجلس برخاست ہوئی۔ میں اس جگہ احباب کی دلچسپی کے لئے یہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہالینڈ میں اس قسم کی ملاقاتوں کا وقت بارہ بجے تک عموماً جاری رہتا ہے۔ یہ لوگ انگریزوں کی طرح وقت کے اتنے پابند نہیں ہیں اور ملاقات کے وقت جب گفتگو شروع ہو تو پھر اس میں اتنی دلچسپی لیتے ہیں کہ وقت کا خیال بالکل نہیں رہتا۔ لہٰذا یہاں عام طور پر ملاقات کا وقت آٹھ بجے سے بارہ بجے شب تک تصور کیا جاتا ہے۔ بہرحال ان کی اس عادت سے ہمیں ان کے ساتھ مختلف مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے جلسوں کے مواقع پر بھی اس وجہ سے بارہ بج جاتے ہیں۔

غیر مسلم احباب کے علاوہ ہم اپنے ڈچ مسلم احباب کو بھی رمضان کے دوران میں اپنے ہاں مدعو کرتے رہے۔

برادر ہڈ فیڈریشن سوسائٹی میں لیکچر

اس ماہ کے دوران میں ہم نے دو اجتماع کئے۔ ایک جلسہ پر اور دوسرا عید کے موقعہ پر۔ اس کے علاوہ ایک سوسائٹی کی طرف سے خاکسار کو تقریر کے لئے بلایا گیا۔

برادر ہڈ فیڈریشن سوسائٹی کے نوجوانوں کی مجلس کی طرف سے خاکسار کو ۱۱ مارچ کو ان کے ہاں تقریر کرنے کی دعوت ملی چنانچہ خاکسار نے اسی تاریخ کو وہاں جا کر اسلام کے موضوع پر مختصر تقریر کی جس میں نوجوانوں نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ منتظمین کے کہنے کے مطابق حاضری ان کی توقعات سے بہت بڑھ کر تھی۔ خاکسار نے تقریر شروع کرتے ہوئے سب سے پہلے بتلایا کہ مغربی ممالک میں عام طور پر ہمارے مذہب کو محمڈن ازم کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اسی نام سے عام طور پر لوگ واقف ہیں مگر یہ نام ہم نے خود انتخاب نہیں کیا بلکہ یورپین لوگوں نے ہی تجویز کیا ہوا ہے۔ ہمارے مذہب کا صحیح نام اسلام ہے اور اسلام نام اس مذہب کی علت غائی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے یعنی اس مذہب کا مقصد یہ ہے کہ وہ انسان کو آہستہ آہستہ اس طرف لائے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے حضور لا کھڑا کر دے اور پھر اپنی مرضی کو اس کی مرضی کے کلی طور پر تابع کر دے۔

پھر تقریر کو جاری رکھتے ہوئے انہیں بتلایا کہ اسلامی تعلیم کے دو حصے ہیں (۱) ایمانیات (۲) عملیات - عملیات میں نماز روزہ، حج، زکوٰۃ شامل ہیں۔ ان پانچ امور کو پانچ ارکان اسلام کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں اسلام کی عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ پھر خاکسار نے ارکان خمسہ کی تفصیل بتلائی اور ان کی حکمت پر مختصر طور پر روشنی ڈالی، اس کے بعد ایمانیات پر بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ اسلام سب سے پہلے خدا تعالیٰ کی ہستی اور خدا تعالیٰ کی توحید پر زور دیتا ہے۔ اسلام ایسا خدا پیش کرتا ہے جو ہر لحاظ سے کامل ہے جو ہر قسم کی کمزوری سے بالا ہے وہ نہ تو کسی کا بیٹا ہے اور نہ ہی باپ، وہ عالم الغیب اور قادر مطلق ہستی ہے۔ وہ انسانوں پر بار بار رحم کرنے والا اور انسانوں کے گناہوں کو بغیر کسی بدلہ کے معاف کر سکتا ہے۔

اسلام تمام بنی نوع انسان کی وحدت سکھلاتا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمان اپنے آپ کو عالمگیر برادری کے افراد تصور کرتے ہیں، ہر انسان جو دنیا میں آتا ہے، کسی قسم کے گناہ کے بغیر پیدا ہوتا ہے، اسلام نہ تو پیدائشی گناہ کا قائل ہے اور نہ ہی موروثی یا کسی دوسرے جنم کے گناہوں کا۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ جس فطرت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اس کی حفاظت کرے۔ جنت و دوزخ انسانی اعمال کا پرتو ہیں۔ جنت چونکہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا نتیجہ ہے اس لئے وہ ہمیشہ کے لئے ہے مگر دوزخ وقتی حیثیت رکھتا ہے اور انجام کار ہر انسان جنت کی دائمی خوشی کا وارث ہوگا۔

اسلام تمام مذاہب میں صداقت کا قائل ہے، تمام مذاہب ابتداءً خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے مگر بعد میں ان مذاہب کے پیرو کاروں نے الہامی کتب میں تحریف و تبدیل کر کے اصل تعلیم سے انحراف کیا۔ قرآن مجید جو اسلام کی کتاب ہے بالکل محفوظ ہے اور اس میں کسی قسم کے رد و بدل کی گنجائش نہیں۔

اسلام مذہب اور عقل کو دو متضاد امور قرار نہیں دیتا بلکہ وہ اس پر زور دیتا ہے کہ مذہب ماں باپ کی تقلید کا نتیجہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ ضروری ہے کہ انسان اس پر غور کرے اور غور و فکر کے بعد مذہب کو قبول کرے۔ اسی لئے اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ مذہب میں کسی قسم کا جبر و تشدد جائز نہیں لا اکراہ فی الدین۔ اگر مذہب کا انحصار جبر پر ہوتا تو پھر خدا تعالیٰ خود انسانوں کو مجبور کر کے کسی خاص مذہب کا متبع بنا سکتا تھا۔ تقریر کے بعد قریباً پون گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

ستائیس رمضان کو جلسہ

دوسرا جلسہ ہم نے رمضان شریف کی ستائیسویں تاریخ کو اپنے مکان پر کیا اور جلسہ کا اعلان ہم نے اس طرح کیا کہ تیرہ سو بانوے سال گذرے اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کی پہلی آیت کا نزول ہوا۔ لہٰذا اس امر کی یاد میں ہم ۲ مارچ کو شام کے آٹھ بجے ہم ایک خاص جلسہ کریں گے۔ چنانچہ وقت معینہ پر بہت سے احباب جمع ہو گئے۔ سب سے قبل خاکسار نے احباب کو خوش آمدید کہا اور جلسہ کی غرض و غایت ...... بیان کی، اس کے بعد قرآن مجید کی سورۃ والضحٰی کی تلاوت کی جس کا ترجمہ مسٹر فان ادینک نے سنایا اس کے بعد ڈاکٹر موسیٰ یونگ نے اس سورۃ کا ترجمہ نظم کی صورت میں حاضرین کو سنایا جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد خاکسار نے قرآن مجید کے جدید نظریات کے موضوع پر مختصر سی تقریر کی جس میں بتلایا کہ اگرچہ بظاہر قرآن مجید کی تعلیم دوسری الہامی کتب سے الگ معلوم نہیں ہوتی تاہم اس کی تعلیم پر نظر غائر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن نے بہت سے جدید نظریات پیش

www.aaiil.org

کیسکے انہا سنے خیالات میں بہت بڑی تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ مثلاً خدا تعالےٰ کی ہستی اور صفات کے متعلق قرآن نے نہایت ہی جدید پیرایہ میں ایسی تعلیم دی ہے کہ جس سے کسی دوسرے خدا کے وجود کا خیال بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ نیکی اور بدی کا منبع معلوم نہ ہونے کی وجہ سے پہلے مذاہب نے کچھ ایسی باتیں بیان کی ہیں جن سے شک پڑتا ہے کہ شاید خدا تعالےٰ کے علاوہ بھی کوئی ایسی ذات موجود ہے جو مستقل بالذات ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں بدی وغیرہ کا موجب ہو رہی ہے۔ قرآن مجید نے آکر ایسے امکان کو ممتنع قرار دیتے ہوئے بتلایا ہے کہ خدا کے بغیر کوئی چیز بھی قائم بالذات نہیں۔ اور بدی دراصل نیکی کے معدوم ہونے کا نام ہے جو کہ قوانین قدرت کو صحیح طور پر استعمال نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

قرآن نے آکر بنی نوع انسان کی یگانگت کو واضح طور پر ثابت کر دیا ہے، جبکہ گذشتہ مذاہب انسانوں میں اختلاف کے قائل تھے۔ قرآن کہتا ہے کہ تمام انسان خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف کامل رجوع کریں۔ مذاہب سب کے سب خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں، اس لئے قرآن تمام انبیاءؑ پر ایمان لانے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ نظریہ بھی قرآن مجید کا اپنا نظریہ ہے۔ اسی طرح جہنم کے منقطع ہونے کا نظریہ بھی پہلے لوگوں کو معلوم نہ تھا، پھر قرآن نے آکر مذہب اور سائنس کے اختلاف کو بھی دور کر دیا ہے اور مذہب کو عقل و دانش کے خلاف قرار نہیں دیا بلکہ دونوں میں اتحاد پیش کرتے ہوئے عقل کو مشعل راہ کے طور پر استعمال کرنے کی تلقین کی ہے۔

اس کے بعد مسٹر خان اونک نے قرآن مجید کی روحانی ترقی سے تعلق رکھنے والی تعلیم پر روشنی ڈالی اور بتلایا کہ قرآن نے انسان کے لئے غیر متناہی ترقیات کا دروازہ کھول دیا ہے اور انسان کو ایسی تعلیم دی ہے کہ جس کے نتیجہ میں وہ دائمی خوشی کو حاصل کر سکتا ہے۔ اسلام نے قوانین قدرت کے مطابق عمل کرنے کو مذہب کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق قرار دیا ہے۔ قرآن انسان کو ایسی تعلیم دیتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں انسان آہستہ آہستہ اپنے آپ کو آستانہ الوہیت پر گراتا ہے اور کہتا ہے کہ میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔ آپ نے نہایت ہی جوش کے ساتھ تقریر کی جس کا اثر حاضرین پر بہت اچھا ہوا۔

آپ کے بعد سیف اللہ خالد براؤن نے مختلف یورپین علماء اسلام کے اقوال پیش کر کے ثابت کیا کہ اسلام کی تعلیم کا اثر لاثانی ہے۔ اسلام جو عالمگیر برادری کی تعلیم دیتا ہے وہ تمام دوسرے مذاہب سے یکتا ہے۔ اسلام کی کتاب کے محفوظ ہونے کے متعلق بھی آپ نے مختلف اقوال پیش کر کے بتلایا کہ باوجود اتنا عرصہ گذرنے کے قرآن مجید بغیر کسی قسم کے ردوبدل کے ہم تک پہنچا ہے۔ ان کے بعد مکرم ڈاکٹر دیکووٹگ نے اسلام کی ابتدائی تاریخ کے چند چیدہ چیدہ واقعات سنائے اور اسلام کی تعلیم کا اثر پیش کر کے بتلایا کہ اس تعلیم کو لانے والا یقیناً خدا کا بھیجا ہوا تھا۔ آپ نے قرآن مجید کے متعلق بتلایا کہ اس کی تعلیم نہایت ہی رواداری کی تعلیم ہے۔ لا اکراہ فی الدین کی آیت پر آپ نے کافی

زور دیا۔ تقاریر کے بعد وقفہ۔ حاضرین کی تواضع کافی وغیرہ سے کی گئی۔ اور وقفہ کے بعد تبادلہ خیالات کا سلسلہ شروع ہوا جو کہ گیارہ بجے تک جاری رہا۔ اس دوران میں بہت سے مسائل پر روشنی ڈالنے کا موقعہ ملا۔ تمام حاضرین نہایت ہی اطمینان کے ساتھ ساری کارروائی سنتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ہے کہ اس نے اس طرح یہ ہمیں لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق بخشی۔ امید ہے کہ ہمارے احباب ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں گے۔ عید کے متعلق تفصیل رپورٹ بدیہ ناظرین کی جاتے گی۔ والسلام

غلام احمد بشیر از ہالینڈ

تعزیتی خطوط ـــــ بسلسلہ صفحہ ۸

دن کی کمی احمدیہ بلڈنگس کی اداسی کا موجب ہو رہی ہے، دوستوں اور پُرخلوص یاروں کی ملاقاتیں بار بار حاضری کے واسطے جذبات میں تحریک پیدا کیا کرتی ہیں۔ دیکھتا ہوں کہ ان چند سالوں میں کتنے روشن ستارے غروب ہوئے، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے

آمین۔ چند دنوں سے اظہار ہمدردی اور دلی پسماندگان مولانا مرحوم خالد صاحب کا خیال آتا رہا۔ مگر عدم واقفیت رکاوٹ بن جاتی رہی۔ یہ چیز تو اب ہمارا وصف بن گیا ہے لیکن افسوس صد افسوس۔ اور یہ ایک عیب بن بیٹھے ہیں کیونکہ اللہ رحم کرے۔ پھر آج خیال آیا اور یاد آئی کہ آپ ہی حضرت مرحوم کے ایسے دوست تھے۔ جنہیں دو قالب یک جان کے مصداق میں دیکھتا رہا ہوں، لہذا آپ کے ذریعہ اس کا اظہار کر رہا ہوں، میرے مرحوم و مغفور جگری دوست کے گھر میں سب کو میرا اسلام مسنون پہنچا کر میری بارگاہ یعنی مجھ شریک غم کی جانب سے دلی اظہار افسوس و ہمدردی کا پیغام پہنچا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کا محافظ و ناصر ہو آمین ثم آمین۔ جملہ حاضرین مجلس کو سلام مسنون۔ والسلام۔

ایک ...... (شیخ) فضل الرحمن

اڈگو ...... خان

خط و کتابت کرتے

چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

www.aaiil.org

سٹار برانڈ

پریمیئر کی مصنوعات

جو

عمدگی اور پائیداری کی وجہ سے پاکستانی اور غیر ملکی منڈیوں میں مقبولِ عام ہیں

تیار کردہ

پریمیئر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائل پور

فون نمبر ۲۱۶۶-۲۱۰۲

کتاب دو نبی

(بسلسلہ صفحہ ۹)

ہو لہٗ ذمۃ اللّٰہ وذمۃ رسولہ -

(بخاری)

یعنے جو ہماری نماز پڑھے جو ہمارے قبلہ کو قبلہ مانے - اور جو ہمارا ذبیحہ کھائے - وہ مسلم ہے - اس کے لئے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے -

لیجئے اب فیصلہ ہو گیا - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوے کی رُو سے بھی احمدی لوگ مسلمان ثابت ہوتے ہیں - کیونکہ احمدی وہی نماز پڑھتے ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی - اس میں سر مو تفاوت نہیں - احمدی اسی کو اپنا قبلہ مانتے ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے امت کے لئے بحکم خدا وندی مقرر فرمایا - احمدی وہی ذبیحہ کھاتے ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے کھایا اور جائز رکھا - جو چیز حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے حلال قرار دی اسی کو احمدی بھی حلال مانتے ہیں اور جو چیز حضور صلعم نے باذن الٰہی حرام قرار دی اسی کو احمدی بھی حرام سمجھتے ہیں ولا غیر، کیا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم اور اس فتویٰ کے بعد بھی احمدیوں کے اسلام میں کچھ شک رہ گیا؟ خدا اور خدا کے رسول کے فتویٰ کے مطابق ہم بفضلہٖ مسلمان ہیں۔ وانظر الیٰ ما قال المسیح موعود

ما مسلمانیم از فضل خدا ؛ مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام ؛ ہر نبوت را بروشد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست ؛ بادۂ عرفانِ ما از جام اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب ؛ نزد ما کفراست و خسران و تباب

معجزاتِ انبیائے سابقین ؛ آنچہ در قرآں بیانش بالیقین

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

پیغام صلح ۱۵ اپریل ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل ۲۳۸ شمارہ ۱۵

برہمہ از جان و دل ایمان ماست ؛ ہر کہ انکار کند از اشقیا است
اندریں دیں آمدہ از مادریم ؛ ہم بریں از دار دنیا بگذریم
غرض خدا کا کلام اور محمد رسول اللہ کا کلام ہمیں مومن مسلمان قرار دیتا ہے،
کیا آپ خدا کے کلام اور خدا کے رسول کے کلام کے سامنے اپنا سر جھکا ئیں گے؟
اگر آپ فی الواقعہ مسلمان ہیں تو ضرور جھکائیں گے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں

کریں گے اور خود آپ کے مسلمات کی رو سے مسلمان کی تعریف یہی ہے کہ
خدا اور خدا کے رسول کے ہر کلام کو صحیح مانے اور اس پر کوئی اعتراض
نہ کرے۔ آیئے اگر آپ سچے ہیں تو اس حکم کو صدق دل سے قبول کریں
اور بلا چون و چرا اس کے سامنے گردن تسلیم خم کر دیں۔ اسی میں آپ
کا بھی بھلا ہے اور کل مسلمان قوم کا بھی بھلا ہے واعتصموا [۲۲]

[۳]ص بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ اہل قبلہ کو کافر کہنا بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کرنا ہے ۔ کلمہ گویاں را چرا کافر نہی نام ائے اخی اگر تو داری توفیق حق از ہیچ کفر خود برآر ۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۷۴۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہم نہیں دیتے ہیں کو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ایڈیٹر:۔ دوست محمد

جلد ۴۸ | نمبر ۱۶ | جمعہ مؤرخہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء

اسلام کی اخلاقی کرامت ہر میدان میں کامیاب ہوتی ہے اسکو اپنے اندر پیدا کرو

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا ہی ایمان کا طریق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص یقین کامل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا ہاتھ دعا کے لئے اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کبھی رد نہیں کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ سے مانگو اور صدق نیت اور یقین سے مانگو۔ میری نصیحت پھر یہی ہے کہ اچھے اخلاق ظاہر کرنا ہی اپنی کرامت کو ظاہر کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ کراماتی بننا نہیں چاہتا۔ تو وہ یہ بات یاد رکھے۔ کہ شیطان اسے دھوکے میں ڈال رہا ہے۔ کرامت سے عُجب اور پندار مراد نہیں ہے۔ بلکہ کرامت سے لوگوں کو اسلام کی سچائی اور حقیقت معلوم ہوتی ہے اور ہدایت ملتی ہے۔ میں تمہیں پھر کہتا ہوں۔ کہ عجب اور پندار تو اخلاق کرامت میں داخل ہی نہیں پس یہ شیطانی وسوسہ ہے اس سے بچو۔ دیکھو کروڑ ہا مسلمان جو روئے زمین کے مختلف حصص میں نظر آتے ہیں کیا یہ تلوار اور جبر اور اکراہ سے مسلمان ہوئے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ بلکہ یہ سب اسلام کی کراماتی تاثیر ہے جو ان کو کھینچ لائی ہے۔ کرامتیں انواع و اقسام کی ہوتی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک اخلاقی کرامت بھی ہے جو ہر میدان میں کامیاب ہوتی ہے۔ جو لوگ مسلمان ہوئے انہوں نے صرف راستبازوں کی کرامات ہی دیکھیں۔ اور انہیں کا اثر اُن پر پڑا۔ کہ وہ مسلمان ہو گئے۔ ان لوگوں نے اسلام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا۔ یہ نہیں کہ تلوار دیکھی ہو۔ بڑے بڑے محقق انگریزوں کو بھی یہ بات ماننی پڑی ہے کہ اسلام کی سچائی کی رُوح ہی ایسی زبردست ہے کہ جو غیر قوموں کو اسلام کا حلقہ بگوش بننے پر مجبور کر دیتی ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے حسنِ اخلاق کی تبدیلی دکھلاتا ہے کہ وہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے۔ وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔ اس حسنِ اخلاق کا اثر ہمسایہ پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۱۵)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی موسیٰؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما بعثنی اللہ بہ من الھدیٰ والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضًا فکانت منھا طائفۃٌ طیبۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت منھا اجادب امسکت الماء فنفع اللہ بھا الناس فشربوا وسقوا وزرعوا و اصاب منھا طائفۃً اُخریٰ انما ھی قیعانٌ لا تمسک ماءً ولا تنبت کلاءً فذالک مثل من فقہ فی دین اللہ و نفعہ ما بعثنی اللہ بہ فعلم وعلّم ومثل من لم یرفع بذالک راسًا ولم یقبل ھدی اللہ الذی اُرسلت بہ متفق علیہ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ وہ علم و ہدایت جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر دنیا میں بھیجا اس کی مثال کثرت باراں کی سی ہے (جو عین وقت پر) زمین پر نازل ہوئی۔ چنانچہ زمین کے اچھے حصے نے اس بارش کو اپنے اندر جذب کیا اور خشک اور ... گیا۔ ایک ٹکڑا زمین کا سخت تھا اور اس نے (بڑے بڑے تالابوں کی شکل میں) پانی کو جمع کر لیا لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ پیا اور (اپنے مویشیوں اور دیگر جانداروں کو) پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا۔ پھر وہی بارش (تیسرے) حصہ پر پڑی جو ایسا تھا جیسے بنجر میدان ہوتا ہے نہ اس پر پانی ٹھہرا اور نہ ہی ... روئیدگی پیدا ہوئی۔ پس

چنانچہ مثل مذکورہ (پہلی اور دوسری مثال) اس طرح ہیں کہ ایک شخص نے تفقہ کیا اللہ تعالیٰ کے دین میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا اس سے خود نفع اٹھایا علم حاصل کیا اور لوگوں کو اس نے (پاکیزہ) علوم سے بہرہ ور کیا۔ اور (بنجر قطعہ کی) مثال اس شخص کی ہے جس نے ان پاکیزہ علوم کی طرف التفات نہ کیا اور نہ اس ہدایت کو قبول کیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے (نسل انسانی کی اصلاح اور راہنمائی کے لئے) دے کر بھیجی ہے۔

(۱) وحی قرآں مردگاں را جاں دہد
صد خبر از کوچہ عرفاں دہد
(۲) از یقینیات ہمے تاید علمے
کاں نہ بیند کس بصد عالم ہمے

ترجمہ (۱) قرآن کی وحی مُردوں میں جان ڈالتی ہے اور معرفت کے کوچہ کی سینکڑوں باتیں بتاتی ہے (۲) اور یقینی علوم کا ایک ایسا جہان دکھاتی ہے جو کوئی سو جہانوں میں بھی نہیں دیکھ سکتا۔

www.aaiil.org

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعود)

جزیرہ بحر ہند

از مسٹر محمد فضل مارسو فونگسن پو پاوو ماریشس جزیرہ بحر ہند۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مجھے امید ہے کہ آپ میرے سوالات کا جواب تسلی بخش عنایت فرمائیں گے۔ ہم مسلمان اہالیان ماریشس میں انتشار ہے، مثال کے طور پر مولانا علیم صدیقی صاحب اور ان کے فرزند رشید مولانا نورانی صاحب ہماری صحیح رہنمائی سے قاصر رہے ہیں، بناءبریں ہم عرض پرواز ہیں کہ مقصد ذیل مسائل پر کامل روشنی ڈالی جائے:۔

(۱) بعض خاص خاص مذہبی لوگ تلقین کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ سے اپنے امور اور معاملات کے لئے دعا کرنا چاہتے ہیں تو کسی بڑے مذہبی رہنما کی وساطت تلاش کرو تاوہ اللہ تعالےٰ سے تمہاری مراد پوری کرا دے اگر ایسا انسان فوت ہو گیا ہو تو اس کی قبر پر جا کر ان سے سفارش کی التدعا کریں تاکہ وہ تمہاری امداد کر سکے۔

ایک آدمی بہت بیمار ہو گیا مگر بجائے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے وہ بعض مردہ پیروں کو پکارنے لگ گیا۔ میری اپنی رائے یہ ہے کہ یہ طریق بالکل غلط ہے کیونکہ قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ میں ہے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ وسیلہ اور سفارش کے لئے یہ دلیل دیتے ہیں کہ بادشاہ کو ملنا ہو تو وزیر کے توسط سے ملا جاتا ہے۔ اندریں حالات وسیلہ کے متعلق کوئی قرآن شریف میں آیت ہے تو اس کے متعلق انگریزی میں تشریح و تفسیر کی جائے۔

(۲) حال ہی میں بڑا حیران کن واقعہ رونما ہوا ہے وہ یہ کہ مولانا نورانی صاحب آج کل یہاں آئے ہوئے ہیں اور دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ ان کے ہاتھ اور کپڑوں کو بوسہ دیتے ہیں، میرے خیال میں یہ اچھی بات نہیں۔ اگر اس کے خلاف کوئی حدیث نبوی ہو تو انگریزی میں اس کے ترجمہ اور تفسیر سے اطلاع بخشیں۔

(۳) قریباً قریباً ماریشس کی ساری مسلم آبادی "سلام (یا رسول سلام علیک) کھڑے ہو کر پڑھتی ہے مگر میرا خیال ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۴) کیا ہم بڑے بڑے مذہبی (مسلمان) بزرگوں کے فوٹو اپنے کمرہ میں دیوار کے ساتھ لٹکا سکتے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو کیوں؟ کیا آپ اس کے بارہ میں تسلی بخش جواب دے کر ممنون فرمائیں گے۔

(۵) یہاں جب کوئی شخص ہمارے نبی مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتا ہے (جیسے اذان میں) یا نام لیتا ہے تو اپنے دونوں ہاتھ ملا کر چومتا ہے اور اپنی آنکھوں پر لگاتا ہے۔ اس کے متعلق انگریزی میں جواب دیں۔ میں قبل از جواب آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مفصل کتاب کی قیمت لکھ کر بھیجیں۔

(انہیں لٹریچر اور جواب طلب امور سے متعلق خط بھیجا گیا ہے۔ غلام قادر)

انڈونیشیا

از مسٹر ایچ ایس پڑلو گونتر پوتورو گو۔ انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اپنا تعارفی خط جناب کی خدمت میں ارسال کرتے ہوئے از حد خوشی محسوس کر رہا ہوں۔

میں اپنے ملک کے موڈرن اسلامک اسکول میں معلم ہوں۔ میں نے آپ کے ادارہ کی شائع شدہ چند کتابیں پڑھی ہیں اس میں اشاعت اسلام کے متعلق اغراض مقاصد اور طریق عمل پڑھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔

میری دلی خواہش ہے کہ میں آپ سے فیض حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھوں۔ مجھے آپ کے لٹریچر بالخصوص قرآن شریف کی بہت ضرورت ہے۔

میں اپنے سکول کے تمام استادوں کی طرف سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمیں قرآن شریف۔ محمڈی پرافٹ اور کچھ عربی کتب ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

آپ کی بیش بہا کتب کی ہمیں بہت ضرورت ہے۔

(انہیں قرآن شریف۔ محمڈی پرافٹ اور دیگر لٹریچر اور رخط وغیرہ بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

نائیجیریا

از مسٹر ایس۔ رگی گا رباجیما۔ کانو نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر آپ پہلی فرصت میں اپنی کتب کی نئی فہرست ارسال کریں تو میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔ مجھے قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ اور تفسیر مؤلفہ مولانا محمد علی (مرحوم و مغفور) کا آخری ایڈیشن پڑھنے کا بہت شوق ہے اور مجھے اس کی بہت ضرورت ہے۔

میرے بہت سے دوستوں کی دلی خواہش ہے کہ میں قرآن شریف اور آپ کی کتب ان کے لئے منگوا دوں۔

امید ہے آپ مجھے دوسرے اسلامی لٹریچر کے حصول میں میری اعانت فرمائیں گے جو اسلامی تعلیم حاصل کرنے میں ممد و معاون ہو۔

(انہیں فہرست کتب اور لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

فلپائن

از مس آمنہ محمد۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی محبت بھری چٹھی مل گئی ہے بہت بہت شکریہ۔ میں آپ کے خطوط کا انتظار بہت محبت اور شوق سے کرتی رہتی ہوں، جب بھی آپ کے مکتوب اپنے حق میں، دعاؤں کے متعلق پڑھتی ہوں تو مجھے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور اپنی کامیابیوں کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کے ملفوظات طیبہ اور قرآن مجید کے اقتباسات جن سے آپ اپنی چٹھیوں کو مزین فرماتے ہیں میری روحانی ترقیات کا باعث ہیں۔

میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ پاکستانی مسلمان بہت ہی مخلص اور صادق القول ہیں اور بہت ہی مہربان اور اپنے فرض منصبی کو پہچاننے والے ہیں۔

اپنے ملک میں تو مجھے اسلام سے محبت رکھنے والے اور خدمت کرنے والے بہت کم نظر آتے ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ لوگ مجھے اپنے ملک کے متعلق بے رحم سمجھیں اور میرے پاکستان جانے اور پاکستان کو پسند کرنے پر کوسیں۔ میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتی رہتی ہوں کہ میرے اپنے ملک کو۔ ماں باپ اور عزیز و اقارب کو چھوڑ کر پاکستان جانے کے لئے توفیق عطا فرمائے کیونکہ میں اسلام سیکھنے کی غرض سے پاکستان جانا چاہتی ہوں۔

میں نے اب ہائی سکول سے گریجوایٹ کی ڈگری چوتھے نمبر پر حاصل کی ہے اور مجھے کوٹاباٹو کالج سے وظیفہ کی پیشکش آئی ہے۔ اگرچہ میں وظیفہ کی نہایت خواہشمند نہیں تاہم نے یہ پیشکش قبول کر لی ہے۔

میں اپنا زیادہ تعارف کرانے کے لئے اپنا فوٹو بھیج رہی ہوں۔ فوٹو واپس بھیجنے کی ضرورت نہیں آپ کی بچیاں اور بہنیں رکھ سکتی ہیں۔

میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتی ہوں کہ ہمارے رمضان کے روزے اور درود شریف قبول فرمائے۔ والسلام

(لٹریچر اور جواب خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مورخہ ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء

ختم نبوت اور کشف و الہام

اپریل سنہ ۱۹۶۰ء کے "طلوع اسلام" میں "سلیم کے نام" جو مضمون شائع ہوا ہے، اس میں جناب پرویز نے پھر اس بات پر زور دیا ہے کہ ختم نبوت کے بعد کشف و الہام کی کوئی گنجائش نہیں، چنانچہ لکھا ہے :-

"سلسلۂ نبوت کے ختم ہو جانے کے معنی یہ ہیں کہ وہ جو خاص ذریعہ علم تھا (جس میں کسی انسان کو خدا کی طرف سے عام ذرائع علم کے بغیر براہ راست علم حاصل ہوتا تھا) اس کا دروازہ بند ہو گیا ان تصریحات سے ظاہر ہے سلیم! کہ اگر (نبی اکرمؐ کے بعد) کوئی شخص اس کا دعوےٰ کرے کہ اسے خدا کی طرف سے براہ راست علم عطا ہوتا ہے تو وہ شخص نبوت کے بند دروازے کو کھولنے کا مدعی ہے یہ بات بالکل واضح ہے جس میں کسی التباس یا ابہام کی کوئی گنجائش نہیں قرآن نے کہیں نہیں کہا کہ اس کے بعد کسی انسان کو خدا کی طرف سے براہ راست علم مل سکے گا اس میں (نبی اکرمؐ کے بعد) کسی شخص کی طرف وحی یا الہام کئے جانے کے امکان کا کوئی ذکر نہیں"

"لیکن تصوف کی ساری عمارت اس بنیاد پر اٹھتی ہے کہ (رسول اللہؐ کے بعد بھی) انسانوں کو خدا کی طرف سے براہ راست علم حاصل ہو سکتا ہے (اور ہوتا ہے) اس علم کو (وحی کے بجائے) الہام یا کشف کہا جاتا ہے اور جسے یہ علم ملتا ہے اسے (نبی کے بجائے) ولی یا صوفی کہتے ہیں اس مختصر سی تشریح ہی سے تم نے دیکھ لیا ہو گا سلیم! کہ تصوف کا دعوےٰ بالفاظ دیگر نبوت کا دعوےٰ ہے اور اس کا نام وحی کے بجائے الہام یا کشف اور اس کے مدعی کا نام نبی کے بجائے ولی رکھ لینے سے کچھ فرق نہیں پڑتا"

اس کے بعد شیخ محی الدین ابن عربیؒ کا ایک حوالہ نقل کر کے لکھتے ہیں :-

"میں نہیں سمجھتا کہ ان تصریحات کے بعد اس ضمن میں کچھ اور کہنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ دعوےٰ نبوت اور دعوےٰ الہام اصل کے اعتبار سے ایک ہی ہے (یہی وہ دروازہ تھا جس سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نبوت کی کرسی پر بیٹھنے کے لئے داخل ہوئے تھے)"

آخری فقرہ جو بین القوسین لکھا ہے، بالخصوص قابل غور ہے، حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا دعوےٰ الہام ہی ایک چیز ہے جو پرویز صاحب کے لئے دکھ کا موجب ہو رہا ہے، اسکو وہ نبوت کی کرسی پر بیٹھنے کا دروازہ قرار دیتے ہیں حالانکہ ان کالموں میں بارہا اس بات کو ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو نبوت کی کرسی پر بیٹھنے کا کوئی ادعا نہ تھا الہام کشف وا[illegible] کا دعوےٰ انہیں ضرور تھا، جیسا کہ اس امت میں تمام اولیاء اللہ کو اس نعمت کے حاصل کرنے کا دعوےٰ رہا ہے لیکن پرویز صاحب کو تو حضرت مرزا صاحب کو جھٹلانا مقصود ہے، خواہ اس سے تمام اولیائے امت معاذ اللہ جھوٹے ثابت ہو جائیں بقول کسے ہمسایہ کی دیوار گر جائے خواہ اپنے مکان کی چھت بھی کیوں نہ بیٹھ جائے، ان کا عمل تو حافظ شیرازیؒ کے اس شعر پر ہے ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشیدہ رفتم ؎ گو مشت خاکِ ما ہم بر باد رفتہ باشد

پہلے تو وہ امم سابقہ میں بھی نبی کے سوائے کسی کو کشف و الہام کا مورد ..... نہیں سمجھتے تھے، لیکن جب ہماری طرف سے مادر مریمؑ اور امّ موسےٰؑ کے الہامات پیش کئے گئے، یوسف علیہ السلام کا نبی بننے سے پہلے اللہ تعالےٰ سے علم حاصل کرنا ثابت کیا گیا، عزیز مصر کا خواب جو قرآن میں درج ہے ان کے سامنے رکھا گیا، تو اب پینترا بدل کر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی شرط لگا دی ہے اور یہ کہنا شروع کیا ہے کہ :-

"قرآن نے کہیں نہیں کہا کہ اس کے بعد کسی انسان کو خدا کی طرف سے براہ راست علم مل سکے گا اس میں (نبی اکرمؐ کے بعد) کسی شخص کی طرف وحی یا الہام کئے جانے کے امکان کا کوئی ذکر نہیں"

پرویز صاحب کو تو قرآن دانی کا بڑا دعوےٰ ہے، لیکن حیرت ہے کہ ان صاف اور کھلی آیات کے ہوتے ہوئے جن میں اولیاء پر فرشتوں کے نزول اور انہیں بشارتیں ملنے کا ذکر ہے، کس طرح انہوں نے یہ کہہ دیا کہ قرآن میں نبی اکرمؐ کے بعد کسی شخص کی طرف وحی یا الہام کئے جانے کے امکان کا کوئی ذکر نہیں کیا ذیل کی آیات قرآن میں موجود نہیں یا ان کے معنی پرویز صاحب کی تفسیر بالرائے میں وہ نہیں جو عام طور پر متعارف ہیں ؟

(۱) الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ

(۲) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ کی طبیعت بفضلہ تعالےٰ پہلے سے بہتر ہے، آپ نے روزانہ نماز صبح کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قرآن کریم کا درس دینا شروع کر دیا ہے۔ آپ کے گھر میں بھی اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے پہلے سے آرام ہے، کمزوری انتہا درجہ کی ہے، احباب سے دعائے صحت کاملہ کی درخواست ہے۔

وفات

مولانا احمد یار صاحب کو یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حافظ عبدالرشید صاحب جو ہماری

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳ پر)

وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیٰؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون۔

ایسی ہی اور کئی آیات قرآن کریم میں ہیں جن میں مومنین پر دنیا میں فرشتوں کے نزول اور انہیں بشارتیں ملنے کا ذکر ہے، کیا یہ ختم نبوت سے پہلے کے مومنین کا ذکر ہے یا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے مومنین اور آپؐ کے متبعین کا؟ پرویز صاحب حدیث کو تو ماننے سے رہے جس میں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اور رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء آتا ہے۔ لیکن قرآن کی ان آیات کو وہ کہاں لے جائیں گے اور کس طرح ان آیات کی موجودگی میں وہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن میں نبی اکرمؐ کے بعد کسی شخص کی طرف وحی یا الہام کئے جانے کے امکان کا کوئی ذکر نہیں ؟

پرویز صاحب کا یہ کہنا کہ (وحی کی بجائے الہام) یا کشف اور اس کے مدعی کا نام نبی کے بجائے ولی رکھ لینے سے کچھ فرق نہیں پڑتا" اور یہ کہ دعوےٰ نبوت اور دعوےٰ الہام اصل کے اعتبار سے ایک ہی ہے" صریح مغالطہ دہی ہے، وحی کا لفظ تو عام ہے، الہام ہو یا کشف، سب پر وحی کا لفظ بولا جا سکتا ہے لیکن نبی کی وحی کو وحی نبوت اور ولی کی وحی کو وحی ولایت اس لحاظ سے کہا جاتا ہے، کہ اول الذکر میں شریعت اور احکام الٰہی ہوتے ہیں، اور موخر الذکر میں محض بشارتیں اور اخبار غیبیہ ہوتے ہیں، چونکہ قرآن کریم میں شریعت کامل ہو چکی ہے اور اس لحاظ سے نبوت بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے، اسلئے اب صرف وحی ولایت یعنی مبشرات اولیاء اللہ پر اترتے ہیں، جیسا کہ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہے، ان کھلی تصریحات اور وحی نبوت اور وحی ولایت میں اس کھلے فرق کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ دونوں قسم کی وحی دراصل ایک ہی ہے، ایک صریح مغالطہ ہے جو صرف حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے پرویز صاحب دے رہے ہیں اور اس طرح نہ صرف حضرت مرزا صاحب بلکہ ان تمام اولیائے امت کو مردود و مخذول قرار دے رہے ہیں جنہوں نے

مکتوب ہالینڈ

ہیگ کے اخبارات میں ہمارے مشن کی مساعی کا تذکرہ

غلام احمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ

ہم نے اس دفعہ رمضان شریف کی ستائیسویں تاریخ کو قرآن مجید کی ابتداءِ نزول کی یاد میں جلسہ کرنے کی اطلاع اخبارات کو انعقادِ جلسہ سے دس بارہ یوم قبل کر دی تھی جس کی وجہ سے ہیگ کے تین اخباروں میں وہ خبر حسب ذیل الفاظ میں شائع ہوئی۔

16 3/60 HAAGSCHE COURANT (1)

نے لکھا:۔

احمدیہ ایسوسی ایشن کا جلسہ

"احمدیہ ایسوسی ایشن آف یورپ ۲۴ر مارچ کی شام کو آٹھ بجے اپنے مکان پر نزولِ قرآن کی ابتداء کی یاد میں جلسہ کرے گی۔ اسلامی کیلنڈر کے حساب سے قریباً ۱۳ سو سال گذرے جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو قرآن مجید کی پہلی آیت کا نزول ہوا۔ اس جلسہ میں مندرجہ ذیل مضامین پر روشنی ڈالی جائے گی:۔

* قرآن مجید کا منجانب اللہ ہونا۔
* قرآن مجید کا کتابی صورت میں منصۂ شہود پر آنا۔
* قرآن مجید کا محفوظ ہونا۔
* قرآن مجید کا انسانی خیالات اور انسان کی روحانی ارتقاء پر اثر۔

ان مضامین پر ڈاکٹر دی یونگ، مسٹر فان اونک اور مسٹر بشیر تقاریر کریں گے۔

۲۔ ہیگسے داخ بلاد نے بہت مختصر طور پر اس خبر کو شائع کیا کہ ۲۴ر تاریخ کو احمدیہ ایسوسی ایشن نزول قرآن کی یاد میں جلسہ کرے گی۔

HET VADERLAND-۳ نے لکھا:۔

"اس امر کی یاد میں کہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن مجید کی پہلی آیات کا نزول ہوا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن ۲۴ر تاریخ کو شام کے ۸ بجے جلسہ کرے گی جس میں ڈاکٹر دی یونگ، مسٹر فان اونک اور مسٹر بشیر تقاریر کریں گے۔" غلطی سے ہمارے جلسہ کے انعقاد کی جگہ مسجد بتلایا۔ اس خبر کے شائع ہونے کے بعد ربوہ جماعت کے نمائندگان نے بھی اسی تاریخ کو لیلۃ القدر کی یاد میں جلسہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ اخبار والوں کی غلطی کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے مقررین پہلے مسجد میں تقاریر کیا کرتے تھے اس لئے اخبار والوں نے ہو سکتا ہے کہ یہ خیال کیا ہو کہ جلسہ مسجد میں ہی ہوگا حالانکہ ہم نے وضاحت سے انہیں لکھا تھا کہ جلسہ ہمارے مکان پر ہوگا۔ خبر باوجود اس غلط خبر کے شائع ہونے کے ہمارا جلسہ ۲۴ر تاریخ کو ہوا اور حاضری توقع سے بڑھ گئی۔

جلسہ کے انعقاد کے بعد حسب ذیل خبر شائع ہوئی:۔

"احمدیہ ایسوسی ایشن کا قرآن کے نزول کی یاد منانا"

اس عنوان کے تحت اخبارات نے ہمارے جلسہ کی کارروائی اور مسجد کے جلسہ کی کارروائی دونوں کا جس رنگ میں ذکر کیا ہے اس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے:۔

"کل مورخہ ۲۴ر مارچ۔ احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کے زیرِ اہتمام اُن کے مشن ہاؤس میں اس امر کی یاد میں ایک خاص جلسہ منعقد کیا گیا کہ اسلامی تاریخ کے مطابق ۱۳۹۲ سال گذرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کی پہلی آیات کا نزول ہوا۔ اس موقعہ پر چار مقررین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جلسہ کے بعد تبادلہ خیالات کا موقعہ دیا گیا۔

سب سے قبل مکرم ڈاکٹر دی یونگ نے مختصر اسلامی تاریخ کے ضروری ضروری واقعات بیان کئے۔ مکرم مسٹر فان اونک نے قرآن مجید کے انسان کی روحانی زندگی کے اثر کے موضوع پر تقریر کی۔ مسٹر بشیر نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ قرآن مجید نے بہت سے امور میں انسانی خیالات میں تبدیلی پیدا کی ہے۔ انہوں نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا کہ قرآن مجید نے آکر یہ ثابت کر دیا ہے کہ مذہب اور عقل ایک دوسرے کے متخالف نہیں ہیں بلکہ دونوں میں اتحاد پایا جانا ضروری ہے۔

آخر میں مسٹر براؤن نے مختلف یورپین علماء کے اقوال سے یہ ثابت کیا کہ قرآن مجید کی یہ تعلیم قابل عمل ہے اور اس تعلیم کے نتیجہ میں اسلام ایک عالمگیر برادری کے قائم کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ بعد میں حاضرین نے مقررین کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا اور اس سلسلہ میں بہت سے دیگر امور پر بھی روشنی ڈالی گئی۔

اس کے بعد مسجد میں لیلۃ القدر منائی گئی۔ کیونکہ لیلۃ القدر میں نبی اکرم پر قرآن کا نزول ہونا شروع ہوا۔ نماز کے بعد مسجد میں قرآن مجید کا درس دیا گیا جو کہ امام مسجد کی موجودگی میں واقع ہوا۔ اس کے بعد مسٹر یانن نے اسلام کی ابتدائی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلام کی نئی زندگی کے موضوع پر تقریر کی اور اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی کا ذکر کیا گیا۔ ان کے بعد مسٹر فنلتر نے قرآن مجید کے نزول پر تقریر کی اور بتلایا کہ مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید کا کیا درجہ ہے۔ جلسہ کے بعد امام مسجد نے عید کے متعلق اعلان کیا کہ ۲۸ر تاریخ کو مسجد میں ہوگی۔ اس کے بعد لیلۃ القدر اس طرح منائی گئی کہ ساری رات مسلمانوں نے جن میں ڈچ مسلمان بھی شامل تھے ذکر و اذکار میں گذاری۔ نماز باجماعت کے علاوہ قرآن مجید کے بہت سے حصص بھی پڑھتے جاتے رہے۔ اور یہ سلسلہ صبح کی سفیدی تک جاری رہا۔ اس موقعہ پر لندن سے ڈاکٹر سلیمان بھی رمضان کا آخری عشرہ مسجد میں گذارنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔"

HAAGSCHE CAURANT
25 MARCH 1960
DEN HAAG

ہم نے ۲۸ر مارچ کو یہاں عید الفطر منائی تھی۔ اس موقعہ پر ہاگسے کرانت کا نمائندہ بھی تشریف لایا ہوا تھا۔ اس موقعہ پر جو خبر اس اخبار میں چھپی اس کا ترجمہ بھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن آف یورپ نے آج اکر ولڈ لان پر عید الفطر کی تقریب منائی۔ عید کی نماز اور خطبہ کے بعد جو مسٹر بشیر نے پڑھایا، مسٹر فان اونک نے ایک مختصر سی تقریر کی۔ انہوں نے بتلایا کہ صرف نام کے طور پر مسلمان کہلانے کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ اپنے آپ کو اپنی آزاد مرضی سے خدا تعالیٰ کے حضور گرا دینے سے انسان حقیقی طور پر مسلمان کہلاتا ہے۔ صرف اس طرح عمل کرنے سے ہم خوف و ہراس سے جو اس زمانہ میں پھیلا ہوا ہے نجات پا سکتے ہیں۔ مقرر نے یہ بھی بیان کیا کہ اسلام نے ابتداء سے روح و جسم کے اتحاد پر زور دیا ہے اور دوسرے مذاہب کی طرح جسم کو روحانی ترقی کے خلاف قرار نہیں دیا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان کے لئے اس دنیا میں رہنا دوسروں سے آسان تر ہے۔"

HAAGSCHE CAURANT
28 - 3 - 60

انہوں نے اپنی ۲۸ر مارچ کی اشاعت میں پھر عید کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہوئے بتلایا کہ عید کے بعد ڈچ مسلمان مسٹر بشیر کے ہاں کھانے پر مدعو تھے۔ یہ خبر مسجد کی خبر کے ساتھ ہی شائع ہوئی ہے۔

والسلام
غلام احمد بشیر

اخبار احمدیہ — بسلسلہ صفحہ ۱۳

جماعت کے مبلغ رہ چکے ہیں، اس جہانِ فانی سے کوچ کر کے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ان کے فرزند حکیم محمد عامر صاحب نے جملہ احباب سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست کی ہے۔ ہمیں حکیم صاحب مرحوم اور تمام دیگر پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور حافظ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

کعبۃ اللہ ـــ اسلام کے مفید عالمگیر نظریات اور تعلیمات کا سرچشمہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ـــ فقد ھدی الی صراط مستقیم ۰
(آل عمران رکوع ۱۰)

حضرت نبی کریمؐ پر اعتراضات اور آپؐ کے کمالات

ان آیات میں وہ مشکل ترین اعتراضات ہیں جو یہودیوں نصرانیوں اور مشرکین عرب نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے۔ مشرکین عرب کے اعتراضات کی وہ وقعت نہیں جو یہودیوں اور نصرانیوں کے اعتراضات کی ہے۔ اس لئے کہ ان کے پاس تورات تھی۔ ان میں بڑے بڑے مذہبی راہنما اور بڑے بڑے پادری اور بشپ موجود تھے۔ ان کا رعب دلوں پر مسلط تھا۔ ان اعتراضات کے مقابل پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا بھی ظہور ہوا، چنانچہ ان آیات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات، علم، صبر، استقلال، اور ضبط کا بھی ذکر ہے۔

بیت المقدس کو قبلہ بنانے پر مشرکین کا اعتراض

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تھے تو آپؐ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے مکہ کے مشرکین نے کہا آپ ہماری قوم میں سے ہیں، آپ قریشی ہیں اور بنی اسمٰعیل ہیں، لیکن کعبۃ اللہ کو چھوڑ کر آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور اپنی قوم کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ اور ہمارے بتوں کی بھی توہین کرتے ہیں۔ ہمارے بت تم سے ناراض ہیں، اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا ہوگا۔

تحویل کعبہ پر یہود کا اعتراض

پھر جب آپ مدینہ میں چلے گئے تو سولہ سترہ مہینہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت المقدس کی بجائے کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کی، اس پر یہودیوں نے کہنا شروع کیا ما ولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا یارو! یہ کیا اندھیر ہے، اس نے بیت المقدس کو چھوڑ دیا۔ بیت المقدس سلیمانؑ کا ہیکل ہے، انبیاء کا قبلہ ہے ایک طرف تو کہتے ہیں کہ تورات میں ہدایت اور نور ہے، پھر کس طرح بیت المقدس سے منہ پھیر لیا کس قدر توہین کی ہے تورات کی اور انجیل کی دیکھو کیسا خطرناک پراپیگنڈا ہے۔ کیسا خطرناک اعتراض ہے۔ مکہ میں ہیں تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں قریشی ناراض، مدینہ میں ہیں تو اہل کتاب ناراض کہ خانہ کعبہ کی طرف کیوں منہ پھیر لیا، لیکن جو خدا سے تعلق رکھنے والا انسان کبھی منصوبہ بازی کا قائل نہیں، وہ تو لوگوں کو ایمانداری سکھلانا چاہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں دلائل دیئے ہیں۔

کعبۃ اللہ کی وابستگی ابوالانبیاءؑ سے

انہیں جواب دیا گیا کہ سلیمانؑ کسی کا مورث اعلیٰ نہیں، بیت المقدس اس کا تعمیر کردہ نہیں سلیمانؑ کا مقابلہ کرو اس شخص سے جس کو سب باپ کہتے ہیں۔ ابراہیمؑ انبیاءؑ کا باپ ہے۔ یہودی، نصرانی اور قریش سب کے سب ابراہیمؑ کو باپ سمجھتے ہیں۔ ابراہیم انبیاء کا باپ ہے۔ بیت المقدس سلیمانؑ کا تعمیر کردہ ہے کعبۃ اللہ ابراہیمؑ کا اور اسمٰعیلؑ کا تیار کردہ ہے۔

کعبۃ اللہ کی مفید تعلیمات

کعبۃ اللہ تو مفید تعلیمات کا سرچشمہ ہے۔ یعنے خدا ایک ہے۔ ساری کی ساری قومیں ایک جماعت کا حکم رکھتی ہیں۔ کعبۃ اللہ کی تعلیم تمام انبیاءؑ اور رسولوں پر ایمان پیدا کرتی ہے۔ کعبہ کی تعلیم ہے کہ خدا خوفی اور نیک عملی سے خدا خوش ہوتا ہے۔

ہندو قوم کی تنگ نظری

کیا ہندوؤں کا مندر یہ کہہ سکتا ہے۔ کیا اس کے نظریات عالمگیر ہیں۔ ہندو، درخت، دریا، پتھر، سورج اور جانور کی پوجا کرتا ہے۔ یہ تعلیم اور نظریات عالمگیر نہیں۔ قومیں ان تنگ نظری کے عقائد کو نہیں مان سکتیں۔

وابستگان بیت المقدس کے تنگ نظریات

کیا بیت المقدس یہ اعلان کرتا ہے کہ ہمارا خدا ساری دنیا کی قوموں کا خدا ہے۔ بیت المقدس کہتا ہے کہ نجات تمام دنیا کے لئے نہیں، نجات صرف بنی اسرائیل کیلئے ہے خواہ کوئی زندگی بھر عبادت کرتا رہے۔ حضرت عیسٰیؑ نے کہا میں صرف بنی اسرائیل کے لئے آیا ہوں، اور آپ نے اس پر عمل بھی کیا۔ ایک کنعانی عورت اپنی لڑکی کو لے کر آئی۔ اور حضرت عیسٰیؑ سے درخواست کی کہ اسکو برکت دیجئے۔ حضرت عیسٰیؑ نے اس کنعانی عورت کو کہا یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں بچوں کی روٹی کتوں کو دے دوں۔ گویا ان کے نزدیک آسمانی برکات کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو ان کی قوم میں سے ہو، کیا اٹلی کے سینٹ پیٹر کے گرجے کی یہ تعلیم ہے کہ جو لوگ نیکی کریں اور خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا برتاؤ کریں، ان کے لئے نجات ہے، چھوٹے سے لے کر بڑے پادری تک یہ اعلان کرتا ہے کہ عمل سے نجات نہیں خواہ کوئی کتنی نیکی کرے۔ خدا کی مخلوق سے محبت رکھے اور نیکی سے سارے جہان کو بخش دے تب بھی وہ نجات یافتہ نہیں ہو سکتا جب تک کوئی شخص عیسٰیؑ کی پھانسی پر ایمان نہ لائے معلوم ہوا کہ یہودی کا ہیکل عالمگیر تعلیم نہیں دیتا اور نصرانی کے ہیکل کی تعلیم بھی عالمگیر نہیں۔

کعبۃ اللہ کے عالمگیر نظریات

عالمگیر تعلیم کعبۃ اللہ دیتا ہے۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ۔ سب سے پہلا عبادت کا گھر جو خدا کی عبادت کے لئے مقرر کیا گیا للناس۔ تمام دنیا جہان کے لوگوں کے لئے وہ کعبۃ اللہ ہے مبٰرکًا۔ اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ اس کی تعلیمات عالمگیر ہیں، اس سے ساری قومیں فیضیاب ہوں گی۔ یہ ساری دنیا پر پھیلے گا۔ یہ برسات کا پانی ہے، دنیا کے دلوں کو سرشار کرے گا۔ یہ کس طرح کہہ دیا کس انسان کے اختیار میں یہ بات ہے کہ کسی شہر یا کسی عبادت گاہ کے متعلق یہ کہہ دے کہ اس کی برکات کبھی ختم نہ ہوں گی، ہندوؤں میں گائے کی پرستش ہوتی ہے، گنگا کو مقدس سمجھا جاتا ہے، پتھر اور درخت کی پوجا کی جاتی ہے۔ کیا دنیا اس تعلیم کو ماننے کے لئے تیار ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ فرسودہ تعلیم ہے۔ ایسا ہی عیسٰیؑ کی پھانسی پر ایمان لانے والے بہت ہیں، باطل نمک کی طرح پگھل جاتا ہے اور حق پہاڑ کی طرح مضبوط رہتا ہے۔ ھدًی للعٰلمین یہاں سے ہدایت کے چشمے پھوٹتے ہیں جو دنیا جہان کو سیراب کرنے کا موجب ہوں گے۔

ایسا ہی وہ خدا جس کی کعبۃ اللہ نے تعلیم دی ہے سب کا خدا ہے، وہ ربّ العٰلمین ہے اور جس کتاب کو اس نے پیش کیا ہے وہ بھی تمام جہان کے لئے ہے۔ چنانچہ قرآن کے متعلق فرمایا ان ھو الا ذکر للعٰلمین یہ تمام دنیا کے لئے نصیحت ہے، ساری قوموں کے لئے اس کتاب میں تعلیم ہے اور رسول کریمؐ کے متعلق فرمایا کہ وہ ساری قوموں کے لئے رسول ہیں۔ قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ یہ عالمگیر نظریات ہیں، ان نظریات کی تعلیم کسی اور جگہ نہیں ملتی۔

تورات و انجیل کی تعلیم عالمگیر نہیں

ہیکل گرجا اور مندر کی تعلیم تنگ نظری کی تعلیم ہے بنی اسرائیل کہتے ہیں ہمارے سوا کوئی نجات نہیں پا سکتا۔ تورات اور انجیل میں لکھا ہے کہ نجات صرف بنی اسرائیل کے لئے ہے۔ یہودی کہتے ہیں لیست النصارٰی علٰی شیء نصاریٰ کا مذہب کسی سچائی پر مبنی نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں لیست الیھود علٰی شیء یہود کا مذہب سچائی پر نہیں۔ ہندو کہتا ہے نجات صرف ہندو قوم کے لئے ہے ان کے علاوہ تمام لوگ ناپاک، ملیچھ اور اچھوت ہیں۔

اسلام میں خدا خوفی اور نیک عملی کی تعلیم

لیکن اسلام کہتا ہے کہ ہر وہ انسان جو خدا پرست ہے خدا کی مخلوق سے محبت اور پیار کرتا ہے، وہ خدا

www.aaiil.org

کا پیارا ہے۔

مقام ابراہیمؑ — بین الاقوامی اتحاد کی جگہ

کعبۃ اللہ کے متعلق فرمایا کہ مقام ابراہیم۔ یہ ابراہیمؑ کا مقام ہے۔ حضرت ابراہیمؑ یہودیوں کے بھی باپ ہیں اور عیسائیوں کے بھی باپ ہیں اور اہل عرب کے بھی، اس لحاظ سے یہ بین الاقوامی اتحاد کی جگہ ہے۔ اسی لئے مسلمانوں کو کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میری تعمیر کردہ مسجد کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔ آپؐ نے فرمایا اے یہودیو اور نصرانیو! میں تمہیں اپنے کسی مقام کی طرف نہیں بلاتا، واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی بلکہ میں تمہارے باپ ابراہیم کی عبادتگاہ کی طرف بلاتا ہوں۔

کعبۃ اللہ جائے امن ہے

پھر فرمایا ومن دخلہ کان اٰمنًا۔ اس کی چاردیواری میں جو کوئی آجائے وہ امن میں آگیا، یہ کعبۃ اللہ کی خصوصیت ہے۔ دنیا کا کوئی مقام بتاؤ کہ جہاں نہ فوج کی ضرورت پیش آتی ہو نہ پولیس کی، اور خود بخود انتظام ہو جائے۔ کعبہ میں ہر سال ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ لیکن کسی پولیس یا فوج کی ضرورت نہیں پڑتی، خود بخود امن قائم ہو جاتا ہے۔ ایک کیڑے یا جوں تک کو مارنا روا نہیں، چہ جائیکہ کسی انسان کے ساتھ کوئی جھگڑا ہو، عرب کے لوگ، جو ہمیشہ لڑتے رہتے تھے، جن کے اندر دشمنی اور انتقام کی آگ ہمیشہ بھڑکتی رہتی تھی، ان کو بھی اس کعبۃ اللہ میں کسی پر ہاتھ اٹھانے کی یا لڑنے کی مجال نہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا لو صادفت فیہ قاتل الخطاب ما مسستہ۔ اگر میں اپنے باپ کے قاتل کو بھی اس جگہ پالوں تو میں اسکو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

کعبۃ اللہ میں صرف توحید الٰہی کی کشش

اس مقام کا حج کرنے کے لئے کس طرح لوگ دور دراز سے چلے آتے ہیں۔ بوادی غیر ذی زرع نہ وہاں کوئی سرسبز پہاڑ ہیں، نہ چشمے بہتے ہیں۔ کچھ بھی نہیں بھاڑیاں ہیں، بارش وہاں نہیں ہوتی، ریت ہی ریت ہے کوئی دلربا منظر وہاں نہیں، صرف ایک خدا پر اعتقاد ہے جو ساری دنیا کی کشش کا موجب ہے مثابۃ للناس۔ اس غیر ذی زرع وادی میں تمام ملکوں کے لوگ جمع ہو کر توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں۔

اٹلی کا سینٹ پیٹر کا گرجا

اٹلی کے گرجا میں یورپ کا روپیہ بے دریغ خرچ ہوا۔ حضرت عیسٰیؑ نے پطرس سے کہا تھا کہ تو وہ چٹان ہے جس کے اوپر میرا گرجا بنایا جائے گا۔ چنانچہ پطرس کے نام پر اٹلی میں گرجا بنایا گیا جس پر یورپ کے تمام بادشاہوں نے اپنے خزانے انڈیل دیئے۔ اسکو حد درجہ خوبصورت بلند اور وسیع بنانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، یہ گرجا اٹلی جیسے سرسبز و شاداب ملک میں تعمیر کیا گیا۔ جہاں ظاہری کشش کے ہزارہا سامان موجود ہیں۔ اس ملک میں دلکشی ہے۔ قدرتی مناظر ہیں، بے نظیر وادیاں ہیں۔ پھل ہیں، پھول ہیں، سبزہ اور تری ہے ظاہری کشش کا سامان سب کچھ موجود ہے لیکن اس گرجا میں سال بھر میں کبھی ایک آدھ عبادت کی جاتی ہے علاوہ ازیں اس گرجا کی تعلیم ناقص ہے۔ وہ دلوں کو اپنی طرف نہیں کھینچتی، اس کے اعتقادات دماغ کو اپیل نہیں کرتے دماغ کے لئے وہاں کوئی دلربائی اور دلکشی نہیں۔

اہل کتاب سے خطاب

ومن کفر فان اللہ غنی عن العٰلمین

یہ باتیں سننے کے بعد بھی جو شخص ناشکری کرے اور ان کھلے واقعات کی طرف متوجہ نہ ہو تو ہم کو اس کی ضرورت نہیں، یٰاھل الکتٰب لم تکفرون باٰیٰت اللّٰہ۔ اے اہل کتاب خدا کی ان کھلی آیتوں کا انکار کیوں کرتے ہو، واللّٰہ شھید علٰی ما تعملون، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور اس پر گواہ ہے یٰاھل الکتٰب لم تصدّون عن سبیل اللّٰہ اے اہل کتاب اللہ کے رستہ سے لوگوں کو کیوں روکتے ہو، من اٰمن تبغونھا عوجًا جو شخص اس پر ایمان لاتا ہے، اس کو ورغلانے کے ارادے سے دین اسلام پر اعتراضات کرتے ہو، اور کہتے ہو دیکھو جی یہ طریق تو تورات اور انجیل کے خلاف ہے۔ تورات کے اندر نور و ہدایت ہے اس کے کچھ حصہ کو چھوڑ کر کچھ حصہ پر عمل کرتے ہو یہ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

حضرت مجدّدِ وقتؑ کا کام

ہمیں ایسا دین اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جس کے نظریات اس قدر بلند، اتنے عالمگیر اور ایسے معقول ہیں کہ ان کو مانے بغیر چارہ نہیں، اسلام کے ان بلند نظریات کو آج ایک مجدّدؑ نے ہمارے سامنے رکھا اس نے ایک جماعت بنائی جس نے مختلف زبانوں میں قرآن کے ترجمے کر کے دنیا کو اس کا والا و شیدا بنا لیا ہے آج افغانستان، ایران، مصر اور یورپ و امریکہ کے بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ ان ترجموں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اس جماعت نے اسلام کے جھنڈے یورپ میں گاڑ دیئے ہیں۔

مجدّدِ وقت کی صداقت پر آسمانی شہادت

تبلیغ کا یہ کام مجدّد کے سوائے کسی سے نہیں ہو سکتا اس مجدّد کی صداقت کی شہادت آسمان نے دی، حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے مہدی کی صداقت کے دو نشان آسمان پر ظاہر ہوں گے جو کبھی اس سے پہلے دنیا میں واقع نہیں ہوئے، وہ یہ ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی راتوں میں پہلی رات چاند کو گرہن ہو گا اور سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن سورج کو گرہن لگے گا، یہ واقعہ حضرت مرزا صاحب کے دعوئے مہدویت کے بعد دنیا نے آسمان پر دیکھا، لیکن اس کے باوجود ملاں یہی کہتا ہے کہ یہ واقعہ تو بے شک ہوا لیکن حدیث جس میں اس واقعہ کی پیشگوئی ہے کمزور ہے، تعجب کی بات ہے ایک حدیث واقعات سے سچی ثابت ہو جاتی ہے اور پھر بھی وہ کمزور کی کمزور رہتی ہے۔

امام زمان کا متحدیانہ چیلنج

آج اہل قرآن اور اہل سنت والجماعت ہند ساری دنیا کے سامنے امام زمان کی کتابیں موجود ہیں، وہ ہندوستان، مکہ، مدینہ اور تمام عرب کے علماء و فضلاء کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میں عربی میں کتاب لکھوں گا میری کتاب نہ صرف صرف و نحو کے اعتبار سے بلکہ فصاحت بلاغت کے لحاظ سے بھی بے نظیر ہو گی۔ اور اس کی بنا پر ہی یہ بھی دعوے کیا کہ میں فصیح عربی میں قرآن مجید کے ایسے حقائق و معارف بیان کروں گا کہ کوئی دوسرا شخص ایسے معارف بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن کسی کو بھی اس چیلنج کے قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کوئی چار سطریں تک نہ لکھ سکا قابل غور بات ہے ان لوگوں کے لئے جو اس امام کی مخالفت میں سرگرداں رہتے ہیں۔ وہ نثر لکھتا لکھتا جہاں قلم رکتا نظم میں دریا بہانا شروع کر دیتا اور اشعار پر اشعار لکھتا چلا جاتا ہندوستان، پنجاب کے علماء جن کا رات دن کا مشغلہ حضرت صاحب کی دشمنی تھی، ان میں سے ایک کو بھی ان کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کس قدر عجز اور شکست ہے ان علماء کے لئے جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں، حضرتؑ نے مکہ، ایران، ہندوستان، پنجاب، مصر اور افغانستان کے علماء کو لکھا تمہارے اندر غیرت ہے تو آؤ اور میرا مقابلہ کرو، لیکن کوئی بھی مقابلہ میں نہ آیا۔

کعبۃ اللہ کے لفظ میں اس کی بزرگی اور عظمت کا ذکر

اس مضمون میں اور بھی کئی باتیں بیان کرنے کی ہیں، لیکن اب وقت زیادہ ہو گیا ہے۔ اس میں جو کعبۃ اللہ کا لفظ ہے، عربی زبان کی ڈکشنریوں میں لکھا ہے اس کے معنی مجد، شرافت، عظمت بلندی اور بزرگی کے ہیں۔ تو کعبۃ اللّٰہ کی بلندی بزرگی اور عظمت اس کی ذات میں رکھی گئی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس مقام کی بزرگی اور عظمت ہے عرب کے اس مقام پر لوگ بار بار آتے ہیں اور آتے رہیں گے۔

مسلمان کعبۃ اللہ کا پرستار نہیں ہے فلیعبدوا ربّ ھٰذا البیت اور مسلمان حجر اسود کا بھی پرستار نہیں ہے۔ قرآن میں جہاں اس مقام کی عزت و توقیر بیان کی ہے وہاں توحید کا درس دیا ہے۔ اس مقام توحید کو دیکھنے کے لئے لوگ ہر سال دور دور سے جاتے ہیں، اور ہر سال اس کے زائرین کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ کئی لاکھ آدمی حج کو جاتے ہیں۔ اور وہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس مکان کو خدا ترقی دے رہا ہے۔ اس کی شان کبھی ختم نہیں ہو گی۔ ہمارے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ ہمارا دین معقول و مقبول ہے اور ہمارے اعتقادات و نظریات معقول اور عالمگیر ہیں۔

www.aaiil.org

مسلمانوں سے فرقہ بندی کو ختم کرنا ضروری ہے

ہر ایک کلمہ گو مسلمان ہے

ذیل میں ہم شیخ محمد طفیل ایم۔ اے۔ امام مسجد ووکنگ انگلستان کے خطبۂ عید کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں جو انہوں نے ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء کو قریباً دو ہزار کے مجمع میں دیا۔ اس دن آٹھ افراد نے اسلام قبول کیا۔ جن میں ایک ہندوستانی عیسائی خاتون بھی شامل ہیں۔

دو اسلامی تہوار

اسلام میں دو بڑے مذہبی تہوار ہیں۔ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ تعجب کی بات ہے کہ ان میں سے کسی تہوار کا بھی رسول اکرم صلعم کی پیدائش یا وفات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عید الفطر کا تہوار رمضان المبارک کے اختتام پر منایا جاتا ہے اور عید الاضحیٰ جو کہ دو ماہ بعد منائی جائے گی قربانی کا تہوار ہے۔ ان دونوں تہواروں کا تعلق کچھ فرائض کی ادائیگی سے ہے۔ ایک روزہ کی ادائیگی سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرے کا تعلق قربانی کے فرض سے ہے۔ اول الذکر تہوار کا روحانی پس منظر یہ ہے کہ سچی خوشی جذبات کو قابو میں رکھنے اور خدا اور اس کی مخلوق سے متعلقہ فرائض کی ادائیگی میں مضمر ہے اور یہی وہ رستہ ہے جس میں انسانی بہبودی اور ایمان باللہ کا باہم ربط و ضبط پایا جاتا ہے۔

وحدت و اتحاد کا زبردست جذبہ

آج ہم یہاں عید الفطر کی مبارک تقریب منانے کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ خوبصورت پرچم جو شامیانے کے گرداگرد لہرا رہے ہیں مختلف مسلمان ملکوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ مجمع بہت سی مختلف اقوام پر مشتمل ہے جس میں مختلف مسلم جماعتیں مختلف مکاتیب فکر کے .... لوگ شامل ہیں، یہ تمام مل کر اس تقریب کو زیادہ باوقار اور پر رونق بنا رہے ہیں۔ یہ خوبصورت منظر جو ہم یہاں دیکھ رہے ہیں۔ ان تمام لوگوں کی شمولیت کے بغیر مکمل نہ ہو سکتا تھا۔ ان میں قوم، نسل، رنگ، زبان، لباس سیاسی نقطہ نظر اور دیگر...... امور میں اختلافات کے باوجود سب کے اندر وحدت واتحاد کا زبردست جذبہ موجود ہے۔ سب کے سب ایک ہی خدا ایک ہی رسول اور ایک ہی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔

ایک خدا

ہمارا خدا ایک خدا ہے، نوحؑ اور ابراہیمؑ کا خدا، داؤدؑ اور سلیمانؑ کا خدا، موسےٰؑ اور عیسےٰؑ کا خدا جو تمام اقوام کا خدا ہے وہ روح اور مادہ دونوں کا خالق ہے، وہ بے انتہا رحم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (رحمان اور رحیم) وہ شفیق اور محبت کرنے (الرؤف اور الودود) ہے۔ معاف کرنے والا، بے انتہا اجر دینے والا (الشکور) ہے۔ سلامتی دینے والا (السلام ہے)، حفاظت کرنے والا (المؤمن) اور زندگی کے قیام کا باعث (الرزاق) ہے۔

اور اسی قسم کی دوسری صفات الٰہیہ جن کا قرآن میں ذکر ہے زندگی کے مشکلات و مصائب میں ہماری رہنمائی کا ذریعہ بنتی ہیں وہ، وہی ذات ہے جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور اسی سے ہم اپنی روحوں کے صراط مستقیم سے بھٹکنے کے خلاف مدد مانگتے ہیں، وہ فرماتا ہے

(۱) یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعاً۔ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو، اللہ تعالےٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔

(۲) انه هو الغفور الرحیم بیشک اللہ تعالےٰ ہی مغفرت کرنے والا ہے (سورۃ الزمر آیت ۵۳)

(۳) واستغفروا ربکم ثم توبوا الیه ان ربی رحیم ودود۔ اور اپنے رب کی بخشش مانگو پھر اس کی طرف لوٹ آؤ میرا رب رحم کرنے والا محبت کرنے والا ہے۔ (سورۃ ھود آیت ۹۰)

ایک رسول

ہمارا رسولؐ ایک ہی ہے جس کی بعثت کی پیشگوئی پہلے تمام رسولوں نے کی اور اس کے نتیجہ میں اس نے ہم پر یہ فرض قرار دیا کہ ہم ان تمام رسولوں پر ایمان لائیں جو پہلے گذر چکے ہیں اور اس طرح ایک بین الاقوامی انسانی برادری کی بنیاد آپؐ نے ڈالی۔ آپؐ تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے رسول ہو کر آئے، اور آپؐ کے بعد کوئی نیا یا پرانا رسول نہیں آئے گا، کیونکہ نبوت آپؐ کی ذات میں اختتام کو پہنچ چکی ہے، اور اب ہمیشہ آپؐ ہی کے توسط سے دنیا اللہ تعالےٰ سے روحانی برکات حاصل کرتی رہے گی۔

ایک کتاب

ہماری ایک ہی کتاب ہے یعنی قرآن مجید۔ جو بلا کسی قسم کی تحریف کے ہم تک پہنچی ہے ہمارے پاس بالکل وہی قرآن ہے جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ یہ کتاب ہمیں تلقین کرتی ہے کہ دنیا کی تمام اقوام پر خدا کی طرف سے ہدایت نازل ہوئی۔ امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کل امن بالله وملٰئکته وکتبه ورسله لا نفرق بین احد من رسله ایمان لایا رسول اس پر جو اس کے اوپر اس کے رب کی طرف سے نازل ہوا اور مومن بھی (ایمان لائے) سب کے سب ایمان لائے اللہ پر فرشتوں پر کتابوں پر رسولوں پر ہم رسولوں میں سے کسی ایک میں فرق نہیں کرتے۔

(البقرہ آیت ۲۸۵)

قرآن کے ذریعہ شریعت تکمیل کو پہنچ چکی ہے اور وحی نبوت اپنے کمال کو پہنچ چکی ہے، جس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تمام انبیاءؑ کی سچائی کی تصدیق کی ہے اسی طرح قرآن مجید نے بھی پہلے تمام صحیفوں کی تصدیق کی ہے۔ وانزلنا الیک الکتٰب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتٰب ومهیمنا علیه۔ اور ہم نے تیری طرف کتاب حق کے ساتھ اتاری اس کی تصدیق کرتی ہوئی جو اس سے پہلے کتاب میں ہے اور اس پر نگہبان۔

(المائدہ آیت ۴۸)

اسلام میں مختلف مکاتیب فکر ہیں فرقے نہیں

اسی طرح ہم سب جو مختلف اقوام، مختلف نسلوں، مختلف ممالک اور مختلف مکاتیب فکر سے تعلق رکھتے ہیں، ایک ہی خدا ایک ہی رسول اور ایک ہی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں، پھر ہم میں ایک دوسرے کے خلاف فرقی رکاوٹیں کیوں پیدا ہوں۔ میں نے مکاتیب فکر کا لفظ عمداً استعمال کیا ہے، کیونکہ اسلام میں کوئی فرقے نہیں پائے جاتے، اس موقعہ پر آپ کے ذہنوں میں ایک سادہ سا یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر اسلام میں کوئی فرقہ نہیں تو پھر یہ شیعہ اور سنی اور اہل حدیث کیا ہیں، اصل بات یہ ہے کہ کسی بہتر لفظ کے نہ ملنے کی وجہ سے ان کو اسلامی فرقوں کے نام سے پکارا جاتا ہے، درحقیقت یہ مختلف مکاتیب فکر ہیں، خود سنیوں کے اندر چار مکاتیب فکر ہیں، شافعی، حنفی، حنبلی اور مالکی مگر اسلام کے بنیادی اصولوں میں وہ سب متفق ہیں۔ یہی بات شیعوں اور سنیوں کے فقہی اختلافات کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔ بعض اوقات حنفیوں اور شافعیوں کے درمیان، اور اسی طرح حنبلیوں اور مالکیوں کے درمیان اختلافات بہت وسیع ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ بعض اوقات یہ اختلافات حنفیوں اور شیعوں کے اختلافات سے بھی بڑھ جاتے ہیں لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود آئمہ۔ فقہ یعنی امام ابوحنیفہ رح، امام شافعی رح، امام احمد حنبلؒ اور امام مالک رح دنیائے اسلام کے بہت بڑے فقہاء اور بڑے دیندار مانے جاتے ہیں۔ پس اگر ہم اسلام میں ان چار مکاتیب فکر کو مان سکتے ہیں تو کیوں نہ سنی اور شیعہ کو بھی مکاتیب فکر مان لیا جائے نہ کہ ایسے فرقے جن کا مفہوم ہمارے ذہنوں میں کچھ اور ہے۔

فروعی اختلافات موجب کفر نہیں

ہم میں اختلافات ضرور ہیں، لیکن یہ کوئی بنیادی حیثیت نہیں رکھتے، اس لئے لفظ فرقہ جس کا مفہوم دو جماعتوں کے درمیان بنیادی اختلاف ہوتا ہے

www.aaiil.org

ان اسلامی مکاتیب فکر سے متعلق استعمال کرنا صحیح نہیں۔ یا تو ہمیں لفظ "فرقہ" کی اصلاح کا بالکل جداگانہ مفہوم لینا چاہیئے یا اس غلط فہمی میں مبتلا کرنے والے لفظ کو بالکل چھوڑ دینا چاہیئے۔

قرآن فرقہ بندی کا حامی نہیں

ہر شخص جو قرآن مجید کا مطالعہ کرتا ہے اس پر یہ امر واضح ہے کہ اسلام فرقہ بندی کا قطعاً حامی نہیں، چنانچہ اس کا ارشاد ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا۔ اللہ کے رستہ (یعنے قرآن) کو سب مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور تفرقہ مت کرو (آل عمران آیت ۱۰۲)

ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینٰت۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کھلے کھلے دلائل آجانے کے بعد تفرقہ کیا اور اختلاف کیا،

(آل عمران آیت ۱۰۴)

ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعًا لست منھم فی شئ انما امرھم الی اللہ۔ ثم ینبئھم بما کانوا یفعلون (وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور فرقے بن گئے تیرا اُن سے کچھ سروکار نہیں ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے پھر وہ ان کو بتا دے گا جو وہ کرتے تھے۔ (الانعام آیت ۱۶۰)

چھوٹے چھوٹے فروعی اختلافات جو کہ ایک صحت مند معاشرے کی ترقی کے لئے ضروری ہیں انکو مختلف مکاتیب فکر کے انتہا پسندوں نے ضرورت سے زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔ ان فروعی اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں نے خود مسلمانوں کو کافر قرار دیدیا۔

تکفیر کی بیماری کہاں سے شروع ہوئی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں بھی اختلافات موجود تھے لیکن کبھی انہوں نے ایک دوسرے کو کافر یا ملحد نہیں ٹھہرایا۔ تاریخ اسلام میں خوارج نے مسلمانوں کو کافر کہنا شروع کر دیا، اور اس کے بعد مسلمانوں کو کافر قرار دینے کی یہ بیماری تمام دنیائے اسلام میں پھیل گئی۔

کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہا جائے

اگر ہمیں پھر ایک زندہ طاقت بن کر دنیا میں ابھرنا ہے تو ضروری ہے کہ ایک متحدہ اسلام کے لئے ہم کھڑے ہو جائیں جس میں تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھا جائے قرآن کریم نے اس بات کو صاف اور واضح الفاظ میں یوں بیان کیا ہے:- ولا تقولوا لمن القی الیکم السلٰم لست مؤمنًا۔ جو شخص تمہیں سلام علیکم کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں (النساء ۹۴)

سلام کہنے والے کو کافر نہ کہا جائے

اسجگہ لفظ سلام کے معنے اسلامی طرز پر سلام کرنے کے ہیں۔ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو وہ السلام علیکم کہتے ہیں، یعنی تم پر سلامتی ہو، جب ایک شخص اس طریق پر سلام کرتا ہے تو اس سے بظاہر اس کے اسلام کا اظہار ہوتا ہے اور کسی کو اسے یہ کہنے کا حق نہیں کہ تو مومن نہیں ہے،

لفظ مومن کی اہمیت

اسجگہ لفظ مومن ایک خاص اہمیت رکھتا ہے ایک مسلم وہ ہے جو باقاعدہ طور پر اسلام قبول کر لے لیکن مومن وہ ہے جو کہ روحانی زندگی میں کم سے کم ایک درجہ اوپر ہو، بالفاظ دیگر ایک مومن وہ ہے جو اپنے ایمان کو عمل میں لے آئے، اس امتیاز کو قرآن کریم نے خود تسلیم کیا ہے وہ فرماتا ہے:-

قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم، دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ کہدے تم ایمان نہیں لائے لیکن کہو ہم مسلمان ہوئے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

(الحجرات، آیت ۱۴)

سلام کہنے والے کے مومن ہونے سے انکار نہ کیا جائے

پس قرآن ہم سے یہ چاہتا ہے کہ جو شخص ہمیں اسلامی طریق سے سلام کرے اسے کافر نہ قرار دیا جائے، نہ صرف یہ کہ ہم اسے یہ نہ کہیں کہ تو مسلمان نہیں، بلکہ ہمیں اسے یہ بھی کہنے کا حق حاصل نہیں کہ تو مومن نہیں ہے اگرچہ وہ کسی دشمن قبیلہ سے ہی تعلق رکھتا ہو۔

آیت کا شان نزول

اس آیت کا شان نزول یہ تھا کہ رسول اکرم صلعم کے زمانے میں جبکہ مسلمان کسی دشمن کی تلاش کر رہے تھے ایک ایسے آدمی سے ملے جو بکریاں چرا رہا تھا۔ اس نے انہیں اسلامی طریق پر سلام کہا اور اسلام کی کوئی دوسری اس سے ظاہر نہیں ہوئی، اس پر دشمن ہونے کا شبہ کیا گیا اور اسے قتل کر دیا گیا (بخاری) اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلٰم لست مؤمنًا جو شخص تمہیں سلام کہے اسے نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔ (باقی دارد)

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے، بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ واجب الادا رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر یکم مئی سنہ ۱۹۶۰ء تک

جماعت احمدیہ پشاور کی مسجد کیلئے چندہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم احباب جماعت احمدیہ پشاور آپکے بے حد ممنون ہیں کہ آپ نے اولین فرصت میں مسجد فنڈ کے لئے ہماری اپیل جلی حروف میں پیغام صلح میں شائع فرما دی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اس ضمن میں جن کرم فرماؤں کی طرف سے ہمیں مسجد فنڈ میں عطیہ جات موصول ہوئے ہیں اُن کے اسماء مع عطیہ جات ازراہ تشکر برائے اشاعت ذیل میں درج کئے جاتے ہیں، ہم سب اُن کے انتہائی شکر گزار ہیں امید ہے کہ جماعت کی عام اطلاع کے لئے اور معطی صاحبان کی تسلی کے لئے اس فہرست کو پیغام صلح میں شائع فرما کر ممنون فرما دیں گے۔ اللہ پاک ان سب کو جزائے خیر عطا کرے:-

نمبر شمار	نام	رقم عطا کردہ
(۱)	مرحوم بابو دلاور خان صاحب آف پشاور	ایک ہزار نقد روپیہ
(۲)	مرحوم خان مطیع اللہ خان صاحب رئیس مانہرہ	دس روپیہ نقد
(۳)	جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن نشتر آباد۔ پشاور	ایک سو روپیہ
(۴)	جناب میاں فاروق احمد صاحب ملتان	دو ہزار روپیہ

کل میزان :- 3110/-

مساجد کی تعمیر حسب تصریح قرآن پاک مومنین کا کام ہے فرمایا:- انما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسٰی اولٰئک ان یکونوا من المھتدین ○ (توبہ آیت ۱۸) لہٰذا اس الٰہی اعزاز کو حاصل کرنا ہر ایک مسلمان بالخصوص احباب جماعت سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اوّلین فرض ہے۔ چونکہ ہمارا فنڈ ابھی تک کھلا ہے۔ امید ہے کہ جملہ مخیر حضرات دل کھول کر ہماری امداد فرما دیں گے۔

نوٹ :- جملہ رقوم معرفت جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن نشتر آباد پشاور کے نام آنی چاہئیں۔ والسلام

خاکسار۔ عبدالباقی سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور

(احباب) اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرما دیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر یکم مئی سنہ ۱۹۶۰ء تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا یا مدد کوئی رقم موصول ہوئی تو ۵ مئی سنہ ۱۹۶۰ء کو ان کے نام وی پی پی ارسال کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہو گا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو ان کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہو گا۔

آسانی کے لئے ہر خریدار کی رقم کا نمبر نیچے دیا

(باقی بر صفحہ ۱۱ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

تحریکِ احمدیت اور اسلام کا دورِ جدید

محترمہ زمرد یوسف - بی۔ اے

(یہ مقالہ گذشتہ جلسہ سالانہ خواتین احمدیہ لاہور میں پڑھا گیا)

جلسۂ سالانہ میں شرکت کا جذبہ

آج ہم بانیٔ تحریک احمدیت حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ربانی ارشاد کی تعمیل میں اس سالانہ جلسہ میں شریک ہونے کے لئے جمع ہوئی ہیں۔ اس مادی دور میں جبکہ ہر فرد مالی اور دنیاوی فائدہ اور آرام و سکون کو ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھا بیٹھا ہے اور روحانی حقائق اور اخلاقی اقدار اس کے نزدیک بے حقیقت اشیاء ہیں تو پھر کیوں ہم ان مادی فوائد کو چھوڑ کر سفر کی تکالیف برداشت کر کے اس جلسہ میں شریک ہونے کے لئے یہاں جمع ہوئی ہیں۔ کیا ہم لوگوں کے دماغوں میں کوئی جنون ہو گیا ہے یا محض ایک رسمی شکل میں اس شرکت کو ایک تفریح سمجھ کر جمع ہوئی ہیں، نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ جذبہ جو ہمیں کشاں کشاں اس سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے یہاں کھینچ لاتا ہے ایک زندہ حقیقت ہے جسے ہم محسوس تو کرتے ہوں گے، لیکن کبھی اس حقیقت کو پا لینے کی کوشش نہیں کی۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس حقیقت کو معلوم کر لینے سے وہ جذبہ جسے ہم محض محسوس کرتے ہیں ایک حقیقت بن کر ہمارے دلوں کو ایک نئی امنگ نیا ولولہ اور تحریک احمدیت کے بلند مقصد یعنی اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے حصول کے لئے بے پناہ جوش اور قربانی کے جذبات سے سرشار کر دے گا۔

حقیقی جذبہ

وہ جذبہ حقیقی جو ہمیں اس ربانی تحریک سے منسلک ہونے پر مجبور کرتا ہے وہ ہے اسلامی اخلاق و شعائر کو دنیاوی رنگ و دو میں اپنی زندگی کا شعار بنانا اور اسلامی تعلیمات و نظریات کی تبلیغ و اشاعت کرنا۔

مخالفین سے ایک سوال

اب میں تحریک احمدیت کے مخالفین سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اب تک اس تحریک کے پیروؤں اور کارکنوں نے جو کام کیا ہے اس میں اسلامی اخلاق و شعائر کی جھلک نظر نہیں آتی اور کیا جو مسلسل جد و جہد اس تحریک نے اسلام کے دفاع اور اس کی صحیح تصویر کو دنیا میں پیش کرنے کے لئے کی ہے وہ کسی طرح بھی اسلامی تعلیمات و نظریات کے خلاف ہیں اور میں یہ وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ اسلام کی جو علمی و عملی خدمت جماعت احمدیہ نے موجودہ دور میں کی ہے اسکی نظیر ملنی محال ہے۔

بانیٔ تحریک کی خدمتِ اسلام

تحریکِ احمدیت کے بانی نے اسلام کی جو بیش بہا خدمت اس دور میں کی ہے اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے :-

مولانا حالی کی مایوسی کے مقابل ہیں کہ

یہ ستون مرکزِ ثقل سے ہٹ چکا ہے
یہ مکاں بس اب گرا کہ گرا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کا انہی حالات میں جن سے مولانا حالی متاثر ہوئے اسلام کے روشن مستقبل کا محکم یقین قابلِ غور ہے فرماتے ہیں :-

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے مجھے بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

پھر اپنی کتاب "فتح اسلام" میں فرماتے ہیں :-

"اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے۔ جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں۔ اور ہم سارے آراموں کو اس ظہور کے لئے نہ کھو دیں۔ اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے۔ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔"

احیائے اسلام کے متعلق ایک ملحد اخبار کی رائے

یہ بات ذرا ذہن میں رکھ لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر آج سے ساٹھ ستر برس پہلے کی ہے۔ اور لندن کے قدیم اور مشہور ملحد اخبار "فری تھنکر" کے ۲۵ دسمبر ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں "اسلام کے ماخوذ" کے عنوان سے ایک مدیرین کی طرف سے احیاء اسلام کے متعلق یہ خدشات ہمارے لئے تعجب خیز خوشی کا موجب ہیں :-

"مسلمانوں کا یہ احیاء صرف افریقہ تک ہی محدود نہیں بلکہ اس بین الاقوامی اسلام کے احیاء کا نقشہ ہے جس کی وجہ سے موجودہ دنیا کے سیاسی نقشہ پر پاکستان (پاک لوگوں کی سرزمین) اور انڈونیشیا جیسی حکومتیں ابھر چکی ہیں، اور عرب اقوام کا جواب عرب لیگ سے وابستہ ہو چکی ہیں دوبارہ میدانِ عمل میں آنا ایک سنسنی خیز امر ثابت ہوا ہے اور ان حالات کے پیشِ نظر اسلام کے اس مذہبی ارتقاء کو محض ایک علمی مسئلہ یا کسی قدیم علم کے مطالعہ تک محدود نہیں رکھا جا سکتا اور یہ عین ممکن ہے کہ برطانوی دولت مشترکہ میں عیسائیوں کی نسبت مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے یا ہو جائے گی۔"

پس دراصل اسلام کے چند ہی بنیادی عقائد ہیں اور اسی وجہ سے موجودہ مضمون نگار اسلام کی احیائی قدر کی دوسرے تمام ہمعصر مذاہب کے مقابلہ میں حمایت کرنے پر مجبور ہے۔"

یہ الفاظ کسی احمدی مسلمان کے نہیں ہیں اور نہ ہی کسی ایسے شخص کے ہیں جو خدا، مذہب اور اخلاقی اقدار کو مانتا ہے۔ بلکہ ایسے شخص کی رائے ہے جو نہ صرف مذہب اور اخلاقی اقدار کا انکار کرتا ہے بلکہ خدا کے وجود کو ہی سرے سے نہیں مانتا۔

بانیٔ تحریک کی پیش بینی پر مہرِ صداقت

اسلام کے روشن مستقبل کے متعلق بانیٔ تحریک احمدیت کی پیشگوئی ایک مجنون کی بڑ نہ تھی، بلکہ ایک روحانی دور رس نظر کا نتیجہ اور محکم یقین پر مبنی بات تھی جس کی حقیقت پسندی پر آج کے منکرین کی آراء مہرِ صداقت ثبت کرتی ہیں۔

غیرتِ اسلامی کا جذبہ

اب یہ ساری باتیں اس حقیقت کی غمازی کرتی ہیں کہ تحریک احمدیت کے بانی میں صرف اور صرف اسلام اور اس کے احیاء کے لئے عشق اور غیرت کا جذبہ اس حد تک موجزن تھا کہ جب بھی کوئی کتاب یا مضمون اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نکلتا تو اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھتے جب تک اس کا جواب نہ لکھ لیتے۔ اگر بیٹھے بیٹھے تھک جاتے تو ٹہلنے لگتے دونوں طرف دو دواتیں رکھ لیتے اور چلتے چلتے لکھتے۔

عشقِ الٰہی

خدا پر یقین اور اس کے عشق کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور حضرت مسیح موعودؑ کے مکان کی تلاشی لینے قادیان آ گئے۔ میر ناصر نواب صاحب نے کہیں سے سن لیا کہ آج وارنٹ گرفتاری معہ ہتھکڑی آ جائے گا۔ اس دھمکی کی خبر سے متاثر ہو کر میر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں جا کر اس کی اطلاع کی۔ آپ اس وقت رسالہ نور القرآن لکھ رہے تھے آپ نے سر اٹھا کر نہایت متانت سے مسکرا کر میر صاحب کو جواب دیا کہ میر صاحب لوگ دنیاوی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔

عشق رسول

حضرت مسیح موعودؑ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ ہم اسکو فنافی الرسول کا مقام کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا، رسول اکرمؐ کے عشق میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-

ربط ہے جان محمدؐ سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہی پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

مورد قہر ہوئے آنکھوں میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اس کا تہ دل میں بٹھایا ہم نے

شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

انکار دعوئے نبوت

اب غور کیجئے کہ جو شخص یہ کہے کہ اس نے اگر خدا کو پایا ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی پایا ہے کیونکہ یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ وہی شخص انہی کے مقابل میں نبوت کا دعوےٰ کرے ۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جابجا اپنی تحریرات میں اس اعتراض کو بہتان عظیم کہا ہے اور ایسے دعوے کے مدعی کو لعنتی اور دائرہ اسلام سے خارج کہا ہے ۔

جماعت احمدیہ کی خدمات اسلام

اور باتوں کو تو ایک طرف رہنے دیں صرف یہی ایک بات کہ جماعت احمدیہ نے اب تک جو کام کیا ہے وہ خالص خدمت اسلام کا کام ہے اس نے قرآن کے تراجم کروائے، رسول اکرم صلعم اور صحابہؓ پر اعتراضات کے جواب دیئے، انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلامی شعائر اور تعلیمات کی اشاعت و تبلیغ کی اور اس جماعت کے ہر فرد کو یہ دھن لگی ہوئی ہے کہ کس طرح کوئی نیک کام اسلام کی اشاعت اور ترقی کے لئے کیا جائے اور ایسے کاموں کے لئے اپنا وقت، مال اور آرام قربان کیا جاتا ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ ایک احمدی کو کسی کے اسلام قبول کرنے یا اسلام کی حمایت میں ایک عالمانہ کتاب کی اشاعت سے جس قدر خوشی و مسرت حاصل ہوتی ہے اتنی خوشی کسی اور دنیاوی کامیابی یا کسی چیز کے حصول سے نہیں ہوتی۔ تو یہ مبالغہ نہ ہوگا ۔

حضرت صاحب کے ارتقائی نظریات کی قبولیت

حقیقت یہ ہے کہ اس تحریک کے بانی کے اسلام کے متعلق ارتقا پذیر نقطۂ نگاہ کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ صرف مسلمان ہی اس کے بین الاقوامی نظریات اور موجودہ معاشرتی مسائل سے متعلق اس کے عملی شعائر کے ہی قائل ہو چکے ہیں بلکہ غیر مذاہب کے پیرؤوں کے علاوہ مغرب کے ملحد و منکر اسلام کے بین الاقوامی اتحاد کو ماننے پر مجبور ہو سکتے ہیں ۔

عملیاتی دور

اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان اس بانی ماموڑ کی تحریرات اور اس کی طرز فکر کا مطالعہ کریں اور اسلام کی بنیادوں پر مسلمانوں کی معاشرتی و ملی عمارت کو استوار کریں تا مسلمان دنیا میں باوقار اور ممتاز ہوں ۔

دنیا نظریاتی دور میں سے گذر کر عملیاتی دور میں قدم رکھ چکی ہے جہاں نظریات کی پرکھ محض علم و فلسفہ کی روشنی میں نہیں کی جاتی بلکہ ان کو اس پہلو سے پرکھا جاتا ہے کہ کہاں تک کوئی نظریۂ حیات کسی قوم یا اقوام کے سماجی اور معاشرتی ڈھانچے کو صحیح نہج پر چلاتا اور اس کے مسائل کو صحیح قسم کے ارتقائی راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

مسلمانوں کی ترقی کی راہ

تحریک احمدیت اس دور میں جدید طرز فکر کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے ضروری سمجھتی کہ اسلام کی تعلیمات اور اس کے شعائر کی بنا پر ایک ترقی پذیر معاشرہ کی داغ بیل ڈالیں اور اسی میں مسلمانوں کی ترقی مضمر ہے ۔

ایک قیمتی نوجوان کی وفات

احباب و بزرگان سلسلہ کی اطلاع کے لئے بذریعہ انبار شائع کی جاتی ہے ۔ کہ ہمارے سلسلہ کے ایک قیمتی نوجوان ایم محمد اسلم صاحب ولد ماسٹر فصیح اللہ صاحب آف دیگران ضلع ہزارہ ایک لمبا عرصہ بیمار رہ کر ۱۰ ماہ حال کو قضائے الٰہی وفات پاگئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

مرحوم عین عالم شباب میں جبکہ اس کی اور اس کے والدین کی ان سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں، آپ اپنے مولائے کریم کو پیارے ہو گئے ۔ ایسے ہی موقعہ پر کسی نے کہا ہے:

ایک قیامت ہے ۔ مگر مرگ جوانی دہر میں

مرحوم کی اٹھتی جوانی اور مضبوط ارادوں کو دیکھ کر دل بے اختیار مبتلائے غم ہو جاتا ہے مگر قضائے الٰہی کے آگے کسی کی پیش نہیں جاتی ۔ ہم سب غمزدہ دل کے ساتھ مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں ۔ اللہ پاک مرحوم کے درجات بلند کرے اور اس کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ۔ امید ہے ۔ کہ جماعتہائے سلسلہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ ادا کرتے ہوئے اس کے حق میں دعائے مغفرت سے مشکور فرماویں گے ۔ والسلام

عبدالباقی از پشاور

پریمئیر کی مصنوعات کا امتیازی نشان

سٹار برانڈ
پریمئیر کی مصنوعات
جو
عمدگی اور پائیداری کی وجہ سے پاکستانی اور غیر ملکی منڈیوں میں مقبول عام ہیں

لٹھا R-16000 · لٹھا D.D.D. · شرٹنگ A-1 · پاپلین 7216 · کریپ 5216 · ملیشیا 66-48

تیار کردہ
پریمئیر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائل پور

فون نمبر ۲۱۶۶ - ۲۱۰۲

چندہ اخبار ـــــ بسلسلہ صفحہ نمبر ۵

گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گو دائرہ بنا دیا گیا ہے۔
(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۲۲	۶	۲۷۶	۶
۸۵	۱۲	۳۲۰	۱۸
۱۶۸	۶	۳۴۴	۶
۲۰۰	۶	۴۱۷	۶
۲۴۳	۶	۴۷۷	۳۰

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۴۹۲	۶	۹۶۴	۶
۴۹۹	۶	۹۸۷	۱۸
۵۷۱	۶	۱۰۱۱	۶
۶۳۰	۶	۱۰۹۷	۶
۷۱۲	۶	۲۰۰۷	۶
۷۴۳	۶	۲۰۹۸	۳
۷۴۴	۶	رعایتی	
۷۴۵	۶	۲۲	۴
۷۴۷	۶	۵۲	۱۸

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۵۵	۴	۱۷۲	۴
۶۰	۹	۲۱۹	۱۲
۶۶	۳	۲۴۲	۴
۷۲	۱۲	۲۵۴	۶
۷۳	۱۵	۳۰۰	۱۲
۷۸	۲۴	۳۵۲	۱۲
۱۱۳	۶	۳۶۱	۸
۱۴۷	۴	۳۹۹	۱۲
۱۶۳	۴	۴۰۸	۶

www.aaiil.org

پیغام صلح ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ نمبر ۱۶

ہفت روزہ "پیغام صلح"

سالانہ چندہ: پاکستان سے دس روپیہ - ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ -

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب - مکان نمبر ۸ محلہ اعظم پورہ - ملک پیٹھ - حیدر آباد دکن (انڈیا)

[illegible] پبلشر [illegible] دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم میں کیسے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

پیغامِ صلح

ہفت روزہ

لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
ایڈیٹر:- دوست محمد

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۷ ذیقعد ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۷

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ رواہ مسلم مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں فریب کار، مفتری اور جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے جو ایسی باتیں بیان کریں گے، گویا وہ ایک نئی شریعت اختراع کر رہے ہیں جو اس سے پہلے نہ تو تم نے اور نہ تمہارے باپ دادوں نے کبھی سنی ہوں۔ پس ان سے بچو اور ان کو اپنے آپ سے دور رکھو ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔

نوٹ:-

ان لوگوں کے لئے جو نئی شریعت اختراع کرنے والوں کی پیروی کرتے ہیں لمحہ فکریہ ہے۔ ایسے لوگ جو دعویٰ شریعت بعد کتاب اللہ ہیں وہ بے نشان ہوتے ہیں ؎

وہ دین ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائیدِ حق نہ ہو مددِ آسماں نہ ہو
(مسیح موعودؑ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (مینیجر)

سلسلہ میں شامل ہو کر برا نمونہ پیش کرنا راہِ ہدایت سے محرومی اور سلسلہ کی بدنامی کا موجب ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاداتِ عالیہ

ہماری جماعت پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہو گئی اور تہمت لگاتے ہیں۔ کہ افتراء وغیظ و غضب میں مبتلا ہیں، کیا یہ امر ہماری جماعت کے لئے باعث ندامت نہیں کہ جب انسان اس سلسلہ کو عمدہ سمجھ کر اس میں شامل ہوا ہو تو پھر اس کی نیک نامی کی شہرت نہ ہو، جس طرح ایک فرزند رشید اپنے باپ کی نیک نامی کو شہرت دیتا ہے اور اسی طرح بیعت کرنے والے کے لئے جو بمنزلہ فرزند کے حکم میں ہوتا ہے یہ لازمی امر ہے کہ اپنے اس بزرگ کی جس کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے۔ نیک نامی کا باعث ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو قرآن شریف میں امہات المومنین فرمایا ہے گویا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عامۃ المومنین کے باپ ہیں۔ کیونکہ جسمانی باپ زمین پر لانے اور حیات ظاہری کا موجب ہوتا ہے، مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا اور اس اصلی مرکز کی طرف رہنمائی کرتا ہے جس میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اس لئے کیا آپ پسند کرتے ہیں، کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے طوائف کے ہاں جائے، یا قمار بازی کرتا پھرے، اور شراب پیئے یا ایسے ہی دیگر افعال قبیحہ کا مرتکب ہو جو اس کے باپ کی بدنامی کا موجب ہوں، میں جانتا ہوں۔ کہ کوئی آدمی اس امر کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن اگر کوئی ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے تو پھر خلقت کی زبان بند نہیں کی جاسکتی۔ لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کر کے کہیں گے۔ کہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں برا کام کرتا ہے۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی اپنے باپ کی بدنامی کا موجب ٹھہرتا ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے مگر پھر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے احکام کے خلاف کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی حرکات سے وہ نہ صرف اپنے آپ کو ہی ہلاکت میں ڈالتا ہے بلکہ دوسروں کے لئے بھی ایک برا نمونہ بن کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔ اس لئے جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔ اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو، جس جگہ عاجز ہو جاؤ، وہاں صدق اور یقین کے ساتھ ہاتھ اٹھاؤ، کیونکہ خشوع اور خضوع اور عاجزی سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھائے جاتے ہیں۔ خالی واپس نہیں ہوتے۔ ہم تجربہ سے کہتے ہیں، کہ ہماری ہزارہا دعائیں قبول ہوئی ہیں، اور ہو رہی ہیں۔

پیغامِ صلح حسبِ سابق ہر بدھ کو شائع ہوگا

گذشتہ کئی سالوں سے پیغامِ صلح ہر بدھ کو شائع ہوا کرتا تھا لیکن چند ماہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے اسے ہر ماہ کی یکم، ۸، ۱۵، ۲۲ کو شائع کیا جاتا رہا ہے اب پھر ان مجبوریوں کے اٹھ جانے کی وجہ سے حسب سابق اسے ہر بدھ کو شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، احباب کرام مطلع رہیں۔ (مینیجر)

www.aaiil.org

تبلیغی خطوط وکتب

دیکھو خدا نے سارے جہان کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

امریکہ

از مسٹر آر۔ ایچ موسری کیلیفورنیا امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بڑا خوش قسمت ہوں کہ میں کیلیفورنیا یونیورسٹی کی لائبریری سے قرآن شریف حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

میں اس ترجمۃ القرآن کی کاپی خریدنا چاہتا ہوں بحیثیت امریکن مسلم میں دعوےٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اس عظیم الشان آسمانی کتاب کے سمجھنے میں آپ کے اس ترجمہ نے میری بہت مدد اور عدیم المثال رہنمائی کی ہے۔

مطلوبہ قرآن شریف مولانا محمد علیؒ کی ترجمہ شدہ ہے اس کے ساتھ متن بھی ہے اور تفسیر بھی ہے۔ امید ہے اس کے حصول کے سلسلہ میں آپ میری معاونت فرما دیں گے۔ مجھے اس کی سخت ضرورت ہے۔

(انہیں مطلوبہ کاپی قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

جنوبی امریکہ

از مسٹر فیض محمد ٹرینیڈاڈ۔ جنوبی امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی چٹھی مؤرخہ $\frac{۳}{۴}$-۸۰ مل گئی ہے بہت بہت شکریہ۔ مجھے یہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ مجھے لٹریچر بھیج رہے ہیں۔

مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا ہے کہ انگریزی میں مکمل حدیث کی کتاب نہیں مل سکتی (یہ چاہتے ہیں کہ صحاح کی کوئی کتاب انگریزی میں ترجمہ شدہ مل جائے)

مجھے آپ کے خط سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ ڈاکٹر وزیر محمد قریشی صاحب برٹش گائنا آ رہے ہیں اور ٹرینیڈاڈ بھی تشریف لائیں گے۔

ڈاکٹر صاحب کی روانگی کی صحیح صحیح تاریخ سے ضرور مطلع فرما دیں۔

افسوس ہے مجھے قرآن شریف کی کاپی اب تک نہیں ملی۔

(انہوں نے عید کارڈ بھی بھیجا ہے۔ قرآن شریف انہیں $\frac{۱}{۴}$-۸۰ کو بھیجا گیا تھا۔ اب مل گیا ہوگا۔ نیز اب خط اور مزید لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

پشاور شہر

از مسٹر مختار علی پشاور شہر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کی انجمن اشاعت اسلام کا بہت اچھا کام کر رہی ہے اور متلاشیان حق کو مفت لٹریچر بہم پہنچا رہی ہے۔

بنا بریں میں آپ کو ذیل میں ایسے دوست کا پتہ لکھتا ہوں جو کہ اپنے ہندو دوستوں کو قرآنی تعلیم سے آشنا کرنا چاہتا ہے اور ان کے تمام اعتراضات کا جوابات دینا چاہتا ہے جو وہ تعلیم اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔

امید ہے آپ اسے مفصلہ ذیل کتب روانہ فرما کر ممنون فرمائیں گے:۔

(۱) قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ مؤلفہ مولانا محمد علی مرحوم
(۲) ٹیچنگز آف اسلام مصنفہ حضرت مرزا غلام احمد
(۳) اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی
(۴) پرافٹ آف اسلام

ان کا پتہ یہ ہے:۔

مسٹر محمد قاسم صدیقی بہار۔ انڈیا

(انہیں مطلوبہ کتب اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

جنوبی امریکہ

ترجمہ عید مبارک اور تشریح از مسٹر محمد رشید جنرل سیکرٹری برٹش گائنا جنوبی امریکہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعت احمدیہ برٹش گائنا کی طرف سے جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور پاکستان کو عید مبارک

تشریح:۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جارج ٹاؤن برٹش گائنا ہیڈ کوارٹر۔

شاخہائے انجمن برٹش گائنا:۔

(۱) احمدیہ انجمن خواتین اگزبلری
(۲) ونڈسر فارسٹ احمدیہ انجمن
(۳) بیگ احمدیہ انجمن
(۴) یوٹیولکٹ احمدیہ انجمن
(۵) ویسٹ بینک ڈیمارارا احمدیہ انجمن۔
(۶) ایسٹ ڈیمارارا احمدیہ انجمن
(۷) ویسٹرن برٹش احمدیہ انجمن
(۸) لوئر کارنٹائن احمدیہ انجمن
(۹) اپر کارنٹائن احمدیہ انجمن

افیشل آرگن:۔

مسلم ٹائمز

ریڈیو پروگرام:۔

(۱) بیک ٹو دی قرآن بی۔ جی۔ بی۔ ایس
(۲) ڈیوائن سروس ریڈیو ڈیمارارا
(۳) اسلام دی ریلیجن آف گاڈ۔ ریڈیو ڈیمارارا

اسلامک مدرسے:۔

(۱) اسلام کلچرل سنٹر۔ جارج ٹاؤن
(۲) ونڈسر فارسٹ مدرسہ۔ ڈبلیو۔ سی۔ ڈی
(۳) بیگ مدرسہ 〃 〃 〃
(۴) یوٹیولکٹ مدرسہ 〃 〃 〃
(۵) انس گروو مدرسہ ای۔ سی۔ ڈی

(شکریہ کا خط اور لٹریچر بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

سیلون

ترجمہ خط از مسٹر ایم ایم محی الدین کولمبو سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے نہایت قیمتی اسلامی لٹریچر کا پارسل مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔

میں یہ پڑھ کر بہت خوش ہوا ہوں کہ آپ اللہ تعالےٰ کے فضل سے صحت اور عافیت سے کام کر رہے ہیں

حج کا موسم نزدیک آ رہا ہے اور کہتے ہیں کہ امسال حج اکبر ہے سیلون سے بہت آدمی حج کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اس سال حج کے لئے نہیں جا رہا۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ میں حج کے لئے ضرور روانہ ہو جاؤنگا۔

(انہیں کچھ مزید عربی۔ انگریزی لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

کولمبو (سیلون)

ترجمہ خط از یو۔ ایل۔ ایم محی الدین صاحب کولمبو سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی نہایت دلچسپ چٹھی مؤرخہ ۲۰ اپریل مع ایڈورٹس مطلوبہ مل گئی ہے بہت بہت شکریہ۔ میں نے روزانہ ڈان کراچی میں بھی پڑھ لیا ہے۔ یہ سب باتیں نام علماء سے مل کر احمدیوں کے خلاف کی گئی تھیں۔

سیلون میں بھی ایسے آدمی پائے جاتے ہیں جو کہ آپ کی تحریک کے مخالف ہیں، اللہ تعالےٰ انہیں روشنی عطا فرمائے اور ان کے دلوں کو احمدیہ تحریک کے افادی نور سے منور کرے آمین!

مجھے یہ جان کر بہت صدمہ ہوا کہ آپ آجکل علیل رہتے ہیں اور آپ کا یہ خیال ہو گیا ہے کہ یہ عارضہ عمر کا تقاضا ہے برادر عزیز یہ ایسا نہیں ہے میرے چچا صاحب نے ۱۹۷۹ء میں میرے ساتھ ۸۵ سال کی عمر میں فریضہ حج ادا کیا تھا اور اب بھی اچھی خاصی صحت کے مالک ہیں

اللہ تعالےٰ آپ کی صحت کو قائم رکھے تاکہ آپ بیش از پیش خدمت اسلام کرتے رہیں۔ پیارے بھائی آپ کی حوصلہ افزا روحانی چٹھیاں میرے وجود میں نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیتی ہیں۔

حاجیوں کا جہاز پچھلے جمعہ مکہ کو روانہ ہو گیا ہے اللہ تعالےٰ انہیں خیریت سے پہنچائے اور ان کی دعائیں اور حج قبول فرمائے امسال حج اکبر بتایا گیا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو حج اکبر ادا کئے ہیں۔ لائٹ میں قرآن شریف کا ترجمہ

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ــــ لاہور ــــ مورخہ ۴ مئی ۱۹۶۰ء

ختم نبوت کے بعد علم کے ذرائع

"سلیم کے نام" مکتوب مندرجہ طلوع اسلام اپریل ۱۹۶۰ء میں پرویز صاحب نے جہاں ختم نبوت کے بعد کشف والہام کا دروازہ بند قرار دیا ہے، وہاں یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ:-

"ختم نبوت کے بعد علم انسانی کا ذریعہ عقل و فکر ہے باقی رہا خدا کی طرف سے براہ راست انکشاف حقیقت وہ قرآن کے اندر محفوظ ہے اور قرآن پر غور و تدبر سے سمجھ میں آتا ہے بالفاظ دیگر ختم نبوت کے بعد علم کے ذرائع ہیں، قرآن کریم اور فہم و تدبر"

قرآن کریم تو بے شک خدا تعالےٰ کی طرف سے براہ راست انکشافِ حقیقت کا بہت بڑا ذریعہ ہے، لیکن یہ کہنا کہ ختم نبوت کے بعد علم انسانی کا ذریعہ عقل و فکر ہے، اور اب کوئی شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل نہیں کر سکتا ایک ایسی بات ہے جو قرآن کریم کی کھلی تصریحات اور خود عقل و فکر کے خلاف ہے اس میں شک نہیں کہ علم کا وہ حصہ جو احکام سے تعلق رکھتا ہے، جن پر چل کر انسان رضائے الٰہی کی راہوں کو پا سکتا ہے، قرآن کریم میں مکمل طور پر نسلِ انسانی کو دیا جا چکا ہے اور ختم نبوت کے بعد نئے احکام کا آنا بند ہے، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نیک بندوں، راستباز انسانوں اور مقربین بارگاہ الٰہی سے کلام کرنا بھی بند کر دیا، یہ ایک ایسا خیال ہے جس کو کوئی صحیح الفکر انسان تسلیم نہیں کر سکتا، خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کے مقبول بندوں پر بشارات کا نزول، ان کی دعاؤں کی قبولیت کی اطلاعات ملنا اور امورِ غیبیہ یا آئندہ کی خبروں اور اہم واقعات سے مطلع کیا جانا قرآن اور حدیث اور بزرگانِ دین کے تجربات سے ثابت ہے، اس امت کے اولیاء اللہ کے ملفوظات اٹھا کر دیکھئے آپ ان میں الہامات و مکاشفات کا ایک ذخیرہ پائیں گے، کیا وہ سب کے سب معاذ اللہ مفتری علی اللہ تھے اور انہوں نے ان الہامات کو اپنے پاس سے بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیا؟ پرویز صاحب کو کچھ تو غور کرنا چاہیئے کہ بزرگانِ امت پر اس قسم کے الزامات عائد کرنے سے دین کا کیا باقی رہ جاتا ہے، آخر جب پہلی امتوں میں غیر نبیوں کے ساتھ بھی اللہ تعالےٰ ہم کلام ہوتا رہا، بنی اسرائیل کی عورتیں بھی بشاراتِ الٰہیہ سے حصہ لیتی رہیں، تو امتِ محمدیہ نے کیا قصور کیا ہے کہ ان پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو گیا، کیا معاذ اللہ خدا تعالےٰ کی صفت تکلم ختم نبوت کے بعد زائل ہو گئی؟ کیا اس نے قرآن کریم میں قوم موسےٰ کے مصنوعی معبود کے باطل ہونے کا یہ نشان قرار نہیں دیا کہ الم یروا انہ لایکلمھم ولا یھدیھم سبیلا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان کا بنایا ہوا بچھڑا ان سے کوئی کلام نہیں کرتا اور نہ انہیں رستہ دکھاتا ہے، پھر اگر اللہ تعالےٰ بھی اپنے بندوں سے کلام نہ کرے، ان کی دعاؤں اور التجاؤں کا جواب اپنے پاک اور لذیذ کلام سے نہ دے، اسے رات دن پکارتے رہیں اور وہ نہ بولے تو قوم موسےٰ کے بچھڑے سے بڑھ کر اس کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے،

عقل و خرد بے شک اللہ تعالےٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے، جو اسرار الٰہیہ کو سمجھنے اور قرآن کریم پر غور کرنے میں ممد و معاون ہوتی ہے، لیکن اسی عقل و خرد کا تقاضا ہے کہ الہام کی روشنی سے اسے متمتع کیا جائے جس طرح انسانی آنکھ کام نہیں دے سکتی جب تک بیرونی روشنی اس کی ممد و معاون نہ ہو، کان کام نہیں دے سکتے جب تک ہوا اس کی قوتِ شنوائی کے لئے امداد کا موجب نہ ہو، اسی طرح عقل و خرد الہام الٰہی کی روشنی کے بغیر اندھیروں میں ٹامک ٹوئیے مارتی ہے، اور صحیح رستہ پانا اس کے لئے مشکل ہوتا ہے اور بسا اوقات وہ دہریت و الحاد کے گڑھے میں انسان کو جا گراتی ہے، اگر اسے صحیح رستہ بھی مل جائے تو زیادہ سے زیادہ اس نظام عالم کو دیکھ کر وہ اس نتیجہ تک ہی پہنچتی ہے کہ اس ابلغ و محکم نظام کو پیدا کرنے اور چلانے والی کوئی ہستی ہونی چاہیئے۔ آیا وہ ہستی فی الواقعہ موجود ہے؟ عقل انسانی کی پہنچ اس نتیجہ تک مشکل ہے جب تک خود اللہ تعالےٰ کی طرف سے انا الموجود کی آواز نہ آئے، یہ آواز اس کے کامل اور راستباز بندوں کو ہمیشہ آتی رہی، اور اللہ تعالےٰ کے پاک مکالمات کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہا اور آج بھی کھلا ہے، اس زمانہ میں ہم نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ذریعہ سے اس آواز کو سنا اور آپ کی پیش از وقت بتائی ہوئی خبروں اور استجابت دعا کی اطلاعات اور ایسے اہم واقعات سے، جو آپ کے ملہم من اللہ ہونے کے اہم نشانات میں سے ہیں، اس کی پاک آواز کو ہم نے معلوم کیا، اور رویائے صالحہ اور مکاشفات والہامات کا شرف آپ کے ساتھیوں اور متبعین کو بھی ان کے حسب استعداد حاصل ہوا، اور اب بھی ہوتا ہے، پرویز صاحب اور ان کے ہمنوا اگر اس شرف سے محروم ہیں تو انہیں اس عقل و خرد کا ماتم کرنا چاہیئے جس کو وہ علم کا آخری ذریعہ قرار دے کر اس پر تکیہ اور بھروسہ کئے بیٹھے ہیں، آج تو مغربی دنیا کے مادہ پرست بھی تمام سائنسی انکشافات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ روحانیت کی روشنی کے بغیر حقیقی اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا، لیکن ان کو کیا کہا جائے مسلمان کہلانے اور قرآن کو ماننے والے پرویز صاحب کو قرآن میں بھی مادی معاشرہ اور عقل و خرد ہی آخری جائے پناہ نظر آتی ہے۔ فیا للعجب۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا اچھا فرمایا ہے:-

اے اسیر عقل خود بر ہستی خود کم بناز
کیں سپہر بوالعجائب چوں تو بسیار آورد
غیر را ہرگز نمی باشد گذر در کوئے حق
ہر کہ آید زآسماں او راز آں یار آورد
خود بخود فہمیدنِ قرآن گمانِ باطل است
ہر کہ از خود آورد او نجس و مردار آورد

مسیح موعود نمبر

٭

۲۶ مئی کا دن حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال ہے "پیغام صلح" اس موقعہ پر آپکی یاد میں ایک خاص نمبر شائع کیا کرتا ہے، امسال یہ نمبر ۲۵ مئی ۱۹۶۰ء کو شائع ہوگا جماعت کے اہل قلم حضرات بالخصوص وہ بزرگ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے براہ راست فیض حاصل کیا، امید ہے کہ حضرت کے علمی و روحانی فیوض کے متعلق اپنے تاثرات قلمبند فرما کر اس نمبر کی زینت کو بڑھانے کا موجب ہونگے زیادہ سے زیادہ ۱۵ مئی تک تمام مضامین پہنچ جانے چاہئیں تاکہ اخبار کی بروقت اشاعت میں کوئی روک پیدا نہ ہو۔

ایڈیٹر

مسلمانوں سے فرقہ بندی کو ختم کرنا ضروری ہے

ہر ایک کلمہ گو مسلمان ہے

خطبہ عید الفطر مسجد شاہجہان ووکنگ — از شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

شاید کوئی سوال کرے کہ کیا ہم ایک عیسائی یہودی یا ایک ہندو کو محض اس لئے مسلمان کہیں کہ ہمیں اسلامی طریق پر سلام کرتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص جس کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ وہ یہودی ہے یا عیسائی - اور وہ بھی نہیں چاہتا کہ ہم اسے مسلمان سمجھیں تو محض اس طریق پر سلام کرنے سے مسلمان نہیں بن جاتے - بلکہ قرآن کا واضح حکم یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کو جو اسلام پر ایمان ظاہر کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ صرف اسلامی طریق پر سلام کرنے سے اسے مسلمان سمجھا جائے بلحدیا کافر نہیں کہا جا سکتا - حضرت رسول اکرم صلعم نے اس نکتہ کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے - ایک مستند ترین روایت کی بناء پر آپ کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے :-

من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالك المسلم الذی له ذمة الله و ذمة رسوله فلا تخفروا فی ذمته -

جو شخص ہماری نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھاتے وہ مسلمان ہے، اس کے لئے خدا کا عہد ہے اور خدا کے رسول کا عہد ہے - پس خدا کے عہد کی تحقیر مت کرو -

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

ایک جنگ کے دوران میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی اسامہؓ نے ایک آدمی کو قتل کر دیا - جس نے کہ عین قتل ہوتے وقت کلمہ شہادت پڑھ دیا تھا لیکن اسامہؓ نے اسے پھر بھی اس خیال سے قتل کر دیا کہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ منافقانہ طریق پر اپنے اسلام کا اظہار کر کے اپنی جان کو بچا لے - اس واقعہ کی اطلاع حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی - حضرتؐ اس خبر کو سن کر بڑے آزردہ ہوئے اور کچھ دیر بار بار یہ کہتے رہے اقتلته بعد ما قال لا اله الا الله محمد رسول الله کیا تو نے اسے قتل کر دیا بعد اس کے کہ اس نے لا اله الا الله محمد رسول الله پڑھا؟

اور اسامہؓ کہتے ہیں :-

میں اس وقت چاہتا تھا کہ کاش میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا (بخاری کتاب المغازی)

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور صحابی خالد رضی اللہ عنہ نے ایک اور موقعہ پر اسی قسم کی غلطی کی تو رسول خدا نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور بلند آواز سے کہا الٰہی! میں خالد کے فعل سے بیزار ہوں -

ان تمام بیانات سے جس نتیجہ پر ہم پہنچتے ہیں، وہ نہایت صاف اور واضح ہے کہ وہ شخص جو کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا ہے وہ مسلمان ہے خواہ وہ کسی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہو، وہ کسی طرح بھی اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خود ایمان کے اس بنیادی اعتقاد سے انکار نہ کرے -

مسلمانوں کے ان نام نہاد فرقوں اور مکاتیب فکر کے درمیان فرقہ بندی کی جو دیواریں حائل ہیں انہیں منہدم کر دینا ضروری ہے - اس سلسلہ میں سب سے پہلا قدم یہ ہونا چاہیئے کہ ہم سب تفتیش، ہمدردی - افہام تفہیم کے جذبات کو لئے ہوئے ایک دوسرے سے ملیں - تمام قسم کی نفرت تلخ کلامی اور بغض و تعصب کا نتیجہ ہے، جس سے باہمی کشیدگی اور ایک دوسرے سے علیحدگی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اس علیحدگی کی دیواروں کو مسمار کر دینا چاہیئے - دنیائے اسلام آج پہلے سے کہیں زیادہ خطرات سے دوچار ہے - یہ خطرہ کبھی تو بیرونی دنیا سے اور کبھی موجودہ اسلامی دنیا کے اندر سے پیدا ہوتا ہے - بہر حال خطرہ ایک ہی ہے خواہ اس کا طریق بیان مختلف ہو -

موجودہ دور کا انسان کہتا ہے کہ روحانی اقدار کوئی اہمیت نہیں رکھتیں، اسی آواز کی گونج اسلامی دنیا سے پیدا ہوتی ہے کہ اسلام کچھ حقیقت نہیں رکھتا - اگر کسی چیز کی کوئی حقیقت ہے تو وہ ٹکنیکی ترقیات ہیں - سائنس کی اور سائنسی ایجادات نے روحانی اور اخلاقی قدروں سے زیادہ اہمیت حاصل کر لی ہے سائنس کے بڑے بڑے مفکرین کا مادہ اور .... مادی اشیاء کی حقیقت کے سوا اور کسی چیز پر ایمان نہیں - عہد حاضرہ کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس نے انسان کے لئے کسی ٹھوس حقیقت پر ایمان لانے کی گنجائش باقی نہیں رہنے دی - تمام سائنسی اور ٹکنیکی کارناموں نے انسانی ذہن اور روح کو قنوطیت تشکک اور خوف و ہراس کے خوفناک اندھیروں میں پھینک دیا ہے - وہ انسانیت کے مستقبل کے متعلق اپنا اعتماد کھو چکا ہے - مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ متحد ہو کر دوسرے زندہ مذاہب کے اشتراک عمل سے اس چیلنج کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جائیں یہ صرف اسلام ہی کا خطرہ نہیں بلکہ عیسائیت کا، یہودیت کا، ہندویت اور بدھ مذہب کو بھی یہی خطرہ لاحق ہے - ان میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ انسان کی روحانی بہبود کے لئے اپنا فرض ادا کرے -

انسان کی خود ساختہ ایجادات نے اسکو تباہی کے گڑھے کے کنارے پر لا کھڑا کیا ہے - انسان تباہی کے ڈھیروں ڈھیر آلات و اسلحہ جمع کر رہا ہے اور خود خدا کے رحم و کرم سے زیادہ سے زیادہ دور ہوتا چلا جا رہا ہے - قرآن کریم کا ارشاد ہے :- قل بفضل الله وبرحمته فبذالك فليفرحوا هو خير مما يجمعون کہدے اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہاں اسی پر چاہیئے کہ خوش ہوں یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں - (یونس : ۵۸) لیکن ہمارے ذہنوں پر خوف نہ طاری ہونا چاہیئے - دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے ہمیں انسانی زندگی کے اہم ترین پہلو کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیئے یعنی یہ کہ اللہ تعالےٰ کے بارہ میں ہمارا فرض کیا ہے اور انسانیت کے بارہ میں ہمارا کیا فرض ہے یہ دونوں باتیں ایک دوسرے سے متعلق اور ایک دوسرے پر انحصار رکھتی ہیں، روحانی زندگی کی بنیاد انسانی تعلقات ہیں - ہمارے تمام حقوق و فرائض ایمان باللہ سے پیدا ہوتے ہیں، یہی وہ وزیر ہے جس سے ایمان باللہ کا انسانی بہبود کے ساتھ تعلق پیدا ہو سکتا ہے - دنیا جس میں ہم رہتے ہیں اس میں روحانی اور اخلاقی اقدار پر پختہ ایمان کی ضرورت بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے - یہ ضرورت دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے صرف ایسا ایمان ہی ہے جو اس دنیا کو ایک بہتر جائے سکونت بنا سکتا ہے، آپ میں سے ہر ایک مرد و زن اپنا اپنا حصہ اس میں ادا کر سکتا ہے اپنے مسلمان بھائیوں سے جو اس ملک میں رہتے ہیں انہیں میں یہ کہوں گا کہ آپ دنیا کے اس حصہ میں اسلام کے نمائندہ ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں، آپ کو یہاں کے لوگوں سے براہ راست تعلقات رکھنے کا موقع ملتا ہے آپ کو ان کے ساتھ ان کے گھروں، ہوٹلوں اور دوسرے اداروں میں زیادہ سے زیادہ قریب ہو کر بیٹھنے کا موقع ملتا ہے خدا تعالیٰ کے متعلق آپ کے احساس فرض کا اندازہ ان تعلقات سے لگایا جا سکتا ہے جو یہاں کے دوسرے لوگوں کے ساتھ آپ رکھتے ہیں - آپ کی قوم آپ کے ملک اور آپ کے خیالات و نظریات کے مستقبل کا انحصار مرضی آپ پر ہے، آپ میں سے ہر ایک کو اس کا احساس پیدا کرنا چاہیئے، اور آپ میں سے ہر مرد و زن کو اس مقصد عظیم (یعنی اسلام اور نسل انسانی کی بہبود) کی تکمیل میں حصہ لینا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو -

آمین

وحی الٰہی کی ضرورت و اہمیت

حضرت مرزا صاحب کی صداقت قرآن، حدیث، تاریخ اور ان کے کاموں اور نشانات سے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما قدروا اللّٰہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللّٰہ علیٰ بشر من شیء ...... وضل عنکم ما کنتم تزعمون ——— (الانعام رکوع ۱۱)

بندوں کی بھلائی کے لئے وحی کا نزول

ان آیات میں ایک نہایت ہی اہم مسئلہ بیان کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ اس کائنات کے بادشاہ نے انبیاء اور رسولوں کی معرفت اپنی رضا کی راہوں کو واضح کیا۔ وحی کا انکار اب بھی دنیا کرتی ہے اور اس سے پیشتر بھی دنیا وحی کا انکار کرتی رہی۔ قرآن کریم جو ہدایت کی کامل کتاب ہے اس نے اس پر بحث کی ہے، لکھا ہے رفیع الدرجات اللہ تعالےٰ درجات کو بلند کرنے والا ہے، وہ اپنی رضا کی راہوں کو ظاہر کر کے اپنے بندوں کے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے۔ وحی تو صرف بندوں کی اپنی بھلائی کے لئے بھیجی جاتی ہے ورنہ اسے کیا ضرورت ہے، وہ تو غنی ہے، کوئی اس کی مذمت کرے یا تعریف کرے، اس کو اس سے نہ نقصان پہنچتا ہے نہ فائدہ ہوتا ہے۔ واللّٰہ غنی عن العالمین۔ وہ ذوالعرش ہے کائنات کے تخت حکومت پر متمکن ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک بادشاہ ہو اور اس کے قوانین کا کسی کو علم نہ ہو کسی کو پتہ نہ ہو کہ کن باتوں پر عمل پیرا ہونا اس بادشاہ کی رضا کے مطابق ہے، نہیں۔ خدا تعالےٰ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے اپنی رضا کی راہوں سے اپنے بندوں کو آگاہ کرتا رہا ہے چنانچہ فرمایا:۔ یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ۔ اپنے بندوں میں کسی کو چن لیتا ہے اور اس پر اپنا کلام نازل کرتا ہے۔

نزول وحی کا انکار واقعات کے خلاف ہے

ان آیات میں جو میں نے پڑھی ہیں فرمایا ہے وما قدروا اللّٰہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللّٰہ علیٰ بشر من شیء۔ ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی توصیف غلط رنگ میں کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انسان پر کوئی چیز نازل نہیں کی، دوسری جگہ ہے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے، لست مرسلاً آپ اللہ ...... کے رسول نہیں ہیں، ہمارے پاس توریت ہے، انجیل ہے، ان کے ہوتے ہوئے آپ کی کیا ضرورت ہے، ہندو کہتے ہیں ہمارے پاس وید موجود ہیں اس کے بعد کسی نئے الہام کی ضرورت نہیں، جب یہودیوں کے پاس توریت ہے عیسائیوں کے پاس انجیل ہے، ہندوؤں کے پاس وید ہے پھر قرآن کی کیا ضرورت ہے، جب انسان کسی کا دشمن ہو جائے، تو حقائق کا بھی انکار کر دیتا ہے تاریخ کا انکار کر دیتا ہے، واقعات کو جھٹلانے لگتا ہے، یہ اہل علم کا طریق نہیں، ضد اور تعصب کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں کہ ما انزل اللّٰہ علیٰ بشر من شیء ان کو جواب دیا ہے من انزل الکتٰب الذی جاء بہ موسیٰ، حضرت موسےٰ پر توریت کس نے اتاری جب تم کہتے ہو توریت اتری، انجیل اتری اور ہندو کہتے ہیں وید نازل ہوئے تو پھر یہ کہنا درست ہو سکتا ہے کہ خدا نے کسی بندہ پر کچھ نازل ہی نہیں کیا۔

جسمانی پرورش کے ساتھ روحانی پرورش کا انتظام ضروری ہے

یہ تو اہل کتاب کے لئے جواب ہے، اور تمام دنیا کے لئے فرمایا تمہارے لئے زمین اور آسمان مل کر غلہ پیدا کرتے ہیں، جونہی زمین میں دانہ پھینکا آسمان سے ہوا اور پانی، روشنی اور حرارت مل کر اسکو نشو و نما دیتے اور انسان کی غذا کے لئے سامان بہم پہنچاتے ... ہیں، خدا نے اتنا لمبا چوڑا انتظام انسان کے جسم کے لئے کیا، کیا روح کی پرورش کے لئے کوئی انتظام اس نے نہیں کیا؟ وہ پھر وھو الذی جعل لکم النجوم لتھتدوا بھا فی ظلمٰت البر والبحر۔ ہم نے تمہارے لئے نجوم پیدا کئے، جن کی مدد سے تم اندھیری راتوں میں خشکی اور سمندر میں اپنا راستہ معلوم کر لیتے ہو، یہ بھی جسم کی بات ہوئی، انسانی پرورش کے لئے اس نے غلہ پھل میوے وغیرہ پیدا کئے، اس کی رہبری کے لئے نجوم بنائے، اگر جسمانیت کے لئے اتنا بڑا انتظام کیا ہے، تو یہ کہنا بڑی بے علمی کی بات ہے کہ اس نے روح کی پرورش کا کوئی انتظام نہیں فرمایا وما قدروا اللّٰہ حق قدرہ ایسا کہنا خدا کی صفات کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے اتنا بڑا انتظام اس نے جسمانیت کے لئے تو فرمایا لیکن روحانیت کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا۔

قرآن کریم خدا کی وحی ہے

وہ تو رفیع الدرجات ہے ذوالعرش (صاحب حکومت) ہے۔ یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ۔ اس لئے انسان کے درجات کی بلندی کے لئے اپنے خاص بندوں پر اپنا کلام نازل فرمایا ہے، وھٰذا کتٰب انزلنٰہ۔ یہ محمد رسول اللہ کی آواز نہیں ہم نے اس کتاب کو نازل کیا ہے مبٰرک اس کتاب کی تعلیم میں برکات ہیں جو کبھی ختم نہ ہوں گی، ایک اور جگہ فرمایا ذکر لک ولقومک یہ کتاب آپ کے لئے شرف کا موجب ہے اور آپ کی قوم کے لئے بھی یہ موجب شرف ہوگی۔

تو جس طرح تاریخ سے ثابت ہے کہ پہلے انبیاء پر کتابیں اتریں اسی طرح یہ کتاب محمد رسول اللہ پر اتری، مصدق الذی بین یدیہ۔ یہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، تو پھر وید یا توریت یا انجیل والوں کو وحی کا انکار کیوں ہے؟

مجددین کا انکار تاریخ کا انکار ہے

جس طرح لوگوں نے انبیاء کی وحی کا انکار کیا ہے، اسی طرح آج مجددین کی وحی کا انکار کیا جا رہا ہے حالانکہ چودہ سو سال کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ مجدد آتے رہے۔ جب بڑے بڑے علماء اور اماموں نے لکھا ہے کہ مجدد آتے ہیں اور آتے رہیں گے، تو آج اس کا انکار کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے، لیکن جس طرح یہودیوں نے کہا ما انزل اللّٰہ علیٰ بشر من شیء۔ اسی طرح آج مسلمان مجددین کے آنے سے انکار کر رہے ہیں

تین بڑے بڑے مجددین کی شہادت

ہمارے قریب تین بڑے بڑے مجددین ہوئے ہیں، مجدد الف ثانی سرہندی کو کون نہیں جانتا کہ ان کے عقیدتمند کابل تک پھیلے ہوئے ہیں۔ انکے مکتوبات میں لکھا ہے کہ میں مجدد ہوں، دوسرے سید احمد بریلوی ہیں، انہوں نے بھی مجددیت کا دعوےٰ کیا ہے، اسی طرح ہمارے قریب کے زمانہ میں شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ہوئے ہیں، وہ نہایت بلند پایہ عرفان کے مالک ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے خلعت مجددیت پہنائی گئی، یہ تین بڑی بڑی ہستیاں اس بات پر شاہد ہیں کہ مجددیت کا سلسلہ جاری ہے تاریخ کا انکار کرنا اور ان بزرگ شخصیتوں کو جھٹلا دینا ان لوگوں کا شیوہ نہ ہونا چاہیئے جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی شہادت

ایک ہمارے زمانہ کا عالم ہے، ان کا علم اور ان کی عظمت کا پایہ بہت بلند ہے، یعنے مولانا ابوالکلام آزاد، انہوں نے اپنی کتاب تذکرہ میں بڑے زور اور شد و مد کے ساتھ حدیث مجدد کی صحت کی تصدیق کی ہے وہ لکھتے ہیں محدث سے خدا ہمکلام ہوتا ہے، اور یہ وہ منصوبہ ہے جس کی برکت سے لوگوں کے دلوں میں ایمان پیدا ہوتا ہے اور احیاء دین کا کام سرانجام پاتا ہے۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے

www.aaiil.org

کو لوگوں کو بیدار کروں، وہ احکام میں سے ایک شوشہ تبدیل نہیں کرتا، وہ صرف تجدید کے لئے آتا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ تم نے آسمان کو دیکھا اس میں سورج کے گرد تمام سیارے گھومتے ہیں اور اس سے روشنی لیتے ہیں، مجدد بھی اپنے زمانہ کا شمس ہوتا ہے، اس کے زمانہ کے تمام علماء اور صلحاء اسی سے فیض پاتے ہیں۔

صاحب روح المعانی کا بیان

اسی طرح پیچھے جائیں تو ایک اور بہت بڑا عالم دین صاحب روح المعانی ہمیں ملتا ہے، انہوں نے ۹ جلدوں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی ہے۔ آیہ کریمہ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ کی تفسیر کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ روح کے معنے ہیں اللہ تعالے کا زندگی بخش کلام، اپنے کلام کو اللہ تعالیٰ نے روح کہا ہے، صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:—

" فان الالقاء لم یزل من لدن
ادم علیہ السلام الی انتہاء زمان
نبینا صلعم وھو حکم المتصل
الی قیام الساعۃ باقامۃ من
یقوم بالدعوۃ علی ماروی
ابوداؤد عن ابی ھریرۃ
عن النبی علیہ الصلوۃ
والسلام انہ قال ان اللہ یبعث
لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ
سنۃ من یجدد لھا دینھا
ای باحیاء ما اندرس من
العمل بالکتاب والسنۃ

یعنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء نے وحی آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی صلعم کے زمانہ تک رہا اور وہ قیامت تک کے لئے حکم اتصال رکھتا ہے، اس شخص کے کھڑا ہونے سے جو دعوت اسلام کا کام اپنے ذمہ لے جیسا کہ ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے اس امت کے لئے ہر سو سال کے سر پر ایک ایسے شخص کو کھڑا کرے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتا رہے یعنے عمل بالکتاب والسنۃ سے جو کچھ مٹتا رہا ہے اسے تازہ کرتا رہے۔

حدیث مجدد کی صحت کتب حدیث سے

یہ تفسیر ہمارے زمانہ کے مجدد نے تو نہیں لکھی نہ ہم نے اپنے مجدد کو سچا کرنے کے لئے روح المعانی میں ایسا لکھدیا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ تمام امت مجددین کی آمد کے قائل رہے ہیں، پھر حدیث مجدد کو زرقانی میں بھی نقل کیا گیا ہے جو سیرت کی کتاب ہے اور مواہب اللدنیہ کی شرح ہے اور اس میں لکھا ہے رواہ البیہقی والحاکم وابوداؤد والطبری یعنے بیہقی اور حاکم اور ابوداؤد اور طبری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، ایسا ہی تمام حفاظ حدیث نے اس کو نقل کیا ہے اور اس کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

حضرت مجدد وقت کا کام یورپ میں

ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ حدیث مجدد تو صحیح ہے لیکن کیا معلوم کہ مرزا صاحب کا دعوئے مجددیت صحیح ہے، آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ اس زمانہ کے مجدد ہیں، کیا کام انہوں نے مجددیت کے کئے ہیں؟ حضرت مرزا صاحب نے جو کام کئے وہ ہمارے اور دنیا کے سامنے موجود ہیں، ان کے ذریعہ یورپ میں مشن قائم ہوئے، چودہ سو سال میں کسی کو یہ توفیق نہیں ملی کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کا جھنڈا بلند کرے، اسلامی ممالک کے بادشاہ اور علماء و وزراء جب وہاں جاکر اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہمارے مشنوں کے ذریعہ یورپین مسلمان ہو رہے ہیں تو وہ حیران ہوتے ہیں کہ وہ کونسا خزانہ ہے جس سے یہ مشن چل رہے ہیں، آپ کی جماعت ہی وہ خزانہ ہے جس سے یہ مشن چل رہے ہیں، آپ کے ایک ایک آنہ اور دو دو چار چار آنہ سے ایک ندی بہہ رہی ہے جو یورپ میں مجدد وقت کے قائم کردہ مشنوں کو سیراب کرتی ہے۔

حضرت مجدد وقت کا قیمتی لٹریچر اور عربی دان دنیا کو مقابلہ کی دعوت

پھر حضرت مجدد وقت نے نہایت قیمتی لٹریچر پیدا کیا جس میں قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کئے، آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے علم دیا ہے کہ تم عربی میں کتاب لکھو، اس میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ علوم بیان کرو گے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اس دعوے کے ساتھ لکھنا اور عرب ممالک کو چیلنج دینا نہایت مشکل کام ہے اور نہایت پختہ ایمان کا ثبوت ہے، جب تک خدا کی تائید نہ ہو چار سطریں لکھنی مشکل ہیں، لیکن آپ نے عربی زبان میں کتابیں لکھیں اور مصر اور عرب اور بیروت کے علماء کو چیلنج کیا جس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

ایک بہت بڑے عالم سے گفتگو

برلن میں ایک بڑے دیوہیکل انسان جو غالباً بخارا کے رہنے والے بہت بڑے عالم تھے، میرے گھر آئے اور آتے ہی بڑے غصہ سے پوچھا کہ مرزا کو کیا مانتے ہو؟ میں نے کہا مجدد، اس نے حیرانی کے ساتھ پھر کہا "ہیں مجدد"۔ میں نے کہا ہاں مجدد مانتا ہوں، اس نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور زور سے اپنے سینے پر مارے اور حیرانی سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے کہا کہ مجھے تو بتایا گیا تھا کہ تم نبی مانتے ہو، پھر اس عالم نے کہا سنا ہے تم نے قرآن انگریزی میں شائع کیا ہے میں نے کہا ہاں، کہا میں دیکھنا چاہتا ہوں، میں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب کا ترجمہ کردہ قرآن اسے دکھایا، اس کی ورق گردانی کر کے کہنے لگا اس میں تو وہی ۱۱۴ سورتیں ہیں جو قرآن میں ہوتی ہیں، پھر پوچھا کوئی کتاب ہے؟ میں نے آئینہ کمالات اسلام دکھائی۔ اس کا عربی حصہ پڑھ کر کہا خدا کی قسم اس کے اندر نور ہے، یہ فصاحت و بلاغت اور یہ معارف جو اس میں بیان ہوئے ہیں کسی کو نصیب نہیں ہو سکتے سوائے اس کے جو خدا کی طرف سے ہو، پنجاب کے ایک گاؤں کا رہنے والا شخص ایسی کتابیں لکھے، یہ سوائے تائید الٰہی کے اور کسے میسر ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی مجددیت کا ثبوت آپ کے کاموں سے

تو حضرت مرزا صاحب کے مشن، آپ کی تصانیف، مولانا محمد علی صاحب کی کتابیں، خواجہ کمال الدین صاحب کی کتابیں جنہوں نے اسلام کے متعلق دنیا کی رائے بدل دی، اور آج اسے یورپ و امریکہ کے فہمیدہ طبقوں میں معقول ترین مذہب سمجھا جانے لگا ہے۔ کیا یہ حضرت مرزا صاحب کی مجددیت کا ثبوت نہیں؟ قرآن کریم کے تین ترجمے اس جماعت نے شائع کئے، (انگریزی، جرمن اور ڈچ) فہمیدہ اور حق پرست لوگ جب ان چیزوں کو دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس جماعت کے ذریعہ بڑے بڑے لارڈ اور بیرن اور فضلاء مسلمان ہوئے ہیں تو ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوئے برحق ہے۔

جلسۂ اعظم مذاہب میں حضرت مرزا صاحب کا کارنامہ

یہ لاہور گواہ ہے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا، اس لاہور میں مذاہب کا ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں ہندو، آریہ، برہمو، سکھ، عیسائی اور مسلمان اپنے اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے کے لئے آئے، تین دن جلسہ کے لئے مقرر ہوئے تھے، حضرت مرزا صاحب کا مضمون بھی اس میں پڑھا گیا، آپ کو جلسہ سے پہلے ہی الہام ہوا کہ مضمون بالا رہا۔ یہ الہام ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء میں عام طور پر شائع کیا گیا، خصوصاً لاہور کے کوچے کوچے میں اسکو پہنچایا گیا اور جلسہ کا انعقاد ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو ہوا جس میں یہ الہام اس طرح پورا ہوا اور سب نے متفقہ فیصلہ دیا کہ مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی کو باوجود مخالف ہونے کے یہ کہنا پڑا کہ مرزا صاحب نے آج اسلام کی عزت رکھ لی، پیسہ اخبار کا ایڈیٹر مولوی محبوب عالم کرسی سے خوشی کے ساتھ اچھل پڑا تھا، ایک ہندو انسپکٹر آف سکولز سنداس سوری نے میرے منہ پر کہا:— It was an eye opener to me یعنی میری آنکھیں کھولنے کا موجب ہوا ہے۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ نے لکھا کہ مرزا صاحب کا مضمون بلند رہا، آپ اسلامی تعلیم کے ماسٹر ہیں۔

دو لطیفے

دو لطیفے آپ کو سناتا ہوں، پنجاب یونیورسٹی میں ایک بہت بڑا عالم تھا عبداللہ ٹونکی، عربی زبان کا متبحر عالم تھا، اس نے عربی میں ایک خط لکھ کر ایک آدمی کو دیا کہ مرزا صاحب کے پاس لے جاؤ، اور جب وہ مجلس میں بیٹھے ہوں تو انہیں دو، اور اسی وقت مجلس ہی میں جواب لکھنے کے لئے کہو، اندر گھر میں مت جانے دو، اس سے اکیس

(باقی بر صفحہ ۱۱)

www.aaiil.org

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر سرسری نظر (آخری قسط)

یہ آخری قسط مولانا مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم و مغفور نے اپنی وفات سے دو دن پہلے لکھی، اس کے نیچے ۱۱ر مارچ سنہ ۱۹۶۰ء کی تاریخ لکھی ہوئی ہے اور ۱۳ر مارچ سنہ ۱۹۶۰ء کو صبح ۵ بجے آپ کا انتقال ہو گیا۔

کتاب کے آخری دس بارہ صفحے خصوصیت کے ساتھ لاہوری جماعت کی برائیوں کے شمار کرنے میں وقف کئے گئے ہیں۔ مصنف کے نزدیک یہ جماعت سب سے زیادہ خطرناک ہے، اس جماعت کے دو بڑے لیڈروں حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی عیب شماری کر کے عالم اسلام میں جو عزت شہرت انہیں حاصل ہے اس کو زائل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور پھر جماعت کے کفر کی وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی ایک جید مفتی صاحب کا فتوے انہیں اوراق میں شائع کیا جا چکا ہے تاہم یہاں ایک دوسرے ڈھنگ سے اس جماعت کے کفر پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

یہ امر بدیہی ہے کہ عصر حاضر میں حضرت مولانا محمد علی اور حضرت خواجہ کمال الدین ایسی باکمال ہستیاں گزری ہیں کہ زمانہ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے وہ اپنے علم و فضل، خدمات دین۔ اپنے کارہائے نمایاں کی وجہ سے امت محمدیہ میں ایسی مستعار اور بلند جگہ لے چکے ہیں کہ کسی دوسرے کو وہاں تک رسائی نہیں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی انگریزی تفسیر قرآن مجید یورپ اور امریکہ کے علمی حلقوں میں قبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکی ہیں۔ اور اس کو ایک معیاری تصنیف تسلیم کیا جا چکا ہے، اسی طرح آپ کی دوسری تصانیف سیرت نبوی اور تاریخ خلفائے راشدین بھی بے مثل و بے نظیر ہیں، آپ کی کتاب ریلجن آف اسلام کی تصنیف پر مشہور و معروف انگریز مستشرق مارما ڈیوک پکتھال مترجم قرآن مجید نے کیا خوب لکھا تھا کہ تجدید دین کا جو کام مولانا صاحب نے اس زمانہ میں کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور اس میں کچھ کلام نہیں کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں ان دو بزرگوں کا بہت بڑا حصہ ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ آپ کو آنکھوں پر جگہ دیں اور آپ کی دل سے قدر کریں، یہ لوگ ابتدائی زمانہ کے تعلیم یافتہ تھے اگر چاہتے تو بہتر سے بہتر دنیوی جاہ و منصب حاصل کر سکتے تھے، اور دنیوی مال و منال سمیٹ سکتے تھے۔ مگر ان صاحبوں نے دنیا پر لات ماری، اور دین کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا۔ دنیا پر دین کو مقدم رکھنا اور اپنی بہتری کی امیدوں اور خواہشوں کو دین پر قربان کر دینا خدا کے خاص خاص بندوں کا ہی کام ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایسی گراں قدر ہستیاں۔ خدا کے ایسے ولی۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے ایسے جان نثار خادم کیا اس قابل ہیں کہ ان کا استخفاف کیا جائے، ہرگز نہیں۔ ایسی قیمتی ہستیوں کا استخفاف گرانقدر موتیوں کو پاؤں تلے روندنے کے مترادف ہے۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب کے متعلق یہ خیال کہ آپ قرآن کا ترجمہ یا دوسری کتب چرا لائے یا آپ ہزاروں روپے انجمن کے خزانہ سے لے آئے، یہ اتہامات محض افتراء پردازیاں ہیں اور آپ کا دامن ہر برائی اور ہر خیانت سے پاک ہے۔ آپ سالہا سال قادیان کی صدر انجمن کے سیکرٹری رہے۔ ایک حبہ کی خیانت بھی آپ کے خلاف کوئی ثابت کرنے کی جرأت نہیں کر سکا۔ آپ کے متعلق اس قسم کا گمان کرنا ہی معصیت ہے ؎

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

پھر متعصب مصنف نے صفحہ ۱۷۰ پر لکھا ہے:-

"مرزا غلام احمد کے تمام اندوختہ خزانوں پر مرزا بشیر الدین خلیفہ ثانی کے قبضہ کر لینے کے بعد غیر قادیانیوں کو پھانسنے کے لئے مسٹر محمد علی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نبی ہونے کا انکار کر کے مجدد۔ محدث مہدی مسیح موعود وغیرہ ہونے کا اعلان کیا اور مرزا غلام احمد کے ناقابل تردید صاحب نبوت صاحب شریعت دعوے ختم رسالت کے متعلق بروزی اور ظلی نبی جیسی تاویل باطل کر کے مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کرتے رہے"

اس کے بعد ان علمائے کرام کا ذکر خیر فرمایا ہے جو "اپنی تصانیف سے لاہوری مرزائیوں کی خوب تلعی کھولتے رہے ہیں، مثلاً مولانا انور شاہ مولانا مرتضیٰ حسن مفتی اعظم محمد شفیع اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد" اور پھر لکھا ہے کہ "انہی حضرات کی تصانیف سے اخذ کر کے موجودہ کتاب کو معرض وجود میں لایا گیا ہے"۔

حیرت ہوتی ہے کہ خلاف واقعہ باتیں بیان کرنے میں مصنف کو ید طولیٰ حاصل ہے۔ وہ کونسے خزانے تھے جو حضرت مرزا صاحب اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے ...... خزائن دفینہ تو کچھ نہ تھے، البتہ ... ۵ روپیہ قرض چھوڑ گئے تھے

جو آپ کی کتب کی فروخت سے ادا کیا گیا۔ پھر یہ بیان کس قدر غلط ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود کی خلافت قائم ہونے پر مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی نبوت سے انکار کر دیا اور ان کے مجدد و محدث و مسیح و مہدی ہونے کا اعلان کر دیا۔ نعوذ باللہ گویا حضرت مولوی صاحب اس خیال کے بزرگ تھے کہ جس طرف ہوا کا رخ دیکھتے اسی طرف چل پڑتے اور لوگوں کو اپنی جماعت میں پھانسنے اور اپنی لیڈر داری قائم کرنے کے لئے اپنے عقائد بدل ڈالتے، استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ جو عقائد آپ کے شروع میں تھے وہی اخیر تک رہے جس طرح شروع میں آپ حضرت کی نبوت کو ظلی بروزی مانتے تھے۔ اسی طرح بعد میں بھی مانتے رہے۔ نہ پہلے کوئی غلط تاویل کی اور نہ بعد میں۔ بلکہ وہی تاویل کی جو آپ سے پہلے آئمہ دین و اولیائے امت ان الفاظ کی کرتے رہے۔ اگر یہ تاویل غلط تھی تو آپ کو چاہیئے کہ آپ اپنے علمائے دین سے پوچھیں کہ وہ کیوں ایسی تاویل کرتے رہے۔ اس تاویل میں حضرت مرزا صاحب یا مولوی صاحب ہی منفرد نہیں بلکہ آپ کے بزرگ اولیا بھی شامل ہیں جیسا کہ قبل ازیں ہم اپنی تحریرات میں ذکر کر آئے ہیں، آپ کو واضح ہونا چاہیئے کہ حضرت مولانا نے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ آپ نے مسئلہ نبوت پر ایک مبسوط کتاب النبوۃ فی الاسلام تصنیف فرما کر اہل اسلام پر بہت بڑا احسان کیا ہے جماعت قادیان سے علیحدگی کی وجوہات اس کتاب سے واضح ہو سکتی ہیں، اگر آپ لوگوں میں شکر گزاری کا مادہ ہوتا تو آپ اس کتاب سے فائدہ اٹھاتے اور صحیح طور پر ختم نبوت پر ایمان لاتے۔ اور ختم نبوت سے انکار کا وبال آپ کی گردن سے دور ہو جاتا۔ آپ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوے کیا۔ اس کے متعلق ہم مفصل لکھ چکے ہیں جن سے حضور کا صاحب شریعت ہونے کا دعوے ثابت ہوتا ہو لیکن یاد رکھیں کہ الی یوم القیامۃ آپ ایسے الفاظ نہیں دکھا سکتے۔ اور یہ تو آپ نے خود ہی اعتراف کر لیا کہ آپ کی یہ تصنیف پہلے بزرگوں کی تصانیف کی کاسہ لیسی ہے۔ لیکن جب ہم نے یہی بات کہی تو آپ نے اس کو برا منایا اور اس کی تردید کی۔

الیاس برنی کی مزخرفات

کتاب زیر بحث کے صفحہ ۱۲۷ سے ۱۴۷ تک اور پھر ۱۵۰ سے آخر تک یعنے ۱۸۲ صفحہ تک فاضل مصنف نے الیاس برنی کی بعض مزخرفات کو نقل کر کے اپنی کتاب کی زینت کو بڑھانا چاہا ہے۔ کیوں نہ ہو ایسی "بلند پایہ" کتاب ... جس کے لئے ایسے ہی بلند پایہ مصنفین کی ضرورت تھی۔

یاد رکھیں بخیر جناب برنی صاحب عالم جاودانی کو سدھار چکے ہیں۔ ان کا معاملہ براہ راست خدا سے جا پڑا ہے، اب ہم ان کے حق میں سوائے کلمہ خیر کے اور کیا کہیں۔ تاہم

اظہار المحق اپکی تالیف لطیف "قادیانی مذہب" سے ناظرین کرام کا مختصر سا تعارف کرا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے سو واضح ہو کہ یہ رسوائے عالم کتاب جس کا نام قادیانی مذہب ہے واقعی دھوکہ باز اور نگاہ غلط انداز کے کرشموں کا ایک عجیب و غریب مرقع ہے جس کا ہر صفحہ ہمیں غزل کی یاد تازہ کرا دیتا ہے ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اس تالیف میں اُن معاندین اسلام کے نقش پا پر قدم مارنے کی ہی کامیاب کوشش کی گئی ہے، جنہوں نے قرآن حکیم جیسی بے نظیر و بے مثل کلام کو اپنے اعتراضات واہیہ لغویہ کا نشانہ بنانے سے احتراز نہ کیا، یہ خیال نہ فرمایئے کہ "قادیانی مذہب" میں مسائل متنازعہ فیہا پر کوئی علمی بحث کی گئی ہے۔ یا قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت حجۃ اللہ علی الارض کے دعاوی صادقہ کی تردید کی گئی ہے۔ ہرگز نہیں اگر ایسا ہوتا تو ہمیں ناگوار نہ تھا۔ کیونکہ تحقیق حق ہمارے نزدیک ایک قابل قدر چیز ہے، اور علمی رنگ میں مسائل پر بحث کرنا ہماری عین خواہش ہے۔ مگر اللہ اللہ! یہ کس کو جرأت ہے کہ حضرت سلطان القلم کے مقابلہ میں قلم کو جنبش دے سکے یہاں اور ہی رنگ ہے، یہاں کسی قرآن و حدیث کی ضرورت نہیں۔ یہاں کا باوا آدم ہی نرالا ہے اور وہ کیا ہے؟ کبھی ادھر سے دو چار لفظ چھینے جھپٹے، اور کبھی ادھر سے کتر بیونت کر کے اپنے ڈھنگ کا ایک حوالہ طیار کیا اور اس پر اشتہاری حکیموں کی طرح ایک پھڑکتا ہوا عنوان جوڑ دیا۔ اور بس مسئلہ حل ہو گیا۔ واہ واہ کا غل مچ گیا۔ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی رنگ چوکھا آئے۔ یہ ہے جناب ساری کائنات برقی صاحب کی ضخیم و جسیم تصنیف قادیانی مذہب کی ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خوں نکلا

آؤ ذرا مقابلہ کر کے دیکھیں۔ کیا اس تالیف کا وہی اسلوب اور وہی رنگ ڈھنگ تو نہیں؟ جو کسی زمانہ میں آریہ لوگ اسلام کے خلاف اختیار کر کے اپنی فتح کا جھوٹا ڈھول پیٹا کرتے تھے۔ مثلاً کبھی وہ یہ عنوان قائم کرتے۔

"مسلمانوں کا خدا مسخرا ہے" (نعوذ باللہ من ذالک) اس کے نیچے وہ قرآن شریف کی آیت اللہ یستھزئ بھم نقل کر کے خوب کھل کھیلتے اور کبھی یہ عنوان قائم کرتے کہ "مسلمانوں کا خدا مکار ہے" (نعوذ باللہ من ذالک) الفاظ قرآنی واللّٰہ خیر الماکرین پر زبان طعن کھولتے اور اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرتے۔ ان لوگوں کو کچھ پروا نہیں کہ حقیقت حال کیا ہے۔ اور الفاظ قرآن یستھزئ بھم۔ اور خیر الماکرین کے حقیقی معنی کیا ہیں لیکن انہیں حقیقت حال اور اصل معنی سے کیا سروکار؟ ان کا مقصد تو اسلام کو بدنام کرنا اور لوگوں کو دین حنیف کے خلاف بھڑکا کر اپنی دکان کو فروغ دینا تھا، یہی جذبہ اس کتاب یعنی قادیانی مذہب کی تالیف کے پیچھے کارفرما نظر آتا ہے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟ انہی صفحات میں آپ کو نظر آجائے گا کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ سچ ہے یا غلط، موجودہ کتاب کے صفحہ ۱۳۷ پر آپ کو ایک عنوان نظر آئے گا:۔

"مرزائے قادیانی اور اس کے امراض"
بیماری۔ ضعف نامردی۔ امراض خبیثہ کا شکار"

امراض خبیثہ

"امراض خبیثہ" کے الفاظ سے اس عنوان میں پڑھنے والے کا تصور کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ امراض خبیثہ کیا ہیں۔ وہ جیسا کہ خود مولف کتاب عنوان بالا کے نیچے حضرت مرزا صاحب کی کتاب نسیم دعوت کے حوالہ سے لکھتے ہیں، دو بیماریاں ہیں ایک تو دوران سر کی اور دوسری ذیابیطس یعنی کبھی حضرت مرزا صاحب کو کبھی دوران سر کا دورہ ہوتا تھا اور کبھی کثرت پیشاب کا۔ جو ذیابیطس کا خاصہ ہے، یہ تھیں وہ "امراض خبیثہ" جن کا ذکر "حقیقت نگار" مولف نے اپنے عنوان میں کیا ہے۔ کیوں صاحب! ان امراض کو امراض خبیثہ قرار دینا آنجناب نے کس کتاب میں پڑھا ہے، کیا طب قدیم میں ان کو امراض خبیثہ کہا گیا ہے یا جدید میں؟ یا کیا حیدرآباد دکن یونیورسٹی میں کوئی ایسی کتاب شائع ہوئی تھی جس میں ان امراض کو امراض خبیثہ قرار دیا گیا تھا، یا کسی دوسرے ملک سے آپ نے ان اطباء کا فتویٰ حاصل کیا تھا کہ یہ امراض خبیثہ ہیں ایسی کتاب کا حوالہ ضرور دینا چاہیئے تھا، ورنہ آپ کے نام پر حرف آئے گا اور آپ کے مخالف یعنی مرزائی فرقہ کے لوگ کہیں گے کہ اس شخص نے محض حضرت مرزا صاحب کو بدنام کرنے اور اپنی واہ واہ کے لئے ایک گپ ہانک دی ہے، ورنہ بات کچھ بھی نہیں۔

اگر یہ امراض اور اسی طرح کسی عضو رئیسہ یا جسمانی طاقت پر ضعف آجانا آپ کے نزدیک امراض خبیثہ میں داخل ہیں تو یاد رکھئے کہ دنیا کے بڑے بڑے صالح اور نیکوکار اور باخدا انسان آپ کو ان امراض میں مبتلا نظر آئیں گے۔ ماشاء اللہ حضرت مرزا صاحب کو بدنام کرتے کرتے آپ دوسروں پر بھی ہاتھ صاف کر گئے۔ اگرچہ آپ کا مقصد حضرت مرزا صاحب کو بدنام اور ذلیل کرنا ہے مگر آپ ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جس کی تائید میں آسمان ہو زمین اس کا کیا بگاڑ سکتی ہے۔ نعم ما قال المسیح الموعود ؎

ہر دم فلک شہادت صدقم ہمی دہد
زیں کدام غم کہ زمیں گشت منکرم

یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ مخالف جس بات کو بہت بڑا اعتراض سمجھتا ہے اور وہ اس کے ذریعے بڑے زور و شور سے حملہ آور ہوتا ہے اسی کے نتیجہ ہی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان نظر آجاتا ہے، یہاں بھی آپ کو یہی نظر آئے گا

خوب یاد رکھئے سرکار دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت مرزا صاحب بڑے پیارے تھے امت میں اور بھی بڑے بڑے انسان پیدا ہونے والے تھے۔ مگر حضور صلعم نے اپنا سلام جس کو بھیجا وہ میرزا غلام احمد ہی تھا۔ گروہ خلفاء میں سے مسیح کا امتیازی نام پانے کے لئے جس کو مخصوص کیا وہ مرزا غلام احمد ہی تھا اپنے بعد جس پر اعتماد کلی ظاہر فرمایا وہ مرزا غلام احمد ہی تھا چنانچہ فرمایا اس امت کو کیا ڈر جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود، بڑی محبت تھی حضرت محمد رسول اللہ کو حضرت مرزا صاحب سے اور بڑی شفقت تھی حضور کو اپنے اس غلام پر اور غلام بھی دل و جان سے حضور پر نثار تھا، فرماتے ہیں ؎

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی (?)
رلیا ہے جان عہد سے میری جان کو مدام
دل کو یہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

یہ الگ بات ہے کہ امت پہچانتے یا نہ پہچانتے مگر حضور صلعم آنے والے کی سب نشانیاں بتا کر گئے۔ یہاں تک کہ آپ نے حلیہ بھی بتا دیا اور فرمایا کہ وہ خوبصورت گندمی رنگ کا ہوگا۔ اس کے بال سیدھے اور لمبے ہونگے اور ایسا معلوم ہوگا کہ ابھی حمام کر کے آیا ہے۔ ان میں سے ایک ایک بات مرزا غلام احمد پر صادق آئی۔ فالحمد علے ذالک۔

حضور صلعم کو خدا تعالیٰ نے یہ بھی علم دیا کہ بوجہ کثرت عبادات و کثرت کار اسکو جسمانی عوارض بھی لاحق ہوں گے اور دنیا کے کوتاہ بین ان عوارض کو "امراض خبیثہ" سے تعبیر کرینگے اور پھبتیاں اڑائیں گے اور ذلیل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے حضور صلعم نے اپنے پیارے مسیح کے متعلق آج سے تیرہ سو سال پہلے یہ بھی فرما دیا کہ:۔

میری امت میں جو مسیح آنے والا ہے وہ دو زرد چادروں میں نازل ہوگا۔ وہ دو زرد چادریں کیا ہیں؟ کتب تعبیر کو اٹھا کر دیکھو۔ زرد کپڑے سے مراد بیماری ہوتی ہے اور دو زرد چادروں سے مراد وہ بیماریاں ہیں جو ہمارے حضرت کو لاحق تھیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں اور دوسری جسم کے نچلے حصہ میں۔ خصم ان دو بیماریوں کو "امراض خبیثہ" ظاہر کر کے حضرت میرزا کو ذلیل کرنا چاہتا ہے مگر یہ آپ کی صداقت کے دو سرٹیفکیٹ ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دربار سے آپ کو مل رہے ہیں، اور کسی کی کیا تاب کہ صداقت کے ان سرٹیفکیٹوں کو اڑا سکے۔ یہاں کسی بڑے سے بڑے دشمن کا ہاتھ بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اگر پہنچ سکتا ہے تو احادیث میں سے دو زرد چادروں والے الفاظ کاٹ کر دکھا دیجئے ؎

ہم ہاتھ شیروں پہ نہ ڈال سلے دو ہم نزار و نزال (?)

حضرت مسیح موعود نے جہاں ان عوارض کا ذکر فرمایا ہے دو زرد چادروں والی حدیث کا بھی ذکر فرمایا ہے لیکن حقیقت نگار مولف نے حدیث والے حصہ کا ذکر دانستہ چھوڑ دیا ہے اور اس کا اشارہ تک بھی نہیں کیا، یہ کہاں کی عدالت اور نصفت شعاری ہے۔ یہ تو صریح خیانت ہے یہ تو حق پر پردہ ڈالنا اور لوگوں کو دھوکہ دینا ہے، یہ تو بیچ اخفائے حق ہے، بالفاظ دیگر کتم شہادت، استغفر اللہ۔ اور کتم شہادت! وہ مرض ہے جو قلب انسانی سے تعلق رکھتی ہے ومن یکتمھا فانہ اٰثم قلبہ اور اس سے بڑھ کر خبیث مرض اور کیا ہوگی؟ کہ انسان کا

(باقی بر صفحہ ۱۵)

آغادیر کا تباہ کن زلزلہ

گذشتہ دس سالوں میں زلزلوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ

زلزلوں کی کثرت ایٹمی تجربات کا نتیجہ ہے

دنیا کے مہلک ترین زلزلوں کی تفصیل

(بشکریہ روزنامہ کوہستان)

زندگی کی چہل پہل اور مسرتوں سے بھرا ہوا ایک شہر آناً فاناً موت کی وحشتناک اور سنسان اجاڑ بستی میں تبدیل ہو گیا۔ قدرت کی اس عبرتناک پکڑ سے پہلے اس شہر میں کون یہ جانتا ہوگا کہ اس کی جان اس کا مال اس کی جائیداد اور اس کی ساری مسرتیں صرف چند گھڑیوں کی مہمان ہیں۔ آج مراکش کے حسین ساحلی شہر آغادیر کے بچے کھچے لوگوں میں ڈھونڈنے سے بھی شاید کوئی متنفس ایسا نہ ملے جس کا سینہ فگار اور جس کا دل سوگوار نہ ہو، اور کیوں نہ ہو تباہی و بربادی کا یہ سماں ہو انکی آنکھوں نے دیکھا اس سے پہلے دنیا کی قریبی تاریخ میں سانتی، سسلی اور کوئٹہ کے سوا کہیں اتنے بڑے پیمانے پر دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس زلزلے میں دس ہزار سے زاید افراد ہلاک ہوگئے اور شہر کی تین چوتھائی آبادی مجروح ہو گئی، پورا شہر بری طرح تلپٹ ہو اگر پرانے شہر میں تو کوئی عمارت اپنی جگہ پر کھڑی نہ رہ سکی اور نئے شہر میں اکا دکا عمارتیں ہی اس عبرت انگیز تباہی کی داستان سنانے کے لئے کھڑی رہ گئیں۔ تباہی محض زلزلے سے شاید اتنی زبردست نہ ہوتی لیکن زلزلے کے فوراً بعد سمندر میں ایسا پرشور تلاطم برپا ہوا کہ سمندر کی شوریدہ سر کوہ قامت لہریں ساحل کو عبور کر کے بپھرے ہوئے مست ہاتھیوں کی طرح شہر میں داخل ہو گئیں اور جو شہر ابھی زلزلے کے صدمہ سے اپنے ہوش و حواس بحال بھی نہیں کر سکا تھا وہ ایک نئی آفت سے دوچار ہو گئی ایک طرف شہر میں مواصلات کا سارا نظام تباہ ہو گیا اور دوسری طرف بجلی اور پانی کی سپلائی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور جا بجا آگ بھڑک اٹھی اور یوں محسوس ہونے لگا کہ جیسے قیامت کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ اس نقصان اور تباہی کا سب سے بڑا نشانہ موودی سینے ہیں، جن کی مصلی ہزار کی ساری آبادی موت اور تباہی کے چنگل میں بری طرح پس گئی ہے۔ دنیا کے مختلف گوشوں سے ان مصیبت زدگان کی امداد کے لئے رقوم سامان ضرورت اور امدادی پارٹیاں موقعہ پر پہنچ گئی ہیں۔ فرانس نے اس موقعہ پر فوری امداد پہنچا کر مراکش سے اپنے کشیدہ تعلقات کو بڑی حد تک سنوار لیا ہے۔ حالانکہ اگر یہ قیاس صحیح ہے کہ ایٹمی تجربے سے یہ زلزلہ آیا ہے۔ تو زہر کے بعد تریاق مہیا کرنے کی کوشش ایک سنگدلانہ مذاق سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی

مراکش اور نواحی علاقوں کے لوگوں کا احساس یہی ہے کہ فرانس کے صحرائے اعظم میں ایٹم بم کا جو تجربہ پچھلے دنوں ہوا تھا، یہ زلزلہ اس کے اثرات کا ردعمل ہے اگرچہ ہمارے پاس ایسے کوئی وجوہ موجود نہیں کہ اس شبہ کو غلط کہہ سکیں لیکن زلزلوں کا یہ سلسلہ اس وقت سے چل رہا ہے جس وقت سے کہ انسانی زندگی کے واقعات و حوادث کا ریکارڈ تاریخ کی صورت میں محفوظ کیا جا رہا ہے۔

دنیا کا شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو جو زلزلے سے اب تک محفوظ رہا ہو۔ اور بعض زلزلوں کے نتیجہ میں تو تباہی اتنے وسیع پیمانے پر ہوئی کہ آج بھی ان کا ذکر رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی ہے۔ تاریخ میں گذشتہ چار صدیوں میں سب سے تباہ کن زلزلہ ۱۵۵۶ء میں چین کے علاقہ شانسی میں آیا تھا جس میں آٹھ لاکھ پینتیس ہزار افراد موت کا شکار ہوئے اور ۱۷۳۷ء میں ہولناک زلزلہ آیا جس نے تین لاکھ افراد کو لقمہ اجل بنایا۔ ۱۷۵۷ء میں پرتگال کے شہر لزبن میں زلزلے کے نتیجہ میں ۸۰ ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ یہی وہ زلزلہ تھا جس نے گوئٹے کے ذہن پر چھ سال کی عمر میں خدا کی عظمت اور کبریائی کے انمٹ نقوش ثبت کر دیئے۔ سنہ ۱۷۲۰ء میں دہلی میں زلزلے کے ایک ماہ تک مسلسل جھٹکے محسوس کئے جاتے رہے۔ ۱۷۲۷ء اور ۱۷۶۲ء میں برما، اراکان اور بنگال میں شدید زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے اور بھاری جانی و مالی نقصان ہوا۔ سنہ ۱۸۰۳ء میں شمالی ہند میں زبردست زلزلے آئے دہلی کے قطب مینار کا بالائی حصہ اسی زلزلے کے نتیجہ میں نیچے آ گرا تھا۔ سنہ ۱۸۱۹ء میں ہند و پاکستان میں ایسا زبردست زلزلہ آیا کہ کئی شہر بالکل تباہ ہو گئے۔ اور دریائے سندھ کے بیچوں بیچ پندرہ میل لمبا خشکی کا قطعہ ابھر آیا۔ لوگ آج بھی اسے اللہ بند کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ۱۸۲۸ء میں کشمیر۔ سنہ ۱۸۴۲ء میں پشاور اور ۱۸۹۲ء میں پشاور اور جلال آباد کا ایک تہائی حصہ زلزلہ کے سبب تہ و بالا ہو گیا۔ ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ میں جو زلزلہ آیا اس کی یاد ابھی تک دلوں سے محو نہیں ہوئی اس زلزلہ میں ۲۵ ہزار سے زیادہ جانیں ہلاک ہوئیں۔

ماہرین ارضیات اور سائنسدانوں کا خیال ہے کہ دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں مہینہ میں کم از کم دو بار زلزلہ ضرور آتا ہے لیکن دو خطے ایسے ہیں جو خاص طور پر زلزلوں کا مرکز رہتے ہیں۔ ایک بحرالکاہل کا خطہ ہے جو بحرالکاہل کے مغربی جزائر سے جاپان اور امریکہ کے مغربی ساحل تک پھیلا ہوا ہے۔ اتفاق سے یہی وہ علاقہ ہے جس میں امریکہ نے اپنے متعدد ایٹم بموں کے تجربات بھی کئے ہیں، دوسرے خطہ میں پرتگال مغربی یورپ، مشرق وسطیٰ، ہمالیہ اور انڈونیشیا کے جزائر شامل ہیں۔

مہر سے رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے ۱۹۵۰ء کے بعد سے تقریباً ہر سال کہیں نہ کہیں زلزلے کے نتیجہ میں بڑے پیمانے پر

(باقی بر صفحہ ۱۰)

زلزلوں سے تباہی

سال	علاقہ	افراد ہلاک شدگان
۱۵۵۶ء	شانسی چین	۸۳۲۰۰۰
۱۷۳۷ء	کلکتہ	۳۰۰۰۰۰
۱۷۵۷ء	لزبن پرتگال	۸۰۰۰۰
۱۹۰۵ء	کانگڑہ	۲۰۰۰۰
۱۹۰۸ء	جزیرہ سسلی	۷۵۰۰۰
۱۹۲۰ء	کانسو	۱۸۰۰۰۰
۱۹۲۳ء	ٹوکیو	۱۵۰۰۰۰
۱۹۳۴ء	مضافات کوئٹہ	۱۰۰۰۰
۱۹۳۵ء	کوئٹہ شہر	۲۵۰۰۰
۱۹۵۰ء	آسام	۱۵۰۰۰

جنوبی ایران کے قصبہ لار میں قیامت خیز زلزلہ

تہران۔ ۲۵ اپریل۔ (داخلی) کل جنوبی ایران کے قصبہ لار میں وہ زبردست قیامت خیز زلزلہ آیا جس سے کہ پورا شہر ملبہ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا، اور ابھی تک دور دور تک آسمان پر گرد و غبار چھایا ہوا ہے، اس قصبہ میں جہاں سترہ ہزار افراد آباد تھے اس وقت ایک بھی زندہ شخص نظر نہیں آ رہا ہے، ایک محتاط تخمینہ کے مطابق اس قیامت صغریٰ میں تین ہزار سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے ہیں، البتہ ہلاک شدگان کی صحیح تعداد ملبہ کے صاف ہونے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گی۔ اس تباہ شدہ قصبہ میں جہاں گرد و غبار کے بادل چھائے ہوئے ہیں، پولیس اور فوج نے ملبہ صاف کرنے کا کام شروع کر دیا ہے، ایران کے وزیر اعظم منوچہر اقبال نے بتایا کہ ملبہ کو صاف کرنے میں ابھی کم از کم تین ہفتے لگیں گے۔ چونکہ قصبہ میں ایک عمارت بھی ایسی باقی نہیں بچی جو منہدم نہ ہوئی ہو اس بدقسمت قصبہ میں جو ایران کے جنوب میں خلیج فارس سے ہیں سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کل شام زلزلہ کا پہلا نیا کن جھٹکا آیا تھا جس سے اس کی نصف سے زیادہ عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ قصبہ کے لوگ ملبہ کے نیچے سے ہلاک شدگان کی نعشیں نکالنے میں مصروف ہی تھے کہ چار گھنٹے کے بعد دوسرے قیامت خیز جھٹکے نے سارے شہر کو تباہ کر دیا، اور نعشوں، ملبے اور گرد و غبار کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔

گذشتہ دس سالوں کے زلزلے

سال	نام مقام	ہلاک شدگان
۱۹۵۹ء	اکوابا سیواڈر	۵۰۰
۱۹۵۳ء	شمال مغربی ترکی	۱۲۰۰
〃 〃	یونان کے جزائر سیونین	۴۲۰
۱۹۵۵ء	جزائر فلپائن	۴۳۵
۱۹۵۶ء	شمالی افغانستان	۲۰۰۰
〃	ایران	۳۵۰
۱۹۵۷ء	شمالی ایران	۵۰۰
〃	مغربی ایران	۱۰۱۲
۱۹۶۰ء جنوری	پیرو جنوبی امریکہ	۱۴۰
〃 اگست	〃 〃 دوبارہ	۹۲

www.aaiil.org

مجھے اب تک یاد ہے

دوا۔ دعا۔ شفا

میری زندگی کا یہ ناقابل فراموش واقعہ عملی زندگی کے اس حصہ سے تعلق رکھتا ہے جب میں پھلور پولیس ٹریننگ سکول میں اطور (اے۔ ایس۔ پی) انسٹرکٹر متعین تھا۔ ایک سرد شام کا ذکر ہے، میں انسپکٹرز کلب میں ٹینس کھیل رہا تھا۔ کوئی ساڑھے چار بجے کا وقت ہوگا۔ کھیل کے دوران ہی میں سکول کا چپراسی پرنسپل صاحب کی طرف سے ایک چٹ (میرے نام) لے کر آیا۔ اور میرے داہنی جانب ہو کر (سرگوشی کے لہجہ میں) کچھ گفتگو کرنی چاہی۔ میں نے یہ جاننے کے لئے کہ کون ہے اور کیا کہنا چاہتا ہے۔ اس کی طرف کھیلتے ہوئے ہی گردن موڑ دی۔ لیکن شومئی قسمت کہ عین اسی وقت میرے مدمقابل (کھلاڑی) نے زور سے سروس کر دی۔ اور بال میرے کان پر آ کر اس زور سے لگا۔ کہ کان کا پردہ پھٹ گیا۔

اور مجھے نہ صرف ناقابل برداشت قسم کی اذیت ہوئی بلکہ اس طرف سے سماعت کا سلسلہ ہی کلیۃً ٹوٹ گیا۔

چپراسی اور دیگر حاضرین نے فوراً یہ بات پرنسپل صاحب تک پہنچائی اور انہوں نے بکمال ہمدردی مجھے لاہور میں میجر ڈک کے پاس (اپنی خصوصی سفارش کے ساتھ) برائے علاج بھجوا دیا جو ان دنوں میو ہسپتال میں ماہر ایئر سپیشلسٹ ... (EAR SPECIALIST) متصور ہوتے تھے۔ میجر ڈک نے بڑی توجہ کے ساتھ میرے کان اور اس کے زخم کا معاینہ کیا۔ زخم اور سوراخ کا باقاعدہ ایک خاکہ تیار کیا۔ پھر اس تاکید کے ساتھ کہ ہر پندرہ دن کے بعد آ کر دکھایا کرو۔ ایک دوائی بتلائی (ان کے خیال میں زخم کا علاج طویل تھا)۔ ڈاکٹر صاحب کی ہدایت کے مطابق روزانہ دوائی میں بھگو کر روئی کی ایک بتی کان کے اندر سوراخ میں رکھنا ہوتی تھی۔ چنانچہ انکی ہدایت کے مطابق پورے دو ماہ بعد سکول میں تعطیلات ہو گئیں اور میں لاہور چلا گیا اور وہاں اپنے بھائی خان بہادر میاں محمد صادق کے ہمراہ لاہوری احمدیہ پارٹی کے امیر مولوی محمد علی صاحب مرحوم کی کوٹھی پر قیام کیا۔ ابھی مجھے یہاں قیام کئے تین چار دن ہی ہوئے تھے۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا (جن کا حلیہ اور ناک نقشہ اب تک میرے ذہن میں محفوظ ہے) میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ وہ (بزرگ) میری داہنی طرف کو آئے اور فرمایا "فکر نہ کرو اللہ شفا دے گا" پھر ایک لفظ بتلا کر فرمایا، اس کو تین مرتبہ پڑھ کر اور اپنے ہاتھوں پر اس طرح پھونک مار کر (پڑھ کر اور باقاعدہ ہتھیلیوں پر پھونکیں لینے کا مظاہرہ کرتے ہوئے) اپنے دونوں کانوں پر پھیرو۔ انکے مظاہرہ کے بعد میں نے ان کے سامنے ہی وہ لفظ تین مرتبہ پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر اپنے دونوں کانوں پر پھیرے، اور پھر عین اس وقت جب مؤذن مسجد نے "حی علی الفلاح" کی مقدس ندا بلند کر رہا تھا۔ میری آنکھ کھلی، میرے ہاتھ بیداری کے بعد معاً کانوں کی طرف اٹھ گئے اور ان پر اسی طرح پھرنے لگے جس طرح کہ میں انہیں اس محترم بزرگ کی ہدایت کے مطابق خواب میں پھیر تا رہا تھا۔

میری خوش قسمتی کی انتہا کہ میری سماعت واپس آ چکی تھی، اور میرا کان بالکل درست تھا۔

میں نے فوراً یہ خواب اور اسکے بعد کے سارے حقائق برادرم محمد صادق صاحب سے بیان کئے بلکہ سارا خواب محترم مولوی صاحب سے بھی عرض کیا، واپس امرتسر آیا۔ تو حضرت قبلہ والد صاحب سے بھی سارا ماجرا کہا۔ اگلا دن پندرہواں دن تھا حسب معمول میجر ڈک کی خدمت میں کان دکھلانے کے لئے حاضر ہوا۔ مگر دونوں کانوں کو بغور دیکھنے کے بعد بھی انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ زخمی کان کونسا تھا یا پردہ کس کا پھٹا تھا، یہاں تک کہ انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ کونسا کان بیمار تھا؟ اور زخم کو کونسی دوائی استعمال کرتے رہے ہو؟

میں نے بتایا بلکہ ساتھ ہی اپنا سارا خواب بھی سنایا۔

اس پر میجر صاحب نے اپنے نائب ڈاکٹر بھگوان داس کو آواز دی۔ میرے کان سے متعلقہ فائل منگوائی اور کہا: "اب ان کا دو کان دیکھو جو بیمار ہے؟"

ڈاکٹر بھگوان داس نے دو ایک دفعہ بڑے ہی غور سے دونوں کانوں کا معائنہ کیا۔ آخر جواب دیا:—

"مجھے دونوں ایک ہی سے معلوم دیتے ہیں —— کیوں بھئی کونسا کان خراب تھا؟"

اس پر میجر نے ڈاکٹر بھگوانداس سے کہا:—

"DOCTOR! DAYS OF MIRACLES ARE NOT OVER"

(معجزات کے دن ابھی ختم نہیں ہوئے)

اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ایسی کامل شفا عطا کی۔ کہ آج تک کبھی اس میں کوئی دوائی ڈالنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی —— بزرگ محترم کا بتلایا ہوا لفظ تو مجھے اسی وقت بھول چکا تھا۔ اس سے متعلق اگر کچھ یاد ہے۔ تو صرف یہ کہ وہ کوئی نہایت ہی مختصر سا لفظ تھا جس کا درمیانی حرف "ش" تھا۔ اغلباً یہ تین حرفی لفظ تھا

میں آج بھی جب دوا۔ دعا اور شفا کے اس ناقابل فراموش معجزہ پر غور کرتا ہوں جس کا مورد خود میرا وجود تھا۔ تو سر تو بخود "تشکر" کے انداز میں اللہ العالمین کے حضور جھک جاتا ہے۔

(شیخ) حمید اللہ
ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس حافظ آباد

ماخوذ

آغادیر کا زلزلہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۹۱)

جان و مال کا نقصان ہوتا رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ لوگ یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ زلزلوں میں زیادہ قریب میں ایٹمی کثرت تجربات کے باعث پیدا ہوئی ہے۔

آج سائنسدان اس کوشش میں مصروف ہیں کہ جس طرح بارش، آندھی اور طوفان کی پیشگوئی کرنا اب ممکن ہو گیا ہے۔ اسی طرح زلزلوں کے بارے میں بھی پہلے ہی سے اندازہ لگایا جا سکے۔ اور جہاں زلزلوں کے خطرناک حد تک شدید جھٹکے لگنے کا اندیشہ ہو وہاں سے کم از کم آبادی کو کچھ پہلے محفوظ مقام پر منتقل کیا جا سکے۔ تاہم یہ بات سائنس کی گرفت سے ہنوز بہت دور ہے کہ وہ زلزلوں کی کوئی روک تھام بھی کر سکے۔ اور شاید کبھی بھی سائنس کی اس مقام تک رسائی نہ ہو سکے کہ قدرت کا قانون مکافات اور خدا کے جلال و جمال کے مختلف مظاہر اسی طرح انسان کی بیہودہ روی اور سرکشی و انانیت کا خمار اتارا کرتے ہیں۔

شکر و سپاس بجناب باری تعالیٰ

از حضرت مسیح موعودؑ

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

www.aaiil.org

آپ کے خطوط

مسجد پشاور کیلئے چندہ کی تحریک

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیغام صلح کے قیمتی صفحات میں مسجد احمدیہ پشاور کی از سر نو تعمیر کے لئے ہمارے چندہ کی اپیل کی اشاعت کا بفضلہ تعالیٰ نہایت خوشگوار اثر پڑ رہا ہے۔ احباب نے اپنے اپنے قیمتی عطیہ جات مرحمت فرمانے شروع کر دیئے ہیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے گذشتہ جمعہ بعد از نماز مقامی احباب کا ایک مختصر سا اجتماع کرایا گیا۔ اور ان سے مسجد فنڈ میں حصہ لینے کی درخواست کی گئی۔ اگرچہ انہوں نے پہلے بھی ہمیں گراں قدر عطیہ جات عطا کئے ہیں۔ مگر پھر بھی ان مجاہدین نے توقع سے بڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیا۔ چنانچہ ایک مختصر سے وقفہ میں کوئی ساڑھے چھ سو روپیہ کے عطیہ جات کا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انتظام ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

جن احباب نے فوری طور پر اس اپیل پر لبیک کہی ہے ان کے اسماء اور عطیہ جات کے ذیل میں درج ہیں۔ مہربانی فرما کر اپنے اخبار میں درج فرما کر ممنون فرما دیں:۔

نام	رقم		کیفیت
(۱) جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب	۱۰۰	روپیہ	وعدہ
(۲) " " غلام محبوب صاحب	۱۰۰	"	"
(۳) " " شیخ عبدالغنی صاحب	۱۰۰	"	"
(۴) " " پروفیسر محمد فاضل صاحب	۵۰	"	"
(۵) " " عبدالباری صاحب ایڈووکیٹ	۵۰	"	"
(۶) " " ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب	۵۰	"	"
(۷) " " انجینئر عبداللہ خان صاحب	۵۰	"	"
(۸) " " لالہ گل الرحمٰن صاحب	۵۰	"	"
(۹) " " ملک محمد زمان صاحب	۲۰	"	"
(۱۰) " " شاہ ولی خان صاحب	۱۰	"	نقد
(۱۱) " " صاحبزادہ محمد احمد صاحب	۱۰	"	وعدہ
(۱۲) " " ظہور احمد صاحب	۵	"	"
(۱۳) " " عبدالرب صاحب	۵	"	نقد
(۱۴) " " میاں فضل الحق صاحب	۱۰	"	وعدہ
(۱۵) " " عبدالصمد صاحب ایڈووکیٹ	۱۰	"	نقد
(۱۶) " " قاضی محمد صادق	۱۰	"	وعدہ
(۱۷) " " عنایت اللہ صاحب	۱۰	"	"
میزان	۶۵۰		

امید ہے کہ جملہ سیکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ اپنی جماعتوں میں تحریک کر کے ہماری امداد فرما کر ممنون فرماویں گے۔ نوٹ:۔ جملہ رقوم بنام جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ٹریژرر سول کوارٹرز نشتر آباد پشاور ارسال کی جائیں۔ والسلام

عبدالباقی سیکرٹری مکان نمبر ۴۲ کوچہ گل بادشاہ جی بازار جہانگیر پورہ پشاور شہر۔

ڈچ گیانا میں تبلیغ

مکرم محترم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں تبلیغی کاموں میں مصروف ہوں۔ تراویح کے مسئلے پر ایک رسالہ "تبلیغ" شائع کیا جس میں مسلمانوں میں دو گروہوں کے جھگڑا کا فیصلہ ہے کہ آیا تراویح آٹھ رکعت سنت ہے یا بیس رکعت اس سے پہلے بھی عیدین کی تکبیرات کے متعلق (یعنی بارہ یا چھ) ایک رسالہ شائع ہو چکا ہے۔ اب چونکہ اس ملک میں اہل سنت والجماعت مذہبی اصول پر جھگڑے اور فتنے پیدا کرتے رہتے ہیں اس لئے رسالہ "تبلیغ" کے ذریعہ تمام وہ مسائل جن پر اختلاف ہے سلسلہ وار شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ انشاء اللہ اسی سلسلہ میں مسئلہ مجدد۔ حضرت عیسیٰؑ مرزا صاحب و نبوت کا مسئلہ بھی آئیں گے ہمارا تبلیغی سلسلہ جاری ہے، برٹش گیانا کی احمدی جماعت ٹرینیڈاڈ کی مسلم سوسائٹیوں اور جزیرہ کیراسو کی ایک خاص جماعت سے جو وہاں کام کرتی ہے میرے خاص تعلقات ہیں۔ ابھی جزیرہ کیراسو سے چند احمدی مسلمان میری ملاقات کے لئے آئے تھے جو مجھ سے مل کر بہت خوش ہوئے میں نے انہیں کچھ ڈچ زبان میں لٹریچر دیا ہے۔ اس ملک میں امریکہ کے حاکم اسٹیٹ صدر آئزن ہاور کی آمد پر ایک بڑا جلسہ منعقد ہو رہا تھا۔ مجھے مسلمانوں کی طرف سے استقبال کے لئے مدعو کیا گیا۔ صدر موصوف نے ملاقات سے بڑی خوشی ظاہر کی انہوں نے سوال کیا کہ کیا ہندوستانی بھی یہاں آباد ہیں پھر مسلمانوں کے متعلق پوچھا، جواب دیا گیا کہ نہ صرف ہندوستانی مسلمان ہی آباد ہیں بلکہ انڈونیشی مسلمان بھی اس ملک میں رہتے ہیں۔ اس پر انہوں نے بڑا تعجب ظاہر کیا۔ آج کل حال میں سرینام کے ہوائی اڈے پر ایک بہت بڑا مکان بنایا گیا ہے۔ جو ویسٹ انڈیز میں سب سے بڑا ہے۔ اس کے افتتاح کے لئے بڑی بڑی ہستیوں کو مدعو کیا گیا تھا یعنی امریکن تمام بڑی بڑی ہوائی جہاز کمپنیوں کے نمائندے تھے اور ہوائی اڈے کے تمام بڑے بڑے کمانڈر اور جنرل وغیرہ بھی مدعو تھے۔ اس سے سرینام کا ہوائی اڈہ اور زیادہ مشہور ہو گیا ہے۔

خاکسار۔ عبدالرحیم چکو۔

مسلم ہائی سکول ۲ کی خدمات کا اعتراف

اراکین انجمن اور احباب جماعت کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی۔ کہ ایک صاحب جو ہماری جماعت کے ساتھ منسلک ہیں سکول ہذا کی تعلیم و تربیت اور نیک شہرت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے جناب چوہدری عبدالحمید صاحب ہیڈ ماسٹر سکول ہذا کی خدمت میں مبلغ تین صد دو پیسے کی گرانقدر رقم غریب اور مستحق طلباء کی امداد کے لئے پیش کی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ برکت علی سیکرٹری مسلم ہائی سکول ۲

خطبہ جمعہ۔ (بسلسلہ صفحہ ۶)

کی قلعی کھل جائے گی، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، حضرت مرزا صاحب نے وہیں مجلس میں بیٹھے بیٹھے قلم برداشتہ جواب لکھ دیا جسے پڑھ کر وہ شخص شرمندہ ہو گیا، اور جب اپنے استاد (عبداللہ ٹونکی) کو لے جا کر دیا تو اسے بھی بعض لفظوں کے سمجھنے کے لئے لغات دیکھنی پڑی۔

یہ تو پھر بھی ہندوستانی مولوی تھا ایک مادری عربی زبان والا (عبدالحی عرب) آیا اور کہا کہ آپ میرے سامنے بیٹھ کر عربی میں لکھئے اور میں بھی لکھتا ہوں، حضرت صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر میں کچھ نہیں لکھ سکتا، اسے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا تو بہانہ ہے یہ شخص لکھ ہی نہیں سکتا، عبدالحی عرب نے حضرت صاحب کو شکست دینے کا ارادہ کر لیا تھا، وہ ہر روز ایک رقعہ عربی زبان میں لکھ کر لے آتا، جب صبح کے وقت حضرت مرزا صاحب سیر کے لئے سیڑھیوں سے اترتے تو عرب مذکور وہ رقعہ ان کے ہاتھ میں دے دیتا اور اس کا جواب طلب کرتا، حضرت مرزا صاحب اسکو دیوار پر رکھ کر اس کی پشت پر جواب لکھ دیتے۔ جب رقعوں کی تعداد بڑھ گئی تو عرب صاحب مذکور ان کو دیکھ کر شرمندہ ہو گئے کہ یہ صاحب تو مجھ عرب سے بہتر اور شستہ عربی لکھنے پر قدرت رکھتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے نشانات

ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ماتحت آپ کو مجدد مانا ہے حضور کا حکم ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ اس امت کی بھلائی اور خیر خواہی کیلئے مجدد آئیں گے ہم نے دیکھا کہ اس مجدد نے امت کی بھلائی کے بہت بڑے کام سر انجام دیئے جو کسی دوسرے سے ممکن نہ تھے نہ ان کی کوئی نظیر ملتی ہے ہم نے بہت سے نشانات دیکھے ہیں، جن سے نہ صرف آپ کی صداقت ثابت ہوتی ہے بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر تازہ ایمان پیدا ہوتا ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذوالعرش ہے وہ بہت بڑا بادشاہ ہے اسکی وحی مزدور اس کے بندوں پر اترتی ہے جس کی برکت سے ایمان کو تازگی اور تقویت حاصل ہوتی ہے۔

روح کی پرورش کے لئے وحی کا آنا ضروری ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے لا یاتونک بمثل الا جئنٰک بالحق واحسن تفسیرا کوئی مشکل سے مشکل مسئلہ ایسا نہیں جو وہ تمہارے پاس لیکر آئیں اور ہم نے پہلے ہی وضاحت کیساتھ اسے بیان نہ کر دیا۔ چنانچہ نزول وحی کا مسئلہ بھی نہایت وضاحت سے بیان کر دیا ہے، وحی الٰہی ہماری روحانی پرورش کیلئے آنا ضروری ہے وہ بادشاہ جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے وہ جب ہماری جسمانی پرورش کا سامان مہیا کرتا ہے تو کیوں نہ ہماری روحانی پرورش کا بھی انتظام کرے لیکن ما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علیٰ بشر من شیء ان لوگوں نے جیسا کہ چاہیئے خدا کی صفات نہیں سمجھا جو یہ کہہ دیا کہ خدا نے روح کی پرورش کیلئے کوئی وحی نازل نہیں کی۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ کی طبیعت پھر کچھ دنوں سے ناساز ہے احباب کی خاص دعاؤں کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کامل عطا فرمائے۔

—— دھاریوال منڈی سے میاں محمد الدین صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی بھاوجہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں، ان کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچایا جائے۔

www.aaiil.org

میری مطبوعہ چٹھی پر چند اعتراضات کا جواب

(از قمر سامانوی)

خاکسار نے جنوری کے آخری ہفتہ میں ایک مطبوعہ چٹھی اپنے قادیانی احباب کی خدمت میں بھیجی تھی جس میں مصلح موعود کے متعلق بیس سوالات کئے گئے تھے جس پر بعض احباب نے تو کلی سکوت اختیار کر کے الخاموشی نیم رضا کی ضرب المثل کو صحیح ثابت کر دیا اور بعض نے خاکسار کو گالیاں دینا ہی جواب سمجھا ہے اور بعض نے مجھے یہ مشورہ دیا ہے کہ میں سیدنا ہو کر معافی لے لوں اور بعض نے میرے کسی سوال کو چھوا تک نہیں بلکہ صنف نازک کی طرح غیر متعلقہ باتوں سے اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ بعض نے کہا کہ ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ علماء سے لکھوا کر بھجوائیں گے بعض نے کہا کہ فلاں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس کی کیا پوزیشن ہے جو اسے جواب دیا جائے بعض نے کہا کہ ہم نے فلاں صاحب کو جواب کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہم ان باتوں کا جواب دینے لگیں تو ہماری توجہ اشاعت اسلام سے ہٹ جائے گی۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں کہی گئیں مگر مجھے یہ خوشی ہے کہ ان سب کے علاوہ بعض ایسے احباب بھی ہیں جنہوں نے میری معروضات کی صداقت کو تسلیم کیا اور بعض احباب نے نیک نیتی سے کچھ سوالات کئے ہیں جن بزرگوں نے بحث برائے بحث پر عمل کیا ہے ان کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہے مگر چونکہ یہ سلسلہ بہت وقت چاہتا ہے کیونکہ بعض اوقات ایک خط بیس بلکہ چالیس صفحات کی ضخامت کا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی نقل کرنے میں کافی وقت صرف ہو جاتا ہے اس لئے سب احباب کے سوالات کا جواب بذریعہ خطوط دینا مشکل ہے اور اس کا بہترین طریق یہی سمجھ میں آیا ہے کہ بدزبان احباب کی فحش کلامی کو تو التفات کے قابل نہ سمجھتے ہوئے شکریہ کے ساتھ واپس کر دوں اور سنجیدہ احباب کے سوالات کا جواب بذریعہ اخبار پیش کر دوں اگر پھر ضرورت سمجھی گئی تو اس جواب کو علیحدہ چھپوا کر بھجوا دیا جائے گا قبل اس کے کہ میں سوالات کا جواب دوں ان احباب کی خدمت میں جو سب امور میں عاجز سے متفق ہونے کے باوجود اپنی مجبوریاں پیش کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے نام پر یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے صداقت کا ساتھ دیں اور مداہنت کی زندگی سے نجات حاصل کریں ایسا نہ ہو کہ مصلحت وقت کا انتظار کرتے ہوئے ہی فرشتہ اجل آ جائے

خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو تم وقت،

اب نہ جائیں ہاتھ سے یارو یہ پچھتانے کے دن

اس عرض داشت کے بعد میں سلسلہ وار سوالات کے جواب عرض کرتا ہوں وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم علیہ توکلت والیہ انیب۔

پہلا اعتراض یہ ہے کہ پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں مصلح موعود کے لئے یہ شرط ہے کہ:-

"وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے ہوگا"

یہ الہامی الفاظ ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صلبی بیٹوں میں سے کوئی بیٹا ہوگا نہ کہ آئندہ کسی زمانہ میں اگر اس نے کسی آئندہ زمانہ میں آنا ہوتا تو تخم کی شرط نہ لگائی جاتی۔

الجواب:- ہمارے احباب کا سارا زور لفظ تخم پر ہے اور اسی پر یہ تمام عمارت تیار کی گئی ہے۔ اگر اس الہام پر تھوڑا سا تدبر فرماویں تو ثابت ہو جائے گا کہ یہی وہ الہام ہے جو اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صلبی بیٹا نہیں بلکہ آئندہ نسل میں ہوگا۔ چنانچہ اصل الہام یہ ہے۔

وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا"

اس بات کو ہر ایک شخص جانتا ہے کہ جو لڑکا کسی کے تخم سے ہوگا وہ لازمی طور پر صاحب تخم کی ذریت اور نسل ہوگا اگر وہ یعنی مصلح موعود بھی علم الٰہی میں صلبی بیٹا ہوتا تو اس کے لئے اسی قدر کافی تھا کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے ہوگا ذریت اور نسل کے الفاظ ساتھ لگانے کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ حضرت اقدس علیہ السلام کی تمام موجودہ صلبی اولاد حضور کی ذریت میں بھی داخل ہے اور نسل میں بھی، کیونکہ کسی کے تخم سے ہونا ہی اپنی جگہ پر اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ لڑکا صاحب تخم کی ذریت اور نسل سے ہے اور یہ آج تک کبھی نہیں ہوا کہ کوئی لڑکا کسی کے تخم سے ہو مگر اسے صاحب تخم کی ذریت اور نسل نہ سمجھا جائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس پیشگوئی کے مصداق کے لئے علم الٰہی میں یہی مقدر تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کے تخم اور صلب سے ہی ہوگا تو پھر اس کے ساتھ ذریت اور نسل کے الفاظ کیوں زائد کئے گئے؟

اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ تخم دو طرح پر چلتا ہے ایک بلاواسطہ اور ایک ذریت اور نسل کے واسطہ سے، مثلاً زید کا بیٹا بھی اس کا تخم ہوگا اور اس کا پوتا اور پڑپوتا بھی اس کا تخم کہلا سکتا ہے فرق صرف واسطہ یا بلاواسطہ کا ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔ وہ یہ جانتا تھا کہ اس پیشگوئی کا مصداق حضرت اقدس کا صلبی بیٹا نہ ہوگا بلکہ وہ دوسرے الہام تریٰ نسلاً بعیداً کے موجب دور کی نسل میں ہونیوالا تھا اور تیسرے الہام "دیر آمدہ زرہ دور آمدہ" کے مطابق اس نے دیر کے بعد آنا تھا اور یہ دور کے واسطہ سے یعنی زمانہ دراز کے بعد آنا تھا اس لئے ذریت اور نسل کے الفاظ تخم کے ساتھ زائد کر کے یہ بتا دیا کہ وہ موعود بلاواسطہ تخم سے نہیں ہوگا بلکہ بالواسطہ تخم سے ہوگا جو ذریت اور نسل میں چلتا ہے چونکہ یہ بات ہم کہتے ہیں اور ہمارے بھائیوں نے ہماری زبان سے نکلی ہوئی ہر ایک بات کا انکار کرنے کی قسم کھا رکھی ہے بقول شخصے

میری تو ہے بات زہر اسکو وہ اسکے مطلب ہی کی کیوں نہ ہو

کہ اس سے جو الجھا ہے کہنا غضب ہے اسکو ہی شکرانا

اس لئے ہم حضرت حکم و عدل علیہ السلام کا فیصلہ اس بارہ میں پیش کئے دیتے ہیں کہ تخم ذریت اور نسل میں بھی چلتا ہے۔ چنانچہ آپ تریاق القلوب صفحہ ۲۷ پر فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ وہ فرماتا ہے قد جاءکم رسول من انفسکم یعنی تمہارے پاس وہ رسول آیا ہے جو خاندان اور قبیلہ اور قوم کے لحاظ سے تمام دنیا سے بڑھ کر ہے اور سب سے زیادہ پاک اور بزرگ خاندان رکھتا ہے اور ایک اور جگہ قرآن شریف میں فرمایا ہے وتوکل علی العزیز الرحیم الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین یعنی خدا پر توکل کر جو غالب اور رحم کرنے والا ہے وہی خدا جو تجھ کو دیکھتا ہے جب تو دعا اور دعوت کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہی خدا جو تجھے اس وقت دیکھتا تھا کہ جب تو تخم کے طور پر راستبازوں کی پشتوں میں چلا آتا تھا یہاں تک کہ اپنی بزرگ والدہ آمنہ معصومہ کے پیٹ میں پڑا"

یہ حوالہ اس بارہ میں قول فیصل کا حکم رکھتا ہے کہ تخم بالواسطہ ذریت اور نسل میں بھی چلتا ہے جیسا کہ عبارت:-

"جب تو تخم کے طور پر راستبازوں کی پشتوں میں چلا آتا تھا"

سے ثابت ہے اب یہ حکمت واضح ہے کہ تخم کے ساتھ ذریت اور نسل کے الفاظ اسی لئے زائد کئے گئے تھے کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ اس کا مصداق آپ کے بلاواسطہ تخم سے نہ ہوگا بلکہ یہ تخم ذریت اور نسل میں چلے گا اور اسی طرح انتہائی فسق و فجور کے زمانہ میں اس کا ظہور ہوگا یہ بات اتنی صاف ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے خوف کو دل میں جگہ دے کر غور کیا جائے تو تخم کی حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے۔

اور یہی وہ بات ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر مخالفین کی طرف سے اس عظیم الشان بیٹے کے پیدا نہ ہونے کے اعتراض کے جواب میں حضرت خلیفہ صاحب نے لکھی تھی جس کو آپ نے اپنی کتاب

صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے" میں یوں لکھا تھا:-

۱۔ "پھر یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ زبان کے لحاظ سے بھی بیٹا آیندہ نسل کے کسی فرد پر بھی بولا جا سکتا ہے"

۲۔ "اگر اس الہام کی بناء پر ایک آیندہ ہونے والے لڑکے کی بشارت اس رنگ میں دے دی گئی کہ وہ تیری ہی اولاد سے ہوگا تو کیا حرج ہوا جب دنیا صدیوں گزرنے کے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا بیٹا قرار دیتی ہے اور عمر بن عبد العزیز اور ہارون رشید امیہ اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں تو کیا وجہ کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کے کسی آیندہ ہونے والے لڑکے کو ان کے لڑکے کے نام سے نہ پکار سکے"

۳۔ "اور خدا تعالےٰ تو خوب جانتا ہے کہ کون اس کا بیٹا ہونے کے لائق ہے اس لئے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کر دے خبر دی جائے اور اسکو حضرت صاحب کا بیٹا قرار دیا جائے تو کیا حرج ہے"

۵۔ "ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں کسی ایسے لڑکے کی نسبت ہے جو آپ کی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اس کے ساتھ ہوگی"۔

ان حوالجات سے عیاں ہے کہ آج ہم جو تشریح کرتے ہیں وہ وہی ہے جو نصف صدی پیشتر خود جناب خلیفہ صاحب اپنے قلم سے فرما چکے ہیں، ہمارے بھائی اگر ہماری بات ماننے کے لئے تیار نہیں تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلہ کو قبول کریں اگر وہ بھی نہیں مانتے تو پھر اپنے حضرت المصلح الموعودؓ کی بات کو تو رد نہ کریں۔

ایک نامعقول عذر

مندرجہ بالا تحریر کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ:-

"جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مخالفین کو یہ جواب دیا تھا اس وقت آپ کے سامنے مصلح موعود کے تعین کا سوال نہ تھا بلکہ پانچویں بیٹے کی تعیین کا سوال تھا اس لئے اس وقت جو کچھ آپ نے لکھا وہ پانچویں بیٹے کے متعلق ہے نہ کہ مصلح موعود کے متعلق"

یہ عذر کوئی معقولیت اپنے اندر نہیں رکھتا کیونکہ زیر بحث امر یہ نہیں کہ وہ لڑکا جس کے پیدا نہ ہونے کی وجہ سے اعتراض کیا گیا تھا پانچواں تھا یا چھٹا بلکہ ہم جس مقصد کے لئے جناب خلیفہ صاحب کی یہ تحریر پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جس بیٹے کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ وہ:-

"فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والاخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء"

کا مصداق ہوگا وہ لڑکا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں پیدا نہیں ہوا تھا اور مخالفین کے اعتراض کے جواب میں جناب خلیفہ صاحب نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس کا مصداق حضرت کی آیندہ نسل میں پیدا ہوگا جیسا کہ انہوں نے لکھا کہ:-

"اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ آیندہ کی خبریں دیں اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا جس کی ہیبت اس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اس کی مدد کے لئے اتر آیا تو کیا ہوا اس سے تو ان کی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اس وقت کے لوگ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور مزہ اٹھائیں گے"

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان صفات سے متصف بیٹے کی خبر اس زمانہ کے لئے نہ تھی بلکہ آیندہ زمانہ کے لئے تھی آج جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر اس کا مصداق صدیوں بعد پیدا ہو تو وہ اس زمانہ کے لوگوں کے لئے نشان اور حضرت اقدسؑ کی صداقت کی دلیل کس طرح ہوگا ایسے معترضین "اپنے حضرت المصلح الموعودؓ" کے ان الفاظ کو بغور پڑھیں کہ اس لڑکے کے صدیوں بعد پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت اقدس کی صداقت مشتبہ نہیں ہوگی بلکہ:-

"اس سے تو ان کی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اس وقت کے لوگ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور مزہ اٹھائیں گے"

آج یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اس کے مصداق کی تعیین کر دی تھی اور جناب خلیفہ صاحب کو اس کا مصداق قرار دے دیا تھا اگر یہ سچ ہوتا تو اور کسی کو اس کا علم نہ بھی ہوتا مگر اس کے مصداق کو تو یہ علم ہونا چاہیئے تھا مگر یہ عجب ماجرا ہے کہ جس کو آپ اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیں وہ خود یہ کہے کہ اس کا مصداق مسیح موعودؑ کے صلبی بیٹوں میں سے نہیں بلکہ آیندہ نسل سے ہوگا، پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ ان کو ۲۰ فروری کی پیشگوئی کا مصداق سمجھتے تھے اگر اس میں کچھ بھی سچائی ہوتی تو یہ ناممکن تھا کہ آپ کے زمانہ خلافت میں اصل مصداق اتنی بڑی غلطی کرے اور آپ اس کا ازالہ نہ کریں۔ خود جناب خلیفہ صاحب کے متعلق تو یہ بھی گمان ہو سکتا ہے کہ بچپن کی وجہ سے حضرت کی صحبت میں نہ بیٹھنے یا آپ کی تحریرات سے واقفیت نہ رکھنے کی وجہ سے اس وقت آپ کو یہ علم نہیں ہو سکا کہ جس بیٹے کی نسبت میں یہ لکھ رہا ہوں کہ وہ آیندہ نسل میں پیدا ہوگا وہ تو خود میں ہوں مگر حضرت مولانا نور الدین صاحب رضہ کے متعلق تو یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ آپ اس تعیین سے بے خبر تھے خصوصاً اس حالت میں جبکہ وہ خود اس تعیین کے حامی اور مؤید ہوں۔

پھر ۱۹۰۸ء میں یہ مضمون شائع ہونے کے وقت وہ سب بزرگ زندہ تھے جنہوں نے ۱۹۱۴ء سے یہ شور مچانا شروع کیا کہ اس پیشگوئی کا مصداق حضرت اقدس علیہ السلام نے جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہونے والے لڑکے کو قرار دیا تھا مگر جب وہ لڑکا یہ مضمون لکھ رہا تھا تو کوئی بھی یہ نہیں کہتا آپ تو خود مظہر الحق والعلاء کے مصداق ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود یہ تعیین کر گئے اب آپ اس کے خلاف کیوں لکھتے ہیں کہ وہ آیندہ نسل میں ہوگا یہ الہام کہ:-

"وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت اور نسل ہوگا"

اس وقت خلیفۂ وقت اور علماء اور خود جناب خلیفہ صاحب کے سامنے بھی موجود تھا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ الہام اسی فرزند ارجمند کے لئے ہے جس کی یہ شان اسی اشتہار میں بیان کی گئی ہے کہ

"جس کی ہیبت اس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اس کی مدد کے لئے اتر آیا"

پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امت محمدیہ کا اس بات پر اجماع ہو چکا تھا کہ حضور پر نور سے پہلے سب نبی فوت ہو چکے ہیں ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جناب خلیفہ صاحب کی مندرجہ بالا تحریر کی اشاعت پر تمام جماعت کا سکوت ایک طرح کا اجماع ہے اس تخم سے پیدا ہونے والے لڑکے کے متعلق کہ وہ کسی آیندہ نسل میں پیدا ہوگا فثبت المدعا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

باقی --- باقی

عجیب و غریب تحفہ

مدراس ۱۶ اپریل، آج یہاں ہائی لینڈس گارڈن میں شہر کے میئر اس ایم عبد القادر نے دیوم دھام سے خیر مقدم مصر و شام کے صدر جمال عبد الناصر کا کیا، اور بطور تحفہ ان کی خدمت میں گوتم بدھ کی مورتی ہاتھی دانت میں تراشی ہوئی پیش کی"

تحفہ پیش کرنے کے لئے جانوروں سے لیکر ملکی مصنوعات تک بیشمار چیزیں ممکن تھیں، ان سب کو چھوڑ کر ایک موحد مسلم نے ایک دوسرے موحد مسلم کے لئے ایک مقدس مورتی کا جو انتخاب کیا یہ خود بڑا معنی خیز ہے! اور اس کی شرح میں یا تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس سیکولر دیس میں اب مسلمان بھی اس سطح پر اتر آئے ہیں کہ بت ہی کو بہترین تحفہ قرار دینے لگے ہیں اور یا پھر یہ کہ میئر کے عہدہ کی قیمت ہی اب یہ ٹھہر گئی ہے کہ مسلمان اپنی سب سے قیمتی متاع یعنی توحید کا نذرانہ پیش کر دے! (صدق جدید)

ریڈیو برانڈ

هوزری کون اور سوت

۲۰ سنگل ۔۔ ۲۲ سنگل ۔۔ ۳۰ سنگل ۔۔ ۳۲ سنگل ۔۔ ۴۰ سنگل ۔۔ ۶۰ سنگل

اپنی عمدگی ملائمت اور نفاست کی بناء پر مقبولِ عام ہے

آپ بھی

پائدار اور عمدہ کپڑا تیار کرنے کے لئے ہمیشہ

ریڈیو برانڈ سوت استعمال کیجئے

یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز فضل آباد ملتان

www.aaiil.org

کتاب دو نبی — (بسلسلہ صفحہ ۸)

قلب بیمار ہو جو انوار الٰہیہ کا مورد اور مہبط ہے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا کس قدر زجر و توبیخ کے الفاظ ہیں، اور مولانا روم علیہ الرحمۃ بھی فرما گئے ہیں کہ

نیست بیماری چو بیماری دل

اور حضور نبی کریم صلعم نے بھی فرمایا ہے:۔
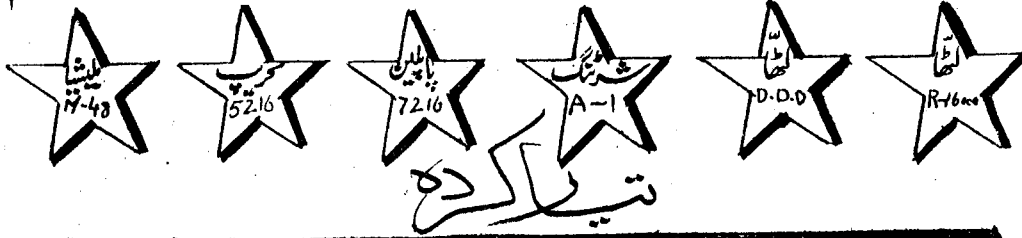
ان فی الجسد مضغۃ فان صلح صلح الجسد کلہ وان فسد فسد الجسد کلہ الا انہ قلب۔

جسم کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو تمام جسم درست ہوتا ہے اور اگر وہ بیمار ہو تو تمام جسم بیمار ہو جاتا ہے یاد رکھو یہ قلب ہے۔

اب خود ہی غور فرمایئے اور انصاف کیجئے کہ "امراض خبیثہ" کا شکار کون ہے، کیا وہ جسے دوران سر اور اسہال کا دورہ ہوتا تھا یا وہ جو فانہ "اثم قلبہ" کا مصداق ہے:

گر کنی تف سوئے روئے خود کنی
ور زنی بر آئینہ بر خود کنی
ور بہ بینی روئے زشت آں ہم توئی
ور بہ بینی عیسیٔ مریم توئی

(پیام صلح ۳۰ جون ۱۳)

www.aaiil.org

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷
ایڈیٹر
دوست محمد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۴ ذیقعد ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۸

بحرِ حکمت کے موتی

"وعن ابی ہریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ ..... علیہ وسلم من تعلم علما مما یبتغی بہ وجہ اللہ لا یتعلمہ الا لیصیب بہ عرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنۃ یوم القیمۃ یعنی ریحھا رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ۔"

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (اس غرض سے) علم نہیں سیکھتا کہ وہ اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرے (اور حاصل کردہ علم سے خلقِ خدا کو فائدہ پہنچائے) اور صرف دنیاوی مال و متاع حاصل کرنے کے لئے علم حاصل کرتا ہے ایسا شخص انجام کار (دنیا میں) یا یوم آخرت میں جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔

نوٹ:۔ دنیا کی جنت اطمینان قلب ہے اور یہ رضائے الٰہی چاہنے والوں کو ہی حاصل ہوتی ہے ؎

کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
اس جہاں میں ہی وہ جنت میں ہے بے ریب گماں
وہ جو اک تختہ توکل پہ ہے مہماں تیرا
(غلام قادیہ عفی عنہ) (مسیح موعود)

اپنے قول و فعل سے ثابت کردو کہ تم میں اسلام کے لئے جوش ہے

میں مخفی تبدیلی نہیں چاہتا بلکہ مجھے نمایاں اور ظاہری تبدیلی کی ضرورت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ

یہ ایک یقینی بات ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے اور اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل ہے اگر مجھے ایک رستہ معلوم ہو جس پر چلنے سے بھلائی اور خیر ہو، تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر لوگوں کو بتاؤں۔ اِس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں سے کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم۔ اگر ایک شخص بھی زندہ طبیعت کا نکل آوے جو ہمارے کہنے پر عمل کرنے والا ہو تو وہ بھی کافی ہے۔ ہاں یہ بات کھول کر بیان کردینا چاہتا ہوں کہ میرے مناسب حال یہ بات نہیں ہے کہ جو کچھ میں آپ لوگوں کو کہتا ہوں، ثواب کی نیت سے کہتا ہوں، نہیں، بلکہ میں اپنے نفس میں انتہا درجہ کا جوش اور درد پاتا ہوں، گو اس کی وجہ نامعلوم ہیں کہ کیوں اس قدر جوش ہے۔ مگر اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ جوش ایسا ہے کہ میں روک نہیں سکتا، اس لئے آپ لوگ ان باتوں کو ایسے آدمی کی وصیا سمجھو کیونکہ پھر شاید ملنا نصیب نہ ہو) اُن پر اس طرح سے کاربند ہوں۔ کہ دنیا کے لئے ایک نمونہ بن جائے اور اپنے قول اور فعل سے ان لوگوں کو جو تم سے دور ہیں ثابت کردو، کہ تم میں اسلام کے لئے اتنا جوش ہے۔ اگر آپ لوگ ان باتوں پر عامل ہونے کی کوشش نہیں کرنا چاہتے تو پھر مجھے بتلاؤ، کہ میرے پاس آنے سے کیا فائدہ اور کیا مطلب۔ میں مخفی تبدیلی نہیں چاہتا۔ بلکہ مجھے نمایاں اور ظاہری تبدیلی کی ضرورت ہے تاکہ مخالف شرمسار ہوں، اور لوگوں کے دلوں پر تمہارے نورِ ایمان کی روشنی پڑے۔ اور دشمن تم سے ناامید ہو جاویں۔ اور ان کو پتہ لگ جاوے۔ کہ جس راہ پر وہ چل رہے ہیں وہ ضلالت کی راہ ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بڑے بڑے شریروں نے آکر توبہ کی۔ وہ کیوں؟ محض اس عظیم الشان تبدیلی کی وجہ سے جو آپؐ کے صحابہؓ میں پیدا ہو گئی تھی، اور جن کے واجب التقلید نمونوں نے مخالفوں کو شرمندہ کر دیا تھا۔ عکرمہؓ کا تم نے حال سنا ہوگا۔ یہ شخص اُحد کی مصیبت کا بانی مبانی تھا۔ اور اس کا باپ ابوجہل تھا لیکن آخر کار صحابہ رضؓ کے نیک نمونے نے اسے گرویدہ کر لیا، میرا مذہب یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوار نے اس قدر اثر نہیں کیا جتنا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی معجزوں اور صحابہ کرامؓ کے پاک نمونوں اور تبدیلیوں نے کیا۔ وہ لوگ آپؐ کے پاک نمونہ سے اس قدر متاثر ہوئے، کہ آخر کار ان کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑا۔ ایک وقت تھا کہ عکرمہ رضؓ نے حضرت نبی کریم صلعم کی مقدس ذات پر حملہ کیا تھا۔ مگر پھر دوسرا وقت آیا کہ لشکر اسلام کی سرکردگی میں اس نے لشکر کفار کو درہم برہم کیا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نے جو پاک نمونے دکھائے۔ ہم آج بھی ان کو نہایت فخر کے ساتھ دلائل اور آیات کے رنگ میں بیان کر سکتے ہیں۔ چنانچہ عکرمہ رضؓ ہی کو دیکھو، کفر کی حالت میں وہ بہت سی بدخصائل رکھتا تھا، اور چاہتا تھا کہ بس چلے تو اسلام کو نیست و نابود کر دے۔ مگر جس وقت خدا تعالےٰ کے فضل نے اس کی دستگیری کی اور وہ مشرف

(باقی پر صفحہ ۵ کالم ۳)

www.aaiil.org

کائنات میں تفکّر و تدبّر سے

خدا تعالیٰ کی لاانتہا قدرت و سطوت اور کمالات کا پتہ چلتا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۶ مئی سنہ ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

انّ فی خلق السمٰوات و الارض و اختلاف اللیل و النہار لاٰیٰت لاُولی الالباب ـــــ وتوفّنا مع الابرار ـــــ (آل عمران ۱۸۹ ـ ۱۹۲)

قرآن کریم کی سورتوں اور آیتوں کا باہمی ربط

یہ آیات سورۃ عمران کے آخری رکوع کی ہیں، قرآن کریم کی سورتوں میں یہ قاعدہ عام طور پر نظر آتا ہے۔ کہ جس مضمون سے سورۃ کی ابتداء ہوتی ہے۔ اسی مضمون پر سورۃ کا اختتام ہوتا ہے کہ جہاں سورۃ ختم ہوتی۔ اسی سے متعلق دوسری سورت شروع ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم کے ربط پر آئمہ دین نے بہت بحث کی ہے کہ اس کی سورتوں اور آیتوں میں ربط ہے اور سورتوں کے ابتداء اور آخر میں ربط ہے اور اس مضمون کو جس امام نے بہت اہتمام کے ساتھ اور اچھی طرح لکھا ہے وہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، انہوں نے پانچ پانچ چھ چھ سو صفحات کی آٹھ جلدیں قرآن کی تفسیر پر لکھی ہیں جہاں قرآن کے کمالات کا ذکر ہے۔ رسول کریم صلعم کی فضیلتوں کا ذکر ہے، اور جہاں خدا تعالیٰ کے کمالات عظمت۔ کبریائی، سطوت اور طاقت کا ذکر ہے وہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کا ربط کیسا ہے قرآن کریم ایسی عظیم الشان کتاب ہے کہ اس کے مضامین اور موضوعات آپس میں مربوط نظر آتے ہیں۔

زمین و آسمان میں آیات و نشانات

یہ تین چار آیات جو میں نے پڑھی ہیں ان کے اندر دو ایک اہم مضامین کا بیان ہے لکھا ہے انّ فی خلق السمٰوٰت والارض۔ یہ آسمان یہ ستارے۔ یہ سیارے، یہ فضا، اور آسمانوں اور زمین کے درمیان جس قدر کائنات ہے، ہم اس کے خالق ہیں، اور اس کائنات میں آیات اور نشانات ہیں، کچھ لوگ یورپ کے ہوائیں جاتے ہیں۔ جتنا اوپر اڑ کر جاتے ہیں اتنا ہی حیران ہوتے ہیں کہ تھوڑا سا پتہ چلا ہے ایک سائنسدان سمندر کے کنارے بیٹھ کر گھونگے سیپیاں وغیرہ گن سکے۔ کیا اس کو اتنا علم ہے؟ سائنس دان کو کتنا رہے کا علم ہے۔ سمندر کی وسعت کا علم نہیں ہے، لیکن خدا جانتا ہے۔ اس کو علم ہے۔ انّ فی خلق السمٰوٰت ان بے شمار ستاروں کی تعداد تم نہیں جانتے۔ سمندر کی گہرائیوں کا تمہیں علم نہیں۔ فضاء کی وسعتیں تمہارے علم سے باہر۔ ایک لطیفہ آپ کو سناؤں۔ وہ یہ کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو تنگ کرنے اور اسے شرمندہ کرنے کی غرض سے پوچھا۔ کہ کیا تم بتلا سکتے ہو کہ ستاروں کی تعداد کتنی ہے، وزیر نے جواب دیا کہ حضور! اتنے جتنے بھیڑ کے بال، کیا تم ریت کے ذرات گن سکتے ہو! ہرگز نہیں۔ انسان کو سمندر کی کائنات کا پتہ نہیں۔

ستاروں اور سیاروں کی افادیت

تم کو ان ستاروں کی کیفیات کا علم نہیں تم ان کی ان تاثیرات سے ناواقف ہو، جو وہ زمین پر پھینک رہے ہیں۔ فرمایا یہ فضا تمہارے سامنے ہے۔ جس کی برکات سے تم زندہ ہو، لیکن تم اس فضا کی گہرائیوں اور وسعتوں کا علم اور اس کی خصوصیات کا علم نہیں رکھتے۔ سائنسدان کہتے ہیں اس ہوا کی اونچائی اسّی میل تک ہے یہ لحاف کا کام دیتی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو ایک منٹ میں تمام مخلوق سورج کی حدت کی وجہ سے مردہ ہو جائے اور جل کر خاک ہو جائے، اور اگر سورج نہ ہو تو سردی کی شدت سے مخلوقات جم جائیں، بے حس و حرکت ہو کر رہ جائیں۔ اس ہوا کی قدر و قیمت کیا جانیے۔ ایک بوڑھا شخص صبح دن کے گیارہ بجے جرمنی میں سیر کو نکلا کرتا تھا میں نے پوچھا کہاں جاتے ہو، اس نے کہا کہ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اس وقت روزانہ نکلو اور دھوپ کھاؤ۔ جرمنی میں دسمبر، جنوری کا مہینہ تھا، اس موسم میں سورج میں گرمی نہیں ہوتی، وہاں گیارہ بجے کے وقت سورج اتنا اونچا ہوتا ہے جتنا کہ ہمارے ملک آٹھ بجے اونچا ہوتا ہے، لوگ سورج کی گرمی کے لئے ترستے ہیں۔ سو بیچارے ہندو سورج کی پرستش کرے تو کیوں نہ کرے!

اس سورج کے اندر violet Rays ہیں جسے تم کھاؤ صحت مند ہو جاؤ گے، انسان کو نہ ان ریزوں کا علم اور نہ ان کی تاثیرات اور کیفیات کا علم۔

خدا تعالیٰ کا علم اس کی رحمت اور عظمت و کبریائی

الرحمان۔ اس نے یہ سب کچھ بنایا ہے ہماری جتنی ضروریات ہیں اور جو فطرت کے اندر ضرورت ہو سکتی ہے، اس نے ان سب ضرورتوں اور حاجتوں کا سامان کر دیا ہے۔ اللہ اکبر اس کا علم کس قدر وسیع ہے اور اس کی قدرت کس قدر زبردست ہے۔ اس کی رحمت کس قدر وسیع ہے وسعت رحمتی کل شیئ۔ اس کی رحمت ہر ایک چیز پر چھائی ہوئی ہے اس کی رحمت سے تمام جاندار زندہ ہیں۔ انّ فی خلق السمٰوٰت۔ ان آسمانوں کی کائنات میں خدا تعالیٰ کے علم، اس کے تصرف، اس کی کبریائی اور اس کی عظمت اور قدرت کے نشان ہیں۔

والارض۔ زمین میں بھی نشانات ہیں، زمین کے اندر چیزیں ختم نہیں ہوتیں، خدا جانے کتنی دیر سے یہ زمین اپنے خزانے اگل رہی ہے۔ پتھر ختم ہونے میں نہیں آتا، یہ لکڑی جو فرنیچر ایندھن وغیرہ کا کام دیتی ہے، یہ ختم نہیں ہوتی۔ کوئلہ خدا جانے کب سے نکل رہا ہے لیکن زمین کے اندر اس کے خزانے ختم نہیں ہوتے۔ پھر اس زمین کے اندر گیس اور تیل کا سٹور ہے۔ جس کا کوئی اندازہ نہیں، اور آج امریکہ والوں نے سورج کی گرمی سے کھانا پکانا شروع کر دیا ہے اللہ اکبر۔ انّ فی خلق السمٰوات والارض۔ اس کائنات کے اندر عجائبات ہیں، زمین کے اندر عجائبات ہیں، ایک کیڑا پتہ کھاتا ہے تو ریشم اگلتا ہے اور اگر یہی پتا دس ہزار فٹ کی بلندی پر ایک ہرن کھاتا ہے تو وہ کستوری پیدا کرتا ہے، نہ کیڑے کو پتہ کہ انسان کو ابریشم کی ضرورت ہے اور نہ ہرن کو پتہ کہ کستوری انسان کے لئے ضرورت کی چیز ہے۔ ابریشم دل کی تقویت کے لئے نہایت مفید ہے۔ اور کستوری انسان کے قلب کے لئے بڑی مفید چیز ہے۔ لیکن کیڑے اور ہرن کو پتہ نہیں، خدا کو پتہ ہے کہ یہ ابریشم اور یہ کستوری انسان کی ضرورتوں میں سے ہے۔ سمندر کی تہ میں موتی ہوتے ہیں، وہ انسان کی تقویت کے لئے ہیں، ایک جانور عنبر ہے۔ اس سے سمندر کی سطح پر جھاگ بنتی ہے اور وہ جھاگ کستوری کی طرح تقویت بخشتی ہے۔

دن رات اور موسموں کے تغیرات کے اثرات

انّ فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیٰت رات سے دن اور دن سے رات ہوتی ہے یہ اختلاف تم دیکھتے ہو۔ اس اختلاف میں عجائبات ہیں، رات اور دن کے اختلاف سے موسم بدل جاتے ہیں موسم کی تبدیلی کی وجہ سے مختلف قسم کے غلّہ جات اور مختلف قسم کے پھل پھول پیدا ہوتے ہیں اگر موسم میں تبدیلی نہ ہو تو یہ نعمتیں میسّر نہیں آ سکتیں، اور موسم کی وجہ سے خوراک، لباس اور مکان بدل جاتا ہے۔ موسم کی تبدیلی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے واختلاف اللیل والنہار، یہ دن اور رات جس میں تم جاگتے اور چلتے پھرتے اور سوتے اور آرام کرتے ہو اس کے اندر کیا کمال رکھے ہیں لاٰیٰت۔ اس کے اندر خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرت اور اس کی رحمت کے نشانات ہیں۔ کن لوگوں کے لئے لاُولی الالباب عقلمند لوگوں کے لئے۔ لُبّ کے معنی ہیں عقل اور عقل کا نچوڑ جس کے اندر عقل ہو تو اس کے لئے اس اختلاف اور تبدیلی میں اللہ تعالیٰ کی ہستی، قدرت جبروت، سطوت، کبریائی، عظمت اور اس کی رحمت و

کرم کے بڑے بڑے نشانات ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی عجیب باتیں

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے پوچھا، حضورؐ کی عجیب باتیں سنایئے جو آپ نے دیکھی ہوں، فبکت۔ یہ سن کر آپ رونے لگیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم یاد آ گئے۔ واطالت۔ بڑی دیر تک روتی رہیں۔ ثم قالت جب رقت کم ہوئی فرمایا کل امرہ عجب۔ میں تمہیں آپؐ کی کیا کیا عجیب باتیں سناؤں۔ ان کی تو ہر ایک بات عجیب تھی۔ جاءنی لیلتی ایک رات آپؐ تشریف لائے اور وہ رات میری باری کی تھی، ایسے وقتوں میں کیا اشتیاق ہوتا ہے اور کس قسم کی کشش ہوتی ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عجیب شخصیت کے مالک تھے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فدخل لحافی اور میرے لحاف میں لیٹ گئے اور فرمانے لگے یا عائشۃ هل لك ان تاذنی اللیلۃ لعبادۃ ربی کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اجازت دے دیں اور یہ رات میں خدا کی عبادت میں گزار دوں۔ اللہ اکبر! کیا یہ شخص ذرا بھی نفس کی ملونی رکھتا ہے؟ اور حضرت عائشہؓ کے متعلق لکھا ہے کانت عالمۃ، زاهدۃ، و فقیهۃ۔ عائشہؓ بہت علم کی مالک تھی، عابدہ اور زاہدہ تھیں، ان کے در و دیوار سے خوشبو آتی تھی، ان کا احترام حضرت نبی کریمؐ بھی بہت کرتے تھے۔ کہتے ہیں یا عائشۃ هل لك ان تاذنی — آپؐ اجازت مانگتے ہیں۔ کہ اے عائشہؓ اجازت دیتی ہو کہ میں یہ رات عبادت میں گزار دوں — فقالت یارسول اللہ انی احب قربك۔ حضرت عائشہؓ جواب دیتی ہیں کہ یا رسول اللہؐ میں آپ کا قرب بہت پسند کرتی ہوں — و احب مرادك، اور آپؐ کے ارادے کو بھی پسند کرتی ہوں — فقد اذنت لك۔ پس میں آپؐ کو خوشی سے اجازت دیتی ہوں۔

فقام رسول اللہ الی قربۃ من ماء فی البیت۔ عائشہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ اٹھے پانی کے مشکیزہ سے پانی لیا اور وضو کیا فقام یصلی اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے فجعل یبکی اور لگے رونے۔ فقرأ من القرآن فجعل یبکی قرآن کی تلاوت فرمانے لگے اور پھر رو دیئے۔ ثم رفع یدہ الی السماء و جعل یبکی پھر آپؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور رونا شروع کر دیا۔ فما زال (؟) قد بللت الارض میں نے دیکھا ان کے آنسوؤں نے زمین کو تر کر دیا تھا۔

آیت کا نزول اور نبی کریمؐ کا اس پر غور و فکر

عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ حضورؐ نے اسی طرح رات گزار دی۔ بلال رضؓ نے آ کر خبر دی کہ اذان کا وقت ہو گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلعم نے کہا کہ آج یہ آیت اتری ہے ان فی خلق السموات و الارض ... لاولی الالباب میں اس آیت پر غور کر رہا ہوں۔ افسوس ہے اس مسلمان پر جو اس آیت پر غور نہ کرے اور زندگی میں تبدیلی پیدا نہ کرے۔

قرآن کریم اور خدا تعالیٰ کی عظمت و کبریائی

یہ قرآن خدا کی طرف سے ہے اور دانشمندوں کے لئے ہے۔ اس کے لفظ لفظ پر غور کیجئے، اس کے اندر خدا کی عظمت، اس کی کبریائی، اس کی قدرت، اس کے تصرف، اس کے علم اور اس کے احسانات کا پتہ چلتا ہے، یہ آسمان اور زمین اور ان میں کی ساری کی ساری کائنات کس قدر وسیع اور عریض ہے، اس کی کوئی انتہا نہیں وہ اس کائنات پر بڑی خوبی سے حکومت کرتا ہے اور وہ اتنی بڑی سلطنت کا واحد مالک ہے

کائنات پر غور و فکر سے دل و دماغ روشن ہوتا ہے

غور و فکر کرنے سے دل و دماغ روشن ہوتا ہے اور روح بھی روشن ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرنے سے عبادت کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ عبادت میں سارے کے سارے اعضاء حاضر ہوتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کے وقت انسان کے سارے کے سارے اعضاء عبادت میں لگ جانے چاہئیں۔

رسول کریم کا اس آیت پر غور کرنا اور ایک رات گزار دینا کتنے عظیم الشان سبق ہیں اس کے اندر۔ میں نے بتایا تھا کہ اس صورت کے شروع اور آخر میں بہت بڑے سبق ہیں لیکن وقت کم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اور موقعہ دیا تو انشاء اللہ اس بارے میں پھر بیان کروں گا۔

حضرت مرزا صاحب کے عادات حسنہ اور اخلاق حمیدہ

رسول کریمؐ کے جتنا کوئی قریب گیا اتنا ہی فریفتہ اور والا و شیدا ہو گیا۔ یہی حال حضرت مرزا صاحب کا ہے۔ انہوں نے اپنے گھر کے اندر حضرت مولوی نورالدین کو رکھا جس نے کئی سال مکہ مدینہ میں گزارے اور بڑے بڑے علماء سے اکتساب فیض کیا، حضرت مولوی عبدالکریم کو اپنے گھر میں رکھا۔ وہ بڑے اہل عرفان اور صاحب علم تھے۔ اہل عرفان کو گھر کے اندر رکھنا کوئی آسان کام نہیں، کیونکہ ایسے آدمیوں کی گہری نظر گھر کے حالات پر ہوتی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کو بھی اپنے گھر میں رکھ لیا، یہ انگریزی دان ہے، مولوی عبدالکریم صاحب گھر میں ہوتے۔ کوئی اونچی آواز آتی تو بڑے زور سے کہتے کون ہے، وہ کسی سے ڈرتے نہیں ... صریح بات کہنے سے رک سکتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنی اہلیہ صاحبہ کے ساتھ بٹالہ اسٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں ٹہل رہے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کہنے لگے حضرت یہ کیا غضب ہے۔ آپ اس طرح بیوی صاحبہ کے ساتھ ہیں، دشمن کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تو تصنع اور بناوٹ نہیں جانتا۔ گو میں بہت سے اس وجہ سے سوچا کہ ذرا ٹہل ہی لیں، مولانا عبدالکریم صاحب نے کس جرأت سے آپ کو کہا، کسی مرید کو اتنی جرأت پڑ سکتی ہے؟ اور مرزا صاحب ہیں کہ انہوں نے اسکو گھر میں رکھا ہوا ہے۔ لیکن جتنے لوگ آپ کے پاس گئے سب کے سب فدائی ہو گئے۔ گھر میں رہ کر آپ کے اندرونہ اور بیرونہ کو دیکھ کر قائل ہو گئے کہ فی الواقعہ آپ خدا کی طرف سے ہیں۔ حضرت کے پاس جو خدمتگار رہتے وہ بھی جانتے تھے کہ یہ شخص بلند اخلاق و عادات کا مالک ہے، ایک دفعہ ایک نانبائی کو پکڑ کر لے گئے کہ یہ شخص آٹا چراتا ہے۔

حضرت نے سن کر فرمایا کہ یہ بیچارہ ایک روٹی کے لئے دو دفعہ دوزخ میں جاتا ہے، کیا یہ اس کے لئے کافی نہیں، کیا عجیب انسان ہے، ایک دفعہ ایک قصائی کے متعلق کسی نے شکایت کی کہ وہ گوشت صاف ستھرا اور اچھا فروخت نہیں کرتا۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا آپ ایسا کریں کہ ڈھائی آنے سیر کے بجائے تین آنے کے حساب سے اس سے گوشت خریدا کریں یہ اچھا گوشت آپ کو دیا کرے گا۔

اور سنئے ایک دفعہ ایک عورت نے چاول چرائے اس ... لیے نصیحت کر رہے تھے، حضرت نے سن لیا اور پوچھا ... بتایا گیا کہ اس عورت نے چاول چوری کئے ہیں، حضرت کہنے لگے ہم بہت شرمندہ ہیں کہ ہم کو خبر نہ تھی کہ اسکو چاولوں کی ضرورت ہے، ورنہ یہ خادمہ چوری نہ کرتی۔ لہذا اسے ضرورت کے مطابق چاول اور دانے بھیجے جائیں۔

اتنے بڑے اخلاق کا یہ مالک ہے، اس شخص نے علوم کے دریا بہا دیئے، دشمنوں کی صفوں کی صفیں کاٹ کر رکھ دیں، آریوں کو پامال کیا، عیسائیت کو شکست دی، ایک ہندو دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور اس کا نام عبداللہ تھا، وہ ہفتہ کے دن بٹالہ جاتا تھا اور وہاں سے پیدل چل کر قادیان آتا۔ حضور سیڑھیوں سے نیچے اتر رہے ہوتے اور سیر کو جا رہے ہوتے تو وہ پہنچ جاتا، آپ رک جاتے۔ حال احوال پوچھتے اور لسی کا پیالہ اندر سے لاکر دیتے۔ حضرت کا کیا اخلاق تھا، کیسا علم تھا۔ اور کس طرح دشمنوں کی صفوں کو ملیامیٹ کر دیا۔ یہ اخلاق، یہ علم اور یہ عقل آپ کی عظیم شخصیت کا پتہ دیتے ہیں۔

مسیح موعودؑ نمبر

۲۶ر مئی کا دن حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال ہے پیغام صلح اس موقعہ پر آپکی یاد میں ایک خاص نمبر شائع کر رہا ہے۔ اہل قلم حضرات، حضرتؑ کے علمی و روحانی فیوض کے متعلق اپنے تاثرات قلمبند فرما کر جلد از جلد بھجوا دیں تاکہ اس نمبر کی اشاعت بروقت ہو سکے۔

(ایڈیٹر پیغام صلح)

www.aaiil.org

مُصلح موعودکی آمد کا زمانہ

تقریر۔ از چوہدری فضل الرحمٰن صاحب قمر ساماتوی بموقعہ جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور جنوری ۱۹۶۰ء

جماعت احمدیہ کے لئے مصلح موعود کی پیشگوئی وہی اہمیت رکھتی ہے جو اہمیت امتِ محمدیہ کے اندر مسیح و مہدی کی پیشگوئی کو حاصل تھی اور ان دونوں پیشگوئیوں میں مشابہت بھی پائی جاتی ہے کہ احادیث میں جو غرض مسیحؑ کی آمد کی بیان کی گئی ہے وہی غرض حضرت اقدسؑ کی پیشگوئیوں میں مصلح موعود کی آمد کی بیان کی گئی ہے اور جس طرح پہلی پیشگوئی کے مصداق کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ وہ میرے اہل بیت سے ہوگا اسی طرح مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ وہ میری ذریت سے ہوگا جس طرح پہلی پیشگوئی کے مصداق کو مسیح کہا اسی طرح مصلح موعود کو بھی مسیح کہا گیا جس طرح مسیح موعودؑ کو بہت سے خاصانِ خدا کا مظہر اور بروز بتایا اسی طرح مصلح موعود کو بھی بتایا جس طرح پہلی پیشگوئی کے مصداق کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ وہ خُلق اور خَلق میں میرے مشابہ ہوگا اسی طرح مصلح موعود کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ وہ اپنے باپ کے نمونہ پر اس کے مشابہ اور اس کا نظیر ہوگا۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کی عمر میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کر دے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیت سے ایک آدمی کو بھیجے، اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اگر مدتِ مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا تعالیٰ اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنا وعدہ پورا نہ کر لے اور عجیب بات یہ ہے کہ جس طرح پہلی پیشگوئی کے حقیقی مصداق کی آمد سے پہلے کئی جھوٹے دعویدار کھڑے ہوئے اسی طرح مصلح موعود کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق کی آمد سے پہلے کئی دعویدار کھڑے ہو رہے ہیں۔ غرضیکہ ان دونوں پیشگوئیوں میں کئی باتوں میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا وہ فریق جو اس زمانہ میں مصلح موعود کی آمد کا قائل ہے اس پیشگوئی کو یہاں تک اہمیت دیتا ہے کہ خلیفہ کہتے ہیں:۔

> "اگر یہ فیصلہ ہو جائے کہ پیشگوئی مصلح موعود کا کون مصداق ہے تو جماعت احمدیہ اور فریق لاہور کے سارے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں"
>
> (الفضل ۱۶ راپریل سنہ ۱۹۵۷ء)

اس کے علاوہ اس دعوے کے مدعی تو یہاں تک دعویٰ کرتے ہیں کہ میں خدا کا نمائندہ ہوں اور

> "وہ شخص جو خدا کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھو جائے گا"

اور "خدا کا نمائندہ" بننے کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ مصلح موعود کے متعلق سب پیشگوئیاں مجھ پر چسپاں ہو رہی ہیں (ملاحظہ ہو الفضل ۱۲ رجنوری سنہ ۱۹۳۵ء) اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ:۔

> "کیا تمہیں مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں پر اعتبار نہیں؛ اگر نہیں تو تم احمدی کس بات کے ہو"

یعنی اب کسی کا احمدی رہنا یا نہ رہنا اس بات پر منحصر ہے کہ وہ مصلح موعود کے متعلق سب پیشگوئیوں کا مصداق جناب میاں صاحب کو تسلیم کرے جو یہ نہیں مانتا وہ احمدی کس بات کا؟ یعنی ان کا انکار کرنے والا احمدی نہیں ہے اسی پر بس نہ کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں:۔

> "اگر مرزا غلام احمدؐ خدا کی طرف سے تھا تو تمہیں اس شخص کے ماننے میں کیا عذر ہے جس کا نام اس کی پیدائش سے پہلے عمر رکھا گیا"
>
> (کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے ص۹)

یعنی مجھے مصلح موعود ماننے یا انکار کرنے پر لوگوں کے احمدی ہونے یا نہ ہونے کا انحصار ہی نہیں بلکہ معاذ اللہ مرزا غلام احمدؑ (علیہ السلام) کے خدا کی طرف سے ہونے یا نہ ہونے کی کسوٹی بھی اب میں ہی ہوں وہ اس طرح کہ اگر میں مصلح موعود ہوں تو مرزا غلام احمدؑ بھی خدا کی طرف سے تھے اور اگر میں مصلح موعود نہیں تو وہ بھی (نعوذ باللہ) خدا کی طرف سے نہ تھے یا یوں سمجھ لیجئے کہ اگر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام خدا کی طرف سے تھے تو میں ضرور "خدا کا نمائندہ" ہوں اور اگر میں اس کا نمائندہ نہیں تو وہ بھی (نعوذ باللہ) خدا کی طرف سے نہیں، یا یہ کہ جو لوگ مجھے مصلح موعود مانتے ہیں وہی مسیح موعودؑ کے ماننے والے ہیں جو میرا انکار کرتے ہیں وہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی منکر ہیں۔ بہرحال ان بیانات سے ان کے نزدیک اس مسئلہ کی اہمیت ظاہر ہے اور ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو ماننے اور اس کے بدلہ میں ہر قسم کی سزا بھگتنے کے باوجود بھی اگر عنداللہ ہمارا شمار ماننے والوں میں نہ ہو تو پھر ہمارا ان پر ایمان لانا ایک عبث فعل ہوگا مگر جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آج اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد کسی اور موعود مصلح کو ماننے سے نہ سنت اللہ قائم رہتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا کلام سچا ٹھہرتا ہے اور نہ ہی ازمنہ گزشتہ میں آنے والے مصلحین ربانی صادق ثابت ہو سکتے ہیں اور نہ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی منجانب اللہ ثابت نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک پیشگوئی کے مصداق کے متعلق دونوں جماعتوں کے نظریہ میں بعد المشرقین ہے کیونکہ اُن کے نزدیک مصلح موعود کا دعوےٰ کرنے والے موجودہ مدعی کا انکار حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان سب انبیاء و اولیاء کا انکار ہے جنہوں نے مصلح موعود کی پیشگوئی کی تھی اور ہمارے نزدیک اس زمانہ اور اس وقت اور اس صدی میں مصلح موعود کی پیشگوئی کے کسی مصداق کو ماننا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جملہ مصلحین ربانی کی تکذیب کے مترادف ہے۔ اس لئے فریقین کے نقطۂ نظر سے یہ مسئلہ بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

طریق فیصلہ

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر اہم مسئلہ کا فیصلہ کس طرح ہونا چاہیئے؟ سو ہمارے نزدیک تو اس کا فیصلہ بالکل آسان ہے کیونکہ اس پیشگوئی کا مصداق اسی طرح کا ایک مصلح ہوگا جس طرح آج تک ہزاروں مصلحین ربانی آتے رہے ہیں، اس لئے جس طریق پر ان کی صداقت ثابت کی گئی اسی طریق پر اس کے مصداق کی صداقت معلوم کی جا سکتی ہے اور یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ کو جب مصلح موعود کی بشارت دی تھی تو اسی وقت اس نے بتا دیا تھا وہ "مظہر الاوّل والآخر" ہوگا جس کے متعلق حضرت اقدس علیہ السلام آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷۷ و ۵۷۸ پہ "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کی تشریح یوں کرتے ہیں:۔

> "اے دوشنبہ تجھ میں تمام مبارک لوگوں کی روحیں آئیں گی .... ان مبارک روحوں کو جمع کرنے والا ایک ذکی مبارک مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء فرزند ہوگا جس کی صفت یہ ہے کہ وہ صالح کریم ذکی مبارک مظہر الاول والآخر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا"

اس سے ثابت ہوا کہ مصلح موعود سب گذشتہ مقدسوں کا بروز اور مظہر ہوگا اس لئے جو کسوٹی اولین و آخرین کی صداقت معلوم کرنے کی موجود ہے اسی کے موجب اس پیشگوئی کا مصداق آئے گا۔ علاوہ ازیں مصلح موعود کے لئے ایک لازمی شرط یہ رکھی گئی ہے کہ وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے نمونہ پر اور آپ کا نظیر اور آپ کے مشابہ ہوگا، اور اس مشابہت میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی پس جب وہ نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے جس کے مطابق مصلح موعود نے آنا ہے تو پھر فیصلہ کرنے میں مشکل بھی نہیں رہتی جو مدعی اس نمونہ پر ہو وہ صادق ہے اور جو اس کے خلاف ہو وہ منجانب اللہ نہیں ہو سکتا۔ چونکہ ادھر "علمائے احمدیت" کو بھی جماعت احمدیہ لاہور سے پرانی شکایت ہے تاکہ وہ اپنے مضامین میں

> تمسک بالقرآن اور منہاج نبوت کی ایک مثال بھی پیش نہیں کرتے "

جس کے بالمقابل خود ان کا اپنا یہ دعوےٰ ہے کہ

> "ہم حق و باطل کا فیصلہ قرآن مجید اور منہاجِ نبوت سے کرتے ہیں"
>
> (الفضل یکم جون سنہ ۱۹۵۷ء)

ان کے شکوہ کو دور کرنے اور اس دعوے کی حقیقت آشکار کرنے کے لئے صرف منہاج نبوت سے ہی اس وقت اپنے مضمون کے متعلق اظہار خیالات کروں گا۔ میرا مضمون ہے "مصلح موعود کی آمد کا زمانہ" اس زمانہ کے تعین کے لئے اگر کوئی اور بحث نہ بھی کی جائے اور کوئی دوسرا ثبوت

www.aaiil.org

پیش نہ کی جائے تو بھی "مصلح موعود" کے الفاظ ہی کافی ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ اصلاح کرنے والا وہ شخص جس کا وعدہ دیا گیا۔ یہ شخص جانتا ہے کہ اصلاح کرنے والے کی ضرورت فساد اور بگاڑ کے وقت ہوتی ہے۔ پس یہ الفاظ اپنی جگہ پر اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ اصلاح کرنے والا موعود اس وقت آسکے گا جب دنیا میں شر و فساد و ضلالت گمراہی فسق و فجور انتہاء کو پہنچا ہوا ہوگا جو لوگ آج اس بات کو مانتے ہیں کہ وہ "مصلح موعود" آگیا تو وہ اپنے اس قول کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ دنیا میں بگاڑ پیدا ہوگیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ثریا سے اتاری ہوئی تعلیم آپ کی وفات کے ساڑھے پانچ سال بعد ہی اکھڑ گئی اس لئے اس کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے اس مصلح یعنی اصلاح کرنے والے کی ضرورت پڑ گئی جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ تعلیم نہیں اٹھی بلکہ زندہ ہے تو پھر پہلے مامور کی تعلیم کے زندہ ہونے کے زمانہ میں اگر کوئی شخص "مصلح موعود" ہونے کا دعوےٰ کرے وہ اس دعوےٰ میں صادق نہیں ہوسکتا۔ اور اس بات کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

یہ اتنی عام فہم بات ہے جس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے یعنی یہ "وقتِ مسیحا" کے سوا اور کسی کا وقت نہیں کسی دوسرے مصلح کی آمد کا امکان صرف اسی صورت میں ہوسکتا تھا اگر "میں نہ آتا" اب چونکہ "مسیحا" بن کر میں آگیا اس لئے میرے وقت میں کسی اور کے آنے کا امکان ہی نہیں اب جو لوگ آپ کے وقت میں کسی اور "مصلح اور مسیحا" کی آمد کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ وقت "وقتِ مسیحا" نہیں ایسے دوست خالی الذہن ہوکر غور کریں کہ یہ وقت "وقتِ مسیحا" ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر اس وقتِ مسیحا میں کوئی دوسرا آنے والا صادق کیونکر ہوسکتا ہے؟ اور اگر ان کا ایمان ہے کہ یہ وقت "مصلح موعود" کا ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا وہ اعوذ باللہ غلط ثابت ہوا۔ بہر حال مصلح موعود کے الفاظ اور حضرت اقدس کے اس شعر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ زمانہ اور یہ وقت صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور آپ کے زمانہ میں دوسرا دعوےٰ کرنے والا ہرگز منجانب اللہ نہیں ہوسکتا اور اگر وہ منجانب اللہ ہے تو پھر حضرت اقدس علیہ السلام کسی طرح بھی صادق ثابت نہیں ہوسکتے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ

چونکہ مصلح موعود کے لئے الہامات میں یہ شرط بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے باپ کے نمونہ پر ہوگا اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے متعلق کیا نمونہ پیش کیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:-

"نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے"

آپ کا یہ دعوےٰ ایک حقیقت ہے جس سے کوئی کورچشم ہی انکار کرسکتا ہے ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کا دعوےٰ زمانہ کی بہت بڑی ضرورت اور وقت کی پکار کا بر وقت جواب تھا اگر آپ نے یہ فرمایا ؎

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

تو یہ وقت کی اس پکار کا جواب تھا کہ ؎

آنے والے آ! زمانہ کی امامت کے لئے
منتظر ہیں تیرے شیدائی زیارت کے لئے

اس وقت زمانہ کی پکار تھی اور بڑے زور و شور سے تھی کہ ؎

اٹھ دکھا گم گشتہ راہوں کو صراط مستقیم
اک زمانہ کو ہے میر کارواں کی انتظار

اسی لئے آپ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ؎

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہوکر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی تھی یہ باد بہار

اس وقت کی یہ صدا تھی ؎

سب مریضوں کی ہے تم ہی پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

آپ نے بروقت تشریف لاکر وقت کی اس صدا کا یہ جواب دیا ؎

مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰؑ کو شفا
میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار

وقت زبان حال سے فریاد کر رہا تھا کہ ؎

نزع کا وقت ہے اسلام ہے دم توڑ رہا
صف ماتم پہ کوئی خاک بسر ہے کہ نہیں

آپ نے مبعوث ہوکر اس کا جواب یہ دیا کہ ؎

منہ کو اپنے کیوں بگاڑا ناامیدوں کی طرح
فیض کے در کھل رہے ہیں اپنے دامن کو پسار

الغرض آپ کی بعثت زمانہ کا تقاضا اور وقت کا بلاوا تھا اس کے سوائے آپ کے زمانہ میں جو صاحبان ایک دوسرے مصلح موعود کا آنا جائز قرار دیتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ پہلے یہ ثابت کریں کہ موجودہ زمانہ کسی اور مصلح کی آمد کا متقاضی ہے چونکہ آپ کے بعد آنے والے مصلح کے لئے پہلی شرط ہی ہے کہ وہ آپ کے نمونہ پر آئے گا یعنی جس طرح آپ از خود نہیں آئے بلکہ زمانہ کے بلانے پر آئے۔ اسی طرح مصلح موعود بھی نہ "علمائے احمدیت" کے بنانے سے بنے گا اور نہ "مخلص احباب" کے انتخاب سے بلکہ وہ اپنے مقدس باپ کے نمونہ کے مطابق وقت کے تقاضے اور زمانے کے بلاوے پر آوے گا۔ اور موجودہ زمانہ نے کسی مصلح کی آمد کے لئے جو تقاضا کیا تھا اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آمد کے ساتھ کما حقہ، پورا کردیا اور اگر آپ کی بعثت کے باوجود بھی آپ کے ہی زمانہ میں دوسرے مصلح کی آمد کی ضرورت باقی رہ گئی تو ماننا ..... پڑے گا کہ معاذ اللہ آپ نے اس زمانہ کی ضرورت اور اس وقت کے تقاضے کو پورا نہیں کیا اور یہ عقیدہ صریح طور پر آپ کی تکذیب کے مترادف ہے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعوےٰ میں صادق ہیں جو ہمارے عقیدہ کی رو سے یقیناً صادق ہیں تو پھر آپ کے سوا اس زمانہ کے لئے کوئی دوسرا مصلح خواہ وہ موعود ہو یا غیر موعود ہرگز نہیں آسکتا اگر کوئی ایسا دعوےٰ کرے تو وہ منجانب اللہ نہیں ہوسکتا اگر کوئی آپ کے زمانہ میں مصلح موعود کا دعوےٰ کرنے والے کسی بھی مدعی کو سچا سمجھتا ہے تو اس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ وہ معاذ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔

پھر اس ضمن میں حضرت اقدس ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۹ پر فرماتے ہیں :-

"خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا"

اور پھر اس موسم کی تشریح آپ اس طرح کرتے ہیں :-

"جب سے کہ بنی آدم پیدا ہوئے سنت اللہ میں شامل ہے کہ عظیم الشان مصلح صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے وقت میں آیا کرتے ہیں"

یہ سنت اللہ کسی ایک دو کے لئے نہیں بلکہ ہر ربانی مصلح کے لئے منہاجِ نبوت یہی ہے کہ وہ اس موسم میں آئے جو ابتدائے آفرینش سے اس نے صادق مصلحین کے لئے مقرر فرمایا ہے وہ موسم ہے "عین ضرورت کا وقت" اور "صدی کا سر" اور یہ سنت اور قانون حضرت صاحب کا بنایا ہوا نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا مقرر کردہ ہے اور اس نے بھی یہ قانون کسی خاص مصلح کے لئے نہیں بنایا اور خاص وقت کے لئے نہیں بنایا بلکہ جب سے بنی آدم پیدا ہوئے اسی وقت سے یہ قانون بنایا گیا جب بھی منجانب اللہ کوئی مصلح آیا وہ اسی سنت کے ماتحت آیا یعنی "عین ضرورت کے وقت" اور صدی کے سر پر آیا۔ چونکہ مصلح موعود بھی ویسا ہی ایک مصلح ہوگا جیسے آج تک ہوتے رہے ہیں تو یہ ناممکن ہے کہ وہ اس قدیم سنت اللہ کے خلاف آئے سنت اللہ کے برعکس آنے والا تو صادق نہیں ہوسکتا اور سنت اللہ کے متعلق اس کا قانون یہ ہے **لا سنۃ اللہ تبدیلا** کہ اللہ تعالےٰ کی سنت اور اس کا قانون کبھی بھی تبدیل نہیں ہوسکتا۔

اس کے علاوہ مصلح موعود کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمونہ پر ہوگا یعنی جس طرح آپ عین ضرورت کے وقت آئے اسی طرح وہ ضرورت کے وقت آئے گا اور جس طرح آپ صدی کے سر پر مبعوث ہوئے اسی طرح وہ صدی کے سر پر مبعوث ہوگا، اگر کوئی شخص اس قدیم سنت اللہ

www.aaiil.org

سے خلاف بغیر ضرورت کے اور صدی کے درمیان میں مصلح موعود بن بیٹھے، تو وہ سنت اللہ اور حضرت اقدس کے نمونہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے قدیم قانون کو توڑنے والے مدعی کو سچا مان لیا جائے تو پھر سنت اللہ و منہاج نبوت اور کتاب اللہ اور حضرت مسیح موعودؑ اور سیدنا حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصاً اور جملہ مصلحین ربانی کی عموماً تکذیب لازم آئے گی۔ اگر "عین ضرورت کے وقت" اور صدی کے سر پر آنا واقعی سنت اللہ ہے تو پھر اس کے برعکس دعوے کرنے والا یقیناً منجانب اللہ نہیں، کیونکہ یہ قطعاً ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدیم سنت کے خلاف کسی مصلح کو بھیجے، اور اگر سنت اللہ کے خلاف آنے والا مدعی سچا ہے تو پھر نعوذ باللہ اسکو سنت اللہ قرار دینے والے کے جھوٹا ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے؛

پھر یہ بھی سوچنے والی بات ہے کہ بغیر ضرورت کے آنے والا مصلح موعود اگر سچا ہے تو وہ عین ضرورت کے وقت آنے والے کے نمونہ کے تو برعکس ہی ہوگا، اور اس طرح بھی وہ عین ضرورت کے وقت آنے والے کا مشابہ نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا نظیر کہلا سکتا ہے، اس صورت میں دونوں میں بعد المشرقین ہونے کی وجہ سے بھی ایسا مدعی صادق نہیں ہو سکتا، غرضیکہ کوئی صورت بھی لے لی جائے نتیجہ وہی ایک ہوگا کہ اگر بغیر ضرورت کے دعوے کرنے والا سچا ہے تو پھر یہ سنت اللہ اور اس کے موجب آنے والے سب مصلحین ربانی جھوٹے (نعوذ باللہ من ذالک) اور اگر یہ سنت اللہ صحیح ہے اور اس کے مطابق آنے والے سب مصلحین منجانب اللہ تھے تو اس قدیم سنت کے خلاف بغیر ضرورت کے آنے والا جھوٹا ہے۔

باقی رہا صدی کے سر پر آنا اس کے متعلق احادیث نبویہ میں وضاحت موجود ہے اور حضرت اقدسؑ نے اپنی کتب میں اس پر مفصل بحث کی ہے اگر وہ احادیث اور حضرت کی تحریرات صحیح ہیں تو پھر مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق بھی جب کبھی آئے گا صدی کے سر پر ہی آئیگا اور چونکہ حضرت اقدسؑ نے بھی صدی کے سر پر دعویٰ فرمایا اس لئے اس پیشگوئی کا مصداق بھی آپ کے نمونہ کے مطابق صدی کے سر پر دعوے کرے گا تبھی وہ آپ کا مشابہ اور نظیر کہلا سکتا ہے ورنہ صدی کے نصف میں دعوے کرنے والا تو آپ کا نظیر اور آپ کے نمونہ پر نہیں ہو سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی قوم کی حالت کا نقشہ پہلے بتایا گیا تھا کہ کسی وقت آپ کی طرف خود کو منسوب کرنیوالی قوم اس سنت اللہ کا عملاً انکار کر دے گی اسی لئے آپنے فرمایا کہ

؎ فراموشت شد اے قوم احادیث نبی اللہ
کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

(باقی دارد)

اخبار احمدیہ

—— لاہور ۔ ۹ مئی :—

حضرت امیر ایدہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :—
"میری طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔"

الحمدللہ ۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

—— راولپنڈی ۔ مئی :—

جناب محمود مرزا صاحب بی۔ اے۔ ایف فرزند گرامی جناب مرزا معصوم بیگ صاحب بی۔ اے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے، اس خوشی میں انہوں نے پانچ روپے انجمن کو ارسال کئے ہیں، اللہ تعالیٰ نومولود کو درازی عمر عطا فرمائے اور نیکی اور سعادت سے متمتع کرے۔ آمین

—— مری ۱۲ مئی :—

مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد احمدیہ مری لکھتے ہیں کہ :—

"اخویم بزرگ جناب رحمت اللہ خان صاحب سیکرٹری جماعت ہے کچھی سر، ٹاہلی بعزم حج بیت اللہ شریف ۱۵ مئی سنہ ۱۹۶۰ء کو کراچی پہنچ رہے ہیں، اس تاریخ کو اگر احباب جماعت میں سے کوئی صاحب عازم حج ہوں تو پتہ ذیل پر اطلاع بخشیں تاکہ دوران سفر اور دربار حبیب ﷺ میں بھی باہم رفاقت، باعث سہولت و برکت ہو۔ احباب کرام خصوصاً حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں دعاؤں کی درخواست ہے۔

پتہ :— جناب رحمت اللہ خان صاحب احمدی
موضع سر داخلی کچھی ۔ ڈاکخانہ کچھی
ضلع ہزارہ

—— واہ کینٹ :—

واہ کینٹ سے محمد خالد بٹ صاحب برادر مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب لکھتے ہیں :—

"ہمارے والد صاحب کی صحت ابھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوئی جماعت کے احباب سے عموماً اور حضرت امیر ایدہ اللہ سے خصوصاً التماس ہے کہ وہ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرما دیں"

—— بدوملہی :—

بدوملہی سے شیخ اللہ بخش صاحب لکھتے ہیں کہ :—
"میرا لڑکا غلام مصطفیٰ بیمار ہے۔ احباب سے بذریعہ "پیغام صلح" دعائے صحت کی التماس ہے"

آہ! میرے بھائی

(بسلسلہ صفحہ ۳)

لئے نہ صرف بھائی ہونے کی وجہ سے بلکہ اس روحانی رشتہ کی وجہ سے بھی جو احمدیت نے ہم دونوں میں پیدا کیا وہ بہت بڑی قوت بازو کا موجب تھے، اور ان کی وفات ایک ایسا نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ مولانا مرتضیٰ خاں صاحب کی وفات کے بعد یہ میرا بہت بڑا صدمہ ہے جو ان دو ماہ کے اندر اٹھانا پڑا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو جو چار لڑکوں اور چار لڑکیوں پر مشتمل ہے، اپنے بزرگ والد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور انہیں اور ان کی والدہ محترمہ کو دینی و دنیوی حسنات سے متمتع فرمائے۔ احباب کرام سے استدعا ہے کہ بھائی صاحب مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

(خاکسار مدیر پیغام صلح)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

(بسلسلہ صفحہ اول)

با سلام ہو گیا، تو اس میں ایسے اخلاق حسنہ پیدا ہو گئے کہ وہ اپنے بد خصائل سے ایسا پاک ہو گیا کہ دوسروں کے لئے قابل تقلید نمونہ بن گیا۔ کفر کے زمانے کا عجب و پندار اس میں نام کو باقی نہ رہا اور اس میں اس قدر فروتنی اور انکسار پیدا ہو گیا۔ کہ وہ انکسار حجۃ الاسلام ہو گیا، اور اسلام کی صداقت کے لئے ایک دلیل بن گیا۔ ایک موقعہ پر جبکہ عکرمہؓ لشکر اسلام کا سپہ سالار تھا، کفار نے بڑا سخت مقابلہ کیا، یہاں تک کہ لشکر اسلام شکست کھانے کے قریب ہو گیا۔ عکرمہؓ نے جب یہ حال دیکھا تو فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ لوگوں نے آپ سے کہا۔ کہ آپ کیوں گھوڑے سے اترتے ہیں کیونکہ شاید بھاگ دوڑ کی نوبت پہنچے تو گھوڑا آپ کو مدد دے گا، اس پر آپ نے جواب دیا کہ اس وقت مجھے وہ زمانہ یاد آ گیا ہے کہ جب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کیا کرتا تھا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس وقت اپنی جان دے کر ان گناہوں کا کفارہ کر دوں۔ اسی واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی حالت کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی تھی کہ اسلامی دنیا اسکو محامد سے یاد کرتی ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ان لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے۔ جو اس کی رضا پر چلتے ہیں، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ کی رضا کے پورے پورے تابعدار تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جا بجا ان کو رضی اللہ عنہ کہا ہے۔ اس لئے میری نصیحت آپ لوگوں کو یہ ہے کہ تم میں سے ہر شخص کو لازمی ہے کہ صحابہ رضی کے اخلاق کی پیروی کرے۔

ملفوظات احمدیہ جلد اول ص ۱۱۶ تا ۱۱۸

www.aaiil.org

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور برانچ راولپنڈی کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء کی مختصر روئداد

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار (مسیح موعودؑ)

راولپنڈی کی تاریخ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شاخ راولپنڈی کا پہلا سالانہ جلسہ ۱۲، ۱۳، ۱۴ اپریل ۱۹۱۶ء کو منعقد ہوا تھا جس کے بانی جناب حکیم شاہنواز صاحب مرحوم تھے اور وہ اس وقت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے پریذیڈنٹ تھے، ان کی بدولت راولپنڈی میں شجر احمدیت نے کامل نشوونما پائی، جب احمدیت کا یہ بطل عظیم دسمبر ۱۹۱۸ء میں ہی اپنے مالک حقیقی سے جا ملا تو بعد میں بھی ان کے فیض یافتہ سالانہ جلسے منعقد کرتے رہے۔ آخر ایک وقت میں آکر یہ سلسلہ رک گیا لیکن پھر ۱۹۵۲ء میں از سر نو اس کی یاد تازہ کی گئی، اس کے بعد نامساعد حالات کی بناء پر یہ سلسلہ التواء میں پڑا رہا جس کا آج چند مخلص احباب کو شدت سے احساس ہوا اور انہوں نے دیگر احباب جماعت کو اس طرف متوجہ کیا۔ سو اس جمود کو توڑنے کے لئے ماہ مارچ سن ۱۹۶۰ء کے ایک مبارک دن جماعت راولپنڈی کے احباب نے سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی ایک اور یادہ صادقہ دیکھی، پھر اس کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے کمر ہمت باندھی اور اس کی تکمیل کے لئے جدوجہد شروع کر دی اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے آگے قدم بڑھانا شروع کیا۔

جناح گرلز ہائی سکول کے وسیع و عریض میدان کو نئی دلہن کی طرح آراستہ کیا گیا اگرچہ اس سے قبل بھی یہ میدان سکول کی تقریبات کے سلسلہ میں مزین ہوتا رہا۔ لیکن اب کی بار اس کی تزئین و آراستگی سے روحانیت کا رنگ مترشح تھا، کیونکہ اس کو آراستہ کرنے والے مجاہد تھے۔

جماعت کے بزرگ، مبلغین، اور مخلص احباب بلکہ سلسلہ کے ہر ایک شخص خواہ کوئی ہو اس میں شمولیت کی عام اطلاع دی گئی اور بعض اکابرین کو خاص طور پر بھی دعوت نامے بھیجے گئے، تاکہ دنیا دین کو مقدم کرنے کا عملی نمونہ دیکھ سکے۔ جلسہ میں شمولیت کی دعوت پر خدام مسیح موعود جلسہ میں شمولیت کے لئے پروانہ وار آنے شروع ہو گئے اگرچہ بعض بزرگوں اور دوستوں نے ناگزیر حالات کی بناء پر عذر کیا، لیکن ان کی اخلاص سے مملو دعائیں ہمارے شامل حال رہیں حتیٰ کہ ۹ر اپریل سن ۱۹۶۰ء بروز ہفتہ دو بجے دن تک ضلع پشاور، ڈاڈر، دربند، ہزارہ، راولپنڈی چھاؤنی، گوجرخان، جہلم، منڈی بہاؤالدین، گجرات، لاہور، سرگودھا اور ملتان سے عاشقان رسول اکرمؐ و فدایان احمدؑ کا اچھا خاصہ اجتماع ہو گیا اور شمع رسولؐ کے پروانوں کے جذبہ و خلوص کی ضو ان کے اندر مسیح موعودؑ کے دم مسیحائی نے پیدا کر دیا تھا عملی تصویر نظر آنے لگی۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا تھا ۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

پہلا اجلاس :-

تین بجے سیکرٹری صاحب نے جلسہ کی کارروائی شروع ہونے کا اعلان کرتے ہوئے عالی جناب بشیر احمد صاحب منو مبلغ امریکہ سے صدارت کے لئے التماس کی جب آپ تشریف لے آئے تو مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مری کو تلاوت قرآن مجید کے لئے کہا گیا۔ انہوں نے نہایت رقت آمیز لہجہ میں تلاوت فرمائی۔ پھر پرویز صاحب نے نہایت خوش الحانی سے نعت پڑھی، اس کے بعد جناب شیخ عبدالعزیز صاحب نے اقتباس مسیح موعودؑ پڑھ کر لوگوں کو محظوظ کیا، بعد ازاں پروگرام کے مطابق جناب بشیر احمد منو صاحب نے افتتاحی تقریر فرمائی جو نہایت مؤثر اور مدلل تھی، ان کے بعد جناب میرزا معصوم بیگ صاحب سابق ایڈیٹر لائٹ نے "مسیح کی آمد ثانی" کے موضوع پر نہایت جامع تقریر فرمائی اور نہایت ٹھوس اور پرزور دلائل سے آمد مسیح ناصری کے دقیانوسی عقیدہ کی بنیاد کو متزلزل کر دیا، یہ موضوع زمانہ کے تقاضا کے مطابق نہایت اہمیت رکھتا ہے، ان کے بعد جناب مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب فاتح فجی نے "صداقت اسلام" پر ایک عالمانہ اور بصیرت افروز لیکچر دیا جس کا ہر لفظ آفتاب اسلام کی صداقت پر روشن دلیل تھا ۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب
گر دلیلت باید از وے رو متاب

اس اجلاس کی آخری تقریر جناب ڈاکٹر محمود خاں صاحب داؤدزئی نے کی جو ماہر فلکیات ہیں، انہوں نے اپنی کاوش و فکر سے علم جفر کے ذریعہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صداقت اور دعوے مجددیت پر روشنی ڈالی اسکو حاضرین نے بہت پسند کیا اس کے بعد سیکرٹری صاحب نے دوسرے دن کا پروگرام پڑھکر سنایا اور اس دن کی کارروائی کے ختم ہونے کا اعلان کیا۔ اس طرح پہلا اجلاس اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا اجلاس :-

۱۰ر اپریل سن ۱۹۶۰ء اتوار کا دن تھا۔ آفتاب نہایت بے تابی سے پوری آب و تاب کے ساتھ مجاہدین کی سرگرمیوں کا مشاہدہ کرنے کے لئے نکلا، مجاہدوں نے پنڈال کے چہرہ کو رات بھر کی گرد و غبار سے صاف کیا اور اپنے اپنے کاموں میں سرگرم ہو گئے، ۹ بجے کے قریب لوگ جوق در جوق آنے شروع ہو گئے حتیٰ کہ ۹½ بجے تک خوب گہما گہمی اور رونق ہو گئی، سیکرٹری صاحب نے لاؤڈ سپیکر سے جلسہ کی کارروائی شروع ہونے کا اعلان کیا اور جناب عبدالعزیز خان صاحب مالک عزیز ہوٹل ملتان سے صدارت قبول کرنے کی استدعا کی لیکن وہ فرمانے لگے کہ میں اپنے تئیں اس عہدہ کے لائق نہیں سمجھتا اس پر سیکرٹری صاحب نے کہا کہ ہمارے نزدیک اس جلسہ کی صدارت کے لائق وہی بزرگ ہو سکتے ہیں جو خود اعتراف کرتے ہیں کہ ہم اس عہدہ کے قابل نہیں ہیں، بہرحال خانصاحب نے صدارت قبول فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ تو سیکرٹری صاحب نے حافظ شیر محمد صاحب خوشابی سے تلاوت قرآن مجید کے لئے التماس کی، جناب حافظ صاحب نے نہایت پرسوز انداز میں تلاوت فرمائی جس سے تمام حاضرین متاثر ہوئے۔ اس کے بعد عبدالعلیم صاحب ہیڈ کلرک ڈاڈر سینی ٹوریم نے حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار ترنم سے پڑھکر حاضرین کو مسحور کیا، اور پھر خواجہ محمد عبداللہ صاحب کے ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ میں سے کچھ حصہ پڑھ کر سنایا اور سامعین کو محظوظ کیا، پھر جناب بشارت احمد بقا صاحب نے "حضرت مسیح موعودؑ کا عشق قرآن" کے موضوع پر بصیرت افروز تقریر فرمائی جس کا ہر فقرہ جناب حضرت مسیح موعودؑ امام الوقت کے عشق قرآن کی ترجمانی کرتا نظر آ رہا تھا، فاضل مقرر ساتھ ساتھ آپ کے منظوم کلام کو بطور نمونہ پیش کرتے گئے جو آپ کے عشق قرآن پر شاہد تھا، مثلاً ۔

"دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے"

ان کے بعد جناب مولانا مولوی فضل الرحمٰن قمر سامانوی نے "ہمارے عقائد" پر ایک جامع تقریر فرمائی اور جماعت کے عقائد کو ایسے خوبصورت پیرایہ میں پیش کیا کہ متعدد لوگ پکار اُٹھے کہ ہم نے آج احمدیہ عقائد کو سمجھا اور جانا ہے نیز واضح ہو گیا کہ یہی حقیقی اسلام کی روح ہے۔ اس کے بعد جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب مرادونزد بانی مسلم مشن ہالینڈ نے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت فرما کر دین و دنیا کی فلاح سے متعلق وہ دلپذیر نصائح کیں جو دلوں میں گھر کر گئیں اور سامعین کو ایک خاص کیفیت قلبی سے دوچار کر دیا ۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملّا کی اذان اور مجاہد کی اذاں اور

اس طرح دوسرا اجلاس اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

تیسرا اجلاس :-

ٹھیک ساڑھے تین بجے کارروائی کے شروع ہونے کا اعلان کیا گیا۔ اس اجلاس کی صدارت جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے فرمائی۔ حافظ شیر محمد صاحب خوشابی نے تلاوت قرآن مجید فرمائی، اور جناب عبدالعلیم صاحب آف ڈاڈر سینی ٹوریم نے حضرت مسیح موعودؑ کا کلام ترنم سے پڑھکر لوگوں کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد ملک ظفر اللہ خاں سیکرٹری جنرل مقامی جماعت سالانہ رپورٹ پیش کرنے کے لئے تشریف لائے، انہوں نے جماعت احمدیہ

www.aaiil.org

برلن مسجد کا خطبہ عید الفطر (بسلسلہ صفحہ ۲)

امن کس طرح قائم ہو سکتا ہے

آج دنیا کے کونے کونے سے امن! — امن! کی چیخیں بلند ہو رہی ہیں۔ گذشتہ دو عالمی جنگوں کی وجہ سے یورپی ممالک کو خصوصاً اور تمام دنیا کو عموماً جو بے شمار مصائب اور ابتلاء کا سامنا کرنا پڑا، ان خانہ خرابیوں اور ویرانیوں کو دیکھ کر تیسری عالمی جنگ کے تصور سے ہی آج انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں امن کی بحالی کے لئے مشترکہ کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں اور بڑی بڑی دلکش و دل فریب تقاریر کی بوچھاڑیں ہوتی ہیں لیکن دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں امن کی بحالی کے لئے صرف نعروں اور دلکش بیانوں کے علاوہ کسی اور ہی چیز کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ عالمگیر انسانیت کے حقوق کا مساوی احترام کیا جائے۔ اور انسان کی اپنی تدبیر اور رب العالمین (جو تمام انسانوں کی بہبودی چاہتا ہے) کی تدبیر میں ایک گہرا تعلق ہو۔ ضروری ہے یہی ایک چیز ہے جو انسانیت کے لئے امن و آرام کی ضامن ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اس حقیقت کو پہچاننے کی توفیق بخشے۔ اسے عمل میں لانے کی طاقت و قدرت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

خط و کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر)

www.aaiil.org

پیغام صلح ۱۱ مئی ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۸

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور
سالانہ چندہ :- پاکستان سے چھ روپے ÷ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ } شیخ محمد انعام الحق صاحب - مکان نمبر ۱۰۰/۸ محلہ اعظم پورہ - ملک پیٹھ حیدر آباد دکن (انڈیا)

تعلیم پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۴
ایڈیٹر:- دوست محمد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۰

تم اپنے اخلاق و عادات میں نمایاں تبدیلی پیدا کرو

جو دوسروں کے لئے ہدایت اور سعادت کا موجب ہو

کلمات طیبات حضرت مسیح موعودؑ

علاوہ اخلاق کے دو اور حصے بھی ہیں جن کو مدنظر رکھنا صادق اور اخلاص مند شخص کا کام ہونا چاہیئے۔ اول ان میں سے عقائد صحیح ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل و کرم ہے کہ اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہم کو عقائد صحیحہ کا مستقیم رستہ بدون محنت و مشقت کے دکھلا دیا ہے اور وہ راہ یہی ہے جس سے اکثر عالم ابھی تک محروم ہیں۔ پس تم لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فضل و نعمت کا شکریہ ادا کرو، اور وہ شکر اس طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ سچے دل سے اُن اعمال صالحہ کو بجالاؤ جو عقائد صحیحہ کے بعد دوسرے حصہ کی تحت میں آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے مدد لیکر دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اور اعمال صالحہ کی توفیق دے۔ عبادات کے حصہ میں صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ وغیرہ امور شامل ہیں۔ نماز پر ہی غور کرو یہ دنیا میں آئی ہے لیکن دنیا سے نہیں آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ پھر یہ جو پانچ وقت نماز کے لئے مقرر ہیں۔ یہ کوئی تحکم اور جبر کے طور پر نہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دراصل انسان کی روحانی حالتوں کی ایک عکسی تصویر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس ...... یعنی قائم کرو نماز کو، دلوک الشمس سے یہاں اللہ تعالیٰ نے قیام صلوٰۃ کو دلوک شمس سے لیا ہے۔ دلوک کے معنے میں گو اختلاف ہے۔ لیکن دوپہر کے ڈھلنے کے وقت کا نام دلوک ہے۔ یہاں دلوک سے لیکر پانچ نمازیں رکھدیں۔ اس میں یہی حکمت اور سر ہے کہ قانون قدرت میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ روحانی تذلل اور انکسار کے مراتب بھی دلوک ہی سے شروع ہوتے ہیں اور اس پر پانچ ہی حالتیں آتی ہیں۔ اس لئے یہ طبعی نماز بھی اس وقت شروع ہوتی ہے کہ جب حزن اور ہم اور غم کے آثار شروع ہوتے ہیں۔ اور اس وقت کہ جب انسان پر کوئی آفت مصیبت آتی ہے تو وہ کس قدر تذلل اور انکساری کرتا ہے اگر اس وقت زلزلہ آجائے تو تم سمجھو کہ طبیعت میں کس قدر رقت اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر سوچو کہ اگر ایک شخص پر کوئی شخص نالش کر دے تو سمن یا وارنٹ آنے پر اسکو معلوم ہو جائے گا کہ دیوانی یا فوجداری کی فلاں دفعہ کے ماتحت نالش ہوئی ہے۔ گویا بعد مطالعہ وارنٹ اس کی حالت نصف النہار کے بعد جیسے زوال شروع ہوتا ہے وہ ہو جاتی ہے کیونکہ وارنٹ یا سمن کے مطالعہ کرنے تک تو اسے کچھ معلوم نہ تھا۔ مگر بعد مطالعہ خیال پیدا ہوا کہ خدا جانے ادھر وکیل ہو

بحر حکمت کے موتی

یا ایہا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون ۰ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون (سورۃ الصف)

وعن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی بعثہ اللہ فی امتہ قبلی الا کان لہ فی امتہ حواریون واصحٰب یاخذون بسنتہ و یقتدون بامرہ ثم انہا تخلف من بعدھم خلف یقولون ما لا تفعلون۔ ویفعلون ما لا یؤمرون فمن جاھدھم بیدہ فھو مومن ومن جاھدھم بلسانہ فھو مؤمن ولیس وراء ذالک من الایمان حبۃ خردل رواہ مسلم (بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ترجمہ:- حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے لئے اس کی امت میں سے یار و مددگار نہ (پیدا) ہو گئے ہوں۔ وہ اس کے طریق عمل کی (خلوص دل سے) پیروی کرتے ہیں اور اس کے ہر حکم پر (شدت سے) عمل کرتے ہیں۔ ان کے بعد پھر ناخلف پیدا ہوتے ہیں جو لوگوں کو نیک عمل کرنے کی وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ مگر وہ خود ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے اور خود ایسے عمل کرتے ہیں جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا۔ پس جو شخص اپنے قوت بازو کے ساتھ جہاد کرے (یعنی انہیں ایسی بدعملیوں سے روکے) پس ایسا شخص مومن ہے اور جو اپنی زبانوں سے اُن کے ساتھ جہاد کرے (یعنی وعظ و نصیحت سے منع کرے) پس وہ (بھی) مؤمن ہے مگر جو یہ دونوں ۳ باتیں نہ کرے (یعنے بدعمل سے دوگونہ ہاتھ سے روکے نہ زبان سے روکے) تو گویا اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ۔

مسیح موعود نمبر انشاء اللہ بدھ مورخہ یکم جون ۱۹۶۰ء کو شائع ہوگا

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

برٹش گیانا

از مسٹر محمد رشید جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

"آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔

وہ تمام کُتب جو آپ نے ہمارے ملک کے گورنر صاحب۔ لائبریری اور میرے لئے بھیجی تھیں میں نے بصد شکریہ وصول پالی ہیں متعلقہ صاحبان کو ہماری طرف سے بہت بہت شکریہ ادا کر دیجئے گا۔

ہمارے ملک میں کوئی عربی دارالعلم نہیں جہاں ہم علم حاصل کر سکیں۔ صرف عربی میں قرآن شریف اور دیگر مذہبی کُتب پڑھائی جاتی ہیں جو بغیر سمجھ سوچ یونہی لوگ پڑھتے رہتے ہیں۔

انگریزی عربی قرآن شریف مصنفہ حضرت مولانا محمد علیؒ سے ہمیں قرآن شریف کے معانی اور مطالب کی سمجھ آئی ہے پہلے پہل جو مسلمان یہاں بطور آباد کار آئے ان میں سے اکثر قرآن شریف بھی نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اب البتہ اسلام کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ آپ کے ارسال کردہ پمفلٹ ابھی تک نہیں ملے۔

امید ہے آپ کو ہمارا ارسال کردہ مسلم ٹائمز کا پارسل مل گیا ہوگا یا عنقریب مل جائے گا۔

آپ کی طرف سے کب تک مبلغ صاحب تشریف لائیں گے۔

(انہیں مزید لٹریچر اور جواب خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

نائجیریا

از مسٹر اے۔ بی اُلُو نا لیگوس نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک دوست نے مجھے آپ کا پتہ بتلاتے ہوئے خوشخبری سنائی ہے کہ آپ مسلم طلباء کی علمی مدد فرماتے رہتے ہیں۔

گذارش آنکہ میں آجکل کرسچین سیکنڈری اسکول میں پڑھ رہا ہوں۔ میں نے اپنے گاؤں کے مولوی صاحب سے قرآن شریف عربی متن بغیر ترجمہ کے پڑھا ہوا ہے۔

چونکہ میں عیسائی ماحول میں رہتا ہوں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ قرآن شریف اور تعلیم اسلام سے پوری پوری واقفیت حاصل کروں۔

اندریں حالات میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلہ میں میری راہنمائی فرمائیں اور قرآن شریف کا ایک نسخہ میرے لئے بھیجکر ممنون فرمائیں۔

چونکہ ہمارے کالج کے قواعد و ضوابط کے یہ بات خلاف ہے کہ ہم مسلم طلباء کالج کے احاطہ اور ہوسٹل وغیرہ میں مذہبی یعنی اسلامی تعلیمات کے معاملہ میں کوئی عملی حصہ لیں لہٰذا مجھے قرآن شریف اور دیگر لٹریچر بفصلہ ذیل پتہ پر بھیجیں میں خود لیگوس جا کر لے آؤں گا اور قرآن شریف اور دیگر ارسال کردہ لٹریچر پرائیویٹ طور پر پڑھتا رہوں گا۔ شکریہ۔

(انہیں قرآن شریف انگلش، آف اسلام اور پمفلٹس اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

بغداد

از جناب سید تصدق حسین القادر بغداد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

والانامہ مرقومہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء کل ہوائی ڈاک سے ملا حالات سے کما حقہٗ آگاہی ہوئی، شبلی صاحب موصوف سکھر کو ترجمہ قرآن انگریزی مع متن آپ نے بھجوایا اور پیغام صلح بھی جاری فرمایا یہ پڑھکر بڑی مسرت ہوئی جزاک اللہ فی الدارین۔

مولانائے محترم! آپ اس پیرانہ سالی میں جماعت کے امور خارجیہ کا جو عظیم الشان کام انجام دے رہے ہیں وہ قابل رشک ہے میری درد دل سے یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے، اور آپ سے اپنے دین متین کی مزید خدمت لے اور نوجوانانِ سلسلہ کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے قلوب میں وہ تڑپ پیدا کرے جو آپ کے سینہ میں موجزن ہے آپ کے بابرکت ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کا وہ مقدس کام لے رہا ہے جس کا اظہار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذیل کے شعر میں فرمایا ہے

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اَب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

آیندہ بحری ڈاک سے آپ جو اُردو انگریزی لٹریچر برائے تقسیم بھجوائیں وہ بذریعہ رجسٹری ارسال فرمایا کیجئے۔ آپ کی جانب سے رجسٹری پارسل تو ضرور مل جاتے ہیں لیکن دوسرے جو عام ڈاک کے ذریعہ بھجوائے جاتے ہیں وہ نہیں ملتے۔

ازراہ کرم منیجر صاحب اخبار لائٹ کو بھی میری طرف سے عرض کریں کہ تین پرچے لائٹ کے بھی (جو مختلف پتہ جات بغداد بھیجا کرتے ہیں) ایک پیکٹ میں بذریعہ رجسٹری ارسال فرمایا کریں اس سے قبل پانچ مئی کو بھی ایک عریضہ ارسال خدمت کر چکا ہوں

حضرت سیدنا امیر قوم و دیگر احباب کو السلام علیکم

میرا عزیز نواسہ حسام الدین السلام علیکم عرض کرتا ہے اور دُعا کی درخواست کرتا ہے آجکل میرا نواسہ مجھے کتاب قیمہ "خصائص القرآن" پڑھ کر سُنا رہا ہے۔ غواص بحر معرفت حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت ایدہ اللہ نے جو بیش بہا موتی نکال کر دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں ان کی تعریف تحصیل حاصل ہے کاش! یہ موجودہ وقت کا علاج دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر پژمردہ مخلوق خدا کے سامنے پیش ہو کر ان کی حیات کا باعث ہو۔

اس سلسلہ میں میرا خیال ہے کہ اس کتاب کا ایک نسخہ حضرت موصوف عزیزم الحاج محمد اقبال شیدائی مقیم اٹالیہ (اٹلی) کو ارسال فرما کر انہیں یہ ہدایت کریں کہ وہ اٹالین یا فرنچ زبان میں اس کا ترجمہ کریں۔

شیدائی صاحب موصوف کو حضرت امیر سے گہری عقیدتمندی ہے۔ حضرت امیر انہیں خوب جانتے ہیں

(تعمیل حکم کی جا رہی ہے۔ غلام قادر)

یو۔ ایس۔ اے

از پروفیسر ہاریس بی منٹگمری سٹی۔ آر میکسیکو۔

السلام علیکم یو۔ ایس۔ اے

مجھے آپ کی طرف سے گذشتہ ماہ دو پارسل موصول ہوئے ہیں جن کے لئے میں آپ کا بہت شکرگذار ہوں۔ پہلے پارسل میں کال آف اسلام۔ علماء مصر کا فتویٰ متعلقہ وفات مسیح۔ چارج آف ہیرسی۔ مرزا غلام احمد آف قادیان۔ پرومسڈ مسیحا اور مہدی۔

اور دوسرے پارسل میں ہولی قرآن مع متن انگلش۔ آف اسلام از مرزا غلام احمد۔ تھیں۔ میں تمام کتب کو بڑے غور سے پڑھ رہا ہوں۔ مرزا غلام احمد کی کتاب بالخصوص بہت بڑا علمی شاہکار اور تدبر انگیز اور روح افزا ہے، بہت سے پروفیسر صاحبان اور عزیز طلباء ان کتب کے مطالعہ کے بڑے شوق سے منتظر ہیں اور مجھ سے مستعار لینے کا عنقریب مطالبہ کریں گے۔ مگر میں ان کتب کو کم از کم دو دو دفعہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

چھ سال گئے میں نے عبداللہ اکرام کے پاس مولانا محمد علی رح کا ترجمہ قرآن دیکھا تھا جو کہ اس وقت سینڈر ریپلز آئی او وا یو۔ ایس کے امام تھے جنہوں نے مجھے بڑی مہربانی سے یہ مقدس کتاب مطالعہ کے لئے دی۔

وہ نشر و اشاعت اسلام کے لئے بڑی جد و جہد کرتے ہیں اور اکثر مقامی سول گروپ کے سامنے اس موضوع پر تقاریر کیا کرتے تھے۔

ہاں تو اس بزرگ اور اس عجیب و غریب کتاب نے میرے اندر اسلام جیسی سادہ اور عالمگیر تعلیم کے لئے گہری دلچسپی پیدا کر دی۔

اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ دیگر اشخاص کے اندر بھی اس کتاب نے اسلام کے متعلق گہری دلچسپی پیدا کر دی ہے

مجھے یاد ہے کہ ایک روز میں نے امریکن لیڈی کو سیڈر ریپڈز کی ایک بس (ڈی اے) میں دیکھا کہ وہ مولانا محمد علیؒ کی تفسیر القرآن پڑھ رہی تھی جب میں اس کے متعلق

(باقی برصفحہ)

www.aaiil.org

امن کی راہ

زلزلے، بیماریاں اور سیلاب وغیرہ ہر زمانہ میں اپنی ہیبتناک تباہ کاریوں سے عیش پسند اور گمراہ دنیا کو خدا تعالےٰ کی ہستی اور طاقت وجبروت کا پتہ دیتے رہے ہیں، عاد وثمود کی تباہی، ارض لوط کا تلپٹ ہونا، نوح کا طوفان، فرعون جیسے جابر وقاہر بادشاہ کا ایک غریب قوم کے مقابلہ میں اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق ہو جانا، ایسے واقعات ہیں جن سے کوئی دہریہ منش انسان بھی انکار نہیں کر سکتا، اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اتفاقی حادثات ہیں، جو ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں، بلکہ ان میں سے ہر واقعہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ایک زندہ ثبوت پیش کرتا اور اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ جب کوئی قوم راہ ہدایت کو چھوڑ کر عیش پرستی میں مبتلا ہو جائے اور خدا تعالیٰ سے روگرداں ہو کر اس کے بھیجے ہوئے نبیوں اور رسولوں پر آوازے کسنے لگے تو اللہ تعالیٰ کا قہری ہاتھ اسکو کسی نہ کسی طریق سے تباہ کر کے رکھ دیتا ہے تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ طوفان نوح خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانے اور ان کے اس وعظ ونصیحت کو کہ خدا کے آگے جھکو اور توبہ واستغفار سے کام لو تمسخر واستہزا میں اڑانے کا نتیجہ تھا، جس کی پیشگوئی حضرت نوحؑ نے پہلے سے کر دی تھی، عاد اور ثمود کی تباہی بھی ان کی طغیانی اور سرکشی کا نتیجہ تھی، جس کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے :-

الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلھا فی البلاد وثمود الذین جابوا الصخر بالواد وفرعون ذی الاوتاد الذین طغوا فی البلاد فاکثروا فیھا الفساد فصب علیھم ربک سوط عذاب ان ربک لبالمرصاد ۔

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا عاد ارم بلند عمارتوں والے کے ساتھ جن کی مثل شہروں میں پیدا ہوتے تھے، سو انہوں نے بڑا فساد کیا اس لئے تیرے رب نے عذاب کا کوڑا چلایا بے شک تیرا رب حفاظت کر رہا ہے،

ان آیات سے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ شدید زلزلوں کی تباہ کاریاں اور سیلاب وغیرہ ہمیشہ اہل دنیا کی سرکشی اور اللہ تعالیٰ سے روگردانی اور فتنہ وفساد کا نتیجہ ہوتے ہیں اسی بات کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے :-

"واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنٰھا تدمیرا ۔

جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے آسودہ حال لوگوں کو حکم بھیجتے ہیں مگر وہ اس میں نافرمانی کرتے ہیں، تب اس (بستی پر) سزا کا حکم صادق آجاتا ہے اور ہم اسے ہلاک کر دیتے ہیں جیسا کہ ہلاک کرنا چاہیئے۔"

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اور ان تاریخی واقعات کی روشنی میں جن کا اوپر ذکر ہوا، ان تازہ واقعات کو دیکھئے، جو چند دنوں سے سننے میں آرہے ہیں، آغادیر کے زلزلہ عظیم کی ہولناک تباہ کاریاں بھی فراموش نہ ہوئی تھیں کہ ایران کے قصبہ لار میں قیامت خیز زلزلہ نے خدا تعالیٰ کا قہری ہاتھ دکھایا اور ابھی یہ ہولناک سانحہ تازہ ہی تھا کہ آج ہم چلی میں ایک قیامت خیز زلزلے اور شدید نوعیت کے بحری طوفان کی خبر پڑھتے ہیں اور یہی نہیں دنیا کے ہر حصہ میں بیماریوں، طوفانوں، قحط یا ژالہ باری اور جنگی خطرات کی صورت میں تباہی وبربادی کا سلسلہ جاری ہے، غور کرنیکی بات ہے کہ پے در پے ایسے ابتلاؤں کا آنا آخر کیا وجہ رکھتا ہے، اسکو اتفاقی حادثات کہنا صحیح نہیں، نہ یہ کہنا ٹھیک ہے کہ یہ ایٹمی تجربات کے اثرات ہیں، ایٹمی تجربات جہاں ہوتے ہیں وہاں تو ایسے زلزلے اور طوفان نہیں آتے، نہ ایسے اتفاقی حادثات کبھی دنیا نے دیکھے۔

حقیقت یہی کہ دنیا خدا تعالیٰ سے اس قدر روگرداں ہو چکی ہے، اسقدر فسق وفجور اور عیش پرستی دنیا میں پھیل چکی ہی ظلم وستم اس قدر بڑھ گیا ہے کہ فحق علیھا القول خدا تعالیٰ کی سزا کا وارد ہونا برحق ہو چکا ہے اور اس کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دنیا برائیوں کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔

اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ کا ایک مامور دنیا میں آیا جس نے دنیا کو نیکی اور راستبازی کی دعوت دی اور خدا تعالیٰ کے آخری پیغام قرآن کریم کی طرف بلایا لیکن دنیا نے روگردانی کی اور اس مامور من اللہ کی تکذیب اور ایذارسانی میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی اس نے دنیا کو اپنی تحریروں سے متنبہ کرتے ہوئے عظیم ترین زلزلوں اور عذاب الٰہی سے خبردار کیا اور صاف طور پر بتایا ہے کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں سیل سی پا چلے سب جاتے ہیں ہے اک حضرت تواب ہے کاش دنیا اس کی بات کو سنتی اور نیکی اور تقویٰ کی راہ اختیار کر کے غضب الٰہی کی آگ سے بچ جاتی، اب بھی وقت ہے کہ اپنی گردنوں کو حضرت تواب کے آگے جھکا دیا جائے کہ اس کے بغیر امن کی کوئی راہ نہیں ؛

اخبارِ احمدیہ

یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ

۲۶ مئی ۱۹۶۰ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کی تقریب پر مسلم ہائی سکول نمبر ۱ میں ایک جلسہ کے انعقاد کا اعلان سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے کیا گیا ہے جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ حضرت مسیح موعودؑ کے اوصاف حمیدہ اور آپ کی صداقت کے نشانات پر تقریر فرمائیں گے،

ایک سکھ کا تحفہ

محترم شیخ انعام الحق صاحب کچھ دن ہوئے حیدر آباد دکن سے لاہور آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک جمعہ میں نماز کے بعد حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ میں ایک دن جالندھر میں کسی کو ملنے کے لئے جا رہا تھا تو ایک سکھ صاحب نے پکارا اور اپنے ساتھ مکان پر چلنے کی دعوت دی، چونکہ اس وقت جانا مشکل تھا اس لئے دوسرے دن وقت مقرر کیا، اور جب دوسرے دن ان کے مکان پر گیا تو انہوں نے ایک الماری سے دو قرآن کریم نکال کر دیئے جو نہایت ادب و احترام سے رکھے ہوئے تھے، اور انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارے ہاں کسی مسلمان مہاجر کے متروکات میں سے ہیں، انہیں کسی اسلامی ادارہ میں پہنچا دیجئے، شیخ صاحب نے بتایا کہ میں نے شکریہ کے ساتھ دونوں نسخے لے لئے اور ایک حیدر آباد میں دے دیا اور دوسرا یہاں لے آیا ہوں جو حضرت امیر کی خدمت میں پیش ہے، شیخ صاحب کے اس بیان سے حاضرین نے سکھ صاحب کے اس نیک جذبہ کی تعریف کی اور ان کے تحفہ کو عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھا۔

سانحۂ ارتحال

ملتان سے محترم عبدالعزیز خان صاحب نے یہ افسوسناک اطلاع بھیجی ہے کہ :-

" مورخہ ۵/۶۰ ۲۰ کو بروز جمعہ بوقت چار بجے صبح بیگم صاحبہ شیخ میاں مختار احمد صاحب مینجنگ ڈائرکٹر یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز ملتان جوانی کے عالم میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ مرحومہ شیخ میاں محمد صاحب آف لائلپور کی پوتی اور شیخ میاں فضل الرحمان صاحب کی بہو تھیں، چند روز بیمار رہیں، باوجود علاج معالجہ کے کوئی دوائی کارگر نہ ہو سکی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے دو چھوٹی بچیاں چھوڑی ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند کریم انہیں جنت فردوس میں داخل فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ نماز جنازہ میں تقریباً ہزار ڈیڑھ ہزار افراد نے شمولیت کی۔

استدعا ہے کہ بیرونی جماعتیں نماز جنازہ غائبانہ پڑھ کر ثواب دارین حاصل کریں۔ خاکسار عبدالعزیز خان مالک عزیز ہوٹل ملتان"۔

پیغامِ صلح :- ہمیں اس سانحہ میں مرحومہ کے تمام لواحقین

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

www.aaiil.org

خصائص القرآن

کتاب "خصائص القرآن"

مؤلف :- مولانا صدرالدین

ناشر :- احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

کاغذ عمدہ، جاذب نظر اور ہدیہ تین روپے۔

بیسویں صدی کے موجودہ دَور میں مذہبی اور سیاسی اعتبار سے قرآنی افکار و خیالات کے خلاف ایک منظم محاذ قائم ہے۔ ایک طرف بہائی ازم کی تحریکیں تربیت اسلامیہ کی منسوخی کا پروپیگنڈا کر کے مسلمانوں میں الحاد اور لادینیت کو فروغ دے رہی ہیں دوسری طرف خود مسلمانوں کے بعض جدید عناصر اس وہم میں مبتلا ہیں کہ نظام اسلامی کا چراغ تہذیب نو کی روشنی میں فروزاں نہیں ہو سکتا اور دنیا کی جمہوری عمارت کی تکمیل و تعمیر کے لئے مغربیت کی پیشوائی کے سامنے ہتھیار ڈالنا ناگزیر ہے۔ اس ماحول میں قرآن مجید کی تبلیغ اور اس کی تحقیقی شان کے اظہار کے لئے قلم اُٹھانا بلاشبہ ایک علمی جہاد اور قابل فخر خدمت ہے اور "خصائص القرآن" کے مؤلف مستحق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے وقت کے عین تقاضے کے عین مطابق اس علمی جہاد میں حصہ لیتے ہوئے قرآن مجید کے عالمگیر نظام اُخوت و جمہوریت پر ایسی تیز روشنی ڈالی ہے کہ فطرت انسانی بول اُٹھتی ہے کہ مستقبل میں دنیا کا وہی نظام کامیاب ہو سکے گا جس کی بنیادیں قرآنی نقشہ کے عین مطابق اُٹھائی جائیں گی اور کمال یہ ہے کہ فاضل مؤلف نے اپنے نظریات کی اکثر و بیشتر سند خود قرآن سے پیش فرمائی ہے۔ دعویٰ بھی قرآن سے دکھایا ہے اور اس کی دلیل بھی قرآن سے بیان کی گئی ہے۔ قرآن مجید کی عظیم ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ زندہ خدا کی زندہ کتاب ہے۔ جس کی تاثیریں تمام زمانے میں پیدا ہو سکتی ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے اور وہ تمام نعمتیں اور برکتیں جو پہلی امتوں کو عطا ہوئیں امتِ محمدیہ کو بھی حاصل ہونگی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ "خصائص القرآن" جیسی عمدہ تالیف میں اس اہم پہلو پر بھی واقعاتی اور نظریاتی لحاظ سے سیر حاصل بحث کی جاتی تو کتاب کی افادیت و عظمت میں بہت اضافہ ہوتا تاہم ہمیں خوشی ہے کہ مولانا نے اسے یکسر نظر انداز بھی نہیں فرمایا اور اس کی اشارۃً توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین میں ایک اعلان ہے کہ خدا ساری اقوام عالم کا رب ہے یہ اعلان ایک سوال پیدا کرتا ہے۔ کہ آیا خدا صرف جسمانیات کا رب ہے یا اقوام عالم کی روحانیت کا بھی رب ہے، اس سوال کا جواب اسی سورت کی وسطی آیت کریمہ میں درج ہے اور وہ یہ ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنی ہم اس قسم کی رہنمائی کے طالب ہیں جس کے حاصل ہو جانے سے ہم دنیا بھر کی قوموں کے ہادیوں اور بزرگوں کی روحانی وراثت حاصل کر سکیں۔ اور وہ کون بزرگ ہیں جو مسلمانوں کے علاوہ دوسری قوموں میں پیدا ہوتے اور انہوں نے ان قوموں کو مشعلِ ہدایت دکھائی اور ان کو با خدا بنایا اور ان کو مخلوق کے لئے برکت کا موجب بنا دیا تھا۔ ان کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح آیا ہے:-

> "جن مقدس ہستیوں پر خدا تعالیٰ کے انعامات نازل ہوتے وہ دوسری قوموں کے انبیاء ہیں جن کو خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا اور جنہوں نے خدا سے وحی پا کر مخلوق کی صحیح راہبری فرمائی اور وہ دوسری قوموں کے صدیق یعنی حق پرست اور راستباز بزرگ ہیں اور دوسری قوموں کے شہدا ہیں جنہوں نے خدا کا مشاہدہ کر لیا اور جنہوں نے اپنی موت سے خدا تعالےٰ کے برحق ہونے کی شہادت پیش کی تھی اور وہ دوسری قوموں کے صالحین ہیں تمام قسم کی صحیح اور رشید صلاحیتیں پائی جاتی تھیں اور ان کے پاک نمونے سے لوگ مستفید ہوتے تھے۔" (صفحہ ۱۷-۱۸)

الغرض یہ بلند پایہ کتاب سادہ، سلیس اور شگفتہ زبان میں نہایت قیمتی معلومات کا مجموعہ ہے اور اسلامی اخوت و جمہوریت کے بارے میں تو اسے گویا ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت حاصل ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کے تمام حلقوں میں اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی جائے اور قرآن مجید کی اس عظیم ترین خصوصیت پر جس کی نشان دہی اوپر کی گئی ہے، ایک مفصل باب کا اضافہ کر کے اسے انگریزی زبان میں بھی منتقل کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ آفتاب اسلام کی ضیا پاشیوں سے مغرب کی وادیاں جگمگا اُٹھیں۔

(تقریر روزنامہ۔ لاہور $\frac{5}{6}$ 19)

تبلیغی خط و کتابت :— (بسلسلہ صفحہ ۲)

اس سے سوال کیا تو کہنے لگی کہ میں ہر روز کام پر جاتے اور گھر واپس آتے وقت اس کتاب کو پڑھا کرتی ہوں۔ اس تفسیر القرآن کی ایک کاپی میکسیکو کالج کی لائبریری میں بھی ہے۔ یہ پاکستانی سفیر نے بطور تحفہ اس کالج کو عطا کی تھی۔

چونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ طلبا اس سے مستفیض ہونے سے محروم رہیں میں نے وہ کاپی لائبریری سے باہر لے جانی پسند نہ کی۔ اب چونکہ آپ نے ایک کاپی قرآن شریف کی مجھے از راہ شفقت بھیجدی ہے لہذا میں اس کا ایسے غور و فکر سے مطالعہ کروں گا جس غور و فکر کی یہ مقدس کتاب حق دار ہے۔

پکتھال کا ترجمۃ القرآن بہت سستا شائع ہوا ہے جس کا غالباً آپ کو بھی علم ہو گا لہذا یہ کتاب بک سٹورز۔ ڈرگ سٹورز۔ اور دوسری سٹورز میں تمام امریکہ اور میکسیکو میں مل جاتی ہے۔ میں نے قرآن شریف کا سپین ترجمہ نہیں دیکھا تاہم اس کتاب کے انگریزی زبان میں مختلف اہلِ قلم کے تراجم موجود ہیں، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ لوگوں کے دلوں میں آہستہ آہستہ قرآن شریف کی تعلیم کے ساتھ دلچسپی پیدا ہو رہی ہے تاہم بمقابلہ ہندو دھرم اور بدھ مت لٹریچر کے اسلام کی تعلیم پر بہترین لٹریچر دستیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ ہندوازم کو تھیوسافی اور متعلقہ سوسائٹیوں نے ہر دلعزیز بنایا اور بدھ مت کی اشاعت دوسری عالمی جنگ کے بعد ہوئی جسے جاپانی زین اپنے ساتھ لائے۔

اگر میں غلطی نہیں کرتا تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ مذکورہ بالا دونوں تحریکیں اپنی ہر دلعزیزی کھو چکی ہیں۔ آزمانے پر انہیں بہت سے امور میں تہیدست پایا گیا۔ "خدا کے بغیر مذہب" کا نظریہ چند دانشمندوں کو تھوڑے عرصہ کے لئے قابل کر لیتا ہے مگر وہ جلد ہی اسے خیرباد کہہ دیتے ہیں

مجھے امید کامل ہے کہ احمدیہ تحریک اسلام کے لئے وہ خدمات سر انجام دے رہی ہے جو دوسری تحریکیں اپنے اپنے مذہب کے لئے کر رہی ہیں مگر احمدیہ تحریک نہایت پختگی اور پائیداری سے کام کر رہی ہے۔

اسلام میں متعصبانہ اور مجنونانہ خیالات و افعال کے لئے کوئی جگہ نہیں، اسلام اپنے اندر ایک کشش رکھتا ہے اور یہ مخالفین کے لئے چیلنج ہے یا تو اس کے احکام و تعلیم کو دلی قبول کیا جائے یا رد کیا جائے، بطور مشغلہ اسے استعمال کرنے والے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

الغرض اسلام کے لئے مغرب میں پھیلنے کی گنجائش بہت ہے مگر اس کی رفتار بہ نسبت دوسرے مذاہب کے آسودہ اور نہایت کامیاب اور مستقل ہوگی۔

میکسیکو کی پبلک میں کسی مسلم سوسائٹی یا جماعت کے وجود سے لاعلم ہوں۔ میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں گا اگر آپ مجھے ایسی سوسائٹی یا جماعت سے متعارف فرما دیں۔ یہاں بہائی اور ازلی فرقہ کے لوگ بہت تھوڑے ملتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اسلام اور مغرب کے مذاہب کے درمیان خلیج کو پار کرنے کے لئے صرف اور صرف احمدیہ سوسائٹی ہی رابطہ کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں آپ کی انجمن کے ساتھ گہرا تعلق قائم رکھنا چاہتا ہوں۔

کیا آپ کا کوئی مشنری دنیا کے اس حصہ میں بھی متعین ہے؟

اگر آپ مجھے مولانا محمد علیؒ کی تصنیف کردہ "ریلیجن آف اسلام" اور کچھ ضروری لٹریچر بھیجدیں تو بہت ممنون ہوں گا۔

مجھے مرزا غلام احمدؒ کے متعلق بالخصوص مزید کوائف جاننے کی بہت ضرورت ہے۔ میں آپ کے اخبار لائٹ اور اسلامک ریویو کا باقاعدہ خریدار بننا چاہتا ہوں مجھے انکے سالانہ چندہ کے متعلق اطلاع بخشیں

انٹرنیشنل بینک ڈرافٹ ارسال خدمت ہے۔ مجھے امید ہے کہ بعض اخراجات کا کفیل ہو جائے گا۔

میں پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(ان کے مطالبات کی تعمیل کی جا رہی ہے اور خط بھی لکھا جا رہا ہے)

(غلام قادر)

www.aaiil.org

کائنات کا خالق اور رب ایک ہی ہے

اسی کی عبادت کرنا انسان کا فرض ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ فالق الحب والنوی .... وھو علی کل شیٔ وکیل ○

(سورۃ الانعام ۹۶-۱۰۳)

نظام کائنات کو چلانے کیلئے اللہ تعالیٰ کو مددگار کی ضرورت نہیں

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ جن ہستیوں کو شریک بنایا گیا ان کا بھی ذکر ہے اور اس بات پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی سلطنت کا کاروبار چلانے کے لئے کسی دوسرے کی مدد کی حاجت نہیں ہے فرمایا کہ یہ کل کائنات میری پیدا کردہ ہے، ہر چیز جاندار یا غیر جاندار جو بھی اس کائنات میں موجود ہے وہ میری مخلوق ہے۔ میں ہر ایک چیز کا خالق ہوں۔ میری وجہ سے کائنات کا وجود اور میری ہی وجہ سے اس کا قیام ہے۔ پھر فرمایا کہ جب ہر چیز میری مخلوق اور مربوب ہے تو خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی پرستش کرنا نا واجب ہے۔ دنیا کے بادشاہوں کے وزیر اور مشیر اس لئے ہیں کہ وہ اکیلے کام نہیں نبھا سکتے ہیں اس لئے وہ دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں۔ محافظوں اور باڈی گارڈز کے بغیر ان کی جان محفوظ نہیں ہوتی جتنے بادشاہ ہیں وہ سب کے محتاج ہیں سب کے سب امداد کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہوئے ہیں جو نظر نہیں آتے۔ عوام کے روپوں پیسوں پر ان کی بادشاہت چلتی ہے۔ کاشتکاروں سے خراج وصول نہ کریں۔ عوام سے ٹیکس وصول نہ کریں تو سلطنت نہیں چل سکتی۔ اور ان کے نوکر ان کی جاہ و حشم سب کچھ محتاجی کا رہین ہے۔ لیکن خدا زمین کے بادشاہوں کی طرح کسی کا بھی محتاج نہیں ہے۔

معیشت کا سامان صرف خدا ہی پیدا کرتا ہے

انسان کو پیدا کیا تو اس کی معیشت کے سامان بھی پیدا کئے چنانچہ فرمایا۔ ان اللہ فالق الحب والنوی) زمین کی پیداوار غلہ جات ہوں یا پھل پھول ہوں کوئی بھی چیز ہو اسی کی پیدا کردہ ہے، انسان تو ایک دانہ نہیں بنا سکتا۔ گٹھلی سے درخت بنانا انسان کی قدرت سے باہر ہے۔ کوئی دانہ جس کا اندرونا درست نہ ہو زرخیز زمین میں خواہ کیوں نہ پھینکا جائے درخت نہیں بن سکتا۔ تمام دنیا کے (agricultural) زراعت کے ماہرین لاکھ زور لگائیں لیکن وہ ایسے دانہ یا گٹھلی سے پودے اور درخت پیدا نہیں کر سکتے جس کی ماہیت خراب ہو چکی ہو، ایک بیج اور گٹھلی کے اندر شاخیں کونپلیں پتے پھول پھل سب کچھ موجود ہے گویا خدا تعالے نے اس کے اندر سارے کا سارا پودا یا درخت رکھ دیا ہے۔ پھر کھیت میں بیج تو بو دیا جائے لیکن اسکو زمین کی زرخیزی اور سورج کی روشنی اور گرمی میسر نہ آئے یا بارش کا پانی اسکو سیراب نہ کرے تو وہ دانہ یا گٹھلی برومند نہیں ہو سکتے۔ ذالکم اللہ فانی تؤفکون یہ ہے وہ خدا جس کی صفات بیان کی گئی ہیں، اس خدا کو چھوڑ کر مخلوق کی پرستش کی طرف بھٹکتے ہو۔

دن اور رات کے فوائد

خالق الاصباح یہاں ایک اور ضرورت کا ذکر کیا ہے جس کی ہر جاندار کو ضرورت ہے وہ یہ کہ دن اور رات ہم نے پیدا کئے ہیں۔ اس کے بغیر زندگی محال ہے۔ دن بھر انسان محنت مزدوری کرتا، کاروبار میں مصروف رہتا ہے۔ کام کرتے کرتے جسم اور دماغ تھک جاتا ہے اس وقت رات آجاتی ہے اور رات بھر آرام کرنے سے وہ قوتیں جو دن بھر کام کرتے کرتے ختم ہو گئی تھیں واپس آجاتی ہیں، اعصاب میں سکون پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے جسم اور دماغ کو آرام پہنچتا ہے جعل نومکم سباتًا تمہاری نیند، کائنات سے تمہارا تعلق یکسر ختم کر دیتی ہے جس کی وجہ سے تم کو پورا پورا آرام میسر آتا ہے۔

سورج اور چاند کی وجہ سے مہینوں اور ہفتوں کا حساب

والشمس والقمر حسبانًا۔ خدا نے دن اور رات کے اوقات پیدا کئے۔ ہفتے اور مہینے اور سال بھی اسی کی تخلیق ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرًا جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے اس وقت سے لیکر آج تک دنیا کے ہر گوشہ میں سال کے بارہ مہینے ہیں اور مہینے کے چار ہفتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا رب العالمین ہے۔ فرمایا جعل الشمس والقمر حسبانًا۔ سورج اور چاند کی وجہ سے دن رات، گھنٹے ہفتے مہینے اور سال ہیں اور دنیا کی قوموں کے لئے یکساں انتظام ہے۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم۔

ستاروں کے فوائد

وھو الذی جعل لکم النجوم۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے ستارے بنائے ہیں تاکہ انسان سمندروں میں اور جنگلات میں راہبری کا سامان پائیں لتھتدوا بھا فی ظلمت البر والبحر۔

پانی کے فوائد اور ہستی باری تعالیٰ کے نشانات

پھر فرمایا وھو الذی انزل من السماء ماءً انسانوں کو اس آسمان کی چھت کے نیچے رکھ کر ان کی ضرورت کا سامان کیا ہے، ان کے لئے آسمان سے بارش نازل کی ہے، یہ کھیتیاں، یہ غلہ جات یہ نباتات یہ میوہ جات۔ یہ پھل پھول، یہ انسان اور حیوان۔ یہ جانور اور پرندے، تیتر، چکور، بطخیں اور مرغیاں سب بارش کی وجہ سے ہیں، پانی کی سب کو ضرورت ہے۔ پانی سے ہی ہم ہر طرح کی روئیدگی نکالتے ہیں پھر اس سے ہم کونپلیں نکالتے نخرج منہ حبًا متراکبًا اس سے ہم گتھے ہوئے اور ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور سے جھکے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار ایک دوسرے سے مشابہ اور غیر مشابہ اور ایسا ہی جتنے بھی پھل اور اخروٹ ہیں انظروا الی ثمرہ اذا اثمر و ینعہ۔ اس کے پھل لانے اور پکنے کی حالتوں پر غور کرو انہیں کس طرح ذائقہ اور مٹھاس پیدا ہوتی ہے۔ ان فی ذالکم لاٰیٰت لقوم یؤمنون۔ یہ نشانات مومن لوگوں کے لئے ہیں،

انسانی پیدائش سے پہلے اسکی ضرورت کا سامان

پھر فرمایا واٰتاکم من کل ما سألتموہ، یہ جس قدر چیزیں ہیں۔ یہ سب کچھ ہماری پیدائش سے پہلے موجود تھیں۔ انسان کی ہر ضرورت کا علم خدا کو ہے اور ہر ضرورت کو پورا کرنے کے سامان اس نے رکھے ہیں، یہ تو تھوڑے عرصہ کی بات ہے کہ ڈاکٹروں کو معلوم ہوا ہے کہ کوئی چیز وٹامن vitamin اے بی سی وغیرہ بھی انسان کے جسم میں موجود ہیں اور ان کی کمی پورا کرنے کے لئے غلہ جات پھل اور پھول خدا نے پیدا کر رکھے ہیں گویا وہ سب کچھ جو تمہاری فطرت نے مانگا، قدرت نے تمہاری پیدائش سے پہلے مہیا کر دیا، ڈاکٹروں کو علم اب ہوا ہے لیکن خدا کو بہت پہلے پتہ تھا کہ انسان کے لئے کیا کیا چیز ضروری ہے، اس نے تمام ضروریات پہلے سے بہم پہنچائیں ہیں۔

خدا کے شریک بنانا غلط ہے

اور تم ہو کہ خلقکم ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ و جعلوا للہ شرکاءَ تم نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک بنایا ہے وخرقوا لہ بنین وبنٰت بغیر علم، باوجود اس بات کے کہ ہم نے پیدا کیا ہے بے سمجھی اور بے علمی سے خدا کے لئے بیٹے بیٹیاں تراش لیں۔ سبحٰنہ وتعالیٰ عما یصفون یہ سب کچھ غلط ہے۔ لوگ جھوٹ بولتے ہیں، خدا تعالیٰ کی کوئی بیٹی نہیں، اس کا کوئی بیٹا نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں۔ بدیع السمٰوٰت والارض اس نے زمین اور آسمانوں کو بغیر کسی نقشہ کے اور بغیر کسی مصالحہ کے بنایا

ہے، زمین اور آسمانوں کو پیدا کرنا اُس کا مُعجزہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کو بیٹے کی حاجت نہیں

انی یکون لہ ولدٌ ولم تکن لہ صاحبۃٌ اس کی کوئی بیوی نہیں۔ تو لڑکا کیسے ہو سکتا ہے، زوجہ ہم جنس ہوتی ہے۔ اس کی ہم جنس کوئی مخلوق نہیں۔ پھر بیٹے کے اندر باپ کی صفات ہوتی ہیں۔ عربی گھوڑا ہو تو اس کے بچے میں عربی گھوڑے کی صفات موجود ہوتی ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی خدا کا بیٹا ہو تو اس کے اندر پیدا کرنے کی قوت موجود ہونا ضروری ہے اسے کائنات کے قیام کا باعث ہونا چاہیئے اس کا علم بھی بہت باریک ہونا چاہیئے۔ حضرت عیسیٰؑ کے اندر کوئی ایسی صفات موجود نظر نہیں آتیں جس سے ان کا ابن اللہ ہونا ثابت ہو سکے۔ حضرت عیسیٰؑ تو غیب کا علم نہ تھا وہ کمزور بھی تھے قوم نے ان کو ستایا بھی۔ وہ حاجتمند بھی تھے۔ انہوں نے اپنی حاجتوں کا اظہار بھی کیا۔ پھر ان کے اندر پیدا کرنے کی بھی قوت نہیں تھی، معلوم ہوا حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے نہیں تھے۔ بیٹا اُس کا ہوتا ہے جو مر جانے والا ہو۔ پیغمبروں اور رسولوں اور بادشاہوں کو بیٹوں کی اس لئے ضرورت ہے۔ کہ وہ مر جاتے ہیں، لیکن وہ خدا جو مر جانے والا نہ ہو اس کو بیٹے کی کوئی حاجت نہیں۔ مر جانے والے کے لئے بیٹا ہوتا ہے، زندہ رہنے والے کو بیٹے کی یا کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

خدا تعالیٰ ہی سب کا خالق اور ربّ ہے

لآ الٰہ الّا ھو۔ اس کے سوائے کوئی پرستش کے قابل نہیں ہے وخلق کل شیٔ۔ اس کائنات کے اندر کوئی چیز ایسی نہیں جو مخلوق اور مربوب نہ ہو، تمام چیزیں اسی نے پیدا کی ہیں۔ وھو بکل شیٔ علیم وہ ہر چیز کو جانتا بھی ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ اور چھپی ہوئی نہیں ہے۔ وھو علیٰ کل شیٔ وکیل۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز بھی ہے۔

ذالکم اللہ ربّکم۔ ایسی صفتوں والا تمہارا ربّ اور خالق ہے اس کے سوا کوئی دوسرا تمہارا ربّ اور خالق نہیں ہو سکتا، اس کائنات کی ہر چیز مخلوق اور مربوب ہے۔ پس ایسے خدا کی (جو خالق کل شیٔ ہے) فاعبدوہ عبادت کرو اور اسی کی پرستش کرو، اور اسی کی فرمانبرداری کرو، وہی خالق السمٰوات والارض اور اسی کے سہارے یہ کائنات قائم ہے۔ اس عظیم الشان بادشاہ کو چھوڑ کر دوسروں سے مرادیں نہ مانگو اور نہ ہی ان کی پرستش کرو۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر یکم جون ۱۹۶۰ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر یکم جون ۱۹۶۰ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۵ رجون ۱۹۶۰ء کو اُن کے نام کا وی پی پی ارسال کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو ان کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینجر پیغام صلح)

سالم خریداران

نمبر	رقم
۳۱	۶
۸۲	۱۲
۹۵	۶
۹۶	۱۸
۱۰۶	۶
۱۲۸	۶
۱۴۰	۶
۱۷۴	۱۸
۲۰۱	۶
۲۲۰	۶
۲۳۰	۱۲
۲۳۵	۱۲
۲۷۷	۶
۲۹۵	۶
۳۰۷	۶
۳۱۱	۶
۳۳۷	۱۲
۳۵۳	۶
۳۶۵	۶
۳۷۵	۶
۴۱۵	۶
۴۴۰	۶
۴۹۱	۶
۵۶۸	۶
۵۹۱	۶
۶۲۲	۶
۶۲۴	۶
۶۳۳	۱۲
۹۵۲	۶
۹۵۴	۶
۹۹۹	۶
۱۰۵۳	۶
۱۰۶۵	۶
۱۰۸۱	۶
۱۰۸۳	۶
۲۰۰۶	۶
۲۰۱۸	۶

رعایتی

نمبر	رقم
۲۲	۴
۵۲	۱۸
۵۵	۴
۶۰	۹
۶۶	۳
۷۲	۱۲
۷۸	۲۴
۱۱۳	۶
۱۴۷	۴
۱۶۳	۴
۱۷۲	۴
۲۱۹	۱۲
۲۴۲	۴
۲۵۴	۶
۳۳۲	۱۲
۳۶۱	۸
۳۹۹	۱۲
۴۰۸	۶

ملفوظات (بسلسلہ صفحہ اوّل)

یافتہ ہو۔ اس قسم کے تردّدات اور تفکرات سے جو زوال پیدا ہوتا ہے۔ یہ دلوک کی حالت کے مشابہ ہے۔ اور یہ پہلی حالت ہے جو نماز ظہر کے قائم مقام ہے۔ یعنی اس کی عکسی حالت نماز ظہر ہے۔ اب دوسری حالت وہ آتی ہے جبکہ کمرۂ عدالت میں کھڑا ہو۔ فریق مخالف اور عدالت کی طرف سے سوالاتِ جرح ہو رہے ہوں، اس وقت ایک عجیب حالت ہوتی ہے اور یہ وہ حالت اور وقت ہے جو نماز عصر کا نمونہ ہے کیونکہ عصر گھونٹنے اور نچوڑنے کو کہتے ہیں جب فرد قرارداد جرم لگ جاتی ہے اس وقت حالت اور بھی نازک ہو جاتی ہے یاس اور ناامیدی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ خیال ہوتا ہے کہ سزا نہ مل جائے یہ وقت نماز مغرب کا عکس ہے، پھر جب حکم سنایا گیا اور کنسٹیبل یا کورٹ انسپکٹر کے حوالہ کیا گیا تو وہ روحانی طور پر نماز عشاء کا عکس ہے یہاں تک کہ نماز صبح کا وقت آ گیا اور اِنَّ مَعَ العُسرِ یُسراً کی حالت ہو گئی اور یہ نماز فجر کی عکسی تصویر ہے۔ الغرض پھر تم کو جو میرے ساتھ ایک سچا تعلق پیدا کرنا چاہتے ہو، اس سے یہی غرض ہونی چاہیئے کہ تم اپنے اخلاق و عادات میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کرو، جو دوسرے لوگوں کے لئے ہدایت اور سعادت کا موجب ہو۔ (جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

بالخصوص شیخ میاں مختار احمد صاحب، شیخ میاں فضل الرحمان صاحب اور محترم الحاج شیخ میاں محمد صاحب سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

جماعت راولپنڈی کی صدارت:-

مؤرخہ ۱۳ رمئی ۱۹۶۰ء کو جناب مرزا معصوم بیگ صاحب کی صدارت میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں جناب بشیر احمد صاحب نمو نے صدارت کے عہدہ سے مستعفی ہونے کا اعلان کیا، اس پر جماعت کے تمام افراد نے بالاتفاق مسٹر سعید احمد صاحب خلف الرشید ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم کو اپنا صدر منتخب کر لیا۔ والسلام

نیاز مند ظفر اللہ خاں۔ سیکرٹری جماعت راولپنڈی

درخواستِ دعا

چوہدری غفور احمد صاحب مہتمم مہمانخانہ احمدیہ لاہور لکھتے ہیں:-

"میرا چھوٹا بھائی عزیز منظور احمد ملتی کافی عرصہ سے بعارضہ تپ دق بیمار ہے۔ احباب کرام سے صحت کلی کے لئے درخواست ہے۔"

www.aaiil.org

مُصلح موعودؔ کی آمد کا زمانہ

قمر سامانوی

(۲)

اس روشن اور واضح حقیقت کے باوجود ان احباب کی سینہ زوری ملاحظہ کیجئے جو اس سنت اللہ کے خلاف بے وقت اور بلا ضرورت اور صدی کے درمیان میں دعوے کرنے والے مدعی کو ماننے کے لئے ہمیں یہ دعوت دیتے ہیں کہ:۔

"تقویٰ شعاری اور دیانت داری کا تقاضا یہی تھا کہ منکرین خلافت اٰنا کنا خاطئین کہتے ہوئے آپ کو قبول کر لیتے ..... مگر انہوں نے ان لوگوں کی تقلید پسندی جن کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ"۔
(مصلح موعودؔ کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق ص۱۰۲)

اور مدعی نے تو یہاں تک کہدیا کہ جو شخص میری آواز پر کان نہیں دھرے گا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ ان تعلّیوں اور دعوتوں کی ضرورت ہی کوئی نہیں، اگر حضرت اقدس علیہ السلام کے نمونہ پر موجودہ مدعی کے متعلق یہ ثابت کر دیا جائے کہ وہ عین ضرورت کے وقت اور صدی کے سر پر آیا ہے اور منہاج نبوت کی رو سے اسے سچا ثابت کر دیا جائے تو معترضین تو دبخود ہی خاموش ہو جائیں گے مگر یہ منہاج نبوت ایسی چیز ہے جس کی رو سے ثبوت دینے کی صرف صادق مدعی کو ہی جرأت ہو سکتی ہے جس کی زندہ مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمونہ موجود ہے۔ آپ نے اپنی مختلف کتب میں اس کے متعلق تفصیل سے لکھا ہے چنانچہ فتح اسلام ص۲۴ پر فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر اس ظلماتی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کرے"

پھر نشان القرآن ص۱۰ پر فرماتے ہیں:۔

"لیلۃ القدر وہ زمانہ بھی ہے جب دنیا میں ظلمت پھیل جاتی ہے اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے اور وہ تاریکی بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ آسمان سے کوئی نور نازل ہو"۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مصلح موعود کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اس وقت آئے جبکہ دنیا میں ہر طرف ظلمت اور تاریکی ہو تیرھویں صدی میں جب ظلمت اپنے کمال کو پہنچی اور تاریکی نے بالطبع تقاضا کیا کہ آسمان سے کوئی نور نازل ہو تو اس تقاضے کو پورا کرنے اور پیدا شدہ ظلمت کو دور کرنے کے لئے جو نور آسمان سے چودھویں صدی کے سر پر نازل ہوا وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے جنہوں نے یہ اعلان کیا ؎

میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

اگر آپ نے یہ سچ فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ وقت آپ کی بعثت کی وجہ سے روز روشن کا وقت ہے اگر کوئی شخص منہاج نبوت کے خلاف عین روز روشن یعنی انتشار انوار کے زمانہ میں مصلح موعود ہونے کا دعوے کرے تو یہ دو صورتوں سے خالی نہیں ہو سکتا اوّل یہ کہ انتشار نورانیت کے وقت میں ایسا دعوے کرنے والا انتخاب اللہ نہیں اور اگر وہ انتخاب اللہ ہے تو پھر دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ نعوذ باللہ اس مدعی کو جھوٹا قرار دیا جائے جس نے یہ کہا کہ:۔

"ہر ایک مصلح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے"

اور اس کو جھوٹا قرار دینے کا مطلب یہ ہو گا کہ نعوذ باللہ وہ کتاب جھوٹی ہے جس میں یہ معیار ہر مصلح ربانی کے لئے بیان کیا گیا کیونکہ حضرت اقدسؑ نے جو کچھ لکھا وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ قرآن مجید کی رو سے لکھا اور اس طرح یہ زد براہ راست اللہ تعالیٰ پر پڑتی ہے ونعوذ باللہ من ھذہ الخرافات۔

"نور آتا ہے نور"

مصلح موعود کے متعلق سب سے ابتدائی پیشگوئی جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی ہے اور اس میں اس کے متعلق یہ الہام ہے کہ "نور آتا ہے نور" اسی طرح اور الہامات میں بھی اس کو بار بار نور کہا گیا ہے جس سے صاف طور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس وقت آئے گا جبکہ دنیا میں ظلمت پھیل جائے گی اور ہر طرف تاریکی ہو گی کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ پیدا شدہ تاریکی کو دور کرنے کے لئے آسمانی نور کی ضرورت ہوتی ہے مگر جب ہم دیکھتے ہیں تو آج اس زمانہ کے اندھیرے کو دور کرنے کے لئے جو نور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں اسی لئے آپ فرماتے ہیں ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

آپ نے ظلمت گرفتہ ہر سیاہ سفید کو .... یہ پیغام دیا کہ ؎

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

برادران محترم! یہ سوچنے والی بات ہے کہ جب یہ لحظہ ایک آسمانی نور کے نزول کی برکت سے خود اپنی جگہ پر "نور ہے نور" کا مصداق ہے تو پھر ایسے نور اور نورٌ علیٰ نور زمانہ میں کسی دوسرے نور کی کیا ضرورت ہے، اگر "نور آتا ہے نور" کے مصداق کی آمد کا اس زمانہ میں جائز مان لیا جائے تو پھر یہ بھی تین صورتوں سے خالی نہ ہو گا، اوّل یہ تسلیم کیا جائے کہ نور کو ظلمت کی انتہا کے وقت بھیجنا سنت اللہ ہی نہیں اور اگر یہ سنت اللہ ہے تو پھر نعوذ باللہ وہ مدعی سچا نہیں جس نے پہلی صدی پیشتر یہ کہا کہ:۔

پس اس اندھیری رات کے وقت اور تند ہوا کی تاریکی کے وقت خدا کے رحم نے تقاضا کیا کہ آسمان سے نور نازل ہو سو میں وہ نور ہوں اور وہ مجدد ہوں جو خدا کے حکم سے آیا ہوں" (خطبہ الہامیہ ص۱۱)

اور اگر یہ سنت اللہ بھی صحیح ہے اور اس کے موجب اس زمانہ میں مسیح موعود کے وجود میں نازل ہونے والا نور بھی واقعی نور ہے اور یہ زمانہ واقعی "نور ہے نور" کا ہے تو پھر اس زمانہ میں سنت اللہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمونہ کے بالکل خلاف "نور آتا ہے نور" کا مصداق ہونے کا دعوے کرنے والا کوئی مدعی بھی سچا نہیں ہو سکتا، جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مصلح موعود کی موٹی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے نمونہ پر آئے گا جس طرح آپ نے عین ظلمت اور تاریکی کے وقت میں آکر یہ اعلان کیا ؎

قوم کے لوگو اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

اسی طرح مصلح موعود بھی اس وقت آئے گا جب دنیا میں ظلمت پھیل جائے گی اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہو گی۔ اور اس وقت زمانہ یہ پکار کرے گا کہ ؎

ظلمت گرفتہ عالم و تو چوں نشستہ

کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ:۔

"ہر مصلح لیلۃ القدر میں ہی آتا ہے"

چونکہ مصلح موعود بھی ایک مصلح ہے اس لئے منہاج نبوت کے مطابق وہ اس وقت آئے گا جب دنیا میں ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہو گی اور وہ تاریکی بالطبع تقاضا کرے گی کہ آسمان سے کوئی نور نازل ہو۔

مصلح موعود کے متعلق ایک پیشگوئی اور سنۃ اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کو بار بار ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو یہ ہے:۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب تیرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

اگر کھلے دل سے تدبّر اور عقلِ خدا داد سے کام لیا جائے تو یہ پیشگوئی اپنی جگہ پر اس بات کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے

کہ یہ زمانہ اُس کے مصداق کی آمد کا نہیں۔ اس پیشگوئی میں واضح الفاظ میں اس کی آمد کا زمانہ بتایا گیا ہے جیسا کہ

"کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا"

سے ثابت ہے کیونکہ سنت اللہ یہ ہے کہ:-

"ہر مصلح جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے"

لیلۃ القدر وہ زمانہ بھی ہے جب دنیا میں ظلمت پھیل جاتی ہے اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے"

جب دنیا میں ظلمت اور تاریکی یعنی اندھیرا پھیل جاتا ہے تب:-

"وہ تاریکی (اندھیرا) بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ آسمان سے کوئی نور نازل ہو"

ثابت ہوا کہ وہ بیٹا یعنی مصلح موعود اس وقت آئے گا جبکہ دنیا میں ہر طرف اندھیرا ہو گا کیونکہ منہاج نبوت کی رو سے ہر مصلح کی آمد کے لئے یہی وقت ہوتا ہے اور دنیا میں پیدا ہونے والے اندھیرے کو دُور کرنا اس کا کام ہوتا ہے اسی لئے کہا کہ

"کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا"

یعنی دنیا میں جو اندھیرا پیدا ہو جائے گا اس کو اس چاند کے ذریعہ دُور کر دوں گا موجودہ زمانہ تو تاریکی اور اندھیرے کا نہیں بلکہ "نور ہے نور" کا زمانہ ہے اور جس کے ذریعہ یہ زمانہ "نور ہے نور" کا مصداق بنا وہ خود کہتا ہے ؎

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

پس یہ پیشگوئی بالکل صحیح اور سنت اللہ کے عین مطابق ہے اس میں مصلح موعود کی آمد کا زمانہ کھول کر بیان کر دیا ہے اگر آج مصلح موعود کی آمد کو تسلیم کیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا جس کو دُور کرنے کے لئے اس نور یا چاند کی ضرورت پڑ گئی اور یہ تسلیم کرنے کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صادق نہ تھے مگر چونکہ آپ یقیناً صادق ہیں اور آپ کے نزول کی برکت سے یہ زمانہ انتشار انوار اور "نور ہے نور" کا مصداق ہے اس لئے ایسے بابرکت زمانہ میں دوسرے نور یا چاند کی ضرورت ہی نہیں وہ اس وقت نازل ہو گا جب اس کی ضرورت ہو گی اور اس کی ضرورت اس وقت ہو گی جب دنیا میں ہر طرف اندھیرا ہو گا جس کو اس نور یا چاند یعنی مصلح موعود کے ذریعہ دور کیا جائے گا

ایک لطیفہ

یہ استدلال پیش کرتے پر بعض فاضل حضرات یہ نکتہ بیان کیا کرتے ہیں کہ

"کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا"

کا صحیح مطلب یہ ہے کہ وہ چاند خود اندھیرے میں ہو گا اللہ تعالےٰ اس کے چہرہ سے وہ اندھیرا دور کرے گا اور وہ اس کا محتاج ہو گا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو خود اندھیرے میں ہو وہ دوسروں کو کیا روشنی دکھا سکتا ہے اور زمانہ کے اندھیرے کو کیا دور کر سکتا ہے؟

چودھویں صدی کا مجدّد یا بدر کامل

یہ زمانہ انتشار نورانیت کا ہے نہ کہ اندھیرے کا اس کا زبردست ثبوت یہ ہے کہ سیدنا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں سراج منیر فرما کر نظام روحانی کا آفتاب قرار دیا ہے اور دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا کہ جعل الشمس سراجًا والقمر نورا یعنے سورج کو ہم نے سراج بنایا اور چاند کو نور۔ اگر دیکھا جائے تو مادی نظام کو اللہ تعالےٰ نے روحانی نظام کے وجود پر دلیل کے طور پر بنایا ہے جب ہم اس نظام دنیاوی کے سورج کو دیکھتے ہیں تو وہ بالذات روشن ہے اور چاند اس کے واسطہ سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے هو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورًا وّ قدّره منازل لتعلموا یعنی وہی ہے جس نے سورج کو بالذات روشن کیا اور چاند کو سورج کے واسطہ سے روشنی بخشی اور بڑھنے والا بنایا تاکہ تم سمجھو۔ اب اس میں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ جس طرح مادی نظام کے لئے اللہ تعالےٰ نے ایک سورج بنایا ہے اسی طرح روحانی نظام کے لئے بھی ایک سورج ہے یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس طرح مادی نظام کا سورج بالذات روشن ہے اسی طرح یہ روحانی سورج بھی بالذات روشن ہے اور جس طرح یہ سورج اپنی روشنی سے دوسرے ستاروں اور چاند کو منور کرتا ہے اسی طرح یہ روحانی سورج بالذات روشن ہے اور جس طرح یہ سورج اپنی روشنی سے دوسرے ستاروں اور چاند کو منور کرتا ہے اسی طرح روحانی سورج کے صحابہ جو بمنزلہ ستاروں کے اور مجدّدین جو بمنزلہ چاند کے ہیں وہ اسی سورج سے فیض حاصل کر کے دنیا کو پہنچائیں گے اور جس طرح ہر رات کا چاند اپنی استعداد اور ضرورت کے مطابق سورج سے روشنی حاصل کر کے دنیا کو منور کرتا ہے اس طرح ہر صدی کے مجددین اپنی استعداد اور ضرورت زمانہ کے مطابق سراج منیر سے فیض حاصل کر کے دنیا کو پہنچاتے رہیں گے اور جس طرح یہاں ستاروں اور چاند کا اپنا کوئی کمال نہیں اسی طرح صحابہ کرام اور مجدّدین عظام سے جو کمالات بھی ظہور میں آئیں گے وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کردہ ہوں گے ان کا اپنا کوئی ذاتی کمال نہ ہو گا اور یہ بھی سکھایا کہ جس طرح سلسلہ کا چاند تدریجاً بڑھتا اور گھٹتا ہے اسی طرح روحانی سلسلہ کا چاند بھی ہو گا ثابت ہوا کہ دونوں سلسلوں میں کلی مطابقت ہے یعنی جس طرح ہر تاریخ کا چاند دن کی روشنی ختم ہونے اور اندھیرا ہو جانے کے بعد چڑھتا ہے اسی طرح ہر صدی کے مصلح کا کفر و ضلالت کا اندھیرا پھیلنے کے بعد ہی آنا لازم ہے اور اسی اندھیرے کو دوسری جگہ لیلۃ القدر بتایا گیا ہے اس میں یہ بات بھی سمجھا دی کہ جس طرح چاند کے طلوع ہونے میں انسانی دخل نہیں اسی طرح مصلحین ربانی یعنی روحانی چاند کے مبعوث ہونے میں انسانوں کے انتخاب کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے روحانی چاند کے بیٹے کے متعلق قرآن کریم میں لیستخلفنھم اور حدیث میں ان اللہ یبعث کہکر یہ وضاحت کر دی کہ وہ کسی کے انتخاب سے نہیں بنے گا بلکہ اللہ تعالیٰ خود اسکو چنے گا۔ پھر اس میں یہ بات بھی سمجھائی کہ جس طرح سورج بلا تخصیص مذہب و ملت ملک و قوم ہر خطہ اور ہر طبقہ کے لوگوں کو روشنی بخشتا ہے اسی طرح نظام روحانی کے سراج منیر بھی للعالمین نذیرا اور رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے چونکہ اس وقت میرے مضمون کا تعلق لفظ مہ یعنی چاند سے ہے اس لئے اور باتوں کو چھوڑ کر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دنیاوی نظام میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پہلی تاریخ سے ۱۴ تاریخ تک چاند تدریجاً بڑھتا ہے یہاں تک کہ چودھویں رات کا چاند سورج کے غروب ہونے کے ساتھ طلوع ہوتا ہے اور سورج کی طرح مکمل دائرہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس طرح سورج تمام دن دنیا کو روشنی پہنچاتا ہے اسی طرح چودھویں رات کا چاند تمام رات دنیا کو روشنی پہنچاتا اور تمام عالم کو سورج کی طرح منور کرتا ہے۔ میرے مضمون کا تعلق اسی ایک بات سے ہے وہ لوگ جو چودھویں صدی کے نصف میں دوسرے چاند یعنی مصلح موعود کا آنا مانتے ہیں بتائیں تو صحیح کہ جب مصلح موعود کا کام یہ بتایا گیا ہے کہ

"کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا"

تو یہ زمانہ تو وہ ہے جبکہ چودھویں رات کا چاند یعنی چودھویں صدی کا مجدّد کامل دنیا کو منور کر رہا ہے جب مادی سلسلہ میں یہ مشاہدہ ہمارے سامنے ہے کہ جب تک چودھویں تاریخ ختم نہ ہو جائے اس وقت تک دوسرا چاند طلوع نہیں ہوتا پھر روحانی سلسلہ میں یہ اندھیر کس طرح ہو سکتا ہے کہ چودھویں صدی کے بدر کامل کی موجودگی میں اس کے روحانیت کے زندہ ہونے کے زمانہ میں کوئی دوسرا مصلح یعنی روحانی چاند آ سکے؟ اس آنے والے چاند کا کام ہے پیدا شدہ اندھیرے کو دُور کرنا اور جب چودھویں کا چاند طلوع ہو تو اس وقت اندھیرا نہیں ہو سکتا اور جب تک اندھیرا نہ ہو اس وقت تک وہ چاند نہیں آ سکتا جس کی ڈیوٹی ہی اندھیرے کو دور کرنا ہے اگر واقعی چاند کی ضرورت پڑ گئی تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ معاذ اللہ وہ چاند چودھویں صدی کا بدر کامل ہی نہ تھا جس نے یہ دعوےٰ کیا ؎

درچشم چوں قمر تابم چوں قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ما افتادہ اند

اگر اس کا یہ دعوےٰ صحیح ہے تو اس کی موجودگی میں دوسرا چاند بنانے والوں کو اپنی کورچشمی کا علاج کرانا چاہیئے اور اگر اس پیشگوئی کا مصداق "مہ" سچا ہے تو پھر اسکی تکذیب لازم آئے گی جس نے چودھویں صدی کا بدر کامل ہونے کا دعوےٰ کیا۔

عصر حاضر کا رُوحانی چاند

اس بیان سے ثابت ہوا کہ چودھویں صدی کا روحانی چاند صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جب تک یہ نہ ثابت کیا جائے کہ آپ کے نازل شدہ انوار و برکات ختم ہو کر دنیا میں ضلالت و گمراہی کا اندھیرا پھیل گیا اس

(باقی بر صلا)

آپ کے خطوط

پشاور کی زیر تعمیر مسجد کے لئے مزید عطیات

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

ذیل میں مقامی جماعت کی تعمیری سرگرمیوں کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ احباب سلسلہ کی اطلاع کے لئے اسے پیغام صلح کی کسی قریبی اشاعت میں شائع فرما کر ممنون فرماویں گے۔

ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن کی کوششوں سے مسجد کے لئے ضرورت کے مطابق سیمنٹ مل گئی ہے اسی طرح مولوی عبدالرحمان صاحب نیازی نے فراہمی ریت میں امداد فرمائی ہے اور ہمارے نوجوان دوست ملک خورشید عالم صاحب نے چونا اور اینٹیں فراہم کی ہیں اسی طرح ہمارے ایک مخلص سعادت مند رفیع اللہ صاحب نے اپنی مفت خدمات پیش کیں، جن کے ذمہ مزدوروں کی فراہمی اور کاروبار کی سامی نگرانی لگا دی گئی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہمارے یہ مخلص اراکین روزمرہ کے مشاغل کے پہلو بہ پہلو یہ ملی کام ایک ٹیم کی شکل میں سرانجام دے رہے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ پشاور ایک مرکزی جگہ ہے جہاں آئے دن مقامی اور بیرونجات سے احباب تشریف لایا کرتے ہیں۔ گذشتہ سے پیوستہ روز سلسلہ کے ایک مشہور بزرگ سید فضل شاہ صاحب گدی نشین ملتان۔ بجنیر ظہورالدین صاحب اور قاضی عبدالرشید صاحب تشریف لائے۔ اس روز جمعہ خلاف معمول کافی بارونق تھا۔ جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب نے انفاق فی سبیل اللہ پر ایک بصیرت افروز خطبہ دیا۔ جسے کافی سراہا گیا۔ بعد از نماز جمعہ احباب سے حسب تحریر مسجد فنڈ کے لئے اپیل کی گئی۔ چنانچہ جن دوستوں نے اس نیک تحریک میں ابھی تک حصہ نہیں لیا تھا۔ انہوں نے دل کھول کر اس تحریک میں حصہ لیا۔ جزاہم اللہ خیرا۔

اسی طرح لائل پور سے جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع سابق جج نے احباب جماعت لائلپور کی جانب سے مبلغ ۱۱۰۹/- روپیہ کے چیک و بنک ڈرافٹ ارسال کئے ہیں جس کے لئے ہم سب ان دوستوں اور جناب مرزا صاحب کے شکر گذار ہیں۔ ان سب احباب کے اسمائے گرامی معہ ان کے قیمتی عطیہ جات کے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ میاں ظہورالدین صاحب .. .. 25/-/- نقد

۲۔ سید فضل شاہ صاحب آف ملتان 10/-/- "

۳۔ ایم عبدالعزیز خان آف تنعیم بلڈنگس صدر پشاور -/50 وعدہ

۴۔ ایم سردار علی جان از سفید ڈھیری -/-/10 نقد

۵۔ خان عبدالعزیز خان آف زیدہ 50/-/- "

۶۔ خانبہادر غلام ربانی خان صاحب 100/-/- "

۷۔ سید عبدالسلام صاحب .. .. 10/-/- "

میزان 255/-/-

تفصیل معطی صاحبان جماعت احمدیہ لائل پور:۔

۱۔ میاں مولابخش صاحب 500/-

۲۔ میاں شریف احمد صاحب 200/-

۳۔ ملک نذر حسین صاحب 100/-

۴۔ حاجی صدرالدین صاحب .. 20/-

۵۔ میاں مسعود احمد صاحب .. 25/-

۶۔ حافظ عبدالرؤف صاحب .. 10/-

۷۔ بابو نور محمد صاحب .. 5/-/-

۸۔ ایم عبدالرب صاحب برہم 2/-/-

۹۔ ایم فتح بشیر صاحب .. 1/-/-

۱۰۔ مولوی غلام حسین صاحب .. 2/-/-

۱۱۔ ایم غلام رسول صاحب .. 1/-/-

۱۲۔ ایم شاہ زمان خان صاحب .. 5/-/-

۱۳۔ سید بشیر احمد صاحب .. 20/-/-

۱۴۔ چوہدری محمد امین صاحب .. 2/-/-

۱۵۔ بابا سردار خان صاحب .. 1/-/-

۱۶۔ شیخ بشیر احمد صاحب بانا .. 10/-/-

۱۷۔ شیخ محمد امین صاحب .. 100/-/-

۱۸۔ مسٹر دین محمد صاحب .. 5/-/-

۱۹۔ شیخ عبدالحمید صاحب .. 50/-/-

۲۰۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع .. 50/-/-

میزان ۱۱۰۹/- روپیہ

میزان کل ۱۳۶۴/- روپے نقد و وعدہ

مزید کوششیں جاری ہیں، جن کے نتائج انشاء اللہ تعالیٰ پیغام صلح کی کسی اگلی اشاعت میں احباب کی اطلاع کے لئے درج کئے جائیں گے۔ چونکہ ہمارا کام جاری ہے اور اس کے لئے فنڈ کھلا ہے۔ اس واسطے جو دوست اس میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ اپنے قیمتی عطیہ جات حسب ذیل پتہ پر ارسال فرما کر ممنون فرماویں:۔

جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن پشاور۔ (ششتر آباد)

والسلام

آپ کا عبدالباقی سکرٹری جماعت احمدیہ پشاور

مکان نمبر ۵۰۴۲ کوچہ گل بادشاہ جی

پشاور شہر

مسلم ہائی سکول ۱ میں ڈاکٹر فرید بخش صاحب کی آمد

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

مورخہ ۹ مئی سنہ ۱۹۶۰ء کو قبلہ ڈاکٹر فرید بخش صاحب جو ضلع لائل پور کے ایک گاؤں میں یونیورسٹی قائم کر رہے ہیں، حضرت مولانا محمد یعقوب خان صاحب کی معیت میں سکول ہذا میں تشریف لائے۔ جناب چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈماسٹر نے مائیکروفون پر سٹاف اور طلبہ کو ان بزرگوں کی آمد کی اطلاع دی۔ اور ڈاکٹر صاحب کا تعارف بطور دور حاضرہ کا سرسید احمد کروایا اس کے بعد قبلہ ڈاکٹر صاحب نے مائیکروفون پر ایک تقریر فرمائی۔ جس میں انہوں نے اپنے سفر انگلستان کے چند واقعات بتائے۔ اور یہ بھی بتایا۔ کہ کس طرح انہوں نے ایک گمنام گاؤں میں ایک پرائمری سکول کھولا۔ اور اسے ترقی دیتے دیتے کالج کے درجہ تک پہنچایا۔ جو اب بفضلہ تعالیٰ ایک نہایت شاندار یونیورسٹی بننے والا ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا۔ کہ انہوں نے کالج لیبارٹری کے لئے سائنس کا سامان خریدا جس کی قیمت پاکستان میں سوالاکھ روپے کے لگ بھگ ہے۔

ان کے بعد قبلہ حضرت مولنا یعقوب خانصاحب نے ایک مختصر سے خطاب میں ڈاکٹر صاحب کی بلند ہمتی عزم محکم اور بڑھاپے میں جوانی کی سی امنگوں کا ذکر فرمایا۔ اور یہ بھی بتایا۔ کہ کسی زمانہ میں وہ خود بھی ڈاکٹر صاحب کے کالج میں جبکہ وہ مڈل سے ہائی سکول بنایا گیا تھا کام کر چکے ہیں۔

اس کے بعد ہیڈماسٹر صاحب نے دونوں بزرگوں کا شکریہ ادا کیا اور چھٹی ہوتے ہی طلبہ، سٹاف اور پروپل ٹیچرز کا ایک بہت بڑا ہجوم ہیڈماسٹر صاحب کے دفتر کے سامنے ڈاکٹر فرید بخش صاحب کو دیکھنے کے لئے جمع ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب نے دوبارہ ایک پرجوش تقریر میں نوجوانوں کو خدمت خلق کی تلقین فرمائی، اور بعدہ اساتذہ سے مصافحہ فرمایا۔

اس کے بعد جناب ہیڈماسٹر صاحب، سکینڈماسٹر صاحب اور ان معزز مہمان بزرگوں کی ایک گروپ فوٹو کی گئی۔

برکت علی سٹاف سیکرٹری

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

مخیّر حضرات کی خدمت میں اپیل:۔

چونکہ ملک کی ترقی کے لئے ہمیں ایک اعلیٰ معیار زندگی اور بلند خیالی کی ضرورت ہے، اسکے لئے ہمیں اپنے تعلیمی معیار کو بلند کرنیکی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اسی جذبہ کے تحت اس قصبہ میں تعلیم نسواں کے لئے آج سے چھبیس سال پیشتر معمولی طریقہ پر ایم اے اسلامیہ گرلز ہائی سکول قلعہ دیدار سنگھ کی بنیاد رکھی گئی جس نے آہستہ آہستہ ترقی کی۔ انہیں خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کی نظر عنایت ہوئی تو انہوں نے سکول کی اپنی ذاتی بلڈنگ کے لئے ایک وسیع قطعہ زمین عنایت کیا جو زیر تعمیر ہے لیکن اسکو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ سب کی معاونت کی ضرورت ہے لہٰذا قارئین سے التماس ہے کہ اس کار خیر میں ضرور شریک ہوں۔ مینیجر ایم اے اسلامیہ گرلز ہائی سکول قلعہ دیدار سنگھ ڈسٹرکٹ گوجرانوالہ

www.aaiil.org

www.aaiil.org

جلد ۴۸ | لاہور یوم چہار شنبہ ۵ ذی الحج مطابق یکم جون ۱۹۶۰ | نمبر ۲۱

وہ شخص جس نے اس زمانہ میں ایمان کی مشعل کو دوبارہ
روشن کیا اور اسلام کی فتح و اقبال کی خوشخبری دنیا کو دی

حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صد چہاردہم مسیح موعود علیہ السلام

www.aaiil.org

مسیحِ وقت آیا ہادیٔ راہِ ہُدیٰ آیا

از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن مرحوم

مبارک مومنوں کو نائبِ خیر الوریٰ آیا ۔ شہِ ملکِ ہُدیٰ آیا بروزِ مصطفےٰ آیا

شبِ تاریک و تیرہ میں مہِ فرخ لقا آیا ۔ مجسّم رحمتِ حق مظہرِ نورِ خدا آیا

خدا ظاہر ہوا جس پر وہ مقبولِ خدا آیا ۔ حبیبِ کبریا آیا امامِ اتقیا آیا

رسول اللہ نے دی تھی بشارت جسکے آنے کی ۔ قسم اللہ کی مجھ کو وہی مردِ خدا آیا

وہ آیا جسکے آنے کیلئے بیتاب دُنیا تھی ۔ مسیحِ وقت آیا ہادیٔ راہِ ہُدیٰ آیا

فراوانی ہوئی دُنیا میں اب یُمن و سعادت کی ۔ زہے قسمت تو تمہا بختِ رسا ظلِ ہما آیا

مسرت سے نہیں پھولے سماتے آج اہلِ دیں ۔ خدا کے دیں کا رکھوالا امامِ باصفا آیا

براہیں کے لئے شمشیر ہاتھوں میں بصد شوکت ۔ لے رکھے تاجِ ولایت سر پہ از بہرِ غزا آیا

سنبھل جانا ذرا اے دشمنانِ دیں سنبھل جانا ۔ کہ میدانِ وغا میں میرزا شیرِ خدا آیا

ہوا اسکے مقابل ناطقہ بند اہلِ باطل کا ۔ غضب کا رعبِ حق لیکر یہ مردِ باخدا آیا

پڑی تھی سخت گردابِ بلا میں کشتیٔ اُمت ۔ خدائے پاک کے لطف و کرم سے ناخدا آیا

بس اب ہو جائینگی سب مشکلیں آسان اُمت کی ۔ خدائے دستگیری کی شہِ مشکل کشا آیا

درخشاں آفتابِ اسلام کا اب ہوگا دنیا میں

اُڑی ظلمت جہاں سے نیّرِ صدق و صفا آیا

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ یکم جون ۱۹۶۰ء

ایک غور طلب سوال

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کے دعوئے مجددیت و مسیحیت پر آج ستر سال کا عرصہ گذر گیا اس قریباً پون صدی کے عرصہ میں اس دعوئے کی ماہیت و حقیقت پر بیشمار مرتبہ روشنی ڈالی گئی اور بار ہا مرتبہ قسمیں کھا کھا کر اس حقیقت کو واضح کیا گیا کہ مسیح موعودؑ کا لقب جو حضرت مرزا صاحب کو عطا ہوا ہے وہ مجددیت ہی کا ایک اہم پہلو ہے جو مسیحیت کے مقابلہ میں اسلام کے دفاع سے تعلق رکھتا ہے، آپ نے خود اعلان کیا کہ ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند ٭ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

بارہا مرتبہ اس امر پر بھی روشنی ڈالی گئی کہ نبی کا لفظ جو حضرت مرزا صاحب نے اپنے لئے استعمال کیا وہ بھی ان کے اپنے فرمان کے مطابق ایک "اعزازی نام" ہے جو کثرت مکالمہ مخاطبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے، اور مجاز اور استعارہ سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتا، لیکن بجائے اسکے کہ ان باتوں پر سنجیدگی کیساتھ غور کیا جاتے اور آپکے کاموں اور خدمت اسلام کو دیکھ کر فیصلہ کیا جاتے خواہ مخواہ آپ کو کافر اور دشمن اسلام قرار دیا جا رہا ہے حالانکہ ایک عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ معاملہ کے ہر پہلو کو سامنے رکھکر اور ہر قسم کے بغض و تعصب سے خالی ہو کر اس بات پر غور کرے کہ آیا فی الواقع یہ شخص دشمن اسلام ہے؟

اس بارہ میں سب سے پہلے دیکھنے والی بات یہ ہے کہ آپکے عقائد کیا ہیں؟ آیا ان کے اندر کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے، جس کو کفریہ خیالات کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے یا اسلام دشمنی کا کوئی شائبہ ان کے اندر نظر آتا ہے؟ حضرت مرزا صاحب نے خود اپنے عقائد بارہا مرتبہ شائع کئے ہیں جن کو ذیل میں ہم نقل کرتے ہیں:—

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنے قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں، اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق، اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق، اور جنت حق اور جہنم حق اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور ایمان سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں، غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعوےٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین"

ہم ملک کے فہمیدہ طبقہ اور دانشوران قوم سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان عقائد میں کونسی بات ہے جس کو اسلام دشمنی یا کفر پر محمول کیا جا سکے، کونسی وہ چیز ہے جس کو خلاف اسلام کہا جا سکتا ہے اگر کوئی ایسی بات ان کے اندر نہیں تو کیا ان عقائد کے ہوتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کو کافر یا دشمن اسلام قرار دینا ظلم عظیم نہیں؟

کہا جا سکتا ہے کہ یہ عقائد تو صحیح ہیں لیکن مرزا صاحب کا عمل اس کے خلاف ہے، ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کونسا عمل مرزا صاحب کا ایسا ہے جو ان عقائد کے مخالف ہو، کیا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ میں سے کوئی رکن ایسا ہے جس کو مرزا صاحب نے رد کیا ہو یا اس پر عمل غیر ضروری قرار دیا ہو، برخلاف اس کے آپ نہ صرف خود شدت کے ساتھ تمام احکام اسلامی پر عمل پیرا تھے، بلکہ جو جماعت آپ نے بنائی، وہ ارکان اسلام کی پورے طور پر پابند تھی اور اب تک ہے، یہاں تک کہ ان کی نمازوں وغیرہ کی خوبی اور صلاحیت کا دشمنان احمدیت کو بھی ہمیشہ اعتراف کرنا پڑا ہے اگر مرزا صاحب خود اسلام پر عمل پیرا نہ ہوتے تو ان کے مریدین میں یہ جذبہ کس طرح پیدا ہو سکتا تھا اور کیونکر ان میں اسلام کی وہ روح کارفرما ہو سکتی تھی، جس کو صحیح اسلامی روح کہا جا سکتا ہے، نماز روزہ کی پابندی زکوٰۃ اور اس سے بڑھ کر اسلام کے لئے مالی قربانیاں بشرط استطاعت بیت اللہ کا حج جو اس جماعت کا شعار چلا آ رہا ہے، آخر یہ کس کی تعلیم ہے کس کے انفاس قدسیہ کا اثر ہے؟ کیا یہ مرزا صاحب کے عملی نمونہ اور ان کے متقیانہ افعال کا نتیجہ نہیں کہ ان کے ماننے والوں میں یہ پاکیزہ صفات دوسروں سے بڑھ کر پائی جاتی ہیں؟ پھر کونسی وہ بات ہے جس کو عملی لحاظ سے آپ کے کفر یا اسلام دشمنی پر محمول کیا جا سکتا ہے؟

اس سے بھی بڑھکر غور طلب بات یہ ہے کہ کیا کام مرزا صاحب نے سرانجام دیا ہے، اگر محض نماز روزہ تک ہی ان کا عمل محدود ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ وہ بھی دوسرے پیروں کی طرح ایک پیر ہیں، لیکن آپ دیکھتے ہیں، کہ خدمت اسلام کے کس عظیم الشان کام پر انہوں نے اس جماعت کو لگایا اور جو شاندار انقلاب اس جماعت کی وجہ سے دنیا میں پیدا ہوا وہ کسی معمولی پیر کا کام نہیں، یورپ اور امریکہ میں اسلامی مشن قائم کرنا اور ان کے لئے مالی قربانیاں کرنا کسی معمولی انجمن یا جماعت کا بھی کام نہیں جب تک وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کے لئے مامور نہ ہو، ہمارے سامنے کئی انجمنیں محض تبلیغ اسلام کے لئے کھڑی ہوئیں اور چند دن کی ہو ہا کے بعد ختم ہو گئیں کئی جماعتیں اسی غرض کے لئے اٹھیں کہ یورپ و امریکہ میں احمدیوں کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کی طرح ڈالی جائے لیکن تھوڑے دنوں میں مٹ مٹا گئیں یہیں تک نہیں بڑے بڑے پیر اور سجادہ نشین، بڑے بڑے واعظ اور مذہبی و سیاسی لیڈر مرزا صاحب کی قائم کی ہوئی اس نیک تحریک کو مٹانے کے درپے ہوئے اور ہر قسم کے سازو سامان سے مسلح ہو کر اور مسلمانوں کے بڑے بڑے جتھے لے کر میدان میں نکل آئے، لیکن اسے تائید ایزدی کہئیے یا حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور ماموریت کا نشان قرار دیجئے کہ عین اس وقت جب اس جماعت کا نام و نشان مٹا دینے کے تمام سامان مکمل ہو گئے خود ان لوگوں کے مٹنے کا سامان خدا نے کر دیا اور خدا کے فضل سے حضرت مرزا صاحب کی قائم کردہ جماعت بدستور خدمت اسلام میں مصروف اور جہاد فی سبیل اللہ میں دل و جان سے سرگرم عمل ہے۔

کیا یہ واقعات مرزا صاحب کی صداقت کے بین نشانات نہیں ہیں!

کیا ان کی مجددیت کا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت درکار ہے، کیا ان واقعات سے مرزا صاحب کے کفر یا اسلام دشمنی کا ثبوت ملتا ہے، یا ان کا خدا رسیدہ اور مامور من اللہ ہونا ان سے ثابت ہوتا ہے۔ غور کیجئے اور سوچئے کہ وہ کونسی بات ہے جس کی بناء پر

(باقی بر صفحہ ۸)

www.aaiil.org

"مسیح موعودؑ" کے لفظ کی توضیح

محبوب اشرف صاحب

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس کرۂ ارض پر شاید ہی کوئی ایسا انسان ہوگا کہ جس کو مذہب سے بالعموم اور اسلام سے بالخصوص دلچسپی ہو اور وہ موصوف کے اسم گرامی سے نا آشنا ہو۔

حضرت مرزا صاحبؑ کے ماننے والے اس وقت دو گروہوں میں دنیا کے تمام کونوں میں پھیلے ہوئے ہیں ایک گروہ حضرت موصوف کو نبی مانتا ہے جس کا ہیڈ ربوہ ہے اور دوسرا مجدد سمجھتا ہے جس کا ہیڈ کوارٹر احمدیہ بلڈنگس لاہور ہے۔ دونوں ہی گروہ اپنے اپنے رنگ میں اسلام کی تبلیغ میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

دونوں ہی گروہ اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ ہیں۔ عام طور پر روزمرہ کی بول چال میں لفظ مسیح موعودؑ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ لفظ مسیح موعود کے معنی ہیں "وعدہ کیا ہوا مسیح"۔ یہ خیال کہ مسیح موعود کا نبی ہونا ضروری ہے اور اس سے مرزا صاحب کا دعویٰ نبی ہونے کا تھا صحیح نہیں۔

ہماری مسلم قوم میں کافی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جن کا خیال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ دوبارہ اصلاح خلق کے لئے دنیا میں نازل ہوں گے۔ ان لوگوں سے اگر یہ پوچھا جائے کہ حضرت عیسیٰؑ جو دوبارہ آئیں گے تو وہ کس حیثیت سے آئیں گے آیا نبی ہوں گے یا کسی اور منصب پر فائز ہوں گے تو اس بارہ میں انہیں کوئی صحیح جواب دینا مشکل ہوگا۔

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ جب رسول کریمؐ کا انتقال ہوا تو حضرت عمرؓ ننگی تلوار لیکر کھڑے ہو گئے اور وہ کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہیگا کہ حضورؐ کا انتقال ہو گیا اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے گا تو اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہمت سے کام لیکر ایک خطبہ دیا جس میں یہ آیت آپ نے پڑھی "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل" اس آیت کو سُن کر حضرت عمرؓ اور تمام صحابہ کرامؓ ٹھنڈے پڑ گئے اور کسی ایک نے بھی یہ نہ کہا کہ قد خلت من قبل الرسل میں عیسیٰؑ شامل نہیں کیونکہ وہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اگر ہمارے ملاں صاحبان اس تاریخی واقعہ کو پیش نظر رکھیں تو انہیں سمجھ آ جائے کہ حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر زندہ اٹھائے جانا اور دوبارہ نزول کا عقیدہ بعد کی ایجاد ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس عقیدہ کے قائل نہ تھے۔

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے مولوی صاحبان عوام الناس کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہوئے اس واقعاتی شہادت کو جان بوجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں اور قرآن کی آیت یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ سامنے رکھکر غلط معانی نکالتے ہیں۔ نہ جانے ہمارے علما کو کب عقل آئے گی۔ یہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور ایک نہ ایک روز آنا ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ منبر پر چڑھ کر اس آیت کے پڑھنے کی جرأت نہ کرتے اور کم از کم صحابہ کرامؓ میں سے کوئی شخص تو بولتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں، وہ قد خلت من قبله الرسل میں کیسے شامل ہو سکتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ لکھتے ہیں :۔

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب قطعی طور پر کسی رسول یا نبی کا آنا بعد رسول کریمؐ کے بالکل غلط سمجھتے ہیں، دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ وہ نئے یا پرانے کسی نبی کے آنے کے قائل نہ تھے۔ اور اسکی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ رسول کریمؐ کے بعد وحی نبوت مسدود ہو گئی ہے پھر ایسے شخص کی طرف دعویٰ نبوت کا منسوب کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

مزید سنئے :۔

"ما لیس حق کے لئے یہ بات واضح ہے کہ اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا حالانکہ وہ بند ہو چکا تھا اور یہ امر خلاف ہے جیسے کہ یہ بات مسلمانوں سے مخفی نہیں، اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کس طرح کوئی نبی آ سکتا ہے جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ نبیوں کا خاتم کر دیا" (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۹)

رہا مسیح موعود ہونیکا دعویٰ اس بارہ میں حضرت مجدد وقت اپنی قلم مبارک سے لکھتے ہیں :۔

"..... طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے جو ابراہیم کے موافق دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ابراہیم ہے اور جو عمر فاروق کی طبیعت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک عمر فاروق ہے۔ کیا تم یہ حدیث پڑھتے نہیں کہ اگر اس امت میں بھی محدث ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ اب کیا اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ محدثیت حضرت عمرؓ پر ختم ہو گئی ہرگز نہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمرؓ کی روحانی حالت کے موافق ہوگی وہی ضرورت کے وقت پر محدث ہوگا چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس بارہ میں الہام ہوا "انت محدث الله فيك مادة فاروقية" سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط تمام مندرج ہے حضرت مسیحؑ کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اسی فطری مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی عقائد کو پاش پاش کر دیا جائے"۔ (فتح اسلام صفحہ ۱۶-۱۷)

پھر لکھتے ہیں :۔

"میں نے اکثر دوستوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰؑ ایک نبی تھے لہٰذا ان کا مثیل بھی نبی ہونا چاہئے میرا خیال یہ ہے کہ اگر ہمارے رسول کریمؐ کے قول کو سامنے رکھا جائے تو یہ مسئلہ نہایت ہی آسانی سے حل ہو جائے گا۔ تمام لٹریچر کو اگر ہم پڑھ جائیں تو ہم کو کہیں یہ نہیں ملے گا کہ کہیں پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت شرط ٹھہرائی ہو، بلکہ یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں میں سے ہوگا شریعت قرآنی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس بارے میں نہایت صاف اور واضح حدیث نبویؐ وہ ہے جو امام محمد اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لکھی ہے اور وہ یہ ہے "کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم" یعنی اس دن تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اترے گا وہ کون ہے؟ وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا جو تم ہی میں سے پیدا ہوگا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابن مریم سے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ مسیح ابن مریم اتریگا حقیقت یہ ہے کہ یہ نام استعارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے ورنہ درحقیقت وہ تم میں سے ہوگا تمہاری ہی قوم میں سے ہوگا، تمہارا ایک امام ہوگا جو کہ ابن مریم کی سیرت پر پیدا کیا جائیگا اگر تعصب اور تنگ نظری سے بالا ہو کر ہمارے دوست غور کریں تو آسانی سے یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے، کہ مسیح موعود ہونا مجدد ہونے پر فوقیت

حضرت مسیح موعود کے اخلاق عالیہ اور خدمات اسلام

لیکچر حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ جو آپ نے ۲۶ مئی سنہ ۱۹۶۰ء کو بتقریب یوم وصال حضرت مسیح موعود مسلم ہائی سکول لاہور کے طلباء اور اساتذہ کے مجمع میں دیا

ہمارے پیارے بچو! اساتذہ کرام! اور دیگر حضرات!!! میں چاہتا ہوں کہ آج میں آپ کے سامنے اپنے سلسلہ اور اپنی جماعت کے کچھ حالات بیان کروں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ اور اس جماعت کے بانی مبانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے حالات بھی سناؤں۔

انگریزی استبداد سے مسلمانوں کی آزادی

آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم کو پاکستان کی مملکت نصیب ہوئی اور ہمیں آزادی میسر آئی۔ یہ مملکت اور یہ آزادی دونوں ہی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میسر آئی ہیں۔ اس مملکت اور آزادی کی قدر ان لوگوں کو ہے جنہوں نے سالہا سال غیروں کے نیچے رگڑے کھائے ہیں اور انگریزی کی سلطنت میں بڑے بڑے دکھ اور مصائب کا سامنا کیا ہے۔ انگریز قوم کا مقصد یہی تھا کہ ہندوستانی مسلم قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رکھے اور اس کا مال اس کا روپیہ اور اس کے گاڑھے پسینے کی کمائی سب کچھ جمع کر کے انگلستان لے جائے۔ انگریز کا یہ بھی مقصد تھا کہ اس قوم کے وکیل، بڑے بڑے امراء بڑے بڑے بیرسٹر اور راجوں کو آنکھ تک نہ اٹھانے دی جائے بلکہ ان پر غلامی مسلط کر دی جائے۔ ایک طرف تو انگریز تھا جو مسلمان قوم کو کمزور رکھنا چاہتا تھا۔

ہندو قوم کے دست تظلم سے نجات

دوسری طرف ہندوستان میں بسنے والی اکثریت ہندو قوم بھی تھی جو مسلمانوں کو یکسر نیست و نابود کر دینا چاہتی تھی۔ اس قوم کے سینوں میں ہر وقت آگ بھڑکتی رہتی تھی کہ کسی طرح مسلمان کو تباہ و برباد کر دیا جائے اگر انگریز کے ہاتھ میں راج تھا اور لوگوں کی تقدیر اس سے وابستہ تھی تو ہندو قوم کے ہاتھ میں بھی تمام ملک کی منڈیاں تھیں، بنک ان کے تھے۔ کارخانے انکے اپنے چلتے تھے۔ ملک کی صنعت۔ تجارت وغیرہ وغیرہ پر وہ پوری طرح قابض تھے۔ جج ان کے۔ بڑے بڑے ایڈووکیٹ ان کے، انجینئر۔ ڈاکٹر، وکیل ان کے تھے۔ ملک کی معیشت پر ان کا قبضہ تھا۔ حکومت تک ان کی دسترس تھی، انگریز کے ہاتھ میں حکومت اور ہندو کے ہاتھ میں کاروبار۔ ان دو بڑی طاقتوں انگریز اور ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں نے بڑی بڑی مصیبتیں اور مشکلات برداشت کیں۔

نعمت آزادی کی قدر

ہر طرح کی مصیبتیں جھیلنے کے بعد ہمیں آج آزادی میسر ہے اس آزادی کا لطف ان لوگوں کو آتا ہے جنہوں نے اس کے لئے جان۔ مال کی قربانی کی ہے۔ جس طرح کوئی شخص چلچلاتی دھوپ میں چلتے چلتے بدحال ہو کر کسی سایہ اور خیمہ کے نیچے آ جائے تو اس کو اس سایہ اور خیمہ کے نیچے آرام سے کو لطف آتا ہے اسی طرح آزادی کا لطف اسی شخص کو حاصل ہے جس نے اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کی ہو اور جس نے ہر قسم کی تکالیف اور اذیتیں برداشت کی ہوں۔

اگر کوئی رشوت۔ نہ لے تو ایک جج کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔ ایک جج ہو رشوت خوری اور بد دیانتی اور ناانصافی کی وجہ سے اپنی شہرت کو خراب کر لیتا ہے ظاہر ہے کہ ایسا شخص نہ تو اس جج کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے جو عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر صحیح طور پر انصاف کرتا ہے۔ حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دیتا ہے ایسے شخص کی نیک شہرت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس کے مقابل میں ایسے جج بھی ہوں جن کی شہرت خراب ہو۔

انگریزی عملداری میں اسلام پر پادریوں کی یورش

ہم نے آزادی حاصل کرنے کے لئے دو قوموں کے قہر و ظلم برداشت کئے ہیں، ایک ہندو کی آمریت اور دوسرے انگریز کا راج۔ ایک طرف تو یہ دونوں قومیں ہماری آزادی کو سلب کر رہی تھیں اور ہمارا عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا اور ہمارے معاشی اور سماجی حقوق کو کچل رہی تھیں دوسری طرف ہمارے مذہب کو بھی تباہ و برباد کرنے کے درپے تھیں۔ انگریز کی عملداری میں پادریوں کی فوجیں کی فوجیں یہاں آ کر جمع تھیں جو اسلام پر متواتر حملے کر رہی تھیں اور ان کے حملے بڑے خطرناک تھے۔ ان کی مہموں کے پیچھے کے پیچھے عیسائیت کے پرچار کے لئے نکل کھڑے ہوتے تھے۔ ان کے اسکول، ان کے کالج، ان کے مشن، ان کے ہسپتال، ان کے دوسرے تعلیمی ادارے سب کے سب اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ میں سرگرم رہتے تھے۔

خاندانی مسلمانوں کا ارتداد اور علماء کی بے بسی

انگریز کی حکومت کے سایہ کے نیچے ہمارے بڑے بڑے سید اور مغل خاندانوں کے لوگ عیسائی ہو گئے تھے مسلمانوں کی بھاری اکثریت محسوس کر رہی تھی

کہ ہمارا مذہب ..... خطرے میں ہے۔ برصغیر ہند و پاک پر جہاں انگریز کے راج کا رعب غالب تھا وہاں اس کے مذہب کا رعب بھی بری طرح غالب تھا۔ ان کے پادریوں اور مشنریوں کا یہاں کے بڑے بڑے علماء اور اہل دین مقابلہ نہ کر سکے پادریوں کی ساحرانہ تقاریر کا کوئی جواب ان کے پاس نہ تھا۔ پادریوں کے ہاتھوں یہ علماء سب کے سب عاجز آ گئے۔ اس وقت ایسے مرد حق کی ضرورت تھی جو پادریوں کے خطرناک حملوں سے اسلام کو بچاتے اور ان کے مشنوں کا مقابلہ کرے سلطنت اور آزادی تو پہلے ہی برباد ہو چکی تھی۔ اب دین بھی خطرے میں تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہندوستانی مسلمان جلد یا بدیر سارے کے سارے عیسائیت کا شکار ہو جائیں گے آپ سب جانتے ہیں ہندوستان میں دس کروڑ کی آبادی مسلمانوں کی تھی۔ کلکتہ سے پشاور تک مسلمانوں کے بہت سے علماء اور مولوی موجود تھے۔ بڑی بڑی تعلیم گاہیں تھیں جہاں قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم و تدریس کا انتظام تھا۔ اسلام کی تعلیم و تدریس کے کافی مرکز موجود تھے۔ جہاں سے ہر سال علماء و فضلاء پیدا ہوتے تھے۔ لیکن پادریوں کے مقابلہ کی ان میں تاب نہ تھی۔ کسی کو ان کے اعتراضات کا جواب دینے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ملک کے چوٹی کے علماء بے بس ہو چکے تھے۔

حضرت مرزا صاحب کا نعرۂ حق

بے شک آزادی اور سلطنت بہت بڑی نعمت ہے لیکن مذہب اس سے بھی بڑھ کر نعمت ہے اگر کوئی مذہب کی نعمت کو بھی ختم کر دینا چاہے تو یہ بہت بڑی اذیت کا باعث ہے۔ مسلمانوں نے اس زمانہ میں اس اذیت کو محسوس کیا لیکن اس اذیت کا تدارک ان کے پاس نہ تھا۔ ایسے نازک وقت میں پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں کا رہنے والا شخص مرزا غلام احمد تھا۔ اس نے اس اذیت کو محسوس کیا اور کہا کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں اسلام کی صداقت اور حقانیت کا علم لے کر ملحدوں اور عیسائیوں کو، آریوں کو، ہندوؤں کو، برہمو سماج کو اور سکھوں کو سب کو دکھلاؤں کہ خدا ایک ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ خدا کے سوا اور کوئی اس کے ساتھ نہیں۔ انگریز کا راج ہے اس کی عملداری میں رہتا ہے۔ دنیا کی کسی بڑی یونیورسٹی سے اس نے کوئی ڈگری حاصل نہیں کی کسی حکومت کا تعاون اسے میسر نہیں۔ اور نہ ملک کی اکثریت اس کے ساتھ ہے، وہ اکیلا ہے اور باوجود اکیلا ہونے کے للکار کر کہتا ہے کہ میں عیسائیت کے حملہ کا جواب دوں گا۔

بشپ لیفرائے کا چیلنج

انسان حیرت زدہ ہو جاتا ہے کہ یہ اکیلا آدمی کیسے اتنی بڑی طاقت اور اتنی بڑی جمعیت کا مقابلہ کر سکتا ہے لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اکیلے مرزا صاحب نے بڑے بڑے پادریوں کا مقابلہ کیا، آریوں کا مقابلہ کیا

www.aaiil.org

پہلوؤں کا مقابلہ کیا اور کوئی بھی ان کے مقابلہ میں کھڑا نہ ہو سکا۔ سب بھاگ گئے۔ لارڈ بشپ لیفرائے ایک بہت بڑا عیسائی مشنری تھا۔ وہ فصیح اُردو جانتا تھا، فارسی اور عربی میں کافی دسترس رکھتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ مجھے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ شکل و شباہت کے لحاظ سے بہت خوبصورت، علم کے لحاظ سے بہت بڑا عالم اور بڑا قادر الکلام شخص تھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میرے مقابلہ میں کوئی مولوی نہیں آسکتا اور اشتہار دیا کہ میں انارکلی میں فورمین چیپل FOURMAN CHAPEL میں "زندہ اور معصوم نبی" کے موضوع پر تقریر کروں گا، اور بتاؤں گا کہ دنیا میں صرف ایک ہی زندہ اور معصوم نبی ہوا ہے اور وہ عیسیٰؑ ہیں۔ اس نے اشتہار دے دیا کہ مسلمان میرے مقابلہ پر آئیں۔ مسلمان قوم کے لئے یہ بہت بڑا چیلنج تھا۔ اسلام کو کتنا بڑا خطرہ درپیش تھا اور کتنا بڑا حملہ تھا مسلمانوں کے عظیم الشان نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ مختلف جماعتوں اور لاہور اور امرتسر کے مولویوں نے فیصلہ کیا کہ اگر اس شخص کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے تو صرف مرزا غلام احمد ہے۔

حضرت مرزا صاحبؒ کا جواب

چنانچہ مرزا صاحب نے اس ۲۵ مئی کے لیکچر کا جواب لکھ کر بھجوا دیا۔ لیکچر سنا نہیں انہیں علم نہیں کہ لارڈ بشپ اپنے لیکچر میں کیا کچھ کہے گا۔ لیکن آپ نے قادیان کے چھوٹے سے گاؤں میں رہتے ہوئے اس لیکچر کا جواب پہلے سے لکھا اور جب بشپ صاحب ۲۵ مئی کو لیکچر دے چکے تو اسی وقت مرزا صاحب کے ایک مرید نے ان کا لکھا ہوا جواب پڑھ کر سنایا اور اس میں بشپ صاحب کے ایک ایک اعتراض اور سوال کا جواب تھا، وہ اس جواب کو سن کر مبہوت رہ گیا۔ میں نے بشپ لیفرائے کو خود دیکھا ہے یہ ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے میری اس سے گفتگو بھی ہے۔ مرزا صاحب سے مقابلہ کا واقعہ اس سے پہلے کا ہے ان کے جواب کو سن کر لوگوں کو یقین ہو گیا کہ مرزا صاحب کے ساتھ خدا ہے اور یہ مضمون خدا کی تائید سے لکھا گیا تھا اور خدا نے اس مضمون کو لکھوایا ہے، اس کو سن کر عیسائی لاجواب ہو گئے۔ کوئی جواب اُن سے بن نہ پڑا۔ ان کے منہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں، عیسائیوں کی یہ بہت بڑی شکست تھی اور اسلام کی بہت بڑی فتح۔ مسلمانوں کے چہرے مسرت اور خوشی سے چمک اُٹھے، اس جلسہ میں عیسائیوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد مسلمانوں کا نمائندہ نہیں لیکن مسلمانوں نے اسی وقت کہا کہ مرزا غلام احمد مسلمانوں کا نمائندہ ہے۔

- - - - - - - - - - - - -

حضرت مرزا صاحب کا بشپ لیفرائے کو چیلنج اور اس کا فرار

ایک اور اشتہار حضرت مرزا صاحب نے دیا کہ لیفرائے "زندہ نبی" کے موضوع پر مجھ سے مناظرہ کرے لیکن اسے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی اور کہا کہ مجھے کام ہے میں لاہور سے شملہ جانے والا ہوں، اس لئے میں یہ چیلنج قبول نہیں کر سکتا۔ لوگوں نے کہا کہ اس سے اہم کام بھی کوئی ہو سکتا ہے جس مقصد کے لئے تم آئے ہوئے ہو اس کو چھوڑ کر شملہ چلے جانا کہاں کی عقلمندی ہے لیکن وہ نہ مانا اور بھاگ گیا۔ مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ اسلام کو فتح حاصل ہوئی اور عیسائیت اس کے مقابلہ میں ہار گئی۔ تمام اخباروں میں اس بارے میں لکھا گیا۔ اخبار پاینر Pioneer نے زبردست مضمون لکھا۔ اور کہا کہ کیا وجہ ہے کہ لیفرائے مقابلہ میں نہیں آئے۔ ایک دوسرے اخبار نے بھی لکھا کہ تمہیں مرزا صاحب کے مقابلہ میں آنا ضروری تھا۔ تم بڑے علم و فضل کے مالک ہو، تمہیں مرزا صاحب کا چیلنج قبول کرنا چاہیئے اتنے بڑے علم کے باوجود تم خود چیلنج دینے کے بعد راہ فرار اختیار کرتے ہو، یہ ٹھیک نہیں۔ لیکن وہ لاہور سے شملہ اور وہاں سے بحرین چلا گیا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ پادریوں نے اعلان کر دیا کہ مرزا صاحب کے ساتھ یا اُن کے کسی مرید کے ساتھ بحث نہ کی جائے چنانچہ کوئی پادری یا عیسائی حضرت مرزا صاحب یا اُن کے کسی مرید سے بحث کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

حضرت مرزا صاحب کی کامیابی تائید الٰہی سے تھی

اگر خدا نے ہمیں آزادی اور سلطنت کی نعمت عطا فرمائی تو یہ بھی بہت بڑا فضل ہم پر کیا کہ دین کو غیروں کے حملوں سے بچایا۔ حضرت مرزا صاحب نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ انگریز کی حکومت میں انگریز کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونا بڑا مشکل ہے۔ آپ اکیلے تھے، مقابلہ بڑا سخت تھا، مشکلات بے شمار تھیں، لیکن آپ کامیاب رہتے ہیں۔ اسکو کہتے ہیں خدا کی تائید۔ اگر خدا کی تائید شامل حال نہ ہوتی تو مرزا صاحب کبھی کامیاب نہ ہوتے انگریز ان کو ختم کر دیتا۔

سفید پرندے پکڑنے کا کشف

حضرت مرزا صاحب کا ایک اور کارنامہ سنیئے انہوں نے خواب دیکھا کہ میں یورپ میں منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کر رہا ہوں اور کچھ سفید پرندے پکڑے ہیں۔ اس خواب کی یہ تاویل انہوں نے کی کہ ہمارے دوست یورپ جائیں گے اور یورپین لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کریں گے۔ پرندے اور انسان میں نفرت ہے۔ یہ دونوں مل جل کر رہنا کم پسند کرتے ہیں۔ کبوتر ہو یا مرغی بلبل ہو یا مور، یہ سب انسانوں کو دیکھتے ہی بھاگ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ نفرت ہے۔ یورپین لوگ بھی سفید پرندے تھے جو مسلمانوں اور اس کے دین اسلام سے نہایت بیزاری اور نفرت کا اظہار کرتے تھے یورپ میں ہمارے نبی کریم صلعم کے متعلق بہت خطرناک باتیں پھیلی ہوئی تھیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کا کیریکٹر ان لوگوں کے نزدیک نہایت ہی بُری شکل میں پیش کیا گیا تھا وہ حضرت صلعم کے کردار سے نفرت کرتے تھے اور اسلام کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے۔

یورپ میں تبلیغ اسلام کا اثر

لیکن جب مرزا صاحبؒ نے فتح اسلام کا جھنڈا یورپ میں گاڑا تو یہی نفرت کرنے والے سفید پرندے اسلام سے محبت کرنے لگے۔ ان کے خیالات اور نظریات میں تبدیلی آگئی۔ بڑے بڑے پائے کے انگریز مسلمان ہو گئے۔ بعض خطاب یافتہ انگریز اور لارڈ عیسائیت کو خیرباد کہہ بیٹھے۔

یورپ کے بڑے بڑے لوگوں کا قبول اسلام

آپ نے دیکھا کہ لارڈ ہیڈلے نے جو بڑے امیر کبیر عیسائی تھے اسلام قبول کیا۔ وہ ہندوستان آئے۔ انہوں نے سارے ہندوستان کا چکر لگایا۔ انہوں نے مسجدوں میں نمازیں پڑھیں، جس سے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی کہ جہاں ہم نے یہ دیکھا کہ ہندوستان میں عیسائی پادری آئے اور انہوں نے مسلمانوں کو عیسائی بنایا وہاں آج ہم نے یہ بھی دیکھا کہ عیسائی خود مسلمان ہو رہے ہیں۔

برمن کے نواب میرن عمر ایرنفلز کو بھی آپ نے دیکھا اس نے پنجاب اور ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کیا، لیکچر دیئے۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اسلام کی فتح کا جھنڈا یورپ میں گاڑا جا چکا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی وجہ سے اسلام ۴۸ سال سے برابر مغربی لوگوں میں پھیل رہا ہے اور بہت سے لوگ اسلام قبول کر چکے اور کر رہے ہیں۔ بڑے بڑے لارڈ اور پادری مسلمان ہو گئے۔ ایک شخص مارماڈیوک پکتھال بھی مسلمان ہو گئے، وہ حیدرآباد دکن میں مدت تک ایک رسالہ کے ایڈیٹر رہے۔ سارا ہندوستان ان سے واقف ہے۔ وہ بڑا عالم اور مصنف تھا۔ اس نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی جماعت نے یورپ کے لوگوں کی رہبری کی تو وہ خود مصنف اور مؤلف ہو گئے۔ وہ خود اسلام کی تائید اور حقانیت میں کتابیں لکھنے لگے اور اسلام کے مشنری بن گئے۔

لندن اور برلن میں مساجد اور اسلامی لٹریچر

حضرت مجدد الزمان کی وجہ سے انگلستان لندن اور جرمنی میں اسلام کے جھنڈے گاڑے گئے قرآن شریف کے ترجمے انگریزی۔ ڈچ اور جرمنی زبانوں میں ہو گئے۔ یورپ میں مسجدیں بنائی گئیں جرمنی میں برلن کی مسجد بڑی خوبصورت مغل آرٹ کی طرز پر بنائی گئی اس کے ۹۵ فٹ کے منار ہیں ۷۵ فٹ پر اس کے گنبد کی چوٹی کھڑی ہے ۳۲ فٹ اس کا دروازہ اونچا ہے یہ مسجد بنا کر یورپ کے قلب میں فتح اسلام کا جھنڈا گاڑا گیا ہے۔ قرآن کی تفسیریں یورپ میں مقبول ہو گئیں یورپین لوگوں کے سامنے کوئی نظریہ پیش کرنا آسان نہیں وہ بڑے پڑھے لکھے اور فہیم و دانا ہوتے ہیں۔ وہ بال کی کھال نکالتے ہیں۔ مجھے جرمنی میں ایک شخص پروفیسر بیکر سے ملنے کا موقع ملا۔ وہ بڑا عالم فاضل

www.aaiil.org

تھا۔ وہ عربی جانتا تھا۔ میں نے اُن سے کہا کہ کیا آپ قرآن جانتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ میں نے خیال کیا کہ شاید وہ صرف متن ہی پڑھ سکتے ہوں گے۔ اس نے کہا کہ میں قرآن کے مطالب و مفہوم خوب سمجھتا ہوں۔ میں حدیث بھی جانتا ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ میں فقہ بھی جانتا ہوں۔ اور بتایا کہ جرمنی میں کس قدر عربی زبان سیکھ سکتا تھا میں نے سیکھی ہے مصر میں میں نے تمہارے بہت بڑے عالم فاضل محمد عبدہٗ سے زبان عربی کا علم حاصل کیا ہے، اور ان کے قدموں میں تین سال تک رہا ہوں۔ ایسے عالم فاضل لوگوں کے سامنے اپنی تفسیریں پیش کرنا آسان نہیں، آکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹی کے پروفیسروں کے سامنے قرآن کی تفسیریں پیش کرنا آسان نہیں۔ لیکن ہماری پیش کردہ قرآن کی تفسیروں نے بڑی مقبولیت حاصل کی ہے۔ خود اسلامی ممالک نے بھی ان تفاسیر کی قدردانی کی ہے لوگ یقین کر اُٹھے ہیں کہ اس جماعت نے اسلام کو صحیح رنگ میں پیش کیا ہے۔ اگر یہ تفسیریں کسی لحاظ سے غلط ہوتیں، تو مصر، ایران، افغانستان، مکہ، مدینہ اور شام کے علماء ان تفسیروں میں کیڑے ڈالتے، اور کہتے ان تفسیروں میں غلط خیالات اور عقائد پیش کئے گئے ہیں لیکن تمام اسلامی ملک یقین کرتے ہیں کہ یہ تفسیریں، احادیث لغات اور حدیثوں کی شرحوں اور فقہ کے عین مطابق ہیں۔ یہ بہت بڑی خدمت ہے جو اس چھوٹی سی جماعت نے کی ہے، یہ صرف ایک شخص حضرت مرزا غلام احمدؒ کی وجہ سے ہے۔

حکیم اجمل خان مرحوم کی رائے

مسیح الملک حکیم اجمل خاں نے ایک دفعہ مجھ سے ذکر کیا کہ ایک شخص کا مسلمان ہونا بہت ہی مشکل امر ہے لیکن آپ کی جماعت نے تو سینکڑوں آدمیوں کو مسلمان کیا ہے۔ یہ بات یقیناً بہت بڑی ہے لیکن ایک اور بات جو میرے دل میں ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے ان مشنوں کی وجہ سے تمام اسلامی دنیا میں یہ یقین پیدا ہو گیا ہے کہ اسلام ایک معقول مذہب ہے اور یورپ پر غالب آسکتا ہے۔

اسلام کے متعلق اہل یورپ کی رائے میں تبدیلی

یہ ایمان پیدا کرنے والا شخص حضرت مرزا غلام احمدؒ ہے۔ اس نے کسر صلیب کی اور کفارہ کو باطل قرار دیا یورپ میں اسلام کی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ اور اسلامی لٹریچر یورپی ممالک میں پھیلا دیا۔ اس لٹریچر کا بہت اثر ہوا۔ یورپی لوگوں کے ذہنوں میں حضرت نبی کریم کی بڑی بھدی اور پراگندہ تصویر تھی۔ وہ حضرت صلعم کو ایسی گالیاں دیتے تھے کہ ہمارے کان نہیں سن سکتے تھے۔ اسلام کے خلاف زہر اُگلا جاتا تھا۔ لیکن ہمارے پیش کردہ لٹریچر کی وجہ سے لوگوں کے خیالات اور نظریات اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں بدل گئے ہمارے لٹریچر نے ان کے دلوں کو دھو ڈالا اور سارا گند نکال دیا۔ یہ کتنی بڑی خدمت ہے جو اس چھوٹی سی جماعت نے کی ہے۔

ہمارے مشنوں کی وجہ سے مسلمان طلباء کے حوصلے بڑھ گئے

اس سے پہلے یورپ میں مسلمانوں کے بچے تعلیم کے لئے جاتے اور وہ اس ماحول میں جا کر اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہوئے شرماتے تھے۔ وہ جھینپتے تھے۔ کہ یہاں کے لوگ ہمیں حقیر و ذلیل خیال کریں گے لیکن اس جماعت کے مشنوں کی وجہ سے ان کے حوصلے بڑھ گئے ان کی شرم اور جھجک جاتی رہی۔ وہ اب برملا اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو ہمارے مشنوں میں لاتے اور ان کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرتے ہیں۔ غرض ان مشنوں نے آپ کی اولادوں کے دین کی حفاظت کی ہے اب وہ اپنے دین کا نام لیتے ہوئے شرماتے نہیں ہیں۔

لیکھرام کا حضرت مرزا صاحبؒ کو چیلنج

حضرت مرزا صاحب نے مغربی اقوام اور عیسائیت کا ہی مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ جو لوگ حضرت نبی کریم صلعم کو بڑی بڑی گندی گالیاں دیتے تھے۔ آریوں کا ایک بہت بڑا لیڈر تھا جس کا نام لیکھرام تھا۔ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت گالیاں دیتا تھا۔ وہ قادیان بھی گیا، اور سارے پنجاب کا دورہ کیا اور کہا کہ مرزا صاحب جو کہتے ہیں کہ میں باکرامت ہوں، خدا میرے ساتھ ہے اگر ایسا ہی ہے تو وہ میرے خلاف بددعا کریں اگر وہ سچے ہوئے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا اور اگر وہ جھوٹے ہوئے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اس نے حضرت مرزا صاحب کو خط لکھا کہ تم اپنے خدا سے کہو کہ وہ عذاب مجھ پر نازل کرے۔

حضرت مرزا صاحبؒ کی دعا اور لیکھرام پر عذاب کی پیشگوئی

حضرت مرزا صاحب نے وہ خط شائع کر دیا اور خدا سے دعا کی کہ یہ شخص تیرے حبیبؐ کو گالیاں دیتا ہے، اور اس کی تکذیب کرتا ہے۔ تو کوئی ایسا نشان دکھلا کہ تیرے رسولؐ کی صداقت دنیا پر روشن ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اطلاع دی کہ میں ایک ہیبت ناک نشان دکھلاؤں گا۔ حضرت نے اشتہار دے دیا کہ لیکھرام پر ہیبت ناک عذاب نازل ہوگا۔ اگر ایسا نہیں تو میں اور میرا دعوےٰ سب کچھ جھوٹا ہے اور کہا کہ بشرنی ربی قال بشرنی ستعرف العید والعید اقرب میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے وقال مبشراً اور مجھے بشارت دی ہے کہ عید کے قریب یہ شخص عذاب میں مبتلا ہو جائے گا۔

پیشگوئی کس طرح پوری ہوئی

لیکھرام کہتا تھا کہ میں مسلمانوں کو ہندو بناؤں گا ایک شخص اس کے پاس ہندو بننے کے لئے آیا وہ اسکو لے کر شہر بھر پھرا اور اعلان کیا کہ عید کے دوسرے روز اس کو آریہ بنایا جائے گا۔ جمعہ کے دن عید تھی، دوسرے دن سنیچر کو لیکھرام لاہور میں وچھووالی کی گلی میں اپنی بیوی اور ماں کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ شخص بھی اس کے ساتھ تھا۔ جسے ہندو بنایا جانے والا تھا، یہ گلی شاہ عالمی دروازہ کے اندر ہے ویسے تو سارا شاہ عالمی بازار ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا لیکن اس گلی میں ہندوؤں کے سوائے اور کوئی نہ رہتا تھا، اس دن وہاں گلی میں ایک شادی ہو رہی تھی۔ لیکھرام نے دوپہر کو کھانا کھا کر انگڑائی لی، اس شخص نے جو آریہ ہونے کے لئے آیا ہوا تھا اسی وقت اس کے پیٹ میں چھرا مارا اسکی انتڑیاں باہر آگئیں اور وہ بیل کی طرح بیٹھنے لگا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ وہ شخص کہاں گیا کسی کو پتہ نہیں۔ بیوی اور ماں نے اسکو سیڑھیاں اُترتے ضرور دیکھا۔ لیکن نیچے کسی شخص نے اسے نہ دیکھا۔

قاتل کا سراغ نہ ملا

ہندو دنیا میں کہرام مچ گیا۔ ان کے دلوں میں انتقام کا جذبہ بھڑک رہا تھا۔ ان دنوں آریوں کا تعلق حکومت کے ساتھ بہت تھا اور پولیس کے ساتھ بھی بہت رسوخ تھا۔ انہوں نے کہا کہ قتل مرزا نے کروایا ہے۔ اس کا مرید آیا تھا۔ اور لیکھرام کو قتل اس نے کیا ہے۔ مرزا نے اپنے اس قاتل مرید کو مار کر اپنے مکان کے کسی حصہ میں دفن کر دیا ہے۔ بڑا شور ہوا، پولیس کا انگریز افسر قادیان گیا۔ اس نے مکان کی تلاشی لی مکان کو کھدوایا گیا۔ لیکن کچھ نہ نکلا۔

حضرت صاحب کو اُن کے مریدوں نے جو تاریں اس خوشی میں دی تھیں، ان کو دیکھا گیا، اور خط و کتابت کو دیکھا۔ لیکن کوئی سراغ نہ ملا، حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ مجھے لیکھرام کے مرنے کا افسوس ہے اس کے ساتھ مجھے انتہائی خوشی ہے کہ خدا کا کلام پورا ہو گیا، حضرت مرزا صاحب نے آریوں۔ برہمو سماج وغیرہ سے مناظرے بھی کئے، اور اسلام کی عظمت و صداقت کو دلائل و براہین سے ثابت کیا۔

چولہ صاحب کی برآمدگی اور سکھوں پر اتمام حجت

بابا نانک صاحب کا ایک چولہ شریف ہے حضرت مرزا صاحب اسے دیکھنے کے لئے گئے حضرت مرزا صاحب کے حسن سلوک کی وجہ سے محافظ غلاف پر سے غلاف جو چولہ صاحب پر پڑے ہوئے تھے اتارتا جاتا۔ حتیٰ کہ وہ چولا نکل آیا جس پر کلمہ طیبہ، اور قرآن شریف لکھا ہوا تھا حضرت مرزا صاحب نے اس کی تصویر شائع کی۔ حضرت مرزا صاحب نے یہ بھی بتلایا کہ بابا نانک حج کے لئے گئے تو انکو مسلمانوں نے یہ پیراہن بطور تحفہ دیا تھا، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمان تھے۔

پوھتی صاحب کی زیارت

اسی ضمن میں ان کی توجہ سے فیروز پور کے ضلع میں

مقام گوردوارہ ڈیرہ صاحب کے گوردوارہ میں جب پوتھی صاحب کی زیارت کرنے کے لئے انتظام کیا گیا تو وہ پوتھی نہ تھی قرآن کریم کا نسخہ تھا، یہ بھی باوا نانک صاحب کی اسلام سے عقیدتمندی کا ثبوت تھا۔

غرض حضرت مرزا صاحب نے اکیلے عیسائیوں، آریوں، سکھوں اور برہمو سماج کا مقابلہ کیا، ان سب کو آپ نے شکست دی اور اسلام کو زندہ مذہب ثابت کیا۔

عربی میں بے نظیر کتاب لکھنے کا چیلنج

ایک اعلان حضرت مرزا صاحب نے کیا جو بہت مشکل ترین اعلان تھا، آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں عربی زبان میں کتاب لکھوں، جو زبان، بلاغت و فصاحت کے لحاظ سے بے نظیر ہوگی اور کوئی شخص خواہ وہ مصری ہو یا شامی مکی ہو یا مدنی، ایران کا ہو یا افغانستان کا، اس تصنیف کا مقابلہ نہیں کر سکے گا آپ نے چیلنج کیا کہ آؤ میرے مقابلہ میں عربی زبان میں کتاب لکھو۔ میں جو کچھ معارف حقائق اس کتاب میں درج کروں گا، کوئی ایسے معارف حقائق نہیں لکھ سکے گا اور نہ زبان کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ کر سکے گا۔ اس چیلنج کا جواب کسی سے بھی نہ آیا کلکتہ سے لے کر پشاور تک بڑے بڑے عالم و فاضل سنے اکثر ان کو کافر کہتے تھے لیکن کوئی بھی تو مقابلہ میں نہ آیا۔ پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں کا رہنے والا شخص، عربی اس کی مادری یا ملکی زبان نہیں تھی لیکن وہ نثر لکھتا ہے تو بڑی فصیح و بلیغ۔ اور اگر نظم لکھتا ہے تو دریا کے دریا بہا دیتا ہے۔ میں نے خود مرزا صاحب کی کتابیں مصر کے علماء کو دکھلائی ہیں۔ جرمنی اور انگلستان میں بڑے بڑے عرب علماء و فضلاء کے سامنے رکھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تصانیف نہایت ہی فصیح اور بلیغ ہیں، ان کے اندر نور ہی نور ہے۔

مولوی عبداللہ ٹونکی کا خط اور اس کا جواب

لاہور میں اورینٹل کالج کے پرنسپل عبداللہ ٹونکی بڑے مشہور شخص گذرے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم مرزا صاحب کی عربی دانی کی قلعی کھول دیں گے۔ اس مقصد کے پیش نظر انہوں نے اپنے ایک شاگرد مولوی یار محمد کو ایک خط دیا اور کہا کہ قادیان جاؤ اور جب مرزا صاحب مجلس میں بیٹھے ہوں تو ان کو یہ خط پیش کرو اور اصرار کرو کہ وہیں پر بیٹھے بیٹھے اس کا جواب لکھ کر دیں۔ چنانچہ مولانا یار محمد صاحب قادیان پہنچے مسجد میں گئے اور خط پیش کیا۔ مرزا صاحب اندر جانے لگے تو مولانا کہنے لگے کہ اندر نہ جائیے یہیں بیٹھ کر جواب دیجئے مرزا صاحب سمجھ گئے کہ میرا امتحان ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے قلم دوات منگوایا اور وہیں پر بیٹھے بیٹھے قلم برداشتہ جواب لکھ کر حوالے کر دیا۔ مولانا یار محمد صاحب نے خود بیان کیا ہے کہ میں جواب لے کر مولانا عبداللہ صاحب ٹونکی کے پاس آیا تو وہ خط کو پڑھ کر حیران رہ گئے کہ میں نے کس شخص کا امتحان لینا چاہا ہے۔ تحریری بیان موجود ہے کہ پرنسپل صاحب کو خط پڑھنے کے لئے عربی ڈکشنری دیکھنا پڑی

مقدمات میں راستبازی

ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے حضرت مرزا صاحب نے لاہور کے ایک مشہور و معروف اور قابل ترین وکیل مولوی فضل دین صاحب کو اپنا وکیل بنایا۔ وہ ایک دن لاہور کے ایک مشہور و معروف حکیم غلام نبی صاحب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے وہاں حضرت مرزا صاحب کے متعلق بات چل نکلی اس مجلس میں اخبار "ہندوستان" کے ایڈیٹر لالہ دینا ناتھ بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا کہ لوگو یقین کرنا کہ مرزا جہاں پرش ہے اور زبردست روحانی طاقت کا مالک ہے۔ مولوی فضل دین بھی بول اُٹھے انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب تو بڑی صفات کے مالک ہیں، ان کا اخلاق بڑا بلند ہے۔ خدا تعالے پر ان کا ایمان بڑا مضبوط اور زبردست ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ ایک مقدمہ میں، میں ان کا وکیل تھا۔ میں نے ان کو ایک بیان لکھ کر دیا اور کہا کہ جب عدالت میں مقدمہ پیش ہوگا تو یہ بیان وہاں دیدیں۔ مرزا صاحب نے کہا یہ تو جھوٹ ہے۔ میں یہ جھوٹا بیان نہیں دے سکتا۔ میں نے کہا جناب مجرم کے لئے حلفی بیان دینا ضروری نہیں قانون اس کی اجازت دیتا ہے۔ مرزا صاحب نے کہا بیشک دنیا کا قانون اس کی اجازت دیتا ہے لیکن میرے خدا کا قانون مجھے یہ اجازت نہیں دیتا کہ جھوٹ بولوں۔ اس سے میں دو جرم کا مرتکب ہوں گا۔ ایک تو دنیا کو دھوکا دوں گا دوسرا جرم خدا کا کروں گا وکیل صاحب میں آپ کی تجویز پر عمل نہیں کر سکتا مولوی فضل دین صاحب کا بیان ہے کہ مرزا صاحب نے خود ہی قلم برداشتہ اپنا بیان لکھا، جس میں کوئی جھوٹی بات نہ تھی۔ جج انگریز تھا اس نے اس بیان کو پسند کیا اور فیصلہ مرزا صاحب کے حق میں کر دیا۔

والد کے خلاف شہادت حق

اسی طرح ایک اور واقعہ مرزا صاحب کی صداقت کے متعلق آپ کو سناتا ہوں۔ قادیان میں ایک سکھ رہتا تھا، اس نے مرزا صاحب کے باپ کے ساتھ مقدمہ کیا ہوا تھا۔ سکھ کہتا تھا کہ کچھ زمین اور دیگر کے درخت جو بڑے مرزا صاحب کی زمین سے ملحق تھے ہمارے ہیں اور مرزا صاحب کے والد کہتے تھے کہ ہمارے ہیں، سکھوں نے مقدمہ میں مدعا علیہ کے بیٹے یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اپنا گواہ لکھوا دیا۔ سمن آئے آپ سے کہہ دیے دیکر سمن بردار کو یہ نہیں کہا کہ گواہ کے متعلق کہہ دیا جائے کہ وہ گھر پر نہیں تھا۔ آپ نے سمن لے لیا۔ اور عدالت میں پیش ہو کر بیان دیا کہ درخت اور زمین سکھوں کی ہے۔ وکیل نے ان پر جرح کی کہ چھوٹے مرزا صاحب آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ کیکر کے درخت اور زمین سکھوں کی ہے، آپ تو مسجد میں رہتے ہیں اور دنیا کے کاروبار سے آپ کو کوئی تعلق نہیں ہے، آپ کو زمین وغیرہ کا تو علم نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ ایک دفعہ ابّا جان مجھے اپنی زمین پر لے گئے تھے۔ تو انہوں نے مجھے بتلایا کہ یہ زمین اور کیکر سکھوں کے ہیں۔ چنانچہ فیصلہ سکھوں کے حق میں ہو گیا۔

یقیناً مرزا صاحب کی خدمات عظیمہ اور یہ ہیں ان کے اخلاق و اوصاف حمیدہ جو آن کی صداقت اور مجددیت کا کھلا ثبوت ہیں۔

ایک غور طلب سوال

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

انہیں کافر یا دشمن اسلام کہا جا سکتا ہے، اور ان کے صحیح اسلامی عقائد، ان کے عملی نمونہ اور خدمات اسلام کے ہوتے ہوئے ان کی مجددیت کا کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے؟ **انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنٰی وفرادٰی ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ** - لوگو! میں ایک بات کی تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ دو دو اور ایک ایک کر کے کھڑے ہو جاؤ اور غور کرو (تمہیں معلوم ہو جائے گا) کہ تمہارے ساتھی (مرزا صاحب) کسی جنون میں مبتلا نہیں، نہ کوئی کفر کی بات ان کے عقائد و اعمال میں پائی جاتی ہے، بلکہ وہ ایک خدا رسیدہ اور با استیاز انسان ہیں جو چودھویں صدی میں مجددیت کے منصب اعلے پر فائز کئے گئے، جس طرح گذشتہ تیرہ صدیوں میں مجدد آتے رہے۔

مسیح موعودؑ نمبر

دوستوں کے ہاتھوں میں پہنچتے ہوئے ہم اس بات کیلئے معذرت خواہ ہیں کہ بعض دوستوں کے مضامین بہت دیر سے آنے کی وجہ پرچہ کو ایک دن دیر سے شائع کرنا پڑا۔ باوجود اس کے دو تین اصحاب کے مضامین بسبب عدم گنجائش درج ہونے سے رہ گئے جو آئندہ اشاعت میں انشاءاللہ درج کر دیئے جائیں گے۔

(مدیر)

www.aaiil.org

موجودہ تحریکات اسلامی اور احمدیت

چوھدری محمد حسن چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

گذشتہ صدی کی اسلامی تحریکات

گذشتہ ستر اسی سال میں برصغیر ہند و پاکستان میں بہت سی تحریکیں اٹھیں کچھ وقت عوام میں ان کا چرچا رہا۔ اور پھر خود ہی اپنی موت آپ مرگئیں۔ البتہ دو تحریکات ایسی ہیں جن کے محرکات زیادہ ٹھوس اور جس کے چلانے والے زیادہ مخلص اور زیرک تھے۔ وہ اپنے مقاصد میں بہت حد تک کامیاب ہوئیں مگر چونکہ ان کے مقاصد محدود تھے۔ اس لئے گو قوم پر وہ اپنے پائیدار اثرات چھوڑ گئیں مگر قومی کیریکٹر کو وہ کوئی نمایاں رنگ نہ دے سکیں۔

سرسید کی علمی تحریک

ایک تحریک تو وہ ہے۔ جس کے قائد سر سید علیہ الرحمۃ تھے۔ اس زمانے میں مسلمان بحیثیت قوم، تعلیم میں، تجارت میں، صنعت و حرفت میں اور دیگر شعبوں میں بہت پسماندہ تھی، اس کے بالمقابل ہندو قوم نے مغربی علوم کو لبیک کہا۔ اور وقت کی آواز کو پہچان لیا۔ اور اپنے اجنبی حاکموں سے تعاون کر کے ترقی کی منازل طے کرنے لگی۔ سرسید نے محسوس کیا اگر مسلمان قوم قدامت پسند علماء کے چنگل میں پھنسی رہی تو اس پر ترقی کے تمام دروازے ہمیشہ کے لئے بند رہیں گے۔ سرسید اٹھا اور دلی جوش اور اعلےٰ درجے کی دماغی صلاحیتیں لے کر میدان میں آیا۔ ایک طرف اس نے مسلمانوں کے خلاف انگریز کی بدظنیاں دور کیں، دوسری طرف مسلمانوں کو ابھارا کہ وہ زمانے کا ساتھ دیں اور مغربی علوم و فنون کو سیکھنا شروع کر دیں۔ ان کی آواز میں جادو کا سا اثر تھا۔ اور ان کے قلب میں ایک زبردست قومی جذبہ موجود تھا اور وہی انہیں طاقت اور قوت مہیا کر رہا تھا، ان کا پیرایۂ بیان ہمیشہ مدلل ہوتا تھا۔ جس سے مسلمانوں کا باشعور طبقہ آہستہ آہستہ متاثر ہو کر بتدریج سرسید کے ہمنوا ہونے لگا۔ قدامت پسند علماء نے مخالفت کے طوفان اٹھائے مگر سرسید کے خلوص اور استدلال کے سامنے ان کی پیش نہ گئی نتیجہ یہ ہوا کہ سرسید کی چلائی ہوئی علیگڑھ تحریک کامیاب ہو گئی۔ اور ایشیا میں علیگڑھ کالج کو وہ مقام حاصل ہوا جو کسی اور ادارے کو نہ مل سکا۔ اور یہی علیگڑھ بالآخر مسلم یونیورسٹی کی شکل میں مسلمانوں کا ایک بیش بہا قومی سرمایہ بن گیا۔ اب ملک میں مسلمان بھی ہندوؤں کی طرح علم کے زیور سے آراستہ نظر آنے لگے۔ اور حکومت کی ملازمتوں میں بھی ان کو حصہ ملنے لگا۔ ان کے ہاں بھی مصنف اور لیڈر پیدا ہونے لگے اور مسلمان بحیثیت ایک قوم ہندوؤں کے مد مقابل ایک حریف کی شکل میں سامنے آنے لگی۔

پاکستان کی سیاسی تحریک

دوسری تحریک وہ سیاسی تحریک تھی جس کا پہلا نقشہ چودھری رحمت علی صاحب کے دماغ میں پیدا ہوا۔ اور جسے علامہ اقبال کے تخیل نے زیادہ واضح کیا اور قائد اعظم کی فولادی شخصیت نے عمل میں لا کر دنیا کے سامنے ایک نئے معجزے کی شکل میں تخلیق کر دکھایا۔ وہ تحریک مسلم لیگ کی تحریک تھی جس کا مقصد ایک علیحدہ آزاد مملکت حاصل کرنا تھا، اس تحریک میں بھی مسلمانوں کا باشعور طبقہ شامل ہو گیا۔ اور علماء کی مخالفت کے علی الرغم مسلمانوں کو ان کی قومی جد و جہد کے معاوضہ میں ایک وسیع اور عریض آزاد مملکت مل گئی۔

فناہ پذیر تحریکات

ان دو تحریکوں کے ماسوا کوئی ایسی تحریک نہ تھی جس میں مسلمانوں کے باشعور طبقہ نے شمولیت کی ہو۔ کئی تحریکیں طوفانوں کی طرح اٹھیں اور آناً فاناً تخریبی کارنامے سرانجام دے کر فناہ ہو گئیں۔

احرار اٹھے اور ایک عرصہ تک مسلمانوں کے ذہنوں پر چھاتے رہے اور پھر خود ہی اپنی اندرونی ناپختگی کی وجہ سے ہمیشہ کی نیند سو گئے۔

جماعت اسلامی قدامت پسندی کو ایک فلسفہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے معرض وجود میں آئی۔ مگر اوہام فلسفہ نہیں بن سکتے جماعت اسلامی کے علماء کے پاس بڑے پُر جلال الفاظ ہیں اسلوب بیان بھی بڑا پُر شوکت و دلکش ہے۔ مگر وہ کہتے یہ ہیں کہ صرف خیال کی تبدیلی پر موت کی سزا دی جا سکتی ہے لاتعداد لونڈیاں بغیر نکاح زینت حرم بنائی جا سکتی ہیں۔

کامیابی و ناکامی کے معیار

ان کے نزدیک اگر کسی نبی کو زندہ مانا جائے یا اسی کو دوبارہ دنیا میں لا کر انسانیت کی اصلاح کی ذمہ داری سونپ دینے کا عقیدہ رکھا جائے اور یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نبی کی زندگی میں اپنا مشن ختم کر کے خدا سے جا ملے تو ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی لیکن ایک امتی اللہ تعالےٰ سے روشنی حاصل کر کے عیسائیت کی اصلاح پر مامور ہو اور اس کے لئے وہ مسیحا کہلانے کی جسارت کرے، تو وہ کافر

یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ زمانہ عیسائیت کے عروج کا زمانہ ہے۔ اور اسی زمانہ میں اس کا انہدام بھی مقدر ہے۔

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

بھلا جو کوئی عیسائیوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے، اور عیسائی دنیا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گرانے کی کامیاب مساعی کرے اور تثلیث کے باطل عقیدہ کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دے اور مسلمانوں کے دلوں میں ایمان باللہ کی زبردست قوت پیدا کر دے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعلیمات کے ذریعے عشق باری تعالیٰ پیدا کر دے اور قرآن کریم کی شان میں قصیدے لکھے اور اس کی اشاعت پر پوری انسانیت کی ترقی اور نجات کا انحصار رکھے اور اعلان کرے کہ میں مسیحیوں کے لئے مسیحا اور محمدیوں کے لئے خدا کی طرف سے مہدی ہوں اور مسلمانوں میں تفرقہ بذریعہ تکفیر پیدا کرنے اور اسلامی صفوں میں اضطراب اور انتشار کے بیج بونے والوں کے خلاف ایک محاذ قائم کرے، وہ تو کشتنی اور گردن زدنی سمجھا جائے۔ اور جو اتحاد بین المسلمین کو پارہ پارہ کرنے کے منصوبوں میں لگے رہیں اور اس پر یہ خواہش کریں کہ انہیں قائدین اسلام سمجھا جائے۔ تو وہ کیسے کامیاب و کامگار ہو سکتے ہیں

ایسی جماعت اسلامی کا جو انجام بالآخر ہوا۔ وہ عبرتناک بھی ہے اور افسوسناک بھی جماعت اسلامی کا کوئی پائیدار کارنامہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ اور تخریبی اعمال کبھی پائیدار نہیں ہوتے۔

تحریک طلوع اسلام

اس زمانے میں ایک اور تحریک شدت سے چلائی جا رہی ہے۔ اس کی اساس تعلیمات قرآنی بتائی جاتی ہے۔ اگر فی الواقعہ قرآن کی اشاعت مقصود ہو تو

چشم ما روشن دل ما شاد

مگر ہو یہ رہا ہے۔ کہ قرآن کے نام پر مغربی تحریکات کی (اشتراکیت سمیت) پشت پناہی ہو رہی ہے۔ قرآن کریم نے اپنے صفحات میں بار بار ذات باری تعالےٰ کو مبداءِ حقیقی اور سرچشمہ رحمت و قوت کے طور پر پیش کیا تھا۔ مگر ان متجددین نے اللہ کو معاشرے کے قائم مقام قرار دیدیا ہے۔ تحریک طلوع اسلام کی تمام جد و جہد کا محور قیام حکومت ہے۔ مودودی کی طرح وہ بھی اپنے تصور کی پیدا کردہ حکومت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مگر جس قوم کے لئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اس کے افراد کی ذہنی تربیت کا ان کے ہاں کوئی پروگرام نہیں۔ اس سلسلہ میں ان کے ہاں ذہنی عیاشیوں کے لئے کافی مواد موجود ہے، لیکن اگر کسی عملی پروگرام کی وہاں جستجو کی جائے تو اس کا . . . . فقدان ہے۔

www.aaiil.org

تحریک احمدیت اور اسکی خصوصیات

اس کے برعکس تحریک احمدیت ایک ربانی تحریک ہے وہ انسان کو اپنے مولا سے ملنے کے گر سکھاتی ہے۔ انسان اور خدا کے درمیان جو خلیج حائل ہو چکی ہے۔ اسے پاٹنا چاہتی ہے۔ ایمان باللہ قصر احمدیت کی خشت اول ہے۔ اور اسی پر اس کے تمام عقائد اور اعمال کی عمارت کھڑی کی گئی ہے، احمدیت کا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ انسان سے قرب کے تعلقات رکھتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی التجاؤں اور آرزوؤں کو سنتا ہے۔ اور انہیں شرف مکالمہ مخاطبہ مکاشفہ بخشتا ہے۔ احمدی جج فیصلہ کرتے وقت خشیۃ اللہ سے لرز رہا ہوتا ہے۔ اور عدل و انصاف کی باگ ڈور کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑتا وہ اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اگر اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ تو کم از کم اس کا یہ ایمان ہوتا ہے۔ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ سچا احمدی سمگلر نہیں ہو سکتا۔ بلیک مارکیٹ کا فعل زبوں اس سے سرزد نہیں ہو سکتا وہ کاروبار میں دیانت دار ہوتا ہے۔

اگر جمہور مسلمان اس تحریک کا ساتھ دیں

افسوس ہے کہ اہل دانش نے اس تحریک سے انصاف نہیں برتا۔ گو اس کی مخالفت نہیں کی مگر کھل کر موافقت بھی نہیں کی آج اگر مسلمانوں کا سنجیدہ طبقہ اس ربانی تحریک کا موید ہوتا تو افریقہ میں افریقیوں کے لاکھوں کی تعداد مسلمان ہونے کی بجائے کروڑوں کی تعداد میں لوگ مسلمان ہو جاتے۔ مہذب دنیا میں گو احمدیوں نے بڑے بڑے تبلیغی مراکز قائم کر رکھے ہیں۔ ووکنگ مشن، برلن مشن، ہالینڈ مشن کا مرکز اشاعت اور امریکہ میں تبلیغی سرگرمیاں ایک عالمگیر صورت اختیار کر جائیں، اگر جمہور مسلمان احمدیوں سے تعاون کرنے لگ جائیں اور مفکرین یورپ و امریکہ اسلامی نظریات کی طرف مائل ہو کر دنیا کے درد و دکھ کا درماں قرآن سے تلاش کرنے پر آمادہ ہیں۔ قرآن کے زیر اثر آج انسانیت ایک کنبہ کی صورت اختیار کر سکتی ہے اور قرآن کے ذریعہ دنیا کے تمام نظری اور عملی اور فرقی اور نسلی تعصبات دور ہو سکتے ہیں۔ اگر آج اسلامی عقائد اختیار کر لئے جائیں تو نہ ہائیڈروجن بموں کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ ہی ہلاکت آفریں اسلحہ تیار کرنے والی فیکٹریاں جاری رہ سکتی ہیں۔ یہ صرف قرآن ہی کا معجزہ ہے کہ وہ انسان کو انسان کی خدمت پر لگا سکتا ہے اور جہاں انسان کی جسمانی اور مادی ضروریات پوری کر سکتا ہے وہاں اسے روحانی مسرتوں سے بھی لطف اندوز کر سکتا ہے۔

اہل شعور طبقہ سے اپیل

میرے عزیز بھائیو! احمدیت کا کارواں باقاعدگی استقلال اور خلوص نیت سے رواں دواں جا رہا ہے اس کا ہجوم جس قدر بڑھے گا۔ اسی قدر بدی کی طاقتیں مغلوب ہوں گی اور حق کو تقویت پہنچے گی۔ ہمارا اہل شعور طبقہ بے شک غور کر لے کہ گذشتہ ستر اسی سال میں نوع انسان کو اسلام سے جس قدر روشناس اس جماعت نے کیا اس کا عشر عشیر بھی کسی تحریک سے نہیں ہو سکا۔ ہمارے علماء اس عرصہ میں لوگوں کو یہی سمجھاتے رہے کہ احمدی لوگ جنہوں نے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم دنیا میں شائع کر دیئے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور سیرت پر تمام دنیا کی زبانوں میں بے شمار لٹریچر پیدا کیا۔ وہ تو دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ آہ وہ جن کے ہاتھوں پر لاکھوں انسان حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں وہ تو ان حضرات کی دانست میں کافر اور مردود ہیں۔ مگر جو مسلمانوں کو دن رات کافر بنانے میں لگے ہوئے ہیں وہ قیادت کی گدی پر بیٹھے لوگوں کو تعصب کے سبق پڑھا رہے ہیں، کیا ہمارے باشعور طبقہ کی غیرت حرکت میں نہ آئے گی؟ اور کیا حق و باطل کے معرکہ میں وہ ہمیشہ غیر جانبدار رہیں گے؟ اور کیا وہ خود خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ نہیں ہیں۔ ستر ۷۰ سال کا عرصہ کوئی معمولی زمانہ نہیں ہے۔ اس طویل زمانہ کی کسوٹی پر پرکھا اور کھوٹ پرکھا جا سکتا ہے۔ باطل کو پائداری نہیں حق ہمیشہ زندہ ہے۔ وقت آگیا ہے۔ کہ ہمارے صالح فہم کے علماء و فضلاء پروفیسر صاحبان سرکاری عہدے دار عدالتوں کے جج صاحبان بڑے بڑے مقننین اور سیاستدان، ادیب اور وکلاء ٹھنڈے دل سے اس تحریک پر غور کرنا شروع کریں۔ اس کے عقائد بھی دیکھیں۔ اور اس سے وابستہ ہونے والوں کے اعمال پر بھی نظر رکھیں اس تحریک نے جس قدر دنیا کے نقطۂ نگاہ کو بدلا ہے اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور ان لوگوں سے تعاون کر کے اسلام کا بول بالا کر دیں، یہ اس زمانہ میں اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہو گی۔

احمدیت کا علمی اور عملی پہلو

ذیل میں ہم مختصر طور پر احمدیت کا علمی اور عملی خاکہ کھینچ کر پیش کر دیتے ہیں تاکہ اسے سمجھنے میں کسی کی کوئی دقت نہ ہو۔

ا۔ احمدیت علمی رنگ میں

(۱) اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس کے کامل پیروؤں کو اللہ تعالیٰ اپنی ہمکلامی کا شرف عطا فرماتا ہے۔

(۲) اسلام کامل وحدت کا مذہب ہے، جس کے پیرو سب بھائی بھائی ہیں اور کوئی شخص کسی اختلاف کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے۔

(۳) اسلام کامل وسعت کا مذہب ہے جو تمام نسل انسانی کی وحدت کو اور ہر قوم کے اندر نبیوں کے آنے کو تسلیم کرتا ہے۔

(۴) اسلام ایک فاتح مذہب ہے جو تمام مذاہب پر غالب آئے گا، اور جس کے اصول عام طور پر دنیا میں قبولیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔

(۵) اسلام ایک علمی مذہب ہے۔ اور اس کے اصول اور فروع علم اور عقل کے مطابق ہیں۔

(۶) اسلام میں اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور جو نئی ضروریات مسلمانوں کو پیش آئیں ان کا حل بذریعہ اجتہاد ہوتا رہے گا۔

(۷) قرآن شریف شریعت کا اصل اور غیر متبدل ماخذ ہے اور مسلمانوں کی زندگی کا اصل سرچشمہ ہے اور سب سے بلند مقام رکھتا ہے۔ حدیث شریف قرآن کے ماتحت ہے۔ اور فقہ یا اجتہاد آئمہ قرآن و حدیث کے ماتحت ہیں۔

(۸) قرآن شریف قیامت تک نسل انسانی کا سرچشمہ ہے اس کی کوئی آیت نہ پہلے کوئی منسوخ ہوئی نہ آئیندہ ہو گی۔

(۹) قرآن شریف عظیم الشان روحانی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اپنی روحانی طاقت سے قلوب کو فتح کرتا ہے، اپنی فتوحات کے لئے تلوار کا نہ کبھی پہلے محتاج ہوا نہ آئیندہ کبھی ہو گا۔

(۱۰) قرآن شریف تمام مذہبی صداقتوں کا جامع ہے تمام مذہبی مسائل پر اعلیٰ درجہ کی روشنی ڈالتا ہے مذہبی مسائل پر نہ صرف تمام دعاوی کو اپنے اندر لئے رکھتا ہے۔ بلکہ ہر دعوے کے دلائل بھی پیش کرتا ہے۔

(۱۱) محمد رسول اللہ صلعم تمام نبیوں کے کمالات کو اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ امت کسی دوسرے نبی کی محتاج نہ پہلے ہوئی ہے اور نہ آئیندہ ہو گی۔

(۱۲) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے خاتم ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔ مجدد ہر صدی کے سر پر آتے رہیں گے، تاکہ غلطیوں کو دور کر کے مسلمانوں کو سیدھی راہ پر ڈالیں۔ محدث اور اولیاء ہوں گے جن سے اللہ ہمکلام ہو گا۔

ب۔ احمدیت عملی رنگ میں

(۱) دنیا کی تمام قوموں کے مذہبی پیشواؤں اور کتب مقدسہ کا احترام کیا جائے۔

(۲) تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تمام آئمہ (خواہ وہ کسی فرقہ کے ہوں) تمام اولیاء و مجددین کا احترام کیا جائے۔

(۳) تمام اسلامی فرقوں کو ایک درخت کی مختلف شاخیں سمجھا جائے قرآن اور رسول پر سب کا اجتماع ہے، خواہ فروع میں کتنے ہی اختلاف ہوں۔

(۴) احکام شریعت کی تابعداری اور شعائر اسلامی کا احترام کیا جائے۔ اور قرآن شریعت کی حکومت کو کلی طور پر قبول کر کے ہر ایک رسم و رواج سے اجتناب کیا جائے۔

(باقی برصفحہ ۲۷)

www.aaiil.org

مسیح کی آمد ثانی

از:- مرزا معصوم بیگ صاحب راولپنڈی

قال رسول اللہ صلعم کیف انتم اذا انزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (بخاری)

فرمایا حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتکریم نے کہ اے مسلمانوں تمہاری کیا حالت ہوگی جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور وہ تم میں سے ہی تمہارا امام ہوگا۔

میری تقریر کا موضوع ہے "مسیح کی آمد ثانی"۔ اور اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ ہمارے عیسائی دوستوں کی طرف سے جو لٹریچر آج کل شائع ہو رہا ہے اس میں بڑی شد و مد کے ساتھ اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ خداوند یسوع مسیح اب آسمان سے نازل ہونے والے ہیں۔ اس لئے تیار ہو جاؤ۔ اور جو لوگ خداوند مسیح کی صلیبی موت اور خون پر ایمان نہیں لاتے۔ اب ان کا محاسبہ ہوگا۔ بڑی SEVERE WARNING ہے اور چونکہ مسلمان بھی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوبارہ آمد کے قائل ہیں۔ اس لئے وہ اس پروپگنڈا کا شکار ہو جاتے ہیں۔ میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ نہ کبھی کوئی شخص جو اس دنیا سے گذر گیا۔ آسمان سے دوبارہ نازل ہوا اور نہ کبھی ہوگا۔ یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اس لئے ؎

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں

تاریخ مقدس میں ایک بھی شہادت ایسی نہیں ملتی ہے کہ ایک شخص جو اس دنیا سے گذر گیا دوبارہ واپس آیا ہو۔ البتہ دوبارہ واپس آنے کے خلاف شہادت موجود ہے جس کا ذکر میں آگے چل کر کروں گا۔

اللہ تعالےٰ اولاد آدم کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے
فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون
اس زمین پر ہی تم زندگی بسر کروگے اور اس زمین پر ہی مروگے اور اسی زمین پر سے اٹھوگے۔ اور بائبل بھی اس قانون قدرت کی تصدیق کرتی ہے۔ پرانا عہد نامہ۔ ایوب نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ باب ۱۴:-

"انسان جو عورت سے پیدا ہوتا ہے تھوڑے دنوں کا ہے اور دکھ سے بھرا ہے۔ وہ پھول کی طرح نکلتا اور کاٹ ڈالا جاتا ہے۔ وہ سایہ کی طرح اڑ جاتا ہے اور ٹھہرتا نہیں۔ ...... درخت کی تو امید رہتی ہے کہ وہ کاٹا جائے تو پھر پھوٹ نکلے گا اور اس کی نرم نرم ڈالیاں موقوف نہ ہوں گی اگرچہ اس کی جڑ زمین میں پرانی ہو جائے اور اس کا تنہ مٹی میں گل جائے تو بھی پانی کی بو پاتے ہی وہ شگوفے لائے گا اور پودے کی طرح شاخیں نکالے گا۔ لیکن انسان مر کر پڑا رہتا ہے بلکہ انسان دم چھوڑ دیتا ہے اور پھر وہ کہاں رہا؟ جیسے جھیل کا پانی موقوف ہو جاتا ہے اور دریا اترتا اور سوکھ جاتا ہے ویسے ہی آدمی لیٹ جاتا اور اٹھتا نہیں۔ جب تک آسمان ٹل نہ جائے وہ بیدار نہ ہوں گے اور نہ اپنی نیند سے جگائے جائیں گے ...... اگر آدمی مر جائے تو کیا وہ پھر جیئے گا؟"

کس خوبصورتی کے ساتھ مثالیں دے کر ایوب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اصول کو بیان کیا ہے کہ انسان یعنی ابن آدم مر کر قبر میں پڑا رہتا ہے اور جب تک آسمان ٹل نہ جائے اور قیامت نہ آ جائے وہ اس نیند سے بیدار نہیں کیا جائے گا۔

لیکن اس اٹل قانون قدرت کے خلاف ہمارے عیسائی دوست ہمیں یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ مسیح صلیب پر لعنتی موت مرا۔ پھر تیسرے دن قبر میں سے جی اٹھا۔ اور آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور وہ خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ اور اب عنقریب آسمان سے نازل ہونے والا ہے۔

(مرقس ۱۶: ۱۹ - لوقا ۲۴: ۵۱)

آسمان پر اٹھایا گیا

۵۹ء ــــ لیکن انجیل کے ریکارڈ کے مطابق تو اور شخص بھی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اعمال کی کتاب باب آٹھ میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ فلپس جو خداوند مسیح کا ایک شاگرد تھا یروشلم سے غازا کی طرف جا رہا تھا۔ راستہ میں اسے ایک حبشی خوجہ ملا جو اپنے رتھ میں بیٹھ کر یسعیاہ نبی کی کتاب بآواز بلند پڑھ رہا تھا۔ یہ وہی خوجہ حبش کی ملکہ CANDACE کا افسر خزانہ تھا۔ فلپس نے آگے بڑھ کر پوچھا کہ جو کچھ تم پڑھ رہے ہو اسکو سمجھتے بھی ہو۔ تو خوجے نے فلپس کو اپنے رتھ میں بٹھلا لیا۔ فلپس نے اسے خوب تبلیغ کی اور وہ خوجہ خداوند مسیح پر ایمان لایا۔ آگے چل کر پانی کی ندی آئی اور خوجہ کی درخواست پر اسے فلپس نے پانی میں بپتسمہ دیا۔ پھر لکھا ہے۔ آیت ۳۹:-

"جب وہ پانی سے نکل کر اوپر آئے تو خداوند کا روح فلپس کو اٹھا کر لے گیا اور خوجے نے اسے پھر نہ دیکھا۔"

۶۴ء ــــ عبرانیوں کے خط میں پولوس رسول لکھتا ہے (۵:۱۱) ـــ

"ایمان سے ہی حنوک اٹھا لیا گیا تاکہ موت کو نہ دیکھے اور چونکہ خدا نے اسے اٹھا لیا تھا اس لئے اس کا پتہ نہ ملا کیونکہ اٹھائے جانے سے پیشتر اس کے حق میں یہ گواہی دی گئی تھی کہ یہ خدا کو پسند آیا ہے۔"

۵۹ء ــــ پولوس رسول کی ایک اور شہادت سن لیجئے۔ کرنتھیوں کے دوسرے خط (۲:۱۲) میں لکھتے ہیں:-

"میں مسیح میں ایک شخص کو جانتا ہوں۔ چودہ برس ہوئے کہ وہ یکایک تیسرے آسمان تک اٹھا لیا گیا۔ نہ مجھے یہ معلوم کہ بدن سمیت اور نہ یہ معلوم کہ بغیر بدن کے۔ یہ خدا کو معلوم ہے"

یہ ہے انجیل کی شہادت جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فلپس حنوک اور یہ تیسرا شخص بھی آسمان پر اٹھائے گئے۔

پس مسیح کا آسمان پر اٹھایا جانا ان تینوں کے آسمان پر اٹھائے جانے پر قیاس کر لو۔ اگر وہ بغیر جسم کے اٹھائے گئے تو خداوند یسوع مسیح بھی بغیر جسم کے اٹھایا گیا۔ اور یہی حقیقت ہے کہ وہ بغیر جسم کے آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور اسی کو یعنی روحانی طور پر اٹھائے جانے کو رفع الی اللہ کہتے ہیں۔ اور اسی بات کی طرف قرآن کریم کی آیت اشارہ کرتی ہے یٰعیسٰی انی متوفیک ورافعک الی۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے عیسیٰ! میں تجھے طبعی موت سے ماروں گا یعنی یہودی صلیب پر لعنتی موت سے قتل نہ کر سکیں گے۔ اور پھر اپنی طرف تیرا رفع کروں گا۔

آسمان پر چڑھنا اور آسمان سے اترنا یہ روحانی اصطلاحات ہیں جن کے معنے روحانی رفع اور روحانی نزول ہوا ہے۔ خداوند مسیح خود ارشاد فرماتے ہیں:-

(۱) "آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اس کے جو آسمان سے اترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے" (یوحنا ۳: ۱۳)

مسیح کا یہ فرمان قطعی طور پر فیصلہ کر دیتا ہے کہ خداوند مسیح آسمان پر اسی طرح چڑھے جس طرح پہلے اس دنیا میں آسمان سے اترے تھے۔ اور اس بات سے کون شخص انکار کر سکتا ہے کہ وہ حضرت مریمؑ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اور آسمان کے بادلوں سے نیچے نہیں گرے تھے۔

(۲) "میرا باپ تمہیں آسمان سے حقیقی روٹی دیتا ہے کیونکہ روٹی وہ ہے جو آسمان سے اتر کر دنیا کو زندگی بخشتی ہے۔" (یوحنا ۶: ۳۲)

(۳) "پس یہودی اس پر بڑبڑانے لگے اس لئے کہ اس نے کہا تھا۔ جو روٹی آسمان سے اتری وہ میں ہوں۔ اور انہوں نے کہا۔ کیا یہ یوسف کا بیٹا نہیں جس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں۔ اب

www.aaiil.org

کیونکر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اترا ہوں"
(یوحنا ۶ : ۴۱، ۴۲)

پس ثابت ہوا کہ خداوند مسیح کا آسمان سے اترنا روحانی **نزول** ہے نہ کہ جسمانی ۔ کیونکہ آخر وہ ابن مریم ضرور تھے اور مریمؑ کے پیٹ سے ہی پیدا ہوئے تھے یہودی کہتے ہیں کیا یہ یوسف کا بیٹا نہیں۔ اب کیونکر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اترا ہوں ۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ نے مسیح موعود ہونے کا دعوٰے کیا تو مسلمانوں نے بھی اسی قسم کا اعتراض کیا ۔ کہ کیا یہ مرزا غلام مرتضٰے کا بیٹا نہیں ۔ پھر کیونکر کہتا ہے کہ میں ابن مریم ہوں کیا یہ آسمان سے اترا ہے؟ ۔ جو اعتراض مسیح اول پر ہوا وہی اعتراض مسیح ثانی پر ہوا ۔ ریاست چمبہ کا ذکر ہے کہ یہاں راولپنڈی کے سٹی چرچ کے ایک پادری جو کسی زمانہ میں مسلمان تھے گرمیاں گزارنے کے لئے وہاں چلے جاتے اور ہماری جماعت کے خلاف ایک زبردست محاذ قائم کیا کرتے تھے اور غیر از جماعت مسلمانوں اور آریہ سماجیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا کرتے تھے ۔ ایک دفعہ انہوں نے پبلک جلسہ کرنے اور احمدیت کے خلاف تقریر کرنے کا تمام شہر میں بذریعہ منادی اعلان کیا ۔ میں بھی اس جلسہ میں موجود تھا ۔ پادری صاحب نے بڑی تیز زبانی سے ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی اور کہا کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے

کیف انتم اذا نزل عیسٰی
ابن مریم من السماء

اے مسلمانو ۔ تمہاری کیا حالت ہوگی
جب عیسٰی ابن مریم آسمان سے نازل ہونگے

مگر آج ایک گمنام شخص گمنام گاؤں قادیان کا رہنے والا دعوٰے کرتا ہے ۔ کہ میں ابن مریم ہوں کیا یہ شخص آسمان سے نازل ہوا ہے ، کیا اس کی ماں کا نام مریم ہے ؟ پادری صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ تک بڑی سخت کلامی سے کام لیا ۔ جب تقریر ختم ہوئی تو میں نے صحیح بخاری پادری صاحب کے سامنے رکھی اور پُرزور الفاظ میں مطالبہ کیا کہ نکالو وہ حدیث جس میں لکھا ہے کہ عیسٰی ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے ۔ پادری صاحب لگے ورق گردانی کرنے ۔ مگر حدیث نہ ملتی تھی ، اور میں اپنے مطالبہ کو دہرائے جاتا تھا کہ بخاری میں کوئی حدیث نہیں جس میں من السماء کے الفاظ ہوں ، اور آپ نے دھوکہ دینے کی خاطر غلط بیانی سے کام لیا ہے ۔ پادری صاحب کے سر کا پسینہ ایڑی . . . تک نیچے اترنے لگا اور اُن کی بڑی خفت ہوئی ۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
میں تھا غریب و بیکس ، گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھر
لوگوں کی اس طرف ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

یہ ذکر تو ضمناً آ گیا ۔ اب ہم انجیل کی اُن آیات پر غور کرتے ہیں جہاں مسیح کی آمد ثانی کا ذکر کیا گیا ہے ۔ خداوند مسیح اپنے شاگردوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں

(۱) " تمہارا دل نہ گھبرائے ، تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی ایمان رکھو . . . . دیکھو میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں ۔ اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں ۔ اور اگر میں جا کر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آ کر تمہیں اپنے ساتھ لوں گا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو "۔

(۲) " میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہی میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں گے موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے "

(متی ۱۶ : ۲۸)

خداوند مسیح کے اس وعدہ پر دو ہزار سال گذر گئے ہیں اور اس عرصہ میں کئی نسلیں آئیں اور اس دنیا سے گذر گئیں لیکن خداوند یسوع مسیح اپنے وعدہ کے مطابق تشریف نہ لائے اور دنیا کی آنکھیں آسمان کی طرف دیکھتے دیکھتے تھک گئیں ۔ جب لوگوں کے دلوں پر مایوسی چھا گئی تو اُن کی امیدوں کو قائم رکھنے کے لئے چرچ کی طرف سے ایسا لٹریچر شائع ہونے لگا کہ خداوند مسیح اب عنقریب آسمان سے نازل ہونے والے ہیں ۔ سن ۱۸۸۹ء میں امریکن کرسچن مشن نے ایک کتاب شائع کی MILLENNIUM DAWN اس میں لکھا کہ سن ۱۸۷۲ء سے ہم مسیح کی آمد ثانی کے زمانہ میں داخل ہو گئے ہیں ۔ ایک سال کے بعد اسی مشن نے ایک اور کتاب شائع کی THE LORD'S RETURN ۔ اس میں اس بات کو پھر دوہرایا کہ ہم مسیح کی آمد ثانی کے زمانہ میں سے گذر رہے ہیں ۔ اس بیان پر بھی ۷۰ سال گذر گئے مگر خداوند مسیح آسمان سے نازل نہ ہوئے ۔ آج اس بات کو پھر بڑی شد و مد کے ساتھ دوہرایا جا رہا ہے کہ بس عنقریب خداوند یسوع مسیح آسمان سے نازل ہونے والے ہیں ۔ اس لئے تیار ہو جاؤ ۔ امریکہ سے ایک میگزین شائع ہوتا ہے جس کا نام ہے " Abundant Life " ۔ اس میگزین کے جنوری ۱۹۵۸ء کے شروع میں یہ اعلان ہوا ۔

Yes, during the Grand new year, cherish the memories of the blessings of God, and be constantly aware that 1958 may be year of the Christ's return.

ہم بڑے شوق سے آسمان کی طرف دیکھتے رہے کہ کب خداوند مسیح پرواز کرتے ہوئے بادلوں سے نیچے اترتے ہیں لیکن سارا سال اسی امید میں یونہی گذر گیا ، پھر میں نے اخبار میں لکھا کہ خداوند یسوع مسیح تو آسمان سے نازل نہیں ہوئے اور نہ کبھی ہوں گے ؎

این خیال است و محال است و جنوں ۔

اسی قسم کا وعدہ بھگوان کرشن نے بھی اپنی قوم کو دیا تھا ۔ بھگوت گیتا میں لکھا ہے ۔ (شلوک)

بھگوان کرشن علیہ السلام نے ارجن کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا ۔ کہ جب دنیا میں دھرم کی گلانی اور تنزل ہوتا ہے ۔ اور باطل کی کالی گھٹائیں چاروں طرف چھا جاتی ہیں تو دھرم کی رکھشا کرنے کے لئے اور نیک لوگوں کی حفاظت اور دشمنوں کا ناش کرنے کے لئے سمبھوامی یگے یگے یعنی میں ہر یگ اور ہر زمانہ میں جلوہ افروز ہوتا ہوں ۔

اس وعدہ پر بھی پانچ ہزار سال گذر گئے اور ویدک دھرم پر کیا کیا مصیبتیں آئیں اور اس کے پیروؤں پر کیا کیا اتیہ چار ہوئے ۔ لیکن شری کرشن جی مہاراج ایک دفعہ بھی تشریف نہ لائے اور یہ دونوں بزرگ مسیح ابن مریم اور بھگوان کرشن ۔ وہ بزرگ ہیں جنہیں آج خدا مانا جاتا ہے اُن کی پوجا ہوتی تھی اور اُن سے دعائیں مانگی جاتی ہیں ۔ تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان بزرگوں نے لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے یونہی گپ ہانک دی تھی کہ ہم پھر آئیں گے اور قدرت اور طاقت اور جلال کے ساتھ آئیں گے ۔ نہیں نہیں ۔ یہ مقدس ہستیاں تھیں ۔ صادق القول انسان تھے اور خدا تعالےٰ کے راستباز اور سچے رسول تھے ۔ اُن کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہیں ہو سکتی ۔

بات صرف یہ ہے کہ انہوں نے استعارہ اور تمثیل کی زبان میں کلام کیا لیکن لفظ پرست لوگوں نے اس کو حقیقت پر محمول کیا اور غلط راہ پر چلے گئے ۔ خداوند مسیح خود ارشاد فرماتے ہیں ۔

متی کی انجیل (۱۳: ۳۴، ۱۳) ۔

(۱) " یہ سب باتیں یسوع نے بھیڑ سے تمثیلوں میں کہیں اور بغیر تمثیل کے وہ ان سے کچھ نہ کہتا تھا "

(۲) " میں اُن سے تمثیلوں میں اس لئے باتیں کرتا ہوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے اور نہیں سمجھتے "

کتب مقدسہ کا یہ ایک محاورہ اور طرز کلام ہے کہ کسی شخص کے جو دنیا سے گذر چکا ہے دوبارہ آنے سے مراد اس کے مثیل کا آنا ہوتا ہے ۔ اور اس مسئلہ کا فیصلہ خداوند یسوع مسیح قطعی طور پر خود کر گئے ہیں ۔ بائیبل میں لکھا ہے کہ ایلیاہ نبی جس کو قرآن میں الیاس کہا گیا ہے ، الیسع نبی کے ساتھ جا رہے تھے کہ یکایک ہوا کا بگولہ آیا اور ایلیاہ کو اُڑا کر اوپر آسمان پر لے گیا ۔ پھر آگے چل کر ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے (۴ : ۵) کہ مسیح کے ظہور سے پہلے ایلیاہ نبی آسمان سے اترے گا ۔ گویا مسیح کی آمد کا پہلا نشان یہ ہوگا کہ ایلیاہ نبی آسمان سے نازل ہوگا ، یہودی بڑی بے چینی سے اس بات کے منتظر تھے اور آسمان کی طرف آنکھیں لگائے بیٹھے تھے

www.aaiil.org

اور آج تک لگائے بیٹھے ہیں کہ کب ایلیاہ آسمان سے نازل ہوتا ہے کیونکہ اس کے بعد مسیح کی آمد ہوگی۔ اور انہیں داؤد کا تخت اور سلطنت دی جائے گی۔ جب یسوع ابن مریم نے دعوے کیا کہ میں ہی وہ مسیح ہوں جس کے آنے کی خبر دی گئی تھی تو یہودیوں نے اعتراض کیا کہ ایلیاہ تو ابھی تک آسمان سے اترا نہیں ہم تمہیں مسیح کیسے مان لیں۔ جب مسیح آمد کا پہلا نشان ہی پورا نہیں ہوا تو ہم کیونکر یقین کر سکتے ہیں کہ تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ اس کا جواب جو خداوند مسیح نے دیا وہ انجیل کے الفاظ میں سن لیجئے:-

(۱) "شاگردوں نے اس سے پوچھا کہ پھر فقیہہ کیوں کہتے ہیں کہ ایلیاہ کا پہلے آنا ضرور ہے۔ اس نے جواب میں کہا ایلیاہ البتہ ضرور آئے گا اور سب کچھ بحال کرے گا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا اور انہوں نے اسے پہچانا نہیں بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن آدم بھی ان کے ہاتھ سے دکھ اٹھائیگا۔ تب شاگرد سمجھ گئے کہ اس نے ان سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا ہے"

(متی ۱۷: ۱۱-۱۳)

(۲) "اور وہ یعنی یوحنا بپتسمہ دینے والا۔ ایلیاہ کی روح اور قوت میں اس کے آگے آگے چلے گا" (لوقا ۱: ۱۷)

اس طرح سے خود یسوع مسیح نے اس مسئلہ کو صاف کر دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ہی ایلیاہ نبی ہے کیونکہ ایلیاہ سے شدید مشابہت رکھتا ہے اور ایلیاہ کی روح اور قوت میں آیا ہے لیکن لفظ پرست یہودی نہ مانے اور آج دن تک ایلیاہ کی آمد کے لئے آسمان کی طرف آنکھیں لگائے بیٹھے ہیں۔

پس اگر خداوند یسوع مسیح اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ ایلیاہ کی آمد ثانی کے معنے خود ایلیاہ کا دوبارہ آنا نہ تھا بلکہ ایلیاہ سے مشابہ کسی دوسرے شخص کا آنا تھا۔ یہ فیصلہ خداوند یسوع مسیح کی عدالت کا فیصلہ ہے کہ ایک شخص کی دوبارہ آمد سے پہلے جو پیشگوئی ہو چکا ہے یہ مراد نہیں ہوا کرتی کہ وہ خود دوبارہ آئے گا بلکہ اس کے مثیل کا آنا ہوتا ہے۔ اس لئے مسیح کی آمد ثانی کے وہی معنے کرنے پڑیں گے جو خود مسیح نے ایلیاہ کی آمد ثانی کے کئے ہیں۔ یعنی یہ کہ مسیح ابن مریم خود نہیں آئیگا بلکہ اس کا مثیل آئے گا۔

اب میں اپنے مسیحی دوستوں سے نہایت خلوص دل کے ساتھ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ خداوند مسیح کا یہ فیصلہ انہیں منظور ہے یا نہیں۔ اگر منظور ہے تو مسیح کی آمد ثانی سے مراد مثیل مسیح کا آنا ہے نہ کہ خود مسیح ابن مریم کا۔ اور اگر یہ فیصلہ منظور نہیں تو پھر یہودی سچے ہو سکتے ہیں کہ تم مسیح کو کس لئے مانتے ہیں کہ ایلیاہ نبی ابھی تک آسمان سے نہیں اترا۔ میرے عیسائی دوستو۔ ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ اگر مسیح ابن مریم دوبارہ آسکتا ہے تو ایلیاہ نبی دوبارہ کیوں نہیں آسکتا۔ پس مسیح کی آمد ثانی سے مراد مثیل مسیح کا آنا ہے نہ کہ خود مسیح کا۔

آؤ اب ہم دیکھیں کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتکریم نے اس بارہ میں کیا ارشاد فرمایا ہے آپ نے فرمایا کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم امامکم منکم یعنی اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور تم میں سے ہی تمہارا امام ہوگا۔ یعنی وہ کوئی غیر قوم میں سے نہ ہوگا۔ کوئی اسرائیلی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص ہوگا۔ اور الفاظ کیف انتم جو تعجب کے الفاظ ہیں خود اس طرف اشارہ کرتے ہیں کیونکہ تعجب اس وقت ہوتا ہے جب توقع کے خلاف ایک امر پیش آتا ہے۔ عیسائیوں کی طرح مسلمان علماء کا بھی یہ خیال تھا کہ وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی تھی، آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوگا۔ اس لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ امت محمدیہ کو یہ حالت تعجب پیش آنے گی کہ ان کی توقعات کچھ اور ہوں گی اور ابن مریم کا نزول کسی اور رنگ میں ہوگا۔ اور یہ بھی تبلا دیا کہ وہ امت محمدیہ میں سے ہی ایک شخص ہوگا۔

اکثر لوگوں کو اس بات سے غلطی لگی ہے کہ حدیث میں **نزول** کا لفظ استعمال ہوا ہے اس لئے انہوں نے یہ خیال کیا کہ آنے والا شخص آسمان سے اترنا چاہیئے اور وہ اس امت میں سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ نزول کے معنے آسمان سے اترنے کے نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کے معنے ہر حال میں اوپر سے نیچے آنا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے انزلنا الحدید ہم نے لوہا اتارا حالانکہ وہ آسمان سے نہیں اترتا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم آیات اللہ (۶۵: ۱۰) ہم نے تمہاری طرف یاد دلانے کے لئے رسول نازل کیا ہے جو تم پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم آسمان سے نازل نہیں ہوئے۔ پس **نزول** سے مراد صرف مبعوث ہونا ہوتا ہے۔

میں ذکر کر رہا تھا کہ حدیث کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ آنے والا مسیح اسی امت محمدیہ کا ایک فرد ہوگا۔ اور پھر حضرت نبی کریم نے اس کے ظہور کا زمانہ بھی تبلا دیا۔ فرمایا کیف یھلک امۃ انا اولھا اثنا عشر خلیفۃ من بعدی والمسیح عیسیٰ بن مریم اخرھا میری امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جبکہ میں اس کے شروع میں ہوں اور میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے اور آخر پر مسیح ابن مریم۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ بارہ خلفاء مجددین ہیں جو ہر صدی کے سر پر آتے ہیں۔ پس پہلی صدی خود آنحضرت صلعم کی صدی ہوئی۔ پھر بارہ صدیاں بارہ خلفاء کی ہوئیں اور چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا ظہور ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چودھویں صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمدؒ بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دعوےٰ کیا کہ میں ہی وہ مسیح ہوں جس کے آنے کی خبر دی گئی تھی۔ فرمایا ہے

منم مسیح بہانگ بلند مے گویم
منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد

میں باواز بلند اعلان کرتا ہوں کہ میں ہی وہ مسیح موعود ہوں اور میں اس بادشاہ یعنی محمد رسول اللہ صلعم کا خلیفہ ہوں جو آسمان پر تشریف فرما ہیں۔

"ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے"

اسلام سے بہت پہلے **دانیال** نبی نے بھی مسیح کی آمد ثانی کی تاریخ صاف الفاظ میں بیان کر دی تھی۔ فرمایا۔

(۱۲: ۹ تا ۱۱)

"اے دانیال تو اپنی راہ لے کیونکہ یہ باتیں آخری وقت تک بند و سر بمہر رہیں گی .... اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی ایک ہزار دو سو نوے دن ہوں گے"

پیشگوئی میں ایک دن سے مراد ایک سال ہوتا ہے۔ یہودی ہر صبح ہیکل کے سامنے ایک سال کے برے کو ذبح کرتے تھے اپنے نفس کی قربانی دینی چاہیئے۔ یہ دائمی سوختنی قربانی یہود نے چھٹی صدی عیسوی میں ترک کر دی تھی اور دوسری مکروہات میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اور یہ وہی زمانہ تھا جب آنحضرت صلعم کا ظہور ہوا۔ پس دانیال نبی نے خدا سے علم پا کر یہ نشان تبلایا کہ اس وقت جو یہود اپنی یہ قربانی سوختنی کو چھوڑ دیں گے اور بدچلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے یعنی آنحضرت صلعم کے عہد مبارک کے بعد ۱۲۹۰ سال ہوں گے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت مرزا صاحب اپنی مشہور کتاب **حقیقۃ الوحی** کے ص ۱۹۹ پر لکھتے ہیں:-

"اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالےٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری میں خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ مخاطبہ پا چکا تھا"

حضرت مسیح کی بعثت ثانی کوئی معمولی واقعہ نہ تھا کیونکہ اس آخری زمانہ میں اسلام کا روحانی غلبہ اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے مسیح ثانی کو شناخت کرنے کے لئے حضرت نبی کریم صلعم نے بہت سے نشانات بھی بتلائے ہیں۔ میں اس وقت صرف دو نشانات کا نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کر دوں گا:-

(۱) جب سے اسلام دنیا میں آیا مسلمان بلا کسی میل و محبت کے فریضہ حج ادا کرتے چلے آئے ہیں اور ہر سال مکہ معظمہ میں تمام دنیا کے مسلمان حج کے لئے جمع ہوتے ہیں لیکن حضرت نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں حج عارضی طور پر بند ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سن ۱۸۸۹ء

میں حج کے موقعہ پر طاعون کی بیماری ہمارے ملک میں پڑی اور اس قدر خطرناک صورت اختیار کر گئی کہ گورنمنٹ نے اس سال حج بند کر دیا۔ کتنا واضح نشان ہے اور سنئے۔

(۲) جب سے دنیا پیدا ہوئی عرب کے ریگستان میں اونٹ کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا بلکہ زندگی کا دارومدار ہی اونٹ پر تھا لیکن حضرت نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جو آخری زمانہ ہے اونٹنیاں ترک کر دی جائیں گی اور ان کی جگہ ایک اور سواری نکلے گی جو آگ اور پانی سے چلے گی۔ اس نشان کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔ فرمایا :- واذا العشار عطلت یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور [illegible] چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ادھر حضرت [illegible] دنیا کی اسٹیج پر آئے اور ادھر [illegible] ترک کر دی گئیں اور ریل گاڑی جاری ہوئی اور اب تو ہوائی جہاز بھی چلنے شروع ہو گئے ہیں۔ دیکھئے۔ کتنا روشن اور بیّن نشان ہے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود۔ کو شناخت کرتے ہیں اور آپ کے گرد جمع ہو کر اسلام کا روحانی غلبہ قائم کرنے میں حصہ لیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں :-

ہمی بینم کہ داداد قدیر و پاک مے خواہد
کہ باز آں قوتِ اسلام و آں شوکت شود پیدا
کریا صد کرم کن بر کسے کو ناصرِ دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

لالہ پر جھومتے ہیں بادہ خوارانِ چمن

از جناب محمد اعظم صاحب علوی

راہ کس کی تک رہے ہیں شاخسارانِ چمن ۔ زیرِ لب کچھ کہہ رہے ہیں بیقرارانِ چمن
من نہ دانم من نہ گویم داستانِ جذبِ شوق ۔ اپنی اپنی کہہ رہے ہیں رازدارانِ چمن
روح پرور، دلنشیں، دردآشنا تھی جو نوا ۔ کچھ نہ کچھ حال ہیں اب تک اسکے یارانِ چمن
ہے یہ اس عیسیٰ نفس کے معجزوں سے اک مثال ۔ تاجدارانِ جہاں ہیں خاکسارانِ چمن
رنگ و بو سے انہیں کوئی تعلق ہی نہیں ۔ نقدِ جاں سے کھیلتے ہیں دل نثارانِ چمن
رفتہ رفتہ چھٹ رہی ہیں ظلمتوں کی بدلیاں ۔ لحظہ لحظہ بڑھ رہا ہے ابرِ بارانِ چمن
شاہدانِ ہر احرام است سوز و سازِ شوق ۔ آرزوئے دل ارند پُر از خونِ نگارانِ چمن
چار تنکوں تک نہیں انکی تگ و تاز و ستیز ۔ بجلیوں سے کھیلتے ہیں ہوشیارانِ چمن
سرخوش و سرمست ہیں بے منتِ مینا و مے ۔ لالہ پر جھومتے ہیں بادہ خوارانِ چمن
تھی بظاہر تلخ لیکن اصل میں شیریں ثمر ۔ چپکے چپکے پی گئے جو میگسارانِ چمن

آج ہم میں گرچہ علوی وہ مسیحا دم نہیں
ہے غنیمت ہیں جو باقی یادگارانِ چمن

مسیح موعود کے لفظ کی توضیح

(بسلسلہ صفحہ ۲)

نہیں رکھتا اور چودھویں صدی کا مجدد وہی ہے جس کو مسیح موعود کا نام دیا گیا ہے"

کیا خوب حضرت مرزا صاحب اپنی قلم مبارک سے وضاحت کرتے ہیں۔

"مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں رکھی"

(توضیح مرام صفحہ ۹)

"وہ مجدد جو اس چودھویں صدی کے سر پر بموجب حدیث نبوی آنا چاہیئے تھا وہ یہی راقم تھا" (تریاق القلوب صفحہ ۷)

"جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے اور یہ اس طرف اشارہ ہے کہ تو ہی مسیح موعود ہے"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۸)

"تمام سلف صالحین کا یہ اعتقاد ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہے"

(حقیقت الوحی)

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منیجر

www.aaiil.org

مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ کی بعض علامات

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

ایک خاص مجدد اور اسکی شان بالا

مجددین میں ایک مجدد امت محمدیہ میں ایسا ظاہر ہونے والا تھا جس کو اس کے عظیم الشان کارنامہ کے لحاظ سے اور خطرناک زہریلے فتنوں کے فرو کرنے کے اعتبار سے زبان مبارک نبوی پر مسیح اور مہدی کا لقب عطا کیا گیا ہے اور اس کی عظمت شان کے اظہار کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو وصیت کی کہ جب وہ ظاہر ہو تو میرا سلام اسے پہنچانا نیز مسلم کو حکم دیا کہ اگر اسے برف پر گھٹنوں کے بل چل کر بھی اس مجدد اعظم کے پاس جانا پڑے تو جائے اور اس کے ساتھ ہو کر خدمت دین بجا لائے جس کام کے لئے جس طریق کو وہ اختیار کرے گا اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہی طریق صحیح اور نتیجہ خیز ہوگا اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ڈالی جائے گی اور وہی دنیا اسلام کی عظمت اور برتری منوانے میں کامیاب ہوگا اور یہ حدیث نبوی الامام جُنَّۃٌ یقاتل من ورائہ اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

چونکہ اس مجدد کی شان دیگر مجددین کے مقابل نرالی تھی اور اس نے برخلاف دیگر مجددین کے تمام عالم اسلامی کے لئے امام ہونا تھا اور تمام امت کے لئے اس کی اطاعت لازمی قرار دی گئی تھی، اس لئے قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں اس کے زمانہ کی علامات بھی بکثرت بیان کی گئی ہیں تاکہ اس کی شناخت میں دقت پیش نہ آئے اور اگر ایک نشان موجب تسلی نہ ہو تو دوسرا نشان قلوب میں اطمینان پیدا کرنے کا ذریعہ بن جائے اور اس طرح مسلمان محفوظ رہ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ اس کے ساتھ ہو کر خدمت دین بجا لاؤ کی نافرمانی نہ کر بیٹھیں اور اس طرح گناہ عظیم کے مرتکب ہونے سے بچ جائیں۔

پہلی علامت

اس کے زمانہ کی پہلی علامت تو یہی ہے کہ وہ اس وقت ظاہر ہوگا جبکہ اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہوں گے اور ان کی مدافعت کے لئے کوئی مؤثر کارروائی عمل میں نہ لائی جا رہی ہوگی حدیث میں آتا ہے بدأ الاسلام غریباً وسیعود غریباً فطوبیٰ للغرباء یعنی اسلام کی ابتداء غریب ہونے کی حالت میں کہ اس پر بھی چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے اور اس کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے مخالفین کی طرف سے پوری پوری کا زور لگایا جا رہا تھا اور مسلمانوں کے پاس بجز الٰہی نصرت کے اور کوئی ظاہری سامان دفاع کے لئے نہ تھا دشمن یقین کر رہا تھا کہ اسلام چند دن کا مہمان ہے ہم اسے بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیں گے اسی بنا پر ان کا ہر حملہ پہلے حملہ سے شدت میں بڑھا ہوا ہوتا تھا اور وہ ہر دفعہ اسی ارادہ سے آتے تھے کہ اب اس کا خاتمہ کر کے ہی آئیں گے یہاں تک کہ ان حملوں کی شدت کو دیکھ کر بعض وہ مسلمان جن کے دلوں کو پختگی ایمان ابھی حاصل نہیں ہوئی تھی شکوک شبہات کی لہروں میں بہہ جاتے تھے اور خیال کرنے لگتے کہ خدا اور رسول نے کامیابیوں کے جو وعدے ہم سے کئے ہیں وہ محض دھوکہ ہی دھوکہ ہیں لیکن ایسے تمام خطرناک مواقع پر اسلام کی حفاظت کے لئے خدا کی نصرت نازل ہوتی رہی اور دشمن کو نہایت خاسر واپس ہونا پڑا اور الٰہی وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون پوری آب و تاب کے ساتھ اپنی صداقت کا ثبوت دیتا رہا یہاں تک کہ شجرِ اسلام کی جڑیں زمین میں ایسی مستحکم ہو گئیں کہ انکو کوئی ہلا سکتا ہی نہ تھا اور شاخیں اس کی آسمان تک پہنچ گئیں جہاں ان کے کاٹنے کے لئے کسی ہاتھ کی رسائی نہ ہو سکتی تھی لیکن نبی کریم صلعم کے الفاظ صراحت کے ساتھ مسلمانوں کو متنبہ کر رہے ہیں کہ بے شک اسلام اسی غربت کی حالت میں نہیں رہے گا بلکہ شاندار ترقی کرے گا یہاں تک کہ ترقی کے انتہائی کمال تک پہنچ جائے گا لیکن یاد رکھو کہ اس پر پھر غربت کا زمانہ آنے والا ہے اور بعینہٖ اسی کمزوری کا شکار ہو جائے گا جس کمزوری کا شکار یہ ابتداء میں تھا یعنی اس کے دشمن چاروں طرف سے اس پر ٹھیک اسی طرح حملہ آور ہو رہے ہوں گے جس طرح ایک کھانے کے برتن پر بھوکے چاروں طرف سے ٹوٹ پڑتے ہیں ۔

حملوں کی نوعیت

اور یہ حملے تلوار سے نہیں ہوں گے بلکہ دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے ذریعہ ہوں گے اور یہ وسوسہ اندازی اس شدت سے اور ایسے مؤثر طریقہ سے ہوگی کہ اگر ایک شخص صبح مسلمان ہونے کی حالت میں کرتا ہے تو شام اسے کافر پائے گی اور اگر شام وہ مسلمان ہے تو صبح وہ کافر ہونے کی حالت میں آئے گا اور علماء جو ایسے وقت میں عوام کا آخری سہارا ہوتے ہیں ان کی بھی یہ حالت ہوگی کہ اپنے شکوک اور شبہات کے ازالہ کے لئے اگر عوام ان کے پاس جائیں گے تو انہیں بھی وہ قردۃ اور خنازیر کی مانند پائیں گے یعنی محض مقلد اور پرانے خیالات کے دلدادہ نئے قسم کے اعتراضات اور ان کے جوابات سے ناواقف محض مزید برآں عملی حالت میں بھی سخت کمزور پھر حدیث کے الفاظ فطوبیٰ للغرباء بالصراحت اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ ان فتنوں کو فرو کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کو پورا کرنے کے لئے جن لوگوں سے کام لے گا وہ تلوار کے دھنی نہیں ہوں گے وہ دشمن کے مقابل قوت آزمائی کرنے والے نہیں ہوں گے بلکہ ان کی حالت بالکل ان مسلمانوں کی حالت کے مشابہ ہوگی جنہوں نے ابتداء اسلام میں دشمنوں کے مقابلہ میں تلوار نہیں اٹھائی تھی بلکہ اپنی روحانیت اور اپنے نیک عملی نمونہ اور دلائل قویہ کے ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر میدان میں نکلے اور ان کو زیر کیا اسی طرح اس زمانہ میں بھی جو لوگ اسلام کے دفاع کے لئے نکلیں گے وہ بھی غرباء ہی ہوں گے غرباء کے اصلی معنی اجنبی کے ہیں یعنی دشمن کی وسوسہ اندازی کے مقابلہ میں ان کا طریق دفاع ایسا ہوگا جو مسلمانوں کو بھی اور دشمنان اسلام کو بھی اسی طرح غیر معروف نظر آئے گا جس طرح ایک اجنبی شخص دوسرے ملک میں ہر ایک کی نظر میں غیر معروف نظر آتا ہے

چنانچہ واقعات اس پر شاہد ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہوئے اپنے فضل سے مسلمانوں کی دستگیری کے لئے ایک شخص کو وہ مجدد بنا کر بھیجا جس کو مسیح اور مہدی کے نام سے ملقب کیا گیا تھا اور اس نے دیکھا کہ دشمنان اسلام کا حملہ اسلام پر انہی غلط عقائد کی وجہ سے ہے جو قرآن اور احادیث صحیحہ کے خلاف مسلمانوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کی وسوسہ اندازی کی بنیاد بھی انہی غلط عقائد پر ہے اور اسی وجہ سے مسلمان اصلی اُن کا شکار ہو رہے ہیں تو اس نے سب سے پہلے ایسے تمام غلط عقائد کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کی مہم شروع کی مثلاً حیات مسیح کا عقیدہ اس کے خالق اور محی الاموات ہونے کا عقیدہ اس کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ دیگر تمام انبیاء کے مقابل صرف اسی کا شیطانی حملہ سے محفوظ رہنے کا عقیدہ جہاد کی شرعی حد تلوار تک محدود کرنے کا عقیدہ مرتد کو قتل کر دینے کا عقیدہ، قرآن میں ناسخ و منسوخ کا عقیدہ وغیرہ ان سب غلط عقائد کے بطلان کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کے حملہ کا زور ٹوٹ گیا اور دوست و دشمن جو سمجھے بیٹھے تھے کہ اب اسلام آخری دموں پر ہے اور اب دنیا سے رخصت ہوا کہ ہوا وہ اسلام میں دوبارہ زندگی

کی لہر پیدا ہوتے دیکھکر اسلام کی شکست سے مایوس ہونے لگ پڑے، نہ صرف یہ بلکہ مسیح موعود جسے اللہ تعالےٰ نے اپنی نصرت کا مظہر بنا کر بھیجا تھا ان کے ان کاری حملوں کو دیکھکر جو آپ پے در پے دیگر ادیان پر کبھی دلائل کی شکل میں اور کبھی آسمانی نشانوں کی شکل میں کر رہے تھے اپنے اپنے مذاہب کی زندگی کو خطرہ میں محسوس کرنے لگ پڑے اور انہیں یہ فکر لاحق ہوگئی کہ ہم تو اسلام کے خاتمہ کے دیکھنے کے منتظر تھے الٹا ہمیں تو اب اپنے مذاہب ختم ہوتے نظر آتے ہیں۔ چونکہ یہ طریق دفاع اور دیگر ادیان پر حملوں کا طرز دلائل نرالا اور نیا تھا اس لئے مسلمانوں نے بھی اور دیگر مذاہب کے پیرواں نے بھی مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو اجنبی قرار دیا اور حدیث کے الفاظ طوبیٰ للغرباء حضور اور آپ کی جماعت پر صادق آ گئے احمدی جماعت کو مبارک ہو کہ حضرت نبی کریم صلعم نے صرف ان کے امام کو ہی نہیں بلکہ اُن کو بھی مبارکباد دی ہے۔

یہ جو طوبیٰ للغرباء سے جو یہ استدلال کیا ہے کہ اس وقت اسلام کی حمایت میں جو لوگ کھڑے ہوں گے وہ فولادی تلوار سے نہیں بلکہ دلائل حقہ اور آسمانی نشانات کی تلوار سے کام لیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہم ایسے لوگ نکالیں گے جن کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں ہوگی اس لئے مسیح کو یہی حکم ہوگا حرز عبادی الی الطور یعنی میرے بندوں کو طور کی پناہ میں لے جا یعنی ایسے روحانی کمال کی طرف ان کی رہنمائی کر کہ وہ تجلیات الہٰیہ کو دیکھنے والے بن جائیں اور ان روحانی طاقتوں کے ذریعہ دجالی طاقتوں کو پاش پاش کر دیں مادی ہتھیار یاجوج ماجوج اور دجال کے مقابلہ میں کام نہیں آئیں گے بلکہ ...... ان کے مقابلہ میں صرف روحانی ہتھیار ہی کام دیں گے جس کے معنی صاف ہیں کہ مسیح موعود کو ظاہری قوت نہیں عطا کی جائیگی بلکہ اس کی طرف سے مقابلہ روحانی ہتھیاروں سے ہی ہوگا حیرت اور تعجب ہے کہ مسلمان علماء ان احادیث کو پڑھتے ہیں اور پھر مدعی مسیحیت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ تلوار کے ذریعہ دشمنان اسلام پر غالب آ کر دکھلائے اور جہاد سیفی سے کام لے بلکہ جہاد سیفی کو اس نے کیوں اس زمانہ میں جبکہ اس کی شرائط مفقود ہیں اسلام کے خلاف قرار دیا ہے بہرحال یہ ایک مستقل مضمون ہے جسے کسی دوسری فرصت میں زیر بحث لایا جائیگا۔

حدیث مندرجہ بالا کی تصدیق قرآنی آیت سے

آج بعض مسلمانوں میں حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے یہ مرض بھی پھیلتا جا رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا اگر مؤثر طریق سے مقابلہ کرنا ہے تو احادیث کا انکار کر دو اس لئے ایسے لوگوں پر بھی اتمام حجت کے لئے مجھے اس امر پر بھی روشنی ڈالنی ضروری ہے کہ یہ حدیث ایسی ہے جس کی تصدیق قرآن کریم بھی کر رہا ہے چنانچہ سورۃ نور کی آیۃ استخلاف میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے وعدہ ہے کہ دین کو مضبوط کرنے کی جب بھی ضرورت پیش آئے گی اور جب بھی اس کے مٹ جانے کا اندیشہ محسوس ہوگا تو اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی ایسے مؤمن کو خلیفہ بنا کر کھڑا کر دیا جائے گا جس کے اعمال بھی خدا کے نزدیک صالح ہوں گے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ ایسے تمام امور کی اصلاح کر دے گا جو دین کو کمزور کرنے کا موجب ہو رہے ہوں گے اور مسلمانوں کے دلوں پر جو خوف اسلام کے مٹ جانے کا یا شکست کھا جانے کا طاری ہو رہا ہوگا اس شخص کے ذریعہ اللہ تعالےٰ اسے بھی دُور فرما دے گا اور اسلام کے لئے امن کا زمانہ پیدا کر دے گا اس کے ذریعہ سے جو لوگ پیدا ہوں گے وہ خالص توحید پر قائم ہونگے اور ایک وحدہ لاشریک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں گے ہر ... قسم کے شرک سے بیزار ہوں گے وہ نہ خدا کے وجود میں نہ اس کی صفات و افعال میں کسی کو شریک ٹھہرائیں گے جیسا کہ مسلمان عام طور پر حضرت مسیح ... کو اللہ تعالےٰ کی صفت خالقیت اور صفت احیاء وغیرہ میں شریک ٹھہرا رہے ہیں اس قسم کے عظیم الشان انقلاب کو دیکھ کر بھی جو انکار پر مصر رہیں گے وہ خدا اور رسول کے نافرمان ہوں گے اس لئے مسلمانو! اگر کامیابی اور خدا کی خوشنودی چاہتے ہو تو نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور پرہیزگاری کی راہ اختیار کرو اور رسول کی نافرمانی نہیں بلکہ اطاعت اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے کفار کی طاقت اور اس کی دنیاوی شان و شوکت کو دیکھ کر یہ مت سمجھنا کہ یہ لوگ اپنی طاقت سے خدا کو اپنے وعدہ کو پورا کرنے میں عاجز کر دیں گے ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور یقیناً وہ برا ٹھکانا ہے اس مضمون کی آیات قرآن کریم میں بہت سی ہیں لیکن خوف طوالت سے سردست انہیں درج نہیں کیا جا رہا انشاء اللہ کسی اور مناسب موقعہ پر ان کا بھی ذکر کر دیا جائے گا وما توفیقی الا باللہ العظیم۔

دوسری علامت

حدیث شریف میں ہے تھلک الملل کلھا فی زمنہ الا الاسلام یعنی اس کے زمانہ میں تمام ادیان ہلاک ہوں گے سوائے اسلام کے ادھر قرآن کریم فرماتا ہے لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحییٰ من حیّ عن بیّنۃ یعنی ہلاک شدہ وہی ہے جو بیّنات سے ہلاک ہوتا ہے اور زندہ وہی ہے جس کی تائید میں بیّنات ہیں قرآن کریم کے الفاظ کی روشنی میں حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ مسیح کے زمانہ میں تمام ادیان اسلام کے مقابل اپنی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے بیّنت پیش کرنے سے عاجز ہوں گے اور مسیح ان پر دلائل اور نشانات سے (بینت میں دلائل اور نشانات آسمانی سب شامل ہیں) حجت تمام کر دے گا اور ان کے ذریعہ ثابت کر دیگا کہ یہ تمام مذاہب مردہ ہو چکے ہیں نہ ان کے اندر ایمان کی روشنی ہے اور نہ ہی یہ کسی کو مقرب الٰہی بنا سکتے ہیں جس کے نتیجہ میں آسمانی نشانوں سے انسان کو نوازا جاتا ہے یہ دونوں برکتیں صرف اسلام کی پیروی سے ہی مل سکتی ہیں اسلام ہی ایسے آدمی پیدا کرتا ہے جو قرب الٰہی کو حاصل کرتے اور اللہ تعالےٰ کے انعاموں یعنی مکالمہ الٰہیہ اور استجابت دعا اور دلائل کے علم سے سرفراز کئے جاتے ہیں اور اس زمانہ میں میں خود ان انعامات سے سرفراز کیا گیا ہوں جس کا دل چاہے آزما لے اور یہی اسلام کے زندہ مذہب اور نبی کریم صلعم کے زندہ نبی ہونے کی عملی اور واضح دلیل ہے۔

قرآنی تصدیق

اس حدیث کی تصدیق بھی قرآنی آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون کر رہی ہے تمام مفسرین متفق ہیں کہ یہ غلبہ اسلام پر دیگر ادیان جس کا وعدہ اس آیت میں دیا گیا ہے مسیح کے زمانہ میں کھلے طور پر ظاہر ہوگا چنانچہ واقعات بھی یہی شہادت دے رہے ہیں ایک تو ہندوستان میں تمام ادیان کا اجتماع ہوگیا۔ الہامی مذاہب بھی سب کے سب یہاں موجود تھے اور غیر الہامی مذاہب بھی سب یہاں پائے جاتے تھے اور طرفہ یہ کہ سب کے سب آیت یموج ...... فی بعض کو پورا کرتے ہوئے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہے تھے پھر سب کے سب مل کر اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے کہ مسیح موعود کا ظہور ہوا آپ کے ظہور کے چند سال بعد ہی لاہور میں بعض اکابر کی طرف سے ایک جلسہ کا انتظام کیا گیا جو جلسہ مذاہب اعظم کے نام سے مشہور ہے .... اس جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے ۵ سوال منتخب کئے گئے اور تمام الہامی و غیر الہامی مذاہب کے نمائندوں کو تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ چنانچہ سب مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مذہب کی برتری ثابت کرنے کے لئے اس جلسہ میں اپنے اپنے مضمون پڑھے اسلام کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور حضرت مرزا صاحب کے مضامین پڑھے گئے اس جلسہ میں صرف حضرت مرزا صاحب کے مضمون کو ہی سب مضمونوں پر بالا قرار دیا گیا اور حضرت مرزا صاحب نے پیش از وقت اپنا یہ الہام بھی شائع کر دیا تھا کہ یہ مضمون سب مضمونوں پر غالب رہیگا چنانچہ اتفاق رائے سے اس مضمون کو سب مضمونوں پر بالا قرار دیا گیا اور دوسرے دونوں علماء اسلام کے مضامین کو ذرہ بھر بھی وقعت نہ دی گئی گویا اس طرح قرآن اور احادیث کی وہ پیشگوئی پوری ہوگئی کہ مسیح موعود کے ذریعہ اسلام کی برتری تمام ادیان پر ثابت ہوجائے گی یہ جلسہ اللہ تعالیٰ

www.aaiil.org

نے محض اس پیشگوئی کی صداقت اور مسیح موعود کے دعوے کو سچا ثابت کرنے کے لئے ہی کرایا تھا، تعجب ہے کہ اتنے بڑے نشان کو دیکھ کر اور اتنے بڑے علمی معجزہ کو مشاہدہ کر کے بھی بعض مسلمان ابھی تک انکار پر مصر ہیں۔

تیسری علامت

مذاہب کے مقابلہ اور ان پر اتمام حجت کے سلسلہ میں چند مثالیں پیش کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا ہندوستان میں مسیح موعود کے ظہور کے وقت عیسائی مذہب اور ہندوؤں میں فرقہ آریہ سماج یہ دونوں الہامی مذاہب کہلاتے تھے اور بڑے زور شور سے اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ میں مصروف تھے اور اسلام پر حملہ آور ہونے میں بھی پیش پیش تھے ان دونوں مذاہب پر حضرت مرزا صاحب نے نہ صرف دلائل سے اتمام حجت کی بلکہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ بھی ان کو مردہ ثابت کیا یہ آسمانی نشان دو قسم کے تھے ایک تو عام تھے جن سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکتا تھا اور دوسرے جو ان دونوں مذہبوں کے ساتھ خاص تھے اس وقت میرے مدنظر وہ دو نشان ہیں جو ان دونوں مذہبوں کے ساتھ خصوصیت سے تعلق رکھتے ہیں۔

پنڈت لیکھرام کی موت کا نشان

پنڈت لیکھرام آریہ سماج کی طرف سے باقاعدہ مبلغ تھے، ان کا تبلیغی لب و لہجہ سخت قابل اعتراض اور اشتعال انگیز ہوتا تھا اسلام کے خلاف۔ تقریر و تحریر میں ہمیشہ حضرت نبی کریم صلعم کو غلیظ سے غلیظ گالیاں دیا کرتے تھے اور حضرت مرزا صاحب سے طالب نشان رہتے تھے آخر ان کی گالیوں سے تنگ آکر حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالے سے دعا کی جس کے جواب میں اللہ تعالی نے الہامًا بتلایا کہ یہ شخص چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا اور اس کی موت ہیبتناک طریق پر ہوگی۔ اس نے بھی شائع کیا کہ میرے پرمیشر نے مجھے بتلایا ہے کہ مرزا صاحب تین سال میں ہلاک ہو جائیں گے اس کے الہام کا جھوٹا ہونا تو مسلم ہی ہے لیکن حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں جو اس کی موت کے متعلق ہوئے لیکھرام کو گوسالہ سامری سے تشبیہہ دی گئی جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے اندر سے محض ایک بے معنی آواز نکل رہی ہے کوئی روحانیت اس کے اندر نہیں نیز اسکے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو گوسالہ سامری کے ساتھ ہوا یعنی پہلے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا اور جلایا جائے گا اور آخر اس کی راکھ دریا میں ڈال دی جائے گی۔ اسی طرح ایک دوسرے الہام میں اس کی موت کا دن عید کا دوسرا دن بتلایا گیا۔ چنانچہ ٹھیک اسی طرح وقوع میں آیا جس طرح الہامات میں بتلایا گیا تھا ان الہامات میں حضور کا ایک کشف بھی تھا جس کا ذکر میں خاص طور پر اسلئے کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس کا تعلق ان علامات سے ہے جو مہدی کے متعلق احادیث میں ...... وارد ہوتی ہیں۔

کشف

کشف یہ ہے، فرماتے ہیں :۔

"میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اسکو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے تب میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھرام کی سزا کے لئے مقرر کیا گیا ہے"

حدیث نبوی

یہ کشف حضور نے ماہ رمضان میں دیکھا اب ہم اس حدیث کو دیکھتے ہیں جو اس واقعہ کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہی ہے یہ حدیث اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کی کتب میں پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے جو حجج الکرامہ سے نقل کی جاتی ہے اس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے :۔

"محمد بن علی نے کہا ہے جب رمضان شریف میں جمعہ کی شب ایک آواز پیدا ہوگی اس آواز کو سنو اور اس کی اطاعت کرو کہ وہ جبریل کی آواز ہے وہ مہدی کے نام پر اور اس کے باپ کے نام پر آواز دے رہا ہے اور دن کے آخری حصہ میں ابلیس بھی آواز دے گا کہ فلاں مظلوم مارا گیا ہے اور ندائے ابلیس لوگوں کو شک میں مبتلا کرنے کے لئے ہوگی پس بہت سے لوگ اس روز حیرت اور شک میں پڑ جائیں گے لیکن تم اے مسلمانو شک نہ کرنا کہ پہلی آواز جبریل کی آواز ہے اور دوسری آواز ابلیس کی آواز ہے"

(حجج الکرامہ صفحہ ۱۴۶)

حدیث مندرجہ بالا میں جو علامات بتلائی گئی ہیں وہ صریح طور پر بغیر کسی شک کے لیکھرام کے واقعہ قتل کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ پہلی علامت یہ ہے کہ ماہ رمضان میں ایک آواز پیدا ہوگی چنانچہ ماہ رمضان میں ہی حضرت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا کشف دیکھا دوسری علامت یہ ہے کہ یہ آواز کسی شخص کے قتل کئے جانے کے متعلق ہوگی چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے کشف میں بھی یہی مذکور ہے کہ فرشتہ جو حضور کو دکھلایا گیا وہ لیکھرام کے قتل پر مامور تھا تیسری علامت یہ ہے کہ یہ قتل ظالمانہ نہیں ہوگا بلکہ شخص مذکور خدا کے نزدیک اس قتل کا مستحق ہو چکا ہے جیسا کہ فرشتہ کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے چوتھی علامت یہ ہے کہ شخص مقتول کا جرم یہ ہے کہ وہ ناحق مہدی اور اس کے باپ یعنی نبی کریم صلعم کو گالیاں دیتا اور ان کے حق میں سب و شتم سے کام لیتا ہے (مہدی کا باپ بحیثیت مہدی ہونے کے نبی کریم صلعم ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ آنحضور صلعم تمام مؤمنین کے باپ ہیں) اور واقعات کی شہادت بھی یہی ہے کہ لیکھرام گالیاں دینے میں اپنی نظیر آپ ہی تھا۔

پانچویں علامت یہ ہے کہ شخص مذکور دن کے آخری حصہ میں قتل ہوگا چنانچہ لیکھرام کا قتل دن کے آخری حصہ میں ہی وقوع میں آیا۔

چھٹی علامت یہ ہے کہ ابلیس صفت لوگ شور مچائیں گے کہ فلاں مظلوم قتل کیا گیا ہے چنانچہ لیکھرام کے قتل پر یہ آواز بڑے زور شور سے اٹھی۔

ساتویں علامت یہ ہے کہ یہ شور و غوغا محض لوگوں کو شک میں مبتلا کرنے کے لئے ہوگا چنانچہ یہ غرض بھی نمایاں ہے۔

آٹھویں علامت یہ ہے کہ اس پراپیگنڈا کے نتیجہ میں بہت سے لوگ شک و شبہ میں مبتلا ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اور بہت سے لوگوں نے یقین کر لیا کہ لیکھرام کو قتل کروا دیا گیا ہے۔

نویں علامت یہ ہے کہ مسلمانوں کو نبی کریم صلعم کے دربار سے تاکید کی گئی ہے کہ وہ شک و شبہ میں نہ پڑیں پہلی آواز پر ہی کان دھریں اور اسی کی اطاعت کریں یعنی صاحب الہام و کشف یعنی حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعوے میں راستباز و صادق تسلیم کریں اور شیطانی آواز کی پیروی سے اجتناب کریں جو دوسری آواز کی شکل میں ان کے کانوں میں پڑے گی۔

یہ نو علامتیں کھلے طور پر قتل لیکھرام کے واقعہ پر چسپاں ہوتی ہیں وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو صحیح تسلیم نہیں کرتے وہ اس پر غور کریں پھر وہ لوگ بھی غور کریں جو احادیث کے منکر ہیں کہ کس طرح پر یہ احادیث نبی کریم صلعم کی قوت کشفیہ کے مرتبہ بلند پر دلالت کر رہی ہیں اور کس طرح واقعات احادیث کی صحت کو ثابت کر رہے ہیں۔

شب جمعہ کا مطلب

اس حدیث میں شب جمعہ کا لفظ ہے جو تشریح طلب ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے جو کشف دیکھا وہ جمعہ کی رات کو نہیں دیکھا اصل بات یہ ہے کہ خوابوں اور کشوف میں بعض باتیں اسی شکل میں ہی پوری ہو جاتی ہیں اور بعض معنوی طور پر پوری ہوتی ہیں اور یہ ایسا اصول ہے جس پر تمام محققین متفق ہیں، اس حدیث میں یہی ایک لفظ ہے جو معنوی طور پر پورا ہوا ہے باقی سب امور اسی طرح وقوع میں آئے جس طرح کشف میں دیکھے گئے ہیں معنوی تعبیر شب جمعہ کی یہ ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ کو جمعہ سے تشبیہہ دی گئی ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کو حق اور صداقت پر جمع کرنے کا زمانہ ہے اور یہ زمانہ یعنی مسیح موعود کا زمانہ بوجہ ظلمت کے غلبہ کے شب تاریک سے مشابہت رکھتا ہے گویا یہ کشف تاریکی کے زمانہ میں دیکھا گیا تھا تاکہ پورا ہو کر تاریکی کو روشنی میں تبدیل کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کا پورا ہونا کئی لوگوں کی ہدایت کا موجب بنا اور حقیقی اسلام کے نور سے اس نے دلوں کو منور کر دیا

دوسری مثال

دوسری مثال عیسائیوں کے متعلق ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب اور عیسائیوں کے درمیان ایک مباحثہ ہوا جس کے اختتام پر حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر یہ پیشگوئی کی کہ عیسائیوں کا نمائندہ یعنی عبداللہ آتھم اگر حق کی طرف رجوع نہ کرے گا تو ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرا دیا جائے گا ۱۵ ماہ میں اس کی موت وقوع میں نہ آئی تو حضرت مرزا صاحب نے بذریعہ الہام اطلاع دی کہ اس شخص نے رجوع کیا ہے اگر نہیں کیا تو یہ قسم کھاکر انکار کر دے اس کے حلف اُٹھانے پر چار ہزار روپیہ بطور انعام اسے دیا جائے گا اور میعاد مقررہ کے اندر اگر یہ ہلاک نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں اس میعاد کے متعلق کوئی شرط نہ ہوگی لیکن عبداللہ آتھم قسم کھانے پر آمادہ نہ ہوا چونکہ اس نے حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی اس لئے حضرت مرزا صاحب کے آخری اشتہار کے بعد ۷ ماہ کے اندر لقمہ اجل ہوکر حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت کر گیا اس جگہ اس پیشگوئی پر تفصیلی بحث کرنا مقصود نہیں صرف اس کے ذکر سے اس علامت کو بیان کرنا مقصود ہے جو حدیث میں مہدی کے متعلق آئی ہے۔ یہ حدیث بھی حجج الکرامہ سے لی گئی ہے حدیث کا اُردو ترجمہ یہ ہے:-

"آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ مطلع رہو کہ حق آل محمد میں ہے صلعم۔ اور زمین سے ایک منادی ندا کرے گا کہ حق آل عیسٰی میں ہے پہلی ندا فرشتہ کی ہوگی اور دوسری ندا شیطان کی ہوگی

حضرت علی سے روایت ہے کہ آسمان سے اس آواز کے آنے کے وقت کہ حق آل محمد صلعم میں ہے لوگوں کی زبانوں پر غالب چرچا مہدی کا ہوگا اور لوگ مہدی کی محبت سے سرشار ہوں گے اور ان کی مجالس میں مہدی کے ذکر کے سوا اور کوئی ذکر نہ ہوگا اور اس کی یاد کے سوا اور کسی کی یاد نہ ہوگی" حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۵

اس حدیث میں بیان کردہ علامات صاف طور پر عبداللہ آتھم کی پیشگوئی پر چسپاں ہو رہی ہیں۔ اس کی موت ۱۵ ماہ کے اندر وقوع میں نہ آنے کے نتیجہ میں دو ہی قسم کی آوازیں اُٹھیں ایک آواز تو یہ تھی کہ حق آل عیسٰی کے ساتھ ہے، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض مسلمان بھی عیسائیوں کے ممد و معاون بنتے ہوئے اس آواز میں شریک ہو گئے حالانکہ نبی کریم صلعم فرما چکے تھے کہ یہ آواز شیطانی آواز ہوگی اور زمینی آدمیوں کی طرف سے اُٹھائی جائے گی، اس کے مقابل دوسری آواز آسمانی ہوگی اور وہی قابل تقلید ہوگی چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے آسمانی الہام کی بنا پر ہی اطلاع دی تھی کہ حق آل محمد میں ہی ہے اور عیسائی مناظر نے دل میں ضرور رجوع کیا ہے۔

مخالفین کی کوششوں کا اُلٹا اثر

اس واقعہ کے بعد باوجود اس کے کہ زمینی آواز بڑے زور سے اُٹھی تھی اور اس کے اُٹھانے والے بھی بڑے اثر و رسوخ کے مالک اور صاحب اقتدار تھے اور باوجود اس کے کہ ان مقتدر لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کو گرانے کی انتہائی کوشش کی اور حضور کے معتقدین کو حضور سے برگشتہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور وسوسہ اندازی میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی لیکن ہوا وہی جو حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی میں مذکور تھا یعنی برعکس ان کی کوششوں کے نہ صرف معتقدین کے دلوں میں حضور کی محبت گھر کر گئی بلکہ مخالفین میں بھی قبولیت کی لہر چاروں طرف دوڑ گئی اور ان میں سے بھی جوق در جوق لوگ سلسلہ بیعت میں داخل ہوکر حضور کے اصلی مقصد یعنی خدمت اسلام میں تن من دھن سے مصروف ہو گئے، چنانچہ حضور کے شیدائیوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا اور آنحضرت صلعم نے ۱۳۰۰ برس قبل اپنی کشفی قوت سے جو نقشہ کھینچا تھا وہ من وعن پورا ہوکر ہزاروں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوا۔

کاش ہمارے مسلمان بھائی جو ابھی تک اس سلسلہ حقہ سے باہر ہیں تعصب اور دشمنی کے جذبات سے خالی ہوکر ان واقعات پر غور کی نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ کس طرح تائید الٰہی اس شخص کے ساتھ تھی جس کو یہ غلط فہمی سے کافر اور دشمن اسلام قرار دے رہے ہیں پھر یہ بھی دیکھیں کہ کس صفائی کے ساتھ آنحضرت صلعم کے الفاظ اس شخص کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں اور کس زور سے مسلمانوں کو تاکید کر رہے ہیں کہ وہ اس شخص کے الہامات کو جبریل کی آواز یقین کرتے ہوئے انہیں اللہ تعالیٰ کے الہامات باور کریں اور صاحب الہام کو بجائے کافر خیال کرنے کے آل محمدؐ (صلعم) کا فرد تسلیم کریں اور اسے اپنے دعوے الہام میں سچا مان کر اس کا ساتھ دیں۔

یہ احادیث اگر ایک طرف حضرت مرزا صاحب کے صادق اور راستباز اور اصلی مہدی ہونے پر بیّن دلیل ہیں تو دوسری طرف حضرت نبی کریم صلعم کی قوت کشفیہ کے کمال پر بھی دلالت کرتی ہیں اور بتلاتی ہیں کہ آنحضور صلعم نے ۱۳۰۰ برس بعد کے واقعات کو کس صفائی سے اپنی کشفی قوت سے دیکھا ہے۔

احادیث میں مسیح اور مہدی کے زمانہ کی علامات تو بے شمار ہیں جو جگہ کی قلت ..... کی وجہ سے ایک ہی آرٹیکل میں بیان نہیں کی جا سکتیں ان کا سلسلہ آئندہ اقساط میں انشاءاللہ جاری رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیم

عیدالاضحیٰ

کے موقعہ پر قربانی کی کھالیں یا ان کی قیمت اور عید فنڈ وغیرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھجوائیے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ آپ ہر روز نماز فجر کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔

— ۲۶ مئی کو حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کی تقریب پر ایک جلسہ مسلم ہائی سکول میں منعقد ہوا جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے طلبائے سکول، اساتذہ اور دیگر حاضرین سے خطاب فرمایا، آپ کی پوری تقریر دوسری جگہ درج ہے، بیرونجات میں بھی بعض مقامات پر جلسے منعقد ہوئے، جن میں سے راولپنڈی اور ملتان کے جلسوں کی رپورٹیں پہنچ چکی ہیں، مؤخر الذکر نیچے درج ہے راولپنڈی کی رپورٹ آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔

— شیخ اللہ بخش صاحب سیکرٹری جماعت بدوملہی کو اللہ تعالیٰ نے پوتا عطا فرمایا ہے، اس خوشی میں ان کے صاحبزادہ شیخ غلام مصطفےٰ صاحب نے مبلغ دس روپیہ بطور عطیہ اشاعت اسلام انجمن کو عطا کئے ہیں۔ شیخ اللہ بخش صاحب کا بھتیجا منظور احمد کچھ دنوں سے بیمار ہوکر ہسپتال میں زیر علاج ہے، وہ اس کے لئے دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں۔

ملتان میں جلسہ یوم وصال

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ملتان برانچ نے اپنے محسن حضرت مسیح موعودؑ کی یادگار میں جلسہ یوم وصال مؤرخہ ۲۶ مئی ۷۰ء کو عزیز ہوٹل ملتان چھاؤنی میں رات کے آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک زیر صدارت شیخ میاں فضل الرحمان صاحب منعقد کیا، جس میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آف کراچی و ہومیوپیتھی ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤدزئی و شیخ محمد یوسف صاحب پریہ گرنتھی و قاضی شبیر محمد صاحب کے فرزند و خاکسار عبدالعزیز خان سے تقاریر کیں جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی لائف و عقائد و کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالی گئی۔

جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مولوی محمد علی صاحب نے نہایت خوش الحانی سے پڑھا، پھر خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک نظم سنائی اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے قرآن کریم کی تعریف میں حضرت مسیح موعود کی کتب کے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ گرنتھی صاحب نے باوجود علالت طبع کے بہت ہی پُر مغز تقریر کی۔ ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤدزئی کی تقریر نہایت عجیب رنگ کی تھی، جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کی آمد فلکیات اور اعداد کی رو سے سمجھائی۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر نہایت ہی مدلل اور پُر جوش لہجہ میں تھی جس کا اثر سامعین پر بہت عمدہ ہوا۔ اس کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی اور دعا پر جلسہ کا خاتمہ ہوا۔ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ فقط۔ خاکسار عبدالعزیز خان

معرفت پراپرائٹر عزیز ہوٹل، ملتان

نئے انقلابی دور کا داعی
حضرت مسیح موعودؑ کی آسمانی تحریک

از۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کراچی

ربانی مصلحین کے بارہ میں ایک نظریہ یہ قائم کیا گیا ہے کہ مثل دوسرے انقلابی لیڈروں کے یہ لوگ بھی اپنے زمانہ اور ماحول کی پیداوار ہوا کرتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ اصحاب زمانہ کی روش کو بھانپ کر اسی کے مطابق ایک تحریک شروع کر دیا کرتے ہیں جو دریا کے بہاؤ کے مطابق ہونے کے باعث چل نکلتی ہے لہٰذا ان تحریکوں کی خارق عادت کامیابی اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ یہ ربانی و خدائی تحریکیں ہیں۔

مادی یا حیوانی نظریہ زندگی

یہ زمانہ بھی کیسا مبارک ہے، کہ ایک طرف سائنس علم اور ایجادات و صناعات کا اس قدر زور ہے جو کہ حیرت انگیز ہے، دوسری طرف ایک مصلح ربانی نے ایک آسمانی تحریک کا غلغلہ بلند کر دیا ہے۔ آؤ ہم عالمگیر واقعات کی بنا پر متذکرہ بالا نظریہ کا تجزیہ کریں کہ کہاں تک حضرت مسیح موعودؑ کی تحریک احمدیہ کو زمانہ کی پیداوار کہنا درست ہو سکتا ہے؟ حضرت اقدسؑ انیسویں صدی کے آخر میں ربانی مصلح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس وقت کے عالمگیر رجحانات و خیالات کیا ہیں؟ مادہ اور اس کے قوانین ازلی، ابدی اور حقیقی سرچشمہ طاقت و قوت مانے گئے ہیں میکانسٹ نظریہ Mechanist Theory مسلّمہ سائنس کا عقیدہ بن چکا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مادہ اور اس کے خواص کے بجز اور کوئی طاقت حکمران نہیں بلکہ اس عالم کی ارتقا اسی کے مادی ذرات میں پنہاں ہے۔ ایسے مادی نظریہ کا نتیجہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ حیات انسانی کا مقصد بھی مادیت پر بڑھ چڑھ کر غلبہ و تسلط قرار دیا جائے، چنانچہ عین اسی منطقی نتیجہ کو قبول کر لیا گیا یعنی انسانی حیات کا منتہائے نظر مادی ذرائع پر قبضہ یقین کر لیا گیا، انسانی خوشی و خوشحالی مادی سامانوں کی فراہمی میں منحصر مانی جا چکی تھی۔ مقدم امر مادی ذرائع کا حصول ٹھہرا جس کے لئے ہر اخلاقی قدر قربان کی جا سکتی ہے یہاں تک کہ بدنی احتیاجات اور جسمانی لذائذ کی تسکین کے لئے انسان حیوان کے برابر کھڑا کر دیا گیا۔

حبّ وطن و قوم کے محدود نظریئے

مادی نظریۂ حیات کا یہ نتیجہ اٹل ہے کہ ایک طرف تو سچی ہمدردی و خیر خواہی کی بجائے انسانوں میں نفسا نفسی اور رقابت و عداوت کے جذبات غلبہ کر جاتے ہیں اور دوسری طرف اس مفاد کے حصول کے لئے نسل انسانی عالمگیر نظریہ کی بجائے تنگ و محدود دائروں میں منقسم ہو کر رہ جاتی ہے چنانچہ یہی حالت انیسویں صدی کے آخر میں ہو چکی تھی، کہ "میرا ملک" اور "میری قوم"، درست یا نادرست کے نعروں سے نسلِ انسانی بے شمار اوطان و اقوام میں بٹ گئی تھی جہاں انسانیت و انسان کے اصولوں کو مقدم نہیں رکھا جاتا تھا بلکہ میرا اور تیرا کا دور دورہ غالب ہے، نہ صرف اس کا غلبہ ہے بلکہ اس سے بلند تر کوئی اور جذبہ سمجھا ہی نہیں جاتا دنیا کی جملہ اقوام اس مغربی نظریہ سے مسحور و مرعوب ہو چکی ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمان قوم بھی جس کی ہر قسم کے نسلی وطنی اور قومی تعصبات سے بلند تر ایک عالمگیر روحانی و اخلاقی اخوت کے اصول پر تعمیر کی گئی تھی یہ یقین کر چکی ہے کہ بین الاقوامی روحانی اخوت کی بجائے تنگ قومی و مادی نظریہ ہی قابل قبول اور ترقی و ترفع کا ذریعہ ہیں۔

انسانی عقل و علم کو خدائی کا درجہ

انیسویں صدی میں متذکرہ بالا دو نظریوں کے علاوہ کیا کوئی اور نظریہ حیات کہیں کارفرما دکھائی دیتا ہے؟ زمانہ کے اس کٹھیٹھ عالمگیر مادی ماحول اور نفرت انگیز اصول میں کیا کسی شخص کو کلام ہو سکتا ہے؟ بلکہ یہ وہ حیوانی نظریات ہیں جن کا غلبہ اب تک قائم و دائم چلا آ رہا ہے اور مشرقی دنیا میں تو آج پورے زوروں پر جاری جلوہ گر ہے۔ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ آخر یہ بات کیا ہے کہ ایک طرف علم و سائنس کا یہ حیرت انگیز ارتقاء اور دوسری طرف سطحیت ادنیٰ اقدار زندگی اور تنگ نظریت و تعصبات پر فریفتگی کی یہ انتہا ہے؟ تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ علمی ترقی ہی انسانی گراوٹ کا باعث بن گئی، انسان نے تسخیر کائنات کے باعث اپنی عقل و علم کو ہی معبود قرار دے لیا اور اپنے علم و فہم پر نازاں ہو کر اپنے آپ کو سجدہ کرنے لگ گیا، خودی کے تمام ادنیٰ محرکات کی پیروی حیات کا اعلیٰ مقصد قرار پا گئے۔ یہ وہ ماحول ہے جس میں جماعت احمدیہ نے جنم لیا۔ کیا یہ امور واقعات حقہ سے متعلق نہیں؟ حضرت اقدسؑ نے مسلمہ طور پر ایک روحانی و اخلاقی تحریک کی بنیاد ڈالی ہے جو جملہ قسم کے مادی ذرائع سے بے تعلق و ماوراء رکھی گئی ہے اب [illegible] اصحاب آئیں اور یہ بتلائیں کہ جماعت احمدیہ کہاں تک اپنے ماحول کی پیداوار قرار دی جا سکتی ہے؟ کیونکہ یہ جائز ہے کہ یہ مانا جائے کہ جس قسم کے خیالات و رجحانات رائج الوقت تھے انہی کے مطابق بانی سلسلہ احمدیہ نے ہوا کے رخ کو بھانپ کر ایک تحریک چلا دی؟

بیک وقت متضاد اعتراضات

ربانی تحریکوں کے برخلاف جو نظریات قائم کئے جاتے ہیں، ان کا حشر وہی کچھ ہوتا ہے جسے قرآن کریم نے شجرۃ خبیثۃ کے نام سے موسوم کیا ہے کہ جسے بوجہ بطلان کوئی قرار حاصل نہیں، چنانچہ ایک طرف تو حضرت مسیح موعودؑ پر یہ اعتراض ہے کہ زمانہ کے رخ کو پہچان کر اس کی تقلید میں آپ نے ایک تحریک قائم کر دی، دوسری طرف جب واقعات سے مخالف لوگ عاجز آ جاتے ہیں تو پھر اس کے متضاد یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ آج تو مذہب کا زمانہ ہی ختم ہو گیا، اب ایسے توہمات کو کون قبول کرنے کو تیار ہے، اس لئے کسی ایسی خالصتاً دینی تحریک کی جیسے کہ جماعت احمدیہ قائم کی گئی ہے کامیابی کے کونسے ذریعہ ہو سکتے ہیں؟ جبکہ زمانہ کے عالمگیر رجحانات کے برخلاف یہ تحریک کھڑی ہے تو اس کے غلبہ کی امید رکھنا محض خام اور آرزوء لاحاصل ہے۔

یہ کس قدر تضاد و تزلزل ہے! اگر یہ صحیح ہے کہ اس زمانہ میں مادی اقدار و علوم کے فروغ کے باعث ادنیٰ خودی کی اقدار مرغوب و محبوب بن چکی ہیں جیسے کہ حقیقتاً یہ بات امر واقعہ ہے تو پھر تمہارا یہ اعتراض کیا معقولیت رکھتا ہے کہ احمدیہ تحریک اپنے زمانہ و ماحول کی پیداوار ہے

مسلمان قوم کی حالت

خود مسلمان قوم کی حالت انیسویں صدی میں کیا اس قسم کی تھی کہ جس کے باعث اس میں کوئی سچی دینی تحریک بطور ماحول کے تاثر کے قائم ہو؟ جیسے اس زمانہ کا عالمگیر ماحول کسی دینی و خدائی تحریک کے قیام کے متضاد ہے، بعینہٖ واقعات کی بنا پر یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ خود مسلمان قوم کی موجودہ حالت کبھی کسی ٹھیٹھ مذہبی و اصلاحی تحریک کے قیام کی نہ صرف محرک ہو سکتی تھی بلکہ اس کے سراسر مخالف و متضاد واقع ہوئی ہے، اگرچہ لفظی و ظاہری طور پر اسلام اور دین کے نام لئے جاتے اور ظاہر ارکان پر تشدد پایا جاتا ہے، لیکن کہاں ہے وہ اصلی روح جو دین و مذہب کی حقیقی جان ہے؟ اعلیٰ دینی اصولوں کو زندگیوں میں رائج کرنا تو ایک طرف رہا یہاں تو یہ نظریہ گھر کر چکا ہے کہ اخروی نجات کا سارا دارومدار محض اعتقاد و ظاہر ارکان کی پابندی پر ہی ہے، ایک طرف اعتقادی اصول کی جزئیات پر تشدد کی یہ حالت ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ اختلاف ناقابلِ برداشت اور تکفیر مقاطعہ کا موجب بن چکا ہے، دوسری جانب زندگی کی پاکیزگی اور تعلقات کی طہارت سے یہ بے اعتنائی کہ بڑے سے بڑے گناہ اور مفسد سے مفسد فتنہ پرداز

عنصر سے چشم پوشی ۔ مسلمان سوسائٹی میں آج یہ تمیز باقی نہیں رہی کہ جو شخص کردار و اخلاق میں ادنیٰ ترین حالت پر ہے اس میں اور اعلےٰ حالتوں پر قائم شدہ انسان میں مابہ الامتیاز قائم کرے اور ان دونوں قسم کے افراد کو ان کے حسب حال عزت کا مقام دے ۔ ایسی حالت میں اس قوم میں کسی ایسی تحریک کا نمودار ہونا جو اصل نیکی و تقوےٰ کو مقدم درجہ عطا کرے کہاں تک ماحول کی پیداوار کہا جا سکتا ہے پھر طاقت و مادی ذرائع کو ہی دین کی تقویت کا منبع قرار دینا اور اپنی اندرونی اصلاح سے بکلی بے اعتنائی برت کر صرف غیر اقوام کو بجبر اپنے دین میں شامل کرنے کو دین کا جزو ماننا مسلمان قوم کی اس زمانہ میں خصوصیات بن چکی ہیں ۔ سوال قابل غور ہے کہ اس قوم کی یہ حالتیں کیا اس امر کی محرک بن سکتی ہیں کہ عین ان رجحانات کے برخلاف کوئی انقلابی و اصلاحی تحریک قائم ہو ؟

اصل منبع و سرچشمہ صداقت

عجب ترین امر یہ ہے کہ اس دور میں حضرت اقدسؑ دین کے اصولوں کو علم و عقل کی روشنی میں صادق ثابت کرنے کا بیڑا اٹھاتے ہیں ، اعلےٰ سے اعلیٰ دلائل پیش کرتے ہیں ، تاہم ان کو آخری حرف قرار نہیں دیتے بلکہ خدائی کلام پر خدا کی شہادت پیش کرتے ہیں ، یہ وہ اعلےٰ وجہ کا امتیاز ہے جو احمدیہ تحریک کو جملہ بیرونی و اندرونی اصلاحی تحریکوں سے ممیز کرتا ہے خدا خود اپنا ثبوت مہیا کرتا اور اپنے دین کی نصرت و تائید کے لئے خود آسمان سے اتر کر نازل ہوا ہے ۔ ان واقعات حقہ سے روشن ہے کہ انیسویں صدی کے عالمگیر حالات ، نہ ہی خود مسلمان قوم کے رجحانات ہی خلیفۃً و خالصتاً دینی تحریک کے بطور محرکات کے کام کر سکتے تھے ۔ پھر جائے غور یہ امر ہے کہ سوائے خدائی تحرک کے اور کونسی وجہ جماعت احمدیہ کو معرض وجود میں لانے کا موجب بنی ؟ جو انسان واقعی طور پر اصل حالات کا جائزہ لے گا اس کے قلب کی گہرائیوں سے بلاشبہ یہ آواز نکلے گی جس کی پیشگوئی حضرت ختم المرسلین نے ان الفاظ طیبہ میں فرمائی تھی :—

لو کان الایمان معلقاً بالثریا
لنالہ رجل من ابناء فارس

ایک وقت آئے گا جب ایمان و دین کی کوئی بات کرنا ارضی ماحول کے باعث ممکن نہ رہے گا کیونکہ زمین پر تو ایمان باقی موجود ہی نہ ہوگا ہاں اگر اس قسم کی کوئی بات ممکن ہو سکے گی تو آسمان سے ہی کوئی تحریک کھوئے ہوئے ایمان کو واپس لا سکے گی ۔ اسی لئے حضرت اقدسؑ نے بار بار یہ فرمایا کہ اب دین اور اسلام کا فروغ ممکن ہی نہیں جب تک ربانی تحریک سے پیوند نہ لگایا جائے

؎ آسمان سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

بیسویں صدی کے عالمگیر واقعات

یہ ہم دیکھ چکے کہ تحریک احمدیہ کو زمانہ کی پیداوار قرار دینا قطعاً صحیح نہیں زمانہ کے رجحانات اور تھے اور اس تحریک کا رخ دوسری طرف ۔ خود مسلمان قوم کی توقعات اور معتقدات کچھ دیگر تھے اور احمدیہ تحریک کسی دوسری جانب لے جانا چاہتی ہے ۔ آؤ ذرا طائرانہ نگاہ اس امر پر بھی کریں کہ اس نصف صدی کے دوران جب سے اس جماعت نے جنم لیا ہے واقعات حقہ ہو ہے کہ مادہ جسے سائنس نے سرچشمہ طاقت خیال کر رکھا تھا ، عارضی ، بے حقیقت اور فانی چیز تسلیم کر لیا گیا ہے اصل منبع قوت وہ غیر مرئی برقانی طاقت ہے جو اس کے اندر نہاں ہے ، ظاہری شکل و حجم بے حقیقت باتیں ہیں پردہ غیب میں یہ طاقتیں مستور موجود ہیں انسان ان سے کلی طور پر بے خبر اور ان کے ہیبتناک تاثیرات سے لاعلم ہے ۔ مادی طاقت کے ظاہری طلسم کا پول کھل جانے کے دوش بدوش اس نظریہ حیات کا بھی عظیم کبھی منصہ شہود پر آچکا ہے جس کا خلاصہ جیسے کہ بیان ہو چکا یہ ہے کہ انسانی حیات کا آخری مقصد خودی کے ادنی محرکات کی پیروی اور مادی ساز و سامان پر غالب قبضہ ہے ، اب یہ دھندلا عیاں ہو چکا ہے کہ اگر نسل انسانی نے تباہی سے نجات پانا ہے تو اس کی راہ مادیت سے محبت اور اس پر غلبہ کی بجائے انسانیت سے محبت اور نسل و قوم کے تعصبات کی بجائے انصاف و عدل کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے ۔ حب قوم و وطن کی بجائے ایک بین الاقوامی اخوت و عدل کا تصور سامنے آ چکا ہے اور مادی رنگ میں باہمی زور آزمائی کی بجائے مفاہمت و مصالحت ہی میں نسل انسانی کی بقا باقی رہ گئی ہے ، اس امر کا بھی دھندلا سا خاکہ ذہنوں میں آ رہا ہے کہ انسانی عقل و علم جب وہ خودی کے جذبات سے مغلوب ہوں کبھی بھی راہنمائی کے قابل نہیں بلکہ جب تک خدا خوفی کی ذہنیت اور خدمت و قربانی کے جذبات کار فرما نہ ہوں تب تک نجات ممکن نہیں ، ظاہر ہے کہ خدا خوفی و خدمت خلق بجز آسمانی ہدایت اور ربانی راہنمائی کے کبھی ممکن ہی نہیں ۔

عالمگیر انقلاب کی داغ بیل پڑ چکی

غور کرو ! کہاں آج سے نصف صدی قبل کے عالمگیر خیالات و سائنس کے معتقدات اور کہاں آج کے منقلب شدہ تصورات و رجحانات ! ! کہاں انسانی زندگی کے مقاصد و منتہائے نظر جو بیسویں صدی میں ایمانیات قرار پا چکے تھے اور کہاں یہ بدلی ہوئی ذہنیت ! ! ! کیا یہ درست نہیں کہ جب کبھی کوئی انقلاب بپا ہوا تو اس کی بنیادیں پہلے ذہن انسانی میں ہی قائم ہوئیں ؟ اگر مغرب کے مفکر اور دنیا کے سائنسدان ، ہدایت و رشد کے لئے انسانی عقل و فکر کو ہیچ و ناچیز سمجھنے لگ پڑے ہیں اور آسمان کی جانب ان کا منہ اٹھ چکا ہے تو پھر بتلاؤ کہ کیا یہ انقلاب عظیم کسی دینی انقلاب کا پیش خیمہ نہیں ؟ احمدیہ تحریک سے جو اس زمانہ میں دین کی جانب رجوع کی پیشگوئی کر رکھی تھی کیا نصف صدی کے یہ اہم واقعات اس کی صداقت کی خبر نہیں لا رہے ؟

مسلمان قوم کے بدلے ہوئے حالات

یہ امر واقعاتی ہے کہ دنیا نے دین کی جانب ایک عظیم پلٹا کھایا ہے ، عنقریب اس ذہنی انقلاب نے کسی ظاہرا شکل کو اختیار کرنا ہے ، غور کرو احمدیہ تحریک کے بجز کسی اور تحریک نے ایسے انقلاب کی خبر دی تھی ؟ کیا کسی اور داخلی یا خارجی تحریک نے علم غیب کے اس راز سے دنیا کو آگاہ کیا تھا ؟ ——

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانے کے دن

کٹھن دنیا پرستی کے عالمگیر غلغلہ کے وقت کس کی یہ ہمت یقین بلند ہو سکتے تھے اور کون زمانہ کے عین مخالف یہ چیلنج دینے کی جرأت کر سکتا تھا کہ اب خدائی قضا دین کے غلبہ کی ہو چکی ہے ؟

خود مسلمان قوم کی تبدیل شدہ ذہنیت ملاحظہ ہو ، جہاں پہلے حکومت اور ثروت کو دینی غلبہ کا لازم جزو قرار دیا گیا تھا اب وہاں اس کی بجائے ذہنیت کی تبدیلی اور کردار میں صلاحیت عقیدہ بن چکے ہیں ، جہاں جبر و اقتدار سے منوانا جزو دین تھا اب اس کی بجائے علم و سائنس کی رو سے صداقت دین کو ثابت کرنا مسلمات ہو چکے ہیں ، جہاں کسی اصلاحی جماعت کو فرقہ بازی قرار دیا جاتا تھا آج یہ ندا بلند ہو رہی ہے کہ اسلام کے اعلیٰ اصولوں کی حامل ایک زندہ و فعال جماعت کی ضرورت سب سے بڑھکر اشاعت کے مقصد کے لئے اور کوئی دوسری حاجت لازم نہیں آج یہ امر لازم نظر آ چکا ہے کہ اصول اسلام کی تصویر کتب و علم کلام میں دکھلانا اگر ضروری ہے تو اس سے بہت بڑھکر جماعتی زندگی کے نظام میں اسلام کی صحیح تصویر دکھلانے کی حاجت لازم ہے نیز کسی دینی جماعت کا نظام جتھہ بندیوں اور خوف و بائیکاٹ کے غذیت جذبات سے وابستہ نہیں ہے بلکہ اس کی اصل بنیادیں حقیقی تقوے راستبازی اور محبت و اخوت کے تعمیری جذبات پر قائم ہیں ۔ غور کرو کیا عین یہی وہ باتیں نہیں جن کی جانب حضرت بانی سلسلہ نے اپنی قوم کی توجہ کو مبذول کرائی تھی ! حضرت اقدسؑ نے جہاں اصول دین کی صداقت کو سب سے پہلے اس زمانہ میں علم و دلائل سے واضح کر کے بتلایا وہاں کیا جماعت احمدیہ کی تنظیم اخلاق و کردار کی اعلیٰ بنیادوں پر آپ نے ہی نہیں کر دکھلائی ؟ آج ان امور کی حقانیت واضح اور ان کی صداقت روشن ہو چکی ہے مگر غور کرو آج سے نصف صدی قبل کون ان کو تسلیم کرنے پر تیار تھا اور کسے یہ جرأت یقین ہو سکتا تھا کہ وہ اپنی تحریک کی بنیادوں کو ان اصولوں پر رکھے ؟ آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں

ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

علم غیب انسانی طاقت سے بالاتر شئے ہے ، قرآن کریم نے جہاں اعلےٰ اصول صداقت ، پیرؤوں میں اعلیٰ تبدیلی کو اپنے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں پیش کیا ہے وہاں اس کتاب مقدس نے علم غیب پر مشتمل اہم امور کو بھی جو از صداقت میں دنیا کے روبرو پیش کیا ہے ، مکہ کی بے بسی و بے بضاعتی کہاں اس امر کی اجازت دیتی تھی کہ کوئی انسانی

دنیا میں امن کے قیام کیلئے مسیح موعود کا پیغام

امن است در مکان محبت سرائے ما

از:- فخر الدین صاحب راولپنڈی

۱۶ ارمئی ۱۹۶۰ء کو لہو ولعب کے گہوارے پیرس میں عصر حاضر کی چار بڑی طاقتوں کی اعلیٰ سطح پر ایک کانفرنس ہوئی جس کے انعقاد کے لئے کئی مہینوں سے کوششیں جاری تھیں اور دولِ مغرب کے سربراہ کئی مذاکرات کر چکے تھے۔ کانفرنس کا مقصد دنیا میں امن کے قیام اور سلامتی کا حل تلاش کرنا تھا۔ افسوس انسانوں کی تدبیر سے بلائی گئی یہ کانفرنس ۳ گھنٹے ۵ منٹ تک جاری رہنے کے بعد اسی روز ختم ہو گئی اور اس کی ناکامی کا اعلان کر دیا گیا۔ عجیب اتفاق ہے کہ آج سے باون برس پہلے حضرت امام الزمانؑ بھی ماہ مئی کے انہی دنوں میں اقوام عالم کے مابین اتحاد اور دنیا میں امن اور سلامتی کو فروغ دینے کے لئے ایک منصوبہ تیار کر رہے تھے۔ خیال تھا کہ یہ منصوبہ ۳۱ مئی ۱۹۰۸ء کو شہر لاہور کے ایک جلسہ عام میں پیش کیا جائے گا۔ مگر حضرتؑ کی وفات نے اس لیکچر کو ملتوی کر دیا۔ جری اللہ کی یہ آخری تحریر ۲۱ جون ۱۹۰۸ء کو یونیورسٹی ہال لاہور میں پڑھ کر سنائی گئی۔ ہزارہا ہندوؤں، مسلمانوں اور عیسائیوں کے مجمع میں جس میں ملک کا سنجیدہ تعلیم یافتہ اور فہمیدہ طبقہ ایک کثیر تعداد میں موجود تھا۔ اس پیغام کو خواجہ کمال الدین مرحوم نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھا سر پرتول چند رچیٹرجی جج چیف کورٹ پنجاب جلسہ کے صدر تھے حضرت اقدسؑ کی تحریر اور خواجہ کمال الدین صاحب کا پڑھنا مجمع کو مبہوت کرنے کے لئے کافی تھا۔ مسلمانوں کے چہروں پر مسرت اور شادمانی پھیلتی جاتی کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے۔ لیکچر کے خاتمہ پر مجمع پر ایک خاموشی سی طاری تھی۔

پیرس کانفرنس کی ناکامی

پیرس کانفرنس کی ناکامی کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ انسانی تدبر اور دانش اندھے کی لاٹھی کی طرح ہے جس کی مدد سے نابینا راستہ تلاش کر لیتا ہے۔ مگر خدا کے مامور تو خود صاحب بصیرت اور صاحب فراست ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک مامور کا بتایا ہوا نسخہ ہی لاعلاج امراض سے شفا بخش سکتا ہے اور جہاں انسانی تدبر اور سوچ بچار ایک مسئلہ کا حل ڈھونڈنے میں ناکام رہتی ہے وہاں مامور ربانی جو حل پیش کرتا ہے وہی مقبولیت کی سند پاتا ہے اور زمانہ اس پر شاہد ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ گو ۱۹۰۸ء میں حضرت اقدسؑ نے جو حل قومی اتحاد کا پیش کیا تھا اس پر برادران وطن نے کماحقہ توجہ نہ دی مگر بعد میں آنے والے واقعات نے ثابت کر دیا کہ حضرت اقدسؑ کا تجویز کردہ نسخہ ہی کارگر ثابت ہو سکتا تھا۔ گویا ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
فردا بگریہ یاد کنم وقت خوشترم

قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ جب کبھی دنیا میں فتنہ و فساد بھڑک اٹھتے ہیں تو آسمان سے رشد و ہدایت کی بارش کے ساتھ ایک مامور آتا ہے جو بنی نوع انسان کے لئے امن، صلح اور سلامتی کا پیغام لے کر آتا ہے تاریخ انبیاءؑ کے مطالعہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کبھی ظهر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ بھر گیا تو خدا کا ایک مامور دنیا میں تشریف لایا اسی قانون قدرت کی طرف جناب کرشن کے الہامی کلام میں اشارہ کیا گیا:-

"جب کبھی دنیا میں لادینی پھیل جاتی ہے
اور پرتھوی سے دھرم اٹھ جاتا ہے
اس وقت دنیا پر میں کسی انسان کی شکل
میں ظاہر ہو کر دنیا کو گناہ سے پاک
کیا کرتا ہوں"

اس قول کا ترجمہ علامہ فیضی نے یوں کیا ہے:-

چوں بنیاد دیں سست گردد بسے
نمائم خود را بشکل کسے

یہ قانون قدرت بدستور جاری رہا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الحدید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

جب ایک لمبی مدت گذر جاتی ہے تو
دلوں میں سختی آجاتی ہے اور نتیجہ یہ
ہوتا ہے کہ لوگ کثرت سے نافرمان
ہو جاتے ہیں۔ جان رکھو کہ بیشک
اللہ زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے
زندہ کیا کرتا ہے۔ یقیناً اللہ اپنی آیتوں
کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم عقل
سے کام لو"

پاک محمد مصطفےٰؐ نبیوں کے سردار چونکہ خاتم النبیین کہلائے اور آپؐ پر سلسلہ انبیاء ختم ہو گیا اس لئے اب مجددین کا سلسلہ شروع ہوا تاکہ تجدید دین کا کام جاری رہے جیسا کہ ابوداؤدؒ کی مشہور حدیث ہے:-

"بے شک اللہ تعالیٰ اس امت (محمدیہؐ)
میں ہر صدی کے سر پر ایسا شخص مبعوث
کرتا رہے گا۔ جو دین کی تجدید کرتا رہیگا"

یہ دین جس کی تجدید کا وعدہ کیا گیا ہے۔ دین فطرت ہے جس کا نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنی امن اور سلامتی کے ہیں۔ اس لئے صحیح امن اور سچی سلامتی کو فروغ دینے کے لئے اسلام کی اشاعت ازحد ضروری ہے۔ اس دین الٰہیہ کے بغیر دنیا میں امن اور سلامتی قائم نہیں ہو سکتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب عناصر اربعہ کا مرکب آدم خلافت الٰہیہ کی خلعت سے سرفراز کیا جا رہا تھا تو فرشتوں نے حضرت احدیت میں یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ چار بڑوں کی اس کانفرنس (آگ مٹی۔ پانی۔ ہوا) سے فتنہ رونما ہو سکتا ہے تو جناب باری تعالےٰ نے انہیں اطمینان دلایا کہ اس خطرہ کو دور کرنے کے لئے پہلے سے ہی انتظام موجود ہے اور وہ تھا سلسلہ وحی اور الہام کا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ فتنہ و فساد کو مٹانے کے لئے مصلحین ربانی کی کوششیں ہی کارگر ہوئی ہیں۔ آج بھی صلح و امن کے طالبوں کو مبارکباد ہو کہ اس زمانہ کے امام ہمامؑ نے ان کے لئے ایک ایسا لائحہ عمل تجویز کیا ہے جس پر چل کر وہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یعنی اسلام کے گوشہ عافیت اور محبت سرائے میں آجانا چنانچہ اس لیکچر میں جس کا نام "پیغام صلح" تھا حضرت مسیح موعودؑ نے برادرانِ وطن کو دعوت دی کہ اتحاد قومی کو اگر اس بنیاد پر استوار کیا جائے کہ ہماری محبوب ہستی یعنی آقائے نامدار سرور کائنات کی رسالت کو تسلیم کر لیا جائے اور ان کی شان اقدس میں زبان درازی نہ کی جائے تو ہندو اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم ہو سکتا ہے۔ مسلمان بھی برادران وطن کی دلآزاری نہیں کریں گے کیونکہ وہ تو پہلے ہی ان کے برگزیدہ رشیوں کو خدا کے فرستادہ مانتے ہیں اور ان کی دعوت الی اللہ کو خدا کا کام یقین کرتے تھے۔ دنیا کے مختلف ہادیانِ دین اور آسمانی کتابوں پر ایمان۔ ایک مسلمان کے تکمیل ایمان کے لئے ازبس ضروری ہے خدا کی وحدانیت، اس کے فرستادگان اور احکام ہی وہ امر مشترک ہے جس پر قرآن کریم اور اس کے شارع نے اہل کتاب کو تعاون اور اتحاد کی دعوت دی ہے جو آج بھی بدستور قائم ہے۔

اتحاد نسلِ انسانی

اسلام کا سب سے پہلا اصول بنی نوع انسان میں اتحاد اور یگانگت کا پیدا کرنا ہے۔ تم سب کا باپ ایک ہے۔ تم سب ایک مرد اور عورت کی اولاد ہو، تمہارا معبود، تمہارا رب ایک ہے۔ وہ مشرق میں بسنے والوں کا رب ہے اور مغرب میں رہنے والوں کا بھی۔ وہ سیاہ فام حبشیوں کا بھی رب ہے اور سفید چمڑی والے متمدن لوگوں کا بھی۔ اس کا سورج سب پر چمکتا ہے۔ اس کے حکم سے چلنے والی ہوائیں تمام قوموں اور

www.aaiil.org

ملکوں کے لئے بادل اُٹھائے اُٹھائے پھرتی ہیں۔ خدا نے اپنے کلام سے ہر ملک اور ہر قوم کے افراد کو فیض یاب کیا۔ کوئی بستی ایسی نہیں جہاں اس نے ہادی اور مبلغ نہ بھیجے ہوں۔ ہاں جب بمرور ایام اور امتداد زمانہ مختلف اقوام میں اس کی نازل شدہ شریعت کی شکل بدل گئی تو اس نے بنی نوع انسان کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے اپنے آخری رسول کو بھیجا اور اس کو ایک مکمل ضابطہ حیات اور شریعت دی جس میں خدا کا کلام اور نازل شدہ احکام جو مختلف قومی نبی اور رسول لے کر آئے اپنی صحیح اور اصلی صورت میں موجود تھے۔ اس آخری نبیؐ نے جملہ انبیاء، جملہ کتب مقدسہ اور صحائف پر جو وقتاً فوقتاً نازل ہوتے رہے ایمان لانے کو ضروری ٹھہرایا۔ اس نبی پاک کے لائے ہوئے دین کے احکامات عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں اور کسی دوسرے مذہب یا دین کے بنیادی اصولوں سے متعارض نہیں ہوتے مثلاً سچ کہو۔ جھوٹ نہ بولو، بیہودہ باتوں سے پرہیز کرو۔ اپنے قول یا فعل سے کسی کو نقصان مت پہنچاؤ۔ اپنی زندگی کو پاک رکھو، غیبت نہ کرو۔ کسی پر بہتان مت لگاؤ۔ نفسانی شہوات اپنے پر غالب نہ آنے دو۔ کینہ اور حسد سے پرہیز کرو۔ بغض سے دل صاف رکھو اپنے دشمن سے بھی وہ معاملہ نہ کرو جو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے ایسی نصیحتیں دوسروں کو مت کرو جن کے تم خود پابند نہیں۔ معرفت کی ترقی میں لگے رہو۔ جہل سے دل کو پاک کرو۔ ایک قوم دوسری قوم کا تمسخر نہ اُڑائے کسی کے معبودانِ باطل کو سب و شتم سے یاد نہ کرو۔ بڑوں کی تعظیم کرو اور چھوٹوں سے شفقت۔ ناحق خون نہ کرو۔ اپنے پڑوسی، رشتہ دار محتاج بیکس۔ یتامیٰ اور مساکین کی خبرگیری سے غافل نہ رہو عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ محکوم اور مفتوح اور ماتحتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ الغرض کوئی ایسا موضوع نہیں جو معاشرے کے لئے ضروری ہو اور اس کے لئے اسلام میں تاکید نہ کی گئی ہو۔ اسلام چند مخصوص عقائد یا عبادات کا نام نہیں بلکہ وہ بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود۔ خوشحالی اور سلامتی کا پیغام ہے جیسا کہ حضرت اقدس مجددِ دوران فرماتے ہیں:-

> "دینِ اسلام یہ ہے کہ خدا کی منہیات سے پرہیز کرنا اور اس کی رضامندی کی راہوں کی طرف دوڑنا اور اس کی تمام مخلوق سے نیکی اور بھلائی کرنا اور ہمدردی سے پیش آنا اور دنیا کے تمام مقدس نبیوں اور رسولوں کو اپنے اپنے وقت میں خدا کی طرف سے نبی اور مصلح ماننا اور ان میں تفرقہ نہ ڈالنا اور ہر ایک نوع انسان سے خدمت سے پیش آنا، ہمارے مذہب کا خلاصہ یہی ہے" (پیغام صلح)

دینِ الٰہیہ

اسلام یعنی دینِ الٰہیہ نے دنیا میں ہمیشہ امن اور سلامتی کو فروغ دیا۔ اور اس مقصد کو پانے کے لئے اس کے ماننے والوں کو جنگ کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ قرآن کریم میں ان سوز حرکات کے مرتکب سماج دشمن عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے حکم دیا گیا ہے مگر جونہی فتنہ فرو ہو جائے تلوار کو نیام میں رکھنے کی تاکید کی گئی ہے صلح اور امن چاہنے والوں کو قرآن کریم نے ہمیشہ خوش آمدید کہا ہے۔ یہ کہنا سراسر حماقت ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب پر بزور شمشیر غالب آیا۔ حضرت امام الزمانؑ "پیغام صلح" میں فرماتے ہیں:-

> "بعض نا سمجھ جو اسلام پر جہاد کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب لوگ جبراً تلوار سے مسلمان کئے گئے تھے۔ افسوس ہزار افسوس کہ وہ اپنی بے انصافی اور حق پوشی میں حد سے گذر گئے۔ افسوس ان کو کیا ہو گیا کہ وہ عمداً صحیح واقعات سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے تا کہ یہ گمان کیا جاتا کہ چونکہ وہ بادشاہی جبروت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے، اس لئے لوگ جان بچانے کے لئے ان کے جھنڈے کے نیچے آ گئے تھے پس سوال تو یہ ہے کہ جبکہ آپ کے لئے اپنی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی حالت میں خدا کی توحید اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی، تو اس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپؐ پر ایمان لائے تھے اور اگر ایمان نہیں لائے تھے تو پھر جبر کرنے کے لئے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا اور مدد طلب کی گئی تھی۔ ......

ہاں چونکہ اسلام مذہبی آزادی کا حامی تھا اس لئے اس نے ہر اس قوم اور شخص سے تصادم لیا جو عبادات دینیہ بجا لانے میں ایک روک پیدا کرے۔ چنانچہ سورۃ الحج کی ایک آیت ہے:-

> "ان لوگوں کو (جہاد کی) اجازت دی گئی جن سے لڑائی کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ وہ .... اور اگر اللہ (شریر) لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ نہ ہٹاتا رہتا تو یقیناً راہبوں کی کوٹھڑیاں اور گرجے اور عبادتگاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بہت لیا جاتا ہے گرا دی جاتیں۔ اور اللہ ضرور اس کی مدد کریگا جو اس (کے دین) کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ طاقتور غالب ہے"

پس مسلمانوں نے ہمیشہ امن اور سلامتی کی خاطر شریروں سے مقابلہ اور مجادلہ کیا۔ تا کہ مخلوق خدا آرام اور سکون سے اپنے دن گذارے۔ یقیناً آج بھی اسلام ہی وہ ضابطۂ حیات ہے جس کے قبول کر لینے سے فتنہ و فساد کے دُور کرنے میں مدد ملے گی۔ آسمان پر مقدر ہے کہ اسلام دنیا پر غالب آئے گا۔ اس زمانے کا مسیح بیانگ دہل اعلان کرتا ہے:-

> "میں اپنے دعوے کی نسبت اس قدر بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کے انتخاب سے بھیجا گیا ہوں تا میں غلطیوں کو رفع کر دوں اور پیچیدہ مسائل کو صاف کر دوں۔ اور اسلام کی روشنی دوسری قوموں کو دکھلاؤں اور یاد رہے کہ جیسا کہ ہمارے مخالف ایک مکروہ صورت اسلام کی دکھلا رہے ہیں یہ صورت اسلام کی نہیں ہے۔ بلکہ وہ چمکتا ہوا ہیرا ہے جس کا ہر گوشہ چمک رہا ہے۔ ایک بڑے محل میں بہت سے چراغ ہوں اور کوئی چراغ کسی دریچہ سے نظر آوے اور کوئی کسی کوٹہ سے یہی حال اسلام کا ہے، کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں وہ ہر ایک نشان چراغ ہے اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابیں دیکھنے میں گذرا ہے مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی کسی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان ہوں بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں بلکہ ایسے وقت میں جبکہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے مجھے خبر دی گئی کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے ...... سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا"

سو انشاء اللہ تعالیٰ اسلام دنیا میں غالب آ کے گا۔ ترا منظر افریقہ میں عیسائی مشنوں نے اسلام سے کشتی میں پچھاڑ کھائی ہے۔ آخر کار اسلام ہی دلوں کو فتح کریگا اور دنیا میں سچی سلامتی ایک امن اور مکمل صلح قائم کرے گا۔ ضرورت اب اسلام کی روشنی ......

لشکر اسلام کا فتح نصیب جرنیل

اور

سحرِ فرنگ کو توڑنے والا مسیحا

(از قمر سامانوی)

ایک مامور من اللہ کی صداقت معلوم کرنے کے لئے منجملہ اور معیاروں کے ایک سہل ترین طریق یہ بھی ہے کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ اس کی آمد کی پیشگوئیوں میں اس کی بعثت کی جو اغراض اور اس کے نزول کے جو مقاصد بیان کئے تھے اس کو آنے والے نے من کل الوجوہ پورا کر دیا یا کہ نہیں؟ اگر مدعی کا ان اغراض و مقاصد کو کماحقہٗ پورا کرنا واقعات سے ثابت ہو جائے تو پھر اس کے منجانب اللہ ہونے میں شک کرنا کسی سعید الفطرت انسان کا کام نہیں ہو سکتا کیونکہ جب خدا تعالےٰ کا قانون ہی ہے کہ وہ مفتری علی اللہ کو نیک مقاصد کے پورا کرنے کی توفیق ہی نہیں دیتا تو پھر ایک مدعی کے اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے بعد بھی اس کی صداقت کو تسلیم نہ کرنا پہلے درجہ کی شقاوت ہے جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ قرآن مجید میں یہ معیار متعدد مقامات پر مختلف پیرایوں میں اسی لئے بیان فرمایا ہے کہ اس سے سبق حاصل کر کے کسی صادق اور راستباز کا انکار نہ کیا جائے اسی قانون کو ایک جگہ وہ یوں بیان فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی یعنی اللہ تعالےٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ وہ اور اس کے فرستادہ ہمیشہ غالب رہیں گے پھر فرمایا الا ان حزب اللہ ہم الغالبون خبردار ہو جاؤ اللہ تعالےٰ کا گروہ ہی ہمیشہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا ثابت ہوا کہ کامیابی اور غلبہ ہی کسی مدعی کی صداقت کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ کامیابی اور غلبہ سے مراد ظاہری شان و شوکت اور غلبہ مراد ہے تو یہ بالکل غلط اور واقعات کے خلاف ہے اور اسکو صحیح تسلیم کر کے ان اکثر انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت سے انکار لازم آتا ہے جن کو زندگی بھر ظاہری غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ غلبہ سے مراد دلائل اور بیّنات کی رو سے مخالفین اور اعدائے دین کا منہ بند کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے لیہلک من ہلک عن بینۃ و یحیٰی من حیّ عن بینۃ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہلاکت موت یا ناکامی و خسران وہی ہے جو دلائل کے ذریعہ ہو اور زندگی اور فلاح اور کامیابی و غلبہ بھی وہی ہے جو دلائل اور بیّنات کے ذریعہ ہو۔

جب کتاب اللہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ غلبہ سے مراد وہی غلبہ ہے جو دلائل کے ذریعہ حاصل ہو، اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ کا غیر متبدل قانون ہے کہ ہمیشہ غلبہ اور کامیابی اس کے ماموروں کو ہی ہوتی ہے تو اس کے بعد کسی ایسے مدعی کی صداقت کو معلوم کرنا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا جو یہ کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے مامور ہو کر آیا ہوں۔

مسیح موعود کا دعویٰ اور اسکی بعثت کی غرض

آج اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (علیہ السلام) نے یہ دعویٰ کیا کہ میں وہ مسیح ہوں جس کی آمد کا وعدہ صرف حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور سیدنا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس دعوے کا مدعی منجانب اللہ ہے یا نہیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسیح محمدی کی آمد کی اغراض کیا بیان فرمائی ہیں جب ہم غور کرتے ہیں تو قرآن کریم سے اس کی آمد کی سب سے بڑی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ لیظہرہ علی الدین کلہ کہ وہ موجود الوقت مذاہب غیر از اسلام پر دین اللہ کو دلائل قاطعہ سے غالب کر دے گا۔

(۲) احادیث صحیحہ میں اس موعود کا سب سے بڑا کام یہ بتایا گیا ہے کہ وہ صلیب کو توڑے گا یعنی صلیب پرستی اور عیسائیوں کے زور کو ختم کر دے گا اور دجال کو قتل کرے گا۔ اب اگر مدعی ان مقاصد میں کامیاب اور غالب ثابت ہو جائے تو پھر اس کے منجانب اللہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔

تیرھویں صدی میں زمانہ کی حالت

اس بات پر غور کرنے سے قبل یہ دیکھنا چاہیئے کہ مدعی کے دعوے کرنے سے پہلے زمانہ کی حالت کیا تھی؟ سو مذہب سے واقفیت رکھنے والے حضرات خوب جانتے ہیں کہ اس وقت جہاں مسلمانوں کی اندرونی حالت انتہائی خراب ہو چکی تھی وہاں پرانے اور نئے مذاہب پیدا ہو کر انفرادی اور مجموعی رنگ میں اسلام کو مٹانے کے درپے تھے خصوصاً عیسائیت بجذبۂ انتقام کے تحت مختلف طرق سے دین اللہ کے نور کو بجھانے پر تلی ہوئی تھی اور مغربی فلسفہ اور سائنس سے علماء اسلام اس قدر مرعوب ہو چکے تھے کہ ان میں بات کرنے کی سکت باقی نہ رہی تھی، ان میں سے اگر کوئی اس حالت سے مجبور ہو کر اٹھتا بھی تو وہ اسلام کی حالت زار پر مرثیہ خوانی کر کے بیٹھ جاتا اور کوئی اس درد کا اظہار یوں کر کے رہ جاتا کہ:-

اب کہاں نام پہ اسلام کے مرنے والے
اور قدم منبر ایمان پہ دھرنے والے
اب کہاں یثرب و بطحا سنورنے والے
وہ بجاں مرد وفا پیشہ ابھرنے والے
دور دوراں نے نہ خاک چھپایا انکو
جیسے ذرے تھے اسی طور سے ملایا انکو

(ماہنامہ حمایت اسلام)

کوئی کہتا تھا:-

بت صنم خانوں میں کہتے تھے مسلمان گئے
ہے خوشی ان کو کہ کعبہ کے نگہبان گئے
منزل دہر سے اونٹوں کے حدی خوان گئے
اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے
خندہ زن کفر ہے احساس تجھے ہے کہ نہیں
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں

(اقبال)

اور کوئی دل جلا یوں نوحہ خوانی کر رہا تھا:-

جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ درا ہے
دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے
جس قصر کا تھا سر بفلک گنبد اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اس میں صدا ہے
ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے

( )

غرضیکہ اعدائے اسلام کے منظم حملوں اور بھرپور کوششوں کو دیکھ کر اس وقت کے عمائدین اپنے اندر مدافعت کی طاقت نہ پا کر یہ فریاد کرنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ:-

"یارسول اللہ! سب علل و اسباب ظاہری سہارا جاتا رہا قوتی حیلے کارہو گئے منتیں پست ہو گئیں، خونخواران تثلیث نے ان کو قعر مذلت میں اس طرح دھکیل دیا کہ اب پھر ابھرنے کی صورت نظر نہیں آتی"

(خون حرمین)

یوں تو اس وقت یہودی، برہمو، آریہ، سکھ، سناتنی، تھیاسوفسٹ، مجوسی، دہریہ، تھیاسوفسٹ، بہائی، بدھ، دیوسماجی وغیرہ سب مذاہب کے پیرو ہی اسلام پر طرح طرح کے اعتراضات کر رہے تھے مگر عیسائیت یا دجالیت ان حملہ آوروں میں پیش پیش تھی کیونکہ دنیا کے اکثر حکمران عیسائی تھے اور اپنے

مشنریوں کی پشت پناہی کر رہے تھے اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسیح موعود کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد کسر صلیب اور قتل دجال ہی بیان فرمایا تھا۔ اور دجالی فتنہ کو سب سے بڑا اور سب سے زیادہ خطرناک فتنہ قرار دیا تھا چنانچہ حدیث میں آتا ہے انی لانذرکموہ وما من نبی الا انذر قومہ لقد انذر نوح قومہ کہ میں تم کو دجال سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہو چنانچہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا، پھر فرمایا کہ ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ خلق اکبر فتنۃ من الدجال کہ آدم کی پیدائش اور قیامت کے درمیان کوئی مخلوق ایسی نہیں جو فتنہ کی رو سے دجال سے بڑی ہو۔

کسر صلیب کا مطلب شارحین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ:۔

"دین نصاریٰ کو باطل کرے گا تاکہ حقیقت صلیب ٹوٹ جائے اور نصاریٰ جس امر کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ بالکل باطل ہو جائے۔"

(فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۳۵۶)

"مقصود باطل کرنا نصرانیت کا اور منانا احکام اور آثار اس کے کا اور حکم کرنا ساتھ شرائع دین اسلام کے ہے۔"

(مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۸۴)

پس ثابت ہوا کہ مسیح موعودؑ کی آمد کی غرض جملہ مذاہب باطلہ کو بذریعہ دلائل جھوٹے ثابت کرنا اور خصوصاً صلیب پرست قوم کو مغلوب کر کے اسلام اور نبیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کرنا ہے اور یہی مقصد مدعی نے خود بھی اپنی آمد کا بیان کیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

"اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کے لئے جو بغیر تائید الٰہی دور نہیں ہو سکتی عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں جن کے دور کرنے کے لئے ضروری تھا کہ کوئی خدا تعالےٰ کی طرف سے آوے اور جیسا کہ میرے پر کشفاً کھولا گیا ہے حضرت مسیح کی روح ان افتراؤں کی وجہ سے جو ان پر اس زمانہ میں کئے گئے اپنے مثالی نزول کے لئے شدت جوش میں تھی اور خدا تعالیٰ سے درخواست کرتی تھی کہ اس وقت مثالی طور پر اس کا نزول ہو سو خدا تعالیٰ نے اس کے جوش کے موافق اس کی مثال کو دنیا میں بھیجا تھا تاکہ وہ وعدہ پورا ہو جو پہلے سے بیان کیا گیا تھا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۲۷۸)

جملہ مذاہب باطلہ پر اتمام حجت

چونکہ مسیح موعود کی بعثت کا مقصد بذریعہ دلائل ادیان باطلہ کو مغلوب کرنا تھا اس لئے وہ مرد جری جو اس خدمت کے لئے منجانب اللہ مامور ہو کر آیا اور دن رات اسلام کی مدافعت میں مشغول رہا اس نے اسلام کی مخالفت کرنے والوں کو مندرجہ ذیل الفاظ میں للکارا:

"اے وہ تمام لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے اور ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے ساتھ مدد دیئے گئے ہیں خدا نے مجھے اس لئے دنیا میں بھیجا کہ حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست کی طرف چلاؤں"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۲-۱۳)

پھر آپ انجام آتھم صفحہ ۶۱ تا ۶۳ پر فرماتے ہیں :۔

"بالآخر میں پھر ایک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جن سے ہمارے نابینا علما بے خبر ہیں وہ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے۔ اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب اور ہمارے اندرونی مخالف بھی مقابلہ سے عاجز ہیں میں ہر مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اپنے علوم حکمیہ اور معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کے رو سے معجزہ ہے موسیٰؑ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰؑ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مردے ان کے خدا مردے اور خود وہ تمام پیرو مردے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانو! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مردار کھانے میں کیا لذت؟ آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے وہ اسلام اس وقت موسیٰؑ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے کیا تم میں کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا ایک مردہ کفن میں لپٹا ہوا؟ پھر کیا ہے ایک مشت خاک؟ کیا یہ مردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرا آؤ! ہاں لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ اور اس سڑے گلے مردہ کا میرے خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں چالیس دن نہیں گذریں گے کہ وہ بعض آسمانی نشانات سے تمہیں شرمندہ کرے گا ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادے سے نہیں آزماتے اور پھر انکار کرتے ہیں اور پلید ہیں وہ طبیعتیں جو شرارت کی طرف جاتی ہیں نہ طلب حق کی طرف اور میرے مخالف مولویو! اگر تم کو شک ہو تو آؤ چند روز میری صحبت میں رہو اگر خدا کے نشان نہ دیکھو تو مجھے پکڑو اور جس طرح چاہو تکذیب سے پیش آؤ میں اتمام حجت کر چکا اب جب تک تم اس حجت کو نہ توڑو تمہارے پاس کوئی جواب نہیں خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں کیا تم میں سے

www.aaiil.org

کوئی نہیں جو سچا دل لیکر میرے پاس آوے
کیا ایک بھی نہیں ؟ دنیا میں ایک نذیر آیا پر
دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے
قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے
اس کی سچائی ظاہر کر دے گا والسلام
علیٰ من اتبع الھدیٰ ۲۲ر جنوری
۱۸۹۷ء

غرضیکہ اس شہسوار اسلام نے اسلام کے ہر حریف کو للکارا مگر اول تو کسی کو اس کے بالمقابل آنے کا حوصلہ ہی نہیں ہوا اور اگر کوئی قسمت کا مارا آ بھی گیا تو اسے اس بری طرح پچھاڑا جو زمانہ کے لئے درس عبرت بنا۔ اس مرسل یزدانی نے نہ صرف یہ کہ ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کی مدافعت فرمائی بلکہ ہر مخالفت کے قلعہ پر بارش کی طرح گولہ باری کی جس کی تاب نہ لاکر بڑے سے بڑے منہ زور کو بھی ہتھیار گرا کر اعتراف شکست کرنا پڑا اور اس مجاہد فی سبیل اللہ کو جو اسلحہ روحانی اس کے بھیجنے والے نے آسمان سے عطا فرمایا تھا اس کا مقابلہ نہ ڈارون نہ ہملٹن نہ سپنسر کر سکا اور نہ بالٹیر اور فلسفی اور نازی ازم نہ روما کا کوئی پوپ کر سکا اور نہ کنٹربری اور لندن کا کوئی لارڈ بشپ نہ یورپ کا کوئی قسیس کر سکا اور نہ امریکہ کا کوئی راہب نہ یہودیوں کا کوئی ربی کر سکا نہ بنی اسرائیل کا کاہن نہ پنجاب کا کوئی گیانی کر سکا نہ کانشی کا پنڈت نہ ایران کا کوئی بہائی کر سکا اور نہ زرتشتی موبد نہ علی گڑھ کا کوئی نیچری کر سکا اور نہ بنگال کا کوئی مہاشہ نہ تبت کا کوئی لامہ کر سکا اور نہ چین کا کوئی گرو اس کی دعوت مقابلہ کے جواب میں سب دم بخود ہو کر رہ گئے اس لئے اس نے کہا کہ ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

وہ بے سرو سامان اور کتاب اللہ کے حقیقی معارف سے بے خبر مسلمان جو مخالفین کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر حجروں سے نکلنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے ان کی یہ کہکر ڈھارس بندھائی کہ ؎

آج تک تو کفر تھا اسلام کو کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

مغربی فلسفہ سے مرعوب ہو کر دعا اور اس کی قبولیت سے انکار کرنے والوں کو دعوت دی اور کہا کہ ؎

از دعا کن چارۂ انکار آزار دعا
چوں علاج مے زمے وقت خمار و التہاب
ایکہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرت ہائے حق
قصہ کوتاہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

مخالف الرائے حضرات کا اعتراف

ہماری ان معروضات کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر مرید اپنے پیر کو اور ہر چیلا اپنے گرو کو بہت بڑھا کر پیش کیا کرتا ہے، ان دعاوی کا کیا ثبوت ہے جو کئے گئے اور کئے جاتے ہیں ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ایسے مرید کو قابل نفرت سمجھتے ہیں جو اپنے پیر کی طرف حقیقت سے خالی کرامت منسوب کرے ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ حقیقت ہے جس کی شہادت ان عمائدین نے دی اور جس کا اعتراف ان لیڈروں نے کیا جو مسلمانوں میں عزت اور تعظیم کی نظر سے دیکھے جاتے تھے چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیمیافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ مخالفین اسلام کے خلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست و پائمال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔ .... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ وہ وقت ہرگز دل سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے اور نہ کر سکتے تھے ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سر راہ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لئے ٹوٹی پڑتی تھی اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا..... اور انہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کے مغلوب کو غالب کر کے دکھا دیا........ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون ہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آتا ہے قائم رہے گا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت کی ہے........ آخر عمر تک برابر مرزا صاحب آریہ سماج کے چہرہ سے انیسویں صدی کے ہندو ریفارمر کا چڑھایا ہوا ملمع اتارنے میں مصروف رہے ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے۔ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں"

(مولانا آزاد مرحوم)

طلسم فرنگ اور اعجاز مسیحائی

اگرچہ اس قسم کی اور بھی کئی شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں مگر یہ ایک شہادت ہی سو پہ بھاری اور ہمارے بیان مندرجہ بالا کی مؤید ہے اس لئے ان سب کو چھوڑ کر یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ کسر صلیب کرنے میں آپ نے جو اعجاز دکھایا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک زندہ معجزہ ہے جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے پر ناقابل تردید ثبوت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اسلام کی پاک تاثیروں کو روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پر مکر و حیلے کام میں لائے گئے اور ان کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک طریق جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے اس راہ میں ختم کئے گئے یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک اُن کے اس سحر کے مقابل

پس خدا تعالیٰ نے وہ پرزور ہاتھ دکھایا جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اس معجزہ سے اس طلسم سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے سو خدا تعالیٰ نے اس جادو کو باطل کرنے کے لئے اس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے اس بندہ کو اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کرکے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخشکر مخالفین کے مقابل پر بھیجا اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف ... اور دقائق ساتھ دیئے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ وہ موم کا بت توڑ دیا جائے، جو سحر فرنگ نے تیار کیا ہے، سو اے مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اٹھانے کے لئے [illegible] کی طرف سے ایک معجزہ ہے کیا ضروری نہیں تھا کہ سحر کے مقابل پر معجزہ بھی دنیا میں آتا کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور انہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے مکروں کے مقابلہ پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں ایک ایسی حقانی چمکار دکھا دے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔"

(فتح اسلام صفحہ ۵ تا ۹)

محققین کی زبانی اعتراف

مدعی کا دعوے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سحر عیسائیت یا طلسم دجالیت کو توڑنے کے لئے اسلام اور بانیٔ اسلام کی صداقت کے ثبوت میں معجزہ کے طور پر بھیجا میرے ذریعے یہ سحر ختم اور یہ بت ریزہ ریزہ ہوگا آیئے ہم دیکھیں کہ اس نے جو دعوے کیا تھا وہ پورا کرکے دکھایا اس کے لئے اسی مندرجہ بالا مقالہ کی طرف توجہ مبذول کیجئے تو وہاں یہ اعتراف موجود ہے:۔

"مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملے کی زد سے بچ گئے: بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں بن کر اڑنے لگا"

یہ اعتراف مدعی کے ایک ایک لفظ کی صداقت پر یقینی شہادت ہے۔ غور کیجئے کہ ایک شخص یکہ و تنہا بے سر و سامان بے گمنامی کی حالت میں ہے وہ عیسائیت کے انتہائی عروج کے زمانہ میں پورے یقین کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

عیسائی طلسم کو توڑنے کے
لئے مجھے معجزہ کے طور پر
بھیجا ہے،

اور وہ اپنے "مسیح" ہونے کی وجہ بھی یہی بیان فرماتا ہے کہ

بہر مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

ابھی اس کے اعلان پر ربع صدی گذرنے نہیں پاتی کہ دنیا کے مدبر اور مفکر یہ اعلان کرتے ہیں کہ اس مرد مجاہد کی مساعی کی بدولت

"عیسائیت کا طلسم دھواں بن کر اڑنے لگا"

ثابت ہوا کہ جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے بھیجا تھا وہ اس میں کامیاب ہوا اور منہاج نبوت کی رو سے یہ کامیابی اس کی صداقت کی دلیل ہے۔ اب ذرا اس زمانہ کے دوسرے مفکر کے مندرجہ ذیل شعر کو ملاحظہ کیجئے ؎

اعجاز ہے کسی کا گردش زمانہ
ٹوٹا ہے ایشیا سے سحر فرنگیانہ

اگر اس "سحر فرنگیانہ" کے ٹوٹنے کو "گردش زمانہ" بھی سمجھ لیا جائے تو یہ گردش بھی کسی کا اعجاز ہی تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ قاعدہ یہی ہے کہ ؎

خون اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری

جب طلسم سامری کو توڑنے کے لئے کسی موسیٰ کی ضرورت پڑتی ہے تو "طلسم فرنگ" کا ٹوٹنا بھی بغیر کسی مسیحا کے اعجاز کے ناممکن ہے پس دوسرے لفظوں میں اس شعر کا مطلب یہ ہوا کہ ؎

اعجاز ہے مسیح کا یہ گردش زمانہ
ٹوٹا ہے ایشیا سے سحر فرنگیانہ

خلاصہ کلام یہ کہ مسیح موعود کی آمد کا مقصد اسلام کو ادیان باطلہ پر دلائل کے ذریعہ غالب کرنا اور صلیبی مذہب یا سحر فرنگ کو توڑنا اور مردہ دل مسلمانوں میں زندگی کی روح پیدا کرنا تھا اور آنے والے نے

مغلوب (اسلام) کو غالب
کر دکھایا

وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف
فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے
رہے اس کی مساعی سے عیسائیت کا
طلسم دھواں بن کر اڑنے لگا۔

(مولانا آزاد مرحوم)

ان کی ہدایت و رہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔ (تہذیب نسواں لاہور)

لہذا ثابت ہوا کہ وہ خدا تعالیٰ کی مرضی سے تھا، مبارک ہیں وہ جو اس فاتح جرنیل کی فوج میں شامل ہو کر تثلیث کے مرکز میں توحید کا نعرہ بلند کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین ؞

نئے انقلابی دور کا داعی :-

(بسلسلہ صفحہ ۲۰)

فکر و قیاس اپنے غلبہ کی پیشگوئی کر سکے ؟ منہاج نبوت پر بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بانی نے بھی ایک گاؤں میں رہ کر دنیا کے دینی انقلاب کی خبر کیونکر دے دی؟ کیونکر نہ صرف قرآنی اصولوں کی صداقت کو مبرہن کر دکھایا گویا اس سے قبل دنیا کو یہ علم ہی نہ تھا کہ یہ اصول صداقت اس کتاب میں موجود بھی ہیں پھر کیونکر اپنے رفقاء کی زندگیوں کو پلٹ کر دکھلا دیا مگر سب سے عجیب تر یہ معجزہ علم غیب کا دیا کہ انقلاب زمانہ کی پیشگوئی کر گئے ایسے انقلاب کی جو کسی ذہن و عقل میں آ نہ سکتا تھا۔ ایک بے خبر، دنیا کے علوم سے اُمی مشرقی دنیا کے گاؤں کا باشندہ دنیا کے مسلمہ رجحانات خیالات کے برخلاف کیونکر ایک چیلنج دینے کی ہمت کر سکتا تھا؟ وہ کہاں سے یہ خوارق عادت یقین لایا کہ جو تمام جہان کے یقین کے برخلاف تھا؟ پھر اگر بالفرض اس نے زمانہ کو للکارا تب بھی یہ کہاں اس کے بس میں تھا کہ وہ خلاف عقل و قیاس انقلاب کی طرف دنیا کو لانے میں کامیاب ہو جاتا؟ شاید یہ انقلاب ابھی ظاہر پرست انسان کی آنکھ سے اوجھل ہے لیکن حقائق بین ہیں اور فکر و غور کرنے والے اس آنے والے دور کی جھلک دیکھ رہے ہیں۔ مبارک وہ جو اس دور میں سبقت اختیار کرتے ہیں کہ وہی نئے زمانہ کے حقیقی راہنما تسلیم کئے جائیں گے۔

شکریہ تعزیت

برادر مکرم ملک کرم الٰہی صاحب کی وفات پر بہت سے دوستوں نے تعزیت اور ہمدردی کے خطوط لکھے ہیں ان سب کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے اس لئے سب دوستوں کے ہمدردانہ جذبات کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

خاکسار
دوست محمد
مدیر پیغام صلح

www.aaiil.org

موجودہ اسلامی تحریکات اور احمدیت

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

(۵) تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی رکھی جائے۔ خواہ کسی مذہب کسی ملک کسی قوم کے لوگ ہوں

(۶) ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھ کر بقدرِ طاقت اس کی مدد کی جائے۔

(۷) خدمتِ دین امام وقت اور مجدد کے ساتھ ہو کر اس کے حکم کے مطابق کی جائے۔ قوم کے اندر سے ہر ایک غلطی کی اصلاح کے لئے ایمانی جرأت سے کام لیا جائے۔

(۸) اسلام۔ اسلام کی کتاب۔ اسلام کے پیغمبر پر جو حملے ہوں ان کا دفاع کیا جائے۔ اور اپنے آپ کو اسلام کی محافظ فوج کی حیثیت دی جائے۔
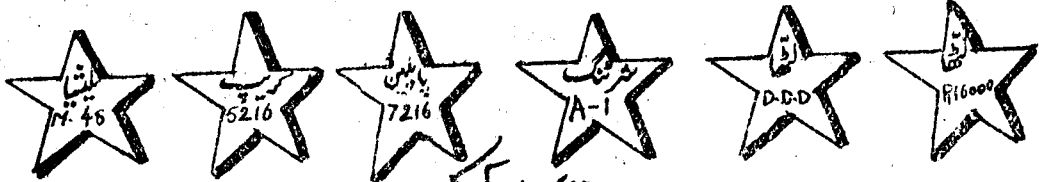
(۹) تبلیغ اسلام میں اپنے آپ کو ایک مجاہد فی سبیل اللہ سمجھا جائے اور خدا کے کلام کو پیغام اسلام کو دنیا کی تمام قوموں تک پہنچایا جائے۔

(۱۰) اپنے وقت اور اموال کا کم سے کم ایک حصہ دین کی حفاظت اور اشاعت کے لئے وقف کیا جائے۔

(۱۱) خدا کے دین کے لئے ہر قسم کی مصیبت اور تکلیف اور ذلت کو خوش دلی سے برداشت کیا جائے

(۱۲) دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے۔ رسول خدا کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہو۔ دین اسلام کے لئے غیرت تمام غیرتوں پر فائق ہو۔ امتِ محمدیہ کی خیر خواہی تمام خیر خواہیوں سے بڑھ کر ہو۔

www.aaiil.org

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح یکم جون ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۱

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ)
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر ۔۔۔ محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدر آباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں غلام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۷۲۳۷۴
ایڈیٹر:- دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۵ جون ۱۹۶۰ء مطابق ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ | نمبر ۲۳

بحر حکمت کے موتی

عن الاعمش قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم آفۃ العلم النسیان
واضاعتہ ان تحدث بہ
غیر اھلہ رواہ الدارمی
بحوالہ مشکوٰۃ کتاب العلم

ترجمہ:-

حضرت اعمشؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کی آفت نسیان (بھولنا) ہے۔ نسیان کا مریض نہ علم سے خود فائدہ اٹھا سکتا ہے نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے) اور علم کو ضائع کرنا اس طرح ہے کہ کسی ایسے نااہل کو پڑھا دینا جو علم کو نہ خود سمجھے نہ دوسروں کو مستفید کر سکے اور نہ ہی علم کے مطابق عمل کر سکے۔

نوٹ:-

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے اپنے استاد وکیع سے اپنے نسیان کی شکایت کی ؎

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فاصانی الی ترک المعاصی
فان العلم فضل من اللہ
وفضل اللہ لا یعطی لعاصی

لہٰذا نسیان یا سوءِ حفظی کا علاج ترکِ گناہ ہے۔ تمام متعلمین کے لئے اس میں سبق ہے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

ووکنگ میں عید الاضحیٰ کی تقریب

تین ہزار سے زائد لوگوں کا اجتماع

"صرف اسلام نسلی منافرت کو مٹا سکتا ہے"۔ (مقتبس از خطبہ عید الاضحیٰ فرمودہ ایس ایم طفیل امام جامع ووکنگ)

(پیغام صلح کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

ووکنگ میں عید الاضحیٰ ۵ جون کو منائی گئی۔ اتوار کا دن تھا۔ ہفتہ سے WHITSUN کی چھٹیاں شروع ہو گئیں موسم غیر معمولی طور پر خوشگوار تھا۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ووکنگ میں عید کے لئے غیر معمولی اجتماع ہوا۔ عام طور پر عید الفطر کی نسبت کم لوگ عید الاضحیٰ کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں لیکن اس دفعہ ۳۵۰۰ کے قریب لوگ اکٹھے ہوئے۔ ملکہ انگلستان کی تخت نشینی جب ہوئی تھی تو اس سال کی عید پر اس قدر ہجوم اکٹھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس عید پر اس کثرت سے لوگ آئے۔

ووکنگ میں عید کے اجتماع کے لئے جو خیمہ لگایا جاتا ہے اس کی اپنی امتیازی شان ہوتی ہے۔ سرسالار جنگ میموریل ہاؤس کے سامنے ایک بڑا لان ہے جو ارد گرد قد آور درختوں سے گھرا ہوا ہے اس لان پر ایک وسیع خیمہ نصب کیا جاتا ہے اور راستے مختلف اسلامی ممالک کے جھنڈوں سے سجایا جاتا ہے ایک نو وارد کو مسجد کے احاطہ میں داخل ہونے سے قبل مغربی طرز کی عمارات ہر طرف نظر آتی ہیں۔ پھر جب اندر داخل ہوتا ہے تو اسلامی طرز کی دو نہایت ہی خوبصورت عمارتیں دکھائی دیتی ہیں ہر طرف درختوں اور جھاڑیوں کی ہریالی نظر آتی ہے انگلستان پر اکثر بادل چھائے رہتے ہیں اور ہر وقت تاریکی سی محسوس ہوتی ہے اس دفعہ تو چمکتے ہوئے سورج نے سارے منظر کو بہت دلکش بنا دیا تھا۔

صبح نو بجے سے مہمانوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ۱۱ بجے تک مختلف رنگ اور نسل کے لوگ اسلامی اخوت کے جذبہ سے ایک دوسرے سے ملتے ہوئے نظر آتے تھے۔ رنگ و نسل کا امتیاز کہیں نہیں تھا، اسلامی تعلیم کا سب سے بڑا سبق کہ نسل انسانیت ایک ہے اور تمام انسانیت کا خالق ایک خدا ہے اس کا عملی مظاہرہ نظر آ رہا تھا۔

ساڑھے گیارہ بجے کے قریب میجر فاررمائکروفون پر آئے۔ انہوں نے چند اعلانات کئے۔ جن میں سے ایک سیلون کی ایک معزز ہستی کے وفات کے متعلق تھا۔ اس کے بعد انہوں نے لوگوں کو چندہ کے لئے پر زور اپیل کی چند رضاکاروں نے اجتماع میں گھوم کر چندہ اکٹھا کیا۔ اس اجتماع میں سائپرس کے ترک مسلمانوں کی کافی تعداد تھی، یہ انگریزی زبان ...... سے زیادہ مانوس نہیں۔ اس لئے ان کے استفادہ کے لئے ایک ترک امام نے نماز سے قبل اور خطبہ کے بعد چند منٹ کے لئے انہیں خطاب کیا۔

ایس ایم طفیل صاحب امام جامع ووکنگ نے پونے بارہ بجے کے قریب اجتماع کو تکبیروں کے متعلق ہدایات دیں۔ اور نماز کے بعد ایک مختصر اور عمدہ خطبہ دیا۔ انہوں نے عید الاضحیٰ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانیوں کا ذکر کیا۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں انہوں نے یہ شعر دہرایا:-

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

انہوں نے کہا کہ عید کی تقریب پر انسانی اخوت کا عملی سبق سکھایا جاتا ہے۔ ایک عیسائی مصنف کا کہنا یہ ہے کہ اس تقریب پر

(باقی بر صفحہ ۹)

www.aaiil.org

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

جنوبی افریقہ

از مسٹر سعید سکنہ جوہنز برگ جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کے خط اور مختلف قسم کے لٹریچر کی وصولی پر آپ کا بہت بہت شکر گذار ہوں۔

میں نے قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام اپنے چند غیر مسلم دوستوں کو پڑھنے کے لئے دیئے ہیں وہ جب پڑھ لیں گے تو دوسرے غیر مسلم احباب کو پڑھنے کے لئے دیدیں گے کیونکہ یہ غیر مسلم دوستوں کا حلقہ ان کتب کے پڑھنے کے لئے بڑی دلچسپی کا اظہار کر رہا ہے۔ میں نے آپ کے ارسال کردہ لٹریچر سے بہت کچھ پڑھ لیا ہے اور مجھے تعلیم اسلام کے متعلق اتنی واقفیت حاصل ہو گئی ہے گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے اسلام کے متعلق کچھ پتہ نہیں تھا۔

میں بڑے عاجزانہ طور سے گذارش کرتا ہوں کہ مجھے اپنی مقدس جماعت میں منسلک فرمالیں عین عنایت ہوگی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں سلسلہ کی طرف سے تمام عائد کردہ شرائط کو پورا کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس معاملہ کے متعلق مجھے جلد اطلاع بخشیں گے کیونکہ آپ کے ہمدردانہ جواب سے مجھے گونہ راحت اور تسکین حاصل ہوگی۔ براہ عنایت میری اس معاملہ میں مدد فرمائیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کی ہدایات کے ماتحت جو حکم فرمائیں گے بجا لاؤں گا۔ والسلام

(انہیں خط اور ہدایات برائے ممبرشپ بیعت فارم اور لٹریچر بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

بھارت

از مسٹر محمد قاسم صدیقی لا اسٹوڈنٹ مظفر پور بہار (انڈیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چند روز ہوئے مجھے آپ کی ایک چٹھی اور رجسٹرڈ پارسل موصول ہوا جس میں قرآن شریف (انگلش)۔ ٹیچنگز آف اسلام۔ کال آف اسلام سوانح مرزا غلام احمد اور دیگر پمفلٹس تھے۔

میں آپ کا بہت مشکور ہوں

میں نے ان کتب کا بغور مطالعہ کیا ہے میرے تاثرات ان کے متعلق یہ ہیں کہ میری ضمیر اور میرے ایمان نے ان کا خیر مقدم کیا ہے۔

میں نے یہ کتب اپنے دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دی ہیں، اکثر ان میں سے حقائق مندرجہ سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ وہ زیادہ مطالعہ کے خواہشمند ہیں تاکہ اپنے آپ کو اس قابل بنا سکیں کہ غافل مسلمانوں کو عیسائیوں کو اور ہندوؤں کو احمدیہ موومنٹ کے متعلق صحیح صحیح معلومات بہم پہنچا سکیں۔ الغرض میں جناب سے درخواست کرتا ہوں کہ بہار میں اپنا تبلیغی مرکز قائم کریں۔ میں اپنی خدمات بطور مشنری پیش کرتا ہوں۔

میں آج کل B.C مکمل کر کے عملی زندگی میں داخل ہونے والا ہوں۔

میں باقاعدہ بیعت کر کے داخل سلسلہ ہونے کے لئے تیار ہوں۔ والسلام

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

سیلون

از ٹی۔ اے پورا معرفت ایس۔ جی۔ او۔ کولمبو سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی چٹھی مؤرخہ چھ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء مل گئی ہے بہت بہت شکریہ۔

برادر عزیز! آپ کی مرسلہ کتب بہت بڑا علمی خزانہ ہے۔ اور میرے لئے اور میری بیوی کے لئے میرے رشتہ داروں کے لئے (جو سب انگریزی تعلیم یافتہ ہیں) یہ کتب بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔

ہم قرآن شریف پہلے پڑھتے ضرور تھے۔ مگر معانی و مطالب سے ناآشنا تھے اب ہمیں اس کی مقدس تعلیمات کی سمجھ آتی ہے بہت بہت شکریہ۔

چونکہ ہمیں ایکسچینج نہیں مل سکتا اس لئے پاکستان کو ہم روپے نہیں بھیج سکتے۔

میں آپ کا اور آپ کی انجمن کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں ایک کاپی ریلیجن آف اسلام کی بلا قیمت اشاعت بھیجدیں۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ ہم اہالیان کولمبو شافعی اسکول سے تعلق رکھتے ہیں یعنی اسکول اور شافعی اسکول کے مختلف نظریات کا علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

برادر عزیز میں ملحد نہیں ہوں مگر بعض سوالات نے مجھے پریشان اور مضطرب کر رکھا ہے اور مجھے کوئی مدلل اور تشفی بخش حل نہیں مل رہا۔

مثلاً ہم یقین رکھتے ہیں کہ اسلام آخری اور مکمل دین ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے یہ مکمل اور پاکیزہ تعلیمات تمام دنیا کے تزکیہ اور راہنمائی کے لئے بھیجی ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اسلام میں شیعہ، سنی، حنفی شافعی وغیرہ کتنے ہی مختلف اور متضاد نظریئے ابھر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زیادہ وضاحت کے ساتھ یہ آخری کامل اور مکمل تعلیم کیوں نہ بھیجی جس کی کوئی ایک دوسری سے مختلف اور متصادم تفسیر ہو ہی نہ سکتی جو لوگوں کے دلوں میں ہیجان پیدا کر دے۔

یہ تو سوچیئے کہ اگر امام لوگ ہی اسلامی تعلیم پر متفق اور متحد نہیں تو بیچارے عام لوگوں کا کیا حال ہے ان سے اللہ تعالیٰ کیسے امید رکھ سکتا ہے کہ وہ صدق دل سے اس تعلیم کو قبول کر لیں گے۔

اگر آپ اس سوال کا تسلی بخش جواب پہلے ارسال فرمائیں تو ممنون ہوں گا۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ ان تمام روحوں کا کیا حشر ہوگا جو اسلام سے پہلے دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں۔ کیا وہ ہمیشہ کے لئے معتوب اور ملعون ہو گئے ہیں۔

(۳) ہم سن رہے ہیں کہ حضرت موسےٰ کی مشہور و معروف شریعت میں آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت آیا ہے حالانکہ وہ بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے فرستادہ نبی تھے۔ کیا آپ ایسے سخت حکم کی تعمیل پر لوگوں کو متہم کریں گے؟

(۴) مردم خور آدمیوں کی روحوں کا کیا حال ہوگا۔

میں متلاشی حق ہوں آپ میرے سوالوں کو ایسے آدمی کی طرف سے سمجھیں جو کہ بے علم ہے نہ کہ ملحد۔ میں اس بات کا حقدار ہوں کہ آپ میرے سوالات کا جواب دیں میں نے آزادانہ سوالات اپنی مزید تسلی کے لئے کئے ہیں میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ میری گستاخیوں کو معاف فرمائے۔

عزیز من جب ہم مختلف مولود پڑھتے ہیں۔ مثلاً مولود سبحانہ، مولود دی یاکوتوبا اور مولود بادرین (میں دونوں کو نہیں سمجھ سکا۔ غلام قادر) تو جو مشک و خوشبو دار خشک چیز جسے آگ جلدی پکڑتی ہے غالباً اگر بتی۔ غلام قادر) جلاتے ہیں اور تیل کے دیئے جلاتے ہیں کیا یہ سب چیزیں مستند اور جائز ہیں۔ اس مضمون پر روشنی ڈالیں۔

کتاب ریلیجن آف اسلام میرے اکثر شکوک کا ازالہ کر دے گی۔

(انہیں ریلیجن آف اسلام اور جواب خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

نائیجیریا

از جنرل سیکرٹری مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہماری ایک میٹنگ میں آپ کے نام اور پتہ کا ذکر چل پڑا۔ ہمیں آپ کی نیک کوششوں کے متعلق جو آپ خدمت اسلام کے سلسلہ میں کر رہے ہیں بہت خوشی ہوئی۔

ہم عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے اندر رہتے ہیں اس لئے مجبوراً ہمیں دفاع اسلام کے لئے ایسوسی ایشن کے قیام کی ضرورت پیش آئی ہے اس سے بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم اسلام سے واقف کیا جائے

ہمیں تمام مسلم دنیا سے مدد مل رہی ہے امید ہے آپ بھی ہماری سرپرستی فرمائیں گے۔ اگر آپ کے مفت اشاعت فنڈ میں گنجائش ہو تو ہمیں لٹریچر اور فہرست کتب بھیجدیں نیز دیگر اسلامی لٹریچر سے ہمیں واقفیت بہم پہنچائیں۔

(انہیں ... [illegible] ... غلام قادر)

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــ لاہور ــــــ مؤرخہ ۱۵ ؍جون ۱۹۶۰ء

ختم نبوت کے بعد ہدایت خلق کا انتظام

ماہنامہ "میثاق" میں جو مولانا امین احسن اصلاحی کی زیر ادارت لاہور سے شائع ہوتا ہے، "مراسلہ و مذاکرہ" کے زیر عنوان چند سوالات کا جواب دیتے ہوئے اس موضوع پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ ختم نبوت کے بعد ہدایت خلق کا کیا انتظام اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، مولانا امین احسن اصلاحی ان چند اہل علم اور راست گو بزرگوں میں سے ہیں جو مولانا مودودی کے دستِ راست رہ چکے ہیں۔ لیکن بعض امور میں اختلاف پیدا ہو جانے کی وجہ سے انہوں نے دھڑہ بندی کے طور پر ان کے ساتھ رہنے کی بجائے ان سے علیحدگی اختیار کرنا ضروری سمجھا اور علیحدگی کی وجوہ علی الاعلان بیان کر دیں، جو آج سے دو تین سال پہلے اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں، اس کے بعد انہوں نے ماہنامہ "میثاق" جاری کیا، جس میں مختلف اسلامی مسائل پر تبصرے اور مضامین شائع ہوتے ہیں۔

جس موضوع کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے:-

"ختم نبوت کے بعد ہدایت خلق کی ذمہ داری امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ڈالی گئی ہے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دو خاص انتظام ایسے فرمائے ہیں جو اس بات کی ضمانت بہم پہنچاتے ہیں کہ اگر یہ امت بحیثیت مجموعی اپنے فرض منصبی ــــ شہادۃ علی الناس ــــ سے غفلت برتے جب بھی شہادت حق کا کام بالکل معطل نہیں ہو سکتا"

وہ دو انتظام کیا ہیں؟ ان میں سے ایک یہ بیان کیا گیا ہے:-

"قرآن کریم کو جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت معلوم کرنے کا ذریعہ ہے، ہر قسم کے تحریف و تغیر سے ہمیشہ کے لئے بالکل محفوظ کر دیا ہے"

یہ بالکل صحیح ہے، قرآن کریم کے ہر قسم کے لفظی تحریف و تغیر سے محفوظ رہنے کا ذمہ آیہ کریمہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اوپر لے رکھا ہے اور گذشتہ چودہ صدیاں اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورے طور پر ایفا ہوا ہے اور قرآن کریم ہر قسم کے انقلابات کے باوجود پورے طور پر محفوظ چلا آ رہا ہے، اور زمانہ کی کوئی دستبرد اس کے ایک شوشہ کو بھی بدل نہیں سکی یہ ہدایت خلق اور دین اسلام کے تاقیامت زندہ و سلامت رہنے کا بہت بڑا انتظام اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

دوسرا انتظام مولانا اصلاحی کے الفاظ میں یہ بیان کیا گیا ہے:-

"اس امت میں ایک گروہ حق پر قائم رہنے والا اور حق کی طرف ہدایت دینے والا ہر دور میں موجود رہے گا جو اپنے قول اور عمل سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور ان کے بتائے ہوئے اسوہ حسنہ کی شہادت برابر دیتا رہے گا"

اس کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے مولانا نے لکھا ہے کہ:-

"اس امت کو بحیثیت امت وہ عصمت بھی عطا فرمائی ہے جو انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوتی ہے یعنی یہ امت بحیثیت افراد کے گمراہی اور ضلالت میں مبتلا ہو سکتی ہے لیکن بحیثیت امت کے یہ ہمیشہ ہدایت پر قائم رہے گی"

اس بارہ میں مولانا نے حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالۃ بھی نقل فرمائی ہے، لیکن یہ نہیں بتایا کہ امت کے ہدایت پر قائم رہنے اور ضلالت پر جمع نہ ہونے کے لئے بھی کوئی خاص انتظام کیا گیا ہے یا نہیں اس بارہ میں ہم مولانا کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ جہاں تک احادیث سے معلوم ہوتا ہے ختم نبوت کے بعد ہدایت خلق اور امت کو ضلالت سے بچانے اور قرآن کریم کو تغیر لفظی کے ساتھ تغیر معنوی سے بھی محفوظ رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے کہ جس طرح سابقہ امتوں میں لوگوں کو راہ ہدایت دکھانے کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے رہے، اسی طرح امتِ محمدیہ میں مجددین کی بعثت کا سلسلہ قائم کیا گیا۔ مولانا اصلاحی کی نظروں سے ابو داؤد کی وہ حدیث مخفی نہ ہو گی جس میں فرمایا گیا ہے کہ

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ اللہ تعالیٰ اس امت کی ہدایت کے لئے ہر صدی کے سر پر کسی ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو اس کے لئے تازہ کرے۔

اس حدیث کے مطابق گذشتہ تیرہ صدیوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا اور ان کے وجود سے ہدایت خلق کا وہ کام سرانجام پایا جو عام علماء سے ناممکن تھا، حضرت امام غزالی، امام ابن تیمیہ، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ اجمعین اسی سلسلہ کی سنہری کڑیاں ہیں، جن کی موجودگی میں ہم مولانا اصلاحی سے ان کی حق گوئی اور راست گفتاری کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر حدیث مجدد صحیح ہے (جس کی صحت پر تمام حفاظ حدیث کا اتفاق ہے) اور اگر گذشتہ تیرہ صدیوں میں اصلاح خلق کے لئے مجددین آتے رہے ہیں تو چودھویں صدی بعثت مجدد سے کس طرح خالی رہ سکتی ہے، یہ صدی ضلالت و گمراہی میں گذشتہ تمام صدیوں سے بڑھ کر ہے، عام افراد امت تو ایک طرف اس زمانہ کے علماء کے متعلق بھی اشر من تحت ادیم السماء کے الفاظ حدیث میں وارد ہوئے ہیں، پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اتنے بڑے فتن و ضلالت کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت خلق کے لئے کوئی رہنما نہ بھیجا جاوے۔

ہمارے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس صدی کے مجدد ہیں جنہوں نے ہدایت خلق اور تجدید دین کا وہ عظیم الشان کام سرانجام دیا ہے جس کی مثال گذشتہ صدیوں میں نہیں ملتی، مولانا اصلاحی سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اس پر غور کریں اور حدیث مجدد کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر روشنی ڈالیں کہ مرزا غلام احمد صاحب کے سوائے اور کون ہے جس کو اس صدی میں مجددیت کے منصب پر سرفراز کیا گیا ہو۔ اگر کوئی نہیں تو مرزا صاحب کا کیا قصور ہے کہ انہیں مجدد نہ مانا جائے؟ اور ان کے بھی مجدد نہ ہونے کی صورت میں اس صدی کا بعثت مجدد سے خالی رہ جانا کہاں تک حق بجانب ہے۔

امید ہے مولانا اصلاحی اس پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں گے۔

قربانی کی کھالیں

مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب۔ اخبار پیغام صلح لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ براہ نوازش یہ چند سطور اخبار میں درج فرما کر مشکور کریں۔

بعد نماز عیدیہ اعلان کیا گیا کہ احباب قربانی کی کھالیں عزیز ہوٹل میں بھیجدیں۔ چنانچہ مفصلہ ذیل احباب کی طرف سے کھالیں بھیجی گئیں۔

تعداد ۲۔ شیخ نثار احمد صاحب پروپرائٹر ہیلک ملز سٹور
" ۱۔ میاں فضل الرحمٰن صاحب پروپرائٹر فضل ٹائل ملز ممتاز آباد
" ۱۔ شیخ میاں محمد سعید صاحب ممتاز آباد
" ۱۔ شیخ میاں احسان الٰہی صاحب۔ ممتاز آباد
" ۱۔ میاں غلام شبیر صاحب ایڈیشنل کمشنر ملتان
" ۱۔ پیر سید فضل شاہ صاحب مجاہد کشمیر محلہ گیلانیاں ملتان شہر
" ۱۔ میاں بشیر حسین صاحب قریشی اسٹیشن ماسٹر کوٹلہ چنداارام
" ۱۔ عبدالعزیز خاں پروپرائٹر عزیز ہوٹل، ملتان
میزان کل ۹۔ قیمت فروخت مبلغ ۔۔۔ ۱۲۔۳۹ روپے

وزیراعظم ملایا جناب عبدالرحمٰن ٹونکو مسجد برلن میں

مولانا محمد یحییٰ صاحب امام جامع مسجد برلن کا مکتوب

مکرم محترم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

وزیراعظم ملایا جناب عبدالرحمٰن ٹونکو صاحب آجکل برلن میں آئے ہوئے ہیں، آج صبح نو بجے مسجد برلن میں تشریف لائے۔ اُن کے ساتھ جرمنی میں ملایا کے سفیر اور سات دیگر ملایان افسران اور اصحاب تھے جناب ٹونکو صاحب کے ہمراہ مقامی برلن پولیس کا ایک دستہ موٹر سائیکل پر اور برلن پولس کے افسران کار میں تھے۔ صبح نو بجے کار دن اور موٹر سائیکلوں والا یہ گروہ مسجد کے سامنے سڑک پر آرُکا۔ گھنٹی ہوئی میں نے مسجد سے ملحقہ مکان سے باہر نکل کر وزیراعظم صاحب کا گیٹ پر استقبال کیا۔ بعد میں اُنہوں نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کر دیا اور میں وزیراعظم صاحب، نیز ان کے رفقاء و افسران گھر میں لے آیا۔

وزیراعظم صاحب نے اپنے آنے کی اطلاع گذشتہ رات کر دی تھی۔ چنانچہ اُن کے لئے چائے کا انتظام کر رکھا تھا۔ میں نے اس اطلاع کے ملنے پر ایک جرمن نومسلم خاتون کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ یہ خاتون برلن میں فرانس کے قائم کردہ کلچرل سنٹر میں ایک ذمہ دار عہدہ پر فائز ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے دفتر سے کچھ وقت کے لئے رخصت لے کر آگئیں اور چائے وغیرہ کا انتظام انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ وزیراعظم صاحب سے گفتگو کے دوران میں انہیں مشن کی تبلیغی سرگرمیوں سے متعلق بعض باتیں سناتا رہا۔ میں نے مسجد کی بنیاد ڈالے جانے اور اس مشن کی ابتدائی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب کی ذات گرامی سے انہیں متعارف کرایا۔ اور قرآن کریم کے جرمن ترجمہ وغیرہ کا بھی ذکر کیا۔ بعد میں کسی سلسلہ میں مسجد ووکنگ کا ذکر آیا تو میں نے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا ذکر کیا۔ وزیراعظم صاحب کہنے لگے ہاں میں خواجہ صاحب مرحوم سے متعارف ہوں، میں چھوٹی عمر سے ہی انہیں جانتا ہوں انہوں نے کہا میرا ارادہ انگلستان جانے کا بھی ہے ووکنگ بھی جاؤں گا۔

یہاں برلن میں تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے میں نے کہا حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات ایسی ہمہ گیر اور دلربا ہیں کہ صاحب عقل و فہم انسان کے لئے بڑی کشش کا موجب ہیں۔ نیز یہ کہ قرآن کریم ایسی مدلل کتاب ہے کہ اپنے پڑھنے والے کو خود اپنی صداقت کے لئے دلائل دیتا اور انہیں مزید غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ یہاں عیسائی احباب کے لئے مذہب میں غور و فکر کی دعوت ایک انوکھی اور ۔۔۔۔۔۔ حیرت کن بات ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے ایک سکول ٹیچر خاتون کا ذکر کیا جس کو میں نے اپنے ہاں ہونے والے Discussion group میں آنے کی دعوت دی تو وہ حیران ہوگئی اور کہا مذہب اور پھر Discussion میں نے کہا ہمارا مذہب ایسی کوئی بات نہیں منواتا جس کے لئے کوئی دلیل نہیں، ہمارا مذہب خدا کے الفاظ پر مبنی ہے اور خدا حکیم ہے اس لئے اس کے نازل کردہ الفاظ بھی حکمت سے بھرے ہوتے ہیں۔ ہر وہ بات جو کسی مذہب میں مانی جاتی ہے لیکن اس کے لئے کوئی دلیل نہیں وہ یقیناً حکیم خدا سے نہیں۔ لہذا ایسا امر ہرگز قابلِ قبول نہیں۔ اس سلسلہ میں میں نے کہا کہ اسلام ایسے مذہب میں جو عقل و فکر کے مطابق ہے اور جو دنیا کے موجودہ مسائل کا حل اپنے اندر رکھتا ہے اس میں مغربی دنیا کے لئے ایک بڑی کشش ہے۔

اس ضمن میں مسلمان دنیا کی بہتری کے لئے جو قرآن کریم نے پیغام دیا ہے اسکو دھراتے ہوئے میں نے کہا واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔ یہ وہ اصول ہے جس پر عمل پیرا ہو کر آج تمام اسلامی دنیا ایک مضبوط قوم بن سکتی ہے۔ انڈونیشیا ملایا سے لے کر مراکو تک ایک مسلم بلاک ہے۔ جو باہمی اتحاد سے ایک بڑا مضبوط آہنی بلاک بن سکتا ہے اور مسلمان قوم کے لئے مضبوطی کا باعث ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ مغربی دنیا کے مفکر حضرت نبی کریم صلعم کے اس پیدا کردہ باہمی اتحاد کو جو انہوں نے اپنی قوم میں پیدا کر دیا ایک معجزہ Miracle کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ واقعی معجزہ تھا جو حضرت نے اپنی قوم میں پیدا کر دکھایا کہاں ریت کے ذرات کی طرح بکھری ہوئی قوم اور کہاں باہمی اتحاد کے بعد ایک مضبوط چٹان۔ پھر جو بھی اس سے ٹکرایا پاش پاش ہوگیا۔ یہی وہ باہمی اتحاد کا سبق ہے جو مسلمان قوم کو آج سیکھنا ہے۔

اس سلسلہ میں وزیراعظم صاحب نے اپنے ملک میں بعض مسلمان افراد کا ذکر کیا جو باہر سے آکر قوم میں تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

بات کا رُخ بدلا اور جنوبی افریقہ میں حال ہی میں ہزاروں کالے رنگ کے انسانوں کا سفید رنگ کے مہذب انسانوں کے ہاتھوں تہ تیغ کئے جانے کا ذکر چھڑا۔ میں نے کہا یہ کس قدر افسوس ناک امر ہے کہ محض رنگ کی بناء پر نسل انسانی میں تفریق کی جاتی ہے اور کالے رنگ کے انسان کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا۔ یہ حالت موجودہ سائنٹیفک دَور میں ہے۔ لیکن اسلام میں کیسے پرامن نظریہ کی تلقین کی ہے۔ فرمایا بحیثیت انسان، سب انسان برابر ہیں، کوئی کالا ہو یا گورا سب ایک خدا کی مخلوق ہیں۔ انسان ہونے میں کوئی تفریق نہیں ہاں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ حقیقی فضیلت خدا خوفی اور مخلوقِ خدا کی خدمت میں ہے۔

میں نے اس ضمن میں امریکہ کے مشہور پادری بلی گراہم کا ذکر کیا اور کہا کہ انہوں نے حال ہی میں افریقہ کا دورہ کیا ہے اور کہا ہے کہ مسلمان مشنری، عیسائی مشنری کے مقابلہ میں زیادہ کامیاب ہے۔ اس کامیابی کی وجہ یہی ہے کہ اسلام کالے یا گورے کی کوئی تفریق نہیں رکھتا۔ وہ ہر انسان کو بحیثیت انسان برابر کے حقوق دیتا ہے ایک کالا حبشی جونہی کلمہ پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہے مسلم سوسائٹی اس کے جملہ حقوق بحیثیت انسان تسلیم کر لیتی ہے، وہ ایک سفید صاحب دولت و جاہ انسان کے ساتھ مسجد میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھا سکتا ہے۔ لیکن عیسائی ہونے پر اسے یہ حقوق نہیں ملتے۔ سوسائٹی میں حقوق کیا ملنے ہیں خدا جو محبت ہے اس کے گھر میں وہ سفید آدمی کے ساتھ کھڑا ہو کر اس خدا محبت کا نام نہیں لے سکتا۔

اس پر وزیراعظم صاحب نے کہا ایک لطیفہ سنیئے۔ ایک دفعہ ایک کالا آدمی گرجا میں جاتا ہوا نظر آیا۔ پادری صاحب نے جو دیکھا تو یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ گرجا میں عبادت کے لئے جا رہا ہے پادری صاحب اس کے پیچھے بھاگے اور کہا تم گرجا میں نہیں جا سکتے۔ کالے آدمی نے کہا حضور میں گرجا میں صفائی کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ پادری صاحب نے کچھ دیر توقف کے بعد کہا دیکھنا اندر پہنچ کر لارڈ کے سامنے جھکنا نہیں ورنہ سزا ملے گی۔

اس عیسائی نظریہ کے بالمقابل اسلام کے ہمہ گیر نظریات دنیا کے لئے ایک کشش کا موجب ہیں۔ باتیں ہوتی رہیں، چائے پی جاتی رہی۔

بالآخر وزیراعظم صاحب اور ان کے ساتھیوں کو مسجد دکھانے کے لئے میں مسجد کے اندر لے گیا۔ وزیراعظم صاحب نے مسجد کو دیکھا اور اپنے جوتے اتار کر قبلہ رو کھڑے ہو کر دو نفل نماز ادا کی۔ بعد میں ہم سب مسجد سے باہر مسجد کی سیڑھیوں پر آئے تو فوٹوگرافر صاحبان نے ہماری تصاویر اتاریں۔ بعد ازیں وزیراعظم صاحب ملایا جناب عبدالرحمٰن ٹونکو صاحب نے میرا شکریہ ادا کیا اور الوداع کہا اور پون گھنٹہ میرے ہاں ٹھہر کر رفیوجی کیمپ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
منیجر

www.aaiil.org

نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا د
آپ کے

خطبۂ جمعہ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صد

اقرأ باسم ربک الذی خلق ۔ خ
وربک الاکرم الذی علم بالقلم

آنحضرت صلعم کی ابتدائی وحی اور صفائی قلب کا نقشہ

یہ آیتیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی وحی ہے، جبکہ حضورؐ غارِ حرا میں عبادت کیا کرتے تھے اور روزے رکھا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں فرشتہ نازل ہوا اور حضورؐ سے مخاطب ہو کر کہا اقرأ پڑھیئے گا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ما انا بقارئ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ یہ حضرت نبی کریمؐ کی صفائی قلب کا نقشہ ہے جو ما انا بقارئ کے الفاظ میں پیش ہوا۔

اُمّی ہونے کے باوجود آپ کی وحی میں علم کی باتیں

باوجود اس کے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا نہیں جانتے تھے تاہم آپ کی پہلی ہی وحی میں پڑھنے اور قلم کا ذکر موجود ہے۔ وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ وحی انسان کے اپنے نفس کا القا ہوتا ہے، وہ اس پر غور کریں اور سوچیں کہ جو لوگ پڑھنا نہیں جانتے وہ عموماً علمی مجالس سے دور رہتے ہیں۔ وہ علم کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔ وہ باتیں علم کے برخلاف کرتے ہیں۔ ان کے دل کے اندر طاقت نہیں ہوتی کہ وہ علم معرفت کا درس دے سکیں۔ لیکن حضرت نبی کریم پڑھے ہوئے نہیں امی ہیں، تاہم آپ پر جو پہلی وحی ہوتی ہے اس میں پڑھنے لکھنے کا ذکر موجود ہے فرمایا علم الانسان ما لم یعلم۔ یہ وہ علم ہے جسے انسان قطعاً نہیں جانتا تھا۔ لیکن اللہ تعالے نے انسان کو سکھایا یہ وہ علم ہے جو کسی نبی پر پہلے نازل نہیں ہوا تھا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان آپ کو نہ کتاب کا علم تھا اور الایمان اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کیا چیز ہے، خدا کو مان لینا اور چیز ہے اور عرفان و معرفت اور چیز ہے۔ آپ کو قرآن سے پہلے پورا عرفان حاصل نہیں تھا۔ قرآن آپکی معرفت اور عرفان کے متعلق دو تین جگہ آیا ہے وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب آپ نے کوئی کتاب نہیں پڑھی اور نہ کوئی نوٹ لکھے۔ جب کوئی کتاب ہی نہیں پڑھی تھی تو نوٹ کیسے لکھ سکتے تھے۔

رسالت و نبوت ایک اُمّی کے ذریعہ

پھر دوسری جگہ فرمایا ہے۔ الذین یتبعون

www.aaiil.org

عطا فرمایا آپ کو اسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں پر فتح و نصرت حاصل ہوئی۔ ایسی عظیم الشان فتح کہ آج آپ کے اشد ترین مخالف بھی اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں وہی عیسائیت جو اسلام کو مٹانے کے در پئے تھی جس کے سامنے کلمہ گو کہلانے والے مسلمان سرنگوں ہو چکے تھے اور جس کے آہنی پنجہ سے اسلام کو بچانے کی صورت نظر نہ آتی تھی اسی عیسائیت کے متعلق آج موٹے حروف میں لکھا جا رہا ہے کہ:-

"عیسائیت اسلام کے سامنے
سرنگوں ہو رہی ہے"

اور عیسائی پادریوں کے بیانات ثابت کر رہے ہیں کہ:-

"مغربی لوگ اسلام کی برتری کو ماننے
اور اسلامی تعلیم کی عزت کرنے کے لئے
دن بدن مجبور ہو رہے ہیں"

انقلاب عظیم کیونکر ہوا؟

اس انقلاب عظیم کی وجہ اور مغربی لوگوں کا اسلام کی برتری تسلیم کرنے کا باعث بالکل ظاہر ہے اور وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی بعثت ہی ہے کیونکہ جب عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام بالکل نحیف و زار ہو گیا خود مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ اب اس کے محفوظ رہنے کی کوئی صورت نہیں تو اس وقت آپ بھی اس کی حفاظت کے لئے آگے کھڑے ہوئے آپ ہی نے اسلام کی برتری تمام ادیان پر ثابت کی، آپ ہی نے اسلامی تعلیم کی خوبیاں دنیا کے سامنے پیش کیں اور اس کے مقابلہ میں عیسائیت کے پرخچے اڑا دیئے پھر وہ آپ کی قائم کردہ جماعت ہے جس کے سرفروش مجاہد نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں عیسائیت کے بڑے بڑے مراکز میں تعلیم اسلام کی خوبیاں مغربی لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور انہیں عیسائیت کے غار سے نکال کر اسلام کے جھنڈے تلے لا رہے ہیں، یہ وہ حقیقت ثابتہ ہے جس سے مذہبی دنیا کے متعلق معمولی سے معمولی واقفیت رکھنے والا کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا اور کرے بھی کیونکر؟ جبکہ تمام اسلامی دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوا کوئی شخص ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جس نے اسلام کی حفاظت کا علم بلند کیا ہو اور جس نے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی برتری ثابت کی ہو جس نے ایسی جماعت قائم کی ہو جو عیسائی ممالک میں نہایت کامیابی کے ساتھ تبلیغ اسلام کر رہی ہو جو اسلام کی خوبیاں مغربی لوگوں کے سامنے پیش کر کے انہیں اسلام قبول کرنے اور عیسائیت کو ترک کرنے کے کارنامے سرانجام دے رہی ہو جب تمام عالم اسلامی میں جماعت احمدیہ کے سوا کوئی ایسی جماعت نہیں ہے تو لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ اب وہی عیسائیت جو پہلے اسلام کو کھائے جا رہی تھی اسلام کے سامنے سرنگوں ہو رہی ہے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

علمائے کرام سے چند سوالات

از قلم چودھری احمد پرویز چیمہ، چیمہ منزل گجرات

علماء کی سدِ سکندری

بانیٔ تحریکِ احمدیت نے اپنی زندگی میں بے شمار ضخیم کتب، اشتہارات، خطبات، مقالات اور دیگر نوشتہ جات کے ذریعے اور آپ کی زندگی کے بعد آپ کے جانشینوں نے لاتعداد لٹریچر شائع کر کے تحریکِ احمدیت کا نقطۂ نگاہ واضح کرنے کی مسلسل اور پیہم کوششیں کیں جو اب بھی جاری ہیں۔ مگر حضرات علمائے کرام کا وجود پاک عوام اور تحریک کے درمیان ایک سدِ اسکندری بنا اور چند مستثنیات کے ماسوا عوام فوج در فوج اس تحریک میں شامل ہونے سے محروم رہ گئی۔

تحریکِ احمدیت کی مقبولیت

بہرحال تحریک رواں دواں برابر اپنی شان سے چلی جا رہی ہے۔ اور ہر آفتاب جو طلوع ہوتا ہے۔ تحریک میں زیادہ اثر زیادہ قوت اور زیادہ محبوبیت پیدا کرتا جا رہا ہے۔ دنیا کا کوئی خطۂ زمین ایسا نہیں جہاں احمدیت کے بیج نہ بو دیئے گئے ہوں اور بعض علاقوں میں تو وہ تناور درخت بن چکے ہیں۔ ہندوستان کا کوئی ایسا علاقہ نہیں جہاں احمدی موجود نہ ہوں۔ برما میں ملایا میں، چین میں، جاپان میں فلپائن میں، جاوا میں، سماٹرا میں، اسی طرح افریقہ کے تمام براعظم میں، ممالک اسلامیہ میں، مثلاً افغانستان میں، ایران میں، عرب، شام، مصر، عراق میں، یہاں تک کہ یورپ کے مختلف ممالک میں انگلستان میں، جرمنی، بلجیم میں، ہالینڈ میں، شمالی اور جنوبی امریکہ میں، جزائر غرب الہند میں، **الغرض** دنیا میں احمدیت اپنا اثر کرتی چلی جا رہی ہے۔ پاکستان تو احمدیت کا منبع مرکز ہے اس کا کوئی ایسا شہر نہیں جہاں احمدیت کے پروانے موجود نہ ہوں، بایں ہمہ علمائے کرام کا معاندانہ پراپیگنڈا احمدیت میں ایک روک ہے۔

تحریکِ احمدیت کے خاتمہ میں اسلام کا ماتم

اس تحریک کو ستر ۷۰ برس کا زمانہ گزر چکا ہے۔ آج ہم بجائے اس کے کہ اپنے نقطۂ نگاہ کی مزید وضاحت کریں، ہم علمائے کرام سے چند سوال کرتے ہیں۔ اور ان سے پوچھتے ہیں۔ چونکہ وہ بھی خدا کے سامنے جوابدہ ہیں اگر وہ ہمیں گمراہ سمجھتے ہیں تو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں، وہ خوب سوچ لیں اور سمجھ لیں کہ اگر آج ان کی دل کی خواہش پوری ہو جائے۔ اور تحریکِ احمدیہ دنیا میں ختم ہو جائے تو وہ دن اسلام کے لئے خوشی کا دن نہ ہوگا بلکہ سوگ اور ماتم کا دن ہوگا۔

علماء کے لئے قابلِ غور سوالات

اب ہم ذیل میں چند سوالات درج کرتے ہیں اور علماء سے التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ ان پر تنہائی میں یا دو دو مل کر غور کریں۔ دن کو غور کریں یا رات کے خاموش لمحات میں سوچیں اور ان کے جو جوابات ان کو سوجھیں وہ انہیں عوام کے فائدے کے لئے ضرور شائع کر دیں۔ یہ ان کی طرف سے احمدیوں میں زبردست تبلیغ ہوگی۔ اور لوگ بھی موازنہ کر سکیں گے کہ علماء کس حد تک اپنی معاندانہ روش میں حق بجانب ہیں۔

۱۔ چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟

آپ حضرات کی غالب اکثریت حدیث مجدد

ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

کی دل و جان سے معترف ہے اور آپ حضرات کا یہ بھی ایمان ہے۔ کہ گذشتہ صدیوں میں بھی، حضرات مجددین اصلاحِ خلق کے لئے اس امت سے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ امام ابن تیمیہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی۔ حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور حضرت سید احمد بریلوی وغیرہم مشہور مجددین ہیں۔ جن کا حلقۂ ارادت بہت وسیع ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ یہ کیا طرفہ تماشا ہے۔ کہ چودھویں صدی تو اب قریب الاختتام ہے۔ مگر اس صدی کے مجدد کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔

یہ انسانیت کی بڑی حرماں نصیبی ہے۔ کہ جس دور میں مجدد کی سب سے زیادہ ضرورت تھی وہی دور اس سے خالی رہ گیا۔ اور جس انسان نے مجددیت کا دعوے کیا وہ تو آپ کے نزدیک اسلام کا دشمن اور انسانیت کا سخت معاند ہے مگر اسلام کا دوست اور انسانیت کا محسن مجدد گوشۂ تنہائی میں پڑا ہوا ہے۔ اگر اس کو دعوے کرنے کی سعادت نصیب نہیں ہوئی تھی تو اللہ میاں آپ لوگوں کو ہی توفیق بخش دیتا۔ کہ آپ اس کی نشاندہی کر سکتے۔

مولانا مودودی کا طلسم

لے دے کے مولانا مودودی پر چند عقیدتمندوں کی نظریں تھیں اور خود انہیں ہی خیال تھا، لوگ انکو جلدی شناخت کر سکیں گے مگر مولانا امین احسن صاحب اصلاحی اور ان کے رفقا نے کار مولانا مودودی کا سارا طلسم توڑ دیا۔ مولانا مودودی اب خود اپنے ارادتمندوں میں ہی اپنے اصل روپ میں ظاہر ہو گئے۔ مخالف علماء کا ان کے متعلق جو خیال تھا سو تھا مگر اب اپنے بھی بیگانے ہو گئے۔

دعوئ مجددیت کے متعلق مولانا مودودی کا نقطۂ نگاہ

مولانا مودودی صاحب کا یہ نقطۂ نگاہ ہمیشہ ہمارے فہم سے بالاتر رہا ہے۔ کہ خود مجددین کو دعوے نہیں کرنا چاہیئے۔ اگرچہ سابقہ مجددین ان کے اس مشورے سے مستفیض نہ ہو سکنے کی وجہ سے اس پر کاربند نہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے (ہم اس خیال کی پروا نہ کرتے ہیں ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے خود مبعوث کیا انہوں نے یہ سمجھتے ہوئے) وقتوں میں مجددیت کی خلعت پہنی، وہ بطور مجدد کے شناخت بھی ہو گئے۔ اور دعوے کرنے کی غلطی بھی کر بیٹھے سابقہ ادوار میں تو شاید مولانا مودودی کا یہ مشورہ کچھ ایسا مضر نہ ہوتا۔ مگر اس صدی میں یہ مشورہ نہایت خطرناک ہے

علماء اس مشکل کو حل کریں

آپ حضرات کے خیال میں ایک کاذب مجدد برابر ۸۰ سال سے دندنا رہا ہے۔ چیلنج پر چیلنج دیئے جاتا ہے اپنے دعوے کے ثبوت میں قرآن اور حدیث کے دلائل پیش کرتا ہے۔ مگر سچا مجدد (جو کوئی بھی آپ کے خیال میں ہو) اس تمام تماشے کو دیکھ کر بھی اپنی مہر سکوت نہیں توڑتا حضرات علمائے کرام للہ ہماری اس مشکل کو حل فرمایئے۔ ہم آپ کے بہت مشکور و ممنون ہونگے۔ اور تکلیف کر کے اپنے جواب کو پبلک میں شائع بھی کرا دیجئے۔ تاکہ اس کی معقولیت سے عام لوگ بھی شناسا ہو جائیں۔

(۲) مسیحیت کی ترویج اور حضرت مرزا صاحب

حضرات علمائے کرام خوب جانتے ہیں کہ یہ بیسویں صدی ترویجِ عیسویت کی صدی ہے۔ عیسائی قومیں اس وقت تمام انسانیت کی قائد ہیں، فلسفہ اور سائنس کا سرچشمہ بھی عیسائی دنیا ہی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو خیال پیدا ہوتا ہے۔ وہ آنِ واحد میں تمام دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ مادی طاقت کے بل بوتے پر عیسائی مشنریوں نے تمام دنیا پر اپنے جال بچھا رکھے ہیں۔

بانیٔ مسیحیت کی خصوصیات

آج سے پچاس برس پیشتر تو یہ خیال پیدا ہو چلا تھا۔ کہ اسلامی ممالک کے باشندے بھی اپنی مساجد کو چھوڑ کر گرجوں میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ اس لئے کہ عیسائیت کا بانی خدا کا اکلوتا بیٹا تھا اور وہ اب تک آسمان پر زندہ اور تابندہ ہے۔ اور بھٹکی ہوئی دنیا اب اپنی ہدایت اور اصلاح کے لئے اس کی طرف آنکھیں اٹھا کر دیکھ رہی ہے۔ عیسائی اور مسلمان دونوں اس کے لئے چشم براہ ہیں۔ کہ وہ کب آئے اور اس کے قدموں پر گریں۔ اس کی پیدائش بھی معجزہ اور اس کی زندگی بھی ایک معجزہ۔ اس کی والدہ نے اسے بلا مس بشر جنم دیا اور وہ شیر خوارگی کی حالت میں لوگوں سے گفتگو کرتا رہا۔ وہ پرندوں کا خالق اور مردوں کا محی تھا۔ موت نا اب تک اس کے نزدیک نہیں آئی وہ حوائج بشری اور ضروریات زندگی سے بے نیاز آسمان پر الآن کما کان براجمان ہے تمام انبیاء علیہم السلام اپنا اپنا وقت گذار کر زیر زمین مدفون ہیں مگر یہ خدا کا واحد اور ممتاز لاڈلا اب تک صدر نشین فلک چہارم ہے۔ جس بانی کا یہ نقشہ ہو، بھلا اس کا کون .... مقابلہ کر سکتا ہے۔

www.aaiil.org

قادیان کے ایک گوشہ نشین کا اعلان

اب دوسری طرف دراں نگاہ ڈالئے کہ قادیان کے ایک گاؤں کا رہنے والا ایک انسان جو دنیا و مافیہا کے حالات سے بے خبر فطرتاً و مزاجاً گوشہ نشین ہے۔ اُٹھتا ہے۔ اور تمام دنیائے اسلام اور عیسائیت میں ایک تہلکہ برپا کر دیتا ہے۔ اس کا اعلان ہے۔ کہ اسلام کا خدا سچا واحد ایک زندہ خدا ہے اور عیسائیت کی تثلیث ایک مردہ عقیدہ ہے۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس قبل اپنا محدود مشن اپنی محدود قوم میں سرانجام دے کر ایسی حالت میں فوت ہوئے کہ اپنے ماحول کو بہت کم متاثر کر سکے انہوں نے اعلان کیا اور بار بار اعلان کیا کہ قرآن کریم کی رُو سے عیسٰی علیہ السلام فوت ہو چکے۔ وہ اب نہیں آئیں گے دنیا کی اصلاح صرف حضرت نبی کریم صلعم کی روحانی طاقت اور آپ ہی کے کسی امتی کی کوششوں سے معرض وجود میں آ سکیں گی۔

وفات مسیح کا عقیدہ کفارہ کے لئے ایک پیغام موت ہے۔ عیسائیت کی تو بنیاد ہی کفارہ پر ہے۔

عیسائی حلقوں کا اضطراب اور اسلام کیلئے نوید جانفزا

اس اعلان سے عیسائی حلقوں میں بڑا اضطراب پیدا ہو گیا۔ اسلام کے لئے تو یہ اعلان نوید جانفزا تھا۔ مگر افسوس کہ حضرات علمائے کرام کو بھی اس اعلان سے بڑا صدمہ پہنچا۔ لیکن اس اعلان کی شدت، معقولیت اور مسلسل اشاعت نے عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رو کو روک دیا۔

مسیح کی انتظار کیوں ختم ہو گئی

اور آج اسّی برس کے بعد ہم آپ سے پوچھتے ہیں۔ کہ وہ مسیح جس کی آمد کا آپ کو بڑا انتظار تھا۔ اور جس کے متعلق آپ اپنی تقاریر اور خطبات میں لوگوں کو سنایا کرتے تھے کہ وہ عنقریب آسمان سے اُترے گا وہ آپ کا انتظار اب کیوں ختم ہو گیا اور یہ کیوں ہے۔ کہ اب ہم کسی مسجد کی محراب سے یہ آواز نہیں سنتے۔ کہ عنقریب مسیح آسمان سے اتر کر لوگوں کی اصلاح کرے۔ اور جلدی مل کر تیغ زنی کے پیسے جو ہر دل سے گا کہ جس تیغ زنی میں لاکھوں غدار کے سر تن سے جدا ہو جائیں گے۔ یہ کیا ہو گیا ہے کہ آپ اب حیات مسیح پر بحث نہیں کرتے۔ بلکہ اگر کوئی شخص ایسی بحث چھیڑ دے تو آپ اسے طرح دے کر ٹال دیتے ہیں۔

کیا علماء وفات مسیح کے قائل ہو چکے ہیں؟

اے حضرات کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ لوگ بھی اندر سے وفات مسیح کے قائل ہو چکے ہیں۔ گو علما نے ازہر کی طرح آپ کو یہ جرأت نہیں کہ اس کا اعلان بھی کر دیں اگر فی الواقع مسیح فوت ہو چکا ہے۔ تو پھر ۔ ۔ ۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . . . آپ کو یہ بھی اقرار کرنا ہو گا۔

کہ آنے والا مسیح کوئی اور ہے۔ کیونکہ مردے پھر اس دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے اس پر قرآن کی نص صریح موجود ہے۔ اگر آنے والا مسیح کوئی اور ہے۔ تو وہ اُمّت مسلمہ سے ہی ہو سکتا ہے نہ غیر الامم سے۔ یہ تو پھر مرزا غلام احمد کی سچے پکارنے اور اس کے نظریات کی زبردست تائید کرنے کے مترادف ہے۔ ہم آپ کے بڑے مشکور ہوں گے۔ اگر آپ زمانہ حال کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سائنس اور فلسفہ کی روشنی میں دنیا کے باشعور طبقہ کو وفات مسیح کے متعلق اپنے نظریات سے مطلع کریں اس طرح آپ لوگوں کے علم میں زبردست اضافہ کریں گے۔ امید ہے کہ آپ بخل سے کام نہ لیں گے۔ اور حیات مسیح کے متعلق جس قدر دلائل اور براہین آپ کے پاس موجود ہیں انہیں پبلک میں شائع کر دیں گے۔

۳۔ تبلیغ اسلام اور احمدیت

آپ حضرات خوب جانتے ہیں کہ اسلام کی اصل قوت اس کی تبلیغ اور اشاعت میں ہے۔ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور ہر مسلمان اس کا مبلغ ہے۔ صدر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے سب سے اوّل اور سب سے اکبر مبلغ ہے۔ اور ان کے صحیح جانشینوں نے بھی اشاعت اسلام کے فریضہ سے کبھی اغماض اور بخل نہیں برتا۔ اور ان کا صحیح متبع بھی وہی انسان ہے جو اشاعت اسلام کے فریضہ کو ادا کر رہا ہے اب آپ حضرات فرمائیے کہ چشم فلک خدا کی اس سرزمین پر یہ کیا نظارہ دیکھ رہی ہے۔ کہ تمام عالم اسلام میں احمدیت اور صرف احمدیت ہی ایک ایسی تحریک ہے جو تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرتی دکھائی دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کبھی کبھار کوئی شخص کسی نیک وقت اور وقتی جذبہ کے ماتحت تبلیغ اسلام کا کوئی تھوڑا بہت کام کرے تو لوگ اسے احمدیت سے متہم کرنے اور احمدی نواز کہنے لگ جاتے ہیں۔

مجدد وقت کا زرّیں کارنامہ

اس صدی کے مجدد کا سب سے بڑا زرّیں کارنامہ یہی ہو سکتا تھا کہ تبلیغ اسلام کا ایک وسیع پروگرام تمام عالم انسانیت کو اسلام سے روشناس کرنے کے لئے مرتب کر دے۔ اور تمام اقصائے عالم میں تبلیغی مراکز قائم کر دے۔ اب فرمائیے کہ اس صدی کا اصل مجدد کس قسم کی مصروفیتوں میں لگا ہوا ہے اور اس نے کہاں کہاں مراکز قائم کئے ہیں۔ اس نے اب تک افریقہ کی وحشی اقوام کو کہاں تک تعلیمات اسلام سے مستفیض کیا۔ اور فضلائے یورپ کی آنکھیں نور اسلام سے کس قدر منور کر دیں۔ اور اگر یہ تمام کارنامے احمدیت ہی سرانجام دے رہی ہے۔ تو اے حضرات آپ احمدی لوگوں کو صحیح پیمانوں سے کیوں نہیں ناپتے۔ اور آسمانی اشاروں کو کیوں نہیں سمجھ لیتے کہ نیک کام کرنے کی توفیق جس جماعت کو مل رہی ہے۔ اور کامیابی کی برکات جس پر نازل ہو رہی ہیں۔ وہی جماعت اہل حق پر قائم ہے۔ ووکنگ میں اسلامی مشن کون چلا رہا ہے اور اس وقت اسے تمام دنیا میں سب سے بڑے

اسلامی مرکز کا مقام کیوں حاصل ہو گیا ہے۔ یہاں میں عظیم الشان مسجد جو مغل طرز تعمیر کا عکس لئے ہوئے ہے کس کی کوششوں پر قبولیت کے پھول نچھاور کر رہی ہے۔ اور جرمن لوگوں کا ہجوم مسجد مذکور میں آ کر کن لوگوں کی زبانوں سے قرآن پاک کی آیات سننے کے لئے بیتاب ہے اور یہ ہالینڈ میں کس کی برپا کردہ مجالس میں قرآن کی آیات بینات ترنم اور لَے سے سنائی جا رہی ہیں اور یہ امریکہ کے سفید فام باشندے مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی زبان سے انگریزی میں قرآن کی تعلیمات سن کر کیوں وجد میں آ رہے ہیں۔ یہی وہ مولانا صاحب ہیں جو عربی، فارسی، اور اُردو کے تو عالم تھے۔ مگر اب اعجازی طور پر انگریزی زبان کے فقید المثال مقرر بن گئے ہیں۔ اور اس تمام زمانہ میں آپ حضرات مسجدوں میں بیٹھ کر یا منبروں پر کھڑے ہو کر صرف کلمہ گوؤں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے اور فن تکفیر کے کارنامے سرانجام دینے میں تلے رہے۔ مگر یہ احمدی لوگ عجیب مخلوق ہیں کہ کافروں کو خواہ وہ افریقہ کے سیاہ حبشی ہوں یا یورپ کے گورے چٹے عیسائی سب کو کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھا رہے ہیں وہ کافروں کو کلمہ گو بناتے چلے جاتے ہیں۔ اور آپ کلمہ گوؤں کی تکفیر کر کے اسلام کو ستاتے جا رہے ہیں۔

واقعات کے اس پہلو پر تھوڑی سی روشنی ڈالئے اور دنیا کو بتلائیے کہ آپ سے تبلیغ کی توفیق کیوں چھین گئی۔ اور احمدی تبلیغ کے اجارہ دار کیوں بن گئے۔

(۴) تراجم قرآن اور احمدیت

حضرات یہ بتائیے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلا مسلمان جس نے قرآن کریم کی انگریزی میں تفسیر لکھی ہے کس جماعت کا فرد تھا۔ اور اسی طرح جرمن زبان میں قرآن کا ترجمہ کرنے والا سب سے پہلا مسلمان کون ہے۔ مدراسی، ہندی، گورمکھی اور دیگر زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کس نے کئے ہیں۔ اگر ہم آپ کو بتلا دیں کہ اس مقدس کام کے کرنے والے بھی سب احمدی لوگ ہیں تو آپ گھبرائیں نہیں۔ بلکہ خدا جل شانہٗ کی حمد اور اس کا شکر بجا لائیں کہ کلام الٰہی کی خدمت کسی نہ کسی طرح خواہ طریق پر ہو رہی ہے۔ کم از کم خدمت کو تو بُرا نہ کہیں، گو خادموں کو گالیاں دیتے رہیں۔

دور حاضر کی اسلامی تحریکات اور احمدیت

(۵) دنیائے اسلام میں گذشتہ ستر۔ اسّی سال میں بے شمار تحریکات اٹھیں۔ مگر انہیں کوئی ثبات حاصل نہ ہوا۔ احرار اُٹھے اور کچھ عرصہ تک فضائے سیاست پر چھائے رہے برسنے بھی رہے اور گرجتے بھی رہے مگر آخر فنا کی نیند سو گئے۔ مولانا ظفر علی خاں کے تبلیغی جوش بھی پیدا ہوئے مگر جلدی ختم ہو گئے۔

"قندھار چلو قندھار چلو" کا نعرہ بھی بلند ہوا مگر چند آدمی قندھار تک پہنچے اور وہاں جا کر ایسے مبتلائے آلام ہوئے کہ ان کا انجام نہایت عبرتناک ہوا

www.aaiil.org

"خلافت تحریک بھی اٹھی اور اس کے اندر اعتدال نہ رہ سکی۔ البتہ چندہ جمع کرنے کا فن ہمارے لیڈروں نے خوب سیکھ لیا۔ اسلامی جماعت نئے ولولے نئے عزائم لیکر میدان میں آئی بالآخر خواہش حصول اقتدار کی مہلک بیماری لگ گئی یہ ایک ایسا تپ دق تھا۔ جو اسے اندر سے کھوکھلا کرتا چلا گیا۔ اور آج اس کا لاشہ بے گور و کفن پڑا ہے۔ اور کوئی نوحہ خوان بھی نہیں۔ اور قرآن کا نام لیکر تحریک اٹھانے والا جو عملی دنیا کے مسائل سے ناواقف ہے وہ نظری مسائل دماغ سے پیدا کرتا ہے اور یورپ کی آنکھوں سے اسے مطالعہ کرتا ہے۔ روس سے اس کا حل تلاش کرتا ہے اور قرآن کی آیات کی مضحکہ خیز تاویلات سے اس کا جواز پیدا کر لیتا ہے وہ جو کہتا ہے وہ قابل عمل نہیں وہ جن بلندیوں پر اڑ رہا ہے جب وہاں سے اڑیگا۔ تو وہ نظارہ بھی دیکھا نہیں جا سکیگا۔ اس کی مجلس اشتراکیت کا پروگرام قرآن میں تلاش کر رہی ہیں۔ اور جب وہ قرآن میں نہیں مل سکتا تو وہ قرآن کو بھونڈی قسم کی تاویل کی بھینٹ چڑھا دیتا ہے۔ اس تحریک کے بانی کا یہ کہنا ہے کہ گذشتہ تیرہ سو (۱۲۰۰) برس میں قرآن کو سمجھنے والا کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ بھی اس کا اعلان ہے۔ کہ وہ جو کچھ خود ہی کہتا ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ صحیح ہو۔ اور اس سے ہر امر میں اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ یہ تحریک درحقیقت دعوت اختلاف ہے اور صرف دماغی عیاشی کا سامان پیدا کر رہی ہے۔ اپنے ملک کے باشندوں کو وہ حق رائے دہندگی سے محروم رکھنا چاہتا ہے جو پسماندگی اور رجعت قہقری کی علامت ہے۔ یہ بھی اشتراکی نظام کی پیروی ہے تحریک احمدیت ہی ایک منفرد تحریک ہے۔ جو خاموشی سے اپنے پروگرام پر عمل پیرا ہے۔ اور اس کے قدم ثبات میں اب تک کوئی لغزش نہیں آئی۔ وہ مقامی سیاستوں سے بلند ہو کر تبلیغ کا اہم فریضہ برابر سرانجام دیتی جا رہی ہے۔

اے حضرات! بتلایئے کہ اس تحریک سے قدرت کا امتیازی سلوک کیوں ہے۔ اور یہ دن بدن کیوں اپنے تبلیغی مقاصد کو حاصل کرتی چلی جا رہی ہے۔

علمائے اسلام سے مخلصانہ درخواست

اے حضرات ہم نے یہ مختصر سے پانچ سوالات آپ سے کئے ہیں۔ ہم توقع رکھیں گے۔ کہ آپ میں سے اکثر حضرات ان سوالات کی طرف توجہ دیں گے اور پہلے ان سوالات کو حرف بحرف نقل کریں گے اور ہر ایک کا جواب ترتیب سے شائع کرا دیں گے۔

ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ یہی ایک طریقہ ہے۔ کہ جس سے آپ اپنے حریف کو شکست دے سکتے ہیں۔ اور اپنے علمی وقار میں اضافہ فرما سکتے ہیں اور اگر یہ سوالات مشکل نظر آتے ہوں پھر دل کی دنیا روشن ہو گیا تو آپ کو تمام دنیا بدلی ہوئی نظر آئے گی۔ اور اس وقت آپ کو مجدد کی پہچان بھی ہو جائے گی اور اس کے کارناموں سے آپ لطف اندوز بھی ہونے لگیں گے۔ اور حدیث قدسی کا یہ ارشاد کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے جو سب موتوں سے بری موت ہے۔ آپ کو صحیح فیصلہ کرنے میں ممد و معاون ہوگا۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ ط

سے مراد یہ ہے کہ اس کے بتلائے ہوئے پروگرام پر عمل پیرا ہونا شروع کر دیں اور تبلیغ و اشاعت اسلام کی تحریک میں شامل ہو کر نور اسلام سے دنیا کو منور کر دیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ووکنگ میں عید الاضحیٰ

بسلسلۂ صفحہ اوّل

چاہے کسی بھی رنگ یا نسل کا نمازی ہو وہ اس اخوت کے اجتماع میں اپنی جگہ باقی تمام کے ساتھ برابر کا تھا"

طفیل صاحب نے فرمایا کہ جہاں باقی مذاہب ناکام ہوتے ہیں وہاں اسلام نسل و رنگ کے امتیازات کو مٹانے میں کامیاب ہوا ہے۔ عربوں میں اس قدر نفاق تھا اور اسلام کی تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ ایک برادری میں پرو دیئے گئے۔

انہوں نے مزید ایک بہت ضروری بات کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کروائی کہ آج افریقہ میں وہاں کے اصلی باشندوں پر ظلم کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ ان کا قصور صرف اس قدر ہے کہ وہ ایک مختلف رنگ اور نسل کے لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ظلم ایک دن اپنا رنگ دکھلائے گا۔ اس مسئلہ کا صرف ایک ہی حل ہے کہ صحیح نظریات کے تحت وہاں کام کیا جائے انہوں نے کہا:۔

"اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ کیا اسلام اس مسئلہ میں کوئی امداد دے سکتا ہے؟ اسلام میں اس مسئلہ کا وجود ہی نہیں ہے نہ نظریاتی رنگ میں اور نہ عملی طور پر آج کا اجتماع اس امر کا شاہد ہے"

طفیل صاحب نے خطبہ کے اختتام پر یہ کہا:۔

نکال دیں کسی قوم، مذہب و ملت کے خلاف کسی قسم کا بغض رکھنا درست نہیں۔ ہم زندگی کے اس بنیادی اصول پر اکٹھے ہو سکتے ہیں کہ "نسلِ انسانیت ایک ہے"

خطبہ کے بعد لوگوں کو پاکستانی کھانا کھلایا گیا۔ پاکستانی مٹھائی اور پاکستان کی بنی ہوئی چیزوں کے علیحدہ علیحدہ سٹال تھے۔ ایک طرف سائپرس کے مسلمان آئس کریم وغیرہ بیچ رہے تھے۔ مسجد کے نوجوانوں نے چائے کا بھی سٹال لگایا ہوا تھا۔ مسلم خواتین کی طرف سے کپڑے اور دستکاری کا بھی سٹال تھا۔ غرض نماز کے بعد مسجد کے وسیع احاطہ میں ایک میلہ کا رنگ تھا۔

تین بجے کے قریب ترک مسلمانوں نے اپنے قومی مظاہرے دکھائے۔ لوگ اس سے بہت خوش ہوئے غرضیکہ ہر طرف عید کی خوشی چھائی ہوئی تھی۔

اسی دن امام صاحب کے ہاتھ پر ایک جرمن لڑکی مسلمان ہوئی اس کا نام مس ماریا گبریل ہان ہے۔

عید کے کثیر انتظامات بہت سے دوستوں کے تعاون سے سرانجام پاتے ہیں، مسز عبداللہ کی خدمات تو کئی سالوں سے مسجد کے لئے وقف ہیں۔ وہ ان موقعوں پر نہایت جانفشانی سے کام کرتی ہیں۔ امام صاحب خود کئی کام کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ ڈاکٹر یوسف احمد اور ان کی اہلیہ جمعہ کے دن ہی ووکنگ کے انتظامات میں مدد کرانے کے لئے لندن سے ووکنگ پہنچ گئے تھے۔ میجر فارمر صاحب عرصہ سے دل کی مرض کے شکار ہیں۔ وہ اس دفعہ زیادہ ذمہ داری نہ لے سکے۔ تاہم اپنی ہمت اور استعداد کے مطابق انہوں نے بہت کام کیا۔

اقبال احمد صاحب، ظفر احمد صاحب، سید محمود حسین شاہ صاحب، یوسف خان صاحب اور دیگر خواتین اور حضرات نے بہت محنت سے کام کیا۔ ان تمام کارکنوں کی خدمات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باہر کے لوگ حیران ہوتے ہیں کہ اس قدر انتظامات اس خوش اسلوبی سے کس طرح سرانجام پاتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

— ہری پور ہزارہ سے محمد عالم صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آج مورخہ ۱۱ جون سنہ کو بروز ہفتہ بوقت صبح جناب مولوی نور محمد صاحب امام مسجد سرائے نعمت کھچی تقدیر الٰہی سے اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بروز جمعہ غائبانہ نماز جنازہ کی درخواست ہے

پیغام صلح:۔ مولوی نور محمد صاحب کی وفات کا دلی افسوس ہے اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

— درخواست دعا:۔ راجہ عبدالحق صاحب شیخوپورہ سے لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ محترمہ و بچی بیمار و رنجیدہ ہیں، لہٰذا احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

www.aaiil.org

خطبہ جمعہ - (بسلسلہ صفحہ ۵)

متکبر شخص تھا۔ اپنے آپ کو خدا کہتا تھا۔ خدا اس سے ناراض ہے۔ لیکن اس کے محل میں اس کی بیوی نیک عمل ہے۔ خدا خوف ہے تو خدا اس سے خوش ہے نیک عملی، خدا خوفی کسی وقت اور کسی جگہ ہو، خدا اس کی قدردانی کرتا ہے۔ ابو لہب حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، شاہی خون رگوں میں دوڑ رہا ہے لیکن وہ نیک عمل نہیں اور خدا خوف نہیں اس لئے محمد رسول صلعم سے نسلی تعلق کے باوجود تبت یدا ابی لہب وتب کی سزا اس کے لئے ہے، تو عیسائیت میں دنیا کی نجات کے لئے خدا کے بیٹے کی قربانی کا عقیدہ قرآن کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے، عیسائی تین خدا مانتا ہے لیکن قرآن کہتا ہے کہ خدا ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہندو بھی کئی خدا کئی بھگوان اور اوتار مانتا ہے لیکن قرآن ان کی تردید کرتا ہے۔ اندریں حالات اس قسم کا خیال کس قدر ناواجب ہے کہ قرآن سرقہ کرتا ہے کان الناس امۃ واحدۃ۔ سب کے سب لوگ ایک امت ہیں۔ یہ نظریہ کہاں سے چرایا جا سکتا ہے یہ نظریہ قرآن سے پیشتر نہ انجیل میں موجود تھا نہ تورات اور وید میں۔ خدا رب العالمین ہے۔ یہ نظریہ قرآن سے پہلے موجود نہیں اسی طرح قرآن کہتا ہے تمام دنیا میں پیغمبر آئے۔ قرآن کا یہ دعوے۔ تورات انجیل اور وید وغیرہ پہلی کتابوں میں موجود نہیں۔ تو پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ قرآن نقل ہے پہلی کتابوں کی!

انسان — پیدائش الٰہی کا اعلےٰ ترین نمونہ

فرمایا علم الانسان مالم یعلم۔ ہم نے وہ علم دیا جو انسان اپنی طاقت سے حاصل نہیں کر سکتا اقراء باسم ربک الذی خلق۔ خدا نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے اور اس کائنات کی تخلیق کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ انسان ہے فرمایا خلق الانسان من علق۔ اس کو ایک جونک نما چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن اس کی شکل کیسی خوبصورت ہے اور اس کے ظاہری اور باطنی قوے کس قدر حیرت انگیز ہیں،

وہ سمندروں اور پہاڑوں پر حکمرانی کرتا ہے۔ اسکو قوت ایجادات، ارادہ، اختیار، قوت متصورہ۔ قوت متفکرہ حاصل ہے۔ انسان خود ہی اپنی تخلیق پر غور کرے کیونکہ یہ اس کے قریب کی چیز ہے۔ انسان خود ہی اپنی ذات پر غور کرے تو اس کے بنانے میں خدا کا کتنا علم نظر آتا ہے۔ بے شمار ڈاکٹروں نے "فزیالوجی" پر کتابیں لکھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خدا کی تخلیق کے عجائبات میں سے ہے۔

قرآن پر عمل کرنے میں نبی کریمؐ اور آپؐ کی قوم کی عزت

فرمایا اقراء وربک الاکرم یعنی خدا کی تعلیم کے ذریعہ سے محمد رسول اللہ صلعم کو عزت عطا ہوئی اور حضورؐ کی امت کو بھی عزت عطا ہوئی دوسری جگہ فرمایا ورفعنا لک ذکرک تیرا ذکر ہم نے اس کتاب کی تعلیمات کے ذریعہ بلند کیا ہے۔ صرف، تیری ہی شان اس وجہ سے اونچی نہیں، بلکہ انہ لذکر لک ولقومک بلکہ تیری قوم بھی جو اس کی تعمیل اور اتباع کرتی ہے وہ بھی معزز ہو جائے گی۔

ایک امّی کا معجزہ

الذی علم بالقلم۔ اس کتاب میں کبھی ورقوں کا ذکر ہے اور کبھی قلم اور دوات کا ذکر ہے اور یہ سب کچھ ایک امّی شخص کو بطور معجزہ عطا کیا گیا کہ حضور کی برکت سے اس تعلیم کی وجہ سے عراق میں بہت بڑی یونیورسٹی بنائی گئی، سپین میں بہت بڑی یونیورسٹی بنائی گئی۔ یہ علم صرف اس شخصیت کی وجہ سے پھیلا جو خود لکھنا پڑھنا نہیں جانتا اس کو کہتے ہیں کرامات اور معجزات۔

اس کتاب کی اتباع کرنے سے ایک قوم بن گئی جس نے بے نظیر حکمرانی کرکے دکھائی۔ اس نے قوموں کی رہبری کی حقیقی اخوت کی بنیاد رکھی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امی تو ضرور تھے لیکن ان کے علم اور اخلاق کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا اور نہ کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے اقراء وربک الاکرم کے مطابق ان کی عزت و احترام ہوا اور ورفعنا لک ذکرک اور ان کا ذکر بلند ہوا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

براہین احمدیہ حصہ پنجم کی ضرورت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مرکزی لائبریری واقع احمدیہ بلڈنگس لاہور کے لئے براہین احمدیہ حصہ پنجم کی چار کاپیوں کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی دوست کتاب مذکور قیمتاً یا ہدیتاً عنایت فرمانا چاہیں تو لائبریرین سے ملیں یا خط و کتابت سے رابطہ پیدا کریں۔

---

www.aaiil.org

فون نمبر ۲۱۶۶ - ۲۱۰۲

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک عظیم الشان کارنامہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

اور احمدیت کے سرفروش مجاہد ایک انقلاب دنیا میں پیدا کر رہے ہیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس زمانہ میں اسلام کی صداقت جن زندہ دلائل اور براہین سے ثابت کی ہے اور آپ نے اپنے ماننے والوں میں اسلام کی حقانیت کے متعلق جو ایمان پیدا کیا ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ کی جماعت باوجود قلیل اور دنیوی لحاظ سے غربا کی جماعت ہونے کے ہر جگہ نہ صرف عیسائیت کے مقابلہ میں بلکہ تمام دیگر مذاہب کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑی ہے اور ساری دنیا میں صرف اسی کے مبلغ ہیں جو اسلام کی طرف سے عیسائی مشنریوں کا مقابلہ کر رہے ہیں اور عیسائیوں کو حلقہ بگوش اسلام کر رہے ہیں ان پر نہ عیسائیوں کی شان و شوکت کا کوئی اثر ہے نہ ان کے ساز و سامان سے مرعوب ہوتے ہیں نہ ان کے کبھی نہ ختم ہونے والے خزانے انہیں ہراساں کر سکتے ہیں وہ انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں اس حوصلہ اور عزم کے ساتھ گھروں سے نکلتے ہیں کہ اسلام کے نام پر ساری دنیا کا مقابلہ کریں گے کسی طاقت اور قوت سے مرعوب نہ ہوں گے کسی تکلیف اور مصیبت سے نہ گھبرائیں گے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے ان میں سے کوئی یورپ کو اپنا میدان عمل سمجھتا ہے کوئی امریکہ کو اپنی جولانگاہ قرار دیئے ہوئے ہے کوئی افریقہ کے گرم ریگستانوں میں اسلام کی منادی کرتا پھرتا ہے اور ہر جگہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہو رہی [illegible] ہیں خدا کے پرستار اور اسلام کے

طبعی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح مؤرخہ ۱۵ جون ۱۹۶۰ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۳

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

چندہ سالانہ:- پاکستان سے چھ روپے، ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ { شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر 155/A محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ تبلیغ لاہور
ٹیلیفون نمبر:۔ ۳۷۲۷
ایڈیٹر:۔ دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:۔ بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ ۔ مطابق ۲۲ جون ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۴

خدا تعالیٰ تم سے یہ چاہتا ہے کہ تم پورے مسلمان ہو

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب تم دنیا سے بالکل انقطاع کر کے اس کی طرف آجاؤ گے وہ خود تمہارا متولی اور متکفل ہو جائیگا۔ جو آدمی تبتّل تام نہیں کرتا بلکہ کچھ رُو بدنیا رہتا ہے۔ اور کسی قدر در بخدا رہتا ہے وہ کبھی بھی مقصود اصلی کو حاصل نہیں کرسکتا اُسے نہ دین کی عزت مل سکتی ہے نہ دنیا کی۔ خدا تعالیٰ تم سے یہ چاہتا ہے کہ تم پورے مسلمان ہو مسلمان کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے کہ انقطاع کلّی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو مسلمان پیدا کر کے لا انتہا فضل کئے ہیں بشرطیکہ وہ غور کرے اور سمجھے ایک ہندو سے رامچندر کے خدا ہونے یا خدا تعالیٰ کے خالق ہونے پر بحث کرو۔ اس وقت تمہیں ایک لذت اور سرور آئے گا کہ تمہارا خدا کیسا قادر مطلق۔ محی۔ ممیت۔ خالق کل شئے خدا ہے۔ اور برخلاف اسکے جنہوں نے رامچندر جیسے کھانے پینے کے محتاج انسان کو خدا بنایا ہے۔ جب یہ کہیں گے کہ اسکی بیوی کو راون نکال کر لیگیا۔ تو کس قدر شرم اس خدا کے ماننے والوں کو دامنگیر ہوگی کہ عجیب خدا ہے جو اپنی بیوی کی بھی حفاظت نہیں کرسکا۔ ایسا ہی آریہ جب اپنے خدا کی یہ صفت مخالف سے سنیگا۔ کہ اس نے ایک ذرّہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ اپنے کسی بڑے سے بڑے پریمی اور بھگت کو بھی کبھی نجات نہیں دے سکتا یا اس نے ایسی شریعت انسانوں کے لئے بنائی کہ ایک مرد اپنی بیوی کو اولاد نہ ہونے کی صورت میں دوسرے مرد سے اولاد پیدا کرنیکے واسطے ہمبستری کی اجازت دے سکتا ہے تو اسے کیسا شرمندہ ہونا پڑے گا اگر اس میں غیرت اور حیا کا کوئی مادہ باقی ہو۔ لیکن مسلمان کیسا خوش ہوگا اور اس کی امیدیں کیسی وسیع ہوں گی جب اپنے خالق کل شئے اور قدوس سبحان خدا کو پیش کرتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ)

یک ترک نفس کے آساں بود
مردن از خود شدن یکساں بود — مسیح موعود

ترجمہ:۔ ہر فضول خیال اور ہر فضول خواہش سے اپنے آپ کو پاک کرو (بات تب بنتی ہے کہ) اپنے آپ کو یاد خدا میں فنا کر دو تاکہ تم پر رحمت الٰہی کا نزول ہو (اور تمہاری دنیا و آخرت سنور جائے) (۲) لیکن ترک نفس (خواہشات نفسانی کا ترک) کچھ آسان بات نہیں۔ مرنا اور (عشق الٰہی میں) اپنے آرام و چین کو تیاگ دینا یکساں ہے ⬥ غلام قادر عفی عنہ

بحرِ حکمت کے موتی

وعن عبد اللہ ابن مسعود قال لو ان اھل العلم صانوا العلم ووضعوہ عند اھلہ لسادوا بہ اھل زمانھم ولکنھم بذلوہ لاھل الدنیا لینالوا بہ من دنیاھم فھانوا علیھم سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یقول من جعل الھموم ھما واحدا ھم آخرتہ کفاہ اللہ ھم دنیاہ ومن تشعبت بہ الھموم احوال الدنیا لم یبال اللہ فی اودیتھا ھلک رواہ ابن ماجۃ ورواہ البیھقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوٰۃ کتاب العلم

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رض نے فرمایا اگر اہل علم محافظ کریں علم کی (یعنی اپنے عمل سے اسکو زینت بخشیں) اور اس کے سمجھنے اور عمل کرنے والوں کو اس علم کو پہنچائیں تو وہ اپنے علم و عمل سے اپنے زمانہ کے لوگوں کے دلوں و دماغ پر حکومت کریں لیکن اگر انہوں نے اپنے علم کا دنیا داروں کے پاس مظاہرہ کیا تاکہ اپنے علم کی بدولت دجو کہ عمل سے بالکل عاری ہے) اُن سے مالی نفع حاصل کریں تو انہوں نے دنیا داروں کی نظر میں اپنے آپ کو ذلیل کر دیا۔ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس نے اپنے تمام فکر و نظر کو صرف ایک مقصد پر مرکوز کر دیا یعنی آخرت کی حیات جاوید حاصل کرنے پر تو اللہ تعالیٰ اُسے دنیا میں بھی گوہر مقصود حاصل کرنے کی توفیق بخشنے کے لیے کافی ہے۔ مگر جو صرف دنیا حاصل کرنے کی ہی فکر میں ہر وقت پریشان حال رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ کس طرح دنیا کی کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے ؎

نفس خود را پاک کن از ہر فضول
ترکِ خود کن تا کند رحمت نزول

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۲ جون ۱۹۶۰ء

حکومت پاکستان کا عزم تبلیغ

ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کی یہ اطلاع موجب مسرت و اطمینان ہے کہ حکومت پاکستان کو دوسرے ملکوں میں تبلیغ اسلام کے لئے ایسے مبلغین کی تلاش ہے جو نہ صرف اسلام کو پوری طرح سمجھتے ہوں بلکہ انہیں جدید علوم میں بھی ماہرانہ دسترس حاصل ہو اور جو افریقہ اور مشرق بعید کے دور افتادہ علاقوں تک اسلام کا پیغام پہنچا سکیں، مخبرین یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مرکزی وزارت تعلیم کے ایک افسر پہلے ہی ایک بیرونی ملک میں اس قسم کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

حکومت پاکستان کا یہ اقدام ہر طرح لائق مبارکباد ہے۔ فی الحقیقت تبلیغ اسلام ہی وہ اصل ذریعہ ہے جس سے مسلمان دنیا میں کامیاب و کامگار ہو سکتے ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والی جماعت کو مفلحون میں شمار کیا ہے؟ اور تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے کہ جب تک مسلمان اس پاکیزہ کام میں مشغول و منہمک رہے کامیابی اور فلاح ان کے شامل حال رہی، آج دنیا کے مختلف حصص میں مسلمانوں کا وجود انہی لوگوں کی قربانیوں اور مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے، جو عرب سے اکا دکا سامان تجارت لے کر نکل کھڑے ہوئے اور افغانستان، چین اور ہندوستان، ملایا، انڈونیشیا اور مشرق بعید کے ممالک کے دیگر علاقوں میں ایک طرف اور تیونس، مراکو، الجیریا وغیرہ مغرب بعید کے دور افتادہ مقامات میں دوسری طرف پھیل گئے، اور اپنے عملی نمونہ سے لوگوں کے دلوں کو رام کر کے انہیں کلمہ طیبہ پڑھاتے چلے گئے۔ آج بھی اگر مسلمان اس طرف توجہ کریں اور تبلیغ اسلام کو اپنا نصب العین بنا کر دنیا کے مختلف ممالک میں نکل کھڑے ہوں تو انہیں پہلے سے بہت بڑھ کر کامیابی اور عروج حاصل ہو سکتا ہے، کیونکہ موجودہ زمانہ کے مواصلات اور ذرائع رسل و رسائل بہت تیز تر اور وسیع ہو چکے ہیں، کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا اور لوگوں سے ملنا ملانا پہلے کی نسبت بہت آسان ہو گیا ہے اور جب ایک سلطنت کی پشت پناہی حاصل ہو، تو کام اور بھی سہل اور مفید تر ہو سکتا ہے، بقول حضرت مسیح موعود :-

از رہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست ——— باز ہم آید ہماں ہم ازیں رہ بالیقیں

اللہ کرے حکومت پاکستان کو ایسے مبلغین جلد مل جائیں جو نہ صرف اس کے حسب خواہش اسلام اور علوم جدیدہ میں پوری ماہرانہ قابلیت رکھتے ہوں، بلکہ عملی لحاظ سے بھی اسلام کا صحیح نمونہ ہوں، کیونکہ صحیح اسلامی نمونہ پیش کئے بغیر کوئی شخص دوسرے کے دل پر فتح حاصل نہیں کر سکتا۔

اس جگہ بطور تحدیث نعمت ہم یہ ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کسی سلطنت کی امداد کے بغیر سالہا سال سے تبلیغ اسلام کے پاکیزہ کام میں منہمک ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جہاں بھی اس جماعت کے مبلغین گئے انہیں اپنی کوششوں سے بڑھ کر کامیابیاں حاصل ہوئیں، ووکنگ مسلم مشن اور برلن مسلم مشن کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں، جن کی پیش کردہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر یورپ کے فہمیدہ اور پڑھے لکھے طبقہ کے مرد و خواتین آئے دن کلمہ طیبہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ ان کے اپنے بیانات سے جو ان کالموں میں بارہا چھپ چکے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان مشنوں نے اسلام کی جو تصویر ان کے سامنے رکھی، وہ ایسی پاکیزہ اور دلکش تھی کہ اسکو دیکھ کر وہ اسلام کے گرویدہ ہو گئے، ایسا ہی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی کوششوں اور پاکیزہ نمونہ نے وہاں کے باشندوں کو اس قدر متاثر کیا ہے کہ عیسائیت اپنے تمام لاؤ لشکر اور ساز و سامان کے باوجود اس کے سامنے گرد ہو کر رہ گئی جس کی وجہ سے یورپ امریکہ کے مسیحی تبلیغی اداروں میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے، جس کا اعتراف معاصر نوائے وقت کے امریکی نامہ نگار حفیظ ملک کے اس بیان میں موجود ہے جو چند دن ہوئے شائع ہوا اور اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ :-

"افریقہ میں اگر کوئی پاکستانی مذہبی مشنری کام کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے"

لیکن حیرت اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کھلے واقعات کے باوجود معاصر کوہستان نے حکومت پاکستان کے عزم و ارادہ کو سراہتے ہوئے جماعت احمدیہ کے متعلق بغض و تعصب سے بھرے ہوئے فقرات لکھ دیئے کہ :-

"اس سلسلہ میں جن لوگوں کے پاس وسائل ہیں مثلاً قادیانی حضرات تو وہ اسلام سے زیادہ مرزائیت کی تبلیغ کرتے ہیں اور ان کا فلسفہ اور علم کلام اتنا بودا اور بے روح ہے کہ اس کا غیر مسلموں پر الٹا اثر پڑتا ہے، تبلیغ کے سلسلہ میں ان لوگوں کے مبالغہ آمیز دعاوی اور اعلانات پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے جو لوگ خود اسلام کی روح کو نہ سمجھے ہوں وہ دوسروں کو کیا سمجھائیں گے"۔

اس کو کہتے ہیں دن دہاڑے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا، کوئی ان سے پوچھے کہ اگر جماعت احمدیہ کا فلسفہ اور علم کلام اتنا بودا اور بے روح ہے کہ اس کا غیر مسلموں پر الٹا اثر پڑتا ہے تو لارڈ ہیڈلے، مارماڈیوک پکتھال، سر آرچیبالڈ ہملٹن، مسٹر لارڈ مسٹر ڈاٹوس، بیرن ایرنفلز اور دیگر کثیر التعداد انگریز و جرمن مرد و خواتین جو مسلمان ہو چکے اور آئے دن ہو رہے ہیں، کس کے اثر کا نتیجہ ہیں، دور نہ جایئے، خود ہندوستان میں مولانا عبدالماجد دریابادی موجود ہیں ان سے پوچھئے کہ جماعت احمدیہ ہی کے انگریزی ترجمہ قرآن نے ان پر کیا اثر کیا ان کا اعتراف ہے کہ وہ اسی ترجمہ قرآن کو پڑھ کر دہریت و تشکک کی تاریکیوں سے نکل آئے، پھر اسی جماعت کے فلسفہ اور علم کلام کے متعلق مولانا کے یہ الفاظ چشم بصیرت سے پڑھنے کے قابل ہیں :-

"عین اس وقت جبکہ ہمارے علمائے کرام فرقہ احمدیہ کو مرتد قرار دینے اور ان کے واجب القتل ہونے کے فتاوے صادر کرنے میں مصروف ہیں خدائے اسلام انہیں مرتدوں سے اسلام کی وہ خدمات لے رہا ہے جس پر تم سنی "حنفی" و صحیح العقیدہ کلمہ گویان اسلام کو رشک کرنا چاہیئے"۔

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر احمدیہ اسلام کی روح کو نہیں سمجھتے تو یہ کیسے ہو گیا کہ خدائے اسلام ایسی قابل رشک خدمت اسلام ان سے لے رہا ہے اور اگر ان کا فلسفہ بودا اور بے روح ہے تو اس کا اتنا اثر غیر مسلموں پر پڑتا ہے تو یورپ و امریکہ اور [illegible] غیر مسلم اس کے گرویدہ کس طرح ہوتے جا رہے ہیں اور مولانا عبدالماجد جیسا فلسفی کس طرح اس سے متاثر ہو گیا؟ کاش آپ لوگ بھی ایسا ہی بودا اور بے روح فلسفہ اور علم کلام پیدا کر سکتے۔ یہ وہ فلسفہ ہے جس کو آپ مرزائیت کی تبلیغ قرار دیتے ہیں وہی خالص اسلامی فلسفہ ہے جس کے متعلق علامہ اقبال نے علی گڑھ میں جا کر اعلان کیا کہ اگر ٹھیٹھ اسلام دیکھنا ہو تو قادیان جاؤ۔

بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ حکومت پاکستان نے تبلیغ اسلام کا بیڑہ اٹھانے کا عزم کیا ہے۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مبارک عزم کو کامیابی کے درجہ تک پہنچائے۔

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی کی وفات

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی جو حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے تھے۔ اور جماعت اہلحدیث سے تعلق رکھتے تھے، کچھ عرصہ بیمار رہ کر گذشتہ ہفتہ وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون، مولانا حرمین شریفین میں بہت عرصہ مسلمانوں کی اہم خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں، جماعت احمدیہ سے گو ان کا تعلق نہ تھا، لیکن حضرت مسیح موعود کے مخالفین میں سے نہ تھے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

درخواست دعا

ملک عبدالسلام صاحب کلرک دفتر انجمن احمدیہ کے والد بزرگوار ملک مولا بخش صاحب بعارضہ بندش پیشاب میو ہسپتال میں داخل ہیں۔ اپریشن ہو چکا ہے کمزوری بہت ہے۔ احباب کرام سے دعائے صحت کے لئے درخواست ہے۔

www.aaiil.org

قرآن کی تعلیم حق و حکمت پر مبنی ہے

حضرت نبی کریمؐ کا عدل و انصاف

خطبہ جمعہ ۱۷ جون ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ـــــ
ـــــ فمن یجادل اللہ عنھم یوم القیمة ام من یکون علیھم وکیلا
(النساء ـ ۱۰۵ تا ۱۰۹)

غیر مذاہب میں انسانیت کی تذلیل

یہودیوں، نصرانیوں اور ہندوؤں کے مذہب نے غیر قوموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تلقین نہیں کی۔ ہندو غیر مذہب کے آدمی کو ناپاک اور ملیچھ خیال کرتا ہے، اور یہودی اور نصرانی اس معاملہ میں چار قدم آگے ہی ہیں۔ یہودی، غیر یہودیوں کو "جنٹائل" یعنی کافر کہتا ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی ڈکشنریوں میں جنٹائل کے لفظ کا ترجمہ کافر ہے، اور لکھا ہے کہ یہودی غیر قوم کے آدمی کو کتا کر کے پکارتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ ایک کنعانی عورت کو کتی کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ میں بچوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں ڈال سکتا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اپنے موتی کتوں اور سؤروں کے آگے نہ پھینکو۔ ان کے نزدیک جو غیر یہودی ہیں وہ سؤر اور کتے ہیں۔

محمد رسول اللہؐ اور انسانیت کی عزت و تکریم

اس کے برعکس رحمۃ للعالمینؐ کا سبق نہایت محبت افزا ہے۔ آپؐ نے تعلیم دی ہے کہ ہر انسان خواہ وہ کسی نسل کا ہو، کسی مذہب کا ہو، کسی وطن کا ہو، وہ بحیثیت انسان عزت و تکریم کے قابل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ولقد کرمنا بنی آدم۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو واجب العزت اور قابل تکریم قرار دیا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بادشاہت ملی تو آپؐ نے انسان کی بحیثیت انسان عزت و تکریم کی۔ حکومت کے زمانہ میں کبھی کسی طرح کا تعصب جائز نہیں رکھا اور نہ ہی دشمنوں کی تذلیل و تحقیر کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اندرونہ باہر کی طرح خوبصورت تھا، جب آپؐ کو بادشاہت ملی تو آپ کے پاس یہودیوں، نصرانیوں اور بت پرستوں کے وفد آتے، ہر ایک وفد الگ الگ موسموں اور علیحدہ علیحدہ وقتوں میں آتا۔ حضورؐ ان سب کو خانہ خدا میں جگہ دیتے۔ طائف کے بت پرستوں نے حضورؐ کا استقبال پتھروں سے کیا تھا اور آپ کو بے حد اذیت دی تھی لیکن آپؐ نے ان کے وفد کو خانہ خدا میں جگہ دی اور ان کی بڑی عزت و تکریم کی۔

حضور صلعم کی تلقین اپنے حاکموں کو

آپؐ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم مقرر کیا، تو فرمایا کہ یمن میں یہودی قوم تمہارے ماتحت ہوگی۔ ان پر ظلم نہیں کرنا۔ یہ نہیں سمجھنا کہ وہ یہودی ہیں اور ہم مسلمان ہیں۔ اتق دعوة المظلوم۔ مظلوم کی آہ سے ڈرو۔ یاد رکھو مظلوم کی آہ خدا کے پاس پہنچتی ہے یعنی مسلمان حاکم کے مقابل پر یہودی مظلوم کی آہ خدا تک پہنچے گی۔ اس سے بچنا۔

فتح مصر کی پیشگوئی اور ذمیوں سے حسن سلوک کی تلقین

عمرو بن عاص نے مصر فتح کیا، تو حضورؐ کی پیشگوئی جو مصر کے بارے میں تھی پوری ہوئی۔ حضور صلعم نے فرمایا تھا ستفتحون مصر۔ تم عنقریب مصر کو فتح کرو گے۔ فاستوصوا باھلھا خیرا فان لھم ذمة ورحما۔ وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ زبردستی نہ کرنا۔ ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرنا۔ اس لئے کہ ان کے ساتھ تمہارا دوہرا تعلق ہے۔ ایک تو تمہارا ان سے رشتہ ہے حضرت ہاجرہؑ کی وجہ سے اور دوسرا تعلق یہ ہے کہ وہ ذمی ہیں۔

غیر مسلموں سے خدا اور رسول کا عہد

ذمی اسے کہتے ہیں کہ جو غیر قوم اسلامی سلطنت میں سکونت اختیار کر لے۔ اور مسلمانوں کے سایہ میں رہے۔ ایسی حالت میں ...... ذمی کے ساتھ خدا اور اس کے رسول کا عہد ہو جاتا ہے، وہ عہد کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ مسلمان اس کی جان، مال اور آبرو کی حفاظت کرے گا۔ ذمہ کے معنی عہد کے ہیں۔ اس لحاظ سے خدا اور رسول کا عہد ہو گیا ہے کہ ایک مسلمان شخص ذمی کی جان کی حفاظت کرے گا۔ اس کے مال کی حفاظت کرے گا اور اس کے دین و آبرو کی حفاظت کرے گا۔ اور اس کو مذہبی آزادی بخشے گا، خلفاء راشدینؓ نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے۔

حضرت عمر رضؓ کی وصیت ذمیوں کے متعلق

حضرت عمر رضؓ نے فرمایا ـــ وہ شخص جو میرے بعد میری جگہ پر مقرر ہو، مہاجرین میں سے ہو یا انصار میں سے ہو اوصیه بذمة اللہ وبذمة رسوله ان یوفی لھم بعھدھم ویقاتل من ورائھم ولا یکلفوا فوق طاقتھم

یہ تلقین یوں بھی ہو سکتی تھی کہ غیروں کے ساتھ انصاف کرو لیکن یہاں تو اس تلقین کی صورت ایک فریضہ اور عہد و پیمان کی سی ہے لہ ذمة اللہ وذمة رسوله اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ غیر مسلموں کا عہد ہے کہ ان یقاتل من ورائھم۔ ان کی جان، ان کے مال، ان کی آبرو کے لئے ان کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کریں اور ان کی حفاظت کریں اور فرمایا ولا یکلفوا فوق طاقتھم۔ اور ان سے بے جا طور پر بیگار وغیرہ نہ لی جائے۔

اللہ تعالیٰ کے دو حکم

ان آیات میں جو میں نے تلاوت کی ہیں ایک مشکل اور نازک سبق سکھایا گیا ہے۔ فرمایا انا انزلنا الیک الکتب بالحق۔ ہم نے یہ کتاب آپ پر حق اور حکمت کے ساتھ اتاری ہے۔ اس کی تعلیمات برحق ہیں۔ آپ کو پہلا حکم یہ دیا گیا کہ لتحکم بین الناس لوگوں کے درمیان اس علم کی روشنی میں فیصلے دیا کریں جو علم آپ کو خدا تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ اس سے ادھر ادھر نہ ہوں اور ولا تکن للخائنین خصیما خیانت کرنے والوں کی طرفداری نہ کرو۔ دوسرا حکم ہے واستغفر اللہ۔ فیصلہ دینے کے بعد استغفار پڑھو۔ ایسا نہ ہو کہ بغیر جاننے کے فیصلہ میں کوئی کمی بیشی یا غلطی ہو جائے۔ استغفار اس کا تدارک ہے۔ اگر سہواً کوئی غلطی ہو جائے تو ان اللہ کان غفورا رحیما۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ انسان خدا نہیں انسان کا علم محدود ہے اسی لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ فیصلہ دینے کے بعد استغفار پڑھا کرو۔

فیصلے اور انصاف کا طریق

اسی ضمن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما انا بشر مثلکم۔ میں تم جیسا ایک انسان ہوں۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ میرے اندر خدائی نہیں۔ اندریں حالت و تختصمون الیّ تم میرے پاس اپنے جھگڑے لے کر آتے ہو، کہ میں ان کا فیصلہ کروں۔ ربما ان یکون بعضکم الحن من بعض۔ بسا اوقات ہوتا یوں ہے کہ ایک شخص دلائل پیش کرتے ہوئے تیزی طراری سے دوسرے پر فوقیت لے جاتا ہے۔ وہ بات کو اپنی زبان کی طلاقت کی وجہ سے اس طرح بیان کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہی حق پر ہے فاقضی علی نحو ما اسمع پس میں اس تیز طرار شخص کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہوں۔ فمن قضیت له بحق اخیه۔ میں انسان ہوں بھول مجھ سے ہو سکتی ہے۔ اگر کسی شخص کے حق میں فیصلہ دوں اور وہ حق پر نہ ہو۔ فلا تاخذن پس اسے چاہیئے

www.aaiil.org

کہ وہ اپنے بھائی کا حق مار کر نہ لے جائے۔ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار کیونکہ اگرچہ یہ فیصلہ میرا ہی ہے۔ لیکن اس کے لئے دوزخ کا ٹکڑا ہے اس سے یہ سبق دینا مطلوب ہے کہ اگر کوئی جج تمہارے حق میں فیصلہ کر دے تو بھی اس غلط فیصلہ کا فائدہ نہ اٹھاؤ واستفت قلبک اپنے دل سے فتوے حاصل کیا کرو۔ جج تو غیب کا علم نہیں رکھتا۔ وہ تو لوگوں کے بیانات پر فیصلہ دیتا ہے۔ لیکن جج کا فیصلہ کسی حرام چیز کو حلال نہیں کر سکتا۔ ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما اللہ تعالیٰ گناہ کرنے والا اور خیانت کرنے والا پسند نہیں۔ انسان اپنے کرتوت اور بڑے کام تو لوگوں سے چھپا سکتا ہے یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللّٰہ لیکن اللہ سے ان کے کرتوت۔ ان کے بڑے کام ان کی بداعمالیاں چھپی نہیں رہ سکتیں۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ وکان اللہ بما یعملون محیطاً۔ خدا تعالےٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے اپنے معاملات میں خدا کا تقوےٰ اختیار کرو۔ یہ ہیں وہ احکام جن کو قوم نے اپنایا اور ان پر عمل کیا تو قوم کی قوم دیانتدار ہو گئی۔

انصارؓ کا نبی کریم صلعم اور مہاجرین سے سلوک

حضرت نبی کریم صلعم کے دل میں مدینے کے لوگوں کی قدر تھی کہ مدینہ والوں نے مجھے اور میری قوم کو پناہ دی۔ اور ہماری حفاظت کی۔ عقبہ پر جب بیعت ہوئی تو حضورؐ نے اس بات پر بیعت لی کہ تم میری اسی طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو، چنانچہ لوگوں نے اقرار میں ہاتھ اٹھایا کہ ہاں ہم آپؐ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جس طرح ہم اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس میں سے ایک شخص اٹھا اور کہا کہ تم یہ اقرار کر کے دنیا جہان سے لڑائی مول لے رہے ہو۔ محمدؐ رسول اللہ اور آپ کے ساتھیوں کو پناہ دینا سارے عرب کے ساتھ لڑائی مول لینا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیشک ایسا ہی ہے ہم ان حالات میں بھی محمد رسول اللہؐ کی اور آپؐ کے ساتھیوں کی حفاظت کریں گے۔ چنانچہ جب آپؐ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینے گئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے مکان، ہماری زمینیں اور مال بانٹ لو ایک شخص نے ایک مہاجر سے کہا کہ تم میرے بھائی ہو اپنے مال کا نصف آپ کو دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں، میں ایک کو طلاق دیتا ہوں۔ تم اس سے شادی کر لو۔ اس شخص نے کہا نہیں نہ میں مال لیتا ہوں اور نہ بیوی۔ مجھے بازار بتاؤ میں تجارت کروں گا۔ اس نے بازار جا کر معمولی کاروبار شروع کر دیا۔ خدا نے اس کے کاروبار میں اتنی برکت ڈالی کہ وہ دولتمند بن گیا۔ مدینہ والوں کا یہ جذبۂ اخوت کہ وہ زمین، مال، مکان اور باغ تقسیم کر رہے ہیں، اور خیبر کی لڑائی کے بعد زمینیں تقسیم ہوئیں، مہاجرین نے کہا کہ ہم زمینیں واپس دینا چاہتے ہیں جو ہم نے لی تھیں لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم جو کچھ دے چکے ہیں وہ واپس نہیں لیں گے اور نہ ہی خیبر کی اراضیات واپس لیں گے یہ سب کچھ آپ کا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دل میں انصارؓ کی قدر

حضورؐ کے دل میں انصار کی قربانیوں کی بہت قدر تھی فرمایا حب الانصار من الایمان۔ انصار کے ساتھ محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے، اور فرمایا لو سلک الناس وادیا وسلکت الانصار وادیا بسلکت وادی الانصار۔ یعنی میں انصار کا ساتھ دوں گا۔

ایک انصاریؓ اور یہودی کا واقعہ

ان آیات کے نیچے تفسیروں اور احادیث میں ایک واقعہ کا ذکر ہے۔ جو ایک انصاری اور یہودی کے مابین ہوا تھا ہوا۔ انصاریوں نے حضورؐ کی خدمت میں طعمہ انصاری کے حق میں سفارش کی اور کہا کہ یہودی بے ایمان ہے اور طعمہ پر تہمت لگاتا ہے۔ واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک انصاری طعمہ رض نے ایک زرہ بکتر چرائی۔ اور جب پکڑا جانے کا اندیشہ ہوا تو اس کو ایک یہودی کے گھر میں پھینک دیا۔

حضور نبی کریم صلعم کا عدل و انصاف

غرض جب طعمہ رض انصاری نے زرہ بکتر چرا کر یہودی کے گھر پھینک دی، تو اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ انصاری سب کے سب حضرت نبی کریم صلعم کے پاس بحیثیت قوم آئے۔ یہ قوم کا معاملہ ہے۔ قوم کی عزت کا معاملہ ہے۔ اکیلے طعمہ کا معاملہ نہیں ہے قوم کی عزت رکھنے کے لئے انصاری کہتے ہیں۔ کہ طعمہ مسلمان ہے۔ ایماندار ہے، انصاری ہے لیکن یہودی کافر ہے، چور ہے، بے ایمان ہے اس لئے طعمہ کو چھوڑ دیا جائے لیکن حضور نبی کریمؐ تفتیش کرتے ہیں اور یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیتے ہیں اور مسلمان کو مجرم ٹھہراتے ہیں۔ وہ سزا پاگیا۔ حضورؐ نے عدل و انصاف قائم کرنے میں کمال کر دکھایا۔ قومیں جب برسر اقتدار ہوتی ہیں تو عدل و انصاف قائم کرتے وقت اُن کے سامنے قومی عزت کا سوال آجاتا ہے، وہ قومی عزت و وقار قائم رکھنے کے لئے سب کچھ کر گذرتی ہیں، واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم۔ جب کسی حکمران کو خدا خوفی اختیار کرنے کو کہا جاتا ہے، تو عزت و وقار کا بھوت اس پر سوار ہو جاتا ہے اور وہ پہلے کی نسبت بڑھ چڑھ کر ظلم کرتا چلا جاتا ہے۔ غرض قومی عزت اور ..... PRESTIGE کو برقرار رکھنے کے لئے سب کچھ کر گذرتا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بڑا بلند ہے انہوں نے پرواہ نہیں کی کہ میں یہودی کے حق میں فیصلہ دے رہا ہوں تو اس سے میری قوم کی جس نے مجھ پر اور تمام مہاجرین پر احسانات کئے عزت کو صدمہ پہنچے گا۔

سر ٹرلو رحیرٹ سے ملاقات

سر حیرٹ لاہور میں چیف جج تھے۔ ان سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کے سامنے یہ آیات اور یہ واقعات رکھے اور ان کو بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عدل و انصاف کی کرسی پر بیٹھتے تھے تو مسلم اور غیر مسلم کا سوال اُن کے سامنے نہیں آتا تھا۔ انگریز صرف قومی وقار کے لئے انصاف کو چھوڑ دیتا ہے یا نہیں میں نے ایک سخت بات بھی کہی وہ یہ کہ مانا کہ انگریز جج منصف مزاج ہے لیکن آپ محمد رسول اللہ صلعم کے حالات کا اپنے ساتھ مقابلہ کرو۔ آپ کے پاس ایک ہندو، سکھ یا مسلمان اور ایک انگریز کا مقدمہ آئے تو آپ بھی انگریز کے خلاف فیصلہ نہیں دیں گے۔ آپ کا قومی وقار آپ کو مجبور کرے گا کہ حق اور انصاف کو چھوڑ کر انگریز کے حق میں فیصلہ دیا جائے۔

اس نے مانا کہ یہ سچ ہے، اور دوسرے دن ہائی کورٹ میں ہندو اور مسلمان بیرسٹروں کے سامنے میری ملاقات کا ذکر کیا اور کہا کہ انہوں نے مجھے تلخ حقیقت سے آگاہ کیا۔ کہ کل ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی۔ اس نے محمد رسول اللہ صلعم کے حالات بیان کئے وہ حالات بڑے بلند ہیں۔

ایک قیمتی سبق

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے مسلمان قوم کو ایک قیمتی سبق سکھایا ہوا ہے وہ عدل و انصاف کا قائم کرنا ہے اور یستخفون من الناس، ولا یستخفون من اللّٰہ میں تلقین کی ہے کہ اپنی زندگیوں کو پاک بناؤ، اور یاد رکھو کہ لوگوں کی کرتوتوں سے خدا آگاہی رکھتا ہے، اس کی نگاہ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی ؛

اخبارِ احمدیہ

خیریت:-

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

درخواست دعا:-

بدوملی (سیالکوٹ) میں چوہدری غفور احمد صاحب مہتمم مہمانخانہ کے بھائی منظور احمد صاحب بلی بعارضہ پیچس بیمار ہیں۔ احباب کرام سے صحت کلی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

شکریہ تعزیت:-

دیگران (مزادہ) سے صفی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے لڑکے محمد اسلم کی وفات پر بہت سے دوستوں نے تعزیت اور ہمدردی کے خطوط لکھے ہیں۔ ان سب کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے۔ بذریعہ اخبار سب دوستوں کے ہمدردانہ جذبات کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

سانحۂ ارتحال:-

بوریوالہ (ملتان) سے محمد اقبال چغتائی صاحب لکھتے ہیں کہ میری لڑکی شہناز عمر تقریباً آٹھ سال بر قضاء الٰہی فوت ہو گئی ہے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے نیز بچی کی والدہ کے لئے بھی دعا کریں جو نڈھال ہے ملاتے غشی کے

حضرت مرزا صاحب مہدی معہود کی صداقت پر

دو اور نشان اور بابیت او بہائیت پر کاری ضرب

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

خوابوں اور کشوف کے متعلق ایک مسلمہ اصول

مہدی معہود کے ظہور سے قبل جن علامات کا ذکر بعض احادیث نبوی میں وارد ہوا ہے ان میں سے دو علامتوں پر اس صحبت میں روشنی ڈالنے کا ارادہ ہے و باللہ التوفیق ان احادیث میں سچے اور حقیقی مہدی کے ظہور سے قبل دو سیدزادوں کے قتل کی پیشگوئی موجود ہے اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ یہ قتل ہونے والے سید کوئی معمولی حیثیت کے سید تو ہو نہیں سکتے کہ ان کے قتل کو مہدی معہود جیسی عظیم الشان شخصیت ... ہونے کی صداقت پر بطور علامت کے پیش کیا جاتا کوئی نہ کوئی خصوصیت ان میں ضرور ایسی ہونی چاہیئے جو ان کو نمایاں طور پر مہدی کی شناخت کے لئے نشان بنا دے سو واضح رہے کہ یہ دونوں سید جو ظہور مہدی سے قبل قتل ہوئے ہیں ایسی ہی خصوصیت کے حامل ہیں لیکن پیشتر اس کے کہ ان احادیث کو نقل کیا جائے اور ان مقتولین کی نشان دہی کی جائے اس امر پر بھی روشنی ڈالنی ضروری ہے کہ آئندہ پیش آنے والے واقعات پر مشتمل احادیث درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کے خواب یا آنحضور صلعم کے کشوف ہیں اور خوابوں اور کشوف کے متعلق یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بعض اوقات وہ من عن اسی طرح پورے ہوتے ہیں جس طرح وہ دکھلائے جاتے ہیں اور بعض اوقات کل کا کل خواب یا کشف معنوی طور پر ہی پورا ہوتا ہے اور بعض اوقات کچھ حصہ اس کا معنوی طور پر پورا ہوتا ہے اور کچھ حصہ اس کا اسی طرح پورا ہوتا ہے جس طرح دکھلایا جاتا ہے اس اصول کو مدنظر نہ رکھنے کی وجہ سے اکثر لوگ ٹھوکر کا شکار ہو کر صداقت کو قبول کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں وہ پیشگوئی کے ہر لفظ کو اسی طرح پورا ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں جس طرح وہ احادیث نبوی میں وارد ہوا ہے اور وہ اس امر کو بھول جاتے ہیں کہ یہ احادیث تو خواب یا کشف کا ذکر کر رہی ... ہیں جس کے الفاظ کے متعلق احتمال ہے کہ وہ ظاہری رنگ کی بجائے معنوی رنگ میں پورے ہوں یا کچھ حصہ ان کا ظاہری رنگ میں اور کچھ حصہ ان کا معنوی رنگ میں پورا ہو اصل بات یہ ہے کہ وقوعہ سے قبل ایسی پیشگوئیوں کے متعلق رائے زنی مناسب ہی نہیں ہوتی وقوعہ ہی ان کی صحیح تعبیر بتلا سکتا ہے وقوعہ کے بعد ان کی اصلی مراد واضح ہو جاتی ہے اس کے بعد اس معنی پر اصرار کرنا جو قبل از وقوع خیال کئے گئے ہیں خطرناک غلطی ہے جس کے نتائج شقاوت اور حق سے محرومی کے سوا اور کچھ نہیں یہی غلطی ہے جس نے ہزاروں انسانوں کو انبیاء علیہم السلام یا دیگر مامورین کو نہ صرف قبول کرنے اور ان کے فیض صحبت سے مستفیض ہونے سے محروم کر دیا بلکہ مخالفت پر آمادہ کر کے انہیں بدبختی کے اتھاہ گڑھے میں گرا دیا جہاں سے وہ عمر بھر نکل ہی نہ سکے جب تک کہ جہنم کی آگ نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے نہ لیا۔

احادیث کا ترجمہ

اس اصل کو بیان کرنے کے بعد اب میں ان احادیث کا ذکر کرتا ہوں جن میں یہ علامت بیان کی گئی ہے، ان کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے :-

مجاہد فرماتے ہیں کہ مہدی کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ ایک پاکیزہ نفس قتل نہ ہو جائے اور جب وہ قتل ہوگا تو ... آسمان میں رہنے والے ان قاتلین پر غضب آلود ہوں گے اور لوگ مہدی کے سامنے ... آئیں گے اور جلدی ... لے جائیں گے جس طرح کہ دولہن کو شب عروس میں خاوند کی طرف لے جایا جاتا ہے ابن ابی شیبہ نے اس کا اخراج کیا ہے اور اسی کی مانند نعیم بن حماد نے عمار بن یاسر سے اس کا اخراج کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں جب ... وہ پاکیزہ نفس مارا جائے گا اور اس کا بھائی بھی مکہ میں منیعۃ کے طور پر تو منادی آسمان سے ندا کرے گا کہ تمہارا امیر فلاں ہے اور وہ مہدی ہوگا۔ اشاعت میں کہا گیا ہے یہ نفس ذکیہ جو قبل ظہور مہدی قتل ہوگا اس نفس ذکیہ کے علاوہ ہے جو کہ خلیفہ منصور عباسی کے زمانہ میں قتل کیا گیا تھا اور اس کا بھائی ابراہیم عراق میں قتل کیا گیا تھا شیخ علی متقی رحمہ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ مہدی کے ظہور سے قبل چند علامتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک بے گناہ ہاشمی سید حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کیا جائیگا" (حجج الکرامہ ص ۳۵۰)

دس علامتیں

ان احادیث میں جو مختلف طرق سے روایت ہوئی ہیں مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں مہدی کے ظہور سے قبل :-

(۱)- ایک سید کا قتل ہونا جو بنو ہاشم کی اولاد سے ہوگا۔

(۲) وہ مقتول سید بے گناہ ہوگا

(۳) اس کے بھائی کا بھی قتل ہونا

(۴) یہ دونوں مقتول شعائر اللہ کی عظمت دلوں میں قائم کرنے اور شریعت پر لوگوں کو چلانے کی سعی کرتے ہوئے قتل ہوں گے ان کی یہ سعی بے لوث ہوگی اس میں کسی دنیوی غرض کا شائبہ تک نہ ہوگا۔

(۵) اس لئے یہ دونوں مقتول اللہ تعالےٰ کے نزدیک شہادت کا درجہ پانے والے ہونگے۔

(۶) ان کا قتل مسلمانوں کے لئے موجب نقصان ہوگا اور ان کے قتل کا باعث بھی خود مسلمان ہی ہونگے۔

(۷) ان کے قتل کے بعد مہدی کا کسی نہ کسی رنگ میں جلد آنا۔

(۸)- قاتلین پر خدا کا غضب نازل ہونا جو جلد ہی ان کو نشانہ عذاب بنانے کا موجب ہوگا۔

(۹) ان دونوں کے قتل کے بعد آسمان سے آواز کا آنا کہ مسلمانوں کا امیر فلاں ہے اور وہی مہدی ہوگا۔

(۱۰) .... عام لوگوں کا عموماً اور مسلمانوں کا خصوصاً۔ مہدی کے دنیا میں جلد آنے کا محرک ہونا۔

ان دس علامتوں کا مصداق

ان دس علامتوں کو اگر غور سے واقعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو سب کی سب تیرھویں صدی کے مجدد جناب سید احمد صاحب بریلوی پر بین طور پر چسپاں ہو رہی ہیں۔

(۱) سید احمد صاحب مرحوم و مغفور مسلم طور پر سید اور ہاشمی تھے دیکھو ان کا نسبنامہ مندرجہ تواریخ عجیبہ موسومہ بہ سوانح احمدی ص۲

(۲) ان کا نفس ذکیہ یعنی مکمل طور پر پاکیزہ تھا جیسا کہ ان کے سوانح سے ظاہر ہے اور ان کا مجدد ہونا بھی اس پر بین دلیل ہے۔

(۳) ان کا بے گناہ ہونا بھی واضح ہے کیونکہ شریعت غرّا کے کسی حکم کی صریح مخالفت یا منہیات میں سے کسی کا ارتکاب ان سے ثابت نہیں۔

(۴) انہوں نے جام شہادت اس وقت نوش کیا جبکہ وہ سکھوں کے خلاف جہاد میں مصروف تھے سکھوں کے خلاف علم جہاد بلند کرنے میں بھی انہوں نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا تھا بلکہ سکھوں کے مظالم مسلمانوں پر جب انتہا

www.aaiil.org

کو پہنچ گئے یہاں تک کہ ان کی مذہبی آزادی بھی سلب کر لی گئی، ان کی مساجد متبرکہ اصطبلوں میں تبدیل کر دی گئیں، اذان دینے کی ممانعت کر دی گئی گائے کے ذبح کرنے پر قتل کی سزا روا رکھی گئی۔ مسلمان عورتوں کی عصمت دری ایک معمولی فعل قرار دیا گیا تو مسلمانوں کو ان کے پنجہ سے رہائی دلانے کے لئے اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی کہ ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا جاتا۔ سکھوں کے ساتھ قتال میں اُن کی غرض ملک گیری نہ تھی بلکہ ان کا مقصود صرف مسلمانوں کو صرف مذہبی آزادی دلانا اور ظالموں کے پنجہ سے انہیں رہائی دلانا تھی۔ اسی پاکیزہ کوشش میں وہ سکھوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے ایک ایسا وقت بھی آ گیا تھا کہ رنجیت سنگھ نے انہیں اپنا ایک علاقہ پیش کر دیا تھا مگر انہوں نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا جس سے ان کی نیت کی صفائی نمایاں ہے۔

(۵) ان کے بھائی جنہوں نے ان کے ساتھ جام شہادت نوش کیا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید تھے مولانا مرحوم سید صاحب کے دائیں بازو تھے اور دل و جان سے ان پر فدا تھے ان کی کفش برداری ان کے لئے باعث فخر تھی دن رات ان کی خدمت میں مصروف رہنا اور ان کے ارشادات کی تعمیل کرنا ان کے نزدیک بڑے سے بڑے ثواب کے حصول کا ذریعہ تھا پس کشف میں ان کو بھائی دکھایا جانا آیت المؤمنون اخوۃ اور حدیث لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کے بالکل مطابق تھا حضرت نبی کریم صلعم نے بھی تو حضرت عمرؓ کو ایک موقعہ پر یا اخی کے الفاظ سے ہی مخاطب کیا تھا۔

(۶) کشف میں ان کا قتل حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان دکھلایا جانا اسی مفہوم کا حامل ہے کہ وہ شعائر اللہ کی عظمت کو دلوں میں بٹھلانے کی کوشش کرتے اور لوگوں کو شریعت کے صحیح مفہوم پر قائم کرنے کی سعی کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ کشفی زبان میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کا یہی مفہوم ہے چنانچہ واقعات بھی اس امر کی شہادت دے رہے ہیں کہ انکی ساری زندگی مسلمانوں کو بدعات سے نکالنے اور شریعت حقہ پر قائم رکھنے میں صرف ہوئی اور اس سعی میں انہوں نے کامیابی بھی کافی حاصل کی

(۷) کشف میں اُن کی اور ان کے بھائی کی موت مکہ میں دکھلائی جانا اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ درجہ شہادت پائیں گے تعطیر الانام میں اس کی یہی تعبیر لکھی ہے چنانچہ یہ امر بھی مسلم ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی موت شہداء کی موت ہے۔

(۸) اس راہ میں جس قدر تکلیفیں انہوں نے اُٹھائی ہیں اور جس قدر صعوبتوں کو برداشت کیا، فاقوں پر فاقے آتے لیکن وہ خوشی سے انہیں برداشت کرتے اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لاتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی اغراض سے ان کی مساعی بالکل پاک تھیں۔

(۹) - ان دونوں بزرگوں کی موت بطور ضیعۃ تھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک تو وہ مسلمانوں کے لئے نقصان کا موجب تھی اور دوسرے مسلمان ہی ان کے قتل کا باعث بنے اس جہاد میں اگر وہ کامیاب ہو جاتے تو اس کا فائدہ مسلمانوں کو ہی پہنچنا تھا کیونکہ ان کو سکھوں کے مظالم سے رہائی حاصل ہو جاتی، اب ان کی شہادت کے نتیجہ میں مزید ۱۵ سال انہیں ان مظالم کی چکی میں پسنا پڑا یہاں تک کہ ۱۵ سال بعد انگریزوں نے انہیں اس ظالم حکومت کے پنجہ سے نجات دلائی۔

تعجب ہے کہ اُن کے قتل کا باعث خود مسلمان ہی ہوئے جن کی رہائی کے لئے وہ سب مصائب اور تکالیف اُٹھا رہے تھے اور جن کی خاطر اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالا ہوا تھا - ان کی سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر مسلمانوں نے ہی اُن سے غداری کی کبھی ان کے مقابل میدان جنگ گرم کیا کبھی دغا و فریب سے ان کے غازیوں کو دشمن کے نرغہ میں پھنسا دیا مگر سید احمد مرحوم نے ہمیشہ ان پر فتح پانے کے بعد ان کی خطائیں معاف کر دیں اور ان کے علاقے انہیں واپس کر دیئے سید احمد مرحوم کی بیشتر طاقت و قوت خود مسلمانوں کے ساتھ متعدد جنگوں میں جو مجبوراً انہیں ان کے ساتھ لڑنی پڑیں صرف ان کے ساتھیوں کی تعداد بھی روز بروز کم ہوتی گئی یہانتک کہ بالاکوٹ میں جب آخری جنگ ہوئی تو اس وقت ان کی تعداد سکھوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم رہ گئی تھی یعنی دس ہزار کے مقابلہ میں چند سو اس لئے ان کی شہادت بھی اور مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کی شہادت بھی مسلمانوں کی غداری کے نتیجہ میں ہی ہوئی مسلمانوں نے ہی ازراہ غداری سکھوں کو وہ راستہ بتلا دیا جس کے ذریعہ انہوں نے پہاڑ پر قبضہ کر لیا اور اوپر سے غازیان اسلام کو گولیوں سے چھلنی کر دیا پس پیشگوئی کے الفاظ علی ضیعۃ پوری طرح صادق آگئے یعنی مسلمان ...... ہی ان کی شہادت کا باعث بنے اور خود مسلمانوں کے لئے ہی ان کی شہادت نقصان دہ بھی ثابت ہوئی۔

روایات مندرجہ بالا سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلعم کو حالت کشف میں جو نقشہ دکھلایا گیا اس میں یہ بھی تھا کہ لوگ مہدی کو جلد لا رہے ہیں - چنانچہ واقعات بتلاتے ہیں کہ ۱۲۴۶ھ میں سید احمد مرحوم شہید ہوئے ہیں، اور ۱۲۵۰ھ میں حضرت مرزا صاحب کی پیدائش ہوئی گویا وہ شخص جس نے اب چودھویں صدی کا مجدد اور آخری زمانہ کا مہدی ہونا تھا وہ سید صاحب کی شہادت کے صرف چار سال بعد دنیا میں نمودار ہو گیا کشفی حالت میں لوگوں کو لاتے دیکھنے کا مطلب صاف ہے کہ ایک تو دنیا میں فساد پھیلتا چلا جا رہا تھا جو بالطبع تقاضا کرتا تھا کہ وہ مہدی آئے جس کے ہاتھ پر فسق و فجور اور غلط عقائد اور غلط کاریوں کا فساد دُور ہونا مقدر تھا اور دوسرے خود مسلمانوں کے مذہبی احساس کو جس حد تک گرا دیا گیا تھا اور جن مظالم کا وہ شکار ہو رہے تھے وہ بھی بالطبع ان کی روحوں کو جوش میں لا کر ان کی فریاد کو خدا کے عرش تک پہنچا رہے تھے جو آیت قرآنی وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا (النساء ع ۱۰) کے مضمون کے ماتحت خدا سے التجا کر رہی تھیں کہ ہمارے لئے کوئی مددگار بھیج جو ہمیں ایک طرف تو ان ظالموں کے ہاتھ سے نجات دلائے اور دوسرے ہماری مذہبی حالت کو سنوار دے اور ہمارے دینی جذبہ کو بیدار کرے سو خدا کے حضور مظلوموں کی یہ آہ و پکار قبول ہوئی جو حدیث کے الفاظ کے مطابق اہمان والوں کی لعنت کے ساتھ مل کر یہ رنگ لائی کہ اس

....

...... نے ایک طرف، تو ظالموں کا قلع قمع کر دیا اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے اُن سے نجات دلا دی اور دوسری طرف، ان کی روحانی اصلاح کے سامان بھی مہیا کر دیئے تفصیل اس کی یہ ہے کہ چونکہ سید احمد صاحب رح کی شہادت کے چار سال بعد ہی وہ مجدد اعظم پیدا ہو گیا تھا جس نے مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب ہو کر دنیا کی اصلاح کا کام کرنا تھا اور جس کے زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ اس میں ظاہری دینی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا جیسا کہ صحیح حدیث یضع الحرب اور صحیح حدیث کہ خدا مسیح کو وحی کرے گا کہ ہم نے ایسے بندے نکالے ہیں جن کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں دی گئی اس لئے تو میرے بندوں کو خدا کی پناہ میں لے جا یعنی روحانی ہتھیاروں سے انہیں آراستہ کر کہ وہ ان سے دجالی طلسم کو پاش پاش کر دیں دلالت کر رہی ہے اسلئے اللہ تعالےٰ نے پنجاب کی سرزمین سے سکھوں کے مظالم کو ختم کرنے کے لئے ظاہری سامان تو یہ کئے کہ انگریزی حکومت کو ان پر مسلط کر دیا جس نے ایک طرف تو اپنی تمام رعایا کو پوری مذہبی آزادی کی نعمت سے متمتع کر دیا اور دوسری طرف عدل و انصاف سے زمین کو بھر دیا اور جہاں تک روحانی اصلاح کا تعلق تھا اس مجدد اعظم یعنی مسیح موعود و مہدی معہود کے ذریعہ نہ صرف مذہبی عقاید کو درست کر دیا بلکہ مسلمانوں کے دلوں کو نور معرفت سے منور کر کے انہیں عاشق قرآن بنا دیا اور اس کے حقائق کی اشاعت کے لئے ان کے قلوب کو ہر قسم کی قربانی کرنے پر آمادہ کر دیا جو اس وقت تک جاری ہے - اس مہدی کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے آسمان سے ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ آوازیں آئی ہیں کہ یہ مہدی صادق ہے اور اے مسلمانو یہی تمہارا امیر ہے اسی کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ اور اسی کی ہدایت کے

ماتحت دینی خدمات بجالاؤ وہی راہ تمہاری کامیابی کی راہ ہے جس راہ پر یہ امام ہمام تمہیں چلانا چاہتا ہے باقی تمام راہیں خسران کی راہیں ہیں چونکہ یہ ایک مستقل مضمون ہے اس لئے اس پر روشنی مستقل عنوان کے ماتحت ڈالی جائے گی انشاء اللہ تعالے۔

دوسری حدیث اور بابیت اور بہائیت کا بطلان

دوسری حدیث جو بابیت اور بہائیت کے بطلان کو ثابت کر رہی ہے اس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"مہدی کے ظہور سے قبل لوگ امیرالمومنین حضرت علی رضہ کے ایک فرزند کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں گے اور اس کی بیعت کر لیں گے وہ فرزند اس لائق نہیں ہوگا کہ اس کی بیعت کی جائے پس وہ قتل ہو جائے گا یا مر جائے گا اس کے بعد مہدی ظہور کرے گا"

(حجج الکرامۃ صفحہ ۳۵)

حدیث مذکورہ بالا کا ایک ایک لفظ سید علی محمد باب پر چسپاں ہو رہا ہے یہی وہ شخص ہے جس نے شریعت محمدیہ کو منسوخ قرار دے کر نئی شریعت کی بنیاد ڈالی اور لوگوں سے اس فاسد اور باطل عقیدہ پر بیعت لی اور ایک جماعت بنائی ادھر نبی کریم صلعم کی پیشگوئی آج سے تیرہ صد برس پہلے اس شخص کے متعلق بتلا رہی ہے کہ یہ شخص بیعت لینے کا ہرگز اہل نہ ہوگا جس کے معنی اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ اس شخص کے عقاید باطل ہونگے اور یہ لوگوں کو جمع کرے گا وہ حق کے صریح خلاف ہوگا اس شخص کا انجام بھی بتلایا کہ وہ قتل ہوگا چنانچہ علی محمد باب قتل ہی ہوا اسلامی تاریخ میں علی محمد باب کے سوا کسی اور انسان کا پتہ نہیں ملتا جس نے شریعت اسلامیہ کو منسوخ قرار دیکر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی ہو اور وہ ہو بھی حضرت علی رضہ کی اولاد سے اور اسی باطل عقیدہ پر لوگوں سے بیعت بھی لی ہو۔

پھر وہ پیشگوئی کے مطابق قتل ہو کر اپنے عقیدہ کے باطل ہونے کا ثبوت بھی دے گیا ہو۔ اور اس کے بعد مہدی کے ظہور کی بشارت بھی موجود ہو۔ علی محمد باب کے دعوے کے باطل ثابت ہو جانے کے بعد بہاء اللہ کے دعوے کی عمارت خود بخود گر جاتی ہے کیونکہ اس کی بنیاد ہی باب کے دعوے کے سچا ہونے پر ہے جسے حدیث نبوی جھوٹا بتلا رہی۔ ہے حدیث کے الفاظ یا مر جائے گا بھی اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ ایک ان میں سے قتل ہوگا اور دوسرا ویسے ہی ناکامی کی موت مرے گا چنانچہ بہاء اللہ جو باب کی شارح ہے ساری عمر قید خانہ میں گذار کر ناکام و نامراد دنیا سے گذر گیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ باب نے قرآن کریم کو نعوذ باللہ منسوخ قرار دیتا ہے لیکن اس کی کتاب بیان جسے وہ ناسخ ٹھہراتا ہے دنیا کو اپنی شکل دکھلانے سے قبل ہی منسوخ ہو جاتی ہے بہاء اللہ اپنی کتاب یعنی کتاب اقدس کے ذریعہ دونوں کو منسوخ قرار دیتا ہے لیکن وہ بھی اس کی زندگی میں دنیا کے سامنے نہیں آتی غالباً اب تک بھی اس کا مستند نسخہ طبع نہیں ہوا۔

یہ کس قدر ناکامی اور نامرادی ہے کہ یہ دونوں اپنی اپنی کتاب کو دنیا کے سامنے لانے سے قبل ہی دنیا سے گذر جاتے ہیں ایک بذریعہ قتل اور دوسرا بذریعہ ناکامی کی موت۔

حدیث کے بیان کردہ دونوں واقعات

حدیث میں بیان کردہ ان دونوں واقعات پر ٹھنڈے دل سے غور کرو کہ کیا یہ حضرت مرزا صاحب کے دعوی مہدی معہود ہونے کے صدق پر کھلی کھلی دلیل نہیں ایک سید کے قتل کو تو حدیث نبوی بالکل ناحق اور ظلم قرار دے رہی ہے اور اس کے قاتلین پر غضب الہی کے نزول کی پیشگوئی کر رہی ہے جو انگریزی حکومت کے ذریعہ چند سال بعد ہی پوری ہو جاتی ہے اس کے نفس کو نفس زکیہ قرار دے رہی ہے اسے بے گناہ ٹھہراتی ہے اس کے جلد بعد مہدی کی پیدائش کی طرف اشارہ کر رہی ہے دوسرے کو بھی فرزند علی رضہ تو ٹھہراتی ہے اور یہ بھی بتلاتی ہے کہ لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت بھی کریں گے اور اس کے ارد گرد جمع بھی ہو جائیں گے لیکن وہ اس کا اہل نہیں ہوگا اور آخر قتل ہوگا اس کے قاتلین کی کوئی مذمت نہیں کی گئی ان دونوں قتلوں کے بعد مہدی کے ظہور کی پیشگوئی کی جاتی ہے جو عین وقت پر پوری ہو جاتی ہے یعنی عین چودھویں صدی کے ابتدا میں حضرت مرزا صاحب کے دعوے کا اعلان ہوتا ہے۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ دنیا میں قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے اور محمد رسول اللہ صلعم ہی ایسے رسول ہیں جن کی پیروی سے انسان ایسا مقرب الہی بن سکتا ہے جو اللہ تعالی کے مکالمہ مخاطبہ کے شرف سے مشرف ہو جائے اور فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالی کے محض فضل و کرم سے اس انعام سے وافر حصہ پایا ہے اگر کسی کو دعوے ہے کہ وہ قرآن پاک اور محمد رسول اللہ صلعم سے باہر بھی اس انعام الہی کو حاصل کر سکتا ہے تو وہ میرے مقابل میں نکل آئے لیکن کسی کو اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی حتی کہ نہ بہاء اللہ کو ہوئی اور نہ ہی ان کے خلیفہ عبدالبہاء کو ہوئی جو اس دعوے کے ساتھ دنیا کے سامنے آئے تھے کہ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلعم کے فیض کی نہر اب خشک ہو گئی ہے اب یہ چشمہ فیض پہلے باب کے ذریعہ دنیا میں جاری ہوا ہے لیکن حضرت مرزا صاحب نے آ کر عملاً اس دعوے کو باطل ثابت کر دیا اور واقعات سے اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا کہ قرآن کریم کے فیض کا چشمہ اب بھی جاری ہے اور ساتھ ہی محمد رسول اللہ صلعم کے فیض کا چشمہ بھی جاری ہے جس کا عملی ثبوت میرے وجود میں مشاہدہ کر لو اور یہی وجہ ہے کہ احادیث میں مہدی کی آمد باب اور بہاء اللہ کے دعوے کے بعد بتلائی گئی ہے تا ان کے تعلی سے لبریز بے بنیاد دعاوی کا بطلان اظہر من الشمس ہو جائے۔ کاش ہمارے مسلمان بھائی جو اب تک حضرت مرزا صاحب کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے سے گریز کر رہے ہیں ان پیشگوئیوں کو آپ کے وجود میں پورا ہوتے ہوئے دیکھ کر ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور خدا کے مامور کا ساتھ دیکر سعادت دارین حاصل کریں۔

والسلام علی من اتبع الھدی

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

کوہ ارارات پر کشتی نوح سے متعلق

مزید تحقیق

مشرقی ترکیہ کے دور دراز ویرانوں سے سائنسدانوں کی ایک جماعت ایسی خبر لائی ہے جس نے "طوفان نوح" کو ایک حکایت سمجھنے والوں کو چونکا دیا ہے۔ طوفان نوح اور حضرت نوح کی کشتی کا ذکر انجیل اور قرآن کریم میں موجود ہے لیکن کئی لوگ اس واقعہ کو اب تک محض ایک کہانی سمجھتے رہے ہیں مگر آج کے سائنسدانوں نے نوح کے بیڑے سے متعلق عجیب معلومات بہم پہنچائی ہیں۔

کوہ ارارات (جس کا ذکر انجیل میں آتا ہے) کی کچھ ہزار فٹ بلند چوٹی پر سائنسدانوں کی ایک جماعت نے وہ مقام دریافت کر لیا ہے جہاں کشتی نوح ٹھہری ہوگی، کیونکہ اس اجاڑ اور پتھریلے علاقے میں، اس ایک مقام پر زمین ملائم ہے اور ایک کشتی کے پورے خد و خال ظاہر کرتی ہے سطح زمین کے نیچے سے سائنسدانوں نے کھود کر متحجر لکڑی کے ٹکڑے نکالے ہیں ان ٹکڑوں کو فوراً امریکہ بھیج دیا گیا ہے تاکہ کیمیاوی تجزیئے کے بعد ان کی عمر کا تعین کیا جا سکے۔ سائنسدانوں کی مہم کے ایک رہنما مسٹر ریتی نوربرجن نے کہا ہے "اگر ان لکڑیوں کی عمر چار پانچ ہزار سال کے درمیان ثابت ہو گئی تو اس نظریئے کو بہت زیادہ تقویت پہنچے گی کہ واقعی یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت نوح کی کشتی طوفان کے بعد ٹھہری تھی"۔ کیونکہ ماہرین نے طوفان نوح کی تاریخ ۲۵۰۰ سال قبل مسیح کے لگ بھگ متعین کی ہے۔

مسٹر نوربرجن نے بتایا اس مہم کے بعض ارکان کا خیال ہے کہ یہ لکڑی اس سے زیادہ پرانی ہے اور کشتی کی یہ عجیب و غریب شکل محض ہبوط ارضی سے پیدا ہوئی ہے"

"لیکن یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ یہاں زمین کے تودوں کو یہ خاص شکل و صورت کیوں ملی؟ اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ ہبوط کی راہ میں کسی بہت بڑی سے کی جسامت حائل ہوئی ہے"

یہ مہم امریکہ کی آثار قدیمہ کی تحقیقاتی فونڈیشن نے بھیجی تھی دراصل اس مہم کے ارکان میں اس دریافت کی توجیہہ کے معاملے میں اختلاف ہے، ایک جماعت کو پورا یقین ہے کہ ہبوط ارض کا نظریہ درست ہے لیکن اس سے کشتی کے معاملے کا کسی طرح کا تعلق نہیں ہے۔

دوسرا گروہ اس راز سے پردہ ہٹانے کے لئے اس مقام کی نئی اور مکمل تحقیقات کرنے کا خواہشمند ہے۔ ایک اور عجیب و غریب بات جس سے بعض ارکان مہم بہت متاثر ہوئے ہیں یہ ہے کہ انجیل میں جس کشتی نوح کا ذکر آتا ہے اس کی پیمائش اس مقام کے "مٹی کے جہاز" کی پیمائش کے بالکل مطابق ہے

مصلح موعود کی آمد کا زمانہ

(از رقم سامانوی)

(۴)

حضرت نعمت اللہ ولی رح کی پیشگوئی جو مصلح موعود کے موجودہ زمانہ میں ہونے کے ثبوت پر مندرجہ ذیل شعر میں کی گئی ہے ۔

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

کو پیش کر کے اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ :-

"اس پیشگوئی سے بھی نہایت صفائی سے ظاہر ہے کہ وہ بیٹا مسیح موعود کا صلبی بیٹا ہوگا اور آپ کے سامنے اس قابلیت اور اہلیت تک پہنچ چکا ہوگا کہ اپنے باپ مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد آپ کے کام کو جاری رکھ کر آپ کی یادگار بن سکے"

یہ مفہوم پیشگوئی کے الفاظ سے کسی طرح بھی نہیں نکلتا ان دوستوں کا اپنا تحریر کردہ ترجمہ یہ ہے :-

"جب مسیح موعود کا دور اپنے کام کو انجام دیتے ہوئے ختم ہو جائے گا ۔ ۔ ۔ ۔ تو اس کا بیٹا اس کی یادگار ہوگا"

اس پیشگوئی سے یہ ثابت ہے کہ وہ بیٹا مسیح موعودؑ کا دور (زمانہ) کامیابی سے ختم ہونے کے بعد آئے گا اگر دور سے مراد جسمانی زندگی لی جائے تو پھر حضرت کی وفات کے بعد اس بیٹے کو یادگار بننا چاہیئے تھا مگر واقعات سے ثابت ہے کہ آپ کی وفات کے بعد اس بیٹے کی بجائے حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ آپ کے جانشین ہوئے اس کے علاوہ دور سے جسمانی زندگی مراد لینا قطعاً غلط ہے ۔ یہ پیشگوئی بھی پہلی پیشگوئیوں کی طرح اس بات کا ثبوت ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق مسیح موعود کی روحانیت کا دور ختم ہونے کے بعد آئے گا اور جب تک یہ زمانہ ختم نہ ہوگا اس وقت تک نہ اس بیٹے کی ضرورت ہے اور نہ ہی وہ آ سکتا ہے اس کے آنے کے لئے یہ شرط ہے کہ پہلے آپ کا زمانہ کامیابی کے ساتھ ختم ہو جب ہم اس کے مصداق ہونے کے مدعی سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا مسیح موعود کا زمانہ (دور) ختم ہو گیا یا نہیں ؟ تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ

"نبوت کا زمانہ اتنا قلیل نہیں ہوتا کہ جلدی ختم ہو جائے ...... جب تک ہم میں مسیح موعود کی نیابت رہے گی وہ مسیح موعود علیہ السلام کا ہی زمانہ رہے گا"

(الفضل ۱۹ ستمبر ۱۹۳۳ء)

پھر فرماتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی "اس وقت تک پوری نہ ہوگی جب تک وہ مقاصد پورے نہ ہو جائیں جن کے پورا کرنے کے لئے آپ کو مبعوث کیا گیا ہے اور نہ ان مقاصد کے پورا ہونے سے پہلے ...... اس کا زمانہ ختم ہوگا"

(الفضل ۷ ستمبر ۱۹۳۷ء)

ان حوالجات سے یہ ثابت ہے کہ یہ زمانہ مسیح موعودؑ کا اپنا زمانہ ہے جو اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ وہ مقاصد پورے نہ ہو جائیں جن کے پورا کرنے کے لئے آپ کو بھیجا گیا ہے اور جب آپ کے مقصد پورے ہو جائیں گے تو یہی وہ زمانہ ہوگا جو کہ

دور او چوں شود تمام بکام

کا مصداق ہوگا اور اس کے بعد پھر اس بیٹے کی ضرورت ہوگی جس کا پیشگوئی میں ذکر ہے اب جبکہ یہ مسلمہ فریقین ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دور ختم نہیں ہوا تو پھر وہ بیٹا کس طرح آ سکتا ہے جس نے آپ کا دور کامیابی سے ختم ہونے کے بعد آنا ہے ؟

اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ "پسرش یادگار" کا مصداق آ گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مسیح موعودؑ کا دور ختم ہو گیا اور آپ کے دور کو ختم ماننے کا مطلب جناب خلیفہ صاحب کے الفاظ میں ہوگا کہ :-

اگر یہ بات صحیح ہے کہ (مسیح موعود کا دور ختم ہو گیا ۔ ناقل) تو یقیناً العیاذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جھوٹے تھے"

(الفضل ۱۶ ستمبر ۱۹۳۷ء)

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یقیناً سچے تھے اس لئے آپ کا زمانہ کامیابی کے ساتھ ختم ہونے سے پہلے جو شخص بھی اس پیشگوئی کا مصداق ہونے کا دعویٰ کرے وہ منجانب اللہ نہیں ہو سکتا ۔

زمانہ خیر یا دورِ مسیح موعودؑ

مصلح کی آمد کے لئے منہاج نبوت یہی ہے کہ وہ زمانہ شر میں آتا ہے زمانہ خیر میں نہیں آتا اور جب تک پہلے مصلح کی روحانیت زندہ رہتی ہے اس وقت تک کا زمانہ زمانہ خیر کہلاتا ہے جس میں مصلح موعود کی آمد کو تسلیم کرنا منہاج نبوت کی تکذیب کے مترادف ہے ۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے زمانہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

"یہ زمانہ خیر اور رشد کا آخری زمانہ ہے"

(اعجاز المسیح صفحہ ۱)

اور اس زمانہ کے متعلق جناب خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"وہ پاکیزگی کا روح ہے وہ بہترین زمانہ ہے اس کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہی خبر ہے کہ جب تک اس کے اٹھائے جانے کا وقت نہ آئے وہ متواتر جاری رہتی ہے" (ایضاً)

اس سے ثابت ہوا کہ جب تک یہ زمانہ خیر یا بالفاظ جناب خلیفہ صاحب "بہترین زمانہ" ختم نہ ہوگا اس وقت تک مسیح موعودؑ کا ہی دور رہے گا اور جب تک یہ دور ختم نہ ہو اس وقت تک پیشگوئی کا مصداق آ ہی نہیں سکتا ۔ اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمانہ خیر کب تک جاری رہتا ہے ؟ اس کا جواب جناب خلیفہ صاحب یہ دیتے ہیں کہ :-

زمانہ خیر جو نبی کے بعد اس کی جماعت کے ساتھ وابستہ کر دیا جاتا ہے اور بلا وقفہ اور بلا نقص اس وقت تک اس کے ساتھ چلا جاتا ہے جب تک کہ وہ نبی کی جماعت دنیا کو خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق فتح نہ کرے" (ایضاً)

اس سے ثابت ہوا کہ جب تک مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت دنیا کو فتح نہ کر لے گی اس وقت تک بلا وقفہ وہ دور حضرت مسیح موعود کا اپنا ہی دور رہے گا اب اگر یہ بیان صحیح ہے تو پھر پیشگوئی میں تو یہی کہا گیا ہے کہ اس کا مصداق مسیح موعود کا دور کامیابی سے ختم ہونے کے بعد آئے گا اور کامیابی سے آپ کا دور اس وقت ختم ہوگا جب بقول جناب خلیفہ صاحب آپ کی جماعت دنیا کو فتح کر لے گی اور یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق پیشگوئی میں یہ کہا گیا ہے کہ :-

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنے جب مسیح موعود کا دور کامیابی کے ساتھ ختم ہو جائے گا تو پھر حسب بیان خلیفہ صاحب :-

"ایک عرصہ کے بعد ان میں سنت اللہ کے ماتحت خرابیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور الٰہی نصرت ان کو چھوڑ دیتی ہے مگر یہ حالت غلبہ کے بعد آتی ہے"

کسی مامور کی جماعت کا دنیا کو فتح کر کے غلبہ حاصل کرنا ہی اس کے دور کا کامیابی کے ساتھ ختم ہونا کہلاتا ہے جس کے بعد اس مامور کی جماعت میں سنت اللہ کے ماتحت خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو تقاضا کرتی ہیں کہ آسمان سے کوئی اللہ کا بندہ آئے جو ان خرابیوں کو دور کرے اور پہلے مصلح کی اندھیروں میں گم شدہ تعلیم کو دوبارہ اتار کر لائے یہی وہ سنت اللہ ہے جس کو ہم نے پیش کیا تھا اور جس پر الفضل نے تمسخر اڑایا ہے اور یہی جماعت میں خرابیاں پیدا ہونا کسی موعود مصلح کی آمد کے لئے عین ضرورت کا وقت ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ کامیابی سے ختم ہونے کے بعد آپ کی جماعت بگڑ جائے گی تو اس کی اصلاح کے لئے مصلح موعود آئے گا جو آپ کی گم شدہ تعلیم کو از سر نو قائم کرنے کی وجہ سے یہی یادگار کہلائے گا یہی مطلب اس پیشگوئی کا ہے جو حضرت نعمت اللہ

ولی محمد صاحب نے فرمائی اور جس کی تشریح مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی بھی کرتی ہے جو آپ نے الوصیت حاشیہ صفحہ پر فرمائی ہے جو یہ ہے :-

"میں تیری جماعت کے لئے تیری ذریت
سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو
اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا"

اب یہ بات ظاہر ہے کہ جماعت کے لئے کسی شخص کو کھڑا کرنے کی ضرورت اسی وقت ہوگی جبکہ سنت اللہ کے ماتحت اس میں خرابیاں پیدا ہونی شروع ہو جائیں گی اور خرابیاں بقول خلیفہ صاحب کامل غلبہ کے بعد پیدا ہوں گی اور اسی وقت جماعت بگڑے گی چنانچہ مسئلہ مصلح موعود پر راولپنڈی میں جو تاریخی مباحثہ ہوا اس میں جناب خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کے نمایندہ مناظر نے یہ اقرار کیا کہ

"الوصیت والے موعود کا میں اپنے دعویٰ
میں ذکر نہیں کر رہا وہ بیشک میرے نزدیک
آخری زمانہ کا موعود ہے"۔
(مباحثہ مذکور صفحہ ۲۶)

چونکہ جناب مولوی اللہ دتہ صاحب اس مباحثہ میں اپنے خلیفہ صاحب اور جماعت کی طرف سے بطور نمایندہ پیش ہوئے تھے اس لئے ان کا یہ اقرار معہ خلیفہ صاحب تمام جماعت کا اقرار ہے جب وہ آخری زمانہ کا موعود ہے تو پھر زمانہ تیرہ میں کیونکر آسکتا ہے؟ اس کے علاوہ مسیح موعودؑ کی زندگی میں ان کی کسی یادگار کی کیا ضرورت ہے؟ یادگار کی ضرورت تو اسی وقت ہوگی جس وقت آپ کی روحانی زندگی کا دور ختم ہو جائے گا اب اگر آپ کی زندگی کا یہ دور ختم نہیں ہوا جیسا کہ خلیفہ صاحب نے فرمایا ہے تو پھر پیشگوئی میں مذکور "یادگار بیٹا" اس وقت نہیں آسکتا اور اگر وہ آگیا تو ماننا پڑے گا کہ آپ کا دور ختم ہوگیا اور آپ کے دور کو ختم ماننے کا مطلب جناب خلیفہ صاحب کے الفاظ میں یہ ہوگا کہ :-

"العیاذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جھوٹے تھے"

احمدیت کا غلبہ کب ہوگا

جناب خلیفہ صاحب کے بیان سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ جب تک احمدیت کو غلبہ نہ حاصل ہوگا اس وقت تک حضرت مسیح موعودؑ کا دور رہے گا ادھر پیشگوئی میں مصلح موعود کے آنے کے لئے شرط ہی یہ رکھی گئی ہے کہ جب تک مسیح موعودؑ کا دور کامیابی سے ختم نہ ہو اس وقت وہ نہیں آسکتا - اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کو غلبہ کب حاصل ہوگا؟ اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تذکرۃ الشہادتین میں یہ دیتے ہیں کہ :-

"ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری
نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے
کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور
بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں
گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور
ایک ہی پیشوا میں تو تخم ریزی کرنے آیا ہوں
وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور
پھولے گا کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔

اول تو اسی حوالہ سے یہ بات حل ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانیت کا دور کب تک رہے گا مگر اس کی مزید تشریح مندرجہ ذیل حوالہ سے ہوتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں :-

"اور مسیح موعود کا زمانہ اس حد تک ہے
جس حد تک اس کے دیکھنے والے یا
دیکھنے والوں کے دیکھنے والے یا پھر
ان کے دیکھنے والوں کے دیکھنے والے
دنیا میں پائے جائیں گے اور اس کی تعلیم
پر قائم ہوں گے غرض قرون ثلاثہ
کا ہونا برعایت منہاج نبوت ضروری
ہے اور پھر نیکی اور پاکیزگی کا خاتمہ
ہے" (تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۳)

دیکھ لیجئے کہ پہلے حوالہ میں اپنے غلبہ کے لئے جو تین صدیوں کا عرصہ بتایا وہی تین صدیاں دوسرے حوالہ میں اپنے زمانہ (دور) کی بیان فرما کر اس بات کو حل کر دیا کہ مسیح موعود کی روحانیت کا زمانہ تین سو سال ہوگا اور اس کے بعد فرمایا :-

"پھر نیکی اور پاکیزگی کا خاتمہ ہے"

اور یہ نیکی اور پاکیزگی کا خاتمہ ہونے کا وقت ہوتا ہے جس کو زمانہ شر یا لیلۃ القدر کا زمانہ کہا جاتا ہے اور اسی کو منہاج نبوت کے موجب کسی مصلح کی آمد کے لئے "عین ضرورت کا وقت" کہا جاتا ہے پس یہ نیکی اور پاکیزگی کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا جب مسیح موعودؑ کا دور پوری کامیابی سے ختم ہونے کے بعد آپ کی تعلیم دنیا سے اٹھ جائیگی اور سنت اللہ کے موجب اس وقت زمانہ پکار یگا کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

اس وقت ضرورت ہوگی کہ کوئی تو آسمان سے نازل ہو کر از سر نو نیکی اور پاکیزگی کو دنیا میں پھیلا سکے چونکہ اس زمانہ میں صرف ایک ہی مذہب اور ایک ہی پیشوا ہوگا یعنی احمدی ہی احمدی ہوں گے اور ان میں ہی ضلالت اور گمراہی پھیلے گی اس لئے وہ وعدہ پورا ہوگا کہ :-

"میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی
ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا"

چونکہ وہ شخص آپ کے ہی مقاصد کو پورا کرنے والا ہوگا اس لئے آپ کی یادگار کہلائے گا - اس کھلی اور واضح حقیقت کے بعد بھی اگر کوئی ہٹ دھرمی سے "میں نہ مانوں" کی رٹ لگاتا جائے تو اسے اپنے حضرت المصلح الموعود کا مندرجہ ذیل فتویٰ بغور پڑھکر اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے فرماتے ہیں :-

"جو شخص یہ کہتا ہے کہ وہ روح القدس
وہ قدرت ثانیہ وہ زمانہ خیر ...... اس
سے دور ہوگیا ہے وہ قدرت ثانیہ
اس جماعت سے چھین لی گئی ہے وہ
روح القدس اس سے ہٹالی گئی ہے وہ
نابینا ہے وہ روحانیت سے محروم ہے"
(الفضل ۱۶ ستمبر ۳۷ء)

خلاصہ کلام یہ کہ موجودہ زمانہ زمانہ خیر ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا دور ہے پیشگوئی میں جس بیٹے کو یادگار قرار دیا گیا ہے اس کے لئے بھی وعدہ ہے کہ وہ مسیح موعود کا دور کامیابی سے ختم ہونے کے بعد آئے گا چونکہ فریقین کے مسلمات کی رو سے ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دور ختم نہیں ہوا اس لئے اس پیشگوئی کا مصداق بھی ابھی نہیں آسکتا جو لوگ اس وقت اس کا آنا تسلیم کرتے ہیں وہ پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہیں -

مسئلہ بروز کی حقیقت

یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بروز کامل اور مظہر اتم ہوگا اب اس بات کو معلوم کرنے کے لئے کہ کسی مامور من اللہ کا بروز کب اور کس وقت دنیا میں آتا ہے - ہم اس ہستی کی طرف رجوع کرتے ہیں جس کے بروز کے آنے کا سوال اس وقت زیر بحث ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۷ پر فرماتے ہیں کہ :-

"یہ ایک اسرار الٰہیہ میں سے ہے کہ جب کسی
نبی یا رسول کی شریعت اس کے فوت
ہونے کے بعد بگڑ جاتی ہے اور اس کی
اصل تعلیموں اور ہدایتوں کو بدلا کر بیہودہ
اور بے سرو پا باتیں اس کی طرف منسوب
کی جاتی ہیں اور ناحق کا جھوٹ افتراء
کر کے یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ وہ تمام
کفر اور بدکاری کی باتیں اس نبی نے ہی
سکھلائی تھیں تو اس نبی کے دل میں ان فسادوں
اور تہمتوں کو دور کرنے کے لئے ایک اشد
توجہ اور اعلیٰ درجہ کا جوش پیدا ہوتا ہے
تب اس نبی کی روحانیت تقاضا کرتی ہے
کہ کوئی قائم مقام اس نبی کا زمین پر پیدا ہو"

یہ ہے بروز کی حقیقت ایک صاحب بروز کے اپنے الفاظ میں جس کو آپ نے اسرار الٰہیہ میں سے ایک سر قرار دیا ہے اس کی روشنی میں ان احباب کو تدبر کرنا چاہیئے جو آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بروز کی آمد کے نہ صرف قائل بلکہ اس پر مصر ہیں - اگر غور کیا جائے تو کسی بروز کے آنے کے لئے جو سنت الٰہی آپ نے بیان فرمایا ہے وہ وہی سنت اللہ ہے جو کسی مصلح ربانی کے لئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک چلی آرہی ہے یعنی کفر و بدعت کی ظلمت اور فسق و فجور کا اندھیرا اور پہلے مامور من اللہ کی صحیح تعلیم کا دنیا سے اٹھ جانا یہی وہ وقت ہوتا ہے جس کو "عین ضرورت کا وقت" فرمایا ہے اب جو احباب آج بروز مسیح موعود یعنی مصلح موعودؑ کی آمد کے قائل ہیں وہ اپنے عمل سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم دنیا سے اٹھ گئی اگر یہ سچ ہے تو پھر جناب خلیفہ صاحب کے ارشاد کے موجب اس کا یہ مطلب ہے کہ "العیاذ باللہ حضرت

www.aaiil.org

کوہ ارارات پر کشتیٔ نوحؑ

(بسلسلہ صفحہ)

انجیل میں کشتی کی لمبائی تین سو کیوبٹ اور چوڑائی پچاس کیوبٹ بتائی گئی ہے اس مٹی کے ابھار کی لمبائی پانچسو فٹ اور چوڑائی پچاسی فٹ ہے۔

ماہرین کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ انجیلی کیوبٹ ہمارے موجودہ ۲۰-۷ انچ کے قریب ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت نوحؑ کی کشتی کا طول و عرض اور پیمائش مٹی کے ان نشانات میں بالکل فٹ آتا ہے جو ترکی کے اس ویران علاقے میں دریافت ہوا ہے۔

یہ علاقہ بہت دور دراز اور ویران ہے اور کشتی نوحؑ کا یہ مقام شاید کبھی دریافت ہی نہ ہوتا اگر ترکی فضائیہ کے طیارے دیکھ بھال کے مقصد سے اس جانب پرواز نہ کرتے۔

گذشتہ گرما میں ترکی فضائیہ کے ایک ہوا باز نے دفاعی چوکیاں قائم کرنے کے لئے موزوں مقامات کی تلاش کے سلسلے میں کوہ ارارات کا سروے کیا تھا، کیونکہ روس اور ایران کی سرحدیں یہاں سے زیادہ دُور نہیں ہیں۔ جب اس کی لی ہوئی تصویروں کے عکس اتارے گئے تو اس کشتی کے خدوخال کا انکشاف ہوا۔

اس کی خبر امریکہ میں پروفیسر براؤن برجیس کو ملی تھی انہوں نے ابتدائی مہم تیار کی جس نے گذشتہ ہفتے اپنا کام ختم کر لیا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

اعلیٰ سوتی کپڑے کی مصنوعات

جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں

لٹھا
نمبر ۵۰۰۰۰
نمبر ۱۱۰۰۰ نمبر ۱۵۰۰۰
نمبر ۴۸۰۰۰

پاپلین
پی نمبر ۹۹ پی نمبر ۳۶۰
پی نمبر ۴۰۰ پی نمبر ۵۶۰
پی نمبر ۸۶۰

کالونی

کارڈورائے
بی سی - ۹۰
بی سی - ۱۲۰
بی سی - ۱۸۰

کھدر کریپ
نمبر ۴۵۳۶ نمبر ۴۵۴۸
نمبر ۴۵۸۰

سوتی دھاگہ
نمبر ۱۰ گ نمبر ۲۰ گ
نمبر ۳۰ گ نمبر ۴۰ گ
نمبر ۶۰ گ

علاوہ ازیں
سلے سلائے ملبوسات قمیص بش شرٹ پتلون۔ رومال وغیرہ

کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد (ملتان)

کالونی (نظل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)

پیغام صلح ۲۲ جون ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۴

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ :۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے۔ ہندوستانی سکہ
ہندوستان میں ہمارے شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان متصل ملک پیٹھ۔ محلہ اعظم پورہ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر - ۳۷۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۳ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۹ جون ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۵

غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت خلاف ہے

ارشاداتِ گرامی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت خلاف ہے کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے جب تک انسان پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے پس اس طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے اور کیونکر اپنے آپ کو انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفاً کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے دل بھی ادھر کی طرف متوجہ ہو تو لاریب وہ مسلم ہے وہ مومن اور حنیف ہے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے اور روح اور دل کی طاقتیں (اس درخت کی طرح جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جائیں اور پرورش پالیں) ادھر ہی جھکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتیں اسی طرح پر وہ دل اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دور ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آجاتا ہے کہ انقطاع کلی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔ میں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں افسوس ہے مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں۔ لوگوں کے پاس جا کر منت و خوشامد کرتے ہیں، یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے (کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے) پس وہ اس سے ہٹتا اور اسے دور پھینک دیتا ہے۔ میں موٹے الفاظ میں اس کو بیان کرتا ہوں۔ گو یہ امر اس طرح پر نہیں ہے۔ مگر سمجھ میں خوب آ سکتا ہے کہ جیسے ایک مرد غیور کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا بلکہ بسا اوقات ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں

(باقی ص ۱۲)

تک دانہ (بیج) اپنے آپ کو زمین کی تہ میں فنا نہ ہو جائے تو کیسے ایک سے سو بنے ذرا اس بات پر غور کرو (غلام قادر مفتی عنہ)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلثۃ من صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعوا لہ رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ کتاب العلم

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا سلسلہ عمل بھی منقطع ہو جاتا ہے البتہ تین وجوہات ایسی ہیں جن سے مرنے والے کا دائرہ عمل ختم نہیں ہوتا (۱) صدقہ جاریہ (جیسے کوئی رفاہ عام کے کام، اسکول، کالج، ہسپتال وغیرہ بنا گیا) (۲) علم جس سے عام نفع حاصل کیا جائے (یعنی کسی کا کوئی مفید عام کتاب یا کتب تصنیف کر جاتا یا کسی مکتبِ فکر کی بنیاد رکھ جاتا) (۳) یا صالح اولاد چھوڑ جاتا جو اپنے ایمان و عمل سے اس کی بخشش کے لئے دعا کرتے رہیں) و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض (سورۃ رعد آیت ۱۷) قربانی سے انسان نافع الناس بن سکتا ہے ؎

نیست شو تا بر تو فیضانے رسد
جاں بیفشاں تا دگر جانے رسد
تا نمیرد دانہ اندر زمیں
کے زیک صد میشود تو خود ببیں (مسیح موعودؑ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے نیستی اور تذلل اختیار کر اس کی مخلوق کی خدمت میں (اس کی رضا کے ماتحت) اپنی جان کی بازی لگا دے تاکہ تجھے حیاتِ ابدی نصیب ہو۔ جب

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

جاوا (انڈونیشیا)

از مسٹر ایس۔ ڈبلیو، برہان العارفین ۔ جاوا انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۱۲/۵۹ ء مل گیا تھا، بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے ووکنگ سے "جیزز ان ہیون ان ارتھ" کے متعلق خط وکتابت کرنے کے لئے فرمایا ہے۔

امام صاحب شاہجہان مسجد نے نہایت مہربانی کے ساتھ مجھے اس کتاب کی ایک جلد عطا فرمائی ہے یہ کتاب تبلیغ اسلام کے لئے بڑی مفید ثابت ہوتی ہے۔

ہم اپنی تبلیغی جد وجہد میں باوجود سخت مخالفت کے آگے ہی آگے قدم رکھ رہے ہیں اور ہمارا حقیقی شکل وصورت میں پیش کیا ہوا اسلام فتح حاصل کرتا جا رہا ہے، مخالفت ہمیں بے حوصلہ نہیں کر سکی ۔ لوگوں میں بھی ہماری طرف دلچسپی بڑھ رہی ہے، قرآن کریم کا زیر طبع جاوی ترجمہ اگرچہ ہوبہو حضرت مولانا محمد علی رح کے ترجمہ کے مطابق نہیں لیکن ابھی سے دو صد کاپیوں کے خریدار پیدا ہو گئے ہیں۔

براہ مہربانی اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھیں اور ...... ہماری مضبوطی اور استقامت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

آپ کو اور سب احباب کو عید مبارک ۔ السلام علیکم

(لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

نائیجیریا

از مسٹر سلیمان ۔ الیف بلون ایشیا نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مکتوب مورخہ ۱۳ اور لٹریچر کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں افسوس ہے کہ میں نے جواب لکھنے میں سستی سے کام لیا ہے معاف فرمائیں۔

میں نے ان انگریزی، اردو، عربی کتابچوں کا گہری دلچسپی سے مطالعہ کیا ہے ۔ خصوصاً ہولی پرافٹ اور دی ٹیم احمدیہ اینڈ اش نیسیٹی کا بغور مطالعہ کیا ہے جن میں آپ کی انجمن کے صحیح صحیح اغراض ومقاصد پر بالتفصیل روشنی ڈالی ہوئی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا نے عصر حاضر کے بہت بڑے محافظ اسلام (حضرت مرزا صاحب) کو اپنے تعصب کی وجہ سے غفلت کی سیاہ بدلیوں میں چھپا دیا ہے۔

اسلام کا ابتدائی دور جس میں چار خلفاء راشدین رض نے اسلام کو دنیا میں سربلند کیا بہت سنہری دور تھا پھر ملوکیت آ گئی رفتہ رفتہ نوبت بہ اینجا رسید کہ اسلام کی مقدس کتاب (قرآن شریف) ایک سربمہر صحیفہ بن کر رہ گئی اور اس کی جگہ ایسی روایات نے لے لی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات مبارکہ کہلانے کے ہی قابل نہیں ہیں۔

آپ یقیناً مجھ سے اس بات میں متفق ہونگے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ کی جگہ ان خلفاء کی جو بہت بعد میں آئے پرستش شروع ہو گئی۔

میرے عزیز بھائی مسلمانوں کے سیاسی زوال کی یہی وجوہات ہیں۔

احمدیت بالکل صحیح تعلیم پیش کرتی ہے، بے شک مرزا صاحب احمدؑ کے غلام کہنے میں آپ سے متفق ہوں ۔ آج اس نازک دور میں جس میں سے ہم گذر رہے ہیں یہ محافظ اسلام نہ تو نبی تھے اور نہ معمولی عالم ۔ فیض نبوت بیشک جاری ہے اور جاری رہے گی اور اس فیض کا زندہ ثبوت حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔

میں آپ کو مسلم سوڈنٹس سوسائٹی نائیجیریا سے متعارف کرانے میں بہت خوشی محسوس کرتا ہوں، اس کے ممبر بننے کے لئے طلباء کے واسطے دروازہ کھلا ہے بالخصوص کالجوں اور ہائی سکولوں کے سینیئر طلباء کے لئے

اس کے اغراض ومقاصد یہ ہیں:

(۱) طلباء کے فکر وعمل میں یکجہتی پیدا کرنا

(۲) تعلیم قرآن کی طرف خاص توجہ دینا

(۳) اخلاقی، سماجی اور تعلیمی ترقی حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو مواقع بہم پہنچانا۔

آج کل میں نے پوری توجہ تاریخ اسلام کی طرف لگا رکھی ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ اسکو کمزور اور بدنام کن روایات سے پاک کر دوں میں نے اس میدان میں جہالت کو دور کرنے میں بہت کامیابی حاصل کر لی ہے۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں غلام قادر)

چھپرہ

از مسٹر مسعود احمد لائبریرین دار الہدایت ۔ چھپرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط مورخہ ۳/۴ ۲۱ ملا بہت بہت شکریہ قرآنک انسٹی ٹیوشن کا مکمل پتہ مفصلہ ذیل ہے ہمیں یہ پڑھکر بہت خوشی حاصل ہوئی کہ آپ نے ہماری عرضداشت پر ہمدردی سے غور فرمایا ہے اور بیان القرآن کی تینوں جلدیں ہماری لائبریری کے لئے بھیج رہے ہیں۔

(انہیں لٹریچر اور بیان القرآن بھیجے جا رہے ہیں ۔ غلام قادر)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر محمد علی اے ۔ لم فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی چھ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء کی چٹھی مل گئی ہے بہت بہت شکریہ۔

میں ذاتی آپ کی قربانیوں کا بہت ممنون ہوں جو آپ میرے ساتھ مل کر میری قوم میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی کے لئے کر رہے ہیں۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں بالخصوص اپنے شہر کی اور ارد گرد کی آبادی میں تحریک احمدیت کو پھیلانے میں حتی الوسع کوشش کرتا رہوں گا اور ان علوم عالیہ کے انوار کے انتشار میں کوشاں رہوں گا جو مجھے تحریک احمدیت کے فیض سے حاصل ہوتے ہیں اور لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرتا رہوں گا کہ احمدیہ تحریک کوئی اسلام سے الگ تحریک نہیں نہ کوئی یہ فرقہ ہے۔

میری اس ملک کی علماء سے ہمیشہ بحث رہتی ہے، ان کا اعتراض یہ ہے کہ احمدی سنت رسول کے منکر ہیں مثلاً وہ کہتے ہیں کہ احمدی:-

(۱) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی معراج کے منکر ہیں۔

(۲) عید میلاد کے منکر ہیں

(۳) موت کے بعد تہلیل کے منکر ہیں۔

(۴) مردے کے لئے پترا (غالباً قل ۔ غلام قادر) مرنے والے کیلئے صدقہ وغیرہ کے منکر ہیں۔

مذکورہ اعتراضات کو مدنظر رکھکر مجھے لکھیں کہ یہ تمام باتیں مطابق روایات صحیحہ اسی طرح ہیں اور کیا ان باتوں کا جواز تعلیم اسلام میں ہے؟ تاکہ میں انہیں مستند جواب دے سکوں۔

میں بہت مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے انگریزی تفسیر القرآن مع متن مصنفہ مولانا محمد علی رح بلا معاوضہ ارشاد عطا فرما دیں

امید ہے آپ اپنی پہلی فرصت میں ان باتوں کا جواب لکھ کر بھیجیں گے تاکہ میں اس میونسپلٹی کے باشندوں کو سمجھا سکوں۔ (انہیں قرآن شریف مع لٹریچر بھیجے جا رہے ہیں اور جواب خط لکھا جا رہا ہے)

نائیجیریا

ترجمہ خط از ایلیاس اوموتو سوگرامر سکول نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کے پُر از معلومات خطوط سے پورا پورا علم ہو گیا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔

اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ خدمت اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کر دوں اور اس غرض کے حصول کے لئے میں آپ کی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی ممبری میں منسلک ہو جاؤں۔

میں صدق دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ حسب استطاعت اور خدمت اسلام میں نمایاں حصہ لوں گا کیونکہ

(باقی بر صفحہ آئندہ دیکھئے)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مؤرخہ ۲۹ جون ۱۹۶۰ء

خود کشی کی وبا

اسلام کی ان خصوصیات میں سے جو اقوام عالم میں اس کے لئے موجب امتیاز ہیں، ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے ماننے والوں میں خودکشی کی واردات شاذ و نادر پائی جاتی رہی ہے۔ یورپ، امریکہ اور دوسرے مادہ پرست ملکوں میں اس قسم کے واقعات کثرت سے سننے میں آتے رہتے ہیں، لیکن مسلمانوں میں گذشتہ چند سالوں تک شاید ہی کوئی ایسا واقعہ کہیں ہوا ہو، اس کی اصل وجہ وہ ایمان ہے، جو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر پیدا کیا گیا ہے، ایک دہریہ اور مادہ پرست یہ خیال کرتا ہے کہ اس دنیوی زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں، اس لئے جب اسے کوئی پریشانی یا مصیبت پیش آتی ہے، جس سے خلصی کی کوئی صورت اسے نظر نہیں آتی تو وہ خیال کرتا ہے کہ مرنا تو ہے ہی جس کے بعد نہ کوئی زندگی ہے اور نہ کوئی مشکلات اور تکالیف، اس لئے کیوں نہ اپنے آپ کو ہلاک کرکے مشکلات سے نجات حاصل کرلی جائے لیکن ایک مسلمان جس کو خدا تعالےٰ پر ایمان ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس زندگی کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس میں اس دنیا کے اعمال کے متعلق بازپرس ہوگی، وہ کبھی دکھوں اور پریشانیوں سے گھبرا کر اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں سے ختم کرنے کا وہم بھی دل میں نہیں لا سکتا۔ اسے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے وہ اپنی رحمت اور فضل سے اسی دنیا میں اس کے مصائب اور پریشانیوں کو دور کرسکتا ہے، اس کے نزدیک زندگی ایک امانت ہے جو اللہ تعالےٰ نے اسکو دی ہے، اس امانت کو ضائع کرنا اور خود اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو ہلاک کرنا اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی ناشکری ہے جس کی سزا دوسری دنیا میں ملیگی۔ خدا جانے اس دنیا میں پیش آنے والے مصائب و مشکلات سے کتنی زیادہ المناک ہو، اس لئے خودکشی کو وہ علم موت یقین کرتا ہے اور اس کا وہم بھی دل میں نہیں لا سکتا۔ یہ تو عام طور پر مسلمانوں کی حالت گذشتہ چند سالوں تک رہی ہے، اور گذشتہ چودہ سو سال کی تاریخ اس قسم کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے کہ کسی بڑے یا چھوٹے مسلمان نے کسی حالت میں کبھی اپنی جان اپنے ہاتھ سے ضائع کی ہو۔ لیکن آج ہم حیرت اور افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ بعض مسلمان کہلانے والوں کے دل ایمان کی چنگاری سے اس درجہ خالی ہوچکے ہیں کہ ذرا سی مصیبت پیش آجانے پر خودکشی کرلینا انہیں آسان نظر آجاتا ہے، بہ نسبت اس کے کہ وہ اسی دنیا میں رہ کر اس مصیبت کا مقابلہ کریں۔ آئے دن ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں کہ فلاں مسلمان نے خانگی پریشانیوں یا مفلسی یا بیروزگاری سے تنگ آکر یا کسی اور قسم کی تکلیف یا گرفتاری وغیرہ سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو گولی کا نشانہ بنا لیا، گلے میں رسہ ڈال کر لٹک گیا اور خودکشی کرلی، ریل کے نیچے سر دے دیا، زہر یا خواب آور گولیاں کھا کر اپنے آپ کو ہلاک کرلیا، ابھی حال ہی میں ایک بہت بڑے اسلامی گھرانے کے چشم و چراغ نے جو انکم ٹیکس آفیسر کے عہدۂ جلیلہ پر فائز تھا اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کے پانچ افراد کو خواب آور گولیاں کھلا کر ابدی نیند سلا دیا۔ جس سے شہر میں حیرت و استعجاب اور سنسنی کی ایک لہر دوڑ گئی ایسا کیوں ہوا؟ اب تک پولیس جس نتیجہ پر پہنچی ہے اس کی تہ میں رشوت ستانی اور اس کے نتیجہ میں پیش آنے والی رسوائی کا خطرہ نظر آتا ہے واللہ اعلم بالصواب لیکن ان تمام واقعات کی تہ میں ایک ہی حقیقت پنہاں ہے وہ ہے خدا پر ایمان کا نہ ہونا، غور کیا جائے کہ اگر خدا پر ایمان ہو اور یہ یقین دل میں ہو کہ اس کے آگے گرنے، اس سے معافی مانگنے اور اعمال بد کو ترک کرکے اپنی اصلاح کرلینے سے مصیبت ٹل جاتی ہے، یا کم از کم اس دنیا میں سزا پا لینے کے بعد اخروی سزا سے نجات مل سکتی ہے اور ایسا ہی بیماری اور افلاس کو دور کرنا بھی اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے، اس سے التجا کرنے سے سب مصیبتیں دور ہوسکتی ہیں، تو یقیناً خودکشی کا خیال بھی دل میں پیدا نہیں ہوسکتا، لیکن افسوس ہے کہ دہریت، خدا پر عدم ایمان کی زہریلی ہوا خود مسلمانوں کے اندر پھیلتی جارہی ہے، جس کا نتیجہ خودکشی کی وبا کی صورت میں پیدا ہورہا ہے اور اس کا تدارک کرنے کے بجائے معمولی واقعات سمجھ کر ٹال دیا جاتا ہے۔ یہاں تک باوجودیکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والوں کا جنازہ پڑھنے سے بھی منع کیا ہے، لیکن ہمارے علماء اور ملا صاحبان دیدہ دانستہ ان لوگوں کے جنازے پڑھاتے ہیں، حالانکہ ایسے مواقع پر اگر وہ مسلمانوں کو ایسے لوگوں کا جنازہ پڑھنے سے منع کریں تو اس سے بہت کچھ عبرت حاصل ہوسکتی ہے۔ یہ فی الحقیقت ایک لمحہ فکریہ ہے ان لوگوں کے لئے جو اسلام اور مسلمانوں کی رہنمائی کے دعویدار ہیں، ضرورت ہے کہ اس وبا کا تریاق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور وہ نور ایمان جو مسلمانوں کے دلوں سے زائل ہوتا جارہا ہے اسے دوبارہ پیدا کرنے کا سامان ۔۔۔۔۔۔۔ کیا جائے، یہ سامان صرف ان قدسی نفوس سے حاصل ہوسکتا ہے جن کی زندگیاں خدا تعالےٰ کے زندہ نشانات دنیا کو دکھاتیں اور اس کے نور سے دلوں کو منور کرتی ہیں۔ اسلام نے ایسے قدسی نفوس ہر زمانہ میں پیدا کئے ہیں، اس زمانہ میں بھی حضرت امام وقت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کا روشن چہرہ دنیا کو دکھایا اور وہ ایمان جو ثریا پر جاچکا تھا، دوبارہ لاکر اسے دلوں کے اندر بٹھایا ہے۔ ضرورت ہے کہ وہ لوگ جن کے دل اس ایمان سے منور ہوچکے ہیں اٹھیں اور اس ایمان افروز لٹریچر کو جس سے انہوں نے نور حاصل کیا زیادہ سے زیادہ تعداد میں مسلمانوں کے اندر پھیلا کر دہریت اور خودکشی کی وبا کو دور کرنے کا سامان کریں ٭

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

ایسا ہی جوش اور غیرت الوہیت کی ہے۔ جب عبودیت اور دعا خاص اسی ذات کے مدمقابل ہیں وہ پسند نہیں کرسکتا کہ کسی اور کو معبود قرار دیا جائے۔ پس خوب یاد رکھو کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے، نماز اور توحید کچھ ہی ہو کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے اسی وقت بے برکت اور بیہودہ ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلل کی روح اور حنیف دل نہ ہو۔ سنو! وہ دعا جس کے لئے ادعونی استجب لکم فرمایا ہے اس کے لئے یہی سچی روح مطلوب ہے اگر اس تضرع اور خشوع میں حقیقت کی روح نہیں تو وہ ٹیں ٹیں سے کم نہیں ہے ٭ (ملفوظات)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں اور جماعتی دینیہ کی سرانجام دہی میں ہمہ تن مصروف ہیں، دعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کی عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے۔

—— محترم شیخ محمد یوسف صاحب گرتھی بہت دیر سے بیمار چلے آرہے ہیں، اب علاج کے لئے ڈاڈر سینی ٹوریم میں داخل ہوگئے ہیں ان کی درخواست ہے کہ احباب کرام ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرماویں، شیخ صاحب ہماری جماعت کے قابل مبلغین میں سے ہیں، بڑے نیک متقی اور پارسا ہیں، انہوں نے قرآن کریم کے ہندی اور گورمکھی تراجم کئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اپنے فضل و کرم سے شفائے عاجل و کامل عطا فرمائے۔ زمین

عطیہ :- خان صاحب آزاد خان مرحوم کی اہلیہ محترمہ سلطان ما...

www.aaiil.org

عید الاضحیٰ مسجد برلن میں

از مولانا محمد یحیٰی بٹ امام جامع برلن

اجتماع عید کی اطلاع

عید الاضحیٰ کا مبارک تہوار پانچ جون ۱۹۶۰ء بروز اتوار مسجد برلن میں منایا گیا۔ برلن میں بعض مسلمانوں نے اپنے محدود حلقہ میں ایک دن پیشتر ہی اس تہوار کو منا لیا۔ ہم نے اپنے ہاں منعقد ہونے والے اجتماع کے لئے پندرہ روز قبل اپنے مسلمان بھائیوں اور کثیر تعداد میں عیسائی دوستوں کے نام دعوتی کارڈ بھجوا دیئے تھے۔ نیز اس اجتماع کی خبر مرکزی نیوز ایجنسی کو بھجوا دی تھی تاکہ مقامی اخبارات میں اس خبر کو مشتہر کر دیا جائے چنانچہ یہ خبر دو مقامی اخبارات "ڈیر ٹیلیگراف" اور "ڈی ولٹ" میں چھپ گئی۔

جرمن تہوار اور عید

پانچ جون کو موسم بڑا خوشگوار تھا۔ سورج کی چمک اور حدت نے لوگوں میں نئی زندگی پیدا کر دی تھی۔ جرمنی میں اس دن فنکسٹن تہوار بھی منایا جا رہا تھا۔ پبلک جگہیں، کلیسا وغیرہ میں لوگ بڑے شوق سے جمع ہو رہے تھے، چنانچہ جرمن قوم کے اس تہوار کے منانے کے ساتھ ساتھ ہم مسلمانوں نے مسجد برلن میں عید الاضحیٰ کا تہوار منایا۔

کامیاب اجتماع

خدا کے فضل سے مسجد میں بڑی رونق رہی۔ مسلمان بھائیوں کی خاصی تعداد موجود تھی اور اس کے ساتھ کرسچین دوست بڑی تعداد میں جمع ہوئے۔ عیسائی دوستوں میں شہر کے معززین، ڈاکٹرز، وکلاء، گورنمنٹ افسران، سوسائٹیز کے نمائندگان اور اخباری نمائندے بھی شامل تھے۔ مسجد کے اندر جگہ ناکافی ہونے کے باعث مسجد کا درمیانی دروازہ جو سڑک کی طرف کھلتا ہے کھول دیا گیا۔ اس طرح بعض احباب، سیڑھیوں پر کھڑے ہمارے اجتماع کو دیکھتے رہے۔

مسلمان بھائی بڑی کافی تعداد میں جمع ہوئے ان میں اسلامی ممالک سے آئے ہوئے نوجوان اور سفارت خانوں کے افسران، ایرانی شہزادی معہ جملہ لواحقین افغانستان کے سابق سفیر متعینہ جرمنی معہ دو صاحبزادگان اور جرمن نومسلم شامل تھے۔ تمام مجمع قریباً ۲۵۰ افراد پر مشتمل تھا۔

آنے والوں کا استقبال

آنے والے اصحاب کا استقبال اور خوش آمدید کہنے کے لئے مسجد کے درمیانی دروازہ پر کھڑا ہو گیا اور ہر آنے والے کا استقبال کرتا رہا۔ لوگوں کی آمد کے ساتھ مسجد میں رونق بڑھتی چلی گئی اور مسجد اللہ اکبر اللہ اکبر کے نعروں سے گونجنی شروع ہو گئی۔ کچھ وقفہ کے بعد ایک عرب، نوجوان نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم کی قرأت بھی کرتا رہا۔

نماز اور خطبہ

لوگوں کی آمد کا سلسلہ پونے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ چنانچہ پونے گیارہ بجے میں نے نماز [illegible] شروع کی۔ نماز میں شامل ہونے والے احباب میں شیعہ، سنی، اہل حدیث سب کے سب شامل تھے۔

بعد میں میں نے جرمن زبان میں خطبہ دیا۔ اور حج و قربانی کے فلسفہ کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ ہر دو امور نسل انسانی پر اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ تمام نسل انسانی ایک ہے۔ اور نیز یہ کہ نفس امارہ کو خدا کے احکامات کے سامنے قربان کرنے میں انسان کی حقیقی بلندی مضمر ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے جملہ انبیاء علیہم السلام کو دیئے گئے مذہب پر بحث کرتے ہوئے بتایا کہ درحقیقت تمام انبیاء علیہم السلام کا مذہب ایک ہی تھا اور وہ ہے "خدا کے احکامات کی فرمانبرداری" اور یہی وہ مذہب ہے جو سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی شکل میں نسلِ انسانی کو کامل صورت میں دیا۔ اور یہی وہ مذہب ہے جو خدا کے ہاں قبول ہے۔ ورنہ بعض ظاہری رسوم کو بجا لانا یا اپنے اوپر کسی مذہب کا لیبل لگا لینا خدا کے ہاں قابلِ قبول نہیں۔

قربانی کا تصوّر عیسائیت اور اسلام میں

میں نے کہا کہ عیسائیت میں بھی قربانی کا تصوّر ہے۔ لیکن اسلام اس تصوّر سے علیحدہ ایک تصوّر پیش کرتا ہے۔ عیسائیت میں قربانی کا تصوّر یہ ہے کہ خدا نے اپنا بیٹا بھیجا اور وہ انسانیت کے گناہ کے بدلہ میں قربان ہو گیا۔ اب جو اس قربانی پر ایمان لائے گا گناہ سے نجات پائے گا لیکن اسلام میں قربانی کا تصور یہ ہے کہ ہر انسان کو خود اپنے نفس امارہ کی قربانی دینا ہے۔ مختصراً میں نے کہا: عیسائیت خدا کو زمین پر لاتی اور اس سے انسانی معصیت پر قربان کرتی ہے لیکن اسلام انسانیت کو آسمان کی طرف کھینچتا اور [illegible] [illegible] قربان کر [illegible] دیتا ہے۔

نسلِ انسانی کی وحدت اور مخلوقِ خدا کی خدمت کا جذبہ

بالآخر میں نے بتایا کہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر جو حقیقت ہمیں سکھلائی گئی ہے وہ ہے نسل انسانی کی وحدت کا تصوّر اور نسل انسانی کی بہتری اور اس کی خدمت کے لئے اپنے مال و جان کی قربانی کا جذبہ۔ یہ وہ تصوّرات ہیں جو آج دنیا میں امن پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ بعد میں میں نے احباب کو عید مبارک کہی اور خطبہ ختم ہوا۔

دو جرمن خواتین کا قبول اسلام

خطبہ کے بعد دو جرمن خواتین ماں بیٹی نے قبول اسلام کیا۔ اور کلمۂ شہادت اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کا اقرار کر کے وہ اسلام کی عالمگیر اخوت میں منسلک ہو گئیں۔ یہ ہر دو خواتین عرصہ قریباً چار ماہ سے مسجد میں آ رہی ہیں۔ جمعہ کے دن اور ہفتہ کے روز ہونے والے اجتماعات میں شامل ہوتی رہی ہیں۔ اتنے بڑے مجمع میں ان ہر دو جرمن خواتین کا مسلمان ہونا مسلمان بھائیوں کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہوا۔ چنانچہ اس خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تمام مجمع نے باری باری ہر دو خواتین کو مبارکباد کہی۔

عید کی خوشی اور ان خواتین کے مسلمان ہونے کی خوشی سے تمام مجمع بھرپور تھا۔ دوست و احباب ایک دوسرے سے ملتے رہے اور مبارکباد کہتے رہے۔

مہمانوں کی تواضع میں پانچ جرمن خواتین کی رضاکارانہ خدمت

اب حاضرین کو چائے دینا تھی۔ چائے بنانے اور اس کو تقسیم کرنے کا انتظام پانچ جرمن خواتین نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ یہ پانچوں خواتین ہمارے ہاں ہونے والے اجتماعات میں شامل ہوتی ہیں۔ مسلمان نہیں۔ لیکن مہمانوں کی خدمت کا پورا پورا حق انہوں نے ادا کیا۔ دو خواتین گورنمنٹ دفتر میں بحیثیت سیکرٹری کام کرتی ہیں، ایک یونیورسٹی سٹوڈنٹ (ڈاکٹریٹ) کر رہی ہیں۔ باقی دو گیارہویں جماعت میں پڑھتی ہیں۔ یہ خواتین عید کے دن صبح آٹھ بجے میرے ہاں آ گئیں۔ اور سینڈوچ بنانے اور دیگر انتظامات کرنے میں مشغول ہو گئیں اور برابر تین بجے دوپہر تک مہمانوں کی خدمت کرتی رہیں۔ ان کے ساتھ جرمن نومسلم خواتین اور مسلمان نوجوانوں نے بھی مدد کی۔ جزاہم اللہ خیرا۔

مقامی اخبارات میں رپورٹ

ہمارے اجتماع کی رپورٹ دو مقامی اخبارات میں چھپی۔ اخبار [illegible] نے مسجد میں بڑے مجمع کا ذکر کیا اور [illegible] [illegible] اخبار [illegible] [illegible] کا ذکر کیا۔

[illegible] عید الاضحیٰ کی [illegible] نہایت خوش اسلوبی [illegible] سر انجام پایا اور تمام [illegible] احباب [illegible] [illegible]

اسلام کے عالمگیر نظریات اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعتِ قلبی کا نمونہ

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۴ جون ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ــــــــ (المائدہ ۵-۳)

الیوم اکملت لکم دینکم کی آیت پر دو عیدیں

یہ آیت جب نازل ہوئی اور اس کی خبر یہودیوں تک پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اس قسم کی شان اور کمال کی آیت اگر ہمارے ہاں اترتی تو جس دن یہ آیت اتری ہم اس دن عید مناتے ۔ حضرت عمر فاروق رضؓ تک جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں کہ اس آیت کا نزول کس جگہ اور کس دن ہوا تھا ۔ ہم نے اس آیت کے نزول کے دن دو عیدیں منائی تھیں، اس دن جمعہ مبارک تھا اور عید بھی تھی ۔ یہ آیت عرفات کے مقام پر جمعہ کے دن اتری تھی ۔ اس طرح ہمیں دو عیدیں منانے کا موقعہ میسر آیا تھا ۔

آخری اور مکمل احکام کا نزول

اس آیت میں جو دعوےٰ ہے وہ بہت بڑا ہے ۔ وہ یہ کہ (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا) اللہ تعالےٰ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت نوحؑ تک اپنی رضا کی راہوں سے لوگوں کو مطلع کرنے کے لئے برابر نبی اور رسول مبعوث فرماتا رہا اور وقت اور ضرورت کے مطابق ہدایت بھیجتا رہا ہے اور احکام نازل کرتا رہا ہے ۔ حتےٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ دنیا کے حالات اور انسان کے مقتضیات کا تقاضا تھا کہ اللہ تعالےٰ اپنے دین کی آخری منازل اور آخری احکام بھی نازل کرے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام قسم کے احکام اور تمام قسم کی تعلیمات مکمل طور پر نازل فرمائیں ۔

ہمہ گیر نظریات اور اعلےٰ وارفع تعلیم

حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص ہیں جنہوں نے تلقین فرمائی ہے کہ ساری کی ساری کائنات کا بادشاہ ایک ہی ہے ، اور تمام کی تمام قومیں ایک جماعت کا حکم رکھتی ہیں ۔ سب زمین ایک نیلے گنبد کے نیچے اور ایک فرش پر سکونت پذیر ہیں، سب کے لئے روشنی اور گرمی کے لئے سورج قمر ہیں جو سب کے لئے کھانے پینے اور زندگی کے سامان پیدا کر رہے ہیں ۔ سب کے لئے بارش ہوتی ہے ۔ کسی خاص شخص کے لئے یہ سب چیزیں مختص نہیں ہیں اور نہ کوئی خاص شخص اس سے محروم رکھا گیا ہے ۔ خدا ایک ہے ، ساری کی ساری انسانیت ایک ہے ، ساری کی ساری قومیں ایک کنبہ کی مانند ہیں ۔ یہ تعلیم اور یہ نظریہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے ۔ یہ انتہائی درجہ کے اعلےٰ نظریات ہیں ، ان پر مزید ترقی ناممکن ہے انسان ان سے بڑھ کر عالمگیر اور ہمہ گیر نظریات اور اعلےٰ وارفع تعلیم پیش نہیں کر سکتا ۔ کان الناس امۃ واحدۃ تمام کے تمام انسان ، ساری کی ساری قومیں ایک ہی جماعت کا حکم رکھتی ہیں الخلق کلہ عیال اللہ ساری کی ساری مخلوق خدا کا عیال اور کنبہ ہے ۔ اس ضمن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان ربکم واحد وان اباکم واحد تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے ۔ یہ وہ نظریات ہیں جن سے آگے انسان ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتا ۔

سب سے پہلی جمہوری اور پارلیمنٹری حکومت

مذہب ایک دے دیا ۔ خدا کی توحید سکھلا دی ۔ انسانوں کو ایک کر دیا اور ان میں مثالی مساوات قائم کر دکھائی ۔ نیز سلطنت کو کمال تک پہنچا دیا ۔ اس دنیا میں سب سے اہم اور مشکل کام حکمرانی ہے ۔ اس دنیا کے امن و ترقی ۔ فارغ البالی اور خوشحالی اور عدل و انصاف کا مدار اعلیٰ درجے کی حکومت پر ہے ۔ اس کے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے شاورھم فی الامر ۔ بادشاہ بغیر رعایا کے مشورے کے حکومت نہ کرے ۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلعم کے لئے بھی ، جو خدا سے ہمکلام ہوتے ہیں اور جن کے اخلاق کمال تک پہنچے ہوئے ہیں یہی حکم ہے ۔ ایسی ہستی کو مشورہ کی کیا ضرورت تھی ۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا کہ سلطنت اور حکومت کی بنیادیں اصول حقہ پر قائم کی جائیں وشاورھم فی الامر امور سلطنت میں ان سے مشورہ کر لیا کرو وامرھم شوریٰ بینھم مسلمان کا طریق کار مشاورت پر مبنی ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص ہیں جنہوں نے طرزِ مشاورت یا پارلیمنٹری نظام حکومت قائم کیا ۔

محمد رسول اللہ صلعم کا ماحول مطلق العنان حکومتوں کا تھا

ان سے پہلے کسی بادشاہ نے لوگوں سے مشورہ لینے کی ضرورت نہ سمجھی ۔ سب حکومتیں مطلق العنان تھیں ۔ بادشاہ مطلق العنان تھے ۔ ایران ، شام ، اور مصر کی قریبی حکومتیں سب کی سب مطلق العنان تھیں وہ تو خدا بنے ہوئے تھے ۔ جتنا روپیہ چاہتے اپنی ذات پر خرچ کرتے اور اپنے اقرباء کے لئے جاگیریں مقرر کرتے تھے ، بادشاہ وقت کی زبان قانون کا حکم رکھتی تھی ۔ ان کے محلات ان کے قلعے ، ان کے باغات ، ان کے زیورات کی کہانیاں مشہور ہیں ۔ ایسے مکانات ، ایسے باغات ۔ فرنیچر ، ملبوسات اور زیورات شاید ہی کسی کو نصیب ہوں ، یہ تھا ماحول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کی حکومتوں کا ۔ ایران میں جاہ و حشم کمال تک پہنچا ہوا تھا ۔ ہرقل شام کے بادشاہ کی شان و شوکت اور رعب و دبدبہ اپنی نظیر نہ رکھتا تھا ۔ مصر میں تو فرعون رہتے تھے ۔ اس ماحول میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمہوری سلطنت قائم کی اور امور سلطنت قوم کے مشورے سے طے پاتے تھے ۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی شخصیت کے مالک تھے کہ ان کے اشارے پر لوگ اپنی جانیں اور اموال قربان کر دیتے تھے ۔ اندریں حالات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور یہ تھا کہ امور سلطنت قوم کے مشورے سے طے کرتے تھے ۔

یورپی حکومتوں میں جمہوریت کیلئے کشت و خون

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پارلیمنٹری یا جمہوری نظام قائم کر کے حکومت کو کمال تک پہنچا دیا ۔ اس میدان میں اس سے آگے انسانی دماغ ترقی نہیں کر سکتا ۔ یورپ نے اس انتہائی مقام تک پہنچنے کے لئے صدیاں صرف کر دیں ۔ انگلستان کی جمہوریت رعایا اور بادشاہ کے درمیان کشمکش کا نتیجہ ہے ۔ آہستہ آہستہ لوگوں نے اپنے حقوق حاصل کئے ۔ فرانس میں خطرناک لڑائیاں ہوئیں اس کے بعد کہیں جا کر جمہوری نظام قائم ہوا ۔ جمہوری طرز حکومت کے حصول کے لئے روس میں بڑی خونریزی ہوئی ۔ شاہی خاندان کے افراد اور روساء اور امراء کو مار ڈالا گیا ، پھر کہیں جا کر وہ جمہوری نظام قائم ہوا ۔

رسول اللہ صلعم نے بغیر کسی درخواست یا کسی جدوجہد کے جمہوریت قائم کر دی

لیکن حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے کہ بغیر اس بات کے کہ لوگ درخواست کریں

کہ جمہوری نظام قائم کیا جائے، آپ نے خود جمہوری نظام قائم کردیا۔ نہ ماحول متقاضی تھا کہ جمہوریت قائم کی جائے اور نہ ہی رعایا نے کسی قسم کی درخواست یا اس بارے میں کوئی جدوجہد کی۔ اس وقت کا ماحول تو یہ کہتا ہے کہ رعایا سے مشورہ نہ لیا جائے۔ فیصلے بادشاہ کے اشارے پر طے پائیں لیکن ایسے ماحول میں وحی کی آواز یہی تھی وشاورھم فی الامر۔ حکومت کے فیصلے کرتے وقت لوگوں سے مشورے کر لیا کرو۔

قربانیوں اور ایثار سے حاصل شدہ سلطنت قوم کے حوالہ کر دی گئی

یہ آیت ایک بڑا کرشمہ ہے۔ اس میں بڑے بلند اخلاق کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان نظریات کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی قربانیوں کا ثبوت دیا انہوں نے ان نظریات کو قائم کرنے میں بڑی فراخ حوصلگی اور ایثار سے کام لیا۔ نہ اپنے لئے کوئی جاگیریں مقرر کیں، نہ علی رضہ کے لئے، نہ فاطمہ رضہ کے لئے اور نہ ہی حسن و حسین رضہ کے لئے۔ سلطنت حاصل ہوئی حضور صلعم کی قربانی اور حضور کے افراد کی قربانی سے لیکن حضور اور حضور کے لئے کوئی جاگیر مقرر نہ ہوئی۔ سلطنت بننے کے بعد قوم کے حوالہ کر دی گئی۔

لا اسئلکم علیہ من اجر

غرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطنت قوم کے لئے قائم کی تھی، اور قوم کو اس کا وارث ٹھہرایا۔ اور اپنی نسبت فرمایا لا اسئلکم علیہ من اجر۔ اسی پر عمل کرتے ہوئے سلطنت کو لات ماردی۔ فرمایا انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ میں تو ملک کی بہتری اور قوم کے اندر اخلاق پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر اس موقعہ پر سلطنت علی رضہ اور فاطمہ رضہ اور حسن رضہ یا حسین رضہ کو دے جاتے۔ تو دعوے باطل ہو جاتا۔ لوگ کہتے کہ مانگتے تو کچھ نہیں۔ صرف سلطنت مانگتے ہیں۔ لیکن خدا نے آپ کی پیشانی پر یہ داغ نہ لگنے دیا۔ خدا تعالے نے علی رضہ، فاطمہ رضہ، حسن حسین رضہ کے ماتھے پر حرص و ہوا کا داغ لگنے سے انہیں پاک رکھا۔ یہ بہت بڑی قربانی تھی جس کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت علی رضہ لائق تھے۔ قابل تھے۔ سلطنت کے قابل تھے اور مستحق تھے۔ اگر پہلی دفعہ حکومت حضرت علی رضہ کو مل جاتی تو حضور کا دعوے کہ میں کچھ نہیں مانگتا باطل ہو جاتا، اور حضرت علی رضہ کے ماتھے پر داغ لگ جاتا۔ حضور صلعم نے جمہوری حکومت قائم کر کے دنیا پر احسان کیا۔ جمہوریت حکمرانی کا انتہائی نقطہ ہے۔

ایک خدا اور ایک انسانیت کا نظریہ

اس آیت میں کہ خدا ایک ہے لہ ما فی السموات وما فی الارض۔ تمام کائنات کا وہی بادشاہ ہے۔ وکان الناس امۃ واحدۃ۔ اور ساری کی ساری قومیں ایک جماعت کا حکم رکھتی ہیں۔ قوموں کو ایک کرنے کا نظریہ ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ اس کے آگے انسان کی قوت واہمہ نہیں جا سکتی۔ یہ جمہوری نظام حضرت نبی کریم صلعم نے قائم کیا اس کے آگے انسان کی عقل پرواز نہیں کر سکتی۔

انتہائی بلند نظریات

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اس کو کہتے ہیں اکمال دین۔ ایسا اکمال دین کہ عقل انسانی اس پر کسی قسم کی مزید ترقی نہیں کر سکتی، آج تمام دنیا ایک کنبہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ امریکہ والے ہماری آواز سن سکتے اور ہم ان کی آواز سن سکتے ہیں۔ ان کے آدمی یہاں پہنچ گئے اور ہمارے آدمی وہاں پہنچ سکتے ہیں لیکن نظریات کے لحاظ سے بھی مختلف ملکوں میں رہنے والی ایک ایک قوم کو حضور صلعم نے ایک کر دیا اور حضور نے انسان کے اندر مساوات کے نظریہ کو آخری نقطہ تک پہنچا دیا، معاشرت اور تمدن کو آخری نقطہ تک پہنچا دیا۔ اسی طرح سے حکومت کے نظریئے کو ارتقاء کے انتہائی نقطہ تک پہنچا دیا۔ . . . .

. . . .

قرب الٰہی کے حصول کے لئے قرآن کریم میں عمل صالح پر زور دیا گیا ہے چنانچہ فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ یعنے اعلےٰ درجے کے نظریات خدا کے ہاں شرف قبولیت پاتے ہیں اور عمل صالح انسان کو رفعت عطا کرتے ہیں۔

یہ دین کامل کی تفصیلات ہیں۔ ظاہر ہے کہ توحید الٰہی۔ مساوات انسانی، اور ڈیموکریٹک نظام حکومت ان تینوں نظریوں سے بڑھکر اور بہتر نظریہ کوئی نہیں لا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، اب کسی نبوت کی حاجت نہیں۔

قانونِ ارتقا اور اسلامی نظریات

یورپ کے لوگ کہتے ہیں کہ قانون ارتقاء کے تحت نبی آنا چاہیئے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا ہوا ابتداء سے مکمل نہیں۔ کیا اس میں ارتقاء کی گنجائش ہے؟ آدم کے پھیپھڑوں کے اندر یہی ہوا جاتی تھی، جو آج ہمارے اور تمہارے پھیپھڑوں کے اندر جاتی ہے۔ اسی طرح پانی بھی وہی ہے جو ابتداء میں تھا، دودھ کے اجزاء بھی وہی ہیں، سورج کی گرمی بھی وہی ہے جو ابتدائی زمانہ میں تھی، چاند کی چاندنی میں کسی قسم کا اصول ارتقاء کام کرتا نظر نہیں آتا۔ معلوم ہوا اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے ایسی چیزیں پیدا کی ہیں جن کے کمال کی وجہ سے ان میں قانونِ ارتقاء کام کرتا نظر نہیں آتا۔ جس طرح سے اس ہوا، پانی، دودھ اور سورج اور چاند سے بہتر کسی اور ہوا، پانی، سورج اور قمر کی ضرورت نہیں اسی طرح سے اس روحانی پانی میں کسی ترقی کی گنجائش نہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے بشکل وحی نازل ہوا۔

مسیحی تعلیم تنگ نظری کو دور نہ کرسکی

مسیحی معتقدات کے مطابق، حضرت عیسےٰ خدا تھے یا خدا کے بیٹے تھے۔ ان کی آمد خدا کی آمد تھی۔ وہ انسانوں کے گناہ معاف کرانے کے لئے آپ پھانسی پر چڑھ کر مر گئے۔ مخلوق کے لئے کفارہ دے دیا۔ لیکن ضرورت انسان کو حکومت کے طور و طریق سکھلانے کی تھی۔ انہوں نے اس بارہ میں کچھ سبق نہیں دیا۔ انسانی اخوت و برادری کی کوئی تعلیم نہیں دی۔ سفید چمڑی والا آدمی اب بھی کالے آدمی کے خون کا پیاسا ہے۔ الجزائر میں سفید آدمی رہتے ہیں، لیکن وہ یورپ کی نسل سے نہیں، ان پر ظلم وستم ہو رہا ہے۔ جنوبی افریقہ میں کالوں سے سخت نفرت کی جاتی ہے، امریکہ کو گاڈ لینڈ (God Land) کا نام دیا جاتا ہے۔ لیکن اسکولوں، کالجوں، گرجاؤں اور پرائیویٹ ریسٹورنٹ میں کالے آدمی کو داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔ عیسےٰ پھانسی پر بھی چڑھ مرے لیکن آج یورپ کو گناہ سے نجات میسر نہیں آئی۔ بدکاری اور بے حیائی زوروں پر ہے۔ رنگ و نسل کی وجہ سے انسان کی تحقیر و تذلیل کی جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قبلی

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دیکھئے۔ نبی کریم حبشی بلال رضہ کو اپنے سینے سے لگا لیتے ہیں۔ اور قوم انہیں سیدنا بلال کہکر یاد کرتی ہے۔ سلمان فارسی غیر ملک اور غیر قوم کا ہے اس کی عزت افزائی بہ کلمات کرتے ہیں سلمان منا اھل البیت۔ حضرت عمر رضہ کا جنازہ اٹھا تو صہیب رومی نے قریش کے سرداروں کی موجودگی میں آپ کا جنازہ پڑھایا۔

اسلام نے غرباء کو اونچا کیا، اور امراء کی عزت و توقیر کرنا سکھلایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غرباء کی عزت افزائی کرو۔ امراء کو کہا کہ یہ تمہارے بھائی ہیں ان کی مدد کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء اور غرباء کی کشمکش اور مابین نفرت کو ختم کر دیا۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کمال تھا کہ انہوں نے معاشرے کے تمام شعبہ حیات کو کمال تک پہنچا دیا۔

www.aaiil.org

مذاہب عالم میں باہمی مفاہمت پر مقامی کرسچین سوسائٹی اور طلبائے برلن یونیورسٹی کو لیکچر

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام برلن مسجد کا مکتوب

مقامی کرسچین سوسائٹی میں لیکچر

گذشتہ ماہ مارچ میں رمضان المبارک کے دوران مسجد میں ہونے والے اجتماعات کے علاوہ باہر سوسائٹیز میں دو بار لیکچر کے لئے جانا پڑا ۔ پہلی دعوت مقامی کرسچین سوسائٹی کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر سترسے نے دی۔ اس سوسائٹی کا نصب العین دنیا بھر کے لوگوں کے درمیان مفاہمت پیدا کرنا ہے ۔ چنانچہ اس سوسائٹی کے بنیادی نصب العین کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اپنے لیکچر کے لئے جو موضوع تجویز کیا ہے وہ یہ ہے "مذاہب عالم کے درمیان باہمی مفاہمت پیدا کرنے کی ضرورت" اس موضوع کو ڈاکٹر موصوف نے ایک خوش نما کارڈ چھپوا کر قریباً بارہ روز قبل اپنے حلقہ میں تقسیم کر دیا اس لیکچر کا انتظام کونکرز ہال میں کیا گیا ۔ چنانچہ تاریخ مقررہ پر ۷½ بجے شام میں اس ہال میں پہنچ گیا ۔ ہال میں مرد و زن کا خاصا اجتماع تھا ۔ انتظام یہ کیا گیا تھا کہ میں انگریزی میں تقریر کروں گا ۔ اور اس کا ترجمہ ساتھ ہی ساتھ اس سوسائٹی کا کوئی ممبر کرتا جائے گا ۔ چنانچہ ترجمہ کے لئے انہوں نے اپنے ایک کہنہ سالہ تجربہ کار پادری کو چنا تقریر شروع ہوئی ۔ میں نے اپنے موضوع کو تین ہیڈنگ میں تقسیم کیا ۔ پہلا یہ کہ دنیا میں مختلف مذاہب کیوں ہیں اور ان کی حقیقت کیا ہے ۔ دوسرے وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بنا پر ہمیں دنیا بھر کے مذاہب کے پیروؤں کے درمیان باہمی مفاہمت پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے ۔ تیسرے یہ کہ اگر واقعی ایسی ضرورت ہے تو اس کے لئے کونسا نظریہ ہو سکتا ہے جو مذاہب کے پیروؤں کے درمیان سے باہمی عناد کو دور کر کے ان کے درمیان باہمی مفاہمت پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے میں نے شروع ہی میں حاضرین سے کہا کہ میں ان جملہ امور پر مذہب اسلام کی روشنی میں بحث کروں گا ۔

مختلف مذاہب کیوں ؟

چنانچہ پہلے سوال پر بحث کرتے ہوئے میں نے کہا کہ جو بھی کوئی شخص مذہب کے میدان میں مذہب کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے داخل ہوتا ہے اسے ایک سے بڑھ کر مذاہب سے واسطہ پڑتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اگر یہودی مذہب اور عیسائی مذہب کے ماننے والے دنیا بھر میں ہیں تو ہندوازم ۔ بدھ ازم کانفیوشنزم کے ماننے والے بھی دنیا کے حصص میں موجود ہیں ۔ نہ صرف یہ بلکہ دیکھتا وہ یہ ہے کہ ہر مذہب کے پیروکار لکھوکھہا ہیں اور ان کا اکثر حصہ نہایت خلوص سے اپنے مذہب پر گامزن ہے ۔ اور اس کے لئے قربانی کرنا اپنے لئے موجب فخر جانتا ہے ۔ مزید برآں ہر کوئی یہی سمجھے بیٹھا ہے کہ نجات اس کے مذہب میں ہے ۔ یہودی سمجھتا ہے نجات ان کے معبد خانے میں ہے ۔ عیسائی یقین کرتا ہے نجات صرف صلیب میں ہے ، اسی طرح ہندو اور بدھ مت کے پیرو نجات اپنے لئے ہی مخصوص کرتے ہیں اور لطف یہ کہ ہر ایک عقائد میں اپنے غیر سے بنیادی اختلاف رکھتا ہے ۔ عیسائی تثلیث کے قائل ہیں ، یہودی خدا کی محبوب قوم ہونے کے معتقد ہیں اور اسی طرح بدھ مت کے موجودہ پیروکار سرے سے خدا کی ذات سے ہی منکر ہیں ۔ ان اختلافات کی موجودگی میں حق کے متلاشی کے لئے یہ امر بہت بڑا معمہ بن جاتا ہے کہ آخر ان مختلف مذاہب اور ان کے باہمی اختلافات کی حقیقت کیا ہے اور ان کا کیا حل ہو سکتا ہے ۔

اختلافات کا حل

چنانچہ میں نے اس معمہ کا حل پیش کرتے ہوئے حاضرین کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی کہ اولاً غور کیا جائے کہ مذہب کی بنیاد کیا ہے ۔ آیا جملہ مذاہب کسی فلاسفر یا کسی مفکر کی گہری غور و خوض کا نتیجہ ہیں یا ان کی بنیاد کہیں اور ہے ۔ میں نے کہا مذہب کی بنیاد عقل کی جد و جہد پر نہیں ، بلکہ ہر مذہب کی بنیاد وحی الہیٰ پر ہے ۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کے تسلیم کرنے سے مذہب سے متعلق بہت سی مشکلات حل ہو جاتی ہیں ، یہودی مذہب ہو یا عیسائی مذہب یا کوئی اور ، ہر مذہب کی بنیاد خدا کے کلمات پر ہے ۔ توریت میں لکھا ہے "خدا موسیٰ سے ہمکلام ہوا" ۔ انجیل میں حضرت عیسیٰؑ معترف ہیں کہ وہ وہی کچھ کہتے ہیں جو وہ اپنے آسمانی باپ سے سنتے ہیں ۔ اسی طرح دیگر مذہبی راہنماؤں کا حال ہے ۔ ہر ایک آسمانی روشنی کے ملنے کے معترف ہیں ۔ اگرچہ مذاہب مختلف ہیں لیکن ان کی بنیاد ایک ہے ۔

دوسرے یہ کہ مذاہب کی موجودہ شکل میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں یہ اختلافات مذہب کی اصل شکل کے بگاڑ کا نتیجہ ہیں ۔ جو مرور زمانہ کے باعث مختلف مذاہب میں ان کے پیروکاروں کے ہاتھوں ہی راہ پا گیا ۔ اگر مذاہب کی اصل کی طرف رجوع کیا جائے تو وہاں سے سب مذاہب ایک ہی نظر آتے ہیں ۔ میں نے کہا مذاہب کی اصل صورت میں بنیادی کوئی اختلاف نہیں ۔

اسلام کے ہمہ گیر نظریات

اس کے بعد میں نے ان وجوہ کو بیان کیا جو زمانہ حال میں باہمی مفاہمت کو چاہتی ہیں اور آخر پر اسلام کے ہمہ گیر نظریات کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام تمام مذاہب کو اصل حالت میں سچا تسلیم کرتا ہے اور ہر مسلمان سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گذشتہ تمام انبیاء کرام پر مساویانہ ایمان لاتا ہے ۔ ہاں قرآن کریم نے گذشتہ مذاہب پر یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کی سچی تعلیمات کو اپنے اوراق میں ضبط کر لیا ہے اور ان کی غلط تعلیمات کو مدلل طور پر رد کیا ہے ۔ گویا قرآن کریم کی تعلیمات کو ماننا درحقیقت تمام گذشتہ مذاہب کی سچائیوں پر ایمان لانے کے مترادف ہے ۔ میں نے کہا اگر ہر وہ عقیدہ جو مذہبی راہنماؤں کی وفات کے بعد ان کے پیروکاروں نے اپنے اپنے مذہب میں داخل کر لیا ہے اسے نکال پھینکا جائے تو باقی جس قدر سچائی کسی مذہب میں رہ جاتی ہے ، قرآن کریم اس حصہ کی تصدیق کرتا ہے ۔ بالآخر میں نے قرآن کریم کے اس اعلان کو دہرایا یاهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئًا ولا يتخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون ۔

(آل عمران آیت ۶۲)

سوال وجواب اور شکریہ

یہ تقریر ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی اس کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا جو خاصا دلچسپ تھا ۔ پادری صاحب نے بڑی خوش اسلوبی سے میری تقریر کا ترجمہ کیا اور سوال وجواب کا بھی ترجمہ کرتے رہے جلسہ کے اختتام پر پادری صاحب موصوف نے میرا شکریہ ادا کیا اور حاضرین نے چیئرز دیئے اور میں قریباً گیارہ بجے رات واپس گھر پہنچا ۔

برلن یونیورسٹی کے طلباء کو لیکچر

دوسرے دن صبح پروفیسر ڈاکٹر فرائنڈ نے جو مقامی کونگریز آرگنائزیشن کے انچارج ہیں ، اور گذشتہ شام میرے لیکچر میں موجود تھے مجھے ٹیلیفون کیا اور کہا کہ میں آپ کے لیکچر سے بڑا متاثر ہوا ہوں ، اور آپ کا اس موضوع پر کہ "دنیا میں مختلف مذاہب کیوں ہیں" نقطہ نظر بڑا پسندیدہ ہے ۔ انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اسی موضوع پر آپ میرے ہاں یونیورسٹی سٹوڈنٹ کو ایک لیکچر دیں ۔ انہوں نے سات دن کے بعد ایک تاریخ تجویز کی میں نے کہا مجھے منظور ہے ۔ چنانچہ اسی کونگریز حال میں

www.aaiil.org

میں اپنے دوسرے لیکچر کے لئے وقت مقررہ پر پہنچ گیا۔ برلن یونیورسٹی کے طلباء مرد و زن کی خاصی تعداد جمع تھی۔ اور اس اجتماع کا رنگ بین الاقوامی تھا اس لئے کہ حاضرین میں جرمن طلباء کے علاوہ دیگر ممالک سے آئے ہوئے طلباء بھی موجود تھے۔

میری تقریر شروع ہونے سے پیشتر ڈاکٹر موصوف نے حاضرین سے پوچھا کہ جو صاحب انگریزی نہیں جانتے وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ صرف دو طلبا ایسے تھے جو انگریزی نہیں سمجھتے تھے، ان میں ایک جاپان سے آیا ہوا نوجوان تھا۔

عقل کی موجودگی میں وحی الٰہی کی ضرورت

بہرحال میں نے تقریر شروع کی اور اس موضوع کو کہ "دنیا میں مختلف مذاہب کیوں ہیں" گذشتہ لات کی نسبت تفصیل سے بیان کرتے ہوئے وحی الٰہی کی صداقت پر مختلف دلائل دیئے۔

میں نے اس سلسلہ میں اس شبہ کا بھی ازالہ کیا کہ جب عقل ہمیں عطا کی گئی ہے تو پھر ہمیں کسی بیرونی مدد کی بصورت وحی الٰہی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ ہم خود اپنی عقل سے اپنے لئے لائحہ عمل تجویز کر سکتے ہیں۔ اس پر بحث کرتے ہوئے میں نے نظام ظاہری سے اس پر دلائل دیتے ہوئے بتایا کہ عقل بجائے خود ہدایت کے لئے مکتفی نہیں، اس کے انجلاء کے لئے وحی الٰہی کا آنا نہایت ضروری ہے۔ قوائے انسانی کی تربیت اور ان کے انجلاء کے لئے بیرونی مدد کا آنا یہ وہ قانون قدرت ہے جو ہمیں روزمرہ کی زندگی میں کارفرما نظر آتا ہے۔ میں نے کہا جسمانی بناوٹ میں ہر انسان کو دو آنکھیں دی گئی ہیں، کان بھی دیئے گئے ہیں لیکن ان ہر دو کی موجودگی بیکار ہے جب تک باہر سے ان کی مدد کے لئے روشنی اور ہوا مہیا نہ کی جاوے۔ آنکھوں میں دیکھنے کی قوت بیشک ہے لیکن یہ قوت کام نہیں دے سکتی جب تک باہر سے سورج یا کسی اور ذریعہ سے روشنی بہم نہ پہنچائی جا سکے۔ کان میں شنوائی کی قوت موجود ہے لیکن یہ قوت بیکار ہے جب تک باہر سے ہوا کے ذریعہ اس کی مدد نہ کی جائے مطلق ہوا ہی نہیں بلکہ اس میں ایک خاص لہر کا موجود ہونا جو کان کی قوت شنوائی کو بروئے کار لانے کا موجب ہے نہایت ضروری ہے۔ اب جب جسمانی بناوٹ میں ہم اپنی جسمانی قوتوں کو بروئے کار لانے کے لئے خارجی امداد کے محتاج ہیں اور اس کے قائل بھی ہیں تو پھر باطنی خلقت میں اس نظام کا کیوں انکار کیا جائے۔ میں نے کہا مزید دیکھئے زمین میں اگانے کی قوت موجود ہے بیج میں اگنے اور بڑھنے اور پھل پھول لانے کی بھی استعداد ہے لیکن یہ سب قوتیں اور استعدادیں بیکار ہیں جب تک خارج سے سورج اور پانی سے ان کی مدد نہ کی جائے یہی حال انسان کی باطنی استعدادوں کا ہے۔ وہ استعدادیں بڑھ نہیں سکتیں جب تک وحی الٰہی کے پانی سے دل کی زمین کو سیراب نہ کیا جائے۔

میں نے کہا اس ظاہری نظام عالم سے استدلال کرتے ہوئے قرآن کریم نے بار بار وحی الٰہی کو بارش سے تشبیہ دی ہے اور بڑے وثوق سے کہا ہے کہ دل کی زمین جو مردہ ہو چکی ہے اس آسمانی پانی سے ضرور زندہ ہو گی جیسا کہ فرمایا لنحیی بہ بلدۃ میتا ۲۵-۴۸۔

وحی کی صداقت پر تاریخ عالم کی شہادت

اس کے علاوہ تاریخ عالم سے وحی الٰہی کی صداقت پر دلیل قائم کرتے ہوئے میں نے کہا کہ اگر نظام ظاہری سے وحی الٰہی کی ضرورت کا استدلال کیا جاتا ہے تو تاریخ نسل انسانی میں بے شمار ایسے لوگ ملتے ہیں جنہوں نے اس حقیقت کا تجربہ کیا ہے۔ اور اپنے ذاتی تجربہ سے یہ بتایا ہے کہ ان سے خدا ہمکلام ہوا اور ان کے ذریعہ ان کی قوم کو آسمانی روشنی پہنچائی گئی۔ یہ تمام صاحب تجربہ لوگ مختلف زمانوں اور مختلف قوموں میں پیدا ہوئے۔ اور انہیں باہم ملنے کا قطعاً اتفاق نہ ہوا۔ لیکن انہوں نے آسمانی روشنی کے ملنے کا جو تجربہ کیا وہ آج ہم ان کی تاریخ پڑھ کر جان سکتے ہیں کہ وہ ایک حقیقت ہے، نہ صرف یہ بلکہ ان لوگوں کی زندگیوں میں بڑا تطابق ہے۔ تمام کے تمام ایسے صاحب تجربہ لوگ قوم کی نظر میں صاحب اخلاق اور بلند سیرت انسان تھے۔ ان کی زندگیاں دوسروں کے لئے نمونہ تھیں، اور ان سے ملنے والوں کی زندگیوں میں بھی ایک انقلاب پیدا ہو گیا اور ان کا فیض ان کی وفات کے بعد بھی ان کے مریدوں کے ذریعہ قوم میں جاری و ساری رہا۔ ان کے پیغام کا آنے والی نسلوں میں جاری و ساری ہو جانا ان بزرگ انسانوں کے اخلاص اور صاحب حال ہونے پر دلیل ہے۔

وحی ضروریات زمانہ کے مطابق آتی رہی

وحی الٰہی کی ضرورت پر دلائل دینے کے بعد میں نے بتایا کہ یہ روشنی تمام نسل انسانی کو مختلف پیغمبران خدا کے ذریعہ دی گئی۔ اور اس زمانہ کے لوگوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تفصیلات میں اضافہ ہوتا چلا گیا اس سلسلہ میں میں نے خصوصاً بنی اسرائیل کی تاریخ کو بیان کیا اور بتایا کہ کس طرح بنی اسرائیل کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مختلف انبیاء ان میں مبعوث ہوتے رہے یہاں تک کہ آخر میں حضرت عیسیٰؑ نرمی اور حلم کی تعلیم لے کر آئے۔ یہودی قوم کا یہ دور چاہتا تھا کہ انہیں حلم کی تعلیم دی جائے اور جبکہ ان کی تمام تر توجہ ظاہری رسومات پر جم گئی تھی ان کو احکامات الٰہیہ کی روح کی طرف توجہ دلانے کے لئے کوئی پیدا ہو۔ چنانچہ حضرت عیسٰیؑ بروقت خدا سے روشنی لے کر آئے اور اپنی (یہودی) قوم کو احکام الٰہی کے مغز کی طرف توجہ دلائی۔ غرض حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات جو انتہائی درجہ شدت اور انتہائی درجہ حلم پر مبنی ہیں اپنے اپنے دور کے لئے نہایت موزوں تھیں۔ لیکن ان ہر دو تعلیمات کو تمام قوموں اور ان کی زندگی بھر کی تمام تگ و دو پر حاوی کرنا غلطی ہے۔ ایسا کوئی دعوے ان کتب کے اندر موجود نہیں۔

تمام زمانوں کے لئے آخری وحی

ہاں البتہ قوموں کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالآخر مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے اعتدال کی تعلیم قرآن کریم کی شکل میں نازل کی۔ اور فرمایا:-

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن
عفا واصلح فاجرہ علی اللہ

(۴۲-۴۰)

مذاہب کی بنیادی تعلیم میں تفاوت کیوں

میں نے وحی الٰہی کو ہر مذہب کی بنا قرار دیتے ہوئے اس کی طرف توجہ دلائی کہ تمام مذاہب اپنی اصلی حالت میں صحیح اور قابل قبول ہیں۔ ہاں البتہ ان کی بنیادی تعلیم میں جو باہم تفاوت نظر آتا ہے، وہ تدریجی ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ میں نے کہا کہ جہاں تک حضرت عیسیٰؑ کے بیان کردہ عقائد یا اپنے عمل کا تعلق ہے ہم مسلمان اس پر ایمان لاتے ہیں ہاں البتہ ہمارا اختلاف ان امور میں ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کے پیروکاروں نے اپنے مذہب میں داخل کر لئے ہیں۔ میری تقریر ختم ہونے کے بعد پروفیسر موصوف نے ان دو طلباء کے لئے جو انگریزی نہیں سمجھتے تھے، میری تقریر کو مختصراً جرمن زبان میں بیان کیا۔ اب سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔

حضرت عیسیٰؑ کا طریق عبادت

یہ سلسلہ کافی لمبا رہا۔ صرف ایک سوال کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ کیسے معلوم ہو کہ عیسائی مذہب میں کچھ ملایا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے انجیل کے بیان عیسائیوں کے موجودہ عقائد تثلیث وغیرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے بتایا کہ ایسی کوئی تعلیم حضرت عیسیٰؑ نے نہیں دی، میں نے کہا ان تفصیلات کے علاوہ ایک موٹی بات پیش کرتا ہوں اور وہ ہے طریقہ عبادت۔ تمام رومن کیتھولک عبادت کرتے وقت حضرت عیسیٰؑ کا بت اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ کیا حضرت عیسیٰؑ کا طریق عبادت یہ تھا۔ جواب ہرگز نہیں، تو پھر یہ ملاوٹ ہے جو طریقہ عبادت میں پادری صاحبان نے خود اپنی عقل سے تجویز کر رکھی ہے۔ میں نے کہا ان کی عبادت کا طریقہ انجیل میں لکھا ہے۔ اور وہ یوں ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ کو معلوم ہوا کہ یہودی علماء سے مجبور ہو کر رومی گورنمنٹ انہیں صلیب پر لٹکانے والی ہے تو وہ تمام رات خدا کے حضور رو رو کر دعا کرتے رہے۔ متی کی انجیل میں لکھا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گر کر خدا سے دعا کرتے رہے ۲۶: ۳۹۔ مرقس ۱۴: ۳۵ میں بھی یہی نقشہ کھینچا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زمین پر منہ کے بل گر کر گڑگڑا کر دعا کرتے رہے۔

www.aaiil.org

لیکن لوقا کی انجیل میں دعا کرنے کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ ان سے مختلف ہے۔ لوقا ۴۱:۲۲ میں لکھا ہے

"He kneeled down and prayed."

بظاہر اناجیل میں اختلاف نظر آتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حضرت عیسےٰؑ نے اپنے دعا کرنے کے وقت یہ دو صورتیں اختیار کیں، کبھی تو وہ اپنے دعا کرنے کے وقت جھکے اور کبھی زمین پر منہ کے بل گر گئے۔ دوسرے وہ براہ راست خدا سے دعا کرتے رہے کسی وسیلہ سے نہیں۔ میں نے کہا اب آپ خود ہی اندازہ کرلیں کہ عیسائی دنیا کہاں تک اس پر عمل پیرا ہے۔ عیسائی گرجاؤں میں عبادت کا موجودہ طرز عبادت حضرت عیسےٰؑ کا طرز نہیں، وہ حضرت عیسےٰؑ کی طرح براہ راست خدا سے دعا نہیں کرتے اور نہ ہی منہ کے بل گرتے ہیں۔ ہاں مساجد میں جا بیے تمام مسلمان دنیا کا طرز عبادت یہی ہے کہ وہ براہ راست خدا سے دعا کرتے ہیں اور نیز وہ کبھی ہاتھ باندھ کر خدا کے حضور کھڑے ہوتے اور کبھی جھکتے اور کبھی منہ کے بل گرتے ہیں پس حضرت عیسیٰؑ کے قریب تر کون ہیں؟ مسلمان یا موجودہ عیسائی؟

اور بھی سوالات ہوئے جو خاصے دلچسپ تھے وقت کافی گذر چکا تھا، بالآخر پروفیسر موصوف نے میرا شکریہ ادا کیا اور حاضرین نے اپنے انداز میں چیئرز دیئے اور میں قریباً بارہ بجے واپس گھر پہنچا

ڈاکٹر فرائلنڈ عید کے اجتماع میں

ڈاکٹر موصوف کو میں نے عیدالفطر کے اجتماع میں دعوت دی چنانچہ وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ آئے اور اس اجتماع میں شامل ہوئے۔ بعد میں انہوں نے میرے خطبہ عید کی ایک کاپی لینے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ میں نے یہ کاپی انہیں بذریعہ پوسٹ بھیجی اس کے ملنے پر انہوں نے مجھے خط لکھا اس کی نقل ذیل میں درج ہے:۔

ڈاکٹر فرائلینڈ کا خط

April 1st, 1960

Mr Mohammad Yahya Butt
Imam of the Mosque
Berlin.

Dear Mr Butt,

I am indebted to you for sending me a copy of your Sermon. I read it again & come to the conclusion that I thoroughly agree with your thoughts and what you have stated as the Teachings of the Koran. It is very comforting to know that people [illegible] different cultures & religions can [illegible] be united in spirit as much as I felt [illegible] with you on the day of [illegible] festival.

May I express to you Mrs. Friend's & my own thanks for the privilege to be present at this celebration.

With kind regards.

Very Sincerely Yours,

Sd/ —

ترجمہ خط

مسٹر محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن

میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خطبہ کی نقل ارسال کی ہے میں نے اسکو پھر پڑھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ میں آپ کے خیالات سے اور جو کچھ آپ نے قرآن کی تعلیمات پیش کی ہیں ان سے بالکل متفق ہوں، یہ امر بہت ہی اطمینان بخش ہے کہ مختلف ثقافتوں اور مذاہب کے لوگوں میں سپرٹ کے طور پر اسی طرح اتحاد ممکن ہے، جیسے میں نے آپ کے عظیم تہوار کے موقعہ پر یہ محسوس کیا کہ میں آپ کے خیالات سے متفق ہوں۔

میں مسز فرائلنڈ اور اپنی طرف سے آپ کی تقریب عید میں شمولیت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا مخلص (دستخط)

اس کے علاوہ بہت گروپ مسجد میں آئے۔ اسلامی ممالک سے بعض زائرین آئے ان میں سے بعض کا ذکر اپنی آئندہ رپورٹ میں کروں گا۔ والسلام۔ محمد یحییٰ بٹ

۹۵۴ — ۶	۵۵ — ۴
۹۹۹ — ۶	۶۰ — ۹
۱۰۰۶ — ۶	۶۶ — ۳
۱۰۵۰ — ۳	۷۸ — ۲۴
۱۰۵۳ — ۶	۱۱۳ — ۶
۱۰۶۵ — ۶	۱۴۷ — ۴
۱۰۸۱ — ۶	۱۹۲ — ۴
۱۰۸۳ — ۶	۱۷۲ — ۴
۱۰۹۵ — ۶	۲۱۹ — ۱۲
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان کے ذمہ واجب الادا ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تا کہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر یکم جولائی سنہ ۱۹۶۰ء تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء کو ان کے نام کا وی پی ارسال کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو ان کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

۲۷ — ۶	۳۵۳ — ۶
۵۶ — ۶	۳۶۵ — ۶
۸۷ — ۱۲	۳۷۵ — ۶
۹۶ — ۱۸	۴۱۵ — ۶
۱۰۲ — ۶	۴۴۰ — ۶
۱۰۶ — ۱۲	۴۹۱ — ۶
۱۲۸ — ۶	۴۹۲ — ۶
۱۴۲ — ۱۸	۵۲۹ — ۶
۲۰۱ — ۶	۵۵۵ — ۶
۲۰۶ — ۶	۵۶۸ — ۶
۲۲۰ — ۶	۵۷۱ — ۶
۲۳۰ — ۱۸	۵۹۱ — ۶
۲۳۵ — ۱۲	۶۰۹ — ۱۲
۲۴۲ — ۶	۶۲۲ — ۶
۲۷۷ — ۶	۶۲۴ — ۶
۲۹۵ — ۱۲	۶۳۳ — ۱۲
[illegible] — ۲۴	۶۴۹ — ۶
[illegible] — ۶	[illegible] — ۶
۳۱۱ — ۶	[illegible] — ۶
[illegible] — ۱۲	۷۵۰ — ۶
[illegible] — ۶	۷۵۱ — ۶
[illegible]	۹۵۲ — ۶

www.aaiil.org

ہالینڈ میں عید

مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گزشتہ رپورٹ میں مَیں نے عید کے متعلق بعد میں رپورٹ بھیجنے کا ذکر کیا تھا۔ چنانچہ ذیل میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ ہم نے عید کیسے گزاری۔

یورپ کے قریباً تمام ممالک میں ہی عید اور طرز پر منائی جاتی ہے۔ مسلمان ممالک میں ہر فیملی اپنے ہاں یا کسی رشتہ دار کے ہاں مل کر عید مناتے ہیں۔ مگر یورپ میں چونکہ مسلمان بکھرے ہوئے ہیں اور اگر کوئی ایک فیملی ساری کی ساری مسلمان ہو بھی تو پھر بھی الگ عید منانا مشکل ہوتا ہے اس لئے عام طور پر تمام مسلمان کسی ایک مرکزی مقام پر جمع ہو کر یہ تقریب مناتے ہیں جیسا کہ احباب نے ووکنگ مشن کی عیدوں کے متعلق بھی سنا ہو گا۔ عید کی نماز میں شامل ہونا لے چونکہ دور دور سے آتے ہیں اس لئے وہ مشن ہاؤس میں آ کر قریباً سارا دن یہیں ٹھہرے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں غیر مسلموں کو مشن سے متعارف کرنے کے لئے بھی اکثر نماز کے علاوہ کھانے وغیرہ کے اوقات میں اجتماعات کئے جاتے ہیں۔ اس دفعہ ہم نے اپنے ہیگ مشن کے مکان پر پہلی دفعہ عید الفطر کی تقریب کے منانے کا انتظام کیا۔ عید سے قبل بہت سے واقفکاروں کو عید کی نماز کے وقت مدعو کرنے کے لئے دعوت نامے ارسال کئے گئے۔ دعوت نامہ میں ہم نے یہ بھی ذکر کر دیا تھا کہ عید کی نماز اور خطبہ کے بعد مسٹر عبداللہ خاں اونک (جو ہمارے بہت قابل اور پرجوش مسلمان ہیں) روزوں کی فلاسفی کے متعلق مختصر سی تقریر کریں گے۔

عید کی نماز ہم نے پونے گیارہ بجے شروع کی۔ نماز کے بعد خاکسار نے مختصر سا خطبہ دیا جس میں بتلایا کہ اسلام نے دراصل دو عیدیں ہی مسلمانوں کے لئے بنائی ہیں اور وہ دونوں عیدیں ہی مسلمانوں کے اپنے فرائض کی سرانجام دہی پر شکریہ کے طور پر رکھی گئی ہیں۔ یہ خوشی کے دن کسی امر کی قربانی یا پیدا ہونے کے نتیجہ میں نہیں۔ عید الفطر سے قبل مسلمان تیس دن روزے رکھتا ہے اور عید الاضحیٰ فریضہ حج کی ادائیگی کے نتیجہ میں ہے۔ مسلمان جو حج کے لئے نہیں جا سکتے وہ اس موقعہ پر خود قربانی کرتے ہیں۔

گیارہ بجے مسٹر خان اونک نے تقریر کی جس میں بتلایا کہ روزہ انسان کو اس طرف توجہ دلانے کے لئے ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد یہ دنیا اور اس کے اسباب نہیں بلکہ ایک بعد کی زندگی ہے۔ مگر اس کے بعد عید رکھ کر اسلام نے انسان کو اس غلطی سے بچانے کی کوشش کی ہے کہ کہیں وہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی طرح یہ خیال نہ کرلے کہ اس دنیا کی چیزوں کا استعمال روحانی زندگی کے ارتقاء کے منافی ہے۔ یہی اسلام نے روزوں کے بعد عید کو رکھ کر مسلمانوں کو زندگی میں توازن قائم رکھنے کی عملی تعلیم دی ہے۔

اس موقعہ پر پریس کا ایک نمائندہ بھی موجود تھا جنہوں نے بعد میں اپنے اخبار میں ایک مختصر سا مقالہ بھی تحریر کیا تھا۔ ان کے علاوہ ایک بدھی پروفیسر بھی عید کی تقریب میں شامل ہوئے۔ اس موقعہ پر خاکسار نے بھی بعض لوگوں کے استفسار پر جماعت احمدیہ لاہور اور ربوہ کے متعلق تھوڑا سا بیان دیا۔

عید کی تقریب میں شامل ہونے والوں کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی بہت سے دوست بعد میں بھی بیٹھے رہے اور جو دوست بارہ بجے سے قبل تشریف نہ لا سکے ان کا سلسلہ بعد میں آنا شروع ہوا جو کہ شام تک جاری رہا۔ شام کو ہم نے تیس پینتیس دوستوں کو کھانے پر مدعو کیا ہوا تھا۔ چنانچہ چھ بجے سے آٹھ بجے تک ان دوستوں کو کھانا وغیرہ کھلایا گیا۔ کھانا چاول۔ گوشت اور حلوے پر مشتمل تھا۔ ان لوگوں کے لئے اگرچہ یہ کھانا عجیب تھا تاہم انہوں نے بہت پسند کیا۔ کھانے وغیرہ کی تیاری میری بیگم صاحبہ کے ذمہ تھی مگر شوربہ اور حلوہ چونکہ پاکستانی طرز کا ہونا تھا اس لئے کھانے کا یہ حصہ خاکسار نے ہی تیار کیا (آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک مبلغ کو باورچی کے کام میں بھی مہارت ہونی چاہیئے)۔

کھانے کے بعد تمام دوست کافی کے لئے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک پادری صاحب بھی تشریف لائے جن کے آنے پر مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات ہونا شروع ہو گیا۔ ہمارے دوستوں میں سے مسٹر عبداللہ خان اونک، مسٹر سیف اللہ خالد۔ اور مسٹر عبدالسلام ہارتنگ نے اپنے مسلمان ہونے کے وجوہ بیان کئے بہت سے غیر مسلم احباب نے اس موقعہ پر تبادلہ خیالات میں حصہ لیا۔ اب ساڑھے دس بج چکے تھے کہ ہمارے ایک ڈچ دوست رنگین فلم لیکر تشریف لے آئے وہ مسجدیں مختلف مساجد کے فوٹو دکھلا کر آئے تھے۔ ہم نے بھی ان سے درخواست کی کہ وہ ہمارے دوستوں کو بھی وہ رنگین فوٹو دکھلائیں چنانچہ انہوں نے ساڑھے دس بجے سے بارہ بجے تک میجک لینٹرن کے ذریعہ وہ فوٹو دکھلائے جنہیں احباب نے بہت پسند کیا۔ بارہ بجے کے بعد اکثر احباب تشریف لے گئے اور پھر ہم کچھ دیر اپنے فوٹو دکھلانے والے ڈچ دوستوں کے ساتھ بیٹھے رہے جو کہ قریباً ایک بجے شب تشریف لے گئے۔ اس کے بعد ہم نے سامان سنبھالا اور

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

یہی دین قیم ہے۔

میں نے آپ کی ارسال کردہ کتب کو پڑھ لیا ہے۔ امید ہے آپ مجھے ممبر شپ سرٹیفکیٹ جلد ارسال فرما دیں گے۔ جیسے میں آپ سے خط و کتابت کر رہا ہوں میں آپ کے خطوط اور لٹریچر اپنے دوستوں کو پڑھاتا ہوں (ان کے پتے لکھ کر بھیج دیئے ہیں۔ غلام قادر) امید ہے آپ اُن سے بھی خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیں گے۔

مجھے احمدیہ جماعت سے منسلک ہو کر اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہے۔ مگر چونکہ میں ابھی طالب علم ہوں میں مالی امداد نہیں کر سکتا، جونہی میں فارغ التحصیل ہو کر کام پر لگ گیا میں چندہ ضرور بھیجدیا کروں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے اشاعت اسلام کے بلند مقصد میں کامیابی بخشے امید ہے آپ مجھے اور لٹریچر سے نوازیں گے۔ (انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

—— جہلم سے عبدالوحید صاحب لکھتے ہیں کہ سیٹھ احمد دین صاحب مرحوم کی لڑکی رابعہ بی بی زوجہ عبدالمالک کچھ دنوں سے سخت بیمار ہیں۔ سب جماعتوں سے اس کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔

—— راولپنڈی سے محترم غلام حسین صاحب نے ۶۵/- روپیہ کا ایک ڈرافٹ انجمن کو بھیجا ہے جس میں ساٹھ روپیہ چوہدری محمد صدیق صاحب کی طرف سے اشاعت اسلام فنڈ میں پانچ روپیہ غلام حسین صاحب کی طرف سے بطور صدقہ دیئے گئے ہیں، نیز وہ لکھتے ہیں کہ میں آج کل

www.aaiil.org

نغمۂ توحید

لا الٰہ الا اللہ

مولانا مرتضیٰ خاں حسن مرحوم کی ایک غیر مطبوعہ نظم

یہ نظم مولانا مرتضیٰ خاں حسن نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں "پیغام صلح" میں شائع کرنے کے لئے دی تھی اسکے چند ہی دن بعد اس مالک حقیقی نے انکو اپنے پاس بلا لیا جسکی توحید کے دریا موتی آپ نے پروئے

بنائے دینِ ھدیٰ لا الٰہ الا اللہ ❖ اساسِ عرشِ علےٰ لا الٰہ الا اللہ
ہے ذکرِ اہلِ صفا لا الٰہ الا اللہ ❖ قلوب کی ہے جِلا لا الٰہ الا اللہ
خوشا جنہوں نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ

ہوئے جو کُن کے اشارے سے خلق دو عالم ❖ پکار اُٹھی فضا لا الٰہ الا اللہ
حریمِ قدس میں الحق یہی ہے شمعِ ہدیٰ ❖ چراغِ بزمِ ولا لا الٰہ الا اللہ
خوشا جنہوں نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ

تجلیات اُس کی ہیں بحرِ وحدت میں ❖ محیطِ نورِ خدا لا الٰہ الا اللہ
یہی ہے جس سے ہے نظمِ حیات و البتہ ❖ ہے عینِ آبِ بقا لا الٰہ الا اللہ
خوشا جنہوں نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ

نفی ہے ایک طرف دوسری طرف اثبات ❖ ہے شش جہت کی صدا لا الٰہ الا اللہ
یہ بات سچ ہے کہ اس کو ملے گا ربِّ سما ❖ پڑھے جو صبح و مسا لا الٰہ الا اللہ
خوشا جنہوں نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ

اِسی سے رُوح میں مومن کے ہے درخشانی ❖ دماغ و دل کی ضیا لا الٰہ الا اللہ
اسی سے رُشد و ہدایت ملی مسلماں کو ❖ کلیدِ بابِ ہُدیٰ لا الٰہ الا اللہ
خوشا جنہوں نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ

اگرچہ لاکھ وظیفے ہوں لاکھ ہوں اوراد ❖ پسندِ ربِّ عُلیٰ لا الٰہ الا اللہ
سُنا ہے میں نے کہ جنت کے ہر دریچہ پر ❖ فرشتوں نے ہے لکھا لا الٰہ الا اللہ
خوشا جنہوں نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ

صبا جب آئی مچلتی ہوئی گلستاں میں ❖ چٹک کے گل نے کہا لا الٰہ الا اللہ
زباں پہ بلبلِ رنگیں کے ہے ترانہ یہی ❖ نوائے مرغ ہوا لا الٰہ الا اللہ
خوشا جنہوں نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ

اسی سے ہفت فلک کو قیام حاصل ہے ❖ ستونِ عرشِ خدا لا الٰہ الا اللہ
اسی کا نور ستاروں میں جھلملاتا ہے ❖ ضیائے ہر دو سرا لا الٰہ الا اللہ
خوشا جنہوں نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۶ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء

تین بزرگ شخصیتیں

مولانا مصطفٰے خانصاحب

مولانا محمد عبداللہ خانصاحب

مولانا مرتضٰے خانصاحب

سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جہاں کئی پاک باطن اور قابل ترین شخصیتوں کو حضرت امام وقت کے دامن عاطفت کے نیچے لا کر جمع کیا، جہاں مولانا نورالدین، مولانا عبدالکریم، مولانا سید محمد احسن جیسے بزرگ ترین علماء اور ان سے اتر کر مولانا محمد علی، خواجہ کمال الدین اور مولانا صدرالدین جیسے روشن خیال اور پاک طبع انسان حضرت امام وقت سے تربیت حاصل کرکے دنیا کے لئے ہدایت و رہنمائی کا موجب ہوئے وہاں تین بزرگ شخصیتیں ایسی بھی ہو گذری ہیں جو اگرچہ مذکورہ بالا حضرات کی طرح زیادہ مشہور و معروف نہیں لیکن ان کی علمی و ادبی قابلیت اور خاموش خدمات اس سلسلہ کے لئے بہت سے فوائد کا موجب ثابت ہوئی ہیں یہ تینوں حضرات پنجاب کے اس علمی و ادبی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جس کے ایک فرد مولانا ظفر علی خان مرحوم تھے، قارئین کرام کو یہ معلوم کرکے حیرت ہوگی کہ جہاں مولانا ظفر علی خان نے سلسلہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کی شدید مخالفت میں اپنی عمر عزیز کا بیشتر حصہ ضائع کیا، وہاں اسی خاندان میں مولانا محمد عبداللہ خاں، مولانا مصطفٰے خاں اور مولانا مرتضٰے خاں جیسی محترم شخصیتوں نے حضرت امام وقت کے ساتھ دلی تعلق و لگاؤ کی وجہ سے ایسے روشن ستاروں کا کام دیا جن سے بیشتر لوگوں نے روشنی حاصل کرکے راہ ہدایت پائی۔

مولانا محمد عبداللہ خاں صاحب

حضرت مولانا عبداللہ خاں صاحب جو حضرت مسیح موعود کے دعوےٰ مہدویت و مسیحیت سے بہت پہلے پٹیالہ میں جا کر آباد ہو گئے تھے، علوم متداولہ عربی و فارسی اور اردو میں نمایاں قابلیت رکھتے تھے اور ریاست کے علمی و ادبی حلقوں اور اونچے پایہ کی مجالس میں ان کو عزت

دوست محمد مدیر پیغام صلح

و عظمت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ مہندرا کالج پٹیالہ میں عربی کے پروفیسر تھے لیکن اپنی اعلےٰ قابلیت، حسن اخلاق، اور پاکیزہ ذوق سلیم کی وجہ سے وزیر ریاست خلیفہ محمد حسن صاحب جیسے بزرگ انہیں اپنی مجالس کی زینت سمجھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود سے نہایت ابتدائی زمانہ میں جب چاروں طرف دشمنی و مخالفت کی آگ بھڑک رہی تھی آپ نے شرف بیعت حاصل کیا، اور کئی لوگوں کو اپنے عالمانہ مواعیظ اور پاک نمونہ سے راہ ہدایت دکھائی، افسوس ہے کہ ان کے فرزند رشید مولانا مرتضٰے خاں صاحب کی (جن کی یاد میں یہ نمبر شائع کیا جا رہا ہے) عمر نے وفا نہ کی ورنہ ان کا ارادہ تھا کہ اپنے بزرگ باپ کے حالات زندگی تفصیل کے ساتھ لکھ کر قارئین کرام کے لئے ایک لذیذ خوان نعمت مہیا کرتے راقم الحروف کو ان سے پہلی دفعہ سنہ ۱۹۰۴ء میں شناسائی حاصل ہوئی جب وہ اپنے فرزند اکبر مولانا مصطفٰے خاں صاحب کے ماہنامہ "ادب" کی طباعت کے لئے پٹیالہ سے لاہور آیا کرتے اور مدیر پیغام صلح کو شرف نیاز بخشنے کے لئے وقتاً فوقتاً دفتر پیغام صلح میں بھی تشریف لے آتے اس کے بعد یہ سلسلہ ملاقات بڑھتا چلا گیا، یہاں تک کہ جب وہ پٹیالہ سے پنشن یاب ہو کر مستقل طور پر لاہور تشریف لے آئے تو دن رات کا شاید ہی کوئی حصہ ہو جب ان کی صحبت گرامی کا شرف حاصل نہ ہوتا ہو، راقم الحروف کے لکھے ہوئے مضامین کو اکثر اوقات طباعت سے پہلے ہی وہ بڑے ذوق و شوق سے سنتے اور مناسب اصلاح بھی دیا کرتے "آئینہ احمدیت" کی تصنیف کے زمانہ میں تو ان کا معمول تھا کہ روزانہ تیسرے پہر دن بھر کی تصنیف کو آکر ضرور سنتے اور نہایت شفقت و مہربانی کے ساتھ اپنے تعریفی کلمات سے حوصلہ افزائی فرماتے، ان کی بزرگانہ شفقت راقم الحروف کے ساتھ اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ وہ اس خاکسار کو اپنا روحانی بیٹا تصور

www.aaiil.org

تھے اور خاکسار بھی انہیں بمنزلہ باپ کے سمجھتا تھا۔

حضرت مولٰنا کو جماعت میں نہایت عزت و تکریم کا مقام حاصل تھا۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے آدمی کے ساتھ آپ نہایت ہمدردی اور شفقت کا برتاؤ کرتے تھے، اور اگر انجمن کے کسی کارکن کو کوئی معاملہ مجلس منتظمہ میں پیش ہوتا تو آپ ممبر ہونے کے باوجود وہاں جا بیٹھتے اور اس خوبی کے ساتھ اس معاملہ کو سلجھاتے کہ کوئی آپ کے سامنے بول نہ سکتا، آپ کی صاف گوئی، راست گفتاری، بزرگانہ شفقت اور جرأت و اخلاق کی وجہ سے سب آپ کی عزت کرتے اور سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ آپ کو والہانہ محبت تھی اور اگر کسی کے منہ سے کوئی تخفیف آمیز کلمہ سن لیتے تو آپ کا پارۂ غیرت بہت بڑھ جاتا اور پورے جوش اور دلائل کے ساتھ اس کی غلطی کو واضح کئے بغیر نہ رہتے،

یہ بزرگ انسان ۱۹۳۵ء میں اپنے مولا سے حقیقی سے جا ملے اور اپنے پیچھے دو اولو العزم ہستیاں مولٰنا مصطفٰے خان اور مولٰنا مرتضٰی خان اپنی یادگار چھوڑ گئے۔

مولٰنا مصطفٰے خان صاحب

مولٰنا مصطفٰے خان آپ کے فرزند اکبر تھے، اور عنفوان شباب ہی سے ان کو خدا تعالےٰ نے ایسا ذہن دل و دماغ اور ایسا ایمانی جوش عطا کیا تھا کہ علم و ادب سے انہیں گہرا لگاؤ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ گہری عقیدت اُن کے دل میں موجزن تھی، مولٰنا مرتضٰی خان صاحب کے لکھے ہوئے بعض ملفوظات سے جو انہوں نے اپنے محترم بھائی کے حالات میں تحریر کئے ہیں یہ پایا جاتا ہے کہ آپ سنہ ۱۳۰۱ھ میں وزیر آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی پائی، اور غیر معمولی ذہانت کا ثبوت دیا، دس سال کی عمر میں آپ بہت اچھی فارسی جانتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے فارسی اشعار پڑھتے اور خوب سمجھتے تھے۔ درثمین کا شوق آپ کو تا عمر رہا چنانچہ جب آپ پٹیالہ سے لاہور تشریف لائے تو یہاں مسجد احمدیہ بلڈنگس میں درثمین کا درس بھی دیا کرتے۔

ان کی چھوٹی عمر کا ایک عجیب واقعہ ہے کہ ان کو کچھ عرصہ تپ کہنہ بخار رہنے لگا جس سے کئی ماہ بیمار رہے اور بہت ہی کمزور ہو گئے، اور تعلیم بھی چھوٹ گئی، حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا گیا، اور آپ کی دعا سے اللہ تعالےٰ نے انہیں شفا بخشی، اس کے بعد انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جو اخبار الحکم میں بھی چھپ گیا اس کا ایک شعر یہ تھا ؎

گرچہ بچپن کا ہے عالم پر مجھے امید ہے
تیرے در پر لائیگی مجھ کو مری بے تابیاں

یہ غالباً ۱۸۹۸ء یا ۱۸۹۹ء کا واقعہ ہے اور کون نہیں جانتا کہ آپ کی "بے تابیاں" آخر کار آپ کو مسیح موعودؑ کے در پر لے گئیں اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام میں سے ایک اور مسیح موعودؑ ہی کے مشن کی تبلیغ میں آپ کی عمر عزیز صرف ہوئی۔

تپ کہنہ بخار سے صحت یاب ہونے کے بعد انہوں نے کالجیئیٹ ہائی سکول پٹیالہ اور پھر کالج میں بی اے تک تعلیم حاصل کی دوران تعلیم میں ان کی ذہانت و قابلیت کا اعتراف سکول کے ہیڈ ماسٹر اور کالج کے پرنسپل کی طرف سے اکثر اوقات ہوتا رہا، مڈل کے امتحان میں جو ان دنوں یونیورسٹی کا امتحان ہوتا تھا، آپ ساری ریاست میں اول آئے اور آپ کو وظیفہ اور انعام بھی دیا گیا کالج کے انگریز پرنسپل مسٹر کلینڈ لہ آپ کی انگریزی کی ہمیشہ تعریف کرتے تھے، اور کالج کی ڈی بیٹنگ سوسائٹی میں آپ کی تقریر اور مضبوط دلائل سے پرنسپل اور حاضرین عش عش کر اُٹھتے تھے، چنانچہ بی اے پاس کرنے کے بعد پرنسپل نے ایک اعلیٰ سرٹیفکیٹ آپ کو دیا جس میں آپ کی ذہانت و قابلیت اور حسن اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ وہ بہت اعلےٰ انگریزی دان اور عمدہ سپیکر ہیں۔

کالج کی تعلیم سے فارغ ہو کر آپ کچھ عرصہ ریاست میں ہوم منسٹر کے پرسنل اسسٹنٹ کے طور پر کام کرتے رہے اور اس کے ساتھ اپنی علمی و ادبی پیاس بجھانے کے لئے ایک ماہنامہ "ادب" بھی جاری کیا، جو علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوا۔

لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد حالات نے پلٹا کھایا، آپ حضرت مولٰنا نور الدین رضی اللہ عنہ کی وفات پر قادیان تشریف لے گئے اور وہاں میاں محمود احمد صاحب کو خلیفہ منتخب کرتے ہوئے جو ہڑبونگ مچا اور اصول شوریٰ کے خلاف حضرت مولٰنا محمد علی صاحب کی بات نہ سنی گئی اس سے آپ بہت متاثر ہوئے اور جب لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرح ڈالی گئی تو آپ نے معہ دیگر افراد خاندان جماعت لاہور کے ساتھ وابستگی اختیار کر لی، آپ کی اعلےٰ قابلیت و ذہانت کو دیکھ کر بزرگان جماعت لاہور نے آپ کو ریاست کی ملازمت چھوڑ کر لاہور آنے کی دعوت دی اور آپ کی ادارت میں ایک روزنامہ "العصر" جاری کرانے کی تجویز کی گئی۔ چنانچہ یہ روزنامہ جاری ہوا اور مولٰنا عمادی جو ایک کہنہ مشق اور قابل اخبار نویس تھے اور اخبار وکیل اور زمیندار کے ایڈیٹر رہ چکے تھے، آپ کے معاون مقرر ہوئے۔ "العصر" ایک نہایت اعلیٰ پایہ کا روزنامہ تھا، اور مولٰنا عمادی مولٰنا مصطفٰے خان صاحب کے تبحر علمی، طرز نگارش اور اصابت رائے کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے، لیکن تعصب کا بُرا ہو کہ محض احمدیوں کے ساتھ منسلک ہونے کی وجہ سے یہ مفید روزنامہ زیادہ دیر تک نہ چل سکا اور آخر کار بند کرنا پڑا، جس کے بعد مولٰنا مصطفٰے خان صاحب انجمن میں بطور سیکرٹری اور ایڈیٹر لائٹ اور بعض وقت ایڈیٹر پیغام صلح کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

سنہ ۱۹۲۱ء میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی نظر انتخاب ووکنگ مسلم مشن کی امامت کے لئے آپ پر پڑی اور ان کی درخواست پر آپ ووکنگ تشریف لے گئے، راقم الحروف کو جو کچھ عرصہ پہلے حضرت مولٰنا صدر الدین صاحب کی معیت میں وہاں پہنچ چکا تھا اور وہاں مشن کے دفتر میں کام کر رہا تھا، ان کے ساتھ تقریباً ڈیڑھ سال کام کرنے کا موقع ملا۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی لاہور میں مولٰنا مصطفٰے خان صاحب کے ساتھ برادرانہ تعلقات کی وجہ سے راقم الحروف پر ان کی نیکی و شرافت اور حسن اخلاق کا گہرا اثر تھا، لیکن ولایت میں ان کے تبلیغی کارناموں اور رات دن کے گہرے تعلقات نے ان کی اعلیٰ قابلیت، ذہانت اور نیکی و شرافت نے بہت زیادہ متاثر کیا۔ مشن کے کام کو انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا، اسلامک ریویو میں ان کے مضامین پڑھ کر بعض انگریز ان کی اعلےٰ قابلیت کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے کئی انگریز مرد اور خواتین ان کے لیکچروں سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے، ان کی نیکی و شرافت کا تو مسلم لڑکیوں اور خواتین کے دلوں پر گہرا اثر تھا، انہی ایام میں لندن میں "مکہ" کے نام سے ایک فلم کا اعلان ہوا، جس کو ہندوستانی اخبارات نے بُرا منایا، مولٰنا مصطفٰے خان صاحب نے بحیثیت امام ووکنگ لارڈ چیمبرلین کو خط لکھا، اور ان سے درخواست کی کہ اس فلم کو روک دیا جائے اور لارڈ چیمبرلین نے انہیں ملنے کی دعوت دی، اور بتایا کہ فلم کے اندر "مکہ" یا اسلام کے متعلق کوئی بات نہیں، اس کا نام صرف ایک انگریزی محاورہ کی بناء پر "مکہ" رکھا گیا ہے جیسے کوئی کہے

Lord Curzon has reached his Mecca

مولٰنا مصطفٰے خان صاحب نے اس کے جواب میں انہیں یہ سمجھایا کہ کچھ بھی ہو مکہ کا نام فلم کے اندر تمام مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کرنے کا موجب ہے، اس لئے فلم کا یہ نام بدل دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس نام کو تبدیل کر دیا۔

انہی ایام میں یونیورسل انسائیکلو پیڈیا کا ایک نیا ایڈیشن نکلنا شروع ہوا تو "قرآن" کا مضمون جو کسی پادری نے لکھا تھا، منتظمین نے امام ووکنگ کو رائے استصواب بھیجا، مولٰنا مصطفٰے خان صاحب نے انہیں لکھا کہ مضمون از سرتا پا غلطیوں سے پُر ہے اسکو چھاپنا کسی طرح مناسب نہیں اس پر منتظمین نے اس مضمون کو مسترد کر کے ان سے درخواست کی کہ وہ خود مضمون لکھ کر بھیجدیں، چنانچہ مولٰنا نے ان کی مقرر کردہ گنجائش کے مطابق مضمون لکھا جو بجنسہ مذکورہ بالا انسائیکلو پیڈیا میں چھپ گیا۔ غرض ووکنگ مسلم مشن میں انہوں نے پوری محنت اور دلی محبت کے ساتھ کام کیا، جس کے بعد حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے سر بارہ وہاں تشریف لے جانے پر وہ لاہور واپس آ گئے اور یہاں کچھ عرصہ "لائٹ" کو ایڈٹ کرتے رہے اور اسی زمانہ میں ایک اعلیٰ انگریزی رسالہ "اسلامک ورلڈ" بھی انہوں نے جاری کیا، جو اعلےٰ طبقہ کے علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوا، لیکن حالات کی ناموافقت کی وجہ سے یہ رسالہ زیادہ دیر چل نہ سکا، اور آپ کچھ عرصہ خانہ نشین رہ کر سنہ ۱۹۴۷ء میں راہی عالم بقا ہو گئے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولٰنا مرتضٰی خان صاحب

اس خاندان کی تیسری کڑی مولٰنا مرتضٰی خان صاحب کی ہے جو حال ہی میں ہم سے جدا ہوئی ہے، یہ بزرگ بھی اپنی نیکی و شرافت، حسن اخلاق اور پاکیزگی طبع، قابلیت ذہانت اور خدمات دینیہ میں اپنے والد اور برادر بزرگوار

سے کسی طرح کم نہ تھے۔ ان کی پیدائش ۱۳۰۴ھ میں ہوئی۔ ان کے والد ماجد حضرت مولنا محمد عبد خان صاحب کے روزنامچہ کے یہ الفاظ قابل یادداشت ہیں :-

" دو پسرم مصطفٰے و مرتضٰے۔ عمر مصطفٰے قریب چہار سال است و مرتضٰی ۱۳ ار رمضان المبارک آیندہ کہ قرا ایشروع شود یک سالہ خواہد شد ولادتش سال گذشتہ دریں پٹیالہ بتاریخ ۱۳ ار رمضان المبارک بوقت شب سنہ ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۴ ار ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء قریب دوازدہ ساعت رو داد سلمہما اللہ تعالیٰ و نام تاریخی ...

سنہ ۱۳۰۴ھ کو پیدائش ہوئی اور ۱۴ ار رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۹ھ کی صبح کو پورے ۷۵ سال کی عمر میں آپ نے رحلت فرمائی۔

مولنا مرتضٰی خاں صاحب بی اے پاس کرنے کے بعد ایک عرصہ تک پنجاب کے مختلف مدارس میں بطور ٹیچر کام کرتے رہے۔ مسلم ہائی سکول بد دہلی میں بھی کچھ عرصہ کام کیا جس کے بعد حضرت امیر مرحوم مولنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں لاہور بلا کر اپنے ساتھ بطور پرسنل اسسٹنٹ لگا لیا، اسی دوران میں ریاست مانگرول (کاٹھیاواڑ) سے ایک قابل ٹیچر کی مانگ آئی، حضرت امیر مرحوم کی نظر انتخاب آپ پر پڑی اور آپ مانگرول تشریف لے گئے، جہاں آپ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی تھے اور ریاست کے سکولوں کے انسپکٹر بھی، کئی سال [illegible] آپ نے نواب صاحب اور ان کے صاحبزادگان اور ریاست کے تمام عہدیداروں کے دلوں پر اپنی نیکی اور شرافت اور قابلیت و ذہانت کا سکہ بٹھا دیا۔ نواب صاحب کو احمدیت کے ساتھ خاص انس تھا، اور مولنا مرتضٰی خاں صاحب کا وجود اس انس و محبت کو دو چند کرنے کا موجب ثابت ہوا اسی اثنا میں حضرت مولنا محمد علی صاحب اور حضرت مولنا صدر الدین صاحب بھی نواب صاحب کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے جس سے ریاست میں احمدیت کا بہت چرچا ہونے لگا۔ یہ بات مخالف حلقوں کو کسی طرح نہ بھائی اور انہوں نے والئ ریاست سے کہہ سن کر ایک دیوبندی مولوی کو بطور خطیب جامع مسجد بلا لیا، جس نے آتے ہی احمدیت کے خلاف فتنہ کھڑا کر دیا، اور مولنا مرتضٰی خاں صاحب کیساتھ تحریری بحث مباحثہ کی طرح ڈالی۔ مولوی مذکور اعتراضات کا ایک پلندہ لکھ کر بھیج دیتا اور مولنا مرتضٰی خاں صاحب کو اپنے دفتری فرائض کے علاوہ اس کے جواب میں بہت کچھ لکھنا پڑھتا، ان کے مسکت جوابات سے تنگ آ کر مولوی [illegible] اس کا چارہ نہ دیکھا کہ اپنے پیدا کردہ فتنہ [illegible] والئ ریاست کو ڈرا کر مولنا مرتضٰی خاں صاحب کو رخصت کرنے پر مجبور کر دیا، اور مولنا وہاں سے باعزت سبکدوش ہو کر نکل آئے، لاہور میں آ کر کچھ عرصہ انجمن میں بطور سیکرٹری اور افسر تحصیل کے عہدہ پر کام کرتے رہے سنہ ۱۹۵۴ء میں پیغام صلح کے سہ روزہ ہونے پر راقم الحروف کے ساتھ ایک سال تک بطور مدیر اعلےٰ کام کیا اور اس کے بعد اپنے گھر میں بیٹھ کر تصنیف و تالیف کے کام میں ایسے منہمک ہوئے کہ رات دن اسی میں مستغرق رہے۔ یہاں تک کہ ۱۵ ار مارچ سنہ ۱۹٦۰ء مطابق ۱۴ ار رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۹ھ کو داعی اجل کو لبیک کہکر ہم سے رخصت ہو گئے فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

[illegible]

روحانیت میں ڈوبی ہوئی نظمیں اور نعتیں قارئین پیغام صلح کے لئے ہمیشہ حظ و اثر کا موجب ہوتی رہیں، فارسی و اردو کلام اس قابل ہے کہ اسے کتابی صورت میں شائع کیا جائے کیونکہ اس کے پڑھنے سے دلوں میں ایک عذوبت اور روحانی سرور پیدا ہوتا ہے بالخصوص ان کی دعائیہ نظمیں تو اللہ کے حضور سروں کو جھکانے اور دلوں میں سوز و گداز پیدا کرنے کی موجب ہیں نظموں اور اخباری مضامین کے علاوہ مولنا نے متعدد کتابیں تصنیف کیں، جو افسوس ہے کہ انکی زندگی میں زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں، ان کتب کی تعداد چودہ پندرہ تک پہنچ گئی ہے، جن میں سے چند ایک کے عنوانات حسب ذیل ہیں :-

(۱) بیّنات - جو حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں اور نشانات پر مشتمل ہے۔

(۲) اسلامیات - جس میں بچوں کے لئے نہایت دلآویز پیرایہ میں اسلامی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

(۳) دینی مجالس - اس میں باپ بیٹے اور ماں بیٹی کے مکالمات کی صورت میں علوم دینیہ اور ارکان اسلام پر روشنی ڈالی گئی ہے

(۴) اسلامی حکایات - جس میں بزرگان امت کے چیدہ چیدہ واقعات کہانیوں کی شکل میں لکھے گئے ہیں۔

(۵) لمعات - جس میں حضرت مجدد العصر کی کتابوں میں سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی شان میں چیدہ چیدہ اقتباسات جمع کئے گئے ہیں۔

(٦) عمر فاروق - جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی لکھے گئے ہیں۔

(۷) دی ہولی پرافٹ - حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر ایک انگریزی مقالہ

(۸) انبیائے کرام کے حالات

(۹) کتاب و دینی پر سرسری نظر - جو پیغام صلح میں بالاقساط شائع ہوتی رہی۔ یہ مضامین محترم ڈاکٹر این اے خان صاحب آف رنگون کے ایما پر لکھے گئے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی مسودات موجود ہیں، جن کی طباعت کے لئے کسی صاحب زر کے دست اعانت کی ضرورت ہے، محترم ڈاکٹر این اے خان صاحب نے ان کے چھپوانے کا ارادہ کر رکھا ہے لیکن رما ستے راقم بھجوانے میں بعض رکاوٹیں پیش آ جانے کی وجہ سے اس ارادہ کی تکمیل اب تک نہیں ہو سکی۔ ان کتب کے علاوہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی انگریزی تصنیف "ریلیجن آف اسلام" کا آپ نے نہایت شگفتہ الفاظ میں ترجمہ کیا جس کا ایک حصہ چھپ چکا ہے، اس حصہ کی آپ کے ساتھ نظر ثانی کرنے میں راقم الحروف کا بھی کچھ حصہ رہا ہے، جیسا کہ اس تصویر سے عیاں ہے

[illegible]

کی حالت میں بھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ آپ نے نہیں چھوڑا اور اس دوران میں راقم الحروف کے ساتھ جس الفت و محبت کا برتاؤ اپنی تصانیف اور مقالات سے پیغام صلح کے صفحات کو مزین کرنے میں جو امداد دیتے رہے اس کے شکریہ سے دل لبریز ہے اور آپ کی مفارقت سے دل حزیں کو جو صدمہ ہوا ہے، اسکو بیان کرنے کی طاقت نہیں۔

آہ! یہ وہ لوگ تھے، جنہوں نے حضرت مجدد العصر کو دل کی آنکھوں سے پہچانا، ممالک میں پہلیں اور اپنے دل و دماغ سے اس سلسلہ کی خدمت کرنا اپنا ضروری فرض سمجھا اور ایسے احسن طریق پر اس فرض کو ادا کیا کہ ہر شخص کا دل اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات کو بلند تر کرے اور سلسلہ عالیہ کو ان کے افادات علمی سے مستفید فرمائے۔ آمین ؛

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں اور مہمات دینیہ کی سرانجام دہی میں ہمہ تن مصروف ہیں دعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کی عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے۔

—— جناب شیخ غلام قادر داؤد صاحب کو اللہ تعالےٰ نے نواسہ عطا فرمایا ہے۔ نومولود کی سعادت، نیک بختی اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

—— محترمہ ام داؤد صاحبہ (گیا - انڈیا) کی صاحبزادی قدسیہ عیسٰی کو اللہ تعالےٰ نے پہلی بچی عطا فرمائی ہے، بچی اور زچہ کی صحت و درازئ عمر کے لئے وہ احباب سے دعا کی خواستگار ہیں۔

—— گجرات سے حافظ محمد ادریس صاحب لکھتے ہیں کہ وہ ایک مقدمہ میں ماخوذ ہیں انکی بریت کیلئے دعا کی جائے۔

—— گیا (بھارت) سے جناب ایم اے صمد صاحب ریٹائرڈ سب جج تحریر فرماتے ہیں، کہ ان کی والدہ محترمہ بعمر ۸۰ سال

(باقی بر صفحہ ...)

www.aaiil.org

ایک پیشرو کو خراجِ عقیدت

ڈاکٹر ظفر احمد۔ انگلستان

رنج کی گھڑی آئی گذر بھی گئی
لیکن سلوک یاد احبا کے رہ گئے

موجودہ دَور کی خیرہ کر دینے والی مادی ترقیات اور بدلتے ہوئے ماحول کی رفتار اس بات کی غمازی کر رہی ہے کہ کس سنجیدگی سے عقل انسانی ایک حقیقت مطلق کی جستجو اور زندگی کے معانی پانے کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ لیکن جوں جوں انسان مادی ترقیات کے اس زینے پر چڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی قدر اس کو زندگی کی ناپائداری اور ویرانیوں پر یقین پختہ ہوتا جاتا ہے۔

آج تقریباً نصف صدی ہونے کو آئی ہے۔ جبکہ ہماری جماعت نے اسلام کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہوئے اس صدی کے امام کے ہاتھ پر یہ بیعت کی تھی کہ ہم اپنے عمل سے دنیا پر یہ واضح کر دیں گے کہ زندگی کے متعلق ان مایوس کن خیالات کی صرف ایک ہی وجہ ہے۔ کہ انسان نے اپنے اصل مقصد حیات یعنی روحانی اقدار کے حصول کو پس پشت ڈال کر مادی اغراض کے حصول کو ہی اپنی زندگی کا مطمح نظر بنا لیا ہے۔ جو کہ روحانی اقدار کے حصول کے لئے محض ایک ذریعہ ہیں۔ چنانچہ ہماری جماعت کے اکثر بزرگوں نے اپنی زندگیوں میں اس دعوے کا عملی ثبوت پیش کیا ہے۔ اور انہی بزرگوں کی مثالیں آج بھی اس کی ویرانیوں کے باوجود زندگی کو ہمارے لئے زیادہ عزیز بنا دیتی ہیں۔ مولنا مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم و مغفور بھی انہی بزرگوں میں سے ایک تھے۔ ایک شاعر اور ادیب کی حیثیت سے انہوں نے اپنی تحریرات کے ذریعے اپنی جماعت کو ماضی کی یاد دلا کر حال کو بہتر بنانے کی طرف ہمیشہ توجہ دلائی ہے، اور مستقبل کو درخشاں کرنے کے لئے بحیثیت ایک ماہر نفسیات کے بچوں اور نوجوانوں کو نصیحتیں بھی کی ہیں۔

یہ قانون قدرت ہے کہ اگر کسی قوم یا جماعت کو اس دنیا میں زندہ رہنا ہے اور اپنے مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ تو اس قوم کے بزرگوں کو اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنی چاہیئے اور ان کے اچھے اعمال پر ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ ہماری جماعت کے اکثر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس بات کی شاہد ہیں کہ جب کبھی بھی ہم میں سے کسی ایک نے کوئی تحریر پیغام صلح کے لئے لکھی تو مولنا مرحوم نے پیغام صلح کے ذریعہ اس کو خوب سراہا، اور اگر ممکن ہوتا تو لکھنے والے سے خود ملاقات کرتے اور اس کی تحریر کی اور خود لکھنے والے کی خوب تعریف کرتے اور دعائیں دیتے، خواہ وہ تحریر ایک ادنےٰ ہی قسم کی ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو نوجوان خدمتِ دین کے لئے اپنے جذبہ کا اظہار کرتا، مولنا اس کی خوب حوصلہ افزائی فرماتے۔

ایک ماہر نفسیات ہونے کی حیثیت سے انہوں نے قوم کے بچوں کو اپنی تحریرات کے ذریعے اسلامی طرزِ زندگی پر عمل پیرا ہونے اور اسلامی طرزِ فکر پر سوچنے کی انتہائی کوشش کی ہے۔ اور اسی مقصد کے لئے پیغام صلح میں بچوں کا صفحہ لکھنے کو انہوں نے اپنی زندگی کا قاعدہ بنا لیا تھا۔ اور صرف یہی نہیں انہوں نے اسلام پر بچوں کے لئے نہایت ہی آسان سادہ اور چھوٹی چھوٹی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ جب کبھی بھی ہم اُن سے ملاقات کرتے تو وہ ہم سے اسی بات پر گفتگو کرتے۔ کہ کونسی طرزِ تحریر بچوں کو اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کے لئے سب سے آسان اور دلکش ہوگی۔ واقعی جو طرز انہوں نے بچوں کے لئے اپنی تحریرات میں اختیار کی وہ پسندیدہ ہے۔

مولنا مرحوم کی وفات کی خبر یہاں بھی اتنی درد و کرب سے سنی گئی جتنی کہ پاکستان میں اور مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہونے لگا کہ وہ شخص جو مدت سے گذر جانے والے بزرگوں کو اپنے شاعرانہ حسنِ بیان سے اُن کے روشن پہلوؤں کو اُجاگر کر کے خراجِ عقیدت پیش کیا کرتا تھا۔ اور جس کا منظوم کلام پیغام صلح کے صفحات کی زینت بن کر ہم لوگوں کو محظوظ کرتا تھا۔ آج میرا وہ پیشرو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گیا۔ ہماری بزم کی ایک اور شمع گل ہوگئی۔ ہمارے چمن کا ایک چہکتا ہوا بلبل ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا۔

فانا للہ وانا الیہ راجعون

درخواست دُعا

مری سے چوہدری سلطان علی صاحب لکھتے ہیں کہ مدت زاید از ایک ماہ سے میری اہلیہ بیمار ہے۔ بائیں جانب کمر اور پہلو میں بہت شدت کا درد ہے۔ علاج معالجہ کے لئے مری سے آیا ہوں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

آہ! مولوی مرتضیٰ خان حسن

حضرت مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

دنیا میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خاموش لیکن گرانبہا خدمات سرانجام دیتے رہتے ہیں ہمارے محترم بھائی مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم بھی انہی لوگوں میں سے تھے آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ نہیں بلکہ کل کا کل حصہ اسلام اور سلسلہ کی خدمات میں صرف ہوا۔ اور اس عظیم خدمت کو سرانجام دیتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کی۔

آپ کو حضرت مسیح موعودؑ سے عشق تھا، اور آپ ان احباب میں سے تھے جنہوں نے حضور کے اصل مقام کو خوب اچھی طرح سمجھا ہوا تھا اور علیٰ وجہ البصیرت حضور کی صداقت پر ایمان رکھتے تھے جیسا کہ آپ کی نظموں اور آپ کے مضامین سے عیاں ہے۔ حضرت اقدس کے بعد حضرت امیر مرحوم و مغفور سے بھی آپ کو دلی عقیدت تھی اور ان کی خدمات دینیہ کو بھی نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان کے دل میں حب الانصار من الایمان کے ماتحت سلسلہ کے ہر بزرگ اور خادم دین کے لئے جذبات محبت پائے جاتے تھے اور ہر ایک کی اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے دل سے عزت کرتے تھے۔ آپ نہایت ہی حلیم الطبع۔ خوش خلق اور شیریں زبان تھے اپنے ماتحتوں کے ساتھ بڑی نرمی سے پیش آتے اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو ان پر ان کی غلطی واضح کرنے کے لئے نہایت ہی نرم اور مشفقانہ طرز اختیار کرتے۔ قناعت آپ کا خاص شعار تھا کبھی حرف شکایت آپ کی زبان پر آتے نہیں دیکھا جو ملا اسے صبر و شکر سے قبول کیا

آپ کی نظمیں ایسی ہیں جو نوجوانوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کی شناخت اور حضور سے محبت کا جذبہ پیدا کر سکتی ہیں اس لئے انجمن اگر ان کا مجموعہ کتابی شائع کرے تو سلسلہ کے لئے بڑا مفید ثابت ہو۔ ان کا آخری مضمون بھی اس قابل ہے کہ اسے کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔

مولنا مرتضیٰ خاں صاحب کی وفات سلسلہ کے لئے ایسا نقصان ہے جس کی تلافی بظاہر ناممکن نظر آتی ہے سلسلہ کے بہی خواہ اور خدام ایک ایک کر کے ہم سے رخصت ہوتے جاتے ہیں لیکن ان کے قائم مقام پیدا کرنے کی طرف ابھی تک ہماری توجہ مبذول نہیں ہوئی وہ دن کب آئے گا کہ ہم اس طرف متوجہ ہوں اللہ تعالےٰ ہمارے مرحوم بھائی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہزاروں پیدا کرے۔ آمین۔

www.aaiil.org

5419657

میرے اباجی

طیبہ خانم بنت مرتضیٰ خان حسن

ظلم بردار حق تجھ سا جو اُٹھ جاتا ہے دنیا سے
ملائک نوحہ خوانی کرتے ہیں ابرار روتے ہیں

۲۴ مارچ کی اجنبی صبح نے ہمارے بے حد پیار کرنے والے انتہائی رحم دل، شفیق اور بے نظیر اباجی کو ہم سے یک لخت جدا کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

افسوس صد افسوس! آج گھر بھر ماتم کدہ ہے، ہر شئے بے رنگ ہے ــــ ہر چیز پر خزاں ہے ... ... سب استہام ختم ہیں۔ قلم دوات کاغذ بے کس ہیں ــــ آج ان کا لکھنے والا، ان کا ساتھی اور اصل قدر دان قریب ہی خاموشی، اطمینان کی نیند سو رہا ہے۔

صبح سب سے پہلے جاگنے والا انسان سب سے پہلے جاگ کر بستر بھولے سے سو گیا نہ جاگنے کے لئے چڑیوں کے چہچہوں کو سن کر محظوظ ہونے والا خاموش ہے آہ واقعی خاموش ہے۔ آج اس کی پاکیزہ اور ملائم گفتگو اور دلربا مسکراہٹیں ہمیں "خدا حافظ" کہہ گئیں ــــ صبح کی ہوائیں لمبی لمبی سانسیں لینے کے شوقین انسان دیکھ آج تک

نسیم صبح کیسی سسکیاں بھرتی ہوئی آئی

ذرا ذرا سی معمولی تکلیف اور دکھ دیکھ کر تڑپ اُٹھنے والا اپنی پُر درد دعاؤں دلگداز باتوں، پاکیزہ مسکراہٹ سے آرام پہنچانے والا، ہمارے ہر دکھ میں برابر کا شریک ہماری خوشی کا متمنی اس گھر کا بابرکت وجود اپنے مالک حقیقی کی رضا میں خاموش ہے ــــ ہم بھی اپنے آقا کے جانگسل حکم کے آگے سرنگوں ہیں۔ اس کی رضا سب چیزوں اور تمام خواہشات پر مقدم ہے۔ انسان بے بس ہے۔ کاش ہمارے بس میں ہوتا تو ہم کسی صورت کسی قیمت پر بھی ایسے بے نظیر باپ کو نہ کھوتے ـــ لیکن نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی اک بیش قیمت امانت تھے۔ اور ہمارے پاس اک وقت مقررہ تک کے لئے تھے ــــ ہم نے بالکل اپنا جانا ـــ لیکن اللہ میاں کو اپنی امانت کی بڑی پہچان اور قدر تھی اس نے نہایت خاموشی اور احتیاط سے واپس لے لی اور ہمیں غم عظیم اور صبر عظیم کا پہلا سبق دیا۔

ہمارے دادا جان مرحوم کی اولاد کیلئے دعا

اباجی بتاتے تھے۔ ہمارے دادا (مولٰنا محمد عبید اللہ خان مرحوم) ہمیشہ دعا کیا کرتے کہ اے خدا مجھے اولاد دے تو نیک دے، بد اولاد سے بہتر ہے کہ نہ ہو۔ سو اللہ تعالےٰ نے انہیں دو بیٹے دیئے جو دونوں نیک اور حسن اخلاق کے مالک تھے۔

اباجی کی نیکنامی اور شرافت کے متعلق ہماری دادی جان کی پیشگوئی

ایک دفعہ مولانا ظفر علی خان جو اباجان محترم کے ماموں زاد بھائی تھے کی اہلیہ یعنی ہماری تائی صاحبہ پٹیالہ گئیں، ہماری دادی جان نے فرمایا کہ میرا بچہ مرتضیٰ نہایت ہی سعادت مند اور نیک ہے۔ اس میں پوری میری طبیعت آئی اور باپ کی بھی بڑی طبیعت لی ہے۔ ماں تو خیر ہر بچے سے پیار کرتی ہے۔ مگر میں آنکھیں بند کر کے پوچھتی ہوں اگر میں مر گئی تو بھی مجھے پختہ یقین ہے کہ دنیا میں اس کی بڑی عزت ہوگی اور لوگ اسے یاد کریں گے یہ پیشگوئی واقعی سچ ہوئی۔

ایف ہی میں دربار راجہ پٹیالہ لگا اور آپ کو فسٹ آنے پر سونے کا تمغہ دیا گیا۔ انگریز پرنسپل نے بی اے کا بہترین سرٹیفکیٹ دیا جس میں آپ کے بہترین چال چلن اور ذہانت اور فرمانبرداری کا ذکر ہے۔

پیدائش کے متعلق بشارت

ہماری دادی صاحبہ مرحومہ نے اباجی مرحوم کے پیدا ہونے سے کچھ عرصہ پہلے شب برات کے مہینے میں خواب دیکھا کہ آسمان پر باریک سا چاند نکلا ہے سب لوگ کہتے ہیں رمضان کا چاند ہے۔ یہ سوچتی ہیں شب برات کے مہینے میں رمضان کا چاند کیسا؟ دیکھتے ہی دیکھتے وہ چاند بالکل گول اور پورا ہو جاتا ہے اور ان کی جھولی میں آگرتا ہے۔ یہ حیران ہوتی ہیں۔ کہ چاند اور میری جھولی میں۔ کہ اتنے میں آواز آئی یہ تمہارا چاند ہے ــــ اس بشارت کے بعد تیرھویں روزے اباجی حضور پیدا ہوئے دادی حضور اکثر دعا کیا کرتی تھیں کہ خدا میری اولاد کو نیک کرے۔ اباجی کے متعلق اکثر سب کہتے کہ دیکھنا مقدس مہینے کی طرح یہ بیٹا بھی نیک اور صالح ہوگا ایسا ہی ہوا

بچپن کی پاکیزہ کھیلیں

اباجی کی ماموں زاد بہن جو مولانا ظفر علی خان کی ہمشیرہ ہیں سناتی ہیں کہ بچپن میں آپ کی کھیلیں نہایت پاکیزہ تھیں آپ اکثر کھیل میں اسکول بناتے خود اسکول کے ہیڈ ماسٹر بنتے باقی بچوں کے نام رکھتے۔ بچپن میں بھی طبیعت میں مزاح کا رنگ تھا۔ بچوں کے بڑے مزاحیہ نام رکھتے۔ جنہیں سن کر ہنسی آتی۔ آپ ایک رجسٹر بناتے۔ بچوں کی حاضری لگاتے کاپیوں پر جلد جلد دستخط کر کے بچوں کے حوالے کرتے حساب کے سوال سکھاتے وغیرہ وغیرہ۔ بچپن سے ہی جانوروں اور بعض عزیزوں کے متعلق جن سے بڑا پیار ہوتا نظمیں کہتے تھے۔

ان گنت صفات

میں اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ مجھے سب بہنوں اور بھائیوں سے بڑھکر ان کے قریب رہنے کا موقع ملا۔ اور میں نے ان کے بلند اور پاکیزہ کردار کا بغور اور بصد شوق مطالعہ کیا محترم اباجی (خدا کی ان پر کروڑ کروڑ رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں) بے حساب خوبیوں کے مالک تھے باوجود ہائی بلڈ پریشر، دمہ کی بیماری اور جسمانی کمزوری کے آپ بے انتہا متحمل مزاج انسان تھے۔ آپ نیکی اخلاق اور سچائی کا مجسمہ تھے۔ آپ کی طبیعت میں پاکیزہ مزاح کا رنگ بھی تھا۔ گھر کے ہر چھوٹے بڑے فرد سے آپ انتہائی نرمی، عاجزی اور اخلاق سے پیش آتے۔ گھر پر ہر آنے والے سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے، مختصر اور شستہ گفتگو کرتے ــــ ہر انسان کے احساسات کا پورا پورا احترام کرتے۔ کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے۔ اگر کوئی بات ناپسند بھی ہوتی تو درگذر فرمانے میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ بعض اوقات تو آپ کے صبر و تحمل کو دیکھ کر رشک ہونے لگتا۔ تھوڑے ہی عرصہ کا ذکر ہے آپ نے مجھ سے پینے کے لئے پانی منگوایا پانی پی کر فوراً واپس دینے لگے میں نے واپس لیتے ہوئے کہا اباجی! خدا جانے مجھے آپ کی طبیعت کی کمزوری اور بے چینی کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ اگر میں نے گلاس واپس لینے میں دیر کی تو آپ انتظار کی تاب نہ لا کر فوراً زمین پر پھینک دیں گے۔ آپ نے نہایت عاجزی اور خاکساری کے سے لہجہ میں کہا "نہیں نہیں کبھی نہیں یہ تم نے کیا سوچا"

رقیق القلب انسان

اگر کبھی آپ بچوں کو نصیحت کے طور پر جھڑکتے تو بعد میں کافی دیر بے چین رہتے پھر خود ہی بلا کر پاس بٹھا لیتے اور منہ چومتے پیٹھ تھپکاتے اور پھر چین و سکون سے اپنے کام میں لگ جاتے کسی کی دکھ کی بات سن کر تڑپ اُٹھتے بلکہ صرف سننا بھی برداشت نہ ہوتا اور فرماتے "رہنے دیں تکلیف ہوتی ہے۔

صابر اور شاکر

آپ بڑے صابر اور شاکر انسان تھے جو کچھ اللہ میاں نے آپ کو دیا آپ اس کا بار بار شکر کرتے اور کئی بار کہتے "میں بڑا خوش قسمت انسان

www.aaiil.org

ہوں، تجد پر اللہ میاں کے بڑے فضل ہوئے، آپ کو کبھی کسی قسم کا کبھی احساس کمتری نہیں ہوا۔ ہر حال میں شکر کیا سخت بیماری کی حالت میں بھی کوئی برا کلمہ آپ کی زبان سے نہیں سنا۔

بے نفس انسان

آپ کو اپنے نفس پر عظیم الشان قابو تھا۔ کھانے پینے اور پہننے اور رہنے سہنے میں کبھی آپ نے لالچ یا عیش کا اظہار نہیں کیا۔ سادہ اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر کتنی بار شکرگزار ہوئے۔ سادہ اور دلپذیر کھانا میسر آنے پر اہل خانہ کی بھی بڑی مرتبہ تعریف اور شکریہ ادا کرتے اور بار بار اٹھتے کہ اللہ میاں کا شکر ادا کرتے۔

قناعت پسندی

آپ بڑے ہی شکرگزار قناعت پسند انسان تھے۔ ایک دفعہ میں نے کہا اباجی! خدا نے آپ کو سب کچھ ہی دیا ہے لیکن بافراغت دولت نہیں دی۔ آپ نے بڑے اطمینان اور خوشی سے فرمایا "بس میرے خدا کو یہی منظور تھا کہ میں اس حال میں رہتا"۔ ہزاروں رحمتیں ہوں ایسے انسان پر جسے اپنے مقدر کا کچھ گلہ ہی نہیں۔ آپ کو اپنے کام کا جتنا معاوضہ ملتا آپ رسید کر دینے کے بعد فوراً گھر والوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ میرا اکثر دیکھا کہ جب تک آپ شے نہ لینے چین سے نہ بیٹھتے۔

بچوں سے پیار

آپ ہمیشہ تھوڑی بہت ریزگاری اپنے پاس رکھتے آپ کی نواسی اور نواسے اپنی توتلی زبانوں میں آ کر لگتے آپ انہیں پیار کرتے ان کی گفتگو کا حظ اٹھاتے پھر انہیں تھوڑے تھوڑے پیسے نکال کر دیتے جنہیں خوشی خوشی لیکر بھاگ جاتے، ان پیسوں میں سے آپ دروازہ پر آنے والے ہر فقیر کو بھی دیتے ہمیں بھی تاکید فرماتے کہ کبھی فقیر کو دروازہ سے خالی نہ جانے دو خواہ تھوڑا ہی دو"

بے جا تصرف سے نفرت

آپ کو بے جا تصرف سے سخت نفرت تھی۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے۔

"یاد رکھو فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں"

ناجائز کبھی آپ نے خرچ نہیں کیا اور جائز خرچ کرنے سے کبھی ہاتھ نہیں کھینچا۔ گھر کے اخراجات کا باقاعدہ حساب رکھتے تھے اور دوسروں کو حساب رکھنے کی تلقین فرماتے۔

فرض شناس اور دور اندیش

آپ نے اپنے ہر فرض کو محسوس کیا اور نہایت سرعت اور خدا کی مدد اور اپنے بل بوتے پر بڑے سے بڑا کام نبھایا۔ آپ کی طبیعت میں بلا کا قرینہ اور سلیقہ تھا بڑے ہی دور اندیش انسان تھے۔ ہر کام کے کرنے سے پہلے سوچتے اور پھر اس خوبصورتی اور سلیقہ سے کام نبھاتے کہ عقل حیران رہ جاتی۔ اگرچہ اب آپ گھر کی بیشتر ذمہ داریوں سے فارغ تھے تاہم آپ کو ہر چیز اور ہر بات کا ایک دور اندیش اور سلیقہ مند انسان کا سا فکر ہوتا۔ ہم سب آپ سے کہتے بھی کہ آپ زیادہ فکر نہ کیا کریں لیکن پھر بھی آپ گھر کی بہتری کے لئے کوشاں رہتے۔

ادائے فرض میں ایمانداری اور قابلیت

ریاست مانگرول میں جب آپ انسپکٹر آف سکولز تھے تو وہاں کے نواب صاحب کو کسی نے لکھ بھیجا کہ مرتضیٰ خاں صاحب صرف بی اے ہیں ہم آپکو بی اے بی ٹی آفر دیتے ہیں نواب مانگرول نے لکھا کہ مجھے مرتضیٰ خاں جیسا قابل اور ایماندار انسان نہیں مل سکتا۔

لکھنے پڑھنے کا شوق اور انتھک دماغ

آپ دبلے پتلے جسم کے انسان تھے مگر تو بڑے اعلیٰ اور انتھک دماغ پایا تھا۔ آپ چارپائی پر گاؤ تکیہ لگا کر گھنٹوں ایک ہی نشست میں بیٹھ کر لگاتار لکھتے رہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے آپ ناشتہ کی بھی انتظار نہ کرتے اور صبح سیر کے بعد فوراً قلم دوات کاغذ لیکر بیٹھ جاتے اکثر اوقات ارد گرد بچے کھیلتے اور غل کرتے مگر آپ اپنے کام میں اس قدر محو ہوتے کہ ان کا شور بالکل آپ کے کام میں مخل نہ ہوتا۔ کمزوری اور تھکن کی حالت میں بھی کاغذ قلم دوات قریب رکھتے کچھ دیر ستا لیتے پھر اٹھ کر لکھنا شروع کر دیتے۔ بعض اوقات میری والدہ صاحبہ کہتیں کہ کسی وقت دماغ کو آرام لینے دیا کریں تو کہتے کہ اس طرح تھوڑا بہت لکھنے سے میری طبیعت بہلتی ہے۔ اپنے لکھنے پڑھنے کی چیزیں نہایت حفاظت اور قرینے سے رکھتے۔

اپنی لکھی ہوئی کتابوں سے پیار

آپ کو اپنی لکھی ہوئی کتابوں کے مسودات اور مضامین سے بے حد پیار اور دلچسپی تھی اور ان کی بڑی حفاظت آپ کو منظور رہتی۔ اکثر الماری کھول کر بیٹھ جاتے اور مسودے اچھی طرح ٹھیک کر کے علیحدہ علیحدہ رکھتے اگر ذرا ہی ان کو کوئی ایک مسودہ نظر نہ آتا تو گھبرا جاتے اور پوچھنے لگتے۔ ہم فوراً ہی تلاش کر کے دے دیتے تو اطمینان ہوتا جیسے کسی کو اپنی گمشدہ اولاد کو پا کر اطمینان اور خوشی ہوتی ہے اور سچ ہی تو ہے آپ کی تصنیفات بھی آپ کی دماغی اور روحانی اولاد ہی تو ہیں۔

تیمارداری اور بیمار پرسی

کوئی عزیز بیمار ہو جاتا تو آپ بے چین ہو جاتے خواہ رات کا ہی وقت ہو آپ کھڑے ہو جاتے سر دبانے لگتے بار بار حال پوچھتے دعائیں کرتے۔ کسی واقف، عزیز، پڑوسی کی بیماری کا سنتے تو فوراً پہنچتے اور بیمار پرسی کرتے اور طبیعت کی بحالی کے لئے ایسی باتیں کرتے جن سے طبیعت بہلے۔

گھر کے کاموں میں امداد

آپ اتنی سادہ طبیعت رکھتے تھے کہ گھر کا ہر کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتے اور کسی قسم کی ہتک محسوس نہ کرتے، دوسرے کی تکلیف کا بڑا احساس ہوتا اور اکثر شکرگزار ہوتے ہر اچھے کام کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکتے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کا کام کرنے سے عجب لذت محسوس ہوتی تھی جو اب کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی۔

عبادت میں بے انتہا عاجزی اور رقت

جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے میں نے اپنے اباجی کو نہایت خضوع خشوع سے عبادت کرتے دیکھا ہے۔ آج سے بہت عرصہ پہلے کا ذکر ہے، رات کو سوتے میں اچانک میری آنکھ کھل گئی کیا دیکھتی ہوں کہ قریب ہی چارپائی پر اباجی محترم جانماز بچھائے ایک پُر درد ملائم اور رقت انگیز انداز میں لگاتار دعائیں کئے جا رہے ہیں جب میں نے غور سے آپ کے چہرہ کی طرف دیکھا تو وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور آپ کی اللہ تعالیٰ سے محبت اور تڑپ کا آئینہ دار تھا۔ بیماری کی حالت میں آپ تیمم کر کے نماز ادا کرتے جمعہ کی نماز کے لئے ہر صورت مسجد میں پہنچنے کی کوشش کرتے ہمیں بھی بار بار نماز کی تاکید فرماتے۔ گھر میں کسی کو پڑھتا دیکھ کر "شاباش شاباش" کہتے" پیغام صلح پڑھنے کی تاکید فرماتے کہتے "پڑھا کرو اس میں بڑا علم ہوتا ہے"

حضرت مسیح موعودؑ کے لئے دلی عقیدت

آپ کے دل میں حضرت مسیح موعود کے لئے دلی عقیدت اور تڑپ تھی۔ رنگون کے شیخ الجامعہ کی کتاب "دو نبی" میں امام وقت کی شخصیت کو داغدار کرنے کی جو ناپاک کوشش کی گئی اس کے جواب میں کتاب دو نبی پر سرسری نظر" کے عنوان سے مضامین کا جو سلسلہ آخری دم تک "پیغام صلح" میں لکھا اور جس غیرت و محبت کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے دامن کو ہر ایک دھبوں سے پاک کر کے دکھایا وہ آپ کی عقیدتمندی کا ایک بین ثبوت ہے۔ مرحبا! صد مرحبا!! آپ واقعی "محبوب اسلام" تھے۔ اسی طرح لیکھرام کی ہلاکت اور اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا نقشہ جس خوبی سے آپ نے اپنی نظم میں پیش کیا ہے، صاحب ذوق اور صاحب قلم حضرات اس کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہ نظم خود اپنے لکھنے والے کے ذہن رسا اور طبعی صلاحیت کا پتہ دیتی ہے۔

آپ کی تصنیفات

"کتاب دو نبی پر سرسری نظر" کے علاوہ آپ نے تقریباً تیرہ (۱۳) ضخیم کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے کچھ بچوں کے لئے ہیں جو بے حد مفید ہیں، اور کچھ سلسلہ عالیہ اور دیگر اسلامی موضوعات سے تعلق رکھتی ہیں ان تصانیف میں آپ کا اردو اور فارسی کلام بھی شامل ہے کاش مجھ میں اتنی صلاحیت ہوتی اور لکھنے کا مجھے ایسا ملکہ حاصل ہوتا تو اپنے اباجی کی ان گنت خوبیوں کا شمار کرتی چلی جاتی۔ کاش! میرے یہ بے ربط جملے بے حد شفیق اباجی کی شخصیت کی جھلک دکھا سکیں۔ تمام احمدی قوم سے میری دردمندانہ التجا ہے کہ وہ ہمارے حق میں دعا فرمائیں

www.aaiil.org

کہ اللہ میاں ہمیں اس عزیز جان کی فرقت کا غم برداشت کرنے کی توفیق بخشے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی تا عمر توفیق دے۔ میں بھی سچے دل سے عہد کرتی ہوں اور میری اُن کے ساتھ لامحدود محبت کا یہی تقاضا ہے کہ میں تمام عمر ان باتوں پر عمل کروں گی جو انہیں پسند تھیں میرے میں انہیں کاموں کی تڑپ ہو گی جن کاموں کے لئے اباجی مرحوم کے دل میں تڑپ تھی۔

ہمیں اُن معزز ہستیوں کا دل و جان سے احترام ہے جو اباجی حضور سے عقیدت مند و محبت اور ہمدرد ہیں، ان کے درد بھرے خطوط بذریعہ پیغام صلح اور گھر پر بھی موصول ہوئے ان کی ہمدردی ہمارے لئے باعث تسکین ہے۔ خدا تعالےٰ انہیں اجر عظیم دے۔ میں اللہ تعالیٰ کی شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھے ایسے بلند پایہ انسان کی صحبت اور نزدیکی کا سب بہن بھائیوں سے زیادہ موقع دیا۔ مجھے اس پاکیزہ ہستی کا پیار اور بے شمار دعائیں نصیب ہوئیں اللہ میاں کی رضا پر راضی ہوں کہ بہت رنج و غم بھی میرے حصہ آیا یہ پاک غم میری زندگی ہے مجھے تسکین ہے کہ ان کا کبھی کوئی حکم نہیں ٹالا تھا۔

اباجی کی ہر بات کا مجھے احترام رہا ہے، میں نے انہیں خوشی پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ لیکن پھر بھی مجھے ان کی خدمت کی حسرت رہی ہے کیونکہ مجھ سے اتنی اعلےٰ خدمت نہ ہو سکی جس کے وہ اہل تھے۔ ہم نے سمجھا اور خوش ہوئے کہ شکر ہے اباجی اپنے فرض ادا کر چکے اور اطمینان کے دن آئے اور آپ کی طبیعت میں بھی ہم نے اُمنگ اور زندگی محسوس کی مگر افسوس یہ خیال خام تھا، ہماری خوشیاں ملیا میٹ ہوئیں، اباجی اصل گھر کی طرف چل دیئے۔ اللہ میاں ہی صبر دینے والا ہے اس نے بڑا صبر بھی دیا ہے مگر جب بھی اباجی کا وقت سفر یاد آتا ہے آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں۔ کبھی وہ وقت تھا کہ اباجی کہتے تو آپ فوراً جی بیٹا کہتے ——— آج رخصت سے چند منٹ پہلے اباجی اباجی کی بے تاب آوازیں سن کر بھی اباجی جیسا رقیق القلب انسان خاموش ہے تمام قوتیں اللہ میاں کی امانتیں ہوئیں۔ اور ہم اباجی کی شفقت و رحمت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔

اباجی نے جس سکون سے ہم سب کی طرف دو منٹ تک دیکھا اور پھر ہلکے ہلکے تین چار سانس لئے اور خود بخود اپنی آنکھیں اور دہن مبارک بند کر لیا۔ ایسے رخصت کو دیکھ کر اللہ میاں کی رضا اور اباجی کے نفس مطمئنہ کا پتہ چلتا ہے۔ ہم نے اپنے گنج گرانمایہ کیلئے دیکھا بے پناہ محبت اور شفقت کا سمندر خشک ہوتے دیکھا اپنے صبر و سکون اور خوشیوں اُمنگوں کا قتل دیکھا مگر خاموش رہے کیونکہ خدا کی رضا تھی ——— ہمارے اباجی بڑے نرم دل تھے ہم نہیں چاہتے تھے ان کے کان میں ہماری درد بھری آوازیں جائیں۔ چاہا کہ وہ سکون سے اپنے مالک حقیقی سے جا ملیں۔ خدا تعالےٰ کی صدہا رحمتیں ہوں ان پر اور اللہ تعالےٰ بہشت بریں میں انہیں اعلیٰ مقام دے۔ آمین۔ ان اللہ مع الصابرین۔

بھائی مُرتضیٰ خان حسن

از۔ جناب ح۔ ب۔ صاحبہ

بھائی محمد مرتضےٰ خان حسن بی اے مرحوم میرے حقیقی پھوپھی زاد بھائی تھے۔ دمہ اور برانکائیٹس کی کمزوری کے باوجود نظمیں، مضامین اور کتابیں لکھتے ہیں لیٹے لیٹے بھی مصروف رہنا اُن کا فطری کام تھا۔ قلم دوات اور چارپائی کے پاس تپائی پر ہر وقت موجود رہتے تھے۔ بمصداق ؎

گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے ؎ رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

چنانچہ آخری صبح کو پانچ بجے جب آپ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے تو قلم دوات اور کاغذات وغیرہ اس وقت بھی آپ کی تپائی پر پاس ہی پڑے تھے جو اٹھا کر مچان پر رکھ دیئے گئے۔

بیماری کے دوران میں آپ بار بار آدمی بھیجکر مجھے اکثر بلا لیا کرتے تھے کہ آکر مجھ پر دعائیں پڑھ کر پھونکو۔ اور مجھے اپنی نظمیں لاکر سناؤ۔ میں کہتی تھی کہ اب تو سب کی سب آپ کو سنا دی ہیں"۔ تو فرمانے لگے دوبارہ سنا دو۔ آپ کو اپنی ذاتی نیکی اور بزرگی طبع کی وجہ سے ہر انسان کی صرف خوبیاں ہی نظر آتی تھیں۔ کبھی کسی کی برائی کم ہی نظر آتی۔ وہ لوگوں کی خوبیوں کے بہترین قدر دان اور قدر شناس تھے۔

قرآن کریم اور مذہبی کتب سے دل لگاؤ تھا۔ آپ کی نظم و نثر میں درد و اثر کی فراوانی ہوتی تھی خاص کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نعت بھی لکھتے نہایت پُر اثر پُر درد اور دلی عقیدت کی مظہر ہوتی تھیں۔ بچوں کے لئے جو مذہبی کتب آپ نے لکھی ہیں بہت بلند پایہ اور ضروری ہیں۔ کاش وہ جلد چھپیں اور تمام سکولوں میں لگ جائیں۔ تاکہ صدقہ جاریہ کی طرح ان کا فیض قوم و ملت کے بچوں کو پہنچتا رہے۔

الا! آج ان کا مرثیہ لکھنا پڑا ہے جسے وہ سن بھی نہیں سکتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حمیدہ بیگم

نوحۂ غم

وہ عندلیب جب سے غزلخواں نہیں رہا ؎ شہرِ سخن میں اپنے چراغاں نہیں رہا
سُونی پڑی ہے محفلِ مستی کہ ہائے ہائے ؎ وہ بھائی، صدرِ بزمِ عزیزاں نہیں رہا
وُہ مہرِ مستنیرِ ادب، کانِ علم و فضل ؎ گھر کے اُفق پہ آہ فروزاں نہیں رہا
وہ نرم و دل گدازِ طبیعت نہیں رہی ؎ وہ عزمِ غمگسارئِ خویشاں نہیں رہا
وہ حلم وہ خلوص و مروت کہاں سے لائیں ؎ وہ اُس کی خوبیوں کا چراغاں نہیں رہا

انعامِ حق وہ رحمتِ یزداں چلا گیا
جُز مرگ اُس سے ملنے کا ساماں نہیں رہا

*

سایہ خزاں کا پڑ گیا فصلِ بہار پر ؎ افسردگی کا دَور ہے سرو چنار پر
وہ چل چراغِ بزمِ عزیزاں جو ہی خموش ؎ بے نُور انجمن ہی خزاں ہی بہار پر
جو پھول اسکے دم سے کھلے کشتِ شعر پر ؎ افسوس اب کھلیں گے نہ اس لالہ زار پر
شبنم کے آنسوؤں سے بھر آئی ہی چشمِ گُل ؎ غازہ ہی غم کا چہرۂ گُل کے نکھار پر
روتا ہے ابر اور ہواؤں میں ہی اضطراب ؎ فطرت بھی سوگوار ہی اسکے مزار پر

اس کو جوارِ رحمتِ حق میں ملے جگہ!
یارب کرم ہو اُس دلِ عالی تبار پر

www.aaiil.org

میرا مخلص ترین دوست

چوہدری غلام حیدر خاں برادر مولانا ظفر علی خاں مرحوم

زندگی کے آخری دور میں کہ عمر کی بچاسی منزلیں دیکھتے دیکھتے ہی گذر گئیں ہیں جب کبھی میں اپنی فطری زندہ دلی کے جذبے کے تحت جسے میں خداوند کریم کا سب سے بڑا عطیہ سمجھتا ہوں اپنی ابابیل (سائیکل) پر کرم آباد سے سوار ہو کر مسلم ٹاؤن (لاہور) پہنچ جاتا ہوں تو گھر کے نارمل سکول کی عمارت پر جو کرم آباد سے بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ جلی الفاظ نظر آتے ہیں :-

"کتاب بہترین رفیق ہے اور زمانہ
بہترین استاد"

میں کتاب کی رفاقت اور زمانے کی استادی کا دل سے قائل ہوں - یہ استاد نہایت واضح اور صاف الفاظ میں صحیح مشورہ دیتا ہے - اس کی باتیں خواہ کتنی ہی تلخ ہوں سننی ہی پڑتی ہیں اور خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے اس کی تلخ باتوں کو پلے باندھ لیا اور اس کے مشورے پر عمل کیا - کیونکہ یہ تلخ باتیں حکمت اور صداقت پر مبنی ہوتی ہیں - ایسے بھی لوگ ہیں اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جو زمانے کی صاف، کھری اور تلخ باتوں پر عمل کرنا تو کہیں رہا ان کا سننا بھی گوارا نہیں کرتے - اور اس لئے گوارہ نہیں کرتے کہ وہ اپنی نفس پرستی کو زمانے کی حکمت اور صداقت آمیز باتوں پر مقدم سمجھتے ہیں - انہیں اپنی اس کجروی کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے - اور بہت بری طرح - اس لحاظ سے یہ استاد ہمارا بہترین دوست ہے -

دوستی کے مذکورہ بالا معیار کی بنا پر میں مرتضیٰ خان حسن مرحوم کے متعلق چند باتیں عزیزی دوست محمد صاحب مدیر پیغام صلح کی فرمائش پر سپرد قلم کرتا ہوں - مرحوم نہ صرف میرے پھوپھی زاد بھائی تھے بلکہ سمدھی بھی - لیکن یہ دونوں رشتے میرے نزدیک زیادہ اہمیت نہیں رکھتے - مرحوم سے میرا اصلی اور دیرپا رشتہ یہ تھا کہ وہ میرے مخلص ترین دوست تھے - ہم روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ قریبی سے قریبی رشتہ داروں کے دنیاوی مفاد ایک دوسرے سے متصادم ہوتے ہیں تو ان کے باہمی تعلقات کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ جاتے ہیں - سگے بھائی جو ماں کی گود میں ایک ساتھ پروان چڑھے اور محبت اور پیار کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ رہے برادر کشی پر آمادہ ہو جاتے ہیں -

میں جب کبھی مسلم ٹاؤن ان کے مکان پر پہنچتا تو انہیں اس رنگ میں دیکھتا کہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے کوئی مضمون یا کسی کتاب کا مسودہ تیار کر رہے ہیں - ان کی صحت ایک عرصہ سے اچھی نہ تھی - لیکن ان کی دماغی صحت میں ذرا فرق نہیں آیا - میں جب کبھی جسمانی صحت کے موضوع پر ان سے باتیں کرتا اور انہیں صبح کے وقت سیر کرنے اور لمبے لمبے سانس لینے کا مشورہ دیتا تو مجھے خندہ پیشانی سے اطمینان دلاتے کہ میں بلاناغہ سیر کرتا ہوں - میں مرحوم کی چارپائی پر بیٹھ کر لکھنے کی عادت کا مخالف تھا - انہیں دمے کی شکایت تھی اور اس لئے ڈاکٹر یا حکیم نہ ہونے کے باوجود میں نے اپنے تجربے کی بنا پر انہیں یہ مشورہ دینا ضروری سمجھا کہ آپ کرسی پر بیٹھ کر میز پر لکھنے کا کام کیا کریں اور بیٹھتے وقت اپنی کمر کو سیدھا رکھیں تاکہ پھیپھڑوں پر بار نہ پڑے اور تنفس کا عمل جاری رہے - انہوں نے میرے اس مشورے پر عمل کیا - لیکن چونکہ وہ صحن میں بیٹھنے کے عادی تھے اس لئے انہوں نے پھر چارپائی سے رشتہ جوڑ لیا -

مضمون لکھتے وقت مرحوم خواہ کیسے ہی منہمک ہوتے لیکن جب کوئی دوست یا رشتہ دار ان کے پاس ملاقات کے لئے پہنچتا تو وہ اسی وقت کام چھوڑ دیتے اور پوری توجہ اور خندہ پیشانی سے اس کی باتیں سنتے - ان کی زندہ دلی اور شگفتہ مزاجی کی یہ کیفیت تھی کہ میں نے کبھی انہیں غصے کی حالت میں نہ دیکھا اور نہ ان کی زبان سے ناشائستہ الفاظ سنے - بچوں سے انہیں فطری محبت تھی - وہ انہیں اپنے پاس بٹھاتے اور ان سے پیار کرتے عزیزی فاروق علی خاں (میرے بیٹے) کے بچے بھی جو ان کے نواسے ہیں ان سے ایسے مانوس تھے کہ چارپائی پر چڑھ کر ان سے چمٹ جاتے -

گو مرحوم کی جسمانی صحت قابل اطمینان نہ تھی لیکن یہ بات میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھی کہ ان کی زندگی کا چراغ اس قدر جلد گل ہو جائے گا اور وہ اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جائیں گے - اس لئے جب ۱۷ مارچ بروز پیر میں دارالفرقان (بیگم پورہ) سے عزیزی منصور علی خاں کے مکان پر پہنچا اور انہوں نے مجھے یہ خبر سنائی کہ مرتضیٰ خان صاحب صبح کے پانچ بجے انتقال کر گئے تو چند لمحوں کے لئے مجھ پر سکتہ کی سی کیفیت طاری رہی، کیونکہ انتقال سے ایک ہفتہ پہلے میں جب مسلم ٹاؤن پہنچا تو ان سے دیر تک باتیں ہوتی رہیں - برادر اکبر مولانا ظفر علی خاں صاحب اور عزیزی اختر علی خاں کے انتقال کے بعد مرحوم کی دائمی فرقت کا صدمہ ایک ایسا صدمہ اور المناک حادثہ ہے جس کا نقش مرتے دم تک قائم رہے گا -

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

خدا کے نیک اور پاک باطن بندوں کو مرا ہوا نہیں سمجھنا چاہیئے - وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں لیکن وہ اپنے نیک اعمال کی بدولت ہمیشہ زندہ رہتے ہیں ٭

مسیح دوران کی فوج کا ایک جانباز سپاہی

سید تصدق حسین قادری بغداد

برادر محترم مولانا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

پیغام صلح بابت جریدہ ۱۵ رمارچ دو پر جسوں ملا جس میں دل کو ہلا دینے والی غمناک خبر کہ مسیح دوران کی فوج کا ایک جانباز سپاہی مجدد وقت کے روحانی فرزند امیر مرحوم مولانا محمد علیؒ کا وفادار ساتھی خدمت اسلام کے کاموں میں آپ کا ایک اور مخلص و بے لوث شریک کار چمن احمدیت کا چہچہاتا ہوا بلبل خوش گلو مولانا مرتضیٰ خان حسن ماہ رمضان المبارک کے وسط میں اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے

انا للہ وانا الیہ راجعون -

آہ! اس مقرب بارگاہ الٰہی مرد مجاہد کو عین شدید ضرورت کے وقت قدرت نے ہم سے چھین لیا یہ سلسلہ کو اس مرد حق پرست پیکر صداقت کی آج ہر ایک پہلو سے اشد ترین ضرورت تھی نہ معلوم مالک حقیقی عالم الغیب کو کیا منظور ہے -

مومن کبھی اللہ کا شکوہ نہیں کرتے
تسلیم و رضا شیوہ ارباب وفا ہے

برادر محترم آپ کے پر درد اداریہ نے اس مجسمہ حق و صداقت کی حیات والیہ کے تمام پہلوؤں کو جس خوبصورتی اور حسن بیانی سے واضح اور روشن کیا اور رفاقت کا کما حقہ ادا کرتے ہوئے جزاء الاحسان الا الاحسان کا ثبوت دیا - اس کی جزا اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے - خدا کرے آپ کا یہ اداریہ ہمارے نوجوانوں کے لئے مشعل راہ بنے اور ان کی زندگیوں کی کایا پلٹ دے - … سلسلہ کی تقویت کا اور استحکام کا باعث ہوں -

خاکسار سے مرحوم ومغفور کا ۱۹۲۷ء سے غائبانہ تعارف رہا اکثر بذریعہ خط وکتابت نصف ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوتا رہا - نیم شبی دعاؤں میں تو اس مرد خدا نے ہمیشہ یاد رکھا - آہ لیکن "اب دعا ئے نیم شبی میں کس کو میں یاد آؤں گا"

ہزار ہزار رحمتیں اس روح پُرفتوح پر نازل ہوں، یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کے ارشاد ربانی سے نوازا جائے - امین

اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

مرحوم کے لواحقین کو میری جانب سے قلبی ہمدردی کا اظہار فرماویں - والسلام - خاکسار سید تصدق حسین القادری "

جانیوالے کی یادیں

تین سال ادھر کی بات ہے "ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور" کی عملی سرگرمیاں سرد پڑ چکی تھیں۔ اس لئے چند نوجوانوں نے مل کر اس تنظیم کو چلانے کا اہتمام کیا اور نوجوانوں کو اس کے مقصد سے آگاہ کرنے اور انہیں باقاعدہ طور پر حصہ لینے کی ترغیب و تحریص دلانی شروع کی اس سلسلہ میں ایک دوپہر پروگرام کے مطابق ایک وفد مسلم ٹاؤن پہنچا اور کنوینر کی حیثیت سے مجھے بھی ساتھ جانے کا موقع ملا۔ یہاں سے فارغ ہوئے تو میں نے ایک رفیق کار سے حضرت مولانا مرتضیٰ خاں حسن سے ملنے کی ۔ ۔ ۔ خواہش ظاہر کی۔ میرے پیش نظر مولنٰا کے پاس جانے کا مقصد محض ان کی زیارت تھی۔ اس وقت نہ تو میں علم کے موتی رولنا چاہتا تھا اور نہ ہی دینی مسائل پر گفتگو کرنے کا اشتیاق رکھتا تھا —— لیکن ہاں، میں آپ کو یہ بتانا تو بھول ہی گیا، کہ اس سے پہلے مولنٰا سے ملنے کا مجھے کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ یوں تو ان کے متعلق ابا جان نے کئی مرتبہ سنایا، اس لئے کہ وہ انہیں قریب سے جانتے ہیں، احباب جماعت سے بھی ان کے بارے بعض وقت گفتگو ہوئی اور دوستوں سے بھی ان کا ذکر خیر رہتا مگر ان سے ملاقات اب تک نہ ہو سکی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں تو ۔ ۔ ۔ رہتا اور کچھ ہی دن پہلے تبلیغی کلاس میں داخل ہوا تھا۔ جہاں تک ان کی تحریروں کا تعلق ہے۔ وہ تو میں اس زمانے سے پڑھتا آ رہا تھا جب سے میں نے پڑھنا لکھنا سیکھا اور پیغام صلح دیکھتا تھا، اس وجہ سے ان کی تحریروں سے دلچسپی اور ان کے اسم گرامی کا احترام دل میں بہت تھا۔ ان سے دو تین دفعہ مراسلت بھی ہوئی لیکن ان سب باتوں کے باوجود بالمشافہ ملاقات اب تک نصیب نہ ہوئی تھی۔

چونکہ مولنٰا آخری سالوں میں مختلف عوارض میں مبتلا ہو گئے تھے۔ صحت اچھی نہیں رہتی تھی اس وجہ سے احمدیہ بلڈنگس کم ہی آنے جاتے اکثر اپنی قیام گاہ واقعہ مسلم ٹاؤن میں ہی تصنیف و تالیف اور تراجم کا کام کرتے رہتے تھے۔ ہمارا وفد مسلم ٹاؤن مسجد میں جا کر ٹھہرا تھا میرے دوست کے کہنے کے مطابق مولنٰا کی قیامگاہ وہاں سے زیادہ دُور نہ تھی چنانچہ ہم دونوں چل پڑے چلتے ہوئے مولنٰا کے حلیہ کے بارے میں، طرح طرح کی باتیں سوچ رہا تھا۔ ان کے "مولنٰا" ہونے کی وجہ سے میرا قطعی خیال تھا کہ ان کی وضع قطع مولویوں کی سی ہوگی، اور باتیں قرأت کے انداز میں کرتے ہوں گے۔ چونکہ مولنٰا کے ساتھ ساتھ "خان" بھی تھے۔ اس لئے میں اُن کی جسمانی مضبوطی اور اچھے خاصے قد و قامت کا ذہنی طور پر قائل ہو گیا تھا۔ اور پھر میں حضرت مولنٰا نورالدین (رح)، حضرت خواجہ کمال الدین، اور مولنٰا محمد علی مرحوم و مغفور کی تصاویر تو دیکھ ہی چکا تھا۔ اس تصور سے مولنٰا کے متعلق یہ خیال اور بھی پختہ ہو گیا تھا۔ میں یہی کچھ سوچ رہا تھا کہ میرا ساتھی چلتے چلتے ٹھہر گیا اور ایک مکان پر دستک دی۔

کون صاحب ہیں؟ —— ؟ "اندر آ جائیے ——!" اندر سے آواز آئی۔

جونہی ہم دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئے تو میں ایک لمحہ کے لئے گھبرا سا گیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ ہم بھول کر کسی اور مکان میں گھس پڑے ہیں کیونکہ اس وقت جو صاحب کمرے میں کرسی پر بیٹھے مصروف مطالعہ تھے وہ میرے تصور سے کم ہی ملتے جلتے تھے۔ ان کی ڈاڑھی تو تھی مگر لمبی لمبی نہ تھی۔ قد و قامت میں بھی بڑے مختصر سے تھے۔ آنکھوں پر سفید شیشے کی عینک چہرے پر جھریاں۔ چوڑی پیشانی پر لمبی لمبی اُفقی سلوٹیں، چھوٹے چھوٹے پریشان بال جن کی سفیدی بڑھاپے کی جوانی کی غمازی کر رہی تھی —— یہ تھے مولانا مرتضیٰ خاں حسن۔ ان کا یہ سراپا میں نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا تھا اس وقت وہ سفید قمیص پر بادامی اچکن اور کھلے پائنچے کا سفید پاجامہ پہنے تھے۔

مولنٰا میرے ساتھی کو تو اچھی طرح جانتے تھے مگر میں ان کے لئے بالکل نیا تھا۔ پیشتر اس کے کہ میرا ساتھی میرا تعارف کرواتا یا وہ خود ہی میرا نام یا ہمارے آنے کا سبب دریافت کرتے میں نے جلدی سے اپنا تعارف کروایا۔ تھوڑی دیر کے لئے وہ میرے چہرے کو بغور پڑھتے رہے۔ اور بولے،

"اچھا تو آپ سوز صاحب ہیں ——؟ سوز کے بغیر ساز کس کام کا ——؟ تب جانیں کہ آپ بھی اپنی زندگی کے ساز میں سوز پیدا کر دیں —— اور سنائیے۔"

بھلا میں کیا سناتا ——؟ میں تو خود سننے آیا تھا۔ میری اُن سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ نہ اُن سے بے تکلفی سے بول سکتا تھا اور نہ قہقہہ مار کر ہنس سکتا تھا، لہذا ہوا یہ کہ میں عقیدت و احترام کے ساتھ سامنے کرسی پر یوں بیٹھ گیا جیسے کسی نے زبردستی پکڑ کر بٹھا دیا ہو اور اب وہی آکر اٹھائے گا۔ مولنٰا اس دوران میں برابر باتیں کرتے رہے۔ میں کبھی تو اثبات میں سر ہلا دیتا اور کبھی "جی" پر ہی اکتفا کرتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وقت میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سر کب ہلانا ہے اور "جی" کب کہنا ہے۔ میں نے جوں توں کر کے، جس طرح بن پڑا وہ وقت گذارا اور اجازت کے بعد ہم چل نکلے۔

اس کے بعد دفتر میں اُن سے ملنے کا دو تین ۔ ۔ ۔

—— انہی دنوں کا ذکر ہے ایک صبح میں قرآن کریم کا درس لینے کے بعد اپنے کمرے میں آیا ہی تھا کہ مولنٰا تشریف لے آئے۔ اس دن ان کی آمد خلاف توقع تھی۔ میرے کمرے میں بیٹھنے کو صرف چارپائی ہی تھی، ساتھ والے کمرے سے کرسی لانے کو ہی تھا کہ انہوں نے روک دیا اور چارپائی پر بیٹھ گئے۔

"آپ بھی بیٹھ جائیے" انہوں نے کہا

"قبلہ —— ! میں آپ کے سامنے کھڑے رہنے میں ہی اپنی سعادت سمجھتا ہوں"

"نہیں —— کوئی مضائقہ نہیں۔ بڑی تو اللہ کی ذات ہے اور پھر جاہ و حشمت کا خیال تو بڑا ہی پوچ خیال ہے خداوند تعالےٰ کے دربار میں تم ہم سب برابر ہیں علم بڑی نعمت ہے برخوردار —— پھر میری زندگی تو اکثر چارپائی پر ہی گذری ہے —— سو کر بھی اور لکھ کر بھی میں نے میز کرسیوں کو کبھی اتنی زیادہ اہمیت نہیں دی۔"

اور میں پائنتی پر سکڑ کر بیٹھ گیا۔

"آپ کا یہاں قدم رنجہ فرمانا میرے لئے باعث فخر ہے۔ فرمائیے میں کونسی خدمت کے لائق ہوں ——؟" میں نے پوچھا

"میں آپ سے بہت خوش ہوں برخوردار —— مجھے کچھ دیر یہاں بیٹھنے دیجئے —— اور ہاں آپ کچھ لکھا بھی کریں ہماری جماعت میں لکھنے والوں کی بہت کمی ہے۔"

اس دن دفتر بند تھا۔ جناب مولنٰا دوست محمد صاحب بھی گھر پر نہ تھے۔ انہیں ان کی انتظار تھی اور وقت کٹی کے لئے وہ میرے پاس آ گئے تھے۔ ان کے پاس کاغذوں کا پلندا اور "ریلیجن آف اسلام" والی کتاب تھی۔ کچھ دیر کتاب کی ورق گردانی کرنے کے بعد لکھنا شروع کر دیا۔ وہ اس کتاب کا اُردو ترجمہ کر رہے تھے اُن کا ہاتھ بڑی سرعت سے چل رہا تھا۔ بیٹھے بیٹھے انہوں نے کئی صفحے سیاہ کر ڈالے۔ میں نے دیکھا کہ انکو ترجمہ کرنے کے لئے بہت ہی کم سوچنا پڑتا اور لفظی اور معنوی کانٹ چھانٹ بھی کم ہی کرتے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد ان کی کھانسی اُکھڑ جاتی تھی لیکن ان کا قلم برابر رینگتا رہتا تھا ایک دفعہ تو کھانستے کھانستے اُن کا دم اُکھڑنے لگا اور چہرہ سرخ ہو گیا۔ ان کو ایسے کھانستے میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اس لئے ان کی بدحالی دیکھ کر میں خود پریشان سا ہو گیا۔ لکھتے لکھتے رُک گئے اور میری

طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔

"مولانا صاحب! کھانسنا اچھا نہیں۔ یہ سمجھتے ہوئے بھی میں کھانس رہا ہوں۔ مجھے معذور سمجھئے میں اپنی مرضی سے قطعی نہیں کھانس رہا۔ بعض اوقات دمہ کی شکایت ہو جایا کرتی ہے۔ اس سے مجھے ہی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ پاس بیٹھنے والوں کو بھی کوفت ہوتی ہے۔ اس وقت تمہیں بھی ضرور ہوتی ہوگی۔"

"نہیں نہیں جناب! آپ کہتے رہیئے۔ مجھے کوئی کوفت نہیں ہو رہی"

مولانا ہنس پڑے اور جب مجھے اپنے بے تکے پن کا احساس ہوا تو شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

اپریشن کے سلسلہ میں انہیں ایک ڈیڑھ ماہ تک ہسپتال میں بھی رہنا پڑا تھا۔ میں بھی ان کی عیادت کو چلا جاتا وہ بستر پر لیٹے رہتے اور اخبار وغیرہ پڑھوا کر سنتے رہتے۔ ہسپتال کی مریضانہ زندگی میں بھی انہوں نے اپنے مسودے خود پڑھے اور ان میں ضروری ترمیم و تنسیخ بھی کرتے رہتے۔

جب وہ ہسپتال سے گھر چلے گئے تھے تو میں خود ہی ہفتہ عشرہ کے بعد سلام کے لئے ان سے ملنے چلا جاتا۔ اس طرح مجھے مولانا کو اور قریب سے دیکھنے اور سننے کا موقعہ ملا۔ میں جب بھی جاتا وہ یا تو کچھ پڑھ رہے ہوتے یا لکھ رہے ہوتے۔ پڑھنا لکھنا اور لکھنا پڑھنا ــــ بس یہی ان کا مشغلہ تھا۔ اگرچہ وہ ذیابیطس، دمہ اور دیگر مختلف عوارض میں مبتلا تھے لیکن انہوں نے کبھی اپنے آپ کو مریض نہیں سمجھا، ضعیف العمری اور جسمانی کمزوری سے انہوں نے شکست نہیں کھائی اور زبردست قوت ارادی کے باعث قلم نہ چھوڑا بلکہ ایک مستعد، صحت مند اور ہوشیار پہلوان کی طرح تصنیف و تالیف اور ترجمے کے کام میں لگے رہتے۔ گھنٹوں لکھتے رہتے۔ زندگی کے آخری ایام میں تو اس معمول میں بلا کی تیزی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ زندگی بھر لکھتے ہی رہے۔ انہوں نے ننھے بچوں کے لئے لکھا، مردوں عورتوں کے لئے لکھا۔ اپنوں اور بیگانوں کے لئے لکھا۔ اسلام اور احمدیت کے لئے لکھا۔ غرضیکہ مذہب و ملت کے اس شہزادے نے سب کے لئے لکھا اور بہت کچھ لکھا۔ ان کی تحریروں سے پیغام صلح کی فائلیں بھری پڑی ہیں۔ وہ ادیب بھی تھے اور شاعر بھی۔ ان کی نثر میں شعریت تھی اور نظم میں شہد کی شیرینی۔ غم و الم کے وقت ان کے قلم کا [illegible] جاگ اٹھتا اور خوشی و مسرت کے وقت پھول برساتا۔ وہ اپنوں کے لئے رشد و ہدایت کے موتی بکھیرتے اور غیروں کے لئے براہین اور دلائل کی صفیں آراستہ کر دیتے۔ تادم آخر مولانا لکھتے ہی رہے، اور اپنے دم سے قلم کو زندگی بخشتے گئے۔

مولانا خالص مذہبی آدمی تھے، ان کے دل و دماغ اور ذوق و شوق میں مذہبیت رچی ہوئی تھی، موضوع سخن کوئی بھی ہوتا وہ اس میں مذہبی فضا پیدا کر دیتے۔ ان کا [illegible] سلیم نظر عارفانہ اور ذوق بڑا پختہ تھا۔ ہر چند وہ مذہب ایسے خشک موضوع پر بول رہے ہوتے مگر ایسا معلوم ہوتا کہ کانوں میں رس گھول رہے ہیں۔ میں نے اپنی غیر متواتر ملاقاتوں میں ان سے بہت کچھ سنا گفتگو کا موضوع جو بھی ہو میں نے دیکھا کہ مولانا اس روانی سے بولتے کہ سننے والا منہ دیکھتا رہ جاتا۔ ان کی گفتگو کے لئے موضوع کی پابندی نہیں ہوتی تھی بلکہ موضوعات ان کے پابند ہوتے تھے۔ ان کا مذہبیات کا مطالعہ بہت وسیع تھا حقیقت یہ تھی کہ مولانا ایک چلتے پھرتے انسائیکلوپیڈیا تھے، جن کے اوراق میں مذہبیات کی پوری تاریخ قلمبند تھی۔

مولانا کی تنقید بڑی کھری اور راست ہوتی تھی اور ان کا طنز بھی دھیما اور پیارا تھا۔ اس کھرے پن اور دھیمے پن کی وجہ ان کی اپنی ذات تھی۔ ان کے لہجہ تک میں کھرا پن اور دھیما پن تھا۔ دراصل وہ راست گوئی اور راست بازی کے قائل تھے۔ وہ پانی کو پانی اور دودھ کو دودھ ہی کہتے۔ انہوں نے محض عقیدت کی بنا پر نہ کسی کی جھوٹی تعریف کی اور نہ کسی عداوت کی بنا پر کسی کی کھری بات کو جھٹلایا۔ ان کی نظر جس قدر عارفانہ تھی اتنی ہی گہری اور محتاط بھی، یہ قرینہ ان کی تحریر و تقریر میں ہمیشہ برقرار رہا۔ چنانچہ وہ تنقید بھی کرتے تو بڑی کھری، صلح کن اور عارفانہ طنز کرتے تو بڑا دھیما، پیارا پیارا، نرم نرم اور صداقت مآب۔ یہ خصوصیات ان کی نئی تصنیف "کتاب دو دینی پر ایک سرسری نظر" میں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔

مولانا بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی گوناگون خصوصیات نے مجھے ہی نہیں بلکہ بہتوں کو ان کی خوبیوں کا قائل کر دیا تھا وہ صلح کن مصنف بھی تھے اور عالم باعمل بھی۔ عالم دین اور اہل قلم کی حیثیت سے تو انہیں میں بہت پہلے سے جانتا تھا لیکن مختصر سی غیر متواتر ملاقاتوں اور دو تین واقعات سے میں نے یہ بھی جان لیا کہ مولانا درویش صفت، سادہ طبیعت، بے ضرر اور ملنسار انسان ہیں اور جیسے ان کی تحریر حسین اور دلکش ہے ویسا ہی ان کا دل بھی حسین ہے۔

مولانا کی موت ان کے اہل و عیال، عزیز و اقارب کے لئے ہی رنج و غم کا باعث نہیں ہے، بلکہ ان کا غم سب کا اور ہر قوم کی قوم کا مشترکہ غم ہے۔ ہم سب اس میں برابر کے شریک ہیں۔ مولانا اسلام اور احمدیت کے ان خدام اور عاشقوں میں سے تھے جو اپنے تفکرات تخلیقات اور صلاحیتوں سے مذہب و ملت کی خدمت کرتے ہیں اور آخری دم تک اپنا کام مستعدی کے ساتھ کئے جاتے ہیں جو اپنی جان، جان آفریں کے حوالے کرتے وقت بالکل مطمئن و مسرور ہوتے ہیں۔ افسوس کیسے کیسے لوگ تھے جو اٹھتے چلے جا رہے ہیں۔ اور قحط الرجال کا یہ عالم ہے کہ نئی پود میں تو شاذ کبھی بھی ایسی جامع شخصیت دکھائی نہ دے۔ آیئے ہم سبھی دعا کریں کہ:-

● اے رب قدیر! مرحوم کی لحد کو اپنے نور سے منور اور تاحد نظر فراخ کر دے انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، اور اپنے بہترین فضلوں اور انعامات سے وافر حصہ عطا فرما۔

● اے غفور و رحیم! ہم مرنے والے کی دینی خدمتوں کا حقیر معاوضہ بھی پیش کرنے کے قابل نہیں۔ تاہم مغفرت اور بخشش کی دعا کے طور پر جو کم مایہ آنسو تیری نذر ہیں انہیں قبول فرما اور مرحوم کو بلند سے بلند مراتب عطا فرما۔

● اے رحیم و کریم! تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں لیکن ہماری کم مائیگی اس سے بھی کہیں بڑھکر ہے یہ تیرا ہی فضل و کرم ہے کہ تو ایسے نحیف و نزار لوگوں سے خدمت دین کا کام لیتا آیا ہے اور لیتا رہے گا۔ تیری رحمت ہمیشہ ہمیشہ جاری رہنے والی ہے۔

اے رب قدیر! قوم کو ایسے ایسے نفوس عطا فرما جو کشت ملت کی آبیاری کریں، جن کا شیوہ قوم کی دستگیری ہو جو اپنے فکر سے تاریک دماغوں کو منور کر دیں اور جو اپنے علم سے حکمت و معرفت کے موتی بکھیر دیں۔

آمین یا ارحم الراحمین۔

حاضر مرا سر ہے

(حسن)

مضطر ہے بہت دل مرا بے تاب جگر ہے
غم انکے بچھڑنے کا مجھے شام و سحر ہے

ناراض اگر اہل جہاں ہیں تو بلا سے
مجھ کو تو فقط اس کی رضا مد نظر ہے

کیا راز ہے ہم دیر نشینوں کا خدا سے
صوفی کو ہے معلوم نہ ملا کو خبر ہے

کھل جائے در لطف خدا جس سے وہ کیا ہے
اک نالۂ شبگیر ہے اک آہ سحر ہے

دشمن کے ڈرانے سے میں ڈرتا نہیں ہرگز
ڈر ہے تو فقط ایک خدا کا مجھے ڈر ہے

سو جان سے ہیں ملت احمد پہ فدا ہوں
اس راہ میں کٹ جانے کو حاضر مرا سر ہے

www.aaiil.org

ایک جانباز کی موت

فخرالدین صاحب راولپنڈی

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

موت کے اُن قانون کے واضع نے اپنے نہ بدلنے والے کلام میں فرمایا ہے کہ اپنے مولیٰ حقیقی کی راہ میں جان نثار کرنے والے مجاہدین مرتے نہیں بلکہ ایک نئی اور مستقل زندگی پاتے ہیں۔ بلاشبہ مولانا مرتضےٰ خان حسن مرحوم ان عباد الرحمٰن میں سے تھے جن کی عبادت۔ خدمتِ دین۔ ایثار۔ جینا اور مرنا اللہ کی رضا کے حصول کے لئے ہوتا ہے۔ ایثار اور عمل کے یہ مجسمے۔ چلتے پھرتے۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ کھڑے اور لیٹے۔ سفر و حضر۔ عسر و یسر میں اپنے رب کو یاد کرتے رہتے ہیں اور دوسروں کو اس کی یاد دلاتے رہتے ہیں۔ جب وہ کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں تو ان کے سستانے کے لئے موت ایک بہانہ بنتی ہے اور وہ تازہ دم ہو کر ذکر و فکر الٰہی میں لگ جاتے ہیں۔

موت درماندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں گے دم لیکر

ان مجاہدین کے لئے نہ صرف اپنے رب کے ہاں اجر غیر منقطع ہوتا ہے بلکہ ان کے باقیات الصالحات صدقہ جاریہ کا حکم رکھتے ہیں اور ان کے اعمال حسنہ انہیں بقائے دوام کا وارث ٹھہراتے ہیں ان کے کارنامے قوم کی تاریخ میں اوراقِ زریں بن کر ہمیشہ روشن رہتے ہیں۔ اور قوم کو درسِ حیات دیتے ہیں۔

اولاد سز کا بیہ

جیسا کہ احبابِ سلسلہ کو علم ہے محترم جناب حسن مرحوم، خانصاحب مولانا محمد عبداللہ خاں مرحوم و مغفور کے صاحبزادے تھے۔ خانصاحب مہندر کالج پٹیالہ میں عربی کے پروفیسر تھے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے خدام میں سے تھے۔ ملازمت سے سبکدوش ہو کر آپ لاہور میں اقامت گزین ہوئے اور دائرۃ المعارف کے مہتمم کی حیثیت سے گرانقدر علمی خدمات سرانجام دیں آپ نے آنحضرت صلعم کے فرمودہ ۳۴ تیس خطبات کا مجموعہ ۱۳۴۳ ہجری میں چھپوایا تھا جس کا نام "خطبات نبویؐ" ہے۔ اس تالیف میں آپ نے آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ ایک اچھوتے رنگ میں پیش کی ہے۔ اسی کتاب کے خاتمہ پر آپ کی یہ مشہور نعت درج ہے:-

محمد باغِ عالم را بہارے
بہار اندر بہار اندر بہارے
گرامی گوہر اولاد آدم
کمالِ آدمیت را مدارے
نجابت ها تزاد گوہر او
شرافت را بذاتش افتخارے
ز فیضش ملگی سیراب گشتہ
منور شد تو ہے سر دیارے
چہ خوش تر دین و آئین و از زیب
کہ زو شد دین و دنیا استوارے
علمبردار توحید خدا وند
برآورده ز غیر اللہ دمارے
ز چین و ہند تا اقصائے مغرب
غلامانش قطار اندر قطارے
بخطِ انقیادش سر نہادہ
ہمہ از جان و دل بر تنے نثارے
سلامُ اللہ علیہ کلَّ آنٍ
بر آلش ہم بر اصحابش کبارے

یہ تالیف بہت مقبول ہوئی جیسا کہ دیباچہ طبع ثانی میں خان صاحب مرحوم نے لکھا ہے:-

"بحمد اللہ کہ کتاب "خطبات نبویؐ" اس قدر مقبول مطبوع عام ہوئی کہ پہلا ایڈیشن جو ایک ہزار کی تعداد میں چھپوایا گیا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اور برادران اسلام کی فرمائشوں کو مدنظر رکھتے ہوئے طبع ثانی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ میں بطور تحدیث نعمت یہ بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ملک کے معزز اخبارات مثلاً زمیندار، اور ذی فہم اصحاب نے میری ان ناچیز مساعی کو بنظر استحسان دیکھ کر کتاب کے متعلق بہت عمدہ آراء کا اظہار فرمایا ہے ...."

خانصاحب مرحوم کے دو نو صاحبزادگان یعنی محترم مولانا مصطفےٰ خاں صاحب بی اے مرحوم اور مولانا مرتضےٰ خان صاحب مرحوم بھی آپ کے رنگ میں رنگین تھے۔ ان دونوں بزرگوں نے علم پدر نہایت خوبی سے سیکھا اور زمانے کو سکھاتے رہے۔ باوجودیکہ ان ہر دو بزرگوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی اور اس زمانے میں جب وہ فارغ التحصیل ہوئے تھے ان کو اعلےٰ سرکاری ملازمت کا مل جانا چنداں مشکل نہ تھا۔ مگر انہوں نے خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ مولانا مصطفےٰ خاں صاحب مرحوم ووکنگ مسلم مشن۔ اور ادارہ "اشاعت اسلام" و "اسلامک ریویو" سے منسلک رہے۔ آپ نے ارکان اسلامی مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر بڑی مفید اور پر از معلومات کتابیں لکھی ہیں۔

قیامِ مانگرول

ہندوستان کے مغربی ساحل کے علاقہ کاٹھیاواڑ کی اسلامی ریاست مانگرول (جس نے مملکت پاکستان سے الحاق کا اعلان کر دیا ہوا ہے) کے ایک فرمانروا کی تحریک پر صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے مولانا مرتضےٰ خان حسن کا ریاست مانگرول میں جانا منظور کر لیا۔ مولانا کو وہاں محکمۂ معارف میں ایک اہم عہدہ دیا گیا۔ آپ نے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں پوری دیانتداری اور جانفشانی سے کام کیا۔ اس زمانے میں مولانا کے ایک ماتحت نے جو قیامِ پاکستان کے بعد ادھر آ گئے تھے، مجھ سے بارہا بیان کیا ہے کہ مولانا مرحوم جیسا محسن، ماتحت پرور اور فرض شناس آفیسر انہیں پھر نصیب نہیں ہوا۔ وہ اگر ماتحت عملہ کے لئے بمنزلہ شفیق باپ تھے تو رعایا کے لئے ایک سچے ہمدرد۔ والئ مانگرول پر آپ کی شخصیت اور خوش انتظامی کا بڑا اچھا اثر تھا۔ اور وہ (نواب صاحب) آپ کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ اشاعت اسلام کے لئے بھی والئ مانگرول گرانقدر عطیہ جات دیا کرتے تھے۔ بلکہ حضرت امیر مرحوم اور موجودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بھی ان کی دعوت خصوصی پر مانگرول تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب مولانا مرتضےٰ خاں مرحوم کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا۔ وہاں کی متنوع ذمہ داریوں سے بطریق احسن عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ جناب حسن سلسلہ کی علمی خدمت بھی کرتے رہتے۔ آپ کی روح پرور نظمیں اور وجد آور نعتیں برابر "پیغام صلح" میں شائع ہوتی رہتیں۔

مولانا انجمن میں

مانگرول سے واپس آ کر مولانا نے متنوع شعبوں میں کام کیا۔ کچھ عرصہ کے لئے وہ حضرت امیر قوم کے پرائیویٹ سکرٹری رہے۔ "پیغام صلح" کے ایڈیٹر کے علاوہ آپ صدر انجمن کے اسسٹنٹ سیکرٹری اور صدر دفتر کے شعبہ ہائے تحصیل۔ تبلیغ اور تصنیف و تالیف کے انچارج آفیسر بھی رہے۔ شبانہ روز کی محنت شاقہ کے باعث آپ کی صحت بتدریج گرتی چلی گئی۔ آپ پہلے

بعض عرصوں کے لئے صاحب فراش بھی رہے ہسپتال میں داخل بھی رہے۔ مگر دینِ احمد کی خدمت سے برابر واسطہ رکھا اور کام کرتے رہے۔ خیر الاشغال التہذیب الاطفال کے ماتحت تعلیم وتربیت اطفال احمدیہ کی اصلاح خواتین احمدیہ کے لئے آپ نے بڑے قیمتی مضامین سپردِ قلم کئے۔ آپ کا طرزِ تحریر ایسے موضوعوں پر ہمیشہ سلیس اور دلنشین ہوتا۔ اسلامی عقائد اور سلسلہ کے مسائل ایسی عام فہم زبان میں بیان کرتے کہ کم عمر بچے بھی ان سے استفادہ کرتے اور بڑی آسانی سے انہیں ازبر کر لیتے۔ سوز و گداز میں ڈوبے ہوئے آپ کے نعتیہ اشعار بہت ہی مقبول تھے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

کروں کس زباں سے ثنائے محمدؐ
خدا خود ہے مدحت سرائے محمدؐ

ہے مہرِ درخشاں رُخِ تابانِ محمدؐ
ہے صبحِ بہاراں لبِ خندانِ محمدؐ
اللہ سے یہ حشر کے دن میری دعا ہے
سر پر ہو میرے سایۂ دامانِ محمدؐ

محمدؐ فخرِ بزمِ کن فکاں ہے
محمدؐ نازشِ ہر دو جہاں ہے
محمدؐ تاجدارِ ہفت کشور
محمدؐ بادشاہِ انس وجاں ہے
دل وجاں سے ہوں مداحِ محمدؐ
قلم بس اس لئے زورِ بیاں ہے

بے نیاز از ہر دو عالم میشوم اے ہمنشیں
اندراں وقتیکہ می آید خیالِ مصطفےٰ
سر فگندہ بادشاہاں پیش او بصد نیاز
سطوتِ کسریٰ و قیصر پائمالِ مصطفےٰ

مناجات میں الحاح وزاری کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:۔

اے خالقِ ارض وسما کیجئے کرم کی اک نظر
اے مالکِ ہر دو سرا کیجئے کرم کی اک نظر
پیمانہ میرے صبر کا لبریز اب تو ہو چکا
سن لو میری آہ و بکا کیجئے کرم کی اک نظر
کب تک اے میرے چارہ گر اے بادشاہ بحر و بر
روتا رہوں شام وسحر کیجئے کرم کی اک نظر

لگا دل پہ میرے ہے تیرِ غم
جو کہوں نہ تم سے تو کیا کروں
میرا درد بڑھتا ہے دم بدم
جو کہوں نہ تم سے تو کیا کروں
میری حسرتوں کو مٹا بھی دو
رخِ روشن اپنا دکھا بھی دو
میرے سوتے بخت جگا بھی دو
جو کہوں نہ تم سے تو کیا کروں

میری جان تن سے ہو جب جدا
تو زباں سے نکلے خدا خدا
یہی میری تجھ سے ہے التجا
جو کہوں نہ تم سے تو کیا کروں

حضرت امام الزمانؑ کو نذرِ عقیدت کس محبت اور شوق سے پیش کرتے ہیں:۔

میرے مہدی پیارے میں صدقے
میرے مہدی پیارے میں صدقے
قربان ہیں سو سو بار تیرے
میرے مہدی پیارے میں صدقے
اے دینِ محمدؐ کے یاور
اے قوم کے نورِ قلب وجگر
دنیا کی نگاہیں تم پر ہیں
میرے مہدی پیارے میں صدقے
ہے ذات تمہاری ظلِّ نبی
خالق نے عطا کی شان بڑی
ہر وقت میرا ہے ورد یہی
میرے مہدی پیارے میں صدقے

قوم کی بے حسی کا مرثیہ لکھتے ہیں:۔

کیا ہوا دیں کی بہاروں کو نہ جانے کیا ہوا
لہلہاتے سبزہ زاروں کو نہ جانے کیا ہوا
کیا ہوئے وہ ولولے اور وہ امنگیں کیا ہوئیں
دین کے خدمتگذاروں کو نہ جانے کیا ہوا
جامِ وحدت کا کوئی اب پینے والا ہی نہیں
میکشوں کو مے گساروں کو نہ جانے کیا ہوا
ڈھونڈے سے بھی اب کہیں جنسِ وفا ملتی نہیں
دوستوں کو دوستداروں کو نہ جانے کیا ہوا
رات بھر روتا رہا ہوں درد سے میں غم نصیب
آشناؤں غمگساروں کو نہ جانے کیا ہوا

بچوں کے لئے قومی نظمیں اس ولولہ سے مملو ہیں:۔

نہ بھٹکوں میں کبھی راہ ہدیٰ سے
یہی ہے التجا میری خدا سے
خدا کے عشق کی دل میں تڑپ ہو
محبت ہو محمد مصطفےٰ سے
کروں میں خدمتِ دیں خدمتِ ملک
تعلق ہے مال و دولت سے دنیا سے
رہے پیوند میرا تا دمِ مرگ
مسیحِ وقت حضرت میرزا سے

اے عزیزو یاد رکھو بھولنا ہرگز نہیں
احمدیت کا ہے مقصد خدمتِ دینِ متیں
گر کروگے خدمتِ دیں اجر پاؤگے بڑا
دو تو عالم میں بھلا ہوگا تمہارا بالیقیں

. . . .

جان و دل سے خدمتِ دینِ متیں لانا بجا
زندگانی کا تمہاری ہے یہ فرضِ اولیں

ہم تو چلتے ہیں خدا کے دین کی نصرت کیلئے
حکم ہم کو دے گئے ہیں یوں مسیحِ نامدار

باغِ احمدؐ کا یہ خوش نوا شاعر نثر کے میدان میں بھی یگانۂ روزگار تھا۔ حضرت امیر مرحوم کی مایۂ ناز تصنیف "ریلیجن آف اسلام" کا اردو ترجمہ مولانا مرحوم نے نہایت عمدگی اور خوبی سے کیا ہے۔ اس کا ایک حصہ "دینِ اسلام" کے نام سے زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ آپ کے [illegible] غیر مطبوعہ کلام میں جہاں بیشتر نعتیں اور نظمیں ہیں، وہاں عقائد اسلامی اور مسائل سلسلہ کے اسباق بچوں کے لئے کتاب کی صورت میں طبع کرنے کے لئے موجود ہیں۔ زندگی کے آخری ایام میں آپ نے رنگون کے ایک شیخ الجامعہ کی کتاب کے رد میں ایک سلسلہ مضامین شروع کیا تھا جس کی بیس سے زائد اقساط اب تک چھپ چکی ہیں۔ یہ مضامین کور چشم اور بے علم معاندین اور معترضین کے لئے کحل البصر کا حکم رکھتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ نے حضرت امام الزمانؑ کے نشانات کو نظم کرنا شروع کیا۔ لیکھرام کے قتل کا نہری نشان نظم کی صورت میں پیغام صلح میں چھپ چکا ہے۔

دوستوں سے سلوک

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ بلند پایہ مصنف اور شاعر اخلاق فاضلہ سے بھی مالا مال تھا۔ احباب سلسلہ سے انہیں بڑی محبت تھی۔ اُن سے مل کر گئے گذرے زمانے کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ بڑی محبت خلوص اور تپاک سے ملتے۔ ان کی طبیعت بڑی حلیم، متواضع اور منکسر المزاج تھی۔ جو بھی ان سے ایک بار ملتا ان کے حسنِ سلوک کا گرویدہ ہو جاتا۔ نوجوانوں سے معمولی سی بھی خدمت سر انجام پاتی تو بڑے خوش ہوتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ تعلق اور صبر اور شکر اختیار کرنے میں ایک نمونہ تھے۔ بیمار رہے اعزّہ واقربا کی موت کے صدمے آئے۔ نقب زنی کا شکار ہوئے مگر صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ صلہ رحمی کا بڑا خیال رکھتے۔ آپ کے حسنِ اخلاق کا اپنے اعزہ واقربا پر بھی بڑا اثر پڑا یہی وجہ تھی کہ مولانا ظفر علی خاں مالک اخبار زمیندار کے عم محترم علی ان دنوں جب ان کا برادر زادہ سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا آغوشِ احمدیت میں آ گئے۔ دوست نوازی کے وصف نے انہیں "یادِ رفتگاں" کے عنوان سے سپہر احمدیت کے درخشندہ نجوم کے حالات زندگی لکھنے پر آمادہ کیا۔ اسی ذیل میں حافظ عظیم بخش پٹیالوی مرحوم کے تذکرہ میں آپ لکھتے ہیں:۔

" دوستو ہم پرانے احمدی ہیں۔ ہم نے احمدیت کی گود میں پرورش پائی ہے۔ ہم نے احمدیت کے ایسے میٹھے پھل کھائے ہیں کہ جن کی لذت

www.aaiil.org

ابھی تک فراموش نہیں ہوئی۔ اس زمانے میں جس کا میں ذکر کر رہا ہوں احمدیت کی طفیل ہی وہ دولت ملی جس کے لئے سالک تڑپتے اور روتے رہتے ہیں۔"

احمدیت کے یہ مایۂ ناز فرزند جو ایک ایک کرکے ہم سے جُدا ہوتے چلے جا رہے ہیں یہ روحانی دولت اور اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال تھے۔ یہ چند ایک شمع جو بزم احمدیت کی تاباں و فروزاں شمعیں تھیں۔ یہ روشنی آہستہ آہستہ مدھم ہوتی جا رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس روشنی کو برقرار رکھنے کی فکر کی جائے ان جلتی شمعوں کو ان ہاتھوں سے جو ہم سے رخصت ہو چکے ہیں شمعیں تھامنے والے آگے بڑھیں۔ ابھی انکی خاکستر میں ایقان - ایمان اور عشق الٰہی کی چنگاریاں موجود ہیں ان سے ہمیں اپنے سینوں کو گرمانا چاہیئے۔ ہمارے بزرگ تاریخ احمدیت کے جن اسباق کو سناتے سناتے سو گئے ان کو ازبر کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ زمانہ ان کو بڑے شوق سے سُن رہا ہے۔ فقط سنانے والوں کی ضرورت ہے۔ مجاہدین کی موت قوم کو درس حیات دیتی ہے وہ خوابیدہ اور سست رو قوم پر تازیانہ بن کر گرتی ہے۔ کہ خواب غفلت کے لحافوں میں پڑے سونے والو اپنے مال و دولت اور مال کی فکر کرو۔ اور ان ذمہ داریوں کو جو خدا کی راہ میں جان دینے والے مجاہدین ایک مدت تک اپنے ناتوان اور کمزور کندھوں پر اُٹھائے ہوئے تھے بڑھ کر اپنے مضبوط اور توانا کندھوں پہ لے لو۔ فاستبقوا الخیرات پر عمل کرتے ہوئے جلدی اُٹھو، ورنہ یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ ہمارے بزرگ جس شجر طیبہ کو تر و تازہ رکھنے کے لئے اپنی عزیز جانیں قربان کر گئے اگر خدا نخواستہ وہ خشک ہو گیا تو کل جب ہم اُن سے ملاقی ہوں گے تو انہیں کیا منہ دکھائیں گے۔ حضرت مولانا مرحوم کے اشعار پر ہی اس ذکر کو ختم کرتا ہوں - خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کی نصیحت کو حرزِ جان بنا سکیں۔

آؤ مل کر دین کی خدمت کریں
دار ہٹے دردِ دل ملت کریں
روشنی قرآن سے حاصل کریں
اور طلب اللہ سے نصرت کریں

دعائے مغفرت

میرے خسر سید پیر زمان شاہ صاحب انتقال کر گئے ہیں گاؤں میں اشد مخالفت تھی۔ واللہ اعلم ان کا جنازہ کسی نے پڑھا ہے یا نہیں۔ احباب کرام سے نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست ہے۔

سید عبدالحی ولد سید میر مدثر شاہ صاحب
ناظم آباد۔ کراچی

مولانا مرتضیٰ خاں

ابتدائی دور خلافت کے ... بعد بھی احمدیہ بلڈنگس میں ایک فرشتہ چلتا پھرتا نظر آتا تھا جو یفعلون ما یؤمرون کا صحیح مصداق تھا۔ اسے ہمیشہ اپنے کام سے کام تھا۔ اور وہ کبھی غیر متعلقہ امور میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں لیتا تھا۔ مرحوم اپنی ساری زندگی میں کبھی پارٹی بازی میں ملوث نہیں ہوئے۔ وہ سب کا یکساں محبوب تھا۔ اس کی ہر دلعزیزی کا یہ عالم تھا۔ کہ ہر احمدی دوست کو اس کا اعتماد حاصل تھا۔ ہر کوئی اس کے پاس جا کر اپنی داستان الم بیان کرتا۔ وہ غم زدوں کو سکون اور اطمینان بخشتے اور زخموں پر مہر و محبت کا مرہم چپکا دیتے اس کا چہرہ ہمیشہ متبسم رہتا۔ اور ناصحانہ انداز میں ہر مخالف کو احمدیت کی تلقین کرتے رہتے۔

نثر میں وہ اپنی فکر و نظر کی کاوشیں اور معرکۃ الآرا حقائق اور نتائج بیان کرتے اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ اپنے مافی الضمیر کو اس انداز میں بیان کرتے کہ پڑھنے والے کے دل پر انکے مطالب منقش ہو جاتے۔ اُن کا قلم دلائل کے دریا بہا دیتا۔ اس میں ٹھوس منطق بھی ہوتی۔ اور انداز بیان بھی دلپذیر ہوتا اور نظم میں وہ اپنے درد اور جذبات کو موثر دل پیرائے میں قرطاس ابیض پر متعدد رنگینیوں اور دلربائیوں کے ساتھ اس طرح اُجاگر کرتے۔ کہ گویا ایک ندی سریلے گیت گاتی، آنکھوں کو طراوت پہنچاتی، اور کانوں کو مسرور کرتی بہے چلی جاتی ہے۔

ان کے منحنی بدن کے اندر شیر کا دل تھا جو بڑے سے بڑے مخالف سے بھی مرعوب نہ ہوتا تھا۔ ان کا قلم بڑے علاموں اور فلسفیوں کے دانت کھٹے کر دیتا تھا۔ وہ لکھتے تھے اور لکھتے ہی چلے جاتے تھے۔ طبیعت میں بلا کی آمد تھی۔ دلائل کا ایک لامتناہی سلسلہ ان کے دماغ میں اُبلتا رہتا تھا۔ اور مضمون سے مضمون پیدا ہوتا چلا جاتا۔ ان کی طنز بھی بڑی گہری تھی۔ الزامی جواب کا ایسا بھرپور وار کرتے کہ دشمن چاروں شانے چت گر جاتے تھے۔ اور عبارت میں روانی اور بے ساختگی تھی، سلاست زبان کے ساتھ پرشکوہ الفاظ کا جلال بھی تھا۔ ان کی تحریریں ابدی صداقتوں پر مشتمل اور نظمیں استمراری حقائق کو وانشگاف کرتی تھیں۔

ان کے نثر اور نظم کے اس قیمتی ذخیرے کو ہمیں محفوظ کر لینا چاہیئے۔ مرتضےٰ روز روز پیدا نہیں ہوا کرتے ہاں جب پیدا ہوتے ہیں تو مرتے نہیں وہ اپنے کارناموں جماعت کا فرض ہے۔ کہ اس قیمتی سرمایہ کو کتابی شکل میں شائع کرے تاکہ مرتضیٰ خاں حسن کی جیتی جاگتی تصویر ہر احمدی کے گھر میں برکت و رحمت کا باعث ہو۔

ہمارے بچے خاص طور پر مولنا مرحوم کے مرہون منت ہیں۔ وہ ان کے فہم و ادراک کے مطابق نہایت سادہ الفاظ میں مشاہیر اسلام کے کارناموں کو ان کے سامنے رکھتے تھے۔ ان کی بہادری، ان کی شجاعت، ان کی دیانت، ان کی امانت، انکی راستبازی، ان کا صدق، ان کی غیرت، ان کا قرآن، انکا اسلام خدا اور رسول سے عشق، اس خوبصورت اور دلآویز پیرائے میں بیان کرتے تھے کہ بچوں پر اس کا گہرا اثر ہوتا تھا اور وہ ان قصوں کو مزے لے لے کر پڑھتے تھے۔ آہ! پیغام صلح کا یہ صفحہ اب کون لکھے گا۔

ان کا دماغ گوناگون تصورات کا ایک عجائب خانہ تھا کبھی اس میں بچے سیر کر رہے ہیں، اور اپنے ظرف کے مطابق حظ لے رہے ہیں۔ اور کبھی بوڑھے اور متین اور تعلیم یافتہ لوگ اپنے اپنے مزاج کے تناسب سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ان کی نظمیں ان کے اسلامی جذبات کا ترجمان تھیں۔ وہ جس طرح خود غیور بھی تھے اور جسور بھی عاشق خدا اور محب رسول تھے۔ اسی طرح وہ اس اسلامی رُوح کو قارئین کے اندر پیدا کر دینا چاہتے تھے۔ وہ وہی کچھ کہتے جو محسوس کرتے۔ ان کا قال ان کے حال کا ترجمان تھا۔

خدا مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

زندگی اور موت کی حقیقت

زندگی کیا چیز ہے اور موت کی کیا حقیقت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ شاید اس پر اچھی روشنی ڈالتے ہیں:-

مَیں تو ایک راہی کی
طرح ہوں جو کسی
درخت کے سایہ تلے
آرام کرنے کے لئے
لیٹ جائے پھر اُٹھے
اور چل پڑے۔

مولوی مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم

(میرزا مسعود بیگ صاحب)

مولوی مرتضیٰ خاں صاحب کی وفات نے ساری جماعت کو ایک دیرینہ اور مخلص کارکن، ایک صاحب طرز انشاپرداز اور ادیب، ایک خوش اخلاق اور ملنسار بزرگ، سلسلہ کے ایک شیدائی اور احمدیت کے لئے بڑی غیرت رکھنے والے وجود سے محروم کر دیا ہے۔ قارئین "پیغام صلح" مرحوم کی علمی کاوشوں اور بیش قیمت قلمی خدمات سے خوب واقف ہیں کیونکہ سالہا سال سے اخبار کے کم و بیش ہر شمارہ میں مولوی مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم کی کوئی بلند پایہ نظم یا نثر میں ایک آدھ مضمون ضرور نظر آئے گا۔ مرحوم کی نظمیں حمدِ الٰہی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق، امام زمان سے والہانہ محبت اور احمدیت کے محاسن گنوانے کے لئے وقف تھیں۔ اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں آپ نے خوب مشق سخن کی۔ کبھی صوفیانہ رنگ میں پُرمعرفت کلام لکھا اور کبھی حضرت مسیح موعود کی شان میں قصائد رقم کئے۔ اکابرین جماعت کی وفات پر پُرسوز مراثی لکھے، مخالفین سلسلہ کو بار بار للکارا کہ آؤ احمدیت کو آزماؤ، اس کی برکات سے حصہ لو اور شجرِ احمدیت کا پھل کھاؤ۔ الغرض مولوی مرتضیٰ خاں مرحوم کو اگر ہم اپنا "قومی شاعر" قرار دیں تو بے جا نہ ہوگا۔ اور اس بیان میں کوئی مبالغہ نہیں کہ سلسلہ کی تبلیغ و تائید میں سب سے زیادہ منظوم کلام جس شخص نے لکھا وہ مولوی مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم ہی تھے۔

ابتدائی زندگی

مرحوم مولوی صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ ان کے والد ماجد مولوی عبداللہ خاں صاحب مرحوم جو مہندر کالج پٹیالہ میں عربی کے پروفیسر تھے حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کے اوائل میں ہی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ حضرت اقدس کی تصنیف "آئینہ کمالات اسلام" کے آخری صفحات میں میر ناصر نواب صاحب مرحوم کے قبول احمدیت کی سرگذشت مرقوم ہے کہ کس طرح میر صاحب موصوف جو ابتداء میں سلسلہ کے مخالف بلکہ بدگو مخالف تھے جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہوئے اور حضرت اقدس کی زیارت اور جلسہ کی کیفیت دیکھ کر ان کی طبیعت میں انقلاب آگیا۔ اس واقعہ پر مولوی عبداللہ خاں مرحوم نے ذیل کے اشعار کہے جو آئینہ کمالات اسلام" میں درج ہیں:-

دل میں جس شخص کے کچھ نورِ صفا ہوتا ہے
حق کی وہ بات پہ سو جاں سے فدا ہوتا ہے
حق کی جانب وہ ہر وقت جھکا ہوتا ہے
لوم لائم سے نہ خوف اس کو ذرا ہوتا ہے

دیکھنے والے یہ کہتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے
اُن کو کہہ دو کہ یونہی فضل خدا ہوتا ہے

اس زمانہ میں مولوی مرتضیٰ خاں صاحب غالباً چھ سات سال کی عمر کے ہوں گے۔ تو گویا انہوں نے ریاض احمدیت میں ہی ہوش سنبھالا۔ بچپن کی زندگی زیادہ تر انہوں نے اپنے ننھیال میں گذاری اور ابتدائی تعلیم بھی وہیں پائی۔ وہ کرم آباد (ضلع گوجرانوالہ) میں اپنے ماموں مولوی سراج الدین احمد خاں صاحب مرحوم (والد مولانا ظفر علی خاں صاحب) کی نگرانی میں رہتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد پٹیالہ میں اپنے والد کے پاس چلے گئے اور ہائی سکول کی تعلیم وہیں پائی۔

مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بڑے فخر سے بیان کیا کرتے تھے کہ انہوں نے حضرت اقدس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی تھی۔ فرماتے تھے کہ ایک موقعہ پر جبکہ جماعت کے نوجوانوں کی بیعت ہو رہی تھی اور مرحوم ابھی عنفوانِ شباب میں تھے بلکہ ابھی لڑکے ہی تھے بیعت کے لئے آگے بڑھے تو ان کا ہاتھ حضرت اقدس نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور باقی لوگوں نے ان کے کندھوں کے اُوپر ہاتھ رکھے اور اس طرح وہ بیعت میں داخل ہوئے۔ خدا کے مامور کے ہاتھ میں ہاتھ دینا یقیناً ایک بہت بڑی نعمت اور سعادت ہے اور اب ہم میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی ہے جنہیں یہ نوبت نصیب تھی۔

جوانی اور ملازمت کا زمانہ

مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بی۔ اے۔ ایس ایس وی تھے اور انہوں نے محکمۂ تعلیم کی ملازمت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا۔ چنانچہ آپ ضلع کیمبلپور کے علاقہ پنڈی گھیب و تلہ گنگ وغیرہ کے ہائی سکولوں میں بطور ٹیچر کام کرتے رہے اور کچھ عرصہ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر بھی رہے۔ لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے قیام کے چند سال بعد حضرت امیر قوم مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی تحریک پر انہوں نے اپنی خدمات انجمن کے سپرد کر دیں اور بقیہ زندگی دینی مہمات کے لئے وقف کر دی۔ انجمن میں انہوں نے مختلف حیثیتوں میں کم و بیش چالیس سال تک کام کیا۔ بہت عرصہ حضرت امیر مرحوم کے پرسنل اسسٹنٹ رہے۔ اس کے علاوہ بطور مدیر "پیغام صلح"، بطور افسر تخفیل، اسسٹنٹ محاسب اور اسسٹنٹ سیکرٹری کام کرتے رہے ہیں۔ غالباً کچھ عرصہ بدوملہی سکول میں بھی کام کیا ہے۔

انجمن کی ملازمت کے دوران میں ہی چند سال کے لئے ان کی خدمات کاٹھیاواڑ کی ریاست مانگرول کو مستعار دی گئیں۔ شیخ محمد جہانگیر میاں والیٔ مانگرول حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب کے عقیدتمند اور ساری جماعت کی خدمات اسلامی سے بہت متاثر تھے۔ انہوں نے اپنی ریاست میں تعلیم کی ترویج و نگرانی کے لئے کسی موزوں کارکن کے حصول کی خاطر حضرت امیر مرحوم کی خدمت میں لکھا اور حضرت امیر نے مولوی مرتضیٰ خاں صاحب کو محکمۂ تعلیم سے منسلک رہنے اور درس و تدریس کا تجربہ رکھنے کی وجہ سے اس کام کے لئے انتخاب کیا۔ چنانچہ مولوی مرتضیٰ خاں صاحب کئی سال تک مانگرول میں افسر تعلیم اور ناظر مدارس کے عہدہ پر کام کرتے رہے۔ اس تمام عرصہ میں انہوں نے پُرجوش خلوص اور ایمانداری سے ریاست کی خدمت کی اور متعدد ارادتاً اور باوقار طریق پر زندگی بسر کی اور پارٹی بازی سے جو ریاستوں کا امتیازی نشان ہوتا ہے اپنے آپ کو بالکل الگ رکھا اور والیٔ ریاست نیز ولیعہد اور دیگر ذمہ دار افسران کو اپنی اسلامی زندگی اور فیض احمدیت کے اثرات سے ہمیشہ متاثر کیا اور بہت بڑی قدردانی حاصل کی۔

مانگرول سے واپسی پر آپ پھر انجمن کے کارکنوں میں شامل ہو گئے اور مختلف شعبوں میں کام کرتے رہے۔ زندگی کے آخری حصہ میں آپ شعبۂ تصنیف و تالیف سے منسلک تھے اور اب زیادہ تر گھر پر ہی کام کرتے تھے لیکن اس زمانہ میں بھی آپ نے کبرسنی اور کمزوریٔ صحت کے باوجود بڑا قابل قدر کام کیا ہے۔ حضرت امیر مرحوم کی مشہور تصنیف "ریلیجن آف اسلام" کا آپ نے اُردو میں ترجمہ کیا جو کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ اسی طرح بچوں کی تربیت جو قومی زندگی کا ایک بہت اہم حصہ ہے پر آپ کی توجہ ہمیشہ مرکوز رہی اور اس سلسلہ مضامین کے علاوہ جو "پیغام صلح" میں "بچوں کا صفحہ" کے عنوان سے شائع ہوتا رہا ہے آپ نے بچوں کے لئے کتابوں کا ایک مفید سلسلہ بھی لکھا جو ابھی مسودہ کی صورت میں ہے۔ آخری ایام میں آپ نے ایک مخالف سلسلہ "شیخ الجامعہ رنگون" کی کتاب "ذوبی" کے جواب میں مضامین کا سلسلہ شروع کیا جس کی چالیس سے زیادہ اقساط شائع ہو چکی ہیں۔ یہ مضامین آپ کے زورِ قلم، سنجیدہ تحریر اور وسعت علم کی روشن مثال ہیں اور جماعت کے کثیر احباب نے بذریعہ خطوط جو مرحوم کی زندگی میں ان کو ملتے رہے ان مضامین کو سراہا اور کتابی شکل میں ان کی اشاعت کے لئے تحریک کی۔ امید ہے انجمن کے ارباب حل و عقد اس کتاب کی اشاعت کی طرف مناسب توجہ دیں گے۔ اسی طرح مرحوم کی علمی کاوشوں کے باقی مسودات بھی اگر شائع ہو جائیں تو ہمارے سلسلہ کے لٹریچر میں بیش قیمت اضافہ کا موجب ہوں گے۔

اخلاق و عادات

مولوی مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم بڑے حلیم الطبع، خوش اخلاق اور ذہین و سنجیدہ بزرگ تھے۔ راقم سطور کو ان سے دیرینہ نیازمندی تھی اور میں نے انہیں کبھی غصہ کی حالت

(باقی بر صفحہ ۱)

www.aaiil.org

نوحۂ غم

جناب اعظم صاحب علوی

باغِ عالم میں وہ کم ہونگے جو کم اٹھینگے ؛ دل اگر ضبط کرے دیدۂ نم روئیں گے
عرش پر شمس و قمر، لوح و قلم روئیں گے ؛ وہ جو تھک جائینگے رو رو کے تو ہم روئیں گے

تیرا ماتم ہے کہ ہے ارض و سما کا ماتم
نیکی و تقویٰ و اخلاق و حیا کا ماتم

تیرے جاتے ہی اٹھی قلب و نظر کی رونق ؛ دلکشی چھوڑ گئی شام و سحر کی رونق
چشم پرنم ہے سجا کے شجر کی رونق ؛ پھیکی پھیکی سی ہے کچھ نغمۂ تر کی رونق

مرتضیٰ خاں! تیرے جانے کا گلہ کوئی نہیں
غم یہ ہے تجھ سا قلندر کا اٹھا کوئی نہیں

چند دن اور جو رہ جاتے تم کوئی بات نہ تھی ؛ سو گئے جلد بہت گذری ابھی رات نہ تھی
ایسی تقریب کوئی پھر ملاقات نہ تھی ؛ اِک تیری ذات ہی تو مرکز آفات نہ تھی

غمِ دنیا، غمِ دیں، عشقِ مسیحا لیکر
چل دیئے آپ یہ سب کچھ تنِ تنہا لیکر

"رات پھر ابر جو روتا ہے یہی کہتا ہے ؛ زندگی اور تحیر گریۂ پیہم کیا ہے
برق ہنس دیتی ہے کہتی ہے غلط کہتا ہے ؛ زندگی گریہ ہے! پھر خندۂ یکدم کیا ہے"

ہم جو رو رو کے ستاروں سے نظر جوڑیں گے
آپ راضی بہ رضا ہونگے تو ہنس چھوڑیں گے

جب کبھی تاریخ میں ماضی کے نشاں ابھریں گے ؛ راہِ ملت میں جو گزرے ہیں جواں ابھریں گے
مظہرِ صدق و صفا حسنِ بیاں ابھریں گے ؛ اِک نئی شان لئے مرتضیٰ خاں ابھریں گے

ہم پھر طور پہ لائیں گے مستانوں کو
کوئی سمجھائے کھنکتے ہوئے پیمانوں کو

مولوی مرتضیٰ خان صاحب مرحوم

(بسلسلہ صفحہ ۱۶)

میں یا کسی سے الجھتے ہوئے یا کسی کی بدگوئی، غیبت اور عیب گوئی یا بدکلامی کرتے نہیں دیکھا۔ جس کسی سے ملتے بڑے تپاک اور خلوص سے ملتے اور ہر شخص سے حوصلہ افزائی کے رنگ میں اور تعریفی انداز میں کلام کرتے۔ انسانوں کے کردار کے روشن پہلو کو سامنے رکھتے اور تاریک پہلو سے اغماض کرتے۔ سلسلہ احمدیہ سے انہیں بڑی محبت تھی اور احباب جماعت سے بڑی وابستگی تھی۔ اس جماعتی تعلق کو وہ تمام تعلقات سے افضل سمجھتے تھے۔ ان کے پہلو میں بڑا دردمند دل تھا جو انفرادی تکالیف پر پسیج جاتا اور قومی حوادث پہ بتلائے کرب ہو جاتا تھا۔ آپ رقیق القلب اور نرم مزاج انسان تھے اور درد دل کو انسانی زندگی کا مقصد جانتے تھے۔ تکلف اور بناوٹ سے بغیر وضعداری بھی ان کی طبیعت میں شامل تھی اور غیور انسان کی طرح انہوں نے اپنی زندگی بسر کی۔ وہ نیکی اور شرافت کا مجسمہ تھے اور خلوص و وفا کا پیکر۔ دوست و احباب عزیز و اقارب اور ان کے اہل خانہ سب ان کے حسنِ اخلاق کے معترف تھے اور مرحوم ایک مومن کی سی کامیاب زندگی بسر کر کے ۱۴ مارچ ۱۹۶۰ء کو قریباً ۷۵ سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر کے مالک حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گئے ؏

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

(اخبار احمدیہ بسلسلہ صفحہ ۵)

(بسلسلہ صفحہ ۵)

کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ گنتی کی احمدی خواتین میں شمار ہوتی تھیں، ان کی عملی زندگی احمدیت کا نمونہ تھی تاریخ وفات "واۓ مادر صمد و جاہت یافتہ" سے نکلی ہے ۱۳۷۹۔ مرحومہ کی مغفرت کے لئے غائبانہ نماز جنازہ کی درخواست ہے۔ میری صحت بھی اچھی نہیں رہتی۔ میری تندرستی کے لئے بھی اجتماعی طور پر درد دل سے دعا کریں"

—— چنیوٹ سے شیخ عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں کہ ان کا مال بوجہ مندہ بازاری فروخت نہیں ہو رہا احباب سے دعا کی تحریک ہے۔

—— چوہدری غفور احمد صاحب بدوملہی کے بھائی منظور احمد صاحب ملہی مرض پیچش میں مبتلا ہیں دعائے صحت کے خواستگار ہیں۔

—— محترم خواجہ ثناءاللہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے ایک عزیز جن کا نام خواجہ نظام الدین صاحب ہے اور جو اس سے قبل سری نگر میں جماعت کے پریزیڈنٹ تھے اور جماعت کے مخلص ترین احباب میں سے ہیں آجکل دہلی میں ہیں۔ انہیں ایک حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے انکی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

—— راولپنڈی میں غلام حسن صاحب کچھ پریشانیوں میں مبتلا ہیں دعا کی درخواست ہے۔

www.aaiil.org

آہ! ایک شفیق اور عالم بزرگ

ناصر احمد صاحب بی اے

موت ـــــ انسانی زندگی کو مادی سہاروں سے نکال کر واقعاتی دنیا کی آغوش میں لے جاتی ہے۔ اور دنیا جہان کی نگاہیں اسی سنئے انسان کو خالصتاً اخلاقی و روحانی اقدار پر پرکھتی ہیں۔ اور اگر یہ انسان ان اقدار پر پورا اُترے تو اس کی یہ مادی موت اس کی ہستی کو ختم کرنے کی بجائے اس کے نقش کو معاشرے کی تاریخ میں ابدیت کا جامہ پہنا دیتی ہے اور اس کے علمی و اخلاقی کارنامے نہ صرف اس کے حلقۂ اثر کے لئے ایک محرک قوت ثابت ہوتے ہیں بلکہ بعد میں آنے والی نسلیں ماضی کے ان شاہکاروں سے قوتِ عمل کے لئے اپنے اندر ایک تعمیری ترغیب پاتی ہیں، کیا یہ بات اپنے اندر کوئی حقیقی رنگ بھی رکھتی ہے یا محض ایک خیال ہی ہے عین ممکن ہے کہ عام انسانوں کی زندگی کا دائرہ عمل و اثر مناسب حالات و واقع میسر نہ ہونے کی وجہ سے اتنا وسیع نہ ہو اور اسی لئے مذکورہ بالا حقیقت ان کی زندگیوں میں اتنی زیادہ اُجاگر اور اُبھرتی ہوئی نظر آتی ہو لیکن انسانی تاریخ کے اوراق ایسی ہستیوں کی جگمگاتی شخصیتوں سے منور ہیں جو انسانی قلب و نظر کو آج بھی جبکہ ان کی ہستی کو خاک ہوئے صدیاں گذر چکی ہیں سعی و عمل کی حرارت اور قوت پہنچاتی ہیں، فرعون کے ظلم و استبداد کے مقابل حضرت موسےٰ علیہ السلام کی حریت پسندی اور انسانی ہمدردی انسانوں کو گناہ کی آلائشوں سے پاک کرنے کی سعی میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا صلیب پر دل ہلا دینے والا خونیں منظر، دنیاوی زندگی کے مصائب و شدائد سے نجات پانے کی سعی میں حضرت بدھ کا بے نظیر طریق زندگی، اور ہر شعبہ میں بے مثال قندیلوں کو روشن کرنے والا، تاریخ انسانی کا یکتا کردار، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان تمام کرداروں نے تاریخ انسانیت میں جو روحانی، اخلاقی، تمدنی انقلابات برپا کئے ہیں دنیا ان کی قائل ہے اور آج بھی مادیت کے طوفان میں لڑکھڑاتی ہوئی دنیا کے لئے روحانیت و اخلاقیات کے یہ روشن مینار نہ صرف ایک مضبوط پشت پناہی کا کام دے رہے ہیں، بلکہ ایٹمی جنگ کی دہشت زدہ انسانیت کے لئے ذہنی و باطنی اطمینان و سکون کا واحد ذریعہ ہیں، حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بین الاقوامی نظریات اور آپؐ کا ہر پہلو سے بے مثل کردار مذکورہ بالا کرداروں میں یکتا حیثیت رکھتا ہے۔ ذرا ان کرداروں کی ابتدائی حالاتِ زندگی کو تصور میں لائیں، اور پھر کروڑوں انسانوں کی تعظیم سے جھکی ہوئی نظریں، احترام سے سرنگوں گردنیں خراجِ عقیدت پیش کر رہی ہیں، جس سے آپ پر یہ واضح ہو جائے گا کہ انسانی سعی و عمل اس فانی جسم میں روح کو ابدی زندگی سے ہمکنار کر سکتا ہے اور یہی سعی و عمل اس رجلِ عظیم کے فوت ہونے پر آنسوؤں، آہوں، قلمی مرقعوں اور نئے خیالات و نظریات کے وجود میں جنم لیتے ہیں جس سے فانی زندگی کا ایک ابدی تسلسل قائم ہو جاتا ہے۔

ایسے المناک سانحات پر زندگی، موت اور اس کے بعد اس زندگی کے حقائق کی طرف ذہن اکثر منتقل ہو ہی جاتا ہے۔ ایسا کیوں؟ میں خود بھی اس پر کچھ حیران ہوں، آج سے چار سال قبل اپنے والد محترم مولٰنا آفتاب الدین احمد (مرحوم) کی اچانک موت پر ذہن بالکل یہ سوچ ہی نہ سکا کہ یہ کیا ہوا۔ لیکن کچھ توقف کے بعد میں نے سوچا ـــ کہ کیا اس پر مجھے آنسو بہانے چاہئیں یا نئی ذمہ داریوں کے ساتھ کسی نئی منزل کے لئے اپنی سعی کو تیز تر کرنا چاہیئے۔ اس نازک مرحلہ پر ذہن نے غیر شعوری طور پر مؤخر الذکر منزل کا فیصلہ کر لیا۔ اور یہی وہ فیصلہ تھا جس نے مجھے اس لمحہ جذباتی دنیا سے نکال کر عملی زندگی کی شاہراہ پر گامزن کیا اس فیصلہ پر پہنچنے میں میرے ذہن سے زیادہ اُس ماحول اور زندگی کے متعلق اس کے نقطۂ نگاہ کا اثر ممد و معاون ہوا جس کی گود میں میرے اس ناتجربہ کار ذہن اور لاشعور نے پرورش پائی۔ تحریک احمدیت کے بانی نے زندگی کی غمناکیوں اور شادمانیوں کے درمیان قرآنی احکامات و نظریات کی روشنی میں خاص توازن پیدا کر کے ایک ایسے معاشرے کی بنیادیں استوار کی ہیں جو موجودہ مادی تقاضوں کے اعتبار سے ایک مثالی معاشرے کا حکم رکھتی ہیں۔

ہر والد کی موت اس کی اولاد کو کچھ ایسے ہی حالات سے دوچار کر دیتی ہے، خوش قسمت ہے وہ اولاد جس نے عملی زندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے میں جذبات سے زیادہ وجدان کی اہمیت کو سمجھا، اور خوش نصیب ہے وہ باپ جس کی اولاد نے اپنے آپ کو والد مرحوم کے قیمتی وجدانی ورثہ کا صحیح وارث ثابت کیا۔ علمی لیاقت و تحریرات کو تو ایک طرف رہنے دیں مولٰنا مرتضےٰ خان حسن کے کردار کا ہر پہلو ان کی اولاد کے لئے ایک بیش بہا خزانہ ہے جو نہ صرف میرے نزدیک بلکہ تمام اہلِ نظر کے نزدیک بہترین ورثہ ہے۔

والد محترم کی وفات کے بعد سے مولٰنا مرحوم سے ملاقات زیادہ ہونی شروع ہوئی۔ اور ہم اکثر ان کی مجلس میں ان کے علمی و عملی مشاہدات سے مستفید ہوتے، میں اور میرا چھوٹا بھائی ظفر احمد جو اس وقت لندن میں ہے، گا ہے گا ہے اتوار کے دن ان کی ملاقات کے لئے مسلم ٹاؤن جایا کرتے تھے۔ ان دنوں مولٰنا مرحوم "ریلیجن آف اسلام" مصنفہ حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کے اردو ترجمہ پر نظرثانی کر رہے تھے تاکہ اس کی چھپائی کا کام شروع ہو سکے۔ میں بھی اس سلسلہ میں ان کا ہاتھ بٹاتا۔ میں انگریزی عبارت پڑھتا جاتا اور مولٰنا مرحوم اس کے مطابق اردو ترجمہ میں مناسب تصحیح فرماتے جاتے بعض اوقات کسی انگریزی لفظ کی اردو مترادف پر بحث ہو جاتی اور اگر حسنِ اتفاق سے میں کوئی موزوں لفظ بتا دیتا تو جناب بس وہ منٹ تعریف میں ہی گذر جاتے۔ مولٰنا مرحوم کے کردار میں حوصلہ افزائی اور ستائش کا پہلو غالب تھا جس نے مجھ پر ایک گہرا اثر چھوڑا ہے۔ میرے نزدیک کسی مصنف یا عالم کے کردار کی یہ خوبی اس کے علم سے کہیں زیادہ قابلِ قدر و قابلِ ستائش ہے۔ اور اس لئے صرف یہی ایک خوبی مولٰنا مرحوم کی عظمت کردار کی گواہی دیتی ہے۔ عالم ہونے کے باوجود کم علم لوگوں کی ذراسی بات کو اتنا سراہنا کہ دوسرا اپنے اندر ایک عجیب کیفیت محسوس کرنے لگے ایک بڑی ہی پُروقار صفت ہے جو ایسے شخص کی صحبت میں بیٹھنے والوں پر ایک انمٹ نقش چھوڑ جاتی ہے۔

میرے وہ لمحات جو میں نے اس درویش صفت عالم کی پاکیزہ صحبت میں گذارے میرے لئے ایک متاعِ عزیز ہیں، جن کی پُرمسرت یاد مجھے آج بھی بیتاب کئے دیتی ہے شگفتگی، اُلفت و ہمدردی اور عزت و احترام کی جو گہرائی میں نے خانصاحب موصوف کے کردار میں پائی وہ اس مادی دور میں چراغ لیکر تلاش کرنے سے بھی نہ مل سکے گی۔ بے لوث خدمت و اُلفت کا یہ نحیف مجسمہ ہمارے گھر کے افراد کے لئے ایک مقدس باپ تھا جس کا ہر لفظ، ہر نصیحت، اور ہر فعل زندگی کے نشیب و فراز میں ہماری رہنمائی کا باعث تھا میں کیا کیا صفت لکھوں، اور کن کن باتوں کا ذکر کروں خیالات و جذبات کا ایک طوفان ہے جو اُمڈا چلا آرہا ہے اور ذہن اس قدر اُن پاکیزہ گھڑیوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ قلم رُک جاتا ہے۔ کیا خبر تھی کہ علم و ادب شگفتہ مزاجی، انکساری، تواضع، خودداری اور شفقت و محبت کا یہ پیکر ہم سے اتنی جلدی اور یک دم جدا ہونے والا ہے۔ اے کاش! ہمیں اس گھڑی کی آمد کا ذرا پہلے احساس ہو جاتا، تاکہ کچھ اور لمحے اس مرد قلندر کی صحبت میں گذار لیتے۔ افسوس صد افسوس ـــ ہم سے خوش نصیب تو وہ درخت ہی ہے جو مولانا موصوف کے صحن میں ان پر سایہ کئے رہتا تھا اور خانصاحب مرحوم ایک معمولی چارپائی پر کاغذ قلم لئے صفحات در صفحات لکھتے چلے جاتے تھے تحریک احمدیت کا یہ نحیف مجاہد ناساز حالات کے باوجود عزم و استقلال کے ساتھ گامزن رہا اور خودداری و وارفتگی کے ساتھ دین کی علمی

۱۳ ان کے انتہائی کمال کا نظارہ دیکھو۔ (۲) ان لوگوں کے سامنے جنہیں ان کے ہمعصر [illegible] کے دشمن سمجھتے تھے

www.aaiil.org

و عملی خدمت کرتا رہا۔ یاد رہے کہ مولانا مرحوم ریاست مانگرول کے محکمۂ تعلیم میں ایک اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے، جہاں سرکاری فرائض کے ساتھ ساتھ خدمت دین ان کا دلپسند شغل رہا۔ یہ ملازمت چھوڑ کر اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر انجمن کی ملازمت اختیار کی اور دورانِ ملازمت میں سالہا سال مختلف پہلوؤں سے خدمت دین میں منہمک رہے اور کوئی لمحہ ضائع نہ ہونے دیا۔ آخر کار ۱۲ مارچ کی صبح کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ خاموش کارکن ابدی نیند سو گیا۔ وفات کے بعد ان کا پروقار اور نورانی چہرہ دیکھنے والوں پر ایک فسوں کا سماں پیدا کر رہا تھا۔ مسلم ٹاؤن کی مسجد میں نماز جنازہ ادا ہو چکنے کے بعد ان کا جنازہ آہستہ آہستہ قبرستان کی طرف جا رہا تھا اور لوگ اس درویش صفت مصنف کی علمی و اخلاقی خوبیوں کا تذکرہ کرتے اور تعظیم میں سر جھکائے چلے جا رہے تھے اور میرا ذہن یہ کہہ رہا تھا۔

"ایسے لوگ اپنی جگہ ایک مختصر سی تاریخ ہوتے ہیں جن کی موت محفل کو اداس کر جاتی ہے، اور معاشرے میں جن اقدار کی شمع ان کی وجہ سے روشن ہوتی ہے وہ یک لخت بجھ جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی ادب و اخلاق کے شرارے ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جاتے ہیں۔"

مولانا مرحوم اردو اور فارسی میں اچھی خاصی دسترس رکھتے تھے، ان دونوں زبانوں میں نہایت شگفتہ نظم و نثر اس روانی کے ساتھ لکھتے تھے کہ بے اختیار زبان سے احسنت و مرحبا نکلتا تھا۔ یونہی کوئی موضوع ذہن میں آیا قلم بے ساختہ شعر و نثر لکھتی چلی گئی۔ ان کے علاوہ انگریزی زبان سے بھی انہیں خاصی مزاولت تھی، اور اس زبان میں بھی موزونیت طبع نے ایک لطافت پیدا کر رکھی تھی۔ ایک دفعہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اشعار انگریزی میں ترجمہ کرنے پڑے لیکن مجھ سے کچھ بن نہ پڑا۔ میں نے وہ اشعار ایک کاغذ کے پرزے پر لکھ کر مسلم ٹاؤن بھیج دیئے۔ مولانا نے ٹیلیفون پر مجھے ان اشعار کا ترجمہ لکھوا دیا اور وہ ترجمہ اتنا بہترین تھا کہ میں عش عش کر اٹھا۔

گرانی ہے۔

مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ خانصاحب مرحوم ہمارے گھر کے افراد سے پدرانہ شفقت رکھتے تھے اور جب کبھی ہم میں سے کوئی ان کی ملاقات کو جاتا تو کافی دیر تک مذہب، ادب اور اخلاق پر گفتگو کرتے رہتے۔ کچھ دن ہوئے کہ میں خان صاحب مرحوم کے چھوٹے صاحبزادہ رشید احمد صاحب سے ان کے گھر پر ملا۔ دورانِ گفتگو میں انہوں نے بتایا کہ مرحوم کبھی زیادہ دیر ادھر ادھر کی باتوں میں نہ گذارتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی رشتہ دار دور سے بھی ملنے کے لئے آتا تو تھوڑی دیر اس سے گفتگو کرتے اور پھر اس مہمان کے کھانے اور آرام کا انتظام کر کے لکھنے پڑھنے کے کام میں مشغول ہو جاتے۔ رشید صاحب نے مزید بتایا کہ ان چند لوگوں میں جن سے وہ لمبی گفتگو کیا کرتے تھے آپ لوگ بھی شامل ہیں۔ افسوس کہ ہمیں اس گہری الفت کا علم ان کی عین حیات میں ہوتا تا کہ ہم ان کی کوئی نمایاں خدمت کر سکتے۔

وفات سے کچھ روز قبل میں مرحوم کی ملاقات کے لئے ان کے گھر پر گیا۔ کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی پھر فرمانے لگے "میاں ناصر — آپ ہمیشہ "دو نبی" کی قسطوں کو یکجا کر کے ارسال کرنے کو کہہ جاتے ہیں لیکن وعدہ پورا نہیں ہوتا۔ کیا ہی اچھا ہو اگر یہ اور دین اسلام کا دوسرا حصہ میری زندگی میں چھپ جائیں۔ میں نے دو تین روز میں "دو نبی" کی قسطوں کو یکجا کر کے اور دین اسلام کے دوسرے حصہ کے کچھ ابواب ان کو ارسال کر دیئے تاکہ وہ ان کی نظر ثانی کا کام شروع کر دیں لیکن افسوس ان کی زندگی نے ان سے وفا نہ کی۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے مرحوم کی ان دو خواہشوں کو پورا کرنے کی توفیق دے اور ان دونوں کی چھپوائی کا کام تکمیل کو پہنچے۔ خدا مرحوم کی روح پر اپنی بے انتہا برکات نازل کرے اور ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے

آمین

پہلی اور آخری ملاقات

(محترمہ زمرد یوسف صاحبہ بی۔ اے)

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

جمعرات (۱۷ مارچ سنہ ۶۰ء) کی پہلی ڈاک سے پیغام صلح ملتے ہی میں نے حسب معمول ملفوظات مسیح موعود علیہ السلام اور "بحر حکمت کے موتی" پڑھنے کے بعد اخبار احمدیہ پڑھنے کے لئے صفحے الٹتے چاہے تو مجھے منظوم حصہ نظر پڑا۔ میں نے دلچسپی سے اسے ہی پڑھنا شروع کیا مگر پہلے ہی مصرعہ کہ جو "ذرا تیار کر گئے انتقال" کے الفاظ نے چونکا دیا چند لمحوں کے لئے کچھ سمجھ نہ سکی کہ مولانا مرتضیٰ خان حسن صاحب کس مرتضیٰ کے لئے انتقال کا لفظ استعمال کر رہے ہیں، چونکہ اکثر و بیشتر پہلے مرتضیٰ خان حسن صاحب ہی منظوم کلام اخبار میں بھیجا کرتے تھے لہذا انہیں کا یہ کلام بھی خیال کرتے ہوئے میں نے لکھنے والے کا نام پڑھے بغیر ہی پڑھنا شروع کیا تھا اور جب میں نے دوبارہ مصرعہ پڑھا تو آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور زبان خود بخود انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے پر مجبور تھی۔ اداریہ میں آپ کی وفات اور اپنے مولا حقیقی سے جا ملنے کی اندوہناک خبر تھی مگر میرا ذہن حالیہ ملاقات کو جسے ماضی بنے بہت تھوڑا عرصہ ہوا تھا دہرا رہا تھا۔ میری پہلی اور آخری ملاقات آپ سے جلسہ سالانہ کے دن ہوئی۔

مجھے اور میری ایک دوست فاطمہ حکیم صاحبہ کو مرتضیٰ خان حسن صاحب سے ملنے کا شوق مبارکہ بنت مولانا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم کی راہنمائی میں کشاں کشاں ان کی بیگم صاحبہ تک لے گیا۔ آپ کی بیگم صاحبہ کی جوانی ہی کا ایک قابل تقلید نمونہ ہیں شفقت محبت اور مہربانی سے دوسرے دن ہم ایک نحیف و نزار مگر بلند باعظمت اور بے پایاں شخصیت سے شرف ملاقات پا رہی تھیں۔ آپ کی حلیمی، شفقت، خلوص، محبت، انکساری اور ہمدردی کے تمام جذبات سمٹ کر ہمارے دلوں میں اتر رہے تھے۔ ان کی قربت سے شفقت پدری کا احساس ہو رہا تھا۔ اپنی کمزوریٔ طبیعت کے باوجود وہ ہم دونوں سے ملنے کے لئے مولانا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم کے مکان کی دو سیڑھیاں اوپر چڑھ آئے ہم شرم سے زمین میں گڑی جا رہی تھیں کہ آپ خود تکلیف فرما کر ہم سے ملنے آ گئے مگر آپ اپنی کمزوری کی پرواہ کئے بغیر سروں پر دست شفقت پھیر رہے تھے۔

یہ کیسے بزرگ تھے کیسے صحابی تھے؟ کیا وہ اپنے علمی خزانوں سے ناواقف تھے کیا انہیں اپنی اس دولت پر ناز و فخر نہ تھا جس پر جماعت احمدیہ کو ہمیشہ ہمیشہ فخر رہے گا، پھر بھی انہیں جماعت تو جماعت شاید دنیا بھر کے بچوں اور بڑوں سے محبت تھی۔ وہ انہیں ایسے اعلیٰ اخلاق و کردار سکھانا چاہتے تھے جو خالص اسوۂ نبوی ہیں۔

وہ بحرِ علم کے شناور ہوتے ہوئے بھی دوسروں کی معمولی سی اہلیت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے پچھلے جلسہ پر میری تقریر کی تعریف انہوں نے پیغام صلح میں کی اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جونہی اس جلسہ پر آپ نے ہمیں شرف ملاقات بخشا تو فوراً تعارف کے بعد اپنے تعریفی الفاظ دوہرائے۔ حالانکہ ان کے بے پایاں علم کے سامنے میں کیا اور میری تقریر کیا۔ میرا بے مایہ قلم ان کی بلند شخصیت کے بارے میں اور کچھ لکھنے سے قاصر ہے۔ اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتی ہوں کہ اس جلسہ پر آپ کی پہلی اور آخری ملاقات نے میرے دل میں ایسا گہرا تاثر چھوڑا کہ میرا قلم اسے لکھنے پر مجبور ہو گیا شاید اس اثر کو عمر بھر نہ بھلایا جا سکے۔

دل اس خیال سے افسردہ اور غمگین ہو جاتا ہے کہ اب پیغام صلح ایسے عالم شخص کے فاضلانہ و فلسفیانہ مضامین، شاعرانہ کلام اور بچوں کے لئے سادہ اور آسان سلسلۂ اسلامیات سے محروم ہو جائے گا الہٰی ایسے شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ... تھے ... اور ...

موجودہ تہذیب جو معاشرے و اخلاق کی قیود سے آزاد ہو کر ترقی کی منزلیں طے کرنا چاہتی ہے شاید وہ ان کرداروں میں کوئی "زندگی" پیدا کرنے والے شرار سے نہ پا سکے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ عظیم شخصیتیں معاشرے کے ان ادبی، اخلاقی اقدار، اور عزت و احترام، شفقت و محبت کے طور و طریق کی علمبردار ہوتی ہیں وہی ایک معیاری معاشرے کی بنیاد ہیں اسی لئے یہی اقدار و اطوار معاشرے میں ایک ایسی شگفتگی اور سکون پیدا کر سکتے ہیں جن کا فقدان جدید مفکر موجودہ تہذیب میں محسوس کر رہے ہیں مبارک ہے وہ اولاد جو نوجوانی میں ایسے شفیق باپ اور بزرگ ہستیوں کے نقش قدم پر چلتی اور قابل ستائش ہے وہ قوم جو ان انمول نمونوں کی قدر کرتی ہے اور قوم کے افراد کو ایسے کرداروں سے روشناس

ادب کا نگینہ

(از محترمہ انور ون صاحبہ)

(مجھے اس زمانہ سے اپنی شفقت و ادب سے روشناس کیا جب میں میٹرک میں پڑھتی تھی - وہ اکثر اپنے اشعار مجھ سے پڑھوایا کرتے تھے، اسی طرح میرے ذہن نے بھی اُن کے ادب کی پیروی کی کوشش کی لیکن وہ بزرگ ہستی اس وقت ہم سے چھن گئی - جب میں چاہتی تھی کہ اُن سے اصلاح لُوں - اُن کی موت گویا میرے لئے دوہرا صدمہ ہے ایک شفیق و عزیز ہستی کی جدائی اور دوسرے اپنے شفقت مشغل کی موت میرے پراگندہ و منتشر خیالات نے ان کے لئے لکھنے کی ایک ناکام سی کوشش کی ہے جسے مرثیہ کہئے یا کچھ اور ——)

شجر ٹوٹا ہوا ویراں گلستاں ٭ گئے ہیں اس چمن سے مرتضیٰ خاں

ادب کی آنکھ سے ٹپکا لہو پھر ٭ جہانِ شعر کا ہے تر گریباں

وہ ہستی عالمِ بالا میں جس کا ٭ ضرورتمند تھا خود آج یزداں

گلستانِ جہاں کو پھونک ڈالا ٭ بسایا شوق سے پھر باغِ رضواں

حسیں مالا اجل نے توڑ ڈالی ٭ ادب کا تھا نگینہ مرتضیٰ خاں

اجل کہ دشمنِ باغِ جہاں تھی ٭ جدھر پہنچی کیا خالی گلستاں

وہ جس کے علم کے منبر کے آگے ٭ جھکے علم و فضل کے سارے ایواں

عمارت شاعری کی خاک کر دی ٭ اجل لیکر اٹھی تھی کیسا طوفاں

خدا کی بندگی ہی روز و شب تھی ٭ کہ سجدوں سے تھی پیشانی پُر افشاں

ہمیں سے چھن گیا سرمایۂ دیں ٭ وہ کامل مردِ مؤمن مرتضیٰ خاں

ادب تو ناسمجھی شاعری ہے ٭ عبادت چیختی رہتا ہے ایماں

پروئے پروین اشکوں کے نگینے
تیری تسبیح کے دانے ہیں لرزاں

آہ! مومنِ لبیب مرتضیٰ خان حسن المرحوم

ضوفشاں ہو کر جو ہی ابرِ فنا میں چھپ گیا
مردِ مومن نیک سیرت نیک طینت باکمال
متقی پرہیزگار و پارسا و بے ریا
شاعرِ رمز و کنایہ نکتہ دان و نکتہ سنج
جو زمینِ شعر میں نور و نظر بوتا رہا
گلشنِ احمد کا تھا حاشا وہ اک وردالورود
جسکی نکہت سے ہی سارا باغ یہ مہکا ہوا
وقف تھا جس کا قلم دیں کی اشاعت کیلئے
زندگی بھر دشمنانِ دیں سے لڑتا رہا
پیر کے دن پندرہ تاریخ کو رمضان کی
ہو گیا جنت نشیں لاشک نقیب الاولیا
مبتلائے رنج و غم اے برق ہمکو چھوڑ کر
چل بسے دنیا سے وہ خوش اطوار ہائے مرتضیٰ

۱۳۷۹

عشقِ حقیقی

اگر وہ جاں طلب کرتے ہیں تو جاں ہی سہی
بلا سے کچھ تو نپٹ جائے فیصلہ دل کا
اگر مزار بلا ہو تو دل نہیں ڈرتا
ذرا تو دیکھئے کیسا ہے حوصلہ دل کا

(مسیح موعودؑ)

www.aaiil.org

اذکروا موتٰکم بالخیر

جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن مرحوم و مغفور کے کلام کا اثر

از قمر ساماتوی

محترم جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن مرحوم و مغفور میرے ہم وطن تھے آپ کے والد بزرگوار حضرت مولوی عبداللہ خان صاحب مرحوم و مغفور حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ کے عہد میں تعطیلات کے دنوں میں اکثر سالانہ تشریف لاتے اور اپنے مواعظ حسنہ سے جماعت کو مستفیض فرمانے کے علاوہ پبلک تقریروں کے ذریعہ غیر احمدیوں کو بھی احمدیت کا پیغام پہنچاتے اور شہر کے اہل علم لوگوں سے تبادلۂ خیالات فرماتے رہتے تھے اگرچہ میرا اس وقت بچپن کا زمانہ تھا مگر جناب قبلہ والد صاحب بزرگوار کی تربیت اور توجہ کی بدولت میں ایسی تمام علمی مجالس میں حاضر رہتا تھا جو حضرت مولانا صاحب کی تشریف آوری پر شہر کے مختلف محلوں میں ہوا کرتی تھیں اور جلسوں میں درثمین اور اخبار بدر و الحکم میں شائع شدہ نظمیں پڑھا کرتا تھا جناب حسن مرحوم کا وہ زمانہ غالباً طالب علمی کا تھا یا تعلیم سے فارغ ہو کر کسی کام پر لگ چکے تھے اس کا مجھے علم نہیں البتہ اس قدر یاد ہے کہ پٹیالہ میں احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کے نام سے جماعت کے نوجوانوں کی جو تنظیم تھی اس کی تبلیغی سرگرمیوں میں جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب مرحوم کا نام اکثر بزرگ بہت تعریف کے رنگ میں لیا کرتے تھے سنہ ۱۹۱۴ء میں میں نے ماحول کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے جناب خلیفہ صاحب کی بیعت کر لی اگرچہ اس وقت قادیانی اخبارات میں یہ پروپیگنڈا ہوا کہ حضرت مولوی عبداللہ خاں صاحب کے چھوٹے بیٹے نے بیعت کر لی مگر چند روز بعد معلوم ہوا کہ یہ صرف پروپیگنڈا ہی تھا۔ چونکہ اختلافات کے منظر شہود پر آنے سے پہلے ہی حضرت میر ناصر نواب صاحب متعدد مرتبہ سالانہ تشریف لا کر انفرادی ملاقاتوں میں حضرت مولانا محمد علی صاحب و حضرت خواجہ کمال الدین صاحب رحمہ کے خلاف سخت نفرت انگیز پروپیگنڈا کر چکے تھے اور جناب شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم واعظ بھی دو دفعہ تشریف لا کر ان بزرگوں کے خلاف جماعت مقامی کے ایک حصہ کو بدظن کر چکے تھے میرا تعلق بھی اسی حصہ کے ساتھ تھا جس پر ان لوگوں کا جادو اثر کر چکا تھا اس کے علاوہ بچپن کی وجہ سے کورانہ تقلید کے ماتحت بیعت کرنے کے بعد جماعت لاہور کے بزرگوں سے نفرت کے جذبات اور ترقی کرتے چلے گئے اور قادیان سے آنے والے "علما" نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا رہی سہی کسر جناب خلیفہ صاحب کی

اشتعال انگیز تقریروں نے پوری کر دی یہاں تک کہ میں نے "پیغامیوں" کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بدترین دشمن سمجھ کر ان سے سلام اور کلام کو بھی اپنی غیرت ایمانی کے خلاف سمجھنے لگ گیا اور پچیس سال متواتر اسی ماحول میں رہنے کی وجہ سے میں ان بزرگوں سے بہت زیادہ دور ہو گیا اس طویل عرصہ کے بعد کی وجہ سے میں جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب کے اس زمانہ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرنے سے معذور ہوں۔

جناب حسن مرحوم سے میری پہلی ملاقات

جون سنہ ۱۹۳۹ء میں قادیان سے لاہور گیا اس وقت مولانا مرحوم غالباً دفتر تحصیل میں کام کرتے تھے آپ مجھے دیکھ کر اٹھے اور بغلگیر ہو کر کافی دیر تک روتے رہے اور پھر فرمانے لگے کہ گھر چلو میں نے بہت عذرات پیش کئے مگر آپ نے ایک دستی اور سیکرٹری صاحب سے اجازت لے کر فوراً مسلم ٹاؤن پہنچ گئے رات کو بھی مجھے آنے نہ دیا۔ اس عرصے میں آپ نے اختلافی مسائل کے متعلق اشارۃً بھی کوئی گفتگو نہ کی بلکہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ اور ابتدائی زمانہ کے روح پرور حالات اور حضرت کے نشانات بیان فرماتے رہے خود روتے رہے اور مجھے رلاتے رہے۔ پچیس سالہ شنیدہ باتوں کی بناء پر میں تو یہی سمجھے ہوئے تھا کہ ان لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں رہا مگر مولانا مرحوم کی گفتگو سے میں نے یہ سمجھا کہ ان ناپاک لوگوں کو محض تعصب اور دھڑا بازی کی بناء پر بدنام کیا جا رہا ہے ورنہ یہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے دیوانے اور شمع احمدیت کے پروانے ہیں۔ اس عرصے میں آپ نے حضرت اقدسؑ کی شان میں اپنا کلام نہایت سوز و گداز سے سنایا پھر آپ نے مجھے بہت زیادہ مجبور کیا کہ میں اپنے کچھ اشعار سناؤں میں نے عرض کیا کہ میں شاعر نہیں ہوں کبھی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہوں آپ نے میرے جماعت لاہور کے خلاف شائع شدہ اشعار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بھائی اگر اور کچھ نہیں سناتا تو "پیغامیوں" کی مذمت میں جو شعر لکھے تھے وہی سنا دو بہت زیادہ مجبور کرنے پر میں نے "سلام بحضور حضرت مسیح الزمان" پر چند اشعار

عرض کئے جن کو سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ پٹیالہ کا علاقہ ابھی تک مسیح موعودؑ کے دیوانوں سے خالی نہیں اور نوجوانوں کے اندر ان کے اسلام کی روح کام کر رہی ہے اگلے روز اپنے بعض اور بزرگوں سے میری ملاقات کرائی جس کے نتیجہ میں مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق ہیں اور جو کچھ ان کے متعلق کہا جاتا ہے بالکل غلط ہے اس کے بعد جب کبھی میں لاہور جاتا تو آپ نہایت خندہ پیشانی سے ملتے اور اپنے ساتھ مسلم ٹاؤن چلنے پر مجبور کرتے اور میری دعوت کرتے اپنا کلام اور اپنے مضامین سناتے اور فرماتے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان مضامین کی اشاعت کا سامان کر دے وہ سب مضامین احمدیت کی صداقت پر ہوتے تھے۔

کام کرنے کا جنون

اگرچہ مولانا مرحوم کو زیادہ عرصہ قریب سے دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا مگر اس ملاقات کے بعد جب بھی ملا ان کو ہمیشہ کام میں مشغول پایا۔ حتیٰ کہ بیماری کی شدت کے ایام میں بھی آپ کچھ نہ کچھ لکھتے ہی رہتے تھے جس پر پیغام صلح کے فائل شاہد ہیں۔ مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت عشق کی حد تک پہنچی ہوئی تھی اور سلسلہ عالیہ کے لٹریچر پر پورا عبور حاصل تھا آپ نے آخری ایام میں ہر ملاقات کے موقعہ پر مجھے تاکیداً فرمایا کہ ہم سے جماعتی رنگ میں یہ کوتاہی ہوئی ہے کہ اب تک سلسلہ کے بزرگوں کے کارنامے اور ان کے سوانح زندگی محفوظ نہیں کر سکے میں نے اب اُن کے حالات قلمبند کر کے شائع کرانے کا تہیہ کیا ہے آپ اس معاملہ میں میری امداد کریں اور ریاست کے پرانے احمدیوں کے حالات لکھ کر مجھے بھجوائیں میں ان کو پہلے اخبار میں اور پھر کتابی صورت میں شائع کرانے کا اہتمام کروں گا چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں میں نے دو بزرگوں کے حالات لکھ کر آپ کو دستی دیئے جو غالباً بیماری کے غلبہ کی وجہ سے شائع نہ کرا سکے تیسرے بزرگ کے حالات لکھ رہا تھا کہ آپ ہم کو داغ مفارقت دے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

احباب ربوہ کا خراج تحسین

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جماعت ربوہ کے اکثر احباب بزرگان جماعت لاہور کو نہ صرف احمدی ہی نہیں سمجھتے بلکہ وہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دشمن خیال کرتے ہیں مگر مجھے اس سال میں اس جماعت کے جن احباب کو ملنے کا اتفاق ہوا انہوں نے مولانا مرحوم کے مضامین اور آپ کے منظوم کلام کی بے حد تعریف کی اور بعض احباب نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ ایسے مخلص اور جوشیلے احمدیوں کے متعلق بدظنی پھیلا کر ان سے کس طرح متنفر کیا گیا، یہ سچ ہے کہ کسی کے احمدی

www.aaiil.org

لکھنے یا سمجھنے سے دوسروں کی احمدیت وابستہ نہیں مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ آج کچھ نہ کچھ احباب ایسے پیدا ہو رہے ہیں جو اپنی جماعت کے پیشرو حضرات کے گذشتہ چالیس دور کو پسند نہیں کرتے اور یہ اثر ہے مولانا مرحوم کے سے بزرگوں کے مجاہدانہ نمونہ کا۔ ہفتہ مختتمہ میں مجھے چند روز ایک "مخلص" دوست کے پاس ٹھہرنے کا موقعہ ملا انہوں نے برسبیل تذکرہ اس بات کا ذکر فرمایا کہ پیغام صلح میرے نام جاری ہے میں ہر پرچہ آنے پر پہلے حسن صاحب مرحوم کا منظوم کلام پڑھا کرتا تھا کیونکہ اس میں ایک سوز وگداز ہوتا تھا، اس کے بعد وہ مضامین پڑھتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت یا اندرونی اختلافات پر مشتمل ہوتے ہیں میں اپنے دوستوں کو کہا کرتا ہوں کہ جن لوگوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ ان کا اخبار تو سیدھے یا کانہ طریق پر آپ کی صداقت پر مضامین لکھتا ہے اور جو لوگ احمدیت اور حضرت اقدس ؑ کی محبت کے واحد ٹھیکیدار ہیں ان کا اخبار "حضرت صاحب" کے پرانے خطبات اور ڈائریاں نقل کرنے کو ہی بہت بڑی خدمت سمجھتا ہے غرضیکہ ہمارے احباب کی ذہنیت میں جو تبدیلی پیدا ہو رہی ہے اس میں مولانا مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم و مغفور کے کلام کا بہت بڑا حصہ ہے مرحوم کے لئے ہم دست بہ دعا ہیں کہ ؎

اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
در محلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

احباب کی توجہ کے لئے میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ پیغام صلح جن غیر احمدی یا جماعت ربوہ کے نام جاری ہے ان میں یہ اپنا کام کر رہا ہے اگر مستطیع اور مخیر احباب اپنے ایسے دوستوں کے نام اخبار جاری کرا دیں تو جلدی یا بدیر ضرور اپنا اثر کرے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ - فقط والسلام -

چند لمحے مرحوم کے ساتھ (از صفحہ ۲۳)

کو آشکار کیا ہے۔ انہوں نے اپنے مخالف کو پرلے پن کا احساس نہیں ہونے دیا بلکہ ہمدرد، مونس اور ساتھی کی حیثیت سے اپنے سمجھانے کی کامیاب سعی کی ہے۔ میں نے اور بھی اس انداز کی تصانیف و تالیفات پڑھی ہیں۔ جن میں اخلاقیات کا خاص مظاہرہ نہیں کیا جاتا، بلکہ مخالف پر گند اچھالا جاتا اور اس کی تحقیر و تذلیل میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی جاتی اس قسم کی کتابیں پڑھکر ان کی عقل پر آنسو بہانے کو دل چاہتا ہے۔ یہ بہت بڑی خامی ہے جو ایک مصنف اور اہل علم میں نہیں ہونی چاہیے۔

مولنا ہم سے اور ہم اُن سے جدا ہو گئے

ایسے اکابرین اور بزرگانِ دین کا جدا ہو جانا جن کی زندگی خلفاء کے لئے سراپا حقیقت ہوتی ہے افسوسناک اور غمناک امر ہوتا ہے۔ خدا کو ایسا ہی منظور تھا ہماری تدبیروں اور خدا کی تدبیروں میں کتنا بڑا تضاد ہے انسان کچھ سوچتا ہے خدا کچھ کرتا ہے۔ مولنا

بچوں کا صفحہ لکھنے والا مجاہد

از محبوب اشرف صاحب

ہر وہ شخص جس کو بھولے سے بھی "پیغام صلح" کو پڑھنے کا اتفاق ہوا ہو یقیناً مولانا مرتضیٰ خان صاحب مرحوم کے نام سے آشنا ہوگا اور وہ شخص جو پیغام صلح کو باقاعدہ زیر مطالعہ رکھتا ہے اسکو ضرور مولانا کے نام سے اچھی طرح واقفیت ہونی چاہیئے۔ پیغام صلح کے اوراق تاقیامت جتنا بھی آنسو بہائیں کم ہے کیونکہ ان میں شگفتگی اور ادبیت کی چاشنی اور اخبار کو پڑھنے کا ذوق و شوق پیدا ہوتا اسی مرد مجاہد مرتضیٰ خان حسن کی شگفتہ بیانی اور پاکیزہ کلام کا نتیجہ تھا۔

مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم کی تحریرات سے جو کہ وقتاً فوقتاً پیغام صلح کے ذریعہ ہم تک پہنچتی تھیں یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے، کہ ان کو قوم کی جڑیں مضبوط کرنے کا کس قدر خیال تھا شاید اسی خیال نے ان کو بچوں کا صفحہ جو کہ ان کی قلم سے نکلتا تھا لکھنے پر مجبور کیا۔ دوسروں کی کیا کہیں میں خود ایک عرصہ سے اس بات کی اشد ضرورت محسوس کرتا تھا کہ ہمارے اس قومی جریدہ میں ایک صفحہ بچوں کے لئے ہونا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں کئی دوستوں کو میں نے کہا اور لکھا۔ ظاہر ہے کہ اس کمی کے پورا ہونے کی صورت جب مجھے نظر آئی تو مجھے کس قدر خوشی ہوئی ہوگی۔ مولانا مرحوم کے قلم سے جب میں نے پہلے پہل پیغام صلح میں بچوں کا صفحہ دیکھا تو مجھے از حد خوشی ہوئی میں نے مولانا کی خدمت میں ایک مکتوب کے ذریعہ سے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

یہ تو تسلیم شدہ بات ہے کہ بچوں کی تربیت کا اگر خیال نہ رکھا جائے تو بچے بگڑ جاتے ہیں۔ مولانا نے اپنی قلم سے بچوں کا صفحہ شروع کرکے قوم کے بچوں کے لئے علم و اخلاق کا بیش قیمت خزانہ مہیا کر دیا۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان کے دیئے ہوئے سرمایہ سے اچھی طرح فائدہ اُٹھائیں۔ ہماری قوم کے بچوں کے لئے یہ صفحہ نہایت ہی قیمتی ہے۔ اس کے ذریعہ سے ہم قوم کی کشتی کے آئندہ ناخداؤں کی ذہنیت کی تشکیل اعلیٰ پیمانہ پر کرسکتے ہیں۔

ہماری قوم کے بچے تاقیامت حضرت مولانا کے منت کش رہیں گے۔ مولانا نے نہایت سادہ الفاظ میں جو مکالمات بچوں کے لئے لکھے ہیں ان کو کتابی شکل دے کر قوم کے ہر گھر پہنچانا چاہیئے۔ ماؤں کا فرض ہے کہ وہ یہ مکالمات اپنے بچوں کو پڑھ کر سنائیں اس سے بچوں کی ذہنیت کی تشکیل میں بڑا کام ہو جائے گا کیونکہ مولانا مرحوم نے نہایت ہی سادہ، دلکش، اور دلچسپ پیرایہ میں تعلیم حقیقی کو پیش کیا ہے۔ مولانا مرحوم نے بچوں کے فہم و ادراک کے مطابق مشاہیر اسلام کے کارناموں ان کی بہادری، شجاعت، دیانت، امانت، راستبازی اور غیرت کو پیش کرتے ہوئے قرآن اور اسلام کی تعلیمات کو پیش کیا ہے۔

ان کا طرز تحریر نہایت ہی خوبصورت اور دل کو موہ لینے والا تھا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ قیمتی ذمہ داری کو اب کون سنبھالے گا۔ میرے دل و دماغ میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ خدا مجھ کو مرکز میں پہنچ جانے کی توفیق عطا کرے تو میں مولانا موصوف کے پاس دو زانو بیٹھ کر ان سے یہ آرٹ سیکھوں گا مگر افسوس! مجھے بیٹھے ہوئے ابھی کچھ زیادہ دن نہیں گذرے کہ مولانا موصوف ابدی دنیا کی طرف چلے گئے۔

اب اگرچہ وہ ہم میں نہیں رہیں ہر شخص جو کہ آپ کے علم سے فیض حاصل کرنا چاہے وہ حاصل کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ ان کے کلام (نظم و نثر) کو بالاستیعاب مطالعہ کرتے ہیں۔

ڈنگاوں کے برق الجامعہ کا جواب ایک شاندار کارنامہ ہے۔ ان کی نظمیں جس کسی نے پڑھیں وہ اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ وہ سب کی سب اسلام کے عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے جذبات کا نتیجہ ہیں نثر کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا کے قلم میں زبردست طاقت ہے وہ دلائل کے دریا بہاتے چلے جاتے ہیں جس کسی نے بھی ان کی نثر کو پڑھا وہ ان کی طرزِ تحریر اور اسلوب بیان پر فریفتہ ہو گیا۔

حضرت مولانا محمد علی مرحوم کی زبردست تصنیف "ریلیجن آف اسلام" کا خان صاحب موصوف نے اردو میں ترجمہ کرکے اس طبقہ پر زبردست احسان کیا ہے جو کہ انگریزی نہ جاننے کی وجہ سے اس کتاب کا فائدہ نہ اٹھا سکتا تھا۔

اللہ تعالےٰ آپ کو غریق رحمت کرے اور جماعت کے دوسرے نوجوانوں اور ذی علم حضرات کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے ؁

آج ہم میں نہیں لیکن ان کا نام اس وقت تک زندہ ہے گا جب تک دنیا کو اخلاق اور کردار کی ضرورت ہے، انہوں نے اس اقرار کو "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا" اپنے فعل سے سچ ثابت کر دکھایا۔ مذہب و ملت کی خدمت یقیناً مولنا کی مغفرت کا باعث ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے مخلص بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولنا کو اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لے اور ان کی دینی خدمات کو ان کے لئے مغفرت اور بلندیٔ

چند لمحے مرحوم کے ساتھ

از محمد فاضل رمضان جی گیانا (امریکہ) حال احمدیہ بلڈنگس لاہور

تمہیں مُردہ کہوں کیونکر کہ تم زندوں میں زندہ ہو
تمہاری نیکیاں زندہ تمہاری خوبیاں باقی

دسمبر ۱۹۵۲ء کا سالانہ جلسہ ختم ہوا تو مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی مجھے اپنے مکان (مسلم ٹاؤن) پر لے گئے۔ ان سے میری عقیدتمندی بہت پرانی تھی۔ وہ میرے وطن رہ آئے تھے۔ میں جب پاکستان آیا تو مولانا کے قریب ہی رہنے کی کوشش کرتا۔ اس دن مسلم ٹاؤن کے احمدی احباب کو بھی انہوں نے چائے پر بلایا تھا۔ صحن میں بیٹھے تھے گفتگو کا مرکز میں اور میرا وطن تھا۔ دراصل اس تقریب کا مقصد بھی یہی تھا کہ مجھے احباب سے متعارف کرایا جائے میں اردو نہ جاننے کے برابر جانتا تھا۔ پاکستان آئے ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ میں سنتا تو بہت کچھ رہا لیکن اپنی کچھ نہ سنا سکا۔ اس موقعہ پر جن صاحب سے میں زیادہ متاثر ہوا وہ مولانا مرتضیٰ خان حسن تھے۔ وہ بالمقابل کرسی پر آ بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھ میں گہری دلچسپی کی۔ اور میرے کوائف کا ذکر چھیڑ بیٹھے۔ میں اردو اور انگریزی کے ملے جلے لفظوں میں ان سے باتیں کرتا رہا۔ وہ بہت خوش تھے۔ میرے عزائم متعلق تحصیل علم دین کی بڑی تعریف کر رہے تھے۔ خصوصاً انہوں نے جلسہ پر کی گئی میری تقریر کو بڑا سراہا۔ میں نے اپنی تقریر میں بتلایا تھا کہ میرے وطن میں احمدیت کیسے پھیلی میں خود جانتا ہوں کہ میں اپنے فانی الضمیر کو بالوضاحت بیان نہیں کرسکتا تھا۔ انداز بیان بھی بے ڈھنگا تھا۔ لیکن مولانا نے کہا کہ ہم آپ کی تقریر سے بڑے محظوظ ہوئے ہیں۔ درست ہے کہ آپ اپنے خیالات کو مجبوری زبان کی وجہ سے بیان نہیں کرسکے۔ لیکن سننے والوں نے بہت کچھ جان لیا ہے میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں"۔ پھر انہوں نے میرے اور یہاں کے معاشرے اور طرز رہائش پر گفتگو چھیڑ دی۔ فرمایا کہ آپ اس ماحول کو اپنے ماحول سے یکسر خلاف پائیں گے لیکن آپ اپنے پیش نظر اپنا مقصد رکھیئے۔ صبر و شکر کے ساتھ تکالیف کو برداشت کیجئے"۔

مولانا صاحب سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ ان کی حوصلہ افزائی اور ہمدردی نے مجھے ان کے قریب کر دیا۔ ان کی خندہ پیشانی اور مسکراتے چہرے نے مجھے آفاقی محبت بخشی۔ اس کے بعد ان سے ملاقات گاہے گاہے ہوا کرتی تھی۔ احمدیہ بلڈنگس جمعہ کی نماز پڑھنے آتے تو اپنی زیارت سے مجھے نوازتے۔ جب مجھے مولانا کی آمد کا پتہ چلتا تو میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ وہ مجھ پر بے حد شفقت فرماتے۔ خصوصی توجہ دیتے۔ میرے احوال پوچھتے ان کی ملاقات میرے لئے روحانی غذا کے سامان فراہم کرتی تھی۔ میں مسلم ٹاؤن بھی ان سے ملنے چلا جاتا۔ مہمان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ وہ مہمان کے دل کی باتیں کرتے تھے۔ بڑے اخلاص سے پیش آتے۔ اور خاطر تواضع کرتے۔ میں ان کو دلی فرحت حاصل ہوتی۔ ایک دفعہ میں دوستوں کو لے کر ان کے ہاں گیا۔ مولانا اکیلے تھے۔ گھر کے دوسرے افراد باہر تھے۔ وہ مزاج پرسی کے بعد خود ہی چائے وغیرہ کی تیاری میں لگ گئے خود ہی انہوں نے آگ جلائی۔ چائے کا پانی گرم کیا۔ ہم نے چاہا کہ ہم بھی شریک ہو جائیں مگر انہوں نے ایسا کرنے نہیں دیا۔ خود ہی چائے کا سارا اہتمام کیا۔ ہمیں بڑی شرم محسوس ہوئی کہ کوئی سبق جو وہ دینا چاہتے ہیں تو لی نہیں عملی دیتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ میں ان کی ملاقات کو گیا۔ دوپہر کی گرمی نے مجھے بدحال کر دیا تھا۔ پسینے سے کپڑے شرابور ہو گئے تھے۔ دروازے پر دستک دی۔ آپ نکلے۔ دیکھتے ہی ہنس پڑے از راہ تمسخر کہنے لگے:۔

"بڑے شرماتے ہو برخوردار۔ اتنی بھی شرم کیا جو پسینہ پسینہ کر دے۔ آپ کا اپنا گھر ہے وقت بے وقت کسی وقت آ جایئے"۔ ہنستے ہنستے کہنے لگے "چلو اچھا ہوا آپ کو غسل کرنے کی بھی ضرورت نہیں" کمرے میں بٹھلا کر چلے گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آ کر کہا۔

"فاضل صاحب! چلیئے غسل کر لیجئے میں نے پانی رکھوا دیا ہے"۔ میں تو بھی چاہتا تھا کہ غسل کر لوں۔ لیکن اس کا اظہار غیر رسمی تھا۔ انہوں نے جیسے میرے دل کو پڑھ لیا تھا۔ میں نہایا اور واپس آ کر دیکھتا ہوں میری پسینہ سے تر قمیص کو پنکھے کی ہوا سے خشک کر رہے ہیں۔ میرے جسم میں تھرتھری سی پیدا ہو گئی اور فرط محبت سے میری آنکھیں بھر آئیں۔ دل چاہتا تھا کہ ان سے لپٹ جاؤں کاش ہمارے درمیان بزرگی اور تقدس حائل نہ ہوتا تو ضرور ایسے کرتا۔ "فرشتہ ہے فرشتہ!" غیر ارادی طور پر میرا لاشعور پھڑک اٹھا۔

ہسپتال میں داخل تھے۔ میں باقاعدگی سے ان کی عیادت کو جاتا۔ اپریشن کے دوسرے دن وہ کچھ ہوش میں تھے۔ تکلیف زیادہ تھی۔ میں گیا تو دیکھتے ہی۔ لیٹے لیٹے انہوں نے دور سے ہاتھ پھیلا دیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ تھام لیا۔ اور اٹھنے کی کوشش کی لیکن میں نے دیکھا کہ بوجہ تکلیف وہ اٹھ نہ سکے۔ وہ کافی دیر آنکھیں بند کئے خاموش پڑے رہے اور میرا ہاتھ تھامے رکھا پھر آنکھیں کھول لیں۔

"اچھے تو ہو فاضل صاحب! آپ روزانہ تکلیف کرتے ہیں آنے کی"۔

"کوئی تکلیف نہیں مولانا صاحب! سنایئے آپ کیسے ہیں"

"اللہ کی مہربانی ہے۔ وہ قادر مطلق ہے جس رنگ میں چاہے رکھے، اس کی کوئی بات مصلحت سے خالی نہیں بیٹا۔ اس کی حکمت کے انداز بڑے نرالے ہیں۔ ہم بندوں کا کام تو یہی ہے کہ بندگی کریں اور صبر و شکر کرتے رہیں اور بس"

وہ کسی بھی حالت میں ہوتے۔ بڑے صابر و شاکر واقع ہوئے تھے۔ ان کے اخلاق مثالی تھے۔ ان کی عادتیں مثالی تھیں۔ ان کا ظاہر و باطن مثالی تھا۔ انکی سادگی تو مسلم تھی۔ کبھی انہوں نے زیادہ دکھ رکھاؤ اور وضعداری سے کام نہیں لیا۔

میری باتیں ان سے احمدیت اور اس کے بانی کے متعلق ہی ہوا کرتی تھیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ مرزا صاحب کو میں نے انہی کے طفیل پہچانا ہے کوئی جھوٹ نہیں۔ انہیں حضرت صاحب کے بارے میں بہت وسیع علم تھا۔ میں نے بہت کچھ اُن سے سیکھا۔ وہ میرے بہترین معلم تھے۔ ان کے قول سے سیکھا ان کے فعل سے سیکھا۔ ان کی تقریر سے سیکھا اور ان کی تحریر سے سیکھا۔ میں نے کیا کچھ سیکھا ——؟ اس اجمال کی تفصیل نہیں دے سکتا اس لئے کہ میرا قلم ناپختہ اور ذہن نارسا ہے۔

پیغام صلح میں بچوں کا صفحہ نکلتا رہا۔ میں اردو پڑھنا سیکھا تو انہی صفحات سے لکھنا سیکھا تو انہی صفحات سے بہت سی دینی معلومات حاصل کیں تو انہی صفحات سے یہ صفحہ میرے جیسے اردو ناخواندہ شخص کے لئے ہر طرح سے مفید ہے۔ اس کی عبارت آسان۔ الفاظ عام فہم۔ طرز بیان سادہ اور دلکش ہوتا ہے۔ مولانا کی تحریر تاپید لفظی و معنوی سے یکسر پاک ہے۔ انکی نظمیں بھی مجھے بڑی پسند ہیں۔ ان کی ترکیب بڑی آسان اور سبق آموز ہیں۔ منظوم کلام کا زیادہ حصہ میں نے یاد کر رکھا ہے۔

رنگون کے شیخ الجامعہ کی تالیف کا جواب جس میں مولانا نے دیا ہے وہ ان کا اپنا حصہ ہے۔ مرزا صاحب کے وہ کس قدر قریب ہیں کہ ہر اعتراض کا جواب سشتہ پیرایہ میں لکھا ہوا اور مدلل دے دیا ہے۔ یہ عام آدمی کا کام نہ تھا۔ مولانا نے اپنے معترض پر بڑے پیار اور خلوص کے ساتھ تنقید

(باقی بر صفحہ ۲۲)

www.aaiil.org

آہ! مولانا مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم

محترمہ فاطمہ حکیم صاحبہ

پتہ ہی نہیں چلتا اور بولتا ہوا وقت ایک دم خاموش ہو جاتا ہے کس کو معلوم تھا۔ کہ مولانا صاحب کے زندگی افروز رشحاتِ قلم کا تسلسل یوں ٹوٹ جائے گا۔ اور ہم ان کے حیات بخش خیالات سے اس طرح محروم ہو جائیں گے۔ اُن کی ابھی ضرورت تھی۔ ان جیسے بہت سے لوگوں کی ضرورت ہے یہ قحط الرجال ناقابلِ برداشت ہے۔ اور ہماری قوم کے لئے اُن کی بقا بڑی لابدی۔ لیکن بقول شاعر

"لکھنے والی انگلی حرکت کرتی ہے
اور حرکت کرتی جاتی ہے۔
ہمارے آنسو
اور
ہماری التجائیں۔
اُس کی ایک سطر بھی نہیں مٹا سکتیں"

یہ قانونِ قدرت ہے۔ جس کے سامنے کوئی چارہ کار نہیں۔ اور اس کے سامنے ہمیں سرِ تسلیم خم کرنا ہی پڑتا ہے۔

موت و حیات کا یہ تسلسل چلتا ہی رہتا ہے۔ اور ہم رضائے الٰہی سے فرار حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم اسکو تسلیم کر ہی لیتے ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا پڑتا ہے۔ مگر پھر بھی ہم شکوہ شکایت کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ اس اندھیر نگری میں جہاں کردار و عمل کا مطلع اتنا مکدر ہے۔ ایسے انسانوں کا وجود واقعی ستاروں سے کم نہیں۔ جن کی روشنی ہمارے جیسے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہوتی ہے۔ جن کی موجودگی کی ہمیں ڈھارس ہوتی ہے۔ اور جب کبھی ہمارے ماحول کی مسمومیت ہمیں حیران و پریشان کر دیتی ہے۔ ہم اُلجھ جاتے ہیں کہ اس حال کی منزل کیا ہوگی۔ یہ اندھا دھند۔ بے باگ و عنان گم گشتگی کی تاریکیوں میں بھٹک رہا ہے۔ تو یہ لوگ ہمارے لئے نشانِ راہ بنتے ہیں۔

جب ہم اس قحط الرجال سے ہراساں ہو جاتے ہیں ہم توقع کرتے ہیں۔ کہ ہم اپنے ماحول کو پاکیزگی۔ طہارت نیکی اور سلامتی کا مرکز بنا سکیں گے۔ مگر زمانہ کی طاغوتی طاقتیں ہم کو مایوس کر دیتی ہیں۔ ایسے لوگوں کا وجود ہمارے لئے باعثِ طمانیت ہوتا ہے۔ کہ

"ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں"

اگرچہ یہ لوگ "کچھ" ہوتے ہیں۔ مگر ان کی طاقت اپنی ہمہ گیری میں مسلم ہوتی ہے۔ کیونکہ نیکی کم ہونے کے باوجود بھی زوردار ہے۔ اور یہ حقیقت بذاتِ خود بڑی روشن ہوتی ہے۔

مولانا صاحب قریباً دس بارہ سال سے پہلے ہمارے گھر اکثر آیا کرتے تھے۔ کیونکہ انجمن کے کام کے سلسلہ میں انہیں وزیر آباد آنا ہوتا تھا۔ میں ابھی پڑھتی نہیں تھی جب سے انہوں نے آنا شروع کیا۔ اور میں نویں میں تھی۔ کہ وہ پھر نہیں آسکے۔ غالباً اُن کے کام کی نوعیت بدل گئی تھی۔ اتنی دیر کے بعد ہم اُن سے گذشتہ دسمبر میں جلسہ سالانہ پر ملے۔ ہمیں اُن سے ملاقات کا انتہائی شوق تھا۔ اب سوچتی ہوں۔ تو محسوس کرتی ہوں۔ کہ شاید ہمارے اشتیاق ملاقات کی یہ وجہ بھی تھی۔ کہ وہ دوسری دنیا کو سدھارنے کو تھے۔

خلقِ رسولؐ کا وافر حصہ اُن میں تھا۔ ادبیات اُن کی زندگی تھی۔ اور بچوں سے شفقت اُن کی خصوصیت تبلیغ اسلام یوں تو ہر احمدی کا شیوہ ہے۔ مگر انہیں اس چیز کا خاص خیال تھا۔ کہ بچوں کی بنیادوں کو استوار نہ کیا جائے۔ ڈھانچہ کی تو مشکل ہو جاتی ہے اول اسی لئے اس سلسلہ میں جتنا کام خصوصیت سے انہوں نے کیا ہے۔ اور کسی نے نہیں کیا۔ یہ چیز ظاہر کرتی ہے۔ کہ کتنی گہری عقیدت اور محبت انہیں بچوں سے تھی۔

میری آپا فرماتی ہیں۔ کہ مڈل کے فوراً بعد میں نے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا تھا۔ اور نئی نئی جماعت دہم کو پڑھانے لگی تھی۔ مجھے پوچھتے ہیں۔ کیوں بیٹی! آبلہ کا معنی پھالا ہوتا ہے۔ کیا اور کوئی چیز تم ایسی بتا سکتی ہو جو مثل آبلہ ہے۔ آپا نے کہا جی ہاں۔ حباب ایسا لفظ ہے۔ کہنے لگے۔ آبلہ پھوٹنا محاورہ ہے۔ پھر حباب پھوٹنا ٹھیک ہوا۔ آپا نے جواب دیا۔ کہ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ نظیر اکبر آبادی نے ایک جگہ یوں استعمال کیا ہے۔ "حباب آسا مٹا ابھرا ہو بحرِ زندگانی میں" اس طرح حباب مثل ٹھیک نہیں لگتا۔

یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ آپا کو بہت شاباش دی۔ اور اباجی کو کہنے لگے۔ کہ حکیم صاحب۔ آپ کو بے جا فکر ہے۔ کہ آپ کے کوئی لڑکا نہیں۔ ایسی ذہین بچیوں کے مقابلہ میں لڑکا نہ ہو تو کیا فرق پڑتا ہے۔

اسی طرح میری چھوٹی آپا ساتویں میں پڑھا کرتی تھیں ان کی جغرافیہ کی کتاب میں لفظ "مرتضیٰ کی گھاٹی" آتا تھا۔ تو شرارت سے وہ پوچھتیں۔ دیکھئے مولانا صاحب یہ لفظ مجھ سے نہیں پڑھا جاتا۔ اس پر پڑھ دیتے۔ اس شرارت پر خود بھی ہنستے اور خوش ہوتے۔ لیکن کبھی بُرا نہیں منایا کچھ اس قسم کا لطف وہ بچوں کی صحبت میں لیتے۔

اُن کی عادت تھی۔ کہ چارپائی پر بیٹھتے ہیں۔ تو ہمیشہ سوچتے رہتے ہیں۔ اور ان کی انگلی کبھی کبھی حرکت کرتی۔ کبھی بے خیالی میں ٹانگیں ذرا کعبہ کی طرف ہو جاتیں۔ تو آپا کہتیں۔ دیکھئے مولانا۔ آپ کی ٹانگیں کعبہ کی طرف ہیں تو مسکراتے ہوئے کہتے۔ کہاں بھئی؟ ادھر تو یہ گرگ اور چوہے کی دیوار کھڑی ہے۔ مجھے تو کعبہ کہیں نظر نہیں آتا۔

وہ ادھر آتے۔ اور ان کا دورہ چار چار، پانچ پانچ دن ہوتا تھا۔ ان دنوں وہ ہمارے ہی یہاں قیام فرماتے۔ ہمارے اباجی کے بڑے دوست۔ مرد فقیر منش انسان تھے اب۔ سگرٹ تک مختلف مسائل پر بحث ہوتی۔ بہت صبح اٹھتے تھے [illegible]۔ اور اس طرح یہ مجلس بڑی پرلطف ہوتی تھی۔ ہمیں ان باتوں کی سمجھ تو نہیں آتی تھی مگر ہم سنتے ضرور تھے۔ جب کبھی مولانا پہلے کرم آباد جاتے تو ان کے آنے کی اطلاع ہمارے سکول کی ایک استانی مس ڈینیل (جو کرم آباد رہتی تھیں) صبح ہی صبح کر دیتیں اور ہمیں اس قدر خوشی ہوتی گویا کہ ہمارے کوئی بہت عزیز آ رہے ہیں۔ پہلے لوگوں میں کس قدر خلوص و محبت تھا۔ اب یہ چیزیں وہم لگنے لگی ہیں۔ دنیا میں ماسوائے تکلفات کے رہ بھی کیا گیا ہے۔ سوچا ہے۔ وقت کیسا آ لگا ہے۔

ان کے عزیز اور دوست بڑے بڑے لوگ تھے بڑے بڑے مکانوں والے۔ وہ اگر کہتے کہ مولانا صاحب یہیں ٹھہر جائیے تو کہتے نہیں صاحب۔ یہاں باغ میں مجھے مچھر کاٹتا ہے۔ انہیں خوشی ملتی تو ان بلڈنگوں کی بجائے ہمارے خاکسارانہ کٹیا میں۔ کہا کرتے "یاروں اور عزیزوں میں بڑا فرق ہے" جو خوشی یہاں ملتی ہے۔ ہاں نہیں۔ پھر کہتے وہ کیا شعر ہے بیٹا

اے ذوق کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

ہمارے اباجی تو فطرتاً فلاسفر واقع ہوئے ہیں۔ اور اس معمولی [illegible] میں ان کا مطالعہ بھی بڑا وسیع ہے۔ پھر یہ پرلطف باتیں فلسفہ، ادبیات، تصوف، ہر جگہ ہی گھوم جاتیں۔ اور ختم نہ ہوتی تھیں۔

یہ سادگی، خوبصورتی اور روشن ضمیری وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہوتی جا رہی ہے۔ یہ انتہا پسندی ہی سہی لیکن نئی پود باعثِ اطمینان نہیں۔ روحانی اقدار کی قیمت بہت کم ہے۔ اخوت معدوم ہو رہی ہے۔ کاش! ایسے باقی ماندہ لوگ لمبی عمر پائیں۔

وقت [illegible: خلا نجیں?] بھرتا بھاگتا رہا۔ اس کے بعد ہمیں معلوم نہیں۔ کہ وہ آسکے یا نہیں آسکے تو ہماری مصروفیت نے ہمیں موقع نہیں دیا ہوتا۔ مگر اس جلسہ سالانہ پر ملے بڑی محبت۔ بڑی عقیدت اور بڑی دعاؤں سے ملے ہم ہر سہ لڑکیوں سے ملے۔ یہ ایک عظیم شخصیت سے آخری ملاقات تھی۔ ایک سادہ، ایک حقیقی انسان کی ملاقات۔ کاش ہماری دعاؤں میں اتنا سوز اور اثر ہو۔ کہ ہم وہ اس قسم کے انسانوں کو پیدا کر سکیں۔ کاش ان کا نقصان عظیم کی تلافی ہو سکے۔

دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے

آمین

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

www.aaiil.org

قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندگی بخش کلام

جس نے قوموں کو مُردگی اور جہالت سے اُٹھا کر زندگی کے بلند مقام پر کھڑا کر دیا

خطبہ جمعہ مؤرخہ یکم جولائی ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یٰایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول ــــ ورزقکم من الطیبٰت لعلکم تشکرون (انفال ۲۴-۲۶)

جسمانی صحت کا انحصار دل کی تندرستی پر ہے

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسم کے اندر ایک حصہ ایسا ہے جس کے تندرست ہونے پر تمام جسم کی تندرستی اور صحت مندی کا انحصار ہے۔ اگر دل بیمار ہو جائے تو اس کا اثر بدن کے اعضاء پر پڑتا ہے تمام اعضا بیمار پڑ جاتے ہیں۔

روحانی صحت کا انحصار قلب روحانی کی صحت پر

اسی طرح سے انسان کا ایک روحانی دل بھی ہے جس کو قلب کہتے ہیں۔ اگر یہ دل بھی بیمار پڑ جائے تو انسان کی روحانی صحت اور تندرستی پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے روحانی صحت کے لئے روحانی دل کا تندرست ہونا ضروری ہے۔ اگر یہ تندرست ہو تو آنکھ میں حیا پیدا ہو جاتا ہے کان کو ایسی چیزیں بری معلوم ہوتی ہیں جس سے بدی، اور بدکاری پھیلتی ہو، اور زبان پر بری بات نہیں آتی۔ قرآن میں بھی قلب سلیم کا ذکر آیا ہے۔ لکھا ہے جاء بقلب سلیم۔ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرمایا کہ ان کے دل کو کوئی بیماری نہ تھی، ان کا دل بیماریوں سے بچا ہوا تھا۔

قلب کی صحت کے لئے اعمال صالحہ کی ضرورت

جس طرح جسم کی تندرستی کے لئے اور اس کی پرورش اور ترقی کے لئے کچھ قواعد ہیں، یعنی صاف ہوا، صاف ستھرا پانی اور صالح غذا جسم کی تندرستی کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح سے قلب کی صحت کے لئے اعمال صالحہ اور اس کے متعلق افعال کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ دنیا میں جتنے پیغمبر اور رسول آئے انہوں نے قلب کی تندرستی پر بڑا زور دیا ہے۔

خدا و رسول صلعم کا زندگی بخش کلام

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دل کی بیماریوں کا علاج فرمایا۔ انہوں نے قوموں کو زندگی عطا کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰایھا الذین استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ یعنی اللہ اور رسول کی تعلیمات سرچشمہ حیات ہیں۔ زندگی کی تفصیلات قرآن اور حدیث میں مندرج ہیں۔ قرآن کریم میں آیا ہے انا اوحینا الیک روحا من امرنا یہ زندگی بخش کلام ہے۔ جس طرح سے بارش زمین کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ بارش کی وجہ سے زمین اپنی نعمتیں اگل دیتی ہے، اور ہم کو اپنی زندگی کے قیام کے لئے تمام سامان میسّر آتے ہیں چنانچہ فرمایا۔ و احیینا بہ بلدۃ میتۃ یعنی ہم بارش بھیج کر مردہ زمین کو زندگی بخشتے ہیں، اسی طرح یہ روحانی بارش موجب حیات ہے بنجر اور ویران دلوں کو ہرا بھرا کر دیتی ہے۔

رسول اللہ صلعم کے ذریعہ قوموں کا زندہ ہونا ایک تاریخی واقعہ ہے

یہ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کی قوم کو زندہ کر دیا۔ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا قرآن کریم باوجود کثرت سے پڑھا جانے کے کبھی پرانا نہ ہوگا۔ یہ کتاب اب بھی زندگی بخشتی ہے اور تاقیامت زندگی بخشتی رہے گی، یہ امر واقع ہے کہ جنہوں نے اس کلام پاک سے دل لگایا اور اس کی ہدایات کی پابندی کی ان کو زندگی نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر سب سے زیادہ ایمان تھا۔ اور ان کو سب سے زیادہ اس کتاب سے عشق تھا۔ آپ کی دعا تھی اللھم انی اسئلک ان تجعل القراٰن ربیع قلبی یعنی اے اللہ قرآن کریم کو میرے دل کی بہار بنا دے جس طرح حضورؐ نے اس کتاب سے فائدہ اٹھایا اسی طرح حضورؐ کے متبعین نے مردوں اور عورتوں نے قرآن سے عشق کیا اور اس کی تعلیمات سے فیض یاب ہوئے۔

قومی زندگی کا اعتراف ہرقل کے دربار میں

احادیث نبویہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ نے کس طرح قوم کے اندر زندگی پیدا کی۔ ہرقل نے ابوسفیان سے کہا سألتک بما یامرکم میں نے تم سے پوچھا تھا کہ محمد رسول اللہ تمہیں کیا تلقین کرتے ہیں۔ ذکرت تو تم نے مجھے بتلایا انہ یامرکم ان تعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وینھاکم عن عبادۃ الاوثان ویامرکم بالصلوۃ والصدق والعفاف والصلۃ والوفاء بالعھد واداء الامانۃ۔ یعنی وہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور تمہیں بتوں کی عبادت سے منع کرتا ہے اور نماز اور راست گفتاری اور عفت اور صلہ رحمی اور وفاء عہد اور ادائے امانت کا حکم دیتا ہے۔

اس پر ہرقل بول اٹھا کہ یہ تعلیم اور یہ صفات نبی کی ہیں۔

نجاشی کا قبول اسلام

اسی طرح حضرت جعفرؓ نے نجاشی کے سامنے حضورؐ کی زندگی بخش تعلیمات کا ذکر کیا اور وہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔ جب نجاشی مر گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ نجاشی ایک صالح مرد تھا وہ مر گیا ہے۔ اس کی موت پر ہم نماز غائبانہ اس کی مغفرت کے لئے اکٹھے ادا کرتے ہیں۔ مکہ مدینہ کے دشمن کہتے تھے افریقہ کا رہنے والا کالا کلوٹا حبشی اس کے لئے نماز مغفرت ادا کی جائے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایک مرد صالح تھا۔ نمازی تھا اس نے ہمارے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کی قوم میں زندگی بخش دی اور وفا سکھلائی۔ کہا کہ وفاداری اور امانت و دیانت قوم کی زندگی کا باعث ہے۔

محمد رسول اللہ صلعم ہی کے وجود سے قوم زندہ ہو سکتی ہے

عروہ بن مسعود ثقفی بہت بڑا شخص تھا۔ امیر کبیر اور اثر و رسوخ کا مالک تھا۔ اس کے متعلق قرآن میں یوں آتا ہے لولا نزل ھذا القراٰن علٰی رجل من القریتین عظیم یعنی مکہ یا طائف کے کسی صاحب اقتدار شخصیت پر قرآن اترنا چاہیئے تھا۔ یعنی یا تو الولید بن مغیرہ اس قابل ہے کہ اس پر قرآن اترتا یا طائف کے عروہ بن مسعود ہیں۔ ایسا ہوتا تو سب لوگ ایمان لے آتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون شخص اس رسالت اور نبوت کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ عیں استقلال اور ارادے کا دھنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

www.aaiil.org

اور کوئی نہیں آپ نے اپنے استقلال اور ارادے سے قوم کی قوم میں زندگی بخش دی۔ قوم کی قوم کو نمازی بنا دیا۔ خدا کی عبادت کرنے لگ گئی۔ وہ دن کے وقت جہاد میں مصروف ہیں اور رات کے وقت عابد ہیں۔ کسی کا لوٹ کھسوٹ کر کھانا نہیں کھاتے۔ پیٹ میں حلال کی روٹی جاتی ہے۔ عفیف ہیں۔ غیر عورت کی طرف نظر بد سے دیکھتے نہیں۔ چور کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ بدکار اور روسیاہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ انصاف میں اپنے پرائے کا کوئی لحاظ پیش نظر نہیں، عجیب مساوات پیدا کر دی۔ غرض یہ جو قرآن میں لکھا ہے کہ ہم قوموں کو زندہ کرتے ہیں، یہ تجربہ میں آ گیا۔ لوگوں نے شہادتیں دیں کہ وہ زندہ ہیں۔

حضور نبی کریم صلعم کی زندگی بخش نصائح

ایک دو اور باتیں نبی کریم صلعم کی لائیں فرمایا

الدین النصیحۃ للہ لرسول ولائمۃ المسلمین وعامتھم دین خیر خواہی کا نام ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کے ساتھ خلوص ہو اور رسول کے احکام کے ساتھ خلوص ہو مسلمان حاکم ہو یا لیڈر، یا کوئی اور حاکم ہو اس .... کے ساتھ خلوص ہو اس طرح تمام مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی اور خلوص ہو اس کو کہتے ہیں قوموں کا زندہ کرنا۔

فرمایا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہو گی۔ آپ نے ذمہ داری کا احساس پیدا کیا۔ کہ ہر شخص کے سپرد کچھ لوگ ہوتے اور ان کے متعلق فرائض ہوتے ہیں اس لئے ہر شخص ان کے لئے جواب دہ ہو گا۔

حضرت نبی کریم نے عربوں میں بے نظیر زندگی پیدا کر دی

غرض حضور نبی کریم نے ایسی تلقین فرمائی جس کی برکت سے قوم زندہ ہو گئی وہ جاہل تھے۔ یہ مہذب ترین قوم بن گئے وہ بے علم تھے لیکن ان سے علوم کے چشمے بہہ نکلے۔ وہ صحرا کے رہنے والے بادشاہ بن گئے اور انہوں نے ایسی حکومت کر کے دکھائی جس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ قرآن کریم کی تعلیمات آج بھی قوموں کو زندگی بخش سکتی ہیں جس طرح سے اس نے پہلے پیدا کر کے دکھایا تھا۔

بسلسلہ کالم نمبر ۳

دیں کے تصرف کو یارب وہ عطا ہو رفعت
جس کی تعظیم کو خود چرخ دوار آ جائے
شبنم لطف الٰہی اسے دھو ڈالے
عارض دیں پہ اگر گرد و غبار آ جائے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

حضرت مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم

شیخ محمد عبداللہ ولد شیخ محمد جان مرحوم وزیرآبادی

میکش جو پرانے تھے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

اخبار پیغام صلح کا ۱۵ مارچ کا شمارہ ایک زلزلہ خیز خبر لے کر آیا کہ مرقع احمدیت، عاشق رسول اور با خدا انسان حضرت مولانا مرتضیٰ خان حسن اپنے حقیقی مولا کو جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا مرحوم کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ سراپا حسن اخلاق تھے، محبت و الفت آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی علم و فضل میں بھی یکتا تھے۔ نیکی اور تقویٰ آپ کا لباس تھا گویا جماعت احمدیہ کے درخشندہ ستارہ تھے۔ جماعت احمدیہ میں آپ کا وجود بہت بابرکت تھا آپ ہر کس و ناکس کے غمخوار تھے خصوصاً جماعت کی ہمدردی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھی مجھے اچھی طرح یاد ہے آج سے کافی عرصہ پہلے حضرت امیر مرحوم کے وقت جب آپ جماعتوں میں دورہ فرماتے تو وزیرآباد بھی تشریف لاتے۔ جب غریب خانہ پر تشریف لاتے تو آپ کی صحبت کی چند گھڑیاں سالوں کی کمزوریوں کو دور کر دیتی تھیں بے حد محبت فرماتے اور کامیاب واپس لوٹتے۔

جلسہ سالانہ پر اکثر ملاقات ہوتی حسب عادت نہایت شفقت سے پیش آتے، سب کی خیر خیریت پوچھتے۔ دولتکدہ پر حاضر ہونے کی دعوت دیتے مگر مجھے افسوس ہے کہ بدقسمتی سے مجھے ایسا موقع کبھی نصیب نہ ہوا کہ حاضر خدمت ہوتا۔

امسال جلسہ سالانہ پر ملے بغلگیر ہوئے خیر و عافیت پوچھی کافی کمزور تھے مگر پیارے مسیح موعود کی محبت اور جماعت کی ہمدردی کشاں کشاں احمدیہ بلڈنگس میں کھینچ لائی۔ مجھ سے حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کی تعزیت فرمائی ان کی تعریف فرماتے رہے، میں نے حضرت شیخ صاحب کی یاد میں چند حروف لکھے تھے بڑی تعریف کی کہ بہت اچھا لکھا تھا جب رخصت ہوئے طبیعت بوجھل ہو گئی کسی فکر میں۔ آخر پندرہ مارچ کے شمارہ نے چونکا دیا۔" ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے لکھا ہے کہ آپ جسمانی لحاظ سے بے حد کمزور واقع ہوئے تھے"۔ مگر روحانی طور پر آپ شہ زور پہلوان تھے، آپ کی ساری زندگی اس بات کی شاہد ہے "پیغام صلح" کے فائل اور دیگر علمی خدمات گواہ ہیں کہ آپ مردانہ وار سلسلہ اور اسلام کی خدمت سرانجام دیتے رہے حضرت مسیح موعود نے بھی فرمایا ہے:-

"ہماری جماعت میں شہ زور پہلوانوں جیسی
طاقت رکھنے والوں کی ضرورت نہیں بلکہ
ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو
جو تبدیلی اخلاق کے لئے کوشش کرنے
والے ہوں۔ اصل بہادر اور شہ زور وہ
نہیں جو پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا دے
بلکہ اصل بہادر وہ ہے جو تبدیل اخلاق
پر قادر ہو"

حضرت مولانا مرحوم نے حضرت اقدس کے فرمودہ کے بموجب عمل فرما کر ایک بلند مقام حاصل فرمایا، بہت کم لوگوں کو معلوم ہو گا کہ حضرت مولانا مرحوم مولانا ظفر علی خاں مرحوم ایڈیٹر زمیندار مرحوم کے نزدیکی رشتہ داروں میں سے تھے یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا ع

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانہ سے

کہاں مولانا ظفر علی خاں دشمن احمدیت اور کہاں حضرت مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم سراپا احمدیت، حضرت مولانا مرحوم کے چند جگر گوشے پیش کر کے ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرما دے اور جماعت کو نعم البدل عطا فرمائے۔

اے خدا گلشن احمد میں بہار آ جائے
پھول کھلنے لگیں شاخوں پہ نکھار آ جائے
بلبلیں نغمۂ توحید الاپیں یکسر
رقص میں نام خدا! سرو چنار آ جائے
جام بھر بھر کے محبت کے پلا دے اللہ
دیدۂ نرگس شہلا میں خمار آ جائے
اک سماں باندھ دیں پھر باد صبا کی موجیں
بوستاں میں بھی مشک تتار آ جائے
دین کا باغ ہو شاداب بفضل خدا
رحمت باری کی ہلکی سی پھوار آ جائے
ایسے کچھ پھول کھلیں اس میں بحکم داور
جن کی نکہت سے دل و جاں میں قرار آ جائے

www.aaiil.org

اعلیٰ سوتی کپڑے کی مصنوعات

جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں

لٹھا
نمبر ۵۰۰۰۰
نمبر ۱۱۰۰۰ — نمبر ۱۵۰۰۰
نمبر ۴۸۰۰۰

پاپلین
پی ۹۹
پی نمبر ۳۶۰
پی نمبر ۴۰۰
پی نمبر ۵۶۰
پی نمبر ۸۶۰

کالونی

کھدر کریپ
نمبر ۴۵۳۶ — نمبر ۴۵۴۸
نمبر ۴۵۸۰

کارڈورائے
بی سی ۔ ۹۰
بی سی ۔ ۱۲۰
بی سی ۔ ۱۸۰

سوتی دھاگہ
نمبر ۱۰ — نمبر ۲۰
نمبر ۳۰ — نمبر ۴۰
نمبر ۶۰

علاوہ ازیں
سلے سلائے ملبوسات قمیص ۔ بش شرٹ ۔ پتلون ۔ رومال وغیرہ

کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد (ملتان)
کالونی (ٹل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد ایڈیٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے ۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ } بنام شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۰۰/A ملک پیٹھ ۔ محلہ اعظم پورہ ۔ حیدر آباد دکن (انڈیا)

بائیں جانب :—
جناب حسن …

دائیں جانب :—
تدفین کے بعد دعا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :۔ "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۔ ۳۷۳۷
مدیر ۔ دوست محمد
مدیر معاون :۔ بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۸

بحرِ حکمت کے موتی

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرد القدر الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر وان الرجل لیحرم الرزق بالذنب یصیبہ رواہ ابن ماجۃ بحوالہ مشکوٰۃ باب البر والصلۃ۔

ترجمہ:۔ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دعا سے تقدیر الٰہی (اور اس کے تلخ اثرات) بدل جاتی ہے (یعنی دعا سے تقدیر معلق اور معلق نما مبرم ٹل جاتی ہے اور تقدیر مبرم کے تلخ اثرات دعا گو کے لئے بسبب اس کی استقامت استقلال اور صبر کے جو دعا سے اسے حاصل ہوتے ہیں باعث اطمینان قلب اور موجب ازدیاد ایمان بن جاتے ہیں۔ (ادعونی استجب لکم ۴۰: ۶۰) مگر دعا میں یہ رنگ پیدا ہونا چاہیئے ؎

جوش اجابتش کہ بوقت دعا بود
زاں گونہ تا ایم بشنید ست مادرم (مسیح موعودؑ)

اور نیک کردار سے عمر بڑھ جاتی ہے (یعنی زندگی کے دن طیبے اور طیب ہو جاتے ہیں اور اس کا ذکر خیر قیامت تک چلا جاتا) من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون (آیت ۹۷ ۔ سورہ ۱۶)

وہ آدمی روزی سے محروم کیا جاتا ہے جو گناہ پر اصرار کرتا چلا جاتا ہے (ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ۲۰: ۱۲۴ ۔ یعنی قرآن سے منہ موڑنے والوں کو کبھی اطمینان قلب اور حلال کی روزی اور طیب زندگی اور

میری تکفیر میں مخالف علما کی جلد بازی

حضرت امام الزمان کا شکوہ علماء سے

تمام علمائے مکفرین پر یہ افسوس ہے کہ انہوں نے بلا تفتیش و تحقیق بٹالوی صاحب کے کفرنامہ پر مہریں لگا دیں اور اول سے آخر تک میری کتابیں نہ دیکھیں، اور بذریعہ خط و کتابت مجھ سے کچھ دریافت نہ کیا۔ اگر وہ نیک نیتی سے مہریں لگاتے تو ان کا نورِ قلب ضرور ان کو اس بات کی طرف مضطر کرتا کہ پہلے مجھ سے دریافت کرتے اور میرے الفاظ کی حل معانی بھی مجھ سے ہی چاہتے پھر اگر بعد تحقیق وہ کلمات درحقیقت کفر کے کلمات ہی ثابت ہوتے تو ایک بھائی کی نسبت افسوسناک دل کے ساتھ کفر کی شہادت لکھ دیتے اگر وہ ایسے کرتے اور تحلیم سے کام لیتے تو ان الزاموں سے بری ٹھہرتے جو عنداللہ ایک تکفیر کے شتاب باز پر عاید ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ جیسے ایک بھیڑ دوسری بھیڑ کے پیچھے دوڑی چلی جاتی ہے اور جو کچھ وہ کھانے لگتی ہے اس پر یہ بھی دانت مارتی ہے یہی طریق اس تکفیر میں ہمارے بعض علماء نے بھی اختیار کر لیا۔ فنما اشکو الا الی اللہ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ ایک مسلمان و اہل قبلہ کو کافر کہہ دینا نہایت نازک امر ہے بالخصوص جبکہ وہ مسلمان بارہا اپنی تحریرات و تقریرات میں ظاہر کرے کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ اور رسول اور اللہ جلشانہ کے ملائک اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور بعث بعد الموت پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اللہ جلشانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم میں ظاہر فرمایا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ ان تمام احکام صوم و صلوٰۃ کا پابند بھی ہو جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ تو ایسے مسلمان کو کافر قرار دینا اور اس کا نام کافر اور دجال رکھنا کیا یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کا شعار تقویٰ اور خدا ترسی سیرت اور نیک ظنی عادت ہو۔

(آئینہ کمالات اسلام)

ذوقِ قلب حاصل نہیں ہوتی ؎

میوہ گر خواہی بیا زیر درخت میوہ دار
گر خردمندی مجنباں بید را بہر ثمر (مسیح موعودؑ)

ترجمہ:۔ اگر زندگی کا میٹھا پھل کھانا چاہتے ہو تو قرآن کے باغ و بہار سے لطف اٹھاؤ۔ (دانا لوگ بید مجنوں کو پھل کے لئے نہیں ہلاتے) اگر تو عقلمند ہے تو بید کو پھل کے لئے جنبش نہ دے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

فلپائن

از محمد علی ۔ اسے لم سیاسی سولو فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء مل گیا ہے اور قرآن شریف بھی معہ لٹریچر موصول ہو گیا ہے بہت بہت شکریہ ۔ میں نے آپ کو تکلیف دی ہے ۔ لیکن یہ تمام باتیں محض اسلام کی خاطر کی ہیں اور احمدیہ تحریک کو فروغ دینے کے لئے آپ نے استصواب کیا ہے ۔

مجھے اطلاع ملی ہے کہ آج کل ایک فلپائن کے رہنے والے مسلم مشنری اس ملک میں کام کر رہے ہیں ، سولو میں ایک اسکول ٹیچر بھی ہیں ۔ اور وہ احمدیہ نکتۂ نظر سے وعظ و کلام کرتے ہیں اور ربوہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ۔

مگر میں اکثر لوگوں میں "لاہوری" نکتۂ نظر کی افادیت کی تلقین کرتا رہتا ہوں ۔

اگر آپ پسند فرمائیں تو میں وہ رواج اور روایات جو فلپائن کے مسلمانوں میں جاری ہیں آپ کو قلمبند کر کے بھیج سکتا ہوں ۔

مجھے امید ہے کہ کسی وقت یہاں کی مسلم آبادی احمدیت کی بابرکت اور اصولی تعلیم کو سمجھ جائے گی ۔

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ یہ مقدس تحریک دنیا میں پھیل جائے اور خاص کر فلپائن پر چھا جائے ۔

آپ کے دلی تعاون کا میں بہت محتاج ہوں ۔

(انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

بھارت

از ا ۔ م قادر ۔ بی ۔ اے موتی پور ضلع مظفر پور بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے ابھی ابھی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے تبلیغی کارناموں کا علم میرے بڑے گہرے دوست مسٹر محمد قاسم صدیقی کی معرفت ہوا ہے ۔

ایک روز میں نے انہیں انگریزی قرآن شریف جو کہ حال ہی میں انہوں نے آپ سے وصول کیا تھا کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا وہ پڑھ رہے تھے اور میں بغور مضمون متعلقہ کو سن رہا تھا ، میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ تفسیر القرآن غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے لئے نہایت مفید ہے میں نے ان سے تفسیر مذکور مانگی مگر انہوں نے آپ کا پتہ دیا کہ یہ کتاب آپ سے مجھے مل جائیگی ۔

مجھے اردو لائبریری کے سیکرٹری ہونے کی وجہ سے اکثر لوگوں بالخصوص طلباء سے بہت زیادہ رابطہ رہتا ہے [illegible]

کتب پڑھنے کے لئے لے جایا کرتے ہیں ۔

اندریں حالات گذارش ہے کہ مجھے اپنا قیمتی لٹریچر میگزین اور اخبارات بھیجتے رہیں ۔ احمدیت کے متعلق بھی لٹریچر بھیجیں کیونکہ میرے احباب اور معاونین اس میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں ۔

مجھے آپ سے امداد اور تعاون کی توقع ہے ۔

بہت بہت شکریہ ۔

(خط معہ قرآن شریف اور [illegible] و اخبار ارسال کر دیئے ہیں ۔ غلام قادر)

مغربی افریقہ

از مسٹر محمد سمیع سلی گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج کیپ کوسٹ گھانا مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالےٰ آپ کو ان کاموں میں طفیل محمد مصطفےٰ صلعم جو آپ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کر رہے ہیں بہت بہت نصرت عطا فرمائے ۔

مجھے اسلامک ریویو ، لائٹ ، لٹریچر ، فہرست کتب اور گرامی نامہ مل گئے ہیں بہت بہت شکریہ ۔

اطلاعاً عرض ہے کہ ہم تین ماہ کی وکیشن جو کہ دس جون کو شروع ہوں گی پر گھر جا رہے ہیں ۔ اس دوران میں میرا پتہ مفصلہ ذیل ہوگا [illegible] پتہ نہیں لکھا جا رہا ۔ غلام قادر)

آپ کی دس مارچ کی چٹھی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مجھے قرآن شریف اور دیگر لٹریچر بھیجا ہوا ہے ۔ امید ہے مجھے جلدی مل جائے گا ۔

آپ یہ سن کر افسوس کریں گے کہ گھانا کی ساڑھے چھ ملین آبادی میں سے صرف ۲½ ملین مسلمان ہیں باقی عیسائی اور دوسرے مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں ۔ مگر مجھے یقین کامل ہے کہ اگر ہم کوشش کر کے قرآن شریف کی تعلیم کو ان میں پھیلا دیں تو جلد ہی ہم ان میں سے بہتوں کو مسلمان بنا لیں گے ۔

میں اپنا تین ماہ کی تعطیلات تبلیغی جدوجہد میں صرف کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ اور میں اپنے شہر اور مضافات میں یہ مہم شروع کر دوں گا اور ارادہ کر لیا ہے کہ اپنی فرصت کی گھڑیاں ہمیشہ تبلیغ و اشاعت میں گذارا کروں گا ۔

مجھے آپ کی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے ۔ امتحان بھی سر پر آ رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے کامیابی بخشے ۔ جواب کا منتظر ہوں ۔

(انہیں مزید لٹریچر [illegible] بھیجا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

مغربی افریقہ

از احمد رائی گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کیپ کوسٹ مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۱۲/۴ ملا ہے بہت شکریہ

مجھے لٹریچر کا پارسل مل گیا ہے ۔ قرآن کریم کا بڑے غور سے مطالعہ کیا ہے مجھے ان سے بہت علمی فائدہ ہوا ہے اور انہیں بڑا دلچسپ پایا ۔ ان میں عیسائیت کے متعلق اور حقانیت اسلام پر بڑے زبردست دلائل ہیں بعض تو انہیں مان کر قبول کر لیتے ہیں اور بعض انکار کر دیتے ہیں ۔

کیا مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن کی ایک کاپی عنایت ہو سکتی ہے مجھے اپنے لئے اور تبلیغی جدوجہد کے لئے اس کی سخت ضرورت ہے ۔

تین ماہ کی تعطیلوں کے بعد ہم دوسرے انسٹی ٹیوٹ میں تبدیل ہو جائیں گے اگر آپ ان تین ماہ کے اندر چٹھی بھیجیں تو مرقومہ پتہ پر بھیجیں ۔ جب میں دوسرے ادارہ میں چلا گیا تو آپ کو مفصلہ پتہ لکھ بھیجوں گا ۔

(انہیں فی الحال جواب خط لکھا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

انڈونیشیا

از مسجودی رتن طالب کلیۃ المعلمین الاسلامیہ انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے زبردست تحریک غیبی نے مجبور کر دیا ہے کہ میں آپ کو یہ چٹھی لکھوں مجھے امید ہے کہ آپ پر یہ بلاوجہ بوجھ ثابت نہیں ہوگی اور آپ کا قیمتی وقت ضائع نہیں ہوگا

مجھے آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۱۱/۵ مل گیا ہے ۔ آپ سے خط و کتابت جاری رکھنے کی بڑی خواہش ہے اس خواہش کا اظہار اس چٹھی سے کر رہا ہوں ۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ میرے ساتھ گہرا رابطہ رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں مگر میری زبردست خواہش ہے کہ میں خط و کتابت کے ذریعہ آپ کا قرب حاصل کروں ۔

گذارش ہے کہ ہر ماہ مجھے کم از کم ایک چٹھی اپنے قیمتی اوقات سے بھر پور ارسال فرماتے رہیں ۔

آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کے استفادہ کا بہت بہت شکریہ

قرآن شریف کے مطالعہ سے اسلام کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہو جائیں گی ۔

میں نے اپنی جماعت کے طلباء اور دیگر دوستوں کو قرآن مجید دکھایا ہے اور انہیں پڑھکر بہت متاثر ہوئے ہیں اور احمدیت کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کا شوق رکھتے ہیں ۔

میں آپ کا بیحد شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

(انہیں مزید لٹریچر تقسیم کے لئے اور [illegible] بھیجا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں ۔ مینیجر

www.aaiil.org

کفارہ کا عقیدہ اور اس کے نتائج

مسیحی ماہنامہ "اخوت" بابت ماہ جون سنہ ۱۹۶۰ء میں "عقیدہ تصلیب ربنا المسیح - عقیدہ کفارہ خون ربنا المسیح" کے عنوان سے ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے، جس میں مسیحی جریدہ "المائدہ" کے ایک مضمون "مسیحی اقلیت کے خلاف منظم سازش" کے حوالہ سے کراچی کے اخبار "نئی روشنی" کا ایک اقتباس نقل کیا گیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:-

"شراب و کباب، عیش و نشاط، عورت و جنسی بھوک کی ہوس رانیاں، بدمعاملگی، قول و فعل میں تضاد، دروغ گوئی، بدکاری و بے ایمانی رشوت، ذلالت، گمراہی، مکر، بغاوت اور بد اعمالی کی جو وبا پھیل رہی ہے یہ سب خون مسیح کے کفارہ کی وجہ سے ہے"

اس اقتباس کو پڑھ کر "اخوت" کے مقالہ نگار کو یہ وہم ہو گیا کہ "آنجناب بھی مرزائی بھائی ہیں" اس وہم کی وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے امیر (حضرت مولانا صدر الدین صاحب) نے بھی اپنے ایک خطبہ جمعہ میں عقیدہ کفارہ مسیح کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ

"حضرت عیسیٰؑ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ تمام انسانوں کے گناہوں کے لئے پھانسی چڑھ گئے اسی عقیدہ کی وجہ سے سارا یورپ بدکاری میں مبتلا ہو گیا..... اگر حضرت عیسیٰؑ کے پھانسی پر لٹکنے سے گناہ ختم ہوگیا ہوتا تو وہ لوگ فرشتے ہوتے۔ لیکن وہ شیطان کے بھی کان کترتے ہیں وہ تعلیم و نظریہ جو عیسائیوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا اس سے بہت نقصان ہوا ہے لوگ گناہوں کی طرف جھک گئے ہیں جس سے بے شمار انسان گمراہ ہو گئے....."

"نئی روشنی" کو "مرزائی بھائی" قرار دینے میں مقالہ نگار "اخوت" کا وہم کہاں تک صحیح ہے، اس پر بحث کی ہمیں ضرورت نہیں لیکن اس سے ظاہر ہے کہ ہر معقول بات جو کسی کے منہ سے نکلے وہ "مرزائیوں" ہی کی طرف منسوب ہوتی ہے اور مسیحی حضرات کے لئے "مرزائی" کا نام گویا ملک الموت کا حکم رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مقالہ نگار "اخوت" نے اپنے مضمون میں "مرزائیوں" کو وہ صلواتیں سنائی ہیں کہ الامان والحفیظ، کیوں نہ ہو فی الحقیقت عقیدہ کفارہ مسیح نے انہیں آزاد کر رکھا ہے کہ جو منہ میں آئے بکتے چلے جائیں۔ اور جو برے سے برا خیال دل میں پیدا ہو اسکو بے دریغ عمل میں لے آئیں۔

ہم نہیں چاہتے کہ ان کی گالیوں کا جواب گالیوں سے دیں۔ ہاں صرف اس قدر عرض کرنا چاہتے ہیں، کہ سخت کلامی یا دشنام دہی سے وہ اعتراض رفع نہیں ہو جاتا جو "نئی روشنی" کی طرف سے کیا گیا ہے، اس کو "مسیحی اقلیت کے خلاف منظم سازش" بھی نہیں کہا جاسکتا، ایک مذہبی مسئلہ ہے اسکو زیر غور لانا یا اس کے نتائج کا ذکر کرنا سازش نہیں کہلا سکتا، مقالہ نگار "اخوت" نے اصل اعتراض کا جواب دینے کی بھی کوشش کی ہے، اور بتایا ہے کہ یورپ و امریکہ کا گناہوں میں مبتلا ہونا کفارہ مسیح پر ایمان کا نتیجہ نہیں بلکہ "مادہ پرستی اور دولت پرستی ہے" یہ بھی ایک حد تک صحیح ہے لیکن وہ گناہ جو کلیسا کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے سرزد ہوتے ہیں (اور ایسے لوگوں کی کوئی کمی یورپ کے کسی ملک میں نہیں) اور "کنفیشن" (پادری کے پاس جاکر اعتراف گناہ) کی قبیح رسم جو کلیسا کی طرف سے رائج ہے وہ کونسی "مادہ پرستی اور دولت پرستی" کا نتیجہ ہے؟ ہم نہیں کہتے کہ یورپ و امریکہ کے تمام لوگ گناہوں کے اندر لتھڑے ہوئے ہیں، نہ ہی ان "مادہ پرست اور دولت پرست" لوگوں سے ہماری کوئی غرض ہے، جو کفارہ مسیح پر ایمان نہیں رکھتے، ہم صرف اتنا پوچھنا چاہتے کہ آیا کلیسا سے تعلق رکھنے والے اور کفارہ کو ماننے والے لوگوں کی اکثریت گناہوں میں مبتلا ہے یا نہیں؟ کیا ایسے واقعات منظر عام پر نہیں آ چکے جن میں کلیسا سے تعلق رکھنے والے مذہبی لوگ بدترین گناہوں میں مبتلا پائے گئے؟ اگر یہ صحیح ہے، تو ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کفارہ مسیح پر ایمان لانے کے بعد ایسا کیوں ہے؟ کفارہ کا مطلب اگر یہ ہے جیسا کہ مسیحی عقیدہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مصلحت نے اپنے اکلوتے بیٹے کو صلیب پر چڑھا کر اور تین دن دوزخ میں رکھ کر انسانوں کو گناہوں یا ان کی سزا سے نجات دے دی، تو اس کے دو ہی نتیجے ہو سکتے ہیں کہ

(۱) کفارہ کے بعد انسان گناہ سے بچ جائے

(۲) گناہوں کی کوئی سزا اس پر وارد نہ ہو،

جہاں تک گناہوں سے بچ جانے کا سوال ہے، واقعات شاہد ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا خود کفارہ کے ماننے والے بھی بدترین گناہوں سے بچ نہیں سکے بلکہ دوسرے لوگوں سے بڑھکر وہ گناہوں میں مبتلا پائے گئے، ہو سکتا ہے اس کی وجہ ان کا یہ ایمان نہیں کہ خون مسیح کے ذریعہ سے ان کے گناہوں کا کفارہ ہو چکا ہے جس مذہب میں شراب جیسی قبیح چیز کو گرجوں کے اندر اعلےٰ ترین عبادات میں خون مسیح سمجھ کر استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے ماننے والے اگر عام حالات میں شراب استعمال کرتے اور اس سے پیدا ہونے والے بد نتائج اور بدکاری وغیرہ میں مبتلا ہوتے ہیں، تو اس کو کفارہ مسیح کا نتیجہ نہ سمجھا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

رہا دوسرا امر یعنے گناہوں کی سزا، سو اس دنیا میں تو گناہوں کی سزا کفارہ پر ایمان لانے والوں پر بھی عائد ہوئے بغیر نہیں رہتی، ایک چور اور ڈاکو، یہ کہکر کہ میں عیسائی ہوں یا کفارہ مسیح پر ایمان رکھتا ہوں، سزا پانے سے بچ نہیں سکتا۔ ایک بدکار شخص مسیحی ہونے کی وجہ سے جنسی بیماریوں سے نجات حاصل نہیں کر سکتا پھر کفارہ مسیح کا فائدہ کیا ہوا؟ نہ گناہ ہی مٹے اور نہ ان کی سزا سے انسان بچ سکا، یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب مسیحی حضرات سے آج تک نہیں بن آیا، مقالہ نگار "اخوت" اور اس کے دوسرے ہمنواؤں کو چاہیئے کہ گالیاں دینے یا ادھر ادھر کی ہانکنے کے بجائے اصل سوال پر غور کریں اور متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اس کا جواب دیں کہ

(۱) کیا کفارہ مسیح پر ایمان لانے والوں میں سے گناہ مٹ گیا؟

(۲) کیا کفارہ مسیح پر ایمان لانے والے گناہوں کی سزا سے بچ گئے،

اگر ان دونوں سوالات کا جواب نفی میں ہے، تو "خدا باپ" کا اپنے "اکلوتے بیٹے" کو دنیا کے گناہوں کے لئے قربان کرنا کس کام آیا؟

رہا یہ امر کہ مسیحی حضرات نے بقول مقالہ نگار اخوت ہسپتال، تعلیمی ادارے، دار الاقامے وغیرہ قائم کئے، غریبوں محتاجوں، گونگوں، اور نابیناؤں کے لئے پناہ گاہیں بنائیں اور پسماندہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ یہ سب چیزیں اگرچہ پسندیدہ اور قابل قدر ہیں، لیکن ان کو مسیحی عقائد کی صداقت کا ثبوت قرار نہیں دیا جا سکتا نہ ان کو کفارہ مسیح کے نتائج سمجھا جاسکتا ہے، یہ چیزیں مسیحیت کے ساتھ ہی مخصوص نہیں، مسلمانوں نے بھی اپنے زمانہ عروج میں علم و حکمت کی وہ روشنی دنیا میں پھیلائی جس سے یورپ کے ظلمت کدے جو جہالت کی تاریکیوں میں گھرے ہوئے تھے، منور ہو گئے، مسلمانوں نے بھی اپنے زمانہ عروج میں ہسپتال قائم کئے، محتاجوں کو وظائف دیئے اور پسماندہ مسیحیوں کو اسلامی سلطنت میں بلند مراتب عطا کئے، اور ان سب چیزوں کی تہ میں کوئی ایسی غرض پنہاں نہ تھی، جو آج مسیحی اداروں اور ہسپتالوں وغیرہ کے پیش نظر ہے انہیں اس ذریعہ سے کسی کو مسلمان بنانا مقصود نہ تھا، جیسا کہ آج مسیحی حضرات اپنے رفاہ عام کے کاموں میں مسیحیت پھیلانا پیش نظر رکھتے ہیں، تاہم مسیحی اداروں کی افادیت کا اعتراف کرتے ہوئے ہم یہ کہیں گے کہ یہ چیزیں مسیحیت یا عقیدہ کفارہ مسیح کی صداقت کا ثبوت نہیں ہیں، اور ان سب چیزوں کے باوجود اصل سوال کہ کفارہ مسیح سے گناہ مٹ گئے یا گناہوں کی سزا سے نجات حاصل ہوگئی؟ جوں کا توں باقی رہ جاتا ہے، جس کا جواب نہ گالیوں سے دیا جاسکتا ہے نہ یورپ و امریکہ [illegible]

غدر کے زمانہ میں

اقبال احمد صاحب لندن

شاید ایک سال کا عرصہ ہوا انگلستان میں ایک پکچر دکھائی گئی جسے لوگوں نے بہت کثرت سے دیکھا۔ اس کا نام تھا نارتھ ویسٹرن فرنٹیئر NORTH WEST FRONTIER۔ اس میں مسلمانوں کو خونخوار اور جنگجو بتایا گیا تھا۔ جس مسلمان نے بھی اس فلم کو دیکھا اسے قلق ہوا۔ کچھ لوگوں نے ووکنگ مسجد کو خطوط بھی لکھے تاکہ مشن کی طرف سے احتجاج کیا جائے۔ اس وقت مولنا یعقوب خاں صاحب یہاں پر امام تھے۔ انہوں نے احتجاج سے پیشتر خود اس فلم کو دیکھنا چاہا۔ انہیں بھی اس فلم کے دیکھنے سے بہت درد ہوا۔ اور انہوں نے احتجاجی خطوط لکھے لیکن یہاں کے اخبارات نے اسے شائع نہ کیا۔

پچھلے دنوں یہاں کی ایک مقامی لائبریری میں پڑھنے کے لئے میں کوئی موزوں کتاب تلاش کر رہا تھا۔ میری نظر ایک کتاب پر پڑی جس کا نام ہے MY INDIAN MUTINY DIARY یعنی غدر ہند سے متعلق میرا روزنامچہ۔ اس ڈائری کا مصنف لندن کے مشہور روزنامہ "دی ٹائمز" کا نامہ نگار ہے۔ اس کا نام ولیم ہاورڈ رسل WILLIAM HOWARD ROSSELL ہے۔ اس نامہ نگار نے CRIMEA کی جنگ میں بہت شہرت حاصل کر لی تھی۔ اسی لئے ۱۱ر نومبر ۱۸۵۷ء میں ٹائمز کے مینیجر نے مسٹر رسل کو خط لکھا کہ وہ ہندوستان جا کر وہاں کے صحیح حالات لکھیں۔ ان کی ڈائری ۱۰۰ سال بعد یعنی ۱۹۵۷ء میں (ویسے یہ ڈائری ۱۸۶۰ء میں ایک بار چھپ چکی ہے) کیسل اینڈ کمپنی لندن نے شائع کی ہے اور اس کا دیباچہ ایک صاحب MICHAEL EDWARDES۔ مائیکل ایڈورڈز نے لکھا ہے۔

دیباچہ میں مائیکل ایڈورڈز لکھتے ہیں:۔

اس ڈائری میں مصنف نے الفاظ کی تصویر میں ہندوستان کی اس وقت اور بعد کی عظمت اور بربادی کے حالات کو بیان کیا ہے۔ اس میں اس نے اپنی حقارت کا اظہار اس جہنم کے لئے کیا ہے جو اس کی قوم کے لوگوں نے اپنے لئے بنایا ہے اور ان کے لئے جن پر انہوں نے فتح حاصل کی تھی۔ ان دنوں کی یاد آج بھی تازہ ہے۔

ہم جنہیں نازی جرمنی کے DEATH CAMPS موت کے کیمپ کے مظالم کے متعلق بتایا جاتا ہے رسل کی کتاب کی مدد سے دیکھ سکتے ہیں کہ بلا وجہ ظلم کا کسی ایک قوم کا حصہ یا تاریخ کے کسی خاص دور سے واسطہ نہیں اس کی ایک جھلک ہر ایک کے مصنوعی چہرے کے پیچھے نظر آتی ہے۔

غدر کی وجوہات بہت سی تھیں۔ ایک بات ان [illegible]

دیئے تو مردوں کو مار دیا گیا اور عورتوں اور بچوں کو محل کے ایک حصہ میں رکھا گیا۔ جب مزید انگریزی فوج نے کانپور کا رخ کیا تو ان بچوں اور عورتوں کو ایک اور مکان میں تبدیل کر دیا گیا۔ جہاں پہلے انتظامات اچھے نہ تھے لیکن بعد میں ان کے لئے صاف کپڑے اور نوکروں کا انتظام بھی کر دیا گیا۔ جب انگریزی فوج کی کامیابی کی خبر آئی تو ان بچوں اور عورتوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کی لاشوں کو مکان کے کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔

انگریز عورتوں اور بچوں کے اس قتل کے متعلق خود مائیکل ایڈورڈز لکھتے ہیں:۔

"جب سے میرٹھ اور دہلی میں انگریز شہریوں کو قتل کیا گیا اس وقت سے انگریزوں نے تہذیب کا دامن چھوڑ دیا۔ اور ایسی خونخواری میں مبتلا ہوئے کہ اس کی مثال پھر ہمارے وقتوں میں یورپ کے جن حصوں پر نازی حکومت رہی وہیں نظر آجاتی ہے ...... جس پر بھی شک پڑ جاتے اسے چھوڑا نہیں جاتا تھا۔ انصاف تو ایک گندہ لفظ بن گیا تھا عقل اور انسانیت تو صرف عورتوں کی طرح کا دکھاوا تھا کانپور کا واقعہ (انگریزوں کے) اسی پاگل پن کا نتیجہ تھا جسے اس وقت کے ایک مصنف نے یوں بیان کیا ہے کہ دشمن (یعنی ہندوستانیوں) کے لئے رحم کھانے کی گنجائش ہی نہ تھی اس لئے کہ اسے رحم دستیاب نہ تھا۔"

کانپور پر انگریزوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا اور اس وقت جو کچھ ہوا وہ GENERAL NEILL جنرل نیل کی زبانی سنئے جو اس وقت ہر چیز کے ذمہ دار تھے۔

"میں ہندوستان کے باشندوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایسے کاموں کی سزا ہم بہت سختی سے دیتے ہیں جسے وہ ہمیشہ یاد رکھیں گے اور جس سزا سے انہیں خود کراہت پیدا ہو گی۔ میں نے ذیل کا حکم جاری کیا ہے جو ہمارے بعض برہمن طبیعت کے شرفا کو پسند نہیں لیکن میرے خیال میں موجودہ حالات کے لئے بالکل موزوں ہے۔

۲۵ر جولائی ۱۸۵۷ء۔ جس کنوئیں میں عورتوں اور بچوں کی لاشیں ہیں اسے پر کر دیا جائے گا۔ جس مکان میں انہیں قتل کیا گیا تھا اور جہاں پر ان کے خون کے نشان ہیں ہماری قوم کے لوگ اسے صاف نہیں کریں گے..... ہر مجرم کو .... اس مکان میں لے جایا جائے گا اور اس سے خون کا کچھ حصہ صاف کروایا جائے گا۔ جہاں تک ممکن ہو سکے گا اس کام کو نہایت قبیح اور پرا ز کراہت بنایا جائے گا...... اور اس سزا سے جس نے گریز کیا تو درے سے اسے مجبور کیا جائے گا۔ جب وہ اس سے فارغ ہو گا تو اسے فوراً پھانسی لگا دی جائیگی اور اس کے لئے قریب ہی سولی تیار کی جائے گی۔

یہی انگریز جنرل پھر لکھتا ہے:۔

"ایک محمڈن (مسلمان) افسر نے کچھ پس و پیش کیا۔ اسے درے لگائے گئے اور اسے مجبور کیا گیا کہ وہ زبان سے چاٹ کر خون (کے دھبوں) کو صاف کرے"

یہ جنرل آگے جا کر کہتا ہے کہ یہ مقابلہ بسبب خدا کے ایما اور اس کی منشاء کے مطابق کئے گئے۔ یہاں پر وہ کہتا ہے:۔

"بے شک یہ ایک عجیب حکم ہے۔ لیکن وقت کے بالکل مطابق ہے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ جب تک یہ کمرہ (جہاں خون کے داغ تھے) بالکل صاف نہ ہو جائے اس وقت تک تمہیں کوئی نہ روکے........ اگر کسی نے روکنے کی کوشش کی تو میں خدا کے فضل اور مدد سے اپنے ارادہ پر قائم رہوں گا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس سب میں خدا کا ہاتھ ہے"

کانپور کے واقعات کے متعلق ایک اور انگریز مصنف SIR GEORGE CAMPBELL سر جارج کیمبل نے اپنی کتاب MEMOIRS OF MY INDIAN CAREER میں ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب لندن میں ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ وہ کہتے ہیں:۔

"کانپور کے (پہلے) واقعہ سے متعلق دو باتیں یاد رکھنی چاہئیں۔ اول یہ قتل اس وقت کئے گئے جب (انگریز جنرل) نے باغیوں کو شکست دے دی تھی (اور شہر میں داخل) ہو رہا تھا۔ تاہم ہم اس واقعہ کے اشتعال کے خود ذمہ دار تھے ...... NEILL (جنرل نیل جن کا حکم اوپر درج کیا گیا) نے اس قتل سے کہیں زیادہ مظالم کئے........ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی جوش سے اس نے خون بہایا اور بہت فخر سے بیان کرتا ہے کہ اس نے مسلمان افسروں اور صوبہ داروں پر اس قدر مظالم کئے کہ انہوں نے جھکتے ہوئے اپنی زبانوں سے خون کو صاف کیا جن لوگوں پر یہ ظلم کئے گئے اگر وہ واقعی مجرم ہو گئے پھر بھی یہ سزائیں کہیں بری تھیں۔ لیکن کہیں بھی NEILL "نیل" یہ نہیں کہتا کہ یہ لوگ واقعی مجرم تھے ....."

اس زمانہ کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے مائیکل ایڈورڈز کہتے ہیں کہ:۔

"کانپور میں NEILL نیل نے جو قتل و غارت کیا وہ پاگل پن کا کوئی بہکا ہوا واقعہ نہ تھا۔ اس وقت انگریزوں کا عمومی رویہ غدر کے متعلق اسی قسم کا مذہبی جوش تھا۔ وہ اپنے ہر ایک ایسے فعل میں خدا کی تائید بیان کرتے تھے اور خدائی کلام سے اپنے نہایت قبیح اعمال کا جواز حاصل کرتے تھے۔"

غدر کے واقعات میں انگریزوں نے مذہب کے نام پر جو ظلم کئے اور جو انہوں نے خود تسلیم کئے ہیں اسی پر ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ یہ چند اقتباسات صرف اس لئے درج کئے ہیں تاکہ جو لوگ مسلمانوں کو بلاوجہ بدنام کرتے پر تلے ہوئے ہیں ان کو اپنی تاریخ کی ایک جھلک

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

www.aaiil.org

مردِ مبشّر

از مرزا معصوم بیگ صاحب

قال رسول اللہ صلعم۔ لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس
(یہ مقالہ جلسۂ یوم وصال راولپنڈی میں پڑھا گیا)

آج ہم اس عظیم لشان انسان کا یوم وصال منانے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں جس کے متعلق حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتکریم نے ارشاد فرمایا تھا لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ یعنی اس آخری زمانہ میں جب دہریت اور گمراہی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہوگی اور ایمان اس دنیا سے رخصت ہو کر ثریا پر جا چکا ہوگا۔ اس وقت اہل فارس میں سے ایک شخص ہوگا جو ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا۔ حضرت نبی کریم صلعم سورۃ جمعہ کی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوبھم کی تفسیر بیان کر رہے تھے اور آپؐ نے سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھکر ارشاد فرمایا لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ حضرت مرزا صاحب کتاب البریہ صفحہ ۱۳۴ حاشیہ پر لکھتے ہیں :۔

"عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالےٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادا فارسی الاصل ہیں"

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ مسیح موعود۔ مہدی معہود۔ مجدد صدی چہاردہم ہی وہ مردِ مبشر ہیں جن کی آمد کی بشارت آنحضرت صلعم نے دی تھی۔

آپ کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ کو ½۱۰ بجے صبح احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہوئی۔ آخری وقت آپ کی زبان مبارک پر صرف یہ الفاظ تھے "اے میرے پیارے اللہ۔ اے میرے پیارے اللہ" ساری رات یہی الفاظ بڑے محبت بھرے لہجہ میں کہتے رہے۔ جب فجر کی نماز کی اذان کان میں پڑی تو پوچھا کہ کیا صبح کا وقت ہو گیا۔ پھر باوجود سخت کمزوری کے آپ نے نماز کی نیت باندھی اور نماز ادا کی یہاں تک کہ آپ اپنے اس پیارے سے جا ملے جس کی جلال ظاہر کرنے کے لئے آپ نے اپنی زندگی کا رات دن ایک کر دیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس زمانہ میں اخبار وکیل۔ امرتسر۔ تمام اسلامی اخباروں میں سب سے زیادہ بلندپایہ اخبار تھا۔ اس نے ایک مقالہ "موتِ عالم" کے عنوان سے سپردِ قلم کیا۔ چند سطور آپ کو سناتا ہوں۔ لکھا :۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ [illegible] جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگانِ خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا........ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور مٹانے کے لئے استمداد زمانہ کے حوالہ صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر دکھا جاتے ہیں۔ علامہ اقبال نے خوب فرمایا ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو۔ ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پائمال بنائے رکھا آیندہ بھی جاری رہے...... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے...... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار اسلامی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔"

یہ تھے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود۔ مجدد الوقت جن کا یوم وصال منانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ مولینا ظفر علی خاں صاحب مرحوم نے آپ کی شان میں خوب ارشاد فرمایا تھا۔

مسیح وقت بیشک لائقِ دعوتِ ثنا تم ہو
حبیبِ کبریا تم ہو۔ بروزِ مصطفےٰ تم ہو
تمہاری شان کی رفعت کو نادان کیا جانے
زمین پر حجۃ اللہ۔ مہبطِ وحی خدا تم ہو
عطا تم کو کئے خالق نے ہیں دو منصبِ عالی
مسیح ابنِ مریم۔ مہدیٔ فرخ لقا تم ہو
تمہارے آنے سے غالب ہوا اسلام ادیاں پر
کیا کسرِ صلیبہ جس نے وہ مردِ خدا تم ہو
وہی تم ہو جسے دیکھا رسول اللہ نے کعبہ میں
وہی خوش رنگ گندم گوں مسیح باصفا تم ہو
نوشتوں میں بصد عظمت بشارت آئی ہے جس کی
خدا شاہد۔ وہی مردِ مبشر میرزا تم ہو

ہندو شاستروں میں اس مردِ مبشر کا نام "نشکلنک یا کلنکی اوتار" بیان کیا گیا ہے۔ سکھوں کے مقدس گرنتھ میں اسے "مہدی میر" کہا گیا ہے۔ عیسائی اس کے ظہور کو "مسیح کی آمد ثانی" قرار دیتے ہیں۔ اور مسلمان اس کو "امام مہدی اور مسیح موعود" کے نام سے پکارتے ہیں۔ میں یہاں پر ایک بات بتا دینا چاہتا ہوں کہ امام مہدی اور مسیح موعود کوئی دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں نہیں بلکہ ایک ہی شخص کے دو خطابات ہیں جو خدا اور رسول کے دربار سے اسے ملے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے لا المہدی الا عیسیٰ۔ مہدی عیسیٰ سے کوئی الگ شخصیت نہیں۔

عطا تم کو کئے خالق نے ہیں دو منصب عالی
مسیح ابن مریم۔ مہدیٔ فرخ لقا تم ہو

آپ کو مسیح اس لئے کہا کہ آپ نے کسرِ صلیب کرنا اور عیسائی دنیا پر اسلام کا غلبہ قائم کرنا ہے۔ اور مہدی اس لئے کہا کہ آپ نے مسلمانوں کے دلوں کو منور کرنا اور ان کے اندر سے تکفیر کی مرض کو دور کر کے اسلام کا استحکام کرنا ہے۔

چو دورِ خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلماں باز کردند

ہندو شاستر وا [illegible] نشکلنک [illegible]

www.aaiil.org

سے بھاگوت گیتا میں کئی نشانات بیان کئے ہیں
اُن کا خلاصہ یہ ہے :-

"کلی یگ میں دھرم اور پوترتا (پاکیزگی)۔ عمر۔ طاقت اور بل سب کا آہستہ آہستہ ناش ہوگا۔ اوسط عمر صرف ۳۰ برس رہ جائیگی۔ جسم اور قد چھوٹے چھوٹے ہو جائیں گے۔ دولتمند معزز اور نردھن (غریب) نیچ سمجھے جائیں گے برہمن کی پہچان صرف یگیہ پویت اور سنیاسی کی مرگ چھالہ رہ جائے گی۔ اگیانی لوگ پنڈت بن کر اور اونچے اونچے استھانوں پر بیٹھ کر اپدیش دیں گے۔ لوگ ناخن اور بال بڑھا کر مہاتما بن بیٹھیں گے۔ سادھو بن چھوڑ کر شہروں میں آ جائیں گے اور زناکاری میں مشغول ہونگے بہت سے لوگ ناستک ہوں گے اور بھگوان کی اُپاسنا سے منہ موڑ لیں گے۔ لوگ نردھن ہونے کے باوجود عیاش ہونگے۔ شراب خانے آباد آباد اور عبادت خانے برباد۔ سر پر کسی طرح کے بال رکھنا خوبصورتی سمجھی جائے گی۔ استریاں بازاروں میں ویشیاؤں کی طرح کھلے منہ پھریں گی آٹھ برس کی کنیائیں صاحب اولاد ہوں گی لڑکے والدین کو بیوقوف سمجھیں گے۔ زمین تھوڑا اناج پیدا کرے گی۔ ندیاں اپنا پاٹ چھوڑ کر کناروں پر بہنے لگیں گی۔ راجہ اپنی رعایا کو کھانے لگیں گے۔ اس وقت ترشش گرنڈ۔ ماؤن اور شنگ اقوام کے بادشاہ دنیا پر حکومت کریں گے (سنسکرت زبان میں انگریزوں کو گرنڈ۔ ترکوں کو ترشش۔ جاپانیوں کو ماؤن۔ اور چینیوں کو شنگ کہتے ہیں)۔
جبرشی فرماتے ہیں کہ ان اقوام کے بادشاہ راج کرتے ہوں گے جب شری نہ کلنک اوتار کا ظہور ہوگا۔

انجیلوں میں مسیح کی آمد ثانی کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں قحط پڑیں گے۔ زلزلے آئیں گے۔ پلیگ پڑے گی۔ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آئے گی۔ امانت و دیانت جاتی رہے گی خدا تعالےٰ کی محبت سرد پڑ جائے گی۔ لوگ دنیا کی طرف جھک جائیں گے۔ اس وقت مسیح کا نزول ہوگا۔

اسلامی کتب میں اس زمانہ کے نشانات اور بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں لکھا ہے :-

مسلمانوں کی حالت یہود کے عین مشابہ ہو جائے گی۔ ان کی سلطنتیں جاتی رہیں گی یا بیحد کمزور ہو جائے گی۔ امراء قومی ضروریات سے غافل ہوں گے۔ علماء بے عمل اور نیکی و تقوےٰ کی راہ سے دُور جا پڑیں گے۔ اور ایک دوسرے کی تکفیر کریں گے۔ عابد جاہل۔ اور قاری فاسق ہوں گے۔ مسجدیں بکثرت ہوں گی مگر دلوں سے اور قامتی کیفیت لوگ ہوں گے۔ میراثیوں اور گویوں کی عزت ہوگی۔ خدا اور رسول کے ذکر سے نفرت۔ زنا بکثرت ہوگا اور اس پر فخر کیا جائے گا۔ مرد عورتوں کی طرح اور عورتیں مردوں کی وضع اختیار کریں گی۔ انسانی میل جول آپس میں بڑھ جائے گا۔ اونٹ بیکار ہو جائیں گے اور ان کی جگہ دوسری سواریاں رائج ہوں گی۔ جو آگ اور پانی سے چلیں گی۔ اور چلنے کے لئے لوگوں کو بلائیں گی۔ جہاز رانی کی ترقی ہوگی جس سے سمندر عملی طور پر کالعدم ہو جائیں گے پہاڑوں کو اُڑا کر سڑکیں بنائی جائیں گی۔ لوگ پرندوں کی طرح ہوا میں پرواز کریں گے۔ لوہے کی قیمت سونے سے زیادہ ہوگی۔ کھانا کھانے کے لئے لوہے کے ہاتھ ہوں گے۔

ایک اور بڑا نشان بتایا کہ یاجوج ماجوج دنیا میں پھیل جائیں گے

اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون

یعنی جب یاجوج ماجوج ہر بلندی کو پھاندتے ہوئے دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل جائیں گے اور کوئی پہاڑ۔ کوئی بلندی اُن کے آگے روک نہ ہو سکے گی۔ پھر ارشاد فرمایا۔ وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض۔ بالآخر یاجوج ماجوج ایک دوسرے سے ہی اُلجھ پڑیں گے اور یہی اُن کی ہلاکت کا موجب ہوگا۔ علامہ اقبال نے بھی کہا ہے

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ ینسلون

یہ یاجوج ماجوج یورپ کی عیسائی اقوام ہیں جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں تمام دنیا پر پھیل جائے گی۔ اور خشکی اور تری کے تمام مقامات پر اُن کا تصرف ہوگا۔ اسلامی کتب میں اور بھی کئی نشانات مذکور ہیں جن کا ذکر اس وقت قلتِ وقت کے پیش نظر میں چھوڑ دیتا ہوں۔

سکھوں کی مقدس کتاب گرو گرنتھ صاحب میں بھی حضرت اقدس مرزا غلام احمد۔ مسیح موعود کی آمد کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جنم ساکھی بھائی بالا والی میں لکھا ہے کہ حضرت بابا نانک صاحب علیہ الرحمۃ کو جب معراج ہوا یعنی آسمان پر تشریف لے گئے تو اپنے پیارے شاگرد مردانے کو بھی ساتھ لے گئے۔ جب اس مقام پر پہنچے جہاں پرہلاد بھگت کی رُوح تھی تو حضرت بابا نانک کو دیکھ کر اس رُوح نے خوشی کا اظہار کیا اور حضرت بابا صاحب کی بہت تعریف کی اور کہا کہ اس کلی یگ میں روحانیت کا بلند مقام یا کبیر بھگت نے حاصل کیا تھا۔ اور پھر اس کے بعد آپ کو حاصل ہوا ہے :-

"تاں مردانے پچھیا۔ گورو جی۔ کبیر بھگت جیہا ہور بھی کوئی ہویا ملے۔ سری گورو نانک جی آکھیا مردانیاں اک جیٹا ہوسی۔ پیا ساں تو پچھے اسو برس ہوسی۔ پھیر مردانے پچھیا۔ کی گیہڑے تھائیں۔ استے ملک وچ ہوسی۔ تاں گورو نے کہیا۔ وٹالے دے پرگنے وچ ہوسی۔"

محترم حضرات! حضرت مرزا صاحب زمیندار طبقہ میں سے تھے اور مقام قادیان میں جو تحصیل بٹالہ میں واقع ہے، گورو نانک مہاراج کے ٹھیک سو برس بعد پیدا ہوئے۔ گورو صاحب نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا :-

پُن راکھس کا کا ماس جا
سری ایسکت بھگت نے بیٹی

مطلب یہ ہے کہ وہ آنے والا بھگت [illegible] کے نام سے مشہور ہوگا اور راکھس کا قتل کرے گا یعنی یقتل الخنزیر۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ ہمارے سکھ بھائیوں کو حضرت بابا صاحب کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر کے حضرت مرزا صاحب کی اطاعت قبول کرنی چاہیئے۔

حضرت ولی نعمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ مسلمانوں میں ایک بلند پایہ بزرگ ہو گذرے ہیں۔ ان کو اس دنیا سے تشریف لے گئے ہوئے ۷۰۰ برس ہو گئے ہیں انہوں نے تو حضرت مسیح موعود کا نام بھی بتلا دیا تھا۔ موجودہ زمانہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

قدرتِ کردگار مے بینم
حالتِ روزگار مے بینم
غین ورے سال چوں گذشت از سال
بوالعجب کاروبار مے بینم
اح۔م و دال مے خوانم
نام آں نامدار مے بینم
از نجوم ایں سخن نمے گویم
بلکہ از کردگار مے بینم
زینتِ شرع و رونق اسلام
محکم و استوار مے بینم
مہدی وقت و عیسیٰ دوراں
ہر دو را شہسوار مے بینم

یہ ہیں حضرت مرزا غلام احمد۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ جن کا یوم وصال منانے کے لئے اس وقت ہم جمع ہوئے ہیں۔ آپ اپنی کتاب تجلیات الٰہیہ میں لکھتے ہیں :-

"خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا۔ اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کریگا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور

(باقی بر صفحہ ...)

www.aaiil.org

غیر طبعی عقائد کا المناک انجام

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

اسلم پرویز ایم-اے

حضرت مولوی نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر ۱۹۱۴ء میں جو اختلاف رونما ہوا اس سے جماعت احمدیہ دو مخالف گروہوں میں منقسم ہو گئی اور وہ قیمتی وقت جو اغیار کی اصلاح کے لئے صرف ہونا تھا وہ باہمی تنازعوں کی نذر ہو گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ نزاعی مسائل جو بحث و تمحیص سے مناقشات کی صورت اختیار کر گئے تھے زمانے کی برہان قاطع سے ارباب بصیرت کے لئے ختم ہو گئے ہیں اس بات کے دوہرانے کی ضرورت نہیں کہ حضرت مولوی محمد علی رضی اللہ عنہ اور ان کے احباب کو جو حضرت مسیح موعودؑ کے نورتن تھے کن حالات میں قادیان سے ہجرت کرنا پڑا۔ وہ وہاں سے آئے کیونکہ ترک قادیان ناگزیر ہو چکا تھا۔ مکرم خلیفہ صاحب مزید قیام کو فتنہ و فساد میں منتج کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ جب وہ اس میں کامیاب ہو گئے تو ارباب پیغام کی ہجرت کو اپنے لئے دلیل بنا لیا۔ اور اپنے مریدوں میں اسکو خوب اچھالا۔ یہ پروپیگنڈا اس حد تک کامیاب رہا کہ جماعت کے سطح بین کا کثیر حصہ دام ہمرنگ زمین میں پھنس گیا۔ اپنی کثرت کو بھی اپنے لئے حجت قرار دیا اور فئۃ کثیرۃ اور فئۃ قلیلۃ کے قرآنی فلسفے کو بالکل فراموش کر دیا ارباب پیغام صلح نے بڑے صبر و سکون سے اسکو برداشت کیا۔ انہوں نے ترک قادیان کے جواز میں جو کچھ بھی کہا وہ مکرم خلیفہ صاحب نے مسموع نہ ہونے دیا۔ اور محض سکونت کو ہی "نص صریح" تسلیم کروا لیا۔ لیکن ان کو کیا علم تھا کہ اپنا کہا سنا اپنے لئے وبال جان ہو جائیگا۔ اور ان کو انہی دلائل کا سہارا لینا پڑیگا جو ارباب پیغام صلح کی طرف سے دی جاتی تھیں اور جن کی اشاعت اور اثر پذیری کو روکنے کے لئے مکرم خلیفہ صاحب نے غشاوۃ بصر و قاذان اور زیغ فکر کی دیواریں کھڑی کر دی تھیں خدا کی طرف سے تربص و امہال کا زمانہ ختم ہوا اور سیاست نے ایسی بے پناہ کروٹ لی کہ خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کو ۱۹۴۷ء میں قادیان چھوڑنا پڑا اور اس وقت چھوڑنا پڑا جب وہ نہ چھوڑنے کا اعلان کرکے لوگوں سے خراج تحسین حاصل کر چکے تھے۔ وہ کس بھیس میں لاہور پہنچے وہ ایک ڈرامے کا موضوع ہے۔ ہر کیف وہ نالۂ دل اور دود چراغ محفل بن کر قادیان سے نکلے۔ گویا انہوں نے اپنے اس عمل سے ثابت کر دیا کہ قادیان میں حالات کی مساعدت سے زمین گیر ہونا کوئی دلیل نہیں۔ مکرم خلیفہ صاحب ارباب پیغام کو اس بات پر طعون کیا کرتے تھے کہ وہ مسلمانوں کو کافر کیوں نہیں کہتے اور ان کے جنازوں سے اجتناب کیوں نہیں کرتے۔ اس ضمن میں بھی انہوں نے لمبے عرصے تک اپنے مریدوں کو ارباب پیغام کے خلاف مشتعل رکھا لیکن یہ حیلہ بھی شعلۂ مستعجل ثابت ہوا۔ کیونکہ جب ۱۹۵۳ء میں خلیفہ صاحب منیر ٹریبونل کے سامنے پیش ہوئے تو خود ہی اپنے عقائد کی صف لپیٹ دی۔ اور یہاں تک کہہ دیا کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ جنازے کے متعلق بھی بیان دیا کہ وہ اپنی اس تعلیم پر نظر ثانی کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان کو اپنے تعامل کے خلاف حضرت بانی سلسلہ کی ایک تحریر مل گئی ہے۔ حالانکہ اسی تحریر کا حوالہ دیکر حضرت مولوی محمد علی رضی اللہ عنہ، خلیفہ صاحب سے فیصلہ طلب کرتے رہتے تھے۔ یاد رہے کہ اس تحریر کے ہوتے ہوئے خلیفہ صاحب نے قائد اعظم کے جنازے کے خلاف حکم جاری کیا تھا۔ گویا خلیفہ صاحب کے اپنے ہاتھوں ان کے عقائد کا ایک اور ستون ٹوٹا۔ اور ارباب پیغام کے عقائد کی حقانیت پر مہر ثابت ہو گئی۔

مکرم خلیفہ صاحب ہمیشہ یہ کہتے رہتے کہ ارباب پیغام مسلمانوں کے قریب ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کے مشن سے دور ہو گئے ہیں۔ لیکن ۱۹۵۳ء میں ہی حکومت کے ایما پر انہوں نے اعلان کیا کہ وہ احمدیت کی تبلیغ نہیں کریں گے۔ جب تحریک ختم نبوت کا بازار گرم ہوا۔ اور لوگوں نے مطالبہ کیا کہ ارباب ربوہ کو اقلیت قرار دیا جائے اور حالات ناسازگار ہوتے چلے گئے تو خلیفہ صاحب نے یہ بیان داغ دیا کہ اگر ان کی جماعت کو اقلیت قرار دیا گیا تو وہ احمدیت کی اصطلاح کو کالعدم قرار دیں گے گویا انہوں نے اپنے رویے سے ثابت کر دیا کہ ان کو مسلمانوں کے سواد اعظم کا جزو بن کر رہنا "احمدی" رہنے سے زیادہ محبوب ہے۔ زمانے نے خود شہادت دی کہ دونوں جماعتوں میں سے کون احمدیت کے قریب ہے اور احمدیت کس کے لئے دین اور کس کے لئے سیاست ہے۔

۱۹۴۴ء سے خلیفہ صاحب "مصلح موعودؑ" بنے ہوئے ہیں۔ اپنے حق میں سلسلہ وار مضامین لکھنے والوں اور منکرین کو ہدف دشنام بنانے والوں کو انہوں نے اپنے خالدین ولید قرار دے رکھا ہے۔ پیغام صلح میں ان کے اس دعوے کے تار و پود خوب بکھیرے گئے ہیں۔ لیکن یہ نامقبول دعوے ابھی زمانے کے ہاتھوں بری طرح طشت از بام ہوا۔ خلیفہ صاحب طویل عرصہ سے فالج میں مبتلا ہیں اور کام کرنے سے معذور ہیں۔ اس مرض کا دماغ پر گہرا اثر ہے جو ان کی تقریروں اور نمازوں کی ادائیگی سے بے نقاب ہوتا رہا ہے اب کچھ عرصہ سے خطابت اور امامت سے بھی عاجز اور قاصر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فالج کو دکھ کی مار کہا ہے اور ان کا عقیدہ تھا کہ اہل اللہ اس میں مبتلا نہیں ہوتے۔

خلیفہ صاحب اپنے قول کے مطابق کام کرنے والی زندگی سے محروم ہیں۔ تمام جماعت کمی ساری سے دست بدعا ہے۔ صدقات کی بھرمار ہے۔ لیکن معذوری کا یہ عالم ہے کہ وہ معزولی کی مترادف ہو گئی ہے۔ کیا "مصلح موعودؑ" کا یہی حشر ہونا تھا؟ مگر یا مصلح موعود کے دعوے پر جو ہنگامے گرم تھے وہ بھی زمانے کے ہاتھوں سرد پڑ گئے ہیں، اب جس حالت میں وہ ہیں ان کے لئے رحم اور ترس تو پیدا ہو سکتا ہے۔ ان سے رشد و ہدایت کی کوئی امید نہیں ہو سکتی۔ جس کو خدا اپنے مشن کے لئے کھڑا کرتا ہے وہ آخر دم تک اس کے فضل و کرم سے کبھی نکما اور از کار رفتہ نہیں ہوتا۔

خلیفہ صاحب کی زندگی میں ان کی جماعت کے لئے بڑی بڑی عبرتیں اور بصیرتیں ہیں لیکن خلافت کے گوسالۂ سامری کی محبت ان کو اس طرح ہو گئی ہے کہ وہ سنبھلنے کا نام نہیں لیتے۔ بقول شاعر۔

ڈوبنے والوں کو بہت موج نے اچھالا لیکن
رخ مگر جانب ساحل نہیں ہونے پاتے

اخبار احمدیہ

— محترم حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ کو اللہ تعالیٰ نے پوتا عطا فرمایا ہے، اور اس خوشی میں انہوں نے مبلغ ایک سو پانچ روپیہ انجمن کو بھیجے ہیں، جزاہ اللہ احسن الجزا، ہم حافظ صاحب مکرم اور ان کے فرزند ارجمند چوہدری بشیر احمد صاحب کو مبارکباد عرض کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

— پرٹش گاٹنا سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں ہماری جماعت کے سیکرٹری عبدالرشید صاحب کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اسی سال حج کرنے کے لئے خانہ کعبہ تشریف لے گئے تھے اور وہاں شدید گرمی کی وجہ سے بیمار ہو گئے۔ حج کے بعد واپس وطن پہنچکر صرف آٹھ دن زندہ رہے۔ اس صدمہ میں مرحوم کے فرزند اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

— امریکہ سے ایک مخلص اسلامی کارکن جناب مکرم ناجی کی وفات کی خبر آئی ہے، ان کے حالات آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

مصلح موعود کی آمد کا زمانہ

... ... کا ان ایک صفت

"قمرالانبیاء" بھی بیان کی گئی ہے، ہمارے دوست اس کا مصداق مکرم جناب مرزا بشیر احمد صاحب کو بتلاتے ہیں مگر اس الہام میں جس قدر صفات بیان کی گئی ہیں وہ سب دوسری جگہ مصلح موعود کی بیان کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ امر واقع ہے کہ جناب صاحبزادہ صاحب موصوف کی پیدائش ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو ہو چکی تھی اگر وہ اس کے مصداق ہوتے تو ان کی پیدائش کے بعد یہ الہام نہ ہونا چاہیئے تھا مگر مصلح موعود کے متعلقہ دیگر الہامات کی طرح یہ الہام بھی ۱۹۰۶ء تک برابر ہوتا رہا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ "نبیوں کا چاند" سے مراد مصلح موعود ہی ہے کیونکہ دوسری جگہ اسی کو "نور" "دین کا چراغ" اور چاند کہا گیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے یہ الہام دسمبر ۱۸۹۲ء کو ہوا:۔

يأتي قمر الانبياء وامرك
يتأتى يسر الله وجهك وينير
برهانك سيولد لك الولد
ويدنى منك الفضل ان
نوري قريب۔ نبیوں کا چاند
آئے گا اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائیگا
خدا تیرے منہ کو بشاش کرے گا اور تیرے
برہان کو روشن کر دے گا اور تجھے ایک
بیٹا عطا ہوگا اور فضل تجھ سے قریب کیا
جائے گا اور میرا نور نزدیک ہے۔

جناب صاحبزادہ صاحب موصوف ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوتے ہیں اگر یہ الہامات ان کے متعلق تھے تو ان کا مصداق پیدا ہونے کے بعد ان کے دوبارہ نزول کی ضرورت نہیں رہی تھی مگر ۳ جولائی ۱۸۹۳ء کو یعنی ان کی پیدائش کے دو تین ماہ بعد پھر یہ الہامات ہوتے ہیں جن کا صرف ترجمہ جو تذکرہ کے مرتب صاحب نے کیا ہے درج کرتے ہیں اصل الہامات تذکرہ میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں:۔

"تیرے پاس نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام سہل طور پر حاصل ہو جائے گا اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ ہو چکا جس دن حق آئے گا اور سچائی کھل جائے گی اور نقصان اُٹھانے والے نقصان اُٹھائیں گے"

("تذکرہ صفحہ ۲۵۰-۲۵۱")

پھر ۱۸۹۶ء میں یہ الہام ہوتا ہے:۔

"نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا اور جو خسران میں ہیں ان کا خسران ظاہر ہو جائے گا"

(ایضاً صفحہ ۲۸۲)

اس کے بعد جولائی ۱۹۰۲ء میں پھر یہ الہام ہوتا ہے:۔

"نبیوں کا چاند بڑھے گا اور تو کامیاب ہو جائے گا تو ایسا نہیں کہ شیطان کو چھوڑ دے قبل اس کے کہ اس پر غالب ہو اور اوپر رہنا تیرے حصہ میں ہے اور نیچے رہنا تیرے دشمنوں کے حق میں ہے" (ایضاً صفحہ ۴۰۱)

اس کے بعد جولائی ۱۹۰۶ء میں پھر یہ الہام ہوتا ہے:۔

"نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام پورا ہو جائے گا اور آج اے مجرمو تم الگ ہو جاؤ" (ایضاً صفحہ ۲۵۷)

ان سب الہامات پر یکجائی نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب مصلح موعود کے متعلق ہیں کیونکہ ان میں اسکو کہیں فضل اور کہیں نور بتایا اور اس کی آمد کی غرض وہی بیان کی گئی ہے جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں ہے کہ:۔

"فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے اے مظفر تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا کہ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے"

(ایضاً صفحہ ۱۴۲)

یہاں اس موعود مصلح کی آمد کی جو اغراض بیان کی گئی ہیں وہی مندرجہ بالا الہامات میں بیان کی گئی ہیں اور مصلح موعود کی آمد کی غرض واحد تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے مقاصد کی تکمیل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کی تعمیل کرنا ہے اور وہ ہے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہونا اور اسلام کی آخری اور کامل فتوحات ہو کر حق کا اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آنا اور باطل کا انہزام دنابود ہونا۔

مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔

پس ہر قسم کی فتوحات اس مظہر الحق والعلاء کے ہاتھ پر مقدر ہیں اور سب قسم کی فتوحات اس نبیوں کے چاند کے ساتھ وابستہ ہیں جس کے آنیکا وعدہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے لیکر ۱۸ فروری ۱۹۰۸ء تک برابر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا جاتا رہا اور جس کے متعلق خود جناب خلیفہ صاحب نے ۱۹۰۸ء میں یہ لکھا تھا کہ:۔

"پس جب سب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور انہوں نے آیندہ زمانہ کی خبریں بھی دی ہیں تو اگر حضرت مسیح موعود نے کچھ آیندہ زمانہ کی خبریں دیں اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا جس کی ہیبت اس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اس کی مدد کے لئے اترا یا تو کیا ہوا اس سے تو ان کی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اس وقت کے لوگ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں اور مزہ اُٹھائیں گے"

پھر فرماتے ہیں:۔

"جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں یہ بیٹے کی پیشگوئی تو کسی ایسے لڑکے کی نسبت ہے جو آپ کی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اس کے ساتھ ہوگی"

ان تمام حوالجات سے یہ ثابت ہے کہ جس طرح ذکی غلام۔ پاک لڑکا اور دل کا حلیم اور مظہر الحق والعلاء کے مصداق کے متعلق شروع سے آخر تک الہامات کے ذریعہ یہ اطلاع ملتی رہی کہ ان صفات کا مصداق لڑکا پیدا ہونے والا ہے اسی طرح قمرالانبیاء کے متعلق بھی ۱۹۰۶ء تک یہی بتایا جاتا رہا کہ "نبیوں کا چاند تیرے پاس آئے گا" "آ گیا" اور "آئے گا" کے فرق کو ہر شخص خوب سمجھتا ہے جو آ چکا ہو اس کو کوئی جاہل بھی یہ نہیں کہتا کہ "آئے گا" پھر علیم کل ہستی کے متعلق یہ خیال کرنا بھی کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے کہ اس کو یہ پتہ نہ لگا کہ جس لڑکے کے آیندہ آنے کا میں وعدہ دے رہا ہوں وہ تو گذشتہ وقت میں یعنی آنے کی بشارت دینے سے پہلے پیدا ہو چکا ہے۔

الفضل کا مسلمہ اصول

اس موقعہ پر ہم ربوہ کے ترجمان کا پیش کردہ

اصول اس کے سامنے رکھتے ہیں جس میں اس نے یہ لکھا ہے کہ :-

"تمام پیشگوئیاں تشابہات کی ذیل میں آتی ہیں اور جب تک وہ پوری نہ ہوں ان کی حقیقت سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی پر ظاہر نہیں ہوتی"

(۱۴ مارچ ۱۹۵۷ء)

سے یہ بات ثابت ہے کہ جب تک پیشگوئی پوری نہ ہو اس وقت تک اور تو کسی کو اس کی حقیقت کا علم نہیں ہوتا مگر اللہ تعالےٰ کو ضرور علم ہوتا ہے اب اسی اصول کے تحت اس پیشگوئی کو دیکھئے تو ثابت ہوگا کہ مصلح موعود یعنی زکی غلام پاک لڑکا غلام حلیم ذریت طیبہ مظہر الحق والعلاء اور نبیوں کا چاند کی حقیقت کا اللہ تعالےٰ کو علم تھا اور اس پر یہ حقیقت واضح تھی کہ ان صفات کا متصف اور ان علامات کا مصداق پیدا ہوچکا ہے یا نہیں۔ اگر اس کے علم میں وہ لڑکا پیدا ہوچکا تھا تو پھر اس کی پیدائش کے بعد اس کے آئندہ پیدا ہونے کے متعلق بار بار بشارت دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ نعوذ باللہ اس کو بھی اس حقیقت کا علم نہیں ہوا کہ وہ لڑکا پیدا ہوچکا ہے اور اگر یہ اصول صحیح ہے جو واقعی صحیح ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کو اس حقیقت کا بخوبی علم تھا کہ ان صفات کا مصداق ابھی پیدا نہیں ہوا تھا کیونکہ اس وقت اس کی ضرورت تھی چونکہ اس کا یہ وعدہ تھا کہ ایسا لڑکا ضرور دیا جائے گا اس لئے وہ اپنے فرستادہ کو آخر وقت تک یہ اطلاع دیتا رہا کہ وہ لڑکا تیری ذریت میں ضرور پیدا کروں گا مگر اس کی پیدائش کے لئے وقت اور زمانہ کی ضرورت کی شرط ہے جب میرے لاتبدیل قانون کے موجب اس کی ضرورت ہوگی تبھی میں اسے پیدا کروں گا اس سے پہلے نہیں۔

علمائے احمدیت کا کمال

ہمارے دوست ایک طرف تو یہ مانتے ہیں کہ پیشگوئی پوری ہونے سے پہلے اس کی حقیقت صرف اللہ تعالےٰ پر روشن ہوتی ہے اس کے سوا اور کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہوتا دوسری طرف ان کا عمل اسکے بالکل خلاف ہے کیونکہ ان کے خیال کے موجب مصلح موعود کی پیشگوئی فروری ۱۹۴۴ء میں پوری ہوئی جبکہ ان کے "حضرت صاحب" نے بزعم خویش اللہ تعالےٰ کے حکم سے مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا - اب چاہیئے تو یہ تھا کہ ان کے مسلمہ اصول کے موجب ۱۹۴۴ء سے قبل اس کی حقیقت کسی پر نہ کھلتی مگر ہوتا یہ ہے کہ پیشگوئی پوری ہونے سے اکتیس سال پہلے مصلح موعود بنانے کی بنیاد رکھ کر ۱۹۱۴ء سے اس کے متعلق اخبارات۔ اشتہارات، پمفلٹوں- کتابوں اور تقریروں کے ذریعہ یہ پروپیگنڈا مستقل طور سے شروع کیا گیا کہ حضرت امیرالمومنین مصلح موعود ہیں اور خود مدعی نے بھی خطبات میں گول مول اور کبھی علانیہ یہ کہنا شروع کر دیا کہ میں اس کا مصداق ہوں اور اس مسئلہ کو اس قدر اہمیت دی گئی کہ اس پر تاریخی مباحثے بھی ہوئے۔ عقل حیران ہے کہ وہ علیم خبیر ہستی جس کو اس کی حقیقت کا علم ہونا چاہیئے تھا، نعوذ باللہ بالکل بے خبر رہی اور وہ "تہمیدہ احمدی" یا "علماء" جن پر پیشگوئی پوری ہونے سے پہلے کسی طرح بھی یہ حقیقت منکشف نہ ہونی چاہیئے تھی ان پر یہ ساری حقیقت واضح ہوگئی گویا ان "علماء" کا علم اللہ تعالےٰ کے علم سے بھی وسیع تھا جنہوں نے ایک مسلمہ قانون کے خلاف پیشگوئی پوری ہونے سے تیس برس پہلے اس حقیقت کو پا لیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون -
اگر ان "علماء" کے اس کمال کا ثبوت درکار ہو تو وہ انکے ترجمان خصوصی کی زبان سے سنیئے فرماتے ہیں :-

(۱)- "آپ سے ایسے کارنامے ظاہر ہو رہے تھے جن کو دیکھ کر اکثر فہمیدہ احباب آپ کو مصلح موعود ہی تصور کرتے تھے" (الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۵۷ء)

(۲) "آپ ان لوگوں کو جو آپ کے کام کو دیکھ کر آپکو مصلح موعود خیال کرتے تھے نہ تو تردید کرسکتے تھے اور نہ انکار کرتے تھے اگرچہ وہ دلائل جو علماء دیتے تھے وہ صائب تھے"

(۳) "وہ دلائل جو علمائے احمدیت آپکے کارناموں کی وجہ سے آپ کے مصلح موعود ہونے کے متعلق دیتے تھے وہ صائب تھے" (ایضاً)

(۴) "بعض مخلص احباب ان کارناموں کی وجہ سے آپ کو مصلح موعود قرار دے رہے تھے" (ایضاً ۱۴ مارچ ۱۹۵۷ء)

(۵) "اگر ان علماء ان نشانات کو دیکھتے ہیں تو انہیں کسی دعوے کی ضرورت نہیں" (۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء)

(۶) "آپ میں وہ نشانات علماء کو جو مصلح موعود کے بتائے گئے نظر آرہے تھے اس لئے وہ آپ کو ایسا سمجھ رہے تھے" (ایضاً)

دیکھئے یہاں وہ اصول بالکل بالائے طاق رکھدیا کہ پیشگوئی پوری ہونے سے پہلے سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی پر اس کی حقیقت واضح نہیں ہوتی ایک طرف ایک وکیل کے دو متضاد بیانات کو دیکھئے اور دوسری اس فاضل کی مندرجہ ذیل تحریر کو ملاحظہ کیجئے جس میں فرماتے ہیں:-

"آپ مغالطہ انگیزیوں اور فریب کاریوں کے غبار کے بادل اڑائیں آفتاب آمد دلیل آفتاب پر انحصار رکھتے ہوئے حضور کے ان کارناموں کو دیکھ کر آپ کو المصلح الموعود ماننے پر مجبور ہیں"

(الفضل ۱۵ مئی ۱۹۶۰ء)

مغالطہ انگیزیوں اور فریب کاریوں کے غبار کے بادل تو متضاد اور بے سرو پا تحریرات سے ہی ثابت ہیں بہرحال یہ تو "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کے موجب نہ صرف زمانہ دیکھ رہا ہے بلکہ "ان علماء" کی آنکھیں بھی دیکھ رہی ہیں جنہوں نے خدائی قوانین کو توڑنے کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے ہم تو صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا پیشگوئیوں کے متعلق وہ اصول صحیح ہے جو ۱۴ مارچ ۱۹۵۷ء کے الفضل میں پیش کیا گیا ہے ؟

اگر صحیح ہے تو پھر پیشگوئی پوری ہونے سے پہلے مصلح موعود بنانے والے بھی جھوٹے ثابت ہوتے ہیں اور "مصلح موعود" بھی اور اگر "مخلص احباب" کے بنانے سے واقعی کوئی مصلح موعود بن سکتا ہے تو پھر سنت اللہ باطل ٹھہرتی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی نمایندگی کس کے سپرد کی جائے پھر فرماتا ہے یجتبی من یشاء من عبادہ کہ وہ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے اپنی نمایندگی کے لئے منتخب کر لیتا ہے اس کے بالمقابل یہ کیا جاتا ہے کہ ان "علماء" اور "مخلص احباب" نے مصلح موعود بنایا ادھر "ان علماء" کے بنائے ہوئے مصلح موعود کا دعوےٰ یہ ہے کہ میں خدا کا نمایندہ ہوں اور یہ بھی وہ دہمکی دیتے ہیں کہ :-

"جو شخص خدا کے نمایندہ کی آواز پر کان نہیں دھرے گا اس کا پہلا ایمان بھی کھویا جائے گا"

ہم دنیا میں بھی یہی دستور دیکھتے ہیں کہ ہر پارٹی اپنا نمایندہ خود منتخب کرتی ہے اور پارٹی کسی کو منتخب کرتی ہے وہ اسی کا نمایندہ بنتا ہے مگر یہ اندھیر خدا تعالےٰ کی نمایندگی میں ہی دیکھا گیا کہ منتخب تو کریں "علمائے احمدیت" اور نمایندہ بن بیٹھے خدا کا اور عجیب بات یہ ہے کہ ایک طرف خدا کی نمایندگی کا دعوےٰ اور دوسری طرف یہ اقرار کہ میں مامور نہیں گویا ایک ہی وقت ایک مدعی خدا کا نمایندہ ہے بھی اور نہیں بھی اگر نمایندہ ہیں تو مامور کیوں نہیں اور اگر مامور نہیں تو نمایندہ کیسے ؟

اصل بات یہی ہے کہ جو شخص خدا کا نمایندہ ہوگا وہ مامور ہوگا غیر مامور خدا کا نمایندہ بن ہی نہیں سکتا - چونکہ مدعی عنداللہ اس کا نمایندہ نہ تھا اس لئے وہ اپنے فرستادہ کو آخر وقت تک یہ اطلاع دیتا رہا کہ میرا نمایندہ ابھی پیدا ہونیوالا ہے ، "ان علماء" کی دلیری پر حیرت ہے جو خدائی اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لینے سے بھی نہیں چوکتے -

ایک حل طلب معمہ

پیشگوئیوں کے متعلق ان کا اپنا مسلمہ اصول یہ ہے کہ ان کے پورا ہونے سے پہلے صرف اللہ تعالےٰ پر ان کی حقیقت منکشف ہوتی ہے اور کسی پر نہیں ہوتی مگر حالت یہ ہے کہ ان کے خیال کے موجب مصلح موعود کی پیشگوئی ۱۹۴۴ء میں پوری ہوئی تو ان کے مسلمہ قاعدہ کی رُو سے چاہیئے تو یہ تھا کہ اس سے پہلے اور کسی پر اس کی حقیقت منکشف نہ ہوتی مگر اس کے برعکس ہوتا یہ ہے کہ جن پر کسی طرح بھی مصلح موعود کی پیشگوئی

www.aaiil.org

کی حقیقت منکشف نہ ہو سکتی تھی انہوں نے تو ۱۹۱۳ء میں اس کی ساری حقیقت کو پا لیا یعنی پیشگوئی پوری ہونے سے تیس سال پہلے وہ تو سمجھ گئے مگر اللہ تعالےٰ جو واحد اس کی حقیقت جاننے والا تھا وہ ۱۹۴۴ء تک یہ سمجھ ہی نہ سکا کہ اس پیشگوئی کی حقیقت کیا ہے؟ اور نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی وہ "مصلح موعود" کی پیدائش کے بعد بھی اپنے مامور کو یہ کہتا رہا وہ زکی غلام وہ پاک لڑکا وہ ذریت طیبہ کا مصداق وہ غلام حلیم وہ مظہر الحق والعلاء

کان اللہ من السماء یعنی خدا کی نمائندگی کرنے والا پیدا ہونے والا ہے میں تجھے اس کی پیدائش کی بشارت دیتا ہوں، یہ بشارت مامور کی زندگی تک برابر دیتا رہا پھر "فہمیدہ احمدیوں" نے انکشاف حقیقت کے بعد اخباروں کتابوں، مناظروں اور تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ مصلح موعود کے ظہور کا پروپیگنڈا انتہا کو پہنچایا مگر اللہ تعالےٰ پر پھر بھی یہ حقیقت واضح نہ ہوئی (نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات) اب یہ بات معمہ بن کر رہ گئی کہ جس حقیقت کو نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ بھی نہ سمجھ سکا اسے "ان علماء" نے کس طرح سمجھ لیا؟

یہ بات یہیں نہ رہی بلکہ اس سے آگے اور بھی پیچیدہ ہو گئی وہ یوں کہ بقول الفضل "مخلص احباب" اور "فہمیدہ احمدی" نے "مصلح موعود" یونہی نہیں بنایا بلکہ وہ سب:۔

"حضور کے ان کارناموں کو دیکھ کر مصلح موعود ماننے پر مجبور ہیں"

یعنی مصلح موعود بنانے کے لئے وہ بھی تیار نہ تھے مگر حضور کے کارناموں کو دیکھ کر مجبور ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۹۱۳-۱۴ء سے پہلے حضور سے کچھ ایسے کارنامے ظاہر ہوئے جن کو دیکھ کر وہ یہ ترانہ گانے پر مجبور ہو گئے کہ

"تم فخر رسل ہو سیدنا تم فضل عمر ہو سیدنا تم
مصلح کل ہو سیدنا"

ہم نے تو جہاں تک غور کیا ہے سنہ ۱۹۱۳ء سے پہلے کا ایک بھی ایسا "کارنامہ" نظر نہیں آیا جس کو دیکھ کر کوئی حضور کو مصلح موعود ماننے پر مجبور ہو جائے اگر "کارناموں" سے مراد وہ کارنامہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ظہور پذیر ہوا یا وہ جو ۱۹۱۱ء میں "تکفیر المسلمین" کی صورت میں ظاہر ہوا تو ہم خاموش ہیں اور اگر یہ مراد نہیں تو پھر نشاندہی کرنی چاہیئے کہ وہ کونسے کارنامے تھے جن کو دیکھ کر "مخلص احباب" حضور کو مصلح موعود ماننے پر مجبور ہو گئے؟ اور اگر وہ "کارنامے" مراد ہیں جو ۱۹۱۴ء کے بعد ظاہر ہوئے تو پھر یہ معمہ حل کیجئے کہ بعد میں ظاہر ہونے والے کارناموں کو ان کے ظہور سے پہلے کس طرح دیکھ لیا؟

جناب تنویر کی تحریر تو یہ ہے کہ:۔

"آپ سے ایسے کارنامے ظاہر ہو رہے تھے جن کو دیکھ کر اکثر فہمیدہ احمدی آپکو مصلح موعود ہی تصور کرتے تھے"

اس تحریر سے تو یہ ثابت ہے کہ کارنامے پہلے ظاہر ہوئے جن کو دیکھ کر مصلح موعود بنایا گیا مگر واقعات یہ ثابت کرتے ہیں "نشان رحمت" اور "پسر موعود" اور "مصلح موعود" کی اشاعت ... پہلے ہوئی یعنے مصلح موعود پہلے بنایا گیا اور "کارنامے" بعد میں ظاہر ہوئے اس صورت میں یہ بات اور بھی پیچیدہ ہو گئی کیا اس کا کوئی حل ہے؟

الفضل ۱۵ رمئی ۱۹۶۰ء کا اداریہ پڑھ کر بعض "مخلص احباب" نے ایک "کارناموں" کی طویل فہرست اس لئے بھیجی ہے کہ میں جوابی طور پر اسے شائع کروں مگر میں ان سے معذرت خواہ ہوں کیونکہ ہمارا مسلک صرف منہاج نبوت کی رُو سے دلائل عقلی و نقلی اور فریق مخالف کے مسلمات کی رُو سے اس مسئلہ کی حقیقت کو واضح کرنا ہے اور "کارنامے" شمار کرنا تو ابتداء "مخلص احباب" نے ہی اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اس لئے وہ اگر اپنا اخلاص دکھلانے کے لئے بیقرار ہیں تو خود ہر چہ بادا باد کہکر اپنے "فہمیدہ" اور "مخلص" ہونے کا ثبوت دیں اور "منافقوں" کی فہرست سے اپنے نام

کٹوائیں نہایت شکریہ کے ساتھ ان کا عطیہ واپس ارسال کر دیا گیا ہے۔

جہاں تک مصلح موعود کی آمد کے زمانہ کا تعلق ہے تھا وہ بفضلہ تعالےٰ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ زمانہ سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اور مصلح کا نہیں ہو سکتا خواہ وہ موعود ہو یا غیر موعود اس کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ الخ ... دیا جائے گا جو مطبوعہ چٹھی اور ... ہیں وباللہ التوفیق واللہ المستعان

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مرد مبشر (بسلسلہ صفحہ ۶)

اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میں تجھے برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

حضرات! شری نشکلنک اوتار اس دنیا میں تشریف

اچھی خوراک کا معجزہ

عمر کا تیسرا دور

اپنی گوناگوں دلچسپیوں کے علاوہ خاصی مشکلات بھی لاتا ہے!

صاف ستھری زود ہضم اور خالص غذا آپ کے پژمردہ دل و دماغ کو روح پرور تقویت پہنچاتی ہے۔

سٹار بناسپتی

حیاتین لے اور ڈی ملا ہوا آپ کے کھانے کو نہ صرف لذیذ بناتا ہے۔ بلکہ صحت ور اور زود ہضم بھی

دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ
۲۳ - دی مال - لاہور

مندرجہ ذیل ٹریکٹ

ضرورت مند حضرات صرف چار آنے کے ٹکٹ ڈاک بھیجکر مفت حاصل کریں۔ اردو خواں طبقہ میں انگریزی ٹریکٹ منگوانے کی ضرورت نہیں۔

(۱) وفات مسیح نزول مسیح
(۲) ضرورت مجدد
(۳) خلافت احمدیہ پر ایک نظر
(۴) اشاعت قرآن اور روح دقاق
(۵) زمانہ کے امام کو پہچانو
(۶) لمحہ فکریہ
(۷) ایک غلطی کا ازالہ اور قادیانی جماعت کی غلط فہمی
(۸) مرزا غلام احمد آف قادیان - انگریزی
(۹) کال آف اسلام ״
(۱۰) پرامسڈ مسیح اینڈ مہدی ״
(۱۱) اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی ״
(۱۲) ڈیتھ آف جیزز کراسٹ فتوٰی علما کے ظہر (انگریزی)

منگوانے کا پتہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

www.aaiil.org

غدر کے زمانہ میں

(بسلسلہ صفحہ ۴)

ان کی اپنی زبانی دکھا دی جائے۔
میں اس بات کا قائل ہوں کہ بحیثیت مسلمان ہونے

کے ہمیں ہمیشہ صلح کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور مکہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو کا جو اعلیٰ نمونہ دکھایا تھا اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے حریفوں کو معاف کرنا چاہیئے۔ اس لئے اس مضمون سے اشتعال دلانا مقصود نہیں۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ حق اور انصاف قائم رہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۱۳۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر:۔ ۳۷۳۷
ایڈیٹر:۔ دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:۔ بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۹

بحر حکمت کے موتی

عن ابن عباس قال من تعلم کتب اللہ ثم اتبع ما فیہ ہداہ اللہ من الضلالۃ فی الدنیا وقعہ یوم القیمۃ سوء الحساب وفی روایۃ قال من اقتدی بکتاب اللہ لا یضل فی الدنیا ولا یشقی فی الآخرۃ ثم قرأ ہذہ الآیۃ فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی سورۃ ۲۰ آیت ۱۲۳ رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الاعتصام بالسنۃ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید کا (غور اور محبت سے) علم حاصل کیا (انبیاء اور ان کے متبعین کی کامیابیوں اور منکرین اور مخالفین کی ناکامیوں اور تباہیوں پر نظر عبرت ڈالی) اور ان احکام پر عمل کیا جو کہ اس میں مذکور ہیں اللہ تعالیٰ اسے طریق ہدایت پر زندگی بھر چلاتا رہے گا اور گمراہی کی تاریکی سے بچاتا چلا جائے گا یعنی ہلاکت کے راستوں سے بچا لے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ اہل عمل مومنوں کے متعلق فرماتا ہے:۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد سورۃ مومن آیت ۵۱ وکان حقاً علینا نصر المومنین (ترجمہ) اور حیات اُخروی میں اُسے کڑے حساب سے نجات بخشے گا (دنیا میں بھی اس کا انجام نیک ہوگا) ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جو شخص اقتدا کرے گا کتاب اللہ کی وہ حیات دنیا میں نہ کبھی گمراہ ہو گا (اور نہ ناکام) اور نہ بدبختی اُس کے نزدیک پھٹکے گی۔

(باقی کالم ۲ صفحہ ۳ پر)

امتحانات میں کامیاب اور ناکام ہونیوالے دوستوں کو

حضرت امام الزمان کی نصیحت

۱۵ جنوری ۱۸۹۸ء کو خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی کے امتحان میں کامیاب ہونے کی خبر آئی۔ فجر کی نماز کے بعد حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام بیٹھ گئے اور مندرجہ ذیل مختصر سی تقریر فرمائی:۔

تین قسم کی خوشیاں

انسان کو ہر قسم کی کامیابی کے موقعہ پر ایک خوشی ہوتی ہے قرآن شریف میں تین ہی خوشیاں لہو لعب تفاخر معلوم ہوتی ہیں لہو میں اشیاء خوردنی شامل ہیں اور لعب میں شادی وغیرہ کی خوشیاں اور تفاخر میں مال وغیرہ کی خوشیاں، یہ تین قسم کی خوشیاں ہیں، ان سے باہر کوئی خوشی نہیں ہے۔ مگر یاد رکھو کہ کامیابیاں اور یہ خوشیاں دائمی نہیں ہوتیں بلکہ ان کے ساتھ دل لگا دیا گیا تو سخت حرج ہوگا اور رفتہ رفتہ ایک وقت آ جاتا ہے کہ ان خوشیوں کا زمانہ تلخیوں سے بدلنے لگتا ہے۔

کامیابیاں اور ابتلاء

دنیا کی کامیابیاں ابتلاء سے خالی نہیں ہوتیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم یعنی موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ ہم تمہیں آزمائیں، کامیابی اور ناکامی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے۔ کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہنچتی ہے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے اور گویا نئی زندگی ملتی ہے اور اگر ناکامی کی خبر آ جائے تو زندہ ہی مر جاتا ہے۔ اور بسا اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔

ناکامی کے بعد کامیابی

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے لیکن جہنمی زندگی اور موت دشوار ترین چیز ہے۔ سعید آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہو کر اور بھی سعید ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اس کو ایک مزہ آتا ہے جب وہ غور کرتا ہے کہ میرا خدا کیسا ہے۔ اور دنیا کی کامیابی خداشناسی کا ایک بہانہ ہو جاتا ہے ایسے آدمیوں کے لئے یہ دنیوی کامیابیاں حقیقی کامیابی کا (جس کو اسلام کی اصطلاح میں فلاح کہتے ہیں) ایک ذریعہ ہو جاتی ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی خوشحالی سچی راحت دنیا اور دین کی

(باقی بر صفحہ ۳)

۴۴

آں ہمہ را بود فرقاں رہبرے
ہر یکے زاں در شدہ ہم چوں درے
آں ہمہ زاں دلبرے جاں یافتند
جاں چہ باشد روئے جاناں یافتند (مسیح موعود)

ترجمہ:۔ ان سب لوگوں کا (یعنی صدر اول میں) راہنما قرآن کریم ہی تو تھا، تیرا دریا تازہ کی برکت سے ان میں سے ہر ایک موتی بن کر چمکنے لگ گیا (دنیا کا راہنما بن گیا) ان سب نے اسی معشوق سے زندگی حاصل کی (تازہ بتازہ کلام الٰہی کا مزہ چکھا) بلکہ یوں کہیئے کہ خود اس معشوق کو ہی پا لیا (یعنی واصل باللہ ہو گئے)

غلام قادر ڈار عفی عنہ

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

> دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
> گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
> (مسیح موعودؑ)

برٹش گیانا

از مسٹر محمد رشید جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جارج ٹاؤن برٹش گیانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کی چٹھی مؤرخہ ۲۷/۶/۶۷ موصول ہو گئی تھی میں نے اس چٹھی کے مضمون کا بڑے غور سے مطالعہ کیا ہے بہت بہت شکریہ۔

براہ مہربانی مجھے مطلع فرمائیں کیا آپ کو تصویریں مل گئی ہیں۔ نیز مسٹر ناصر احمد سے کہیں کہ مجھے ان کے ڈرافٹ کے متعلق رسیدی چٹھی مل گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود کے کلمات طیبات (انگریزی ترجمہ) جو بھی آپ ہمیں بھیجتے رہیں گے وہ ہم اپنے رسالہ میں شائع کرتے رہیں گے۔

ہمارے ایک بھائی مسٹر ابراہیم مونڈ سے زئی جو ٹرینیڈاڈ میں خدمتِ اسلام کر رہے ہیں آپ سے ان کی امداد کی گذارش ہے۔

ڈاکٹر قریشی صاحب برٹش گائنا تشریف لا رہے ہیں کیا وہ ہیڈ کوارٹر کی ذمہ داری پر برٹش گائنا احمدیہ انجمن کے لئے آ رہے ہیں؟ اور یہ کہ ان کا ورود ہمارے ملک میں کس غرض سے ہے۔

میں فخر نہیں کرتا محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے اپنے مسلمانوں میں سے مخالفین کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے ہم نے ایک اشتہار موسومہ "احمدیوں کے خلاف شر انگیز پراپیگنڈا" جو کہ پہلے مولوی ایس۔ ایم طفیل صاحب کا ترجمہ کردہ ہیڈ کوارٹر سے شائع ہوا تھا طبع کروا کر تقسیم کیا ہے۔ ایک رسالہ موسومہ کیٹیکزم مفت اشاعت کے لئے چھپوایا ہے یہ اشتہار اور رسالہ دس دس ہزار کی تعداد میں شائع کئے ہیں ہم نے مسلم ٹائمز کا عید نمبر آپ کو بھیجا ہے اور دیگر مطبوعات بھی ہم آپ کو بھیجتے رہیں گے۔

ہم نے پچاس سائن بورڈ لکھوائے ہیں جن پر اسلام کے متعلق قطعات لکھوائے گئے ہیں، ہر ایک بورڈ چار فٹ چوڑا اور تین فٹ چھ انچ لمبا ہے اس کی زمین سیاہ ہے اور اس پر آرٹسٹ نے روغن پینٹ ( ) سے لکھا ہے اور جو سلوگن ہم نے استعمال کئے ہیں یہ ہیں:۔ اللہ ایک ہے۔ اور محمد نبیوں کی مہر ہیں۔ اسلام خدا تعالیٰ کی طرف نازل کردہ مذہب ہے اسلام امن ہے اسلام میں نجات ہے۔ ہم نے یہ نوٹس بورڈ تمام ملک میں بڑی بڑی نمایاں جگہوں پر آویزاں کئے ہیں تاکہ عام لوگ پڑھ لیں۔ میں بہت افسوس سے جواب خط دیر سے لکھنے کی وجہ بیان کرتا ہوں، وہ یہ کہ میرے والد بزرگوار الحاج میر عبدالرحمٰن بیماری کے بعد واصل الی اللہ ہو گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ حج کرنے گئے تھے مکہ میں بیمار ہو گئے مگر مناسب طور پر آپ کی غور و پرداخت نہ ہو سکی واپس پہنچ کر آٹھ روز کے بعد قضا سے الٰہی وفات پا گئے۔ یہ میرے لئے ایک روح فرسا صدمہ ہے جس کی وجہ سے میں مغموم رہتا ہوں۔

دو ہفتے ہوئے ربوہ کے انگریز مبلغ جن کا نام مولوی بشیر آرچرڈ ہے اس ملک میں پہنچ گئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ چھ ماہ یہاں ٹھہریں گے۔ وہ مسٹر ایم۔ ایس بخشی وغیرہ کی دعوت پر یہاں آئے ہیں۔

(انہیں کچھ لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے۔ خادم قادر)

برما

ترجمہ خط از مسٹر عبداللطیف۔ رنگون۔ برما۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کی چٹھی مورخہ ۱۶/۹/۵۹ اور کتب کا پارسل حاصل کر کے اور ان کا مطالعہ کر کے اتنی خوشی ہوئی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس پارسل میں مندرجہ ذیل کتب تھیں:۔

ہز ہولینس ایکسریڈ۔ کال اور اسلام۔ احمدیہ موومنٹ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی۔ اور ٹیچنگز آف اسلام۔

بہت ہی افسوس ہے کہ میں سال بھر کی خاموشی کے بعد حاضر ہوا ہوں، باوجود اپنی زبردست خواہش کے پہلے خط اس لئے نہیں لکھ سکا کہ میں اپنی تعلیمی جدوجہد میں بہت مصروف رہا اگرچہ میں کچھ فرصت کا وقت نکال کر آپ کی ارسال کردہ کتب سے مستفید ہوتا رہا۔ اور میری غرض یہ تھی کہ میں اسلام اور مرزا غلام احمدؑ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے متعلق علم حاصل کر سکوں۔ جو کچھ میں نے آپ کی کتب کے مطالعہ سے اخذ کیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ ایک شخصیت مرزا غلام احمدؑ کے نام سے قادیان میں نمودار ہوئی اور انہوں نے اسلام کی اس وقت مدافعت کی جبکہ تمام دنیا سے حملے اسلام پر جود چھایا ہوا تھا۔ اس طرح انہوں نے ہندوستان کے علماء کی محبت اور تقدیس حاصل کی۔ عین اس وقت جبکہ آپ اسلام کے ایک معتبر پشت پناہ اور سہارا سمجھے جاتے تھے انہوں نے استعارتًا اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا اور پھر یہ بھی دعاوی کئے کہ وہ ہندوؤں کے لئے کرشن اوتار ہیں۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود۔

لہٰذا مسیح موعود سے عیسائیوں کا عقیدہ خدا کا اوتار ہے اور مسلمانوں کا عقیدہ ایک مستقل نبی یعنی حضرت عیسیٰؑ کی بعثت ثانی ہے۔

اس پر مسلمان علماء میں شور پڑ گیا کہ مرزا صاحب نے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا حالانکہ باب نبوت بعد خاتم النبیین مسدود ہے اور کہ وہ کافر ہے۔

مرزا صاحب باوجود مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کی سخت مخالفت کے اور ایذا رسانی کے اپنے ... پر مستقل مزاجی اور کامل ایمان و اعتماد کے ساتھ ڈٹے رہے اور انجام کار آپ مشنری سوسائٹی ... موومنٹ کے قیام میں کامیاب ہو گئے۔

آگے چل کر یہ موومنٹ ... جماعتوں میں تقسیم ہو گئی۔ وجہ انتشار یہ تھی کہ قادیانی گروپ کے آدمی جناب مرزا صاحب کو اسلامی اصطلاح میں نبی سمجھنے لگ گئے اور لاہوری مجازاً نبی سمجھتے تھے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے جیسا کہ کال آف اسلام سے معلوم ہوتا ہے اسلام کی بہت قابل قدر خدمت کی ہے۔ ان کے قرآن کریم کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے کا عزم قابل تحسین ہے۔

عیسائی لوگ بائبل اور اس کے بعض حصص کا ترجمہ گیارہ سو چھتیس زبانوں میں کر چکے ہیں، اور ابھی ایک ہزار دیگر زبانوں میں بائبل کا ترجمہ چھاپنے کی کوششیں جاری ہیں جیسا کہ عیسائیوں کے رسالہ موسومہ AWAKE سے ظاہر ہے۔

میں نے جب پڑھا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کلیۃً قرآن شریف کا کئی زبانوں میں ترجمہ کرنے کا عزم رکھتی ہے تو مجھے بے حد خوشی ہوئی۔

آپ کی کتب سے یہ تمام اطلاعات حاصل کر کے حیران ہوں کہ عیسائی، ہندو اور مسلمانوں کا کثیر حصہ مرزا صاحب سے کیوں نفرت کرتا ہے۔

آپ کی ارسال کردہ کتب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لفظ نبی کا استعارتًا ... اپنے لئے استعمال کرنے سے پہلے مرزا غلام احمد صاحب مسلمان علماء کی نظر میں بہت قابلِ عزت و احترام اور قابلِ محبت سمجھے جاتے تھے۔

لاہوری احمدیوں کے نزدیک مسلمانوں کا لفظ نبی سے چڑنا ان کی نافہمی پر دال ہے۔ مرزا صاحب نے لفظ نبی کا استعمال استعارتًا کیا ہے اور کہ خود حضرت مرزا صاحب کا منشاء اس سے مجازی نبوت کا تھا نہ کہ مستقل نبوت کا۔

صاف دلی سے عرض کرتا ہوں کہ میں نے آپ کی کتب کا ابھی گہرا مطالعہ نہیں کیا لہٰذا میں احمدیہ موومنٹ اور بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق صحیح صحیح تاثرات نہیں لکھ سکتا۔

مطالعہ کتب کے دوران میں میرے دل میں مفصلہ ذیل سوالات پیدا ہوئے جن کے جواب کا خواہاں ہوں۔

(۱) مسیح موعود کا دعویٰ لینے اور لفظ نبی کے استعمال سے پہلے جناب مرزا صاحب نے کونسی کتب لکھ کر طبع فرمائیں۔

(۲) وہ کونسی کتب ہیں جن کے باعث جناب میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے عوام اور علماء کی نظر میں قابلِ عزت اور اسلام کی پشت پناہ ...

(باقی ص ۱۴ پر)

www.aaiil.org

گناہ، کفارہ اور نجات

حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں مسیحی معتقدات کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ :-

"چھوٹے سے لیکر بڑے پادری تک یہ اعلان کرتا ہے کہ عمل سے نجات نہیں، خواہ کوئی کتنی نیکی کرے، خدا کی مخلوق سے محبت رکھے اور نیکی سے سارے جہان کو بھر دے وہ نجات یافتہ نہیں ہو سکتا جب تک کوئی شخص عیسےٰ علیہ السلام کی پھانسی پر ایمان نہ لائے"

مسیحی اخبار "اخوت" بابت ماہ جولائی ۱۹۶۰ء میں پادری آئی روشن خاں ملک نے اس پر طویل تبصرہ کرتے ہوئے اس فقرہ پر کہ "چھوٹے سے لیکر بڑے پادری تک یہ اعلان کرتا ہے" نہایت برہمی کا اظہار کیا ہے آپ فرماتے ہیں :-

"ناظرین اخوت احمدی تہذیب کا نمونہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں ہمارا طرز سخن مؤدبانہ ہے لیکن کیسے درشت الفاظ میں آپ ہم کو یاد کرتے ہیں

ع بریں عقل و دانش بباید گریست"

ہمیں پادری صاحب کے اس دکھ کا احساس ہے جو انہیں پادری صاحبان کا ذکر صیغہ واحد میں کرنے سے پہنچا ہے، اتنی سی بات کو انہوں نے "احمدی تہذیب کا نمونہ" اور "دوسروں کی دلآزاری" قرار دیکر مسیحی جذبات کو برانگیختہ کرنے کی جو کوشش کی ہے، ہم اس کے جواب میں کیا کہیں کہ سوائے اس کے کہ کھسیانی بلی کھمبہ نوچے .... آپ فرماتے ہیں کہ "ہمارا طرز سخن مؤدبانہ ہے" اس "مؤدبانہ" کی بھی خوب کہی، اتنی جلی کٹی سنا کر بھی اگر آپ کا "طرز سخن مؤدبانہ ہے" تو کیا ہم یہ پوچھنے کے مجاز ہیں کہ کیا مسیحی نجات میں ادب کے معنے دوسروں کو گالیاں دینے کے لکھے ہیں، دور نہ جائیں، اسی پرچہ میں صفحہ ۳ پر "اقتباسات" کے ذیل میں جو جملے لکھے ہیں انہیں پڑھ لیجئے وہ آپ کے ...... مؤدبانہ طرز سخن کی بہترین مثال ہیں :-

(۱) "آپ ہیں کہ آپ کے چیلنج ختم ہونے میں نہیں آتے اور ہر بار منہ کی کھاتے ہیں"

(۲) "ہاں اگر اپنے مریدوں کے دل بہلانے اور تفریح طبع کے لئے دیدہ دانستہ آپ ایسی دون کی لیتے رہتے ہیں تو اور بات ہے"

(۳) "شوق سے طبع آزمائی کیجئے اور اپنی دوکان چلائیے"

پادری روشن خاں صاحب ملک ان الفاظ کو ذرا غور کے ساتھ پڑھیں اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ان سے کیسے مؤدبانہ طرز سخن کی بو آتی ہے۔

اس سے قطع نظر کرتے ہوئے اب اصل موضوع کو لیجئے، پادری صاحب کو حضرت امیر کے بیان پر غصہ تو بہت آیا، لیکن اس کے جواب میں جو کچھ انہوں نے لکھا وہ بھی سن لیجئے :-

(۱) "بائبل میں اس امر کا صاف ذکر موجود ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی شکل و صورت پر اپنی مانند بنا دیا۔ مراد یہ کہ خدا نے اس کو پاکیزگی کی حالت میں رکھا۔ لیکن حضرت آدم کے گناہ کرنے کے باعث اس کی اس حالت میں فرق آگیا اور چونکہ اس کو باغ عدن سے نکال دیا گیا۔ اس لئے وہ خداوند کی قربت و رفاقت سے محروم ہو گیا۔ پس اولاد آدم ہوتے ہوئے بنی آدم کا واسطہ ان دو مصیبتوں سے ہوا۔ یعنی بنی آدم پاکیزگی سے محروم ہوئے اور خداوند کی رفاقت سے جدا ہو گئے خدا اور انسان کے درمیان میل جول بند ہو گیا اور حضرت انسان رفتہ رفتہ شیطان کی غلامی میں گرفتار ہو گیا اور اگرچہ یہ امر بالکل روشن ہے کہ حضرت انسان نے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے بے حد کوشش کی (تواریخ دنیا اس امر پر شاہد ہے) لیکن وہ اس نجات کو حاصل نہ کر سکا۔ اور وقت مقررہ پر خداوند یسوع مسیح نے بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ دے کر بنی آدم کو شیطان کی غلامی سے مخلصی دلائی اور چونکہ وہ خود خدا اور مجسم اور انسان کامل تھا۔ اس لئے اس نے خدا اور انسان کا ملاپ اپنے میں کرا دیا اور انسان کو اس مصیبت سے جس میں وہ گرفتار تھا نجات دلائی۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح میں ہو کر انسان خدا کو باپ کہتا ہے اور خدا اسے قادر مطلق اپنے بیٹے۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خون کے طفیل ہمارے گناہوں سے چشم پوشی کرکے ہم کو اپنی فرزندیت عطا فرماتا ہے۔ اور اس طرح ایک مسیحی خداوند یسوع مسیح کے کفارہ کے باعث خدا باپ سے برکت حاصل کرتا ہے"

اس ساری عبارت میں پادری صاحب نے یہ اعتراف کیا ہے کہ آدم نے گناہ کیا۔ جس کی وجہ سے اولاد آدم پاکیزگی سے محروم ہو گئی، اور خدا اور انسان کے درمیان میل جول بند ہو گیا، اور انسان شیطان کی غلامی میں گرفتار ہو گیا اور آخر کار اللہ تعالےٰ نے مسیح کے خون کے طفیل اس کے گناہوں سے چشم پوشی کر لی۔

اس کے بعد حضرت امیر کے اس بیان پر کہ "خواہ کوئی نیکیاں کرے خدا کی مخلوق سے محبت رکھے اور نیکی سے سارے جہان کو بھر دے وہ نجات یافتہ نہیں ہو سکتا" پادری صاحب یوں تبصرہ فرماتے ہیں :-

"(۲) آگے چل کر آپ فرماتے ہیں۔ کہ خواہ کوئی کتنی نیکیاں کرے۔ خدا کی مخلوق سے محبت رکھے اور نیکی سے سارے جہان کو بھر دے۔

خوب۔ انسانی نیکی کے کیا معنے ؟ خداوند کے پاک کلام میں مرقوم ہے کہ ہماری نیکیاں بھی اس کے سامنے گندی دھجیوں کی مانند ہیں۔ کیا خداوند کے کلام کے ان الفاظ میں آپ کو صداقت نظر نہیں آتی ؟ ٹھنڈے دل سے غور کیجئے۔ انسان کی جبلت کو لیجئے۔ نیکی کے مفہوم اور خداوند کے پاک کلام کے الفاظ کو لیجئے۔ نیکی۔ نیکی کہلانے کا حق نہیں رکھتی۔ جبکہ اس کے عوض کسی معاوضہ کی امید کی جائے اور معاوضہ کی امید کرنے کے بغیر نیکی کرنا حضرت انسان کی عقل کے خلاف ہے انسانی عقل انسان کو کسی ایسے فعل کے کرنے کی اجازت نہیں دیتی جس کے لئے اس کو معاوضہ نہ ملے۔ پس جس نیکی کو ہم نیکی کہتے ہیں۔ وہ خداوند کی نظر میں نیکی کہلانے کی مستحق نہیں۔ اسی لئے ہمارے مبارک خداوند نے ایک موقعہ پر اپنے شاگردوں کو فرمایا تھا کہ "جب سب کچھ کر لو (انسانی نیکی "سب کچھ" میں آگئی) تو کہو کہ ہم نکمے نوکر ہیں۔" اور جبکہ حضرت انسان اپنی ذات میں نیکی کرنے کے قابل ہی نہیں (یہ تو محض خداوند یسوع مسیح کی قربت و رفاقت ہے کہ انسانی جبلت کو تبدیل کر دیتی ہے اور حضرت انسان کو نئی پیدائش عطا فرماتی ہے جس کے باعث وہ نیکی اور محبت کرنے کے لائق ہو جاتا ہے) تو اس نے سارے جہان کو نیکی سے کیا بھرنا ہے"!

سن لیا آپ نے ؟ حضرت امیر نے جو فرمایا تھا کہ :-

"چھوٹے سے لیکر بڑے پادری تک یہ اعلان کرتا ہے کہ عمل سے نجات نہیں خواہ کتنی نیکی کرے۔ خدا کی مخلوق سے محبت رکھے اور نیکی سے سارے جہان کو بھر دے وہ نجات یافتہ نہیں ہو سکتا جب تک کوئی شخص عیسےٰ علیہ السلام کی پھانسی پر ایمان نہ لائے"

وہی بات پادری روشن خاں ملک نے بھی اپنے طول طویل تبصرہ میں فرما دی، پھر معلوم نہیں کس بات کی وہ تردید کرنے بیٹھے تھے اور کس چیز پر اتنے سیخ پا ہوئے، ہم ان سے گذارش کریں گے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے بیان کو سامنے رکھتے ہوئے اس تبصرہ کو پھر ایک بار پڑھیں اور بتائیں، کہ کس بات کی انہوں نے تردید کی ہے اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے آیا وہ حضرت امیر کے بیان کی تائید ہے یا نہیں ؟

ع کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

مسلم ہائی سکول رہ کا شاندار نتیجہ

امسال ہمارے سکول سے میٹرک کے امتحان میں کل ۸۴ طلباء شریک ہوئے جن میں سے ۶۹ کامیاب ہوئے۔ ۱۴ فسٹ ڈویژن میں، ۳۶ سکینڈ ڈویژن میں اور ۱۹ تھرڈ ڈویژن میں، اور بحیثیت مجموعی ہمارا نتیجہ ۸۱٫۴ فیصد رہا جبکہ یونیورسٹی کا اپنا نتیجہ ۶۷٫۲ فیصد ہے گویا Quantity اور Quality ہر دو لحاظ سے نہایت تسلی بخش

والحمد للہ علیٰ ذالک ۔ برکت علی شاکر سیکرٹری

www.aaiil.org

متفرقات

ایک غریب معمار کی اندوہناک موت

مستری محمد عمر ایک نہایت غریب، محنتی اور دیانتدار معمار تھا جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی عمارات کی تعمیر اور مرمت کا کام کیا کرتا تھا، گذشتہ ہفتہ انجمن کے تین منزلہ مکان زیر رہائش محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی بالائی منزل سے دیوار کی مرمت کرتے ہوئے اچانک گر کر وہ جان بحق ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس اندوہناک موت کا احمدیہ بلڈنگس کے ہر فرد کو دلی رنج اور صدمہ ہے۔ انجمن نے اس کی تکفین و تدفین کا انتظام کیا اور اس کی بیوی بچوں کی کچھ مالی امداد بھی کی ہے۔ مرحوم کے چار چھوٹے چھوٹے بچے اور ایک بیوہ پیچھے رہ گئی ہے جن کے گذر اوقات کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اگر جماعت کے اہل ثروت اصحاب مالی رنگ میں امداد کر سکیں تو بہت بڑی نیکی اور ثواب کا کام ہوگا، اور رقوم بنام سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام آنی چاہئیں، کوپن میں اس کی وضاحت کر دی جانے کہ یہ رقم بیوہ مستری محمد عمر مرحوم کی امداد کے لئے ہے۔

احمد یار اسسٹنٹ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

۔۔۔ ووکنگ کے ایک انگریز نومسلم جن کا اسلامی نام مسٹر احمد ہے کچھ عرصہ سے اسلامی ممالک کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے لاہور آئے اور مولانا یعقوب خاں صاحب کے ہاں قیام فرمایا حضرت امیر ایدہ اللہ سے بھی ملاقی ہوئے اور گذشتہ جمعہ حضرت امیر نے خطبہ کے بعد حاضرین سے ان کا تعارف کرایا، بعد نماز جمعہ انہوں نے ایک مختصر تقریر میں اپنی سیر و سیاحت کے حالات بیان کئے، اور دنیائے اسلام کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا۔

۔۔۔ ڈاکٹر عبدالمجید قریشی صاحب اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر ریلوے ہسپتال سکھر گذشتہ سال مزید تعلیم کے لئے انگلستان تشریف لے گئے تھے۔ اختتام تعلیم پر حکومت نائیجیریا (افریقہ) نے انہیں بطور میڈیکل آفیسر ریلوے لے لیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف اپنی ڈیوٹی پر پہنچ چکے ہیں، پتہ خط و کتابت یہ ہے:

ڈاکٹر عبدالمجید قریشی میڈیکل آفیسر
ریلوے ریسٹ ہاؤس۔ کوپر روڈ ابیوٹ میٹا
نائیجیریا (مغربی افریقہ)

۔۔۔ قاضی احمد (سندھ) سے محمد شریف صاحب لکھتے ہیں:۔

"میرے نام ایک دکان منتقل ہو گئی تھی لیکن مخالف افسران کی تحریک سے کینسل ہو گئی ہے۔ اپیل دائر کی ہے۔ احباب کرام میرے حق میں دعائیں فرمائیں۔"

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کئے جاتے تھے

(۳) وہ کونسی مرزا صاحب کی کتب ہیں جن کی وجہ سے مسلمان علماء ہند اور عیسائی مشنری ان کے خلاف کھڑے ہو گئے۔

(۴) مرزا غلام احمد صاحب نے کن کن دلائل سے عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کے حملہ کے خلاف اسلام کا دفاع کیا اور انہیں ہر میدان مقابلہ میں حجت و براہین سے شکست فاش دی۔

کیا ان معاملات پر کوئی جامع کتاب یا لٹریچر مہیا ہو سکتا ہے۔

یہاں جو کچھ میں نے احمدیہ موومنٹ اور اس کے بانی کے متعلق سنا ہے وہ باتیں آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کے بالکل خلاف ہیں یہی وجہ ہے کہ میں بانی سلسلہ کی اپنی زبانی ان کے ادعا کے متعلق پڑھنا چاہتا ہوں۔

میرے سوالات سے صرف اتنی غرض ہے کہ مذہبی دنیا میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی تبلیغی جد و جہد کے متعلق کامل علم حاصل کروں کیونکہ آپ چوتھائی صدی سے زیادہ مدت تک مذہب اسلام کے روح رواں رہے ہیں۔ یہ علم ان کی اپنی لکھی ہوئی کتب سے حاصل ہو سکتا ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لٹریچر اور مرزا صاحب کی لکھی ہوئی کتب سے مجھے کامل طور پر یہ انکشاف حقیقت ہو سکتا ہے۔ میں نے اپنا صحیح صحیح نظریہ اور مدعا آپ کے سامنے کھول کر پیش کر دیا ہے لہٰذا ان سوالات کے متعلق انگریزی میں لکھی کتب کی ضرورت ہے۔

میں قبل از وقت آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(انہیں قرآن شریف۔ براہین احمدیہ انگریزی۔ فتح اسلام انگریزی اور دیگر لٹریچر اور جوابی خط بھیجا جا رہا ہے۔ ناصر)

(غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

از عبدالاسلام بی احمد صاحب مسلم ٹریننگ کالج نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں بحیثیت ایک عام واعظ اور مسلم ٹیچر کے اسلام کی خدمت کر رہا ہوں۔ میری اس خط کے لکھنے کی غرض یہ ہے کہ یہاں ایک مسلمانوں کے مضبوط ادارہ کی ضرورت ۴۴

حضرت امام الزمان کی نصیحت

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

چیزوں میں ہرگز نہیں ہے حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے تمام شعبے دیکھ کر بھی انسان سچا اور دائمی سرور حاصل نہیں

کامیابیوں کو خدا شناسی کا ذریعہ قرار دو

تم دیکھتے ہو کہ دولتمند اور زیادہ دولت رکھنے والے ہر وقت خنداں رہتے ہیں مگر ان کی حالت جرب یعنی خارش کے مریض کی سی ہوتی ہے جس کو کھجلانے سے راحت ملتی ہے۔ لیکن اس خارش کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ خون نکل آتا ہے، پس ان دنیوی اور عارضی کامیابیوں پر اس قدر خوش مت ہو کہ حقیقی کامیابی سے دور چلے جاؤ بلکہ ان کامیابیوں کو خدا شناسی کا ایک ذریعہ قرار دو۔

اپنی ہمت اور کوشش پر نازمت کرو

اپنی ہمت اور کوشش پر نازمت کرو، اور مت سمجھو کہ یہ کامیابی ہماری کسی قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہے بلکہ یہ سوچو کہ اس رحیم خدا نے جو کبھی کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا ہے ہماری محنت کو بارور کیا ہے ورنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ صدہا طالب علم آئے دن امتحانوں میں فیل ہوتے ہیں، کیا وہ سب کے سب محنت نہ کرنے والے اور بالکل غبی اور بلید ہی ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ بعض ایسے ذکی اور ہوشیار ہوتے ہیں کہ پاس ہونے والوں میں سے اکثر کے مقابلہ میں ہوشیار ہوتے ہیں، اس لئے واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لائے کہ اس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اور ایمان میں ترقی ہوگی اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے تو البتہ میں نعمتوں کو زیادہ کروں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو یاد رکھو سخت عذاب میں گرفتار ہو گے۔

(الحکم جلد ۵ ، ۲۳ تاریخ تقریر ۵ رجنوری ۱۹۰۱ء)

۴۴ ہے۔ جو تراجم قرآن یہاں مروج ہیں اور جو علماء یہاں اسلام کے نمائندہ ہیں ان کے تاثرات مسلمانوں پر بری طرح اثر انداز ہیں۔ عیسائیوں کے مترجمہ قرآن میں بڑا غلط ملط ہے جس سے ہمارے مسلمانوں پر خطرناک اثر پڑتا ہے۔

الیوم اکملت ۔۔۔ الایہ اور حدیث الدین النصیحت کے متعلق کیا خیال ہے۔ میرے خیال میں ان مشکلات کا واحد حل آپ کی برادرانہ معاونت ہے لہٰذا میں ملتجی ہوں کہ مجھے ایک کاپی قرآن شریف کی برائے عنایت بھیجدی جائے۔ المسلم اخ المسلم۔ امید ہے آپ مجھے جلد جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ مومن مضبوط عمارت کی طرح ہیں اور اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے"۔

آپ کی طرف سے قرآن شریف موصول ہونے پر میں اس سے بہت کام لوں گا اور مسلمانوں کو قرآن کریم

(باقی بر صفحہ ۶)

www.aaiil.org

دُنیا کے مذہبی، قومی، نسلی، لونی اور لسانی تعصبات کا علاج قرآن کریم میں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۲ جولائی ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبٰرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا الذی لہٗ ملک السمٰوٰت والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیءٍ فقدرہٗ تقدیرا (سورۃ الفرقان رکوع اوّل)

قرآن کا پیغام تمام دُنیا کی طرف

فرمایا اللہ تعالیٰ نے بہت برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا ہے ... تاکہ وہ تمام دنیا کے انسانوں کو تنبیہ کرے۔ اور یہ فرقان اس ذات کی طرف سے نازل ہوا ہے جو ... ہے۔ جو سرچشمہ خیرات اور سرچشمہ فضل اور کرم ہے۔ اور یہ فرقان آپ کی شخصیت پر اترا جو عبد ہے ... کا یعنی خدا کا پورا پورا فرمانبردار بندہ ہے وہ بادشاہوں سے بے نیاز ... یہ قرآن سارے جہان کی ہدایت اور اصلاح کے لئے اپنے فرمانبردار بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اس بادشاہ کی مملکت یہ ہے الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض وہ آسمانوں اور زمین کی ساری کی ساری کائنات کا بادشاہ ہے۔ اس کائنات کے اندر جس قدر بھی انسان ہیں اور جہاں کہیں بھی ہیں ان سب کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغام لائے وہ پیغام یہ ہے:۔

قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم کو فرماتا ہے کہ تم کہدو کہ اے انسانیت ... کے لئے پیغام لایا ہوں یہ اس ذات کی طرف سے پیغام ہے جو الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے اور ساری کی ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور تمام قوموں کی ضروریات و حاجات سے واقف ہے۔

محمد رسول اللہ صلعم کو تمام دنیا کے تنازعات کا علم تھا

محمد رسول اللہ صلعم ملک عرب میں پیدا ہوئے تھے۔ عرب کا ملک دنیا جہان سے الگ تھلگ ایک منقطع خطہ ہے ان کی معیشت اور معاشرت کا معیار پست ہے۔ تہذیب تمدن کے نام سے ناواقف ہیں۔ ان حالات میں آپ کہتے ہیں کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعا میں دنیا جہان کے لئے پیغام لایا ہوں۔ ساری کی ساری انسانیت کی اصلاح میرے ذمہ ہے۔ یہ دعویٰ بڑا مشکل ہے۔ لیکن اس دعوے کو آپ نے سچ ثابت کر دکھایا

آپ غور کریں کہ حضور نبی کریم صلعم کا یہ دعویٰ کتنا بڑا ہے کہ آپ تمام دنیا کے لئے رشد و ہدایت کا پیغام لائے ہیں۔ کیا انہیں تمام ممالک کی ضروریات کا حال معلوم ہے کیا وہ ان تعصبات کا علم رکھتے ہیں۔ جو وطن اور قومیت کے اختلافات کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیا ان کو ان جھگڑوں اور تنازعوں کا علم تھا جو مختلف ممالک کے انسانوں میں رنگوں کے اختلاف اور بولیوں کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، اور کیا ان تمام جھگڑوں اور تنازعات کا کوئی علاج ان کے پاس ہے، اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں پیدا ہونے والے جھگڑوں اور تنازعوں کا علم تھا اور ان کا علاج ان کے پاس تھا تو یہ دعوے صحیح ہو سکتا ہے۔

دنیا کے مذہبی تعصبات اور ان کا علاج

قرآن کی تعلیمات سے ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام مشکلات کا علم ہے۔ حضور کا زمانہ ریڈیو۔ وائرلیس ٹیلیفون، ریلوے اور موٹر کا زمانہ نہ تھا۔ اور نہ غیر ممالک سے کسی قسم کا رابطہ قائم تھا لیکن خدا تعالیٰ نے مختلف مذاہب اور قوموں کے تعصبات کا علم آپ کو دیا وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصٰری یہودی یقین کرتا ہے کہ ہماری قوم کے سوا اور کوئی نجات کا مستحق نہیں۔ نصرانی اور ہندو بھی یقین کرتا ہے کہ ہم ہی خدا کی منتخب قوم ہیں۔ اسی طرح ہر قوم اپنے تئیں یقین کرتی ہے کہ ہم ہی خدا کے مقرب ہیں، توراۃ میں لکھا ہے۔ نجات صرف بنی اسرائیل کے لئے ہے۔ حضرت عیسےٰ نے بھی انجیل میں بتایا ہے کہ نجات صرف اسرائیل کے لئے ہے۔

اس قسم کے مذہبی تعصب بڑے خطرناک ہوتے ہیں ان سے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ جنگ و جدال ہوتا ہے ان تعصبات کی آگ سے انسان اور ملک کے ملک تباہ ہو جاتے ہیں۔ ان تعصبات کا علاج حضور نے اس طرح کیا کہ دلوں میں خدا کی حقیقی توحید بٹھا دی اور توحید الٰہی کے ذریعہ لوگوں کے دماغوں کی اصلاح کی، ان کے ذہنوں کی تربیت کی۔ اس لئے کہ حضور جانتے تھے کہ جب تک دماغوں اور ذہنوں کو تبدیل نہ کیا جائے اور یہ نہ بتایا جائے کہ یہودی اور نصرانی اور ہندو اور مسلمان سب کے سب خدا کا کنبہ ہیں سب انسان ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں اور سب انسانوں کا ایک ہی خدا ہے۔ اس وقت تک نسلی اور قومی اور ملکی اور لونی تعصبات ختم نہیں ہو سکتے چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوموں کی ذہنیت کو تبدیل کیا۔ اور فرمایا کہ تمام کے تمام پیغمبر انبیاء اور رسول علیہم السلام ایک ہی سرچشمہ سے آئے ہیں ان سب کی تعلیم ایک ہی تھی۔ سب ہی نے توحید الٰہی کا سبق سکھلایا۔ لیکن پادریوں، حبروں اور پنڈتوں نے خدا کے پیغام کو تبدیل کر دیا۔ قرآن کریم تفرقہ کو مٹا دینے کی تلقین کرتا ہے

قومی و نسلی تعصبات اور ان کا علاج

حضور نے فرمایا شیبتنی ھود۔ اس تعلیم نے جو سورۃ ہود میں دی گئی ہے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ یہ تعلیم قوموں کو ایک کرنے کی تعلیم ہے، یہ بڑی مشکل تعلیم ہے۔ تمام قوموں نے اپنے اپنے خدا بنا رکھے تھے کوئی تین خدا مانتا ہے اور کسی نے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو خدا بنا رکھا ہے جس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح نسلی تعصبات بھی قوموں میں دشمنی اور تفرقہ پیدا کرتے ہیں، اس امر کی اصلاح اس طرح کی گئی۔ فرمایا یایھا الناس انا خلقنٰکم من نفس واحدۃ اے لوگو تم ایک ہی انسان کی اولاد ہو تم مختلف خاندانوں، قبیلوں، اور قوموں میں بٹ گئے اور مختلف بستیوں، شہروں اور ملکوں میں چلے گئے۔ کوئی پہاڑوں میں رہنے لگا، کوئی میدانوں اور وادیوں میں بس گیا لیکن انسانیت ایک ہی ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ قبائل اور علاقوں کے امتیازات صرف تعارف کے لئے ہیں۔ کہ یہ چین کا ہے اور وہ جاپان کا ہے، کوئی پٹھان ہے تو کوئی انگریز اور جرمن۔ یہ صرف پہچان کے لئے ہیں۔ اور اگر تم اپنی نسل اور رنگ پر فخر کرو کہ ہم بہتر ہیں تو یہ صحیح نہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم خدا کے نزدیک معزز وہ ہے جو خدا ترس ہے خواہ وہ کالا ہو یا گورا۔ امریکی ہو یا افریقی، فضیلت کا معیار صرف ایک ہے اور وہ ہے خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی۔ اگر تم خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرو گے تو تم محبوب خدا بن جاؤ گے اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اس نسلی تعصب کو دور کرنے کے لئے یہ تلقین فرمائی تھی لافضل لعربی علی عجمی ولا فضل لعجمی علی عربی اے لوگو میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ ہم عربی نسب سب سے افضل ہیں۔ اور صرف ہمارے لئے ہی نجات ہے، بلکہ سن رکھو نہ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ عجمی کو عربی پر، کسی خاص ملک اور خاص نسل میں سے ہونے کی وجہ سے نجات نہیں مل سکتی نہ اس بناء پر کوئی فضیلت کسی کو حاصل ہے۔ یہ وعظ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کر سکتے تھے، انہوں نے اس تعلیم کی برکت سے چودہ سو سال پیشتر اس نسلی جھگڑے کا خاتمہ کر دیا جسے آج کوئی ختم نہیں کر سکتا۔ آج یہ جھگڑا ہے کہ ہماری قوم کے برابر کوئی اور قوم نہیں ہے، ہر قوم چاہتی ہے کہ

www.aaiil.org

ساری دنیا پر وہ چھا جاتے۔ یہی چیز دنیا کی تباہی اور بربادی کا موجب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایرانیوں وغیرہ کو ایک خدا اور ایک انسانیت کی تعلیم دے کر دنیا میں اتحاد و اتفاق کی بنا رکھی۔

لونی و لسانی تعصبات اور ان کا علاج

اسی طرح آپ نے مغرب اور مشرق کے سوال پر بحث کی ہے رنگ اور نسل پر بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ رنگ کی وجہ سے انسانیت نہیں بدل جاتی۔ افریقہ کا کالا اور امریکہ کا گورا سب برابر ہیں۔ افریقہ کے کالے کیمبرج یونیورسٹی میں پڑھ کر عالم و فاضل بن گئے اگرچہ وہ رنگ کا کالا ہے لیکن اس کا دماغ بالکل سفید اور روشن ہے اس کے برعکس ایک گورا آدمی جو جاہل ہے اور کچھ نہیں جانتا اور تعصبات میں گھرا ہوا ہے وہ اگرچہ رنگ کا گورا ہے لیکن اس کا دماغ بالکل سیاہ اور کالا ہے، انسانیت سب میں ایک ہی ہے۔ گھوڑے مختلف رنگوں کے ہوں تو وہ گھوڑے ہی رہتے ہیں، رنگ مختلف ہونے سے حقیقت اور اصلیت نہیں بدل جاتی۔

فرمایا ومن اٰیٰتہ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لاٰیٰت للعٰلمین، یہ رنگوں اور بولیوں کا اختلاف جو دنیا میں پایا جاتا ہے اس میں اہل علم کے لئے سبق ہے کہ رنگ کے بدل جانے سے انسانیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایک سفید رنگ کا آدمی اپنی بدکاری اور بدفعلی کی وجہ سے شیطان ہو جاتا ہے اور ایک کالا کلوٹا آدمی نیکوکاری اور نیک عملی کی وجہ سے بھگت اور فرشتہ بن جاتا ہے۔ پہلے تو دنیا میں قوم اور نسل و رنگ کا جھگڑا تھا۔ آج ہندی، پنجابی، اُردو اور بنگالی وغیرہ کا، ان سب جھگڑوں کا علاج قرآن کریم میں پہلے سے دے دیا گیا ہے جیسا کہ اوپر کی آیت سے ظاہر ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بحث کی اور ان قضیوں اور تنازعوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

خلق عظیم

یہ بہت دشوار کام ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دکھایا وانک لعلی خلق عظیم آپ خلق عظیم کے مالک ہیں، صرف آپ کی دانائی ہی خلق عظیم نہیں ہے، نرم مزاجی، حلم اور بردباری ہی کا نام خلق عظیم نہیں، آپ نے بڑے بڑے کام کر کے دکھائے مشکل کام کرنا اور کامیابی کے ساتھ کرنا خلق عظیم ہے پھر فرمایا کان فضل اللہ علیک عظیما۔ مشکل کاموں میں انتہائی کامیابی حاصل کرنا بڑے فضل کی وجہ سے ہے جو خدا نے آپ پر کیا۔

یہ اتنا بڑا انسان ہے کہ اس جیسا انسان پیدا نہیں ہو سکتا، انسانیت کی جو خدمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے وہ مشکل ترین کام ہے، آج فرانس اور الجیریا کے جھگڑے ... ہو سکے یہاں نہیں آ سکتے۔ فرانس یورپی ملک ہے اور الجیریا افریقہ میں ہے دوسری طرف امریکہ اور افریقہ کے گوروں کالوں میں نسل اور رنگ کا جھگڑا ہے

ہمارے ہمسائے ہندو بھی دوسرے لوگوں کو اچھوت خیال کرتے ہیں۔ ان کا علاج اور کسی کے پاس نہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا انا اعطینٰک الکوثر اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی کثرت آپ کو عطا کی ہے، اور مشکل ترین کاموں میں آپ کو بڑی بڑی کامیابیاں عطا کیں۔ سب سے زیادہ مشکل ترین کام انسانیت کی خدمت اور اس کو ایک کرنے کا کام تھا، جس میں آپ کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی، اسی بناء پر آپ ... ہیں۔

ووکنگ کے ایک انگریز نو مسلم کے متعلق

آج ووکنگ کے رہنے والے انگریز مسلمان ہم میں آئے ہوئے ہیں۔ ہمیں آج اس مسلمان بھائی کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے تمام مسلمانوں کے اندر یہ فطرتی بات ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے، چنانچہ مسٹر احمد جو ووکنگ سے تشریف لائے ہوئے ہیں، ہم ان کی آمد پر بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

ہمارے امام نے خواب دیکھا کہ میں لنڈن میں وعظ کر رہا ہوں اور سفید پرندے پکڑ رہا ہوں۔ آج جو ہم غیر ممالک میں سفید پرندے پکڑ رہے ہیں وہ فی الحقیقت ہم نہیں بلکہ حضرت امام پکڑ رہے ہیں۔ یہ سب امام کی برکت ہے۔ آپ نے ان سفید پرندوں کو دیکھا ہے، لارڈ ہیڈلے کو آپ نے دیکھا۔ ہیرالڈ عمر اے فلز کو آپ نے دیکھا، مارماڈیوک پکتھال کو دیکھا اور بھی بعض انگریز مسلمان یہاں پر آتے۔ آج آپ اس مسجد میں ایک اور پرندہ دیکھ رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر آج ہمیں اپنا امام یاد آ گیا ہے۔ آپ کی جماعت نے جو لٹریچر پیدا کیا وہ ساری اسلامی دنیا میں مقبول ہے اور بھی کئی عالم فاضل مسلمان دنیا میں موجود ہیں۔ ان کو خدا کیوں اتنی برکت نہیں دیتا۔ ہمارا لٹریچر کیوں مقبول ہے اور کیا ہماری طاقت میں ہے کہ ایران کو کہے کہ یہ قرآن کے ترجمے جو ہم نے شائع کئے ہیں ان کو پڑھیے، کیا انگلستان، امریکہ کے فضلاء کو ہم مجبور کر سکتے تھے کہ ہمارے لٹریچر اور تراجم قرآن سے فائدہ حاصل کریں۔ لیکن سب ہمارے ترجمہ قرآن سے مستفیض ہو رہے ہیں آج دنیا کو جن مسائل کی ضرورت پڑتی ہے وہ ہمارے پیدا کردہ لٹریچر میں ڈھونڈتے ہیں اور جو اعتراض اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا جواب ہماری کتابوں سے دیتے ہیں، مسلمانوں کے بڑے بڑے جج، بیرسٹر اور وکیل آپ کی کتابوں کو استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ نماز کے بعد مسٹر احمد آپ سے خطاب کریں گے۔

(چنانچہ نماز کے بعد مسٹر احمد نے ایک مختصر سی تقریر میں اپنی اسلامی ممالک کی سیاحت کا حال بیان کیا۔)

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ راگست ۱۹۶۰ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ راگست ۱۹۶۰ء کو اُن کے نام کا وی پی ارسال کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو ان کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

سالم خریداران:

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳۰	۶	۴۷۷	۳۰
۳۱	۶	۶۲۴	۶
۹۱۳	۱۸	۷۴۵	۶
۱۱۳	۶	۱۰۵۰	۶
۱۲۳	۶	۲۰۷۹	۵
۱۶۲	۱۲	رعایتی	
۱۹۶	۶	۳۹	۳
۲۷۶	۶	۶۳	۶
۳۴۷	۱۲	۱۶۸	۶
۴۶۱	۶	۱۸۵	۶
۲۰۳	۱۲	۲۵۴	۱۲
۲۰۵	۶	۳۵۴	۱۲

تبلیغی خط و کتابت از صفحہ ۴

اور اسلام کی حقیقت سے روشناس کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی ایک سچا مذہب ہے اور کہ مسلمان اس تعلیم پر چل کر اپنے آپ کو اچھے مسلمان ثابت کریں۔ حدیث میں ہے کہ:۔

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں"

اپنی موومنٹ کے متعلق مجھے مفصل حالات لکھیں۔

والسلام

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے)

www.aaiil.org

حضرت مرزا صاحب کے مہدی صادق ہونے اور بالمقابل باب کے دعویٰ مہدویت کے بطلان پر ایک اور حدیث

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

حدیث کا اُردو ترجمہ

وہ حدیث جو اس قسط میں پیش کرنا چاہتا ہوں اس کا اُردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ ایک فتنہ پیدا ہوگا کہ گویا اوّل امر، کا بچوں کا کھیل ہے اس کے بعد اس کی یہ حالت ہوگی کہ جب ایک طرف اسے دبا دیا جائے گا تو دوسری طرف جوش مار کر ابھر آئے گا یہ حالت اس وقت تک رہے گی کہ آسمان سے آواز آئے گی کہ اے مسلمانو! تمہارا امیر فلاں ہے اور یہی برحق اور سچا امیر ہے اور یہ آواز تین بار سنائی دے گی، اخرجہ نعیم بن حماد۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۵)

مرکزی نقطہ

مندرجہ بالا حدیث اور اس سے قبل پیش کردہ احادیث کا مرکزی نقطہ یہی ہے کہ وہ واقعات جو ان احادیث میں بیان کیے گئے ہیں سب کے سب سچے اور حقیقی مہدی کے ظہور سے قبل رونما ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جو عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا تھا کہ سچے مہدی کے ظہور سے قبل بعض لوگ مہدی کی پیشگوئی کا مصداق ہونے کا دعوےٰ کریں گے اس لئے اس نے اپنے رسول مقبول پر پیش از وقت بعض ایسے امور منکشف کر دیئے جو اپنے ظہور سے ایسے مدعیوں کے دعاوی کو بالکل باطل ثابت کر دیں اور امت کے لئے ان کے فتنوں سے محفوظ رہنے کے سامان بہم پہنچا دیں چونکہ بالعموم لوگ بابیت کی تاریخ سے ناواقف ہیں اس لئے لوگوں کی توجہ اس قسم کی احادیث کی طرف مبذول نہیں ہوئی ورنہ یہ احادیث تو اس فتنہ کی حقیقت کو کھول کر بیان کر رہی تھیں، اصل بات یہ ہے کہ واقعات خود بتلا دیتے ہیں کہ ایسی پیشگوئیوں کا مصداق کون ہے۔ پیشگوئیوں میں نام کے ذکر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بابیوں کی ابتدائی حالت

اب ایک طرف حدیث مذکورہ بالا کو دیکھیں اور دوسری طرف بابیت کی تاریخ کو دیکھیں تو آپ دیکھیں گے کہ کس صفائی کے ساتھ حدیث مذکورہ بالا میں بیان کردہ ایک ایک واقعہ بابی تاریخ پر منطبق ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس حدیث میں ایک فتنہ کی اطلاع دی گئی ہے اور اسے بچوں کے کھیل سے تشبیہ دی گئی ہے اور ہر صاحب علم جانتا ہے کہ تشبیہ کے بڑے ارکان دو ہیں یعنی مشبہ اور مشبہ بہ اور ان دونوں میں وصف مشترک کا ہونا ضروری ہے ورنہ تشبیہ کا وجود ہی متحقق نہیں ہوتا۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ زید شیر ہے یا شیر کی مانند ہے تو اس مثال میں زید مشبہ ہے اور شیر مشبہ بہ ہے اور وصف مشترک ان دونوں میں بہادری ہے، مشبہ اور مشبہ بہ کی حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد حدیث کا مطلب آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے حدیث میں آنے والے فتنہ کو مشبہ قرار دیا گیا ہے اور بچوں کے کھیل کو مشبہ بہ قرار دیا گیا ہے اور کون نہیں جانتا کہ بچوں کی کھیل بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ کوئی بچہ بادشاہ بن جاتا ہے اور کوئی وزیر اور کوئی کوتوال اور کوئی کنسٹیبل اور کوئی قاضی اور کوئی چور اور مجرم وغیرہ لیکن ان کی اس کارروائی پر حکومت کی طرف سے کوئی کارروائی نہیں کی جاتی اور نہ ہی ان کے ان افعال کو قابل التفات سمجھا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ حدیث میں مذکورہ فتنہ اور بچوں کے کھیل کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی، اسی طرح ابتداء میں اس فتنہ کے خلاف بھی حکومت کی طرف سے کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی اور نہ اسے قابل اعتنا سمجھا جائے گا۔

اب ہم بابیت کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا حکومت ایران نے باب اور ان کے پیرؤں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا یا نہیں جو بچوں کے کھیل کے ساتھ کیا جاتا ہے تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ کہ ایران کی حکومت کہ ایران ... کی طرف سے جہاں اس مذہب نے جنم لیا اس کے ساتھ ابتداء میں بالکل بچوں کے کھیل جیسا ہی سلوک کیا گیا۔ یعنی حکومت نے اس کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعرض نہیں کیا انہیں کھلے بندوں چھوڑے رکھا اور یہ لوگ پوری آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کی تبلیغ کرتے رہے۔ حکومت ایران کا فیصلہ یہی تھا کہ ... جب تک باب اور اس کے ساتھی ملک کے امن وامان میں خلل انداز نہیں ہوں گے اس وقت تک حکومت اُن سے مطلقاً تعرض نہیں کرے گی اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ ابتداء میں سید علی محمد باب نے صرف باب ہونے کا دعوےٰ کیا تھا اور شریعت اسلامی پر ہی اس کا عمل درآمد تھا اور قرآن کریم کو ہی آخری الہامی کتاب اور محمد رسول اللہ صلعم کو ہی آخری نبی تسلیم کرتا تھا اور لوگوں کو شریعت اسلامی پر ہی عمل کرنے کی ہدایت کرتا تھا یہاں تک کہ قرآن کریم کی بعض سورتوں کی تفسیر بھی اس نے لکھی پس جب تک ان کی یہ حالت رہی حکومت کے لئے بھی کوئی وجہ نہ تھی کہ ان کے معاملات میں دخل دے اور ان کی مساعی پر کسی قسم کی قید لگائے چنانچہ یہ لوگ سیاسیات سے الگ رہتے ہوئے پوری آزادی کے ساتھ اپنی تبلیغ میں مشغول رہے اور لوگ ان کی جماعت میں داخل بھی ہوتے رہے اور حکومت یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بالکل خاموش رہی۔

بعد کی حالت

لیکن یہ حالت دیر تک قائم نہ رہ سکی جناب باب کے دل میں جلد ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ باب رہنے پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ خود براہ راست مہدی ہونے کا دعوےٰ کر دیں اس خیال کے ساتھ ہی ان کے دل میں حکومتوں کا تختہ اُلٹنے اور روئے زمین کے بادشاہوں کو زیر کرنے کا خیال بھی پیدا ہوگیا جیسا کہ سابقہ قسط میں واضح کیا جا چکا ہے چنانچہ اس خیال کا آنا تھا کہ ان کی تحریک مذہبی چولا اتار کر سیاسی چولا پہن کر دنیا کے سامنے آگئی اور قتل وغارت اور لوٹ مار کا بازار گرم ہونے لگا گویا اب اس تحریک نے خالص فتنہ کی شکل اختیار کر لی۔

باب کی تعلیم اور اس کا ردّعمل

چنانچہ ایک طرف تو خود جناب سید علی محمد باب نے یہ تعلیم دینی شروع کر دی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ تمام دوسری کتابوں کو جلا دو، دوسری قوموں کے مقامات مقدسہ کو گرا دو اور جو لوگ باب کے مومن نہیں ان کا قتل عام کرو اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ بابیوں کی ذہنیت میں خطرناک انقلاب آگیا، یہ لوگ بابیوں کے سوا دوسروں کو پلید اور گندے سمجھنے لگ پڑے چنانچہ قرۃ العین جو بڑی کٹر بابی تھی اس نے اپنے خاوند کو یہ کہکر چھوڑا کہ وہ باب پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے پلید ہے اور میں بوجہ مومن ہونے کے پاک ہوں اور پاک اور پلید کا جوڑ کس طرح ہوسکتا ہے اس کے خسر کے قتل کا سبب بھی دراصل یہی بتلایا جاتا ہے کہ وہ باب پر ایمان نہیں لایا تھا۔

بابیوں کی ذہنیت کی تبدیلی کا ثبوت اس بیان سے بھی ملتا ہے جو ایک بابی لیڈر سید یحییٰ آف داراب نے مؤرخ مرزا جانی کے ایک سوال کے جواب میں دیا۔ یاد رہے کہ سید یحییٰ معمولی آدمی نہ تھا بلکہ بڑے ممتاز بابی لیڈروں میں سے ایک تھا نیریز کی بغاوت میں بابیوں کا یہی سردار تھا مرزا جانی نے اس لیڈر سے یہ سوال کیا کہ تمہارے باپ نے بابی تحریک کو کہاں تک قبول کیا ہے اس بابی لیڈر نے پر زور الفاظ میں جواب دیا کہ میرا باپ اگرچہ اس کا عہدہ بہت بڑا ہے اور اس کا مقام سوسائٹی میں بہت بلند ہے لیکن اگر اس نے نور درخشاں کو جو باب کی شکل میں ظاہر ہوا ہے قبول نہ کیا تو میں اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کو قتل کر دوں گا گو یہ حقیقت ہے کہ میرے باپ جیسا باپ اور میرے جیسا بیٹا روئے زمین پر شاذ ہی مل سکتا ہے، یہ وہ ذہنیت تھی جو باب کی تعلیم کے نتیجہ میں پیدا ہوئی یہ تو خواص کا حال تھا عوام کا حال اس سے بھی بدتر تھا وہ کھلے بندوں بازاروں میں مسلح ہو کر نکلتے اور معمولی معمولی باتوں پر اس تحریک کو نہ ماننے والوں کے ساتھ ان کا تصادم ہو جانا، ملک میں بدامنی کا دور دورہ دیکھ کر آخر

حکومت کو دخل دینا پڑا اور اس کے سوا انہیں کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ سید علی محمد باب کو قید خانہ میں ڈال دیا جائے تا یہ فتنہ فرو ہو لیکن حدیث کی پیشگوئی چونکہ یہ تھی کہ یہ فتنہ ایسا رنگ اختیار کرلے گا کہ ایک طرف سے اگر اسے دبایا جائے گا تو دوسری طرف سے اُبھر آئیگا اس لئے اس طریق سے اس کے فرو ہونے کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی بلکہ جیسا کہ میں سابقہ قسط میں بیان کرچکا ہوں کہ فتنہ نے بجائے دبنے کے بالکل حدیث کی پیشگوئی کے مطابق انتہائی شدت کا جامہ پہنتے ہوئے کھلی کھلی بغاوت کی شکل اختیار کرلی اور حدیث کے الفاظ کہ اگر اس فتنہ کو ایک طرف سے دبایا جائے گا تو دوسری طرف سے سر اُٹھا لیگا اس پر پوری طرح منطبق ہوگئے قارئین کرام سابقہ قسط میں دیکھ چکے ہیں کہ اگر حکومت طبرسی کی بغاوت کو بصد مشکل دبا سکنے میں کامیاب ہوئی تو مینریز میں بغاوت نے جا سر نکالا اس کو فرو کرنے سے حکومت فارغ ہی ہوئی تھی کہ زنجان میں بغاوت کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ ان بغاوتوں کی تفصیل قارئین کرام سابقہ قسط میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں، غرضیکہ اس فتنہ نے عوام سے شروع ہو کر حکومت تک کو اپنا نشانہ بنا کے دکھا، یہاں تک کہ شاہِ ایران کو اپنے راستہ سے ہٹا دینے کا خیال کر کے انہیں بھی گولی کا نشانہ بنایا گیا گو وہ نشانہ خطا گیا اور اس مقصد میں بھی بابیوں کو ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا کیونکہ اصلی اور بڑا مقصد سید علی محمد باب کا یہی تھا کہ حکومت ایران پر قبضہ کرنے کے بعد دنیا کی فتح کا پروگرام بنایا جائے اس لئے بار بار حکومتِ ایران کو زیر کرنے کے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے رہے لیکن جب پہلے ہی قدم پر ان کی مساعی ذلت کے ساتھ ناکام ہوگئیں تو دوسرا قدم کس طرح اُٹھایا جاسکتا تھا لیکن ان بار بار کی ناکامیوں کو دیکھ کر بجائے اپنے افعال شنیعہ سے توبہ کرنے کے ان لوگوں نے الٹا آسمان سر پر اُٹھایا ہوا ہے کہ ہم مظلوم ہیں ہم پر حکومت ایران کی طرف سے مظالم پر مظالم ڈھائے گئے ہمارے ہزاروں آدمی قتل کر دیئے گئے ان کے اس قسم کے بیانات محض دھوکہ اور مغالطہ سے پُر ہیں حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے خود از راہِ ظلم تلوار اُٹھانے میں ابتدا کی لوٹ کھسوٹ کے ذریعہ حکومت کو پریشان کیا بذریعہ شمشیر حکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی خفیہ سازشوں کا جال بچھا دیا ملکی امن کو برباد کر دیا پھر جب اپنی ان ناہنجار کارروائیوں کے نتیجہ میں اپنے کیفر کردار کو پہنچے تو شور مچانا شروع کر دیا کہ ہم مظلوم مارے گئے بھلا کونسی حکومت ہے جو اس قسم کے مفسدانہ اور باغیانہ افعال کے مرتکب کو بغیر سزا چھوڑ دے گی جرم کی سزا کو ظلم قرار دینا خود ظلم عظیم ہے۔

فتنہ کا دوسرا پہلو

فتنہ کی مندرجہ بالا شکل تو سیاسی رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اور اس سے غرض حکومت کے حصول کے ذریعہ دنیاوی جاہ و حشمت کو حاصل کرنا تھا لیکن اس کا دوسرا پہلو نہایت ہی خطرناک اور بھیانک تھا جس کی طرف اشارہ حدیث کے بعد کے الفاظ میں پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ یہ فتنہ مکمل طور پر اس وقت تک نہیں بجھا دیکھے گا جب تک کہ آسمان سے آواز نہیں آئے گی کہ اے مسلمانو! تمہارا امیر فلاں ہے اور وہی سچا اور برحق امیر ہے یعنی جب تک کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی مامور مبعوث ہو کر آسمانی تائیدوں کے ذریعہ اس تحریک کے بطلان پر حجت ساطعہ قائم نہیں کر دے گا اس وقت تک لوگوں پر اس کا حق ہونا واضح نہیں ہوگا۔ بالفاظ دیگر حدیث صریح طور پر اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ زمینی آواز اس فتنہ کے بانیوں کی آواز کو دبانے میں کامیاب نہیں ہو سکے گی صرف آسمانی آواز ہی اس کا سر کچلے گی وہ آسمانی آواز کونسی آواز ہے اور کس طرح اُس نے اس فتنہ کا سر کچلا اس کی تفصیل پر میں اس فتنہ کے دوسرے بھیانک پہلو کو بیان کرنے کے بعد روشنی ڈالوں گا۔

دوسرا بھیانک پہلو

سید علی محمد باب اور ان کے پیروان نے جب دیکھا کہ سیاسی رنگ میں غلبہ ناممکن ہے تو انہوں نے پہلو بدل کر اپنی تحریک کو مذہبی رنگ دینا چاہا اور یہی وہ رنگ ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نہایت ہی خطرناک تھا اور ہے یعنی انہوں نے شریعت اسلامی کو منسوخ اور حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کے زمانہ کو ختم قرار دیا اور قرآن کریم کی جگہ ایک نئی کتاب اور شریعت اسلامیہ کی جگہ ایک نئی شریعت اور رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی جگہ ایک نئی مظہریت کی بنیاد ڈالنے کا فیصلہ کیا یاد رہے کہ یہ فیصلہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر نہیں تھا بلکہ چند آدمیوں نے مل کر ایرانی علماء کے خلاف جوش انتقام کے نتیجہ میں یہ فیصلہ کیا چنانچہ سید علی محمد باب کے قید ہو جانے کے بعد ان کے چند مرید ۱۲۶۴ھ میں خراسان کے علاقہ بدشت میں جمع ہوئے اور یہ فیصلہ کیا کہ آج سے قرآن منسوخ ہے اس کی جگہ نئی کتاب لکھی جائے اور سید علی محمد باب کو اس فیصلہ سے اطلاع دی گئی اور ان سے نئی کتاب لکھنے کے لئے درخواست کی گئی جو انہوں نے البیان کے نام سے لکھنی شروع کی اور جسے وہ ناتمام ہی چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے گویا اس مقصد میں بھی انہیں ناکامی ہی سے دوچار ہونا پڑا اور یہ ناتمام کتاب بھی دنیا کو شکل دکھانے سے پہلے ہی ۱۹ برس کے بعد بہاء اللہ کے ذریعہ منسوخ ہوگئی اور خود بہاء اللہ کی ناسخ کتاب کا بھی مستند نسخہ آج تک دنیا کو دیکھنا نصیب نہیں ہوا کہا جاتا ہے کہ بدشت میں جب قرآن کریم کو نعوذ باللہ منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو کہا گیا کہ پہلا قانون منسوخ ہو گیا ہے اور دوسرا قانون ابھی معرض وجود میں آیا نہیں اس لئے اب ہم کسی قانون کے پابند نہیں اب ہم آزاد ہیں جو چاہیں کریں۔ غالباً جو نازیبا حرکات بھی ان سے سرزد ہوئیں وہ اسی ذہنیت اور اسی عقیدہ کا نتیجہ تھیں واللہ اعلم بالصواب۔

بیرونی اور اندرونی فتنے

مسلمانوں کو بیرونی اور اندرونی فتنوں کا ہمیشہ ہی مقابلہ کرنا پڑا ہے لیکن تیرہویں صدی میں ان دونوں قسم کے جن فتنوں کا سامنا تھا وہ اپنی شدت کے لحاظ سے تمام سابقہ فتنوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ اسی لئے قرآن کریم اور احادیث میں ان کا بڑے شد و مد سے بیان موجود ہے۔ بیرونی حملوں کی تفصیل تو انشاء اللہ بعد میں کی جائے گی اندرونی فتنوں میں بابی اور بہائی مذہب کا فتنہ شدید ترین فتنہ ہے مسلمان کہلانے والوں میں سے آج تک کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی تھی کہ قرآن کریم اور رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ منسوخ قرار دے کر نئی شریعت اور نئی مظہریت کی بنا ڈالے اور یہ دعویٰ کرے کہ اس کا مقام نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بھی بلند ہے اور یہ کہ حضرت نبی کریم صلعم فیوض کا سرچشمہ نہیں رہے اور آنحضرت صلعم کی روحانی پاک تاثیروں کی نہر خشک ہوگئی ہے اب یہ چشمہ باب اور بہاء اللہ کے وجود میں پھوٹا ہے اس تعلّی آمیز دعوے میں کہاں تک سچائی ہے اس پر روشنی کسی دوسری قسط میں انشاء اللہ ڈالی جائے گی سردست اس کی اہمیت اور اس کے علاج کو بیان کرنا مقصود ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے کھلا چیلنج تھا اور ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس چیلنج کو علماء ظاہر ہی قبول نہیں کر سکتے تھے یہ صرف علمائے باطنی کا ہی کام تھا کہ اس چیلنج کو قبول کرتے اور اس کا منہ توڑ جواب دیتے لیکن وہ لوگ جو مسلمانوں میں غوث قطب ابدال اور اولیاء اللہ سمجھے جاتے تھے بلکہ وہ خود بھی خدا رسیدہ ہونے کے مدعی تھے میدان میں نکلتے اور دنیا پر ظاہر کرتے کہ باب اور بہاء اللہ کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے فیوض کی نہریں خشک ہو کر بند ہو گئیں ہیں بلکہ وہ جاری ہیں اور ہم اس کے مصفا پانی سے سیراب ہو رہے ہیں اگر ہمت ہے تو روحانی مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آؤ اور دیکھ لو کہ فاخرج فانک من الصاغرین کا مصداق بنتے ہو یا نہیں لیکن مسلمانوں میں سے کسی کو بھی ایسے مقابلہ کی دعوت دینے کی جرأت نہ ہوئی اور یہ لوگ اکیلے قریباً ۴۳ برس تک میدان میں ھل من مبارز کا اعلان کرتے رہے لیکن مسلمانوں میں حضرت نبی کریم صلعم کی روحانیت کے وارث ہونے کے مدعی ایسے خاموش ہوئے کہ گویا وہ دنیا میں موجود ہی نہیں اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو قریباً ۴۳ سال موقعہ دیا کہ یہ اپنے روحانی کمالات کا ثبوت بہم پہنچائیں لیکن جب اس قدر لمبے عرصہ تک خاموش رہنے سے ان لوگوں نے ثابت کر دیا کہ یہ اب روحانی کمالات سے تہیدست ہو گئے ہیں اور ان میں اب کوئی صاحب کمال نہیں رہا تو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے ماتحت ۱۸۸۲ء میں حضرت مرزا صاحب کو مجدد بنا کر ماموریت کے مقام پر کھڑا کر دیا جنہوں نے بڑے پُر زور و پُر شوکت الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ صرف اسلام ہی سچا مذہب ہے اور باقی تمام مذاہب باطل

www.aaiil.org

پر ہیں صرف اسلام کی پیروی سے ہی اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوسکتا ہے اور اسی کا کامل پیرو ان تمام انعامات کا وارث ہوسکتا ہے جو پہلے منعم علیہم بندوں کو حاصل ہوتے چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ قرآن کریم کی پیروی اور محمد رسول اللہ صلعم کی سچی اتباع کے نتیجہ میں نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ صلعم کی وجہ سے وہ اعلےٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے کہ جو بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا اور مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو ملا ہے اور جو کچھ تجھے ملا ہے اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں کیونکہ وہ باطل پر ہیں اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور (ان الفاظ میں بابی اور بہائی بھی آجاتے ہیں) اس کے لئے یہ خوب موقعہ ہے کہ میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے اگر وہ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول کرنے کا اقرار کرے تو میں بطرفہ بھی نشان دکھلانے کو تیار ہوں اور اگر وہ اس اقرار سے پھر جائے تو میں اس پر بد دعا کروں گا کہ اللہ تعالےٰ اس پر کوئی وبال نازل کرے یعنی اسے جذام یا نابینائی میں مبتلا کر دے یا اسے موت کا شکار بنا دے اگر میری یہ دعا قبول نہ ہوئی تب بھی میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لوں گا۔

یہ جواب تھا جو باب اور بہاء اللہ کی تعلیموں کا منہ توڑ جواب ہوسکتا تھا تم کہتے ہو کہ نبی کریم صلعم کی پاک تاثیروں اور قوت قدسیہ کی نہر خشک ہو گئی ہے اور ان کے نور کی شعاعیں اب ماند پڑ گئیں لیکن میں تو مشاہدہ کر رہا ہوں کہ آنحضور صلعم کا نور میرے قلب کو منور کئے ہوئے ہے اور میرے اندر وہ نہیں آنحضور صلعم کی پاک تاثیروں کی نہریں جاری ہیں اور ایسا جواب آسمانی آدمی ہی دے سکتا تھا زمینی آدمی کے منہ سے ایسا جواب نکل ہی نہ سکتا تھا اور پھر آسمانی آدمی بھی وہ جسے خدا تعالےٰ نے اس کام کے لئے مامور کیا ہو اور اس قسم کی تحدی چیلنج دینے کا اختیار دیا ہو۔ پھر اس کی صداقت کے ثبوت میں جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے آسمانی آواز بھی ایک دفعہ نہیں بلکہ تین دفعہ بلکہ اس سے بھی زیادہ دفعہ اپنے آپ کو پیش کر رہی ہو۔

آسمانی آواز کا مطلب

آسمان سے آواز آنے کا مطلب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ آسمان میں کوئی منادی کھڑا ہو کر اپنی آواز لوگوں کو سنا رہا ہوگا اور اہل زمین اس کی آواز کو سن کر اپنے سچے امیر کی طرف دوڑتے ہوئے چلے جائیں گے جس کی طرف وہ آواز اشارہ کر رہی ہوگی اس قسم کی آواز اس دار الابتلاء میں تو ناممکن ہے جہاں ایک حد تک پردہ غیب کا رہنا ضروری ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ آسمان پر کوئی ایسا نشان ظاہر ہوگا جو زبان حال سے سچے مہدی کی صداقت کو ثابت کرے گا اور سعید لوگوں کے لئے ایمان لانے میں کافی حد تک ممد ہوگا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے اللہ تعالےٰ سے علم پا کر سچے مہدی کے لئے ایک ایسا نشان قرار دیا جو ابتداء دنیا سے لے کر سچے مہدی کے دعوےٰ تک کسی اور مامور کے لئے نہیں دکھلایا گیا ہوگا۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں

ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس للنصف منه

اس حدیث کی رو سے ماہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چاند گرہن نے ہونا تھا اور ۲۸ تاریخ کو سورج گرہن نے وقوع میں آنا تھا اور یہ دونوں نشان اس وقت ظاہر ہونے تھے جبکہ مہدویت کے سچے مدعی نے بھی موجود ہونا تھا اور اس نے نبی کریم صلعم کے فیوض سے ہی ہدایت یافتہ ہونا تھا جیسا کہ حدیث کے الفاظ ان لمهدينا اس پر صاف دلالت کرتے ہیں اور وہ مہدی یقین کرے گا کہ یہ دونوں نشان اسی کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے دکھلائے گئے ہیں اور وہ اسے بڑے زور سے دنیا کے سامنے پیش بھی کرے گا جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے کیا جب سے دنیا کی پیدائش ہوئی ہے شرائط مذکورہ بالا کے ساتھ یہ دونوں نشان کبھی ظاہر نہیں ہوئے اور دوسری حدیث میں ہے کہ یہ نشان دو دفعہ دکھلایا جائے گا دیکھو انجام آتھم صفحہ ۳۴۴۔ اب حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے جلد بعد ہی آسمان نے ان دونوں نشانوں کے ذریعہ زبان حال سے ہمارے ملک میں بھی اور پھر دوسری دفعہ امریکہ میں بھی یہ آواز دی کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ سچا ہے اور وہ امیر برحق ہیں۔ مسلمانو! اس کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ پس حدیث کے الفاظ کہ آسمان سے آواز آئے گی اس نشان کے ذریعہ پورے ہو گئے۔

آسمان سے دوسری آواز

مہدی معہود کے خروج کی علامات میں سے ایک علامت ذوالسنین یعنی دو دنبالہ والے ستارہ کا نکلنا ہے حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ مجددیت مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوتا ہے اور یہ ستارہ دسمبر ۱۸۸۲ء میں نمودار ہوتا ہے انگریزی اور اُردو اخباروں میں اس کے متعلق کافی شور پڑا تھا گویا آسمان نے اس ستارہ کے طلوع کے ذریعہ حضرت مرزا صاحب کے امام برحق ہونے کی شہادت بہم پہنچا کر مسلمانوں کو انہیں قبول کر لینے کی طرف توجہ دلا دی۔ اس شہادت سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا اب ان کا اپنا کام ہے۔

آسمان سے تیسری آواز

احادیث میں مہدی کے زمانہ کی علامات میں سے ایک علامت ایک دمدار ستارہ کا نکلنا بھی ہے یہ ستارہ بھی ۱۸۹۶ء کو نکلا گویا سورج گرہن اور چاند گرہن کے قریباً دو سال بعد آسمان نے پھر اس ستارہ کے طلوع کے ذریعہ زبان حال سے یہ آواز دی کہ مسلمانو مدعی مہدویت مرزا غلام احمد قادیانی امیر برحق ہے اسے قبول کر کے سعادت دارین حاصل کر لو۔

خلاصہ کلام یہ کہ آسمان سے زبان حال کی پہلی آواز دو دنبالہ والے ستارہ کے طلوع کے ذریعہ دعویٰ مجددیت کے بعد دسمبر ۱۸۸۲ء میں آئی۔ دوسری آواز دعوےٰ مہدویت کے تین سال بعد یعنی ۱۳۱۱ھ میں بذریعہ سورج اور چاند گرہن کے آئی جو ماہ رمضان میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ یعنی ۱۳ تاریخ کو وقوع میں آیا اور پھر سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ تاریخ کو وقوع میں آیا اور یہ سب کچھ پیشگوئی کے مطابق ہوا اور سچے مہدی کی یہ خاص علامت تھی جو ابتداء دنیا سے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ تک کسی اور مدعی کے لئے وقوع میں نہیں آئی آسمان کی یہ شہادت پہلی مرتبہ پرانی دنیا کے لئے ۱۳۱۱ھ میں ادا کی گئی اور دوسری مرتبہ آسمان نے یہ شہادت ۱۳۱۲ھ میں نئی دنیا کے لئے دی یعنی اسی مہینہ میں اور انہی تاریخوں میں سورج اور چاند گرہن امریکہ میں بھی رونما ہو گیا اس ایک ہی شہادت کو آسمان نے دو دفعہ دہرا کر سارے عالم پر حجت تمام کر دی اور حدیث میں بھی وارد ہوا ہے کہ یہ کسوف خسوف دو دفعہ وقوع میں آئے گا دیکھو انجام آتھم صفحہ ۳۴۴

مذکورہ بالا شہادت کے قریباً دو سال بعد پھر تیسری مرتبہ دمدار ستارہ کے ذریعہ آسمان نے آواز دی کہ مسلمانو! نشان پر نشان دکھلائے جا رہے ہیں تم کیوں توجہ نہیں کرتے غفلت کا لبادہ کب اتارو گے۔

آسمان سے مزید آوازیں

یہ آوازیں آسمان کی براہ راست آوازیں ہیں بالواسطہ آوازیں تو بے شمار ہیں جن میں سے دو میں سب سے پہلی قسط میں نقل بھی کر چکا ہوں ایک تو یہ ہے:—

ينادي مناد من السماء ان الحق في آل محمد وينادي مناد من الارض الا ان الحق في آل عيسى انما الاسفل كلمة الشيطان والصوت الاعلى كلمة الله العليا رواه نعيم بن حماد

یعنی یہ کلمہ کہ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے شیطان کا کلمہ ہے اور یہ کلمہ کہ حق آل محمد کے ساتھ ہے خدا تعالےٰ کا بلند کلمہ ہے اور یہ آسمانی آواز عبداللہ آتھم کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے متعلق پوری ہوئی ہے تفصیل اس کی پہلی قسط میں گذر چکی ہے۔

اسی طرح دوسری بالواسطہ آواز وہ ہے جو پنڈت لیکھرام پشاوری کے قتل کی پیشگوئی کے متعلق ہے ایک کشف کی بناء پر رمضان میں دیکھا گیا تھا اور بعض دیگر الہامات کی بناء پر حضرت مرزا صاحب کی طرف سے کی گئی تھی اس پیشگوئی کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث میں صاف بیان کیا گیا ہے **اذا كان الصوت في شهر رمضان في ليلة جمعة فاسمعوا واطيعوا** رواہ نعیم بن حماد

www.aaiil.org

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختمِ المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۰۳۰
ایڈیٹر:- دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۹ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۶۰ء | نمبر ۳۰

بحرِ حکمت کے موتی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لاتکثروا الکلام فان کثرۃ الکلام بغیر ذکر اللہ تعالیٰ قسوۃ القلب وان ابعد الناس من اللہ تعالیٰ القاسی القلب

(الترمذی انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- زیادہ باتیں نہ کیا کرو (کثرت کلامی سے قوت عمل جاتی رہتی ہے اور بے فائدہ اور بے نتیجہ باتیں خواہ کلام کیسا ہی اچھا کیوں نہ ہو، نہ تو کہنے والے کو اور نہ ہی سننے والے کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ یاایھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون (سورۃ الصف آیت ۲ و ۳)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب (قرآن کریم) کے سوا (یعنی قرآن کریم کے اوامر و نواہی اور احکام کے سوا جن سے قوت عمل متحرک ہوتی ہے) زیادہ بات کرنا دل میں سیاہی پیدا کرتا ہے (جو دم غافل سو دم کافر) اور وہ شخص یقیناً اللہ تعالیٰ سے زیادہ دُور ہو جاتا ہے جو سیاہ دل ہوتا ہے (کیونکہ خوفِ خدا اس کے دل سے نکل جاتا ہے۔ یہ خشیۃ اللہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور علم سے پیدا ہوتا ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء مسلمان ذات و صفاتِ الٰہی کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرتے تو اخلاقِ عالیہ سے عاری نہ ہو جاتے نتیجہ آپ لوگوں کے سامنے واقعات کے رنگ میں نمودار ہے)

کیا زندگی کا ذوق؟ اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جُدا
ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفسِ دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو (مسیح موعود)

(غلام قادر عفی عنہ)

مَیں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

ایک ہی مذہب جو فی الحقیقت تعصب سے بالاتر اور الٰہی نور کی عالمگیریت کی تلقین کرتا ہے

(از مارگٹ نک (محمودہ))

میں ہمیشہ بیرونی ممالک اور ان کے مذاہب بالخصوص مشرقی ممالک میں دلچسپی لیتی رہی ہوں، اس لئے گذشتہ موسم سرما میں میں نے پبلک ہائی سکول برلن میں دو کورس لئے، پہلا کورس پانچ عالمگیر مذاہب سے تعلق رکھتا تھا، اور دوسرا اعزازی کورس تھا، جو عربی زبان سیکھنے کے لئے میں نے لیا۔

مختلف مذاہب کے متعلق مسٹر وایرٹ کوچ نے لیکچر دیئے۔ لیکچروں کے علاوہ تمام کلاس کو برلن کے گرجاؤں، یہودی معبدوں اور بدھ مذہب کے مندروں میں لے جایا گیا، میں نے ان سب کو دیکھا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ تمام مذاہب ایک ہی خدا پر یقین نہیں رکھتے، بلکہ انہوں نے اس کے ساتھ اور بھی خداؤں کو شریک بنا رکھا ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت نہیں کرتے بلکہ بہت سے دوسرے خداؤں کی اور اپنے روحانی لیڈروں کی بھی پرستش کرتے ہیں۔ مزید براں یہ بھی مجھے معلوم ہوا کہ ہر مذہب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روشنی کو صرف اپنے ہی گروہ تک محدود سمجھتا ہے اور اس الٰہی نور کو ماننے کے لئے تیار نہیں جس پر دوسرے مذاہب ایمان رکھتے ہیں۔

چار ماہ ہوئے انہی مذہبی مراکز کی زیارتوں کے سلسلہ میں میں اور میری ماں لوگوں کے ایک بڑے گروہ کی معیت میں جس کی قیادت مسٹر کوچ کر رہے تھے، مسجد کو دیکھنے کے لئے گئے، مسجد کے امام مسٹر محمد یحییٰ بٹ نے ہمیں ایک لیکچر دیا اور تعلیمات اسلام کے چند پہلو ہم پر واضح کئے، یہ معلوم

ہوا مسلمان ایک ہی خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ اس ہی نور کو جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دوسرے روحانی ہادیوں کو دیا گیا اپنے ہی لئے محدود نہیں سمجھتے، ان کے اس نظریہ نے مجھے اپیل کی، یہ بھی مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ایک تعصب سے بالاتر مذہب ہے، کیونکہ وہ اپنے ماننے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ دنیا کے تمام مذہبی لیڈروں موسیٰ اور مسیح وغیرہ پر ایمان لائیں، اور کہ وہ انبیاء میں سے کسی میں بھی تفریق روا نہیں رکھتا۔ امام صاحب نے دوران گفتگو میں بتایا کہ مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دوسرے پیغمبروں پر بھی ایمان رکھتے اور ان کی عزت کرتے ہیں یہ لیکچر میرے دل کو بہت متاثر کرنے کا موجب ہوا اور اس نے اسلام کے متعلق زیادہ علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کر دیا، اس لئے میں اپنی ماں کے ساتھ جو وہ بھی اسلام میں دلچسپی لینے لگیں جمعہ کی نمازوں اور بحث مباحثہ کی ان مجالس میں شامل ہوتی، جن کے انعقاد کا بندوبست امام صاحب نے ہر ہفتہ کی شام کو کر رکھا ہے۔ (باقی بر صفحہ ۲)

www.aaiil.org

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

نائجیریا

ترجمہ خط از مسٹر ولیسوابی دونقی صاحب اشیا نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بہت امتنان و تشکر کے ساتھ اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ:-

مجھے قرآن شریف۔ اسلام کا پیغام اور اس کی غرض و غایت۔ چارج آف ہیریسی۔ لارڈ دی ریلیجن اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی۔ ٹیچنگز آف اسلام، براہین احمدیہ۔ ٹرائمیف آف اسلام (فتح اسلام انگریزی) ڈیتھ آف جیسز کرائسٹ غلام احمد آف قادیان اینڈ ہز مشن۔ کال آف اسلام پرامسڈ مسیحا اور مہدی بتمام و کمال پہنچ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی نصرت فرمائے اور کامیاب زندگی بخشے۔

یہ تمام کتب اور قرآن شریف میری تبلیغی مہم میں بہت ممد و معاون ثابت ہوں گی۔ یہ ہر دو پیگن لوگوں کے لئے اور عیسائیوں کے لئے بے حد مفید لٹریچر ہے۔

اشیا کالج و سکول کے طلباء یہ کتب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور سب آپ کے لئے دعاگو ہیں۔

امید ہے آپ جلد ہی میرے احباب اور میرے فکر و نظر کے پیروان کے لئے مزید لٹریچر ارسال فرمائیں گے۔ والسلام

(انہیں مزید لٹریچر، بیعت فارم اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

انڈونیشیا

از مسٹر بہروم مرسجوری۔ انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جب مجھے آپ کے پتہ کا علم ہوا تو مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ بیان نہیں کر سکتا۔

میں ماڈرن انسٹی ٹیوشن کا طالب علم ہوں میں فخریہ کہتا ہوں کہ میں احمدی ہوں مگر بدقسمتی سے مجھے اس کے اصولوں سے اچھی طرح واقفیت نہیں۔ یہ بات میرے راستہ میں حائل ہے۔ مجھے آپ احمدیت کے متعلق پورا پورا علم مہیا فرمائیں اور نیز گذارش ہے کہ آپ مجھے تفسیر القرآن عنایت فرمائیں اس سے مجھے اپنے علم میں اضافہ کا موقع نصیب ہوگا۔

میں آپ کے جواب باصواب کا منتظر ہوں۔ شکریہ

(انہیں قرآن شریف معہ متن ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں نیز انہیں لکھا گیا کہ وہ ہماری جماعت کے امیر الحاج منہاج الدین سے رابطہ پیدا کریں۔ غلام قادر ڈار)

انڈیا

از اے قادر انر لی لاتے منظفرپور۔ بہار۔ انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چند روز ہوئے جب میں پٹنہ سے واپس لوٹا تو آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کا رجسٹرڈ پارسل مجھے ملا۔ بہت بہت شکریہ۔

میں ان کتب کا بڑی گہری دلچسپی سے مطالعہ کر رہا ہوں وہ حقائق اور فکر و نظر جو ان کتب میں مذکور ہیں۔ میرے ہم پیشہ اور دیگر احباب بھی اپنے قیمتی اوقات ان کتب کے مطالعہ میں صرف کر رہے ہیں۔

آپ کے علمی خزائن سے ہمیں مزید مدد کی توقع ہے آپ کا لٹریچر مختلف اسلامی مسائل پر روشنی ڈالتا ہے۔

وہ چاہتے ہیں کہ ایسے لٹریچر کی بدولت اسلامی تعلیم سے جو کہ سائنٹیفک طور پر بیان کی گئی ہے زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل کریں جو ان کے دلوں کو مطمئن کر دے۔

امید ہے آپ مجھے جلد جواب عنایت فرمائیں گے۔

(انہیں لٹریچر، لائٹ اور پیغام صلح کی ایک ایک کاپی اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

فلپائن

از مسٹر آکاس امنگ کا کے مسلم یوتھ آرگنائزیشن کوٹا باٹو۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ کوٹا باٹو میں آٹھ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء سے مسلم یوتھ آرگنائزیشن قائم ہے اور اراکین اور آفیسرز کا تعین ہو گیا ہے انڈونیشیا کے ایس سیپٹو ڈیو چیئرمین مقرر ہوئے ہیں۔

اس ادارہ کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ اس عیسائی ملک میں اسلام کی اشاعت کی جائے

آپ کو یہ سن کر بڑی پریشانی اور تکلیف ہوگی کہ دو ملین مسلم آبادی میں سے بہت تھوڑے مسلمان اسلامی تعلیم سے واقف ہیں۔ وجہ یہ کہ مسلمانوں نے اسلامی تعلیم کو رسم و رواج کے ساتھ اس طرح خلط ملط کر رکھا ہے کہ یہ تعلیم بالکل مختلف قسم کی تعلیم بن کر رہ گئی ہے۔

اس ادارہ کی کامیابی کا انحصار صرف اس بات پر ہے کہ ہم مل کر اسلامی تعلیم سے غیر اسلامی رسم و رواج کے گند کو دور کریں اور مسلمانوں کے سامنے صحیح اسلامی تعلیم پیش کر کے انہیں راہ راست پر لا سکیں۔

بناء بریں ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اسلامی لٹریچر بھیجکر ہماری دستگیری فرمائی جائے تاکہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں۔

امید ہے آپ نہایت مہربانی سے ہماری درخواست پر ہمدردانہ غور فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پر رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔

(انہیں قرآن شریف مع متن۔ ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

نائجیریا

از مسٹر ایس رجی گاٹا جیما گو ریلوے۔ نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

فہرست کتب اور بڑا قیمتی اور علمی لٹریچر مل گیا ہے بہت بہت شکریہ

میں آپ کی موومنٹ کا بے حد مشکور ہوں کہ مجھے ایسے اعلیٰ علمی سرمایہ سے نوازا ہے

میں حتی المقدور اس لٹریچر کو لوگوں میں تقسیم کروں گا تاکہ وہ بھی فائدہ اٹھائیں۔

میں آپ کے اس علمی خزائن کے لئے جو دنیا کے وسیع و عریض ممالک کو متاثر کئے ہوئے ہیں اور مادر ڈر پیش خدمت کر دوں گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نیک عزائم کے حصول میں کامیاب فرمائے۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

سیلون

از مسٹر یو۔ ایل۔ ایم۔ ایم۔ محی الدین کولمبو۔ سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۲۶ اپریل بصد شکریہ موصول ہوا، مجھے یہ پڑھکر بہت خوشی حاصل ہوئی ہے کہ آپ کی صحت بحمد للہ اب اچھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوش و خرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر برکات نازل فرمائے اور لمبی عمر عطا فرمائے تاکہ آپ کو انسانیت اور اسلام کی خدمات کی بہت بہت توفیق عطا ہو۔

جیزز (یعنی کروسی فکشن آف جیزز) کے متعلق آپ کا جواب موصول ہوا آپ کے اس مسئلہ پر فکر و نظر نے میرے خیالات میں بہتر تبدیلی پیدا کر دی ہے بہت بہت شکریہ۔

میری ... آئندہ سال تکمیل حج کے متعلق آپ کی دعاؤں کا بہت بہت شکریہ۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں امام صاحب ووکنگ توجہ فرمائیں۔ غلام قادر ڈار)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں (منیجر)

www.aaiil.org

روزنامہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۶۰ء

قرآن کریم کا ایک علمی انکشاف

مسیحی معاصر "اتوت" کا ایک اعتراض حضرت امیر ایدہ اللہ کے ایک خطبہ جمعہ پر مدت سے چل رہا ہے، جس کو پیش کرتے ہوئے معاصر مدیر نے لکھا ہے اور بار بار اس پر زور دیا ہے :-

"احمدی حضرات کو غیر مذاہب کی کتب مقدسہ کی کامل تحقیق اور چھان بین کا بڑا شوق ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بائبل شریف کے متعلق ان کی تفتیش و تحقیق صفر کے برابر ہے معمولی سے معمولی معلومات بھی نہایت خام اور ناقص اور ان کا طرز سخن از بس غیر مہذب اور اشتعال انگیز ہے"

"ناشائستہ کلامی" کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ مندرجہ "پیغام صلح" مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۶۰ء کا حوالہ دیا ہے جس میں آپ نے قرآن کریم کی متعدد آیات سے ثابت کیا تھا کہ :-

"ان آیات سے ظاہر ہے کہ پھلوں اور درختوں اور تمام نباتات وغیرہ اور ان اشیاء میں بھی جن کا ان کو علم تک نہیں تمام چیزوں کے جوڑے ہیں، یہ بات جو آج سے چودہ سو سال پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے علم پاکر بیان کی سائنسدانوں نے بہت تھوڑا عرصہ ہوا معلوم کی ہے"۔

اس کے ساتھ ہی حضرت امیر نے توریت و انجیل کی بعض غیر معقول باتوں کا بھی ذکر کیا تھا جس پر معاصر "اتوت" نے آڑے ہاتھوں لیا اور بڑے تحقیرانہ انداز میں یوں گوہر افشانی فرمائی ہے :-

"اس ساری تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ قرآن شریف نے جس حقیقت کی خبر آج سے چودہ سو برس پہلے دنیا کو دی، وہ توراۃ و انجیل میں نہیں تعجب ہے... امیر جماعت احمدیہ کی اس بائبل دانی پر جو ایک بڑے ماہر مناظر عالم و فاضل مبلغ احمدیت اور محقق ادیان عالم ہیں کہ آپ کی نگاہ دقیقہ رس کتاب مقدس کی کتاب تکوین یعنی پیدائش کے باب اول کے پہلے ہی صفحہ پر نہیں پڑی - اگر کتاب مقدس کے کسی ایک کونے میں یہ ڈھکی چھپی لکھی ہوتی، تب بھی کوئی بات تھی، لیکن آپ کسی بھی زبان کی بائبل کھولیں، سب میں آپ کو تخلیق عالم کا بیان، دور جانے کی ضرورت نہیں، صفحہ اول پر ہی مل جائے گا۔ ملاحظہ ہو :-

"خدا نے کہا کہ زمین گھاس اور بیج دار بوٹیوں کو اور پھل دار درختوں کو جو اپنی اپنی جنس کے موافق پھلیں اور جو زمین پر اپنے آپ ہی میں بیج رکھیں اگائے اور ایسا ہی ہوا۔ تب زمین نے گھاس اور بوٹیوں کو جو اپنی اپنی جنس کے موافق بیج رکھیں اور پھلدار درختوں کو جن کے بیج اُن کی جنس کے موافق اُن میں ہیں، اُگایا" (پیدائش ۱: ۱۱-۱۲) آگے چل کر آیات ۲۰-۲۲ اور ۲۴-۲۶ میں دریائی جانوروں، رینگنے والے جانداروں، ہر قسم کے پرندوں کی "اپنی اپنی جنس کے موافق" عمل تخلیق کا ذکر آیا ہے۔ اور اس سے آگے تخلیق آدم و حوا کا"۔

"کیوں مولانا صاحب! اب تو آپ کو ہماری کتاب مقدس کی "غیر معقولیت" کی حقیقت معلوم ہو گئی نا؟ جس بات کی خبر خاتم آپ آج سے چودہ سو برس پہلے دنیا کو دینے کا قرار دے سکتے وہی خبر نہایت تفصیل کے ساتھ اس عرصہ سے بھی ۲۹ سے زائد صدیاں قبل کتاب مقدس نے اعلان فرما دی"۔

معاصر "اتوت" کے اس تحقیر آمیز بیان پر ان کی ریسرچ اور بائبل دانی اور اس کے ساتھ ہی شائستہ کلامی کی جس قدر داد دی جائے کم ہے، فی الواقعہ آپ بہت دور کی کوڑی لائے ہیں کہ بائبل کے صفحہ اول پر ہی ہر چیز کے اپنی اپنی جنس کے مطابق پھلنے پھولنے کا ذکر ہے، ماشاء اللہ کیا عجیب استدلال ہے، حضرت امیر نے قرآن کریم کے اس انکشاف کا ذکر کیا تھا کہ ہر چیز کے اللہ تعالیٰ نے جوڑے بنائے ہیں، اور آپ فرماتے ہیں کہ بائبل کی کتاب پیدائش کے صفحہ اول پر ہر چیز کے اپنی اپنی جنس کے مطابق پھلنے پھولنے کا ذکر موجود ہے، کیوں صاحب؟ یہ جنس کا لفظ جوڑے کے معنوں میں کب سے اور کہاں سے استعمال ہوا ہے؟ شاید جنسیات کا لٹریچر آپ کے زیر مطالعہ رہا ہے، جس سے آپ کو یہ خیال ہو گیا کہ ہو نہ ہو جنس کا لفظ جوڑے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے صاحب من! آپ کو غلطی لگی ہے جنس کے معنے جوڑے کے نہیں، بلکہ "قسم" کے معنوں میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے، اگر آپ کو شبہ ہو تو انگریزی بائبل اٹھا کر دیکھ لیں جہاں جنس کا ترجمہ KIND کیا گیا ہے چنانچہ آپ کی پیش کردہ آیات کا ترجمہ انگریزی بائبل میں یوں کیا گیا ہے :-

And God said, let the earth bring forth grass, the herb yielding seed, and the fruit tree yielding fruit after his Kind, whose seed is in itself upon the earth: and it was so.
And the earth brought forth grass, and herb yielding seed after his Kind, and the tree yielding fruit, whose seed was in itself, after his Kind: And God saw that it was good.

کیوں صاحب! ان آیات میں KIND کا لفظ چار بار استعمال کیا گیا ہے کیا اس سے جنس کے معنے قسم ثابت ہوتا ہے؟ کیا اب بھی آپ کہیں گے کہ بائبل شریف کی ان آیات میں ہر چیز کے جوڑے پیدا کرنے کا ذکر کیا گیا ہے؟ کیا اب بھی آپ کو حضرت امیر کے اس بیان پر اعتراض ہوگا کہ ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے جانے کا انکشاف صرف قرآن کریم ہی نے کیا ہے، آپ خود سوچ لیں کہ احمدی حضرات کو تو کتب مقدسہ...

اخبار احمدیہ

کامیابی - کراچی سے محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لکھتے ہیں :-

۱- میرے بچے کراچی یونیورسٹی کے امتحانات میں کامیاب ہو گئے ہیں، برخوردار محمد احمد میٹرک میں فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوا ہے، اور لڑکی شمیم آرا بی ایس سی کیمسٹری میں سیکنڈ کلاس میں پاس ہوئی ہے اس سلسلے میں بچوں نے جہاں اور کئی قسم کے اخراجات کئے ان میں سے مبلغ پانچ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے ارسال خدمت ہیں"

۲- شیخ محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی کی دختر مسرت عبداللہ میٹرک امتحان میں کامیاب ہوئی ہیں، اس خوشی میں انہوں نے مبلغ پانچ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے ارسال کئے ہیں،

جزاکم اللہ خیراً، اللہ تعالیٰ ان کامیابیوں کو ہر دو صاحبان کے لئے مبارک فرمائے۔

درخواست دعا - شیخ سعید چھبری (پشاور) سے شاہ ولی صاحب سیکرٹری جماعت لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک مخلص دوست پیر حسین شاہ صاحب جو مرکزی مجلس معتمدین کے ممبر بھی ہیں بڑے عرصہ سے بیمار ہیں ان کی ٹانگوں میں گوشت کے اندر بڑے بڑے دانے نکلتے ہیں، اپریشن بھی کرایا گیا، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، جماعت کے تمام بزرگوں اور دوستوں، بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ سے درخواست ہے کہ اُن کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

(۲) بغداد سے سید تصدق صاحب قادری اپنے روزنامچہ میں لکھتے ہیں کہ :- "مورخہ ۱۳ جولائی کی دوپہر کو اچانک طبیعت بگڑ گئی، کھانے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ہاتھ پیر سرد ہونے لگے اور دل گرنے لگا، فوراً والدہ ابراہیم اور دیگر بچوں نے سنبھال لیا، فوری علاج کیا گیا آدھ گھنٹہ کے بعد طبیعت کچھ سنبھلی حافظہ پچاس فیصدی کمزور پڑ گیا تھا اس کا اثر کل دوپہر تک زیادہ رہا پھر تدریجاً طبیعت ٹھیک ہوتی گئی اس وقت الحمد للہ کچھ بہتر ہوں حافظہ بھی بہتر ہوتا جا رہا ہے بزرگان سلسلہ اور تمام دوستوں سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے"۔

سانحہ ارتحال - بیروت سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ ہماری جماعت کے ایک مخلص ممبر شیخ عبدالحمید صاحب وہرہ جو حضرت مسیح موعودؑ کے

میں نے اسلام کیوں قبول کیا (بسلسلہ اوّل)

ہم اسلام کے متعلق بہت سے غلط خیالات رکھتی تھیں، لیکن جتنا زیادہ ہم مسجد میں آئیں اتنا ہی اسلام کی پاکیزگی اور خوبصورتی کی ہم قائل ہوتی چلی گئیں۔

میرے ماں باپ اور دادا پردادا اوپر تک پروٹسٹنٹ مذہب کو مانتے چلے آئے ہیں، مجھے بھی اسی مذہب کا بپتسمہ دیا گیا اور کلیسا کی طرف سے میری تصدیق ثبت کی گئی، لیکن جب سے مجھے اسلام کی صحیح تعلیم کا علم ہوا ہے جو میرے دل کو اپیل کرتی ہے اس وقت سے میرا یقین ہو گیا ہے کہ جناب مسیح بنی آدم میں سے ایک رسول تھے، اور جیسا کہ عیسائی لوگ مانتے ہیں ابن اللہ نہیں تھے اس لئے میں نے اور میری ماں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ یہ وہ مذہب ہے جو آسانی سے سمجھ میں آسکتا اور دوسرے مذاہب سے روادارانہ برتاؤ کرتا ہے۔

بانیٔ احمدیت صحیح معنی میں عاشق رسولؐ تھے

اور اسلام کا بڑا مخلصانہ درد اپنے دل میں رکھتے تھے

علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر نگار لکھنؤ نے اپنے ماہنامہ کی متعدد اشاعتوں میں احمدیت کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا، وہ قبل ازیں قارئین کرام کے مطالعہ میں آ چکے ہیں۔ ایک تازہ اشاعت بابت جولائی سنہ ۱۹۶۰ء میں انہوں نے اپنے سفرِ پاکستان کے حالات قلمبند کرتے ہوئے بانیٔ احمدیت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہیں:

"اس وقت تک بانیٔ احمدیت کا مطالعہ جو کچھ میں نے کیا ہے۔ اور میں کیا جو کوئی خلوص و صداقت کے ساتھ ان کے حالات و کردار کا مطالعہ کرے گا اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ صحیح معنی میں عاشق رسولؐ تھے اور اسلام کا بڑا مخلصانہ درد اپنے اندر رکھتے تھے انہوں نے جو کچھ کہا یا کیا وہ نتیجہ تھا محض ان کے اسی اختیاراتہ جذبۂ خلوص اور دیانت حق و صداقت کا اس لئے سوال ان کی نیت کا باقی نہیں رہتا۔ البتہ گفتگو اس میں ہو سکتی ہے کہ انہوں نے کن معتقدات کی طرف لوگوں کو دعوت دی، سو اس پر روایتاً و درایتاً دونوں طرح غور و تامل ہو سکتا ہے، لیکن بیسود، کیونکہ اس کا تعلق صرف اُن ایہال و عواطف سے ہوگا نہ کہ عمل و کردار سے، اور اصل چیز عمل و کردار ہی ہے۔"

پیغامِ صلح:- علامہ نیاز فتحپوری کے خیالات اس مخلصانہ مطالعہ کا نتیجہ ہیں جو وہ کچھ عرصہ سے احمدیت، اور اس کے مقدس بانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں کر رہے ہیں۔ یقیناً جو شخص بھی، اخلاص، سنجیدگی اور للہیت کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کا مطالعہ کرے گا وہ اس جماعت اور اس کے مقدس بانی کو سچا عاشقِ رسولؐ اور اسلام کا مخلصانہ درد اپنے دل میں رکھنے والا ہی پائے گا، اور یقیناً وہ بانیٔ سلسلہ کے معتقدات اور عمل و کردار اسلام کے عین مطابق ہونے کی شہادت دیگا کاش دیگر علماء اور ان کے متبعین بغض و تعصب کو چھوڑ کر محض للہیت کے ساتھ اس طرف متوجہ ہوں۔

مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی تبلیغی سرگرمیاں

مولانا عبد الحق صاحب سانفرانسسکو سے اپنے مکتوب مؤرخہ ۲۰ر جولائی میں رقمطراز ہیں:-

یہاں سان فرانسسکو میں پندرہ روزہ جلسے باقاعدہ ہوتے ہیں اور مختلف قوموں اور ملکوں کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ موسم یہاں چونکہ رخصتوں کا موسم سمجھا جاتا ہے اس لئے لوگ باہر چلے جاتے ہیں گذشتہ اتوار میں سیکرامنٹو جو کیلیفورنیا کا صدر مقام ہے چلا گیا تھا وہاں ایک وفد نائجیریا کا آیا تھا جس میں نائجیریا کے پرائم منسٹر، منسٹر آف ایجوکیشن، اور دوسرے اعلیٰ عہدیدار تھے سیکرامنٹو کی مسجد میں جو ایک فراخ اور وسیع مسجد ہے ان کا استقبال کیا گیا، عبد الستار خان صاحب کمشنر پاکستان اور سیکرامنٹو کے آس پاس کے مسلم معززین جمع ہوئے ایڈریس پڑھا گیا اور پریمیئر صاحب نے انگریزی میں جواب دیا۔

مسجد کمیٹی کے سیکرٹری صاحب نے مجھ سے فرمائش کی کہ آپ یہاں اگر آ کر تبلیغی لیکچر دیں تو میں اس کا انتظام کر دوں گا، مسجد میں بھی سلسلۂ تقاریر جاری کیا جائے اور شہر میں ہال کرایہ پر لے کر تبلیغی لیکچر دیئے جائیں، میں نے کہا آپ انتظام کریں تو میں فرانسسکو سے آ جایا کروں گا۔ چنانچہ پریزیڈنٹ صاحب کے کہنے پر میں نے اسلام اور غیر مذاہب پر ایک مختصر تقریر کی جسے لوگوں نے پسند کیا اور بعض لوگوں نے میرا پتہ نوٹ کیا کہ وہاں آ کر آپ سے ملیں گے۔ دوستوں کو میری طرف سے السلام علیکم۔

عبد الحق

مسیح موعودؑ کی روحانی مسیحائی

(از عبد الانیس صاحب۔ مرداں)

برادرانِ قوم! حضرت مسیح موعودؑ کی علمی فضیلت اور تقویٰ کے دوست اور دشمن دونوں قائل ہیں، احمدیت کی خصوصیات:-

(۱) ناسخ و منسوخ کا نہ ہونا۔
(۲) وفات مسیح۔
(۳) اقوام یورپ کا دجال و یاجوج ماجوج ہونا
(۴) کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنا

زمانہ کے تھپیڑے کھا کھا کر سب نے مان لیا۔ اب بحث مباحثہ کا زمانہ ختم ہے اور مسیح موعودؑ کے زمانے کی علمی فضیلت کا ہر احمدی کو علمی ثبوت دینا ہے۔ حضرتؑ نے ایسی قوم پیدا کی جو علمی اور عملی طور پر مسلمانوں کے لئے نمونہ بھی اور انہیں بحث و مباحثہ بھی کرنا پڑتا تھا۔

اب زمانے نے ایسا پلٹا کھایا ہے کہ علمی تفوق یعنی نبوت احمدیت کے ثبوت کی ضرورت نہیں رہی۔ بلکہ

چو دورِ خسروی آغاز کردند ✲ مسلماں را مسلماں باز کردند

کے مطابق اب یہ ثابت کرنا ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسلام کے صحیح نمائندے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس جاہلی دور میں خدا کی ہستی کا ثبوت ایک بریہ کو دینا علمی موشگافی سے ممکن نہیں۔ بلکہ زندہ خدا کا زندہ ثبوت چاہیئے۔ وہ ثبوت الہام و کشف کے ذریعہ پیشگوئی کرنا ہی اور خدا سے علم حاصل کر کے پیشگوئیاں کرنا بغیر تقویٰ کے ناممکن ہے تقویٰ پر حضرت مسیح موعودؑ نے بہت زور دیا ہے۔ اسی کے ذریعہ ہم خدا تک پہنچ کر صاحب کشف و کرامات بن سکتے ہیں۔ اگر ایک احمدی صاحب کشف و کرامات نہیں ہے تو معاف فرمایئے اسے میں صحیح معنوں میں احمدی۔ "جمال محمدؐ کا نمونہ" نہیں سمجھتا۔

آج قرآن سے حضرت امیر، حکیم صاحب، مولانا محمد یعقوب خان صاحب اور مرحوم و مغفور مولانا مرتضیٰ خان حسن صاحب نے پرویزی عقیدہ انکار الہام و کشوف کے مسکت جواب دیئے ہیں مگر علمی جواب کے علاوہ روحانی جواب دینے کی سخت ضرورت ہے۔ چاہیئے کہ ہم میں سے ایسے افراد لنگر لنگوٹ کس کر میدان میں نکلیں اور اعلان کریں کہ "پرویز صاحب! آپ احیاء اسلام کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اسلام کا سورج نصف النہار تک پہنچ چکا ہے۔ دیکھئے مادہ پرست لوگوں کی مادہ پرستی سے فائدہ اٹھا کر مادی رنگ میں اسلام کو پیش نہ کریں، قرون اولیٰ کی سرفرازی کا باعث با خدا ہونا تھا جو روحانی مدارج طے کرنے کا نتیجہ تھا، اب بھی اسی رستہ سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے، آیئے اپنی خدا دوستی کا ثبوت دیں، ہم خدائی فوج ہیں۔ خدا ہماری سنتا ہے پہلے بھی بولتا تھا اب بھی بولتا ہے۔ کسی مریض کے لئے جو بوڑھا اور سخت بیمار ہو ہم دعا کرتے ہیں اور جوان کم بیمار کے لئے آپ دعا کریں۔ دیکھیں کس کی دعا قبول ہوتی ہے"

ہو سکتا ہے کہ میرے بعض بھائی اس سے متفق نہ ہوں۔ مگر میں کہتا ہوں، کہ گو اشاعتِ اسلام میں ہماری خصوصیت اور قابلِ فخر کارنامہ ہے مگر مسیح کے پیرو ہو کر اگر مسیحائی میں دوسروں کا مقابلہ نہ کر سکیں تو مسیح کے پیرو کیونکر کہلا سکتے ہیں، لہٰذا ہمیں مسیح موعود کی روحانی اور مسیحائی مسیحائی کے حامل بنائے اور اپنے آپ کو مسیح موعود کے

www.aaiil.org

اسلام میں غیر مسلموں یا ذمیوں کے حقوق

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۹ جولائی سن ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ اصطفٰے آدم و نوحًا و اٰل ابراھیم و اٰل عمران علی العلمین ـــ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ـ (اٰل عمران ۳۲ ـــ ۳۷)

قومی اور روحانی بیماریوں کے علاج میں مشکلات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوموں کی بعض بیماریوں کا ذکر کیا ہے اور ان بیماریوں کا کامیابی کے ساتھ علاج بھی کیا ہے ـ بعض اوقات جسمانی بیماریوں کا بھی علاج ایسا مشکل ہوتا ہے کہ ڈاکٹر حیران رہ جاتے ہیں ـ اسی طرح روحانی بیماریوں کا علاج بھی مشکل ہوتا ہے ـ ہمارے وطن کے قریب، ہندوستان میں مہاتما گاندھی جی پیدا ہوئے جن کو ان کی قوم نے خدا کا اوتار تسلیم کیا ـ مہاتما جی نے کہا کہ کیا بات کرو، اچھوت اس قوم میں ہیں ـ ان کو اپنے کنوؤں سے پانی بھرنے دو ـ ان کے بچوں کو تعلیم کے لئے اپنے سکولوں اور مدرسوں میں جگہ دو ـ ان کو مندروں میں آ کر پوجا کرنے کی اجازت دو اور ان کو انسانیت کے حقوق عطا کرو لیکن گاندھی جی کامیاب نہ ہو سکے ـ اتنا بڑا انسان جس کو قوم خدا کا اوتار تسلیم کرتی ہے ـ اور جس کی تعظیم و تکریم ہندو قوم کے دلوں میں بیٹھ چکی ہے جس کے لب ہلنے پر لوگ لاکھوں روپے قربان کر دینے کو تیار ہیں ـ جب اس نے ایک گری ہوئی قوم اچھوت کو بلند کرنے کا طریقہ تجویز کیا ـ تو قوم نے کہا ـ مہاتما جی اور سب کچھ درست لیکن یہ بات نہ کہئے ـ اس سے ویدا اور ہندو دھرم ختم ہو جاتا ہے ـ تو ان کی اس بیماری کا علاج کرنے والا مہاتما گاندھی جیسا انسان اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکا ـ وہ اس گری ہوئی قوم کو انسانیت کے حقوق نہ دلا سکا ـ

محمد رسول اللہ صلعم کا کامیاب نسخہ شفا

معلوم ہوا بعض ایسی بیماریاں ہوتی ہیں جیسے اخلاقی تعصب کی بیماری یا نسلی تعصب اور منافرت کی بیماری، ان کا علاج ہر ایک شخص کا کام نہیں ـ اس کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان ہونا چاہیئے صرف وہی ایک انسان ہیں جو اس قسم کی بیماریوں کا علاج کر سکتے ہیں ـ چنانچہ انہوں نے ان بیماریوں کا علاج کیا اور کامیابی سے کیا ـ یہ کتاب جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی اس کو اللہ تعالےٰ نے الشفاء کہا ہے یعنے یہ شفا دینے والی کتاب ہے ـ کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ ملیریا کو آرام دیتی ہے ـ ملیریا کا بخار روحانی بیماریوں کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا ـ قرآن کریم روحانی بیماریوں سے شفا بخشتا ہے ـ یہ نسخہ کامیاب ثابت ہوا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے تمام غلاموں لونڈیوں اور غربا کو اٹھا کر اونچے مقام پر بٹھا دیا ـ غلام کمانڈر ہو گئے ـ نمازوں میں امام ہو گئے ـ علاقوں کے گورنر اور والی ہو گئے ـ

غلام امامت کے منصب پر

سالم حذیفہ کے غلام ہیں، قرآن بہت اچھا اور عمدہ طریق سے پڑھتے ہیں ـ اس لئے نماز کی امامت ان کے سپرد ہوئی ـ صہیب رومیؓ عرب نہیں تھے لیکن حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ نماز یہ پڑھا یا کریں پھر حکم دیا میری نماز جنازہ یہ پڑھائیں ـ ہاں حضرت عثمان رضؓ موجود تھے اور حضرت علی رضؓ موجود تھے حضرت زبیر رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ موجود تھے ـ عبدالرحمٰن بن عوف اور بڑے بڑے صحابی موجود تھے لیکن ان رؤسا اور اکابرین کی موجودگی میں صہیب نے نماز جنازہ پڑھائی اور ہزاروں بڑے بڑے صحابہ رضؓ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ـ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوموں کی بیماریوں کی اصلاح بڑی کامیابی کے ساتھ کی ـ

ایک غلط خیال

ایک بیماری ایسی ہے جس کا آج کل بہت چرچا ہے وہ بیماری یہ ہے کہ آیا غیر مسلم کو وہ حقوق حاصل ہو سکتے ہیں جو ایک عام مسلمان کو حاصل ہیں، بعض ناواقف مسلمان یہ یقین کرتے ہیں کہ غیر مسلمان کو وہ حقوق نہیں مل سکتے جو مسلمان کو حاصل ہیں، وہ یقین کرتا ہے کہ غیر مسلمان خواہ کتنا ہی پرہیزگار، نیک اور فرشتہ سیرت ہو اس کا رتبہ ایک معمولی درجے کے مسلمان کے برابر نہیں ہو سکتا ـ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے جو بعض مسلمانوں میں پائی جاتی ہے ـ حضور نبی کریم صلعم نے ان تمام باتوں کو بالتفصیل بیان فرمایا ہے اور لوگوں نے ان پر عمل کیا ہے ـ

یمنی یہودیوں سے اچھے سلوک کی نصیحت

معاذ بن جبل رضؓ کو یمن کا گورنر مقرر کر کے بھیجا جاتا ہے اور بوقت روانگی حضور صلعم انہیں نصائح فرماتے ہیں کہ اے معاذ تم یمن جا رہے ہو، یہودی قوم تمہارے ماتحت ہو گی ـ الحکمۃ یمانیۃ یمنی لوگ اہل حکمت اور دانشمندی کے مالک ہیں، والایمان یمانیۃ ـ اور وہ لوگ اہل ایمان بھی ہیں ـ بشروا ولا تنفروا ان کو خوشخبری دینا، نفرت پیدا نہ کرنا یسروا ولا تعسروا نرمی اختیار کرنا سختی نہ کرنا، کسی پر ظلم نہ کرنا، یہ نہ سمجھنا کہ وہ یہودی ہیں اور ہم مسلمان ہیں ـ اتق دعوۃ المظلوم اے معاذ مظلوم کی آہ سے ڈرنا ـ یاد رکھو مظلوم کی آہ سیدھی خدا کے پاس پہنچتی ہے، اس مظلوم کی آہ اور اللہ تعالےٰ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی، اگر تم نے ظلم کیا تو تم مسلمان ہوتے ہوئے سزا پاؤ گے اور یہودی نجات پائے گا ـ حضور کی تعلیم نے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے درمیان حقوق میں تمیز روا نہیں رکھی ـ اگر ایک مسلمان اور غیر مسلم کا مقدمہ ہو اور غیر مسلم حق پر ہو تو خواہ وہ کافر ہو یا مشرک فیصلہ اسی کے حق میں ہو گا مسلمان کے حق میں نہیں ہو سکتا ـ

مصری نصرانیوں کے ساتھ عمدہ سلوک کی وصیت

اہل مصر نصرانی تھے ـ حضور صلعم نے پیشگوئی فرمائی تھی ستفتحون مصر ـ تم عنقریب مصر کو فتح کرو گے ـ فاستوصوا باھلھا خیرًا وہاں کے رہنے والوں کے رہنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ـ فان لھم ذمًّا ورحمًا ـ اس لئے کہ ان کے ساتھ تمہارا رشتہ دوہرا ہے ـ ایک حضرت ہاجرہ رضؓ کی وجہ سے اور ایک اس وجہ سے کہ وہ ذمی ہیں، لہٰذا ان ہر دو امور کا خیال کرنا ـ

ذمیوں کے متعلق خدا اور رسول کا عہد

جو غیر مسلم اسلامی سلطنت میں رہائش اختیار کر لے وہ ذمی ہے ـ ایسی حالت میں ذمی کے حقوق ہوتے ہیں جن کو عظمت دینے کے لئے خدا اور اس کے رسول کا عہد قرار دیا گیا ہے، وہ عہد کیا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اس کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کریگا فرمایا کہ اس عہد کو پورا کرو ـ

عیسائی پر سختی کے بدلے حاکم مصر کے صاحبزادے کو سزا

مصر میں عمرو بن عاص گورنر تھے ـ وہ فاتح مصر بھی تھے، ان کے ایک صاحبزادے نے ایک عیسائی پر سختی کی ـ حضرت عمر رضؓ کو اطلاع پہنچی انہوں نے باپ بیٹے دونوں کو مدینہ میں طلب کیا ـ بیان لئے گئے صاحبزادے کا قصور ثابت ہو گیا اسے سزا مل گئی ـ گورنر کے بیٹے کو جو مسلمان ہے عیسائی کے مقابلہ میں سزا دے دی گئی مصر کے لوگ جو فرعون کے تسلط میں رہتے چلے آئے تھے اور سخت ذلت اور غلامی کی زندگی بسر کرتے رہے تھے، ان کی اس قدر عزت افزائی کی گئی کہ گورنر کے لڑکے کو سزا دی گئی، دنیا میں چرچا ہو گیا کہ گورنر مصر کے بیٹے کو سزا ہو گئی، حضرت عمر رضؓ نے عمرو بن عاص رضؓ کو مخاطب کر کے فرمایا منذ کم تعبدتم الناس الذین ولدتھم امھاتھم احرارًا تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنانا شروع کیا حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا تھا ـ ان باتوں اور ایسے افعال سے غیروں کے دلوں میں اسلام گھر کر گیا

یہودیوں کے مقابلہ میں انصاری مسلمانوں کو سزا

حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مسلمان کو یہودی کے مقابلہ میں سزا دی ـ طعمہ نامی ایک انصاری نے کسی کی زرہ بکتر چرا کر ایک یہودی کے گھر پھینک دی، اس پر مقدمہ چلایا گیا، یہودی نے کہا جناب میرا کوئی قصور نہیں ہے، میں نے یہ زرہ بکتر نہیں چرائی

www.aaiil.org

میرے گھر میں کسی نے ڈال دی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدمہ کی تفتیش کی اور طعمہ کا جرم ثابت ہونے پر اس کو سزا دی حالانکہ وہ مسلمان تھا اور انصار میں سے تھا اور یہودی کو بری کر دیا۔

قرآن کریم میں مخالفین سے عدل و انصاف کی تاکید

قرآن کریم میں لکھا ہے یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ اے ایمان والو عدل و انصاف سے کام لیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے گواہی دیا کرو۔ قوامین مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے کہ عدل و انصاف کو کسی صورت میں نہ چھوڑا جائے۔ آگے فرمایا ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین تمہیں اپنے خلاف یا اپنے ماں باپ اور اقربا اور عزیز رشتہ داروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ لا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا۔ اگر کوئی قوم تمہارے ساتھ دشمنی رکھے تو اس کے معاملات میں بھی عدل و انصاف سے کام لو۔ ان کے حقوق پوری طرح ادا کرو۔ مسلمان حاکم کے سامنے دوست و دشمن کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا ان اللہ یامرکم بالعدل۔ خدا کا فرمان یہی ہے کہ تم عدل و انصاف کیا کرو، لوگوں کے حقوق پوری طرح ادا کیا کرو۔

فتح مکہ کے بعد کعبۃ اللہ کی چابیاں غیر مسلم کی تحویل میں

لکھا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اظہار تشکر میں اونٹنی پر ہی سرنگوں ہو گئے اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے سے فتح و نصرت کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا کر دیا۔ نصر عبدہ اس نے اپنے بندے کی نصرت فرمائی وھزم الاحزاب اور مخالف گروہوں کو شکست دی۔

پھر فرمایا کعبۃ اللہ کے دروازہ کی چابیاں لے آؤ تاکہ وہاں ہم نفل ادا کریں۔ چابی بردار عثمان بن طلحہ تھے وہ عرب تھے اور اسکو فخر تھا کہ چابیوں کا میں ہی مالک ہوں، اس کی ماں بھی عرب تھی۔ چنانچہ وہ ماں بیٹا دونوں ہی اڑ گئے کہ ہم چابیاں نہیں دیتے۔ حضرت علی رض نے عثمان سے کشتی کر کے چابیاں چھین لیں اور نبی کریم صلعم کے پاس لے آئے۔ اسی وقت یہ آیت اتری ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل کے حوالے کر دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت فرمایا کہ چابیاں ان کو واپس دے دو، حضرت علی رض واپس دینے کے لئے گئے۔ عثمان بن طلحہ بڑا تیز آدمی تھا اس نے حضرت علی رض سے کہا اکرھت و آذیت ثم جئت ترفق یعنی تم نے میرے ساتھ سختی کی اور مجھے اذیت پہنچائی اور اب نرمی کر رہے ہو، انہوں نے کہا کہ تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیت اتری ہے۔ حضور صلعم نے اسکو بلا کر فرمایا اب چابیاں ہمیشہ کے لئے تمہارے خاندان میں رہیں گی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے حقوق میں مساوات اور عدل و انصاف کا اصول قائم رکھا ہے قرآن کریم میں اسکا ذکر ہے، حدیثوں میں بھی آتا ہے اور حضور نبی کریم اور صحابہ کرام کا عمل بھی یہی ہے۔

اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اولی الناس بی المتقون کہ ہمارا رشتہ تقویٰ کا رشتہ ہے، جو شخص تقویٰ میں دوسروں سے بڑھکر ہے وہ میرے ساتھ ہے، اور جو تقویٰ میں کمزور ہے اس کا تعلق میرے ساتھ نہیں من کانوا کوئی بھی ہو عجمی ہو یا عربی حیث کانوا افریقہ کا رہنے والا ہو یا امریکہ یا کسی دوسری جگہ کا۔ نسلی قرابت کام نہ آئے گی۔ کام آئیں گے تو صرف وہ اعمال جو خدا کو پسندیدہ ہیں۔ حضرت عمر رض نے اس بارے میں فرمایا لئن جاءت الاعاجم بالاعمال وجئنا بغیر عمل فانھم اولی بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر عجمی لوگ نیک اعمال لے کر آئیں اور ہمارے عمل کوئی نہ ہوں تو وہ عجمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہوں گے۔

تمام انبیاء کی ایک ہی تعلیم

ایک اور بیماری قوموں میں پائی جاتی ہے اور اس کا تدارک ذیل کی آیت کرتی ہے۔ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری قوموں کے پیغمبروں کو ایک ہی تعلیم دی ہے۔ اس لئے ایک قوم کو دوسری قوم پر بلحاظ فضیلت فخر نہیں کرنا چاہیئے۔ کسی قوم پر تمہاری فوقیت جناب باری کی طرف سے خاص نہیں ہوئی۔ بلکہ سب برابر ہیں۔

پیدائش اور ضروریات زندگی میں سب برابر ہیں

فرمایا ہم نے سب انسانوں کو ایک نفس سے پیدا کیا ہے۔ خلقکم من نفس واحدۃ تم سارے کے سارے حضرت آدم کی اولاد ہو کان الناس امۃ واحدۃ تمام کے تمام انسان ایک ہی جماعت ہیں، فرمایا الذی جعل الارض فراشا والسماء بناء اللہ تعالیٰ نے زمین کو فرش بنایا تاکہ سب قومیں اس پر رہیں، اور اوپر ایک نیلی چھت آسمان کی بنا دی۔ وانزل من السماء ماء اور آسمان سے بارش نازل کر دی، جس کی وجہ سے تمہارے احتیاجات غلہ جات، میوہ جات، پھل، پھول پیدا ہوئے۔ اخرج من الثمرات رزقا لکم اس میں بتایا ہے کہ انسان کی پیدائش میں یکسانیت ہے اور اس کی رہائش و خوراک وغیرہ میں بھی یکسانیت ہے۔ سب کو نیلی چھت کے نیچے بسایا سب کے لئے زمین کا فرش بنایا، سب کے لئے آسمان سے بارش نازل فرمائی جو سب کی ضروریات کی متکفل ہے۔

نسلی امتیازات کی وجہ قوموں کے مظالم

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے حقوق برابر کر دیئے۔ دلائل دے دیئے، لیکن آج کی دنیا نسبتاً ... کے حقوق و درجات پر لڑ جھگڑ رہی ہے، ہندوستان میں سات کروڑ اچھوتوں کے لئے انسانیت کے حقوق نہیں، الجزائر میں ہزاروں انسانوں کو محض اس بنا پر قتل و غارت کیا جاتا ہے کہ وہ فرانسیسی نہیں،

جنوبی افریقہ میں انگریز کالے لوگوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ امریکہ میں حبشیوں نے اگرچہ ان کا مذہب قبول کر لیا ہے لیکن پھر بھی گورے لوگ کالے سے نفرت کرتے ہیں۔ کالوں کو گوروں کے لئے سکولوں میں جانے کی اجازت نہیں وہ ان کے ریسٹورانٹوں میں نہیں جا سکتے۔

قرآن میں نسلی و قومی امتیازات کا علاج

ان لوگوں کی ان امراض کے علاج کے لئے قرآن کے علاوہ اور کوئی کتاب نہیں، اس تعلیم نے قوموں کو ایک کر کے دکھلا دیا، عدل و انصاف کر کے دکھلا دیا۔ انہوں نے بہت بڑا انصاف کیا ہے اور اہل کتاب کے متعلق کہا من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون ایت اللہ اناء الیل وھم یسجدون یؤمنون باللہ والیوم الاخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصلحین، اہل کتاب میں سے ایک جماعت ہے جو حق پر قائم ہے وہ راتوں کو اٹھ کر اللہ کی آیات پڑھتے ہیں، اس کے آگے سر بسجود ہوتے ہیں، اللہ پر، یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں نیکی کا حکم دیتے بدی سے منع کرتے اور بھلائی کی باتوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

یہاں خدا تعالیٰ نے ان کی نیکیوں کا ذکر کیا اور فرمایا:

اولئک من الصلحین

ہم ان کو صالح قرار دیتے ہیں نیکی کا کوئی کام کرے اس کو اس کا پورا پورا اجر دیا جاتا ہے۔

اسلام میں سب کیلئے یکساں قانون

اسلام کی یہ تعلیم آج کی ضرورت کے مطابق ہے۔ افسوس ہے کہ خود مسلمان اپنی تعلیم سے ناواقف ہے، کہتا ہے کہ مسلم اور غیر مسلم کے حقوق برابر نہیں خواہ غیر مسلم فرشتہ سیرت کیوں نہ ہو۔ یاد رہے وہ دین جو ساری دنیا کے لئے آئے وہ ساری دنیا کے لئے یکساں قانون بنائے گا، یکساں حقوق قائم کرے گا، جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً کر کے دکھلا دیا۔

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینجر)

www.aaiil.org

حضرت مرزا صاحب کے مہدی برحق ہونے اور محمد باب کے دعویٰ کے بطلان پر دلالت کرنیوالی ایک حدیث

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

ترجمہ حدیث

حدیث زیر بحث کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"مشرق کی طرف سے سیاہ نشان ظاہر ہونگے اور تمہارے ساتھ جنگ کریں گے ایسی جنگ کہ کسی قوم نے اس کی مثل جنگ نہ کی ہوگی اس کے بعد خدا کا خلیفہ مہدی آئے گا جب اس کی آمد سنو تو اس کے پاس جاؤ اور اسکی بیعت کرو خواہ تمہیں اس کے پاس ہاتھوں اور پیٹ کے بل برف پر چلکر ہی جانا پڑے"

(انجم الکرامہ صفحہ ۳۴۲)

سیاہ نشانوں سے مراد

حدیث مذکورہ بالا میں مشرق میں سیاہ نشانوں کے ظہور کا جو ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے لوگ مشرق میں پیدا ہوں گے جو تاریکی کے علمبردار ہوں گے اور ظلمت کو پھیلانے میں سرتوڑ کوشش کرنے والے ہونگے۔

جنگ سے مراد

حدیث سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں سے ان لوگوں کی مڈ بھیڑ ایسے رنگ میں ہوگی جس رنگ میں پہلے کبھی نہ ہوئی ہوگی، ظاہر ہے کہ حدیث میں جنگ مذکور سے مراد عام جنگ تو نہیں ہو سکتی جو مادی اسلحہ سے لڑی جاتی ہے کیونکہ ایسی جنگ ایک نہیں بلکہ اس سے قبل متعدد جنگیں مسلمانوں کو کفار سے لڑنی پڑی تھیں لیکن حدیث اس جنگ کو نرالی جنگ بتلاتی ہے اور ایسی جنگ روحانی جنگ ہی ہو سکتی ہے پھر روحانی جنگ بھی یگانہ پہلو اپنے اندر رکھتی ہوگی۔

بابی تحریک کی خصوصیت

بابی تحریک کی تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ حدیث مذکورہ بالا کے الفاظ بھی اسی تحریک پر ہی چسپاں ہوتے ہیں گذشتہ قسط میں میں بتلا چکا ہوں کہ خراسان کے علاقہ بدشت میں (خراسان مشرق میں ہی ہے اور دوسری حدیث میں صریح الفاظ میں خراسان سے ہی سیاہ جھنڈوں کے ظہور کا ذکر ہے اس حدیث کے متعلق کسی اور موقعہ پر بحث کی جائے گی انشاء اللہ تعالےٰ) سید علی محمد باب بانی بابی تحریک کے قید ہو جانے کے بعد بابیوں کی کانفرنس ہوئی تھی جس میں بہاء اللہ بھی شریک تھے اور انہی کے زور دینے پر اس میں یہ قرار داد منظور کی گئی کہ شریعت اسلامیہ منسوخ قرار دی جائے اور نئی شریعت تیار کی جائے اور اس بناء پر سید علی محمد باب سے نئی شریعت تیار کرنے کی درخواست کی گئی اور یہ کہ حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کی پاک تاثیروں کا زمانہ بھی ختم کر دیا جائے اور باب کے وجود میں ان تاثیروں کے دور کو شروع کیا جائے اس اعلان کے ساتھ ہی ایک ایسی روحانی جنگ شروع ہوگئی کہ اس سے قبل کسی قوم نے شریعت اسلامیہ کو رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو منسوخ قرار دے کر نئی شریعت اور نئی مظہریت کی بناء ڈال کر اس کو پھیلانے کے لئے پروپیگنڈا شروع نہیں کیا تھا اور اس کو رائج کرنے کے لئے زور نہیں لگایا تھا اس لئے یہ جنگ ایسے رنگ میں نرالی جنگ تھی جو مسلمانوں کو اس سے قبل نہ کبھی لڑنی پڑی تھی اور نہ اس قسم کی جنگ کے ساتھ کبھی انہیں واسطہ پڑا تھا اس لئے حدیث میں بطور پیشگوئی یہ بیان کیا گیا کہ مہدی کے ظہور سے قبل ایسی قوم پیدا ہوگی جو تاریکی کی علمبردار ہوگی اور تاریکی کو ہی پھیلائے گی اب جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے حدیث کے الفاظ بجز بابی تحریک کے اور کسی تحریک پر منطبق نہیں ہوتے یہی تحریک ہے جو مشرق یعنی خراسان سے پیدا ہوئی جس نے خدا کے دائمی نور کو جو قرآن شریعت اور رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں قیامت تک دلوں کو منور کرنے والا تھا اپنے سیاہ خیالات کے بادلوں میں چھپانے کی کوشش کی اور اس کوشش سے مسلمانوں کے ساتھ ایک بے مثال نرالی جنگ کی طرح ڈالی جس میں فتح حاصل کرنا ان ہتھیاروں کے ساتھ ناممکن تھا جو مسلمان اپنے پاس رکھتے تھے کیونکہ مسلمانوں میں اس وقت ایسے اولیاء کرام کا فقدان تھا جو عملی طور پر قرآن کریم اور نبی کریم صلعم کی پاک تاثیروں کو اپنے وجود میں ثابت کرکے ان کے جھوٹے اور بے بنیاد دعوے کو غلط ثابت کر دیتے جیسا کہ گذشتہ قسط میں پیش کردہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آسمانی آواز ہی اس فتنہ کے طلسم کو پاش پاش کر سکے گی اسی طرح حدیث مذکورہ بالا میں بھی یہی بشارت ہے کہ خدا کا خلیفہ مہدی آکر ہی ان کے اس تعلّی آمیز دعووں کے تانے بانے کو توڑے گا۔ اور ان کی عمارت کو جو کئی سال کے جھوٹے اور باطل پراپیگنڈا کی اینٹوں سے تیار کر رہے ہوں گے ایک ہی وار سے دھڑام سے زمین پر گرا دے گا اور جیسا کہ میں گذشتہ قسط میں واضح کر چکا ہوں حضرت مرزا صاحب نے ایسا ہی کیا ۴۴ سال تک مسلمان صوفیاء اور اولیاء میں سے ایک بھی کھڑا نہ ہوا جو یہ دعوے کرتا کہ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی پاک روحانی تاثیروں کی نہر میرے وجود میں رواں ہے تم کس طرح دعویٰ کرتے ہو کہ وہ خشک ہوگئی ہے یہ دعوے کیا تو صرف حضرت مرزا صاحب نے کیا اور دنیا کے تمام مذاہب کے لیڈروں کو مقابلہ کے لئے للکارا مگر نہ کوئی بابی اور نہ کوئی بہائی میدان مقابلہ میں نکلنے کی جرأت کر سکا وہ مرد خدا ایک طرف نشان پر نشان بھی خدا کی تائیدوں اور نصرتوں کے دکھلا کر تمام دنیا پر اسلام اور نبی کریم صلعم کی رسالت کی سچائی کے متعلق اتمام حجت کرتا رہا ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ مہدی کا ظہور اس زمانہ میں ہوگا جس میں تاریکی پھیلی ہوتی ہوگی منجملہ دیگر تاریکیوں کے سب سے بڑی اندرونی تاریکی یہی بابی اور بہائی تحریک ہی ہے اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ مہدی کا ظہور ایسے وقت میں ہوگا جبکہ یاس یعنی ناامیدی چھائی ہوئی ہوگی کسی کامل مسلمان کا اس فتنہ کے جواب میں میدان میں نہ نکلنا مایوسی کی صریح علامت ہے۔ احادیث میں مذکورہ ان دونوں علامتوں پر بالتفصیل روشنی کسی آیندہ قسط میں ڈالی جائے گی۔ اس نرالی جنگ کے بعد حدیث میں مہدی کے ظہور کی پیشگوئی کرنا اور اسے خدا کا خلیفہ بتلانا بدیہی طور پر اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ خدا کی زبردست تائیدوں سے ہی اس فتنہ کے بانیوں کو شکست دی جا سکتی ہے اور ان کے منہ کو بند کیا جا سکتا ہے اور وہ تائیدیں اور نصرتیں مہدی کے وجود میں ظاہر ہوں گی اسی لئے اس کے بعد حدیث میں مسلمانوں کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کی طرف سے اس امر کی تاکید آئی ہے کہ اے مسلمانو! ایسے شخص کو جو اس تاریکی کو دور کرنے کا موجب ہوگا اور تمہارے ہاتھوں میں ایسے زبردست اور موثر اسلحہ دے دیگا جن کے ذریعہ تم ان کی ظلمتوں کے قلعوں کی اینٹ سے اینٹ بجا سکو گے فوراً قبول کرنا اور ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کرکے اور تمام انواع کی مشکلات کے دریاؤں کو عبور کرکے بھی اس کے پاس جا کر اس کے دامن سے وابستہ ہو جانا اور اس کے ساتھ مل کر خدمت اسلام کی سعادت حاصل کرنا۔

حدیث مذکورہ بالا میں حضرت نبی کریم صلعم کی یہ تلقین و تاکید بھی بتلاتی ہے کہ اس فتنہ کا فرو کرنے کا حقیقی ذریعہ خدا کی طرف سے ہی پیدا کیا جائے گا دینی علماء اس کے مقابلہ میں عاجز ہوں گے ان کے اس باطل دعوے کے حقیقی جواب میں مسلمانوں کے مجموعے خود مسلمانوں پر بھی اتمام حجت کرتے ہوئے ان پر ظاہر کر دیا کہ اب زمانہ آگیا ہے کہ خدا کی طرف سے اب کسی مامور کو مبعوث کر دیا جائے اور وہ مامور بھی ایسا ہو جو قرآن کریم اور نبی کریم صلعم کی پاک تاثیروں اور انہی کی قوت تزکیہ سے تربیت اور ہدایت یافتہ ہو تا وہ حقیقی معنی میں نبی کریم صلعم کا مہدی یعنی ہدایت یافتہ کہلا سکے۔ ان تمام نشانوں کے بعد بھی اگر مسلمان حضرت مرزا صاحب کو مہدی برحق تسلیم نہ کریں اور اس میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ دکھلائیں تو مقام تعجب ہے اللہ تعالےٰ ہمارے تمام مسلمان بھائیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ روشنی سے منور ہونے کی اور اسلام کی سچائی پر اپنے اندر بصیرت سے پُر ایمان پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو امام وقت کے دامن سے وابستہ ہوئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا باقی احادیث انشاء اللہ آیندہ اقساط میں پیش کی جائیں گی۔

نوٹ :- گذشتہ قسط کے صفحہ ۵ کالم ۳ سطر ۱۳ میں [illegible]

مکتوبِ ہالینڈ

ہیگ میں جلسہ۔ طفیل صاحب کے تبادلہ پر الوداعی جلسہ۔ قرآن اور بائبل کے موضوع پر تقاریر۔ مسیح کے یوم صعود پر جلسہ۔ ایک پادری صاحب سے گفتگو

مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
گذشتہ ماہ جو ہم نے جلسے وغیرہ کئے ہیں ان کی مختصر سی روئیداد ناظرین پیغام صلح کی دلچسپی کی خاطر عرض کرتا ہوں :-

ہیگ میں جلسہ

(۱) ہم نے ۲ر مئی کو ایک جلسۂ عام ہیگ میں منعقد کیا۔ ہمارے نومسلم بھائی عبداللہ خاں اونک۔ خالد براؤن اور خاکسار نے اس موقعہ پر تقاریر کیں۔ یہ جلسہ مسیح کی صلیب کے دن کی مناسبت پر کیا گیا تھا اس لئے تمام تقاریر اسی موضوع پر کی گئیں۔ تینوں مقررین نے مختلف پہلوؤں سے اس امر پر روشنی ڈالی کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور ایسا کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہ تھی۔ وقفہ کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا تھا۔ چنانچہ سوا گیارہ بجے تک تبادلۂ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔

طفیل صاحب کے تبادلہ انگلستان پر الوداعی جلسہ

(۲) ۲۱ر مئی کو برادرم مکرم شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے کے تبادلہ انگلستان کی وجہ سے ایک الوداعی جلسہ کا ایمسٹرڈم میں انتظام کیا گیا، تاکہ ان کی جان پہچان والے طفیل صاحب کو الوداع کہہ سکیں۔ اس موقعہ پر ایمسٹرڈم کی مختلف سوسائٹیوں کے نمائندگان کافی تعداد میں تشریف لائے جن میں سے حسب ذیل احباب خاص طور پر قابل ذکر ہیں :-

مسٹر فان لیون تھیوسافیکل سوسائٹی کی طرف سے ان کے صدر کی حیثیت سے اس جلسہ میں شامل ہوئے آپ نے طفیل صاحب کے متعلق بہت ہی اچھے الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مسز کالکوں سیکرٹری ورلڈ کانگریس آف فیتھس نے اس تنظیم کی طرف سے طفیل صاحب کو خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ میں طفیل صاحب کا بہت ہی ممنون رہوں گی کیونکہ ان کے ذریعہ مجھے ایک روحانی خزانہ کا پتہ چلا ہے جو کہ میرے لئے بہت ہی قیمتی چیز ہے۔ آپ نے کہا کہ وہ روحانی خزانہ قرآن مجید ہے۔ یہاں پر یہ عرض کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ یہ خاتون ابھی تک مسلمان نہیں مگر باوجود اس کے وہ قرآن مجید کے متعلق اس قسم کے خیالات رکھتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں قرآن کی روشنی سے کامل طور پر منور فرمائے۔ مسٹر [illegible] جو کہ ٹروپیکل انسٹی ٹیوشن کے اسلامی حصہ کے ڈائرکٹر ہیں اور اللہ کے فضل سے اسلام سے مشرف ہو چکے ہیں انہوں نے برادرم مکرم طفیل صاحب کے متعلق فرمایا کہ مجھے سنہ ۱۹۵۵ء سے اُن کے ساتھ واقفیت کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ آپ نے جس طرح رات دن محنت کر کے اسلام کا ہالینڈ میں پرچار کیا ہے وہ قابل تحسین ہے آپ کا یہاں سے جانا ہمارے لئے افسوس کا باعث ہے مگر ہم امید کرتے ہیں کہ طفیل صاحب اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد فرماتے رہیں گے۔

مسٹر کول نے عربک پرشین لٹریری سوسائٹی کی طرف سے طفیل صاحب کو الوداع کہا۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر ذان در واؤ دسے پریزیڈنٹ ورلڈ کانگریس آف فیتھ ہالینڈ ڈاکٹر فان پراغ مسٹر فرینک ہو کہ آنا فرینک کے والد ہیں وہ بھی اس جلسہ میں شامل تھے۔ مسٹر خالد براؤن نے مشن کی طرف سے طفیل صاحب کو الوداع کہا اور ان کی جگہ پر خاکسار کی تقرری پر خوشنودی کا اظہار کیا اور بتلایا کہ طفیل صاحب کے جانے کے بعد جو خلا پیدا ہوا ہے وہ امید ہے کہ بشیر صاحب کے ذریعہ پر ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔ برادرم مکرم طفیل صاحب نے اس موقعہ پر تشریف لانے والے تمام دوستوں کا شکریہ ادا کیا اور ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں آپ نے عیسائیت اور اسلام کے درمیان جو منافرت ہے اسے دور کرنے کے اصول بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر عیسائی خدا تعالےٰ کی توحید کے قائل ہو کر مسیح کی الوہیت کا انکار کریں تو دونوں مذاہب ایک دوسرے کے بہت قریب ہو سکتے ہیں مسلمان حضرت مسیح کی صداقت کے قائل ہیں۔ آپ نے مختلف اخبارات کے حوالہ جات پیش کر کے بتلایا کہ اس وقت عیسائی دنیا اس ضرورت کو محسوس کر رہی ہے کہ اسلام اور عیسائیت ایک دوسرے کے قریب آئیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس تقریر کا حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔

قرآن اور بائبل کے موضوع پر تقاریر

۳۔ ایک جلسہ ہیگ میں ۱۴ر مئی کو منعقد کیا گیا جس کا موضوع تھا قرآن اور بائبل۔ مسٹر عبداللہ فان اونک اس جلسہ کے صدر تھے۔ ڈاکٹر ڈی لونگ نے بائبل کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتلایا کہ بائبل میں ایسی باتوں کا ذکر ہے کہ جن کے ہوتے ہوئے ہم اس کتاب بحیثیت مجموعی الہامی نہیں مان سکتے۔ مثلاً حضرت داؤد کے متعلق ایک جگہ ذکر ہے کہ انہوں نے شیطانی القا کی وجہ سے مردم شماری کروائی۔ مگر دوسری جگہ اس کے خلاف یہ ذکر ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے انہیں ایسا کرنے کا اشارہ ہوا تھا۔ کون عقلمند انسان اس واقعہ کے الہامی ہونے کا قائل ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بائبل میں خدائی الہام ضرور موجود ہے جسے تلاش کرنا انسان کا کام ہے۔ ان کی تقریر کے بعد خاکسار نے قرآن مجید کے متعلق تقریر کرتے ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنا عقیدہ پیش کیا کہ ہم قرآن مجید کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس میں ۔ ۔ ۔ ہے وہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے اس کی ۔ ۔ ۔ کے طور پر خاکسار نے قرآنی صداقتوں کو پیش کیا اور بتلایا کہ قرآن مجید صرف خدائی الہام ہی نہیں وہ ایک مکمل کتاب ہے جو کہ تمام زمانوں اور لوگوں کی ضروریات کے مطابق تعلیم دیتی ہے۔

تقاریر کے بعد دیر تک تبادلۂ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔

مسیح کے یوم صعود پر جلسہ

۴۔ عیسائی لوگ مسیح کے آسمان پر چڑھنے کے دن کو منایا کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر ہم نے ۲۵ر مئی کو ایک جلسہ کے انعقاد کا انتظام کیا تاکہ اس موقعہ کی مناسبت سے عیسائی عقائد کے متعلق روشنی ڈالی جائے۔ خاکسار نے تقریر کرتے ہوئے عیسائی عقائد کو واضح کیا۔ پھر ان کے مقابل حضرت مسیح کے متعلق اسلامی نظریہ کو پیش کیا گیا۔ بعدہ خاکسار نے عیسائی نظریات پر عقل و نقل کی روشنی ڈالتے ہوئے اپنے عقیدہ کی پختگی کا اظہار کیا اس جلسہ میں ایک پادری صاحب بھی تشریف فرما تھے وقفہ کے بعد جب سوالات کا موقعہ دیا گیا تو بہت دلچسپ بحث کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک عیسائی جب صحیح طور پر میرے دلائل کو رد نہ کر سکا تو کہنے لگا کہ بشیر صاحب اگر ہم آپ کی بیان کردہ دلائل کو مان لیں تو پھر عیسائیت ہی باطل ثابت ہو جاتی ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ اس میں بھلا میرا کیا قصور ہے حقیقت حقیقت ہی ہے مگر تاہم میرے نزدیک مسیح کے وہی عقائد تھے جو ہمارے ہیں اس لئے میرے دلائل سے حقیقی مسیحیت کا رد نہیں ہوتا ہاں جو عیسائیت بعد میں بنائی گئی ہے اس کا رد ضرور ہوتا ہے۔ پادری صاحب کے ساتھ بھی دیر تک تبادلۂ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔ اس پادری صاحب کے ساتھ ایک دفعہ میں مسئلہ الوہیت مسیح کے متعلق مناظرہ کر چکا ہوا ہوں، اس موقعہ پر وہ لمبے لمبے سوالات کرنے لگے۔ میں نے انہیں عرض کی کہ پادری صاحب اگر آپ کسی دوسرے وقت کفارہ وغیرہ امور کے متعلق تفصیلی گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں تو بہت اچھا ہو اس سے عام لوگ کافی فائدہ حاصل کر سکیں گے، مگر انہوں نے عدیم الفرصتی کا عذر پیش کر دیا۔ غرضیکہ رات کے بارہ بجے تک ہمارا جلسہ جاری رہا

ایک پادری صاحب سے گفتگو

۵۔ ۳۰ر مئی کو میں نے ایک پادری صاحب کو اپنے مکان پر گفتگو کے لئے بلایا ہوا تھا۔ اس جلسہ میں ہم نے اپنے احباب کے علاوہ چند ایک دوسرے دوستوں کو بھی مدعو کیا تھا۔ پادری صاحب آزاد چرچ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے چرچ کے متعلق اپنے خیالات

(باقی بر صلا)

www.aaiil.org

آزادی اور مساوات کے علمبردار؟

امریکہ میں نسلی امتیازات کا ایک اور افسوسناک واقعہ

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَّاحِدَةً - (القرآن ۱۵-۱۹)

اقبال احمد - لندن

امریکہ کو آج کل دنیا کے "آزاد حصہ" کا قائد مانا جاتا ہے۔ کم از کم امریکہ کے لوگ اپنے آپ کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ امریکہ کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ ساری دنیا میں انفرادی قومی اور ملکی آزادی کا خواہاں ہے۔ موجودہ امریکی تہذیب کی بنیاد رکھنے والے وہ لوگ تھے جنہوں نے انگلستان کے شہنشاہ جارج سوم کی فوجوں سے لڑکر آزادی اس لئے حاصل کی تھی کہ وہ دنیا میں آزادی کے ایک نئے دور کا آغاز کرسکیں۔ آج اسی ملک سے یہ خبریں اکثر سننے میں آتی ہیں کہ وہاں کے سیاہ فام لوگوں کو برابری کے حقوق حاصل نہیں۔ پچھلے سال "لٹل راک" کے مقام پر اسی مسئلہ پر کافی فساد ہوا اور معاملہ اس حد تک بڑھ گیا کہ اس نے بین الاقوامی اہمیت حاصل کرلی۔ آخر کار صدر امریکہ کو ذاتی طور پر اس میں مداخلت کرنی پڑی۔

اگر امریکہ کے سیاہ فام لوگ زبردستی امریکہ میں داخل ہوئے ہوتے، پھر تو ان کے خلاف کسی قسم کی نفرت کا ہونا سمجھ میں آسکتا تھا۔ لیکن بیچاروں کو جہازوں میں لاد کر غلاموں کی حیثیت سے کھیتوں میں کام کرنے کے لئے لے جایا گیا تھا۔ اب جبکہ ان کی کئی پشتوں نے وہاں زندگی گذار دی ہے۔ تو یہ کس قدر ظلم ہے کہ انہیں اب بھی برابری کے حقوق حاصل نہیں۔ اتنی بات امریکہ کے حق میں کہی جاسکتی ہے کہ ان میں بعض ایسے دانشمند لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے ان حبشی غلاموں کو غلامیت کی زنجیروں سے ہمیشہ کے لئے آزاد کروایا۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اب جبکہ امریکہ کئی لحاظ سے دنیا کے ممتاز ملکوں میں شمار ہوتا ہے اس کی دانشمندی اور فراست معدوم نظر آتی ہے کیونکہ وہ اپنی آبادی کے ایک طبقہ کو حقارت سے دیکھتا ہے۔

لندن کے روزنامہ "ڈیلی ٹیلیگراف" کے ۲۸ جولائی سن ۶۰ء کے پرچہ میں ذیل کی خبر شائع ہوئی ہے:۔

"ایک حبشی طالب علم ایلرائے ایمبری ELROY EMBRY کو الباما اسٹیٹ کالج سے اس لئے نکال دیا گیا تھا کہ اس نے نسلی امتیازات کے خلاف مظاہروں میں حصہ لیا تھا۔ اسی حبشی طالب علم کے ساتھ ایک سفید فام پادری ریورنڈ رالف کنگ REV. RALPH KING نے ہوٹل کے اس حصہ میں کھانا کھایا جو صرف سفید فام لوگوں کے لئے مخصوص تھا۔ ان دونوں کو منٹگمری (الباما) کے جج یوجن کارٹر EUGENE CARTER کے سامنے پیش کیا گیا جس نے انہیں ستر ستر پونڈ جرمانہ کیا اور ایک غیر معین مدت کے لئے قید بامشقت کی سزا دلوائی"

امریکہ وہ ملک ہے:۔

جہاں ہر سال کروڑوں ڈالر حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کے پرچار پر خرچ کئے جاتے ہیں۔

جو اپنے آپ کو دہریت کے مقابلہ میں سب سے بڑی طاقت سمجھتا ہے۔

جسے یہ دعویٰ ہے کہ وہ امن، آزادی، مساوات اور اخوت جیسے خوبصورت نظریات کا حامل ہے اور

جس کی آبادی کا کثیر حصہ عیسائی مذہب کا پیرو ہے۔

حیرانی کی بات ہے کہ ایک ایسے ملک میں ایک عیسائی جج نے ایک عیسائی پادری کو صرف اس لئے سزا دی کہ اس نے انسانیت کے جذبہ سے کام لیتے ہوئے ایک دوسری نسل کے انسان کے ساتھ جو خود بھی عیسائی ہے کھانا کھایا۔ اور ستم یہ کہ امریکہ کی عیسائی آبادی میں اس کے خلاف شور بھی نہیں اٹھا۔

تاریخ میں مذہبی لوگوں کو مخالفین کے ہاتھوں اذیت اور دکھ پہنچتے رہے ہیں۔ لیکن اس واقعہ میں تو ایک عیسائی کو اس کے ہم مذہب نے ہی جیل کی کوٹھڑی میں بند کردیا اگرچہ جج اس ریاست کے قانون کی وجہ سے اس پادری کو سزا دینے پر مجبور بھی تھا، پھر بھی سزا کی بیشی کا تعین کرنا جج کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اس نے اس میں بھی تو کوئی رعایت نہیں دکھائی۔ غیر معین مدت کی سزا تو نہایت سنگین جرائم کی سزا کے لئے دی جاتی ہے۔ یہ کیسا انصاف ہوا کہ ایسے قابل ستائش عمل کو سراہنے کے بجائے اس قدر سخت سزا دے دی گئی۔

انفرادی طور پر بعض عیسائی پادریوں کی داد دینی پڑتی ہے کہ بعض موقعوں پر انہوں نے اپنی جان پر کھیل کر بھی مقابلہ کیا ہے۔ مثلاً جنوبی افریقہ میں چند ماہ قبل جب نسلی امتیازات کا جھگڑا چلا تو اس میں ایک عیسائی مشنری عورت نے نمایاں طور پر سیاہ فام لوگوں کی حمایت کی۔ آخر میں اسے ملک بدر کردیا گیا۔

اسلام کی تاریخ میں ایسا واقعہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کے برعکس حضرت بلالؓ کا نام مسلمانوں کی روزمرہ کی گفتگو میں نہایت عزت سے لیا جاتا ہے، اور انہیں سیدنا بلالؓ کہا جاتا ہے۔ وہ اگرچہ حبشی تھے اور غلام رہ چکے تھے لیکن نبی اکرم صلعم کے مقربین میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اکرم صلعم نے جو بھی تعلیم دی اس پر انہوں نے خود عمل بھی کرکے دکھایا۔ انسانی برادری کا سبق اگر انہوں نے دیا تو خود ایسی برادری عملاً قائم کرکے دکھا دی جس میں گورے اور کالے، عرب اور غیر عرب، آزاد اور غلام سب بھائی بھائی بن جاتے تھے۔ نسلی منافرت نام کو بھی نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اپنے انحطاط کے دور میں بھی کبھی نسلی تعصب کے مرتکب نہیں ہوئے۔ عرب وہ قوم تھی جسے صدیوں سے اپنی فصاحت اور نسلی بلندی پر فخر تھا۔ اور جو باقی دنیا کو حقارت سے عجمی کہکر پکارتی تھی۔ اس قوم نے جب اسلام قبول کیا اور ایک وسیع سلطنت کی بنیاد ڈالی تو اسلام کی تعلیم کے ماتحت ہر قوم اور نسل سے اس طرح شیر و شکر ہوئی جیسے دوسروں سے فرق کرنا اس نے کبھی سیکھا ہی نہ تھا۔

ہندوستان کی مایہ ناز خواتین میں سے ایک سروجنی نائیڈو تھیں۔ انکی تقاریر اور مکاتیب کو کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ ایک تقریر میں اسلام کے متعلق انہوں نے کہا ہے:۔

" یہ دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے جمہوریت کی نہ صرف تعلیم دی بلکہ اس پر عمل کرکے بھی دکھایا۔ مسجد کے منارہ سے جب اذان کی صدا آتی ہے تو سب نمازی اکٹھے ہوتے ہیں۔ اسلام کی جمہوریت کا نظارہ دن میں پانچ مرتبہ ہوتا ہے جبکہ کسان اور بادشاہ اکٹھے جھک کر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مجھے بار بار اسلام کی اس یگانگت پر حیرانی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ایک شخص دوسرے کا نمایاں طور پر بھائی بن جاتا ہے۔ لندن میں جب کبھی کسی مصری، الجزائری، ہندوستانی یا ترک سے ملاقات ہوتی ہے تو اس بات کا امتیاز ہی نظر نہیں آتا کہ ایک کی مادر وطن مصر ہے اور دوسرے کی ہندوستان"

ایک عیسائی مصنف نے بھی اسلام کے متعلق یہ اعتراف کیا ہے کہ:۔

"کسی سوسائٹی کو اس قدر کامیابی نہیں ہوئی کہ وہ انسانیت کی بیشمار نسلوں کو مقام میں، حقوق میں، اور آزادی کاوش میں برابری کا درجہ دے سکے۔ افریقہ، ہندوستان اور انڈونیشیا کی کثیر مسلمان آبادیاں اور شاید جاپان کی ننھی مسلمان جماعت بھی یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اسلام میں اب بھی یہ طاقت موجود ہے کہ وہ نسلی اور روایتی اختلافات کے ان عناصر کو بھی ہم آہنگ کرسکتا ہے جن کا ملاپ بظاہر ناممکن ہے۔ اگر مشرق اور مغرب کی بڑی بڑی جماعتوں کی آپس کی مخالفت نے کبھی تعاون کی صورت اختیار کی تو اس میں اسلام کی مدد ایک لازمی امر ہوگا"

(ودر اسلام از ایچ اے آر گب صفحہ ۳۷۹)

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی ؎ اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی

وحی کی قرآنی اقسام

عبد الرؤف لودھی (گوجرانوالہ)

پرویز صاحب کے مفروضہ سلیم کے نام میں یہ بات خاص طور پر منوانے کے لئے سر کے بالوں تک کا زور لگایا گیا ہے کہ "اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص خدا کی جانب براہِ راست علم حاصل ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ نبوت کے بند دروازے کو کھولنے کا مدعی ہے"۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ "قرآن نے کہیں نہیں کہا کہ اس کے بعد کسی انسان کو خدا کی طرف سے براہِ راست علم مل سکے گا" (یا) "قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی یا الہام کئے جانے کے امکان کا کوئی ذکر ہی نہیں"

ویسے تو میں پرویز صاحب کی "قنوطیت" اور "فنِ آسان قرآن فہمی" کو ایک عرصے سے جانتا ہوں۔ بڑی پچھلے دار تحریروں سے ایک مسلم یا "بیچارے سلیم" کو اپنی قرآن دانی منوانے پر خوب مہارت بھی حاصل ہے لیکن ہم مجبور ہیں جب وہ دو اور دو کا حاصل جمع چار کی بجائے کچھ اور ہانک دیتے ہیں۔

چونکہ انکے سامنے احادیث کے حوالے دینا معیوب سا خیال ہوتا ہے۔ اور وہ صرف قرآن کو کسوٹی کہتے ہیں (خواہ بعض اوقات وہ خود ہی قرآنی ارشادات کو ایک طرف رکھکر محض شاعری پر تکیہ کرتے نظر آتے ہوں) اس لئے ذیل میں ارشادات الٰہیہ ہی پیش کر کے ہم صرف ایک سوال کریں گے۔ خدا کرے وہ اپنے طلوعِ اسلام کی کسی اشاعت میں اس کا جواب دیکر عند اللہ ماجور ہوں اور ایڈیٹر کی آڑ یا کسی گمنام تحریر میں چھپنے کی کوشش نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وما کان لبشرٍ ان یکلمہ اللہ الا وحیاً او من ورائ حجاب او یرسل رسولاً فیوحی باذنہ ما یشاء"

ترجمہ:۔ اور کسی بشر کے لئے یہ میسر نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے سوائے اس کے کہ یہ وحی سے ہو یا پردے کے پیچھے سے یا رسول بھیجے پس اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے"

اب صاف ظاہر ہے کہ وحی کی اقسام مختلف ہیں جو تین بیان ہوئی ہیں، ایک صورت "وحیاً" اور دوسری "من ورائ حجاب" کی ہے۔ ان میں اولیا اور انبیاء دونوں شامل ہیں، اسی قسم کے تحت حضرت موسیٰ کی والدہ یا حضرت مریم یا حواری وغیرہ بھی آتے ہیں جو یقیناً انبیاء کے زمرہ میں نہیں تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا۔

اور تیسری صورت "یرسل رسولاً" والی ہے۔ یہ انبیاء سے مخصوص ہے۔ اور اسی لئے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبرئیل کا وحی لیکر آنا موقوف ہے گو وہ مومنوں کی تائیدات کے لئے آتا ہے۔ اگر غیر تشریعی وحی یا الہام یا رؤیا یا کشوف کی ضرورت نہ ہوتی تو بلا شبہ اللہ تعالیٰ "یرسل رسولاً" کے علاوہ کوئی اور صورت نہ بتاتا۔ یہ پہلی دو صورتیں ہی واضح کرتی ہیں کہ وحی کی اقسام مختلف ہیں ورنہ پرویز صاحب کا یہ کہنا حق بجانب ہوتا کہ "تصوف کی ساری عمارت اس بنیاد پر اٹھتی ہے کہ (رسول اللہ کے بعد بھی) انسانوں کو خدا کی طرف سے براہِ راست علم حاصل ہو سکتا ہے (اور ہوتا ہے) اس علم کو (وحی کی بجائے) الہام یا کشف کہا جاتا ہے اور جسے یہ علم ملتا ہے اسے (نبی کی بجائے) ولی یا صوفی کہتے ہیں۔ اس مختصر سی تشریح سے تم نے دیکھ لیا ہوگا سلیم! کہ تصوف کا دعوےٰ بالفاظ دیگر نبوت کا دعوےٰ ہے اور اس کا نام وحی کی بجائے الہام یا کشف اور اس کے مدعی کا نام نبی کی بجائے ولی رکھ لینے سے کچھ فرق نہیں پڑتا"

بہتر تھا کہ پرویز صاحب بیچارے گونگے "سلیم" کو ہماری محولہ بالا آیت دکھانے کے بعد ہی یہ سب کچھ دکھاتے۔ قرآن دانی یا قرآن فہمی کا تقاضا تو یہی پورا ہوتا ہے کہ اختلافِ خیال کو بھی زیرِ بحث لایا جاتے نہ یہ کہ اپنی ہی کہدی اور دوسروں کو ٹال دیا کرتے ہیں!

محولہ بالا آیت کے بعد دو آور آیات پر پھر ایک بار تفکر و تدبر سے کام لیں تو ہم احسانمند ہوں گے:۔

"الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیٰؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون"

اور

"الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی..."

اب کیا خیال ہے پرویز کا؟ وہ تو آیہ "خاتم النبیین" کا حوالہ دیتے ہوئے یہ دعوےٰ کرتے ہیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی الہام یا وحی اس امت کے کسی شخص پر ہونے کا ثبوت قرآن الحکیم سے نہیں ملتا لیکن ان آیات کے پیش کرنے کے بعد ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ پرویز صاحب سے یہ سوال کریں کہ حضور پُر نور کے خاتم النبیین ہونے کے بعد انسان کو خدا کی طرف سے براہِ راست علم نہ مل سکنے کا جواز کس قرآنی حوالہ سے نکلتا ہے۔؟ قرآن الحکیم میں کہیں بھی اس نفی کا ذکر ہے۔؟ اگر ہے تو خدا کے لئے ہمیں ضرور بتائیے۔ پرویز صاحب! اس راز کو چھپائیے نہیں کھول کر واضح کیجئے تا کہ ہم گمراہ لوگ آپکے طفیل راہِ راست پر آجائیں اور

www.aaiil.org

مکتوب ہالینڈ (بسلسلہ صفحہ ۸)

کا اظہار کیا۔ اور بتلایا کہ چونکہ حضرت مسیح نے آکر انسان کو شریعت کے قوانین سے آزاد کر دیا ہے اس لئے میرے نزدیک مسیح تمام دوسرے انبیاء سے بڑھکر ہیں اس موقعہ پر جب تبادلہ خیالات کا سلسلہ شروع ہوا تو ہماری طرف سے یہ پیش کیا گیا کہ جب ہم انجیل پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے شریعت سے آزادی نہیں دی بلکہ شریعت کے بعض پہلوؤں کی وضاحت ضرور فرمائی ہے مسیح خود فرماتے ہیں:۔

"میں شریعت کو تبدیل کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کا کام شریعت کو منسوخ کرنا نہیں تھا لہذا ان میں اور دوسرے انبیاء میں کوئی فرق باقی نہ رہا۔ اس کے بعد وہ فرمانے لگے کہ عیسائیت کی جو اخلاقی تعلیم ہے وہ بہت اعلےٰ ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے طلاق وغیرہ کی مخالفت کو پیش کیا۔ اس پر ہم نے عرض کی طلاق کی ممانعت بھی تو شریعت ہے۔ پہلے اجازت تھی اب مسیح نے نیا قانون بنا دیا کہ منع ہے۔ اور یہ قانون پہلے قانون سے اچھا بھی نہیں کیونکہ جب میاں بیوی اتفاق سے نہ رہ سکیں تو بہتر ہوگا کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ اس پر فرمانے لگے کہ مسیح کا یہ قول ہمارے لئے بھی مشکلات پیش کر رہا ہے۔ کئی مواقع پر جب وہ جواب نہ دے سکتے تو کہہ دیتے کہ آپ کی بات بھی ٹھیک ہے۔ نہایت دوستانہ طور پر ان کے ساتھ گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

(بسلسلہ صا) **قرآن کی تعلیم سیکھنے**

۶۔ ہر ہفتہ ایک بار ہمارے دو دوست قرآن مجید اور نماز کے لئے تشریف لاتے رہے انہوں نے ابھی مسلمان ہونے کا دعوہ نہیں کیا مگر نماز وغیرہ بڑے شوق سے سیکھ رہے ہیں۔ قرآن مجید ناظرہ بھی شروع کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی عالمگیر

برادری میں شامل ہونے کی توفیق بخشے۔

آخر میں احباب کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ ہمارے مشن کی کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام

غلام احمد بشیر

پیغام صلح ۳ اگست سنہ ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۶ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۶۰ء | نمبر ۳۱

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم اخ المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ التقوی ھٰھنا ویشیر الی صدرہ ثلث مرار بحسب امرئ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ - رواہ مسلم - کتاب البر والآداب - باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق - مشکوٰۃ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں چاہیئے ایک مسلمان (اہل توفیق و ثروت) دوسرے بھائی پر (جو کہ زیردست یا محتاج ہے) نہ تو ظلم کرے اور نہ ترکِ مدد اور نہ اُسے حقیر جانے (انما المؤمنون اخوۃ — یا ایہا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیرًا منہم سورۃ حجرات رکوع ۲) پس یہی تقویٰ ہے اور اپنے سینہ مبارک کی طرف تین بار اشارہ فرمایا (یعنی سوشل تعلقات میں برادرانہ اختلاط پر زور دیا ہے چنانچہ حضور صلعم نے فرمایا میں غریب بھائی کی دعوت ضرور قبول کرونگا لو دعیت الی کراع لاجبت - بخاری کتاب النکاح یعنی اگر کوئی غریب شخص کسی بکری یا بھیڑ کا ایک پایہ پکا کر بھی مجھے دعوت میں بلائے تو میں اُس کی دعوت کو ضرور قبول کروں گا) مسلمان بھائی کو حقیر کرنا سب برائیوں سے کامل برائی ہے (یعنی یہ بات برائی میں بذاتِ خود کامل ہے اور برائی کی حاجت نہیں) اور مسلمان کی تمام چیزیں دوسرے

(باقی بر صفحہ ۹)

محرم ناجی — امریکہ میں ایک مخلص خادم کی اچانک موت

وہ شخص جس نے امریکہ میں اسلامک سنٹر کی بنا رکھی اور امریکی اخبار روزنامہ مینسفیلڈ اور کتابوں وغیرہ کے ذریعہ اسلام کے بارے میں ہزارہا کی تعداد میں مفید لٹریچر تقسیم کیا۔

(ناصر احمد)

چند دن ہوئے میچیگن (امریکہ) کے ایک مشہور مسلمان عالم امام وحی اسماعیل نے یہ صدمہ انگیز خبر دی کہ ہمارے نہایت ہی محترم و مکرم بزرگ جناب محرم ناجی صاحب - بانی مبانی اسلامک سینٹر امریکہ ۲ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء کو اچانک فوت ہو گئے ہیں - قارئین پیغامِ صلح کو میں نے بیرونی سرگرمیوں کے ضمن میں کئی ایک دفعہ محرم ناجی صاحب کے نام اور ان کے کام سے متعارف کرایا ہے - لیکن یہ تعارف لٹریچر کی طباعت و تقسیم تک ہی محدود رہتا تھا - آج میرا دل اس فرشتہ سیرت بزرگ اور امریکہ میں دینِ اسلام کی خدمت کے بے لوث خادم کی وفات پر مغموم ہے ، ہزاروں میل کی دوری اور ذاتی ملاقات نہ ہونے کے باوجود آج میں ان کی وفات کو ایک نہایت ہی قریبی عزیز کی وفات کی مانند بُری طرح محسوس کر رہا ہوں - دُور افتادہ مقامات میں خدمتِ دین اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کرنے والے بھائیوں کے ساتھ ہمارا رشتہ اتنا قریبی ہو جاتا ہے کہ ان کا دکھ ہمارے لئے کرب کا موجب اور ان کی خوشی ہمارے لئے مسرت کا پیغام لاتی ہے - یہی رشتہ محرم ناجی کو ہمارے اتنا قریب کر چکا تھا کہ آج اُن کی اچانک موت ہمارے لئے ایک صدمہ عظیم کا موجب ہو گئی - خدا سے دعا ہے کہ وہ اس بے لوث خادمِ دین پر اپنی برکات نازل فرمائے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے -

سنہ ۱۹۵۵ء میں جب والد صاحب (مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم) کی وفات کے بعد مجھے دفتر کی بیرونی خط و کتابت میں زیادہ قریب ہو کر حصہ لینے کا موقعہ ملا - تو محرم ناجی صاحب مرحوم سے خط و کتابت زیادہ گہری ہوتی گئی ، اور میں نے ہر ممکن کوشش کی کہ ہمارا زیادہ سے زیادہ

لٹریچر ان کو پہنچایا جائے تاکہ وہ اسکو کتابچوں اور پمفلٹوں کی صورت میں طبع کر کے تقسیم کر سکیں ، چنانچہ انہوں نے لائٹ ، اسلامک ریویو کے اداریے اور مضامین ، اور ہماری کتب میں سے اقتباسات کو ہزاروں کی تعداد میں چھاپا اور مفت تقسیم کیا ، اگرچہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جتنا فائدہ ہمیں خود ان مضامین سے اُٹھانا چاہیئے تھا ہم نے نہیں اٹھایا محرم ناجی صاحب نے پورا پورا فائدہ اُٹھایا اور اسلامی لٹریچر کی طباعت و اشاعت کی ایک بے نظیر مثال قائم کر دی ، جس کی وجہ سے امریکہ سے لے کر فلپائن تک اور سارے برِاعظم افریقہ میں اسلام کے بنیادی اصول اور اسلامی حقائق و اقدار سے متعلقہ لٹریچر پھیل گیا - محرم ناجی جو مینسفیلڈ کے ایک لوہے کے کارخانے میں کام کرتے تھے اپنی زیادہ تر آمدنی کا حصہ اسلامی لٹریچر کی طباعت و اشاعت میں صرف کرتے تھے - اب محرم

www.aaiil.org

ایک سال سے وہ ریٹائر ہو چکے تھے، لیکن اپنی قلیل آمدنی کا بیشتر حصہ وہ اس عظیم مقصد کے لئے خرچ کرتے رہے۔ انہیں اپنی آمدنی کی کمی کا افسوس تھا، کیونکہ یہ کمی لٹریچر کی طباعت و اشاعت کے کام کی وسعت کی کفیل نہیں ہو رہی تھی، اس کیفیت کا اظہار وہ تقریباً ہر خط میں کرتے رہے۔ اس سے ان کی دلی کیفیت اور اس مقدس کام کے لئے جذبۂ ایثار کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ پچھلے دو تین سالوں سے تو ان کے لٹریچر کی مانگ اتنی زیادہ ہو گئی تھی کہ وہ اسکو پورا نہیں کر سکتے تھے۔ ایک ماہ میں خطوط کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ جاتی تھی۔ چنانچہ میں نے انہیں لکھا کہ چیدہ چیدہ خطوط وہ مجھے ارسال کر دیا کریں تاکہ ان پتہ جات پر ضروری لٹریچر ارسال کیا جا سکے۔ اور آپ حیران ہوں گے کہ انہوں نے سو سو کی تعداد میں خطوط کے کئی بنڈل مجھے ارسال کئے۔ ان خطوط سے اسلامی عقائد کے مطالعہ کے لئے گہری دلچسپی کا پتہ چلتا ہے۔

محترم ناجی صاحب کی مثال ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔ اپنی آمدنی کا ایک بیشتر حصہ اسلام کی تبلیغ کے لئے صرف کرنا اس مادی دور میں اسلام سے انتہائی عشق اور اسلامی حقائق پر پورے ایقان کو چاہتا ہے۔

امریکہ میں سینکڑوں اہل ثروت مسلمان موجود ہیں لیکن جناب محترم ناجی صاحب جس نظریۂ حیات کی اشاعت کے لئے کوشاں رہے اور جس کے لئے انہوں نے اپنا سرمایہ اور وقت صرف کیا اس کی وجہ سے آج وہ دنیا میں ایک قابل احترام و قابل ستائش شخصیت کے مالک بن چکے ہیں اور دوسرے اہل ثروت لوگوں کو بہت پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

سنہ ۱۹۵۶ء میں جب محترم ناجی صاحب کو خط لکھا گیا کہ کس طرح ان کو اسلامی لٹریچر کی طباعت و اشاعت کی تحریک ہوئی، اور کس طرح انہوں نے اس کام کی ابتداء کی تو انہوں نے جو جواب دیا اس کا ترجمہ اردو میں حسب ذیل ہے۔ یہ خط دوسری باتوں کے علاوہ اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ تحریک احمدیہ لاہور کا لٹریچر اور اس کے اخبارات اسلام کے دفاع اور اس کی اشاعت کے لئے ایک بیش قیمت خزانہ ہیں۔ اس خط کا ایک ایک لفظ ہماری جماعت کے اہل ثروت اصحاب کے غور کرنے کے قابل ہے۔ لکھا ہے:۔

" تقریباً ۲۹ سال پیشتر جب میں مینسفیلڈ اوہائیو آیا۔ تو مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب میں حکم دیا کہ میں امریکہ میں اسلام کی تبلیغ کا کام کروں۔ اس واقعہ کے چند ہی دنوں بعد میں نے روزنامہ مینسفیلڈ میں کسی مخالف اسلام کا ایک ہتک آمیز مضمون رسول اکرم صلعم کے خلاف پڑھا۔ مجھے اس سے سخت دکھ ہوا لیکن مجھے اس قسم کا مواد نہ مل سکا جس سے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند پایہ اخلاق کے متعلق کچھ لکھ سکتا۔ اور اس اخبار میں چھپوا تا۔ نیز اس وقت میری انگریزی بھی اتنی اچھی نہ تھی جتنی کہ اب ہے۔ چنانچہ میں ہال کی پبلک لائبریری میں گیا، اور خدا کا شکر ہے کہ مجھے وہاں حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی کتاب "اسلام اینڈ سویلائزیشن" (جس کا اردو ترجمہ "تمدن اسلام" ہے) مل گئی اور میں نے اس کتاب کی مدد سے اس اخبار کے لئے جس میں کہ وہ دل آزار مضمون چھپا تھا کچھ لکھا۔ خوش قسمتی سے چند ماہ بعد ماہنامہ اسلامک ریویو (ووکنگ) اور ہفتہ وار "لائٹ" (لاہور۔ پاکستان) میرے ہاتھ لگ گئے۔ تب سے میں ان میں سے مضامین لے کر اپنی قلیل آمدنی سے جو میں لوہے کے ایک کارخانے سے کماتا، کتابچوں اور ہینڈ بلوں کی صورت میں چھاپ کر مفت تقسیم کرتا ہوں۔"

سنہ ۱۹۵۴ء میں مینسفیلڈ نیوز جرنل کے ایڈیٹر نے خواہش ظاہر کی کہ وہ میرے اور میری مذہبی سرگرمیوں کے متعلق اپنے اخبار میں کچھ شائع کرے۔ اور اس غرض سے انہوں نے اپنے ایک نمائندے کو میرے پاس بھیجا تاکہ وہ میرے اور میری مذہبی سرگرمیوں سے متعلق سوالات کرے۔ میں "مینسفیلڈ نیوز جرنل" کے رپورٹر بوب لسن کے مضمون کا تراشہ ارسال کر رہا ہوں جو اس اخبار کے ۸ رجون سنہ ۱۹۵۴ء کے شمارے میں چھپا تھا۔

"وہ چاہتے ہیں کہ لوگ محمد صلعم کی شخصیت سے آگاہ ہوں" (از بوب لسن)

" محترم ناجی، جو مذہبی اعتقادات کے اعتبار سے مسلمان ہیں۔ ان کی پیدائش البانیہ میں ہوئی اور امریکہ میں آکر انہوں نے مستقل سکونت اختیار کی، وہ اس ملک میں مذہبی آزادی کے زندہ مجسمہ ہیں۔

" اپنی جائے سکونت واقعہ ۱۰۹ سٹیورٹ لین میں یہ باسٹھ سالہ عالم "اسلامک سینٹر یو۔ ایس۔ اے" کے ادارے کو چلاتا ہے۔ اس ادارے کی بنیاد انہوں نے آج سے ۲۷ سال پہلے خود ہی رکھی تھی۔"

" ناجی صاحب خطوط، کتابچوں اور مضامین کے تراجم کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلعم کے ماننے والوں کے معتقدات کی توضیح کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ میں دین اسلام کے متعلق امریکی لوگوں کے غلط تصورات کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں"۔

" وہ خود سینٹر کو اپنے خرچ پر چلاتے ہیں۔ محترم ناجی صاحب ایمپائر سٹیل فیکٹری میں گذشتہ ۲۸ سال سے ملازمت کر رہے ہیں۔ اور اپنی قلیل آمدنی ساری کی ساری اسی مقصد کے لئے صرف کر دیتے ہیں، جس پر ان کا حتمی ایمان ہے۔ ان کے اخراجات کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ وہ "نیوز جرنل" کے ہفتہ کے شمارے میں پورا ایک صفحہ اپنے خرچ پر شائع کرتے ہیں (صفحہ کا سائز بہت بڑا ہوتا ہے)۔ ایک دفعہ میں نے کسی مضمون کو چھپوانے کی غرض سے ان سے ایک صفحہ کے اخراجات معلوم کئے۔ مجھے صحیح رقم یاد نہیں رہی، لیکن اتنا یاد ہے کہ ۱۰۵ ڈالر سے کافی زیادہ رقم تھی۔ یہ خرچ ان ہزاروں ٹریکٹوں، کتابچوں اور ہینڈ بلز کی طباعت و اشاعت کے علاوہ ہے جو وہ شائع کرتے تھے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اپنے اس ادارے کو چلانے کے لئے محترم ناجی صاحب کتنی رقم صرف کیا کرتے تھے۔ (مترجم)

وہ اس کام کو کیوں کرتے ہیں؟

اس کی دو وجوہات ہیں پہلی یہ کہ جس طرح عیسائی نوجوان پچھلے ۱۹۵۴ سالوں سے اسی قسم کی ہدایت پا کر تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح پر محترم ناجی صاحب کو بھی اس کام کے کرنے کی تحریک ہوئی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح عیسائی مبلغوں سے باتیں کرتے رہے ہیں اسی طرح محترم ناجی صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ایک خواب میں حضرت محمد صلعم نے اس کام کے کرنے کی مجھے ہدایت فرمائی ہے۔"

دوسری یہ کہ امریکہ کے لوگوں کو اسلام کے متعلق غلط نظریات و تصورات بتائے گئے ہیں۔

" میں نے بہت سی کالج کی درسی کتب قرآن مجید اور رسول اکرم صلعم کی تعلیمات سے متعلق پڑھی ہیں۔ ان میں بہت سی غلطیاں ہیں"۔ ناجی صاحب نے مزید فرمایا۔

ان کی خواہش یہ نہیں ہے کہ عیسائیوں یا یہودیوں کو اپنے مذہب میں داخل کیا جائے۔ ہم سب اسی ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں مگر ہمارے طریق مختلف ہیں"

" محترم ناجی صاحب سنہ ۱۸۹۱ء میں البانیہ میں پیدا ہوئے۔ لیکن جب سنہ ۱۹۱۲ء میں یونانیوں نے اس ملک پر قبضہ کر لیا تو آپ نے ترک وطن کیا۔ پہلے آپ ارجنٹینا پہنچے۔ پھر سنہ ۱۹۱۷ء میں متحدہ امریکہ آ گئے۔ اور کینٹن اور پینسلونیا کے مختلف شہروں میں قیام کیا، بالآخر سنہ ۱۹۲۷ء میں مینسفیلڈ شہر میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ یہاں آنے کے تھوڑے عرصہ کے بعد ہی محترم ناجی کو رؤیا میں رسول اکرم صلعم نظر آئے۔ اور یہ وہ وقت تھا جب وہ اپنے وطن عزیز کو لوٹنے کی سوچ رہے تھے۔ اس رؤیا کے ذریعہ ان کو بتایا گیا کہ مسلمانوں نے سرزمین امریکہ میں اسلام کی تبلیغ کی کوشش بالکل نہیں کی اس لئے ان کی اس کام کے لئے یہاں بڑی ضرورت ہے۔

" مینسفیلڈ کے یہ سفید بالوں والے سلیم الطبع شخص مسلمانوں کے ایک صوفی مکتبۂ فکر کے رکن ہیں۔ یہ ایک ایسا مکتبۂ فکر ہے جس میں بلند روحانی طاقت قوت اور تجربہ کے مالک رکن بنائے جاتے ہیں۔ رؤیا ان کو مختلف طریق پر آتے ہیں۔ خوابوں کی صورت میں یا الفاظ اور لکھی ہوئی عبارت کی صورت میں"

" ناجی صاحب اس کی یوں وضاحت کرتے ہیں:۔

" جب ایک صوفی ذکر و فکر، توجہ اور محویت کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ روحانی طور پر ہر اس چیز کا جس کے لئے اس کے دل میں لگن ہو تجرباتی مطالعہ کر لیتا ہے۔ اور اس

(باقی بر صفحہ ۱۱ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۶۰ء

ابنیت و الوہیت مسیح کا مسئلہ

انگریزی مسیحی معاصر "اپی فینی" سے کسی شخص نے سوال کیا تھا کہ حضرت مسیح تو کنواری مریم کے فرزند تھے پھر یہ کہنا کس طرح پسندیدہ ہو سکتا ہے کہ خدا کو ان کا باپ سمجھا جانے، یا انہیں خدا کے بیٹے قرار دیا جائے۔

اس کا جو کچھ جواب معاصر "اپی فینی" نے دیا اس کا ترجمہ معاصر "اخوت" (ماہ جون ۱۹۶۰ء) میں شائع ہوا ہے جس میں ابنیت والوہیت مسیح کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:-

"فقط وہی لوگ جو بائبل سے کم واقف ہیں، اس قسم کے خیالات کو اپنے دلوں میں جگہ دیتے ہیں کہ جن سے ہمارے نامہ نگار کی طرح اس کے دیگر ہم خیال احباب کو بھی ذہنی خلش محسوس ہوتی ہے۔ تاوقتیکہ اوّلین مسیحی بائبل کی صحیح تعلیم پر عامل رہے۔ انہیں باپ اور بیٹے کے باہمی رشتہ کی اصلیت کے متعلق کبھی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ چوتھی صدی کے اوائل میں شہنشاہ قسطنطین کے تبدیل مذہب کے ساتھ بُت پرستوں کی ایک بڑی تعداد بھی شامل کلیسا ہوئی۔ وہ مسیحی ایمان میں ابھی خام اور کچے تھے، ان کے خیالات بت پرستانہ تھے۔ اور تبھی سے غلط فہمیوں نے بھی اپنا سر اُٹھایا۔ اس بدعت کا بانی مبانی وہ رسوائے عالم کذاب ایریس تھا۔ اس نے اس خیال کو رواج دیا کہ لازماً باپ وہی ہو سکتا ہے جس سے بیٹا پیدا ہو اور دلیل یہ دی کہ بیٹے سے پیشتر باپ کا وجود لازم ہے۔ لہٰذا ایک وقت تھا جب بیٹا نہ تھا اور تب خلقت کے پہلوٹھے کی صورت میں باپ اسے وجود میں لایا۔ بزرگ بشپ انتھاناسیس کی قسم کے پایہ ناز مسیحی مفکرین فوراً اس خطرہ کو بھانپ گئے کہ مسیحیت میں خدا کے متعلق بُت پرستانہ خیالات داخل کئے جا رہے ہیں اور وہ یوں کہ ایسے شخص کو جو درحقیقت خدا نہیں۔ ایک طرح کا دوسرا چھوٹا خدا بنایا جا رہا ہے یہی وہ غلطی تھی جس کی تین صدیاں بعد آنحضرت نے بجا طور پر اصلاح فرمائی۔ جب مسیحی کلیسا نے اپنا عقائد نامہ وضع کیا تو اس بات کا خاص خیال رکھا کہ باپ ـ بیٹے کا رشتہ، رشتۂ محبت ہے۔ اور دوسرے زبور میں "پیدا ہونے" کی اصطلاح کا مفہوم جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہے"۔

یہاں تک تو ٹھیک ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مسیح کا باپ بیٹے کا رشتہ، رشتۂ محبت ہے اور زبور کی اس آیت کا کہ "آج تو مجھ سے پیدا ہوا" روحانی مفہوم ہے نہ کہ جسمانی، ابنیت مسیح کا مفہوم اگر محض اسی قدر ہو تو اس بارہ میں مسیحی حضرات سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام انبیاء اور اولیاء اللہ تعالےٰ کے ساتھ کامل محبت کی وجہ سے اس کی روحانی فرزندیت میں داخل ہیں، جیسا کہ مولانا رُوم رح نے بھی لکھا ہے ع

اولیاء اطفالِ حق اند اے پسر

اور حدیث میں تمام مخلوق کو اللہ تعالےٰ کا کنبہ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخلق عیال اللہ۔

پس جہاں تک اللہ تعالےٰ کے روحانی فرزند ہونے کا تعلق ہے، اگر اسی رنگ میں مسیحی حضرات حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن جیسا کہ ہم اُوپر واضح کر چکے ہیں اس میں مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں پائی جاتی، کم و بیش تمام انبیاء و اولیاء اللہ تعالیٰ کی روحانی فرزندیت ہی میں داخل ہیں۔

مگر اس کو کیا کیا جائے کہ معاصر "اپی فینی" نے اس وضاحت کے باوجود کہ

"باپ بیٹے کا رشتہ رشتہ محبت ہے اور اور دوسرے زبور میں "پیدا ہونے" کی اصطلاح کا مفہوم جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہے"

ساتھ ہی یہ بھی لکھدیا ہے کہ:-

"جب ہم کہتے ہیں کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے تو ہماری مراد یہ نہیں ہوتی کہ وہ کوئی وجود ثانی ہے لہٰذا رتبہ میں خدا سے کمتر ہے بلکہ یہ کہ اس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے وہ خدا سے خدا ہے اور کسی صورت میں مخلوق نہیں لیکن اس کے یہ بھی معنے نہیں کہ خدا دو ہیں"

فرمائیے آپ کیا سمجھے؟ یسوع کا رشتہ خدا سے رشتۂ محبت ہے اور خدا سے "پیدا ہونے" کی اصطلاح کا مفہوم خدا سے جسمانی طور پر پیدا ہونا نہیں بلکہ روحانی پیدائش مراد ہے، لیکن اسکے ساتھ ہی وہ خدا کا پیدا کیا ہوا وجود ثانی بھی نہیں، نہ مرتبہ میں خدا سے کمتر ہے بلکہ خدا کا اور اس کا ایک ہی جوہر ہے اور وہ خدا سے خدا ہے۔ اور کسی صورت میں مخلوق نہیں، اور باوجود اس کے کہ خدا بھی خدا ہے اور مسیح بھی خدا ہے تاہم خدا دو نہیں ہیں بلکہ ایک ہی ہے، کیا اس مجموعہ اضداد کو کوئی ذی ہوش انسان سمجھنے کی استعداد رکھتا ہے؟ کیا کسی ہوشمند انسان کے عقل و فہم میں یہ بات آسکتی ہے کہ یسوع خدا کا جسمانی بیٹا نہ ہونے کے باوجود خدا ہی کے جوہر سے ہے اور خدا سے خدا ہے اور کسی صورت میں مخلوق نہیں، اور کیا کسی ادنےٰ عقل کے انسان کی سمجھ میں یہ آسکتا ہے کہ خدا بھی خدا ہے اور یسوع بھی خدا، لیکن باوجود اس کے خدا دو نہیں بلکہ ایک ہی ہے شاید اسی مجموعہ اضداد کے پیش نظر قرآن کریم نے فرمایا:- مالھم بہ من علم ولا لاٰبائھم کبرت کلمۃ تخرج

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں، ہر روز بعد از نماز فجر مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قرآن کریم کا درس دیتے، اور دن بھر انجمن اور جماعت کے کاموں کی سرانجام دہی میں مصروف رہتے ہیں، دعا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔

کامیابی اور عطیہ

چوہدری فضل داد صاحب ریٹائرڈ ہیڈ کلرک ممبر یونین کونسل دیونہ ضلع گجرات لکھتے ہیں:-

"میرے لخت جگر سعادت احمد نے بفضل خدا امسال بی کام سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے اس خوشی میں پانچ روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بذریعہ منی آرڈر بھیج رہا ہوں اور پانچ روپیہ اسلامیہ ہائی سکول دیونہ کو جس کا میں منیجر ہوں بھیج رہا ہوں سعادت احمد کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے مزید کامیابیاں دے اور خادم دین بنائے۔

ولادت اور عطیہ

علی پور ضلع مظفر گڑھ سے عادل محمد صاحب لکھتے ہیں:-

"میرے داماد مستری غلام حسن کو گذشتہ ماہ اللہ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے، اس سے قبل دو لڑکے ہیں، ان میں سے ایک جماعت نہم میں زیر تعلیم اور دوسرا بڑا لڑکا دکانداری کرتا ہے، انہوں نے مبلغ چار روپیہ انجمن کے لئے دیئے ہیں، جو میں چندہ ماہوار کے ساتھ بھیجدوں گا، ان سب بچوں اور ان کے والدین کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

مرحوم دلاور خاں صاحب کی طرف سے عطیہ

مرحوم دلاور خاں صاحب کی بچیوں نے خانصاحب کے ایصال ثواب کے لئے ایک ہزار روپیہ برائے تقسیم مکمل سٹ اسلامی کتب انجمن کو عطیہ دیا ہے۔ تاکہ ان کی طرف سے یہ سٹ صدقہ جاریہ کے طور پر غیر ممالک میں ایک مبلغ کا کام کرتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کی بچیوں کو جزائے خیر دے اور خانصاحب مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔

خاکسار۔ احمد یار سیکرٹری

اُستانی کی ضرورت

راجہ عبدالحق صاحب E/481 اندرون موچی گیٹ محلہ کمان گران لاہور کے تین بچوں کے لئے ایک اُستانی کی ضرورت ہے جو دو گھنٹہ گھر آکر پڑھایا کرے۔ معاوضہ کا فیصلہ انٹرویو پر کیا جاوے گا۔

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از ایم اے آرنلڈ سیکرٹری میڈی ایٹر اسلامک ایسوسی ایشن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، برانچ ایتھلون سی پی جنوبی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ یہ چٹھی پڑھکر حیران ہوں گے۔ اور آپ کی بیحد خوشی کا باعث بھی ہوگی۔ آپ مہربانی فرماکر ہماری خط و کتابت کے فائل کا بغور مطالعہ فرائیں گے تو آپ کو اپنی لکھی ہوئی چٹھی مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۵۶ء کی نقل مل جائے گی جس میں آپ نے ہمارے مقتدر ممبر مسٹر داؤد سیڈو کو لکھا تھا کہ ایک جماعت بنام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور برانچ کیپ ٹون جنوبی افریقہ میں بنائی جائے۔

مگر ہمارے راستہ میں ایک مخلص جماعت بنانے میں آج تک روکاوٹیں پیدا ہوتی رہیں۔ اس عرصہ میں دو دفعہ مسٹر سیڈو نے جماعت آرگنائز کرنے کی کوشش کی۔ مگر حالات نے انہیں مایوسی کا سامنا دکھایا۔

چونکہ انہوں نے اشاعت اسلام اور دفاع اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے وہ اکیلے ہی اس میدان میں سرگرم عمل رہے حتیٰ کہ بہت سے لوگ احمدیت کی روشنی سے منور ہوکر کشاں کشاں ان کے گرد جمع ہوگئے اور دی میڈی ایٹر اسلامک ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی گئی تاکہ وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی نمائندگی کرے۔

ہم نے محسوس کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ واقعات کو ہمارے لئے سازگار بنا رہا ہے اور اس بہت بڑی صداقت کی وہ تو دحفاظت فرما رہا ہے۔ ان لوگوں میں سے جنہوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ذریعہ بیعت کی تھی مخلصین کو الگ چھانٹ رہا ہے مگر یہ حیرانی کی بات نہیں احمدیت کے بڑے درخت میں کچھ خشک ٹہنیاں بھی ہو ہی جاتی ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی یہ صورت حال پیدا ہوگئی، یہ درخت اس زمانہ کے امام اعظم کا لگایا ہوا ہے یہ ہمیشہ سرسبز رہے گا۔

الحمد للہ کہ اس درخت کی سرسبز شاخیں بڑھیں اور پھولیں اور ہم لوگوں میں اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات پر مضبوط ایمان پیدا کرنے کا باعث ہوئیں۔ سب تعریف اللہ تعالےٰ کے لئے ہے جس نے ہماری رہنمائی فرمائی اور ادھر ادھر بھٹکنے سے محفوظ رکھا۔

اب ہم اس قابل ہوگئے ہیں کہ ہم بڑی خوشی سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور برانچ کیپ ٹون کے قیام کا اعلان کرتے ہیں جس کا جی چاہے قبول کرکے ہمارے ساتھ شامل ہو جو پسند نہیں کرتا اس کی مرضی، ہم نے بیعت کے فارم لکھتے وقت جو عہد نامہ کیا تھا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اسے انشاء اللہ تعالےٰ نبھائیں گے۔ ہم حضرت امام مرزا غلام احمدؑ کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہمارے قدموں کو جو تسلیم و رضا کے رستے میں اٹھائے گئے ہیں مضبوط رکھے اور آگے بڑھنے کی توفیق بخشے اور پھر جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (۸۱/۱۷) کا نظارہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنا صدر منتخب نہیں کریں گے کیونکہ ہم نے جماعت کے موجودہ امیر مولانا صدر الدین صاحب کو ہی احمدیہ موومنٹ کا سپریم ہیڈ مانا ہے۔

ہم نے صرف چیئرمین، سیکرٹری، ملیجر انچارج اور دو ٹرسٹی ایسوسی ایشن کے معاملات کے نگران مقرر کئے ہیں۔

جہاں آپ سے ہم اس چٹھی کی رسید کے منتظر ہیں وہاں ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ انجمن ہماری جماعت کو باقاعدہ طور پر قبول فرمائے اور ہمیں ہماری رہنمائی کے لئے ہدایات بھیجتے رہیں بالخصوص ہمیں بہت خوشی ہوگی اگر حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب چند حوصلہ افزا الفاظ سے نوازیں۔

ہم ایسوسی ایشن کے تمام ممبر جماعت کے بزرگان و خوردگان کو السلام علیکم عرض کرتے ہیں۔

(آگے چل کر انہوں نے جماعت کے ممبران کے نام دیئے ہیں اور ایک نئے ممبر کا بیعت فارم پُر کرکے بھیجا ہے۔ انہیں حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب کے حوصلہ افزا اور دعائیہ کلمات اور ان کی طرف سے قبولیت کا پیغام اور لٹریچر اور خط مشتمل بر نصائح حضرت مسیح موعودؑ بھیجے گئے ہیں۔ غلام قادر)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر ایم سامی سلے بیٹو بوم گانا مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مجھے آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۵/۱۰/۶۰ ملا بہت بہت شکریہ۔ اب مجھے آپ کے ارسال کردہ رسالے اور قرآن شریف مل گئے ہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں ان سے پورا پورا فائدہ حاصل کروں گا اور میرے حلقۂ اثر کے دوست بھی فائدہ اٹھائیں گے۔

یہاں بہت سے لوگ جن میں مختلف انسٹی ٹیوشنوں کے ٹیچرز بھی شامل ہیں آپ کی موومنٹ میں شمولیت کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ان کے ناموں کی فہرست بھیجدوں۔

(انہیں مزید لٹریچر بیعت فارم اور خط بھیجے جا رہے ہیں) (غلام قادر۔ ڈار)

لیگوس (نائیجیریا)

ترجمہ خط از مسٹر عثمان اے۔ بالوگن اسسٹنٹ سینئر لیکچرار اسلامیات لیگوس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اپنے ایک دوست کے ذریعہ آپ کا پتہ معلوم ہوا ہے۔ بحیثیت مسلم میں آپ کی اشاعت اسلام کی کوششوں کا بہت مداح ہوں۔

ہمارے ملک میں عیسائیوں کی کثرت ہے اور میں کوشش کرتا رہتا ہوں کہ اس علاقہ کے اردگرد کے جتنے گاؤں ہیں سب میں تبلیغ اسلام کی جائے نہ صرف یہ بلکہ بڑے شہروں میں بھی عیسائیوں اور پیگنز (غیر مہذب لوگ) میں اسلام کی اشاعت کی کوششیں جاری ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ عیسائیوں اور پیگن لوگوں میں اسلام کی طرف رغبت پیدا ہوگئی ہے۔

مورخہ ۱۲ جون ۱۹۶۰ء کو میں نے اوموآرن علاقہ کا دورہ کیا جس کی آبادی اس وقت دس ہزار ہے جن میں سے عیسائی ⅞ تھے اور مسیحی مشنری یہی وعظ و کلام کرتے رہتے ہیں ہم نے وہاں پہنچکر اسلام پیش کیا تو ان لوگوں نے ہمیں قتل کی دھمکی دی۔

بہرحال ہم چند روز اپنا کام کرکے واپس ہوئے تو ہم نے لوگوں میں اسلام کے متعلق اچھی تبدیلی محسوس کی۔ اور اسلام کی طرف وہ اس سرعت سے بڑھے کہ اب مسلمان آبادی وہاں ⅝ ہوگئی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم نے آپ کا پتہ ڈھونڈھ نکالا تاکہ آپ ہماری اس معاملہ میں مدد فرمائیں۔

اگر انگریزی قرآن مع متن اور کوئی حدیث کی کتاب اور لٹریچر بھیجدیں تو عین نوازش ہوگی۔

اللہ تعالےٰ آپ کی جماعت اور آپ پر بہت بہت برکات نازل فرمائے۔

(انہیں قرآن شریف۔ لٹریچر اور خط بھیجے گئے ہیں۔ غلام قادر۔ ڈار)

اوفا (نائیجیریا)

ترجمہ خط از مسٹر عبد الرحمٰن محمد بیلو اوفا نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مجھے آپ کی چٹھی مورخہ دس جون ۱۹۶۰ء مل گئی ہے بہت بہت شکریہ

میں اس خوشی کو بیان نہیں کرسکتا جو مجھے یہ پڑھ کر ہوئی کہ آپ اسلامی لٹریچر مجھے بھیج رہے ہیں۔

اس چٹھی کے لکھنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ میں مسلمان طلباء کو اسلامی تعلیم سے قرآن شریف کے مطالعہ کے بغیر آگاہ نہیں کرسکتا۔ مجھے عیسائیوں کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرنا پڑتا ہے لہذا درخواست ہے کہ ایک انگلش قرآن معہ عربی متن

کائنات کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کے کمالات و احسانات کا پتہ لگتا ہے

عباد الرحمٰن کی صفات و خصوصیات

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۵ ؍اگست سنہ ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبٰرک الذی جعل فی السمآء بروجًا وجعل فیھا سراجًا وقمرًا منیرًا ......

.... ومن یفعل ذالک یلق اثامًا (الفرقان)

باری تعالیٰ کے بے انتہا کمالات اور بے انتہا احسانات

ان آیات میں دو چیزوں کا خصوصیات کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، ایک تو اللہ تعالےٰ کی کائنات کے ایک حصہ کی طرف توجہ دلائی ہے، جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی قدرت اور اس کا علم بڑا وسیع ہے، صرف قدرت اور علم ہی نہیں بلکہ اس کے احسانات کی بارش انسان پر کی جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ کے کمالات بھی لا انتہاء ہیں اور اس کے احسانات بھی بے انتہاء ہیں ان کمالات اور احسانات کی طرف ان آیات میں توجہ دلائی گئی ہے، کائنات کے مطالعہ سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے، صاحب کمال اور صاحب احسان کے آگے انسان کی گردن جھکتی ہے، خدا تعالیٰ نے اپنی مصنوعات کا ذکر کر کے اپنی قدرت اور علم کا ذکر کیا ہے، اس کی مصنوعات کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔

آسمانی ستارے اور سیارے اور انکی تاثیرات

چنانچہ فرمایا تبارک الذی جعل فی السمآء بروجًا وجعل فیھا سراجًا وقمرًا منیرًا، اس میں آسمان کا ذکر ہے اور بتایا ہے کہ آسمان پر ستارے ہیں جو برج کی طرح چمکتے دمکتے نظر آتے ہیں اور ان میں شمس و قمر بھی ہیں جو تمہارے بہت نزدیک ہیں، ان کی تاثیروں میں تمہارے لئے برکات پیدا کر رکھی ہیں شمس و قمر میں فہم اور عقل تو نہیں، لیکن ان کی وجہ سے زمین کی زندگی قائم ہے دوسری جگہ فرمایا: والسمآء بنینٰھا باید وانا لموسعون، آسمانوں کو ہم نے بڑی طاقت کے ساتھ بنایا، اور وہ ہماری بہت بڑی وسعت علم اور قدرت کا پتہ دیتے ہیں وسع کرسیہ السموات والارض، ہماری حکومت زمین و آسمان پر حاوی ہے، تمام زمینی اور آسمانی مخلوق ہمارے تصرف کے نیچے ہے، اور لکھا ہے:۔ رفع السمٰوات بغیر عمد ترونھا تمام ستارے اور سیارے بغیر ستونوں کے معلق ہیں، والسمآء رفعھا ووضع المیزان ہم نے آسمان کو بلند کیا اور اس کی تمام چیزوں میں توازن رکھا جس کی وجہ سے وہ معلق ہیں کل فی فلک یسبحون، یہ سب کے سب اپنے اپنے مدار میں تیرتے ہوئے چلے جا رہے ہیں، صرف معلق ہی نہیں بلکہ چل بھی رہے ہیں، ان میں بتایا ہے کہ آسمانی سیارے ایک گول چکر میں چل رہے ہیں، اور ان کے اندر توازن بھی ہے جس کی وجہ سے وہ گرنے نہیں پاتے۔

سر جیمس جینز Sir James Jeans آج کل بلند پایہ سائنسدانوں میں سے ہیں۔ انہوں نے دو تین کتابیں آسمان کے متعلق لکھی ہیں پہلے تم آسمان کے تھوڑے سے حصے کا نقشہ دیکر بتایا ہے کہ اس حصہ میں ستاروں کی تعداد کروڑ در کروڑ اور کروڑہا ہے۔ اور سارے آسمان کے ستارے کسی صورت میں گنتی اور شمار میں نہیں آ سکتے، اور یہ بھی بتایا ہے کہ اگرچہ روشنی کی رفتار ۱۸۶۰۰۰ میل فی سکینڈ ہے، تاہم بعض ستاروں کی روشنی ابھی تک زمین تک نہیں پہنچی، اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے کمالات کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا اس کے کمالات کی کوئی حد ہی نہیں۔

تمام سیاروں اور ستاروں پر اللہ تعالیٰ کی حکومت

یہ کمالات اس کی قدرت کے مظہر ہیں، بذات خود یہ سورج اور چاند کوئی طاقت نہیں رکھتے حضرت سلیمان نے جب ملکۂ سبا کو دعوت دی تو اس کے لئے ایک شیشہ کا محل بنوایا جس کے شیشے کے فرش کے نیچے پانی بہہ رہا تھا، جس وقت سلیمانؑ نے اسے اس فرش پر چلنے کو کہا تو اس نے کہا یہ تو پانی ہے اور اس پر چلنا مشکل ہے، جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ شیشہ کا فرش اور پانی اس کے نیچے بہہ رہا ہے تو وہ کہنے لگی اسلمت مع سلیمٰن للہ رب العٰلمین۔ میں بھی سلیمانؑ کے ساتھ اللہ تعالےٰ پر جو تمام جہانوں کا رب ہے، ایمان لائی، اسکو معلوم ہو گیا کہ سورج جس کی وہ پرستش کرتی تھی بذات خود کوئی چیز نہیں، اس کے اوپر خدا کا ہاتھ ہے جس کے تصرف سے وہ کام .... کر رہا ہے۔

سورج کے فوائد و اثرات

غرض یہ کائنات جس کی وسعت کا اندازہ نہیں اس سے اللہ تعالےٰ کی طاقت اور علم کا پتہ چلتا ہے سورج کی وجہ سے روشنی اور حرارت ہے، اس کی وجہ سے بارش آتی ہے، ہوائیں سمندر کا پانی لے کر زمین کے مختلف حصوں میں پہنچ جاتی ہیں اور بارش برساتی ہیں اس سے بے شمار غلہ جات اور پھل پھول پیدا ہوتے ہیں اور جنگلات پیدا ہوتے ہیں۔

عباد الرحمٰن کی صفات

ان آیات کا مقصد یہ ہے کہ انسانوں کے دلوں میں یہ بٹھایا جائے کہ خدا کی کائنات بڑی وسیع ہے۔ اگر انسان خدا کی کائنات کا مطالعہ کرے تو خواہ مخواہ اس کا سر اللہ تعالےٰ کی عبودیت میں جھک جاتا ہے، اور خدا تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ اسے محبت پیدا ہوتی ہے اور وہ ان کی خدمت میں لگ جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ ہماری کائنات کے مطالعہ سے عباد الرحمٰن پیدا ہوتے ہیں، عباد الرحمٰن وہ لوگ ہیں جن کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ نرمی اور انکسار کے ساتھ دوسروں سے پیش آئیں، اور جہاں تک ہو سکے خدا کی مخلوق کی خدمت کریں، وہ تکبر نہیں کرتے، لوگوں کے حقوق کو پامال نہیں کرتے، اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں، وفائے عہد بڑی چیز ہے، وفائے عہد سیکھو، امانت و دیانت کے پختہ ہو جاؤ، دیانت امانت انسان کی عزت کا موجب ہے، بددیانتی بہت بڑا داغ ہے جو انسان کو رسوا کر دیتا ہے۔

دن کو خدمت خلق اور رات کو عبادت الٰہی

پھر فرمایا والذین یبیتون لربھم سجدًا وقیامًا مخلوق خدا سے ان کا تعلق ہے اور خود خدا سے بھی وہ لو لگائے ہوتے ہیں، چنانچہ دن کو خدمت خلق بجا لاتے ہیں اور رات کو خدا کی عبادت کرتے ہیں، مسلمانوں کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ راتوں کو عبادت کرتے اور دن کو خدا کے رستہ میں جنگ کرتے جہاں جاتے فتح ہو کر بھی لوگوں کے اموال بڑے پیار سے ذکر تے تھے۔

مفتوحین کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک

حمص میں ابو عبیدہ بن الجراح کمانڈر انچیف تھے جب انہوں نے اس جگہ کو چھوڑ دینے میں مصلحت دیکھی تو انہوں نے اس شہر کے لوگوں کو بلا کر کہا کہ ہم اب جا رہے ہیں اور تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے، اس لئے لاکھوں روپیہ کا ٹیکس جو ہم نے تم سے تمہاری حفاظت کے معاوضہ میں وصول کیا تھا وہ واپس کرتے ہیں یہ اخلاق تھے یہ چیز تھی جس نے اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی اور قوموں اور ملکوں کو اسلام کا گرویدہ بنا دیا۔

عبادت کے بعد استغفار

والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غرامًا

(باقی بر صفحہ ...)

حضرت مرزا صاحب کے مہدئ برحق ہونے اور سید علی محمد باب کے دعوئ مہدویت کے بطلان پر احادیث کی ایک اور شہادت

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

حدیث کا اردو ترجمہ

آج کی قسط میں پیش ہونے والی حدیث کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"حسین بن علی سے روایت ہے کہ جب آسمان سے علامت دیکھو اور مشرق کی طرف سے آگ دیکھو جو تین روز یا سات روز رہے گی پس توقع رکھو کہ آل محمد صلعم کے لئے کشائش کا وقت آگیا ہے"

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۴)

حدیث کے الفاظ صاف طور پر دلالت کر رہے ہیں کہ آپ کو تنگی اور مصیبت میں گھرا ہوا محسوس کریں گے اور اس سے نکلنے کی انہیں کوئی راہ نظر نہیں آئے گی حضرت نبی کریم صلعم بطور پیشگوئی اپنی آل یعنی مسلمانوں کو تسلی دلاتے ہیں کہ آنے والی مصیبت سے گھبرانا نہیں یہ یقیناً دور ہو جانے گی قانون انا مع العسر یسرا کے ماتحت وہ تنگی کشائش سے بدل جائے گی۔

مصائب میں سے نرالی مصیبت

یہ مصیبت کونسی مصیبت ہے جس کے متعلق خاص طور پر پیشگوئی کی گئی ہے اور جس سے خاص طور پر ہوشیار رہنے کی تلقین کی گئی ہے مصائب تو مسلمانوں پر بہت آئے ہیں اور بڑے سخت آئے ہیں بغداد کی تباہی کچھ قیامت خیز مصیبت نہیں تھی جس کا سامنا مسلمانوں کو کرنا پڑا، سپین سے مسلمانوں کا خروج کچھ کم دلخراش سانحہ نہیں تھا اسی طرح صلیبی جنگوں کے شروع میں مسلمانوں کا جو قتل عام ہوا ہے وہ بھی دلوں کو ہلا دینے میں کم تو نہیں تھا اب بھی ان واقعات کو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو رواں ہونے لگتے ہیں لیکن ان واقعات میں سے کوئی بھی مسلمانوں کے ایمان پر اثر انداز نہیں ہوا اور نہ ان کے ارتداد کا موجب بنا اس کے برعکس مسلمانوں نے ان تمام حوادث کو صبر اور استقلال سے برداشت کیا جانیں دیں مگر دامن اسلام کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

حدیث میں کس حادثہ کی طرف اشارہ ہے

حدیث مذکورہ بالا میں اس قسم کے حوادث میں سے کسی حادثہ کی طرف اشارہ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اس سانحہ کے متعلق حدیث میں ایسی علامت بیان کی گئی ہے جو بجز بابی فتنہ کے اور کسی فتنہ پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا حدیث میں وہ علامت یہ بتلائی گئی ہے کہ مشرق سے آگ ظاہر ہوگی جو تین روز یا سات روز رہے گی۔

یہ آگ حجاز والی آگ نہیں

احادیث میں ایک اور آگ کے نمودار ہونے کا ذکر بھی ہے مگر اس کا ظہور حجاز سے بتایا گیا ہے لیکن حدیث مذکورہ بالا میں جس آگ کا ذکر ہے، وہ حجاز سے مشرق کی جانب سے ظاہر ہونے والی ہے، اس کی مدت تین روز یا سات روز مقرر کی گئی ہے

آیندہ واقعات کے متعلق ایک اصل

سابقہ قسطوں میں میں بتلا چکا ہوں کہ زمانہ مستقبل میں ظاہر ہونے والے واقعات پر مشتمل احادیث خواہیں یا کشوف ہیں اور خوابوں کے متعلق یہ مسلہ اصول ہے کہ وہ یا تو لفظی طور پر پورے ہوتے ہیں یا معنوی طور پر یا ان کا کچھ حصہ لفظی طور پر اور کچھ حصہ معنوی طور پر پورا ہوتا ہے۔

آگ سے مراد

اب یہاں آگ سے مراد ظاہری اور مادی آگ نہیں کیونکہ اس وقت تک ایسی مادی آگ مشرق کی طرف سے نمودار نہیں ہوئی جو تین روز یا سات روز رہی ہو بلکہ آگ سے مراد فتنہ کی آگ ہے یعنی ایسا فتنہ جو اس میں مبتلا ہونے والوں کو آگ یعنی دوزخ کی طرف لے جانے والا ہوگا، قرآن کریم میں بھی نار کا لفظ اس قسم کے معنوں پر استعمال ہوا ہے جیسا کہ فرمایا کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاها الله۔ کنتم علی شفا حفرة من النار یہاں نار سے مراد عربوں کے باہمی اختلافات کی آگ ہے جو انہیں تباہی کی طرف لے جا رہی تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ عرب ظاہری اور مادی آگ کے کنارہ پر تو بیٹھے ہوئے نہ تھے البتہ وہ ایسے افعال کے مرتکب ہو رہے تھے جن کے نتیجہ میں وہ دوزخ کی آگ میں جانے والے تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات آگ کا لفظ ان افعال و حرکات یا عقائد پر بھی بولا جاتا ہے جو انسان کو دوزخ میں داخل کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔

پس یہ کونسا فتنہ ہے جو اپنے حامیوں کو دوزخ کے گڑھے میں دھکیلنے کا موجب ہوگا اور وہ پیدا بھی مشرق سے ہوگا اور اس کی مدت بھی تین یا سات سال ہوگی بابی تحریک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اس فتنہ کے علاوہ اور کوئی فتنہ نہیں جس پر یہ سب مذکورہ بالا علامات چسپاں ہوتی ہوں سابقہ اقساط میں واضح کیا جا چکا ہے کہ خراسان کے علاقہ بدشت میں (یاد رہے کہ خراسان مشرق میں ہے) بابیوں کی ایک کانفرنس ہوئی جس میں قرآن کریم کو منسوخ کرنے اور حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ نبوت کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور سید علی محمد باب کے لئے وہ مقام تجویز کیا گیا جو حضرت نبی کریم صلعم سے بھی ارفع مقام تھا اور فیوض روحانی کا سرچشمہ بجائے قرآن کریم اور نبی کریم صلعم کے باب کی کتاب البیان اور باب کے وجود کو قرار دیا گیا۔

اب ہر سچا اور حقیقی مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کونسا گمراہ کن فتنہ ہو سکتا ہے کیا یہ یقینی بات نہیں کہ اس عقیدہ کو قبول کرنے والا اپنے لئے دوزخ میں جانے کے سامان تیار کرے گا، وہ کتاب اور وہ رسول جو دنیا کے خاتمہ تک انسانوں کی رہنمائی کی ذمہ واری لیتے ہیں اور جو دینی اور دنیاوی ترقیات کے لئے واحد اور مکمل ہدایت نامہ ہیں اور اپنے اس دعوے کی صداقت پر ہر زمانہ میں عملی ثبوت پیش کرتے چلے آ رہے ہیں اور ہمارا یہ زمانہ بھی اس قسم کے عملی نمونے سے محروم نہیں رہا تو اسکو ترک کر کے کسی اور کتاب اور کسی اور انسان کو اپنا رہنما بنانیوالا بجز ضلالت کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے یقیناً وہ آیۃ اولئک الذین اشتروا الضلالة بالهدى (بقرہ ع ۲) کے ماتحت ہدایت کو چھوڑ کر ضلالت یعنی گمراہی پر قبضہ مارنے والا ہوگا اور آیۃ والذین کفروا اولیاؤهم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات اولئك اصحاب النار هم فيها خالدون (بقرہ ع ۳۴) یعنے جو لوگ قرآنی ہدایت کا انکار کرتے ہوئے اسے ترک کر دیتے ہیں اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ طاغوتی روحیں ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گی اور دن بدن ان کو اس نور سے نکال کر جو قرآن کریم اور رسول اکرم صلعم کی پیروی سے انہیں ملا ہوگا، غلط عقائد اور غلط اعمال کی تاریکیوں کی طرف لے جائیں گی جن کا آخری نتیجہ دوزخ میں جانا ہوگا۔ پس اس فتنہ سے بڑھ کر اور کونسا فتنہ ہو سکتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان کو قرآن کریم چھوڑنا پڑے اور اس کی ہدایت سے محروم ہونا پڑے اور حضرت نبی کریم صلعم کے دامن سے علیحدہ ہونا پڑے اور اس نور سے محروم ہونا پڑے جو آنحضور صلعم کو دائمی طور پر دلوں کو منور کرنے کے لئے دیا گیا ہے پس یہی وہ آگ ہے جس کی طرف حدیث مذکورہ بالا میں اشارہ کیا گیا ہے، اس آگ کی دو علامتیں بیان کی گئی ہیں ایک تو یہ کہ یہ مشرق سے نکلے گی اور جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں یہ مشرق سے ہی نکلی ایک حدیث میں دجال کا ظہور بھی خراسان سے بتلایا گیا ہے اس پر انشاء اللہ الگ مستقل طور پر بحث کی جائے گی۔

دوسری علامت اس کی یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ تین روز یا سات روز رہے گی، یہ علامت بھی بابی تحریک کے بانی سید علی محمد باب پر کامل طور پر چسپاں ہوتی ہے جیسا کہ سابقہ اقساط میں لکھ چکا ہوں کہ سید علی محمد باب نے پہلے صرف باب یعنی اسماعیلی شیعوں کے نواب ہونے کا دعویٰ

اس کے معتقدین کے درمیان حقیقی واسطہ ہونے کا دعوٰے کیا تھا تین سال تک وہ اسی دعوے پر قائم رہے اور بحیثیت ایک مسلمان کے ہی اپنے اس دعوے کو پھیلاتے رہے اور بحیثیت باب قبول کرنے کی طرف ہی شیعوں کو دعوت دیتے رہے۔

اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ پیشگوئیوں میں یوم یعنی دن سے مراد سال بھی ہوتا ہے پس اس مسلمہ حقیقت کی رو سے حدیث میں جو آگ کی مدت تین روز بتلائی گئی ہے اس سے مراد تین سال ہی ہیں اور واقعات نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے کیونکہ سید علی محمد باب کا دعوٰے باب ہونے کا تین سال تک ہی چلا ہے اس کے بعد اُن کے دل میں بجائے واسطہ کے خود براہ راست مہدی بننے کا خیال پیدا ہوا اس خیال کے پیدا ہوتے ہی انہوں نے مہدی ہونے کا دعوٰے کر دیا اور یہ دعوٰی قریباً چار سال تک رہا، حکومت کی طرف سے گولی کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دیئے گئے ان کی یہ موت جس ذلت اور ناکامی سے ہوئی ہے اس پر روشنی انشاء اللہ اس وقت ڈالی جائے گی جب ان کی کامیاب یا ناکام زندگی کو زیر بحث لایا جائے گا ــــــ گویا شروع دعوٰے ماموریت سے لیکر ہلاکت تک قریباً ۷ سال ہوتے ہیں گویا حدیث میں اس آگ کی مدت تین سال یا سات سال زباب کی بھڑکائی ہوئی آگ پر پوری طرح چسپاں ہو رہی ہے۔

کشائش کا زمانہ

اس کے بعد حضرت نبی کریم صلعم مسلمانوں کو کشائش کی بشارت دیتے ہیں اب یہ ظاہر ہے کہ کشائش تنگی کے بعد آتی ہے اور تنگی جس کا نقشہ حدیث نے کھینچا ہے وہ مالی تنگی کا نہیں بلکہ روحانی تنگی کا ہے یعنی سید علی محمد باب اور ان کے بعد بہاء اللہ کے اس دعوٰے کو توڑنے والا مسلمانوں میں ایک بھی موجود نہ تھا کہ قرآن کریم اب منسوخ ہے کیوں کہ وہ نہ تو اس زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے اور نہ ہی اس میں روحانی طور پر انسانوں کو اُوپر اُٹھانے کی قوت باقی رہی ہے اسی طرح حضرت نبی کریم کے وہ کام بھی جو اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں یتلو علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ باقی نہیں رہے کیونکہ جب کہ اُن پر نازل شدہ کتاب یعنی قرآن مجید ہی نعوذ باللہ منسوخ ہو گیا تو اس کی آیات پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور تزکیہ قلوب کا کام اس لئے ختم ہو گیا کہ ان کے اندر نعوذ باللہ وہ قوت قدسیہ ہی باقی نہیں رہی جو دلوں کو پاک کر سکتی ہے اسی طرح کتاب اور اس کی حکمت کی تعلیم دینا بھی نعوذ باللہ بے سود ہے کیونکہ باب کے آنے کے بعد اس کتاب کی نعوذ باللہ ضرورت ہی باقی نہیں رہی کیونکہ اس کی جگہ اب البیان نے لے لی ہے جو اس سے بہت بڑھکر ہے۔

پس یہ تنگی اسی وقت کشائش میں تبدیل ہو سکتی تھی جبکہ مسلمانوں میں سے ایسا آدمی کھڑا ہو جاتا جو قرآن کریم اور نبی کریم صلعم کی روحانی تاثیروں کو عملی طور پر اپنے وجود میں ثابت کر کے دکھلا دیتا ایسا انسان جیسا کہ میں سابقہ اقساط میں بھی ثابت کر آیا ہوں بجز حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اور کوئی نہیں ہوا کیا وہی ایک شخص ہے جس نے قرآنی آیت ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال انني من المسلمين کے ماتحت ساری دنیا کو چیلنج کیا اور ببانگ دہل اعلان کیا کہ میں مسلمان ہوں یعنی قرآن کریم اور نبی کریم صلعم کی کامل پیروی کرنے والا ہوں ان دونوں کی زندگی کا ثبوت میرے وجود میں مشاہدہ کر لو یعنی کامل مؤمن کی جو علامات قرآن کریم نے بیان کیں ہیں وہ میرے وجود میں دیکھ لو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی علامت اگر دیکھنی ہو تو وہ مجھ میں پائی جاتی ہے آکر دیکھ لو غیب کی خبروں پر اطلاع پانے کی علامت اگر مشاہدہ کرنا چاہتے ہو تو میرے پاس آکر مشاہدہ کر لو، قبولیت دعاؤں کا نشان اگر دیکھنا چاہتے ہو تو اس کا بھی تجربہ کر لو کرامت کا ثبوت اگر لینا چاہتے تو مجھ سے لے لو، فرماتے ہیں ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

قرآن کریم کے معارف اور حقائق اگر سیکھنا چاہتے ہو تو مجھ سے سیکھ لو قرآن کریم کی دیگر کتب پر اگر برتری کا ثبوت چاہتے ہو تو مجھ سے لو، چنانچہ جلسہ مذاہب اعظم میں آپ نے اس کا ثبوت بہم پہنچا بھی دیا۔

غرضیکہ ہر وہ چیز جس میں روحانی مقابلہ ہو سکتا ہے اس میں قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کے غلبہ کو کامل طور پر اپنے وجود کے ذریعہ دکھلانے کو تیار ہوں یعنی قرآنی وعدہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کو سچا ثابت کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں اور جلسہ مذاہب اعظم میں انہوں نے اس دعوٰے کو بھی سچا ثابت کر کے بھی دکھلا دیا۔ اس مقابلہ کے لئے آپ نے چیلنج پر چیلنج دیئے دعوتوں پر دعوتیں دیں مگر کسی کو بھی مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی حتٰی کہ بہاء اللہ کے خلیفہ عباس آفندی کو بھی اس میدان میں نکلنے کی جرأت نہ ہوئی فرماتے ہیں ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

مسلمانوں پر افسوس ہے کہ انہوں نے اس شخص کی قدر نہ کی مسلمان اتنی بڑی مصیبت میں مبتلا تھے کہ جس سے بڑھکر مصیبت تصور میں بھی نہیں آسکتی اس مصیبت سے اگر حقیقی معنی میں کسی شخص نے انہیں نکالا تو وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی تھے مسلمانوں کو ان کے اتنے بڑے احسان کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے تھا اور نہ اب کرنا چاہیئے بلکہ ان کے اس احسان کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے تھا اور ہمیشہ کے لئے ان کا ممنون احسان رہنا چاہیئے تھا، ان کے ظہور سے تو مسلمانوں کو اس قدر خوش ہونا چاہیئے تھا کہ بلیوں اُچھلتے .... اور خدا کے آگے سجدات شکر بجا لاتے کہ اس نے عین وقت پر ضرورت کے مطابق اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کو پورا کر کے دکھلا دیا خود اس وعدہ کا ایفا بھی بابی اور بہائی دعاوی کو باطل ثابت کرنے کے لئے زبردست دلیل کا کام دے رہا ہے کیونکہ یہ ایفا ثابت کر رہا ہے کہ قرآن نعوذ باللہ مردہ نہیں بلکہ زندہ کتاب ہے اس کی پاک تاثیریں ختم نہیں ہوئیں بلکہ جاری ہیں۔

کاش مسلمان اب بھی غور کریں اور بجائے حضرت مرزا صاحب سے الگ رہنے کے ان کے دامن سے وابستہ ہو جائیں اور دیکھیں کہ اللہ تعالےٰ کی برکات کس طرح بارش کی طرح ان پر نازل ہوتی ہیں اور وہ روحانی منازل کو کس سہولت اور آسانی سے طے کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں، میں اپنے بھائی دوستوں کی خدمت میں بھی دردمندانہ اور مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ جب اسلام کی برکات ثابت ہیں اور اسکی پیروی سے تعلق باللہ پیدا ہو سکتا ہے اور ہزاروں آدمیوں کا اس کے متعلق ذاتی تجربہ ہے تو پھر کیوں وہ ایسی کتاب کے پیچھے لگ کر ناحق اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں اور اس مشہور ضرب المثل کی مصداق ہے دیکھا تیجلا صدقہ گئی خالہ، باقی احادیث انشاء اللہ آئندہ اقساط میں پیش کی جائیں گی۔

خطبہ جمعہ ــــــ (بسلسلہ صفحہ نمبر ۵)

انھا ساءت مستقراً ومقاماً یہ خدا کے بندے اپنی عبادت پر فخر کرتے ہیں اور نہ ہی متکبرانہ طریق اختیار کرتے ہیں بلکہ عبادت کے بعد استغفار پڑھتے ہیں مستغفرین بالاسحار یعنی عبادت گذاری کے بعد استغفار پڑھتے ہیں۔

خرچ کرنے کا محل و موقعہ

والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواماً۔ جب خدا کی راہ میں خرچ کرنیکا موقعہ ہو تو اللہ کے بندے بخل سے کام نہیں لیتے، بلکہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھکر خرچ کرتے ہیں اور جہاں ایسا موقعہ نہ ہو وہاں بے جا صرف نہیں کرتے، اپنی جھوٹی عزت کے لئے لوگ بعض مقامات پر ہزاروں روپے خرچ کر دیتے ہیں، لیکن جب خدا کے رستہ میں خرچ کرنے کے لئے کہا جائے تو کہتے ہیں ہمارا خرچ پورا نہیں ہوتا۔

اسلام کی غرض و مقصد

والذین لا یدعون مع اللہ الٰھاً اٰخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذالک یلق اثاماً۔ یہ لوگ خدائے واحد کی عبادت کرتے اور مخلوق کی خدمت کا جذبہ دلوں میں رکھتے ہیں، کسی پر بے جا ظلم نہیں کرتے اور

مکتوبِ ہالینڈ

زیرِ تبلیغ احباب کو اسلام کی تعلیم ۔ صوفی چرچ کے رہنما سے ملاقات ۔ ایک ربوی پاکستانی انجنیئر سے ملاقات ۔ جماعت ربوہ اور جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد ۔ مسجد اور مسجد کے امام ۔ ماہوار رسالہ کا اجرا اور اس کے مضامین

مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

زیرِ تبلیغ احباب کو اسلام کی تعلیم

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تبلیغی جدوجہد باقاعدہ جاری ہے ۔ جون میں ہم کوئی جلسہ وغیرہ تو نہیں کر سکے کیونکہ موسم گرما میں جلسوں میں عام طور پر لوگ بہت قلیل تعداد میں شریک ہوتے ہیں، اس لئے قریباً تمام انجمنیں ہی جلسے بند کر دیتی ہیں ۔ ہمارے زیرِ تبلیغ احباب میں سے بعض باقاعدہ مشن ہاؤس پر تشریف لا کر اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہے ہیں ، دو دوست باقاعدہ نماز کے اسباق اور قرآن مجید ناظرہ سیکھتے ہیں اب وہ آہستہ آہستہ قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں ۔

صوفی چرچ کے رہنما سے ملاقات

ایک روز ہم صوفی چرچ کے رہنما کو ان کی اہلیہ کے ساتھ کھانے پر مدعو کیا ، چنانچہ وہ پانچ بجے سے دس بجے تک ہمارے ہاں تشریف فرما رہے ، کھانے کے بعد دیر تک مختلف مسائل پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا ۔

ایک ربوی پاکستانی انجنیئر سے ملاقات

ہمارے ایک پاکستانی دوست بھی جو جماعت احمدیہ ربوہ سے تعلق رکھتے ہیں اپنی اہلیہ اور ایک بچے کے ساتھ اس موقعہ پر موجود تھے ۔ دراصل وہ ایک پاکستانی جہاز میں انجنیئر ہیں اور وہ مسجد دیکھنے کے لئے آئے تھے مگر اس وقت مسجد میں کوئی صاحب بھی موجود نہ تھے ۔ اس پر انہوں نے کسی پڑوسی سے دریافت کیا ۔ وہ پڑوسی ہمیں جانتے ہیں ۔ انہوں نے بتلایا کہ ڈاکٹر لان پر جا کر پتہ کریں شاید انہیں معلوم ہو کہ مسجد والے کہاں ہیں ۔ اس پر وہ ہمارے مکان پر تشریف لائے مگر ہم بھی اس وقت موجود نہ تھے ، ہمارے پڑوس میں ایک کیتھولک پریسٹ رہتے ہیں جن کے ساتھ ہماری اچھی واقفیت ہے ۔ ہمارے پاکستانی دوست نے ان کے دروازے پر جا کر گھنٹی بجائی اور جب ان کے نوکر نے دروازہ کھولا تو ان سے دریافت کیا کہ کیا وہ ہمیں جانتے ہیں ۔ اس پریسٹ کی نوکر نے انہیں اپنے ہاں بٹھا لیا اور کہا کہ انہوں نے ابھی ہمارے ساتھ تعارف تو پیدا نہیں کیا ویسے وہ کسی قدر جانتی ضرور ہیں ۔ انہوں نے ہمارے پاکستانی دوست کی خوب مدارات کی اور بعد میں ہمیں آ کر بتلایا کہ ان کے ہاں ہمارے پاکستانی دوست بیٹھے ہوئے ہیں چنانچہ ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پاکستانی دوست کو اپنے ہاں لے آئے اور انہیں شام کے کھانے پر مدعو بھی کر لیا ۔ کچھ دیر تک وہ ہمارے پاس بیٹھے رہے پھر انہوں نے کہا کہ وہ حافظ صاحب سے ملنا چاہتے ہیں اس لئے وہ مسجد جا کر پھر وہاں سے ہمارے پاس آ کر کھانا کھائیں گے اس پر وہ مسجد تشریف لے گئے اور شام کو انہوں نے ہمارے پاس آ کر کھانا کھایا ۔ شام کو انہوں نے جلدی واپس چلے جانا تھا اس لئے کھانے کے معاً بعد وہ روٹرڈم چلے گئے جہاں ان کا جہاز ٹھہرا ہوا تھا ، ہم نے انہیں دوسرے دن پھر آنے کی دعوت دی مگر اب چونکہ وہ مسجد میں ہو آئے تھے اس لئے انہوں نے آنے کا وعدہ تو کیا مگر بعد میں تشریف نہ لائے اور نہ ہی ٹیلیفون کے ذریعہ ہمیں اطلاع دی کہ وہ نہیں آ سکتے ۔ بہرحال اس سے ہم یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں کہ وہ دراصل غلطی سے ہمارے مکان پر تشریف لے آئے تھے اس لئے وہ دوبارہ غلطی کرنا نہیں چاہتے تھے ۔

جماعت ربوہ اور جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

جون کے آخر میں ربوہ جماعت کے ایک سابق مبلغ جو آجکل انگلینڈ میں ایک فیکٹری میں کام کرتے ہیں ہمارے ہاں چند دنوں کے لئے تشریف لائے کیونکہ جب سے انہوں نے میرے متعلق سنا تھا کہ میں نے جماعت احمدیہ لاہور سے الحاق کر لیا ہے وہ میرے ساتھ باتیں کرنا چاہتے تھے ویسے خطوط وغیرہ کے ذریعہ بھی تبادلۂ خیالات ہوتا رہتا تھا ۔ ان کے یہاں قیام میں بعض امور کے متعلق تفصیل سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا ۔ میں نے انہیں بتلایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منصب کے متعلق حقیقت میں دونوں جماعتوں کا ایک ہی نظریہ ہے، جماعت ربوہ بھی آپ کو ظلی بروزی نبی مانتی ہے اور جماعت لاہور بھی [1]۔ مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق بھی میرے نزدیک دونوں کے عقائد میں اب کوئی فرق نہیں ۔ جماعت ربوہ نے جو نظریہ اس بارے تحقیقاتی کمیشن کے سامنے پیش کیا تھا یا بعد میں جس کی وضاحت کی تھی وہ نظریہ جماعت احمدیہ لاہور کے نظریہ سے کسی طرح بھی اختلاف نہیں رکھتا ۔

متنازع فیہ امر صرف مسئلہ خلافت ہے ، کیونکہ شروع سے ہی خلافت کا تصور تنازع کا موجب رہا ہے ۔ میرے نزدیک خلافت کا تصور جو جماعت احمدیہ ربوہ اس وقت رکھتی ہے وہ اسلام کے جمہوری نظریات کے خلاف ہے اور نہ ہی کوئی جمہوری نظام سے تعلق رکھنے والی جماعت اس سے متفق ہو سکتی ہے ۔

مسجد اور مسجد کے امام

میں نے انہیں بتلایا کہ حافظ صاحب جو ہیگ کی مسجد کے امام ہیں انہوں نے مجھے مسجد میں آنے سے روکا تھا اس لئے میں اب گھر پر ہی جمعہ کی نماز پڑھا کرتا ہوں لہذا میں مسجد میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکوں گا ۔ اس پر انہوں نے حافظ صاحب سے دریافت کیا ، حافظ صاحب نے بالکل ہی انکار کر دیا کہ انہوں نے مجھے روکا ہے ۔ اور انہوں نے اس بات سے بھی انکار کر دیا کہ انہوں نے اس سلسلہ میں مجھے کبھی فون کیا تھا ۔ اس پر میں نے حافظ صاحب کو خط لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے مجھے کبھی بھی مسجد میں آنے سے نہیں روکا حالانکہ آپ نے مجھے دو دفعہ فون پر ایسا کہا تھا ۔ اب اگر آپ نے اپنا نظریہ بدل لیا ہے تو پھر وضاحت فرما دیں تاکہ اگر میں مسجد میں آنا چاہوں تو آ جاؤں ۔ یہ خط میں نے اپنے دوست کے ہاتھ ہی بھیجا مگر اس کا جواب کئی دنوں کے بعد آیا جو کہ ناظرین پیغام صلح کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہے :-

"جناب غلام احمد بشیر صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گذشتہ دنوں آپ کا ایک خط ملا ۔ امر متعلقہ کے بارے میں خیال نہیں کہ آپ کو مزید کسی وضاحت کی ضرورت ہو ۔ خصوصاً جبکہ آپ کے اخباری بیان کی بھی تردید کی جا چکی ہے (مجھے افسوس ہے کہ میرے اخباری بیان کی تردید میں جو حافظ صاحب کا بیان شائع ہوا ہے وہ میری نظر سے نہیں گذرا) باقی اصل بات تو یہ ہے کہ انسان کے اندر فی الواقعہ کوئی نیک تبدیلی پیدا ہو اور اخلاص ہو ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق دے ۔ آمین ۔

والسلام ۔ قدرت اللہ عفی عنہ

اس جواب سے میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا شاید کسی اور دوست کی سمجھ میں حافظ صاحب کی بات آ جائے ۔ میں نے اپنے خط میں عرض کیا تھا کہ مہربانی کر کے واضح الفاظ میں جواب دیں مگر واضح الفاظ کی بجائے انہوں نے ایک معمہ سا بنا دیا ہے ۔ دراصل وہ سیدھا سادہ جواب دینے سے ڈرتے ہیں ورنہ ادھر ادھر ہاتھ مارنے کی کیا ضرورت ۔ میں کسی اور وقت اپنا خط برائے اشاعت بھیجدوں گا ۔ اب یہ خط کافی لمبا ہو چکا ہے ، میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسجد والوں نے

---

[1] ظلی و بروزی نبی کا انکار اگر جماعت ربوہ کے نزدیک موجب کفر نہ ہو اور حضرت مسیح موعود کا اصل منصب مجددیت قرار دیا جائے نہ کہ نبوت ، تو اس صورت میں دونوں جماعتوں کے نظریہ میں اختلاف نہیں ہو سکتا ۔ (ایڈیٹر پ ص)

www.aaiil.org

جو ہمارے خلاف رویّہ اختیار کیا ہوا ہے اس سے اسلام کو فائدہ کی بجائے نقصان ہی ہو رہا ہے۔ ہر فرد جو مسجد میں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے آتا ہے یا زیادہ دلچسپی لینی شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے وہ انہیں ہم سے متنفر کرتے ہیں اور جو مسلمان ہوں ان سے وعدہ لیتے ہیں کہ وہ بشیر کے جلسوں وغیرہ میں نہ جائیں گے۔ بہرحال وہ جاتیں اور ان کا کام ہم اپنے مشن سے تعلق رکھنے والوں میں سے کسی کو بھی مسجد میں جانے سے نہیں روکتے بلکہ غیر مسلم جو مسجد دیکھنا چاہیں انہیں پتہ وغیرہ دے کر وہاں جانے کی تلقین بھی کرتے ہیں مگر جب وہ پوچھتے ہیں کہ کیا آپ بھی اس وقت وہاں ہوں گے تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نہیں، جس پر وہ حیران سے ہو جاتے ہیں۔ بعض کو تو ٹال دیا جاتا ہے مگر بعض جو اصرار کرتے ہیں، تو انہیں صورتِ حال سے آگاہی کرنا پڑتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اگر ہم تنگدلی کی بجائے فراخدلی سے کام لیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت فرمائے۔

ایک پادری صاحب جمعہ کے روز تشریف لائے۔ اُن کے ساتھ ایک گھنٹہ تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

ماہوار رسالہ کا اجرا

اس ماہ سب سے بڑی قابلِ ذکر خوشی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ماہانہ پرچہ نکالنے کی توفیق بخشی۔ اس قسم کے پرچہ کی اشد ضرورت تھی کیونکہ ہمارے زیرِ تبلیغ احباب ہالینڈ کے مختلف شہروں میں آباد ہیں، ان کے ساتھ تعلق رکھنا بغیر ماہانہ پرچہ کے ناممکن ہے جلسے ہم ہر جگہ نہیں کر سکتے اور اگر کریں بھی تو باقاعدہ ہر ماہ نہیں کر سکتے۔ یہ رسالہ فی الحال سائیکلو سٹائل کیا گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو چھپوایا جائے گا۔ اگر ہم اچھی صورت میں یہ رسالہ پیش کر سکیں، تو اس سے تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع ہو سکے گا انشاءاللہ۔ ہم پندرہ سے بیس پونڈ ماہوار پر پانچ صد کی تعداد میں یہ رسالہ شائع کر سکتے ہیں کیونکہ ہمیں عملہ وغیرہ کی کوئی تنخواہ تو دینا نہیں پڑتی، سب دوست تبلیغ میں حصہ لینے کے لئے مدد کرتے ہیں۔ اگر ہماری جماعت کے چند ایک دوست اس طرف توجہ فرما دیں تو انشاءاللہ یہ مشکل آسان ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے دوستوں کو توفیق عطا فرمائے۔ اس وقت ہالینڈ اور جرمنی میں کوئی اسلامی پرچہ نہیں نکلتا، اس لئے میدان بہت وسیع ہے ہم اس پرچہ کو جرمنی زبان میں (یعنی جرمنی اور ڈچ دونوں میں) شائع کر سکتے ہیں۔ ایک پرچہ میں نے سیکرٹری صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا شاید آپ کی نظر سے بھی گذرا ہو۔ اس کا سرورق ہم نے چھپوایا ہے جس پر لا الٰہ الا اللہ بہت خوبصورت چھپا ہے۔ پہلا مضمون اس پرچہ کے اغراض و مقاصد پر ہمارے دوست مسٹر حبیب اللہ کرل نے لکھا ہے، یہ دوست جرنلسٹ کا کام کرتے رہتے ہیں اور گذشتہ سال مسلمان ہوئے تھے۔ ایک مضمون خاکسار نے مذہب کی ضرورت پر لکھا ہے جو کہ تین قسطوں میں شائع ہوگا۔ ڈاکٹر دی یونگ نے قرآن مجید کی سورت والضحیٰ کو نظم کی صورت میں ترجمہ کیا ہے جو کہ اسی پرچہ میں درج کی گئی ہے۔ ایک مضمون خاکسار کی اہلیہ نے لکھا ہے جس میں انہوں نے بتلایا ہے کہ عیسائی نظریات عقل و فکر کے خلاف ہیں مگر اسلام کی تعلیم اور نظریات انسانی فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں، اس لئے وہ عیسائی تعلیمات کو باوجود بائبل کی تعلیم کے قبول نہیں کر سکیں اور جب انہوں نے اسلام کی تعلیم سے واقفیت حاصل کی تو انہوں نے اس تعلیم کو عین عقل کے مطابق پایا اور ایسا معلوم ہوا کہ وہ تعلیم ایسی ہے کہ گویا وہ انسانی فطرت سے کلی تطابق رکھتی ہے اس لئے اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

ایک نومسلم کا مضمون

مسٹر عبداللہ فان ادنک نے اسلام کے خلاف غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے سلسلہ مضامین لکھنا شروع کیا ہے جس کی پہلی قسط پہلے پرچہ میں شائع ہوئی ہے آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اس سلسلہ میں مضامین لکھنے کے لئے جو موقعہ ملا ہے میں اس کی وجہ سے بہت شکر گذار ہوں اور مجھے یہ سلسلہ مضامین جاری رکھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی کیونکہ یورپ میں اسلام کے متعلق انتہائی طور پر غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں جن کا ازالہ کرنا بہت وقت چاہتا ہے۔ غلطیوں کا دور کرنا اسلام کی فطرت میں داخل ہے اسی لئے اسلام شروع ہی اس سے ہوتا ہے "لا الٰہ الا اللہ" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

چونکہ میں نے اپنی زندگی کا مقصود اسلام میں پایا ہے اس لئے یہ ایک قدرتی بات ہے کہ میں اسلام قبول کرنے میں جو دقتیں پیدا ہوں انہیں دور کرنے میں انتہائی خوشی محسوس کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے چند ایک باتوں پر روشنی ڈالی ہے۔

رسالہ کے دیگر مضامین

مسٹر حبیب اللہ کرل شاعری بھی کرتے ہیں، چنانچہ ان کی ایک نظم بھی درج کی گئی ہے جو کہ حضرت لقمانؑ کے متعلق ہے، پاکستان کے پریزیڈنٹ محترم جنرل محمد ایوب خان صاحب کے ایک لیکچر میں سے ایک اقتباس لے کر اس کا ڈچ زبان میں ترجمہ کر کے درج کیا گیا ہے۔ اس کا عنوان رکھا ہے۔ اسلام کمیونزم اور میٹیریل ازم کا جواب پیش کرتا ہے۔ پھر جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کے متعلق ایک اخبار کا کٹنگ درج کیا گیا ہے، تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جماعت احمدیہ کیا چیز ہے۔ اس مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ سیاسی امور سے کنارہ کشی رکھتی ہے، اور اس کا مقصد صرف اور صرف اشاعت اسلام ہے۔ اس جماعت کا بانی یقیناً بڑی حیثیت کا انسان ہوا ہے۔ پھر ہم نے جلسوں وغیرہ کے متعلق اور اسلام کے متعلق مختلف شہروں میں کلاسز کا انتظام کرنے کے متعلق اطلاع دی ہے، اسی طرح کتب وغیرہ کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ اب تک کئی ایک دوستوں کی طرف سے اس رسالہ کے اجرا پر خوشی کا اظہار کیا جا چکا ہے۔

احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس پرچہ کو بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ وما توفیقنا الا باللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ والسلام۔

(غلام احمد بشیر)

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دارالشفاء

کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے:-

پرلمیٹر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائل پور ۔۔۔ ۱۰۰
احمد بی رابنسن انگلستان ۔۔۔ ۲۶ — ۱۲ — ۰
محمد اسلم خان مردان ۔۔۔ ۲۰ — ۰ — ۰
چودھری عبدالرزاق سرگودھا ۔۔۔ ۱۰ — ۰ — ۰
شیخ رحمت اللہ مسلم ملتان ۔۔۔ ۱۰ — ۰ — ۰
مرزا مظفر بیگ ساطع لائلپور ۔۔۔ ۶ — ۱۲ — ۰
شیخ فاروق احمد برد کر ملتان ۔۔۔ ۶ — ۰ — ۰
بیگم چودری محمد لطیف شاہ نوالی ۔۔۔ ۶ — ۰ — ۰
میاں فضل کریم لاہور ۔۔۔ ۴ — ۰ — ۰
منجانب الورہی بیگم مرحومہ ۔۔۔ ۴ — ۰ — ۰
چوہدری محمد شریف صاحب لاہور ۔۔۔ ۳ — ۰ — ۰
زمرد بیگم وزیر آباد ۔۔۔ ۲ — ۰ — ۰
شوکت حمید ملتان ۔۔۔ ۲ — ۰ — ۰
بابو غلام قادر لاہور ۔۔۔ ۲ — ۰ — ۰
شیخ عبدالرحمان مصری لاہور ۔۔۔ ۱ — ۸ — ۰
منظور احمد قریشی چک درکاں ۔۔۔ ۱ — ۰ — ۰
عزیز احمد کوٹ رادھاکشن ۔۔۔ ۱ — ۰ — ۰
محمد فاضل کاتب لاہور ۔۔۔ ۱ — ۰ — ۰
محمد ظفر ملتان ۔۔۔ ۱ — ۰ — ۰
محمد افضل خان کراچی ۔۔۔ ۱ — ۰ — ۰
عملہ دفاتر انجمن لاہور ۔۔۔ ۴ — ۶ — ۰

میزان ۔۔۔ ۲۱۳ — ۶ — ۰

مئی، جون، جولائی ۱۹۶۶ء میں استفادہ کرنے والے مریضوں کی تعداد:- ۴۹۶۱

مہتمم دارالشفاء ۱ ۸/۶۶

بحرِ حکمت کے موتی — (بسلسلہ صفحہ اول)

مسلمان پر حرام ہیں (مثلاً) اس کا خون اس کا مال اور اس کی عزت یعنی ایسا کام نہ کرے اور نہ کلام کہے کہ خونریزی مسلمان کی ہو اور اس کا مال تلف ہو اور اس کی آبرو ریزی ہو۔ یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو خاص عطا فرمائی تھی۔ مرظاہر الحق۔ یہ حدیث باب شفقۃ والرحمۃ علی الخلق میں لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام نسل انسانی کے لئے زرّین نصائح ہیں اور سب مخلوقات

خصائص القرآن پر ایک نظر

پروفیسر حبیب الرحمٰن صاحب ایم۔ اے

حضرت مولانا صدر الدین کی نئی کتاب "خصائص القرآن" ایک گراں پایہ اور بصیرت افروز تصنیف ہے۔ اس کے مطالعہ سے قاری ایک انشراح صدر محسوس کرتا ہے مولانا نے قرآن کریم کی تعلیم کو ایک ایسے اسلوب سے پیش کیا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف ایک صامت کتاب نہیں ہے بلکہ ایک زندہ اور فعال قوت ہے۔ یہ دنیا کی اقوام و ملل میں اتحاد کا داعی ہے۔ انسانی مذاہب و عقائد میں اصولی ہم آہنگی کا نقیب ہے ہماری مشکلات اور مسائل کا واحد حل ہے اور ایک صالح صحت مند ہیئت اجتماعیہ کا علمبردار ہے جس طرح قرآن کریم کا خدا محیط الکل اور رب العالمین ہے اسی طرح اس کی تعلیم بھی ہمہ گیر۔ جامع اور آفاقی ہے۔ اس کا زاویہ نظر ملکی، قومی یا طبقاتی نہیں ہے۔ بلکہ بین الاقوامی ہے۔ مولانا کا انداز بیان نہایت سادہ سلیس اور عام فہم ہے لیکن ساتھ ہی اس میں ایسی معنویت ہے جو دل کی گہرائیوں میں پہنچ جاتی ہے۔ یہ انداز بیان سطحی عبارت آرائی اور لفظی صنعت گری سے پاک ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ آج کل عام طور پر ضعف معنی کے اخفاء یا خودنمائی کی غرض سے اختیار کیا جاتا ہے۔ مولانا جو کچھ کہتے ہیں۔ دل کی زبان سے کہتے ہیں اس لئے وہ فوراً دل پر اثر کرتا ہے۔

مشرق اور مغرب کا امتیاز۔ رنگ و نسل کی تفریق اور زبانوں کا اختلاف ہمیشہ فتنہ و فساد کا موجب رہے ہیں ہمارے زمانے میں اُن کے بدترین مظاہر جنوبی افریقہ میں نظر آتے ہیں، لیکن خود انگلستان اور امریکہ میں بھی جہاں جمہوریت اور مساوات کے بلند آہنگ دعوے کئے جاتے ہیں، نسل و وطن کے صنم خانے کی پرستش ہو رہی ہے، اسلام نے چند ہی سال میں عرب کے اندر ان تمام بتوں کو توڑ دیا تھا قرآن حکیم آج بھی پکار پکار کر ان تفریقات اور امتیازات کو مٹانے کی دعوت دے رہا ہے۔ حضرت مولانا اس پکار کو اہل عالم تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

فی الجملہ مولانا کی یہ جدید تصنیف تعلیمات قرآنی کے افادی اور عملی پہلو کو بخوبی سمجھنے کے لئے ایک بے نظیر رہبر ہے۔

آپ کا خیر اندیش۔ حبیب الرحمٰن
زمیندارہ کالج۔ گجرات

تقسیم ترجمۃ القرآن انگریزی

انگریزی ترجمۃ القرآن معہ متن بلا قیمت اشاعت ماہ جنوری سے ۶۰ تک

ذیل کے مقامات میں ارسال کیا گیا:۔ یو۔ ایس اے ۷۔ مغربی پاکستان ۵ انڈونیشیا ۲۔ گھانا مغربی افریقہ ۱۔ مختلف مقامات جنوبی افریقہ ۴۳۔ نائجیریا ۹۔ انڈیا ۶۔ بیروت لبنان ۱۔ فلپائن ۳۔ کل میزان ۷۰۔ غلام قادر انچارج مفت اشاعت

اخبار احمدیہ — (بقیہ صفحہ ۳)

ضروری تصحیح

گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے بچوں کی کامیابی کی خبر دی گئی تھی، اس میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کا نام غلطی سے لکھ دیا گیا، فی الحقیقت وہ کامیاب ہونے والے بچے چودھری خوشی محمد صاحب پی ای سی ایچ ایس کراچی کے ہیں، ان میں ایک لڑکا محمد احمد مبارک فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوا ہے اور دوسری لڑکی شمیم آرا جو بی ایس سی (کیمسٹری) میں سیکنڈ کلاس میں پاس ہوئی ہے، ان دونوں بچوں کی کامیابی کی خوشی میں چودھری خوشی محمد صاحب نے انجمن کو پانچ روپیہ مرحمت فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ سابقہ خبر میں غلطی ہو جانے کا ہمیں دلی افسوس ہے

اپیل

ایک نہایت ہی غریب اور نادار غیر از جماعت دوست کے لئے جن کا کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ اور عرصہ ایک سال سے ٹی بی کی مہلک مرض میں مبتلا ہے۔ مالی امداد کی سخت ضرورت ہے۔ میں اپنی جماعت کے صاحب استطاعت اور مخیر حضرات سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس دوست کی جو کہ نہایت ہی ناگفتہ بہ حالت میں ہے۔ مالی امداد فرما دیں۔ ایسے بے بس اور بیکس انسان کی مالی مدد کرنا یقیناً نیکی ہے۔ جس کو خداوند تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ وہ حضرات جو مدد کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رقوم ارسال فرما دیں:۔ محمد خالد بٹ۔ سٹینو گرافر نان فرس آفس۔ پی۔ او۔ ایف۔ واہ کینٹ

WHA CANTT

ریویو

قاعدہ لیسرنا القرآن:۔ ناشر دفتر بیت القرآن حلقہ ۹ لاہور

قیمت بارہ آنے (۱۲/)

یہ عربی قاعدہ جو بچوں کو قرآن کریم پڑھانے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے ۲۲×۲۶ سائز کے ۴۵ صفحوں پر از سر نو شائع ہوا ہے اس قاعدہ میں ان نقائص کا ازالہ کر دیا گیا ہے جو پرانے قاعدوں میں پائے جاتے تھے۔ اس میں قرآن کریم پڑھنے کے تمام قواعد درج کئے گئے ہیں اور اس کے ذریعہ سے بچے اور مبتدی کلام پاک کو نہایت سہولت سے پڑھ سکتے ہیں ملنے کا پتہ:۔ دفتر بیت القرآن حلقہ ۹ لاہور یا دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

محرم ناجی (بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

وقت یہ پڑھتا ہے الٰہی انت مقصدی ورضاک مطلوبی یعنی اے میرے خدا تو میرا مقصود ہے اور تیری رضا میری خواہش ہے۔

"ان کا کہنا ہے کہ ۲۴، ۲۵ کے قریب البانیہ کے باشندے سپرنگفیلڈ میں رہتے ہیں اور وہ مختلف اعتبار سے ان کے مذہبی رہنما ہیں۔ اگرچہ وہ عیسائیوں کی طرح مذہبی عبادت کی مجالس نہیں کرتے۔ کیونکہ اسلام میں ہر شخص اپنی نماز آپ خود ادا کر سکتا ہے (اسے کسی مذہبی رہنما کی اقتداء یا اعانت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مترجم)

وہ سادہ، پرجوش اور متین شخص ہے جو امریکہ میں مذہبی آزادی کے ساتھ خدا سے بے انتہا الفت رکھتے ہیں۔ وہ اپنے صاف ستھرے اور سنٹے فلیٹ میں اکیلے رہتے ہیں۔ اس فلیٹ میں ان کی کتابیں، ایک ڈیسک فائلوں کے رکھنے کے لئے الماری اور اسی قسم کی دوسری چیزیں ہیں جن کی اسلامک سینٹر کے چلانے میں ان کو ضرورت رہتی ہے۔

محرم ناجی صاحب اکیلے رہتے ہیں، سادہ غذا کھاتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اسلامی تعلیم کی اشاعت میں مشغول رہتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ:

"میں چاہتا ہوں
کہ لوگ خدا سے
محبت کریں۔ تاکہ
خدا ان کو محبوب
بنا لے"۔ (سپرنگفیلڈ جرنل)

www.aaiil.org

پیغام صلح ۱۰ر جولائی سنہ ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۵ شمارہ نمبر

یا نبی اللہ توئی در راہ حق آموزگار (مسیح موعودؑ)

ترجمہ:- تمام گوری اور کالی قوموں پر اس کا (آنحضرت صلعم کا) احسان ثابت ہے۔ آپ ہی بنی نوع انسان میں سے واحد شخص ہیں جس نے نوع انسانی کے لئے اپنی جان قربان کر دی۔

(۲) اے نبی اللہ! تیرے ہونٹ زندگی بخش چشمہ ہیں۔ اے نبی اللہ! تو ہی خدا تعالیٰ کے راستہ کا راہنما ہے۔

بحر حکمت کے موتی (بسلسلہ صفحہ نمبر ۹)

(۱) منت او بر ہمہ سرخ و سیاہ ثابت است
آنکہ بہر نوع انسان کرد جان خود نثار

(۲) یا نبی اللہ لب تو چشمۂ جان پرور است

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۷۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۔ ۳۷۴۷
مدیر ۔۔۔ دوست محمد
مدیر معاون ۔۔ بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۳ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۶۰ء | نمبر ۳۲

بحر حکمت کے موتی

عن ابن مسعودٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قسم بینکم اخلاقکم کما قسم بینکم ارزاقکم ان اللہ یعطی الدنیا من یحب ومن لا یحب ولا یعطی الدین الا من احب فمن اعطاہ اللہ الدین فقد احبہ والذی نفسی بیدہٖ لا یسلم عبدٌ حتی یسلم قلبہٗ ولسانہٗ ولا یؤمن حتی یامن جارہ بوائقہٗ (مشکوٰۃ باب الشفقۃ)

ترجمہ :۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے درمیان (یعنی انسانیت) مکارم اخلاق کو تقسیم کیا (یعنی انسان اپنی فطرت میں صفت اخلاق و محبت لے کر دنیا میں آیا - لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم تقویم سے مراد جسمانی خوبصورتی ہی نہیں بلکہ اس میں عقل و فہم کے علاوہ اخلاق فاضلہ اور تعلق باللہ بھی شامل ہیں) جس طرح تمہارے درمیان رزق تقسیم کئے - تحقیق اللہ تعالےٰ دنیا (مال و جاہ و اولاد) اسے بھی دیتا ہے جسے دوست نہیں رکھتا - و من الناس من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا وما لہ فی الاٰخرۃ من خلاق ۲۰۰:۲) اور الدین (مکارم اخلاق اور تعلق باللہ) صرف اسے بخشتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور جسے الدین مل گیا وہ اللہ تعالےٰ کا محبوب بن گیا (ومنھم من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اولٰئک لھم نصیبٌ مما کسبوا واللہ سریع الحساب ۲: ۲۰۱-۲۰۲) آنحضرت صلعم نے فرمایا قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے

(باقی بر صـ۲ کالم ۳)

تبدیل اخلاق کا حقیقی ذریعہ

توبہ کے تین ضروری شرائط

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات گرامی

"توبہ دراصل حصول اخلاق حسنہ کے لئے بڑی محرک اور مؤید چیز ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ سچے دل اور پکے ارادے ...... کے ساتھ توبہ کرے - یہ یاد رکھنے کے لائق بات ہے - کہ توبہ کے لئے تین شرائط ہیں، بدون ان کی تکمیل کے سچی توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں حاصل نہیں ہوسکتی ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی میں اقلاع کہتے ہیں یعنی ان خیالات فاسدہ کا دُور کر دینا جو بُرے خصائل کی تحریک کرنے والے ہیں - یہ مسلمہ امر ہے کہ اعمال پر تصورات کا بڑا بھاری اثر پڑتا ہے کیونکہ حیطۂ عمل میں آنے سے پہلے ہر ایک فعل ایک تصوری صورت رکھتا ہے پس توبہ کے لئے یہ پہلی شرط ہے کہ اُن خیالات فاسدہ اور تصورات بد کو چھوڑ دیا جائے - مثلاً اگر ایک شخص کسی غیر عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہے تو توبہ کرنے سے پہلے یہ ضروری بات ہے کہ وہ اس کی شکل کو بدصورت قرار دے اور اس کے تمام خصائل رذیلہ کو اپنے دل میں مستحضر کرے کیونکہ جیسا میں نے ابھی بیان کیا ہے تصورات کا اثر بڑا زبردست ہوتا ہے - اور میں نے صوفیا کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ انہوں نے تصور کے اثر کو یہاں تک پہنچایا ہے کہ انسان کو بندر یا خنزیر کی صورت میں دیکھا - ما عایہ کہ جیسا کوئی تصور کرتا ہے ویسا ہی عملی رنگ اس پر چڑھ جاتا ہے - پس جو بُرے خیالات لذات کا موجب سمجھے جاتے ہیں ان کا قلع قمع کرلے - یہ توبہ کی پہلی شرط ہے -

توبہ کی دوسری شرط ندم ہے یعنی اپنے گذشتہ بداعمال کی نسبت پشیمانی اور ندامت کا اختیار کرنا، ہر ایک انسان کا ضمیر (کانشنس) اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ وہ اسے ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے - مگر بدبخت انسان اس کی آواز نہیں سنتا اور اسے معطل چھوڑ دیتا ہے پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے ۔ کہ یہ لذات عارضی اور چند روزہ ہیں اور پھر اس پر بھی غور کرے کہ ہر مرتبہ اس لذت اور حظ میں کمی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ بڑھاپے میں آکر جبکہ قویٰ بیکار اور کمزور ہو جائیں گے تو پھر ان سب لذات دنیا کو مجبوراً چھوڑنا پڑے گا اس لئے جبکہ خود زندگی میں ہی یہ سب لذات چھوٹ جانے والی ہیں تو پھر ان کے ارتکاب سے کیا حاصل ؟ بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے اور جس میں اقلاع کا خیال پیدا ہو - یعنی خیالات فاسدہ و تصورات بیہودہ کا قلع قمع کرے اور پھر جب یہ نجاست اور ناپاکی اس سے نکل جائے تو پھر بُرے افعال و خیالات پر نادم ہو - اور اپنے کئے پر پشیمان ہو -

تیسری شرط توبہ کی عزم ہے یعنی آئندہ کے لئے مصمم ارادہ کر لے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا - تو پھر جب وہ اس پر مداومت کرے گا تو خدا تعالےٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا یہاں تک کہ وہ برائیاں اس سے قطعاً زائل ہو کر ان کی جگہ اخلاق

(باقی بر صـ۲ کالم ۳)

www.aaiil.org

تبلیغی خط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

لیگوس نائجیریا

ترجمہ خط از مسٹر سلیمان اولوسلاوادر لیگوس نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ آٹھ جولائی ملا اور اس کے مضمون کا بغور مطالعہ کیا بہت شکریہ۔

میں اپنے مقتدر دوست ٹی۔ ایچ۔ قادری صاحب باب الآغا بغداد کا بھی بہت شکرگذار ہوں جن کی وساطت سے آپ سے شرفِ ملاقات، (بذریعہ خط وکتابت) حاصل ہوا میں آج سے آپ کو اپنا صادق اسلامی بھائی اور ایک اچھا دوست سمجھتا ہوں میں آج آپ کو بذریعہ ڈاک لوکل اخبارات بھیج رہا ہوں۔ رسید سے اطلاع آنے پر آپ کو اخبارات آئندہ بھیجے جایا کریں گے۔

ہمارے پرائم منسٹر الحاج ابوبکر تفاوا بلیوا سی۔ ایم۔ جی کو اگر آپ تحفۃً اسلامی کتب کا سیٹ بھیجیں گے تو وہ بڑی خوشی سے اس نادر بیش بہا، تحفہ کو قبول فرمائیں گے۔ ممکن ہو تو اُن سے میرا ذکر بھی کردیں وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں بلکہ میں اُن سے آپ کے ارسال کردہ تحفہ کا بھی ذکر کروں گا پیشتر اس کے کہ آپ کا نادر کتب کا سٹ انہیں ملے۔

مجھے کچھ پاکستان کے انگریزی اخبارات ارسال فرماکر ممنون فرمائیں اور میرے دوست معلم سولے کیٹا گم ممبر سول سروس لیگوس کو بھی قرآن شریف اور کتب بھیجکر ممنون فرمائیں۔

(پرائم منسٹر صاحب کو کتب کا ایک سیٹ اور خط۔ معلم صاحب کو قرآن شریف، ٹیچنگز آف اسلام اور پمفلٹس بھیجے گئے۔ صاحب خط کو مطلوبہ اخبارات اور خط ارسال کئے گئے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

اوفا (نائجیریا)

ترجمہ خط از معلم لمیدی امام اوفا۔ نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ایک مسلم بھائی نے آپ کے نام اور پتہ سے مجھے آگاہ کیا ہے۔

میں آپ کو اپنا تعارف کرانے میں خوشی محسوس کرتا ہوں، گذارش ہے کہ میں ایک مسلم معلم ہوں اور مسلم پرائمری اسکول میں اسکول کھلنے پر اور چھوٹے چھوٹے خالی وقفوں میں دینیات پر بچوں کو لیکچر دیتا ہوں۔

چونکہ آپ کا یہ مشن ہے کہ تعلیم اسلام کو بذریعہ کتب پھیلایا جائے تاکہ غیر مسلم اور مسلم دونوں مستفید ہوں لہذا آپ کے لٹریچر کی ہمیں اسکول اور گردوپیش میں اشد ضرورت ہے کیونکہ ہمارے اسکول میں بہت سے عیسائی بچے پڑھتے ہیں۔

اگر آپ قرآن شریف مع متن کی ایک کاپی اور دیگر انگریزی لٹریچر بھجدیں تو ہم بہت سے عیسائیوں کو مسلمان بنا سکتے ہیں۔ اگرچہ اب بھی اسلام کے متعلق ان میں بہتر تبدیلی پائی جارہی ہے مگر آپ کے لٹریچر سے وہ بہت جلد اثر قبول کرکے حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں گے۔

وہ انگریزی میں اللہ تعالےٰ کے کلام کو پڑھکر سمجھنے کے قابل ہیں۔ ان کے والدین بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

اللہ تعالےٰ آپ پر اور آپ کے اس عظیم الشان ادارہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

(انہیں فی الحال ایک کاپی قرآن شریف مع متن۔ ٹیچنگز آف اسلام۔ براہین احمدیہ۔ لونگ تھاٹس۔ پمفلٹس اور خط بھیجے جارہے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

گھانا (مغربی افریقہ)

ترجمہ خط از مسٹر الحسن بوسیعو ٹیا گھانا مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک غیر معروف شخص کے خط سے آپ حیران ہوں گے۔ مجھے آپ کے پتہ کا علم آپ کی تحریک (تحریک احمدیت) کے ایک معزز رکن سے جن کا اسم گرامی محمد نانی سلی ہے ہوا ہے (ان صاحب سے ہماری خط وکتابت ہے۔ غلام قادر)

میں ایک مضبوط ایمان کا مسلمان ہوں ان صاحب نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں بھی آپ کی جماعت میں داخل ہوکر ایک فعال مسلم بن جاؤں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے اپنی جماعت میں شامل فرمالیں۔

میں اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور محمد نانی صاحب کا بھی شکرگذار ہوں کیونکہ وہ یہاں بڑے زور سے اشاعت اسلام میں مصروف ہیں۔

(انہیں لٹریچر، بیعت فارم اور خط وغیرہ بھیجے گئے۔ غلام قادر)

اوفا (نائجیریا)

ترجمہ خط از معلم عبدالکریم عریبیلیسی صاحب لیکچرار اسلامیات اُدو اوفا نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ترجمۃ القرآن مع متن اور تعبیری نوٹ اور دیگر پمفلٹس عربی میں مل گئے ہیں، بہت بہت شکریہ

میں صدق دل سے آپ کی سرگرمی اعلیٰ کا جس طریقہ سے آپ دنیا میں تعلیم اسلام کی اشاعت کررہے ہیں شکرگذار ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کے مشنری مرکز کو اور آپ کو سلامتی بخشے آمین!

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے صدقے کوشش کروں گا کہ ان کتب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھاؤں۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے حدیث (انگریزی ترجمہ) صحیح البخاری جلد اول مرتبہ مولٰنا آفتاب الدین احمد (مرحوم) اور کوئی دیگر انگریزی ترجمہ شدہ حدیث کی کتاب بھیجدیں تاکہ مجھے کلام رسول صلعم سے علم اور روشنی حاصل ہو جلد جواب کا منتظر ہوں۔

(انہیں بخاری اور دیگر لٹریچر اور لونگ تھاٹس اور خط بھیجے جارہے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

بحرِ حکمت کے موتی (بسلسلہ صفحہ اوّل)

ہاتھ میں میری جان ہے وہ (کامل) مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل اور اس کی زبان ایمان باللہ سے لبریز نہ ہو اور اعلاء کلمۃ اللہ میں مشغول نہ ہو (من یؤمن باللہ یھد قلبہ $\frac{14}{12}$) اور کوئی مومن نہیں ہوسکتا اگر اس کا ہمسایہ (بلا لحاظ مذہب ملت) اس کی برائیوں سے امن میں نہ ہو (یعنی وہ بذات خود کامل امن اور قابل اعتماد ہو وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونًا۔ الآیہ $\frac{25}{64}$) ؎

چوں نشانِ موناں مغلوبی است
لیک در اشکست مومن خوبی است
(غالباً رومی)

ترجمہ: مومن کے نشانات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ نرم دل اور مکارم اخلاق کا حامل ہوکر مصائب کو برداشت کرتا ہے۔ اور یہی غلبہ رانی جو اس کے قلب ودماغ پر ہوتی ہے اسے ثمردار بنادیتی ہے جس کے پھل پھول دائمی ہوتے ہیں ؎

گلے کہ روئے خزاں را نگیرے خواہد دید
بباغ ماست اگر قسمتت رسا باشد
(مسیح موعود)

توبہ کے تین ضروری شرائط (بسلسلہ صفحہ اول)

اور افعال حمیدہ لے لینگے۔ اور یہ اخلاق پر فتح ہے۔ اسپر قوت اور طاقت بخشنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے جیسا کہ فرمایا ان القوۃ للہ جمیعا یعنی ساری قوتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ انسان تو ایک نہایت کمزور اور ضعیف ہستی ہے اور خلق الانسان ضعیفا اس کی حقیقت ہے۔ پس مندرجہ بالا ہر سہ شرائط کی تکمیل کر کے اللہ تعالیٰ سے ہمتن مستعد ہوکر دعا مانگتا رہے اور کسل اور سستی کو بالکل چھوڑ دے اللہ تعالیٰ یقیناً تبدیل اخلاق کردے گا۔

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۷ اگست سنہ ۱۹۶۰ء

یوم آزادی

گذشتہ ۱۴ اگست سنہ ۱۹۶۰ء کو بروز اتوار پاکستان کا یوم آزادی نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ کھیل تماشے، رقص و سرود، مشاعرے، روشنیاں، غرض ہر رنگ میں خوشی کا اظہار کیا گیا، جلسے اور تقاریر بھی ہوئیں، صدر پاکستان اور دیگر زعمائے حکومت کے پیغامات بھی نشر کئے گئے جن میں پاکستان کی تیرہ سالہ ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے آئندہ قومی منصوبوں کو کامیاب بنانے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اخبارات نے بھی خاص نمبر شائع کر کے بانی پاکستان کو خراج عقیدت ادا کیا اور پاکستان کی تیرہ سالہ ترقیات کا جائزہ لیتے ہوئے اس کی آئندہ خوشحالی کی امید ظاہر کی، یہ سب ٹھیک ہے، اور ہمیں خوشی ہے کہ ہماری حکومت اور ابنائے وطن اپنے ملک کی آزادی کا دن منانے میں اس قدر دلچسپی و سرگرمی کا اظہار کرتے ہیں۔ فی الحقیقت غیر ملکی تسلط سے آزادی اور اپنی علیحدہ مملکت کا قیام ایک ایسی نعمت ہے جس پر جس قدر خوشی کا اظہار کیا جائے کم ہے لیکن ایک چیز جو ہمیں ہر وقت کھٹکتی رہتی ہے، اور یوم آزادی کی خوشیوں کے موقع پر بالخصوص تکلیف کا موجب ہوتی ہے، وہ یہ احساس ہے کہ آزادی کے بعد ہمارا قومی معاشرہ اور انفرادی اخلاق سدھرنے کے بجائے زبوں سے زبوں تر حالت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ آج سے دو سال پہلے تو یہ شکوہ بجا تھا کہ ہمارے اس وقت کے حکام بھی اس بگڑے ہوئے معاشرہ کا شکار ہو چکے تھے۔ اور بقول الناس علیٰ دین ملوکہم یہ سمجھا جاتا تھا کہ انہی کے اعمال و افعال کا اثر ہے جو ہمارے معاشرہ کو خراب کرتا چلا جا رہا ہے لیکن موجودہ انقلابی حکومت نے ایسے لوگوں سے اختیارات چھین کر اور انہیں ہر قسم کی سیاست سے الگ کر کے دیانتدار ہاتھوں میں ملک کا انتظام دیا ہے اگرچہ انہوں نے معاشرہ کو درست کرنے میں پوری کوشش سے کام لیا اور جو کچھ ممکن تھا انہوں نے ... لوگوں کو نیک چلن بنانے کے لئے کیا، مختلف پیرایوں میں نہ صرف تلقین و تہدید کی گئی، بلکہ مارشل لاء کے ماتحت سخت ترین قوانین نافذ کئے گئے، جن میں مجرمین کے لئے سنگین سزائیں تجویز کی گئیں، اور جو بھی مجرم نظر آیا اس کو فوجی عدالتوں کے ذریعہ سے سخت سے سخت سزا دلوانے میں کوئی دریغ نہ کیا گیا، غرض ہر طرح جرائم کے روکنے کی کوشش کی گئی لیکن یہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جرائم میں کمی ہونے کے بجائے دن بدن ترقی ہی ترقی ہے۔ ابھی اگلے دن مغربی پاکستان کے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے رونا رویا ہے کہ امسال قتل کی وارداتیں مغربی پاکستان میں گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ ہوئی ہیں، اور صرف قتل ہی نہیں کونسا دن ہے جب چوری چکاری، نقب، ڈاکہ زنی، اغواء، عورتوں کی آبرو ریزی، سمگلنگ اور رشوت ستانی وغیرہ کے شرمناک واقعات اخبارات میں نہ آتے ہوں، کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ اور چور بازاری کے واقعات الگ مصیبت پیدا کر رہے ہیں، اور باوجودیکہ ہر روز ایسے لوگوں کی گرفتاریاں بھی عمل میں آتیں اور انہیں سزائیں بھی دی جاتی ہیں، تاہم جرائم کم ہونے کی بجائے دن بدن زیادتی ہی زیادتی ہے۔ حال ہی میں پڑھے لکھے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں بقول سپرنٹنڈنٹ پولیس ایک اور وبا پھیلنے لگی ہے اور وہ مغرب کے آوارہ مزاج ٹیڈی بوائز اور ٹیڈی گرلز کی تقلید میں ناشائستہ لباس پہن کر ناشائستہ حرکات کا رجحان ہے، ہمیں خوشی ہے کہ حکام پولیس نے اس وبا کے خطرہ کو ابتداء ہی میں بھانپ لیا اور وہ اس کے انسداد کے درپے ہو گئے۔ اگر اسی طرح پر کڑی نظر رکھی گئی تو امید ہے کہ یہ وبا جس کو بدقسمتی سے فیشن سمجھا جا رہا ہے زیادہ بڑھنے نہ پائے گی۔ لیکن یہ حالات بتا رہے ہیں کہ ہوا کا رخ کدھر ہے اور اخلاقی لحاظ سے ترقی کرنے کے بجائے ہم دن بدن تنزل کی طرف جا رہے ہیں، کیا آزادی اسی کا نام ہے، کہ ہم مادر پدر آزاد ہو جائیں؟ کیا پاکستان اس لئے قائم ہوا تھا کہ ہمارے دل پاک ہونے کی بجائے دن بدن ناپاک ہوتے چلے جائیں؟ یہ پاکستان کے نام کو بٹہ لگانے والی بات ہے، حکام کیا کر سکتے ہیں اور قانون کیا بنا سکتا ہے جب تک ہمارے دل پاک نہ ہوں اور ہماری ذہنیتیں درست نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ اس لئے آزادی کی نعمت حاصل کرنے کے بعد اگر ہم اپنے اخلاق و اعمال کو درست نہیں کرتے تو یہ آزادی ہمارے لئے کچھ بھی مفید ثابت نہ ہوگی۔ خوب یاد رکھئے کہ پاکستان کی سالمیت اور استحکام اس بات پر منحصر ہے کہ ہمارا معاشرہ درست ہو، ہمارا چال چلن، ہمارا لین دین اور باہمی تعلقات پاکیزہ اور دیانتداری پر مبنی ہوں۔ خدا کرے ہماری قوم میں یہ صلاحیت پیدا ہو جائے کہ وہ زندگی کو بہتر اور خوشحال بنانے کے لئے ناجائز طریقوں سے کام لینے کے بجائے نیکی اور دیانتداری کا راستہ اختیار کریں کہ اس کے بغیر نہ پاکستان مستحکم ہو سکتا ہے اور نہ وہ خوشحال بن سکتے ہیں۔

صوفی نذیر احمد صاحب کی تحریرات

صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری ہندوستان کے ایک ممتاز بزرگ ہیں جو مختلف تحریرات اور رسائل کے ذریعہ سے ہندوستانی باشندوں کو اس بات کی ترغیب دلا رہے ہیں کہ وہ مشترکہ مذہبی بنیادوں پر بین الاقوامی اتحاد و اتفاق کی صورت پیدا کریں، ان کی ان تحریرات کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کا مندرجہ ذیل نوٹ توجہ کے قابل ہے:-

"صوفی نذیر احمد صاحب کی تحریرات اخلاص، دلی تڑپ اور معقولیت سے لبریز ہیں۔ ان کا مطمح نظر خالص اسلامی اصول کی اشاعت ہے جس کو اہل الرائے ہندوؤں نے بھی بنظر استحسان دیکھا ہے اور اپنی ہمدردانہ رائے کا تحریراً اظہار کیا ہے۔

اسلامی اداروں کو چاہیئے کہ وہ صوفی نذیر احمد صاحب کی تحریرات کو اور اہل الرائے ہندوؤں کی ہمدردانہ تنقید کو شائع کریں اور شائع کردہ پمفلٹ کو ہندوؤں اور مسلمانوں تک پہنچا دیں۔"

صدر الدین - ۱۳ اگست سنہ ۱۹۶۰ء

اخبار احمدیہ

شادی

۷ اگست سنہ ۱۹۶۰ء کو بروز اتوار چودھری خلیل الرحمٰن صاحب سابق محرر دفتر انجمن کی صاحبزادی امۃ السبحان کی شادی کی تقریب عمل میں آئی، موصوفہ کا نکاح چودھری شبیر احمد صاحب کے ساتھ مولانا احمد یار صاحب نے پڑھایا اور ایجاب و قبول کے ساتھ دو ہزار روپیہ حق مہر کا اعلان کیا، اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے، اس موقعہ پر دولہا نے مبلغ دس روپیہ اشاعت اسلام فنڈ میں انجمن کو دیئے، فجزاہ اللہ خیراً۔

شمولیت سلسلہ

ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر - لیبر کالونی۔ لائل پور۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کے ذریعے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ استقامت بخشے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

قیمت کھال قربانی

حیدر آباد دکن سے محترم شیخ انعام الحق صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:-

"ڈاکٹر مولانا خادم رحمانی نوری شیلانگ کی طرف سے مبلغ دس روپیہ بابت کھال قربانی موصول ہوئے ہیں، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔"

www.aaiil.org

مکتوبِ ہالینڈ

سورینام کے مسلمانوں سے ملاقات - ایک پارک میں تقاریر اور سوال و جواب - اشتہارات در بارہ تعلیم مسیحیت -

سورینام کے مسلمانوں سے ملاقات

مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

میں اپنی گذشتہ رپورٹ میں ایک واقعہ درج کرنا بھول گیا تھا مئی کے آخر میں یہاں پر سورینام سے ایک ڈیلی گیشن آیا تھا جن میں چند ایک مسلمان نمایندگان بھی شامل تھے - ایک سورینام میں رہنے والے ہندوستانی مسلمانوں کی نمایندگی کے لئے اور ایک انڈونیشین مسلمانوں کی نمایندگی کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے - تین جون کو صبح اُن سے . . . ملنے کا اتفاق ہوا خاکسار دو ڈچ مسلمانوں کے ساتھ اُن کے پاس گیا - انڈونیشین مسلمانوں کے نمایندہ سے تو ملاقات نہ ہو سکی لیکن ہندوستانی مسلمانوں کے نمایندہ جناب محترم رمضان اسلام کے ساتھ ملنے کا وقت مل گیا ہم نے اُن کی خدمت میں اپنے مشن سے شائع ہونے والا لٹریچر مع انگریزی ترجمہ از حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم پیش کیا - انہوں نے ہمارے لٹریچر کو بہت پسند فرمایا اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے مشن کا شکریہ ادا کیا - پھر کہنے لگے کہ ہم مسجد ہیگ میں بھی گئے تھے لیکن انہوں نے بتلایا تھا کہ یہاں پر صرف انہی کا مشن ہے اور کوئی نہیں - ان کے ساتھ قریباً ایک گھنٹہ تک تبلیغی امور کے متعلق گفتگو ہوتی رہی - ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کچھ عرصہ تک ہالینڈ سے ایک رسالہ نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں - مکرم اسلام صاحب نے ہمارے اس عزم کا خیر مقدم فرمایا، اور سورینام سے اس رسالہ کے ضمن میں حتی الامکان مدد فرمانے کا وعدہ فرمایا -

ایک پارک میں تقریر

اس سال اوترخت کے پاس ایک مقام (ZEIST) سائست سے ہمیں اطلاع ملی کہ وہاں پر اس جگہ کے لبنے والوں نے ایک پارک میں ہائیڈ پارک لندن کی طرح آزادانہ طور پر تقاریر کرنے کی اجازت لی ہوئی ہے - چنانچہ ان کی اطلاع آتے ہی ہم نے ایک اشتہار شائع کروا دیا کہ ہم جولائی اور اگست کے مہینوں میں اسی جگہ ہر جمعہ کی شام کو وہاں موجود ہوا کریں گے - اس خبر کے علاوہ ہم نے اپنے مشن کے عقائد وغیرہ پر بھی مختصر طور پر لکھ دیئے - یہ اشتہارات ہم نے ارد گرد کے اخبارات اور اپنے جان پہچان والوں کو بھجوا دیئے - یکم جولائی کو پہلی بار جب خاکسار مع برادرم سیف اللہ خالد براؤن وہاں پہنچا تو بہت سے لوگ اس جگہ موجود تھے، وہ ہمیں دیکھتے ہی ہمارے ارد گرد جمع ہو گئے - ایک دوست پہلے وہاں تقریر کر رہے تھے انہوں نے چند منٹ کے بعد اپنی (پیٹی) جس پر کھڑے ہو کر وہ لوگوں کو خطاب کر رہے تھے ہمیں دے دی - خاکسار نے کھڑے ہو کر پہلے اپنا تعارف کروایا اور بتلایا کہ میں بہت دُور سے آیا ہوں اور میرے آنے کا مقصد آپ لوگوں کو اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچانا ہے - پھر میں نے بتلایا کہ میرا ملک پاکستان ہے جو پہلے برٹش انڈیا کا ایک حصہ تھا، آپ لوگ تعجب کرتے ہوں گے کہ جب ہم ان ممالک کی طرف اپنے مشنری بھیجتے ہیں تو یہ یہاں کیا بتلانے آیا ہے - میں نے کہا اگرچہ یہاں پر عیسائی مذہب ہے پھر بھی اسلام کی تعلیم کی یہاں پر ضرورت ہے کیونکہ عیسائی مذہب کی تعلیم اس زمانہ کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی -

اس کے بعد خاکسار نے مختصر طور پر اسلام اور عیسائیت کی تعلیم پر بحث کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی توحید - انسانی مساوات اور گناہ اور اس کی معافی کے موضوع پر لیکچر دیا - چند منٹوں کے بعد ہر طرف سے سوالات ہونا شروع ہو گئے - عیسائی دنیا جب الوہیت مسیح کے خلاف یا موروثی گناہوں کے خلاف سنتی ہے تو وہ اپنے دیرینہ عقائد کی حمایت کئے بغیر نہیں رہتی - ان کے سوالات کسی عقلی دلیل پر مشتمل نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ عقلی دلائل کی طرف آتے ہیں اس لئے مسلمان کے لئے ان کا جواب دینا مشکل نہیں ہوتا یہ چونکہ پہلا موقعہ تھا اس لئے قریباً آٹھ نو اخبارات کے نمایندگان اس موقعہ پر حاضر تھے - اخباروں کے فوٹو گرافرز بھی موجود تھے - تین چار اخباروں کے فوٹو گرافروں نے میرے تقریر کرنے کے دوران میں فوٹو بھی لئے - یہ بحث و مباحثہ کا سلسلہ دو گھنٹہ تک جاری رہا - ہم نے چونکہ ہیگ واپس آنا تھا اس لئے حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ان سے اجازت لے کر ہم ہیگ کو روانہ ہو گئے - اور رات کے بارہ بجے گھر پہنچے - برادرم سیف اللہ خالد براؤن اپنے والد صاحب کی موٹر مانگ کر لے گئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے آنے جانے میں کافی سہولت ہو گئی - فجزاہم اللہ احسن الجزا - . . . .

. . . .

اخبارات میں تذکرہ

اس جگہ پر پہلی میٹنگ کا اخبارات میں کافی تذکرہ ہوا - اوترخت - آمرسفورٹ اور سائست کے اخباروں نے فوٹو بھی شائع کئے اور مختصر سے نوٹ بھی دیئے - ایک اخبار نے لکھا کہ اسلامک احمدیہ ایسوسی ایشن کے مبلغ غلام احمد بشیر نے جمعہ کی شام کو تقریر کی - کئی ایک عیسائیوں نے ان پر سوالات کئے مگر کوئی بھی ان کے دلائل کا صحیح طور پر جواب نہ دے سکا - ایک مقامی دوست بہت دیر تک تبادلۂ خیالات کرتے رہے اور بعد میں کہنے لگے کہ میں یونہی اپنے آپ کو عیسائی کہتا رہا ہوں آج مجھ پر یہ امر کھلا ہے کہ میں دراصل عیسائی نہیں ہوں -

دوسری تقریر

۸ جولائی کو پھر ہم سائست گئے - اور اپنے ساتھ قریباً تین صد کی تعداد میں ٹریکٹ شائع کر کے لے گئے جس میں گذشتہ ہفتہ کی تقریر کا خلاصہ دیا گیا تھا - اس دفعہ سخت بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے پارک سے تقاریر نہ ہو سکیں لیکن وہاں پر ایک کمرہ سا بنا ہوا تھا جس کے دروازے کھلے ہیں - اور اس میں سو ڈیڑھ سو افراد سما سکتے ہیں - چنانچہ سب لوگ اس چھت کے نیچے جمع ہو گئے اور تبادلۂ خیالات کا سلسلہ شروع ہوا - ہم نے اس جگہ پہلے وہ اشتہارات تقسیم کر دیئے تا کہ نئے لوگوں کو بھی اسلام سے کچھ واقفیت ہو جائے - رات کے دس بجے تک ہم وہاں پر باتیں کرتے رہے - برادرم خالد براؤن بھی ساتھ تھے -

اشتہار کا خلاصہ

ہم نے اس اشتہار میں حسب ذیل امور بیان کئے تھے :-

۱ - خدا تعالیٰ پر ایمان -
۲ - خدا کے انبیاء پر ایمان -
۳ - ہم تمام سچے نبیوں کو مانتے ہیں -
۴ - تمام مذاہب اصولی طور پر اپنے اندر صداقت رکھتے ہیں -
۵ - ہم مساواتِ انسانی اور عالمگیر انسانی برادری کو قائم کرنا چاہتے ہیں -
۶ - روحانی کمال کے حصول کے لئے انسان کو دنیا سے قطع تعلق کرنے کی اجازت نہیں -
۷ - ہر بچہ معصوم پیدا ہوتا ہے -
۸ - گناہ عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے - اس لئے ورثہ میں نہیں مل سکتا -
۹ - ہمارے گناہ معاف کرنے کے لئے ارحم الراحمین خدا کو کسی اور کفارہ کی ضرورت نہیں -
۱۰ - کوئی بھی کسی کے گناہ اپنے اوپر نہیں لے سکتا -
۱۱ - ہم ہمیشہ کی جہنم پر یقین نہیں رکھتے - جہنم انسان کے اپنے اعمال کا پرتو ہے -
۱۲ - مذہب وہی حق ہے جو دلائل عقلیہ پر پورا اُترے

(باقی بر صفحہ ۱۱)

www.aaiil.org

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اغراض، آپکی پاکیزہ تعلیم اور عظیم الشان کامیابی

پاکستان کے استقلال اور سالمیت کے لئے قوم میں پاک باطنی کی ضرورت

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۲ اگست ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتک ویعلمھم الکتٰب ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (البقرہ : ۱۲۹)

ایک عظیم الشان رسول کی بعثت کیلئے حضرت ابراہیمؑ کی دعا

یہ وہ دعا ہے جو حضرت ابراہیمؑ نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کا ذکر بھی اس سے پیشتر کیا گیا ہے واذ یرفع ابراھیم القواعد واسمٰعیل، خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے کی اور چند دعائیں کیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم اس میں تقبل کا لفظ تفعل کا صیغہ ہے جس میں تکلف پایا جاتا ہے، تو انہوں نے دعا کی ہے کہ اے اللہ ہم نے جو اس خانہ کعبہ کی تعمیر کی ہے تو معلوم نہیں کہ ٹھیک بھی ہوئی یا نہیں، اب جو کچھ بھی ہے تو اس کو تکلف کے ساتھ قبول فرمالے۔ اور پھر یہ دعا کی ربنا وابعث فیھم رسولا منھم اس قوم کے اندر ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما اس کی بعثت کی غرض کیا ہوگی، یہی کہ تیری رضا کی راہوں سے لوگوں کو مطلع کرے، یہی انبیائے کرامؑ کی بعثت کی غرض ہوتی ہے۔ خدا کی رضا کی راہوں کو بتا دینا ہی نبی کا کام ہے۔ چنانچہ فرمایا یتلوا علیھم ایٰتک وہ تیرے احکام ان لوگوں کو سنائے۔ ویعلمھم الکتاب صرف اتنا ہی کام نہیں کہ تیری آیات پڑھکر سنائے بلکہ آپ کی کتاب کی تعلیم دے والحکمۃ اور اس کا فہم بھی عطا کرے ویزکیھم پھر تعلیم اور فہم کتاب کے بعد تربیت بھی ضروری ہے، تو وہ رسول لوگوں کی تربیت بھی کرے۔ اُن کے باطن کو پاک صاف کردے۔ ان کو پاک اور مطہر بنادے۔ ہر قسم کی بدیاں اور برائیاں اُن سے دُور کردے اور انہیں مطہر بنا دے انک انت العزیز الحکیم قوم بڑی ٹیڑھی ہے، ملک بھی بڑا سخت ہے، لیکن اگر تیرا ارادہ ہو جائے اس قوم کو بلندی عطا کرنے کا، تو تو عزیز ہے، غالب بھی ہے اور الحکیم بھی ہے، تیری تعلیم دانائی اور حکمت سے بھری ہوئی ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کی بعثت اور اس کا مقصد عظیم

یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا انا دعوۃ ابی ابراھیم میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعاؤں کا نتیجہ ہوں، یہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہے، اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہم نے اس دعا کو قبول کیا ہے، چنانچہ فرمایا۔ کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایٰتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون۔ ہم نے ابراہیمؑ کی دعا کو قبول کرتے ہوئے تم میں ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے، کیونکہ ہم تمہیں اعلےٰ درجہ کی قوم بنانا چاہتے ہیں، یہ رسول تم ہی میں سے ہے، تم اس کے حسب نسب کو جانتے ہو، تمہارے اندر ہی یہ پیدا ہوا اور تم میں ہی اپنی زندگی کے چالیس سال گزارے یتلوا علیکم ایٰتنا وہی دعا کے الفاظ کو دہرایا ہے۔ کہ وہ ہمارے احکام تمہیں سنا رہا ہے ویزکیکم ہمارے ان احکام کی غرض یہ ہے کہ تمہیں پاک صاف کر دے، تمہارا باطن پاک و مطہر ہوجائے، اور تم دنیا میں ایک مطہر و مزکی قوم بن جاؤ۔ یہ ہمارے احکام کا اور اس رسول کے آنے کا مقصد ہے۔

آپؐ کی نمایاں کامیابی

یہ ایک مشکل ترین کام ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا گیا اور ان کے انفاس طیبہ سے ایک ایسی قوم جو ہر قسم کی بدعات میں مبتلا تھی، بُت پرستی، جوئے بازی، شراب خوری، زناکاری، جنگ و فساد، ان کی عادات میں داخل ہو چکا تھا، اس بگڑی ہوئی قوم کو آپ نے چند سال کے عرصہ میں پاک و مطہر بنا دیا۔ دنیا کی تاریخ میں نہایت تعجب و حیرت کے ساتھ یہ بات لکھی ہے کہ وہ مشکل ترین کام جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا گیا، آپؐ اس میں نمایاں طور پر کامیاب ہو گئے۔

ابوذرؓ کا قبول اسلام

عرب میں ایک ڈاکو تھا ابوذر۔ وہ قبیلہ غفار میں سے تھا۔ وہ بڑا دلیر اور نڈر تھا۔ دن رات ڈاکے مارنا اس کا کام تھا، اس نے بھی سُنا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ اس نے چاہا کہ میں چل کر دیکھوں تو سہی، اس وقت تک چند ہی آدمی مسلمان ہوئے تھے، بہت ابتدائی اور بڑی تکلیف کی زندگی تھی۔ ایسی حالت میں وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور خدا جانے کس نیت کے ساتھ آیا۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو سُن کر اور آپؐ کے اخلاق سے متاثر ہو کر اس نے کہا کہ میں اسلام قبول کرتا ہوں، حضرت یہ سُن کر تعجب کرنے لگے کہ اتنا بڑا ڈاکو اپنے بد کردار کو چھوڑ کر اسلام کے آغوش میں آتا ہے، اس کو کہتے ہیں چوروں کو قطب بنایا۔

ابوذرؓ کعبۃ اللہ میں اور کفار کی طرف سے ایذا رسانی

اس نے کہا میں کعبۃ اللہ میں جا کر اعلان کرتا ہوں، حضرتؐ جانتے تھے کہ وہ لوگ تو اسلام کے سخت دشمن ہیں، اور کوئی شخص جو اسلام قبول کرے، اسکو سخت ترین اذیت دیئے بغیر نہیں رہتے، آپ نے اسے منع کیا اور کہا کہ وہ تمہیں ماریں گے، اس نے کہا کچھ پروا نہیں، اور وہاں جا کر اعلان کیا کہ اسلام برحق ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں، اور میں مسلمان ہو چکا ہوں، ان لوگوں نے اسے خوب پیٹا، اور وہاں سے لہو لہان ہو کر واپس آئے اور حضرت سے تذکرہ کیا، لیکن طبیعت میں کمزوری پیدا نہیں ہوئی، اور دوبارہ وہاں گئے اور پھر وہی اعلان کیا اور مار کھائی، اور بڑی استقامت کے ساتھ اسلام پر قائم رہے۔

تزکیہ نفس کا عملی نمونہ

یہ ابوذرؓ وہ ہے، جو بعد میں ساری عمر خلفائے راشدینؓ کے خلاف رہا اور بڑے زور سے لوگوں میں پروپیگنڈا کرتا رہا کہ مال و دولت جمع کرنا جہنم کی آگ خریدنا ہے، کجا وہ حالت کہ وہ خود ڈاکو تھا، اور لوگوں کا مال و دولت چھین کر اپنا گھر بھرتا تھا۔ اور کجا یہ حالت کہ ایک پائی اپنے پاس بچا کر رکھنا اسے گوارا نہ تھا۔ اس ہمت اور رستان کا انسان حضرتؐ کی چند منٹ کی صحبت سے تمام برائیوں سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا، اور اسے عزت و عظمت کا مقام عطا کیا گیا یہ ہے ویزکیھم ان کے عقائد باطلہ بھی درست کر دیئے، اور ان کے کردار کو بھی ہر قسم کی برائیوں سے پاک و صاف کر کے نہایت بلند...... اخلاق بنا دیا۔

www.aaiil.org

آنحضرت صلعم نے شراب سے عرب کو نجات دلائی

ایک دفعہ حکم ہوا کہ شراب نجس اور عمل شیطان میں سے ہے، اس حکم کا آنا تھا کہ تمام گھروں میں شراب کے مٹکے توڑ دیئے گئے، اور مدینہ کی گلیوں میں شراب بہہ نکلی، اس کے بعد وہاں شراب کا نام تک باقی نہ رہا، ہمارے اس زمانہ میں ایک دفعہ شاہ انگلستان نے یہ اعلان کیا کہ ہم پبلک میں شراب کا استعمال نہیں کریں گے۔ لوگوں پر اس کا کچھ اثر پڑا لیکن یہ ایک وقتی بات تھی، جو چند دن کے بعد ختم ہو گئی، اسی طرح امریکہ میں شراب خوری قانوناً ممنوع قرار دی گئی، لیکن چونکہ شراب ان لوگوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے اس لئے چوری چھپے اس کا استعمال ہوتا رہا اور آخر کار اس قانون کو منسوخ کرنا پڑا، عرب کے اندر بھی شراب وہاں کے لوگوں کی گھٹی میں تھی لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس طیبہ کا نتیجہ ہے کہ ایک ہی حکم کے آنے پر شراب مدینہ کی گلیوں میں بہہ نکلی، اور پھر کسی نے اس کا نام نہ لیا۔

غلاموں کو آزاد کرا دیا

ایسا ہی غلامی کا حال ہے، کبھی کبھی لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تمام لونڈیاں اور غلام آزاد کر دیئے جائیں، اور کسی کو غلام بنانا ممنوع اور حرام ہے، ایسا کہنا بڑی کوتاہ نظری کا نتیجہ ہے، حضرتؐ تو بڑے دانا تھے، اگر یہ کہہ دیتے تو ہزاروں کی تعداد میں لونڈیاں اور غلام آزاد ہو کر ملک کے لئے ایک مصیبت بن جاتے، ان کے رہنے سہنے اور گذر اوقات کا سامان کرنا بہت مشکل ہوتا اسی لئے آپؐ نے مختلف قسم کے حالات میں غلام کو آزاد کرنا بڑے اجر اور ثواب عظیم کا موجب قرار دیا اور اس طرح تدریجاً غلامی کو موقوف کرانے کا سامان فراہم کیا، اور لوگ بڑی خوشی کے ساتھ غلاموں کو آزاد کرتے چلے گئے۔ عرب میں آزاد شدہ غلام کو مولےٰ کہتے ہیں، سالم مولےٰ ابوحذیفہ اور اس قسم کے کئی نام لوگوں کے نام کیا نقشہ بناتے ہیں کہ حضرتؐ کی ترغیب و تعلیم سے سب کے سب تمام غلام آزاد ہو گئے۔

بین الاقوامی تعصب

پھر فرمایا ویعلمکم الکتاب والحکمۃ وہ تعلیم آپؐ نے دنیا کو دی اور ایسی حکمت سکھائی کہ پہلے کسی قوم میں ایسی تعلیم اور حکمت نہ تھی، پیغمبر اسی لئے آتے تھے کہ قوموں کی اصلاح ہو، لیکن بعد میں ان کی قوموں نے دوسری قوموں کے ساتھ تعصب کرنا شروع کر دیا، اور اپنے سوائے دوسری قوموں کو ہدایت سے دور قرار دے دیا۔ ہندوؤں نے کہا کہ ہندو کے سوائے باقی تمام قومیں ملیچھ، ناپاک اور راندہ درگاہ الٰہی ہیں، تورات میں ہے کہ صرف بنی اسرائیل ہی خدا کی سب سے پیاری قوم ہے، اور دوسری قومیں خدا تک نہیں پہنچ سکتیں، پھر نسل کے نام پر دنیا میں عام تعصب ہے، پھر رنگ کی وجہ سے تعصب ہے، پھر زبان کے اختلاف پر تعصب چلتا ہے۔

تمام تعصبات کا کامیاب علاج جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز کیا

تو پھر فرمایا ویزکیھم یہ رسول تمہیں ہر ایک قسم کے تعصب سے پاک کر دے گا۔ آئندہ کسی قسم کا تعصب رکھنا جائز نہ ہو گا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لافضل لعربی علی العجمی کسی قسم کا قومی اور نسلی اور ملکی تعصب جائز نہیں، کسی ملک و وطن کی وجہ سے ایک قوم کو دوسری پر فضیلت نہیں، کیا یہ جملہ آج کسی کی زبان پر آ سکتا ہے؟ آج یورپ میں نسلی اور وطنی تعصب زوروں پر ہے، سارا یورپ متحد ہو کر کہتا ہے کہ دنیا کی دوسری قومیں اس کی غلام ہیں۔ ہٹلر نے اعلان کیا کہ نازیوں اور جرمنوں کے سوائے سب قومیں ہیچ ہیں، لیکن حضورؐ کی تلقین یہ ہے کہ لافضل لعربی علی العجمی ولا اسود علی احمر، عرب اور عجم، مشرق اور مغرب کچھ چیز نہیں، سفید اور کالا رنگ کچھ چیز نہیں الا بتقوی اللہ ہاں فضیلت ایک ہی بنا پر ہو سکتی ہے اور وہ اللہ کا خوف اور تقوےٰ ہے قرآن کریم نے بھی فرمایا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم بزرگی صرف اس کے لئے ہے جو خدا خوف ہو، نیک عمل ہو۔

نبی کریم صلعم کی بعثت سے احسان عظیم

تو فرمایا ویزکیھم بڑی طہارت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی ہے اسی بات کو دوسری جگہ بیان فرمایا لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ اللہ تعالےٰ نے مومنوں پر بڑا بھاری احسان کیا کہ ان میں ایک عظیم الشان رسول کو جو انہی کی قوم میں سے ہے مبعوث فرمایا یہ رسول اُن پر اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

اہل عرب کی کھلی گمراہی

اور اس کے ساتھ ایک مقطع کی بات کہہ دی وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اس کے اندر ان کی تمام تاریخ بیان کر دی ہے، ان کی کھلی گمراہی کا پتہ ان کی بت پرستی، جوئے بازی، شراب خوری زنا کاری، اور باہمی جنگ و قتال سے لگتا ہے۔

نبی کریم صلعم نے مردہ قوم کو زندہ قوم بنا دیا

گویا عمل و کردار کے لحاظ سے یہ ایک مردہ قوم تھی، اس مردہ قوم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندہ کر دیا۔ اس منتشر قوم کو متحد کر دیا، اس اخلاقی پہلو سے گری ہوئی قوم کو بلند اخلاق بنا دیا، اس پسماندہ ترین قوم کو ایک مثالی قوم اور دنیا کی رہنما بنا دیا اسے قربانی اور ایثار سے متصف کر دیا، تعصب اور نسلی اور وطنی امتیاز ان میں سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا، اتنی بڑی کامیابی دنیا میں کسی رہنما کو آج تک نصیب نہیں ہوئی۔ چند آدمیوں کو درست کرنا انسان کے بس سے باہر ہوتا ہے چہ جائیکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے کے سارے ملک اور تمام قوم کو ہر قسم کی بدیوں سے پاک و صاف کر دیا اور ایسی بلند اخلاق بنا دیا کہ ان کے ذریعہ دنیا کی دوسری قوموں نے ہدایت حاصل کی۔

نبی کریم صلعم کی تعلیم اخلاق کو بلند کرتی ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اخلاق کو بلند کرنے والی ہے۔ عامر جب مسلمان ہوا تو اس نے پوچھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے فرمایا افشوا السلام واطعموا الطعام اسلام پھیلاؤ، غرباء کو کھانا کھلاؤ واستحی اللہ کما تستحی رجلاً من اھلک اللہ تعالےٰ سے حیا کرو جیسے اپنے خاندان کے لوگوں سے حیا اور شرم کرتے ہو کہ ان کے سامنے کسی قسم کی بے حیائی کے مرتکب ہونا پسند نہیں کرتے ہو۔

سفر میں لے جانے والا تحفہ

ایک شخص نے عرض کی کہ میں سفر پر جا رہا ہوں مجھے کوئی نصیحت فرمایئے، فرمایا سفر کے لئے سب سے اچھا توشہ تقوےٰ ہے زودک اللہ التقوی کسی سفر میں جاؤ، شام میں جاؤ یا افریقہ میں، لندن جاؤ یا پیرس، جہاز پر ہو یا ریل میں، تجارت کرتے ہو، یا ملازمت، ایک ہی توشہ تمہارے لئے ہے، اللہ کا تقوےٰ، خدا خوفی، اگر اس توشہ کو اپنے ساتھ رکھو تو ہمیشہ فائدہ میں رہو گے۔ اور جہاں تم نے یہ خیال کیا کہ یہاں میرے چچا یا پھوپھا نہیں ہیں یا کوئی اور عزیز میرے افعال کو دیکھنے والا نہیں، اس لئے جو جی چاہے کروں، تو تم گر گئے۔ ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ تمہارے سامنے ہونا چاہیئے، خدا خوفی تمہارا توشہ ہونا چاہیئے، اس توشہ کو ساتھ لے جاؤ پھر اس شخص نے پوچھا کہ سفر میں میرے لئے کیا توشہ ہونا چاہیئے فرمایا زودک اللہ التقوی کعبتہ اللہ کے حج کے موقعہ پر بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ کھانے پینے کی چیزوں کے بغیر تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا اس لئے حج کو جاتے ہوئے تزودوا کھانے پینے کی چیزوں کو بطور زادِ راہ ساتھ لے جاؤ، لیکن ساتھ ہی فرمایا ان خیر الزاد التقوےٰ بہترین زادِ راہ تقوےٰ ہے، اس لئے تقوےٰ کا توشہ بھی ساتھ لے جاؤ اگر تقوےٰ ساتھ ہو تو سفر برلن کا ہو یا مکہ کا کہیں بھی تکلیف نہ ہو گی، ایک ہی قانون سب جگہ کے لئے ہے۔

تقوےٰ کی اعلےٰ تعلیم

فرمایا التقوےٰ ان تزین للخالق کما تزینت للخلق۔ تقوےٰ اس بات کا

(باقی بر صفحہ ۹)

www.aaiil.org

حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور سید علی محمد باب اور بہاء اللہ کے

دعاوی کے بطلان پر احادیث کی مزید شہادتیں

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

اہلِ بہاء کے نزدیک تین معزز ہستیاں

بابی اور بہائی مذہب میں تین ایسی ہستیاں ہیں جنہیں خاص عظمت دی گئی ہے اور جن کی توقیر اہلِ بہاء کے دلوں میں راسخ ہے ان میں سے ایک تو سید علی محمد باب ہیں جو درحقیقت اس تحریک کے بانی ہیں دوسرے مرزا حسین علی نوری ہیں جو بہاء اللہ کے لقب سے مشہور ہیں، تیسرے عباس آفندی ہیں جو بہاء اللہ کی وفات کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور جو عبدالبہاء کے لقب سے مشہور ہیں۔ یہ تینوں درحقیقت بابی اور بہائی تحریک کی جان ہیں اس لئے احادیث میں ان تینوں کے متعلق اشارات پائے جاتے ہیں جن کا ذکر اپنے اپنے موقعہ پر کیا جائے گا۔

احادیث میں بابی فتنہ کا علاج

اس وقت تک جو احادیث پیش کی گئی ہیں وہ بالصراحت سید علی محمد باب اور ان کی تحریک پر چسپاں ہوتی ہیں اور بتلاتی ہیں کہ یہ تحریک ایک فتنۂ عظیمہ ہوگا جس کا بطلان سچے مہدی کے ظہور سے ہی واضح ہوگا۔ اور سابقہ اقساط میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے ظہور سے ہی درحقیقت اس فتنہ کا حقیقی معنی میں قلع قمع ہوا ہے کیونکہ اس فتنہ کے زور پکڑنے کے بعد امت محمدیہ میں صرف حضرت مرزا صاحب ہی ایسے شخص پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اس تحریک کے بانیوں کے بنیادی دعوے کو عملی طور پر توڑ کر رکھ دیا ہے ان کا بنیادی دعویٰ یہی تھا کہ قرآن کریم نعوذ باللہ اب ایک مردہ کتاب ہے جو اپنے پیرو کو روحانی زندگی دینے کی قوت ختم کر چکی ہے اور اب یہ ایک خشک درخت ہے جو پھل دینے سے عاجز ہے اور اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت میں بھی نعوذ باللہ اب وہ نور نہیں رہا جو دلوں کو منور کیا کرتا تھا حضرت مرزا صاحب نے ظاہر ہو کر ان کے ان دونوں دعووں کو باطل ثابت کر دیا کیونکہ ان کا دعوےٰ یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص انعامات کا میں مورد ہوں اور اس کی خاص برکات کا حامل ہوں اور یہ سب نعمتیں مجھ کو بہ برکت پیروی قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم ملی ہیں اور خدا کے فضلوں کی بارش مجھ پر انہی کی کامل پیروی کی طفیل ہوئی ہے جس کا دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہوا کہ قرآن کریم مردہ نہیں بلکہ زندہ کتاب ہے جو روحانی زندگی عطا کرنے میں پوری قوت رکھتی ہے وہ خشک درخت نہیں بلکہ پھلدار درخت ہے جو ہر زمانہ میں اپنا پھل دیتا ہے اور اس زمانہ میں بھی میں اسی کا ایک پھل ہوں اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور رسالت بجھا نہیں بلکہ آج بھی وہ اسی طرح دلوں کو منور کر رہا ہے جس طرح وہ گذشتہ زمانوں میں کرتا چلا آیا ہے — یہی عملی توڑ باب اور بہاء اللہ کے دعووں کا ہو سکتا تھا جو حضرت مرزا صاحب نے کر کے دکھایا اب اگر کوئی شخص اپنی ضد پر اڑا ہے تو اس کا کوئی علاج نہیں ورنہ بالقسم تو اس فتنہ کا پاش پاش ہو چکا ہے۔

بہرحال سچے مہدی کے زمانہ ظہور سے متصل زمانہ میں جن علامات کا ذکر احادیث میں آیا ہے ان میں بعض اس قسط میں بیان کی جاتی ہیں۔

پہلی علامت

حجج الکرامہ ص ۳۴۹ پر ہے کہ "ان علامات میں سے جو مہدی کے زمانہ ظہور کے قرب پر دلالت کرتی ہیں ایک یہ ہے کہ جانب مشرق سے علج کا ظہور ہوگا" اور صراح (یہ ایک لغت کی کتاب ہے) میں لکھا ہے کہ علج اس کافر کو کہتے ہیں جن کا کوئی دین نہ ہو، دیکھو حجج الکرامۃ ص ۳۵۰ علج کا یہ مفہوم بابی اور بہائی تحریک پر پوری طرح چسپاں ہوتا ہے، سابقہ اقساط میں میں بتلا چکا ہوں کہ بدشت میں کانفرنس کر کے بابیوں نے جن میں بہاء اللہ بھی شامل تھے شریعت اسلامیہ کے نسخ کا فیصلہ کیا اور ایک نئی شریعت بنانے کی قرارداد منظور کی چنانچہ اس فیصلہ کے بعد علی الاعلان یہ کہا گیا کہ پہلی شریعت منسوخ ہو گئی ہے اور نئی شریعت ابھی معرض وجود میں آئی نہیں۔ اس لئے اب ہم کسی دین کے پابند نہیں۔

بابی اور بہائی بغیر کسی دین کے

گویا بابی لوگ نئی شریعت کے ملنے تک بغیر کسی دین کے ہی زندگی بسر کر رہے تھے اور یہی معنی صراح نے لکھے ہیں کہ ایسا کافر جس کا کوئی دین نہ ہو بے دینی کی یہ حالت عارضی نہیں بلکہ مستقل ثابت ہوئی کیونکہ نئی شریعت جس کے ملنے کی توقع تھی وہ سید علی محمد باب نے لکھنی تھی لیکن اس کی تکمیل سے قبل ہی وہ دنیا سے رخصت ہو گئے اور اس کی تکمیل کا کام وہ بہاء اللہ کے سوتیلے بھائی مرزا یحییٰ کے سپرد کر گئے جس کو انہوں نے اپنا جانشین مقرر کر کے صبح ازل کا لقب عطا کیا تھا لیکن مرزا یحییٰ نے بھی باب کی کتاب البیان کی تکمیل نہیں کی حتیٰ کہ بہاء اللہ نے اس کتاب کو بھی منسوخ قرار دیدیا اور وہ کتاب جو انہوں نے تیار کی اور جس کا نام "کتاب اقدس" رکھا اس کا مستند نسخہ بھی ابھی تک اہلِ بہاء کی طرف سے شائع نہیں ہوا گویا بابی اور اہلِ بہاء اس وقت تک بغیر شریعت کے ہی زندگی بسر کر رہے ہیں اور حقیقی معنی میں قرآن کریم کو منسوخ قرار دینے کے بعد اس وقت تک بغیر دین کے ہی چلے آ رہے ہیں اور حدیث کی اس علامت کو کہ سچے مہدی کے ظہور سے قبل مشرق کی طرف سے ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جن کا کوئی دین نہ ہوگا اپنے وجود سے پورا کر رہے ہیں۔

دوسری علامت

حضرت حسین بن علی رضہ سے روایت ہے کہ:-

"مہدی کے قرب ظہور کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ مسجد کوفہ کی وہ دیوار جو عبداللہ بن مسعود کے گھر سے متصل ہے گرا دی جائے گی اور ملک عجم زائل ہو جائے گا" حجج الکرامہ ص ۳۵-۳۵۰

اس حدیث کے ظاہری الفاظ کو اگر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص مسجد کی دیوار کے گر جانے سے ظہور مہدی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے دیواریں چھوڑ مسجدیں گرتی رہتی ہیں، عمارتوں کی شکست و ریخت لگی رہتی ہے خدا جانے کتنی دفعہ مسجد مذکورہ کی دیواریں گری ہوں گی اور کتنی دفعہ ان کی مرمت ہوئی ہوگی لیکن حقیقت جیسا کہ میں متعدد مرتبہ بیان کر چکا ہوں یہ ہے کہ ایسی احادیث سب از قبیل کشوف ہیں اور بدیں وجہ قابل تعبیر ہیں۔

کشف کی تعبیر

ابتداء اسلام میں کوفہ مسلمانوں کی ایک اہم چھاؤنی تھی گویا یہ شہر اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کا ذریعہ تھا جہاں ہر وقت فوج رہتی تھی۔

مسجد مسلمانوں کے اجتماع اور اتحاد کا مرکز ہوتا ہے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کی جگہ ہے جہاں سے پانچ وقت روزانہ بلند آواز سے خالص توحید اور کبریائی الٰہی کا اعلان کیا جاتا ہے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی بانگ دہل شہادت دی جاتی ہے صلوٰۃ اور کامیابی کے حصول کے لئے دعوت دی جاتی ہے۔

دیوار عمارت کے قیام اور اس کی حفاظت کا ذریعہ ہوتی ہے خواب یا کشف میں دیوار کا انہدام وجود عمارت اور حفاظت کے ذریعہ کے زائل ہونے پر دلالت کرتا ہے، نیز خواب میں دیوار سے مراد رجلِ منیع بھی ہوتا ہے عبداللہ بن مسعود سے مراد خود نبی کریم صلعم ہیں جو مجسم سعادت ہیں اور حقیقی معنی میں عبداللہ ہیں، عبداللہ بن مسعود کے گھر سے متصل مسجد سے مراد بیت اللہ سے تعلق رکھنے والی عبادتگاہ ہے کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کا روحانی گھر جس کی طرف آنحضور صلعم کی توجہ دائمی طور

www.aaiil.org

پرستی بھی بیت اللہ ہی ہے۔

تعبیری مطلب

اب اس تمام کشف کا تعبیری زبان میں یہ مطلب ہوا کہ مسلمانوں پر ایسی مصیبت آنے والی ہے جو ان کے اتحاد کو پاش پاش کرنے کا موجب ہوگی ان کی عبادتگاہوں کو بدل دے گی توحید خالص کو مٹانے اور رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ختم کرنے کی اور صلوٰۃ جو معراج المومن اور روحانی کامیابی کا ذریعہ ہے اس سے ہٹانے کی کوشش کرے گی۔

کلمہ طیبہ یعنی توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اقرار جو مسلمانوں کے قیام اور ان کے اتحاد کا ذریعہ ہے اس سے ان کی توجہ کو ہٹا کر کسی دوسرے کلمہ کی طرف اسے پھیر دے گی اور کوئی ایسا رجل منیع مسلمانوں میں موجود نہ ہوگا جو اس عظیم الشان مصیبت کو لانے والوں کا مقابلہ کرکے انکو نیچا دکھلا سکے گویا رجل منیع کو بھی وہ گرا دیں گے۔

بیت اللہ سے مسلمانوں کا تعلق منقطع کروا کر کسی اور گھر سے تعلق پیدا کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

زوال ملک کا مفہوم

یہ مفہوم ہے اس ساری حدیث کا چنانچہ اس کے بعد صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ ملک قوم زائل ہو جائے گا یعنی اگر یہ کوشش کامیاب ہو جائے تو اسلام کی روحانی حکومت جو درحقیقت دائمی حکومت ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہنے والی حکومت ہے زائل ہو جائے گی یعنی نہ توحید خالص رہے گی نہ رسالت محمدیہ قائم رہ سکے گی نہ مسلمانوں کے لئے کامیابی کی راہیں کھلی رہیں گی گویا ان کی دینی و دنیوی ترقی کے تمام راستے مسدود ہو جائیں گے۔

تعبیر حدیث اور بابی تحریک

اب اس تعبیر کو سامنے رکھکر بابی اور بہائی تحریک کو دیکھ لیں کہ کیا اس کی کامیابی مسلمانوں کی مکمل تباہی کا موجب بن سکتی ہے یا نہیں۔ خالص توحید کی جگہ شرک لے لیگا کیونکہ یہ لوگ باب اور بہاء اللہ کو اسی طرح کامل انسان اور کامل خدا مانتے ہیں جس طرح عیسائی حضرت مسیح کو کامل انسان اور کامل خدا مانتے ہیں ان کی شریعت میں بیت اللہ کا حج کرنے کی بجائے شیراز میں سید علی محمد باب کے گھر کا طواف اور بغداد میں بہاء اللہ کے گھر کا طواف فرض کر دیا گیا ہے نماز میں کعبہ کو قبلہ بنانے کی بجائے بہاء اللہ کی قبر کو قبلہ قرار دے دیا گیا ہے اور اس طرح انسان پرستی اور قبر پرستی کی بنیاد رکھ کر توحید الٰہی کے شجرۃ طیبہ پر تبر رکھ دیا گیا ہے اسی طرح اسلام کے باقی احکام کو بھی زیر و زبر کر دیا گیا ہے غرضیکہ اسلام کے روحانی ملک کو کلی طور پر ختم کرنے کے سامان کر دیئے گئے ہیں۔

اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے وہ دیوار یعنی رجل منیع حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں کھڑا نہ ہو جاتا جس کے قرب ظہور کی یہ علامت تھی تو ملک قوم یقیناً زائل ہو چکا ہوتا اس خدا کے بندے نے اس مصیبت کا رخ دوسری طرف پھیر دیا ہے اور ملک قوم کو زائل ہونے سے بچا لیا ہے اور ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ خدا کا اپنی پاک کتاب میں وعدہ تھا کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون اور پھر سورہ نور میں وعدہ تھا کہ اسلام کے مٹنے کا جب کبھی خطرہ پیدا ہوگا اللہ تعالےٰ محمد رسول اللہ صلعم کے کامل متبعین میں سے کسی ایک کو خلیفہ بنا کر کھڑا کر دے گا جو اسلام کی کمزوری کو مضبوطی سے بدل دے گا اور دین میں قوت پیدا کر دے گا اور مسلمانوں کے خوف کو امن سے بدل دیگا اور شرک کو جسے اسلام میں داخل کرنیکی کوشش کی جائے گی اسے نکال باہر پھینکے گا اور خالص توحید پر مسلمانوں کو دوبارہ قائم کر دے گا۔ اور دنیا کو دکھلا دے گا کہ اسلام پر غلبہ حاصل کرنیکی کوشش کرنے والے کس طرح اپنے مقصد میں ناکام اور نامراد رہتے ہیں اور اسلام کے مقابلہ میں ان کے عجز کو واضح کرکے دنیا پر اسلام کی دائمی برتری کا سکہ جما دے گا۔

دلچسپ بات

اس بات کا ذکر بھی قارئین کرام کی دلچسپی کا موجب ہوگا کہ شیخیہ فرقہ کے تین گروہوں نے کوفہ کی مسجد میں ہی سید علی محمد باب کے دعوے کی تائید کا فیصلہ کیا تھا اور اس طرح بابی تحریک کی بنیاد اور اسلام کی منسوخی کا باعث بنے، دیکھو کتاب ظہور قائم آل محمد صـ۲۸۹۔ قارئین کو یہ بھی یاد ہوگا کہ جناب سید علی محمد باب نے اپنے چند معتقدین کو بھی ہدایت کی تھی کہ لوگوں کو اطلاع دو کہ مہدی ظاہر ہو گیا ہے اس کی ملاقات کے لئے کوفہ کی پشت پر جمع ہو جاؤ میں حج سے واپسی پر اسی جگہ ان سے ملوں گا مگر لوگوں نے اس دعوے کو سن کر اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جناب باب کو ناکام واپس آنا پڑا اس کی تفصیل انشاء اللہ دجال کی بحث میں بتلائی جائے گی۔

تیسری علامت

حذیفہ رضا آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ قرب ظہور مہدی کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ زوراء میں ایک (پرخطر) واقعہ ظہور میں آئے گا زوراء سے مراد شراح حدیث نے بھی بغداد ہی لیا ہے اور لغت کی کتب میں بھی اس کے معنے بغداد لکھے ہیں۔ حجج الکرامہ صـ۳۴۵

یہ علامت بہاء اللہ پر چسپاں ہوتی ہے کیونکہ سید علی محمد باب کے قتل ہو جانے کے تین سال بعد یعنی سنہ ۱۸۵۳ء میں بہاء اللہ نے بغداد میں ہی اپنے چند مخلصین کی موجودگی میں اپنے آپکو باب کی پیشگوئی من یظہرہ اللہ کا مصداق قرار دیا بغداد میں بہاء اللہ کا قیام قریباً بارہ سال رہا اس عرصہ میں انہوں نے اپنے باطل خیالات کے پھیلانے میں سر توڑ کوششیں کیں بدقسمتی یہ کہ بہاء اللہ نے ہی شریعت اسلامیہ کی منسوخی کا خیال پیدا کرکے اور اس پر زور دے کر اس کی تائید میں قرارداد منظور کرالی تھی لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ سید علی محمد باب نئی شریعت کی تکمیل میں ناکام رہے ہیں تو آپ خود بہاء اللہ کے ذہن پر نئی شریعت کی تیاری کا خیال مستولی ہو گیا انہوں نے باب کی نامکمل شریعت کو بھی منسوخ قرار دے دیا اور نئی شریعت بنانی شروع کر دی جس کا نام "کتاب اقدس" رکھی جو آج تک اہل بہاء کی طرف سے مستند نسخہ کی شکل میں دنیا کے سامنے نہیں آئی اور نہ اس کے آنے کی کوئی امید ہے اور یہی وہ شریعت ہے جو اسلامی شریعت کے مقابل بہائیوں کی دائمی شریعت کہلاتی ہے گویا بغداد ہی وہ جگہ ہے جہاں حقیقی طور پر اسلامی شریعت کے مقابلہ میں نئی شریعت کی بنیاد رکھی گئی ہے اور جہاں رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ ختم کیا گیا اور جہاں بہاء اللہ کے وجود میں کامل انسان اور کامل خدا کے مشرکانہ عقیدہ کو ترویج دینے کی سعی شروع کی گئی ہے۔ بے شک تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی بھی ایک سانحہ بغداد پر گذر چکا ہے لیکن اس کا تعلق مہدی کے ظہور کے ساتھ کوئی نہیں بلکہ وہ ظہور مہدی سے صدیوں قبل کا واقعہ ہے لیکن حدیث مذکورہ بالا میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ مہدی کے قرب ظہور سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ بہاء اللہ کے دعوے کے ۲۹ سال بعد سچے مہدی یعنی حضرت مرزا صاحب کا دعوئے مجددیت شائع ہو گیا جس نے بہاء اللہ کی طرز کے تمام دعاوی کو ہباءً منثوراً کر دیا۔

چوتھی علامت

امام محمد باقر بن علی بن حسین رضا سے روایت ہے اذا بلغ العباس خراسان طلع بالمشرق القرن ذو السنین یعنی جب عباس خراسان پہنچے گا تو مشرق سے دو دُم والا ستارہ نکلیگا دو دُم والا ستارہ کا مشرق میں طلوع کرنا مہدی کے ظہور کی علامات میں سے ایک علامت ہے لیکن حدیث مذکورہ بالا میں اس کے لئے ایک شرط ٹھہرائی گئی ہے اور وہ عباس کا خراسان میں پہنچنا ہے عباس کا خراسان میں پہنچے کا مطلب کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتا تھا لیکن بابی تحریک کے مطالعہ سے اس کا مطلب بھی واضح ہو جاتا ہے یعنی عباس کے خراسان پہنچنے والی شرط بھی پوری ہو جاتی ہے قبل اس کے کہ اس امر کی وضاحت کی جائے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ جناب بہاء اللہ کا اصلی نام مرزا حسین علی ہے طہران میں ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۱۷ء مطابق ۲ محرم سنہ ۱۲۳۳ھ کو مرزا عباس نوری کے گھر پیدا ہوئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بہاء اللہ کے باپ کا نام عباس ہے اور خوابوں میں ایسا ہوتا ہے کہ خواب میں باپ دیکھا جاتا ہے لیکن مراد بیٹا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم کو خواب میں ابوجہل کے لئے بہشت کے انگوروں کا ایک

(باقی بر صـ۹)

www.aaiil.org

اِدھر کے خطوط

محترم ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی آنریری مبلغ کی حیثیت سے

برٹش گیانا تشریف لے گئے

وزیر آباد میں ڈاکٹر صاحب کو الوداعی پارٹی

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مندرجہ ذیل خبر اخبار میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں:۔

"مکرمی جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی کا عرصہ سے خیال تھا کہ وہ ملک سے باہر جا کر آنریری طور پر تبلیغ اسلام کریں۔ چنانچہ ان کے بابرکت ارادہ نے عملی صورت اختیار کی۔ آپ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۶۶ء وزیر آباد سے بذریعہ تیز گام ایکسپریس برٹش گیانا (جنوبی امریکہ) کے لئے کراچی تشریف لے گئے۔ ریلوے اسٹیشن وزیر آباد پر احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت لوگ اور خصوصاً جموں وکشمیر کے دوست بھی انہیں الوداع کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ آپ کو پھولوں کے ہاروں سے لاد کر سوار کرایا گیا۔ ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی نے جو کافی عرصہ سے وزیر آباد میں پریکٹس کر رہے تھے۔ چند یوم پیشتر بتلایا کہ وہ آنریری مبلغ کی حیثیت سے برٹش گیانا ۲۰ جولائی کو وزیر آباد سے سوار ہو کر کراچی ۲۴ جولائی کو بذریعہ بحری جہاز سفر فرماویں گے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں شیخ محمد عبداللہ صاحب ناگورا اور شیخ عزیز احمد صاحب پنجاب جیتری وزیر آباد نے الوداعی پارٹیاں دیں اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام وزیر آباد نے ۱۹ جولائی کو ڈاکٹر صاحب کو مسجد احمدیہ موسومہ شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم میں پارٹی دی جس میں پوری جماعت کے علاوہ شہر کے معزز ارکان کو بھی مدعو کیا گیا۔ پارٹی کے بعد جناب شیخ نثار احمد صاحب نے الوداعی تقریر فرمائی، اس کے بعد پیر زندہ دل صاحب نے مہاجرین جموں وکشمیر کی طرف سے ڈاکٹر صاحب کی خدمات کا اعتراف کیا اور الوداع کہی اس طرح یہ پارٹی دعا کے بعد ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کے ارادوں میں برکت ڈالے اور دینی و دنیاوی ترقیات عطا فرمائے۔ والسلام

محمد عبداللہ - وزیر آباد

پیغامِ صلح:۔ ہمیں یہ خبر بہت دیر سے موصول ہوئی جس کے لئے ہم قارئین پیغام صلح سے معذرت خواہ ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب ممدوح کے ارادوں میں برکت ڈالے اور جس عزم کو لے کر وہ اتنی دور کے سفر پہ گئے ہیں، اس میں کامیابی عطا فرمائے۔

مہدی برحق اور بہاء اللہ

(بسلسلہ صفحہ ۸)

خوشنما لیکن ابوجہل تو اس سے محروم رہا لیکن اس کا بیٹا عکرمہ اسلام میں داخل ہو کر بہشت کی نعمتوں کا وارث ہوا۔ خوابوں کی اس حقیقت کو اگر مدنظر رکھا جائے تو عباس کے خراسان میں پہنچنے کی علامت کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔

میں بار بار یہ بتلا چکا ہوں کہ خراسان کے علاقہ بدشت میں بابیوں نے قرآن کریم کے نعوذ باللہ منسوخ قرار دینے اور رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ختم کر دینے کا فیصلہ کیا اور یہ فیصلہ بہاء اللہ یعنی مرزا حسین علی نے ہی کرایا یعنی عباس کے بیٹے کی طرف سے اسلام کو مٹانے کا یہ خطرناک قدم اٹھایا گیا مطلق خراسان پہنچنے کا تعلق تو ظہور مہدی سے نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا تعلق کسی اہم فتنہ سے نہ ہو۔ اس قدم کے اٹھائے جانے کا لازمی نتیجہ یہی نکلنا چاہیئے تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کے مطابق جو حفاظت اسلام کے متعلق اس نے کیا ہوا ہے مہدی صادق کو بھیجتا تا وہ دعوےٰ نسخ قرآن کو باطل ثابت کر کے دکھلا دیتا اور اس لئے اس کی شناخت کے لئے چند علامات بھی مقرر کر دیں جن میں سے ایک دو دُم والے ستارہ کا نکلنا بھی ہے اور اس کے متعلق پیشگوئی فرما دی کہ وہ عباس کے خراسان پہنچنے کے بعد نکلیگا چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے مارچ سنہ ۱۸۸۲ء کو دعویٰ مجددیت کیا اور یہ ستارہ دسمبر ۱۸۸۲ء کو ظاہر ہوا، یاد رہے کہ قرآن کریم کی منسوخی کا فیصلہ ۱۲۶۴ھ میں ہوا اس لئے وہی ستارہ سچے مہدی کے ظہور کی علامات قرار دیا جا سکتا ہے جو سنہ ۱۲۶۴ھ کے بعد طلوع ہو اس سے قبل کا علامت نہیں ہو سکتا کیونکہ یہی سال عباس کے خراسان پہنچکر نسخ شریعتِ اسلامیہ کے فتنہ کو کھڑا کرنے کا ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے دعوےٰ مجددیت کے نو ماہ بعد یعنی سنہ ۱۲۹۹ھ کو اس کا طلوع ثابت ہے لطف کی بات یہ ہے کہ بہاء اللہ کے اس لڑکے کا نام بھی عباس ہی ہے جو ان کا جانشین ہوا۔ اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے خراسانی فیصلہ کو ترجیح دینے میں اپنا پورا زور صرف کر دیا گویا معنوی طور پر یہ بھی خراسان میں عباس والی حدیث کا مصداق ہیں۔

خطبہ جمعہ (بسلسلہ صفحہ ۱۰)

نام ہے کہ جس طرح تم مخلوق کے لئے زیب و زینت اختیار کرتے ہو، اسی طرح خدا کے لئے زینت کا سامان کرو۔ فرمایا التقوٰی ان لا یراک ربک حیث نہاک۔ جس جگہ جانے سے، جس مجلس میں بیٹھنے سے اور جس کام کے کرنے سے خدا نے روکا ہے وہاں پر نظر نہ آؤ اور اس طرف نہ جاؤ، یہ تقوےٰ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت احسن طریق پر قوم کو خدا خوفی اور تقوےٰ اللہ کی طرف توجہ دلائی ہے اور ان کو تقوےٰ پر قائم کیا، اور قوم سے توقع کی گئی ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں گے۔

پاکستان کی سالمیت کیلئے پاک باطنی کی ضرورت

آج پاکستان میں آزادی ہے لیکن اس کے استقلال کے لئے گورنمنٹ کے قوانین کافی نہیں، اگر گورنمنٹ کے قوانین کے ساتھ لوگوں کے باطن پاک ہو جائیں تو اس سے پاکستان پائندہ باد ہو سکتا ہے لیکن اگر آپ کا اندرونہ پاک نہیں، ذہنیتیں بگڑی ہوئی ہیں، تو آزادی کے بعد آپ نے اپنی بربادی کا سامان کر لیا، اسلئے تقوےٰ کو اپنا شعار بناؤ، قانون شکنی سے باز آ جاؤ، اگر ایسا کرو گے تو ملک اور قوم کے لئے تمہارا وجود مضر ثابت ہو گا۔

تصحیح

پیغام صلح شمارہ مؤرخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۶۶ء کے صفحہ ۶ کالم ۲ کی آخری سطر میں "خراسان مشرق نہیں ہے" کی بجائے "خراسان مشرق میں ہے" پڑھا جائے۔

تقسیم بیان القرآن

از ماہ جنوری تا جون سنہ ۱۹۶۶ء حسب ذیل مقامات پر بیان القرآن بمد مفت اشاعت بھیجا گیا

جلد اول - مغربی پاکستان .. .. ۵ عدد
" " انڈیا .. .. ۳ "
جلد دوم - مغربی پاکستان .. .. ۴ "
" " - انڈیا .. .. ۲ "
جلد سوم - مغربی پاکستان .. .. ۵ "

کمپونڈر کی ضرورت

قائد آباد (علاقہ تھل) میں ایک احمدی ڈاکٹر کو کسی ریٹائرڈ شدہ ادھیڑ عمر کمپونڈر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ساٹھ اور نوّے روپے کے درمیان ہو گی۔ پتہ ذیل پر خط و کتابت کی جائے:۔

معرفت ایڈیٹر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

اسلام کے عالمگیر اصول

ذیل کا مضمون حضرت امیر ایدہ اللہ کی کتاب خصائص القرآن کا ایک اقتباس ہے جو حیدر آباد دکن کے ماہنامہ "بنیاد" میں شائع ہوا ہے:

قرآن کریم کی تعلیمات کسی خاص وطن کے لئے مخصوص نہیں ہیں جو اصول و نظریات مذہب، سیاست اور معاشرت سے متعلق قرآن کریم میں تلقین کئے گئے ہیں وہ عالمگیر ہیں خدا تعالے ساری قوموں کا رب ہے اور ساری قومیں اس کا وسیع عیال ہیں وہ سب پر جسمانی اور روحانی برکات نازل فرماتا ہے اور وہ کسی قوم کو اپنے افضال و انعام سے محروم نہیں رکھتا۔ خدا تعالے کی نگاہ میں ساری نسل انسانی ایک ہی جماعت ہے جیسا کہ فرمایا:۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً

یعنی سارے انسان ایک ہی جماعت ہیں اور سب کے سب اس کو پیارے ہیں اور ساری قوموں میں نیکوکار اور برگزیدہ ہستیاں پائی جاتی ہیں۔ اسی لئے سب کے لئے پیغمبر مبعوث فرمائے تھے اور انہوں نے خدا کی مرضی کے حصول کی راہ کی نشاندہی کر دی تھی۔ اس لئے سارے مذاہب اور سارے پیغمبر قابل ستائش اور قابل احترام ہیں۔ ان مذاہب میں سچائی اور صحیح راہنمائی دی گئی ہے۔ ان سچائیوں پر گامزن ہو کر لوگ حق پرست اور راستبازی کی زندگی اختیار کرتے ہیں۔ تمام انبیاء چونکہ ایک ہی سرچشمہ سے سیراب ہوئے تھے اس لئے ان کی تعلیم بھی ایک ہی تھی۔

غرض قرآن کریم یہ تعلیم دیتا ہے کہ خدا ایک ہے نسل انسانی بھی ایک ہی جماعت کا حکم رکھتی ہے، اور مختلف پیغمبروں نے جو تعلیم دی تھی وہ بھی ایک ہے۔ اس لئے ساری قوموں کو متحد ہو جانا چاہیئے، قرآن کریم نے اسی بنا پر ایسی اخوت استوار کی ہے جو نہ عربی ہے اور نہ ہی ایرانی، وہ نہ ہی ہندی ہے نہ ہی پاکستانی۔ وہ اخوت عامہ ہے اور اس اخوت میں حقیقی مساوات کار فرما ہے جو ہر شخص کے مشاہدہ میں آتی ہے۔ اس اخوت کو زیادہ مضبوط اور مربوط کرنے کی غرض سے ساری قوموں کے پیغمبروں پر ایمان لانا اور ان کی دل سے تعظیم و تکریم کرنا اخوت کے افراد کا جزو ایمان قرار دیا گیا۔

قرب الٰہی

قرب الٰہی کے حصول کا نظریہ جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے وہ بھی عالمگیر ہے اور وہ مختصراً یہ ہے کہ خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی اختیار کرنے سے خدا تعالے خوش ہوتا ہے اور جس شخص میں یہ صفات پائی جاتی ہیں وہ خدا کی مخلوق کا محبوب بن جاتا ہے۔ فرمایا:۔

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ

پاکیزہ معتقدات و اصول خدا کی قبولیت کا شرف حاصل

کرتے ہیں اور صلاحیت و افادیت کے اعمال انسان کی عزت و شرف کا باعث بنتے ہیں اور اسکو رفعت اور برتری کا مقام بخشتے ہیں۔ ورنہ صرف کسی خاص نسل سے ہونا یا صرف کسی خاص مورث اعلیٰ کا متبع ہونا انسان کی فضیلت و بزرگی کا باعث نہیں بن سکتا۔ اس ضمن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ

یعنی تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ تم ایک ہی نسل کے افراد ہو اور تم سب بھائی ہو۔ اور فرمایا:۔

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ

کسی عربی کو غیر عربی پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہیں ہے اور اسی طرح لَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ کسی کالے رنگ کے شخص کو کسی گورے رنگ کے فرد پر کسی قسم کی فضیلت و برتری حاصل نہیں ہے۔ فضیلت و برتری کے حصول کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے:۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

سب سے معزز و مکرم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ خدا خوف اور نیک عمل ہو۔ یہ نظریہ بھی دین اسلام کے دوسرے نظریات کی طرح ہمہ گیر ہے۔ اس ضمن میں فرمایا:۔

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ

خدا تعالے کی معیت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو خدا خوف ہوں اور مخلوق خدا پر احسان کرنے والے اور ان کے لئے سب سے زیادہ نفع رساں ہوں جس طرح قرب الٰہی

(باقی بر صفحہ اشتہار کے پیچھے)

www.aaiil.org

اسلام کے عالمگیر اُصول (بسلسلہ صفحہ ۱۰)

کے حصول کا نظریہ ہمہ گیر ہے اور جس طرح اخوت اسلامیہ کا نظریہ ہمہ گیر ہے اسی طرح سے جمہوریت اسلامیہ کا نظریہ بھی معیاری اور مثالی ہے۔ جمہور اپنا حکمران منتخب کرتے ہیں اور ان کا منتخب کردہ حکمران قوم کی مشاورت سے امور سلطنت کو سرانجام دیتا ہے۔ نیز وہ حکمران اپنے اعمال کے متعلق قوم کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔ جمہوریت اسلامیہ ہر شخص کی آزادی برقرار رکھتی اور ہر شخص کے حقوق کی حفاظت کرتی ہے جمہوریت اسلامیہ عدل و انصاف کی برکت سے حقیقی امن و امان کی ضامن ہوتی ہے، اور انسان کی عزتِ نفس اور وقار کو برقرار رکھنا اس کا فریضہ ہوتا ہے۔ (ماخوذ از خصائص القرآن)

(ماہنامہ دیندار سکندر آباد دکن مئی ۱۹۶۰ء)

بھی ایک مقامی اخبار میں چھوٹا سا نوٹ شائع ہوا کہ اسلامی مشن کے نمائندگان باوجود بارش کے اس موقعہ پر اپنے خیالات کے اظہار کے لئے پہنچے۔

مکتوب ہالینڈ (بسلسلہ صفحہ ۷)

سکے۔ مذہب اور سائنس میں ضروری نہیں کہ تضاد پایا جائے

۱۳۔ کوئی انسان بھی تکمیل کے انتہائی دارج طے نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اس پر قدرت کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو کما حقہ پورا نہ کرے۔

بعض لوگوں نے ان امور کو مدنظر رکھ کر سوالات کئے جن کے مناسب جوابات دیئے گئے۔ ابھی بارش شدت سے ہو رہی تھی ہم سوا دس بجے کے قریب وہاں سے روانہ ہو کر رات کے بارہ بجے ہیگ پہنچے۔ اس کے متعلق

www.aaiil.org

تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
پیغام صلح ۱۷ اگست ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۲

ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور
سالانہ چندہ ۱۵/- پاکستان سے چھ روپے ، ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ
ہندوستان میں ہمارے ملنے کا پتہ: شیخ انعام الحق صاحب ۔ مکان نمبر ۱۰/۸ ملک پیٹھ ۔ محلہ اعظم پورہ ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸۳

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۷۳۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | بروز چہارشنبہ مؤرخہ ۳۰ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۶۰ء | نمبر ۳۴

بحرِ حکمت کے موتی

عن تمیم الداری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدین النصیحۃ ثلثًا قلنا لمن قال للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم رواہ مسلم (بحوالہ مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

ترجمہ:- تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین النصیحت ہے (یعنی کامل اخلاص اور خیر خواہی دکھلانا اور بڑی سے بڑی قربانی اس راستہ میں پیش کرنا) اور یہ بات نبی کریم صلعم نے تین دفعہ دوہرائی۔ ہم نے (صحابہؓ نے) عرض کیا یا رسول اللہ کس کے لئے؟ فرمایا اللہ تعالےٰ کے لئے (یعنی ایمان لانا اس کی وحدانیت پر اور صفاتِ الٰہی پر اور ترک کرنا الحاد کا اس کی صفات میں، اور خالص کرنا نیت اسکی عبادت میں، اور فرمانبرداری کرنا اس کے اوامر و نواہی کی اور اقرار کرنا اس کی نعمت کا اور شکر ادا کرنا اس کا اور محبت رکھنا اس کے فرمانبرداروں سے، اور نفرت کرنا اس کے نافرمانوں سے۔ مظاہر الحق) اور اخلاص دکھلانا اس کی کتاب یعنی قرآن مجید کے لئے (یعنی اعتقاد رکھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اس پر عمل کرنا اس کی تلاوت کرنا تجوید و تفکر اور تدبر سے، اور اس کی تعظیم کرنا۔ مظاہر الحق) خیر خواہی کرنا اور اخلاص دکھلانا اس کے رسول کے لئے (اس کے رسولؐ کے لئے مخلصانہ خیر خواہی یہ ہے کہ تصدیق کرنا ان کی نبوت کی اور قبول کرنا اس چیز کا کہ جو اللہ تعالےٰ کے پاس لائے ہیں اور اطاعت کرنا ان کی، اور محبت رکھنا ان سے، زیادہ اپنی جان و مال اور خویش و اقارب سے)

(باقی بر صفحہ ۱۱)

اسلام میں نبوت کا دروازہ بند ہے وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ جو کہ توریت کی تصدیق کے لئے آئے۔ پس ان کے مقابل پر تمہاری گواہی کیا قدر رکھتی ہے۔ اس جگہ بھی تصدیق جدید کے لئے کوئی نبی ہی چاہیئے تھا۔" سو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں اس نبوت کا دروازہ تو بند ہے جو اپنا سکہ جماتی ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث میں ہے لانبی بعدی اور باایں ہمہ حضرت مسیح کی وفات نصوص قطعیہ سے ثابت ہو چکی لہٰذا دنیا میں ان کے دوبارہ آنے کی امید طمع خام۔ اور اگر کوئی اور نبی نیا یا پرانا آوے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء رہیں۔ ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں ہے۔ جس حالت میں مطلب صرف یہ ہے کہ سچے نشانوں کے ساتھ دین حق کی تصدیق کی جائے اور سچے دین کی شہادت دی جائے تو جو نشان خدا تعالےٰ کے نشان ہیں۔ خواہ وہ نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوں اور خواہ ولی کے ذریعہ سے وہ سب ایک درجہ کے ہیں۔ کیونکہ بھیجنے والا ایک ہی ہے۔ ایسا خیال کرنا سراسر جہالت اور حمق ہے کہ اگر خدا تعالےٰ نبی کے ہاتھ سے اور نبی کے ذریعہ سے کوئی تائید سماوی کرے تو وہ قوت اور شوکت میں زیادہ ہے۔ اور اگر ولی کی معرفت وہ تائید ہو تو وہ قوت اور شوکت میں کم ہے بلکہ بعض نشان تو تائید اسلام کے ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ اس وقت نہ کوئی نبی ہوتا ہے اور نہ ولی، جیسا کہ اصحاب الفیل کے ہلاک کرنے کا نشان ظاہر ہوا۔ یہ تو مسلم ہے کہ ولی کی کرامت نبی متبوع کا معجزہ ہے پھر جبکہ کرامت بھی معجزہ ہوئی تو معجزات میں تفریق کرنا ایمانداروں کا کام نہیں ماسوا اس کے حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے مرسلوں میں داخل ہے، بخاری میں وما ارسلنا من رسول ولانبی ولا محدث کی قرأت غور سے پڑھو اور نیز ایک دوسری حدیث میں ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل صوفیاء نے اپنے مکاشفات سے بھی اس حدیث کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تصحیح کی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ کے۔ اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں بھی ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے حق میں ہیں۔ دیکھو صفحہ ۴۹۸ میں یہ الہام ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ اس جگہ رسول سے مراد یہ عاجز ہے۔ اور پھر دیکھو صفحہ ۵۰۴ براہین احمدیہ میں یہ الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء جس کا ترجمہ ہے خدا کا رسول نبیوں کے لباس میں۔ اس الہام میں میرا نام رسول بھی رکھا گیا اور نبی بھی۔ پس جس شخص کے خود خدا نے یہ نام رکھے ہوں اس کو عوام

(باقی بر صفحہ ۔۔)

www.aaiil.org

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

یو ۔ ایس ۔ اے

ترجمہ خط از مسٹر اسلے مالم میکڈونلڈ پورٹ لینڈ مین ۔ یو۔ ایس۔ اے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی ۔ مجھے آپ کا خط ملنے پر بہت خوشی محسوس ہوتی ہے کیونکہ آپ ہی کے ذریعہ میں حقیقی اسلامی تعلیم سے متعارف ہوا ہوں ۔

آپ نے مجھے قرآن شریف بھیجا جس کا بغور مطالعہ میں نے ایک سال دو ماہ میں مکمل کر لیا ہے کیونکہ جب میں پڑھتا ہوں تو ہر نکتہ میں سوچ سمجھ کر پھر آگے چلتا ہوں اور آپ کو علم ہے کہ میں بہت آہستہ پڑھنے والا ہوں ۔

میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کے مخالف مسلمان آپ کے متعلق جو یہ کہتے ہیں کہ آپ نے شریعت قرآنی میں کچھ اپنی طرف سے داخل کر لیا ہے اور کچھ نکالا ہے اور بعض تبدیلیاں بھی کی ہیں، ان کی غلط فہمی پر مبنی ہے ۔

قوانین نہیں بدلا کرتے ۔ جو بھی دوسروں کے متعلق برے ارادے رکھتا ہے وہ قوانین اخلاق کو توڑتا ہے ۔ زندگی کی تگ و دو میں ہر زمانہ ایک الگ رنگ رکھتا ہے بعض قوانین کی تاویل (جن میں لچک ہے) زمانہ کے حالات کے مطابق کرنی پڑتی ہے ۔

جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے مصلح ۔ نہ کہ نبی ۔ اللہ تعالیٰ مبعوث کرتا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے نہیں اور مصلحین کی وقتاً فوقتاً بعثت قرین عقل ہے ۔

(ان کی طرف سے پانچ ڈالر وصول ہوئے ہیں انہیں ریلیجن آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے جا رہے ہیں غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر صالح قادری ٹریننگ کالج نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ایک دوست سے آپ کا پتہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی اور یہ اپنا تعارفی خط لکھ رہا ہوں ۔

میں بیس سالہ نوجوان مسمی صالح قادری ہوں اور میں متذکرہ کالج میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں ۔ اس سال میں اپنی تعلیمی زندگی سے فارغ ہو رہا ہوں کیونکہ میرے والدین بہت غریب ہیں اور میرے تعلیمی اخراجات برداشت نہیں کر سکتے ۔

مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے ۔ سبب سے میں نے کوشش سنبھالی ہے میں اس تلاش میں ہوں کہ مجھے اسلامی تعلیم کا علم حاصل ہو جائے لہٰذا میں آپ سے مدد کا سوالی ہوں ۔

میں چھوٹا تھا تو میرے والدین بیگن تھے ۔ جب میں بڑا ہوا اور مسلم ماحول میں رہا تو میں مسلمان ہو گیا ۔ میں جب رخصتوں میں گھر آیا تو میں نے اسلام کی تعلیم سے جتنی کہ مجھے سمجھ تھی اپنے والدین کو روشناس کیا، نتیجۃً وہ اپنے بتوں کو ترک کر کے مسلمان ہو گئے ۔

میرے کنبے کے اکثر لوگ ابھی بیگن ہیں ۔ میں انہیں اسلامی تعلیم سے روشناس کراتا رہتا ہوں ۔ اپنے دوسرے خط میں میں بتاؤں گا کہ مجھے اُن میں سے بعض کو مسلمان بناتے ہوئے کتنی تکلیف برداشت کرنی پڑی ہے ۔

میں اپنی موجودہ اسلامی تعلیم سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ میں عربی نہیں جانتا ۔ مجھے انگریزی کی خاصی سمجھ ہے لہٰذا مجھے انگریزی میں مفید لٹریچر اور قرآن شریف بھیجکر ممنون فرمائیں اور اپنی کتب کی فہرست بھی ارسال فرمائیں شکریہ ۔

(انہیں قرآن شریف لٹریچر ۔ فہرست کتب اور خط بھیجے گئے ہیں ۔ غلام قادر)

جنوبی امریکہ

از ایوب علی ڈوڈو دلیح کیلے فورنیا ٹرینیڈاڈ عرب الہند جنوبی امریکہ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرصہ سے مختلف مصنفین کی کتب تعلیم اسلام پر میرے زیر مطالعہ ہیں ۔ مگر میں اسلام کے متعلق زیادہ واضح، ریشنل اور سائنٹیفک نقطہ نظر سے اس مقدس تعلیم کو حاصل کرنا چاہتا ہوں، میں نے اپنے دوست کے ہاں آپ کی فہرست کتب دیکھی تو مجھے اشتیاق پیدا ہوا کہ میں آپ سے چند کتب کے لئے درخواست کروں (انہوں نے کتابوں کی بہت لمبی لسٹ دی ہے غلام قادر) مجھے اپنی کتب کی نئی فہرست اور مفت اشاعت سے لٹریچر بھیجکر ممنون فرمائیں ۔ والسلام

(انہیں لٹریچر، فہرست کتب اور خط بھیجے جا رہے ہیں ۔ غلام قادر)

پولینڈ

ترجمہ خط از یوسف پرزنک پولینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں پولش مسلم ہوں اور میں یونیورسٹی میں مینٹلک زبان کا طالب علم ہوں ۔ میں اسلام کلچر کا علم حاصل کرنے کا بہت متمنی ہوں مگر تعلیم اسلامی پر ہمارے ملک میں کوئی لٹریچر نہیں ۔

لہٰذا گذارش کرتا ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکے اس معاملہ میں میری مدد فرمائیں اور مجھے اسے ۔ ٹی آربری کا ترجمۃ القرآن یا قرآن ان عربک" صوفی ازم ۔ از اسے ٹی آربری اور ڈبرج ٹو اسلام از ڈبلیو بیتھمین ۔ اور وقتاً فوقتاً اسلامک کلچر پر اپنے رسالہ جات بھیجتے رہیں ۔

مجھے امید ہے آپ میری مدد فرمائیں گے ۔ والسلام ۔

نوٹ ۔ ان کو بھی اسلامک ریویو عزیز منزل کے نام پر لکھی ہے ۔ انہیں ٹیچنگز آف اسلام ۔ قرآن شریف معہ متن اور لٹریچر اور تبلیغی خط بھیجے جا رہے ہیں ۔ غلام قادر)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر محمد علی اسے لم ۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہاں کے مسلمانوں کے رسم و رواج روایات اور رسمی اعتقادات کے متعلق بالخصوص مسلمانان سولو (ضلع) کے رسم و رواج وغیرہ کے متعلق ایک مکمل بیان منسلک ہے ۔

مجھے امید ہے کہ یہ بیان آپ کے ارشاد کے مطابق پورا اترے گا ۔

مجھے آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ بیس جولائی مل گیا ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ بفضل خدا میں اس مقدس سلسلہ (سلسلہ احمدیہ) کی عزت کو یہاں اپنے عمل سے قائم کروں گا ۔

آؤ ہم سب مل کر دعا کریں کہ اس مقدس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر حصہ میں بیش از بیش ترقی بخشے ۔ آمین ۔

(ان کا ارسال کردہ بیان لائٹ میں شائع ہونے کے لئے دیا ہے اور پیغام صلح کے لئے بعد ازاں ترجمہ کر کے شائع کیا جائے گا ۔ غلام قادر)

فلپائن

ترجمہ خط از مس زسیلو ایونگ ہلہ کالج فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ ایسے لوگوں کی بھلائی کے لئے جو متلاشئ حق ہیں مدد بہم پہنچاتے ہیں اور اسلام کی روشنی کو دنیا میں پھیلانے کے لئے لٹریچر مہیا کرتے ہیں ۔

چونکہ آپ لوگوں نے اسلام کو دنیا میں پھیلانے کا ذمہ لے رکھا ہے لہٰذا میں بھی آپ کی مدد کی متمنی ہوں ۔

ہمارے کالج میں بعض دفعہ اسلامی مسائل پر بحث چھڑ جاتی ہے تو میں پریشان ہو جاتی ہوں کہ کس نظریہ کی تقلید کی جائے ۔

مجھے بہت خوشی محسوس ہوگی اگر آپ مجھے لٹریچر اور اسلامی تعلیم پر نوٹ مہیا فرمائیں ۔

(انہیں قرآن شریف معہ متن ٹیچنگز آف اسلام ۔ براہین احمدیہ اور لٹریچر اور جوابی خط بھیجے جا رہے ہیں)
(غلام قادر ڈار)

www.aaiil.org

"الفضل" کی بوکھلاہٹ

"پیغام صلح" کی "بعض سابقہ اشاعتوں" میں "مصلح موعود کی آمد کا زمانہ" کے عنوان سے ایک طویل سلسلہ مضامین قمر سامانوی صاحب کے قلم سے شائع ہو چکا ہے، جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات، الہامات اور پیشگوئیوں ... سے اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے "یہ زمانہ مصلح موعودؑ کی آمد کا زمانہ نہیں، نہ میاں محمود احمد صاحب اس پیشگوئی کے مصداق ہو سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ایک مضمون جناب اسلم پرویز صاحب ایم اے کے قلم سے شائع ہوا جس میں یہ بتایا گیا کہ خلیفہ ربوہ کے "غیر طبعی عقائد کا المناک انجام" دیکھنے میں آ رہا ہے مثلاً:۔

(۱) ۱۹۱۴ء میں حضرت مولٰنا محمد علی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کے خلاف جو فتنہ قادیان میں اٹھایا گیا، اس سے بچنے اور جماعت کو صحیح راہ پر لانے کے لئے انہوں نے جب لاہور آ کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی تو اسے ان کے خلافِ حق ہونے کی دلیل گردانا گیا لیکن ۱۹۴۷ء میں خود خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کو بھی بعض نامساعد حالات میں قادیان چھوڑنا پڑا حالانکہ وہ نہ چھوڑنے کا اعلان بھی کر چکے تھے، اپنے اس عمل سے انہوں نے ثابت کر دیا کہ "قادیان میں حالات کی مساعدت سے زمین گیر ہونا کوئی دلیل نہیں"

(۲)۔ غیر از جماعت مسلمانوں کو کافر قرار دا دینے پر خلیفہ صاحب نے جس قدر زور دیا اور اراکین جماعت احمدیہ لاہور کو اس بنا کر کہ وہ تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان قرار دیتے ہیں، اور مسیح موعودؑ کا انکار کرنے والوں کو کافر نہیں ٹھیراتے، جس قدر برا بھلا کہا گیا۔ اس کو ایک طرف رکھئے اور پھر خلیفہ صاحب کے اس بیان کو دیکھئے جو انہوں نے ۱۹۵۳ء میں فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں دیا، اور اس میں بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں اور کہ غیر از جماعت کے جنازہ کے جواز میں حضرت بانی سلسلہ کی ایک تحریر مل گئی ہے، گویا انہوں نے خود اپنے سابقہ عقیدہ کو غلط قرار دے کر جماعت احمدیہ لاہور کے عقاید پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

(۳)۔ خلیفہ صاحب ہمیشہ یہ کہتے رہے کہ اراکین جماعت لاہور مسلمانوں کے قریب ہو کر مسیح موعودؑ کے مشن سے دور ہو گئے ہیں لیکن ۱۹۵۳ء میں انہوں نے حکومت کے ایماء پر نہ صرف احمدیت کی تبلیغ کو ترک کرنے کا اعلان کیا بلکہ جماعت احمدیہ کو اقلیت قرار دیئے جانے کی صورت میں احمدیت کی اصطلاح کو ترک کرتے یا بالفاظ دیگر احمدی کہلانے سے بھی انکار کرنا پسند کر لیا، حالانکہ جماعت لاہور کی طرف سے کبھی اس قسم کا اعلان یا ایسا کوئی خیال ظاہر نہیں کیا گیا، اس سے ظاہر ہے کہ دونوں جماعتوں میں سے کون احمدیت سے وابستہ ہے اور احمدیت کس کے لئے دین اور کس کے لئے سیاست ہے۔

(۴)۔ خلیفہ صاحب ایک عرصے سے مرض فالج میں مبتلا اور ہوش و حواس سے عاری ہو چکے ہوئے ہیں، ایسی حالت میں ان کا مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کس طرح قابل اعتبار ہو سکتا ہے بالخصوص جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے مرض فالج کو دکھ کی مار کہا ہے اور ان کا عقیدہ تھا کہ اہل اللہ اس میں مبتلا نہیں ہوتے، ایسی حالت میں وہ از کار رفتہ ہونے کی وجہ سے مصلح موعود تو ایک طرف خلافت کی گدی کے بھی اہل نہیں رہتے۔

یہ وہ حقائق ہیں جن پر "الفضل" اور تمام جماعت ربوہ کو ٹھنڈے دل سے غور کر کے مقالہ نگار کے دلائل کو (اگر وہ صحیح نہ ہوں) دلائل کے ساتھ غلط ثابت کرنا چاہیئے تھا، بجائے اس کے ہمارا معاصر ان ٹھوس حقائق کو سننے کی تاب نہ لا کر بوکھلا گیا اور بقول حدیث "اذا خاصم فجر" گالیاں دینے پر اتر آیا چنانچہ ۲۰؍ جولائی ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں اس نے طویل اداریہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے:۔

"غیر مبائعین کا خودساختہ ترجمان پیغام صلح"

"جس کو سیدنا حاجی الحرمین حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ بجا طور پر پیغام جنگ کہا کرتے تھے[۱]"

"ہمیشہ جماعت احمدیہ اور ان کے واجب الاحترام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خلاف زہر چکانی کرتا رہتا ہے"

"اکثر غیر مبائعین غیر مبائعین کے اس گروہ میں شامل نہیں جو اپنا ترجمان پیغام صلح کو سمجھتے ہیں اور نہ اس امیر کو اپنا امیر سمجھتے ہیں جس کو پیغام صلح والے اپنا امیر سمجھتے ہیں" (جماعت احمدیہ لاہور میں تو ایسا کوئی نہیں البتہ ربوہ میں آپکی کئی مثالیں ہو سکتی ہیں۔ ناقل)

"حقیقت یہ ہے کہ غیر مبائعین پر قرآن کریم کے الفاظ قلوبھم شتّٰی کا پورا پورا اطلاق ہوتا ہے"

"فقط سالانہ جلسہ کے قریب مختلف گروہ بڑی بڑی مجلسیں کر کے اور قسمیں کھا کھا کر جمعیت کا انتظام کر لیتے ہیں، جلسہ ختم ہونے پر ہر ایک اپنی اپنی آزادی کی راہ اختیار کر لیتا ہے"

"ایک بات ہے جس پر مختلف افراد یا منڈلیاں سوا بعض نیک طبع لوگوں کے اکٹھے ہو جاتے ہیں اور وہ ہے سیدنا[۲]

---

[۱] یہ مولانا مرحوم پر ایک افتراء ہے جو قادیانی جماعت کی طرف سے پیغام صلح کو بدنام کرنے کیلئے مشہور کیا گیا ہے۔

اخبار احمدیہ

وفات

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی .... کہ ہمارے محترم بزرگ میاں محمد زمان صاحب (چارسدہ) کی اہلیہ محترمہ انتقال فرما گئیں ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون ہمیں میاں صاحب محترم اور دیگر پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے احباب سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے،

کامیابی اور عطیہ

(۱) مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب ناظر کے صاحبزادہ صعد سلیم بی اے انگلستان میں چارٹرڈ اکونٹنسی کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں، اس خوشی میں ناظر صاحب نے مبلغ پچاس روپیہ انجمن کو مرحمت فرمائے ہیں اور ان کے برادر شیخ محمد عبداللہ صاحب (وزیر آباد) نے اپنے بھتیجا کی اس کامیابی پر مبلغ بیس روپے عطا کئے ہیں، جزاہما اللہ خیراً۔

(۲) کراچی سے مولوی رحیم بخش صاحب مبلغ فرماتے ہیں:۔

"بفضلہ تعالیٰ میرا چھوٹا لڑکا خالد رحیم کراچی یونیورسٹی کی بی ایس سی آنرز کے امتحان میں امتیازی حیثیت سے پاس ہوا ہے۔ اس نے فرسٹ کلاس حاصل کیا ہے اور یونیورسٹی میں دوئم نمبر پر ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ اس خوشی میں مبلغ دس روپیہ ارسال ہیں"

فجزاہ اللہ

درخواست دعا

مظفر آباد سے حوالدار غلام محمد لکھتے ہیں:۔

"بندہ کی حالت اس وقت ناساز گار ہے جماعت سے دعا کے لئے درخواست ہے"

امید ہے احباب انکے لئے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

تصحیح

پیغام صلح کے حسن نمبر مورخہ ۲۰؍ جولائی ۱۹۶۰ء میں عبدالصمد صاحب برقی مقیم بصرہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس کے آخری مصرع میں جو تاریخ وفات پر مشتمل ہے "وہ" کا لفظ زاید لکھا گیا۔ اصل مصرع یوں ہے:۔

چل بسے دنیا سے خوش اطوار ہائے مرتضیٰ

۱۳۷۹

---

[۲] حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مخالفت"

۸۔ قمر سامانوی کے مضامین کے متعلق لکھا ہے:۔

"خواہ وہ کتنے ہی تہذیب و اسلامی رواداری کے اصولوں سے گرے ہوئے ہوں مگر سیدنا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اس میں نعوذ باللہ مورد الزام بنایا گیا ہے اور آپ کی تضحیک و تشنیع کی گئی ہو خواہ وہ کتنا ہی سوقیانہ دلائل پر مبنی ہو پیغام صلح اسکو بڑے فخر کے ساتھ شائع کرتا ہے اور یہ کبھی نہیں سوچتا کہ اس کا دامن گندگی

(باقی پر صفحہ)

www.aaiil.org

مکتوب ہالینڈ

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

تیسری تقریر

مورخہ ۱۵ر جولائی کو خاکسار پھر حسب دستور لیکچر گاہ میں ساڑھے سات بجے شام کے پہنچا۔ موسم خوشگوار ہونے کی وجہ سے بہت کثرت سے لوگ موجود تھے۔ اس دفعہ دو تین اور مقررین بھی موجود تھے جو مختلف سیاسی عنوانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ خاکسار نے ۲۲ر جولائی کے لئے مضمون کا اعلان کرنے کے لئے ایک اشتہار چھاپ کر ساتھ لے گیا تھا۔ جو کہ قریباً تین صد کی تعداد میں تقریر کرنے سے قبل حاضرین میں تقسیم کیا گیا تاکہ لوگوں کو توجہ ہو جائے چنانچہ بہت بڑی تعداد میں لوگ میرے گرد جمع ہو گئے۔ اس موقعہ پر خاکسار نے "اسلام کی دوسرے مذاہب سے نسبت" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس میں بتلایا کہ پہلے مذاہب قومی اور وقتی حیثیت رکھتے تھے۔ کیونکہ ان مذاہب کا زمانہ، زمانہ قبل تاریخ تھا۔ اس لئے وہ عالمگیر تعلیم لے کر نہ آسکتے تھے۔ علاوہ ازیں اس وقت انسانی دماغ نے ابھی اتنی ترقی نہ کی ہوئی تھی کہ وہ عالمگیر تعلیم کو اپنا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا:

"مجھے تم سے کچھ اور بھی کہنا ہے۔ مگر اب تم اس کی برداشت نہیں کر سکتے۔ مگر جب روح حق آئے گا تو وہ تمہیں سچائی کی تمام راہیں بتلائے گا"

اس لئے پہلے مذاہب نے انسان کو تعلیم دیتے وقت اسے بچے کی حیثیت میں دیکھا اور جس طرح ماں اپنے بچوں کو جبکہ وہ سمجھ کو نہ پہنچے ہوں تعلیم دیتی ہے اسی طرح انہوں نے انسان کو اس حالت کے مطابق تعلیم دی۔ جیسے ماں بچے کو بغیر دلیل بتلائے کوئی حکم دیتی ہے یا کسی بات سے منع کرتی ہے۔ ویسے ہی اسلام سے قبل کے مذاہب نے بلا دلیل ہوئے بعض احکام بتلائے اور بعض امور سے منع کیا۔ مگر جب اسلام آیا تو اس وقت انسانی دماغ اپنے ارتقاء کے عروج کو پہنچ چکا تھا اور انسان ہر امر و نہی کی علت کو سمجھ سکتا تھا تو اس نے تعلیم دیتے وقت ہر حکم کو اور نہی کے ساتھ اس کی علت سے بھی آگاہ کر دیا۔ جہاں پر پہلے قومی اور ملکی حدود میں خدا کا تصور محدود تھا وہاں پر ایسے خدا کا تصور پیش کیا گیا جو سارے عالم کا خدا ہے۔ ان امور کے بیان کرنے کے بعد اسلام کی عملی اور اعتقادی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا۔ میری تقریر کے بعد بہت سے سوالات ہوئے جن کے جوابات دیئے گئے۔

ایک مخالف عیسائی سے سوال و جواب

ایک صاحب کھڑے ہو کر میرے ساتھ ہی تقریر کرنے لگے۔ میں نے انہیں عرض کی کہ بھئی اگر تقریر کرنا ہے تو اپنی پیٹی اٹھا کر دوسری جگہ جا کر وہاں تقریر شروع کر دیں مگر وہ اسی جگہ پر تقریر کرنے پر مصر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ چونکہ میں آپ کے خلاف تقریر کرنا چاہتا ہوں اس لئے دوسری جگہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

میں نے اس پر عرض کی کہ آپ تقریر کریں مگر جہاں سوال کا موقعہ ہوگا میں سوال ضرور کروں گا۔ چنانچہ اس نے تقریر شروع کی اور کہنے لگا کہ بائبل کی پہلی پانچ کتب حضرت موسیٰؑ کی ہیں۔ اس پر میں نے سوال کیا کہ آپ بائبل کی پہلی پانچ کتب کو حضرت موسیٰؑ کی کتب کس طرح قرار دیتے ہو، کیا یہ کتب اسی طرح ان پر نازل ہوئی تھیں یا انہوں نے تو د لکھی تھیں۔ اگر خود لکھی تھیں تو وہ ان کتب میں سے ایسے شہروں کے نام کس طرح بیان کر گئے ہو کہ ان کی وفات کے کئی سال بعد آباد ہوئے۔ وہ اس کا جواب تو نہ دے سکا۔ مگر اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہنے لگے کہ بائبل تمام کتب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اس پر میں نے دریافت کیا کہ آپ کے خیال میں کتنے لوگ بائبل باقاعدہ پڑھتے ہوں گے اور ساتھ ہی بتلا دیا کہ کیتھولک فرقہ کے لوگ عموماً بائبل نہیں پڑھتے۔ اب جو عیسائی باقی رہ جاتے ہیں ان میں سے بتلائیں کہ کس نسبت سے بائبل کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر وہ کچھ خاموش ہو گیا، اور کہنے لگا کہ پہلے مجھے تقریر کر لینے دو۔ میں نے عرض کی کہ اگر صرف تقریر کرنا ہے تو اپنی پیٹی دوسری جگہ لے جاؤ۔ اور اگر سوالات کے جواب دینا ہیں تو تقریر جاری رکھیں۔ اس پر وہ بکنے لگا کہ میں حاضرین سے دریافت کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ جیسے حاضرین کہدیں اس پر عمل کر لیا جائے۔ اس پر جب اس نے دریافت کیا تو تمام حاضرین نے اونچی آواز سے کہہ دیا کہ اگر سوالات کے جوابات نہیں دینا تو دوسری جگہ چلے جائیں، اس پر انہیں ناچار جگہ تبدیل کرنا پڑی۔ جس پر ہر طرف سے تالیاں بجنا شروع ہو گئیں۔ جب معاملہ ذرا ٹھنڈا ہوا تو خاکسار نے پھر چند ایک مسائل پیش کئے حاضرین نے نہایت ہی دلچسپی سے ان باتوں کو سنا۔ بعض عیسائی لوگ جب حاضرین کی اس قدر دلچسپی محسوس کرتے تو وہ اثر زائل کرنے کی خاطر خلل پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر ہالینڈ کے رہنے والوں میں انصاف کی روح بھی پائی جاتی ہے، اس لئے جب کبھی ایسا موقعہ ہوتا تو وہ خود خلل پیدا کرنے والوں کے خلاف آواز بلند کر دیتے ہیں۔

دوسرے اشتہار کا خلاصہ

ہم نے دوسرا اشتہار تقسیم کیا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"۲۲ر جولائی کو ہم "مسیحیت اور اسلام" کے مضمون پر تقریر کریں گے۔ اس تقریر میں جو امور زیر بحث آئیں گے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

"حضرت مسیحؑ بنی اسرائیل کی راہنمائی کے لئے تشریف لائے تھے اور ان کے آنے کا مقصد یہود کو توریت کی تعلیم پر چلانا تھا اور شریعت موسوی کے احیاء۔ آپ نے کہیں بھی الوہیت کا دعوے نہیں کیا اور نہ ہی یہ کہ وہ بیٹا خدا تھا جو کہ انسان کی شکل میں دنیا میں ظاہر ہوا۔

ہم آدم اور حوا کے گناہ کی لعنت کے نیچے نہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ چھ ہزار سال گذرے اس دنیا میں پیدا ہوئے تھے۔ لہذا ہماری گناہوں کی خاطر کسی کفارہ کی قربانی کی ضرورت نہیں، خدا تعالے ارحم الراحمین ہے۔ اگر انسان اس کی طرف جھکے تو وہ اپنے فضل سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ ہم یہ نہیں مانتے کہ مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے، ہمارے نزدیک وہ زندہ ہونے کی حالت میں قبر میں رکھے گئے تھے، اور تیسرے دن جب انہیں قدرے آرام ہو گیا تو وہاں سے نکل کر اپنے شاگردوں سے ملتے رہے اور پھر اپنی ضروری ہدایات دینے کے بعد اپنے ملک کو چھوڑ کر بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں دوسرے ممالک کو روانہ ہو گئے۔

ہم یہ بھی نہیں مانتے کہ مسیحؑ زندہ آسمان پر چڑھ گئے برخلاف اس کے ہم یہ مانتے ہیں کہ مسیحؑ نے اپنی زندگی کے آخری دن ہندوستان میں مخفوظ حواری کے ساتھ تبلیغ کرتے ہوئے گذارے کشمیر کے دارالخلافہ سرینگر میں ایک قبر پائی جاتی ہے، جو کہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب ہے۔ بہت سے امور اس پر دال ہیں کہ اس قبر میں جو شخص مدفون ہے وہ یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں"۔

۲۲ر جولائی کو ہم نے پھر اسی جگہ تقریر کی۔ اس کے متعلق اگلے خط میں تفصیل سے عرض کروں گا۔

اب ہم اگست کے پرچہ کی تیاری میں بھی مشغول ہیں۔ بعض دوستوں کی طرف سے ہمارے پہلے پرچہ پر کافی سوالات آئے ہیں، جن کے مختصر جوابات ہم اگست کے پرچہ میں دیں گے انشاءاللہ

امید ہے کہ آپ اپنی دعاؤں میں ضرور یاد فرماتے رہیں گے۔ والسلام

غلام احمد بشیر (مولوی فاضل)
انچارج اسلامک احمدیہ ایسوسی ایشن آف یورپ

www.aaiil.org

سخت ترین ابتلاؤں میں صادقوں کے ساتھ نصرت الٰہی

جنگ احزاب میں مسلمانوں کی مشکلات اور نصرت الٰہی کی ہوا

جماعت احمدیہ پر جنگِ احزاب کا نقشہ اور نصرت الٰہی

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۹ اگست سنہ ۶۶ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا ۔۔۔ ان یریدون الا فرارا۔
(الاحزاب)

نبی کریم صلعم کی مشکلات اور نصرت الٰہی

اس رکوع میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ مشکلات کا ذکر کیا گیا ہے اور ان لوگوں کی مشکلات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جنہوں نے حضور صلعم کا ساتھ دیا۔ اور ان مشکلات کے اندر حضور کی سیرت کا اور صحابہ کرامؓ کی سیرت کا نقشہ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ ان مشکلات کی حالت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی جناب سے ایسی نصرت بھیجی جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ نصرت اس وقت آئی جبکہ مسلمانوں کو اپنے سامنے ہلاکت کھڑی نظر آتی تھی۔ اور زندگی کے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

مشکلات میں تقویت ایمان

اس قسم کے حالات، اور اس قسم کے مشاہدات تقویت ایمان کا باعث بنتے ہیں۔ اس ایمان کی وجہ سے دلوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ اور لوگ قربانی کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اس قربانی کی وجہ سے دین پھیلتا ہے۔

مسلمانوں پر ابتلائے عظیم

فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم۔ اے جماعت مسلمین! خدا کی اس عظیم الشان نعمت کو یاد رکھو کہ وہ نعمت کن حالات میں آئی اذ جاءتکم جنود جبکہ تمہیں بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اور تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے لئے لشکر پر لشکر آ جمع ہوئے۔ اذ جاءوکم من فوقکم ومن اسفل منکم لشکر تمہاری تباہی اور بربادی کے لئے تمہارے اوپر سے بھی آئے اور تمہارے نیچے سے بھی تمہیں دائیں سے بھی گھیر لیا اور بائیں سے بھی۔ واذ زاغت الابصار۔ دشمن کے لاؤ لشکر دیکھ کر پریشانی اور گھبراہٹ کی وجہ سے تمہاری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا اور وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئیں وبلغت القلوب الحناجر۔ اور دہشت و ہراس کی وجہ سے تمہارے دل اچھل کر تمہارے گلوں تک آ گئے تھے۔ تم خیال کر بیٹھے تھے کہ ہم ختم ہو گئے۔ وتظنون باللہ الظنونا۔ پھر تم کہنے لگے کیا یہ خدا ہے جس کو علیٰ کل شیءٍ قدیر کہا جاتا ہے؟ کہاں ہے خدا، کہاں ہے رسالت؟ کہاں ہیں نصرت کے وعدے؟ جو ہم سے کئے گئے تھے ھنالک ابتلی المؤمنون مومنوں پر بہت بڑا ابتلاء کا وقت تھا۔ انہیں سخت ترین آزمائش میں ڈالا گیا۔ وزلزلوا زلزالا شدیدا۔ ایک زلزلہ ان پر آ گیا۔

منافقین اور کمزور ایمان لوگوں کے اقوال

واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض۔ وہ جو منافق تھے، اور جن کے دل کمزور تھے وہ کہہ اٹھے ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا۔ یہ سب دھوکہ ہے جو ہم سے کیا گیا ہے۔ ہم کو مروانے کے لئے یہاں لے آئے ہیں۔ واذ قالت طائفۃ منھم ایک گروہ کہنے لگا۔ یا اھل یثرب اے انصاریو! لا مقام لکم تم ٹھہر نہیں سکتے تمہاری طاقت میں نہیں کہ تم دشمن کی اتنی بڑی فوجوں کا مقابلہ کر کے فتح حاصل کر سکو۔ تم ختم ہو جاؤ گے۔ لا مقام لکم فارجعوا یعنی تمہارے لئے یہاں ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔ خیر چاہتے ہو تو واپس چلے جاؤ۔

جنگ احزاب میں مسلمانوں کی حالت

اس سورت کا نام الاحزاب ہے۔ احزاب۔ حزب کی جمع ہے۔ حزب، کے معنے ٹولی اور جماعت کے ہیں۔ اور احزاب کے معنے ٹولیاں ہیں اس جنگ میں عرب کے تمام قبیلے جمع ہو کر مدینہ پر چڑھ آئے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے دین کو مٹا دینا ہے دشمنوں کی اس بھاری جمعیت نے مسلمانوں کے دلوں میں خوف و ہراس پیدا کیا اور کمزور طبع انسانوں نے طرح طرح کے ظنون فاسدہ کا اور کمزوری کا اظہار کیا جس کا ذکر اوپر آیا ہے اور وہ بھی تھے جو بہانہ جوئی سے میدانِ جنگ کو چھوڑ جانا چاہتے تھے۔ چنانچہ ان کا ذکر یوں کیا گیا ہے ویستاذن فریق منھم النبی۔ ان میں چند لوگ ایسے بھی تھے۔ جو حضور سے واپس جانے کے لئے اجازت طلب کرنے لگے۔ یقولون ان بیوتنا عورۃ۔ کہ ہمارے گھر غیر محفوظ پڑے ہیں۔ پیچھے کوئی حفاظت کرنے والا نہیں۔ ہمارے بیوی بچے اکیلے ہیں ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم واپس گھر چلے جائیں۔ اس طرح اس نازک اور پریشان کن وقت میں کئی طرح کی تکالیف ۔۔۔ جمع ہو گئیں۔

نصرت الٰہی آندھی کی شکل میں

اس نقشہ کو سامنے رکھئے۔ اور پھر ان الفاظ کو پڑھیئے یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم۔ اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جبکہ تمہاری تباہی کے لئے دشمن کا بارہ تیرہ ہزار کا لشکر چڑھ آیا۔ اور بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ فارسلنا علیھم ریحا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا بھیج دی جس سے ۱۳ - ۱۴ ہزار کا لشکر بھاگ نکلا۔ یہ اس کو کہتے ہیں خدا!! اس ہوا کے اندر خدا نظر آیا اس ہوا کے اندر خدا نے کس قدر قوت رکھ دی، لکھا ہے کہ ہوا کا یہ ایک ایسی شدت کا طوفان تھا۔ کہ کنکر دشمن کے چہرے، دل اور بدن پر گولی کی طرح لگتے تھے۔ اس ہوا میں شدت کی سردی تھی۔ تیز ہوا کی وجہ سے دیگچے چولہوں سے نیچے گر گئے آگ بجھ گئی۔

دشمنوں میں سراسیمگی

آگ بجھنے سے دشمنوں نے سمجھا کہ یہ ہماری شکست کی علامت ہے۔ گھبراہٹ میں سارا لشکر بھاگ اٹھا۔ لکھا ہے ابوسفیان بھی بہت دہشت زدہ ہو گیا، وہ اونٹ پر سوار ہوا تاکہ بھاگ نکلے۔ وہ اونٹ کو مارتا لیکن اونٹ نہ چلتا۔ خوف و ہراس میں اسے اتنی بھی ہوش نہ تھی۔ کہ اونٹ کے پاؤں میں زنجیر لگے ہوئے ہیں۔ غرض بدحواس ہو کر سارے کا سارا لشکر بھاگ گیا۔ اس مشاہدے نے مسلمانوں کے دلوں میں خدا کی ہستی کا یقین پیدا کیا، آن کی آن میں وہ جو ہلاک کرنے کے لئے آئے تھے، خود ہراساں ہو کر بھاگ گئے۔

یہودیوں کی مشرکین مکہ سے سازباز

اس جنگ کی تیاریوں کی بھی تفصیلات ہیں لکھا ہے کہ مدینہ کے یہودی بہت بڑی مالدار قوم تھی۔ ان کے دلوں میں حضور کے خلاف خطرناک دشمنی تھی۔ ان کو یقین تھا کہ تورات کے بعد کوئی کتاب نہیں آ سکتی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مسلمانوں کی تباہی کے درپے تھے۔ اسی دشمنی کی وجہ سے وہ مکہ پہنچے اور مشرکین مکہ سے جا کر سازباز کی اور ان سے کہا کہ تم سب مل کر مدینہ پر چڑھائی کرو۔ ہم سب تمہارے ساتھ مل کر محمد (صلعم) اور ان کے دین کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں گے۔

www.aaiil.org

حق کی مخالفت میں باطل کی حمایت

مکّہ والوں نے انہیں کہا کہ بے شک تم دولتمند قوم ہو، تم اہلِ کتاب ہو، ہم تمہارے ساتھ مل کر چڑھائی کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن پہلے یہ تو بتلاؤ کہ محمد (صلعم) کے مقابلہ میں ہمارا دین بہتر ہے یا نہیں؟ یہودیوں نے کہا کہ آپ کا دین بہتر ہے۔ دیکھا جب انسان حق پرستی کو چھوڑ دیتا ہے تو باطل کے گیت گاتا ہے اور باطل کی حمایت کرنے لگتا ہے۔

قرآن نے ان کی اس باطل نوازی کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتٰب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھٰؤلاء اھدٰی من الذین اٰمنوا سبیلا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی وہ بتوں اور کاہنوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کا دین مسلمانوں کے دین سے بہتر ہے۔ یہ ہے حق کی مخالفت کا نتیجہ، کہ باطل کو ہدایت قرار دے دیا گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں احزاب کا نقشہ

آج بھی یہ آوازیں ہم نے خود سنی ہیں، حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ مرزا صاحب کو ماننے والے کافروں سے بدتر ہیں۔ ختمِ نبوّت کا تحفظ اسی میں ہے، کہ مرزا صاحب کے ماننے والوں کو بیخ و بن سے اُکھاڑ دو۔ اُن کے گھروں کو آگ لگا دو۔ ان کو نیست و نابود کر ڈالو۔ لیکن یہاں بھی ایسی ہوا چلی کہ مخالفین خود ہی نیست و نابود ہو گئے، یہ حقیقت ہے کہ وہ لوگ ہمارے سامنے تباہ و برباد ہو کر رہ گئے فلا تسمع لھم ھمسا۔ اب اُن کی آواز بھی نہیں آتی۔ کیا شانِ الٰہی ہے۔ کس طرح سے وہ اپنے بندوں کی نصرت فرماتا ہے۔

احزاب کا آخری خطرناک حملہ اور سخت ترین ہزیمت

تو یہودی اور مشرکین عرب تمام کے تمام مل کر احزاب کی شکل میں مدینہ پر حملہ آور ہوئے یہ تیسرا حملہ تھا جو مخالفین اسلام نے مسلمانوں کو اور انکے دین کو ختم کرنے کے لئے کیا۔ پہلی جنگ بدر تھی، جو مسلمانوں کے لئے بڑی ابتلاء اور مصیبت کی لڑائی تھی دوسرا اس سے بڑھکر خطرناک حملہ جنگِ احد کی صورت میں ہوا۔ جن میں مشرکین کی عورتیں بھی آئیں، ان کے دلوں میں جذبۂ انتقام کام کر رہا تھا، کیونکہ کسی کا خاوند کسی کا بیٹا، اور کسی کا بھائی جنگِ بدر میں مارا گیا تھا اور پکار پکار کر کہتی تھیں، کہ ہم نے مسلمانوں کو ختم کر دینا ہے۔ اس میں بھی سخت تکلیف مسلمانوں کو اُٹھانا پڑی لیکن آخر کار مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ آخری لڑائی جنگِ احزاب کی صورت میں ہوئی، یہ سب سے زیادہ خطرناک تھی، لیکن فارسلنا علیھم ریحا اللہ تعالٰی نے ایک ہوا کے ذریعہ سے ان کو ختم کر دیا اور ان کا منصوبہ خاک میں ملا دیا۔ اس ہوا میں خدا نظر آیا۔

خندق کھودتے ہوئے فتوحات کی پیشگوئیاں

اس جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے گرد ایک کھائی کھدوا رہے تھے۔ آپ نے خود بھی اس میں حصّہ لیا۔ وہ ایک پتھر پر جب پہلی ضرب لگائی تو فرمایا فارس فتح ہو گیا، دوسری ضرب لگائی تو فرمایا شام فتح ہو گیا، تیسری ضرب لگائی تو فرمایا صنعا فتح ہو گیا۔ ان باتوں کو سن کر لوگ کہتے تھے کہ حالت تو یہ ہے کہ اس وقت حاجت کے لئے باہر نکلنا محال ہے۔ اور آپ شام اور ایران وغیرہ کے قبضہ میں آنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

شام و ایران کے خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں

لیکن آخر وہ وقت بھی آ گیا جب آپؐ کی یہ باتیں پوری ہوئیں اور مسلمان سلطنتوں کے مالک بنے ایران فتح کیا، شام پر قابض ہوئے، صنعا زیرِ نگیں آ گیا، عدیؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا تھا لتفتحن کنوز کسریٰ تم لوگ کسریٰ کے خزانوں پر قابض ہو گے۔ میں خود اس وقت ایران میں موجود تھا جس وقت کسریٰ کے خزانے ہمارے ہاتھ آئے، عدیؓ کے الفاظ یہ ہیں کنت فیمن فتح کنوز کسریٰ پھر وہی ہوا جو محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا لتنفقنھا فی سبیل اللہ۔ یہ خزانے تمہارے ہاتھ آئیں گے تو تم ان کو اپنی ذات پر خرچ نہیں کرو گے بلکہ خدا کی راہ میں خرچ کرو گے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں جب وہ خزانے آئے تو آپؓ مسلمانوں کی اس قدر دیانت پر حیران رہ گئے کہ ایک مرصع تاج میں سے ایک موتی بھی نکلا ہوا نہ تھا۔

مشکلات میں کمزور ایمان لوگوں کی برگشتگی

اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ خدا پر ایمان پختہ ہونا چاہیئے۔ جب امتحان کا وقت آتا ہے۔ اس وقت ایمان کا پتہ چلتا ہے اس وقت ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو کہدیتے ہیں کہ ہم تو اس جماعت میں شامل نہیں ہیں پطرس نے بھی یہی کہا تھا۔ جب حضرت عیسیٰ پکڑے گئے تو اس نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا کہ یہ کون ہے میں تو اسکو گالی دیتا ہوں۔ ایسے وقت میں ایسے لوگ ایمانداروں سے کہتے ہیں، لا مقام لکم فارجعوا۔ بھئی تمہارے لئے یہاں ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے لوٹ چلو، اس جماعت کو چھوڑ دو ایسے لوگوں کا ایمان نہیں ہوتا۔ جو لوگ اپنی جان پر کھیل نہیں سکتے وہ قوم کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ وہ قوم کے لئے نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ وہ لوگ جو ایسے نازک وقت میں جانیں اور مال خرچ کرتے ہیں، وہی خدا کے ہاں مراتب حاصل کرتے ہیں۔

تنگی و فراخی میں ایمان کا امتحان

دونوں صورتوں میں انسان کا امتحان ہوتا ہے امتحان مشکلات میں بھی ہوتا ہے اور فراخی اور خوشی کے وقت میں بھی۔ مشکلات کے وقت امتحان میں پتہ چلتا ہے کہ ایمان میں کس قدر پختگی ہے۔ کاد الفقر ان یکون کفرا بعض وقت فقر و فاقہ انسان کو خدا سے منحرف کر دیتا ہے، وہ شکایت کرتا اور ناجائز وسائل سے مال حاصل کرنے لگتا ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقر و فاقہ کا وقت آئے تو حرام کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ، اور جب آرام اور دولت اور زمین جائداد اور کوٹھیاں مل جائیں، تو خدا کو نہ بھولو۔ اقتدار اور دولت غفلت پیدا کرنے کا موجب ہیں، اور انسان انعامات عطا کرنے والے منعم کو فراموش کر دیتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے ایک موقعہ پر فرمایا ابتلینا بالضراء فصبرنا وابتلینا بالسراء فلم نصبر۔ مصائب اور مشکلات ہم پر آئیں ہم نے صبر کر دکھایا لیکن پھر فراخی، آرام اور دولت ملی تو ہم صبر نہ کر سکے۔ تو دونوں کا اپنا اپنا مقام ہے، امیر کا بھی اور غریب کا بھی۔ دونوں کا امتحان ہوتا ہے۔ دونوں حالتوں میں خدا کے احکام پر چلنا چاہیئے اور خدا کو نہ بھولنا چاہیئے۔

ہمیں بھی نعمت الٰہی کو یاد کرنا چاہیئے

میں نے بتایا ہے کہ ہمارے سامنے بھی جنود اور لشکر آئے، اور لشکروں کے لشکر ہم پر چڑھ آئے لیکن خدا نے ایسی ہوا چلائی کہ وہ سب ملیا میٹ ہو گئے۔ اس لئے اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود الخ تم بھی خدا کی نعمت کو یاد کرو کہ کس طرح خدا نے تمہیں بچایا جب وہ لوگ جو تحفظ ختمِ نبوّت کے نام سے مرزا صاحب اور اس کی جماعت کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ وہ خود ختم ہو گئے۔

حضرت مرزا صاحب مدعی نبوّت نہ تھے

حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت نہیں وہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں وہ اپنے نہ ماننے والے کو کافر نہیں کہتے ہیں کیونکہ وہ تجدید کے لئے آئے تھے۔ نئے احکام لے کر نہ آئے تھے، جن کے انکار سے کوئی شخص کافر ہو جاتا ہے۔ انہوں نے ابتداء سے لے کر آخر تک اپنے بیعت کے الفاظ میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ اور بیعت کے الفاظ میں نبوّت پر ایمان لانے کا ذکر نہیں ہے وہ فرماتے ہیں ہمارے سید و مولیٰؐ نے آنیوالے مسیح کے لئے نبوّت شرط نہیں ٹھہرائی اور وہ فرماتے ہیں مسلمانوں کو میرے خلاف بھڑکانے کے لئے یہ افترا کیا جاتا ہے کہ اس شخص نے نبوت کا دعوٰی کیا ہے حالانکہ ہمارا کوئی ایسا دعوٰی نہیں ہے۔ ہم حضورؐ کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں اس لئے انکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نیا ہو یا پرانا۔ وہ فرماتے ہیں وحی نبوت قیامت تک منقطع ہے اور فرماتے ہیں اب اگر ایک وحی نبوت بھی نازل ہو تو خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ جاتی ہے اور دینِ اسلام کا تختہ اُلٹ جاتا ہے اور فرماتے ہیں اگر کوئی شخص خدا کے علم میں بھی نبی ہو تو پھر بھی خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ جاتی ہے ایسے شخص کی طرف دعوٰی نبوّت منسوب کرنا بڑا ظلم اور موجبِ فساد عظیم ہے۔

www.aaiil.org

مکتوب امریکہ

فلیڈلفیا کے ایک مخیر مسلمان حاجی طالب احمد داؤد کی تبلیغی سرگرمیاں

ماسٹر محمد عبداللہ صاحب آف فجی

فلیڈلفیا - ۲۸ اپریل ۱۹۶۰ء

مکرمی محترمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سانفرانسسکو کی سردی ختم ہوئی - بہار کا موسم شروع ہوا۔ اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ فلیڈلفیا کے ایک مخیر مسلمان جناب حاجی طالب احمد داؤد معہ اپنی بیگم صاحبہ علیا داؤد صاحبہ چند روز کے لئے ایک کاروبار کے سلسلہ میں سانفرانسسکو تشریف لائے ہوئے ہیں - اور ان دونوں کو تبلیغ اسلام کے کاموں میں گہری دلچسپی ہے، اُن کو ایک نومسلم کی معرفت خاکسار نے دعوت طعام بھیجی لیکن ان کو ہوٹل کا پتہ نہ مل سکا۔ آخر خاکسار نے بڑی جستجو کے بعد ان کا پتہ نکال ہی لیا - اور بذات خود اُن کی خدمت میں جاکر دعوت دی - جس کو انہوں نے بخوشی قبول فرمایا۔

چنانچہ دونوں معزز مہمان ۱۳ اپریل کی شام کو مسلم سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹرز پر پہنچے - اس موقعہ پر چند دیگر احباب کو بھی خاکسار نے دعوت دے رکھی تھی - چنانچہ مجلس پُررونق ہوگئی - خاکسار نے پلاؤ پکانے کی ذمہ داری لے رکھی تھی۔ ایک ہمسایہ مسلم خاتون نے گوشت کا سالن تیار کیا - ایک طالبہ مس جمیلہ اسمٰعیل نے روٹیاں پکائیں - باقی لوازمات دعوت کا اہلیہ صاحبہ نے انتظام کیا - کھانے کے دوران میں مختلف امور پر بات چیت ہوتی رہی اور یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ حاجی طالب احمد داؤد اور ان کی بیگم صاحبہ نے تین مشہور مقامات پر دی مسلم برادر ہڈ (انجمن اخوان المسلمین) کے نام سے مشن کھولے ہوئے ہیں، اور آپ ایک احمدی مشنری جناب صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی مرحوم کے ذریعہ بارہ سال قبل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے اور علیا داؤد صاحبہ نے اپنے نومسلم خاوند کے ذریعہ اسلام کی روشنی حاصل کی - ان دونوں نے صرف رسمی طور پر اسلام قبول نہیں کیا بلکہ عربی زبان اور اسلام کی کتب کا اچھی طرح مطالعہ کیا - حاجی طالب احمد داؤد نے گزشتہ سال حج بیت اللہ کیا - اور اس سال دونوں میاں بیوی حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس غرض کے لئے ۱۵ مئی کو نیویارک سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوجاویں گے۔

کھانے کے بعد جناب حاجی صاحب نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا خاکسار نے مولانا صاحب کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ مولانا صاحب نے بڑی عرقریزی کے بعد آنحضرت صلعم کی آمد کے بارے میں مختلف مذاہب کی کتب سے سیرکن بحث کی ہے - اور اب آپ اپنی اس تصنیف کو کتابی صورت میں شائع کرنا چاہتے ہیں لیکن طباعت کے اخراجات کی زیادتی سے اس کو امریکہ میں شائع نہیں فرما سکتے - حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہمارا ایک پریس ہے - ہم اس کتاب کو اپنے پریس میں چھاپ سکتے ہیں - خواہ آپ کے پاس اس کے لئے ایک پینی بھی نہ ہو - ہمارا مشن اسلام کی خدمت ہے - اگر اسلام کی خدمت اس کتاب کی اشاعت کے ذریعہ ہوسکتی ہے - تو ہمارے لئے یہ خدمت باعث سعادت ہے مولانا صاحب نے تمام مسودہ جات حاجی صاحب کو دکھائے اور فیصلہ ہوگیا - کہ یہ کتاب حاجی صاحب کے پریس میں شائع ہوگی۔

چونکہ حاجی صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے دو چار روز اور قیام کرنا تھا - اس لئے میں نے اُن کو اگلے سنیچر کے لئے لنچ کی دعوت دے دی - لیکن اس بار دوسرے احباب کو نہیں بُلا سکا - انہوں نے حضرت مولنا صاحب سے دوبارہ ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا - دوران گفتگو میں حاجی صاحب کو بتایا گیا کہ کتاب کی اشاعت کے فنڈ میں ہمارے پاس ایک معقول رقم موجود ہے - اس کو ہم کتاب کی چھپوائی پر خرچ کرنا چاہتے ہیں - حاجی صاحب نے فرمایا کہ میں ۱۵ مئی کو عازم بیت اللہ شریف ہوں گا - اور اس عدیم الفرصتی کے ایام میں میری ذاتی توجہ کتاب کی چھپوائی کی طرف نہ ہوسکے گی - لہٰذا آپ ماسٹر محمد عبداللہ کو میرے ساتھ بھیجدیں تاکہ ان کی نگرانی میں کام ہوتا رہے - ہم دونوں نے حاجی صاحب کی اس تجویز کو منظور کرلیا -

حاجی صاحب کی روانگی میں دو دن باقی رہ گئے تھے میں نے تیاری شروع کردی - لیکن کرایہ ہوائی جہاز اور دیگر اخراجات کے لئے اپنے دونوں بڑے لڑکوں سے ملنے کی ضرورت تھی لیکن چونکہ وہ دونوں الگ الگ اپارٹمنٹ میں رہتے ہیں - اس لئے نہ ہی اُن سے ملاقات ہوسکی اور نہ ہی ٹیلیفون کے ذریعہ بات چیت ہوسکی - جتنا گذرتا جاتا تھا تفکرات بڑھتے جاتے تھے - آخر روانگی کا آخری دن آگیا - اور بظاہر حالات میری روانگی کے متعلق حوصلہ افزا نہیں دکھائی دیتے تھے اتنے میں حاجی صاحب کا ٹیلیفون آیا "میں نے آپ کا پلین کا ٹکٹ خرید لیا ہے - اور سیٹ ریزرو کردی ہے - پلین ۱۰ بجے رات کو چھوٹے گا - روانگی کے وقت ۹ بجے ہمیں ہوٹل سے لے لینا - اور ہمارے لئے شام کا کھانا بھی تیار کرلینا (حاجی صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ ہوٹل کے کھانے سے پرہیز کرتے ہیں) .... میں ان الفاظ کو سُن کر دنگ رہ گیا - حیرت ہوئی کام ہمارا اور یہ صاحب ہمارے لئے ۱۲۷ ڈالر کرایہ ادا کر رہے ہیں - اب اگر یہ معاملہ ہے - تو پھر آگے کے لئے مجھے فکر نہ کرنی چاہیئے - اب میں ان کے ذاتی مہمان کی حیثیت سے جا رہا ہوں - گھر کی فضا بدل گئی، کہیں پارچات ٹھیک ہو رہے ہیں - کہیں کاغذات کی پڑتال ہو رہی ہے - احباب کو اپنی روانگی کے متعلق ٹیلیفون پر ٹیلیفون ہو رہے ہیں - لڑکے خوش نہیں ہیں کہ میں مالی مشکلات کے باوجود سفر پر آمادہ ہوگیا ہوں - لیکن وہ جانتے ہیں کہ جب باپ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے تو اس کا قدم کسی صورت میں پیچھے نہیں ہٹتا - ہمارے دونوں مسلم بھائیوں نے ہوائی اڈے پر جانے کے لئے اپنی موٹریں پیش کیں اور میں روانگی کے موقعہ پر وہ مسلم سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹرز پہنچ گئے۔

حاجی صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے اگلے روز صبح کو سان فرانسسکو سے بینا سوٹا ہونا تھا - لہٰذا ہم دونوں بذریعہ جیٹ پلین نیویارک کے لئے روانہ ہوگئے - ایئرپورٹ پر ہم دونوں کو الوداع کہنے کے لئے کافی احباب موجود تھے - اپنی لڑکیوں نے دو ہار پھولوں کے بنائے تھے جو ہمارے گلے میں ڈالے گئے - ایک نومسلم بھائی نے ہمارے فوٹو لئے - ہوائی جہاز نے ۲۷۰۰ میل کا سفر پانچ گھنٹوں میں طے کرکے ہمیں علی الصبح نیویارک پہنچادیا۔

نیویارک کا ہوائی اڈہ سانفرانسسکو کے ہوائی اڈے کی شان و شوکت نہیں رکھتا - ممکن ہے کہ نیویارک میں کئی ایک جیسے انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے ہوں - ہوائی جہاز سے اترتے ہی ٹیکسی پر روانہ ہوکر ہم حاجی صاحب کی دوکان پر نیویارک شہر میں پہنچ گئے - نیویارک میں موسم گرما شروع ہوچکا ہے - لہٰذا آب و ہوا سان فرانسسکو سے قدرے گرم معلوم ہوتی تھی - اور ٹمپریچر میں کافی فرق محسوس ہوا - حاجی صاحب کی دوکان پر تمام اشیائے فروخت افریقہ کے مختلف ملکوں کی ساخت تھیں - اس کے علاوہ اسلام اور افریقہ پر کافی لٹریچر برائے فروخت و مفت اشاعت موجود تھا دکان پر تین اسسٹنٹ کام کرتے تھے - اس کے علاوہ حاجی صاحب نے اسلامیات اور عربی تعلیم کے لئے ایک سکول جاری کیا ہوا ہے جس کے انچارج ایک مصری پروفیسر ہیں - پروفیسر صاحب سے میری گفتگو ہوئی انہوں نے کہا فی الحال طلبہ سے بہت کم فیس وصول ہوتی ہے - باقی اخراجات تنخواہ اور کرایہ مکان حاجی صاحب خود برداشت کرتے ہیں۔

نیویارک میں سیر و سیاحت کا موقعہ نہیں ملا - مکانات بلند ہیں - لیکن بیرونی خوبصورتی سان فرانسسکو کے مکانوں کی طرح نہیں - اکثر مکان پختہ اینٹوں کے ہیں - جو برسوں سے قائم ہیں - ایک چینی تاجر کی دعوت پر مجھے چائنا ٹاؤن جانا پڑا - میں نے خیال کیا کہ زمین دوز ٹرینوں کے ذریعہ وہاں جاؤں - تاکہ ان کا تجربہ ہوجائے - مجھے بتایا گیا کہ جب تک پلیٹ فارم پر رہو گے اور لاک سے باہر نہ ہوگے خواہ ایک سو میل کا سفر کرو، اور ایک ٹرین کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری بدلتے جاؤ کرایہ ۱۵ سینٹ ہی ہوگا - لیکن جہاں کہیں کسی پلیٹ فارم سے باہر نکل کر پھر واپس آنا پڑا تو ۱۵ سینٹ اور لگیں گے ایک ایک سٹیشن پر مختلف سیڑھیاں مختلف پلیٹ فارموں پر جاتی ہیں، اور پھر خوبی یہ کہ یہ سلسلہ دو منزلوں میں ہے

www.aaiil.org

ایک منزل پر کئی ایک پلیٹ فارم ہیں اور ہر ایک پلیٹ فارم پر سے گاڑیاں مختلف پلیٹ فارموں پر جاتی ہیں۔ اسی طرح دوسری منزل پر۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس پلین کو جاری کرتے وقت محکمہ ریلوے کو ۶۰ فٹ گہری نہر کھودنی پڑی ہوگی چونکہ میں ناواقف تھا اس لئے چلتا چلتا ٹاؤن جانے میں ۲½ گھنٹے لگ گئے اور میزبان میری انتظار کرتے رہے۔ چینی تاجر مجھے مل کر بہت خوش ہوئے۔ اور کھانے کے لئے ایک بھاری مشہور ریسٹورنٹ میں لے گئے۔ جہاں خاکسار کی مرضی کے مطابق کھانا مہیا کیا گیا۔ اس چینی تاجر کے تعلقات میرے فجی کے اس دوست سے ہیں جنہوں نے میرے سفر امریکہ کے لئے ۱۰۰ پونڈ کی رقم پیش کی تھی۔ ان کو میرے متعلق میرے چینی دوست کے خطوط سے پتہ معلوم ہو گیا تھا۔ نہایت ہی تپاک سے ملے۔ اور کھانے کا اعلیٰ انتظام کیا۔ واپسی عام بس پر ہوئی جس نے آدھ گھنٹہ کے اندر پندرہ سینٹ میں مجھے واپس جائے قیام پہ پہنچا دیا۔

حاجی صاحب نے میرے قیام کا بندوبست اپنے چچا کے مکان پر کر دیا تھا۔ جہاں آرام کا پورا بندوبست تھا۔ اور کھانے کا انتظام ایک بنگالی مسلمان کے ریسٹورنٹ پر تھا۔ جو ہندوستانی کھانے تیار کرتے ہیں۔ پانچ چھ روپیہ فی کس کھانے کا چارج ہے۔ کھانا معیار کے مطابق ہوتا ہے۔

حاجی صاحب خاکسار کو ایک کتابوں کی دکان پر لے گئے، جو افریقن لٹریچر کا کافی سٹاک رکھتے ہیں۔ وہاں کئی ہفتہ وار اور روزانہ اخبار بھی فروخت ہوتے ہیں۔ دکاندار نے کافی وغیرہ سے خاکسار کی تواضع کی۔ اخبار پیغام صلح میں ایلیجا محمد صاحب کا تذکرہ کئی بار آ چکا ہے ایک تازہ پرچے میں جن کا نام THE NEW CRUSADER ہے ایلیجا محمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:—

"I am sure of One — that is Allah (God) who came in the person of the Most Honourable Master W.F. Mohammed, the Great Mehdi, The Restorer, The Saviour and only friend of we, the lost found members of the tribe of Shabazz."

جس رنگ میں عیسائی الوہیت کا مقام حضرت عیسیٰ کو دیتے ہیں۔ اسی رنگ میں ایلیجا محمد صاحب اپنے استاد فردس محمد کو دیتے ہیں اور ان کے نزدیک فردس محمد ہی مہدی، نجات دہندہ اور آزادی دینے والا ہے

ایلیجا محمد کا مشن نفرت پھیلانے والا ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلام کالے لوگوں کا مذہب ہے کوئی گورا مسلمان بن کر حج بیت اللہ نہیں کر سکتا۔ ان کی میٹنگ میں گورے کو اجازت نہیں ہے۔ یہ لوگ حاجی صاحب کے مشن کے خلاف ہیں۔ اور انہوں نے حاجی صاحب کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ یہاں تک کہ ان کے مشن کے مکان کو لیپ کرنے کی کوشش کی۔ اور حاجی صاحب پر ایسڈ ACID پھینکا۔

جمعہ بتاریخ ۲۲ اپریل۔ خاکسار پھر معہ ایک کارکن مسلم برادر ہڈ (MUSLIM BROTHER HOOD) فلیڈلفیا پہنچا۔ نیویارک اور فلیڈلفیا کے ریلوے اسٹیشن نہایت ہی اعلیٰ شان کے ہیں۔ اور ان کے بلند گنبدوں کو دیکھ کر مشرقی ممالک کی عمارات کی شان سامنے آ جاتی ہے۔ فلیڈلفیا کے ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم سے اتر کر شہر جانے سے پہلے ہر ایک مسافر گیٹ کی ایک مشین سے ٹکٹ نکالتا جاتا ہے۔ ان ٹکٹوں پر مختلف نمبر ہوتے ہیں۔ ادھر گیٹ کی سامنے والی سڑک پر ٹیکسی موٹریں — (Yellow Cab) شہر کی جانب رخ کر کے آہستہ آہستہ چلتی ہیں۔ ڈرائیور نمبر پکارتا ہے۔ اس نمبر کا ٹکٹ جس کے پاس ہو وہ فوراً وقت ضائع کرنے کے بغیر اس موٹر پر سوار ہو جاتا ہے۔ اس طرح یکے بعد دیگرے نہایت ہی سہولت کے ساتھ سب مسافروں کو موٹریں مل جاتی ہیں۔ یہ اعلیٰ سسٹم نہ سانفرانسسکو میں دیکھنے میں آیا اور نہ ہی نیویارک میں۔

حاجی صاحب کی مشن کی عمارت پر پہنچ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ دو عمارتیں متصل دو منزلہ مشن کے لئے خرید کی ہوئی ہیں۔ ایک عمارت کے فرش پر ۳۸ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا دفتر ہے اور اس کے ساتھ ۱۰ فٹ چوڑا اور ۱۵ فٹ لمبا کچن ہے۔ دفتر میں تین بڑے سٹیل ڈیسک قیمتی ایک ہزار ڈالر، دو بڑے ٹائپ رائٹر کئی ایک الماریاں۔ سائیکلوسٹائل مشین۔ دو ٹیلیفون۔ ملاقاتیوں کے بیٹھنے کی جگہ۔ کرسیاں، رسائل، اور ایک قیمتی لائبریری ہے۔ کتب فروخت کرنے کے لئے بھی موجود ہیں۔ کئی ایک ٹریکٹ سائیکلوسٹائل مشین پر نکالے گئے ہیں۔ افریقہ کی ساخت کے سامانوں کے نمونہ اور باہر شو گلاس میں رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے اوپر کی منزل پر تین کمرے باتھ روم اور لاؤنج ہے۔ اوپر کی منزل مجھے رہائش کے لئے دی گئی۔ تمام کمروں میں ڈبل بیڈ۔ الماریاں اور دیگر ضروری سامان ہے۔ دوسری ملحقہ عمارت کے نیچے ۵۰ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا کمرہ ہے۔ یہ کمرہ لیکچروں کے لئے مخصوص ہے ہر اتوار کو یہاں پر میٹنگ ہوتی ہے۔ اس کمرے میں ۸۰ کے قریب کرسیاں، ایک میز اور پانی ٹھنڈا رکھنے کی ایک مشین ہے۔ اس کی بالائی منزل پر مسجد ہے۔ اس عمارت کے سامنے سائن (THE MOSQUE) ہے جو رات کے وقت بجلی کی روشنی سے چمکتا ہے یہ مسجد عارضی ہے، ایک اور عمارت سترہ ہزار ڈالر کی لاگت سے چند گز کے فاصلے پر لی گئی ہے۔ جو پتھر اور اینٹوں کی دو منزلہ عمارت ہے۔ اس سال کے آخر پر اس پر ایک مینار اور گنبد لگایا جاوے گا۔ اور موجودہ عمارت امام کے لئے مخصوص کر دی جاوے گی۔ میں بھول گیا۔ یہاں سے قریب حاجی صاحب کا پریس ہے یعنی اس کا انتظام قابل ہاتھوں میں نہیں ہے۔ جب مسجد تیار ہو جاوے گی فلیڈلفیا کی مشہور سٹریٹ پر یہ ایک نہایت ہی مضبوط اسلامی مرکز ہوگا۔ یہاں سے ایک پندرہ روزہ رسالہ شائع ہوتا ہے۔ جس میں افریقن خبروں کے علاوہ اسلامی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔ اس کے ایڈیٹر حاجی صاحب خود ہیں۔

اس مشن کا نظام اعلیٰ ہے۔ باقاعدہ کانسٹی ٹیوشن ہے۔ مختلف اداروں کے مختلف آفیسر ہیں۔ تین مقام پر فی الحال اس انجمن کی شاخیں ہیں، نیویارک، ڈیٹرائیٹ اور رہوڈ آئیلینڈ۔ ان کی دیکھ بھال ایک گورنر کے ماتحت ہے۔ جن کا نام مسٹر خلیل نصیر الدین ہے۔ آپ مقامی جماعت کے امیر بھی ہیں۔ ان تمام جماعتوں کے امام حاجی صاحب ہیں وہ یہاں آ کر نماز جمعہ پڑھاتے ہیں۔ لیکن گذشتہ جمعہ ان کی غیر حاضری میں نماز جمعہ خاکسار نے پڑھائی جس میں پندرہ کے قریب نمازی شامل تھے۔ امریکہ کے ایک بڑے شہر میں جہاں مصروفیت کافی ہو دس پندرہ آدمیوں کا جمع ہو جانا غنیمت ہے۔ امیر صاحب کی اہلیہ سیدہ ایم نصیر الدین SAIGADA M. NASIRUDDIN مشن کے دفتر میں چند گھنٹے روزمرہ کام کرتی ہیں۔ آپ کو اسلام کی گہری واقفیت ہے اور سلسلہ سے بھی کافی واقفیت ہے اور اس پر وہ اچھی طرح بحث کر سکتی ہیں۔ ۳۰ اپریل یعنے اگلے سنیچر کو خواتین کی ایک چائے پارٹی کر رہی ہیں۔ کل دعوتی خطوط خواتین کے نام بھیجے گئے۔ ان کا ترجمہ حسب ذیل ہے:—

"ہماری خواتین ممبر آپ کو مسجد پر چائے کی دعوت میں جو ۳۰ اپریل کو ساڑھے ۲ بجے ہوگی میں شمولیت کی تہ دل سے دعوت دیتی ہیں، یہ ایک عام دعوت ہوگی۔ جو خواتین سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے، کہ مسلم خواتین کی واقفیت اور تعلقات غیر مسلم خواتین سے پیدا کئے جاویں مسلم برادر ہڈ کے پروگرام میں کئی بار اسلام کے بارے میں سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ اس جماعت کے ممبر ہونے کی حیثیت سے ہمیں پورا حق حاصل ہے۔ کہ ہم مستورات کے نقطۂ نگاہ کو پیش کریں۔ ہم امید کرتی ہیں کہ شاید ہم آپ کو ان نقاط سے روشناس کرا سکیں، اور روشنی ڈال سکیں، جن کے بارہ میں آپ بہت سے حیران ہوں، ہم امید کرتی ہیں۔ کہ یہ ایک دوسرے کی ملاقات کا موقعہ ہمارے لئے خوشنودی اور فرحت کا باعث ہوگا آپ کو کھلی اجازت ہوگی کہ آپ کوئی ایک سوال پوچھیں اگر آپ کسی دوست کو لانا چاہیں تو لا سکتی ہیں، کیا آپ ہمارے ساتھ اس نیک مقصد کے لئے شامل نہ ہونگی۔"

میں نے مندرجہ بالا خط کا ترجمہ اس لئے خط میں شامل کیا ہے تاکہ ہماری پاکستانی بہنیں اپنی امریکن مسلم بہنوں کی اسلامی جد و جہد سے روشناس ہو جاویں۔ اسی خط کے آخر میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اس میٹنگ میں شمولیت کا عطیہ فی کس ایک ڈالر ہوگا۔

www.aaiil.org

گذشتہ اتوار ۲۴ راپریل کو مسلم برادرہُڈ کی طرف سے جلسہ کے لئے دعوت دی گئی۔ اور ان دعوت ناموں میں خاکسار کی آمد اور اسلام پر تقریر کرنے کا ذکر کیا گیا جلسہ بعد نماز ظہر ۳ بجے جناب حاجی طالب احمد داؤد جو نیو یارک سے اس غرض کے لئے تشریف لائے تھے کی صدارت میں ہوا۔ لیکچر ہال سامعین سے بھرپور تھا۔ مستورات کے لئے الگ جگہ ریزرو تھی۔ حاجی صاحب نے میرا تعارف حاضرین سے کرایا۔ اس کے بعد خاکسار کی تقریر اسلام کی صداقت پر ہوئی، خاکسار نے اسلام کے چند سادہ اصولوں پر تبصرہ کرتے ہوئے قرآن کی آٹھ مشہور پیشگوئیوں کی تشریح کی۔ جن میں نہر سویز، فرعون کی لاش، موجودہ زمانہ کی ایجادات، اونٹنیوں کا بیکار ہونا وغیرہ وغیرہ، یہ تقریر میری سب تقریروں سے طویل اور مؤثر تھی۔ جو آج تک میں نے انگریزی زبان میں دی۔ الحمد للہ۔ وقت کا لحاظ کرتے ہوئے میں اس تقریر کو ختم کرنا چاہتا تھا لیکن صاحب صدر نے اس کو جاری رکھنے کی تاکید کی۔

خاکسار کی تقریر کے بعد سوالات و جوابات کا سلسلہ تھا۔ اس کے بعد جناب حاجی صاحب (صدر جلسہ) کی تقریر ہوئی۔ آپ ماشاء اللہ ایک زبردست لیکچرار ہیں اور اسلام یا نیگرو قوم کے معاملہ پر اچھی طرح بول سکتے ہیں۔ ایک شخص کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میرا فرض یہ ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دوں اس کے بعد میرا فرض اپنی قوم کے ہمسایہ بھائیوں کو تبلیغ کرنا ہے، اس کے بعد دوسری اقوام کے لوگوں کو۔ جب تک ہمارا اپنا گھر مضبوط نہ ہوگا ہم دوسری اقوام کو اسلام کی طرف نہیں لا سکتے، اور نہ ہی ہمارا یہ بلانا پُر اثر ہو سکتا ہے۔ جلسہ کے شروع میں تلاوت قرآن مجید کے بعد مسٹر جعفر بشیر نے اسلام پر تقریر کی - MR. JAFFOR DASHIR ایک نو مسلم ہیں، اور مشن کے دفتر میں کام کرتے ہیں۔

حاجی طالب احمد داؤد جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں عدیم الفرصت انسان ہیں۔ خداوند کریم نے آپ کو اچھا دل و دماغ دیا ہے۔ لیکن آپ اپنے اوقات کو بجائے کاروبار میں لگانے کے اسلام کی اشاعت اور اپنی نیگرو قوم کی بہبودی پر خرچ کرتے ہیں۔ آپ نہ وقت پر کھانا کھاتے ہیں، اور نہ ہی وقت پر آپ کو نیند نصیب ہوتی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے پاکستان کے پانچ مبلغ بھی جو یہاں اسلام کی اشاعت کے لئے بھیجے جاویں ان کا مقابلہ کام کے لحاظ سے نہ کر سکیں گے۔ ایک اکیلے انسان نے جو کچھ گذشتہ تین چار سال کے اندر کام کر دکھایا ہے وہ ہماری برسوں کی کوشش سے نہ ہو سکا۔ آپ کا ارادہ پندرہ مئی کو معہ بیگم صاحبہ حج بیت اللہ جانے کا ہے ۱۵ رجون تک انشاء اللہ واپس آجاویں گے۔ آپ نے یہاں آکر میرے حالات کا جائزہ لیا کہ مجھے تو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو رہی، جب میں نے کہا کہ میں خود کھانا پکانا پسند کرتا ہوں تو ضروری برتن مہیا کرنے، کچن کو صاف کرنے کی ہدایت مقامی ذمہ دار ممبروں کو دینے کے علاوہ مجھے ایک معقول رقم کھانے کے اخراجات کے لئے دے گئے ہیں۔ ہاں گرچہ میں اپنے اہل وعیال سے دور بیٹھا ہوا ہوں اور سانفرانسسکو کی فضا آب و ہوا کی بجائے گرم علاقہ میں ہوں لیکن ان نو مسلمین کے اسلامی جوش اور اخلاص کو دیکھ کر مجھے ایک گونہ فرحت ہوتی ہے۔ سب نے ڈاڑھیاں رکھی ہوئی ہیں یہاں نام بدلنے کے لئے رجسٹرار کو ۱۵۰ ڈالرنیس ادا کرنی پڑتی ہے لیکن یہ لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے، اور اپنے پرانے نام کو چھوڑ کر اسلامی نام رکھتے ہیں۔ بغیر ذبح گوشت نہیں کھاتے، ہوٹل میں کھانا نہیں کھاتے اس کی بجائے معمولی سینڈوچ اور دودھ پر گذارہ کر لیتے ہیں۔ یا اپنے گھر پر کھا لیتے ہیں۔ قرآن مجید عربی زبان میں پڑھنے کا شوق ہے۔ آج رات کی کلاس کو قرآن مجید کا عربی قاعدہ پڑھانا شروع کروں گا۔ حاجی طالب احمد داؤد کو قرآن مجید کی لمبی سورتیں یاد ہیں۔ مشیہ داڑھی ہے پاکستانی ٹوپی ہر وقت پہنتے ہیں، عربی زبان سے بھی واقف ہیں۔ میں نے آج تک ایسی نیک اور پُرجوش اسلامی

ریڈیو برانڈ
ہوزری کون اور سوت
۲۰ سنگل ــ ۲۲ سنگل ــ ۳۰ سنگل ــ ۳۲ سنگل ــ ۴۰ سنگل ــ ۶۰ سنگل
اپنی عمدگی ملائمت اور نفاست کی بناء پر مقبول عام ہیں
آپ بھی
پائدار اور عمدہ کپڑا تیار کرنے کے لئے
ریڈیو برانڈ سوت استعمال کیجئے
یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز فضل آباد ملتان

www.aaiil.org

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے انکے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں انکا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ر ستمبر ۱۹۶۰ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ر ستمبر ۱۹۶۰ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ر ستمبر کو اُن کے نام کا وی پی پی ارسال کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو ان کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۶۲	۶	۱۵۷	۶
۷۴	۶	۷۶۶	۶
۸۲	۶	۹۵۴	۶
۸۸	۶	۹۹۰	۶
۸۹	۶	۱۰۲۷	۶
۹۰	۶	۱۰۵۳	۶
۱۲۰	۶	۱۰۶۵	۶
۱۵۴	۶	۱۰۷۳	۶
۱۷۲	۶	۲۰۲۹	۶
۲۳۰	۶	۲۰۳۲	۳
۲۷۸	۶	۲۰۳۸	۶
۳۰۶	۲۴	۲۰۴۵	۶
۳۰۷	۶	۲۱۰۲	۶
۳۵۳	۶	رفایق ۲۲	۹
۳۶۹	۶	″ ۵۵	۸
۳۷۹	۶	″ ۵۸	۶
۵۷۱	۶	″ ۷۲	۱۲
۵۹۱	۶	″ ۷۸	۲۴
۶۲۶	۴	″ ۱۵۰	۳
۶۴۵	۶	″ ۱۶۳	۴
۶۸۸	۶	″ ۱۸۵	۶
۷۶۵	۴	″ ۳۸۴	۳
		″ ۴۱۷	۴

الفضل کی بوکھلاہٹ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

سے آلودہ ہو رہا ہے اور نہ یہ خیال کرتا ہے کہ شرافت کی دنیا میں اسکی بدنامی ہوگی"۔

۹۔ اسلم پرویز ایم کا اسی قسم کا مضمون شائع کیا ہے جس میں ہمارے قابل احترام امام کو گالیاں دی گئی ہیں"۔

یہ سامانوی صاحب اور اسلم پرویز صاحب کے حقائق افروز مضامین کا جواب ہے، بقول کسے کھسیانی بلی کھمبا نوچے "الفضل" سے اور تو کچھ نہ بن آیا پیغام صلح اور جماعت لاہور کو گالیاں دے کر ہی اس نے اپنے دل کو ٹھنڈا کر لیا۔ اس کا جواب ہم قالوا سلاما کے سوائے اور کیا دے سکتے ہیں، ہم نہیں چاہتے کہ جماعت ربوہ کے قلوبہم شتی کی واضح مثالیں پیش کر کے اور خلیفہ صاحب کے خلاف آئے دن کے ہنگاموں کو سامنے لا کر تضحیک و تشنیع کے اس ناگوار سلسلہ سے ان کالموں کو جن کا اس کا اصل موضوع سے کوئی تعلق نہیں ہم اللہ تعالے سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے معاصر کو حقائق کو دیکھنے اور دلائل کو سمجھنے کے لئے چشم بصیرت عطا فرمائے، کہ اس کے بغیر حق کی شناخت کی اور کوئی راہ نہیں۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بسلسلہ صفحہ اول

میں سے سمجھنا کمال درجہ کی شوخی ہے۔ اور خدا کے نشانوں کی شہادتیں کسی طرح کمزور نہیں ہو سکتیں خواہ نبی کے ذریعہ سے ہوں یا محدث کے ذریعہ سے اصل تو یہ ہے کہ خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کا فیض ایک مظہر پیدا کر کے اپنی گواہی آپ دلاتا ہے اور ولی کا صفت کا نام حاصل ہوتا ہے سو درحقیقت ولی جو مصدق ہے وہ آپ سے زینت پاتا ہے آپ اس سے زینت نہیں پاتے وللہ در القائل ؂

ہمہ خوبانِ عالم را بہ زیور ہا بیارایند
تو سیمیں تن چناں خوبی کہ زیور ہا بیارائی

(ایام الصلح)

اچھی خوراک کا معجزہ
عمر کا تیسرا دور
اپنی گوناگوں دلچسپیوں کے علاوہ
خاصی مشکلات بھی لاتا ہے:
صاف ستھری، زود ہضم اور خالص غذا آپ کے پژمردہ دل و دماغ کو زود پرور تقویت پہنچاتی ہے۔
سٹار بناسپتی
حیاتین اے اور ڈی بلا ہوا
آپ کے کھانے کو نہ صرف لذیذ بناتا ہے۔ بلکہ صحت بخش اور زود ہضم بھی
دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ،
۲۳ - دی مال - لاہور

www.aaiil.org

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل) :-

اور اختیار کرنا ان کی سنت کو۔ مظاہر الحق) اور خیر خواہی کرنا آئمۃ المسلمین کی (یعنی امر بالمعروف میں ان کی اطاعت کرنا) اور خیر خواہی کرنا عامۃ المسلمین کی (اسی طرح شفقت و رحمت خلق اللہ سے لئے بھی دکھلانا ہے) مظاہر الحق میں اس حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے کہ مدار تمام دین و دنیا کا اس پر ہے اور اس میں تمام علوم اولین آخرین کے درج ہیں۔ قرآن کریم کے حقائق و معارف پر مشتمل ہے ؎

وحیٔ فرقاں مردگاں را جاں دہد
صد خبر از کوچۂ عرفاں دہد
از یقیں ہائے تماید عالمے
کاں نہ بیند کس بصد عالم ہمے

(مسیح موعودؑ)

ترجمہ:- قرآن کی وحی مردوں میں جان ڈال دیتی ہے۔ اور دفتر معرفت کے ہزارہا نکات و اشکالات (؟) کرتی ہے۔

اور یقینی علوم کا ایک ایسا جہان دکھاتی ہے کہ اس کی وسعت کو سینکڑوں مادی جہان نہیں پہنچ سکتے۔

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

خط و کتابت کرتے چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

بیوم صلح ۲۴ اگست ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۳

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور سے باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ :- پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۸/۱ سکس بیٹھ محلہ اعظم پورہ حیدرآباد دکن (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوزؔ

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۷ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۶۰ء | نمبر ۳۴

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خاف ادلج ومن ادلج بلغ المنزل الا ان سلعۃ اللہ غالیۃ الا ان سلعۃ اللہ الجنۃ اخرجہ الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح حصہ دوم کتاب الخوف)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو خشیۃ اللہ اور تقوی اللہ نصیب ہوا گویا اس نے اول حصہ شب سے اپنا سفر شروع کر دیا اور جس شخص نے اول حصہ شب سے اپنا سفر شروع کر دیا وہ (بلا خوف وخطر) منزل مقصود کو پہنچ گیا (انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم ۳۶/۱۱ خشیۃ اللہ ہی سے معاشرہ ہر قسم کے اخلاقی گند سے پاک وصاف رہتا ہے اور قوم منزل مقصود کی طرف سریع السیر ہو جاتی ہے) سنو اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سامان (معیشت) ہے (زمین وآسمان کے تمام خزائن کا مالک ہے وللہ خزائن السمٰوات والارض ولکن المنافقین لا یفقھون ۶۳/۷) اللہ تعالیٰ کا سامان (بہت ہی) بیش قیمت ہے (جو صرف اور صرف تقوی اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا الایہ ۶۵/۲ ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا ۶۵/۴ ومن یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ ویعظم لہ اجرا ۶۵/۵ یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا الایہ ۸/۲۹) سنو اللہ تعالیٰ (کے سامانوں میں سے بڑا) سامان جنت ہے (یعنی حیات طیبہ ہے من عمل صالحا من ذکر

(باقی صفحہ پر)

"پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کا سردار"

* ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔
* ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔
* وحی نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تا قیامت بند ہے۔ اگر کسی شخص پر ایک وحی نبوت بھی اترے تو اسلام کا تختہ الٹ جاتا ہے۔

مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۶۰ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ
بروز پیر بوقت آٹھ بجے صبح مسجد احمدیہ بلڈنگس متصل برانڈرتھ روڈ لاہور میں

ایک جلسہ منعقد ہوگا

جس میں
حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ عالیہ اور سیرتِ طیبہ پر تقاریر ہوں گی

ہر مذہب وملت کے اصحاب سے شمولیت کی درخواست ہے۔

الداعی سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

اوفا (نائیجیریا)

ترجمہ خط از معلمہ جی۔ اے آر۔ وولو سینئر لیکچرار ان اسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میں نے جب اپنے میڈیکل افسر سے آپ کے ادارہ کے متعلق سنا کہ یہ خدمت اسلام کا ایک زبردست ادارہ ہے تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اور وہ میرے طرز تبلیغ سے جو میں بیماروں کو اپنے ہسپتال میں دیکھ بھال کرنے کے دوران میں ادا کر رہی تھی بہت متاثر ہوئے۔

سب سے پہلے میں اپنا تعارف کرانا چاہتی ہوں میں اسلامیات میں سینئر لیکچرار ہوں اور بطور نرس بھی کام کر رہی ہوں اور جہاں تک ہو سکتا ہے میں داخل شدہ اور غیر داخل شدہ مریضوں کو وعظ کے ذریعہ تبلیغ اسلام میں مشغول رہتی ہوں۔

میں اس بات کی مجاز ہوں کہ میں ان مریضوں کو جنہیں ہسپتال میں بیڈ میسر ہوں اور وہ بھی جو آوٹ پیشنٹس (بیرونی مریض) ہیں تبلیغ اسلام کرتی رہوں۔ ہسپتال اور ویلفیئر سینٹر کے علاوہ دیگر مقامات پر بھی سلسلہ تبلیغ جاری رہتا ہے غیر مسلم تعلیم یافتہ لوگوں کے اعتراضات اور سوالات کے وقت مجھے وقت محسوس ہوتی ہے اندریں صورت میں بزور استدعا کرتی ہوں کہ ترجمہ قرآن مع متن اور تفسیر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں، نیز دیگر اسلامی رسالے اور ٹیچنگز آف اسلام بھیج کر مشکور فرمائیں۔

سیکنڈری اسکول میں بہت سے لڑکے ہیں جو اسلام قبول کرنے کو ابھی تیار نہیں مگر مجھے قوی امید ہے کہ قرآن شریف کے ذریعہ میں ان میں سے اکثر کو اسلام کی طرف راغب کر لوں گی۔

اللہ تعالیٰ کے نام کے واسطہ دیکر عرض کرتی ہوں کہ مجھے جلد ہی قرآن شریف عنایت فرمایا جائے۔

(انہیں قرآن شریف مع متن ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

لیگوس (نائیجیریا)

ترجمہ خط از ایاس بی اولوٹا لیگوس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مجھے آپ کی چٹھی اور قرآن شریف مل گئے ہیں، بہت بہت شکریہ۔

مجھے ایک دوست کی کالج میں چٹھی ملی کہ میرا پارسل آیا ہوا ہے جس میں قرآن شریف بھی ہے تو میری خوشی کی حد نہ رہی۔ میں کالج سے رخصت لے کر گھر پہنچا اور پارسل وصول کیا۔ یہاں کالج کے مہتمم میرا اسلام میں دلچسپی ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے۔

میں کالج کے ریڈیو کے پاس ہر صبح سوا چھ بجے قرآن شریف لے کر ریڈیو پر درس قرآن سننے بیٹھ جاتا ہوں جو فوائد قرآن شریف سے حاصل کر رہا ہوں بے اندازہ ہیں۔ بالخصوص سورۃ ۶۱ کی آیت ۶ (واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل۔ الآیۃ)۔ عیسائیوں میں تبلیغ کرنے کے لئے بہت ہی موثر ثابت ہوتی ہے۔

اب میں بڑے حوصلہ کے ساتھ عیسائیوں میں تبلیغ اسلام کرتا رہتا ہوں اور دوستوں میں لٹریچر بھی تقسیم کرتا ہوں۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ میری مزید مدد فرمائیں گے ابھی کالج میں مجھے دو سال اور پڑھنا ہے اور مجھے امید ہے کہ اس عرصہ میں میرے بہت سے عیسائی دوست مسلمان ہو جائیں گے۔

مجھے مینول آف حدیث کا بہت شوق ہے اور اسی طرح دوسری چھوٹی چھوٹی کتب بھی ارسال فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

گھانا (مغربی افریقہ)

ترجمہ خط از یحییٰ بن ادریسو اکرا گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کی جماعت کے ایک ممبر محمد ثانی سلو کی تبلیغی مساعی سے (ثانی صاحب سے ہماری مدت سے خط و کتابت ہے۔ ڈار) مجھے احمدیت کی سمجھ آگئی ہے اور میں بذریعہ خط ہٰذا اعلان کرتا ہوں کہ میں احمدی اور آپ کی جماعت کا ممبر ہوں۔ میں صرف اور صرف اس صداقت کی پیروی کر رہا ہوں اور امید ہے مجھے معرفت میں اللہ تعالیٰ ترقی بخشے گا۔

انجمن کے معزز ممبران کی خدمت میں السلام علیکم۔

(انہیں قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام اور خط بھیجے جا رہے ہیں)

اوفا (نائیجیریا)

مسٹر عبدالوہابی الحاج محمد گرامر اسکول اددوا اوفا نائیجیریا۔

مجھے آج ہی آپ کے ارسال کردہ قرآن مجید مع عربی متن وغیرہ اور لونگ تھاٹس مل گئے ہیں، بہت بہت شکریہ۔

مجھے کتابیں وصول کر کے اس قدر خوشی حاصل ہوئی ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔

ٹیچنگز آف اسلام پارسل میں نہیں تھی وہ بھی ارسال فرمائیں۔ میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں آپ کا بہت ممنون احسان ہوں گا اگر مجھے بیعت فارم بھیجدیں تاکہ میں سلسلہ میں شامل ہو جاؤں اور خدمت اسلام بجا لاؤں۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام۔ بیعت فارم لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر۔ ڈار)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر سوف جان بی۔ این لونڈک مادون انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مجھے آپ کے لٹریچر کے پڑھنے کا موقع ملا جن میں اسلام کے متعلق بڑے دلچسپ اور معقول مضامین ہیں بحیثیت مسلم طالب علم میں اسلام کے متعلق زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ میری بھی اپنے لٹریچر سے مدد فرمائیں عین نوازش ہو گی۔ مجھے صرف آپ ہی سے مدد کی امید ہے کیونکہ ہمارے ملک میں ایسی معقول علمی کتب نہیں ملتیں۔ عربی قرآن مع متن کے مجھے بے حد درکار ہے امید ہے آپ میری درخواست پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے

شکریہ

(انہیں قرآن شریف مع متن ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر۔ ڈار)

لیگوس (نائیجیریا)

ترجمہ خط از سلیمان اولاسلو ادریمہ لیگوس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مجھے آپ کا گرامی نامہ مل گیا ہے بہت بہت شکریہ میں نے خط کے مضمون کا بغور مطالعہ کیا ہے۔

میں اپنے معزز دوست ٹی۔ ایچ قادری صاحب باب الآغا بغداد کے خط کا بھی مشکور ہوں۔

میں اب آپ کو صادق اسلامی بھائی اور بہت اچھا رفیق اور دوست سمجھتا ہوں

میں آج آپ کو چند مقامی اخبار ارسال کر رہا ہوں ممکن ہے آپ پسند فرمائیں۔ میں آپ کی رسیدی اطلاع آنے پر وقتاً فوقتاً اخبارات بھیجتا رہا کروں گا۔

ہمارے پرائم منسٹر سر الحاج ابوبکر تفاوا بالیوا۔ نی۔ ایم۔ پی لیگوس۔ نائیجیریا آپ کی ارسال کردہ اسلام پر قیمتی کتب بطور تحفہ بڑی خوشی سے قبول فرمائیں گے۔

کتب ارسال کرتے وقت اپنی چٹھی میں میرا حوالہ دیں وہ مجھے بہت اچھی طرح جانتے ہیں میں ان سے جلد ہی مل کر آپ کی انجمن کی اسلامی خدمات کے متعلق ذکر کروں گا۔

مجھے چند پاکستانی اخبارات کی چند کاپیاں (انگلش) ارسال فرمائیں۔ مہربانی فرما کر میرے دوست کو جن کا پتہ درج ذیل ہے اسلامی لٹریچر بھیجدیں (انکا پتہ نہیں لکھا جا رہا۔ غلام قادر) وہ سول سروس کمیشن میں کام کرتے ہیں۔

(انہیں۔ ان کے دوست کو لٹریچر۔ اور پرائم منسٹر صاحب کو ست اور خطوط لکھے جا رہے ہیں۔ غلام قادر۔ ڈار)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۶۰ء

پاکستان میں قومی اتحاد کی اساس

صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے اپنے ایک قیمتی مضمون میں پاکستان میں قومی اتحاد کی اساس معلوم کرنے کے لئے قوم کے اہل الرائے اور قابل دل و دماغ رکھنے والے اصحاب کو توجہ دلائی ہے، اور اس بارہ میں چند سوال انکے سامنے رکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ :-

"فرد کے بنیادی حقوق کی وضاحت کی جائے جو فرد اور مملکت دونوں کی فلاح پر منتج ہوں"

ہم اس بارہ میں صرف ایک امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں، جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمودہ پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے، کہ قوم کا کوئی فرد اپنے لئے کسی ایسی بات کی خواہش نہ کرے جو وہ دوسروں کے لئے ناپسند کرتا ہو، یا بالفاظ دیگر جس چیز کو انسان اپنے لئے پسند کرتا ہو دوسروں کے لئے بھی اسی کو پسند کرے چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے لایومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ کوئی شخص مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے،

اس اصول کو اگر ہم اپنی زندگی کے تمام شعبوں پر عائد کرنے کی کوشش کریں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ وہی سلوک روا رکھیں جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں، تو ہمارا تمام معاشرہ درست ہو سکتا ہے، اور یہی قومی اتحاد کی ایک ایسی اساس بن سکتا ہے جس سے فرد اور مملکت دونوں کی فلاح وابستہ ہے، غور کر کے دیکھ لیجئے، کوئی فرد اپنے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مثلاً اپنے کسی کام کے لئے کسی کو رشوت دے یا کوئی دوسرا اس سے رشوت طلب کرے، کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ اس سے کوئی دھوکہ یا فریب کرے یا خرید و فروخت میں اس کو نقصان پہنچائے۔ یا اس کا مال ناجائز طریق سے ہتھیا لے، ہر شخص کی یہی خواہش ہے کہ خالص اور سستی چیز اسے دستیاب ہو اور دوسرے لوگ اس سے شرافت اور محبت یا کم از کم انصاف کا معاملہ کریں اور کوئی سختی یا بے انصافی اس کے ساتھ نہ ہونے پائے۔ اس قسم کی خواہش رکھنا اور اس کے لئے تگ و دو کرنا ہر فرد کا بنیادی حق ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی ہر فرد پر یہ فرض بھی عاید ہوتا ہے، کہ وہ دوسرے افراد کے اس بنیادی حق کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے، اسے چاہیئے کہ جس طرح اپنے لئے پسند نہیں کرتا کہ اس کے کسی کام کے لئے کوئی شخص اس سے رشوت طلب کرے یا وہ کسی کو رشوت دے اسی طرح دوسروں کے کاموں کے لئے خود بھی اُن سے رشوت طلب نہ کرے اور نہ اُن سے رشوت لے، جس طرح وہ اپنے لئے نہیں چاہتا کہ کوئی اس سے دھوکہ و فریب کرے یا خرید و فروخت میں اسے نقصان پہنچائے، اسے چاہیئے کہ خود بھی دوسروں کو دھوکہ و فریب نہ دے اور نہ انہیں نقصان پہنچائے، جس طرح وہ اپنے لئے خالص اور سستی چیزیں حاصل کرنا چاہتا ہے اور ملاوٹی یا مہنگی اشیاء کو ناپسند کرتا ہے، اسی طرح دوسروں کے پاس بھی ملاوٹی یا مہنگی اشیاء فروخت نہ کرے، جس طرح ایک شخص اپنے لئے نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا اس کا مال ناجائز طریق سے ہتھیا لے، اسی طرح اسے بھی ناجائز طریق سے دوسروں کا مال اُڑانے، غبن اور بلیک میل کرنے اور اسی قسم کے دوسرے طریقوں سے مال کمانے یا نفع اندوزی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے، اور جس طرح وہ اپنے لئے چاہتا ہے دوسروں کے ساتھ بھی اسی طرح ہر معاملہ میں انصاف اور رحمت کا برتاؤ کرے۔

اسی قسم کی اور سینکڑوں باتیں ہیں جو روزمرہ کی زندگی میں دوسروں سے معاملہ کرتے وقت پیش آتی ہیں اگر اس وقت یہ سوچ لیا جائے کہ ایسے معاملہ میں اپنے لئے کیا پسند کروں گا اور اسی قسم کا معاملہ دوسروں سے کیا جائے تو ہمارا تمام معاشرہ آج سدھر سکتا ہے، اور یہ امر پاکستان کے فرد اور مملکت دونوں کے لئے فوز و فلاح کا موجب ہو سکتا ہے، فی الحقیقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مذکورہ بالا ارشاد میں ہماری قومی بہبودی اور ملی اتحاد کی طرف رہنمائی کی گئی ہے، اور ہمارے سلف صالحین نے آپ کے اس ارشاد کو اپنا نصب العین بنا کر اور اس پر عمل کر کے بے نظیر کارنامے سرانجام دیئے ہیں جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے۔ مثال کے طور پر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بزازی کی دکان کیا کرتے تھے۔ ان کے کسی ملازم نے ان کی غیر حاضری میں ایک چادر کسی گاہک کے پاس بیچ دی، جب امام صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا اس چادر کو کھول کر دکھا دیا گیا تھا کہ اس میں بعض جگہ کیڑا لگا ہوا ہے، تو ملازم نے کہا نہیں ایسا نہیں کیا گیا، امام صاحب۔ اسی وقت تیز رفتار گھوڑا لے کر اس شخص کے پیچھے گئے جو اپنے قافلہ کے ساتھ روانہ ہو کر کئی منزلیں طے کر چکا تھا، آپ نے وہاں پہنچ کر اس سے کہا کہ بھائی! وہ چادر جو تم نے خریدی ہے اسے کھول کر دیکھو، اور اگر عیب دار ہونے کے باوجود تم اسکو رکھنا چاہو تو اس کی قیمت اس سے بہت کم ہے جو تم سے لی گئی ہے۔ چنانچہ جب چادر گاہک نے دیکھ کر بھی رکھ لی تو امام صاحب نے اسے زائد وصول شدہ قیمت واپس کر کے اطمینان

صا

اخبارِ احمدیہ

بیماری اور درخواست دعا

محترم شیخ انعام الحق صاحب (حیدر آباد دکن) نے اخبار "روشنی" سرینگر کے مدیر محترم عبدالعزیز شورہ صاحب کے ایک خط کی نقل ارسال کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں پچھلے دنوں درد معدہ کا ایک شدید دورہ پڑا جس کی وجہ سے سرینگر کے ایک بازار امیرا کدل میں بے ہوش ہو کر گر پڑے اور دل و دماغ بند ہو گئے، ایک سکھ دوست سردار گوریب سنگھ (صدر گوردوارہ چھٹی بادشاہی) انہیں موٹر میں بٹھا کر پہلے ہسپتال لے گئے اور پھر گھر پہنچایا، زندگی کی امید نہ تھی لیکن اللہ تعالےٰ نے فضل کیا اور سنبھل گئے فالحمدللہ۔ احباب کرام سے صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ایک انگریزی پمفلٹ

انجمن نے حال ہی میں ایک انگریزی پمفلٹ شائع کیا ہے جس کا نام ہے The Debt Forgotten

یہ پمفلٹ محترم مولانا رحیم بخش صاحب (فرزند گرامی مولانا عزیز بخش صاحب مرحوم) نے لکھا ہے اور اس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے حالات و دعاوی اور آپ سے متعلق مجلہ انجمن رپورٹ سے روشنی ڈالی ہے، اور تعلیم یافتہ طبقہ سے اپیل کی ہے کہ وہ تحریک احمدیت کو سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ کریں، اور اگر وہ دیکھتے ہیں کہ یہ تحریک اسلام کی خدمت کر رہی ہے تو اخلاقی جرأت سے کام لیکر اس کی تائید کے لئے کھڑے ہو جائیں، اور اس میں شمولیت اختیار کریں۔

یہ پمفلٹ اس قابل ہے کہ اسے پڑھے لکھے غیر از جماعت طبقہ میں کثرت کے ساتھ تقسیم کیا جائے ہمارے احباب کو چاہیئے کہ اس کی کئی کئی کاپیاں منگوا کر اپنے غیر از جماعت دوستوں اور اعلیٰ طبقہ میں تقسیم کریں، قیمت کوئی نہیں

(باقی بر صلا اشتہار کے نیچے)

صا کا سانس لیا، ایسا ہی صلیبی جنگوں کے مشہور سپہ سالار صلاح الدین ایوبی نے جب دیکھا کہ ان کے دشمن رچرڈ کا گھوڑا مر گیا تو انہوں نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ اُن کا حریف پیدل جنگ کرے حالانکہ وہ خود سوار ہیں انہوں نے حکم دیا کہ ایک اعلیٰ نسل کا عربی گھوڑا رچرڈ کی نذر کیا جائے جس پر فوراً عمل کیا گیا۔

یہ وہ مثالیں ہیں جو اسلامی تاریخ میں جا بجا ملتی ہیں، مسلمانوں کے ہر فرد نے ارشاد نبوی کے ماتحت نہ صرف اپنے بھائیوں سے وہی سلوک روا رکھا جو اسے اپنے لئے پسندیدہ تھا، بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی انہوں نے ویسا ہی سلوک کیا اور اپنے حسن سلوک اور نیک برتاؤ کی وجہ سے انکے دلوں کو رام کر لیا۔

آج بھی اگر ہم فلاح و کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور پاکستان کو اس کے حقیقی معنوں میں پاکستان بنانے کے خواہشمند ہیں، تو ضرورت ہے کہ ارشاد نبوی کے ماتحت پاکستان کا ہر فرد دوسروں کو بھی ان کا وہی حق دے جو وہ اپنے لئے چاہتا ہے یہ قومی اتحاد کی بہت بڑی اساس ہے جس کے بغیر نہ ایمان مکمل ہو سکتا ہے اور نہ ہم فلاح و کامیابی حاصل کر سکتے ہیں لایومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ ؎

www.aaiil.org

آپ کے خطوط

مصلح موعود کی آمد کا زمانہ

بخدمت گرامی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جو متلاشیان حق یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے ہر دو فریق میں سے کونسا حق پر ہے۔ اُن کے لئے آپ نے اپنے مؤقر جریدہ میں ایک سلسلۂ مضامین قمر سامانوی صاحب کے قلم سے شائع کر کے ایک نہایت عمدہ موقع بہم پہنچایا ہے۔ توقع تھی کہ اخبار الفضل بھی قمر صاحب کی اس دلیل پر کہ یہ وقت مصلح موعود کی آمد کا نہیں ضرور کچھ لکھے گا، افسوس ہے کہ اگرچہ مدیر الفضل نے کم و بیش تین اداریے اس بارہ میں تحریر کئے ہیں۔ مگر قمر صاحب کی دلیل سے متعلق کچھ تحریر نہیں فرمایا ہے بلکہ مختلف شکوے شکایتوں اور اشاروں سے پہلے تو یہ کوشش فرمائی کہ یہ سلسلہ مضامین شائع بھی نہ ہو مگر جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو آپ نے بھر دو اداریے تحریر فرما دیئے مگر حیرت ہے کہ اس میں بھی قمر صاحب کے دلائل سے صریح گریز فرمایا ہے اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں جن کا عام اخبار بین کو ان کے مابین میں نام و نشان نہیں ملتا۔ برعکس اس کے آپ کا طرز تحریر نہایت شستہ اور سنجیدہ ہے اور اس میں کوئی بات جائز تنقید کی حدود سے تجاوز نہیں کرتی۔ ممکن ہے ان میں کوئی ایسے اشارے کنائے ہوں جن کو مدیر الفضل ہی سمجھ سکتے ہوں۔

قمر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی تتبع میں یہ دلیل دی ہے کہ کسی مدعی کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل اس کا عین وقت پر مبعوث ہونا ہے۔ چاہیئے تھا کہ مدیر اخبار الفضل قمر صاحب کی اس دلیل کو غلط ثابت کرتے جن کو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی تحریرات، الہامات، اور کشوف سے ثابت کیا ہے۔ لیکن انہوں نے اس بات کا سہارا لیا ہے کہ موجودہ خلیفہ صاحب کے کارنامے ان کو مصلح موعود ثابت کرتے ہیں اور اس طرح انہوں نے دعوت دی ہے کہ قمر صاحب مرزا صاحب کی پیشگوئی میں جو اوصاف مصلح موعود کے بیان ہوئے ہیں اُن کی روشنی میں اپنی بحث کو جاری رکھیں۔ مگر اس بات کا لحاظ رکھیں کہ اگرچہ الفضل نے کسی ریکارڈ کی گمشدگی کا ذکر کر کے اُن پر ذاتی حملہ کرنے میں پہل کی ہے آپ سنجیدگی کا دامن نہ چھوڑیں۔ اگرچہ مصلح موعود کے اوصاف کے تذکرے میں بعض ناخوشگوار امور کا تذکرہ ناگزیر ہے مگر اس کی ذمہ داری اخبار الفضل پر ہوگی جس نے اس بحث کو دعوت دی ہے۔

اگر موجودہ خلیفہ صاحب ہی مصلح موعود ثابت ہو جائیں تو پھر جماعت احمدیہ کے ہر دو فریق کے جملہ متنازعہ فیہ مسائل کا جھگڑا طے ہو جاتا ہے۔ اور ایک متلاشی حق کو صداقت کے قبول کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ والسلام

ایم - اے - سہیل - بی - اے - آنرز

میاں بشیر احمد صاحب سے

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم - امید ہے آپ اسی جرأت کے ساتھ میری مندرجہ ذیل سطور اپنے اخبار میں شائع فرما دیں گے جس جرأت کے ساتھ آپ نے اسلم پرویز صاحب کا مضمون شائع فرمایا۔

میاں بشیر احمد صاحب کا ایک مضمون بہشتی مقبرہ کے بارہ میں الفضل مورخہ ۱۲ر جولائی سنہ ۱۹۶۰ء کے اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اس ضمن میں آپ کی وساطت سے میں میاں صاحب موصوف سے پوچھنے کی جرأت کرتا ہوں کہ کہ مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے جب آپ کی سینہ زوری سے تنگ آ کر قادیان کو مجبوراً چھوڑا اس وقت آپ ہی نے جو اپنے بڑے بھائی کی خلافت کو ہر جائز و ناجائز طریق سے برحق ثابت کرنے کے درپے تھے الفضل مورخہ ۲ر جولائی سنہ ۱۹۱۴ء میں حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے ایک مضمون شائع کرتے ہوئے تحریر کیا:-

" اب اور کیا کیا سناؤں انہوں نے
تیرے مرکز کی اور مقام کی بے حرمتی کی
اور قادیان کو ترک کر کے لاہور کو جماعت
کا مرکز بنانا چاہتے ہیں کہ تیرے بنائے
ہوئے اور ایسا ئے ہوئے بہشتی مقبرہ
کو اجاڑ کر ایک علیحدہ بہشتی مقبرہ قائم کریں"

مذکورہ بالا عبارت جو میاں بشیر احمد صاحب کی اپنی لکھوائی ہوئی ہے غور سے پڑھ کر میاں صاحب بتائیں کہ بیچارے مولوی صاحب کے متعلق جن کو قادیان سے نکلنے پر آپ نے مجبور کر دیا یہ پراپیگنڈا کہاں تک صحیح تھا کہ وہ علیحدہ مرکز اس نیت سے بنا رہے ہیں کہ علیحدہ بہشتی مقبرہ بنا لیں۔ انہوں نے تو علیحدہ بہشتی مقبرہ نہ بنایا لیکن اب آپ نے ایک علیحدہ مرکز بنا کر ایک علیحدہ بہشتی مقبرہ بھی بنا لیا اور ایسا کرتے وقت آپ کو یہ خیال تک نہ آیا کہ میں پہلے کیا پروپیگنڈا کرتا رہا اور اب کیا ہو رہا ہے۔

اب آپ کا فرض تھا کہ آپ خلیفہ صاحب کے اس ناجائز فعل کے خلاف آواز بلند کرتے کیونکہ مسیح موعودؑ کی عزت خلیفہ صاحب سے گو وہ آپ کے بھائی ہیں آپ کے والد صاحب سے زیادہ نہیں۔ آپ کا اس فعل کو جسے آپ دوسروں کے لئے جائز نہیں سمجھتے اپنے لئے جائز اور درست سمجھ لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کو خدا کا خوف کم اور خلافت سے انس زیادہ ہے۔ امید ہے آپ میری ان چند سطور کو پڑھ کر بُرا ماننے کی بجائے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں گے۔ اور ربوہ کے مقبرہ کو بہشتی مقبرہ کہنا ترک کر دیں گے۔ والسلام

ملک عزیز الرحمٰن - کرشن نگر - لاہور

حضرت عیسیٰؑ کب آئیں گے؟

مدیر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مؤرخہ ۷ر جولائی کو پشاور شہر سے اپنے گاؤں شیخ محمدی تانگہ میں سوار ہو کر آ رہا تھا ساتھ ہی ایک حق پسند مولوی صاحب تشریف فرما تھے۔ اُن کا ایک فرزند کیمیا وانڈر ہے۔ مولوی صاحب اپنی انتہائی شریف مزاجی کی وجہ سے عوام میں بہت محبوب ہیں اور مشہور ہیں۔

مولوی صاحب مذکور باتیں کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ کچھ دن پہلے ایک صاحب علم مولوی صاحب کو میں نے علمی بحث کے دوران میں عرض کیا۔ کہ مولوی صاحب احادیث میں حضرت عیسٰے کی آمد کا زمانہ چودھویں صدی ہے۔ اور ساتھ ہی دیگر متعلقات کے علاوہ وہ چالیس سال حکومت بھی کریں گے۔ شادی کریں گے۔ بچے پیدا ہونگے یاجوج ماجوج اور دجال کے ساتھ لڑائیاں شکست اور بہت سے دیگر کارنامے تو ایک طرف کر دیجئے۔ کہ اُن کے لئے بھی وقت درکار ہوگا۔ حکومت کے لئے صرف چالیس سال کی ضرورت ہے۔ اور اب صدی میں تو صرف بیس سال رہ گئے۔ آپ ذرا مجھے بتایئے کہ یہ مسئلہ کس طرح حل ہوگا۔ کیا صدی کے سال بڑھ جائیں گے کسی اتفاقی انقلاب کی وجہ سے۔ اور یا یہ کارنامے پندرھویں صدی تک دراز ہوں گے۔ صاحب علم مولوی صاحب فوراً برافروختہ ہو گئے۔ اور کہنے لگے اپنا عقیدہ مضبوط رکھو۔ اور ان باتوں کو یونہی لپیٹے دو دیکھو اللہ کیا کرتا ہے۔ میں کبیدہ خاطر ہوا۔ اُس وقت خاموشی اختیار کی۔ اور دوسرے وقت پر اپنے شک کو دور کرنے اور جواب حاصل کرنے کو ٹال دیا۔ کیونکہ اس وقت اجتماع زیادہ ہونے کی وجہ سے مجبور تھا۔ میں نے معاً مولوی صاحب سے عرض کی۔ کہ جب یہ جواب ملے تو مجھے بھی ذرا سمجھانے کی تکلیف کریں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے یہ بھی عرض کیا۔ کہ مولوی صاحب احادیث میں پندرھویں صدی کے کسی واقعے کا ذکر نہیں۔ اور نہ ہی کوئی واقعہ اس سے متعلق ہے۔ بلکہ اُس کے بعد تو قیامت کے نشانات اور اذکار ہیں۔ جو دنیا کو ختم کرنے پر منتج ہونگے۔ والسلام

محمود احمد ملنگ
شیخ محمدی پشاور

www.aaiil.org

مشکلات و مصائب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۲ اگست ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیراً ——— وکان اللہ قویاً عزیزاً (سورۃ الاحزاب)

مشکلات میں حضرت نبی کریم صلعم کا نمونہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے۔ کہ مشکلات کے اندر آپ نمونہ ہیں۔ ویسے تو عام طور پر زندگی کے ہر شعبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ اسوۃ حسنۃ یعنی بڑا خوبی بھرا نمونہ ہیں۔ نمونہ کس لئے؟ لمن کان یرجوا اللہ جو خدا کو پانا چاہتا ہو، اس کی تلاش میں ہو اور اس کی رضا اور اس کا قرب چاہتا ہو، ایسے شخص کے لئے حضرت نبی کریم صلعم نمونہ ہیں۔

مہاتما گاندھی سے ایک ملاقات

مجھے ایک دفعہ سفر کرتے کرتے صابرمتی کا اسٹیشن راستے میں آ گیا۔ صابرمتی ایک دریا ہے جس کے کنارے پر اسٹیشن سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر مہاتما گاندھی کا مسکن تھا۔ اسٹیشن پر میں اتر گیا تاکہ مہاتما گاندھی جی سے ملاقات کر لوں۔ اس ملاقات کی تفصیلات اس وقت میں بیان نہیں کروں گا۔ صرف اس قدر بیان کروں گا۔ جو نبی کریم صلعم کے نمونہ سے متعلق ہے۔ گاندھی جی نے کہا آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے کہا میں صابرمتی کے اسٹیشن سے آ رہا ہوں۔ وہ ہنس پڑے۔ ان کے سامنے یہ جامہ تھا اور پنجابی لباس تھا۔ لیکن میں نے کہا کہ میں پنجاب سے نہیں بلکہ صابرمتی کے اسٹیشن سے آپکی ملاقات کو آیا ہوں۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ سے ملاقات کرنے کے لئے پنجاب سے آ رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ ایک دفعہ آپ نے لاہور میں ایک مجلس مشاورت قائم کی تھی، جس میں مجھے بھی شمولیت کا موقعہ ملا تھا۔ میں نے اس وقت آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ یہ جو مسلمان تحریک خلافت کے سلسلہ میں ہجرت کر رہے ہیں۔ ان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ نے کہا تھا۔ کہ ہجرت کا واقعہ انگریز کی سلطنت کو ہلا دینے والا ہے۔ لیکن یہ بات ہندو کو پسند نہیں۔ کہ مسلمانوں کی پہاڑیوں کے اس پار ایک سلطنت قائم ہو جائے کیونکہ سلطنت قائم کر کے یہی مسلمان ہم پر ہی حملہ آور ہوں گے۔

مشکلات میں گاندھی جی دل ہار گئے

دوسری بات آپ نے یہ کہی تھی کہ جب میں ایک بات کو صحیح سمجھ لیتا ہوں تو پھر میرا قدم آگے ہی بڑھتا ہے پیچھے نہیں ہٹتا لیکن آپ تو "پھس" ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ پھس ہونے کے کیا معنے ہیں؟ "پھس" کا لفظ پنجابی میں بڑا معنی خیز ہے۔ یعنی دل چھوڑ کر بیٹھ جانا۔ گاندھی جی ہنس پڑے اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کبھی خزاں بھی آ جاتی ہے۔ میں نے کہا خزاں پودوں اور درختوں پر آتی ہے انسانوں پر نہیں آتی۔ وہ پھر ہنس پڑے۔ میں نے کہا کہ آپ وسیع القلب ہیں۔ اس لئے میں آپ سے ایک بات کہوں گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مرد ہیں جن کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کے اور اُن کے حالات میں بڑا فرق ہے۔ آپ کے تو جسم میں جان ہی نہیں۔ آپ کو تو ایک مکا ماریں، تو آپ مر جائیں۔ بیمار پڑ جائیں تو ہندو اپنا مال و دولت آپ کی بیماری پر لگا دے۔ جیل جائیں تو آپ کی صحت کا خیال رکھا جاتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی مردانگی سخت ترین مصائب میں

لیکن محمد رسول اللہ صلعم ہیں کہ چیتوں اور شیروں کے سامنے کھڑے ہیں۔ ایک فرعون سے نہیں بلکہ بیسیوں فراعنہ سے آپ کا مقابلہ ہے لیکن سخت ترین مشکلات میں بھی آپ پیچھے نہیں ہٹتے اس کو کہتے ہیں مرد جس کا قدم ہمیشہ آگے بڑھتا رہا۔ مکہ میں آپ کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلعم نے تیرہ چودہ سال مار کھائی، کچھ عرصہ کے لئے شعب ابو طالب میں آپ محصور رہ گئے جہاں آپ کو کھانا وغیرہ کچھ نہ پہنچتا تھا۔ آپ کے ساتھیوں کو سخت ترین اذیتیں پہنچائی جاتی تھیں۔ مسلمانوں نے سخت ترین اذیتیں برداشت کیں لیکن حق کو نہ چھوڑا۔

سیم و زر اور بادشاہت کا لالچ اور آپ کا انکار

جب مصائب اور تکالیف میں حضور کو پہاڑ کی طرح مضبوط پایا تو ان کو لالچ دینے کا منصوبہ تجویز کیا گیا، مشرکین نے درخواست کی کہ اگر آپ ہمارے بتوں کے خلاف وعظ کرنا ترک کر دیں تو ہم آپ کو اپنا سردار مان لیتے ہیں

آپ کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ سیم و زر کے ڈھیر آپ کے سامنے لگا دیتے ہیں۔ جس قبیلے کی حسینہ و جمیلہ لڑکی سے شادی کرنا چاہیں وہ آپ کے عقد میں دے دیتے ہیں۔ لیکن آپ ہمارے بتوں کو کچھ نہ کہیں اس کے جواب میں حضور صلعم نے فرمایا۔ کہ میں سلطنت کا طالب نہیں ہوں۔ میرا مقصد سلطنت کا مالک بننے سے پورا نہیں ہوتا۔ میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ تمہارے اخلاق بلند ہوں۔ تم اعلےٰ کردار کے مالک بن جاؤ تفرقہ و تخریب کو ختم کر کے تم ایک ہو جاؤ، خدا پرست بن جاؤ۔ فرشتہ سیرت ہو جاؤ اور صحیح انسان بن جاؤ۔ میرے بادشاہ بننے سے میرا مقصد پورا نہیں ہوتا اس لئے میں تمہاری پیش کردہ تجویز کو مسترد کرتا ہوں۔

جنگوں میں آپؐ کی استقامت و استقلال

غرض محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے ساتھیوں کو تیرہ سال سخت ترین اذیتیں اٹھانا پڑیں۔ لیکن قدم پیچھے نہیں ہٹا۔ کتنا بڑا امر ہے۔ آخر کار وطن چھوڑا، مدینہ میں آ گئے تو وہاں بھی مصائب نے پیچھا کیا۔ تین بڑی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ بدر کی لڑائی میں تو گویا موت کے منہ میں چلے گئے۔ ایک ہزار مسلح فوج کے مقابلہ میں تین سو تیرہ کی کیا حقیقت ہے۔ دہائی دیتے ہیں کہ اے اللہ یہ چند آدمی اگر مارے گئے تو تیرا نام لینے والا کوئی نہ رہیگا۔ ایسی حالت میں آپ یہ نہیں کہتے کہ چلو ہم صلح کر لیتے ہیں۔ بلکہ مرنے اور قتل ہونے کے لئے آگے آ جاتے ہیں پھر احد کی لڑائی میں خود زخمی ہو کر استقامت و استقلال کا نمونہ دکھایا۔ لڑائی میں خود پیش پیش ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم کو مروانے سے پہلے خود مرنا چاہتا ہوں۔

ایک فوجی جوان کی میدان جنگ سے بچنے کی کوشش

ایک لطیفہ آپ کو سناتا ہوں۔ سرگودھا کے ایک امیر آدمی تھے جو لاکھوں میں کھیلتے تھے۔ ان کا بھائی جو لفٹیننٹ تھا سنہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں یورپ گیا وہ بڑی ڈیل ڈول کے جوان تھے اور نہایت شاندار تھے۔ وہ ووکنگ مجھے ملنے آئے انہوں نے بتایا کہ میرے بھائی نے فوج کے اس پلٹن کا جس میں میں ہوں سارا خرچ اپنے ذمہ لے رکھا ہے اس شرط پر کہ مجھے میدان جنگ میں نہ بھیجا جائے صرف دفتر میں ہی کام کروں۔

رسول کریمؐ میدان جنگ میں خود اور ان کے رشتہ دار پیش پیش رہے

لیکن محمدؐ رسول اللہ کہتے ہیں۔ علی رضؓ پہلے تم اٹھو حمزہ تم اٹھو، ابو طالب کا پوتا عبیدہؓ آ بیٹھے۔ یہ قابل قدر نمونہ ہے۔ جنگ احزاب میں تیرہ چودہ ہزار کا لشکر مقابلے میں ہے۔ خندق کھودی جا رہی ہے۔ آنحضرت صلعم خود سپاہیوں کی طرح خندق کھودتے ہیں۔ اس وقت خیال آیا کہ دشمن کی فوج وغیرہ کے حالات معلوم کریں فرمایا کون ہے جو اس کا جائزہ لے کر آئے کو تیار ہے، حضور کے پھوپھی زاد بھائی فوراً اٹھے اور کہا کہ میں جائزہ لے کر آتا ہوں، یہ ہے مردانگی کہ اپنے آپ کو اور اپنے رشتہ داروں کو لڑائی میں سب سے پہلے آگے کرتے ہیں۔ اس نمونہ سے قوم کے اندر اخلاص اور قربانی کے مفید اخلاق نے پرورش پائی۔

رسول کریمؐ کی ہمدردی عامۃ المسلمین سے

اس سورت کے شروع میں فرمایا ہے النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم محمدؐ رسول اللہ

www.aaiil.org

اتنی ہمدردی مومنوں سے رکھتے ہیں کہ جنگ کے موقعہ پر مرنے کے لئے پہلے اپنے رشتہ داروں کو پیش کرتے ہیں اور جب مال و دولت کی تقسیم کا موقعہ پیش آئے تو عام مسلمانوں کو سب سے پہلے حصہ دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں من مات وترک مالاً فلورثتہ ومن مات وترک دیناً او ضیاعاً الی وعلی۔ سنو لوگو! میری قوم میں سے کوئی مر جائے اور مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جو کوئی مرنے کے بعد قرضہ یا اولاد چھوڑے۔ وہ میرے پاس آجائیں، میں مرنے والے کا قرضہ ادا کروں گا اور ان بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہوگی، خدا نے میرا یہ فریضہ اس آیت میں بیان کیا ہے النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم میرا فرض ہے کہ میں عام مسلمانوں سے خیر خواہی کروں ایسی جو وہ خود بھی نہ کر سکتے ہوں، اور جب دشمن سے مقابلہ کی آپڑے تو مرنے کے لئے خود آگے آؤں اور میرے رشتہ دار قربان ہوں، لیکن جب بادشاہ بنے تو اپنی فکر نہیں رشتہ داروں کا خیال نہیں۔ دل سے تو قوم کا، خیال ہے تو عام مسلمانوں کا۔

آپ کا نمونہ ہر شعبۂ زندگی میں

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں، فی الواقعہ آپ کی ذات میں بہت بڑا اسوہ ہے مصیبت کے وقت آپ نے استقامت دکھائی استقامت فوق الکرامت ہے۔ جنگ کے اندر شجاعت دکھلائی، اور بادشاہت کے اندر سخاوت دکھلائی۔

رسول کریم صلعم کی بے نفسی کا شاندار نمونہ

لکھا ہے کہ ایک دفعہ عراق کا بہت سامال آیا۔ آپ کی خدمت میں رپورٹ کی گئی۔ فرمایا مسجد میں ڈال دو۔ اور خود گھر سے اسے دیکھنے نہیں آتے کس قدر استغنا ہے اور بے تعلقی ہے آپ میں ظہر کی نماز کے وقت مسجد میں تشریف لاتے ہیں مال کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تک نہیں۔ نماز پڑھاتے ہیں اور اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ مال جو آیا ہے وہ لے آؤ۔ آپ کے آگے مال کا ڈھیر لگ جاتا ہے، وہیں تقسیم کر کے خالی ہاتھ گھر چلے جاتے ہیں یہ ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ یہ تو چند باتیں ہیں جو بیان کی ہیں۔ لیکن آپ زندگی کے شعبہ جات میں کامل اور خوبصورت نمونہ ہیں لمن کان یرجوا اللہ ان لوگوں کے لئے کامل اور خوبصورت نمونہ ہیں جو خدا کے طالب ہیں۔

محمد رسول اللہ صلعم کا غیر متبدل قانون

ہمارے پاکستان کی عمر اس وقت تیرہ سال کی ہے۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں کتنے قانون تبدیل ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ انسان جو قانون بناتا ہے وہ واقعات و حالات کے تبدیل ہونے سے بدلتے رہتے ہیں۔ گذشتہ تین سال کے عرصہ میں کتنے قانون بنے اور کتنے ختم ہوگئے۔ کتنے تبدیل ہوئے اور کتنے نئے وجود میں آگئے، یہ اس لئے کہ انسان کو مستقبل کا علم نہیں ہوتا، حالات بدلتے رہتے ہیں اور ان کے مطابق قانون بدلنا پڑتا ہے، انسان کی عقل و فراست محدود ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ سال کے عرصہ میں جو کچھ فرما گئے وہ ایک اٹل اور ابدی قانون کی حیثیت قرار پا گیا۔ اس میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا دل اور دماغ ہے۔ کہ ان کو کبھی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کہ اپنی کہی ہوئی بات کو الٹا دینا پڑے کوئی کسی تبدیلی کی حاجت نہیں ہوئی۔ خود قانون دان ہیں اور خود ہی جج اور منصف ہیں، وہ چاہتے تو اپنے رنگ کا قانون وضع کر لیتے۔ لیکن آپ کو جو قانون دیا گیا وہ ابدی اور دائمی ہے۔

انتظامیہ اور عدلیہ ایک ہی ہاتھ میں

آج کل یہ بحث عام ہے کہ عدلیہ اور انتظامیہ الگ الگ ہوں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی جج ہیں۔ عدلیہ بھی ان کے ہاتھ میں ہے۔ انتظامیہ بھی انہی کے ہاتھ میں ہے۔ خود ہی مدبر ہیں اور سلطنت کے بادشاہ ہیں۔ امور خارجہ بھی آپ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ دشمنوں کے مقابلہ میں لشکر کشی خود کرتے ہیں۔

خدا پرستی چاہنے والوں کے لئے نمونہ

آپ نے کیا کچھ نہیں کیا۔ آپ کی ساری چیزوں کو کون بیان کر سکتا ہے۔ ایک ایک چیز میں آپ اسوہ حسنہ ہیں۔ لمن کان یرجوا اللہ ان کے لئے نہیں جو دنیا چاہتا ہو۔ بلکہ جو خدا پرستی چاہتا ہو۔ اگر خدا پرستی کے مقام پر پہنچنا چاہتے ہو، تو محمد رسول اللہ صلعم کو نمونہ بنائیں۔

اور آگے فرمایا کہ ان کے ساتھی بھی ایسے ہیں، جو صبر و استقامت کے پیکر ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے کامیاب انسان ہیں، کہ انہوں نے ایسی قوم پیدا کی۔ جنگ احزاب میں تیرہ چودہ ہزار کی تعداد میں لشکر مسلمانوں کو شکست دینے کے لئے آجمع ہوئے، ان کو یہودیوں کی حمایت بھی حاصل تھی جو اسلام کو دیکھنے تک کے روادار نہ تھے۔

جنگ احزاب کی دہشت و ہراس

اس نظارہ کا اثر یہ تھا اذ زاغت الابصار دہشت و ہراس کی وجہ سے مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ وبلغت القلوب الحناجر اور لوگوں کے دل اچھل کر گلوں تک آ گئے۔ بظاہر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ ہلاکت کو یقینی سمجھ کر بعض لوگوں نے کہا بھی کہ یا اھل یثرب! اے انصار لو! لا مقام لکم تم دشمن کے مقابل پر کسی طرح ٹھہر نہیں سکتے۔ تمہارا بچاؤ میدان چھوڑ دینے میں ہے۔ یہ کیا موت کے مقام پر کھڑے ہو۔ تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ فارجعوا۔ واپس چلے جاؤ۔

مسلمانوں کا ازدیادِ ایمان

لیکن اس مصیبت کے اندر ایسے بھی لوگ تھے جنہوں نے کہا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ یہ تو وہ حالات ہیں جس کا وعدہ اللہ اور رسول نے ہم سے کیا ہے۔ تو اس موقعہ پر فرار اور بزدلی سے کیا معنی۔ گھبرا جانے سے کیا ہوگا۔ وصدق اللہ ورسولہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ جو خدا اور اس کے رسول کا وعدہ ہے وہ پورا ہو کر رہیگا۔ ان حالات کا مشاہدہ کر کے وما زادھم الا ایماناً بجائے فرار، بزدلی، اور لغزش کے ان کے ایمان اور بڑھ گئے۔ وتسلیماً اور اطاعت و فرمانبرداری کا مادہ بھی بڑھ گیا۔

جامِ شہادت پینے کی تڑپ

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ مومنوں میں سے بعض وہ بھی تھے جنہوں نے شہادت پا کر اپنے وعدوں کو پورا کر دکھایا فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر بعضوں نے جامِ شہادت پی کر اپنی نذر پوری کر دی۔ اور بعض ایسے ہیں جو انتظار میں ہیں، کہ کب ان کی باری آئے، اور وہ خدا کے رستہ میں اپنی جان دیں۔ ایسی سخت ترین مشکلات اور مصائب انہوں نے دیکھے۔ موت کا بازار گرم دیکھا۔ لوگوں کی جانیں ختم ہوتی دیکھیں۔ باوجود ان مشکل حالات کے وما بدلوا تبدیلا موت کے خوف کی وجہ سے انہوں نے وعدہ جاں نثاری تبدیل نہیں کیا۔ وہ اب بھی اپنے وعدہ کے پختہ ہیں کہ موقعہ آنے پر ہم شہادت پائیں گے۔

ساتھیوں کو اونچا کرنے کا نمونہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ بھی نمونہ ہیں۔ کہ ان آیات میں وہ اپنے ساتھیوں کا مقام اونچا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بہت بڑے دل اور کلیجہ کی بات ہے۔ اگر آپ کا دل وسیع اور کلیجہ بڑا نہ ہوتا، تو آپ اپنے ساتھیوں کا ذکر نہ کرتے۔ فرمایا لیجزی اللہ الصادقین بصدقھم ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ اس کے صدق اور وفا کی وجہ سے بڑا اجر دے گا ویعذب المنفقین۔ اور کمزور دل منافق طبع لوگوں کو ان کی منافقت کی وجہ سے عذاب دے گا۔

اسوۂ حسنہ کی پیروی قومی عظمت کا ذریعہ ہے

حضور کے اسوۂ حسنہ نے ایک عظیم الشان قوم پیدا کی۔ آج بھی مسلمان اس نمونہ کو سامنے رکھکر عظیم الشان قوم بن سکتے ہیں ؛

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

www.aaiil.org

باب اور بہاء اللہ کے متعلق مزید علامات

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

دجال کے متعلق بہائی نظریہ

کتاب "ظہور قائم آل محمد" مصنفہ جناب سید ابو العباس صاحب رضوی جاریہ کی شائع کردہ بہائی پبلشنگ ٹرسٹ (شاخ) پاکستان جو باب اور بہاء اللہ کے دعاوی کو سچا ثابت کرنے کے لئے لکھی گئی ہے اور جس میں ان دونوں کے مقام کو حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بلند تر دکھلانے کی ناکام سعی میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا ہے اس کے صفحہ ۲۱۸ کی مندرجہ ذیل عبارت مسئلہ دجال کے متعلق بہائی نظریہ کو بالوضاحت پیش کر رہی ہے

"دجال کی آمد: قائم آل محمد کے ظہور کے سلسلہ میں دجال اور اس کے گدھے کو خاص اہمیت حاصل ہے اور اس معاملہ میں بھی لوگوں نے افسانہ تراشی کی حد کر دی ہے حالانکہ بات بالکل سادہ ہے دجال دجل سے مشتق ہے اور دجل کہتے ہیں جھگڑے اور فساد یا مکر و فریب کو پس دجال کے معنی ہوئے فسادی اور مکار آدمی حدیث مشہور العلماء السوء دجاجلۃ القوم" یعنے علماء سوء قوم کے دجال ہوتے ہیں مسئلہ دجال کی لطیف ترین تفسیر ہے ہر زمانہ میں علماء سوء ہی نے خدا کے مقدس پیغمبروں کا مقابلہ کیا ہے اور اپنی قوم کو حق پر لانے سے روکتے رہے ہیں اس لئے ان کو دجال کہا گیا ہے اور ان کے مقلدین کو گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ علماء سوء اپنے اپنے مقلدین کے اوپر ہر وقت سوار رہتے اور ان کو جس طرف ان کا دل چاہتا ہے ہانکتے رہتے ہیں اب آپ خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ دجال اور اس کے گدھے کی آمد کی پیشگوئی کس خوبی سے حضرت باب کے عہد میں پوری ہو گئی اور یہ فیصلہ بھی اب آپ کے ہاتھ میں ہے کہ دجال اور اس کے گدھے کے متعلق جو تفسیر ہم نے پیش کی ہے وہ قرین عقل ہے یا وہ جو عام طور پر مشہور رہے"

دجال نام کا مستحق کون ہو سکتا ہے

عبارت مندرجہ بالا میں باب اور بہاء اللہ کے دعاوی سے مخالفت رکھنے والے علماء قوم کو علماء سوء بھی قرار دیا گیا ہے اور انہی کو مکار فریبی اور دجال کے اسم سے بھی موسوم کیا گیا ہے اور دجال کی آمد کی پیشگوئی کا مصداق بھی انہی کو ٹھیرایا گیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس طرح تو ہر مدعی اپنے مخالف کو جس نام سے چاہے پکار سکتا ہے قابل غور بات تو یہ ہے کہ ایسا کرنے میں وہ حق بجانب بھی ہے یا نہیں حق بجانب وہ تبھی ہو سکتا ہے اگر وہ اپنے دعاوی کو سچائی کے معیاروں پر صحیح ثابت کر دے اور اپنی صداقت پر ایسے دلائل و براہین علماء کے سامنے رکھے جو ان پر حجت تمام کرنے کے لئے کافی قوت اپنے اندر رکھتے ہوں، جن کا وہ نہ انکار کر سکیں اور نہ معقول رنگ میں ان کا جواب دے سکیں اور ان کی حالت صاف بتلا رہی ہو کہ دل ان کے ایسے مدعی کی صداقت پر مقر ہیں لیکن زبانیں بعض دنیاوی اغراض کے ماتحت انکار کر رہی ہیں اور جان بوجھ کر وہ عوام کو صداقت کے قبول کرنے سے روک رہے ہیں یہی وہ بڑی علامت ہے جو علماء کو علماء سوء کی فہرست میں داخل کرتی ہے اس کے بالمقابل اگر شریعت [illegible] ایسی علامتیں پائی جائیں جو دجال کی پیشگوئی کا اسے ہی مصداق ثابت کر رہی ہوں اور اس کے طلسم کو پاش پاش کرنے کے لئے کسی اور صادق مامور من اللہ کی آمد کی بشارت دے رہی ہوں تو وہ مدعی خود دجال کی آمد کی پیشگوئی کا مصداق ہوگا نہ کہ اس کی مخالفت کرنے والے علماء۔ ایسے علماء تو قابل تعریف اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل ثواب اور مستحق اجر ہوں گے نہ کہ قابل مذمت اور مستحق لعنت۔ مصنف نے اپنی کتاب میں دجال کے متعلق نہ مفصل بحث کی ہے اور نہ ہی اس کی علامات بتلا کر انہیں باب اور بہاء اللہ سے مخالفت کرنے والے علماء پر چسپاں کر کے دکھلایا ہے۔ اس لئے یہ فرض اب مجھے ہی ادا کرنا ہے۔

حقیقت دجال کو سمجھنے کیلئے ایک ضروری اصل

لیکن قبل اس کے کہ میں وہ علامات درج کروں جو احادیث میں دجال کے متعلق آئی ہیں اور دکھلاؤں کہ وہ علماء پر چسپاں ہوتی ہیں یا باب اور بہاء اللہ پر پیشگوئی دجال کے متعلق ایک اہم اصل کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ احادیث میں دو قسم کے دجالوں کا ذکر ہے، ایک تو دجال معہود کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور وہ مذہبی لحاظ سے پادریوں کا گروہ ہے اور سیاسی اور مادی علوم کے لحاظ سے یورپ کے سیاستدان اور یورپ کے فلاسفر ہیں اور احادیث میں ان کے متعلق بہت سی علامتیں مذکور ہیں جن کا مصداق ان کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا اس کے متعلق تفصیلی بحث اگر دیکھنی ہو تو مولانا محمد علی مرحوم و مغفور امیر جماعت احمدیہ لاہور کی کتاب تحریک احمدیہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

دجال معہود کے علاوہ احادیث نبوی میں دیگر دجالوں کا بھی ذکر پایا جاتا ہے جن کی تعداد تیس سے لیکر ستر تک بتلائی گئی ہے جو بعض تو سچے مسیح و مہدی کے ظہور سے قبل ظاہر ہوں گے اور بعض انکے بعد قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض راویوں نے اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھا اور جہاں انہوں نے مطلق دجال کے متعلق روایت بیان کی وہاں ان علامات کو بھی ساتھ ہی ذکر کر دیا جو دجال معہود کے متعلق تھیں اس لئے دجال کی پیشگوئی کو سمجھنے میں گڑبڑ پیدا ہو گئی اور وہ علامات جو مطلق دجال کے متعلق تھیں انہیں دجال معہود میں نہ پا کر یا دجال معہود کی علامات کو مطلق دجالوں میں نہ پا کر بعض لوگوں نے ایسی احادیث کو ہی درجہ اعتبار سے ساقط قرار دے دیا لیکن اگر ہم اس فرق کو مدنظر رکھیں تو دونوں قسم کی احادیث کو سمجھنے میں کسی قسم کی دقت نہیں پیدا ہوتی، ابن صیاد کے دجال ہونے میں جو اختلاف ہوا ہے یا اس کا وجود بعض کے لئے حیرانی و پریشانی کا موجب رہا ہے اس کی وجہ بھی اسی فرق کو ملحوظ نہ رکھنا ہے اس اصل کو بیان کرنے کے بعد میں ان علامات کو درج کرتا ہوں جن کا مصداق بجز باب اور بہاء اللہ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا بہائی دوست تو مسلمانوں کے علماء کو دجال قرار دے رہے ہیں لیکن علامات کی رو سے معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے الزام اوروں کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ وہ علامات یہ ہیں:۔

پہلی علامت

پہلی علامت جو معہود دجال کے علاوہ دیگر دجالوں میں مشترک ہے یہ ہے:۔

حضرت نبی کریم صلعم فتنہ دجال کے اثر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کی ایک خاص علامت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس کسی میں یہ علامت پائی جائے اسے دجال یعنے کذاب اور فریب دہندہ یقین کر لینا وہ کبھی سچا مدعی نہیں ہو سکتا اور نہ حق کی طرف سے مبعوث شدہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ آنحضور صلعم کا ارشاد گرامی یہ ہے:۔

"اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا میں تمہارے لئے دجال کی ایسی صفت بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر نے نہیں بیان کی اور وہ صفت یہ ہے کہ دجال ظاہر ہوگا اور کہے گا کہ میں پیغمبر ہوں حالانکہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں دوبارہ وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں حالانکہ تم اپنے رب کو اس دنیا میں ان آنکھوں سے نہیں دیکھو گے موت کے بعد جو آنکھیں ملیں گی ان سے دیکھ سکو گے" حجج الکرامۃ صفحہ ۱۲۳

پھر کنز العمال جلد سابع کے صفحہ ۱۲۱ پر مندرجہ ذیل حدیث میں اپنے بعد کسی پیغمبر کے عدم ظہور کی وجہ یہ بتلائی ہے:۔

"سیکون فی امتی ثلاثون
کذابا کلھم یزعم انہ
نبی دانا خاتم النبیین

www.aaiil.org

لانبی بعدی"۔ یعنے میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ہر ایک اُن میں سے اپنے آپ کو نبی کہے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد قطعاً کوئی نبی نہیں آسکتا۔"

بنیادی علامت جو مدعی صادق و کاذب میں فرق کردیتی ہے

یہ علامت بنیادی علامت ہے اور یہ ایسی بنیادی علامت ہے جو مدعی کاذب کے کذب کو فوراً الم نشرح کر دیتی ہے اور یہ ایسی کسوٹی ہے جس پر نہ پہلے کسی مدعی کاذب کا دعوے صحیح اترا ہے اور نہ آج باب اور بہاء اللہ کے دعاوی صحیح اُتر سکتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں میں ایسی وصف سے تمہیں اطلاع دیتا ہوں جس وصف کو مجھ سے قبل کسی پیغمبر نے نہیں بتلایا اور یہ بالکل درست ہے آنحضور صلعم سے قبل کے انبیاء یہ وصف بتلا سکتے ہی نہیں تھے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی خاتم النبیین نہ تھا یعنے اُن میں سے کسی کا فیض روحانی تا اختتام دنیا چلنے والا نہ تھا اور حضرت نبی کریم صلعم کا فیض روحانی ایسا تھا جو تا اختتام دنیا اپنی تاثیریں دکھلانے والا تھا اگر یہ محض دعوے ہی دعوے تھا تو واقعات اس کی تصدیق نہیں کر سکتے تھے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت آنحضور صلعم کی زندگی میں ہی آنحضور صلعم کے فیوض کے دریا نہیں بہے بلکہ آپ کے بعد بھی اس وقت تک رواں ہیں اور عنایات ربانی اس وقت تک آپ کے کامل پیرؤوں کے شامل حال ہیں اور انبیاء کا کام ہی اپنے متبعین کو ربانی یعنی رب سے تعلق رکھنے والا بنانا ہے دیکھو سورہ آل عمران ع اور جب یہ نعمت آنحضور صلعم کی پیروی سے حاصل ہو رہی ہے تو دنیا کو کسی اور نبی یا مظہر کی کیا ضرورت ہے یہی تو انسانی زندگی کی غرض و غایت ہے اس کے حصول پر روحانی میدان میں تمام تگ و دو ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا یاایھا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملاقیہ لقاء اللہ جب حاصل ہوگئی تو انسان اپنے منزلِ مقصود پر پہنچ گیا اور جبکہ حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع سے یہ جوہر دستیاب ہو رہا ہے تو کسی اور کی دنیا کو کیا ضرورت ہے اس کا نام خواہ نبی رکھو خواہ مظہر رکھو ناموں سے کیا بنتا ہے جبکہ وہ حقیقت سے عاری ہوں، اب جبکہ حضرت نبی کریم صلعم بحیثیت خاتم النبیین اپنے فیوض دنیا کو پہنچا رہے ہیں اور آنحضور صلعم کی قوت قدسیہ کی پاک تاثیروں کا سورج دلوں کی تاریکیوں کو دُور کرکے ان کا گوشہ گوشہ مکمل طور پر منور کر رہا ہے تو ہمیں کسی اور کی طرف رُخ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

نمونہ پیش کرو

اب اگر اہلِ بہاء باب اور بہاء اللہ کی تعریف میں بجا طور پر رطب اللسان رہنا چاہتے ہیں اور اس میں وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں اور حضرت نبی کریم صلعم سے بڑھ کر انہیں روحانی مقام دینے پر مصر ہیں تو وہ بھی کوئی ایسا انسان پیش کریں جس نے ان کی روحانی تاثیروں سے اللہ تعالےٰ کے قرب کو حاصل کیا ہو محض دعوے کافی نہ ہوگا بلکہ قرب الٰہی کی علامات اس کے وجود میں دکھلائی ہوں گی یہ کہہ دینا جیسا کہ اہل بہاء کہتے ہیں کہ باب یا بہاء اللہ کے چہرہ کو دیکھ لینا خدا کو دیکھ لینا ہے یہ تو خالی دعوے ہی دعوے ہے جس کی بناء محض خوش عقیدگی پر ہے اس کے بالمقابل ہمارا دعوے ہے کہ سچے نبی کی پیروی سے انسان خدا سے ملاقی ہو جاتا ہے اور قرب الٰہی کی تمام علامات اس میں پائی جاتی ہیں وہ اس زندگی میں ہی خود خدا کو دیکھ لیتا ہے لیکن اسی شان سے جو اس کے دیدار کی شان ہے۔ وہ صرف کسی انسان کے چہرہ کو دیکھنے پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس کی پیروی کی طفیل خود خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہو جاتا ہے اور اس دنیا میں ہی اس کا دیدار ہے وہ اس کی قدرتوں کو اپنے وجود میں مشاہدہ کر لیتا ہے اس کی صفات کا اپنے آپ کو مورد پاتا ہے اور ایسے انسان حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے ہزاروں نہیں لاکھوں ہوئے ہیں اور کوئی زمانہ بھی ان سے خالی نہیں رہا اور اب جبکہ اس زمانہ میں باب اور بہاء اللہ نے یہ باطل اور خلاف حقیقت دعوے دنیا کے سامنے رکھا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے فیوض کی نہر خشک ہوگئی ہے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق کہ وہ آنحضور صلعم کے فیوض کے چشمہ کا رواں ہونا تا اختتام دنیا ثابت کرتا رہے گا اس زمانہ میں بھی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کر دیا جن کا دعوے ہی یہ تھا کہ خدا تک پہنچنے کی تمام راہیں مسدود ہیں صرف ایک ہی راہ کھلی ہے اور وہ راہ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی کامل پیروی کی راہ ہے، اور میں خود اس کا شاہد رویت ہوں میں نے اس راہ پر چل کر وہ تمام انعامات الٰہی حاصل کر لئے ہیں جو مجھ سے پہلے منعم علیہم بندوں نے حاصل کئے۔

اہل بہاء کا عجز

اور جو کوئی خیال کرتا ہے کہ کوئی اور راہ بھی کھلی ہے تو وہ میرے ساتھ روحانی مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آئے لیکن نہ کسی بابی کو اس مقابلہ میں آنے کی جرأت ہوئی اور نہ کسی بہائی کو عبد البہاء کو جو بہاء اللہ کا جانشین تھا جس کو انہوں نے غصنِ اعظم کے لقب سے ملقب کیا ہوا تھا اور جسے اہلِ بہاء وہی مقام دیتے ہیں جو بہاء اللہ کو حاصل تھا وہ کیوں اس چیلنج کے جواب میں خاموش رہے انہیں تو چاہیئے تھا کہ اپنے باپ کے اس دعوے کو سچا ثابت کرنے کے لئے ضرور میدان میں آتے کہ اب نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم کا دورِ رسالت ختم ہوگیا ہے اس لئے ان کے فیوض کا سلسلہ بھی بند ہوگیا ہے اب یہ سلسلہ بہاء اللہ کے وجود میں جاری ہوا ہے اور دنیا کو للکارتے کہ اس کا ثبوت دیکھنا ہو تو میرے وجود میں دیکھ لو لیکن چونکہ حقیقت یہی تھی کہ نہ باب میں یہ قوت قدسیہ موجود تھی اور نہ بہاء اللہ میں تو عباس آفندی یعنی عبد البہاء میں کہاں سے آجاتی اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی امت کو تاکید کی کہ اس قسم کے دعاوی کو سن کر اسلام پر ثابت قدم رہنا کیونکہ اللہ تعالےٰ جو میری امت پر میرا خلیفہ ہے جیسا کہ دجّال کے ذکر میں یہ فرمایا خلیفتی علیٰ کل مسلم اس کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کا کوئی غلام بحیثیت مامور کھڑا کر دیگا جو اللہ تعالےٰ کی تائید اور نصرت سے اس فتنہ کے طلسم کو توڑنے میں وہی کام کرے گا جو حضرت نبی کریم صلعم کرتے اگر وہ خود زندہ ہوتے کیونکہ نائب اصل کے ہی قائم مقام ہوتا ہے ضرور ایسے بیجا دعاوی کے ابطال پر حجت قاطع قائم کر دے گا سو اس نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعہ اس حجت کو قائم کر دیا۔ کاش مسلمان صبر سے کام لیتے اور وعدہ الٰہی کے ایفاء کا انتظار کرتے تا ایسے لوگوں کے دام میں پھنسنے سے بچ جاتے لیکن نبی کریم صلعم کی اس پیشگوئی نے بھی پورا ہونا تھا کہ میری امت سے ستر ہزار دجّال کی پیروی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

دیگر علامات

اگرچہ یہی ایک علامت باب اور بہاء اللہ کے دعاوی کو باطل ثابت کرنے کے لئے کافی ہے لیکن اہلِ بہاء پر حجت تمام کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسی ایک علامت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اور بھی واضح متعدد علامتیں بیان کی ہیں جو روز روشن کی طرح اسلام کی دائمی سچائی اور باب اور بہاء اللہ کے دعاوی کے بطلان کو ثابت کر رہی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ قسط میں ان علامات کو بیان کیا جائے گا اور یہ علامات ایسی ہیں جن کو دیکھکر باب اور بہاء اللہ کی تعیین میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ سکتا وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

نوٹ:- حدیث مذکورہ بالا میں یہ علامت بھی بتلائی گئی ہے کہ وہ دعوے نبوت کے بعد رب ہونے کا بھی دعوے کرے گا یہ دعوے بھی باب اور بہاء اللہ سے ثابت ہے کس رنگ میں یہ دعوے کیا گیا اس کی تفصیل انشاء اللہ ایک دوسری علامت پر بحث کرتے ہوئے کی جائے گی۔

بحرِ حکمت کے موتی بقیہ صفحہ اوّل

او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیٰوۃ طیبۃ (الآیۃ)

تا نگردد حسرت نگون و تباہ
پردہ از نفس تو نگردد باز
تا نریزد ترا ہمہ پر و بال
اندر اینجا پریدن است محال

ترجمہ:- (۱) جبتک تیرا سر عاجزی کے ساتھ نیچا نہ ہوگا (یعنی تقوی اور ... پیدا نہ ہوگا) تب تک تیرے نفس پر سے پردہ (خود نمائی، خود بینی، خود ستائی اور خود غرضی کا) نہ ہٹے گا۔
(۲) جبتک تیرے سب بال و پر (یعنی حرص و آز، عزت و جاہ مسند نشینی کی آرزو) نہ جھڑ جائیں گے۔ تب تک اس فضا میں تیری

"الفضل" کی واعظانہ کلوخ اندازی

اشتعالوں پہ رقیبوں کے عمل ہے جن کا
التماسوں پہ مری اُن کا بگڑنا دیکھو

اسلم پرویز ایم۔اے

میں نے "پیغام صلح" کے توسط سے ارباب ربوہ کی توجہ بعض تاریخی حقائق پر مبذول کرنے کی کوشش کی تھی۔ کیونکہ وہ حقائق ایسے فیصلے تھے جو تاریخ کی عدالت نے صادر کئے تھے۔ میرے مضمون میں نہ دشنام تھا نہ الزام بلکہ محض گزارش احوال واقعی۔ ان لوگوں کے اپنے عقائد کا ذکر تھا۔ کہ وہ کس طرح قادیان میں تواطن اور تکفیر مسلمین کو دین قرار دے کر اس پر ... تشدد رہے اور معمولی سے معمولی اعتزال پر غیر معمولی تعزیریں کرتے رہے۔ جب ارباب "پیغام" نے دلسوزی سے ان کو اس تشدد پر ٹوکا اور اس واسطے ٹوکا کہ یہ انداز حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کے منافی تھا اور اس عقیدہ پروری سے احمدیت کی روح مجروح ہوتی تھی۔ "تو ان کو بھی "ذوڑی کی گوبھی" کے خطاب سے نوازا گیا۔ اور ان کے زعماء کو جہنم کی جلتی بھڑکتی آگ کہا گیا۔ اب راقم الحروف کے معروضات کو الفضل نے اپنے مقالہ مندرجہ ۲۶ر جولائی ۱۹۶۰ء میں "مخش" قرار دیا ہے اور اسی مقالہ میں شائستہ کلامی کا بھی وعظ موجود ہے۔ اس وعظ کو مؤثر بنانے کی کوشش میں اپنے مخالفین کے متعلق لکھا ہے :-

"ایسے لوگوں کی فطرت اس مکھی کی طرح ہے جو ہر وقت نجاست کی تلاش میں رہتی ہے"

یہ ہے شگفتہ بیانی کا شاہکار۔ لیکن مدیر الفضل بھی کیا کرے ان کو تنویر اور تکدیر کی تمیز بھی نہیں رہی۔ اس پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں :-

تم کو علاج دل شیدا نہیں آتا
آتا ہے پر اس طرح کہ گویا نہیں آتا

جب عقائد مکائد بن کر رہ جائیں۔ تو انسان نظافت کی بات کرتا ہوا بھی غلاظت اُچھالنے لگ جاتا ہے۔ ارباب الفضل نے اپنی تحریروں میں کبھی اعتدال و توازن کو پاس نہیں آنے دیا کیونکہ ایک مدتِ طلسم کے اثر سے وہ اس قابل نہیں رہے کہ مبروص ہاتھ اور ید بیضاء، دم افعی اور دمِ عیسیٰ اور تعلّی اور تجلّی میں تمیز کر سکیں۔

چونکہ "الفضل" نے تحریر میں شائستگی کی بحث چھیڑی ہے۔ اور اس واسطے چھیڑی ہے کہ میرے مضمون میں بعض واقعات کی طرف جو اشارہ ہے اس جبین خلافت پر کچھ شکنیں پڑ گئی ہیں، میں مدیر الفضل سے عرض کروں گا کہ وہ الفضل کے اسی پرچے کے تیسرے صفحے کو خود سے پڑھیں "غیر مبائعین کا تو کر" کے عنوان کے ماتحت۔ پہلے کالم میں جو لکھا ہے کیا وہ ایسا نہیں جس سے ایک کہنہ مشق دشنام بھی عرقِ خجالت میں غرق ہو جائے۔ کیونکہ گالیوں کا بھی کوئی سلیقہ ہوتا ہے۔ اس کالم میں لکھا ہے :-

"ایک دوست نے عرض کیا۔ کہ میرے خیال میں ہمیں محمد علی نام ترک کر دینا چاہئیے کیونکہ یہ امیر غیر مبائعین مولوی محمد علی صاحب کا نام ہے"۔

اس کے جواب میں مکرم خلیفہ صاحب فرماتے ہیں :-

"ہمیں ان ناموں کو نیک نام بنانا چاہئیے"

گویا یہ نام اسی وقت "نیک نام" ہو سکتا ہے جب مکرم خلیفہ صاحب کو حضرت عمر فاروقؓ سے افضل ماننے والا کوئی قادیانی اس کو اپنا لے۔ ورنہ ارباب پیغام کے امیر نے اس کو رسوا کر دیا ہے۔ سبحان اللہ کیا اخلاق ہیں! ان سے تہذیب کی نگاہ نیچی اور حیا کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے۔ اچھا ہوا حضرت مولوی محمد علی صاحب قادیانیوں کی نظروں میں معزز نہ ہوئے کیونکہ معذور انسان کو مصلح موعود ماننے والوں میں مؤقر ہونا بھی اُن کی بڑی تحقیر تھی۔ وہ اور ان کے رفقاء ایسی دریدہ دہنیوں اور زبان درازیوں کو دیکھتے رہے اور یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے رہے :-

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

مکرم خلیفہ صاحب نے اپنے عزائم ستمر پیما کے حصول کے لئے جس دل و دماغ کی تخلیق کی ہے اُن سے خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ تک محفوظ نہ رہ سکے۔ کسی شاعر نے اپنی نظم کا عنوان "نور دین اعظم" رکھا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے خلیفہ صاحب نے حضرت مولوی صاحب کی شان میں وہ گلفشانی کی کہ حاضرین جلسہ یہ کہہ کر خاموش رہ گئے :-

ناطقہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہئے

جب ربوہ شفاخانہ کا نام "فضل عمر ہسپتال" رکھا تو جماعت کی طرف سے نیاز مندانہ احتجاج ہوا اور حضرت مولوی صاحب کی یاد میں "نور ہسپتال" کے نام کی بحالی کی التماس ہوئی تو مکرم میاں صاحب نے جو گوہر باری کی الفضل کے ایڈیٹر اس سے بے خبر نہیں۔ ۱۹۵۶ء کے سالانہ جلسہ کی دو تقریروں میں حضرت مولوی صاحب کی شان میں جو کچھ کہا گیا وہ کس سے پوشیدہ ہے! ان تقریروں کو چھپوا کر جماعت کے تربیتی نصاب میں رکھا گیا، اور قادیانیوں کا امتحان لے کر ان لوگوں کے نام اعزاز کے ساتھ "الفضل" میں شائع ہوئے جن کو وہ توہین آمیز تقریریں از بر تھیں۔ قادیانیوں کے خود ساختہ قمر الانبیاء نے بھی حق اخوت ادا کرنا ضروری سمجھا اور ایک مضمون داغ دیا جس میں حضرت مولوی صاحب کو ایک قدیم منبع کا استاد قرار دیا اور ساتھ ہی یہ اعلان فرما دیا کہ وہ شان اور مرتبے میں موجودہ خلیفہ صاحب سے فروتر تھے۔ اب کون اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ تنزادِ نو حضرت خلیفہ رضی اللہ عنہ کو وہ درجہ نہیں دیتا جس کا اقرار ہی ازدیادِ ایمان کے لئے ضروری ہے۔ اُن کی روح اب بھی کہتی ہوگی :-

سُرمۂ مفتِ نظر ہوں میری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا

کیا مدیر "الفضل" ان خطبات کو فراموش کر بیٹھے ہیں جو حضرت مصلح موعودؑ نے "حضرت قمر الانبیاء" کے متعلق فرمائے اور کن کن کلمات طیبات سے اُن کی اولاد کو نوازا حالانکہ "حضرت قمر الانبیاء" کو اپنی اولاد کے "غیور" ہونے پر بڑا ناز ہے۔ گویا اُن کے محض انتساب سے ہی نوجوان "غیور" ہو جاتے ہیں۔ جماعت کا حال یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کے نزدیک اُن کو سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے بھی "مورد عتاب" کے سامنے بھی سمعنا و اطعنا کہتے ہیں اور الفضل کو جس کا دامن ان گوہر افشانیوں سے معمور ہے پھر یہ جرأت ہوتی ہے کہ پیغام صلح کو شائستگی اور خوش سلیقگی کا وعظ کرے۔

تمہارے شیوۂ لطف و ستم سے خوب واقف ہوں
بہت کچھ ہم نے دیکھا ہے بہت کچھ ہم نے سمجھا ہے

اب مدیر الفضل کو چاہیئے کہ احتساب نفس کرے اور یہ فیصلہ کرے کہ "نیک نام" کس جماعت میں رسوا ہوتے ہیں۔ محض تلخ نوائی اور زہر ناکی سے مقالے موثر نہیں ہوتے۔ کیونکہ حافظ شیرازی نے خوب کہا ہے :-

قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است

اب رہا دین کا معاملہ تو اس میدان میں بھی ارباب ربوہ پیٹھ دکھا گئے۔ برطانوی سنگینوں کے سائے میں بڑی بڑی غلو آمیز باتیں کرتے رہے حضرت مسیح موعود کی شان میں مغرطانہ کلمات استعمال کرنے سے نہ چوکے اور اپنی جماعت میں اس مبالغہ آمیزی کو فروغ دے کر خوب جلب زر کیا۔ اور اس پاک تحریک کو تاریک کر کے ایک بڑے محسن کی بڑی احسان ناشناسی کی۔ جب ابتلاء کا وقت آیا۔ اور "معرکہ سخت ہے اور جانِ عزیز" کا سوال سامنے آیا تو رجعت اور تاویل میں عافیت نظر آئی۔ ان کے نزدیک دین تو دنیا پہ مقدم کرنا اسی کو کہتے ہیں! حالانکہ :-

مذہبِ عشق میں گنجائشِ تاویل کہاں
دین پر حیف ہے گر دین کا منشا ہی یہی

اس کے مقابلے میں ارباب پیغام کا پلّہ بھاری ہے۔ انہوں نے اپنے خلوص۔ نرم روی۔ اعتدال و توازن سے احمدیت کے لئے میدان تیار کیا۔ ان کے کارناموں سے قادیانی جماعت بھی فیض یاب ہوئی ع کی الدالخہ! میں سے جو بحران اور ابتلاء رونما ہوئے ارباب پیغام کو بھی اُن سے دوچار ہونا پڑا۔ تاہم وہ اپنے ۱۹۱۴ء والے عقائد

ایس ایچ قریشی صاحب کے

مکتوب کا جواب

ایک بہائی دوست ایس۔ ایچ قریشی صاحب نے ایک مکتوب بنام مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری شائع کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل مسائل پر تبادلۂ خیالات کی انہیں دعوت دی ہے چونکہ یہ مسائل ہمارے ساتھ بھی ویسا ہی تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ مولوی اللہ دتہ صاحب سے۔ اس لئے اگر قریشی صاحب پسند کریں تو خاکسار بھی اُن کے ساتھ ان مسائل پر تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے تیار ہے، احقاق حق اگر مدنظر ہے تو انہیں یہ تجویز منظور کر لینی چاہیئے، مسائل مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱)۔ احادیث نبوی کی رُو سے موعود اسلام ایک شخص ہے یا دو جُدا جُدا شخص مہدی جدا مسیح جدا۔

(۲)۔ سُنّی اور شیعہ بزرگان ایک مبعوث کے منتظر تھے یا دو کے۔

(۳)۔ پیشگوئیوں کی رُو سے موعود اسلام کا ظہور تیرھویں صدی میں ہونا چاہیئے تھا یا چودھویں صدی ہجری میں۔

(۴)۔ مہدی کا ظہور ایران میں موعود تھا یا ہندوستان میں۔

(۵)۔ مہدی کا ظہور چھٹے ہزار سال میں موعود تھا یا ساتویں ہزار میں۔

(۶)۔ مسیح موعود کا ظہور ایران و شام و فلسطین میں موعود تھا یا ہندوستان میں۔

ان کے علاوہ ۹ مسائل اور بھی لکھے ہیں مگر سر دست ان تک انہوں نے دعوت تبادلہ خیالات کو وسیع نہیں کیا لیکن میں قریشی صاحب کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں صرف چھ ہی نہیں بلکہ ان کے پیش کردہ پندرہ کے پندرہ مسائل پر تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے تیار ہوں اور محض احقاق حق کے لئے لیکن قبل اس کے کہ یہ تبادلۂ خیالات شروع کیا جائے جناب قریشی صاحب سے ایک امر دریافت کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کتاب ظہور قائم آل محمد مصنفہ جناب سید ابو العباس صاحب رضوی جارچوی شائع کردہ بہائی پبلشنگ ٹرسٹ (شاخ) پاکستان کے صفحہ ۱۵۹ و صفحہ ۳۷۱ پر پیشگوئیوں کے متعلق جو اصول درج ہیں کیا آپ اُن سے متفق ہیں یا نہیں آپ کی واقفیت کے لئے میں انہیں ذیل میں درج کر دیتا ہوں:۔

"تیسرا حصہ یعنی آئندہ کی پیشگوئیاں مثلاً قیامت وغیرہ ممکن ہے یہ ایسا ہو سکتا ہے جس کو متشابہات کہا جائے کیونکہ پیشگوئیاں ایسی ہی زبان اور ایسے ہی طرز میں کی جاتی ہیں جن کا مطلب اور مفہوم معین نہیں کیا جا سکتا وہ ہمیشہ رمز میں بیان کی جاتی ہیں اور اُن کا مطلب اسی وقت کھلتا ہے جب اُن کا وقت آ جاتا ہے" ص ۱۵۹

مظاہر الٰہیہ کے انکار کے اسباب

"ہر زمانہ میں علماء ادیان کی اجتہادی غلطی کی وجہ سے اقوام عالم کے دلوں میں تین غلط عقیدے راسخ ہو گئے ......

تیسرا عقیدہ یہ تھا کہ ہر گذشتہ پیغمبر نے اپنے بعد آنے والے پیغمبر کے ظہور کی علامات اور نشانیاں متشابہ مبہم اور غیر واضح الفاظ و عبارات استعارات و کنایات کے پیرایہ میں بیان کی تھیں مگر علمائے اقوام نے ان پیشگوئیوں اور علامتوں کے وہ معنی اپنی اپنی قوم کو سکھائے جو بظاہر الفاظ سے سمجھ میں آتے تھے چونکہ ان الفاظ و عبارات کا وہ مطلب نہ تھا اور ظاہر ہونے والے پیغمبران علامتوں اور مخفی مطالب کے مطابق ظاہر ہوتے اور نہ ان کے انتظار کے مطابق ظاہر نہیں ہوتے اس لئے لوگوں نے ان کا انکار کر دیا"

(صفحہ ۳۷۱-۳۷۲)

انہی اصولوں کو دیگر بہائی لٹریچر میں بھی دہرایا گیا ہے پیشگوئیوں کے متعلق مندرجہ بالا اصولوں کے متعلق آپ کے اتفاق یا عدم اتفاق کے بارے میں جو جواب موصول ہوگا اس کو سامنے رکھ کر آپ سے شرائط طے کر کے تبادلہ خیالات شروع کر دیا جائے گا۔ یہ تبادلہ خیالات تحریری ہوگا۔ اختتام پر اسے کتابی صورت میں شائع کر دیا جا سکے گا اس کے اخراجات ہم دونو نصف نصف برداشت کر لیں گے اور کتابیں بھی نصف نصف تقسیم کر لیں گے۔ امید ہے آپ خاکسار کی اس درخواست کو بشرح صدر قبول فرما کر منشکور فرمائیں گے۔

والسلام

خاکسار شیخ عبدالرحمان مصری ۲۰-۸-۶۰

جلسہ سیرت راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ راولپنڈی کے زیر اہتمام ۷ ستمبر ۱۹۶۰ء کو بروز بدھ بوقت ۷ بجے بعد نماز مغرب جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر راولپنڈی میں سیرت النبی صلعم کا جلسہ منعقد ہوگا جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گی۔ ظفر اللہ خان سیکرٹری احمدیہ انجمن

www.aaiil.org

www.aaiil.org

ہست درگاہِ بزرگش کشتیٔ عالم پناہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام عشقِ نبویؐ میں

چون زمن آید ثنائے سرورِ عالی تبار ٭ عاجز از مدحش زمین و آسمان ہر دو دار

مجھ سے اس عالی قدر سردار کی تعریف کس طرح ہو سکے۔ جس کی مدح سے زمین و آسمان اور دونوں جہان عاجز ہیں

آں مقامِ قرب کو دارد بدلدارِ قدیم ٭ کس نداند شانِ آں از واصلانِ کردگار

قرب کا وہ مقام جو وہ محبوب ازلی کے پاس رکھتا ہے۔ اس کی شان کو واصلانِ بارگاہ الٰہی میں سے بھی کوئی نہیں جانتا

آں عنایتہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو ٭ کس بخوابے ہم ندیدہ مثلِ آں اندر دیار

وہ مہربانیاں جو محبوب ازلی اس پر فرماتا رہتا ہے۔ کسی نے دنیا میں خواب میں بھی نہیں دیکھیں

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں ٭ آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

خاصان حق کا سردار اور عاشقانِ الٰہی کی جماعت کا بادشاہ ہے۔ جس کی روح نے معشوق کے وصل کے ہر درجہ کو طے کر لیا ہے

آں مبارک پے کہ آمد ذات با آیات او ٭ رحمتے زاں ذاتِ عالم پرور و پروردگار

وہ مبارک قدم جس کی ذات والاصفات رحمت بن کر اس رب العالمین پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی۔

آنکہ دارد قربِ خاص اندر جنابِ پاکِ حق ٭ آنکہ شانِ او نہ فہمد کس ز خاصانِ کبار

وہ جو کہ جناب الٰہی میں خاص قرب رکھتا ہے وہ جس کی شان خواص اور بزرگ بھی نہیں سمجھتے

احمدِ آخر زماں کو اوّلیں را جائے فخر ٭ آخریں را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

احمد آخر الزماں جو پہلوں کے لئے فخر کی جگہ ہے اور پچھلوں کے لئے پیشوا۔ مقام پناہ، جائے حفاظت اور قلعہ ہے

ہست درگاہِ بزرگش کشتیٔ عالم پناہ ٭ کس نہ گردد روزِ محشر جز بپناہش رستگار

اس کی عالی بارگاہ سارے جہان کو پناہ دینے والی کشتی ہے۔ حشر کے دن کوئی بھی اس کی پناہ میں آنے کے بغیر نجات نہیں پائیگا

از ہمہ چیزے فزوں تر در ہمہ نوعِ کمال ٭ آسمانہا پیشِ اوجِ ہمتِ او ذرہ وار

وہ ہر قسم کے کمالات میں ہر ایک سے بڑھ کر ہے اس کی بلندیٔ ہمت کے آگے آسمان بھی ایک ذرہ کی طرح ہیں

مظہرِ نورے کہ پنہاں بود از عہدِ ازل ٭ مطلعِ شمسے کہ بود از ابتداء در استتار

وہ نور کا مظہر ہے جو روز ازل سے مخفی تھا۔ اور اس سورج کے نکلنے کی جگہ ہے جو ابتدا سے نہاں تھا

صدرِ بزمِ آسمان و حجۃ اللہ بر زمیں ٭ ذاتِ خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

وہ آسمانی مجلس کا میر مجلس اور زمین پر اللہ کی حجت ہے۔ نیز ذاتِ باری کا عظیم الشان مضبوط نشان ہے

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغامِ صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۶۰ء

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسی

منجملہ ان بے شمار خصوصیات کے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں پائی جاتی ہیں ایک بہت بڑی خصوصیت آپ کی وہ قوّتِ قدسی ہے جس کا مظاہرہ چودہ سو برس سے ہوتا چلا آیا ہے اور قیامت تک ہوتا چلا جائے گا آپؐ نے نہ صرف اپنے ایامِ زندگی میں ایک صدیوں سے بگڑی ہوئی قوم کو جس کے رگ و ریشہ میں ہر قسم کی بدیاں اور برائیاں رچ چکی تھیں، پاک و صاف کر کے با اخلاق اور باخدا انسان بنا دیا نہ صرف ریگ زارِ عرب کو تئیس سال کے عرصہ میں اخلاق اور روحانیت کے پانی سے گلِ گلزار میں تبدیل کر دیا۔ بلکہ آپؐ کے بعد بھی آپکی قوّتِ قدسی کا اثر اردگرد اور دور دراز کے علاقوں میں رہنے والی اقوام میں پھیلتا چلا گیا اور دنیا کی ہر قوم اور ہر زمانہ میں آپؐ کے فیضِ روحانیت سے ایسے ایسے باخدا لوگ پیدا ہوئے جن پر اُمتِ محمدیہ جس قدر فخر و ناز کرے بجا ہے، نہ صرف عرب کے امیوں کو آپؐ نے علم و حکمت اور تزکیہ نفوس کی نعمائے الٰہیہ سے متمتع فرمایا بلکہ جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وہ بعد میں آنے والے لوگ بھی جن کو آپ کی صحبت گزینی کا شرف نصیب نہیں ہوا، آپؐ کی متابعت میں فنا ہو کر اور آپ کے انفاسِ طیبہ سے حصہ لے کر اس مرتبہ عالیہ پر پہنچ گئے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو حاصل ہوا تھا، حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت امام غزالیؒ، حضرت محی الدین ابن عربیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حضرت شیخ احمد سرہندیؒ، اور اسی قسم کے سینکڑوں اور ہزاروں انسان اس امت میں ہو گزرے ہیں، جو نہ صرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسی سے حصہ لے کر ولایت کے درجہ تک پہنچ گئے۔ بلکہ اُن کے فیض سے بے شمار انسانوں نے نور و ہدایت حاصل کی، اور جوں جوں زمانہ گزرتا چلا گیا آپؐ کی قوّتِ قدسی بڑھتی چلی گئی حتیٰ کہ ہمارے اس زمانہ میں خدا کا وہ مامور ظاہر ہوا جو مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب ہو کر ایمان کو جو ثریا پر پہنچ چکا تھا دوبارہ دنیا میں لایا اور بے شمار انسانوں کے قلوب کو اس سے منور کر دیا۔

ان پاک بزرگوں کا طغرائے امتیاز کیا تھا؟ ان کے حالات کو پڑھیئے، ان کے ملفوظات کو دیکھئے آپ کو ایک ہی امتیازی چیز ان میں نظر آئے گی، اور وہ ہے اللہ تعالےٰ سے مکالمہ مخاطبہ، یہی وہ چیز ہے جس نے انکے دلوں میں ایمان کا وہ نور پیدا کیا جو غیب سے بڑھکر مشاہدہ کی حد تک پہنچ گیا اور یہی وہ چیز ہے جس سے ایسے ایسے خوارق و کرامات دنیا نے دیکھے کہ جن کی وجہ سے اُن سے ملنے والوں کے دل بھی ایمان باللہ کی روشنی سے منور ہو گئے، آج خود ہم نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے بے شمار ایسے نشانات اور خوارق و کرامات دیکھے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے جس کی صفت تکلم اس کی دوسری صفات کی طرح اب بھی جاری و ساری ہے اور وہ اپنے بندوں سے آج بھی اسی طرح کلام کرتا ہے جیسے ہمیشہ سے کرتا چلا آیا ہے۔ اس میں شک نہیں **نبوّت کا منصب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا، اور اس لئے وحی نبوّت کا دروازہ بھی تیرہ سو سال سے بند ہو چکا ہے** لیکن وحی **ولایت** جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوّتِ قدسی اور فیضِ رُوحانیت** سے حاصل ہوتی ہے، آپؐ کے بعد ہر زمانہ میں جاری رہی، اور قیامت تک جاری رہے گی، یہ کہنا کہ وحی ولایت کا دروازہ بھی آپؐ کے بعد بند ہو گیا، آپؐ کی قوّتِ قدسی اور آپؐ کے فیضِ روحانیت کو ناقص قرار دینا ہے، یہ کیا غضب ہے کہ گذشتہ امتوں میں تو عورتوں تک کو الہامات ہوتے رہے، اُمِّ موسےٰ اور مریم صدیقہؑ کی وحی و الہامات کا ذکر خود قرآن کریم میں موجود ہے، حضرت عیسےٰ کے حواریوں کو بھی جو وحی ہوئی اس کا بھی ذکر، وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ الخ کے الفاظ میں قرآن کریم نے کیا ہے۔ لیکن یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ امتِ محمدیہ جس کو خیر امت قرار دیا گیا، اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا الہام و کلام اس کے کسی بھی فرد پر نازل نہیں ہوتا، پھر تو معاذ اللہ یہ امت مردود و مخذول اُمت ہوئی کہ اس کا ہادی صلی اللہ علیہ وسلم اشرف الانبیاء ہو کر بھی اپنے پیروؤں کو معاذ اللہ اس درجہ تک نہ پہنچا سکا جو بنی اسرائیل کی عورتوں تک کو حاصل ہوا۔

غور کیجئے یہ کس قدر نارواہ بات ہے جو آج پرویز اور اس کے ہمنوا ہم سے کہہ رہے ہیں، اور محض اس وجہ سے کہہ رہے ہیں کہ مرزا صاحب کے دعوائے مُلہمیت کو غلط ثابت کیا جا سکے، پھر تم ان اولیاء اللہ کو کیا کہو گے جن کے ملفوظات، ان کے کشوف و الہامات سے بھرے ہوئے ہیں، پرویز کو چھوڑیئے کہ اس کو تو ان بزرگانِ امت اور اولیائے کرام میں بھی بگاڑ نظر آتا ہے، لیکن یہ دوسرے علماء کو کیا ہو گیا جو ان بزرگوں کو صاحب کشف و کرامات بھی قرار دیتے ہیں اور پھر مرزا صاحب کے مقابلہ میں وحی ولایت کا دروازہ بند قرار دینے سے بھی نہیں جھجکتے، کیا یہ تضاد ان کے دماغی اعوجاج اور ضد و تعصب کا نتیجہ نہیں؟ اور کیا وحی و الہام کا دروازہ بند قرار دینے سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسی اور فیضِ روحانیت پر حرف نہیں آتا، غور کیجئے، اور اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کو اللہ تعالےٰ نے **اوّلین** و آخرین دونوں کا ہادی و رہبر قرار دیا ہے اس داغ سے ملوث نہ کیجئے، آپؐ بے شک **خاتم النبیّین** ہیں، اور آپؐ کی ختم نبوّت ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ **کا فیضِ رُوحانیت قیامت تک ممتد** ہے اور اسی روحانیت سے مستفیض ہوتے اور آپؐ کی قوّتِ قدسی سے حصہ لینے والے قدسی صفت لوگ پہلے بھی ہر زمانہ میں ظاہر ہوتے رہے جنہوں نے اللہ تعالےٰ سے تازہ بتازہ الہام و وحی پا کر اپنے خوارق و کرامات سے اس کو زندہ خدا ثابت کیا، اور آج بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے وجود میں ہم نے آنحضرت صلعم کی قوّتِ قُدسی کو کام کرتے ہوئے دیکھا اور آپ کے کشوف و الہامات سے ہمیں زندہ خدا کا وجود نظر آیا، اس قوّتِ قدسی اور فیضِ روحانیت کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اور ایسے قدسی نفس وجود پیدا کرتا رہے گا جو تازہ بتازہ الہامات سے زندہ خدا کا زندہ ثبوت بہم پہنچاتے رہیں گے۔

ہزار ہزار درود اور سلام
ہو اس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی رُوحِ اقدس پر جس نے
یہ متاعِ خُدا دانی ہمیں
عطا کی۔
وصلّی اللہ تعالےٰ علےٰ خیر
خلقہٖ محمد وآلہٖ
واصحابہٖ اجمعین

www.aaiil.org

ہم۔ ماضی اور حال کے آئینہ میں

حمیدہ ملک ایم۔اے

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

آج جب کہ ارض و سما ایک ملکوتی حسن لئے نورِ نکہت کے طوفانوں میں کھوئے خالقِ حقیقی کی نعمت بیکراں کو آغوش میں لینے کے جذبہ سے سرشار نظر آ رہے ہیں، میری زبان پر بے اختیار مندرجہ بالا شعر آ گیا ——— ماضی لاکھ مردہ سہی مگر اسی ماضی نے دنیا کو بہت سے ایسے حقائق بخشے ہیں۔ جن کو مرورِ ایام بھی مٹا دینے پر قادر نہیں ہو سکے ——— انہی چند حقائق میں سے ایک زندہ جاوید حقیقت اسلام اور بانیٔ اسلام صلعم کا ظہور ہے ——— آج ہر مسلمان خوشی و مسرت میں جھوم رہا ہے۔ زبان نعت و درود اور مدح سرائی سے نہیں تھکتی۔ دل چاہتا ہے کہ اسی ماضی کی آغوش میں چند لمحے گذار دیئے جائیں۔

حضور صلعم کی ولادت باسعادت ایک ایسے ملک میں ہوئی جس کی جغرافیائی و معاشرتی حالت دنیا کے باقی سب ممالک سے جدا تھی۔ حالی اس کا نقشہ یوں پیش کرتے ہیں ؎

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا
جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا
زمانے سے پیوند جس کا جدا تھا
نہ کشور ستاں تھا نہ کشور کشا تھا
تمدن کا اس پر پڑا تھا نہ سایہ
ترقی کا تھا واں قدم تک نہ آیا

اسی عرب میں ایک ایسی قوم آباد تھی جو جہالت و گمراہی کی دبیز تاریکیوں میں گھری ہوئی انسانیت اور اس کی تمام قدروں سے بیگانہ ہو چکی تھی۔ معمولی معمولی بات پر صدیوں تک آپس میں دست و گریباں رہنا۔ دختر کشی بت پرستی اور لوٹ مار میں یگانہ یہ لوگ ذلت کی انتہاء تک پہنچ چکے تھے ——— یہ وہ سرزمین تھی جس پر حضرت خلیل اللہ نے خدائے واحد کی خوشنودی کے لئے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی تھی اب اسی مقدس سرزمین پر چاروں طرف فسق و فجور کی حکمرانی تھی۔ لیکن کب تک سے یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت

بڑھا جانب بو قبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ امانت
چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

اسی دن ایران کے صدہا سالہ آتش کدہ میں بھڑکتی ہوئی آگ ٹھنڈی پڑ گئی۔ خانہ کعبہ میں بت منہ کے بل گر پڑے کیونکہ اب دنیا کو آتش و بت پرستی سے نجات دلا کر خدائے واحد سے روشناس کرانے والا ہادی پیدا ہو گیا تھا۔ وہ مقدس وجود دنیا میں آ گیا جس نے بندے اور مولا کے درمیان سب حجاب اٹھا کر معراج کی اس منزل تک جانا تھا جہاں جاتے ہوئے فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں ——— حضور صلعم آئے اور اس شان کے ساتھ کہ صدیوں سے جو عرصہ سے فسق و فجور میں مبتلا ایک گمراہ قوم کو نہ صرف انسان بلکہ باخدا انسان بنا دیا ——— یہ وہ لوگ تھے جو انسان ہوتے ہوئے بھی جانوروں سے بدتر تھے ——— مگر حضور صلعم نے پیغام حق سے ان کے مردہ قلوب میں ایمان کی وہ روح پھونک دی کہ ؎

کیا امیوں نے جہاں میں اجالا
ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتوں کو عرب اور عجم سے نکالا
ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانے میں پھیلائی توحید مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آواز حق حق

اور پھر اسی قوم نے تاریخ کو تہذیب و تمدن کے وہ انمول موتی بخشے جن کی آب و تاب صدیاں گذر جانے کے بعد بھی بدستور قائم ہے ——— وہ کونسا علم و فن تھا جس میں وہ ماہر نہ ہو گئے ہوں اور پھر دو تو دیکھتا رہے دہر ہو کر زمانے کو اس کی روشنی نہ بخشی ہو ——— اندلس، قرطبہ، غرناطہ کے کھنڈرات زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں ؎

تھا یہاں ہنگامہ ان صحرا نشینوں کا
بحر بازی گاہ تھا جن کے سفینوں کا
زلزلے جن سے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے
بجلیوں کے آشیانے جن کی تلواروں میں تھے
اِک جہانِ تازہ کا پیغام تھا جن کا ظہور
کھا گئی عصرِ کہن کو جن کی تیغ ناصبور

. . . .

مردہ عالم زندہ جن کی شورشِ قُم سے ہوا
آدمی آزاد زنجیرِ توہم سے ہوا

یہ سب کچھ اسی نبی اُمی کی اک نگاہ کرشمہ ساز کا اثر تھا جس نے حرص و ہوس کے ان بندوں کو دنیا کی آلائشوں سے پاک کر کے اتنا بلند کر دیا کہ وہ ؎

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

کی تفسیر بن کر رہ گئے ——— جن کی صحبت نے انہیں قیصر و کسریٰ کے سیم و زر کو پائے حقارت سے ٹھکرا دینے کی توفیق بخشی جنہوں نے مسند امارت پر متمکن ہونے کے باوجود الفقرُ فخری کا نظارہ دنیا کو دکھا دیا۔

——— آج اسی نبی آخر الزمان صلعم کا یوم ولادت ہے۔ ہم اسی کی یاد سے قلب و نظر کو مسرور کئے ہوئے ہیں ——— لیکن ماضی کی وادیوں سے نکل کر اگر ہم حال کے آئینہ میں اپنی شکل دیکھیں تو یقیناً یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے ؎

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت وہ سیارا

ہم مسلمان ہیں ——— ادعا یہی ہے ——— لیکن کیا ہم میں سے کسی نے اپنے آپ کو ایمان و ایقان کی اسی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کی ہے جس پر ہمارے آباء پورے اترے تھے ——— ؟ محمد صلعم کے نام لیوا آج جذبات کی رو میں بہہ کر تکبیر کے کھوکھلے نعرے تو ضرور بلند کریں گے لیکن کیا کبھی اس بات پر بھی کسی نے غور کیا ہے کہ تعلیم محمد سے کہاں تک ہم آگاہ ہیں ——— اپنے آپ کو سچا مسلمان ثابت کرنے کی کوشش میں دوسروں کی تکفیر کرتے ہوئے ہم کہاں تک اسلام کے عطا کردہ روشن اصولوں کی پیروی کر رہے ہیں ——— ؟ غیروں کو بھائی چارہ کے رشتے میں منسلک کرنے والے اس عظیم مذہب کے پیرو ہوتے ہوئے خود ہم میں کس حد تک اتفاق و اتحاد ہے ———

اگر یہ سب باتیں ہمارا سر جھکا دیتی ہیں تو خود غور کیجئے کہ ہم کہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منانے کی سعادت میں شرکت کے اہل ہیں ——— دلی خوشی تو اسی وقت حاصل ہو گی جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں گے ——— اپنے آباء کی وراثت کے جائز وارث ——— اس لئے آج کے بابرکت دن ہم سب کو اس مالک حقیقی کے سامنے سر بسجود ہو کر صدق دل سے یہ دعا مانگنی چاہیئے ؎

دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے
وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لاتذر میں
عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کر دے

www.aaiil.org

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور اخلاق عالیہ

تقریر حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ جو آپ نے جلسہ میلاد النبی منعقدہ ۵ ستمبر ۱۹۶۰ء بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور فرمائی

والنجم اذا ھوی۔ ما ضل صاحبکم وما غوی۔ وما ینطق عن الھوی .... فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔
(سورہ النجم)

رسول کریم صلعم کے اخلاقی کمالات

قرآن کریم کے کئی ایک مقامات پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ ذکر کیا گیا ہے، اور ان مقامات عالیہ اور مراتب عظیمہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جو حضور کو نصیب ہوئے، چنانچہ فرمایا والنجم اذا ھوی۔ قرآن کریم کا کوئی بھی ٹکڑا جو خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح راستہ پر قائم ہیں اور ان کے اعتقادات بھی صحیح ہیں۔ یعنی آپ علمی طور پر بھی اور عملی طور پر طریق صواب پر گامزن ہیں۔ وما ینطق عن الھوی۔ ان کا کلام ذاتی خواہشات پر مشتمل نہیں ہے۔ جو وہ کہتے ہیں وہ جناب الٰہی کی زیر تعلیم کہتے ہیں، علمہ شدید القوی ان کو تعلیم دینے والا خدا ہے جو زبردست قوت و طاقت کا مالک ہے۔ یہ خدائی تعلیم کا نتیجہ ہی ہے کہ آپ اس کی وجہ سے کامل و اکمل انسان بن گئے وھو بالافق الاعلیٰ اور کامل انسان بننے کے بعد بلند درجات طے کر گئے

محمد رسول اللہ کا قرب الٰہی

ان کمالات اور درجات کے حاصل ہونے سے ان کو نتیجہ یہ ملا کہ ثم دنا کہ خدا کا قرب نصیب ہوا فرمایا فتدلیٰ۔ آنحضرت کے قرب و معرفت کے اندر اور بھی اضافہ ہوا۔ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ خدا کا قرب کس قدر نصیب ہوا۔ اس کا بیان تمہاری زبان میں یہ ہے کہ خدا نے اور محمد رسول اللہ نے اپنی دونوں کمانوں کو ملا کر مشترک طور پر ایک تیر فضا میں پھینک دیا ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جو محمد رسول اللہ کا دوست ہے وہ خدا کا دوست ہے اور جو محمد رسول اللہ کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔ ایام جاہلیت میں عرب کا جب ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے معاہدہ کرتا تھا اور ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہتا تھا تو ان کے سردار اپنی اپنی کمان لے کر میدان میں آجاتے اور دونوں کمانوں کو ملا کر ایک مشترک تیر فضا میں پھینک دیتے تھے۔ اور یہ اس بات کا اعلان ہوتا تھا کہ جو کوئی ایک قبیلے کا دوست ہو وہ دوسرے کا بھی دوست ہوگا۔ اور جو کوئی ایک کا دشمن ہو، دوسرا قبیلہ بھی اسے دشمن سمجھے گا تو تمہاری بولی میں سمجھانے کے لئے ہم نے محمد کی کمان سے اپنی کمان جوڑ کر تیر چھوڑا ہے، اور میرا اور محمد رسول اللہ صلعم کا باہمی معاہدہ ہو چکا ہے کہ اس معاہدے کی رو سے جو شخص محمد رسول اللہ صلعم سے دوستی رکھے گا میں بھی اس کے ساتھ دوستی رکھوں گا اور اپنی عنایات کا اسے مورد بناؤں گا اور جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھے گا وہ میرا دشمن ہوگا اس پر میرا غضب اترے گا اور اسے برباد کر دیا جائے گا۔ تم اگر اس کی مخالفت کرو گے تو یہ تمہارے لئے اچھا نہیں کیا تم زندہ رہ سکتے ہو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر خدا کو ہے۔ انسان کو ان کی قدر نہیں پس فاستویٰ میں اخلاق کے کمال کا ذکر کیا ہے اور دنا فتدلیٰ میں قرب الٰہی کے کمال کا ذکر کیا ہے۔

محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیمات

فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ۔ ہم نے محمد رسول اللہ پر وہ کلام نازل کیا جو بڑا عظیم الشان کلام ہے جس کی توضیح و تشریح حیطہ بیان میں نہیں آسکتی۔ وانہ لقول رسول کریم یعنی رسول کریم ان تعلیمات کے حامل ہیں جن تعلیمات میں حقیقی کرم اور حقیقی جود و سخا ہے جس سے تمام دنیا مستفیض ہوئی۔

عرب کی برائیاں اور حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ انقلاب

حضور نبی کریم صلعم نے عرب کے اندر ایک انقلاب پیدا کیا، ایسا انقلاب جو دنیا نے کبھی نہیں دیکھا۔ عرب میں دن رات لڑائی جھگڑا رہتا تھا۔ کشت و خون ہوتا رہتا تھا۔ بدکاری تھی، لوٹ کھسوٹ اور ڈاکہ زنی کا بازار گرم تھا۔ شعر و شراب عام تھی، غرضیکہ عرب ہر برائی کا اڈہ تھا۔ یہ تمام برائیاں آنحضرت صلعم کی قوت قدسی نے مٹا کر رکھ دیں۔ ان تمام چیزوں کو ختم کرنے کے بعد آپ نے قوم کی قوم کے اندر تقوےٰ پیدا کیا۔ انقلاب دنیا میں آتے ہیں۔ لیکن انقلاب کا یہ حصہ۔ تقویٰ۔ جو محمد رسول اللہ صلعم نے پیدا کیا وہ پیدا ہونا مشکل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و تربیت سے قوم کی قوم پارسا ہو گئی۔ خدا خوفی ان کی عادت بن گئی۔ کھاتے۔ پیتے۔ اٹھتے۔ بیٹھتے ہر وقت وہ خدا کو مدنظر رکھنے لگ گئے۔ آج پاکستان میں مارشل لاء کے نفاذ کی وجہ سے بہت سی اصلاحات ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ لیکن دلوں میں تبدیلی پیدا کرنا حکام کا کام نہیں ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم نے قوم کے دلوں میں تبدیلی پیدا کی۔ خدا خوفی اور نیک عملی پیدا کی، وہ لین دین میں، تجارت میں سوداگری میں عملاً خدا خوف بن گئے۔ حضور نبی کریم صلعم کی زندگی کا بھی یہی مقصد تھا۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے میں آپ بہت اچھی طرح کامیاب ہوئے۔

تقوےٰ کیا ہے؟

تقوےٰ کیا ہے ان تخشی اللہ فی السر والظاھر۔ تقوےٰ یہ ہے کہ تمہیں کوئی دیکھ رہا ہو یا نہ دیکھ رہا ہو، تمہارے تمام معاملات میں ظاہری ہوں یا باطنی تقوےٰ اللہ مدنظر ہو، اور کسی صورت میں بھی تقوےٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو والتقویٰ ان تزین سرک للحق کما زینت ظاھرک للخلق۔ تم جس طرح خلق کے لئے ظاہری طور پر زیب و زینت اختیار کرتے ہو اسی طرح خالق کے لئے اپنے باطن کو آراستہ کرو، التقویٰ ان لا یراک مولاک حیث نھاک تقوےٰ یہ ہے کہ تمہارا مولےٰ تم کو وہاں نہ دیکھے جہاں جانے سے اس نے منع کر رکھا ہے نبی کریم صلعم نے قوم کے باطن میں تقویٰ پیدا کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے باطن میں تزکیہ و طہارت پیدا کی۔ انقلاب کا یہ حصہ نہایت مشکل ہے اور نہایت اہم ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں ایک دفعہ رعایا کا حال معلوم کرنے کے لئے نکلے۔ ایک مکان کے پاس سے گذرے تو آواز سنائی دی، ایک ماں اپنی بیٹی کو کہہ رہی تھی کہ دودھ کی مقدار کم ہے اس میں پانی ڈال دو۔ اس کے بغیر گذارہ نہیں ہوتا۔ بیٹی نے کہا کہ نہیں خلیفہ کا حکم ہے ایسا نہیں کرنا۔ عورت نے کہا خلیفہ کہاں دیکھتا ہے میں پانی نہیں ڈال سکتی۔ یہ تھی پارسائی اور خدا خوفی جو حضور نبی کریم صلعم نے پیدا کی۔

ہمارا موجودہ رویہ

آج کا کارخانہ دار، تاجر۔ گوجر۔ گوالہ۔ وکیل۔ جج۔ حاکم۔ کمانڈر۔ ڈاکٹر۔ تھانیدار۔ خدا خوف بن جائے تو قوم کی قوم میں انقلاب پیدا ہو جائے گا۔ لیکن ایک وکیل کے پاس ایک مصیبت زدہ انسان جاتا ہے۔ وہ اس کا مال و زر ہتھیا لیتا ہے۔ ایک بیمار ڈاکٹر کے پاس جا کر کہتا ہے کہ مجھے زکام ہے تو وہ گلے کے اندر لگانے کی دوائی لکھ دیتا ہے اور باہر لگانے کی دوائی اور پینے کے لئے بھی دوائی

www.aaiil.org

تجویز کرتا ہے۔ اس طرح ایک غریب سے زیادہ سے زیادہ رقم کھینچ لیتا ہے۔ ایک پولیس کا آدمی پانچ روپے رشوت لے تو انصاف کہاں رہا، لوگوں کی حفاظت کس طرح ہوگی۔ اور لوگوں کے حقوق کیسے محفوظ ہونگے اور اگر آپ کا کمانڈر رشوت لے سکتا ہو تو وہ وطن کا ایک حصہ دشمن کی نذر کر دے گا۔

خرابیوں سے بچنے کا طریق

ان تمام خرابیوں سے بچنے کے لئے جو طریق حضور نبی کریم صلعم نے سکھایا ہے، وہ تقویٰ اللہ کا اختیار کرنا ہے۔ اتقوا اللہ حق تقاتہ اس عظیم الشان ارشاد سے جو ڈرنے کا حق ہے وہ دلوں میں بٹھانا چاہیئے۔

نبی کریم صلعم کی غلاموں سے ہمدردی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پسماندہ شخص سے ہمدردی کی اور اس کی حالت سنواری۔ غلاموں اور لونڈیوں سے سختی کا برتاؤ کیا جاتا تھا، حضورؐ نے اس کی اصلاح کر دکھائی۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ابومسعودؓ نے اپنے غلام سے خفا ہو کر اس کی سرزنش کے لئے کوڑا اٹھایا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ حضورؐ نے ابومسعود کو دیکھ لیا۔ فوراً اسکو پکارا یا ابا مسعود یا ابا مسعود ان اللہ اقدر علیک منک علی غلامک۔ اے ابومسعودؓ یاد رکھو اپنے غلام پر جتنی قدرت تم کو حاصل ہے اس سے کہیں زیادہ خدا کو تمہارے اوپر قدرت حاصل ہے۔ اس آواز کا سننا تھا کہ ابومسعودؓ کے ہاتھ سے کوڑا گر گیا، اور ابومسعودؓ پر یہ اثر ہوا کہ اس نے اس غلام کو اسی وقت آزاد کر دیا۔ اسی طرح ابوذرؓ کے غلام کا عمدہ پیراہن دیکھ کر لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ یہ تبدیلی کیسے رونما ہوئی، ابوذر نے کہا فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا تکلفوھم ما یغلبھم وان کلفتموھم فاعینوھم۔ یعنی تمہارے غلام اور خادم تمہارے بھائی ہیں۔ جس شخص کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے اس کے بھائی کو رکھ دیا ہے۔ اس پر واجب ہے کہ وہ اسے وہی کچھ کھانے کو دے جو خود کھاتا ہے۔ اور وہی لباس اس کو پہننے کے لئے دے جو خود پہنتا ہے۔ اور چاہیئے کہ غلام کو اتنا کام نہ دیا جائے جو اس کی طاقت سے بڑھکر ہو۔ اور اگر ایسا کرنا پڑے تو آقا کو چاہیئے کہ غلام کا ہاتھ بٹائے۔ حضورؐ نے فرمایا الا تنصرون وترزقون بضعفائکم ان غرباء کی وجہ سے ہی تمہارے کارخانے چلتے ہیں، تمہاری فیکٹریاں چلتی ہیں، تمہاری سرفرازی اور آرائش کا سامان بھی غرباء ہی کرتے ہیں۔ اس لئے ان غرباء کو فراموش نہ کرنا چاہیئے، ان کی فراموشی اللہ تعالیٰ کی فراموشی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرماتا ہے وابتغونی فی الضعفاء۔ اگر تمہیں مجھے ملنے کی خواہش ہے تو مجھے غرباء میں تلاش کرو۔

غلاموں کی قدر و منزلت

صرف غلامی کو ہی آپ نے دُور نہیں کیا بلکہ غلاموں کی عزت اور قدر دلوں میں پیدا کی۔ حضرت زید آنحضرتؐ کے غلام تھے۔ جنہیں آپؐ نے آزاد کر دیا تھا۔ لیکن وہ آپؐ کی صحبت میں رہنے کا متمنی تھا اور آپؐ ہی کے پاس رہا۔ زید کو حضورؐ نے فرمایا انت اخونا ومولینا تم ہمارے بھائی اور ساتھی ہو، حضرت زید کو لینے کے لئے اس کے چچا اور والد آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زید کو پوری آزادی ہے، اس کو اختیار ہے وہ یہاں رہے یا اپنے چچا اور والد کے ساتھ جائے۔ چنانچہ زید نے آزادانہ سوچ بچار کے بعد اپنے والد اور چچا سے کہا کہ حضرت نبی کریمؐ ماں باپ سے بڑھکر میرے ساتھ محبت کرتے ہیں، میں انہی کی خدمت میں رہوں گا۔ آنحضرتؐ نے زید کی اور عزت کی اور اس کو فوج کا کمانڈر بنا دیا۔ پھر اور عزت بخشی کہ اپنی پھوپھی کی لڑکی اس کے نکاح میں دے دی۔ پھر اس کے بیٹے اسامہؓ کو کمانڈر بنا دیا۔ حضورؐ نے تلقین فرمائی ولقد کرمنا بنی آدم یعنی خدا نے انسان کو قابل تعظیم و تکریم ٹھہرایا ہے۔ حضورؐ نے غلاموں کو بڑی بڑی ذمہ داریاں سونپیں اور بڑے بڑے عہدے دیئے۔ کمانڈر اور سفیر بنائے گورنر اور والی بنائے۔ حضرت سالمؓ، ابوحذیفہؓ کے غلام تھے۔ آپ قرآن بہت اچھا پڑھ سکتے تھے بڑے بڑے سرداروں کے ہوتے ہوئے وہ امامت کرواتے تھے۔ ہجرت کے موقعہ پر عمرؓ ایسے بڑے بڑے لوگ موجود تھے، لیکن حضرت سالم امامت کے فرائض ادا کرتے۔ الغرض غرباءؓ سے دلی ہمدردی پیدا کرنے کے علاوہ نبی کریم صلعم نے اُن کی عزت بھی قائم کی۔

عورت کی قدر و منزلت

پھر حضورؐ نے عورت کا مقام بلند کیا۔ ان کی عزت و توقیر قائم کی، ہر لونڈی کو یقین تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک ایسے شخص ہیں جو انسان کو انسان سمجھتے ہیں کانت امۃ من اماء المدینۃ لتاخذ بید رسول اللہ فتنطلق بہ۔ یعنی مدینہ کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی بھی حضور کا ہاتھ پکڑ لیتی اور کہتی ہے میرا یہ کام اور یہ ضرورت پوری کر دیں۔ اور وہ لایستنکف ان یمشی مع الارامل اور حضورؐ بیوگان کی خدمت کرنے کے لئے ان کے ساتھ چل پڑنا موجب عار نہ سمجھتے تھے۔

اتحادِ عالم کا مقصد

آج دنیا ایک اہم مقصد حاصل کرنے کے درپے ہے، اس مقصد کے لئے کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ مضامین شائع کئے جا رہے ہیں اور کانفرنسیں منعقد کی جا رہی ہیں، وہ مقصد یہ ہے کہ دنیا کی قوموں کو متحد کیا جاوے۔ میرے پاس ایک صاحب ملنے اور کہنے لگے میں بیروت جا رہا ہوں۔ مجھے ضرورت ہے قرآن کریم کی ایسی آیات کی جن کی مدد سے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کو یکجہتی، اتحاد و اتفاق کا سبق دے سکوں، امریکہ نے اس کانفرنس کے انعقاد کی تجویز کی ہے اور امریکہ ہی اس کا خرچ برداشت کرے گا۔ پاکستان میں بھی اس قسم کی کانفرنس منعقد ہوئی تھی، جس میں علماء و فضلاء نے اتحاد و اتفاق پر مقالے اور مضامین پڑھے تھے اور اس بات پر زور دیا تھا کہ قوموں کو ایک ہو جانا چاہیئے۔ پیرس میں ۱۹۱۲ء میں اسی موضوع پر لیکچر ہوئے جس میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی لیکچر دیا۔

اتحاد عالم کا ایک ہی ذریعہ

دنیا کو ایک کرنے کا سبق سب سے پہلے کس نے دیا؟ وہ ایک ہی شخص ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جنہوں نے سب سے پہلے کہا کہ دنیا کو ایک ہونا چاہیئے۔ سب قومیں ایک ہی آسمان کے نیچے رہتی ہیں، ایک ہی زمین پر سب کا بسیرا ہے اور آسمان سے سب کے لئے ایک ہی پانی برستا ہے۔ جو سب انسانوں کے لئے اناج، نقدیات، پھل، پھول، اور دیگر اشیاء خوراک مہیا کرتا ہے سورج اور قمر قوموں کی یکساں خدمت کر رہے ہیں یہ اس لئے کہ خدا رب العالمین ہے وہ تمام قوموں کا رب ہے۔ لیکن ہندو ایسا نہیں سمجھتا، اس کے خیال میں علاوہ ہندو کے باقی سب قومیں ہیچ اور ناپاک اور ملیچھ اور اچھوت ہیں، یہودی بھی یہی کہتا ہے کہ ہمارے سوا باقی تمام قوموں کے لئے نجات نہیں۔ عیسائی بھی نجات کو محدود کئے بیٹھا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ سب قومیں ایک ہیں، سب اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہیں۔ کان الناس امۃ واحدۃ۔ سب کے لئے ایک زمین۔ ایک پانی۔ ایک ہوا۔ ایک قمر، ایک سورج اور سب کے لئے روحانی بارش بذریعہ پیغمبر اور کتابوں کے نازل ہوئی۔ تمام انبیاء کا دین ایک تھا، یہ امتیازی تلقین اور خصوصی کامیابی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ اُن کے اعتقادات اور نظریات کی برکت سے عرب کے بت پرست اور عیسائی اور یہودی اور ایرانی و زنگی و مصری، آپس میں شیر و شکر ہو گئے اور ان نظریات کی برکت سے آج بھی اقوام عالم متحد ہو سکتی ہیں اور ان امور کے علاوہ اور کوئی ذریعہ اقوام عالم کے اتحاد کا نہیں ہے۔

آج بولی۔ رنگ۔ نسل، وطن، علاقہ اور مشرق و مغرب کا جھگڑا ہے، جو ختم ہونے میں نہیں آتا۔ ایک ہی شخص ہے، رحمۃ للعالمین جو اس دنیا کی بیماریوں کا علاج جانتا ہے اور اس نے ان کا علاج کیا اور بڑی کامیابی سے کیا۔ عیسائی، نصرانی

حضرت نبی کریم صلعم کی شان از روئے قرآن اور سورۃ النجم کے پہلے رکوع کی تشریح

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

حسب سابق ہمارے محترم بھائی مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح خاتم النبیین نمبر نکالنا چاہتے ہیں خاکسار کو بھی انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی حیات طیبہ پر ایک مقالہ لکھنے کی تحریک کی ہے جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی مطہر نافع للناس زندگی انسانیت کے ہر پہلو کے لئے اسوہ حسنہ ہے اس لئے آنحضور صلعم کی زندگی کے ہر پہلو کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے تا موجودہ زمانہ کی گری ہوئی انسانیت اس سے فائدہ اٹھا کر اپنے آپ کو بلند کر سکے اور اخلاق کی اعلیٰ ترین چوٹی پر پہنچکر دنیا میں امن وامان قائم کرنے کے قابل ہو سکے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ آنحضور صلعم کے خلق عظیم کے قالب میں نہ ڈھالا جائے اللہ تعالےٰ نے بھی آپ کے خلق کے متعلق بدیں الفاظ شہادت دی ہے انك لعلیٰ خلق عظیم اور آپ نے بھی اپنے آنے کی یہی غرض بیان کی ہے لاتمم مکارم الاخلاق یعنی میں بہترین اخلاق کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آیا ہوں اگر حکومتوں کے سیاستدانوں سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے آدمی تک آنحضور صلعم کے خلق کو جو ہر وقت عمل میں آتا رہتا تھا اپنا مشعل راہ بنالیں تو دنیا میں ظلم کا نام و نشان نہ رہے بلکہ الصادت حقیقی اس کی جگہ لے لے اور ہر شخص اپنی جان اپنی عزت اپنے مال غرضیکہ اپنی ہر چیز کو محفوظ یقین کرتے ہوئے امن واطمینان کی زندگی بسر کر سکے روئے زمین سے دھوکہ بازی حیلہ سازی مکر و فریب ذخیرہ اندوزی۔ چور بازاری، طاقتوروں کا اپنی طاقت کے گھمنڈ میں کمزور قوموں کے ملکوں پر ناجائز قبضہ کر لینا وغیرہ اس طرح ناپید ہو جائیں کہ گویا وہ کبھی تھیں ہی نہیں لیکن اس تفصیل سے آنحضور صلعم کی زندگی پر روشنی ڈالنا طویل مضمون کو چاہتا ہے جس کی نہ تو ایک اخبار کے صفحات میں گنجائش ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس وقت میری علیل طبیعت اس قدر محنت کی متحمل ہو سکتی ہے، قریباً دو ہفتہ سے بیمار ہوں اور بیماری بھی ایسی ہے جس نے میرے اندر کافی کمزوری پیدا کر دی ہے احباب سے شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ اگر طویل نہیں تو مختصر مقالہ سے ہی شرکت کا ثواب حاصل کر لوں اور ارشاد خداوندی ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کی تعمیل کرنے والوں کے ساتھ شریک ہو کر سعادت دارین کا مستحق بن جاؤں اس غرض کے لئے میں نے سورۃ النجم کے پہلے رکوع کا انتخاب کیا ہے کیونکہ اس رکوع میں حضرت نبی کریم صلعم کو جو بلند ترین مقام قرب الٰہی کا حاصل ہے ایک طرف تو وہ بیان ہوا ہے اور دوسری طرف مخلوق کیساتھ ہمدردی کے جو جذبات آنحضور صلعم کے قلب مبارک میں موجزن تھے ان کا تذکرہ ہے اور یہ دو نوں امر اگر کسی انسان میں اپنے انتہائی نقطہ تک پہنچ جائیں تو وہی کامل انسان ہے جس میں انسانیت اپنے عروج کو پہنچ جاتی ہے اور اسے وہ بلند ترین مقام حاصل ہو جاتا ہے جس کے اوپر اور کوئی مقام ہی نہیں جو انسان دنیا میں حاصل کر سکے۔

اس سورۃ میں اسی امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ آنحضور صلعم کو یہی بلند ترین مقام حاصل تھا قرآن کریم کا یہ صرف دعوےٰ ہی دعوےٰ نہیں بلکہ آنحضور صلعم کے زمانہ سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک واقعات اس دعوےٰ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتے چلے آرہے ہیں۔

قسم کا مفہوم

اس مختصر تمہید کے بعد میں اب سورۃ النجم کے پہلے رکوع کی مختصر تشریح شروع کرتا ہوں وباللہ التوفیق والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی ان الفاظ قرآنی میں النجم کی ایک خاص حالت کی قسم کھائی گئی ہے اور اس قسم کا جواب ما ضل صاحبکم وما غوی میں ذکر کیا گیا ہے، قرآن کریم میں جو قسمیں وارد ہوتی ہیں وہ دو حقیقتوں پر مشتمل ہیں ایک تو یہ کہ قسم جواب قسم کے لئے بطور گواہ اور دلیل کے وارد ہوتی ہے دوسری یہ کہ جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہے اس میں اور اس امر میں جو بطور جواب واقع ہوا ہے کسی قسم کی مشابہت ہوتی ہے اور وہ دونوں کسی امر مشترک میں شریک ہوتے ہیں آیۃ متنازعہ بالا میں دوسری حقیقت کی طرف ہی اشارہ ہے۔

النجم سے مراد ستارہ یا ستارے۔ قرآن کریم اور ثریا مراد لی گئی ہے عرب اکثر النجم کا لفظ بول کر ثریا مراد لیتے ہیں اگرچہ دوسرے معانی بھی صحیح ہیں لیکن میں نے ثریا والے معنی کو ہی اپنی تشریح میں اختیار کیا ہے کیونکہ اس معنی میں اور جواب قسم میں مجھے خاص مناسبت اور مشارکت نظر آتی ہے۔

مطلق النجم کی قسم نہیں کھائی گئی بلکہ اس کی اس حالت کی قسم کھائی گئی ہے جبکہ وہ اپنے معین راستہ پر بالکم و کاست چلتا رہتا ہے وہ اوپر کو بھی آتا ہے نیچے کو بھی جاتا ہے اور کبھی بھی اپنے اس معین راستہ سے ادھر ادھر نہیں ہٹتا اگر ہٹ جائے تو سارے نظام عالم میں فتور پیدا ہو جائے گویا اس کی اس کیفیت کی وجہ سے اس پر بھی ما ضل کا اطلاق ہو سکتا ہے کیونکہ یہ بھی اپنے سیدھے راستہ سے کبھی بھی انحراف نہیں کرتا اور یہی ضل کا مفہوم ہے، قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلعم کو بھی سورۃ الطارق میں النجم الثاقب قرار دیا گیا ہے یعنی النجم جو تاریکی دل کو پھاڑ دیتا ہے کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کا ظہور ضلالت کی تاریک رات میں ہوا اور آنحضور صلعم نے اس تاریکی کو دور کر کے روشنی پھیلا دی اس لئے آنجناب صلعم کو النجم سے تشبیہ دے کر ثاقب کی صفت سے متصف بتلایا گیا۔

النجم یعنی ثریا کی اس کیفیت اور حالت کو بیان کرنے اور اس کی قسم کھانے کے بعد جواب قسم میں حضرت نبی کریم صلعم کی بھی ایسی ہی حالت کو بیان کیا ہے کہ جس طرح ثریا اپنے راستہ سے انحراف نہیں کرتا اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم نے بھی کبھی اپنے راستہ یعنی صراط مستقیم سے انحراف نہیں کیا جو خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔

ان دونوں میں یہی امر مشترک ہے اور جس صراط کی شان یہ ہے کہ اس پر چلنے والا سیدھا خدا تک پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ان ربی علےٰ صراط مستقیم یعنی میرا رب صراط مستقیم پر ہے جو اس راہ پر گامزن ہوگا اسے یہ راستہ اللہ تعالےٰ تک لے جائیگا اور اس سے ملاقی کرا دے گا صراط مستقیم کی یہی خصوصیت ہے جیسا کہ فرمایا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنی ہمیں صراط مستقیم دکھلا اس پر چلا اور اس پر قائم رکھ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعامات وارد کئے گویا صراط مستقیم ہی وہ صراط ہے جس پر چلنے سے انسان انعامات الٰہی کا مورد بن جاتا ہے اور قرآن کریم میں ان انعامات کی تفصیل یہ بیان کی گئی ہے کہ ایسا انسان خدا تعالےٰ کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوتا ہے اس کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں ملائکہ اس پر نازل ہوتے ہیں مشکلات میں خدا اس کی مدد کرتا ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی تائید اور نصرت فرماتا ہے خارق عادت

ہوں اس سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اس کے انفاس طیبہ میں مخلصین کو پاک کرنے اور خدا رسیدہ بنانے کی تاثیر رکھی جاتی ہے علم میں اس کو دوسروں پر برتری عطا کی جاتی ہے، قرآن کے حقائق و معارف اس پر کھولے جاتے ہیں۔ غیب کے دروازے اس پر وا کئے جاتے ہیں اس کی ہر چیز میں برکت رکھی جاتی ہے غرضیکہ کوئی انعام نہیں جس سے اس کو نوازا نہیں جاتا اس سے قبل جس قدر انعام یافتہ بندے گزرے ہیں ان سب کے انعامات کا قرآن اور رسول کریم صلعم کا حقیقی متبع وارث ہو جاتا ہے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء کا وہ مصداق بن جاتا ہے اور قرآنی آیت کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی اور الا ان حزب اللہ ھم المفلحون و ان جندنا لھم الغالبون کے ماتحت اس کو دشمنوں اور مخالفوں پر نمایاں غلبہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ کامل اتباع کی طفیل وہ رسولوں کا بروز ہونے کی وجہ سے اس قسم کے سلوک الٰہی کے لحاظ سے رسولوں جیسے سلوک کا ہی مستحق بن کر ان آیات کا مصداق بن جاتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رض کے ہاتھوں کو نبی کریم صلعم کے ہاتھ قرار دیا گیا کیونکہ پیشگوئی نبی کریم صلعم کی یہ تھی کہ کسریٰ کے خزانے کی چابیاں میرے ہاتھ میں دی گئیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ حضرت عمر رض کے ہاتھ میں دی گئیں۔

اس سے واضح ہے کہ کسی نبی کے کامل متبعین نبی کے وجود میں ہی داخل ہوتے ہیں۔ یا ایھا الرسل کلوا من الطیبت واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم (المؤمنون ع۴) اس آیت میں بھی لفظ الرسل میں مفسرین نے امت کے کاملین کو بھی شامل کیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اپنے اپنے راستہ معین پر ہی گامزن رہنے اور اس سے ایک ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہ ہونے میں النجم یعنی ثریا اور نبی کریم صلعم کے درمیان کامل مشارکت ہے بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کا درجہ ثریا سے بڑھ کر ہے کیونکہ ثریا اپنی خلقت کے لحاظ سے اپنے معین راستہ پر چلنے میں مجبور ہے اور حضرت نبی کریم صلعم بوجہ بشر ہونے کے اپنے راستہ سے منحرف ہونے میں اختیار بھی رکھتے ہیں لیکن آنحضور صلعم نے اپنے اس اختیار پر پوری طرح قابو پا کر اسکو دبائے رکھا اور اسے ابھرنے نہیں دیا لیکن چونکہ تشبیہ کے لئے مظاہر قدرت میں سے ہی کسی مظہر کو انتخاب کیا جا سکتا تھا اس لئے ثریا کو انتخاب کر لیا گیا اور علم بیان کو جاننے والے اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ وصف مشترک جس کا وجود مشبہ اور مشبہ بہ میں پایا جانا ضروری ہے عام طور پر مشبہ بہ میں زیادہ قوت کے ساتھ پائی جاتی ہے لیکن گاہے یہ بھی ہوتا ہے کہ اس وصف کا حصہ مشبہ میں مشبہ بہ کی نسبت زیادہ ہوتا ہے اور اسجگہ یہی کیفیت ہے۔

ماغویٰ کا مفہوم

ما ضل کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کے بعد اب دوسرے امر کو لیا جاتا ہے جس کی نفی حضرت نبی کریم صلعم کی ذات مبارک سے کی گئی ہے اور اسے وماغوی کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے غیّ کے معنے (۱) انھماک فی الجھل (۲) ہلاک ہونا (۳) اعتقاد فاسد سے پیدا شدہ جہل میں مبتلا ہونا (۴) قلت غذا کی وجہ سے اس قدر دبلا ہو جانا کہ ہلاکت کا خطرہ پیدا ہو جائے۔ (۵) ناکام ہونا یہ پانچ مفہوم ہیں جن کا لفظ غوی حامل ہے اور ان پانچوں ہی کی نفی حضرت نبی کریم صلعم کی ذات مبارک سے کی گئی ہے اور ان امور کی نفی ما ضل کا لازمی نتیجہ ہے کیونکہ جو شخص دائمی طور پر صراط مستقیم پر چلتا چلا جاتا ہے اس کے لئے اللہ تعالےٰ کا قانون یہی ہے جو آیات مندرجہ ذیل میں بیان کیا گیا ہے ویھدی الیہ من اناب یعنی جو اللہ تعالےٰ کی طرف جھکتا ہے اس کو اللہ تعالےٰ اپنی طرف خود رہنمائی کرتا رہتا ہے یہ نہیں کہ اس کو سیدھے راستہ سے ہٹا دے بلکہ اسکو اس راہ پر چلنے کے لئے مزید تقویت اور مزید توفیق عطا فرماتا ہے اسی طرح دوسری آیت میں فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور وہ لوگ جو ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہوتے ہیں ان کو ضرور بالضرور ہم اپنے راستے دکھلاتے رہتے ہیں ان پر چلاتے رہتے ہیں اور ان پر انہیں قائم رکھتے ہیں یہ تو عام قانون ہے جو ان آیات میں بیان کیا گیا ہے لیکن خود نبی کریم صلعم کے متعلق فرمایا ووجدک ضالا فھدی یعنی ہم نے تجھے اے رسول متلاشی حق اور قرب الٰہی کو حاصل کرنے کے لئے کوشاں پایا سو ہم نے اپنے قانون کے ماتحت تجھے سیدھا راستہ دکھلا بھی دیا اس پر چلنے کی بھی اور اس پر قائم رہنے کی بھی توفیق عطا فرما دی ضال کے اسجگہ متلاشی حق کے ہی معنی ہیں پس جب اللہ تعالےٰ کا قانون یہ ہے تو نبی کریم صلعم جو سیدھے راستہ سے ایک ذرہ بھر بھی منحرف نہیں ہوئے جیسا کہ ما ضل سے ظاہر ہے تو آنحضرت صلعم غیّ یعنی اعتقاد فاسد سے پیدا شدہ جہل یا جہل مطلق یا روحانی تباہی یا روحانی غذا کی قلت کی وجہ سے روحانی ہلاکت اور ناکامی اور نامرادی کی ذلت میں کس طرح مبتلا ہو سکتے تھے اگر ایسا ہوتا تو الٰہی قانون بیکار ثابت ہوتا اور عالم روحانی میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوتی پس جب آنحضور صلعم اللہ تعالےٰ کی ہدایت کی چادر میں لپیٹ دیئے گئے تو جہالت یعنی معرفت الٰہی کے فقدان میں کس طرح مبتلا ہو سکتے تھے بلکہ رب زدنی علما کی دعا کے نتیجہ میں آپ کی معرفت الٰہی میں دن بدن اضافہ ہی اضافہ ہونا ضروری تھا اور واقع یہی ہے کہ اسی طرح ہوتا گیا پس ما ضل کے بعد کس طرح آپ غیّ کے کسی مفہوم کے لحاظ سے بھی غیّ کا شکار ہو سکتے تھے اسی طرح عقائد فاسدہ آپ کے قریب کس طرح پھٹک سکتے تھے خدا کی ہدایت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ صحیح اور درست عقائد انسان زیر ہدایت کے قلب مبارک میں القاء ہوتے رہیں جیسا کہ فرمایا وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا وانک لتھدی الی صراط مستقیم صراط اللہ الذی لہ ما فی السموات وما فی الارض الا الی اللہ تصیر الامور (الشوریٰ ع۵)

پس ما ضل کے بعد غیّ کا شکار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ بات آنحضور صلعم کی کامل معصومیت کی زبردست دلیل ہے ناکامی کا شکار بھی آپ نہ ہو سکتے تھے کیونکہ ناکامی کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے مقصود کو حاصل نہ کر سکے حضرت نبی کریم صلعم کا حقیقی مقصد یہی تھا کہ بندوں کا خدا سے تعلق پیدا کرا دیں جیسا کہ فرمایا فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا (المزمل) سو یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح چمک رہی ہے جس کا انکار اندھا کرے تو کرے ورنہ ایک بینا شخص کبھی نہیں کر سکتا کہ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی کامل اتباع سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسان خدا رسیدہ بنے نہ صرف آنحضور صلعم کی زندگی ہی میں بلکہ حضور کی مادی زندگی کے بعد بھی ہر قوم و ہر ملک میں ہزاروں اولیاء اللہ پیدا ہوتے اور اب تک ہو رہے ہیں ہمارے اس زمانہ میں بھی حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان کا وجود باجود بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے پھر انکے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے بھی سینکڑوں کی تعداد میں اس نعمت سے متمتع ہوئے غرضیکہ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری ہے اور تا اختتام دنیا جاری رہے گا۔ اور یہی خاتم النبیین کا اصلی مفہوم ہے۔ اس کے بعد فرمایا وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی جب کوئی انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ بجز خدا کی یاد کے اس کا کوئی شغل نہیں ہوتا اور خدا کی عظمت و جبروت اس کے دل میں سما جاتی ہے اور اس کا ریشہ ریشہ محبت الٰہی سے لبریز ہو جاتا ہے تو لازما ھویٰ یعنی نفسانی خواہشات اور ذاتی اغراض اور گرے ہوئے میول طبع اس کے اندرونہ سے نکل خارج ہو جاتے ہیں یہ ایک مسلمہ اصل ہے کہ خلا ناممکن ہے اس لئے جتنی جتنی معرفت الٰہی کا نور انسان کے اندر داخل ہوتا جاتا ہے اتنا اتنا ہی ھویٰ نفس کی تاریکی بھی نکلتی جاتی ہے حتیٰ کہ جب وہ نور معرفت مکمل ہو جاتا ہے تو ھوائے نفس کی تاریکی کا ایک ذرہ بھی اس کے اندر باقی نہیں رہتا اب وہ کسی شیطانی تحریک کا محل نہیں بن

www.aaiil.org

سکتا اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے وہ مجھے بدی کی تحریک نہیں کر سکتا اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ ھویٰ نفس بالکل آنحضور صلعم کے اندر سے نکل چکی تھی اور یہ چیز ما ضل صاحبکم و ما غویٰ کا لازمی نتیجہ ہے گویا اس سورۃ میں بعد کی حقیقت پہلی حقیقت کے لئے بطور لازمی نتیجہ کے وارد ہوئی ہے۔ وما ینطق عن الھویٰ کے متعلق علماء کے درمیان کافی بحث ہوئی ہے بعض اسکو قرآن سے مخصوص کرتے ہیں اور بعض اسے مطلق لیتے ہیں سو دونوں پر ایک دوسرے کی طرف سے جرح قدح ہوتی ہے اس بحث میں پڑنے جانے کی ضرورت نہیں جو مطلب میں نے سمجھا ہے اسے میں بیان کر دیتا ہوں فاللّٰہ اعلم بالصواب۔

میرے نزدیک ان الفاظ کے معنی صاف ہیں اور وہ یہ کہ آنحضرت صلعم کا نطق خواہ آپ نے قال سے کیا یا زبان حال سے کیا سب کا سب ھویٰ یعنی نفسانی خواہشات یا ذاتی اغراض سے مبرا تھا اس میں غلطی ہو سکتی ہے لیکن نفسانی خواہشات یا ذاتی اغراض کا اس میں دخل نہیں اور یہ دونوں امر ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں ایک شخص کسی کو کسی امر میں مشورہ دیتا ہے اس کا مشورہ کامل طور پر نیک نیتی پر مبنی ہوتا ہے اس میں اس نے اپنی کسی ذاتی غرض یا نفسانی خواہش کو قطعاً مدنظر نہیں رکھا ہوتا لیکن ہو سکتا ہے کہ باوجود اس کے وہ مشورہ غلط ثابت ہو اور اس پر عمل کرنے والے کو نقصان اٹھانا پڑے جیسا کہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے کھجوروں کو پیوند نہ لگانے کا مشورہ دیا، اس مشورہ میں خواہشات نفسانی یا اغراض ذاتی کا کوئی دخل نہ تھا لیکن واقع میں وہ غلط ثابت ہوا چنانچہ اس پر عمل کرنے والوں کو نقصان اٹھانا پڑا اور اس سال کھجوروں کے درختوں کو پھل نہ لگا لیکن باوجود اس کے یہ نہیں کہہ سکتے کہ آنحضور صلعم کا یہ نطق ھویٰ کے ماتحت تھا ھویٰ سے یقیناً یہ مبرا تھا گو غلط تھا پس ما ینطق عن الھویٰ کا مفہوم صرف اتنا ہی ہے کہ حضور کا قلب مبارک ھویٰ سے کلیۃً پاک ہو چکا تھا اس لئے حضور کے نطق میں بھی ھویٰ کا دخل بالکل نہ تھا جو کچھ آپ فرماتے وہ صاف دلی اور نیک نیتی سے فرماتے اور محض رضائے الٰہی کے لئے فرماتے اور دوسروں کے فائدہ کے لئے فرماتے چنانچہ بعد کی آیت ان ھو الا وحی یوحیٰ میں بھی اسی امر کی مزید وضاحت کی گئی ہے فرمایا آنحضور صلعم کا یہ نطق جو ھویٰ سے خالی ہوتا ہے وہ اپنی پاکیزگی اور مخلوق کی خیر خواہی کے جذبہ سے معمور ہونے کی وجہ سے وحی کی مانند ہے جو مخاطبین تک پہنچایا جاتا ہے، وحی عربی زبان میں یعنی لغتاً اس کلام کو بھی کہتے ہیں جو دوسروں تک پہنچایا جائے؛ اور بعض اوقات اس کا اطلاق اس کلام پر بھی ہوتا ہے جو بہت ہی واضح اور روشن ہو گیا

اس آیت میں یہ بتلایا ہے کہ آنحضور صلعم کے کلام کا ھویٰ سے خالی ہونا ایسا واضح اور روشن ہے کہ مخاطب کو بھی اس کی صفائی اور بے نفسی واضح طور پر نظر آ جاتی ہے آیت کے اس حصہ کے متعلق بھی علماء میں اختلاف ہے بعض ان ھو میں ھو کی ضمیر کا مرجع قرآن کریم کو قرار دیتے ہیں اور بعض اس کے مرجع میں احادیث کو بھی داخل کرتے ہیں میرے نزدیک یہاں نہ تو قرآن کی وحی کا ذکر ہے اور نہ ہی وحی خفی مذکور ہے کیونکہ قرآنی وحی کا ذکر چند آیات کے بعد ان الفاظ میں آتا ہے فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ اس لئے آیت کے ان ھو الا وحی یوحیٰ میں وحی سے مراد شرعی اصطلاح والی وحی نہیں بلکہ اپنے لغوی معنی میں استعمال ہوئی ہے جس کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے یعنی نبی کریم صلعم کا کلام ہی مراد ہے جو ھویٰ سے خالی ہونے کی وجہ سے وحی سے مشابہت رکھتا ہے یا آنحضور کا وہ کلام جو آپ اپنے مخاطب سے کرتے تھے اور اس کا ھویٰ سے خالی ہونا بالکل واضح اور روشن ہوتا تھا مخاطب کو اس میں شک نہ ہوتا تھا کہ یہ محض ہماری خیر خواہی کیلئے کیا جاتا ہے پس ضمیر ھو کا مرجع آنحضور کا نطق خالی عن الھویٰ ہے۔

علمہ شدید القویٰ الخ کا مطلب

اس کے بعد فرمایا علمہ شدید القویٰ ذو مرۃ فاستویٰ یہ حصہ بھی اپنے سے ماقبل کی آیات کے لئے بطور لازمی نتیجہ کے ہی واقع ہوا ہے کیونکہ جب انسان صراط مستقیم سے الگ نہیں ہوتا بلکہ اسی پر ہمیشہ گامزن رہتا ہے اور غیّ اس کے قریب بھی نہیں آتی اور ھویٰ نفس سے کلی پاک ہو جاتا ہے تو عالم روحانی میں قانون الٰہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کا خود متکفل ہو جاتا اور اسکو اپنی تربیت میں لے لیتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے متعلق فرمایا لتصنع علیٰ عینی ع ۲ فرمایا علمہ شدید القویٰ یعنی اس خدا نے حضرت صلعم کو علوم سکھلائے جو مضبوط قوتوں والا ہے دوسری جگہ بھی فرمایا وعلمک ما لم تکن تعلم النساء ع ۱۷ اور پھر قرآن کے متعلق فرمایا کہ اس کی مثل کوئی نہیں بنا سکتا چنانچہ اس وقت تک یہ چیلنج بغیر جواب کے قائم ہے پھر فرمایا ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا الفرقان ع ۳ ذو مرۃ یعنی اس خدا نے علوم حقیقی سکھلائے جس کی یہ شان ہے کہ وہ ہمیشہ سے اسی حالت یعنی سنت پر چلا آیا ہے یعنی ہمیشہ سے اپنے ان بندوں کو جو اپنے آپ کو اللہ کی محبت اور اس کے ذکر میں فنا کر دیتے ہیں وہ علوم روحانی سکھلاتا ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہو سکتے یا ذو مرۃ سے یہ مراد ہے کہ اسی حالت پر وہ نبی کریم صلعم کو رکھے گا یعنی ہمیشہ اس کا معلم رہے گا ان کی زندگی میں ان کا براہ راست اور ان کے بعد ان کے کامل متبعین کا بالواسطہ چنانچہ

اس زمانہ میں بھی آنحضور صلعم کے کامل بروز نے یہ دعوےٰ کیا اور اپنے اس الہام کی بناء پر کیا الرحمٰن علم القرآن۔ تبارک من علم و تعلم کہ قرآنی حقائق و معارف مجھ پر اس قدر کھولے گئے ہیں کہ کسی اور عالم پر نہیں کھولے گئے اس دعویٰ کی صداقت جلسہ مذاہب اعظم میں واضح ہو گئی کیونکہ حضرت مرزا صاحب کے مضمون کی سب نے تعریف کی جو قرآنی حقائق اور معارف پر ہی مشتمل تھا اور باقی مسلمان علماء کے مضامین کو ذرہ بھر بھی وقعت نہ دی گئی حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے اپنا الہام بھی شائع کر دیا تھا کہ خدا نے مجھے بتلایا ہے کہ یہ مضمون سب پر غالب رہے گا پبلک کا کثیر حصہ آپ کے دشمنوں پر مشتمل تھا جو دن رات آپ کو نعوذ باللہ کاذب ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے ان کے لئے یہ سنہری موقعہ تھا کہ شور مچا دیتے کہ مرزا صاحب کا مضمون ہمارے علماء کے بالمقابل نکما ثابت ہوا ہے لیکن چونکہ دلوں پر تصرف الٰہی تھا اس لئے سچی شہادت دینے پر مجبور رہے۔ مرۃ کے معنی قوت کے بھی ہیں اور الحالۃ التی یستمر علیہ الشیٔ کے بھی ہیں یعنی وہ حالت جس پر کوئی چیز ہمیشہ چلتی چلی جاتی ہے کیونکہ قوت کا مفہوم شدید القویٰ میں آ گیا ہے اس لئے میں نے دوسرے معنی اختیار کئے ہیں فاستویٰ چونکہ اللہ تعالیٰ شدید القویٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کے تمام قوائے باطنی کی تربیت کی اس لئے آنحضور صلعم کے قوائے کے درمیان مکمل توازن قائم ہو گیا اور کامل انسان کی یہی علامت ہے کہ اس کے قوائے میں توازن اور اعتدال ہو ورنہ وہ انک لعلیٰ خلق عظیم کا مصداق نہیں بن سکتا اور یہی فاستویٰ کے معنی ہیں۔

افق اعلیٰ سے مراد

وھو بالافق الاعلیٰ پس جب آنحضور صلعم اللہ تعالیٰ کی خاص تربیت کے نیچے آ گئے اور آنحضور صلعم کے تمام قوائے باطنی میں کامل توازن قائم ہو گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا تھا کہ آنحضرت صلعم روحانی کمالات کے بلند ترین کنارہ پر پہنچ جاتے اسی لئے فرمایا وھو بالافق الاعلیٰ یعنی آنجناب سب سے بلند کنارے یعنی روحانیت (کیونکہ یہاں روحانیت کا ہی تذکرہ ہے) کے سب سے اونچے کنارہ پر پہنچ گئے جس کے آگے کوئی بلندی نہیں اس کے بعد فرمایا۔

دنو اور تدلی کا مفہوم

ثم دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ دنا کے معنی ہیں قریب ہونا پھر قریب ہوا اس کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کو بھی قرار دیا گیا ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کو بھی اور دونوں ہی ٹھیک ہیں عالم روحانی میں قانون الٰہی یہی ہے کہ جب بندہ خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو خدا دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے

www.aaiil.org

یعنی اللہ تعالیٰ بھی تیزی سے اس کے قریب ہو جاتا ہے جب حضرت نبی کریم صلعم کی خدا کی طرف بڑھنے کی کوشش کا ذکر موجود ہے اور آنحضور صلعم کے بڑھنے کی کیفیت ذکر کی گئی ہے کہ آنحضور صلعم افق اعلیٰ تک پہنچ گئے تو قانون مذکورہ بالا کی رُو سے خدا کا آنحضور صلعم کے قریب آنا حتمی تھا اور اگر مرجع نبی کریم صلعم کو بنایا جائے تو مطلب آیت کا یہ ہوگا کہ افق اعلیٰ پر پہنچکر آنحضور صلعم خدا کے قریب ہو گئے بہرحال خدا بھی قریب ہوا اور حضرت نبی کریم صلعم بھی قریب ہوئے اور دونوں میں اتصال تام پیدا ہو گیا جس کو قرآنی اصطلاح میں لقاء اللہ کے نام سے نامزد کیا گیا ہے اس لقاء اللہ کی مزید شدت کو بیان کرنے کے لئے بعد میں فرمایا فتدلّٰی یعنی حضرت نبی کریم صلعم قرب الٰہی کے سمندر میں اس طرح غوطہ زن ہو کر غرق ہو گئے جس طرح ڈول کنوئیں میں پڑ کر پانی کے اندر غرق ہو جاتا ہے کیونکہ تدلّٰی کے معنی ڈول کا پانی کے اندر چلا جانا اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ڈول جب تک پانی کے اندر چھپ نہیں جاتا اس وقت تک وہ پانی سے بھر نہیں سکتا اور ڈول ڈالنے والے کے لئے پانی نہیں لا سکتا اسی طرح کامل انسان جب تک قرب الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر قرب الٰہی کے موتی ساتھ نہیں لاتا دوسروں کو اس قرب کے زیور سے کس طرح آراستہ کر سکتا ہے۔

دنا اور تدلّٰی کے معنی حضرت مسیح موعود نے یہ کئے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم خدا کے قریب ہوئے اور وہاں سے قرب کی علامات لے کر مخلوق کی طرف اترے (تدلّٰی کے معنے اوپر سے نیچے آنے کے بھی ہیں) تا اُن کو بھی قرب الٰہی کے پانی سے سیراب کریں، مذکورہ بالا دونوں معنوں کا مآل ایک ہی ہے۔

قاب قوسین کا مطلب

فکان قاب قوسین او ادنیٰ پس خدا اور محمد رسول اللہ صلعم کا باہمی تعلق اور اتصال اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ جس طرح دو کمانوں کو ملا کر اُن کے قاب کو ایک کر دیا جائے ظاہر ہے کہ اس طرح دو قوسوں کے ملانے سے دونوں کا اتصال اس قدر مکمل ہو جاتا ہے کہ ان دونوں میں کوئی فاصلہ نہیں رہتا لیکن ایک ذرا سا فاصلہ بھی ان دونوں کا اگر تصور میں آ سکتا ہو تو اس تصور کو بھی الفاظ او ادنیٰ سے دُور کر دیا جس کے معنی یہ ہیں بلکہ نبی کریم صلعم کو جو قرب اللہ تعالےٰ کا حاصل تھا وہ اس سے بھی زیادہ قریب تھا جو ایک قوس کو دوسری قوس سے ملا دینے کے نتیجہ میں ان کا باہمی قرب ہوتا ہے عرب لوگ جب آپس میں ایک دوسرے کے دوست بنتے تھے تو اسی طرح دو کمانوں کو ملا کر ایک ہی قاب سے تیر پھینکتے تھے جس سے یہ اظہار کرنا مقصود ہوتا تھا کہ ایک کا دوست دوسرے کا دوست اور ایک کا دشمن دوسرے کا دشمن یہی مطلب یہاں بھی ہے محمد رسول اللہ صلعم کا دوست اور محمد رسول اللہ صلعم کا دشمن اللہ تعالےٰ کا دشمن اور اللہ تعالےٰ کا دوست محمد رسول اللہ صلعم کا دوست اور اللہ تعالےٰ کا دشمن محمد رسول اللہ صلعم کا دشمن۔

خدا اور اس کے رسول کے درمیان انتہائی قرب کو ظاہر کرنے کے لئے اس سے بہتر مثال انتخاب نہیں کی جا سکتی تھی اور نہ ہی اس سے بڑھ کر قرب کا تصور ذہن انسانی میں آ سکتا ہے اب اہل بہاء بتلائیں کہ باب اور بہاء اللہ کو کیا اس سے زیادہ قرب الٰہی حاصل تھا اس سے اُوپر تو قرب کا مقام ہو ہی نہیں سکتا پھر اس قرب کو حاصل کرنے والے کے ذریعہ جو فیوض و برکات کی نہریں جاری ہوئیں جن سے لاکھوں انسان خدا رسیدہ بن گئے اس سے بڑھکر قرب الٰہی کو حاصل کرنے کے مدعی نے کیا کسی ایک انسان کو بھی خدا رسیدہ بنایا اگر بنایا تو اسے پیش کرو اور اس میں قرب الٰہی کی علامات ثابت کرو انہوں نے کیا تو یہی کیا کہ شرک میں قوم کو ملوث کر دیا جس سے نکالنے کے لئے خدا کے مامورین ہمیشہ سے مبعوث ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ بہاء اللہ کا چہرہ دیکھ لینا خدا کو دیکھ لینا ہے بہاء اللہ کی قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو بہاء اللہ اور باب کے گھروں کا طواف کرو وغیرہ وغیرہ مشرکانہ اعمال نہیں تو کیا ہیں۔

دنا اور تدلّٰی میں

گویا لفظ دنا اور تدلّٰی میں ان دونوں حقیقتوں کو واضح کر دیا کہ الٰہی قرب کے بھی انتہائی مقام پر حضرت نبی کریم صلعم پہنچ گئے اور مخلوق کی خیر خواہی اور ان کی ہمدردی کے بھی انتہائی مقام پر پہنچ گئے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین کیا تو اپنے نفس کو ہلاک کر دے گا اس غم میں کہ یہ لوگ مؤمن نہیں بنتے۔

وحی الٰہی کی عظمت

سابقہ آیات سے ثابت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم معرفت و قرب الٰہی کے انتہائی مقام پر پہنچے تھے تو اس مقام پر پہنچنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ خدا کی عظیم الشان وحی کے آپ مورد بنتے چنانچہ اسی لئے اس کے بعد فرمایا فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنے اس بندہ کی طرف وہ پُر عظمت وحی نازل کی جس کی عظمت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا عربی زبان میں اس قسم کا طرز کلام تفخیم اور تعظیم کے لئے استعمال ہوتا ہے، اہل بہاء اور دوسرے مذاہب کے پیرو بتلائیں کہ ایسی پُر عظمت و پُر شوکت وحی جو قرآن کریم کی ہے اور جس کے متعلق قریباً ۱۴۰۰ برس سے چیلنج چلا آ رہا ہے کہ جن و انس اکٹھے ہو کر بھی اس کی مثل نہیں بنا سکتے کیا ان کی کتابوں کی بھی ایسی وحی ہے نہیں ہے اور نہیں ہے اگر ہوتی تو کیا وہ اس چیلنج کو قبول کرنے سے اس وقت تک گریز کرتے۔

دل کا مصدق ہونا

اس کے بعد فرمایا کہ وحی محض تخیلات کا مجموعہ نہیں ہونی چاہیئے یعنی جو خیال دل میں پیدا ہوا اس کو وحی سمجھ لیا بلکہ نبی کریم صلعم کی وحی ایسا یقینی خدا کا کلام تھا کہ دل جس پر وہ وارد ہوتا تھا اسے خدا کا ہی کلام یقین کرتا تھا کیونکہ وہ الفاظ میں نازل ہوتا تھا، اے لوگو خواہ تم کسی زمانہ کے ہو کیا تم ایسے شخص سے جھگڑ سکتے ہو۔

ذاتی مشاہدہ

کیا تمہاری عقل سلیم یہ فتویٰ دینے کے لئے تیار ہے کہ وہ شخص جو اپنے تمام امور کی بنیاد ذاتی مشاہدہ پر رکھتا ہو اسکے ساتھ حجت بازی سے کام لو۔

بار بار کا مشاہدہ

پھر یہ مشاہدہ صرف ایک دفعہ وقوع میں نہیں آیا کہ اسے اتفاقی امر قرار دیا جا سکے یا غلط فہمی کی طرف اسے منسوب کیا جا سکے بلکہ وہ تو ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ کا مصداق ہے یعنی بار بار وہ شخص اس تنزل کو مشاہدہ کر رہا ہے۔

انتہائی مقام

اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ وہ شخص روحانی کمالات کے اس درخت کے سایہ کے نیچے پہنچ گیا ہے جس کے آگے کوئی درخت نہیں کہ اس کے سایہ کے نیچے آرام و سکون سے زندگی بسر کی جا سکے وہی آخری روحانی منزل ہے۔

آرام کا مقام

عندھا جنۃ الماویٰ اسی درخت کے نیچے آرام و سکون میسر آ سکتا ہے یہی رضوان الٰہی حاصل کرنے کا محل ہے تمام خوشیاں اور مسرتیں یہیں حاصل ہو سکتی ہیں جہاں سکھ ہی سکھ ہے دکھ کا نام و نشان نہیں جہاں ذکر الٰہی کے سوا اور کوئی پر لذت چیز نہیں جہاں ہر وقت زبان پر اللہ تعالےٰ کی تحمید تقدیس و تسبیح جاری رہتی ہے جنۃ الماویٰ کا یہی مفہوم ہے۔

سدرۃ کو ڈھانکنے والی چیز

اس انتہائی روحانی مقام پر پہنچکر جس کا نام قرآن شریف نے سدرۃ المنتہیٰ رکھا ہے اس تک پہنچنے والا خدا کے نور کا ہر وقت مشاہدہ کرتا رہیگا اسی لئے فرمایا اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ یعنی کسی بڑی عظیم الشان چیز نے اس سدرۃ کو ڈھانکا ہوا ہے احادیث میں آتا ہے کہ وہ نور الٰہی ہے گویا یہ وہ مقام ہے جہاں ہر وقت نور الٰہی کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے اسی لئے اس کے ساتھ ہی جنت کا بھی ذکر کر دیا پس حضرت نبی کریم صلعم کو اس قدر کامل الٰہی نور کا دیدار نصیب ہوا جتنا کسی کامل انسان کو اس دنیا میں مل سکتا ہے۔

زیغ بصر کی نفی

چونکہ حضرت نبی کریم صلعم اس انتہائی روحانی کمال تک پہنچ گئے جہاں ہر وقت نور الٰہی جلوہ گر رہتا ہے اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیئے تھا کہ آنحضور کی روحانی بینائی میں بھی کبھی کجی نہ آئے اور نہ وہ اس نور سے

تجاوز کرے یعنی ہر وقت اسی کے دیکھنے میں مصروف رہے اسی لئے وما طغیٰ فرمایا۔ اس کے معنے حد سے تجاوز کرنے کے ہی ہیں۔

آیات کبریٰ

اس کے بعد فرمایا لقد رأی من آیات ربہ الکبریٰ یعنی آنحضور صلعم کے ایمان میں اضافہ کیوں نہ ہوتا رہتا اور آپ کی روحانی حالت ترقی پر ترقی کیوں نہ کرتی جاتی جبکہ آپ بڑے بڑے نشان خدا کی ہستی پر دیکھتے اور اس کی صفات کو ان نشانوں کے ذریعے ہر وقت مشاہدہ کرتے رہتے تھے یہ بات ثابت کرتی ہے کہ ایمان کی پختگی کے لئے نشانوں کی بڑی ضرورت ہے ہر زمانہ کے لوگ ایسے نشانوں کے دیکھنے کے محتاج ہوتے ہیں اسی لئے اسلام میں اللہ تعالیٰ نے مجددین کا سلسلہ جاری رکھا ہے تا وہ نشان دکھلا کر مؤمنوں کے ایمان کو مضبوط کرتے اور مخالفین پر حجت تمام کرتے رہتے ہیں نشان دکھلانے کے لئے اس سلسلہ کی اشد ضرورت ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ وحی نبوت ختم ہو چکی ہے لیکن وحی ولایت جاری ہے، اور تا اختتام دنیا جاری رہے گی کیونکہ یہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر برہان قاطع ہے۔

معراج کے متعلق آیات

ان آیات کے متعلق مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ یہ آیات معراج کے متعلق ہیں اور یہ درست بھی ہے گویا یہ آیات اپنے اندر پیشگوئی رکھتی ہیں کہ ہر ضرورت کے وقت آیات کا مشاہدہ دنیا کو کرایا جائے گا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی طفیل ایسے اولیاء اللہ اس امت میں پیدا ہوتے رہیں گے جن کے ہاتھوں پر نشانات اور خوارق ظاہر ہو کر اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرتے رہیں گے ان میں سے ایک کا خاص طور پر ذکر ہے جسے مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے اس کے متعلق نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ اس کے ہاتھ پر بہت کثرت سے نشانات ظاہر ہوں گے جو پہلے کسی ولی پر ظاہر نہیں ہوئے ہوں گے کیونکہ ان کے زمانوں میں اس کی ضرورت نہ تھی مادہ پرستی کا کامل دور مسیح کے زمانہ میں ہی مقدر تھا اس لئے اس مادہ پرستی کی محبت کو دلوں سے نکالنے اور اس کے طلسم کو توڑنے کے لئے نشانوں کی کثرت کی ضرورت تھی سو اسے دیئے گئے۔

مذاہب عالم پر حجت

اس کے بعد تمام مذاہب عالم پر حجت تمام کرنے کے لئے فرمایا ہے (اس میں اہل بہاء بھی آ جاتے ہیں) افرأیتم اللات والعزّیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ) اے دوسرے مذاہب کے متبعین بتلاؤ جس طرح محمد رسول اللہ صلعم نے اپنے خدا کو اپنی باطنی آنکھ سے دیکھ لیا ہے اس کے انوار کو مشاہدہ کر لیا ہے اس کی آیات کو اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھ لیا ہے کیا تم نے بھی اپنے بتوں کو اس رنگ میں مشاہدہ کیا ہے خواہ وہ لات ہو خواہ عزیٰ ہو خواہ منات ہو تمہارے مشاہدہ کا نتیجہ تو یہ ہے کہ تم اپنے لئے تو لڑکوں کو پسند کرتے ہو اور خدا کے لئے لڑکیاں تجویز کرتے ہو یہ ہے اس تعلیم کا نتیجہ جو ان بتوں نے تم کو دی ہے، یہ تو بڑی بھونڈی تقسیم ہے جو انصاف سے کوسوں دور ہے، سوائے اس کے کہ یہ محض نام ہی نام ہیں جن کے نیچے کوئی حقیقت نہیں محض تم نے اور تمہارے باپ دادا نے یہ نام رکھے ہوئے ہیں۔ خدا نے آج تک اس بت پرستی کی کوئی دلیل نہیں اُتاری یعنی جیسا تم کہتے ہو کہ یہ بت خدا تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں خدا نے تو بت پرستوں میں سے ایک کو بھی اپنا قرب عطا نہیں کیا یہی ایک دلیل تھی جو اللہ تعالیٰ تمہارے عقیدہ کی صداقت کے ثبوت میں نازل کر سکتا تھا لیکن اس نے نہیں کی معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ ہی باطل ہے تم محض ظن اور اپنے خواہشات نفسانی کی پیروی کر رہے ہو حالانکہ تمہارے رب کی طرف سے ہدایت آ گئی ہے آخرت اور اولیٰ چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی ہے اس لئے وہی ان کے متعلق صحیح اصول بتلا سکتا ہے جس سے دونوں زندگیاں سدھر جائیں اور امن و سکون سے ہمکنار ہو جائیں۔

دوسروں سے بھی یہی سوال

یہ سوال صرف بت پرستوں سے ہی نہیں پوچھا جا سکتا کیونکہ یہ تو ایک مثال ہے بلکہ مذاہب عالم کے تمام متبعین سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ تم بتلاؤ کہ تم نے جو طرق خدا کے قرب کو حاصل کرنے کے لئے اختیار کئے ہوئے ہیں ان کے اختیار کرنے سے کیا تمہیں کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے کیا تم میں سے کسی ایک نے بھی قرب الٰہی کو حاصل کیا ہے اور کیا قرب الٰہی کی علامات اس میں پائی جاتی ہیں اگر نہیں تو پھر سمجھ لو کہ تمہارے اختیار کردہ طریق باطل ہیں اور نتیجہ خیز نہیں اس لئے تعصّب کو بالائے طاق رکھ کر اسلام کے سایہ کے نیچے آ جاؤ تا قرب الٰہی کی نعمت سے متمتع ہو جاؤ جس سے اسلام کے ہزاروں پیرو متمتع ہو رہے ہیں۔ اب یہ صرف محمد رسول اللہ صلعم کی ہی شان ہے کہ ان کی پیروی خدا تک پہنچا دیتی ہے خدا سے جنگ مت کرو کہ یہ جنگ تمہارے لئے تباہی کا موجب ہو گی خدا کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکو گے سب کچھ اپنا ہی بگاڑو گے اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس حقیقت کو سمجھنے اور اس کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں میں اپنے بہائی دوستوں کو بھی اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ بھی بہاء اللہ و باب کو اس نقطۂ نگاہ سے دیکھیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

حضرت نبی کریمؐ کے اخلاق عالیہ

بسلسلہ صفحہ ۶

یہودی اور حبشی۔ عجمی اور عربی سب کو ایک کر دیا۔ گورے کو کالے سے ملا دیا۔ غلام کو آقا کی صف میں کھڑا کر دیا، یہ بہت ہی مشکل کام ہے جو محمد رسول اللہ صلعم نے کر دکھایا۔

محمد رسول اللہ صلعم کی غرباء پروری اور مسکین نوازی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غرباء اور غلاموں کے ساتھ بیٹھتے۔ ان کے ساتھ کھاتے پیتے۔ آپؐ مساکین سے محبت رکھتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا تھا رب احینی مسکینًا وتوفنی مسکینًا واحشرنی فی زمرۃ المساکین۔ فرمایا میں مساکین سے محبت رکھتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ میری زندگی مساکین کے درمیان گزرے۔ اور جب میرا حشر ہو تو میں اپنے تئیں زمرۂ مساکین میں پاؤں اور فرمایا انی اجلس کما یجلس العبد واکل کما یاکل العبد۔ میں غرباء کے ساتھ ایک عام بندہ کی طرح بیٹھتا اُٹھتا ہوں۔ جیسے اُن میں سے ایک ہوں اور انہی کی طرح کھاتا پیتا ہوں۔ فتح مکہ کے دربار میں حضورؐ کے سامنے ایک شخص کانپتا ہوا پیش ہوا اسکو فرمایا ھون علیک۔ فرمایا او بھئی کانپتے کیوں ہو۔ گھبراؤ نہیں۔ لست بجبار تسلی رکھو میں جبار نہیں ہوں۔

بادشاہ اور رعایا میں مساوات

بادشاہت ملی تو آپؐ نے ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دکھایا۔ اس قسم کا انقلاب قطعًا کسی شخص نے پیدا نہیں کیا۔ لوگ تو بادشاہوں کی پرستش کے عادی تھے لیکن حضورؐ نے بادشاہ اور رعایا کے حقوق میں مساوات پیدا کر دکھائی اور انسان پرستی یا پیغمبر پرستی کو بھی ختم کر دیا۔ فرمایا جس طرح سے عیسٰی کو خدا بنایا گیا تم مجھے اس طرح خدا نہ بنا لینا قولوا عبدہ ورسولہ پہلے مجھے خدا کا عبد کہو پھر رسول۔

دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہو گا

آج دنیا ایک محلّہ کی طرح ہو گئی ہے وہ وقت آئے گا جب ان سب کا دین اسلام ہو گا ہاں وہ اسلام جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کی قوموں کے لئے لائے +

ضرورت رشتہ

راجپوت کھوکھر خاندان کی قبول صورت میٹرک پاس عمر ۱۷/۲۰ سال دوشیزگان کیلئے موزوں رشتوں کی ضرورت ہے۔ لڑکے شریف اور برسرروزگار ہوں۔ خط و کتابت یا ملاقات کے لئے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح سے رجوع کریں۔

www.aaiil.org

عقیدۂ ختم نبوت امن عالم کا ضامن ہے

از قلم الحاج حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

اسلام اور ختم نبوت

جو امور اسلام کو دوسرے ادیان پر ممتاز کرتے ہیں۔ ان میں ایک عقیدہ ختم نبوت کا ہے۔ اس وقت دنیا میں اسلام اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے، جس نے ختم نبوت کے نظریہ کے ذریعہ تمام عالم انسان کو باہم مربوط کرنے کی دعوت دے رکھی ہے۔ ایک واحد خدا کی حکومت اور ایک واحد الہامی کتاب کے ذریعے قانون ربانی کا نفاذ اور ایک واحد نبی کا قابل تقلید نمونہ یہ تین وہ خصوصیات ہیں جن کی بناء پر اسلام اس امر کا داعی ہے۔ کہ وہ تمام نسل انسانی میں وحدت کی روح پھونک سکتا ہے۔

خطرات میں گھری ہوئی انسانیت

آج انسانیت تاریخ کے ایسے دوراہے پر کھڑی ہے کہ کسی قوم کی ایک چھوٹی سی لغزش تمام نسل انسانی کو بھسم کر سکتی ہے۔ چند برائے نام غیر جانبدار ممالک کو چھوڑ کر اس وقت اقوام عالم دو بلاکوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ ایک بلاک کی قیادت اشتراکیوں کے ہاتھ میں ہے جو خدا سے برگشتہ اور مذہب کے منکر ہیں۔ دوسرا بلاک مغربی جمہوریتوں کا ہے۔ جن کے ساتھ بعض غیر یورپی ممالک بھی وابستہ ہیں۔ اسلامی ممالک ماسوائے پاکستان کے انتشار کی حالت میں ہیں۔ بعض سنجیدہ اور ذہین مفکرین افرنگ اس بات پر غور کر رہے ہیں، کہ کس طرح دنیا میں ایک عالمی حکومت قائم کی جائے جس کے پاس اپنی ایک بین الاقوامی فوج ہو، تا باقی ممالک کو (سوائے پولیس کے) بالکل غیر مسلح کر دیا جائے۔ مگر واقعات یہ بتلا رہے ہیں۔ کہ ان کا یہ خواب غالباً جلدی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

اشتراکیت کے علمبردار دنیا پر اپنے نظریات بذریعہ مکروفریب و قوت و تشدد ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ مگر انسانی فطرت ان کے ملحدانہ نظریات کو آسانی سے قبول نہیں کر سکتی۔ خدا کی پرستش انسانی فطرت میں مرکوز ہے، وہ اس سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ اشتراکیوں کے بالمقابل امریکی بلاک ہے۔ امریکہ ایک سرمایہ دار ملک ہے۔ امریکہ اور اس کے سیاسی ہم نوا ممالک میں دولت کی غیر مساوی تقسیم ہے جس سے طبقاتی کشمکش پیدا ہو گئی ہے۔ حد سے بڑھی ہوئی آزادی کی وجہ سے لوگ اخلاق کی قیود کو توڑ کر بے راہ روی پر اتر آئے ہیں۔ جرائم کی کثرت ہے عورتوں کی آزادی نے عائلی مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ جنسی گناہ برسر عام ہو رہے ہیں۔ اس کے برخلاف اشتراکی ممالک میں آزادی بالکل مسدود ہے فرد کی شخصیت اور انفرادیت ختم ہو چکی ہے۔ انسان بالکل ایک مشین کا پرزہ بن کر رہ گیا ہے۔ جس کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ پیٹ کا مسئلہ ہے۔ اشتراکیت صرف اس مسئلہ کو حل کر کے سمجھتی ہے کہ اس نے تمام نسل انسانی کے مسائل کو حل کر دیا ہے۔ انسانیت کی اصل بیماری کا مداوا نہ اشتراکیوں کے پاس ہے اور نہ جمہوریتوں کے پاس۔ ایک بلاک نے افراط کا طریق اختیار کیا اور دوسرے نے تفریط کا۔ عالم انسانی کو اس وقت کسی اعتدال کے مسلک کی ضرورت ہے۔ جو تمام انسانی مسائل کو حل کر سکے۔ اور انسان کی مادی ضروریات کے علاوہ اس کے اخلاقی اور روحانی تقاضوں کو بھی حل کر سکے۔ یہ دو بلاک ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں۔ ان کی رقابت سیاست میں، معاشرت میں، سائنس و فلسفہ میں۔ دوسرے ممالک سے تعلقات قائم کرنے میں ہر وقت نمایاں ہو کر ظاہر ہوتی رہتی ہے اور جنگ کا دیو خونی آنکھیں نکالے دنیا کو کھا جانے کے لئے نتھنے پھلائے بیٹھا ہے۔

نبوت اور اسلام

نبوت کا جو تصور اسلام نے دیا ہے۔ وہ دنیا کے تمام مروجہ مذاہب سے علیحدہ ہے۔ غیر مسلم کے نظریہ کی رو سے نبوت ایک ایسا ملکہ ہے جو خود سوچتا غور کرتا اور منصوبے بناتا ہے۔ اس کی تمام کوششیں اس کے غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ مگر اسلام کا نبی ایک ایسی شخصیت ہے جسے خود دست قدرت تیار کرتا ہے۔ جس کے قلب پر الٰہی تجلیات ہوتی ہیں اور خارج سے اسے الہام کیا جاتا ہے۔ ایسے الہام میں الفاظ تک اپنے نہیں ہوتے چہ جائیکہ اس میں اپنے غور و فکر کا دخل ہو۔ خدا کا منشاء نبی کے قلب پر خدا کے اپنے الفاظ میں القا کیا جاتا ہے۔ اور نبی بالکل مشین کی طرح ہوتا ہے۔ جس کے تمام پرزے براہ راست اللہ تعالےٰ کے ہاتھ سے جنبش میں آتے ہیں۔ اس کا قول اللہ تعالےٰ کی گفتار ہوتی ہے اور اس کا عمل فرمان الٰہی کے مطابق ہوتا ہے۔

قرآن — ایک ہی محفوظ کلام الٰہی

اس وقت دنیا میں سوائے قرآن مجید کے اور کوئی کتاب یہ دعوے نہیں کر سکتی کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ میں ایک الہامی کتاب ہے۔ انجیل مسیح کی وفات کے سینکڑوں سال بعد اس کی زندگی کے غیر مصدقہ واقعات کی ایک تاریخ ہے۔ وید کی زبان نہ کہیں بولی جاتی ہے۔ اور نہ کہیں سمجھی جاتی ہے۔ یہی حال دوسری الہامی کتابوں کا ہے۔ مذہبی کتابوں میں صرف قرآن ہی ایک الہامی کتاب ہے۔ جسے لاکھوں مسلمان سینوں میں محفوظ کئے ہوئے ہیں۔ اور کروڑوں سینوں سے لگائے ہوئے ہیں۔ قرآن کا جو نسخہ عرب میں ہے۔ وہی انڈونیشیا میں ہے۔ جو چین میں ہے وہی سپین میں ہے۔ جو امریکہ میں ہے وہی افریقہ میں ہے تو گویا دنیا میں قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جو اپنی محفوظیت کا اعلان کر سکتی ہے۔ اور انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا قرآنی اعلان گذشتہ ۱۴۰۰ برس سے معجزانہ طور پر سچا ثابت ہوتا چلا آ رہا ہے۔

ایک ہی تاریخی نبی

اس اعلان کے ساتھ ہی اسلام دنیا کے سامنے ایک ایسا نبی پیش کرتا ہے۔ جس کی ہستی ایک تاریخی ہستی ہے۔ جس کے زندگی کے واقعات اور قرآن پر عمل کرنے کے کارنامے تاریخ نے محفوظ کر لئے ہیں۔ اور جو اس وقت دنیا میں ظہور کرتا ہے جبکہ دنیا کے مختلف ممالک میں باہمی روابط قائم کرنے کے ذرائع اس قدر وسیع ہونے والے تھے کہ جس سے انسانیت ایک کنبہ کی حیثیت حاصل کر سکے۔

ختم نبوت کی خصوصیات

قرآن کریم نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء پیش کر کے حسب ذیل امور کو مدنظر رکھا ہے

۱۔ انبیاء اور ان کی کتابوں پر ایمان

اس جلیل القدر نبی نے سابقہ تمام مذاہب کا احترام کیا۔ تمام کتب مقدسہ کی تکریم دلوں میں پیدا کر دی اور تمام انبیاء سابقہ پر ایمان لانا مذہب کا جزو بنا دیا۔ اور یوں مذہبی دنیا سے منافرت اور مخالفت کے جراثیم کا قلع قمع کر دیا۔ کتب سماویہ کے متعلق یہ اعلان کیا کہ وہ اپنی اصلی حالت میں پاک تعلیموں کو لے کر نازل ہوئی تھیں۔ مگر انسانی ملونی سے نہ بچ سکیں اور محرف اور مبدل ہو کر اصل نور سے محروم ہو گئیں۔ اگرچہ ابتداء میں وہ اپنی اصلی شکل میں خدا کی طرف سے تھیں۔ اور انسانی ہدایت کے لئے اپنے وقتوں میں اپنے اپنے انبیاء پر نازل ہوتی رہیں۔ اب ان تمام تعلیمات کا نچوڑ قرآن میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اور جس عظیم الشان انسان پر قرآن نازل ہوا ہے وہ دنیا کے تمام سابقہ انبیاء کا مصدق ہے۔ اور جو قرآن کو مانتا ہے۔ وہ انجیل مقدس تورات وید اور دیگر تمام نوشتوں کو بھی مانتا ہے۔ جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کیا۔ اس نے ساتھ ہی حضرت نوحؑ، ابراہیمؑ اسماعیلؑ اور یعقوب علیہ السلام، عیسےٰؑ، موسےٰؑ، ایوبؑ یونسؑ، ہارون، سلیمان و داؤد علیہم السلام بلکہ کرشنؑ و رامؑ چندر کنفوشس زرتشتؑ وغیرہم تک کو تسلیم کر لیا۔ ایسے عظیم الشان نبی کے بعد کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں رہتی۔ انسان ایک دفعہ متحد و متفق ہو جاتے،

تو اس میں مزید انتشار کیوں پیدا کیا جائے۔

۲۔ مساوات نسلِ انسانی

۲۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے خدا تعالیٰ نے انسانی مساوات کو بدرجہ کمال قائم کر دیا۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام تو صرف محدود قوموں اور ملکوں کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔ مگر حضرت محمد الرسول اللہ تمام نوع انسانی کے لئے ہادی و مقتدا ہیں۔ قرآن کریم نے نسلی لونی اور لسانی امتیازات کو مٹا دیا۔ اور وہ تمام انسانوں کو ایک سطح پر لا کر مخاطب کرتا ہے۔ اس کا عام خطاب یا ایہا الانسان ہے اور اسی خطاب سے امریکہ کا سفید گورا چٹا انسان اور افریقہ کا کالا کلوٹا انسان مخاطب کیا جا رہا ہے۔ اور جس نے اس کی تعلیمات کو مان لیا ہے۔ خواہ وہ براعظم افریقہ کا باشندہ ہو یا برطانیہ عظمیٰ کا رہنے والا ہو اُسے یا ایہا المؤمنون کہکر پکارے گا۔ اس کی تعلیم پر عمل کر کے ہر انسان بلا تمیز نسل و وطن فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کا سرٹیفکیٹ ہر اس انسان کے لئے تیار ہے جو گناہوں سے بچتا اور نیکی کے کام کرتا ہے۔ بلالؓ حبشی میں پیدا ہو کر عربوں کا سرتاج بن گیا۔ سہیلؓ روم میں پیدا ہوا اور عرب سوسائٹی کا تارا بن کر چمکا۔ اس دور کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ بعض قومیں اپنے نسلی تفاخر کو ایک عقیدہ کی طرح پیش کر رہی ہیں۔ سفید گوری چٹی نسلیں دوسروں کو پست اور ذلیل خیال کرتی ہیں۔ جس سے انسانوں میں ایک ناقابل عبور اور وسیع خلیج پیدا ہو گئی ہے۔ محمد رسول اللہ نہ صرف اس وقت کی تمام قوموں اور تمام نسلوں کے نبی ہیں۔ بلکہ قیامت تک کی پیدا ہونے والی نسلوں کے نبی ہیں۔ اور آپ کی لائی ہوئی کتاب کے اندر ایسے محکم اصول بیان کر دیئے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر تمام انسانیت پوری نشو و نما حاصل کر سکتی ہے اس لئے اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی اور الہامی کتاب کی ضرورت ہے۔

۳۔ خاتم الکتب کے عالمگیر اصول

۳۔ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے۔ جس میں عالمگیر اصول بیان کر دیئے گئے ہیں اور ان اصولوں کی روشنی میں افراد اور اقوام اپنے اپنے حالات کے مطابق قوانین اور قواعد مرتب کر سکتے ہیں۔ تعلیمات قرآنی نے ایک دائرہ کھینچ دیا ہے جس کے اندر انسانوں کو پوری آزادی ہے۔ کہ وہ اصولوں کی حدود کو نہ توڑ کر فروعات اپنے حسب حال وضع کر سکتے ہیں۔ پس قرآن کریم کے ذریعے انسان کو ایک طرف مضبوط، مکمل اور صحیح ہدایت اور روشنی مل رہی ہے۔ دوسری طرف اس کی عقل کی ترقی و نشو و نما کے لئے ایک وسیع میدان بخشا گیا ہے۔ جس کے اندر رہ کر وہ اپنے عروج کی تمام منازل طے کر سکتا ہے۔ اب اسے مزید کسی ہدایت کی ضرورت نہیں موجودہ انسان کی ساخت قدرت نے جس طریق پر کی ہے اس کے خالق نے اسے مدنظر رکھکر اس کی ترقی کے سامان بھی مہیا کر دیئے ہیں اس لئے اب قیامت تک کے لیے قرآن کریم ہی سرچشمہ ہدایت ہے۔ جس کی تعلیمات پر عمل کر کے انسان بڑے سے بڑا کمال حاصل کر سکتا ہے اور محمد رسول اللہ ہی ایک ایسے مثالی نمونہ ہیں جن کے نقش پا پر چل کر انسان انسانیت کے بلند ترین مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے قرآن خاتم الکتب ہے۔ اور محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء۔

۴۔ سابقہ نبوتوں پر ایمان اور آئندہ نبوت کی نفی

۴۔ گذشتہ تمام انبیاء علیہم السلام محمد رسول اللہ کی ذات میں جمع ہیں۔ یعنی ہر نبی اپنے اپنے وقت میں اخلاق کی ایک خاص صفت کا مظہر تھا مگر عرب کا عظیم الشان نبی اخلاق کی تمام شاخوں کی آبیاری کرتا ہے۔ اور گذشتہ تمام کتب سماوی قرآن کریم کے اندر سما گئی ہیں اور یوں ماضی کے تمام تنازعات اور اختلافات مٹا دیئے گئے ہیں۔ ایک عیسائی محمد رسول اللہ کو مان کر مسیح کا منکر نہیں ہو سکتا۔ ایک ہندو قبول اسلام کے بعد کرشن اور رام چندر کا بھی معتقد رہے گا۔ ایک یہودی قرآن کریم پر ایمان لا کر اصل تورات کا بھی مومن رہے گا۔ پس سابقہ انبیاء اور سابقہ کتب کی تکریم و تعظیم میں کچھ فرق نہیں آئے گا آئندہ کا یہ انتظام کر دیا گیا کہ نہ تو کوئی نبی مبعوث ہوگا۔ اور نہ کوئی نئی کتاب نازل ہوگی یوں انسانوں میں کوئی نئی تفرقہ بازی یا تنازعات پیدا ہونے کا کوئی مزید موقعہ ہی پیدا نہیں ہوگا۔ ختم نبوت نے جہاں سابقہ کدورتوں کو دھو ڈالا وہاں نئی کدورتوں کے امکانات بھی بند کر دیئے۔ اور اس وقت یہی انسانیت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ انسانوں کے دلوں سے اگر کدورتیں دور ہو جائیں ناجائز تفوق اور تفاخر کے خیال جاتے رہیں۔ نسلی برتری ایک داستان پارینہ بن جائے۔ اور مساوات اپنی صحیح شکل میں قائم ہو جائے۔ تو روسی کو امریکی سے اور امریکی کو افریقی سے کوئی نفرت نہ رہے گی۔ اور قوموں میں اتفاق اور اتحاد پیدا ہو جائے گا۔ تب انسان ایک ایسی برادری میں منسلک ہو جائے گا جس کے افراد ایک دوسرے پر نثار ہونے کے لئے ہر وقت تیار ہوں گے۔ ایک دوسرے کے لئے قربانی کے جذبات دلوں میں خود بخود پیدا ہونے لگیں گے اور اس وقت کا سائنسدان ہلاکت آفرین آلات بنانے کی بجائے آرام و آسائش پیدا کرنے کے سامان مہیا کرنے میں لگ جائے گا۔ سفر کی صعوبتیں کم ہو جائیں گی۔ غذا کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ غریب امیر بھائیوں کی طرح رہنے لگ جائیں گے۔ مرد اور عورت محبت اور موانست سے زندگی بسر کرنے لگیں گے۔ اور یہ وقت وہ ہوگا جب دنیا بقعہ نور بن جاوے گی۔ اور انسانیت مصیبتوں بیماریوں اور جنگوں سے نجات حاصل کر لے گی۔ ایمان اور ایقان اور عرفان کی منازل طے کر کے اپنے پیدا کرنے والے کا نام دنیا کے کونہ کونہ میں بلند کرنے لگ جائے گی۔

نام نہاد علمبرداران ختم نبوت

افسوس کہ علمبرداران ختم نبوت نے جلوس تو بہت نکالے جلسے بھی خوب کئے ان کے نعروں سے فضاء آسمانی بھی گونجتی رہی مگر اس عقیدہ میں جو اتفاق، اتحاد، نظم و ضبط، محبت و اُلفت، آرام و سکون، امن و امان، ترقی اور آسودگی مضمر تھی اس کو کسی نے آشکارا نہ کیا۔ ختم نبوت کے نام پر خون خرابہ اور دھینگا مشتی کرنے والے ذرا غور کریں کہ قرآن تو اس نظریے کے ذریعہ تمام نوع انسانی کو اکٹھا کرنا چاہتا ہے مگر یہ لوگ اسلام کی اپنی چار دیواری ہی میں خون خرابا اور ہلڑ بازی کر کے سمجھ رہے ہیں کہ وہ اس دین فطرت کی کوئی بہت بڑی خدمت سرانجام دے کر ثواب حاصل کر رہے ہیں۔ ہمیں تو اس عقیدہ میں انسانیت کی فلاح و بہبود کا سامان نظر آ رہا ہے۔ مگر یہ لوگ اپنے کلمہ گو بھائیوں کے گلے کاٹ کر اور خون کی ندیاں بہا کر تحریک ختم نبوت کو چلانا چاہتے ہیں۔ ختم نبوت پیغام وصال ہے نہ کہ وجہ نفاق یہ دلوں کو جوڑنے والی تعلیم ہے نہ کہ بھائیوں کو بھائیوں سے جُدا کرنے والا خونی عقیدہ۔

اسلامی تعلیمات اور اتحاد نسلِ انسانی

اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح خدا وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی طرح اس کے حضور سے بھیجا ہوا رسولؐ بھی تمام دنیا کے لئے ایک ہی ہے اور تمام دنیا کے اسلام کا مذہب بھی ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے یعنی دین امن۔ اور اس کی نازل کردہ کتاب بھی ایک ہے۔

روس اور امریکہ انسانی قیادت کے اہل نہیں

اس وقت دنیا کمیونزم سے ہدایت حاصل نہیں کر سکتی۔ کمیونزم خدا اور مذہب پر استہزا کرتا ہے۔ اس کے ہاں اخلاق کا کوئی ضابطہ نہیں، ہاں حکومت کی طاقت کے سامنے سب کو جھکنا ہے حکومت جس قماش کے لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی اسی قسم کے اخلاق رعایا میں پیدا ہوں گے، سٹالن کی پالیسی اور تھی۔ کمیونزم نے اسے مورد عتاب بنایا اور نئی پالیسی کا نفاذ کر دیا۔ عام دنیا کمیونزم کے نظریات سے مطمئن نہیں ہو سکتی اسی طرح آج امریکہ کے تامدبن دنیا کے لئے چشمۂ ہدایت نہیں بن سکتے ان کے اپنے ملک میں کالی نسل کے لوگوں سے ناروا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح یورپ کی سفید فام اقوام ابھی تک رنگدار نسلوں سے جلب منفعت کی پالیسی پر قائم ہیں۔ یہ قومیں تمام انسانیت کی قیادت کی اہل نہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۴)

www.aaiil.org

نبی کریم صلعم کا فیض تا قیامت جاری ہے

جناب ممتاز احمد فاروقی۔ لاہور

قرآن کریم نے ایک آیت میں اس امر کو واضح کیا ہے کہ محمدؐ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں اور نہ صرف نبیوں کے سردار ہیں۔ بلکہ سلسلہ نبوت اُن پر ختم ہو گیا۔ وہ تو رحمۃ للعالمین ہو کر آئے۔ اور نہ صرف خدا کی طرف سے کتاب (قرآن کریم) لائے۔ بلکہ اس پر عمل کر کے دکھایا۔ اس کی تعلیم اپنے متبعین کو دی اور ان کا تزکیہ نفس کیا۔ مگر یہ تزکیہ نفس اس زمانے میں ہی ختم نہیں ہو گیا۔ اگرچہ نبی کریم صلعم نے خود زبان مبارک سے فرما دیا کہ لا نبی بعدی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خوشخبری سنا دی کہ حضور کے مبشرات کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور احیاء دین کی خاطر اللہ تعالیٰ اس اُمت محمدیہ میں ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد مامور کیا کرے گا۔ جو کہ ضرورت زمانہ کے مطابق مسلمانوں کو قرآن کریم کی تعلیم اور حکمت کا وعظ کیا کرے گا۔ اور اُن کا تزکیہ نفس کرے گا۔ اور خصوصاً نبی کریم صلعم کے فیض کا وارث۔ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کے ماتحت ابنائے فارس میں سے ایک مجدد اعظم کو بتلایا جو کہ مسیح موعود اور مہدی بھی ثابت ہوا۔ وہ شخصیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی تھی جنہوں نے خدا تعالےٰ کی مدد اور نصرت کے ساتھ پھر لیظھرہ علی الدین کلہ کا نظارہ آنکھوں کے آگے پیش کر دیا۔

ہماری جماعت اس مجدد وقت کے سچے مریدوں میں اپنے آپ کو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر میں سے سمجھتی ہے۔ اس جماعت نے مجدد وقت سے "دین کو دنیا پر مقدم کرنے" اور خدمت دین اور اشاعت اسلام کا عہد کیا۔ ہمارے بزرگوں میں سے بہت سے اس عہد کو نبھا کر اور خدا تعالےٰ کے آگے سرخرو ہو کر اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ اب ہم جو باقی رہ گئے ہیں ہمیں اپنے نفسوں کو ٹٹولنا چاہیئے کہ ہم اس عہد پر کہاں تک قائم ہیں؟ آیا ہمارے اندر وہ تقوےٰ اور پرہیزگاری اور قربانی اور خدمت دین کا جذبہ باقی ہے؟ کیا ہمارے اعمال میں دنیا کی ملونی تو نہیں آگئی ہے۔ کیا ہمارے دلوں میں خوفِ خدا ہر وقت موجود رہتا ہے؟

اگر نہیں

تو ہم لوگ خسارہ میں ہیں اور اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ مگر ابھی وقت ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال سکیں۔

ہمارا فرض ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ہر ممکن کوشش کریں اور اس محسن اعظم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تصویر دنیا کے آگے پیش کریں۔ پھر سب سے بڑھ کر قرآن کریم اور اس کی تعلیم کو دنیا میں پھیلائیں۔ میرے بھائی نصیر احمد فاروقی راوی ہیں کہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب بستر مرگ پر تھے تو ایک دفعہ میرے بھائی کو مخاطب کر کے کچھ بات آہستہ سے کی۔ جب یہ قریب آکر سننے کی کوشش کرنے لگے . . . . تو فرما رہے تھے:۔

"ہمارا کام ہے کہ قرآن کو دنیا
میں پھیلا دیں وہ اپنی جگہ آپ لوگوں
کے دلوں میں بنا لے گا"

اس سلسلہ میں ابھی ہمارے لئے بہت سا کام کرنا باقی ہے۔ انگریزی ترجمہ قرآن کریم ہی ابھی ہم پورے طور پر دنیا میں نہیں پھیلا سکے۔ ابھی اور بہت سی زبانوں میں ترجمہ ہونا باقی ہے۔

پھر جن زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ مثلاً تامل زبان۔ بنگالی زبان وہ بھی ابھی تک نہیں شائع کئے جا سکے۔ سندھی زبان میں ترجمہ بھی نامکمل رہ گیا۔ جرمن ترجمہ قرآن بھی ضائع ہو گیا۔ گورمکھی اور ہندی زبان میں بھی ترجمہ ہوا مگر وہ بھی طبع نہ ہو سکا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اردو ترجمہ قرآن کریم مع متن کی بھی اشاعت ہم لوگ پورے طور پر نہ کر سکے۔ آج حمائل سائز اردو ترجمہ مع حواشی اور مختصر تفسیر کے بہت مقبول ہو تا ہے اور اس کی کافی مانگ ہے۔ ہمارے پاس مولانا مرحوم کا ترجمہ مع حواشی (حمائل سائز) موجود ہے مگر اس کی طباعت اچھی نہیں ہوئی۔ اور اس میں بہت سی غلطیاں رہ گئیں۔

بعض احباب نے مشورہ دیا تھا کہ اس حمائل کو دوبارہ خوش خط اور صحیح لکھوا کر اس کے بلاک بنوا لئے جائیں تا کہ آئندہ اس کے چھپوانے میں کوئی دقت نہ ہو۔ مگر اس کی کتابت اور فوٹو بلاک بنوانے کے اخراجات بیس ہزار روپے سے زائد ہو جاتے ہیں جس کے لئے انجمن کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ البتہ اگر جماعت کے صاحب ثروت اور سخی الطبع اہل دل حضرات مل کر کوشش کریں تو اس کے لئے فنڈ بھی اکٹھا ہو سکتا ہے اور نہ صرف یہ ایک فیض عام ہو گا بلکہ صدقہ جاریہ ہو گا۔ والسلام

خاکسار ممتاز احمد فاروقی از لاہور

عقیدہ ختم نبوت امن عالم کا ضامن ہے

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

اسلام کی مقبولیت

مذاہب میں مسیحیت آج تک مادی سامانوں اور طاقت کے بل بوتے پر پھیلتی اور پھولتی رہی۔ لیکن اب دنیا کی قومیں آزادی کے خواب دیکھ رہی ہیں۔ جو جو اقوام آزاد ہوتی جا رہی ہیں وہاں عیسائی مشنری بھی ملک بدر ہو رہے ہیں۔ آج افریقہ میں عیسائیت کو اسلام کے ہاتھوں شکست مل رہی ہے۔ ہندومت کوئی تبلیغی مذہب نہیں ہے۔ اسے بھارت کے باہر کہیں مقبولیت نہیں اور نہ ہی اصولوں میں کوئی جاذبیت ہے۔ اس وقت اسلام ہی ایک واحد مذہب ہے جو ایک طرف افریقہ کے پسماندہ لوگوں کو رفعت، بلندی، خودداری اور احترام آدمیت کے اصول سکھا رہا ہے اور دوسری طرف یورپ کی آزاد اور حد سے زیادہ ترقی یافتہ اقوام کو اعتدال پر لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسلام کو دونوں حلقوں میں فوقیت حاصل ہو رہی ہے۔ کاش کہ مسلمان تبلیغ اور اشاعت کی تحریک میں وابستہ ہو کر دنیا کو پیغام حق دینے میں جد و جہد کریں۔ دنیا اس پیغام کو سننے کے لئے تیار ہو۔ صرف مشنریوں کی کمی ہے۔

احمدیت کا کارنامہ

احمدیت کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ اس نے اسلام کی باقاعدہ اشاعت شروع کر دی اور بانیٔ تحریک احمدیت کا مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو اشاعت اور تبلیغ کا بھولا ہوا سبق یاد کرا دیا ہے۔ اس وقت افریقہ میں امریکہ میں اور تمام یورپی ممالک میں احمدیوں کے ذریعہ اسلام کا پیغام عام کیا جا رہا ہے اور جہاں کہیں اسلام کی آواز بلند کی جاتی ہے وہاں ہی اس کو سننے والے اور قبول کرنے والے لوگ پیدا ہو رہے ہیں۔ مسیح کی آمد کا انتظار بھی احمدیت کی تعلیم کے پر زور دلائل سے ختم ہو چکا ہے۔ اب تو ملا جلدی اور مسیح کی آمد ثانی کے وعظ نہیں کہتا۔ مسیح کی حیات کا کہیں تذکرہ نہیں ہوتا۔ درحقیقت جہاں مسیح کی وفات کے ساتھ مسیحیت کی وفات بھی ہو چکی ہے وہاں ملا بھی اپنا غلبہ اور اقتدار کھو چکا ہے۔

اب مسیح دنیا میں دوبارہ آکر ختم نبوت کے تخت پر جلوہ گر نہیں ہو سکتا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی دنیا کے آخری نبی اور آخری نجات دہندہ ہیں۔ کوئی اسرائیلی نبی دنیا کی مصائب کا حل دریافت نہیں کر سکتا۔ پس دنیا کو اب محمد رسول اللہ ہی آستانہ پر جھکنا ہے۔ وہی دنیا کو مصائب سے نجات دلا سکتے ہیں مرالٰہی کے مکتب سے تیار شدہ خلفاء اللہ آئمہ تعلیمات اسلامی کی اشاعت کر کے دنیا کو ہدایت و رشد کے سبق سکھلا سکتے ہیں۔

پس وقت آگیا ہے کہ ختم نبوت کے عقیدہ کی زور سے تبلیغ کی جائے اور گذشتہ انبیاء کی دوبارہ تشریف آوری یا نئے انبیاء کے ظہور کے غلط عقائد کا ابطال کیا جائے کیونکہ تمام نسل انسانی کا اسی میں فائدہ ہے۔ ہماری دعا

(باقی بر صفحہ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

انسان کامل

تشدعیاں از وے علی وجہ الاتم
جوہر انسان کہ بود آں مضمر ہے (مسیح موعود)

از ۔ شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر دفتروں کے دفتر لکھ ڈالے ہیں

اوچہ میدار د بمدح کس نیاز ؛ مدح او خود فخر ہر مدحت گرے (مسیح موعود)

آنحضور کو کسی کی مدح کی کیا حاجت ہے۔ البتہ آپ کی مدح ہر مدحت گر کے لئے باعث فخر ہے۔

قرآن شریف کا ایک ایک لفظ آپ کی سیرت طیبہ کا ترجمان ہے انک لعلی خلق عظیم $\frac{68}{4}$ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم $\frac{3}{158}$ ۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم $\frac{9}{128}$

آج کی صحبت میں میرا ارادہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بزبان حضرت مسیح موعود روشنی ڈالی جائے۔ کیونکہ آپ سے بڑھکر راز دان نبوت و نبض شناس رسول سوائے چند صحابہؓ کے اس امت میں کوئی آدمی نظر نہیں آتا فرماتے ہیں ؎

لاشک ان محمداً خیر الوریٰ ؛ ریق الکرام و نخبۃ الاعیان
تمت علیہ صفات کل مزیۃ ؛ ختمت بہ نعماء کل زمان

ترجمہ :۔ اس میں شک نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الوریٰ ۔ برگزیدہ کرام اور چیدہ اعیان ہیں (۲) ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپ کے وجود میں کمال کو پہنچی ہوئی ہیں اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ کی ذات پر ختم ہیں۔

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں ؛ محمدؐ است فروزندۂ زمین و زمان
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا ؛ خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

ترجمہ :۔ محمد صلعم دونوں جہان کے امام اور چراغ ہیں ۔ اور محمد صلعم کے وجود باجود سے ہی سارا جہان روشن ہے۔ (۲) میں اللہ تعالےٰ کے خوف کی وجہ سے انہیں خدا تو نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم ان کا وجود تمام مخلوق کے لئے خدا نما ہے۔

آنحضرت صلعم کے نور فطرت و نور اخلاق پر نور وحی کا نزول

از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ نور السموات والارض ؕ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح ؕ المصباح فی زجاجۃ ؕ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیٓء ولو لم تمسسہ نار ؕ نور علیٰ نور ؕ یھدی اللہ لنورہ من یشاء ؕ و یضرب اللہ الامثال للناس ؕ واللہ بکل شیء علیم (الجزو نمبر ۱۸)

خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے۔ خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی ۔ اور خواہ ظاہر ہے اور خواہ باطنی ۔ اور خواہ ذہنی ہے ۔ خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے۔ اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں ۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے ۔ اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے۔ وہی ہے جس نے ہر یک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا ۔ اور خلعت وجود بخشا ۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے۔ کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو ۔ یا اس سے مستفیض نہ ہو ۔ بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان ، اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔

یہ تو عام فیضان ہے جس کا بیان آیت اللہ نور السموات والارض میں ظاہر فرمایا گیا ۔ یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر چیز پر احاطہ کر رکھا ہے ۔ جس کے فائز ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہیں ۔ لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بہ شرائط ہے ۔ اور انہیں افراد خاصہ پر فائض ہوتا ہے[۳] جن میں سے افضل و اعلیٰ ذات جامع البرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا ۔

اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے ۔ اور دقائق حکمیہ میں سے ایک دقیق مسئلہ ہے اس لئے خداوند تعالےٰ نے اوّل فیضان عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کر کے پھر اس فیضان خاص کو بغرض اظہار کیفیت نور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے ۔ کہ جو اس آیت سے شروع ہوتی ہے مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح الخ اور بطور مثال اس لئے بیان کیا ۔ کہ تا اس دقیقہ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور دقت باقی نہ رہے ۔ کیونکہ معانئ معقولہ کو صور محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر ایک غبی و بلید بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے ۔

بقیہ ترجمہ آیات ممدوحہ یہ ہے ۔ اس نور کی مثال (فرد کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے جیسے ایک طاق (یعنی سینۂ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) اور طاق میں ایک چراغ (یعنی وحی اللہ) اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفّٰی ہے (یعنی نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے ۔ جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشہ سفید اور صافی کی طرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے منزہ اور مطہر ہے ۔ اور تعلقات ماسوا سے اللہ سے بکلی پاک ہے) اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں ۔ جن کو کوکب دری کہتے ہیں (یعنی حضرت خاتم الانبیاء کا دل ایسا صاف کہ کوکب دری کی طرح نہایت منور اور درخشندہ جس کی اندرونی روشنی اس کے بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) وہ چراغ زیتون کے شجرۂ مبارکہ سے (یعنی زیتون کے روغن سے) روشن کیا گیا (شجرۂ مبارکہ زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے ۔ کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے ۔ جس کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں ۔ بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علی سبیل الدوام ہے ۔ اور ہمیشہ جاری ہے ۔ کبھی منقطع نہیں) اور شجرہ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی (یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسط و اعتدال پر واقع ہے ۔ اور احسن تقویم پر مخلوق ہے ۔

اور یہ جو فرمایا کہ اس شجرۂ مبارکہ کے روغن سے چراغ وحی روشن کیا گیا ۔ سو روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی مع جمیع اخلاق فاضلہ فطرتیہ ہے ، جو اس عقل کامل کے چشمۂ صافی سے پروردہ ہیں ۔ اور وحی کا چراغ لطائف محمدیہ سے روشن ہونا ان معنوں کر کے ہے کہ ان لطائف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے اور اس میں یہ بھی

[۳] حق یہ ہیں اس کے قبول ہونے کی قابلیت و استعداد موجود [illegible]

اشارہ ہے کہ فیضان وحی اُن لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا، اور انہیں اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا۔ کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر ایک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا۔ توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی۔ سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقع تھا۔ نہ ہر جگہ حلم پسند تھا۔ اور نہ ہر مقام غضب مرغوب خاطر تھا۔ بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ ملحوظ طبیعت مبارک تھی۔ سو قرآن شریف بھی اسی طرز موزوں معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت ورحمت وہیبت وشفقت ونرمی و درشتی ہے، سو اس جگہ اللہ تعالےٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے اور نہ غربی۔ یعنی طینت معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے۔ جس میں نہ مزاج موسوی کی طرح درشتی ہے۔ نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی۔ بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے، اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے۔

اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو بمعیت عقل لطیف روشن ظہور در شتے وحی قرار قرار پائے۔ اُن کی نسبت ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے انك لعلى خلق عظيم پ۲۹ یعنی تو اے نبی خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم ومکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ لفظ عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو۔ مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ جس قدر طول وعرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے۔ جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے۔ کہ حیطۂ ادراک سے باہر ہو۔

اور خلق کے لفظ سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روئی اور حسن خلاطیا نرمی وتلطف وملائمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے بلکہ خلق بفتح خا اور خُلق بضم خا دو لفظ ہیں۔ جو ایک دوسرے کے مقابل واقع ہیں۔ خلق بفتح خا سے مراد وہ صورت ظاہری ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کی طرف سے عطا ہوئی جس صورت کے ساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں سے متمیز ہے۔ اور خُلق بضم خا سے مراد وہ صورت باطنی ہے یعنے خواص اندرونی ہیں جن کے رُو سے حقیقت انسانیہ حقیقت حیوانیہ سے امتیاز کلی رکھتی ہے پس جس قدر انسان میں من حیث الانسانیت اندرونی خواص پائے جاتے ہیں۔ اور شجرۂ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہیں۔ جو کہ انسان اور حیوان میں من حیث الباطن مابہ الامتیاز ہیں اُن سب کا نام خُلق ہے۔

اور چونکہ شجرۂ فطرت انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے۔ اور ہر ایک افراط وتفریط سے جو قوائے حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزہ ہے جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے:۔

لقد خلقنا الانسان فى احسن تقويم

(الجزو نمبر ۳۰) اس لئے خُلق کے لفظ سے جو کسی مذمت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاق فاضلہ مراد ہوتے ہیں۔ اور وہ اخلاق فاضلہ جو حقیقت انسانیہ ہے تمام وہ خواص اندرونی ہیں، جو نفس ناطقہ انسان میں پائے جاتے ہیں۔ جیسے عقل۔ ذکا۔ سرعت فہم۔ صفائے ذہن۔ حسن تحفظ۔ حسن تذکر۔ عفت حیا۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ تورع۔ جوانمردی۔ استقلال عدل۔ امانت۔ صدق۔ لہجہ۔ سخاوت فی محلہ۔ کرم فی محلہ۔ مروت فی محلہ۔ علو ہمت فی محلہ۔ حلم فی محلہ۔ تحمل فی محلہ۔ حمیت فی محلہ۔ تواضع فی محلہ۔ ادب فی محلہ۔ شفقت فی محلہ۔ رأفت فی محلہ۔ رحمت فی محلہ خوف الٰہی۔ محبت الٰہیہ۔ اُنس باللہ۔ انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ) اور زیتل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ (یعنے عقل اور جمیع اخلاق فاضلہ اس نبی معصوم کے ایسے کمال موزونیت لطافت و نورانیت پر واقع کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) نور سے مراد نور پر نازل ہوا نور پر (یعنے جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے۔ سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے۔ وارد ہو گیا۔ اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔

پس اس میں یہ اشارہ فرمایا۔ کہ نور وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے۔ کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے تاریکی پر وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے۔ اور تاریکی کو نور سے کچھ مناسبت نہیں، بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے۔ اور حکیم مطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا۔ ایسا ہی فیضان نور میں بھی اس کا یہی قانون ہے کہ جس کے پاس کچھ نور ہے۔ اسی کو اور نور بھی دیا جاتا ہے۔ اور جس کے پاس کچھ نہیں، اس کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے۔ اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں، وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے۔ اور جس کو فطرتی نور کم ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے ۴۴ اور انبیاء و متعلہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں جن کو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں اسی جہت سے قرآن شریف میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔ جیسا فرمایا ہے

قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين

(الجزو نمبر ۶) وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا (الجزو نمبر ۲۲) یہی حکمت ہے کہ نور وحی جس کے لئے نور فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے۔ صرف انبیاء کو ملا، اور انہیں سے مخصوص ہوا۔

شد عیاں از دوسے علی وجہ الاتم

جوہر انساں کہ بود آں مضمرے

اخبار احمدیہ

کامیابی اور عطیہ:۔

خانپور سے عبدالعزیز صاحب ریلوے گارڈ لکھتے ہیں:۔

میرا لڑکا عزیز مختار احمد ایف اے کے امتحان میں کامیاب ہوا ہے۔ دوسرا لڑکا عزیز محمود احمد ایف ای ایل میں کامیاب ہوا ہے۔ بڑی لڑکی عزیزہ نسیم اختر میٹرک کے امتحان میں ۷۲۸ نمبر لے کر بہاولپور ڈویژن میں سیکنڈ آئی ہے اور وظیفہ بھی حاصل کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس خوشی میں مبلغ ۸ روپے عطیہ خاص برائے اشاعت اسلام بمد معنت اشاعت ارسال ہیں۔

درخواست دعا

محمد صادق صاحب بٹ صوفی پورہ گلے کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جملہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس مخلص احمدی بھائی کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

تقسیم ترجمۃ القرآن انگریزی وبیان القرآن

قسم قرآن	معطی	مقام	تعداد
ترجمۃ القرآن انگریزی قسم اول	میاں فضل الرحمن صاحب ملتان	مغربی پاکستان	۱
" " " دوم	"	نائیجیریا	۸
" " "	"	U.S.A	۱
" " "	"	ایسٹ پاکستان	۱
" " "	"	مغربی پاکستان	۴
" " "	"	برما	۱
" " "	"	فلپائن	۱
" " "	"	انڈونیشیا	۱
بیان القرآن جلد اول	"	مغربی پاکستان	۳
" " دوم	"	"	۴
" " سوم	"	"	۴
ترجمۃ القرآن انگریزی قسم دوم	شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ	انڈونیشیا	۴
" " "	"	ہندوستان	۳
" " "	"	گھانا	۱
" " "	"	ہالینڈ	۱

۴۴ اور جس کو فطرتی نور زیادہ ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے

www.aaiil.org

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت آپ کی اتباع میں ہے نہ کہ خوش فہمی اور خوش عقیدگی میں

[illegible]

نبی کریمؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کے اوصاف

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کا نقشہ کھینچا ہے اور ان کے بعض اوصاف بیان کئے ہیں، چنانچہ فرمایا اشداء علی الکفار رحماء بینھم غیروں کے مقابلے میں ان کے اندر بڑی سختی اور مضبوطی تھی، وہ غیروں سے مرعوب نہیں ہوتے تھے، بلکہ سختی اور قوت کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتے تھے۔ ایک تو یہ ان میں وصف تھا اور دوسرا وصف رحماء بینھم کا تھا یعنی ان میں آپس کے تعلقات محبت و الفت کے تعلقات تھے۔ ایک دوسرے سے رحم کا برتاؤ کرتے تھے۔ یہ دونوں اوصاف قومی ترقی کی بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے ایک اور وصف کا ذکر کیا۔ فرمایا تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا۔ رات دن وہ رکوع و سجود میں لگے رہتے تھے، اور خدا کے فضل و کرم کے طلبگار ہوتے تھے۔ اور رضائے الٰہی ان کے پیش نظر رہتی تھی۔ ذالک مثلھم فی التوراۃ و مثلھم فی الانجیل۔ مومنوں کے ان اوصاف کا نقشہ تو توراۃ میں بھی کھینچا گیا ہے کزرع اخرج شطاہ جیسے ایک بیج ہو، جو زمین میں نشو و نما پاتا ہے۔ پھر اس سے کونپلیں پھوٹتی ہیں۔ پتے نکلتے ہیں۔ شاخیں، ٹہنیاں بنتی ہیں۔ اور اس تدریجی نشو و نما اور تکمیل مدارج کے بعد وہ ایک درخت بن جاتا ہے۔ یہی نقشہ قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی جماعت کا کھینچا گیا ہے جس میں یہ سمجھانا مقصود ہے کہ گو ابھی مسلمان تھوڑے نظر آتے ہیں۔ مگر چونکہ حق ایک بیج کی طرح ہے اس لئے یہ بڑھے گا اور پھلے اور پھولے گا۔

ایک اہم سوال

عید میلاد کے جلسے جلوسوں پر پہلا خیال جو میرے دل میں وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب خدا ایک عظیم نبیؐ اور عالمگیر رسولؐ کی مدح سرائی خود کرتا ہے اور اس کی عظمت و شوکت کا بیان کرتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایسے عظیم اور عالمگیر عظمت و شوکت کے مالک نبیؐ کی امت اس قدر پسماندہ اور درماندہ کیوں ہے؟ اور اس پر انحطاط کا عالم کیوں ہے۔ اور اس کی اخلاقی قدریں کیوں کم ہوتی جا رہی ہیں۔ چاہیئے کہ اس کا جواب مسلمان اپنے دل سے تلاش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بدقسمتی اور حرماں نصیبی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلام کی عالمگیر اور بلند اور ارفع تعلیم کو اور حضرت نبی کریم صلعم کے اسوۂ حسنہ کو ہم نے قصہ گوئی اور مدح سرائی کا مضمون بنا لیا ہے۔ اور اس کو کہاوتوں اور کہانیوں تک ہی محدود کر رکھا ہے ہماری عملی زندگی میں یہ تعلیم کوئی پارٹ ادا کرتی نظر نہیں آتی۔ اور نبی کریمؐ کی جو تعلیم بطور اسوۂ حسنہ ہمیں عمل میں لانا تھی۔ اس کو قطعی طور پر بھلا بیٹھے ہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

مجھے اپنے دوستوں سے بچاؤ

آنحضرت صلعم آئے تو اس لئے تھے کہ لوگوں کے سامنے زندگی اور اعلیٰ زندگی کا نمونہ پیش کریں، اور اس نمونہ کی اقتداء و اتباع کے لئے لوگوں کو دعوت دیں، اور ان کو ایک اعلیٰ اور ارفع مقصد کے حصول کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے کی تحریص و ترغیب دلائیں۔ اگر ہم اپنی زندگی کو اس سانچہ میں نہیں ڈھالتے۔ اور نہ بتلائے گئے مقصد کے لئے جد و جہد کرتے ہیں۔ تو ہم نبی کریمؐ کے دوست ہونگے تو سہی، لیکن ایسے دوست ہوں گے جن کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے کہ مجھے ایسے دوستوں سے بچاؤ۔ یہ دوست میری رسوائی اور بدنامی کا باعث ہیں۔ آج ہمیں کچھ ایسی ہی کیفیت نظر آتی ہے۔ نہ اپنے دین کی صحیح تعلیم پر ہمارا عمل ہے، اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے مدنظر ہے۔

نبی کریم صلعم کی اتباع کی ضرورت

نبی کریمؐ نے بڑی صفائی اور وضاحت سے یہ بات کہدی ہے کہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ لوگو اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ میری عملی زندگی کو سامنے رکھو، اور اسی پر ہی اپنی زندگی کی بنیاد استوار کرو۔ یاد رکھو میری طرح زندگی بسر کروگے تو خدا کی محبت، اس کا قرب اور اس کے انعام و اکرام کے وارث ٹھہرو گے۔
ستولت کا صحیح اندازہ کرسکیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ محض خوش عقیدگی اور خوش فہمی کی نظر سے آپؐ کے کمالات عالیہ۔ اور مراتب کا صحیح جائزہ نہیں لے سکتے کیونکہ ان کی تجزیہ کی استعدادیں خوش عقیدگی اور خوش فہمی کے جال میں ہی الجھ کر رہ جاتی ہیں میں جب کبھی بعض مغربی محققین کی کتب کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اور ان کی تحقیقات کو دیکھتا ہوں، تو نبی کریم صلعم کے متعلق جو تاریخی حقائق وہ بیان کرتے ہیں، اور جو واقعات جمع کرتے ہیں، ان سے حضور نبی کریم صلعم کے کمالات اور مراتب کا صحیح طور پر اندازہ ہوتا ہے۔ اور یہ امر کہ حضورؐ کن اوصاف حمیدہ کے مالک تھے ہمیں صحیح طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مغربی محققین جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ خوش عقیدگی پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ حقائق کا تجزیہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی تحقیقات میں جان ہوتی ہے اور ان تحقیقات سے وہ آپؐ کی قدر کو صحیح طور پر پہچانتے ہیں یہ بڑی مشکل بات ہے۔ لیکن یہی مشکل بات مغربیوں کی خوبی بن چکی ہے۔ ہم مسلمان اس قابل نہیں کہ اپنے نبیؐ کی صحیح قدر شناسی کرسکیں۔ ہماری مدح سرائی نبی کریمؐ کی مایوسی کا موجب ہے
اگر نبی کریمؐ ان جلسے جلوسوں کو دیکھیں جہاں آپکی امت آپؐ کی قدردانی اور قدرشناسی کا مظاہرہ صرف مدح و غزل سرائی، نعت خوانی اور ڈھول ڈھمکوں سے کر رہی ہو تو حضورؐ دیکھ کر آنکھیں جھکا لیں گے اور مایوس ہوں گے، کہ اے اللہ اس امت کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میرے اسوہ حسنہ کو بھول بیٹھی ہے غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہم نبی کریمؐ کے نمونہ پر کس قدر کاربند ہیں۔ ذرا سوچیئے کہ آپؐ کی زندگی سراپا اعلیٰ کردار کا نمونہ تھی۔ آپؐ نے فرمایا اگر موسیٰؑ، عیسیٰؑ بھی اب زندہ ہوں تو وہ بھی میری زندگی کے عملی نمونہ پر ہی چلیں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کا نمونہ کس قدر اہمیت رکھتا ہے، اور ہم ہیں کہ اس نمونہ کو خواب سمجھ بیٹھے ہیں۔ ایسا خواب جس کی کوئی تعبیر نہ ہو۔

زندگی سے گریز

یہ خوش فہمی اور خوش عقیدگی ہی تو ہے کہ صرف کلمہ پڑھ لیا اور جنت کے مالک بن بیٹھے۔

www.aaiil.org

فی الحقیقت نبی کریم صلعم کا مقصد انقلاب پیدا کرنا تھا وہ زندگی کے کھوٹ پر ایک نیا انقلاب پیدا کرنے آئے تھے اور انسانی تفکر کو نئی راہیں دکھلانے آئے تھے، اور خوش عقیدگی اور خوش فہمی کے غلط رجحان کو ختم کر دینا چاہتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ نجات عمل پر منحصر ہے، خوش فہمی اور خوش عقیدگی کے غلط رجحان کو آپ نے بڑی سختی کے ساتھ رد کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ گریز ہے ـــــ زندگی سے گریز۔ افسوس تو یہ ہے کہ یہ گریز اسی مذہب کے نام سے پیدا ہوا جو حقیقت پسندی سکھاتا ہے۔ اگر بہ نظر انصاف اس پر غور کریں تو یہ تساہل پسند لوگوں کا کام ہے۔ ورنہ اسلام کا پیغام زندگی سے فرار نہیں بلکہ زندگی سے پیار ہے۔ سچا اور کھرا پیار۔ مسلمانوں کو جب تک اپنے حقیقی مقصد سے آگاہی نہیں ہوگی (اور یہ آگاہی اسی وقت ہو سکتی ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم اور آپ کے پاک نمونہ کو عادت ثانیہ بنا لیا جائے) اس وقت تک ذہنیت نہیں بدل سکتی۔ اور ذہنیت نہ بدلنے سے ہماری موجودہ حالت بھی جو زوال و انحطاط ہے، نہیں بدل سکتی۔

خُلقِ عظیم

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو بہت کچھ جانتے ہیں، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے لئے ہم میں کوئی دلکشی نہیں ہے۔ قرآن آپ کے اخلاق کا معیار یہ بتاتا ہے انک لعلی خلق عظیم آپ خُلق عظیم کے مالک ہیں۔ آپ کا خلق اپنی نظیر آپ ہے۔ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ آپ نے اخلاقی طور پر کس قدر بلند مراتب حاصل کئے ہیں۔ کیسی کیسی نازک راہوں میں آپ نے اپنے اخلاق کا نمونہ دکھلایا ہے۔ سوچیں اور غور کریں کہ بڑائی حاصل کرنا محض اتفاق نہیں ہے، بڑائی کا راستہ نہایت دشوار گذار اور مشکل ترین ہے۔ آپ محض اتفاق سے ہی خلق عظیم کے مالک نہ تھے بلکہ آپ کی تمام تر زندگی خلق عظیم کے معیاروں پر پوری اُترتی ہے، آپ نے جو اخلاق پیدا کئے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ غصہ کے وقت بھی آپ کے اخلاق نے انتقام کی تنفیں ڈھیلی نہ چھوڑیں، آپ کی تمام زندگی انتقام کے جذبہ سے پاک نظر آتی ہے۔

اسی طرح سے بڑی بڑی کامیابیوں اور فتوحات میں بھی آپ نے ہمیں خُلقِ عظیم کا نمونہ دیا۔ اپنی فتح مندیوں اور ظفر یابیوں میں بھی انتقام۔ غرور و تکبر کو پاس نہ پھٹکنے دیا آپ کی حالت اس وقت بھی انتہائی عجز کی حالت ہوتی تھی۔ یہ اجتماع ضدین ہے۔ جو بہت مشکل امر ہے ایسے اخلاق کی آج دنیا کو ضرورت ہے۔ اس دنیا کو جو ہوس و انتقام کے جذبہ سے بھری پڑی ہے۔

بلند ترین نقطۂ نظر

نبی کریم صلعم کا نقطۂ نظر (OUT LOOK) بہت بلند تھا۔ ہر آدمی۔ اپنی سمجھ کے مطابق آپ کو دیکھتا ہے۔ اگر آپ کی عینک رنگین ہوگی تو ہر چیز رنگدار نظر آئے گی اور اگر سفید و شفاف عینک ہوگی تو ہر چیز اپنے اپنی اصلی رنگ میں نظر آئے گی۔ یہی حال ہر انسان کی اپنی سوجھ بوجھ کا ہے۔ عقیدتمندوں اور رجحان نگاروں کا ایک طبقہ تو ایسا ہے جو بہت عجیب و غریب اور ما فوق الفطرت باتیں آپ سے منسوب کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا۔ آپ چلتے تو بادل سایہ فگن ہوتے تھے، وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے اس قسم کی باتوں کو کوئی اہمیت حاصل نہیں، یہ ایسی باتیں ہیں جو عقیدتمندوں کے دماغی دیوالیہ پن کی نشاندہی کرتی ہیں۔ آج کل کی دنیا اس قسم کی باتوں کی ہنسی اُڑاتی ہے۔

خوش آئند تبدیلی

ایک طبقہ ایسا ہے جو حضور کی یاد میں مولود کی محفلیں کرنے کرانے میں مسلمانی کی معراج سمجھتا ہے۔ قصہ خوانی، غزل سرائی اور مدح گوئی ہی کو دین کا جزو خیال کیا جاتا ہے، اس رجحان میں اب کسی قدر تبدیلی پیدا ہو گئی ہے، اور یہ تبدیلی جماعت احمدیہ کے طریق کار ہی سے معرض وجود میں آئی ہے، کہ اب جلسے ہوتے ہیں اور غزلوں اور قصوں کی جگہ اب آپ کی سیرت بیان کی جاتی ہے اور آپ کے اخلاق عالیہ اور فضائل حسنہ پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

ہم کیوں آپ کے ہمرنگ نہیں؟

لیکن ہم نے ایک قدم اور آگے جانا ہے۔ وہ یہ کہ وہ کونسی چیز ایسی تھی جس کے ذریعہ نبی کریم صلعم نے انقلاب پیدا کیا۔ آخر وہ بھی ہم جیسے ہی انسان تھے، آپ خود فرماتے ہیں انما انا بشر مثلکم تو پھر ہم آپ کے نمونہ کو کیوں اپنے اندر نہیں لے سکتے اور اگر ان جیسے نہیں بن سکتے تو کم از کم اُن کا رنگ کیوں اختیار نہیں کر سکتے۔ تو پھر ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ وہ کونسی چیز تھی جس سے نبی کریم صلعم خلق عظیم کے مالک بن گئے، اس بات کو زیادہ اہمیت دینا چاہیئے۔ ہمیں جاننا چاہیئے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم نبی کریم صلعم کے رنگ میں رنگین نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں خدا تعالےٰ پر ایمان نہیں اسی وجہ سے یہ حالت ہم پر طاری ہے۔

نبی کریم صلعم کی قلبی کیفیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کان خلقہ القرآن لیکن صرف آپ کے اخلاق ہی قرآن نہیں آپ کے قلب کی رگ رگ میں خدا بستا تھا جس قلب پر خدا کا بے نظیر کلام اُترتا ہو، اس کی تاثیر اور کیفیت کا کیا حال ہوگا۔ صدر ایوب نے بھی کہا ہے کہ جب میں قرآن پڑھتا ہوں تو میری آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ یہ ایک قلبی کیفیت ہے غیر مسلم بھی جب قرآن کو پڑھتے ہیں تو اُن کے تدبر ایک خاص اثر سے بھر جاتے ہیں۔ یہ تو رہی قرآن پڑھنے اور سننے والوں کا قلبی تاثر۔ لیکن یہ قرآن جس قلب پر نازل ہوا وہ کس قسم کا دل ہوگا۔ اس کی گہرائی، اس کی بلندی، اور اس کی عظمت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ ہم لوگوں کو چاہیئے کہ مسلسل کوشش کریں۔ تعلیمات اسلامی کو عملاً سیکھیں، اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں، ہماری بتدریج مگر عملی کوشش ایک وقت ہمیں صحیح مسلمان بنا دے گی۔

حضرت نبی کریم صلعم امام وقت کی عینک سے

اس زمانہ میں ایک شخص نے عینک لگائی اور اس عینک کے ذریعہ سے آپ کو دیکھا۔ اوروں نے بھی اپنی اپنی عینکوں سے حضور کو دیکھا لیکن آپ کی تعریف جس قدر اس شخص نے جو امام وقت ہے، کی، وہ کسی فلسفی، کسی شاعر، کسی مفکر اور کسی بڑے سے بڑے انسان کے حصہ میں نہیں آئی۔ حضرت امام وقت نے آپ کو صحیح رنگ میں جانچا اور پرکھا ہے، اور نبی کریم صلعم کی شان اور عظمت کو صحیح اور شاندار پیرایہ میں پیش کیا ہے۔

احمدیہ تحریک کیا ہے۔ یہی کہ حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت و شان کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور آپ کے دین کو حقیقی اور خالص رنگ میں اقوام عالم کے سامنے لایا جائے۔ آج مجھے آپ کو اور سب بزرگوں کو اگر نبی کریم کی عظمت کا پتہ لگانا ہے تو اپنی اپنی عینک اتار کر اس عینک سے دیکھیں ...... جو مامور نے ہمیں دی ہے۔

نجات عمل سے ہے نام لینے سے نہیں

مامور کا ماننا نجات کا ذریعہ نہیں۔ اور حقیقت یہ ہے نبی کریم کو بھی محض مان لینے سے ہی نجات نہیں مل سکتی۔ آپ نے اپنی لڑکی کو کہہ دیا تھا کہ صرف میرے ساتھ نسبت اور تعلق کی وجہ سے تمہیں نجات نہیں مل سکے گی بلکہ تمہاری نجات عملی زندگی سے ہی ہے یہ نہیں بلکہ تمہارے اعمال ہی تمہاری نجات کا باعث ہوں گے۔ آپ دیکھئے اور سوچیئے کس قدر صاف گوئی کی بات ہے۔ اور نبی کریم نے صاف گوئی سے کام لے کر اپنی لڑکی کی خوش عقیدگی اور خوش فہمی کو ختم کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ میرا تعلق تمہارے کام نہیں آسکتا۔ تمہارے اپنے اعمال ہی تمہارا ساتھ دیں گے۔

احمدیہ تحریک کی بڑی خدمت

احمدیہ تحریک نے ایک بڑی خدمت جہاں یہ کی ہے کہ خوش فہمیوں اور خوش عقیدگی کے بھنور سے نکال کر عملی اور معقول اسلام پیش کیا ہے وہاں دوسری بڑی خدمت یہ بھی کی ہے کہ اس نے مستشرقین اور مخالفین اسلام کا بڑا شد و مد سے مقابلہ کیا ہے اور غلط اعتراضات کا قلع قمع کر دیا ہے۔ خواجہ کمال الدین مرحوم انگلستان جاتے ہیں اور وہاں اسلام

ختم نبوّت اور اس کا تحفظ

نبوّت" سے متعلق مضمون زیر نظر میں کچھ عرض کرنا مدنظر ہے وباللہ التوفیق۔

تحفظ ختم نبوّت کا ڈھونگ

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ختم نبوت کا تحفظ صرف وہی کر سکتے ہیں جو خود ختم نبوّت کے قائل ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پرانا یا نیا نبی نہیں آسکتا اور جو لوگ حضورؐ کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کی آمد کے منتظر ہیں وہ تو ختم نبوّت کے منکر ہیں وہ اس کی حفاظت کیا کر سکتے ہیں۔ اگر "تحفظ ختم نبوّت" کے دعویداروں کے عقیدہ کو دیکھا جائے تو وہ صریح طور پر ختم نبوت کے منافی بلکہ اس کی ہتک کرنے والا ہے کیونکہ وہ یہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ موجود ہیں جو آخری زمانہ میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح کے لئے آئیں گے ادھر قرآن کریم میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا اپنا یہ اقرار موجود ہے کہ اٰتٰنی الکتاب وجعلنی نبیّا این ما کنت یعنی میں جہاں کہیں بھی ہوں صاحب کتاب نبی رہوں گا۔ اب اگر وہ زمین پر تشریف لائیں گے تو ان کی کتاب ان کے ساتھ ہوگی، اور وہ اس پر عمل کریں گے اور ان کا منصب بھی نبی کا ہو گا۔ اور جب ایک صاحب کتاب اسرائیلی نبی حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آ گیا تو ختم نبوّت کی مہر خود بخود ٹوٹ جائے گی اس صورت میں ختم نبوّت کا تحفظ کس طرح ہو سکتا ہے اور ایک صاحب کتاب نبی کی آمد کے منتظر اس کے محافظ کس طرح کہلا سکتے ہیں؟

یہ ایک عجیب بات ہے کہ سیدنا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ سے پہلے کوئی نبی خاتم النبیّین نہیں ہوا مگر اس کے باوجود ہر بعد میں آنے والا نبی اپنے سے پہلے نبی کی نبوّت کو ختم کر کے اپنی نبوّت کا سلسلہ شروع کرتا رہا مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی نبوّت کا سلسلہ حضرت ہود علیہ السلام نے آ کر ختم کر دیا اور اپنی

پہلے نبی کی نبوت کو ختم کر دیا تھا وہ صرف حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نبوّت تھی مگر ختم نبوّت کی حفاظت کا دعوےٰ کرنے والوں کے عقیدہ کے مطابق حضور صلعم اپنے سے پہلے ایک نبی کی نبوّت کو بھی ختم نہ کر سکے بلکہ وہ نبی اپنی نبوت اور کتاب سمیت دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے سے پہلے انبیاء کو ختم نہیں کرنا تھا بلکہ اپنے بعد نبیوں کی بعثت کے سلسلہ کو ختم کرنا تھا تو اوّل تو یہ بات غلط ہے، مگر اس کو صحیح فرض کر کے بھی کل سیدھی نہیں ہوتی کیونکہ ان کے عقیدہ کے موجب حضرت عیسٰی علیہ السلام نے حضور پر نور صلعم کے بعد آنا ہے اس فاسد عقیدہ کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت خاتم النبیّین تو خاتم النبیّین ہونے کے باوجود نہ اپنے سے پہلے نبی کی نبوّت کو ختم کر سکے اور نہ اپنے سے بعد میں آنے والے نبی کو ختم کر سکے اس کے برعکس حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے سے پہلے نبی کی نبوّت کو بھی ختم کر دیا اور جب وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان کے بعد بھی کوئی اور نبی نہ آسکے گا اور اس طرح خاتم النبیّین وہ ہوں گے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ نہ اپنے سے پہلے نبی کو ختم کر سکے اور نہ اسے اپنے بعد آنے سے روک سکے (نعوذ باللہ من ھٰذہ الخرافات) اس طرح "تحفظ ختم نبوت" کے دعویدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوّت کے محافظ تو نہیں کہلا سکتے اور نہ ہی اس کا تحفظ کر سکتے ہیں البتہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ختم نبوّت کے محافظ ضرور کہلا سکتے ہیں اور اس میں کچھ حقیقت بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ان کے خیال میں حضرت بانی سلسلہ اور جماعت احمدیہ اسی لئے کشتنی اور گردن زدنی ہے کہ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی دوبارہ آمد کے قائل نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ جب انہوں نے "تحفظ ختم نبوت" کا نعرہ لگایا تو اس سے ان کا مقصد حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوّت کا تحفظ تھا نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم

نبوّت کا، کیونکہ اگر حضور صلعم کی "ختم نبوت" کا تحفظ مقصود ہوتا تو وہ سب سے پہلے حضرت مسیح کی وفات کا اقرار کرتے ...

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہو سکتا"

(نشان آسمانی ص ۲۸)

۲۔ "اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی نیا اور نہ کوئی پرانا"

(حاشیہ انجام آتھم ص ۲۷)

۳۔ "ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ صادق الوعد ہے اور آیت خاتم النبیّین میں اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے یہ تمام سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا"

(ازالہ اوہام طبع اوّل ص ۵۷۷)

۴۔ "یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے اور وحی نبوت شروع ہو جائے"

(ایام الصلح ص ۱۴۷)

۵۔ "میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے"

پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنے لیکچروں سے عیسائی دنیا میں ہلچل پیدا کر دیتے ہیں۔ پادریوں کے اندر بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا سدباب کیا جائے۔ اسلام کی حقانیت کے سامنے وہ بے بس معلوم ہونے لگے۔ اور وہ ڈرتے تھے کہ اس عیسائی دنیا میں اسلامی تحریک زور پکڑ جائے گی تو عیسائیت ختم ہو جائے گی۔ یہ بہت ہشیار اور چالاک لوگ تھے۔ انہوں نے اسلام کا بڑا بھیانک نقشہ پیش کر رکھا تھا۔ انہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ احمدیہ تحریک نے اسلام کی جو تصویر پیش کی ہے وہ مسیحی رنگ و روغن سے تیار کی گئی ہے۔ اور ایسے ایسے شوشے چھوڑے کہ جن کی وجہ سے عقلمندوں کا ذہن نہیں خیال کیا جا سکتا تھا، یہ احمدیہ تحریک ہی ہے جس نے مسیحی پینٹ برش سے نہیں بلکہ خالص اسلامی رنگ و روغن سے اسلام کے اصل خدوخال کو نمایاں کیا۔

ہماری عملی حالت اسلام کے رستہ میں رکاوٹ ہے

لیکن ابھی تک مغربی دنیا کا کثیر حصہ ایسا ہے جس نے اسلام کی حقیقی اور صحیح تصویر نہیں دیکھی ہماری اپنی عملی حالت بھی اہل مغرب کے دلوں میں شکوک اور اعتراضات پیدا کرنے کا موجب ہے، ابھی تک اسلام کو تلوار کا مذہب سمجھا جاتا ہے، اور اب مسلمانوں کے جلوسوں میں گتکا بازی کا جو مظاہرہ کیا جاتا ہے غور کیجئے کہ اس کو نبی کریم صلعم سے کیا تعلق ہے؟ حق پسند اور اہل الرائے افراد کو اسلام سے دور کر رکھا ہے۔

اسلام کا سورج اب مغرب سے طلوع ہو گا

اب زمانہ بدل چکا ہے۔ اب دنیا حقائق کو عقل و دماغ کی کسوٹی پر پرکھتی ہے۔ خوش فہمی اور خوش عقیدگی صداقت کا معیار نہیں رہا۔ اب اچھے نمونہ سے ہی دنیا اسلام کی طرف آ سکتی ہے۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی حسن، ذاتی صفات اور ذاتی کردار پیش کرنے کا وقت ہے۔ اگر آپ کے حسن، صفات اور کردار میں اثر ہے اور ضرور ہے، تو مغربی دنیا یقیناً اسے تسلیم کرے گی اور میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ لوگ جو اسلام کے نام تک سے نفرت کرتے تھے وہ اس کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں اب وقت آ گیا ہے کہ اسلام کا سورج مغرب سے طلوع ہو وہ سراج منیر نبی کریم صلعم ہیں، آپ کے دیئے ہوئے نور سے اب مغربی دنیا منور ہو رہی ہے، شکوک اب یقین سے بدل رہے ہیں اور اعتراضات ختم ہو رہے ہیں۔

مسیحیت مغرب میں

کلیسا کی تعلیم جو پیش کی جاتی ہے، وہ ایسی ہے کہ عزیز طفل مکتب کی بھی تسلی نہیں ہو سکتی۔ لیکن باوجود اس کے مسیحیوں نے اس تعلیم کو اس خوبصورتی سے پیش کیا ہے کہ مغربی دنیا میں وہ تیزی کے ساتھ پھیل گئی۔ آج مسیح کی عظمت کو دیکھنا ہو ....

تو یورپی دنیا میں جا کر دیکھئے وہ جو اللہ تعالیٰ نے مسیح کے متعلق فرمایا تھا وجیھا فی الدنیا والآخرۃ وہ مغرب میں نظر آتا ہے۔

ہم نے انہی لوگوں کے سامنے اسلام کے تاریخی مذہب کو پیش کیا ہے۔ وہ اس کے آگے سر جھکاتے ہیں، اس کی تعظیم و احترام کرتے ہیں۔ یہ سر جھکانا اور تعظیم و تکریم اس لئے ہے کہ وہ حق پرست لوگ ہیں، افسوس ہے کہ اس دین کو ہم نے اپنے ہاتھوں برباد کر دیا ہے اور اس کو اس قدر مسخ کر دیا ہے اور بگاڑ دیا ہے کہ غیروں کے اعتراضوں کے سامنے ہم لاجواب ہو جاتے ہیں، یہ لاجوابیاں ہمارے اپنے ہی کئے کا نتیجہ ہیں۔

اسلام کا عالمگیر پیغام صلح

اگر ہم غور کریں تو یہ ایک قابل قبول مذہب ہے اور یہ صلح کا پیغام ہے۔ یہ امن کا داعی ہے۔ عالمگیر اتحاد و اتفاق کا پیغامبر ہے۔ میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اسلام کی حقیقت بیان کی ہے اگر یہ سب درست ہے، اور اگر اسلام ایک اچھی اور عمدہ تعلیم پیش کرتا ہے۔ تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس پر عمل کریں۔ اور عمل کرتے وقت یہ خیال رکھیں کہ ہمارا عملی نمونہ نبی کریم صلعم کا نمونہ ہونا چاہیئے۔ اس موقعہ پر اس سوال پر بھی غور کریں کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ یاد رکھئے ہمارا غلط نمونہ ہمارا غلط عمل اور ہمارا غلط قدم آنحضرت صلعم سے منسوب کیا جائے گا یہ میرے دل کی آواز ہے۔ اور میں آپ سے بڑے خلوص کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں۔ کہ آپ کوئی ایسا کام نہ کیجئے جو ہمارے دین اور ہمارے نبی کی رسوائی کا باعث ہو۔

ہدایت امریکہ اور یورپ کے ہاتھ میں

حضور نبی کریم کی خوبیاں کس سے بیان ہو سکتی ہیں، قرآن میں بہت کچھ آپ کی خوبیوں اور خلق کا ذکر ہے۔ لیکن افسوس ہے ہم نے قرآن کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ قرآن کا حکم ہمارے لئے باعث التفات نہیں رہا۔ باعث التفات ہے تو امریکہ اور یورپ کا حکم۔ امریکہ اور یورپ کو ہی آج ہم نے ہدایت کا موجب بنا رکھا ہے۔ وہ ہمارے لئے قرآن کا حکم رکھتے ہیں۔ آج امریکہ نے کہا ہے۔ کہ اسلام اور عیسائیت کے مابین اتحاد کی کوشش کرنی چاہیئے تو سب اس کوشش میں لگ گئے اور عالمی امن و اتفاق کی راہیں ہموار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن یہی بات چودہ سو سال سے قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے اس کو مسلمانوں نے نہ سنا امریکہ نے کہا تو وہ ہم نے سن لیا۔

کاش امریکہ کی طرف سے ایک یہ بھی آواز آ جائے کہ فرقہ بندی چھوڑ دو۔ تاکہ مسلمان قرآن کی اس آیت پر بھی عمل کر سکیں کہ انما المومنون اخوۃ سب مومن بھائی بھائی ہیں۔

نیز یہ کتنے المناک حقائق ہیں کہ ہم نے قرآن کی بات نہ مانی۔ وہی بات جب امریکہ نے کہہ دی تو آمنا کہہ کر سرگرم عمل ہو گئے۔

قرآن اور نبی کریم صلعم ہی باقی رہیں گے

یاد رکھئے۔ نہ امریکہ، امریکہ رہے گا اور نہ یورپ، یورپ بلکہ صرف قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی باقی رہیں گے۔ اور ابد الآباد تک رہیں گے۔ قرآن وہ پیغام ہے کہ جس سے یہ امریکہ ...

نہیں ثانی کوئی اس کا نہ ہو گا

عزیزہ محترمہ طیبہ خانم

بڑی ہے شان فخر انبیاءؑ کی
حبیب حق محمد مصطفیٰؐ کی

بشر کیا کر سکے تعریف اسکی
خدا نے عرش پر جب خود ثنا کی

نہیں ثانی کوئی اس کا نہ ہو گا
قسم ہے خالق ارض و سما کی

اسی کا نور ہے عرش بریں پر
لحد میں گو چھپا ہے جسم خاکی

ضیائے روئے انور کے مقابل
حقیقت کچھ نہیں شمس الضحیٰ کی

خدا نے اسکو از راہ تفضل
عطا کی بادشاہی دو سرا کی

ہوئیں معراج کی شب خوب باتیں
خدا کی اور محبوب خدا کی

مجھے بھی لے چلو سوئے مدینہ
کروں کی منتیں باد صبا کی

کروں میں جان و دل اس پر نچھاور
یہ حسرت ہے دل درد آشنا کی

www.aaiil.org

آپ کی تحریرات سے اس قسم کے بے شمار حوالجات پیش کئے جا سکتے ہیں مگر خدا ترس انسان کے لئے اسی قدر کافی ہیں۔ ایک طرف تحفظ ختم نبوت کے اجارہ داروں کا وہ عقیدہ اور دوسری طرف اس فرستادہ حق کا یہ عقیدہ دونوں کو بالمقابل رکھ کر یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ دونوں میں کس کا عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہی نہیں بلکہ اس کی بے حرمتی کرنیوالا ہے اور کس کا عقیدہ حقیقتاً ختم نبوت کا تحفظ اور احترام کرنے والا کہلا سکتا ہے۔ مقام غور ہے کہ ان تحریرات کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو ختم نبوت کا منکر اور مہر نبوت کو توڑنے والا کہکر اس کے وقد کے خلاف "تحفظ ختم نبوت" کا فتنہ کھڑا کرنا صریح طور پر مخلوق خدا کو فریب دینا نہیں تو اور کیا تھا؟

جماعت ربوہ اور ختم نبوت

اپنے اس دعوے کے ثبوت میں جماعت ربوہ کو پیش کر کے یہ کہا کرتے ہیں کہ وہ یہ کہتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کی قائل ہے۔ جب ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں تو پھر اس کا بیٹا اور اس کی جماعت کی اکثریت کس طرح اسکو نبی مان سکتی ہے؟ اکثریت کا یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ضرور نبوت کا دعوے کیا۔ جو بات مخالف کہتے ہیں وہی موافق بھی تسلیم کرتے ہیں پھر کیوں نہ یہ تسلیم کیا جائے کہ انہوں نے ضرور نبوت کا دعوے کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بات درست تسلیم کر لی جائے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف مکذبین اور مصدقین کا دعوے نبوت منسوب کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ نے واقعی نبوت کا دعوے کیا تو پھر بعینہ یہی بات حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق بھی موجود ہے کیونکہ علمائے یہود نے آپ کو اسی لئے واجب القتل قرار دیا کہ وہ کہتے تھے:۔

"اچھے کام کے لئے ہم تم کو سنگسار نہیں کرتے بلکہ اس لئے کہ تو کفر کہتا ہے اور انسان ہو کے اپنے تئیں خدا ٹھہراتا ہے" (یوحنا ۳۳/۱۰)

مخالف علماء نے ان پر اسی لئے کفر کا فتوے لگایا کہ ان کے زعم میں حضرت مسیح نے خدائی کا دعوے کیا دوسری طرف حضرت مسیح کے ماننے والوں نے بھی یہی کہا کہ ان اللّٰہ ھو المسیح ابن مریم۔ مسیح ابن مریم اللہ ہے اگر حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف مکفرین اور مصدقین کا دعوے نبوت منسوب کرنا اس بات کا ثبوت ہو سکتا ہے کہ واقعی انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت مسیح علیہ السلام کے مخالفین اور انکے ماننے والوں کا متفقہ طور پر ان کی طرف خدائی کا دعوے منسوب کرنا بھی ان کے خدا ہونے کی دلیل ہونا چاہیئے۔ اگر ان کی خدائی کے دعوے کا ثبوت نہیں ہو سکتا تو حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں اور موافقوں کا آپ کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنے سے یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ آپ نے واقعی نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟

اس اعتراض کا دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا دعوے مثیل مسیح ہونے کا تھا اور یہ مماثلت تبھی پوری ہو سکتی تھی جبکہ حضرت مسیح ناصری کے مکفروں کی طرح مسیح محمدی کے مکفر بھی آپ کی طرف وہ دعوے منسوب کرتے جو آپ نے نہیں کیا اور آپ کے ماننے والے بھی حضرت مسیحؑ کے ماننے والوں کی طرح مکفرین کی ہاں میں ہاں ملا کر آپ کی شان میں غلو کرتے۔

جس طرح حضرت مسیح موسوی نے ان کے مکفرین کی طرف سے خدائی کا دعوے کرنے کا الزام عائد کئے جانے پر یہ کہکر اپنی بریت کی:۔

"کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے کہا کہ تم خدا ہو جبکہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ کفر بکتا ہے کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں"

آپ نے یہود کو یہ بتایا کہ میرا اپنے آپ کو ابن اللہ کہنا حقیقت پر مبنی نہیں ہے بلکہ یہ استعارہ اور مجاز کے طور پر ہے اور اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ مجھے اس زمانہ میں اپنا پیغامبر بنانے کے لئے مخصوص فرمایا ہے مگر یہود نے آپ کی اس تشریح کو قبول نہ کیا بلکہ وہ اپنے عائد کردہ الزام پر بضد رہے چنانچہ آج تک وہ اپنے اس الزام پر بدستور قائم ہیں۔

اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ہونے کا دعوے تھا جس کے لئے مسلم کی ایک حدیث میں نبی کا لفظ آیا ہے اور اس کے ساتھ ہی مکلم من اللہ ہونے کا بھی دعوے تھا اس کے علاوہ آپ پر نازل ہونیوالے بعض الہامات میں بھی نبی اور رسول کے الفاظ آئے آپ نے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح نبی اور رسول کے الفاظ کی یہ تشریح فرمائی کہ یہ الفاظ اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ مجازاً اور استعارہ کے طور قرار دیئے ہیں اور ان الفاظ سے محدثیت یا جزوی نبوت مراد ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا:۔

"ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں"
(مجموعہ اشتہارات حصہ اول ص ۳۱۳)

"سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں (نبی یا رسول۔ ناقل) سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں" (ایضاً)

جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے محاورہ ابن اللہ کی تشریح کی مگر یہود نے اسے قبول نہ کیا اسی طرح حضرت مسیح موعود نے نبی و رسول کے الفاظ کی بار بار تشریح کی مگر مخالف علماء نے اسے قبول نہ کیا۔ جس طرح پہلے مسیح نے حقیقتاً خدائی کا دعوے نہیں کیا تھا اسی طرح مثیل مسیح کا دامن بھی حقیقی نبوت کے دعوے سے پاک تھا۔

جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں نے آپ کی زندگی میں "ابن اللہ" کو حقیقت پر محمول نہیں کیا بلکہ اس کی وفات کے بعد ان کی شان میں غلو کر کے ان کو حقیقی طور پر خدائی کا مدعی بنایا ٹھیک اسی طرح مثیل مسیح کی زندگی میں اس کے ماننے والے متفقہ طور پر نبی اور رسول کے الفاظ کو مجاز اور استعارہ کے طور پر استعمال کرتے اور اس سے محدث مراد لیتے رہے مگر آپ کی وفات کے بعد آپ کے ماننے والوں نے بھی آپ کی شان میں غلو کر کے ان الفاظ کو حقیقی معنوں میں استعمال کرنا شروع کر دیا۔

جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کی اکثریت غلو میں مبتلا ہو گئی اور قلیل تعداد ان کو صرف نبی مانتی تھی اسی طرح مثیل مسیح کے ماننے والوں کی اکثریت نے بھی آپ کی شان میں غلو کیا اور جماعت کے قلیل حصہ کو اللہ تعالےٰ نے صحیح عقائد پر قائم رکھا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں غلو کرنے والوں نے پاپائیت کی بنیاد رکھی بالکل اسی طرح مثیل مسیح کو نبی ماننے والوں نے ان کی تقلید کی۔

غرضیکہ دونوں سلسلوں میں مماثلت اور مشابہت کے لئے ضروری تھا کہ مثیل محمدی کی شان میں اسی طرح غلو کیا جاتا جس طرح مسیح موسوی کی شان میں کیا گیا تھا جو ہو کر رہا اور یہ بات حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک ثبوت ہے نہ کہ آپ کے دعوے نبوت کا۔

جماعت کو تنبیہہ اور دعوی نبوت سے انکار

جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام نے "ابن اللہ" کی تشریح فرما کر خدا کے دعوے سے اپنی بریت فرمائی اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کو بار بار یہ تلقین فرمائی کہ:۔

"سو چونکہ (نبی یا رسول کے) لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کو معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین اس آیت

www.aaiil.org

کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہوتا ہے جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر آئے ہیں ......

اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجا جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں اور بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالے سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ یہی معنے نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری شریعت بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف کو نبیوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس سے زیادہ منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے۔"

(مکتوب مندرجہ الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

اس مکتوب سے ثابت ہے کہ

۱۔ آپ کے الہامات میں جو نبی یا رسول کے الفاظ آئے ہیں اُن سے حقیقی نبوت یا رسالت مراد نہیں بلکہ صرف محدثیت مراد ہے یا لغوی معنوں میں نبوت۔

۲۔ اصطلاح اسلام میں نبی کی جو تعریف ہے اس کی رُو سے آپ ہرگز نبی نہیں۔

۳۔ جماعت کی عام بول چال میں یہ نبی اور رسول کے الفاظ نہیں آنے چاہئیں۔

۴۔ جو شخص آپ کی طرف دعوے نبوت منسوب کرتا ہے۔ وہ آپ پر افترا کرتا ہے۔

۵۔ آپ کو ماننے کا دعوے کر کے جو لوگ آپ کی طرف دعوے نبوت منسوب کرتے ہیں وہ عیسائیوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذرنے والے ہیں اس کا یہ فعل حماقت اور جہالت اور خروج حق کے مترادف ہے۔

وعدۂ حفاظت

یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے پاک کلام میں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا اور یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ اس کی حفاظت خود نہ کرے کیونکہ اس نے اپنے کلام میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی "الذکر" میں خاتم النبیین فرمایا تھا اس لئے آپ کی ختم نبوت کی حفاظت بھی اس نے خود ہی کرنی تھی جو اس طرح کی کہ جب قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دئیے جانے کے باوجود مسلمانوں میں یہ عقیدہ رائج ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں جو آخری زمانہ میں اپنی نبوت کے ساتھ آئیں گے اور دوسری طرف یہ خیال کیا جانے لگا کہ اب اللہ تعالیٰ کسی سے کلام نہیں کر سکتا یہ دونوں باتیں ختم نبوت کے منافی تھیں اس لئے اللہ تعالے نے ہر دو عقائد فاسدہ کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے اپنے وعدہ کے موجب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے آکر ایک طرف یہ ثابت کیا کہ حضرت مسیح ناصریؑ جو صاحب کتاب اسرائیل نبی تھے وہ فوت ہو چکے ہیں اب خاتم الانبیاء کے بعد نہ کوئی اسرائیلی نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے، دوسری طرف آپ نے اللہ تعالے سے علم غیب حاصل کر کے سینکڑوں پیشگوئیاں کیں جن سے یہ ثابت کیا کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے یہ معنے بھی نہیں کہ آپؐ کی غلامی میں بھی خدا تعالے کسی سے کلام نہیں کرے گا۔ بلکہ سلسلہ مبشرات امت میں جاری ہے جس کا زندہ ثبوت میں ہوں۔

آپ نے ایک طرف یہ کہکر کہ ؎

ابن مریم مرگیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اسکو فرقاں سربسر
اسکے مرجانیکی دیتا ہے خبر

قرآن کریم کی بیسیوں آیات سے وفات مسیح ثابت کر کے آنحضرت صلعم کے بعد ہر قسم کی نبوت کو مسدود قرار دیکر ختم نبوت کی حفاظت کی تو دوسری طرف سے

یوں کا فراز ستم پرستد مسیح را ✽ غیوری خدا بسر تش کرد مبسرم

کہکر ختم نبوت کی اصل حقیقت کو واضح کیا گیا مگر اس سے یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ مسیح کی ہمسری سے آپ کی مراد دعویٰ نبوت ہے اس لئے بعد میں دنیا ایک عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئی۔ (؟) خاتم النبیین کی آمد کے لئے چشم براہ تھی اور اپنے زعم میں مسلمان بھی الہام الٰہی پر مہر لگا بیٹھے تھے اس فرستادہ حق نے آکر حجج قاطعہ سے یہ ثابت کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا اور اس عقیدہ سے ختم نبوت کی جو سلے حرمتی ہوتی تھی اسکی ہمیشہ کے لئے ختم کر کے آئندہ کے لئے اس خطرہ کا کلیتہً انسداد کر دیا۔ پھر حضرت مسیح ناصریؑ کی امت کی طرح جب آپ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت کے کثیر حصہ نے افتراء کے طور پر آپ کی طرف نبوت کا دعوے منسوب کیا تو اللہ تعالے نے اسی جماعت.... کے کمزور اور تھوڑے مگر غیرت ایمان رکھنے والے قلیل گروہ کو ایک توفیق یافتہ مرد مجاہد کی سرکردگی میں اس غالیانہ اور مفتریانہ عقیدہ کے خلاف قلمی جہاد کرنے کی توفیق عطا فرما کر "تحفظ ختم نبوت" کا کام لیا۔ چونکہ اس منصور کو عالم رؤیا میں حضرت سلطان القلم کے واسطہ سے آسمانی "قلم" عطا ہوا تھا اور اسے اپنے عقائد کی صداقت پر یقین کامل تھا اس لئے اس نے اپنی قلت اور بے مائگی کی پروا نہ کرتے ہوئے یہ اعلان کیا:۔

"میں یہی الفاظ دہراتا ہوں کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ، ہمت کر کے عقائد صحیحہ پر ڈٹے رہو وقت بالکل قریب ہے کہ نہ صرف مسلمانوں کے غلط عقائد ہی دور ہو جائیں گے بلکہ قادیانی جماعت بھی نبوت اور کفر کے مسائل سے رجوع کرلے گی"

حضرت مسیح موعودؑ کی بریت

تحفظ ختم نبوت کی تحریک احمدیت کو دنیا سے مٹانے کے لئے اٹھی اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے نبوت کا دعوے کر کے ختم نبوت کی ہتک کی ہے اس لئے مخالفین ختم نبوت مرزائیوں کو ختم کر کے ختم نبوت کا تحفظ کریں گے۔ چونکہ یہ ایک ظلم عظیم تھا جو اس مامور پر کیا جا رہا تھا جس نے صحیح معنوں میں ختم نبوت کا تحفظ کر کے دکھایا تھا اور اللہ تعالے کا اس کے ساتھ یہ وعدہ تھا کہ لا نبقی لک من المخزیات ذکرا کہ جو ذکر تیری رسوائی کا موجب ہیں خواہ وہ تیرے منکروں کی طرف سے ہوں یا تیرے ماننے والوں کی طرف سے ہوں ہم اُن میں سے کوئی ذکر بھی باقی نہ چھوڑیں گے، یہ

ظاہر ہے کہ آپ کی طرف دعوئے نبوت کا منسوب کرنا آپ کی رسوائی کا موجب تھا کیونکہ جس چیز کے تحفظ کے لئے آپ نے متواتر تیس سال جد و جہد فرمائی اسی کو توڑنے والا آپ کو بنانا سب سے بڑی رسوائی تھی جس کا موجب مکفر اور مکذب دونوں ہو رہے تھے اور جب اس افتراء کی انتہا ہو گئی تو غیرت الٰہی نے اپنے فرستادہ کو اس الزام سے بری ثابت کرنے کے سامان پیدا کر دیئے وہ یوں کہ اس تحریک کی وجہ سے ہونے والے فسادات کی تحقیقات کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے ایک تحقیقاتی عدالت بٹھائی گئی جس میں آپ کے مخالفین سے عدالت نے یہ سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جھوٹے مدعیان نبوت کے نام بتاؤ۔ انہوں نے ان سب لوگوں کی فہرست پیش کر دی جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعوےٰ پیش کیا تھا، مگر تصرف الٰہی کے ماتحت اس فہرست میں حضرت مرزا صاحب کا نام انہوں نے نہیں لکھا اس طرح اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے قلم اور زبان سے یہ ثابت کرا دیا کہ آپ جھوٹے مدعیانِ نبوت میں شامل نہیں اور یہ کہ آپ نے کوئی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا یہ الزام لگانے والے مکفرین کے بعد ماننے والوں کے اس خلیفہ سے جو یہ کہتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں اور آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا یہ سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کتنے سچے نبی ہوئے تو انہوں نے جواب دیا کہ :-

"میں کسی کو نہیں جانتا۔ اور اس اعتبار سے کہ ہمارے رسول کریم کی حدیث کے مطابق آپ کی امت کے علماء تک میں آپ کی عظمت اور شان کا انعکاس ہوتا ہے سینکڑوں اور ہزاروں ہو چکے ہوں گے"

(عدالتی بیان خلیفہ صاحب ص۲۵۸)

پھر جب اُن سے یہ سوال کیا کہ کیا مرزا صاحب نے اپنی وحی کو "وحی نبوت" کے برابر قرار دیا تو اس کا جواب بھی خلیفہ صاحب نے یہی دیا کہ :-

"مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی وحی کو وحی نبوت کے برابر قرار نہیں دیا"

(رپورٹ ص۱۹۹)

ان کے اس جواب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا بلکہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے موجب پہلے بھی محدث ہوئے اور حضرت مرزا صاحبؑ بھی انہی میں سے ایک ہیں ان کی وحی بھی وحی نبوت نہ تھی بلکہ وحی ولایت تھی اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ نے بھی ہمیشہ اپنی وحی کو وحی ولایت ہی سمجھا اور اسے کبھی بھی "وحی نبوت کے برابر" قرار نہیں دیا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی وحی کو وحی نبوت کے برابر قرار نہ دے وہ نبوت کا مدعی کس طرح ہو سکتا ہے؟ اگرچہ تحریک ختم نبوت کے بانیوں نے یہ فتنہ احمدیت کو مٹانے کے لئے اٹھایا تھا مگر ؎

عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

کے موجب وہ خود مٹ گئے اور اپنی شہادت اس امر پر کر گئے کہ وہ خود ختم نبوت کے محافظ نہ تھے بلکہ ایک غلط عقیدہ کی بناء پر وہ اس کے توڑنے والے تھے اور ہمیشہ کے لئے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس زمانہ میں ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جس شخص کو خدا نے بھیجا وہ سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت مرزا صاحب قادیانی علیہ السلام تھے۔ اور آپ کے موافق اور مخالف جو آپ کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرتے تھے دونوں نے عدالت کے سامنے اس الزام کو واپس لے کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ دونوں ہی افتراء سے کام لے رہے تھے۔

ختم نبوت کا حقیقی محافظ اللہ تعالےٰ ہے اور اس نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجنے کا جو وعدہ فرمایا اس کے موجب چودھویں صدی کا مجدد ہی ختم نبوت کے تحفظ کی خدمات سرانجام دے سکتا تھا جو اس نے کما حقہ انجام دیں اور یہ ثابت کر دکھایا کہ "تحفظ ختم نبوت" اللہ تعالےٰ یا اس کے فرستادہ کے سوا دوسرا کوئی نہیں کر سکتا اور ان کے سوا جو یہ دعوےٰ کرتا ہے وہ مخلوق خدا کو دھوکہ دیتا ہے۔ غرضکہ "تحریک تحفظ ختم نبوت" میں سعید ارواح کے لئے بہت سے نشانات ہیں کیا کوئی ہے جو ان پر غور کرے اور فائدہ اٹھائے؟

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۞

پناہِ دو عالم لوائے محمدؐ

مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم

مرا دین و ایماں ولائے محمدؐ ۞ میں ہوں جان و دل سے فدائے محمدؐ

یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے ۞ کہ دیکھوں رخِ دلکشائے محمدؐ

محمدؐ کے در کی فقیری ہے شاہی ۞ رہے عز و شانِ گدائے محمدؐ

محمدؐ کا ہر حکم حکمِ خدا ہے ۞ رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ

وہی باعثِ خلقِ کون و مکاں ہے ۞ بنے مہر و ماہ از برائے محمدؐ

ملی سروری اسکو دونوں جہاں کی ۞ پناہِ دو عالم لوائے محمدؐ

فراغت ہوئی اسکو درد و الم سے ۞ وہ دل جو ہوا مبتلائے محمدؐ

بصد شوق آنکھوں سے اپنی لگاؤں ۞ ملے گر مجھے خاکپائے محمدؐ

حسن اس کو لاریب جنت ملے گی

جو دل سے کرے اقتدائے محمدؐ

www.aaiil.org

خلقِ عظیم

از:۔ فخرالدین احمد راولپنڈی

رسول عربی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جب حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے دریافت کیا گیا کہ ہمارے محبوب آقا ئے نامدار کی سیرت طیبہؐ کا کچھ ذکر کیجئے جو ہمارے ازدیاد ایمان کا باعث ہو تو اس عالم قرآن مبارک خاتون نے فرمایا:۔

"آپ کی سیرت کی جھلک دیکھنی ہو تو قرآن کریم کا مطالعہ کر لو"

سبحان اللہ! کیا حیات با برکات ہے۔ حاملین کتاب تو بہت سے نبی ہوئے ہیں مگر یہ کسی کے متعلق سننے میں یا پڑھنے میں نہیں آیا کہ اس کی حیات سرتاپا اس کتاب کی تفسیر تھی جو وہ لے کر آیا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے قول کے ماتحت سرور کائنات کی سیرت قرآن مجید کے بیان سے الگ نہیں۔ اس لئے سرتاج الانبیاء کی سیرت کا کوئی پہلو لیجئے آپ کو قرآن کریم کے اوامر ونواہی حکیمانہ اور فلسفیانہ کلام کی تفسیر نظر آئے گی۔

احسانِ عظیم

ذات باری تعالےٰ نے اپنی مخلوق پر جو بہت بڑا احسان کیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے۔ سلسلہ انبیاء و رسل تو ابتدائے آفرینش عالم سے جاری تھا مگر رسول اکرمؐ کی بعثت نے رسالت کی غرض وغایت کو پایہ کمال تک پہنچا دیا۔ اور اس مقام محمود کے بعد اب بنی نوع انسان کو کسی مزید شریعت کی ضرورت نہ رہی ؎

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم بر پیغمبری
آں چراغش داد حق کش تا ابد
نے خطر نے غم ز باد صرصرے

آنحضرتؐ پر نبوت و رسالت کا ختم ہونا ایک خصوصیت ہے اور آپؐ کی بزرگی اور برتری کی ایک دلیل۔ آپ کی تشریف آوری سے خلافت الٰہیہ کا آئین مکمل ہو گیا چنانچہ آخری وحی جو آپ پر نازل ہوئی اسی بشارت الٰہیہ کو لے کر آئی تھی:۔

"آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔ اور تمہارا دین اسلام ہونے پر میں راضی ہوں"

یہ آیت کریمہ ایک طرف تو تکمیل دین اور اتمام نعمت کا مژدہ سناتی ہے تو دوسری طرف یہ بشارت دیتی ہے کہ آنحضرت صلعم کو اپنے مقصد اور مشن میں کامیابی حاصل ہوئی ہے اور ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ رضائے الٰہی کا حصول تو ایک مقصد عظیم ہے۔ اور چونکہ آپؐ کے اصحابؓ اور متبعین بھی اسی رضائے الٰہی کے پانے والے ہیں اس لئے آپ کی بعثت بلا شبہ ایک احسانِ عظیم ہے۔

معلّم کتاب و حکمت

تاریخ نے اس عہد کو جس میں آپؐ کی بعثت ہوئی زمانۂ جاہلیت کا نام دیا ہے۔ اس زمانے کی خصوصیات معلوم کرنے کے لئے حضرت جعفر رضؓ ابن ابی طالب کی اس تقریر کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جو انہوں نے نجاشی شاہ حبشہ کے دربار میں کی۔ جب قریش مکہ کے دو سردار سفیر بن کر نجاشی کے دربار میں گئے تھے کہ یہ دس مرد اور پانچ عورتیں جو آبائی دین بدل کر ہمارے ملک سے بھاگ کر حبشہ میں آ گئے ہیں ہمیں واپس دلائے جائیں۔ حضرت جعفر رضؓ نے عمر ابن العاص اور عبداللہ ابن ابی کی حاضری میں شاہ حبشہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے۔ بت پوجتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ بدکاریاں کرتے تھے۔ ہمسایوں کو ستاتے تھے۔ ہم میں جو قوی تھے وہ کمزوروں کو کھا جاتے تھے۔ اس اثناء میں ایک شخص پیدا ہوا، جس کے نسب۔ صدق اور دیانت سے ہم لوگ پہلے سے واقف تھے اس نے ہم کو توحید کی دعوت دی اور یہ سکھلایا کہ ہم خدا کا کسی کو شریک نہ بنائیں۔ بتوں کو پوجنا چھوڑ دیں۔ سچ بولیں۔ صلۂ رحمی کریں۔ ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ خونریزی سے باز آئیں بری باتوں سے پرہیز کریں۔ جھوٹ نہ بولیں۔ یتیم کا مال نہ کھائیں۔ نماز پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ زکوٰۃ دیں۔ حج کریں۔ ہم اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی۔"

ایسے پُر آشوب زمانہ میں ایک نبی کی بعثت اس نبی کے لئے ایک مہم عظیمہ تھی جیسا کہ محولہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے جزیرۃ العرب علمی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے اسفل السافلین کے مقام پر تھا۔ آنحضرتؐ کی تشریف آوری سے قبل یہود و نصاریٰ کی مشنریاں اور حکومتیں اصلاح عرب کے لئے پوری کوششیں صرف کر چکی تھیں، مگر دنیا میں خدا کے سب سے پہلے گھر سے نعرۂ توحید بلند نہ ہوا۔ جوا۔ شراب۔ زنا۔ دختر کشی۔ سود خوری۔ صنف نازک کی زبوں حالی۔ بداخلاقی۔ کشت و خون جنگ و جدل اس سرزمین سے دور نہ کئے جا سکے۔ اس دور جاہلیت میں جہاں تمدن کی کوئی جھلک نظر نہ آتی تھی معلم کتاب و حکمت کے نیر درخشاں کی کرنیں ضیا بار ہوئیں۔ اور آن کی آن میں اس سرزمین کی کایا پلٹ دی۔ اور یہ انقلاب عظیم اس نبی امی نے برپا کیا جو کسی دار العلوم کا سند یافتہ نہ تھا۔ حضرت امام الزمان نے جو عشاق رسول اللہ صلعم کی صف اوّلیں میں ہیں کیا سچ فرمایا ہے ؎

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

بیشک انبیائے کرام تزکیہ نفوس کرتے ہیں۔ مگر آپؐ نے ایک جاہل، سیہ کار اور بداخلاق قوم کو اسفل السافلین کے گڑھے سے نکال کر جس بلند ترین مقام پر پہنچایا ہے اس کی مثال کسی دوسرے نبی کے کارناموں میں نہیں ملتی۔ مقام غور ہے کہ آپؐ کے ایام تبلیغ رسالت و نبوت بمقابلہ آپ کے پیشرو انبیاء کے بہت قلیل تھے یعنی کل آٹھ ہزار ایک سو چھپن دن۔ مگر جو کام آپ نے کر دیا کیا بلحاظ عظمت کے اور کیا باعتبار جامعیت کے وہ عدیم المثال ہے۔ یہ انقلاب محیر العقول ہے۔ فردوسی نے اہل عجم کی زبان سے اس حیرت و استعجاب کو یوں ادا کیا ہے ؎

ز شیر شتر خوردن و سوسمار
عرب را بجائے رسید است کار
کہ تخت کیاں را کنند آرزو
تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

حقیقت یہ تھی کہ رحمت اللعالمین کا لایا ہوا پیغام حریت اخوت و مساوات، صحرائے عرب میں سما نہ سکا۔ اس سیلاب کی موجیں مملکت قیصر سے ٹکرائیں تو کبھی سطوت کسریٰ پر لرزہ طاری کر دیا۔ دنیا حیران تھی کہ ریت کے ان منتشر اجزاء کو بنیان مرصوص میں کس قدر قوت قدسی نے بدل دیا ہے۔ وہ قوم جو کسی وقت خود ہدایت کی محتاج تھی اب غیر اقوام کو رشد و ہدایت دکھلانے کے لئے اکناف عالم میں پھیل رہی ہے جس ملک میں جہالت کا گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا اب وہاں سے علم و حکمت کے سراج منیر کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں اور دوسرے ملکوں تک پہنچ رہی ہیں ؎

روشنی از وے بہر قومے رسید
نور او رخشید بر ہر کشورے

مختص القوم اور مختص الزمان ماموروں کی طرح آپؐ کسی ایک قوم کے رہنما بن کر نہیں آئے تھے نہ ہی آپ کی شریعت ایک خاص وقت کے لئے تھی بلکہ آپ کو رحمت للعالمین کا نام دینے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کو کافۃ الناس کے لئے خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔ چنانچہ

www.aaiil.org

آپ کے عاشق صادق حضرت مجدد صدی چہاردہم آپ کی شان میں فرماتے ہیں :—

آیتے رحماں برائے ہر بصیر
حجت حق بہر ہر دیدہ ورے
آفتاب ہر زمین و ہر زماں
رہبر ہر اسود و ہر احمرے

گناہ، فسق و فجور، معصیت اور سیہ کاری میں غرق قوم کو خدائے قدوس سے ملا دینا بذاتہٖ ایک معجزہ ہے۔ پھر ایک پراگندہ اور منتشر قوم کو متحد کر دینا بھی معجزہ سے کم نہیں۔ مگر خونخوار اور جنگجو عربوں میں رفق اور ملائمت، خدمت خلق اور حسن سلوک کے اخلاق فاضلہ کا پیدا کرنا بھی کوئی کم معجزہ نہیں۔ حسب و نسب پر فخر کرنے والے اب ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے اصول پر عمل پیرا ہو گئے۔ اب وہ زیر دستوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں پر تلوار نہیں اٹھاتے۔ اب وہ طبقۂ اناث کی جائز عزت اور ان کی عفت و عصمت کے محافظ ہیں۔

نبی اکرمؐ نے صلۂ رحمی، ہمدردی بنی نوع انسان، اور مظلوم کی حمایت پر بڑا زور دیا ہے۔ آپؐ کے ارشادات میں جگہ جگہ ان سے حسن سلوک اور ترحم پر زور دیا گیا ہے اور پھر اس ارشاد نبوی کو جس طرح آپؐ کے خلفائے راشدینؓ نے عمل میں لا کر دکھایا وہ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے۔

غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپؐ نے اسلامی جیوش کو مخاطب کر کے فرمایا :—

"خدا کی حمد و ثنا کے بعد اے لوگو! سب سے سچی بات خدا کی بات ہے۔ اور بعض قریبی دوسرے قریبیوں سے زیادہ مستحق قرابت ہیں۔ مضبوط رسی تقوے کی بات ہے۔ بہترین گروہ ابراہیم علیہ السلام کا گروہ ہے۔ اور بہترین طریقہ طریقہ محمدی ہے۔ سب باتوں سے بہتر خدا کا ذکر ہے اور سب بیانوں سے بہتر بیان قرآن شریف۔ بہترین معاملات کا پختہ کاری ...... بہترین اعمال وہ ہیں جو سود مند ہوں ...... اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے ...... بدترین خوراک یتیم کا مال ہے ...... مومن کی عیب جوئی فسق ہے اور مومن کا قتل کفر ہے۔ اور اس کی شکایت کرنا خدا کا گناہ ہے۔ مومن کے مال کی عزت بھی اس کی جان کی سی ہے ...... جو (لوگوں کو) معاف کرے خدا اس کو معاف کرے گا اور جو غصہ پی جائے خدا اس کو دوگنا اجر دے گا۔ جو تکالیف اور مصائب پر صبر کرے خدا اس کو اس کا بدلہ دیگا۔"

حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرتؐ نے فرمایا :—

"عورتوں کے لئے بہتری کی وصیت کرو کیونکہ وہ تمہاری مددگار ہیں ...... مومن بھائی بھائی ہیں کسی شخص کو اپنے بھائی کا مال حلال نہیں ہے ...... اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے۔ اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ تم تمام آدم کی اولاد ہو، اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے۔ خدا کے نزدیک وہی بزرگ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں مگر ہاں تقوے اور خشیۃ اللہ سے ......"

آپؐ کے خلفائے راشدینؓ میں سے یہاں حضرت عثمانؓ کے اس فرمان کا ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا جس میں انہوں نے حکام کو حقوق العباد کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ طبری کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضؓ نے ۲۴ھ کے اوائل میں اپنے عمال کو اس مضمون کے خط لکھے :—

"اما بعد! خدا نے آئمہ کو رعیت کا محافظ بننے کا حکم دیا ہے۔ یہ حکم نہیں دیا کہ وہ زکوٰۃ و صدقات (ٹیکس) اکٹھا کرنے والے بن جائیں۔ امت مسلمہ کے پیش رو آئمہ محصل نہیں تھے۔ بلکہ رعیت کے محافظ و نگران تھے لیکن اب کچھ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ حکام محافظ و نگران بننے کی بجائے صرف محصل بن کر رہ جائیں گے۔ اگر انہوں نے یہ راہ اختیار کر لی تو پھر حیاء، امانت اور وفا کا رشتہ منقطع ہو جائے گا۔ یاد رکھو سب سے زیادہ منصفانہ اور مبنی بر عدل طرز عمل یہ ہے کہ تم مسلمانوں کے اموال و واجبات کا خیال رکھو جو ان کا حق ہے وہ انہیں دو اور جو ان پر واجب ہے وہ لو۔ ازاں بعد اہل ذمہ کی نگہداشت کرو جو ان کا حق ہے۔ وہ انہیں دو اور جو ان کے ذمہ واجب الادا ہے اس کی ادائیگی کا انہیں پابند بناؤ۔"

پھر مال کے کلکٹروں کے نام آپ نے یہ فرمان جاری کیا :—

"اما بعد۔ خدا نے مخلوقات کی تخلیق حق کے ساتھ کی ہے۔ اور وہ صرف حق ہی قبول فرماتا ہے۔ حق وصول کرو اور حق کے بدلے میں حق ادا کرو۔ معاملہ میں امانت داری ملحوظ رکھو اور ہمیشہ اس پر کاربند رہو۔ تم امانت میں خیانت کرنے کی ابتداء نہ کرنا ورنہ اس عمل کے باعث تمہارے بعد آنے والے خائنوں کے جرم میں تم برابر کے حصہ دار ہو گے۔ وفا بہت بڑی چیز ہے۔ اپنے عہد پر قائم رہو یتیم اور ذمیوں پر ظلم اور زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ جو ان پر ظلم کرتا ہے خدا اس کا دشمن ہو جاتا ہے۔"

یہاں پر یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ صرف پند و موعظت کی باتیں ہی تھیں بلکہ ان پر عمل کیا جانا خود تاریخ سے ثابت ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ابو جہل نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ اگر آپ اپنے دعوے میں موسےٰ کی طرح سچے ہیں تو ہم پر صاعقہ کیوں نہیں آتا۔ رحمت اللعالمین نے فرمایا کہ سنت الٰہی ہے کہ اکثر کافروں کی صلب سے مومن اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ممکن ہے بلکہ یقینی ہے کہ تم سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو موحد اور خدا پرست ہوں پس میں تو دنیا کے لئے رحمت بن کر آیا ہوں کیونکر کسی کے لئے ہلاکت کی دعا مانگوں۔ اسی طرح فتح مکہ کے موقعہ پر آنحضورؐ نے عفو عام کا اعلان کر کے جس رحمت کا نمونہ پیش کیا وہ بے مثال ہے۔ تیرہ برس تک اس قوم سے مصائب اور ایذا رسانی پاتے رہنے کے علاوہ آپؐ کے کئی اقرباء اور اعزہ ان کے بے رحم ہاتھوں سے شہید ہوئے۔ رؤسائے کفار کی شر انگیزیوں سے مسلمانوں نے سخت سے سخت نقصان اٹھائے تھے۔ عصر حاضر کی متمدن قومیں بھی اس زمانے میں جنگی مجرموں CRIMINALS کو قابل گردن زدنی قرار دیتی ہیں۔ مگر جب تمام دشمنان نبوت کو رحمت للعالمین کے سامنے لایا گیا تو آپؐ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا "ماذا تقولون وما تظنون" یعنی اب بتاؤ تم اپنی نسبت کیا کہتے ہو۔ اور کیا خیال کرتے ہو۔ مطلب یہ تھا کہ اپنے بہیمانہ اور سفاکانہ افعال کو یاد کرو اور بتاؤ تم اب کس سزا کے مستحق ہو۔ تو سہیل بن عمرو نے عرض کیا ہم نیکی کی بات کہتے اور نیکی کا ہی گمان کرتے ہیں۔ تو ہمارا کریم بھائی اور کریم بھائی کا بیٹا اب تو ہم پر غالب ہے اور قدرت رکھتا ہے"۔ یہ الفاظ سن کر ابر رحمت جوش میں آ گیا اور فرمایا۔

"میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسفؑ نے کہا یعنی اب تم کو میری طرف سے کوئی ملامت نہیں اللہ تم کو معاف کرے وہ ارحم الراحمین ہے"۔

آپؐ کی سیرت طیبہ میں سبق ہے ان سربراہان ممالک کے لئے جو دنیا میں امن اور صلح کے لئے کوششیں کر رہے ہیں۔ جب تک بنی نوع انسان کی بھلائی اور خدمت خلق پر زور نہ دیا جائے ملکوں، قوموں اور رنگوں کی خود ساختہ حدیں نہیں گر سکتیں۔ چونکہ کافۃ الناس کے لئے پیشوا اب حضرت خیر الانامؐ ہی ہیں اس لئے مصائب و آلام سے نجات اب آنحضرتؐ کے دامن عافیت میں ہی ہے۔

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہان محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس
بیا در ذیل مستان محمدؐ

خدائے واحد اور افضل الرسلؐ پر ایمان لانے سے اتحاد عالم قائم ہو سکتا ہے اور صحیح رفاہی مملکت وجود میں آ سکتی ہے جو محض ٹیکس جمع کرنے والی نہیں بلکہ مخلوق خدا کی بہتری، خوشحالی اور فارغ البالی کی ضامن ہو۔

اللھم صل علٰی سیدنا محمد و علٰی اٰل سیدنا محمد و بارک و سلم۔

www.aaiil.org

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ

مولانا احمد یار صاحب

بلغ العلیٰ بکمالہ ❊ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ ❊ صلوا علیہ وآلہ

آنحضرت صلعم کے اسنے کمالات ہیں جو لا دخل ولا تحصی کے مصداق ہیں۔ آپ کے عشاق اور شیدائیوں نے ہزاروں کتابیں آپ کی شان میں تحریر کی ہیں مگر وہ سب کی سب سمندر کے سامنے ایک قطرہ نظر آتی ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کمال کو دیکھو وہی بے نظیر اور بے مثال ہے۔ مثلاً حضور کی اس خوبی اور حسن سیرت پر غور کریں کہ آپ کا جس سے تعلق ہوتا وہی آپ سے محبت کرنے پر مجبور ہو جاتا۔ آپ کی سیرت کا بھی ایک ورق ہی اتنا عظیم الشان اور اتنا درخشان ہے کہ شمس وقمر کی روشنی بھی اس کے سامنے ماند ہے۔ بلکہ آپ کی ہر ایک ادا میں ایک اعجازی رنگ پایا جاتا ہے۔ یہ بھی حضورؐ کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ کتب سیرت سے ہر انصاف پسند پر یہ بات واضح ہے کہ جن لوگوں کا تعلق حضرتؐ سے بچپن میں ہوا وہ تمام عمر کے لئے آپ کے عاشق صادق ہو گئے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ ان کو بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی۔ ایک دفعہ آپؓ نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہجرت میں میں بھی آپؐ کے ساتھ ہونگا یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا کہ الحمدللہ میری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ کی یہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نئے تعلق کی بناء پر نہ تھی بلکہ آپؐ کو بچپن سے ہی بوجہ حضور صلعم کے حسن اخلاق وحسن عادات آپؐ سے الفت ومحبت تھی۔

پھر دوسری مثال حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی ہمارے سامنے ہے۔ حضرت خدیجہ رضؓ کو جس قدر محبت آپؐ سے تھی اس لئے کہ آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ (امتیازی) اور تدین کو بچشم خود مشاہدہ کیا تھا۔ ابتدا میں آپؓ نے اپنی تجارت کا کام حضورؐ کے سپرد کیا اور جب آپؐ کو اس کاروبار میں انتہا درجہ کا امین اور صادق پایا تو آپ نے تو حضور صلعم کی طرف خطبہ نکاح بھیجا۔ اس وقت حضور صلعم کی عمر ۲۵ سال کی اور حضرت خدیجہ رضؓ کی چالیس سال کی تھی، یہ ایک عجیب بات ہے کہ حضرت خدیجہ رضؓ جو اس قدر مالدار اور دولت مند ہے وہ آنحضرت صلعم سے جو نہ مال رکھتے اور نہ دولت خود خطبہ نکاح کرتی ہے۔ درحقیقت وہ حضور صلعم کے اخلاق حمیدہ پر فریفتہ تھیں۔ اور یہ امر اس وقت زیادہ وضاحت سے ظاہر ہو جاتا ہے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی، اور آپؐ حضرت خدیجہ رضؓ کے پاس تشریف لائے اور اس وقت انہوں نے آنحضرت صلعم سے مخاطب ہو کر کہا کہ:۔

اللہ کی قسم! وہ ہستی ذات
تجھ کو کبھی ضائع نہیں کرے گی۔ کیونکہ
تو عزیزوں کے ساتھ نیک سلوک
کرتا ہے اور مفلسوں و بیکسوں کی
خبرگیری کرتا ہے۔ مہمانوں کے ساتھ
نہایت خاطر و تواضع سے پیش آتا ہے

دراصل حضرت خدیجہ رضؓ خوب جانتی تھیں کہ ایسے بلند اخلاق رکھنے والے شخص کو اللہ تعالےٰ کبھی ذلیل ورسوا نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں حضرت خدیجہ رضؓ کے قلب مبارک پر نقش ہو گئی تھیں اور آپؓ حضرتؐ کی ان خوبیوں کی وجہ سے گرویدہ ہو گئی تھیں۔ نیز یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بیوی سے بڑھ کر انسان کے اخلاق کا کوئی دوسرا زیادہ واقف نہیں ہو سکتا۔ گھر کے اندر انسان کے اصلی اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے بیوی کی شہادت سے بڑھ کر کوئی شہادت نہیں ہو سکتی۔

پھر تیسری مثال حضرت زید رضؓ کی جو آپؐ کے غلام تھے ہمارے سامنے ہے حضور صلعم نے انہیں خرید کر آزاد کیا۔ آزاد ہونے کو اس نے غنیمت جانا نہیں بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ حضور صلعم کا گرویدہ ہو گیا۔ حضرت زید رضؓ کے باپ کو جب یہ علم ہوا کہ اس کا بیٹا مکہ میں ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ کیا میرا بیٹا یہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! میں نے اسے آزاد کر دیا ہے، اس نے کہا کہ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس کو واپس لے جاؤں حضورؐ نے فرمایا کہ میری طرف سے اجازت ہے وہ حضرت زیدؓ کے پاس آیا اور کہا کہ محمدؐ نے تم کو اجازت دے دی ہے حضرت زیدؓ نے اپنے والد کو جواب میں کہا کہ میں تو محمد رسول اللہ صلعم کے پاس ہی رہوں گا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ حضرت زید آزاد تو بے شک ہو چکے تھے لیکن حضور نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ نے انہیں ہمیشہ کے لئے غلام بنا لیا تھا۔ اور یہی وہ اخلاق تھے جن سے تمام صحابہؓ آپؐ کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ اس قسم کی اور کئی مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا پھر وہ آپؐ کے عاشق زار ہو گئے۔

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ الہٖ وصحابہٖ اجمعین۔

فرمانِ نبویؐ

* جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے
* اگر تمہارے پاس کسی بھی قوم کے بزرگ آئیں تو ان کی تعظیم کرو۔
* جو شخص ناحق اپنی قوم کی حمایت کرے وہ اس اونٹ کی مانند ہے جو کنوئیں میں گرے پھر اسے اس کی دُم پکڑ کر کھینچا جائے۔
* لوگوں میں بُرا وہ ہے جس کی عزت محض اس کے شر کی وجہ سے کی جائے۔
* تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے۔

ضرورت ٹیوشن میں ایف۔ اے۔ بی کا طالب علم ہوں، اور مالی حالت کمزور ہے۔ مالی مجبوریوں کی بناء پر تعلیمی سلسلہ منقطع ہونے کا احتمال ہے۔ اگر کوئی صاحب میٹرک تک کے دو چار طلباء کی ٹیوشن دلا سکیں تو معاونت کا شکر گذار ہوں گا۔
محمد عبیداللہ معرفت دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

اسلام میں عورت کا مقام

قلم حکیم [illegible] صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی

یہ فرمان، جو طبقہ اناث کے لئے باعث فخر ہے اس بشر کامل۔ زبدہ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جس کی نسبت خدا فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول
الله اسوة حسنة

"اور رسول اللہ کے وجود میں تمہارے
لئے ایک بہترین نمونہ ہے۔"

وہ دین قیم جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اس نے جتنی نعمتیں حضرت انسان کو بخشیں اور اپنی جامعیت کے لحاظ سے تمام مخلوقات کے لئے وہ جس قدر برکات کا موجب ہوا عورتوں کے مظلوم گروہ کے لئے بھی اسی قدر مفید ثابت ہوا۔ کیونکہ صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے عورت کو انسانی برادری کا ایک حصہ تسلیم کیا۔ اس میں کوئی شاعرانہ حسن بیان نہیں اور نہ یہ تخیل آرائی نہیں، بلکہ اسلام نے اسے حقیقت بنا دیا۔ ایک ٹھوس اور مستقل حقیقت۔

اسلام کے نزدیک عورت، پہلو ئے آدم سے تخلیق نہیں کی گئی۔ وہ مرد کو گناہ کی طرف راغب کرنے کا موجب نہیں، اور نہ اس کی روحانی موت کا باعث ہے۔ وہ مرد کی محکوم نہیں، نہ ہی اس کی خواہش کی تکمیل کے لئے ہے۔ وہ مرد کی املاک کا حصہ نہیں۔ نہ ہی اس کی جائداد ہے۔ مرد کے لئے غم واندوہ کا موجب نہیں۔ نہ ہی وہ ناپاک ہے، بلکہ اپنی تخلیق کے لحاظ سے ویسی ہی پاک و مطہر ہستی ہے جیسے مرد وہ ویسی ہی روح اپنے اندر رکھتی ہے جیسی روح مردوں کے اندر ہوتی ہے۔

یہ اسلام کی تعلیم ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان، آپ نے عورت کی بڑی قدر و منزلت کی اور اپنے عملی نمونہ سے اسلام کی تعلیم کو واضح کر دکھایا

ہم دیکھتے ہیں کہ قبل از اسلام عورت کے ساتھ منافرت انتہا درجہ پر تھا، اور اس تنفر کی وجہ سے اس کی گردن مارنے تک سے گریز نہ کیا جاتا تھا۔ قرآن مجید ان کے اس احساس کو اس طرح بیان کرتا ہے:۔

اذا بشر احدهم بالانثى ظل وجهه مسودا وهو كظيم يتوارى من القوم من سوء ما بشر به ايمسكه على هون ام يدسه في التراب الا ساء ما يحكمون ○ (سورت النحل)

ترجمہ:۔ جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خبر دی جاتی ہے، تو اس کا منہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ اور وہ غصہ سے بھرا جاتا ہے۔ وہ اس خبر کی برائی کی وجہ سے جو اسے دی جاتی ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ کیا اسے ذلت کے لئے رہنے دے۔ یا اسے زمین میں گاڑ دے سنو! بہت برا ہے۔ جو وہ فیصلہ کرتے ہیں"

آہ! کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج پھر یہی احساس فراواں ہے۔ آج پھر لوگ اس جنس مظلوم سے نفرت کرتے ہیں۔ اور کرنے پر مجبور رہیں۔ کیونکہ زمانہ اپنے اعمال و خصائل کے لحاظ سے پھر اس گذشتہ زمانہ کی صدائے بازگشت بن چکا ہے مردوں کا معیار عصمت و عفت کوئی نہیں رہا۔ اور عصمت کا لفظ صرف عورتوں کے لئے رہ گیا ہے نتیجہ ظاہر ہے کہ اگر تمام ذمہ داری صرف ایک ہی گروہ پر ہو تو عزت اور قدر کا مقام کیا ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج پھر عورت مظلوم بن گئی ہے۔ اور اس کا وقار ختم ہو گیا ہے۔ وہ بوجھ بن گئی ہے۔ اس کی قیمت اس کی پاکیزگی اور طہارت میں نہیں۔ بلکہ سیم و زر کے ڈھیر میں ہے اور پھر اس اخلاق باختہ ماحول میں جس میں خود عورت نے بھی اپنے آپ کو بہت حد تک بگاڑ لیا ہے اس کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے آج بھی لڑکی کی پیدائش پر لوگوں کے منہ سیاہ ہو جاتے ہیں، اور اس سے طرح طرح کے خطرات پیدا ہو جاتے ہیں والدین کے تفکرات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

کاش اس ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے جس کا یوم میلاد گھی گھی سے منایا جاتا ہے، فرمان کو آویزہ گوش بنایا جائے۔ اس عظیم الشان شخصیت نے جنت کو ماں کے قدموں کے نیچے بتایا اور فرمایا کہ

"عورت اپنے شوہر کے گھر کی مالک
اور اپنی اولاد پر ایک حکمران ہے۔"

پھر فرمایا:۔

"آگاہ رہو۔ کہ جو شخص عورت کی بدمزاجی پر صبر کرتا ہے۔ اور اسے خدا کے نزدیک ثواب کا کام سمجھتا ہے
اسے شکر گذاروں کا ثواب ملتا ہے"

ایک نے تین دفعہ پوچھے پر بھی کہ اس کے بعد کون ہے یہی فرمایا کہ اُمُّکَ۔ چوتھی دفعہ فرمایا اَبُوكَ یعنی "تیرا باپ"

ایک دفعہ حضرت جابرؓ آئے۔ عرض کیا۔ کہ یا حضرتؐ میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں۔ سرور عالم نے دریافت فرمایا۔ کیا تمہاری والدہ ہیں۔ انہوں نے کہا "ہاں"۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ "اس کی خدمت کرو۔ اس کے قدموں میں جنت ہے"۔

حجتہ الوداع کے موقعہ پر کوہ عرفات پر آپؐ جب اپنی اونٹنی "القصوی" پر سوار تھے۔ آپؐ نے دوسری بہت سی نصائح کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ:۔

لوگو! تمہاری بیویوں کے تم پر اور
تمہارے ان پر حق ہیں۔ وہ تمہارے
ہاتھوں میں خدا کی امانتیں ہیں۔

دیکھئے یہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری پیغام ہے۔ اور یہ عورتوں کے حق میں بڑی نعمت ہے جس پر انہیں آنحضرت صلعم کا شکر گذار ہونا چاہیئے اور ان پر درود و سلام بھیجنا چاہیئے کاش مسلمان آپ کے اس پیغام پر عمل پیرا ہوں،

ان الله وملئكته يصلون
على النبي يا ايها الذين امنوا
صلوا عليه وسلموا تسليما

بے شک خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں، اے مومنو تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبانِ محمدؐ
عجب دارم دلِ آں ناکساں را
کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
(مسیح موعودؑ)

رحمۃ للعالمین

مرزا معصوم بیگ صاحب

آج ہم اس عظیم الشان انسان کا یوم میلاد منا رہے ہیں جو اس دنیا کا سب سے بڑا انسان تھا۔ جس کی شان میں آیا ہے لولاک لما خلقت الافلاک۔ کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو اس دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود نے اس دنیا کو موجود کیا۔ دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کہ اے میرے رسول۔ ہم نے آپ کو تمام قوموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سید المرسلین۔ خاتم النبیین۔ امام المتقین۔ حضرت مجدد الوقت نے کیا خوب فرمایا ہے:—

در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
احمد آخر الزمان کز نور او
شد دلِ مردم ز نور تاباں ترے
روشنی از وے بہر قومے رسید
نور او رخشید بر ہر کشورے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

جب حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتکریم اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے تو حضورؐ نے اعلان فرمایا یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ اے دنیا جہان کے لوگو۔ میں اللہ کی طرف سے تم سب کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ لیکن اصلاحِ خلق کا کام دنیا کے سب کاموں سے مشکل ترین کام ہوتا ہے۔ جب آپؐ نے مکہ کے بازاروں اور گلیوں میں پیغامِ حق سنانا شروع کیا تو وہ بت پرست قوم جو ہر قسم کے فسق و فجور اور نفسانی خواہشات میں مبتلا تھی آپ کے خلاف ہو گئی۔ اور انہوں نے آپ کی آواز کو دبانے کے لئے آپ کو ہر قسم کی تکلیف اور جسمانی اذیت دینی شروع کی۔ ایک دن آپؐ خانہ کعبہ میں خدا کے حضور سر بسجود تھے کہ سردارانِ مکہ کے ایما سے چند بدکرداروں نے اونٹ کا اوجھ اٹھا لائے جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا۔ اور آپ پر ڈال دیا جس کے بوجھ کے نیچے آپؐ دب گئے اور آپ کا مطہر اور پاک جسم اس کی غلاظت سے بھر گیا۔ اور ارد گرد قریش تلواریں کھینچ کر کھڑے ہو گئے تا کوئی شخص آپ کو اس تکلیف سے خلاصی نہ دے سکے۔ کسی نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ کی خبر دی۔ عرب عورت پر ہاتھ اٹھانا یا حملہ کرنا اپنے لئے باعثِ عار سمجھتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور آپ کو اس تکلیف سے نجات ملی۔ ہجو تمسخر اور بھی کئی جسمانی اذیتیں دی گئیں قوم کا تو یہ حال ہے کہ وہ مرنے مارنے پر اُتر آئی اور ادھر اللہ تعالیٰ کی جناب سے حکم ہوتا ہے یا ایھا المدثر قم فانذر۔ اے کملی والے اُٹھ اور قوم کو ڈرا۔ آپؐ کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور ہر ایک قبیلہ کو نام لے لے کر پکارا۔ عرب میں یہ دستور تھا کہ قوم کو کسی خطرہ یا دشمن سے آگاہ کرنے کے لئے اس طرح سے مختلف قبیلوں کو بلایا جاتا تھا۔ جب قریش کے تمام قبیلے آپ کے بلانے پر جمع ہو گئے تو سب سے اول آپؐ نے اُن سے یہ پوچھا کہ کیا تم بتلا سکتے ہو کہ میں نے کبھی کسی وقت۔ کسی موقعہ پر جھوٹ بولا ہے۔ اللہ اللہ۔ کیا جرأت ہے اور کس قدر اعتماد ہے اپنی راست گفتاری پر۔ ایک شخص جس نے اپنی عمر کے چالیس سال ان کے اندر رہ کر گذارے وہ اپنے خونخوار دشمنوں سے اپنی راست گفتاری کی تصدیق چاہتا ہے اور دشمن بھی وہ دشمن ہیں جو ہر وقت آپ کی تذلیل اور تحقیر کے فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ اس قسم کا سوال ایسے دشمنوں سے صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کی زبان عمر بھر کسی خفیف سے خفیف جھوٹ سے بھی کبھی ناپاک نہ ہوئی ہو۔

سردارانِ عرب نے جواب دیا کہ آپ ہمیشہ ہی صادق القول اور راستباز رہے ہیں۔ تو پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں تمہیں اس دشمن سے خبردار کرنا چاہتا ہوں جو عنقریب تم سب کو ہلاکت اور بربادی کے منہ میں ڈال دے گا اور تمہاری ساری شان و شوکت خاک میں مل جائے گی۔ وہ دشمن خدائے واحد کا عذاب ہے جو تم پر نازل ہونے والا ہے اگر تم اپنی بداعتقادی اور بداعمالی سے باز نہ آئے پس پھر کیا تھا۔ قریش کا غیظ و غضب انتہائی درجہ کو پہنچ گیا۔ اور انہوں نے ظلم اور تشدد کا بازار گرم کر دیا۔ اور آپؐ پر اور آپؐ کے چند ساتھیوں پر جو غربا کے طبقہ میں سے تھے ایسے ایسے انسانیت سوز مظالم کئے کہ اُن کے تصور سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن خدا کے مرسل کو یہ باتیں کب گھبرا سکتی تھیں۔ آپ کا قدم تبلیغ کے میدان میں آگے ہی بڑھتا گیا۔

اب تمام قبائلِ عرب نے ایک کانفرنس کی جس میں یہ تحریری معاہدہ ہوا کہ تین سال تک آنحضرت اور آپ کے قبیلہ بنی ہاشم کو ایک پہاڑ کی کھوہ میں محصور کیا جائے اور باہر سے کوئی سامان خورد و نوش اندر نہ جانے دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور محصورین کو تو اتر تین سال تک بڑے بڑے وحشتناک مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ باہر سے جو لوگ گذرتے وہ عورتوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں سن کر بے چین ہو جاتے جو بھوک اور پیاس کے سبب سے اندر ہی اندر جان توڑ رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان فرمایا ہے کہ ہم درختوں کی پتیاں کھاتے رہے اور حیوانوں کی طرح مینگنیاں کرتے رہے۔

لیکن خدا کے اولوالعزم رسولؐ کے عزم میں کوئی فرق نہ آیا۔ عرب کی ایک پرانی رسم کے مطابق سال میں بعض ایسے ایام بھی آتے تھے جب کسی انسان یا حیوان پر ہاتھ اُٹھانا یا حملہ کرنا حرام سمجھا جاتا تھا۔ آپؐ اُن دنوں اس پہاڑ کی کھوہ سے نکل آتے اور جہاں موقع پاتے تبلیغِ حق کا کام شروع کر دیتے۔ بقول شاعر نے

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لئے

آخر تین سال ختم ہوئے۔ وہ تحریری معاہدہ جس کو خانہ کعبہ میں لٹکا رکھا تھا کرم خوردہ ہو کر خود بخود گر پڑا۔ دیکھا تو کیا دیکھا کہ کرموں نے اس کاغذ کو کچھ اس طرح سے کھانا شروع کیا ہے کہ ساری عبارت ٹوٹ گئی صرف ایک لفظ تھا جو جراثیم کے حملوں سے محفوظ رہا اور وہ مقدس لفظ اسم پاک محمد تھا۔ اگر ایک مادہ پرست فلسفی اسے ایک اتفاق کہتا ہے تو کہے۔ لیکن ایک اہلِ دل کے لئے اس واقعہ میں ایک لطیف نکتۂ معرفت تھا کہ جس طرح سے اس کاغذ پر سے مخالفین محمد صلعم کے نام محو ہو گئے ہیں اسی طرح سے عنقریب اُن کے نام صفحۂ ہستی سے بھی مٹا دیئے جائیں گے۔ اور جس طرح کاغذ پر صرف ایک مقدس نام باقی رہ گیا ہے اسی طرح کل سرزمینِ عرب پر محمدؐ ہی محمدؐ رہ جائیگا۔ اسی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے آیت ان شانئک ھو الابتر میں اشارہ فرمایا ہے یعنی اے میرے رسولؐ تیرے دشمنوں کا نام لیوا سرزمینِ عرب پر کوئی نہیں رہے گا۔

حضرت نبی کریمؐ پہاڑ کی کھوہ سے تو نکل آئے لیکن قریش کے ظلم اور تشدد کے خوف سے کوئی شخص آپ کی بات بھی سننے کے لئے تیار نہ تھا۔ اس لئے آپ نے خیال کیا کہ مکہ سے باہر نکل کر گرد و نواح میں تبلیغِ حق کریں۔ اپنے غلام زید کو ساتھ لے لیا اور طائف کی طرف نکل گئے۔ طائف کے شہر میں پہنچ کر ایک ٹیلے پر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو پیغامِ حق سنانا شروع کیا۔ لیکن اُس بدبخت قوم نے بھی آپؐ پر پتھروں کی بارش کی۔ ایک پتھر سے آپؐ کی پنڈلی شہید ہوئی۔ اور پنڈلی وہ جگہ ہے جہاں تھوڑی چوٹ سے بھی بہت زیادہ درد محسوس ہوتی ہے۔ آپؐ طائف شہر سے باہر نکل آئے زخموں سے خون جاری تھا۔ جب جسم سے زیادہ خون نکل جائے تو سخت پیاس لگتی ہے۔ ایک کنجیں پر

گئے۔ یہ کنواں ایک یہودی کا تھا۔ اس نے آپؐ کا نام اور پتہ پوچھا۔ نام کا لینا اور عقائد کا بیان کرنا ہی تھا کہ یہودی نے نہ صرف پانی پینے سے روک دیا بلکہ بڑی سختی کے ساتھ وہاں سے نکال دیا۔ آپؐ اور زید کچھ فاصلہ پر ایک کھجور کے درخت تلے آکھڑے ہوئے۔

خطرناک پیاس ہے۔ زخموں کی درد اور تکلیف۔ نہایت بے بسی اور بے کسی کا عالم۔ آپؐ کا دل بھر آیا۔ وقت بھی تنہائی کا تھا۔ ہاتھ اُٹھے اور خدا کے حضور دعا کی۔ کیا دعا کی۔ یہ نہیں کہا کہ اے خدا۔ اے خدا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے اور نہ حضرت نوحؑ کی طرح یہ دعا کی رب لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیارًا۔ کہ اے خدا منکروں میں سے زمین پر بسنے والا کوئی نہ چھوڑ بلکہ یہ دعا کی :-

اللھم اھد قومی - اللھم اھد قومی انھم لایعلمون ......

...... الخ اے میرے خدا میری قوم کو ہدایت دے۔ یہ مجھے نہیں پہچانتے اے خدا تو ان کو سمجھا اور ان کو ہلاکت سے بچا۔ ممکن ہے ان میں سے یا ان کی اولاد میں سے کوئی سعید روح پیدا ہو جو تیری کلام سنے اور قبول کرے۔ میرے مولا میں تیرے ہی پاک چہرہ میں پناہ لیتا ہوں۔ اگر تو میرے ساتھ ہے تو مجھے کچھ خطرہ نہیں۔

معزز حضرات!

ان وحشتناک مظالم کو بھی سامنے رکھئے جو آپؐ کو قوم کی طرف سے پہنچ رہے ہیں۔ تمام جسم پتھروں سے چور چور ہے۔ زخموں سے خون بہہ رہا ہے۔ سخت پیاس سے کلیجہ منہ کو آرہا ہے اور قوم ایک گھونٹ پانی کی روادار نہیں۔ اور پھر اس رحیم دل پر بھی نگاہ ڈالئے جو ان مظالم کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہے کہ اے میرے خدا میری قوم کو ہلاک نہ کر بلکہ ان کو ہدایت دے کہ وہ مجھے پہچانیں۔ ممکن ہے اُن میں سے یا ان کی اولاد میں سے کوئی سعید روح پیدا ہو جو تیری کلام سنے اور اسے قبول کرے۔

خداوند یسوع مسیح کو جب ایسے ہی حالات کا سامنا کرنا پڑا اور قوم نے آپ کی مخالفت کی تو مایوس ہوگئے متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے اہل یروشلم کو مخاطب کرکے کہا :

"اے یروشلم - جو نبیوں کو مار ڈالتا اور انھیں جو تیرے پاس بھیجے گئے سنگسار کرتا ہے - کتنی بار میں نے چاہا کہ تیرے لڑکوں کو جمع کروں جس طرح کہ مرغی اپنے بچوں کو پروں کے نیچے اکٹھا کرتی ہے پر تم نے نہ مانا - اب دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے"

(متی ۲۳: ۳۷-۳۹)

پھر فرمایا :-

"تب ان شہروں کو جن میں اس کے بہت سے معجزے ظاہر ہوئے تھے ملامت کرنے لگا کیونکہ انہوں نے توبہ نہ کی کہ ہائے خرازین تجھ پر افسوس۔ ہائے بیت صیدا تجھ پر افسوس۔ کیونکہ یہ معجزے جو تم میں دکھائے گئے اگر صور اور صیدا میں دکھائے جاتے تو ٹاٹ پہن کر اور خاک میں بیٹھ کر کب کی توبہ کرتے۔ پس میں تمہیں کہتا ہوں کہ عدالت کے دن صور اور صیدا کا حال تمہارے حال سے آسان ہوگا۔ اور تو اے کفرناحوم کیا آسمان تک بلند ہوا دوزخ میں گرایا جائے گا کیونکہ یہ معجزے جو تجھ میں دکھائے گئے اگر سدوم میں دکھائے جاتے تو آج تک قائم رہتا۔ پس میں تمہیں کہتا ہوں کہ عدالت کے دن سدوم کے ملک کا حال تمہارے حال سے آسان ہوگا"

(متی ۱۱: ۲۰-۲۴)

مسیحؑ اپنی قوم سے مایوس ہے لیکن محمدؐ اپنی قوم سے مایوس نہیں۔ حضورؐ کی دوربین نگاہ صرف ان لوگوں پر ہی نہیں جو آپؐ کے سامنے موجود ہیں۔ بلکہ ان کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد کی خیرخواہی پیش نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے ارشاد فرمایا تھا۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین۔ ہم نے تجھے دنیا جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یہ ہے رحمۃً للعالمین کی ایک جھلک جو حضرت نبی کریمؐ کی مکی زندگی میں جو مصیبت اور مصائب کی زندگی ہے دنیا کو دکھلائی گئی۔ لیکن یاد رہے کہ آنحضرت صلعم اور کر بھی کیا سکتے تھے۔ اُن کے پاس نہ طاقت تھی۔ نہ حکومت - نہ دولت - نہ اقتدار۔ وہ اپنے دشمنوں سے بدلہ لے ہی نہیں سکتے تھے اس لئے آیئے آپ کو تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھلائیں۔

جب کفار مکہ کا ظلم اور تشدد اپنی انتہا کو پہنچ گیا تو حضرت نبی کریمؐ اور آپؐ کے رفقاء بالآخر ہجرت کرکے مدینہ منورہ کو چلے گئے۔ لیکن کفار مکہ نے پھر بھی اُن کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اور تلوار کی دھار سے اسلام کا نام و نشان مٹانے کے لئے فوج کشی کی۔ کئی جنگیں ہوئیں۔ لیکن ہر میدان میں فتح اسلام کی ہوتی اور عرصہ دس سال کے بعد جیسا کہ قدیم نوشتہ میں لکھا ہوا تھا حضور سرورِ کائنات دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ انجیل میں لکھا ہوا موجود ہے کہ :-

"حنوک نے جو آدم کی ساتویں پشت تھا ان کی بابت پیشگوئی کی کہ دیکھو خداوند اپنے دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آتا ہے تاکہ سبھوں کی عدالت کرے اور سب بے دینوں کو اُن کی بے دینی کے کاموں پر جو انہوں نے بے دینی سے کئے اور ساری سخت باتوں پر جو بیدین گنہگاروں نے اُس کی مخالفت میں کہی ہیں ملزم گردانے"

(یہودا کا خط)

یہ خط مسیح کے بعد لکھا گیا۔ اس لئے مسیح اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ مکہ فتح ہوگیا۔ اور یہ واقعہ تاریخ میں ایک عجیب واقعہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ دنیا میں جب کوئی قوم یا ملک فتح ہوا تو پہلے بے حد خونریزی ہوتی ہے لیکن فتح مکہ کے وقت ایک قطرہ خون کا نہ گرایا گیا حالانکہ بالمقابل جنگجو، نبرد آزما اور غیور قبائل تھے جو بات بات پر خون کی ندیاں بہا دیتے تھے۔ دراصل ہیبت الٰہی سے وہ سب کے سب کچھ ایسے مرعوب ہوگئے کہ انہوں نے خدا کے مرسل کے آگے بیساختہ اپنی گردنیں جھکا دیں۔

یہ نظارہ بھی ایک عجیب نظارہ تھا۔ یوم الدین یعنی فیصلہ کا دن آگیا۔ دونوں گروہ ایک دوسرے کے بالمقابل موجود ہیں۔ ایک طرف کفار ظالم لیکن خائب و خاسر۔ دوسری طرف مسلمان مظلوم لیکن منصور اور مظفر۔ دونوں طرف خیال ہو رہا ہے کہ تیرہ سالہ مظالم کا انتقام اب کس طور پر ہوگا۔ فاتح جرنیل صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنی ذاتی تکالیف کا بدلہ لینا ہے بلکہ اپنے ہمراہیوں کی لا انتہا ایذاؤں اور نقصانوں کا انتقام بھی اس کی زیر نظر ہے۔ لہذا جو کوئی سزا بھی تجویز ہوتی وہ ہر طرح جائز اور درست ہوتی۔ سیاسی تاریخ بھی اور مقدس تاریخ بھی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ ایسے موقعوں پر فاتح انسانوں نے خواہ وہ ملک کے بادشاہ تھے یا مذہبی پیشوا۔ مفتوح اور مغلوب دشمنوں کو خطرناک سزائیں دی ہیں۔ لنکا کا راجہ راون شری رامچندر جی کی ...... سیتا جی کو اغوا کرکے لے گیا۔ راون اور رامچندر جی کے درمیان جنگ ہوئی۔ رامچندر جی فتح یاب ہوئے اور انہوں نے ساری کی ساری لنکا جلا کر راکھ کر دی۔ حضرت موسےٰؑ کے بعد حضرت یوشع نبی اور اہل مصر و شام کے درمیان جنگ ہوئی جس میں اہل مصر و شام کو شکست ہوئی۔ تو یوشع نبی نے ان کی عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں کو بھی قتل کروادیا۔ ہمارے اپنے ملک کی تاریخ میں سن ۱۸۵۷ کے غدر کے لیبل کیا ہوا تھا۔ جب برٹش گورنمنٹ نے غدر کرنے والوں پر غلبہ حاصل کرلیا تو نہایت بے رحمی سے انہیں قتل کیا۔ جابجا درختوں، دروازوں اور دیواروں پر اُن کی لاشیں لٹکی ہوئی نظر آتی تھیں۔ اور پھر اس ساری قوم کو غلام بنا کر ذلیل زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا۔ سرحد کے علاقہ میں قبائلیوں نے شورش کی۔ اور یہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ جہازوں کی سرتاج برٹش گورنمنٹ نے اُن کے گاؤں جلا کر خاکستر کر دیئے تھے۔

اگر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دشمنانِ مکہ

www.aaiil.org

کے گھر بار جلا دیتے - اور ان کی عورتوں - بچوں اور بوڑھوں سب کو اُن کے ساتھ قتل کروا دیتے - یا اسیر بنا کر غلامانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتے - تو ایسا کرنا بالکل جائز اور درست ہوتا - لیکن حضور نے اُن ظالم دشمنوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا :-

"تم اپنے مظالم کو اپنی آنکھوں کے
سامنے رکھ کر کہو کہ میں تم سے اب
کیا سلوک کروں ؟"

کفارِ مکہ نے یک زبان ہو کر عرض کیا :-

" آپ کریم ابن کریم ہیں ہمارے ساتھ وہی سلوک کیجئے جو کریم اپنے دشمنوں کے ساتھ کرتے ہیں "

اُن کا یہ مطالبہ بالکل سچا تھا اور اُن کی امیدیں بھی غلط نہ تھیں - حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا :-

"تم میرے بھائی ہو - اور میں
تم کو وہی کہتا ہوں جو یوسف نے
اپنے بھائیوں کو کہا تھا - لا
تثریب علیکم الیوم -
ہم نے تم سب کو معاف
کر دیا اور آج تم پر کوئی گناہ
نہیں - کوئی گرفت نہیں "

اللہ اللہ - یہ رحم - یہ بخشش - یہ کریم النفسی - جاؤ - دنیا کی تاریخ چھان مارو - اگر اس کی مثال اور کہیں ملے تو ہمیں دکھاؤ - ورنہ اس عظیم الشان انسان کے قدم چومو - اور اس کی حلقہ بگوشی اختیار کرو -

اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین - اور اس عظیم الشان رحمۃ للعالمین کے آنے کی خبر ہر نبی اور رسول - رشی اور منی نے قبل از وقت اپنی اپنی قوم کو دی تھی -

مہاتما بدھ جب بستر مرگ پر لیٹ گئے تو آپ کا پیارا شاگرد آنند رونے لگا - مہاتما بدھ نے اُسے تسلی دی اور کہا :-

" آنند بس - اندوہگین مت ہو - زاری
نہ کر - کیا میں نے تجھے کئی موقعوں پر
نہیں بتایا کہ یہ ہماری فطرت میں ہے
کہ ہم اپنی محبوب اور مطلوب اشیاء
سے جُدا ہوں "

تب آنند نے اپنے آنسو پونچھے اور کہا کہ آپ کے وفات پا جانے کے بعد ہمیں کون تعلیم دے گا بدھ نے فرمایا -

" اس دنیا میں میں کوئی ایک ہی بدھ ہو کر
نہیں آیا ہوں - اور نہ میں اس سلسلے
کا خاتم ہوں - وقت مقررہ پر دوسرا
بدھ مبعوث ہوگا - ایک نہایت
ہی مقدس - نور سے انور - جسے
حکمت کا وافر حصہ دیا جائے گا -
اقبال مند - اسرار کائنات کا عالم
ہوگا - نسل انسانی کا بے نظیر ہادی -
اور جن اور انس کا معلم ہوگا - وہ انہی
ازلی صداقتوں کا اظہار تم پر کرے گا
جو میں نے تمہیں سکھائی ہیں - وہ
اپنے دین کی تبلیغ کرے گا جو اپنی
حقیقت کے اعتبار سے شاندار
ہے - منتہائے کمال اور انتہائی
عروج کے مقام پر پرشکوہ ہے -
وہ دینداری کی زندگی کا اظہار کرے گا
جو سرتاسر کامل اور مطہر ہوگی جیسا کہ میں
اب کرتا ہوں - اس کے شاگردوں کا
شمار ہزاروں تک ہوگا جبکہ میرے شاگردوں
کا اعداد و شمار سینکڑوں تک ہے "

آنند نے اطمینان کا سانس لیا - اور پوچھا ہم اسے کیونکر جانیں گے ؟

مبارک بدھ نے فرمایا :-

" وہ میتیریا کی حقیقت سے معروف ہوگا "

یعنی وہ میتیریا کے نام سے دنیا میں مشہور ہوگا - سنسکرت زبان میں میتیریا کے معنے ہیں مہربان دوست - محبت کا دیوتا جس کا نام رحمت ہے یعنی

رحمۃ للعالمین

اور پالی لغت میں اس کے معنے لکھے ہیں ، رحم - محبت - شفقت - ہمدردی - مخلوق کی خیر خواہی :

پس مہاتما بدھ کی یہ پیشگوئی یہ ہوئی کہ :-

وہ آنے والا میتیریا یعنی
رحمۃ للعالمین
کے نام سے مشہور ہوگا -
وما ارسلنٰک الا
رحمۃ للعالمین

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی اٰل سیدنا محمد و اصحاب سیدنا محمد و بارک وسلم علیہ

اچھی خوراک کا معجزہ
عمر کا تیسرا دور
اپنی گوناگوں دلچسپیوں کے علاوہ
خاصی مشکلات بھی لاتا ہے :
صاف ستھری - زود ہضم اور خالص غذا آپ کے پژمردہ دل و دماغ کو روح پرور تقویت پہنچاتی ہے -
سٹار بناسپتی
حیاتین اے اور ڈی ملا ہوا آپ کے کھانے کو نہ صرف لذیذ بناتا ہے - بلکہ صحت ور اور زود ہضم بھی
دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ ،
۲۳ - دی مال - لاہور

www.aaiil.org

عقیدۂ ختم نبوت

(بسلسلہ صفحہ ۱۴)

ہے کہ دنیائے انسان بالعموم اور دنیائے اسلام بالخصوص ختم نبوت کے عقیدہ کو خوب سمجھ لے اور اس پر عمل پیرا ہو کر بکھری ہوئی۔ سہمی ہوئی۔ گھبرائی ہوئی منتشر اور منتشر انسانیت کو امن و سلامتی کی دولت سے مالامال کر دے۔ ہماری جماعت کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے امام وقت کو پہچان لیا، وہ انسانوں کی بیماریوں کے معالج بن کر قرآن کریم کا نسخہ ہاتھ میں لئے ہوئے بیمار قوموں کے علاج میں معروف ہو گئے۔ خدا عام مسلمانوں کو بھی توفیق بخشے کہ وہ اس کارکن جماعت سے تعاون کر کے اشاعت اور تبلیغ کی تحریک کو تقویت پہنچائیں۔ آمین

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ ـ مینیجر

ضرورتِ رشتہ

ایک ۲۱-۲۲ سالہ لڑکے کے لئے جو میٹرک تک تعلیم یافتہ اور اعوان قوم میں سے ہے، کسی اچھے احمدی خاندان میں رشتہ مطلوب ہے، لڑکا اڑھائی مربع زمین اور ایک باغ کا واحد مالک ہے۔ اس بارہ میں ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کی معرفت خط و کتابت کی جائے، جو بصیغہ راز رکھی جائے گی۔

نقیبی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۰ ستمبر سنہ ۶۶ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ ۵۱

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ :- پاکستان سے چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ -

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ } شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر متصل سلک پیٹھ محلہ اعظم پورہ - حیدر آباد دکن (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

پیغامِ صلح

ہفت روزہ

لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۳۶

بحرِ حکمت کے موتی

عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنا فی مجلس فطلع علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی راسہ اثر ماء فقلنا یا رسول اللہ نراک طیب النفس قال اجل قال ثم خاض القوم فی ذکر الغنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاباس بالغنی لمن اتق اللہ عزوجل والصحۃ لمن اتقی خیر من الغنی وطیب النفس من النعیم رواہ احمد (بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

ترجمہ:- اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص سے روایت ہے اس نے کہا کہ ہم ایک مجلس میں بیٹھے تھے اتنے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے ان کے سر (اور روئے مبارک) پر (خوشی کے) آثار تھے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو خوش دل دیکھتے ہیں فرمایا ہاں۔ راوی رض نے کہا کہ پھر ہم مشغول ہوئے دولتمندی کے (حسن و قبح میں) اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دولتمندی کوئی بری چیز نہیں ایسے شخص کے لئے جس میں خشیۃ اللہ پایا جائے (الذین ہم علی صلاتہم دائمون والذین فی اموالہم حق معلوم للسائل والمحروم $\frac{\text{۷۰}}{\text{۲۳-۲۴}}$) اور متقی انسان کے لئے صحت دولتمندی سے بہتر ہے (من یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ و یعظم لہ اجراً $\frac{\text{۶۵}}{\text{۵}}$ تقواللہ سے تمام برائیاں تمام بیماریاں

(باقی بر صلا انتہا دیکھیے)

کامل معرفت الٰہی مکالمہ مخاطبہ الہیہ سے حاصل ہوتی ہے

کلمات طیبات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ الرحمۃ

کیا ہم اس زندگی میں جو ہماری آخرت کے ذریعہ کے لئے ہی ایک پیمانہ ہے اس بات پر راضی ہو سکتے ہیں کہ ہم اس سچے اور کامل اور قادر اور زندہ خدا پر صرف قصے اور کہانیوں کے رنگ میں ایمان لادیں یا محض عقلی معرفت پر کفایت کریں جو اب تک ناقص اور ناتمام معرفت ہے کیا خدا کے سچے عاشقوں اور حقیقی دلدادوں کا دل نہیں چاہتا کہ اس محبوب کے کلام سے لذت حاصل کریں۔ اور کیا جنہوں نے خدا کے لئے تمام دنیا کو برباد کیا۔ دل کو دیا جان کو دیا۔ وہ اس بات پر راضی ہو سکتے ہیں کہ صرف دھندلی سی روشنی میں کھڑے رہ کر مرتے رہیں۔ اور اس آفتاب صداقت کا منہ نہ دیکھیں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس زندہ خدا کا انا الموجود کہنا وہ معرفت کا مرتبہ عطا کرتا ہے کہ اگر دنیا کے تمام فلاسفروں کی خود تراشیدہ کتابیں ایک طرف رکھیں اور ایک طرف انا الموجود خدا کا کہنا تو اس کے مقابل وہ تمام دفتر ہیچ ہیں جو فلاسفر کہلا کر آپ اندھے ہیں وہ ہمیں کیا سکھائیں گے۔ غرض کہ خدا تعالےٰ نے اپنے حق کے طالبوں کو کامل معرفت دینے کا ارادہ فرمایا ہے تو ضرور اس نے اپنے مکالمہ و مخاطبہ کا طریق کھلا رکھا ہے۔ اس بارے میں اللہ جل شانہٗ قرآن شریف میں یہ فرماتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم یعنی اے خدا ہمیں وہ استقامت کی راہ بتلا جو راہ ان لوگوں کی ہے جن پر تیرا انعام ہوا ہے۔ اس جگہ انعام سے مراد الہام اور کشف وغیرہ آسمانی علوم ہیں جو انسان کو براہ راست ملتے ہیں۔ ایسا ہی ایک دوسری جگہ فرماتا ہے:- ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ یعنی جو لوگ خدا پر ایمان لا کر پوری پوری استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر خدا تعالےٰ کے فرشتے اترتے ہیں اور یہ الہام کرتے ہیں کہ تم کچھ خوف اور غم نہ کرو۔ تمہارے لئے وہ بہشت ہے جس کے بارے میں تمہیں وعدہ دیا گیا ہے سو اس آیت میں بھی صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ کے نیک بندے غم اور خوف کے وقت خدا سے الہام پاتے ہیں، اور فرشتے اتر کر ان کی تسلی کر دیتے ہیں۔ اور پھر ایک اور آیت میں فرمایا ہے:- لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ یعنی خدا کے دوستوں کو الہام اور خدا کے مکالمہ کے ذریعہ سے اس دنیا میں خوشخبری ملتی ہے، اور آئندہ زندگی میں بھی ملے گی۔

(تعلیم اسلام)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ———— لاہور ———— مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۰ء

کشف و الہام کا سلسلہ امتِ محمدیہ میں

سید ابوالحسن ندوی معتمد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی ایک تصنیف "قادیانیت" کے نام سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے، جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے حالات زندگی، آپ کے دعاوی اور تحریک احمدیت کا جائزہ لیتے ہوئے بہت سی ایسی باتیں معرض تحریر میں لائی گئی ہیں، جن پر مفصل تبصرہ کی ضرورت ہے اور ہم آیندہ شمارہ میں اس کتاب پر ایک بسیط تبصرہ کا ارادہ رکھتے ہیں انشاءاللہ تعالےٰ۔ اسجگہ ہم اس کتاب کے ایک حصہ کے متعلق جس کو "طلوع اسلام" نے اپنے خیالات کی تائید میں نقل کیا ہے، کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں، یہ حصہ کشف و الہام کے بارہ میں ہے۔ ندوی صاحب لکھتے ہیں :-

"مرزا غلام احمد صاحب کا ایک مفروضہ جس نے اسلامی ذہن کے لئے بے چینی اور اسلامی معاشرہ کے لئے انتشار کا ایک مستقل دروازہ کھول دیا ہے، یہ ہے کہ وہ "مکالمات و مخاطبات الٰہیہ" کو مذہب کی صداقت کی شرط اور اتباع اور مجاہدات کا قدرتی نتیجہ تسلیم کرتے ہیں، ان کے نزدیک جس مذہب میں مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا سلسلہ جاری نہ ہو، وہ مذہب مردہ اور باطل ہے بلکہ شیطانی مذہب ہے اور جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور جس مذہب کے پیرو زہد و مجاہدہ کے باوجود اس دولت سے سرفراز نہ ہوں وہ گمراہ محروم اور نابینا ہیں .... مرزا صاحب نے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کو معرفت و نجات اور صداقت و حقانیت کی شرط قرار دے کر اس مذہب کو جس کو اللہ تعالےٰ نے سہل اور ہر شخص کے لئے قابل عمل قرار دیا تھا نہایت مشکل اور نہایت محدود بنا دیا .... لیکن اگر معرفت و نجات کے لئے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ شرط ہیں تو اس دین سے زیادہ دشوار چیز کوئی نہیں۔ اس لئے کہ بکثرت لوگ اس مکالمہ و الہام سے فطرۃً مناسبت نہیں رکھتے اور خواہ وہ کیسے ہی مجاہدات کریں، مکالمہ و الہام کا دروازہ اُن پر نہیں کھلتا بہت سے لوگ اس سے فطری مناسبت رکھتے ہیں مگر ان کو ان مجاہدات کی (جو مکالمہ اور مخاطبت کے لئے شرط ہیں) فرصت یا توفیق نہیں۔ وہ عالمگیر مذہب جو ساری انسانیت کی فلاح کے لئے آیا ہے اور سب کو خدا کے دین کی دعوت دیتا ہے معرفت و نجات اور مغفرت و رضا اور وصول الی اللہ کے لئے ایسی کڑی شرط نہیں لگا سکتا جس کو کروڑوں انسانوں میں سے چند پورا کر سکیں"

ہم حیران ہیں کہ ندوی صاحب کے اس بیان کو کیا کہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کو خود پڑھا ہے اور ان کی تصنیف حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کے بارہ میں اُن کے براہ راست علم کا نتیجہ ہے اگر یہ صحیح ہوتا تو جو کچھ انہوں نے اُوپر لکھا ہے، اس کے لکھنے کی انہیں جرأت نہ ہوتی، اس میں شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کو مذہب کی صداقت کی شرط قرار دیا ہے، لیکن یہ غلط ہے کہ انہوں نے ہر شخص کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہو، ورنہ اسے نجات حاصل نہ ہوگی، مکالمات و مخاطبات کا مقام ایک بہت بلند مقام ہے، جہاں صرف کاملین ہی کی رسائی ہو سکتی ہے، ہر شخص کے لئے اس مقام کو حاصل کرنا مشکل ہے، حضرت مرزا صاحب نے جہاں مکالمات الٰہیہ کو مذہب کی صداقت کی شرط قرار دیا ہے وہاں کہ صرف کاملین امت ہی اس مقام پر پہنچ سکتے ہیں، ندوی صاحب نے اپنے بیان کے ثبوت میں براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۱ ۱۸۲ سے حسب ذیل عبارت نقل کی ہے:-

"ایسا ہی کیا عزت اور کیا مرتبت اور کیا تاثیر اور کیا قوت قدسیہ اپنی ذات میں رکھتا کہ جس کی پیروی کے دعوے کرنے والے صرف اندھے اور نابینا ہوں اور خدا تعالیٰ اپنے مکالمات و مخاطبات سے ان کی آنکھیں نہ کھولے۔ یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے اور آیندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالےٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا۔ جو کچھ ہیں قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے۔ اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جاوے اور ہر ایک چیز پر اسکو اختیار کرلے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔ میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا۔ میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۱۸۱ و صـ۱۸۲)

تعجب ہے کہ اس عبارت کو یہاں تک نقل کرنے کے بعد ختم کر دیا، اور اس سے اگلی عبارت کو نقل کرنا ندوی صاحب نے مناسب نہ سمجھا یا شاید اُن کے "براہ راست علم" میں صرف اتنی ہی عبارت آئی ہوگی اگر اس سے اگلی عبارت بھی ان کی نظر سے گذرتی اور تعصب و تنگ نظری حائل نہ ہوتی تو شاید انہیں اعتراض کرنے کی جسارت نہ ہوتی، مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں :-

"مگر میں ساتھ ہی خدائے کریم و رحیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے بلکہ دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرطیکہ سچی اور کامل اتباع ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنے میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف اُمتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے۔"

اس سے آگے بنی اسرائیل میں سے مریم صدیقہ اور موسیٰ کی ماں کے مشرف بہ مکالمہ الٰہیہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"یاد رہے کہ خدا تعالےٰ کے صفات کبھی معطل نہیں ہوتے پس جیسا کہ وہ ہمیشہ سنتا رہے گا ایسا ہی وہ ہمیشہ بولتا بھی رہے گا اس دلیل سے زیادہ تر واضح اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے کہ خدا تعالےٰ کے سننے کی طرح بولنے کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہوگا اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہیگا جن سے خدا تعالےٰ مکالمات و مخاطبات کرتا رہے گا۔"

(براہین احمدیہ صـ۱۸۲ - ۱۸۳)

اس عبارت کا آخری فقرہ خاص طور پر قابل غور ہے، جس سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے امت کے ہر فرد کا مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہونا ضروری نہیں ٹھہرایا بلکہ فرماتے ہیں کہ :-

www.aaiil.org

"ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جن سے خدا تعالےٰ مکالمات و مخاطبات کرتا رہے گا۔"

اور فی الحقیقت امت میں ایسے گروہ کی موجودگی ہی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی دلیل ہے جس کا ذکر حضرت مرزا صاحب نے عبارت بالا میں کیا ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ ہمارے مخالفین کو اس میں کیا وقت نظر آتی ہے کہ ایسے کاملین امت کے وجود کو جنہوں نے اللہ تعالےٰ سے مکالمات کا شرف حاصل کیا، پیش کر کے اسلام کو زندہ مذہب ثابت کیا جائے، یہ تو اسلام کی فضیلت اور دوسرے مذاہب پر فوقیت کا ثبوت ہے، کہ ایسا ایک گروہ اس امت میں ہمیشہ موجود رہے، یہ ختم نبوت کے منافی نہیں بلکہ مؤید ہے، ختم نبوت کے منافی تب ہوتا کہ حضرت مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت کے اجرا کے قائل ہوتے وہ تو خود فرماتے ہیں:-

"وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴)

"اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

"اب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

پس جب وحی نبوت کے اجرا کے وہ قائل نہیں صرف مکالمات الٰہیہ یعنی وحی ولایت کے اجرا کے قائل ہیں، تو اس کو ختم نبوت کے منافی کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟ ختم نبوت کا تو تقاضا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض تا قیامت جاری رہے اور آپ کی کامل اور سچی اتباع سے اللہ تعالےٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا رہے اسی کے حضرت مرزا صاحب قائل تھے اور خود مصنف "قادیانیت" سید ابوالحسن ندوی نے بھی حضرت مرزا صاحب کی تردید کرتے ہوئے باوجود یہ اعتراف کیا ہے کہ:-

"امت محمدیہ میں اتنی بڑی تعداد میں جس کا اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو علم نہیں ایسے اولیائے کبار گذرے ہیں جن پر بارش کی طرح فیوض روحانی، الہامات ربانی اور علوم و معارف کا فیضان ہوا"

اس اعتراف کے باوجود ندوی صاحب کو اصرار ہے کہ:-

"ان میں سے کسی نے بھی اس کو وحی الٰہی کا نام نہیں دیا اور نہ کوئی دعوےٰ کیا"

گویا ان کو لفظ "وحی" شاق گذرتا ہے شاید اس لئے کہ یہ لفظ ان کے نزدیک وحی نبوت پر بولا جاتا ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں، وحی کا لفظ وحی ولایت کے لئے بھی استعمال ہوا ہے، چنانچہ اور تو اور پرویز صاحب نے بھی ان کی اس غلطی کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"یعنے محترم مصنف* اس کے قائل ہیں کہ ختم نبوت کے بعد بزرگوں کو خدا کی طرف براہ راست علم مل سکتا ہے (اسی کو الہام کہتے ہیں) البتہ انہوں نے اس کا نام وحی نہیں رکھا اور نہ ہی کوئی دعوےٰ کیا ہے (جیسا کہ ہم نے پہلے بھی لکھا ہے) نام کے بدل دینے سے کسی چیز کی حقیقت نہیں بدل سکتی، کیا محترم مصنف بتائیں گے کہ حقیقت کے اعتبار سے وحی اور الہام میں فرق کیا ہے؟ یوں بھی بہت سے "بزرگ" ایسے گذرے ہیں جن کے ہاں الہام کے لئے وحی کا لفظ ملتا ہے (مثلاً ابن عربی کا ذیل کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے[1]) باقی رہا کسی کا دعوےٰ نہ کرنا سو ہمارے ان "اولیاء کرام" کے ہاں ایسی ایسی باتیں ملتی ہیں جو مرزا صاحب کے دعاوی سے کچھ کم نہیں"

(طلوع اسلام ۱۳ اگست ۱۹۶۰ء)

خدا کی شان! جس شخص (سید ابوالحسن صاحب ندوی) کو پرویز صاحب نے اپنے اس دعویٰ کی تائید میں پیش کیا تھا کہ ختم نبوت کے بعد مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند ہے اسی نے امت محمدیہ میں "الہامات ربانی" کا فیضان تسلیم کر کے نہ صرف پرویز صاحب بلکہ خود اپنی بھی تردید کر دی اور دوسری طرف پرویز صاحب نے اولیائے امت کے الہامات کے لئے وحی کے لفظ کا استعمال تسلیم کر کے سید ابوالحسن صاحب کے اس بیان کی تردید کر دی کہ اولیائے امت نے اپنے الہامات کو وحی کا نام نہیں دیا، اور نہ کوئی دعوےٰ کیا، یہ ہے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت، جہاں تک سلسلہ مکالمات یا الہام کے اجراء کا سوال ہے، سید ابوالحسن ندوی اس بات کے قائل ہیں کہ امت میں ایسے اولیائے کبار گذرے ہیں جن پر بارش کی طرح فیوض روحانی، الہامات ربانی اور علوم و معارف کا فیضان ہوا، پھر حضرت مرزا صاحب نے اگر یہ کہدیا کہ جس مذہب میں سلسلہ وحی و الہام نہیں وہ باطل مذہب ہے تو اس سے سید صاحب کو کیوں دکھ ہوا۔ کیا جن اولیائے کبار پر بارش کی طرح الہامات ربانی ہوئے ان کا وجود اگر نہ ہوتا تو یہ امت خیر امت ہو سکتی تھی؟ حضرت مرزا صاحب بھی ان اولیائے کبار میں سے ہیں جن پر الہامات ربانی کا فیضان ہوا، ان سے انکار کرنا سلسلہ ولایت کا انکار ہے جو کسی صحیح المزاج آدمی کا کام نہیں۔ بہرحال سید صاحب کا یہ بیان کہ امت محمدیہ میں اولیائے کبار ہوئے ہیں جن پر بارش کی طرح الہامات ربانی کا فیضان ہوا پرویز صاحب کی کھلی تردید ہے جو سرے سے وحی و الہام کے اجرا کے ہی قائل نہیں، لیکن مولوی سید ابوالحسن صاحب ندوی کو جو یہ اعتراض ہے کہ اولیائے امت کے الہامات کو وحی نہیں کہا گیا، اس کا ثبوت پرویز صاحب نے دے دیا کہ بزرگان امت نے (جن کو وہ خود بزرگ نہیں مانتے) الہامات کو وحی کا نام دیا ہے، دونوں باتیں حضرت مرزا صاحب کے حق میں ہیں، اور یہ ثابت کرتی ہیں کہ آپ کا دعوےٰ الہام و وحی کوئی نئی چیز نہیں بلکہ اولیائے امت کے مسلک کے عین مطابق ہے، رہا یہ کہ آپ کے دعوے میں بذاتہ کہاں تک صداقت ہے اور مولوی سید ابوالحسن ندوی صاحب نے اس ضمن میں جو اعتراض کئے ہیں ان کا کیا جواب ہے، اس پر ہم آیندہ اشاعت میں روشنی ڈالیں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔

* (سید ابوالحسن ندوی)

[1] یہاں پرویز صاحب نے ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم سے ایک عبارت کا ترجمہ نقل کیا ہے جس میں اولیاء کو انبیاء کے تابع قرار دیتے ہوئے صاحب وحی کہا گیا ہے۔

اخبارِ احمدیہ

جلسہ سیرت النبی صلعم

گذشتہ ۵ ستمبر ۱۹۶۰ء کو ۸½ بجے صبح مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں میلاد النبی صلعم کی تقریب پر جلسہ سیرت منعقد ہوا، جس میں تلاوت قرآن کریم کے بعد سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے بارہ میں ایک اقتباس پڑھ کر سنایا گیا، ازاں بعد حضرت امیر ایدہ اللہ مولنا یعقوب خان صاحب اور مولنا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے تقاریر کیں، اول الذکر دو تقاریر گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہیں۔ آخر میں مظفر احمد صاحب نے ایک نعت پڑھی اور جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

راولپنڈی میں جلسہ

راولپنڈی میں بھی ۷ ستمبر کو سیرت النبی صلعم کا جلسہ بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہوا جس کی رپورٹ (جو دیر سے موصول ہوئی ہے) آیندہ اشاعت میں درج ہو گی۔

مرزا مسعود بیگ صاحب کی روانگی امریکہ

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے محترم دوست مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز تعلیمی امور کے متعلق مزید تربیت حاصل کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے امریکہ تشریف لے گئے ہیں آپ غالباً چھ ماہ تک وہاں تعلیمی تربیت حاصل کریں گے، ۱۳ ستمبر کو آپ لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے، ہوائی اڈہ پر انہیں رخصت کرنے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر احباب تشریف فرما تھے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرزا صاحب ممدوح کو کامیاب فرمائے اور خیر و عافیت کے ساتھ واپس لائے۔

ضرورت رشتہ دو راجپوت کھوکھر خاندان کی قبول صورت میٹرک پاس عمر ۲۰ سال دوشیزگان کے لئے موزوں رشتوں کی ضرورت ہے، لڑکے شریف اور برسر روزگار ہوں۔ خط و کتابت یا ملاقات کے لئے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے رجوع کریں۔

www.aaiil.org

بلند پایہ تہذیب اور اعلیٰ معاشرتی اخلاق کی تعلیم

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اور صحابہ کرامؓ کے تاثرات

خطبہ جمعہ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۶۶ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئاً و بالوالدین احسانا ــــ ذٰلکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون - (الانعام آیات ۱۵۲-۱۵۵)

خدا پرستی اور معاملات میں خدا خوفی

قرآن کریم میں بار بار دو باتوں کا ذکر کیا گیا ہے - پہلی بات یہ ہے کہ قوم کا خدا پر ایمان ہو، انسان جہاں کہیں بھی ہو اُن کو یقین ہو کہ خدا ہمارے ساتھ ہے - وہ ہمیں دیکھتا ہے، اور دوسری بات جس پر بہت زور دیا گیا ہے، یہ ہے کہ تمہارے معاملات میں نظر آئے کہ تم خدا پرست ہو اور خدا خوف ہو - اگر تمہارے معاملات میں خدا پرستی اور خدا خوفی نظر نہیں آتی تو تمہاری عبادت، تمہارے روزے تمہارا حج وغیرہ کسی کام کا نہیں یہ سب کچھ تو اس لئے ہے کہ انسان خدا پرست اور خدا خوف ہو جائے اور اس کے معاملات اور لین دین میں خدا پرستی اور خدا خوفی ہو، اور خدا کے ساتھ اس کا تعلق ہو جائے - جس کی بڑی غرض یہ ہے - کہ دنیا کے تمام معاملات میں راستی، صدق - ایمانداری - دیانتداری - خیرخواہی اور ہمدردی پیدا ہو جائے - اور ہر قسم کے فواحش، بددیانتی - بے ایمانی - چالاکی - عیاری - تخریب، دوسرے کے جان و مال پر حملہ کرنا ختم ہو جائے - اس دنیا میں اس شخص کا وجود بابرکت نظر آئے - اس لئے قرآن شریف میں بار بار فرمایا ہے - ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات، ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات - لوگوں نے تو عملوا الصالحات کا مطلب اسی قدر سمجھا ہے کہ نماز روزہ وغیرہ کی ادائیگی ہو، یہ صحیح نہیں - عملوا الصالحات کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دنیوی معاملات میں نظر آئے کہ تم خدا پرست ہو -

احکامِ الٰہی کی اہمیت

یہ آیات جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں ان میں ذٰلکم وصّٰکم بہ کا جملہ تین مرتبہ دہرایا گیا ہے جس سے احکامِ الٰہی کی اہمیت کا ظاہر کرنا مقصود ہے پہلی آیت کے بعد فرمایا - ذٰلکم وصّٰکم بہ لعلکم تعقلون - پھر دوسری آیت کے بعد فرمایا ذٰلکم وصّٰکم بہ لعلکم تذکرون پھر تیسری آیت کے بعد فرمایا :- ذٰلکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون اللہ تعالیٰ نے بڑے زور اور تکرار کے ساتھ ان احکام پر عمل کرنے کی تلقین بلکہ وصیت کی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات بڑے اہم مقصد اور مطلب کی حامل ہیں - ان آیات کا اثر خود نبی کریمؐ پر بھی ہوا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی اس کا اثر ہوا - حدیثوں میں اس کا ذکر ہے کہ اس کا اثر نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ہوا ہے - ان سب کا میں ابھی ذکر کروں گا - کہ نبی کریمؐ نے ان آیات کے بارے میں کیا فرمایا - اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی ذکر کروں گا - پہلے ان آیات کا ترجمہ کرتا ہوں -

ترجمہ آیات ــــ شرک نہ کرو

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم - انہیں کہہ دو کہ آؤ میں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تمہارے لئے حرام کیا ہے - الا تشرکوا بہ شیئاً - پہلی چیز یہ ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو - کوئی بھی چیز جو اس کائنات کے اندر ہے، خدا کے برابر نہیں ہو سکتی - یہ کارخانہ عالم جو علیم حکیم مدبر بالارادہ ہستی کا پتہ دیتا ہے اس کی برکات سے ساری دنیا مستفیض ہو رہی ہے - اس کارخانہ کی تمام چیزیں مخلوق ہیں، مربوب ہیں، اور محتاج ہیں - خواہ اولیاء ہوں، پیغمبر اور رسول ہوں، سب اس کے محتاج ہیں - نہ رام چندر جی مہاراج پرستش کے قابل تھے - اور نہ حضرت عیسٰےؑ - حضرت موسٰےؑ - بدھ وغیرہم پرستش کے قابل تھے - اسی طرح تمام اجرام فلکی شمس و قمر - پانی، ہوا، پہاڑ، دریا، شجر و حجر، اور مویشی ان میں سے کوئی بھی پرستش کے قابل نہیں ہے - الا تشرکوا بہ شیئاً - یعنی انسان پرستی چھوڑ دو - جب مصیبت آئے - تو خدا کے آستانے پر جھکو اور اسی سے ہی مدد طلب کرو - مصیبت جب آتی ہے تو انسان کے ایمان کا امتحان ہوتا ہے -

۲ - والدین کے ساتھ نیکی اور احسان

دوسری بات یہ فرمائی وبالوالدین احساناً تم پر والدین کا حق ہے - کہ ان کی فرمانبرداری اور خدمت کرو - اسی میں تمہاری سعادتمندی ہے - ان کے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آؤ - معلوم ہوا خدا کے بعد والدین ہر طرح سے ادب و فرمانبرداری کے مستحق ہیں اس سے گھر کی معاشرت میں برکت پیدا ہوتی ہے - والدین کی اطاعت سے ڈسپلن کا سبق ملتا ہے، اور فرمانبرداری کا بیج بو دیا جاتا ہے - گھر پہلا زینہ ہے اطاعت اور ڈسپلن کا - گھر کی معاشرت ہو - تمدنی زندگی ہو یا سیاسیات ہو، اطاعت اور ڈسپلن ضروری ہے - اس کے بغیر کوئی ادارہ - کوئی سوسائٹی اور کوئی حکومت چل نہیں سکتی - اس لئے پہلی بات اور سب سے قیمتی تعلیم یہ ہے وبالوالدین احساناً - جو بچے والدین کی اطاعت کا سبق پڑھ لیتے ہیں - وہ ہر شعبہ زندگی میں کامیاب ہوتے ہیں -

۳ - اولاد کا اکرام

ولا تقتلوا اولادکم من املاق

جس طرح اولاد کو والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے - اسی طرح والدین کو بھی کہا گیا ہے کہ اپنی اولادوں کو مفلسی کی وجہ سے قتل نہ کرو، نحن نرزقکم و ایاھم - تو تمہارے رازق بھی ہم ہی ہیں، اور تمہاری اولادوں کے بھی - اس ضمن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکرموا اولادکم اپنی اولاد کا اکرام کرو - اپنی اولاد پر یا قوم کے نوجوان ہوں ان کا اکرام کرو - یہی لوگ کل کو قوم بن جائیں گے -

۴ - فواحش سے اجتناب

ولا تقربوا الفواحش - بے حیائی کے قریب مت جاؤ - گناہ کی راہیں چھوڑ دو - چوری چکاری سے باز آجاؤ - شراب اور جؤا کو ترک کر دو - بدکاری - بددیانتی کو چھوڑ دو - ظاہر طور پر بے حیائی کا کام کرنا یا چھپ چھپا کر کرنا ہم سے پوشیدہ نہیں - تمہاری سب حرکات ہمارے سامنے ہیں - تمہاری نفسیات کا بھی ہمیں سب علم ہے -

۵ - قتلِ ناحق کا امتناع

ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق - کسی کو ناحق قتل نہ کرو - دشمنی کی بناء پر دوسروں پر ظلم کرنا اچھا نہیں اس سے فساد ہوتا ہے - جو کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا - ذٰلکم وصّٰکم بہ لعلکم تعقلون - ہم وصیت کے طور پر یہ باتیں کہتے ہیں - یہ تمہارے اپنے فائدے کی باتیں ہیں - ان پر عمل پیرا ہونا نہایت ضروری ہے -

۶ - یتیم کا مال نہ کھاؤ

ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتیٰ یبلغ اشدہٗ - یتیموں کا مال نہ کھاؤ - اور جب تک وہ بالغ نہ ہوں - احسن طریق سے اسے خرچ کرو - طرح طرح کے حیلے بہانوں سے ان کا مال کھانے کی راہیں نہ نکالو -

۷ - ماپ تول پورا کرو

واوفوا الکیل والمیزان بالقسط

کوئی دوکاندار، کوئی کارخانہ دار - کوئی تاجر اور ٹھیکہ دار، ان سب کے لئے حکم ہے لوگوں کو خراب اور کم

مثلاً ناپ اور تول میں عدل و انصاف کو ملحوظ نہ رکھے گا اور خراب مال دے کر دوسروں کو نقصان پہنچاؤ۔ آج یہ بیماری پاکستان میں زوروں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس بیماری سے بچنے کے لئے فرمایا ہے۔ آج ہمارے دوکاندار تاجر اور ٹھیکیدار اس مرض میں مبتلا ہیں۔ وہ لیتے اور دیتے وقت ناپ تول میں کمی بیشی کرتے ہیں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ ناپ تول ایمانداری سے کریں۔ جو لوگ کمی بیشی سے کام لیتے ہیں، وہ لوگوں کو ہی نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ سارے وطن اور ساری قوم کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا ہے ویل للمطففین ناپ تول میں کمی کرنا اور ملاوٹ کی چیزیں دینا قوم اور وطن کی بربادی کا موجب ہے۔ پورا دو اور پورا لو۔ لا نکلف اللہ نفسا الا وسعها۔ ہم ایسا حکم نہیں دیتے جو تمہاری طاقت اور قدرت سے باہر ہو۔ اور جو ہم نے تمہیں وصیت کی ہے تم اس پر عمل پیرا ہو سکتے ہو۔ لہٰذا اُن پر عمل کر کے فائدہ حاصل کرو۔

۸ - عدل و انصاف کی بات کرو

آگے ایک بڑی مشکل بات کہی۔ واذا قلتم فاعدلوا جب کوئی بات کرو تو عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ولو کان ذا قربیٰ معاملہ قریبی رشتہ دار کا ہو یا کسی دوست اور عزیز کا اگر تمہارا فیصلہ اور تمہارا کام تمہارے دوستوں کے خلاف بھی پڑتا ہے تو ہوا کرے۔ اپنے خلاف بھی بات کہنی پڑے تو ہمیشہ سچی بات کہو۔

۹ - اللہ کے عہد کو پورا کرو

وبعهد اللہ اوفوا۔ اللہ تعالیٰ کے عہد کو بھی پورا کرو۔ عہد کی پابندی اور قول کی پختگی الٰہی احکامات کے متعلق ہو یا عہد مخلوق کے معاملات سے متعلق ہو اسکو بھی پورا کرو، عہد کی پابندی کرنے والے کو خدا پسند کرتا ہے۔ ذالکم وصکم بہ لعلکم تذکرون۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی ہم تمہیں بڑے زور سے وصیت کرتے ہیں۔ تاکہ تم انہیں یاد رکھو اور اُن پر عمل پیرا ہو۔

سیدھا رستہ

وان ھذا صراطی مستقیما یہ ہمارا سیدھا راستہ ہے۔ فاتبعوہ اس پر چلو۔ اس پر چل کر تم منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔ ولا تتبعوا السبل۔ بتلائے گئے راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ کی پیروی نہ کرو۔ اگر تم کسی اور راستہ پر چل نکلو گے۔ فتفرق بکم عن سبیلہ۔ تو یہ راستہ تمہیں خدا کے راستہ سے الگ کر دے گا۔ اور تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ ذالکم وصکم بہ لعلکم تتقون۔ ہم تاکید کے طور پر بطور وصیت تمہیں یہ باتیں کہتے ہیں۔ تاکہ تم متقی اور پرہیزگار ہو جاؤ۔ نیکی اور بھلائی کی زندگی اختیار کر لو۔ اور بدی اور بدکاری سے بچ جاؤ۔ یہ ہے ترجمہ ان آیات کا جن میں خدا، خدا کی مخلوق اور معاملات زندگی کا ذکر ہے۔

حضرت نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ پر ان آیات کا اثر

ان آیتوں کا نبی کریم صلعم پر اثر ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اثر ہوا اور غیروں پر بھی اثر ہوا۔

ایک صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ بہت مشہور صحابی ہیں۔ ان کا علم بہت بڑا تھا۔ ان کو حضرت نبی کریم صلعم کی صحبت میسر تھی۔ انہوں نے یہ آیات پڑھ کر سنائیں۔ اور کہا کہ یہ وہ آیات ہیں جن میں وصیت ہے۔ جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لگی ہوئی ہے۔ وہ کہتے ہیں من سرہ ان ینظر الی وصیۃ محمد التی علیہا خاتمہ۔ فلیقرا ھؤلاء الآیات۔ جس شخص کو یہ بات محبوب ہو کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کو دیکھے جس پر آپؐ کی مہر لگی ہوئی ہے تو وہ ان آیات کو پڑھے۔ اسی طرح سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی بڑے آدمی تھے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلعم نے یہ آیات پڑھ کر سنائیں اور فرمایا ایکم یبایعنی علیٰ ھؤلاء الآیات الثلاث من وفی بھن فاجرہ علی اللہ۔ جس نے ان آیات پر میری بیعت کر لی۔ اور ان پر پورا پورا عمل کیا۔ وہ خدا کے ہاں بڑے بڑے ثمرات کا حق دار ٹھہرایا جائے گا۔ ان کے علاوہ ایک اور بزرگ تھے جن کا نام حضرت الربیع بن خیثم تھا، انہوں نے منذر ثوری کو کہا:-

ایسرک ان تلقی صحیفۃ من محمد بخاتمہ کیا تمہارے لئے یہ امر خوشی کا موجب ہوگا کہ محمد رسول اللہ کی وصیت تمہیں ملے جس پر آپؐ کی مہر لگی ہوئی ہو۔ قال نعم، قال فلتقرا ھؤلاء الآیات۔ حضرت ربیع نے کہا کہ یہ آیات پڑھا کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس تلقین کا ذکر کیا ہے، جو مشرکین کو کی گئی۔

سرداران قریش پر اس کا اثر

حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں، اور آپؐ کے جاں نثاروں میں سے ہیں، جنگ میں آپؐ کے شانہ بشانہ لڑتے ہیں اور کہتے ہیں خرج رسول اللہ صلعم الیٰ منیٰ وانا معہ و ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ ایام حج میں لوگ مقام منیٰ پر جمع ہوتے ہیں اس لئے حضورؐ انکو تلقین کرنے کے لئے وہاں تشریف لے گئے۔ اور میں اور ابوبکرؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے مقام منیٰ پر تمام قبیلے حج کے موقع پر آ جمع ہوتے تھے۔ وہ اپنے قبیلہ کی فخریہ باتیں اور آبا و اجداد کے کارنامے بیان کیا کرتے تھے۔ فوقفت ابوبکر علیٰ منازلھم و مضاربھم یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی منزلگاہوں اور خیموں پر ٹھہرے وسلم علیہم وردوا علیہم السلام ایک ڈیرے پر آپ گئے تو وہاں عرب کا بہت بڑا شاعر مفروق تھا۔ وہ بڑی عزت و اقتدار کا مالک تھا۔ بڑا لسان اور فصیح الکلام تھا۔ لکھا ہے۔ فالتفت مفروق الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس نے حضور نبی کریم صلعم کی طرف توجہ کی۔ اور کہا یا اخا قریش (یہ بڑی عزت اور تہذیب کا کلام ہے) اے ہمارے قریشی بھائی الی ما ذا تدعوا آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں فتقدم رسول اللہ صلعم یہ سن کر رسول اللہ صلعم آگے بڑھے۔ وجلس اور بیٹھ گئے۔ وقام ابوبکر یظلہ بثوبہ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؐ پر چادر کا سایہ کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ تاکہ دھوپ سے بچے رہیں۔ فقال لہ مفروق الام تدعوا یا اخا قریش۔ اے قریشی بھائی آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا آؤ سنو۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ فکذبونی میری تکذیب کی گئی ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کی جاتی ہے، مجھے پناہ دو اور میری حفاظت کرو۔ مفروق نے کہا اور کس چیز کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں، آپؐ نے فرمایا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان اللہ تعالیٰ نے عدل اور احسان کا حکم دیا ہے۔ پھر مفروق نے کہا کہ اے قریشی بھائی اور کس چیز کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں۔ فتلیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھؤلاء الآیات الثلاث حضرت نبی کریم صلعم نے یہ تین آیات پڑھ کر سنائیں۔ ان کو سن کر مفروق نے کہا۔ واللہ یا اخا قریش انک تدعوا الیٰ مکارم الاخلاق و محاسن الاعمال۔ جس چیز کی طرف آپ بلا رہے ہیں وہ مکارم اخلاق اور حسن اعمال ہیں۔ پھر اس نے قوم کو مخاطب کر کے کہا۔ واللہ ما ھذا الکلام اھل الارض۔ ولو کان کلامھم لعرفناہ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم یہ جو کچھ بیان کرتا ہے کسی زمینی آدمی کا کلام نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو ہم جو شعر و شاعری سے اچھی طرح واقف ہیں اسکو شناخت کر لیتے۔ یہ سن کر حضرتؐ کا چہرہ چمک اُٹھا اور منہ پر بشاشت آگئی۔ کہ کیا اثر ہے جو قرآن کریم پیدا کر سکتا ہے، اور کیا آواز آ رہی ہے دشمنوں اور مخالفوں کی طرف سے۔ ثم نھض رسول اللہ قابضا علیٰ ید ابی بکر۔ اس کے بعد آپؐ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں سے چل پڑے۔ یہ اثر تھا آپؐ پر اور آپؐ کے صحابہؓ پر۔ اور غیروں پر بھی ان آیات کا اثر تھا۔

ملک میں امن پیدا کرنے والی تعلیم

رسول کریم صلعم کی تعلیم یہی ہے کہ کارخانہ عالم چل نہیں سکتا جب تک کسی بڑی طاقت، علم، تدبر اور حکمت والی ہستی کی اس پر حکومت نہ ہو۔ اس کارخانہ کو ایک

(باقی بر صفحہ ۱ کالم ۳)

www.aaiil.org

باب اور بہاء اللہ کے دعاوی کے بطلان پر مزید علامات

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

خلاصہ قسط سابق

گذشتہ قسط میں ایک بنیادی علامت بیان کی گئی تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم صلعم سے بڑھ کر کسی کا مقام نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو سکتا ہے جو آنحضور صلعم کے فیوض کو بند ثابت کر دے بلکہ تا اختتام دنیا تمام مقربانِ الٰہی آنحضور صلعم کے فیض سے ہی مستفیض ہو کر قرب خداوندی کو حاصل کریں گے اس لئے جو شخص بھی آنحضور صلعم کی اطاعت سے باہر رہ کر قرب الٰہی کے حصول کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہے اور ان کے کذب کو ثابت کرنے کے لئے آنحضور صلعم کی امت میں سے ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے جو آنحضور صلعم کے فیوض کے جاری رہنے کا اپنے وجود سے عملی ثبوت پیش کر رہے ہوں گے، جیسا کہ اس زمانہ میں باب اور بہاء اللہ کے اس قسم کے دعوے کے بعد اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کھڑا کر دیا جنہوں نے ان کے طلسم کی چادر کو تار تار کر کے رکھ دیا۔ دیگر علامات بیان کرنے سے قبل یہ بتلا دینا بھی ضروری ہے کہ ان علامات میں سے بعض تو خالصتہً باب پر چسپاں ہوتی ہیں اور بعض خالصتہً بہاء اللہ پر اور بعض ان دونوں میں مشترک ہیں اور بعض خالصتہً عبدالبہاء پر چسپاں ہوتی ہیں۔

دوسری علامت

دوسری علامت حجج الکرامۃ کے صفحہ ۴۲۰ پر درج ہے جس کا اُردو ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"دجال کا خروج اس وقت ہوگا جبکہ دین کو بہت ہی ہلکا سمجھا جائے گا اور علم کی بہت کمی ہوگی علم سے مراد علم دین ہے اور دنیا کے اکثر حصہ میں ایک بھی آدمی ایسا نہ ہوگا جو اس پر یعنی دجال پر حجت تمام کر سکے اس لئے لوگ اس کے ذکر سے غفلت سے کام لیں گے"

حذیفہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اگر دجال اس زمانہ میں ظاہر ہو تو بچے بھی اسے سنگریزوں سے ہلاک کر دیں گے لیکن وہ ایسے وقت میں ظاہر ہوگا جبکہ علم دین اُٹھ چکا ہوگا۔ گویا مطلب یہ ہوا کہ اس زمانہ کے بچے بھی اس قدر علم دین رکھتے تھے کہ دجال کے دعاوی کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر اسلام کا صحیح علم مسلمانوں کو ہو تو وہ ایسے لوگوں کے فریب میں کبھی نہیں آ سکتے خواہ کتنی ہی ملمع سازی سے یہ لوگ کام لیں بالفاظ دیگر اس کے یہ معنی ہوئے کہ اسلام تو در حقیقت سچا ہی ہے اور ایسا دعوےٰ کرنے والوں کے زمانہ میں بھی سچا ہی ہوگا اور قابل نسخ ہرگز نہیں ہوگا، صرف مسلمانوں میں اس کے متعلق علم کی کمی ہوگی جو بعض کے ارتداد کا باعث بنے گی۔ یہ علامت ایسی ہے جو دجال مطلق اور دجال معہود دونوں پر چسپاں ہوتی ہے واقعات اس حدیث کی صداقت پر برہان ساطع کا کام دے رہے ہیں یہ حقیقت ہے کہ باب اور بہاء اللہ نے جب اپنا دعوےٰ دنیا کے سامنے رکھا اور اسی طرح جب پادریوں اور فلاسفروں نے اسلام پر حملے شروع کئے، اس وقت مسلمانوں میں علماء حقیقی کی بہت کمی تھی روح اسلام سے واقفیت کا فقدان تھا اور اہل اللہ کہلانے والوں میں سے ایک بھی کھڑا نہیں ہوا جو باب اور بہاء اللہ کے اس دعوےٰ کو توڑتا کہ نبی کریم صلعم کا فیض بند ہو گیا ہے اور شریعت اسلامیہ اپنا فرض منصبی ادا کر چکی ہے ظاہر ہے اس لئے نئے مظہر اور نئی شریعت کی ضرورت ہے پس حدیث کے یہ الفاظ کیسی زبردست صداقت پر مبنی ہیں کہ زمین میں کوئی ایک بھی اس دجال پر حجت تمام کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوگا آخر جب اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کا عجز دیکھا تو پھر اپنے وعدہ کے مطابق سچے مہدی اور سچے مسیح کو بھیجا جس نے اسلام کے ضعف کو حسب وعدہ آیۃ استخلاف قوۃ سے بدل دیا یہ سچا مہدی اور سچا مسیح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تھے۔ جنہوں نے اپنے وجود میں قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کے فیوض کی نہروں کو جاری ثابت کر دیا اور اس طرح دجال مطلق کے دعوےٰ کی عمارت کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا دی یہ واقعات کی شہادت ہے جس سے بڑھکر اور کوئی شہادت نہیں ہو سکتی اور نہ اسے جھٹلایا جا سکتا ہے اسی طرح خدا کے اس مامور نے دجال معہود یعنی پادریوں اور فلاسفروں کے دانت بھی کھٹے کر دیئے اور ان کو بھی نیچا دکھلا کر ذلیل و خوار کر دیا واقعات اس پر بھی شاہد ناطق کا کام دے رہے ہیں۔

تیسری علامت

دجال کے خروج کے مقام کے تعلق ہی اس کے متعلق حجج الکرامۃ صفحہ ۴۰۸ پر جو حدیث درج ہے اس کا اُردو ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"دجال کے خروج کا مقام مشرق ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے اور نے اسے حضرت نبی کریم صلعم سے مرفوعاً روایت کیا ہے امام سیوطی کہتے ہیں مشرق سے مراد فارس ہے"

اب کون نہیں جانتا کہ باب فارس کے شہر شیراز میں پیدا ہوئے اور وہیں انہوں نے اپنے دعوےٰ جیسے دجل کی بنیاد رکھی اور وہیں پر انکی جماعت کی بنیاد پڑی جیسا کہ میں سابقہ اقساط میں ثابت کر چکا ہوں کہ فرقہ شیخیہ کے کچھ لوگوں نے کوفہ سے ہی آ کر شیراز میں ہی ان کی جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی۔

اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ :-

"دجال خراسان سے خروج کرے گا" رواہ احمد والحاکم من حدیث ابی بکر رضہ

یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ بدشت میں جو کانفرنس بابیوں کی ہوئی تھی اسی میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اسلامی شریعت منسوخ کی جائے اور باب کو نئی شریعت لکھنے کے لئے کہا جائے چنانچہ باب کو اس فیصلہ سے مطلع کیا گیا اور انہوں نے اس سے اتفاق کیا گویا نئی شریعت البیان نامی جو باب نے لکھنی شروع کی وہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر نہ تھی بلکہ چند اشخاص کے فیصلہ کی بناء پر تھی۔ بدشت جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں خراسان میں واقع ہے گویا قریباً تیرہ سو برس پہلے جو الفاظ حضور نبی کریم صلعم کے دہن مبارک سے نکلے تھے کہ دجال خراسان سے خروج کرے گا باب کے دعوےٰ سے صحیح ثابت ہو گئے اور ان الفاظ نے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر دیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کا لایا ہوا دین منسوخ نہیں ہو سکتا اس کو منسوخ قرار دینے والے کو نبی کریم صلعم نے تیرہ سو سال قبل دجال قرار دیا ہے واقعات کی روشنی میں اس حدیث کو اگر دیکھا جائے تو حدیث کی کس قدر عظمت دل میں بیٹھتی ہے اور آنحضور صلعم کی کشفی نظر کی کس قدر گہرائی اور صفائی ثابت ہوتی ہے۔ *

حضرت نبی کریم صلعم کی کشفی نظر کی صفائی مزید ملاحظہ فرمائیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشہور ضرب المثل کے مطابق یہ کشفی نظر جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا رہی ہے چنانچہ حجج الکرامۃ کے اسی صفحہ پر یہ روایت

---

* اگرچہ یہ علامت باب کے ساتھ مخصوص ہے لیکن بہاء اللہ کا اس علامت کے ساتھ اتنا تعلق ضرور ہے کہ انہی کے زور دینے سے بدشت میں یہ قرارداد پاس ہوئی تھی۔

www.aaiil.org

بھی درج ہے کہ دجّال اصفہان سے خروج کرے گا اخرجہ مسلم۔ دجال کی یہ علامت بھی باب سے ہی مخصوص ہے تفصیل اس کی یہ ہے :۔

شیراز سے باب خفیہ طور پر اصفہان پہنچ گئے وہاں کا گورنر منوچہرخان اس سے ہمدردی رکھتا تھا اس نے انہیں اپنے خیالات کو پھیلانے کی مکمل آزادی دے رکھی تھی یہاں سے یہ اپنے دعاۃ مختلف اطراف میں بھجواتے رہے اور تحریک زور پکڑ گئی باب کے ایام یہاں بہت آرام سے گذر رہے تھے چنانچہ اسی وجہ سے انہوں نے اس جگہ دوسری شادی بھی کرلی لیکن گورنر کی تبدیلی سے پھر برے دن آگئے اور یہاں سے انہیں رخصت ہونا پڑا اور قلعہ ماکو میں قید کردیئے گئے ان واقعات نے نبی کریم صلعم کی اس پیشگوئی کو بھی سچا ثابت کر دیا کہ دجّال اصفہان سے نکلے گا دجّال کے اصفہان سے خروج کرنے کے متعلق اور بھی روایات ہیں۔

چوتھی علامت

احادیث میں یہ علامت بھی لکھی ہے کہ اس کے متبعین کثیر ہوں گے۔ چنانچہ اس بارہ میں ص۴۰۹ پر جو حدیث درج ہے اس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ اصفہان میں ۷۰ ہزار یہود اس کے رفیق ہو جائیں گے یعنی یہود والی خصلت رکھنے والے لوگ کثرت سے اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ ۷۰ کے لفظ سے کثرت ہی مراد ہوتی ہے۔ یہود کی سب سے بری خصلت یہی ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کا انکار کیا جو نہ صرف انہیں نجات دلانے ہی آئے تھے بلکہ انہیں بادشاہت دلانے بھی آئے تھے پس اصفہان اور ایران کے دیگر علاقوں میں سے جو لوگ بھی باب یا بعد میں بہاء اللہ کے ساتھ شامل ہوئے وہ سب کے سب وہ ہیں جنہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کے دین کو اور آنحضور صلعم کی رسالت کو ختم قرار دیکر ایک رنگ میں آنحضور صلعم کا انکار کر دیا اور اس طرح یہود سے مماثلت پیدا کرلی پس اہل بہاء جو باب اور بہاء اللہ کے متبعین کی تعداد کی کثرت پر نازاں ہیں اور اسے باب کی صداقت پر دلیل گردانتے ہیں انہیں اس حدیث پر غور کرنا چاہیئے کہ حدیث کی پیشگوئی تو اسے دجّال کی علامت بتلا رہی ہے۔ حجج الکرامۃ کے صفحہ ۴۰۱ و ۴۰۲ پر بھی اسی مضمون کی حدیث موجود ہے

پانچویں علامت

حجج الکرامۃ ص۴۰۳ پر دجّال کی سیرت کے بارے میں لکھا ہے کہ :۔

> دجّال اپنے خروج کے ابتدائی زمانہ میں ایمان اور اصلاح کا دعوےٰ کرے گا اور لوگوں کو دین اسلام کی طرف ہی دعوت دے گا اس دعویٰ کی وجہ سے لوگ اس کی اتباع کرلیں گے اور اس کا امر غالب ہو جائے گا اور دن بدن ترقی کرتا جائے گا یہاں تک کہ اس کا قدم شقاوت لزوم کرتہ میں پڑے گا پھر اس پر پردہ پڑ جائے گا اس کے بعد وہ دعویٰ نبوت کرے گا اس دعوے سے ہر ذی عقل گھبرا جائے گا اور اس سے جدا ہو جائے گا بعد ازاں بعد وہ دعوےٰ خدائی والوہیت کریگا"

باب کی سوانح حیات پر اطلاع رکھنے والے جانتے ہیں کہ اس کا دعوےٰ اسی طرح ترقی کرتا چلا گیا شروع میں اس کا یہی دعوےٰ تھا کہ وہ مسلمان ہے اور شریعت اسلام کا ہی تابع ہے چنانچہ قرآن کریم کی بعض سورتوں کی تفسیر بھی اس نے لکھی اور لوگوں کو بھی اسلام کی طرف ہی بلاتا تھا اور اصلاح نفوس کا ہی اسے ادعاء تھا اور اسی بناء پر لوگ اس کے ساتھ ہو گئے بعد میں اس نے نقطہ اولیٰ ہونے کا دعوےٰ کیا گویا نبی کریم صلعم کے مقام پر اپنے آپ کو لا کھڑا کیا چنانچہ اس دعوے پر لوگ گھبرائے اور بہت سے اسے جیسا کہ حدیث کی پیشگوئی میں ہے چھوڑ بھی گئے۔

یہاں بھی دعوےٰ الوہیت اس کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اس سے قبل ایک حدیث بھی نقل کی جا چکی ہے جس میں یہ بھی پیشگوئی ہے کہ دجّال دعوےٰ الوہیت بھی کرے گا۔

بعض مؤرخین کے نزدیک یہ دعویٰ ۱۲۶۵ھ میں کیا گیا یعنی علانیہ ورنہ خفیہ طور پر تو یہ دعوےٰ نقطہ اولیٰ کے دعوےٰ کے ساتھ ساتھ ہی چلتا ہے اہل بہاء دعوےٰ الوہیت کا کبھی تو اقرار کر لیتے ہیں اور کبھی انکار کر دیتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ اہل بہاء بالکل اسی طرح باب اور بہاء اللہ کو جامع کامل انسانیت اور کامل الوہیت تسلیم کرتے ہیں جس طرح عیسائی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ان دونوں کا جامع تسلیم کرتے ہیں چنانچہ کراچی کے ایک بہائی دوست ایس ایچ قریشی نے جو مسائل تبادلہ خیالات کے لئے شائع کئے ہیں ان میں ایک مسئلہ یہ بھی لکھا ہے :۔

> ۱۲۔ کیا تمام انبیاء و مرسلین سلف کی پیشگوئیوں کی رو سے موعود میثاق الٰہی کو مقام الوہیت پر ظاہر ہونا چاہیئے تھا یا نہیں۔
> ۱۳۔ کیا کتب آسمانی کی نصوص صریحہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسےٰ روح اللہ نے ادعائے الوہیت و ربوبیت کیا یا نہیں"

ان دو مسائل کو درج کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اہل بہاء باب اور بہاء اللہ کو اسی طرح اللہ مانتے ہیں جس طرح عیسائی حضرات عیسےٰ کو مانتے ہیں۔

اس کے متعلق مفصل بحث انشاء اللہ مستقل موضوع کے طور پر بھی کی جائے گی ...... سابقہ اقساط میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ فرقہ شیخیہ کے لوگ جو باب کو پانے کے لئے سخت بے چین تھے انہوں نے کوفہ کی ایک مسجد میں بیٹھ کر ہی شیراز میں جا کر علی محمد باب کو تسلیم کرنے کا فیصلہ کیا تھا اسی امر کو حدیث میں کوفہ میں قدم شقاوت لزوم قرار دیا گیا ہے۔

چھٹی علامت

حجج الکرامۃ ص۴۰۶ پر درج ہے جو یہ ہے کہ دجّال جوان ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ بڑھا ہوگا اشاعت میں لکھا ہے کہ سند ان دونوں قولوں کی صحیح ہے پہلی علامت جو جوان ہونے کی ہے وہ تو باب پر چسپاں ہو رہی ہے باب عین جوانی میں یعنی ۳۱ سال کی عمر میں قتل کیا گیا اور دوسری علامت بہاء اللہ پر چسپاں ہوتی ہے کیونکہ بہاء اللہ ۷۵ سال کی عمر پاکر اس دنیا سے رخصت ہوا، بظاہر ان دونوں علامتوں میں تضاد نظر آتا تھا لیکن حقیقتاً تضاد کوئی نہیں کیونکہ یہ دونوں علامتیں دو مختلف شخصوں کے متعلق تھیں، ایک نے جوانی کی حالت میں مرنا تھا اور ایک نے بڑھاپے کی حالت میں نبی کریم صلعم کو دو مختلف وقتوں میں دونوں نظارے دکھلائے گئے اور آپ نے دونوں بیان کر دیئے اب واقعات نے ان دونوں کشفوں کی تصدیق کر دی۔ ایک حدیث میں تین دجالوں کا بھی ذکر ہے ان تینوں کی الگ الگ علامتیں بھی ہیں اور مشترک بھی۔ یہ علامت چونکہ ایک ہی جگہ درج تھی جو درحقیقت دو علامتوں پر مشتمل تھی ایک باب کے لئے اور ایک بہاء اللہ کے لئے اس لئے میں نے ان کو اکٹھا بیان کر دیا ہے ورنہ بہاء اللہ کے لئے الگ علامتیں بھی احادیث میں مذکور ہیں جو انہی کی ذات سے مخصوص ہیں ان کو انشاء اللہ الگ بیان کیا جائے گا۔

ساتویں علامت

دجّال کے متعلق یہ ہے کہ نبی کریم صلعم نے دجّال کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا اگرچہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ دجّال اسلام کی بیخکنی کرنے کے لئے کوشاں ہوگا لیکن ظاہری طور پر بھی باب کے ذریعہ یہ کشف پورا ہوگیا کیونکہ اہل بہاء کا قول ہے کہ باب مکہ میں گئے اور باقاعدہ حج کے فریضہ کو ادا کیا اگر یہ قول صحیح ہے تو پیشگوئی ظاہری طور پر پوری ہوگئی لیکن اس کے بالمقابل دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ باب مکہ میں پہنچ ہی نہیں سکا اور اپنے اس قول کی تائید میں انہوں نے بڑے مضبوط دلائل پیش کئے ہیں اگر ان کا قول درست ہے تو پھر کشف اپنی تعبیر کے اعتبار سے پورا ہوگیا کیونکہ اس شخص نے اسلام کی بیخکنی کی بنیاد رکھی جس پر بہاء اللہ اور اس کے جانشینوں نے عمارت کھڑی کی۔

آٹھویں علامت

کنز العمال جلد سابع ص۱۹۴ پر یہ ہے کہ :۔

"الدجال لا یولد لہ" باب کی پہلی شادی ۲۲ سال کی عمر میں ہوئی تھی جبکہ اس کا کوئی دعوےٰ نہ تھا شادی کے ایک سال بعد اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جو شیرخوارگی کے زمانہ میں ہی فوت ہوگیا باب کو اس کا سخت صدمہ ہوا دعوے کے بعد اصفہان میں دوسری

www.aaiil.org

پیدا نہیں ہوئی پس دجّال کی یہ علامت بھی باب پر چسپاں ہو رہی ہے یعنی الدجال لایولد لہ یعنی دجّال کے ہاں اولاد نہیں ہوگی اس علامت کی مورد قوم تو ہو نہیں سکتی فرد ہی اس کا مصداق ہو سکتا ہے۔

نویں علامت

کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۹۶ میں مندرجہ ذیل حدیث قابل غور ہے نبی کریم صلعم فرماتے ہیں:-

"احذرکم الدجال الثلاثۃ
قیل یارسول اللہ قد اخبرتنا
عن الدجال الاعور وعن
الکذاب الکذابین فمن الثالث
قال رجل یخرج من قوم
اولھم مثبور و اٰخرھم مثبو
علیھم واللعنۃ دائبۃ
یقال لھا الحارفۃ وھو
الدجال الاکلس یاکل
عباد اللہ بآل محمد وھو
البأس من سنۃ"

احادیث سے یہ ثابت ہے کہ امت میں متعدد دجّال نکلیں گے جن کی تعداد تیس سے لے کر ۲۷ تک احادیث میں بتلائی گئی ہے لیکن حدیث مذکورہ بالا میں حضرت نبی کریم صلعم صرف تین دجالوں سے امت کو ڈرا رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صلعم کو یہ تین دجّال خاص طور پر دکھلائے گئے ہیں جن کا وصاحت ان کے بیان کئے گئے ہیں وہ ان کی تعیین کرنے میں کافی مدد دے رہے ہیں ان میں ایک کو اکذب الکذابین بتلایا ہے یعنی جس قدر کذاب امت میں پیدا ہوں گے ان سب سے بڑا کاذب ہے بابی اور بہائی تحریک سے واقفیت رکھنے والے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ جو فتنہ باب نے اٹھایا اس کی نظیر کسی کذاب میں بھی نہیں ملتی مبلغین سے ایران کے تمام شہروں کو بھر دیا جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے فعاث یمینًا وعاث شمالًا یعنی دائیں بائیں یعنی تمام جگہوں میں فساد برپا کر دے گا صرف عقائد میں ہی اس شخص نے فساد برپا نہیں کیا بلکہ ملک کے امن کو بھی برباد کر دیا چاروں طرف بغاوتیں کرا دیں، لوٹ مار کا بازار گرم کرا دیا نہتے مردوں۔ عورتوں۔ بچوں کو قتل کروا دیا غرضیکہ باب کی زندگی میں ایران کی یہ حالت تھی کہ جدھر دیکھو ادھر ہی فساد کے شعلے بھڑک رہے ہیں حکومت ایک بغاوت کو دبانے سے فارغ ہوتی ہے تو دوسری سر نکال لیتی ہے اس شخص کی زندگی کے بعد بھی اس کے متبعین کی طرف سے یہ سلسلہ جاری رہا اور بڑی مشکل سے حکومت اس اطراف میں پھیل جائیں گے، واقع بھی یہی ہے کہ باب نے تمام اطراف میں اپنے مبلغین کو پھیلا دیا تھا جنہوں نے وسوسہ اندازی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی پس حضرت نبی کریم صلعم کا اسے اکذب الکذابین کا خطاب دینا بالکل درست ہے جس کی تصدیق واقعات کر رہے ہیں۔

تیسرے کی علامت

تیسرے دجال کی جو علامت بیان کی گئی ہے اس میں تینوں دجالوں یعنی باب۔ بہاء اللہ اور عبدالبہاء کی طرف صاف اشارہ نظر آ رہا ہے پہلی علامت تو اس کی یہ بتلائی کہ وہ ایسی قوم میں سے ہے جس کا اول مثبور ہے، مثبور کے ایک معنی تو اس شخص کے ہیں جسے ہلاک کر دیا گیا ہو، چنانچہ باب کے وجود سے یہ قوم تیار ہوئی اس لئے ان کا اوّل خود باب ہے اور یہ حقیقت ہے کہ باب کو حکومت کی طرف سے گولی کا نشانہ بنا کر ہلاک کیا گیا تھا پس مثبور کا یہ مفہوم باب پر پوری طرح چسپاں ہوتا ہے دوسرے معنی اس کے یہ ہیں کہ کسی کو اس کے مقصد سے روک دینا اور ناکام بنا دینا اس معنی کے لحاظ سے بھی باب ہی اس وصف کا مصداق ہے کیونکہ جیسا کہ سابقہ اقساط میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ باب کا مقصد ایران کی حکومت پر قبضہ کرکے بعد میں دنیا کی تمام حکومتوں پر قبضہ کرنا تھا لیکن حکومت ایران نے ہی اس کے ان مقاصد کو خاک میں ملا دیا اور اسے خائب و خاسر بنا کر عبرتناک سزا دے کر اسے ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا جس ناکامی اور ذلت سے باب کو دوچار ہونا پڑا ہے خدا کا کوئی مامور بھی ایسی ناکامی اور ذلت سے دوچار نہیں ہوا آخری وقت میں اس نے بہت کوشش کی کہ دشمنوں کے ہاتھ سے میری موت نہ ہو، لیکن اس کی یہ آرزو بھی پوری نہ ہوئی آخر انہی کے ہاتھ سے ہلاکت کا منہ دیکھنا پڑا اور اس کا مزعومہ خدا بھی جو اس کے اندر ہی تھا اس کی مدد کو نہ پہنچا یہ تو اس قوم کے سردار کا حال ہوا جو قوم میں سب سے اول نمبر پر تھا لیکن اس کی تباہی کے بعد خود قوم کا بھی بُرا حال ہوا بحیثیت مجموعی بہائی قوم کا یہ ابتدائی حصہ تھا بقول بہاء اللہ یہ قوم سخت جاہل اور بربریت کے جذبات سے لبریز تھی اس لئے ظلم اور تعدی پر اس نے کمر باندھ لی قتل اور خونریزی اپنا شیوہ بنا لیا، یہاں تک کہ خود شہنشاہ ایران پر بھی گولی چلا دی آخر اس کا نتیجہ یہی نکلنا تھا کہ حکومت کی سختیوں کے نیچے آتے اور سزاؤں کی چکی میں پیسے جاتے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اس لئے یہ تو قوم کے اوّل حصہ کا حال ہے جو بالکل حدیث کی پیشگوئی کے مطابق ہے اب قوم کے آخر کا جو نقشہ حدیث میں کھینچا گیا ہے، وہ بھی واقعات کی روشنی میں کیسا صحیح ثابت ہوا ہے آنحضور صلعم فرماتے ہیں:- واٰخرھم مثبو علیھم ثبی کے معنے جمع کرنے۔ محفوظ کرنے اور اصلاح کرنے زیادہ کرنے کے ہیں گویا تیسرا دجال ایسا شخص ہے جس کا تعلق قوم کے پہلے حصہ سے بھی ہے اور دوسرے حصہ سے بھی ہے اب ہم جب اس قوم کے دوسرے حصہ پر نظر ڈالتے ہیں تو تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ باب کی ہلاکت کے بعد بہاء اللہ نے جب دیکھا کہ باب کا پروگرام ناکام جا رہا ہے اس زمانہ میں حکومتوں پر قبضہ ناممکن ہے قوم غلط راہ پر گامزن ہونے کی وجہ سے تباہ و برباد ہو رہی ہے اور اگر ان کی یہی حالت رہی تو یہ تحریک چند دن میں ختم ہو جائے گی تو اس نے طریق کار کو بدلا اور قوم کو سمجھا کر انہیں پُرامن رہنے کی ہدایت کی اور نرمی اور شائستگی سے اپنے خیالات کو پھیلانے کی طرف توجہ دلائی یہاں تک کہ قوم اس کے ہاتھ پر جمع ہو گئی اور اس کے بتلائے ہوئے طریق پر چلنے کی وجہ سے وہ محفوظ بھی ہو گئی اور اس کی تعداد میں آہستہ آہستہ اضافہ بھی ہونے لگ پڑا اور حکومت کے دل میں جو شبہات اس قوم کے متعلق پیدا ہو چکے تھے وہ بھی آہستہ آہستہ دور ہونے شروع ہو گئے اگرچہ یہ سب کچھ بہاء اللہ کے زمانہ میں ہوا لیکن اس سب کارروائی میں اس کے لڑکے عباس آفندی یعنی عبدالبہاء کا ہاتھ تھا، اور اسی کی ہوشیاری اور دانشمندی سے یہ سب کام سرانجام پائے بعض مؤرخ تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ اگر عبدالبہاء نہ ہوتا تو بہاء اللہ ان کاموں کو کبھی بھی سرانجام نہ دے سکتا یہی وہ تیسرا دجال ہے جس کی وصف حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ وہ قوم کے دونوں حصوں سے تعلق رکھے گا حدیث میں اسکو دجال الکلس کے نام سے پکارا گیا ہے اکلس ذئب یعنی بھیڑیا کی صفت سے یعنی وہ اپنا کام اسی ہوشیاری اور چالاکی سے کرے گا جس چالاکی سے بھیڑیا کام لیتا ہے وہ کیا کام ہے اس کا بیان حدیث میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کو کھائے گا یعنی جس طرح بھیڑیا اپنے مکر و فریب سے بکریوں کو کھا جاتا ہے اسی قسم کے مکر و فریب سے کام لے کر وہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتا چلا جائے گا اور اپنی اس مہم میں وہ آل محمد یعنی مسلمانوں کو آلہ کار بنائے گا یعنی پہلے ان کو قابو کرے گا پھر ان کے ذریعہ وہ مغربی ممالک میں اپنے باطل خیالات کو پھیلائے گا چنانچہ جس مکر و فریب

عبدالبہاء نے بہائیت کو پھیلایا ہے خصوصاً مغربی ممالک اور امریکہ میں ان کے حالات کو جاننے والے اس سے بخوبی واقف ہیں اس کے ساتھ ہی آنحضور صلعم نے فرمادیا کہ یہ نہ سمجھنا کہ ان کا لوگوں کو اس طریق پر بہائیت میں داخل کرنا ان کی صداقت کی دلیل ہے بلکہ برعکس اس کے یہ ان کے کذب کی دلیل ہے کیونکہ یہ میرے طریق کو جو تقویٰ اور راستگوئی کا طریق ہے چھوڑ کر لوگوں کو اپنے ساتھ ملا رہے ہونگے مواسا من سنتی کے یہی معنے ہیں، ان تینوں کے دجال ہونے اور کذب پر قدم مارتے والے ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ بتلائی واللعنة دائبة يقال لها الجارفة یعنی اُن پر لعنت دائمی طور پر رہے گی اور یہ ایسی لعنت ہو گی جو سب کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہو گی، یہ علامت فیصلہ کن علامت ہے یہ تو ظاہر ہے کہ لعنت کا اصل مفہوم خدا سے دوری ہے گویا ان الفاظ میں نبی کریم صلعم نے پیشگوئی فرمادی ہے کہ ان لوگوں میں خدا رسیدہ کوئی نہیں پیدا ہوگا ساری قوم ہی خدا سے دور رہے گی روحانی انعامات سے یہ تہیدست رہیں گے کمالات روحانی سے عاری ہوں گے ان کا اس لعنت کے نیچے دائمی طور پر رہنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اس چیلنج سے ثابت ہے جو روحانی مقابلہ کے لئے ان سب کو دیا گیا تھا اور وہ یہ کہ جو لوگ یہ یقین یا اعتقاد رکھتے ہیں کہ قرآن کریم اور رسول اکرم صلعم کے دامن سے الگ رہ کر بھی روحانی کمالات حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ وہ میرے ساتھ روحانی مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں نکل آئیں۔ یہ حدیث بھی حضرت نبی کریم صلعم کی کشفی نظر کی صفائی پر کیسی زبردست دلیل ہے کس وضاحت سے اس قوم کا ابتدا سے انتہا تک نقشہ کھینچ کر دکھلایا ہے کاش بہائی دوست اس سے فائدہ اٹھائیں اور باطل کو ترک کر کے حق کی پناہ میں آجائیں۔

دسویں علامت

نجم الکرامۃ کے صفحہ ۴۰۶ پر درج ہے کہ حضرت عثمان کے قتل کو استحسان کی نظر سے دیکھنے والے ہی دجال کی پیروی کریں گے اور یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ فرقہ شیخیہ کے شیعوں نے ہی باب کو زیادہ تر قبول کیا جو حضرت عثمان کے قتل کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔

گیارہویں علامت

مشکوٰۃ باب ذکر الدجال الفصل الاوّل میں یہ حدیث ہے انه خارج خلة بين الشام والعراق فعاث يمينا وعاث شمالا۔ یہاں طریق سے مراد مادی طریق نہیں بلکہ معنوی طریق ہے یعنی عقائد کا کچھ حصہ وہ شام سے لے گا اور کچھ حصہ عراق سے شام سے تو اس نے پولوس کا مذہب لیا یعنی کامل الوہیت کامل انسانیت کا حامل ہونا اور عصمت کبریٰ اور اس کے ہر قول کو خدا کا قول قرار دینے کا عقیدہ عراق کے شیعوں سے لیا، حدیث کے بقیہ حصہ کی تشریح گذر چکی ہے خلة کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اس کے معنی طریق ہیں۔

بارھویں علامت

نجم الکرامۃ صفحہ ۴۰۵ پر حدیث ہے کہ دجال کی تین آوازیں ہوں گی جن کو اہل مشرق و اہل مغرب سب سنیں گے چنانچہ پہلی آواز باب کی تھی دوسری بہاءاللہ کی تیسری عبدالبہاء کی اور یہ آوازیں ساری دنیا میں سنی گئیں۔

تیرھویں علامت

نجم الکرامۃ صفحہ ۴۰۲ پر حضرت علی رضہ کی روایت درج ہے کہ دجال ظاہر ہوگا اور اس کے ساتھ ۷۰ ہزار ہوں گے عربی لفظ حدیث من الحاکۃ آیا ہے یعنی ان امور کی وجہ سے یہ لوگ اس کے ساتھ شامل ہو جائیں گے جو اُن کے دلوں میں اثر کر رہے ہونگے اور ان کے قلوب میں خلجان پیدا کر رہے ہوں گے یہ وہی لوگ ہیں جو شیعوں میں سے فرقہ شیخیہ سے تعلق رکھتے تھے ان کے دلوں میں ہی مہدی کے ظہور کے متعلق خلجان تھا اور اس کے قرب ظہور کے خیالات انہی کے دلوں میں اثر کر رہے تھے چنانچہ جیسا کہ میں بتلا آیا ہوں زیادہ تر اسی فرقہ کے لوگوں نے باب کو قبول کیا باقی شیعوں پر بھی اس کا اثر نہیں ہوا۔ اسی حدیث میں ایک علامت اس کی یہ بھی لکھی ہے کہ اس کے مقدمہ پر اشعر ہوگا یعنے اس کے کام اور اس کی تحریک کو آگے بڑھانے والا ایسا شخص ہوگا جو ان سب سے زیادہ شعور اور سمجھ اور علم رکھتا ہوگا۔ واقعات بتلاتے ہیں کہ یہ شخص بہاءاللہ تھا اگرچہ باب نے صبح ازل کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا مگر وہ اس قابلیت کا مالک ثابت نہ ہوا کہ جماعت کو سنبھال سکتا اور اس کی شیرازہ بندی کر سکتا اس کام کو بہاءاللہ نے ہی کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باب کا صبح ازل کو جانشین بنانا خدائی الہام سے نہیں تھا بلکہ محض اپنے خیال سے تھا جسے وہ غلطی سے الہام الٰہی سمجھ بیٹھا تھا اس سے یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ جو لوگ ہر اس خیال کو جو دل میں پیدا ہو الہام الٰہی قرار دیتے ہیں غلطی پر ہیں۔ ایک اور علامت اس کی یہ بیان کی ہے کہ وہ کہے گا بدو بدو، یہ فارسی لفظ ہے جس کے معنی ہیں اسع اسع یعنی کوشش کرو کوشش کرو یہ عجیب بات ہے کہ حدیث میں فارسی کلمہ بدو بدو ہی وارد ہوا ہے چنانچہ بہاءاللہ اور عبدالبہاء نے قوم کو یہی تلقین کی اور کوشش پر ہی اُبھارا اور یہی جذبہ ان کے اندر پیدا کیا جیسا کہ واقعات سے ثابت ہے یہ حدیث بھی زبردست دلیل ہے اس بات پر کہ دجال نے فارس سے ہی خروج کرنا تھا۔

چودھویں علامت

مشکوٰۃ باب ذکر الدجال الفصل الاوّل میں یہ حدیث ہے قلنا یا رسول الله ما لبثه في الارض قال اربعون يوما يوم كسنة و يوم كشهر و يوم كجمعة وسائر ايامه كايامكم یعنی دجال کا زمانہ زمین میں ٹھہرنے کا چالیس دن ہے ایک دن ایک سال کے برابر ایک دن ایک ماہ ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی ایام عام ایام کی طرح ہوں گے پیشگوئیوں میں جو مدت بیان کی جاتی ہے جس اعتبار سے پورا ہونا ہوتا ہے وقوع میں آنے کے بعد ہی اس کی صحیح تعیین ہو سکتی ہے یہ مدت باب پر اس لحاظ سے چسپاں ہوتی ہے کہ باب نے اپنے دجل کے کام کو جاری رکھنے کے لئے رمضان ۱۲۶۵ھ میں وصیت لکھی اور اس میں نعوذ باللہ قرآن کریم کی ناسخ کتاب "البیان" کی تکمیل کا کام صبح ازل کے سپرد کیا اس کے بعد وہ ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ میں قتل کر دیا گیا۔ گویا کل مدت وصیت کے بعد ۱۴ ماہ بنتی ہے اور حدیث میں بیان کردہ مدت بھی اتنی ہی بنتی ہے۔

دوسری حدیث میں چالیس سال مدت دجال کی قیام فی الارض بیان کی گئی ہے یہ مدت بہاءاللہ پر چسپاں ہوتی ہے کیونکہ ۱۸۵۳ء میں انہوں نے دعوے کیا اور ۱۸۹۲ء میں اس کی وفات ہوئی یہ دونوں مدتیں کسی قوم پر چسپاں نہیں ہو سکتیں تھیں افراد پر ہی ان کا اطلاق ہو سکتا تھا اب جبکہ یہ دونوں مدتیں وقوع میں آگئیں ہیں تو اس کی حقیقت بھی کھل گئی اور مومنوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بن سکتی ہے اور غیر مومنوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہو سکتی ہے۔

پندرھویں علامت

کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۹۲ پر حدیث ہے انما يخرج الدجال من غضبة يغضبها۔ یعنی دجال کا خروج اس وجہ سے ہوگا کہ اس کو کسی بات پر سخت غصہ آئے گا اور وہ غضب اس سے دجل کے وہ کام کروائے گا یعنی شریعت کو منسوخ اور رسالت محمدیہ کو ختم کرائے گا چنانچہ خود بہاءاللہ نے اپنی کتاب اقتدار میں لکھا ہے کہ اگر علماء اسلام باب کے درپے نہ ہوتے تو شریعت فرقان منسوخ نہ ہوتی اس سے ظاہر ہے کہ نسخ شریعت کا خیال محض انتقامی جذبہ کے ماتحت پیدا ہوا چنانچہ باب کے دل میں تو یہ خیال پیدا ہی نہ ہوا تھا یہ تو بدشت کانفرنس میں بہاءاللہ اور قرۃ العین نے مل کر یہ منصوبہ بنایا اور باب سے اس پر مہر تصدیق ثبت کروالی پس علماء کے فتوؤں سے غضبناک ہو کر ہی یہ ساری مذموم کارروائی کی گئی ہے جس نے حدیث کے الفاظ کی تصدیق کر دی۔

اس کے بعد انشاء اللہ وہ علامات بیان کی جائیں گی جو خالصۃً بہاءاللہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کے بعد ان احادیث کا اصلی مفہوم بیان کیا جائے گا جو اہل بہاء اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔

وما توفيقي الا بالله
العلي العظيم

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

www.aaiil.org

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

سیلون

ترجمہ خط از شیخ ظہران ابراہیم محمد علی معرفت مارادانا مسجد کولمبو ۱۰

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الازہر یونیورسٹی قاہرہ نے مجھے سیلون کے مسلمانوں میں اسلام کی تعلیم و تربیت کے لئے بھیجا ہے۔

میں فروری سنہ ۱۹۶۰ء سے اپنی قابلیت اور کوشش کے مطابق اپنے مشنری فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔

چند روز ہوئے میں نے ظہیر کالج لائبریری کولمبو میں ریلیجن آف اسلام مصنفہ مولانا محمد علی صاحب دیکھی نہایت قیمتی معلومات پر مشتمل کتاب ہے۔

مجھے مولانا مرحوم و مغفور کے لٹریچر سے بہت دلچسپی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مولانا مرحوم کی انگریزی کتب مجھے مل جائیں تاکہ ان کی مدد سے میں یہاں تبلیغ اسلام بہتر طریق پر کرنے کے قابل ہو جاؤں۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر مجھے مولانا مرحوم کی انگریزی تصنیفات مہیا فرمائی جائیں۔ میں کچھ رعایت قیمت پر یہ کتب خریدنے کو تیار ہوں۔

میں مصری مسلمان ہوں اور جامع ازہر کے شعبہ اسلامیات کا ایم۔اے ہوں۔

(انہیں قرآن شریف معہ متن۔ ریلیجن آف اسلام ٹیچنگز آف اسلام۔ براہین احمدیہ۔ حمامۃ البشریٰ۔ فتح اسلام انگریزی بھیجی جا رہی ہیں۔ لائٹ۔ اسلامک ریویو بھی بھیجا گیا ہے اور تبلیغی خط لکھا جا رہا ہے۔ غلام قادر ڈار)

تانگانیکا / ٹانگانیکا — تائے جیریا

ترجمہ خط از الحاج اے لطیف اکوڈو لینگوس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ۱۶ر مئی سنہ ۱۹۶۰ء سے حج بیت اللہ کی غرض سے گیا ہوا تھا۔ نائیجیریا میں جولائی سنہ ۱۹۶۰ء کو واپس پہنچا ہوں اور فضائی سفر سے تکلیف ہو گئی اور بیمار رہا۔ یہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے میں آپ کو چٹھی نہ لکھ سکا۔ آپ کی یادداشتی چٹھی مجھے ۲۲ کو مل گئی تھی۔

میں نے سفر حجاز کو بڑا دلچسپ پایا اور مکہ اور مدینہ میں قیام بھی میرے لئے بڑی نعمت ثابت ہوا اور میں حقیقی لطف سے بہرہ اندوز ہوا۔ حج بذات خود روح کے لئے ایک روحانی مقوی اور لذیذ غذا ہے۔

میں یہ بات لکھنے میں خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے یہ مقامات روحانی کمزوریوں کے لئے ... تریاقی ادا کرتے معلوم ہوتے ہیں جہاں مختلف مقامات اور مختلف اقوام اور مختلف رنگوں کے مسلمان سال میں ایک دفعہ جمع ہو کر

مختلف ممالک کے مسلمانوں کی طرز زندگی سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں سے احمدیہ جماعت کے ممبر اپنا نمونہ دکھاتے ہیں۔ میں ستمبر میں اپنی تبلیغی مساعی پھر شروع کروں گا جبکہ میں اپنے ضلع میں دورہ شروع کروں گا۔ میں ایک احمدی مسلم سے جو نیروبی برٹش ایسٹ افریقہ کے رہنے والے ہیں جن کا نام مبارک احمد ہے مکہ میں ملا اور مسلمانوں کے عام حالات پر بحث ہوتی رہی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ لاہور میں ہماری جماعت نے محمد اے مرسی ٹو آل پرنسپز شائع کی ہے جو ہمارے مشن (ربوہ مشن) لاہور سے مل سکتی ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ میں نائیجیریا پہنچکر ایک کاپی کے لئے لاہور لکھوں گا جو امید ہے مجھے وہ بھیجدیں گے۔

میں نے انہیں کہا کہ میں بھی احمدی ہوں اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے متعلق ہوں۔

اسلامی روح کے آثار اس کی پیشانی پر اور (ان) کے عمل میں نمایاں تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے حفاظت سے خدمت اسلام کے لئے واپس پہنچا دیا جبکہ بہت سے آدمی لو و سخت گرمی سے جاں بحق ہو گئے۔

میری طرف سے ممبران جماعت کی خدمت میں بہت بہت السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

(بقیہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۵)

تعلیم دیر تو سستی چلا رہی ہے۔ جس پر ایمان لانا اسی کی پرستش و عبادت کرنا اور اس کی مخلوق سے ہمدردی اور محبت کا برتاؤ کرنا۔ معاملات میں دیانت و امانت کو ملحوظ رکھنا۔ بد دیانتی اور بدکاری سے پرہیز کرنا۔ خون خرابہ کرنے سے بچنا اس تعلیم کا حقیقی مقصد ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جس سے ملک میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اول)

اور افلاس کی لعنت دور ہو کر جنتی دنیا میں بھی اجرِ عظیم کا وارث ہو جاتا ہے) خوشدلی اور خوشحالی یعنی نفسِ مطمئنہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے ایک عظیم الشان نعمت ہے۔

یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃً مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (۲۸-۳۰/۲۷) —

صادقاں را صدق پنہانی نماند نہاں
نور پنہاں بر جبین مرد انوار آورد
ہر کہ از دست کسے خوردست کاسات وصال
ہر زماں رویش سرور وصل آں یار آورد
(مسیح موعودؑ)

ترجمہ:- صادقوں (یعنی مطمئن القلوب) کا صدق کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ صداقت (اطمینان قلب) کا نور اہل صدق کی پیشانی پر چمک پیدا کر دیتا ہے۔ وہ شخص جس نے کسی (اہل اللہ) کے ہاتھ سے جام وصال پیا ہو۔ اس کے رخ زیبا پر سرور وصال یار کے آثار نمایاں پائے جاتے ہیں۔

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینیجر

www.aaiil.org

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
پیغام صلح ۱۴ ستمبر ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۶
ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور
سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان [illegible] محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۷۳۷۳
مدیر - دوست محمد
مدیر معاون - بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۳۷

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یرضی لکم ثلٰثًا ویکرہ لکم ویرضی ویسخط لکم ثلٰثًا فرضی لکم ان تعبدوہ ولا تشرکوا بہ شیئًا وان تعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا وان تناصحوا من ولاہ اللہ امرکم ویکرہ لکم قیل وقال وکثرۃ السؤال واضاعۃ المال - (مسلم بحوالہ مشارق الانوار مؤلفہ رضی الدین حسن بن حسین صغانی پیدائش ۷۰۰ھ انہوں نے صرف بخاری اور مسلم کی حدیثیں مشارق الانوار میں سے لی ہیں - غلام قادر ڈار)

تشریح :- حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین باتیں پسند رکھتا ہے اور مکروہ جانتا ہے تمہارے لئے تین باتیں ۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ خفا ہوتا ہے تین چیزوں سے ۔ پسندیدہ چیزوں میں سے اول یہ ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور کسی کو شریک فی العبادت نہ سمجھو دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو تیسری یہ کہ خیر خواہی کرو اس کی جس کو خدا تعالیٰ نے تم پر حاکم مقرر کیا ۔ تین مکروہ یا مغضوب الٰہی چیزیں یہ ہیں اول بیفائدہ قیل و قال دوسرے کثرت سوال اور تیسرا ضیاع مال

نوٹ :- حبل اللہ قرآن شریف ہے جس کے تمام احکام کی مضبوطی سے تعمیل ہر مسلمان پر فرض ہے اور اسی بات سے ہم دنیا میں روحانی اور اخلاقی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں ۔ ✻

اپنی کامیابیوں کو خداشناسی کا ذریعہ قرار دو

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاداتِ عالیہ

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے ۔ لیکن جنتی زندگی اور موت دشوار ترین امر ہے سعید آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہو کر اور بھی سعید ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو جاتا ہے ۔ اس کو ایک مزہ آتا ہے جب وہ غور کرتا ہے کہ میرا خدا کیسا ہے ۔ اور دنیا کی کامیابی خداشناسی کا ایک بہانہ ہو جاتا ہے ۔ ایسے آدمیوں کے لئے یہ دنیوی کامیابیاں حقیقی کامیابی کا (جس کو اسلام کی اصطلاح میں فلاح کہتے ہیں) ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں ۔ کہ سچی خوشحالی سچی راحت دنیا اور دنیا کی چیزوں میں ہرگز نہیں ہے ، حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے تمام شعبے دیکھ کر بھی انسان سچا اور دائمی سرور حاصل نہیں کر سکتا ۔ تم دیکھتے ہو کہ دولت مند زیادہ مال و دولت رکھنے والے ہر وقت خندال رہتے ہیں ۔ مگر اُن کی حالت جرب یعنی خارش کے مریض کی سی ہوتی ہے جس کو کھجلانے سے راحت ملتی ہے ۔ لیکن اس خارش کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے ؟ یہی کہ خون نکل آتا ہے ۔ پس ان دنیوی اور عارضی کامیابیوں پر اس قدر خوش مت ہو کہ حقیقی کامیابی سے دور چلے جاؤ ۔ بلکہ ان کامیابیوں کو خداشناسی کا ایک ذریعہ قرار دو ۔ اپنی ہمت اور کوشش پر نازمت کرو ۔ اور مت سمجھو کہ یہ کامیابی ہماری کسی قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہے ، بلکہ یہ سوچو کہ اس رحیم خدا نے جو کبھی کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا ہے ہماری محنت کو بارور کیا ۔ ورنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ صدہا طالب علم آئے دن امتحانوں میں فیل ہوتے ہیں ۔ کیا وہ سب کے سب محنت نہ کرنے والے اور بالکل غبی اور بلید ہی ہوتے ہیں ؟ نہیں بلکہ بعض ایسے ذکی اور ہوشیار ہوتے ہیں کہ پاس ہونے والوں میں سے اکثر کے مقابلہ میں ہوشیار ہوتے ہیں ۔ اس لئے واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالیٰ کے حضور سجداتِ شکر بجا لائے ۔ کہ اس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا ۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھے گی ۔ اور ایمان میں ترقی ہوگی ۔ اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے ۔ تو البتہ میں نعمتوں کو زیادہ کروں گا ۔ اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے ، تو یاد رکھو عذاب سخت میں گرفتار ہو گے ۔

(ملفوظاتِ احمدیہ)

✻ آں کتاب ہم خود داد است خدا
کز رخش روشن شد ایں ظلمت سرا
ہست فرقاں طیب و طاہر شجر
از نشانہا مے دہد ہر دم ثمر

ترجمہ :- اللہ تعالےٰ نے اسے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) آفتاب کی مانند روشن کتاب عطا فرمائی ۔ کہ اسکے رُوئے روشن سے یہ تیرہ و تاریک جہان چمک اُٹھا ۔ فرقان حمید ایک پاک اور طیب درخت ہے ۔ اور ہر زمانہ میں نشانات کے پھل دیتا رہتا ہے ۔

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسز زبیانہ تو آر ڈوال آلورن نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں آپ کو مفصلہ ذیل چند سطور لکھتے ہیں اور اپنا تعارف کرانے میں بہت خوشی محسوس کرتی ہوں۔ میں اپنے اسکول میں اسسٹنٹ لیکچرار ہوں، اور تبلیغ اسلام میں حتی الامکان کوشش کرتی ہوں۔ میں سکول کے بچوں اور استادوں کو اسلام کی بیش قیمت تعلیم سے آشنا اور مانوس کرتی رہتی ہوں۔

اندریں حالات مجھے آپ کی راہنمائی اور مدد کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ مجھے ترجمۃ القرآن مع متن اور کمنٹری (انگریزی) اور ٹیچنگز آف اسلام کے متعلق دیگر انگلش کتب مرحمت فرمائیں۔

مجھے آپ کے لٹریچر کی مدد سے بہتوں کو مسلمان بنانے میں آسانی میسر آ سکے گی۔ یہ لوگ صرف انگریزی زبان ہی لکھ پڑھ سکتے ہیں۔

میں آپ کی بہت ممنون ہوں گی اگر آپ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں دست تعاون بڑھائیں۔

میں آپ کے جواب کی بڑی گرمجوشی سے منتظر ہوں۔

(انہیں قرآن شریف مع متن ٹیچنگز آف اسلام۔ اور دیگر لٹریچر اور تبلیغی خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر وائی۔ اے۔ ایس آریو ماٹی کیکٹس اسکول اوفا نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

نائیجیریا کے مسلمان آپ کے اور آپ کے ادارہ کے بہت ممنون ہیں کیونکہ آپ تعلیم اسلام کو بہترین صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

مجھے لٹریچر کا پارسل جس میں ایک کاپی قرآن شریف کی ہے مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔

یہاں ہماری جماعت کے ممبران کو جو خوشی محسوس ہوئی میں بیان نہیں کر سکتا۔

ہمارے اسکول کے طلباء اب قرآن شریف کے درس سے بہت مطمئن ہو رہے ہیں مزید براں اسلامی نکتۂ نگاہ کو عیسائیوں کے آگے پیش کرنے میں یہ لٹریچر بہت بیش قیمت ثابت ہو رہا ہے۔ اگر قرآن شریف میرے پاس پہلے سے ہوتا تو اب تک کئی عیسائی مسلمان ہو چکے ہوتے۔

پہلے تو یہ عیسائی بھائی عذر کیا کرتے تھے کہ وہ عربی نہیں سمجھ سکتے پھر وہ کیسے اسلام قبول کریں۔

مگر اب وہ انگریزی ترجمۃ القرآن سے خوب سمجھنے لگ گئے ہیں۔

یہ سن کر آپ خوش ہوں گے کہ ہمارے اسکول کی نئی عمارت زیر تعمیر ہے۔

آپ جو کچھ ہماری بہتری کے لئے کر رہے ہیں ہم لوگ اس کا بدلہ نہیں دے سکتے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جزائے خیر دے گا۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جنہوں نے اپنا روپیہ اپنا وقت اور اپنی قوت اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے صرف کی ہے۔ بہت بہت برکات نصیب فرمائے۔ آمین

میں عنقریب آپ کو اپنی تبلیغی مساعی کے عمدہ نتائج سے آگاہ کروں گا۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر محمد علی۔ اے لم۔ سیباسی سولو فلپائن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کی چٹھی مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۶۰ء مل گئی ہے بہت بہت شکریہ۔ میں آپ کو اکثر لٹریچر کے لئے تکلیف دیتا رہتا ہوں (انہیں قرآن شریف مع متن فونڈر آف دی احمدیہ موومنٹ۔ ٹیچنگز آف اسلام۔ براہین احمدیہ۔ فتح اسلام انگریزی اور دیگر لٹریچر مل چکے ہیں غلام قادر) اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ایک کاپی ریلیجن آف اسلام اور ایک کاپی مینول آف حدیث کی ارسال فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

ان کتب کی یہاں سخت ضرورت ہے یہاں مسلمان علماء اسلام کو بطریق احسن مدلل طور پر پیش نہیں کر سکتے اکثر مسلمان یہاں تعلیم اسلام سے ناواقف ہیں۔ انہیں صحیح تعلیم اسلام سے آشنا کرنا نہایت ضروری ہے۔

یہاں مجھے احمدیت یعنی صحیح اسلام سے مسلم اور غیر مسلم کو روشناس کرنا پڑتا ہے لہذا مجھے ایسے لٹریچر کی اشد ضرورت ہے۔

مجھ میں کتب خریدنے کی استطاعت نہیں جواب سے جلد سرفراز فرمائیں۔

(انہیں ریلیجن آف اسلام اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

بھارت

ترجمہ خط از مسٹر رام جی پرشاد سکرٹری بلاس بلڈنگ روم پٹنہ۔ بھارت۔

جناب مقدس تسلیم *

*مسٹر عبدالحق پریذیڈنٹ اشاعت الحق پھلواری شریف نے مجھے اسلامی کتب کے لئے آپ کی طرف راہنمائی فرمائی ہے براہ عنایت ایک کاپی قرآن شریف اور اسلام پر انگلش یا ہندی لٹریچر مجھے ارسال فرمائیں بہت مشکور ہونگا۔

میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میں قرآن شریف اور

خطبہ جمعہ بسلسلہ صفحہ ۶ کالم ۱

فرعون کی سرکشی اور ہلاکت

فرمایا ان فرعون علا فی الارض

فرعون اہل ملک میں زیادتی کرنے لگا۔ انہ کان من المفسدین وہ بڑا مفسد تھا۔ ان فرعون وھامٰن وجنودھما کانوا خٰطئین

فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر ہلاکت پر نظا کار تھے ان سب کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔

فراعنہ مکہ کی ہلاکت جنگ بدر میں

اسی طرح بدر کی لڑائی میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ستر آدمی مارے گئے اور ستر قیدی ہوئے، امیہ بن خلف جو حضرت بلال رضہ کو عذاب دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا اور ایسا ہے اسکو چھوڑ دو۔ اور بلال رضہ کہتا تھا کہ میں نے جو مان لیا ہے وہ حق ہے۔ جب بلال رضہ نے جنگ بدر میں امیہ بن خلف کو بری طرح مرتے دیکھا تو اس کے دل میں ٹھنڈک پہنچی۔

مامور زمانہ کے مقابلہ میں فراعنہ اور ان کی ہلاکت

اس زمانہ میں ہم نے بھی ایک مامور کو دیکھا۔ بہت سے فرعون اس کے مقابلہ میں آئے، وہ سارے کے سارے ہمارے سامنے مارے گئے لیکن مامور اور اسکی جماعت خدا کے فضل و کرم سے زندہ ہے۔ اس کے کارنامے زندہ ہیں۔ اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی حمایت میں اسی کتابیں تصنیف کیں۔ اسی نے آریوں کے دانت کھٹے کئے۔ عیسائیوں کی فوجیں اُن کے سامنے شکست کھا گئیں پادریوں نے سرکلر جاری کروا دیئے کہ مرزا صاحب اور اُن کے مریدوں کے ساتھ کوئی مناظرہ نہ کرے۔ ان کے ساتھ مقابلہ کرنا شکست و ذلت کو دعوت دینا ہے۔

مجدد زمانہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت

یورپین قوموں کے اندر اسلام کی صداقت کی شمع اسی مجدد نے روشن کی اور فتح اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے اور بہت سے لوگوں کو کلمہ پڑھایا۔ اس مجدد کی جماعت کے ذریعہ سے اسلام دنیا میں پھیل رہا ہے، یہ مشاہدہ دنیا کے سامنے ہے ایک ہوا چل گئی ہے لوگ یقین کرتے ہیں کہ اسلام کی خدمت مرزا صاحب اور اس کی جماعت ہی کر رہی ہے۔ اس جماعت میں داخل ہونا ضروری ہے۔ لوگ دیکھیں گے یہ مفید کام کرنے والی جماعت بڑھے گی اور پھولے گی ❊

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۰ء

کشف و الہام کا سلسلہ اُمتِ محمدیہ میں

(۲)

مولوی سید ابوالحسن ندوی کا سب سے بڑا اعتراض جو "طلوع اسلام" نے نقل کیا ہے یہ ہے، کہ :-

" مرزا صاحب نے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کو معرفت و نجات اور صداقت و حقانیت کی شرط قرار دے کر اس مذہب کو جس کو اللہ تعالےٰ نے سہل اور ہر شخص کے لئے قابلِ عمل قرار دیا تھا، نہایت مشکل اور نہایت محدود بنا دیا ۔"

ہم اس اعتراض کا جواب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں دے چکے ہیں، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک اگرچہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا ایک سچے مذہب کے لئے ہر زمانہ میں پایا جانا ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک شخص کے ساتھ مکالمات الٰہیہ ہوں ورنہ اس کی نجات نہ ہو گی ۔ اس امر کی وضاحت حضرت مسیح موعود کی حسب ذیل عبارت سے ہوتی ہے، جو براہین احمدیہ حصہ چہارم میں آپ نے لکھی ہے :-

" ہاں یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جن سے خدا راضی ہے اور انہی سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے مگر یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جس سے خدا راضی اور خوش ہو اس پر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورت حقہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے یا خدا تعالےٰ یونہی بلا ضرورت حقہ کسی کی طہارت لازمی کی وجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اس سے ہر وقت باتیں کرتا رہے .... اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالےٰ کی رحمانیت ہے، کسی عامل کا عمل نہیں"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ ۱۱ صفحہ ۲۵۱)

اس سے صاف واضح ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کو معرفت و نجات کے لئے لازمی شرط قرار نہیں دیا، اور مولوی سید ابوالحسن ندوی کا یہ بیان غلط ہے کہ "وہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کو اتباع اور مجاہدات کا قدرتی نتیجہ سمجھتے ہیں" آپ نے اپنی جماعت کو جو تعلیم دی ہے، اس میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کے حصول کی کوشش کرو، صرف تقوےٰ و طہارت کو ذریعہ نجات قرار دیا اور اسی کے لئے بار بار زور دیا ہے، ایک جگہ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

" اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہو گا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اس لئے پرستش کرو کہ پرستش کا ایک حق خالق کا تم پر ہے چاہیئے کہ پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے اور تمہاری نیکیوں کی یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسنِ حقیقی راضی ہو جائے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۸)

غور کیجئے اس عبارت میں کہیں حضرت مرزا صاحب نے نجات کے لئے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کو شرط قرار دیا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ صاف لکھا ہے کہ نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو"۔ پھر تعجب ہے مولوی سید ابوالحسن ندوی نے یہ کیونکر کہدیا کہ مرزا صاحب نے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کو معرفت و نجات کی لازمی شرط قرار دیا ہے" یہ بے شک صحیح ہے کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کو انہوں نے معرفت کاملہ کا ذریعہ قرار دیا ہے کیونکہ جس سے خدا تعالےٰ کلام کرے اس کی معرفت کا کیا ٹھکانا، لیکن اس سے نیچے ایمان بالغیب اور تقویٰ و مجاہدات سے ہر شخص اپنے حسب استعداد جس قدر معرفت حاصل کر سکتا ہے، اس کو آپ نے نجات کے لئے ناکافی قرار نہیں دیا، جس قدر کوئی شخص تقوےٰ و طہارت اور معرفت الٰہیہ میں قدم آگے بڑھاتا ہے اسی قدر اس پر نجات (جس کو قرآن کریم نے فلاح کے نام سے تعبیر کیا ہے) کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں، اور یہ کہنا قطعاً غلط ہے، کہ اگر مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا شرف کسی کو حاصل نہیں ہوا تو وہ نجات نہیں پا سکے گا۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے کہیں ایسا کہا ہو تو ندوی صاحب کو چاہیئے کہ اس کا حوالہ دیں، ہمارا دعوےٰ ہے کہ وہ ایسا حوالہ حضرت مرزا صاحب کے کسی بیان، کسی تحریر یا تقریر سے نہیں دے سکتے،

سید ابوالحسن ندوی صاحب لکھتے ہیں کہ :-

" پھر یہ صحابہ کرام رضؓ کی زندگی ہمارے سامنے ہے، پوچھا جا سکتا ہے کہ ان سے کتنے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے سرفراز تھے؟ اور حدیث اور تاریخ سے کتنوں کے متعلق ثابت کیا جا سکتا ہے کہ ان کو مکالمہ مخاطبہ حاصل تھا؟ کوئی شخص جو اس دور کی تاریخ اور اس جماعت کے مزاج و حالات بلکہ انسانی طبائع و نفسیات سے واقف ہے اس کا دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ ایک لاکھ افراد سے متجاوز اس قدسی جماعت کو مکالمہ مخاطبہ خداوندی حاصل تھا اور جب صحابہ کرام رضؓ کا یہ حال تھا تو بعد کے لوگوں کا کیا ذکر ؟"

لیکن آگے چل کر ندوی صاحب خود ہی لکھتے ہیں :-

" امتِ محمدیہ میں نے بڑی تعداد میں جس کا اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی کو علم نہیں ایسے اولیائے کبار گذرے ہیں جن پر بارش کی طرح فیوضِ روحانی الہامات ربانی اور علوم و معارف کا فیضان ہوا"

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا صحابہ کرام رضؓ ان اولیائے کبار میں سے نہیں تھے؟ کیا حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست تعلق و رابطہ رکھنے اور آپ کی کامل اتباع کے باوجود وہ فیوضِ روحانی اور الہامات ربانی سے محروم رہے؟ نعوذ باللہ من ذالک، کیا اس حدیث کے مطابق کہ :-

لقد کان فی امم من قبلکم
رجال یکلمون من غیر ان
یکونوا انبیاء فان یکن فی
امتی احد فعمر،

تم میں سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوئے جن سے مکالمہ الٰہیہ ہوتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں، اس امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ عمرؓ ہے ۔

حضرت عمر رضؓ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز نہ تھے ؟ ایسا ہی حال ان دوسرے صحابہ کرام رضؓ کا تھا جو نبی کریم صلعم کی اتباع میں اپنا سب کچھ کھو کر فنا فی الرسول بلکہ

(باقی صفحہ ۲ پر)

www.aaiil.org

کارروائی جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی منعقدہ ستمبر ۱۹۶۰ء

بنات گرلز ہائی سکول کے وسیع میدان کو ایک نئے انداز سے آراستہ کیا گیا۔ جو کہ جناب ملک عبدالقدوس صاحب کی سعی جمیلہ اور جدت کا آئینہ دار تھا، جناب ملک صاحب اپنے والد بزرگوار مرحوم ملک فضل کریم صاحب کے صحیح طور پر جانشین ہیں جماعت کی توسیع، تنظیم اور جلسوں کو منعقد کرانے کا بے پناہ جذبہ انہوں نے ورثہ میں پایا ہے، اس اہتمام میں دیگر احباب جناب میجر سعید احمد صاحب، لیاقت حسین صاحب، خالد صاحب فیاض الدین اور ایک کمسن بچے بشیر اللہ خان نے بھی نہایت جذب کے ساتھ حصہ لیا، حسب پروگرام میجر سعید احمد صاحب کی خدمت میں التماس کی کہ جلسہ کی صدارت فرماویں۔

جناب تشریف لائے اور تمام حاضرین کو قرآنی حکم ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیمًا کو پیش کرتے ہوئے حاضرین کو اونچی آواز میں درود شریف بھیجنے کی استدعا کی اس پر عملدرآمد کے بعد حافظ شیر محمد صاحب سے تلاوت قرآن مجید کے لئے استدعا کی گئی۔ حافظ صاحب نے نہایت خوش الحانی سے تلاوت فرمائی اور حاضرین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد شاہ اسد اللہ نے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

نعت پڑھکر حاضرین کو مسحور کیا۔ اس کے بعد جناب خواجہ محمد عبداللہ صاحب نے آپ کی پاک سیرت کے مختلف پہلوؤں پر ایک اجمالی نظر ڈال کر حاضرین کو مستفید فرمایا۔

ان کے بعد جناب حافظ شیر محمد صاحب خوشابی نے تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ جناب عائشہ صدیقہ سے کسی نے آنحضرت صلعم کی معاشرت خانہ داری کی کسی شاخ کے متعلق کچھ دریافت کیا تو صدیقہ رضؓ نے قرآن کی ایک آیت کی طرف ہی اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ کیا قرآن میں یہ امر نہیں دیکھا کیونکہ آپ کا فعل تو وہی تھا جو حکم قرآن ہے" کان خلقہ القراٰن" پھر قرآن مجید کی چند آیات پیش کر کے ان کی عملی تفسیر کے لئے آپ کے اسوہ حسنہ اور سیرت کے چند پہلو پیش کئے۔

ان کے بعد ظفر اللہ خاں صاحب نے رسول اکرمؐ کی خلق استقامت پر روشنی ڈالی جو ان اللہ مع الصٰبرین کی عملی تفسیر تھی آخر میں کہا کہ اس زمانہ کے اندر جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ

ما از ویا بیم ہر فضل وکمال

وصل دلدار ازل بے او محال

نیز لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کا عملی نمونہ پیش کیا اور اسے حقہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے میں ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے آپ کی خلق استقامت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

ان کے بعد جناب مرزا معصوم بیگ نے اپنے مخصوص و مؤثر انداز میں نہایت عالمانہ اور بصیرت افروز تقریر فرمائی اور آپ کو رحمۃ للعٰلمین ثابت کرنے میں ٹھوس دلائل پیش کئے اور قرآنی آیات کی عملی تفسیر کے طور پر آپ کے اسوہ حسنہ کو ایسے اچھے [illegible] میں بیان کیا کہ حاضرین جلسہ پکار اٹھے۔

"ملّا کی اذاں اور مجاہد کی اذان اور"

ان کے بعد جناب مولوی فضل الرحمٰن صاحب قرسامانوی نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرمائی اور جو دوست طویل نشست تھکن اور نیند کے غلبہ سے خمار کی لپیٹ میں آنے والے تھے، ان کو بادۂ عرفان، سیرت النبی کے جام" میں پیش کر کے فرحت بخشی اور بقول غالب

جاں فزا ہے بادہ جس کے ہاتھوں میں جام آگیا

سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگ جاں ہو گئیں

کا نظارہ پیش کر دیا۔ ٹھیک پونے دس بجے جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

ظفر اللہ خاں سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ راولپنڈی

مقالہ :- بسلسلہ صفحہ ۳

...تا فی اللہ کے درجہ تک پہنچ چکے تھے، نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں کتنے اور کون کون مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز تھے وہ لوگ اپنے الہامات کو اس لئے ظاہر نہ کرتے تھے کہ کسی غیر نبی کا الہام دوسروں کے لئے حجت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی اپنی معرفت کا ذریعہ ہے حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں چونکہ الہام کا انکار کیا گیا اس لئے آپ نے اس پر زور دینا ضروری سمجھا اور اپنے الہامات "سلسلہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جاری ہونے کے ثبوت میں پیش کیا، اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی مکالمات ومخاطبات الٰہیہ سے مشرف نہ تھا جس طرح دوسرے اولیائے کبار جن کی تعداد کا بقول ندوی صاحب اللہ تعالے کے سوائے کسی کو علم نہیں بارش کی طرح فیوض روحانی اور الہامات ربانی کا فیضان صحابہ پر بھی ہوا بلکہ وہ اولیائے کبار کی فہرست میں اوّل نمبر پر ہیں۔ پھر سمجھ نہیں آتا کہ حضرت مرزا صاحب نے اگر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کو دین و مذہب کی صداقت کے لئے ضروری شرط قرار دیا تو اس میں کونسی برائی انہوں نے کی یہ تو اسلام کی عزت کا موجب ہے، کہ اس کے پیروؤں سے اللہ تعالیٰ ہم کلام بھی ہوتا ہے اور دوسرے مذاہب اس شرف سے محروم ہیں، کیا ندوی صاحب کو اسلام کی یہ عزت پسند نہیں ؟۔ اسی سلسلہ میں ندوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے الہامات پر جو بحث کی ہے اس پر آئندہ...

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں، اور خدمات دینیہ میں منہمک ہیں۔

ولادت

اچھرہ (لاہور) سے چوہدری صلاح الدین ناصر صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"کل مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۶۰ء کو بروز اتوار صبح دس بجے خدا تعالے نے مجھے پہلا فرزند نرینہ عطا کیا ہے (الحمدللہ) نومولود خان بہادر چوہدری ابوالہاشم مرحوم آف بنگال کا پوتا ہے دوستوں سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالے نومولود کی عمر دراز کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین اور خادم دین بنائے"

قادری صاحب کا پیغام

محترم سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے لکھتے ہیں:-

"آج (مورخہ ۹ اگست بروز منگل) میرے نواسہ نے پیغام صلح کا شاندار حسن نمبر ختم کیا جو فقید الملت عالم ربانی، حسّان ثانی مولانا مرتضیٰ خاں رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں شائع ہوا ہے اللہ تعالیٰ مولانا دوست محمد خاں صاحب اور ان کے رفقائے کار کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے کہ ان کے ذریعہ یہ شاہکار منصۂ شہود پر آیا اس نذر عقیدت کے پھول کی تعریف و توصیف کرتا اس وقت اپنے پیارے نوجوانان سلسلہ کو مخاطب کر کے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس اخبار کے مضامین کے آئینہ میں مرحوم و مغفور کی حیات طیبہ کا بغور مطالعہ فرماویں اور اپنے آپ کو اس مرد حق پرست کا عملی نمونہ بنا کر ؎

بکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا

بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

www.aaiil.org

حضرت موسےٰؑ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات و مصائب

اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے نصرت اور مخالفین کی تباہی

خطبہ جمعہ ۱۶ ستمبر ۱۹۶[illegible]ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نتلوا علیک من نبا موسٰی و فرعون بالحق لقوم یؤمنون ——— ولکن اکثرھم لا یعلمون ——— (القصص)

نبی کریم صلعم کی تسلی کے لئے انبیاءؑ کے مصائب کا تذکرہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی مشکلات میں پھنسے ہوئے تھے۔ اُن پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ حضورؐ کی تسلی کے لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بار بار بیان فرمایا ہے۔ کہ پیغمبروں اور رسولوں پر مصیبتیں آتی ہیں اور ان کے حالات کا تذکرہ ہم آپ سے اس لئے کرتے ہیں تاکہ آپ کے دل کو تقویت پہنچے نحن نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک

حضرت [illegible] کے لئے [illegible] مصائب و مشکلات

چنانچہ ان آیتوں میں ایک پیغمبر کا اور اس کی مصیبتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام پر کیا کیا بلائیں آئیں، کیسی کیسی مصیبتیں نازل ہوئیں اور کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور بیان فرمایا کہ فرعون کے جاہ و جلال، رعب و داب، سلطنت لشکر، امراء وزراء کا اور دولت و طاقت کے مقابلے میں حضرت موسٰے کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ ان کے پاس کوئی طاقت اور جتھا نہ تھا۔ وہ کسی خزانہ کے بھی مالک نہ تھے۔ فرعون کی طرف سے انکے قتل کا حکم جاری ہو چکا تھا۔

کمزوری کی حالت میں بنی اسرائیل پر احسان الٰہی

ایسے حالات میں فرمایا ہے ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ اس جماعت پر اور اس قوم پر جس کو کمزور کیا جا رہا ہے ——— احسان کریں۔ ونجعلھم ائمۃ۔ چنانچہ حسب ارادہ اس قوم کی پوری پوری حفاظت کی جائے گی اور اسے امامت سپرد کی جائے گی۔ صرف یہی نہیں بلکہ نجعلھم الوارثین ہم اسے سلطنت و حکومت کی وارث بنائیں گے۔

نبی کریم صلعم کے زمانہ کے فرعون

یہ واقعہ حضور نبی کریم صلعم کی تسلی اور اطمینان خاطر کے لئے بیان کیا گیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ حضرت موسٰےؑ کے مقابل پر تو صرف ایک فرعون تھا۔ مگر آنحضرت کے مقابلہ پر بے شمار فرعون تھے ان میں کا ہر ایک فرعون حضورؐ اور آپؐ کی جماعت کو نیست و نابود کرنے کے درپے تھا۔ ایک فرعون اُن میں سے ابوجہل تھا۔ وہ بہت بڑا آدمی اور اسلام کا خطرناک دشمن تھا۔ اس کا بیٹا عکرمہ بھی مسلمانوں کا سخت ترین دشمن تھا۔ اسی طرح ابوسفیان بھی آنحضرت کا خطرناک دشمن تھا، بہت ہی بڑی حیثیت کا مالک تھا۔ آپؐ کا چچا ابولہب بھی اسلام دشمنی میں کسی سے کم نہ تھا۔ جہاں کہیں بھی حضورؐ دعوتِ تبلیغ کے لئے جاتے وہ وہاں پہنچ جاتا اور کہتا اس کی بات نہ سنو۔ اسی طرح عتبہ بن ربیعہ اور اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ بہت بڑے آدمی تھے۔ امیہ بن خلف اور صفوان بن امیہ وغیرھم بہت بڑی حیثیت کے مالک تھے۔ اور نہایت خطرناک دشمن اسلام تھے۔

ان فراعنہ کے مظالم و شدائد مسلمانوں پر

یہ لوگ حضرتؐ کے ساتھیوں کو ستاتے اور مارتے تھے۔ ان سب دشمنانِ رسول اور مخالفینِ اسلام کی فہرستیں تاریخ میں موجود ہیں۔ حضرت موسٰےؑ کو تو ایک ہی فرعون سے مقابلہ تھا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار فراعنہ سے مقابلہ پڑا۔ آپؐ موسٰےؑ کی طرح سخت عاجزی اور بے بسی کی حالت میں تھے۔ آپؐ کے پاس نہ جماعت تھی اور نہ لشکر نہ سلطنت نہ دولت۔ بے بسی و بیکسی کی حالت تھی۔ طائف میں آپؐ پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ آپؐ لہو لہان ہو گئے۔ حضورؐ نے طائف شہر سے باہر نکل کر ایک درخت کی ٹہنی کو پکڑ کر سر جھکاتے ہوئے دعا کی کہ اے مولا ——— ! میری بیکسی اور ذلت کی انتہا ہو گئی ہے۔ اگر تو خوش ہے۔ تو پھر مجھے کچھ پروا نہیں۔

مایوسی کی حالت میں نصرتِ الٰہی ازدیادِ ایمان کا موجب ہے

ایسی بے بسی کی حالت میں موسٰے علیہ السلام کا واقعہ حضورؐ کی تسلی کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ اور دوسری غرض یہ بھی ہے کہ لوگوں کا ایمان بڑھ جائے، خدا کی قدرت اور طاقت پر اور اس بات پر کہ اس کائنات پر سلطنت اور حکمرانی اسی ایک خدا کی ہے۔ ایمان زیادہ ہو جائے۔ یہ ایمان اسی وقت بڑھتا ہی جب خدا کی قدرت و طاقت اور غلبہ و تسلط کا مشاہدہ ہو جانے اور ایسی حالت میں کہ کامیابی کی کوئی امید نہ ہو۔ جان کے لالے پڑے ہوئے ہوں۔ حالات خطرناک صورت اختیار کر گئے ہوں۔ تو اس وقت اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نصرت مل جائے اور ناممکن چیز ممکن ہو جائے تو ایمان بہت بڑھ جاتا ہے۔

مسلمانوں کی کمزوری میں نصرت الٰہی

ایسی ہی حالت بنی اسرائیل اور حضرت موسٰےؑ کی تھی، فرمایا ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین۔ یہ بنی اسرائیل کے لئے ہی خاص نہیں۔ خدا کا یہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ کی قوم جس پر اس وقت ظلم روا رکھا جاتا ہے۔ انہیں امامت سپرد کی جائے گی اور ان کو سلطنت کا مالک بنایا جائے گا ان اللہ مع الصابرین استقامت اور استقلال سے خدا کی نصرت میسر آتی ہے۔

فرعون کی بیوی کا جرأتمندانہ حکم

ان آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرعون کی بیوی کے دل میں طاقت پیدا کر دی اور اس نے حضرت موسٰےؑ کو بچانے کے لئے حکم دیا لا تقتلوہ اس اتناعی حکم کے اندر نظر آتا ہے۔ کہ قتل کا حکم دیا جا چکا تھا۔ بادشاہ کے حکم کے خلاف بات کہنا بڑی جرأت اور دلیری ہے۔

بنی اسرائیل پر فرعون کے مظالم

تاریخ میں لکھا ہے کہ فرعون کے نجومیوں نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو فرعون کی حکومت کو تہہ و بالا کر دے گا۔ اس وجہ سے فرعون نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ فرعون نے بنی اسرائیل کو ذلیل کر رکھا تھا۔ انہیں ذلت کے کام سپرد کئے جاتے تھے، یہاں تک کہ ساری قوم کو غلام بنا لیا گیا۔ اس قوم کی تذلیل کے لئے دوسرا کام اس نے نسل کشی کا کیا، فرعون کے حکم کے مطابق یذبح ابناءھم۔ بنی اسرائیل کے بیٹے قتل کر دیئے جاتے تھے۔ ویستحی نساءھم۔ اور بچیوں کو زندہ رکھا جاتا تھا تاکہ ان کو لونڈی اور خادمہ بنایا جائے۔

اللہ تعالےٰ کی طرف سے امداد و اعانت کا ارادہ

اس طرح اس قوم کی تذلیل و تحقیر کی جاتی، ایسے حالات میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان کمزوروں کی حمایت کا ارادہ کر رکھا ہے ونمکن لھم فی الارض اور ہم انہیں زمین میں طاقت بخشیں گے۔ ونری فرعون وھامٰن وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون اور فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ بربادی دکھلانے کا ارادہ کر لیا ہے جس سے وہ ڈرتے تھے۔ وہی بلائیں اُن کے اُوپر پڑیں۔ واوحینا الٰی ام موسٰے ان

ارضعیہ - اور موسےٰ کی والدہ کو ہم نے وحی کی کہ جدوجہد اور ہمت کے ساتھ بچے کو دودھ پلاتی جاؤ۔ فاذا خفت علیہ اور جب حالات ایسے نظر آئیں کہ خطرہ ہو کہ یہ بچہ تم سے چھین لیا جائے گا اور اسے قتل کر دیا جائے گا۔ فالقیہ فی الیم۔ تو اسے دریا میں پھینک دے۔ ایک تو پہلے ہی دشمن کا خوف دوسرے یہ حکم کہ بچے کو دریا میں ڈال دیا جائے لیکن ساتھ ہی فرمایا ولا تخافی۔ بچے کو دریا برد کر دو اور دیکھو خوف نہ کھانا۔ بچہ غرق نہیں ہوگا۔ ولا تحزنی۔ غم اور حزن بھی نہ کرنا۔ خوف ہوتا ہے آئندہ کے خدشہ پر۔ اور حزن کے معنی ہیں ہاتھ سے کوئی چیز چلی جائے تو افسوس ہو۔ چنانچہ فرمایا کہ اسے دریا میں پھینک دو۔ اور نہ ہی ہراساں ہو اور نہ ہی مغموم۔ انا رآدوہ الیک۔ ہم بحفاظت بچے کو تیری طرف واپس لے آویں گے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وجاعلوہ من المرسلین اسے پیغمبر بنا دیا جائے گا۔

محلات فرعون کی ایک تصویر

چنانچہ مصیبت کو سامنے آتے دیکھ کر حضرت موسےٰ کی ماں نے اسکو دریا میں پھینک دیا۔ فالتقطہ آل فرعون۔ فرعون کے لوگوں نے بچے کو پانی سے نکال لیا۔ میں نے لنڈن میں ایک تصویر فرعون کے محل کی دیکھی ہے اس کے عقب میں دریا بہتا ہے۔ دریا اور محل کے درمیان وہاں فرعون کی پری زاد صاحبزادی خادماؤں کے ساتھ کھڑی دکھائی گئی ہے۔ اس لڑکی کا چہرہ مہرہ، لباس اور زیورات وغیرہ سے نظر آتا ہے کہ وہ شہزادی ہے اور دوسری عورتیں صاف طور پر خادمائیں نظر آتی ہیں۔ محل کی سیڑھیوں پر زنگار لگا ہوا ہے۔ دریا کی موجیں تم کشتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔

موسےٰ فرعون کے محل میں

شہزادی نے جب دریا میں صندوق تیرتا ہوا دیکھا تو ارشاد کیا دیکھو وہ کیا ہے۔ اسی وقت خادمائیں دریا میں کود گئیں اور صندوق اچک کر لے آئیں۔ دیکھا تو اس میں نہایت خوبصورت بچہ تھا، شہزادی نے یہ بچہ اپنی ماں کے سامنے لا رکھا۔ والقیت علیک محبۃ منی

فرعون کی بیوی کی جرأتمندانہ نیکی

اس خوبصورتی کو دیکھ کر ماں پھڑک گئی اور حکم دیا کہ لاتقتلوہ۔ یہ بچہ قتل نہیں کیا جائے گا۔ بادشاہ کے اعلان کے مقابلہ میں نہ کسی وزیر کی طاقت ہوتی ہے اور نہ ولی عہد کی ہمت۔ کہ بادشاہ کے اعلان یا فرمان اور حکم کی نافرمانی کرے۔ لیکن فرعون کی بیوی نے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حکم دے دیا لاتقتلوہ اس بچے کو قتل نہ کیا جائے۔ اس عورت کی نیکی کو قرآن کریم نے مومنوں کے لئے بطور مثال پیش کیا ہے۔ وضرب اللہ مثلاً للذین آمنوا امرات فرعون الخ۔ اور لکھا ہے کہ اس عورت کو جنت میں جگہ دی جائے گی۔ وہ کہتی ہے لا تقتلوہ اس خوبصورت بچہ کو قتل نہ کیا جائے کیا ہمت ہے اس عورت کی اور کیا طاقت کی مالک ہے۔ زبان اور دل کس قدر مضبوط ہیں۔

دو مائیں — ایک جس نے جنا دوسری جس نے حفاظت کی

فرعون کو کہتی ہے قرت عین لی میرے لئے آنکھوں کی راحت ہے ولک اور تیرے واسطے بھی۔ ایک ماں وہ تھی جس نے اس کو جنا تھا اور اس کے فراق میں مر رہی تھی واصبح فؤاد ام موسیٰ فارغا۔ اور ایک یہ ماں ہے جس کے دل میں خدا نے اس کی حفاظت کے لئے ایک جذبہ پیدا کر دیا ہے اور جس کی آنکھ کا یہ لاڈلا تارا تھا۔ ایک کے اندر بیقراری ہے تو دوسری کے اندر جذبۂ محبت موجزن ہے۔ ایک تڑپ رہی ہے تو دوسری بچے کی بلائیں لے رہی ہے۔ ایک بے چین ہے کہ بچہ ہاتھ سے چلا گیا دوسری بے قرار ہے کہ بچہ ہاتھ سے نہ چلا جائے۔ معلوم ہوا دلوں پر خدا کا تصرف ہے۔ ان کادت لتبدی بہ۔ موسےٰ کی ماں اس بات پر تل گئی کہ اصل حقیقت کو ظاہر کر دے۔ اور بتلا دے کہ یہ میرا بچہ ہے۔ فرمایا لولا ان ربطنا علیٰ قلبھا۔ ہم نے اس کے دل کو قرار عطا کیا اور مضبوط بنا دیا کہ بتانا نہیں۔

موسےٰ کی بہن نے کیا رول ادا کیا

وقالت لاختہ قصیہ۔ موسےٰ کی ماں نے موسیٰ کی بہن کو کہا کہ صندوق کے پیچھے جاؤ فبصرت بہ عن جنب وہ اسے دور سے دیکھتی رہی۔ اس میں یہ نہیں لکھا۔ کہ اس نے اپنی بیٹی کو کہا۔ بلکہ موسےٰ کی بہن کو کہا یہ اس لئے کہ بہن کے اندر اپنے ویر (بھائی) کے لئے ایک خاص جذبہ ہوتا ہے اس قسم کے رشتوں کا ذکر خاص جذبات کے اظہار کے لئے آتا ہے۔ حضرت ہارونؑ نے موسےٰ کی مار سے بچنے کے لئے یا ابن ام۔ اے ماں جائے بھائی کے لفظ کی نسبت "ماں جائے" کے لفظ میں خاص جذبہ کارفرما ہے انہی تعلقات کا ذکر قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کے بارہ میں ہے۔ وہ بیٹے سے کہتے ہیں یا بنی اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اور حضرت اسمٰعیل نے کہا یاابت افعل ما تؤمر میرے پیارے اباجان جو حکم آپ کو دیا گیا ہے کر گزریئے۔ اس کے اندر جذبات موجزن ہیں۔ اسی جذبہ کے ماتحت موسےٰ کی ماں نے اپنی لڑکی سے کہا تمہارا بھائی مصیبت میں ہے اس کے پیچھے جاؤ۔ دور سے دیکھتی رہو کہ فرعون کے ہاتھ میں نہ چلا جائے۔ لیکن وہ تو فرعون ہی کے ہاتھ میں جا پہنچا۔ وحرمنا علیہ المراضع من قبل۔ ہم نے موسےٰ پر حرام کر دیا کہ غیر عورت کے دودھ کو منہ نہ لگانا۔ بچے نے دودھ نہ پیا۔ اس سے بے قراری پیدا ہو گئی۔ امراء وزراء کی بہو بیٹیاں حاضر ہوتی ہیں۔ کہ ہمارا دودھ حاضر ہے۔ لیکن یہ بچہ چھاتی کو ہاتھ لگاتا ہے اور منہ موڑ لیتا ہے۔ کسی کا دودھ نہیں پیتا۔ اب تو ملکہ کی جان نکل گئی۔ ایک ماں ادھر بیقرار اور بے چین ہے اور ایک ادھر مضطرب و پریشان ہے۔ موسےٰ کی بہن بھی جو محل کے گرد چکر لگا رہی تھی اندر چلی گئی۔ اس نے کہا ھل ادلکم علیٰ اھل بیت یکفلونہ لکم وھم لہ ناصحون میں ایسی عورت کو لا سکتی ہوں جو اسے دودھ پلا سکتی ہے۔ ملکہ نے بے قراری سے کہا ہاں ضرور لاؤ۔ اور جلدی لاؤ۔ وہ گئی اور اپنی ماں کو لے آئی۔

ام موسےٰ فرعون کے محل میں

فرددنہ الیٰ امہ۔ اس طرح ہم نے اس بچے کو اپنی ماں کے پاس لوٹا تو دیا لیکن اب جنگل اور ویرانے میں نہیں۔ اس کٹیا میں نہیں جس میں وہ پیدا ہوا تھا۔ اور کسی بے بسی کی حالت میں نہیں بلکہ فرعون کے محل میں بادشاہِ وقت کے ہاں اس کو جگہ مل گئی۔ اب سبھی ماں پر قربان ہونے لگے۔ اس کے لئے آرام و آسائش کے خاص بندوبست کئے گئے لباس زیورات اس کے سامنے رکھ دیئے۔ خادمائیں خدمت کے لئے مقرر کر دی گئیں۔

وعدہ الٰہی کی سچائی — موسیٰؑ ماں کی گود میں

کیا شان ہے خدا کی فرددنہ الیٰ امہ۔ ہم نے موسےٰؑ کو اپنی والدہ کے پاس پہنچا دیا۔ کی تقر عینھا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ کسی قسم کا غم نہ کرے ولتعلم ان وعد اللہ حق۔ تاکہ وہ جان سکے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا تھا۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کی غرض

اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو نصرت فتح مندی اور ظفریابی عطا کریں گے موسےٰ کا یہ واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دلانے کے لئے ہے۔ اور خدا کی طاقت و قدرت کا مظاہرہ ہے۔ اور اس واقعہ کو بیان کرنے سے بڑی غرض یہ ہے کہ خدا کی طاقت و قدرت کے متعلق ایمان پیدا ہو جائے کہ اس کے برابر کوئی طاقت و قدرت نہیں، وہ ظالموں کے مقابل پر ضعیفوں، اور بے نواؤں پر رحم کرتا ہے

کشمیر کے راجہ رانی کی فرعونیت اور اس کا حشر

فرعونیت اور تکبر خدا کو پسند نہیں۔ جموں کشمیر کے راجہ نے کہا کہ ہم طاقت کے مالک ہیں۔ رانی نے کہا کہ میں مسلمانوں کو گولی سے اڑا دوں گی۔ آج وہ راجہ اور رانی خود کس مپرسی کی حالت میں ہیں۔ اپنی طاقت غلط طور پر استعمال میں لانا اور تکبر اور غرور خدا کو پسند نہیں۔

(باقی بر صفحہ کالم مسلسل پر)

www.aaiil.org

تحریک تجدید و احیائے اُمّت

پاکستان میں اصلاح و تعمیر کی مہم کیسے سر کیجئے

ازرہِ دین پروری آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بباید ہم ازیں رہ بالیقیں (مسیح موعودؑ)

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

(۱)

ایڈیٹر ہفت روزہ "وفاق" لائل پور نے اپنے مؤقر جریدہ میں "نوائے وقت" کی اپیل بعنوان
"آپ بھی خود کچھ سیکھئے"
پر ایک نہایت ہی بصیرت افروز مقالہ سپرد قلم کیا ہے جو اس لائق ہے کہ ہر ذی شعور مسلمان اسے مطالعہ کرکے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ اس کا عنوان ہے:۔
"پاکستان میں اصلاح و تعمیر کی مہم کیسے سر کی جائے؟"
مضمون کے ابتداء میں ہی دو اہم سوالات کرکے انکے جواب دیئے گئے ہیں یعنی یہ کہ:۔
"پاکستان کس قسم کے مسائل سے دوچار ہے؟ اور ان کے مسائل کو حل کرنے کا مؤثر طریق کیا ہے؟"
جوابات میں پہلے تو یہ کہا ہے کہ اس کام کا محرک حب الوطنی کے جذبہ سے بالاتر کوئی جذبہ ہونا ضروری ہے جسکی بنیادیں زیادہ مستقل ہونا لازمی ہیں اور پھر یہ فرمایا ہے:۔
"میرے خیال میں ہم مسلمان کہلانے والوں کے لئے رضائے الٰہی کا حصول ایک ایسا جذبہ اور ایسا محرک ہے کہ جس کی بنیاد بڑی مضبوط ہے —— جب یہ جذبہ اپنی صحیح شکل اور صحیح شان کے ساتھ کارفرما ہوگا تو نفس کا شیطان بھی قابو میں رکھا جاسکے گا اور مشکلات کے طوفان کا بھی مقابلہ کیا جاسکے گا —— لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اس ٹھوس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود ہم اس جذبہ سے عاری ہیں اور اگر اس بنیاد پر کوئی منظم کوشش بھی کی گئی تو بعض اوقات اسے بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لیکن اس کی وجہ بنیاد کی کمزوری نہیں ہوتی بلکہ اس میں عام انسانی کمزوریوں اور بعض عملی کوتاہیوں کو دخل ہوتا ہے۔"

پھر "رضائے الٰہی" کے اعلیٰ ترین جذبہ کو محترک بنانے کی بجائے اگر اصل نصب العین اقتدار و حکومت پر قبضہ ہو تو مقالہ نویس کی رائے میں یہ راستہ بھی ناکامی کا موجب ہو جاتا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

اقتدار و حکومت کی خاطر خدمت خلق

"ماضی قریب میں مجھے ذاتی طور پر اسی قسم کا تجربہ ہوا ہے —— کہ خدمت خلق ایسا مقدس مشن بھی جب سیاسی کامیابیوں کے زینہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس مشن کے لئے بھی ناکامی ہی مقدر ہوتی چاہیئے —— خدمت خلق کی سعی و جہد جب تک محض رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ قرار دی گئی اور قرار ہی نہیں بلکہ اس مقصد کی طرف اٹھنے والے کا ہر قدم کا محرک ہی یہی تھا تو —— کارکن پوری سرگرمی جوش اور انتہائی ہمدردی کا مظاہرہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہی کارکن جب اس تصور سے میدان میں نکلتے ہیں کہ آئندہ الیکشن کے موقعہ پر جس علاقہ سے زیادہ ووٹ مل سکیں گے اسی علاقہ میں خدمتِ خلق کے جھنڈے گاڑے جائیں یا اس اہم کام کا منصوبہ بناتے وقت اس نقطۂ نظر سے سوچا جاتا ہے کہ آئندہ انتخابات میں میدان ہموار کرنا ہے "تو یہی کام بے اثر ہو کر رہ جاتا ہے اور کارکن حوصلہ ہار بیٹھتے ہیں ان میں نہ تو خلوص کی اس پہلی دولت کا نام و نشان ملتا ہے اور نہ وہ مستعدی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔"

حصول رضائے الٰہی کے جذبہ کی مستقل بنیادیں

رضائے الٰہی کے جذبہ کو قوم کی اصلاح و تعمیر کی بناء قرار دینے کی وجوہ بیان فرما کر پھر اس کا خلاصہ ان الفاظ میں ادا کیا ہے:۔
"ان گذارشات سے میرا مدعا صرف اس حقیقت کی وضاحت کرنا ہے کہ خدمت خلق کا اصل محرک اور وطن عزیز کی ترقی یا اصلاح معاشرہ کی کوششوں کا حقیقی محور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا طلبی کی ہو تو ان کوششوں میں کامیابی یقینی ہے اور کوشش کرنے والوں کے پائے استقامت میں کسی قسم کی لغزش کا اندیشہ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر بنیاد کوئی دوسری ہو تو یہ بہرحال ایک کمزور بنیاد ہوگی اور اس بنیاد کا متزلزل ہونا ایک قدرتی بات ہوگی —— اس لئے ہمارا اصل کام جذبۂ حُب وطن کی نمو سے زیادہ ایمان کی پختگی ہونا چاہیئے یہی وہ چشمہ ہے جہاں سے تمام اچھے جذبات کے سوتے پھوٹتے ہیں اور اسی چشمہ سے استفادہ کرنے پر اللہ تعالےٰ کے فیضان کرم کی ایسی بارشیں برستی ہیں کہ خشک سے خشک اور بنجر سے بنجر زمین بھی سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔"

مندرجہ بالا الفاظ میں مقالہ نویس نے ذاتی تجربہ اور علم و دلائل کی بناء پر کس خوبی و عمدگی سے یہ ثابت کر دکھلایا ہے کہ جس تحریک کی بنیادیں "رضائے الٰہی" پر رکھی جائیں گی اس سے زیادہ مضبوط تر کوئی اور محرک کام ہی نہیں کر سکتا، چاہے وہ جذبہ حب الوطنی ہی ہو یا کوئی اور۔

پہلے یہ خیال مسلمان قوم کے اندر جاگزین تھا کہ تعلیم اسلام کی تبلیغ اور اصلاح معاشرہ کا عالی نصب العین اقتدار و حکومت کے حصول سے ہی وابستہ ہے نیز یہ کہ جذبۂ حب الوطنی ہی سب سے اعلےٰ انسانی جذبہ ہے لیکن پاکستان کے مختصر سے تجربہ نے واقعی ثابت کر دکھلایا ہے کہ حکومت و اقتدار سے اس مردہ قوم میں جان نہیں ڈالی جا سکتی۔ نیز یہ کہ جو تنظیم اصلاح معاشرہ کے لئے قائم ہوا سے الیکشنوں اور سیاسی ہتھکنڈوں سے باز رکھنے کی کیسی اشد ضرورت ہے اب وہ لوگ آئیں جو معترض ہیں کہ بانی سلسلہ نے حُب الوطنی کے جذبہ سے جماعت احمدیہ کو کیوں سرشار نہیں کیا اور کیوں اس جماعت کو سیاست سے علیحدہ رہنے کا حکم دیا؟ وہ ملاحظہ کریں کہ آن

کی نکتہ چینی کہاں تک درست و صحیح ہے؟ کیا اس بات میں کوئی بھی شک و شبہ باقی رہ گیا ہے کہ بانی سلسلہ نے جن بنیادوں پر اپنی جماعت کو قائم کیا تھا اُن سے بڑھ کر مستقل اور کوئی بنا نہیں؟ غور کرو کہ آج جن امور کو تم تجربہ و علم کی روشنی میں تلاش کر کے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہو کیا یہ وہی اور عین وہی حقائق نہیں جن پر احمدیہ جماعت کا قیام ہے؟

مردان حق کی تلاش

اصلاح معاشرہ کو رضائے الٰہی کی مستقل و دائمی بنیادوں پر استوار کرنے کی تجویز پیش کر کے معزز مقالہ نویس نے اس امر کی بھی وضاحت مناسب سمجھی ہے کہ آخر کسی ایسی عالی تحریک کا آغاز کیسے ہو چنانچہ فرماتے ہیں:-

"بات ادھوری رہے گی اگر یہ نہ بتایا جائے کہ قوم کے باشعور طبقہ کو اس اصل بنیاد سے وابستہ کرنے کے لئے کون سی صورت ممکن ہے میری رائے میں یہ کام ان مخلص کارکنوں کی معمولی سی کوشش سے باحسن طریق انجام پا سکتا ہے جن کے دلوں میں قوم کا درد ہے جن کے سینے انسانیت کی خیر خواہی کے جذبہ سے معمور ہیں اور اس کے ساتھ جو جذبۂ ایمان کی نعمت سے بھی بڑی حد تک بہرہ ور ہیں"

پھر آگے یہ لکھتے ہیں:-

"ضرورت ہے تو صرف اس امر کی کہ ایک یا ایک سے زاید چند مرکزی شخصیتیں جن کا دامن سیاسی آمیزشوں سے بھی پاک رہا اور جن پر اس لحاظ سے بھی پورا اعتماد کیا جا سکے کہ ان کی تمام سرگرمیوں کا مرکز و محور حق تعالےٰ کی رضا جوئی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا میرے خیال میں ایسے مردان حق کی تلاش و جستجو کا فرض بھی وہی کارکن بخوبی انجام دے سکتے ہیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا۔ یہ کارکن اگر باہم صلاح مشورے کے بعد اپنی اور خلق خدا کی اصلاح کے عظیم مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے رہنمائی و رہبری کی ضرورت کے پیش نظر ایسے اصحاب اور ارباب صلاحیت کو عملی سرگرمیوں کے لئے آگے لانے کی کوشش کریں تو اس میں یقیناً کامیابی ہوگی۔ ہمارے ہاں ایسے مردان کار کی کمی تو ضرور ہے لیکن

مقالہ نویس یہ کہتے ہیں:-

اس سلسلہ میں یہ تجویز بھی زیر غور لائی جا سکتی ہے کہ ایک یا ایک سے زاید جو شخصیتیں اصلاح و تطہیر اور خدمت و تعمیر کی مہم سر کرنے کے لئے آگے بڑھیں وہ اپنے پاکیزہ مشن کا آغاز توبہ کی تلقین سے کریں ان کا بلاوا یہ ہونا چاہیئے کہ آؤ اپنی بگڑی بنانے اور آخرت کو سنوارنے کے لئے اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کریں، بنی نوع انسان کو بالعموم اور اپنا سے دین کو بالخصوص راہ حق پر چلنے کی دعوت دیں اور خدمت خلق کی تمام مساعی بروئے کار لائیں جو موجودہ حالات میں ہمارے اولیں فرائض میں شامل ہے اس کے ساتھ ساتھ انہیں اپنے پیچھے آنے والے ہر فرد کو یہ تلقین بھی کرنی چاہیئے کہ وہ حیات نو کا آغاز کرنے کے لئے اپنی پچھلی زندگی کی کوتاہیوں پر عفو بھی مانگے اور سابقہ گناہوں سے تائب ہو تاکہ اُسے صحیح معنوں میں یہ احساس بھی ہو کہ آج کے بعد وہ ایک نئی زندگی کا آغاز کر رہا ہے۔"

حضرت بانی سلسلہ نے جس تجدید و احیاء کے سلسلہ کی بناء رکھی ہے اور جن الفاظ میں انہوں نے اپنے پیروؤں سے بیعت کا اقرار لیا ہے، متذکرہ بالا تجاویز کیا انہی کا پورا پورا انعکاس نہیں ہیں؟

معزز مقالہ نویس کی امیدیں کہ ایسے کارکن موجود ہیں جو ایمان کی دولت سے مالا مال اور دیگر خصائل سے بخوبی آراستہ ہیں۔ جو مجتمع ہو کر پھر کسی ایک یا چند مرکزی شخصیتوں کا انتخاب کرنے کے اہل ہیں نیز یہ کہ ایسے مردان خدا مل جائیں گے جو نہ صرف تو رشد و ہدایت کے مالک ہیں بلکہ انکے دست حق پرست پر توبہ کرنے والے نئی روحانی زندگی شروع کرنے کا موجب ہوں گے، خدا کرے یہ توقعات صحیح و برحق ثابت ہوں۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ کیا متذکرہ بالا تمام اصلاحی پروگرام بالکل من و عن وہی نہیں جسے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے مسلمانوں کے سامنے رکھا تھا؟ مذہب اسلام جو دائمی طور پر زندہ و باثمر دین ہے اس میں تجدید و اصلاح کے لئے کیا خدا کی طرف سے مبعوث کئے جانے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا؟ اگر یہ بات حقیقت ہے کہ ہر زمانہ میں مجددوں کی بعثت و قیام خدا تعالیٰ کا فعل تھا جو ان کو اپنے الہام و وحی سے مامور کیا کرتا تھا تو کیا اس زمانہ میں اس نے کسی کو کھڑا نہ کیا؟ اور کیا یہ از حد تعجب و حیرت کی بات نہیں کہ جس نتیجہ اور پروگرام پر تم آج بعد تجربہ کی ٹھوکریں کھا کر پہنچے ہو بعینہ یہ وہی تو لائحہ عمل ہے جسے اس مرد خدا نے بتلا کر ایک جماعت کو اس پر قائم کر دکھلایا جس کا نام لینا بھی تمہیں گوارا نہیں؟ اگر بہر حال وہ تمہارے نزدیک صادق نہ تھا تو کم از کم یہ تو زمانے نے آپ پر ثابت کر ہی دیا کہ صرف اسی کا پروگرام ہی صحیح ہے اور باقی سب راستے غلط۔

صحیح راستہ و لائحہ عمل

نقشہ تو بالکل وہی ہے چاہے اسے کچھ کہو۔ کہ مخالفین اسلام یہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم توحید و مساوات وغیرہ تو جو قرآن حمید نے تلقین کی وہی صحیح ہے مگر اس کے لانے والے نعوذ باللہ صادق نبی نہیں۔ یہاں بھی ہمارے بھائی اب اس امر کے قائل ہونے لگے ہیں کہ تجدید و احیاء اور اصلاح و تعمیر کے وہ تمام راستے تو غلط نکلے جنہیں ہم نے اب تک صحیح سمجھا تھا اور وہی لائحہ عمل درست ثابت ہوا جو بانی سلسلہ نے قوم کے سامنے رکھا تھا لیکن نعوذ باللہ وہ شخص خود صادق نہ تھا اور اس کے دعاوی غلط تھے!

حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ صرف اور محض تجدید و اصلاح کا ہے نہ کہ نبوت کا دعوےٰ ہے نہ کسی نئے دین و ایمان کا بلکہ صرف یہی کہ مجھے خدا نے اصلاح امت کے لئے مجدد و مامور کر کے بھیجا ہے تم ایک جماعت کی صورت میں میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کر کے ایک نئی روحانی و اخلاقی زندگی کا آغاز کرو تاکہ تم اصلاح معاشرہ اور تبلیغ حق کے عالی فریضوں کے ادا کرنے کے قابل ہو سکو۔ اب جائے غور و فکر ہے کہ "وفاق" کے معزز مقالہ نویس نے اگر اپنی تجاویز کا خاکہ حضرت مجدد کی تحریک سے نہیں لیا تو کم از کم اس قدر تو روشن ہو گیا کہ ان ایسے سنجیدہ و عالی فہم اور بہی خواہ و ہمدرد قوم انسانوں کو ایک صدی کی ٹھوکریں کھانے کے بعد اگر کوئی صحیح راستہ نظر آیا تو بالکل وہی جو اسی برس قبل ایک مفرد مدعی ماموریت و مجددیت نے بتلایا تھا بلکہ اس پر ایک جماعت کو منظم کر کے اسے چلا دیا۔

میں اس مضمون کی دوسری قسط میں یہ دکھلانے کی کوشش کروں گا کہ خود پاکستان کا حصول کس طرح تحریک احمدیہ کا ہی نتیجہ تھا۔

ضرورت رشتہ و ملازمت

میرا ایک لڑکا جو کہ مڈل پاس عمر ۲۸ سال موٹر ڈرائیور ہے بمشاہرہ یکصد روپیہ ملازم ہے اس کے لئے ایک رشتہ درکار ہے لڑکی دیندار اور خانہ داری سے واقف ہو۔ ذات پات کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ لڑکی کا احمدی ہونا ضروری ہے۔

(۲) ایک لڑکا جو کہ میٹرک سیکنڈ ڈویژن پاس ہے۔ نیک چلن دیانتدار ہے اگر کوئی دوست اس کی اچھی جگہ ملازمت کا بندوبست فرمادیں تو عین نوازش ہوگی جزاکم اللہ احسن الجزاء

خط و کتابت اس پتہ پر کی جاوے:۔

م ر س۔ معرفت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

www.aaiil.org

بہاء اللہ کے متعلق احادیث نبوی میں علامات

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

پہلی علامت دجّال کا غائب ہو جانا

دجال کے متعلق ایک علامت یہ بھی بتلائی گئی ہے کہ وہ خروج سے قبل کہیں چلا جائے گا اور جب اس کی تلاش کی جائے گی تو یہ جستجو ناکام رہیگی پتہ نہیں چلے گا کہ کہاں چلا گیا ہے اس کے بعد خود بخود مشرق میں ظاہر ہوگا اور نہر کے پانیوں کے پاس اسے دیکھا جائے گا اس کے بعد اسے خلافت دی جائیگی۔ اخرجہ نعیم بن حماد حجج الکرامہ ص ۴۰۳

بہاء اللہ کا بغداد سے غائب ہو جانا

باب کے قتل کے بعد بابیوں نے جب شاہ ایران پر حملہ کیا اور اس کے نتیجہ میں بابی لیڈروں کی گرفتاری عمل میں آئی تو اُن میں بہاء اللہ بھی گرفتار کر لیئے گئے رہائی کے بعد انہوں نے عراق میں جانے کی خواہش ظاہر کی جس پر حکومت کی طرف سے اجازت مل گئی چنانچہ انہوں نے بغداد میں جا کر قیام کیا کچھ عرصہ قیام کے بعد یکا یک بغیر کسی کو اطلاع دیئے سلیمانیہ کے پہاڑوں کی طرف چلے گئے اور دو سال تک وہیں مقیم رہے لوگ تلاش میں سرگرداں پھرتے رہے مگر انہیں کوئی پتہ نہیں چلا آخر خود ہی بغداد میں واپس آئے جو دریاؤں کی جگہ ہے یعنی جہاں دجلہ اور فرات بہتے ہیں، واپسی پر بغداد میں ہی مخفی طور پر چند آدمیوں کے سامنے باب کی پیشگوئی کا مصداق ہونیکا دعویٰ کیا، شروع میں بابی گھبرائے مگر آہستہ آہستہ اکثر بابیوں نے اس دعوے کو تسلیم کر لیا چنانچہ اس غیبوبت کے متعلق خود بہاء اللہ لوح ابن ذئب میں لکھتے ہیں:۔

"یہ مظلوم ہجرت دو سالہ سے جس میں پہاڑوں اور بیابانوں میں رہا اور بعض لوگوں کے سبب سے مدت تک بیابانوں میں تلاش کرتے رہے دارالسلام (بغداد) واپس آیا"

(لوح ابن ذئب اُردو ص ۱۱۱)

واقعات اور حدیث کے الفاظ میں کامل مطابقت

اب حدیث میں جو علامت دجّال کی بیان کی گئی ہے اور بہاء اللہ کی زندگی کے ان واقعات کو جو بغداد میں انہیں پیش آئے سامنے رکھ کر ہر منصف مزاج یہی فیصلہ دے گا کہ حدیث میں بیان کردہ واقعات بہاء اللہ کی زندگی پر مکمل طور پر چسپاں ہو رہے ہیں — حدیث مذکورہ بالا میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ بالترتیب حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ خروج سے قبل یعنی دعوے سے قبل دجّال غائب ہو جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ دجال نے کوئی دعوے کرنا ہے اب بہاء اللہ کی زندگی کے حالات بتلاتے ہیں کہ ابھی انہوں نے کسی قسم کا دعوے نہیں کیا تھا کہ بغداد سے اچانک بغیر اطلاع دیئے غائب ہو گئے اور اور دو سال تک غائب رہے۔

۲۔ غائب ہونے کے بعد ان کی تلاش جاری رہے گی بہاء اللہ کے اپنے بیان میں جو اوپر درج کیا گیا ہے صاف اقرار ہے کہ بعض لوگ بیابانوں میں انہیں تلاش کرتے رہے۔

۳۔ یہ تلاش عبث ثابت ہوگی یعنی تلاش کنندہ ان کا پتہ لگانے میں ناکام رہیں گے چنانچہ بہاء اللہ کا اپنا اعتراف بھی یہی ہے کہ تلاش کرنے والے دوست پتہ نہ لگا سکے۔

۴۔ دجّال خود بخود مشرق میں ایسے شہر میں آجائیگا جہاں دریا بہتے ہیں، چنانچہ بہاء اللہ کا اپنا اعتراف ہے کہ وہ خود بخود بغداد میں واپس آ گئے بغداد مشرق میں بھی ہے اور دریاؤں کا شہر بھی ہے، دجلہ اور فرات دو مشہور دریا وہیں بہتے ہیں۔

۵۔ بغداد میں اسے خلافت دی جائے گی۔ واقعات اسی طرح ہی ہیں کہ بغداد میں ہی انہوں نے من یظہرہ اللہ ہونے کا دعوے کیا اور باب کی پیشگوئی کے مطابق کیا، بہاء اللہ کو خود اعتراف ہے کہ باب قوم کی تربیت کے کام کو ناتمام چھوڑ کر ہلاک ہو گئے اسے مکمل کرنے کے لئے میں نے مصمم ارادہ کر لیا جیسا کہ وہ قید خانہ کے زمانہ کے حالات لکھتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

"اس قید خانہ میں دن رات ہم بابیوں کے اعمال و احوال سوچتے تھے کہ کہ اس قدر بلندی و برتری اور فہم و ادراک رکھتے ہوئے اُن سے ایسا کام ظاہر ہوا یعنی ذات شاہانہ پر جرأت سے حملہ کرنا پھر اس مظلوم نے ارادہ کر لیا کہ قید خانہ سے نکل کر پوری ہمت کے ساتھ ان لوگوں کو تہذیب و شائستگی سکھانے کھڑا ہو گا"

(لوح ابن ذئب ص ۱۶)

گویا حدیث میں جو الفاظ دجّال کو خلافت دینے کے آئے ہیں وہ بھی پوری طرح بہاء اللہ پر چسپاں ہو رہے ہیں کیونکہ بابیوں نے اس واقعہ غیبوبت کے بعد ہی بہاء اللہ کو باب کی جگہ اپنا لیڈر تسلیم کر لیا۔

حدیث میں چھٹی بات دجال کے متعلق یہ بھی لکھی ہے کہ جب وہ دعوے نبوت کرے گا تو کچھ لوگ اس سے الگ ہو جائیں گے، چنانچہ واقعات حدیث کی اس پیشگوئی کی بھی تصدیق کرتے ہیں، جب بہاء اللہ نے اپنے مستقل دعوے کا اعلان کیا تو کئی بابی خصوصاً ازلی اُن سے الگ ہو گئے۔

دوسری علامت

کنز العمال جلد سابع ص ۱۹۲ میں دجّال کے متعلق ایک طویل حدیث میں اس کے ظہور کی دو جگہیں بتلائی ہیں ایک بحر العراق اور ایک بحر الشام الفاظ حدیث کے یہ ہیں الا انہ فی بحر الشام..... بل ھو بحر العراق۔ بحر العراق میں بہاء اللہ کا ہونا تو آپ پہلی علامت کے ذکر میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہ بھی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ وہ شام کے علاقہ میں جا کر ہی فوت ہوئے، حدیث میں بیان کردہ دونوں مقامات کا اطلاق بہاء اللہ پر صاف طور پر ہو رہا ہے۔

تیسری علامت

حجج الکرامہ ص ۴۰۹ پر رسالہ حشریہ کے حوالہ سے لکھا ہے:۔

"کہ دجال کا لقب لوگوں میں مسیح ہوگا"

یہ عجیب بات ہے کہ اہل بہا بہاء اللہ کو مسیح کا ہی لقب دیتے ہیں گویا خدا تعالےٰ نے تو اسے مسیح کا لقب نہیں عطا کیا ہوگا ہاں لوگوں کی طرف سے اسے یہ لقب عطا کیا جائے گا۔

البتہ نبی کریم صلعم نے بھی دجّال کو مسیح کہا ہے لیکن مسیح الضلالۃ کا خطاب اسے دیا ہے حجج الکرامہ ص ۴۱۲ جس کے معنے یہ ہوئے کہ لوگ جو دجّال کو مسیح کے لقب سے پکاریں گے، یاد رہے کہ وہ مسیح الہدیٰ نہیں ہوگا بلکہ مسیح الضلالۃ ہوگا یعنی گمراہی کو دنیا میں پھیلائے گا۔

چوتھی علامت

مدت دجّال کی ۴۰ سال ہوگی یہ میں سابقہ قسط میں بتلا چکا ہوں کہ بہاء اللہ نے ۱۸۵۳ء میں دعوے کیا اور ۱۸۹۲ء میں فوت ہوئے گویا دعوے کے بعد چالیس سال زندہ رہے۔

پانچویں علامت

دجّال بوڑھا ہوگا یہ بھی سابقہ قسط میں بتلایا جا چکا ہے کہ بہاء اللہ بڑھاپے کی عمر تک پہنچ کر فوت ہوئے یعنی ۷۵ سال کی عمر میں۔

چھٹی علامت

حجج الکرامہ کے ص ۴۰۳ پر لکھا ہے کہ دجّال شہروں کی طرف توجہ کرے گا اور دمشق کے مشرق کی

www.aaiil.org

ہوتے اُترے گا۔ میں بتلا چکا ہوں کہ حکومت ایران کے قیدخانہ سے رہائی حاصل کرنے کے بعد بہاء اللہ نے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے حکومت سے اجازت طلب کی جو دیدی گئی وہاں سے رخصت ہو کر بہاء اللہ نے بغداد میں بارہ سال قیام کیا اور بغداد دمشق سے مشرق کی جانب ہی واقع ہے۔

ساتویں علامت

کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۹۴ میں دجّال کی یہ علامت بھی لکھی ہے :-

" بین الملحمة وفتح المدینة ست سنین و یخرج المسیح الدجال فی السابعة "۔ یعنی ملحمة اور المدینة کے فتح کے درمیان چھ سال ہیں اور ساتویں سال میں المسیح الدجّال خروج کرے گا۔

ملحمة عربی زبان میں اس جنگ کو کہتے ہیں جس کا محرک کوئی فتنہ ہو، اور جس میں کافی خونریزی وقوع میں آئے المدینة کے الف لام سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص شہر کی طرف پیشگوئی میں اشارہ ہے یہ جنگ چھ سال کا عرصہ لیگی اور پھر ساتویں سال دجال کا خروج ہوگا اب بابی تحریک کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ سید علی محمد باب نے جو بابی تحریک کے بانی تھے اور جس تحریک کی باگ ڈور بعد میں بہاء اللہ نے اپنے ہاتھ میں لی ابتداء میں ہی عظیم الشان فتنہ کی بنیاد ڈال دی تھی یعنی اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ اس تحریک کے مخالفین کی کتب کو جلا دو ان کے مقامات مقدسہ کو گرا دو اور جو ..... پر ایمان نہیں لاتے ان کو قتل عام کرو ان احکام کی پیروی سے جو فتنہ پیدا ہوا وہ بڑا خطرناک تھا قتل وغارت کا بازار گرم ہو گیا بغاوتیں شروع ہو گئیں جنہوں نے باقاعدہ جنگ کی صورت اختیار کر لی، سید علی محمد باب پر ایمان لانیوالوں کی انتہائی کوشش یہ تھی کہ ایران کو فتح کر کے موجودہ حکومت کا تختہ اُلٹ دیں اس کے لئے متعدد مرتبہ باقاعدہ فوجکشی کی گئی جو بالآخر ناکامی پر ختم ہوئی اور ایرانی حکومت نے ان لوگوں کے ہاتھوں سے آخر ایران کو فتح کر لیا اس جنگ اور فتح کے درمیان چھ سال کا ہی عرصہ صرف ہوا کیونکہ سید علی محمد باب نے ۲۳ رمئی سنہ ۱۸۴۴ء کو دعوے کیا اور ۹ رجولائی سنہ ۱۸۵۰ء کو وہ گولی کا نشانہ بنا دیئے گئے یہ کل عرصہ ۶ سال اور ۱/۲ ۱ ماہ کا بنتا ہے ساتویں سال بہاء اللہ نے قوم کی تربیت کے کام کو اپنے ہاتھ میں لینے کا فیصلہ کیا گویا بالقوۃ خروج دجال کا شروع ہو گیا جو بالفعل چند سال بعد ظہور میں آیا۔

آٹھویں علامت

مشکوٰۃ باب ذکر الدجّال الفصل الاوّل میں مندرجہ ذیل حدیث قابل غور ہے، عن ابی ھریرۃ رضہ عن رسول اللہ صلعم قال یاتی المسیح من قبل المشرق ھمته المدینة حتی ینزل دبر اُحد ثم تصرف الملائکة وجھه قبل الشام وھنالک یھلك متفق علیه یعنی ابو ہریرۃ سے مرفوعاً روایت ہے کہ المسیح الدجال مشرق کی طرف سے آئے گا اس کا مقصد المدینہ ہوگا یہاں تک کہ وہ اُحد پہاڑی کے پیچھے اُتریگا پھر فرشتے اس کا رُخ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں اس کی موت واقع ہو گی۔ عام طور پر المدینہ سے مراد المدینة المنوّرة لیا جاتا ہے لیکن جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ آیا ہوں مدینہ پر ال داخل کرنے سے کوئی خاص شہر مراد ہو سکتا ہے کیونکہ یہ کشفی نظارہ ہے اور کشفی نظاروں میں ایسا جائز ہے۔ بابی اور بہائی تحریک کی تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ بہاء اللہ کا مقصد حکومت ایران سے نکل کر بغداد میں ڈیرہ لگانا تھا تا وہاں کے شیعوں پر اثر ڈال سکیں چنانچہ جیسا کہ بتلایا جا چکا ہے حکومت ایران سے انہوں نے مقامات مقدسہ کی زیارت کی اجازت لیکر بغداد میں جا کر ڈیرے ڈال دیئے اور بارہ سال وہاں رہے، وہاں شیعوں میں ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اہل سنت الجماعت پر اُن کا کوئی اثر نہ تھا جس طرح کفار مکہ نے اُحد کے پیچھے سے حملہ کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا تھا اسی طرح بہاء اللہ کا مقصد بھی یہی تھا کہ مسلمانوں کے عقائد صحیحہ پر حملہ کر کے انہیں خراب کرنے اس حملہ کی جرأت انہیں محض اس لئے ہوئی کہ مسلمان بالعموم حضرت نبی کریم صلعم کی نافرمانی میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ جس طرح اُحد کی جنگ میں آنحضور صلعم نے اپنی پشت پر ۵۰ تیر اندازوں کو پہاڑی پر متعین کر کے اُسے محفوظ کیا ہوا تھا اور انہیں حکم تھا کہ اس جگہ کو کسی حالت میں نہ چھوڑیں لیکن صحابہ رضہ سے اس حکم کی نافرمانی کا ارتکاب ہوا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔ علاوہ ازیں بہاء اللہ بھی بغداد میں قیام کر کے حکومت ایران کو بھی نیز پر وہ نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ حکومت ایران اُن کے اس مقصد کو بھانپ گئی اس لئے اس نے فوراً حکومت ترکیہ کو لکھا کہ ان کا وجود بغداد میں فتنہ کا موجب بن رہا ہے اس لئے انہیں کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے چنانچہ حکومت ترکیہ نے

(باقی بر صفحہ ۱۱ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

باب اور بہاء اللہ (بسلسلہ صفحہ ۔۔)

انہیں پہلے قسطنطنیہ میں پھر ادرنہ میں منتقل کر دیا جس سے ان کے تمام ارادوں پر پانی پھر گیا اس کے بعد حدیث کے الفاظ میں یہ پیشگوئی تھی کہ الٰہی تصرف کے ماتحت دجال کا رُخ شام کی طرف کر دیا جائے گا جس پر کہ الفاظ ثم تصرف الملائکۃ وجھہ قبل الشام دلالت کر رہے ہیں جو کام ملائکہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ اس کام کے لئے کسی کے دل میں تحریک پیدا کر دیتے ہیں، چنانچہ حکومت ترکی کے دل میں یہ تحریک ہوئی کہ وہ انہیں شام کے علاقہ عکا میں بھجوا دیں، بہاء اللہ نے بہت کوشش کی کہ حکومت اپنے اس ارادہ کو ترک کر دے لیکن خدا کی بات نے پورا ہونا تھا اس لئے بہاء اللہ کی یہ کوشش بھی ناکام رہی اور انہیں عکا جانا ہی پڑا اور پیشگوئی کے مطابق شام میں ہی ان کا انتقال ہوا۔

یہ آٹھوں کی آٹھوں علامتیں ایسی ہیں جو دجال معہود پر جو کہ ایک قوم ہے چسپاں نہیں ہو سکتیں بلکہ ان کا اطلاق افراد پر ہی ہو سکتا ہے۔ واقعات کی رُو سے جس پر بھی ان کا اطلاق ہو جائے وہی ان کا مصداق ہے۔ غور و فکر سے کام لینے والے اصحاب خود فیصلہ کر لیں کہ ان کا اطلاق درست ہوا ہے یا نہیں۔ بقیہ علامات جن کا تعلق عبدالبہاء سے ہے انشاء اللہ آئندہ قسط میں بیان کی جائیں گی وباللہ التوفیق

www.aaiil.org

پیغام صلح ۲۱ ستمبر ۵۶ء رجسٹرڈ ایل ۸۲۳۸ شمارہ ۳۷
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ:- پاکستان میں چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر 1/A محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان ہے

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۳۸

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان احبکم الیّ واقربکم منّی یوم القیٰمۃ احاسنکم اخلاقاً وان ابغضکم الیّ وابعدکم منّی مساویکم اخلاقاً الثرثارون المتشدقون المتفیھقون رواہ البیہقی فی شعب الایمان (بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الشحر)

حضرت ثعلبہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تم میں سے میرے محبوب ترین اور نہایت قریبی (دوست) ہونگے قیامت کے دن (دنیاوی زندگی میں بھی) جو نہایت خوش اخلاق اور ملنسار ہیں۔ اور تم میں سے بد اخلاقوں کو جو تکلف سے بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے والے ہیں جن میں کوئی حقیقت نہیں اور جو متکبر بھی ہیں انہیں میں اپنا دشمن ترین سمجھتا ہوں۔

(وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما $\frac{۲۵}{۶۳}$) یعنی عباد الرحمٰن نہایت تواضع اور انکساری سے اور اعلیٰ اخلاقی زیور سے آراستہ ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں یہانتک کہ اکھڑ مزاج والے جاہلوں سے بھی سلامت روی سے پیش آتے ہیں اور بد اخلاقی کا ادنیٰ ترین نمونہ یہ ہے۔ ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم $\frac{۶۸}{۱۱-۱۲-۱۳}$ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ (اور اس کے رسولؐ سے) تعلق کی یہ علامات ہیں:- ٭

(باقی کالم ۲ و ۳ کے نیچے)

خدا تعالیٰ کے بندے کون ہوتے ہیں؟
فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ

خدا تعالیٰ کے بندے کون ہوتے ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے انکو دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں۔ اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اسکی راہ میں صرف کرنا اسکا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی املاک جائداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں۔ وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں۔ مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تاکہ وہ حیاتِ طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اس للّٰہی وقف کیطرف ایما کر کے فرماتا ہے من اسلم وجھہ للّٰہ فھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اسجگہ اسلم وجھہ للّٰہ کے معنی یہی ہیں۔ کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان مال آبرو غرض جو کچھ اسکے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے اور دنیا اور اسکی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دیوے۔ کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دنیا سے کچھ غرض و واسطہ ہی نہ رکھے میرا مطلب یہ نہیں ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے بلکہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے یہ بزدلوں کا کام ہے۔ مومن کے تعلقات دنیا کیساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اسکے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اسکا نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا اور اسکا مال جاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لئے سواری یا اور زاد راہ کو ساتھ لیتا ہے تو اسکی اصل غرض منزل مقصود پر پہنچنا ہوتا ہے۔ نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح پر انسان دنیا کو حاصل کرے۔ مگر دین کا خادم سمجھ کر۔ (ملفوظات احمدیہ)

٭ وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
خلقِ خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

اب تم تو دیں مورد خشمِ خدا ہوئے
اس یار سے بشامتِ عصیاں جدا ہوئے

غلام قادر ڈار عفی عنہ

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ــــ لاہور ــــ مؤرخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۰ء

کشف و الہام کا سلسلہ امتِ محمدیہ میں

(۳)

مولوی سید ابوالحسن ندوی کی کتاب "قادیانیت" سے طلوعِ اسلام نے امت کے اندر کشف و الہام کے اجراء کی تردید میں جو عبارات نقل کی ہیں، ان کے ایک حصہ پر ہم سابقہ شیوع میں تبصرہ کر چکے ہیں، اسی سلسلہ میں "سلسلۂ نبوت کے انکار کی روح" کے عنوان سے مولوی صاحب ممدوح لکھتے ہیں:۔

"مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ کی یہ اہمیت اور عمومیت درحقیقت نبوت کے خلاف در پردہ بغاوت اور ایک مخفی سازش ہے مکالمات و مخاطبات کے اس عموم و تسلسل کے بعد عقلاً و عملاً سلسلۂ انبیاء کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ قرآن مجید اور تمام آسمانی مذاہب نے انسانوں کی ہدایت اور معرفتِ الٰہی کے حصول، ذات و صفات اور منشاءِ خداوندی کی شناخت اور حقائقِ غیبی کے علم کو سلسلۂ نبوت سے وابستہ اور مربوط کیا ہے .... مرزا غلام احمد صاحب کے فلسفۂ تسلسل و بقائے وحی اور مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ کے عموم و لزوم پر اگر دقتِ نظر سے غور کیا جائے اور اس کی علمی تحلیل و تجزیہ کیا جائے تو اس میں ختم نبوت کے بجائے سلسلۂ نبوت کے انکار کی روح نظر آئے گی اور ہدایت و معرفتِ الٰہی بھی مسمریزم اور جدید تحریک استحضارِ ارواح ــــ SPIRITUALISM وغیرہ کی طرح ایک روحانی تجربہ اور عمل بن کر رہ جائے گی۔"

ہم حیران ہیں کہ اس کو کیا کہیں، ایک طرف مولوی سید ابوالحسن صاحب ایسے اولیائے کبار کا وجود بھی امتِ محمدیہ کے اندر مانتے ہیں "جن پر بارش کی طرح فیوضِ روحانی، الہاماتِ ربانی اور علوم و معارف کا فیضان ہوا" اور دوسری طرف جب حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کا نام آتا ہے تو "تسلسل و بقائے وحی اور مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے عموم و لزوم" میں انہیں "سلسلہ نبوت کے انکار کی روح" نظر آنے لگتی ہے۔ ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ سابقہ اولیائے کبار کے الہامات میں یہ روح انہیں کیوں نظر نہیں آتی، وہاں "مسمریزم اور جدید تحریک استحضارِ ارواح" کی مثالیں انہیں کیوں دکھائی نہیں دیتیں، اور کیوں حضرت مرزا صاحب کے الہامات ہی ان خیالات کا آماجگاہ بن گئے، ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں اور اب پھر دہرانا چاہتے ہیں کہ جہاں تک وحی نبوت کا تعلق ہے، حضرت مرزا صاحب نے بار بار اس کے انقطاع پر زور دیا ہے، اور صفائی کے ساتھ لکھا ہے کہ

"یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالاتِ رکیکہ کی پیروی کر کے نصوصِ صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شانِ نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہو گی"

("ایام الصلح صفحہ ۱۴۶")

پس جبکہ حضرت مرزا صاحب خود سلسلۂ وحی نبوت کو منقطع قرار دیتے ہیں اور صرف اسی مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ کے قائل ہیں جو "بارش کی طرح" اولیائے کبار کے ساتھ جاری رہا تو "سلسلہ نبوت کے انکار کی روح" اس میں کہاں سے آ گئی؟ اس میں شک نہیں کہ قرآن مجید اور تمام آسمانی مذاہب نے انسانوں کی ہدایت اور معرفتِ الٰہی کے حصول، ذات و صفات اور منشاءِ خداوندی کی شناخت اور حقائقِ غیبی کے علم کو سلسلہ نبوت کے ساتھ وابستہ اور مربوط کیا ہے لیکن غیر انبیاء کے ساتھ مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ کا ذکر بھی حدیث میں آتا ہے اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے اولیائے کبار کے اس سے مشرف ہونے کی جو خبر دی اور ان اولیاء پر بارش کی طرح الہامات کے فیضان کا خود ندوی صاحب کو بھی اعتراف ہے اس کا انکار کس طرح کیا جا سکتا ہے، معرفتِ الٰہی اور حقائقِ غیبی کا سلسلہ جس طرح نبوت کے ساتھ وابستہ و مربوط ہے اسی طرح وحی ولایت کے ساتھ بھی اس کا گہرا تعلق ہے، اور "مسمریزم اور جدید استحضارِ ارواح" انسانی توجہ کے وہ کرشمے ہیں جن کے اندر حقیقت کوئی نہیں لیکن وحی ولایت ایک موہبت ہے جو اللہ تعالےٰ اپنی صفت رحمانیت کے تقاضا سے اپنے کامل بندوں پر نازل فرماتا ہے، اگر یہ مسمریزم اور استحضارِ ارواح کی طرح ہے تو ان اولیائے کبار کو کیا کہو گے جن پر "بارش کی طرح الہاماتِ ربانی کا فیضان ہوا"

آگے چل کر "مکالمات کے سرچشمہ کا تعین" کے عنوان سے لکھا ہے:۔

پھر ان مکالمات و مخاطباتِ الٰہی کی تنقید کا کیا معیار ہے اور اس کی کیا ضمانت ہے کہ انسان جو کچھ سن رہا ہے وہ خود اس کے باطن کی آواز یا اس کے ماحول اور تربیت کی صدائے بازگشت یا اس کی اندرونی خواہشات اور سوسائٹی کے اثرات کا نتیجہ نہیں؟ جن لوگوں نے مکاشفات و مکالمات کے قدیم مجموعے دیکھے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ کتنا بڑا حصہ ان غلط مفروضات و نظریات کی تصدیق اور تبلیغ کرتا تھا۔ جو قدیم علم الاصنام MYTHOLOGY نے پیدا کئے تھے۔ مصر کی فلاطونیت جدیدہ (NEO PLATONISM) کے روحانی مشاہدات اور ربانی مکالمات ملاحظہ ہوں! کیا ان کے مکاشفات اور مکالمات نے اس وقت کے صنمیات اور فلسفیانہ مفروضات کی تصدیق نہیں کی؟ ابتدائی اسلامی دور میں بعض اہلِ مکاشفہ و مکالمہ عقلِ اول سے مصافحہ کرنا اور اس سے ہمکلام ہونا بیان کرتے ہیں جو محض فلسفۂ قدیم بلکہ یونانی علم الاصنام کا ایک ذہنی تخیل تھا۔"

یہ ایک اور غلط فہمی ہے، جو مولوی سید ابوالحسن نے پیدا کرنی چاہی ہے ہم پھر کہیں گے کہ اولیائے کبار کے ربانی مکالمات کا جو بارش کی طرح ان پر ہوئے سرچشمہ کہاں ہے؟ اور ان کی تنقید کا کیا معیار ہے اور اس کی کیا ضمانت ہے کہ جو کچھ انہوں نے سنا وہ خود ان کے باطن کی آواز یا ان کے ماحول اور تربیت کی صدائے بازگشت یا ان کی اندرونی خواہشات اور سوسائٹی کے اثرات کا نتیجہ نہیں؟ ان سوالات کا جو جواب آپ ان کے متعلق دیں گے وہی حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں سمجھ لیجئے، کیونکہ سلسلہ وحی ولایت سے باہر ان کا کوئی دعوےٰ نہیں، اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جس کو اولیاء اللہ کے مکالمات کی تنقید کا معیار قرار دیا جا سکتا ہے، جو الہام آپ کو قرآن کریم کے خلاف نظر آئے سمجھ لیجئے کہ اس کا سرچشمہ ذاتِ ربانی نہیں ہے، اس بات کو حضرت مرزا صاحب نے اپنے اس بیان میں واضح کیا ہے کہ:۔ "اگر میرا کوئی الہام بفرضِ محال قرآن کریم کے خلاف ہو تو میں اسے مادۂ ردیہ کی طرح پھینک دوں"

اس معیار کے ہوتے ہوئے مکاشفات و مکالمات کے "قدیم مجموعوں" اور "قدیم علم الاصنام اور مصر کی فلاطونیت کے روحانی مشاہدات اور ربانی مکالمات" کے حوالے پیش کرنا ایک ایسے غلط رستہ کی طرف قدم اٹھانا ہے جو ضلالت کے سوائے اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتا، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اولیائے کبار کے الہاماتِ ربانی مصری فلاطونیت کے "ربانی مکالمات" کی طرح صنمیات اور فلسفیانہ مفروضات کی تصدیق کرتے ہیں؟ کیا ان کا سرچشمہ وہ ذاتِ باری تعالیٰ نہیں جس کی ولایت کا انہیں دعوےٰ ہے؟ کیا قرآن کریم سے ان کی تصدیق نہیں ہوتی؟ مولوی ندوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ ایسے الفاظ لکھتے ہوئے کچھ تو سوچ لیتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور کس کے متعلق کہہ رہے ہیں

(باقی بر صلا اشتہار کے نیچے)

حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے

مراتبِ عظیمہ اور مقاماتِ عالیہ کے حصول کا سبق

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولما بلغ اشدہٗ واستوٰی اٰتینٰہ حکمًا وعلمًا۔ وکذٰلک نجزی المحسنین ـــــ فقال رب انی لما انزلت الیّ من خیر فقیر ـــــ (القصص)

نماز روزہ وغیرہ عبادات کا مقصد

اس رکوع میں بعض مقاماتِ عالیہ اور مراتبِ عظیمہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو مہذب اور باخدا بنانے کے لئے نماز روزہ اور حج وغیرہ سکھلایا نماز روزہ سے ایک تو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا مقصود ہے۔ دوسری غرض انسان کا اپنے نفس پر قابو پانا اور اپنے آپ کو مہذب بنانا ہے، اگر کوئی شخص نماز روزہ اور حج وغیرہ کی ادائیگی کے بعد مہذب نظر نہیں آتا۔ اور نماز روزہ رکھنے کے بعد اپنے نفس پر قابو نہیں پا سکتا۔ تو اس نے نماز، روزہ اور حج وغیرہ عبادات کی حقیقت کو نہیں پایا۔

مسلمان کو معاملات میں دیانتداری کی تلقین

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا زور دیا ہے کہ مسلمان اپنے معاملات ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں نظر آئے کہ وہ دیانتدار اور راستباز ہے۔ حق پرست اور خدا پرست ہے قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمدن پر اور دیانت امانت کے متعلق نہایت مؤثر تلقین فرمائی ہے فرمایا لا ایمان لمن لا امانۃ لہٗ۔ سنو تمہارے ایمان و پرہیزگاری کے دعوے ختم ہو جاتے ہیں، جب تم دیانت و امانت کو چھوڑ دیتے ہو۔ کلمہ پڑھ لینا۔ قرآن کریم کی تلاوت کر لینا، نماز کا ادا کر لینا حج کا فریضہ ادا کرنا کچھ فائدہ نہیں دیتے جب تک تمہاری دکانداری، تمہاری تجارت تمہاری ٹھیکیداری اور تمہاری کارخانہ داری میں ایمانداری اور دیانتداری نظر نہ آئے۔ اور یہ معلوم ہو کہ تم اپنے کاروبار اور معاملاتِ زندگی میں ایمانداری اور دیانت و امانت کے پختہ ہو۔

دین کیا ہے؟

ہاتھ اوپر نیچے باندھنا، آمین زور سے یا آہستہ کہنا۔ پاجامہ ٹخنوں سے اوپر یا نیچے ہونے میں دین نہیں، دین تو یہ ہے کہ اپنے دین اپنے معاملات اور عہد و پیمان میں صدق اور راستبازی سے کام لو۔ جب تم اپنے قول پر قائم نہیں رہتے اور عہد کے پورا کرنے میں بے وفائی سے کام لیتے ہو تو تمہارا دین ختم ہو جاتا ہے چنانچہ فرمایا لا دین لمن لا عھد لہٗ جو شخص عہد کا پختہ نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔

بلند درجات حاصل کرنے کا ذریعہ

اس کے علاوہ بلند درجات ہیں جن کا ذکر ان آیات میں ہے جو میں نے تلاوت کی ہیں، مراتبِ عالیہ اور مقاماتِ عظیمہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتے۔ جب تک خدا تعالےٰ کی رضا پیشِ نظر نہ ہو، انسان کا مقصد نفس پرستی نہ ہو، بڑے آدمی سے ڈرتا نہ ہو اپنی خواہشات کی کمزوری کی وجہ سے جھکتا نہ ہو، خوف و ہراس کے وقت گھبراتا نہ ہو اور لالچ کے سامنے گر نہ جاتا ہو۔

جسمانی اور روحانی قوےٰ کی تکمیل

اس رکوع میں دو باتوں کا بالخصوص ذکر کیا گیا ہے تاکہ مسلمان انکو سیکھے اور اُن پر عمل کرے فرمایا ولما بلغ اشدہٗ ہم نے موسےٰ کو فرعون کے محل میں رکھا۔ اس فرعون کے محل میں جو انہیں قتل کرنا چاہتا تھا فرعون کو اُن کا خادم بنا دیا، ہر طرح کا عیش و آرام، خدم و حشم انہیں میسر تھا۔ ان کی اعلےٰ درجے کی پرورش اور تربیت ہوئی تھی اور جب وہ جوانی کو پہنچ گئے تھے جسمانی طاقت کی تکمیل کے ساتھ اٰتینٰہ حکمًا وعلمًا ہم نے ان کو فہم و عقل عطا کیا، حکمت و دانش سے بہرہ ور کیا۔ قوےٰ جسمانی کامل۔ علم کامل اور دانشمندی اور فہم و ادراک کامل طور پر حاصل ہو گیا۔ انسان وہی ہے جس کے جسمانی قوےٰ بھی صحتمند، اور روحانی اور اخلاقی اعضاء بھی صحتمند ہوں،

انبیائے کرام کو کاملینِ امتِ محمدیہ پر رشک

کذٰلک نجزی المحسنین، یہ ہمارا قانون ہے، یہ موسےٰ کے ساتھ ہی مختص نہیں ہے جو خدا کا ہو جائے ہمارا سلوک اس کے ساتھ ایسا ہی ہوگا۔ ہم اسی طرح اسے اجر دیں گے۔ اس قانون کی شہادت ان برگزیدہ لوگوں کے حالات سے ملتی ہے، جن کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان فی امتی رجالا یغبطھم الانبیاء میری امت میں ایسے ایسے لوگ ہوں گے کہ نبی بھی ان پر رشک کریں گے یعنی ان کو قربِ خداوندی اور مقام خاص حاصل ہوگا جس پر نبیوں کو رشک ہوگا پس یہ اجر حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ ہی ختم نہیں کر دیا بلکہ جو بھی اس قسم کا انسان ہوگا۔ کذٰلک نجزی المحسنین اس کے لئے خدا کی جناب میں انعامات و مقامات ہیں۔

حق کی حمایت اور مظلوم کی امداد

آگے اُن کے احوال بیان کئے ہیں کہ حضرت موسےٰؑ نے حق کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔ فرمایا ودخل المدینۃ علٰی حین غفلۃ من اھلھا فوجد فیھا رجلین یقتتلٰن۔ موسےٰ علیہ السلام رات یا دوپہر کو شہر کا حال دیکھنے کے لئے نکلے۔ وہاں کوئی چہل پہل نہ تھی۔ سب جگہ سکوت طاری تھا۔ لوگ آرام کر رہے تھے۔ دیکھا کہ دو آدمی لڑ رہے ہیں۔ ھٰذا من شیعتہٖ وھٰذا من عدوہٖ ایک شخص ان کی اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا جو غلام اور محکوم تھی۔ دوسرا حاکم قوم کا آدمی تھا۔ وہ اس غلام قوم کے آدمی پر ظلم کر رہا تھا۔ فاستغاثہ الذی من شیعتہٖ علی الذی من عدوہٖ۔ موسیٰؑ کو دیکھ کر مظلوم نے دہائی دی دیکھئے جناب میں ناحق مارا جا رہا ہوں میری فریاد سننے والا کوئی نہیں، حضرت موسےٰؑ کے دل میں درد پیدا ہوا اور وہ فوراً مظلوم کی امداد کے لئے آمادہ ہو گئے۔ فوکزہٗ موسٰی فقضٰی علیہ۔ حضرت موسیٰؑ نے اس حاکم قوم کے آدمی کو مکہ مارا جس سے وہ مر گیا، اس پر انہوں نے کہا ھٰذا من عمل الشیطٰن یہ شیطانی فعل تھا جو تم نے کیا۔ کہ ایک غریب کو مار رہے تھے اس کا نتیجہ تم نے پا لیا۔

مظلوم کی امداد کرنے میں حضرت موسےٰؑ نے اپنے نقصان کی پروا نہ کی

حضرت موسےٰؑ کی بجائے کوئی عقل کا مارا ہوا چھوٹے دل کا انسان ہوتا تو فریاد کرنے والے کی بات پر توجہ بھی نہ کرتا اور خیال کرتا کہ میری بلا سے، اگر وہ میری قوم میں سے ہے تو کیا ہوا۔ میں کیوں اس غریب کی حمایت کر کے حکام کی دشمنی مول لوں، مجھ سے فرعون ناراض ہو جائے گا۔ مجھے محل چھوڑنا پڑے گا۔ میرا آرام و آسائش جاتا رہیگا۔ لہٰذا چھوڑو انہیں اپنے حال پر۔ کس مصیبت میں پڑتے ہو لیکن نہیں حضرت موسےٰؑ نے ایسا نہیں کیا۔ وہ حق پرست انسان تھا اسے اپنے نقصان اور فائدہ کی پرواہ نہیں تھی نہ اس رنگ میں کبھی سوچا بلکہ حق کی حمایت اپنے مدِنظر رکھی اور مظلوم کی دادرسی اور فریادرسی کے لئے تیار ہو گئے اور ظالم آدمی کو جو حاکم قوم میں سے تھا مکہ مار کر وہیں ڈھیر کر دیا۔ یہ حکومت کو چیلنج دینا ہے جو آسان کام نہیں، محل کی رہائش، آرام، آسائش، خوانِ نعمت، لباسِ فاخرہ اور سواریاں ان سب کو جواب دینا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی دُعا کہ حکومت کا پُرزہ نہ بنوں

لیکن ان سب چیزوں سے لاپرواہ ہو کر فرمایا رب بما انعمت علیّ فلن اکون ظھیرًا للمجرمین مولا! تیرا بڑا احسان ہے تو نے مجھ پر انعام کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نہ ہو کہ میں مجرموں کی پشت پناہی کروں اور ظالم حکومت کا پرزہ بن کر رہ جاؤں۔ بما انعمت علیّ تو نے مجھے عرفان بخشا ہے اور ظاہری کے تمام پردے ہٹا دیے ہیں مجھے تیری رضا کے سوا اور کسی چیز

www.aaiil.org

کی ضرورت نہیں ہے۔

پیغمبر کی بشریت

لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ میں نے مظلوم کی حمایت کرتے ہوئے حاکم قوم کے ایک فرد کو مارا ہے اس نتیجہ میں ایک تو مجھے شاہی محل اور ہر طرح کے آرام اور آسائش سے محروم ہونا پڑے گا، دوسرے مجھے سزا کے لئے بھی تیار رہنا پڑیگا۔ چنانچہ اس خوف سے کہ پکڑے جائیں اور رسوائی ہوگی فاصبح فی المدینۃ خائفا یترقب اگلے دن ڈرتے ڈرتے شہر میں گئے۔ یہاں یہ کیوں لکھا ہے خائفا اس لئے کہ پیغمبر کا دل اور جسم بھی ہمارے آپ کے دل اور جسم کی طرح ہوتا ہے۔ وہ بھی ہماری طرح کا انسان ہوتا ہے پیش آنے والی مصیبت کے وقت ہماری طرح کا خوف اسے بھی دامنگیر رہتا ہے، ہم جیسی ضروریات اسے بھی لاحق ہوتی ہیں، یہ تقاضا بشری ہے، پیغمبروں کے دل پتھر نہیں ہوتے کہ ان میں احساس نہ ہو، چنانچہ حضرت موسیٰؑ کو خوف لاحق ہے کہ اب کیا حال ہوگا ایک طرف باوجود اس کے کہ حاکم قوم کا آدمی اُن کے ہاتھ سے مرجاتا ہے وہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں ربّ بما انعمت علیّ اے اللہ تو نے جو مجھ پر انعام کیا۔ فلن اکون ظہیراً للمجرمین اس کا نتیجہ یہ نہ ہو کہ میں مجرموں کی پشت پناہی کروں اور ظالم سلطنت کا پرزہ بن کر زندگی بسر کردوں، اور دوسری طرف بشریت کیوجہ سے انہیں خوف بھی لاحق ہے۔

فرعونیوں کا ارادۂ قتل اور حضرت موسیٰؑ کی ہجرت

چنانچہ لوگوں میں چرچا ہوگیا کہ فرعون کے محل میں رہنے والا بے وفا نکلا ہے اندر سے یہ اسرائیلیوں کا ہی خیرخواہ ہے سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ اس بے وفا انسان کو قتل کر دیا جائے فخرج منہا خائفا یترقب قال ربّ نجنی من القوم الظلمین۔ وطن چھوڑ کر نکل جاتے ہیں لیکن ساتھ ہی خوف بھی لاحق ہے اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے ہیں کہ کوئی آتو نہیں رہا۔ یترقب کا لفظ قابل غور ہے پیچھے مڑ مڑ کر دیکھنا انتظار کرنا کہ مجھے گرفتار کرنے کے لئے کوئی شخص آتو نہیں رہا، تمام لوازمات بشریت ان کے ساتھ ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے جوانمردی دکھانا کوئی قیمت رکھتا ہے۔

دوران ہجرت میں حضرت موسےٰؑ کی دُعا

ولما توجہ تلقاء مدین جب مدین کا رخ کیا تو راستہ میں انہوں نے دُعا کی۔ قال عسٰی ربّی ان یہدینی سواء السبیل۔ اے مولا کریم مجھے اچھے راستہ پر چلا۔ یہ محل یہ تخت۔ یہ رعب و داب، یہ شان و شوکت، یہ خدم و حشم، یہ لباس اور یہ اکل و شرب مجھے نہیں بھاتے۔ مجھے تو تیری رضا کا رستہ پسند ہے تو مجھے اس راستہ پر چلا۔

مویشیوں کو پانی پلانے کا حقیر کام

ولما ورد ماء مدین جب مدین کے کنوئیں پر پہنچے وجد علیہ امۃ من الناس یسقون تو دیکھا کہ اس قوم کے لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے ہیں، دوسری طرف دیکھا ووجد من دونہم امراتین تذودٰن دو عورتیں دُور کھڑی اپنے مویشیوں کو روک رہی ہیں کہ پانی کی طرف نہیں جانا، مویشی جب پانی کو دیکھتے ہیں تو اس طرف زور سے جانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ دو عورتیں بڑی طاقت سے انہیں روک رہی ہیں قال ما خطبکما حضرت موسیٰؑ انکے پاس گئے اور کہا کیا وجہ ہے کہ آپ ایسا کر رہی ہیں، قالتا لا نسقی حتّی یصدر الرعاءُ۔ انہوں نے کہا کہ ہم پانی نہیں پلا سکتیں جبتک کہ یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی نہیں پلا کر ہٹ جاتے اور ساتھ ہی یہ واضح کرنے کیلئے کہ ہم عورتیں ہوکر پانی کیوں پلانے آئی ہیں کہا کہ ابونا شیخ کبیر ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے وہ نہیں آسکتا تو ہمیں مجبوراً آنا پڑا۔ مگر جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی نہیں پلا لیتے ہم اس کنوئیں پر نہیں جاسکتیں۔ عزت بڑی چیز ہے اپنی عزت کو بچانے کے لئے ہم یہاں کھڑی ہیں۔ اس پر حضرت موسےٰؑ نے کہا ٹھہرو میں تمہارے مویشیوں کو پانی پلاتا ہوں پہلے بھی ایک خطرناک کام کر چکے ہیں۔ اب یہ دوسرا کام — ادنیٰ اور حقیر کام کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ محلات کا رہنے والا دوسروں کے مویشیوں کو پانی پلانے سے دریغ نہیں کرتا فسقٰی لہما۔ اُن لڑکیوں کی خاطر ان کے مویشیوں کو پانی پلا دیا

حضرت موسےٰؑ کا ایک اور عرفان

معلوم ہوتا ہے کہ وہ کنواں دھوپ میں ہے اور پانی پلاتے پلاتے خود پسینہ پسینہ ہوگئے اس لئے اب سائے کی تلاش میں ہیں۔ ثم تولّٰی الی الظلّ پھر دھوپ سے بچنے کے لئے سائے میں آگئے۔ اس وقت پھر عرفان ہوا۔ اور ایک جملہ منہ سے نکلا ربّ انی بما انزلت الیّ من خیر فقیر اے مولا! تیری جناب سے میرے اُوپر کیا احسان ہے، یہ کیا لذت اور سرور ہے جو مجھے یہاں درخت کے سائے کے نیچے نصیب ہوئی ہے۔ ایسی لذت تو مجھے محل کی رفیع الشان منزلوں میں نصیب نہیں ہوسکی میں محل میں ہی اعلیٰ درجہ کا کام نہ کرسکتا تو باہر آکر سکتے ہیں، وہاں سوائے کھانے پینے اور سونے کے کیا کام ہے۔ یہ درخت محل سے کہیں بہتر ہے۔ یہ تیری نعمت ہے جو تو نے مجھ جیسے محتاج کو عنایت فرمائی۔

حضرت موسیٰؑ کی فطرت سلیم کا نقشہ

ان واقعات میں حضرت موسیٰؑ کی فطرت سلیم کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ انہوں نے مشکل سے مشکل کام بھی کیا اور اپنے عیش و آرام کو ایک غریب اور مظلوم کی حمایت میں قربان کر دیا۔ اور ادنیٰ سے ادنیٰ کام کرنے میں بھی کوئی کسر شان محسوس نہ کی اور نہ حق پرستی کے سامنے بادشاہ اور محل کی آسائش کی کچھ پرواہ کی۔ اور نہ کمزور عورتوں کی تکلیف کو محسوس کرنے اور ان کے مویشی کو پانی پلانے کے ادنیٰ کام سے ہچکچائے یہ وہ مقامات عالیہ اور درجات رفیعہ ہیں جو حضرت موسےٰؑ کو حاصل ہوئے۔

حضور نبی کریم صلعم کی تلقین

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو ایسے اخلاق فاضلہ سے آراستہ کرنا چاہتے ہیں چنانچہ فرمایا:- انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میرا مقصد تو ملک کی بہتری اور قوم کے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کرنا ہے۔ میں تو اخلاق کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔ اور فرمایا تغیثوا الملہوفین تم مظلوموں کی مدد کیا کرو۔ اور واھدوا الضالین۔ بھولے بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھلایا کرو، اور سنو۔ انصر اخاک ظالماً او مظلوماً اپنے بھائی کی مدد کیا کرو۔ خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے پوچھا حضورؐ ہمارا بھائی مظلوم ہوگا تب تو ہم بیشک مدد کریں گے مگر ظالم کی امداد کے کیا معنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارا کوئی بھائی ظلم کرنے لگے تو اس کا ہاتھ پکڑ لو اسکو ظلم کرنے سے روک دو یہ اس کی امداد ہے۔

قومی عصبیت کے خلاف نبی کریم صلعم کے ارشادات

حضورؐ نے فرمایا کہ میں قومی عصبیت سکھلانے نہیں آیا۔ لیس منی من دعٰی الی عصبیۃ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی وجہ سے اپنے ہوا حمایت کے لئے اپنی قوم کے لوگوں کو بلاتا ہے کسی نے کہا پھر عصبیت کے معنے سمجھا دیجئے۔ تو فرمایا من العصبیۃ ان ینصر الرجل قومہ علی الظلم جب تیری قوم کا آدمی ظلم کرے تو تم اس کی مدد کرو یہ عصبیت ہے۔ فرمایا لیس منا من قاتل لعصبیۃ جو شخص قومی پچھ کی وجہ سے جہاد کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔ اور مارا گیا تو وہ شہید نہیں۔ ایک آدمی جنگ میں مارا گیا، صحابہ کرامؓ نے بڑے زور سے مبارکباد دی ھنیئاً لک الشھادۃ تجھے شہادت مبارک ہو تو آپؐ نے فرمایا یہ کوئی شہادت نہیں، ان الشملۃ التی اخذھا من مغانم خیبر لتشتعل علیہ ناراً خیبر کی جنگ میں مال غنیمت میں سے ایک چادر اس نے اٹھالی تھی وہ آج اس کے اوپر آگ کی چادر بن کر شعلہ زن ہوگی۔

جہاد اور قربانیاں رضائے الٰہی کے لئے

فرمایا ایسا شخص جو شجاعت، غیرت، و حمیت یا دکھلاوے کے لئے جہاد کرتا ہے وہ فی الحقیقت جہاد کا فرض ادا نہیں کرتا۔ رجل یقاتل شجاعۃ ورجل یقاتل حمیۃ ورجل یقاتل ریاءً ان تینوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کی لڑائی کو جہاد فی سبیل اللہ کہا جاسکے۔ جہاد اس شخص کا ہے من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا۔ جو اس لئے لڑتا ہے کہ خدا کا نام بلند ہو۔ ایسا شخص شہید ہے، جو نہ شہرت کے لئے، نہ حمیت کے لئے اور نہ ریا و دکھلاوے کے لئے جنگ کرے فرمایا، محض رضاء الٰہی کے لئے جدوجہد کرو، قربانیاں کرو اور مصائب برداشت کرو، عصبیت کے لئے نہیں۔

قومی عصبیتیں اور رسول اللہ صلعم کی اخلاقی بندیاں

عصبیت کی باتیں آج بھی پٹھانوں اور راجپوتوں میں ہیں، انگریزوں اور جرمنوں وغیرہ وغیرہ میں ہیں لیکن یہ

(باقی صـ۱۰ پر)

www.aaiil.org

زلزلے سیلاب اور ان کا حقیقی علاج

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے (مسیح موعود)

مرزا معصوم بیگ صاحب

من اھتدیٰ فانّما یھتدی لنفسہٖ ومن ضلّ فانّما یضلّ علیہا۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ وما کنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولا ـــــ سورۃ ھود

ان آیاتِ مقدسہ میں اللہ تعالےٰ نے ایک بہت بڑا اصول بیان فرمایا۔ ہے کہ جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے اور سیدھی راہ پر چلتا ہے۔ اس میں اس کا اپنا ہی فائدہ ہے اللہ تعالےٰ کو اس سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور نہ کسی اور شخص کو۔ اور جو شخص گمراہی کا راستہ اختیار کرتا ہے اور اسے چھوڑتا نہیں تو اس گمراہی کا وبال اس کی اپنی جان پر پڑیگا اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا اور نہ کسی دوسرے شخص کا کچھ نقصان ہے۔ اور ایک بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ہر ایک کو اپنا اپنا بوجھ اٹھانا ہوگا۔ (اس میں عیسائیت کے مسئلہ کفارہ کی کس خوبصورتی سے تردید کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خداوند مسیح تمام دنیا کے گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا کر لے گیا۔) پھر اگلی آیت میں ایک ETERNAL LAW ایک بہت بڑا اصول بیان کردیا۔ ما کنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولا ہم کسی ملک اور کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک ان کی طرف کوئی ڈرانے والا نہ بھیج لیں جو آنے والے عذاب سے انہیں متنبہ کرے۔

اخبار بین حضرات اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ آج کل دنیا کے ہر گوشہ سے تباہی، بربادی اور موت کی خبریں آرہی ہیں۔ کہیں تو زلزلوں کے قیامت جھٹکوں سے آن کی آن میں بے شمار اہل دنیا صفحۂ ہستی سے مٹ رہے ہیں۔ کہیں سمندری طوفان اردگرد کی زمین اور اس پر بسنے والوں کو نیست و نابود کر رہا ہے۔ کہیں ندی نالے طغیانی میں آکر تباہی اور بربادی کا ہولناک منظر پیش کر رہے۔ کہیں بیماری وبائی صورت اختیار کر رہی ہے۔ کہیں کچھ ہے۔ کہیں کچھ۔ غرضیکہ دنیا ایک شدید قسم کے عذاب میں مبتلا نظر آتی ہے۔ اور یہ تمام واقعات کوئی موجودہ وقت کے اتفاقیہ حادثات نہیں۔ بلکہ یہ زمینی اور آسمانی آفات عرصہ آٹھ دس سال سے برابر چلی آرہی ہیں۔ اور ہر سال کے عذاب کی شدت گذشتہ سال سے بدرجہا زیادہ طاقتور اور تباہ کن ہوتی ہے۔ ہم نے اپنے ملک میں یہ نظارہ دیکھا ہے کہ ...... IRRIGATION DEPT کے بڑے بڑے ماہر بادو کے خطرناک مقامات پر بہت روپیہ خرچ کرکے بند باندھتے ہیں اور گورنمنٹ کو اور لوگوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم نے سیلاب کی روک تھام کرلی ہے اور اب کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن جب اگلا سیلاب آتا ہے جو تیزی اور تندی میں پہلے سیلاب سے بہت بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے تو یہی انجنیئر اپنے بنائے ہوئے بندوں کو اپنے ہاتھوں سے ڈائنامیٹ لگا کر توڑتے ہیں۔ حضرت امام وقت نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

غرض رکتے نہیں خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

میں عرض کر رہا تھا کہ زلازل اور سیلاب اور طوفانوں نے عرصہ دس سال سے اس زمین پر تباہی اور بربادی کا میدان بہت خطرناک پیمانہ پر گرم کر رکھا ہے۔ اور حضرت انسان جس کو اپنی ایٹمی طاقت اور سائنس اور فلسفہ پر اس قدر ناز ہے ان آفات کا کوئی سدّباب نہیں کرسکتا چند دن ہوئے اخبار سول ملٹری گزٹ پڑھ رہا تھا۔ اس میں ایک انگریز MR. JACK APPEL نے ایک مضمون لکھا جس کی سرخی تھی "QUAKES AND TIDAL WAVES." یعنی زلزلے اور سمندری طوفان۔ اس مضمون کی تمہید اس نے یوں شروع کی کہ موجودہ زمانہ میں حضرت انسان نے اس قدر طاقت اور ترقی حاصل کرلی ہے کہ وہ نہ صرف پرندوں کی طرح ہوا میں اڑتا پھرتا ہے بلکہ وہ OUTER SPACE. یعنی فضائے آسمانی کو فتح کرنے اور بڑے بڑے اجرام فلکی پر اپنا جھنڈا نصب کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اپنی تمام سائنٹیفک طاقت کے باوجود وہ زلزلہ اور طوفان پر قابو نہ پاسکا جو قدرت کی طرف سے بہت بڑے پیمانہ پر موت کا پیغام لے کر آتے ہیں۔ پھر لکھتا ہے کہ ان زلزلوں سے جو قوت اور FORCE خارج ہوتی ہے وہ اس طاقت کے برابر ہوتی ہے جو ان میں بیس کلوٹن کے ایٹم بموں سے خارج ہوتی تھی جو گذشتہ جنگ عظیم میں چلائے گئے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ امریکہ کے جرنیل میکارتھر نے جب ایک ایٹم بم جاپان کے شہر ہیروشیما پر اور دوسرا بم ناگاساکی پر پھینکا تو ان لوگوں کی کیا حالت ہوئی تھی۔ جاپان نے اسی وقت میکارتھر کے سامنے ہتھیار رکھ دیئے اور منت کی تھی کہ ان پر اور ایٹم بم نہ گرایا جائے۔ مضمون کے خاتمہ پر مسٹر APPEL اہل دنیا کو ایک خوشخبری بھی دیتا ہے۔ کہ امریکہ کے سائنسدان ایک ایسا آلہ ایجاد کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جو زلزلہ آنے کی قبل از وقت اطلاع دے گا۔ یعنی جس طرح بیرومیٹر قبل از وقت بتلا دیتا ہے کہ آج بارش ہوگی۔ یا گرد وغبار کا طوفان آئے گا۔ یا مطلع صاف رہے گا۔ اسی طرح یہ آلہ بھی قبل از وقت بتلائیگا کہ فلاں وقت زلزلہ آئے گا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ امریکہ اس کام کے لئے لاکھوں ڈالر خرچ کر رہا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر امریکہ کے سائنسدان ایسا آلہ ایجاد کرنے میں کامیاب ہو بھی گئے تو خلقِ خدا کو کس قدر فائدہ پہنچے گا۔ صرف اتنا ہی نا کہ فلاں وقت زلزلہ آنے گا اس لئے اپنے بچاؤ کا انتظام کرلو۔ لوگ سراسیمہ ہوکر میدانوں اور جنگلوں کو بھاگ جائیں گے۔ اور پیچھے ان کے شہر اور قصبے زلزلہ کی نذر ہوجائیں گے۔ واپس آکر مکانات کی ازسرِ نو تعمیر شروع ہوگی لیکن اگر یہ زلزلوں کا سلسلہ لگاتار جاری رہا تو کتنی دفعہ بھاگیں گے اور کتنی دفعہ واپس آکر شہروں کو تعمیر کریں گے۔ مزہ تو تب تھا کہ کوئی ایسا آلہ ایجاد کرتے جس کی مدد سے زلزلوں اور طوفان کا آنا روکا جاسکتا اور دنیا تباہی اور بربادی سے بچ جاتی۔

میں ذکر کر رہا تھا کہ دنیا کے ہر گوشے سے موت اور تباہی و بربادی کی خبریں عرصہ آٹھ دس سال سے برابر آرہی ہیں۔ اور کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ ایک عالمگیر قسم کے آسمانی عذاب نے اس دنیا کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ تقریباً پانچ سال ہوئے لاہور کے ایک مشہور اخبار نے سیلاب کے ہولناک منظر کو بایں الفاظ پیش کیا تھا:۔

"اس وقت پنجاب کے مختلف اضلاع۔ خصوصاً لاہور، شیخوپورہ، سیالکوٹ میں دریائے راوی کی انتہائی خوفناک اور اپنی نوعیت کی ہولناک ترین طغیانی کی وجہ سے قیامت صغریٰ کی سی کیفیت بپا ہے۔ خوف اور سراسیمگی ہی نہیں بلکہ ایک دردناک عذاب اور کڑی آزمائش ہے جس نے لاکھوں انسانی جانوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں کئی لاکھ افراد بے خانماں ہوچکے ہیں۔ متعدد انسانی جانیں اور مویشیوں کی ایک کثیر تعداد تیز و تند موجوں کی نذر ہو چکی ہے۔ ہزاروں میل کے وسیع و عریض رقبہ میں راوی کی بپھری ہوئی لہریں ہر قسم کی انسدادی امداد کو بری طرح ناکام کرتی ہوئی ایک انتہائی خوفناک منظر پیش کر رہی ہے۔ شہروں کے شہر اور بستیوں کی بستیاں تاراج ہوچکی ہیں۔ انسانی آبادی کی یہ کیفیت بے حد ہیجان خیز اور اضطراب انگیز ہے۔ سیلاب زدگان کے انخلا کا کوئی انتظام

ممکن نہیں رہا ہے۔ انسانوں کی ہلاکت سے محفوظ رہنے کیلئے کوئی سعی وجدوجہد کرنا کسی کے بس کی بات نہیں.... تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اگر بندگی رب کے زبانی دعووں کے علی الرغم انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ہر گوشہ بغاوت و نافرمانی کی شہادت دے رہا ہو۔ تو ایسی خطا کار قومیں بار بار عتاب الہٰی کا سامنا کرنے پر مجبور ہوتی ہیں"

(اخبار تسنیم۔ لاہور۔ ۹۔ اکتوبر ۱۹۵۵)

اس شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ :۔

(۱)۔ یہ سیلاب ایک قیامت صغریٰ تھا۔

(۲)۔ انسانی جدوجہد اس عذاب سے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔

(۳)۔ یہ سیلاب ایک طوفان عظیم تھا۔

(۴)۔ ایسے عذاب الہٰی خطاکار اور نافرمان قوموں پر نازل ہوا کرتے ہیں۔

یہ امر اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیئے کہ آسمانی عذاب جو انسان پر نازل ہوتا ہے وہ اُس کی اپنی پیدا کردہ چیز ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کو قطعاً کوئی خوشی نہیں ہوتی ہے کہ انسان عذاب میں مبتلا ہو کر طرح طرح کے مصائب کا شکار ہو۔ عذاب دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک طبعی عذاب اور ایک شرعی عذاب۔ اللہ تعالےٰ نے اس مادی عالم کے لئے کچھ قوانین مقرر کر رکھے ہیں جن کو انگریزی میں LAWS OF NATURE کہتے ہیں۔ ان قوانین کی خلاف ورزی کرنے سے بھی ایک عذاب پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص آگ میں ہاتھ ڈالتا ہے اور وہ اپنی جان پر ایک عذاب وارد کرتا ہے۔ یا ایک قوم ان اصولوں کو نظر انداز کر دیتی ہے جو اللہ تعالےٰ نے اس مادی عالم میں ترقی اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے بنائے ہیں۔ تو وہ قوم تنزل کے گڑھے میں گر جاتی ہے اور بالآخر صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہے۔ قرآن کریم قوموں کے عروج اور زوال کی تاریخ سے بھرا پڑا ہے یہ بھی ایک طبعی عذاب ہے جو اقوام پر نازل ہوتا ہے۔

اور شرعی عذاب اس وقت آتا ہے جب لوگ خدا تعالیٰ کے کسی مامور کی تکذیب کرتے ہیں اور اس کی آواز حق کو دبانے اور اس کے مشن کو مٹانے کے لئے اپنا پورا زور صرف کرتے ہیں۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ہم کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک اُن کی طرف اپنا کوئی رسول نہ بھیج لیں جو ان لوگوں کو آنے والے عذاب سے ڈرائے۔ اس طرح سے اُن پر اتمام حجت کی جاتی ہے اور اگر وہ لوگ اپنی اصلاح نہ کریں بلکہ تکذیب اور انکار میں بڑھتے چلے جائیں گے تو پھر ان کی تباہی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور اُن پر آسمانی عذاب کا نزول شروع ہوتا ہے۔ اور اس عذاب کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ اُس کے متعلق پہلے سے پیشگوئیوں میں خبر دے دی جاتی ہے۔ اور یہ عذاب وقفہ وقفہ کے بعد آتا ہے تاکہ جو لوگ عذاب کے ان متواتر جھٹکوں سے بیدار ہو سکیں وہ بیدار ہو جائیں اور کلی تباہی سے بچ جائیں۔

یہ زمانہ جس میں سے ہم گذر رہے ہیں ایک نہایت ہی خطرناک زمانہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی کا انکار۔ اور اس کے احکام کی خلاف ورزی۔ بے حیائی۔ بیدینی اور گمراہی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ کمیونسٹ کہتا ہے کہ خدا کوئی نہیں۔ اور اگر کوئی ہے تو اسے قتل کر دینا چاہیئے جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے تو پھر یہ بھی ضروری ہو گیا ہے کہ اہل دنیا پر عذاب نازل کیا جائے تاکہ وہ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کریں اور گناہ آلود زندگی اور نافرمانی سے باز آ جائیں لیکن اللہ تعالےٰ کا قدیم سے یہ قانون چلا آتا ہے کہ وہ کسی ملک یا کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک کہ کسی ڈرانے والے کو اُن کی طرف بھیج نہ لے۔ چنانچہ وہ ڈرانے والا۔ اہل دنیا کو آنے والے عذاب سے متنبہ کرنے والا آیا۔ وہ ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ۔ مسیح موعود مہدی معہود۔ مجدد صدی چہاردہم۔ حضرت اقدس نے اہل دنیا کو آنے والے عذاب سے ڈرایا۔ لیکن بدقسمت دنیا نے آپ کی آواز پر کان نہ دھرا اور عذاب الہٰی کو اپنے اُوپر وارد کر لیا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی وارننگ کو پھر دوہرایا کہ:۔

"میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا"

یہ وعدہ خدائے ذوالجلال والاکرام کا وعدہ ہے جو یقیناً پورا ہو کر رہے گا اور پورا ہو رہا ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے تقریباً ۳۰ سال تک اہل دنیا کو عموماً اور اپنی مسلمان قوم کو خصوصاً سمجھانے اور نیکی اور تقوےٰ کی راہ پر لانے کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن قوم نے آپ کی تکذیب کی۔ حضرت اقدس نے وہ تمام الہامات جن میں آنے والے عذاب کی پیش از وقت خبر دی گئی تھی اپنی کتابوں اور رسالوں اور اخباروں میں متواتر شائع کئے اور دنیا نے ان کو پڑھا۔ اُن میں سے صرف چند الہامات جن میں موجودہ زلزلوں اور سیلابوں کی خبر دی گئی تھی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

(۱) قُلْنَا يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي۔

(ترجمہ)۔ اے زمین تو اپنا پانی نگل لے اور اے بارش تو تھم جا۔ اس میں یہ خبر دی گئی تھی کہ طوفان نوح کی طرح ایک سیلاب آئے گا اور پھر بند ہو جائے گا۔ یہ الہام اخبار بدر میں یکم مئی ۱۹۰۳ء کو شائع کیا گیا تھا اور اس کی تشریح بھی کر دی تھی۔ فرمایا :۔

(۲) سونے والو جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلے سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سر راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

(بدر ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۵ء)

(۳) الہام ہوتا ہے :۔

"میں آسمان سے تیرے لئے برساؤنگا اور زمین سے نکالوں گا۔ پر جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے۔ صحن میں ندیاں چلیں گی۔ اور سخت زلزلے آئیں گے" (بدر ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۶ء)

(۴) رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا۔ اے خدا منکروں میں سے زمین پر بسنے والا کوئی نہ چھوڑ۔ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے جو قرآن کریم کے الفاظ میں حضرت مسیح موعود پر الہاماً نازل ہوئی۔ اور آپ نے اس خوفناک خبر کو بھی اخبار بدر ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء میں شائع کیا۔

(۵)۔ حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں :۔

"مجھے دکھایا گیا کہ ملک میں بہت غفلت اور گناہ اور شوخی پھیل گئی ہے اور لوگ تکذیب سے باز آنے والے نہیں جب تک خدا اپنا قوی ہاتھ نہ دکھلائے"

بعد اس کے الہام ہوا :۔

۱۔ ان شہروں کو دیکھ رونا آئے گا۔

۲۔ وہ قیامت کے دن ہوں گے۔

۳۔ زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی

۴۔ ایک ہولناک نشان۔

(بدر ۱۲ مئی ۱۹۰۷)

حضرت مرزا صاحب نے ان تمام الہامات کو پیش نظر رکھکر جن میں عذاب الہٰی کی خبر دی گئی تھی اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۵۶ پر لکھا ہے :۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہ ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو

ملیگا و ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہو گا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنی خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت تک مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وما کنّا معذّبین حتّی نبعث رسولا۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہو گا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے کہ وہ وقت دور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی اماں کے نیچے سب کو جمع کر دوں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ "

سُن لیا آپ نے؟ امریکہ کا سائنسدان اگر اس آلہ کے ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گیا تو صرف اتنا ہی بتا سکے گا کہ زلزلہ آنے والا ہے۔ خبردار ہو جاؤ۔ لیکن یہ SPIRITUAL SEISMOLOGIST یعنی روحانی سائنسدان۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب جو نہ مادی سائنس جانتا ہے نہ انگریزی زبان سے واقف ہے۔ خدا تعالےٰ سے علم پا کر ہمیں قبل از وقت نہ صرف زلزلوں، سیلابوں اور دیگر آسمانی اور زمینی آفات کے آنے کی خبر دیتا ہے بلکہ یہ بھی بتلاتا ہے کہ اُن کا آنا کس طرح سے روکا جا سکتا ہے۔ فرمایا:۔

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
کیوں نہ آویں زلزلے تقوےٰ کی راہ گم ہو گئی
اِک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے
کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کیں
زندگی اپنی تو اُن سے گالیاں کھانے کو ہے
اس لئے اب غیرت اس کی کچھ تمہیں دکھلائے گی
ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلانے کو ہے

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن
غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن
وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشاں کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن
وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن

میں ساری دنیا کو عموماً اور مسلمان قوم کو خصوصاً مخاطب کر کے متنبہ کرتا ہوں کہ:۔

حضرت مرزا غلام احمد بلا شک و شبہ خدا تعالیٰ کے مامور ہیں۔ ان کی تکذیب چھوڑ دو اگر اس عذاب الٰہی سے بچنا چاہتے ہو۔ حضرت اقدس اس نافرمان اور بھٹکی ہوئی دنیا کو اللہ تعالےٰ کی طرف بلاتے ہیں اور انہیں نیکی اور تقوےٰ کی راہ پر قائم کرنا چاہتے ہیں جو حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بتلائی ہوئی راہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمد

یعنی میں کسی دوسرے استاد کا نام نہیں جانتا میں تو صرف حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے مکتب کا طالب علم ہوں۔

جس وقت اہلِ دنیا آپ کی آواز پر لبیک کہیں گے اور آپ کے گرد جمع ہو کر خدا کے حضور گر جائیں گے۔ اُس وقت یہ زلزلے اور طوفان بند ہو جائیں گے۔ حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی نافرمان قوم کا واقعہ قرآن کریم اور بائبل دونوں میں لکھا ہوا موجود ہے۔ اس قوم نے اس نسخہ پر عمل کیا تھا اور خدا کے حضور گر گئے تھے۔ تو وہ عذاب جو چالیس دن کے اندر اُن پر آنے والا تھا رُک گیا تھا۔ اسی لئے امام الوقت نے فرمایا ہے:۔

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر گذشتہ رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سالقہ بقایا میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تا کہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں انکا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ر ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء تک اُن کی طرف سے کوئی ہدایت نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء کو اُن کے نام کا وی پی ارسال کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہو گا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو بلا وجہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو انکے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہو گا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(منیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۲۳۱	۶	۲۱۴۸	۶
۲۸۲	۶	۲۱۶۴	۶
۲۸۳	۶	۲۱۶۵	۶
۹۳۲		۲۱۷۲	۶
۹۵۴	۶	۲۱۷۳	۶
۱۰۴۳	۶	۲۱۷۴	۶
۱۰۴۸	۶	۲۱۷۵	۶
۲۰۰۷	۶	۲۱۷۶	۶
۲۰۳۸	۶	۲۱۶۷	۶
۲۱۱۵	۶	۲۱۷۷	۶
۲۱۲۷	۶	۲۱۸۰	۶
۲۱۲۸	۶	۲۱۸۲	۶
۲۱۳۲	۶	۲۱۸۷	۶
۲۱۴۲	۶	رعایتی	
۲۱۴۷	۶	۳۰	۴

www.aaiil.org

تحریکِ تجدید و احیائے اُمّت

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

(۲)

ازدہِ دیں پروری آمد خروج اندر نخست
باز چوں آید بپایاں ہم ازیں رد یا یقیں

اس مضمون کی قسط اوّل میں میں نے مؤقر جریدہ "ذفاق" کے لٹل پیپر کے مضمون :-

"اصلاح و تعمیر کی مہم کیسے سر کی جائے"

سے عیاں طور پر ثابت کر دیا ہے کہ آج مسلمان قوم کا سنجیدہ و فہمیدہ بہی خواہ طبقہ قومی ترقی کے جس پروگرام کا قائل ہو رہا ہے وہ بعینہٖ وہی ہے جسے حضرت مجدّدِ وقت نے نہ صرف بتلایا بلکہ ایک جماعت کو اپنی زندگی میں اس پر یہاں تک کاربند کر گئے کہ ۱۹۱۳ء میں علامہ اقبال نے بھی علیگڑھ میں یہ فرمایا

"اگر ٹھیٹھ اسلامی تہذیب کا نمونہ اس زمانہ میں
ملاحظہ کرنا ہو تو وہ تمہیں آج اس فرقہ میں
ملے گا جو قادیان میں پیدا ہوا ہے"

علامہ اقبال نے جب ۱۹۳۵ء میں مخالفت کی تو تب بھی اپنے اس بیان کو کبھی غلط قرار نہیں دیا اور یہ غلط ہو بھی کیونکر سکتا ہے جبکہ واقعات پر مبنی ہے۔ اس تعلق میں مجھے یہ دکھلانا ہے کہ جیسا کہ اب مسلّم طور پر مانا جا رہا ہے نہ صرف اصلاحی و تعمیری پروگرام وہی صحیح ہے جس پر جماعت احمدیہ کو اس زمانہ میں گامزن کیا گیا تھا بلکہ یہ کہ احیائے امت کا صحیح ولولہ اور اس کے ماتحت جو جو قدم ترقی و تعمیر کا اُٹھا ہے وہ تمام اسی اسلامی تعلیم کا پرتو ہے جس کا حضرت مجدّد وقت نے احیاء کیا۔ مثلاً یہ کہ پاکستان کا حصول بھی انہی اصول کا مرہون منت ہے جن کی اس ذمہ میں تلقین کا بیڑا جماعت احمدیہ نے اُٹھایا ہے۔

علامہ اقبال کے نظریات

سب سے پہلے میں اس امر کو واضح طور پر دکھلانے کی کوشش کرتا ہوں کہ علامہ موصوف کو پاکستان کے بانی مبانی کی حیثیت دی جاتی ہے، آپ کے تمام ولولہ اور جوشِ اسلامی کا منبع و ماخذ کیا ہے۔ علامہ موصوف کا وطن سیالکوٹ شہر تھا جس جگہ بانیٔ سلسلہ کی زندگی کے جوانی کے دن گذرے اور جس شہر میں بوجہ آپ کے قیام کے حضرت مرزا صاحب کی پاکیزہ زندگی اور خدمت دین کے ولولے لوگوں کے مشاہدہ میں آئے اور زبان زد خلائق تھے۔ اکثر اسی باعث علامہ کے بچپن کے استاد سیّد میر حسن صاحب بھی حضرت اقدس کے خدا رسیدہ و پاکباز انسان ہونے کے قائل تھے۔ نیز علامہ صاحب کے خاندان کے لوگ ابتداء سے سلسلہ احمدیہ میں داخل تھے۔

ایسی صورت حال میں یہ کہنا کہ علامہ صاحب تحریک احمدیہ سے متاثر نہ ہوئے تھے کیا قرین قیاس ہے؟ کم از کم یہاں تک تو یہی و اسلامی جذبہ اور احیاءِ دین و ملّت کا سوال ہے، جبکہ تحریک احمدیہ کی ابتداء میں ہی زبردست شدّت اُن امور پر تھی تو علامہ صاحب کی طبیعت پر ایسے تاثرات کا اُن کے مخصوص حالات بچپن میں انکار کرنا کیونکر صحیح ہوگا؟

قومی شاعر کے ذاتی رجحانات

لیکن میں اپنی محدود واقفیت کی بناء پر یہ دکھلا دوں گا کہ علامہ اقبال کے ذاتی خیالات کا زبردست تو اارد کس قدر جماعت احمدیہ کی تجدیدی تحریکات سے ماخذ ہے آپ کا یہ شعر تو مشہور ہے۔

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ ینسلون

اب کسے یہ انکار ممکن ہے کہ یاجوج ماجوج کی جس تفسیر کا اقرار اس شعر میں کیا گیا ہے وہ باوجود علماءِ وقت کی شدید مخالفت واستہزاء کے تاریخ اسلام میں صرف ایک شخص نے اس زمانہ میں کی ہے پھر اس سے بڑھکر جس طریق کار کے ذریعہ آج احیاءِ دین جماعت احمدیہ کے نزدیک مقدر ہو چکا ہے اسی کا اقرار واضح الفاظ میں ایک وقت علامہ نے اس شعر میں کیا ہے

ہو چکا اس دین کی شانِ جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی اس کی شانِ جمالی کا ظہور

خدارا غور کرو کہ یہ اسلام کی جلالی و جمالی شانوں کے ظہور کے راز کس نے بتلائے؟ علمائے وقت تو ان باتوں کے نہ صرف قائل نہیں بلکہ اب تک مخالف ہیں۔ اب یہ اشعار آپ کی نظم طلوعِ اسلام سے ملاحظہ ہوں:-

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
ولایت، پادشاہی، علمِ اشیاء کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں، فقط اک نقطۂ ایماں کی تفسیریں
یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

شمشیروں اور تدبیروں کی بجائے کس نے اس زمانہ میں یقین و ایمان کے غلغلے بلند کئے۔ زندگی کے جہاد کو آج کہاں سے یقین، عمل اور محبت کے پیغاموں سے وابستہ بتلایا گیا؟ کیا کسی مولوی و ملّا نے کبھی یہ جرأت کی تھی؟ بلکہ اُن کے نزدیک تو ان مسلمات کا قائل کافر و بے دین ہے۔ سب سے عجیب بات ان اشعار میں یہ بیان ہے کہ مردِ مومن کی نگاہ میں اس قدر زور و قوّت پنہاں ہوا کرتی ہے کہ اس سے تقدیریں اُلٹ جایا کرتی ہیں۔ نیز یہ کہ تم تو حکومت اور پادشاہی کو مقدم سمجھتے ہو مگر تمہارے اندر وہ ایمان کہاں ہے جس کے نتیجہ میں یہ تمام ثمرات ملتے ہیں۔

اب کیا کسی منصف کو اس امر کے ماننے میں ذرا سا بھی تامّل ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے تمام نظریے حضرت مرزا صاحب کی مخصوص تشریح اسلام سے ہی مستعار لئے گئے ہیں ورنہ علماءِ وقت تو عین اُن کے برخلاف مانتے تھے بلکہ اس قسم کے لوگوں کو بے دین کا خطاب دیتے تھے۔ پھر علامہ صاحب کی نسبت یہ کہنا کہ انہوں نے یہ تمام نظریئے تحریک احمدیہ کی بدولت حاصل کئے کیا یہ بالکل درست و صحیح نہیں؟

احیاءِ دین اور مغربی تہذیب

چند اور بند ایک نظم سے ملاحظہ ہوں:-

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا
سُنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا
دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہوگا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اب خدارا انصاف سے غور کرو کہ اس زمانہ میں وہ کون سے قدسی تھے جنہوں نے یہ ندا بلند کی کہ اب پھر دین اسلام کی تازگی و فتح ہونے والی ہے؟ اس زمانہ کے بلہی خواہان تو یاسیت و قنوطیت کا شکار تھے: اور اسلام کی مرثیہ خوانی سے بڑھکر ان کی ہمّت و عزم جواب دے چکے تھے پھر علامہ صاحب کو کن قدسیوں نے یقین دلایا تھا کہ دین اسلام کا شیر اب پھر جاگنے والا ہے؟

مزید برآں کہ جس قدر چودھویں صدی کے ہمدرد قوم و ملت گذرے انہوں نے تو اگر قومی ترقی کا کوئی راستہ بتلایا تو وہ تھا مغرب کی تہذیب و تمدن کی کورانہ تقلید۔ مگر یہاں تو علامہ صاحب اس کے برخلاف یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ اس تہذیب کی اپنے خنجر سے ہی خودکشی ہونے والی ہے۔ مادیت کی چمک دمک سے جب اس زمانہ کی تمام آنکھیں چندھیائی ہوئی تھیں تو اس وقت کس نے یہ بتلایا تھا کہ یہ تو دجّالی تہذیب ہے جس سے تم مرعوب ہو رہے ہو اور اس کے اپنے اندر اس کی تباہی کے سامان موجود ہیں۔

اسی طرح یہ شعر ملاحظہ ہو:-

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

حُبّ الوطنی کے جذبہ کو مغربی تہذیب نے جو مبالغہ آمیز وقعت دی ہے اور جس طرح اس جذبہ نے بین الاقوامی نظریات اور عالمگیر اخوت و انصاف کو پاؤں تلے روندا ہے یہ نظارے تو گذشتہ ربع صدی کی پیداوار ہیں مگر یہ اشعار تو اس وقت تحریر ہوئے جب حُبّ الوطنی سے بڑھکر کوئی اور معیار ترقی نہیں سمجھا جاتا تھا، قومی ملی وطنی جذبات سے سرشار ہوکر ترانے گانا تو سمجھ میں آ سکتا ہے مگر دین و مذہب کو فوقیت دینا مغربی تہذیب کی تباہی کو دیکھنا، سب سے بڑھکر خالصًا دین اسلام کے احیاء و

www.aaiil.org

فتح کے خواب دیکھنا اور پھر اس کے طریق کار کو یقین وایمان عمل ومحبت سے وابستہ کرنا تحریک احمدیہ ہی کی کیا عالی و منصوص و منفرد خصوصیات نہیں ہیں؟

پھر کیا یہ کہنا عین صداقت و راستی کے مطابق نہیں ہے کہ علامہ موصوف کے ایمانی و دینی جذبات بالخصوص وہ یوجوج و ماجوج، مغربی تہذیب کی تباہی، اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اس کے بالی طریق کار سے متعلق ہیں یہ سب تحریک احمدیہ کے بیانگ دہل سسمات کی بازگشت ہی ہیں؟

مملکت پاکستان کی بنیادیں

یہ تو ہر کس وناکس کو معلوم ہے کہ پاکستان کی بنیادیں مسلمات کی مرہون منت ہیں، اولاً یہ کہ مسلم قوم کی تشکیل نظام جغرافیائی، لسانی، لونی، نسلی امور پر قائم نہیں، بلکہ جملہ اقوام عالم کے برخلاف اس قوم کی تشکیل اس کی مخصوص تہذیب وثقافت، اور مخصوص مذہب وشریعت پر بنا ہے، ثم یہ کہ نہ صرف اسلام اور اس مذہب سے پیدا شدہ تہذیب ایک منجدہ آئیڈیالوجی ہے بلکہ یہ کہ یہ تمام دیگر آئیڈیالوجیوں پر فائق وافضل اور غالب وبرتر ہے۔

اب [illegible] غور ہے کہ جبکہ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کی بنا ان دو بنیادوں پر قائم ہوئی ہے تو کیا اس میں کوئی ادنی سا بھی شبہ ہے کہ دین اسلام کی برتری و افضلیت کا بانگِ دہل غلغلہ کہاں سے بلند ہوا جب تمام طرف مایوسی واندھیرا چھایا ہوا تھا اور سب مسلمان اسلام کے احیاء سے غافل پڑے تھے اور سراسر ناامیدی کے شکار ہو رہے تھے اس وقت کس نے اور کہاں سے فتح اسلام اور آئینہ کمالات اسلام کے ناقوس بجائے، کس نے اس تحریک کا قیام کیا کہ ایک طرف دین اسلام کے رشتہ کو اس قوم کا اصل رشتہ قرار دیا تو دوسری طرف اتحاد قومی کا یہ اصول بیان کیا کہ ہر کلمہ گو اخوتِ اسلامی کا فرد ہے؟ اتحاد کے اس زریں اصول کو قائم کرنے کو اس قدر اہمیت دی کہ وہ فرد جو قومی وحدت کے اس اصول کو توڑتا ہے قوم اسے اسی سزا کی مورد قرار دیکر اس کی امامت ولیڈری سے انکار کر دے — کاش قوم نے اس دینی اصول وحدت کو کما حقہٗ اختیار کر لیا ہوتا تو آج قومی اتحاد کا نظارہ کچھ اور ہی دکھلائی دیتا۔ دیکھو غور کرو!! اگر تحریک پاکستان کو اسلامی آئیڈیالوجی اور اتحاد ملت کے اصولوں پر بنا نہ کیا گیا تو یقیناً یہ مملکت کبھی ظہور میں نہ آسکتی تھی، اور جیسے کہ یہ امر واقعات سے ثابت ہے اسلامک آئیڈیالوجی کی فوقیت وافضلیت اور اس پر بنا ایک قوم کی تعمیر کی ندائیں اس زمانہ میں تحریک احمدیہ نے ہی بلند کیں ہیں۔ پھر کیا یہ کہنا درست نہیں کہ اگر تحریک احمدیہ کی بدولت اسلامی آئیڈیالوجی پر یقین اور اس بنا پر اسلامی اخوت کی تعمیر کے نظریات راسخ نہ ہو گئے ہوتے تو قطعاً مملکت پاکستان کا وجود ہستی میں نہ آسکتا تھا۔ دونوں امور واقعات سے ثابت ہو گئے ہیں اولاً یہ کہ نظریہ پاکستان کے بانی کے دینی اصول تحریک احمدیہ کی عکاسی کا نتیجہ ہیں دوئم یہ کہ جن بنیادوں پر اس مملکت کی داغ بیل پڑی ہے ان کا احیاء و ترویج تحریک احمدیہ کے باعث ہی ہوئی ہے۔

اس مضمون کی باقی قسطوں میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ یہ دکھانے کی کوشش کی جائے گی کہ احیاء و تجدید دین کے جن اصولوں کو لے کر حضرت مجدد وقت کھڑے ہوئے تھے کس طرح پہلے تو مسلم قوم نے ان کو ٹھکرا دیا مگر کس طرح تجربہ یعنی زمانہ کی ٹھوکروں نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ تدریجاً ان کے نقش قدم پر چلیں۔

ضرورت ہے

ایک منشی فاضل او ٹی۔ یا محض منشی فاضل کی، جو جماعت نہم اور دہم کو فارسی اور اردو پڑھانے کی قابلیت اور مہارت رکھتا ہو مسلم ہائی سکول بدوملہی کیلئے ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں معہ نقول اسناد ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول بدوملہی (ضلع سیالکوٹ) کے نام آنی چاہئیں۔

ریڈیو برانڈ

ہوزری کون اور سوت

۲۰ سنگل — ۲۲ سنگل — ۳۰ سنگل — ۳۲ سنگل — ۴۰ سنگل — ۶۰ سنگل

اپنی عمدگی ملائمت اور نفاست کی بناء پر مقبول عام ہیں

آپ بھی

پائدار اور عمدہ کپڑا تیار کرنے کیلئے

ریڈیو برانڈ سوت استعمال کیجئے

یونائیٹڈ ٹیکسٹائل مِلز فضل آباد ملتان

خطبہ جمعہ (بسلسلہ ۲)

بلندیاں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائیں یہ کسی کتاب میں اور کسی قوم کے اخلاق میں نہیں ملتیں۔ ایک قریشی عورت نے چوری کی۔ قوم کے لوگوں کو فکر ہوا کہ یہ عورت قریشی عورت ہے اگر سزا پا گئی تو قوم کی شہرت پر دھبہ لگے گا۔ بچاؤ کی کوئی صورت کی جائے۔ مشورہ سے طے پایا کہ اسامہ رضہ۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے ہیں کی معرفت حضور کی خدمت میں سفارش کرائی جائے کہ حضورؐ اس قریشی عورت کو سزا نہ دیں۔ حضرت اسامہ رضہ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حسنؓ و حسینؓ کی طرح پیارے تھے لیکن جب وہ سفارش لے کر جاتے ہیں۔ تو حضور فرماتے ہیں۔ کہ خدا کے احکام کے خلاف تم سفارش کرتے ہو، میں اسے کبھی معاف نہیں کر سکتا، ایک طرف حضورؐ کے عفو و کرم کا یہ حال ہے کہ فتح مکہ کے دن بڑے بڑے جانی دشمنوں کو لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر معاف کر دیتے ہیں، لیکن یہاں قومی عصبیت کے لئے حدود الٰہی کو توڑنے کا سوال ہے اور بد دیانتی سے درگزر کرنے کا سوال ہے اس بارہ میں کوئی سفارش مانی نہیں جا سکتی، اسامہ رضہ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا هلك من كان قبلكم اذا سرق فيهم الشريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد۔ تم سے پہلی قومیں اسی لئے ہلاک ہو گئیں کہ جب اُن میں سے کسی بڑے آدمی نے چوری کی تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی چھوٹا آدمی چوری کرتا تو اسے سزا دیئے بغیر نہ رہتے۔ جب یہ حالت ہو جاتی تو وہ قوم تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے انقلاب سے بچو اور اس قسم کی سفارش سے اجتناب کرو۔

یہ تو قریشی عورت کی بات تھی۔ انصار کو بھی ایسی ہی مصیبت پیش آئی طعمہ نامی ایک انصاری نے زرہ بکتر چرا کر ایک یہودی کے گھر پھینک دی۔ اس پر مقدمہ چلایا گیا، یہ اکیلے طعمہ کا معاملہ نہیں تھا بلکہ تمام انصاریوں کی عزت کا سوال تھا۔ انصاری وہ قوم ہے کہ جس کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مہاجرین پر بہت بڑا احسان ہے، حضورؐ کے دل میں اس قوم کی بڑی قدر و منزلت تھی حضورؐ نے فرمایا کہ میرا جینا اور مرنا سب کچھ انصاریوں کے ساتھ ہے، جس راستہ پر انصاری چلیں گے میں بھی اسی راستہ پر چلوں گا۔ انصار ہی تھے جنہوں نے مہاجرین کو مکانات دیئے، زمینیں دیں ہر طرح کی مدد کی، یہاں تک کہ سعد بن ربیعؓ بہت بڑے انصاری تھے۔ ان کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف کا بھائی چارہ کرایا گیا۔ سعدؓ نے انہیں کہا کہ میرا جو کچھ بھی ہے اسکا نصف آپکی ملکیت ہے، اور میری دو بیویاں ہیں، ایک کو میں طلاق دیکر تمہارے حوالے کر دیتا ہوں، عبدالرحمن نے کہا کہ آپ کا مال املاک اور آپ کی بیویاں آپکو مبارک ہوں مجھے صرف بازار کا رستہ بتا دیجئے۔ بازار جا کر معمولی سا کاروبار شروع کر دیا، خدا نے انکے کاروبار میں برکت ڈالی، تھوڑے دنوں میں وہ مالامال ہو گئے تو انہوں نے ہزاروں روپے خدا کی راہ میں دیئے۔ ایسے انصاریوں اور محسنوں کی قوم نے درخواست کی کہ حضورؐ یہ یہودی بے ایمان کافر ہے آپ طعمہؓ کو جو مسلمان ہے چھوڑ دیجئے ورنہ اس سے انصار کی بڑی ذلت ہوگی، یہ حضورؐ کا دوسرا امتحان ہوا، پہلا امتحان قریش کے بارے میں ہوا جو آپؐ کے ہم قوم بھی تھے اور مہاجر بھی لیکن آپؐ دونوں امتحانوں میں پورے اُترے اور مجرم کو سزا دینے میں آپؐ نے پرواہ نہ کی۔ چنانچہ مقدمہ کی تفتیش پر انصاری مجرم ثابت ہوا اور سزا پا گیا اور یہودی کو بری کر دیا گیا۔

سابقہ قوموں کی بیماریاں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بیماریاں ہیں جو قوموں کو تباہ کر دیتی ہیں، یہ بیماریاں میری قوم میں بھی آئیں گی فرمایا دبّ اليكم داء الامم من قبلكم۔ پہلی امتوں کو جو بیماریاں لاحق تھیں وہ تم میں بھی آئیں گی دبّ کے معنے ہیں جانوروں کی طرح رینگ کر آہستہ سے آنا۔ وہ بیماریاں کیا ہوں گی۔ فرمایا منهم الحسد۔ ایک تو اُن میں سے حسد ہے۔ حسد کیا ہے وہ یہ ہے کہ کسی کی حویلی دیکھی تو جل بھن گئے، کسی کی زمین، باغ، جائداد، کو دیکھا تو دل میں کراہنے لگے، حاکم اور صاحب اقتدار کو دیکھ کر جل رہے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ کوئی ایسے نقص اس میں نکالے جائیں کہ وہ اپنے مرتبہ سے گر جائے۔ حسد بہت بری چیز ہے، یہ رذیل قوموں کی صفات میں سے ہے۔ دوسری بیماری آپ نے فرمائی۔ البغضاء۔ یعنی کسی سے دشمنی رکھنا۔ اور دیر تک اس دشمنی کو دل میں چھپائے رکھنا۔ یہاں تک کہ موقع پا کر پر حملہ کر دینا، اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ دوسرا آدمی یا اس کے لواحقین بھی موقعہ کی تلاش میں رہیں گے اور جب موقعہ ملے گا اس پر حملہ کر دیں گے۔ اور پھر اس طرف کے لوگ ایسا ہی کریں گے اور یہ سلسلہ چلتا جائے گا۔ اسی لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الظلم ظلمات ظلم سے ظلمات پیدا ہوتے ہیں اور ظلم بڑھتا چلا جاتا ہے ایک دشمنی سے ہزاروں دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں اور سالوں اور پشتوں تک برقرار رہتی ہیں، ان کی وجہ سے جان مال کا تحفظ اٹھ جاتا ہے، عورتوں کی عصمتیں خطرے میں پڑ جاتی ہیں الظلم ظلمات ظلم نہ کرو۔ اس سے ظلمات پیدا ہوں گے۔ قوم اس سے تباہ و برباد ہو جائے گی۔

مراتب عالیہ اور مقامات عظیمہ کا سبق

غرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اخلاق فاضلہ سکھائے ہیں اور مراتب عالیہ اور مقامات عظیمہ کے حصول کا سبق دیا ہے کہ کاروبار میں

www.aaiil.org

خطبہ جمعہ بسلسلہ صفحہ ۱

اور معاملات زندگی میں اگر دیانتداری اور ایمانداری سے کام نہ لیا جائے تو نماز، روزہ، حج وغیرہ کچھ کام نہ آیا۔ اگر اعمال کے اندر نماز روزہ کے اثرات نظر نہیں آتے تو ان کا کیا فائدہ؟ ان میں وہ امور بھی شامل ہیں جن پر چل کر انسان مراتب عالیہ اور مقاماتِ عظیمہ حاصل کر سکتا ہے اور انہی پر چلنے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی قوم بنی۔ وصلی اللہ علیہ وسلّم۔

مقالہ ـــــ بسلسلہ صفحہ (۲)

اسلامی دور کے جن اہلِ مکاشفہ و مکالمہ کے عقل اوّل سے ہمکلام ہونے کا جو ذکر آپ نے کیا ہے اور اس کو فلسفۂ قدیم بلکہ یونانی علم الاصنام کا ایک "ذہنی تخیّل" قرار دیا ہے۔ ان سے ہمیں بحث نہیں، ہم ان اولیائے کبار کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں جن کے ربانی مکالمات کو آپ فی الواقعہ ربّانی مکالمات مانتے ہیں، ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کونسا معیار ہے جس کے رُو سے آپ ان مکالمات کو یونانی علم الاصنام کے ذہنی تخیّل کا نتیجہ نہیں بلکہ خالص ربّانی سمجھتے ہیں؟
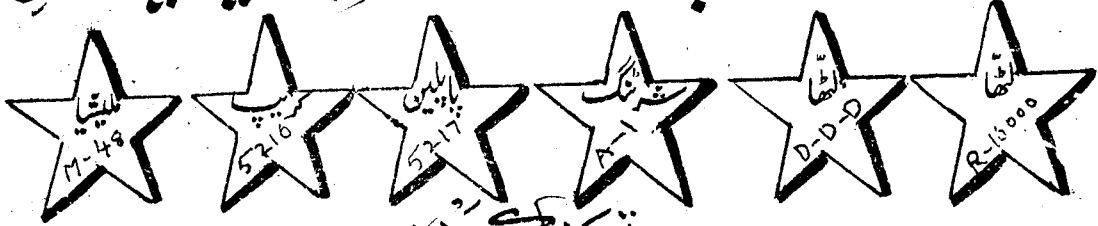
اسی معیار کے مطابق حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو پرکھئے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ کہاں تک ان میں صداقت اور ربّانی ہونے کی صلاحیت پائی جاتی ہے؟

ندوی صاحب نے اسی سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو ماحول اور تربیت کے تحت الشعور اثرات کا نتیجہ اور اس انحطاط پذیر اور مائل بہ زوال معاشرے کا عکس قرار دیا ہے جس میں انہوں نے نشوونما پایا۔ اس پر ہم آئندہ اشاعت میں غور کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

www.aaiil.org

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۲۸ ستمبر ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ شمارہ نمبر ۲۸

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱/۸ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۴۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۶۰ء | ۳۹

ہر ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے جوش ہونا چاہئیے

جیسا خود اللہ تعالےٰ کو اپنی توحید کا جوش ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے اس کے دُور کرنے میں کچھ حصہ لے۔ بڑی عبادت یہی ہے کہ اس فتنہ کے دُور کرنے میں ہر ایک مسلمان کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لے۔ اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ چاہیئے کہ اپنی تقریر اور علم کے ذریعہ سے اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اسکو دی گئی ہے مخلصانہ کوششوں کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اٹھا دے۔ اگر اسی دنیا میں کسی کو آرام و لذت مل گئی تو کیا فائدہ۔ اگر دنیا میں ہی درجہ پا لیا۔ تو کیا حاصل۔ عقبیٰ کا ثواب ہو جس کا انتہا نہیں۔ ہر ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہیئے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ کو اپنی توحید کا جوش ہے۔ غور کرو کہ دنیا میں اس طرح کا مظلوم کہاں ملے گا۔ ایسا مظلوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی گند اور گالی اور دشنام نہیں، جو آپ کی طرف نہ پھینکی گئی ہو۔ کیا یہ وقت ہے کہ مسلمان خاموش ہو کر بیٹھ رہیں۔ اگر اس وقت کوئی شخص کھڑا نہیں ہوتا اور حق کی گواہی دے کر جھوٹے کے منہ کو بند نہیں کرتا اور جائز رکھتا ہے کہ کافر لوگ بے حیائی سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام لگاتے جائیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے جائیں۔ تو یاد رکھو وہ بے شک بڑی باز پرس کے نیچے ہے۔ چاہیئے کہ جو کچھ علم اور واقفیت تمہیں حاصل ہے وہ اس راہ میں خرچ کرو۔ اور لوگوں کو اس مصیبت سے بچاؤ۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اگر تم دجّال کو نہ مارو تب بھی وہ مر ہی جائے گا مثل مشہور ہے کہ ہر کمالے را زوالے۔ تیرھویں صدی سے یہ آفتیں شروع ہوئیں۔ اور اب وقت قریب ہے کہ اس کا خاتمہ ہو جائے۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ولی اللہ اور صاحب برکات وہی شخص ہے جس کو یہ جوش حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ نماز میں جو سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا جاتا ہے وہ بھی خدا تعالےٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت ہو جس کی نظیر نہ ہو۔ نماز میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ترغیب دی ہے کہ طبعاً جوش کے ساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوششوں سے دکھائے کہ اسکی عظمت کے برخلاف کوئی شئے مجھ پر غالب نہیں آسکتی۔ یہ بڑی عبادت ہے جو لوگ اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں، وہی مؤید کہلاتے ہیں اور وہی برکتیں پاتے ہیں۔

(تذکرۃ الہدیٰ صفحہ ۱۹۱)

بحرِ حکمت کے موتی

من اسماء بنت ابی بکر۔ لا توعی فیوعی الله علیک ارضخی ما استطعت لا توکی فیوکی الله علیک لا تحصی فیحصی الله علیک

(بخاری اور مسلم بحوالہ مشارق الانوار)

ترجمہ:- حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ نہ بند کر (اپنی عطا کو) ورنہ اللہ تعالےٰ بھی بند کر دیگا (اپنی عطا کو) جتنا تجھ سے ہو سکے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا کرو۔ ورنہ باندھ رکھ (اپنے تھیلوں کو) ورنہ اللہ تعالیٰ بھی باندھ رکھے گا (اپنی بخشش کو) اور مال کو گن گن کر نہ رکھ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر دیگا۔

اس حدیث میں امت کے لئے سوشل زندگی کو قائم دائم رکھنے کا اہم سبق ہے جو قوم "دینے" کی روح اپنے اندر پیدا کرے وہی قربانی و ایثار بھی کر سکتی اور نافع الناس بن سکتی ہے قرآن شریف نے مال کو گن گن کر رکھنے اور تعمیر قومی و اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے خرچ نہ کرنے کی مذمت کی ہے جمع مالہ وعددہ یحسب ان مالہ اخلدہ $\frac{104}{2 و 3}$

اے دریغا کہ تو کردہ دراز
دیں ہوس ہا چرا نیائی باز
لعنتے بر رشتہ کہ پیوندت
بگسلاند ز یار دلبندت (مسیح موعودؑ)

ترجمہ:- اے افسوس تو نے لالچ کی رسیاں دراز کر کے (اپنے آپ کو اس میں مضبوطی سے جکڑ لیا ہے) کیوں تو اس ہوس پرستیوں سے باز نہیں آتا (اور ان آہنی زنجیروں کو توڑ پھوڑ کر نہیں رکھ دیتا) اس رشتہ پر لعنت ہے جو تیرے پیوند کو تیرے دلی دوست (اللہ تعالیٰ) سے توڑ دے۔

(غلام قادر ڈار)

www.aaiil.org

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعود)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر مرتجن لیسجوتی - ایم - ٹی - دار السلام کالج پونو دو گو - انڈونیشیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں دار السلام کالج میں مسلم سٹوڈنٹس یونین کا ممبر ہوں - غالباً آپ نے اس کالج کا نام سنا ہوگا۔

آپ کے لٹریچر سے معلوم ہوا ہے کہ آپ طلباء کی بلا معاوضہ معاونت فرماتے رہتے ہیں۔

میرے دوست نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے انہیں فری لٹریچر بھیجا ہے -

میں بھی درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بھی اپنے لٹریچر سے نوازیں بالخصوص تفسیر القرآن انگریزی کے لئے خاص توجہ فرمائیں -

میں بہت بہت مشکور ہوں گا اگر آپ احمدیت کے متعلق کچھ لٹریچر ارسال کریں - آپ کے جواب کا منتظر ہوں -

(انہیں فی الحال لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں - غلام قادر ڈار)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر محمد ارشاد - انڈونیشیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

قریباً سوا مہینہ گذر چکے ہیں مرکز سلسلہ میں (یعنی احمدیہ بلڈنگس لاہور میں) تھا - جہاں سے آسمانی ہدایت (قرآن شریف) کی روشنی دنیا میں پھیل رہی ہے - آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے بہت مختصر سا وقت آپ کے درمیان گذارا تھا تاہم وہ گھڑیاں ایسی خوشگوار تھیں کہ میں پہلے کبھی بھی اتنا لطف اندوز نہیں ہوا تھا - اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ مبارک وقت مجھے کبھی نہیں بھولیگا کیونکہ اب بھی میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی بابرکت صحبت گویا کل کی بات ہے -

میں اس مختصر خط میں جبکہ میرے پاس وہ موزوں الفاظ بھی نہیں جن میں میں اپنی قلبی کیفیت کا اظہار کرسکوں ان تاثرات کو بیان نہیں کرسکتا جو میں نے آپ لوگوں کی صحبت سے حاصل کئے -

برادر عزیز (سیکرٹری صاحب مخاطب ہیں - غلام قادر ڈار) میں اس بات کے بیان کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے دین کی خدمت کے لئے توفیق بخشی ہے -

میرے پاس گا واجا - مادا یونیورسٹی کے تیس طلباء یا اس سے زیادہ تعلیم اسلام حاصل کرنے کے لئے ہر اتوار صبح کے وقت آجایا کرتے ہیں چنانچہ اس کلاس کا نام "سنڈے مارننگ کلاس" پڑ گیا ہے ، ان طلباء کو قرآن حکیم کی تفسیر و تشریح پر لیکچر دیئے جاتے ہیں بعض اوقات حاضری پچاس یا اس سے زیادہ ہو جاتی ہے درس قرآن کے دوران میں کبھی بعض سوالات و جوابات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور بعثت مجددین کا بھی تذکرہ ہو جاتا ہے اس ضمن میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب جو اس صدی کے مجدد ہیں لازماً انہیں بھی پیش کرنا پڑتا ہے اور ان کے مشن اور تبلیغی جد و جہد پر بھی روشنی ڈالنی پڑتی ہے جس نے کل دنیا پر احاطہ کیا ہوا ہے -

جمعرات کی شام کو مختلف اسکولوں کے ٹیچر میرے مکان پر جمع ہو جاتے ہیں ، پھر قرآن شریف کی تفسیر کا دور شروع ہو جاتا ہے -

ان ہر دو مجلسوں میں حضرت مولانا محمد علی رح کی تفسیر القرآن سے استفادہ کیا جاتا ہے -

مجھے آپ کی چٹھی مورخہ بیس اکتوبر ۱۹۵۹ء کا مضمون یاد ہے جس میں آپ نے لکھا تھا کسی بھی آدمی کے ہاتھ میں قرآن شریف اور ہماری دوسری کتب پکڑاؤ اور وہ شخص مطالعہ کے بعد اسلام کے متعلق اپنا نظریہ (اگر خلاف ہو) تو یقیناً بدل لے گا" آپ کا یہ قول بالکل صحیح ثابت ہوا ہے جسے میں نے خود تجربہ کرکے دیکھ لیا ہے -

طلباء اور ٹیچر جو بھی میرے پاس آتے ہیں چند صحبتوں میں ، میں ان کے اندر اسلام کے متعلق بہتر تبدیلی محسوس کرتا ہوں -

اندریں حالات ہمارے اسلامی لٹریچر کی اہمیت اور ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے -

آپ کو یہ سن کر خوشی محسوس ہوگی کہ ہماری انڈونیشیا کی جماعت نے بعض رسالوں کا جو ہمارے پاس ہیں ترجمہ کرکے شائع کرنا شروع کر دیا ہے - پانچ رسالے شائع ہو چکے ہیں ، دوسرے چار رسالے بھی پریس میں جا چکے ہیں -

مہربانی فرما کر ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ ہمیں قرآن شریف کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق ملے -

برادر عزیز اگر مرکز ہمیں زیادہ تعداد میں کتب ارسال فرماوے تو بڑی مہربانی ہے -

مہربانی فرما کر اس رپورٹ کو شائع کرکے ساری جماعت کو مطلع فرمائیں

گذارش ہے قرآن شریف کی مزید کاپیاں ، اور ریسٹ کاپیاں محمدی پرافٹ - اول کیبیفیٹ اور محمد اینڈ کرائسٹ کی بھیجکر مشکور فرمائیں -

مہربانی فرما کر میرا مودبانہ سلام علیکم حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ، مسٹر غلام قادر اور احمدیہ بلڈنگس کے دیگر احباب کو پہنچا دیں -

(انہیں دو کاپیاں قرآن شریف دو دو کاپیاں مطلوبہ کتب کی بھیجی گئی ہیں اور خط بھی لکھا گیا ہے - غلام قادر ڈار)

افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر جے - ٹی یعقوبو ادیگی سیکرٹری جنرل پوسٹ اینڈ ٹیلیکوم گھانا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بہت مشکور ہوں کہ آپ کا ہفتہ وار اخبار لائٹ ہمیں مل جاتا ہے اگرچہ ہمارے پاس کافی پیسہ نہیں کہ ایک سوسائٹی یا مشنری مرکز قائم کرسکیں تاہم ہماری خواہش ہے کہ ہم قرآن شریف کا مطالعہ کرکے اپنے علم میں اضافہ کریں اور آپکا دیگر لٹریچر اور میگزین وغیرہ بھی ہمیں ملتے رہیں -

ہم ہمیشہ آپ کے شکر گذار رہیں گے اور دعا کریں گے کہ آپ کا ادارہ تمام دنیا کو اسلام کی روشنی سے منور کرتا رہے - اللہ تعالیٰ آپ کو بھی لمبی عمر اور اعزاز بخشے اور آپ سب پر اپنی برکات نازل فرمائے -

یہاں ہمارے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ مسیح کے متعلق بہت بحث و مباحثہ چل رہا ہے اور ہم یقین کرتے ہیں کہ مسیح بھی پیغمبر ہی تھے -

ہم بہت مشکور ہوں گے اگر آپ ہمیں قرآن شریف ، سوانح حضرت محمدؐ اور مسلم پریئر بک بھیجدیں -

ہم ابھی طالب علم ہیں اور ہم اسلام کے متعلق سمجھ سوچ کر مسلمان ہوئے ہیں - ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اسلام اس وقت تمام روئے زمین پر سب سے بہتر مذہب ہے - ہمیں مطالعہ کا بہت شوق ہے مگر یہاں اسلامی کتب نہیں ملتیں -

ہم میں سے بعض کا ارادہ پاکستان میں آنے کا ہے ہم نے آپ کے بعض رسالے کیپ کوسٹ وینبا اکرا ، کماسی اور گھانا کے بعض حصص میں بھیجے ہیں -

آپ نے بعض طالب علموں کو کیپ کوسٹ میں بھی لٹریچر بھیجا ہے کیونکہ انہوں نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ انہیں آپ سے لٹریچر ملا ہے -

مجھے امید ہے کہ جلد ہی تمام دنیا پر اسلام کا جھنڈا لہرائے گا - ہماری عرضداشت کو نہ بھولنا - والسلام -

(انہیں مطلوبہ کتب اور خط بھیجے گئے - غلام قادر ڈار)

ٹانگانیکا / نائجیریا

ترجمہ خط از جے - او کوئی باٹرا ایجی - نائجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپکی ارسال کردہ کتب جو آپ نے دسمبر ۱۹۵۹ء میں بھیجی تھیں مل گئی ہیں میری غیر حاضری میں گھر پہنچی تھیں - ان میں قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام جیسی گرانمایہ کتب تھیں اور دیگر پمفلٹس بھی قیمتی معلومات پر مشتمل ہیں -

میں چاہتا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ میں اور لٹریچر منگواؤں میں ان کے مطالعہ سے مستفید ہونا چاہتا ہوں

نامۂ لندن

ایک ہندو سوسائٹی میں شیخ محمد طفیل صاحب کا لیکچر

از (چوہدری) منیر احمد صاحب مقیم لندن

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لندن میں ایک اجلاس کے متعلق اپنے چند تاثرات قلمبند کر کے بھیج رہا ہوں۔ انہیں اپنے مؤقر ہفت روزہ میں شائع فرما سکیں تو ممنون ہوں گا۔

۲۰ اگست سنہ ۱۹۶۰ء بعد دوپہر حسب معمول دوست اسلامک ریویو کے لندن کے آفس واقعہ وکٹوریہ میں جمع تھے مولانا عبدالمجید صاحب کی غیر حاضری میں شیخ محمد طفیل صاحب نے مشیت الٰہی۔ توکل اور انسانی آزادئ عمل کے موضوع پر اپنے مخصوص اور مؤثر انداز میں آدھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ تقریر کے بعد سوالات شروع ہوئے ابھی حاضرین نے بحث میں گرمجوشی سے حصہ لینا شروع ہی کیا تھا کہ محمد یوسف خاں صاحب نے آکر کہا کہ کیکسٹن ہال CAXTON HALL کے سیکرٹری کیرشبسن ہندو سوسائٹی کا ٹیلیفون آیا ہے کہ وہاں لوگ مولانا عبدالمجید صاحب کا انتظار کر رہے ہیں ان کا ساڑھے چھ بجے لیکچر تھا اور وہ ابھی تک نہیں پہنچے۔ اصل واقعہ یوں ہے کہ اس سوسائٹی نے اپنے اجلاس کی تاریخ کو ملتوی کر دیا تھا لیکن کی بروقت اطلاع مولانا صاحب کو نہ ملی۔ شیخ صاحب نے حاضرین سے معذرت چاہی اور کیکسٹن ہال کی طرف ہو لئے۔ پانچ سے زیادہ قاصلے پر نہیں چل رہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا قریشی سے جوان دونوں یہاں آئے ہوئے تھے۔ تبادلۂ خیال ہو رہا تھا اور چند دوستوں کو بھی چلنے کے لئے کہا۔ موضوع کے متعلق معلوم ہوا کہ کرشن جی مہاراج کی یاد میں جلسہ منایا جا رہا ہے۔ کیکسٹن ہال پہنچ کر ہم لوگ تو اندر چلے گئے شیخ صاحب سیکرٹری سوسائٹی سے تقریر کے متعلق کچھ امور دریافت کرتے رہے اور کچھ دیر باہر بیٹھے رہے تاکہ اپنے خیالات کو مرتب کر سکیں۔

ہال غیر مسلم احباب سے پُر تھا۔ اور ایک ہندو مقرر کرشن جی مہاراج کے متعلق تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے گو روؤں اور پانڈوؤں کا ذکر کیا۔ گیتا کا شانِ نزول بیان کیا اور کرشن جی مہاراج کی سوانح حیات پر روشنی ڈالی۔ پھر بتایا کہ سب مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں راستے مختلف ہیں لیکن منزل ایک ہی طرف ہیں وغیرہ۔

اس کے بعد شیخ محمد طفیل صاحب کو وقت دیا گیا۔ ان کو تیاری کے لئے جو وقت ملا وہ تو ہمیں معلوم ہی تھا۔ میں تو ان کے لئے یہی دعا کرتا رہا کہ خدایا ان کے الفاظ میں وہ قوت عطا کر کہ وہ اسلام کے متعلق حاضرین کے قلوب میں ایک اچھا اثر پیدا کر سکیں۔ شیخ صاحب کے کہنے پر عبدالوہاب نے نہایت خوش الحانی سے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی۔ اس کے بعد شیخ صاحب نے اسلام اور اس کے دوسرے مذاہب سے تعلق کے بارہ میں تقریر شروع کی۔ ابتداء میں انہوں نے اسلام کی تعریف بیان فرمائی۔ اور کہ کس طرح انہیں رضائے الٰہی پر ثابت قدم رکھنے کا سبق ملا۔

پھر آپ نے سورۃ فاتحہ کی نہایت لطیف پیرایہ میں تفسیر فرمائی۔ اور اس کی روشنی میں خدا تعالیٰ کی توحید اور توحید کے نتیجہ میں وحدت انسانیت کا ماننا اور رسول پاکؐ کا ذات پات اور نسل اور رنگ کے امتیاز کو مٹا کر انسانیت کی عزت قائم کرنا اور صلح کن مذہب پیش کرنا۔ جس میں ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی دنیا کی ہر قوم میں نبی کا اقرار کرنا۔ اور ایسے بزرگوں پر ایمان لانا اور ان کی عزت قائم کرنا ہر مسلمان کا فرض قرار دیا۔ پھر فرمایا۔ کہ حدیث۔ کان فی الہند نبیا۔ اسود اللون واسمہ کاہنا خاص طور پر حضرت کرشن جی مہاراج کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس لئے ہم محض لوگوں کو خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ یقین اور ایمان کے ساتھ سری اور حضرت کرشن جی مہاراج کی عزت کرتے ہیں۔

پھر انقطاع کے متعلق فرمایا۔ ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد ہی خدا تعالیٰ کو پانا ہے۔ ہماری قربانی ہماری نمازیں ہمارے روزے اور عبادت بلکہ دنیا کے سارے کام کاج بھی خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی طرف ہی پہنچتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں۔ ہم جسم اور روح کو الگ الگ نہیں کرتے۔ ہمارا خدا جسم اور روح دونوں کا خدا ہے۔ اگر ہم قرآن پاک کے بتائے ہوئے احکام پر عمل پر چلیں۔ اور خدا تعالیٰ سے صراط مستقیم مانگیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر کریں۔ اس پر بھروسہ رکھیں اور دوسرے کام کرتے جائیں تو اس دنیا سے ترک یا جنت شروع ہو جاتی ہے اور ایک پاک تعلق کا مزا دیکھ سکتا ہے۔ اور زندگی کی مراد پا کر سکون حاصل کر سکتا ہے۔ شیخ صاحب کی تقریر کا ہر لفظ پُر اثر تھا۔ بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

اس لئے لوگ بہت غور سے سن رہے تھے۔ ایک سکتہ کا عالم تھا۔ غیر مسلم احباب اسلام کی دل میں نشاط پیدا کرنے والی۔ زندگی کا راستہ کھولنے والی اور محبوب حقیقی سے ملانے والی تعلیم

پرنٹنگ کر رہے تھے۔

جلسہ ختم ہوا پھر انفرادی تبلیغ شروع ہوئی جس میں دوستوں نے جوش سے حصہ لیا۔ پنڈت جی کے پاس بیٹھنے سے مجھے موقع مل گیا۔ اور پنڈت جی کو اسلام کے احکام کی تشریح نمازوں کے اوقات کی حکمت اور سالک کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے لئے جو اسلام نے تدریجی تعلیم دی ہے۔ مثلاً نیکی کا عدل سے شروع کرنے کے احسان کی طرف لے جانا اور احسان سے ایتائے ذالقربیٰ کی طرف لے جانا۔ تا ہماری عبادات خدا تعالیٰ کی خاطر ہو جائے۔ یہ کچھ بتایا۔

پنڈت جی نے شیخ محمد طفیل صاحب اور ہمارا ایڈریس مانگا تاکہ وہ دوبارہ گفتگو فرما سکیں۔

ناظرین پیغام صلح سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مبلغین کو دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ ان کی دعائیں خدا تعالیٰ کے دردمندوں کے لئے جو پردیس میں ہیں بہت راحت کا موجب ہیں۔ والسلام

خاکسار منیر احمد

تلاشِ گمشدہ

میرا لڑکا جس کی عمر بارہ سال ہے۔ قد چھوٹا۔ رنگ سفید ساتویں جماعت میں پڑھتا ہے۔ بلیشیا کے کپڑے۔ سفید چادر۔ سیاہ بوٹ سر پر سکول کی ٹوپی۔ ایک ہفتہ سے بھاگ گیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو ملے یا اس کا کچھ علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔ لڑکے کا نام محمد ارشد ہے۔

پتہ:- حبیب الرحمٰن صادق
موضع چھتر۔ ڈاکخانہ عطر شیشہ
مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ

اللہ تعالیٰ کے کمالات و احسانات کا بیان اور انسانی فطرت کو اپیل

خطبہ جمعہ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ــــ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ــــ (الاعراف)

اللہ تعالیٰ کے کمالات اور احسانات کا ذکر

اس رکوع میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت اپنے علم، اور حکمت کے کمالات بیان فرمائے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے احسانات کا بھی ذکر کیا ہے جو ہماری کی ساری مخلوق کے لئے اس نے وقف کر رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر کیوں اپنے کمالات اور احسانات کا ذکر کیا ہے اس لئے کہ انسان کی فطرت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ہر کمال کی تعریف کرتا اور ہر احسان کے سامنے گردن جھکاتا ہے۔ ہر قابل سرجن، ہر ماہر فزیشن اور لائق حکیم کو داد تحسین سے نوازا جاتا ہے۔ ہر قابل انجینئر اور ماہر کمانڈر کی تعریف کی جاتی ہے، ہر مدبر اور دیانت دار حاکم کی تعریف کی جاتی ہے۔ غرض انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ ہر کمال کی تعریف کرتا ہے اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کمالات و احسانات کا بیان کر کے انسان کی فطرت کو اپیل کی ہے کہ ہماری اس کائنات کو دیکھو صنعت کاری کا یہ کیا بے مثل و بے نظیر شاہکار ہے۔

زمین پر اللہ تعالیٰ کے کمالات کی صنعت گری

کائنات کے ایک حصہ ــــ زمین پر پہاڑ کی بلند و رفیع چوٹیاں ہیں، سبزہ زار وادیاں ہیں، چشمے اور آبشاریں ہیں، ندی نالے ہیں، لہلہاتے کھیت ہیں، پھر ذی روح کائنات پر غور کریں۔ مختلف انواع و اقسام کے درند، پرند، چرند ہیں۔ حسین و جمیل پرند سے ہیں، سمندر کی آبی مخلوق پر غور کرو۔ اس میں رہنے والی مخلوق کے اعداد و شمار انسان کے بس میں نہیں۔ اس میں صرف مچھلی کی ہزاروں اقسام ہیں۔

انسان کا تعلق اشیائے کائنات سے

ایک CAD (کاڈ) نامی مچھلی ہے جس کا تیل انسان کے پھیپھڑوں کے لئے از حد مفید ہے۔ کہاں پانی میں رہنے والی مچھلی اور کہاں زمین پر رہنے والے انسان کا پھیپھڑا ، اسی طرح، پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر ہرن پایا جاتا ہے جس کے بطن میں نافہ ہے جو انسان کے لئے بے حد مفید ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے پیدا کیا ہے۔ انسان کا تعلق سمندروں اور جنگلوں اور پہاڑوں سے ہے۔ انسان کا تعلق سورج اور ہوا کے ساتھ ہے۔

کائنات کی ہر چیز کا ایک دوسری سے ارتباط

قدرت کی کائنات کا یہ کارخانہ بڑا ہی عجیب و غریب ہے، اور اس میں کی ہر چیز کا ایک دوسرے کے ساتھ زبردست تعلق اور ارتباط ہے۔ یہ ارتباط کس نے پیدا کیا۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ یہ ہوا زمین کے گرد اسی میل تک ہے۔ جوں جوں فاصلہ بڑھتا جاتا ہے یہ پتلی اور لطیف تر ہوتی جاتی ہے۔

ہوا، بادل اور پانی کے فوائد

ہوا کا تعلق انسان کی زندگی سے ہے، درند، چرند اور پرند، سب ہوا کے طفیل زندہ ہیں، سورج کی گرمی اور روشنی کا تعلق انسان سے ہے۔ اور حیوانات سے ہے من یرسل الریح۔ ہوائیں کون چلاتا ہے۔ ہوا بند ہو جائے تو حبس ہو جاتا ہے جو موجب اذیت ہوتا ہے، یہ ہماری زندگی کے قیام اور استحکام کا باعث ہے۔ یہ ہوا سمندروں سے منوں بوجھل پانی کے بادل اپنے کندھوں پر لاد کر خشک زمین کی پیاس بجھاتی، اور اس میں زندگی پیدا کر دیتی ہے۔ اس سے پھل، پھول اور ترکاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ فانزلنا بہ الماء ــــ فاخرجنا بہ من کل الثمرات پھر ہم تمہیں کھانے پینے کے لئے اور تمہاری دولت فراہم کرنے کے لئے پانی بھیجتے ہیں وفی السماء رزقکم آسمان سے تمہیں رزق عطا کیا جاتا ہے۔

انسانی فطرت کو اپیل

تمہارے سامنے یہ صنعت کاری اور ہنرمندی ہے۔ اور اس کے کمالات ہیں۔ اور مخلوق پر کئے گئے احسانات کا ذکر ہے۔ اپنی صنعت اور اپنے کمالات اور اپنے احسانات کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کو اپیل کیا ہے۔ کہ وہ بھی اپنے محسن کا شکرگزار ہو۔

فیاضی اور احسان انسان کو ممنون بناتا ہے

انسان کی فطرت میں شکرگزاری کا مادہ ہے۔ اگر کسی ڈاکٹر نے کسی کے مرتے بچے کا علاج کر کے بچا دیا۔ تو والدین عمر بھر کے لئے اس کے غلام ہو جاتے ہیں۔ کسی نے کوئی احسان کر دیا اور مصیبت کے وقت ساتھ دیا تو ہمیشہ کے لئے بے دام بندہ بن گئے۔ ایک دفعہ حکیم اجمل خاں مرحوم نے نظام حیدر آباد کے نام مجھے ایک خط دیا اور کہا کہ اس خط کی قیمت پچاس ہزار روپے ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیسے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نظام کے تمام خاندان کا علاج کرنے جاتا ہوں اور کسی سے فیس نہیں لیتا اس لئے کہ کبھی قوم کی خدمت کا وقت آئے تو اسے سرانجام دے سکوں۔ ہمارے مغل بادشاہوں نے ہندوؤں کو جاگیریں دیں اور ان کے خاندان کے خاندان اُن کے خیرخواہ بن گئے۔ انسان فیاضی اور بخشش اور احسان کا بڑا قدردان ہے، ہر انسان اپنی اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق فیاضی کرتا ہے۔ کوئی زمیندار زمین کے چند مرلے بخش دیتا ہے تو کوئی حاکم دس مربعے عطا کر دیتا ہے اور کوئی بادشاہ ہے تو وہ ہزاروں ایکڑ زمین انعام میں دے دیتا ہے۔ اس لئے ہر انسان اپنی حیثیت اور طاقت اور دولت کے مطابق فیاض ہے۔

اللہ تعالیٰ کے غیر محدود ذرائع

کہاں ایک ملک کا بادشاہ، جو ایک مخلوق محض ہے اور کہاں خدا تعالیٰ جو کل عالم کا بادشاہ ہے، اس کے احسانات غیر محدود ہیں۔ ان کی وسعت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اس قدرت والے اور ان احسانات والے کو جو خوش کر لے گا اس کو سرفرازی عطا ہو گی اور ہر طرح کی راحت نصیب ہو گی۔

آسمانی سیاروں میں اللہ تعالیٰ کے کمالات

سنو لوگو! ان ربکم الذی خلق السمٰوٰت والارض تمہارا رب وہ ہے جس نے کائنات کو اور اس کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے، وہی خدا کائنات کے قیام کا باعث ہے، سورج کو دیکھو چاند اور ستاروں کو دیکھو۔ ان کا ستون اور سہارا کوئی نہیں ہوا میں معلق کھڑے ہیں۔ گرتے نہیں۔ یہ اس رب کی صنعت گری ہے۔ اس کی کس قدر طاقت اور علم ہے وہ معلق بھی ہیں اور تیز رفتار سے چل بھی رہے ہیں کل فی فلک یسبحون۔ کیا کمال ہے اس توازن کا جو ان کے اندر پایا جاتا ہے وانزل المیزان ان کو اپنی جگہ برقرار رکھنے کے لئے ان میں توازن قائم کر رکھا ہے۔

کائنات پر اللہ تعالیٰ کی حکومت

ثم استوی علی العرش۔ ہم نے تمام کائنات کو پیدا کیا ہے اس لئے ہم اس پر حکومت کرنے کے لائق ہیں۔ حکومت اسی کی ہو سکتی ہے۔ جو خالق ہو، اور مالک ہو، چونکہ ہم رب بھی ہیں اور خالق و مالک بھی ہیں۔ اس لئے ہم ہی عرش حکومت پر بیٹھے ہیں کیونکہ حکومت وہی کر سکتا ہے جو اس کائنات کا خالق ہو، یہ دلائل اس لئے دیئے ہیں کہ انسان کی عقل کو اپیل کریں . . . .

www.aaiil.org

خدا کی حکومت سرچشمۂ برکات ہے

یدبر الامر۔ ہماری سلطنت چلتی ہے۔ ہمارے احکامات اور قوانین جاری ہوتے ہیں۔ اور ان احکامات اور قوانین کی تعمیل اس احتیاط اور باقاعدگی سے ہوتی ہے کہ کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا۔ اتنی بڑی حکومت اور اس کے اندر کسی قسم کا خلل نہیں بلکہ خدا کی حکومت چشمۂ برکات ہے، بالعکس اس کے دنیاوی سلطنتوں اور مملکتوں میں کوئی ایسی نہیں جس میں خلل نہ ہو لیکن خدا تعالےٰ کا نظام نہایت خوبی سے چلتا ہے۔

دن اور رات کے فوائد

یغشی الیل النھار یطلبہ حثیثا

دن بھر کی مشقت کے بعد تم تھک جاتے ہو، تمہارا جسم تھک کر چور چور ہو جاتا ہے تمہیں آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو ہم نے تمہارے آرام کے لئے ۔ ۔ ۔ ۔ رات بنا دی۔ تاکہ اپنی تھکن دور کر سکو۔ رات کو جسم کو آرام ملتا ہے۔ تھکن دور ہو کر چستی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے، آرام و سکون کے بعد تمہارا اٹھ کھڑا ہونے کو دل چاہتا ہے۔

برکات کا سرچشمہ

والشمس والقمر والنجوم مسخرات

سورج اور چاند، ستارے اور سیارے خدا کے حکم کے ماتحت چلتے ہیں۔ الا لہ الخلق والامر اسی نے کائنات کی تخلیق کی ہے اور اسی کی اس پر حکومت ہے۔ تبارک اللہ وہ خدا جس نے ساری کی ساری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ وہ برکات کا سرچشمہ ہے۔

تمام مخلوق کے لئے ایک ہی قسم کے انعامات

اللہ الذی جعل الارض قرارا۔

اللہ تعالےٰ وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لیٹنے کے لئے فرش بنایا۔ والسماء بناءً اور آسمان کا ایک خیمہ تمہارے اوپر تمہاری حفاظت کے لئے لگا دیا ہے۔ ایک لالٹین (سورج) دن کے وقت تمہارے لئے روشن کر رکھی ہے، اور دوسری لالٹین (چاند) رات کے وقت کائنات کو سرمئی کرنوں سے منور کر رہی ہوتی ہے چونکہ ساری مخلوق کے لئے ایک ہی فرش ہے۔ ایک ہی چھت ہے ایک ہی ہوا ہے، ایک ہی طرح کا پانی ہے، ایک ہی سورج ہے جس سے سب کو روشنی اور حرارت ملتی ہے، پھر پانی، ہوا، اور روشنی کے نتائج، سب ہی مخلوق کے لئے ایک جیسے رکھے ہیں۔

عبادت کے لائق ایک ہی رب ہے

ذالکم اللہ ربکم۔ یہ ہے تمہارا رب خالق کل شیٔ۔ ہر چیز اس نے پیدا کی ہے۔ وھو علیٰ کل شیٔ علیم۔ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ وھو علیٰ کل شیٔ وکیل۔ وہ ہر چیز کا کارساز ہے، لا الٰہ الا ھو۔ اس کے سوا کوئی اور پرستش کے قابل نہیں۔ فاعبدوہ۔ اسی خدا کی عبادت کرو!!

منڈی بہاؤالدین میں ایک مناظرہ

بعض غیر از جماعت اصحاب کا تبصرہ

بخدمت مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم

منڈی بہاؤالدین کی لاہوری اور قادیانی جماعتوں کے درمیان ۱۸ر ستمبر کو ایک مناظرہ ہوا جس کے محرک علاوہ بعض قادیانی دوستوں کے ہم خود بھی تھے۔ ہم نے شروع سے آخر تک فریقین کی تقریروں کو توجہ سے سنا اور متواتر سات گھنٹے ہم نے وہاں بیٹھ کر جو کچھ دیکھا اس کا مختصر احوال یہ ہے کہ:۔

(۱) وہ مکان جس میں تبادلۂ خیالات ہوا جناب شیخ منور حسین صاحب وکیل کا تھا جو منڈی بہاؤالدین کی قادیانی جماعت کے امیر ہیں۔ جہاں تک شیخ صاحب کی ذات کا تعلق ہے انہوں نے نہایت عمدہ اخلاق کا نمونہ دکھلایا مگر اس کے باوجود اپنے مشاہدہ کی بنا پر ہم یہ کہنے سے رک نہیں سکتے کہ اس مجلس میں وقت کی کوئی پابندی نہ تھی۔ حالانکہ جناب چودھری فضل الرحمٰن صاحب قمر نے شروع میں اس بات پر زور دیا کہ وقت کا تعین اور تقسیم مساوی ہونی چاہیئے اور فریقین کو اس کی پابندی کرنی چاہیئے شیخ صاحب اس پر رضامند تھے مگر اُن کے مولوی صاحبان نے اس کے خلاف بڑا زور دیا اور اس کا فائدہ بھی انہوں نے ہی خوب اُٹھایا جو انصاف کے بالکل خلاف تھا۔ قمر صاحب کو ہر دفعہ تھوڑا وقت ملتا رہا۔

(۲) اس گفتگو میں جب قادیانی مولوی صاحب نے اپنا پہلو کمزور دیکھا تو مضمون زیر بحث مصلح موعود کو چھوڑ کر غلط بحث کر دیا اور ان کی اپنی جماعت کے بعض سمجھدار حضرات کے روکنے اور توجہ دلانے کے باوجود انہوں نے بدستور اس طریق کو جاری رکھا جو مذہبی عالم کی شان سے بہت بعید ہے۔

(۳) قادیانی جماعت کے مناظر صاحب کا انداز گفتگو متکبرانہ اور تحکمانہ تھا جس میں خود پسندی اور خودستائی کا پہلو غالب تھا۔

(۴) قادیانی مناظر صاحب کے علاوہ ان کے دوسرے ساتھی خصوصاً علماء آخر تک دخل در معقولات دیتے رہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا تھا جب وہ اپنے مناظر کا پہلو کمزور دیکھتے تھے۔

(۵) ایک موقع پر قادیانی مناظر صاحب نے غلط بحث کرتے ہوئے اپنی تقریر کو اڑھائی گھنٹے جاری رکھا جب ان کو بند کرایا تو ان کے دوسرے ساتھی نے کھڑا ہو کر وقت کے زیادہ گذرنے اور مہمانوں کو بھوک لگنے کا بہانہ کر کے مناظرہ کو بند کرنے کی ناپسندیدہ کوشش کی چونکہ اس وقت اس مجلس کو برخاست کرنا ان کی اپنی شکست کا کھلا اعتراف تھا جس کو جناب شیخ منور حسین صاحب نے بھی محسوس کیا، اس لئے انہوں نے سختی سے اپنے مولوی صاحب کی اس بات کی تردید کی۔

(۶) چو آٹھ مطالبات مصلح موعود کے متعلق قمر صاحب کی طرف سے بار بار پیش کئے گئے ان کا کوئی جواب قادیانی مناظر صاحب نے آخر تک نہیں دیا۔

(۷) جناب قاضی محمد نذیر صاحب قادیانی مناظر نے غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب نے مصلح موعود یا مثیل مسیح ہونے کے متعلق کوئی دعوےٰ نہیں کیا اور نہ ان کو دعوےٰ کرنے کا حق پہنچتا ہے جب انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ میں مامور نہیں اور مجھے ماننا ضروری نہیں تو پھر یہ کہنا کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے بالکل غلط ہے انہوں نے کوئی دعوےٰ نہیں کیا کوئی ان کو مصلح موعود مانے یا نہ مانے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر مقامی قادیانی دوستوں کی سابقہ متعدد مرتبہ کی گفتگو پر غور کیا جائے جو وقتاً فوقتاً قمر صاحب کے ساتھ ہمارے سامنے ہوتی رہی ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یا تو وہ قادیانی دوست دھوکہ خوردہ تھے جو اس مسئلہ کو اس قدر اہمیت دیا کرتے تھے اور یا پھر اُن کے مناظر صاحب فریق مخالف کی صداقت کا لوہا مان کر اس مسئلہ کی اہمیت گھٹانے پر مجبور ہو گئے۔ انہوں نے یہ بھی اقرار کیا کہ جس مثیل مسیح کی نسبت حضرت مرزا صاحب نے اپنی ذریّت سے آنے کی پیشگوئی کی ہے وہ آخری زمانہ میں آئے گا اور مامور من اللہ ہو گا۔ مگر وہ نشانِ رحمت نہیں ہو گا بلکہ نشانِ زحمت ہو گا۔ کیونکہ جلالی اور قہری صفات کے ساتھ آئے گا۔ اور مرزا محمود احمد صاحب کو انہوں نے رحمت کا نشان بتایا وہ اسی طرح پیشگوئی کے مصداق ہیں جس طرح جنگ یا طاعون یا دیگر وبائی امراض یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ جو شخص طاعون یا وبائی امراض کی طرح کسی پیشگوئی کا مصداق بن کر آئے وہ نشانِ رحمت کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور جو شخص جلالی صفات کے ساتھ آئے گا اور وہ مامور بھی ہو گا وہ رحمت کا نشان کیونکر ہو گا، کیا مامور من اللہ بھی زحمت کا نشان

(باقی بر صفحہ)

بہاءاللہ کے فرزند اکبر عباس افندی
عرف عبدالبہاء کے متعلق چند حقائق

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

پہلے بھائی محمد علی کو خلافت اور اسکے وظیفہ سے محروم کر دیا
بہاءاللہ نے اپنے فرزند اکبر کو غصن اعظم کا لقب عطا کیا اور انکے برادر اصغر کو جو اُن کی دوسری بیوی کے بطن سے تھے غصن اکبر کا لقب عطا کیا اُن کا نام محمد علی تھا اور اپنی وصیت میں لکھا کہ میری وفات کے بعد تحریک کی باگ ڈور پہلے عباس آفندی یعنی غصن اعظم کے ہاتھ میں رہے گی اور انکی وفات کے بعد محمد علی یعنی غصن اکبر کے ہاتھ میں منتقل کر دی جائے گی۔

یہ بات اہل بہاء کے نزدیک مسلم ہے کہ اس قسم کے اہم امور کا انصرام بہاءاللہ وحی الٰہی کے ذریعہ کرتے تھے خواہ ان کی وحی کی نوعیت و کیفیت اُن کے نزدیک کچھ ہی ہو اور ایسے امور میں اُن کا قول آخری قول ہوتا تھا جس کو تبدیل کرنے کا لاتبدیل لکلمات اللہ کے ماتحت کسی کو اختیار نہ تھا لیکن ہوتا یہ ہے کہ بہاءاللہ کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد ہی عبدالبہاء نے اپنے بھائی محمد علی کو اپنے باپ کی وصیت کے خلاف نہ صرف خلافت سے محروم کر دیا بلکہ اس کے وظیفہ کو بھی بند کر دیا حالانکہ جو روپیہ انہیں آتا تھا وہ سارے خاندان کے اخراجات کے لئے آتا تھا اور انہیں اپنے بھائی محمد علی کو اس سے محروم کرنے کا کوئی حق نہ تھا یہ عمل ان کا مشہور ضرب المثل جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مطابق تو کہلا سکتا ہے لیکن اس کی بناء تقویٰ اور طہارت پر نہیں کہلا سکتی۔

عباس آفندی عرف عبدالبہاء کا یہ فعل کلی طور پر خاندان عباسیہ کے ان خلفاء کے فعل کے مشابہ ہے جو اپنے بھائیوں کو اپنے باپ کی وصیت کے خلاف مختلف حیلوں بہانوں اور بعض اوقات اپنے حاصل کردہ اقتدار اور اثر و رسوخ کے زور سے انکے حق خلافت سے محروم کر دیتے تھے اور اپنے بیٹوں کے لئے ان کی جگہ مسلمانوں سے بیعت خلافت لے لیتے تھے مگر یہ لوگ تو دنیا دار تھے عبدالبہاء کی طرح دنیا کی محبت سے بالا ہونے کا دعوےٰ نہ رکھتے تھے لیکن اس کے برخلاف اہل بہاء کا دعوےٰ تو یہ ہے کہ عبدالبہاء کا قلب دنیا کی محبت اور اس کی حرص سے بالکل خالی تھا لیکن ان کا عمل بتلاتا ہے کہ وہ بھی دنیا دار بادشاہوں کی طرح جیفہ دنیا پر گرے ہوئے تھے اور اپنے اقرباء کو ان دوسروں پر ترجیح دینے کے حیلے سوچتے رہتے تھے جن کے حق میں اُن کے والد وصیت کر گئے تھے چنانچہ اپنے باپ کی وصیت کے خلاف اپنے بھائی محمد علی کو خلافت کے حق سے محروم کرکے اپنے نواسے شوقی آفندی کے ہاتھ میں تحریک کی باگ ڈور دے گئے اور اس طرح عملی طور پر ثابت کر دیا کہ بہاءاللہ کے افعال و اقوال درحقیقت وحی الٰہی کے اثر سے نہ تھے بلکہ ان کے اپنے نفس کی املاء کے نتیجہ میں تھے اور یہ زبردست دلیل ہے بہاءاللہ کے دعاوی کے بطلان پر جو خود ان کے فرزند اور خلیفہ نے ہم پہنچائی ہے جسے وہ خود اپنا جانشین مقرر کر کے گئے تھے۔

عبدالبہاء کے اخلاق کا نمونہ

صرف یہی نہیں کہ اپنے بھائی محمد علی کو مکمل طور پر ذلیل کرنے کی کوشش کی بلکہ اسے اور اس کے خاندان کے حق میں سرد مہری کا اس حد تک ثبوت دیا کہ اس کے برادر خورد کی وفات پر اس کی نماز جنازہ میں بھی شریک نہ ہوئے اور نہ اپنے ماننے والوں میں سے کسی کو شریک ہونے دیا اور نہ ہی عزا پرسی کی زحمت گوارا کی۔

انتقامی جذبہ کی شدت کا یہ عالم تھا کہ ایک شخص نے جو بہاءاللہ کا منظور نظر تھا اور جس کا وہ خاص طور پر احترام کرتے تھے اور جس کے متعلق ان کی یہ وصیت بھی تھی کہ اسے احترام سے رکھا جائے عباس آفندی کے اس سلوک کے خلاف جو انہوں نے اپنے بھائی محمد علی کے ساتھ روا رکھا ہوا تھا چند احتجاجی کلمات کہدیئے اس کا علم ہوتے ہی تو عبدالبہاء نے اسے اپنے ہاتھ سے زد و کوب کرنا شروع کر دیا اور دوسرے لوگوں سے بھی پٹوا دیا۔ اور اس کو مارتے مارتے ننگے سر ننگے پاؤں گھر سے باہر لے جا کر اصطبل میں بند کر دیا۔

عبدالبہاء کا دعوےٰ الوہیت

احادیث میں دجال کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ وہ دعوےٰ الوہیت کرے گا اسی رنگ میں جس میں میں بتلا چکا ہوں کہ سید علی محمد باب اور بہاءاللہ نے بالکل اسی طرح دعوےٰ الوہیت کیا جس طرح کہ عیسائی حضرت مسیح کے متعلق مانتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ شیعوں کے نزدیک امامت کا مفہوم اسی قسم کا ہے اور جب تک کوئی شخص اس دعوےٰ کیساتھ ان میں کھڑا نہ ہو اس وقت تک نہ ان کے قلوب تسلی پکڑتے ہیں اور نہ وہ اس کو ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں سید علی محمد باب کے ارد گرد بھی یہ لوگ اسی لئے جمع ہوئے اور ان کے قتل کے بعد بہاءاللہ کے ہاتھ پر بھی اسی لئے جمع ہو گئے۔ بہاءاللہ کے بھائی صبح ازل کی ناکامی کی بڑی وجہ یہی تھی کہ اس نے باب کی تعلیم کے ماتحت اس قسم کے دعوےٰ کو ناجائز سمجھا کیونکہ انہوں نے صاف طور پر لکھا تھا کہ اب نیا ظہور الٰہی قریباً ۲ ہزار برس کے بعد پیدا ہو گا لیکن بہاءاللہ قوم کی ذہنیت کو اچھی طرح سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے باب کی تحریر کو پس پشت ڈالتے ہوئے ظہور الٰہی ہونے کا دعوےٰ کر دیا نہ معلوم تو بہاءاللہ سے یہ غلطی کیوں سرزد ہوئی کہ انہوں نے اس قسم کے مدعیوں کے لئے ایک ہزار برس تک دروازہ بند کر دیا چنانچہ انہوں نے صاف طور پر لکھا کہ میرے بعد نیا ظہور الٰہی ہزار برس کے بعد ہی آسکتا ہے اور ہزار برس گذرنے سے قبل جو شخص بھی ایسا دعوےٰ کرے گا وہ کذاب اور صداقت سے عمداً گریز کرنے والا ہو گا اور جو کوئی بھی میری اس تحریر کی تاویل ظاہری الفاظ کے خلاف کرے وہ الٰہی روح اور اس کے رحم سے محروم رہے گا پس جس طرح تو بہاءاللہ نے باب کی تحریر کو پس پشت ڈالتے ہوئے نئے ظہور کا دعوےٰ کر دیا تھا ٹھیک اسی طرح عبدالبہاء نے بھی اپنے باپ بہاءاللہ کی کھلی کھلی تحریر کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنے وجود میں نئے ظہور الٰہی کا اعلان کر دیا۔ کیونکہ بہاءاللہ کی طرح وہ بھی خوب سمجھتے تھے کہ قوم کی ذہنیت ایسی بن چکی ہے کہ وہ اس قسم کے دعوےٰ کے بغیر تسلی نہیں پکڑ سکتی جس طرح بہاءاللہ کے بھائی صبح ازل محض اس وجہ سے ناکام رہے کہ انہوں نے اس قسم کے دعوےٰ کی جرأت نہ کی اسی طرح عبدالبہاء کے بھائی محمد علی بھی اسی وجہ سے ناکام رہے کہ انہوں نے بھی اس قسم کے دعویٰ کی جرأت نہ کی۔

بہاءاللہ کے دعویٰ وحی کے بطلان پر دوسری دلیل

جس طرح عبدالبہاء نے اپنے بھائی محمد علی کو حق خلافت سے محروم کرکے بہاءاللہ کے دعوےٰ وحی کے بطلان پر ایک زبردست دلیل قائم کی تھی اسی طرح ان کے اس اعلان کے خلاف کہ ہزار برس سے قبل کوئی ظہور الٰہی کا مدعی نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی ایسا دعوےٰ کرے گا تو وہ کذاب ہو گا علم بغاوت بلند کرکے دوسری زبردست دلیل بہاءاللہ کے دعوےٰ وحی کے بطلان پر قائم کر دی۔

تین دجالوں سے ڈرانے والی حدیث

سابقہ قسط میں میں ایک حدیث نقل کر چکا ہوں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی امت کو تین دجالوں سے خاص طور پر ڈرایا ہے ان کے جو اوصاف حدیث میں بیان کئے گئے ہیں وہ سید علی محمد باب اور بہاءاللہ اور عبدالبہاء پر پوری طرح چسپاں ہو رہے ہیں قارئین کرام اس قسط کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

بہائی لٹریچر میں لفظ دجال کا استعمال

سابقہ اقساط میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ بہائی لٹریچر میں دجال کا اطلاق ہر اس شخص پر کیا جاتا ہے جو مکر و فریب سے کام لے اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم عبدالبہاء کے طریق کار پر نظر ڈالتے ہیں جو انہوں نے اپنی تحریک کی اشاعت کے لئے اختیار کیا تو اہل بہاء کے اپنے مسلمات کی رُو سے لفظ

www.aaiil.org

دجّال کا اطلاق ان پر صفائی سے ہوتا ہے یہ حقیقت ہے کہ سید علی محمد باب اور بہاء اللہ کی زندگیوں میں بابی اور بہائی تحریک ایران کے اہل تشیع کے فرقہ شیخیہ تک ہی محدود تھی انہوں نے ہی زیادہ تر اس تحریک میں شمولیت اختیار کی ان کے علاوہ اگر کسی اور فرقہ کے آدمیوں نے اسے قبول کیا تو وہ النادر کالمعدوم کے حکم میں ہے لیکن عبدالبہاء نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی اس حدیث کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے کہ دجّال مشرق اور مغرب میں اپنے ہم خیالوں کو اپنے خیالات پھیلانے کے لئے روانہ کرے گا - اپنی توجہ امریکہ اور یورپ کی طرف مبذول کی چنانچہ ایک شخص خیراللہ نامی کو اس غرض کے لئے امریکہ بھیجا گیا لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خیراللہ کو امریکہ جانے سے قبل عبدالبہاء سے ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوا تھا وہ صرف مصر کے ایک بہائی حاجی عبدالکریم نامی کی تبلیغ سے متاثر ہو کر بہائی ہوا اور عبدالبہائی کی تحریری اجازت سے امریکہ روانہ ہو گیا اس لئے عبدالبہاء کے حقیقی کیریکٹر سے اسے کوئی واقفیت نہ ہوئی محض حاجی عبدالکریم کی زبانی ان کی تعریف سن کر شیدائی ہو گیا اور مشہور ضرب المثل "دیکھا نہ بھالا صدقہ گئی خالہ" پر عمل پیرا ہو کر ان پر فدا ہونے لگ پڑا اس شخص نے امریکہ پہنچکر بہائیت کی تبلیغ میں کیا طریق اختیار کیا اس کی تفصیل ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمائی جائے یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ خیراللہ نے تبلیغ کا جو طریق اختیار کیا اس میں اسے عبدالبہاء کی مکمل تائید حاصل تھی -

یہ تو میں بتلا چکا ہوں کہ عبدالبہاء اپنے وجود میں سے ظہور الٰہی کا دعوٰی پہلے کر چکے ہوئے تھے اس لئے خیراللہ نے امریکہ جا کر عیسائیوں کے سامنے عبدالبہاء کو بطور مسیح اور خدا کے بیٹے کے پیش کیا اور صاف طور پر لوگوں کو یہی تعلیم دی کہ بہاء اللہ خود خدا تھا یہ نہیں کہ خدا نے بہاء اللہ کے وجود میں اپنے آپ کو ظاہر کیا جیسا کہ یسوع مسیح کے متعلق خیال کیا جاتا ہے بلکہ درحقیقت وہ خود خدا تھا اس عقیدہ کو تسلیم کرو ورنہ تمہاری نجات ناممکن ہے اگر تم اسے تسلیم کر لو گے تو تم اس خدا کے اطفال بن جاؤ گے اور تمہیں بھی پیدا کرنے کی طاقت دی جائے گی -

حضرت مسیح عبدالبہاء کے وجود میں ظاہر ہوئے یعنے عبدالبہاء حضرت مسیح کا اوتار ہے انہوں نے اس کے وجود میں دوبارہ جنم لیا ہے -

یہ بیان اس مکتوب سے لیا گیا ہے جو ایک امریکن لیڈی نے جو ڈاکٹر براؤن کی امریکہ میں نامہ نگار تھیں ڈاکٹر موصوف کو لکھکر بھیجا جس کو انہوں نے

Materials for the Study of the Babi Religion.

میں شائع کیا - خط طویل ہے ملخصہ درج کیا گیا ہے -

بیعت فارم کا نمونہ

جو لوگ تحریک میں شمولیت اختیار کرتے تھے انکے لئے ایک بیعت فارم تھی اس میں صاف الفاظ میں اقرار کیا جاتا تھا

"میں خدائے واحد پر ایمان لاتا ہوں یا لاتی ہوں جو میرا خالق ہے لیکن اسکے ساتھ ہی میں اس بات پر بھی یقین رکھتی ہوں یا رکھتا ہوں کہ خدا انسانی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ بھی میرا ایمان ہے کہ خدا اب دنیا سے اُٹھ گیا ہے اور اس نے اپنی حکومت تیرے سپرد کر دی ہے تو جو غصن اعظم ہے اور اس کا سب سے پیارا بیٹا ہے اور اس کا راز ہے -"

عیسائیوں کے لئے اس قسم کے عقیدہ کو مان لینا کوئی مشکل امر نہ تھا کیونکہ وہ پہلے ہی اس قسم کے عقیدہ کے قائل تھے البتہ ۱۹۰۰ برس کے پرانے شخص کو خدا مان کر اُکتا گئے تھے اس لئے انہوں نے سنئے اوتار کو قبول کر لیا وہاں اس تحریک کی کامیابی کا یہی راز ہے -

کذب بیانی کی حد ہو گئی

ہر شخص جانتا ہے کہ دجّال بہت جھوٹ بولنے والے کو کہتے ہیں یہ اس کی لازمی صفت ہے اب دیکھئے کہ بہائی مبلغ نے کذب بیانی کو کس حد تک پہنچایا ہے لیکن عبدالبہا کی طرف سے اس پر اسے قطعاً کوئی ملامت نہیں کی گئی اور نہ اس کی تردید شائع کی گئی ، تفصیل اس کی یہ ہے کہ خیراللہ صاحب امریکہ میں سبق بھی پڑھایا کرتے تھے گیارہویں سبق میں وہ اہل امریکہ کو بتلاتے ہیں کہ خدا کا اوتار بہاء اللہ ۵۲-۱۹۵۲ میں ظاہر ہوا وہ شاہی خاندان سے تھا وہ ۱۹۵۲ء میں طہران سے جلاوطن کیا گیا سات ہزار تبعیوں کے ساتھ بغداد گیا جہاں پانچ دن تک بطور خدا اپنے آپ کو ظاہر کرتا رہا اس سے قبل ایک حجام سے حجامت بنوالی تھی .... پانچ دن کے بعد اس نے اپنا چہرہ نقاب سے چھپا لیا -

یسوع مسیح یعنی عباس آفندی اس وقت بچہ تھا اور وہ اس کے ساتھ تھا - ۱۸۶۳ء میں سلطان ترکی نے اُسے قسطنطنیہ آنے کی دعوت دی اس وقت بہاء اللہ کے متبعین کی تعداد تیس ہزار تھی سلطان ترکی کے سامنے جب بہاء اللہ پیش ہوا تو سلطان نے اس سے اس کی الوہیت پر دلیل طلب کی بہاء اللہ نے سلطان سے دریافت کیا کہ کیا آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان رکھتے ہیں سلطان نے اس کا جواب اثبات میں دیا بہاء اللہ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت پر نشان طلب کیا سلطان نے قرآن کریم کو بطور ثبوت پیش کیا اس پر بہاء اللہ نے چھ گھنٹوں میں قرآن سے زیادہ ضخیم کتاب لکھدی اور اسے اپنے دعوئے الوہیت پر بطور نشان پیش کر دیا -

Materials for the Study of the Babi Religion, P. 138.

اس سبق میں قریباً ۱۰ باتیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے ایک بھی جھوٹ سے خالی نہیں - بلکہ اس سارے بیان کو از سرتاپا غلط کہا جائے تو بجا ہے صرف غلط ہی نہیں بلکہ سفید جھوٹ کا تودہ اسکے لئے موزوں لفظ ہے -

حیرت کی بات ہے کہ جن لوگوں نے اس بیان کو سچا سمجھا انہوں نے اتنا بھی دریافت نہ کیا کہ وہ کتاب جو قرآن سے زیادہ ضخیم تھی وہ پہلی کہاں گئی کیا وہ بھی معجزانہ طور پر دنیا سے ناپید ہو گئی -

اس صریح جھوٹی کہانی بنانے میں کہ سلطان ترکی نے قسطنطنیہ آنے کی بہاء اللہ کو دعوت دی اور پھر اس سے نشان طلب کیا وغیرہ اس مبلغ نے جس دیدہ دلیری سے کام لیا ہے اسے پڑھ کر انسان دریائے حیرت میں غرق ہو جاتا ہے کہ کیا انسان کی اخلاقی حالت اس حد تک بھی گر سکتی ہے کہ وہ حق کی تبلیغ کے لئے کھڑا ہو اور اس کی تائید اتنے واضح جھوٹ سے کرے کہ جس کی نظیر ملنی ہی مشکل ہے -

خیراللہ کی عبدالبہاء سے بیزاری اور علیحدگی

میں جیسا کہ پہلے بتلا چکا ہوں کہ خیراللہ نے امریکہ جانے سے قبل عبدالبہاء کو بالکل نہ دیکھا تھا اور نہ ان سے ملاقات ہوئی لیکن جب خیراللہ چند امریکن بہائیوں کو لیکر عبدالبہاء کی ملاقات کے لئے امریکہ سے عکا آیا تو یہ دیکھکر کہ جس شخص کو وہ یسوع مسیح کا اوتار قرار دیتا رہا وہ دھوکہ اور فریب سے کام لیتا ہے حیرت زدہ ہو گیا اور اس کی تعریف میں جو پل اس نے باندھے تھے اس پر سخت نادم اور پشیمان ہوا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت دھوکہ دہی اور فریب کی ایک مثال اس نے لکھی ہے کہ عبدالبہا نے ایک دن ایک شخص کرنل بدری بے کو کھانے پر بلایا جو امریکن بہائیوں کے اعزاز میں دیا گیا تھا اور خیراللہ کی لڑکی کے ذریعہ تمام امریکی بہائیوں کو یہ حکم دیا کہ اگر بدری بے فرانسیسی زبان میں گفتگو کرنا چاہے تو وہ سب فرانسیسی زبان جاننے کے متعلق صاف انکار کر دیں چنانچہ جب بدری بے نے دریافت کیا کہ کیا امریکی مہمانوں میں سے کوئی فرانسیسی زبان جانتا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ ان دوستوں سے گفتگو کر سکوں کیونکہ میں انگریزی زبان نہیں جانتا تو بہاء اللہ کے حکم کی وجہ سے سب نے انکار کر دیا حالانکہ ان میں چار خواتین فرانسیسی زبان کا علم رکھتی تھیں اور خوب اچھی طرح اس زبان میں گفتگو کر سکتی تھیں -

خیراللہ کو قتل کی دھمکی

ان باتوں کو دیکھکر خیراللہ عبدالبہاء سے بدول ہو گیا اور اس سے علیحدہ ہونے پر مجبور ہو گیا اور اس کے بھائی محمد علی سے مل گیا اور دوبارہ جب امریکہ گیا تو محمد علی کے حق میں اس نے پروپیگنڈا شروع کر دیا عبدالبہاء نے ایک شخص مرزا حسن خراسانی کو اسے دوبارہ اپنے ساتھ ملانے کے لئے بھیجا اس نے جا کر صاف کہہ دیا کہ یا تو عبدالبہاء کے ساتھ مل جاؤ ورنہ قبر میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ میں یا تو تمہیں عبدالبہاء کے مبلغ کے یہاں چھوڑ کر جاؤں گا یا تجھے قتل کر کے جاؤں گا خیراللہ نے مجبور ہو کر آخر پھر اپنی پہلی تبلیغ کو شروع کر دیا - ان علامات کو اسجگہ ختم کیا جاتا ہے انشاء اللہ آئندہ اقساط میں باب

www.aaiil.org

انی مھین من اراد اھانتک

سید عطاء اللہ شاہ بخاری بیماری اور کسمپرسی کی حالت میں

گذشتہ پون صدی کے عرصہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بڑے بڑے معاندین سے سابقہ پڑا ان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا نام سرِ فہرست لکھا جائے گا، ان کی زبان آوری اور خطابت نے بے شمار لوگوں کو اس سلسلہ کا مخالف اور دشمن بنا دیا، کئی لوگوں کو جو اس سلسلہ کے کاموں اور عقائد کو عین اسلامی عقائد اور کام سمجھتے تھے اس سے گمراہ اور برگشتہ کر دیا، یہاں تک کہ ۱۹۵۳ء میں احمدیت کے خلاف فساد برپا کرنے میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب کا فن خطابت سب سے بڑھ کر کام آیا۔ لیکن خدا کی شان! جس طرح دوسرے تمام معاندین یکے بعد دیگرے اپنی ناکامی پر مہر لگا کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ جوں کا توں قائم بلکہ دن بدن فروغ حاصل کر رہا ہے، اسی طرح سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری بھی آج اپنی زندگی کے آخری ایام میں اسی ناکامی کا منہ دیکھ رہے ہیں، اور ذیابیطس اور فالج کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر کسمپرسی کی حالت میں پڑے ہیں اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ان کی موجودہ حالت پر معاصر کوہستان کے سٹاف رپورٹر نے ۸ ستمبر ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں جو تبصرہ کیا ہے وہ ذیل میں قارئین کرام کی خدمت میں بغرض ازدیاد ایمان پیش کیا جاتا ہے۔ ہمیں شاہ صاحب کی اس حالت پر جو نامہ نگار کوہستان نے بیان کی ہے ہرگز خوشی نہیں بلکہ رنج ہے لیکن چونکہ اس سے مامور ربانی کے الہام انی مھین من اراد اھانتک کی صداقت ثابت ہوتی ہے اس لئے ہم اس کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

خطیب اعظم سید عطاء اللہ شاہ بخاری

چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

(ایثار راعی سٹاف رپورٹر کوہستان ملتان)

ملتان کے ایک محلہ کوٹلہ تولے خان میں وہ ایک چالیس روپے ماہوار کرایہ کے مکان میں رہتا ہے اتنی گمنامی کی زندگی بسر کر رہا ہے کہ محلہ والوں سے پوچھیں کہ بخاری کہاں رہتا ہے تو وہ سر ہلا دیں گے کسی دور میں ہم لوگ اسے خطیب الامت امیر شریعت، خطیب اعظم اور امیر احرار کہا کرتے تھے اور اب وہ کچھ بھی نہیں رہا۔ بخاری جس طرح سے زندگی کا سفر طے کر رہا ہے سارے رشتے آہستہ آہستہ ختم ہو رہے ہیں۔ بخاری اب زندگی کے آخری دنوں سے گزر رہا ہے نہ جانے کب موت کی سیاہی پھیل جائے گی۔ زندگی اس کا ساتھ چھوڑ رہی ہے۔ ذیابیطس کا مریض ہے۔ فالج نے اس کا سب کچھ چھین لیا ہے۔ بذلہ سنجی، خطابت، شعر و ادب، سیاست حتیٰ کہ قوتِ گویائی بھی غتر بود ہو گئی ہے اور اب وہ نظر کی کمزوری سے کسی کو نہیں پہچانتا اور احباب، اسے قصۂ پارینہ سمجھ کر فراموش کر چکے ہیں۔

میں شاہ جی کو ملنے ان کے مکان پر پہنچا تو وہ کسی کام باہر گلی میں کھڑے تھے۔ علیک سلیک ہوئی اور ہم دونوں بیٹھک میں جا کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے چارپائی کا سہارا لے کر زمین پر دھرنا مار لیا اور میں بھی ان کی تقلید میں اسی طرح بیٹھ گیا۔ بیٹھک میں ایک چارپائی، ایک الماری اور چند کتابیں بکھری پڑی تھیں میں نے شاہ جی سے ان کی صحت کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ ذیابیطس کے ساتھ فالج کی بھی شکایت ہے۔ ذیابیطس کی شکایت پہلے بھی تھی لیکن ۱۹۵۳ء میں جب جیل گیا تو بیماری زور پکڑ گئی۔ ۱۹۵۶ء سے آج تک اس چارپائی پر پڑا ہوں۔ پھر کہنے لگے آج آپ کا اخبار پڑھ رہا تھا ایک خبر تھی، اگر روس نے امریکہ کے کسی حلیف ملک پر راکٹ پھینکا تو روس پر راکٹوں کی بارش کر دی جائے گی۔ ان بدبخت ان کم بختوں سے کوئی پوچھے کہ تم موت کا علاج کر رہے ہو — زندگی کا علاج کرو۔ غالب شاہ جی کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ ان کا یہ شعر پڑھا:—

ہاں کھائیو مت فریب ہستی
ہرچند کہیں کہ ہے نہیں ہے

اس کے بعد سر پکڑ کر بیٹھ رہے میں نے بات کرنا چاہی تو کہنے لگے دعا کرو قبر کے لئے زمین نصیب ہو جائے رہنے کے لئے گھر تو نہیں ملا۔ متعدد بار قرعہ اندازی میں حصہ لیا لیکن قرعہ نہیں نکلا۔

۱۹۴۷ء سے اسی کرایہ کے مکان میں رہ رہا ہوں ہندوستان میں دو مکان چھوڑ دیے تھے یہاں آ کر کچھ بھی نہیں ملا اور نہ میں نے کوشش کی ہے۔ کلیم منظور ہو گیا ہے قرعہ اندازی میں کچھ ملا نہیں اب نقد معاوضہ کی آس لگائے بیٹھا ہوں شاید مل جائے۔

میں نے شاہ جی سے پوچھا کہ آپ کبھی پرانے احباب آپ کو ملنے آتے ہیں یا کہ نہیں تو مسکرا کر کہنے لگے کہ وہ مجھے ملنے آتے ہیں یا اپنے کام سے؛ تھوڑی دیر کے توقف کے بعد بولے مجھے پچھلے دنوں ایبٹ آباد سے ایک دوست اپنے ہاں لے جانے کے لئے آئے تھے میں نے انکار کر دیا۔ پہلے جو کوئی مجھے اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتا تھا میں چلا جاتا تھا اب عمر ایسی ہے کہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے ہاں کتنے احباب آتے ہیں؟

ایک زمانہ تھا کہ شاہ صاحب کے گرد ہر وقت عقیدتمندوں کا ہجوم رہتا تھا۔ اب زورِ بیان ختم ہو گیا تو سب احباب دور ہو گئے ہیں۔ اب انہیں صرف وہ دیہاتی ملنے آتے ہیں جو ان کے مرید ہیں اور ان سے گہری عقیدت رکھتے ہیں۔ دوست احباب ساون کے بادلوں کی طرح چھٹ گئے کچھ اللہ کو پیارے ہو گئے اور جو باقی رہ گئے وہ زمانے کے تقاضوں کے ساتھ ہو لئے اب شاہ جی اور بڑھاپے کا یارانہ رہ گیا ہے۔ اور وہ بھی نہ جانے کب ٹوٹ جائے۔

جب شاہ جی کے پاس قوتِ گویائی تھی، صحت تھی اس وقت وہ اپنے دور کی سب سے محبوب شخصیت تھے ان کی خطابت کا لوہا سب نے مانا۔ مولانا ظفر علی خاں مرحوم، مولانا محمد علی جوہر، مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم، نواب بہادر یار جنگ مرحوم، پطرس مرحوم اور نہ جانے کن کن لوگوں نے ان پر دادِ تحسین کے پھول برسائے۔

وہ اپنے دور کے سب سے بڑے خطیب اور اسلام کے بہت ... بڑے داعی تھے ان کی آواز میں ایسا جادو تھا کہ لاکھوں کا مجمع مسحور و مبہوت بیٹھا رہتا تھا۔ وہ جب چاہتے رلاتے تھے اور جب چاہتے ہنساتے تھے وہ اپنے دور کے سب سے بڑے قاری بھی تھے۔ جب قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تو آسمان سے رحمتوں کا نزول ہونے لگتا اور ایسا معلوم ہوتا کہ سامعین کے ساتھ کائنات بھی جھوم رہی ہے۔ یہ قدرت کا ان پر سب سے بڑا انعام تھا۔ افسوس اس دور کا اتنا بڑا انسان اپنی قوتوں سے محروم کسمپرسی کی حالت میں پڑا ہے۔

مقالہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

میں زار روس کے باحال زار ہو جانے کی جو خبر دی ہے وہ ۱۹۰۵ء میں کس تحت الشعور سے نکل سکتی تھی، اور کونسا ماحول اس وقت ایسا تھا، جس سے نو سال بعد کے جنگ عظیم اور زار کے باحال زار ہونے کا وہم بھی پیدا ہو سکتا تھا؟ کیا مولوی سید مسعود علی صاحب اس کا تجزیہ کر کے ہمیں بتائیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کے الہامات کے متعلق ان کا بیان کہاں تک صحیح ہے؟

ضرورت رشتہ

راجپوت خاندان کے ایک لڑکے اور دو لڑکیوں کے لئے رشتوں کی فوری ضرورت ہے۔ لڑکا میٹرک پاس ڈرافٹسمین ہے ذہنی اچھا کاروبار ہے عمر بائیس سال ہے۔

ایک لڑکی عمر ۱۹ سال دوسری کی عمر پندرہ سال تعلیم یافتہ امور خانہ داری سے واقف صوم و صلوٰۃ کی پابند ہیں خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:—

ماسٹر محمد اسمٰعیل معرفت ماسٹر ... شرف مکان ۳۵ متصل لال کوارٹرز محلہ منصور آباد۔ لائل پور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
مینیجر ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

www.aaiil.org

منڈی بہاؤالدین میں ایک مناظرہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

ہو سکتے ہیں ؟ یوں تو نہ ماننے والوں کے لئے ہر مدعی تذبذب کراتا ہے کیا وہ سب زحمت کا نشان ہوتے ہیں ؟

(۸) قمر صاحب نے مرزا صاحب کی ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی سے یہ ثابت کیا تھا کہ اب قیامت تک میری ذریت سے ہونے والے مسیح کے سوا اور کوئی مسیح نہ آئے گا اور قادیانی مناظر صاحب نے یہ تسلیم کیا کہ وہ آخری زمانہ میں آئے گا اور مامور ہوگا۔ ان دونوں پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یا تو مرزا محمود احمد صاحب کا مثیل مسیح اور اس پیشگوئی کا مصداق ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے اور یا پھر پیشگوئی صحیح نہیں۔

(۹) اس مباحثہ سے بہت بڑا انکشاف یہ ہوا کہ قادیانی جماعت کے عقائد کی مثال بالکل ہٹی دانت کی طرح ہے اور عقائد کا اختلاف صرف پارٹی بازی کی بناء پر ہے۔ یہ اس خلیج کو وسیع کرنے اور اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لئے دیدہ دانستہ پیدا کیا گیا ہے مگر ہمارے خیال میں یہاں انہوں نے مولانا محمد علی صاحب کی ضد میں کلمہ گوؤں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر مسلمانوں میں اختلاف کی خلیج کو وسعت دی ہے وہاں اپنے مرشد کو مدعی نبوت قرار دینے میں بھی ظلم عظیم کیا ہے۔ جس کی روحانیت کا دعویٰ کرنے والی جماعت سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ ہم قادیانی مناظر صاحب کی لایعنی طویل تقریر سے جو ۲ گھنٹے تک جاری رہی یہ سمجھتے ہیں کہ در اصل حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے اپنے نہ ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ یہ سب ایجاد جناب مرزا محمود احمد صاحب کی ہے جس کو وہ موم کی ناک کی طرح جیسا موقع دیکھتے ہیں موڑ لیتے ہیں۔ اور ان کے ماننے والے اپنی عقل اور فکر سے قطعاً کام نہیں لیتے وہ وہی کہیں گے جس کی ندا ربوہ سے بلند ہو۔ اور یہ کہتے وقت وہ کبھی اس بات کو نہیں سوچتے کہ ہم آج جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ ہمارے کل کے بیان کے خلاف ہے۔ ہم قاضی محمد نذیر صاحب کی تقریریں سن کر حیران ہو رہے تھے جب وہ بیٹھے ڈھٹائی سے یہ کہہ رہے تھے کہ مرزا محمود احمد صاحب نے کب یہ دعویٰ کیا کہ میں مصلح موعود و مامور من اللہ ہوں گویا تو انہوں نے ہرگز مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ نہیں کیا وہ تو مسیح کی زمانہ میں آئے گا اور مامور ہوگا اور کہ خلیفہ ثانی نے ۱۹۱۴ء سے پہلے بھی کبھی مرزا صاحب کی وحی کو وحی نبوت نہیں بتایا۔ انہوں نے پہلے بھی کبھی مرزا صاحب کا نام منکروں کا نام نہیں بتلایا۔ اور انہوں نے پہلے کبھی احمدی اور غیر احمدی کے اختلاف کو بنیادی اور اصولی نہیں بتلایا۔ انہوں نے پہلے بھی مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں بتایا۔ بلکہ "امتی کافر" پہلے بھی کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں۔ جو کچھ بھی کہا جاتا رہا ہے وہ مولوی محمد علی اور اُن کی جماعت کے مقابلہ میں کہا جاتا رہا۔ یہ مضحکہ خیز بلکہ قابل نفرت باتیں تھیں جو غیر متوقع طور پر ایک بہت بڑے عالم اور علم و فضل کے مدعی کی زبان سے نکلیں، وہ ایک طرف تحقیقاتی کمیشن اور اپنے خلیفہ صاحب کے عدالتی بیانوں کے سامنے لاجواب تھے اور دوسری طرف ایسی باتوں سے اس خفت کو دُور کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

(۱۰) سب سے زیادہ افسوسناک بات جو دیکھنے میں آئی وہ یہ تھی کہ آخری تقریر قادیانی مناظر صاحب نے دس بجے سے ۱۲½ بجے تک کی پھر پندرہ منٹ ادھر اُدھر کی باتوں میں اور لے گئے اور قمر صاحب نے بارہ بجکر پینتالیس منٹ پر اپنی تقریر شروع کی انہوں نے اپنے پہلے مطالبات کو جو تشنہ جواب تھے دہرا کر اور خلیفہ صاحب کے عدالتی بیانوں اور تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ سے اُن کے سابقہ بیانوں کا تضاد دکھانے کے بعد ۲ بجے مسئلہ خلافت کو شروع کیا اور اس کے لئے انہوں نے جناب مرزا محمود احمد صاحب کی اپنی تقریر "خلافت حقہ اسلامیہ" سے کانفرنس کی وہ تقریر پڑھنی شروع کی جو قادیانی دوستوں کے لئے موجودہ پیشوا کرتے ہیں ابھی وہ ایک صفحہ بھی پڑھ نہ سکے تھے کہ قاضی صاحب نے شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ کتاب کب تک پڑھتے رہو گے انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کے طعنے دھمکیاں اور تحکمانہ الفاظ، لایعنی اور بے تعلق باتیں پورے ۲½ گھنٹے نہایت سکون سے سُنی ہیں، اب میں آپ کے خلیفہ صاحب کی اپنی کتاب سے آپ کی مزعومہ خلافت پر روشنی ڈالنے لگا ہوں آپ وہ بھی سننا پسند نہیں کرتے تو میں بند کر دیتا ہوں چونکہ جناب شیخ منور حسین صاحب اندر تشریف لے گئے تھے اگر وہ موجود ہوتے تو ہمارا خیال ہے کہ وہ پہلے کی طرح قمر صاحب کو پینتالیس منٹ اور بولنے کی اجازت ضرور دیتے۔ مگر ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے اُن کا وقت بھی ان کو نہ

www.aaiil.org

پیغام صلح ۵ اکتوبر ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۹

کی گاڑی مولوی صاحبان جا رہے ہیں، ہم نے کہا کہ اب پونے تین ہو گئے کب ہم گھر پہنچیں اور کب کھانا کھا کر واپس آئیں اور پھر گفتگو کے لئے کونسا وقت ہے حالانکہ ان کے مولوی اس گاڑی پر نہیں گئے۔ والسلام۔
بقلم دیوان عبدالمجید پرنٹن فروکش منڈی بہاؤ الدین۔

چوہدری احمد حسن خاں کریانہ مرچنٹ۔ منڈی بہاؤ الدین۔

نوٹ:۔ اور بھی کئی دوست اس مجلس میں موجود تھے تاثرات ان کے بھی یہی ہیں جن کا ہم نے اظہار کیا مگر وہ دیر سے آنے کی وجہ سے مکمل گفتگو نہ سن سکے اس لئے ان کے دستخط نہیں کرائے گئے۔
بقلم عبدالمجید منڈی بہاؤ الدین

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

www.aaiil.org

کی گاڑی مولوی صاحبان جا رہے ہیں۔ ہم نے کہا کہ اب پونے تین ہو گئے کب ہم گھر پہنچیں اور کب کھانا کھا کر واپس آئیں اور پھر گفتگو کے لئے کونسا وقت ہے حالانکہ ان کے مولوی اس گاڑی پر نہیں گئے۔ والسلام۔
بقلم دیوان عبدالمجید پرتن فروش منڈی بہاؤالدین۔

چوہدری احمد حسن خاں کریانہ مرچنٹ - منڈی بہاؤالدین۔
نوٹ :- اور بھی کئی دوست اس مجلس میں موجود تھے تاثرات ان کے بھی یہی ہیں جن کا ہم نے اظہار کیا مگر وہ دیر سے آنے کی وجہ سے مکمل گفتگو نہ سن سکے اس لئے ان کے دستخط نہیں کرائے گئے۔
بقلم عبدالمجید منڈی بہاؤالدین

پیغام صلح ۵ اکتوبر ۱۹۶۰ء رجسٹرایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۹

تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۰

اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے لئے جوش پیدا کرنے کی ضرورت

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاداتِ طیبہ

جو لوگ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور تقدیس کے لئے جوش نہیں رکھتے اُن کی نمازیں جھوٹی ہیں، ان کے سجدے بیکار ہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو، یہ سجدے صرف منتر جنتر ٹھہریں گے۔ جن کے ذریعہ سے یہ بہشت کو لینا چاہتا ہے۔ یاد رکھو کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے، ایسا ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے جب تک اُن کے ساتھ کیفیت نہ ہو، اللہ تعالیٰ کیفیت کو چاہتا ہے اور ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی عظمت اور عزت کے لئے جوش رکھتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے گذرتے ہیں اور کوئی دوسرا شخص اُن کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ جب تک کیفیت نہ ہو۔ انسان ترقی نہیں کر سکتا۔ گویا خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک اُس کے لئے جوش نہ ہو کوئی لذت نہیں دے گا۔ ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک قضا ہوتی ہے۔ لیکن کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ ساری نمازوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو مقدم نہ کر لے زندگی قریب اور دوست کو کہتے ہیں۔ جو دوست چاہتا ہے وہی یہ چاہتا ہے تب یہ ولی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما خلقت الجنّ والانس الا لیعبدون (پارہ ۲۷) انسان کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے جوش رکھے۔ تب وہ اپنے ابنائے جنس سے بڑھ جائے گا اور خدا تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے بن جائے گا۔ مُردوں کی طرح نہیں ہونا چاہیئے کہ مُردے کے منہ میں ایک شئے ایک طرف سے ڈالی جاتی ہے تو دوسری طرف سے نکل آتی ہے۔ اسی طرح شقاوت کی حالت میں کوئی اچھی چیز اندر نہیں جا سکتی۔ یاد رکھو کہ کوئی عبادت اور صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ذاتی جوش نہ ہو، جس کے ساتھ کوئی ملونی ذاتی فوائد اور منافع کی نہ ہو۔ اور ایسا جوش ہو کہ خود بھی نہ پہچان سکے۔ کہ یہ جوش مجھ میں کیوں ہے، بہت ضرورت ہے کہ ایسے لوگ بکثرت پیدا ہوں۔ مگر سوائے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور جو لوگ اس طرح دینی خدمات میں مصروف ہوتے ہیں، وہ یاد رکھیں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتے۔ جیسا کہ ہر ایک فصل کے کاٹنے کا وقت آ جاتا ہے۔ ایسا ہی اب مفاسد کے دور کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

(منظور الٰہی صفحہ ۱۹۰-۱۹۱)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اباذر انک ضعیف و انھا امانۃ وانھا یوم القیامۃ خزی وندامۃ الا من اخذھا بحقھا وادّی الذی علیہ فیھا۔ قالہ لہ لما قال یا رسول اللہ الا تستعملنی (مسلم بحوالہ مشارق الانوار حدیث نمبر ۹۷۶)

حضرت ابو ذر رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے ابو ذرؓ آپ کمزور طبیعت ہیں اور حکومت اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور یقیناً حکومت (کمزور طبیعتوں ہیں) قیامت کے دن (بلکہ دنیا میں بھی) رسوائی اور شرمندگی کا سبب ہے مگر اس کو رسوائی اور شرمندگی نہیں جس نے حکومت پر اقتدار حاصل کر کے اس کا حق ادا کیا اور جو اس پر فرض تھا (یعنی امانت داری اور رعیت پروری سو اس نے بخوبی ادا کیا۔ یہ بات آنحضرت صلعم نے ابوذرؓ سے کہی جب انہوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے کوئی عہدۂ حکومت کیوں سپرد نہیں کرتے۔

کمزور اخلاق والے نااہلوں کے ہاتھ سے جو پاکستان کی گت بنی تھی وہ تاریخ حاضرہ کا کھلا کھلا باب ہے۔
(اکتوبر ۱۹۵۸ء کے عسکری انقلاب سے ذرا پہلے نظر ڈالو)

؎ کردہ ذوقِ نفس را معبودِ خلق
لاجرم زیں ہست مغبون بود خلق

ترجمہ:- لوگوں نے نفسِ موجود کو اپنا معبود ٹھہرا لیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس کھیل (حصول اقتدار کے بعد) نقصان اُٹھا لیا یعنی ذلیل و خوار ہوئے۔ (غلام قادر ڈار)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۲ راکتوبر ۱۹۶۰ء

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات

سابقہ شمارہ میں ہم نے مولوی سید ابوالحسن علی ندوی کے اس بیان کا جواب دیتے ہوئے کہ حضرت مرزا صاحب کے الہامات زمانہ، ماحول اور تربیت کے تحت الشعوری اثرات کا نتیجہ تھے، آپ کے دو الہامات کو پیش کر کے یہ سوال کیا تھا کہ وہ کس زمانہ اور ماحول کا اثر اور کونسے تحت الشعوری اثرات کا نتیجہ تھے، جس زمانہ میں وہ الہامات آپ کو ہوئے اس وقت یورپ میں تبلیغ اسلام کا کسی کو وہم بھی نہ ہو سکتا تھا، مسلمان خود اسلام سے مایوس ہو رہے تھے، یورپ میں اسلام کو لے جانا اور انگریزوں کو مسلمان بنانا کسی کے خواب میں بھی نہ آ سکتا تھا، چہ جائیکہ ایک گاؤں کا رہنے والا جو انگریزی زبان بھی نہیں جانتا، خود انگلستان کے منبر پر وعظ کرنے کے خواب دیکھنے لگے، یقیناً اس وقت اس خواب پر کوئی یقین نہ کر سکتا تھا، لیکن آج وہ حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آ چکا ہے۔ کون عقلمند اس کو زمانہ اور ماحول کا اثر یا تربیت کے تحت الشعوری اثرات کا نتیجہ قرار دے سکتا ہے؟ حضرت مرزا صاحب کی تربیت میں کونسی ایسی چیز تھی جو اس قسم کے تحت الشعوری اثرات پیدا کرنے کا موجب بن سکتی تھی؟ پھر ۱۹۰۵ء میں یورپ کی پہلی جنگ عظیم کا جو نقشہ آپ نے وحی الٰہی سے کھینچا، اس کے لئے کونسا ماحول اس وقت پیدا ہو چکا تھا، یا آپ کی تربیت میں ایسے تحت الشعوری اثرات کہاں سے آ گئے تھے، جو اس پیشگوئی کا موجب ہوئے، کاش مولوی ابوالحسن علی ندوی نے کھول کر بتایا ہوتا کہ مرزا صاحب کا فلاں الہام فلاں ماحول کا نتیجہ تھا، یا آپ کی تربیت میں فلاں بات سے ایسے تحت الشعوری اثرات پیدا ہو گئے تھے۔

صرف یہی دو الہام نہیں، آپ کی زندگی کا بڑا حصہ ایسے اخبار غیبیہ سے بھرا ہوا ہے، جو زمانہ اور ماحول کے خلاف ان پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں، جن کے پورا ہونے کا کوئی قیاس وگمان اس وقت نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن بعد میں آنے والے زمانہ نے بتا دیا کہ وہ خدائے علیم و خبیر کے دیئے ہوئے علم کی بناء پر تھیں، ایک ایک الہام کو اٹھا کر دیکھیں اور غور کریں کہ کونسے ماحول یا تحت الشعور کا اثر تھا جس نے اس بات کو جس کا اس میں ذکر کیا گیا ہے الہام کی صورت دیدی ...، لیکھرام جیسے دشمن اسلام کے متعلق ۱۸۹۳ء میں آپ پیشگوئی کرتے ہیں کہ وہ چھ سال کے اندر قتل کیا جائے گا۔

”واخبرنی ربی انہ من الھالکین
انہ یسب نبی اللّٰہ ویتکلم فی
شانہ بکلمات خبیثۃ فی ستۃ
سنۃ ان فی ذالک لآیۃ للطالبین
(کرامات الصادقین)

میرے ربّ نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے وہ نبی اللہ کو گالیاں دیتا اور انکی شان میں خبیث کلمات کہتا ہے، پس میرے ربّ نے اس کی موت کی مجھے بشارت دی اس میں طالبان حق کے لئے نشان ہے۔“

کیا یہ کسی انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ کئی سال پہلے کسی کی ہلاکت کی خبر دیدے اور میعاد بھی مقرر کر دے کہ چھ سال کے اندر ایسا ہوگا۔ کوئی زمانہ کا ماحول کوئی تحت الشعور کا اثر ایسی پیشگوئی کا موجب ہو سکتا ہے؟ اس پیشگوئی میں حضرت مرزا صاحب نے چھ سال کی میعاد بتائی ہے اور اس چھ کے لفظ کو لیکھرام کے واقعہ قتل کے ساتھ ایسی مناسبت ہے، کہ کوئی عقل و شعور پہلے سے اس کا قیاس بھی نہیں کر سکتا نہ کسی واہمہ میں یہ بات آ سکتی تھی کہ ...... چھ مارچ ۱۸۹۷ء کو دن کے چھٹے گھنٹے میں قاتل کا خنجر لیکھرام پر چلے گا۔ لیکن واقعات نے ثابت کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام کسی ماحول یا تحت الشعور اثر کا نتیجہ نہ تھا بلکہ واقعی خدائے عالم الغیب کے دیئے ہوئے علم کا نتیجہ تھا، صرف چھ سال کا لفظ ہی اس پیشگوئی کی عظمت کو ثابت نہیں کرتا بلکہ اسی پیشگوئی میں آپ نے یہ بھی فرمایا ستعرف یوم العید والعید اقرب یعنے اس عید یا خوشی کے دن کی پہچان یہ ہوگی کہ اسلامی عید کے قریب وہ واقعہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، عیدالفطر کے دوسرے دن دو شوال کو اس کا کام تمام ہو گیا، کیا اسکو بھی کسی تحت الشعور اثر کا نتیجہ قرار دیا جائے گا؟ کیا کسی کی ہلاکت کی پیشگوئی چھ سال پہلے کرنا اور عید کا دن قریب ترین بتانا کسی ماحول یا تحت الشعور اثر کا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ اور صرف اتنا ہی نہیں کہ پیشگوئی کا تعلق صرف واقعہ قتل تک محدود ہو بلکہ اس کے بعد قاتل کا اس طرح غائب ہو جانا کہ آج تک اس کا پتہ نہیں لگ سکا (باوجودیکہ ہر رنگ میں اس کا پتہ لگانے کی کوشش کی گئی یہاں تک کہ حضرت مرزا صاحب کے مکان کی کھدوائی بھی کرائی گئی، کہ کہیں اس کو مار کر دفن نہ کر دیا ہو) یہ اس کی عظمت کو چار چاند لگانے والی بات ہے۔ کاش مولوی ابوالحسن علی ندوی اور ان کے ہم نوا اس پر غور کر کے بتائیں کہ یہ خدائے علیم و خبیر کے دیئے ہوئے علم کے علاوہ اور کس چیز کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

اس قسم کی بے شمار پیشگوئیاں اور الہامات ہیں جن پر اگر غور کیا جائے تو حضرت مرزا صاحب کا ملہم من اللہ ہونا اظہر من الشمس ہو جاتا ہے، بنگال کی دلجوئی کی پیشگوئی ایسے وقت (۱۹۰۵ء میں) کرنا جب انگریز تقسیم بنگال کو اپنا اٹل فیصلہ قرار دے چکے تھے اور بنگالیوں کی شورش کو پرکاہ جتنی وقعت نہ دیتے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد (۱۹۱۱ء میں) شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا دہلی کے دربار میں تاجپوشی کے موقعہ پر اس تقسیم کو بنگالیوں کی دلجوئی کے لئے منسوخ کر دینا کونسے ماحول یا تحت الشعوری اثرات کا نتیجہ ہو سکتا تھا، امریکن مدعی مسیحیت ڈوئی کے زمانہ عروج میں اس کی رسوائی اور دردناک موت کی پیشگوئی کرنا اور زمانہ کا اسکو پورا ہوتے ہوئے دیکھنا کس انسان کے بس کی بات تھی، ایسا ہی ۱۹۰۵ء میں جب موجودہ والئے کابل کے والد نادر شاہ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا اور کابل پر ایک دوسرا خاندان حکمران تھا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو الہام ہوتا ہے:۔

”آہ نادر شاہ کہاں گیا“

خدا کی شان تیس پینتیس سال بعد کابل کے سیاسی واقعات ایسا پلٹا کھاتے ہیں کہ شاہ امان اللہ بچہ سقہ کی شورش سے تخت چھوڑ کر بھاگ گیا، اور نادر خاں جو اس وقت فرانس میں بہ علالت پر تھا واپس آ کر تخت حکومت پر متمکن ہو جاتا اور نادر خاں سے نادر شاہ بن جاتا ہے ..... لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایک طالب علم کا اس کو گولی سے ہلاک کر دینا دنیا کو حیرت میں ڈال دیتا ہے اور حسب الہام خدائی تصرف سے مطابق لوگ پکار اٹھتے ہیں کہ:۔

”آہ نادر شاہ کہاں گیا“

کیا اس واقعہ کی اطلاع تیس پینتیس سال پہلے دے دینا جب نہ نادر شاہ تھا نہ اس کی حکومت نہ اس کا وہم وگمان، کسی انسانی تخیل یا ماحول یا تحت الشعوری اثرات کا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ کیا ہم امید کریں کہ مولوی سید ابوالحسن علی ندوی ان الہامات اور پیشگوئیوں پر غور کر کے اپنے بیان پر نظر ثانی کریں گے؟

شمولیت سلسلہ

مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں:۔

(۱) قریشی کاظم حسین صاحب ولد خادم حسین صاحب سکنہ ساہی وال ضلع سرگودھا حال کوٹلہ تولے خاں ملتان۔

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

www.aaiil.org

حیاتِ طیّبہ یا پُرلطف زندگی کا انحصار

صدقِ مقال اور اکلِ حلال پر

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء فرمودہ حضرت امیر مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم ——
یاایھا الذین اٰمنوا لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا اٰمنٰتکم وانتم تعلمون ۵ (الانفال)

ایک اہم اعلان

اے خدا کو ماننے والو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والو استجیبوا للہ وللرسول۔ اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو۔ اذا دعاکم لما یحییکم۔ اللہ اور اس کا رسول تمہیں اس لئے اپنی طرف بلاتے ہیں تاکہ آپ کو زندگی عطا کی جاوے۔ یہ بہت اہم اعلان ہے۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کی تلقین پر کان دھرنے سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔

جسمانی زندگی اور اس کے عوارض

ایک تو انسان کی جسمانی زندگی ہے جسکو حیوانی زندگی کہتے ہیں۔ یہ حیوانی زندگی بیماریوں اور موت کا شکار ہے۔ کبھی جوان آدمیوں کے اعضاء خراب ہو جاتے ہیں اور کبھی بڑھاپے میں قوے جسمانی جواب دے بیٹھتے ہیں۔ بیماری، مصائب، دکھ تکالیف اور رنج وغم سے انسان کے جسم کو نقصان ضرور پہنچتا ہے۔

روحانی زندگی کے عوارض

اسی طرح سے انسان کی روحانی زندگی ہے جو اس کے قلب اور باطن سے تعلق رکھتی ہے اسے بھی بیماریاں اور عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی انسان خواہشات کا بندہ بن کر ناجائز طریقے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اختیار کر لیتا ہے ان ناجائز ذریعوں، بدعنوانیوں، اور دوسری بدفعلیوں سے وہ اپنے باطن پر موت وارد کر لیتا ہے۔

پُرلطف روحانی زندگی

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مقصود ہے کہ قوم کے قلب اور باطن کو زندہ کر کے پاک اور مطہر بنا دیا جائے۔ اگر انسان کی باطنی اور روحانی زندگی صحت مند ہو تو زندگی پُرلطف ہو جاتی ہے۔ اور اگر باطن بیمار ہو تو کوٹھیاں، باغ، سواریاں، دولت وثروت، تسکین و اطمینان کا موجب نہیں بنتے

قوم کی زندگی صدقِ مقال اور اکلِ حلال میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو زندہ کرنے کے لئے بہت سی چیزوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ روحانی زندگی کے حصول کے لئے جو دو اہم مرکزی نقطے بیان فرمائے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ انسان راستبازی اختیار کرے اور حلال اور طیب روٹی کھائے۔ راستبازی اور اکل حلال سے سارے معاشرے کی حالت سدھر جاتی ہے اور سارے کے سارے تمدن کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ صرف ان دو مرکزی نقطوں پر عمل کرنے سے قوم کی قوم زندہ ہو سکتی ہے، انسان حق پرست ہو، راستباز ہو، اس کے پیٹ میں حلال اور طیب روٹی جائے، تو جس قدر انسان کے اخلاق کو تباہ کرنے والی بیماریاں ہیں وہ سب دُور ہو جاتی ہیں۔

راستبازی کے فوائد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من کثر صدقہ تنوّر قلبہ جس شخص نے راستبازی اختیار کر لی اس کا دل روشن ہو جاتا ہے اس میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے اور فرمایا علیکم بالصدق راستبازی اختیار کرو۔ فان الصدق یھدی الی البر۔ راستبازی اختیار کرنے سے نیکی کرنے کی توفیق ملتی ہے وان البر یھدی الی الجنۃ اور نیکی کرنے سے جنت نصیب ہوتی ہے۔

جھوٹ کے نقصانات

دوسری بات یہ ہے کہ ایاکم والکذب سنو لوگو! جھوٹ کو ترک کر دو، اس سے دُور ہو جاؤ۔ فان الکذب یھدی الی الفجور کیونکہ جھوٹ اور کذب سے کئی طرح کی بدکاریاں جنم پاتی ہیں اور فسق و فجور کا دروازہ کھلتا ہے و ان الفجور یھدی الی النار اور فسق و فجور کی زندگی سے دوزخ ملتی ہے۔

صحابہ کرامؓ کی راستبازانہ زندگی

راستبازی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تلقین صحابہ کرامؓ کے دلوں میں جاگزیں ہو گئی۔ صحابہ کرامؓ لاکھوں کی تعداد میں راستباز ہو گئے۔ قوم کی قوم پاک و مطہر ہو گئی اور صدق و صفا کا نمونہ بن گئی، حضورؐ کا یہ بہت قیمتی معجزہ تھا اور صحابہ کرامؓ کے لئے یہ نعمت عظمیٰ تھی جو اُن کو نصیب ہوئی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات ممکن ہے کہ ایک غریب شخص دولت میں نہ کھیل سکے اور دنیاوی فوائد اس کو نصیب نہ ہوں لیکن اخلاق ایسی چیز ہے کہ اس کو غریب سے غریب شخص بھی حاصل کر سکتا ہے۔

اکل حلال کے فوائد

راستبازی کے علاوہ دوسری چیز جو روحانی زندگی کے قیام کا باعث ہوتی ہے وہ اکل حلال ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اطب مطعمک اپنی روٹی کو پاک کرو۔ وتکن مستجاب الدعوات تمہاری دعائیں قبول ہوں گی اور اگر طیب اور حلال روٹی کھانا ساری قوم کا نصب العین بن جائے تو اس سے سارے معاشرے کی تمام بیماریاں دُور ہو جائیں، چوری اور دھوکہ بازی ختم ہو جائے اور بددیانتی اور بدعملی ختم ہو جائے، سمگلنگ وغیرہ ختم ہو جائے اور رشوت ستانی اور رشوت خوری ختم ہو جائے اگر اکل حلال نصیب نہ ہو تو اکل حرام کی وجہ سے نیکی کی توفیق چھن جاتی ہے اور بدی کی طرف رغبت ہو جاتی ہے۔

ہرقل کے دربار میں تعلیم نبویؐ کا ذکر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا نقشہ دو بادشاہوں کے سامنے پیش ہوا۔ دونو بادشاہ عیسائی تھے۔ ایک تو شام کا بادشاہ ہرقل تھا جس کے سامنے حضورؐ کی یہ تعلیم پیش کی گئی، اور یہ نقشہ پیش کرنے والا آنحضرتؐ کا خطرناک جانی دشمن تھا یعنی ابوسفیان۔ ہرقل نے بھرے دربار میں پوچھا کہ تم میں سے کون شخص محمدؐ سے رشتہ میں قریب تر ہے ابوسفیانؓ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ میں محمدؐ سے رشتہ میں قریب تر ہوں۔ ہرقل نے کہا اچھا تم آگے آجاؤ اور باقی سب اس کے پیچھے رہیں۔ میں تم سے کوئی سوال پوچھوں گا۔ اگر تم جھوٹ سے کام لوگے تو تمہارے ساتھی جو پیچھے بیٹھے ہوں گے وہ کہہ دیں گے کہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ ہرقل نے ابوسفیان سے بہت سی باتیں پوچھیں لیکن جو بات اس مضمون سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا ذکر کرتا ہوں۔ ہرقل نے پوچھا کہ محمدؐ کی تعلیم کیا ہے ابوسفیان نے جواب دیا کہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ اعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً اللہ کی عبادت کرو۔ اسی کو اپنا خالق، مالک، رازق مانو، وہ اس کائنات کا واحد مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرو۔ وہ یکتا اور اعلےٰ ذات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یامرنا بالصلوٰۃ وہ عبادت الٰہی کا حکم دیتے ہیں۔ والصدق۔ اور راستبازی

www.aaiil.org

اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ والعفاف اور پاکدامنی کی نصیحت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ پیٹ کی عفت کو ملحوظ رکھا جائے اور حرام کی روٹی سے پرہیز کیا جائے والصلۃ وہ محبت و الفت، اور اتحاد و اتفاق کا سبق دیتے ہیں جب ایک عیسائی بادشاہ نے دشمن کے منہ سے آنحضرتؐ کی تعلیم کا یہ نقشہ سنا تو اس پر وجد طاری ہو گیا اور آج بھی یہ تعلیم مشرق و مغرب میں لے جائیں، تو ہمیں یقین کرتی ہیں کہ ایسی تعلیم دینے والی ہستی، بہت بڑی شخصیت کی مالک ہے۔

نجاشی کے دربار میں تعلیم نبوی کا ذکر

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے متعلق اسی قسم کا سوال ایک اور عیسائی بادشاہ نجاشی شاہ حبشہ نے ان مسلمانوں سے کیا جو کفار کے مظالم سے تنگ آکر وہاں پناہ لینے کے لئے چلے گئے تھے اور ان کے سردار حضرت جعفر رضؓ نے بالکل وہی نقشہ تعلیم کا پیش کیا جو ابو سفیان نے ہرقل کے سامنے پیش کیا تھا۔ نجاشی پر اس کا گہرا اثر ہوا۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

پاکستان کے امن معیشت کا انحصار راستبازی اور اکل حلال پر

یہ تعلیم کس قدر دلکشی رکھتی ہے اور اپیل کرنے والی ہے۔ اس تعلیم پر چل کر مسلمان اعلیٰ اخلاقی اقدار اور روحانی مدارج پا گئے اگر اس میں سے دو باتیں پاکستان کی قوم اختیار کر لے یعنی راستبازی کو اپنا شعار بنا لے اور حلال طیب روٹی کھائے۔ تو جو بیماریاں قوم کو لگی ہوئی ہیں اور پاکستان کی معیشت اور معاشرت کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہیں وہ سب ختم ہو جائیں گی۔ قوم کی اعلیٰ استعدادیں اور صلاحیتیں ابھر آئیں گی اور پاکستانی مسلمان اعلیٰ درجہ کی قوم بن جائے گی، اسلامی ممالک کے لوگوں کی آنکھیں پاکستان پر لگی ہوئی ہیں۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ پاکستان ہی ایک ملک ہے جو مسلمانوں کے لئے نمونہ بن سکتا ہے

قانونی دباؤ کے بغیر ان دو باتوں کو اختیار کیا جا سکتا ہے

تم لوگوں نے پاکستان کے نعرے بلند کئے۔ اور وعدہ کیا کہ یہاں اللہ اور رسول کی حکومت ہوگی۔ پھر تم نے چالاکیاں اور عیاریاں شروع کر دیں۔ کہ حکومت قانون کے ذریعہ تمہیں اسلام پر قائم کرے۔ حکومت کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں راستبازی اور طہارت کی راہیں دکھلائے۔ کیا تم خود نہیں جانتے کہ راستبازی کیا چیز ہے کیا حکومت ہی اکل حلال اور راستبازی کا سبق دے سکتی ہے؟ کیا قرآن و حدیث تمہارے گھروں میں موجود نہیں!!؟ کیا حکومت، قرآن و حدیث سے بڑھ کر کوئی تعلیم دے گی ___ !!!؟ اگر آپ لوگ یہ ارادہ کر لیں کہ ہم نے پاکستان کو معزز اور مضبوط بنانا ہے اور اس کی ساکھ قائم رکھنا ہے۔ دیگر قسم کی اخلاقی روحانی، معاشرتی

، اور سماجی عوارض دور کرنا ہے تو حکومت کے اشاروں اور قوانین اور حکموں کی انتظار کئے بغیر ان چیزوں سے ___ راستبازی اور اکل حلال کو اختیار کر لیں۔

حیات طیبہ عمل صالح سے ملتی ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ کوئی مرد ہو یا زن ہو یا جوان۔ بوڑھا ہو یا ضعیف ___ جو کوئی بھی اچھے اور نیک عمل کرے گا فلنحیینہ حیٰوۃ طیبۃ۔ ہم اس کی زندگی خوشگوار اور پرلطف بنا دیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے ومن اصدق من اللہ قیلا۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون سچا اور راستباز ہے وہ اعلان کرتا ہے کہ تم اچھے عمل کرو تو ہم تمہاری زندگی کو پرلطف بنا دیں گے۔

حیات طیبہ کیا ہے؟

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی قوم کو اس کی اصلاح کے لئے کچھ باتیں بتاتا ہوں فرمایا ان اللہ اوحیٰ الیّ ان تواضعوا۔ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ فروتنی اور انکساری اختیار کرو۔ اور تواضع سے کام لو۔ ولا یفخر احد علی احد۔ تم میں سے کوئی شخص اپنی دولت، مال وغیرہ کا دوسرے پر فخر کر کے اس کو حقیر نہ سمجھے کوئی شخص دوسروں پر اپنے تئیں بڑھا چڑھا کر پیش نہ کرے۔ ولا یبغی احد علی احد۔ کوئی شخص دوسروں پر زیادتی نہ کرے۔ امن کی زندگی اختیار کرو، اور صلح کی راہیں ڈھونڈو۔ صلح پسندی کی عادت ڈالو، جس سے تمہارا واسطہ پڑے وہ یہ محسوس کرے کہ تم اچھے آدمی ہو، اور فرمایا خود میں بھی، خدا تعالیٰ کی توفیق سے تم جیسا بندہ ہوں ان اللہ جعلنی عبداً کریماً۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا رحیم و کریم بندہ بنایا ہے۔ ولم یجعلنی جباراً عنیداً اس نے مجھے ظالم اور سرکش نہیں بنایا۔ یہ اس کا مجھ پر بڑا فضل اور احسان ہے

کل کے لئے کچھ بنا لو

اور فرمایا ولتنظر نفس ما قدمت لغد کل کے لئے اچھے کام کر لو۔ ہر آدمی کل کے لئے کچھ نہ کچھ کرتا ہے، کوئی ٹھیکیدار ہو یا کارخانہ دار، کوئی سائنسدان ہو یا انجینئر۔ ہر شخص کل کے لئے ایک پلین PLANE بناتا ہے کہ مجھے کل کیا کرنا ہے۔ اس کو پتہ ہے کہ آج کی محنت کل پھل دے گی، امتحانات سال کے بعد ہوتے ہیں، ہر آدمی کو علم ہے کہ محنت کا پھل ضرور ملے گا۔ ہر انسان اپنی محنت کا پھل پاتا ہے۔ اس طرح بدکاری کا بھی پھل نکلتا ہے۔ وہ پھل نقصان دہ ہوتا ہے۔ واتقوا اللہ۔ اللہ سے ڈر کر زندگی بسر کرو۔ واعلموا انکم ملاقوہ۔ جان لو کہ تم نے بالآخر اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری دینا ہے موت ہر ایک پر آتی ہے۔ معلوم نہیں کس وقت بلاوا آجائے۔ بادشاہ مر جاتے ہیں۔ حاکم مر جاتے ہیں، نبی اور طبیب مر جاتے ہیں، بچہ ہو، جوان ہو، بوڑھا ہو عورت ہو یا مرد، ہمارے سامنے مراحل لگی ہوئی ہے، سب نے خدا کے حضور حاضری دینا ہے۔ کوئی بچ نہیں سکتا۔ اگر یہ صحیح ہے تو وہاں کے لئے کچھ کما لو۔ جو وہاں تمہارے کام آئے۔ وبشر المؤمنین۔ ایمانداروں کے لئے بشارت ہے جو خدا تعالیٰ اور رسول کریمؐ کی تعلیم پر چلے گا۔ ایسے نتائج بھی اچھے میسر آئیں گے۔

اخبار احمدیہ

___ شیخ عبدالعزیز صاحب مجاہد جماعت راولپنڈی کے فرزند ارجمند شیخ عبدالحمید صاحب نے کراچی میں اپنا نیا کاروبار شروع کیا ہے، اس تقریب پر شیخ عبدالعزیز صاحب نے مبلغ ۲۵ روپے انجمن کو بطور شکرانہ مرحمت فرماتے ہیں، جزاہ اللہ

___ غلام ربانی صاحب ٹیچر منگلور ضلع ہزارہ لکھتے ہیں کہ :-

"میرا حقیقی بھائی عباس خان صاحب مورخہ ۱۰/۹ کو برضائے الٰہی وفات پا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون، ایک سال پہلے بزرگوارم والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔ ساتھ ہی اقتصادی مشکلات اور دوسری مشکلات کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ اگرچہ میرے والد صاحب و بھائی صاحب سلسلہ عالیہ میں شامل نہ تھے مگر اس عاجز کے حقیقی ہمدرد و معاون و مددگار رہتے ___ جب کبھی برادری عقائد کی بناء پر میرے ساتھ مخالفت کے لئے تیار ہوئی یا فتنہ و فساد اور بدامنی پیدا کرنے کی کوشش کی تو جناب والد صاحب و بھائی صاحب مرحوم نے میری طرفداری کرتے ہوئے اُن کے ناپاک ارادوں کو ناکام و نامراد بنا دیا ہے، آج خداوند کریم نے مجھے اس بےبہا عطیہ سے محروم فرما دیا ہے۔ اب میرے لئے موجودہ حالات میں زندگی کا نیا دور شروع ہے۔ اس لئے مقدس سلسلہ عالیہ کے تمام احباب سے درخواست ہے کہ خداوند لایزال کے حضور دعا فرمائیں کہ خداوند کریم موجودہ مصائب ابتلا میں استقامت بخشے اور ایسی آزمائشوں سے نجات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

___ محترم شیخ انعام الحق صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ انہیں ڈاکٹر کبیر الدین احمد صاحب موضع سوتی گاؤں مغربی دیناج پور کی طرف سے مبلغ چار روپیہ ۵ نئے پیسے (ہندوستانی سکہ) بطور فطرانہ موصول ہوئے ہیں جزاہ اللہ خیرا۔

___ قائد آباد سے ڈاکٹر فیاض حسین صاحب رضوی اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و

(باقی پر صفحہ)

باب اور بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

ایفائے وعدہ

گذشتہ اقساط میں جو احادیث نقل کی گئی ہیں ان میں دجال کی ایک علامت یہ بھی بتلائی گئی ہے کہ وہ ابتداء میں تو بحیثیت ایک مسلمان مصلح کھڑا ہوگا اور لوگوں کو اسلام کی طرف ہی بلائے گا لیکن بعد میں دعوئے الوہیت کرے گا واقعات کی روشنی میں یہ بتلایا جا چکا ہے کہ سید علی محمد باب پہلے بحیثیت ایک مسلمان مصلح کے ہی کھڑے ہوئے تھے اور مسلمانوں کو قرآن پر ہی عمل کرنے کی طرف توجہ دلاتے رہے اور قرآن کریم کی بعض سورتوں کی تفسیر بھی لکھی لیکن بعد میں وہ الوہیت کے مدعی بن بیٹھے، گذشتہ اقساط میں میں نے وعدہ کیا تھا کہ ان کے دعوے الوہیت پر علیحدہ مستقل طور پر بحث کی جائے گی جو اس مقالہ میں کی جاتی ہے۔

اہل تشیع کے نزدیک امامت کا مفہوم

پیشتر اس کے کہ دعوے الوہیت کی نوعیت پر روشنی ڈالی جائے یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ شیعوں کے نزدیک امامت کا کیا مفہوم ہے، یہ لوگ امام کو عصمت کبریٰ کا مقام دیتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ امام جو بات بھی اپنے اجتہاد سے کہے گا اس میں غلطی کا امکان قطعاً نہیں اس کی طرف سے کسی امر کی تعبیر ہمیشہ درست ہوگی چونکہ سید علی محمد باب شیعوں کے فرقہ شیخیہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان پر ایمان لانے والے بھی زیادہ تر اسی فرقہ کے لوگ تھے اس لئے باب اور بہاء اللہ بلکہ عبد البہاء کے متعلق بھی ان کا یہی عقیدہ ہے کہ ان کا ہر ایک قول و فعل وحی کا درجہ رکھتا ہے یہ لوگ کسی خارجی وحی کے قائل نہیں یعنی ان کا یہ عقیدہ نہیں کہ وحی کا نزول اللہ تعالےٰ کی طرف سے جبرائیل کے ذریعہ الفاظ میں ہوتا ہے بلکہ ان کا امام جو کچھ کہدے وہ سب وحی ہی ہے کیونکہ ان کو عصمت کبریٰ کا مقام حاصل ہے۔

عصمت کبریٰ رکھنے والے کی شان

عصمت کبریٰ کے مقام پر کھڑا ہونیوالے کے متعلق بہاء اللہ کی تعلیم یہ ہے کہ اگر وہ پانی کو شراب کہدے یا آسمان کو زمین کہدے یا نور کو آگ کہدے تو وہی حق ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں اور نہ کسی کا حق ہے کہ اس پر اعتراض کرے یا کہے کہ ایسا کیوں ہے اور یہ کس طرح ہو سکتا ہے ہر ایک کا فرض ہے کہ اس کی اتباع کرے جس کے متعلق اللہ نے فیصلہ دے دیا ہے (اس جملہ میں صاف اقرار ہے کہ جو کچھ امام نے فیصلہ دیا ہے وہ درحقیقت اللہ کا ہی فیصلہ ہے) وہ شخص جو امام کے اس فیصلہ کا انکار کرے گا وہ خدا۔ اس کی آیات اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کا انکار کرنے والا ہوگا امام اگر درست بات کو غلط قرار دیدے اور کفر پر ایمان کا حکم لگا دے تو وہی حق ہے" نبذۃ من تعالیم بہاء اللہ ص۸۹ ۔

یہی وجہ ہے کہ اہل بہاء کے نزدیک . . . . باب اور بہاء اللہ، اور عبد البہاء کی تمام تحریریں الہامی ہیں۔

باب کا دعویٰ الوہیت

مندرجہ بالا عقیدہ ہی بتلا رہا ہے کہ اہل بہاء باب و بہاء اللہ و عبد البہاء کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے لیکن مزید وضاحت کے لئے چند حوالوں کا نقل کر دینا بھی ضروری ہے جن میں بالصراحت دعوئے الوہیت موجود ہے۔

سید علی محمد باب کو جب یقین ہو گیا کہ وہ قتل کئے جائیں گے تو انہوں نے حسب ذیل وصیت لکھی جس کے الفاظ قابل غور ہیں:۔

"اللہ اکبر تکبیراً کبیراً۔

هذا کتاب من عند الله المهيمن القيوم الى الله المهيمن القيوم یعنی یہ مکتوب اللہ کی طرف سے ہے جو مھیمن اور قیوم ہے اللہ ہی کی طرف جو . . . .

یاد رہے کہ سید علی محمد باب یہ مکتوب اپنے ایک مرید کو لکھ رہے ہیں جس کا نام مرزا یحیٰی تھا اور جسے انہوں نے صبح ازل کا لقب عطا کیا ہوا تھا لکھتے ہیں والا اللہ ہے جو مھیمن اور قیوم ہے اور اسی طرح اپنے مرید صبح ازل کو بھی وہ اللہ ہی قرار دیتے ہیں اور اسے بھی صفت مھیمن اور قیوم سے متصف گردانتے ہیں جس کے معنے یہ ہوئے کہ سید علی محمد باب کے نزدیک ہر شخص جو اس فرقہ میں امام ہوگا وہ اللہ ہی ہوگا کیا دلچسپ بات ہے کہ اللہ اللہ کو ہی مخاطب . . . . . . کر رہا ہے اس سے بڑھکر واضح الفاظ دعوئے الوہیت کے لئے اور کون سے ہو سکتے ہیں اس وصیت میں وہ صبح ازل کو حکم دیتے ہیں کہ جو کچھ ان کی کتاب "البیان" میں نازل ہوا ہے اس کی حفاظت کرنا اور اسی پر عمل کرنے کے لئے حکم دیتے ہیں تم یقیناً حق کا عظیم الشان راستہ ہو پھر اس کے متعلق فرماتے ہیں من یعدل اسمہ اسم الوحید یعنی جس کا نام الوحید یعنی خدا تعالےٰ کے نام کے برابر ہے مقدمہ نقطۃ الکاف ملد

المھیمن اور القیوم خدا نے ان دونوں یعنی سید علی محمد باب اور صبح ازل کے متعلق کہاں تک اپنی شان دکھلائی اور کس طرح اپنی دونوں صفات کو ظاہر فرمایا اور صبح ازل پر جس اعتماد کا ذکر اس مکتوب میں کیا گیا ہے وہ کہاں تک اس کا اہل ثابت ہوئے ان امور پر انشاء اللہ کسی اور موقعہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔

باب کی وصیت کے متعلق اہل بہاء کا عقیدہ

اہل بہاء اس وصیت کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ محض دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے لکھی گئی تھی اصل جانشین باب نے بہاء اللہ کو مقرر کیا تھا مگر حکومت اور لوگوں کی نظر سے بہاء اللہ کو پوشیدہ رکھنے کے لئے یہ چال چلی گئی کہ بظاہر جانشینی کی مسند پر مرزا یحیٰی کو بٹھلایا گیا تاکہ حکومت اور دوسرے لوگوں کی توجہ بہاء اللہ کی بجائے مرزا یحیٰی کی طرف مبذول رہے اور بہاء اللہ ہر قسم کے گزند سے محفوظ رہے۔ اگر یہ پُرفریب کاروائی مرزا یحیٰی کی رضامندی سے کی جاتی اس صورت میں ان کی اس بات میں کوئی وزن ہوتا مرزا یحیٰی بھی اپنے آپ کو حقیقی جانشین یقین کرتا رہا اور اس کا ساتھ دینے والے تمام بابی بھی انہی کو باب کا حقیقی جانشین تسلیم کرتے رہے اور بہاء اللہ کو اپنے دعوے میں کاذب بتلاتے رہے۔

کتاب "البیان" کس کی طرف سے وحی تھی

سید علی محمد باب کی کتاب "البیان" کی وحی کا نزول کس کی طرف سے ہوتا رہا اس کا جاننا بھی قارئین کرام کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگا لیکن اس کے نام سے واقفیت حاصل کرنے سے قبل اس امر کا جان لینا ضروری ہے کہ باب نے اپنے بعد آنے والے کا نام من یظہرہ اللہ بتلایا ہے خود بہاء اللہ اور دیگر تمام اہل بہاء کا دعوے ہے کہ باب کی اس پیشگوئی کا مصداق بہاء اللہ ہی ہے بہاء اللہ ہی وہ شخص ہے جس کو باب نے من یظہرہ اللہ کا لقب دیا ہے اب اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے باب کے مندرجہ ذیل الفاظ کو غور سے پڑھئے اور لطف اٹھائیے عصر جدید کا مصنف اپنی کتاب کے ص۵۳ پر لکھتے ہیں:۔

"وقد قرر الباب کما ذکرنا ان البیان قد اوحی الیہ ممن یظہرہ اللہ"

یعنی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے باب نے یہ بات زوردار الفاظ میں لکھی ہے کہ ان کی کتاب "البیان" من یظہرہ اللہ کی طرف سے وحی کی گئی ہے گویا بہاء اللہ جو ابھی کتاب "البیان" تصنیف کرتے وقت وحی کرتے رہے ہیں یہ بھی یاد رہے کہ بابیوں اور بہائیوں کے نزدیک وحی ملکہ فطرت ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ باب کی فطرت

۴۴ باب کے ایک مرید کی حیثیت رکھتے تھے وہ باب کو

میں اللہ تعالیٰ کام نہیں کر رہا تھا بلکہ بہاء اللہ کام کر رہے تھے اور وہ ان کی فطرت میں "البیان" کے مضامین القاء کر رہے تھے یہ اقرار سید علی محمد باب کا صاف دلالت کر رہا ہے کہ ان کے نزدیک وہ خود بھی خدا تھے مرزا یحییٰ بھی خدا تھے اور بہاء اللہ بھی خدا تھے اگر اہلِ بہاء کی تعبیر درست ہے کہ بہاء اللہ کو ہی انہوں نے من یظہرہ اللہ قرار دیا ہوا ہے اور اس سے ان کے عقیدہ کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اس فرقہ کے نزدیک ہر امام الوہیت کے مقام پر ہی ہوتا ہے۔

بہاء اللہ کے متعلق اہل بہاء کا عقیدہ

کتاب "ظہور قائم آل محمد" مصنفہ جناب سید ابوالعباس صاحب رضوی چارچوی شائع کردہ بہائی پبلشنگ ٹرسٹ (شاخ) پاکستان کے صفحہ ۳۳۸ پر باب اور بہاء اللہ کی آمد کے متعلق لکھا ہے:۔

"آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد دو مصدق قرآن رسول بیثاق آنے والے تھے جس میں سے ایک کا آسمانی عہدہ باب یا قائم آل محمد اور دوسرے کا آسمانی لقب اور منصب "خدا یا رب یا رجعت حسین" ہے عہدہ باب کے متعلق آپ قائم آل محمد کی قرآنی تاریخ میں باب گذشتہ میں پڑھ چکے ہیں اور قائم آل محمد کو جس رسول کی بشارت دینے کے لئے ظاہر ہونا تھا وہ رسول "خدا" کے نام سے آنے والا تھا اس لئے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خاتم النبیین کا لقب عطا فرمایا گیا جس کے معنی یہ ہوئے کہ انبیاء کی آمد بند ہے اب باب اور اس خدا یا حسین کی آمد قریب ہے جس کے دیدار کا وعدہ قیامت کے دن کیا گیا ہے چنانچہ فرماتا ہے وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ اس دن بہت سے چہرے خوش و خرم ہوں گے وہ اپنے پروردگار کو دیکھتے ہونگے اور یہ ظاہر ہے کہ ذات غیب کی طرف دیکھا نہیں جا سکتا رب سے مراد اس کا پیغمبر ہے جس کی طرف دیکھنا ممکن ہے"

گویا خدا انسانی روپ اختیار کر کے اپنے چہرہ کو دکھلاتا ہے۔ اہلِ بہاء کا ہندوؤں کی طرح یہ مسلّمہ عقیدہ ہے کہ خدا انسانی روپ اختیار کر کے دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اور انسانی جامہ میں اپنے دیدار سے لوگوں کو لطف اندوز کرتا ہے جیسا کہ اس بیعت فارم میں بیعت کنندہ سے صاف اقرار لیا جاتا ہے جو اہل بہاء کی طرف سے امریکہ میں شائع کیا گیا تھا جس کا ذکر گذشتہ قسط میں کیا جا چکا ہے جس میں صاف الفاظ ہیں کہ خدا انسانی جامہ پہن کر دنیا میں آتا ہے اور پھر چلا بھی جاتا ہے ـــــ مندرجہ بالا عبارت میں بھی یہی مقصود ہے کہ خدا خود تو نظر نہیں آ سکتا اس لئے اپنے آپ کو دکھلانے کے لئے خدا نے یہی طریق اختیار کیا ہوا ہے کہ وہ انسانی جامہ پہن کر دنیا میں ظاہر ہوتا اور ایسا انسان جس کے وجود میں وہ ظاہر ہوتا ہے وہ خدا کا اوتار یا خدا کا مظہر کہلاتا ہے، اور بہاء اللہ کی یہی حیثیت تھی۔

حوالہ دوم

اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۲ پر مصنف صاحب یوں رقمطراز ہیں:۔

"قرآن مجید نے آئندہ کے لئے جہاں نبوت کی اصطلاح کو ختم کیا وہاں آئندہ آنے والے پیغمبر موعود کے متعلق فرمایا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد "رب" یا "خدا" آئے گا اس لئے قیامت کے دن خدا یا رب کی آمد قیامت کا سب سے بڑا اور اہم واقعہ ہے بلکہ نزول قرآن کی غرض اصلی ہی لقائے ربانی یا خدا کی آمد قرار دی ہے چنانچہ خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ یدبر الامر ویفصل الآیات لعلکم بلقاء ربکم توقنون یعنی نزول قرآن اور تفصیل آیات کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ آپ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد جب قرآن کی مدت ختم ہو جائے گی تو تمہاری ہدایت کے لئے جو شخص آنے والا ہے وہ رب اور خدا کے نام سے آئے گا اس لئے تم کو خدا یا رب کی آمد کا انتظار کرنا چاہیئے"

حوالہ سوم

یہی مصنف اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹۴ پر لکھتا ہے:۔

"یوم قیامت میں ظاہر ہونے والے پیغمبر کو خدا اور رب کے علاوہ مالک یوم الدین بھی فرمایا گیا ہے یعنی اس دن ایک پیغمبر عظیم خدائی اختیارات کا مالک ہو کر آئے گا۔

حوالہ چہارم

اسی کتاب کے صفحہ ۳۸۱ پر لکھا ہے کہ:۔

آیت قرآنی یوم یقوم الناس لرب العالمین میں رب العالمین سے مراد اس زمانہ میں بہاء اللہ ہی ہے اور دلیل وہی دی ہے کہ خدا دیکھا نہیں جا سکتا اس لئے وہ انسانی روپ میں ہی ظاہر ہوتا تا دیکھا جا سکے۔

حوالہ پنجم

اسی کتاب کے صفحہ ۳۴۲ پر بحوالہ بانیہ کی کتاب البیان لکھا ہے کہ:۔

"آنے والا شخص جو من یظہرہ اللہ کے لقب سے ملقب ہے اسی طرح ظاہر ہوگا جس طرح میرا ظہور ہوا اور اس کی شان یہ ہوگی۔ لا یسئل عما یفعل وکل من کل شیٔ یسئلون یعنی جو کچھ وہ کرے گا اس کے متعلق کوئی بازپرس نہیں کر سکتا باقی سب لوگ اپنے اپنے افعال کے جواب دہ ہوں گے"

اب یہ ظاہر ہے کہ بازپرس سے بالا ہونا صرف خدا کی ہی شان ہے، گویا سید علی محمد باب اپنی اس تحریر میں اپنے آپ کو بھی اور بقول اہل بہاء بہاء اللہ کو بھی خدا قرار دے رہے ہیں کیونکہ وہ دونوں کے ظہور کو ایک جیسا ہی قرار دیتے ہیں اس لئے دونوں ہی بازپرس سے بالا ہونے کی وجہ سے نعوذ باللہ خدا ہیں۔

حوالہ ششم

رسالہ بہاء اللہ اور عصر جدید کے صفحہ ۳۵۴ پر اہل بہاء کے عقیدہ کو ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے:۔

"حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ کہ رب الافواج ابدی باپ دنیا بنانے اور بچانے والے کی آمد جو تمام انبیاء کے بیانات کے مطابق آخری ایام میں واقع ہونے والی ہے اس سے سوائے اس کے اور کچھ مراد نہیں کہ خدا انسانی شکل میں منصّۂ شہود پر ظاہر ہوگا۔ جس طرح اس نے اپنے آپ کو یسوع ناصری کی ہیکل (جسم) کے ذریعہ ظاہر کیا تھا اب وہ اس مکمل تر اور روشن تر ظہور کے ساتھ آیا ہے جس کے لئے یسوع اور تمام پہلے انبیاء لوگوں کے قلوب تیار کرتے آ رہے تھے"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۳ پر لکھا ہے:۔

"اس لئے آپ کی (بہاء اللہ کی) زندگی اور تعلیمات میں بشری و الٰہی

www.aaiil.org

... خدا اور مظاہر کے درمیان کوئی صاف خط نہیں کھینچا جا سکتا ہے۔

حوالہ ہفتم

رسالہ کوکب ہند دہلی جلد ۱۶ ــــ مؤرخہ ۲۴ / جون سنہ ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۹ میں یوں لکھا ہے:۔

"اسی لئے اہل بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعود کل ادیان نبی یا رسول ہے بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے"۔

حوالہ ہشتم

معلومات فارسی صفحہ ۲۱۴ میں عبد البہاء لکھتے ہیں:

"گذشتہ ایام میں سے کوئی تو ایام موسیٰ کہلاتے ہیں کوئی ایام مسیح کوئی ایام ابراہیم، اسی طرح تمام انبیاء کے ایام انہی کے نام پر ہیں لیکن یہ یوم یعنی بہاء اللہ کا یوم یوم اللہ ہے"

حوالہ نہم

الفرائد مصنفہ ابو الفضل بہائی مبلغ کے صفحہ ۱۷۹ میں صاف لکھا ہے کہ:۔

"بہاء اللہ کے اندر لاہوتی اور ناسوتی دونوں طبیعتوں کا امتزاج تھا"

حوالہ دہم

دروس الدیانۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۹۴ درس پنجاہ و نہم میں لکھا ہے کہ:۔

"بہاء اللہ حقیقت نورانیہ الٰہیہ سے پیدا ہوا ہے اور باقی مخلوق ناسوتی جنبہ سے پیدا ہوئی ہے"

حوالے تو بہت ہیں مگر سردست انہی دس حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یہی چند حوالے اہل بہاء کے اس عقیدہ کو کہ باب اور بہاء اللہ الوہیت کے مقام پر تھے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کے آنے کی اصلی غرض

اہل بہاء کی یہ دلیل کہ خدا چونکہ نظر نہیں آ سکتا اس لئے وہ جسم اختیار کر کے انسانی روپ میں ظاہر ہوتا ہے تا انسانی آنکھ اسکو دیکھ سکے کس قدر بودی اور پُر از مغالطہ ہے اس صورت میں بھی اگر انسانی آنکھ دیکھے گی تو انسان کو ہی دیکھے گی اس میں جو الوہیت کا پہلو ہے وہ تو پھر بھی نظر نہیں آئے گا تو اس طریق کو اختیار کرنے کا فائدہ کیا باقی رہا یہ کہ ہم انسان کو دیکھکر یہ خیال کر لیں کہ ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے خوش عقیدگی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا یہ خیال غالب کے اس مصرعہ کا مصداق تو ہو سکتا ہے ؎

دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ورنہ اس کے اندر حقیقت کا شائبہ تک نہیں۔

بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے آنے کی اصل غرض یہ نہیں ہوتی جو اہل بہاء بیان کرتے ہیں بلکہ ان کی آمد کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ گری ہوئی انسانیت کو اٹھائیں اور وہ اس طرح کہ انکے دلوں میں خدا پر کامل اور بصیرت سے لبریز ایمان پیدا کر دیں تا اس کے ذریعہ وہ خدا کی طرف پرواز کریں اور اس کے احکام کو شرح صدر سے بجا لا کر اس کی رحمت کو حاصل کر کے اس کے انعامات و افضال کے مورد بن جائیں اور اس کے مکالمہ کی نعمت سے متمتع ہوں اور اپنے اوپر اس کے ایسے زبردست نشانوں کی بارش ہوتی ہوئی محسوس کریں اور خدا کی صفات کو اپنے وجود میں جلوہ گر ہوتے ہوئے ایسی صفائی سے مشاہدہ کریں کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہے ہیں تفصیل کا اس وقت موقعہ نہیں ورنہ میں بتلاتا کہ کس طرح خدا تعالےٰ کی ایک ایک صفت ان پر جلوہ گر ہوتی ہے انشاء اللہ اس موضوع پر تفصیل سے کسی اور موقعہ پر بحث کی جائے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو رب سے تعلق پیدا کرانے کے لئے آتے ہیں خود فریبی میں مبتلا کرانے کے لئے نہیں آتے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ان ھٰذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ پھر فرمایا ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ و لکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ولا یامرکم ان تتخذوا الملائکۃ والنبیین اربابا أیامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون

دیکھئے کس صفائی سے اس آیت میں اس امر کی تردید فرمائی ہے کہ انبیا لوگوں کو اپنے بندے بنانے کے لئے آتے ہیں جیسا کہ بہاء اللہ نے اپنے وجود کو اور اپنے مرنے کے بعد اپنی قبر کو سجدہ گاہ بنانے کی ہدایت کی بلکہ صاف فرمایا کہ ان کا کام رب سے تعلق پیدا کرنے والے بندے بنانا ہے ملائکہ اور نبیوں کو رب تسلیم کرنا صریح کفر ہے اس لئے وہ ان کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرعون کو جس امر کی طرف دعوت دی وہ ذیل کی آیت میں مذکور ہے:۔

اذھب الی فرعون انہ طغی فقل ھل لک الی ان تزکی واھدیک الی ربک فتخشی فارٰہ الایۃ الکبریٰ۔

اس آیت میں بھی نبی کی غرض کس صفائی سے یہی بیان کی گئی ہے کہ اس کا کام قلوب کو پاک کرنا اور رب کی طرف راستہ دکھلانا ہے اور نشان دکھلا کر خدا کی ہستی پر یقین پیدا کرنا ہے پس ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام خدا نما ہوتے ہیں نہ کہ خود خدا ہوتے ہیں جن کو دیکھنا خدا کو دیکھ لینے کے مترادف ہوتا ہے اور اسی پر کفایت کر لینا کافی ہے اسلام کا یہ صرف دعویٰ ہی نہیں کہ اس کی تعلیم کی پیروی اور اسکو لانے والے رسول کی کامل اطاعت کے نتیجہ میں انسان مقرب الٰہی بن جاتا ہے بلکہ اس نے عملاً ہزاروں مقرب الٰہی پیدا کر کے اپنے اس دعوےٰ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اور ۱۴۰۰ برس سے ایسے آدمی پیدا کرتا چلا آ رہا ہے اس زمانہ کو بھی نبوت سے خالی نہیں رکھا، حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے وجود کو بطور نمونہ پیش کیا ایسی باتیں کہ صرف مظہر الٰہی کو دیکھ لینا ہی خدا کو دیکھ لینا ہے وہی لوگ کرتے ہیں جن میں خود دوسروں کو پاک کرنے اور انہیں مقرب الٰہی بنانے کی قوتِ قدسیہ نہیں ہوتی بلکہ وہ خود بھی روحانی قوت سے تہیدست ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ بہاء اللہ کسی ایک انسان کو بھی قرب الٰہی کے اس بلند مقام پر نہیں پہنچا سکا حتیٰ کہ عبد البہا کو بھی نہ پہنچا سکا ورنہ وہ حضرت مرزا صاحب کے روحانی مقابلہ کے چیلنج کو ضرور قبول کرتا پس ان میں یہ ایک نقص اور کمی ہے جس پر پردہ ڈالنے کے لئے اس قسم کے عقائد کی مریدوں کو تلقین کی جاتی ہے۔

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۴)

کرم سے دوسرا فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کی خوشی میں انہوں نے انجمن کو مبلغ پانچ روپے مرحمت فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ خیراً۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو عمر طویل عطا فرمائے اور دینی و دنیوی حسنات سے متمتع فرمائے۔

ــــ مردان سے محترم عبد الجلیل صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

"مؤرخہ ۹/۹ کو والد صاحب دنیائے فانی سے دار البقاء کو رحلت فرما گئے۔ آپ کی عمر تقریباً ۵۸ سال تھی۔ عرصہ چار سال سے بیمار تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔"

پیغام صلح:۔ ہمیں اپنے محترم بھائی سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے مرحوم والد کو جنت نصیب کرے اور انہیں صبر جمیل عطا فرمائے نیز ان کی دیگر مشکلات اور ابتلاؤں کو جن کا انہوں نے خط میں ذکر کیا ہے دور فرمائے۔

بقیہ از صفحہ ۲

(۲) نذر محمد صاحب ولد صادا قوم کمہار سکنہ بٹی اینچی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ۔

(۳) انتیاز احمد صاحب ولد ڈاکٹر مرزا غلام سرور صاحب سکنہ حبیب اللہ داخلی کبیل تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی۔

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر جے۔ او۔ اولارنڈے ادرو۔ اوفا

آداب و نیاز

جناب عالی! میں آپ کا بہت مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف اور دیگر اسلامی لٹریچر ارسال فرمادیں۔

میں عیسائی ہوں اور مسلم ہائی اسکول میں پڑھتا ہوں مسلمانوں کے ساتھ میرے گہرے تعلقات نے اسلام سے متعارف ہونے کا شوق مجھ میں پیدا کر دیا، اور میں دین اسلام کی تحقیقات کرنا چاہتا ہوں۔

میں مسلمانوں کے بحث و مباحثات اور عبادات میں اکثر شریک ہوتا ہوں۔

مجھے ایک دوست سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے مشن نے دنیا بھر میں اشاعت اسلام کا کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے لہٰذا میں بھی چاہتا ہوں کہ اسلام کے متعلق آپ ہی میری رہنمائی فرمائیں اور مجھے اسلامی لٹریچر بھیجکر میری مدد کریں۔

(انہیں قرآن شریف مع متن۔ ٹیچنگز آف اسلام۔ فتح اسلام انگریزی براہین احمدیہ۔ لٹریچر و خطوط بھیجے گئے غلام قادر ڈار)

بھارت

ترجمہ خط۔ ایجی پرساد سیکرٹری پلاسس ریڈنگ روم لائبریری پٹنہ۔ بہار

مہربان کامریڈ!

سب سے پہلے میں اس بات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کا ارسال کردہ قرآن شریف معہ دیگر لٹریچر پہنچ گیا ہے۔

ہم بڑے مخلصانہ انداز میں اس کے مطالعہ سے مستفید ہورہے ہیں۔ ہماری لائبریری کے قارئین کرام آپ کے لٹریچر کو پڑھ کر نئی نئی معلومات حاصل کر رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے ہمارے نام لائٹ جاری نہیں کیا۔ امید ہے ہماری درخواست منظور فرمائیں گے۔

ہماری دلی آرزو اور زبردست خواہش ہے کہ آپ ہمارے ساتھ مربوط تعلقات قائم رکھیں۔ اور ہمارا نام اپنے رجسٹر میں خط و کتابت کے لئے ریکارڈ فرمالیں۔

مفصلہ ذیل کتب اور کتابچے ہماری لائبریری کے لئے ارسال فرمادیں۔ محمدی پاکٹ بک۔ ٹوورڈز اسلام کویسٹ آفٹر گاڈ۔ پروفٹ آف اسلام۔ کال آف اسلام۔ جواب کا منتظر۔

(انہیں محمدی پاکٹ و رسالہ جات بھیجے گئے ہیں۔ لائٹ جاری کر دیا گیا ہے۔ غلام قادر ڈار)

ویسٹ انڈیز

ترجمہ خط از شیخ ابراہیم موندے زنی مسلم مشنری ٹرینیڈاڈ ویسٹ انڈیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سینتیس سال کا عرصہ ہوا میں حضرت مرزا غلام احمد کے کلمات طیبات سے متاثر ہو کر اسلام سے وابستہ ہوا تھا جس کا مجھے فخر ہے۔

یہاں ایسٹ انڈین مسلمانوں کی کثرت ہے جو کہ اہل سنت والجماعت ہیں اور جو بھی سنی نہیں اس سے نفرت کرتے ہیں، ان کی تعداد پینتالیس ہزار ہے بقایا پانچ ہزار ایسٹ انڈین مسلم احمدی ہیں مگر تبلیغی جوش نہیں رکھتے۔

چار سال ہوئے میں تبلیغی کوششوں میں مصروف ہوں اور میرے ریڈنگ روم میں اکثر علم ذوق دوست جمع ہو جاتے ہیں۔ وہ بڑے شوق سے اسلام اینڈ کرسچینٹی مؤلفہ مس الفت قاضی اور مرزا معصوم بیگ پڑھتے ہیں۔ کیا آپ مجھے اس ٹریکٹ کی پچیس کاپیاں بھیج سکیں گے۔ (افسوس ہے یہ ٹریکٹ ختم ہو گیا طباعت کا انتظام ہو رہا ہے۔ غلام قادر ڈار) مجھے امید ہے کہ بہت سے عیسائی لوگ تھوڑے عرصہ میں اسلام قبول کر لیں گے۔

ٹرینیڈاڈ کی کل آبادی سات لاکھ پچاس ہزار ہے، جن میں سے پچاس ہزار ایسٹ انڈین مسلم ہیں پانچ ہزار یہود اور ایک لاکھ پچاسی ہزار ہندو، اور پانچ لاکھ دس ہزار عیسائی جو مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن میں سے دو تہائی افریقی نژاد ہیں۔

انگریزی میں اسلامک لٹریچر کی اشد ترین ضرورت ہے۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ ان سے ہماری دیر سے خط و کتابت ہے۔ غلام قادر ڈار)

گھانا

ترجمہ خط از مسٹر ایس رائی اکرا گھانا

آپ یہ پڑھ کر خوشی محسوس کریں گے میں آپ کی جماعت میں منسلک ہونے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔

کچھ عرصہ سے میں اپنے ایک دوست کے ہاں آپ کے میگزینز اور لائٹ پڑھ رہا ہوں۔

اندریں صورت میں چاہتا ہوں کہ آپکے جاری کردہ چشمۂ علم سے سیراب ہو کر جو سکون جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر ہی میسر آسکتا ہے۔

اُمید ہے آپ میری چٹھی پر سنجیدگی سے غور فرمائیں گے اور مجھے تعلیم احمدیت شروع اے۔ بی۔ سی سے دینا شروع کریں گے۔ اور منتہی بنادیں گے۔ مجھے وقتاً فوقتاً اپنے رسالے بھیجتے رہیں۔ عین عنایت ہوگی۔

(انہیں قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر و خط بھیجا گیا۔ غلام قادر ڈار)

انڈونیشیا

ترجمہ خط عربی از محمد اشعری محفوظ کلیۃ المعلمین اسلامیہ پونوروگو انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یا سیدی! سفارت پاکستان کی معرفت ہم نے سنا ہے کہ آپ نفید اسلامی کتب برائے افادۂ عام مفت تقسیم فرماتے ہیں۔

یا سیدی! ہم طلباء کلیۃ الاسلامیہ انگریزی عربی لغت اور ہولی قرآن (انگلش) کیلئے درخواست کرتے ہیں۔ ہمیں آپ کی کتاب التفسیر کی بڑی ضرورت ہے۔

امید ہے آپ از راہ کرم ہمیں مطلوبہ تفسیر القرآن اور لغات بھیجکر ممنون فرمائیں گے۔ ہم آپ کی اس بخشش اور عنایت کے بہت شکر گذار ہوں گے۔

(انہیں فی الحال ٹیچنگز آف اسلام، تحفۂ بغداد اور دیگر لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مس آدسے رونکی اولو قنکی۔ اوفا نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے اپنے ملک کے عزیزوں سے سنا ہے کہ آپ قرآن شریف اور دیگر اسلامی لٹریچر کے ذریعہ لوگوں کی تعلیم و تربیت اور اعلائے کلمۃ اللہ کر رہے ہیں اور یہ کتب ہماری عام زبان انگریزی میں ترجمہ شدہ ہیں۔

امید ہے آپ مجھے بھی ان کتب سے نوازیں گے۔ میں نائیجیریا کی رہنے والی نوجوان لڑکی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ مجھے اسلام کے متعلق پوری پوری واقفیت حاصل ہو اور میں ان کتب سے حتی المقدور استفادہ کروں۔

اگر آپ نے یہ کتب نہ بھیجیں تو میں بہت مایوسی محسوس کروں گی۔

(انہیں قرآن شریف مع متن۔ ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور تبلیغی خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

مکتوبِ ہالینڈ

جناب غلام احمد بشیر صاحب مبلغ شیخ میاں محمد ٹرسٹ

مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے اپنے گذشتہ خط میں ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اوترخت کے پاس ZEIST میں جہاں ہائیڈ پارک لندن کے نمونہ پر ایک پارک ہے اس جگہ رہنے والوں نے مل کر پبلک تقاریر کا انتظام کیا ہوا ہے جو کہ جولائی اور اگست کے مہینوں میں جاری رہتا ہے مگر روزانہ نہیں بلکہ ہر جمعہ کی شام کو۔ ہمیں یہاں اسلام کا پیغام پہنچانے کا موقع مل رہا ہے۔ میں نے پچھلے چار ہفتوں کے متعلق مختصر سا نوٹ دیا تھا اب گذشتہ تین ہفتوں کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

ایک دفعہ جب میں وہاں گیا تو ایک پادری صاحب بڑے جوش سے کفارہ مسیح پر تقریر فرما رہے تھے۔ میں پہلے کچھ دیر تک ان کی تقریر سنتا رہا پھر جب وہ ختم کرنے لگے تو ان سے سوال کرنے کی اجازت مانگی چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ پوچھئے اس پر خاکسار نے عرض کی کہ اگر کفارہ کا یہی مقصود تھا تو پھر کفارہ آدم کے گناہ کرنے کے معاً بعد کیوں نہ دیا گیا۔ اگر اسی وقت دیا جاتا تو اتنے لوگ جو مسیح کی پیدائش سے پہلے اس دنیا سے گذر چکے ہیں اپنے مقصود کو پا لیتے۔ علاوہ ازیں مجھے تو یہ بات بھی معقول معلوم نہیں ہوتی کہ مرنے والا (کفارہ ہونے والا) بھی خدا اور کفارہ دینے والا بھی خدا، اور پھر کفارہ قبول کرنے والی بھی وہی ہستی، اگر خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ایسی طاقت موجود ہوتی جو یہ کہہ رہی ہوتی کہ یا تو بدلہ دو یا تو سزا بھگتو۔ تب تو بات بھی ہوتی کہ خدا اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیج دیتا تاکہ وہ انسانوں کے بدلہ سزا اٹھاتا۔ اس پر فرمانے لگے کہ کبھی آپ تو ایمان کو عقل سے پرکھنا چاہتے ہیں اور ایسا کرنا صحیح نہیں۔ ایمان تو قبول کرنے کا نام ہے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ اگر آپ کی بات صحیح ہے تو پھر آپ میری بات کیوں نہیں مانتے۔ آپ نے جب ایمان لانا ہے تو پھر آپ مسلمان بن جائیں۔ اس پر ارد گرد کے لوگ ہنس پڑے اور پادری صاحب جو پہلے ہی جانے کے لئے تیار تھے اس لئے وہ چل دیئے۔ مگر ان کے چلے جانے کے بعد ارد گرد کے لوگ کھڑے رہے اور میں نے ان سے کہا اب میں کرسمس کی مناسبت سے آپ کو بتلاؤں کہ اسلام اس امر کے متعلق کیا کہتا ہے۔ اس کے بعد خاکسار نے بتلایا کہ اسلام کے نزدیک گناہ وراثت میں نہیں ملتے بلکہ گناہ اس وقت واقع ہوتے ہیں جب انسان جانتے بوجھتے خدائی حکم کی خلاف ورزی کرے۔ اگر انسان ایسا کرے تو اسے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

یا ایہا الذین اسرفوا علی انفسکم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ تم اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔ اگر تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکو گے تو وہ تمہیں اپنی چادر رحمت میں لے لیگا۔ انسان کو کسی وقت بھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ اب وقت نہیں رہا اس لئے توبہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کا خدا کہتا ہے کہ وہ قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

اس کے بعد ارد گرد کے لوگ پھر سوالات کرتے رہے جن کے جوابات مختصر طور پر دیتا رہا۔ پھر کچھ وقت کے بعد میں نے جگہ بدل لی اور چند دوست میرے پیچھے آ گئے اور اسلام کے متعلق مزید گفتگو ہوتی رہی۔ مگر چند منٹوں کے بعد جب میں نے اپنے ارد گرد دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پھر ایک مجمع سا بن گیا۔ وہاں پر قریباً دس بجے تک لوگوں کے سوالات کے جوابات دیتا رہا۔

اس موقعہ کے لئے میں مسئلہ تثلیث کے متعلق ایک اشتہار چھاپ کر ساتھ لے گیا تھا جس کا خلاصہ ذیل میں درج ہے:۔

"معتقدین تثلیث کے نام:۔

آپ مانتے ہیں کہ خدا ایک ہے مگر اس کے تین اقانیم ہیں۔ باپ بیٹا اور روح القدس۔ مگر یہ عقیدہ خدائی توحید کے عقیدہ کے خلاف ہے جو کہ خدا تعالیٰ نے شروع سے انسانوں کو سکھلاتا رہا ہے۔ چنانچہ عہد قدیم میں بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ خدا ایک ہے "سن اے اسرائیل ہمارا خدا ایک یکتا خدا ہے" استثنا ۶/۴۔ حضرت عیسیٰ یوحنا ۱۲ میں دوبارہ اس عقیدہ کو بیان کرتے ہوئے توحید خداوندی پر زور دیتے ہیں۔ حضرت مسیح عہد قدیم کی تکمیل کے لئے تو تشریف لائے تھے۔

کیا آپ یہ خیال نہیں کرتے کہ تثلیث کا عقیدہ توحید کے عقیدہ کے خلاف نہیں۔ کیا آپ اس عقیدہ (یعنی تین ایک اور ایک تین) کو عقلی طور پر واضح کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر آپ اس عقیدہ کو کیسے مان سکتے ہیں؟ کیا خدا نے کبھی انسان پر یہ ظاہر کیا کہ خدا تین وجودوں پر مشتمل ہے؟ کیا حضرت مسیح نے کہیں بھی روح القدس کی خدائی کے متعلق کچھ فرمایا ہے؟ اگر آپ یوحنا ۱۷/۳ دوبارہ غور سے پڑھیں تو آپ کو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کی خدائی کا عقیدہ انکے اپنے الفاظ کے خلاف ہے۔ اگر تثلیث کا عقیدہ نہ تو عقلی لحاظ سے ثابت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی نقلی دلائل سے (الہامی کتب سے) تو پھر آپ کو کیسے یقین ہے کہ آپ صحیح راستہ پر گامزن ہیں۔ خدا تعالیٰ کا کلام جو قرآن مجید میں موجود ہے اس کی پیروی میں میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو توجہ دلاؤں کہ تثلیث اور مسیح کی خدائی کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں، بائبل اور قرآن دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو خدا کی توحید کے عقیدہ کے نیچے عالمگیر برادری میں جمع کر دے۔ آمین۔"

اس اشتہار کے تقسیم کرنے کے بعد پادریوں وغیرہ کی طرف سے کوئی جواب تو شائع نہیں ہوا مگر بعض پادری میری تقریر سننے کے لئے آتے رہے ہیں اور بعض سوالات وغیرہ بھی پوچھتے رہے۔

اس کے بعد پانچ اگست اور بارہ اگست کو بھی تقریر کے لئے اس پارک میں حاضر ہوا۔ پانچ اگست کو ایک پادری صاحب جو مجھے پہلے سے جانتے تھے اس موقعہ پر تشریف لائے۔ میں اس وقت تقریر کر رہا تھا۔ ایک اور پادری صاحب بڑے جوش سے جلسہ میں شریک ہوئے اور آتے ہی کہنے لگے کہ آپ ہمارے مذہب پر اس طرح حملہ کیوں کر رہے ہیں۔ میں ابھی جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ حاضرین میں سے ایک صاحب بول اٹھے کہ یہ صحیح نہیں۔ بشیر صاحب تو ہمیں اپنی باتیں بتلا کر اپنے مذہب پر غور و فکر کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ پھر وہی پادری صاحب فرمانے لگے کہ EINSTEIN نے لکھا ہے کہ انسان اس کی حقیقت کو معلوم نہیں کر سکتا۔

اب اگر ہم ایک انسان کی حقیقت کو معلوم نہیں کر سکتے تو پھر خدا کی حقیقت کو کیسے پا سکتے ہیں۔ میں دراصل یہ بیان کر رہا تھا کہ ایک تین اور تین ایک کا عقیدہ عقلاً ماننا ہی ہے اور ہم عقل رکھتے ہوئے اس پر ایمان نہیں رکھ سکتے۔ میں نے عرض کی کہ ہم یہاں خدا کی ماہیت پر تو بحث نہیں کر رہے ہیں بلکہ تین ایک اور ایک تین کیونکہ حسابی امر ہے اس پر بحث کر رہے ہیں۔ اس کے بعد پادری صاحب وہاں سے پیدل کر دوسری جگہ چلے گئے اور جا کر اپنی تقریر شروع کر دی۔ میرے ارد گرد بہت سے لوگ جمع تھے اس لئے میں نے اپنی تقریر کو جاری رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے پہلے سننے والے پادری صاحب فرمانے لگے کہ اگر اجازت ہو تو وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کی بہت اچھا اس پر انہوں نے پہلے تو چند الفاظ میرے

www.aaiil.org

متعلق کہے کہ مسٹر بشیر افغانستان سے چل کر یہاں آئے ہیں (پاکستان کی جگہ) اور ایسے علاقہ کے رہنے والے ہیں جہاں کے لوگ بہت جنگجو ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہاں آکر ہماری زبان بھی سیکھی ہے اور یہ امر قابل تعریف ہے کہ وہ ہمیں اسلام کے متعلق باتیں بتلاتے ہیں۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ ہمیں لڑائی جھگڑا چھوڑ کر ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیئے۔ وقت کا یہی تقاضا ہے۔ وہ چند منٹ اس قسم کی باتیں بیان کرنے کے بعد تشریف لے گئے۔ خاکسار نے پھر حاضرین کو مخاطب کر کے عرض کی کہ پادری صاحب EX LETTER (نے جو کچھ میرے متعلق اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا ہے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں ان سے اس بات میں متفق ہوں کہ مذہبی لوگوں کو آپس میں جھگڑنا نہیں چاہیئے مگر آپس میں مل کر تبادلۂ خیالات کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر دماغی ترقی بھی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی انسان کو پتہ لگ سکتا ہے کہ صداقت کیا چیز ہے۔ رات کے ساڑھے دس بجے تک باتیں ہوتی رہیں ایک دوستوں نے لٹریچر کی خواہش کی جو کہ انہیں دیا گیا۔

۱۲ اگست کو خاکسار پھر موقعہ پر حاضر ہوا۔ لوگ دیکھتے ہی میری طرف آ گئے۔ میں اپنے ساتھ پھر ایک اشتہار کفارہ مسیح کے مسئلہ کے متعلق لکھکر لے گیا ہوا تھا چنانچہ پہلے وہ اشتہار تقسیم کیا گیا تا کہ باتوں کا سلسلہ آسانی سے شروع ہو جائے اور لوگوں کو ہمارا پتہ بھی مل جائے۔ اس اشتہار کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

ناظرین کرام! اسلام اور عیسائیت میں جو اصولی امتیازات ہیں ان میں سے ایک مسئلہ کفارہ ہے۔ عیسائی لوگ اس عقیدہ کی بنیاد مندرجہ ذیل امور پر رکھتے ہیں:-

۱- آدم اور حوا پہلے انسان تھے۔
۲- دونوں نے گناہ کیا
۳- تمام لوگ اس گناہ کے بوجھ کے نیچے پیدا ہوئے ہیں اس لئے ہر بچہ گناہ گار ہوتا ہے۔
۴- انسان گناہ ورثہ میں لیتا ہے۔
۵- خدا بغیر بدلہ کے معاف نہیں کر سکتا۔
۶- یسوع مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا تھا جنہوں نے اپنی مرضی سے موت کو برداشت کر کے اپنے خون کے بدلہ سے تمام انسانوں کے گناہ معاف کر دیئے۔

لیکن اسلام ان تمام امور کے خلاف سکھلاتا ہے۔ کہ ہمارے نزدیک انسان چھ ہزار سال سے زیادہ عمر کا ہے لہٰذا سارے انسان بائیبل والے آدم و حوا کی اولاد ہی ہو سکتے ہیں۔ گناہ ورثہ میں نہیں مل سکتا۔ گناہ صرف اسی وقت واقع ہوتا ہے جب انسان اپنی مرضی سے کسی خدائی حکم کی خلاف ورزی کرے۔ ہر بچہ معصوم ہوتا ہے اپنی پیدائش کے وقت۔ گناہ کی معافی کا تعلق توبہ سے ہے۔ اگر خدا تعالےٰ انسان کو بغیر بدلہ کے معاف نہیں کر سکتا تو پھر وہ رحم دل کیسے ہو سکتا۔ پیدائش باب ۳ کی رو سے انسان کو جو سزا ملی تھی وہ ابھی تک قائم ہے پھر خدا کفارہ کے عقیدہ کے مطابق منصف بھی نہ ٹھہرا کیونکہ باوجود اس کے کہ بدلہ ادا کر دیا گیا سزا پھر باقی رہی۔ انسان اب بھی گناہ کرتا ہے تو پھر قربانی کا نتیجہ کیا ہوا؟ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے عیسائی دوست ان باتوں پر ضرور غور فرمائیں گے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کی مدد فرمائے تا کہ ہم سب صحیح راستہ پر گامزن ہوں۔ آمین"

خاکسار نے ان اصولوں کے متعلق مختصر سی تقریر کی، ایک عیسائی دوست کہنے لگے کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سب کچھ بائیبل اور عیسائیوں سے سُن سُنا کر قرآن مجید میں جمع کر دیا۔ وہ شام میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ نے یہ بات کس سے سُنی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دمشق میں پڑھا کرتے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ قرآن مجید میں لکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ نے قرآن کبھی دیکھا بھی ہے۔ قرآن مجید میں اس قسم کی باتیں نہیں ہیں۔ پھر میں نے عرض کی کہ اگر ہم بفرض محال آپ کی بات مان بھی لیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب عیسائی تعلیم کا نچوڑ۔ کفارہ مسیح اور الوہیت و تثلیث کا عقیدہ ہے تو پھر بائیبل کا پڑھنے والا عیسائی استادوں سے تعلیم حاصل کرنے والا جو در اصل کسی دنیاوی سکول میں نہیں بیٹھے اپنے سکھلانے والوں کے عقیدہ کے خلاف کیسے پرچار کر سکتا تھا۔ اسے تو تثلیث اور کفارہ کے عقیدہ کو اصولی طور پر سب سے پہلے قبول کرنا چاہیئے قرآن مجید بار بار تثلیث کے عقیدہ اور الوہیت مسیح کے عقیدہ کی تردید کر رہا ہے۔ اس کو دیکھ کر کوئی بھی عقلمند انسان یہ کہنے کی یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عیسائیوں اور ان کی بائیبل سے سیکھ کر نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔

میں نے اُن سے عرض کی کہ آپ خود قرآن مجید کو پڑھ کر دیکھ لیں۔ آپ پر یقیناً واضح ہو جائے گا کہ قرآن مجید بائیبل سے اخذ کیا ہوا نہیں بلکہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے پہلے انبیاء پر اپنا کلام نازل فرمایا جن کا ذکر آپ کی بائیبل میں بھی ہے۔

(باقی بر صفحہ ۱۱ انشاء اللہ تعالیٰ)

www.aaiil.org

مکتوب ہالینڈ (بسلسلہ صفحہ ۱)

پھر ایک صاحب کہنے لگے کہ اسلام جبر سے مذہب کو پھیلانے کی تعلیم دیتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ اب تو قرآن مجید میں کسی جگہ بھی مرقوم نہیں۔ اس کے خلاف قرآن مجید میں لکھا ہے لا اکراہ فی الدین اور فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔ کہ مذہب کے معاملہ میں کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں۔ جو چاہے مانے اور جو چاہے انکار کرے مذہب کا قبول کرنا انسان کے اپنے اختیار میں ہے جو ماننے والے کو یہ طاقت بخشتا ہے کہ وہ اپنے مذہب پر عمل بھی کرے۔ اگر کسی سے جبراً کوئی عقیدہ منوایا جائے تو کیا وہ اس پر سو فیصدی یقین کرتے عمل کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں اگر آپ اس جگہ ان لوگوں کے خیالات سنیں تو آپ حیران رہ جائیں کہ علم کے گہوارہ میں بستے ہوئے یہ لوگ اسلام کی تعلیم سے کس قدر ناواقف ہیں۔ اس ناواقفیت کی وجہ سے کیسے کیسے عجیب خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ دراصل مسلمانوں کا اپنا ہی قصور ہے۔ کیونکہ انہوں نے ان لوگوں تک پیغام پہنچانے میں بہت سستی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ اب حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ جماعت مسلمانوں کی اس کوتاہی کو پورا کر سکے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

والسلام

خاکسار۔ غلام احمد بشیر

www.aaiil.org

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۷۰

ہفت روزہ "پیغام صلح"

سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے ۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ) ممالک غیر سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر [illegible] محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۷۳۷۳
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

جلد | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۰ء | ۴۱

بحرِ حکمت کے موتی

وعن الحارث الاعور قال مررت فی المسجد فاذا الناس یخوضون فی الاحادیث فدخلت علی علیؓ فاخبرتہ فقال او قد فعلوھا قلت نعم قال اما انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا انھا ستکون فتنۃ قلت ما المخرج منھا یا رسول اللہ قال کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم ھو الفصل لیس بالھزل من ترکہ من جبار قصمہ اللہ ومن ابتغی الھدی فی غیرہ اضلہ اللہ وھو حبل اللہ المتین وھو الذکر الحکیم وھو الصراط المستقیم ھو الذی لا تزیغ بہ الاھواء ولا تلتبس بہ الالسنۃ ولا یشبع منہ العلماء ولا یخلق عن کثرۃ الرد ولا ینقضی عجائبہ ھو الذی لم تنتہ الجن اذ سمعتہ حتی قالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فآمنا بہ من قال بہ صدق ومن عمل بہ اجر ومن حکم بہ عدل ومن دعا الیہ ھدی الی صراط مستقیم (رواہ الترمذی و الدارمی بحوالہ مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن)

ترجمہ:۔ حارث اعور رضؓ سے روایت ہے کہ میرا مسجد میں گذر ہوا میں نے دیکھا کہ لوگ بیہودہ باتوں میں مشغول ہیں وہاں سے میں حضرت علی رضؓ کی خدمت حاضر ہوا اور میں نے انہیں اس بات سے مطلع کیا انہوں نے فرمایا کیا واقعی وہ ایسی باتوں میں مشغول ہیں میں نے عرض کیا ہاں

(باقی بر صلا اشتہار کے نیچے)

کیا خدا تعالیٰ کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کا نام عیسیٰ یا ابن مریم رکھ دے

حضرت مسیح موعود کا ارشاد گرامی

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے مومن کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک مثال فرعون کی عورت سے دی ہے۔ جو کہ اس قسم کے خاوند سے خدا سے پناہ چاہتی ہے۔ یہ اُن مومنوں کی مثال ہے جو نفسانی جذبات کے آگے گر جاتے ہیں۔ اور غلطیاں کر بیٹھتے ہیں۔ پھر پچھتاتے ہیں۔ توبہ کرتے ہیں اور خدا سے پناہ مانگتے ہیں، اُن کا نفس فرعون جیسے خاوند کی طرح ان کو تنگ کرتا رہتا ہے وہ لوگ نفس لوامہ رکھتے ہیں۔ بدی سے بچنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ دوسرے مومن وہ ہیں جو اس سے اعلےٰ درجہ رکھتے ہیں۔ وہ صرف بدیوں سے ہی نہیں بچتے بلکہ نیکیوں کو حاصل کرتے ہیں۔ ان کی مثال اللہ تعالےٰ نے حضرت مریم سے دی ہے احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا۔ (سورہ تحریم) ہر ایک مومن جو تقوےٰ و طہارت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اس میں اپنی روح پھونک دیتا ہے۔ جو کہ ابن مریم بن جاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں۔ کہ یہ آیت عام ہے اور اگر یہ معنے نہ کئے جاویں تو حدیث شریعت میں آیا ہے کہ مریم اور ابن مریم کے سوا مس شیطان سے کوئی محفوظ نہیں۔ اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ تمام انبیاءؑ پر شیطان کا دخل تھا۔ پس دراصل اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن جو اپنے تئیں اس کمال کو پہنچائے خدا تعالےٰ کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے اور وہ ابن مریم بن جاتا ہے اور اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابن مریم پیدا ہوگا۔ تعجب ہے کہ لوگ اپنے بیٹوں کا نام محمدؐ اور عیسےٰؑ اور موسیٰؑ اور یعقوبؑ اور اسحاقؑ اور ابراہیمؑ رکھ لیتے ہیں۔ اور اس کو جائز جانتے ہیں۔ پر خدا تعالےٰ کے لئے جائز نہیں جانتے کہ وہ کسی کا نام عیسےٰؑ یا ابن مریم رکھ دے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۸)

کیا تنک ہے مانتے ہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

www.aaiil.org

ترکی زبان میں اذان کا مسئلہ

قریباً چالیس سال بعد آج پھر ترکی کی فوجی حکومت نے اذان اور نماز ترکی زبان میں ادا کرنے کا سوال اُٹھایا ہے چنانچہ حکومت ترکیہ کے سربراہ جنرل جمال گرسل نے مذہبی علوم کی اعلیٰ تعلیم کے ایک ادارہ میں تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ :-

" میرے خیال میں قرآن پاک کا ترجمہ ترکی زبان میں ہونا چاہیئے اور اذان بھی ترکی زبان میں دی جانی چاہیئے "

آپ نے قرآن شریف کے ترکی ترجمہ پر خاص زور دیا اور فرمایا :-

" اذان اور دعا بھی عربی زبان میں نہیں ہونی چاہیئے، کیونکہ عربی سے عوام کی اکثریت نابلد ہے "

آپ نے فرمایا :-

" اتاترک مرحوم نے اپنے زمانہ میں اذان کو عربی سے ترکی میں تبدیل کر دیا تھا لیکن بعد ازاں عدنان مندریز نے ۱۹۵۱ء میں برسر اقتدار آنے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ اذان کو دوبارہ عربی زبان میں کر دیا "

جہاں تک قرآن کریم کے ترکی ترجمہ کا تعلق ہے ہمیں جنرل گرسل کی اس تجویز سے بکلی اتفاق ہے، کہ ایسا ترجمہ ہونا ضروری ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ قرآن کریم کا اصل عربی متن بھی قائم رکھا جائے۔ ورنہ متن کے بغیر تراجم قرآن کریم کی اصلیت کو خراب کرنیکا موجب ہوگا اور اسی طرح ہر ملک میں عربی متن کے بغیر قرآن کریم کے تراجم شائع ہونے لگیں تو کچھ عرصہ بعد توریت و انجیل کی طرح اس کی اصلیت بھی گم ہو کر تحریف و تبدیل کا امکان پیدا ہو جائے گا، اس لئے جہاں ہم قرآن کریم کا ترجمہ ترکی زبان میں کرنے کے لئے جنرل گرسل کی پرزور تائید کرتے ہیں وہاں اس بات کی سختی سے مخالفت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ترجمہ عربی متن کے بغیر شائع ہو، رہ گیا ترکی زبان میں اذان دینے کا مسئلہ، اس بارہ میں جہاں تک ہمیں معلوم ہے، ترکی کے عوام امید نہیں کہ جنرل گرسل کی تجویز کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں، اتاترک مرحوم اور ان کے جانشین عصمت انونو کی چالیس سالہ جدوجہد کے بعد عدنان مندریز کا اپنے زمانہ اقتدار میں اذان کو دوبارہ عربی زبان میں بحال کر دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ عوام کی حمایت اسے حاصل نہ تھی۔

ہم حیران ہیں کہ جنرل گرسل کو اس بات پر اصرار کیوں ہے کہ اذان اور دُعا وغیرہ عربی زبان کے بجائے ترکی زبان میں ہونی چاہیئے کیا اس لئے عدنان مندریز نے اسے عربی زبان میں کرنے کا حکم دیا تھا؟ یہ تو اچھا نہیں کہ عدنان مندریز کی ہر بات کی خواہ وہ کتنی بھی اچھی ہو لازماً مخالفت کی جائے اور ہمیں امید نہیں کہ جنرل گرسل اس نقطہ نگاہ کے حامل ہوں، ہاں جنرل موصوف کا یہ بیان صحیح ہے کہ :-

" عربی سے عوام کی اکثریت نابلد ہے اور کوئی بھی ترک اس وقت تک مذہب پر عبور حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اسے اپنی زبان میں بیان نہ کر سکے "

لیکن اس کا یہ علاج نہیں کہ عربی کو خارج البلد کر دیا جائے، اذان کے چند کلمات ہیں، جن کے معانی ہر شخص کو پانچ دس منٹ میں سکھائے جا سکتے ہیں ایسا ہی دعا اور نماز کے مطالب و مفہوم کو بھی ایک دو دن کے اندر سکھایا جا سکتا ہے، اور ہر شخص اذان عربی زبان میں سنتے یا دیتے ہوئے اور نماز کے اذکار کو عربی زبان میں پڑھتے ہوئے اُن کے مطالب و مفہوم کو بخوبی سمجھ سکتا ہے، یہ کوئی مشکل نہیں، جنرل گرسل اگر اپنی مہم کا رخ اس طرف کر دیں کہ ہر شخص کو اذان اور نماز وغیرہ کا ترجمہ سکھا دیا جائے تاکہ وہ عربی میں انہیں ادا کرتے ہوئے انہیں سمجھ سکیں تو یہ زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ عربی زبان اور ارکان اسلامی کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور اسی سے دنیائے اسلام کا اتحاد وابستہ ہے، اگر عربی زبان کو ترک کر دیا جائے تو آہستہ آہستہ علوم دینیہ کی شکل بگڑ کر کچھ کی کچھ ہو جائے گی۔ عربی زبان کے الفاظ اس قدر وسیع المعنی ہیں کہ انکا پورا مفہوم کسی دوسری زبان کے الفاظ میں سما نہیں سکتا، ہو سکتا ہے کہ ایک مترجم جن الفاظ میں ترجمہ کرتا ہے، کسی دوسرے کے نزدیک اس سے بہتر الفاظ میں ترجمہ ہو سکتا ہو اور کوئی اور شخص انکے مترادف کوئی اور الفاظ ترجمہ میں لانا پسند کرے، اس صورت میں نماز کے مختلف تراجم اسے کچھ کا کچھ بنا دیں گے۔ اور اگر ہر ملک کی زبان میں اذان دی جائے اور نماز وغیرہ پڑھی جائے تو ایک اجنبی جو اس زبان سے ناواقف ہے کیا سمجھ سکے گا کہ امام یا مؤذن کیا پڑھ رہا ہے، بلکہ ایک ملک کا آدمی جب دوسرے ملک میں جائے گا تو اس ملک کے مسلمانوں کو پہچاننا بھی اس کے لئے مشکل ہو جائیگا، عربی اذان سے تو ہر شخص خواہ وہ کسی ملک کا رہنے والا ہو اور کوئی سی زبان بولتا ہو، سمجھ سکتا ہے کہ یہ اذان ہو رہی ہے، کسی اور زبان کی اذان کو تو وہ سمجھ بھی نہ سکے گا اس لئے وہ وحدت فی العبادات اور اتحاد اسلامی جو عربی زبان اور عربی علوم و اذکار سے وابستہ ہے، بھانت بھانت کی بولیوں سے ہبأ منثورا ہو جائے گا، اور بھی کئی باتیں ہیں جو عربی زبان میں اذان و نماز کی ادائیگی کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں، انہیں پھر کسی وقت بیان کیا جائے گا فی الحال ہم حکومت ترکیہ کے سربراہ جنرل گرسل سے اتنا ہی کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ

اخبار احمدیہ

اہلیہ صاحبہ میاں غلام عباس کا انتقال

اس ہفتہ کی افسوسناک خبروں میں سے ایک خبر ۔۔۔۔۔۔ میاں غلام عباس صاحب آڈیٹر جنرل پاکستان کی اہلیہ محترمہ کی ناگہانی وفات سے تعلق رکھتی ہے، محترمہ ممدوحہ دل کے عارضہ کی وجہ سے قریباً ایک ماہ کراچی ہسپتال میں زیر علاج رہیں وہاں سے شفایاب ہونے کے بعد جب گھر آئیں تو اپنے محترم خاوند میاں غلام عباس صاحب کو جو کسی سرکاری کام پر انگلستان جانے والے تھے بعد موزخہ ۱۴ اکتوبر کو خود مکان سے باہر آکر بخوشی رخصت کیا لیکن اُن کے جانے کے تھوڑی دیر بعد خود بھی اس جہان فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی قابل اور لائق خاتون تھیں۔ ان کی لاش دوسرے دن ۱۵ اکتوبر ۱۹۶ء کو ہوائی جہاز سے لاہور لائی گئی۔ ہوائی اڈہ پر ان کے بہت سے عزیز و اقارب اور جماعت کے کئی دوست اور حضرت امیر بھی موجود تھے۔ ان سب نے وہیں ہوائی اڈہ پر ان کا جنازہ پڑھا جس کے بعد جنازہ ایمبولنس کار میں اُن کے وطن جھنگ میں لے جایا گیا، محترم میاں غلام عباس صاحب کو بھی اس جانکاہ حادثہ کی اطلاع دے دی گئی تھی اور وہ ۱۵ اکتوبر کو جھنگ پہنچنے والے تھے۔

ایک اور سانحۂ ارتحال

ڈیرہ غازی خاں سے محترم پروفیسر سعد اختر صاحب نے یہ افسوسناک خبر ارسال کی ہے کہ ان کا لڑکا صبغۃ اللہ جلیل متواتر ۹ ماہ بیمار رہ کر ۱۲ اکتوبر کو ۲ بجے بعد دوپہر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم پروفیسر صاحب ممدوح اور دیگر لواحقین سے اُن کے اس صدمہ میں دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم یوم حشر کو اپنے والدین کے لئے شفاعت کا موجب ہو، اور اللہ تعالیٰ انہیں نعم البدل عطا فرمائے۔

بیماری

وزیرآباد سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ڈاکٹر شیخ فضل الرحمن صاحب کے برادر اصغر شیخ عنایت الرحمن صاحب پر چند دن ہوئے فالج کا حملہ ہوا، آجکل وہ میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ احباب کرام سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

ولادت

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے خلف الرشید پروفیسر

(باقی بر صفحہ ۱)

---

(۴) اسلام اور اس کی رُوح کو سمجھانے کے لئے جو رستہ وہ اختیار کر رہے ہیں وہ فی الحقیقت اسلام کا رستہ نہیں، اسلام کی روح اس رستہ میں قائم نہیں رہ سکتی، ہاں اسلام کو چھوڑ کر اگر ترکی قومیت مدنظر ہے تو یہ اور بات ہے۔

ترسم کہ بہ کعبہ نہ رسی اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

www.aaiil.org

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کریم سے عشق اور عبادات الٰہی میں انہماک

نماز اور عبادات الٰہی کی غرض فواحش اور منکرات سے بچنا اور اخلاقِ عالیہ حاصل کرنا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اتل ما اوحی الیک من الکتٰب و اقم الصلوٰۃ ۔۔۔۔ وما یجحد بایٰتنا الا الظٰلمون ۔۔۔۔ (العنکبوت)

قرآن کریم کے اتباع کا حکم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اتل ما اوحی الیک من الکتٰب۔ کتاب ہم نے آپ پر نازل کی ہے۔ اس کو پڑھا کرو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کے ماتحت تھے۔ جس طرح کہ مسلمان قرآن کریم کے احکام کے ماتحت ہیں۔ اور اس کے حکم کی تعمیل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کتاب کے ماتحت ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں قرآن شریف میں ہے اتبع ما اوحی الیک تو جو ہم آپ پر وحی کرتے ہیں۔ آپ نے اس کی پیروی کرنا ہے اور عمل کرنا ہے۔ حضرت نبی کریم نے فرمایا ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ۔ میں صرف اس بات کی پیروی کرتا ہوں۔ جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ انا اوّل المسلمین میں سب سے بڑھکر قرآن کے احکام کی پابندی کرنے والا ہوں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا عشق

قرآن خدا کا کلام ہے حکم ہوتا ہے اتل۔ اس کتاب کو آپ پڑھا کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو اتنا پڑھا کہ سارے کا سارا قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد ہوگیا اور آپ نے قرآن سے اتنا عشق کیا کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر قرآن کو نوافل اور تہجد میں پڑھا۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ نے خیال کیا کہ دیکھا جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی خالہ حضرت میمونہ رضؓ کے گھر جاکر سو رہے۔ حضرت میمونہ رضؓ ازواجِ رسول کریم میں سے تھیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پچھلی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے۔ وضو کیا۔ پھر نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوگئے۔ میں نے بھی وضو کیا۔ اور آپؐ کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا۔ آپؐ نے پیار سے مجھے کان سے پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر لیا۔ آپؐ نے سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ شروع کی اور آخر تک پڑھی۔ میں تھک گیا تھا۔ سوچا کہ اب سورت ختم ہو رہی ہے۔ اب رکوع و سجدہ وغیرہ کریں گے۔ لیکن حضور نبی کریم نے اگلی سورت آل عمران شروع کر دی۔ عبداللہؓ کہتے ہیں میں نے خیال کیا اب آل عمران بھی ختم ہو رہی ہے اب رکوع میں جائیں گے۔ لیکن آپؐ نے اس سے اگلی سورت النساء شروع کر دی۔ یہ ہے اُتل ما اوحی الیک کے حکم کی اطاعت۔ آپؐ نے قرآن کو اتنا پڑھا کہ زبانی یاد کر لیا۔ اور دعا فرماتے ہیں:۔ اللّٰھم اجعل القراٰن ربیع قلبی۔ اے مولا اس قرآن کو میرے دل کی بہار بنا دے۔

صحابہ کرام رضؓ کا عشق قرآن

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ کرام رضؓ نے بھی قرآن کریم کو یاد کیا۔ ان کا عمل بھی قرآن پر تھا۔ قرآن کے ساتھ ان کو بھی بڑا عشق تھا۔ وہ بادشاہ تو ہوگئے لیکن حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ جیسے جلیل القدر بادشاہ بھی راتوں کو اُٹھکر قرآن پڑھتے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے وہ ایسے بادشاہ ہیں کہ لیتے دیتے کچھ نہیں تنخواہیں کوئی نہیں لیتے۔ حضرت ابوبکرؓ کو زبردستی کچھ وظیفہ لینے پر مجبور کیا۔ انہیں کہا گیا کہ آپ تجارت کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ خلافت کا بوجھ آپ کے اوپر ہے، تجارت کو آپ چھوڑ دیں، اور حضرت امور خلافت ۔۔۔ بجا لائیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ دن بھر کام کرتے تھے۔ اور راتوں کو خدا کے حضور عبادت میں کھڑے رہتے۔

حضرت ابوموسےٰ الاشعری رضؓ اور معاذ بن جبلؓ کو جب یمن کا گورنر اور قاضی مقرر کیا گیا تو ان دونوں کے مابین گفتگو ہوئی۔ ایک نے پوچھا کہ آپ قرآن کریم کتنی دیر پڑھتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں سارا دن قرآن پڑھتا ہوں اور دوسرے نے کہا میں سارا دن تو نہیں پڑھتا مگر جب بھی موقعہ ملتا ہے قرآن کریم پڑھ لیتا ہوں۔ یہ تھا حضرتؐ کا قرآن شریف کے ساتھ عشق۔ اس عشق کو آپؐ نے اپنے دوستوں کے اندر پیدا کیا۔ قرآن پڑھنا اور یاد کرنا ان کا دن رات کا مشغلہ تھا۔

قرآن پڑھنے کی غرض

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ قرآن پڑھنے کی غرض یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور احکام الٰہی میں بنیادی تعلیم نماز کا قائم رکھنا ہے چنانچہ فرمایا اقم الصلوٰۃ نماز پڑھا کرو۔

مسجد میں باجماعت نماز کا حکم

کسی نے کہا یا رسول اللہ ہم بہت دور رہتے ہیں اس لئے باجماعت نماز میں شریک نہیں ہو سکتے۔ فرمایا دیارکم تکتب اٰثارکم جتنے قدم تم مسجد میں آنے کے لئے اٹھاؤ گے۔ اتنا ہی ثواب تمہارے نام لکھا جائے گا۔

میں نے قادیان میں دیکھا کہ بچے، بچیوں، مردوں، عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں میں نماز کا عشق ہے۔ جو عشق نماز کا اور قرآن کا میں نے وہاں دیکھا وہ عشق اور کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ ان میں نماز کو باجماعت پڑھنے کا ولولہ تھا۔ چھوٹے اور بڑے کو عشق تھا کہ نماز باجماعت پڑھی جائے۔ نماز کی پابندی اور باقاعدگی میں ہی دینداری ہے اس کی طرف توجہ کرو۔ قرآن کا ترجمہ پڑھو، اس لئے کہ تم نے اس پر عمل کرنا ہے۔

عبادتِ الٰہی میں حضرت نبی کریمؐ کے شغف کا عجیب ترین واقعہ

ایک عجیب بات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کو سناتا ہوں۔ کہ کیا عشق آپؐ کو خدا کے ساتھ تھا۔ اور کیا عشق نماز کے ساتھ تھا۔ حضرت نبی کریم کے انتقال کے بعد ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا عائشۃ اخبرینی باعجب ما رایت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عجیب ترین بات جو آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھی ہو مجھے بتائیے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے ساری عمر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گذاری اور اُن کے متعلق یہ مشہور تھا۔ کہ حضرتؐ کے اعمال کا نقشہ دیکھنا ہو تو عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھو۔ لیکن ان کا عشق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضؓ سے جاکر التماس کرتے ہیں کہ حضرتؐ کی کوئی عجیب ترین بات سنائیے۔ فبکت۔ حضرت عائشہ رضؓ رو پڑیں واطالت دیر تک روتی رہیں۔ ثمّ قالت پھر انہوں نے فرمایا کل امرہ عجیب۔ تم کیا پوچھتے ہو۔ اُن کی تو ہر بات عجیب تھی۔ ایک بات سناتی ہوں۔ اتانی فی لیلتی ایک رات

جب میری باری تھی آپ میرے پاس تشریف لائے فدخل لحافی میرے لحاف میں داخل ہو گئے حتی الصق جلدہ بجلدی آپ کا جسم میرے جسم سے لگ گیا - ثم قال یا عائشہ پھر کہا اے عائشہ - ا هل لك ان تاذنی اللیلۃ فی عبادۃ ربی - کیا آپ مجھے اجازت دیں گی - کہ میں یہ رات خدا کی عبادت میں گزار دوں - کیا ولولہ ہے خدا کی عبادت کا - اور جس حالت میں اور جس جذبہ کے موقعہ پر اس ولولہ کا اظہار کیا ہے وہ مشکل ترین مقام ہے اور کیا کلچر ہے فرماتے ہیں هل لك تاذنی کیا آپ مجھے اجازت دے سکتی ہیں مسلمانوں کو حضور کا یہ خلق سیکھنا چاہیئے - حضرت عائشہ فرماتی ہیں فقلت یارسول اللہ انی احب قربك مجھے آپ کا قرب پسند ہے و احب مرادك لیکن آپ کی خواہش بھی ملحوظ ہے فقد اذنت لك میں آپ کو اجازت دیتی ہوں - دنیا کی کتابوں میں تلاش کیجئے - اس کلچر اور اس عشق کی مثال نہیں ملے گی ایسے وقت میں کہ ایک زبردست جذبہ کار فرما ہے آپ عبادت الٰہی میں رات بسر کرنا چاہتے ہیں اور ایسی حالت میں بیوی بھی اس کی اجازت دینے سے دریغ نہیں کرتی - کیا اس کی کوئی مثال دنیا میں ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں فقام الی قربۃ من ماء فی البیت آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور پانی کا ایک مشکیزہ جو گھر میں موجود تھا اس کی طرف بڑھے فتوضاء وضو کیا - فقام یصلی - نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے - فقراء من الکتب قرآن کریم پڑھنا شروع کیا - فجعل یبکی اور رونے لگے - یہ اس ذمہ داری کا احساس ہے جو آپ پر ڈالی گئی - ثم رفع یدیہ الی السماء پھر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے - فجعل یبکی پھر رونا شروع کر دیا - حتی رایت دموعہ قد بلت الارض میں نے دیکھا کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین گیلی ہو گئی ہے -

قرآن اور نماز پڑھنے کا حکم اور نبی کریم صلعم کا عمل

تو پہلا حکم جو آپ کو ملا وہ ہے اتل ما اوحی الیك من الکتب جو کچھ تم پر قرآن میں نازل کیا گیا ہے - اس کو پڑھو - اور دوسرا حکم یہ ہے کہ اقم الصلوٰۃ نماز کو قائم رکھو - تو حضرت نے قرآن بھی پڑھا اور نماز بھی پڑھی - اور اس کا نمونہ بھی پیش کیا - اور لوگوں کو دکھلایا کہ قرآن اور نماز کی پابندی یوں کرنا چاہیئے - خدا نے حکم دیا اقم الصلوٰۃ حضور اسی کے مطابق نماز کی حفاظت کرتے اور نماز کو قائم کرتے تھے -

نماز کا قیام

نماز کو قائم کرنے کا مطلب نماز کو پڑھنا نہیں - بلکہ نماز کی حفاظت ہے - قرآن کریم نے جہاں یقیمون الصلوٰۃ فرمایا اس کے معنی ہیں یداومون الصلوٰۃ مقیمی الصلوٰۃ محل مدح میں ہے - مصلین الصلوٰۃ مقام مدح نہیں ہے - نماز کی ہیئت قائم کرنا اور ہے اور نماز کے مقصد کے لئے اس کی حفاظت کرنا اور ہے - ان لوگوں کے متعلق جو نماز کے مقصد کے لئے اس کی حفاظت کرتے ہیں فرمایا فویل للمصلین الذین هم عن صلوٰتهم ساهون - ایک تو وہ لوگ ہیں جو نماز کی شکل اختیار کر لیتے ہیں لیکن حقیقت اس میں کچھ نہیں ہوتی - اور ایک وہ ہیں جو نماز کی غرض کو پورا کرتے ہیں - لیکن وہ جو نماز کی صرف شکل کو اختیار کرتے ہیں ان کے متعلق فرمایا فویل للمصلین ان نمازیوں پر افسوس ہے

نماز کی غرض

نماز کی غرض کیا ہے فرمایا ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر - نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے - ہر وہ حرکت جو ناپسندیدہ ہو نماز اس سے روکتی ہے - جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں ایاك نعبد ہم اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری کریں گے - اور ہمیں نیاز اس کے آستانے پر رگڑنے کا مقصد بھی اطاعت قبول کرنا ہے - ولذکر اللہ اکبر - خدا کا ذکر گرانمایہ چیز ہے اذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں گا - پانچ وقت کی نماز سے تزکیہ نفس میسر آتا ہے - فرمایا ہم تمہاری زندگی اور معاملات زندگی میں یہ خوبی دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم نماز قائم کرو تو اس کے نتیجہ میں فحشاء اور منکر تم سے سرزد نہ ہوں اگر تمہاری زندگی میں یہ خوبی ہے تو تمہاری نماز ہو گی اور اگر نہیں تو تم خود ہی فیصلہ کر لو کہ اسے کیا نام دیا جائے -

تزکیہ نفس اور خشیت اللہ

دوسری جگہ قرآن میں آتا ہے - فقل هل لك الی ان تزکّٰی واهدیك الی ربك فتخشٰی کیا تم چاہتے ہو کہ میں پاکیزگی اختیار کرنے والے کی طرف سے تمہاری رہنمائی کروں - فتخشٰی اور تمہیں خشیت نصیب ہو، اور تم خدا ترس زندگی بسر کرو - پھر فرمایا واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوٰى فان الجنة هى المأوٰى - وہ جس کو خدا کے حضور حاضری کا فکر ہے وہ اپنے نفس کو خواہشات سے بچائے فان الجنة هى المأوٰى اس کا نتیجہ جنت ہے مسلمان جب مجاہدہ کرتا ہے اور عبادت الٰہی بجا لاتا ہے تو شیطان جو ہر وقت اس کے ساتھ لگا رہتا ہے وہ کہتا رہتا ہے کہ تم کو اس چیز کی ضرورت ہے - اسکو اس طرح حاصل کر لو - پھر یہ شیطان تمہیں سکھاتا ہے کہ یوں روپیہ کماؤ اپنی اولاد کے لئے یوں اکٹھا کر لو یہ خواہشات ہیں جن کی شکل میں شیطان کام کرتا ہے - اگر کوئی اس شیطان پر غالب آ گیا تو وہ با خدا بن گیا - اور اگر شیطان غالب آ گیا - تو وہ قعر مذلت میں گر پڑا اور حقیر و ذلیل ہو گیا -

ھوٰی یا خواہشات نفس

امام راغبؒ نے الھوٰی کا ترجمہ کیا ہے - وہ کہتے ہیں کہ الھوٰی یھوی اوپر سے نیچے گرنے کو ھوٰی کہتے ہیں - چونکہ خواہشات نفس بلندی سے پستی کی طرف لے جاتی ہیں - اس لئے ان پر ھوٰی کے لفظ کا استعمال ہوتا ہے چنانچہ لکھا ہے الھوٰی مایهوى لصاحبه فی الدنیا الی بلیة و فی الاخرة الی الهاویة اس لئے حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا جاهدوا اهوائکم کما تجاهدون اعدائکم - جس طرح تم اپنے وطن اور قوم کے بچانے کے لئے اپنے دشمنوں سے جہاد کرتے ہو - اسی طرح ایک تمہارا دشمن اور بھی ہے وہ ہے الھوٰی یعنی خواہشات نفس - اس کے مقابلہ کے لئے مجاہدہ کرو تو بچاؤ ہو جائے گا اور تم عزت حاصل کرو گے اور اگر خواہشات کے سامنے گر جاؤ گے تو ذلیل ہو کر رہ جاؤ گے -

---

اعلانِ براءۃ

کل دو معزز دوستوں نے ایک نے نماز جمعہ اور ایک نے نماز عصر کے بعد مجھے بتلایا کہ ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں آپ کے وہ خطوط شائع کئے گئے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ نے میاں محمود احمد صاحب سے تعلق بیعت توڑنے سے قبل انہیں لکھے تھے میں بذریعہ اس تحریر کے حکومت اور تمام پبلک پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کتاب سے میرا کوئی تعلق نہیں اس کتاب کو شائع کرنے والے نے نہ مجھ سے یہ خطوط حاصل کئے ہیں نہ ان کی اشاعت کے لئے مجھ سے اجازت لی ہے اور نہ ہی انکی اشاعت کا مجھے کوئی علم دیا گیا ہے اگر یہ دو دوست مجھ سے ذکر نہ کرتے تو مجھے علم ہی نہ ہوتا تھا کہ ایسی کوئی کتاب شائع بھی ہوئی ہے -

بنا بریں وجوہ مندرجہ بالا میں ہر قسم کی ذمہ داری سے اخلاق

کیا سیّد علی محمد باب مامور من اللہ تھے؟

اور

کیا ان کی زندگی کامیاب زندگی تھی

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

بہائی تحریک شاخ ہے بابی تحریک کی
پیشتر اس کے کہ سیّد علی محمد باب کی ماموریت اور ان کی کامیاب یا ناکام زندگی پر روشنی ڈالی جائے اس بات کو واضح کر دینا ضروری ہے کہ بہاء اللہ کا دعوےٰ درحقیقت مبنی ہے سیّد علی محمد باب کی پیشگوئی پر یہ ناقابلِ انکار واقعہ ہے کہ بہاء اللہ نے جب بغداد اور اس کے بعد ادرنہ میں اپنا دعوےٰ دنیا کے سامنے رکھا تو یہی ظاہر کیا کہ سیّد علی محمد باب نے اپنے بعد جس شخص کی آمد کی پیشگوئی کی ہے اور جس کا لقب انہوں نے اپنی پیشگوئی میں من یظہرہ اللہ رکھا ہے وہ میں ہی ہوں۔ اور یہ پیشگوئی بہرے سے لئے ان کی لئی تھی اور بابی لوگ جو اس وقت تحیری سردار کے تھے اور سخت پراگندہ تھے اور اپنی باغیانہ حرکات کی وجہ سے حکومت کی سختیوں کا نشانہ بھی بن رہے تھے بہاء اللہ کو باب کی پیشگوئی کا مصداق یقین کر کے ہی قبول کیا تا وہ کسی سردار کی رہنمائی کے ماتحت اپنی پراگندہ حالی سے نجات پا سکیں اور ان مشکلات کی دلدل سے خلاصی حاصل کر سکیں جس میں وہ تو اپنی ہی غلط کاریوں کی وجہ سے پھنسے ہوئے تھے انہوں نے بہاء اللہ کے دعوےٰ کو کوئی مستقل حیثیت نہ دی تھی اور نہ اس حیثیت سے انہیں قبول کیا تھا اب جبکہ بہاء اللہ کی یہ حیثیت اظہر من الشمس ہے تو ہمیں اس تحریک کے اصل بانی یعنی سیّد علی محمد باب کے حالات کا بغور مطالعہ کرنا پڑیگا اور دیکھنا ہوگا کہ کیا ان کا دعوےٰ مامور من اللہ ہونے کا فی الحقیقت من جانب اللہ تھا یا ان کے اپنے نفس کا دھوکا تھا یا شیطانی القاء کا اس میں دخل تھا، اگر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی امر کے لئے بھی مامور نہ تھے بلکہ اس کے برخلاف وہ یا تو اپنے ہی نفس کے فریب کا شکار رہے تھے یا ان کا دعوےٰ شیطانی القاء کا نتیجہ تھا تو پھر بہاء اللہ کے دعوےٰ کی عمارت دھڑام سے زمین پر آ گرتی ہے کیونکہ بہاء اللہ نے جس پیشگوئی کا سہارا لیا تھا باب اس پیشگوئی کے مجاز ہی نہ تھے اور جب دعوےٰ ان کا نفس یا شیطان کے فریب ہوتی تھا تو اس پیشگوئی کا منبع بھی ان دو میں سے کوئی ایک ہوگا بہرحال اس پیشگوئی کا تعلق اللہ تعالےٰ سے قطعاً نہیں ہو سکتا اور نہ یہ تحریک کوئی الہامی یا روحانی تحریک کہلا سکتی ہے بلکہ اس کا شمار انہی تحریکوں میں ہوگا جو عام طور پر دنیا میں کسی سمجھدار آدمی کی طرف سے چلائی جاتی ہیں اور وہ چلتی رہتی ہیں دنیا ایسی تحریکوں سے خالی نہیں سابق ہندوستان میں برہمو سماج کی تحریک تھی، آریہ سماج کی تحریک تھی ان کی بناء کسی الہامِ الٰہی پر نہیں تھی لیکن یہ چل رہی ہیں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ الہام اور وحی سے مراد وہ الفاظِ الٰہی ہیں جو بذریعہ جبرائیلؑ رسول اور نبی کے قلبِ مطہر پر نازل ہوتے ہیں وہ قلب جو تمام قسم کی نفسانی خواہشات سے پاک ہو نہ باب نہ بہاء اللہ اس قسم کی وحی کے قائل تھے وہ تو وحی کو ملکہ فطرت یقین کرتے تھے جو خیال ان کے دل میں پیدا ہوا اسے وحی سمجھ لیتے تھے اس لئے اس قسم کی وحی کے مدعی کے متعلق کسی کو دیر نہیں لگ سکتا کہ خدا ان کی ہلاکت کی طرف متوجہ ہو پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ اصل بانی یعنی سیدعلی محمد باب قریباً چھ سال میں ہی ناکامی و نامرادی سے ہمکنار ہو کر گولی کا نشانہ بنا دیئے گئے مفصل روشنی اس پر انشاء اللہ آیت لو تقول کا صحیح مفہوم بیان کرتے وقت ڈالی جائے گی۔ پس بہائی تحریک منجانب اللہ اسی وقت سمجھی جا سکتی ہے جبکہ بابی تحریک کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہو جائے کیونکہ یہ اسی کی شاخ ہے مستقل اس کی حیثیت کوئی نہیں۔ بابی تحریک کے گرنے سے اس کا گرنا بھی لازمی ہے سیّد علی محمد باب کے صادق نہ ثابت ہونے سے بہاء اللہ کا صادق ہونا بھی ثابت نہیں ہو سکتا یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں اس لئے سب سے پہلے ہمیں باب کے دعوےٰ پر ہی نظر ڈالنی پڑے گی۔

اہلِ بہاء کو اس مشکل کا پورا پورا احساس ہے اور یہ ان کے لئے عقدہ لاینحل بنی ہوئی ہے اس کے حل کے لئے نہیں بلکہ محض اپنے دل کو جھوٹی تسلی دینے کے لئے اس تاویل کی پناہ لیتے ہیں کہ سیّد علی محمد باب کے ظہور کی اہم غرض بہاء اللہ کے ظہور کی پیشگوئی کرنا تھی ان کا ظہور ٹھیک اسی طرح تھا جس طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام کا۔ وہ بھی صرف بنی اسرائیل کو حضرت مسیح کی آمد کی اطلاع دینے کے لئے آئے تھے ورنہ حضرت مسیح علیہ السلام کا دعوےٰ ایک مستقل دعوےٰ تھا اور ان کی حیثیت ایک مستقل حیثیت تھی اس تاویل میں جس قدر مغالطہ ہے وہ کسی عقلمند سے بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا سوال مستقل یا غیر مستقل حیثیت کا نہیں بلکہ اس امر کا ہے کہ بشارت دینے والا اپنے دعوےٰ میں صادق ہے یا نہیں اگر حضرت مسیح کی آمد سے قبل ان کی آمد کی بشارت دینے والے کی آمد ضروری تھی تو پھر خدا کی طرف سے کسی نے ضرور آنا تھا خواہ وہ حضرت یحییٰ ہوتے یا کوئی اور اس کا صادق ہونا بھی ضروری تھا اگر ایسا بشارت دینے والا کاذب اور مفتری یا نفس اور شیطان کا فریب خوردہ ثابت ہو جاتا تو حضرت مسیح کا دعویٰ قابلِ قبول کس طرح ہو سکتا تھا بنی اسرائیل کیا حضرت مسیح کو یہ نہ کہتے کہ آپ کی آمد سے قبل آپ کی آمد کی بشارت دینے والے کی آمد ضروری ہے وہ کہاں ہے۔ جو بشارت دے رہے وہ تو منجانب اللہ ثابت نہیں ہوا اس لئے آپ کے دعوےٰ کو ہم کس طرح قبول کریں اذا فات الشرط فات المشروط کے مسلمہ اصول کے ماتحت آپ کا دعوےٰ قابلِ قبول نہیں بلکہ قابلِ رد ہے، ٹھیک اسی طرح اگر بہاء اللہ کی آمد سے قبل ان کی آمد کی بشارت دینے والے کی آمد ضروری تھی اور وہ اہلِ بہاء کے نزدیک باب کی آمد سے پوری ہوئی تو باب کا دعویٰ جب سچا ثابت نہیں ہوا تو بہاء اللہ کا دعوےٰ کس طرح سچا سمجھا جا سکتا ہے، فاعتبروا یا اولی الالباب۔

سیّد علی محمد باب کے دعویٰ کی حقیقت اور اس کے منجانب اللہ نہ ہونے کا ثبوت

یہ امر بھی قارئین کرام کے مدنظر رہنا چاہیئے کہ سیّد علی محمد باب کا دعوےٰ کوئی معمولی دعوےٰ نہ تھا وہ اپنا مقام حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بھی نعوذ باللہ بہت بلند بتلاتے تھے اور اپنے ظہور کو محمد رسول اللہ صلعم کے ظہور سے بھی نعوذ باللہ اشرف ظہور اور اپنی کتاب "البیان" کو قرآن کریم سے بھی نعوذ باللہ اشرف کتاب قرار دیتے تھے دیکھو کتاب ظہور قائم آل محمد ص۳۳ اسی کتاب کا مصنف اپنی کتاب کے ص۳۱ پر لکھتا ہے:۔

"قلعہ ماکو میں آپ دو سال قید رہے اسی قید خانہ میں آپ پر کتاب "البیان" نازل ہوئی (نزول سے مراد صرف یہ ہے کہ باب کے دل میں یا ذہن میں اس کتاب کے مضامین آئے) حضرت باب پر بے انتہا کلام نازل ہوا اگر آپ کے کلام کے مقابلہ میں تمام کتب سماویہ کو رکھا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ مؤخر الذکر کتابوں کا وزن بہت ہلکا اترے گا"

دیکھ رہے ہیں ایسے لایعنی کلام کا کون مقابلہ کر سکتا ہے پھر یہ امر بھی کم حیرت انگیز نہیں کہ کلام تو بے انتہا اترا لیکن اپنی کتاب "البیان" کو جسے وہ نعوذ باللہ قرآن کریم کا ناسخ قرار دیتے تھے پایۂ تکمیل تک پہنچانے

سے قبل ہی ذلت سے بھری ہوئی ہلاکت کا شکار ہو گئے جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائے گا باب کے ساتھ کیا اللہ تعالےٰ کا ویسا ہی سلوک ہوا جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ ہوا

سید علی محمد باب اور بابیوں اور بہائیوں کا دعوےٰ تو یہ ہے کہ سید علی محمد باب حضرت نبی کریم صلعم کے مقابلہ میں نعوذ باللہ بلند تر مقام پر فائز تھے تو ہر محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ دیکھے کہ یہ دعوےٰ محض دعوےٰ ہی دعوےٰ ہے یا اس کے اندر کچھ حقیقت اور سچائی بھی ہے محض بلند بانگ دعاوی سے تو کسی کی عظمت ثابت نہیں ہو سکتی ایسے دعاوی کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی عملی تائید اور نصرت ہونی لازمی ہے جس سے سید علی محمد باب کی ذات محروم نظر آتی ہے اگر اللہ تعالےٰ نے ہی انہیں اس بلند مقام پر کھڑا کیا تھا تو وہ ضرور انہیں صحیح راہ کی طرف رہنمائی کرتا بقول اہل بہاء بے انتہاء کلام تو اس نے اُن پر نازل کیا لیکن اتنی سمجھ عطا کرنے سے قاصر رہا کہ یہ خیال جو آپ کے دماغ میں سمایا ہوا ہے کہ آپ ساری دنیا کو فتح کریں گے اور دنیا کے بادشاہ آپ کے سامنے سرنگوں ہوں گے اور تمام حکومتوں پر آپ کا قبضہ ہوگا یہ وہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اور یہ ایسی خام خیالی ہے جس کا وقوع میں آنا بالکل محال ہے یہ ہمیشہ تشنہ تکمیل ہی رہے گی اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تمام کوششیں ناکام رہیں گی اور آپ کی اور آپ کے عزیز اور جاں نثار ساتھیوں کی جانیں بھی ناحق ضائع ہوں گی اور مطلوبہ نتیجہ کبھی برآمد نہ ہوگا اللہ تعالےٰ اپنے ماموروں کو اس طرح تاریکی میں نہیں رکھتا بلکہ انہیں نور عطا کرتا ہے جس سے وہ اپنے مقصد کی کامیابی کا سیدھا راستہ صاف طور پر دیکھ لیتے ہیں خواہ دنیا کے لوگ کس قدر بھی اُن کی مخالفت کریں وہ اس راہ سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہوتے اور مخالفتوں کو برداشت کرتے ہوئے اسی راہ پر گامزن رہتے ہیں اس حالت میں اللہ تعالےٰ اُن کی تائید میں کھڑا ہوتا ہے اس لئے انجام کار وہ اپنی منزل مقصود پر کامیابی کے ساتھ پہنچ جاتے ہیں رستہ کی روکاوٹیں ایک ایک کر کے اُٹھتی چلی جاتی ہیں اور مخالفین بھی ایک ایک کر کے ان کے صحیح نظریوں اور درست تعبیروں کے آگے سر جھکاتے جاتے ہیں۔

سید علی محمد باب کا مندرجہ بالا خیال بابی تاریخ کی ناقابل تردید حقیقت ہے چنانچہ گذشتہ اقساط میں بتلایا جا چکا ہے کہ جب باب نے دعویٰ کیا تو فارس کے گورنر حسین خاں نے اس بات کا پتہ لگانے کے لئے کہ اس شخص کا اس دعوےٰ سے اصل مقصد کیا ہے ایک خواب بنا کر باب کو سنایا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ وہ باب کا سچا اور وفادار مرید ہے باب کو اس کی بات پر یقین آگیا اور اس کے سامنے اپنے مقاصد کو صاف الفاظ میں بیان کر دیا اور اس سے وعدہ کیا کہ دنیا کو فتح کرنے کے بعد اسے ترکی کی حکومت دی جائے گی اگر وہ باب کو اس کے مقصد میں مدد دیتا رہا۔

باب کے دل میں یہ خیال کیوں پیدا ہوا

باب کے دل میں اس خیال کے پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ عام طور پر مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ آنے والا مہدی ظاہری شان و شکوہ کے ساتھ ظاہر ہوگا اور دنیا کو فتح کر کے تمام حکومتوں پر قبضہ کر لے گا، یہ خیال مسلمانوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ وہ کسی ایسے مدعی کو قبول ہی نہ کر سکتے تھے جو اپنے ساتھ یہ نشان نہ رکھتا ہو سید علی محمد باب بھی اسی رو میں بہہ گئے اور جب اُن کے ذہن میں اُن کے نفس نے یا شیطان نے یہ ڈال دیا کہ وہی مہدی معہود ہیں تو ساتھ ہی ان کو یہ بھی یقین ہو گیا کہ وہ دنیا کے فاتح بھی ضرور ہوں گے اور ان کے خیال میں چونکہ یہ سمایا ہوا تھا کہ خدا نے ہی انہیں اس مقام پر مامور کیا ہے، جیسا کہ عام طور پر ایسے لوگ خدا کے الہام اور نفس یا شیطان کے الہام کے درمیان فرق نہیں کر سکتے اسی طرح سید علی محمد باب بھی نہ کر سکے اس لئے اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بھی یقین ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ ضرور ان کی مدد کرے گا اور دنیا کو فتح کرنے کے سامان پیدا کر دے گا اس لئے انہوں نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی اگر یہ سب کچھ درحقیقت خدا کی طرف سے ہوتا تو خدا ضرور اُن کی مدد کرتا اور آسمان سے فرشتے اُن کی تائید کے لئے اتارتا لیکن اس ساری کارروائی کے پیچھے تو ان کی ہوائی اور نفسانی خواہشات کارفرما تھیں کس لئے خدا کی مدد آتی تو کیونکر آتی جو مفہوم مہدی کے متعلق پیشگوئی کا مسلمانوں نے سمجھا ہوا تھا وہ بالکل غلط اور منشاء الٰہی کے مخالف تھا اس لئے جو شخص بھی اسکو پورا کرنے کا ارادہ کرتے کے لئے اُٹھتا اُس نے لازماً ناکامی کا منہ ہی دیکھنا تھا اگر جناب سید علی محمد باب کا دعوےٰ اللہ تعالےٰ کے الہام پر مبنی ہوتا تو اللہ تعالےٰ کی اس پیشگوئی کا صحیح مفہوم بھی ان پر کھول دیتا جیسا کہ اس نے اپنے سچے مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام پر کھول دیا، انہوں نے اپنے دعوےٰ کے ساتھ ہی صاف اعلان کر دیا کہ یہ زمانہ سیفی جہاد کا نہیں بلکہ دلائل اور نشانوں کی تلوار کے ساتھ مخالفین اسلام کے دلوں کو فتح کرنے کا زمانہ ہے۔ مسلمانوں نے اس اعلان پر ان کی مخالفت کی اور سخت کی تکفیر کا طوفان ان کے خلاف کھڑا ہو گیا، قتل کے فتاوے جاری کئے گئے۔ انکی جماعت کو مختلف قسم کی اذیتوں کا نشانہ بنایا گیا لیکن وہ بندہ خدا اس حق پر قائم رہا جس حق پر انہیں اللہ تعالےٰ نے کھڑا کیا تھا آخر سنت اللہ کے مطابق ہزاروں لوگ ان کی تعبیر کو درست یقین کر کے اُن کے حلقۂ مریدین میں داخل ہو گئے اور دوسرے لوگ بھی جو ابھی تک ان کی جماعت میں شامل نہیں ہوئے اس امر کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ یہ زمانہ سیفی جہاد کا نہیں بلکہ تبلیغی جہاد کا ہے یہ ہوتی ہے صادقوں کی نشانی کہ اُن کے بیان کردہ عقائد ہی آخر غالب آتے ہیں۔ دنیا میں یہ نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کسی شخص کو کسی عہدہ پر مامور کرے اور اس کی حقیقت اور اس کے فرائض سے اُس کو بے خبر رکھے۔ سید علی محمد باب کی مثال ایک انوکھی مثال ہے کہ اس کو مہدویت کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور اسے یہ بھی علم نہیں دیا گیا کہ مہدی قتل و غارت تلوار کے زور سے نہیں بلکہ دلائل اور نشانوں کے زور سے عقائد حقہ کو پھیلائے گا۔ ان کے مرید بہاء اللہ کو اُن کی ناکامی دیکھ کر یہ سمجھ آگئی کہ یہ راہ نہ صرف غلط بلکہ قوم کو ہلاکت اور تباہی کی طرف لے جانے والی ہے اس لئے اُس نے اسے ترک کر کے صلح اور آشتی کی راہ اختیار کی ایک ایسے انسان کو تو اس راہ کے خطرناک نتائج سمجھ میں آ گئے جو ابھی بقول اہل بہاء مامور نہ تھا لیکن بقول اہل بہاء ایک مامور من اللہ کو سمجھ نہ آ سکے یا للعجب! یہ تو تائید الٰہی سے محرومی کا ایک پہلو ہے۔

محرومی کا دوسرا پہلو

یہ ہے کہ دعوےٰ تو اُن کا حضرت نبی کریم صلعم سے بھی نعوذ باللہ بلند مقام پر مبعوث کئے جانے کا ہے اس حالت میں چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسے مقام پر فائز ہونے والے کے ..... اگر زیادہ نہیں تو کم از کم آنحضور صلعم کے برابر ہی تائید الٰہی ..... شامل حال ہوتی لیکن واقعہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی جس قدر حفاظت اللہ تعالےٰ نے کی اور جس قدر نصرت سے انہیں نوازا ..... اس کا عشر عشیر بھی سید علی محمد باب کو نصیب نہیں ہوا۔

حضرت نبی کریم صلعم کو مشکلات کی جن پرخار وادیوں میں سے گذرنا پڑا اور وادیاں بھی وہ جو اُن کے اپنے اعمال کی پیدا کردہ نہیں تھیں بلکہ محض کلمۂ حق کو بلند کرنے کی وجہ سے علاوہ مخالفین حق کی پیدا کردہ تھیں اُن کا اس وقت بھی تصور بدن پر رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے لیکن خدا تعالےٰ نے اُن کو تمام مصائب کو انشراح صدر سے برداشت کرنے کی جو قوت عطا کی تھی وہ بھی بے نظیر ہے ادھر سید علی محمد باب کی زندگی کے حالات پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ معمولی سی زد و کوب کے نتیجہ میں اپنے دعوےٰ سے تائب ہونے کا اعلان کر بیٹھتے ہیں گو بہائی اس کا انکار کریں لیکن قریباً قریباً سب مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے۔ اس کے بالمقابل حضرت نبی کریم

اس کے بالمقابل حضرت

صلعم کی حفاظت کے مواقع ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) آنحضور صلعم کے قتل کا منصوبہ کیا جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ آنحضور کو اپنی خاص حفاظت میں دشمنوں کے نرغہ سے صحیح سلامت نکال کر لے جاتا ہے اور ان کی آنکھوں پر ایسا اندھیرا چھا جاتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے ہوئے دیکھ بھی نہ سکے۔

(۲) پھر غار ثور میں جس معجزانہ طریق سے دشمن کی نظر تفتیش سے بچائے رکھا وہ بھی اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

(۳) پھر جنگ اُحد میں باوجود دشمنوں کی کثرت اور بظاہر غلبہ کے اور آپ کے ساتھیوں کی قلت اور ان کی حالت انتشار کے دشمن آپ پر وار نہ کر سکا ورنہ وہ ایسا وقت تھا کہ ظاہری سامانوں کے لحاظ سے دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو جانے سے بچنا بالکل ناممکن تھا۔

(۴) پھر ایک موقعہ پر ایک بدوی تلوار کھینچے ہوئے آپ کے سر پر کھڑا ہے اور آپ نیند سے بیدار ہو کر اس کو اس حالت میں دیکھتے ہیں اور وہ للکارتا ہے اور کہتا ہے اے محمدؐ بتلا اب تجھے کون بچا سکتا ہے تلوار سونتی ہوئی آپ کے سر پر کھڑی ہے لیکن آپ کو ذرا بھی گھبراہٹ نہیں جس خدا نے آپ کو اپنی حفاظت کا وعدہ دیا ہوا تھا اس وعدہ پر دلی یقین رکھتے ہوئے پورے وثوق سے فرماتے ہیں "اللہ" اس لفظ کا کہنا تھا کہ بدوی کے ہاتھ سے تلوار گر پڑتی ہے۔

(۵) پھر جنگ حنین میں اسلامی لشکر بظاہر پس پا ہوتا ہے اور اس کے قدم اُکھڑ جاتے ہیں تیروں کی بوچھاڑ آ رہی ہے دشمن تیر اندازی میں مکمل مہارت رکھتا ہے لیکن آپ یہ فرماتے ہوئے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب دشمن کے تیروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالےٰ کے وعدہ حفاظت پر پورا یقین ہے اس وعدہ کے الفاظ آپ کے دل کی آواز نہ تھے بلکہ خدائے قادر کے الفاظ تھے اس لئے خدا اپنے وعدہ کو ہر موقعہ پر پورا بھی کرتا رہا۔

(۶) شاہ ایران نے آپ کی گرفتاری کے لئے دو آدمی بھیجے آپ نے کس وثوق اور یقین کے ساتھ انہیں کہا جاؤ تمہارے بادشاہ کو میرے خدا نے موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے جب وہ واپس گئے تو آپ کے الفاظ کی سچائی کا مشاہدہ کر لیا۔

یہ چھ مواقع بطور مثال کے ہیں ورنہ ہر نازک سے نازک موقعہ پر اللہ تعالےٰ کے وعدہ حفاظت کا جو آنحضور صلعم کے ساتھ ہو چکا ہوا تھا ایفا ہوتا رہا۔ لیکن سید علی محمد باب جو اپنے آپ کو نبی کریم صلعم سے نعوذ باللہ خدا کے نزدیک بڑی شان رکھنے والا قرار دیتا ہے کسی موقعہ پر بھی خدا کی طرف سے اس کی حفاظت کے سامان پیدا نہیں ہوتے کیا خدا اس مدعی کی حفاظت سے عاجز تھا کیا اس کے معاملہ میں خدا وہ خدا نہیں رہا تھا جو فرماتا ہے وما یعلم جنود ربک الا ھو وللہ جنود السموات والارض کیا وہ اپنے کسی لشکر کو دشمن کی تباہی کے لئے نہیں بھیج سکتا تھا، کیا بیت اللہ پر حملہ کرنے والے اصحاب الفیل کو کسی انسانی لشکر نے شکست دی تھی اور اسے ہلاکت و تباہی کے گڑھے میں کسی انسانی لشکر نے دھکیلا تھا اگر خدا اب بھی وہی قادر خدا ہے تو کیا وہ سید علی محمد باب کو بچانے کے لئے اپنی قدرت کا مظاہرہ نہیں کر سکتا تھا کیا اس کے لشکر اب ختم ہو چکے تھے، یہ عدم حفاظت صاف بتلا رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا اس شخص کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا اور نہ ہی وہ سچا مہدی تھا جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا، ورنہ خدا اس کی ضرور حفاظت کرتا اس کا نبی کریم صلعم سے بڑھ کر ہونے کا دعوے لفاظی سے بڑھ کر اور کوئی حقیقت نہیں رکھتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت بلند ہے، ہم نے تو آپ کے غلام مرزا غلام احمدؐ کو بھی دیکھا کہ خدا نے اسے بھی اپنی حفاظت کا وعدہ دیا اور ہر نازک موقعہ پر اس کی حفاظت فرمائی۔ سید علی محمد باب کی موت کو حضرت یحییٰ کی موت سے تشبیہہ دینا سخت غلطی ہی نہیں بلکہ عمداً لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے، حضرت یحییٰ کے قتل کا معاملہ اوّل تو مشتبہ ہے، بعض لوگ اُن کے قتل کے قائل ہی نہیں لیکن اگر بفرض محال ان کا قتل تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی سید علی محمد باب کے قتل کو اُن کے قتل پر قیاس نہیں کیا سکتا ایسا قیاس محض طفل تسلی ہے حضرت یحییٰ کو کب اس قسم کا دعوےٰ تھا جس قسم کا دعوےٰ سید علی محمد باب کا تھا اور کہاں اُن کے ارادے دنیا کو فتح کرنے کے تھے جو سید علی محمد باب کے تھے حضرت یحییٰ محض درویشانہ زندگی بسر کر رہے تھے اور لوگوں کے قلوب کی اصلاح میں مشغول تھے کوئی باغیانہ کارروائیاں اُن کی طرف سے سرزد نہیں ہو رہی تھیں۔

ناکام زندگی

واقعات مندرجہ بالا صرف سید علی محمد باب کی تائید الٰہی سے محرومی پر ہی دلالت نہیں کرتے بلکہ اس بات کا بھی یقینی ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں کہ اُن کی زندگی ناکام زندگی تھی اور اس ناکامی کے ساتھ ذلت بھی ملی ہوئی تھی، چونکہ اپنی موت سے ایک روز قبل انہوں نے اپنے مریدوں سے کہا کہ میں دشمن کے ہاتھ سے قتل ہونے کو ذلت کی موت سمجھتا ہوں اس لئے تم میں سے ہی کوئی مجھے قتل کر دے تا میں اس ذلت سے محفوظ رہوں۔ لیکن آخر وہ قتل اسی دشمن کے ہاتھ سے ہوئے جس کے ہاتھ سے قتل ہونے کو وہ ذلت کی موت قرار دیتے تھے۔ یہ اُن کا اپنا اقرار ہے جو اُن کی ذلت آمیز موت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدائی حفاظت پر انہیں قطعاً یقین نہ تھا۔ دوسری ناکامی اُن کی یہ ہے کہ جس مقصد کو لے کر وہ کھڑے ہوئے تھے یعنی حکومتوں کا فتح کرنا اسکو حاصل نہ کر سکے دوسرا روحانی مقصد ان کا قرآن کریم کے مقابل کتاب تیار کرنا تھا اس روحانی مقصد کی تکمیل میں بھی وہ ناکام رہے اور جس اپنے مرید یعنی صبح ازل کے سپرد اس کی تکمیل کا کام کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے اس کے ہاتھ سے بھی یہ کام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچا بلکہ اس نے اسے پس پشت ڈال کر اپنی کتاب "المستیقظ" نامی لکھنی شروع کر دی انسان کی کامیابی یا ناکامی اس کے مقصد کے حصول یا عدم حصول پر ہی منحصر ہوتی ہے جب سید علی محمد باب اپنے مادی اور روحانی دونوں قسم کے مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہے تو اُن کی ناکام زندگی میں کیا کلام ہو سکتا ہے

کیا بہاء اللہ کا کلام وحی کا درجہ رکھتا ہے

گذشتہ قسط میں واضح کیا جا چکا ہے کہ اہل بہاء کا یہ عقیدہ ہے کہ باب اور بہاء اللہ کا تمام کلام وحی الٰہی کا درجہ رکھتا ہے اُن کا یہ عقیدہ باب کے حالات زندگی اور اُن کے کلام پر کہاں تک منطبق ہوتا ہے قارئین کرام پر عیاں ہو چکا ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ بہاء اللہ کے کلام پر اس عقیدہ کا کہاں تک انطباق ہوتا ہے۔ بہاء اللہ نے موت کو قریب محسوس کرتے ہوئے تحریر کیا کہ ان کے بعد ان کا بڑا لڑکا عبد البہاء ان کا جانشین ہوگا اور اس کے بعد اُن کا چھوٹا لڑکا محمد علی جانشین ہوگا لیکن واقعہ اس کے خلاف نظر آتا ہے عبد البہاء کے بعد محمد علی کی بجائے ان کا نواسہ شوقی آفندی بہاء اللہ کی جانشینی کی مسند پر بٹھایا جاتا ہے، اگر بہاء اللہ کا یہ کلام وحی الٰہی تھا تو وحی الٰہی کہاں گئی اور کیوں پوری نہ ہوئی اگر کہا جائے کہ عبد البہاء نے اس وحی کے خلاف عمل کیا اور وحی کی خلاف ورزی انسان کر ہی لیتے ہیں یہ درست ہے لیکن اس جگہ یہ عذر پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ بہاء اللہ نے اپنی تحریروں میں عبد البہاء کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ وہ ان کی تحریر کی مخالفت کر ہی نہیں سکتا۔ اس سے صرف ایک وحی کی نہیں بلکہ دو وحیوں کی تکذیب لازم آتی ہے ایک

(باقی بر صفحہ ۹)

نہیں پکڑے جائیں گے یقیناً میرے ساتھ میرا خدا ہے جو ضرور نجات کا راستہ نکال دیگا۔

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از منڈزیا آئی۔ ایم۔ اے۔ گونسٹر پونوروگو انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں اسلامک کالج کا ایک طالب علم ہوں اور میری عمر اس وقت بیس سال کے قریب ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ سے خط و کتابت میرے علم میں اضافہ اور اطمینان قلب کا باعث ہوگی۔

میں پاکستان میں اسلام اور مسلمانوں کے حالات سے واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

گذارش ہے کہ مجھے اسلام کے متعلق لٹریچر عنایت فرمایا جاوے۔

میں آپ لوگوں کی خدمتِ اسلامی پر آپ کو مبارک باد عرض کرتا ہوں۔

جلد ہی جواب کا منتظر ہوں

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

گھانا

ترجمہ خط از احمد راجی اکرا ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ اکرا گھانا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں نے لکھا تھا کہ میں اپنے آئندہ مقام قیام کا پتہ دوں گا لہذا میں اب اکرا ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میں مزید کورس پورا کرنے کے لئے آ گیا ہوں۔

مجھے آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کا پارسل مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔ آپ نے آخری خط میں لکھا تھا کہ ستمبر ۱۹۶۰ء میں آپ مجھے قرآن شریف مع متن بھیجیں گے۔

امید ہے آپ ایک کاپی قرآن شریف کی بھیجکر ممنون فرمائیں گے۔

(انہیں قرآن شریف، ٹیچنگز آف اسلام و ڈیتھ فار گاٹن اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر ابوبکر ہیڈ ماسٹر مسلم سکول اوتا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی کہ آپ اسلام کے متعلق نہایت قیمتی لٹریچر شائع کر کے دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔

میں اپنے اسکول میں عربی۔ اسلامیات کی کلاس جاری کرنے والا ہوں۔

مجھے اس بات کا بہت افسوس ہے کہ ہمیں یہاں عربی اور اسلامیات پر کتب دستیاب نہیں ہو رہیں میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ قرآن شریف مع متن اور کچھ عربی لٹریچر بھیجدیں۔

میں کوشش کروں گا کہ کسی وقت آپ کو اپنے اسکول کے بچوں کے فوٹو بھیجدوں گا۔

میں خط کے فوری جواب کا منتظر ہوں۔

(انہیں قرآن شریف۔ تحفۃ البغداد۔ ٹیچنگز آف اسلام اور خط بھیجے گئے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر لاے موسا کو مولیفی الیشا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے اپنے ایک دوست کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ادارہ مفت اشاعت سے قرآن شریف ان لوگوں کو بھیج رہا ہے۔ جو اس کو سمجھنا اور اس سے فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اندریں حالات، گذارش ہے کہ مجھے ایک کاپی قرآن شریف کی اپنی پہلی فرصت میں بھیجکر ممنون فرمائیں تاکہ میں اپنے علم میں اضافہ کر سکوں۔

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے

انہوں نے آٹھ نام معززین کے بھی دیئے ہیں مگر اُن کے مکمل پتے لکھنے بھول گئے ہیں۔ انہیں خط لکھکر دریافت کئے جا رہے ہیں تاکہ ان سے بھی خط و کتابت جاری کی جائے۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عبدالرحمٰن محمد بیلو اوتا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر اور قرآن شریف مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔

میں اور میری جماعت اب مضبوطی سے اسلام کی تبلیغ کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہم عیسائیوں کو تسلی بخش جواب دے رہے ہیں اور اُن میں سے کئی لوگ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔

مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل لٹریچر ارسال فرمائیں: محمد اینڈ کرائسٹ۔ ایک اور نسخہ قرآن مجید کا۔ حدیث اور لونگ تھاٹس۔

ہمیں تبلیغی مساعی کے ضمن میں ان کتب کی بہت ضرورت ہے۔

(انہیں مطلوبہ کتب اور خط بھیجے گئے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

لیگوس

ترجمہ خط از سلیمان لیئی وولا آفولابی مسلم ٹریننگ کالج لیگوس۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

بحیثیت مسلم طالب علم مجھے اسلامی تعلیمات سے بے حد دلچسپی ہے اس سے بڑھکر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ مجھے آپ کا پتہ مل گیا۔

اسلامیات ہمارے کالج میں ایک اہم مضمون ہے۔ میں آپ کے متعلق اطلاع حاصل کر کے اس عظیم موقع سے مستفید ہونا چاہتا ہوں، اور اسلامیات میں اپنی معلومات میں اضافہ کا خواہشمند ہوں۔

مجھے یقین ہے کہ اگر مسلم نوجوان مرد اور لڑکیاں اسلام سے کامل واقفیت حاصل کر لیں تو وہ تمام دنیا میں اسلام کے جھنڈے کو بلند کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

مجھے تعلیم اسلام حاصل کرنے کے بہترین طریقوں سے آگاہی بخشیں کہ میں کس طرح اسلامی تعلیم کے حصول میں ترقی کر سکتا ہوں اور بحیثیت مبلغ اسے کم از کم اپنے اردگرد پھیلا سکتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کا حامی و ناصر ہو اور خدمتِ دین اسلام کی بہت بہت توفیق بخشے اور اس ضمن میں بڑی بڑی کامیابیاں عطا فرمائے۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام۔ قرآن شریف مع متن۔ لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر اے آدی بایو یونیورسٹی سیرالیون۔ مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے جب آپ کا مکمل پتہ ملا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میں یونیورسٹی کالج میں سٹوڈنٹ ہوں میں اپنے ساتھی طالب علموں کو عربی کے متعلق لیکچر دیتا ہوں۔ میرے پاس کافی عربی کتب ہیں۔ مگر میں انہیں پڑھانے میں دقت محسوس کرتا ہوں۔

برائے مہربانی مجھے ایک کاپی قرآن کریم مع متن اور عربی اسلامی لٹریچر عنایت فرمائیں۔

بہت بہت شکریہ

(انہیں قرآن شریف، ٹیچنگز آف اسلام، تحفہ بغداد اور حمامۃ البشریٰ اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

ضرورت رشتہ

میرا ایک لڑکا جو کہ مڈل پاس عمر ۲۸ سال موٹر ڈرائیور بمشاہرہ یکصد پچیس (125/-) روپیہ ملازم ہے۔ اس کے لئے ایک رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی دیندار امور خانہ داری سے واقف ہو۔ اور احمدیت کے ساتھ مخلصانہ تعلق رکھتی ہو، ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

پتہ:۔ م ح ص معرفت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

www.aaiil.org

حیاتِ حسن

مؤلفہ عبداللہ جان خاں نیازی

قیمت تین روپے فی کاپی ۔ ڈاک خرچ علاوہ

۲۴۳ صفحات پر مشتمل یہ کتاب حضرت مولانا غلام حسن خاں صاحب مرحوم و مغفور مفسر تفسیر "حسن بیان" کی مختصر لیکن جامع طریق پر سوانح حیات پیش کرتی ہے حضرت مسیح موعود کے اس قابل تکریم صحابی کی زندگی کے اوراق، آپ کی پاکیزگی نفس، اسلام و قرآن سے عشق اور زہد و تقویٰ کا دلچسپ مرقع ہیں جو قاری کو اس تقرب الٰہی ہونے کا یقین دلاتے ہیں احباب جماعت اور اسلامی کردار کو اپنانے کی خواہش رکھنے والے اصحاب اس سوانح حیات کا مطالعہ کر کے فائدہ حاصل کریں۔

ہم مولانا عبداللہ جان صاحب نیازی فرزند حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری مرحوم و مغفور کے شکرگزار ہیں جنہوں نے اس کتاب کے تمام اخراجات برداشت کرنے کے بعد اسے ووکنگ مسلم مشن کو بطور عطیہ دے دیا ہے ملنے کا پتہ:۔

مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور
(سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن)

فہرست ترسیل قرآن شریف ماہ ستمبر ۱۹۶۰ء

قسم قرآن شریف	نام معطی	مقام	تعداد
ترجمۃ القرآن انگریزی قسم دوم	شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ پشاور	نائیجیریا	٦
〃	〃	سیرالیون	۱
〃	〃	لاڑکانہ پاکستان	۱
〃	شیخ میاں فضل الرحمان صاحب ملتان	نائیجیریا	۵
〃	〃	گھانا	۲
〃	〃	انڈونیشیا	۴
〃	〃	سیلون	۱
کل میزان			۲۰

سید علی محمد باب

(بسلسلہ صفحہ ۷)

محمد علی کے جانشین بنانے والی وحی اور دوسری عبدالبہاء کی مخالفت نہ کرنے والی وحی۔ عبدالبہاء نے صرف اسی امر میں ہی بہاء اللہ کی مخالفت نہیں کی بلکہ شرعی احکام میں بھی کی ہے۔ مثلاً بہاء اللہ نے جماعت سے ساتھ نماز پڑھنے کے حکم کو منسوخ کر دیا تھا لیکن عبدالبہاء نے پھر اسے جاری کر دیا اور اسے مفید اور ضروری قرار دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عبدالبہاء بھی اپنے باپ بہاء اللہ کے کلام کو وحی کا درجہ نہ دیتا تھا اس حالت میں اہل بہاء کا دوسروں کو یہ عقیدہ منوانے کی کوشش کرنا مضحکہ خیز نہیں تو اور کیا ہے۔

جماعت جہلم کا جلسہ

جماعت احمدیہ جہلم کے زیر اہتمام سیرۃ النبی صلعم پر مورخہ ۲۲ راکتوبر کی شام و ۲۳ راکتوبر کی صبح کو جلسہ ہوگا جس میں مرکز سے حضرت مولانا محمد یعقوب خاں صاحب۔ مولانا دوست محمد صاحب، مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع۔ مولانا احمد یار صاحب ایم اے شمولیت فرما رہے ہیں۔ جملہ بہی خواہان ملت سے التماس ہے کہ اس مقدس اجلاس میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جو بیرونی دوست اس جلسہ میں شمولیت کرنا چاہیں وہ اپنی آمد سے سیکرٹری صاحب جماعت جہلم کو اطلاع دیدیں۔

پتہ:۔ محمد عبداللہ صاحب ٹمبر مرچنٹ نیا محلہ جہلم۔

رائیڈ یو برانڈ

ہوزری کون اور سوت

۲۰ سنگل ۲۲ سنگل ۳۰ سنگل ۳۲ سنگل ۴۰ سنگل ۶۰ سنگل

اپنی عمدگی ملائمت اور نفاست کی بنا پر مقبول عام ہیں

آپ بھی

پائدار اور عمدہ کپڑا تیار کرنے کے لئے

رائیڈ یو برانڈ سوت استعمال کیجئے

یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز فضل آباد ملتان

www.aaiil.org

پشاور کی خوشنما مسجد احمدیہ تعمیر ہو گئی

معطیان کی آخری فہرست

"احباب جماعت و قارئین پیغام صلح یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہم اللہ پاک کے فضل، بزرگان سلسلہ کی برکت اور جماعت کی ہمت سے پشاور شہر میں ایک خوشنما پختہ مسجد جس میں خواتین کے لئے گیلری کا بھی انتظام ہے کے بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک اس مہنگائی کے ایام میں ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر جماعت احمدیہ لاہور جیسی چھوٹی جماعت کے لئے ایک معجزہ ہے۔ اپنے پرائے اسے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور جماعت کی عالی ہمتی پر آفرین کہتے ہیں۔

مسجد مذکور کے لئے جس قدر عطیہ جات موصول ہو چکے ہیں، ان کی فہرست وقتاً فوقتاً بذریعہ اخبار احباب کے اطلاع کے لئے شائع کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں جو رقوم بطور عطیہ ہمیں ملی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ہر ایک دوست اپنا اپنا اسم گرامی اور رقم چندہ ملاحظہ فرما کر رسید کی سے اطلاع پالیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔

تفصیل معطی صاحبان

نمبر شمار	نام معطی	رقم چندہ
۱	ایم محمد الرحمٰن ڈپٹی جیلر تعلیم	20/-/-
۲	بیگم عبید اللہ صاحب سیالکوٹ	10/-/-
۳	عبدالعزیز ریلوے گارڈ خانپور	10/-/-
۴	خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب	25/-/-
۵	ایم رکن الدین دکاندار	10/-/-
۶	میاں عزیز احمد صاحب مل اونر مالک سرحد کالونی ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ	500/-
۷	ایم عبدالباری خان خلیل وکیل	15/-/-
۸	ڈاکٹر عبداللہ خاں صاحب سعید ڈھیری	20/-/-
۹	محمد زمان خان آف زیدہ	20/-/-
۱۰	والدہ والدہ اہلیہ عبدالعزیز صاحب ریلوے گارڈ خانپور	10/-/-
۱۱	چودھری عبدالحق صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ رجسٹرار	10/-/-
	میزان	650/-/-

مہمانخانہ کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل

جیسے کہ ہم قبل ازیں بارہا عرض کر چکے ہیں۔ کہ مسجد کے ساتھ ہر جگہ بالعموم اور پشاور میں بالخصوص مہمان خانہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مہمان خانہ تبلیغ اور مساجد کی آبادی کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ پاک کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ ہماری مسجد پشاور کے ساتھ مہمانخانہ کے لئے جگہ موجود ہے۔ جس پر شروع سے مہمانخانہ تعمیر شدہ موجود ہے۔ مگر چونکہ وہ بہت پرانے زمانہ کا ہے۔ اور اب بوسیدہ ہو گیا ہے۔ اس واسطے مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہم نے اس کی تعمیر کا کام بھی شروع کر دیا ہے۔ جس پر تخمیناً دس ہزار روپوں کا خرچ آئے گا۔ چونکہ ہمارے پاس موجودہ فنڈ میں بہت تھوڑی گنجائش ہے۔ اس واسطے ہم ایک بار پھر جماعت کے عالی ثروت طبقہ سے بالخصوص اور دیگر احباب سے بالعموم درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ برائے مہربانی ایک بار پھر اپنی گراں قدر عطیہ جات سے ہماری امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ورنہ مسجد کے ساتھ مہمان خانہ کی غیر موجودگی (جس کی بنیاد خدا پر توکل کر کے ہم نے رکھدی ہے) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جماعت کے نام پر ایک داغ ہو گا۔

امید ہے کہ احباب اپنی اوّلین فرصت میں اپنے اپنے عطیہ جات جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن۔ لنڈی آباد۔ پشاور کے پتہ پر مرحمت فرما کر ممنون فرماویں۔

والسلام

عبدالباقی سیکرٹری منجانب جماعت احمدیہ پشاور

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

عبدالسلام صاحب کو اللہ تعالےٰ نے ۱۳/اکتوبر سنہ ۶۰ کو ایک فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اور اس خوشی میں انہوں نے انجمن کو پانچ روپے عطا کئے ہیں فجزاہ اللہ خیرا۔ مولانا عبدالحق صاحب اور نومولود کے نانا شیخ غلام قادر صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

اعلےٰ ملازمت اور عطیہ

یہ معلوم کر کے احباب خوش ہوں گے۔ کہ عزیزم چوہدری اکرام الحق صاحب خلف الرشید محترم چوہدری فضل حق صاحب نوکری ٹنڈو غلام محمد خاں ضلع حیدرآباد میں بطور ڈپٹی چیف کیمسٹ مقرر ہوئے ہیں۔ اس خوشی میں انہوں نے انجمن کو مبلغ دس روپے عطا فرمائے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ عزیز موصوف کو مزید ترقیات سے نوازے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

احمد یار

www.aaiil.org
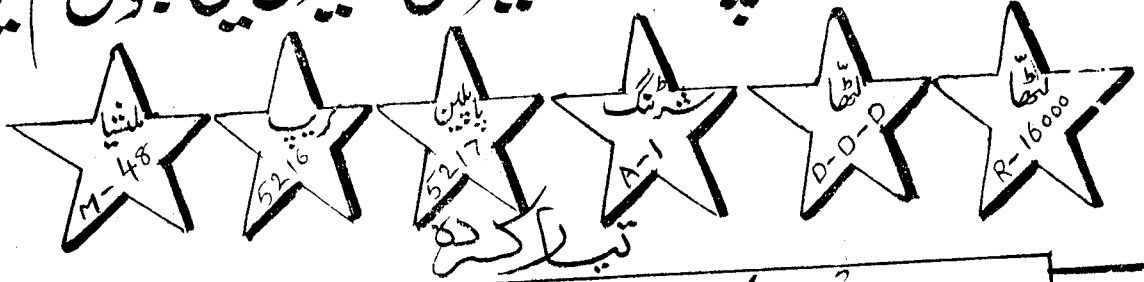
بجز حکمت کے ہوتی

آپ نے فرمایا سنو میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خبردار رہو ایک فتنہ پیدا ہوگا میں نے عرض کیا اس فتنہ سے کیسے خلاصی ہوگی یا رسول اللہ۔ فرمایا کتاب اللہ سے اس میں تمہارے پہلے گذرے ہوئے لوگوں کی خبر ہے اور اس کی بھی جو تمہارے بعد واقعات ہوں گے اور اس میں احکام ہیں ان جھگڑوں کے متعلق جو تمہارے درمیان واقعہ ہوں گی اور یہ کتاب حق و باطل میں قول فیصل ہے اس میں کوئی مزاح نہیں (فضول گوئی نہیں) اور جس نے متکبرانہ طور پر قرآن کو چھوڑا اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کر دیگا حالانکہ قرآن شریف (وصول الی اللہ کے لئے اور شرف انسانیت کو حاصل کرنے کے لئے) ایک حبل المتین ہے اور اس میں حکمت کی باتیں ہیں اور وہی سیدھے راستے کا راہنما ہے اور اسی کے ذریعہ زبانیں ملتبس نہیں ہوتیں۔ اور اس کے چشمہ شیریں سے علماء ربانی نہیں سیر ہوتے (بلکہ وہ اس سے پیتے چلے جاتے ہیں) اور نہیں کم ہوتی اس کی حلاوت بار بار تلاوت سے اور نہیں ہوتے ختم عجائبات اس کے اور وہ ایسا ہے کہ نہیں توقف کیا جنوں نے جب اسے سنا اور کہا کہ تحقیق ہم نے سنا قرآن عجیب راہ بتاتا ہے طرف ہدایت کے پس ایمان لائے ساتھ اس کے۔ جس نے اس کے مطابق بات کی اس نے سچ کہا (ہر روایت حدیث کو اس پر پرکھنا چاہیئے) اور جس نے اس کے احکام پر عمل کیا وہ اس کا اجر پا گیا اور جس نے اس کے احکام کے مطابق فیصلہ کیا اس نے عدل و انصاف کیا اور جس نے اس کی طرف انسانیت

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

پیغام صلح ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۱

اسلام قبول کرنے کے متعلق پیشگوئی بھی ہو گئی ہے۔ ع
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا (مسیح موعود)
(غلام قادر ڈار)

کو دعوت دی اُس سے لوگوں کی صحیح صحیح راہنمائی کی۔ نوٹ: فتنہ کا مطلب شریعت کے احکام میں تصرف کرنا اور قوم میں انتشار پیدا کرنا۔ لاتلبس کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے ذو معنی کلام اور منتقہ الفاظ نکالنا۔ خصم توڑنا۔ کاٹنا۔ یہ جن کون تھے؟ عیسائی یا یہودی۔ عیسائیوں کے آئندہ اقتدار اور پھر اسکے

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تم تو لکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- تبلیغ لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷
مدیر - دوست محمد
مدیر معاون - بشیر احمد سوز

(رجسٹرڈ ایل ۸۲۸)

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۴ جمادی الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۲

آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات

میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو۔ اور انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہو گی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کیلئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور سب نوروں پر غالب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کیلئے اُترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو، ترقی کرو، اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اوّل بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اسی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا یعنے وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کی میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔"

(ملفوظات احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۲)

بحرِ حکمت کے موتی

اذا کانت اُمراؤکم خیارکم واغنیاؤکم سمحاؤکم وامورکم شوریٰ بینکم فظھر الارض خیرٌ لکم من بطنھا واذا کانت امراؤکم شرارکم واغنیاؤکم بخلاؤکم وامورکم الی نسائکم فبطن الارض خیرٌ لکم من ظھرھا (الترمذی بحوالہ انتخاب ستہ)

ترجمہ :- جب تم میں سے بہترین اشخاص تمہارے حاکم ہوں اور تم میں سے جو دولتمند ہوں وہ سخی ہوں (تعمیر قومی و اصلاح کاموں کے لئے خرچ کریں) اور تمہارے کام باہم مشورے سے ہوتے ہوں تو زمین کا باہر اس کے اندر سے تمہارے لئے بہتر ہے (یعنی تم باوقار زندگی بسر کرو گے) اور جب تم میں سے بدترین اشخاص تمہارے حاکم ہوں اور تم میں سے جو دولتمند ہوں وہ بخیل ہوں، اور تمہارے کام عورتوں کے سپرد ہوں (یا مردوں میں ہی نسوانی خصائل پیدا ہو جائیں) تو زمین کا اندر (قبر) اس کے باہر (زندہ رہ کر چلنے پھرنے) سے تمہارے لئے بہتر ہے (اس حدیث میں برسراقتدار لوگوں کے لئے خواہ حکومت کے رنگ میں ہوں یا مسلمان ریاستوں کے سربراہ ہوں اور دولتمندوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ قوم میں پہلی تین باتیں خشیۃ اللہ اور محبت الٰہی سے پیدا ہوتی ہیں ؎

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند
عاشقانش در جہانِ دیگر اند
(مسیح موعودؑ)

ترجمہ :- پچھلی تین باتوں کو اپنانے والی قوم اور دنیا سب شور و شر میں مبتلا ہیں۔ ہاں عاشقان سرمدی (جو اپنے ہر معاملہ میں رضاء الٰہی کے جویاں ہیں) اور ہی عالم میں رہتے ہیں (جہاں انہیں اطمینان قلب حاصل ہو جاتا ہے اور جو دینی خودنمائی اور خودستائی باقی نہیں رہتی)

(غلام قادر ڈار)

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر اے - او - بلوٹا جنرل سیکرٹری مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن - اوفا - نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کے ۳ مئی ۱۹۶۰ء کے مکتوب کا جواب لکھا جا رہا ہے - تاخیر کی معافی چاہتا ہوں - آپکا ارسال کردہ لٹریچر بھی مل گیا ہے، بہت عمدہ معلومات سے پُر ہے آپ کی اشاعت اسلام کے لئے مساعی قابل تحسین ہیں - اور آپ کے فیاضانہ تعاون کے ہم شکر گذار ہیں -

ہمیں انگریزی قرآن شریف اور حدیث اور دیگر اسلامی کتب کی بے حد ضرورت ہے یہاں اکثر طلباء اور پبلک خاص طور پر عیسائی صاحبان عربی نہیں سمجھتے انگریزی سے بخوبی واقف ہیں -

ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ کی ارسال کردہ کتب سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا جائے گا -

ہمارے ہاں پبلک سکول اور کالج ہیں، اور لائبریریاں ہیں جن میں آپ کا ارسال کردہ لٹریچر رکھا جائیگا اور دوران لیکچرز لوگوں کو اس لٹریچر کے پڑھنے کی ترغیب دی جائے گی -

یہاں عیسائی مشنریوں نے مسلمان بچوں کو اپنے اسکولوں اور کالجوں میں عیسائی بنانے کی مہم شروع کر رکھی ہے اگرچہ ان کی مشنری کوششوں کو گورنمنٹ نے بذریعہ قانون روک دیا ہے - تاہم مسلم سوسائیٹیوں کو پُر زور ترغیب دیتے ہیں کہ قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں مسلم اسکول جاری کریں - آپ کو ہم اپنی پروگریس رپورٹ بھیجتے رہیں گے

(انہیں قرآن شریف مع متن - ٹیچنگز آف اسلام فتح اسلام انگریزی - براہین احمدیہ اور خط بھیجے گئے ہیں - غلام قادر ڈار)

پاکستان

ترجمہ خط از میاں غلام رسول لاڑکانہ - سندھ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے قرآن شریف مع متن مفت اشاعت سے عنایت فرمائیں - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے فی سبیل اللہ مدد میرے لئے بہت بڑی مدد شمار ہو گی -

میں بہت غریب آدمی ہوں اور قرآن شریف خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا -

میں یہاں اپنے ایک دوست کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے مینول آف حدیث پڑھنے کے لئے مستعار عنایت کی - میں نے ...... سے پڑھا اور اسے بے مثل پایا -

میں اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں احمدیت سے بہت متاثر ہوں - چونکہ میں ایک چھوٹے سے قصبہ میں رہتا ہوں مجھے لٹریچر کی بہت ضرورت ہے - اگر آپ مجھے باقاعدہ لٹریچر بھیجتے رہیں تو میں وسیع پیمانہ پر احمدیت کی اشاعت کر دوں گا -

مجھے امید ہے کہ آپ اس ضمن میں میری فی سبیل اللہ ترسیل کتب کے سلسلہ میں مدد فرماتے رہیں گے -

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر بھیجا گیا اور لائٹ بھی جاری کر دیا گیا ہے - خط بھی بھیجا گیا ہے - غلام قادر ڈار)

سیلون

ترجمہ خط از مسٹر عبداللہ سلیم ظہیرہ کالج ہوسٹل کولمبو سیلون

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں ظہیرہ کالج میں اسلامیات کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں - مجھے یہاں تعلیم اسلام کا کوئی منظم طور پر بندوبست نظر نہیں آتا - میں بڑی امید لے کر آیا تھا مگر مایوس ہو گیا ہوں -

میرا ارادہ ہے کہ میں لندن کے جی - سی - ای - "اڈوانسڈ لیول" کے امتحان میں جو ماہ جون ۱۹۶۱ء کو منعقد ہو گا بیٹھوں -

میں نے ابھی ابھی آپ کے ادارہ کے متعلق سُنا ہے کہ آپ فی سبیل اللہ اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلا رہے ہیں -

ان دریں صورت میں نہایت عاجزانہ طور پر گزارش کرتا ہوں کہ آپ میری مدد فرمائیں اور مجھے اپنے قیمتی لٹریچر سے نوازیں بالخصوص قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر بھیجکر ممنون فرمائیں - میں غریب غیر ملکی ہوں، کچھ تھوڑی سی قیمت بھی ادا کر دوں گا - آپ کا بہت بہت شکریہ -

(انہیں فی الحال قرآن شریف - لونگ تھاٹس ٹیچنگز آف اسلام - براہین احمدیہ وغیرہ اور خط بھیجے گئے - غلام قادر ڈار)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر غزالی حسن جنرل سیکرٹری جمعیۃ المبلغین بمیدان انڈونیشیا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ہم اللہ تعالےٰ کا ہزار بار شکر ادا کرتے ہیں کہ اب ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ آپ سے تعاون کی بات کی جائے -

مسلم فرنٹ آرگنائزیشن کا جسے انڈونیشیا کے نیک دل اور قابل تعلیمیافتہ مسلمانوں کی تائید حاصل ہے اور جسے انڈونیشیا کی ۲ انٹرنیشنل کانگریس کمیٹیوں نے تسلیم کر لیا ہے، پہلا کانگریس اجلاس ۱۹۵۳ء میں منعقد ہوا تھا اور دوسرا ۱۹۵۶ء میں - اس بات کی دلیل ہے کہ اس آرگنائزیشن کا رشتہ تمام مسلم قوم کے ساتھ پیوستہ ہے -

ہم چاہتے ہیں کہ ہم لوگ آپ سے گہرا تعلق پیدا کریں - امید ہے آپ ہماری مفصلہ ذیل ضروریات کے پورا کرنے میں اعانت فرمائیں گے -

وہ یہ ہے کہ آپ اپنی کتب میگزین اور پمفلٹس وغیرہ بھیجتے رہیں گے -

دیگر گذارش ہے کہ ہمیں کتب فروشوں ایجنسیوں روزانہ اخباروں کے جو آپ کے ملک سے شائع ہوتے ہیں پتے درکار ہیں - اللہ تعالےٰ آپ لوگوں پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے -

(انہیں قرآن شریف - سپیچیز آف اسلام مینول آف حدیث - ٹیچنگز آف اسلام - لونگ تھاٹس براہین احمدیہ - اور لائٹ اور خط بھیجے گئے - غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از معلم اسحاق ابراہیمی آیات اللہ اگریکلچرل اسکول نائیجیریا - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں آپ کو نہایت خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے اس اسکول کے طلباء کی ایک سوسائٹی قائم کر دی ہے

میں آپ کا بہت ممنون احسان ہوں مجھے تعلیمی اور تاریخی کتب اور قرآن شریف مع طباعت و تفسیر کا ارسال فرماویں تاکہ میں اسکول کے طلباء میں اور باہر بھی لیکچروں کا سلسلہ شروع کر دوں - ہمیں وقتاً فوقتاً اسلام کے متعلق آپ کی ہدایات اور ان کی ضرورت پڑتی رہے گی -

امید ہے آپ میری مدد فرمائیں گے -

(انہیں قرآن شریف مع متن - ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر اور تبلیغی خط بھیجے گئے - غلام قادر ڈار)

یو - ایس - اے

ترجمہ خط از مسٹر آر - اے - مل - ٹیکساید - ایس

جناب عالی

آپ کا ارسال کردہ پارسل کتب جس میں قرآن شریف بھی ہے مجھے ...... بالکل ٹھیک حالت میں پہنچا، بہت بہت شکریہ - مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات لکھوں گا -

اگر موقعہ میسر آئے تو میری طرف سے شیخ اللہ بخش صاحب آف پشاور جس نے میرا آپ سے تعارف کرایا شکریہ ادا کر دینا - (انہیں مزید لٹریچر مثلاً فاؤنڈر آف دی احمدیہ موومنٹ اور فتح اسلام انگریزی اور خط بھیجے گئے)

www.aaiil.org

یوم انقلاب

۲۷ اکتوبر کا دن پاکستان کی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے، یہ وہ دن ہے جب ایک مرد خدا کے جرأتمندانہ اقدام سے اس مملکت کو جو اسلام کے نام سے معرض وجود میں آئی تھی، ان خودغرض لوگوں کے جنہوں نے اقتدار حاصل کر کے ملک کی سالمیت کو اپنے ذاتی فوائد پر قربان کرنا شروع کر دیا تھا ہاتھوں سے چھین کر صحیح رستہ پر ڈالنے کا بیڑا اٹھایا، لیڈروں اور خاص طور پر بعض لیڈروں نے اقتدار حاصل کر کے دس سال کے عرصہ میں ملک کی حالت ایسی بنادی تھی کہ قریب تھا کہ تباہی کے غار تک پہنچ جائے، بروقت پریذیڈنٹ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے جو اس وقت پاکستانی افواج کے سپہ سالار اعظم تھے جس جرأت اور عقلمندی کے ساتھ مارشل لاء نافذ کر کے ارباب اقتدار سے عنان حکومت چھینی اور ایسے اصلاحی قوانین نافذ کئے، جن سے ملک میں امن و سلامتی کا دور دورہ شروع ہو گیا، وہ ان کی ذہانت، حب الوطنی اور خلوص نیت کا ایک زندہ ثبوت اور تاریخ پاکستان میں ایک اہم باب کے اضافہ کا موجب ہے، نہ صرف ارباب اقتدار سے جو اپنے ذاتی فوائد اور حرص و آز کی وجہ سے مملکت کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے تھے، ملک کو نجات حاصل ہوئی بلکہ ذخیرہ اندوزوں اور ناجائز منافع خور تاجروں اور دوکانداروں، سمگلنگ اور رشوت ستانی کرنے والے ذخیرہ اندوزوں کو جس طرح سے چن چن کر باہر نکالا گیا، غلہ، سونا، اور نقد روپیہ جو انہوں نے ناجائز طریقوں سے حاصل کر رکھا تھا، جس کثیر مقدار میں ان سے برآمد کر کے عبرتناک سزاؤں کے ذریعہ ان امراض کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی گئی اور اس بارہ میں کسی بڑے اور چھوٹے، امیر اور غریب کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھا گیا، اس کی مثال تاریخ عالم میں ملنی مشکل ہے، اگرچہ اب بھی ان مہلک امراض کا کچھ نہ کچھ حصہ باقی ہے لیکن بہت سا حصہ ختم ہو چکا ہے اور وقت آنے والا ہے جبکہ یہ ملک اپنے محترم لیڈر کے زیر قیادت ہر قسم کے مہلک جراثیم سے پاک ہو کر حقیقی معنوں میں پاکستان بن جائے گا۔

نہ صرف ذخیرہ اندوزی، منافع خوری، سمگلنگ اور رشوت ستانی ہی کے خاتمہ کی کوششیں وسیع پیمانہ پر عمل میں لائی گئی ہیں بلکہ اس دو سال کے عرصہ میں بعض ایسی اصلاحات نافذ کی گئیں، جن کی وجہ سے مملکت کا قدم ترقی کے بلند مینارہ پر جا پہنچا، زرعی اصلاحات کے آرڈی نینس سے جس میں کسی مالک زمین کے لئے پانچسو ایکڑ سے زائد اراضی اپنے قبضہ میں رکھنا ممنوع قرار دیا گیا۔ زمیندار اور کاشتکار طبقہ میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا ہے جو نادار زمینداروں اور کسانوں کے معاشی حالات کو بہتر سے بہتر بنانے کا موجب ہو گا۔ مہاجرین کی آبادکاری کا کام جو سابقہ حکومتوں نے معرض التوا میں ڈال کر ملک کے لئے ایک بہت بڑی مصیبت پیدا کر رکھی تھی، موجودہ انقلابی حکومت کے ناخن تدبیر سے اس سرعت اور خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام پا گیا، کہ اس پر حیرت و استعجاب کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اس کے علاوہ ملک میں جمہوریت کو بحال کرنے کے لئے موجودہ حکومت نے ایک ایسا رستہ تجویز کیا ہے جو ان خرابیوں سے جن میں سابقہ جمہوری حکومتیں مبتلا ہو گئیں، بچانے کا موجب ہو گا، اس سلسلہ میں ایک طرف ایبڈو کے قانون کے ماتحت ان بڑے بڑے لیڈروں کو جو سابقہ حکومتوں میں ناجائز طریقوں سے مال کماتے رہے اور اپنے اقتدار کو بحال رکھنے کے لئے طرح طرح کے ناجائز وسائل اختیار کرتے رہے، نوٹس دے دیئے گئے کہ وہ آئندہ چھ سال تک کسی پبلک کام میں حصہ نہیں لے سکتے، اور دوسری طرف بنیادی جمہوریتوں کی صورت میں ایک ایسے ادارہ کی بنیاد رکھی گئی جو آئندہ جمہوری حکومت کو بہتر طور پر چلانے میں ممد و معاون ہو سکتا ہے یہ وہ ادارہ ہے، جو تاریخ جمہوریت میں ایک احد مثال ہے، اور جس کی کامیابی پر بیرونی حکومتوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں، تاکہ وہ بھی اس کی پیروی کر کے موجودہ جمہوری خرابیوں سے اپنے ملک کو بچا سکیں۔

ایک اور بہت بڑا اصلاحی کام جو موجودہ انقلابی حکومت نے سرانجام دیا ہے، وہ ان خانقاہوں، مساجد، اور پبلک اداروں کو جن کی آمدنیاں ٹھیک مصرف پر خرچ ہونے کے بجائے مجاوروں اور متولیوں وغیرہ کے عیش و نشاط کا موجب ہوتی تھیں، محکمہ اوقاف کے تصرف میں لے آنا ہے، یہ ایک بہت بڑا اصلاحی کام ہے، جس سے ایک طرف وہ اموال جو کہ عقیدتمندوں کی جیب سے نکل کر ناجائز طریق سے خرچ ہو کر ضائع ہو جاتے تھے، حکومت کے خزانہ میں جمع ہو کر نہ صرف ان اوقاف کی جائز ضرورتوں پر خرچ ہوں گے بلکہ بہت سے رفاہی کاموں میں ان سے فائدہ اٹھا کر قومی خوشحالی کا موجب ہوں گے اور دوسری طرف بزرگان دین کی خانقاہوں پر مجاوروں کی رنگ رلیوں سے جو خرابیاں پیدا ہوتی تھیں ان کا سدباب ہو جائیگا۔

پھر آئندہ پنجسالہ منصوبہ بندی کے سلسلہ میں جو ترقیاتی پروگرام تجویز کئے گئے ہیں، تعلیمی حالت کو سدھارنے کیلئے تعلیمی کمیشن نے جو لائحہ عمل تجویز کیا ہے، اور شعبہ تعمیر نو جن مفید امور پر عمل پیرا ہو رہا ہے، وہ موجودہ انقلابی حکومت کا ایک زریں کارنامہ ہے جو ۲۷ اکتوبر کے تاریخی دن کی یاد ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مرد خدا کو جس نے یہ تاریخی دن ہمیں دکھایا اور جس کی ہمت و کوشش اور فرزانگی سے اس ملک کو ایسی تعمیراتی اور ترقیاتی سکیموں سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملا کہ اس کا نام دنیا میں روشن ہو گیا، عمر طویل عطا فرمائے اور بیش از بیش ملی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اخبار احمدیہ

جہلم کا جلسہ ملتوی

سابقہ اشاعت میں سیکرٹری صاحب جماعت جہلم کی طرف سے جلسہ سیرت النبی کا اعلان درج کیا گیا تھا، بعد میں بعض نامعلوم وجوہات سے جلسہ ملتوی کر دیا گیا۔ سیکرٹری صاحب لکھتے ہیں کہ انشاء اللہ آئندہ جلد ہی جلسہ کی کوئی تاریخ مقرر کی جائے گی۔

عہدیداران جماعت راولپنڈی

سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت راولپنڈی کے نئے عہدیدار منتخب ہوئے ہیں جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

(۱) چونکہ میجر سعید احمد صاحب بسلسلہ ملازمت کراچی تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے ان کی جگہ جماعت راولپنڈی نے متفقہ طور پر مرزا معصوم بیگ صاحب کو صدر منتخب کیا ہے۔

(۲) مرزا معصوم بیگ صاحب پہلے نائب صدر تھے ان کے صدر منتخب ہو جانے کی وجہ سے ملک عبدالقدوس صاحب ہیڈماسٹر جناح گرلز ہائی سکول کو جماعت نے متفقہ طور پر نائب صدر منتخب کیا ہے۔

(۳) جناب شیخ عبدالعزیز صاحب کی جگہ جناب لیاقت علی صاحب کو محاسب مقرر کیا گیا۔

درخواست دعا

چوہدری منظور احمد صاحب بدوملہی لکھتے ہیں کہ میرا چھوٹا بھائی منظور احمد بہت دیر سے بیمار چلا آ رہا ہے، احباب کی دعاؤں سے اس کی بیماری میں کچھ افاقہ ہو رہا ہے، احباب کرام سے مزید دعاؤں کی استدعا ہے۔

نومولود کا نام

قائدآباد میں ڈاکٹر سید فیاض حسین صاحب کے ہاں فرزند نرینہ کے تولد کی خبر سابقہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے، ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اس خبر میں نومولود کا نام درج نہیں ہوا۔ سید بشارت احمد نام تجویز کیا گیا ہے۔

یہ بھی انہوں نے لکھا ہے کہ ان دنوں خاص مشکلات سے گذر رہا ہوں، مخالفین احمدیت کی طرف سے کاروبار میں مشکلات پیدا کی جا رہی ہیں، اللہ تعالےٰ حافظ و ناصر ہو، احباب کرام کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

وفات

عبدالسلام صاحب (بدوملہی) لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ کچھ دن بیمار رہ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ اپنے پیچھے دس ماہ کا بچہ چھوڑ گئی ہیں۔ ہمیں اپنے عزیز بھائی کے اس صدمہ میں ان سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر)

www.aaiil.org

مکتوبِ ہالینڈ

(جناب غلام احمد بشیر صاحب مبلغ شیخ میاں محمد ٹرسٹ ہالینڈ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم تبلیغ میں حسب دستور حتی الامکان جدو جہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جولائی اور اگست کے مہینوں میں جو مجھے سائیست کے مقام پر پارک میں ہر ہفتے لیکچرز کرنے کا موقعہ ملا تھا اس کا اثر ابھی تک باقی معلوم ہوتا ہے اس مقام سے بعض لوگوں نے سوالات وغیرہ دریافت کرنے کے لئے خط و کتابت جاری رکھی ہوئی ہے۔ ایک پادری نے وہاں پر میرے جلسوں کا انتظام کر کے لوگوں کے سوالات کے جواب دلئے ہیں کیونکہ خاکسار کی تقاریر کی وجہ سے لوگ اپنے پادریوں وغیرہ سے سوالات کرتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس سلسلہ میں اپنے بڑے بڑے علماء کو بھی خطوط لکھے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ ہوا ایک پروفیسر صاحب نے لوگوں کے خطوط کے جواب میں جو ہمارے جلسوں وغیرہ کے متعلق تھے۔ دو مقالے ایک اخبار میں تحریر کئے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مختلف لوگوں کی طرف سے انہیں خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن آف یورپ کی تبلیغی مساعی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور کہ مسلمان مبلغ بائیبل وغیرہ سے عیسائی عقاید کی تردید کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو بائیبل کا کافی علم ہے پروفیسر صاحب نے اس ضمن میں طویل مقالہ تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ لوگوں کے خطوط سے انہیں معلوم ہوا ہے کہ لوگ عیسائیت کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والوں کے ساتھ کافی ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ محض اسلام کا پروپیگنڈا ہوتا ان کے لئے باعث تعجب نہیں بلکہ تعجب کا موجب یہ امر ہے کہ لوگ ان کی طرف ہمدردی کا رحجان رکھتے ہیں۔ پیغام صلح کے قارئین کی دلچسپی کے لئے میں انشاءاللہ کچھ عرصہ تک اس مقالہ کا ترجمہ کر کے ارسال کر دوں گا۔ دراصل پروفیسر صاحب کی طرف سے اس سے قبل ایک مقالہ شائع ہوا تھا جس کا ذکر انہوں نے حالیہ مقالہ میں کیا ہے۔ چونکہ ابھی تک مجھے وہ مقالہ نہیں ملا اس لئے میں کوشش کر رہا ہوں کہ پہلے مقالہ کو حاصل کر لوں تا کہ دونوں مقالوں کا ترجمہ کر کے ارسال کر دوں۔

جلسہ جات

ستمبر میں ہم نے ہیگ میں دو جلسے کئے تھے۔ اوّل جلسہ عام د۔ اس جلسہ میں تقریر کے لئے ہم نے ایک پادری صاحب کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ جلسہ کا موضوع تھا "خدا۔ انسان۔ اور دنیا"۔ یہ جلسہ ۵ ارستمبر کو پروفیسر ڈاکٹر ہوٹے کاشس کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے اپنی تمہیدی تقریر میں اسلام کے دوسرے مذاہب کے متعلق رواداری کے اصول کو سراہا اور فرمایا کہ جماعت احمدیہ جو مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنے اور تبادلۂ خیالات کرنے کا موقعہ دیتی ہے وہ بہت ہی قابل تعریف ہے کیونکہ ہم ایک دنیا میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کے خیالات سے متعارف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ پادری صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی اور اپنی تقریر میں عیسائی نظریہ کی خدا تعالیٰ اور انسان اور دنیا کے متعلق تشریح کرتے ہوئے بتلایا کہ خدا تعالیٰ موجود ہے جس نے ساری دنیا کو پیدا کیا مگر خدا ایک ہونے کے باوجود تین اقانیم رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے دنیا اور انسان کو کامل پیدا کیا تھا مگر آدم اور حوّا کے گناہ کی وجہ سے انسان اور انسان کے ساتھ ساری دنیا ملعون ہو گئی۔ اب خدا تعالیٰ نے اسی نقص کو دور کرنے کے لئے اپنا اکلوتا بیٹا بھیجا۔

پادری صاحب کی تقریر کے بعد خاکسار نے بیس منٹ کے قریب خدا تعالیٰ کے متعلق اسلامی نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے بتلایا کہ اسلام خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق بہت معقول تعلیم دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ دنیا اور ما فیہا کا خالق ہے۔ وہ اپنے علم اور دوسری صفات میں کامل ہے۔ اس نے دنیا کو جس رنگ میں پیدا کرنا چاہا اس رنگ میں پیدا کیا۔ وہ واحد لاشریک ہستی ہے اس کی صفات میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ خاکسار نے بتلایا کہ ہم عقلی دلائل کی رُو سے خدا کی ہستی پر یقین رکھتے ہیں، کیونکہ ہماری عقل کہتی ہے کہ اگر مخلوق ہے تو اس کا خالق بھی ضروری ہے۔ ہم کارخانۂ عالم پر نظر ڈال کر جب اس کے کامل اور مکمل انتظام پر غور کرتے ہیں تو خالق کے موجود ہونے کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتے مگر خالق کے ساتھ کسی اور وجود کے موجود ہونے کو ہم عقلاً باور نہیں کر سکتے کیونکہ اگر ایک سے زیادہ خدا کے وجود ہوں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اُن میں سے ہر ایک کامل خالق ہے یا نہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو پھر ایک وجود ہی کافی ہوگا اور دوسرے غیر ضروری ٹھیریں گے اور اگر جواب نفی میں ہو تو پھر سارے وجود ہی ناقص ہونے کی وجہ سے خدائی کا نام پانے کے مستحق نہیں ٹھہریں گے۔

پھر بتلایا کہ اسلام یہ نہیں مانتا کہ آدم کے گناہ کی وجہ سے ساری دنیا ملعون ٹھہری اور یہ کہ انسان کی فطرت ہی بدل گئی۔ بلکہ اسلام کے نزدیک انسان کو جس صورت میں خدا تعالیٰ نے پیدا کیا تھا وہ اسی صورت میں اب بھی ہے انسان کے اندر جو گناہ وغیرہ کرنے کا مادہ ہے وہ کسی موروثی گناہ کا نتیجہ نہیں بلکہ وہ ان طاقتوں کا نتیجہ ہے جو خدا تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں ودیعت کی ہیں جن کی وجہ سے انسان نیکی بھی کر سکتا ہے اور بدی بھی جس طرح انسان برائی کرتا ہے اسی طرح انسان توبہ اور رجوع الی اللہ سے خدا کا قرب بھی حاصل کر سکتا ہے۔ تقاریر کے بعد حاضرین کو تبادلۂ خیالات کا موقعہ دیا گیا جس میں بہت سے دوستوں نے حصہ لیا اور ساڑھے دس بجے شام کے جلسہ برخواست ہوا۔

پھر تیس ستمبر کو اپنے مکان پر ایک چھوٹا سا اجتماع کیا گیا جس میں تین پادری صاحبان نے شرکت کی۔ ایک پادری صاحب نے اس موقعہ پر گناہ اور گناہ کی معافی کے موضوع پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد تبادلۂ خیالات کیا گیا۔ پہلے دوستوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس مسئلہ کے متعلق اسلامی نظریہ کی تشریح کی اور ساتھ ہی پادری صاحب پر سوالات کئے۔ پادری صاحب سے دریافت کیا گیا کہ اگر ہم یہ مان لیں کہ حضرت آدم اور حوّا پہلے انسان نہ تھے تو پھر کفارہ وغیرہ پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ وہ کہنے لگے کہ اگرچہ سائنسدان اور دوسرے لوگ انسان کے متعلق یہ بتلاتے ہیں کہ وہ بہت پرانا ہے مگر بائیبل کی رو سے آدم اور حوّا ہی پہلے انسان ہیں اور ہم جب تک بائیبل پر ایمان رکھیں انہیں پہلے انسان ہی مانیں گے۔ پھر خاکسار نے دریافت کیا کہ پادری صاحب فرمائیے کہ آدم اور حوّا کے گناہ کی وجہ سے ہمیں کیا سزا ملی تھی اور پھر مسیح کی قربانی کی وجہ سے وہ سزا دور ہوئی ہے یا نہیں اس پر دوسرے پادری فرمانے لگے کہ خدا نے انسان کو مکمل پیدا کیا تھا آدم کے گناہ کی وجہ سے اس کی فطرت میں تبدیلی پیدا ہو گئی اور حضرت مسیح کی قربانی سے گناہ کا اثر زائل ہو گیا۔ اس پر پھر سوال کیا گیا۔ پادری صاحب فرمائیے کہ آپ کے نزدیک مسیح کی قربانی کا جو اثر ہے کیا اس کا دائرہ ماننے والوں تک ہی محدود ہے یا نہیں اور اگر ماننے والوں تک ہی محدود ہے تو پھر آپ کے نزدیک ماننے اور نہ ماننے والوں میں ما بہ الامتیاز کیا ہے۔

اگر کہو کہ کفارہ ہو جانے کی وجہ سے اب کفارہ پر ایمان لانے والے گناہ نہیں کرتے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ تجربہ ہمیں کچھ اور سکھاتا ہے۔ اور اگر کوئی فرق نہیں تو پھر کفارہ کا نتیجہ کیا ہوا۔ علاوہ ازیں اگر کفارہ کی وجہ سے بھی ایک قلیل تعداد جنّت کی مستحق ہوتی ہے تو پھر خدا کو خود مرنے کی ضرورت کیا تھی۔ کیونکہ شریعت پر عمل کرنے سے بھی بہت سے لوگ پاکباز ٹھہرا دیئے جاتے تھے پادری صاحب ان باتوں کا تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ جس پر تیسرے پادری صاحب جو بہت بڑے عالم ہیں بول پڑے کہ ہم آدمؑ اور حوّا کے واقعہ کو لفظی طور پر نہیں

(باقی بر صفحہ ۱۱ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

نظامِ کائنات میں تعاون و ارتباط ہستی باری تعالیٰ پر شاہد ہے

پاکستانی قوم کے دو بنیادی فرائض — اوّل اسلامی اور مثالی سلطنت کا قیام دوئم تبلیغ اسلام

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولله ملك السمٰوٰت والارض - والله علیٰ كلّ شیء قدیر — سبحٰنك فقنا عذاب النار — (آل عمران)

حکومتِ الٰہی اور موجوداتِ عالم

ان دو آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے اپنی سلطنت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کی سلطنت بہت وسیع ہے، اس سلطنت کے اندر انواع و اقسام کی مخلوقات ہے ان سب کی فہرست مرتب کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہے پھر ایک قسم کے اندر کروڑہا در کروڑہا کی تعداد ہے۔ زمین اس فضاء کے اندر نہایت چھوٹی سی چیز ہے۔ خود سورج ہی جو بہت بڑا سیارہ ہے وہ ہمیں ایک قرص کے برابر نظر آتا ہے۔ اس نسبت سے دیکھا جائے تو زمین ایک نقطہ دکھائی دیتی ہوگی۔ اس نقطہ پر انواع و اقسام کی چھوٹی بڑی اور رنگ برنگی مخلوق ہے۔ زمین کی موجودات خدا تعالےٰ نے پیدا کی ہیں اور اسی کی ان پر حکومت ہے۔ اسی طرح سے آسمان جس کی بلندی اور وسعت کی کچھ انتہا نہیں اس پر خدا تعالےٰ کی حکومت ہے جیسے فرمایا لله ملك السمٰوٰت والارض

حکومت کے فرائض اور دشواریاں

حکومت کرنا مشکل امر ہے حکومت کرتی ہے۔ وہ خوب سمجھتی ہے کہ حکومت کرنا کتنا دشوار اور مشکل ترین کام ہے۔ خود پاکستان اور پاکستانی لوگ یقین کرتے ہیں کہ ملک کی حکومت کی باگ ڈور سنبھالنا۔ بڑے بڑے مصائب اور بڑی بڑی دشواریوں کا مقابلہ کرنا ہے۔

خدا تعالےٰ کی قدرت اور تصرف

یہ زمین اور اس کی وسعتیں اور اس پر کی ہر قسم کی مخلوق پر خدا کی حکومت ہے اور یہی نہیں بلکہ آسمانوں اور اس کی بلندیوں — جن کا پتہ لگانا انسان کے بس کا روگ نہیں، پر بھی خدا کی حکومت ہے۔ اتنی بڑی حکومت کا چلانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس وسیع ترین حکومت کا بادشاہ بہت بڑی قدرت، بہت بڑے علم کا مالک ہے، صرف یہ نہیں کہ اس کائنات پر اس کا تصرف تام ہے۔ بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ سرچشمہ ہے برکات کا، فضائل کا، احسانات کا، جود و رحم کا اور کرم کا۔

انسانی فطرت کو اپیل

اللہ تعالےٰ نے یہ سب کچھ اس لئے بیان فرمایا ہے تاکہ انسان کی فطرت کو اپیل کرے انسان قدرت و قوت کے سامنے جھکتا ہے اور اسی طرح احسان اس کو گرویدہ کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لله ملك السمٰوٰت والارض ہماری طاقت اور قدرت تصرف اور کمال اس کائنات کے اندر نظر آتا ہے۔ اور یہ ساری کی ساری کائنات تمہاری خدمت میں لگادی ہے۔

زمین و آسمان میں آیات و نشانات

اسی غرض کے پیش نظر انسان کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ نظام قدرت کا مطالعہ کرے فرمایا ہے ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنهار لاٰیٰت۔ اس زمین اور آسمانوں کی تخلیق کے اندر نشان موجود ہیں، دن رات موسموں کے تغیر و تبدل، پیداوار، پھول اور پھلوں کے اندر نشان موجود ہیں، اس کے مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ زمین اور آسمان ایک ہی عظیم ترین ہستی کے ماتحت ہیں، اور ان سب میں زبردست ارتباط اور تعلق ہے۔

اسلام دانشمندی کا مذہب ہے

اس کائنات میں نشانات ہیں لاولی الالباب ان لوگوں کے لئے جو دانشمند ہیں۔ اسلام دانشمندی کا مذہب ہے، اسلام عقل کو اپیل کرتا ہے، اس کی بنیادیں عقل و دانش پر استوار ہیں۔ اسی وجہ سے اسلام ایک مضبوط اور ابدی دین ہے۔ یہ دل و دماغ کو روشن کرسکتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی کبریائی، بزرگی قدرت اور عظمت اور احسانات اور کمالات کے دلائل بیان کرکے دلوں میں محکم یقین پیدا کرتا ہے۔

کائنات پر تفکر و تدبر کے فوائد

الذین یذکرون الله قیامًا و قعودًا و علیٰ جنوبهم۔ جہاں اللہ تعالےٰ نے اپنی الوہیت اور کبریائی کا ذکر کیا، وہاں مومنوں کی عبودیت کا بھی ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ زمین اور آسمانوں اور مافیہا پر غور کروگے تو ہر چیز کو اس کا اطاعت گزار پاؤگے اور مومنوں کو بھی ہر حالت میں عبادت گزار پاؤگے۔ ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض۔ زمین اور آسمان کی تخلیق پر غور کرنے سے معرفت کے دروازے کھلتے ہیں۔ غفلت دور ہو جاتی ہے۔ اور عبادت الٰہی کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ان آیات میں اللہ تعالےٰ کی کبریائی اور عظمت الٰہی کا ذکر کیا گیا ہے اور انسان کی عبودیت اور فرمانبرداری اور عبادت گزاری کا بھی ذکر کیا ہے۔ فرمایا الذین یذکرون الله قیامًا و قعودًا و علیٰ جنوبهم اس طرح ایک آیہ دوسری ... سے مربوط ہے۔

خدا سے بڑھ کر کوئی محسن نہیں

پرسوں، کل اور آج بار بار میرے پاس ایک شخص آیا، وہ بڑی دور سے سفر کرکے یہاں پہنچا ہے اس نے کہا کہ ایک شخص کا احسان ہے۔ میں اس کو ساری عمر فراموش نہیں کرسکتا۔ شریف آدمی کسی کے احسان کو ساری عمر فراموش نہیں کرتا۔ خدا سے بڑھ کر محسن کون ہے اس کے احسانات بے حد و بے شمار ہیں۔ تو انسان اس ذات کے احسان، کرم اور فضل کو فراموش نہ کرے۔

احسان مندوں کی صفات

احسان مند لوگ کھڑے ہوں تو بھی خدا کو یاد کرتے ہیں۔ بیٹھے ہوں تو بھی خدا کی یاد پیش نظر رہتی ہے، لیٹے ہوں تب بھی خدا کو یاد کرتے ہیں غرض ہر حالت میں انکو خدا یاد رہتا ہے۔

اسلام کیا چاہتا ہے

اسلام چاہتا ہے کہ ہر شخص اللہ تعالےٰ کے فضل و برکات کو یاد کرے، اس کی رحمتوں اور احسانوں کو کبھی فراموش نہ کرے، اس کی فرمانبرداری اور عبادت گذاری کرے۔ اسلام چاہتا ہے کہ انسان کے اندر انکساری پیدا ہو، جیسا کہ نماز کے اندر ہاتھ باندھ کر آستانۂ الوہیت پر اپنی جبین نیاز رگڑتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ متواضع اور منکسر المزاج بن جائے اور اس کا تکبر ختم ہو جائے اور وہ مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی اور تواضع سے پیش آئے۔ اگر عبادت گذاری کے باوجود انسان درندہ بن جائے۔ تو اس نے عبادت سے کیا فائدہ حاصل کیا۔

زمین و آسمان کی گواہی

مزید فرمایا ربّنا ما خلقت هٰذا باطلاً۔ مولا! یہ زمین اور آسمان دونوں مل کر بولتے ہیں کہ یہ کارخانہ ایک صاحب علم و قدرت ہستی کے ماتحت چل رہا ہے۔ اور یہ بولتے ہیں کہ ان کا ایک دوسرے سے زبردست ارتباط ہے۔

ہوا اور دوسری چیزوں کا تعلق

اس ہوا کو ہی دیکھئے۔ اس میں آکسیجن، نائٹروجن

www.aaiil.org

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

شیخ محمد طفیل صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ نے ذیل کے کلب اور سوسائٹیوں کی دعوت پر اُن کے ہاں مختلف موضوعات پر تقاریر کیں:۔

جمعہ ۱۰ رجون ۱۹۶۰ء:۔ روٹری کلب ملائل شار ہوٹل ٹیڈنگٹون
عنوان تقریر:۔ "اسلام اور عیسائیت کے مابین جو خلیج حائل ہے اسے کیسے پُر کیا جائے"۔

پیر ۱۳ رجون ۱۹۶۰ء:۔ سنیکچوڑی آف سینٹ فرانس آف اسیسی۔ مینڈل سیکس۔
عنوان تقریر:۔ "ابوت خداوندی اور اخوت انسانی"

جمعرات ۲۳ رجون ۱۹۶۰ء:۔ سینٹ جولسٹ چرچ ووکنگ
عنوان تقریر:۔ "اسلام میں روحانی زندگی سے کیا مراد ہے"۔

بدھ ۱۹ رجولائی ۱۹۶۰ء:۔ روٹری کلب پیتھم کینٹ
عنوان تقریر:۔ "اسلام اور عیسائیت کے مابین خلیج کو کیسے پُر کیا جائے"

آکسفورڈ میں کانفرنس

ورلڈ کانگریس آف فیتھس کی سالانہ کانفرنس۔ مانچسٹر کالج آکسفورڈ میں ۱۵ رسے ۱۷ رجولائی ۱۹۶۰ء تک منعقد ہوئی جس میں مقررین کی "عبادت کا مفہوم" کے موضوع پر تقاریر دئیں ہندو، بدھمت، یہودی، عیسائی اور مسلمان مقررین کو اس موضوع پر اپنے اپنے نقطۂ نظر کو پیش کرنا تھا۔ ڈاکٹر ای جی پیرنڈر نے ہوکنگز کالج لنڈن میں متقابلہ مطالعہ مذاہب کے شعبہ کے ریڈر ہیں صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ امام صاحب نے ان تمام اعتراضات پر جو عبادت اور دعا کے خلاف کئے جاتے ہیں مختصراً بحث کی، مثلاً یہ کہ کہا جاتا ہے کہ عبادت زندگی کی بنیادی حقیقت نہیں ہے، یہ انسان کے اپنے تصورات کا نتیجہ ہے، اس کا منبع خوف ہے، یہ زندگی سے فرار ہے یہ لوگوں کو بیکار اور سست بنا دیتی ہے وغیرہ وغیرہ، آپ نے بتایا کہ ایک مسلمان کے نزدیک "عبادت" اخلاقی اور روحانی تربیت کا موجب ہے۔ جس میں صبر اور استقامت، بُردباری تحمل و بردباری، باقاعدگی اور صفائی وغیرہ کا پیدا ہونا نہایت ضروری ہے قبل اس کے کہ انسان نماز کے پھل اور برکات سے متمتع ہو سکے۔ مسٹر طفیل کی مکمل تقریر اور دوسرے مقررین کے خطابات ورلڈ کانگریس کے سہ ماہی میگزین میں شائع ہوں گے۔

ڈاکٹر ایل اے گرار ڈ ایم اے بی ڈی، پرنسپل مانچسٹر کالج آکسفورڈ نے اس سالانہ کانفرنس کی کارروائی پر مجموعی تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی طاقت کا ایک بڑا حصہ یہ ہے اس نے عبادت الٰہی میں ہمیشہ اوقات کی پابندی اور نماز کی ہیئت پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن کے رو سے انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اور اس کے ماتحت دوسری باتیں اضافی رنگ میں اس سے کم درجہ ضروری ہیں۔ یہ چیز مسلمانوں کو بدھوں کے مقابلہ میں دوسری انتہا پر پہنچاتی ہے کیونکہ بدھ مذہب کے نزدیک عبادت ایک ایسی چیز ہے جس کا تاثر اپنے آپ پیدا کر لیا جاتا ہے، اور صحیح طور پر یوں کہنا چاہیئے کہ کوئی عبادت ان کے نزدیک ممکن ہی نہیں، ایک مسلمان کے لئے یہ ایک بہت بڑی بات ہے کہ ایک ایسی ہستی موجود ہے جو ان کی دعا کو سنتی اور قبول کرتی ہے لیکن اس سے نیچے کا پہلو بالکل ہی غیر اہم نہیں کیونکہ عبادت اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے جب اس کے متعلق صحیح اندرونی جذبہ پیدا ہو یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے ساتھ موزوں اعمال بھی ہوں، ایک آدمی بیک وقت گناہگار اور ولی اللہ نہیں ہو سکتا اور ایسی کہانیاں جیسا کہ داؤدؑ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بدکاری کے مرتکب ہوئے تھے یہ اصل روایات میں تصرف کا نتیجہ ہے۔ یہ انتہائی اخلاقی گراوٹ قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے، دوسرے مذاہب میں ایسی روایات ملتی ہیں کہ بڑے بڑے گناہگار توبہ کے بعد بڑے بڑے اولیاء بن گئے سوامی صاحب نے ایک ایسی بات بیان کی ہے کہ ایک بہت بڑی مذہبی خاتون رابعہ بصریؒ نے جو ایک مسلمان صوفی عورت تھی یہ دعا کی "اے اللہ! اگر میں تیرے دوزخ کے خوف کی وجہ سے تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں جلا دے اور اگر میں تیری عبادت اس امید پر کرتی ہوں کہ مجھے بہشت ملیگا تو مجھے بہشت سے نکال دے لیکن کیا اس میں روحانیت کے غرور کا اثر نہیں پایا جاتا"۔

قرآن تمام انبیاء کو معصوم قرار دیتا ہے اسی لئے بائیبل میں جو روایات کسی نبی کے کردار کے خلاف پائی جاتی ہیں قرآن نے یا تو انہیں نظر انداز کر دیا ہے یا انہیں رد کر دیا ہے، یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک شخص بیک وقت نبی بھی ہو اور گنہگار بھی یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک گنہگار توبہ کے بعد ولی ہو جائے مگر حضرت داؤدؑ کا معاملہ مختلف ہے اس امر کے متعلق لوگوں

(باقی بر صفحہ ۱)

مو سے دعوت دی گئی۔ امام صاحب شاہجہان مسجد نے عبادت کے متعلق اسلامی نقطہ نظر پر تقریر کی۔

اور کاربن ڈائی اکسائڈ ہے۔ کوئی جاندار ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ باوجود اس کے چرند پرند، درند وغیرہ سبھی اس ہوا کو گندا کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جو کچھ جاندار اپنے منہ سے نکالتے ہیں، وہ پودوں کی غذا بن جاتی ہے اور پودے اسکو صاف کرکے آکسیجن باہر نکال دیتے ہیں جو جانداروں کی زندگی کا باعث ہے اسی طرح سے جو درخت اور پودے مرجھا جاتے ہیں اور گل سڑ جاتے ہیں۔ وہ کاربن ڈائیکسائڈ کو پھر ..... DECOMPOSE ..... کرکے ہوا میں واپس کر دیتے ہیں علاوہ ازیں ہوا کے بغیر ہم آگ نہیں جلا سکتے ہیں۔ آگ نہ ہو تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا، آگ انسان کی معیشت کا بہت بڑا باعث ہے۔ ہوا کے بغیر ہم سن نہیں سکتے۔ کان ہیں۔ لیکن ہم سن نہیں سکتے۔ نہ ہمارے بچوں کی آواز نہ پرندوں کی آواز اور قرآن کا پڑھانا، نہ پند و نصائح کا سننا نصیب ہو سکتا ہے، ہوا کے بغیر ریڈیو بیکار ہیں۔ یہ امر عیاں ہے کہ خدا تعالےٰ نے ایک چیز کا تعلق دوسری چیز سے مضبوط کرکے باندھ رکھا ہے

ایک اسلامی اور بابرکت سلطنت کا قیام

قرآن کریم کی تعلیمات روشن ہیں، آپ قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور اس پر عملدرآمد کریں عبادت کی غرض آپ کے سامنے ہونی چاہیئے۔ اگر اہل پاکستان یہ ارادہ کریں کہ ہم نے قرآن پر عمل کرنا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقینات پر عمل کرنا ہے تو اس بات سے پاکستان ایک زبردست اسلامی اور بابرکت سلطنت بن جائے گا۔ اور دوسروں کے لئے نمونہ بن جائے۔

پرسوں ویسٹ انڈیز سے ایک شخص میرے پاس آئے۔ وہ بڑے ہی قابل اور ذہین آدمی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تمام دنیا کی آنکھیں پاکستان اور پاکستان کے لوگوں کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ وہ اسلام کا صحیح نمونہ پیش کریں گے۔

دجال اور دنیا پر اس کا اثر

اس نے کہا کہ آج دجال کا دنیا پر بڑا اثر ہے دنیا کے دُور دراز کے لوگ صرف کلمہ ہی پڑھنا جانتے ہیں۔ اور اسلام ان کی زندگی میں نہیں وہ دجال کے اثر سے بے دین ہو رہے ہیں۔ ایسے مسلمانوں میں سے میں بھی ایک ہوں۔ کہ کلمہ تو پڑھتے ہیں، مگر صحیح اسلام کی اقدار سے ناواقف ہیں، ہمارے ٹرینیڈاڈ میں بچے بچیاں دین سے ناواقف ہیں ان کی تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت ہے۔

جماعت احمدیہ اور تبلیغ اسلام

سوائے جماعت احمدیہ (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) کے اور کسی کو فکر نہیں کہ ان لوگوں کو مذہب کی طرف بلائے اور ان کو اسلام سکھلائے اور دجال کا مقابلہ کرے، اس نے کہا میں اور یہ پیش کرتا ہوں، اور ساری کتابیں لے جاتا ہوں۔ ہوائی جہاز میں تو کتابیں لے جا نہیں سکتیں بحری جہاز سے روانہ کر دیں۔ اس نے کہا کہ اسلام کی تعلیم و تبلیغ کا کام آپ کی ہی جماعت کر سکتی ہے۔

پاکستانی مسلمانوں کے دو فرائض

اسی طرح ہماری آنکھیں پاکستان کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ یہ اسلامی طرز کا نمونہ پیش کرے گا۔ کاش ان دونوں باتوں کی طرف پاکستان کی ساری قوم توجہ دے۔ کہ اسلامی تعلیم کو دنیا کے کناروں تک پھیلانا اور دوسرے یہ کہ پاکستان کی حکومت کو اسلامی حکومت کا صحیح نمونہ بنانا ہے۔

دعائے مغفرت

دورانِ خطبہ جمعہ میں یہ تلقین کی گئی کہ نماز کے بعد جنازہ غائبانہ کی صورت میں بیگم صاحبہ میاں غلام عباس کے لئے دعائے مغفرت مانگی جائے۔

www.aaiil.org

سچے مسیح اور سچے مہدی کی آمد اور دنیا کی حالت

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

ماموزین الٰہی کے ظہور کا وقت

خدا کے ماموروں کا ظہور دنیا میں نہ عبث ہوتا ہے اور نہ بے وقت اُن کی مثال بارش کی مثال ہے ہر وقت بارش نہیں ہوتی رہتی بلکہ اسی وقت ہوتی ہے جب اس کی ضرورت ہوتی ہے، ظاہری بارش کو تو خدا بعض اوقات اہل دنیا کو ان کے اعمال بد کی سزا دینے کے لئے روک بھی لیتا ہے۔ لیکن ماموروں کی بعثت کو جب اُن کی ضرورت پیش آتی ہے کبھی بھی نہیں روکتا یہ اس کی اٹل سنت ہے کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ اہل دنیا اپنے مالک حقیقی کو بھول گئے ہیں اس کی معرفت سے دور جا پڑے ہیں بدیں وجہ فسق و فجور میں مبتلا ہو کر روحانی زندگی اور یاد الٰہی کی لذتوں سے محروم ہو گئے ہیں اور آخرت پر سے اُن کا ایمان اٹھ گیا ہے دنیا کی محبت اُن پر اس قدر غالب آگئی ہے کہ اُخروی زندگی کی کوئی قدر و قیمت ان کے دلوں میں باقی نہیں رہی نہایت بے باکی کے ساتھ وہ الٰہی احکام کو نہ صرف توڑتے بلکہ اُن پر ہنسی اڑا رہے ہیں نیکی اور تقوے کی طرف بلانے والوں کا بھی تمسخر ہو گیا ہے ان کے اپنے نفوس اس قدر خراب ہو گئے ہیں، کہ بجائے نیکی اور تقوے پر لوگوں کو قائم کرنے کے اس سے دور لے جانے میں ممد ہو کر یصدون عن سبیل کے مصداق بن رہے ہیں یہ وہ وقت ہوتا ہے جو بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ خدا کا کوئی مامور مبعوث ہو اور ان مردہ دلوں میں دوبارہ رُوح پھونکے اور ان کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لائے اور مادی دنیا کی محبت کو اُن کے دلوں سے نکال کر روحانیت کی لذتوں سے انہیں سرشار کر دے اور وہ جو خدا سے دور پڑے ہوئے ہیں انہیں پھر خدا کے قریب کر دے اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کے جذبہ کو اُبھار دے اور سوئی ہوئی باطنی قوتوں کو پھر سے بیدار کر دے تا وہ خدا کی لقاء پر یقین کی نعمت سے متمتع ہو کر اس کے حصول کے لئے دن رات کوشش میں مصروف ہو جائیں۔

بدایت پر مخلوق کو لانا خدا نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے، قول خداوندی ان علینا للھدیٰ ہمیں بتلا رہا ہے کہ اپنی مخلوق کو سیدھے راستہ پر چلانے کا کام اس رحیم و کریم مولیٰ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے اس لئے جب بھی وہ سیدھے راستہ سے بھٹکیں گے وہ ضرور ان کی ہدایت کی طرف متوجہ ہو گا جیسا کہ وہ اپنی پاک اور آخری کتاب قرآن کریم میں فرماتا ہے افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قومًا مسرفین و کم ارسلنا من نبی فی الاولین و ما یاتیھم من نبی الا کانوا بہ یستھزءون فاھلکنا اشد منھم بطشا و مضی مثل الاولین۔ الزخرف ع۱ یعنی کیا ایسا ممکن ہے کہ تمہیں گناہوں اور بدکاریوں اور فسق و فجور میں بڑھا ہوا دیکھ کر ہم تمہاری اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرینگے اور تم سے منہ پھیر لیں گے ایسا کبھی ممکن نہیں ہو سکتا گذشتہ زمانوں پر نظر ڈالو کیا لوگوں کے اندر جب یہ کیفیت پیدا ہوتی تو کیا ہم نے انہیں اسی حالت میں رہنے دیا کیا ان کی اصلاح اور ہدایت کے سامان مہیا نہیں کئے۔ کیا ان سامانوں کو لانے والے انسان یعنی انبیاء کو ان کی اصلاح کے لئے مبعوث نہیں کیا اگرچہ مادیت کی محبت میں ڈوبے ہوئے انسانوں نے اُن پر ہنسی اُڑائی اور ان کے مشن کو ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن ہم انکی ان تمام کوششوں کو ناکام بناتے رہے یہاں تک کہ آسمان کو ہلاکت کا نشانہ بنا دیا اور اپنے ماموروں کو توفیق دی کہ وہ خدا تعالےٰ کے حقیقی پرستاروں کی ایک جماعت تیار کر کے خدا کے نام کی عظمت کو دنیا میں دوبارہ قائم کر دیں۔

خدا کے کلمات ہی ہدایت کا موجب ہوتے ہیں

یہ بھی یاد رہے کہ جب دنیا میں مذکورہ بالا حالت پیدا ہو جاتی ہے اور شیطان اپنا پورا تسلط جما لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے تاللہ لقد ارسلنا الیٰ امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم الیوم و لھم عذاب الیم۔ النحل ع۸۔ یعنی اللہ کی قسم ہم نے تجھ سے قبل امتوں کی طرف ہدایت کا سامان لانے والے یعنی رسول بھیجے لیکن ان امتوں نے الٰہی ہدایات کو پس پشت ڈال کر ان اعمال کا ارتکاب شروع کر دیا جو شیطان نے انہیں خوبصورت کر کے دکھلائے پس آج یعنی اس زمانہ میں وہ پوری طرح ان پر مسلط ہوا ہوا ہے اور وہ ان گندے اعمال کی وجہ سے دردناک عذاب کے مستحق بن چکے ہیں تو ایسے وقت میں بجز الٰہی ہدایت کے اور کوئی طریق کارگر نہیں ہو سکتا اس لئے خدا کو نیا مامور بھیجنا پڑتا ہے اور وہ مامور شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول ہوتا ہے۔ اگر نئی ہدایت کی ضرورت ہو ورنہ وہ مجدد ہوتا ہے اگر پہلے نبی کی لائی ہوئی ہدایت میں مخلوق کی اصلاح کا سامان موجود ہو صرف مجدد کو ان سامانوں کی طرف راہنمائی کر دی جاتی ہے بہر حال ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی ہو خدا کی طرف سے بھیجی ہوئی ہدایت ہی ایسے وقت میں دنیا کو قعر ضلالت سے نکالنے میں کامیاب ہو سکتی ہے دوسرے لوگوں کی کوششیں اس غرض کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتیں خواہ وہ لوگ ظاہری علماء ہوں یا باطنی بادشاہ ہوں یا امراء اخبار نویس ہوں یا واعظین ان کی تدابیر کے لئے ناکامی ہی ایسے وقت میں مقدر ہوتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں انسان کی گراوٹ اور شیطان کے تسلط میں آ جانے کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم قلنا اھبطوا منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون والذین کفروا و کذبوا بآیاتنا اولٰئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون۔ البقرۃ ع۴۔

یعنی انسانوں میں سے وہ انسان جو خدا کے نزدیک رسالت کے مقام پر کھڑا کئے جانے کا۔۔۔ اہل ہوتا ہے وہ اپنے ربّ سے کلمات ہدایت حاصل کرتا ہے کیونکہ خدا اس کی طرف اپنی رحمت کے ساتھ راہ راست اور دوسری کی طرف اس کے واسطہ سے متوجہ ہوتا ہے کیونکہ وہ یقیناً بار بار مخلوق کی طرف رجوع برحمت کرنے والا اور اس رحمت سے فائدہ اُٹھانے والوں پر اپنے انعام و اکرام کی بارش اتارنے والا ہے پس ہم نے اس مامور کے ذریعہ لوگوں کو کہا کہ ان کلمات کے ذریعہ جو ہم نے اپنے اس بندہ کو سکھلائے ہیں اپنی حالت پستی کو حالت بلندی سے بدل لو کیونکہ اس کے لئے یہی ایک ذریعہ ہے اھبطوا کا یہاں یہی مفہوم ہے اور یاد رکھو جب یہ حالت پستی تم میں پیدا ہو گی میری طرف سے ضرور ہدایت آتی رہے گی جو میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا وہی خوف و حزن سے نجات حاصل کریگا اس کے مکذب اور منکر دوزخ میں ہی جلتے رہیں گے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

مسیح اور مہدی کے ظہور سے قبل زمانہ کی حالت کا نقشہ

پس جبکہ ماموزین الٰہی کی آمد کے متعلق قرآنی اصول یہ ہے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم دیکھیں کہ کیا مسیح اور مہدی کی آمد کے متعلق احادیث میں دنیا کی حالت

www.aaiil.org

کا ایسا ہی نقشہ پیش کیا گیا ہے یا نہیں اور اس نقشہ کے پورا ہو جانے پر ہی کیا مدعی مسیحیت اور مہدویت ظاہر ہوا ہے یا اس سے قبل ہی اس نے دعوے کر دیا ہے اور کیا ظاہر ہو کر اس نے فی الحقیقت اس نقشہ کو حسب قرآنی آیات بدل بھی دیا ہے یا نہیں۔ اگر کسی مدعی کے وقت میں دنیا کی روحانی حالت کی گراوٹ کا وہی نقشہ جو قرآن کریم اور احادیث میں پیش کیا گیا ہے اور اس نے اسے بدل کر انسانوں کو زمینی سے آسمانی بنا دیا ہے تو پھر تو اس کے راستباز ہونے میں کوئی شبہ ہی پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے منکرین اور مکذبین کیلئے بعینہٖ وعید الٰہی سے ڈرنے کا مقام ہے جو سورۃ البقرہ کی پیش کردہ آیت میں وارد ہوئی ہے اور اگر وہ بے ضرورت آیا ہے تو اس کے دعوے کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی پیدا نہیں ہوتی۔

احادیث میں مسیح اور مہدی کے زمانۂ ظہور کا نقشہ اور فتنوں کی کثرت

قرآن کریم میں تو اصولی طور پر مامورین کی آمد کے زمانہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے لیکن احادیث میں مسیح اور مہدی کی آمد کے متعلق ان حالات کا صاف الفاظ میں ذکر ہے جن حالات میں اس کا ظہور ہوگا۔ حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۶۴ پر درج ہے:-

"آخری زمانہ میں فتنے و فساد بہت ہونگے ایک فتنہ احلاس ہے ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ میرے بعد بہت سے فتنے ہوں گے ان میں سے ایک فتنہ احلاس ہے شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ احلاس حلس کی جمع ہے اور حلس اس فرش کو کہتے ہیں جو دوسرے فرشوں کے نیچے بچھایا جاتا ہے اور اٹھایا نہیں جاتا مراد اس سے یہ ہے کہ اس فتنہ کا زمانہ طویل ہوگا اس کے بعد اور بھی بہت سے فتنے ہیں جو سخت تر ہوں گے ایک فتنہ ایسا ہوگا لوگ کہیں گے کہ ختم ہو گیا ہے مگر پھر لوٹ آئے گا ایک گھر بھی ایسا نہیں ہوگا جس میں وہ داخل نہ ہوا اور کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس سے تنگ نہیں پڑ جائے گا اس وقت میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا" (جو انہیں دور کرے گا)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مہدی کے ظہور سے قبل مختلف انواع کے فتنوں سے عام لوگوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً دوچار ہونا پڑے گا اور بعض قصیر المدۃ اور بعض طویل المدۃ ہوں گے یہاں تک کہ لوگ تنگ پڑ جائیں گے اور کوئی گھر بھی اس کے اثر بد سے محفوظ نہیں رہے گا۔

پھر صفحہ ۳۲۵ پر ایک حدیث نقل کی ہے جس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"اگر مدت دنیا میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا اسے دراز کر دے گا۔ یہاں تک کہ وہ شخص پیدا ہو جس کی امت آرزو کر رہی ہوگی لیکن اس سے قبل فتنے ہیں بدترین فتن ان کا اثر یہ ہوگا کہ ایک مومن شخص ایمان کی حالت میں شام کرے گا تو صبح وہ کافر ہونے کی حالت میں کرے گا اور اسی طرح اگر وہ صبح مومن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا۔"

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اس کا باعث وسوسہ اندازی ہوگا۔ حدیث مندرجہ بھی پہلی حدیث کی طرح خدا کے مامور مہدی کے ظہور سے قبل زمانہ کی حالت بدترین بتلا رہی ہے اور ایسی ہی حالت مامور کو لانے کا موجب ہوتی ہے۔

پھر عوف بن مالک کی روایت سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا:-

"کہ فتنہ پیدا ہوگا جو غبار خیز و تیرہ و تاریک ہوگا اس کے بعد پے در پے فتنے ایک دوسرے کے پیچھے آئیں گے یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو مہدی کے لقب سے ملقب ہوگا۔"

فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ ہے کہ آسمان میں ظلمت ظاہر ہوگی آسمان سے مراد آسمانی علوم ہیں۔ کیونکہ ان کے عالمین دنیا سے اٹھ جاتے ہیں اور صرف نام کے علماء رہ جاتے ہیں جن کو حقیقی طور پر آسمانی علوم سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔

صفحہ ۳۴۵ پر حدیث درج ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ظہور سے قبل عالم میں دخان کی مانند تاریکی پھیل جائے گی اس کے ظہور کے بعد وہ دور ہوگی۔

پھر صفحہ ۱۴۲ پر حدیث درج ہے جس میں خصوصیت سے مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ لکھا ہے:-

"مسلمانوں پر اس قدر تاریکی چھائی ہوئی ہوگی کہ کوئی شخص بھی اس تاریکی میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو (...) نہیں دیکھ سکے گا عیسیٰ آئے گا اور ان کی آنکھوں سے اس تاریکی کو دور کرے گا۔"

گویا تاریکی کے کشف ہونے کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور یہی معنی بخاری کی حدیث کے ہیں کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم یعنی نزول عیسیٰ کے وقت مسلمان روحانی طور پر ناگفتہ بہ حالت میں مبتلا ہوں گے اور عیسیٰ بحیثیت ان کے امام یعنی قابل اقتدا ہستی کے ظاہر ہو کر انہیں اس گری ہوئی حالت سے نکالے گا جیسا کہ قرآنی آیات کا منشا اوپر درج کیا جا چکا ہے۔

خلاصۂ احادیث

احادیث مندرجہ بالا سے واضح ہو رہا ہے کہ مسیح اور مہدی کے آنے کا وقت وہی ہے جس کا نقشہ قرآنی آیات میں کھینچا گیا ہے فتنے اس قدر شدید ہونگے کہ ایمان کا سلامت رکھنا نہایت ہی مشکل ہوگا، وسوسہ اندازی اس قدر پر زور اور شدید الاثر ہوگی کہ صبح مومن تو شام اس وسوسہ اندازی کا شکار ہو کر انسان کافر بن جائے گا اور شام مومن تو صبح اس کے بد اثر سے کافر ہوگا اور شدید ظلمت نے انسانوں کو ایسے مکمل گھیرے میں لیا ہوا ہوگا کہ اس سے نکلنے کی کوئی راہ انہیں نظر نہیں آئے گی مسلمان جن کو قرآن کریم میں شہداء علی الناس قرار دیا گیا ہے وہ بھی ظلمات کی لپیٹ میں آئے ہوئے ہوں گے اور بجائے دوسروں کے رہنما بننے کے ان کے لئے برا نمونہ پیش کرتے ہوں گے۔

انشاء اللہ بتوفیق الٰہی ...... آئندہ قسط میں بتلایا جائے گا کہ کیا فی الحقیقت حضرت مرزا صاحب کے دعوئے مسیحیت و مہدویت کے وقت زمانہ کی یہی حالت تھی یا نہیں جس کا نقشہ احادیث میں کھینچا گیا ہے اور کیا انہوں نے مسلمانوں کی آنکھوں سے اس تاریکی کو دور کیا یا نہیں جس نے انکی آنکھوں کو دیکھنے سے معذور کرا دیا ہوا تھا اسی طرح قرآن کریم اور احادیث نبوی میں دیگر وارد شدہ علامات کا بھی ذکر کیا جائے گا وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

دجال کا ذکر کرتے ہوئے اسی کتاب کے صفحہ ۳۸۸ پر یہ حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالےٰ عیسیٰ کو دجال کی طرف بھیجے گا اور وہ اسے قتل کر دے گا پس دجال رسوا ہو کر خائب و خاسر ہو جائے گا یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ مسیح کے ظہور سے قبل جس قدر بھی دجال ہوں گے خواہ وہ دجال معہود ہو یا امت میں ظاہر ہونے والے دجالوں میں سے کوئی دجال ہو ان کا قتل یعنی ان کے باطل کا باطل ثابت ہونا مسیح کے ہاتھ پر ہوگا اور ایسی احادیث بھی نقل کی جا چکی ہیں جن سے ثابت ہے کہ یہ قتل مہدی کے ہاتھ سے ہوگا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص کے دو مختلف حیثیتوں سے دو مختلف لقب ہیں اب یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ باب اور بہاء اللہ کے دعاوی کا طلسم بھی ٹوٹا اور دجال معہود کو بھی شکست فاش نصیب ہوئی اور وہ رسوائی اسے حاصل ہوئی کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی تھی قتل کے بعد حدیث میں اس کی رسوائی کا ذکر بتلاتا ہے کہ قتل سے مراد ظاہری قتل نہیں بلکہ ناکامی و نامرادی ہی مراد ہے۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۰۵ پر یہ حدیث درج ہے کہ دجال کا ظہور اس وقت ہوگا جبکہ دینی علم میں زوال آگیا ہوگا اور دین کو معمولی چیز سمجھا جاتا ہوگا اور روئے زمین پر ایک بھی نہ ہوگا جو اس پر اتمام حجت کر سکے۔ (اتمام حجت کے الفاظ صاف دلالت کر

ہیں کہ قتل سے ظاہری قتل نہیں بلکہ اتمام حجت کے ذریعہ سے شکست دینا اور ذلیل کرنا مراد ہے ایک دوسری حدیث میں جو اسی کتاب کے صفحہ ٢١٠ پر درج ہے حضرت نبی کریم صلعم کا یہ قول بھی درج ہے کہ دجّال کا ظہور اگر میری موجودگی میں ہوا تو میں تمہاری طرف سے اس کا مقابلہ حجج و براہین سے کروں گا اس سے بھی قتل کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے)

پھر اسی صفحہ پر حضرت رسول اکرم صلعم کے یہ الفاظ بھی درج ہیں اللہ خلیفتی علیٰ کل مسلم یعنی وہ کام جو میں نے ظہور دجال کے وقت کرنا ہے اور جس ذریعہ سے مسلمانوں کو اس کے فتنہ سے بچانا ہے میری عدم موجودگی میں وہ کام میری طرف سے اللہ تعالیٰ کرے گا اور وہ ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ ہی اختیار کرے گا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود تو دنیا میں نہیں آیا کرتا بلکہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرنے کے لئے وہ کسی انسان کو ہی منتخب کرتا ہے اور اس کو اپنی ماموریت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اسے وہ علم عطا کرتا ہے جس سے باطل کے پرخچے اُڑا دیتا ہے اور اسے ایسے روحانی حربہ سے مسلح کر کے بھیجتا ہے جس کی ضرب کاری سے باطل کا سر اس حد تک کچلا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ سر اٹھانے کی طاقت سے محروم ہو جاتا ہے

[illegible] سے حضرت مرزا صاحب سے وقوع پذیر ہوا ہے اور ساری دنیا کے سامنے ہے اس حربہ نے پادریوں کا بھی کام تمام کر دیا اُن میں سے کوئی بھی روحانی مقابلہ کے لئے نہ اُٹھا جس کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی طرف سے بار بار چیلنج دیا گیا اور دجال معہود یعنی عیسائی قوم کا بھی ناطقہ ایسا بند کیا کہ انہوں نے اپنے مشنریوں کو ہدایت کر دی کہ احمدیوں کے ساتھ مباحثات بالکل بند کر دیئے جائیں بلکہ ان سے دینی مسائل پر گفتگو [illegible] کی جائے۔

یہ حدیث کنز العمال جلد ہفتم کے صفحہ ١٩٧ پر بھی درج ہے۔

پھر کنز العمال کی اسی جلد کے صفحہ ١٩٨ پر حضرت نبی کریم صلعم کے یہ الفاظ موجود ہیں ثم یجیء عیسی ابن مریم من قبل المغرب مصدقا بمحمد (صلعم) و علیٰ ملتہ فیقتل الدجال ثم انما ھو قیام الساعۃ یعنی پھر عیسی بن مریم آئے گا مغرب کی طرف سے محمد صلعم کے مصدق کی حیثیت سے اور آپ کے لائے ہوئے دین کا پیرو ہونے کی حیثیت سے اور وہ دجال کو قتل کرے گا دجال خواہ معہود ہو یا امت میں ظاہر ہونے والے رجالوں میں کوئی دجال ہو) پھر قیام الساعۃ ہو گی۔

دوسری احادیث سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ مسیح کا ظہور مشرق میں ہو گا اور اس حدیث میں مغرب لکھا ہے بظاہر ان میں تضاد نظر آتا ہے لیکن حقیقتاً کوئی تضاد نہیں کیونکہ یہ احادیث کشفی رنگ رکھتی ہیں اور کشف میں مغرب کی تعبیر یہ ہے کہ ارتداد کا زور، فسق و فجور میں لوگوں کا مبتلا ہونا جبر کے ذریعہ لوگوں کو ایمان سے روگردان کرنا، قوت کا غلبہ قوم کا جزع فزع کا شکار ہونا اس تعبیر سے ظاہر ہے کہ مغرب یہاں ظرف مکان نہیں بلکہ ظرف زمان واقع ہوا ہے۔ اس حدیث میں گویا سچے اور حقیقی مسیح کی آمد کی یہ علامات بتلائی ہیں کہ (١) مسلمان مرتد ہو رہے ہوں گے چنانچہ حضرت مرزا صاحب کی آمد سے قبل مسلمان دھڑا دھڑ عیسائی ہو رہے تھے (٢) فسق و فجور کا ارتکاب کثرت سے ہو گا یہ ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں جبر سے کام لیا جا رہا ہو گا گو تلوار کا جبر نہ تھا لیکن روزگار کا لالچ دینے اور دوسرے دنیاوی فوائد پہنچانے کے ذریعہ یہ کام کیا جا رہا تھا اور یہ بھی جبر کی مد میں ہی آتا ہے۔

مخالفین اسلام کا حملہ اسلام پر اس قدر شدید تھا اور مسلمانوں کی کمزوری اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ اسلام کی ہستی ہی خطرہ میں پڑ گئی تھی اور اس کے مٹ جانے کا خوف پیدا ہو گیا تھا اسی خطرہ کی طرف سورہ نور کی آیت استخلاف کے مندرجہ ذیل الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے:- ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعنی حضرت نبی کریم صلعم کا خلیفہ مسلمانوں کی حالت خوف کو امن سے بدل دے گا جیسا کہ حضرت مرزا صاحب سے ظہور میں آیا۔ مسلمان دین اور علماء دین کی اس کمزور حالت کو دیکھ کر سخت گھبراہٹ میں مبتلا تھے حتیٰ کہ حضرت مرزا صاحب نے تشریف لا کر ان کی اس گھبراہٹ کو دُور کیا اور آیت کے الفاظ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم کے ماتحت دین کو وہ طاقت عطا کی کہ جس سے اُن کے دل خوش ہو گئے اور دین کی سچائی اور اس کے غلبہ پر از سر نو پختہ ایمان اُن کے دلوں میں پیدا ہو گیا۔ پس حدیث میں مغرب کے لفظ میں مسلمانوں کی اس حالت کا صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے جو سچے مسیح کی آمد کے وقت نظر آتا تھا۔

پھر حدیث میں سچے مسیح کی یہ علامت بھی بتلائی گئی ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کے دین کا پیرو ہو گا اور اسی کی سچائی کا پرچار کرے گا (نہ کہ آنحضور صلعم کے دین کو منسوخ کر کے نئے دین کی بنیاد رکھے گا) اور دشمنانِ اسلام کی ایسی کمر توڑ دے گا کہ قیام الساعۃ تک وہ اُٹھ نہیں سکیں گے، دن بدن اُن کی کمزوریاں واضح ہوتی جائیں گی جو ان میں اُٹھنے کی سکت کو کم کرتی جائیں گی جیسا کہ جماعت احمدیہ کی اشاعت اسلام کی کوششوں سے رونما ہو رہا ہے۔

فتنوں کے ذکر کے ساتھ ان کا علاج بھی مذکور ہے اگر احادیث میں آمد مسیح سے قبل فتنوں کا ذکر کیا گیا ہے تو ساتھ ہی ان سے محفوظ رہنے کا علاج بھی بتلا دیا گیا ہے اور وہ علاج سچے مسیح کے ظہور کی شکل میں خدا کی طرف سے مسلمانوں کو عطا ہونا تھا جو ہو گیا اب یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ اس سے فائدہ اُٹھائیں یا اس سے لاپرواہی سے کام لیں۔

ڈچ گیانا (جنوبی امریکہ) میں تبلیغی سرگرمیاں

(عبد الرحیم جگو صاحب)

مکرم محترم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اپنی رپورٹ میں یہاں کی خبریں تو میں بھیجتا ہی رہتا ہوں۔ مگر پچھلے دنوں کی خبریں کچھ تاخیر سے روانہ ہو سکیں جو ذیل میں درج ہیں:۔

جنوبی امریکہ سرینام کے مسلمانوں کے متعلق خبریں یہ ہیں کہ دو ہفتہ سے یہاں ایک اہل سنت والجماعت کے مولوی فضل الرحمن انصاری آئے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب موصوف کو پہلے برٹش گیانا کی سنت والجماعت کی طرف سے دعوت دی گئی تھی تاکہ وہاں پر میرے کاموں کو جو میں نے کئی مرتبہ تبلیغ کر کے بنایا تھا اور جو احمدی اس وقت وہاں ہو گئے ہیں اور دن بدن کثرت سے پھیلتے جا رہے ہیں انہیں آ کر برباد کر دے۔ یہ مقصد ان لوگوں کا تھا۔ لیکن بات یہ ہو گئی کہ جب کسی فرقہ کا خود اپنا معاملہ کمزور ہو تو دوسرے کا کیا بگاڑ سکتا ہے وہ خود برباد ہو جاتے ہیں۔ وہاں آپس میں اختلاف کر کے خود دو گروہ ہو گئے ہیں، اور یہی حالت ان کی سرینام میں بھی ہو گئی ہے بلکہ یہاں تو سنت والجماعت کے پانچ گروہ علیحدہ علیحدہ عقیدہ رکھنے والے ہو گئے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کی تعلیم صحیح ہے آخر جو وہ کہتے ہیں اور کرتے ہیں وہی ہم بھی اب کرتے ہیں۔ پس جب برٹش گیانا میں مولوی موصوف ناکام ہوا تو سرینام آیا اور یہیں مربیانہ کا کام جاری کیا۔ بات تو کچھ پہلے ہی سے عورتوں کے مسجد جانے اور جوتے سے جنازہ وغیرہ پڑھنے کے متعلق چلتی ہی تھی، اب وہی سوال خود مولوی صاحب سے کیا گیا کہ احمدی تو ایسا کہتے ہیں سنت والجماعت کی کیا رائے ہے۔ اس نے اس کا جواب یہ دیا کہ عورتوں کے مسجد جانے میں کوئی گناہ نہیں، وہ باقاعدہ جا سکتی ہیں۔ جنازہ جوتے کے ساتھ ہو سکتا ہے اور وہ قبرستان جا سکتی ہیں اور اسی قسم کے دیگر نہایت سے مسئلوں کو اس طرح بتایا جس طرح کہ احمدی صاحبان بتاتے ہیں۔ اس پر خود اہل سنت والجماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا جس میں سے ایک گروہ نے خود مولوی موصوف کو بحث کے لئے چیلنج کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اب تو میرا گروہ ناراض ہے تو اس نے فوراً پہلو بدلا اور انہیں خوش کرنے کے لئے احمدیوں کو اور مرزا صاحب کو بد اور لادین کہنے لگا۔ اس پر ہماری انجمن نے خاموش بیٹھنا مناسب نہ سمجھا اور ہم نے سب دو بڑی میٹنگیں بلائیں جن میں حضرت مسیح موعود، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مستورات کے مسائل اور دیگر مختلف مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ مولوی فضل الرحمن صاحب انصاری کی خدمت میں بھی ایک خط لکھا گیا اور انہیں نہایت احترام کے ساتھ بلایا گیا تاکہ وہ آ کر سنیں کہ

(باقی بر صفحہ [illegible])

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے انکے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ رنومبر ۱۹۶۰ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے اگر ۵ رنومبر ۱۹۶۰ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۴ رنومبر ۱۹۶۰ء کو انکے نام کا وی پی پی ارسال کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو اُن کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول نشان بصورت دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۷۲	6/-/1-	۲۰۴۷	6/-/1-
۸۲	6/-/1-	۲۰۵۸	6/-/1-
۹۳	6/-/1-	۲۰۵۹	6/-/1-
۱۰۰	6/-/1-	۲۱۱۵	6/-/1-
۱۹۶	6/-/1-	۲۱۲۷	6/-/1-
۲۳۱	6/-/1-	۲۱۲۸	6/-/1-
۲۸۲	6/-/1-	۲۱۳۲	6/-/1-
۲۸۳	6/-/1-	۲۱۴۲	6/-/1-
۲۹۱	6/-/1-	۲۱۴۷	6/-/1-
۳۰۹	6/-/1-	۲۱۴۸	6/-/1-
۳۲۷	12/-/1-	۲۱۶۴	6/-/1-
۳۶۴	6/-/1-	۲۱۶۵	6/-/1-
۳۸۴	6/-/1-	۲۱۶۷	6/-/1-
۳۹۹	6/-/1-	۲۱۷۲	6/-/1-
۴۸۱	6/-/1-	۲۱۷۳	6/-/1-
۵۱۲	6/-/1-	۲۱۷۴	6/-/1-
۹۲۲	6/-/1-	۲۱۷۷	6/-/1-
۹۳۳	6/-/1-	۲۱۸۰	6/-/1-
۱۰۴۳	6/-/1-	۲۱۸۲	6/-/1-
۱۰۴۸	6/-/1-	۲۱۸۷	6/-/1-
۱۰۶۵	6/-/1-	مستثنیٰ	
۲۰۰۷	6/-/1-	۳۰	4/-/1-
۲۰۳۸			
۳۹	6/-/1-	۳۵۲	12/-/1-
۴۴	4/-/1-	۳۵۴	12/-/1-
۲۰۳	12/-/1-	۴۱۲	6/-/1-
- - -	- - -	۴۱۷	3/-/1-

دوکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ ۶)

کے دلوں میں جو الجھن پیدا ہوتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات وہ ایک نبی اور ولی کے منصب میں تمیز نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں بائیبل میں نبی کا لفظ ایسے طور پر استعمال ہوا ہے جس میں نبی اور ولی کے درمیان کوئی امتیاز نہیں پایا جاتا۔ قرآن کے رو سے نبوت ایک موہبت ہے، کسب نہیں، اور جو شخص اس موہبت الٰہی سے مخصوص کیا جاتا ہے وہ شروع ہی سے حفاظت الٰہی میں ہوتا ہے۔ اس طرح روحانی اور اخلاقی پاکیزگی نبی کی فطرت میں ودیعت ہوتی ہے، اگرچہ دوسرے لوگ بھی نبی کی متابعت سے ایسی پاکیزگی حاصل کر سکتے ہیں اس کے علاوہ رابعہ بصری رح کی یہ دعا روحانی تکبر کا نتیجہ نہیں، ایسی حالت میں کہ اسلام میں عبادت کے معنے ہیں بڑی عاجزی اور خضوع اور کامل فرمانبرداری کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرنا اور اس کے حکموں کو بجا لانا جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض و غایت ہے۔ یہ عین مناسب ہے کہ ایک شخص اپنے زہد کو اس حد تک پہنچا دے کہ اس کی عبادت صرف خدا ہی کے لئے ہو، اور کسی قسم کی کوئی امید یا خوف اس کے ساتھ نہ ہو۔

صدر کانفرنس کا خط

ریورنڈ ایل اے گرارڈ صدر کانفرنس کی طرف سے حسب ذیل خط شیخ محمد طفیل صاحب کے نام موصول ہوا ہے :-

"میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے اسلامک ریویو جس میں آکسفورڈ کانفرنس کا حال لکھا گیا ہے میرے نام بھیجا ہے میں نے اسے بڑی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا، بالخصوص کانفرنس پر میرے تبصرہ پر جو ریمارکس آپ نے دیئے ہیں۔ کانفرنس میں آپ سے ملاقات میرے لئے لطف و کرم کا موجب ہوئی، اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا وہاں تمام وقت رہنا خاص طور پر فائدہ کا موجب تھا"

قبول اسلام

مندرجہ ذیل اصحاب ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ اسلام میں داخل ہوئے :-

(۱) مس مریہ گیبرل (جرمن)

(۲) مسٹر حامد سیف اللہ بروِن (ڈچ)

(۳) کمارسیلینا شیر بانو علی خان (اطالوی)

(۴) مسٹر سیتل کمار بھٹہ چاریہ (عبدالحلیم) (ہندوستانی)

نکاح

مندرجہ ذیل احباب کا نکاح امام صاحب شاہجہان مسجد نے پڑھا۔

مسٹر دلنواز خان (پاکستان) اور مس ہیلگا اوسٹر ٹاگ (جرمن)

مسٹر اشفاق خان شیروانی (پاکستان) اور مس مارگریٹ لیلی (برٹش)

تدفین

(۱) مس حمید وٹی [illegible] (ترکی) کی تدفین ۹ رفروری ۱۹۶۰ء کو بروک وڈ قبرستان میں کی گئی۔

(۲) مسٹر ڈاکٹر سعید محمدی کی تدفین [illegible] ہوئی۔

ضرورت رشتہ وملازمت

(۱) میرا ایک لڑکا جو کہ مڈل پاس عمر ۲۶ سال موٹر ڈرائیور بمشاہرہ یک صد پچیس (-/125) روپیہ ملازم ہے۔ اس کے لئے ایک رشتہ کی ضرورت ہے لڑکی دیندار امور خانہ داری سے واقف ہو اور احمدیت کے ساتھ مخلصانہ تعلق رکھتی ہو ذات پات کی کوئی قید نہیں ہے۔

(۲) میرا دوسرا لڑکا میٹرک بہ یکنڈ ڈویژن پاس ہے نیک چلن، دیانتدار اور ذہین ہے، اگر کوئی مخلص دوست اس کی ملازمت کا کسی اچھی جگہ بندوبست فرما دیں تو نہایت غریب پروری ہوگی، اور اللہ تعالےٰ سے بہت بڑا اجر پائیں گے۔ خط و کتابت اس پتہ پر کی جائے۔

م۔ ص۔ معرفت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

ڈچ گیانا میں تبلیغی سرگرمیاں (از صفحہ ۹)

ان مسئلوں کی بنا پر خود اُن سے لوگ اختلاف کرتے ہیں حقیقت اور صداقت کیا ہے اور خود اُن سے سوال کرنے کا خیال بھی تھا کہ چند ایک اختلافی مسائل میں اُن کی رائے کیا ہے۔ کیونکہ یہاں کے اہل سنت و الجماعت جو انہیں پیر مانتے ہیں وہ خود ان کی زبانی فیصلہ سن لیں۔ مگر اس نے بہت چالاکی سے کام لیا اور نہیں آیا۔ کسی علاقہ میں اپنی تقریر کے درمیان سندھ ڈرامہ کے دیوتاؤں کو بدنام کیا اور جب سندھ لوگ سوال کے لئے کھڑے ہو گئے تو جواب دینے سے انکار کر گیا۔ اس پر ایک ہنگامہ پیدا ہو گیا تمام سندھ اور مسلم بگڑ گئے آخر مولوی موصوف اور اُن کے دوست سب اس مجلس سے بھاگ نکلے اور وہ دوسرے دن ہوائی جہاز سے فرار ہو گیا۔ ہماری انجمن کی طرف سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ آؤ ہم سب ایک آزاد مقام پر بیٹھ کر اختلافی مسائل کو حل کر ڈالیں لیکن اس پر تو وہ بھی ڈر گیا اور کوئی جواب تک نہ بھیجا آخر چلا ہی گیا۔

میرا تبلیغی دورہ جاری ہے۔ ابھی حال ہی میں جاوی

www.aaiil.org

مکتوب انگلینڈ (بسلسلہ صفحہ ۴)

بلکہ تمثیل کے طور پر بھی لے سکتے ہیں جس پر خاکسار نے عرض کی کہ اگر آپ ایسا کریں تو پھر موروثی گناہ باقی نہیں رہ سکتا اور پھر کفارہ وغیرہ کی ضرورت بھی باقی نہیں رہے گی۔ اس موقعہ پر مکرم ڈاکٹر دی یونگ۔ انگلینڈ لاسنڈرپ ریڈر پروفیسر ہوئے کا اس بھی موجود تھے ہمارے نومسلم دوست حبیب اللہ کرل نے بہت عالمانہ سوالات کئے پادری صاحبان بہت حیران ہو گئے کہ ہمارے نومسلم دوست

اسی طرح ان پر سوالات وغیرہ کرتے رہے۔ پونے گیارہ بجے تک مجلس جاری رہی۔ آئندہ جمعہ کے روز ہمارا اس پادری صاحب کے ساتھ "ہم خدا کا کلام کہاں پاتے ہیں" کے موضوع پر پبلک تبادلہ خیالات ہوگا۔ انشاء اللہ

ہم ماہانہ پرچہ باقاعدہ نکالتے رہے ہیں جولائی کے پرچہ کے بعد اب تک تین اور پرچے نکالے ہیں۔ ان پرچوں میں ہمارے نومسلم دوست بڑے شوق سے مضامین لکھتے ہیں۔ ... میں ... ماہانہ پرچہ کی تشہیر کر رہے ہیں ... ہم پچاس کے قریب پرچے وہاں بھجوا رہے ہیں۔ امید ہے کہ محترم میاں فضل احمد صاحب سیکرٹری میاں محمد ٹرسٹ کی جدوجہد کے نتیجہ میں عنقریب ہمارا پرچہ چھپ کر بڑی تعداد میں شائع ہونا شروع ہو جائے گا انشاء اللہ۔ احباب کرام دعا فرماتے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں کام کرنے کی توفیق بخشے اور ہماری مساعی کو بابرکت بنائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

غلام احمد بشیر

پیغام صلح ۲۶ اپریل سنہ ۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۳۰۱۸ شمارہ نمبر ۱۸
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱/۸ ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ حیدرآباد دکن (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

پیغام صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوزؔ

فی پرچہ دو آنے
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۱ جمادی الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۳

ہر وقت اور ہر لحظہ تمہیں خدا کا خوف رہنا چاہئے

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۵ اپریل ۱۹۰۲ء شام کے وقت چند احباب بیعت کیلئے جمع ہوئے۔ حضرت مسیح موعود نے انکی بیعت لیکر بعد ازاں انکو خطاب کرکے کل جماعت کو ذیل کی ہدایت فرمائی:- "استغفار کرتے رہو اور موت کو ہر وقت یاد رکھو۔ موت سے بڑھکر اور کوئی چیز بیدار کرنیوالی نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل نازل کرتا ہے۔ جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ اسکے پہلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور پھر اُس وقت سے بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر ایک انسان کسی دوسرے انسان کا ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ شخص ساری عمر اس سے کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی اُسے معاف کر دینے کا بھی اقرار کرے تاہم پھر بھی جب اسے موقعہ ملتا ہے۔ تو وہ اپنے کینہ اور عداوت کا اظہار کر ہی دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کمال رحیم و کریم ہے کہ جب ایک بندہ سچے دل سے اُسکی طرف آتا ہے تو وہ رجوع برحمت ہو کر اسکے سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اُس پر اپنا فضل نازل فرماتا ہے اور سابقہ گناہوں کی سزا سے درگذر کرتا ہے۔ اسلئے تم بھی اب یہاں سے ایسے ہو کر جاؤ۔ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نمازوں کو سنوار کر پڑھو۔ جو اللہ تعالیٰ یہاں ہے وہ وہاں بھی ہے پس یہ نہ ہو کہ جبتک تم یہاں رہو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو، اور جونہی اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف و نڈر ہو جاؤ۔ نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر لحظہ تمہیں خدا کا خوف رہنا چاہیئے ہر ایک کام کرنے سے پہلے خوب سوچ لو۔ اور دیکھ لو کہ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض۔"

(ملفوظات احمدیہ جلد سوم صفحہ ۱۲۰)

ذخائر مسرت کے موتی

ابن مسعود رض۔ لقد هممت ان آمر رجلا يصلي بالناس ثم احرق على رجال يتخلفون عن الجمعة بيوتهم (مسلم بحوالہ مشارق الانوار)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ارادہ کیا ہے کہ حکم کر دوں کسی مرد کو کہ لوگوں کو جماعت کی نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھر جلا دوں جو جمعہ کی نماز میں نہیں آتے۔

نوٹ:- جمعہ کی نماز میں گونا گوں فوائد ہیں۔ یہ ایک چھوٹے پیمانہ پر سوشل اجتماع ہے۔ لوگ مختلف مقامات سے آکر جمع ہوتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے سے آٹھویں دن ملنے کا موقعہ ملتا ہے۔ ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت حاصل ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے ہمدردی کا موقع ملتا ہے۔ اسلام نے اجتماعی زندگی پر زور دیا ہے۔ مسلم میں ابوموسیٰ رض سے روایت ہے کہ جمعہ میں ایک ساعت ہے جس میں دعا قبول ہو جاتی ہے وہ ساعت امام صاحب کے منبر پر بیٹھنے سے نماز ختم ہونے تک ہے۔

[illegible] سلام رض سے قوی روایت ہے کہ وہ ساعت جمعہ کی آخری ساعت ہے جب آفتاب ڈوبنے لگے اس کی تفصیل صراط المستقیم شرح سفر السعادت میں ہے۔

بہرحال جمعہ میں دینی اور دنیوی برکات ہیں ۔۔

(۱) مشتری خواہی کہ از وے زر بری
بر زحل کے باشد اے جان مشتری

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۶ر نومبر ۱۹۶۰ء

ختم نبوّت اور مولانا مودودی

معاصر ایشیا (۲۱ر اکتوبر ۱۹۶۰ء) میں مولانا مودودی کے درس قرآن میں سے سورہ یٰسین کے رکوع ۱-۲ کی تفسیر شائع ہوئی ہے، جس میں "ختم نبوّت" کے عنوان سے اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے :—

"یہاں ایک معیار بیان کیا گیا ہے کہ کسی نبی کو کن اصولوں پر جانچنا چاہیئے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا ہے۔ اس وقت یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ لوگ نبوّت کا دعوےٰ کرنیوالوں کو کس طرح پرکھیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی کو جانچنے اور پرکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نبیوں کی پوزیشن یہ ہوتی ہے کہ اگر سچے کو نہ مانیں تو کافر اور اگر جھوٹے کو مان لیں تو کافر۔ یہ مسئلہ بڑا نازک ہے، اس حقیقت کو سامنے رکھ کر غور کیجئے۔ کہ قرآن مجید بار بار یہ بات لاکر رکھتا ہے کہ ایمان کا مدار نبی کے ماننے پر ہے، دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا انا خاتم النبیون اور لا نبی بعدی یعنی میرے ساتھ نبی ختم کر دیئے گئے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، اب اگر کوئی شخص کتنی ہی تاویل کرے مگر اس کو یہ تو ماننا پڑے گا کہ خدا و رسول نے جو کچھ فرمایا اس کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ نبوّت کا سلسلہ ختم ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا پھر اُمت آج تک یہی معنے لیتی چلی آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ہزار میں سے ۹۹۹ مسلمان اسی معنے میں ختم نبوّت کے قائل ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا اللہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ دشمنی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی بنا کر بھیجدے اور اُمت محمدیہ کو جان بوجھ کر خطرے میں ڈال دے۔

"اس کے برعکس ہمارے پاس حجت ہے کہ آپ نے ایک بات ایسی فرمائی تھی جس سے ہم نے یہی نتیجہ نکالا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور پورے اطمینان کے ساتھ ہر مدعی کو رد کریں گے اور قیامت کے روز خدا کے سامنے قرآن رکھدیں گے کہ ہم نے آپ ہی کے اس ارشاد پر عمل کیا تھا۔"

معلوم نہیں مولانا کو اس لمبی چوڑی بحث کی کیا ضرورت پیش آئی، کون مسلمان ہے جو اس بات کا قائل نہیں کہ ایمان کا مدار نبی کے ماننے پر ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوّت کا سلسلہ ختم ہے اور "آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا" سوائے اُن لوگوں کے جو مسیح ناصری کو آسمان پر جسم عنصری زندہ سمجھتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں دوبارہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آئیں گے (اور مولانا مودودی بھی انہیں میں سے ہیں) ویسے تمام مسلمان ختم نبوّت کے وہی معنے کرتے ہیں جو مولانا نے بیان کئے، پس ہم مولانا سے ان کے اپنے ارشاد کے مطابق یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح ناصری کی دوبارہ آمد پر ان کی نبوّت کے بارہ میں آپ کتنی ہی تاویلیں کرلیں مگر آپ کو یہ تو ماننا پڑے گا کہ خدا و رسول نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ نبوّت کا سلسلہ ختم ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا نہ نیا نہ پرانا، ہم آپ ہی کے الفاظ میں پوچھنا چاہتے ہیں "کیا اللہ تعالیٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ دشمنی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پرانے نبی کو بھیجدے اور امت محمدیہ کو جان بوجھ کر خطرے میں ڈال دے؟

وہ حجت تو مولانا نے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرنے کا ذکر کیا ہے کہ "آپ نے ایک بات ایسی فرمائی تھی، جس سے ہم نے یہی نتیجہ نکالا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں" کیا وہ مسیح ناصری کے دوبارہ نزول کو ماننے کی صورت میں جائز سمجھی جائے گی؟ اور اللہ تعالیٰ یہ نہ فرمائیگا کہ میری بات سے یہ نتیجہ نکالنے کے بعد کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا" تم نے مسیح ناصری کی دوبارہ آمد کو کیسے مان لیا؟ مولانا فرماتے ہیں کہ "ہم قیامت کے روز خدا کے سامنے قرآن رکھدیں گے کہ ہم نے آپ ہی کے ارشاد پر عمل کیا تھا" لیکن اگر خدا تعالیٰ نے یہ پوچھ لیا کہ اس قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ مسیح ناصری دوبارہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آئیں گے اور انکو ماننا ضروری ہوگا تو مولانا اس کا کیا جواب دیں گے؟ مولانا تو فرماتے ہیں کہ "ہم ختم نبوّت کے ہوتے ہوئے پورے اطمینان کے ساتھ ہر مدعی کو رد کردیں گے"، کیا مسیح ناصری کی دوبارہ آمد کو بھی؟ اس صورت میں بے شک آپ کی حجت اللہ تعالیٰ کے سامنے صحیح ہوگی، اور آپ صحیح معنوں میں ختم نبوت کو ماننے والے سمجھے جائیں گے، لیکن اگر آپ ختم نبوّت کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک پرانے نبی کی آمد کے قائل ہیں تو نہ خدا کے سامنے آپ کی حجت صحیح ہو سکتی ہے اور نہ قرآن کا پیش کرنا کسی کام آسکتا ہے کیونکہ آپ صحیح معنوں میں ختم نبوت کے ہی قائل نہیں ہیں اور یہ محض آپ کے منہ کی باتیں ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا سلسلہ ختم ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی کا آنا تو آپ خود مانتے ہیں پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا!

مولانا کو اختیار ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اطمینان کے ساتھ ہر مدعی کو رد کریں، (اگرچہ مسیح ناصری کے

بارہ میں ان کا یہ اطمینان زائل ہو
یاد رکھیں کہ جو شخص تجدید
کا اسی طرح قائل ہو جس طرح
سے بڑھ کر کسی بھی نبی یا
اس کے ماننے پر مدار ایمان ... یا بالفاظ دیگر احسن
جزو ایمان نہیں ہو سکتا۔ ہم اسکے دعوے محدثیت کو [illegible]
اور اس نے سمجھا ہو کہ تجدید دین کے کام سے انکار کرنا اور
اس کی تکذیب کرنا اور اسے کافر ٹھہرانا ایک [illegible]
ہے جس کے لئے روز قیامت ابھی قابل مواخذہ ہوگا
کاش وہ اس پر غور کریں اور اپنی بے ڈھنگی پوزیشن کو درست
کرسکے روز قیامت خدا کو منہ دکھانے کے قابل ہو جائیں

خطبہ جمعہ (بقیہ)

کوئی انسان اپنی ایسی کامیابی کی نسبت ... کوئی نہیں
یہ صرف خدا کا ہی ..... کام ہے
اہل لاہور اور احمدیہ جماعت کیلئے ...
لاہور کے لوگوں پر یہ بہت بڑی حجت
انہوں نے مجدد زمان کو دیکھا۔ [illegible] حق
بھرا ہوا کلام سنا۔ اس کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے
ہوئے دیکھا۔ ہماری جماعت پر بھی حجت ہے
نے ایک ایسے امام کو مانا۔ ہے جس کو خدا نے مبعوث
کیا تھا جس کے متعلق جماعت کی دنیا کا ... ہے
تقوے وطہارت اور درستی اخلاق کے سبب
معترف ہیں اور جس سے معجزات صادر ہوئے
جماعت احمدیہ کے دو بڑے مقاصد
آپ پر لازم ہے کہ آپ حضرت مجدد زمان
کے مقاصد کو پورا کریں۔ ان کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے
کہ آپ متقی بن جائیں۔ آپ دوسرے لوگوں ... نظر
آئیں۔ دین و دنیا کے امور میں اعلیٰ ... کے
افعال آپ سے صادر ہوں۔ ... سب سے بڑی
غرض ہے۔ اس کو آپ ... اور دوسری غرض
اشاعت اسلام ہے۔ اشاعت اسلام کا کام
وہی لوگ کرسکتے ہیں جو پہلے بذات خود اپنے نفس کو
سنوار لیں۔ علاوہ ازیں اشاعت دین کے لئے ضرورت
ہے کہ آپ مبلغین کا ... پیدا کریں ...
کے ذریعہ سے اپنے ... کے ذریعے ... اور
روپے پیسے سے اشاعت اسلام کا فریضہ بجا لائیں

وعدہ الٰہی

... کہ آپ ... سامنے ...
اللہ تعالیٰ مدد کرے گا ینصر من یشاء۔ وہ
جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے ... وعد اللہ
اللہ کا وعدہ ہے۔ لا یخلف اللہ وعدہ
اللہ تعالیٰ اپنے وعدے ہمیشہ پورے کرتا ہے
یاد رکھیئے مجدد زمان برحق ہیں۔ وہ ...
ہیں۔ ان کی جماعت بڑھے گی اور پھیلے گی۔

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

برما

ترجمہ خط بکلے از برما (نام و پتہ لکھنے سے صاحب خط جو بڑے عالم اور ذی اثر ہیں منع فرمایا ہے - غلام قادر ڈار)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ستمبر میں مفصلہ ذیل کتب بصد شکریہ موصول ہوئی ہیں :-

(۱) قرآن شریف مع متن مؤلفہ محمد علی
(۲) براہین احمدیہ از مرزا غلام احمد صاحب
(۳) کال آف اسلام
(۴) مرزا غلام احمد آف قادیان ہز مشن اینڈ لائف -
(۵) پروفسڈ مسیحا اور مہدی
(۶) اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی
(۷) دی علماء آف ایجپٹ
(۸) نیم احمدیہ اینڈ اٹس نیسیسٹی -
(۹) مارچ آف ہرسی (۱۰) اور اخبار لائٹ

تفسیر قرآن شریف از مولانا محمد علی ایک عظیم الشان تالیف ہے - بہت بڑی محنت سے شائع کی ہے مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن مجید کی ایک ثمر دار تفسیر ہے - یہ ایسی عظیم الشان تفسیر ہے جو مسلمانوں کے لئے باعث فخر ہے -

براہین احمدیہ کی پہلی جلد اسلام کی صداقت پر زبردست دلائل پر مشتمل ہے - اس میں قرآنی تعلیم کی نہایت دلکش تصویر پیش کی گئی ہے - دلائل ایسے ناقابل تسخیر ہیں کہ بیان سے باہر ہیں اور عقل انہیں قبول کرتی ہے - میں نے اسے ایک ہی نشست میں پڑھ لیا ہے اور آخر میں ایسا متاثر ہوا ہوں کہ کاش مجھے بقایا جلدیں بھی مل جائیں -

" مرزا غلام احمد آف قادیان " اس میں رد تکفیر اہل قبلہ انگریزی کا بھی ذکر ہے - میں سب کتب آہستہ آہستہ اپنی فرصت کی گھڑیوں میں مطالعہ کروں گا -

انگریزی ترجمہ فتح اسلام کا پارسل مجھے نہیں ملا ہے مہربانی فرما کر بھیجدیں - " کرائسٹ از کم " بھی نہیں ملا -

میری غرض و غایت یہ ہے کہ میں مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کے متعلق مکمل معلومات حاصل کر وں - آپکی دلچسپ چٹھی کا بہت بہت شکریہ

(انہیں مطلوبہ کتب اور رفاونڈر آف دی احمدیہ موومنٹ اور خط بھیجے جا رہے ہیں - غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر سلیمان اولاسلوا در - بیگوس نائجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا - شکریہ

میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے قیمتی کتب کا ایک سیٹ ہمارے پرائم منسٹر الحاج ابوبکر توا فا بلیوا سی - ایم - جی (ڈاکٹر آف لاز) کو اور قرآن شریف اور دیگر قیمتی لٹریچر میرے دوست معلم سولے کانا گم کو بھیجے ہیں -

وہ دونوں آپ کو کتب کی رسید سے بصد شکریہ اطلاع دیں گے - میں نے آپ کو بعض لوکل نیوز پیپر ارسال کئے ہیں (نہیں مل گئے ہیں - غلام قادر ڈار) مجھے اپنے لوکل نیوز پیپرز - اسلامی لٹریچر اور پریڈ بک بھیج دیں میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی دکھلاؤں گا -

میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی پرائم منسٹر سر الحاج احمد بیلو - سی - ایم - جی سردار آف سوکوٹو کا ڈونا - نائجیریا کو اسلامی کتب اور خط ارسال فرمائیں - والسلام -

(مر دو وزیر اور پرائم منسٹر کو قرآن شریف - ٹیچنگز آف اسلام اور ریلیجن آف اسلام اور خطوط بھیجے گئے - اور صاحب خط کو اخبارات اور لٹریچر بھیجا گیا - غلام قادر ڈار)

فلپائن

ترجمہ خط از دیالیل - ایم - ر بالسن یونیورسٹی منیلا - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چونکہ میں مذہبی نکتہ نظر سے اپنے ہاں کے لوگوں کی مدد کر سکوں اس لئے یہ عریضہ آپ کی خدمت میں آپ کی معاونت حاصل کرنے کے لئے لکھا جا رہا ہے اطلاعاً عرض ہے کہ میں پیدائشی مسلمان ہوں اور یونیورسٹی منیلا میں بی اے کا ڈگری کورس کر رہا ہوں - میرے والدین مسلمان ہیں اور وہ ضلع لاناؤ ڈیل سور جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے رہائش پذیر ہیں -

اگرچہ میں پیدائشی مسلمان ہوں مگر اسلامی تعلیم سے بخوبی واقف نہیں ہوں - میں یہاں کے مولوی حضرات کے واعظوں اور تقریروں سے مستفید نہیں ہو سکتا ہوں - سچ تو یہ ہے کہ وہ خود بھی اسلامی تعلیم سے پوری پوری اور حقیقی واقفیت نہیں رکھتے -

قرآن شریف جو کہ اسلامی تعلیم کی بنیاد ہے اس کی تفسیر بیان کرنے کے لئے بہت عقلمند اور اعلیٰ تعلیمیافتہ علماء کی ضرورت ہے - میری غرض یہاں کے اہل دانش علماء کی تحقیر نہیں بعض ایسے بھی ان میں ہیں جنہوں نے کافی شہرت حاصل ہے بلکہ میری مراد ان علماء سے ہے جنہوں نے یہاں کے غیر تعلیمیافتہ لوگوں کو قرآن حدیث کے غیر معقول معنے کر کے حقیقت سے ناآشنا کر رکھا ہے - اللہ تعالےٰ انہیں توفیق دے اور صحیح صحیح اسلامی روشنی سے منور فرمائے - آپ نیم عالموں کی تفہیم دین کی ایک مثال تحریر خدمت کرتا ہوں -

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث جس میں مروی ہے کہ آخر زمانہ میں آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا، یہ حضرات معنے کرتے ہیں کہ سورج بجائے مشرق سے ہٹ کر مغرب سے طلوع ہوگا - اگر نہیں جانتے کہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اسلام مغرب میں چمکے گا اور مغربی لوگ اسلام قبول کرتے ہیں - ایسی ہی مثالیں اس زمانہ میں بہت ہیں - مطلب یہ کہ یہ حضرات اعتدال کے معنے ہم کرتے ہیں وہی صحیح ہیں مستند بھی - میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے ایک کاپی قرآن شریف مع متن اور دیگر اسلامی کتب ارسال فرما کر ممنون فرمائیں - اللہ تعالےٰ نے چاہا تو میں ان بیہودہ اور بدقسمت بھائیوں کی اصلاح کی کوشش کروں گا -

(انہیں مطلوبہ کتب اور خط بھیجے گئے - غلام قادر)

اخبار و افکار (بسلسلہ صفحہ ۱۰)

علاج ہے جس سے غفلت اور لاپرواہی آج دنیا کو ہلاکت اور تباہی کی طرف لئے چلی جا رہی ہے، سچ دعا حضرت امام زمان نے کہ

چھپے سب جو تنے ہے اک حضرت تواب ہے -

مخالفِ اسلام نظریہ کی تبدیلی

محترم مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام برلن مسجد

مکتوب اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے -

میں مولانا ممدوح نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے اس پیش پا افتادہ نظریہ کے متعلق جو یورپین ممالک میں اسلام کے بزور شمشیر پھیلانے کے بارہ میں عوام کے دل و دماغ میں جا گزیں ہے ایک پادری صاحب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ :-

" اسلام کے متعلق یہ نظریہ کہ یہ تلوار کے زور سے پھیلا ہے بالکل باطل ہے چنانچہ حال ہی میں عیسائی محققین کی طرف سے جو کتب لکھی جا رہی ہیں اُن میں یہ بات واضح کی جا رہی ہے - "

اس کے ساتھ ہی بٹ صاحب نے ایک کتاب کا حوالہ دیا ہے جو ۱۹۵۷ء میں دوسری بار شائع ہوئی ہے اس کا نام ہے " دی سوشل سٹرکچر آف اسلام " اس کتاب کے مصنف نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ :-

" نہ صرف اعتقادی طور پر بلکہ اس وقت جب پیغمبر خدا حاکمانہ پوزیشن میں تھے آپ کی تعلیمات کو منوانے کے لئے مدینہ کے باشندوں اور دوسرے لوگوں پر کوئی جبر نہ کیا جاتا تھا اور آپ کا مشن صرف تبلیغ ہی تک محدود تھا "

www.aaiil.org

قرآن کریم کی دو عظیم الشان پیشگوئیاں

(۱) روم کی ایران پر فتح (۲) مسلمانوں کی فتح جنگِ بدر میں

حضرت مجدد زمانؒ کا علم و عرفان اور آپ کے دو بڑے مقاصد

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الٓمّٓ ۔ غلبت الروم ــــــــــ وھم من اٰخرۃ ھم غٰفلون (الروم)

بت پرستوں کے مقابلہ پر اہل کتاب کے غلبہ کی پیشگوئی

ان آیات میں دو پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں اور یہ دونوں پیشگوئیاں ایسے حالات میں کی گئی تھیں جبکہ ان کے پورا ہونے کا قطعاً کوئی امکان نظر نہ آتا تھا۔ عیسائی قوم جو عرب کے شمال میں شام کے علاقہ فلسطین میں رہتی تھی، وہ ایرانیوں سے شکست کھا گئی۔ اس شکست کے اس حد تک اثرات پہنچے کہ ایک ہی لڑائی کے بعد عیسائی سلطنت تباہ و برباد ہو گئی۔ ۶۰۲ء سے ۶۱۵ء تک ایران اور شام کے درمیان لڑائی جاری رہی۔ یہ بڑا لمبا عرصہ ہے کوئی جنگ جو دیر تک چلتی ہے اس سے بڑی تباہ کاری ہوتی ہے۔ اس بار دیرہ کے اندر شام کے علاقے بالکل تباہ ہو گئے۔ ان کی اقتصادیات برباد ہو گئی۔ قوم کے بازو ختم ہو گئے۔ یہ تباہ حالی اور شکستہ خاطر قوم مایوس ہو کر رہ گئی تھی۔ ایسے مایوسی اور ناامیدی کے حالات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا غلبت الروم وھم من بعد غلبھم سیغلبون۔ یہ عیسائی قوم جو مغلوب ہو گئی ہے اور ان پر تباہی اور بربادی مسلط ہو چکی ہے۔ ان کے خزانے ختم ہو چکے ہیں۔ ان کے جنگجو جوان کام آ چکے ہیں۔ یہ مغلوب ہونے کے بعد بھی ایرانیوں پر غالب آئیں گے۔

اس غلبہ کی پیشگوئی کا تعلق اسلام سے

یہ پیشگوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر کیوں جاری ہوئی۔ اسلام کو اس سے کیا فائدہ ہے ایسی پیشگوئی کا کہ ایران فتحمند ہو گا یا کہ شام والے یونان کو شکست ہو گی یا شام کو۔ آخر اس کا اسلام سے کیا تعلق ہے یہ پیشگوئی کرنا کہ شام ایران پر غالب آ کر رہے گا، یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ وہ کیا وجہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ شام کے لوگ تو اہل کتاب ہیں اور ایرانی بت پرست۔ اس وجہ سے عربوں کو (جو خود بھی بت پرست تھے) خوشی تھی کہ ایرانی بت پرست، اہل کتاب پر غالب آ گئے۔ اور اہل کتاب ذلیل و خوار ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی بت پرست ہونے کی وجہ سے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو اہل کتاب ہیں غالب آئیں گے۔

پیشگوئی کے متعلق شرط

اس وجہ سے اس پیشگوئی کے سننے پر عرب میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ پیشگوئی کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ ابی بن خلف نے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ شرط لگا دی کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہو گی۔ یہ شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ترین دشمن تھا۔ اس نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ کیا کہتے ہو کہ رومی فارس پر غالب آئیں گے اور فارسی مغلوب ہو جائیں گے، یہ نہیں ہو سکتا۔ ایرانی بھی بت پرست ہیں۔ اور ہم بھی بت پرست ہیں۔ ان کی فتحمندی ہمارے لئے اچھا شگون ہے۔ کہ ہم بھی ......تم پر جو اہل کتاب ہو غالب آئیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے شرط لگا لی۔ کہ پیشگوئی ضرور پوری ہو گی۔ اور اگر تین سال کے اندر پوری نہ ہوئی تو ابی بن خلف کو میں دس اونٹ دوں گا۔ اور اگر پوری ہو گئی تو ابی بن خلف کو دس اونٹ مجھے دینے ہوں گے۔ اس کا ذکر حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ حضورؐ نے (فرمایا) کہ اللہ تعالیٰ نے تو فی بضع سنین کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے چند سال مراد ہیں۔ یہ بضع کا لفظ تین سال سے نو سال کے عرصہ پر صادق آتا ہے۔ لہٰذا تین سال کی بجائے ۹ سال کا عرصہ مقرر کیا جائے اور دس اونٹ کی بجائے سو اونٹ شرط میں بڑھا لیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر یقین تھا کہ یہ پیشگوئی ضرور پوری ہو گی اور حضرت ابوبکرؓ کو بھی اس کے پورا ہونے کا یقین کامل تھا وہ جانتے تھے کہ آنحضرتؐ صادق مصدوق انسان ہیں۔ آپؐ بناوٹ سے کام نہیں لیتے۔

اسلامی غلبہ کی پیشگوئی

اس کے ساتھ ہی ایک اور بھی پیشگوئی کی ہے۔ وہ بھی نہایت مشکل حالات کے اندر کی گئی جبکہ اس کے پورا ہونے کا امکان بظاہر قطعی نظر نہیں آتا تھا۔ فرمایا ویومئذٍ یفرح المؤمنون بنصر اللّٰہ مومن اللہ تعالیٰ کی مدد سے خوش ہو جائیں گے۔ یہ بدر کا دن تھا جس کے متعلق پیشگوئی کی گئی تھی یعنی جس دن رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہو گی اس دن مسلمانوں کو بھی کفار پر فتح نصیب ہو گی۔

مسلمانوں کی کمزور حالت اور نصرت الٰہی

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کو بھی بڑی مایوسی اور ناامیدی نظر آ رہی تھی۔ تعداد تھوڑی تھی۔ اس کے مقابلہ میں دشمن کا لاؤ لشکر زیادہ تھا۔ مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے تھے اور ان کے پاس رسالہ تھا۔ ایک ہزار کے جتھے کے مقابلہ میں صرف ۳۱۳ آدمی ہیں۔ جن کے پاس نہ اسلحہ ہے اور نہ کوئی اور سامان جنگ۔ لیکن پیشگوئیوں میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ یومئذٍ یفرح المؤمنون۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مسلمانوں کے لئے یہ خوشی کا دن ہو گا۔ رومی بھی اہل کتاب ہیں۔ وہ غالب آئیں گے۔

فتح و شکست اور مشیت ایزدی

للّٰہ الامر من قبل ومن بعد۔ جب شامیوں کو شکست ہوئی تو وہ بھی خدا کے حکم اور مشیت کے ماتحت تھی۔ اور اگر فتح ہو گی تو وہ بھی خدا کے حکم ہی کے ماتحت ہی ہو گی۔ ینصر من یشاء وہ جسے چاہے مدد دیتا ہے۔ اب اگر ایرانیوں کو فتح حاصل ہوئی ہے۔ تو یہ بھی تو خدا تعالیٰ ہی کی مشیت تھی۔ اور رومیوں کو بھی مشیت الٰہی کے تحت غلبہ حاصل ہو گا۔ اور اسی دن مسلمانوں کو بھی۔ وعد اللّٰہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔ بنصر اللّٰہ۔ ینصر اللّٰہ من یشاء کے لفظ نے ......واضح کر دیا ہے۔ کہ خدا کی مشیت اب یہ چاہتی ہے کہ کمزور حالت والے فتحمند ہوں۔ وعد اللّٰہ کہکر مسلمانوں کے دلوں میں یقین پیدا کر دیا کہ یہ پیشگوئی ضرور پوری ہو کر رہے گی۔ یہ وعدہ کوئی معمولی ہستی کا وعدہ نہیں بلکہ خداوند عظیم و برتر ہستی کا وعدہ ہے لا یخلف اللّٰہ وعدہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

شامیوں کا غلبہ ایرانیوں پر

چنانچہ ۶۱۵ء میں یہ قوم جو مرمٹ چکی تھی جس کی اقتصادی حالت تباہ ہو چکی تھی خزانے خالی ہو چکے تھے۔ اسلحہ ختم ہو چکا تھا۔ جن کی کامیابی اور غلبہ کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے۔ اس کے باوجود خدا نے ایسے سامان کر دیئے کہ اس کے کرم اور فضل سے شامی لوگ ایرانیوں پر غالب آ گئے۔

مسلمانوں کا غلبہ کفار پر

اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم بھی کمزور تھی۔ بے سر و سامان تھی۔ لیکن نصرت خداوندی شامل حال ہو گئی۔ اور مخالف قوم سے

ستر آدمی جنگ بدر میں مارے گئے جس میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ابی بن خلف، جیسے خطرناک دشمنانِ رسولؐ اور مخالفین دین ختم ہو گئے۔ امیہ بن خلف حضرت بلالؓ کو بہت تکلیف دیا کرتا تھا۔ اس بے نوا انسان نے آج اس میدان بدر میں دیکھا۔ کہ وہ آج کس طرح قتل ہوا پڑا ہے۔ بلالؓ کا ایمان یہ دیکھ کر کس قدر بڑھا ہوگا۔ غرض اس لڑائی میں ابوجہل اور دوسرے بڑے بڑے عمائدین قریش مارے گئے۔ اور ستر قیدی ہاتھ آئے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جو قوم مسلمانوں کو تکلیف پر تکلیف دے رہی تھی۔ اور طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر کے انہیں اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور کر رہی تھی۔ وہ خود کس طرح تباہ و برباد ہو گئی۔ اور مسلمانوں کو ظفر مندی حاصل ہوئی۔ ینصر اللہ اللہ تعالیٰ نے مدد دی۔ ینصر اللہ من یشاء جس کی وہ چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ وعد اللہ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو پورا ہوا۔ اور مسلمان بھی اپنی بے سروسامانی کے باوجود غالب آ گئے۔ اور شامی بھی۔ اس سے حضور نبی کریمؐ کی قوم کا کس قدر ایمان بڑھا۔ پہلی ہی جنگ میں مسلمانوں کا سارے عرب میں رعب چھا گیا۔ اور ان کو بھی یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خدا ہے

دلائل اور پیشگوئیاں

قوم میں وہ اہل بصیرت لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے لئے صرف دلائل مکتفی ہوتے ہیں۔ اور ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو دلائل کے ساتھ ساتھ پیشگوئیوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ پیشگوئیاں خاص و عام کے لئے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ دور دراز تک خاص و عام کو خبر پہنچتی ہے اور بے شمار انسان اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حضرت مجددؒ زمان کے علم و معرفت کا اثر لوگوں پر

اس زمانہ میں بھی ہم نے مامور من اللہ کو دیکھا۔ خدا نے اس کو بہت بڑا علم عطا کیا ہے۔ اس کے اس خدائی علم کو آریوں نے دیکھا۔ سکھوں نے دیکھا ہندوؤں اور عیسائیوں نے دیکھا۔ سب نے دیکھا اور ہندوستان کے علماء نے دیکھا۔ اور اس کے دیکھنے اور پرکھنے سے لوگوں کے دلوں کے اندر یہ بات گڑ گئی تھی۔ کہ اس شخص کے مقابلہ میں کوئی بھی شخص نہیں آ سکتا۔ پادریوں نے تو سرکلر جاری کر دیئے کہ کوئی پادری مرزا صاحب اور ان کے کسی ساتھی کے ساتھ بحث و مباحثہ اور مناظرہ وغیرہ نہ کرے۔ ان کے ساتھ مناظرہ ذلت و خواری کو دعوت دینا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے علم کی علماء پر دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ مسلمان علماء بھی جب عیسائیوں اور آریوں کے ساتھ مناظرہ کرتے۔ تو وہ چپکے سے حضرت مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ کر کے میدانِ مناظرہ میں اترتے تھے۔ سیالکوٹ کے مولوی محمد ابراہیم صاحب حضرت مرزا صاحب کی کتابیں پڑھ کر اپنے مخالفین سے مناظرہ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ شیخ مولا بخش صاحب مرحوم کے پاس آئے۔ اور کہا کہ میں نے مناظرہ کرنا ہے مجھے حضرت مرزا صاحب کی تصانیف سے دو۔ چنانچہ انہوں نے کتابیں حاصل کر اور وہ مناظرہ جیت گئے۔ شیخ صاحب ان کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ مولوی صاحب آپ کو کامیابی مبارک ہو۔ آج ہمارے لئے یہ امر بھی خوشی کا موجب ہے کہ آپ حضرت صاحب کو دل سے امام وقت ...... مانتے ہیں، آپ کو یقین ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو خدا نے ایسا علم دیا ہے جس کے ذریعہ مخالفین اسلام پر کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم زبانیں انکار کرتی ہیں لیکن دل یقین سے بھرے ہوئے ہیں کہ یہ شخص سچا ہے۔

مجددؒ زمان کی عربی تصانیف کی خوبیاں

میں نے انگلستان اور جرمنی میں مصری، عرب اور بخارا کے علماء کو حضرت مرزا صاحب کی عربی کتابیں دکھائیں میں نے انہیں کہا کہ حضرت مرزا صاحب دعوے کرتے ہیں کہ اپنی فصیح اور بلیغ عربی جس میں میں نے معارف قرآن بیان کئے ہیں کوئی دوسرا نہیں لکھ سکتا۔ میں نے ان علما سے کہا کہ آپ کتابوں کو پڑھ کر مجھے بتائیں کہ آیا حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ صحیح ہے؟ انہوں نے آپ کی کتابوں کو دیکھ کر شہادت دی۔ کہ ان میں نہایت فصیح و بلیغ زبان میں معارف قرآنی بیان کئے گئے ہیں۔ اس تحریر کے ساتھ ساتھ پنجاب اور ہندوستان کے لوگوں کو اعتراف تھا کہ یہ بڑی بزرگ ہستی ہیں۔ ہندو، سکھ آریہ، اور عیسائی سب مانتے تھے کہ آپ باخدا انسان تھے۔

حضرت مرزا صاحب کی تصانیف اللہ اور رسولؐ اور قرآن کے متعلق براہین نیرہ سے بھرپور ہیں

حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیاں

دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے علاوہ آپ نے بھی بعض پیشگوئیاں کی ہیں۔ لیکھرام نامی ایک آریہ کی موت کی پیشگوئی آپ نے کی۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا۔ آپ نے پیشگوئی کی۔ کہ عید کے قریب یہ شخص خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آ جائے گا۔ چنانچہ شاہ عالمی کے اندر دھوالی کی ایک گلی میں جہاں تمام ہندو رہتے تھے وہاں لیکھرام ٹھہرا ہوا تھا۔ کسی نے اس کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا۔ اس کی آواز خطرناک قسم کی نکلی۔ اس کی ماں اور بیٹی بھاگی ہوئی آئیں لیکن قاتل کا نام و نشان نہ تھا پیشگوئی کرنے والا خوب جانتا تھا کہ میں کیسی خطرناک پیشگوئی کر رہا ہوں۔ کس قوم کے خلاف کر رہا ہوں اور کس راج میں کر رہا ہوں۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے پیشگوئی کرنا بڑی ہمت کا کام ہے۔ اس کو کہتے ہیں شجاعت۔ اس کو کہتے ہیں ایمان۔ اور اس کو کہتے ہیں خدا کے ساتھ تعلق ہونا۔ پیشگوئی شائع کرتے ہیں۔ آریوں کی طرف سے اعلان ہو چکا تھا کہ اس دن دریائے راوی پر میلہ منایا جائے گا۔ اور وہاں مسلمان شدہ کئے جائیں گے۔ لیکن خدا کی شان اُن کا عید کا دن ماتم کے دن سے تبدیل ہو گیا۔ آریہ ایک متمول قوم تھی۔ اس قوم کے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ ان کی حکومت تک رسائی تھی۔ چنانچہ وہ حکام کے پاس پہنچے۔ اور کہا کہ اصل قاتل مرزا صاحب ہیں، مرزا صاحب کے اور ان کے دوستوں کے گھروں کی تلاشی لی جاوے۔ پھر کہا کہ مرزا صاحب نے اپنے مرید قاتل کو قتل کر کے اپنے مکان میں دفن کر دیا ہے۔ چنانچہ گھر کھدوایا گیا۔ لیکن کچھ نہ نکلا۔

قرآن کریم ــــــ جوامع الکلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم جیسی فصیح و بلیغ کتاب دی۔ آپ نے فرمایا اوتیت جوامع الکلم قرآن کریم جوامع الکلم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کے الفاظ مختصر ہیں لیکن یہ معانی اور معارف سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور حقائق و معارف کے دریا بہتے ہیں۔ قرآن کریم تمام زمانوں پر حاوی ہے۔ اور اس کی تعلیمات اور نظریات قیامت تک کے لئے ہیں۔ آج بھی اس کے نظریات اور تعلیمات کی دنیا کو ضرورت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص صادق و مصدوق انسان تھا۔

حضرت مرزا صاحب کا علم و عرفان

اسی طرح سے حضرت مرزا صاحب نے بھی اپنے آقا کے نقش قدم پر چل کر خدائے قدوس سے علم و عرفان حاصل کیا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل متابعت کے باعث آپ کو حاصل ہوا اسی لئے آپ فرماتے ہیں ؎

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

میں کسی اور استاد کا نام نہیں جانتا۔ اس لئے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب میں پڑھا ہوں یہ بات ان تصانیف سے ظاہر ہوتی ہے جو آپ نے عربی زبان میں لکھیں۔ وہ بے مثل تصانیف ہیں۔ وہ اب بھی مکہ مدینہ اور دوسرے ممالک کے علماء کے لئے چیلنج ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے حضرت امام الزمان کو فصیح و بلیغ کلام عطا کیا اور اخلاق عالیہ بھی عطا کئے اور معجزات دکھلانے کی قوت بخشی۔

جلسہ مذاہب اعظم

جلسہ مذاہب اعظم کے موقعہ پر عیسائی، ہندو، سکھ اور آریہ سب جمع تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجددؒ زمان کو قبل از وقت ہی خبر دے دی کہ آپ کا مضمون بالا رہے۔ حضرت مرزا صاحب کو یقین تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ آپ نے گلی کوچوں میں اشتہار لگوا دیئے۔ کہ میرا مضمون بالا رہے گا۔

(باقی برصـ۲)

www.aaiil.org

مکتوب جرمن

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن

برلن مسجد میں ایک خاص اجتماع - ایک خطبہ جمعہ اور خطبہ نکاح کا ریڈیو ریکارڈ - ہفتہ وار اور پندرہ روزہ جلسوں میں اسلام اور عیسائیت پر گفتگو - اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا - ایک پادری کا اعتراف حق - سائنس فکشن کلب میں تقریر - سوشل انسٹی ٹیوٹ میں تقریر اور ایک پادری صاحب سے گفتگو -

برلن مسجد میں ایک خاص اجتماع

عید الفطر کے بعد غالباً یہ دوسرا جمعہ تھا کہ اس دن خدا کے فضل سے ہمارے ہاں اجتماع ہوا - کافی تعداد میں ہمارے عیسائی دوست جمعہ کی نماز دیکھنے کے لئے آئے - اُن میں سات افراد پر مشتمل سویڈن سے آئی ہوئی ایک فیملی بھی تھی، اس فیملی کو میرے ایک جرمن انجنیئر مع اپنی فیملی کے مسجد میں تشریف لائے - مزید براں کئی روز پیشتر ہی سے اس دن ایک مقامی نوجوان کی نکاح خوانی کے لئے بھی انتظام کر رکھا تھا - اس طرح معمول سے کہیں زیادہ اجتماع ہوا -

ریڈیو نمائندہ کی آمد

اتفاق سے مغربی جرمنی کے ریڈیو سٹاف کا ایک نمائندہ معہ اپنے ایک دوست اور ریکارڈنگ اپریٹس ہمارے ہاں نماز شروع ہونے سے نصف گھنٹہ پیشتر آگیا اور کہا کہ وہ میرے خطبہ وغیرہ کو ریکارڈ کرنا چاہتا ہے - اور کہا یہ مشرق وسطےٰ کے ممالک کے پروگرام کے سلسلہ میں ہے - شادی پر دیئے جانے والے خطبہ کو بھی ریکارڈ کرنے کا اسے موقع مل جائے گا -

خطبہ جمعہ

اس اجتماع کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کے دعوے کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم میں مندرج الفاظ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے الفاظ نہیں اور نہ ہی آپ کے ساتھیوں کی زبانی آپ کی تعلیم یا زندگی کا مجموعہ ہے بلکہ قرآن کریم میں مندرج ایک ایک لفظ خدائے واحد کے منہ بولے الفاظ ہیں - ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی - نیز فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون ۝ اس کے بعد اس پیغام کے ہمہ گیر ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم کا پیغام تمام انسانیت کے لئے ہے - جہاں کہیں بھی انسانی روح ہے قرآن کریم اس انسانی روح کی تربیت کے سامان بہم پہنچاتا ہے - بعد ازاں میں نے اس امر کو واضح کیا کہ قرآن کریم انسان کے شرف کو اس کائنات میں مستحکم کرتا اور اسے شرف انسانیت کا سبق پڑھانے کے ساتھ ساتھ اخلاق فاضلہ کو حاصل کرنے کی راہ بتاتا ہے - اور ساتھ ہی ساتھ کائنات کو مسخر کرنے کے لئے ہمت افزائی کرتا ہے - سخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض یہ وہ اعلان ہے جو ایک طرف معبودان باطلہ کی پرستش سے یک آواز انسان کی گردن کو آزاد کرتا ہے اور دوسری طرف کائنات کو مسخر کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی خوشخبری سناتا ہے -

میں نے اس حقیقت پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم نے انسانی شرف کو یہاں تک بلند کیا ہے کہ کہا کہ انسان خلیفۃ اللہ فی الارض ہے - جس طرح خدا قدوس ہے اس کا خلیفہ بھی بغیر کسی گناہ کی آلائش کے پیدا کیا گیا ہے - کل مولود یولد علی الفطرت الاسلام میں اسی کی وضاحت کی گئی ہے - نیز میں نے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ کی آیت پڑھ کر کہا یہ وہ بپتسمہ ہے جس کے لینے سے انسان حقیقی علو مرتبت کو پہنچ جاتا ہے - اسلام میں رسومات کی کوئی جگہ نہیں - ظاہر پرستی اور رسم پرستی اسلام میں رد کی گئی ہیں - بچے پر پانی چھڑکنے کی رسم سے بھلا کسی کے دل و دماغ میں کیا تبدیلی ہوگی - اور پادری کا ایک بار پانی کو چھڑکنے سے بھلا کسی کے اعمال میں کیا بلندی پیدا ہوگی جب کہ ہر انسان عیسائی ہو یا نہ ہو کئی بار خود نہاتا اور دریا وغیرہ میں ڈبکی لگاتا ہے - لیکن اسلام نے جس بپتسمہ کا ذکر کیا ہے وہ دل و دماغ میں ایک وسعت پیدا کرتا اور اعمال صالحہ کے بجا لانے کے لئے فکر و نظر میں بنیادی تبدیلی پیدا کرتا ہے - اور وہ ہے "خدا کے رنگ میں رنگین ہو جانا" - ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء اس کے ایک شعبہ کی تفسیر ہے - یہ وہ اصل ہے جو تمام انسانیت کے لئے یکساں ہے - یہودی ہو یا عیسائی یا مسلمان جو کوئی بھی اپنے اعمال میں خدا کا رنگ پیدا کرے قرآن کریم اس کو اچھے اجر کی خوشخبری دیتا ہے - الغرض میں نے بتایا کہ قرآن کریم شرف انسانیت کو قائم کرتا اور اسکی تربیت کے لئے عملی راہ تجویز کرتا ہے -

خطبہ نکاح

خطبہ ختم ہو کر نماز شروع ہوئی - بعد از نماز جمعہ شادی کی تقریب تھی، چنانچہ میں نے خطبہ مسنونہ پڑھا اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام نے شادی کی تقریب کو بڑی اہمیت دی ہے اور تلقین کی ہے کہ نوجوان مرد اور نوجوان عورتیں شادی کی زندگی بسر کریں - گھریلو زندگی ایک تربیت گاہ ہے جہاں مرد اور عورت باہم محبت کرنا اور ایک دوسرے کے لئے قربانی کرنے کا بلند اصول سیکھتے ہیں گھریلو زندگی میں محبت کا اظہار اور قربانی کا جذبہ فطری طور پر ظہور پذیر ہوتا ہے یہی وہ اصول زندگی ہیں جن سے بڑے پیمانہ پر سوسائٹی میں امن اور راحت پیدا ہوتی ہے - یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات کو قائم کرنے اور گھریلو زندگی بسر کرنے کی اسلام نے تلقین کی ہے - اور ان تعلقات کو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے - آزادانہ محبت کا نظریہ جو مغربی تہذیب کی پیداوار ہے اس کی تہ میں درحقیقت ذمہ داری سے بھاگنا ہے - نوجوان بغیر کسی ذمہ داری کو لئے اپنی حیوانی خواہشات کو پورا کرنے کی طرف جھک رہا ہے - لیکن اسلام نے ذمہ داری کے بوجھ کو ہر دو میاں بیوی پر عائد کیا ہے، اور یوں اس رشتہ کو قابل ستائش بنا دیا ہے - بعد ازاں عورت کا مقام اسلام میں - اور میاں بیوی کے حقوق پر روشنی ڈالی اور بالخصوص مہر مقرر کئے جانے میں عورت کی عزت اور اس کے مقام کو سوسائٹی میں بلند کرنے کی حکمت کو مختصراً واضح کیا اور ان کے بعد شامی نوجوان اور جرمن خاتون کے نکاح کا اعلان کیا -

ہر دو خطبات کا ریکارڈ ریڈیو پر

ریڈیو کے نمائندہ نے ہر دو خطبات اور نماز کی قرأت وغیرہ کو ریکارڈ کرنے کے بعد مسجد کی تاریخ اور ہماری تبلیغی مساعی کے متعلق سوالات کئے اور اُن کے جوابات ریکارڈ کئے -

نئے مہمانوں کو چائے کی دعوت

سویڈن سے آئی ہوئی فیملی کو معہ اپنے واقف انجنیئر اور ان کی بیوی آئندہ اتوار چائے کی دعوت دی اور اسلام کی تعلیم پر گفتگو ہوتی رہی -

ورلڈ کلب میں لیکچر

انہی دنوں WORLD CLUB میں میرا لیکچر ہوا - ورلڈ کلب کے سکرٹری نے اس کی اطلاع اپنے ایک سرکلر میں کافی دن پہلے اپنے حلقہ میں کر دی تھی - اجتماع میں حاضرین کی تعداد تیس کے قریب تھی میں نے اسلام کی خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے رب العالمین کے تصور - نسل انسانی کے ایک ہونے کے تصور - اور آسمانی روشنی کے تمام قوموں کو ملنے کے تصور پر روشنی ڈالی - نسل انسانی کے ایک ہونے کے تصور کے سلسلہ میں اسلام میں عورت کے مقام کو بھی بیان کیا - اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا جو کافی دلچسپ تھا - ایک خاتون جس نے سوالات کرنے میں بڑا حصہ لیا اس نے شروع ہی میں بتایا کہ لیکچر سننے کے بعد اسلام کے بارہ میں بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

www.aaiil.org

ہوگیا ہے۔ خصوصاً عورت کا مقام اسلام میں اس بارہ میں کافی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔

ہمارے ہفتہ وار جلسے

ماہ اپریل سے ہم نے ہفتہ وار میٹنگز کا انتظام کر رکھا ہے۔ ہر ہفتہ کی شام کو سات بجے ہمارا اجتماع شروع ہوتا رہا اور قریباً ڈھائی تین گھنٹے تک اس میں حصہ لیتے رہے۔ حاضرین کی تعداد بڑھتی گھٹتی رہی کئی دفعہ تعداد تیس تک پہنچی۔ ان اجتماعات میں، میں نے حاضرین کے سامنے اسلام کی خصوصیات پر تقاریر کیں۔ اور اس سلسلہ میں مختلف موضوعات پر روشنی ڈالی۔ طریق یہ رہا کہ تقریر کے بعد سوال و جواب کا بھی موقع رکھا۔ حاضرین کافی دلچسپی سے سوالات کرتے رہے۔ اجتماعات میں اکثر نئے لوگ آتے رہے اس لئے بعض باتوں کا کافی اعادہ ہوا۔ سوالات جو اجتماعات میں کئے گئے اُن کی بنا اکثر وہ غلط خیالات ہیں جو عیسائی پادریوں نے اسلام کے خلاف پھیلا رکھے ہیں۔

پادریوں کی اسلام کے خلاف غلط بیانیاں

میں محسوس کرتا ہوں کہ یہاں لوگوں کو اسلام کے ہمہ گیر نظریات کے متعلق بہت ہی کم علم ہے اور تھوڑا بہت جو وہ اسلام کے متعلق جانتے بھی ہیں وہ بھی واقعات پر مبنی نہیں بلکہ وہ ایسی باتیں ہیں جو اسلام کی پرامن تعلیمات کے خلاف تعصب پیدا کرنے کا موجب ہیں۔ عیسائیت کی اپنی تو یہ حالت ہے کہ اسکے عقائد سوچ بچار کرنے والے طبقہ کو مطلق اپیل نہیں کرتے اور دوسری طرف عیسائی پادریوں نے یہ جانتے ہوئے کہ اسلام کی تعلیمات دلائل و براہین پر قائم ہیں اور قرآن کریم جملہ اقوام عالم سے مذہبی نسلی لونی و لسانی تعصبات کو مٹانے کا سامان اپنے پاس رکھتا ہے، نیز یہ کہ رسومات سے بلند ہو کر مذہب کو روزمرہ کی زندگی سے جوڑتا ہے انہوں نے اسلام کے خلاف بعض ایسی غیر صحیح باتیں ذہن نشین کر رکھی ہیں کہ ان کی موجودگی میں طبعاً اسلام کے خلاف تعصب پیدا ہو جائے گا۔ "اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا" "اسلام میں عورت کو کوئی حیثیت نہیں دی گئی" وغیرہ وغیرہ یہ وہ سوالات ہیں جو اکثر سننے میں آتے ہیں۔

اسلام بزور شمشیر کا جواب

"اسلام تلوار سے پھیلایا گیا"۔ اس سلسلہ میں مَیں نے قرآن کریم کی تعلیمات۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ اور بعد میں صحابہؓ کے طرز عمل سے بتایا کہ اسلام کے متعلق ایسا خیال سراسر واقعات کے خلاف ہے۔ میں نے کہا کہ شاید مسلمانوں کی فتوحات کو اسلام کے پھیلنے کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ ممالک کو فتح کرنا اور وہاں پر امن قائم کرنے کے لئے حکومت کا طاقت کو استعمال کرنا امر دیگر ہے، اور یہ غیر مسلم دنیا کو مسلمان بنانے کے ہرگز مترادف نہیں یہ ہر دو امور الگ الگ ہیں۔ مثال کے طور پر انگریز قوم عیسائی ہے۔ انگریز نے قریباً ڈیڑھ سو سال پیشتر ہندوستان کو توپ و تفنگ سے حاصل کیا اور بعد میں ٹینک۔ ہوائی جہاز، بم وغیرہ مادی طاقت کی بنا پر وہاں حکومت کی۔ انگریز کا مادی طاقت سے ہندوستان کو حاصل کرنا اور پھر اس پر مادی طاقت کے بل بوتے پر حکومت کرنا ہندوستان میں عیسائیت کو بزور پھیلانے کے مترادف نہیں کہا جا سکتا۔

مسلمانوں نے ممالک کو فتح کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن فتح کرنے کے بعد مکمل مذہبی آزادی دی اور قرآن کریم کے ارشاد لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن پر عمل کر دکھایا۔

سپین میں مسلمانوں کی حکومت

اس سلسلہ میں مَیں نے مسلمانوں کا سپین کو فتح کرنے کا واقعہ بیان کیا۔ اسلام کے ظہور سے پیشتر سپین میں عیسائی بادشاہ حکمران تھا اور سپین میں عیسائیوں کے ساتھ یہودی بھی اہل وطن تھے۔ ایک لمبے عرصہ سے عیسائی بادشاہ نے ان یہودیوں کو مذہبی آزادی سے محروم کر رکھا تھا اُن پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جاتے تھے۔ مختلف طریق سے انہیں ستایا جاتا تھا اور مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ یہودی مذہب کو ترک کر دیں کئی دفعہ اُن کے املاک ضبط کر لئے گئے۔ اُنکی عورتوں کو جبراً عیسائیوں سے بیاہا گیا۔ یہ حالت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ تخت نشینی کے وقت بادشاہ سے حلف لیا جاتا تھا کہ وہ یہود پر مظالم ڈھائے گا۔

سپین میں عیسائی بادشاہ کے ہاتھوں یہودیوں پر مذہب کی بناء پر یہ مظالم ہو رہے تھے کہ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا:۔

"لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن"

اور پھر اپنے عمل سے اس پر کاربند ہوتے ہوئے عرب میں یہودی اور عیسائی عوام کو مذہبی آزادی دیکر بتایا کہ صرف اعلان ہی نہیں بلکہ اسلام اس تعلیم کو امن عامہ کے لئے سوسائٹی میں دکھانا چاہتا ہے۔ بعد میں خلفاء نے عیسائی ممالک کو فتح کر کے مذہبی آزادی کے لئے شاہی فرمان لکھ کر دیئے۔ ان حالات کا علم جب اہل یہود کو سپین میں ہوا تو انہوں نے جنرل موسے کے ہاں اپنا نمائندہ بھیجا اور مدد چاہی۔ چنانچہ جنرل موسے نے جنرل طارق کے ساتھ قریباً سات سو سپاہی بھیجے یہ قلیل سی فوج سپین کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ یہودیوں نے مسلم فوج کو امداد دی۔ سپین فتح ہونے کے بعد مسلمان حکمران نے عیسائیوں اور یہودیوں ہر دو کو مذہبی آزادی دی۔ ہر دو میں سے قابل لوگ حکومت میں لئے گئے اور اس طرح عوام کا اعتماد حاصل کر کے پانچسو سال تک سپین پر حکومت کی۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت

اسی طرح ہندوستان میں قریباً ایک ہزار سال مسلمانوں نے حکومت کی۔ اتنا لمبا عرصہ حکومت کرنے کے باوجود ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو معلوم ہوا کہ آج بھی ہندوستان میں مغلیہ دارالسلطنت کے ارد گرد کثیر تعداد ہندوؤں کی ہے۔ اور مسلمانوں کی اکثریت صرف مشرقی اور مغربی پاکستان میں ہے۔ کیا ایک ہزار سال تک بزور اسلام پھیلانے کا یہی نتیجہ ہونا چاہیئے تھا؟

مذاہب عالم میں اتحاد کی بنیاد

اسلام نے تمام مذاہب پر ایمان لانے کا اصول سکھلا کر حقیقتاً تمام مذاہب عالم میں باہمی اتحاد کی بنیاد ڈال دی ہے۔ ایسا مذہب جو تمام گزشتہ انبیاء پر ایمان لانے کی تلقین کرتا ہو اور جس نے واضح اعلان کر رکھا ہو کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن۔ بھلا جبر سے کسی غیر مذہب کو بزور منانے کی سکیم بنا سکتا ہے۔

ان اجتماعات میں میں نے عیسائی عقائد پر بھی بحث کی اور اسلام میں حضرت عیسےٰؑ کا کیا مقام ہے اس کو بھی بیان کیا۔

پندرہ روزہ اجتماعات

ان ہفتہ وار اجتماعات کے علاوہ ایک پندرہ روزہ اجتماع بھی ہوتا رہا جس میں ایسے عیسائی اصحاب شامل ہوتے رہے جو ہفتہ وار اجتماعات میں شمولیت نہ کر سکتے تھے۔ یہ گروپ بھی خاصا دلچسپ رہا۔

مسیحؑ نے ابن اللہ کا لفظ استعارۃً استعمال کیا

اس اجتماع میں اسلام کے نظریات پر بحث کے ساتھ ساتھ میں نے حضرت عیسٰیؑ کے ابن اللہ ہونے کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بتایا کہ یہ الفاظ محض استعارتاً استعمال ہوئے ہیں، حضرت عیسےٰ نے بار بار اپنے آپ کو ابن آدم کہا ابن آدم کے ساتھ ساتھ ابن اللہ کا استعمال بتاتا ہے کہ یہ الفاظ اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔

یہودیوں میں ابن اللہ کا محاورہ

اس سلسلہ میں میں نے کہا کہ حضرت عیسےٰؑ چونکہ یہودی فیملی میں پیدا ہوئے اور یہودی ماحول ہی میں انہوں نے پرورش پائی۔ اور یہودی عوام کو ہی انہوں نے پہلے مخاطب کیا، اس لئے ان کی زبان اور انکے محاورات میں اپنے دعوے کو پیش کیا۔ ابن اللہ کے استعمال سے حضرت عیسےٰؑ اپنے آپ کو خدا کا مقبول ہونا اور خدا کی طرف سے منتخب کردہ ہونا ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے خدا کی طرف سے بھیجا گیا کے الفاظ کو بھی استعمال کیا۔ لیکن ہوا یہ کہ یہ الفاظ جو استعارۃً استعمال کئے گئے تھے حقیقت پر محمول کر لئے گئے۔ اور مسئلہ تثلیث کی بنیاد رکھ دی گئی۔

بائیبل میں "خدا کا بیٹا" کا محاورہ

میں نے بائیبل سے ایسے حوالجات دیئے جہاں حضرت یعقوبؑ کا خدا کا بیٹا ہونا لکھا گیا ہے نہ صرف بیٹا بلکہ پہلوٹھا بیٹا بیان کیا گیا ہے۔ (خروج باب ۴ آیت ۲۲) نیز ایک۔ تواریخ باب ۱۷۔ آیت گیارہ تا چودہ میں حضرت داؤدؑ کو ایک بیٹا دیئے جانے کی پیشگوئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"...... میں تیرے بعد تیری نسل کو تیرے بیٹوں

www.aaiil.org

بیٹا ہے پیدا کروں گا اور اس کی سلطنت کو قائم کروں گا۔ وہ میرے لئے گھر بنائے گا.....

..... میں اس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا.......؟

حضرت داؤدؑ نے ان الفاظ کو حضرت سلیمانؑ پر چسپاں کیا۔

"اس نے اپنے بیٹے سلیمان کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ خداوند اسرائیل کے خدا کے لئے ایک گھر بنائے۔ اور داؤد نے سلیمان سے کہا اے میرے بیٹے میں جو ہوں سو میرے دل میں تھا کہ خداوند اپنے خدا کے نام کے لئے ایک گھر بناؤں۔ لیکن خداوند کا کلام اس مضمون کا مجھ پر اترا کہ تو نے بہت سی خونریزی کی اور بڑی لڑائیاں لڑیں تجھے میرے نام کے لئے گھر نہ بنانا ہوگا۔ کیونکہ تو نے زمین پر میرے آگے بہت لہو بہایا ہے دیکھ تجھ سے ایک بیٹا پیدا ہوگا وہ صاحب صلح ہوگا۔ اور میں اسے اس کے چاروں طرف کے سارے دشمنوں سے صلح دوں گا۔ کہ سلیمان اس کا نام ہوگا اور امن اور آرام میں اس کے دنوں میں اسرائیل کو بخشوں گا۔ وہی میرے نام کے لئے ایک گھر بنائے گا وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہوں گا۔"

(باب ۲۲۔ آیت ۶ تا ۱۰)

باب ۲۸۔ آیت ایک تا ۹ میں لکھا ہے کہ:۔

"حضرت داؤد نے اسرائیل کے سب امیروں کو جو فرقوں کے سردار تھے اور ان گروہوں کے سرداروں کو جو باری باری بادشاہ کی خدمت کرتے تھے وہ ہزاروں کے سرداروں کو اور سینکڑوں کے سرداروں کو اور بادشاہ کے اور اس کے بیٹوں کے سب مال اور مواشی کے سرداروں کو اور خواجہ سراؤں اور بہادروں کو اور سارے پہلوانوں کو یروشلم میں جمع کیا"

اب اس بڑے مجمع کے سامنے جو درحقیقت تمام قوم کی نمائندگی تھی۔ حضرت سلیمان کی تخت نشینی کے متعلق اعلان کرتے ہوئے کہا:۔

"اور میرے سارے بیٹوں میں سے اس نے (خدا نے) میرے بیٹے سلیمان کو پسند کیا اور خداوند کی مملکت میں اسرائیل کے تخت پر بیٹھے۔ اور اس نے مجھے کہا (یعنے خدا نے) کہ تیرا بیٹا سلیمان میرے لئے گھر اور بارگاہیں بنائے گا کیونکہ میں نے اسے چن لیا کہ میرا بیٹا ہو اور میں اس کا باپ ہوں گا"

ان حوالجات سے میں نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ ابن اللہ کا لفظ یہودی لٹریچر میں انبیاءؑ کے لئے استعارۃً استعمال ہوتا رہا ہے۔ حضرت داؤدؑ کا حضرت سلیمان ؑ کے لئے ابن اللہ کا لفظ بھرے مجمع میں استعمال کرنا اور قوم کا قبول کر لینا بتاتا ہے کہ وہ ان الفاظ کو انبیاءؑ کے لئے استعمال کرنا جائز سمجھتے تھے۔ اسی محاورہ کو حضرت عیسیٰؑ نے اپنے دعوے کی صداقت پر استعمال کیا۔

ایک پادری کے سامنے اسلام اور عیسائیت پر تقریر

ان حوالجات کو سن کر ایک نوجوان نے سوال و جواب کے دوران میں کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان الفاظ کے متعلق اپنے پادری صاحب سے گفتگو کریں اور بعد میں اس بارہ میں آپ سے گفتگو کی جائے۔ چنانچہ کل میٹنگ میں وہ ایک پادری کو اپنے ساتھ لے آئے۔ پادری صاحب چالیس سال کی ..... عمر کے تھے۔ اور ڈاکٹر آف تھیالوجی تھے۔ میں نے اس اجتماع میں اسلام کے ہمہ گیر اصولوں پر روشنی ڈالتے ہوئے مسئلہ نبوت کی اہمیت بیان کی اور کہا کہ خدا کی طرف سے ہمیشہ اقوام کی طرف آسمانی روشنی آتی رہی ہے۔ خدا روشنی کا سرچشمہ ہے۔ وہ بنی نوع انسان میں سے کسی ایک مطہر انسان کو چن لیتا اور اس کے ذریعہ سے دوسرے لوگوں کو آسمانی روشنی سے متمتع کرتا رہا ہے۔ ایسے مطہر و مزکی انسانوں کو اسلام نے نبی کے لفظ سے پکارا ہے۔ نیز اس آسمانی روشنی کو انبیاءؑ کی طرف لانے کے لئے حضرت جبرائیل کا وجود خدا اور بنی نوع انسان کے درمیان واسطہ ہے۔ حضرت جبرائیل ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آسمانی روشنی لائے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے حضرت جبرائیل ہی تمام انبیاء سابقین کی طرف آسمانی روشنی پہنچاتے رہے۔ حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت موسیٰؑ حضرت نوحؑ۔ ان جلیل القدر انبیاءؑ پر حضرت جبرائیل کا نزول ہوا۔

یہ وہ تین وجود ہیں جن کی وجہ سے دنیا مختلف اوقات میں روحانی روشنی سے منور ہوتی رہی۔ خدا۔ فرشتہ حضرت جبرائیل۔ اور نبی۔ لیکن غلطی سے عیسائی علماء نے فرشتہ اور نبی کے وجود کو خدا کے ساتھ ملا کر اقنوم ثلاثہ کا عقیدہ گھڑ لیا ہے۔

اس کے بعد ابن اللہ کے لفظ پر ایک دفعہ پھر روشنی ڈالی اور تقریر ختم ہوئی۔

پادری صاحب کا اعتراف حق

اب سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا چند ایک سوالات کے بعد نوجوانوں نے پادری صاحب سے ابن اللہ اور مسئلہ تثلیث کے بارہ میں سوالات کرنے کو کہا۔ پادری صاحب نے صرف اتنا کہا "میں کیا کہوں وہ بائیبل پیش کرتا ہے"! اس کے بعد بعض نوجوانوں نے اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے پوچھا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اس سلسلہ میں میں نے چند ایک امور بیان کئے اور بتایا کہ یہ خیال سرتاپا غلط ہے اور سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے۔ پادری صاحب اب کی بار بول پڑے اور میرے الفاظ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ تحقیق سے ثابت ہو گیا ہے کہ اسلام کے متعلق یہ نظریہ کہ یہ تلوار سے پھیلا ہے بالکل باطل ہے۔ چنانچہ حالیہ ہی میں عیسائی محققین کی طرف سے جو کتب لکھی جا رہی ہیں اس میں یہ بات واضح کی جا رہی ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔ اور پادری صاحب نے کہا کہ سکولوں میں جو کتب پڑھائی جاتی ہیں، ان میں بھی یہ تبدیلی کی جا رہی ہے۔

اسلام میں جبر نہیں ـــــ ایک امریکی مصنف کا بیان

میں یہاں امریکن لائبریری میں گاہے گاہے جاتا ہوں اور مذہب پر کوئی دلچسپ کتاب ہو تو پڑھنے کے لئے گھر لے آتا ہوں۔ وہاں میری نظر ایک کتاب

"The Social Structure of Islam"

by Reuben Levy

پر پڑی۔ یہ کتاب ۱۹۵۷ء میں دوسری بار شائع ہوئی ہے۔ اور اس کے مصنف کیمبرج یونیورسٹی میں فارسی کے پروفیسر ہیں، دیباچہ میں صفحہ ۲ پر پروفیسر موصوف لکھتے ہیں:۔

"In theory, and even when the Prophet was in a position to assert his authority there was no compulsion on the inhabitants of Medina or others to believe in his teachings and his mission is described as one of preaching only."

پھر اس سلسلہ میں قرآن کریم سے دو آیات کا حوالہ درج کیا ہے۔ ایک:۔

۱۔ لا اکراہ فی الدین

(۲ : ۲۵۶)

اور دوسری آیت ہے:۔

فانما علیک البلاغ

(۳ : ۱۹)

اس تحریر سے پادری صاحب کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔

باقی ـــــ باقی

اخبار احمدیہ

شادی

گذشتہ ۳۰ راکتوبر ۱۹۶۰ء کو محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے صاحبزادہ سلیم احمد کی شادی چودھری عمر دین صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ خطبہ نکاح حضرت امیر ایدہ اللہ نے دیا، جس کے بعد چودھری عمر دین صاحب کی طرف سے حاضرین کو شاندار عصرانہ دیا گیا، دوسرے دن ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی طرف سے بھی احباب کو شاندار عصرانہ دیا گیا، دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت کرے۔

www.aaiil.org

مکتوبِ لندن
اقبال احمد صاحب

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

زائرین مسجد سے گفت و شنید۔ ہندو سوسائٹی میں تقریر۔ خطبات کے تراجم۔ ورلڈ سپریچوئل کانفرنس میں شرکت

زائرین مسجد سے گفت و شنید

اتوار ۱۵ر اکتوبر ۱۹۶۷ء۔ آج لندن کلاپ ہم سینٹ اینس چرچ سے سولہ افراد اپنے پادری سمیت مسجد تشریف لائے۔ اگرچہ سردی شروع ہوگئی ہے مگر حسن اتفاق سے اس دن بارش نہیں ہو رہی تھی۔ نماز کے بعد جناب شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ نے ایک مختصر تقریر کی جس میں اسلام کے نظریۂ حیات کی وضاحت فرمائی چونکہ مسجد میں کچھ زیادہ ہی سردی تھی اس لئے گفتگو کے لئے مسجد کے ملحقہ مکان میں حاضرین چلے آئے چائے کے بعد پادری صاحب نے سوالات شروع کئے۔ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ایک مناظرہ کی صورت اختیار کر گیا۔ پادری صاحب انجیل کی آیات کی بعض نئی تشریحات کر رہے تھے۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ مسیح کا "ایلی ایلی لما سبقتنی" کہنا درست تھا کیونکہ انہیں اس وقت تک علم نہ تھا وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ جوں جوں پردہ ہٹتا گیا انہیں مختلف مناظر و مقامات کا علم ہوتا گیا۔ مگر جی اٹھنے کے بعد آخری سین سے پردہ ہٹا اور اس وقت اُن پر اس کا انکشاف تام ہوا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ پادری صاحب کو شام کو اپنے گرجا گھر واپس جانا تھا اس لئے بحث کو مجبوراً ختم کرنا پڑا۔ اس گفتگو کا اتنا تو ضرور ہوا کہ پادری صاحب جاتے وقت اسلام کی اچھی خاصی کتب ساتھ لے گئے اور شیخ صاحب کو اپنے گرجا میں تقریر کے لئے دعوت بھی دے گئے۔

ہندو سوسائٹی میں تقریر

اسی شام شیخ محمد طفیل صاحب کی ایک تقریر لندن کی ہندو سوسائٹی میں تھی۔ یہ ویسٹ انڈیز کے ہندوؤں کی ایسی سوسائٹی ہے جس میں طفیل صاحب اس سے قبل بھی تقریر کر چکے ہیں۔ دیوالی کے موقعہ پر ممبروں کے اصرار پر شیخ صاحب کو دوبارہ اطلاع دی گئی۔ اس دفعہ جلسہ کا انعقاد لیمبتھ ٹاؤن ہال میں تھا۔ ہماری طرف سے بھی تو دس افراد جلسہ میں شریک ہوئے۔ طفیل صاحب صبح سے جو گہما گہمی رہی تھی اس سے کافی تھک گئے تھے راستے میں مجھ سے کہنے لگے کہ آدھ گھنٹہ پنڈت جی کی تقریر سے اس عرصہ میں شاید کچھ تکان اتر جائے جب ہم ہال میں پہنچے تو لوگ جمع تھے۔ پنڈت جی نے اپنی دعائیں شروع کیں۔ اس کے بعد ہندی زبان کے لیکچرار مسٹر پنچولی نے دیوالی کی اہمیت پر تقریر کی۔ اس کے بعد طفیل صاحب نے اپنا لیکچر شروع کیا۔ جو قریباً ۵۰ منٹ تک جاری رہا۔ حاضرین نے انتہائی خاموشی سے سُنا اور بلا مبالغہ ایک گہرا اثر لیا۔ میں نے بعد میں طفیل صاحب کو کہا کہ میں نے اس سے قبل آپ کی ایسی مؤثر تقریر پہلے نہیں سنی تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک خاص موڈ میں تھے۔ کہنے لگے کہ جب پنڈت جی اوم شانتی شانتی کہہ رہے تھے اس وقت یک لخت ساری تقریر کا موضوع میرے سامنے آ گیا اور میں نے سوچا اسلام شانتی ہی کا تو پیغام ہے۔ پھر میں نے اپنے لکھے ہوئے نوٹس کو تہہ کر کے ایک طرف رکھ دیا اور بولنا شروع کر دیا۔ اتفاق کہئے کہ خیالات کا سلسلہ شروع سے آخر تک قائم رہا۔ ورنہ بعض اوقات اچھی خاصی تیاری کے باوجود بھی تقریر سپاٹ ہو جاتی ہے۔

اس سوسائٹی کے پریزیڈنٹ نے اگلے روز جو خط لکھا اس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے:۔

"ڈیر مسٹر طفیل۔
تسلیم

آپ نے جس کمال مہربانی سے ہماری کل کی دیوالی کی تقریب میں شرکت فرمائی اور اپنی تقریر سے ہمیں نوازا۔ میں اس کے لئے پھر ایک بار آپ کا شکریہ ادا کرنے کا خوشگوار فرض بجا لاتا ہوں تمام ... ممبر صاحبان آپ کی تقریر سے بڑے محظوظ ہوئے ہیں۔ اور سبھی آپ کی تعریف کرتے ہیں۔ میں آپ کے ان مصاحبین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے آپ کی معیت میں تشریف آوری کی تکلیف اُٹھائی،

آپ نے CARIBBEAN HINDU SOCIETY کے ممبران سے ملاقات اور اُن سے گفتگو کرنے کی جو خواہش ظاہر کی ہے وہ ہر طرح قابلِ تشکر و امتنان ہے۔ سوسائٹی پھر کسی آئندہ تقریب پر آپ کی خدمات سے استفادہ حاصل کرے گی۔

آپ کے لئے اور تمام اہالیان شاہجہان مسجد کے لئے بہترین دعاؤں کے ساتھ
آپ کا مخلص
آر۔ ہیرا رام
وینٹیا روڈ۔ لندن

خطبات کے تراجم

یہ امر موجب مسرت ہے کہ شیخ محمد طفیل صاحب کے خطبۂ عید الفطر کا چینی ترجمہ ہو کر قاہرہ سے نکلنے والے ایک رسالہ میں شائع ہوا ہے۔ چین کے بہت سے لوگوں نے اس بارے میں مختلف خطوط لکھے ہیں۔ نیز ایک صاحب شیخ صاحب کے بعض خطبات اور مضامین کا بنگالی زبان میں بھی ترجمہ کر رہے ہیں اور ڈھاکہ کے ایک مشہور جریدہ میں چھپوانا چاہتے ہیں۔

ورلڈ سپریچوئل کانفرنس میں شرکت

۲۳ر ستمبر سے ۲۵ر ستمبر تک لندن کے قریب ایک جگہ ٹن برج میں ورلڈ سپریچوئل کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں شیخ محمد طفیل صاحب نے اسلام کی طرف سے نمائندگی کی جس میں انہیں تقریر کے لئے بھی موقعہ دیا گیا۔ کانفرنس کا موضوع تھا:۔

NEW AGE RELATIONSHIP

یعنی عصر حاضر میں انسانی تعلقات کی کیا بنیادیں ہونی چاہئیں۔ کانفرنس میں فرانس، جرمنی، ہالینڈ کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔

ووکنگ کے سپریچوئل چرچ میں امام صاحب دو تقاریر کر چکے ہیں۔ آکسفورڈ میں ورلڈ کانگریس آف فیتھس کے اجلاس میں ان کی جو تقریر ہوئی تھی اس کا ترجمہ انشاء اللہ جلد بھیجا جائے گا۔ والسلام
مخلص اقبال احمد

علامہ نیاز فتحپوری کا ایک غیر احمدی مستفسر کو جواب

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

سخت افسوس ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ احمدیت کے مخالفین میرزا غلام احمد صاحبؒ سے بہت سی ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو انہوں نے کبھی نہیں کہیں خصوصیت کے ساتھ مسئلہ ختم نبوت کہ عام طور پر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ میرزا صاحب رسول اللہ کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے تھے، حالانکہ وہ شدت سے اس کے قائل تھے کہ تشریعی نبوت ہمیشہ کے لئے رسول اللہؐ پر ختم ہو گئی۔ اور شریعت اسلام دنیا کی آخری شریعت ہے۔"

(رسالہ نگار لکھنؤ۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۴۴-۴۵)

ضرورت رشتہ

میرا ایک لڑکا جو کہ مڈل پاس عمر ۲۰ سال موٹر ڈرائیور بشاہرہ یک صد پچیس روپیہ (-/125) ملازم ہے۔ اس کے لئے ایک رشتہ کی ضرورت ہے لڑکی دیندار، امور خانہ داری سے واقف ہو اور احمدیت سے مخلصانہ تعلق رکھتی ہو، ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
پتہ: م۔ ص معرفت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

www.aaiil.org

میرزا غلام احمد نے تمام اختلافات سے بلند ہو کر دنیا کے سامنے اسلام کا وہ مفہوم پیش کیا

جسے لوگوں نے بھلا دیا تھا یا غلط سمجھا تھا

صرف احمدی جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے صحیح معنی میں اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہے

علامہ نیاز فتحپوری کا ایک غیر احمدی مستفسر کو جواب

علامہ نیاز فتحپوری نے اپنے ماہنامہ "نگار" بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء کے "باب الاستفسار" میں ایک غیر احمدی کے خط کا جواب شائع کیا ہے جو افادہ عام کے لئے درج ذیل ہے :-

احمدی جماعت اور الیاس برنی

سید نصیر حسین سہارنپور

کچھ زمانہ سے آپ احمدی جماعت کی طرفداری میں اظہار خیال کر رہے ہیں۔ اور اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان سے بہت متاثر ہیں لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں کہ وہ غیر احمدی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ وہ اس حد تک متعصب ہیں کہ عام مسلمانوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ وہ اپنے سوا سب کو کافر کہتے ہیں اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اب رہا میرزا غلام احمد صاحب کا دعوئے مہدویت و مسیحیت و نبوت سو اس کی بابت میں مشورہ دوں گا کہ آپ جناب الیاس برنی کی کتاب "فتنہ قادیانیت" کا مطالعہ فرمائیے اس کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ مرزا صاحب کے دعوے کتنے لغو و باطل تھے۔

"نگار":-

(۱) اس میں شک نہیں میں احمدی جماعت سے کافی متاثر ہوں اور اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اس وقت ان تمام جماعتوں میں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں صرف احمدی جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے صحیح معنی میں اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ کیا ساری دنیا نے اسلام کو چند مخصوص عقائد میں محدود کر دیا ہے۔ اور اس سے ہٹ کر کبھی یہ غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی کہ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کا عروج کا تعلق صرف عقائد سے نہ تھا۔ بلکہ اطوار کردار اور حرکت و عمل سے تھا۔

محض یہ عقیدہ کہ اللہ ایک ہے اور رسول برحق اپنی جگہ بے معنی سی بات ہے اگر اس سے ہماری اجتماعی زندگی متاثر نہیں ہوتی۔ اسی طرح مخصوص اوقات میں مخصوص انداز سے عبادت کر لینا بھی بے سود ہے اگر وہ ہماری ہیئت اجتماعی پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ تاریخ و عقل دونوں کا فیصلہ یہی ہے۔ پھر غور کیجئے کہ اس وقت احمدی جماعت کے علاوہ مسلمانوں کی وہ کونسی دوسری جماعت ایسی ہے جو زندگی کے صرف عملی پہلو کو اسلام سمجھتی ہو۔ اور محض عقائد کو مذہب کی بنیاد قرار نہ دیتی ہو۔

میں نے جب سے آنکھ کھولی مسلمانوں کو باہم دست و گریباں ہی دیکھا۔ سُنّی۔ شیعی۔ اہل قرآن اہل حدیث۔ دیوبندی۔ غیر دیوبندی۔ وہابی۔ بدعتی اور خدا جانے کتنے ٹکڑے مسلمانوں کے ہو گئے جن میں سے ہر ایک دوسرے کو کافر کہتا تھا۔ اور کوئی ایک شخص ایسا نہ تھا جس کے مسلمان ہونے پر سب کو اتفاق ہو۔ ایک طرف خود مسلمانوں کے اندر اختلاف و تضاد کا یہ عالم تھا۔ اور دوسری طرف آریائی و عیسوی جماعتوں کا حملہ اسلامی لٹریچر اور اکابر اسلام پر کہ اسی زمانہ میں میرزا غلام احمد صاحب سامنے آئے اور انہوں نے تمام اختلافات سے بلند ہو کر دنیا کے سامنے اسلام کا وہ صحیح مفہوم پیش کیا جسے لوگوں نے بھلا دیا تھا یا غلط سمجھا تھا یہاں نہ ابوبکرؓ و علیؓ کا جھگڑا تھا نہ رفع یدین و آمین بالجہر کا اختلاف، یہاں نہ عمل بالقرآن کی بحث تھی نہ استناد بالحدیث کی۔ اور صرف ایک نظریہ سامنے تھا اور وہ یہ کہ اسلام نام ہے۔ صرف اسوۂ رسول کی پابندی کا اور اس عملی زندگی کا۔ اس ایثار و قربانی کا۔ اس محبت و رافت کا۔ اس اخوت و ہمدردی کا اور اس حرکت و عمل کا جو رسول اللہؐ کے کردار کی تنہا خصوصیت اور اسلام کی تنہا اساس و بنیاد تھی۔

میرزا غلام احمد صاحب نے اسلام کی مدافعت کی اور اس وقت کی۔ جب کوئی بڑے سے بڑا عالم دین بھی دشمنوں کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا، انہوں نے سوتے ہوئے مسلمانوں کو جگایا اُٹھایا اور چلایا یہاں تک کہ وہ چل پڑے۔ اور ایسا چل پڑے کہ آج روئے زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو ان کے نشانات قدم سے خالی ہو، اور جہاں وہ اسلام کی تعلیم نہ پیش کر رہے ہوں۔

پھر ہو سکتا ہے کہ آپ ان حالات سے متاثر نہ ہوں لیکن میں تو یہ کہنے اور سمجھنے پر مجبور ہوں۔ کہ یقیناً بہت بڑا انسان تھا وہ جس نے ایسے سخت وقت اسلام کی جانبازانہ مدافعت کی اور قرون اولےٰ کی اس تعلیم کو زندہ کیا۔ جس کو دنیا بالکل فراموش کر چکی تھی۔

رہا یہ امر کہ مرزا صاحب نے خود اپنے آپ کو کیا ظاہر کیا۔ سو یہ چنداں قابل لحاظ نہیں۔ کیونکہ اصل سوال یہ نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو کیا کہا بلکہ صرف یہ کہ کیا کیا۔ اور یہ اتنی بڑی بات ہے۔ کہ اس کے پیش نظر (قطع نظر روایات و اصطلاحات سے) میرزا صاحب کو حق پہنچتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو مہدی کہیں کیونکہ وہ ہدایت یافتہ تھے، مثیل مسیح کہیں، کیونکہ وہ روحانی امراض کے معالج تھے۔ اور ظلّی نبی کہیں۔ کیونکہ وہ رسول کے قدم بقدم چلتے تھے۔

(۲) اب رہا یہ امر کہ غیر احمدی لوگوں میں وہ رشتہ مصاہرت قائم نہیں کرتے اور ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تو اس پر کسی کو کیوں اعتراض ہو۔ کیا آپ کسی ایسے خاندان میں شادی کرنا گوارا کریں گے جس کے افراد آپ کے مسلک کے مخالف ہیں اور کیا آپ ان لوگوں کی اقتدا کریں گے جو اپنے کردار کے لحاظ سے مقتدا بننے کے اہل نہیں ہیں۔

احمدی جماعت کا ایک خاص اصول زندگی ہے۔ جس پر ان کے مرد، ان کے بچے اور ان کی عورتیں سب یکساں کاربند ہیں۔ اس لئے اگر وہ کسی غیر احمدی مرد یا عورت سے رشتۂ ازدواج قائم کریں گے تو ان کی اجتماعیت یقیناً اس سے متاثر ہو گی اور وہ یکرنگی و ہم آہنگی جو اس جماعت کی خصوصیت خاصہ ہے ختم ہو جائے گی۔ آپ اس کو تعصب کہتے ہیں اور میں اسے اعتصام و فراست۔

رہی برنی صاحب کی کتاب۔ سو اس کے متعلق اس سے زیادہ کیا کہوں کہ جس حد تک بانی احمدیت کی زندگی و تعلیم احمدیت کا تعلق ہے وہ تلبیس و کتمان حقیقت کے سوا کچھ نہیں اور مجھے

(باقی برصفحہ ۱۰)

www.aaiil.org

جلسۂ سالانہ ۱۹۶۰ء کے مبارک موقع پر

دارالکتب اسلامیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ذیل کی کتب نہایت دیدہ زیب طباعت اور ٹائیٹل کیساتھ شائع کر رہا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی عربی اور اردو کتب کی طباعت کے لئے کئی متمول اصحاب نے عطیہ جات دیئے ہیں جن سے حضرت اقدسؑ کی کتب کی چھپوائی کا کام پچھلے سال سے شروع ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور کے عطیہ میں سے اب تک یہ کتب چھپ چکی ہیں:—

۱۔ انگریزی ترجمہ براہین احمدیہ ہر چہار حصص (بغیر حاشیہ جو بعد میں شائع ہونگے)
۲۔ فتح اسلام (بلاک میں)
۳۔ الوصیت (بلاک میں)
۴۔ اسلامی اصول کی فلاسفی (بلاک میں)

اور اب ان کے عطیہ میں سے ذیل کی کتب زیر طبع ہیں جلسہ سالانہ کے موقع پر تیار ہو جائیں گی۔

۱۔ نجم الہدیٰ (اردو) بلاک میں
۲۔ نجم الہدیٰ (انگریزی)
۳۔ برکات الدعا (اردو) بلاک میں
۴۔ تریاق القلوب (اردو)

جناب میاں مولا بخش صاحب ملز اونر لائل پور کے عطیہ میں سے تحفہ بغداد (عربی) چھپ چکی ہے۔ اور اب خطبۂ الہامیہ زیر طباعت ہے جو جدید عربی ٹائپ میں چھپائی جا رہی ہے۔

جناب میاں فضل الرحمٰن صاحب ملز اونر ملتان کے عطیہ سے آئینہ کمالات اسلام طبع کی جا رہی ہے۔ ۵۵۴ صفحات پر مشتمل یہ ضخیم کتاب جلسہ سالانہ تک مکمل طور پر نہ چھپ سکے گی لیکن اس کا نصف سے زیادہ حصہ چھپ کر تیار ہو جائے گا۔

ان کے علاوہ ذیل کی کتب بھی چھپ رہی ہیں:—

۱۔ دین اسلام (حصہ دوم) (اردو ترجمہ دی ریلیجن آف اسلام از حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ۔ مترجمہ مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم و مغفور)
۲۔ بشارات احمدیہ (حصہ دوم) مضامین حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب علیہ الرحمۃ
۳۔ انگریزی ترجمہ پہلے چار ابواب النبوۃ فی الاسلام از شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے۔ امام مسجد ووکنگ۔

حضرت مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ کی اس بے نظیر کتاب کا انگریزی ترجمہ شیخ محمد طفیل صاحب مکمل کر چکے ہیں لیکن چونکہ ابھی تک صرف چار حصوں کی نظر ثانی کر سکے ہیں اسلئے بقیہ ابواب کا ترجمہ بعد میں شائع کیا جائیگا۔ ان ابواب میں ختم نبوت از قرآن مجید و حدیث نبویہ آ گئی ہے۔

ناصر احمد منیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

گاہے گاہے باز خواں ایں دستانِ پارینہ را

مسیح کشمیر میں

(۱)

معاصر "انصاف" راولپنڈی نے اس عنوان سے محمد اسداللہ صاحب قریشی کاشمیری کے قلم سے ایک مضمون چار قسطوں میں شائع کیا ہے جس میں تاریخی واقعات اور مقامی شواہد سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح یروشلم سے ہجرت کر کے کشمیر میں آئے اور وہیں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں" (یعنے اہلِ کشمیر) کی اصلاح میں بقیہ زندگی بسر کرنے کے بعد وفات پا کر محلہ خانیار میں دفن ہوئے، اگرچہ یہ احمدی جماعت کے لئے کوئی انکشافات نہیں تاہم ان تاریخی واقعات کو جو اس مضمون میں بیان کئے گئے ہیں، بار بار پڑھنا نہ صرف بھولی بسری باتوں کی یاد دہانی بلکہ کئی دوستوں کے ازدیادِ علم کے لئے نہایت ضروری ہے اس لئے اس مضمون کو قسط وار درج کیا جاتا ہے۔

کشمیر میں مسیح کی آمد

آج سے تقریباً پون صدی قبل جب اس بات کا انکشاف کیا گیا تھا کہ مسیح نے واقعہ صلیب کے بعد کشمیر میں پناہ لی تھی تو دنیا میں ایک ہیجان برپا ہوا تھا مگر رفتہ رفتہ اس واقعہ کی صداقت پر اتنے دلائل و شواہد مہیا ہوتے گئے، کہ اب مشرق و مغرب کے اہلِ علم اس واقعہ کو ایک تاریخی واقعہ تسلیم کر رہے ہیں جس سے کہ اس صلیبی غلبہ کے زمانہ میں ایک دفعہ پھر وہ قرآنی صداقت اظہر من الشمس ہو گئی ہو آج سے تیرہ سو سال قبل دنیا کو سنائی گئی تھی کہ حضرت مسیح کو اونچی سطح زمین کی طرف پناہ دی گئی جو امن و قرار اور چشموں والی سرزمین ہے" جس سے مراد کشمیر کی سرزمین ہے .... جو سطح سمندر سے بلندی پر واقع ہے اور جو امن و قرار اور چشموں والی جگہ ہے۔ قرآن و حدیث کے علاوہ دنیا کے قدیم مذاہب عیسائیت، ہندومت، بدھ مت وغیرہ اور کشمیر کی قدیم تاریخ، کتابوں اور تختِ سلیمان کشمیر کے کتبوں میں بھی مسیح کی آمدِ کشمیر کا ذکر موجود ہے۔ دنیا کی تاریخ کا یہ ایک گمشدہ ورق ہے لہٰذا دلائل و شواہد سے اس واقعہ کا ذکر پیروانِ مذاہبِ عالم کے لئے تاریخی لحاظ سے دلچسپی سے خالی نہیں مؤرخینِ عالم کے لئے جذبات اور تعصبات سے قطع نظر تاریخی نکتہ سے اس واقعہ کی تحقیقات کرنا ضروری ہے۔ ہم اس سلسلے میں جدید تحقیقات کی روشنی میں اہلِ ذوق کی خدمت میں ماحصل پیش کرتے ہیں امید ہے کہ اسے استحسان کی نظروں سے دیکھا جائے گا، اور یہ تاریخی دلائل و شواہد کا جواب تلخی اور ترشروئی اور صرف جذبات سے دینے کی بجائے دلائل و شواہد ہی سے دیا جائے گا حوالجات میں اگر ہم سے کوئی کوتاہی سرزد ہو تو اطلاع دینے والے کے ہم شکر گزار ہوں گے۔

قرآن اور مسیح کی پناہ گاہ

قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا انی متوفیک ورافعک الیّ یعنی اے عیسےٰ! میں خود تجھے طبعی موت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا دشمن تجھے صلیب پر غیر طبعی موت نہ دے سکیں گے، سو اس وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ناصری کو صلیبی موت سے جو غیر طبعی موت تھی بچایا اور اپنی طرف رفع کیا، یہ رفع کیسے ہوا؟ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وجعلنا ابن مریم وامہ اٰیۃ واٰوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین (المؤمنون ع ۳ پ ۱۸) ہم نے ابنِ مریم اور ان کی ماں کو نشان بنایا اور ان کو ایک اونچے مقام کی طرف پناہ دیدی جو امن و قرار اور چشموں والی جگہ تھی"۔ اس آیت میں جس ربوہ کی طرف حضرت مسیح کے پناہ دیئے جانے کا ذکر ہے اس کی تعیین کے بارے میں مفسرین نے کوئی قطعی رائے ظاہر نہیں کی چنانچہ کسی نے کہا ربوہ سے مراد مصر ہے کسی نے کہا دمشق مراد ہے کسی نے فلسطین اور کسی نے اطرافِ دمشق مراد لیا ہے (ابن کثیر کی تفسیر)

ان مختلف اقوال کی تائید میں کوئی تاریخی یا واقعاتی شہادت موجود نہیں اور اس آیت میں مسیح کے پناہ گاہ کی جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ بھی ان میں سے کسی مقام ..... پر منطبق نہیں ہوتیں۔ ربوۃ زمین سے اونچی جگہ کو کہتے ہیں" (المنجد) پھر اس کی مزید صفات یہ بتائی ہیں کہ وہ ذات قرار یعنی امن و ٹھکانے کی جگہ ہے اور ذات معین کے معنے چشموں والی جگہ کے ہیں مشہور لغت المنجد میں ہے کہ معین ایسی وادی کو کہتے ہیں جس میں بہنے چشموں کی کثرت ہو۔ اب مصر، دمشق، فلسطین وغیرہ کو لیجئے ان میں سے کسی مقام پر یہ صفات منطبق نہیں ہوتیں، کیونکہ ذات قرار چاہتا ہے کہ وہ مسیح کے لئے امن و قرار کی جگہ ہو مگر مصر، دمشق یا فلسطین مسیح کے لئے امن و پناہ کی جگہ نہیں ہو سکتی کہ یہ علاقے رومی حکومت کے زیر اثر تھے اور رومی حکومت کے آپ باغی قرار پا چکے تھے جس نے آپ کو صلیبی موت کی سزا دی تھی لہٰذا ان علاقوں میں آپ کے پناہ لینے کے کوئی معنی نہیں بنتے۔ اگر آپ ان علاقوں میں پناہ لیتے تو دوبارہ گرفتار ہو کر قتل کر دیئے جاتے لہٰذا ضروری تھا کہ آپ خفیہ ہجرت کر کے کسی ایسے دور دراز علاقہ میں جائیں، جہاں رومی حکومت کا کوئی عمل دخل نہ ہو اور وہ علاقہ آپ کے صلیبی زخموں کے پیشِ نظر آپ کے لئے صحت بخش بھی ہو اور باقی زندگی گذارنے کے لئے دارالامان بھی ہو) واقعہ یہ ہے کہ مصر، دمشق یا فلسطین نہ صرف یہ کہ ذات قرار نہیں ہو سکتے بلکہ ربوہ اور ذات معین کی صفات کے بھی حامل نہیں کیونکہ ربوہ چاہتا ہے کہ وہ علاقہ سطح سمندر سے بہت بلند ہو، اور ذات معین چاہتا ہے کہ وہاں چشموں اور پھلوں کی کثرت ہو مگر ان علاقوں میں یہ خصوصیات نہیں۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ پھر وہ کونسا علاقہ ہے جس میں یہ خصوصیات پائی جاتی ہیں جو آیت مذکورہ میں ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ واقعات و شواہد کی رو سے وہاں مسیح کا پناہ لینا بھی ثابت ہو اگر کوئی دوسرا علاقہ بلند بھی ہو اور وہاں چشمے بھی ہوں مگر وہاں مسیح کا جانا ثابت نہ ہو تو ایسا دعویٰ بالبداہت باطل ہو گا۔

مسیح کی پناہ گاہ ربوہ سے مراد کشمیر ہے

وہ جگہ جس میں آیت مذکورہ میں مبینہ صفات پوری طرح پائے جاتے ہیں وہ صرف کشمیر ہے جنت نظیر ہے اور جس پر ربوہ۔ ذات قرار اور ذات معین کی صفات پورے طور منطبق ہوتی ہیں اور یہیں حضرت مسیح کا پناہ لینا بھی ثابت ہے مشہورِ عالم جامعہ ازہر کے علماء مصر نے بھی جو اہلِ زبان بھی ہیں تسلیم کر لیا ہے کہ "مسیح کا کشمیر کی طرف ہجرت کرنا اور وہاں وفات پانا ازروئے عقل و نقل بعید نہیں" (دیکھو علامہ رشید رضا سابق مفتی مصر کا رسالہ المنار صفحہ ۹۰۱ ج ۱۵) قدیم جدید مؤرخوں اور جغرافیہ نویسوں نے لکھا ہے کہ کشمیر کی بلندی سطح سمندر سے دس ہزار فٹ سے ۱۸ یا ۱۹ ہزار فٹ تک ہے بعض اونچے پہاڑوں کی بلندی ۲۹ ہزار فٹ سے بھی زیادہ بلند ہے اسی لئے مشرق و مغرب کے اہلِ علم کشمیر کو ROOF OF THE WORLD (دنیا کی چھت) "زمین کی چھت" اور "فلک بوس چوٹیوں والی سرزمین" لکھتے ہیں۔ سو یہ سب کو مسلم ہے کہ ایسا جنت نظیر خطہ کشمیر ہی ہے جہاں دنیا بھر کے لوگ اگر اپنی زندگی کے سربز ترین لمحات گذارتے ہیں اور حکماء کے نزدیک چوتھی اقلیم دنیا کا معتدل خطہ ہے اور خطہ کشمیر اس میں سب سے زیادہ معتدل ہے، اس کے علاوہ کشمیر قدیم زمانہ ہی سے تاریخوں اور مذاہب عالم کی مقدس کتابوں میں مقدس سرزمین مسلم و مشہور چلا آ رہا ہے اور عیسائیت ہندومت۔ بدھ مت وغیرہ سب کو یہ دعوےٰ ہے کہ کشمیر سے اُن کی مقدس مذہبی روایات وابستہ ہیں۔ ذات قرار یعنے امن و قرار کا علاقہ بھی کشمیر ہی تھا جو چاروں طرف سے اونچے اونچے قدرتی پہاڑوں سے ایک محفوظ قلعے کی طرح گھرا ہوا ہے اور شام سے دُور

www.aaiil.org

دراز ہونے کی وجہ سے رومی حکومت کے عمل دخل
سے بھی محفوظ تھا اور قدیم سے ہمسایہ ممالک
کے مصیبت زدہ لوگ کشمیر میں پناہ لیتے رہے
تاریخ اعظمی میں ایک بزرگ سے کشمیر کی بابت ایک
رباعی نقل کی گئی ہے جس میں کشمیر کا جامع نقشہ الفاظ
میں کھینچا گیا ہے ؎

کان الکشمیر لما کیتھا
جنت عدن ھی للمؤمنین
قد کتب اللہ علی ابوابھا
من دخلہ کان من الآمنین

یعنے کشمیر اپنے رہنے والوں کے لئے ایسا ہی ہے
جیسا مومنوں کے لئے عدن کی جنت۔ اللہ تعالےٰ نے
کشمیر جنت نظیر کے دروازے پر لکھ دیا ہے کہ جو شخص
اس میں داخل ہوگا امن پا جائے گا۔ یاد رہے کہ اللہ
تعالےٰ نے قرآن مجید میں حرم کعبہ کے لئے من
دخلہ کان امنا کے الفاظ فرمائے ہیں جو رباعی
میں کشمیر جنت نظیر کے لئے موزوں کئے گئے ہیں
اس سے مزید لطافت پیدا ہو گئی ہے گویا جس طرح
حرم کعبہ میں داخل ہونے سے کوئی بھی شخص امان
پا جاتا ہے اسی طرح کشمیر میں داخل ہونے سے ہر شخص
امان پا جاتا ہے۔ پس کشمیر ہی مسیح کے لئے صحیح معنوں
میں دار الامان تھا جہاں آپ نے خدا کے حکم سے
آکر پناہ لی۔

ذات معین بہتے چشموں، اور
پھلوں کی کثرت والی وادی بھی سوائے کشمیر کے اور
کوئی نہیں کہ یہی وہ یکتا وادی ہے جو دنیا بھر میں قدرتی
چشموں اور پھلوں کی کثرت کے لحاظ سے مشہور ہے
جگہ جگہ قدرتی چشمے اور شفاف نہریں بہہ رہی ہیں،
سبزہ زار، میدان، آبشاریں، سایہ دار درخت۔
چراگاہیں۔ باغ۔ تالاب۔ جھیلیں اس کثرت سے ہیں
کہ دنیا بھر میں ان کی نظیر نہیں۔ قدیم مؤرخوں نے کشمیر کا
نام کاسامیرا لکھا ہے جس کے معنے ہیں ایسی جگہ جہاں
پانی کثرت سے بہتا ہو (دیکھو کشمیر از ڈاکٹر صوفی)
سو کاسامیرا اس لحاظ سے ذات معین (چشمے
بہنے کی جگہ) کا ہو بہو ترجمہ ہے۔ دراصل کاسامیرا عبرانی
زبان کے الفاظ ہیں کیونکہ عبرانی زبان میں کاس اور میر
کے معنے چشمے بہنے کی جگہ کے ہیں۔ میر دراصل،
مرّ لفظ عبس کے معنی گذرنے یا بہنے کے ہیں۔ اس کے
علاوہ آیت مذکورہ میں اوی کا لفظ بھی معنی خیز ہے
اوی ایسے موقع پر پناہ دینے کے معنوں میں
آتا ہے جہاں احسان کے طور پر کسی بڑی مصیبت سے پناہ
دی گئی ہو تو اس موقعہ پر بھی اوی کا لفظ استعمال
ہوا ہے فرمایا واذکروا اذ انتم قلیل
مستضعفون فی الارض تخافون ان
یتخطفکم الناس فاوٰکم وایدکم بنصرہ
(انفال ع۲) یعنے وہ وقت یاد کرو جب تم
تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور تھے اور تم ڈرتے

تھے کہ لوگ تم کو اُچک کر نہ لے جائیں، تب اللہ
نے تمہیں پناہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی۔
۔۔۔۔ اہل لغت بھی یہی کہتے ہیں کہ جب آوی
الی منزلہ کہا جائے تو اس کے معنی یہ ہوتے
ہیں کہ اپنے گھر میں آٹھہرا یعنے بے اطمینانی کی جگہ سے
آرام کی جگہ پر آگیا (اقرب) یہی لفظ حضرت مسیحؑ کے
پناہ کے واقعہ میں آیا ہے، سو یہ ظاہر ہے کہ مسیح ناصری
پر واقعہ صلیب کے سوا کوئی ایسا مصیبت کا زمانہ نہیں
آیا کہ اُن کے لئے شام کے علاقہ میں رہنا مشکل ہو
جاتا۔ واقعہ صلیب ہی ایسی مصیبت تھی کہ جس کے بعد
آپ کا اس علاقہ میں رہنا دشوار ہو گیا کیونکہ مجرموں
کے لئے حکومتوں کا یہی دستور ہے کہ جب وہ سزا
سے بھاگ نکلیں یا کسی طور بچ جائیں تو دوبارہ گرفتار
کر کے سزا دی جاتی ہے واقعہ یہ ہے کہ جب یہ
افواہ رومی حکومت تک پہنچی کہ مسیح ابھی زندہ ہے
تو یہودی علماء نے رومی حکومت سے اجازت
لے کر آپ کے پیچھے آدمی دوڑائے، اور آپ
کے ایک حواری پولوس کو بھی انعام کا لالچ دے کر
آپ کے تعاقب میں دمشق تک بھیجا گیا۔ مگر وہ وہاں
مسیحؑ پر ایمان لایا۔ تب آپ جلدی ہی دمشق سے خفیہ
طور پر نکل گئے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ
نے آپ پر وحی بھیجی انتقل من مکان
لئلا تعرف فتؤذی (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۴)
یعنے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا چلا جا
تا تو پہچانا نہ جائے اور تجھے تکلیف نہ دی جائے
تب آپ بھیس بدل کر ایران آئے جہاں سے آپ
نے اپنا نام یوز آصف رکھ لیا۔ پھر افغانستان
ہندوستان سے ہوتے ہوئے بالآخر کشمیر
جنت نظیر جانے کا حکم ہوا اور آپ کشمیر پہنچے اور کشمیر
کو شام کی مانند ٹھنڈا پا کر یہیں زندگی بسر کی اور یہیں
فوت ہو کر سری نگر محلہ انزمرہ (متصل خانیار) میں
دفن ہوئے۔ جہاں آج تک آپ کی قبر محفوظ ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ سے مدینہ کو ہجرت
خفیہ ہجرت کی تھی۔ اسی طرح مسیحؑ نے شام سے کشمیر
کی طرف خفیہ ہجرت کی جب وہ ہجرت قابل تعجب نہیں
تو یہ ہجرت کیوں قابل تعجب سمجھی جاتی ہے، خود لفظ
کشمیر بھی آپ کے سفر کشمیر کی طرف صریح اشارہ
کر رہا ہے کیونکہ کشمیری زبان میں کشمیر کو "کشیر" کہتے
ہیں جو دراصل عبرانی لفظ ہے اور لک اور اشیر
سے مرکب ہے لک کے معنی ہیں "مانند" اور اشیر
عبرانی میں شام کو کہتے ہیں انگریزی میں ASSIRIA
اسیریا اسی کو کہتے ہیں پس لک اشیر کے معنے تھے
"ملک شام کی مانند" مگر کثرت استعمال سے لک
اشیر کا درمیانی الف گر گیا کشیر رہ گیا جسے بعد
میں رفتہ رفتہ غیر قوموں نے کشمیر بنا دیا مگر کشمیری
زبان میں مقامی لوگ کشمیر کو اب تک کشیر ہی کہتے ہیں بلکہ
خود سری نگر جو کشمیر کا دار الخلافہ ہے بھی پہلے اشیدی نگر

کہلاتا تھا۔ جو سوریہ یا سیریا ہی سے ماخوذ ہے جو شام
کا قدیم نام تھا بائیبل میں ایک قبیلے کا نام اشیر
آیا ہے (یشوع ۱۹/۲۴) ان کی اولاد کو بنی اشیر کہا جاتا
ہے۔ اشیر حضرت یعقوب کے بیٹوں میں سے
ایک کا نام بھی تھا۔ یہ لوگ قدیم زمانہ میں بخت
نصر کے بعد شام سے بابل لائے گئے یہاں بھی
انہوں نے سوریہ نام شہر بسایا انہی کے زمانہ میں جب
یہ لوگ تلاش معاش میں بابل سے کشمیر پہنچے اور کشمیر
کو شام کی مانند ٹھنڈا ملک پاکر اس کا نام کشیر
رکھا یعنی ملک شام کی مانند" اور ایک شہر اپنے قدیم وطن
سوریہ کی یاد میں اشیدی یا سوریہ نام بسایا
جسے ہندو مؤرخین شری نگر لکھتے رہے یہی اب سری نگر
کے نام سے مشہور ہے (نگارستان کشمیر صفحہ ۳۴)
آج سے قریب تین چار ہزار سال قبل کا واقعہ
ہے کہ شاہ بابل بخت نصر نے شام پر حملہ کیا، اور
فلسطین کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور بارہ قبائل
کو گرفتار کر کے بابل لایا اور انہیں فارس۔ میڈیا
اپنی دیگر نوآبادیات میں لا کر آباد کیا بعد کے زمانوں میں
جب حالات سازگار ہوئے تو ان میں سے دو قبائل
واپس فلسطین چلے گئے اور باقی دس بالکل شمال مغربی
ہندوستان اور کشمیر میں آباد ہو گئے عرصہ تک ان
اسرائیلی قبائل کے حالات مخفی رہے اس لئے مؤرخین
انہیں "دس گمشدہ اسرائیلی قبائل" کے نام سے موسوم
کرتے رہے عرصہ کے بعد مؤرخین ان گمشدہ قبائل کی تلاش
میں نکلے اور بالآخر انہیں افغانستان اور کشمیر میں پا لیا گیا
اور دنیا کو معلوم ہوا کہ افغانستان اور کشمیر کے
لوگ "دس گمشدہ اسرائیلی قبائل کی اولاد ہیں"۔ چونکہ حضرت
مسیحؑ الہامی نوشتوں کی رو سے صرف بنی اسرائیل کے
لئے پیغمبر مبعوث کئے گئے جیسا قرآن میں ارشاد ہے
ورسولا الی بنی اسرائیل (آل عمران
ع ۵) کہ حضرت مسیح بنی اسرائیل کے لئے رسول ہیں
خود مسیحؑ نے فرمایا تھا۔ یبنی اسرائیل انی رسول
اللہ الیکم (سورہ صف ع ۱) یعنے اے
بنی اسرائیل میں صرف تمہاری طرف پیغمبر بھیجا گیا ہوں
لہذا جیسے شام کے بنی اسرائیل کو مسیح کے لئے
پیغام خداوندی پہنچانا ضروری تھا اسی طرح کشمیر اور
افغانستان کے بنی اسرائیل کو بھی پیغام الٰہی پہنچانا
اُن کے لئے ضروری تھا۔ اگر آپ کشمیر اور افغانستان
والوں کو پیغام الٰہی پہنچانے سے قبل ہی آسمان پر جا بیٹھے تو کیا
آپ الٰہی حکم کے مطابق ان علاقوں میں بھی تشریف لائے
جہاں قدیم زمانوں سے بنی اسرائیل منتشر ہو کر آباد
ہوئے تھے اور انہیں پیغام الٰہی پہنچا کر اپنا مقصد
بعثت مکمل کیا اور پھر فوت ہوئے۔ شاید کسی کے
دل میں کھٹک جائے کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت
میں صاف کشمیر کا نام کیوں نہ لیا اور صرف صفات
بتانے پر اکتفا کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ملکوں کے نام
بدل بھی جایا کرتے ہیں مگر صفات نہیں بدلتیں تاریخ عالم

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

مسیح کشمیر میں (بسلسلہ صفحہ ۱۴)

میں سینکڑوں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ انقلابات کی وجہ سے ملکوں کے نام بدل گئے پہلے ان کے نام کچھ اور رکھے اور اب کچھ اور ہیں، پاکستان ہی کی مثال لیجئے پہلے یہ ہندوستان کہلاتا تھا مگر اب اس سے الگ پاکستان ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے ہاں ناموں کی بجائے صفات کا لحاظ ہوتا ہے دنیا میں بھی یہی قانون ہے کہ ہر آدمی کی قدر و قیمت صفات کے لحاظ سے ہوتی ہے اور الہامی کتب میں صفات و اعمال

کے لحاظ سے ہی نام رکھے جاتے ہیں اور یہ انداز بیان بڑی وسعت رکھتا ہے اور بلیغ بھی سمجھا جاتا ہے۔ قرآن مجید مسلمہ فصیح و بلیغ کتاب ہے اس لئے اس میں بھی یہی انداز بیان اختیار کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے کشمیر کی وہ خصوصیات ظاہر ہوتی ہیں جو محض نام لینے کی صورت میں ہرگز ظاہر نہ ہو سکتی تھیں (باقی دارد)

× کا نور دیتا ہے۔

(۳) آنسوؤں کے چند قطرے لیتا ہے۔ اور عوض میں کوثر دیتا ہے جس کا شربت بھی رشک کرتا ہے۔ یعنی اطمینان قلب

(غلام نبی دوڈار)

بحر حکمت کے موتی (بسلسلہ صفحہ اوّل)

(۲) نے خرد از مالت ابنائے نجس
نے دہد نور ضمیر مقتبس

(۳) مے ستاند قطرۂ چندے ز اشک
مے دہد کوثر کہ آرد قند رشک (مولانا روم)
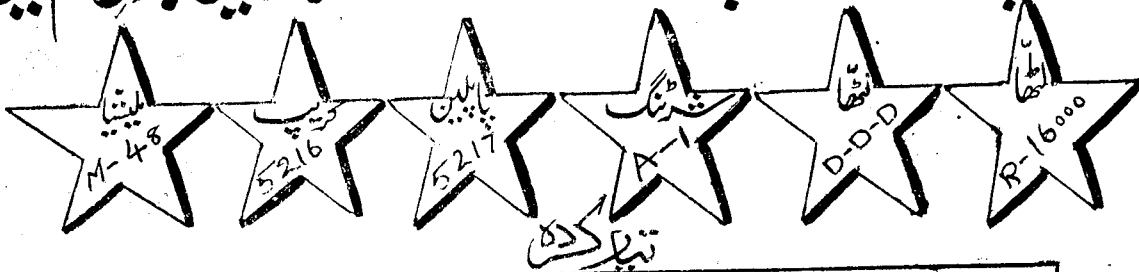
ترجمہ:۔ اگر سکتے خریدار چاہیئے جس سے تو زندہ مال حاصل کرے تو خدا تعالیٰ سے بہتر کون خریدار ہو سکتا ہے۔

(۲) وہ تیرا ناپاک حقیر مال خریدتا ہے اور اسکے عوض روشن دل نور

تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
پیغام صلح ۱۰ نومبر ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۴۲

جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ حسب دستور دسمبر کے آخری عشرہ میں منعقد ہو رہا ہے تاریخوں کا اعلان عنقریب کر دیا جائے گا۔ احباب کرام جلسہ میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔

سیکرٹری - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ لاہور"
ٹیلیفون نمبر ۳۷۲۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوزؔ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — فی پرچہ ۲ ؎

جلد ۴۷ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو
اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو

میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اول خدا کی توحید اختیار کرو اور دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو نصیحت

جماعت کے باہمی اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو، خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائیگی، نمازوں میں ایک دوسرے کیساتھ جڑ کر کھڑے ہونیکا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کریگی اگر اختلاف ہو تو پھر بے نصیب رہو گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو، اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں اول خدا کی توحید اختیار کرو، دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو، وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کیلئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اسکا انجام اچھا نہیں۔ میں ایک کتاب بنانیوالا ہوں اس میں ایسے تمام لوگ الگ کر دیئے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازیگر نے دس گز کی چھلانگ ماری ہے دوسرا اس پر بحث کرنے بیٹھتا ہے اور اس طرح پر کینہ کا وجود پیدا ہو جاتا ہے، یاد رکھو بعض کا جدا ہو جانا تمہاری کی علامت ہے، اور کیا وہ علامت پوری نہ ہو گی ضرور ہو گی، تم کیوں صبر نہیں کرتے، جیسے طبی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض کا قلع قمع نہ کیا جائے مرض دفعہ نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے بخل ہے رعونت ہے خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔ میں نے بتلایا ہے کہ میں عنقریب ایک کتاب لکھوں گا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دوں گا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم اخوت اور محبت سے نہیں رہ سکتے جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اسکو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کیساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اسکو سرسبز نہیں کر سکتی بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہیگا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

وعن حذیفۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عقاباً منہ ثم تدعونہ فلا یستجیب لکم اخرجہ الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح۔

ترجمہ:- حذیفہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگ اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیا کرو اور برے کاموں سے منع کرتے رہو (اعلاء کلمۃ اللہ کرتے رہو) ورنہ قریب ہے کہ خدا تعالیٰ تم پر ایسا عذاب نازل فرمائے گا کہ پھر ہزارہا دعائیں کرو گے تو ایک بھی قبول نہ ہو گی۔

(نوٹ):- مسلمانوں کے ادبار کی وجہ ان کا ..... اعلاء کلمۃ اللہ یعنی اشاعت اسلام کا ترک کرنا ہے اشاعت اسلام تو اس امت کے بہترین امت ہونے کا امتیازی نشان تھا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ ۳:۱۰۹ سے

کامل آں باشد کہ با فرزند و زن
با عیال و جملہ مشغولے تن
با تجارت با ہمہ بیع و شرا!
یک زماں غافل نہ گردد از خدا

ترجمہ:- کامل وہ ہوتا ہے جو باوجود بیوی بچوں کے اور باوجود عیال اور جسمانی مشاغل کے۔ (۲) اور باوجود تجارت اور خرید و فروخت کے کسی وقت بھی خدا تعالیٰ یعنی اعلائے کلمۃ اللہ سے غافل نہیں ہوتے۔ (غلام قادر)

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا

جزائر غرب الہند

ترجمہ خط از فضل محمد ساجوان ٹرینیڈاڈ - جزائر غرب الہند -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بڑی دیر ہوئی کہ مجھے آپ کی طرف سے کوئی گرامی نامہ موصول نہیں ہوا - شاید آپ مجھے بھول گئے ہیں -

مجھے آپ کا ارسال کردہ پارسل پہنچ گیا ہے بہت بہت شکریہ - اسلام اینڈ کرسچینٹی کی بہت مانگ ہے ضرور ارسال فرمائیں -

میں آپ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں - مجھے ممبرشپ کارڈ اور ہدایات بھیجکر مشکور فرمائیں اور داخلہ کی فیس ڈالروں میں لکھیں -

حضرت مرزا صاحب کے متعلق مجھے مزید معلومات کی ضرورت ہے آپ کے دعوے مسیحیت کے متعلق مسلمانوں سے گفتگو کے دوران مجھے کافی مشکلات پیش آتی ہیں - بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے دعوے میں کوئی صداقت نہیں -

پرسوں رات میں نے مسلم لیگ کے ایک ممبر سے کہا کہ مسلم لیگ کا الحاق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے فوراً ہوجانا چاہیئے - میں بھی مسلم لیگ کا سرگرم ممبر ہوں - کیونکہ ہم بھی تو اسلام کو احمدیہ نقطۂ نظر سے پیش کر رہے ہیں مگر اس نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ انجمن مذکور مرزا غلام احمد کو مجدد مانتی ہے حالانکہ وہ مجدد نہیں (یاد رہے مسلم لیگ امیر علی صاحب نے قائم کی تھی جو اب احمدی نہیں رہے - ڈاڈ)

دوران گفتگو میں پھر میں نے مرزا صاحب کی دو پوری ہونے والی پیشگوئیوں کا بھی ذکر کیا - اس پر اس نے کہا کہ آپ لغوی معنوں میں نبی تھے - اس نے مجھے کہا کہ اگر آپ نے اس طرح سلسلہ تبلیغ شروع کیا تو لوگوں کو گمراہ کردوگے اور تم اور وہ سب کے سب پاگل خانہ بھیج دیئے جاؤ گے -

میں آپ سے تیسری دفعہ عرض کر رہا ہوں کہ یہاں کوئی مشنری بھیجیں تاکہ ہم باقاعدہ یہاں "شاخ" قائم کریں مشنری اچھا تعلیمیافتہ ہو - یہاں لوگ بڑے سخت ہیں اور اپنے عقائد کی حمایت میں دوسروں کو گالیاں دینا فخر سمجھتے ہیں - نیز چند سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں :-

(۱) - مرزا صاحب سے پہلے مجددین کے نام -

(۲) - کیا مرزا صاحب نے رسول ہونے کا دعویٰ کیا ؟

(۳) - کیا انہوں نے مسلمانوں کو لعن طعن کیا اور انہیں کتیوں کے بچے کہا -

(۴) - مجھے کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے کہا کہ میں حاملہ ہوں اس کا کیا مطلب ہے -

میں بذریعہ منی آرڈر دو پیر لیور ٹ ڈالر اور سینٹ بھیجنے کو تیار ہوں - مجھے ریلیجن آف اسلام اور محمدان ورلڈ سکرپچر بھیجدیں -

اللہ تعالےٰ آپ کی جماعت کو حوصلہ اور طاقت بخشے تاکہ آپ دنیا میں مذہب اسلام کی بڑھ چڑھ کر خدمت کرتے رہیں -

(انہیں قرآن مع متن - ٹی ٹیچنگز آف اسلام - ویسٹ ... ریلیجن آف اسلام اور تحائف وغیرہ بھیجے گئے - غلام قادر)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر ایل - بی نامیڈی الدوا دفا مغربی افریقہ

جناب عالی - آداب و تسلیم

آپ کا پتہ اور نام مجھے میرے بھائی نے جو کہ اب مسلمان ہے بتایا ہے - میں تا حال عیسائی ہوں مگر مجھے اسلام سے دلچسپی ضرور ہے - میں آپ کی وہ مقدس کتاب جو کہ عربی اور انگریزی میں آپ نے شائع کی ہے پڑھنا چاہتا ہوں - میں عربی اور انگریزی بخوبی سمجھ سکتا ہوں -

اگر قرآن شریف مجھے مل جائے تو میں عیسائیوں کو اسلامی تعلیم صحیح صحیح معلومات بہم پہنچا سکتا ہوں عیسائیوں میں میرے خاندان کے افراد اور کئی احباب ہیں جو میرے ہم خیال ہیں -

میں آپ کا بے حد احسانمند اور شکرگذار ہونگا اگر آپ مطلوبہ قرآن شریف ارسال فرمادیں گے -

(انہیں قرآن شریف - ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور تبلیغی خط بھیجے گئے - غلام قادر - ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر ایم - اے اگبو جو پوچن گورنمنٹ ٹریننگ کالج نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیشتر اس کے کہ میں اپنے متعلق تعارفی تحریر لکھوں میں آپ کے لئے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ جو اپنا وقت - اپنی طاقت - اپنا علم اور اپنا روپیہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے خرچ کر رہے ہیں اس کے بدلے آپ لوگوں پر اپنی برکات نازل فرمائے - آمین

میں نائیجیرین ہوں میرے ماں باپ عیسائی ہیں - مگر مجھے ایک اپنے قصبہ کے مسلم اسکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل کر دیا گیا جہاں مجھے جبراً اسلامی تعلیم دی گئی - رفتہ رفتہ تعلیم اسلام سے میری دلچسپی بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ میں نے گذشتہ امتحانات میں جو مذہب کے متعلق پرچے تھے ان میں ... نے اول درجے کی پوزیشن حاصل کی - میں نے خود مدلل طریقہ پر اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات کی ریسرچ کی اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام کے سوا باقی سب بیکار ہیں - میں نے اپنے والد صاحب کو اسلام کی تبلیغ کی مگر وہ متفق نہیں ہوئے وہ کسی مذہب کی مذمت نہیں کرتے - اب سوچ رہے ہیں کہ کونسا مذہب اختیار کیا جائے -

میں نے جو کچھ اسلام کے متعلق اسکول میں پڑھا وہ سب انکے سامنے پیش کیا مگر انہوں نے یہ کہکر رد کیا کہ تمام باتیں مدلل اور قرین عقل نہیں - وہ قرآن شریف پڑھنا چاہتے ہیں اور انگریزی لکھ پڑھ سکتے ہیں -

میں ذاتی طور پر غریب ہوں اور ٹی ٹی کالج کا طالبعلم ہوں میری شرافت کی وجہ سے گورنمنٹ نے میری کتب - میرے کپڑے اور خوراک کی ذمہ داری لی ہوئی ہے -

اندریں صورت میری التجا ہے کہ مجھے قرآن شریف مع عربی متن اور دیگر اسلامی کتب بھیجکر ممنون فرمائیں -

(انہیں قرآن شریف مع متن ٹیچنگز آف اسلام اور خط بھیجے گئے - غلام قادر - ڈار)

مسلم بک سوسائٹی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

حضرت خواجہ کمال الدین بانی ووکنگ مشن کی طریق نماز اور اسکے فلسفہ پر انگریزی میں باتصویر بے نظیر کتاب

اسلام اینڈ دی مسلم پریئر

۱۵ نومبر سنہ ۱۹۶۰ء کو شائع ہو رہی ہے - ۲۳ صفحات پر مشتمل نئی پرنٹنگ کی ٹائیٹل کی اس کتاب کے تمام اخراجات جماعت کے ایک پرجوش نوجوان محترم شیخ میاں فاروق احمد صاحب نے برداشت کئے ہیں - جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء - قیمت فی کاپی تین روپے

المشتہر - سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن

www.aaiil.org

اسلامی نظریات میں مغرب کی تقلید

مولانا مودودی کے رسالہ "ترجمان القرآن" (بابت ماہ نومبر) میں "اشارات" کے زیر عنوان ایک بصیرت افروز مضمون عبدالحمید صدیقی کے قلم سے شائع ہوا ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مغربی مصنفین کے اقوال سے استناد اور مغربی علوم سے مرعوبیت جو مسلمان مفکرین بالخصوص سرسید احمد خان اور ان کے پیروؤں کے دل و دماغ میں پیدا ہو چکی ہے، وہ ہمارے تعلیمیافتہ نوجوانوں کے ایمان کو مضبوط کرنے کی بجائے مضمحل کرنے کا موجب ہے کیونکہ اس سے اُن کے دماغوں میں اسلام کے بجائے مغرب کی برتری کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور اسلام کے بجائے وہ مغربی علوم کے دلدادہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فاضل مضمون نگار نے اس حقیقت پر زور دیا ہے کہ:—

"اسلام کو دنیا میں مقبول بنانے کے لئے جتنی تدابیر کی جاتی ہیں ان میں نتیجہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ خطرناک تدبیر یہ ہے کہ اسلام کو کھینچ تان کر مغربی افکار و نظریات کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے یا اس میں سے وہ چیزیں نکالی جائیں جو فی الواقع اس میں موجود نہیں یا اس کے اندر ان کا کھوج ڈھونڈا جائے جنہیں یہ دنیا سے مٹانے کے لئے آیا تھا، دین کے معاملے میں جن لوگوں نے بھی یہ روش اختیار کی ہے ان کی نیتیں خواہ کتنی ہی اچھی اور آرزوئیں کتنی ہی مقدس ہوں لیکن یہ دین کے لئے سم قاتل ثابت ہوتی ہیں اس سے سحر ٹوٹتا نہیں بلکہ اس کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہو جاتی ہے۔"

آگے چل کر اور زیادہ صفائی کے ساتھ لکھا ہے:—

"گذشتہ دو سو برس میں مسلمانوں نے اس قسم کی جتنی کوششیں کی ہیں ان سے دین کو فائدہ حاصل ہونے کے بجائے سخت نقصان پہنچا ہے سرسید مرحوم اور ان کے ساتھیوں کے معذرت خواہانہ طرز عمل نے مغربی افکار و نظریات کو دین کے اندر داخل ہونے کے مواقع فراہم کئے اور لوگوں کے دلوں میں غیر محسوس طور پر مغرب کی برتری کا احساس پیدا ہوتا گیا۔"

فاضل مقالہ نگار کا یہ بیان بالکل صحیح ہے۔ یہ وہی بات ہے جس کی طرف امام وقت نے خود سرسید کی زندگی میں انہیں توجہ دلائی اور مغربی فلاسفروں کے نظریات سے اُن کی مرعوبیت کا ذکر کرتے ہوئے نہایت صفائی کے ساتھ لکھا کہ:—

"سید صاحب کی یہ نیک نیتی درحقیقت قابل تعریف ہے کہ انہوں نے بہرحال قرآن شریف کا دامن نہیں چھوڑا مگر سوال اس کے منشاء اور اس کی تعلیم اور اس کی ہدایتوں سے دور جا پڑے کہ جو تاویلیں قرآن کریم کی خدا تعالیٰ نے لکھی ہیں نہ اس کے رسول کے مقدمہ میں، نہ صحابہ کے علم میں نہ اولیاء اور قطبوں اور غوثوں اور ابدال کے علم میں اور نہ ان پر دلالت النص نہ اشارۃ النص وہ سید صاحب کو سوجھیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۴)

اور آگے چل کر مغربی نظریات اور فلسفۂ جدیدہ پر اسلام کی فوقیت اور فتح روحانی کی خوشخبری سناتے ہوئے لکھتے ہیں:—

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیے کہ اب کیا کریں یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے، یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار اُن کے لئے ہزیمت ہے میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں، یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔"

یہ وہ خوشخبری ہے، جو حضرت امام وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے اس وقت دنیا کو دی، جب سرسید اور ان کے ہمنوا مغربی علوم سے مرعوب ہو کر اسلام کو مغربیت کا لباس پہنا رہے تھے اور دنیا سے اسلام پر ایک مایوسی کا عالم طاری تھا

(باقی بر صفحہ کالم نمبر ۳)

جلسہ سالانہ اور دستکاری کی نمائش

جلسہ سالانہ کے دن قریب آ رہے ہیں، دسمبر کا آخری ہفتہ ہمارے قومی اجتماع کے لئے مخصوص ہے جس میں شمولیت کے لئے امید ہے تمام احباب جماعت نہ صرف خود پختہ عزم کے ساتھ تیار ہوں گے بلکہ اپنے نوجوان بچوں اور خواتین کو بھی ساتھ لا کر اس نور ایمان سے متمتع کرنے میں ساعی ہوں گے جو انہوں نے خود حضرت امام وقت سے حاصل کیا ہے، افسوس ہے، اکثر احمدی گھرانوں میں جب کوئی بزرگ جس کی برکت سے گھر میں احمدیت کا چرچا ہوتا ہے اس جہان فانی سے گذر جاتا ہے تو اُن کی اولادیں اس میں دلچسپی لینا اور جماعت سے تعلق رکھنا چھوڑ دیتی ہیں الا ماشاء اللہ یہ صورت حالات نہایت خطرناک ہے جس کی طرف ہر احمدی گھرانے کو خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کا ایک ذریعہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جلسہ سالانہ میں اپنے عزیز بچوں اور مستورات کو بھی لانے کی کوشش کی جائے تاکہ وہ احمدیت کے ایمان افروز مناظر کو دیکھ کر اس کے دلدادہ ہو جائیں۔

قارئین کو معلوم ہے کہ اس موقعہ پر مستورات کا بھی ایک جلسہ منعقد ہوتا ہے جس میں لیکچروں اور تقاریر کے علاوہ دستکاری کی ایک نمائش بھی منعقد ہوتی ہے۔ اس نمائش کے لئے ہماری خواتین اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی اشیاء بھیجتی ہیں تاکہ اُن کی فروخت سے اشاعت اسلام کے مقدس کام میں مدد مل سکے، گذشتہ کئی سالوں سے یہ نمائش بہت بڑے فوائد کا موجب ثابت ہو رہی ہے جو ان خواتین کے لئے جنہوں نے اس میں حصہ لیا اجر عظیم کا موجب ہے، ضرورت ہے کہ ہماری بہنیں آئندہ جلسہ میں پہلے سے بڑھ کر اس میں حصہ لیں اور بہترین اشیاء سے جو سستی قیمت پر بک سکیں اس کو مزین کر کے اپنی آخرت کے لئے توشہ بنانے کا سامان کریں وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوه عند الله هو خیرا و اعظم اجرا۔ جو کچھ نیک کاموں میں سے آپ اپنے لئے آگے بھیجیں گی، وہ اللہ کے ہاں آپ موجود پائیں گی، اور یہ نہایت اچھا اور بہت بڑا اجر ہے جو آپ کو ملے گا۔ امید ہے جلسہ سے چند دن پہلے سب بہنیں اپنی اپنی دستکاریاں سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھجوا دیں گی، تاکہ اُن کی قیمتیں معین کر کے انہیں نمائش میں رکھنے کا انتظام کیا جا سکے۔ ہر دستکاری کے ساتھ اس کی لاگت سے بھی مطلع کرنا ضروری ہے۔

امید ہے احباب سلسلہ اس پیغام کو اپنے گھروں میں پہنچا کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

www.aaiil.org

اخبار و افکار

اسلام کی عظیم برادری

اس ہفتہ کی اہم ترین خبروں میں سے پاکستان کے صدر محترم فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے عرب ممالک کے دورہ کی خبر خاص اہمیت رکھتی ہے، نہ صرف اس لحاظ سے اس دورہ میں صدر پاکستان کا ایسا شاندار استقبال کیا گیا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، نہ صرف اس وجہ سے کہ اس دورہ میں پاکستان اور متحدہ عرب جمہوریہ میں سائنسی اور ثقافتی تعاون کا معاہدہ تکمیل پذیر ہوا، بلکہ اس لحاظ سے بھی (اور یہ اس دورہ کی سب سے بڑی کامیابی ہے) کہ ہمارے محترم صدر نے عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب اور مصر میں اخوت اسلامی کے ان جذبات کو از سر نو تحریک دی جو چودہ سو سال سے اسلام کا طغرائے امتیاز چلے آ رہے ہیں لیکن آج عرب ممالک کے اندر قومیت و وطنیت کے انتشار انگیز جذبات ان کی جگہ لے رہے ہیں، صدر محمد ایوب نے مکہ معظمہ کی ایک پریس کانفرنس میں اس بات پر خاص زور دیا کہ:-

"اس وقت ہر جگہ کے مسلمانوں نے آزادی حاصل کر لی ہے یا وہ آزادی حاصل کرنے والے ہیں اس وقت یہ مقصد ان کا مشترکہ نصب العین بن سکتا ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے گھروں کی اندرونی اصلاح کریں اور اس کے بعد ایسی عظیم اسلامی برادری کے قیام کے لئے جد و جہد شروع کریں جس میں سیاسی شبہات، اقتصادی خصومتوں اور باہمی تعصبات کا شائبہ تک نہ ہو۔"

آپ نے کہا کہ:-

"آج ساری دنیا سیاسی اور اقتصادی نظریات کی بناء پر گروہوں میں منقسم ہو رہی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ نظریات بڑی اہمیت کے حامل ہیں لیکن ان سے انسان کی ساری ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں، اس دنیا اور آخرت میں نجات صرف ایسے نظریات کی مرہون منت ہو سکتی ہے، جو مادی اور روحانی ترقی میں اچھا توازن قائم رکھ سکیں"

یہ بھی آپ نے فرمایا کہ:-

"ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے لئے ایسا مکمل نظریہ اسلام میں موجود ہے ہمیں صرف یہ کرنا ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل و دماغ کو ماضی کی بے عملی سے پاک کریں، دیانتداری کے ساتھ صحیح تجسس کا جذبہ پیدا کریں اور تیزی کے ساتھ رنگ بدلنے والی دنیا کے اس ایٹمی دور میں صحیح طریقے سے اسلام کی تعلیمات پر عمل کریں"

صدر پاکستان کے یہ خیالات خدا کرے عرب ممالک کے دل و دماغ میں جاگزیں ہو کر وطنیت و قومیت کے منافرانہ نظریات کے بجائے ایک عظیم اسلامی برادری کے قیام کا موجب ہوں۔

اسلامی ممالک کے مذہبی رشتے

اسی دورہ میں صدر پاکستان نے قاہرہ میں صدر ناصر کی طرف سے دیئے گئے ڈنر کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"دو ملکوں کی حقیقی دوستی کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ان کی خارجہ پالیسی بالکل یکساں ہو بلکہ دو ملکوں کے مضبوط مذہبی رشتے ان کے سارے اختلافات کو ختم کر دیتے ہیں جن ملکوں کے رشتے باہم اسلام کی بناء پر مستحکم ہوں ان میں اختلافات پیدا ہونے کا امکان نہیں کیونکہ اسلام خود محبت پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے"

اسی سلسلہ میں آپ نے فلسطین اور اسرائیل کے بارہ میں پاکستان اور عرب ملکوں کی پالیسی کا ذکر کرتے ہوئے ٹھوس مثالوں سے اس حقیقت کو واضح کیا کہ پاکستان نے اسرائیل کو تسلیم کرنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ ہر رنگ میں اس کے عزائم کی مخالفت کر کے اس کی کوششوں کو مٹی میں ملا دیا اور فرمایا کہ:-

"پاکستان اس لئے یہ طرز عمل اختیار نہیں کر رہا کہ عرب ملکوں پر احسان کرے یہ طرز عمل قومی اور بین الاقوامی پالیسی کا سوال بھی پیدا نہیں کرتا حقیقت یہ ہے کہ یہ پاکستان کا مذہبی فرض ہے اور اسے مذہب اور عقیدے کی بناء پر لازماً عرب ملکوں کا ساتھ دینا چاہیئے، پاکستان اس کے لئے عرب ملکوں سے کوئی صلہ نہیں چاہتا وہ صرف عربوں کی دوستی کا متمنی ہے"

صدر پاکستان کے یہ جذبات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، اور ہمیں امید ہے کہ اسلامی اخوت کی بناء پر جس دوستی کے لئے انہوں نے عرب ممالک سے اپیل کی ہے، وہ ان کے مخلصانہ جذبات کے پیش نظر یقیناً مستحکم ہو کر اسلامی اخوت کا شاندار منظر پیش کرے گی۔

عظمت رفتہ کے حصول کا ذریعہ

فیلڈ مارشل صدر محمد ایوب خان نے سعودی عرب کے

بقیہ مقالہ (از صفحہ ٣)

... اور عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ اسلام اب کوئی دن کا مہمان ہے اور علوم مغربیہ کے اثر سے جلد مٹ کر رہ جائے گا، آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہی اسلام اپنی پوری تابانی کے ساتھ افق مغرب پر طلوع ہو رہا ہے اور اہل مغرب کے قلوب کو اپنی ضیا باریوں سے منور کرتا چلا جا رہا ہے اور ان کے اہل علم اصحاب اس کی صداقتوں کے قائل ہو کر آہستہ آہستہ اس کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج اسلام کے متعلق نہ صرف وہ مایوسی باقی نہیں رہی جو دنیائے اسلام میں آج سے چند برس پہلے پائی جاتی تھی بلکہ اس کی جگہ امید افزا خیالات پیدا ہو کر ایمان و ایقان کے جذبات ترقی کرتے جا رہے ہیں، بالخصوص احمدی نوجوانوں کے قلوب نور ایمان سے اس قدر منور ہیں کہ وہ اسلام کا پیغام مغربی ممالک میں لیکر جاتے اور وہاں کے اہل علم کے سامنے اسے نہایت جرأت کے ساتھ پیش کر کے اس کی صداقت کو منوانے میں بڑی حد تک کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں، حضرت امام وقت کی اس خوشخبری کو سن کر اور آپ کے پیرؤوں کے ذریعہ اسلام کی ان فتوحات کو دیکھ کر بھی اگر کوئی نوجوان سمجھتے ہیں جو مغربی علوم سے مرعوب ہو کر اسلامی صداقتوں سے منحرف ہو رہے ہیں تو انہیں حضرت امام وقت کے پیغام اور اسلامی فتوحات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ اور ہم ترجمان القرآن کے فاضل مقالہ نگار سے امید کرتے ہیں کہ وہ حضرت امام وقت کے مندرجہ بالا بیان اور احمدی نوجوانوں کی اسلامی فتوحات کو بھی ترجمان القرآن کے صفحات میں پیش کر کے حق تبلیغ ادا کر سکیں گے۔

شاہ فیصل اور شاہ ... ابن سعود شاہ عبدالعزیز ملٹری اکادمی کے افسروں اور کیڈٹوں سے خطاب کرتے ہوئے انہیں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ:-

"اگر عصر حاضر کے مسلمان اپنی عظمت رفتہ حاصل کرنے کے متمنی ہوں تو اس کا واحد ذریعہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا ہے اگر آج بھی مسلمان اسلام کے پابند ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ آج بھی دنیا کی رہنمائی کے قابل نہ بنیں"

یہ بالکل صحیح ہے، مسلمان اگر اسلامی تعلیمات پر پورے طور پر عمل پیرا ہو جائیں تو یقیناً وہ عظمت رفتہ کو حاصل کر کے دنیا کے رہنما بن سکتے ہیں، قرآن کریم کا کھلا ارشاد ہے: "انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین"، اور ہمارے اسلاف نے سچے مؤمن بن کر اور اسلام کو اپنی زندگیوں کا ملجا و ماویٰ بنا کر ہی وہ عظمت حاصل کی جس کا تذکرہ آج بھی مسلمان فخر و انبساط کے ساتھ کرتے ہوئے نہیں تھکتے اسی پیغام کو لیکر حضرت امام وقت کھڑے ہوئے اور انہوں نے کھلے لفظوں میں اسلامی شعار پر

مکتوب برلن

مولانا محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(۲)

مذاہب عالم میں مفاہمت کے امکان پر تقریر

برلن میں ہائنس نکسن کلب کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں انہوں نے استدعا کی تھی کہ وہ مجھ سے چار مختلف سوالات پر اسلام کی روشنی میں میرے خیالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ اہم سوال یہ تھا۔

"کیا موجودہ دور میں مذاہب عالم کے درمیان
باہمی مفاہمت کا امکان ہے؟ اگر امکان
ہے تو اس کی بناء کیا ہو سکتی ہے؟"

میں نے ہر چار سوالات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اول مندرجہ بالا سوالات پر بحث کرتے ہوئے میں نے مذہب کے تصور اور مذاہب کے مختلف ہونے کی حقیقت وغیرہ پر بحث کی اور مفاہمت کا امکان ثابت کرتے ہوئے قرآن کریم کی ذیل کی آیت کو اس کی بناء قرار دیا۔

قل یا اھل الکتاب تعالوا
الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الخ

نیز تمام انبیاء علیہم السلام کے دعویٰ کی صداقت پر ایمان لانا جیسا کہ ایک مسلمان سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گذشتہ جملہ انبیاءؑ پر ایمان لاتا ہے۔

ایک انٹرویو

حضرت عیسےٰؑ کے متعلق اسلام کا نظریہ اور موجودہ عیسائی تمام عقائد پر قرآن کریم کی روشنی میں بحث کی۔ مسئلہ کفارہ۔ مسئلہ تثلیث۔ حضرت عیسےٰ کے معجزات۔ یہ تمام امور زیر بحث آئے۔ یہ بحث ان کے لئے کافی دلچسپ تھی۔ چنانچہ ایک دن مزید ان امور پر میرے خیالات سننے کے لئے انہوں نے وقف دیا۔

ایک دعوت پر ایک پادری سے گفتگو

برلن میں مذہبی مراکز کی سوسائٹی کے سیکرٹری کی طرف سے چالیس کی تعداد میں پادری عیسائی کلیساؤں کے نمائندے ایک دعوت پر مدعو کئے گئے۔ مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے مسجد میں مجھے لکھا گیا۔ چنانچہ ایک معین دن اس تمام پارٹی کو ایک سوشل انسٹی ٹیوٹ میں لے جایا گیا۔ اور وہاں پر دوپہر کا کھانا دیا گیا۔ بعد میں انسٹی ٹیوٹ کی تاریخ اور اس کے چندہ وغیرہ کے حصول پر حاضرین کو بتایا گیا۔

اس انسٹی ٹیوٹ میں پہنچنے کے لئے ہمیں جھیل میں سے بذریعہ سٹیم بوٹ لے جایا گیا۔ قریباً دو گھنٹے اس طرح خرچ ہوئے۔ سٹیم بوٹ میں کینیڈا سے آئے ہوئے ایک پادری صاحب بھی تھے۔ سب دوست ایک دوسرے کو ملتے رہے باتیں کرتے رہے اور جھیل کے پرلطف منظر سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ کینیڈا سے آئے ہوئے پادری صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو میں انہوں نے فرمایا کہ وہ یہاں سوشل کام کر رہے ہیں اور ایک سوشل انسٹی ٹیوٹ کے انچارج ہیں۔ قرآن کریم نے حضرت عیسےٰ کا کیا مقام بیان کیا ہے اور مسلمان کے دل میں حضرت عیسےٰ اور ان کی ماں کی کیا قدر و منزلت ہے۔ ان امور پر میں نے پادری صاحب سے گفتگو کی۔ پادری صاحب نے جھٹ سے ابن اللہ کا عقیدہ اور یہ کہ حضرت عیسےٰؑ نے کہا ہے

I AM THE ONLY LIGHT

اس پر زور دینا شروع کیا۔ میں نے ابن اللہ ہونے کی حقیقت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان خیالات کو سن کر وہ کہنے لگے۔ حضرت عیسےٰ خاص ابن اللہ ہیں میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے انہوں نے وہ کام کئے جو کوئی اور نبی نہ کر سکے۔ اس پر میں نے کہا آپ کسی ایسے کام کا ذکر کیجئے جو آپ کے خیال میں حضرت عیسےٰؑ سے خاص ہو۔ تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ وہی کام پہلے انبیاءؑ سے بھی صادر ہوئے اور وہ سب بائیبل میں مذکور ہیں۔ مجھے یقین تھا کہ وہ مردہ کے زندہ کرنے کا ذکر کریں گے، چنانچہ انہوں نے یہی خصوصیت بیان کی۔

الیسع کا مردہ زندہ کرنا

میں نے کہا بائیبل میں لکھا ہے کہ الیسع نے بھی مردے زندہ کئے۔ چنانچہ سلاطین ۲۔ باب ۴ آیت ۳۲ تا ۳۵ لکھا ہے:-

"جب الیسع اس گھر پہنچا تو دیکھا وہ لڑکا
مرا ہوا اس کے پلنگ پر پڑا تھا۔ سو وہ
اندر گیا اور اپنے دونوں پر دروازہ بند
کر کے خداوند سے دعا مانگی اور چڑھ
کے اس لڑکے سے لپٹا اور اس کے
منہ پر اپنا منہ رکھا اور اس کی آنکھوں پر
اپنی آنکھیں رکھیں اور اس کے ہاتھ پر اپنے
ہاتھ اور اپنے تئیں لڑکے کے اوپر
پسارا تب اس لڑکے کا بدن گرم ہونے
لگا پھر وہ اٹھا اور اس گھر میں ٹہلا اور
پھر چڑھ کے اس لڑکے سے لپٹا اور
وہ لڑکا سات بار چھینکا اور لڑکے نے
اپنی آنکھیں کھول دیں۔"

خدا نے سب اقوام کو روشنی بھیجی

حضرت عیسےٰؑ کے ONLY LIGHT ہونے کے بارہ میں میں نے کہا ہر نبی اپنے زمانہ میں اپنی قوم کے لئے LIGHT تھا۔ چنانچہ حضرت عیسےٰ سے پیشتر حضرت موسےٰؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت بدھا نے بھی LIGHT ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کو منور کرنے کے لئے مختلف اوقات میں اللہ تعالےٰ نے اپنی روشنی بھیجی۔ غلطی یہ ہے کہ ہر ایک صرف اپنی قوم کو دی گئیں "روشنی" کو مانتا اور دوسری قوم کو دی گئی "روشنی" کا انکار کرتا ہے۔ اس سے مذاہب کے ماننے والوں میں نفرت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ میں نے کہا آخر یہ خصوصیت کیوں کہ خدا کی طرف سے روشنی صرف ایک ہی قوم کو دی جاتی اور باقی اقوام اس سے تہیدست رہیں۔ اسلام آسمانی روشنی کو تمام اقوام کا بنیادی حقوق قرار دیتا ہے اور مذہبی تعصب اور نفرت کو دور کرنے کے لئے تمام انبیاءؑ پر ایمان لانے کی تلقین کرتا ہے۔ اس بحث کو دو خواتین پاس کھڑی سن رہی تھیں۔ میری باتوں پر انہوں نے اثبات میں اپنا سر ہلایا۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہم منزل مقصود پر پہنچے اور سٹیم بوٹ سے اتر کر پیدل چلنا شروع کیا۔

سوشل انسٹی ٹیوٹ میں تقریر

سوشل انسٹی ٹیوٹ میں پہنچے دوپہر کے کھانے کا انتظام پہلے سے کیا جا چکا تھا۔ ہم سب کھانے کے لئے بیٹھے۔ کھانا شروع ہونے سے پیشتر ایک پادری صاحب اٹھے اور دعا کی۔ کھانا ختم ہونے کے بعد سیکرٹری صاحب نے مجھے اجتماع کو چند منٹ مخاطب کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ میں نے مختلف مذاہب کے خدا کی طرف سے ہونے اور ان کے اصلی حالت میں سچا ہونے کی طرف توجہ دلائی۔ اور ایک گھر میں مختلف کمروں میں مختلف بلب جلنے کی مثال سے واضح کرتے ہوئے کہا کہ گو مختلف کمروں میں بلب مختلف ہیں لیکن جب ہم بجلی جلاتے ہیں تو جو روشنی ان سے نکلتی ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام مختلف بلب ہیں جن کے ذریعہ سے مختلف قوموں کو مختلف اوقات میں روشنی دی گئی۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم جملہ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرتے ہوئے اصل روشنی سے متحد ہو جائیں۔

میں نے یہ بھی کہا کہ آج مذاہب کے پیرو کاروں میں جو باہمی کھچاؤ پایا جاتا ہے وہ مذہب کی اصل روح سے ہٹ جانے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ہر مذہب باہمی محبت ہی کا سبق دیتا ہے۔

بعد میں ایک خاتون اٹھیں دعا کی اور ہم کھانے کے کمرے سے باہر باغ میں آ گئے۔ مجھے بعض پادری صاحبان نے کہا کہ ایسے مجمع کے لئے یہ کلمات موزوں تھے۔

سوشل کاموں پر خرچ کرنے کا جذبہ

اب انسٹی ٹیوٹ کو دیکھنا تھا۔ اس کو دیکھ کر مجھے یہ اثر ہوا کہ یہاں لوگوں میں سوشل کاموں پر خرچ کرنے کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ چند ایک عمارات یہاں ایسی بنی ہوئی ہیں جو مختلف ممالک سے آتے ہوئے لوگوں کے لئے ہیں اور چند دن

اسلام کی طرف میری کشش

ایمسٹرڈم کے ولندیزی نو مسلم مسٹر آر ایل میلیما کے قلم سے

۱۹۱۹ء میں میں نے لیڈن یونیورسٹی میں علوم شرقیہ کا مطالعہ شروع کیا اور مشہور و معروف عربی دان پروفیسر سی سنک ہارگرونج کے لیکچر سے میں نے عربی سیکھی۔ پڑھی اور قرآن کی تفسیر البیضاوی اور غزالی کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ میں نے اس زمانے کے معمول کے مطابق اسلام کی تاریخ اور ارکان اسلام کی معلومات یورپین کتابوں سے حاصل کیں۔

۱۹۲۱ء میں میں ایک ماہ قاہرہ میں رہا۔ اور الازہر یونیورسٹی کو دیکھا۔ عربی زبان کے علاوہ میں نے دوسری زبانوں مثلاً سنسکرت، ملایا اور جاپان کی زبانوں کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں مجھے سابق نیدرلینڈ انڈیز میں بھیجا گیا تاکہ ایک اعلیٰ تعلیمات کے سپیشل سکنڈری سکول میں جاوی زبان سکھانے اور ہندوستانی تاریخ و تمدن پڑھانے کے لئے گیا۔ پندرہ سال میں میں نے تمام جاوی زبانوں اور قدیم و جدید تمدن میں مہارت تامہ حاصل کر لی اس عرصہ میں اسلام کے ساتھ کچھ تھوڑا سا تعلق رہا۔ لیکن عربی زبان سے قطعاً کوئی تعلق نہ رہا۔ ایک بڑے تکلیف دہ عرصہ کے بعد جو مجھے جاپان کے جنگی قیدیوں کی حیثیت سے گذارنا پڑا۔ میں ۱۹۴۶ء میں نیدرلینڈ واپس چلا گیا اور مجھے ایمسٹرڈم کے رائل ٹراپیکل انسٹی ٹیوٹ میں کام مل گیا۔ یہاں مجھے پھر اسلام کے مطالعہ کا موقع ملا۔ کیونکہ مجھے جاوی زبان میں اسلام پر ایک چھوٹی سی گائیڈ لکھنے کے لئے کہا گیا۔ اسلام سے میری دلچسپی بڑھتی چلی گئی۔ اور اس سلسلہ میں ہالینڈ کی احمدیہ تحریک کے ساتھ میرا گہرا تعلق ہو گیا۔ میں نے پاکستان کی نوزائیدہ اسلامی مملکت کا بھی مطالعہ شروع کیا۔ بالآخر اس مطالعہ کی وجہ سے ۱۹۵۴/۱۹۵۵ء کے موسم سرما میں مجھے پاکستان جانے کا موقعہ ملا۔ اس وقت تک میں نے یورپین مصنفین ہی کی کتابوں سے اسلام کا مطالعہ کیا تھا لیکن لاہور جا کر اس کے برعکس اسلام کے ایک اور پہلو کو مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا، میں نے اپنے دوستوں سے ان کے ساتھ جمعہ کی نماز مساجد میں پڑھنے کی خواہش کی اور اس وقت سے اسلام کی عظیم الشان اقدار کا انکشاف مجھ پر ہوا۔ میں نے اس وقت سے اپنے آپ کو مسلمان محسوس کیا جبکہ مجھے لاہور کی ایک مسجد میں لوگوں سے خطاب کرنے اور بے شمار دوستوں اور بھائیوں سے مصافحہ کرنے کا موقعہ ملا۔ میں نے اس وقت کے تاثرات ایک مضمون میں لکھے ہیں جو "پاکستان کوارٹرلی" کی جلد پانچ ۱۹۵۵ء میں شائع ہو گیا۔ وہ مضمون درج ذیل ہے:-

اب ہم نے ایک بہت چھوٹی مسجد دیکھی۔ جہاں ایک عالم انگریزی زبان میں بڑی روانی سے خطبہ دے رہے تھے، وہ پنجاب یونیورسٹی میں ایک اچھے عہدہ پر فائز ہیں، انہوں نے سامعین سے کہا کہ میں نے دیدہ دانستہ خلاف معمول اپنے خطبہ میں انگریزی الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ ہمارے وہ بھائی جو نیدرلینڈ جیسے دور کے ملک سے تشریف لائے ہیں۔ اس ذریعہ سے اردو کے خطبہ کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ خطبہ کے بعد امام صاحب کے پیچھے حسب معمول دو رکعات پڑھی گئیں بعد ازاں دو لوگ مزید رکعتیں پڑھنا چاہتے تھے خاموشی سے پڑھتے رہے۔

میں وہاں سے نکلنے والا ہی تھا کہ امام صاحب نے مجھے روک لیا اور کہا کہ حاضرین آپ سے کچھ بولنے کی درخواست کرتے ہیں آپ اپنی زبان میں بولئے میں اس کا ترجمہ اردو میں کر دوں گا۔ چنانچہ میں اُن کے پاس جا کر مائیکروفون کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اطمینان سے بولنا شروع کیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں ایک دور دراز ملک سے آیا ہوں۔ جہاں مسلمان بہت کم تعداد میں رہتے ہیں۔ میں نے ان کا پیغام تہنیت سنایا، ان بھائیوں کو پہنچایا جو مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور جنہوں نے سات سال پہلے اپنی اسلامی ریاست حاصل کر لی تھی۔ ان چند سالوں میں اس نوزائیدہ مملکت نے اپنی پوزیشن مستحکم کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے ایک مشکل آغاز کے بعد اب وہ بلاشبہ ایک خوشحال مستقبل دیکھیں گے۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں اپنے ملک واپس جا کر اس بہت بڑی مہربانی اور تواضع کی جو پاکستان کی مسلمان آبادی کے تمام حلقوں سے مجھے میسر آئی ہے کی گواہی دوں گا۔ ان الفاظ نے جب انکا ترجمہ اردو میں کیا گیا تو نہایت سنسنی خیز اثر پیدا کیا۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس بات کو محسوس کئے بغیر اب کیا ہونے والا ہے۔ میں نے سینکڑوں نمازیوں کو دیکھا کہ وہ میرے ساتھ مصافحہ کرنے اور مبارکباد دینے کے لئے میری طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ بوڑھے اور جوان ہاتھوں نے میرے ہاتھوں کو محبت و شفقت سے پکڑے رکھا۔ لیکن جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ گرمجوشی اور محبت و انبساط کے وہ جذبات تھے جو ان کی آنکھوں سے جھلک رہے تھے۔ اس وقت میں نے اپنے آپ کو اس عظیم الشان اخوت اسلامی کے اندر پایا جو دنیا بھر کے مسلمانوں میں پائی جاتی ہے اور مجھے اس پر بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ پس پاکستانی لوگوں سے مل کر مجھے یہ سمجھ آگئی کہ اسلام شریعت کی تفصیلات سے واقفیت رکھنے کی نسبت اور بھی بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے۔ اور کہ اسلام کی اخلاقی اقدار تو پہلے سامنے آتی ہیں اور علم مذہب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حاصل مشروط ہے۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو میں نے فرینڈز آف اسلام کے ایک جلسہ میں جو گرینڈ ہوٹل کرسنا پولسکی KRASNA POLSKY ایمسٹرڈم میں منعقد ہوا اسلام قبول کر لیا۔

میرے نزدیک اسلام میں کیا خوبصورتی پائی جاتی ہے اور اس مذہب کی طرف بالخصوص کس چیز نے مجھے کھینچا ہے ان سوالات کا میں ذیل میں مختصراً جواب دیتا ہوں:-

(۱) ایک اعلیٰ ذات پر ایمان لانا جو ہر ایک معقولیت پسند مفکر مخلوق کے لئے نہایت آسان بات ہے جس میں کوئی اینچ پینچ نہیں پایا جاتا۔ اللہ ایک ہے وہ خود بے نیاز ہے اور دوسری تمام مخلوق کا سہارا ہے، اس نے کسی کو نہیں جنا، اور نہ کوئی اس جیسا نہیں وہ اعلیٰ ترین عقل و فہم، اعلیٰ ترین طاقت و قوت اور اعلیٰ ترین خوبیوں کا ایک ہے اس کے رحم و کرم کی کوئی انتہا نہیں۔

(۲) خالق کائنات اور اس کے مخلوق کے مابین براہ راست تعلق ہے جس میں سے انسانیت کو اعلیٰ ترین ہدایت سے نوازا گیا ہے ایک مومن کو کسی درمیانی واسطہ کی ضرورت نہیں، اسلام کو کسی پادری یا مولوی کی ضرورت نہیں اسلام کی رو سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا خود انسان پر منحصر ہے، انسان کو دوسری زندگی کے حصول کے لئے اس دنیا میں ہی تیاری کرنا پڑتی ہے وہ اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے جن کا کفارہ کسی معصوم شخص کی قربانی سے ادا نہیں ہو سکتا کسی شخص پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالا جاتا۔

(۳) اسلام میں رواداری کی تعلیم ان مشہور و معروف الفاظ قرآنی سے واضح ہوتی ہے جن میں فرمایا گیا ہے لا اکراہ فی الدین، مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ ایک مسلمان کو ہدایت کی گئی ہے کہ صداقت جہاں کہیں بھی اسے ملے اس کی تلاش کرے ایسا ہی اسے دوسرے مذاہب کی خوبیوں کو بھی اپنانے کا حکم ہے۔

(۴) اسلام میں اخوت کا اصول بلا امتیاز رنگ و نسل اور مذہب تمام بنی نوع انسان پر حاوی ہے۔ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جو عملی طور پر اس اصول پر کاربند ہے، مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں وہ ایک دوسرے کو بھائی سمجھتے ہیں، خدا کے حضور انسانی مساوات کا نمونہ احرام کے لباس سے ملتا ہے جو مکہ معظمہ کے حج کے موقعہ پر پہنا جاتا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۱۲)

www.aaiil.org

مامور مبعوث کرنے کی ضرورت پیش آجاتی تھی اسی مامور کو احادیث میں مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے یہ دو نام اس مامور کو کیوں دیئے گئے ہیں انشاء اللہ اپنے موقع پر اس پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔

دو قسم کے فتنے

احادیث میں یہ فتنے دو قسم کے بیان کئے گئے ہیں ایک اندرونی اور ایک بیرونی اندرونی فتنوں میں سے بابی اور بہائی فتنہ سب سے بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے اسی لئے احادیث میں اس کی بہت سی علامات بیان کر کے اس کی تعیین کر دی گئی ہے جن کی تفصیل گذشتہ متعدد اقساط میں گذر چکی ہے۔ دوسری قسم اندرونی فتنوں کی خود مسلمانوں کی باہمی تکفیر بازی اور دیگر جھگڑے اور خدا کی کتاب سے دوری ہے۔

بیرونی فتنوں میں سے سب سے بڑا فتنہ دجال یعنی عیسائی قوم کا اسلام پر حملہ ہے جس میں انکے مشنری ان کی حکومتیں اور ان کے فلاسفر وغیرہ سب شامل ہیں اور ان کی تقلید میں دوسری اقوام کا بھی پوری طاقت سے حملہ آور ہوتا ہے اور مسلمان جن کی صفت اشداء علی الکفار بیان کی گئی ہے یعنے کفار سے متاثر نہ ہونے والے ان کا ان حملوں کی تاب لانے سے نمایاں عجز ہے۔ ان سب باتوں نے مل کر مسلمانوں کو دینی و دنیاوی لحاظ سے جس قدر کمزور کر دیا اس کا نقشہ احادیث میں صراحت سے کھینچا گیا ہے۔

مسلمانوں کی ذمہ داریاں

لیکن پیشتر اس کے کہ اس نقشہ کو پیش کیا جائے یہ بتلا دینا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالے نے مسلمانوں کو کن ذمہ داریوں کا حامل قرار دیا ہے اس پر صرف اپنی ہی اصلاح کا بوجھ نہیں ڈالا گیا بلکہ ساری دنیا کی اصلاح کا بوجھ بھی اس پر ڈالا ہوا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا" یعنی تم کو اے مسلمانو ہم نے اعلےٰ درجہ کی امت اسی لئے بنایا ہے کہ تم ساری دنیا کے اعمال کی نگرانی کرو جہاں کہیں کوئی کوتاہی یا غلطی دیکھو اس کی اصلاح کی طرف فوراً متوجہ ہو جاؤ جس طرح رسول تمہارے اعمال کا نگران ہے اس کی مزید تشریح آیہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ میں کر دی ہے یعنی تم خود بھی مومن بنو اور دوسروں کو بھی منکر سے روک کر اور معروف پر عمل کروا کر انہیں مومن بناؤ۔ پھر سورہ الحج ع میں اس مفہوم کی وضاحت مزید کر دی ہے فرمایا لیکون الرسول شہیدا علیکم وتکونوا شہداء علی الناس فاقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ واعتصموا باللہ ہو مولاکم فنعم المولیٰ ونعم

المنصیر

قیامت کے دن نبیوں کے علاوہ شہداء کی شہادت بھی ضروری ہے

اس جگہ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قیامت کے روز انبیاء کے منکرین اور ان کی لائی ہوئی ہدایات کو عمداً ٹھکرا دینے والوں کو جو سزا دی جائے گی وہ انبیاء کی شہادت سے ہی دی جائے گی اور یہ بھی امر ہے کہ انبیاء علیہم السلام تو عام بشری عمر پا کر اس دنیا سے رحلت فرما جاتے ہیں لیکن ان کی وفات کے بعد بھی ان کا سلسلہ چلتا رہتا ہے اور ان کو قبول کرنے کی طرف لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے اور ان کے منکر اور دشمن بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں ان کے اعمال کے بارے میں خود انبیاء تو بوجہ موجود نہ ہونے کے شہادت دے ہی نہیں سکتے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالے نے یہ انتظام کیا ہوا ہے کہ انکے حقیقی متبعین کے ذریعہ مخالفین پر اتمام حجت کیا جاتا ہے اور جب تک انبیاء کی نبوت جاری رہتی ہے اس مدت میں ہر زمانہ میں ایسے کامل متبعین کا گروہ موجود رہتا ہے اور انہی کی شہادت کی بنیاد پر انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن اپنے زمانہ کے بعد کے لوگوں کے متعلق شہادت دے سکیں گے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت چونکہ قیامت تک ممتد ہے اس لئے آنحضور صلعم کی امت کو قیامت تک کے لئے شہداء قرار دیا گیا ہے انہی شہداء کی شہادت کی مدد سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا کے ماتحت ہر زمانہ کے منکرین کے خلاف شہادت ادا کریں گے یا تو ان شہداء کی شہادت حضرت نبی کریم صلعم کی شہادت قرار دی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالے نے سورہ زمر ع میں فرمایا واشرقت الارض بنور ربہا ووضع الکتاب وجیء بالنبیین والشہداء وقضی بینہم بالحق وہم لا یظلمون ووفیت کل نفس ما عملت وہو اعلم بما یفعلون۔ یعنی قیامت کے روز صرف نبی ہی شہادت کے لئے نہیں لائے جائیں گے بلکہ ان کی امتوں کے شہداء بھی ساتھ لائے جائیں گے اور ان کی شہادت بھی اعمال کے فیصلہ میں اثر انداز ہوگی۔

مسلمانوں کی مذہبی حالت کا نقشہ اور قلوب میں فساد

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ مسلمان شہداء علی الناس بنائے گئے ہیں لیکن اگر خود مسلمان ہی بگڑ جائیں اور ان کے اندر دوسروں کی اصلاح تو درکنار خود اپنی اصلاح کی بھی اہلیت نہ رہی ہو تو پھر لازمی امر ہے کہ کوئی مامور پیدا ہو جو اصلاح کے کام کو سر انجام دے اور چونکہ یہ کام امت محمدیہ کے ہی سپرد ہے اس لئے وہ مامور بھی لازماً اسی امت میں سے ہی پیدا ہوگا اور بحیثیت خلیفۃ الرسول اصلاح کا کام کرے گا جس کی طرف سورہ نور کی آیت استخلاف اشارہ کر رہی ہے اسی وجہ سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ مسیح جس کے ذمہ ان فتنوں کے اثر کو باطل کرنا لکھا ہے وہ مسیح ناصری نہیں ہو سکتا بلکہ ایک امتی ہی ہوگا جس کو بعض خاص ضروری مصلحتوں کی بناء پر مسیح کا لقب دیا گیا ہے۔ دوسری بات جو مندرجہ بالا تمہید سے ظاہر ہے یہ ہے کہ بگاڑ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب یعنے دل کے درست ہونے سے تمام جسم درست رہتا ہے اور اس کے بگاڑ سے تمام جسم میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے قلب سے شروع ہوتا ہے روحانی قانون بھی نظر آتا ہے کہ بد اعمال قلب کو زنگ آلود کرتے ہیں اور پھر قلب اپنی باری میں اعمال کو متاثر کرتا ہے اور قلب جب مکمل طور پر سیاہ ہو جاتا ہے تو اس کی اصلاح کے بغیر اعمال کی اصلاح ہو ہی نہیں سکتی یعنی جب تک قلب کے اندر ایمان داخل نہیں کیا جاتا اس کا نہ زنگ دور ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کے مالک کے اعمال درست ہو سکتے ہیں، اس لئے مامورانِ الٰہی سب سے پہلے قلب کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی ان کے اندر بصیرت افروز ایمان پیدا کرتے ہیں پھر ان کے تمام اعمال درست کروا لیتے ہیں جیسا کہ صحابہ کرام کا جو نمونہ ہمارے سامنے ہے وہ اس اصل کی صداقت کو ثابت کر رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ احادیث میں جو اشراط الساعۃ شمار کرائی گئی ہیں ان میں مسلمانوں کے متعلق جو بات لکھی ہے وہ یہی ہے کہ ان کے قلوب خراب ہو جائیں گے دیکھو کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۷۷-۱۸۲ تک [illegible] حوالے بھی اسی کتاب کے صفحات کے ہوں گے پھر صفحہ ۱۸۲ پر یہ حدیث درج ہے لا تذہب الایام واللیالی حتی یخلق القرآن فی صدور اقوام من ہذہ الامۃ کما تخلق الثیاب ویکون ما سواہ اعجب الیہم ویکون امرہم طمعا لا یخالطہ خوف ان قصر عن حق اللہ تعالی منتہی نفسہ الامانی وان تجاوز الی ما نہی اللہ عنہ یعنے اس امت کے لوگوں کے دلوں میں قرآن اسی طرح میلا آلودہ ہو جائیگا جس طرح کپڑے میل سے بھر جاتے ہیں اور قرآن سے سوا جو کتب وغیرہ ہوں گی وہ انہیں زیادہ پسند آئیں گی ان کا تمام امر طمع ہی طمع ہوگا ان کے اعمال میں اس امر کا خوف نظر نہیں آئے گا کہ انہوں نے اللہ تعالے کے حق ادا کرنے میں کوتاہی سے کام لیا ہے ان کے نفس کی انتہائی خواہش ان کی باطل تمنائیں

www.aaiil.org

ہوں گی اور خدا تعالےٰ کی منہیات سے وہ تجاوز کر جائیں گے ۔ یاد رہے کہ مجددوں کے مبعوث کرنے کا وعدہ جو اُمت محمدیہ کو دیا گیا ہے ان کی مثال بھی دھوبی کی مثال ہے جس طرح دھوبی میلے کپڑے کی میل کچیل دھونے سے دور کر کے کپڑے کو پھر سفید کر دیتا ہے اسی طرح تجدید کا بھی یہی مفہوم ہے کہ مجدد ان لوگوں کے قلوب کے کپڑے کو ایمان اور یقین کے پانی سے دھو کر تمام زنگوں سے انہیں پاک کر دیتے اور از سر نو ان کو سفید بنا دیتے ہیں اسی طرح شریعت غرا کے لباس کو بھی غلط عقائد اور اعتراضات کی میل سے دھو کر [illegible] اس کی اصلی سفید اور چمکدار شکل میں منتقل کر دیتے ہیں ۔ [illegible] ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مذکورہ بالا میں قلوب کی میل کو کپڑوں کی میل سے تشبیہ دی ہے ۔ پھر قلوب کی حالت کا نقشہ مندرجہ ذیل حدیث میں بھی کھینچا گیا ہے

ان بین یدی الساعۃ فتنا یموت فیھا قلب الرجل کما یموت بدنہ

یعنے قلوب پر موت طاری ہو جائے گی یعنی وہ معرفت الٰہی سے خالی ہو جائیں گے اور ان میں قساوت، اس قساوت سے داخل ہو جائے گی کہ حق اور ہدایت کا ان میں داخل ہونا مشکل ہو جائے گا اسی حالت کو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اور مجدد وقت کا یہی کام ہوتا ہے کہ اس موت سے لوگوں کو نکال کر ان کے قلوب میں روحانی زندگی کی روح پھونک دے یہی مردے ہیں جن کو دین الٰہی زندہ کرتے ہیں (حقیقی مردے اس دنیا میں نہیں [illegible])

ایک زمانہ وہ تھا جبکہ مسلمانوں کو قرآن سے عشق تھا ۔ قرآن کے سوا دیگر تمام کتب انہیں ہیچ نظر آتی تھیں ، قرآن ان کے علوم کا خزانہ تھا سب کچھ انہوں نے اسی کتاب سے حاصل کیا اور ترقی کی سب منزلیں انہوں نے اسی کی بدولت طے کیں لیکن اس حدیث میں مسلمانوں کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے بالکل اُلٹ ہے ۔ اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ قرآن کے ماسوا جو کتب ہوں گی وہ مسلمانوں کو زیادہ پسند آئیں گی واقعات اس نقشہ کو بالکل صحیح بتلا رہے ہیں آج مسلمان طلبا کی یہی حالت ہے کہ یورپ کے مصنفین کی کتب میں جو لذت ان کو آتی ہے وہ قرآن پڑھنے میں نہیں آتی ان کی [illegible] وقعت جو ان کے دلوں میں ہے وہ قرآن کریم کی نہیں قرآنی ہدایات کے بجا لانے میں کوتاہی کا کوئی خوف ان کے دلوں میں نہیں ۔ قرآن کی منہیات کے ارتکاب میں ان کے دلوں میں کوئی ہچکچاہٹ پیدا نہیں ہوتی غرضیکہ قرآن کی محبت اور اس کی عظمت اور اس کی حکومت دلوں سے بالکل اٹھ چکی ہے ۔ مسلمانوں میں سے جو قرآن کو پڑھتے بھی ہوں گے ان کے متعلق بھی حدیث میں ہے ثم یاتی من بعد ذالک رجال یقرؤن القرآن رجال من امتی لا یجاوز تراقیھم یعنی قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔

پھر ص۱۴۱ پر ایک حدیث ہے جس کا آخری حصہ ان الفاظ میں ہے، یقرأ فی القوم المثناۃ لیس فیھا احد ینکرھا قیل ما المثناۃ قال ما کتب سوی کتاب اللہ یعنی قوم میں مثناۃ پڑھی جائیں گی قوم میں کوئی انکار کرنے والا نہیں ہو گا عرض کی گئی کہ مثناۃ کیا ہے فرمایا اللہ تعالےٰ کی کتاب کے سوا جو کچھ لکھا جائے گا وہ مثناۃ ہے ۔

پھر ص۱۴۳ پر یہ حدیث ہے ۔ اول ما یرفع الرکن والقرآن والرؤیا التی فی المنام یعنے ارکان اسلام اٹھ جائیں گے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان پر عمل اٹھ جائے گا پھر آہستہ آہستہ سارا قرآن ہی اٹھ جائے گا یعنی اس پر بھی عمل اٹھ جائے گا ۔ اٹھ جانے سے مراد عمل کا اٹھ جانا ذیل کی حدیث سے واضح ہے اس بے عملی کا نتیجہ یہ ہو گا کہ رؤیا صالحہ جو نبوت کا ۴۶ واں حصہ ہے اور جس کا حصول مومن کی خصوصیات سے ہے وہ بھی اس سے چھن جائے گا ۔

ص۱۴۹ پر یہ حدیث درج ہے :- لیسری علے کتاب اللہ تعالی لیل فیصبح الناس لیس منہ آیۃ ولا حرف فی جوف مسلم الا نسخت اتلی فلا یعمل بی فعند ذالک یرفع القرآن یعنے اللہ تعالےٰ کی کتاب پر ایسی رات آئے گی کہ صبح جب لوگ بیدار ہوں گے تو قرآن کی نہ کوئی آیت ہو گی اور نہ اس کا کوئی حرف ہو گا مگر وہ مسلمان کے دل سے مٹ چکا ہو گا پھر قرآن کی زبان حال سے نقل کیا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ لوگ اسے پڑھیں گے نہیں تلاوت تو ضرور ہو گی لیکن اس پر عمل نہیں ہو گا ۔ یہ جو قرآن میں آیا ہے کہ قرآن اٹھ جائے گا اس کا یہی مطلب ہے کہ اس پر عمل نہیں ہو گا اہل بہاء اس حدیث پر غور فرمائیں جو رفع قرآن سے اس کے منسوخ ہونے کا نتیجہ نکالا کرتے ہیں ۔

پھر ص۱۴۲ پر مندرجہ ذیل حدیث بھی قابل غور ہے :-

یدرس الاسلام کما یدرس وشی الثوب حتی لا یدری ما صیام ولا صلوۃ ولا نسک ولا صدقۃ ولیسری علی کتاب اللہ فی لیلۃ فلا یبقی فی الارض منہ آیۃ وتبقی طوائف من الناس الشیخ الکبیر والعجوز یقولون ادرکنا آباءنا علی ھذہ الکلمۃ لا الٰہ الا اللہ فنحن نقولھا یعنے اسلام کی تعلیم پر عمل اسی طرح مٹ جائے گا جس طرح کپڑوں کے بیل بوٹوں کے نشانات مٹ جاتے ہیں لوگ نہ روزہ کی حقیقت سے واقف رہیں گے نہ نماز کی روح سے آشنا رہیں گے نہ قربانی اور نہ زکوٰۃ کے مغز سے باخبر ہوں گے کتاب اللہ کی آیات دلوں سے ایک رات میں نکل جائیں گی، کچھ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں رہ جائیں گی جو کہیں گی کہ ہم نے اپنے بزرگوں سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ سنا ہوا ہے سو ہم بھی اسی طرح اس کلمہ کو پڑھ دیتے ہیں جس طرح وہ پڑھتے تھے ۔

یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ دوسری حدیث لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من الایمان الا اسمہ کے ماتحت رسم کے طور پر سب کچھ ہو گا لیکن ان کی حقیقت اور روح سے بکلی بے خبری ہو گی ۔ اس لئے روحانی نتائج بھی ان سے حاصل نہیں ہوں گے جس کی وجہ سے ان ارکان سے لازما دلوں میں بے رغبتی پیدا ہونی شروع ہو جائے گی اور بے رغبتی ترک اعمال پر منتج ہو گی جو عملاً نظر آ رہی ہے یہی وجہ ہے کہ تارکین صوم و صلوٰۃ اور قربانی اور زکوٰۃ سے بھاگنے والوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جاتا ہے قربانی کی بجائے چندہ دے دینے کی تحریک بھی درحقیقت اسی کا ہی نتیجہ ہے ۔

قرآن کریم کی برکات

قرآن کریم وہ کامل کتاب ہے جس کی پیروی سے روحانی برکات مکمل طور پر حاصل ہو سکتی ہیں الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنے دین کامل ہے اور کامل دین کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیئے کہ اس کی پیروی سے نعماء الٰہی بھی کامل طور پر مل سکیں اور ۱۳۰۰ برس سے مل رہی ہیں اور یہ کہ وہ پھر ہمیشہ کے لئے رہنمائی کا کام دیتا رہے اور یہ تینوں باتیں اس آیت میں بیان کر دی گئی ہیں جب ایسی کتاب پر سے ایمان ہی اٹھ جائے تو اس پر عمل کس طرح ہو سکتا ہے اور عمل نہیں ہو گا تو برکات سماوی کا انسان وارث کس طرح ہو سکتا ہے جب برکات سماوی کے وارث نظر نہیں آئیں گے تو طبعاً خیال اسی طرف جائے گا کہ اس دین کے فیوض بھی اسی طرح ختم ہو گئے ہیں جس طرح کہ دوسرے ادیان کے اس لئے اب کسی اور نئے دین کی ضرورت ہے چنانچہ اہل بہاء نے اس پر زور دینا شروع کر دیا اسی خیال کی تردید کے لئے اللہ نے آیت مذکورہ بالا میں رضیت لکم الاسلام دینا کے الفاظ زائد کئے ہیں، تا مسلمان مایوس ہو کر اس باطل خیال سے کہیں متاثر نہ ہو جائیں اسی وجہ سے خدا تعالےٰ نے اس امت میں ہی مسیح کو پیدا کر کے اسلام کی دائمی برکات کے وعدہ کو عملاً پورا کر کے دکھا دیا اور اس طرح خیال مندرجہ بالا کے حامیوں کی غلطی کو طشت از بام کر کے مسلمانوں کو ...... اس باطل خیال کے جال میں پھنسنے سے ہمیشہ کے لئے بچا لیا ۔ اب احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان قرآن کو چھوڑ دیں گے اس کی طرف توجہ نہیں رہے گی بجائے اس کے ان کی

توجہ فلاسفروں کی کتب یا ناولوں وغیرہ کی طرف ہو جائے گی۔ پس وہ کتاب جو ہدایت کا سرچشمہ تھی اور ہے اسکو چھوڑ دیا تو ہدایت کی راہوں کا ان پر بند ہو جانا لازمی امر تھا جو ہو گیا، دیگر اعمال میں سستی یا بے رغبتی سے بھی پیدا ہونا ہی تھا اور وہ بھی ہو گئی اس کا نقشہ ذیل کی حدیثوں میں ملاحظہ فرمائیں:۔

ص۱۷۱ پر یہ حدیث درج ہے:۔

لتنقضن عری الاسلام عروۃ عروۃ

یعنی اسلام کے تمام عری ایک ایک کر کے ٹوٹتے جائیں گے قرآن کریم نے سارے اسلام کو ہی عروۃ قرار دیا ہے فرماتا ہے ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا جو طاغوت کا منکر ہوتا ہے اور اللہ کا مومن ہوتا ہے اس نے ایسے مضبوط ہینڈل کو پکڑا ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا اللہ پر ایمان کے معنی یہی ہیں کہ اس کے تمام احکام کو دل سے مان جائے اور ان پر صدق دل سے عمل کیا جائے۔ پس قرآن کا ہر حکم ایک عروۃ ہے گویا حدیث ہمیں بتلا رہی ہے کہ اسلام کے تمام احکام کو ایک ایک کر کے توڑا جائے گا سو ایسا ہی وقوع میں آیا مسیح کی آمد سے قبل مسلمانوں کی مذہبی حالت کا کیسا صحیح نقشہ ان احادیث میں کھینچا گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم اس زمانہ کی حالت کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرما رہے تھے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اور مفصل سنئے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی شان اور اس سے روگردانی

عمل کے سلسلہ میں قرآن کریم نے سب سے زیادہ زور اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دیا ہے جو اس کی تمام تعلیم کا مرکزی نقطہ ہے چنانچہ اس کی شان میں فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب یعنی دلوں کی طمانیت اللہ کے ذکر سے ہی حاصل ہوتی ہے پھر فرمایا ولذکر اللہ اکبر یقیناً اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے پھر ان بندوں کی تعریف میں فرماتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کوئی چیز غافل نہیں کر سکتی رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اور مومنوں کی شان میں فرمایا واذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم اور جب بھی اللہ کا ذکر کیا جائے تو مومنوں کے دل رقت سے بھر جاتے ہیں۔ پھر مومنوں کی شان میں فرمایا الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبھم یعنی مومن ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں خواہ کھڑے ہوں خواہ بیٹھے ہوں خواہ لیٹے ہوں۔ ذکر الٰہی ..... جس کی یہ شان قرآن میں وارد ہوئی ہے اس کے بارے میں آخری زمانہ میں مسلمانوں کا جو رویہ ہوگا اس کے لئے مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ یعنی مسلمانوں کی مادی اور روحانی زوال و ادبار کی گھڑی اس وقت آئے گی جب کہ اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا یعنی اللہ کے ذکر سے اس قدر غفلت برتی جائے گی کہ حقیقی معنی میں اللہ اللہ کرنے والا بالعموم کوئی نظر نہیں آئے گا۔

(۲) ص۱۸۲ پر مندرجہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں لا تقوم الساعۃ حتی لا یعبد اللہ فی الارض قبل ذالک بمائۃ سنۃ زوال کی گھڑی سے ایک سو سال قبل اللہ کی عبادت حقیقی معنی میں ختم ہو جائے گی یعنی تیرھویں صدی میں مسلمانوں کی حالت اس آیت کا مصداق ہوگی وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون سورہ یوسف ع۔ تیرھویں صدی کی قید میں نے اس لئے لگائی ہے کیونکہ حدیث الآیات بعد المائتین کی شرح میں شارح حدیث نے یہی لکھا ہے کہ ۱۲۰۰ سال گزرنے کے بعد وہ علامات شروع ہو جائیں گی جو مسیح اور مہدی کو لانے کا موجب ہوں گی۔ وہ قوم جس کے متعلق والذین آمنوا اشد حباً للہ فرمایا گیا تھا اس کی یہ حالت ہو جائے کہ اللہ کے نام لینے کو بھی وہ عار سمجھنے لگ پڑیں کس قدر افسوس کا مقام ہے آج سے ایک صدی قبل کے حالات پر نظر ڈالیں تو آپ کو مسلمانوں کی یہی حالت نظر آئے گی۔

مسلمانوں کا شرک میں مبتلا ہونا

جس قدر اللہ کے ذکر پر زور دیا گیا ہے اس سے بڑھ کر شرک سے مجتنب رہنے کی تاکید کی گئی ہے ان الشرک لظلم عظیم کہہ کر اس سے جس قدر ڈرایا گیا ہے وہ واضح ہی ہے لیکن حدیث میں صاف پیشگوئی ہے کہ لا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد الاوثان یعنی میری امت کے قبائل مشرکوں سے مل جائیں گے اور بتوں کی پرستش میں مبتلا ہو جائیں گے اس حدیث کی صداقت کیسی نمایاں نظر آ رہی ہے عوام کا طبقہ تو قبروں کی پرستش میں مشغول اور ان کے مدفونوں سے دعائیں کرنے اور مرادیں مانگنے میں دن رات مصروف نظر آتا ہے اور شرک سے بھرے ہوئے اوراد میں وقت گذارتا ہے اور علماء کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جو اس نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کی ہوئی ہیں مثلاً خلق کرنا مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ وہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو دی ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرح کھانے پینے کی احتیاج سے بھی مبرا یقین کرتے ہیں اور اس طرح عیسائی مشرکین کے ساتھ جا ہاتھ ملاتے ہیں کیا حدیث کے الفاظ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین صفائی کے ساتھ ان علماء پر بھی چسپاں نہیں ہو رہے اور کیا وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون کا نظارہ ان عقائد میں نظر نہیں آتا۔

صلوٰۃ سے غفلت

اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم رکھنے کے لئے مسلمانوں پر نماز فرض کی گئی تا ہر وقت اللہ تعالیٰ کی صفات سامنے رہیں اور اس کی عبودیت کا اقرار بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہے جو شرک سے دور رکھنے کا ذریعہ بنا رہے لیکن آخری زمانہ میں مسلمانوں کی اس سے بھی غفلت کی پیشگوئی موجود ہے۔

ص۱۷۱ کی مندرجہ ذیل حدیث کو ملاحظہ فرمایا جائے

ان من اقتراب الساعۃ ان یصلی خمسون نفساً لا تقبل لاحدھم صلوٰۃ یعنی پچاس آدمی نماز پڑھ رہے ہوں گے لیکن قبول ایک کی بھی نہ ہوگی، قرآن کریم میں یا تو منافقوں کی نماز کے قبول نہ ہونے کا ذکر ہے اور یا ان لوگوں کی نماز کے قبول نہ ہونے کا ذکر ہے جو محض بطور رسم نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کی عملی زندگی میں جس کا کوئی اثر نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن ویمنعون الماعون میں معلوم ہوا کہ مسیح کے ظہور سے قبل مسلمانوں کی حالت مذہبی انہی دو قسم کے لوگوں کے مشابہ ہو جائے گی۔

دین کو دنیاوی فوائد پر قربان کر دینا

مسلمان کی شان تو یہ تھی کہ دین کو ہر قیمتی سے قیمتی چیز پر مقدم رکھا جاتا تھا کوئی دنیاوی طمع دین کو قربان کرنے کی طرف اسے مائل نہ کر سکتا تھا لیکن آخری زمانہ کے مسلمانوں کی مذہبی حالت کا نقشہ حدیث میں ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے یبیع اقوام دینھم بعرض من الدنیا ایسے لوگ امت میں پیدا ہوں گے جو دین کو چند دنیاوی فوائد کے عوض فروخت کر دیں گے ص۱۷۱ مسلمانوں میں سے دجال کا ساتھ دینے والے بھی اسی قسم کے لوگ ہوں گے، اب اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ایسے لوگ بکثرت پیدا ہوئے قرآن کریم میں یہ صفت خاص طور پر یہود کی بیان کی گئی ہے اس لئے حدیث میں آتا ہے لا تقوم الساعۃ حتی تاخذ امتی اخذ القرون قبلھا شبراً بشبر وذراعاً بذراع ص۱۷۲ یعنی پہلی امتوں کی مکمل طور پر متابعت کریں گے۔

دین کو اختیار کرنے والے کیلئے مشکلات

آخری زمانہ میں دین سے نفرت کا یہ عالم ہوگا کہ جو لوگ دین کا نام لیں گے یا اس پر عمل کرنے کے خواہشمند ہوں گے یا اس کی طرف توجہ دلائیں گے انکو مشکلات کا ایسا سامنا ہوگا جو ان کی برداشت سے باہر ہوگا۔ حدیث میں اس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے:۔

(باقی بر ص۱۲)

www.aaiil.org

مکتوب امریکہ

از مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

اہلِ امریکہ کا اصولِ اخلاق

فلاڈلفیا شہر کی خوبصورتی عمارتوں کی بلندی - ذرائع آمد و رفت کا حسنِ کار - تحت زمین ریل کی بھاگ دوڑ وغیرہ وغیرہ کا حال ماسٹر محمد عبداللہ صاحب اپنے مضمون مطبوعہ ۲۴ اگست میں سنا چکے ہیں - مجھے اپنے صعود قرطاس کی تنگ دامنی کو مدنظر رکھ کر اس کی معنوی خوبصورتی پر کچھ کہنا ہے - فلاڈلفیا یونانی زبان کا لفظ ہے دو لفظوں کا مرکب ہی نہیں بلکہ ایک حسین تخیل کا حامل بھی ہے اس کے معنی ہیں برادرانہ محبت "کتنا پیارا تخیل ہے انگریزی میں بہت سے الفاظ کو "فلا" کی چاشنی دے کر میٹھا بنایا گیا ہے - "فلا" کے معنے ہیں پیار اور محبت - اس شہر کا نام رکھنے والے کے دل میں کتنے حسین جذبات ہوں گے جو تہذیب کی روح اور تہذیب اخلاق کی جان ہیں یہاں عیسائیوں نے شہر کی رعایت سے بہت سی برادرہڈ قائم کر رکھی ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی جو حبشی النسل ہیں کم و بیش نصف درجن قریب مسلم برادرہڈ انجمنیں قائم کر رکھی ہیں - اس معنوی خوبصورتی کو ترک کر کے الگ رکھتے ہوئے یہاں انسانی برادری کا عملی پہلو ہی غائب ہے پاکستان یا اسلامی ممالک میں اخوت کے کچھ اور معنی ہیں، وہاں غریب سے غریب جب کھانا کھانے بیٹھتا ہے جو پاس بیٹھا ہو مسلمان ہو کافر ہی ہوں، یا عیسائی ہوں اپنے کھانے میں شریک ہونے کی ضرور دعوت دیتا ہے اور بعض تو ایسا لگے کا ہار ہو جاتے ہیں گویا انکار کی گنجائش ہی نہیں رہتی، مگر یہاں کی برادرہڈ کی امریکنائزڈ برادرہڈ ہے یعنی امریکہ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی - یہاں کا ETIQUETTE اصول اخلاق کے یہ امر خلاف ہے کہ چائے پیتے ہوئے کسی کو چائے کی پیالی پیش کی جائے - یہاں ہر انسان دوسرے انسان کا چمڑا اتارنا چاہتا ہے - ہمدردی جو انسانیت کا اصلی جوہر ہے - وہ یہاں تلاش کرنا فضول ہے - ہر شخص کو زیادہ سے زیادہ روپیہ کمانے کی دھن ہے اور زیادہ سے زیادہ کھانے کی بیماری ہے - حجام فی حجامت ۸-۷ روپے لیتا ہے - بوٹ کی ایڑی ایک طرف سے گھس گئی تھی مرمت کرنے والے سے پوچھا تو اس نے پندرہ روپیہ بتاتے -

امریکہ کی دوسری بیماری بدترین مہمان نوازی کی ایک مثال ایک امریکن کسی دوسرے شخص سے نیویارک کے رہنے والوں کی مہمان نوازی کی تعریف کر رہا تھا - کہ اگر کوئی نووارد چلا جائے اور وہ بازار میں کھڑا ہو تو ایک نہایت نفیس کار والا اس کے قریب آ کر اپنی کار کھڑی کر دے گا - اور اسے دعوت دے گا - آؤ شہر کی سیر کرا دوں صرف زبانی دعوت ہی نہیں واقعی سیر کرا دے گا - کھانے کا وقت آئے گا تو نہایت اعلیٰ ہوٹل میں کھانا کھلائے گا، اس کے بعد سینما بھی دکھائے گا اور ہر طرح اس کا دل خوش کرے گا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ دوسرے آدمی نے حیران ہو کر پوچھا سنائی بات کرتے ہو یا تم نے خود دیکھا ہے؟ بیکن نے کہا نہیں بالکل نہیں میری بہن نے اپنا واقعہ سنایا ہے -

برادرانہ اخوت کے فقدان کے علاوہ اس ملک کی شرمناک متعدی مرض بدچلنی اور بے شرمی ہے - چوری ڈاکہ - بنکوں میں لوٹ اور ام الخبائث (شراب) کی وہ کثرت کہ بعض بالاخانہ بدمست شرابیوں سے اٹے رہتے ہیں وہاں سے بچ کر گذرنا مشکل ہو جاتا ہے - یہ سب مسئلہ کفارہ پر پختہ ایمان کے خوفناک نتائج ہیں - دجال کا پایہ تخت امریکہ کے یہ شہر ہیں گرجے اور منسٹر پادری بیچارہ ہیں - ہر چند قدم پر ایک گرجا اور شراب خانہ ہے - یہاں مرد و عورتیں دن رات بیٹھے رہتے ہیں، بیویاں پی پی کر بدمست بے ہوش ہو جاتی ہیں تو ان کے خاوند انہیں اٹھا کر لے جاتے ہیں - کوئی منسٹر پادری شراب کے خلاف وعظ نہیں کہتا اور نہ اخبار تو بس اس کے خلاف کچھ لکھتے ہیں - اسی طرح زنا کاری کوئی عیب نہیں - جوان لڑکیاں گھر اور سکول سے بھاگ جاتی ہیں، چند دن پھر پھرا کر پھر گھر آ جاتی ہیں، ڈاکٹر اور سائیکالوجسٹ اس کوشش میں ہیں کہ رضامندی کے زنا کے بعد قوم لوط کی بیماری کو بھی جرم نہ سمجھا جائے کیونکہ یہ بھی ایک بائی نیچر ہے شادی کی طرح اخبارات میں اس پر بحث ہوتی رہتی ہے - اس عیسائیت کو فروغ دینے کے لئے کروڑہا ڈالر خرچ کئے جاتے ہیں - اور اب افریقہ میں پروپیگنڈا کا بہاؤ شروع ہے -

دوسرے ممالک میں تبلیغی لیکچر

بات برادرانہ محبت سے شروع ہوئی تھی، جو فلاڈلفیا کا معنی اور منطوق ہے - اس غلط قسم کی برادرانہ محبت کا میں بھی مارا ہوا یہاں فلاڈلفیا میں پہنچ گیا ہوں - میرے خیال میں مبلغ کے لئے ہمیشہ ہمیشہ پھولوں کے گلدستے ہی نہیں لکھ دیئے گئے اس کی زندگی …… میں بہت سی ناکامیاں اور رسوائیاں بھی مقدر ہوتی ہیں بشرطیکہ وہ ان دل شکن شکستہ باتوں میں ہمت ہار کر نہ بیٹھ جائے - مجھے لاہور سے رخصت ہوئے تیسرا سال جا رہا ہے - پاکستان سے روانہ ہو کر پہلا لیکچر برما، رنگون میں ہوا، جو بدھ مذہب کے ایک جج ہائیکورٹ کی صدارت میں راماکرشنا ہال میں ہوا - اعلان تو مختصر تھا لیکن سامعین کی حاضری معقول تھی - یہ پہلا لیکچر تھا جو انگریزی میں دینے کا اتفاق ہوا - جج صاحب اور راماکرشنا مشن کے سیکرٹری صاحب نے حسب دستور بہت تعریف کی اور میں نے یہ سمجھا کہ جان بچی اور لاکھوں پائے - آمدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت - غیر مذاہب کے علماء کی مجلسوں میں ان کی کتابوں کے حوالجات اصل زبان میں پڑھنا اور ان پر بحث کرنا اور اپنی کمزوریوں کا کسی کو پتا نہ لگنے دینا یہ بہت غنیمت ہے - برما سے بھاگا تو تھائی لینڈ میں دم لیا وہاں اپنے ایک عزیز شاگرد اور کچھ دوستوں سے ملاقات ہوئی - چونکہ ان کو وقت سے پہلے آمد کی اطلاع نہ ہو سکی تھی اس لئے لیکچر کا انتظام نہ ہو سکا - مگر دل اس بات سے اس قدر خوش ہوا کہ عبدالحق تیرا ایک ہونہار شاگرد نہایت ہی کتنا اچھا کام کر رہا ہے ایک کمپنی میں ملازم ہے مگر فارغ وقت میں ایک دینیات کے سکول میں تعلیم دیتا ہے مسجد کا امام ہے ایک چشمہ رواں ہے جس سے بہت سے بچے اور نوجوان سیر ہو رہے ہیں - یہ شاگرد جاوی ہے - عرفان نام ہے الحمد للہ علیٰ ذالک -

وہاں سے تیسری منزل فجی جزائر میں تھی وہاں کی داستان طویل ہے سوا ماہ تک جزائر کے طول و عرض میں لیکچر ہوتے رہے - ہندو، عیسائی کو ان کی تردید کرنے کے باوجود ناراض ہونے کا موقع نہیں دیا، ہندو کمشنر نے دعوت دی اور ایک لالہ لوگوں نے گھروں میں لیکچر کرائے تمام حاضرین کی دعوت کی - رخصت کرتے وقت سب نے خراج تحسین دیا - ہندو عیسائی اور سکھ صاحبان نے مہابندوں نے دعائیں دے کر رخصت کیا - ہندو کمشنر نے ہمیشہ کے لئے اپنے گھر میں مہمان ہونے کی دعوت دی - عطاء اللہ شاہ بخاری کی پیغام صلح میں تعریف چھپی ہے گو مولانا ابوالکلام نے خطیب اعظم کا خطاب دیا ہے میرے ساتھ کشمیر کے سفر میں تھے - کوٹلی میں میرے کچھ اور ان کے دو لیکچر ہوئے اسی وقت سے دوست ہو گیا اور کہنے لگا عبدالحق جو بات تم آرام سے کہہ جاتے ہو وہ بات اور کسی کو بری بھی معلوم نہیں ہوتی اگر وہی بات میں کہوں تو ہاتھ میں ہتھکڑی لگی ہوئی ہو - فجی کے مردوں اور عورتوں نے دو البم میری تصاویر کے پیش کئے ہیں اور لیکچروں کے ریکارڈ محفوظ کرتے -

فجی کی برادرانہ محبت کا دوسرا دور

فجی کے بعد برادرانہ محبت کا دوسرا دور شروع ہوا - ماسٹر عبداللہ صاحب ۲۸ برس کے بعد فجی کے سکول سے ریٹائر ہونے والے تھے اور آئندہ ملکی جلد جلد کی کلاس میں تھے - انہوں نے انجمن سے خود وکالت کر کے یہ طے کر لیا کہ میں سانفرانسسکو امریکہ میں ان کے مکان پر بطور مہمان قیام کروں وہ میری کتاب محمد اور ورلڈ سکالرز کے شائع کرنے کا انتظام کریں گے، میں ان کو قرآن شریف پڑھاؤں گا اور تبلیغ کا طریق سکھاؤں گا مجھے فجی سے انہوں نے اس پیغام کے ساتھ رخصت

(باقی بر صفحہ ۱۲)

www.aaiil.org

کیا آپ چلتے ہیں آپ کے پیچھے ذرا پہنچتا ہوں۔ میں تو تیسرے دن سانفرانسسکو پہنچ گیا۔ مگر ماسٹر صاحب سے دیر آید درست آید کا وظیفہ پڑھتے ہوئے ڈیڑھ سال لگا دیا۔ اس عرصہ میں میں نے مسلم سوسائٹی آف یو۔ ایس۔ اے کو نئے سرے سے زندہ کیا، باقاعدہ پندرہ روزہ جلسے منعقد کئے۔ سانفرانسسکو کی لائبریری سے پورا فائدہ اٹھایا اور ایک دورہ ڈیڑھ کا کیا اور ٹورنٹو کا بھی ہم ماہ تک کر لیا۔ واپس آیا تو وہی انتظار کی گھڑیاں کھٹن ہو اس سال کے اوائل میں خدا خدا کر کے ختم ہوئیں مگر جن بوتوں پر تکیہ تھا وہی ہوا دینے لگے۔ ماسٹر صاحب کے وہ تیور نہ تھے جو چین میں تھے وہ پروگرام جو چین میں طے ہوا تھا وہ یکسر تکلفات میں ڈوب گیا۔ تاہم چند ماہ کے بعد اپریل کا مہینہ ہوست اور ان کے تخیل میں کسی حسینہ کے چہرے سے بیدار ہو کر بہار کی نیم وا آنکھ کا حسینہ کہلاتا ہے میرے لئے برادرہڈ کے نیم کشش کا ایک رکھا ہوا پیغام لے کر آیا۔ ایک قادیانی رقاصہ (اس عجیب انوکھی ترکیب سے آپ متعجب نہ ہوں) اپنی آواز کا جادو لیکر سانفرانسسکو پہنچی، ماسٹر صاحب بھولے بھالے آدمی اس انوکھی ترکیب کی خبر سنتے ہی بے چین ہو گئے ڈکوٹہ کی آتی ماسٹر صاحب کا سونا، جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا سیماب آسا بے قرار ہو گیا۔ اپنے کمرہ میں چین نہ آتا تھا تو میرے کمرے میں بھاگے بھاگے آتے اور روز کی تازہ بتازہ خبریں سنا کر ہلکے پھلکے ہو کر جاتے مجھے کہا آسمان سے خدا نے ہماری مدد کو فرشتے بھیج دیئے۔ پے در پے تین چار دعوتیں رقاصہ اور ان کے خاوند کو دے دیں اور مجھ سے بضد ہوئے اپنا مسودہ آپ دے دیں ان کا پریس فلاڈلفیا میں موجود ہے میں جاتا ہوں آپ کی کتاب چھپوانے میں نے کہا ماسٹر صاحب عقل کی بات کریں میری کتاب میں ہی چھپوا سکتا ہوں آپ اس کے پروف وغیرہ نہیں پڑھ سکتے کہا نہیں میں وہاں سے پروف وغیرہ بھیجتا رہوں گا آپ کسی سے کام لینا نہیں جانتے یہ ہنر مجھ میں ہی ہے۔ جوگی کی ان چکنی چپڑی باتوں سے میرا دل بھی پسیج گیا میں نے مسودہ دے دیا۔ ماسٹر صاحب نے حاجی طالب کی برادرہڈ کا گیت گاتے ہوئے پیغام صلح میں بھی مضمون دھڑ گھسیٹا اور مجھے دو تین خط پے در پے بھیجے ۱۰۰۰ ڈالر بھیج دو کتاب چھپنی شروع ہو گئی ہے۔ ماسٹر صاحب کا پتہ مسلم برادرہڈ فلاڈلفیا یعنی برادرانہ محبت کا سرچشمہ میں نے ۹۰۰ ڈالر کا چیک بھیجا جو مسلم برادرہڈ کے چشمہ میں غرق ہو گیا اور کئی ماہ تک کچھ پتہ نہ چلا کہ ڈالر مسودہ کو لے کر ڈوب گئے یا مسودہ ڈالروں کو لے ڈوبا۔ اب اس کی تہ معلوم کرنے کے لئے میں نے فلاڈلفیا مسلم برادرہڈ کی راہ لی اس سفر میں اور کھوج لگانے میں ۵۰۰ میرا اور خرچ ہو گیا یعنی ۷۰۰۰ ہزار روپیہ۔ ماسٹر صاحب اس برادرہڈ کے چشمہ کو گالیاں دیتے ہوئے اچھل کر دوسری برادرہڈ میں جو اس کی رقیب اور دشمن ہے جا ڈوبے رہیں مسودہ اور ڈالروں کا پتہ پوچھتا ہوں تو

کہتے ہیں ان پر مقدمہ کر دو اور اپنا روپیہ وصول کر لو۔ سن لیا آپ نے میری مصیبت کا قصہ۔ ان سب پر مزید قادیانی سے ہماری محبت پرانی تو نکلیں۔ ۔۔۔ میں نے کہا روپیہ کی بات دو ۔۔۔ جمعہ کا دن ہے یہیں نماز پڑھ لو مسجد کا لوڈ اسپیکر اور بہت بڑا ہے مگر ہے ایک پرائیویٹ کمرہ۔ انتظار کرتے تین بج گئے مگر کوئی نمازی نہیں اذان نہیں۔ خدا خدا کر کے آدھ گھنٹے کے بعد چار نمازی آئے اذان ایک صاحب نے دی تو اللہ اکبر اور سب کچھ چھوڑ کر حی کو اتنا لمبا کیا کہ میں نے خیال کیا اس کا ختم ہونا مشکل ہے حی علی الصلوٰۃ میں علی کے العین کو فلاڈلفیا سے نیویارک پہنچا دیا کہ صلوٰۃ اس کی تنگی میں دم ہو کر رہ گئی۔ تشہد کو خاص انداز میں ادا کیا کہ کبھی انگریزی کا نعوذ باللہ نام معلوم ہونے لگا وغیرہ وغیرہ امام صاحب خطبے پر آئے تو وہاں کے پریس کا ایک چھپا ہوا خطبہ پڑھ کر سنانا شروع کر دیا سب سے زیادہ زور اس پر تھا کہ امت موسوی میں جو دھڑا دھڑ نبی آیا کرتے تھے امت محمدیہ میں کیوں نہ آئیں۔ حاضرین خطبے کے دوران میں مرد اور عورتیں قبلہ کی طرف پوری ٹانگیں پھیلائے لیٹے خطبہ کے بعد امام صاحب نے قرآن جس میں خطبہ رکھا ہوا تھا زمین پر پٹک دیا اور نماز شروع ہوئی سورۃ فاتحہ کی جلدی سے فاتحہ پڑھی۔ سورۃ والناس کا اس سونے پر سہاگہ۔ رکوع اور سجدات تسبیحات سے محروم رہے یا کم از کم میں تو نہیں پڑھ سکا دوسری رکعت میں الحمد للہ رب العالمین پر بمشکل پہنچا کہ امام صاحب نے پوری سورت پر چھری پھیر دی نماز ختم اور لوگ اپنے اپنے کلبوں پر روانہ ہو گئے۔ دو ماہ کی کوشش کے بعد یہ مسلم برادرہڈ نہ میرا مسودہ دیتی ہے نہ روپیہ واپس کرتی ہے اور اس پردیس میں روزانہ پانچ چھ ڈالر کا خرچ ہے۔ چیف کونسلر نے مجھے بلایا تھا کہ یہ کیس کرمنل ہے اگر یہ مسودہ اور روپیہ واپس نہ کریں تو میں گورنمنٹ کے وکیل کو مقدمہ کے لئے لکھوں گا تمہارا کچھ خرچ نہ ہو گا۔ یہ کافروں کی برادرہڈ کا چیف ہے اور یہ مسلم برادرہڈ اور قادیان کی ستدیا فتہ برادرہڈ ہے۔ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ۔۔۔ مسلم برادرہڈ سے مجھے نجات دے۔ عبدالحق

مسیح و مہدی کی علامات

(بسلسلہ صفحہ ۷)

یاتی علی الناس زمان الصابر فیہ علی دینہ کالقابض علی الجمر یعنی دین پر صبر کرنے والے کا حال اس شخص کی طرح ہو گا جس نے اپنے ہاتھ میں آگ کا انگارہ پکڑا ہوا ہو کیا یہ حقیقت نہیں کہ آج سے صدی پہلے دین کی طرف رغبت کرنے والے کو محفلوں میں اڑایا جاتا تھا۔ سوسائٹی میں اسے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اسکو سب سے زیادہ ذلیل سمجھا جاتا تھا اس کا نام دقیانوسی رکھا ہوتا تھا غرضیکہ جس طرح بھی ممکن ہوتا تھا اس کے جذبات و احساسات کو ٹھیس لگائی جاتی تھی اور اس ساری کارروائی کی غرض یہی ہوتی تھی کہ وہ کسی طرح دین کو چھوڑ دے لیکن اگر وہ دین کو تھامے رہے تو اسی طرح ہی تھامنے ہوئے جس طرح انگارہ کو کوئی شخص تھامتے رکھتا ہے گویا دین اس وقت آگ کے انگارہ کے ساتھ مشابہت تامہ رکھتا تھا۔ آج اگر دین کی طرف توجہ نظر آتی ہے تو وہ محض اس امام وقت کی طفیل نظر آتی ہے جس کی قوت قدسیہ نے دین کی روح دلوں میں پھونک دی اور جس نے قرآن کریم پر غور کرنے کی نئی اور وسیع راہیں کھول دیں۔

دونوں زمانوں کا مقابلہ

صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ اور آخری زمانہ کا مقابلہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے انکم فی زمان من ترک منکم عشر ما امر بہ ھلک ثم یاتی زمان من عمل منھم بعشر ما امر بہ نجا یعنی تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اگر کوئی احکام الٰہی کے دسویں حصہ کو بھی ترک کرے تو ہلاک ہو جائے لیکن ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ اگر کوئی دسویں حصہ پر بھی عمل کرے گا تو نجات پا جائے گا گویا دسویں حصہ پر عمل کرنے والے بھی کم ہی ملیں گے۔

مسلمانوں کی مذہبی حالت کے ادبار پر دلالت کرنے والی اور بھی احادیث ہیں لیکن سردست انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اس کے بعد انشاء اللہ بتایا جائیگا کہ ایسے زمانہ میں علماء ظاہری و باطنی کیا کردار ادا کریں گے جو ان حالات میں قوم کے ملجا و ماویٰ ہوتے ہیں اور جن پر قوم کو بھروسہ ہوتا ہے کہ وہ بھنور میں پھنسی ہوئی قوم کی کشتی کو نکال سکتے ہیں اس کے بعد مسلمانوں کی اخلاقی، سیاسی معاشی اور تمدنی حالت پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اسلام کی طرف میری کشش

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

۵۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام کے نزدیک مادہ اور روح زندہ حقیقتیں ہیں۔ انسان کی دماغی ترقیاں اس کی جسمانی ضروریات کیساتھ ناقابل انقطاع طور پر وابستہ ہیں اور اس بارہ میں انسان کو ایسے طریق پر عمل پیرا ہونا چاہیئے کہ روح مادہ پر غلبہ حاصل کرے اور مادہ پر دل و دماغ کا تسلط اور اختیار ہو۔

(۶) اسلام میں نشہ آور مشروبات اور خواب آور دواؤں کا استعمال ممنوع ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام اپنے زمانہ سے بہت آگے چلا گیا ہے۔

www.aaiil.org

اخبار احمدیہ

— گذشتہ ہفتہ حضرت امیر ایدہ اللہ بوجہ بخار و زکام بیمار رہے۔ اور نماز جمعہ میں شامل نہ ہو سکے خطبہ جمعہ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے دیا اور نماز بھی پڑھائی حضرت امیر اب بفضلہ تعالےٰ صحتیاب ہو گئے ہیں۔ فالحمد للہ۔

— کراچی سے ایس عبدالحمید صاحب لکھتے ہیں کہ:—
"احقر کے والد بزرگوار بابو عبداللہ خاں صاحب لدھیان قطب الدین صاحب ساکن چک سکندر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ کی طبیعت ایک ماہ سے سخت علیل ہے موصوف حضرت مسیح موعود کے صحابی ہیں احباب کرام سے خصوصاً حضور ایدہ اللہ و حضرت جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب سے استدعا ہے کہ مجھ احقر کے والد بزرگوار اور چھوٹی بچی شاہدہ ارشیرہ مقصودہ بیگم کی ... صحت و عافیت کے لئے درد دل سے دعا فرما دیں۔

— مردان سے ہمارے محترم بھائی جمعدار عبدالجلیل صاحب اطلاع دیتے ہیں:— "میرا بیٹا محمد جمیل عمر ۱۰ ماہ سات مہینے بیمار رہ کر مورخہ ۲۱ کو فوت ہو گیا۔ دعا فرمائیں کہ اس کی وفات اور دیگر ہر قسم کی پریشانیاں از دیاد ایمان کا باعث ہوں اور مشکلات رفع ہوں۔ آپکا بھائی۔ جمعدار عبدالجلیل ایف۔ اے بی اے وی ٹی گورنمنٹ ہائی سکول مردان۔

پیغام صلح:— محترم عبدالجلیل صاحب کے اس صدمہ میں ہمیں ان سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا کرے اور ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے؟

www.aaiil.org

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۵)

..... اس خدمت پر نصف کے مکانات تعمیر کرائے گئے - یہ جذبہ قابل قدر ہے - اس سوشل انسٹی ٹیوٹ کا روزانہ خرچ ۲۰ ہزار مارک ہے - اس سے اس کی وسعت کا اندازہ لگالیں اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ تمام خرچ چندوں سے پورا کیا جاتا ہے کاش! سوشل سروس کا جذبہ ہم مسلمانوں میں اس سے کہیں بڑھکر پیدا ہو - والذین امنوا اشد حبا للہ -

(والسلام ... یحییٰ بٹ)

پیغام صلح ۹ نومبر ۶۶ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۴۴

تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

www.aaiil.org

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۴۷
مدیر دوست محمد
مدیر معاون - بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۲ ر

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۶ ر نومبر ۱۹۶۰ء | ۴۵

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی سعید رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الامین الصدوق مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین اخرجہ الترمذی ولہ فی اخری عن رفاعۃ بن رافع قال ان التجار یبعثون یوم القیامۃ فجاراً الا من اتقی اللہ وبر وصدق (بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب البیع)

ترجمہ:- ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار اور سچا تاجر قیامت کے دن انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی معیت میں ہوگا۔ ترمذی اس کے راوی ہیں اور ترمذی کی دوسری روایت میں جو رفاعہ بن رافع سے مروی ہے اس طرح مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بجز ان تاجروں کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں اور لین دین میں اچھا برتاؤ کرتے ہیں (باقی) سب تاجر قیامت کے دن بدکار لوگوں کے زمرہ میں اٹھائے جائیں گے۔

نوٹ:- اسلام چاہتا ہے کہ دنیا میں مسلمان ایک مثالی معاشرہ قائم کریں۔ بیع و شریٰ کے معاملات اگر کسی قوم کے درست ہو جائیں تو رعایا خوشحال رہتی ہے اور ملک کی اقتصادی حالت میں زوال نہیں آتا اس حدیث میں مسلم تاجروں اور رعایان حکومت کے لئے لمحۂ فکریہ ہے

نمائش جنت معنی دوزخ
افعی پُر زہر و نقش گل رخے
گرچہ مومن را سقر نہ دہد ضرر
لیک بہتر بود زانجا گذر (رومی ؒ)

میں خدا تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ ایمان لانے والا گناہ کی زہر سے بچ جائے

فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے اس پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اس کو ملے گناہ سے لذت پانے کی بجائے اس کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ جس کی یہ صورت ہو جاوے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانہ میں یہی حالت ہو رہی کہ خدا کی معرفت نہیں رہی۔ کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اس منزل پر انسان کو پہنچا دے اور یہ فطرت اس میں پیدا کرے ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کر سکتے۔ یہ بلا عام ہو رہی ہے اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے بلکہ ملائکہ کا مسجود ہوتا ہے، نورانی ہو جاتا ہے۔ غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت دنیا میں نہیں رہتی اور تبہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں۔ خدا کا خوف اٹھ جاتا ہے اور خدا کے حقوق بندوں کو دیئے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ ایسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دے کر مامور فرماتا۔ اس پر لعن طعن ہوتا ہے اور ہر طرح اس کو ستایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن آخرکار وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا اور اپنی معرفت کا نور مجھے بخشا۔ کوئی گالی نہیں جو ہم کو دی گئی۔ کوئی صورت ایذا رسانی کی نہیں جو ہمارے لئے نہیں نکالی گئی۔ مگر ہم ان ساری بدزبانیوں کو سنتے ہیں اور ان ساری تکلیفوں کو برداشت کرنے کو ہر وقت آمادہ ہیں۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بناوٹ سے نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ سنیں۔ کیونکہ جس مسند پر ہمیں بٹھایا گیا ہے اس پر بیٹھنے والوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اول)

جلسہ سالانہ حسب دستور ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۶۰ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا
۲۴ ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو مستورات کا جلسہ ہوگا اور دستکاری کی نمائش بھی ہوگی

۱؎ دنیاوی ملک و مال کی ظاہری صورت بہشت کی طرح ہے لیکن دراصل وہ دوزخ ہے وہ ایک زہریلا سانپ ہے لیکن اس کے ظاہری نقش و نگار ایک گل رخسار کی مانند ہیں۔

(۲) اس میں شک نہیں کہ یہ دوزخ مسلمان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا لیکن بہرحال اس دوزخ سے نکل جانا ہی بہتر ہے۔

(غلام قادر ڈار)

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سائرے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
مسیح موعودؑ

لنڈن

ترجمہ خط از مسٹر مارٹن ایس۔ٹیلر۔ سا یرم ہل لنڈن

جناب عالی۔ زیادہ نیاز

افسوس ہے کہ میں اس موقعہ سے پہلے آپ کی خدمت میں خط نہ لکھ سکا کہ مجھے آپ کا ارسال کردہ قرآن شریف مل گیا تھا۔ میں آپ کی عنایت کا بہت مشکور ہوں آپ کی چٹھی کہیں ادھر ادھر رکھی گئی تھی کیونکہ میں اکثر اوقات سال بھر میں کاروبار کے سلسلہ میں گھر سے باہر ہی رہتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اپنے کاغذات کی پڑتال نہیں کر سکتا۔

۱۹۵۰ء کی شکاگو کانفرنس کے بعد سے آج تک باوجود میری زبردست خواہش کے کہ میں تمام مذاہب کی کتب اور دیگر صحائف کا دقیق مطالعہ کروں مگر مجھے ایک جگہ اس کام کے لئے بیٹھنے کا وقت نہیں مل سکا اور نہ ہی ابھی کچھ مدت اور مجھے فرصت مل سکے گی۔

میں محسوس کر رہا ہوں کہ ہم اپنے مذہب کے سوا دیگر مذاہب اور کلچر کے متعلق بہت کچھ واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں انٹرنیشنل آرگنائزیشن آئی اے۔آر۔ایف بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

بندہ مخلصانہ طور پر شکرادا کرتا ہوا اس عریضہ کو ختم کرتا ہے۔

(انہیں جواب خط بھیجا گیا۔ غلام قادر ڈار)

نائجیریا

ترجمہ خط از مسٹر اد یسو علیم کیامہ دایا آلکورن نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اپنے گاؤں کے ایک شخص سے آپ کا پتہ ملا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میری زندگی اجیرن ہو گئی ہے اور میں مشکلات میں گھر گیا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ میرا باپ ابھی پیگن ہے اسی طرح میری والدہ، میری ہمشیرگان اور میرے بھائی تعلیم کی کمی کی وجہ سے اسلام کو سمجھنے کے ناقابل ہیں اور پھر ممبروں میں سے صرف دو مسلمان ہیں یہی حال میرے ہمسایوں کا اور دیگر لوگوں کا ہے حال میں عیسائی مبلغین اس کوشش میں ہیں کہ ہمارے لوگوں کو عیسائی بنا لیں۔

بعض اوقات اسلام کے متعلق مجھ سے سوالات کئے جاتے ہیں چونکہ میرے پاس اسلام پر اچھی کتب نہیں ہیں اس لئے بعض سوالات کا جواب نہیں دے سکتا۔ میں نے ابھی ابھی اپنی تعلیم ٹیچنگ لائن (ٹریننگ) میں ختم کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میرے اقربا اسلام سے محروم رہیں۔ ان کی ہدایت کے لئے میری معاونت فرمائیں میں آپکا بہت مشکور رہوں گا۔

مجھے امید ہے کہ آپ مجھے ایک کاپی قرآن شریف اور دیگر اسلامی لٹریچر بھیجکر ممنون فرمائینگے میں صرف عربی زبان کا لٹریچر انگریزی میں ترجمہ کر کے ان لوگوں کو سمجھا سکتا ہوں۔

امید افزا جواب کا منتظر

(انہیں قرآن شریف سکینڈ کوالٹی۔ ٹیچنگز آف اسلام تحفہ بغداد وغیرہ اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

ترجمہ خط از مسٹر الیاس ادمولوسو، الی کوٹی گرامر اسکول نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ پارسل پا کر مجھے انتہائی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ میں نے اس لٹریچر کو بہت علم آورا ور دلچسپ پایا ہے خاص طور پر لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمد بہت ہی عمدہ کتاب ہے (انہیں اکتوبر ۵۹ء میں قرآن بغیر ٹیکسٹ اور ٹیچنگز آف اسلام بھی بھیجے گئے تھے۔ ڈار) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مخلص ممبر کی حیثیت سے میں تبلیغی کام میں اکثر مشغول رہتا ہوں تاکہ غیر مسلموں کو اسلام جیسے پرامن مذہب سے متعارف کراوں۔

میری ناچیز اور حقیر مساعی کا نتیجہ الحمد للہ بہت اچھا نکل رہا ہے۔ دو حسب ذیل مسلم بھائی جو کہ عیسائی ہو گئے تھے پھر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ انہیں بھی آپ خطوط لکھیں اور لٹریچر بھیجیں۔

نیز مجھے انجمن کی تبلیغی مساعی کے متعلق لکھتے رہا کریں۔

(انہیں اور نو مسلموں کو خطوط اور لٹریچر بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

ترجمہ خط از معلم اسحاقا انو لو اگریکلچر اسکول نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے خط کے فوری جواب کا بہت بہت شکریہ اور مضمون خط سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ میں آپ کے ارسال کردہ پارسل کا جس میں قرآن شریف ہے بڑے شوق سے منتظر ہوں۔

ہماری سوسائٹی آپکو عنقریب گروپ فوٹوگراف بھیجے گی۔ ہم آپ کی خدمت میں چند سوالات مذہب کے متعلق ارسال کریں گے۔ امید ہے آپ ان کے جوابات ہمیں جلد ہی ارسال فرمائیں گے۔

ہماری سوسائٹی آپ کی بڑی شکرگزار ہے اور ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ کونسی کتاب ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے بعض سوالات کے جوابات دیئے آپ نے انہیں سکھایا کہ کونسے عمل کرنے کے قابل ہیں اور کونسے عمل ہیں جن سے بچنا چاہیئے۔ اور بھی بہت سی باتیں انہیں سکھائیں۔

دوسرے خط میں ہم آپ سے بہت سے سوالات پوچھیں گے۔ والسلام

(لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

ترجمہ خط از معلم ایل۔او۔امام۔اوفا نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک مسلم طالب علم ہوں اور ایک مسلم پرائمری اسکول میں پڑھاتا ہوں۔ اور مجھے یہ کام سپرد ہے کہ میں صبح کے وقفہ میں گوسپل (شاید مراد قرآن شریف ہے۔ واللہ اعلم۔ ڈار) کا درس دوں اور کبھی کبھی پڑھاتا ہوں۔ چونکہ آپ کے مشن نے اشاعت اسلام کا مقصد بذریعہ کتب اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اور ہمارا اسکول میں عیسائی طلباء کی تعداد کثرت سے ہے لہذا میں گذارش کرتا ہوں کہ قرآن شریف ہمیں ضرور بھیجدیں۔ مجھے امید ہے کہ اس کے ذریعہ ہم بہت سے عیسائیوں کو حلقہ بگوش اسلام کریں گے، اگرچہ آج بھی عیسائیوں کا رجحان اسلام کی طرف ہو رہا ہے مگر قرآن کے ذریعہ ہم جلد کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو وہ انگریزی میں خوب سمجھ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے کام پر اور آپ پر برکات نازل فرمائے۔

(انہیں قرآن شریف مع متن اور دیگر کتب اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

سیلون

ترجمہ خط از مسٹر ایم۔زیڈ۔قاسم کولمبو۔سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے مولانا محمد علی (رح) کا انگریزی ترجمۃ القرآن دیکھا اور کچھ حصہ اس کا پڑھا بہت اعلیٰ اور دلکش تفسیر ہے۔ افسوس ہے کہ یہ تفسیر یہاں دستیاب نہیں ہے۔

میں بہت ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے ایک کاپی تفسیر القرآن اور ایک کاپی ٹیچنگز آف اسلام کی بھیجدیں۔ امید ہے آپ اس عاجز پر مہربانی فرمائیں گے۔

(انہیں قرآن شریف مع متن اور ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر اور تبلیغی خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

www.aaiil.org

افریقہ میں اشاعت اسلام

اسی شمارہ میں دوسری جگہ محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کا ایک مضمون بعنوان "افریقہ میں اسلام" درج ہے، جس میں اس ضروری فرض کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جو براعظم افریقہ میں اسلام کی اشاعت کے بارہ میں جماعت احمدیہ پر عائد ہوتا ہے، فی الحقیقت یہ فرض آج سے بہت مدت پہلے ہم پر عائد ہو چکا تھا۔ جب افریقہ کے مختلف گوشوں سے اسلام اور عیسائیت کی آویزش اور اسلام کی طرف افریقی قبائل کے رجحان کی خبریں آنی شروع ہوئیں، لیکن اس وقت بعض ایسی کاوٹیں درپیش تھیں، جن کی وجہ سے عملاً اس طرف توجہ کرنی مشکل تھی۔ مگر اب حالات بدل چکے ہیں، اور کئی ایسی سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں، جن کی وجہ سے اس مقدس فرض کی ادائگی ممکن اور ضروری ہو گئی ہے۔

اخبار بین طبقہ سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ افریقہ کی کئی ریاستیں بیرونی قبضہ سے آزاد ہو چکی ہیں، اور کئی ایک آزاد ہونے والی ہیں۔ ان ریاستوں میں مختلف شعبوں میں کام کرنے کے لئے ماہرین کی ضرورت ہے اور ان کی طرف سے مختلف ماہرین کیلئے مانگ آ رہی ہے، بالخصوص ڈاکٹروں کی ان علاقوں میں بہت ضرورت ہے، اور حکومت پاکستان نے ڈاکٹروں کو مناسب تنخواہوں پر وہاں بھجوانے کا خاص انتظام بھی کیا ہے۔ ایسا ہی بعض اور شعبوں میں بھی، فنی اور تعلیمی ماہرین کی وہاں مانگ ہے، جس کو پورا کرنے کے لئے اگر جماعت احمدیہ کے ڈاکٹر صاحبان اور دیگر علوم و فنون کے ماہرین وہاں جا سکیں تو یہ ہم خرما و ہم ثواب کا موجب ہوگا، وہ اپنے کاروبار کے ذریعہ نہایت اعلےٰ روزی بھی کما سکیں گے اور اسلام کا پیغام بھی ان لوگوں کو پہنچا کر اعلائے کلمۃ اللہ کے فرض سے سبکدوش ہو سکیں گے۔

اس وقت ہماری جماعت میں خدا کے فضل سے کئی ایسے ڈاکٹر صاحبان اور دیگر علوم و فنون کے ماہر موجود ہیں جو اپنی سرکاری ملازمتوں سے ریٹائر ہو چکے ہیں یا ہونے والے ہیں، اور بہت حد تک اپنی خانگی ذمہ داریوں سے بھی سبکدوش ہو چکے ہیں، یا کم از کم ایسے حالات میں سے گذر رہے ہیں کہ گھروں سے ان کی غیر حاضری ان کی ذمہ داریوں کی ادائگی میں حائل نہیں ہو سکتی، بلکہ باہر جا کر زیادہ سہولت کے ساتھ ان ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔

ہمیں اس موقعہ پر اس عہد کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں جو آپ نے حضرت امام وقت کے ہاتھ پر کیا تھا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اس عہد کو پورا کرنے کا وقت اب آ گیا ہے، ایک طرف آپ کا وطن ہے آپ کا گھر بار ہے، آپ کے بال بچے ہیں، جن کو آپ چھوڑنا نہیں چاہتے اور دوسری طرف دین کا تقاضا ہے کہ دنیوی علائق کو ترک کر کے ان جگہوں پر جائیں جہاں خدا کی مخلوق ہدایت و گمراہی کے دوراہے پر کھڑی ہوئی آپ کو پکار رہی ہے، آپ سن چکے ہیں اور بارہا اس قسم کی خبریں آپ تک پہنچ چکی ہیں کہ افریقہ میں عیسائیت کے لاؤلشکر اپنے تمام ساز و سامان اور زر و جواہر کے باوجود وہ کام نہیں کر سکے، جو اسلام کا ایک معمولی سپاہی ہر قسم کی بے سروسامانی کے باوجود محض کلمۂ حق کے ذریعہ سے کر سکتا ہے۔ مسیحی مشن اس صورت حالات کی وجہ سے بہت سراسیمہ اور پراگندہ خاطر ہو رہے ہیں اور اب وہ سفید رنگ کے مشنریوں کے بجائے امریکہ کے حبشی عیسائیوں کو وہاں بھیجنے کی سکیمیں بنا رہے ہیں تاکہ افریقی اقوام اپنے ہمرنگ لوگوں کے دام تزویر میں آ کر عیسائی ہو جائیں، یہ اسلام کے لئے ایک چیلنج ہے، جس کی طرف احمدی قوم کو سب سے بڑھ کر توجہ کرنا ضروری ہے، اگر اس وقت اس چیلنج کا ہم نے جواب نہ دیا اور دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے افریقہ کے مختلف حصص میں جا کر ان لوگوں کو عیسائیت کے اس آنے والے حملہ سے نہ بچایا اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی نہ کی جو اسلام نے ہم کو دکھائی ہے تو گھروں میں بیٹھے ہوئے ہم نے فائدہ کے بجائے نقصان کی راہ اختیار کی، کیا اس کے بجائے یہ بہتر نہیں کہ ان علاقوں میں جا کر دنیوی فوائد بھی حاصل کئے جائیں اور اس کے ساتھ ہی دینی خدمت بجا لا کر اخروی فلاح و کامرانی کا بھی سامان کیا جائے۔ معلوم نہیں کس وقت موت کا فرشتہ آ جائے اور گھر میں آرام سے بیٹھے ہوئے اپنی تمام ذمہ داریوں کو یونہی چھوڑ کر ہم آگے چلتے بنیں، کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ خدا کی راہ میں ہم نکل کھڑے ہوں اور افریقہ کے پسماندہ علاقوں میں جا کر اپنی فنی قابلیتوں کے ذریعہ دنیوی معاد حاصل کرنے کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کے فریضہ کی ادائگی کو اپنا نصب العین بنا لیں، ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحًا وقال اننی من المسلمین۔ اس سے بڑھ کر کونسی بات اچھی ہو سکتی ہے کہ ایک شخص دعوت الی اللہ کا کام کرے اور نیک عمل بجا لائے اور اپنے قول اور عمل سے یہ ثابت کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ اور حقیقی مسلمان ہوں۔ یہ خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے جس سے ظاہر ہے کہ دعوت الی اللہ کا کام سب سے بڑا نیکی کا کام ہے، اسی کام کے لئے حضرت امام وقت ؑ نے ہمیں کھڑا کیا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد ہم سے لیا، ضرورت ہے کہ قوم کا ہر فرد اس عہد کو پورا کرنے کی طرف حسب استطاعت متوجہ ہو، اور وہ افراد جن کو اللہ تعالےٰ نے ان کی فنی قابلیتوں کی وجہ سے دعوت الی اللہ کا یہ سنہری موقعہ بہم پہنچایا ہے، بالخصوص اس سے فائدہ اٹھا کر دنیا و آخرت میں سرخروئی اور کامیابی حاصل کریں۔

اعلان

جماعت لاہور اور شعبہ جات کی طرف سے

مجلس معتمدین کے لئے انتخابات ۲۷ر نومبر ۱۹۶۰ء کو ہوں گے

مجلس معتمدین منعقدہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۰ء نے فیصلہ کیا ہے کہ جماعت لاہور اور شعبہ جات سے مجلس معتمدین کی ممبری کے لئے انتخابات دوبارہ کرائے جاویں۔

مجلس منتظمہ منعقدہ ۱۳ر نومبر ۱۹۶۰ء نے ان انتخابات کے لئے ۲۷ر نومبر ۱۹۶۰ء (اتوار) صبح دس بجے کا وقت مقرر کیا ہے۔ انتخابات مسلم ہائی سکول واقع احمدیہ بلڈنگس میں ہوں گے۔

ووٹروں کی فہرست اگلے جمعہ کے روز مسجد میں چسپاں کر دی جائے گی۔ اگر کوئی نام رہ گیا ہو تو اس کی تحریری اطلاع ۲۳ر نومبر تک سیکرٹری صاحب کو پہنچ جانی چاہیئے۔

شعبہ جات میں سے سکولوں اور دفاتر کے انتخابات بھی اسی دن اسی وقت اسی جگہ ہوں گے۔

محمد یعقوب خاں

احمد یار

www.aaiil.org

اخبار و افکار

مُریداں مے پرانند

اسی شیلوغ میں دوسری جگہ بھدرواہ (ریاست جموں) کے ایک دوست چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب کی ایک مراسلت درج کی گئی ہے جس میں قادیانی مبلغ کے ساتھ مسئلہ نبوت مسیح موعودؑ پر بحث ومناظرہ کا ذکر ہے، ہمیں حیرت ہے، کہ جس حالت میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ عدالت میں یہ بیان دے چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں اور آپ پر ایمان نہ لانا کفردون کفر سے بڑھکر حیثیت نہیں رکھتا تو پھر قادیانی مبلغین کس منہ سے نبوت مسیح موعودؑ پر بحث کرتے پھرتے ہیں، جس نبوت کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے اور جس کے نہ ماننے سے کفر لازم نہیں آتا، اس کو اصلی اور حقیقی معنوں میں، نبوت کیونکر کہا جاسکتا ہے، پس جب خود خلیفہ صاحب جو عقیدہ نبوت مسیح موعودؑ اور اس کے نتیجہ میں تکفیر المسلمین کے بانی مبانی تھے، اس عقیدہ کو چھوڑ چکے ہیں تو مریدوں کا اس پر زور دیتے چلے جانا اور بحث و مناظرات کرنا پیراں نمے پرند و مریداں مے پرانند کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے؟

فی ستۃ ایّام

معاصر صدق جدید نے ایک طویل سائنسی مضمون کا ایک ٹکڑا نقل کرکے قرآن کریم کی اس آیت کی طرف توجہ دلائی ہے، جس میں کائنات کے پیدائش کے چھ مدارج میں سے گذرنے کا ذکر ہے چنانچہ وہ آیت یہ ہے انّ ربکم الذی خلق السمٰوات والارض فی ستۃ ایام۔

سائنسی مضمون کا جو ٹکڑا صدق جدید نے نقل کیا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"...... بہرحال کائنات کے ارتقاء کے متعلق اب تک جو باتیں بتائی گئی ہیں۔ اس کے چھ مدارج قائم کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) یکساں پھیلے ہوتے مادے میں اتفاقیہ اختلال کی وجہ سے کثافت میں کمی یا بیشی ہوئی۔

(۲) اس کے نتیجے کے طور سے مادے کے بڑے بڑے تودے سدیم کی صورت میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوکر فضا میں پھیلتے سے۔

(۳) یہ سدیم بتدریج ستاروں کے جھرمٹ میں بدل گئے۔

(۴) ستاروں سے سیاروں کی پیدائش ہوئی۔

(۵) سیاروں سے سیارچے یا چاند نکلے:

(۶) کم ازکم ایک ستارہ (زمین) پر زندگی کا وجود ہے، دوسرے سیاروں کے متعلق یقینی طور پر معلوم نہیں۔"

اس سائنسی انکشاف کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ قرآن کریم خدائے حکیم کی طرف سے نازل شدہ نہیں، کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج سے چودہ سو سال پہلے جب دنیا علم سے بے بہرہ تھی خود اُمّی ہونے کے باوجود خدائی علم کے بغیر ایسی علمی باتیں دنیا کو بتا سکتے تھے؟

اخبار احمدیہ

— سرینگر (مقبوضہ کشمیر) سے محترم عبدالعزیز شورہ صاحب "ایڈیٹر روشنی" لکھتے ہیں کہ:۔

"میں معدہ کی بیماری سے تاحال شفایاب نہیں ہوا علاج برابر ہو رہا ہے احباب کرام سے دعائے صحت کے لئے درخواست ہے"

— جھنگ سے مولوی محمد حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:—

خصائص القرآن پر ایک فاضل خاتون کا تبصرہ

مسز الفت عزیز الصمد پشاور یونیورسٹی کی ایک فاضل خاتون ہیں، جو مختلف اسلامی موضوعات پر انگریزی زبان میں نہایت بصیرت افروز مضامین لکھتی رہتی ہیں۔ انہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی کتاب خصائص القرآن پر انگریزی میں نہایت شاندار تبصرہ کیا ہے۔ جس کا ترجمہ ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہے:۔

۸۔ جے۔ یونیورسٹی ٹاؤن۔ پشاور

۹ر نومبر ۱۹۶۰ء

مکرم محترم مولانا صدرالدین صاحب۔ السلام علیکم

میں اس تحفہ کے لئے جو آپ نے اپنی کتاب "خصائص القرآن" کی صورت میں مجھے بھیجا ہے آپ کا شکریہ پورے طور پر ادا کرنے سے قاصر ہوں، میں نے اس کو بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور اسے بہت ہی مفید پایا ہے۔

معلوم ہوتا ہے آپ نے اسلام کو عالمگیر ثابت کرنا اپنی زندگی کا مشن بنالیا ہے۔ اور آپ کی کتاب ان مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کا موجب ہوگی، جو جہالت کی وجہ سے یا انیسویں صدی کے مغربی نظریے کے زیر اثر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ عہد حاضر میں مذہب کوئی افادی اور تعمیری کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ اس کتاب سے اسلام کے اس تنگدلانہ مفہوم کی بھی اصلاح ہوسکتی ہے جو نام نہاد علماء کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ اگر اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ ہوجائے تو اس سے ایک اور مفید غرض پوری ہوگی کہ مغربی لوگوں کو اسلام کی بہترین شکل وصورت سے واقف کیا جاسکے گا۔

دنیا کو ایک عالمگیر مذہب کی ضرورت ہے، جو انسانی روحوں کو توہم کے تنگ تخیلات اور تعصبات سے رہائی دلانے کا موجب ہو، اور ان کے اندر ایسا ایمان اور جرأت ودلیری پیدا کردے جس سے وہ موجودہ دنیا کے پیچیدہ مسائل کو حل کرسکیں۔ آپ کی کتاب کو پڑھکر مغرب کے غیر متعصب مردوں اور عورتوں کے دلوں میں کوئی شک شبہ نہیں رہ سکتا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کی انہیں تلاش ہے۔

خصائص القرآن قرآن کریم کے ترجمہ کا نہایت بصیرت افروز دیباچہ بن سکتا ہے کیونکہ اس کتاب میں نہ صرف قرآن کریم کی تعلیمات کا خلاصہ اور عطر ہے، بلکہ وہ صحیح اسلامی طرز فکر اور زاویہ زندگی کو بھی ترقی دینے والی ہے، اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ صرف وسعت نظر اور رواداری ذہنیت ہی کے ذریعہ ہم قرآن کریم کے غوامض اور بطون سے واقفیت حاصل کرسکتے ہیں، آپ نے قرآن کریم کے اس دعوے کو نہایت شاندار پیرایہ میں بیان کیا ہے، کہ صرف یہی ایک کتاب ہے جو اپنی عالمگیر اور ہمہ گیر مذہبی، سیاسی اور اشتراکی اخلاقیات کی تعلیمات کے ذریعہ دور حاضر کے چیلنج کا جواب دے سکتی اور بین المذاہبی افہام وتفہیم کو ترقی دے سکتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو مزید کئی سال زندہ رکھے، تاکہ اس نیک کام کو جو آپ کر رہے ہیں جاری رکھ سکیں۔ کتاب کے لئے پھر ایک دفعہ شکریہ ادا کرتی ہوں۔

آپ کی مخلص

مسز الفت عزیز الصمد

"میرے نواسہ جلال الدین کی اہلیہ کچھ دن بیمار رہ کر بعمر ۲۲-۲۳ سال فوت ہوگئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے احباب سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

— حسب ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے:۔ (۱) علی حسین مناتے میڈیکل سٹوڈنٹ ملیمی (۲) عبدالرحمن صاحب ولد خان۔ سکنہ چوہان ضلع جہلم۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور خدمت دین کی توفیق دے آمین۔

www.aaiil.org

دشمنانِ حق کی بد اعمالیوں کی سزا اور اہلِ حق کی فتح و نصرت

اذ یقول المنٰفقون والذین فی قلوبھم مرض غرّ ھٰؤلاء دینھم .... ذالک بما قدمت ایدیکم و ان اللہ لیس بظلّام للعبید ○ کدأب اٰل فرعون والذین من قبلھم .... ذالک بان اللہ لم یک مغیّراً نعمۃً انعمھا علیٰ قوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم .... کدأب اٰل فرعون والذین من قبلھم کذّبوا باٰیٰت ربّھم فاھلکنٰھم بذنوبھم و اغرقنا اٰل فرعون و کل کانوا ظٰلمین ——— (سورۃ الانفال)

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۱۱ نومبر ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مادیات اور روحانیات کی جنگ

اس رکوع میں مادیات اور روحانیات کی جنگ کا ذکر ہے۔ مادی طاقتیں جب بڑھ جاتی ہیں، تو اخلاق اقدار کمزور پڑ جاتے ہیں۔ اور جتنی جتنی خواہشات مادی ترقی کے لئے بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اتنے ہی اخلاق بگڑتے چلے جاتے ہیں۔ بصیرت میں کمی آ جاتی ہے وہ نورِ عقل جو اللہ تعالےٰ نے انسان کو عطا کر رکھا ہے بجھ جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی یہاں تک نوبت پہنچتی ہے۔ کہ انسانیت اور انسانی اخلاق و کردار بکلی معدوم ہو جاتے ہیں۔

حق کے ماننے سے فرعونیت کا انکار

چنانچہ یہاں حضرت موسےٰؑ کے مقابلہ پر فرعون کی فرعونیت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے لاؤ لشکر، اس کے خزانے، اس کی جاہ و حشمت اور اس کا رعب یہ سب کچھ مانع ہو گئے کہ خدا کے بندے کی حق بات کی طرف دھیان دے۔

فراعنۂ عرب اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات کیوں اتریں۔ ان کا کیا تعلق ہے۔ ان کا تعلق یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر بھی کچھ فرعون تھے۔ ان میں سے الولید بن مغیرہ بہت بڑا آدمی تھا۔ اس کی نسبت لوگ کہتے تھے۔ کہ کاش! الولید بن مغیرہ پر قرآن اترتا تو دنیا اس پر ایمان لے آتی۔ وہ بڑے علم و فضل کا مالک ہے۔ جتھے کا مالک ہے۔ دولت و ثروت کا مالک ہے۔ ایسے صاحب عزت و حرمت کو چھوڑ کر ایک یتیم اور بے نوا کو عرب ایسی قوم کی رہنمائی کے لئے چننا بہت بڑی غلطی ہے۔ خدا نے اسے چن کر غلطی کی ہے۔ الولید۔ العاص۔ عتبہ۔ شیبہ۔ ابوسفیان، امیہ بن خلف، ایسے مقتدر فرعون موجود تھے کہ فرعونِ مصر کی طرح انہوں نے خدا کے بندے کے خلاف شور و شر اور دشمنی پیدا کر رکھی تھی۔ وہ کہتے تھے نحن اکثر اموالا و اولادا وما نحن بمعذبین۔ ہم بڑے جتھے اور دولت والے ہیں یہ ہم پر خدا کا فضل ہے اور وہ ہم کو محمد رسول اللہ کے مقابلہ پر کوئی سزا نہ دے گا۔ ہمارے مقابلہ میں محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا حیثیت ہے۔ نہ اس کے پاس علم نہ تجربہ۔ نہ جتھا۔ نہ دولت۔ کچھ بھی نہیں۔ افرءیت الذی کفر باٰیٰتنا وقال لاوتین مالا و ولدا ہمیں مال اور اولاد ملتی ہی رہے گی۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا اس دنیا میں ہمارے اوپر فضل و برکات کی بارش کرے۔ اور آخرت میں ہمیں راندۂ درگاہ کر دے اور ہمیں اپنی نعمتوں میں سے محروم کر دے۔

حق کے مقابلہ میں فرعونیت کی شکست

اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپؐ کے متبعین کی تسلی کے لئے یہ ذکر فرمایا کہ اس دنیا میں مادیات اور روحانیات کی جنگ ہوتی رہے گی۔ جیسا کہ حضرت موسےٰؑ کے مقابلہ پر فرعون نے جنگ کی۔ لیکن نتیجہ یہی ظاہر ہوتا رہیگا کہ روحانیات اور اخلاق کے سکھلانے والے خدا کے بندے مظفر و منصور ہوں گے تاریخ اس پر گواہ ہے کہ فرعون کی طاقت و حشمت حضرت موسےٰؑ کے مقابلہ میں نابود ہو گئی۔ فرعون کی شان اور عادت یہ تھی کہ وہ اللہ تعالےٰ کی باتوں کو جھٹلاتا اور اپنے جتھے اور اقتدار کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کے نشانات کا انکار کرتا تھا اور اس کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ کی بھی ایک شان اور عادت ہے وہ یہ کہ فاخذھم اللہ بذنوبھم اللہ تعالےٰ نے ان کو ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے اپنی گرفت میں لے لیا۔ الولید بن مغیرہ۔ عاص بن زمعہ امیہ بن خلف وغیرہ وغیرہ اپنے خزانوں اور جتھوں اور اپنے دولت و اقتدار کے بل بوتے پر کفروا باٰیٰت اللہ کے مصداق ثابت ہوئے۔ اللہ کے نشانات اور آیات سے انہوں نے انکار کیا اور فاخذھم اللہ بذنوبھم۔ ان کے کرتوتوں اور اعمال بد کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے انہیں پکڑ لیا اور سزا دی۔

خدائی طاقت کے سامنے دنیوی طاقت اور مال کی کوئی حیثیت نہیں

ان آیات میں دنیا کی قوموں کو اللہ تعالےٰ نے یاد دلایا ہے کہ تمہاری جاہ و حشمت۔ تمہارا رعب و داب۔ تمہارا لاؤ لشکر۔ تمہارا مال و متاع خدا کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتا ان اللہ قوی عزیز۔ بے شک وہ خدا بڑی طاقت و قدرت اور بڑے غلبہ کا مالک ہے۔ فیصلے آسمان پر ہوتے ہیں، اور بالکل ناممکن حالات میں ہوتے ہیں، لیکن اللہ تعالےٰ حالات کو جب چاہے بدل سکتا ہے۔ تمہارا رعب، تمہاری طاقت۔ اس کے مقابلہ پر سب ہیچ۔ وہ شدید العقاب ہے تم اس کے خلاف قدم اٹھاؤ گے تو تم پکڑے جاؤ گے۔ یاد رکھو اگر تم پکڑے گئے تو تمہیں چھڑانے والا کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی گرفت بڑی سخت ہے اور اس کا مواخذہ بڑا شدید ہے۔

اعمال کا بدلہ

ذالک بما قدمت ایدیکم۔ یہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے و ان اللہ لیس بظلّام للعبید لیکن یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کسی پر ناحق ظلم نہیں کرتا۔ وہ اپنے پیغمبر کے ذریعہ ایک حدیث قدسی میں اعلان فرماتا ہے یا عبادی انما ھی اعمالکم احصیھا ثم اوفیکم ایاھا ہم تمہارے اعمال کو لکھ لیتے ہیں پھر اُن کے مطابق تمہیں بدلہ دیتے ہیں فمن یجد خیرا فلیحمد اللہ جس کو اچھا بدلہ ملے وہ اللہ تعالےٰ کا شکر گذار ہے ومن یجد شرا فلا یلومن الا نفسہ اور جس کو بُرا بدلہ ملے اسے اپنے ہی آپ کو ملامت کرنا چاہیئے

بلا وجہ نعمت نہیں چھینی جاتی

ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم۔ ہماری عادت اور شان نہیں ہے کہ ہم کسی کو یونہی بلا وجہ سزاوار ٹھہرا دیں اور تباہ و برباد کر دیں۔ یہ جو ہم نے فرعون کو غرق کیا اس کے غلبہ اور رعب و جلال کو مٹی میں ملا دیا۔ اور وہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ابوجہل اور اس کا بیٹا عکرمہ، ابوسفیان، عتبہ اور شیبہ اور ابولہب وغیرہ وغیرہ فراعنۂ عرب ہیں۔ ان کو بھی ہم مٹانے والے ہیں ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم

www.aaiil.org

خدا کی شان یہ نہیں کہ وہ دولت و ثروت وغیرہ کو ختم کر دے۔ یہ تو سب نعمتیں خدا کی اپنی عطا کردہ ہیں ہم یہ چھیننے نہیں ہیں۔ یہ تو شان خداوندی کے خلاف ہے۔

بداعمالی سے نعمت چھن جاتی ہے

ذالک بان اللہ لم یک مغیراً کے معنے ہیں کہ کسی کی نعمت کو برباد کر دینا بغیر اس کی بداعمالی کے خدا کی شان سے بالکل بعید ہے۔ جب انسان بد دیانتی مکاری اور چالاکی کی طرز زندگی اختیار کرتا ہے جب وہ شراب و جوا اور بدکاری کو زندگی کا مقصد بنا لیتا ہے تو خدا اس کی بداعمالی کی وجہ سے اس کی دولت، اس کی جوانی اور اس کی عزت و شہرت کو برباد کر دیتا ہے۔ یہ سب کچھ چھن جاتا ہے حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ اس وقت جبکہ ان کے اخلاق تبدیل ہو جاتے ہیں۔ فکر اور تدبیر میں فرق آ جاتا ہے۔ نور عقل بجھ جاتا ہے۔ اس کی بجائے چالاکی، فساد، بد دیانتی، بے حیائی اور بے شرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر ہم ان کی نعمتوں کو چھین لیتے ہیں۔ اور اپنی عنایات کا ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔

گناہ نعمتوں کو بدل دیتے ہیں

ایک بہت بڑے عالم ہیں۔ دنیائے اسلام میں ان کا بہت بڑا مقام ہے۔ وہ سپین میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام ہے قاضی عیاض اندلسی۔ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک نہایت قیمتی کتاب لکھی ہے جس کا نام الشفاء ہے۔ اس میں علامہ موصوف نے ایک حدیث بیان کی ہے۔ ان الذنوب تغیر النعم کہ بدکاری، بد دیانتی، معصیت اور گناہ خدا کی نعمتوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ دولت برباد ہو جاتی ہے۔ جوانی ختم ہو جاتی ہے۔ عزت کو بٹا لگ جاتا ہے، شہرت کو داغ لگ جاتا ہے۔ علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کی روشنی میں بیان فرمائی ہے ذالک بان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمھا علیٰ قوم۔ الخ

ظالم مواخذہ سے نہیں بچ سکتا

ان اللہ سمیع علیم۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کی ڈینگوں کو سنتا ہے اور ان کے بد ارادوں کا علم رکھتا ہے یہ مواخذہ سے نہیں بچ سکتے۔

دشمنانِ حق کے مقابلہ میں خدا کی شان اور عادت

کدأب آل فرعون والذین من قبلھم۔ دشمنان اسلام کا حال وہی ہوگا جو فرعون کا ہوا۔ ایک تو فرعون کی عادت و شان ہے کہ وہ حق کا انکار کرتا اور اس کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے اور ایک خدا کی شان اور عادت ہے کہ وہ ظالم جو اپنے جتھوں اور اقتدار کے بل بوتے پر خدا کے بندوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو وہ خود تباہ کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ فرعون نے دولت و جلال، طاقت و ثروت کی وجہ سے خدا کے بندے کو ستایا۔ اور خدا نے اس کی ربوبیت کے لئے جو سامان بھیجا تھا اس کا انکار کیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فاھلکنٰھم بذنوبھم ہم نے انکی شامت اعمال کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا واغرقنا آل فرعون۔ اور فرعون کے لوگوں کو غرق کر دیا۔

حدیث قدسی میں ظلم سے امتناع

اسی ضمن میں ایک حدیث قدسی ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا عبادی۔ اے میرے بندو! انی حرمت الظلم علیٰ نفسی میں نے ظلم کو اپنے پر حرام کر رکھا ہے۔ و جعلتہ بینکم محرماً اور تمہارے لئے بھی ظلم کو حرام قرار دیتا ہوں۔ فلا تظالموا پس تم ایک دوسرے پر ظلم سے پرہیز کرو۔ اور تم کسی کے حقوق پامال نہ کرو۔ سختی نہ کرو۔ تکبر کی بجائے تواضع سے کام لو۔ ایسا کرنا خدا کی غیرت کو بھڑکاتا ہے اور وہ مظلوم کی مدد کرتا اور ظالم کو برباد کر دیتا ہے۔

بھدرواہ میں قادیانی مبلغ کے دورہ کی رپورٹ پر تبصرہ

بھدرواہ، ریاست جموں (مقبوضہ کشمیر) کا ایک اہم پہاڑی مقام ہے، یہاں جماعت احمدیہ کے دونوں فریق (قادیانی اور لاہوری) کے کچھ لوگ آباد ہیں۔ چار پانچ ماہ ہوئے ایک قادیانی مبلغ امینی صاحب وہاں پر جماعتی تربیت و تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے، اس موقعہ پر جماعت احمدیہ لاہور کے ایک ممبر چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب کے ساتھ مسئلہ نبوت مسیح موعودؑ پر ان کی بحث بھی ہوئی۔ اس دورہ کے حالات اور مناظرہ کی رپورٹ حکیم محمد سعید صاحب قادیانی مبلغ کے قلم سے ۱۸ جولائی ۱۹۹۲ء کے اخبار بدر (قادیان) میں شائع ہوئی ہے، اس پر چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب نے تبصرہ لکھ کر بھیجا ہے جو درج ذیل ہے :۔

بھدرواہ میں احمدیہ جماعت کے ہال میں جو اجلاس ہوا اس میں حاضری قریباً ۵۰ اشخاص کی تھی اس میں غیر از جماعت افراد میں سے قابل ذکر شخصیت صرف محترم محمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بھدرواہ کی تھی۔ باقی چند ایک افراد قادیانی محلہ کے تھے وہ بھی محترم امینی صاحب کی تقریر کے دوران میں ہی چلے گئے تھے اور خیال قادیانی حضرات کے غیر مبائعین صرف یہ عاجز تھا یا ماسٹر عبدالکریم صاحب۔ لہذا حکیم صاحب موصوف نے یہ فقرہ جس میں شہر کے معززین اور غیر مبائعین دوست بھی مدعو تھے) لکھ کر نہایت فراخدستی سے کام لیا ہے جو کہ ایک دینی مبلغ کو زیب نہیں دیتا ہے۔ لیکن اس امر پر غور کرنے پر اپنے آپ کو تسلی دی کہ جس جماعت کی بنیاد ہی غلو پر قائم ہے اس کے مبلغوں سے ہر معاملہ میں غلو کا اظہار ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے جیسا کہ اس رپورٹ کو پڑھ کر مشاہدہ میں آیا ہے۔

اس جماعت کے موجودہ امام نے ایک غیر نبی کو نبی ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ لیکن کوششوں سے حقیقت بدل نہیں سکتی، حقیقت یہی ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب مجدد، محدث، مہدی موعود، مسیح موعود، مامور من اللہ، مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف تھے لیکن تھے غیر نبی۔ یہ درست ہے کہ عاجز نے اس اجلاس میں اسلامی اخلاق کی وضاحت کی تھی، لیکن یہ درست نہیں کہ عاجز نے شاعر مشرق (علامہ اقبال مرحوم) کا کوئی منظومہ لکھا ہوا پڑھ کر سنایا۔ البتہ اس قدر درست ہے کہ دوران تقریر عاجز نے علامہ صاحب موصوف کی اس تقریر کا حوالہ ضرور دیا جس میں انہوں نے اپنے مخاطبین کو (غالباً علی گڑھ) میں کہا تھا کہ سیرت اسلامی کا ٹھیٹھ نمونہ جماعت قادیان کی شکل میں نمودار ہوا ہے۔ لیکن حکیم صاحب کو اس سے یہ بات اخذ کرنی چاہیئے کہ علامہ موصوف کے اس مبنی برحقیقت ریمارک کی مصداق موجودہ قادیانی جماعت ہے۔ بلکہ علامہ موصوف کا اشارہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام صاحب یا حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمت کے وقت کی قادیانی جماعت کی طرف ہے۔ اس امر کی تصدیق میں آپ علامہ صاحب موصوف کی تاریخ خطاب ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

حکیم صاحب نے اپنی رپورٹ میں اس عاجز کو غیر مبائعین کا ایک نمائندہ لکھا ہے۔ لیکن محترم امینی صاحب نے مورخہ ۱۷ جولائی کو بمقام بھدرواہ جبکہ حکیم صاحب بھی ان کے ہمراہ تھے اس عاجز کے مطالبہ مباہلہ کے جواب میں یہ الفاظ لکھے :۔

" اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کو اپنی جماعت میں کوئی ذمہ داری یا نمائندگی حاصل نہیں "۔

اس طرح مطالبہ مباہلہ کو جو کہ محترم امینی صاحب یا ان کے رفیقوں کے لئے موت کے مترادف تھا حیلے بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ان دو حضرات امینی صاحب اور حکیم صاحب میں سے کون سچا ہے اور کون جھوٹا دربارہ نبوت اس عاجز کی جو گفتگو قریباً تین گھنٹہ تک محترم امینی صاحب سے ہوتی رہی اس میں محترم امینی صاحب نے جو دلائل

دربارہ اثبات نبوت حضرت اقدس کی کتب سے ویسے اُن سب کی مدلل طور پر حضرت اقدس کی کتب سے تردید کردی تھی۔ باقی رہا یہ امر کہ قادیانی حضرات عاجز کے پیش کردہ دلائل سے متفق نہیں ہوئے۔ اسی طرح عاجز بھی ان کے پیش کردہ دلائل سے متفق نہیں ہوا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ محترم غلام نبی صاحب گونی ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی دوران گفتگو میں تشریف لائے تھے۔ قریباً ¾ گھنٹہ وقت گفتگو کرتے ہوئے ختم ہو چکا تھا۔ جبکہ گونی صاحب موصوف تشریف لائے۔ یہ حکیم صاحب کا سفید جھوٹ ہے کہ گونی صاحب کو عاجز نے ثالث مقرر کیا تھا۔ یہ بھی سفید جھوٹ ہے کہ عاجز نے ایمنی صاحب سے گفتگو کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ بلکہ درست امر یہ ہے کہ ایمنی صاحب نے اپنے میزبان محمد یٰسین صاحب فارسر کو عاجز کو بلانے کو بھیجا تھا۔

گونی صاحب کا تعارف

اس میں شک نہیں کہ گونی صاحب سے اس عاجز کی دیرینہ جان پہچان ہے۔ لیکن جان پہچان کو دوستی کا مرتبہ بخشنا یہ حکیم صاحب کا غلو ہے۔ حکیم صاحب اپنی فطرت سے مجبور ہیں کیونکہ غالی جماعت کے مبلغ ہیں۔ جتنا بڑا غلو کریں گے ان کی جماعت میں اتنی ہی عزت ہو گی۔

گونی صاحب کو جہاں تک عاجز نے سمجھنے کی کوشش کی ہے ان کا رجحان اشتراکیت کی طرف ہے۔ اور وہ اس دَور میں غربت و مفلسی کا علاج بھی اشتراکیت میں سمجھتے ہیں۔ اسلام کو موجودہ دَور کے تمام تقاضے پورے کرنے والا دین نہیں سمجھتے جیسا کہ جمہور مسلمانوں کا صرف عقیدہ ہے۔ اور اس عاجز کا اور جماعت احمدیہ لاہور کا یہ تحقیقی ایمان ہے کہ دین اسلام معقول ترین دین ہے۔ اور موجودہ دَور کے تمام تقاضے احسن طور پر پورے کر سکتا ہے اور نوع انسانی امن و امان سے اسی وقت ہمکنار ہو سکتی ہے جبکہ وہ مکمل طور پر قرآن مقدس کے بیان کردہ اصولوں کو اپنانے گی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سیرت و کردار کو بنانے کے لئے بکامل نمونہ مانے گی۔ گونی صاحب ایک غیر متعصب نوجوان ہیں۔ اور مذہب کے ساتھ اور خاص طور پر لاہوری احمدی یا قادیانی احمدی کے ساتھ ان کو قطعاً کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس لئے اگر حکیم صاحب نے ان کی طنزیہ گفتگو کو اپنے غالیہ عقیدہ کی تائید سمجھ لیا ہے تو یہ اُن کی بڑی بھول ہے۔ کیونکہ گونی صاحب ایک معقول انسان ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ لاہوری احمدی عقیدہ کی بنیاد نہایت درجہ مضبوط ہے۔ اس لئے اس عقیدہ کو کوئی دلیل توڑ نہیں سکتی۔ برعکس اس کے قادیانی عقیدہ نبوت ایسا ہے کہ اس کو سنتے ہی غیر از جماعت مسلمان مشتعل ہو جاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ قادیانی مبلغین دوران تقریر حضرت اقدسؑ کی نبوت کا نام تک نہیں لیتے۔ اگر کوئی عاجز سے یہ دریافت کرے کہ گونی صاحب کے اظہار کو طنز پر کیسے محمول کیا ہے تو عرض ہے کہ جب مجلس مذاکرہ برخاست ہوئی تو گونی صاحب نے عاجز سے کہا کہ آپ مرزا صاحب کو اُن کی ہی کی کتب سے غیر نبی ثابت کرتے ہیں اور قادیانی مبلغ مرزا صاحب کو نبی ثابت کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب متضاد باتیں کہہ گئے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ اس جماعت کو ہی چھوڑ دیں۔ عاجز نے اس کے جواب میں جو مناسب سمجھا کہا۔ اس چٹھی میں عاجز کے جواب کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ عاجز غلام مصطفےٰ اسسٹنٹ رجسٹرار

عاجز: غلام مصطفےٰ!

اسسٹنٹ رجسٹرار

نوٹ:۔ مجلس مذاکرہ میں صرف عاجز ہی تھا۔ اور غالی جماعت کے قریباً ۱۵ یا ۲۰۔ افراد تھے۔

رائڈیو یسرانڈ

ہوزری کون اور سوت

۲۰ سنگل ــ ۲۲ سنگل ــ ۳۰ سنگل ــ ۳۲ سنگل ــ ۴۰ سنگل ــ ۶۰ سنگل

اپنی عمدگی، ملائمت اور نفاست کی بناء پر مقبول عام ہیں

آپ بھی

پائدار اور عمدہ کپڑا تیار کرنے کیلئے

رائڈیو یسرانڈ سوت استعمال کیجئے

یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز فضل آباد۔ ملتان

افریقہ میں اسلام

(از ممتاز احمد فاروقی لاہور)

برّاعظم افریقہ کو پرانی جغرافیہ کی کتابوں میں DARK CONTINENT یعنی سیاہ برّاعظم لکھا جاتا تھا۔ یہ نہ صرف اس لئے تھا کہ وہاں سیاہ فام لوگ آباد ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ وہ معاشرت اور تعلیم میں نہایت ہی پسماندہ تھے، ساتھ ہی اس برّاعظم میں عام طور پر سڑکیں اور راستے مفقود تھے اور اس طرح میل جول اور وہاں کے لوگوں کے حالات سے دنیا بہت حد تک ناواقف رہی۔ افریقہ کے برّاعظم کو یورپی طاقتوں نے آپس میں بانٹ لیا تھا۔ اور نہایت بے شرمی سے اور ظلم و ستم کے ماتحت ان ممالک سے خوب فائدہ اٹھاتے رہے اور وہاں کے باشندوں کی تعلیم و تربیت اور مالی اور معاشرتی حالت کو بہتر بنانے کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ مگر زمانہ کی ہوا بدل گئی۔ آزادی کی خواہش بالآخر سیاہ برّاعظم کے باشندوں کے دلوں میں بھی پیدا ہو گئی۔ اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ یکے بعد دیگرے افریقہ کے ملک آزادی اور خودمختاری حاصل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ کیونکہ اُن میں پولیٹیکل ٹریننگ بہت کم ہے اس لئے شروع شروع میں ابتری اور بدامنی بھی پھیلی رہی ہے جیسا کہ کانگو میں ہو رہا ہے۔ مگر کچھ مدت بعد یہ لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لائق ہو جائیں گے۔

افریقہ میں بے شمار قیمتی معدنیات پائی جاتی ہیں۔ اگر حبشی لوگ تعلیم اور تنظیم سے بہرہ ور ہو گئے تو وہ دنیا میں ایک طاقت ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ایک طرف UNITED NATIONS (اقوام متحدہ) افریقہ کی گتھی سلجھانے میں لگی ہوئی ہے تو دوسری طرف روس اور کمیونسٹ ملک وہاں اپنا اثر جمانے کی فکر میں ہیں۔ پریزیڈنٹ ناصر ملک مصر سے اپنے نمائندے اور ایجنٹ ان افریقی ممالک میں بھیج رہے ہیں تاکہ ان افریقی اقوام کو منظم کر سکیں۔ اور اپنے ہم خیال بنا سکیں یہی نہیں بلکہ رومن کیتھولک اور دیگر عیسائی مشن جو کہ سالہا سال سے افریقہ میں عیسائیت کی تبلیغ اپنی عیسائی حکومتوں کی مدد سے کر رہے ہیں۔ انہوں نے خاص طور پر پروگرام بنائے ہیں کہ عیسائیت کی تبلیغ کو مؤثر طریق سے حبشی اقوام میں پھیلایا جائے۔ انہیں مجبوراً اس بات کو ماننا پڑا ہے کہ افریقہ میں اسلام زیادہ مقبول ہے۔ ان کے امریکہ کے ایک بڑی عیسائی منادی کرنے والے مسٹر گرہیم نے اپنے افریقہ کے ایک دورے کے بعد لکھا ہے کہ چونکہ اسلام چار بیویاں کرنے کی اجازت دیتا ہے اور عیسائی مذہب صرف ایک بیوی کی اجازت دیتا ہے۔ اس لئے اسلام حبشیوں کو زیادہ اپیل کرتا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ حبشی اقوام اپنے سفید چمڑی والے حکمرانوں سے نفرت کرتی ہیں۔ انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ اگرچہ عیسائی مشنری زبانی جمع خرچ بہت کرتے تھے مگر حبشی عیسائی چاہے نوکری حاصل کر سکتا تھا یا اس کی مالی حالت کچھ سدھر جاتی تھی۔ مگر سفید فام لوگ ان کو اپنے گرجاؤں تک میں نہیں گھسنے دیتے تھے۔

دوسری طرف اسلام کی تعلیم سیدھی سادی اور ان کے دلوں کو اپیل کرتی تھی۔ اور مسلمان ان کو اپنا بھائی سمجھتے تھے۔ اس وقت مسلمانوں کی تبلیغ اسلام زیادہ تر مسلمان عرب تاجروں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ ان کا ایک مرکز خرطوم (سوڈان) میں ہے اور دوسرا مرکز بیگوس (نائیجیریا) میں ہے۔ وہاں سے یہ چاروں طرف پھیل جاتے ہیں۔ مگر کوئی منظم تحریک یا جماعت نہیں ہے۔ مشرقی افریقہ میں اور جنوبی افریقہ میں آغاخانی مسلمان کافی منظم ہیں۔ مشرقی افریقہ میں قادیانی جماعت کی تحریک بھی کافی اثر پیدا کر چکی ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ حبشی لوگ چاہے وہ بت پرست ہوں اور چاہے عیسائی۔ وہ اسلام بآسانی قبول کرنے کو تیار ہیں۔ وہاں مسلم مشنری بھیجنے اور خصوصاً اسلامی لٹریچر پہنچانے کی از حد ضرورت ہے اور اس کی بہت مانگ ہے۔ اس سلسلہ میں امید ہے کہ گورنمنٹ پاکستان بھی۔ درخواست دینے پر۔ زرمبادلہ اور دیگر سہولتیں بہم پہنچانے میں دریغ نہیں کرے گی۔ ہماری جماعت کو اس اسلامی تبلیغ کے میدان میں داخل ہونے کی فوری اور پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

www.aaiil.org

سچے مسیح اور مہدی کے ظہور سے قبل اور بعد کی علامات اور مسلمانوں کی اخلاقی حالت

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

اس سلسلۂ مضامین سے چار اغراض

میں نے یہ سلسلہ مضامین اس لئے شروع کیا ہے تا اوّل وہ دوست جن کو تبلیغ سلسلہ سے دلچسپی ہے اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ اگر وہ اپنی نوٹ بکوں میں پیش کردہ حوالوں کو اختصار کے ساتھ نوٹ کرلیا کریں تو تبلیغ میں ان کو ان سے کافی مدد مل جائے گی دوسری غرض اس سے میری یہ ہے کہ غیراز جماعت احباب کی راہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے دامن سے وابستہ ہونے میں جو رکاوٹیں ہیں وہ دُور ہو جائیں اور ان کے دلوں میں حضور کی جماعت میں داخل ہونے کے لئے انشراح صدر پیدا ہو جائے اور اس پاک جماعت میں داخل ہو کر خدمت اور اشاعت اسلام کے جہاد میں شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں، اس لئے ہمارے احباب کو چاہیئے کہ ان مضامین کو غیراز جماعت دوستوں کے مطالعہ میں لائے اور وسیع پیمانہ پر ان کی اشاعت کی کوشش کریں۔

تیسری غرض میری یہ ہے کہ قارئین کرام کے دلوں میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت کشفیہ کی صفائی کی عظمت پیدا ہو تا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بصیرت افروز ایمان پیدا ہو اور یہ چیز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی لگاؤ پیدا کرنے کا موجب بن جائے اور اس محبت اور دلی لگاؤ سے وہ فیوض الٰہی کو جذب کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو حضور کے ساتھ دلی تعلق پیدا کرنے سے ہی ملتے ہیں چوتھی غرض یہ بھی ہے کہ وہ لوگ جو احادیث کے منکر ہو رہے ہیں وہ احادیث کی ان پیشگوئیوں کو پورا ہوتا دیکھکر احادیث کی عظمت اور انکی سچائی پر ایمان لائیں اور جو فوائد ان پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتے ہیں انہیں حاصل کریں، اب ذیل میں وہ احادیث درج کی جاتی ہیں جو مسلمانوں کی اخلاقی حالت کا صحیح نقشہ پیش کر رہی ہیں ..... یہ میں گذشتہ قسط میں بتلا چکا ہوں کہ مسلمانوں کا بگڑنا صرف ان کا اپنا بگڑنا ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کا بگڑنا ہے کیونکہ وہ ساری دنیا کے اعمال کے نگران مقرر کئے گئے ہیں بدیں وجہ ان کے اعمال کی ذمہ داری انہی پر آتی ہے اس لئے مسلمانوں کے لئے بہت ہی ڈرنے کا مقام ہے کیونکہ ان کی بدعملی اسلام کو بدنام کرنے کی وجہ سے غیر مسلموں کو اسلام سے دُور رکھنے کا موجب ہو سکتی ہے۔ اور یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جس کی سزا کے تصوّر سے بھی دل کانپ جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کے ارتکاب سے محفوظ رکھے اور نیک نمونہ قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

پہلی حدیث

کنزالعمال جلد سابع ص۱۷۵ سیاتی علی الناس سنوات خداعات یصدق فیھا الکاذب ویکذب فیھا الصادق ویؤتمن فیھا الخائن ویخون فیھا الامین وینطق فیھا الرویبضۃ قیل وما الرویبضۃ قال الرجل التافہ یتکلم فی امر العامۃ۔ یعنے لوگوں پر ایسے سال آنے والے ہیں جو سخت دھوکہ دینے والے ہوں گے یعنی اُن میں دھوکہ فریب سے بکثرت کام لیا جائے گا۔ جھوٹ سے کام لینے والے بظاہر کامیاب نظر آئیں گے کیونکہ ان کی دلفریب باتوں کو لوگ صدق پر محمول کریں گے اور بدیں وجہ وہ قابل اعتبار سمجھے جائیں گے اور صادقوں کی تکذیب ہو رہی ہوگی یعنے جھوٹ کے مقابلہ میں سچ کی کوئی قدر نہ ہوگی اور یہ لوگ بظاہر اپنی سچائی کی وجہ سے دنیاوی طور پر نقصان اُٹھا رہے ہونگے اور لوگ انہیں کہہ رہے ہوں گے کہ جھوٹ کے بغیر کام نہیں چلتا اگر دنیا میں کامیاب ہونا ہے تو جھوٹ سے کام لینا شروع کر دو۔ تمہاری سچائی کی عادت تمہیں ہمیشہ خسارہ میں ہی رکھے گی اور خائنوں کو امین سمجھا جائے گا اور امینوں کو خائن اور یہ ایسا زمانہ ہوگا کہ اس میں رویبضہ بول رہے ہوں گے عرض کیا گیا کہ رویبضہ کون ہیں فرمایا معمولی آدمی یعنی اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے ادنےٰ درجہ کے آدمی عوام کے معاملات کے بارے میں کلام کر رہے ہوں گے یعنے عوام کے حقوق کی نمایندگی کرنے والے ایسے ہی خسیس لوگ ہوں گے جن کو حقیقتاً ان کے مفاد سے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی بلکہ اپنے مفاد کو اُن کے مفاد پر مقدم رکھنے والے ہوں گے اور یہی درحقیقت انتہائی خست کا مظاہرہ ہے اور تافہ کے معنے لغت میں خسیس کے ہی لکھے ہیں۔

مندرجہ بالا معنے حدیث کے میں نے باب تفعیل کو مدنظر رکھ کر کئے ہیں یا باب ثلاثی مجرد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ قوم جس کا طغرۂ امتیاز ہی صدق تھا اور جن کے نبی نے اپنے شدید دشمنوں سے بھی صدوق و امین کا لقب حاصل کیا تھا یعنے مسلمان قوم ان کی یہ حالت ہو جائے گی کہ وہ جھوٹ سے کام لینے لگ پڑیں گے ان کے معاملات اور کاروبار میں جھوٹ غالب نظر آنے لگ پڑے گا بدیں وجہ وہ درجہ اعتبار سے گر جائیں گے امانت اور دیانت سے عاری ہو جائیں گے لوگوں کی نظر میں خائن قرار پائیں گے اور اُن کے مقابل وہ قومیں جن کا طغرۂ امتیاز ہی کذب بیانی تھا وہ اپنے کاروبار میں صدق سے کام لینے لگ پڑیں گے اور امانت ان کا شعار ہو جائے گا جیسا کہ یورپین اقوام کا حال ہے وہاں سے جو چیز بن کر آتی ہے اس کے اصل ہونے پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔ اس کے بالمقابل دیسی ساخت کی چیز کی اصلیت پر اعتبار نہیں ہوتا۔ لوگ یورپ کی بنی ہوئی چیزوں کو خریدیں گے ..... خواہ قیمت زیادہ ہی دینی پڑے۔ لیکن اسکے مقابلہ میں اپنے ملک کی بنی ہوئی چیز کا خریدنا پسند نہیں کریں گے خواہ وہ کم قیمت پر ہی ملتی ہو۔

یاد رہے کہ اس قسم کی برائیاں کم و بیش ہر زمانہ میں ہی پائی جاتی ہیں لیکن جب اُن کو بطور علامت بیان کیا جائے تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کثرت سے وہ پھیل جائیں گی اور نیک صفات پر ان کو غلبہ حاصل ہو گا اب دیکھو کہ کیا ان مندرجہ بالا تمام امور کی مسیح کے ظہور سے قبل کثرت نہ تھی اور اب بھی کیا ان کی کثرت موجود نہیں جو مسیح موعودؑ کو نہ ماننے کا لازمی نتیجہ ہے کیا کذب بیانی زوروں پر نہ تھی، کیا خیانت کا دَور دورہ نہ تھا یا اب بھی نہیں کیا ایسے ہی آدمی جن کو حدیث میں رویبضۃ کہکر پکارا گیا ہے قوم کی نمایندگی کرنے والے نہ تھے کیا ایسے ہی آدمیوں نے قوم کو تباہی کے گڑھے میں نہیں دھکیلا تھا کیا کانگریس سے مل کر مسلمانوں کے زوال و ادبار اور ان کی غلامی پر ہمیشہ کے لئے مہر نہ لگا دی تھی اور ادھر نام نہاد علماء نے مسلمانوں کی مذہبی کمزوری کو انتہا تک نہ پہنچا دیا تھا، جس کی تفصیل علماء کی حالت کا نقشہ پیش کرتے وقت آئے گی یہ دونوں ہی مسلمانوں کے نمایندے تھے اور دونوں ہی کشتیٔ اسلام کو بھنور سے نکالنے کی بجائے اس کے ڈبونے کے درپے ہوئے تھے اگر اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ حفاظت کو یاد نہ کرتا تو یہ کشتی تو کب کی ڈوب چکی ہوتی

حفاظت کے سامان

مذہب کی حفاظت کے لئے تو اللہ تعالیٰ

نے حضرت مرزا صاحب کو مہدی اور مسیح بنا کر بھیجدیا جنہوں نے مذہب کے اندر زندگی کی روح پھونک دی اور مسلمانوں کے دلوں میں اس پر پختہ ایمان پیدا کر دیا اور سیاسی حالت کو درست کرنے کے لئے قائداعظم جیسا انسان پیدا کر دیا جس نے مسلمانوں کی بے لوث خدمت سرانجام دے کر ان کو ہمیشہ کے لئے غلامی کی زنجیروں سے مخلصی دلائی اور ان کے بعد جب دوبارہ خود غرض لیڈروں نے مسلمانوں کی کشتی کو خطرہ میں ڈال دیا تو اللہ تعالےٰ نے فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کو اسے اس خطرہ سے نکال کر محفوظ مقام تک

یں لان شکرتم لازیدنکم کے ماتحت دن بدن اضافہ ہو جائے۔

دیگر اسلامی ممالک میں بھی ایسے لیڈر پیدا کر دیئے گئے جنہوں نے ناقد یعنی خود غرض اور خسیس لوگوں کو اقتدار سے محروم کر کے مسلمانوں کی سیاسی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر ان کو قعر مذلت سے نکالا۔ ایسے سیاسی لیڈروں کا مسلمانوں میں پیدا ہونا بھی ...

دوسری حدیث

سیأتی علی الناس زمان یخیر الرجل بین العجز والفجور فمن ادرک ذالک الزمان فلیختر العجز علی الفجور یعنے ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ انسان کو دو باتوں میں سے ایک کو انتخاب کرنے کا اختیار دیا جائے گا یعنے یا وہ مالی اور تمدنی کمزوری کو اختیار کرے یا فجور کو اختیار کرے اس کا مطلب واضح ہے کہ سوسائٹی کی حالت ایسی ہو جائے گی کہ فجور کو اختیار کرنے والا سوسائٹی میں معزز بھی ہوگا اور اس کی مالی حالت بھی اچھی ہوگی اور اسکو ترک کرنے والا نہ تو سوسائٹی میں عزت پائے گا اور نہ مالی لحاظ سے بافراغت زندگی بسر کرنے کے قابل ہوگا اب دیکھ لو کہ انگریزی حکومت کے زمانہ میں ...... وہ لوگ جو انگریزوں کی طرز زندگی کو ترجیح دیتے تھے اُن کے ساتھ شرابیں پیتے ان کے ناچوں میں شریک ہوتے گویا زندگی کے تمام شعبوں میں ان ہی کے نقش قدم پہ چلتے وہ عزت پاتے اور اچھی سے اچھی ملازمتیں بھی ایسے لوگوں کو ملتیں لیکن ان کے بالمقابل جو اس سے اجتناب کرتے وہ تنگی میں زندگی بسر کرتے کیونکہ وہ اعلےٰ تنخواہوں والی ملازمتوں پر فائز نہ ہو سکتے تھے اور نہ انہیں کوئی عزت کا مقام ملتا۔ کیسی صحیح تصویر ہے زمانہ کی جو اس حدیث میں کھینچی گئی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کو پس پشت ڈال کر عجز کی بجائے فجور کو اختیار کر لیا تا ان کی دنیا سنور جائے۔ دین ضائع ہوتا ہے تو ہونے دو گویا چند دنیاوی فوائد کے عوض دین کو فروخت کر دینے کو ترجیح دیتے پر عمداً راضی ہو گئے اور اس طرح اس حدیث کی پیشگوئی کو بھی سچا کر دکھایا جس میں آتا ہے کہ یبیع اقوام الدین بعرض من الدنیا۔

تیسری حدیث

ص۱۷۶ من اشراط الساعۃ الفحش والتفاحش وقطیعۃ الرحم یعنے فواحش کا ارتکاب کثرت سے ہوگا اور علانیہ ہوگا اور اس پر فخر کیا جائے گا۔ قطع رحمی کا ارتکاب اس کثرت سے

حدیث چہارم

صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ - ان یکتفی الرجال بالرجال والنساء بالنساء - ان تظھر المعازف وشرب الخمور وان یکثر الزنا ویکثر اولاد الزنا - یعنی عورتیں عورتوں کے ساتھ زنا کاری کا ارتکاب کریں گی ایسی صورتیں اب نکل آئی ہیں جو اس حدیث کی صداقت کو ثابت کر رہی ہیں مردوں میں قوم لوط کا فعل کثرت سے رائج ہوگا اور اس کی شدت اس حد تک ہوگی کہ لڑکوں پر اسی طرح غیرت آئے گی جس طرح عورتوں پر آتی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے لاتقوم الساعۃ حتی یتغایروا علی الغلام کما یتغایروا علی المرأۃ ص۱۸۳ یعنے لوگ لڑکوں پر اتنی ہی غیرت کا اظہار کریں گے جتنی غیرت عورتوں پر ظاہر کی جاتی ہے ہمارے اس زمانہ میں یہ بھی عام طور پر مشاہدہ میں آتا ہے کہ بعض لوگ بدکاری کے لئے لڑکوں کو رکھ لیتے ہیں اگر دوسرا ان کی طرف نظر بد سے دیکھے تو غیرت میں آکر لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور عملاً لڑائی تک نوبت پہنچ بھی جاتی ہے جو بعض اوقات قتل و مقدمہ بازی پر منتج ہوتی ہے۔ زنا کے بارے میں بے حیائی اس حد تک پہنچ جائے گی کہ سربازار اس شنیع فعل کا ارتکاب کیا جائے گا جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہے۔ حتی ان الرجل لیغشی المرأۃ علی قارعۃ الطریق ص۱۷۷ پھر ص۱۸۳ پر اسی مضمون کی حدیث درج ہے لاتقوم الساعۃ حتی لایبقی علی الارض احد للہ فیہ حاجۃ وحتی توجد المرأۃ نہاراً جہاراً تنکح وسط الطریق لاینکر ذالک احد یکون امثلھم یومئذ الذی یقول لو نحیتھا عن الطریق قلیلا فذالک فیھم مثل ابی بکر و عمر فیکم۔ یعنے یہ بدی اس انتہاء کو پہنچی ہوئی ہوگی کہ اتنا کہنے والا کہ شارع عام سے ذرہ ہٹ کر یہ فعل کرو اتنا نیک سمجھا جائے گا جیسا کہ تم میں ابوبکرؓ اور عمرؓ سمجھے جاتے ہیں۔

حدیث پنجم

یظھر فیھم السقارون قیل وما السقارون قال نشئو یکونون فی اخرالزمان تکون تحیتھم بینھم التلاعن - یعنے سقارون کی کثرت ہو جائیگی دریافت کیا گیا کہ سقارون کون ہیں فرمایا ایسے لوگ جن کا سلام آپس میں گالی ہوگا، دانعات کس طرح اس حدیث کی صداقت پر گواہی دے رہے ہیں کہ قوم سے بچوں میں گالیاں اس قدر عام ہو چکی ہیں کہ بیدھڑک اُن کے منہ سے فحش ترین گالیاں نکلتی ہیں اور کوئی انہیں برا نہیں مناتا بلکہ فراخ دلی سے انہیں برداشت کیا جاتا ہے۔

حدیث ششم

ان بین یدی الساعۃ الھرج قیل وما الھرج قال القتل وما ھو قتل الکفار ولکن قتل الامۃ بعضھا بعضا حتی ان الرجل یلقی اخوہ فیقتلہ یعنی مسلمانوں کا باہمی تعلق ایک زمانہ میں تو یہ تھا کہ ایک دوسرے کے بازو ہوتے تھے اور مسلمان بھائی کا خون بہانا تو کجا کسی شخص کا قتل بھی ان کی نظروں میں ایک بھیانک فعل متصور ہوتا تھا۔ حدیث میں ایسے زمانہ کے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے جس میں مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا اس بیخوفی سے خون بہائے گا کہ اس کے دل میں اس فعل شنیع سے ذرہ بھر بھی ملامت پیدا نہ ہوگی۔ حالانکہ قرآن میں اس کی سزا جہنم لکھی ہے عدالتوں میں قتل کے مقدمات کا ریکارڈ ہی اس حدیث کی صداقت پر گواہی کافی ہے حالانکہ قتل کی کئی واردا تیں ایسی ہوتی ہیں کہ اُن کے قاتلوں کا پتہ ہی نہیں چلتا کہ مقدمہ کی نوبت آئے۔

حدیث ہفتم

ص۱۷۷ پر حدیث ہے وطغت فی المکیال والمیزان یعنی ماپ اور وزن میں کمی کی جائے گی یہ ایسی اخلاقی گراوٹ ہے جس کا مشاہدہ روزمرہ کی زندگی میں ہوتا رہتا ہے اگرچہ احادیث تو اور بھی بہت سی ہیں لیکن مسلمانوں کی اور عام دنیا کی اخلاقی حالت کی گراوٹ کو ثابت کرنے کے لئے سردست مندرجہ بالا احادیث ہی کافی ہیں۔

آیندہ قسط میں انشاء اللہ علماء کی حالت کا نقشہ احادیث سے پیش کیا جائے گا جس سے عیاں ہو جائیگا کہ علماء قوم کو اس مذہبی، روحانی و اخلاقی پستی سے نکالنے میں قطعاً کامیاب نہیں ہو سکے یعنے کوئی مامور ہی اس فریضہ کو ادا کر سکتا تھا۔

www.aaiil.org

ایمان باللہ اور قومی کردار

پہ

ایک اجتماعی نظامِ حیات کی تشکیل

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء ــــــــ
فمن کان یرجوا لقاء ربّہ فلیعمل عملاً صالحًا ولا یشرک بعبادۃ
ربہٖ احدًا ــــــــ (الکہف)

قرآن کریم کی سورہ کہف کے آخری رکوع کی آیاتِ کریمہ میں دجالی تہذیب کا ذکر آیا ہے، اور احادیث میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص فتنۂ دجال سے بچنا چاہتا ہے۔ وہ سورۂ کہف کی دس آیات پہلی اور دس آیات آخری کثرت سے تلاوت کیا کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ وہی دجالی زمانہ ہے جس کے بارہ میں بڑی بڑی پیشگوئیاں کی گئی تھیں اور ہمارے اوپر مسلط ہے یہ دجالی دَور آج آپ اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ ان آیات میں ایک مضمون درج ہے۔ کہ اگر سمندر میرے ...... رب کے کلمات کے لئے سیاہی بن جائیں اور درخت قلمیں تو سمندر ختم ہو جائے گا اور قلمیں گھس جائیں گی لیکن خدا کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ اس کی قدرتوں کا شمار نہیں کیا جا سکے گا۔ اور اس کے عجائبات کا پتہ نہیں لگایا جا سکے گا۔

اس سائنس اور علم کے زمانہ میں یہ حقیقتیں جس قدر نمایاں طور پہ واضح اور ظاہر ہو رہی ہیں وہ سب ہمارے سامنے ہیں۔ ایک ذرّہ ATOM پہ غور کیجئے۔ وہ آنکھ سے نظر نہیں آ سکتا۔ بلکہ بڑی بڑی بیش قیمت خوردبینوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس ذرّے کے اندر بے پناہ باطنی طاقت مخفی ہے وہ ذرّہ بذاتِ خود نظر نہیں آتا اور نہ ظاہری قوٰے سے اس کی بے پناہ باطنی طاقتوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایک ذرہ ہونے کے باوجود اس کے اندر بے پناہ مخفی طاقت موجود ہے۔ یہ ATOM کا دَور ہے۔ آج دنیا میں اس کی طاقتوں کے مشاہدات کئے جا رہے ہیں۔ آجکل لاہور میں بھی اٹامک نمائش لگ رہی ہے۔ اس نمائش میں ATOM کی نمائش ہوتی ہے اور اس غیر مرئی نقطے میں جو مخفی طاقت موجود ہے اس کی حقیقتوں کو دکھلایا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک شعر میں ذرات کے انہی مخفی قوٰے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کی طرف توجہ دلائی ہے فرمایا ؎

کیا عجب تو نے ہر ایک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

جب یہ حالت ہے کہ ایک ذرّہ کے اندر جو بظاہر بے حقیقت شئے معلوم دیتا ہے اس قدر مخفی اور باطنی طاقتیں پنہاں ہیں جن کا اندازہ محال ہے۔ تو اس حضرتِ انسان اور اشرف المخلوقات میں کیسی کیسی مخفی طاقتیں اور باطنی قوتیں پنہاں نہ ہوں گی؟ ضرور ہیں۔

پھر کیا یہ تعجب نہیں ہے کہ آج کے سائنس اور علوم جدیدہ نے ایک ذرّہ کی طاقتوں پر سے تو پردہ اُٹھا دیا ہے۔ لیکن انسان کی اپنی باطنی قوتوں کے بارے میں بالکل بے خبر و خاموش ہے۔ اس نے انسان کو محض اس کے ظاہر قوٰے تک محدود کر رکھا ہے۔ انسان کی ظاہری قوتوں پر تو یہ سائنس اور علوم گواہ ہیں لیکن اس اشرف المخلوق کی باطنی صلاحیتوں سے سراسر انکار ہے۔ اسی طرح سے اس کائنات کے اندر نہاں در نہاں جو قوتیں اور طاقتیں ہیں سائنس کو ان کا تو اقرار ہے لیکن ان قوتوں اور طاقتوں کا جو حقیقی موجد ہے اس کا اسے انکار ہے۔ کیا یہ سائنس اور علوم کی ترقیات کی کم مائیگی نہیں؟ ـ

باطنی صلاحیتوں سے انکار

ایک طرف انسانی ذہن علوم مادیہ میں ترقی یافتہ ہے۔ سائنس نت نئی تحقیقات و ایجادات کر رہی ہے۔ علوم جدیدہ کو فروغ ہے۔ سائنس کی ترقیات نے سمندر، زمین اور فضا کی ایک ایک چیز کو چھان مارا ہے۔ لیکن دوسری طرف اتنی کم مائگی اور کوتاہ اندیشی ہے کہ انسان کی باطنی اور مخفی صلاحیتوں سے انکار ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا کی قدرتوں۔ اس کی حکمتوں اس کے کمالات اور اس کے فضائل سے انکار ہے۔ سائنس کی تحقیقات اور علوم جدیدہ کی ریسرچ میں یہ کتنا بڑا تضاد ہے۔ لیکن اگر تدبّر و حکمت سے کام لیا جائے تو ثابت ہوگا کہ قرآنی تعلیم کے اندر علوم و حکمتوں کے خزائن مخفی ہیں۔ اس کے ذریعہ سے آپ کو کائنات اور انسان اور خدا کی باطنی اور ظاہری ہر دو قوتوں اور طاقتوں پہ ایمان پیدا ہوگا۔

افسوس ہے کہ آج انسان نے زر اور زور کو اپنا ملجا و ماویٰ بنا لیا ہے۔ اور تمام قوتوں کا منبع اور مرکز انہی دو چیزوں کو قرار دے رکھا ہے۔ انسان کا ذہن صرف اور صرف مادی تصورات میں کھو کر رہ گیا ہے الذین ضل سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا۔ اخلاقی قوٰے، باطنی کمالات جو انسان میں ودیعت ہیں اور جو اسے باقی مخلوقات سے متمیّز کرتے ہیں۔ آج اس کی طرف کوئی دھیان اور توجہ ہی نہیں۔ ایک طرف تو سائنس کی اتنی ترقیات اور ایسے کمالات ہیں کہ اس نے ذرّے کا جگر چاک کر کے اس کی مخفی قوتوں کو آشکارا کر دیا ہے، اور فضا کی وسعتوں اور پہنائیوں کی خبر لے لی ہے۔ اور دوسری طرف یہ حال ہے کہ انسان کی اپنی حقیقت اس کی قوتوں اور صلاحیتوں اور خدا کی ہستی اور اس کی قدرتوں سے غفلت اور بے خبری روا رکھی جا رہی ہے۔

آج کا ترقی یافتہ ذہن اعمال حسنہ اور اخلاق فاضلہ کے نتائج پہ ایمان نہیں لاتا بلکہ اپنی ساری کامیابی و کامرانی مادی طاقتوں کے حصول میں مضمر سمجھتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جو شخص باطنی اور روحانی اقدار سے مالامال ہے۔ اس کے لئے آج کی تہذیب میں کوئی جگہ نہیں۔ اس زمانہ کے امام نے اپنی پہلی کتاب فتح اسلام میں بیان کیا ہے کہ یہ زمانہ جو بظاہر روشنی کا زمانہ ہے حقیقتاً ضلالتوں کی کئی ایک شاخوں سے لدا ہوا ہے۔ ایک تو دجالی فتنہ ہے جو غلط فلسفۂ زندگی کو پھیلانے میں مصروف ہے۔

حقیقی ایمان باللہ اور قومی کردار کا فقدان

دوسری طرف مسلمانوں نے بھی ایمان کی حقیقتوں کو نہیں سمجھا۔ انہوں نے دنیاوی راستوں کو اپنا لیا ہے اور اپنی تمام تر قوتیں دنیوی جدوجہد میں لگا رکھی ہیں مسلمان دین کے میدان میں بھی محض ظاہری اعمال اور رسمی پابندیوں پر ہی فریفتہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور مذہب کی رُوح جاتی رہی ہے۔ اب نہ حقیقی ایمان رہا ہے اور نہ اعمال صالحہ۔ اخلاق فاضلہ اور زہد و اتقا باقی ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے امامؑ نے ایک جماعت کو منظم کیا۔ اخلاقی اور روحانی اقدار کا سبق دیا۔ حقیقی ایمان باللہ کی تعلیم دی۔ کردار اور اعمال پہ زور دیا۔ اور انہی پہلوؤں پہ ایک اجتماعی نظامِ حیات کی بنیاد رکھی۔ جس وقت دنیا نے کہا کہ وہ تخریب پسند ہے

www.aaiil.org

مسلمانوں کی سالمیت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہے۔ کسی نے کہا اپنا ایک الگ فرقہ بنا رہا ہے۔ اس نے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے وغیرہ وغیرہ حالانکہ یہ بات نہیں تھی، بلکہ حضرت امام وقت کا جماعتی نظام چونکہ ٹھیٹھ روحانی و اخلاقی اقدار پر بنا تھا جس نظریہ پر مسلمان قوم کا نہ ایمان رہا تھا نہ اس پر کوئی نظام قائم کیا تھا اس لئے جماعت احمدیہ کا وجود ایک علیحدہ شکل میں نظر آنے لگا۔ ایمان باللہ اور تقویٰ اس نظام کے مرکزی و محوری نقطے ہیں مسلمان سیاسی یا وطنی اور مادی نظام کے قائل ہو رہے ہیں لیکن چند برس کے تجربہ نے اُن پر ثابت کر کے دکھلایا ہے کہ مادی و سیاسی بنیادوں پر قائم شدہ کوئی نظام انہیں کامیاب نہیں کر سکتا۔

آج سے پچاس سال پہلے حضرت مرزا صاحب کے مجوزہ اجتماعی نظام حیات یعنی جماعت احمدیہ کی بڑی شد و مد کے ساتھ مخالفت کی جا رہی تھی۔ زیادہ تر مخالفت اس لئے بھی تھی کہ اس نظامِ حیات کو پیش کرنے والے حضرت مرزا صاحب ہیں۔ اس وقت لوگ یہی خیال کرتے تھے کہ مسلمانوں کی کامیابی و کامرانی اور فتحمندی کے جو ذرائع ہیں ان میں... ظاہری و مادی طاقت کو سب سے بڑی اہمیت حاصل ہے، عسکری قوت، حکومت اور سلطنت، زر اور زور اور اقتدار ہی اصل چیز ہیں جن کے ذریعہ سے مسلمان حقیقی مسلمان بن سکتے ہیں۔ آج یہ رائے بالکل بدل چکی ہے۔ لوگوں نے اب حضرت مرزا صاحب کے نقطۂ نظر کو اپنا لیا ہے۔ اب حضرت مرزا صاحب کے ہی ذہن سے سوچنے لگ پڑے ہیں۔ آج مسلمان خصوصًا پاکستانی مسلمان اپنے نقطہ نظر کا تلخ تجربہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ زر، زور اور اقتدار سے اسلامی نظام حیات کی تشکیل ناممکن ہے یہ ذرائع تو گمراہی کے گڑھے میں دھکیلنے کا موجب بن رہے ہیں اور ہوائے نفس کو زیادہ سے زیادہ بھڑکا رہے ہیں۔ وہ اب سمجھنے لگے ہیں کہ اسلامی نظامِ حیات کے لئے اقتدار اور زر اور زور ایسے وسائل کام نہیں آ سکتے بلکہ ایسے نظام کی تشکیل کے لئے تو ایسے ذریعوں اور وسیلوں کی ضرورت ہے جن کی بنیاد زر اور زور کی بجائے ایمان باللہ، اعمال حسنہ، اخلاق فاضلہ اور تقویٰ و طہارت پر ہو، میں نے کچھ دن ہوئے اخبار پیغامِ صلح میں دو ایک مضامین میں رسالہ وفاق کے حوالجات دے کر مسلمانوں کے رجحان کی تبدیلی کا ذکر کیا تھا اور بتایا تھا کہ آج فہمیدہ اور سمجھدار مسلمان اس حقیقت کو اپنا چکے ہیں۔ کہ ہماری تمام روحانی، اخلاقی، سماجی اور معاشرتی امراض و عوارض کا علاج اب صرف اور صرف ایک ایسے اجتماعی نظامِ حیات پر ہے جس کی بنیادیں ایمان باللہ پر ہوں۔ اعمال حسنہ پر ہوں، اخلاق فاضلہ پر ہوں۔ آپ نے دیکھا کہ آج اس کی حقیقت کو تسلیم کیا جا رہا ہے بلکہ..... اسے عملی طور پر اپنانے کے لئے اس کی تائید و حمایت کی جا رہی ہے۔ مگر آج سے پچاس سال پہلے کے زمانہ پر بھی نظر ڈالیئے کہ جب یہی حقیقت حضرت مرزا صاحب نے عامۃ الناس کے سامنے رکھی۔ تو اس کو کوئی وقعت نہ دی گئی بلکہ اس کا استہزا کیا گیا۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ کیسا مسیح وقت ہے جو سلطنت اور اقتدار سے ہٹاتا ہے۔ لیکن وہی پروگرام جو اس مصلح وقت نے پچاس سال پہلے پیش کیا تھا اب قابل قبول ہو رہا ہے کہ لوگوں کو اس پروگرام کی طرف کشاں کشاں لا رہی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ دنیا کے لوگ جو ناریک خیال اور اپنے پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں۔ وہ ان کو قبول نہیں کریں گے۔ مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو ان کی غلطی ان پر ظاہر کر دے گا۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے
قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اس
کی سچائی کو ظاہر کر دے گا"

کسی مصلح وقت کی صداقت کا اصل نشان محض یہ نہیں کہ اس کا تعلق اللہ سے ہے۔ اس نے بڑی بڑی پیشگوئیاں کی ہیں۔ یا محض بعض علمی مسائل کو حل کیا ہے۔ بلکہ صداقت کا اصل نقطہ یہ ہے کہ اس نے قوم کے سامنے جو پروگرام پیش کیا ہے وہ کہاں تک کامیابی کا ضامن ہے۔ اور کیا اس کے علاوہ ان حالات میں اور بھی کوئی نظام یا پروگرام اس سے بہتر و مفید ہو سکتا ہے؟

اب ایسا وقت آ گیا ہے۔ جن نے لوگوں کی غلطی ان پر واضح کر دی ہے۔ اب وہ اپنے پروگراموں کو غلط اور غیر مفید خیال کرنے لگے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے پروگرام کو شعوری یا غیر شعوری طور پر صحیح سمجھنے لگ پڑے ہیں۔ اور اسی کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے مامور وقت کی سچائی لوگوں پر واضح کر دی ہے۔ اور مامور کی یہی صداقت ہے جو دلوں میں گھر کر رہی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ پروگرام جو مامور نے قوم کو دیا ہے وہ صحیح ہے تو اس کا نتیجہ ہمیں اس مامور کے صادق مصدوق ہونے کی شہادت دیتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب پر جو سب سے بڑا اعتراض کیا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے ایک جماعت کیوں بنائی۔ اشاعت اسلام کرنا درست اور مسائل اسلام پیش کرنا وقت کا تقاضا ہے۔ تبلیغ دین بھی ضروری ہے۔ یہ سب کچھ درست اور بجا ہے۔ لیکن یہ بات کہ حضرت مرزا صاحب خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ ان کا دعوےٰ ہے کہ وہ اس زمانہ کے امام اور مجدد ہیں۔ انہوں نے ایک جماعت کی تشکیل کی یہ غلط ہے اور یہ فرقہ بازی ہے انتشار و تخریب کا باعث ہے۔ ہم ان باتوں کو نہیں مانتے۔

جماعت احمدیہ لاہور کیلئے غور کا مقام

اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب نے فرمایا۔ فی زمانہ ایک ایسی جماعت کی اشد ترین ضرورت ہے جس کا مرکز اور محور ایمان باللہ اور اعمال حسنہ اور اخلاق فاضلہ ہوں۔ ہماری جماعت اسی مقصد کو لیکر کھڑی ہوئی ہے۔ وفاق نے جماعت کا جو نقشہ پیش کیا ہے۔ ایسی جماعت حضرت مرزا صاحب نے پیدا کی۔ لیکن اس وقت جو ہماری حالت ہے اس کا نقشہ حضرت مرزا صاحب کی نظروں سے اوجھل نہ تھا۔ اپنے ایک ستارگرد رشید کو مخاطب کرتے ہوئے اس طرح فرماتے ہیں:-

ایک خیال چند روز سے مجھ پر مسلط ہے اس نے مجھے اور سب باتوں سے محو کر رکھا ہے۔ جب میں باہر لوگوں میں بیٹھتا ہوں۔ تو لوگ سمجھتے ہیں کہ میں ان کی طرف متوجہ ہو رہا ہوں۔ اور ان کی باتیں بڑے غور و تعمق سے سن رہا ہوں۔ اور جب میں اندر گھر میں جاتا ہوں اور وہاں باتیں ہوتی ہیں تو وہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ میں ان کی باتیں سنتا ہوں لیکن میرے دماغ پر ایک ہی خیال ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ وہ خیال کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہماری بعثت کی اصل غرض پوری ہو جائے۔ یعنی ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو خدا پر حقیقی اور سچا ایمان رکھتی ہو، جو قرآن کے احکام پر عمل پیرا ہو۔ اسوۂ رسول اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے والی ہو۔ جو تقوےٰ اور طہارت کی راہوں پر قدم مارے۔ جو اعمال حسنہ اور اخلاق فاضلہ کا اعلےٰ نمونہ پیش کرنے والی ہو تا دوبارہ دنیا ایسی جماعت کے نمونہ سے ہدایت پائے۔ پس اگر ایسی جماعت تیار ہو گئی تو ہمارے آنے کی غرض پوری ہو گئی۔ اگر ایسی جماعت تیار نہ ہوئی تو ہماری بعثت کی غرض بھی پوری نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں اگر ہم دلائل و براہین سے دشمن کو فتح بھی کر لیں تب بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں بلکہ ہمارا سارا کام رائیگاں گیا مگر دلائل اور براہین کی فتح کے نشان تو میں نمایاں طور پر دیکھ رہا ہوں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگ پڑا ہے۔ لیکن

باقی بر صـ ۱۵

www.aaiil.org

اسلام انگلستان میں

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

ایک ہندو سوسائٹی میں لیکچر

۲۰ اگست ۱۹۶۶ء کو جنم اشٹمی کے تہوار کو ایک ہندو سوسائٹی کی دعوت پر جس کا مقصد مذاہب اور معاشرت پسند لوگوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا ہے۔ شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ نے کیکسٹن ہال لندن میں ایک اجتماع کو خطاب کیا۔ سوسائٹی کے مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر اس موقعہ پر بعض ہندو مقررین بھی مدعو تھے۔ امام صاحب کی تقریر سے پہلے ایران کے ایک مسلمان عبدالوہاب صاحب نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی، اور امام صاحب نے دوران تقریر میں اس نقطہ پر خاص زور دیا کہ قرآن کریم نے اس امر کو مسلمانوں کے ایمان کا ایک ضروری جزو قرار دیا ہے کہ وہ ان تمام انبیاء پر ایمان لائیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مبعوث ہوئے اور اس حقیقت کو بھی واضح کیا ہے کہ ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اور نبی آتے رہے ہیں۔ ان انبیاء کرام میں سے بعض کے نام قرآن کریم میں مذکور ہیں لیکن ایک مسلمان عام طور پر ان سب پر ایمان رکھتا ہے۔ حضرت کرشن بھی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے جو اپنی قوم کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے تھے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ کان فی الھند نبیا اسود اللون اسمہ کاھنا (ترجمہ: ہندوستان میں ایک نبی گذرے ہیں جن کا رنگ سیاہ تھا اور ان کا نام کاہن تھا۔ کاہن حضرت کرشن کا دوسرا نام ہے)

امام صاحب موصوف نے اسی سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کی ہمہ گیری اور دنیا کے موجودہ حالات سے ان کے منطبق ہونے پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس لیکچر کے متعلق سوسائٹی کے پریذیڈنٹ نے بعد میں ایک خط کے ذریعہ اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

ڈیر مسٹر طفیل!

میں کیمبیلن ہندو سوسائٹی اور اپنی طرف سے آپ کی تشریف آوری اور نہایت دلچسپ تقریر کے لئے جو آپ نے کیکسٹن ہال میں کی نہایت پسندیدگی اور دلی شکریہ کا اظہار کرتا ہوں۔ آپ نے اسلام کا ایسا تصور پیش کیا ہے جس کا ہمیں علم نہ تھا اور یہی بصیرت عطا کی ہے جو ہمیشہ ہمارے لئے فائدہ بخش ثابت ہوگی

آپ کا مخلص

آر۔ مہرام

ایک سپریچوئل چرچ میں لیکچر

۸ اگست کو امام صاحب کو ووکنگ کے سپریچوئل چرچ میں تقریر کے لئے مدعو کیا گیا۔ اس تقریر کا عنوان تھا:۔

"اسلام میں عبادت کا مفہوم"

یہ تقریر اسلامک ریویو اگست ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں شائع ہو چکی ہے۔

عالمی سپریچوئل کونسل میں اسلام کی نمائندگی

عالمی سپریچوئل کونسل کی سالانہ کانفرنس جمعہ مورخہ ۲۳ ستمبر سے ۲۵ ستمبر تک سپا ہوٹل ٹن برج ویلز، کینٹ (انگلستان) منعقد ہوئی، فرانس، جرمنی اور ہالینڈ کے نمائندے اس کانفرنس میں شامل تھے، کانفرنس کا موضوع بحث NEW AGE RELATIONSHIP تھا، شیخ محمد طفیل صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ نے اسلام کی نمائندگی کی اور بحث میں حصہ لیا

اتوار کی صبح کو آپ نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ کونسل کے پریذیڈنٹ Mr. Jacques de Marquette نے جو کمپیریٹو مسٹسزم اور بہت سی دوسری کتب کے مصنف ہیں۔ اجتماع سے خطاب کیا۔ اس کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام وائس پریذیڈنٹ اور آنریری آرگنائزر مسز ایلس گلبرٹ بی اے ڈی لٹ نے کیا تھا۔

زائرین مسجد اور ان کے تاثرات

شاہجہان کے زائرین میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ بعض پرانے دوست ہوتے ہیں اور بعض نو وارد جنہوں نے مسجد کا ذکر اپنے ملک میں سنا ہوا ہوتا ہے۔ بعض لوگ یونہی پھرتے پھراتے اور ووکنگ کی سیر کرتے ہوئے۔ اس گنبد اور عمارت کو بھی ایک نظر دیکھنے کے لئے آجاتے ہیں۔ بعض لوگ کچھ باتیں کرنے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے رک جاتے ہیں اور بعض اپنے دوستوں کے ساتھ پھر آنے کا وعدہ کر جاتے ہیں،

ریورنڈ ایلن ای میسن اور ان کی اہلیہ محترمہ بھی مؤخر الذکر لوگوں میں سے ہیں۔ آپ نادرتھن کے گرجا میں پادری کے منصب پر فائز ہیں، اور اپنے گرجا میں آپ نے پاکستان اور اسلام پر لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ اور ۲۹ ستمبر کو آپ اپنے دوستوں اور طلباء کے ساتھ مسجد دیکھنے کے لئے آئے، مذاہب کے باہمی تعلقات کے مطالعہ کا یہ طریق موجودہ دنیا کے لئے ایک اچھی علامت ہے۔

زائرین یہاں سے رخصت ہوتے ہوئے کیا اثر لے کر جاتے ہیں اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ بعض اوقات حسب ذیل طریق سے جو ریورنڈ میسن نے اختیار کیا ہے وہ اس کا اظہار کرتے ہیں:۔

"ہم آپ کے اس حسن سلوک اور مشفقانہ امداد کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں جو کل رات آپ سے ہمیں حاصل ہوئی، اسلام کے متعلق جو کچھ آپ نے بتایا اس سے ہمارے تمام ساتھیوں نے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا، جس کے نتیجہ میں ان کے فکری جذبات بہت تیز ہو گئے ہیں ہم اس ملاقات کو بہت دیر تک یاد رکھیں گے۔"

اسی گروپ کے ایک ممبر مسٹر اے اے وڈن بھی اسی رنگ میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"جو علم آپ سے مجھے حاصل ہوا اس نے مجھے اسلامی طریق زندگی کا بہتر مفہوم دیا ہے"

لیکن مسٹر رابن جیمز نے اپنے تاثرات اور ہی طریق سے بیان کئے ہیں۔ دوسروں کی طرح انہوں نے اس ملاقات کو بہت دلچسپ پایا جو ان کے لئے بالکل نئی چیز تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"میں نے دونوں مذاہب کا مقابلہ کرتے ہوئے معلوم کیا ہے کہ میرا اپنے مذہب پر ایمان زیادہ مضبوط ہو گیا ہے"

ہر شخص کے تاثرات الگ الگ ہوتے ہیں، بعض لوگ مسجد کے احاطہ سے باہر جاتے ہی سب کچھ بھول جاتے ہیں، بعض لوگوں کے لئے مسجد کی زیارت ہیجان انگیز اور فکر افروز ہوتی ہے۔ بعض کو افسردہ کرنے والی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسے وقت آئے جب امام یا اس کا کوئی ساتھی ان کے خیر مقدم کے لئے موجود نہ تھا۔ ان میں کئی لوگ بیرونی ممالک سے آتے ہیں، یقیناً یہ کہنا بڑا مشکل ہے کہ وہ کیا تاثرات لے کر گئے ہیں بہرحال کچھ تاثرات با ذہن گرجا سے تعلق رکھنے والے مندرجہ بالا خطوط سے ظاہر ہیں۔

ضرورت رشتہ

میرا ایک لڑکا جو کہ مڈل پاس عمر ۲۸ سال موٹر ڈرائیور بمشاہرہ ایک صد پچیس روپیہ (125/-) ملازم ہے اس کیلئے ایک رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی دیندار اور خانہ داری سے واقف ہو اور احمدیت کیساتھ مخلصانہ تعلق رکھتی ہو، ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

پتہ: م۔ س۔ معرفت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

www.aaiil.org

کشمیر میں سرعت سے اسلام پھیلنے کے اسباب

از محمد اسد اللہ قریشی کاشمیری

رنچن کا قبول اسلام

کشمیر میں اسلام پہلی صدی ہجری میں آگیا تھا۔ اس لئے رنچن کشمیر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا باعث ہوا ہے کیونکہ وہ تخت کشمیر پر بیٹھنے کے بعد مسلمان ہو گیا اور اس سے بھی کشمیر میں سرعت سے اسلام پھیلنے میں بڑی مدد ملی۔ اس لحاظ سے رنچن کا قبول اسلام کشمیر کی اسلامی تاریخ میں اہم واقعہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مؤرخین نے اس کے قبول اسلام کے عوامل و محرکات پر کھل کر روشنی نہیں ڈالی اور نہ اس سلسلے میں صحیح واقعات تحقیق کرکے بہم پہنچانے کی طرف کماحقہ توجہ دی۔ سوال یہ ہے کہ شہزادہ رنچن کیوں لداخ سے اپنی ولیعہدی کا موقعہ کھو کر کشمیر آیا۔ لداخ کی تاریخیں کہتی ہیں کہ وہ اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا اور لداخی مذہب کے مطابق ہونے والا ولی عہد تھا۔ ان حالات میں ان کا سفر اختیار کرکے کشمیر میں جاکر پناہ گزین ہوتا ظاہر کرتا ہے کہ اس کی تہ میں کوئی اہم اور غیر معمولی وجہ تھی۔ مؤرخین نے اس پر کوئی روشنی نہیں ڈالی کہ رنچن کے ترک وطن کی اصل وجہ کیا تھی۔ مبہم طور پر بعض نے لکھا ہے کہ وہ اپنے باپ کے باغیوں سے جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کر دیا تھا، جان بچا کر کشمیر آیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ اپنے باپ کی زندگی میں باپ سے اختلاف کرکے بیزار ہو کر کشمیر آیا تھا۔ لداخ کی تاریخیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رنچن کے باپ لباچن مورد پ گون کے خلاف لداخ میں کوئی بغاوت نہیں ہوئی بلکہ اس کا عہد پُر امن اور ترقی یافتہ تھا۔ اس کے عہد میں بدھ مذہب کے علوم و فنون کی مزید اشاعت ہوئی "مورد پ گون" نے "کانگ یور" نامی ایک مقدس مذہبی کتاب جس کی ایکسو ضخیم جلدیں تھیں دو نقلیں سونے کے حروف سے لکھوا کر تیار کرائیں۔ نیز بدھ مذہب کے گونپوں (خانقاہوں) کی مرمت کرائی۔ پس باقی یہ وجہ رہتی ہے کہ وہ اپنے باپ سے بیزار ہو کر کشمیر آیا تھا۔ قرین قیاس یہی ہے کہ وہ اپنے باپ سے مذہبی اختلاف کی بناء پر ادھر آیا تھا کیونکہ لداخ میں بدھ مذہب کی حکومت تھی اور ولیعہد کے لئے بدھ مذہب کی تعلیم لازمی تھی اور رنچن بدھ مذہب سے بیزار ہو رہا تھا۔ اس کے نوخیز دماغ نے بدھ مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کی تحقیقات بھی جاری رکھی تھی۔ چونکہ ان دنوں لداخ میں لوگ بدھ مت ترک کرکے اسلام قبول کر رہے تھے اس لئے اس نے اسلامی تعلیمات کے متعلق بھی تحقیقات کا کام جاری رکھا اور وہ اس سے متاثر ہوا اور یقین کیا کہ بدھ نے جس پیغمبر کے دین کی خبر دی تھی کہ میرے بعد اس کا دین تمام دنیا میں پھیلے گا۔ اور وہ پیغمبر دونوں ماں باپ دونوں کی طرف سے یتیم رہ جائے گا، اس کا مصداق اسلام اور پیغمبر اسلام ہی ہے۔ باپ سے اس مذہبی اختلاف کی وجہ ہی سے اُسے لداخ چھوڑ کر کشمیر آنا پڑا۔ کیونکہ بدھ مذہب سے برگشتہ ہو کر وہ نہ باپ کا ولیعہد بن سکتا تھا نہ اس ریاست میں رہ سکتا تھا۔ اگر رنچن کو اپنے باپ سے مذہبی اختلاف نہ ہوتا بلکہ امور سلطنت میں کسی امر سے اختلاف ہوتا تو اسے ولیعہدی کا منصب چھوڑ کر اور ترک وطن کرکے کشمیر میں پناہ لینے کی ضرورت کیا تھی؟ بلکہ ایسے اختلاف کے باوجود لداخ میں بھی رہ سکتا تھا؟ اس بارے میں موجودہ نامساعد حالات میں جبکہ لداخ کی تاریخیں ناپید اور نایاب ہیں کسی قسم کی تاریخی شہادت ملنی اگرچہ مشکل ہے مگر خوش قسمتی سے میں نے ایک تاریخی شہادت بھی پا لی ہے جس سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ رنچن کو واقعی بدھ مذہب پر اطمینان نہ تھا اور اپنے والد سے اس کے اختلاف کی بھی یہی وجہ تھی، یہ شہادت مولانا عبدالستار لداخی کی ہے جس نے "تاریخ مغربی تبت" کے نام سے لداخ کی تاریخ لکھی ہے یہ تاریخ مہاراجہ پرتاب سنگھ کے عہد میں لکھی گئی ہے اس تاریخ میں لکھا ہے:۔

> "رنچن شاہ اپنے مذہب سے
> بیزار تھا اس لئے دوسرے مذاہب
> جو کشمیر میں تھے انہیں اختیار
> کرنے کی کوشش میں تھا مگر کئی امور
> اسے مانع تھے"

(تاریخ مغربی تبت مطبوعہ بعہد پرتاب سنگھ)

پنڈت پریم ناتھ بزاز ایک کشمیری پنڈت اور مؤرخ لکھتا ہے:۔

> "وہ (رنچن) نیا مذہب اختیار کرنا
> چاہتا تھا"

(وائس آف کشمیر مارچ ۱۹۵۵ء)

اس سے ظاہر ہی ہے کہ رنچن کو اپنے باپ سے مذہبی اختلاف تھا۔ اس خیال کی واقعاتی طور پر اس سے تائید ہوتی ہے کہ قدیم لداخی تاریخوں میں رنچن کا حال نہیں ملتا، اگر امور سلطنت میں رنچن کا اپنے باپ سے اختلاف ہوتا تو ان تاریخوں میں اس کا ذکر ہوتا چونکہ مذہبی اختلاف تھا اس لئے قدیم بدھ مؤرخوں نے مذہبی تعصب کی بناء پر تاریخوں میں اس کا ذکر ہی نہیں کیا کچھ بعید نہیں کہ رنچن کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے بدھ ملاؤں نے مرتد قرار دیا ہو اور اسی لئے اسے تاریخوں میں قلم انداز کیا ہو چنانچہ مولانا عبدالستار لداخی تاریخ مذکور میں لکھتے ہیں:۔

> "لداخی مؤرخوں نے رنچن شاہ کے تخت کشمیر پر متمکن ہونے کی نسبت بالکل ذکر
> نہیں کیا وجہ یہ ہوگی کہ اکثر لامہ ہی
> مؤرخ ہوا کرتے تھے جو دوسرے
> دینوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے
> تھے دوسرے دین میں شامل ہونے
> والے کا ذکر بھی گناہ سمجھتے تھے....
> مگر کشمیر کی تاریخوں میں اس کے مفصل
> حالات مذکور ہیں"

(تاریخ مغربی تبت ص...)

رنچن جب کشمیر میں آیا تو یہاں اس نے مرکردہ مسلمانوں سے راہ و رسم رکھی خصوصاً شاہ میر سے اس نے بہت سے اسلامی اصولوں سے آگاہی حاصل کی اور روز بروز اسلام کی طرف اس کی زیادہ سے زیادہ رغبت بڑھتی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر کے تخت پر بیٹھنے کے بعد اس نے دوسروں پر اتمام حجت کرنے اور اپنی مزید تسلی حاصل کرنے کے لئے مختلف مذاہب کے علماء کی کانفرنس منعقد کی جس میں سب نے اپنے اپنے مذہب کے اصولوں اور مسائل پر روشنی ڈالی۔ ان کے دلائل اور اصولوں کا پورا پورا موازنہ کرکے بالآخر اس نے اسلام قبول کر لیا باوجودیکہ وادی کا مقبول عام مذہب بدھ مذہب تھا جیسا کہ پنڈت پریم ناتھ بزاز نے بھی لکھا ہے (وائس آف کشمیر مارچ ۱۹۵۵ء)

> "اور سیاسی موانع بھی موجود تھے مگر اس
> نے تمام دنیوی اور سیاسی مصلحتوں کو
> بالائے طاق رکھ کر بڑی جرأت سے
> اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا"

واقعات کے پیش نظر وہ تمام کہانیاں غلط ثابت ہوتی ہیں جو اس لئے گھڑی گئی ہیں کہ رنچن کے قبول اسلام کے واقعہ کو اتفاقی واقعہ ثابت کریں جس میں اسلام کی سچائی اور اس کے مضبوط دلائل کا دخل نہ تھا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ رنچن نے اسلام کو پوری تحقیقات کے بعد اس کے سچے اور مضبوط دلائل کی بناء پر قبول کیا تھا۔ یہ صحیح نہیں کہ اسلام قبول کرتے وقت رنچن بالغ النظر نہیں تھا۔ اس لئے کہ لداخ کی تاریخوں میں لکھا ہے کہ لداخ چھوڑنے سے قبل وہ امور سلطنت بھی انجام دینے لگا تھا اور اس کے گھر لڑکا بھی پیدا ہو چکا تھا ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں وہ بالغ تھا نہ نابالغ جیسا کہ صاحب گلدستہ کشمیر نے مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ قدرت کی کرشمہ سازیاں دیکھئے کہ رنچن نے سچے مذہب کی تلاش میں ولیعہدی کا منصب چھوڑ کر ہجرت اختیار کی مگر قدرت نے اُسے لداخ کی راجگی کی بجائے پورے کشمیر کا سلطان بنا دیا ذلك العزة جميعا۔ (قرآن کریم)

(ماخوذ)

www.aaiil.org

ایمان باللہ اور قومی کردار

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

ہمارے آنے کی اصل غرض کی طرف بہت بے توجہی اور بڑی کوتاہی ہے۔ پس یہ وہ غم ہے جو آجکل مجھے کھائے چلا جا رہا ہے اور کسی وقت مجھے نہیں چھوڑتا۔

حضرات! مجدد زمان کی بعثت کی اصل غرض کو اور اپنی حالتوں کو دیکھیں۔ جس قسم کی خصوصیات مجدد زمان ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں وہ کہاں تک ہمارے اندر موجود ہیں آپ سوچیں اور اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں کہ کیا زندگی کا اعلیٰ کردار ہم میں موجود ہے؟ ہم اپنے اندر جھانکیں کہ ہمارا مرکزی نظام کہاں تک اخلاقی اور روحانی اقدار کے گرد گھومتا ہے۔ کیا ہمارا نظام دنیا کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے؟ اور اگر وہ اخلاقی اور روحانی اقدار جن کے لئے آپ کی جماعت کھڑی ہوئی ہے پیدا نہیں ہوں گی آپ مامور کی جماعت نہیں کہلا سکتے۔ آپ غور کریں کہ ہمیں دعوے تو اس شخص کی نیابت کا ہو جو مامور وقت ہے۔ مجدد زمان ہے۔ لیکن خصوصیات ہم میں وہ نہ ہوں جو مامور چاہتا ہے، تو ہماری نیابت کے معنی کیا ہوئے۔ آپ کے عقائد اور ظاہری اعمال۔ اور آپ کی اشاعت اسلام یہ سب مبارک، لیکن اگر مرکزی نظام میں وہ روح نہیں، اخلاقی اقدار قائم نہیں۔ ایمان باللہ کا نظارہ نظر نہیں آتا، اعمال حسنہ دکھائی نہیں دیتے۔ آپ کی تبلیغ اسلام سب کے سب بقول حضرت مرزا صاحب رائیگاں جائیں گے اگر وہ روح ایمان باللہ اور تقوے کی موجود نہ ہو۔ اگر آپ کے مرکزی

www.aaiil.org

پیغام صلح ۱۶ نومبر ۱۹۶۰ء - رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۵

ایمان باللہ اور قومی کردار

(بسلسلہ صفحہ ۵)

نظام میں روح موجود ہوگی تو آپ کے افراد میں بھی یہ روح سرایت کرے گی اور ضرور کرے گی پھر گردو پیش بھی ضرور سرایت کرے گی۔ آپ کو یہ خوشخبری ہو کہ اگر آپ نے یہ طریق اختیار کر لیا۔ تو ہم اپنے مقصد اور غرض میں بڑھتے ہی چلے جائیں گے۔ اور ہماری ترقیات کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوگی ؛

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم نہیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۷۳۷۶۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۲ر

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۶

اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اس لئے قائم کیا ہے کہ
آنحضرت صلعم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں
کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یقیناً یاد رکھو اور خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلعم کا حقیقی متبع نہیں کہلا سکتا جب تک کہ آنحضرتؐ کو خاتم النبیین یقین نہ کرے اور جب تک ان محدثات اور بدعات سے الگ نہ ہو جائے۔ جو لوگوں نے اپنی اپنی ہوائے نفسانی سے ایجاد کر رکھی ہیں۔ اور اپنے قول اور فعل سے حضرت نبی کریمؐ کو خاتم النبیین نہ مان لے۔ شیخ سعدیؒ نے کیا اچھا کہا ہے ؎ بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ✿ ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

ہمارا اصل مدعا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف اور صرف حضرت رسول کریمؐ کی ہی نبوت قائم کی جائے۔ جو ابدالآباد کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے۔ اور اس کے علاوہ تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے۔ جو ان لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعہ سے قائم کی ہیں۔ ان ساری گدیوں کو جا کر دیکھ لو۔ اور عملی طور پر مشاہدہ کر لو کہ کیا آنحضرتؐ کی ختم نبوت پر حقیقی طور پر ہم ایمان لاتے ہیں یا یہ لوگ؟ یہ نہایت ظلم اور شرارت کی بات ہے کہ ختم نبوت سے خدا تعالیٰ کا صرف اتنا منشاء قرار دیا جائے۔ کہ منہ سے ہی خاتم النبیین مانو۔ اور کرتوتیں وہی کرو جو تم خود پسند کرو اور اپنی ایک الگ شریعت بنا لو۔ بغدادی نماز، معکوس نماز، وغیرہ ایجاد کر رکھی ہیں۔ کیا حضرت نبی کریمؐ یا قرآن شریف میں ان نمازوں اور بدعات کا کہیں پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا۔ کیا اس کا ثبوت تمہیں قرآن میں ملتا ہے؟ آنحضرتؐ کے وقت تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وجود بھی نہ تھا۔ پھر یہ وظیفہ کس نے بنایا تھا۔ شرم کرو۔ کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے؟ اب تم خود ہی فیصلہ کر لو۔ کہ کیا ان باتوں کو مان کر اور ایسے اعمال رکھ کر تم لوگ اس قابل ہو کہ مجھے الزام دو کہ میں نے خاتم النبیین کی مہر کو توڑا ہے۔ اصل اور سچی بات یہی ہے کہ اگر تم اپنی مساجد اور اپنے اعمال میں ایسی ایسی بدعات کو داخل نہ کرتے اور حضرت خاتم النبیین کی سچی نبوت پر ایمان لا کر آپؐ کے طرزِ عمل اور نقشِ قدم کو اپنا امام و رہبر بنا کر چلتے۔ تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی؟ تمہاری ان بدعتوں اور نئی نبوتوں نے ہی خدا تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی کہ رسول اللہؐ کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے۔ جو ان جھوٹی نبوتوں کے بت توڑ کر نیست و نابود کرے۔ پس اسی کام کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ میں نے سنا ہے۔ کہ غوث علی پانی پتی کے ہاں شاکت مت کا ایک منتر رکھا ہوا ہے جس کا وظیفہ کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں آجکل کے گدی نشینوں اور پیروں کو سجدہ کرنا یا ان کے مکانات کا طواف کرنا یہ تو بالکل معمولی اور عام باتیں ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو قائم اس لئے کیا ہے کہ آنحضرتؐ کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ سوم)

بحرِ حکمت کے موتی

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ رجلاً سمحاً اذا باع واذا اشتری واذا اقتضی اخرجہ البخاری والترمذی واللفظ للبخاری وعند الترمذی غفر اللہ لرجل کان قبلکم سہلاً اذا باع سہلاً اذا اشتری سہلاً اذا اقتضی ولہ فی اخری عن ابی ہریرۃ یرفعہ ان اللہ یحب سمح البیع سمح الشراء سمح القضاء۔

ترجمہ:- حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو فروخت کرنے میں دلیرانہ درگذر اور آسانی کرے اور خریدنے میں بھی دلیرانہ درگذر اور آسانی کرے اور تقاضا میں بھی نرمی اور آسانی کرے۔ بخاری اور ترمذی اس کے راوی ہیں اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور ترمذی نے اس طور پر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کے گناہ اسی وجہ سے معاف کر دیئے تھے کہ وہ خرید و فروخت اور تقاضا میں نرمی کیا کرتا تھا اور ترمذی کی دوسری روایت میں ہے جو ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا:-

"خدا تعالیٰ ایسے شخص کو دوست رکھتا ہے جو خرید و فروخت اور تقاضا میں نرمی اور درگذر سے کام لیتا ہے"۔

نوٹ:- ایسی ہی باتوں سے صحت مند معاشرہ تعمیر ہو سکتا ہے

(باقی صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

نائیجیریا

ترجمہ خط از اولاڈپو اولانیجی نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۱۱ اگست ملا بہت بہت شکریہ۔ میں دیر سے جواب دینے کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

پہلی اکتوبر ۱۹۶۰ء سے ہمارے ملک نائیجیریا نے آزادی حاصل کر لی ہے۔ اور تمام ملک بڑی خوشی سے اس دن کے انتظار میں تھا۔ یہ نائیجیریا کی تاریخ میں بے مثال واقع ہے۔

میری دعا ہے کہ یہ آزادی ہماری مادی اور روحانی ترقی کا باعث ہو اور ہمیں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا موقعہ ملے۔

آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں کیونکہ آپ نے اسلامی لٹریچر بھیجکر میری مدد فرمائی ہے۔

میں نے لٹریچر کا بڑے غور سے مطالعہ کیا ہے اور مجھے اسلام کا اتنا علم حاصل ہوا ہے کہ مجھے پہلے اس کا عشر عشیر بھی نہیں تھا۔

میں نے دوسرے لوگوں کو بھی پڑھنے کے لئے لٹریچر دیا ہے وہ بھی اس سے بہت مستفید ہو رہے ہیں۔

جماعت کے سب ممبران کو میرا السلام علیکم عرض کر دیں۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا گیا۔ غلام قادر ڈار)

ترجمہ خط از بی عینجی۔ اولا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ایک دوست نے آپ کا پتہ بتایا۔ میں بحیثیت مسلم یہ سنکر بہت خوش ہوا ہوں کہ آپ دنیا بھر میں اشاعت اسلام کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔

اگرچہ ہمارے ملک میں مسلمان آبادی کے لحاظ سے عیسائیوں سے زیادہ ہیں مگر تعلیمی لحاظ سے ان سے کمتر ہیں۔ میں نے خود کیتھولک اسکول میں تعلیم حاصل کی ہے اور اب کیتھولک کالج میں پڑھ رہا ہوں۔ مجھے ہمیشہ بزور ترغیب دی جا رہی ہے کہ میں عیسائیت قبول کر لوں۔ مگر مجھے چونکہ عربی کا علم ہے اور میں دیہاتی عربی اسکول کا تعلیم یافتہ ہوں لہذا میں ان کے دام تزویر میں نہیں آتا۔

تعصب کا یہ حال ہے کہ جب کبھی مجھے اسلامی اخبار مثلاً احمدیہ مومنٹ کا ترجمہ اخبار پڑھنا ہوتا ہے تو خفیہ خفیہ پڑھتا ہوں۔ مسلمان کو آزادی سے عبادت کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ ہم مسلمان رات کے وقت یا چھپ کر کھائیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنا پتہ بدل کر لکھا ہے گذارش ہے کہ قرآن شریف معہ متن اور دیگر اسلامی کتب کثرت سے روانہ فرماویں تاکہ ہمارے لئے تقویت کا باعث ہوں گی۔

(انہیں قرآن شریف ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر پمفلٹس بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر منچر سامنتزد منیلا فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولانا محمد علی رح ایک عالی مقام اور گرانقدر مصنف ہیں ان کا تالیف شدہ قرآن شریف مع متن اور کمنٹری ملا۔ بہت بہت شکریہ

اس عالی مقام مصنف کے ماسوا کسی شخص نے قرآن شریف کی ایسی پُر معنی اور بسیط تفسیر انگریزی میں نہیں لکھی، آپ نے بڑی محنت شاقہ سے اسے مرتب فرمایا ہے۔

جا بجا احادیث اور تفاسیر اور مختلف لغت کی کتابوں کے حوالوں سے اسے مزین فرما کر پڑھنے والے کو بڑی بڑی ضخیم کتب سے مستغنی کر دیا ہے۔ یہ کتب دنیا کے اس حصہ میں دستیاب بھی نہیں۔

تھوڑا عرصہ ہوا ہم نے امریکہ سے آمدہ لٹریچر جسے محترم ناجی "لائٹ" سے نقل کر کے پمفلٹ کی شکل میں شائع کر رہے ہیں بہت مفید پایا ہے۔ محترم ناجی صاحب اسلام کی بہترین خدمت بجا لا رہے ہیں۔

(انہیں مزید لٹریچر معہ انگریزی ترجمہ قرآن اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از معلم مبارک گجریسو آکا لانیتی الورن نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ایک دوست نے آپ کا پتہ دیا تھا اور کئی روز سے آپ کی خدمت میں خط لکھنے کے لئے سوچ رہا تھا۔

میں بڑے شہروں میں تبلیغ اسلام کے لئے اکثر و بیشتر جاتا رہتا ہوں اور عیسائیوں سے مقابلہ بھی ہوتا رہتا ہے اگرچہ میں کسی حد تک انہیں تسلی بخش جواب دیتا رہتا ہوں مگر ابھی تک وہ میری بات نہیں سمجھتے اور تقاضا کرتے ہیں کہ انگریزی یا یوروبی زبان میں ترجمۃ القرآن انہیں دکھاؤں۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ قرآن شریف کی ایک کاپی اور ایک کاپی ٹیچنگز آف اسلام اور کوئی حدیث کی کتاب بھیجکر ممنون فرمائیں۔

(مطلوبہ کتب اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

ترجمہ خط از ٹینس اے اوالی۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو علم ہوگا کہ نائیجیریا جس میں مسلمان کثرت سے آباد ہیں آزادی حاصل کرنے والا ہے۔

تمام ملک میں مذہب ۔۔۔۔۔ ایک پُر جوش رجحان پیدا ہو گیا ہے اور یہ افریقہ کی تعمیر نو میں یہ مذہبی رجحان بہت حد تک مفید ثابت ہوگا۔

مجھے آپ کی انجمن کی تبلیغی اور تربیتی کوششوں کا علم حاصل کر کے بہت خوشی محسوس ہوئی۔

امید ہے آپ مجھے قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر اسلامی لٹریچر بھیجکر ممنون فرمائیں گے۔ جواب کا منتظر

(انہیں قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام نیز اور خط بھیجے گئے ہیں)

ترجمہ خط از مسٹر عبدالغنیو اکنولا فیڈرل سائنس اسکول لیگوس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ یہ سن کر بہت خوش ہوں گے کہ میں نے اور میرے ساتھ تین اور اشخاص نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

میرے ایک دوست نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ ہم آپ سے دعا کی درخواست کریں۔

مجھے بہت خوشی محسوس ہوگی اگر آپ مجھے میری اور دیگر دوستوں کی رہنمائی کے لئے نصائح عنایت فرمائیں۔ تاکہ بطور مسلم جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں ہم ان سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

امید ہے آپ ہماری اس معاملہ میں جلدی مدد فرمائیں گے۔

(انہیں قرآن شریف معہ متن، ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعارف بھیجے گئے ہیں۔ اور دیگر تین اصحاب کے بھی نام اور پتے دریافت کئے گئے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

ترجمہ خط از مسٹر توحید سلیمان الیشا نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن شریف مع متن کے لئے درخواست برائے خدمت ہے آپکا مکمل پتہ میرے ایک مخلص دوست نے جو اسلام سے گہری محبت رکھتا ہے دیا ہے۔ میں تعلیم قرآن کی روشنی سے مستفید ہونا چاہتا ہوں۔ لہذا مجھے قرآن شریف۔۔۔

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۳ نومبر ۱۹۶۰ء

فریضۂ تبلیغ کی اہمیت

اسلام کی تبلیغ یا اعلائے کلمۃ اللہ ایک ایسا فریضہ ہے جس کو قرآن کریم نے امت مرحومہ کی پیدائش کی غرض و غایت قرار دیا ہے، کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ۔ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اور وہ بھلائی کا کام یہ ہے کہ تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو، اور برائیوں سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اس آیہ کریمہ میں یہ نہیں کہا گیا کہ تم نے ایسا کرنا ہے، بلکہ یہ فرمایا کہ تم ایسا کرتے ہو، بالفاظ دیگر نیکی کی تلقین کرنا مسلمان کی عملی زندگی کا ماحصل ہے اور مسلمان وہی ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کی سرانجام دہی میں منہمک ہو، یہ وہ مقصد زندگی ہے جس کو قرون اولٰے کے مسلمانوں بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ مدنظر رکھا، اور اٹھتے بیٹھتے، گھر اور باہر ہر حالت میں انہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کو اپنا نصب العین بنائے رکھا۔ وہ اس نورانی شمع کو لے کر دنیا کے چاروں کونوں میں نکل گئے اور دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہ رہا، جہاں انہوں نے اسلام کا وہ پیغام نہ پہنچایا ہو، جو سراسر نیکی اور نیک کرداری پر مشتمل ہے اس زمانہ میں جب سلسلہ مواصلات میں وہ سہولتیں میسر نہ تھیں، جو آج ریل، موٹر، اور بحری و ہوائی جہاز کی صورت میں ہمیں حاصل ہیں، نہ کوئی ایسی انجمنیں اور ادارے تھے، جن کے ماتحت تبلیغی مشن قائم ہوں ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو مبلغ سمجھتا تھا، اور انفرادی طور پر شمع تبلیغ ہاتھ میں لئے ہوئے دور دراز ممالک میں چلا جاتا تھا۔ اور یہ حیرت انگیز بات ہے کہ ان کی جدوجہد سے چند ہی سالوں میں مشرق سے لے کر مغرب تک اسلام کی روشنی اقوام عالم تک پھیل گئی، یہ صرف زبانی وعظ ہی نہ تھا، بلکہ ان کا حسن کردار اور عملی نمونہ تھا، جس نے اقوام عالم کے دلوں میں گھر کر لیا، آج دنیا کے کسی گوشہ میں آپ چلے جائیں کسی نہ کسی ... بزرگ کی خانقاہ آپ وہاں موجود پائیں گے جس کے ساتھ لوگوں کی عقیدت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ انہیں حاجت برآری کا ذریعہ سمجھنے لگے ہیں، یہ اعلائے کلمۃ اللہ کا نتیجہ ہے کہ ان کے نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے اور انشاء اللہ زندہ رہیں گے۔

قرآن کریم نے اس حقیقت کی طرف اس چھوٹی سی سورت میں توجہ دلائی ہے، جو العصر کے نام سے موسوم ہے، اس میں زمانہ کو اس بات کا شاہد قرار دیا گیا ہے، کہ انسان گھاٹے ہی گھاٹے میں ہے صرف ایک ہی چیز ایسی ہے۔ جو اسے گھاٹے اور نقصان سے بچا سکتی ہے، اور وہ ایمان، نیک عملی اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے، فرمایا والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ اس ارشاد الٰہی کو اگر آپ زمانہ کے حالات پر منطبق کر کے دیکھیں، تاریخ عالم سے اس کی صداقت کی گواہی طلب کریں، تو آپ کو صاف نظر آ جائیگا کہ دنیا میں نقصان اور گھاٹے سے بچے ہوئے اگر کوئی لوگ ہیں، تو وہ وہی ہیں جنہوں نے اللہ تعالےٰ پر ایمان اور حسن عمل کو نہ صرف اپنے اندر پیدا کیا، بلکہ دوسروں تک بھی اس کی روشنی پہنچائی اور اس ضمن میں سخت ترین مصائب و تکالیف پیش آنے پر بھی ہمت نہ ہاری اور صبر اور استقامت کا ایسا اعلےٰ درجہ کا نمونہ دکھایا کہ دنیا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

آپ دیکھتے ہیں دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہ، بڑے بڑے فاتح اور بہادر انسان ہو گزرے ہیں، ان لوگوں کے نام تاریخوں میں موجود ہیں۔ لیکن انسانی قلوب پر ان کی عزت و عظمت کا کوئی نقش موجود نہیں، برخلاف اس کے ایک گروہ دنیا میں ایسا ہوا ہے جس نے اللہ تعالےٰ پر ایمان اور نیکی و تقوےٰ کو اپنا شعار زندگی بنایا اور ہر قسم کے دکھ اور اذیتیں برداشت کر کے دوسروں کو بھی اس کی روشنی پہنچائی، ان کے نام صرف تاریخ کے صفحات میں ثبت ہیں بلکہ دنیا کا کوئی انسان نہیں جس کا دل ان کی عزت و عظمت سے بھرا ہوا نہ ہو، اس میں سب سے پہلے انبیائے کرام آتے ہیں، حضرت آدم اور نوح سے لے کر حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر انبیائے کرام ہوئے ہیں، کون متنفس ہے جو ان کو عزت و عظمت کے ساتھ یاد نہیں کرتا؟ یہاں تک کہ وہ لوگ بھی جنہوں نے بعض ناشائستہ حرکات اُن کی طرف منسوب کرنے سے دریغ نہیں کیا، انکو مقدس ہی نہیں سمجھتے ہیں، اور کوئی بُرا کلمہ بھی انکے متعلق استعمال کرنا پسند نہیں کرتے، پھر انکے متبعین بالخصوص مسلمان علماء و صوفیا کا گروہ جنہوں نے تقوےٰ اللہ کی زندگی اختیار کر کے دوسروں کو بھی اس راہ پر لگانے میں اپنی عمریں صرف کر دیں، زمانہ نے اُن کی عزت و عظمت کو یہاں تک بڑھایا کہ آج انکی قبروں اور ان کے آثار کو موجب عزت و برکت سمجھا جاتا ہے، خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت

جلسۂ سالانہ

جلسہ سالانہ کے دن قریب آ رہے ہیں، دسمبر کا آخری ہفتہ ہمارے قومی اجتماع کے لئے مخصوص ہے، جس میں شمولیت کے لئے امید ہے تمام احباب جماعت نہ صرف خود پختہ عزم کے ساتھ تیار ہوں گے بلکہ اپنے نوجوان بچوں اور خواتین کو بھی ساتھ لا کر اس نورِ ایمان سے منور کرنے میں ساعی ہوں گے جو انہوں نے خود حضرت امام وقت سے حاصل کیا ہے، افسوس ہے اکثر احمدی گھرانوں میں جب کوئی بزرگ جس کی برکت سے گھر میں احمدیت کا چرچا ہوتا ہے اس جہان فانی سے گزر جاتا ہے تو ان کی اولادیں اس میں دلچسپی لینا چھوڑ دیتی ہیں الا ماشاء اللہ یہ صورت حالات نہایت خطرناک ہے، جس کی طرف ہر احمدی گھرانے کو خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کا ایک ذریعہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جلسہ سالانہ میں اپنے عزیز بچوں، اور مستورات کو بھی لانے کی کوشش کی جائے، تاکہ وہ احمدیت کے ایمان افروز مناظر کو دیکھ کر اس کے دلدادہ ہو جائیں، قارئین کو معلوم ہے کہ اس موقعہ پر مستورات کا بھی ایک جلسہ منعقد ہوتا ہے جس میں لیکچروں اور تقاریر کے علاوہ دستکاری کی ایک نمائش بھی منعقد ہوتی ہے۔ اس نمائش کے لئے ہماری خواتین اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی اشیاء بھیجتی ہیں تاکہ اُن کی فروخت سے اشاعت اسلام کے مقدس کام میں مدد مل سکے۔ گذشتہ کئی سالوں سے یہ نمائش بہت بڑے فوائد کا موجب ثابت ہو رہی ہے جو ان خواتین کے لئے جنہوں نے اس میں حصہ لیا اجر عظیم کا موجب ہے، ضرورت ہے کہ ہماری بہنیں آیندہ جلسہ میں پہلے سے بڑھکر اس میں حصہ لیں اور بہترین اشیاء سے جو سستی قیمت پر بک سکیں اس کو مزین کر کے اپنی آخرت کے لئے توشہ بنانے کا سامان کریں وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ھو خیراً و اعظم اجراً جو کچھ نیک کاموں میں سے آپ اپنے لئے آگے بھیجیں گے، وہ اللہ کے ہاں آپ موجود پائیں گے اور یہ نہایت اچھا اور بہت بڑا اجر ہے جو آپ کو ملے گا۔ امید ہے جلسہ سے چند دن پہلے سب بہنیں اپنی اپنی دستکاریاں سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیجدیں گی، تاکہ ان کی قیمتیں معین کر کے انہیں نمائش میں رکھنے کا انتظام کیا جا سکے۔ ہر دستکاری کے ساتھ اس کی لاگت سے بھی مطلع کرنا ضروری ہے۔ امید ہے احباب سلسلہ اس پیغام کو اپنے گھروں میں پہنچا کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

اخبار و افکار

روحانیت کی تلاش میں

روزنامہ "پرتاپ" کے ایڈیٹر مسٹر ویریندر نے اپنی سیاحت امریکہ کے حالات میں ایک امریکن ڈاکٹر مارکس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آریہ سماجی کہتے اور ہون وغیرہ کرتے ہیں، ان سے جب دریافت کیا گیا کہ انہیں آریہ سماج میں کیا خوبی نظر آئی جس کی وجہ سے وہ ادھر جھکے تو انہوں نے بتایا کہ:-

"امریکہ میں آج کل ایک ذہنی انقلاب آرہا ہے ایسے لوگوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے جو موجودہ حالات سے مطمئن نہیں اور سمجھتے ہیں کہ امریکہ کا مجلسی نظام اس قدر بگڑ گیا ہے کہ اگر اسے سنبھالنے کی کوشش نہ کی گئی تو یہ قوم جو آج خوشحالی اور ترقی کی اس بلندی پر پہنچی ہے تباہ ہو جائے گی، یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ لوگوں کا خیال مادہ پرستی سے ہٹا کر روحانیت کی طرف کھینچا جائے اس لئے ہمیں کسی ایسے سنگھٹن کی ضرورت ہے جو اس نازک وقت میں ہماری رہنمائی کر سکے۔"

اسی ضمن میں عیسائیت کے متعلق جب سوال کیا گیا تو ڈاکٹر مارکس نے بتایا کہ:-

"امریکہ میں عیسائیت گرجا گھروں کے اندر بند ہو کر رہ گئی ہے لوگ ہر اتوار کو ان گرجا گھروں میں جاتے ہیں، وہاں اپدیش بھی سنتے ہیں، لیکن ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا جو دھرم کسی پر اثر نہ کر سکے وہ صحیح دھرم نہیں"

یہ بالکل صحیح ہے، لیکن مسٹر ویریندر کے اس سوال کا کہ آریہ سماج میں کیا خوبی نظر آئی کہ وہ اس طرف جھکے ہیں کیا جواب ڈاکٹر مارکس نے دیا؟ اس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ عیسائیت کا غیر موثر ہونا، یا امریکہ کا ذہنی انقلاب اور روحانیت کی تلاش آریہ سماج کی خوبی کو تو ظاہر نہیں کرتا، ڈاکٹر مارکس کو بتانا چاہیئے تھا کہ جس روحانیت کی امریکہ کو تلاش ہے وہ آریہ سماج میں کہاں موجود ہے؟

بہرحال مادہ پرستی نے امریکہ کو جس مقام پر لا کھڑا کیا ہے وہ بقول ڈاکٹر مارکس اس کی تباہی کا موجب ہوگا اس سے انہیں بچانے کا ایک ہی رستہ ہے کہ اسلام کی بلند روحانی اقدار کی طرف انہیں متوجہ کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ اس کا سامان اپنے فضل و کرم سے کرے اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اس بڑھتے ہوئے ذہنی انقلاب سے فائدہ اٹھا کر انہیں بتائیں کہ اسلام میں وہ طاقت موجود ہے جو انہیں مادہ پرستی کے گڑھے سے نکال کر روحانیت کے بلند مقام۔

اسلامک ریویو کی امداد

بغداد سے محترم سید تصدق حسین صاحب قادری نے بصرہ کے نامور تاجر اسمٰعیل آدم سیوانی کے ایک خط کی نقل بھیجی ہے جس میں انہوں نے مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر "اسلامک ریویو" کی اپیل کے جواب میں انہیں یہ اطلاع دی ہے کہ کسی صاحب کی طرف سے چھ سو پونڈ (آٹھ ہزار روپیہ) کی رقم خیراتی کام کے لئے ان کے پاس امانت پڑی ہے جو معطی صاحب سے اجازت حاصل کر کے اسلامک ریویو کی امداد کے لئے بھیجدی جاوے گی۔

محترم سید تصدق حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ معطی صاحب نے اس کی اجازت انہیں دے دی ہے لیکن وہ اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے، جو ان کے جذبۂ خلوص پر دال ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور بیش از بیش خدمت اسلام کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔ امید ہے ایڈیٹر صاحب اسلامک ریویو اس گرانقدر عطیہ سے فائدہ اٹھا کر اسلامک ریویو کی بروقت اشاعت کا انتظام کر سکیں گے۔

دنیائے اسلام کا مسئلہ

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اپنے سفر عرب میں دنیائے اسلام کو جس امر کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا، وہ ایک معاصر کے نامہ نگار خصوصی کے بیان کے متعلق حسب ذیل ہے:-

"جدہ میں اپنے اعزاز میں استقبالیہ دعوت میں فرمایا کہ پاکستان کی اگر کوئی آئیڈیالوجی ہو سکتی ہے تو وہ اسلام ہے۔ اسلام سے بے بہرہ اور نابلد لوگ اپنی پسماندگی کے لئے مذہب کو ذمہ وار قرار دیتے ہیں، لیکن یہ غلط ہے۔ یہ لوگ مغربی لا مذہبیت کے زیر اثر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے نوجوان ایسی دنیا میں رہ رہے ہیں جو آگے بڑھ رہی ہے لیکن ایمان کا دفادار رہنے کے لئے انہیں پیچھے مڑ کر دیکھنا پڑتا ہے۔ آپ نے کہا ابھی تک یہ کوشش نہیں کی گئی کہ اسلام کو موجودہ زمانے کے حالات کی روشنی میں سمجھا جائے۔ جوں جوں دنیا کے فاصلے کم ہوتے جائیں گے۔ اور علم کی وسعتیں بڑھتی جائیں گی، زیادہ سے زیادہ لوگ شکوک و شبہات کا شکار ہوں گے اور ایسے لوگوں کو دائرۂ مذہب سے بالکل نکل جانے سے بچانے کے لئے ہمیں کچھ کرنا چاہیئے۔ آپ نے کہا اس صورت حالات کے لئے مذہب کو ذمہ دار ٹھہرانا غلط ہے۔ قصور ہمارا اپنا ہے، آپ نے کہا مسلمان کا ذہن غلامی

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی مجلس مذاکرہ

حسب دستور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۲۹ دسمبر ۱۹۶۰ء کو بعد نماز مغرب ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے تقاریر کا انعامی مقابلہ ہو رہا ہے۔ تقاریر اردو میں ہوں گی۔ تقریر کا موضوع ہے:-

"اسلام میں اجتماعی حیات کا تصور اور اس کی اہمیت"

مقررین نوجوان (جن کیلئے کسی کالج یا سکول کا طالب علم ہونا ضروری ہے) ۱۸ دسمبر تک اپنے نام ایسوسی ایشن کے سکرٹری کو بھجوا دیں اور تفصیلات کے لئے بھی اسی پتے پر خط و کتابت کریں۔

عبدالغفور ثاقب جنرل سیکرٹری
ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ لاہور

فریضۂ تبلیغ کی اہمیت

(بسلسلہ صفحہ ۳)

علی ہجویری عرف داتا گنج بخش، نظام الدین اولیاء، شیخ احمد سرہندی، امام ابوحنیفہ، امام غزالی، سید عبدالقادر جیلانی وغیرہم کے نام عزت و مرتبت اور تقدس کے جس مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہیں، اس کی مثال دنیا کے بادشاہوں وغیرہ میں ملنی مشکل ہے، یہ وہ زمانہ کی شہادت ہے جس سے ایمان و عمل اور فریضۂ تبلیغ کی اہمیت پر نمایاں روشنی پڑتی ہے اور ہر شخص اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ ہی وہ بہترین عمل ہے جو دنیا اور آخرت میں نقصان سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ اور فلاح و کامیابی کا ضامن ہے اسی لئے حضرت مجدد زمان نے اس طرف خاص طور پر توجہ فرماتے ہوئے اس فریضہ کی سرانجام دہی کے لئے ایک جماعت بنائی جو اپنے حتی المقدور اس کام کو پوری سرگرمی کے ساتھ سرانجام دے رہی ہے، کاش دوسرے مسلمان بھی اس طرف متوجہ ہوں اور اس جماعت میں شامل ہو کر فلاح و کامیابی حاصل کریں جیسا کہ قرآن کریم نے اعلائے کلمۃ اللہ کرنے والی جماعت کو اولٰئک هم المفلحون کی بشارت دی ہے۔

ہو کا شکار ہو چکا ہے ہمیں اسے آزادی دلانی چاہیئے ہمیں اپنے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے حالات کے مطابق طریق کار تبدیل کرنا چاہیئے، یہ پاکستان کا مسئلہ ہے یہ دنیائے اسلام کا مسئلہ ہے اور اس کے حل میں ہماری نجات ہے"۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے حاکم اعلیٰ کی توجہ اسلام کی طرف

(باقی پر صفحہ کالم ۳)

www.aaiil.org

مال اور سلطنت صداقت مذہب کا معیار نہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال انی عبد اللہ۔ اتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیاً۔۔۔ وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر وھم فی غفلۃ وھم لایؤمنون۔ انا نحن نرث الارض ومن علیھا والینا یرجعون ٥ ——— (مریم)

قرآن کریم کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم وہ عظیم الشان کتاب ہے جو یہ ماضی کے حالات بھی بیان کرتی ہے اور مستقبل کی ضروری باتوں کی بھی اطلاع دیتی ہے۔ یہ کس قدر جامع جملہ ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ بعض آئمہ دین نے لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم کی احادیث اور یا ارشادات جتنے بھی ہیں وہ کسی نہ کسی قرآنی آیت کا ترجمہ ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔

دعوت اسلام پر عیسائیوں کا جواب

ان چند آیات سے جو میں نے پڑھی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ یہ آیتیں سورۃ مریم کی ہیں۔ اس سورت میں عیسائیوں کے اعتقادات کا ذکر ہے۔ اس میں ان کی سلطنت کے رعب وداب، ان کے ساز وسامان، ان کے جتھے، ان کی شان وشوکت کا ذکر ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ اذا تتلٰی علیھم اٰیٰتنا بیّنٰت قال الذین کفروا للذین اٰمنوا ای الفریقین خیر مقاماً واحسن ندیا۔ جب ان کو اللہ تعالےٰ کے احکام سنائے جاتے اور حق کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کی طاقت سلطنت اور شان وشوکت وغیرہ روک بن جاتی ہیں اور وہ جواب یہ دیتے ہیں ای الفریقین خیر مقاماً واحسن ندیا چھوڑو اعتقادات کی بحث کو۔ تم یہ دیکھو کہ سلطنت، دولت اور ساز وسامان کس کے پاس ہے۔ مکانوں اور شہروں کی صفائی کا انتظام کن کے ہاتھ میں ہے، کالج، ہسپتال اور ادارے کن کی ملکیت ہیں، اسی سے معلوم ہوجاتا ہے کہ خدا کن کے ساتھ ہے، عیسائیوں اور مسلمانوں کے گھروں میں جاؤ۔ دونوں کے گھروں میں ہر لحاظ سے بڑا فرق ہے۔ وہاں صفائی اور اعلےٰ درجہ کا ساز وسامان یہاں فقیری اور تنگ حالی، اسی بات کو وہ دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہے کہ حق پہ کون ہے اور خدا کن کے ساتھ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مال۔ اولاد اور ساز وسامان صداقت کی دلیل

فرمایا افرءیت الذی کفر بٰایٰتنا وقال لاوتین مالاً وولدا۔ کیا تونے دیکھا کہ ایسے لوگ جو اسلام اور اس کی سچائیوں اور صداقتوں کو مٹانا چاہتے ہیں۔ کس قسم کی دلیلیں دیتے ہیں کہ تم پہ خدا کے فضائل نہیں ہیں۔ ہمیں دیکھو کہ لاوتین مالاً وولدا۔ خدا ہم پر نوازش ہے۔ اس نے ہمیں طاقت دے رکھی ہے جتھے اور فوجیں ہماری ہیں۔ مال اور اولادیں ہمیں دے رکھی ہیں۔ لاوتین اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ نصرت ہمیں ہی حاصل رہیگا۔ ان کے نزدیک خدا کی رضا کی علامت یہی چیزیں ہیں مال ہو، اولاد ہو، عیش وعشرت ہو، اور جس کے پاس نہیں وہ حق اور صداقت پر نہیں ہیں۔

حضرت عیسےٰؑ کا دعوےٰ رسالت ونبوت

یہ آیات بتلاتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ درست ہے۔ یہاں اس دین کا بھی ذکر ہے، جو حضرت عیسےٰؑ لے کر آئے۔ قال انی عبد اللہ۔ حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا میں خدا نہیں ہوں بلکہ خدا کا بندہ ہوں، اس کا پرستار ہوں، میرا کام یہ ہے کہ احکام الٰہی تم تک پہنچاؤں۔ اور خدا کی راہوں کی نشاندہی کردوں۔ وجعلنی نبیاً اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اس کے حکم سے علم پاکر میں پیشگوئیاں کروں گا۔ چنانچہ فرمایا کہ میں سب باتیں سنا نہیں سکتا۔ میرے بعد فارقلیط آئے گا وہ مذہب کے بارے میں سب کچھ بیان کرے گا۔ دوسری جگہ فرمایا ورسولاً الیٰ بنی اسرائیل حضرت عیسےٰؑ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوکر آئے۔

ایک عظیم الشان رسول کی پیشگوئی حضرت عیسےٰؑ کی زبان پر

اور اپنے بعد آنے والے کی پیشگوئی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں عظیم الشان رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔ وہ عظیم الشان رسول ہوگا۔ اس کے پاس کتاب ہوگی اس کے پاس احکام الٰہی ہوں گے۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ رسول کی دو زبریں یعنے تنوین تفخیم اور عظمت کے لئے ہیں، یعنے وہ عظیم الشان رسول ہوگا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ احمد افعل التفضیل کا صیغہ ہے اس کے معنے ہیں احمد الحامدین یعنے تمام چیزوں سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کی صفات کے گیت گانے والا۔ قرآن کریم میں جس قدر صفات اللہ تعالےٰ کی بیان کی گئی ہیں وہ سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ سے علم پاکر بیان کی ہیں۔ ان صفات سے باہر اور کوئی صفت نہیں ہے جس کو کوئی دوسرا نبی بیان کرے غرض حضرت عیسےٰؑ نے بتایا کہ وہ ایک عظیم الشان رسول ہوگا۔ ان کے پاس احکام الٰہیہ بھی ہوں گے اور وہ احمد الحامدین بھی ہوں گے۔ ان دو صفات کا حامل اور کوئی رسول یا نبی نہیں ہوگا سیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں ہے وہاں کے بہت سے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ وہاں کے نام میں سے ایک، کا نام نبی احمد ہے لیکن اس نام کے پانے سے نہ تو وہ نبی بن گئے ہیں اور نہ احمد۔

حضرت عیسٰیؑ کا معبود ہونے سے انکار

وان اللہ ربی وربکم۔ خدا تعالےٰ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ میں محض اس کا بندہ ہوں۔ پرستش کے قابل ہرگز نہیں۔ پرستش کے قابل تو وہی زمین اور آسمان کا مالک ہے۔ وہ جو کائنات کے قیام اور اس کی ربوبیت کا باعث ہے۔ انجیل میں یوحنا ۱۷ باب کی ۳ آیت میں وہی بات درج ہے جو قرآن کریم میں ہے اور وہ یہ ہے:۔

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ تو
صرف خدائے واحد پر ایمان
لائے اور تجھے اس کا بھیجا
ہوا یعنی رسول تسلیم کرے"

آپ غور کیجئے۔ جو کچھ قرآن نے کہا وہی انجیل کہتی ہے۔ فاعبدوہ۔ پس تم میری نہیں بلکہ اسی قادر مطلق خدا کی عبادت کرو۔ صرف وہی عبادت کے لائق ہے ھذا صراط مستقیم یہی سیدھی راہ ہے۔ ہر ایک کو یہ راہ نظر آتی ہے۔ اس میں نہ کوئی معمہ ہے اور نہ ہی کوئی راز ہے۔

عیسائی فرقوں میں اصولی اختلاف

باوجود اس واضح تعلیم کے فاختلف الاحزاب من بینھم عیسائیوں میں مختلف فرقے پیدا ہوگئے۔ ان میں اصولی تفریق جو ان کے مذہب کا اصل ہے ان پر اختلاف ہے کوئی کہتا ہے حضرت عیسےٰؑ نے چونکہ دریا میں [illegible] لیا تھا اس لئے ہر بچے کو دریا میں غوطہ دینا لازمی امر ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ پادری صاحب کے چند چھینٹے بچے کے سر پر دینے کافی ہیں کچھ عرصہ سے ایک نیا فرقہ

وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰی یہودی تھے اور یہودی شریعت کے پابند تھے۔ چنانچہ ان کا عقیدہ تھا اس لئے اُن کے اتباع کو ترک کرکے الوار کو سبت قرار دینے والے حضرت عیسٰی کے دین پر نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

دولت و سلطنت معیار صداقت نہیں

فویل للذین کفروا من مشھد یوم عظیم۔ سو جنہوں نے کفر کیا وہ نہایت خطرناک دن کو حاضری دیں گے اور وہ اُن کے لئے تاسف کا دن ہوگا۔ اس وقت ان کی دولت ان کی سلطنت۔ ان کا رعب و داب، انکی شان و شوکت کسی کام نہ آئے گی وکم اھلکنا قبلھم من قرن ھم احسن اثاثا و رئیا ہم نے اس قسم کی کتنی قوموں کو اُن سے پہلے تباہ کر دیا تھا۔ ان کے بڑے بڑے ساز و سامان تھے۔ بڑے مال و املاک اور جتھے تھے سب تباہ کر دیئے گئے۔

یوم الحسرت کے متعلق انذار

اسمع بھم وابصر یوم یاتوننا دولت، اقتدار، عیش و عشرت نے ان کو اندھا کر رکھا تھا۔ اسمع بھم۔ اس عذاب کے دن اس کے کان خوب سننے والے ہو جائیں گے۔ وابصر۔ اور اس کی آنکھوں میں خوب بینائی آجائے گی۔ لکن الظلمون الیوم فی ضلل مبین۔ لیکن آج یہ لوگ ظالمانہ اور مفسدانہ روش میں بڑھتے ہی جا رہے ہیں — و انذرھم یوم الحسرۃ۔ ان پر ایک حسرت کا دن آنے والا ہے۔ اذ قضی الامر۔ جب ان کے تمام فعلوں اور حرکتوں کا فیصلہ کر دیا جائیگا وانذرھم۔ انہیں ڈرا۔ وھم فی غفلۃ وھم لا یؤمنون وہ لوگ اپنی کامیابیوں اور عیش و عشرت میں غرق ہونے کی وجہ پرلے درجے کے غفلت شعار بن گئے ہیں وہ اسی غفلت کی وجہ سے حق کا انکار کرتے جا رہے ہیں لیکن جب اُن پر عذاب آئے گا تو ان کی یہ غفلت دور ہو جائے گی۔

یورپ کیلئے اسلام کو ماننے بغیر چارہ نہیں

ایک دفعہ حسرت کا دن حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ظہور میں آچکا ہے۔ اب پھر زمانہ آیا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائیگی۔ اب لوگ مان رہے ہیں کہ ہم نے خدا کو چھوڑ دیا ہے۔ آج یورپ میں یہ خیال ترقی پذیر ہے کہ خدا کا ماننا ضروری ہے ہر ایک دولت مند آدمی یہ سوچ رہا ہے کہ خدا کو ماننے بغیر اطمینان قلب نصیب نہیں ہو سکتا۔ غریب کو اطمینان میسر ہے اس لئے کہ وہ تھوڑے پر قناعت کرکے خدا کا شکر بجالاتا ہے لیکن دولت میں کھیلنے والے جو خدا سے غافل ہیں۔ ان کو اطمینان قلب نصیب نہیں ہے۔

روس اور امریکہ کی چپقلش

آج دلوں میں خوف طاری ہے۔ خود روس خائف ہے کہ ہم تباہ ہو جائیں گے۔ امریکہ جس کے پاس مال و دولت ہے۔ وہ دوسرے ملکوں کو پانی کی طرح روپیہ فراہم کر رہا ہے۔ وہ خود خائف ہے کہ دوسرے ملکوں کو آگ لگ جائے تو لگ جائے۔ ہمارا روپیہ پیسہ سامان وغیرہ برباد ہو جائے۔ لیکن آگ ہمارے گھر تک نہ آنے پائے۔ اگر یہ آگ ہمارے گھر تک آگئی تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

غرض اس ترقی کے زمانہ میں اُن کے دلوں پر خوف مسلط ہے۔ دجال کے فرزندوں نے خدا کو چھوڑا اور بچھڑے کی پرستار بن کر اطمینان قلب کی دولت سے محروم ہو گئے لیکن ہلاکت کے خوف سے اب وہ اخلاقی اقدار کی طرف توجہ کر رہے ہیں۔

رومی عیسائی بادشاہ کا یوم الحسرت

حضرت عمرؓ نے فلسطین فتح کیا۔ شام اور بیت المقدس فتح کیا۔ ساری عیسائی دنیا میں تہلکہ مچ گیا کہ بیت المقدس ہمارا مقدس مقام ہمارے ہاتھوں چلا گیا۔ ساری عیسائی دنیا سکتہ میں پڑ گئی۔ بادشاہ کو بھاگنا پڑا۔ اس نے تختہ جہاز پر لبنان کی طرف منہ کرکے کہا:۔

الوداع اے سرزمین شام ہمیشہ کیلئے الوداع

خلاصہ کلام

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماضی کے حالات بھی بیان فرمائے ہیں۔ انہوں نے حضرت عیسٰی کا دین اور اعتقاد بیان کیا ہے۔ ان کی پیشگوئیاں بیان کی ہیں۔ ان کے ماننے والوں کے اعتقادات بھی بیان کئے ہیں۔ اور یہ بھی بتلایا ہے کہ وہ لوگ کیسے خدا سے غافل ہو گئے۔ اور یہ بھی بتلایا کہ اُن کا انجام اچھا نہیں۔ وہ لوگ تباہ ہو جائیں گے۔

مولٰنا یحیٰی بٹ صاحب کے والد کی وفات

آپ کو ایک افسوسناک اور تکلیف دہ خبر سناتا ہوں۔ وہ یہ کہ آج اطلاع آئی ہے، کہ محمد یحیٰی بٹ کے والد صاحب محمد یعقوب سیالکوٹ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون وہ بڑے صالح تھے ان کا والد بڑا صالح تھا۔ ان کا بیٹا محمد یحیٰی بٹ بڑا صالح ہے۔ مجھے ان سے قدیم سے واسطہ ہے۔ پچھلے سے پچھلے سال مرحوم یہاں ہسپتال میں بھی رہے۔ قابل سرجن ان کا علاج کرتا رہا۔ ووکنگ سے اس وقت یحیٰی بٹ صاحب بھی ان کی تیمارداری کو آئے۔ کافی دن زیر علاج رہے آخر سیالکوٹ چلے گئے۔ آج ان کا انتقال ہو گیا۔ آئیے ہم نماز جمعہ کے بعد اُن کے لئے دعائے مغفرت مانگیں ⁂

پشاور کے مہمانخانہ کی تعمیر کیلئے چندہ کی اپیل

قبل ازیں جماعت احمدیہ پشاور کے مہمانخانہ کے لئے جناب مولانا عبدالباقی صاحب سابق سیکرٹری جماعت پشاور نے احباب جماعت سے چندہ کی اپیل کی تھی محترم جناب صدر صاحب ڈاکٹر عبدالعزیز نے مسجد کے احتشام پر سعداً اللہ کا نام لیکر مہمانخانہ کی تعمیر شروع کرا دی۔ احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہمارے مہمانخانہ کی نچلی منزل جو تین کمرے، ایک برآمدہ، باورچی خانہ اور غسل خانہ پر مشتمل ہے پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی ہے لیکن ابھی بہت کام بقایا ہے جس پر قریباً ایک ہزار روپیہ کی رقم فوری طور پر ضرورت ہے۔ فنڈ کی عدم موجودگی میں کام بند کرا دیا گیا ہے اور اوپر کی منزل ابھی باقی رہتی ہے ہمارے اندازہ کے مطابق مبلغ آٹھ ہزار روپیہ کا مزید خرچ ہے۔ اس واسطے ہم پھر جماعت کے عالی ثروت طبقہ سے بالخصوص اور دیگر احباب سے بالعموم درخواست کرتے ہیں کہ وہ براہ مہربانی ایک بار پھر اپنے گراں قدر عطیہ جات سے ہماری امداد فرما دیں [illegible] از سر نو شروع کیا جا سکے۔ امید ہے کہ احباب اپنی سابقہ روایات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اپنے [illegible] جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول [illegible] نشتر آباد پشاور کے پتہ پر مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ حال ہی میں جو رقوم بطور عطیہ ہمیں ملی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ معطی صاحبان اپنے اسمائے گرامی اور رقم چندہ ملاحظہ فرما کر رسیدگی سے اطلاع پالیں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(۱) والدہ اعجاز احمد صاحب۔ اعتماد احمد صاحب۔ بذریعہ مظفر بیگ صاحب ساکن۔ اٹلپور۔ [illegible]

(۲) چوہدری عبدالحمید بذریعہ عبدالعزیز صاحب ریلوے گارڈ خانپور مہران [illegible]

والسلام

خاکسار:۔ محمد صادق۔ سیکرٹری منجانب جماعت احمدیہ [illegible]

ضرورت ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے [illegible] لئے ایک تجربہ کار دیانتدار باورچی کی ضرورت [illegible] کا فیصلہ کام دیکھنے پر کیا جاویگا احمدی باورچی کو ترجیح دی جاوے گی درخواستیں مقامی جماعت کے [illegible] سیکرٹری کی وساطت سے آنی چاہئیں۔

احمد یار۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

مکتوب ووکنگ

شیخ محمد طفیل صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

پروفیسر ڈاکٹر اینی میری شمل کی تقریر

۲ اٹھ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو وکٹوریا اسلامک ریویو کے دفتر لندن میں پروفیسر ڈاکٹر اینی مری شمل نے اسلامی تصوف پر ایک تقریر کی جس کی صدارت کے فرائض "اقبال ہز آرٹ اینڈ تھاٹ" (انگریزی) کے مصنف ڈاکٹر عبدالواحد صاحب نے سرانجام دیئے۔ پروفیسر شمل فرنکفورٹ یونیورسٹی میربرگ میں اورینٹ انسٹی میں کام کر رہی ہیں۔ کچھ عرصہ انقرہ یونیورسٹی میں تقابلی مطالعہ مذہب کی پروفیسر بھی رہ چکی ہیں۔ انیس سال کی عمر میں انہوں نے عربی، فارسی، اور ترکی زبان میں جرمنی سے ڈاکٹریٹ حاصل کی تھی۔ کوئی سولہ سترہ زبانیں جانتی ہیں۔ اقبال کے فارسی کلام کا جرمن زبان میں ترجمہ کر رہی ہیں۔ آج کل شاہ عبداللطیف جو صوفی شاعر گذرے ہیں، ان پر ریسرچ کر رہی ہیں۔ سندھی کتب آسانی سے پڑھ لیتی ہیں۔ اپنی تقریر میں انہوں نے اسلام میں تصوف کی تاریخ پر روشنی ڈالی اور بعد میں سوالات کے جوابات دیتی رہیں۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اپنی تقریر اسلامک ریویو کے لئے لکھ کر بھیجدیں گی۔

دوسرے روز اتوار کو آپ ووکنگ میں تشریف لائیں۔ اپنی زندگی کے کچھ حالات سنائے باتوں باتوں میں کہنے لگیں کہ بیس سال سے انہوں نے سنیما نہیں دیکھا (اس وقت ان کی عمر ۴۰ سال کی ہے) اپنے مطالعہ سے انتہائی شغف ہے۔ آئندہ سال ریسرچ کے سلسلہ میں پاکستان تشریف لائیں گی۔

ماربرگ میں اس سال جو مذہبی تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس کی سکرٹری تھیں قریباً چار سو کے لوگوں نے شرکت کی۔ فرماتی تھیں کہ افسوس اسلام کے نمایندے اول تو کم شریک ہوئے (غالباً صرف دو تین اصحاب تھے) اور جو شریک ہوئے وہ کچھ اچھا اثر نہ پیدا کر سکے۔ اسلامی تصوف پر ایک ہندو ڈاکٹر نے تقریر کی تھی۔

اس ...... کانفرنس کے روح رواں جرمن کے مشہور پروفیسر ہیلر ہیں۔ وہ زیادہ بدھ مت کی طرف راغب ہیں۔ دو تین سال ہوئے میری ان سے ملاقات بریمن (جرمنی) میں ہوئی تھی میں نے بعد میں انہیں انگریزی تفسیر کا ایک نسخہ بھجوایا تھا۔ جس کے جواب میں انہوں نے لکھا تھا کہ وہ اس کا شروع سے لے کر آخر تک مطالعہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مذہبی تاریخی، کانفرنس کا نیا اجلاس ۱۹۶۲ء میں دہلی میں منعقد ہوگا۔ امید ہے اس میں اسلام کی نمایندگی کا پورا حق ادا ہوگا۔

"ڈاکٹر اقبال انگلستان میں"

ڈاکٹر عبدالواحد صاحب نے ۵ر نومبر ۱۹۶۰ء کو وکٹوریا اسلامک ریویو کے دفتر میں "اقبال انگلستان میں" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف آجکل ان تمام مقامات کی تلاش میں ہیں جہاں جہاں ڈاکٹر اقبال نے انگلستان میں رہائش اختیار کی تھی اس سلسلہ میں ان کی تقریر بہت دلچسپ تھی۔ بعد میں وہ بھی حسب معمول حاضرین کے سوالات پر بحث کرتے رہے۔ وکٹوریہ میں ہر ہفتہ کو مولانا عبدالمجید صاحب درس قرآن دیتے ہیں۔ کبھی کبھی خاکسار کو بھی یہ فرض سرانجام دینا پڑتا ہے۔

ہین سٹڈ سینٹ پال چرچ میں تقریر

بار ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۰ء کو مجھے "اسلام عصر حاضر میں" کے موضوع پر تقریر کے لئے کہا گیا۔ یہ سینٹ پال چرچ کے مردوں کی سوسائٹی تھی۔ ان میں سے بعض لوگ ہندوستان و پاکستان رہ کر آئے تھے تقریر تو اتنی اچھی نہیں رہی لیکن سوال و جواب کے وقت بہت سے مسائل زیر بحث آئے اور حاضرین نے پوری گرمجوشی سے حصہ لیا۔

چیتھم یونی ٹیرین چرچ میں تقریر

اتوار کو عام طور پر میرا ووکنگ رہنا ضروری ہوتا ہے۔ ۳۰ر اکتوبر اور ۶ر نومبر کو مجھے ووکنگ سے باہر جانا پڑا۔ ۳۰ر اکتوبر کو لندن میں ایک جگہ تقریب تھی۔ اور ۶ر نومبر کو یونی ٹیرین (موحدین) کے گرجا گھر میں "خطبہ" کے لئے بلایا تھا۔ آجکل انگلستان میں بھی بعض علاقے سیلاب کی زد میں ہیں۔ جس جگہ مجھے جانا تھا اس کے قریب ہی ایک روز قبل سیلاب نے کافی علاقہ کو گھیر رکھا تھا۔ جس سے آمد و رفت میں مشکل پیدا ہو گئی تھی لیکن جس روز مجھے روانہ ہونا تھا اس دن حالت پہلے سے بہتر ہو گئی تھی۔

یہ موحدین کا گرجا عیسائی موحدین کا گرجا نہیں یہ لوگ اپنے آپ کو تمام متحد دنیا کے موحدین کہتے ہیں ان کا مذہبی نشان ۸۷ کو آپس میں ملانے سے بنتا ہے جس کی شکل اس طرح ✱ کی ہو جاتی ہے ان کی دعاؤں کی کتاب کا نام EVERY NATION KNEELING جو قرآن کی ایک آیت سے ماخوذ ہے۔ اس میں مراسم عبادت کے لئے چودہ ابواب ہیں۔ جس میں سے مختلف مذاہب کی کتب سے چیدہ چیدہ دعائیں شامل کی گئی ہیں کتاب کے مرتب WILL HAYES ہیں جو گذشتہ سال فوت ہو گئے تھے انہوں نے سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے ساتھ مل کر ورلڈ کانگرس آف فیتھس کی بنیاد رکھی۔

مجھے سٹیشن پر لینے کے لئے مسز ایچ ہاٹیڈ آئی ہوئی تھیں۔ آج کے مراسم عبادت (سروس) کے فرائض انہیں کو انجام دینے تھے۔ ان کے والد مصری مسلمان ہیں والدہ جرمن۔ یہ خود موحدین کے گروہ میں شامل ہیں۔ گرجا گھر میں جا کر انہوں نے مجھے ضروری تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔ تین بجے سروس شروع ہوئی۔ مسز ہاٹیڈ نے قرآن کی ایک دعا سے عبادت کا آغاز کیا۔ پھر کچھ ویدوں سے اور انجیل سے دعائیں پڑھیں۔ مناجاتی گانے گائے۔ کچھ نبی کریمؐ کے اقوال اور قرآن کی آیات کا ترجمہ سنایا۔ پونے چار بجے جب دوسرا نغمہ حمد ختم ہونے کو تھا اس وقت میں حسب ہدایت منبر پر چڑھ گیا۔ منبر پر چڑھ کر بولنے سے میں زیادہ مانوس نہیں تھا۔ اگر منبر زیادہ اونچا ہو تو ماحول کی اجنبیت کا احساس زیادہ ہو جاتا ہے اپنی آواز بھی دیواروں سے ٹکرا کر واپس آئے تو عجیب سنائی دیتی ہے۔ خیر میں نے جو دعائیں قرآن سے پڑھی گئی تھیں ان کی بنیاد پر کوئی بیس پچیس منٹ تک تقریر کی۔ اور پھر منبر سے اتر آیا۔ چند نغمات گانے کے بعد رسومات عبادت ختم ہو گئیں اور لوگ ملحقہ کمرے میں چائے پینے کے لئے جمع ہو گئے۔ اس بار تقریر تو اچھی رہی لیکن سوال و جواب کا سلسلہ تسلی بخش نہ تھا۔

پہلا سوال ایک خاتون نے کیا۔ کہ اسلام کا ایٹمی جنگ کے متعلق کیا نظریہ ہے؟ اس موضوع پر میں نے پہلے کبھی غور نہیں کیا تھا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے پاس تو ایٹمی قوت کے سامان ہی موجود نہیں۔ میں نے کہا اسلام کا جنگ کے متعلق جو نظریہ ہے اس کا تو آپ کو علم ہی ہے کہ جب ضرورت ہو تو قرآن اس کی اجازت دیتا ہے۔

وہ خاتون کہنے لگی کہ میرا سوال ایٹمی جنگ سے متعلق ہے جس کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمام انسانیت ہلاک ہو جائے۔ کیا اسلام اس کی اجازت دے گا اس مجلس میں کچھ اور لوگ بھی تھے جو ہر حالت میں عدم تشدد کے قائل تھے انہوں نے بھی اپنی اپنی آراء کا اظہار کیا۔ میں نے کہا کہ اس وقت دنیا پر جو ایٹمی جنگ کے بادل چھائے ہوئے ہیں اور اس کی تہ میں جو اغراض پوشیدہ ہیں ان کے مدنظر تو اسلام یقیناً اس کا مخالف ہے، اسلام سائنس کی ترقی کا مخالف نہیں، لیکن انسانی ترقیات کو غلط اغراض کے لئے استعمال کیا جائے اس کا مخالف ضرور ہے۔ پھر میں نے اسلامی قوانین جنگ کی طرف توجہ دلائی لیکن جہاں بنیادی طور پر یہ لوگ جنگ کے ہی خلاف ہوں ان کو جنگی قوانین کا ذکر ہی کہاں بھلا معلوم ہوتا ہے قصہ مختصر میرے جواب کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ میں جواب بھی کچھ انداز سے نہ دے سکا تھا۔

(باقی بر صفحہ ۱۶)

www.aaiil.org

مسیح اور مہدی کے ظہور سے قبل کی علامات

مخالفین اسلام کا اسلام پر حملہ
اور
مسلمانوں کا مقابلہ سے عجز اور علماء کی حالت زار

از:- مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری احمدیہ بلڈنگس لاہور

مخالفین اسلام کے اسلام پر حملہ کی پیشگوئی

آخری زمانہ کے متعلق ابوداؤد میں حضرت نبی کریم صلعم کی یہ پیشگوئی درج ہے عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلعم یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلۃ الی قصعتہا فقال قائل ومن قلۃ نحن یومئذ قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المھابۃ منکم ولیقذفن اللہ فی قلوبکم الوھن فقال قائل یارسول اللہ وما الوھن قال حب الدنیا وکراھیۃ الموت - یعنی ثوبان سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلعم نے وقت آتا ہے کہ قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے سے کھیر سے ہوئے ایک برتن پر کھانے کے حریص ٹوٹ پڑتے ہیں (قصعہ عربی زبان میں ایسے برتن کو کہتے ہیں جس میں کم از کم دس آدمیوں کی سیری کے لئے کھانا آ سکے) کسی شخص نے عرض کیا کیا ہم اس دن قلیل ہوں گے اور ہماری قلت تعداد کی وجہ سے ایسا ہوگا فرمایا نہیں بلکہ تم کثیر التعداد ہو گے لیکن تم اس جھاگ کی طرح ہو گے جو سیلاب میں پانی کے اوپر آ جاتی ہے اور اللہ تعالے تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت اور تمہارا رعب نکال لے گا اور تمہارے دلوں میں وھن ڈال دے گا عرض کیا گیا کہ وھن کیا چیز ہے یا رسول اللہ صلعم فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے کراہت -

چھ پیشگوئیاں

حدیث بالا چھ پیشگوئیوں پر مشتمل ہے :-

(۱) جس وقت یہ حدیث بیان کی گئی ہے وہ زمانہ مسلمانوں کی قوت کا زمانہ تھا اور حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ ان کی قوت میں دن بدن اضافہ ہوتا جائے گا یہاں تک کہ دوسری قومیں ان سے خائف اور لرزاں رہیں گی اور انہیں ان پر حملہ آور ہونے کی جرأت ہی نہ ہوگی نہ جنگی لحاظ سے اور نہ مذہبی لحاظ سے بلکہ وہ دونوں لحاظ سے مسلمانوں سے مرعوب رہیں گے گویا اس حدیث میں سب سے پہلے ضمناً مسلمانوں اور اسلام کے انتہائی عروج کی پیشگوئی بھی کی گئی ہے -

(۲) مسلمانوں کی ابتدائی زمانہ کی قلت کثرت سے بدل جائے گی -

(۳) ابتدائی زمانہ کی قلت مخالفین اسلام پر بھاری ہے اگرچہ وہ تعداد میں مسلمانوں کے مقابل اس قدر زیادہ ہیں کہ مسلمان آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں لیکن آخری زمانہ میں مسلمان گو اسلام کے ابتدائی زمانہ کی نسبت تعداد میں کثیر ہوں گے لیکن ان کی کثرت مخالفین اسلام کو مرعوب نہیں کر سکے گی -

(۴) اس کی وجہ یہ ہوگی کہ مسلمان قرآن کریم کی اس آیت کا مصداق بن جائیں گے :-

انزل من السماء ماءً فسالت اودیۃ بقدرھا فاحتمل السیل زبدًا رابیًا ومما یوقدون علیہ فی النار ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ کذالک یضرب اللہ الحق والباطل فاما الزبد فیذھب جفاءً واما ماینفع الناس فیمکث فی الارض کذالک یضرب اللہ الامثال (الرعد-ع ۲-)

حدیث میں مسلمانوں کے اس زوال کی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ اس جھاگ اور خس وخاشاک کی طرح ہوں گے جو سیل کے اوپر آ کر یونہی بہہ جاتی ہے اور اس قدر نکمی اور بے فائدہ ہوتی ہے کہ کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتی - مندرجہ بالا قرآنی آیت اس حدیث کی گویا تشریح ہے جس میں باطل کو سیل کی جھاگ سے تشبیہ دی گئی ہے اور بتلایا ہے کہ یہ جھاگ بیکار جاتی ہے اور نافع للناس نہیں ہوتی اور چونکہ یہ نافع نہیں ہوتی اس لئے اس کو زمین میں استقرار بھی حاصل نہیں ہو سکتا - اب حدیث مذکورہ بالا اور قرآنی آیت کے مضمونوں کو ملانے سے بجز اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ مسلمانوں کا وجود بالکل نکما اور بے فائدہ ہوگا لوگوں کے لئے وہ نفع رساں اور تسکین رساں نہیں ہوں گے نہ حاکم ہونے کے لحاظ سے ان میں وہ خوبیاں پائی جائیں گی جو دنیا کو خوشحال اور پُرامن رکھنے کی ضامن ہوتی ہیں اور نہ ہی مذہبی لحاظ سے ان عقائد صحیحہ کے حامل ہوں گے جو لوگوں کو اسلام کی طرف جذب کرنے کا ذریعہ بننے کی اہلیت رکھتے ہیں - بالفاظ دیگر وہ دنیاوی اور دینی دونوں اعتبار سے باطل کا دامن پکڑے ہوئے ہوں گے اور دونوں قسم کی اوصاف حمیدہ سے عاری ہوں گے لیکن آیت قرآنی ہمیں بتلاتی ہے کہ اسلام نافع للناس مذہب ہے جس کو دائمی استحکام اور استقرار حاصل ہے گویا یہ آیت نص ہے اس بات پر کہ اسلام کی حفاظت کے سامان ایسے اوقات میں ضرور ہوتے رہیں گے جن اوقات میں مسلمان اس حد تک بگڑ جائیں گے کہ وہ سیل کی خس وخاشاک کی مانند ہو جائیں گے، اب یہ بدیہی بات ہے کہ ایسے اوقات میں حفاظت اسلام کا ذریعہ صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ آیت استخلاف کے ماتحت کوئی مامور بحیثیت نائب رسول کھڑا کیا جائے اور اس پر مغز اسلام کا انکشاف کیا جائے تا وہ اسلام کی خوبیوں کو اس خوبصورتی سے بیان کر سکے جو لوگوں کے لئے جاذب ہوں -

(۵) - ان حالات کو دیکھ کر مخالفین اسلام کو ان پر ٹوٹ پڑنے کی جرأت ہو جائے گی ہر قوم دوسری قوم کو صوری طور پر نہیں تو معنوی طور پر مسلمانوں کی حکومتوں اور ان کے عقائد پر حملہ کرنے کی طرف دعوت دے رہی ہو گی اور یہ تمام مل کر ان کی املاک پر ان کی حکومتوں کو فتح کرنے کے ذریعہ اور ان کے افراد پر ان کے عقائد کو باطل ثابت کرنے کے ذریعہ قبضہ کرنے کی کوشش کر رہی ہوں گی دوسری احادیث میں آتا ہے کہ مسلمان اس وقت اپنے اعداء کے نرغہ میں اس شدت سے پھنسے ہوئے ہوں گے کہ اس سے نکلنے کی کوئی راہ انہیں نظر نہیں آئے گی - چنانچہ واقعات کی شہادت بالکل اس کے مطابق ہے حکومتیں بھی ایک ایک کر کے ان کے ہاتھ سے نکلتی چلی جا رہی تھیں اور ان کو واپس لینے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی اور ان کے عقائد پر جو شدید حملے ہو رہے تھے ان کو رد کرنے کی بھی ان میں طاقت نہ تھی کیونکہ وہ

www.aaiil.org

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے باطل عقائد تھے اور ان کے اپنے مسلمہ تھے اس لئے رد کرتے تو کس طرح کرتے اور جو رد یہ پیش کرتے تھے وہ اس قدر بودا اور کمزور ہوتے تھے کہ دوسروں کے تو کیا خود مسلمانوں کے دل بھی ان سے مطمئن نہ ہوتے تھے جس کے نتیجہ میں ارتداد کا بازار گرم ہوتا جا رہا تھا چنانچہ یہ واقع ہے کہ مسلمان دھڑا دھڑ عیسائی ہو رہے تھے۔ اور یہاں تک کہ ایک حدیث میں آتا ہے جس کو میں پہلے کسی قسط میں نقل کر چکا ہوں کہ اس وقت مسلمانوں میں ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو مخالفین اسلام پر حجت قائم کر سکے (حجج الکرامہ صفحہ ۴۰۵-۴۰۶) — فی الحقیقت ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو مخالفین اسلام کے اعتراضات کا معقول جواب دے سکے یہی وجہ تھی کہ ارتداد کی رو کو روکنا مسلمانوں کے بس کا روگ نہ تھا۔

اب دیکھ لو کہ حدیث کے ان الفاظ کی کہ قومیں اسلام پر ٹوٹ پڑیں گی واقعات کس طرح تصدیق کر رہے ہیں کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایک طرف یورپ کی تمام قومیں اسلامی حکومتوں پر ٹوٹ پڑیں اور ان پر آخر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئیں اور آج جو انہیں آزادی مل رہی ہے وہ محض امام الزمان کی دعاؤں کا نتیجہ ہے جس کی تفصیل انشاءاللہ اپنے موقعہ پر بیان کی جائے گی اور دوسری طرف ان کے مذہب پر کیا عیسائی کیا آریہ سماج والے، کیا برہمو سماج والے، کیا سکھ، کیا دہریہ کیا فلاسفر کیا بت پرست وغیرہ سب ہی حملہ نہ کر رہے تھے اور ان کے دفاع میں مسلمانوں کا عجز کیا نمایاں نہ تھا اور ان حملوں کا زور اگر ٹوٹا تو کیا حضرت امام الزمان کے علم کلام کے سوا کسی اور علم کلام سے بھی ٹوٹا شہادت میں ان تحریروں کا بغور مطالعہ کرو جو حضرت امام الزمان کی وفات کے بعد ان مسلمانوں کی طرف سے شائع ہوئیں جو احمدی نہ تھے مخالفین اسلام کا اسلام پر حملہ کرنے کا جو عالم پیش آنے والا تھا اس کا نقشہ مندرجہ ذیل حدیث میں قابل ملاحظہ ہے آنحضور صلعم فقہاء کی قلت، علم کے اٹھ جانے اور قرآن کے حلقوں کے نیچے نہ اترنے کا نقشہ کھینچنے کے بعد فرماتے ہیں پھر ایسا زمانہ آئے گا۔

یجادل المشرک باللہ المومن فی مثل ما یقول کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۲۵

یعنی مسلمانوں کی دین میں کمزوری کا یہ عالم ہوگا کہ مشرک ان لوگوں میں بھی ان کے مقابل اپنے عقائد کی برتری ثابت کرنے کی جرأت پیدا ہو جائے گی جیسا کہ جس زمانہ میں ہندوؤں میں نظر آتی تھی اسی دن مسلمانوں

کو مناظروں کے چیلنج دیئے جاتے تھے۔

(۶) مخالفین اسلام کے دلوں سے اگر ایک طرف مسلمانوں کے رعب و دبدبہ کے نکال لینے کی پیشگوئی ہے تو دوسری طرف خود مسلمانوں کے قلوب میں وھن پیدا کر دینے کی پیشگوئی اس حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ اور وھن کی تشریح حضرت رسول اکرم صلعم کی زبان مبارک سے یہ مروی ہے حب الدنیا وکراھیۃ الموت یعنے دنیا کی محبت اور موت سے کراہت اور یہ حقیقت ہے کہ مسلمان حضرت امام الزمان کی آمد سے قبل یعنے مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے قبل دنیا کی محبت میں ہی سرشار تھے اور یہ مرض قوم میں اس شدت سے سرایت کر چکا تھا کہ گردنیں زمین کی طرف اس قدر جھکی ہوئی تھیں کہ اوپر اٹھنے کا نام ہی نہ لیتی تھیں گویا ولکنہ اخلد الی الارض کا مصداق بنی ہوئی تھیں اور موت کا خوف دلوں پر مسلط نظر آتا تھا۔

قرآن کریم میں مومن کی شان

حدیث کی اس پیشگوئی اور واقعات کی تصدیق کو سامنے رکھکر مسلمان کی اس شان کو بھی ملاحظہ کیا جائے جو قرآن کریم میں اس کی بیان کی گئی ہے جہاں تک موت کا تعلق ہے اللہ تعالےٰ مسلمان کی شان میں یہ فرماتا ہے کہ وہ اپنا مال اور جان خدا کے سپرد کر دیتا ہے اس کا اپنا تصرف ان پر کچھ نہیں رہتا جس راہ میں اللہ تعالیٰ اسے ان کے لگا دینے کا حکم دیتا ہے اسی راہ میں وہ انہیں لگا دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ اور پھر وہ ہر وقت احدی الحسنیین کے حصول کا منتظر رہتا ہے یعنی خدا کی راہ میں شہادت کی نعمت یا دنیا میں کامرانی سے ہمکنار ہونے کی نعمت کو حاصل کرتے گا۔

دنیا کی حرص کی صفت اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں زندگی کو قربان کرنے اور موت سے بشرح صدر ہمکنار ہو جانے کی آرزو سے تہیدست ہونے کی صفت قرآن کریم میں یا تو یہود کی بیان کی گئی ہے یا مشرکین کو اس سے موصوف قرار دیا گیا ہے چنانچہ فرماتا ہے:-

قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوہ ابداً بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظلمین ولتجدنھم احرص الناس علیٰ حیوۃ ومن الذین اشرکوا یود احدھم لو یعمر الف سنۃ وما ھو بمزحزحہ من العذاب ان یعمر واللہ بصیر بما یعملون یعنے ان کو کہہ دو کہ اگر دار آخرۃ تمہارے ہی لئے ہے دوسرے لوگوں کو اس سے محروم کر دیا گیا ہے تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو لیکن یہ لوگ اپنے اعمال بد سے خوب واقف ہیں اس لئے موت سے ڈرتے ہیں اس لئے اس کی تمنا ہرگز نہیں کر سکیں گے اللہ تعالےٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے تو ضرور ان کو پائے گا دنیاوی زندگی پر سب لوگوں سے زیادہ حریص اسی طرح مشرک بھی یہی خواہش رکھتا ہے کہ کاش اسے ہزار برس کی عمر مل جائے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ اگر ہزار برس تک بھی اس کی عمر کو لمبا کر دیا جائے تب بھی وہ اس عذاب سے تو نہیں بچ سکتا جو اس کے اعمال بد کے نتیجہ میں اسے ملنے والا ہے اور جس کے خوف سے ہی وہ لمبی عمر کا متمنی ہے کیونکہ خدا تو اس کے اعمال کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔ آیت مندرجہ بالا کے الفاظ ولن یتمنوہ ابداً بما قدمت ایدیھم صاف بتلا رہے ہیں کہ موت سے کراہت کا باعث درحقیقت انسان کی بداعمالیاں ہیں اب حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ مسلمان موت سے کراہت کریں گے اس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کے اعمال اچھے نہیں رہیں گے اور ان کے اعمال بد ہی ان کے دلوں میں موت سے نفرت پیدا کرنے کا موجب ہوں گے

دنیا کی محبت سے لبریز دل بھی قرآن کریم میں انہی لوگوں کے بتلائے گئے ہیں جو اسلام کی صداقتوں سے دور پڑے ہوئے ہیں چنانچہ ایسے لوگوں کے متعلق ہی یہ الفاظ قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں ان ھؤلاء یحبون العاجلۃ ویذرون وراءھم یوما ثقیلا پھر فرماتا ہے قد افلح من تزکیٰ وذکر اسم ربہ فصلیٰ بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقیٰ حدیث میں جو یہ پیشگوئی ہے کہ حب الدنیا مسلمانوں پر مسلط ہو گی قرآن کریم کی ان دونوں آیتوں کو ساتھ ملا کر حدیث کے یہ معنے ہوں گے کہ حب الدنیا کے تسلط کا باعث ایک تو یہ ہوگا کہ آخرت پر ایمان کم ہو جائے گا اور دوسری آیت بتلا رہی ہے کہ تزکیہ نفس کی طرف توجہ نہیں رہے گی اللہ کے ذکر سے قلوب غافل ہو جائیں گے یہی وجہ نمازوں کی طرف سے غفلت میں کام لیا جا رہا ہوگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آخرت پر ایمان میں ضعف پیدا ہو جائے گا گویا بالفاظ دیگر مسلمان اس زمانہ میں گو بظاہر مسلمان ہی ہوں گے لیکن عملاً ان کے دل ان لوگوں کے دلوں سے مشابہ ہو جائیں گے جو بظاہر بھی اسلام کی صداقتوں سے دور پڑے ہوئے ہیں اور یہی وقت مجدد کی آمد کا ہوتا ہے گویا یہ حدیث اشارۃ النص کے طور پر مجدد کی آمد کی پیشگوئی پر بھی مشتمل ہے اور محض مجدد کی پیشگوئی پر نہیں بلکہ عظیم الشان مجدد کی پیشگوئی پر مشتمل ہے۔

کیا اسلام دشمنوں کے حملہ سے مٹ سکتا ہے

قرآن کریم میں ایک طرف تو مسلمانوں کو حزب اللہ

قرار دے کر ان کی شان میں فرمایا گیا ہے:- اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون (مجادلہ) ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون (مائدہ ع ۸) - اللہ اور اس کے رسول اور حقیقی مومنوں سے تعلق رکھنے والے لوگ حزب اللہ ہوتے ہیں اور ان کے متعلق یہی مقدر ہے کہ وہ مقصد کو حاصل کریں اور اپنے مخالفین پر غالب رہیں اور دوسری طرف اسلام کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ وہ ایک نور ہے جو کبھی نہیں بجھے گا اس کی روشنی دائمی طور پر دلوں کو منور کرتی رہے گی جیسا کہ سورۃ توبہ ع ۵ میں فرماتا ہے:- یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون یا ایھا الذین امنوا ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ -

مخالفین اسلام خصوصاً عیسائی قومیں چاہتی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے اس نور کو جو اسلام کی شکل میں نازل ہوا ہے اپنے موہنوں کی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن خدا کا حتمی فیصلہ یہی ہے کہ وہ اس نور کو کبھی بجھنے نہیں دے گا بلکہ اسکو مکمل کرے گا تا یہ ہمیشہ اپنی چمک دکھلاتا رہے کافر لوگ اس کے زیر کرنے کے لئے کتنا ہی زور لگائیں اور اس کے غلبہ کو کتنا ہی ناپسند کریں یہ نور ہمیشہ اپنا کمال دکھلاتا ہی رہے گا کیونکہ وہ قادر خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے تا وہ اسکو تمام ادیان پر غالب کر کے دکھلائے مشرک خواہ کتنا ہی اسے ناپسند کریں لیے ایمان کا دعوےٰ کرنے والو احبار اور رھبان تک ہی اپنے اعتماد کو محدود نہ کرو بعض احبار اور رھبان بھی لوگوں کے اموال کو ناجائز طور پر کھاتے رہتے ہیں اور بجائے دین حق کی طرف رہنمائی کرنے کے خدا کے سیدھے راستے سے روکنے کا موجب بن جاتے ہیں اس لئے انہی پر بھروسہ مت کرو بلکہ اپنی عقلوں سے بھی کام لو اور صداقت کو سمجھنے کی خود اپنے اندر اہلیت پیدا کرو۔

قرآن کریم کی اور احادیث کی پیشگوئی کا مقابلہ

اب قرآن کریم تو ہم مسلمانوں کو تسلی دیتا ہے کہ اسلام یعلو ولا یعلیٰ یعنے اسلام کو ہمیشہ غلبہ ہی نصیب رہے گا اور وہ کبھی بھی مغلوب نہیں ہوگا اور احادیث ہمیں بتلاتی ہیں کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ مسلمان مخالفین اسلام کے حملہ کے سامنے مقابلہ سے بالکل عاجز ہوں گے اور ایک بھی اُن پر حجت تمام نہیں کر سکے گا نہ قرآن جھوٹا ہو سکتا ہے اور نہ ہی حدیث کی پیشگوئی باطل ہو سکتی ہے حدیث کی پیشگوئی کو تو واقعات نے بھی صحیح ثابت کر دیا ہے اس لئے اس کا انکار تو ہو نہیں سکتا اب ہمیں قرآن کریم کے وعدہ کی طرف دیکھنا ہے کہ اس کا بھی ایفا ہوا ہے یا نہیں سو میں قارئین کرام کو بشارت دیتا ہوں کہ اس کا بھی ایفا ہو گیا ہے۔

قرآن کریم کے الفاظ ہمیں صاف بتلاتے ہیں کہ جب کبھی مخالفین اسلام اس کے نور کو بجھانے کی سعی کریں گے تو اللہ تعالےٰ اپنے رسول کو بھیجے گا جو اس کے ہادی اور دین برحق اور کامل نور ہونے کو مکمل طور پر ثابت کر دے گا اب یہ بات واضح ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے اس دنیا میں اپنے جسم عنصری کے ساتھ تو ہمیشہ کے لئے نہیں رہنا تھا پس آپ کا آنا بروزی رنگ میں ہی ہو سکتا ہے یعنے آپ کے خلفاء پیدا ہوتے رہیں گے جو آنحضور صلعم کے روحانی انوار سے منور ہو کر اسلام کو زندہ ثابت کرتے رہیں گے اور تمام ادیان پر اس کے غلبہ کے متعلق اتمام حجت کر کے ان کے مردہ ہونے کا ثبوت بہم پہنچاتے رہیں گے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عام علماء اس کام کو کرتے رہیں گے مامور کے آنے کی کیا ضرورت ہے لیکن قرآن کریم نے اس آیت میں مسلمانوں کو احبار اور رہبان سے مایوس کرا دیا ہے یہ کہکر کہ ایسے وقت میں یہ گروہ بھی بجائے ہدایت دینے کے قوم کو گمراہی کی طرف لے جانے کا موجب ہوگا کیونکہ ان کی اپنی عملی حالت درست نہیں ہوگی تفصیل انشاء اللہ علماء کی حالت کا مکمل نقشہ احادیث سے پیش کرتے وقت بتلائی جائے گی۔

اب جبکہ علماء کی یہ حالت ہے تو بجز مامور کے اور کون اس کام کو کر سکتا ہے سو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس زمانہ میں جبکہ اسلام پر چاروں طرف سے حملہ ہو رہا تھا اپنے مامور کو مسیح موعود اور مہدی معہود کے لقب سے ملقب کر کے مبعوث کر دیا تا وہ اسلام کو تمام دیگر ادیان پر ہر پہلو سے غالب کر کے دکھلائے سو وہ مامور آ گیا جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس نے اس کام کو نہایت خوبی کے ساتھ سرانجام دیا جس کی نظیر تیرہ سو برس میں نہیں ملتی جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب آف بٹالہ کی شہادت سے ثابت ہے اور اس طرح آپ کی وفات کے بعد دوسرے اہل قلم و اہل علم اصحاب کی شہادت سے ثابت ہے۔

آخری زمانہ کے اکثر علماء کی بدترین صفات

اگر قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت احبار اور رھبان کی تقلید سے دور رہنے کی مسلمانوں کو تلقین کر رہی ہے تو احادیث نبویہ بھی ان کا کچھ اچھا نقشہ پیش نہیں کر رہی ہیں کہیں تو ان کو دعاۃ الضلالۃ یعنی گمراہی کی طرف بلانے والے قرار دیا گیا ہے اور کہیں انہیں الائمۃ المضلون یعنے گمراہ کرنے والے امام کا لقب عطا کیا گیا ہے اور کہیں انہیں الانتنون کے نام سے پکارا گیا ہے یعنی سخت بدبودار لوگ اور کہیں انہیں فسقۃ یعنے خدا کے نافرمان کے خطاب سے مخاطب کیا گیا ہے اور کہیں انہیں قردۃ وخنازیر سے تشبیہ دی گئی ہے اور کہیں انہیں نمازوں کی امامت کا نااہل ٹھہرایا گیا ہے اور کہیں انہیں علم کو ضائع کرنے والے بتلایا گیا ہے اور کہیں ان کی وصف میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مخالفین اسلام پر اتمام حجت کرنے میں ناکام رہیں گے اور ان کے اعتراضات کے جوابات دینے میں عاجز ہوں گے جو وہ اسلام پر کریں گے اور کہیں ان کی شان میں یہ وارد ہوا ہے کہ یہ دین کا علم محض دنیا کمانے کے لئے سیکھیں گے غرضیکہ تمام احادیث بالعموم آخری زمانہ کے علماء کی مذمت میں ہی وارد ہوئی ہیں ایک حدیث بھی ان کی تعریف میں نظر نہیں آتی الا ماشاء اللہ۔

قوم کی حالت کس طرح درست رہ سکتی ہے

اور یہ بدیہی بات ہے کہ قوم کے علماء ہی قوم کی حالت کو درست رکھ سکتے ہیں اور وہی ان کو تقوےٰ کی راہ پر گامزن رکھنے میں ممد ہو سکتے ہیں اور گمراہی سے بچانے اور صراط مستقیم پر قائم رکھنے کی ذمہ داری لے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ خود اس آیت کے مصداق ہوں، انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنے علماء ہی اللہ تعالےٰ کی خشیت کے حامل ہوتے ہیں ایسے ہی علماء کے لئے حدیث نبوی میں آیا ہے العلماء ورثۃ الانبیاء اور ایسے ہی علماء کے متعلق آنحضور صلعم نے فرمایا ہے علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل لیکن جب کسی قوم کے علماء کی اکثریت ہی خراب ہو جائے اور انہی کے دلوں میں فساد پیدا ہو جائے اور خشیۃ اللہ کا پرندہ ان کے قلوب سے پرواز کر جائے اور ان کے ایمان باللہ اور ایمان بالقرآن اور ایمان بالرسول میں نمایاں ضعف رونما ہو جائے لوبہ دنیا کی محبت اور مال و دولت کے جمع کرنے کی حرص ان پر اپنا تسلط جما لے تو پھر اس قوم کی اخلاقی اور روحانی حالت میں جس قدر کمزوری پیدا ہو سکتی ہے اس کا تصور ہر عقلمند خود ہی کر سکتا ہے احادیث میں مسلمانوں کی گراوٹ کا جو نقشہ پیش کیا گیا ہے اور جس کا ذکر میں گذشتہ قسط میں کر چکا ہوں اس کا باعث بھی درحقیقت علماء کی اکثریت کی ابتر حالت نے ہی ہونا تھا بات یہ ہے کہ عوام کی مثال تو جسد کی ہوتی ہے اور علماء کی مثال قلب کی ہوتی ہے اور حدیث نبوی میں وارد ہے کہ اذا صلح صلح الجسد کلہ واذا فسد فسد الجسد کلہ یعنی اگر قلب درست رہے تو تمام جسم درست رہتا ہے اور اگر قلب میں بگاڑ پیدا ہو جائے

www.aaiil.org

تو سارا جسم ہی بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے۔

قوم کے نگران کون لوگ ہیں اور ان کی شان

پس علماء کے بگڑنے سے افراد قوم کا بگڑنا لازمی امر ہے۔ قرآن کریم نے نبیوں کے بعد حقیقی علماء کو ہی قوموں کا نگران قرار دیا ہے اور انکو درست رکھنے کی ذمہ داری انہی پر ہی ڈالی ہے جیسا کہ فرماتا ہے:- انا انزلنا التورٰة فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیه شھداء۔ اس آیت میں علماء کو ربانی اور احبار یعنی باطنی و ظاہری علماء میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور دونوں کے سپرد کتاب کی حفاظت کا کام کیا گیا ہے اور دونوں کو ہی قوم کا نگران قرار دیا گیا ہے المائدہ ع۔ پھر آل عمران ع۲ میں فرمایا شھد اللہ انه لا الٰه الا ھو والملٰئکة واولوا العلم قائما بالقسط لا الٰه الا ھو العزیز الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید پر شہادت دینے والے اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کے بعد علم والے لوگ ہی ہیں اور وہ انصاف کو قائم کرنے والے ہوتے ہیں وہی ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دین حقیقی اسلام ہی ہے پھر اسی قسم کے علماء کی اسی سورۃ کے پہلے رکوع میں ہی یہ شان مذکور ہے والراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمة انك انت الوھاب ربنا انك جامع الناس لیوم لا ریب فیه ان اللہ لا یخلف المیعاد۔

اس آیت میں ایسے علماء کو ہی راسخ فی العلم قرار دیا گیا ہے جن کو قرآن کریم کی محکم اور متشابہ آیات میں تطبیق دینے کی اہلیت رکھنے والے اور ان کے مغز کو سمجھنے والے ٹھہرایا گیا ہے علمی حالت سے بڑھکر ان کی عملی حالت کی تعریف ... کی گئی ہے یعنے اللہ تعالیٰ پر انکے کامل ایمان کی صفت اور اس کی معرفت تامہ کی وصف سے موصوف ہونا بیان کیا گیا ہے جیسا کہ ان کی دعا سے واضح ہے اسی طرح آخرۃ پر ان کے یقین کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور یہی وہ صفات ہیں .... جو حقیقی عالم کے اندر ہونی چاہئیں اور انہی کی وجہ سے سورۃ مائدہ میں علماء کو شہداء علی الناس قرار دیا گیا ہے اور کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے اور کتاب اللہ کی حفاظت کا تقاضا ہے کہ اس کے مطالب اور اس کے مغز کو محفوظ کیا جائے اور قوم سے اس پر عمل کروایا جائے

مامور علماء

پھر سورہ سجدۃ ع۳ میں فرمایا ولقد اتینا موسیٰ الکتاب فلا تکن فی مریة من لقائه وجعلناه ھدی لبنی اسرائیل وجعلنا منھم ائمة یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون۔ یعنے ہم نے موسےٰ کو کتاب دی تھی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا تھا تم بھی ایسی کتاب کے ملنے سے شک میں نہ ہونا یعنے تم کو بھی یقیناً ایسی کتاب ملے گی جو تمہاری قوم کے لئے جو ساری دنیا ہے ہدایت کا کام دے گی اور انہی میں سے ہم نے ایسے امام بھی بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے جبکہ انہوں نے اپنے آپکو الٰہی منہیات سے روکے رکھا اور خدا کے اوامر کی تعمیل کرتے رہے اور ہماری آیات کے متعلق ان کے دل یقین سے لبریز تھے پہلی آیات میں تو غیر مامور علماء ربانی کا ذکر تھا۔ لیکن اس آیت میں مامور ربانی علماء کا ذکر ہے اور یہ اشارہ ہے اُن محدثین اور مجددین کی طرف جو خدا کی طرف سے مبعوث کئے جاتے ہیں اور جن کا ذکر حدیث نبویؐ میں بھی موجود ہے یعنے پہلی امتوں میں بھی محدث ہوتے رہے ہیں اور تمہاری امت میں بھی ہوں گے اور محدث وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ مکالمہ مخاطبہ کا شرف تو عطا کرتا ہے لیکن وہ نبی نہیں ہوتے یعنی وہ کوئی نئی ہدایت نہیں لاتے بلکہ خود بھی اپنے نبی کی لائی ہوئی ہدایت پر عمل کرتے ہیں جیسا کہ الفاظ لما صبروا ... رہے ہیں ... اور دوسروں سے بھی اسی ہدایت پر عمل کرواتے ہیں اور یہ علماء محض نام کے ہی علماء نہیں ہوتے اور نہ ہی محض رسمی طور پر دعوت الی الحق کرتے ہیں بلکہ ان کے اپنے دل بھی یقین سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور کتاب اللہ کی آیات کے منجانب اللہ ہونے پر ان کو کامل بصیرت حاصل ہوتی ہے پس اس آیت میں حضرت نبی کریم صلعم کو بھی بشارت دی گئی ہے کہ ایسے آئمہ آپ کی امت کو بھی دیئے جائیں گے جو قرآن کریم اور اسلام کی طرف مسلمانوں کو بھی اور دوسرے لوگوں کو بھی آیت قل ھذه سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرة انا ومن اتبعنی کا مصداق بن کر بصیرۃ کی بناء پر دعوت دیں گے اور وہ مامور من اللہ ہوں گے۔

غیر انبیاء کے مامور ہونے کی وجہ اور نبی کریم صلعم اور دیگر انبیاء میں فرق

اور چونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے اس لئے اس امت میں اب بوقت ضرورت صرف ایسے مامور ہی مبعوث کئے جائیں گے جو رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء کا مصداق ہوں گے یعنی اللہ تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ سے تو مشرف ہوں گے لیکن نبی نہیں ہوا کریں گے کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کامل نبی ہیں ان کی روحانی تاثیریں اس قدر کامل ہیں کہ وہ اپنی ذات میں ہی مستقل طور پر تاقیامت فیض رساں رہیں گی آپ کو کسی نبی اور اس کی ہدایت کی مدد کی ضرورت نہیں ہوگی پہلے انبیاء چونکہ انتہائی کمال کو نہیں پہنچے ہوئے تھے اور نہ ہی ان کی لائی ہوئی ہدایتوں نے کمال کے تمام مدارج طے کئے ہوئے تھے اس لئے انہیں دیگر انبیاء کی مدد کی ضرورت رہتی تھی ....

...... اس لئے ان کی زندگی میں بھی اور زندگی کے بعد بھی ان کی امتوں میں دیگر انبیاء مبعوث ہوتے رہے جن کی روحانی تاثیریں اور جن کی لائی ہوئی ہدایتیں بانی نبی کی روحانی تاثیروں اور اس کی لائی ہوئی ہدایت کے ساتھ مل کر قوم کی روحانی تربیت کے فرض کو سرانجام دیتی رہیں اس لئے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ یا ان کے بعد ان کی قوم میں نبی آتے رہے ہیں نبی کریم صلعم کے بعد بھی ان کی امت میں اگر نبی آجائے تو کیا حرج ہے وہ خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں انہوں نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا اس لئے ٹھوکر کھائی ہے حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت موسےٰ کی مثال ایسی ہے کہ ایک کمرہ کو روشن کرنے کے لئے اگر ایک سو واٹ کے بلب کی ضرورت ہے اور ہمارے پاس ۹۰ واٹ کا بلب ہے تو اس کے ساتھ ہمیں ۱۰ واٹ کا ایک بلب استعمال کرنا ہوگا لیکن اگر پورے ۱۰۰ واٹ کا بلب ہمارے پاس موجود ہے تو دوسرے ۱۰ واٹ بلب کی ضرورت پیش نہیں آئے گی یہی فرق دونوں نبیوں میں ہے حضرت موسےٰ تو ۹۰ واٹ والے بلب کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے ان کی قوم کی روحانی تربیت کے لئے آن کے ساتھ ہمیشہ ۱۰ واٹ کے بلب کی ضرورت پیش آتی رہی لیکن حضرت نبی کریم صلعم کی حیثیت سو واٹ والے بلب کی ہے ان کے ساتھ آن کی امت کے دلوں کو روشن کرنے کے لئے کسی دیگر بلب کی ضرورت پیش آ ہی نہیں سکتی ورنہ قرآن کریم کا دعوےٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی باطل ہو جاتا اور خاتم النبیین کا لقب بھی بے سود ثابت ہوتا یہی حال حضرت موسےٰ سے قبل کے انبیاء علیہم السلام کا ہے۔

قرآن کریم کی ایک آیت کا صحیح مفہوم

اسجگہ قرآن کریم کی ایک آیت کا صحیح مفہوم بھی بتلا دینا ضروری ہے کیونکہ اس کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو غلطی لگتی ہے جس کی بناء پر وہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو حضرت نبی کریم صلعم کی طرح کا کامل نبی قرار دیتے ہیں اور وہ آیت یہ ہے ثم اتینا موسی الکتاب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیئ وھدی ورحمة لعلھم بلقاء ربھم یؤمنون (الانعام ع ...) اس آیت میں تماما علی الذی احسن کا ...

غلطی سے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو قرار دیا جاتا ہے حالانکہ یہ درست نہیں اس لئے کہ یہ معنی قرآن کریم کی ان تمام آیات کے خلاف ہیں جن میں قرآن کریم کو کامل کتاب قرار دیا گیا ہے اور کوئی مسلمان بھی اس بات کا قائل نہیں کہ قرآنی آیات کے مطالب باہمی طور پر ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً اس پر نص صریح ہے اور اگر کہیں دو آیتوں کے مضمون میں بظاہر اختلاف نظر بھی آتا ہو تو اس کے دور کرنے کا طریق بھی خود قرآن کریم نے ہی بتلا دیا ہے یعنی متشابہ آیت کو محکم کے ماتحت کرلو اختلاف فوراً دور ہوجائے گا یعنی اگر ایک آیت کے ایک سے زائد معنی ہوسکتے ہیں اور کوئی دوسری آیت صرف ایک ہی معنی پر مشتمل ہے دوسرے کسی معنی کا اس میں احتمال نہیں تو ایک سے زاید معنی والی آیت کے وہ معنی لے لو جو محکم آیات کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں اور جو اس کے خلاف ہوں انہیں چھوڑ دو یہ مفہوم ہے متشابہ کو محکم کے ماتحت کرنے کا۔

آیت مذکورہ کے حل کے لئے دو اصل

اب اس اصل کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تو قرآن کریم کی نص صریح ہے کہ دین حضرت نبی کریم صلعم پر آکر کامل ہوا ہے اور نعمت الٰہی آنحضور صلعم کے وجود میں ہی آکر اپنے انتہاء کو پہنچی ہے اس لئے قرآن کریم کے کسی لفظ سے اگر ذہن کسی اور کے کامل ہونے یا اس کی لائی ہوئی کتاب کے انتہائی کمال تک پہنچنے کی طرف منتقل ہوتا ہو تو یہ انتقال ذہنی یقیناً درست نہیں ہوگا اور اگر ..... اس آیت کے عربی زبان کے لحاظ سے اور معنے ہو سکتے ہیں جو قرآن کریم کے کامل ہونے کی نص کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں تو اس آیت کے وہ معنی صحیح اور قابل قبول ہوں گے۔

پس الفاظ تماماً علی الذی احسن کی اصل حقیقت تک پہنچنے کے لئے ایک تو مندرجہ بالا اصل کو مدنظر رکھنا ضروری ہے اور دوسرے اس اصل کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کے لئے بطور تمہید کے تھی اور وہ نبوت کی عمارت کی تکمیل کے لئے بطور ایک ایک اینٹ کے تھے تکمیل اس عمارت کی حضرت نبی کریم صلعم کے وجود سے ہونی تھی اس لئے انبیاء سابقین میں سے ہر نبی کے متعلق یہ کہا جاسکتا تھا کہ اس کو جو کتاب دی گئی ہے اور جس نبوت سے اسکو نوازا گیا ہے وہ صرف اس غرض کے لئے ہے کہ یہ اس کامل نبی کے لئے بطور تمہید کام دے جس کے وجود میں اس نعمت الٰہی نے جاکر مکمل ہونا ہے اور اس تمہید کی ضرورت بھی اس لئے پیش آئی کہ قوموں میں ابھی اتحاد کے پیدا ہونے کی صورت وجود میں نہ آئی تھی جس کی بناء حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں پڑ گئی تھی اس لئے کامل ہدایت اور کامل نبی کی ضرورت پیش آگئی حضرت موسےٰ علیہ السلام

چونکہ اس سلسلہ کی آخری کڑی تھے اس لئے ان کو کتاب دے کر اللہ تعالےٰ نے واضح الفاظ میں یہ فرمادیا کہ یہ ہدایت نامہ اس لئے انہیں دیا گیا ہے تا اس کے بعد اب الٰہی ہدایات کو اس شخص پر مکمل کردیا جائے جو دنیا کا حقیقی اور کامل محسن ہوگا اور تا دنیا کے لئے ہر روحانی اور مادی امر کو تفصیل سے بیان کردیا جائے جس پر اُن کی ترقی اور خوشحالی کا دارومدار ہے اور تا یہ ہمیشہ کے لئے ہدایت اور رحمت ثابت ہوتی رہے اور تا یہ لقاء اللہ پر ہمیشہ کے لئے ایمان اور یقین پیدا کرتی رہے اور یہی وہ صفات ہیں جو قرآن کریم کے متعلق دوسری آیات میں واضح طور پر بیان کی گئیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد معاً فرمایا وھذا کتاب انزلناہ مبارک فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون یعنی یہی وہ کتاب ہے جو ہماری طرف سے نازل کی گئی ہے اور جس کا ذکر تماماً علی الذی احسن اور تفصیلاً لکل شئی وغیرہ الفاظ میں کیا گیا ہے اور یہی کتاب مبارک ہونے کی وجہ سے تمام خوبیوں اور کمالات کو اپنے اندر جمع رکھتی ہے اور یہی اب اس قابل ہے کہ اس کی تم اتباع کرو اور اسی کو اپنے نفوس کی اصلاح کا ذریعہ بناؤ اور اب اسی ہی کی پیروی سے تم اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کے وارث بن سکتے ہو۔ اسکی موجودگی میں اب کسی اور کتاب کی پیروی کی ضرورت نہیں کیونکہ دیگر تمام کتب اب نہ تو تمہارے نفوس کی اس حد تک اصلاح کرسکتی ہیں کہ وہ کامل الٰہی رحمتوں کا تمہیں وارث بنا سکیں۔ پس تماماً علی الذی احسن اور اس کے بعد کی صفات کا مورد حضرت نبی کریم صلعم ہیں نہ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور یہ معنے دوسری قرآنی نص کے عین مطابق ہیں اور یہی معنی اس اختلاف کو دور کردیتے ہیں جو بظاہر دونوں آیتوں میں نظر آتا ہے اگر ان الفاظ کا مورد حضرت موسےٰ کو قرار دیا جائے پس متشابہ محکم کے ماتحت آکر سارے قرآن کو کتاب احکمت آیاتہ کا مصداق ثابت کردیتی ہے اس معنی پر ایک اعتراض کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ کہ تماماً مفعول لہٗ ہے اور مفعول لہٗ میں زمانہ کا اتحاد ضروری ہے لیکن حضرت موسےٰ کو کتاب دینے کا زمانہ اور حضرت نبی کریم صلعم پر اتمام نعمت کا زمانہ ایک نہیں ایسے معترضین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کا یہ خیال درست نہیں محقق نحویوں نے اس خیال کی تردید کی ہے اور صاف لکھا ہے کہ زمانہ کے ایک ہونے کی شرط غلط ہے مفعول لہٗ کیلئے زمانہ کا ایک ہونا ضروری نہیں۔

اس امر کا ذکر اگرچہ ضمنی طور پر آگیا تھا اور قدرے طویل بھی ہوگیا ہے لیکن اس کے تذکرہ کے بغیر میرا استدلال بھی نامکمل رہتا تھا اور جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کے ہم خیال دوستوں اور اہل بہائ کی غلط فہمیاں اس کے ذکر کے بغیر دور نہیں ہوسکتی تھیں۔

انشاء اللہ آیندہ قسط میں اس کے بعد ان احادیث کا ذکر کیا جائے گا جو علما کی اس غلطی کا نقشہ پیش کررہی ہیں جن کا ذکر میں نے مضمون کے شروع میں کیا ہے۔

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دارالشفاء

کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے:-

نام	روپیہ	آنہ	پائی
شیخ ظفر علی لاہور۔	100	—	•
سید احسان علی ڈھاکہ۔	50	—	•
ڈاکٹر امین اکبر خاں برما۔	25	—	•
عبدالرحمان ناظر لاہور۔	12	—	—
ڈاکٹر اعظم فاضل افریقہ۔	[illegible]	—	—
رحمت اللہ سلیم ملتان۔	10	—	—
مرزا مظفر بیگ ساطع لائلپور۔	7	—	—
پروفیسر عبدالسلام لاہور۔	5	•	—
شیخ اللہ بخش بدوملی۔	5	—	—
محمد خلیل احمد لاہور	5	•	—
مرزا مسعود بیگ لاہور	5	—	—
شیخ محمد عبداللہ ہارون آباد۔	5	—	—
میاں محمد صادق لاہور	5	—	—
شیخ فاروق احمد بدھوکہ ملتان	4	—	—
محمد ظفر ملتان۔	3	—	•
شیخ فضل الرحمن چھنڈر۔	2	—	•
چوہدری محمد شریف لاہور۔	2	—	•
اہلیہ جناب انوری بیگم مرحومہ۔	2	—	—
محمد افضل خان کراچی۔	2	—	—
چوہدری عبدالحمید صاحب۔	2	—	•
منشی فیض محمد قاضی احمد۔	2	—	•
محمد طفیل چیمہ ” ”۔	2	—	—
شیخ عبدالرحمان مصری۔ لاہور۔	1	—	•
شوکت حمید ملتان۔	1	—	•
عملہ دفاتر لاہور۔	7	12	—
مختلف احباب	6	10	—
میزان:-	[illegible]	[illegible]	—

اگست، ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۰ء میں استفادہ کرنے والے مریضوں کی تعداد ۱۰۶۵ اپنے عطیہ جات ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:-

شیخ محمد حسین آنریری مہتمم دارالشفاء
احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

مختلف مقامات پر لیکچروں کا سلسلہ - اسپرنٹو زبان میں تقریر - اسلامی عقائد پر رسالہ کی اشاعت

غلام احمد صاحب بشیر مبلغ ہالینڈ

مکرم و محترم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ اور دیگر برادران ملت خیریت سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں پر بھی خیریت ہے اور مشن کا کام باقاعدہ جاری ہے۔ اکتوبر کے دوران میں ہم نے ہالینڈ کے پانچ مقامات پر سات جلسہ جات منعقد کئے۔ ہر جلسہ کا اشتہار مقامی اخباروں میں دیا جاتا رہا اور جان پہچان والوں کو دعوت نامہ کے ذریعہ جلسہ کے انعقاد کی خبر دی جاتی رہی۔ اکتوبر - نومبر اور دسمبر کے ایک یکجائی پروگرام شائع کر کے مختلف احباب کو روانہ کیا گیا۔ ہالینڈ کے مشہور اخبارات اور عیسائی پادریوں وغیرہ کو بھی بھیجا گیا۔ بعض اخباروں میں اس کے متعلق مختصر سے نوٹ بھی چھپے۔ ان جلسوں کی تفصیل ہدیہ ناظرین پیغام صلح درج ذیل کی جاتی ہے:-

(۱)- ایک جلسہ ۱۵ر اکتوبر کو ہیگ میں کیا گیا جس میں تقریر کے لئے ایک دوست انجنیئر لانس دو ریپ کو موقعہ دیا گیا۔ یہ دوست دیر سے ہمارے واقف ہیں اور عربی زبان بھی کچھ جانتے ہیں کچھ عرصہ سے قرآن مجید کا خاص طور پر مطالعہ کر رہے ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں قرآن مجید کے متعلق بہت ہی اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ تقریر کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ بہت سے احباب نے تبادلہ خیالات میں حصہ لیا۔ مقرر کے جوابات کے علاوہ خاکسار بھی موقعہ کے مطابق جوابات میں حصہ لیتا رہا۔ حاضرین میں سے بعض عیسائی ذرا ترشی سے باتیں کرتے تھے جنہیں نرمی سے جوابات دیئے گئے۔ اور عرض کی گئی کہ اگر وہ اپنے عقائد کے متعلق ہمارے جلسہ میں تقریر کرنا چاہیں تو دوسرے موقعہ پر کر سکتے ہیں چنانچہ اُن میں سے ایک نے اپنا پتہ لکھوایا۔ جن کے ساتھ بعد میں خط و کتابت کی جائے گی۔ جلسہ کے اختتام پر تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اُن سے درخواست کی کہ بہتر ہوگا اگر وہ آئندہ مواقع پر عیسائی اخلاق کا صحیح نمونہ پیش کریں تاکہ لامذہب لوگ اس سے متاثر ہوں۔

(۲)- دوسرا جلسہ ہم نے گیارہ اکتوبر کو ایمسٹرڈم میں منعقد کیا۔ موسم کی خرابی کی وجہ سے اگرچہ حاضری زیادہ نہ تھی مگر جو لوگ حاضر تھے وہ بہت سنجیدہ مزاج اور اسلام میں دلچسپی رکھنے والے تھے۔ چنانچہ دو گھنٹہ تک خاکسار ان کے ساتھ دوستانہ طور پر تبادلۂ خیالات کرتا رہا۔

(۳) تیسرا جلسہ روٹرڈم میں منعقد کیا گیا جس میں برادرم عبداللہ فان اونک نے "اسلام اور یورپین" کے موضوع پر بہت دلچسپ تقریر کی۔ آپ نے اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے کہ اسلام مشرقی لوگوں کے لئے ہے اور عیسائیت مغربی اقوام کے لئے۔ کیونکہ عیسائیت بھی مشرق سے ہی آئی ہے۔ حضرت مسیح کا تعلق کسی یورپین ملک سے تو نہیں تھا۔ پھر آپ نے بتلایا کہ اگر غور کیا جائے تو اسلام کی تعلیم اہل مغرب کے دماغی رجحان کے زیادہ موافق ہے بہ نسبت عیسائی عقائد کے۔ ہر مغربی انسان جو مذہب کو عقل و دانش کی کسوٹی پر پرکھنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے عیسائی عقائد پر ایمان لانا صرف اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ عقل کو مذہب میں دخل دیئے بغیر مذہب کو مان لے۔ مگر اسلام کی تعلیم پر جو بھی غور و خوض کرے گا اسے عقل اور مذہب میں کوئی تضاد نظر نہیں آئے گا۔ وقفہ کے بعد حاضرین کے ساتھ ڈیڑھ گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا جو بہت دلچسپ تھا۔

(۴) چوتھا جلسہ اوترخت کے مقام پر منعقد کیا گیا جس کا اعلان اخبار میں اشتہار کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ اس جگہ کے دو (۱۴ر اکتوبر) دو مشہور اخباروں میں خبر بھی شائع ہوئی تھی۔ مگر چونکہ اس جگہ ہمارا پہلا جلسہ تھا اس لئے حاضری زیادہ نہ تھی تاہم جو دوست جلسہ میں شریک ہوئے وہ نہایت ہی متین اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے خواہاں تھے۔ خاکسار نے اُن کے ساتھ دو گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات کیا۔ انہوں نے اس عرصہ میں بہت سے مسائل کے متعلق سوالات کئے جن کے مناسب جوابات دیئے جاتے رہے۔

(۵) پانچواں جلسہ ڈیلفٹ میں ۱۸ر اکتوبر کو منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں ایک نوجوان طالب علم بھی شامل ہوئے جو اب باقاعدہ ہمارے ساتھ ملتے جلتے ہیں اُن کے رجحان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انشاء اللہ اسلام سے وابستہ ہو جائیں گے۔ اس مقام پر دو اڑھائی گھنٹہ تک تبادلہ خیالات جاری رہا۔

(۶) چھٹا جلسہ ۲۱ر اکتوبر کو ہیگ میں کیا گیا۔ اس موقعہ پر ہم نے ایک پادری صاحب کو بھی مدعو کیا ہوا تھا جو ہمارے ساتھ تبادلہ خیالات کرنا چاہتے تھے چنانچہ مندرجہ ذیل موضوع پر تبادلہ خیالات کیا "ہم خدائی کلام کہاں پاتے ہیں"۔ پادری صاحب نے بتلایا کہ ہم خدا کا کلام وہاں پاتے ہیں جہاں ہم خدا کو پائیں گے۔ پھر انہوں نے مختصر طور پر بائبل کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کی تقریر کے بعد خاکسار نے تقریر کی اور بتلایا کہ اسلامی عقیدہ کے مطابق خدا تعالیٰ نے تمام اقوام کی طرف اپنے انبیاء بھیجے ہیں اس لئے تمام مذہبی الہامی کتب میں خدائی الہام پایا جاتا ہے۔ مگر چونکہ وہ کتب اب محفوظ نہیں رہیں اس لئے ہم ان کتب کو کلی طور پر خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ مگر ایک الہامی کتاب ایسی بھی موجود ہے جو باوجود مرور زمانہ کے محرف و مبدل ہوئے بغیر ہم تک پہنچی ہے۔ یہ کتاب قرآن مجید ہے اور اس کتاب میں جو بھی درج ہے وہ خدائی کلام ہے۔

اس کے بعد بتلایا کہ قرآن مجید کو نہایت ہی احتیاط سے جمع کیا گیا تھا۔ اور ہزاروں کی تعداد میں اب تک مسلمان موجود ہیں جو قرآن مجید کو ازبر جانتے ہیں۔ پھر خاکسار نے مختصر طور پر بتلایا کہ ہم قرآن مجید کو اس لئے خدا کا کلام مانتے ہیں کہ اول تو اس کے چیلنج کو آج تک کسی نے قبول نہیں کیا تھا جس میں وہ خود کہتا ہے کہ اگر قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ محمدؐ کا کلام ہے جو کہ خود ایک انسان ہے تو پھر تم اس کی مثل لاؤ اور اگر تم اس کی مثل نہ لا سکو تو ماننا پڑے گا کہ یہ کتاب خدائی الہام ہے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید کا تضاد سے خالی ہونا اور آج تک محفوظ چلے آنا اور ایسے علوم پر مشتمل ہونا جو آج معلوم ہوئے ہیں قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر گواہ ہیں۔

پہلی تقاریر کے بعد تین چار دفعہ پادری صاحب نے مختصر سی تقاریر کیں جن کے جواب میں خاکسار نے بھی جوابی تقاریر کیں۔ بعد میں حاضرین کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ ساڑھے دس بجے تک یہ جلسہ جاری رہا۔

(۷) ساتواں جلسہ ایمسٹرڈم میں منعقد کیا گیا۔ اس دفعہ حاضری تسلی بخش تھی۔ خاکسار نے پون گھنٹہ تک اسلام اور دوسرے مذاہب سے اس کی نسبت کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد میں ڈیڑھ گھنٹہ تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ حاضرین نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا اور آئندہ جلسہ میں شریک ہونے کی خواہش ظاہر کی۔

دوسروں کے ہاں

ہیگ کی ایک اسپرانٹو کلب کی طرف سے خاکسار کو اسپرانٹو زبان میں اسلام کے متعلق تقریر کرنے کی دعوت ملی۔ چنانچہ پانچ اکتوبر کو تقریر کی گئی۔ حاضری بہت کافی تھی۔ خاکسار نے پہلے اسلام کی تعلیم کو پیش کیا۔ اور پھر وقفہ کے بعد قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا حاضرین نے اس میں بہت دلچسپی سے حصہ لیا۔ . . . . .

اسپرانٹو کے متعلق مختصر وضاحت

قارئین پیغام صلح کی دلچسپی کی خاطر اختصار سے اسپرانٹو کی وضاحت کی جاتی ہے۔ اسپرانٹو ایک زبان ہے جو ڈاکٹر زامن ہوف نے اس صدی کے شروع میں بنائی تھی۔ اُن کا خیال تھا کہ اگر لوگ ایک زبان بولیں، تو بہت سی بین الاقوامی مشکلات دُور ہو سکتی ہیں اس زبان کے قواعد بہت سادہ اور آسان ہیں اگر انسان ۲۵۔اسباق اچھی طرح یاد کر لے تو اپنے خیالات کا کسی قدر اظہار کر سکتا ہے۔ گرامر بہت آسان اور عام فہم ہونے کی وجہ سے آسانی سے زبان نہ سیکھ سکنے والوں کی ہمّت کو بھی بڑھانے کا موجب بنتی ہے۔ بہت سے الفاظ عربی زبان کی طرح خود بنائے جا سکتے ہیں۔ میں نے جب یہ زبان سیکھنا شروع کی تو اس وقت چند ماہ ہفتہ میں ایک بار سیکھتا رہا اور پھر کچھ عرصہ مشق کرنے کے بعد اس قابل ہو گیا کہ لیکچرز دے سکوں چنانچہ خاکسار نے بہت سے اسپرانٹو کے اجتماعات میں تقاریر کیں۔

میرے خیال میں جہاں تک میرا علم کام دیتا ہے اتنی آسان زبان اور کوئی نہیں۔اگر ہمارے احباب اس سے فائدہ حاصل کریں تو دنیا کے مختلف ممالک میں رہنے والوں کے ساتھ خط وکتابت کے ذریعہ انہیں اسلام کا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ اور جو تبلیغ کے لئے باہر جائیں ان کے لئے اس زبان کا سیکھنا بہت ہی مفید ہوگا کیونکہ وہ ہر جگہ اس زبان سے تعلق رکھنے والی جماعتوں کے ساتھ تعلقات پیدا کر کے اُن کے ذریعہ دوسرے لوگوں سے بھی تعلق پیدا کر سکیں گے۔

تحریری تبلیغ

اس ماہ ہم نے ایک مختصر رسالہ اسلامی عقائد کے متعلق تحریر کر کے شائع کیا ہے جس کے شروع میں اپنے مشن کا تعارف کرواتے ہوئے بتلایا ہے کہ ہمارا مشن جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب آف لائل پور کی توجہات کے نتیجہ میں قائم ہوا ہے اور جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر جماعت احمدیہ کے قیام کے متعلق مختصر روشنی ڈالتے ہوئے بتلایا ہے کہ اس کا قیام سنہ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ عمل میں آیا جنہوں نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اس کے بعد اسلامی تعلیم کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ آخر میں چند الفاظ میں جماعت ربوہ اور جماعت احمدیہ لاہور کا فرق بھی بتلایا گیا ہے کیونکہ اکثر لوگ جب ہمارے پاس آتے ہیں تو مسجد ربوہ کے متعلق بھی دریافت کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہم نے مختصراً اس موضوع پر بھی روشنی ڈالنے کی ضرورت سمجھی۔

(۲)۔ ایک رسالہ اسلامک کلچر کے نام سے شائع کیا گیا ہو کہ پروفیسر ڈاکٹر وی لینگ کا تیار کردہ ہے، آپ نے اس چھوٹے سے رسالہ میں مختصر طور پر بہت سے امور کو جمع کر دیا گیا ہے۔ ان کا خاصہ ہے کہ وہ عام طور پر بے جا تطویل سے اجتناب کرنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ رسالہ اس مضمون کے ساتھ دلچسپی رکھنے والوں کی توجہ کا باعث ہوگا۔

(۳) رسالہ الفاروق شائع کیا گیا۔ جس میں مسٹر فاق اونک۔ حبیب اللہ کرل۔ سیف الاسلام خالد براون والدہ طارق اور خاکسار نے مضامین لکھے۔ ایک صاحب کا خط من وعن چھاپا گیا اور پڑھنے والوں سے اس کے متعلق اپنے خیالات لکھنے کی درخواست کی گئی۔ یہ خط ایک ایسے دوست کا لکھا ہوا ہے جو مذہب کو حقیقت نہیں سمجھتے مگر باوجود اس کے وہ ایک عیسائی چرچ کے ممبر بھی ہیں۔ چند ایک دوستوں نے اس خط کے متعلق لکھا ہے۔ اگلے نمبر میں ہم وہ جوابات بھی شائع کریں گے۔

انفرادی طور پر ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا دو افراد باقاعدہ قرآن مجید سیکھنے کے لئے آتے رہے۔ احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ ہماری کامیابی کے لئے دعائیں فرماتے رہیں۔ والسلام

غلام احمد بشیر

دنیائے اسلام کا مسئلہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

اس درجہ مبذول ہو رہی ہے کہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق طریق کار کو بدلنا ضروری خیال کرتے ہیں، فی الواقعہ یہ دنیائے اسلام کا اہم ترین مسئلہ ہے جس پر ابھی تک زور دیا جاتا کم ہے۔ کاش دوسرے اسلامی ممالک کے سربراہ بھی صدر ممدوح کے خیالات سے فائدہ اٹھا کر اسلامی اصولوں کو اپنی زندگیوں کا نصب العین بنا لیں کہ اسی میں ان سب کی بھلائی ہے۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینیجر

www.aaiil.org

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلۂ صفحہ اوّل)

ہمارے سوداگروں اور خریداروں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ فقط ذکرِ الٰہی اور خشیۃ اللہ سے ہی یہ سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔

رجالٌ لا تلھیھم تجارۃٌ
ولا بیعٌ عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ
وایتاء الزکوٰۃ ۲۴/۳۷

آفرین خدا بر آں جانے
کہ ز خود شد برائے جانانے
از خودی ور شد وخدا را یافت
گمشدہ دستِ رہنما را یافت

(مسیح موعودؑ)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس جان پر۔ جس نے اپنے محبوب (اللہ تعالیٰ) کی خاطر خودی (خودبینی۔ مفاد پرستی) چھوڑ دی
جب خودی سے (مفاد پرستی خودغرضی) دور ہو گیا خدا کو پا لیا تو یقیناً اس نے اپنے تئیں کھو کر دوسرں کو چھوڑ کر رہنما کے ہاتھ (نصرتِ الٰہی) کو حاصل کیا ہے

(غلام قادر دام عمرہٗ عنہ)

ضرورت ہے

انجمن کو اپنی اراضی واقعہ دیہہ قاضی احمد سندھ کے لئے منیجر کی ضرورت ہے جو اراضی کے متعلق جملہ امور سے واقفیت رکھتا ہو۔
درخواستہائے معہ نقول سندات ودیگر کوائف ذیل کے پتہ پر بھیجی جائیں سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت

www.aaiil.org

پیغام صلح ۲۳ نومبر ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۸

مکتوب وو کنگ (بسلسلہ صفحہ ۸)

پھر اس کے بعد دو تین سوالات مزید ہوئے جن سے میں نے آسانی سے نپٹ لیا۔
مسٹر ہائیڈ سٹیشن تک مجھے کار پہ چھوڑ گئیں

کہنے لگیں دوسرا سلسلہ ہم خطبات تا ذہب اور نفسیات پر شروع کرنے والے ہیں امید ہے آپ ضرور تشریف لائیں گے۔

والسلام
خاکسار۔ محمد طفیل

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر :- ۳۷۲۷
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۲ر
دو آنے

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۷

جلسہ سالانہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشادِ گرامی

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ ضروریات ہیں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں.... سو بھائیو یقین سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے، خدا تعالےٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالےٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے۔ اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنےٰ ادنےٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالےٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کا انکار کرنے والے باقی رہیں گے نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے اور خدا تعالےٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہ ہوگا ضرور یہی ہوگا جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ اُن کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور اُن پر رحم فرماوے اور اُن کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہم و غم دور فرماوے اور اُن کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔ (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

بحرِ حکمت کے موتی

وعن عبیدۃ الملیکی وکانت لہ صحبۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اھل القراٰن لا تتوسدوا القراٰن واتلوہ حق تلاوتہ من اٰناء اللیل والنھار وافشوہ وتغنوہ وتدبروا ما فیہ لعلکم تفلحون ولا تعجلوا ثوابہ فان لہ ثوابا رواہ البیہقی فی شعب الایمان (بحوالہ مشکوٰۃ کتاب فضائل القراٰن)

ترجمہ :- حضرت عبیدہ ملیکی سے جو کہ صحابی ہیں روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہلِ قرآن۔ قرآن کا تکیہ نہ بناؤ۔ اور جو اس کے پڑھنے کا حق ہے اسے ادا کرو۔ رات کے وقت بھی اور دن کے وقت بھی تلاوت کرو۔ اور پھیلاؤ اس کی تعلیم کو دنیا میں اور اسے خوش الحانی سے پڑھو۔ اور اس کے اوامر و نواہی اور اس کے مطالب پر تدبر و تفکر کرتے رہو تا کہ تم واجب التکریم انسان بننے میں کامیاب ہو جاؤ۔ خدمت قرآن کے ثواب عاجلہ کی خواہش نہ کرو۔ یقیناً آپکو (اشاعت القرآن کا) ثواب ملے گا۔

قرآن کو تکیہ بنانے کا مطلب اس سے غفلت برتنا بھی ہے۔ رات کو قرآن کی تلاوت کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہر وقت اس میں غور و فکر کرتے رہو۔ اس کا حق پڑھنے کا ادا کرنے کے متعلق چار باتوں کا خیال رکھا جائے (۱) الفاظ کا درست پڑھنا (۲) معانی کو سمجھنا (۳) تیسرا مقاصد معانی کو سمجھنا (۴) چوتھے اس کے مطابق عمل کرنا۔

(باقی بر صفحہ کالم ملا)

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

نائیجیریا

ترجمہ خط از معلم جی۔ اے اروال اوفا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط مجھے آج صبح ملا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

مجھے یہ پڑھکر بہت خوشی ہوئی کہ آپ ...... مجھے قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام بھیج رہے ہیں۔

میری بیوی جن کا نام مسز ریحانا تو آروال ہے آپ کے متعلق سن کر بہت خوش ہوئی ہیں اُن کے پاس الکورن جو یہاں سے ۲۳ میل پر واقع ہے گیا ہوا تھا۔ آپ لیڈی لیکچرار ہیں انہوں نے بھی آپ کو لکھا ہے،

(انہیں بھی قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام بھیجے گئے ہیں۔ ڈار)

میں اپنی رہنمائی کے لئے آپ سے مستقل تعلق قائم رکھنا چاہتا ہوں۔ انشاء اللہ

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ ڈار)

یو۔ ایس۔ اے

ترجمہ خط از مسٹر رابرٹ کینتھ وین سٹیٹ یونیورسٹی مچیگن یو۔ ایس اے

جناب عالی

آپ کی ۱۰ اگست ۱۹۶۰ء کی چٹھی مل گئی تھی بہت بہت شکریہ۔

ہم بڑی خوشی اور شکر سے آپ کی ارسال کردہ کتب برائے لائبریری قبول کریں گے۔

ہم آپ کی خوش اخلاقی کے بہت مداح ہیں۔

(انہیں سٹ بھیجا گیا ہے اور خط بھی لکھا گیا۔ ڈار)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر عابد جی۔ ایل۔ آر۔ جی۔ ایگریکلچر ہائی سکول فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بحیثیت ممبر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اپنے احوال اور پروگرام کے متعلق واضح کرتا ہوں کہ بندہ اب لاپک ایگریکلچر ہائی سکول میں کلاس دوم ٹیچر مقرر ہو گیا ہے۔ اکثر طلباء مسلمان ہیں مگر تعلیم اسلام سے بالکل ناواقف ہیں۔ انہیں ہماری مسلسل معاونت اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔

مجھے اپنے لئے اور طلباء کی تعلیم و تربیت کے لئے آپ کی طرف سے بہت سے لٹریچر کی ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلم طلباء نور اسلام سے منور ہوں۔

علاقہ سولو کے جنوبی حصہ میں یقیناً بہت غیر مسلم اسلام قبول کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کر رہے ہیں۔ اور اکثر متعصب عیسائی بھی اس حصہ میں ہیں ان لوگوں تک اسلام کی صحیح صحیح تعلیم نہیں پہنچی۔

بہرحال جس قسم کی مدد مجھے آپ سے مل جائیگی میں بہت ممنون ہوں گا۔ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے اور احمدیہ موومنٹ کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں۔

(انہیں قرآن شریف مع متن اور دیگر لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر۔ ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از معلم عبدالکریم سینئر لیکچرار اسلامیات نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے صحیح البخاری (انگریزی ترجمہ) اور روڈیٹ فار گاڈ، اور فتح اسلام مل گئے ہیں بہت بہت شکریہ۔ تمام دنیا میں آپ کا یوں اعلائے کلمۃ اللہ کرنے سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔

جب سے میں نے آپ سے سلسلہ خط و کتابت شروع کیا ہے اور آپ کی ارسال کردہ کتب کا مطالعہ کر رہا ہوں اس وقت سے مجھے اسلام کے متعلق بہت معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔

مجھے جو علم آپ سے حاصل ہو رہا ہے اسے میں سینہ کا دفینہ نہیں بنا رہا بلکہ میں اپنے حلقۂ احباب میں جو مسلم اور عیسائی ہیں .... پھیلا رہا ہوں اور یہ تمام کتب انہیں بھی پڑھا رہا ہوں۔ اور آپ کے مشن کی افادیت سے انہیں متعارف کرا رہا ہوں۔ آپ کو اُردو اور اس کے مضافات سے بہت سی چٹھیاں موصول ہوں گی۔ اگر آپ مجھے مفصلہ ذیل کتب بھیجدیں، تو آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔

(انہیں کچھ مطلوبہ کتب معہ لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ علاوہ قرآن انگریزی۔ اب یہ پیکٹ میں ارسال کیا جا رہا ہے۔ غلام قادر ڈار)

ترجمہ خط از عیسےٰ عبدالسلامی الورن۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں عاجزانہ اور مؤدبانہ طور پر یہ چٹھی آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کو اپنی بڑی بڑی برکات سے نوازتا رہے۔ آپ لوگ اپنا وقت۔ ایثار و پیار اور علم و فکر اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت میں صرف کر رہے ہیں۔

میں الکورن شمالی نائیجیریا کا باشندہ ہوں۔ میں جب پانچ برس کا تھا تو میرے والد کہیں وفات پا گئے تھے۔ اب میرا گارڈین ایک عیسائی ہے میں مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا ہوں۔ میری والدہ بہت غریب ہے انہوں نے دوسری شادی کر لی ہے یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں انصار الاسلام ہائی سکول میں بواسطہ معلمین جو کہ حاجی بھی ہیں داخل ہو گیا، اب میں چھٹے سٹینڈرڈ میں پڑھتا ہوں اگر میں اپنے عیسائی سرپرست سے اسلام سے متعلق تبلیغ کرتا ہوں تو وہ خفا ہو جاتے ہیں۔ میں ۱۹۶۱ء میں اپنی تعلیم مکمل کر کے کسی دوسری جگہ تحصیل علم کے لئے اپنے معلمین کی مدد سے داخلہ لے لوں گا۔ اور ان کے ساتھ ساتھ تبلیغی دورہ پر جاتا رہوں گا۔

مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے ایک صد ناموں کا واسطہ دیتا ہوں۔ اس کے رسول مکہ اور مدینہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے قرآن شریف انگریزی مع متن اور دیگر لٹریچر بھیجکر ممنون فرمائیں تاکہ میں عیسائیوں میں تبلیغ کرنے کے قابل ہو جاؤں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ادارہ پر برکات نازل فرمائے۔

(انہیں قرآن شریف مع متن اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا۔ غلام قادر ڈار)

ترجمہ خط از ادیبو الیلی آرمی ٹیچر ٹریننگ کالج نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مختصر سا عریضہ ارسال خدمت ہے۔ میں اپنے لوگوں میں جو کہ ابھی تک بیگن ہیں تعلیم و تربیت کے فرائض بھی ادا کرتا ہوں۔

یہاں امریکن مشنریوں کے بہت مراکز ہیں جو عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ میں الحمد سے لے کر والناس تک قرآن شریف پڑھنا جانتا ہوں۔ بڑی دقت یہ ہے کہ مجھے ترجمہ نہیں آتا۔ کچھ مدت بعد گاؤں جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ مجھے قرآن شریف مع متن بھیجکر ممنون فرمائیں بعض اور انگریزی کتب جو اسلام کے متعلق ہوں ارسال فرمائیں۔

میں نے عربی کا کافی عرصہ تک مطالعہ کیا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہ مشنری ہمارے درمیان مراکز بنا کر بیٹھ جائیں۔

میں لوگوں کو اسلامی تعلیم اور عربی زبان کی تعلیم دینے کا ارادہ کر رہا ہوں تاکہ وہ بچپن سے ہی اسلام اور عربی کا علم حاصل کر کے اسلام پر قائم ہو جائیں۔

(انہیں قرآن شریف مع متن عربی۔ انگریزی لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر۔ ڈار)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از محمد فرحان بن حبیب کوآڈی انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مل گیا ہے

(باقی بر صفحہ نمبر ۱۵)

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۶۰ء

ایک خدائی نشان

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کی اغراض بیان کرتے ہوئے ایک اہم ترین غرض یہ بتائی ہے کہ:-

"اس جلسہ میں یہ ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں"

آپ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:-

"یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں .... سو بھائیو یقین سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے خدا تعالےٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا، انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی، خدا تعالےٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اسکو بدل سکے"۔

ان الفاظ کو پڑھو اور بار بار پڑھو، یہ اس وقت لکھے گئے، جب یہ کہنا کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ اسلام قبول کر لیں گے یا بقول حضرت مسیح موعود "اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں" محض خوش فہمی کہی جا سکتی تھی، اور کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ نہ آسکتا تھا کہ یورپ اور امریکہ میں اسلام کے متعلق کوئی اچھی رائے بھی پیدا ہو سکتی ہے چہ جائیکہ اسے قبول کرنے کی تیاری ہو، اور خود مسلمانوں کے دلوں میں بھی ایک قسم کی مایوسی پیدا ہو چکی تھی اور وہ یقین کئے بیٹھے تھے کہ یورپین سائنس اور فلسفہ اس کو چند دنوں میں کھا جائیں گے اور اسلام کا نام بھی (خاکم بدہن) باقی نہیں رہے گا۔ اس وقت ایسے ناخوشگوار اور مخالف حالات میں حضرت مسیح موعودؑ کو کس نے یہ بتا دیا کہ:-

"یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ، اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں"

آپ کے الفاظ پھر پڑھئے کس تحدی کے ساتھ آپ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالےٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے"

غور کیجئے یہ اس زمانہ کی آواز ہے جب خدا تعالےٰ کے آسمان پر ایسا چاہنے کے کوئی آثار دنیا میں نہ تھے، بلکہ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے حالات اس کے خلاف نظر آتے تھے، لیکن آج ہم کیا دیکھ رہے ہیں، کس طرح یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرتے چلے جا رہے ہیں، کس طرح یورپ اور امریکہ کے پڑھے لکھے لوگ اسلام کے متعلق اپنی رائے تبدیل کر چکے ہیں، اور جو ٹی کے مستشرقین جن کے قلم سے اسلام کے متعلق کوئی اچھا کلمہ نہ نکل سکتا تھا، آج جب لکھنے بیٹھتے ہیں تو انہیں چار و ناچار اسلام کی خوبیوں کا کسی نہ کسی پیرایہ میں اعتراف ہی کرنا پڑتا ہے۔ اور پہلے جو غلط فہمیاں پھیلائی جا چکی ہیں، ان سے رجوع کئے بغیر انہیں چارہ نہیں رہا جس کا ذکر ہمارے یورپین مشنوں کی رپورٹوں میں وقتاً فوقتاً آتا رہتا ہے۔

یہ کس طرح ہو گیا؟ وہ کونسی مشین تھی جس نے صرف ساٹھ ستر سال کے عرصہ میں یہ کایا پلٹ دی؟ حضرت مسیح موعودؑ نے تو بہت عرصہ پہلے یورپ اور امریکہ کے قبول اسلام کے متعلق خدا تعالےٰ کی مشیت کا اعلان کیا تھا، اس کے بہت دیر بعد جب ۱۹۱۲ء میں ووکنگ مسلم مشن کی بنا رکھی گئی اس وقت بھی لوگ اس کو ایک پاگلانہ فعل ہی سمجھتے تھے، لیکن واقعات نے کیا ثابت کیا؟ کیا یہ حضرت مسیح موعودؑ کے ملہم من اللہ ہونے کا ثبوت نہیں کیا یہ خدائی نشان نہیں کہ جس بات کے متعلق انہوں نے کہا کہ یہ خدا تعالےٰ کی مشیت ہے، اور ایسا ہو کر رہے گا۔ اور کوئی اسے بدل نہیں سکتا، اور اس وقت کہا جب حالات بالکل مخالف تھے۔ آج وہ واقعات کی صورت اختیار کر چکی ہے، اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ خدا کی جو مشیت حضرت مسیح موعودؑ نے بتائی اس کو کوئی بدل نہ سکا اور وہ پوری ہو کر رہی۔ کیا وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحب کے ملہم من اللہ ہونے کے منکر ہیں اس کھلے خدائی نشان کو دیکھ کر بھی انکار ہی کرتے چلے جائیں گے؟

ہم اپنے دوستوں اور مامور من اللہ کی صداقت پر ایمان رکھنے والوں سے بھی یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس خدائی نشان کو باسی نہ ہونے دیں، اس سے پورے طور پر فائدہ اُٹھائیں اور مامور من اللہ کی خواہش کے مطابق جلسہ سالانہ میں تشریف لا کر یورپ و امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کریں تاکہ یہ نشان تا بحد کمال پورا ہو کر مغرب سے طلوع اسلام کی پیشگوئی جو زبان نبوی صلعم سے نکلی اپنی پوری شان کے ساتھ ظہور میں آئے، یہی اس زمانہ کا جہاد ہے، اسی میں آپ کی فلاح و بہبود مضمر ہے، اور اسی پر آپ کے قومی استحکام کی بنیاد ہے۔

مجلس معتمدین کے لئے جماعت لاہور کا انتخاب

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۲۷ جون کو ہونے والے انتخابات میں مندرجہ ذیل احباب کو مرکزی جماعت لاہور کے احباب نے متفقہ طور پر مجلس معتمدین کا ممبر انتخاب کیا ہے اپنے موقر جریدہ میں اس کا اعلان فرما دیں۔

(۱) میاں محمد احمد صاحب
(۲) ڈاکٹر اصغر حمید صاحب
(۳) شیخ محمد آصف صاحب
(۴) چوہدری ظہور احمد صاحب
(۵) میاں غلام حیدر صاحب
(۶) ڈاکٹر وحید احمد صاحب
(۷) مرزا حمید الرحمٰن صاحب
(۸) پروفیسر محمد احمد صاحب
(۹) کرنل سید بشیر حسین صاحب
(۱۰) میاں سعید احمد صاحب
(۱۱) ملک خدا بخش صاحب
(۱۲) مرزا مسعود بیگ صاحب

انجمن کے شعبہ جات کی طرف سے مندرجہ ذیل اصحاب مجلس معتمدین کے ممبر منتخب ہوئے:-

(۱) دفاتر بشمول اخبارات:- شیخ محمد حسین صاحب امین۔
(۲) سکولز:- چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ملا لاہور
(۳) مبلغین:- مولانا احمد یار صاحب

احمد یار۔ سکرٹری

عربی زبان کی مفت تعلیم

محترم ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔ السلام علیکم

براہ کرم درج ذیل سطور کو اپنے موقر جریدہ میں مناسب مقام دے کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

"الجامعۃ العربیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ جہاں بلا امتیاز مذہب و ملت ایسے حضرات کو جو کم از کم میٹرک یا ادیب کی سند حاصل کر چکے ہوں عربی زبان سیکھنے کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔

نماز عشاء کے بعد ایک گھنٹہ روزانہ کے لئے ایک ماہ کے عرصہ میں عربی زبان میں مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔

قمری مہینے کی پہلی رات سے تعلیم شروع ہوتی ہے اور اس خدمت کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔ وما علینا الا البلاغ

محمد حسین حاجی۔ خادم الجامعۃ العربیہ
۲۶۔ سادات سٹریٹ میکلوڈ روڈ۔ لاہور

www.aaiil.org

اخبار و افکار

اشتراکی جنّت

معاصر "معارف" اعظم گڑھ نے مؤتمر مستشرقین عالم کے پچیسویں اجلاس کی جو ۹ تا ۱۶ اگست ماسکو میں منعقد ہوا مختصر روئداد ڈاکٹر حمید اللہ صاحب (پیرس) کے قلم سے شائع کی ہے، اس میں روس کی جنت ارضی کا ذکر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے :-

"بہت سے لوگوں کو مؤتمر سے زیادہ روس کے دیکھنے کی خواہش تھی اور یہ خیال تھا کہ سرمایہ پرستوں کی جہنم کی جگہ اشتراکی جنت میں ارزانی اور چیزوں کی افراط بہت زیادہ ہوگی۔ لیکن وہاں جاکر اچھے اچھے کھاتے پیتے لوگوں کے چھکے چھوٹ گئے، قیام کے تین درجے تھے، درجہ اعلیٰ میں تیس ڈالر (ڈیڑھ سو روپیہ) روزانہ، درجہ متوسط میں ساڑھے ستاسی روپیہ، اور درجہ ادنیٰ میں ساڑھے سڑسٹھ روپیہ روزانہ صرف قیام و طعام کا خرچ تھا، درجہ ادنیٰ میں دو دو تین تین آدمیوں کے لئے ایک کمرہ تھا، اسٹیشن سے ہوٹل اور واپسی کا ٹیکسی کا کرایہ پچاس روپیہ بتایا گیا تھا۔ اس کے باوجود میں نے ہمت کی تھی لیکن بعد کے ایک اعلان میں بتایا گیا کہ ماسکو سے تاشقند، سمرقند، بخارا، اور واپسی کا کرایہ کوئی بارہ سو روپے (ہوائی جہاز میں) ہوگا اور تاشقند میں ایک دن اور سمرقند و بخارا میں صرف چند گھنٹے قیام ہوگا تو بادل ناخواستہ میں نے نہ جانے کا فیصلہ کیا قل انتظروا انا منتظرون"

وہ لوگ جو کمیونسٹ اصولوں کی دلفریب چمک دمک پر فدا ہو کر روٹی کے سہل الحصول ہونے کی امید میں روس سے تعلقات وابستہ کئے بیٹھے ہیں، ان حالات کو غور سے پڑھیں۔ شاید ان کے لئے عبرت کا موجب ہوں۔

گوئٹے اسلام پر

مؤتمر مستشرقین عالم میں جو مقالات پڑھے گئے ان میں بقول ڈاکٹر حمید اللہ صاحب" تیرہ صفحے کے ایک طویل مقالے میں جرمن شاعر گوئٹے کے مغربی مشرقی دیوان کے اقتباسات دے کر ان کی نئی (اشتراکی) تعبیر کی گئی ہے، اس دیوان سے سر اقبال مرحوم بہت متاثر تھے، اور بجا طور پر تھے، اس میں شاعر نے مسلمانوں اور خاص کر رسول کریمؐ کی بڑی توصیف کی ہے، وہ ایک پورا دیوان ہی حضور اکرمؐ پر لکھنا چاہتا تھا، لیکن حالات نے موقعہ نہ دیا۔ اس نے ایسی بہت سی نظمیں اور تشریحی یادداشتیں اپنی زندگی میں ہی شائع کیں۔ ایک نظم کو اس نے چھپا کے رکھا تھا، جو اس کے مرنے کے بعد اس کے کاغذوں میں ملی، اسے بھی اس کے ورثاء نے شائع کیا، اس میں رسول اکرمؐ کی پیروی کی اہمیت و افادیت پر زور دیا گیا ہے، یہ بھی پیش نظر ہے کہ گوئٹے اس زمانہ (۱۷۴۹ء تا ۱۸۳۲ء) کا شخص ہے جب یورپی زبانوں میں اسلام اور سیرت پاک پر صحیح اور اچھی کتابیں گویا لکھی ہی نہیں گئی تھیں، اس لئے اس کو اس کے خیالات و رجحانات کے باعث اس کے عہد اور اپنے ماحول کا باغی سمجھا جاتا تھا۔"

گوئٹے کے متعلق ڈاکٹر حمید اللہ کا یہ بیان خوشی و مسرت کا موجب ہے، خدا جانے کتنے ہی اللہ تعالےٰ کے بندے ایسے ہوتے ہیں جن کے قلوب حلقۂ اسلام سے باہر ہونے کے باوجود ہدایت و نور سے منور ہو چکے ہیں، فی الحقیقت جو شخص تعصب و تنگ نظری کو چھوڑ کر غیر جانبداری کے ساتھ اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرے گا وہ آپ کی صداقت اور عظمت کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

جہاد

معاصر "ایشیا" میں کسی صاحب اسعد گیلانی بی اے کا ایک مضمون "مسلمان اجتماعی نقطہ نظر سے" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں مسلمان کی دوسری خصوصیات کے علاوہ جہاد کی یہ تعریف کی گئی ہے۔

"ایک جہاد تو وہ ہے جو زندگی میں کبھی کبھار برپا ہوتا ہے جب آدمی اپنی نقد جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان جنگ میں لے آتا ہے اس میدان جنگ کے لئے تو ایک لمبے انتظار کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ایک میدان جنگ وہ ہے جو آدمی کے چاروں طرف ہر وقت ہر کہیں پھیلا ہوا ہے جس میں ایک شدید کشمکش برپا ہے، ہر کام، ہر قدم، ہر لمحہ، ہر سانس، آدمی کے سامنے ایک دوراہا لیکر کھڑا ہوتا ہے۔ یہ کیا جائے یہ نہ کیا جائے، ایک پہلو حق کی اطاعت کا ہوتا ہے، دوسرا انحراف کا۔ دونوں میں سے کوئی ایک اختیار کرنا ہوتا ہے ...... زندگی کا میدان کشمکش ہی وہ میدان جہاد ہے جسے عمر بھر قدم قدم چل کر عبور کرنا اور ثابت قدم رہنا ہوتا ہے۔ نہ مایوسی ہو، نہ فرار ہو، نہ قنوطیت ہو، نہ غفلت ہو، دل و دماغ پر ہر وقت چوکی پہرہ۔ ہر وقت ثابت قدمی۔ کشمکش میں ہر وقت حق بینی، حق جوئی، حق اختیاری ہی وہ صورت حال ہے جس میں سے کامیابی سے گذر کر آدمی حقیقی مجاہد بن سکتا ہے اور مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس جہاد زندگی میں حقیقی مجاہدین کر رہے۔"

یہی بات اگر حضرت مسیح موعودؑ نے آج سے کچھ برس پہلے کہی تو اس پر ایک شور قیامت برپا ہو گیا کہ دیکھو دیکھو انہوں نے جہاد منسوخ کر دیا، حالانکہ انہوں نے صفائی کے ساتھ اس جہاد کے التواء کا ذکر کیا تھا، جس میں بقول اسعد گیلانی

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۳)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ چند دن کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ خطبہ جمعہ میں احباب کرام پڑھ چکے ہیں کہ محترم مولنا محمد یحییٰ بٹ صاحب مبلغ جرمنی کے والد ماجد ایک طویل علالت کے بعد رحلت فرمائے عالم جاودانی ہو گئے۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت نیک اور متقی انسان تھے، اور نہایت پاکباز اور متقی انسان کی اولاد تھے، اور اس سے بڑھکر قابل قدر یہ بات ہے کہ مرحوم نے اپنے پیچھے بھی نیک اور متقی اولاد چھوڑی ہے، ہمیں ان کے فرزندان اور دیگر پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے۔ مرحوم کا جنازہ غائبانہ لاہور میں پڑھا گیا۔ بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

—— گوجرانوالہ سے بھی ایک نیک اور مخلص انسان بابو چراغ دین صاحب کی وفات کی اطلاع ملی ہے، مرحوم نے اپنی زندگی میں بڑی بڑی مشکلات میں ثابت قدمی اور اخلاص کا قابل قدر نمونہ دکھایا، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، ان کا جنازہ بھی حضرت امیر ایدہ اللہ نے گذشتہ سے گذشتہ جمعہ پڑھایا، دیگر جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

—— بدوملہی سے شیخ اللہ بخش صاحب لکھتے ہیں، کہ میری لڑکی بیمار ہے اس کی صحت یابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

—— سیالکوٹ سے مسز مسعودہ اللہ لکھتی ہیں کہ ان کے خاوند شیخ محمد عبداللہ صاحب پھر بیمار ہو گئے ہیں احباب جماعت ان کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

—— وزیرآباد میں ہمارے محترم دوست شیخ عنایت الرحمن صاحب فالج سے بیمار ہیں اب ویسے انکو کافی افاقہ ہے لیکن مکمل طریق پر صحت یاب نہیں ہوئے ہیں اُن کے لئے بھی احباب دعائیں فرمائیں۔

سلسلہ میں شمولیت :- حسب ذیل اصحاب شیخ انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن کی معرفت حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں :-

(۱) محمد عبدالخالق ملاتی پوتہ ضلع گولپارہ (آسام)
(۲) مسیح الرحمن احمد " " "
(۳) عزیز الرحمن احمد " " "

قرآن کریم منزل من اللہ ہے کیونکہ اس کے نظریات و تعلیمات عالمگیر ہیں

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور وسعتِ قلبی پر قرآن کریم کی شہادت

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۵ نومبر ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم انہ لقرآن کریم۔ فی کتاب مکنون
لا یمسہ الا المطھرون تنزیل من رب العلمین ——— (سورۃ الواقعۃ)

قرآن کا ہر حصہ اس کے منجانب اللہ ہونے پر شاہد ہے

ان آیات میں خدا تعالےٰ کی ذات و صفات سے متعلق، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر اور قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کے متعلق ذکر کیا گیا ہے، فرمایا فلا اے وہ لوگو! جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانتے، اور ان کے متعلق طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہو اور ان کی مخالفت کرتے ہو اور ایذا رسانی کے درپے ہو، تمہارا طریق بالکل غلط ہے اقسم بمواقع النجوم قرآن کریم کے کوئی حصے جب اور جس موقعہ پر نازل ہوئے اس کے کسی ایک حصہ یا سارے حصوں کو دیکھ لو۔ جو جو نظریات اعتقادات ان حصوں میں ہیں۔ وہ بتلاتے ہیں کہ یہ کبھی انسان کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہے بلکہ تنزیل من رب العلمین۔ یہ اس ذات کی نازل کردہ ہے۔ جس نے اس کائنات کو بنایا ہے۔ اور جس کا ضبط و نظم تمام کائنات میں جاری و ساری ہے۔

قرآن کریم کے عالمگیر نظریات

پھر قرآن کریم کی آیات پڑھ کر یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس کتاب کے نظریات، اعتقادات اور تعلیمات عالمگیر ہیں۔ اور یہ عالمگیر نظریات اعتقادات اور تعلیمات بتلاتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ اور یہ کتاب تنزیل من رب العلمین رب العالمین کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

والنجم اذا ھوٰی الخ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی و اعتقادی صداقت کی شہادت

ان آیات میں نجوم لکھا ہے جو جمع ہے، اور ایک دوسری جگہ واحد کے طور پر نجم کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسے فرمایا والنجم اذا ھوٰی۔ ما ضل صاحبکم وما غوٰی۔ یعنی قرآن کریم کا ہر حصہ یا آیت گواہی دیتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و نظریات غلط نہیں۔ ما ضل کے معنے ہیں ان کے اعمال و افعال غلطی سے مبرا ہیں اور ما غوٰی کے معنے ہوئے کہ ان کے نظریات و اعتقادات غلطی سے پاک ہیں۔ ان ھو الا وحی یوحی بلکہ یہ تعلیم ظاہر کرتی ہے کہ یہ انسان کا کلام نہیں.... خدا کا کلام ہے۔

نجم یا نجوم کے معنے

نجم اور نجوم کے الفاظ پر مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے اکثروں نے ان کے معنے ستارے بیان کئے ہیں اور بعض نے قرآن کریم کی آیات جیسے حضرت ابن عباس رض کا قول ہے کہ یہاں اس لفظ سے مراد قرآن کے ٹکڑے اور حصے ہیں جو ستاروں کی طرح چمکتے اور لوگوں کی راہبری کرتے ہیں۔ ستاروں کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے وبالنجم ھم یھتدون یعنے ان کے ذریعے سے سمندروں اور صحراؤں میں لوگ صحیح رستہ پاتے ہیں اور ایسا ہی قرآن کریم کے حصے اور ٹکڑے بھی ستاروں کی طرح روشن ہیں اور لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ قرآن خود نجم اور نجوم کو انہی معنوں میں استعمال کرتا ہے۔ والنجم اذا ھوٰی...... ان ھو الا وحی یوحی۔ قرآن کا ہر حصہ گواہ ہے جب وہ اترتا ہے کہ قرآن صرف وحی الٰہی ہے جو محمد رسول اللہ کی طرف کی گئی ہے۔ اسی طرح فرمایا فلا اقسم بمواقع النجوم.... انہ لقرآن کریم..... تنزیل من رب العلمین۔ اے لوگو! تمہارے اعتراضات صحیح نہیں قرآن کریم کے تمام حصے جو روشن ستاروں کی طرح مخلوق الٰہی کی ہدایت اور رہبری کا موجب ہیں اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ کتاب اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے گویا جو تفسیر حضرت ابن عباس رض نے کی ہے وہ خود قرآن میں لکھی ہوئی موجود ہے۔

قرآن کو کریم کیوں کہا؟

اس آیت میں قرآن کو کریم کہا ہے۔ کریم کے ایک معنے ممتاز اور بلند مرتبہ ہونے کے ہیں اور دوسرے معنے فیاض، اور نفع پہنچانے کے ہیں۔ قرآن کو اس لئے کریم کہا ہے کہ یہ فیاضی کی تعلیم دیتا ہے، انسانوں کو فیاض بناتا ہے۔ وسعت قلبی سکھاتا ہے تنگ دلی، تنگ نظری اور تعصبات کو مٹاتا ہے۔ یہ انفع للناس ہے۔ یعنی لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والی کتاب ہے۔ اس لئے اس کی صفت کریم ہے کہ یہ تمام دنیا کی کتابوں مذہبی لیڈروں، پیغمبروں، رسولوں، نبیوں، صدیقوں شہداء اور مصلحین کی تعظیم کرنے کی تلقین کرتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کریم ہونا

رسول کریم کی نسبت بھی کریم کا لفظ آیا ہے انہ لقول رسول کریم۔ یہ عظیم الشان رسول کا کلام ہے رسول کی تنوین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہے یعنے آپ بلند...... مرتبہ اور عظیم الشان رسول ہیں۔ تمام دنیا کے پیغمبروں اور رسولوں کی جس قدر صفات ہیں، اور جس قدر انہوں نے کام کئے وہ سب کے سب آپ کی ذات مقدسہ میں جمع ہیں پھر آپ کی کریم النفسی کا یہ عالم ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کی بھی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

دوسرے انبیاءؑ کے اخلاق کی پیروی کا حکم

قرآن کریم میں دوسرے رسولوں کی جا بجا تعریف کی ہے وہ راستباز تھے، وہ شکر اور صبر کرنیوالے تھے۔ وہ صالح تھے۔ یہاں تک فرمایا کہ فبھداھم اقتدہ ان کے راستے پر چلو۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کلیجہ ہے کہ آپ نے دوسرے پیغمبروں کے راستہ پر چلنے کی ہدایت کی، اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی کتابوں اور شرائع پر عمل کرو بلکہ ان کے اخلاق اور صفات حسنہ کو اپنے اندر لینے کا حکم ہے، چنانچہ نمازوں میں پانچ وقت دعا کی جاتی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یعنے دوسری قوموں میں جس قدر پیغمبر، صدیق، شہداء اور صالحین

www.aaiil.org

آئے۔ اے اللہ تعالےٰ جس قدر تو نے اپنے رحم و کرم کے دروازے ان پر کھولے ہیں ہم پہ بھی کھول۔ اور انہی کے راستہ پر ہمیں چلا۔ اللہ لے رسول کریم۔ ہمارا رسول بڑے بلند مرتبہ کا مالک ہے۔ آپ کو حکم ہوا اصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل جس طرح اولوا العزم رسولوں نے صبر کر کے دکھلایا آپ بھی مصائب و مشکلات میں صبر سے کام لیں

دوسرے انبیاء پر ایمان لانے کا حکم

اس میں بھی دوسرے پیغمبروں اور رسولوں کی تعریف کی ہے۔ اسی لئے فرمایا انہ لقول رسول کریم کہ آپ کریم اور فیاض ہیں آپ نے تلقین فرمائی ہے کہ دوسری قوموں کے رسولوں اور کتابوں پر ایمان لایا جائے۔ یہ رواداری کی بات نہیں بلکہ ہمارے ایمانیات کا حصہ ہے ہمارے سامنے حضرت عیسےٰ کی کوئی ہتک نہیں کر سکتا اسی طرح ان کی عزت کرتے ہیں جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اسی طرح ہم حضرت موسےٰ علیہ السلام کی بھی عزت کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضی کی کوئی انتہا نہیں، آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔

وسعت قلبی کی تلقین

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو وسعت قلب کی تلقین فرمائی ہے کہ جس طرح قرآن کریم ہے اسی طرح ہمارا رسول بھی کریم ہے انہوں نے اعتقادات اور نظریات اور خیالات میں وسعت پیدا کی ہے۔ بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ انہوں نے تعصبات کو دور فرمایا ہے ہم مسلمانوں پر واجب ہے کہ ہم بھی حضور نبی کریم کے ان اخلاق سے اپنے تئیں بہرہ ور کریں تاکہ خدا ہم سے خوش رہے

قرآنی تعلیمات کی قبولیت یورپ میں

غرض قرآن کی تعلیمات عالمگیر اور ہمہ گیر ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ اس کو آپ لنڈن، جرمنی فرانس اور امریکہ میں جہاں کہیں لے جائیں اور پیش کریں لوگ اس تعلیم کو پسند کرتے ہیں۔ جب وہ قرآنی نظریات کو سنتے ہیں۔ تو کہہ اٹھتے ہیں کہ یہی کچھ ہمارے دل میں تھا۔ ہم اپنے مذہب کی اسی قسم کی تعلیم کا تصور کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم نے اسی طرف اس آیت میں اشارہ کیا ہے بل ھو اٰیٰت بینٰت فی صدور الذین اوتوا العلم قرآن کریم کی تعلیم ایسی ہے جو اہل علم کے سینوں میں رکھ دی گئی ہے۔ اہل علم اس تعلیم کو مانتے ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیم فطرت کے مطابق ہے

آپ وہاں اسی لئے کامیاب ہیں کہ قرآن کے معقول اور ہمہ گیر نظریات کو وہ لوگ دل سے مانتے اور پسند کرتے ہیں۔ یہ تعلیم انسانی فطرت کی آواز ہے۔ جب کوئی چیز کسی کی فطرت میں موجود ہو تو وہ اس چیز کو بلا تامل اپنا لیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن کو ذکریٰ (ذکر) کہا ہے کہ یہ یاد دہانی ہے۔ جہاں کہیں یہ تعلیم جائے گی۔ وہ لوگوں کی فطرت کو یاد دہانی کروائے گی۔ اور وہ قبول کر لیں گے۔ یورپ میں بے شمار پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ جن کے دل و دماغ میں اس فطرتی مذہب کا ایک خاکہ بنا ہوا ہے۔ وہ عیسائی اعتقادات نہیں رکھتے۔ کیونکہ عیسائیت ان کی فطرت کو اپیل نہیں کرتی . . . . ایسے لوگوں کے سامنے جب ہم قرآن کی تعلیم کو پیش کرتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری دل کی آواز ہے۔ یہ ہماری فطرت کی پکار ہے ہم ایسی ہی فطرتی اور معقول تعلیم کے متلاشی تھے اس لئے ہمیں یہ تعلیم پسند ہے۔ ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔

دو چیزیں جو یورپ میں اسلام کی کامیابی کا موجب ہیں

میں نے پہلے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ پہلی دفعہ جب میں ولایت سے واپس آیا تو میرے اعزاز میں مرحوم نواب ذوالفقار علی خان نے دعوت دی تھی اس میں مسلمان بھی تھے اور انگریز عمائد بھی تھے گورنمنٹ کالج کے پرنسپل Mr. Robinson صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ کونسی چیز ہے جس نے آپ کو ولایت میں کامیاب بنایا اور آپ نے انگریزوں کو مسلمان کر لیا۔

میں نے کہا کہ اوّل تو یہ ہے کہ یونیورسٹی کا لکھا پڑھا کوئی عیسائی نہیں رہ سکتا۔ اس لئے کہ عیسائی معتقدات فطرت کو اپیل نہیں کرتے اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم . . . . Rational معقول ہے علم و عقل کو اپیل کرتی ہے۔ بس یہ دو چیزیں تھیں جنہوں نے مجھے ولایت میں کامیاب کیا اور جن کی وجہ سے میں انگریزوں کو مسلمان بنا سکا ہوں اس نے کہا کہ . . . . کہ میں بھی عقائد کے لحاظ سے عیسائی نہیں ہوں۔ (گو رتر جوان دنوں انگریز ہوتے تھے) گرجا جاتے ہیں۔ اور ان کی اقتدا میں خوشامد کے طور پر کئی بڑے بڑے لوگ گرجا جاتے ہیں لیکن میں کبھی بھی گرجا نہیں گیا۔

معقولیت اور وسعت نظر کی ضرورت

تو مسلمانوں کی کامیابی کے لئے راستہ کھلا ہے آپ کے دین کا غلبہ یقینی امر ہے۔ اس لئے کہ آپ کی تعلیم معقول اور فطرتی ہے آپ کی تعلیم میں وسعت ہے۔ آپ اس تعلیم سے فائدہ اٹھائیں۔ آپ کا عمل اس کے مطابق ہونا چاہیئے۔ آپ کے عمل اور فعل کو دیکھ کر دوسرے لوگ مسلمان ہوں گے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ ردسمبر ۱۹۶۰ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ ردسمبر ۱۹۶۰ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ ردسمبر ۱۹۶۰ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہو گا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳۴	۶	۶۰۰	۶
۶۲	۶	۶۲۱	۶
۸۲	۱۲	۶۲۲	۶
۹۷	۶	۶۸۸	۶
۱۰۴	۶	۷۰۴	۶
۱۱۵	۶	۹۳۰	۶
۱۲۰	۶	۹۳۱	۶
۱۴۳	۶	۹۳۲	۶
۲۳۱	۶	۱۰۴۸	۶
۲۳۲	۶	۱۰۵۳	۶
۲۴۴	۶	۲۰۲۸	۶
۲۹۲	۶	۲۱۷۱	۶
۲۹۴	۶	۲۱۷۲	۶
۳۲۷	۱۲	۲۱۷۳	۶
۳۵۳	۶	۲۱۷۴	۶
۴۳۵	۱۲	۲۱۷۵	۶
۴۴۷	۱۲	۲۱۷۶	۶
۴۵۶	۶	۲۱۷۷	۶
۴۶۷	۳۰	۲۱۸۰	۶
۴۸۱	۶	۲۱۸۲	۶
۵۹۱	۶	۲۱۸۳	۶
۵۹۹	۶	۲۱۸۹	۶
۲۱۸۶	۶	۲۱۹۰	۶

www.aaiil.org

احادیث نبویہ میں سچے مسیح اور مہدی کے ظہور سے قبل

علماء کی حالت زار کا نقشہ

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

دجال کا قاتل کون ہے اور وہ کس طرح قتل ہوگا

گذشتہ قسط میں میں نے ظہور مسیح و مہدی کے قبل کے زمانہ کے علماء کا خاکہ اختصار کے ساتھ پیش کیا تھا اس قسط میں ان احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں یہ خاکہ وارد ہوا ہے نواس بن سمعان الکلابی سے روایت ہے :- قال ذکر رسول اللہ صلعم الدجال وقال غیر الدجال اخوفنی علیکم ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرؤ حجیج نفسہ واللہ خلیفتی علی کل مسلم ابن ماجہ کتاب الفتن - یعنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رض سے فرمایا جو آپس میں بیٹھے دجال کا ذکر کر رہے تھے آپ لوگ دجال سے خوف کا اظہار کر رہے ہیں حالانکہ مجھے دجال سے بڑھ کر ایک اور چیز کا خوف ہے جو مسلمانوں پر اثر انداز ہوگی اور ان کے حق میں نتائج بد پیدا کرے گی، دجال اگر ظاہر ہوگا اس حالت میں کہ میں تم میں موجود ہوں گا تو میں اس پر تمہاری طرف سے دلائل کے ذریعہ غالب آؤں گا اگر اس کا ظہور ایسی حالت میں ہو کہ میں تم میں موجود نہ ہوا تو ہر ایک آدمی اپنے نفس کا حجیج ہے یعنی ہر ایک کو چاہیئے کہ خود ایسے براہین کے ہتھیاروں سے مسلح ہو جن کے ذریعہ وہ دجال کو شکست دے سکے اور اپنے نفس کو اس کے شر سے محفوظ رکھ سکے لیکن چونکہ مسلمان ایسے ہتھیاروں سے تہیدست ہوں گے اس لئے اللہ تعالے ہر مسلم پر میرا خلیفہ ہوگا یعنی دجال کو بذریعہ دلائل شکست دینے کا جو کام میں نے کرنا تھا وہ اللہ تعالے کریگا اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالے خود تو دنیا میں آکر ایسے کام نہیں کیا کرتا وہ کسی شخص کو ہی منتخب کر کے بھیجتا ہے اور اسے اس کام کے لئے مامور مقرر کرتا ہے حدیث وضاحت سے بیان کر رہی ہے کہ دجال پر غلبہ حاصل کرنا دلائل و براہین کے ذریعہ ہوتا ہے اس امت کا جو فرد بھی نبی کریم صلعم کے خلیفہ اور بروز ہونے کی حیثیت سے دجال کے مقابلہ کے لئے مامور کیا جائے گا اس کو براہین کے اسلحہ سے ہی مسلح کیا جائے گا کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم نے بھی جیسا کہ حدیث بتا رہی ہے دلائل سے ہی غلبہ حاصل کرنا تھا پس آنحضور صلعم کا غلام اور بروز کسی اور ہتھیار سے کس طرح دجال کو نیچا دکھلا سکتا ہے پس یہ حدیث صریح نص ہے اس بات پر کہ دجال کے ساتھ جو مسیح کی جنگ ہونی ہے وہ تلوار کی نہیں بلکہ دلائل کی جنگ ہوگی اور یہی وقوع میں آئی جو شخص اس امت میں مسیحیت کے دعوے کے ساتھ کھڑا ہوا یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اس نے دجال کو خواہ وہ معہود دجال ہو یا امت میں سے پیدا ہونے والے دجال ہوں سب کو دلائل نیرہ و براہین ساطع اور ربانی نشانوں کے ذریعہ ہی زیر کیا اور ان کو اس بری طرح سے قتل کیا کہ ان میں دوبارہ جان پڑنے کی اب کوئی صورت باقی نہیں رہی کیونکہ وہ لیہلک من ہلک عن بینۃ کے پورے پورے مصداق بن گئے ہیں۔

حدیث کے الفاظ ان یخرج وانا فیکم بھی اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ مسیح ناصری نے نہیں بلکہ آنحضور صلعم کے کسی کامل بروز نے ہی دجال کا مقابلہ کرنا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ احادیث میں صاف الفاظ میں مذکور ہے کہ دجال کا خروج مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں ہو ہی نہیں سکتا اسی بناء پر آنحضور صلعم نے حضرت عمر رض کو ابن صیاد کے قتل سے روکا اور یہی فرمایا کہ اگر یہ دجال ہے تو آپ اس کے قاتل نہیں ہو سکتے اس کا قتل تو عیلے کے ہاتھ پر مقدر ہے اور اگر یہ دجال نہیں تو اس کے قتل سے کوئی فائدہ نہیں چونکہ اصل اور کامل بروز میں صرف اصل اور ظل کا ہی فرق ہوتا ہے اس بناء پر بروز کا کام اصل کا کام ہی قرار دیا جاتا ہے اس لئے حدیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کے کام کو اپنا کام قرار دیا ہے ورنہ آپ ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم کے الفاظ فرما ہی نہیں سکتے تھے اور یہ زبردست ثبوت ہے اس بات پر کہ آنے والا مسیح آنحضور صلعم کا امتی ہی ہوگا نہ کہ مسیح ناصری کیونکہ وہ تو بروز ہی نہیں سکتا اور نہ اس کا کام حضرت نبی کریم صلعم کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔

دجال سے بڑھکر کونسی چیز مسلمانوں کے لئے زیادہ خوف دلانیوالی تھی یہ تو احادیث سے واضح ہے کہ دجال کا فتنہ سب فتنوں سے بڑھکر ہے ابتداء دنیا سے لیکر اس کے خاتمہ تک اس سے بڑھکر نہ کوئی فتنہ ہوا ہے اور نہ ہوگا تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوموں کو اس فتنہ سے ڈراتے رہے ہیں اور حضرت نبی کریم صلعم نے بھی اپنی امت کو ڈرایا ہے اور اس کی شناخت کے لئے علامات بھی بیان کیں ہیں تا مسلمان اس کے دھوکہ اور فریب سے محفوظ رہیں پھر کیا وجہ ...... ہے کہ آنحضور صلعم فرماتے ہیں کہ دجال سے بڑھکر بھی ایک چیز ہے جو زیادہ خوفزدہ کرنے والی ہے وہ امر جو دجال سے بھی بڑھکر خوف کا موجب ہے اسے معلوم کرنے کے لئے ہمیں قیاس آرائی کی ضرورت نہیں، خود آنحضرت صلعم نے اسے بیان فرما دیا ہے فرماتے ہیں وان مما اتخوف علی امتی الائمۃ مضلین و ستعبد قبائل من امتی الاوثان و ستلحق قبائل من امتی بالمشرکین ...... ولن تزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لایضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ ابن ماجہ کتاب الفتن اور یقینا وہ امر جو مجھے اپنی امت کے متعلق خوف میں ڈالے ہوئے ہے وہ ان لوگوں کا گروہ ہے جو مسلمانوں کی نظر میں تو ان کے امام ہوں گے لیکن درحقیقت وہ انہیں گمراہی کی راہ پر ڈالنے والے ہوں گے جس کے نتیجہ میں میری امت کے بعض قبائل بتوں کی پرستش میں لگ جائیں گے اور مشرکین سے جا ملیں گے لیکن اللہ کی طرف سے مجھے یہ بھی دائمی بشارت ملی ہوئی ہے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا رہے گا جو خود بھی حق پر ہوگا اور لوگوں کو بھی حق کی طرف دعوت دیتا ہوگا اور اللہ تعالے کی نصرت بھی ان کے شامل حال رہے گی، ان کی مخالفت بھی ضرور ہوگی، لیکن مخالفت کرنے والوں کی مخالفت ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گی باوجود مخالفت کے وہ اپنے مقصد میں کامیابی سے ہمکنار ہوتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ ان کا امر جس کو لے کر وہ کھڑے ہونگے قائم ہو جائے گا کیونکہ وہ اللہ کا ہی امر ہوگا جسے وہ قائم کرنے کے لئے ساعی ہوں گے پس اس بشارت کے ماتحت ان ائمۃ مضلین کے مقابلہ میں بھی ضرور ایک گروہ ایسا پیدا ہو جائے گا جو ان کی پھیلائی ہوئی گمراہی کے پردے چاک کر دے گا اور لوگوں کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے آئیگا اور حق کو دلوں میں قائم کر دے گا مخالفوں کی مخالفت ان کے عزم میں کمزوری پیدا نہیں کر سکے گی چنانچہ واقعات روز روشن کی طرح اس حقیقت کو نمایاں کر رہے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے مسیحیت و مہدویت سے قبل علماء نے جو عقائد

www.aaiil.org

مسلمانوں میں پھیلاسنے نکلے ان کے نتیجہ میں مسلمان ہزاروں کی تعداد میں یسوع کے بت کی پرستش میں مبتلا ہو گئے اور عیسائیوں جیسی مشرک قوم کے ساتھ مل کر توحید جیسی عظیم الشان نعمت کو چھوڑ کر تثلیث پرستی جیسی لعنت کو گلے کا ہار بنا لیا اور آنحضرت صلعم پر درود بھیجنے والے ہزاروں کی تعداد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالیاں دینے والوں میں شامل ہو گئے اس سے بڑھکر کونسی گمراہی ہو سکتی ہے کہ موحد کو مشرک بنا دیا جائے اور یہ سب کچھ ان علماء کی بدولت وقوع میں آیا جو بجائے قوم کو ہدایت کے راستہ پر ڈالنے کے گمراہی کے راستہ پر ڈالنے کا موجب ہو گئے حضرت نبی کریم صلعم نے امت کے اوثان پرست بن جانے اور مشرکین کے ساتھ مل جانے کو حدیث میں آئمۃ مضلین کے ساتھ جوڑ کر بتلا دیا ہے کہ یہ المناک واقعہ ان علماء کی وجہ سے ہی امت کو پیش آئے گا جن کے غلط عقائد مسلمانوں کے ارتداد کا موجب ہوں گے، پھر اس کے ساتھ ہی ایسے گروہ کا ذکر کرنا جو حق پر قائم ہوگا اور خدا تعالےٰ کی نصرت کا حامل ہوگا اور مخالفین کی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے کام پر لگا رہے گا بتلاتا ہے کہ مصیبت کے وقت مذکورہ بالا صفات سے متصف ضرور ایسا گروہ پیدا ہو جائے گا جو مسلمانوں کو آئمہ مضلین کی پیدا کردہ گمراہی سے نکال لے گا اس گروہ کے متعلق مندرجہ ذیل چھ پیشگوئیاں اس حدیث میں کی گئیں ہیں۔

(۱) وہ حق پر ہوں گے یعنی ان کے پیش کردہ عقائد درست اور صداقت پر مبنی ہوں گے۔

(۲) خدا کی نصرت ان کے شامل حال ہوگی۔

(۳)۔ ان کی مخالفت بھی ضرور ہوگی۔

(۴)۔ وہ مخالفت ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

(۵)۔ ان کے پیش کردہ عقائد صحیحہ آہستہ آہستہ قوم میں پھیلتے جائیں گے۔

(۶)۔ آخر کار وہ مقبول ہو جائیں گے۔

اب ہر منصف مزاج غور کر کے دیکھ لے کہ کیا یہ چھ کی چھ پیشگوئیاں بانی سلسلہ احمدیہ اور اس کی جماعت کے حق میں پوری ہوئیں ہیں یا نہیں۔ کیا ان کے پیش کردہ عقائد نے ارتداد کی رَو کو روکا یا نہیں کیا عیسائیوں نے ان عقائد سے خوف زدہ ہو کر اپنے مشنریوں کو احمدیوں سے مقابلہ کرنے سے منع کیا یا نہیں کیا مسلمانوں کو بھی ان عقائد کی صحت پر یقین آیا یا نہیں اس کا صحیح ثبوت یہ ہے کہ عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں عام مسلمان بھی احمدی علماء کو ہی بلاتے تھے اور انہیں اپنے علماء پر ترجیح دیتے تھے اور اب تو یہ حالت ہے کہ ان عقائد کو قبولیت عام کی سند حاصل ہو چکی ہے تفصیل انشاء اللہ مناسب موقعہ پر بیان کی جائے گی۔ دوسرا ثبوت اس کا یہ ہے کہ حضرت امام الزمان مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد اکثر قابل اہل قلم اصحاب نے جو احمدی نہ تھے اس امر کو علی الاعلان بغیر خوف لومۃ لائم تسلیم کیا کہ جو دفاع اور خدمت اسلام اس بزرگ نے کی ہے ایسی خدمت کرنے والا اب صدیوں تک پیدا نہیں ہو سکتا اور ایسے وقت میں اس بزرگ نے اس خدمت کو سرانجام دیا جبکہ کوئی اور اس کام کو سرانجام دینے کا اہل نہیں تھا۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ بانی سلسلہ احمدیہ اور ان کی جماعت کی شدید مخالفت ہوئی اور کیا اس امر کا بھی کوئی انکار کر سکتا ہے کہ یہ مخالفت احمدیوں کے قدم کو ذرہ بھر بھی پیچھے نہیں ہٹا سکی ہر میدان میں نصرت الٰہی اس جماعت کے شامل حال رہی خدمت دین کی جو توفیق اس جماعت کو ملی ہے وہ مسلمانوں کی کسی جماعت کو بھی نہیں ملی اور یہ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے۔ اور یہ امر بھی واضح ہے کہ جس حق کو لے کر یہ جماعت کھڑی ہوئی تھی وہ قائم ہو چکا ہے اور مخالفین نے بھی محسوس کر لیا ہے کہ اب یہ تحریک اس درخت کی مانند ہو گئی ہے جس کی جڑھیں پاتال میں پہنچ چکی ہیں اس لئے اس کا اکھیڑنا اب ناممکن ہے ان واقعات کو دیکھتے ہوئے بھی اگر کوئی اپنی آنکھیں بند کر لے تو ہم کیا کر سکتے ہیں ورنہ حقائق تو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

فتنہ دجال کی نوعیت اور وجہ خوف شدید

پیشتر اس کے کہ اس امر پر روشنی ڈالی جائے کہ دجال سے بڑھکر جس چیز سے زیادہ خوف کا اظہار کیا گیا ہے اس خوف کی کیا وجہ ہے یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ فتنہ دجال کی نوعیت کیا ہے اس کے لئے بھی ہمیں قیاس آرائی کی ضرورت نہیں، خود آنحضور صلعم نے اس کی نوعیت بھی بتلا دی ہے فرماتے ہیں :-

عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلعم من سمع بالدجال فلینأ عنہ فواللہ ان الرجل لیأتیہ وھو یحسب انہ مؤمن فیتبعہ مما یبعث بہ من الشبہات اولما یبعث بہ من الشبہات فقال ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرؤ حجیج نفسہ واللہ خلیفتی علی کل مسلم فمن ادرکہ منکم فلیقرأ علیہ فواتح سورۃ الکھف فانھا جوارکم من فتنتہ ابوالدرداء یروی عن النبی صلعم قال من حفظ عشر آیات من اول سورۃ الکھف عصم من فتنۃ الدجال وکذا قال ھشام الدستوائی عن قتادۃ الا انہ قال من حفظ من خواتیم سورۃ الکھف وقال شعبۃ من آخر الکھف

اس کے بعد مسیح کے آنے کا ذکر فرما کر فرماتے ہیں۔ فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام ویھلک المسیح الدجال

ابوداؤد کتاب المھدی یعنی عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی دجال کے متعلق سنے وہ اس سے دور رہے وجہ یہ کہ اللہ کی قسم (اس سے بڑھکر تاکیدی الفاظ نہیں ہو سکتے) کہ لوگ اس کے پاس آئیں گے اور وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ وہ مومن ہیں لیکن وہ ایسے زبردست شبہات ان کے دلوں میں پیدا کر دے گا کہ وہ اس کے تابع ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہی بات فرمائی جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے کہ اگر میری موجودگی میں آ گیا تو میں دلائل سے اس پر غالب آ جاؤں گا۔ سورہ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات پر غور اور توجہ سے پڑھنے والا اور ان کے مطالب کو کماحقہ سمجھنے اور مدنظر رکھنے والا اس کے فتنہ سے محفوظ رہے گا یہ آیات اس کے لئے فتنہ دجال سے پناہ کا کام دیں گی یہاں تک کہ مسیح آ کر ان کی صلیب کو توڑ دے گا اور ان کے گندے عقائد کو پاش پاش کر دے گا جزیہ موقوف کر دے گا یعنے اس کے زمانہ میں دین کے لئے لڑائیاں نہ ہونے کی وجہ سے یعنی جہاد کی ضرورت نہ رہے گی۔ اس لئے جزیہ لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا ان قوموں کو نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ اسلام کے سوا باقی تمام ادیان کو ہلاک کر دے گا اور یہ ظاہر ہے کہ ادیان کی ہلاکت تلوار سے نہیں بلکہ دلائل سے ہی ہوتی ہے، جیسا کہ نبی کریم صلعم کے الفاظ وانا حجیجہ دونکم اور آیت قرآنی لیھلک من ھلک عن بینۃ بتلا رہی ہے۔

شبہات کا ازالہ اصل چیز ہے

حدیث مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ دجال کے فتنہ کی نوعیت یہ ہے کہ وہ دلوں میں بڑے قوی شبہات پیدا کرے گا۔ اور یہ بدیہی بات ہے کہ شبہات کا ازالہ تلوار سے نہیں ہو سکتا بلکہ تلوار تو ان میں اضافہ کا موجب ہوتی ہے کیونکہ یہ تو تلوار چلانے والے کی علمی کمزوری اور جواب سے عجز پر دلالت کرتی ہے شبہات کا ازالہ تو مسکت جواب سے ہی ہو سکتا ہے اور ایسا جواب وہی شخص دے سکتا ہے جو شریعت اسلامیہ کے مغز اور اس کی روح سے کماحقہ واقف ہو اور دینی علوم کی گہرائیوں تک پہنچا ہوا اور حضرت نبی کریم صلعم کا وارث ہونے کی وجہ سے ایسا راسخ

www.aaiil.org

فی العلم ہو کہ شریعت کے جس حصہ پر بھی اعتراض ہو وہیں اسے فوراً اس کا مدلل اور مسکت جواب بھی نظر آجائے اور دجال کے پیدا کردہ شبہات کو اس خوبصورتی سے دُور کر دے کہ ایک طرف تو سننے والوں کے قلوب مطمئن ہو جائیں اور دوسری طرف دشمن بھی فبہت الذی کفر کا مصداق بن جائے حدیث سورۃ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات کے گہرے مطالعہ کا حکم دے کر صاف اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ دجال سے مراد آنحضور صلعم کی عیسائی قوم ہی ہے کیونکہ سورۃ کہف کے ابتدا اور آخر میں پادریوں کا ذکر ہے جو مسیح کو خدا کا ولد تسلیم کرتے ہیں اور یا یاجوج ماجوج کا جو عیسائی قوم کے حکمران اور سیاستدان اور اس کے نمائندے ہیں ان دونوں کی طرف سے تمام مذاہب پر عموماً اور اسلام پر خصوصاً ایسی ستدید نکتہ چینی کی گئی ہے کہ ایمانداروں کے دل ہل گئے اور ان کے ایمانوں میں شدید تزلزل واقع ہو گیا بعض تو کھلے طور پر مرتد ہو گئے اور بعض بظاہر مسلمان رہے لیکن دلوں سے ایمان عنقا ہو گیا جیسا کہ ان کی عملی حالتوں سے عیاں ہے اس کے بعد مسیح کے ذریعہ صلیب کو توڑنے کا ذکر کر کے واضح طور پر دجال کی تعیین کر دی کہ صلیب پرست ہی دجال معہود ہیں۔

اس تشریح کی تائید دیگر احادیث سے

اس بات کی تائید دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے کہ دجال کو اسلام پر حملہ کرنے کی جرأت محض اس وجہ سے ہوگی کہ علماء حقیقی مسلمانوں میں موجود نہ ہوں گے جو اس کے اعتراضات کا صحیح جواب دے سکیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ دجال کا خروج علٰی خفۃ من الدین و ادبار من العلم ہوگا اور زمین میں کوئی بھی اس پر حجت تمام کرنے والا نہ ہوگا یعنے دجال کو حملہ کی جرأت محض اس لئے ہوگی کہ مسلمان اپنے دین کو نہایت ہی معمولی چیز سمجھ رہے ہوں گے اور اس کی وجہ یہ ہوگی کہ علم دین اُٹھ چکا ہوگا اور یہ بدیہی بات ہے کہ جب کسی امر پر یقین تام اور بصیرۃ کاملہ نہ ہو تو اس کی قدر و منزلت بھی دلوں میں نہیں رہتی حضرت حذیفہ رضی نے ان الفاظ کی بنا پر فرمایا کہ اگر دجال ہمارے زمانہ میں آئے تو چھوٹے بچے بھی کنکریوں سے اسے ہلاک کر دیں یعنے بچے بھی اس کے دجل سے اثر پذیر نہ ہوں بلکہ ایسا منہ توڑ جواب اسے دیں کہ وہ اُلٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہو لیکن اس نے خروج ہی ایسے وقت میں کرنا ہے جبکہ دین کی طرف سے بے پروائی برتی جا رہی ہوگی اور علم دین اُٹھ چکا ہوگا حجج الکرامہ صفحہ ۴۰۵ - اور دوسری احادیث میں درج ہے کہ یرفع العلم و یظھر الجھل یعنے علم اُٹھ جائے گا اور جہالت غالب آجائے گی۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ شبہات کو دور کرانے کے لئے عوام علماء کے محتاج ہوتے ہیں اور انہی کو اپنا ملجا و ماوےٰ سمجھتے ہیں اور دین کے متعلق جب ان کے دلوں میں کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے ازالہ کے لئے انہی کی طرف دوڑتے ہیں لیکن دجال کے پیدا کردہ شبہات کے جواب سے چونکہ علماء بھی عاجز ہوں گے اس لئے عوام کا جو حشر ایسی حالت میں ہو سکتا ہے اس کو ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :- تکون فی امتی فزعۃ فیصیر الناس الی علمائھم فاذا ھم قردۃ وخنازیر یعنے ایک وقت ایسا آئے گا کہ میری امت کے لوگوں میں گھبراہٹ پیدا ہوگی اور وہ علماء کی طرف بھاگے جائیں گے تا اپنی گھبراہٹ کو ان سے دور کرائیں لیکن علماء کو بھی قردۃ اور خنازیر کے مشابہ پائیں گے یہ ظاہر ہے کہ جس گھبراہٹ کو دور کرانے کے لئے علماء کی طرف جانا پڑے وہ گھبراہٹ دین میں شبہات پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہی نمودار ہوتی ہے لیکن علماء کی حالت یہ ہوگی کہ وہ پرانی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہوں گے، ان میں قوت اجتہاد مفقود ہوگی جو عقائد آباؤ و اجداد سے سنتے چلے آ رہے ہوں گے انہی پر قائم ہوں گے اور اعتراضات چونکہ انہی غلط عقائد پر وارد ہو رہے ہوں گے اس لئے وہ کورانہ تقلید کی وجہ سے ان کے جواب دینے سے عاجز ہوں گے اور ادھر اُن کے باطن کی حالت بھی اچھی نہ ہوگی کہ وہی تسلی چاہنے والوں کے لئے باعث تسکین ہو اور یہ امر لامحالہ ارتداد کی طرف دلوں کو مائل کرنے کا موجب ہوگا اور پادریوں کا شکار بننے میں ممد بنے گا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

وجہ خوف

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال سے بڑھ کر جس چیز کا خوف تھا وہ یہی نام نہاد علماء کے دلوں سے حقیقی علم کے اُٹھ جانے کا خوف تھا کیونکہ دجالی فتنہ تو شبہات کا فتنہ تھا اور یہ فتنہ جیسا کہ حضرت حذیفہ رض نے فرمایا علم سے دُور ہو سکتا تھا لیکن علم کے فقدان کی وجہ سے اس فتنہ نے زور پکڑنا ہی تھا اور مسلمانوں کے ارتداد کا باعث بننا ہی تھا اور حضرت نبی کریم صلعم کی کشفی نگاہ یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اس لئے آنحضرت صلعم کو علماء کے غلط عقائد کی وجہ سے امتیوں کے گمراہ ہونے اور جائے ارتداد بننے کا نظارہ سخت غم میں ڈال رہا تھا اور یہی وہ امر تھا جس کے متعلق آپ دجال سے بھی بڑھ کر خوف زدہ تھے کیونکہ فتنہ کا علاج اگر موجود ہو تو پھر اس فتنہ کا اتنا خوف نہیں ہو سکتا جتنا کہ علاج کے نہ ہونے سے ہو سکتا ہے اسی لئے آنحضور صلعم نے فرمایا عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلعم ستکون فتن یصبح الرجل فیھا مؤمنا ویمسی کافراً الا من احیاہ اللہ بالعلم یعنی فتنے ایسے شدید ہوں گے کہ صبح اگر کوئی شخص مومن ہے تو شام کافر ہوگا سوائے اس شخص کے جس کو علم زندہ رکھے اور شراح حدیث نے علم سے مراد وہ کشفی علم لیا ہے جو فنا فی اللہ اور بقاء باللہ کے بعد سالک کو حاصل ہوتا ہے علم استدلالی اس سے مراد نہیں لیا گیا اس حدیث سے زندگی اور موت کا مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے۔

علم اُٹھ جانے سے مراد

حدیث میں جو یرفع العلم و یظھر الجھل آیا ہے اس کی شرح میں شراح حدیث لکھتے ہیں، علم اُٹھ جانے کے یہ معنی نہیں کہ علماء کے سینوں سے علم مٹا دیا جائے گا بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ حاملین علم فوت ہو جائیں گے اور لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیں گے وہ لوگ جو کچھ دین کے بارے میں فیصلہ دیں گے، . . . .

. . . اس کی بنا ان کی جہالت پر ہوگی جیسا کہ مسلم میں روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ علم کو لوگوں سے نہیں چھینتا بلکہ علماء کو قبض کر لیتا ہے اس لئے علم ان کے اُٹھ جانے کے ساتھ ہی دنیا سے اُٹھ جاتا ہے اور جاہل رئیس بن جاتے ہیں پس وہ آپ بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اس حدیث سے آئمہ مضلون کے معنی بھی حل ہو گئے یعنی ایسے امام جو علم حقیقی سے کورے ہوں گے بدیں وجہ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور مسلمانوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

صرف ایک ہی علاج

صرف ایک ہی علاج حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے ان فتنوں سے محفوظ رہنے کا بتلایا ہے جس کا ذکر سورہ جمعہ کی آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم میں موجود ہے یعنے نبی کریم صلعم اپنے کسی کامل امتی کے ذریعہ جو کامل بروز آپ کا ہوگا دنیا میں دوبارہ ظہور فرمائیں گے اور اس فتنہ کو دُور کر دیں گے، حالی جیسے ہمدرد قوم نے بھی مسلمانوں کی حالت پر نوحہ کرتے ہوئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آہ و پکار کرتے ہوئے عرض کی ہے کہ حضور تشریف لا کر امت کی کشتی کو اس بھنور سے نکالیں جس میں وہ پھنسی ہوئی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو دوبارہ دنیا میں تشریف لا نہیں سکتے بروز کے ذریعہ ہی آ سکتے تھے، سو وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں بروزی رنگ میں تشریف لے آئے اور اپنا کام بھی کر گئے اور ان امتیوں کے دلوں میں ایمان کی جڑ ھ ایسی مضبوط گاڑ گئے جنہوں نے آپ کو امام تسلیم کر لیا کہ کسی بھی فتنہ انگیز کی فتنہ انگیزی اسے ہلا نہیں سکتی کیونکہ اب وہ تخم آور درخت کی شکل اختیار . . . . . . کر چکی ہے۔

www.aaiil.org

علماء کی حالت زار کے متعلق مستند احادیث

(۱)۔ قال رسول اللہ صلعم یکون بعدی ائمۃ لا یھتدون بھدای ولا یستنون بسنتی وسیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جثمان انس مشکوٰۃ کتاب الفتن (۲) عن حذیفۃ قال واللہ ما ترک رسول اللہ صلعم من قائل فتنۃ الا ذکرہ یعنے میرے بعد ایسے امام ہونگے ۔ ۔ ۔ ۔ جو میری لائی ہوئی ہدایت پر عمل نہیں کریں گے اور نہ میری سنت پر چلیں گے اُن میں ایسے آدمی ہوں گے جن کے دل انسانی جامہ میں شیاطین کے دل ہوں گے پھر حذیفہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قائد فتنہ کو نہیں چھوڑا مگر اس کا ذکر کیا یعنی ان اماموں کا جو لیڈر بن کر فتنوں کی طرف قوم کو لے جائیں گے کنز العمال جلد سابع ص۵۲ پر انہی کو دعاۃ الضلالۃ کہا ہے اور شراح نے قائد فتنہ کے معنے بھی دعاۃ الضلالۃ ہی کئے ہیں یعنے گمراہی کی طرف بلانے والے ان احادیث سے ائمۃ مضلین کے معنی بھی صاف ہو جاتے ہیں۔

(۳)۔ کنز العمال جلد سابع ص۱۲۳ ان من اشراط الساعۃ ان یلتمس العلم عند الاصاغر یعنی علم کی تلاش تو لوگوں کو ہوگی لیکن علم حقیقی ضائع ہو چکا ہوگا اس لئے یہ تلاش عبث ہوگی علماء زمانہ کے پاس سے انہیں وہ علم حاصل نہیں ہوگا جو خشیۃ اللہ دلوں میں پیدا کرے اور خدا کی رضا جوئی کی طرف رہنمائی کرے ۔ اسی لئے فرمایا:۔

(۴) سیاتی علی امتی زمان یکثر فیہ القراء ویقل فیہ الفقہاء ویقبض العلم یعنی ایسا زمانہ میری امت پر آنے گا جس میں قرآن پڑھنے والے تو بے شک بہت ہوں گے لیکن تفقہ فی الدین رکھنے والے بہت کم ہوں گے وجہ یہ کہ حقیقی علم دین اُٹھ چکا ہوگا۔

(۵)۔ پھر ص۱۲۳ پر حدیث ہے ان من اشراط الساعۃ ان یتدافع اھل المسجد لا یجدون اماما یصلی بھم مطلب یہ کہ ایسا امام نہیں ملیگا جو ان صفات سے متصف ہو جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے یعنے امام متقی اور قرآن کریم کا حقیقی علم رکھنے والا ہو۔

(۶) فی اخر الزمان عباد جھال وقراء فسقۃ یعنی آخری زمانہ میں جاہل بندے ہوں گے اور قرآن پڑھنے والے فاسق ہوں گے۔

علماء حقیقی کب اُٹھائے جاتے ہیں

ص۱۲ ان اللہ ریحا یبعثھا علی راس مائۃ سنۃ تقبض روح کل مؤمن یعنی صدی کے سر پر خدا تعالے کی طرف سے ایسی ہوا چلتی ہے کہ ہر حقیقی مؤمن کی رُوح قبض کر لی جاتی ہے یہ تو عام قاعدہ بتلایا پھر آخری زمانہ کے متعلق خصوصیت سے بتلایا ص۱۲۵ یعنی ریحا بین یدی الساعۃ تقبض روح کل مومن یعنے آخری زمانہ میں ایسی ہوا چلیگی کہ ہر حقیقی مؤمن کی رُوح قبض کر لی جائیگی۔

ص۱۲۲ پر فرمایا اذا تقارب الزمان (تقارب الزمان مسیح موعودؑ کے زمانہ کی علامت ہے) انتقی الموت خیار امتی کما ینتقی احدکم خیار الرطب من الطبق۔ یعنے مسیح موعود کے ظہور سے قبل موت میری امت کے تمام پسندیدہ لوگوں کو چُن کر نکال دینا لے گی جس طرح تم لوگ طبق سے اعلے درجہ کی ترکھجوریں چُن لیتے ہو۔

ص۱۸۲ لا تقوم الساعۃ حتی لا یعبد اللہ فی الارض قبل ذالک بمائۃ سنۃ یعنی آخری زمانہ میں ظہور موعود سے یک صد سال قبل زمین پر اللہ کی عبادت رسمی طور پر تو ہوگی لیکن حقیقی طور پر نہیں ہوگی جو اللہ کے ہاں قبولیت کا شرف حاصل کر سکے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ لوگ نماز پڑھیں گے لیکن قبول نہیں ہوگی۔

اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد دین پیدا ہوگا لیکن آخری زمانہ میں ایسا مجدد ظاہر ہوگا جو مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب ہوگا اور سارے دین کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوار دے گا۔ وہ مجدد آ گیا کاش مسلمان اس کے دامن سے وابستہ ہو کر اپنی اخلاقی اور روحانی حالت کو سنوارنے کی کوشش کریں۔

قرآن کریم میں ارتداد اور اسکو روکنے کے سامان پیدا کرنے کی پیشگوئی

مسلمانوں کے ارتداد کی پیشگوئی صرف احادیث میں ہی نہیں بلکہ قرآن کریم میں بھی موجود ہے چنانچہ سورۃ مائدہ ع ۸ میں اللہ تعالے فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم یعنے مومنوں میں سے جب کبھی لوگ مرتد ہوں گے تو اللہ تعالی ارتداد کی روک تھام کے لئے ایسی جماعت پیدا کر دے گا جن کی صفات حسب ذیل ہوں گی اس زمانہ میں ارتداد وقوع میں آیا جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا جو جماعت اس کو روکنے کے لئے قائم ہوئی وہ صرف احمدی جماعت ہی ہے جس پر تمام صفات منطبق ہوتی ہے۔

(۱)۔ اللہ ان سے محبت کرے گا احمدی جماعت سے خدا کی محبت کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالی کی تائید انہیں حاصل رہی اور سب باوجود ۔ ۔ ۔ ۔ انہیں ناکام بنانے کے لئے مخالفین کی طرف سے انتہائی کوشش کی گئی لیکن اللہ تعالے کی نصرت سے وہ ہر میدان میں کامیاب ہی رہے اور خدمت دین کے لئے انہیں بیش از بیش توفیق ملتی چلی جا رہی ہے۔

(۲) وہ خدا سے محبت کرنے والے ہوں گے اس کا ثبوت ان کی خدا کے دین کے لئے مالی جانی قربانیاں ہیں جو اس زمانہ میں مفقود تھیں اور ہیں دنیاوی اغراض یعنی سیاست وغیرہ کے لئے تو مالی قربانیاں نظر آتی ہیں مگر دین کے لئے شاذ و نادر ہی کوئی قربانی کرتا ہے۔

(۳)۔ مؤمنوں کے خیر خواہ۔ حقیقی خیر خواہی یہی ہے کہ ان کو غلط عقائد سے نکال کر صحیح عقائد پر انہیں قائم کیا جائے۔ یہ کام جماعت احمدیہ باوجود مسلمانوں کی طرف سے ایذا رسانی کے پورے اخلاص کے ساتھ سر انجام دے رہی ہے۔

(۴)۔ کافروں پر بھاری ہوگی۔ اس کا ثبوت بھی نمایاں ہے تمام کفار اس جماعت سے کانپتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں آنے سے لرزاں ہیں۔

(۵)۔ اللہ کی راہ میں جہاد۔ جہاد بالقلم جو اس جماعت کی طرف سے ہوا اور ہو رہا ہے اس کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں کہاں ملتی ہے۔ دنیا کے کونہ کونہ میں تبلیغ اسلام کا کام جاری ہے

(۶)۔ کسی ملامت گر کی ملامت ان کے عزم میں کمزوری پیدا نہیں کر سکے گی، یہ صفت بھی نمایاں ہے۔ احمدی قتل بھی ہوئے مختلف قسم کی ایذا رسانیوں اور طعن و تشنیع کا نشانہ بھی بنے لیکن اشاعت اسلام کے کام سے نہ رکے یہ خدا کا فضل ہے جو انکے شامل حال ہے:

بحرِ حکمت کے موتی

بسلسلہ صفحہ اوّل

از وحیِ خدا صبحِ صداقت بدمیدہ
چشمیکہ نہ دید آں صحفِ پاک چہ دیدہ
آں دیدہ کہ نورے نگرفت است ز فرقاں
حقا کہ ہمہ عمر ز کوری نرہیدہ
(مسیح موعودؑ)

ترجمہ:۔ اللہ تعالی کی وحی سے صبح صداقت روشن ہوگئی۔ جس آنکھ نے وحی کی یہ کتاب پاک نہیں دیکھی اس نے کچھ بھی نہ دیکھا۔ وہ آنکھ جس نے قرآن سے نور حاصل نہیں کیا۔ اللہ کی قسم وہ عمر بھر اندھے پن سے خلاصی نہ پائے گی:

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

کشمیر میں سرعت سے اسلام پھیلنے کے اسباب

از محمد اسد اللہ قریشی کاشمیری

رنچن اسلام قبول کرنے کے باوجود بدھ مذہب سے مرتد نہ تھا کیونکہ بدھ کے فرمان اور پیشگوئی کے مطابق ہی تو رنچن نے اسلام قبول کیا تھا لہذا درحقیقت سچا بدھی اور بھکشو وہی تھا۔ نہ وہ جو گوتم بدھ کی پیشگوئی کے دراصل منکر ثابت ہو رہے تھے، اور ان معنوں سے پیشگوئی کے منکر ہی عملاً مرتد تھے۔ رنچن کے لداخ میں اسلام سے متاثر ہونے کے محرکات وہاں کے بدلتے ہوئے حالات اور عام لوگوں کے اسلام قبول کرنے والے امور تھے، کیونکہ لداخ میں اور اس کے نواحی قبائل میں جن میں درد قبیلہ پیش پیش تھا رنچن کے واقعہ قبول اسلام سے دو صدی قبل ہی اسلام پھیل چکا تھا۔ اور قبیلہ درد نے جو دریائے سندھ کے کنارے آباد تھا بدھ مت ترک کرکے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا تھا جیسا سٹین نے راج ترنگنی کے انگریزی ترجمے میں یہ تسلیم کیا ہے۔ یہی نہیں، واقعہ یہ ہے کہ پہلی صدی ہجری کے آواخر اور آٹھویں صدی عیسوی کے اوائل میں ہی لداخ اور تبت میں اسلام پہنچ چکا تھا (تفصیل کے لئے دیکھئے احقر کا کتابچہ "کشمیر میں اسلام" صـ۲) رنچن جیسا ذہین شہزادہ اور ہر مذہب کی تحقیقات کا شوق رکھنے والا۔ تو تغیر رجحان کا حامل ان واقعات سے کیسے متاثر نہ ہو سکتا تھا۔ یہ امور ظاہر کرتے ہیں کہ رنچن کا کشمیر کا سفر دراصل "سچے مذہب" کی تلاش میں تھا۔ کیونکہ بدھ نے آنے والے مذہب کے متعلق جس انداز میں پیشگوئی کی تھی کہ آنے والے میتریا موعود پر ایمان لانا! اس کی اہمیت بدھ کے پیروؤں میں اتنی بڑھ گئی تھی کہ علماء بدھ "سچے مذہب" کی تلاش میں دنیا کے ممالک کا سفر کیا کرتے تھے جیسا فاہیان چینی سیاح نے چین سے "سچے مذہب کی تلاش میں دنیا کے ممالک کا سفر اختیار کیا" (دیکھو کوہستان راولپنڈی یکم ستمبر ۱۹۵۹ء صـ۲) رنچن نے شاہمیر کے ساتھ اپنے ہم مذہبوں کا جو مباحثہ کرایا جیسا کہ "رہنمائے کشمیر" نامی کتاب میں لکھا ہے جس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اس سے پوری ریاست اثر پذیر ہوئی، اس ریاست گیر اثر کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ اس دن یہاں کے غیر مسلموں کی کثیر تعداد مسلمان ہو گئی جس دن راجہ مسلمان ہو گیا۔ اس عام مباحثہ کا یہ فائدہ بھی ہوا کہ اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں عوام میں پائی جاتی تھیں وہ بھی دور ہو گئیں اور پیغمبرِ اسلام اور قرآن کے خلاف جو نفرت، دہشت اور متعصبانہ پروپیگنڈہ پھیلایا گیا تھا جیسا کہ ہر زمانہ میں سچائی کے خلاف خود غرض لوگ پھیلایا کرتے ہیں وہ بھی کم ہو گئی اور فطرت سلیمہ والے اور نیکو شعار لوگ بلاتکلف ذرا کھل کر اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرنے لگے اور جو کثیر تعداد مسلمان ہو گئی تھی وہ بھی خاموش بیٹھ نہیں رہے تھے بلکہ انہوں نے اپنے اپنے حلقۂ اثر میں کشمیر کے چاروں طرف اس نور کی ضیا پاشی کی جس سے خود انہوں نے حصہ حاصل کیا تھا، اگرچہ کشمیر کے بعض متعصب طبقے اسلام کی اس روز افزوں ترقی اور مقبولیت سے آگ ہو رہے تھے، مگر یہ چیز اسلام پھیلنے میں روک نہ بن سکی، اور اسلام سرعت سے پھیلتا ہی گیا۔

اسلام کے متعلق حضرت یوز آصف کی پیشگوئی

کشمیر میں اسلام آنے کے متعلق حضرت یوز آصف پیغمبر بھی پیشگوئی کر چکے تھے۔ آپ فلسطین سے تبلیغ دین کے لئے کشمیر تشریف لائے تھے کشمیر کی تاریخیں، تخت سلیمان، کشمیر کے کتبے... اور قدیم تحریریں بتاتی ہیں کہ آپ ہی حضرت عیسٰے روح اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور آپ نے یوز آصف بھی اپنا ایک نام تجویز کیا تھا آپ نے کشمیر میں آکر دعوئے نبوت کیا سری نگر محلہ خانیار میں آپ کی قبر موجود ہے (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے "اہل کشمیر کی نسلی تاریخ" اور اخبار ہذا میں گذشتہ شائع شدہ مضمون "مسیح کشمیر میں")

آپ کی ایک پیشگوئی جو آپ نے اسلام کے متعلق کشمیر میں کی تھی "کتاب یوز آصف" میں درج ہے جس میں آپ کے حالات مذکور ہیں اس میں لکھا ہے:-

> "یوز آصف نے اپنے شاگرد بیبا د کو وصیت کی کہ میں نے اچھی طرح تعلیم دے دی ہے اور اچھی کلیسائیں قائم کر دی ہیں اور ان میں اچھے چراغ روشن کر دیئے ہیں اور میں نے اسلام کی رعیت جو پراگندہ تھی جمع کر دی ہے اور اسی لئے میں مبعوث کیا گیا تھا اب میرا دنیا سے اوپر اٹھائے جانے کا وقت قریب آچکا ہے"

(کتاب یوز آصف صـ۲۸۵ بحوالہ حیات المسیح و وفاتہ مطبوعہ مصر)

اس پیشگوئی میں آپ نے اپنا مقصد بعثت ہی یہ بتایا ہے کہ میں اسلام کی پراگندہ رعیت جمع کرنے کے لئے مبعوث ہوا تھا اور میں نے ان کو اسلام پر جمع کر دیا ہے جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ آپ نے اہل کشمیر کو تیار کر دیا تھا کہ میرے بعد اسلام کشمیر میں آنے والا ہے۔ لہذا سب جمع ہو کر اس کی انتظار کریں اور متفرق نہ ہو دیں۔ اس پیشگوئی کی مزید تائید انجیل سے بھی ہوتی ہے۔ انجیل یوحنا میں ہے کہ آپ نے ایک دفعہ فلسطین میں وعظ کے دوران میں فرمایا تھا:-

> "اس کے بعد میں تم سے باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں جب وہ سچائی کا روح آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا وہ میرا جلال ظاہر کرے گا"

(یوحنا باب ۱۴/۳۰ و ۱۶/۱۳)

اس پیشگوئی میں آپ نے دنیا کے جس سردار کے آنے کی پیشگوئی کی ہے اس سے مراد پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ وہی دنیا کی تمام قوموں کی طرف مبعوث ہو کر آئے اور دنیا کا سردار کہلائے پس ظاہر ہے کہ حضرت یوز آصف کے جو پیرو کشمیر میں اسلام کی آمد کے زمانہ تک نسلاً بعد نسلٍ چلے آرہے تھے وہ اس پیشگوئی کے مطابق آنیوالے **اسلام اور پیغمبر اسلام کے شدید** منتظر تھے۔ جب کشمیر اسلام میں پہنچا تو انہوں نے اسلام کو قبول کر لیا۔ اس بات کا ثبوت "اصول کافی" کی کتاب سے ملتا ہے کہ کشمیر میں اسلام کی آمد کے زمانہ تک عیسوی سلسلہ خلافت موجود تھا اور وہ لوگ تورات انجیل، زبور اور صحف ابراہیم کے معتقد تھے اور ان کے احکام پر عمل کرتے تھے اور ایسے علماء اور پادری موجود تھے جو ان کتب آسمانی کی تعلیم دیتے اور ان کے احکام پر لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے۔ اس روایت کا عربی سے اردو ترجمہ یہ ہے

"علی بن محمد اور اس کے علاوہ کئی اور بھی دوستوں نے محمد بن عامر اور اس نے ابو سعید غانم ہندی کی بیان کیا کہ اس نے کہا کہ میں ہندوستان کے ایک شہر میں تھا جو اندر دان کشمیر کے نام سے مشہور ہے اور میرے اور چالیس ساتھی تھے جو بادشاہ کے دائیں جانب کرسیوں پر بیٹھتے تھے اور سب کے سب کتب اربعہ تورات و انجیل، زبور اور صحف ابراہیمؑ پڑھے ہوئے تھے اور ہم لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور انہیں ان کے دین میں تفقہ بتاتے اور انہیں حلال و حرام کے متعلق فتوے دیا کرتے تھے، بادشاہ اور اس کے علاوہ سب لوگ ہماری طرف رجوع کرتے تھے۔ پس ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چل پڑا تو ہم نے کہا کہ اس نبی کا ذکر تو ہماری کتابوں میں موجود ہے اور اس کا معاملہ ہم پر اب تک مخفی رہا اس لئے ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کی تلاش کریں۔ جب ہماری رائے اس پر متفق ہو گئی اور ہم سب نے اس پر موافقت کا اظہار کیا کہ میں ان کے اس امر کی تلاش میں نکلوں چنانچہ

www.aaiil.org

ہیں بہت سا مال لے کر نکلا اور بارہ ماہ چلتا رہا، یہاں تک کہ میں کابل کے قریب پہنچا تو کچھ ترک مجھے ملے انہوں نے مجھ پر ڈاکہ ڈالا اور میرا مال چھین لیا۔ (مقابلہ میں۔ ناقل) سخت چوٹیں آئیں اور میں شہر کابل لے جایا گیا اور یہاں کے بادشاہ نے میرے حالات پر اطلاع پائی اور مجھے شہر بلخ میں بھیج دیا، اور اس وقت بلخ کا رئیس داؤد بن العباس ابواسود تھا اسے میرے آنے کی خبر پہنچی اور یہ کہ میں ہندوستان سے نبی کی تلاش میں نکلا ہوں اور میں نے فارسی زبان سیکھی ہے اور فقہاء و متکلمین سے مناظرات کئے ہیں۔ ایک بار داؤد بن العباس نے مجھے اپنی مجلس میں بلایا اور بہت سے فقہاء کو جمع کیا تو انہوں نے مجھ سے مناظرہ کیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں تو اس نبی کی تلاش میں نکلا ہوں جس کا ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے تو اس نے کہا کہ وہ کون ہے اور اس کا کیا نام ہے، میں نے کہا اس کا نام **محمد** ہے اس نے کہا وہ ہمارا نبی ہے جس کی تلاش میں تو ہے تو میں نے اس کی شرائع کے متعلق دریافت کیا جو مجھے انہوں نے بتائیں۔"

(اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۳۴۴)

اس روایت سے ظاہر ہے کہ اسلام کے آنے کے زمانہ تک کشمیر میں تورات و انجیل، اور صحف ابراہیم کو ماننے والے۔ ان پر عمل کرنے والے اور ان کی تعلیم دینے اور فتوے صادر کرنیوالے موجود تھے۔ نیز ان کی کتابوں میں **محمد** نام سے ایک پیغمبر آنے کی پیشگوئی موجود تھی، جس کے وہ شدید منتظر تھے اور اس کی تلاش میں بہت سا مال دے کر انہوں نے اپنا ایک آدمی بھیجا جس نے پورے غور و خوض کے بعد اسلام کے متعلق کوائف اور احکام معلوم کر کے رپورٹ پیش کی تھی اور اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے۔

رہا یہ کہ **محمد** کے نام سے پیغمبر کی پیشگوئی تورات و زبور وغیرہ میں کہاں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تورات و زبور میں **محمد** نامی پیغمبر کی پیشگوئی موجود ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زبور میں فرماتے وہ محمدیم ہے (زبور غزل الغزلات باب ۵ آیت ۱۶) اردو بائیبل عبرانی کے اس لفظ کا ترجمہ "سراپا عشق انگیز" کیا گیا ہے۔ اور انگریزی بائبل میں all together lovel عیسائی مصنفین اس پیشگوئی کے متعلق ہیں کہ اس موعود کا نام **محمد** نہیں محمدیم لکھا ہے۔ یہ صحیح ہے لیکن تورات نے تو خدا کو بھی الوہیم بصیغہ جمع لکھا ہے اسی طرح محمدیم بھی بصیغہ جمع مگر عبرانی زبان بلکہ اردو زبان میں بھی واحد کے لئے جمع کا صیغہ عزت و اکرام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ کسی بڑے آدمی یا بزرگ کے متعلق کہتے ہیں انہوں نے کہا" یہ نہیں کہتے کہ "اس نے کہا" پس یہ پیشگوئی صراحۃً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ اصول کافی کی مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر میں زبور کا کوئی عبرانی نسخہ موجود تھا جس میں **محمد** کے نام سے یا محمدیم کے نام سے آنے والے موعود کی بشارت موجود تھی حضرت یوز آصف یعنی حضرت مسیح نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی کی تھی مگر وہ **احمد** کے نام سے کی تھی جیسا قرآن میں ہے کہ آپ نے ایک پیغمبر کے آنے کی بشارت دی جس کا نام آپ نے **احمد** بتایا (مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (سورۃ صف ع ۱) ضرور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کشمیر میں بھی اپنے بعد **احمد** کے نام سے پیغمبر آنے کی پیشگوئی کی تھی۔ اس لئے کہ **محمد** کے نام سے پیشگوئی پہلے سے موجود تھی۔ کشمیر اکثر سیلاب اور آتش زدگی کے اتفاقی حادثات کا شکار ہوتا چلا آیا ہے اس لئے کشمیر کا بہت سا علمی اور تاریخی مواد ضائع ہو چکا ہے اور بہت سے قدیم مسودات یورپ وغیرہ کے مغربی سیاح خرید کر ہمراہ لے گئے ہیں اس لئے حضرت عیسیٰؑ کی پیشگوئی اور آپ پر کشمیر میں نازل شدہ وحی جس کا نام **البشریٰ** (انجیل) تھا اس کا تا حال پتہ نہیں چل سکا، تاہم اس بات کی شہادت موجود ہے کہ اہل کشمیر اسلام سے قبل اہل کتاب پیغمبروں کے امتی تھے۔ چنانچہ حال ہی میں ایک کتاب "حضرت عیسیٰ اور عیسائیت" کے نام سے سری نگر مقبوضہ کشمیر سے شائع ہوئی ہے جس میں مصنف نے لکھا ہے:۔

"آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ابھی جبکہ
حضرت ختم المرسلین پیدا بھی نہ ہوئے تھے
یہ کشمیری مسلمان سابقہ اہل کتاب کے
پیغمبروں کے امتی بنے ہوئے تھے"

(بحوالہ اہل کشمیر کی نسلی تاریخ صفحہ ۲۱-۲۲)

اس کتاب کے مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ آج سے ساٹھ ستر سال پیشتر ایک عالم فاضل شیخ سید بابا گنجو نامی زینہ پہاڑہ میں رہا کرتا تھا اس کے پاس پرانے زمانے کی تورات کا ایک نسخہ تھا جسے کوئی پڑھ نہیں سکتا تھا اسے وہ نسخہ بڑا عزیز تھا مگر وہ چرس پینے کا عادی تھا ایک دفعہ اسے چرس نہ ملی تو ایک پاؤ چرس کے عوض اس نے یہ نسخہ ایک ہانجی (ملاح) کو بیچ دیا"

اس روایت سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ قدیم زمانہ میں کشمیر میں تورات و زبور اور انجیل کے اصل نسخے موجود تھے جو عبرانی زبان کے قدیم اور متروک خط ہو جانے کی وجہ سے پڑھے نہ جا سکتے تھے۔ غالباً ہانجیوں سے یہ قدیم نسخے مغربی سیاح خرید کر ساتھ لے گئے ہوں گے۔

ان تصریحات سے واضح ہے کہ حضرت یوز آصف انہی اہل کتاب کو جو کشمیر میں پہلے سے آباد تھے راہ راست پر لانے اور انہیں آسمانی بادشاہت کی خوشخبری دینے کے لئے یعنی پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قبول کرنے (جو آسمانی بادشاہت میں داخل ہونا تھا) کی تلقین اور منادی کرنے کے لئے ادھر تشریف لائے تھے اور انہوں نے اہل کشمیر کو مثلاً اپنے بعد بغیر وقفہ یعنی درمیان میں کسی اور پیغمبر کے وقفہ کے بغیر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت دی تھی اور انہیں اس بات کے لئے تیار کر دیا تھا کہ جب وہ پیغمبر موعود مبعوث ہوں تو اس پر ایمان لائیں پس حضرت یوز آصف کے پیرو جو کشمیر میں اسلام کی آمد کے وقت موجود تھے ان پیشگوئیوں کے مطابق اسلام میں داخل ہوئے اور اس طرح کشمیر میں شرعت سے اسلام پھیلنے میں یہ پیشگوئیاں بھی خاصی ممد و معاون ثابت ہوئیں۔

ایسے بعض قدیم آثار بھی کشمیر کے معبدوں اور مندروں سے برآمد ہوئے ہیں۔ جن میں قدیم زبانوں میں کتبے بھی شامل ہیں ان کتبوں میں کشمیر میں اسلام آنے کی پیشگوئیاں کندہ پائی گئی ہیں چنانچہ "سر آوریل سٹین" نے "کشمیر کا جغرافیہ قدیم" میں کشمیر کے قدیم مندر "پری ہاسپورہ" کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابو الفضل نے آئین اکبری کے صفحہ ۳۶۴ پر لکھا ہے کہ جب پرسپور (پری ہاسپورہ) کے بلند مندر کو مسمار کیا گیا تو اس میں سے تانبہ کی پلیٹ نکلی جس پر یہ کتبہ کندہ تھا کہ اس مندر کو ۱۱۰۰ سال بعد سکندر نامی ایک شخص مسمار کرے گا۔ اس قسم کی ایک روایت وجیشور کی مورتی کے تباہی کے متعلق وچ برور کے پروہتوں میں مشہور چلی آتی ہے لیکن اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پری ہاسپورہ کی بناء سکندر بت شکن کے زمانہ سے صرف چھ صدی پیشتر ڈالی گئی تھی"

(کشمیر کا جغرافیہ قدیم صفحہ ۲۸۶)

یہ پیشگوئی اگر واقعی گیارہ سو سال بعد سکندر نامی ایک شخص کے ذریعہ مندر کی تباہی کے انہی الفاظ پر مشتمل ہے جنہیں اوپر نقل کیا گیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی رشی نے پری ہاسپورہ کی بناء سے قبل یہ پیشگوئی کی ہو گی اور پری ہاسپورہ مندر سے قبل ایک قصبہ ہو گا اور اگر سٹین صاحب کی تنقید صحیح ہو تو معلوم ہو گا کہ پیشگوئی ساڑھے چھ سو سال قبل کی ہے مگر اس کی تعبیر و تشریح میں غلطی واقع ہونے کی وجہ سے گیارہ سو سال سمجھا گیا ہو۔ اس صورت میں ماننا ہو گا کہ یہ پیشگوئی حضرت یوز آصف نے کی ہے کیونکہ قریب ساڑھے چھ سو یا سات سو سال قبل از اسکندر حضرت یوز آصف ہی کشمیر میں ہو گذرے ہیں۔

اسی طرح ایک اور پیشگوئی "وزیہ البشریٰ" نامی مندر کے کھنڈروں سے برآمد شدہ ایک قدیم پتھر پر کندہ ملی ہے جس میں لکھا ہے کہ "بسم اللہ منتر بینہ نشنت وزیہ البشریٰ" یعنی بسم اللہ ایک منتر ہے جو "وزیہ البشریٰ" نامی مندر کی ویرانی کا باعث ہو گا

(دیکھو نگارستان کشمیر صفحہ ۱۵۲)

(باقی بر صفحہ ۱۵)

www.aaiil.org

حضرت امام وقت کے دعاوی کی حقیقت

(از ملک ظفر اللہ خان راولپنڈی)

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم
(مسیح موعودؑ)

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان کا دعوٰی مہدی اور مسیح ہونے کا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ یعنی قرآن شریف اپنے نصوص قطعیہ سے اس بات کو واجب کرتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مقابل پر جو موسوی خلیفوں کے خاتم الانبیاء ہیں، اس امت میں سے بھی ایک آخری خلیفہ پیدا ہوگا جو مجددانہ حیثیت اور لوازم میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کی مانند ہو، تفصیل اس دلیل کی یہ ہے کہ خدا تعالٰے نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسٰے علیہ السلام کا مثیل ٹھہرایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو مسیح موعود تک سلسلہ خلافت ہے۔ اس سلسلہ کو سلسلہ موسویہ سے مشابہ قرار دیا جیسا کہ فرماتا ہے:- انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً ہ یعنی ہم نے یہ پیغمبر اس پیغمبر کی مانند تمہاری طرف بھیجا ہے کہ جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔

یہ تو وہ آیت ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت حضرت موسٰے علیہ السلام سے ہوتی ہے۔ لیکن جس آیت سے دونوں سلسلوں یعنی خلافت موسویہ اور خلافت محمدیہ میں مماثلت ثابت ہوتی ہے یعنی جس سے قطعی اور یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ سلسلہ محمدیہ کے خلیفے سلسلہ موسویہ کے مشابہ اور مماثل ہیں وہ آیت یہ ہے

وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الخ۔

یعنی خدا نے ایمانداروں سے جو نیک کام بجالاتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ ان میں سے زمین پر خلیفے مقرر کرے گا انہی خلیفوں کی مانند جو ان سے پہلے کئے تھے۔ اب جب ہم کما (مانند) کے لفظ کو پیش نظر رکھ کر دیکھتے ہیں تو محمدی خلیفوں کی موسوی خلیفوں سے مماثلت واجب کرتا ہے جیسا کہ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا میں کما (مانند) کے لفظ سے ان دونبیوں حضرت موسٰے علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت ثابت ہوتی ہے، تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ ان دونوں سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلت ضروری ہے

اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ اور آخری نمونہ ظاہر کرنے والا مسیح موعود خاتم خلفائے محمدیہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا آخری خلیفہ ہے۔ سب سے پہلا خلیفہ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے وہ حضرت یوشع بن نون کے مقابل اور ان کے مثیل ہیں جن کو خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کے منصب پر ٹھہرایا اور سب سے زیادہ فراست کی روح اس میں پھونکی یہاں تک کہ وہ مشکلات جو بقیدہ باطلہ حیات مسیح کے مقابلہ میں خاتم الخلفاء کو پیش آنی چاہیئے تھی، ان تمام شبہات کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کمال صفائی سے حل کر دیا اور تمام صحابہؓ میں سے ایک فرد ایسا نہ رہا جس کا گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی موت پر اعتقاد نہ ہو گیا ہو بلکہ تمام امور میں تمام صحابہؓ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایسی ہی اطاعت اختیار کر لی جیسا کہ حضرت موسٰے کی وفات کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت یوشع بن نون کی اطاعت کی تھی اور خدا تعالٰے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ کا حامی اور مؤید تھا ایسا ہی ابو بکر صدیق رضؓ کا حامی اور مؤید ہو گیا۔ درحقیقت خدا نے یوشع بن نون کی طرح اس کو ایسا مبارک کیا کہ کوئی دشمن اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور اسامہؓ کے لشکر کا ناتمام کام جو حضرت موسٰے کے ناتمام کام سے مشابہت رکھتا تھا حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر پورا کیا اور حضرت ابو بکرؓ کی حضرت یوشع بن نون کے ساتھ ایک اور عجیب مناسبت یہ ہے کہ جو حضرت موسٰے کی موت کی اطلاع سب سے پہلے حضرت یوشع بن نون کو ہوئی اور خدا نے بلا توقف ان کے دل میں وحی نازل کی کہ موسٰے مر گیا تا یہود حضرت موسٰی کی موت کے بارے میں کسی غلطی یا اختلاف میں نہ پڑ جائیں، جیسا کہ یوشع کی کتاب باب اول سے ظاہر ہے۔ اسی طرح سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر حضرت ابو بکرؓ نے یقین کامل ظاہر کیا اور آپ کے جسد مبارک پر بوسہ دیکر کہا کہ تو زندہ بھی پاک تھا اور موت کے بعد بھی پاک ہے اور پھر وہ خیالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں بعض صحابہؓ کے دل میں پیدا ہو گئے تھے ایک عام جلسہ میں قرآن شریف کی آیت کا حوالہ دے کر دور کئے اور ساتھ ہی اس غلط خیال کی بھی بیخکنی کر دی جو حضرت مسیحؑ کی حیات کی نسبت احادیث نبویہ میں پورا غور نہ کرنے کی وجہ سے بعض کے دلوں میں پایا جاتا تھا۔

واقعات کی مشابہت سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابو بکر بن قحافہ اور یوشع بن نون ایک ہی شخص ہے۔ استخلافی مماثلت نے اس جگہ شدت کے ساتھ اپنی مشابہت دکھلائی ہے۔ یہ اس لئے کہ کسی دو لمبے سلسلوں میں باہم مشابہت کو دیکھنے والے طبعاً یہ عادت رکھتے ہیں کہ یا اول کو دیکھا کرتے ہیں یا آخر کو مگر دو سلسلوں کی درمیانی مماثلت کو جس کی تحقیق و تفتیش زیادہ دقت چاہتی ہے دیکھنا ضروری نہیں سمجھتے بلکہ اول اور آخر پر قیاس کر لیا کرتے ہیں اس لئے خدا نے اس مشابہت کو جو یوشع بن نون اور حضرت ابو بکرؓ میں ہے جو دونوں خلافتوں کے اول سلسلہ میں ہیں، اور نیز اس مشابہت کو جو حضرت عیسٰے بن مریم اور اس امت کے مسیح موعود میں ہے جو دونوں خلافتوں کے آخر سلسلہ میں ہیں روشن کر کے دکھلا دیا۔ مثلاً یوشع اور ابو بکر میں وہ مشابہت درمیان میں رکھ دی کہ گویا وہ دونوں ایک ہی وجود ہیں یا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔

اب قابل غور بات ہے کہ مماثلت تامہ کاملہ استخلاف محمدی کی استخلاف موسوی سے مسیح موعود کا آنا ضروری ٹھہراتی ہے جیسا کہ آیت استخلاف سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ ایک مجدد کا حضرت مسیح کے نام پر چودھویں صدی میں آنا ضروری ہے۔

حدیث مجدد

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علٰی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

اس کے ساتھ ہی بخاری کی حدیث ملاحظہ ہو:-

کیف انتم اذ نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

ساتھ ہی ابن ماجہ کی حدیث قابل غور ہے:-

لا مھدی الا عیسٰے بن مریم

اب اوپر کی عبارت کا تسلسل پھر قائم کریں۔ اور یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ ایک مجدد کا حضرت مسیح کے نام پر چودھویں صدی میں آنا ضروری ہے کیونکہ امر استخلاف محمدی امر استخلاف موسوی سے اسی حالت میں اکمل اور اتم مشابہت پیدا کر سکتا ہے کہ جب اول زمانہ اور آخری زمانہ باہم نہایت درجہ کی مماثلت رکھتے ہوں اور آخری زمانہ کی مشابہت دو باتوں میں تھی ایک امت کا حال ابتر ہونا اور دنیا کے اقبال میں ضعف آ جانا اور دینی دیانت اور ایمانداری اور تقوٰے میں فرق آ جانا دوسرے ایسے زمانہ میں

ایک مجدد کا پیدا ہونا جو مسیح موعود کے نام پر آوے اور ایمانی حالت کو پھر بحال کرے۔

سو پہلی علامت کہ ہمارے بھائی مسلمان عزت قبول ہی نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کا ادبار اور ایک ایسی غیر قوم کا اقبال اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو اُن کے مذہب کو ایسا ہی حقیر اور ذلیل سمجھتی ہے جیسا کہ مجوسی یہودیوں پر غالب آکر حضرت مسیح کے زمانہ میں یہود کو حقیر اور ذلیل سمجھتے تھے اور یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ اندرونی حالت اسلام کی اور علماء اور اسلام کے دنیا داروں کی یہودیوں کی حالت سے کچھ کم نہیں ہے بلکہ بدتر سے وہ چند معلوم ہوتی ہے۔ جب ہم قرآن کی پہلی جزو میں یہ آیتیں پڑھتے ہیں جو یہودیوں کے مولویوں کے حق میں ہیں کہ تم لوگوں کو تو نیکی اور بھلائی کے لئے وعظ کرتے ہو اور اپنے تئیں بھول جاتے ہو اور اپنے بھائیوں کے ستانے میں تم کمی نہیں کرتے اور طرح طرح کے لالچوں اور حرامکاریوں اور بدکاریوں اور بدمنصوبوں اور دنیا طلبی کے فریبوں میں مشغول ہو تو بے اختیار دل بول اُٹھتا ہے کہ یہ تمام آیتیں ہمارے اکثر مولویوں کے حق میں صادق آ رہی ہیں۔

غلام احمد پرویز کی رائے

پرویز صاحب اپنی کتاب اقبال اور قرآن میں صفحہ ۸۵ پر "ہندی مسلمان" کے عنوان سے فرماتے ہیں:-

تاریخ کے اوراق کو ساڑھے تین ہزار سال آگے اُلٹیے اور قوم بنی اسرائیل سے ہندی مسلمانوں تک آ پہنچئے آپ دیکھیں گے کہ انیسویں صدی کے اخیر اور بیسویں صدی کے اوائل میں یہاں کے مسلمانوں کی حالت بعینہٖ وہی ہو چکی تھی جس کا نقشہ قرآن کریم نے داستان بنی اسرائیل کی شکل میں کھینچا ہے، یہ وہ زمانہ تھا جب شجر ملت کی ہر شاخ پر پژمردگی اور افسردگی چھا چکی تھی مدت ہائے دراز کی غلامی اور محکومی سے ان کے حوصلے پست، ہمتیں کمزور، افکار جامد، اعمال خاسر، ارادے سقیم، تمنائیں عقیم ہو چکی تھیں، ہر شعبۂ زندگی بساط بے نظام اور ہر فرد کاروان ناقۂ بے زمام تھا، دماغ فکر سے عاری، دل سوز سے خالی، نگاہیں بے نور، قلب بے حضور۔ قوم کیا ایک راکھ کا ڈھیر تھی جسے مخالف ہوائیں جدھر جی چاہیئے اڑائے اُڑائے پھر رہی تھیں۔

ڈاکٹر اقبال کی تائید

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ

پھر جبکہ ایک علامت کا اس زمانہ میں پایا جانا ہمارے بھائیوں نے خود قبول کر لیا ہے تو دوسری علامت سے منہ پھیرنا بعینہٖ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی کہے کہ آفتاب بے شک نکلا ہوا ہے مگر ابھی دن نہیں چڑھا، بہرحال ایک منصف دانا کو اس بات کے ماننے سے چارہ نہیں ہوگا کہ آیاتِ قرآنی پر غور کے ساتھ نظر کرنے سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ محمدی استخلاف کا سلسلہ موسوی استخلاف کے سلسلہ سے بکلی مطابق ہونا چاہیئے جیسا کہ **کما** کے لفظ سے مفہوم ہوتا ہے اور جبکہ بکلی مطابق ہوا تو اس امت میں بھی اس کے آخری زمانہ میں جو قرب قیامت کا زمانہ ہے حضرت عیسٰے کی مانند کوئی خلیفہ آنا چاہیئے۔ کہ جو تلوار سے نہیں بلکہ روحانی تعلیم اور برکات سے اتمام حجت کرے اور اس لحاظ سے کہ حضرت مسیح حضرت موسٰے سے چودہ سو برس بعد آئے۔ یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کا اس زمانہ میں ظہور کرنا ضروری ہوا اور خدا تعالےٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں تو اب دیکھنا چاہیئے کہ ایسے کتنے لوگ ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ اگر فرض بھی کیا جائے کہ مثلاً مسلمانوں میں سے اس زمانہ میں دس آدمیوں نے دعوےٰ کیا ہے، تو ان دس میں سے ایک ضرور صادق اور مسیح موعود ہوگا کیونکہ خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ نشان صادق کے وجود کو چاہتے ہیں لیکن جس حالت میں ہم کو دو مسلمانوں میں سے جو شام اور عراق اور مصر اور ہند وغیرہ بلاد میں رہتے ہیں اس زمانہ میں جو کتاب اللہ اور حدیث کی رو سے مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ ہے صرف ایک شخص نے مسلمانوں میں سے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا ہے، اور فرمایا:-

منم مسیح بہانگ بلند میگویم
منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد

تو ایسے مدعی کی تکذیب سے جو اپنے وقت پر ظاہر ہوا پیشگوئی کی تکذیب لازم آتی ہے۔
(باقی ــــ باقی)

اخبار و افکار ــــ بسلسلہ صفحہ ۷

"آدمی اپنی نقد جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان جنگ میں لے آتا ہے" وہی بات آج کہی جا رہی ہے کہ "اس میدان کے لئے تو ایک لمبے انتظار کی ضرورت ہے" پھر اگر حضرت مرزا صاحب نے قوم کو ایسے جہاد کے التواء کی خبر دیتے ہوئے اپنے اندر تقوےٰ و طہارت کی اسلامی خصوصیات پیدا کرنے کی،

www.aaiil.org

کشمیر میں اسلام پھیلنے کے اسباب

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

ظاہر ہے کہ بسم اللہ قرآن مجید کی وہ آیت ہے جو قرآن کی ہر سورت کی ابتداء میں لکھی ہوئی ہے اور اس لفظ سے جو عربی زبان کا ہے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو پیغمبر بسم اللہ کا منتر لے کر آئے گا وہ عرب سے مبعوث ہوگا اور بسم اللہ اس کی کتاب کا اہم عنصر ہوگا۔

اس پیشگوئی کی تفصیلات معلوم نہیں کہ کس نے کس زمانہ میں کی تھی مگر ظاہر یہی ہے کہ کسی خدا رسیدہ بزرگ یا پیغمبر نے کی ہے کیونکہ پیغمبر اسلام سے قبل مختلف قوموں میں پیغمبر آتے رہے ہیں شاید کشمیر میں کوئی پیغمبر گذرا ہو ۔۔۔۔ جس نے پیشگوئی کی ہے۔ یہ سب پیشگوئیاں وہ اندرونی شہادتیں تھیں جو ان پیروان مذہب کے پاس پہلے سے موجود اور شائع اور ذائع تھیں اور جو ان بیرونی شہادتوں کے علاوہ تھیں جو اسلام لیکر آیا تھا۔

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

بہت بہت شکریہ - اس لٹریچر سے میں نے بہت قیمتی معلومات حاصل کی ہیں اور مجھے بہت فائدہ ہوا ہے نیز مجھے احمدیت کے متعلق واقفیت حاصل ہو گئی ہے۔ میری گذارش ہے کہ مجھے قرآن شریف ۔ ریلیجن آف اسلام بھیجکر ممنون فرمائیں - میں یہاں سے خرید لیتا مگر یہاں اُنکی کوئی دوکان نہیں۔

(انہیں قرآن شریف، لٹریچر اور خط بھیجے گئے - ڈار)

www.aaiil.org

اعلیٰ سوتی کپڑے کی مصنوعات

جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں

لٹھا
نمبر ۵۰۰۰۰
نمبر ۱۱۰۰۰ نمبر ۱۵۰۰۰
نمبر ۴۸۰۰۰

پاپلین
پی نمبر ۹۹ پی نمبر ۳۶۰
پی نمبر ۴۰۰ پی نمبر ۵۶۰
پی نمبر ۸۶۰

کالونی

کارڈورائے
بی سی - ۹۰
بی سی - ۱۲۰
بی سی - ۱۸۰

کھدر کریپ
نمبر ۴۵۳۶ نمبر ۴۵۴۸
نمبر ۴۵۰۰

سوتی دھاگہ
نمبر ۱۰ ک نمبر ۲۰ ک
نمبر ۳۰ ک نمبر ۴۰ ک
نمبر ۶۰ ک

علاوہ ازیں

سلے سلائے ملبوسات قمیص بش شرٹ پتلون - رومال وغیرہ

کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد (ملتان)

کالونی (تھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)

پیغام صلح مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ ۴۷

نعامی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ - بیرونی ممالک ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر ... محلہ اعظم پورہ ... حیدر آباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر:- ۲۷۳۷۰
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوہن

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳
فی پرچہ ۲ر

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۸

خویشتن را از پئے اسلام سرگرداں کنید

جنابِ مولانا مرتضیٰ خان حسن صاحب مرحوم

اُٹھو اے عاشقانِ ملّت بیضا اٹھو — دیں کی خدمت کیلئے باندھو کمر مردانہ وار
پھر خدا سے نصرت و تائید کے طالب ہو — پھر کر دل کر دعائیں باد و چشم اشکبار
سربسجدہ ہوں اگر ہم درگہ باری میں آج — ہونگے ہم فضلِ خدا سے کامیاب و کامگار
ہم پہ لازم ہے شریکِ جلسہ سالانہ ہوں — دکھ گئے جس کی بنا ہیں مہدئ عالی وقار
ہم مجاہد ہیں خدا کے فضل سے قاعد نہیں — گھر میں ہم بیٹھے رہیں کاہل نہیں اپنا شعار
بے زری کا کیا ہی شکوہ ہمت عالی تو ہے — عزم مردانہ دکھاؤ مشکلیں گو ہوں ہزار
ہاتھ سے جانے نہ پائے خدمتِ دیں کا یہ وقت — پھر خدا جانے کہ کب آئیں گے یہ لیل و نہار
ہم تو جیتے ہیں خدا کے دیں کی خدمت کے لئے — حکم ہم کو دے گئے ہیں یوں مسیحِ نامدار
دوستانِ خود را نثارِ حضرتِ جاناں کنید — در رہِ آں یارِ جانی جان و دل قرباں کنید
آں دلِ خوش باش دا کاندر جہاں جوید خوشی — از پئے دینِ محمد کلبۂ احزاں کنید

از تعیش ہا بروں آیید اے مردانِ حق
خویشتن را از پئے اسلام سرگرداں کنید

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی موسیٰ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علےٰ کل مسلم صدقۃ قیل ارایت ان لم یجد قال یعمل بیدیہ فینفع نفسہ ویتصدق قال ارایت ان لم یستطع قال یعین ذالحاجۃ الملھوف قال قیل ارایت ان لم یفعل قال یمسک عن الشرّ فانھا صدقۃ اخرجہ الشیخان ولھما عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل سلامی من الناس علیہ صدقۃ کل یوم تطلع فیہ الشمس قال تعدل بین الاثنین صدقۃ ویعین الرجل فی دابتہ فیحملہ علیھا او ترفع لہ علیھا متاعہ صدقۃ والکلمۃ الطیبۃ صدقۃ بکل خطوۃ تمشیھا الی الصلوٰۃ صدقۃ وتمیط الاذیٰ عن الطریق صدقۃ"

ترجمہ:- حضرت ابوموسےٰ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک مسلمان پر صدقہ واجب ہے سوال کیا گیا کہ بتلایا جائے کہ اگر کسی کے پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ ہو ہی نہیں تو کیا کرے فرمایا کہ محنت مزدوری کر کے اپنے آپ کو بھی آرام دے اور صدقہ بھی کرے سوال ہوا کہ یہ بتلایئے کہ اگر محنت مزدوری کی تلاش میں سعی کے باوجود کام نہ ملے تو کیا کرے فرمایا محتاج مظلوم کی اعانت کرے، سوال کیا گیا کہ اگر اس کی بھی توفیق نہ رکھتا ہو تو کیا کرے آپ نے فرمایا کہ اچھے کاموں کے کرنے کی ترغیب دے سوال ہوا کہ

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

تبلیغی خط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

بھارت

ترجمہ خط از مسٹر ظفر نواب سنجر فونڈر جنرل سیکرٹری یوتھ فار اسلام کلکتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی محبت بھری چٹھی مورخہ ۱۱/۹ ملی نیز آپ مہربانی سے ہمیں پارسل بھی مل گیا ہے جس میں قرآن شریف اور دو قیمتی کتب ہیں بہت بہت شکریہ

ہمیں بہمہ وجوہ آپ کے قیمتی الفاظ سے اطمینان قلب حاصل ہوا ہے۔ اور تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ہماری بہت حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔

مستقبل میں ہم آپ کی وقتاً فوقتاً نصائح سے مستفید ہوتے رہیں گے۔ حقیقتاً ہماری آرگنائزیشن فرقہ بندی سے بالا ہے۔ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ ہماری اصل غرض یہ ہے کہ ہمارے غیر مسلم بھائی بالعموم اور عیسائی صاحبان بالخصوص اسلام کو اپنے اصلی رنگ میں سمجھیں اور اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے ہم نے نئے نئے طریق اختیار کئے ہیں۔

تبلیغ کے پرانے طریق کار میں اب جاذبیت نہیں رہی اور ہمیں یقین محکم ہے کہ بغیر کسی قسم کے تعصب کے ہمیں ہمیشہ اس ٹوہ میں لگے رہنا چاہیئے کہ وہ نئے طریق کونسے ہیں جن سے ہم لوگوں کے دلوں کو برائیوں سے ہٹا کر نیکیوں کی طرف پھیر سکتے ہیں۔

ہم اپنے مولانا صاحبان پر نکتہ چینی نہیں کرتے صرف یہ واضح کرتے ہیں کہ عیسائی مشنریوں نے ضرورت زمانہ کے مطابق اپنے طریق تبلیغ کو ڈھال لیا ہے۔

احمدیہ موومنٹ کے طریق تبلیغ اور تبلیغی کامیابیاں اس بات کا زندہ ثبوت ہیں کہ دقیانوسی تبلیغ اب نہیں چل سکتا۔ احمدیہ موومنٹ کے طریق تبلیغ کی سب مسلمانوں کو پیروی کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کو دینی اور دنیوی کامیابیوں اور برکات سے نوازے۔

ہماری مشکلات یہ ہیں کہ سردست ہمارے پاس فنڈز نہیں کہ ہم کتب خرید سکیں۔ ایک لیکچر ہال اور چھوٹی سی لائبریری تعمیر کریں۔ افسوس مسلمانوں کو تبلیغ کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ کام مولویوں کا ہے۔

ایک ہفتہ ہوا کہ دو اینگلو انڈین معزز صاحبان معہ اپنی بیویوں کے ہمارے ہاں تشریف لائے اور اسلامی لٹریچر کے لئے درخواست کی۔ مگر ہم ان کی خواہش پوری نہ کر سکے ہمیں اللہ تعالےٰ پر کامل بھروسہ ہے کہ وہ ہمیں اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

ہم نے تمام مسلم ڈپلومیٹک مشنوں سے درخواست کی ہے کہ اپنے ملکوں کی طبع شدہ اسلامی کتب ہمیں منگوا کر دیں تاکہ ہم اسلامی کتب کی نمائش میں انہیں رکھیں۔

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ان میں سے بعض نے ہمیں حوصلہ افزا خطوط بھیجے ہیں۔

الازہر کے ریکٹر ہز ایمی نینس شیخ محمد شلتوت نے بھی ہماری تبلیغی مشن میں بہت دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے۔

ہم اس چٹھی کو بڑی عزت و توقیر کے ساتھ جو آپ کے شایان شان ہے ختم کرتے ہیں۔

(انہیں مزید کتب اور خط بھیجے گئے۔ غلام نادر۔ ڈار)

لنکا

ترجمہ خط از عبداللہ سلیم مڈیزی تھیرہ کالج سیلون۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کی ارسال کردہ کتب مل گئی ہیں۔ مجھے اس سے بے اندازہ خوشی ہوئی اور میرے علم میں معتدبہ اضافہ بھی ہوا۔

آپ نے حسب وعدہ میری علمی معاونت کو پورا کر دیا۔ جزاک اللہ میں نہایت مشکور ہوں۔

یہ کتب نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے حلقۂ اثر میں سب کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔ میں اپنی رپورٹ آپ کو بھیجتا رہوں گا۔

یہ آپ کا عطیہ صرف میرے تک محدود نہیں رہے گا بلکہ جب میں کینیا واپس جاؤں گا تو میں کلام الٰہی اور آپ کے نصائح کو ساتھ لے جاؤں گا اور دوسروں کو بھی مستفید کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

مجھے ریلیجن آف اسلام کی ضرورت ہے اگر ہو سکے تو مینول آف حدیث بھی ارسال فرمائیں۔

امام الزمان مجدد وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق تفصیلی طور پر کتب بھیجدیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

(انہیں فی الحال مینول آف حدیث اور فاونڈر آف احمدیہ موومنٹ اور خط بھیجے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ خط از عبدالوہابی الحاجی محمد۔ اوفا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بیعت فارم مل گئے ہیں شکریہ ان کے ساتھ ایک کاپی ٹیچنگز آف اسلام کی بھی تھی۔

آپ خوش ہوں گے کہ میں نے آپ کے سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں قرآن شریف کی تعلیم کو دنیا میں پھیلاؤں گا۔

مجھے ممبر شپ سرٹیفکیٹ بذریعہ ہوائی ڈاک ارسال فرمائیں کیونکہ ہمارا کالج ۲۰-۱۲-۹ کو بند ہو جائے گا۔

پارسل اکثر اڑھائی مہینہ کے بعد ہمارے پاس پہنچتا ہے۔ مجھے نومبر کے اوائل میں مطلع فرمائیں کہ میں آپ کی جماعت کا باقاعدہ ممبر بنا لیا گیا ہوں۔

(انہیں قرآن شریف مع متن لٹریچر بھیجے گئے۔ خط اور ممبر شپ سرٹیفکیٹ ہوائی جہاز کے ذریعہ بھیجے گئے ہیں۔ غلام نادر ڈار)

ترجمہ خط از ماسٹر مسلم سلامی مغربی نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مجھے مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔ دراصل میرے پاس آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کافی الفاظ بھی نہیں اللہ تعالےٰ آپ سب پر اپنی برکات نازل فرماتے۔ مجھے ٹیچنگز آف اسلام۔ کال آف اسلام۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ چارج آف ہرسی۔ نیم احمدیہ۔ علما اور آف ایجنٹ۔ پرومسڈ مسیح۔ غلام احمد آف قادیان۔ اور مسلم پریر بک۔

درحقیقت احمدیہ موومنٹ موجودہ دنیا میں سب سے بہترین تبلیغی نظام ہے۔

نائیجیریا میں احمدیہ موومنٹ تمام مسلم سوسائٹیوں سے زیادہ ہر دلعزیز ہے ہم سب اس کے علمی افاضہ کے بہت مشکور ہیں۔

میری یہ خواہش اور دعا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان بلا امتیاز اکٹھے ہو کر دنیا سے بدی کو مٹا دیں اور دنیا میں فرمان خدا اور پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھیلا دیں میں کتب کے متعلق پھر کسی وقت تبصرہ کروں گا، اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہمیں آزادی حاصل ہو گئی ہے۔ امید ہے مجھے آپ مزید ایسے لٹریچر سے نوازیں گے جس سے میری روحانیت میں ترقی ہو۔

(انہیں قرآن شریف مع متن اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام نادر۔ ڈار)

البنشا

ترجمہ خط از مسٹر سلامی بوساری۔ البنشا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے میرے ایک عزیز دوست نے آپ کا پتہ بتایا ہے۔ ہم نے اپنے قصبہ میں ایک مسلم سوسائٹی قائم کر رکھی ہے۔ ہم مضافات میں پھیل جاتے ہیں اور لوگوں کو اسلام اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکچر دیتے رہتے ہیں نیز یسوع مسیح کے متعلق بھی کہتے ہیں کہ وہ نبی تھا خدا نہیں تھا۔

ہمارے پاس قرآن شریف نہیں اگر آپ مجھے

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

رشتۂ تودّد و تعارف کے ترقّی پذیر ہونے کا ذریعہ

جلسہ سالانہ کی اہم اغراض و مقاصد میں سے ایک بہت بڑی غرض حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بتائی ہے کہ:۔

"ان جلسوں میں یہ بھی ہو گا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ رب العزت جل شانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔"

حضرت امام وقتؑ کا یہ ارشاد جلسہ سالانہ کی اہمیت و افادیت کا واضح ثبوت ہے، باہمی رشتۂ تودّد و تعارف کو ترقی دینا قومی استحکام کے لئے نہایت ضروری ہے، جس قوم کے افراد باہم محبت اور شناسائی نہ رکھتے ہوں اور خشکی اور اجنبیت ان میں ترقی پذیر ہو، وہ نہ مستحکم ہو سکتی ہے اور نہ اس سے کوئی دینی و روحانی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے احمدی قوم کے افراد میں محبت کے ایسے جذبات پیدا کئے ہیں کہ وہ جزوی امور میں اختلافات رکھتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ممد و معاون ہیں، محبت و تودّد کے یہ جذبات اس عالی مرتبت انسان کے انفاس قدسیہ کا نتیجہ ہیں، جن کو دوستانہ تعلقات کا اس قدر پاس ہوتا تھا کہ فرماتے ہیں:۔

"میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع تعلق نہیں کر سکتا، ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئیں گے، عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہیئے، اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسے اغماض اور تحمّل کے محل میں اتارنا چاہیئے۔"

یہ ہے عہد دوستی اور یہ ہے رشتۂ تودّد و محبت جو حضرت مسیح موعودؑ ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ دوستوں سے ناگوار باتوں کا پیش آنا کوئی اچنبھا بات نہیں، حضرت امام وقت کا ارشاد ہے، کہ انہیں اغماض اور تحمّل کے محل میں اتارنا چاہیئے" خدا کا شکر ہے، کہ احمدی قوم اس صفت سے بہت حد تک مالامال رہی ہے، جس کو دیکھ کر اغیار اس پر رشک کرتے رہے ہیں، آج بھی اس صفت کو ترقی دینے کی ضرورت ہے، ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک، ایک دوسرے کی عیب پوشی اور غلطیوں کی معافی اور پیش آمدہ معاملات میں صبر اور استقامت کے ساتھ صحیح رستہ کی طرف ایک دوسرے کی رہنمائی کرنا یہ احمدی قوم کا شیوہ اور نمایاں امتیاز رہا ہے جس کو ترقی دینا اور باہمی تعلقات محبت کو استوار اور مستحکم کرنا ہر احمدی کا فرض اولین ہونا چاہیئے، جلسہ سالانہ اس کے لئے ایک نہایت اہم موقع پیدا کرتا ہے، اور حضرت امام وقتؑ کا ارشاد ہے کہ جلسہ میں ایک دوسرے سے مل کر محبت کے جذبات ترقی پذیر ہو سکتے ہیں، اور نہ صرف وہ دوست جو نئے آکر شامل ہوئے اپنے پہلے بھائیوں سے متعارف اور روشناس ہو کر انسیت و محبت اور عہد دوستی کا قیمتی جوہر حاصل کریں گے بلکہ پرانے بھائیوں کا بھی ایک دوسرے سے ملنا جذبات محبّت کو ترقی دینے کا موجب ہو گا اور اگر کوئی کدورت کسی بھائی کے دل میں ہو تو وہ اس باہمی میل ملاپ سے دور ہو سکتی ہے۔"

کیا ہم امید کریں کہ حضرت امام وقتؑ کی خواہش کے مطابق تمام احمدی چھوٹے اور بڑے، جوان اور بوڑھے عورتیں اور مرد نئے اور پرانے، بشرطیکہ کوئی اہم امر مانع نہ ہو شامل جلسہ ہو کر جو

۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۶۰ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو گا

باہمی رشتۂ تودّد و تعارف کو ترقی دینے اور قومی استحکام کا موجب ہوں گے؟

۲۴ دسمبر ۱۹۶۰ء کو احمدی خواتین کا جلسہ ہو گا جس میں اشاعت اسلام کے فنڈ کو مضبوط بنانے کے لئے مستورات کی بنائی ہوئی دستکاریوں کی نمائش بھی منعقد ہو گی، امید ہے ہماری بہنیں کثرت سے شامل جلسہ ہو کر قومی استحکام کا موجب ہوں گی۔

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ، سیالکوٹ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ گذشتہ جمعہ آپ کی غیر حاضری میں مولنا عبداللہ جان صاحب پشاوری نے خطبہ پڑھایا۔

— جلسہ سالانہ کا پروگرام دوسری جگہ درج ہے جو امید ہے قارئین کرام کی دلچسپی اور کشش کا موجب ہو گا۔

— گدگ (کرناٹک) سے مولوی محمد بڈھن صاحب بڈدور اطلاع دیتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امیر مرحوم مولنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "سیرت خیر البشر" کا کنڑی زبان میں ترجمہ کر کے کتابی شکل میں طبع کرایا ہے۔ کتاب کی ضخامت ۴۵۵ صفحات ہے، قیمت چار روپیہ چار آنہ رکھی گئی ہے، کتاب مجلد ہے، جو حسب ذیل پتہ سے مل سکتی ہے:۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نشاط گدگ۔ ایم۔ ایس۔ ایم ریلوے۔ انڈیا۔

سانحۂ ارتحال:۔ ہم سے ذیل کی افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے:۔

"مولوی عبدالمجید صاحب سابق معلّم بدوملہی مسلم ہائی سکول جو عرصہ بائیس سال سے مرض اعصاب فالج میں مبتلا تھے گذشتہ اتوار عالم جاودانی کو سدھار گئے، مرحوم اپنے پیچھے چھ یتیم خورد سال نابالغ زیر تعلیم بے سہارا بچے اور ایک بیوہ چھوڑ گئے، جن کا سہارا بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ اور جملہ ذی وسعت مسلمانوں کی شفقت کے محتاج ہیں۔ والسلام

غمزدہ محمد یوسف برادر مولوی عبدالمجید صاحب مرحوم"

مولوی عبدالمجید صاحب ہماری جماعت کے ایک پرانے اور مخلص ممبر تھے، مسلم ہائی سکول بدوملہی میں ٹیچر تھے جہاں سے دائم المریض ہونے کی وجہ سے ریٹائر ہو کر خانہ نشین ہو گئے تھے، ان کی وفات کا دلی افسوس ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

فہرست تقسیم قرآن کریم

بابت ماہ اکتوبر و نومبر ۱۹۶۰ء

انگریزی ترجمۃ القرآن قسم دوم منجانب شیخ اللہ بخش صاحب:۔ انڈونیشیا ۱۔ ملایا ۱۔ چین ۱۔ نائیجیریا ۴۔ کل میزان:۔ ۷

بیان القرآن جلد اول منجانب میاں فضل الرحمان صاحب:۔ مغربی پاکستان ۱۔ بیان القرآن حصہ دوم ۱۔ انڈیا ۱۔ بیان القرآن حصہ سوم مغربی پاکستان ۱۔ میزان کل:۔ ۴

انگریزی ترجمۃ القرآن قسم دوم منجانب میاں فضل الرحمان صاحب:۔

نائیجیریا ۔	۱۹ عدد	انڈیا ۔	۳ عدد
انڈونیشیا ۔	۶ "	یو۔ایس۔اے	۱ "
مغربی پاکستان ۔	۶ "	ٹرینیڈاڈ	۱ "
مشرقی پاکستان ۔	۱ "		
سیلون ۔	۲ "		
گھانا ۔	۱ "		

کل میزان ———:۔ ۴۱ عدد

www.aaiil.org

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۴ دسمبر ۱۹۶۰ء کو احمدیہ انجمن خواتین کا اجلاس مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور میں منعقد ہوگا جس کا پروگرام علیحدہ شائع ہوگا۔

۲۵ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز اتوار

۱۰ بجے صبح سے لیکر ۱½ بجے دوپہر تک

اجلاس اوّل زیر صدارت:- میاں غلام حیدر صاحب تمیم ریٹائرڈ ڈی آئی جی پولیس

تلاوت قرآن مجید .. .. طالب علم مسلم ہائی سکول نمبر ۱ .. ۱۰ سے ۱۰-۱۵ تک

نعت .. .. طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ .. ۱۰-۱۵ سے ۱۰-۳۰ تک

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام:- مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح - ۱۰½ سے ۱۰¾ تک

افتتاحی تقریر .. .. حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب - ۱۰¾ سے ۱۱¼ تک

تقریر .. .. مولانا احمد یار صاحب .. ۱۱¼ سے ۱۱¾ تک

تو یقین اسلام .. .. میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی .. ۱۱¾ سے ۱۲½ تک

وحی اور عقل .. .. مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری - ۱۲½ سے ۱½ تک

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوم زیر صدارت:- شیخ نثار احمد صاحب رئیس وزیر آباد

¾۲ بجے سے ½۴ بجے تک

تلاوت قرآن مجید .. طالب علم مسلم ہائی سکول نمبر ۲ .. ¾۲ سے ۳ بجے تک

نعت .. .. طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۲ .. ۳ بجے سے ¼۳ تک

تقریر .. .. خانبہادر غلام ربانی خان صاحب سابق امام مسجد ووکنگ (انگلینڈ) .. ¼۳ سے ¾۳ تک

احیائے اسلام .. .. میاں بشیر احمد صاحب منظور سابق مبلغ امریکہ .. ¾۳ سے ½۴ تک

۲۶ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز پیر

۱۰ بجے سے ½۱ بجے تک

اجلاس اوّل زیر صدارت:- حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب

تلاوت قرآن مجید .. .. طالب علم مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور .. ۱۰ بجے سے ¼۱۰ تک

نعت .. .. طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور .. ¼۱۰ بجے سے ½۱۰ تک

رپورٹ سالانہ:- سکرٹری صاحب .. ½۱۰ سے ۱۱ بجے تک

تقریر .. .. الحاج جناب شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر - ۱۱ بجے سے ¾۱۱ تک

اپیل .. .. حضرت امیر قوم ایدہ اللہ .. ¾۱۱ سے ½۱۲ تک

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوم زیر صدارت:- شیخ میاں ظہور احمد صاحب ملز اونر

پونے تین سے ساڑھے چار بجے تک

تلاوت قرآن مجید .. طالب علم مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور - ¾۲ سے ۳ بجے تک

نعت .. .. طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور - ۳ بجے سے ¼۳ تک

مسلمانوں کی امراض روحانی کا قرآنی علاج .. قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد - ¼۳ بجے سے ¾۳ تک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات - مولانا فضل الرحمٰن صاحب قمر سامانوی - ¾۳ بجے سے ½۴ تک

بعد نماز مغرب ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی طرف سے ... ایک مجلس مذاکرہ قائم ہوگی جس میں مغربی پاکستان کے متعدد کالجوں کے طلباء "اسلام میں اجتماعی حیات کا تصور اور اس کی اہمیت" پر تقاریر کریں گے، کامیاب طلباء کو انعامات دیئے جائیں گے۔

۲۷ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز منگل

۱۰ بجے سے ½۱ بجے تک

اجلاس اوّل زیر صدارت:- شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر

تلاوت قرآن کریم .. .. طالب علم مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور - ۱۰ بجے سے ¼۱۰ تک

نعت .. .. طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور - ¼۱۰ سے ½۱۰ تک

تقریر .. .. ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر - ½۱۰ سے ۱۱ بجے تک

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے .. مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق امام مسجد ووکنگ (انگلینڈ) وایڈیٹر لائٹ .. ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک

قرآن حکیم اور علوم جدیدہ - مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع - ۱۲ بجے سے ۱ بجے تک

تقریر .. چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات .... ۱ بجے سے ½۱ بجے تک

اختتامی تقریر حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ - ½۱ بجے سے ۲ بجے تک

نوٹ:- نماز عصر و ظہر ہر روز پونے تین بجے جمع ہونگی اور مغرب و عشاء پونے پانچ بجے جمع ہونگی۔ سب دوستوں کو ان اوقات میں باجماعت نمازوں میں شامل ہونا چاہیئے۔

درس قرآن کریم ہر روز بعد نماز فجر حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب دیں گے۔

کھانے کے اوقات:- صبح ۸ بجے سے ۹ بجے تک۔ شام ۶ بجے سے ۸ بجے تک

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

سچے مسیح اور سچے مہدی کے ظہور پر دلالت کرنیوالی علامات

مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری

صحابہ کرام کا عقیدہ کہ دجّال کا مقابلہ قرآن اور علم دین سے ہی ہوگا

گذشتہ قسط میں یہ بتلایا جا چکا ہے کہ دجّال اور دیگر قوموں کو اسلام پر حملہ کرنے کی جرأت محض اس لئے ہوگی کہ علم دین اُٹھ چکا ہوگا، علماء اس حملہ کو روکنے کے لئے بے دست و پا ہوں گے کیونکہ وہ علم قرآن سے بے بہرہ ہوں گے اور قرآن ہی ایسی کتاب ہے جس کے حقیقی علم سے ہی دجالی فتنہ کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے۔ حضرت حذیفہ رضؓ کا قول میں پہلے نقل کر چکا ہوں کہ دجّال کا خروج اگر ہمارے زمانہ میں ہو تو بچے بھی اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اسے شکست فاش دے سکتے ہیں لیکن اس کا ظہور ایسے زمانہ میں ہوگا جبکہ علم دین سے ناواقفیت انتہاء کو پہنچ چکی ہوگی، اب ذیل میں حضرت علی رضؓ کا قول نقل کیا جاتا ہے، وہ فرماتے ہیں فرحم الله رجلا منع سفيهه يتبعه والقوة عليه دومثل بالقران فان شانه بلاء مثل يل يبعث الله الشياطين من مشارق الارض ومغاربها فيقولون له استعن بنا على ما شئت كنز العمال جلد سابع صفحہ ۲۶۳ یعنے اللہ تعالےٰ اس شخص کو اپنی رحمت کا مورد بنائے جو اپنی قوم کے بے وقوفوں کو دجّال کی پیروی سے روکتا ہے، یاد رکھو کہ اس پر غلبہ حاصل کرنے کی قوت اس زمانہ میں قرآن کے ذریعہ ملے گی کیونکہ اس کا کام یعنے گمراہ کرنے کا کام بہت بڑی مصیبت ہے جس کا مسلمان شکار ہوں گے شیطان لوگ جن کا کام ہی لوگوں کو گمراہ کرنا ہے وہ مشرق اور مغرب سے جمع ہو کر دجّال کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے کہ جس کام پر بھی آپ ہماری مدد لینا چاہتے ہیں لے لیں اس کے بعد تفصیل ہے اس بات کی کہ دجّال کس طرح ان لوگوں کو گمراہ کرنے کی خدمت لے گا۔

حضرت علی رضؓ کا یہ قول کہ دجّال کا ظہور مسلمانوں کے لئے بہت بڑی مصیبت ہے اور یہ کہ اس پر غلبہ حاصل کرنا قرآن کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے دو باتوں پر صاف دلالت کر رہا ہے ایک تو اس بات پر کہ دجّال کو شکست تلوار کے ذریعہ نہیں بلکہ قرآن کریم کے ذریعہ ہی جا سکتی ہے۔ یعنی وہی لوگ اسکو زک پہنچانے میں کامیاب ہو سکیں گے جو قرآن کریم کے علم سے کما حقہ واقف ...... ہوں گے اور دوسری بات جس پر یہ قول دلالت کر رہا ہے یہ ہے کہ قرآن کریم خطرناک سے خطرناک بلاء کے مقابلہ کی قوت اپنے اندر رکھتا ہے اور اسے کامیابی کے ساتھ دُور کر سکتا ہے بشرطیکہ مسلمان اس حقیقت کو سمجھ کر اس کے حقائق و معارف سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کریں اور قرآن کریم کے ارشاد وجاهدهم به جهادا كبيرا پر عمل پیرا ہوں، حضرت مرزا صاحب نے بھی مسلمانوں کو قرآن کریم کی طرف ہی توجہ دلائی اور اس کے ذریعہ دشمنان اسلام پر غالب آئے۔

صحابہ کرام رضؓ کے نزدیک قتل کا مفہوم

ان دونوں بلند مرتبہ صحابیوں کے اقوال سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضؓ دجّال کے لئے جو قتل کا لفظ احادیث میں وارد ہوا ہے اس کی حقیقت کو بخوبی سمجھتے تھے وہ عام ملاؤں کی طرح قتل سے مراد اس کے ظاہری معنی ہرگز نہ لیتے تھے اور وہ لے بھی کس طرح سکتے تھے جبکہ حضرت نبی کریم صلعم نے صاف لفظوں میں فرمایا تھا کہ مجھے بھی اگر دجّال کا مقابلہ کرنا پڑا تو میں بھی دلائل ہی سے کروں گا اور پھر اس سے بھی واضح الفاظ میں فرمایا کہ اس کا کام دلوں میں شبہات پیدا کرنا ہے اور اس کے شبہات کا اثر دلوں پر پڑے گا اور اس رنگ میں پڑے گا کہ انہیں روحانی طور پر مردہ بنا دے گا اسی شخص کا دل اس موت سے محفوظ رہے گا جس کو علم زندہ رکھے گا اور علم سے مراد قرآن کریم کا ہی حقیقی علم ہے الا من احياه العلم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں اس لئے صحابہ کرام رضؓ بھی قتل دجّال سے مراد یہی سمجھتے تھے کہ وہ دلائل کی تلوار سے قتل کیا جائے گا اور اور یہی مفہوم حضرت امام الزمان نے تبلایا۔

آنیوالے مسیح کا غلبہ دعاؤں سے

اب جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآنی علوم ہی فتنہ دجال سے محفوظ رہنے کا واحد ذریعہ ہیں تو مسلمان جو مسیح اور مہدی کا اس امید پر انتظار کر رہے تھے کہ وہ تشریف لا دیں گے اور آتے ہی تلوار کے ایک ہی وار سے دجّال کا سر تن سے جُدا کر دیں گے وہ اس کے مقابلہ کے لئے قرآنی علوم سے مسلح ہونے کی طرف متوجہ ہی کس طرح ہو سکتے تھے افسوس انہوں نے اس حدیث کی طرف بھی توجہ نہ کی جس میں صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ مسیح کو وحی کرے گا کہ ہم نے ایسے بندے نکالے ہیں جن کے ساتھ جنگ کرنے کی کسی کو بھی طاقت نہیں اس لئے میرے بندوں کو طور کی پناہ میں لے جا یعنی خدائی نصرتوں اور تائیدوں کو دعاؤں کے ذریعہ جذب کرنے کی کوشش کر دیکا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ مسیح دعاؤں کے ذریعہ ہی اُن پر غلبہ حاصل کرنے گا اور ان کی طاقت مسیح کی دعاؤں سے ہی ٹوٹے گی چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ جو دعائیں ان کی طاقت کو کمزوری میں تبدیل کرنے کے لئے کر گئے ہیں انہوں نے آخر اپنا اثر دکھلایا جسے آج ہم اپنی آنکھوں سے نمایاں طور پر دیکھ رہے ہیں کیا یہ ناقابل انکار حقیقت نہیں کہ تمام وہ ممالک جن پر اُن کا قبضہ تھا ایک ایک کر کے اُن کے ہاتھ سے نکل کر آزاد ہوتے جاتے ہیں، کیا ان ممالک کو جو آزادی ملی ہے وہ انہیں کسی طاقت کے بل بوتے پر ملی ہے کیا اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسے اسباب پیدا نہیں ہوئے جنہوں نے یورپین اقوام کو مجبور کر دیا کہ وہ ان علاقوں کو خود مختار بنا کر خود اُن سے نکل جائیں انشاء اللہ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ دعائیں اپنے موقع پر اصل الفاظ میں بھی درج کر دی جائیں گی سردست خوف طوالت اُن کے درج کرنے سے مانع ہے۔

قرآن کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک

اس زمانہ میں مسلمانوں کا جو سلوک قرآن کریم کے ساتھ ہوتا تھا اس کا نقشہ بھی احادیث میں وضاحت سے کھینچا گیا ہے:-

(۱) عن زياد بن لبيد قال ذكر النبي صلعم شيئا فقال ذالك عند اوان ذهاب العلم قلت يا رسول الله وكيف يذهب العلم ونحن نقرأه القران و نقرئه ابناءنا ويقرئه ابناؤنا ابناءهم الى يوم القيامة قال ثكلتك امك زياد ان كنت لاراك من افقه رجل بالمدينة اوليس هذه اليهود والنصارى يقرأون التوراة والانجيل لا يعلمون بشئ مما فيهما ابن ماجه كتاب الفتن (باب ذهاب القران والعلم)

یعنے زیاد بن لبید سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک امر کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ امر علم کے اُٹھ جانے کے وقت وقوع میں آئے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علم کس طرح اُٹھ سکتا ہے ہم قرآن کو پڑھتے ہیں ہم اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور ہماری اولاد اپنی اولاد کو پڑھائے گی اور اسی طرح قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا یہ سن کر حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا میں تو تمہیں مدینہ کے فقیہہ لوگوں میں سے سمجھتا تھا کیا تم دیکھتے نہیں

کہ یہود اور نصاریٰ نے توراۃ اور انجیل کو پڑھتے ہیں لیکن جو کچھ اس میں ہے اس کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے مطلب یہ کہ اسی طرح مسلمان بھی قرآن کریم پڑھیں گے تو ضرور لیکن اس کے مغز اور اس کی روح سے بے خبر ہوں گے۔ سورۃ جمعہ میں بھی اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفاراً بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیات اللہ ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین یعنی مثال ان لوگوں کی جو توراۃ کے حامل بنائے گئے تھے پھر انہوں نے اس کے حامل ہونے کے حق کو ادا نہ کیا ان کی مثال اس گدھے کی مانند ہے جو کتابوں کے بوجھ کو اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے ہے لیکن ان کے مضامین کے متعلق اسے کچھ بھی خبر نہیں اس قوم کے حق میں یہ مثال بہت بری ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کی عملاً تکذیب کر رہے ہوتے ہیں ایسے ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم یمسخ قوم من امتی فی اٰخر الزمان قردۃ و خنازیر قیل یا رسول اللہ ویشھدون ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ ویصومون قال نعم کنز العمال جلد سابع ص۱۹ فرمایا میری امت میں سے بعض لوگ بندروں اور سؤروں سے مشابہت تامہ حاصل کرلیں گے عرض کیا گیا کہ کیا باوجود اس کے کہ وہ گواہی دے رہے ہوں گے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور روزے بھی رکھتے ہوں گے مطلب یہ کہ ارکان اسلام کے پابند بھی ہوں گے فرمایا ہاں۔

پھر اسی صفحہ پر حدیث درج ہے لتکونن من ھٰذہ الامۃ قوم قردۃ و خنازیر لیصبحن فیقال خسف بدار فلان و دار فلان۔ یعنے میری امت میں سے ایک قوم بندر اور سؤر بن جائے گی یعنے ان سے مشابہت تامہ حاصل کرلیگی، کبھی کسی کے گھر میں یہ آفت آئے گی اور کبھی کسی کے گھر میں... یہ آفت آ ڈیرہ ڈالے گی۔

(۳) قرآن کی زبان سے روایت کیا گیا ہے انلی ولا یعمل بی فعند ذالک یرفع القرآن یعنی قرآن پڑھا تو جائے گا لیکن اس پر عمل نہیں ہوگا اور قرآن کے اٹھ جانے کا یہی مفہوم ہے۔

(۴) لا تقوم الساعۃ حتی یجعل کتاب اللہ عاراً کنز العمال جلد سابع ص۱۴۲ وقت آئے گا کہ کتاب اللہ کو لوگ عار سمجھنے لگ پڑیں گے کیا یہ زمانہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیا۔

(۵) یکون فی اٰخر الزمان دیدان القراء فمن ادرک ذالک فلیتعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وھم الانتنون یعنے آخری زمانہ میں قراء یعنی قرآن کے جاننے والے تو نہیں رہیں گے ہاں ایسے عالم رہ جائیں گے جو حقیقی علماء کے علم کو گھن کی طرح کھا جائیں گے جو لوگ اس قسم کے علماء کے زمانہ کو پائیں... تو وہ خدا سے پناہ مانگیں... کہ وہ انہیں شیطان رجیم سے بچائے یہ لوگ سخت بدبودار ہوں گے۔

(۶) ابوداؤد کتاب العلم میں ہے جو لوگ دین کا علم دنیا حاصل کرنے کے لئے سیکھیں گے، وہ جنت کی نعماء سے محروم رہیں گے، اسی طرح ترمذی میں ہے جو غیر اللہ کے لئے علم حاصل کرے گا وہ اپنا مقام دوزخ میں بنا لے اس حدیث میں تو اصول بیان ہوا ہے لیکن کنز العمال ص۲۶۶ میں مذکور ہے کہ دجال کے خروج کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ التمس التفقہ لغیر الدین یعنے تفقہ کی خواہش دین کے علاوہ اور امور میں ہوگی، یہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے مگر اس کی بنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ پر ہی ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اس حدیث میں بہت سے امور کا بیان ہے لیکن تعلیم دین کے متعلق یہ الفاظ ہیں اذا تعلم لغیر الدین ص۱۸۹ یعنے جب وہ علم سکھا جائے گا جو دین کے خلاف ہوگا اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں لیکن سردست اسی کے ذکر پر کفایت کی جاتی ہے۔

دیگر علامات از حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے دریافت کرنا ہے کرلو۔ ایک شخص نے پوچھا کہ دجال کا خروج کب ہوگا آپ نے فرمایا کہ کب کا جواب تو میں نہیں جانتا لیکن اس کی علامات بتلا دیتا ہوں ان علامات میں سے بعض اس جگہ درج کی جاتی ہیں۔

(۱) اذا امات الناس الصلوات واضاعوا الامانات
(۲) قراء ھم فسقۃ
(۳) توانی الناس فی صلوٰۃ.... الجماعات
(۴) باعوا الدین بالدنیا
(۵) سرائرھم انتن من الجیف
(۶) التمس التفقہ لغیر الدین

یعنی جب لوگ نمازوں کو مار دیں گے یعنے نمازوں کو یا تو بالکل ترک کر دیں گے یا غفلت کی حالت میں ان کو ادا کریں گے، جن میں سوز و گداز مفقود ہوگا اور خشوع کا نام بھی نہ ہوگا۔ یہی مفہوم ہے اماتۃ الصلوٰۃ کا۔

امانتوں کو ضائع کر دیں گے یعنی ان کو کما حقہ ادا نہیں کریں گے امانتوں کی ادائیگی کا مفہوم صرف یہی نہیں کہ کسی کی نقدی وغیرہ جو ان کے پاس بطور امانت رکھی جائے گی اسے واپس نہیں دیں گے بلکہ اس کا مفہوم بڑا وسیع ہے حاکم اگر حکومت کے فرائض کما حقہ ادا نہیں کرتا وہ بھی امانت میں خیانت کا مرتکب ہے ملازم اگر اپنی ملازمت کے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیتا ہے وہ بھی امانت میں خیانت کرتا ہے اسی طرح تاجر اگر اپنے کاروبار میں امانت کو ملحوظ نہیں رکھتا وہ بھی خائن ہے غرضیکہ ہر شخص خواہ کسی حالت میں بھی ہو اگر اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرتا وہ بھی امانت کو ضائع کرنے والا کہلائے گا۔

قراء فاسق ہونگے قراء سے مراد عالم قرآن ہیں ان کی زندگی بھی ایسی نہ ہوں گی کہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ ہوں۔ نماز باجماعت میں سستی ہوگی قرآن کریم نے منافقوں کی یہ علامت بیان کی ہے لا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ یعنی منافق نمازوں میں آتے تو ہیں مگر سستی سے دین کو دنیا کے بدلے فروخت کریں گے یعنی جہاں دنیا کے فوائد میسر آ رہے ہوں گے ان کو حاصل کرنے کے لئے اگر دین چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دیں گے بالفاظ دیگر دنیا کو دین پر مقدم کریں گے ان کے باطن مردوں سے بڑھ کر بدبودار ہوں گے کوششوں کا رخ دین میں نہیں بلکہ دوسری چیزوں میں تفقہ حاصل کرنے کی طرف ہوگا۔

مذکورہ بالا امور میں سے ایک ایک کو دیکھ لیں کہ کیا یہ سب کے سب ہمارے زمانہ میں نمایاں طور پر نظر نہیں آ رہے کیا نمازوں کی طرف مسلمانوں کی توجہ ہے یا ان کا کوئی اثر ان کے اعمال میں نظر آتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انہیں قبولیت کا شرف حاصل نہیں۔ ورنہ نماز کی شان تو قرآن کریم میں یہ وارد ہے تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر اور حدیث میں ہے کہ الصلوٰۃ معراج المؤمن اب نہ تو فحشاء و منکر سے اجتناب نظر آتا ہے اور نہ ہی روحانی ترقیوں کی کوئی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

امانتوں میں خیانت تو ایسی نمایاں ہے کہ یہ مقولہ زبان زد خلائق ہے کہ ہر شخص اپنے پیشہ کا چور ہے۔ اور اسے بڑے فخر سے بیان کیا جاتا ہے اور رشوت چور بازاری۔ ذخیرہ اندوزی وغیرہ جیسی سماج دشمن بدیاں تو ایسی عام ہو چکی ہیں کہ حکومتوں کو بھی ان کے روکنے میں سخت مشکلات کا سامنا پیش آ رہا ہے غرضیکہ خیانت امانت پر غالب نظر آ رہی ہے۔ باجماعت نماز میں سستی کا جو عالم ہے وہ بھی عیاں ہے دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی مرض تو وبائی صورت اختیار کر چکی ہے۔

اسی طرح دین میں تفقہ حاصل کرنے کی طرف توجہ نہیں فلاسفروں کی کتب میں انہماک ہے یا ناولوں

www.aaiil.org

کے مطالعہ کا شوق نظر آتا ہے تحریروں اور تقریروں میں انہی کے نظریات پیش کئے جاتے ہیں اور انہی کی کتابوں کے حوالوں سے انہیں مزین کیا جاتا ہے ورنہ تحریر اور تقریر پھیکی سمجھی جاتی ہے۔

مداہنت کی مرض کا غلبہ

مداہنت روحانی امراض میں سے ایک ایسی مہلک مرض ہے جو روحانیت کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے قرآن کریم نے مسلمانوں کو اس سے بچنے کی سخت تاکید کی ہے۔ رسول کریم صلعم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ودّوا لو تدھن فیدھنون یعنی کفار کی سخت خواہش ہے کہ تم مداہنت سے کام لو تو وہ بھی مداہنت سے کام لیں مداہنت کا مفہوم یہ ہے کہ ان باتوں میں ایک دوسرے کی ہاں میں ہاں ملائی جائے جنہیں انسان نہ صرف غلط بلکہ اپنی ضمیر کے مطابق حق کے خلاف اور باطل کی تائید میں یقین کرتا ہو مثلاً بت پرستی کو مسلمان یقیناً باطل جانتا ہے اگر وہ اس میں بت پرست کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے تو یہ مداہنت ہے اور یہی کفار حضرت نبی کریم صلعم سے چاہتے تھے کہ آپ اُن کے بتوں کے حق میں اچھا کلمہ کہدیں تو وہ بھی اسلام کے عقائد یعنی توحید وغیرہ کے متعلق اچھے کلمہ استعمال کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن نبی کریم صلعم کی کشفی نگاہ نے آخری زمانہ کے متعلق اس بارے میں جو کچھ دیکھا اس نظارہ کو ان الفاظ میں بیان کیا امثلھم فی ذالک الزمان المداھن کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۷۲ یعنی اس زمانہ میں سب سے بہتر اور اعلیٰ درجہ کا آدمی وہ سمجھا جائے گا جو مداہنت کرنے والا ہو گا۔

اب کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس زمانہ میں مداہنت کو ہی سب سے بہتر رویہ سمجھا جاتا ہے کیا یہ عمل اس مشہور مقولہ تو مرا حاجی بگو من ترا حاجی بگویم یا با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام پر نہیں کیا جا رہا اس زمانہ میں مذہب کے معاملہ میں اسی بات کو پسند نہیں کیا جاتا کہ کسی کے عقیدہ کے خلاف خواہ وہ کتنا ہی باطل پر مبنی کیوں نہ ہو کوئی کلمہ منہ سے نہ نکالا جائے، کیونکہ اس سے دشمنی پیدا ہوتی ہے حالانکہ مسلمان تو پیدا ہی باطل کا سر کچلنے کے لئے ہوا ہے یہ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے اور آنحضور صلعم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کس قدر تکالیف باطل عقائد کو مٹانے میں اٹھائیں لیکن کفار کی اس بات کو نہیں مانا کہ اُن کے بتوں کے خلاف زبان بند رکھی جائے بڑے بڑے لالچ بھی انہیں دیئے گئے مگر یہ کفار کے اس مطالبہ کو تسلیم کرنے سے انکار پر ہی مصر رہے اگر تکالیف سے ڈر کر یا لالچ میں آ کر یا دشمنی کے پیدا ہونے کے خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے خاموش ہو جاتے تو آج توحید کا لہراتا ہوا جھنڈا کہیں بھی نظر نہ آتا اور آج جو اللہ اکبر کی صدا تمام دنیا میں گونجتی ہوئی سنائی دیتی ہے کان اس سے ناآشنا ہی رہتے۔ اس خیال کے حامی رواداری کی آڑ لیتے ہوئے اسے رواداری کے خلاف بتلاتے ہیں حالانکہ مداہنت اور رواداری میں زمین آسمان کا فرق ہے رواداری تو اس چیز کا نام ہے کہ اختلاف کو وسعت قلبی سے برداشت کیا جائے اور اختلاف رائے رکھنے والے کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے، آزادی ضمیر کا جو حق اللہ نے ہر ایک کو بخشا ہے اس سے اسے پوری طرح فائدہ اٹھانے کا موقعہ عطا کیا جائے اس سے اس کا عقیدہ جسے اس کا ضمیر صحیح تسلیم کرتا ہے خواہ وہ واقع میں غلط ہی ہو جبراً چھڑانے کی کوشش نہ کی جائے بلکہ دلائل و براہین سے اس کی غلطی اس پر واضح کی جائے، ماننا یا نہ ماننا اس کی صوابدید پر چھوڑا جائے، اس کے غلط عقیدہ کے بد نتائج سے بھی آگاہ کر دیا جائے مگر جادلھم بالتی ھی احسن پر عمل پیرا ہوتے ہوئے۔ اور مداہنت اس امر کا نام ہے کہ اس کے باطل عقیدہ کے متعلق اس طرز پر گفتگو کی جائے کہ وہ یہ سمجھنے لگ پڑے کہ یہ شخص میرے عقیدہ کی تائید کر رہا ہے لیکن آج کل جس امر نے رواج پکڑا ہوا ہے وہ یا تو مداہنت پر زور ہے اور یا رواداری کے خلاف مخالف عقیدہ رکھنے والے کو گردن زدنی سمجھا جاتا ہے اور جتنی بھی تکلیف اسے پہنچائی جا سکتی ہے پہنچائی جاتی ہے گویا رواداری پر بھی عمل نہیں یعنی اختلاف رائے کو برداشت کرنے کے لئے جس قدر وسعت قلبی کی تعلیم اسلام دیتا ہے اسے بھی خیرباد کہا ہوا ہے اور یہ دونوں امر اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں مداہنت سے اسلام منع کرتا ہے اس کا ارتکاب ہو رہا ہے اور رواداری کی اسلام پر زور تائید کرتا ہے اس کی خلاف ورزی کا ارتکاب ہو رہا ہے لاتقوم الساعۃ حتی تناکر القلوب ویختلف الاقاویل ویختلف الاخوان من الاب والام فی الدین یعنی مسلمانوں کے ادبار کی گھڑی نہیں آئے گی جب تک کہ دلوں میں اجنبیت نہ پیدا ہو جائے اور اقوال میں اختلاف نہ پیدا ہو جائے اور حقیقی بھائی ایک دوسرے سے دین میں اختلاف نہ کرنے لگ جائیں (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۳) یہ سب باتیں وقوع میں آ چکی ہیں اور نمایاں ہیں، مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ اختلافات کی خلیج کس طرح وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے اگر ایک بھائی متدین ہے اور اسلام پر قائم ہے تو دوسرا کمیونسٹ بنا ہوا ہے اور مذہب سے بیزاری کا اظہار کر رہا ہے۔

صفحہ ۱۸۴ آج ہم ایسے زمانہ میں ہیں فقہاء بہت ہیں خطباء کم ہیں سوال بہت کم ہیں دینے والے زیادہ ہیں عمل اس زمانہ میں علم سے بہتر ہے لیکن ایسا زمانہ آئے گا جس میں فقہاء کم ہو جائیں گے خطیب بڑھ جائیں گے سوال ترقی کر جائے گا دینے والے تھوڑے ہو جائیں گے علم اس میں عمل سے بہتر سمجھا جائیگا یہ علامت بھی صاف طور پر پوری ہو گئی ہے خطیب اپنے خطبوں میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیتے ہیں لیکن دین میں تفقہ مفقود ہے علم پر فخر کیا جاتا ہے مگر عمل اس کے مطابق اوّل تو ہے ہی نہیں اگر ہے بھی تو بہت تھوڑا، بھیک مانگنا پیشہ بن گیا ہے اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے اور غرباء کی مدد کرنے والوں کی کمی نمایاں طور پر محسوس ہو رہی ہے

صفحہ ۱۸۴ لایزداد الزمان الا شدۃ ولایزداد الناس الا شحًا

لایزداد الامر الا شدۃ ولا یزداد المال الا افاضۃ ولایزداد الناس الا شحًا۔ یعنی مسلمانوں پر سختی بڑھتی جائے گی اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں بخل بھی ترقی کرتا چلا جائے گا اگرچہ اس آخری زمانہ میں مال کی کثرت ہوگی بحکم مطلق بخل مراد نہیں بلکہ دین کی راہ میں خرچ کرنے میں بخل مراد ہے۔

اخلاقی اور مذہبی حالت کے متعلق چند متفرق احادیث

یخرج فی اٰخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضأن من اللین السنتھم احلی العسل وقلوبھم قلوب الذئاب یقول اللہ عزوجل ابی یغترون ام علی یجترؤن حتی حلفت لابعثن علی اولئک منھم فتنۃ تدع الحلیم منھم حیران یعنی آخری زمانہ میں دجال نکلے گا یہ ایک گروہ ہوگا جو لوگوں کو دنیا کے متعلق دین کے ذریعہ دھوکا دے گا، وہ بظاہر بھیڑوں کے لباس میں ہوگا زبانیں اُن کی شہد سے بھی میٹھی ہوں گی لیکن دل اُن کے بھیڑیوں کی مانند ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا یہ لوگ میرے متعلق دھوکہ میں ہیں یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ خدا ان کے اعمال اور ان کی سعی سے غافل ہے یا ان کو مجھ پر جرأت اس لئے ہے کہ وہ مجھے سزا دینے سے عاجز خیال کرتے ہیں اور اپنے دین کی حفاظت سے لاچار سمجھتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ ان پر ایسا فتنہ بھیجوں گا جس سے ان کے عقلمند بھی حیران رہ جائیں گے کیا یہ حقیقت نہیں کہ مسلمانوں پر ایسے فتنے وارد ہوئے جس نے انہیں حیران کر دیا۔ ان کی عقلوں نے کام دینا چھوڑ دیا، دوسری حدیث میں ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں گے صحابہ رضؓ نے دریافت کیا کہ کیا ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہوں گی فرمایا نہیں لوگوں کی عقلیں ماری جائیں گی اور ایسے لوگ رہ جائیں گے جن میں کوئی عقل نہیں ہوگی چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا مسلمانوں کی حکومتیں مسیح کی آمد سے قبل آپس میں لڑائیوں کے نتیجہ میں ہی تباہ ہوئیں

اور کسی نے نہ سوچا کہ اس کا نتیجہ سب کے حق میں کیا نکلے گا۔ آخری زمانہ کے متعلق عیاشی کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے :-

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابن مسعود رضی کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے ادبار کی علامتوں میں سے یہ چند علامتیں بھی ہیں عیاشی اس حد تک قوم میں سرایت کر جائے گی کہ اولاد غیظ و غضب کا ذریعہ ہوگی ، بارش کی کثرت ہوگی خائن امین سمجھے جائیں گے یعنی وہ لوگ جو اپنے فرائض کی ادائیگی میں دھوکہ و فریب سے کام لیتے ہونگے وہ قابل تعریف قرار دیئے جائیں گے اور امین خیانت سے کام لیں گے یعنی اپنے فرائض کو کما حقہٗ ادا نہیں کریں گے قطع رحمی کی بھی کثرت ہوگی منافق قبائل کے سردار ہوں گے فجار منڈیوں پر قابض ہوں گے ، مومن ذلیل ترین مخلوق قرار دیئے جائیں گے محرابوں کو خوبصورت بنایا جائے گا لیکن دل ایمان سے ویران ہوں گے ، مرد مردوں سے شہوت پوری کریں گے اور عورتیں عورتوں سے دنیا کے ویران حصے آباد کئے جائیں گے (جیسا کہ نہروں کے ذریعہ ہو رہا ہے) لیکن آبادیوں کو ویران کیا جائے گا (گولہ باری کے ذریعہ) آلات طرب کثرت سے استعمال ہوں گے شراب کثرت سے پی جائے گی اولاد الزنا کی کثرت ہوگی۔ ص ۱۷۵-۱۷۶

امور مذکورہ بالا میں سے کونسا امر ہے جو وقوع میں نہیں آیا۔

علامات کی کثرت نشان ہوتا ہے

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آخری زمانہ یعنی مسیح کے زمانہ کی کیا خصوصیت ہے اس قسم کی بدیوں کا ارتکاب ہر زمانہ میں ہوتا رہتا ہے لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ درست ہے کہ کوئی زمانہ بھی ان بدیوں سے خالی نہیں لیکن جب کسی زمانہ کے لئے انہیں بطور علامت بیان کیا جائے تو اس سے مراد ان کی کثرت ہوتی ہے۔ اب جس قدر شراب اس زمانہ میں پی جا رہی ہے کیا اس کی نظیر کسی اور زمانہ میں بھی ملتی ہے ، کیا زنا اور لواطت وغیرہ کی جو کثرت یہ زمانہ پیش کر رہا ہے کیا اس سے قبل کسی زمانہ نے ایسے پیش کیا ، اولاد الزنا کی بہتات کسی اور زمانہ میں اس حد تک ہوتی ہے کیا آلات طرب کا جو استعمال آج نظر آتا ہے کسی پہلے زمانہ میں بھی نظر آیا مغنیات کی کثرت کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں بھی پائی جاتی ہے - ویران زمینوں کی آبادی اور آباد شہروں کی ویرانی بھی کیا بے نظیر نہیں - غرضیکہ یہ سب امور اپنی کثرت اور بہتات کے لحاظ سے نشانات کا کام نہیں دے رہے ہیں کیا یہ ظهر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ پیش کرتے ہوئے حضرت نبی کریم صلعم کے کامل خادم اور کامل بروز کی شکل میں کسی عظیم الشان مامور کی بعثت کا تقاضا نہیں کر رہے ہیں -

چنانچہ احادیث سے بھی یہ ثابت کر چکا ہوں کہ ایسے ہی زمانہ میں مسیح اور مہدی کا آنا مقدر ہے اسی میں حضرت علی رضہ کا قول اس کی تائید میں پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضہ بھی یہی سمجھتے تھے کہ ایسے زمانہ کی بدیوں اور خرابیوں کا علاج نہ تو علماء زمانہ کر سکیں گے اور نہ ہی امراء ان کے علاج پر قادر ہو سکیں گے ، ان کا علاج (ان خلیفتنا المهدی) کے ماتحت خدا ہی کرے گا۔ ان کے ایک خطبہ میں سے یہ الفاظ منقول ہیں۔ کنز العمال جلد سابع ص ۲۶۱

ولابد من رحی تطحن علے ضلالة
وتدور فاذا قامت علی قطبها تطحن
بحدتها الا ان لطحنها ارقا ولدورتها
حدتها وفلها علی الله

یعنی چکی چلے گی اور بڑے زور سے چلے گی اور بڑی تیزی سے گمراہیوں کو پیسے گی لیکن اس کی تیز دھار کو کند کرنا خدا کے ذمہ ہے۔ فلها علی اللہ کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ خود ہی اس گمراہی کی چکی کی تیزی کو توڑے گا اور خدا کا طریق کار یہی ہے کہ وہ کسی مصلح ربانی کو مبعوث کر کے گمراہی کو دور کرتا ہے اور خاتم النبیین کے بعد مصلحین مبعوث کرنے کے متعلق اس نے یہی قاعدہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بتلایا ہے کہ آنحضور صلعم کے خلفاء پیدا ہوتے رہیں گے جو مجدد کہلائیں گے اور آخری زمانہ کا مجدد مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب ہوگا اور اس وقت ظاہر ہوگا جبکہ خرابی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہوگی اس خرابی کی اصلاح اسی مامور کے بتلائے ہوئے طریق سے ہی ہوگی اور اگر مسلمان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین کے ماتحت امت محمدیہ کے اس مسیح اور مہدی کے بتلائے ہوئے طریق پر کاربند ہوں گے تو یقیناً فلاح اور کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں گے اور اسلام کا سورج پوری آب و تاب سے دوبارہ چمکتا ہوا دیکھ لیں گے چنانچہ اس کے آثار اب نظر آ رہے ہیں مسلمانوں میں بھی بیداری پیدا ہو رہی ہے اور یورپ کے دل بھی اسلام اور توحید کی طرف مائل ہو رہے ہیں والسلام علی من اتبع الهدیٰ ٭

بُرقعہ

مرزا بحر لودھی گوجرانوالہ

پاکستان ٹائمز میں برقعہ کے عنوان سے چند ایک خطوط شائع ہو چکے ہیں - اور چونکہ برقعہ کا تعلق خصوصاً مسلم خواتین سے ہی متعلق رہا ہے اس لئے دیگر مذاہب کی نسبت مسلم گھرانوں میں اس کے مفید یا غیر مفید ثابت کرنے کے لئے زیادہ طبع آزمائیاں ہوتی رہتی ہیں یہ ٹھیک ہے کہ ہر انسان کو اپنی استعداد سے کام لینے کا حق حاصل ہے ، لیکن خصوصاً اہل اسلام یا مسلم کہلانے والے بھائی بہنوں کو ارشادات الٰہیہ سے من پسند جواز پیدا کرتے وقت اتنا ضرور سوچنا چاہیئے کہ شریعت اور اسلامی روایات میں برقعہ یا پردہ کو کبھی اور کسی صورت میں "لباس" یا "فیشن" شمار نہیں کیا گیا - البتہ یہ ایک ایسی ضرورت کی شئے ہے جسے اپنانے یا رد کرنے کے لئے کافی متحمل مزاجی سے کام لینا چاہیئے - مہنگائی یا زمانہ کی روش سے مرعوب ہو کر کوئی فیصلہ صادر کر دینا عقلمندی نہ ہوگی -

اہم بنیادی سوال تو یہ ہے کہ اگر برقعہ واقعی پردہ کا لباس ہے تو پردہ کی اصل اغراض اور اس کے فوائد یا نقائص کیا ہیں - ؟ اس ضمن میں ہمیں دو توجیہات سے واسطہ پڑتا ہے - اوّل دینی - دوم دنیاوی !!

پہلی توجیہہ میں قرآنی احکام سے رجوع کرنا پڑے گا - ارشاد الٰہی ہے :- "ولیضربن بخمرهن علے جیوبهن" یعنے مومن عورتوں کو چاہیئے "اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں (یا گریبانوں) پر ڈال لیا کریں" (النور ۳۱) اس کے علاوہ الاحزاب ۵۹ میں ہے :- "یدنین علیهن من جلابیبهن ذالک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین" یعنی مومن عورتوں کو چاہیئے "اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ایذا نہ دی جائے"

ان ارشادات میں تین الفاظ خمر - جیوب اور جلابیب ، قابل غور ہیں - خمر ایسی اوڑھنیوں کو کہتے ہیں جو سر کو ڈھانکتی ہوں چونکہ اس کے ہمراہ جیوب کا ذکر بھی ہے تو لازمی ہے کہ خمر سے ایسی اوڑھنیاں مراد لی جائیں جو گریبانوں یا سینوں (جیسی زینت) تک کو ڈھانکنے کا حق ادا کریں ——— اور جلابیب ایسی چادروں کو کہتے ہیں جو خمر سے بڑی ہوں - جلابیب یا خمر اوڑھنے کی بنیادی وجہ احکام الٰہی میں کیا ہے ؟ یہی کہ "وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ایذا نہ دی جائے" اگر ہم نے ایسی صریح وجہ جاننے کے بعد اپنی "حجابازی" کی ٹھان لی تو انجام معلوم ! ایسی صورت میں یہ کہ جلابیب یا خمر کا طول عرض کیا ہو - اوڑھنے کا طریق کیسا ہو - یا ان کو ترکی ، ایرانی ، عربی یا ہندی طرز میں سلوا کر یا بغیر سلوائے استعمال کیا جائے یا ان کے لئے کون کون سے رنگ جائز اور ناجائز ہیں

یہ سب فروعی باتیں ہیں - قابل غور امر تو یہ ہے کہ خمر اور جلابیب کا اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا ہے تو کن وجوہات کی بنا پر - یا ان کی ضرورت اور وجوہات آج بھی لاحق ہیں یا نہیں ؟ ویسے بھی ذرا سی سوچ بچار کا انسان سمجھ سکتا ہے کہ خصوصاً مسلم خواتین کا امتیازی نشان (پہچان کے معنوں میں) ضرور کوئی ہونا چاہیئے -

اس ضمن میں مجھے ایک ہندو خاندان یاد آتا ہے جس کی تمام کنواری لڑکیاں ہم مسلم خواتین کی طرح برقعہ کی پابند تھیں - ان میں رواج تھا کہ جونہی کسی لڑکی کا بیاہ ہو جاتا برقعہ ترک کر دیا جاتا۔ اسی طرح بعض سکھ گھرانوں کے بارے میں بھی سننے میں آتا رہا ہے۔ اس سے ایک بات کا

(باقی بر صفحہ ۱۰)

بھدرواہ میں قادیانی مبلغ کے دورہ کی حقیقت

از قلم ماسٹر عبدالکریم احمدی بھدرواہ کشمیر

چند ماہ ہوئے ایک قادیانی مبلغ جناب امینی صاحب بھدرواہ تشریف لائے۔ پہلے دو ز سیرت النبی صلعم کے موضوع پر قادیانی اور احمدی نوجوانوں نے مشترکہ کوشش سے جلسے کا انتظام کیا۔ دعوتی خطوط۔ اشتہارات اور دیگر وسائل کی فراہمی میں ہر دو جماعتوں کے کارکنوں نے کام کیا۔ چنانچہ اس موقعہ پر جناب چوہدری غلام مصطفٰے صاحب احمدی اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز ڈسٹرکٹ ڈوڈہ نے ایک بصیرت افروز تقریر میں احمدیہ معاشرہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کیا اور ساتھ ہی اس معاشرے کے افراد کے کیریکٹر تمدن پر علامہ اقبال کے خیالات اور حالات حاضرہ سے دلائل پیش کئے۔ اس سلسلہ میں فاضل مقرر نے سیدنا خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک بیان فرمائی۔ اس تقریر نے جملہ حاضرین کو عمدگی سے آنحضرت صلعم کے بلند مقام اور افضلیت سے روشناس کیا۔ فاضل مقرر کی اس تقریر کے تین پہلو تھے۔

(۱) اس زمانہ میں خود مسلمان بھی آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بلند مقام کے تصور سے بے خبر ہیں اس لئے سوسائٹی کے ہر شعبہ میں مسلمان پیچھے ہیں وغیرہ۔

دوسرا پہلو یہ تھا کہ بھدرواہ میں جو افراد تقلیدی عقیدہ کی بناء پر بلا سوچے سمجھے کسی نہ کسی رنگ میں ایک دلدل میں پھنس کر رہ گئے ہیں اُن پر بھی واضح کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کس قدر عظیم ہے وغیرہ۔

تیسرا پہلو یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس مقصد کو لے کر کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنا منتہائے نظر کیا بتایا ہے۔ اور آخر عمر تک وہ کس مقصد کے حصول کی جدوجہد کرتے رہے اور آخر پر اپنی جماعت کے سپرد کیا کام کیا اور آج تقلیدی عقائد کے حامل لوگوں کے پیش نظر کیا مقاصد ہیں وغیرہ۔ اس قسم کی مخلصانہ اور مبنی بر صداقت تقریر کو گول مول طریقہ سے اخبار بدر کے مضمون نگار نے لکھا ہے کہ چوہدری صاحب نے کوئی تحریر پڑھ کر سنائی جس سے قادیانی جماعت کی توصیف کی وغیرہ وغیرہ۔ اس مضمون نگاری کا سارا مقصد یہ ہے کہ گویا چوہدری صاحب قادیانی جماعت کا ہر قول اور عقیدہ قابل ستائش ہے حالانکہ چوہدری صاحب موصوف کی تقریر کا یہ مدعا ہرگز نہیں تھا اور نہ ہی کوئی انصاف پسند سامعین میں سے اس قسم کا غلط مطلب نکال سکتا ہے اور نہ ہی فی الحقیقت اس قسم کا مطلب حاضرین کرام نے تقریر مذکور کا نکالا بلکہ چوہدری صاحب کی تقریر صداقت اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ مشن کی توصیف پر مشتمل تھی

جس کے یہاں کے بیسیوں مسلمان گواہ ہیں۔ اس قسم کی بیجا نکتہ چینی اور بیہودہ سرائی کے علاوہ۔ یہاں کی جماعت احمدیہ (جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے وابستہ ہے) کے مسلمہ عقائد پر زبان طعن دراز کی ہے اور یہاں کے سادہ لوح احمدیوں کے دل دکھائے جا رہے ہیں۔ ایسی باتوں سے اصل حالات اور واقعات کو بالکل مستور و مشکوک کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جناب امینی صاحب کی تقاریر اور جلسوں کے انتظامات میں ہماری اپنی جماعت کے کارکنوں کی مساعی شامل رہی ہیں۔ وہ محض اس لیئے کہ عوام احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے منور چہرہ اور قرآن پاک کی اہمیت مشاہدہ کریں اور اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور ہوں۔ مگر کسے معلوم تھا کہ اب لوگوں نے مذاہب کو بھی سیاسیات اور دیگر مقاصد کے حصول کا آلہ کار بنانا شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ تمام مذاہب سادگی اور حق گوئی کی تعلیم دیتے ہیں۔

دوسرے روز جلسہ عام کا اہتمام قصبہ بھدرواہ کے بڑے بازار میں تھا اس جلسہ کی سرانجام دہی کے لئے بھی ہر دو جماعتوں کے کارکنوں نے برابر کام کیا اور اس مشترکہ جلسہ میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم کے سپرد تھے جن کو میں نے حسب توفیق انجام دیا اور جلسہ کی افتتاحی تقریر بھی میں نے ہی کی تھی۔ میری تقریر کو بھی تنگ نظری اور تعصب باطنی کی بناء پر اخبار میں شائع نہیں کیا گیا۔ دراصل اس میں بھی کوئی سیاسی مصلحت کارفرما ہوگی، واللہ اعلم۔ دوسرے روز صبح امینی صاحب کی قیام گاہ پر چوہدری غلام مصطفٰے موصوف بذریعہ محمد یٰسین صاحب بلائے گئے اور ادھر ادھر کی بات چیت کے بعد مسئلہ نبوت پر مکالمہ شروع ہوا۔ چوہدری صاحب نے حضرت اقدسؑ کی کتب کے متعلقہ حوالہ جات کے سیاق سباق سے تلایا کہ اصل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مقام مجددیت محدثیت تک ہی محدود ہے۔ قرآن کریم۔ احادیث نبویہ اور کتب مسیح موعودؑ سے بھی یہ امر ثابت ہے کہ باب نبوت مسدود ہے۔ اب کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا، اگر حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بعد کسی دوسرے نبی کی آمد کا عقیدہ رکھا جاوے تو اس سے خاتم النبیینؐ کی ہتک لازم آتی ہے اور اس قسم کے عقائد سے عیسائیت کے خود ساختہ مذہب کو تقویت ملتی ہے اس قسم کے طویل مکالمہ کے بعد قادیانی صاحبان نے محترم چوہدری صاحب موصوف کو اس روز اپنے ہیڈ کوارٹر پر نہ جانے دیا۔ تاکہ اس روز پھر اس مسئلہ پر بات چیت ہو سکے

چنانچہ دو اڑھائی گھنٹہ کے بعد جب سب لوگ ناشتہ اور دیگر ضروریات و حاجات سے فارغ ہوئے تو بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جناب چوہدری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے اور قدیم اکابرین سلسلہ کے عقائد و مسلک سے متعلقہ بالوضاحت بات چیت کی۔ جناب محترم امینی صاحب نے قادیانی داؤ پیچ کے آلات کو کنڈیا کر حقیقت الوحی اور دوسری ایک آدھ کتاب سے حوالجات پڑھنے شروع کئے اور لفظ بینی دکھلانے کی کوشش کی۔ چنانچہ قادیانی افراد نے ادھر ادھر لفظ بینی کتابوں میں دیکھ کر تالیاں بھی بجائیں جس کو شریف الطبع قادیانیوں نے بھی ناپسند کیا اوروں کی تو بات ہی نہیں ہے۔ جناب چوہدری غلام مصطفٰے صاحب نے حوالہ جات کے سیاق و سباق سے اور واقعات سے بتایا کہ لفظ پرستی چھوڑ کر حقیقت اور مفہوم کی طرف آیئے۔ مگر اس نقار خانہ میں تقلیدی عنصر کو کچھ بھی سوجھائی نہ دیا۔ اس پر ستم ظریفی یہ کہ قادیانی مضمون نگار نے یہ بھی بتایا ہے کہ فریقین نے خواجہ غلام نبی صاحب ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ صدر نیشنل کانفرنس بھدرواہ کو مباحثہ کے فیصلہ کا ثالث اور منصف مقرر کیا تھا اور انہوں نے فیصلہ قادیانیوں کے حق میں دیا۔ اس قسم کی خلاف واقعہ تہمت اور بے جا تعلی، تنگ ظرفی کا ایک بین ثبوت ہے۔ بیشک خواجہ غلام نبی صاحب گفتگو شروع ہونے کے قریباً پون گھنٹہ بعد تشریف لائے اور بقیہ گفتگو سنتے رہے۔ مگر ان کو جج یا ثالث فیصلہ مقرر نہیں کیا گیا تھا جبکہ وہ احمدی عقائد اور فریق قادیان کے باہم اختلافی مسائل سے ناواقف ہیں اور بارہا اس امر کا اعتراف کر چکے ہیں۔ اسجگہ ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اگر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی تحریر میں لفظ نبی نظر آنے سے ان کا دعوئے نبوت لازم آتا ہے تو اگر کسی دوسرے محدثین اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تحریرات سے اسی رنگ میں لفظ خدا نظر آئے تو کیا اس پیمانہ اور معیار سے پھر اُن کا خدا ہونے کا دعوئے تو لازم نہیں آتا۔ نعوذ باللہ اگر یہی معیار کو اپنایا جاوے اور یہی معیار مامورین الٰہی پر ایمان لانے کا زیر نظر رکھا جاوے تو پھر مذہبی دنیا سے امن اُٹھ جاتا ہے۔ اور ایسے خیالات رکھتے ہوئے ایک مسلمان بالخصوص قادیانی مسلمان عیسائیوں کو حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ ماننے سے نہیں روک سکتا وہ کونسی دلیل باقی رہتی ہے جو کہ ایک عیسائی کو حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے سے باز رکھ سکے جبکہ انجیل مقدس میں جو اس وقت عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے۔ کئی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کو باپ کہکر پکارا۔ اور اپنے کو بیٹا بیان کیا ہے۔ مسلمان صوفیائے کرام کی تحریروں اور روایات میں تو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر لکھا ہے جس سے سطحی نظر رکھنے والوں کو ان لوگوں کی تحریرات

www.aaiil.org

ہیں جداگانہ دعوے کا بھی شبہ ہوتا ہے۔ مگر حقیقتاً ایسی تحریرات اُن کے فنا فی اللہ کے مقام کو ظاہر کرتیں اور قابل تاویل اور قابل تشریح ہوتی ہیں۔ یہی حال مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کا بھی ہے، اور انہوں نے اپنی تحریرات میں غلط فہمی کی تشریح کر کے اس قسم کے شبہات کا ازالہ فرمایا ہے۔ حقیقت الوحی جیسی بلند پایہ کتاب میں حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سمیت نبیّ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجه الحقیقت۔ اس قسم کے اور بھی کئی حوالہ جات پیش کئے جا سکتے ہیں جن کو ہر احمدی اور منصف مزاج مسلمان جانتے ہیں۔ باوجود ایسی بیّن تحریرات پیچیدہ بات پیش کر کے اُلجھن پیدا کرنا بعید از انصاف بات ہے۔ بہرکیف اخبار بدر ۲۱ر جولائی سنہ ۱۹۶۰ء کے مضمون نگار کی یہ خوش فہمی ہے کہ وہ یہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعوذ باللہ دعوے نبوت ثابت کر سکے گئے ہیں حالانکہ ان کو احمدیت کے اصل اور بنیادی عقائد جن کی اشاعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اپنے لٹریچر اور خصوصاً اخبار پیغام صلح کے ذریعہ سے کرتی ہے کے ماننے والے لوگوں کی کثرت کا پوری طرح علم ہوا ہے۔ ان کو پوری طرح معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنا اسلام کے ساتھ دشمنی ہے۔ یہ امر بھی اُن پر یہاں آ کر واضح ہوگیا ہے کہ اصولی طور پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عقائد ہی اصل اسلامی عقائد ہیں، اور قادیانی اصطلاحات نبوت اور تکفیر وغیرہ کی ایجاد ہیں۔ لفظ پرستی اور اس قسم کی خود ساختہ اختراعات سے اسلامی معاشرہ خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ اب بخوبی واقف ہو چکا ہے۔ چونکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کے ممبران طویل عرصہ سے اپنے مرکز سے کٹ چکے ہیں اور ان کے مبلغین کرام سے بھی گذشتہ پندرہ سولہ سال سے یہاں کوئی نہیں آسکا اس عرصہ کے بیشتر حصہ میں سلسلہ کا آرگن پیغام صلح بھی مدت تک یہاں نہ آتا رہا۔ یہاں پرانے اور سلسلہ کے حالات سے باخبر بزرگ باری باری دنیا سے کوچ کر گئے۔ جو باقی ہیں وہ اگرچہ پیدائشی احمدی ہیں مگر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ کی کتب وغیرہ سے استفادہ اور مطالعہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ مرکز سے یہاں کی جماعت کو نہ کوئی مبلغ روانہ ہوا اور نہ ہی مربی، بس ایک خدا کا سہارا تھا اور ہے۔ إنا نحن نزلنا الذكر و انا له لحافظون۔ ہم لوگ قبلہ محترم شیخ محمد انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن کے مرہون منت ہیں کہ وہ گذشتہ چند سالوں سے اخبار پیغام صلح کے چند پرچے بھیجتے رہے اور خط و کتابت بھی جاری رکھی۔ یا پھر حضرت ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم مغفور کے ہم ممنون ہیں کہ اُن کے خطوط ہم کو ملتے رہے اور وہ ہماری ڈھارس بندھاتے رہے۔ اگر ایسے حالات میں ہمارے قادیانی احباب یہ نتیجہ نکالیں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب اور فتحیاب ہیں تو ان کی یہ بھول ہے یہ خیال ان کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ اخبار بدر ۲۱ر جولائی سنہ ۱۹۶۰ء جس میں بھدرواہ کے جلسہ کی روئداد چھپی ہے۔ جلسہ عام میں کسی مخلص احمدی کی تقریر کا ذکر ہے۔ اُس مخلص احمدی کا نام چھپانے میں نہ معلوم کیا مصلحت اور سیاست ہے۔ اگر قادیانی مضمون نگار اُس مخلص احمدی کا نام ظاہر کر دیتے تو کیا حرج تھا۔ ایسے مخلص اور پھر مقرر خصوصاً جس نے اتنے بڑے جلسۂ عام میں تقریر کی، کا نام صیغہ راز میں رکھنے میں کیا مصلحت ہے۔ خدارا اس قسم کے اتنے تو ہنسایا نہ کیجئے۔ احمدی کہلانے والوں کو مصلحت اور ...... سے کام لینا کب زیب دے گا اور اس طرح ان کے ماننے والوں پر زیر تبلیغ لوگوں پر کیا اثر ہوگا۔ کاش فاضل مضمون نگار اس معمہ کو پہلے حل کر لیتے اور مقرر کے نام سے عوام کو آگاہ کرتے تو کتنا اچھا ہوتا (محترم نامہ نگار صاحب) کیا امید کی جا سکے گی کہ آپ اس مقرر کا نام اپنے اخبار کی تازہ اشاعت میں شائع کریں گے۔

باقی رہا چوہدری غلام مصطفٰے صاحب کی بیعت اور بحث پر حملہ تو ان کی بیعت کے بارے میں بھدرواہ کے عام مسلمانوں سے پوچھئے، صدیوں کے بیشتر فسران سے پوچھئے۔ یہاں کے اہل ہنود، سکھ اور عیسائی افراد سے پوچھئے کہ وہ کیا ہیں اور ان کی بحث کیا ہے۔

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

مجھے یہ چند سطور لکھنے کی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ یہاں شیخ ڈوڈہ کی تحصیلات بھدرواہ، کشتواڑ، رامبن اور دیگر مضافات میں بعض کوتاہ بین اصحاب نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے اور حق کو چھپا کر ناحق پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ لہٰذا میں نے ضروری سمجھا کہ اس سلسلہ میں تھوڑا سا حال قارئین پیغام صلح کے سامنے رکھوں۔ انشاء اللہ باقی حصہ آئندہ عرض کروں گا۔ والسلام۔ طالب دعا

عبدالکریم۔ خادم مسیح موعود علیہ السلام
بھدرواہ۔ جموں

بُرقعہ (بسلسلہ صفحہ ۸)

بجنسہ ثبوت ملتا ہے کہ برقعہ یا پردہ کی ضرورت کو بعض غیر مذاہب کے گھرانے بھی اہم محسوس کرتے رہتے ہیں۔

میرے خیال میں ایسے بھائی بہنوں کو اپنے ذہنوں اور دلوں کا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ جن کو یہ سوال اکثر کھاتا رہتا ہے کہ جلابیب یا خُمر کا حکم فی زمانہ یعنی آج کل کی روشنی اور ضروریات زندگی کے مطابق قابل عمل نہیں۔ سراسر غلطی ہے۔ یا تو ایسے لوگ قرآن الحکیم کو نعوذ باللہ آخری اور تاقیامت قابل عمل آسمانی کتاب نہیں سمجھتے یا پھر احکام کو کچھ محدود عرصہ تک کے لئے کارآمد سمجھتے ہیں۔ یا پھر محض اپنی ہٹ قائم رکھنے کی خاطر ایسی من پسند باتوں پر اصرار کرنے کے عادی ہیں۔

دنیاوی توجیہہ بھی انہی ارشادات الٰہیہ میں ہے کہ "وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ایذا نہ دی جائے" اگرچہ پہچان کے اور بھی سینکڑوں ذرائع ممکن ہیں لیکن جلابیب یا خُمر کا خصوصیت کے ساتھ جو ذکر ہماری آسمانی اور پاکیزہ کتاب میں ہے اسے ہم کسی طور بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔

اب رہا یہ معاملہ کہ جلابیب اور خُمر اور جیوب کی صحیح اشکال یا تعریفیں شریعت کی نظر میں کیا ہیں یا کیا ہونی چاہئیں۔ میں سمجھتی ہوں چونکہ یہ ہمارے ذہنی اختلافات کی بنا پر ہے اس لئے حکومت کو چاہیئے کہ قابل اور غیر سیاسی علمائے کرام کی کثرت رائے کو حاصل کر کے فیصلہ کن تعین کرے۔

بعض بھائی بہنوں کا یہ بھی خیال ہے کہ برقعہ یا چادر کے اخراجات آجکل مہنگائی کے زمانہ میں ایک بار گراں ہیں۔ یا تنگدستی کے باعث ناقابل عمل بھی ہے! یا اس کا بوجھ ہی اتنا ہوتا ہے کہ بیچاری مسلم خواتین سے اٹھ ہی نہیں سکتا!؟ — انہیں یہ بھی ضرور سوچنا چاہیئے کہ برقعہ یا چادر کے بغیر بھی ہماری روزمرہ کی زندگی میں جو اخراجات پیش آیا کرتے ہیں کیا وہ بار گراں نہیں ہوتے؟ کیا یہ مسلمہ امر نہیں کہ جو بہو بیٹیاں یا مائیں برقعہ یا جلابیب کا استعمال نہیں کرتیں ان کے اخراجات (خصوصاً شہری زندگی میں) اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ الامان والحفیظ! — یہ ضروری نہیں کہ پوڈر یا غازہ اور بھڑکیلے لباس ہی اخراجات کا باعث ہوتے ہیں بلکہ بلا برقعہ یا چادر پوش خواتین اپنے لباس کی سینکڑوں خامیوں کو اپنے پردہ میں ہی ڈھانپ کر کسی طور گذارہ کر لیتی ہیں لیکن اس کے برعکس دوسری خواتین کے اکثر خاوندوں یا مردوں کو اپنی آمدنی کے ذرائع بڑھانے کے لئے نہ جانے کیا کیا صورتیں پیدا کرنی پڑتی ہیں اس بارے میں امیر اور باثروت خواتین تو بھلے سے بلا برقعہ رہنے کا اصرار کر سکتی ہیں — بشرطیکہ ان کی زینتیں غیر مردوں سے بچی رہیں۔ اور اس کے لئے پھر ہمیں خُمُر یا جلابیب کا سہارا لینے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ اور ان سے فرار ملنا ممکن نظر نہیں آتا۔

آخر میں اُن بلا برقعہ بہنوں سے بھی استدعا ہے جو یہ سمجھیں یا اکثر کہتی سنی جاتی ہیں کہ "پردہ تو دل کا ہونا چاہیئے" ٹھیک ہے — لیکن یاد رہے روحانی غذا کے ساتھ ساتھ مادی غذا بھی تو انسان کے لئے ضروری ہوتی ہے!

جلسۂ سالانہ کی تاریخیں
۲۵-۲۶-۲۷ر دسمبر ۱۹۶۰ء

www.aaiil.org

بچوں کا صفحہ

ایک مدت سے پیغامِ صلح میں بچوں کا صفحہ بسبب عدم گنجائش حذف کر دیا گیا تھا، لیکن بعض بچوں کے اصرار پر اور شیخ محمدی (ضلع پشاور) کی مجلس اطفال الاحمدیہ کی ایک قرارداد کی وجہ سے اس صفحہ کو پھر شروع کیا جاتا ہے۔

قبل ازیں اس صفحہ میں مولانا مرتضیٰ خان صاحب مرحوم و مغفور کی غیر مطبوعہ کتاب "اسلامیات" حصہ اول کے جو مولانا مرحوم نے خاص طور پر بچوں کے لئے لکھی تھی کچھ مضامین درج کیے جا رہے تھے۔ آج ہم اسی سلسلہ کو دوبارہ شروع کرتے ہیں، امید ہے تمام بچے ان مضامین کو نہایت غور سے مطالعہ کریں گے۔ اور اُن کے والدین یا کوئی اور بزرگ اس بات کا خیال رکھیں گے کہ وہ ان مضامین سے کہاں تک استفادہ کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اس بارہ میں ان کا امتحان لیتے رہیں گے۔

اس کے علاوہ شیخ محمدی کی مجلس اطفال الاحمدیہ کی دو رپورٹیں بھی ذیل میں درج ہیں ہمیں خوشی ہے کہ محترم پروفیسر عبداللطیف صاحب کی سرپرستی میں شیخ محمدی کے بچے دینی معلومات اور نیک کرداری میں دن بدن ترقی کر رہے ہیں، دوسرے مقامات پر اگر اسی قسم کی مجالس قائم کر کے بچوں کو دینی معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کی جائے تو بہت مفید ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی صفات

(۱) پیارے بچو! حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بے حد و حساب ہیں انسان کی کیا طاقت ہے کہ ان کو گن سکے یا بیان کر سکے۔ یہاں تمہاری سمجھ کے مطابق صرف دو تین صفتوں کا تھوڑا سا ذکر کرتے ہیں۔ امید ہے کہ تم غور سے سنو گے۔

اس کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ "ربّ العالمین" ہے۔ ربّ کے معنے ہیں پالنے والا۔ تربیت کرنے والا۔ ادنیٰ حالت سے اٹھا کر آہستہ آہستہ اعلیٰ حالت تک پہنچانے والا۔

عالمین عالم کی جمع ہے۔ یعنے بہت سے عالم، عالم کے معنے ہیں دنیا، جہان۔ نیز خدا کی مخلوق کی ہر قسم الگ الگ ایک عالم ہے مثلاً انسان ایک عالم .... چوپائے ایک عالم .... پرندے ایک عالم، سمندر کی مخلوقات ایک عالم۔ اور نباتات یعنی زمینی پیداوار ایک عالم۔ پس ربّ العالمین کے معنے ہیں وہ خدا جو تمام قسم کی مخلوق کو پیدا کرتا ہے۔ ان کو پالتا پوستا اور کمال تک پہنچاتا ہے۔ دودھ پیتے بچے کو ماں کی گود میں تمہیں دیکھنے کا کئی بار اتفاق ہوا ہوگا۔ کس قدر بے بس اور ننھا ہوتا ہے نہ چل سکتا ہے نہ پھر سکتا ہے۔ ایک مکھی تک اپنے جسم سے ہٹا نہیں سکتا۔ مگر دیکھو کہ خدا اسکو پالتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کو بڑا کرتا اور روز بروز اس کو نئی طاقت بخشتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہو جاتا ہے۔ اب وہ خوب مضبوط اور توانا ہے۔ کہاں اس کی وہ پہلی حالت جب وہ پیدا ہوا۔ بالکل کمزور اور ناتواں اور کہاں یہ کہ اب وہ ایک شہ زور اور پہلوان ہے۔ سبحان اللہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی صفت ربّ ہونے کی۔ انسان کے ایک کمزور بچے کو بالکل ادنیٰ حالت سے اُٹھا کر آہستہ آہستہ اس کو اعلیٰ حالت تک پہنچایا۔ اس کو کھانے کو دیا۔ اس کو پینے کو دیا۔ اس کی پرورش کی۔ پالا پوسا اور پروان چڑھایا۔

تم کہو گے کہ بچے کو تو ماں باپ پالتے ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ ماں باپ کو کس نے بنایا ہے؟ ان کو بھی تو خدا نے ہی بنایا ہے۔ اور ان کے دل میں بچے کی محبت بھی خدا نے ہی رکھی ہے

پھر ذرا سوچو کہ اگر بچہ پیدا ہوا اور ماں کی چھاتیوں میں خدا دودھ نہ اتارے تو ماں باپ کیا کر سکتے ہیں؟ پس سچی بات یہ ہے کہ خدا ہی پالتا ہے۔ ماں...

موضع شیخ محمدی میں مجلسِ اطفال الاحمدیہ

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مندرجہ ذیل اطفال الاحمدیہ کے جلسے کی رپورٹ اپنے اخبار میں شائع فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ گرمیوں کے ایام گذرنے کے بعد بچوں کا جلسہ پھر سے باقاعدگی کے ساتھ شروع ہو گیا ہے، امید ہے اب ہماری رپورٹ کو باقاعدگی کے ساتھ شائع کریں گے کیونکہ اس طرح بچوں کی مذہبی دلچسپی بڑھتی رہتی ہے۔

مورخہ ۲۰ نومبر بروز اتوار، اطفال الاحمدیہ کا ہفتہ وار جلسہ بمقام احمدیہ مسجد شیخ محمدی میں زیر صدارت پروفیسر عبداللطیف صاحب ایم اے۔ بی۔ ٹی منعقد ہوا۔ سب سے پہلے مختار احمد نے تلاوت قرآن پاک سے جلسے کا آغاز کیا اس کے بعد سیکرٹری صاحب نے گذشتہ جلسے کی رپورٹ سنائی۔ پھر طارق احمد نے "سورہ القارعۃ" پڑھ کر سنائی، اس کے بعد محمد امین، منظور احمد، بشیر احمد، مبارک احمد اور افتخار نے بھی سورۃ القارعۃ پڑھی۔ پھر مقبول احمد، خورشید احمد، گلزار احمد اور فضل الرحمن نے نماز کا سبق پڑھ کر سنایا اس سبق میں خورشید احمد سب پر سبقت لے گیا اس کے بعد صدر صاحب نے فرمایا کہ جلسہ کو ہفتہ وار کیا جاتا تاکہ بچے زیادہ سے زیادہ تیاری کر سکیں، انہوں نے فرمایا قوم کی تقویت اور استحکام کا انحصار نونہالوں پر ہے۔ اس لئے ابھی سے دینی معلومات اور نیک کرداری سکھائی جانی چاہیئے۔ آخر میں ایک قرارداد کے ذریعہ تمام جماعتوں کے احباب سے اپیل کی گئی کہ وہ بھی اپنے اپنے علاقہ میں بچوں کی تنظیم کریں۔ پھر صدر صاحب کے فیصلے کے مطابق منظور احمد فسٹ محمد امین سیکنڈ اور خورشید احمد تھرڈ قرار دیئے گئے۔ صدر صاحب نے انعامات تقسیم کئے اور جلسہ اگلے اتوار کے لئے ملتوی ہو گیا۔

سیکرٹری اطفال الاحمدیہ۔ خاکسار سعید احمد شاکر۔ شیخ محمدی ضلع پشاور ۲۱/۱۱

مورخہ ۷ دسمبر بروز اتوار، احمدیہ مسجد شیخ محمدی میں زیر صدارت پروفیسر عبداللطیف صاحب اطفال الاحمدیہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ مختار احمد نے تلاوت قرآن کریم سے جلسے کا آغاز کیا۔ اس کے بعد طارق احمد نے سورہ والعٰدیٰت پڑھی اور تلاوت بڑی خوش الحانی سے کی جن کی احباب کی طرف سے داد ملی۔ اس کے بعد محمد امین نے سورۃ ارءیت الذی پڑھ کر سنائی اس دفعہ محمد امین نے سورۃ کو اچھی طرح یاد کر کے اور پھر خوش الحانی کی رفتار کو برقرار رکھتے ہوئے محفل میں ایک اور رنگ کا اضافہ کیا۔ اس موقعہ پر احباب کی طرف سے بہت داد ملی۔

پھر منظور احمد اور بشیر احمد نے بھی نہایت خوش الحانی سے تلاوت کی جس کی وجہ سے احباب کے چہروں سے تبسم کے اثرات جھلک رہے تھے، جس وقت سورت پڑھی جاتی تھی تو محفل پر خاموشی طاری ہو جاتی تھی۔ جب سورۃ ختم ہوتی تو احباب اور بچے مل کر داد تحسین دیتے۔ اس کے بعد محمود خان سٹیج پر آئے۔ اس بچے نے حضرت مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم کی یاد تازہ کرنے کے لئے پیغامِ صلح کے "بچوں کے صفحہ" کے صفحہ سے ایک سبق آموز کہانی پڑھی، جس سے تمام بچے اور احباب جماعت بہت متاثر ہوئے۔ افتخار احمد نے سورۃ والشمس والضحیٰ پڑھی۔ پھر چھوٹے بچوں نے نماز کا سبق سنایا، ان میں فاروق احمد اور پرویز احمد نے سبق بہت اچھا یاد کیا ہوا تھا، آخر میں ایک چھوٹی بچی چمن لی بی نے سورۃ الکوثر کی سورت پڑھی، چونکہ اس دفعہ لڑکوں کی تعداد کم تھی تمام لڑکوں کو اپنی اپنی سورتوں اور نماز کا سبق اچھی طرح یاد ہونے کی وجہ سے کسی کی غیر حاضری محسوس نہ ہوئی مگر پھر بھی ان لڑکوں کے والدین کو خبردار کیا گیا۔ اس دفعہ صدر صاحب نے مضامین بہت سلیقہ اور ترتیب سے دیئے ... تھے۔ مگر اطلاع نہ ملنے کی وجہ سے اکثر لڑکے بے خبر رہے۔ اس کے بعد صدر صاحب نے اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیا، جن میں بشیر احمد فسٹ، منظور احمد سیکنڈ اور محمد امین تھرڈ قرار دیئے گئے، کامیاب بچوں کو انعامات تقسیم کئے گئے اور جلسہ اگلے اتوار تک کے لئے برخاست ہو گیا۔ والسلام

سیکرٹری اطفال الاحمدیہ۔ سعید احمد شاکر شیخ محمدی۔ پشاور

www.aaiil.org

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی ڈائری سے ایک ورق

۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز بدھ :-

کل شام بحری ڈاک سے از احباب ربوہ جناب حکیم ایم اے منصور صاحب ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ مغربی پاکستان سے مندرجہ ذیل چار عدد پمفلٹ کا ایک پیکٹ ملا - ان کے اس تبلیغی جذبہ سے دل مسرور و متاثر ہوا، خدا کرے ہمارے دوستوں میں بھی ایسا جذبہ پیدا ہو ۔ پمفلٹ یہ ہیں :- ایک غلطی کا ازالہ - احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، ہماری تعلیم، عیسائیوں کا رسالہ خاتم النبیین کا جواب، جناب علم دین صاحب علاف بغداد کو پیغام صلح ۳۳ معہ امروز و مدینہ اور جناب ایم - ایس اشرف دوحہ قطر کو کال آف اسلام ڈاک سے بھجوایا - اخویم عبدالصمد صاحب برق بصرہ کے خط مرقومہ ۹ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء کا جواب دیا -

---

۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز جمعرات :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے - ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے رہے - پیغام صلح کے پرچے عرصہ سے نہیں آرہے اس پر ہم دونوں کو فکر ہو رہا ہے ۔ مدینہ اور امروز کے پرچے دیئے گئے - جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم کراچی کو رسالہ "ضرورت مجدد" ڈاک سے بھجوایا -

---

۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز جمعہ :-

جناب سیکرٹری صاحب انجمن لاہور کے نام تین ورق تبلیغی ڈائری اور خط بنام محترمی شیخ غلام قادر صاحب مامور امور خارجہ و خط بنام مولانا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح بذریعہ ہوائی ڈاک روانہ کیا - جناب محمد افضل خان صاحب سویرے برائے استفسار صحت گھر تشریف لائے پونہ گھنٹہ بیٹھے تبلیغی سلسلہ میں گفتگو بھی رہی حضرت الفاضل حسین علی زامتی عدن کو رسالہ قیمہ تحفۃ البغداد ڈاک سے بھجوایا - سبحانی صاحب بصرہ سے لائٹ کے تین پرچے برائے مطالعہ تقسیم ڈاک سے ملے -

---

۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز ہفتہ :-

عزیزم محمد اقبال شیدائی ایبٹ آباد کو رسالہ "مرزا غلام احمد آف قادیان" اور مسٹر اس اولا سالقادو ر لاغوس نائیجیریا کو رسالہ دی ہیم احمدیہ اینڈ اٹس نیسٹی ڈاک سے بھجوایا -

---

۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز اتوار :-

جناب محمد عبدالرزاق صاحب بغداد کو پیغام صلح ۳۲ معہ امروز اور جناب عبدالمجید عبداللطیف حبانیہ کو ۳۳ معہ امروز ڈاک سے بھجوایا - محترمی حافظ شریعت حسین صاحب کو پچھلے ہفتہ "اسلامک ریویو" بحریہ جون برائے ابا عبداللہ دستی بھجوایا تھا جو موصوف سے کسی انگریزی دان عراقی شخص نے ان کے ہاتھ میں ...... دیکھ کر اس کے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی تھی پر وہ پرچہ انہوں نے اسے دے دیا - اور مجھے فرزند ابراہیم کے ہاتھ خبر بھجوائی - ممکن ہے یہ پرچہ اس شخص کے لئے ہدایت کا باعث ہو جائے، حافظ صاحب کو دوسرا پرچہ فرزند ابراہیم کے ہاتھ بھجوایا -

ہوائی ڈاک سے مولانا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح کا مکتوب مرقومہ ۷ اکتوبر ملا حالات معلوم ...... ہوئے، لاغوس نائیجیریا سے بھی سات اکتوبر کا خط از مسٹر سالقادو ر موصول ہوا -

---

۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز پیر :-

جناب حکیم ایم اے منصور - ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ کو جماعت کا مطالبہ حلف، ایک غلطی کا ازالہ، اور جماعت قادیان کی غلط فہمی، جماعت اور ہر مسلمان کے لئے لمحہ فکریہ، خلافت احمدیہ پر ایک نظر اور جناب عبدالرحمن صاحب خیاط کو پیغام صلح ۱ معہ امروز اور محمد سرفراز خاں صاحب بصرہ کو ۳۳ ڈاک سے بھجوائے -

عزیزہ دختر نور النساء کے فرزند نرینہ تولد ہوا - خدا کے فضل سے بچہ و زچہ بخیریت ہیں الحمد للہ نام محمد رکھا اللہ تعالیٰ خادم دین بنائے -

---

۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز منگل :-

سویرے ساڑھے دس بجے جناب محمد امیرزادہ برائے استفسار صحت تشریف لائے جو اللہ موصوف کو "اسلامک ریویو" بحریہ ماہ جون دیا - جناب گل محمد صاحب کو پیغام صلح ۳۴ معہ امروز اور جناب عبدالستار صاحب خیاط کو معہ امروز بذریعہ ڈاک روانہ کیا -

---

۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز بدھ :-

جناب علم دین صاحب علاف کو پیغام صلح ۳۴ معہ امروز و مدینہ اور جناب محمد اکبر صاحب بغداد کو ۳۳ معہ امروز ڈاک سے بھجوایا - سکھر سے پروفیسر ابوبکر صاحب شبلی کا بحری ڈاک سے ارسال کردہ "انجام" کا پرچہ ملا - نیز مسٹر سالقادو ر نائیجیریا نے چند پرچے انگریزی اخبارات کے بھی بحری ڈاک سے آئے۔ لاہور سے کوئی ڈاک نہیں ملی -

---

۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز جمعرات :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے امروز کے پرچے دیئے اور انکو انجام کا پرچہ دیا - نیز جناب عبدالغنی صاحب قریشی کے لئے ان کے مطلوبہ کتاب "تھینگز آف اسلام" بھجوائی - قبل صلوٰۃ المغرب، جناب محمد امیرزادہ تشریف لائے، ان کو لائٹ کے تین سابقہ پرچے دیئے -

---

۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز جمعہ :-

جناب محمد حسین صاحب خیاط کو پیغام صلح ۲۱ معہ امروز اور استاد برہان محمد یوسف کو رسالہ مرزا غلام احمد آف قادیان عبدالعزیز صاحب لواد دیوانیہ کو امروز و مدینہ ڈاک سے بھجوایا - جناب مرزا برکت علی صاحب یکے از احباب قادیان کو ایمن آباد سے آئے ہوئے تین پمفلٹ دستی بھجوائے - جناب محمد افضل خان صاحب شام کو گھر برائے استفسار صحت تشریف لائے -

---

۲۲ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز سنیچر :-

اخویم سبحانی صاحب بصرہ کو خط لکھا کہ پیغام صلح ۳۴ کے بعد جو پرچے بھی آپ کے پاس آئے ہوں وہ برائے مطالعہ ارسال فرمائیں - جناب پروفیسر ابوبکر شبلی صاحب سکھر کو مجلہ کل الشیٔ معہ رسالہ جماعت قادیان اور ہر مسلمان کے لئے لمحہ فکریہ و جناب محمد صادق صاحب خیاط بغداد کو پیغام صلح ۳۱ معہ امروز ڈاک سے بھجوایا -

---

۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز اتوار :-

جناب ریاض الحسن صاحب محاسب سفارت پاکستانیہ کو رسالہ "مرزا غلام احمد آف قادیان" معہ ٹریکٹ دیگر...... ڈاک سے بھجوایا -

---

۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز پیر :-

جناب محمد سرفراز خاں صاحب بصرہ کو پیغام صلح ۳۴ ڈاک سے بھجوایا -

---

۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز منگل :-

ووکنگ سے اسلامک ریویو بحریہ جولائی کے دس عدد پر مشتمل ایک بنڈل ملا جس میں سے ایک فرزند ابراہیم نے لے لیا -

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں -
(مینیجر)

www.aaiil.org

حضرت امام وقت کے دعاوی کی حقیقت

از ملک ظفر اللہ خان راولپنڈی

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

پھر چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا جس قدر حدیثوں سے قرآن سے اولیاء اللہ کے مکاشفات سے پایۂ ثبوت پہنچتا ہے حاجت بیان نہیں۔

حضرت امام وقت کا ارشاد

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام براہین احمدیہ **صفحہ ۸۵** پر تحریر فرماتے ہیں :-

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ ہی نہیں رکھا بلکہ ابتدا سے انتہا تک جس قدر انبیاء علیہم السلام کے نام تھے وہ سب نام رکھ دیئے ہیں۔

پھر مسلمانوں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

نورِ دل جاتا رہا اک رسم دیں کی رہ گئی
پھر بھی کہتے ہیں کہ کوئی مصلح دیں کیا بکار

راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں
وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں برخلاف شہریار

عیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہو گیا اس کے ہوئے ہم جاں نثار

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

ڈاکٹر اقبال صاحب کی تائید اس بات کی کہ جب کسی قوم کی ایمانی حالت بد سے بدتر ہو جائے نورِ دل جاتا رہے اور یقین کی دولت سے محروم ہو جائے تو پھر کسی "مردِ حق" یا "مردِ خدا" کی بعثت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب وہ آتا ہے تو مختلف ناموں کے ساتھ دعوے کرتا ہے اور پکارا جاتا ہے اور وہی گمراہ انسانوں کی راہنمائی فرماتا ہے۔ جو اس کو اپنا امام نہیں مانتا وہ آب و گل کے ایک نقشِ باطل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، من لم

یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیہ (حدیث شریف)

ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں :-

در مسلماناں مجو آں ذوق و شوق
آں یقیں آں رنگ و بو آں ذوق و شوق

عالماں از علمِ قرآں بے نیاز
صوفیاں درندہ گرگ و مو دراز

گرچہ اندر خانقاہاں ہائے و ہوست
کو جوانمردے کہ صہبا در کدوست

ہم مسلمانانِ افرنگی مآب
چشمۂ کوثر بجوشند از سراب

خیر و خوبی بر خواص آمد حرام
دیدہ ام صدق و صفا را در عوام

اہل دیں را باز داں از اہل کیں
ہم نشینِ حق بجو با او نشیں

کرگساں را رسم و آئیں دیگر است
سطوتِ پروازِ شاہیں دیگر است

مردِ حق از آسماں افتد چو برق
ہیزم او شہر و دشتِ غرب و شرق

ما ہنوز اندر ظلامِ کائنات
او شریکِ اہتمامِ کائنات

او کلیم و او مسیح و او خلیل
او محمد او کتاب او جبرئیل

آفتابِ کائناتِ اہلِ دل
از شعاعِ او حیاتِ اہلِ دل

اول اندر نارِ خود سوزد ترا
باز سلطانی بیاموزد ترا

ما ہمہ با سوزِ او صاحب دلیم
ورنہ نقشِ باطلِ آب و گلیم

گر نیابی صحبتِ مردِ خبیر
از اب و جد آنچہ من دارم بگیر

پیرِ رومی را رفیقِ راہ ساز
تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

زانکہ رومی مغز را داند ز پوست
پائے او محکم فتد در کوئے دوست

مذکورہ بالا اشعار جاوید نامہ میں سے "خطاب بہ جاوید" سے لئے گئے ہیں، اس میں ایک تو "مردِ حق" یا "مردِ فقیر" کی وضاحت کرتے ہیں کہ اس کو کن ناموں سے پکارا جا سکتا ہے، یا اگر وہ "مردِ فقیر" خود اپنے متعلق ان ناموں کا اعلان کر دے کہ میں یہ ہوں تو جناب غلام احمد پرویز صاحب بتائیں کہ ان کے نزدیک یہ بات درست ہے یا نہیں۔ اب دیکھئے کہ ڈاکٹر اقبال "مردِ حق" کی کیا تعریف کرتے ہیں :-

ڈاکٹر اقبال صاحب فرماتے ہیں :-

مردِ حق از آسماں افتد چو برق
ہیزم او شہر و دشتِ غرب و شرق

ما ہنوز اندر ظلامِ کائنات
او شریکِ اہتمامِ کائنات

او کلیم و او مسیح و او خلیل
او محمد او کتاب او جبرئیل

پھر دیکھئے جناب ڈاکٹر اقبال کے متعلق "ناظم ادارہ طلوع اسلام۔ کراچی" مارچ سنہ ۱۹۵۵ء میں کن خیالات کا اظہار کرتا ہے اور جناب ڈاکٹر صاحب کو کیا مقام دیتا ہے۔ "اقبال اور قرآن" میں جو پرویز صاحب کی تصنیف ہے "پیش لفظ" کے تحت ارشاد ہوتا ہے۔ "ہمارا دور اس اعتبار سے خوش بخت ہے کہ اس میں (تیرہ سو سال کے بعد) پھر سے قرآن کی آواز بلند ہوئی ہے، اس میں شبہ نہیں کہ اس آواز کے اوّل السابقون میں بہت سی قابل قدر ہستیوں کے نام فخر و مسرت سے لئے جا سکتے ہیں، لیکن جس انداز سے علامہ اقبال نے قرآنی انقلاب کی آواز سے فضا کو معمور کیا ہے، اس کا جواب نہیں ملتا۔" غالباً پرویز صاحب بھی اس خیال سے متفق ہیں۔ ڈاکٹر اقبال صاحب کا خود اپنا دعویٰ ہے :-

از تب و تابم نصیبِ خود بگیر
بعد ازیں ناید چو من مردِ فقیر

اب دیکھئے کہ یہی نام اگر ڈاکٹر اقبال صاحب کو دیئے جاویں یا بصورت دیگر ڈاکٹر صاحب خود کہہ دیں کہ میں کلیم ہوں، میں مسیح ہوں، میں خلیل ہوں، میں محمد ہوں، میں کتاب ہوں اور میں ہی جبرئیل ہوں تو کیا حرج ہے۔

اب ذرا آگے چلئے کہ ڈاکٹر صاحب جو اپنے تئیں مردِ فقیر کہتے ہیں اور پرویز صاحب کے خیال میں یہ وہی "مردِ حق" ہے جو تیرہ سو سال کے بعد آیا۔ جیسا کہ خود ڈاکٹر صاحب کا ایک اور دعوے ہے ؎

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

جاوید کو کہتے ہیں کہ مردِ کامل کی راہنمائی ضروری اور لازمی ہے اگر کوئی مردِ با خدا نہ ملے تو جو تعلیماتِ تصوف تم تک باپ دادا سے آئی ہیں ان پر کاربند رہو اور مولانائے روم کے درس کو اپنا راہنما بنا لو، اب غور کرنا چاہیئے کہ مولانا روم "مردِ خدا" کی کیا تعریف کرتے ہیں اور اس کا کیا نام تجویز کرتے ہیں۔ آیا ڈاکٹر اقبال صاحب کو بھی یہ نام دیا جا سکتا ہے یا نہیں، اس امت میں سے کسی کو یہ نام دیا جا سکتا ہے۔ یا مولانائے روم کے نام کے ساتھ ہی یہ نام منسوب کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ پرویز صاحب کا کیا فتوےٰ ہے۔

مولانائے رومؒ فرماتے ہیں :-

عقلِ کل و نفسِ کل مردِ خدا ست
عرش و کرسی را مداں کز وی جدا ست

مظہرِ حق ست ذاتِ پاکِ او
زو بجو حق را و از دیگر مجو

. . . .

برخیال حیلہ کم تن تار را
کہ غنی راہ کم و بد مکار را
مکر کن در راہ نیک خدمتی
تا نبوت یابی اندر امتے

کہتے ہیں کہ قرآن کی تبلیغ و اشاعت میں بہترین خدمت ادا کرنے کے لئے نیک تدبیر کرتا کہ امتی ہوتے ہوئے نبوت پالے۔ یعنی امتی نبی کا نام پالے۔

اب دیکھئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۸۸ پر فرماتے ہیں، اور یہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء کی اشاعت ہے:۔

" سو یہ تمام باتیں ظہور میں آگئیں، ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہو گئیں اور لکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی رو سے دو صدیوں میں اشتراک رکھے گا اور دو نام پائے گا اور اس کی پیدائش دو خاندان سے اشتراک رکھے گی، اور چوتھی دو گونہ صفت یہ کہ پیدائش میں بھی جوڑے کے طور پر پیدا ہوگا، سو یہ سب نشانیاں ثابت ہو گئیں، کیونکہ دو صدیوں سے اشتراک رکھنا یعنی ذوالقرنین ہونا میری نسبت ایسا ثابت ہے کہ کسی قوم کی مقرر کردہ صدی ایسی نہیں ہے جس میں میری پیدائش اس قوم کی دو صدیوں پر مشتمل نہیں، اسی طرح خدا تعالےٰ کی طرف سے دو نام میں نے پائے ایک میرا نام امتی رکھا گیا جیسا کہ میرے نام غلام احمد سے ظاہر ہے، دوسرے میرا نام ظلی طور پر نبی رکھا گیا جیسا کہ خدا تعالےٰ نے حصص سابقہ براہین احمدیہ میں میرا نام احمد رکھا اور اسی نام سے بار بار مجھ کو پکارا اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں ظلی طور پر نبی[1] ہوں پس میں امتی بھی ہوں اور ظلی طور پر نبی بھی ہوں "

مولانائے روم فرماتے ہیں:۔

او نبی وقت خویش است اے مرید
کہ ازو نور نبی آید پدید

پھر حضرت مرزا صاحب حاشیہ میں ظلی نبی کی وضاحت فرماتے ہیں:۔

[1] کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکہ نہ کھاوے میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا مگر میں امتی ہوں پس یہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا تا حضرت عیسیٰ سے تکمیل مشابہت ہو۔

جس طرح تو دور ہے لوگوں سے میں بھی دور ہوں
ہے نہیں کوئی بھی جو ہو میرے دل کا راز دار
ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار
ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار
(مسیح موعود)

آں فقر کہ بے تیغے صد کشور دل گیرد
از فرفریدوں بہ از شوکت دارا بہ
(اقبال)

چوں مرا نورے پے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
مے درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ہا افتادہ اند
بشنوید اے طالباں کز غیب بکنند ایں ندا
مصلحے باید کہ دہر جا مفاسد زادہ اند
صادقم و ز طرف مولا با نشانہا آمدم
صد در علم و ہدیٰ بر راستے من بکشادہ اند

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند
(مسیح موعود)

بینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی
مجلسِ مذاکرہ

حسب دستور جلسۂ سالانہ کے موقعہ پر ۲۶ دسمبر ۱۹۶۰ء کو بعد نماز مغرب ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے تقاریر کا انعامی مقابلہ ہو رہا ہے۔ تقاریر اُردو میں ہوں گی۔ تقریر کا موضوع ہے:۔ "اسلام میں اجتماعی حیات کا تصور اور اس کی اہمیت"۔

مقررین نوجوان (جن کے لئے کسی کالج یا سکول کا طالب علم ہونا ضروری ہے) ۱۸ دسمبر تک اپنے نام ایسوسی ایشن کے سیکرٹری کو بھجوا دیں اور تفصیلات کے لئے اسی پتے پر خط و کتابت کریں:۔

عبد الغفور ثاقب جنرل سیکرٹری
ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

بتلایئے اگر وہ ایسا بھی نہ کر سکے فرمایا کہ کوئی فساد برپا نہ کرے اِس لئے کہ یہ بھی صدقہ ہے۔
شیخین اس کے راوی ہیں۔ اور شیخین کی ایک دوسری روایت جو ابوہریرہ رض سے مروی ہے اس میں اس طرح مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہرایک ایسے دن میں جس میں آفتاب طلوع ہوتا ہے انسان کے ہرایک عضو کے معاوضہ میں صدقہ واجب ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ دو شخصوں کے درمیان صلح کرا دینا بھی صدقہ ہے اور نماز کی جانب چلنے میں جو قدم اُٹھتا ہے وہ ہر قدم صدقہ ہے اور راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

نوٹ:— من یعمل مثقال ذرّۃ خیراً یراہ

یہ باتیں محبت الٰہی سے حاصل ہوتی ہیں۔

منہ دل در تنعمہائے دنیا گر خدا خواہی
کہ میخواہد نگارِ من تہیدستانِ عشرت را

ترجمہ:- اگر اللہ تعالےٰ کا طلبگار ہے تو دنیوی نعمتوں سے دل نہ لگا۔
کہ میرا معشوق ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو عیش و عشرت کے تارک ہوں (اور تھوڑی سے تھوڑی نیکی کرنے کے لئے مستعد ہوں)

(غلام قادر ڈار - عفی عنہ)

www.aaiil.org

پیغام صلح ۷ دسمبر ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۸

تبلیغی خط و کتابت (بسلسلہ ص ۲)

اور دیگر ممبران سوسائٹی کو (انہوں نے پانچ نام معہ پتہ دیئے ہیں) ایک ایک کاپی بھجدیں تو عین عنایت ہوگی۔ . . . .

۴۔ انہیں ایک قرآن شریف مع متن اور ٹیچنگز آف اسلام بھجدیئے ہیں، اور خط لکھا گیا ہے کہ سب مل کر اس سے فائدہ اٹھائیں)

(غلام قادر ڈار، عفی عنہ)

... صاحب ... پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان ہے

ہم نہیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: تبلیغ
ٹیلیفون نمبر: ۳۷۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۲ ر

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۹

بحرِ حکمت کے موتی

ابوھریرۃ ـ اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء ـ مسلم بحوالہ مشارق الانوار ـ

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب کے نزدیک تر ہوتا ہے لہذا سجدہ میں بہت دعا کیا کرو۔

نوٹ:- سجدہ میں اللہ تعالےٰ کی تعظیم اور انسان کا تذلل کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ انسان نے اپنے اشرف الاعضا یعنی پیشانی کو اللہ تعالےٰ کے سامنے خاک پر رکھدیا ہے۔ بناء بریں اس حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کے نہایت قریب ہو جاتا ہے اور رحمت الٰہی اپنے تمام فیوض و برکات کے ساتھ اس پر متوجہ ہوتی ہے۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں دعا یقیناً شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔ مومن اپنی دعاؤں میں تمام مخلوقات کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص اور ان میں سے مبلغین اسلام کو خاص طور پر شامل کر لیتا ہے ؎

سراست زیر تبر صادقان مخلص را
کہ تا رہد سر تو میکہ در بلا باشد
اصول شاں ہمہ ہمدردیست و مہر و کرم
طریق شاں رہ عجز و سر رضا باشد
(مسیح موعودؑ)

ترجمہ:- ان مخلص استبازوں کا سر ہمیشہ زیر تبر رہتا ہے (دوسروں کے لئے مصائب کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے ہیں) تاکہ اس قوم کا سر بچ جائے جو مصائب میں پس رہی ہے۔ (۲) ان کے اصول میں مخلوقِ خدا سے محبت، ہمدردی اور شفقت ہے اور ان کا طریق (اللہ کے آگے) تذلل تام اور اس کی رضا جوئی ہے (غلام قادر ڈار)

خوشا بر جلسۂ موعود آئے جس کا جی چاہے

از عبد الصمد برق اکبر آبادی پاکستانی حال مقیم بصرہ عراق

خوشا بر جلسۂ موعود آئے جس کا جی چاہے
تعارف اپنا بیگانہ کرائے جس کا جی چاہے

ہے ارشادِ مسیح وقت ہر سالانہ جلسہ پر
یگانہ ساتھ بیگانے کو لائے جس کا جی چاہے

یہاں احیائے دیں جو قوم کو تلقین کرتے ہیں
یقین کامل بڑوں کا دلائے جس کا جی چاہے

یہ خاصانِ خدا ہیں اور غلامانِ محمدؐ ہیں
اگر شک ہو تو آ کر آزمائے جس کا جی چاہے

مئے موعودؑ بٹتی ہے یہاں پر علم و عرفاں کی
پیئے خود اور غیروں کو پلائے جس کا جی چاہے

یہاں انسان آ کر با خدا انسان بنتا ہے
نگاہِ عارفاں کو آزمائے جس کا جی چاہے

مبلغ مشورے باہم پئے تبلیغ کرتے ہیں
اصولِ دین پر مضموں سنائے جس کا جی چاہے

مقدم دین کو رکھتے ہیں ہم ہر نوع دنیا پر
فنونِ اتقا کو سیکھ جائے جس کا جی چاہے

ہے دعوتِ عام اہلِ علم و حکمت کے میسر کو
تصرف اپنا بھی آ کے دکھائے جس کا جی چاہے

یہی ایثار و قربانی کا اک زندہ کرشمہ ہے
پئے دینِ مبیں دولت لٹائے جس کا جی چاہے

دعائے نیم شب میں برقؔ کو بھی یاد فرما لیں
جو شب بیدار ہیں اپنے پرائے جس کا جی چاہے

www.aaiil.org

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مس بلقیسو آر و ودلو - ویلفیئر سینٹر اوفا نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ چند الفاظ آپ کی خدمت میں لکھتے ہوئے بیحد خوشی محسوس کرتی ہوں -

میں اکثر آپ لوگوں کی خدمت قرآن کے متعلق سنتی رہتی ہوں، اللہ تعالےٰ آپ پر بہت بہت برکات اور افضال نازل فرمائے -

میں بہت مشکور ہوں گی اگر آپ مجھے ایک کاپی قرآن شریف کی عنایت فرمائیں

امید ہے آپ بڑی مہربانی فرما کر میری عرضداشت پر انتہائی غور فرمائیں گے -

(انہیں قرآن شریف مع متن اور لٹریچر بھیجا گیا اور ایک خط بھی لکھا گیا ہے کہ دوسری طالبات کو بھی اپنے ساتھ لے کر قرآن شریف اور دیگر کتب کا مطالعہ کریں -
غلام قادر ڈار)

جاوا

ترجمہ خط از مسٹر سی موتھر کماویزی - جاوا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ جس میں آپ نے مجھے السلام علیکم کا تحفہ بھیجا ہے برادرم برہان العارفین کو بحفاظت پہنچ گیا - میں نے آپ کے اس مبارک تحفہ کو بڑی عقیدت کے ساتھ قبول کیا ہے -

یہ خط آپ کو لکھ رہی تھی اور آپ کا خط مورخہ ۵/۹۰ میرے سامنے پڑا تھا - میں ہیڈ کوارٹر کو جب کبھی لکھتی ہوں تو اس خط و کتابت کو میں اہم ذمہ داری کا کام سمجھتی ہوں - میں چاہتی ہوں کہ میرے الفاظ میری قلبی کیفیت کے آئینہ دار ہوں - بہر حال میں امتحانات کو برکات اور انعامات کا باعث سمجھتی ہوں - علاوہ ازیں میری آرزو اور مخلصانہ خواہش رہتی ہے کہ میں اپنے رُوحانی رہنماؤں کے سامنے اخلاص اور جوش ایمان سے محروم دل لیکر حاضر نہ ہو جاؤں - اسی کشمکش میں مہینوں گذر جاتے ہیں کہ میں خط نہیں لکھ سکتی اور اس عرصہ میں میں اپنے آپ کو رُوحانیت کے مدارج عالیہ کو بتدریج حاصل کرنے کے قابل بنا لیتی ہوں، الحمد للہ -

بانی موومنٹ کے متعلق کتاب برادرم برہان العارفین کو بحفاظت مل گئی ہے بہت بہت شکریہ، میں نے اس کتاب میں بعض کتب کی فہرست پڑھی مجھے دو کتب کے مطالعہ کی بہت خواہش محسوس ہوئی یعنی محمد اینڈ کرائسٹ اور اسلام اینڈ کرسچینٹی - کیا مجھے بھی یہ ہر دو کتب مل سکتی ہیں؟

میں آپ کی اور جماعت کے بزرگوں کی صحت و عافیت کے لئے دعا کرتی ہوں - والسلام

(انہیں مذکورہ کتب مع علاوہ قرآن کریم انگریزی اور خط بھیجے گئے - غلام قادر ڈار)

امریکہ

ترجمہ خط از اے - بی - ملر تیکساز یو - ایس - اے -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابھی آپ کی ارسال کردہ کتب پر تبصرہ نہیں کر سکتا میں عقیدتاً موحد ہوں (یونی ٹیرین) ابھی تک تو مجھے انبیاء کے وجود اور سلسلہ وحی والہام کو ہی سمجھنا اور ماننا باقی ہے تاہم اسلامی عقائد اس کی اشاعت میں ضروری نہیں ہے کہ روک بن جائیں -

میں یقین سے کہتا ہوں کہ کلچرل مسئلہ ایک ایسا ہے جسے جزواً یا مکمل طور پر حل کیا جا سکے بیشتر اس کے کہ اسلام کی اشاعت کی مہم چلائی جائے جس کا یہ یقیناً حق رکھتا ہے -

تمام کتب میں سے جو آپ نے مجھے بھیجی ہیں دو کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں، باقیوں پر پھر تبصرہ کروں گا -

(۱) قرآن کریم :-

مجھے اس کتاب میں کوئی نقص نظر نہیں آیا - یہ ایک نہایت خوبصورت اور موثر کتاب ہے -

ایسے معلوم ہوتا ہے گویا اس کے الفاظ میں بہ لطف روانگی پائی جاتی ہے - اس میں عیسائیوں کی بائبل جیسی سختی نہیں ملتی -

ہاں بعض آدمیوں پر آپ کے ارسال کردہ قرآن کا جو نوٹوں کے ساتھ بھاری بھر کم کتاب بن گئی ہے مطالعہ کرنا گراں گذرے گا - اس کی ضخامت کو دیکھ کر ڈر جائیں گے -

(۲) ٹیچنگز آف اسلام :-

میں مرزا غلام احمد صاحب کی اس کتاب سے بہت متاثر ہوا ہوں جو کہ نہایت اعلیٰ اور بلند اخلاقی طور سے تعلیم اسلام پیش کرتی ہے -

مرزا صاحب نے اس کتاب میں کسی دوسری کتاب کی تحقیر کی ہے اور نہ اس سے استہزاء کیا ہے - میں یقین سے کہتا ہوں کہ دوسرے مذاہب کی توہین کرنے والا اپنے موقف کی کمزوری ظاہر کرتا ہے - جس کا مظاہرہ کرنے کی مرزا غلام احمد صاحب کو ضرورت نہیں پڑی -

مزید تبصرہ میں کامل مطالعہ کے بعد کروں گا -

آپ کا دوسرا پارسل نہیں ملا منتظر ہوں -

(انہیں خط کا جواب لکھا گیا - غلام قادر ڈار)

بھارت

ترجمہ خط از مسعود احمد صاحب لائبریرین دار الہدایت صاحب گنج - چھپرہ - انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں اپنے خط ۸/۹۰/۲۲ کے سلسلہ میں آپ کی خدمت میں آپ کی انجمن کے شائع کردہ لٹریچر کے متعلق اپنی اور پبلک کی رائے لکھ رہا ہوں -

(۱) انگلش ترجمۃ القرآن

(۲) اور بیان القرآن ہر سہ جلد

کے متعلق گذارش ہے کہ ہماری لائبریری میں جو صاحبان کتب وغیرہ کے مطالعہ کے لئے تشریف لاتے ہیں ان سب کی متفقہ رائے ہے کہ قرآن شریف کا انگریزی اور اردو ترجمہ نہایت عمدہ اور معقول ہے جسے انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے بہ نسبت دوسرے تمام تراجم کے جو آج تک شائع ہو چکے ہیں -

بیان القرآن کے تفسیری نوٹس خصوصاً قابل تعریف ہیں یہ بہت فصیح ہیں اور گہرے تدبر کا نتیجہ ہیں - ہم اس بیان القرآن کے لئے آپ کے بہت مشکور ہیں یہ پڑھ کر قرآن شریف کے متعلق ہمیں صحیح صحیح راہنمائی اور روشنی مل گئی ہے -

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے - غلام قادر ڈار)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر جے - ٹی - یحویوا اویدی پوسٹ اور ٹیلی کمیونیکیشن گھانا - مغربی افریقہ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کا پارسل ملا جس میں قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ تھے اس سے مجھے ایسی خوشی حاصل ہوئی جسے میں بیان نہیں کر سکتا -

میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے تمام سربراہوں اور ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دیگر تمام بہی خواہان اشاعت کو سلام عرض کرتا ہوں - میں اپنے ہاں کے علماء و فضلاء کی طرف سے آپ کا اور تمام ممبران کا ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں -

ہم سب دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں پر اور آپ کے اہل و عیال پر برکات نازل فرمائے - آپ کے حسن سلوک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ واقعی دُور افتادہ غریب مسلمانوں سے محبت کرتے ہیں -

ہم اسلامی تعلیم حاصل کرنے میں بڑے کوشاں ہیں یہاں ہمارے ہاں کوئی پرنٹنگ مشین یا تعلیم اسلام پر کوئی مواد موجود نہیں ہے جسے ہم شائع کر کے پھیلا سکیں ہمیں بیرونی مسلم ممالک کے برادران سے توقع ہے کہ وہ ہماری دستگیری فرمائیں گے

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۲)

www.aaiil.org

جلسہ سالانہ کی برکات

یہ پرچہ جس وقت قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچے گا، ہمارے احباب جلسہ سالانہ میں شمولیت کی تیاریاں کر رہے ہونگے ہمیں اس امر کا ذکر کرنیکی ضرورت نہیں، کہ اس جلسہ کی بنیاد اس مامور الٰہی کے ہاتھوں سے رکھی گئی جو مسیح اور مہدی کے نام سے اُمتِ محمدیہ کی ہدایت اور فتنۂ دجال کی سرکوبی کے لئے مبعوث کیا گیا، اس کی بعثت کی انتظار امت کے بڑے بڑے بزرگ اولیا ہر زمانہ میں کرتے رہے اور اس بات کی تمنا میں گذر گئے کہ انہیں اس پاک امام کی صحبت نصیب ہو، خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو سلام بھیجا اور امت کو ہدایت کی کہ اگر اس سے ملنے کیلئے تمہیں گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑے تو ضرور اس سے جا کر ملو، اور میرا سلام اُس سے کہو، افسوس ہے کہ لوگوں نے اسکو نہ پہچانا اور اسے ہر طرح کا دُکھ اور اذیت پہنچانیکی کوشش کی، آپ کسقدر خوش نصیب ہیں کہ اس مقدس ہستی کی شناخت کی توفیق اللہ تعالیٰ نے آپکو دی اور اس کے مشن کی تائید و حمایت کا شرف آپکو حاصل ہوا، آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے مقدس انسان کے ہاتھوں جس جلسہ کی بنیاد رکھی گئی وہ کس قدر اہمیت رکھتا ہے اور کس قدر برکات کا موجب ہوگا، بلکہ بقول حضرت مسیح موعودؑ اس کی بنیاد خود اللہ تعالےٰ کے ہاتھ سے رکھی گئی ہے فرماتے ہیں:-

" اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی تائید حق اور اعلائے کلمۂ حق پر بنیاد ہے، اسکی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے"۔

یہ ارشاد ہر اس شخص کے غور کے قابل ہے، جو اس کو ایک معمولی جلسہ خیال کرتے ہوئے اسمیں شمولیت چنداں ضروری نہیں سمجھتا، غور کیجئے جس جلسہ کی "بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے" اس کی اہمیت کا کیا ٹھکانا اور وہ کس قدر عظیم الشان برکات کا حامل ہوگا، یہ نہ سمجھئے کہ وہ مامور آج ہم میں نہیں اسلئے اسکی اہمیت اتنی نہیں رہی، اسکی اہمیت اس سے بہت بڑھ گئی ہے، کیونکہ وہ کام جو مامور کے سپرد کیا گیا تھا انکے وصال کے بعد ہم پر اسکی ذمہ داری ڈال دی گئی، اس لئے اس جلسہ میں شمولیت ہر فرد جماعت کا ضروری فرض ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے جلسہ کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے تاکیداً ارشاد فرمایا ہے کہ :-

" لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں"

امید ہے کہ جماعت کے تمام احباب امامِ وقت کے ارشاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے معمولی موانعات کی پروانہ کرتے ہوئے اس جلسہ میں

جو ۲۵، ۲۶، ۲۷؍ دسمبر ۱۹۶۰ء کو منعقد ہو رہا ہے

ضرور شامل ہو کر ان برکات سے حصّہ لیں گے، جو اس جلسہ کی خصوصیات میں سے ہیں ::

جلسۂ خواتین میں کن مسائل پر لیکچر ہوں

بخدمت محترم سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ اس سلسلہ میں میری رائے یہ ہے۔ کہ عورتوں کے جلسہ میں اس دفعہ صرف عورتوں کے مسائل پر ہی خواتین اظہار خیالات کریں۔

شرعی لحاظ سے جتنے حقوق عورتوں کے ہیں خود اُن سے واقفیت بھی ہماری خواتین کو ہرگز نہیں طلاق و خلع کے معاملے میں۔ عورتوں کو خصوصاً بڑی شکایات ہیں، اس چیز کی وضاحت اگر خود حضرت امیر کسی خطبہ میں کریں تو بہت اچھا ہوگا۔ شادی بیاہ کے سلسلہ میں عورتوں کے ذمہ مخصوص رسمیں ـ مثلاً جہیز اور ایسی ہی دوسری رسوم جو ہمیں متاثر کرتی ہیں، موجودہ دور میں عورتوں کے ساتھ مردوں کی بدسلوکی اور عورتوں کی پریشانی چند ایسے مسائل ہیں جنہوں نے ہمارے معاشرہ کی عورتوں پر برا اثر ڈالا ہے سو اس سلسلہ میں بڑا ضروری ہے کہ عورتیں خود ہر لحاظ اور ہر پہلو کی کھوج کریں۔ اسلام نے تو واقعی عورتوں کو بڑے حقوق دیئے ہیں لیکن وہ حقوق کس سائنٹیفک اور معقول طریقے سے apply کئے جا سکتے ہیں۔ اس کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ میرا خیال اور میری رائے ہے۔ کہ اب کی دفعہ اسی موضوع پر اظہار خیال کیا جائے تو بہت اچھا ہو۔ اور یہ بھی اعلان کیا جائے۔ کہ موضوعات میں یکرنگی نہ ہو، بلکہ مختلف النوع ہوں، بعد میں سوال جواب کے سلسلہ سے مزید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ لوازمی ہوگی اگر اس قسم کی کوشش کی جائے۔ والسلام

خاکسار - فاطمہ حکیم

اخبارِ احمدیہ

عقدِ نکاح

چوہدری محمد زکی صاحب (دیدوملتی) کی صاحبزادی مسماۃ [illegible] کا نکاح ۱۱؍ دسمبر ۱۹۶۰ء کو بعد نماز عشاء چوہدری محمد ابراہیم صاحب ولد چوہدری قاسم علی صاحب کے ساتھ مولوی صبیح الزمان صاحب نے بعوض حق مہر شرعی پڑھایا دولہا کے چچا چوہدری قاسم علی صاحب نے اس خوشی میں مبلغ دس روپیہ کا عطیہ انجمن کو دیا فجزاہ اللہ [illegible]

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے پیچھے)

www.aaiil.org

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۴ دسمبر ۱۹۶۰ء کو احمدیہ انجمن خواتین کا اجلاس مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور میں منعقد ہوگا۔ جس کا پروگرام علیحدہ شائع ہوگا۔

۲۵ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز اتوار

۱۰ بجے صبح سے لیکر ۱/۲ ۱ بجے دوپہر تک

اجلاس اول۔ زیر صدارت۔ میاں غلام حمید صاحب تمیم ریٹائرڈ ڈی آئی جی پولیس

تلاوت قرآن مجید .... طالب علم مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور۔ ۱۰ سے ۱۵-۱۰ تک

نعت .. .. .. طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور۔ ۱۵-۱۰ سے ۳۰-۱۰ تک

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام :۔ مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح۔ ۱/۲ ۱۰ سے ۳/۴ ۱۰ تک

افتتاحی تقریر .. .. :۔ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب :۔ ۳/۴ ۱۰ سے ۱/۴ ۱۱ تک

تقریر .. .. :۔ مولانا احمد یار صاحب .. .. :۔ ۱/۴ ۱۱ سے ۳/۴ ۱۱ تک

افریقہ میں اسلام .. :۔ میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی :۔ ۳/۴ ۱۱ سے ۱/۲ ۱۲ تک

وحی اور عقل .. .. :۔ مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری :۔ ۱/۲ ۱۲ سے ۱/۲ ۱ تک

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوم زیر صدارت شیخ نثار احمد صاحب رئیس وزیر آباد

۳/۴ ۲ بجے سے ۱/۲ ۴ بجے تک

تلاوت قرآن مجید :۔ طالب علم مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور۔ پانچ منٹ

نعت :۔ طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور۔ دس منٹ

تقریر :۔ خانبہادر غلام ربانی خانصاحب .. :۔ ۳ سے ۱/۲ ۳ تک

تقریر :۔ الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب ملزاونر :۔ ۱/۲ ۳ سے ۴ تک

احیائے اسلام :۔ میاں بشیر احمد صاحب منٹو سابق مبلغ امریکہ :۔ ۴ سے ۱/۲ ۴ تک

نوٹ :۔ بعد از نماز مغرب و عشاء بوقت ۷ بجے احمدیہ کانفرنس کا اجلاس مسجد میں ہوگا۔

۲۶ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز پیر

۱۰ بجے صبح سے لیکر ۱/۲ ۱ بجے دوپہر تک

اجلاس اول زیر صدارت شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر

تلاوت قرآن مجید :۔ طالب علم مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور :۔ ۱۰ بجے سے ۱/۴ ۱۰ تک

نعت .. .. :۔ طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور :۔ ۱/۴ ۱۰ سے ۱/۲ ۱۰ تک

رپورٹ سالانہ :۔ سیکرٹری صاحب .. .. :۔ ۱/۲ ۱۰ سے ۱۱ تک

تقریر :۔ شیخ میاں فاروق احمد صاحب .. .. :۔ ۱۱ بجے سے ۳/۴ ۱۱ تک

ارشادات .. :۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ .. .. :۔ ۳/۴ ۱۱ سے ۱/۲ ۱۲ تک

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوم زیر صدارت۔ شیخ میاں ظہور احمد صاحب ملز اونر

پونے تین سے ساڑھے چار بجے تک

تلاوت قرآن مجید :۔ طالب علم مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور :۔ ۳/۴ ۲ سے ۳ بجے تک

نعت .. .. :۔ طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور :۔ ۳ بجے سے ۱/۴ ۳ تک

مسلمانوں کی امراض روحانی کا قرآنی علاج .. .. } قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد } ۱/۴ ۳ سے ۳/۴ ۳ بجے تک

حضرت مسیح موعود کے نشانات۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب قمر سامانوی :۔ ۳/۴ ۳ سے ۱/۲ ۴ تک

نماز مغرب کے بعد ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی طرف سے .... ایک مجلس مذاکرہ قائم ہوگی جس میں مغربی پاکستان کے متعدد کالجوں کے طلباء "اسلام میں اجتماعی حیات کا تصور ...... اور اس کی اہمیت" پر تقاریر کریں گے۔ کامیاب طلباء کو انعامات دیئے جائیں گے۔

نوٹ :۔ مورخہ ۲۶ دسمبر کو بعد از نماز مغرب و عشاء بوقت ساڑھے سات بجے مجلس معتمدین کا اجلاس منعقد ہوگا۔

۲۷ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز منگل

۱۰ بجے سے ۱/۲ ۱ بجے تک

اجلاس اول۔ زیر صدارت۔ خانبہادر غلام ربانی خانصاحب

تلاوت قرآن کریم .. :۔ طالب علم مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور .. :۔ ۱۰ بجے سے ۱/۴ ۱۰ تک

نعت .. .. :۔ طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور .. :۔ ۱/۴ ۱۰ سے ۱/۲ ۱۰ تک

تقریر .. .. :۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر :۔ ۱/۲ ۱۰ سے ۱۱ بجے تک

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے .. } مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق امام مسجد ووکنگ (انگلینڈ) و ایڈیٹر "لائٹ" } ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک

قرآن حکیم اور علوم جدیدہ :۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع :۔ ۱۲ بجے سے ۱ بجے تک

درس قرآنی :۔ چوہدری محمد حسین صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات :۔ ۱ بجے سے ۱/۲ ۱ تک

اختتامی تقریر .. :۔ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ :۔ ۱/۲ ۱ سے ۲ بجے تک

نوٹ :۔ نماز ظہر و عصر ہر روز پونے تین بجے جمع ہوں گی اور مغرب و عشاء پونے پانچ بجے جمع ہوں گی۔ سب دوست ان اوقات میں باجماعت نمازوں میں شامل ہوں۔

درس قرآن :۔ ہر روز بعد نماز فجر حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب دیں گے۔

کھانے کے اوقات :۔ صبح ۸ بجے سے ۹ بجے تک۔ شام ۶ بجے سے ۸ بجے تک

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

موجودہ بین الاقوامی منافرت و تعصبات اور سائنس کے برباد کن سامان

صرف محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم ہی قوموں کے تباغض و تحاسد دور کر کے اتحاد و مودّت پیدا کر سکتی ہے

حضرت امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تمام احباب و خواتین جلسہ میں شرکت کریں

خطبہ جمعہ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اتل ما اوحی الیک من الکتب واقم الصلوٰۃ ...... وقولوا اٰمنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم والٰھنا والٰھکم واحد ..... وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک ...... بل ھو اٰیات بیّنٰت فی صدور الذین اوتوا العلم الخ ـــــــ (العنکبوت)

اقوام عالم کی قربت کے باوجود دلی منافرت

آج دنیا ایک ہو رہی ہے۔ ہوائی جہاز نے دنیا کو ایک کرنے کا سامان کر دیا ہے۔ ریڈیو اور وائرلیس نے بھی دنیا کے مختلف لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے۔ سائنس نے بڑی ترقی کی ہے۔ اور اس نے قوموں کے قریب سے قریب تر ہونے کا راستہ ہموار کر دیا ہے، لیکن فاصلہ اور دوری کے ختم ہونے کے باوجود قومیں دلی طور پر ایک دوسرے سے دور ہوتی جا رہی ہیں۔ بڑا زبردست اختلاف اس وقت پڑھی لکھی دنیا میں ہے۔

سائنس کی ترقی میں بربادی کے سامان

سائنس نے ترقی تو کی۔ لیکن اس کی بدولت ساری انسانیت کو برباد کرنے کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک قوم دوسری قوم سے برسرپیکار ہے روس اور امریکہ تو پیش پیش ہیں۔ انگلستان، جرمنی، فرانس، اٹلی، وغیرہ یہ سب ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔

بین الاقوامی اتحاد کے لئے کانفرنس

اس ذہنی بحران، بدامنی اور اضطراب کا شکار ہو جانے کی وجہ سے قومیں سوچتی ہیں کہ کوئی ایسی صورت بن جائے جس سے سب کی سب قومیں ایک ہو جائیں خوف و ہراس ختم ہو جائے۔ امن و آرام پھیل جائے چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر بڑی بڑی تحریکیں سوچی جا رہی ہیں کانفرنسیں ہو رہی ہیں ۱۹۱۲ء میں پیرس کے مقام پر بڑی بھاری کانفرنس اس مقصد کے لئے منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر کے لیکچرار جمع ہوئے۔ بڑے بڑے مذہبی رہنماؤں اور علماء نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد یہی تھا کہ کوئی ایسی بنیاد رکھی جائے جس سے تمام کی تمام قومیں ایک ہو جائیں۔ آپس کی قومی عداوت اور ملکی تعصب جاتا رہے۔ امریکہ میں بھی اسی قسم کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ پچھلے سال ایک ڈاکٹر صاحب میرے پاس تشریف لائے وہ بڑے قابل انسان ہیں انہوں نے کہا کہ میں بیروت جا رہا ہوں۔ وہاں میں نے ایک کانفرنس میں شرکت کرنی ہے جو امریکہ کی طرف سے وہاں منعقد ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے اختلافات کو دور کیا جائے اور ایسے طریق اختیار کئے جائیں کہ دونوں قوموں میں محبت و مودّت پیدا ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے کہا کہ مجھے قرآن شریف کی ان آیات کی نشان دہی کروا دیجئے جنہیں میں اپنی تقریر میں اس مقصد کی تائید میں پیش کر سکوں۔ ایک اسی قسم کی کانفرنس پاکستان میں بھی پنجاب یونیورسٹی ہال میں منعقد ہوئی جس میں مختلف ملکوں کے بڑے بڑے فضلاء نے شرکت کی۔ لیکن ان کانفرنسوں میں سطحی امور پیش کئے جاتے ہیں۔ ان کے نتائج ہمارے سامنے ہیں، نہ پیرس کی کانفرنسیں اقوام عالم میں اتحاد و اتفاق پیدا کر سکیں، نہ امریکہ کی کانفرنس اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی نہ بیروت کی کانفرنس نے کوئی فائدہ دنیا کو پہنچایا اور نہ ہی پنجاب یونیورسٹی کی کانفرنس سے کوئی نتیجہ برآمد ہوا۔ جاپان تو کئی سالوں سے ہندوؤں سکھوں، مسلمانوں، عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے رہبروں کو ہر سال دعوت دیتا ہے اور ان سے اپنے مذاہب کی تعلیمات وغیرہ پر تقاریر کرواتا ہے، اور اور فراخ دلی سے سب کی تقاریر اور مضامین شائع کرتا ہے۔ میرے پاس بھی ہر سال دعوت نامہ آتا ہے۔ اس سال بھی آیا ہے۔ وہ کانفرنس غالباً اپریل میں ہو رہی ہے۔ میں تو جا نہیں سکتا لیکن اس میں تمام دنیا کے مذہبی علماء شرکت کرتے ہیں اور تقاریر اسی موضوع پر ہوتی ہیں کہ عالمی اتحاد و اتفاق کی تحریک کس طرح کامیاب ہو۔

اس مشکل کا حل قرآن کریم میں

ان کانفرنسوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام قوموں میں یہ تحریک پائی جاتی ہے کہ ہمیں عالمگیر سطح پر اتحاد و اتفاق کی راہیں کھولنا چاہئیں۔ اور قومی تعصبات کو دور کر دینا چاہیئے لیکن یہ کس طرح ہو، اس کو کوئی بھی حل نہیں کر سکا۔ قرآن کریم نے اس کی راہ بتائی ہے فرماتا ہے تبارک الذی نزل الفرقان علٰی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا۔ تمام دنیا کی رہنمائی کے لئے رب العالمین نے یہ کتاب اپنے رسول پر نازل کی۔ وہ رب العالمین ہے وہ کائنات کا بادشاہ ہے۔ اس عظیم المرتبت بادشاہ نے تمام قوموں کو ایک کرنے کے لئے ان میں محبت و الفت کے جذبات پیدا کرنے کے لئے ان کی ملکی اور ... قومی حدود کو ..... ختم کرنے کے لئے، اور ان کے اختلافات کو دور کرنے کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کتاب نازل کی جس میں ایسے اصولوں اور معتقدات کی تعلیم دی گئی ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے دنیا کی قومیں ایک ہو سکتی ہیں۔

مذہبی تعصبات

قوموں میں کئی طرح کے اختلافات پائے جاتے ہیں پہلا اختلاف مذہبی تعصب کا ہے۔ ہندو کہتا ہے کہ ہمارا مذہب سب سے پرانا ہے۔ اس لئے یہی قابل عمل ہے اور دیگر سب مذاہب غلط اور بیکار ہیں یہودی کہتے ہیں کہ نسل انسانی کی سب سے اعلیٰ درجہ کی شاخ بنی اسرائیل ہے۔ خدا نے صرف اسی قوم کے اندر پیغمبر بھیجے۔ تورات بہترین کتاب ہے اس کے بعد کسی رسالت کی حاجت نہیں ہے اور وہ یقین کرتے ہیں کہ نجات صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی ہے ان کے سوا دوسری قومیں نجات سے محروم ہیں۔ عیسائی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پا کر تمام انسانوں کے گناہ کا کفارہ ہو گئے۔ اس کے بعد اعمال کی ضرورت نہیں۔ تمام کے تمام گناہ حضرت عیسیٰ

نے اُٹھا لئے۔ دوسرا مذہب کہتا ہے کہ نجات کے لئے مختلف جونوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس کے سوا پرمیشر کے ہاں نجات کا کوئی رستہ نہیں ایک قوم نے سارے گناہ معاف کرا لئے اور اعمال سے بری الذمہ ہوگئی۔ اور دوسری قوم کہتی ہے کہ خدا معاف کر سکتا ہی نہیں۔ ضروری ہے کہ گناہوں کی پاداش میں بلی کتا وغیرہ مختلف جونوں کے چکر میں ڈالا جائے۔ یہ بڑی خطرناک تقسیم ہے۔ جو دنیا کے مذاہب میں پائی جاتی ہے اور جس کی وجہ سے قومیں قریب ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے دور ہیں۔ ہر قوم نے اپنا الگ خدا اور الگ رسول بنا رکھا ہے

قرآن کریم فرماتا ہے تبارك الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کو سبق دینے کے لئے آئے ہیں۔ قومیں بٹی ہوئی ہیں، ان کا خدا بٹا ہوا ہے۔ بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ خدا صرف ہمارا ہے۔ ہندو کہتا ہے کہ برہما صرف ہمارا خدا ہے باقی دنیا ملیچھ اور ناپاک ہے جس طرح خدا بٹا ہوا ہے اسی طرح رسول بھی بٹا ہوا ہے۔ قومیں ایک دوسری قوم کے پیغمبر کو نہیں مانتیں۔ ہندو، کرشن اور رام چندر کے سوا اور کسی کو پیغمبر نہیں مانتے۔ بدھ مت کے پیرو گوتم بدھ کے سوا اور کسی کے قائل نہیں زرتشت کے پیرو صرف اسی کو اپنا رسول خیال کرتے ہیں۔ غرض خدا بھی الگ الگ اور رسول اور پیغمبر بھی الگ الگ ہیں۔

محمد رسول اللہ صلعم کے نزدیک سب کا ایک ہی خدا ہے

اس تنگ نظری کی تعلیم کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر دور کیا۔ انہوں نے فرمایا قولوا الٰهنا والٰهكم واحد۔ اس کائنات اور زمین و آسمان کا بادشاہ ایک ہے اور وہ رب العالمین ہے۔ ساری قوموں کی پرورش کی باعث وہی ایک ذات ہے۔ اسی نے ہی سارے جہان کے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ جس طرح ایک قوم کی پرورش کر رہا ہے۔ اسی طرح دوسری قوموں کی بھی پرورش کر رہا ہے۔ اس کے شایان نہیں کہ ایک قوم کو چھوڑ کر دوسری قوم کو منظور نظر بنا لے وہ سب کا روزی رساں ہے۔ وہ ہمارا بھی خدا ہے اور تمہارا بھی۔

وحدت قومی کی تعلیم

اور اس نے سب انسانوں کو ایک واحد قوم بنایا ہے کان الناس امة واحدة اور سنو، تمام انسان ایک ہی قوم ہیں۔ ساری کی ساری انسانیت ایک ہی ہے۔ سب قوموں میں ہم نے رسول بھیجے ہیں۔ لہٰذا تمام قوموں کے رہبر قابل التعظیم ہیں۔

تمام رسول توحید الٰہی کی تعلیم لے کر آئے

پھر فرمایا ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه۔ ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا ہے جو اپنی اپنی ہی زبان میں اپنی قوم کی تعمیر و اصلاح کرتا رہا ہر پیغمبر کی یہی تعلیم تھی کہ لا الٰه الا اللہ خدا ایک ہے حضور نبی کریم نے فرمایا ہے الانبیاء اخوة۔ سب پیغمبر آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ امهاتهم شتی و دینهم واحد ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔ لا نفرق بین احد منهم ان میں کسی قسم کی تفریق ہم نہیں کرتے۔ کہ ایک مانیں اور دوسرے کو نہ مانیں وہ سب ایک ہی خدا کی پرستش و شہادت کا سبق دیتے ہیں۔

بین الاقوامی اتحاد کا عظیم ترین سبق

قوموں کو ایک کرنے کا کیسا عظیم ترین سبق دیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک ہستی ہیں جو عالمگیر اتحاد و اتفاق کا سبق دیتی ہے۔ اور جن کے فرمان پر عمل کر کے دنیا ایک ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا ایک ہے۔ انسانیت ایک ہے۔ دین ایک ہے۔ تمام پیغمبروں کی تعلیم ایک ہے۔ اور فرمایا لنا اعمالنا ولكم اعمالكم اعمال کے لحاظ سے پھل لگتا ہے۔ جیسے ہمارے اعمال ہوں گے ویسا ہی نتیجہ ہمیں ملے گا اور تمہارے عملوں کا پھل تمہیں ملے گا۔ لا حجة بيننا و بينكم۔ اس کے بعد جھگڑا ختم ہے ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی بحث نہیں ہے۔

صرف محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع قومی اتحاد کا موجب ہو سکتی ہے

ان حالات میں اگر موجودہ زمانہ میں عالمی اتحاد و اتفاق کے استحکام کے لئے کوئی شخص کام آ سکتا ہے تو وہ محمد رسول اللہ اور وہ پیغام ہے جو آپ کو خدا کی طرف سے دیا گیا۔ یہی دو چیزیں دنیا کو ایک کر سکتی ہیں اس کے علاوہ اور کوئی طاقت دنیا میں امن و آشتی اور یک رنگی اور یک جہتی کے قیام کا باعث نہیں ہو سکتی۔ یہ کانفرنسیں یہ اجلاس اور یہ مجالس ایسی تعلیمات سے دور رہ کر امن عالم اور عالمی اخوت کے لئے کوئی راہ پیش نہیں کر سکتیں۔

تمام مذہبی صحائف کے عمدہ اصول قرآن کریم میں

ان کانفرنسوں اور مجالس سے ایک بات سامنے آگئی ہے اور وہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے ہی خوش آئند ہے بلکہ دنیا کے لئے بھی کہ ایک زمانہ آئے گا کہ جب دنیا اس بات کو ماننے پر آمادہ ہو جائے گی کہ سارے کے سارے پیغمبر ایک ہیں ان کی تعلیمات ایک ہیں لوگ چاہیں گے کہ تمام اچھی اچھی کتابیں اکٹھی کر لی جائیں اور اس طرح ساری مذہبی کتابوں کو ملا کر ان کی بہتر تعلیمات کو ایک الگ صحیفہ کی صورت میں جمع کیا جائے اور اس طرح تمام دنیا کو ایک کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان تمام بڑے کام کے لئے بڑا علم، بڑا دماغ بڑا وقت اور بڑی بڑی لائبریریاں چاہئیں لیکن قرآن مجید کے متعلق فرمایا فیها كتب قيمة تمام آسمانی کتابوں کی تعلیمات جو قائم رہنے والی ہیں اس میں جمع کر دی گئی ہیں۔

قرآن کریم فطرت انسانی میں

یہ کتاب اس شخص پر نازل ہوئی جو خود امی ہے۔ چنانچہ فرمایا وما كنت تتلوا من قبله من كتب ولا تخطه بيمينك اذا لارتاب المبطلون تو کوئی کتاب نہیں پڑھ سکتا اور نہ ہی لکھ سکتا ہے آپ بالکل ان پڑھ ہیں تاہم جو صداقتیں اس کتاب میں جمع کی گئی ہیں اگر دنیا جہان کے علماء جمع ہو کر کوشش کریں کہ وہ اس قسم کا صحیفہ تیار کریں تو وہ نہیں کر سکتے لیکن اس کتاب کی تعلیمات ایسی ہیں کہ فرمایا بل هو آيات بينات في صدور الذين اوتوا العلم یہ تعلیم فطرتاً اہل علم لوگوں کے سینوں میں رکھ دی گئی ہے۔ آنحضرت کا کام تو صرف اس تعلیم کا تذکرہ کر دینا ہے۔ ضرور ہے کہ حق پرست لوگ اس کتاب کی تعلیمات کو اپنا کر دنیا میں امن قائم کرنے کا موجب ہوں گے۔

خطبۂ ثانی

جلسۂ سالانہ اور ہمارا قومی اجتماع

جلسۂ سالانہ کے دن قریب آ رہے ہیں آپ لوگوں کو اس کے لئے تیاری کرنی چاہئے۔ یہ جلسہ معمولی نہیں حضرت امام الزمان نے اس کی بنیاد ڈالی ہے۔ اس لئے اس جلسہ کی اہمیت اور افادیت دوسرے جلسوں سے بہت زیادہ ہے۔ مامور زمانہ نے اپنے پیغمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چل کر اس جلسہ کی بنا رکھی، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ سکھلایا تھا کہ اجتماعی زندگی کے بغیر کوئی برکت حاصل نہیں ہو سکتی۔ انسان زندہ رہ سکتا ہے لیکن اجتماعی زندگی کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ اس لئے حضرت امام الزمان نے قوم میں پھر سے اجتماعیت پیدا کرنا چاہی۔

احمدی جماعت کی امتیازی خصوصیات

امام الزمان نے بھی آپ کی سنت پر اشاعت اسلام کے کام کو جاری کرنے کے لئے ایک جماعت بنائی۔ جس کا امتیازی نشان یہ ہے۔ کہ یہ حق پرست قوم ہے۔ دیندار ہے۔ راستباز ہے۔ یہ لوگ نماز کو سنوار کر پڑھتے ہیں۔ حق اور صداقت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ کوئی احمدی، غیر احمدیوں کی نمازوں میں شامل ہو جاتا تو لوگ کہتے کہ دیکھو! یہ ہے تو مرزائی لیکن نماز کو سنوار کر پڑھتا ہے۔ اگر عدالت میں گواہی دینی پڑتی ہے تو نقصان اٹھا لیتے ہیں لیکن گواہی جھوٹی نہیں دیتے۔

حضرت امام الزمان کی حق پرستی اور صداقت شعاری

حضرت مرزا صاحب کے بارے میں ایک

سکھ سے کسی نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو تو اس نے جواب دیا کہ میں قادیان جا رہا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ تم مرزا (صاحب) کے متعلق جانتے ہو تو اس نے کہا وہ تو بھگت آدمی ہے۔ اس نے کہا کہ تم کیسے جانتے ہو کہ وہ بھگت ہے، اس سکھ نے کہا کہ میں اس طرح جانتا ہوں کہ اس کے باپ نے ...... ہماری ملکیت کی کچھ زمین اور کیکر کے درخت اپنی ملکیت میں شامل کر لئے تھے۔ ہم نے مقدمہ دائر کر دیا اور اس مقدمہ میں اس کے بیٹے کو بطور گواہ بلا لیا کیونکہ ہم جانتے تھے کہ وہ جھوٹ نہیں بول سکتا کتنے آدمی ہیں کہ جب سمن آئیں اور حق کی گواہی دینی ہو تو وہ اس کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ جب مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ اور پوچھا گیا کہ یہ کیکر اور زمین کس کی ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب نے جواب دیا کہ یہ سکھوں کے ہیں۔ ان کے والد صاحب کے وکیل نے کہا کہ آپ نے اپنی زندگی مسجد کے لئے وقف کر رکھی ہے اس لئے آپ کیا جانیں کہ یہ درخت اور کیکر کس کے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے جواب دیا کہ ایک دفعہ میں ابا جان کے ساتھ زمین پر گیا تھا انہوں نے فرمایا تھا کہ درخت اور زمین سکھوں کی ہے۔

جماعت کا کردار

اسی طرح سیالکوٹ کے سید حامد شاہ صاحب مرحوم کے بیٹے نے ایک شخص کو مکہ مارا اور وہ مرگیا۔ عدالت میں باپ نے اپنے بیٹے کے خلاف گواہی دی تھی کہ متوفی کو میرے بیٹے نے ہی مکہ مارا تھا۔

یہ کردار تھا جو حضرت مرزا صاحب نے اپنی قوم کے اندر پیدا کیا۔

جلسہ سالانہ اجتماعی زندگی کا موجب ہے

حضرت مرزا صاحب تلقین فرماتے تھے کہ اپنے اندر تقوےٰ وطہارت پیدا کرو۔ اور مالی قربانی کرو۔ اور فرمایا کہ قوم میں اجتماعی زندگی پیدا کرنی ضروری ہے اس مقصد کے لئے سالانہ جلسہ ہوا کرے جہاں اشاعت اسلام کے لئے تجاویز کی جائیں احباب آپس میں ملا کریں۔ اس طرح محبت ومودت کے تعلقات استوار ہوں امام وقت کے ارشاد کے مطابق کراچی سے لیکر پشاور اور کشمیر تک کے لوگ جلسہ میں آتے ہیں، خواتین دور دور سے آتی ہیں، وہ لوگ جو اس شہر میں رہتے ہیں، اُن کا بھی فرض ہے کہ ان تین چار دنوں میں زیادہ سے زیادہ ...... حاضری دیں۔

کراچی سے آنیوالے دوستوں سے

کراچی کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اکٹھے ہو کر تھرڈ کلاس بوگی ریزرو کرالیں اکیلے اکیلے فرسٹ اور سیکنڈ کلاس میں کرایہ زیادہ دینا پڑتا ہے اس زیادہ رقم کو تقسیم کرکے زیادہ آدمیوں کو شامل کرلیں۔ ایک رنگ کے آدمیوں سے تھرڈ کلاس بھی فسٹ کلاس بن جائیگی۔

امامِ وقت کی آواز پر لبیک کہیں

تمام خواتین ومردوں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ امامِ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلسہ میں بتعدادِ کثیر شریک ہوں اور اس خیال کو لے کر آئیں کہ ہم نے اشاعت اسلام کے کام میں حصہ لینا ہے۔ یہ کام خدا کی نگاہ میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ سوائے حضرت امام ہمام کے یورپ میں اسلام پھیلانے کا کسی اور کو خواب تک نہیں آیا تھا۔ انہوں نے اس وقت تبلیغ اسلام کا بیڑا اُٹھایا جبکہ ہم انگلستان کی حکومت کے محکوم تھے۔ حاکم قوم میں ایک محکوم کا اپنے دین کی تبلیغ کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ آج لنڈن میں امامِ وقت کی برکت سے اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے وہاں اسلام پھیل رہا ہے۔ اور امام زماں کی ہمتِ عالی کی وجہ سے اس کی بنیادیں مغرب میں مضبوط سے مضبوط تر ہو رہی ہیں دنیا قائل ہے کہ اسلام کی اشاعت صرف

(باقی بر صفحہ اشتہار کے نیچے)

ریڈیو برانڈ

ہوزری کون اور سُوت

۲۰ سنگل ۔ ۲۲ سنگل ۔ ۳۰ سنگل ۔ ۳۲ سنگل ۔ ۴۰ سنگل ۔ ۶۰ سنگل

اپنی عمدگی ملائمت اور نفاست کی بنا پر مقبول عام ہیں

آپ بھی

پائدار اور عمدہ کپڑا تیار کرنے کے لئے

ریڈیو برانڈ سُوت استعمال کیجئے

یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز فضل آباد مُلتان

www.aaiil.org

سچے مہدی اور مسیح کے ظہور سے تعلق رکھنے والی

مزید علامات

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

دو اصولی حدیثیں

ظہور مسیح و مہدی سے قبل مسلمانوں کی مذہبی حالت کا جو نقشہ احادیث میں پیش کیا گیا ہے اس پر گذشتہ اقساط میں مختصر طور پر روشنی ڈالی جا چکی ہے، اس قسط میں مسلمانوں کے خصوصاً اور دنیا کے عموماً سیاسی اور دیگر حالات کا جو نقشہ احادیث میں وارد ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن قبل اس کے دو اصولی حدیثوں کا پیش کرنا ضروری ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے متعلق یہ دو مشہور حدیثیں مدنظر رکھنی چاہئیں جن میں اصولی طور پر مسلمانوں کی ترقی اور زوال کا ذکر ہے ایک مشہور حدیث تو یہ ہے :—

بدأ الاسلام غریبًا سیعود غریبًا فطوبی للغرباء۔ اس حدیث میں صاف الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ اسلام جو انتہاء درجہ کی کمزوری کی حالت میں ظاہر ہوا خدا کی تائید اور نصرت سے ترقی کرتے کرتے اپنے کامل عروج کو پہنچ جائے گا لیکن پھر اس پر زوال کا زمانہ آئے گا اور اس کی حالت ابتدائی حالت کی طرح ہو جائے گی یعنی اس کی طاقت اور شان شوکت ضعف اور ذلت میں منتقل ہو جائے گی اور پھر غرباء کے ذریعہ ہی آہستہ آہستہ ترقی کی طرف اس کا قدم اٹھتا چلا جائے گا ایسے غرباء کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک پر طوبیٰ کے لفظ میں بہت بڑی بشارت دی گئی ہے، یہ لفظ ہر قسم کی سعادت اور خیر کے مفہوم پر مشتمل ہے۔ غرباء کی تشریح مندرجہ ذیل کی گئی ہے الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی ای یعملون بھا ویظھرونھا علی قدر طاقتھم فھذا الرجل یصبح فی قومه معتزلا مھجورا کالغریب لانه سنة الله التی قد خلت من قبل بالرسل والانبیاء، ......

....

...... لکن الله یعینھم فان العاقبة للمتقین ابوداؤد صـ۲۹۶ غرباء وہ لوگ ہیں جو اصلاح کر دیں گے میرے طریق کے متعلق ان تمام امور کی جن میں لوگوں نے میرے بعد بگاڑ پیدا کر دیا ہوگا میرے اصل اور صحیح طریق کو وہ لوگ اپنی استطاعت کے مطابق ظاہر کر دیں گے لوگ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کو اپنی سوسائٹی سے الگ کر دیں گے جس طرح اجنبی آدمی قوم سے الگ سمجھا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی اپنے انبیاء اور رسل کے ساتھ یہی سنت ہے یعنی یہ غرباء چونکہ انبیاء اور رسل کی طرح حق کی طرف دعوت دیں گے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح طریق پر چلنے کی ہدایت کریں گے اور جس طریق پر لوگ چل رہے ہوں گے چونکہ وہ خلاف سنت نبوی ہوگا اس لئے اسے ترک کرنے کی تلقین کریں گے اس لئے لوگ انکی مخالفت کریں گے اور ان کی ایذا رسانی پر اتر آئیں گے لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا کیونکہ انجام متقیوں کے حق میں ہی ہوتا ہے یعنی انجام کار وہی غالب آتے ہیں پس یہ بھی بوجہ متقی ہونے کے غالب آئیں گے۔

اس پیشگوئی کا پورا ہونا

یہ پیشگوئی جس صفائی سے پوری ہوئی ہے اور اس کا ایک ایک لفظ جس وضاحت سے وقوع میں آیا ہے وہ کسی تاریخ دان پر مخفی نہیں اسلام کا ابتدائی ضعف بھی نمایاں ہے اور مخالفین کی وہ کوششیں جو اس کی بیخکنی کے لئے کی گئیں وہ بھی کسی سے مخفی نہیں لیکن باوجود ہر قسم کی طاقت اور سامانوں کی موجودگی کے یہ تمام کوششیں کس بری طرح ناکام رہیں، اس سے بھی تمام لوگ بخوبی واقف ہیں اور اسلام نے باوجود ان پیہم مخالفتوں کے جس سرعت کے ساتھ ترقی کی ہے وہ بھی اظہر من الشمس ہے، اور اس قابل رشک ترقی میں کمال کی جس بلندی پر اسلام پہنچا وہ بھی عیاں ہے پھر دوسری پیشگوئی سیعود غریبًا کے ماتحت مسلمانوں کو جس قعر مذلت میں گرنا پڑا ہے وہ بھی دنیا کی آنکھوں کے سامنے ہے اور جس خطرناک زوال سے انہیں دوچار ہونا پڑا ہے اس کا مشاہدہ بھی مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے کر لیا ہے۔ اس زوال کی وجہ ایک ہی تھی کہ مسلمان قرآن کریم کو چھوڑ کر ہوائے نفس کی پیروی میں مشغول ہو گئے۔ عقائد کو بگاڑ دیا جسکے نتیجہ میں اعمال میں فساد کا داخل ہونا لازمی تھا پس جب عقائد اور اعمال دونوں فساد کا شکار ہو گئے تو اللہ تعالےٰ کی نصرت جو متقیوں کے ساتھ ہوتی ہے.... ان سے چھین لی گئی اور وہ سب بارو دو گار رہ گئے۔

پھر تیسری پیشگوئی اس حدیث نبوی میں یہ تھی کہ ایک جماعت ایسی پیدا ہوگی جو اصلاح کا بیڑا اٹھائے گی اور ان تمام فسادوں کو جو شریعت میں داخل کر دیئے گئے ہوں گے ان کو دور کرے گی لوگ اس طرح ان کی مخالفت کریں گے جس طرح ابتداء میں حضرت نبی کریم صلعم کی ہوئی اور اسی طرح اس صداقت کو کچلنے کے درپے ہو جائیں گے جو حقیقی اسلام کی شکل میں اس غرباء کی جماعت کی طرف سے پیش کی جائے گی جس طرح ابتداء میں مخالفین درپے مخالفت ہوئے تھے لیکن اللہ تعالےٰ کی تائید ان غرباء کے شامل حال اسی طرح ہوگی جس طرح ابتداء میں مسلمانوں کے شامل حال ہوئی تھی۔

اب دیکھ لو کہ کیا غرباء کی یہ جماعت احمدیہ جماعت ہی نہیں۔ کیا یہی جماعت نہیں جس نے اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور ان تمام عقائد کو درست کیا جو اسلام کی بدنامی کا موجب ہو رہے تھے اور جن کی وجہ سے غیر مسلم اسلام کو حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھنے لگ پڑے تھے اور کیا اسی جماعت نے اسلام کو دیگر مذاہب پر غالب کر کے نہیں دکھلایا، اور کیا یہی جماعت نہیں جس کی شدید مخالفت ہوئی اور جس کو سوسائٹی سے الگ کرنے کی انتہائی کوششیں کی گئیں اور کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت فطوبیٰ للغرباء اسی کے حق میں پوری نہیں ہوئی اور کیا خدا کی تائید اور نصرت اسی کے شامل حال نہیں رہی اور کیا ابتدائی زمانہ کی طرح اسی جماعت کو تمام مخالفین کے مقابلہ میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی اگر وہاں دشمن اسلام نے تلوار کے ذریعہ اسلام کی بیخکنی کرنے کی کوشش کی اور اس کی اس کوشش کو تلوار کے ذریعہ ناکام بنا دیا گیا تو اس زمانہ میں دشمن نے تلوار کی بجائے قلم سے اسلام کی بیخکنی کی کوشش کی سو قلم سے ہی اس کا سر کچلا گیا اور اسے ہر میدان میں نیچا دیکھنا پڑا کیا یہ سب کچھ ثابت نہیں کر رہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ فان العاقبة للمتقین کے ماتحت یہ جماعت متقین کی جماعت ہے۔

دوسری حدیث

اس بات کا ثبوت کہ مسلمانوں کی ایسی خطرناک گراوٹ جس پر الفاظ نبوی سیعود غریبًا دلالت کر رہے ہیں مسیح موعود کے ظہور سے قبل وقوع میں آئے گی اور وہی وعدۂ الٰہی انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کے ماتحت مسیح کے نزول کی متقاضی ہوگی اور طوبیٰ للغرباء میں جس غرباء کی جماعت کا ذکر ہے وہ مسیح موعود کی ہی جماعت ہے اسکا ثبوت دوسری دو حدیثوں سے ملتا ہے [۴۲] دوسری حدیث بخاری کی ہے جس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں :—

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم

[۴۲] ان میں سے ایک کے الفاظ یہ ہیں :- عن ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلعم ان الاسلام بدأ غریبا سیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء فقالوا یا رسول اللہ من الغرباء قال

واماماكم منكم اور صحیح مسلم کے یہ الفاظ ہیں کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامکم منکم

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو تمہاری حالت نزول مسیح کے وقت اتنی ردی ہو چکی ہوگی کہ الفاظ اسکو بیان نہیں کر سکتے۔ مذہبی اخلاقی، روحانی، سیاسی غرضیکہ زندگی کا کوئی پہلو بھی لیا جائے اسی میں تمہارے اندر فساد ہی فساد نظر آئیگا تمہارا دین اور تمہاری دنیا دونوں ہی اس قدر بگڑے ہوئے ہوں گے کہ لوگوں کی نظر میں تم ذلیل ترین مخلوق شمار کئے جا رہے ہو گے، یہ وقت ہوگا جب زبان حال سے کہہ رہا ہوگا کہ اے اللہ اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کو یاد کر اور ایسے شخص کو مبعوث فرما جو ان تمام فسادوں کی اصلاح کر دے اور اُمت کو اس قعر مذلت سے نکال کر دوبارہ عروج کے راستہ پر گامزن کر دے حدیث ہمیں تسلی دلا رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے محبوب محمد صلعم کی اُمت کو اس ذلت کی حالت میں نہیں رہنے دے گا بلکہ آنحضور صلعم کی امت میں سے ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جس نے ابن مریم سے مشابہت تامہ حاصل کر لی ہوگی جیسا کہ امامکم منکم کے الفاظ واضح کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کی گراوٹ کا علاج

مسلمانوں کو اس ہیبتناک گراوٹ سے مخلصی حاصل کرنے کا علاج بھی حضرت نبی کریم صلعم نے الفاظ وامامکم منکم میں بتلا دیا تھا تا مسلمان اس مصلح وحقیقی کی شناخت میں غلطی سے بھی محفوظ رہیں اور اپنے طریق کو اس کی ہدایت کے مطابق بدل کر دوبارہ کامیابی کی راہ پر گامزن ہو جائیں، تفصیل اس کی یہ ہے کہ پہلا لفظ امام صاف دلالت کر رہا ہے اور مسلمانوں کو ہدایت کر رہا ہے کہ وہ جس راہ پر تمہیں چلانا چاہیگا بس اسی پر چلنا کیونکہ امام اسی کو کہتے ہیں جس کی اقتداء کی جائے اسی لئے حدیث میں آتا ہے الامام جنۃ یقاتل من ورائہ کہ امام ڈھال ہوتا ہے اس کی حفاظت میں ہو کر ہی تم دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہو، وہی تمہارے لئے جائے پناہ ہے اب یہ لفظ اشارۃ النص کے طور پر مسلمانوں کو یہ سمجھا رہا ہے کہ تم اس کے آنے سے قبل غلط راہ پر گامزن ہو گے اور تمہارے اعمال خلاف شریعت ہوں گے اور آنے والا مسیح ہی صراط مستقیم پر ہوگا اور حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین کے ماتحت اسی کا طریق ایسا ہوگا جس کو اختیار کرنے میں تمہاری کامیابی کا راز مخفی ہوگا۔ اور وہ تم میں سے ہی ہوگا نہ کہ بنی اسرائیل میں سے فامکم منکم کے الفاظ صاف طور پر اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ امامکم سے مراد خود مسیح ہی ہے نہ کوئی اور امام۔

غرباء سے مسیح موعودؑ کی جماعت ہی مراد ہے

ان تینوں مندرجہ بالا حدیثوں کو ملا کر پڑھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ الفاظ طوبیٰ للغرباء میں جن غرباء کے متعلق بشارت دی گئی ہے اس سے مراد آنے والے مسیح کی ہی جماعت ہے جس کا وعدہ امت کو حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک پر دیا گیا ہے پہلی حدیث میں اسلام کے متعلق الفاظ سیعود غریبا میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس پر انتہائی ضعف کی گھٹائیں چھا جائیں گی اور دشمنان اسلام کے حملوں کا وہ نشانہ بن جائے گا سیاسی لحاظ سے بھی اور مذہبی لحاظ سے بھی اور دوسری حدیث ۲ مسلمانوں کی انتہائی گراوٹ کا نقشہ الفاظ کیف انتم میں پیش کر رہی ہے۔ اگر پہلی حدیث میں اسلام کی حمایت اور حفاظت کے لئے اس کے حامیوں اور محافظوں کے پیدا ہونے کی پیشگوئی لفظ غرباء کے ساتھ کی گئی ہے تو دوسری حدیث میں غرباء کی جماعت کے امام مسیح موعود کے آنے کی بشارت دی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ اسی کی اقتداء کے ذریعہ ہی مسلمان اس قعر مذلت سے نکل سکیں گے جس میں وہ اس کے آنے سے قبل گر چکے ہوں گے کیونکہ اس ذلت میں مبتلا ہونے کی اصل وجہ قرآن سے دوری کے سوا کچھ نہیں اور قرآن سے دُوری ایمان کی کمزوری کا ہی نتیجہ ہے اور آنے والے مسیح کا کام ہی ایمان کی کمزوری کو قوت سے بدل دینا ہے اور دلوں کو بصیرۃ اور سکینۃ اور طمانیت سے لبریز کر دینا ہے جیسا کہ حدیث لو کان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجلٌ اور رجال من ابناء فارس وضاحت سے بیان کر رہی ہے یعنی ثریا پر گئے ہوئے ایمان کو زمین پر واپس لانا ہی مسیح موعود اور مہدی معہود اور اس کی جماعت کا کام ہے رجل سے مراد خود مسیح اور مہدی ہے اور رجال سے مراد اس کی جماعت ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمائے ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ امت میں ظاہر ہونے والا مسیح اور مہدی حضرت نبی کریم صلعم کا ہی کامل بروز ہوگا اور آنحضور صلعم کے علم اور کمالات روحانیہ کا اس قدر کثیر ورثہ پائے گا کہ گویا آپؐ کا ہی روپ ہوگا اسی لئے آیت قرآنیہ میں اس کے آنے کو خود حضرت نبی کریم صلعم کا آنا قرار دیا گیا ہے گویا اس آیت میں بھی مسیح موعود اور مہدی معہود اور اس کی جماعت دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

مسلمانوں کے باہمی تعلقات

اس کے بعد مسلمانوں کی حالت کا جو تفصیلی نقشہ احادیث میں پیش کیا گیا ہے اس کو بیان کیا جاتا ہے مسلمانوں کی مذہبی حالت تو بیان کی جا چکی ہے اب اُن کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈالی جاتی ہے جو مسیح اور مہدی کے ظہور کے وقت ہوں گے۔

کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ میں یہ حدیث درج ہے یکثر الھمازون والغمازون واللمازون اس حدیث میں مسلمانوں کی تین صفات بیان کی گئی ہیں جو اُن کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈالتی ہیں پہلی صفت اُن کی ہمازون بتلائی گئی ہے ھمزہ کے معنی ہیں دفعہ یعنی کسی کو دھکے دے کر نکالنا اپنے سے دُور کرنا ضغطہ یعنی دوسرے پر اتنی شدت کرنا کہ دوسرا دب جائے اور دبانے والے کی مرضی کے مطابق کام کرنے لگ پڑے یعنی اس کا مطیع ہو جائے۔ دلوں میں وسوسے پیدا کرنا، عیب جوئی کرنا، طعن کرنا، اب ان معانی کو مدنظر رکھتے ہوئے صاف نظر آتا ہے کہ مسلمان کا کیریکٹر اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ باہمی ایک دوسرے کے دین میں طعن کریں گے ایک دوسرے کو دبانے کی کوشش کریں گے دلوں میں وسوسے پیدا کریں گے سوسائٹی سے نکال دینے کے خاص حربے استعمال کریں گے ان کی طرف ایسے عیوب منسوب کریں گے جس کے نتیجہ میں لوگوں کو ان سے نفرت ہو جائے، اب ایک طرف ان معانی کو مدنظر رکھو اور دوسری طرف مسلمانوں کی باہمی تکفیر بازی کو سامنے رکھو تو آپ پر عیاں ہو جائے گا کہ ہمازون کی صفت کس صفائی سے اُن پر چسپاں ہو رہی ہے، مسلمانوں میں باہمی تکفیر کا بازار جس قدر گرم رہا ہے وہ مسلمانوں کے سمجھدار طبقہ کی گردنیں شرم کے مارے جھکا دیتا ہے معمولی سے معمولی اختلاف کی بناء پر ایک دوسرے کو کافر بنا دیا جاتا تھا کہیں آمین بالجہر کو وجہ تکفیر قرار دیا جاتا تھا اور کہیں رفع یدین کا مسئلہ کافر بنانے کا سبب بنایا جاتا ہے ایک دوسرے کے دین میں طعن کر کے اس کے خلاف جذبۂ نفرت پیدا کیا جاتا ہے۔ سوسائٹی کو اس کے مکمل بائیکاٹ پر اُکسایا جاتا ہے اس سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کرنے پر قوم کو آمادہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک دوسرے کے نکاح کے فسخ ہونے کا اعلان کر دیا جاتا ہے اور اس طرح دباؤ ڈال کر اسے اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہونے کی بجائے ایک دوسرے کے دشمن بن گئے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نظر آنے لگے۔ مختلف کیمپ وجود میں آ گئے۔ کچھ مسلمان ایک کیمپ میں شامل ہو گئے اور کچھ دوسرے میں اور باہمی جدال و قتال کا بازار گرم ہو گیا۔ تلوار تو ہاتھ میں رہی نہ تھی مجبوراً لٹھ بازی سے ہی کام لیا جانے لگا اور مسلمانوں کی اس حالت کو دیکھکر دوسری اقوام اُن پر ہنسنے لگیں نوبت مقدمہ بازی پر پہنچی اور ہزاروں روپیہ قوم کا مقدمہ بازی

پر خرچ ہوتا۔

دوسری صفت ہمّاز بیان کی گئی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے مدِمقابل کے خلاف دوسروں سے مدد طلب کیجائے چنانچہ واقعات بتلاتے ہیں کہ مسلمانوں نے کس طرح ایک دوسرے کی بیخکنی کے لئے دشمنانِ اسلام سے مدد لی اور اس کے نتیجہ میں کس طرح اپنی حکومتوں کو تباہ و برباد کیا اور آخر کار حاکم سے محکوم بن کر رہ گئے۔

تیسری صفت لمّاز ہے جس کے معنی چغل خوری کے ذریعہ دوسرے کو نقصان پہنچانا ہے پہلی دو صفتوں کے نتیجہ میں جو جذبہ دشمنی پیدا ہوا اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا تھا کہ ایک دوسرے کے خلاف حکام کے پاس چغل خوری سے کام لیا جاتا اور اس طرح ایکدوسرے کو نقصان پہنچایا جاتا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا مرض تکفیر کا علاج کرنا

حضرت مرزا صاحب نے جب مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعوےٰ کیا تو اس وقت مسلمانوں میں تکفیر کی مرض وبا کی صورت اختیار کر چکی تھی ایسے وقت میں اگر حضرت مرزا صاحب بھی چاہتے تو عام علماء کی اتباع میں اسی طریق کو اختیار کرتے لیکن چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی غلطیوں کی اصلاح کے لئے مامور کئے گئے تھے اس لئے باوجود اتنے بڑے دعوے کے کہ وہ خدا کی طرف سے مسیحیّت اور مہدویت کے منصب جلیلہ پر کھڑے کئے گئے ہیں اپنے دعوےٰ کے منکر کو کافر کہنے سے ہمیشہ ہی اجتناب کرتے رہے اور اپنے نفس کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صاف کہا کہ میں ملہم من اللہ ہوں اور ملہم من اللہ خواہ کیسی ہی شان اللہ تعالےٰ کے حضور رکھتا ہو اس کا منکر کافر نہیں ہو سکتا اس لئے میرا انکار مستلزم کفر نہیں۔ اتنے بڑے دعوے کی موجودگی میں ان کا یہ رویّہ اختیار کرنا ان کی بے نفسی کی کھلی کھلی دلیل ہے اور واضح ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ زمانہ کی رَو کے ساتھ بہنے والے نہ تھے بلکہ غلط رَو کو روکنے والے تھے اور جم کر پورے استقلال کے ساتھ مقابلہ کرنے والے تھے۔ اور مسلمانوں کو بار بار اس طرف توجہ دلائی کہ دیکھو مسلمان پہلے ہی تعداد میں تھوڑے ہیں تکفیر کو اختیار کر کے ان کی تعداد میں مزید کمی کا موجب مت بنو اس کا نتیجہ اگرچہ فوری طور پر برآمد نہ ہوا لیکن آہستہ آہستہ آپ کی اس آواز نے اثر کیا اور اس رَو کا زور ٹوٹ گیا اور اس کی شدّت میں نمایاں کمی واقع ہوگئی۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہاں ایک شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ گو آپ نے اپنے منکرین کو کافر تو نہیں کہا لیکن ضال اور جادۂ صواب سے منحرف اور گنہگار تو قرار دیا ہے جن احباب کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوا ہے انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کے مامور اسی وقت آتے ہیں جبکہ دنیا صراطِ مستقیم سے منحرف ہو جاتی ہے اور ہدایت کے بدلہ میں گمراہی کو اختیار کر لیتی ہے۔ اگر مسلمانوں کے عقائد اور اعمال میں غلطیاں راہ نہ پاتیں اور وہ قرآن کریم اور سنت نبوی کے صریح خلاف نہ ہوتے تو مسیح اور مہدی کے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی قطع نظر اس کے کہ حضرت مرزا صاحب پیشگوئی مسیح اور مہدی کے مصداق ہیں یا نہیں یہ امر تو واضح ہے کہ جب بھی مسیح اور مہدی کی پیشگوئی کا مصداق ظاہر ہوگا وہ وہی وقت ہوگا جبکہ مسلمان ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ہو چکے ہوں گے اور گنہگار بننے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کا چونکہ ارشاد ہے کہ مسیح اور مہدی جب ظاہر ہو تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کا ساتھ دیں اور اس کے ساتھ مل کر خدمت دین کے فریضہ کو بجا لائیں اور اسے میرا سلام پہنچائیں تو جو مسلمان بھی ان ارشادات کی موجودگی میں ان کی تعمیل سے پہلوتہی کرے گا اور مسیح کا ساتھ دینے کی بجائے اس کی مخالفت کرے گا وہ یقیناً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی نافرمانی کرنے والا ہوگا اور آنحضور صلعم کے ارشاد کا نافرمان مسلمہ طور پر گنہگار ہے پس اگر حضرت مرزا صاحب سچے مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں اور یقیناً ہیں تو ان کا منکر لامحالہ گنہگار ہے پس خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مرزا صاحب کے ظہور سے قبل جیسا کہ میں احادیث سے ثابت کر چکا ہوں مسلمان ضال اور جادہ صواب سے منحرف تو ہو ہی چکے تھے اور ان کا انکار کر کے وہ حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے گنہگار بھی بن گئے۔ پس یہ دونوں امر ناقابلِ انکار حقیقت پر مبنی ہیں اور چونکہ عقلمند انسان حقائق کی پیروی کرتا ہے جذبات کی رَو میں بہنا عقلمندی کے خلاف یقین کرتا ہے۔ اس لئے اس حقیقت کو بھی جذبات کی عینک سے نہیں بلکہ حقیقت پسند نظر سے دیکھنا چاہیئے۔

ایک اور غلط فہمی کا ازالہ

ایک اور غلط فہمی ہے جو اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہے اور وہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے بھی آخر کار اپنے مخالفین پر کفر کا فتوےٰ لگایا ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس الزام کو لگانے والوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتب کو غور سے مطالعہ نہیں کیا آپ کی کتب تعداد میں ۸۰ سے بھی زائد ہیں اور میں نے خدا کے فضل سے ان سب کا لفظاً لفظاً مطالعہ کیا ہے اور گہری نظر سے کیا ہے ان کی کسی کتاب میں بھی مجھے یہ نظر نہیں آیا کہ انہوں نے اپنے مخالف کو اپنے دعوے کے انکار کی وجہ سے کافر کہا ہو، آپ کے دعوے کو سنتے ہی بغیر کافی غور کے علماء وقت نے اپنی عادت تکفیر کے ماتحت جو ان میں راسخ ہو چکی تھی آپ پر کفر کا فتوےٰ لگا دیا آپ نے انہیں بہت سمجھایا کہ میرے اندر اسلام کے خلاف کونسی بات ہے جس کی وجہ سے مجھے آپ لوگ اپنے تکفیر کے تیروں کا ہدف بنا رہے ہو لیکن کسی نے اس سچی اور پاک آواز پر کان نہ دھرا حتیٰ کہ ایک مولوی صاحب نے آپ کو مباہلہ کا چیلنج دیا اس کے جواب میں بھی آپ نے یہی فرمایا کہ مباہلہ تو کافر کے ساتھ ہو سکتا ہے میں تو آپ کو مسلمان سمجھتا ہوں اس لئے تمہارے ساتھ مباہلہ کس طرح کر سکتا ہوں اس کے جواب میں اس مولوی صاحب نے یہی کہا کہ ہم تو آپ کو پکا کافر سمجھتے ہیں اس لئے مباہلہ جائز ہے اس پر بھی آپ نے اپنے پہلے جواب کو ہی دوہراتے ہوئے یہی کہا تم جو چاہو مجھے سمجھو لیکن میں تو تمہیں مسلمان ہی سمجھتا ہوں میں کس طرح مباہلہ کے میدان میں اتر سکتا ہوں۔

اب یہ حضرت نبی کریم صلعم کا واضح ارشاد ہے کہ جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے اگر کفر اس میں نہیں تو کفر کافر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے باوجود اس حالت کہ حضرت مرزا صاحب اپنے مخالفین کو کافر کہنے سے اجتناب کرتے رہے اور آپ کے مخالف آپ پر فتوےٰ کفر لگانے پر مصر رہے یہ کشمکش سالوں تک چلتی رہی، حضرت مرزا صاحب کا خیال تھا کہ ان علماء نے جلد بازی سے کام لے کر مجھ پر کفر کا فتوےٰ لگایا ہے مرور زمانہ سے ان پر میری حقیقت کھل جائے گی اور یہ اپنا فتوےٰ کفر واپس لے لیں گے لیکن آپ کا یہ خیال درست نہ نکلا اور علماء دن بدن تکفیر کی شدّت میں بڑھتے چلے گئے۔ اتنا لمبا عرصہ گذرنے کے باوجود بھی آپ نے اپنے رویّہ میں تبدیلی نہیں کی اور باوجود اس کے کہ حدیث موجود تھی کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والے پر کفر لوٹتا ہے اگر اس مسلمان میں کفر کی کوئی بات نہیں پھر بھی آپ نے ان علماء کو اس حدیث کا بھی مصداق قرار نہ دیا اور ان کو تکفیر سے بند رکھا یہ آپ کی بے نفسی کی بیّن دلیل ہے ان حالات میں انسان کا نفس جوشِ انتقام میں ترکی بترکی جواب دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے لیکن مرد اللہ کو اپنے نفس پر پورا قابو حاصل ہوتا ہے اور جوشِ نفس کے تابع نہیں ہوتے۔ اور صبر سے کام لیتے رہے آخر وہ وقت آگیا کہ علماء کے اس اصرار نے اللہ تعالےٰ کی غیرت کو بھڑکایا اور اس کی سنت جو اپنے ماموروں کی تائید میں لازماً ظاہر ہوتی ہے حضرت مرزا صاحب کی تائید میں ہوئی اور آپ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے جوش میں آئی اور اس نے حضرت مرزا صاحب کو الہاماً ان مکفر علماء کے ساتھ مباہلہ کرنے کی اجازت دیدی جس کا مطلب واضح ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اب علماء پر اتمام حجت ہو چکا تھا اور ان کے دل اس کفر کا شکار ہو چکے تھے جس کا ذکر حدیث میں آتا ہے حضرت مرزا صاحب اللہ تعالےٰ کے نزدیک نہ صرف مومن بلکہ مومنوں میں اوّل المؤمنین تھے اس لئے ان کو کافر کہنے والوں کی طرف کفر کیوں نہ لوٹتا اتمام حجت تک صبر

کام لیا گیا لیکن اتمام حجت کے بعد اور وہ بھی جب خدا کے نزدیک وقوع میں آچکا ہو کس طرح خاموش رہا جا سکتا تھا خدا کے ارشاد کے بعد کفر کے لوٹنے کا ذکر نہ کرنا یقیناً معصیت تھی جس کا ارتکاب ایک مامور من اللہ سے ناممکن ہے لیکن باوجود اس کے کہ آپ نے کبھی بھی اسے حقیقی کفر قرار نہیں دیا۔ جو اسلام سے انسانوں کو باہر کر دیتا ہے بلکہ اسے کفر دون کفر ہی قرار دیا جو کسی فرع کے انکار کے مترادف ہوتا ہے اور یہ ایسا ہی کفر ہے جس کا ذکر احادیث میں ان الفاظ میں آیا ہے لا ترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے وہ شخص جو نبی کلیم کی غنیمت سے الگ رہے گا وہ خائب ہے صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیف یغنمون اموالھم ویسبون ذراریھم وھم سلمون قال یکفرون باستحلالھم الخمر والزنا یا رسول اللہ کس طرح ان کے اموال کو بطور غنیمت لیا جا سکتا ہے اور کس طرح ان کی اولاد کو اسیر بنایا جا سکتا ہے حالانکہ وہ مسلمان ہیں آنحضور صلعم نے فرمایا وہ کافر ہو گئے شراب اور زنا کو حلال ٹھہرانے کی وجہ سے حجج الکرامۃ صفحہ ۳۴۲

کفر کے لوٹنے کی وجہ

یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کفر کافر کہنے والے کی طرف کس طرح لوٹتا ہے اس کا حل کرنا بھی ضروری ہے مواہب کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ کفر کا لوٹنا ایک علمی بات ہے اور حقیقت پر مبنی ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے تو وہ اسی بنا پر کہتا ہے کہ اس کے عقائد اور اعمال کو وہ شریعت کے خلاف یقین کرتے ہوتے وہ تو نہ اُن عقائد کو اختیار کر سکتا ہے اور نہ اُس کے اعمال کے مطابق اپنے اعمال کو بنا سکتا ہے بلکہ جن عقائد اور اعمال کو وہ اختیار کرے گا وہ یقیناً ان عقائد اور اعمال کے خلاف ہوں گے جن کی بناء پر وہ اپنے مسلمان بھائی کو کافر قرار دیتا ہے اگر اس بھائی کے عقائد اور اعمال خدا کے نزدیک شریعت کے مطابق ہیں اور خدا کے ہاں قبولیت کا درجہ رکھتے ہیں اور وہی خدا کو پسند ہیں اور اسی پر اجر مل سکتا ہے اور انعامات الٰہی کا وارث بنانے والے ہیں تو کافر کہنے والا مسلمان ان عقائد اور اعمال کو چھوڑ کر جب دوسرے اعمال کو اختیار کرے گا تو لازماً وہ گمراہی کی راہ پر گامزن ہوگا اور گمراہی والے عقائد و اعمال آہستہ آہستہ اس کے دل کو سیاہ کرتے جائیں گے یہاں تک کہ آخرکار وہ کافروں کے ساتھ مشابہت پیدا کر لے گا یعنی اللہ تعالےٰ کا سلوک اُس کے ساتھ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کافروں کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ وہ اس آیت کا مصداق بن جائے گا و من الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین یعنی بعض لوگ کہتے تو یہی ہیں کہ وہ اللہ پر بھی ایمان لاتے ہیں، اور یوم آخر پر بھی ایمان لاتے ہیں لیکن وہ مومن نہیں یعنی خدا کے نزدیک وہ مومنوں کی فہرست میں داخل نہیں اس لئے وہ الٰہی انعامات کے وارث نہیں ہو سکتے پس ایسے لوگ جو اپنے ایسے مسلمان بھائی کو کافر کہتے ہیں جو خدا کے نزدیک مسلمان ہے تو اُن کے قلب کی بھی یہی کیفیت ہو جاتی ہے، جو اس شخص کے دل کی ہو جاتی ہے جو منہ سے تو ایمان کا اقرار کرتا ہے لیکن دل اس کا ایمان سے خالی ہوتا ہے۔ پس کفر لوٹنے کا یہی مطلب ہے کہ خدا سے ان کا تعلق کٹ جاتا ہے اور برکات سماوی سے وہ محروم ہو جاتے ہیں یہ نہیں کہ وہ اسلام سے نکل جاتے ہیں پس حضرت مرزا صاحب نے کافر کہنے والے علماء کو اس حدیث کا ہی مصداق قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر وہ علماء اپنے فتوے کفر کو واپس لے لیں تو ان میں اصلی اور حقیقی کفر تو پہلے ہی موجود نہیں کفر کا فتوے واپس لینے سے کفر دون کفر بھی باقی نہیں رہے گا اور یہ قصہ کفر ختم ہو جائیگا۔

حضرت مرزا صاحب مامور من اللہ ہونے کی وجہ سے بڑے محتاط تھے آپ شریعت کی باریک باتوں کی پیروی کرنے والے تھے آپ نے شریعت کے اس حکم پر بھی عمل کیا کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہنا اور کلمہ گو کو کافر کہنے والوں کے غلط عقیدہ کی بھی تردید کی اور حدیث رسول کی بھی پیروی کی اور وہ بھی خدا کے حکم سے کی نہ قرآن کو چھوڑا نہ حدیث کو دونوں پر عامل رہے اور یہی راہ ہے جس پر ایک سچا مسلمان گامزن ہو سکتا ہے۔

اس مسئلہ کے ذکر کی وجہ

چونکہ مسئلہ تکفیر زیر بحث آگیا تھا اور اس کے ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن کا صاف کرنا بھی ضروری تھا اس لئے اسکو ضروری سمجھ کر مسلمانوں کی حالت کے بیان میں اس کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنا

حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ مسلمان پر مسلمان کی جان مال عزت حرام ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اس ارشاد کو بھی پس پشت ڈالتے ہوئے آپس میں ایک دوسرے کے قتل کا ارتکاب کیا ہے اور حدیث ذیل کو پورا کر دیا ان بین یدی الساعۃ لھرجا قیل ما الھرج قال القتل وما ھو قتل الکفار ولکن قتل الامۃ بعضھا بعضا حتی ان الرجل یلقاہ اخوہ فیقتلہ ینتزع عقول ذلک الزمان ویخلف لھا ھباء من الناس یحسب اکثرھم انھم علی شیئ ولیسوا علی شیئ کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۸۰

اور ابن ماجہ صفحہ ۲۹۳ میں یہ الفاظ ہیں ولکن یقتل بعضھم بعضا حتی یقتل الرجل جارہ وابن عمہ وذا قرابۃ فقال بعض القوم یا رسول اللہ ومعنا عقولنا ذالک الیوم فقال رسول اللہ صلعم لا تنزع عقول اکثر ذالک الزمان ویخلف لہ ھباء من الناس لا عقول لھم یعنی میری امت کے لوگ ایک دوسرے کو قتل کرینگے بھائی بھائی کو قتل کریگا پڑوسی پڑوسی کو قتل کر دیگا اپنے چچا زاد بھائی بلکہ تمام رشتہ داروں کو قتل کرنے کا جرم میری اُمت کے لوگوں سے سرزد ہوگا عرض کیا گیا کہ اس وقت ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہوں گی فرمایا نہیں اکثر لوگوں کی عقلیں چھین لی جائیں گی اور وہ لوگ رہ جائیں گے جن میں عقل نہیں ہوگی۔

اب اس حقیقت کا کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے کہ قتل کی وارداتیں جس قدر مسلمانوں میں ہوتی ہیں اس قدر دوسری قوموں میں نہیں ہوتیں یہ تو انفرادی قتل کا ارتکاب ہے لیکن قوموں کی حالت اس بھی بدتر ہے کس بیرحمی سے ایک مسلمان نے دوسری مسلمان حکومت کے افراد کو تہ تیغ کیا اور کس طرح اپنی بے عقلی کا ثبوت دیا یہ تو حقیقی قتل کی مثالیں ہیں لیکن تکفیر کو بھی قتل سے تعبیر کیا گیا ہے تکفیر کے ذریعہ تو ان کے باہمی قتل سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہا۔

پڑوسی سے بدسلوکی

پھر حدیث میں ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی ہے من اشراط الساعۃ سوء الجوار وقطیعۃ الارحام یعنی پڑوسی سے بدسلوکی اور رحمی تعلقات کو قطع کرنا یہ بھی روزانہ دیکھنے میں آتا ہے کنز العمال ۱۸۱

دوسری قوموں کی لڑکیوں کی طرف میلان

لا تقوم الساعۃ حتی یعمد الرجل الی النبطیۃ فیتزوجھا علی معیشۃ و یترک بنت عمہ لا ینظر الیھا یعنی مسلمان اپنی قوم کی لڑکیوں کو نکاح میں لانے کی بجائے دوسری قوم کی لڑکیوں کو نکاح میں لانے کی طرف مائل ہو جائیں گے اور اپنی قوم کی لڑکیوں کی طرف نظر بھی نہیں کریں گے یہ علامت کس صفائی سے پوری ہو رہی ہے یورپین لڑکیوں کے ساتھ نکاح کی طرف کس قدر شدید میلان ہے۔ اور اس سے قوم کی اخلاقی حالت جس قدر بگڑ رہی ہے وہ بھی عیاں ہے۔

شحناء کا پیدا ہونا

یکون الاسلام غریبا حتی تبدوا الشحناء بین الناس یعنی لوگوں میں دشمنیاں نمایاں ہو جائیں گی جو ہو رہی ہیں۔

اختلاف کا ظہور

المھدی یخرج فی ۱۴ انھا ستکون فتنۃ وفرقۃ واختلاف ابن ماجہ صفحہ ۲۹۳ یعنی مہدی کے ظہور کے وقت لوگوں میں سخت اختلاف ہوگا فرقہ بندی ہوگی فتنے ہوں گے زلزلے قوم پر آئیں گے ایسے کہ قوم ہل جائے گی۔ مسلمانوں میں فرقہ بندی بھی نمایاں ہے وہ کا ہ میں اختلاف بھی اظہر من الشمس ہے اور زلزلے جو اس قوم پر آئے ہیں کہ ان کا کوئی حساب ہی نہیں حکومتیں تباہ ہوئیں ذلتوں سے دوچار ہونا پڑا افلاس نے گھروں میں آ ڈیرے ڈالے

اللہ تعالیٰ کی صفات

{بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲ دسمبر سنہ ۱۹۶}

۲۔ اب نباتات میں سے ایک مثال لے لو۔ بڑھ کا بیج دیکھا ہے؟ کیسا ننھا سا ہوتا ہے۔ اس کو زمین میں گاڑا جاتا ہے۔ زمین میں خدا نے طاقت رکھی ہے کہ وہ چیزیں اُگاتی ہے۔ یہ بڑھ کا بیج بھی اُگتا ہے تو شروع میں کس قدر کمزور ہوتا ہے۔ ذراسی ٹوٹی باہر نکلتی ہے۔ ہوتے ہوتے وہ ذرا سی ٹوٹی درخت بن جاتی ہے اور آخر کار اس قدر قوی ہیکل درخت کہ سینکڑوں آدمی اس کے سایہ تلے آرام کر سکتے ہیں۔ دیکھو بچو! یہ وہی چھوٹا سا بیج ہے جس کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ اس چھوٹے سے بیج کو اللہ تعالےٰ نے کس قدر پروان چڑھایا کہ ایک بہت بڑا درخت بن گیا۔ یہ ہے اللہ تعالےٰ کی صفت ربّ ہونے کی۔

۳۔ اس میں شک نہیں کہ اس دنیا کے اندر جو خدا کی مختلف مخلوق پائی جاتی ہے اُن میں سے ہر ایک الگ عالم ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھ لینا کہ ہماری اس دنیا کے علاوہ کوئی اور دنیا نہیں ہو سکتی بلکہ عالم ہیں جیسے ہماری جیسی کتنی اور دنیا ہیں۔ یہ خدا ہی جانتا ہے۔

بچو! یاد رکھو کہ ہمارے اُوپر بڑے بڑے سیارے ہیں جو ہماری اس زمین سے لاکھوں گنا بڑے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان سیاروں میں سے ہر ایک میں ایک دنیا آباد ہو۔

جب چاندنی رات نہ ہو تم نے لیٹے لیٹے آسمان کے آر پار ایک لمبی چوڑی سڑک دیکھی ہوگی اسکو کہکشاں کہتے ہیں۔ یہ لاتعداد ستاروں سے بنی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قدرت نے مٹھیاں بھر بھر کر ستارے بکھیرے ہیں۔ لوگوں میں اس کے متعلق عجیب عجیب باتیں مشہور ہیں۔ یہودی کے بچے کہا کرتے ہیں کہ یہ سیڑھی ہے جس کے ذریعے فرشتے اس دنیا میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ قدیم یونانیوں کا خیال تھا کہ یہ بہشت کا راستہ ہے ہندو سمجھتے ہیں کہ اس راستہ ارجن اپنی رتھ کو ہانک کر لے گیا تھا۔ اور ہماری دادی اماں فرمایا کرتی تھیں کہ ہمارے **نبی** کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس رستہ معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ لاتعداد ستاروں کا مجموعہ ہے۔ جس طرح کسی سمندر کے کنارے بیٹھ کر آپ ریت کے ذرّوں کو گن نہیں سکتے۔ اسی طرح ستاروں کو بھی آپ گن نہیں سکتے۔

یہ ہم سے بہت دُور ہیں۔ اگر ساٹھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اُوپر کی طرف سفر کیا جائے۔ تو کہکشاں تک پہنچنے کے لئے دو ارب سال لگیں گے۔ دُوری کی وجہ سے یہ چھوٹے چھوٹے نظر آ رہے ہیں۔ ورنہ یہ اتنے بڑے ہیں کہ آپ کی زمین ان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ پھر یہ ایک دوسرے سے ملے جُلے نظر آتے ہیں یہ بھی دُوری کی وجہ سے ہے ورنہ یہ ایک دوسرے سے لاکھوں کروڑوں میل کے فاصلہ پر ہیں۔ خدا جانے یہ اوپر کی فضا کس قدر وسیع اور فراخ ہے کہ لاکھوں کروڑوں ستارے اس کے اندر گھوم رہے ہیں اور ان میں کبھی ٹکراؤ واقعہ نہیں ہوتا یہ اللہ تعالےٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ سائنسدانوں نے ایک بہت بڑی دُوربین کی مدد سے کہکشاں کی ایک تصویر تیار کی ہے۔ اس میں کوئی چالیس ہزار کے قریب چھوٹے چھوٹے نقطے دکھائے گئے ہیں۔ یہ نقطے گویا سورج ہیں جو نہ معلوم ہماری جیسی کتنی زمینوں کو روشنی اور گرمی کے سامان بہم پہنچا رہے ہیں۔ اب تم ہی اندازہ کر لو کہ کتنی زمینیں اور ہوں گی اور کتنی دنیائیں اور ہوں۔ ممکن ہے کہ ہزاروں زمینیں ہوں اور ہزاروں دنیا۔ لیکن ہزاروں دنیا ہوں یا لاکھوں اللہ تعالےٰ ان سب کو روزی پہنچاتا ہے۔ وہ ربّ العالمین ہے۔ وہ ایک عالم کا ہی ربّ نہیں کئی عالموں کا ربّ ہے۔ وہ سب کی پرورش کرتا ہے۔ کیا کوئی بڑے سے بڑا انسان یا بڑے سے بڑا بادشاہ ان لاکھوں کروڑوں جانداروں اور انسانوں کو جو کم از کم اس ہماری دنیا میں ہیں ایک دن کے لئے بھی خوراک بہم پہنچا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں یہ اسی خدا کا کام ہے اور بس۔ یقیناً وہ ربّ العالمین ہے ٭

(باقی۔باقی)

احمدی بچوں کی دُعا

مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم

نہ بھٹکوں میں کبھی راہِ ہُدیٰ سے
یہی ہے التجا میری خدا سے

خدا کے عشق کی دِل میں تڑپ ہو
محبت ہو محمد مصطفیٰ سے

نبی پاک احمد مجتبےٰ کی
اطاعت کروں میں صدق و صفا سے

کلام اللہ کا پروانہ بنوں میں
لگاؤں لَو میں شمعِ ہُدیٰ سے

خدا کے دین کی خدمت کروں میں
قلم سے مال و دولت سے دُعا سے

ملے دُنیا و دیں میں سربلندی
خدا کے فضل اور جُود و عطا سے

نہ آئے مجھ پہ کلفت کا زمانہ
رہوں محفوظ ہر رنج و بلا سے

مقدر سے نہ کچھ مجھ کو گلہ ہو
رہوں راضی میں خالق کی رضا سے

خدا کا آستاں ہو اور مرا سر
نہ ہو مجھ کو تعلق ماسویٰ سے

بزرگوں کا ادب پیشِ نظر ہو
جھکی گردن رہے شرم و حیا سے

مجھے چھوٹوں پہ شفقت کی ہو عادت
کروں میں درگزر انکی خطا سے

کٹے اس طرح میری زندگانی
خدا راضی ہو مجھ سے میں خدا سے

رضائے اتقی مجھے مدِّ نظر ہو
اگر ناراض دُنیا ہو بلا سے

رہے پیوند میرا تا دمِ مرگ
مسیحِ وقت حضرت میرزا سے

www.aaiil.org

حیاتِ قومی کا راز

ہمارا سالانہ جلسہ امرِ جامع کا حکم رکھتا ہے جس سے غیر حاضری ایمان و اخلاص کے منافی ہے

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم

قرآن کا فرمان

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو جب وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہیں زندہ کرے یعنی خدا کا رسول جو قوم کو دعوت دیتا ہے۔ اور اپنے پاس آنے کے لئے بلاتا ہے۔ اسی میں قومی زندگی کا راز نہاں ہے، اس اجتماع کا نتیجہ تزکیہ نفس اور روحانی زندگی اور حیات قومی ہے جو خدا کے کسی فرستادہ کی دعوت پر قائم ہوا ہے۔

خدا کا فرستادہ مسیح موعود و مہدی معہود ہم میں آیا اور اس نے حیات قومی اور زندگی روحانی کے لئے اجتماع کو ضروری سمجھ کر کرسمس کے ایام میں ایک جلسہ سالانہ کی بناڈالی خدا کے اس فرستادہ کی دعوت پر لبیک کہنا اور اس سالانہ اجتماع میں حاضر ہونا ایمان و اخلاص کی علامت اور بقائے حیات قومی کے لئے ضروری ہے۔ اور اس میں شامل نہ ہونے پر جو وعید ہے۔ وہ بھی قرآن سے ہی سُن لو سورہ نور میں فرماتے ہیں۔ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علےٰ امرٍ جامعٍ لم یذھبوا حتیٰ یستاذنوہ۔ بے شک مومن تو وہ ہیں جو اللہ تعالےٰ اور اس رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب اس کے پاس کسی ایسی بات کے لئے آتے ہیں جس میں جمع ہونا ضروری ہے۔ تو نہیں جاتے جب تک اس سے اجازت نہ لے لیں۔

دو قابلِ غور باتیں

اس جگہ دو باتیں قابلِ غور ہیں۔ ایک تو مومن کی شان یہ بیان فرمائی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ایمان کا عملی نشان یہ بتلایا کہ وہ اگر خدا کے فرستادہ کے بلانے پر کسی ایسے کام کے لئے جس میں قوم کا جمع ہونا ضروری ہو۔ جمع ہوتے ہیں۔ تو نہیں جاتے جب تک اجازت نہ لے لیں یعنی عملی طور پر ایمان کا نشان یہ قرار دیا کہ جب ایک امرِ جامع کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ تو خدا کے فرستادہ یا اس کی عدم موجودگی میں اس امیر یا صدر سے جو اس کا جانشین ہو، اجازت لئے بغیر وہاں سے نہیں جاتے۔ دوسری بات قابلِ غور یہ ہے۔ کہ یہاں اس کا ذکر ہی نہیں فرمایا۔ کہ وہ اس امرِ جامع کے موقعہ پر حاضر نہیں ہوتے گویا حاضر نہ ہونا ایک بحث سے خارج بات ہے، مومن کا یہ کام نہیں۔ کہ خدا کے فرستادہ کی آواز پر لبیک نہ کہے اور امرِ جامع کے لئے حاضر نہ ہو۔ صرف اس قدر اجازت دی۔ کہ حاضری کے بعد وہاں سے ہرگز کہیں نہ جاوے جب تک اجازت نہ لے لے۔ اور اسکو اس قدر اہم قرار دیا، کہ فرماتے ہیں:۔

ان الذین یستاذنونک اولٰئک الذین یؤمنون باللہ ورسولہ۔ بے شک جو لوگ تم سے اجازت لے لیتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ گویا کسی ایسے اجتماع سے جو امرِ جامع کا حکم رکھتا ہے۔ جیسے ہمارا جلسہ سالانہ ہے بغیر اجازت کے چلے جانا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے منافی ہے۔

قابلِ غور بات

پس کیا حال ہے اس شخص کا جو خدا کے فرستادہ حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت پر لبیک نہ کہے اور اس سالانہ اجتماع قومی اور امرِ جامع کی پروا نہ کرے۔ اور اونےادنےعذروں پر بہانے کر کے گھر میں بیٹھا رہے کسی کے کوئی مہمان آجاتا ہے۔ کسی کو سردی لگتی ہے، کسی کو کھانسی کی شکایت ہوتی ہے۔ کوئی لاہور کی سیر اور ڈبی بازار سے سودا سلف خریدنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ کوئی رات کو بیٹھے گپیں مارنے اور حقہ پینے میں مشغول رہتا ہے۔ اور امرِ جامع کی اہمیت کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ غرض کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالت پر قرآن کریم کی ان آیات کو سامنے رکھ کر غور کرنا چاہیئے اور اس وعید سے ڈرنا چاہیئے۔ جو ایسے امرِ جامع میں عدم شمولیت یا بلا اجازت غیر حاضری پر خدا کی طرف سے بطور سزا کے وارد ہونا مقدر ہے۔ اجازت لینے والوں کو بھی اپنی اس محرومی پر استغفار کا حکم ہے۔ فرماتے ہیں:— فاذا استاذنوک لبعض شانھم فاذن لمن شئت منھم واستغفر لھم اللہ ان اللہ غفور رحیم۔ اور جب یہ لوگ اجازت مانگیں تجھ سے اپنے بعض کاموں کے لئے پس تو جس کو چاہے اجازت دے دے اور ان کے لئے استغفار کر بے شک اللہ تعالےٰ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ گویا یہاں یہ بتایا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو کوئی ایسی وجہ پیش آگئی ہے جس کے باعث وہ امرِ جامع سے غیر حاضری کی اجازت چاہتا ہے۔ تو فرمایا کہ اسے اجازت دے دو لیکن اس کے لئے استغفار کرو۔ کیونکہ ایسے عظیم الشان کاموں میں عدم شمولیت کی وجہ اس کے کوئی گناہ ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ اس کارِ ثواب اور عظیم الشان نیکی سے محروم ہو گیا یہ اس کی محروم القسمتی اور شامت اعمال کا نتیجہ ہے جو امرِ جامع میں شامل ہونے کی توفیق نہ ملی پس ہمارے دوست ان آیاتِ قرآنی پر خوب غور کریں اور دیکھیں کہ آیا خدا اور رسول پر ایمان لانے سے اس معیار پر وہ ٹھیک اُترتے ہیں یا نہیں۔ اور امرِ جامع کی شمولیت سے غیر حاضر ہونے سے قبل اس آیت پر بھی غور کر لیں، فرماتے ہیں:۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا فلیحذر الذین یخالفون عن امرہٖ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم

خدا کے فرستادہ کی دعوت کو وہ حیثیت مت دو جو تم آپس میں ایک دوسرے کی دعوت کو دیتے ہو بے شک اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ ان لوگوں کو جو تم میں سے چھپ کر کھسک جاتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ ڈریں وہ لوگ جو خدا کے فرستادہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ اُن کو کوئی آفت پہنچ جائے یا کوئی دردناک عذاب پہنچ جائے۔

خدا کے مامور کی آواز کو معمولی نہ سمجھو

یہاں فرمایا کہ خدا کے مامور کی آواز کو اور اس کی دعوت اور بلانے کو ایک دوسرے کی دعوت کی حیثیت مت دو کہ دل چاہا تو گئے اور دل چاہا تو نہ گئے۔ یہ خدا کے فرستادہ کی دعوت ہے جس کا رد کرنا خدا کی طرف سے عذاب کا پیش خیمہ ہے دنیا کی خاطر لوگ غمی یا شادی یا معمولی دعوتوں میں شمولیت کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ سینکڑوں روپے خرچ کر کے ایک دوسرے کی ماتم پرسی کرتے اور

شادیوں اور دعوتوں میں شامل ہونا ضروری سمجھتے ہیں لیکن خدا کے مامور کی اس دعوت کو اس سے بڑھ کر سمجھنا تو درکنار اس کے برابر بھی نہیں سمجھتے حالانکہ خدا نے فرمایا تھا کہ تمہارے لوگوں کا ایک دوسرے کو دعوت دینا رسولوں کی دعوت کے مقابلہ میں کوئی شئے نہیں۔ لیکن کیا یہ سچ نہیں کہ

بعض دفعہ ہماری شادیاں اور دنیوی دعوتیں ہی ہمارے لئے اس امر جامع میں عدم شمولیت کا عذر بن جاتی ہیں جو ایمان و اخلاص اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے .... عہد کے صریح خلاف ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ

> ایک دینی مجلس میں تین آدمی آئے ایک نے ہجوم میں گھس گھسا کر اپنے لئے جگہ نکال لی اللہ بھی اپنے دربار میں اس کے لئے جگہ نکال لیتا ہے۔ دوسرے نے شرم کی وہ وہیں پیچھے ہی بیٹھ گیا اللہ بھی اس سے محاسبہ کے وقت شرم کرے گا۔ تیسرے نے کہا چلو اس ہجوم میں کیا رکھا ہے۔ وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ اللہ تعالے بھی اس سے پیٹھ پھیر لیتا ہے۔

پس اس سے ہمیں بچنا چاہیئے کہ خدا ہم سے پیٹھ پھیر لے، بلکہ ہمیں خدا کے دربار میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور اس امر جامع میں جس نے خدا کے فرستادہ کی دعوت کی بنا پر قائم کیا گیا ہے شامل ہو کر اپنے ایمان اور اخلاص اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو عملی طور پر ثابت کر کے دکھانا چاہیئے ، ورنہ صرف زبان سے دعوے ایمان اور سچی بازیاں خدا کے دربار میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہِ کنعاں را گزیں

جلسہ سالانہ کی تاریخیں
۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۰ء

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

میں اسلامیات پر اپنے سوالات آپ کی خدمت میں اگلے ماہ سے بھیجنا شروع کر دوں گا۔ امید ہے آپ مجھے جواب سے سرفراز فرماتے رہیں گے۔

مجھے آنکھوں کی بہت تکلیف ہے، التماس ہے کہ اپنی نمازوں میں میرے لئے دعا فرماتے رہیں اللہ تعالے میرے گناہوں کو معاف فرمائے۔

ہماری کوئی باقاعدہ تنظیم نہیں چند احباب تحصیل علم کے لئے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ ہمیں ہستی باری تعالیٰ حضرت مسیح، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق معلومات حقہ کی ضرورت ہے۔

(خط لکھا گیا۔ غلام قادر۔ ڈار)

امریکہ

ترجمہ خط از مسٹر خلیل احمد موہمند چیئرمین کمیٹی ان لٹریچر مسلم ایسوسی ایشن لاس اینجلز کیلیفورنیا یو ایس اے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسلم ایسوسی ایشن جیسا کہ آپ کو علم ہوگا کئی سال سے قائم ہے۔ یہ بغیر کسی ذاتی مفاد کے جنوبی کیلیفورنیا کی مسلم آبادی کو تعلیم اسلام سے روشناس کراتی ہے۔

ہم ہفتہ وار میٹنگز منعقد کرتے ہیں اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کو بذریعہ لیکچرز اسلامی تعلیم دیتے ہیں ہماری مجلس میں غیر مسلموں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔

ہمیں علم ہے کہ آپکی انجمن سالہا سال سے لٹریچر کے ذریعہ اسلام کے پیغام کو دنیا کے ہر حصہ میں پہنچا رہی ہے۔

ہم جنوبی کیلیفورنیا کے دور دراز مقام میں ہونے کی وجہ سے آپ جیسے مفید مرکزی اداروں سے محروم ہیں۔ ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ ممبرز انگریزی کو بطور کامن زبان استعمال کرتے ہیں لہذا ہمیں انگریزی میں اسلام پر لٹریچر کی ضرورت ہے۔

امید ہے آپ اپنی تازہ انگریزی تصنیفات سے ضرور نوازیں گے۔

(انہیں قرآن شریف مع متن دیگر لٹریچر اور خط بھیج دیا گیا۔ غلام قادر۔ ڈار)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ـــ)

امام الزمان کی جماعت ہی کر رہی ہے۔ تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کو تازہ کرنے کے لئے، اسے زندہ کرنے کے لئے اور اس کی ترقی و توسیع کے لئے ضرورت ہے کہ قوم امام وقت کی آواز پر لبیک کہے۔ اور ہم یہ بھی ارادہ کریں کہ ہماری زندگیاں تقویٰ طہارت کی حامل ہوں، اپنے امام کے فرمان کی غیرت ہو اور ہمارا طرز طریق، ہمارا رویہ، ہمارا اخلاق کردار امام کی ہتک اور بدنامی کا باعث نہ ہو اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور امام زمان کے احکام کی فرمانبرداری کرتے ہوئے جلسہ سالانہ میں کثرت سے شریک ہوں ؛

---

۴۴ استقامت بخشے اور خادم دین بنائے۔

{خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)}
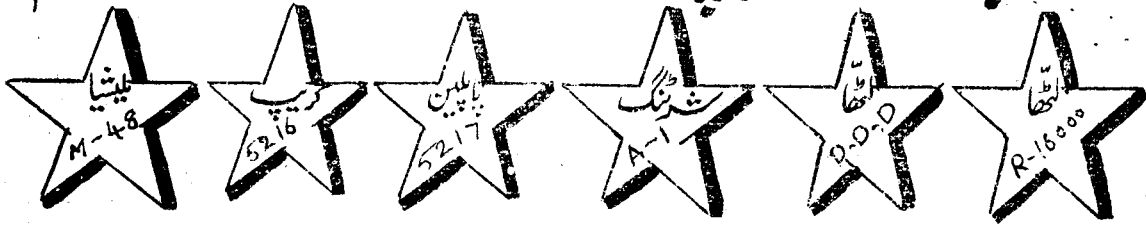
اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

ہے اللہ تعالے اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے۔

شمولیت سلسلہ

امام حسین صاحب ولد امام صاحب سکنہ کرشنا ضلع بیجاپور حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان

www.aaiil.org

بیوم جمعہ ۱۴/ دسمبر ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۴۹

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ) بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ } شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۰/۸ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ - حیدرآباد دکن (انڈیا)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر :- ۳۷۳۷
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۲ / (دو آنے)

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲ رجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۵۰

بحرِ حکمت کے موتی

عن عدیؓ بن حاتم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا سیکلمہ ربہ ولیس بینہ وبینہ ترجمان فینظر ایمن منہ فلا یری الا ما قدم وینظر بین یدیہ فلا یری الا النار تلقاء وجھہ فاتقوا النار ولو بشق تمرۃ فمن لم یجد فبکلمۃ طیبۃ اخرجہ الشیخان والترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح۔

ترجمہ :- عدی بن حاتم رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب تم میں سے ہر ایک کے ساتھ خدا گفتگو کرے گا اور تم دونوں کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا پس جب تم اپنی داہنی جانب دیکھو گے تو وہی چیز پاؤ گے جس کو تم نے اس سے قبل کیا تھا اور جب تم بائیں جانب دیکھو گے تو وہی چیز پاؤ گے جس کو تم نے اس سے قبل کیا ہے اور جب تم اپنے سامنے دیکھو گے تو بجز دوزخ کی آگ کے اور کوئی چیز نہ پاؤ گے جو تمہارے سامنے ہی ہوگی پس تم دوزخ کی آگ سے بچو اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے کی وجہ سے ہو اور جس کو وہ بھی نہ ملے تو اچھی بات ہی سہی یعنی اچھی بات بھی دوزخ سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

نوٹ :- دوزخ کی آگ متاع الدنیا ہے۔ سفر زندگی بڑا کٹھن ہے صرف ایمان محکم اور اعمال صالح دائیں بائیں طرف سہارا دے کر منزل مقصود تک پہنچا سکتے ہیں اور یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر مومن خدا تعالے سے شرف ہمکلامی حاصل کر سکتا ہے۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے کرتا ہے پیار ۔ مسیح موعود
(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

مسلمان بھائیوں کو دعوت

از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

برادران اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے خیالات ہمارے متعلق گوناگوں ہیں بعض لوگ تو ہمارا مذہب ہی اسلام سے الگ سمجھتے ہیں۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ ہم گو مسلمان تو ہیں لیکن ایک گمراہ فرقہ ہیں بعض ہماری خدمات اسلامی کے معترف ہیں۔ لیکن پاس بھی ہمارا ہاتھ بٹانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم خدا کے فضل سے مسلمان ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور کلمہ طیبہ کے ہر قائل کو مسلمان سمجھتے ہیں مسلمانوں کی تکفیر سے سخت بیزار اور ہر مکفر مسلمین سے خواہ کسی فرقہ میں سے ہو بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم مانتے ہیں اور آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں نیا ہو یا پرانا ہاں مجددوں کے آنے کے قائل ہیں اولیاء اللہ کے کمالات کے قائل ہیں۔ آئمہ مجتہدین کی بزرگی کے معترف ہیں۔ اصول میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ فروع میں اختلاف ہمیشہ رہے اور رہیں گے۔ ہم حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زندہ آسمان پر ہونے کے خیال کو غلط مانتے ہیں اور اس کی پرزور تردید بھی کرتے ہیں، اس لئے کہ اس خیال سے عیسائیت کو قوت اور اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ایسے مہدی کے آنے کے قائل نہیں جو تلوار کے زور سے لوگوں کو مسلمان کرے اس لئے کہ یہی وہ بات ہے جس کے ذریعے دشمنِ اسلام اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔

ہم اسلام کے خادم ہیں اشاعت اسلام ہمارا نصب العین ہے۔ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں مسجدیں بنواتے ہیں، اسلام کی بہترین تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں، اسلامی لٹریچر یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں تک پہنچاتے ہیں۔ ہندوستان میں آریہ سماج کا مقابلہ کرتے ہیں مسلمانوں کو شدھی کے حملوں سے بچاتے ہیں۔ دور دور میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں ٹریکٹ اور رسالے شائع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور کلمۃ اللہ کرتے ہیں۔ محض خدمت اسلام کے لئے ایک جماعت تیار کرتے ہیں ہمارے متعلق بدگمانی سے اسلام کے کام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس لئے بھائیوں سے التماس ہے کہ وہ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اسلام پر یہ کیسا نازک وقت ہے ہماری قومیں اسے کھانے کے لئے دوڑتی ہیں سالانہ جلسے میں شامل ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھیں ہم کون ہیں۔ اور کیا کر رہے ہیں۔ اگر وہ ہمیں خادم پاتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ اسلام کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے تحفظ کے لئے وہ اسلام کے سپاہی بن کر میدان عمل میں ہمارا ساتھ دیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۰)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعود)

عراق

خط منجانب الحاج سرفراز خاں صاحب بصرہ (عراق)۔

السلام علیکم - آپ سے تعارف نہیں لیکن اسلامی اخوت اور برادری نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ آپ کو اس عریضہ کے ذریعہ اپنا تعارف کراؤں -

میں گجرات شہر کا رہنے والا ہوں - اور مدت سے عراق میں آیا ہوا ہوں اور آجکل میں آفیسر کے گریڈ میں B.P.C میں ملازم ہوں - میرے والد صاحب رحمت محمد خاں مرحوم جن کا عرصہ دس سال ہوا لاہور میں انتقال ہو گیا تھا - احمدی جماعت سے تعلق رکھتے تھے - اور انہوں نے حضرت مسیح موعود سے دو ایک ملاقات کی تھی - اور میں اس وقت بچہ تھا - مگر جب میں جوان ہوا - تو وہ کبھی کبھی اس ملاقات کا ذکر کرتے تھے - اور اس ملاقات کے اثر سے ان کے دل پر بہت اثر ہوا تھا - اور آخر کار وہ اس جماعت میں شامل ہو گئے تھے - میں مدت سے عراق میں رہتا ہوں، اور کبھی کبھی سید تصدق حسین صاحب القادری سے ملاقات ہوتی رہتی ہے اور مجھے وہ ہمیشہ اپنے نیک خیالات سے مستفید کرتے رہتے ہیں - اور وہ مجھے باقاعدہ اخبارات اور رسائل ارسال کرتے رہتے ہیں - اور ان کے ذریعہ آپ نے بھی مجھ پر کرم کیا ہے، اور اسلامی لٹریچر سے مستفید کیا ہے - کل مولانا محمد علی صاحب کا ترجمہ کیا ہوا قرآن پاک موصول ہوا - جس کا میں دل سے مشکور ہوں، اور دعا کرتا ہوں - کہ خداوند تعالیٰ آپ کی انجمن کو ترقی دے -

آپ کی انجمن کی اشاعت اسلام کی تحریک کی دنیا مداح ہے - اگر آپ کی انجمن یورپ میں اشاعت اسلام نہ کرتی - تو یورپ میں کوئی بھی اسلام کا نام نہ جانتا - مجھے امید واثق ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ یورپ کے مادہ پرست خود ہی تنگ آ کر اسلام پر ایمان لائیں گے کیونکہ دین حقیقی کے بغیر دل کو چین نہیں آتا - بقول حضرت مسیح موعود ہے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

مہربانی فرما کر لکھیں کہ میں کس طریقہ سے ماہانہ انجمن کی مالی امداد کر سکتا ہوں - یہاں سے منی آرڈر بند ہیں - میں نے سید تصدق حسین القادری کو بھی لکھا ہے - ان کے جواب کا منتظر ہوں آپ ہمیشہ اس حقیر کو اسلامی لٹریچر سے مستفید فرمایا کریں - خداوند تعالیٰ آپ کی انجمن کو دن رات ترقی دیگا -

بخدمت مولانا میرا سلام عرض کر دیجئے - اور حاضرین مجلس کو سلام - میرے لئے احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں - کہ روز محشر تحت لواء سید المرسلین ان سب کے ساتھ کھڑا ہوں - (انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے انہیں لکھا گیا کہ بذریعہ بنک ڈرافٹ انجمن کی مدد کر سکتے ہیں - غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر شولے اوبا مادن وولا ادفا - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اس خوشی کو بیان نہیں کر سکتا جو مجھے آپ کے متعلق اپنے کسی دوست سے سننے سے ہوئی - میں اپنے متعلق عرض کرتا ہوں کہ میں اس قصبہ میں ایک نواب زادہ ہوں - میرا خاندان دو گروہوں میں تقسیم شدہ ہے کچھ عیسائی ہیں اور کچھ مسلمان -

مجھے اسلامی اسکول میں پڑھنے کے لئے داخل کرایا گیا تھا مگر افسوس ہے کہ وہاں بھی مجھے اسلامی تعلیم سے کما حقہٗ واقفیت حاصل نہیں ہوئی -

میرے ماں باپ خود تو مسلم ہیں مگر مجھے اور میرے بھائی کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ جو مذہب ہمارا جی چاہے ہم اختیار کریں - میرے بھائی اور دیگر عزیز و اقربا جو عیسائی اسکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ سب عیسائی ہو گئے ہیں میں انہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا رہتا ہوں مگر کمی علم کی وجہ سے بہت مایوس رہتا ہوں -

براہ مہربانی قرآن شریف اور دیگر اسلامی لٹریچر بھیجکر ممنون فرمائیں -

(انہیں لٹریچر اور قرآن شریف و خط بھیجے گئے غلام قادر ڈار)

آسام

ترجمہ خط از ایم - اے رؤف تھرڈ ایر - بی اے کریم گنج کالج کریم گنج آسام -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

میں اگرچہ باقاعدہ لائٹ نہیں منگواتا مگر اکثر یہ اخبار پڑھتا رہتا ہوں - میں بلے دھڑک اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ اسلامی فرقوں میں کوئی اصولی اختلاف نہیں مختلف فرقے مثلاً شیعہ سنی اور قادیانی اگرچہ ایک دوسرے سے مختلف الخیال ہیں تاہم وہ اسلام کے مقدس حلقہ کے اندر ہیں -

میں بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ ہم لوگ یہاں فلسفۂ اسلام کی تعلیم سے محروم ہو گئے ہیں جس سبب سے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے - ہمارے کالج کے پروفیسروں میں سے ایک فلسفہ کا پروفیسر علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ وہ اسلامی خدا تعالیٰ کی صفات کو نہیں سمجھ سکا - (غالباً یہ مسلم ہے - ڈار) وہ یہ بھی کہتا ہے کہ بعض علماء کی تفاسیر بجائے اس کے کہ عقدہ کشائی کریں - اور الجھنوں میں پھنساتی ہیں ہمیں اسلامی تعلیم کوئی معقولیت کا رنگ نہیں رکھتی دکھائی دیتی اس تعلیم کو معقول رنگ میں پیش کیا جانا چاہیئے

علاوہ ازیں بعض غیر مسلم طلباء اس بات کے بہت خواہشمند ہیں کہ انہیں اسلامی تعلیم مکمل طور پر مطالعہ کے لئے دستیاب ہو - مگر بدقسمتی سے میں ان کی اس خواہش کو پورا نہیں کر سکتا کیونکہ انگریزی اور بنگالی میں ہمیں اسلامی لٹریچر نہیں مل سکتا -

میں آپ کی ذات گرامی میں گذارش کرتا ہوں کہ مجھے کوئی مفید مشورہ اس کے متعلق دیا جائے مجھے یقین ہے آپ کا فیاضانہ اور پُروقار دل میری مدد پر آپکو آمادہ فرمائے گا اور مجھے جلدی جواب سے سرفراز فرمائیں گے -

(انہیں قرآن شریف معہ تین ٹیچنگز آف اسلام علاوہ قرآن انگریزی اور براہین احمدیہ بھیجے گئے - غلام رسول)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر جوموہ اے - بی جنرل سیکرٹری ینگ مسلم لٹریری ایسوسی ایشن لیگوس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ایسوسی ایشن کی طرف سے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کو مطلع کروں کہ ہم نے مشیم میں ایک ایسوسی ایشن قائم کر لی ہے -

اس ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد یہ ہیں کہ

(۱) اسلام کی روشنی اپنے تمام ملک میں بذریعہ لیکچرز اور تقسیم پمفلٹس سے پہنچائی جائے -

(۲) مسلمان بچوں کو عربی تعلیم دی جائے -

(۳) اور مختلف مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ رابطہ پیدا کیا جائے -

یہ ایسوسی ایشن انجمن کی مدد کی جو آپ لوگ کتب پمفلٹس اور قرآن بھیجکر فرمائیں گے بہت مشکور ہو گی - اور چونکہ آپ کی انجمن خدمت اسلام میں بہت پرانی آرگنائزیشن ہے اور ہم ہر طرح کے اسلامی علوم سے بہرہ ور ہے لہذا ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمیں ضروری مشوروں سے جب کبھی ہم درخواست کریں از راہ کرم محروم نہ رکھیں گے - اطلاعاً عرض ہے کہ مفصلہ ذیل اصحاب ایسوسی ایشن کے ممبر ہیں -

(۱) مسٹر یوسف ادجمڈ - پریذیڈنٹ
(۲) عبد السلامی - وائس پریذیڈنٹ
(۳) بندہ راقم الخط - جنرل سیکرٹری
(۴) احمد اجالا - خزانچی
(۵) محمد کنڈا - مشنری

جواب سے جلد سرفراز فرمائیں

(انہیں فی الحال قرآن شریف ٹیچنگز آف اسلام علاوہ قرآن انگریزی وغیرہ بھیجے گئے - غلام قادر ڈار)

www.aaiil.org

سال کا آخری پرچہ

احبابِ جماعت سے ایک گذارش

۱۹۶۰ء کا یہ آخری پرچہ ہے جو جلسہ سالانہ سے پہلے قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچیگا۔ اس پرچہ کے ساتھ پیغامِ صلح کی عمر کے ۴۸ سال ختم ہو گئے زندگی کی اس طویل مدت میں اس قومی آرگن نے جو کچھ خدمات سرانجام دیں وہ آپ کے سامنے ہیں، ؎

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

ہمیں اس موقعہ پر اپنی قوم سے صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ اگر آپ اس کو فی الواقعہ اپنا قومی آرگن سمجھتے ہیں اور اس کی خدمات کو اس قابل سمجھتے ہیں کہ اُن سے فائدہ اُٹھایا جائے تو اس کی اشاعت کے دائرہ کو وسیع کرنے کا خاص طور پر اہتمام کریں، اس وقت اس کی تعداد اشاعت جو کچھ بھی ہے، وہ جماعت کے لئے چنداں قابل فخر نہیں بلکہ اس کا ذکر بھی کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، تعجب کی بات ہے کہ ایک ایسی منظم جماعت جس کی شاخیں نہ صرف پاکستان، و ہندوستان بلکہ دنیا کے کئی دوسرے ممالک تک پھیلی ہوئی ہوں، اس کا آرگن اسقدر قلیل تعداد میں شائع ہوتا ہو کہ اس کا ذکر بھی کرنا موجب ندامت ہو۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ نہ صرف جماعت کا ایک ایک فرد اس کے خریداروں میں شامل ہوتا بلکہ جماعت سے باہر کثیر تعداد میں اسے پہنچانے کی کوشش کی جاتی، لیکن حالت یہ ہے کہ جماعت کا بیشتر حصہ اسے دوسرے لوگوں سے لیکر پڑھنا ہی کافی سمجھتا ہے، آپ نہیں جانتے کہ آپ کے اس فعل سے اخبار ہی نہیں انجمن کی اقتصادی حالت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ وہ رقم جو آپ آٹھ آنہ ماہوار یا چھ روپیہ سالانہ کے حساب سے بآسانی دے سکتے ہیں، وہ انجمن کو ہزاروں روپیہ کی شکل میں اخبار کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ادا کرنی پڑتی ہے، حالانکہ اگر اخبار کا بوجھ نہ ہو تو یہی رقم اشاعت اسلام کے کسی اہم ترین کام پر خرچ ہو سکتی ہے، یا اس سے غیر از جماعت حلقوں میں اخبار کو کثیر تعداد میں پہنچایا جا سکتا ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ غیر از جماعت حلقوں میں جہاں بعض متعصب احمدیت کو قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتا وہاں ایسے غیر متعصب اور وسیع المشرب لوگ بھی موجود ہیں، جن کے ہاتھوں میں اگر آپ کا اخبار پہنچ سکے تو انہیں سلسلہ احمدیہ کی حقانیت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں رہتا یہ امر واقعہ ہے کہ اگر کسی غیر متعصب غیر احمدی کے ہاتھ میں ہمارا اخبار چلا جاتا ہے تو سلسلہ کے متعلق اس کی بہت سی غلط فہمیاں دُور ہو جاتی ہیں، جس کا اعتراف بعض اوقات خطوط کے ذریعہ بعض غیر از جماعت نے کیا بھی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کوئی معمولی سی بات نہیں، حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق غلط فہمیوں اور اعتراضات کا جو انبار دلوں میں موجود ہے، اسکو دُور کرنا آپ کا سب سے پہلا اور سب سے ضروری فرض ہے اللہ تعالیٰ کا الہام ہے

لا نبقی من المخزیات شیئاً

ہم آپ کو رسوا کرنے والی کوئی بات باقی نہ رہنے دینگے

یہ خدائی وعدہ ہے جس کا پُورا ہونا آپ کی ہمت اور کوشش پر منحصر ہے، پُورا تو وہ ہوگا، کیونکہ خدائی وعدہ ہے۔ آپ نے اگر اس میں کوتاہی کی تو اللہ تعالےٰ کوئی اور صورت پیدا کر دے گا۔ لیکن اس خدمت سے آپ کی محرومی باعث افسوس ہوگی جس کے لئے آپ جواب دہ ہوں گے، پس ضرورت ہے کہ نصرت کا ہاتھ بڑھائیں اور اپنے اس قومی جریدہ کو خود خرید کر پڑھیں اور اپنے گھروں میں بھی پڑھوائیں بلکہ اس کی اشاعت کو وسیع کرنے اور غیر از جماعت حلقوں میں کثیر تعداد میں پہنچانے کے لئے کم از کم نصف سالانہ چندہ مزید ادا کریں کہ یہ آپ کی جماعت کی عزت و وقار کو بڑھانے اور قومی استحکام کا موجب ہوگا۔ اس بارہ میں جماعت کے متمول احباب کی توجہ کی خاص طور پر ضرورت ہے اُمید ہے وہ متعدد پرچوں کا چندہ ادا کر کے بہت زیادہ ہاتھوں تک اسے پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

مِیثاقَ النَّبِیّین

کے متعلق ایک رائے

بخدمت مکرم و معظم عالی جناب جنرل سیکرٹری صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

محترم مولوی حبیب اللہ صاحب وفا حیدرآباد دکن کے قدیم شعراء میں سے ہیں۔ اسّی سال کے قریب سن ہے۔ مجھ سے اکثر سلسلہ کے کتب و رسائل وغیرہ مطالعہ کے لئے لے جاتے ہیں۔ اور شوق سے ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ حال ہی میں کتاب میثاق النبیین (از مولانا عبدالحق ودیارتھی) حصہ اول لے گئے اور بعد مطالعہ بلا استدعا یہ رائے قلمبند کر کے دی۔ اگر مناسب سمجھا جائے تو پیغامِ صلح میں شائع کر دی جائے۔ ممنون ہوں گا۔

نیاز کیش۔ محمد انعام الحق

انچارج حیدرآباد دکن مشن

"میثاق النبیین مؤلفہ مولوی عبدالحق ودیارتھی کا مطالعہ کیا گیا مؤلف نے مختلف مذاہب سے آنحضرت صلعم کی بعثت کی پیشین گوئیاں نہایت صراحت سے واضح کی ہیں طرزِ بیان نہایت عام فہم ہے جس پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے نہایت خوش اسلوبی سے وضاحت کی ہے ہر طرح سے مؤلف کی دماغ سوزی و خامہ طرازی قابل تحسین و ستائش ہے یہ تالیف مؤلف کی اختراع پسندی کا لب لباب ہے!!"

محمد حبیب اللہ وفا پی ڈی ایچ

۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

حیدرآباد دکن

مسلمان بھائیوں کو دعوت

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

شامل ہو جائیں یا کم سے کم اس نیک کام کی اعانت کو ہی اپنی زندگیوں کا مقصد بنائیں۔ جو اصحاب بیرونجات سے تشریف لائیں۔ وہ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اطلاع دے دیں۔ ان کے قیام اور طعام کا انتظام انجمن کے ذمہ ہوگا۔

اب بیکار رہنے کا وقت نہیں۔ بیکاری میں وقت اسلام سے غداری ہے۔ اسلام حملوں کا آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ہمارے بھائیوں کو چاہیئے کہ خدا کے لئے اُٹھیں اور اسلام پر سے دفاع کے کام میں اور عمارت اسلامی کی تعمیر کے کام میں ہمارے ساتھ ہو جائیں اور اگر ہمارے کام میں اس کے سوا کچھ اور پائیں تو ان کا اختیار ہے جو چاہیں کریں۔

www.aaiil.org

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۴ دسمبر ۱۹۶۰ء کو احمدیہ انجمن خواتین کا اجلاس مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور میں منعقد ہوگا جس کا پروگرام علیحدہ شائع ہو چکا ہے

۲۵ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز اتوار

۱۰ بجے صبح سے ۱ ۱/۲ بجے دوپہر تک

اجلاس اول زیر صدارت :- میاں غلام حیدر صاحب تمیم ریٹائرڈ ڈی آئی جی پولیس

تلاوت قرآن مجید .. .. :- قاری حافظ محمد بوستان صاحب :- ۱۰ سے ۱۰-۱۵ تک
نعت .. .. .. :- طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور :- ۱۰ سے ۱۰-۳۰ تک
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ :- مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح :- ۱۰ ۱/۲ سے ۱۰ ۳/۴ تک
افتتاحی تقریر .. .. :- حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب :- ۱۰ ۳/۴ سے ۱۱ ۱/۴ تک
تقریر .. .. :- مولانا احمد یار صاحب .. .. :- ۱۱ ۱/۴ سے ۱۱ ۳/۴ تک
افریقہ میں اسلام .. .. :- میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی .. .. :- ۱۱ ۳/۴ سے ۱۲ ۱/۲ تک
وحی اور عقل .. .. :- مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری :- ۱۲ ۱/۴ سے ۱ ۱/۲ تک

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوم زیر صدارت :- شیخ نثار احمد صاحب رئیس وزیر آباد

۲ ۳/۴ بجے سے ۴ ۱/۲ بجے تک

تلاوت قرآن مجید : حافظ محمد مزمل قاری مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور - پانچ منٹ
نعت .. .. : طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور : دس منٹ
تقریر .. .. : خانبہادر غلام ربانی خان صاحب : ۳ بجے سے ۳ ۱/۲ تک
تقریر .. .. : الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب : ۳ ۱/۲ سے ۴ بجے تک
احیائے اسلام .. : میاں بشیر احمد صاحب منٹو سابق مبلغ امریکہ : ۴ بجے سے ۴ ۱/۲ تک

نوٹ :- بعد از نماز مغرب و عشاء بوقت ۷ بجے احمدیہ کانفرنس کا اجلاس مسجد میں ہوگا۔

۲۶ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز پیر

۱۰ بجے صبح سے ۱ ۱/۲ بجے دوپہر تک

اجلاس اول زیر صدارت :- شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر

تلاوت قرآن مجید : قاری حبیب اللہ صاحب : ۱۰ بجے سے ۱۰ ۱/۴ بجے تک
نعت .. : طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور : ۱۰ ۱/۴ سے ۱۰ ۱/۲ بجے تک
رپورٹ سالانہ : سیکرٹری صاحب : ۱۰ ۱/۲ سے ۱۱ بجے تک

تقریر .. .. : مولانا عبدالمنان صاحب عمر خلف الرشید حضرت نورالدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ : ۱۱ بجے سے ۱۱ ۳/۴ تک
ارشادات .. : حضرت امیر قوم ایدہ اللہ .. .. : ۱۱ ۳/۴ سے ۱ ۱/۲ تک

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوم زیر صدارت :- شیخ میاں ظہور احمد صاحب ملز اونر

پونے تین بجے سے ساڑھے ۴ بجے تک

تلاوت قرآن مجید .. : حافظ محمد مزمل قاری مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور : ۲ ۳/۴ سے ۳ بجے تک
نعت .. .. : طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور .. : ۳ بجے سے ۳ ۱/۴ تک
مسلمانوں کی امراض روحانی کا قرآنی علاج .. : قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد .. : ۳ ۱/۴ بجے سے ۳ ۳/۴ تک
حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات : مولانا فضل الرحمٰن صاحب قمر سامانوی : ۳ ۳/۴ سے ۴ ۱/۲ تک

نماز مغرب کے بعد ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی طرف سے ایک مجلس مذاکرہ قائم ہوگی جس میں مغربی پاکستان کے متعدد کالجوں کے طلباء "اسلام میں اجتماعی حیات کا تصور" اور اس کی اہمیت پر تقاریر کریں گے، کامیاب طلباء کو انعامات دیئے جائیں گے۔

نوٹ :- مورخہ ۲۶ دسمبر کو بعد از نماز مغرب و عشاء سات بجے مجلس معتمدین کا اجلاس منعقد ہوگا۔

۲۷ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز منگل

۱۰ بجے صبح سے ۱ ۱/۲ بجے دوپہر تک

اجلاس اول زیر صدارت :- خانبہادر غلام ربانی خان صاحب

تلاوت قرآن مجید : طالب علم مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور : ۱۰ بجے سے ۱۰ ۱/۴ تک
نعت .. .. : طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور .. .. : ۱۰ ۱/۴ سے ۱۰ ۱/۲ تک
"ہمارا لائحہ عمل" .. : ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر : ۱۰ ۱/۲ سے ۱۱ بجے تک
درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے : مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق امام مسجد ووکنگ (انگلینڈ) وایڈیٹر "لائٹ" : ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک
قرآن حکیم اور علوم جدیدہ : مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع .. : ۱۲ بجے سے ایک بجے تک
درس قرآن .. .. : چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات : ۱ بجے سے ۱ ۱/۲ بجے تک
اختتامی تقریر : حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ : ۱ ۱/۲ سے ۲ بجے تک

نوٹ نماز ظہر و عصر ہر روز پونے تین بجے جمع ہوں گی اور مغرب و عشاء پونے پانچ بجے جمع ہونگی سب دوست ان اوقات میں باجماعت نمازوں میں شریک ہوں۔

درس قرآن ہر روز بعد نماز فجر حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب دیں گے۔

کھانے کے اوقات :- صبح ۸ بجے سے ۹ تک۔ شام ۶ بجے سے ۸ بجے تک

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

قرآن کریم اور سنت نبوی کی حفاظت اور اسلام کی اشاعت مشرق و مغرب میں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۶۰ء - فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ - بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون (التوبۃ آیت ۱۲۲)

قرآن کریم کی حفاظت اور سابقہ کتب کی غیر محفوظیت

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایک حکم دیا ہے جس کی وجہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات محفوظ کر لئے گئے۔ اللہ تعالےٰ نے ایک آیت میں قرآن کریم کی حفاظت کے لئے بھی ایک اعلان کیا ہے، چنانچہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اس اعلان کے اندر یہ بھی نظر آتا ہے کہ پہلی آسمانی کتابوں کی حفاظت نہیں کی گئی، کس نے اُن کی حفاظت نہیں کی؟ خود اللہ تعالےٰ نے، وجہ یہ کہ جب وہ کتابیں نازل ہوئیں اس وقت انسان کی استعدادیں ایسی نہ تھیں، کہ آخری اور کامل کتاب انہیں دی جاتی، اس لئے اس وقت کے حالات کے مطابق دینی تعلیمات انہیں دی گئیں جس طرح ایک شخص ایم اے ہو کر پہلی جماعت کے لڑکوں کو ابتدائی کتاب پڑھاتا ہے۔ اور ایم اے کے مضامین کا ذکر تک نہیں کرتا کیا اس میں پڑھانے والے کا قصور ہے؟ نہیں بلکہ پڑھنے والوں کا فہم اور استعدادیں ایم اے کا کورس سمجھنے کے قابل نہیں، اللہ تعالےٰ اگر چاہتا تو پہلے دن آدم پر قرآن نازل کر دیتا لیکن اس وقت قرآن کریم کے معارف و حقائق کے سمجھنے کے لئے اہلیت انہیں نہ تھی۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا، اور انسانی استعدادیں نشو و نما حاصل کرتی چلی گئیں، اس کے مطابق آسمانی کتابیں ان کی ہدایت کے لئے نازل ہوتی رہیں، یہاں تک کہ آخری زمانہ کے لئے اللہ تعالےٰ نے آخری نبی کو کامل دستور حیات دیا، اور ان کو کامل نمونہ بنایا۔ عقلمندی کا اقتضا تھا کہ ایسی کتاب اور ایسے نمونہ کو محفوظ کر لیا جاتے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اُتری کہ ہم قرآن کی حفاظت کریں گے، تو آپؐ نے محض اللہ تعالےٰ کے اس وعدہ پر قناعت نہ کی بلکہ آپؐ نے خود بھی کچھ تدبیریں کیں، جو اس کتاب پاک کی حفاظت کا موجب ہوئیں، آپ نے قرآن کریم کو اپنے سینہ پر لکھ لیا۔ اور صحابہ رضؓ نے بھی اسے اوّل سے آخر تک یاد کر لیا۔ حفظ کرنے والوں کی تعداد بہت تھی، یہاں تک کہ ایک مرتبہ ستر قاری مارے گئے تھے جس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی قرآن کو حفظ کر لیا جاتا تھا اور یہیں تک نہیں بلکہ ہڈی، چمڑے، پتھر اور درختوں کی چھال پر اسے لکھ لیا گیا، یہ کس قدر زبردست انتظام تھا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سارا قرآن لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہو گیا۔

سنّت نبوی کی حفاظت کا انتظام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے کلام کی حفاظت کا اہتمام فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے بھی چاہا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال کی حفاظت کریں چنانچہ اس آیت میں جو میں نے پڑھی ہے فرمایا ما کان المؤمنون لینفروا کافۃ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ عرب کے مختلف گوشوں سے سب کے سب لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل کر آئیں اور آپؐ سے علم دین حاصل کریں، یہ ناممکن بات ہے، اس لئے ہم اس کا حکم نہیں دے سکتے۔ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین پس یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک قبیلہ میں سے کچھ کچھ آدمی نکل کر آئیں اور آپ سے علم دین سیکھیں، چنانچہ عرب کے مختلف گوشوں سے لوگ نکل کر آپؐ کی خدمت میں آتے اور آپؐ کی صحبت میں کچھ دیر بیٹھے۔ ان میں وہ لوگ بھی تھے جن کو اصحاب الصفہ بھی کہتے ہیں، دوسرے صحابہ کرام بھی تھے، اور عورتیں بھی تھیں۔ ان سب نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین بھی سیکھا اور آپؐ کے اخلاق و شمائل سے بھی حصہ لیا، عرب کے تمام حصوں سے یہ لوگ آتے تاکہ دین کو آپؐ سے سمجھ لیں، اور اس کی ایک غرض یہ بھی تھی، ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون، جب یہ لوگ واپس جائیں تو یہ دین جو انہوں نے سیکھا ہے واپس جا کر اپنی قوم کو پہنچائیں، اس طرح سے اللہ تعالےٰ نے حضرتؐ کے دین، آپؐ کے اخلاق اعمال اور شمائل وغیرہ کی حفاظت کا سامان کر دیا، اور یہ دو ہی چیزیں ہیں جو تعلیم کا حصہ ہو سکتی ہیں، ایک تو قرآن کریم اور دوسری سنت نبوی۔

حضرت نبی کریمؐ کی تعلیم دوسرے ممالک میں

اس طریق سے عرب کے گوشہ گوشہ میں دین پھیل گیا اور حضرت کا پاک نمونہ بھی ان لوگوں تک پہنچ گیا۔ پھر مصر مسلمان ہو گیا۔ اور ان میں بھی حضرت کی تعلیم اور آپؐ کے اعمال و اخلاق پھیل گئے، پھر الجزائر، مراکش اور ٹیونس تک یہ دین اسی طرح پھیل گیا، بالکل وہی دین جو حضرت نبی کریم صلعم نے سکھایا تھا، عرب اپنے ساتھ لے کر ان ممالک میں گئے اور وہاں کے لوگوں نے قرآن کریم کے ساتھ اس قدر عشق کیا کہ اس پاک کتاب کو سمجھنے کے لئے اس کی زبان سیکھی اور اُسی کو اپنے ملک کی بولی بنا لیا، انہی ممالک میں ایک ایسا بھی علاقہ ہے جس کا نام قیروان ہے جس کے متعلق ڈاکٹر سیّد اسلم علی نے مجھے بتایا کہ میں وہاں گیا تھا دیکھا کہ وہاں تمام عورتیں اور مرد قرآن کریم کے حافظ ہیں اور انہوں نے بتایا کہ مساجد کے اگلی طرف بازار ہیں اور پچھلی طرف مکانات، نماز کے وقت اگلی طرف کے دروازے کھل جاتے ہیں اور لوگ مساجد میں آ کر نمازیں پڑھتے ہیں اور جب نماز ہو چکتی ہے تو محلوں کی بڑی بوڑھیاں وہاں مساجد میں آ کر بچوں کو قرآن پڑھاتی ہیں

عربی ایک زندہ زبان ہے

کیا عشق ہے جو قرآن سے کیا گیا۔ اور اس زبان سے بھی لوگوں نے عشق کیا، جس میں قرآن نازل ہوا۔ اس زبان نے بڑی ترقی کی، یہ زبان مصر، شمالی افریقہ کے علاوہ سپین میں بھی بولی جاتی تھی۔ لوگوں نے عربی زبان میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں، قرآن کریم کی تفاسیر، حدیث کی شرحیں، فلسفہ ہیئت اور علم طب وغیرہ میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی گئیں، اسی لئے عربی ایک زندہ زبان ہے جو آج تک بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

تین مُردہ زبانیں

دنیا میں تین زبانیں ایسی ہیں جو مردہ ہو چکی ہیں، مثلاً توریت کی زبان عبرانی تھی، لیکن جب بخت نصر بادشاہ حکمران ہوا تو اس نے بنی اسرائیل پر بڑے بڑے ظلم توڑے اور ان کی زبان بھی بدل دی، یہاں تک کہ توریت کی زبان جاننے والا کوئی نہ رہا اور عبرانی کے بجائے آرمیک زبان رہ گئی، پھر ایک شخص نے اپنے حافظہ کے زور سے توریت کو آرمیک زبان میں لکھا، اور اس طرح عبرانی زبان مردہ ہو کر صفحہ ہستی سے

www.aaiil.org

مٹ گئیں، چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کی زبان بھی آرامیک ہی تھی۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ کے سو سال بعد جب انجیل لکھی گئی تو وہ یونانی میں لکھی گئی، ایسا ہی سنسکرت زبان جو کسی وقت ہندوستان میں رائج تھی، آج کسی خطۂ زمین پر بولی نہیں جاتی۔

قرآن اپنی اصل زبان میں

یہ زبانیں ایسی ہیں، جو مردہ ہو کر ختم ہو چکی ہیں اور جو کتابیں ان زبانوں میں نازل ہوئیں انکی اصل تعلیم بھی غارت ہو گئی لیکن قرآن کی بولی زندہ ہے اور وہ مکہ سے نکل کر دوسرے ممالک میں بھی پھیل گئی اور آج وہ دنیا کی اعلیٰ درجہ کی لٹریری زبانوں میں شمار ہوتی ہے قرآن کریم اپنی اصل زبان میں اسی طرح موجود ہے جس طرح وہ نازل ہوا۔

اسلام کی ایک ہی تعلیم مشرق و مغرب میں

اسی طرح اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت آپ کے اخلاق و شمائل اور تعلیم کو محفوظ کرنے کا سامان کر دیا، جس سے وہی دین جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے مشرق مغرب میں پھیل گیا، یہاں تک کہ آج چودہ سو سال گذرنے پر بھی وہی دین دنیا کے ہر خطۂ زمین میں موجود ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، اور جو نمونہ آپ کے اعمال و اخلاق کا آج سے چودہ سو سال پہلے دنیا نے دیکھا وہی آج بھی موجود ہے، آپ کسی خطۂ زمین پر چلے جائیں، ہمالیہ اور کشمیر کی دور دراز چوٹیوں میں جہاں کہیں کوئی مسلمان ہے، وہاں اسی دین ہی کو پاؤ گے۔

معنوی حفاظت مجددین کے ذریعہ سے

اس کے بعد دین کی معنوی حفاظت کے لئے اللہ تعالےٰ نے مجددین کا سلسلہ قائم کیا، اور اس اُمت میں کثرت سے اولیاء اور محدثین پیدا ہوئے، تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ ہر زمانہ میں اولیاء اللہ نے اپنے نمونہ سے دین کو پھیلایا اور ان میں مامورین بھی آئے جنہوں نے تجدید کی اور کتاب و سنت پر جو عمل مٹ گیا تھا اسکو دوبارہ زندہ کیا ایسے مامورین اور مجددین کے ذریعہ اسلام دنیا میں ترقی کرتا چلا گیا، آج آپ کے سامنے ایک مامور آیا جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچ گیا۔

دین کی غرض تقوےٰ و طہارت پیدا کرنا ہے

ان حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ بھی دین کی حفاظت کا اہتمام کریں، خدا نے تو قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے، لیکن کیا اتنا ہی کافی ہے؟ اس کی حفاظت چاہتی ہے کہ مسلمان اس دین پر قائم ہوں اور دوسروں تک اسے پہنچائیں، اولیاء مامورین اسی لئے آتے ہیں کہ دین پر لوگوں کو قائم کریں حضرت مجدد زمان نے بار بار تاکید کی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے۔ آپ نے بار بار فرمایا کہ ہمارے آنے کی غرض دلوں کے اندر تقوےٰ پیدا کرنا ہے

فلاڈلفیا میں پہلا پبلک لیکچر

از مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی مقیم امریکہ

مجھے آپ لوگوں سے رخصت ہوئے قریباً تین سال گذر رہے ہیں بعض دوست شکوہ سنج ہیں کہ میں اپنی پندرہ روزہ یا کم از کم ماہوار رپورٹ کیوں نہیں بھیجتا یہ سچ ہے میں نے امریکہ میں کام کی بہت کم رپورٹ لکھی ہے گو اسی عرصہ میں میں نے فیجی۔ ڈچ گائنا اور ٹرینیڈاد کا بھی چکر کاٹا ہے اور قریباً ۲۰۰ لیکچر ان شہروں میں دیئے ہیں لیکن امریکہ میں جتنی دیر رہا ہوں اس میں پبلک لیکچروں کا کوئی بھی انتظام نہیں کر سکا جس کے وجوہات چند ہیں۔ گو اس قیام میں میں نے سانفرانسسکو کی سوسائٹی کو زندہ کیا اس کے اجلاس پندرہ روزہ نہایت باقاعدگی سے ہوتے رہے مگر ان کے اندر حاضری محدود ہوتی تھی۔ کیونکہ مکان کرایہ کا تھا اور نہایت تنگ تھا۔ اگر زیادہ لوگ آ جاتے تو سوائے کھڑے رکھنے کے چارہ نہ تھا نہ بیٹھنے کی جگہ نہ کرسی نہ بنچ۔ دوسرے میرا معاہدہ ماسٹر عبیداللہ صاحب کی معرفت ہوا۔ ماسٹر صاحب نے جو معاہدہ وسط ۱۹۵۵ء میں کیا اسے وہ ۱۹۵۶ء میں بھی پورا نہ کر سکے ۱½ سال تک وہ فیجی میں بیٹھے "دیر آید درست آید" کا وظیفہ پڑھتے رہے اور مجھے سانفرانسسکو میں بٹھا رکھا ۱½ سال کے بعد ان کے "دیر آید درست آید" کا نتیجہ "دیر آید ہیچ نیاید" بلکہ "تاخیر میں خطرہ" نکلا یعنی وہ آئے تو اس شان سے آئے کہ پورا پروگرام سمجھوتہ کا بحر ظلمات (پیسفک اوشن سب سمندروں سے وسیع اور گہرا سمندر ہے) میں ڈبو آئے یا بقول اُن کے انجمن نے اُن سے دفانہ کی اور ان کو مبلغ بنانا مناسب نہ سمجھا کام میں زیادہ زور نہ ہونے کی تیسری وجہ میرا ویزا یا یہاں قیام کا اجازت نامہ ہے میرا ویزا یہاں مسافر کا ویزا ہے جو اس قدر نازک ہے کہ حکومت فوراً مجھے باہر نکال سکتی ہے۔ ذرا بھنک یہاں کے محکمۂ ہجرت اور قیام میں پہنچ جائے کہ یہ شخص پروپاگنڈا کرتا ہے فوراً حکم دیں گے نکل جاؤ ہمارے ملک سے مستقل قیام کا ویزا ماسٹر عبیداللہ کو انجمن نے لیکر دیا تھا۔ اور ابھی تک مجھے نہیں ملا۔ سانفرانسسکو میں اگر سوسائٹی کو زندہ کیا اور اس کے لیکچر باقاعدہ پندرہ روزہ ہوتے رہے تو اس میں نہایت احتیاط سے کام لیا۔ اب میں فلاڈلفیا میں ہوں۔ اور پبلک لیکچروں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ کل اتوار کو پہلا پبلک لیکچر تھا۔ باوجود

پہلا لیکچر ہونے کے حاضری اچھی تھی اور مضمون اس قدر اچھوتا تھا کہ خود مجھے اس کے بیان کرنے میں لطف آ رہا تھا۔ میں پرانی باتیں کہنے کا عادی نہیں ہوں۔ میں نے سورۃ البلد (لا اقسم بهذا البلد) سے آئیڈیل شہر کا ایک نقشہ پیش کیا ہے۔ مضمون نہایت بلیغ اور دلچسپ ہے۔ شہر فلاڈلفیا کی معنوی خوبصورتی (جس کے معنے ہیں برادرانہ محبت کا شہر) کو مدنظر رکھکر فلسفۂ شہریت اور الکید کی رعایت سے میڈیکل سائنس اور تعلیم اسلامی کا فلسفہ، دونوں کو باہم سمو دیا ہے

کبھی فرصت میں سن لینا

بڑی ہے داستاں میری

اور جمعہ کی نماز بھی باقاعدہ ہوتی ہے اور اس میں حاضری بھی کافی ہوتی ہے۔ عبدالحق

اگر یہ نہیں ہوا، اور ہم نے بحث و مناظرات اور دلائل کے ذریعہ مخالفین پر فتح حاصل بھی کر لی تو بھی ہمارے آنے کی غرض پوری نہ ہوئی، اس لئے ضروری ہے کہ دلوں کے اندر تقوےٰ اور طہارت پیدا ہو جو قرآن کریم کے آنے کی غرض ہے۔

مظہر ملتانی کی کتاب

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور:- السلام علیکم۔ ایک کتاب "تاریخ محمودیت کے چند اہم مگر پوشیدہ اوراق" ایک ماہ قبل مظہر ملتانی صاحب نے شائع کی تھی، جو ربوہ کے لئے جماعت احمدیہ ربوہ نہایت درجہ کوشاں ہے، اور ربوائی حکام کی زیر ہدایت مختلف اکناف سے تاروں خطوط اور ریزولیوشنوں کے ذریعہ حکومت کی توجہ کتاب کو ضبط کرنے کی طرف مبذول کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے، حالانکہ ان کا یہ مطالبہ خلیفہ صاحب ربوہ جن کے بارہ میں یہ کتاب لکھی گئی ہے اُن کے ارشاد کی روشنی میں ٹھیک نہیں۔ خلیفہ صاحب نے ایک عیسائی کتاب کے متعلق جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئی ہیں لکھتے ہیں:-

"میں نے اس پر خطبہ دیا اور کہا کہ یہ ضبط کرنے والا طریق ٹھیک نہیں۔ تب تو ان لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہو گا کہ ہماری باتوں کا جواب کوئی نہیں واقعہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی ہوں گے تبھی تو کتاب ضبط کرتے ہیں اس کا جواب نہیں دیتے اصل طریق یہ تھا کہ اسے جواب دیا جاتا"

(الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۵۷ء)

پس جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گالیوں سے بھرپور جھوٹ پر مبنی کتاب کو ضبط کرنا ٹھیک نہیں بلکہ اس کا جواب دیا جانا اصل طریق ہے تو خلیفہ صاحب ربوہ کے بارہ میں واقعات صحیحہ پر مبنی کتاب کو بھی ضبط کرنا ٹھیک نہیں بلکہ جماعت ربوہ کو اس کا جواب دینا چاہیئے۔

(۲) یہ کتاب اظہار امر واقعہ پر مشتمل ہے اور اظہار امر واقعہ کوئی بُرا یا غیر مستحسن فعل نہیں بلکہ اس سے تو بُرے فعل کے بدنتائج سے بچانے میں امداد ملتی ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول موجود ہے:-

"دشنام دہی اور شئے ہے اور اظہار

(باقی دیکھئے اشتہار کے نیچے)

www.aaiil.org

مسیح اور مہدی کے ظہور کے متعلق مزید علامات

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

سیاسی حالات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یاتی علے الناس زمان یکون المؤمن فیہ اذل من شاتہ یعنی ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن اس میں اپنی بکری سے بھی بڑھکر ذلیل ہوگا۔ کنز العمال جلد سادس ص۳۳ -

ابوداؤد کتاب الفتن میں فتنہ احلاس کی تشریح میں حضرت نبی کریم صلعم سے مروی ہے قال ھی ھرب وحرب اس پر حاشیہ ہے جس میں خطابی فرماتے ہیں ھو ذھاب مال و اھل وبالنھایۃ نھب مالہ وترکہ بلاشئ - یعنے مسلمانوں کو جن فتنوں سے دوچار ہونا پڑے گا اُن میں سے ایک فتنہ کا نام فتنۂ احلاس ہے جس سے مراد ہرب حرب ہے - ہرب کے معنی میدان جنگ سے بھاگنا یا ایک جگہ سے ...... دوسری جگہ بھاگ کر جانا ہے اس فرار کی وجہ حرب بتلائی ہے - حرب کے معنے جنگ - مال اور اہل کا ضائع ہو جانا - مال کا لوٹا جانا اور صاحب مال کا بغیر مال رہ جانا دین میں فساد کا پیدا ہونا ہے مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں کے خلاف جنگیں ہوں گی جن میں انہیں شکستیں ہوں گی اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ انہیں میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑیگا اُن کے اموال لوٹ لئے جائیں گے اور اُن کے پاس کچھ نہیں رہے گا اور اہل سے بھی جدائی کے صدمے اُٹھانے پڑیں گے۔ دین میں بھی فساد پیدا ہو جائے گا - اموال وغیرہ سے محرومی کی حالت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ اُن کے مُلک غیروں کے قبضہ میں چلے جائیں اور اُن کا اُن پر کوئی تصرف نہ رہے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اسلامی ممالک پر دوسروں کا قبضہ ہوگیا اور مسلمان نہ صرف اپنی حکومت سے محروم ہو گئے بلکہ اپنے اموال اور املاک سے بھی انہیں ہاتھ دھونے پڑے ۔ فاتح قوموں نے اُن کا مال اپنے ملکوں میں لے جانا شروع کر دیا - اور کہاں وہ دولت میں کھیل رہے تھے اور کہاں غربت و افلاس نے اُن کے گھروں میں آ ڈیرے ڈالے اور نان شبینہ کے بھی محتاج ہو گئے - ذلت اور رسوائی کے بادل گھٹا ٹوپ اُن پر چھا گئے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے یہ الفاظ کہ مؤمن بکری سے بھی بڑھکر ذلیل ہوں گے کس صفائی سے پورے ہوئے ہیں۔ غربت نے انہیں دین کو بھی خیرباد کہنے پر مجبور کر دیا - مالی تنگی نے انہیں توحید جیسی عظیم الشان نعمت سے محروم کرکے شرک جیسے گند میں مبتلا کر دیا۔ ہزاروں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے ....

.... جیسا کہ حدیث میں آتا ہے - ان الناس دخلوا فی الاسلام افواجًا ویخرجون منہ افواجًا کنز العمال جلد سادس ص۳ لوگ اسلام میں فوج در فوج داخل ہوئے تھے لیکن ایسا زمانہ آئے گا جس میں مسلمان فوج در فوج اس سے نکلیں گے عقلمند خود ہی غور کرکے دیکھ لیں کہ کیا یہ وہی زمانہ نہیں جس میں مسیح موعود اور مہدی معہود کا ظہور ہوا کیا حضرت مرزا صاحب کے دعوے سے قبل مسلمانوں میں ارتداد کا بازار گرم نہ تھا اور کیا دجالی فتنہ یعنے پادریوں کے پراپیگنڈا کے نتیجہ میں جن کی پشت پناہی گو ظاہراً نہیں لیکن اندرونی طور پر عیسائی حکومتوں اور عیسائی پبلک کی طرف سے ہو رہی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا پیشگوئی کے ماتحت فوج در فوج مسلمان عیسائیت میں داخل نہیں ہو رہے تھے -

علماء کی حالت

اس پراپیگنڈا کے اثر سے اگر کوئی مسلمانوں کو محفوظ رکھ سکتا تھا تو وہ علماء کا گروہ ہی رکھ سکتا تھا لیکن ان کی حالت کا نقشہ بھی حدیث میں یہ کھینچا گیا ہے کہ وہ ایک طرف تو قرآن کریم کے حقیقی علم سے بے بہرہ ہوں گے اور اندھی تقلید کی وجہ سے قردہ اور خنازیر سے مشابہت پیدا کر لیں گے اور دوسری طرف اُن کے باہمی تعلقات کی وہ کیفیت ہوگی جسے مندرجہ ذیل حدیث پیش کر رہی ہے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

یأتی علی الناس زمان یقتتل فیہ العلماء کما تقتتل الکلاب فیالیت العلماء فی ذالک الزمان تجامعوا یعنے ایسا زمانہ آئے گا جس میں علماء آپس میں اس طرح لڑیں گے جیسے کتے لڑتے ہیں کاش علماء اس زمانہ میں مل کر مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کریں - پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

فقہاء ذالک الزمان شر فقہاء تحت ظل السماء منھم خرجت الفتنۃ و الیھم تعود - اسی مفہوم کی دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں علماء ھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود یعنی اس زمانہ کے فقہاء آسمان کے نیچے سب سے بُرے فقہاء ہوں گے انہی سے فتنہ نکلے گا اور انہی کی طرف لوٹے گا یعنی وہی اس فتنۂ ارتداد کا موجب ہوں گے انہی کی ... علمی بے بضاعتی اور عملی کمزوریاں باعث ارتداد ہوں گی - دوسری حدیث کا ترجمہ یہ ہے :-

مسلمانوں کے علماء آسمان کی دھوڑی کے نیچے بدترین علماء ہوں گے - فتنہ انہی سے نکلے گا اور انہی میں لوٹے گا - یعنی وہی فتنوں کے پیدا ہونے کا موجب ہوں گے -

باعثِ ادبار مغربی قومیں

مسلمانوں کے سیاسی اور مذہبی ادبار کی یہ حالت جس قوم کے ہاتھوں وقوع میں آئی تھی اس کا ذکر بھی احادیث میں مفصل موجود ہے - کنز العمال جلد سادس ص۲۸ پر ایک حدیث درج ہے جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سات فتنوں سے ڈرایا ہے اُن میں سے ایک فتنہ کے متعلق یہ الفاظ ہیں فتنۃ تقبل من المشرق وفتنۃ تقبل من المغرب یعنی ایک فتنہ تو مشرق کی طرف سے ہوگا یہ تو بابیت اور بہائیت کا فتنہ ہے جس کی تفصیل اس سلسلۂ مضامین کے ابتداء میں گذر چکی ہے اور دوسرے فتنہ کے متعلق فرمایا کہ وہ مغرب سے ظاہر ہوگا جس کے معنے واضح ہیں کہ مغربی قومیں مسلمانوں کے لئے مجسم فتنہ بن کر اُن پر حملہ آور ہوں گی چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا ان قوموں نے اسلامی حکومتوں پر بھی حملہ کیا اور کامیاب حملہ کیا یہاں تک کہ ان کا خاتمہ کر دیا، جو بچ رہیں وہ بھی برائے نام رہ گئیں اُن کے وجود کا انحصار بھی محض مغربی اقوام کے رحم و کرم پر تھا حکومتوں کے مفتوح ہونے کے بعد فاتح قوموں کے پادریوں کی افواج مذہب پر حملہ کرنے کے لئے آموجود ہوئیں جنہوں نے دلوں سے اسلام کو نکال دیا اور قوت ایمان کو زخمی کر دیا اور ہزاروں کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنا دیا غرضیکہ ان اقوام نے اسلامی حکومتوں اور مسلمانوں کے دلوں دونوں پر قبضہ کر لیا ایسے وقت میں حضرت مرزا صاحب کا ظہور مسیحیت اور مہدویت کے دعوے کے ساتھ ہوا جنہوں نے ایمان کی عمارت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کر دیا -

عیسائیوں کی طاقت اور مسلمانوں کی کمزوری کا نقشہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تقوم الساعۃ والروم اکثر الناس کنز العمال جلد سابع ص۱۷۵ یعنی ساعۃ یعنی مسلمانوں کے ادبار کا وقت اس وقت ہوگا جبکہ روم یعنے عیسائیوں کی اکثریت ہوگی، اس پیشگوئی کے مطابق عیسائیوں کی اکثریت تعداد کے لحاظ سے بھی اور طاقت کے لحاظ سے بھی دنیا نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لی اور اس کے ساتھ ساعۃ یعنی مسلمانوں کے ادبار کو بھی دیکھ لیا اس اکثریت کے نتیجہ میں دنیا میں جو انقلاب رونما ہوا وہ بھی سب کے ملاحظہ میں آ گیا -

یہ صرف میرا قیاس ہی نہیں بلکہ دوسری حدیث

ہیں جو کنز العمال جلد سادس صفحہ ۳ پر درج ہے یہی تشریح موجود ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اشد الناس علیکم الروم وھلکتھم مع الساعۃ یعنی اے مسلمانو سب قوموں میں سے زیادہ سخت تم پر عیسائی ہوں گے اور ان کی ہلاکت الساعۃ کے ساتھ ہوگی۔ اس حدیث میں دو باتیں وضاحت سے بیان کر دی گئیں ہیں ایک تو یہ کہ مسلمانوں پر جو سختی کا زمانہ آئے گا وہ عیسائی قوم کے ہاتھ سے آئے گا اور دوسری یہ کہ عیسائی قوم کی ہلاکت ساعۃ کے ساتھ ہوگی گویا اس حدیث میں اگر ایک طرف مسلمانوں کے لئے انذار موجود ہے تو دوسری طرف ساتھ ہی بشارت بھی موجود ہے۔

الساعۃ اور ہلاکت کے متعلق نوٹ

چونکہ اس قسم کی احادیث میں الساعۃ کا لفظ بار بار استعمال ہوا ہے اس لئے اس کا مفہوم بیان کر دینا ضروری ہے۔ الساعۃ سے مراد عظیم الشان انقلاب ہوتا ہے خواہ وہ انقلاب کسی قوم کے خلاف ہو یعنی اس کے ادبار اور زوال پر دلالت کرتا ہو یا کسی قوم کے عروج پر دال ہو یا کسی قوم میں فساد کے رونما ہونے کو ظاہر کرتا ہو یا اس فساد کے علاج کے پیدا ہونے پر دال ہو۔

اسی طرح ھلکۃ کے مفہوم کو متعین کرنے کے لئے اس کے سیاق وسباق کو دیکھنا پڑے گا بعض جگہ تو حقیقی موت مراد ہوگی اور بعض جگہ معنوی موت یعنی دلائل سے شکست مراد ہوگی۔ قوموں کے متعلق اگر یہ لفظ استعمال ہو تو بالعموم معنوی موت ہی مراد ہوتی ہے یا اس قوم کی طاقت کا کمزوری میں بدل جانا بھی مراد لیا جاتا ہے، فتنوں کی احادیث میں ان دونوں لفظوں کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ان کے مندرجہ بالا مفہوموں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے

ان دونوں پیشگوئیوں کا پورا ہونا

عیسائیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو جن سختیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے اس سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے انکی سلطنتوں کا خاتمہ انہی کے ہاتھ سے ہوا اور اس سے اگر دوچار ہونا پڑا تو انہی کے ذریعہ ہونا پڑا ان کے مذہبی جذبہ میں اگر کمزوری نے راہ پائی تو انہی کے ذریعہ پائی اب حدیث کی دوسری پیشگوئی ھلکتھم مع الساعۃ پر اگر قارئین کرام غور فرمائیں گے تو اُن پر واضح ہو جائے گا کہ اُن کی ہلاکت حضرت مرزا کے ظہور سے ہی وقوع میں آئی کیونکہ مسلمانوں میں جس قدر فساد رونما ہوئے جو اُن کے ادبار کا حقیقی باعث تھے ان کا علاج حضرت مرزا صاحب کے وجود سے ہی شروع ہونا تھا جو ہو گیا ان کی مذہبی کمزوری کا طاقت سے بدل جانا تو بالکل نمایاں ہے حضرت مرزا صاحب کے ظہور کے ساتھ ہی پادریوں کے حملہ کا زور ٹوٹ گیا اور اسلامی عقائد کی برتری کا دور شروع ہو گیا عیسائیوں کو اپنے مذہب کی کمزوری کا احساس شدت سے ہونے لگ پڑا۔ اور اُن کو یقین ہو گیا کہ اسلام کا حامی پیدا ہو گیا ہے جس نے اسلام کے دامن کو ان تمام غلط عقائد کی گندگی سے پاک کر دیا ہے جس سے فیج اعوج کے زمانہ میں اسکو ملوث کر دیا گیا تھا اب اعتراض کریں تو کس عقیدہ پر کریں اسلام کے صحیح عقائد جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کئے ہیں وہ تو محل اعتراض بن نہیں سکتے دوسری طرف اسلام کی روحانی تاثیروں کو بھی اس شخص نے اپنے وجود میں کالشمس فی نصف النھار کی طرح روشن کر کے دکھلا دیا ہے۔ جو ہمارے مذہب میں معقود ہیں روحانی مقابلہ کے لئے جو چیلنج اس شخص نے دیا ہوا ہے اسکو قبول کرنے کے لئے ہم اپنی قوم میں سے کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارا مذہب تو اس قسم کی روحانیت کا حامل پیدا کرنے سے عاجز و قاصر ہے۔

یہ تو مذہبی میدان میں حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام کی فتح اور عیسائیت کی ھلکۃ یعنی شکست تھی جس کو ہر کس وناکس نے مشاہدہ کر لیا جس کا انکار واقعات کے انکار کے مترادف ہے دوسرا پہلو حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا تھا اس کے متعلق بھی اگر غور سے کام لیا جائے اور واقعات پر باریک نگاہ ڈالی جائے تو صاف نظر آ جائے گا کہ حضرت مرزا صاحب کی آمد کے بعد مغربی اقوام کی ظاہری قوت میں بھی کمزوری کے آثار نمودار ہونے میں کوئی زیادہ دیر نہیں لگی۔ کہاں تو وہ زمانہ تھا کہ برطانوی حکومت اس قدر پھیلی ہوئی تھی کہ اس کے متعلق مشہور مقولہ تھا کہ اس پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا لیکن اب وہ زمانہ ہے کہ وہ ہمیشہ غروب ہی رہتا ہے سوائے ان کے اپنے جزیرہ کے اور چند ایک اور ملکوں کے وہ بھی آزادی حاصل کرنے والے ہیں یہی حال دوسری مغربی اقوام کا ہے آہستہ آہستہ تمام اسلامی ممالک آزاد ہوتے جاتے ہیں جو چند ایک رہ گئے ہیں اُن کے آزاد ہونے کا زمانہ بھی قریب آ رہا ہے، کس وضاحت کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام وقت تو نزدیک رسید وپائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد پورا ہوا ہے آنکھیں رکھنے والوں کے لئے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر یہ ایک روشن نشان ہے کاش مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں۔

پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے متعلق انذار اور بشارت پر مشتمل جو پیشگوئی حدیث مندرجہ بالا میں کی تھی وہ دونوں مذہبی وسیاسی پہلوؤں سے نہایت وضاحت کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر پوری ہو گئی ہے الحمد للہ علی ذالک السعید من انتفع بہ۔

نصاریٰ کے غلبہ کی پیشگوئی

رسالہ حشریہ میں یہ حدیث موجود ہے قوم نصاریٰ غلبہ حاصل کریں گے اور بہت سے ممالک پر متصرف ہو جائیں گے۔ اسی طرح نعیم بن حماد میں مذکور ہے کہ نصاریٰ مصر کو بھی فتح کریں گے، اور ابو ذر سے بھی یہی مروی ہے کہ نصاریٰ کا قبضہ مصر پر ہو جائے گا حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۴ میں اسی کتاب کے صفحہ ۳۵۱ پر عمار بن یاسر سے روایت مذکور ہے کہ اہل مغرب مصر پر چڑھائی کریں گے۔ پھر اسی صفحہ پر یہ روایت بھی مذکور ہے کہ مہدی کے ظہور کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ مغرب کی طرف سے ایسے اعلام آئیں گے جن پر ایک اعرج مرد قبیلہ کندہ سے حاکم ہوگا اعرج سے مراد وہ شخص ہے جو صراط مستقیم سے انحراف کرنے والا ہوگا اور قبیلہ کندہ سے مراد وہ قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے کفران کی مرتکب ہوگی اور یہ دونوں صفات عیسائی قوم پر صفائی سے چسپاں ہوتی ہیں صراط مستقیم سے بھی یہ لوگ دور ہیں اور خدا تعالیٰ نے اس قوم پر مادی نعمتوں کی جو بارش کی ہے، اس کا شکر گذار ہونے کی بجائے اس کے احکام کی کھلی کھلی نافرمانی کر رہی ہے اور معاصی کے سمندر میں غوطوں پر غوطے لگا رہی ہے اور عقائد میں توحید کو چھوڑ کر شرک کے دامن کو تھامے ہوئے ہے اور یہ سمجھے بیٹھی ہے کہ اس کے گناہوں پر کوئی باز پرس نہ ہوگی، ان کی اسی حالت کا نقشہ..... قرآن کریم کی سورۃ الکھف کے رکوع ۵ میں کھینچا گیا ہے جس کی تفسیر انشاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر کی جائیگی یہاں صرف خلاصہ بتلا دیا جاتا ہے جو یہ ہے کہ یہ قوم اپنے مال و دولت اور مادی طاقت کے گھمنڈ میں عملاً یہی کہے گی کہ قیامت کوئی نہیں، ہمارے اعمال پر کوئی باز پرس نہیں ہوگی اور اس اپنی مادی طاقت کو اپنے مذہب کی صداقت پر بطور دلیل پیش کرے گی لیکن قرآن مسلمانوں کو بشارت دیتا ہے کہ یہ عذاب الٰہی کا نشانہ بنے گی اور اس وقت اس کو ہوش آئے گی اور رجوع الی اللہ کرنے پر مجبور ہو جائیگی اس کے بعد اگلے رکوع میں مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ ان کی دنیوی شان وشوکت کو دیکھ کر تم بھی کہیں دنیا کی طرف نہ جھک جانا اور مادی طاقت کو ہی ذریعہ کامیابی نہ سمجھنا روحانی طاقت کو ہی تمام کامیابیوں کا ستون یقین کرنا اب دیکھ لو کہ کس طرح ان کے اعلام مغرب سے مشرق پر حملہ آور ہوئے اور کس طرح انہوں نے اسے اپنے زیر نگین بنا لیا پھر اُن کی یہ سندر کی طرف سے آئیں گے جیسا کہ حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۴۴ پر یہ روایت مذکور ہے اس روایت کو بطور ذکر کرنے کے بعد اس سے استنباط کیا گیا ہے کہ رومی یعنی عیسائی دریا کی طرف سے آئیں گے اور واقعات نے اس استنباط کی تصدیق کر دی ہے اسی طرح اسی کتاب کے صفحہ ۳۴۷ پر مختلف احادیث درج ہیں جن میں مسلمانوں کی

www.aaiil.org

عیسائیوں کے ساتھ جنگوں کا ذکر ہے جن میں مسلمانوں کی ہزیمت اور عیسائیوں کے غلبہ کا تذکرہ ہے اور ایک حدیث ایسی بھی ہے جو بتلاتی ہے کہ مسلمان اور عیسائی مل کر ایک دشمن کا مقابلہ کریں گے اور اس میں غالب آئیں گے، یہ پیشگوئی جنگ کریمیا پر چسپاں ہوتی ہے، جس میں ترکوں اور انگریزوں نے ملکر روس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی۔

مسلمانوں کا سکھوں کے مظالم کا نشانہ بننا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی نگاہ نے تمام اُن اہم واقعات کو دیکھا جو دنیا کے کسی حصہ میں بھی مسلمانوں کو پیش آنے والے تھے۔ رومیوں کے ہاتھوں جو مصائب مسلمانوں نے اٹھائے تھے اُن کا ذکر تو مندرجہ بالا احادیث میں بتلایا گیا ہے اب پنجاب میں سکھوں کے دور حکومت میں جو مصائب مسلمانوں پر ٹوٹنے تھے وہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی نگاہ سے مخفی نہ تھے ان کا نقشہ حسب ذیل احادیث میں کھینچا گیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بطریق ابوالطفیل عن محمد بن الحنفیۃ انہوں نے بیان کیا ہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ایک شخص نے آپ سے مہدی کے متعلق دریافت کیا فقال علی هیهات ثم عقد بیدہ سبعا فقال ذالك یخرج فی اخر الزمان اذا قال الرجل اللہ اللہ قتل یعنی مہدی آخری زمانہ میں ظہور کرے گا جبکہ آدمی اللہ اللہ کہنے پر قتل کیا جائے گا۔ اب سکھوں کے دور حکومت کو آنکھوں کے سامنے لاؤ اور دیکھو کہ کیا اس حکومت میں مسلمانوں کا قتل اسی بناء پر جائز قرار نہیں دیا جاتا تھا کہ وہ اللہ کا نام لیتے تھے کیا اُن کو اذان دینے سے جبراً نہیں روکا جاتا تھا کیا اذان دینے والا اکبر میں بجز اللہ کی بڑائی کے ذکر کے اور کچھ نہیں ہوتا تھا قتل کا مستحق نہیں سمجھا جاتا تھا، کیا مسلمانوں کی مساجد کو اصطبلوں میں تبدیل نہیں کر دیا گیا تھا۔ کیا ان کی مذہبی کتب معدوم نہیں کر دی گئی تھیں، کیا ذرائع علم مسدود نہیں بنا دیئے گئے تھے اور جہالت کے غلبہ کی راہیں آسان نہیں کر دی گئی تھیں، پھر اسی صفحہ پر ہے کہ جب زمین جور و ظلم سے بھر جائے گی اس وقت مہدی ظاہر ہوگا ظلم اور جور کے اور بھی معانی ہیں لیکن پنجاب میں جو ظلم مسلمانوں پر سکھوں کے عہد حکومت میں ہوا وہ بھی بے نظیر ہے گویا پنجاب کی زمین جب جور و ظلم سے بھر گئی تو اسی زمین میں مہدی کا ظہور بھی حضرت مرزا صاحب کے وجود میں ہو گیا کیونکہ جہاں مرض موجود ہوتی ہے وہیں طبیب کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

مسلمانوں سے حکومتوں کے جانیکی وجہ

مسلمانوں سے حکومتیں کیوں چھینی گئیں اس کا ایک سبب تو کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۷۶ پر اس حدیث میں مذکور ہے من اقتراب الساعۃ کثرۃ القراء وقلۃ الفقہاء وکثرۃ الامراء وقلۃ الامناء اس کے آخری حصہ میں اس کی وجہ بیان کی گئی ہے یعنی امراء تو بہت ہونگے لیکن ان میں امین کم ہوں گے امراء یعنی حکام کی کثرت دلیل ہے حکومت اسلام کے مختلف ٹکڑوں میں تقسیم ہو جانے پر ہر ایک حصہ پر مستقل حاکم ہوگا لیکن یہ امراء اپنے فرائض کی ادائیگی میں امین نہیں ہوں گے یعنی دیانتداری سے اپنے مفوضہ فرائض کو ادا نہیں کریں گے یعنی رعایا کی خوشحالی اور اُن کے حقوق کی نگہداشت میں کوتاہی سے کام لیں گے ملک کا نظم و نسق ایسا نہیں ہوگا کہ لوگ امن اور اطمینان سے زندگی بسر کر سکیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا اٹل قانون ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو خواہ وہ مسلم ہو یا کافر بے پرواہ اور نااہل حکام کے ہاتھ میں دیر تک نہیں رہنے دیتا ان سے حکومت کو چھین کر ایسے حکام کے ہاتھ میں دے دیتا ہے جو حکومت کرنے کے اہل ہوتے ہیں اور جن کے انتظام کے ماتحت رعایا امن کے ساتھ زندگی کے دن گذار سکتی ہے اور خوشحالی کی دولت سے مالامال ہو جاتی ہے اس قانون کا ذکر قرآن کریم میں متعدد آیتوں میں کیا گیا ہے جن میں سے چند کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اٹل قانون

(۱) ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ان فی ھذا لبلاغا لقوم عابدین وما ارسلناك الا رحمۃ للعالمین فان تولوا فقل آذنتکم علی سواء وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون۔ (الانبیاء ع)

یقیناً ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ بات پختہ طور پر بیان کر دی تھی کہ زمین کے وارث میرے وہی بندے ہو سکتے ہیں جو زمین پر حکومت کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں یقیناً اس بیان میں حتمی پیغام ہے ان لوگوں کے لئے جو میری فرمانبرداری میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور ہم نے اے رسول تم کو تمام لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس اگر اس پیغام کو قبول کرنے سے لوگ منہ موڑ لیں گے تو ان کو کہدو کہ میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں انصاف پر اور میں یہ نہیں جانتا کہ اس تنبیہہ میں جو وعید تم کو سنائی گئی ہے وہ جلد وقوع میں آئے گی یا اس میں کچھ دیر ہے۔

آیت مذکورہ بالا میں ذکر الٰہی اور حکومت کی اہلیت کا جدا جدا ذکر کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے نزدیک ذکر الٰہی اور حکومت کرنے کی اہلیت لازم ملزوم نہیں یعنی یہ ضروری نہیں کہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والی قوم حکومت کی بھی اہل ہو اور باوجود نااہل ہونے کے اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ میں زمام حکومت بھی دیدے حکومت کا تعلق خدا کی مخلوق سے ہے جسے عیال اللہ قرار دیا گیا ہے پس حکومت اسی کو عطا کی جائے گی جو مخلوق کے حقوق کی کماحقہ نگہداشت کر سکے گا اور اس کے لئے مضبوط ترین انتظام وجود میں لا سکے گا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مذہب کا اس سے تعلق نہیں اگر کسی مذہب کے پیرو ان صفات سے متصف ہوں گے جن کا وجود حکومت کے نظم و نسق کو چلانے کے لئے ضروری ہے تو انہی کے ہاتھ میں زمام حکومت دے دی جائے گی اگر وہ اس کے اہل نہیں تو ان کو روحانی انعاموں سے تو نوازا جائے گا لیکن حکومت اُن کے ہاتھ میں نہیں دی جائے گی یہ ایسا قانون الٰہی ہے جس کی اطلاع تمام ان لوگوں کو دی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تا وہ حکومت کو اپنے مذہب کے مخالف کے ہاتھ میں دیکھکر برافروختہ نہ ہوں اور خدا پر بدظنی نہ کریں بلکہ اپنے آپکو ملامت کا نشانہ بنائیں کہ کیوں انہوں نے اپنے آپ کو ان صفات سے محروم کر لیا ہے جو حکومت کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ اے رسول تم تمام قوموں اور تمام لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہو لوگوں میں مسلمان اور کافر دونوں شامل ہیں پس اسلامی حکومت کا اولین فرض ہے کہ وہ اپنے رسول کی اتباع میں رحمۃ للعالمین بن کر دکھائیں اگر وہ رحمت نہیں ثابت ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے حکومت کی نعمت چھین لیگا اور اُن کے ہاتھ میں اسے دے دیگا جو مخلوق کے لئے رحمت ثابت ہوں گے یہ وعید مبنی بر انصاف ہے کیونکہ حکومت خدا کی ایک نعمت ہے جس کے لئے عدل کرنا ضروری ہے اور جس کے لئے خاص صفات کا حامل ہونا لازمی ہے اگر وہ صفات مفقود ہیں اور نعمت الٰہی کو صحیح طور پر استعمال نہیں کیا جاتا تو انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ حکومت اس قوم سے واپس لے لی جائے باقی اس کے لینے میں کتنی دیر لگے گی اس کا علم صرف خدا کو ہی ہو سکتا ہے کیونکہ تمام مصالح پر اس کا علم ہی حاوی ہے کبھی اس کی مصلحت جلد واپس لینے کا تقاضا کرتی ہے اور کبھی دیر سے لینے کا تقاضا کرتی ہے۔

دوسری آیت

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعاً بصیراً۔ (النساء ع)

یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو یعنی حکومت کی امانت کو ان لوگوں کے سپرد کرو جو حکومت کرنے کے اہل ہیں اور ان کے اندر وہ صلاحیتیں موجود ہیں جن کی مدد سے حکومت کے نظام کو با حسن طریق چلایا جا سکتا ہے اور اسے امانت حکومت کے حاملو جب تم لوگوں کے

www.aaiil.org

کے درمیان حکومت کرنے بیٹھو اور اس بوجھ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لو تو پھر حکومت کے فریضہ کو عدل کے ساتھ سرانجام دو یہاں عدل کے مروّج معنی یعنی محض فیصلوں میں انصاف مراد نہیں بلکہ اس سے بڑھکر اس جگہ مراد یہ ہے کہ برابری کو مدنظر رکھو اگر بحیثیت حاکم ہونے کے تمہارے حقوق رعایا پر ہیں تو رعایا کے بھی بحیثیت رعایا ہونے کے تم پر حقوق ہیں حکومت کرتے وقت حقوق کے ان دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھو صرف رعایا سے ہی توقع نہ رکھو کہ وہی تمہارے حقوق کا احترام کریں تمہارا بھی فرض ہے کہ تم بھی انکے حقوق کا پورا پورا احترام کرو تب تو تم عدل کے ساتھ حکومت کرنے والے کہلا سکتے ہو ورنہ نہیں ہماری یہ تعلیم جو دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہے بہترین تعلیم ہے، ان دونوں کے درمیان توازن قائم رکھنے سے ہی حاکم اور محکوم دونوں امن کی نعمت سے متمتع ہو سکتے ہیں اگر کسی ایک پہلو کو بھی نظر انداز کر دیا گیا اور اس میں خامی رہی تو امن عنقا ہو جائے گا اور اس کی جگہ فساد لے لیگا وفا کی جگہ بے وفائی لے لیگی اور اخلاص منافقت میں تبدیل ہو جائے گا حالانکہ حاکم کا اولین فرض یہ ہے کہ اپنی رعایا کے دلوں میں حق بات کہنے کی جرأت پیدا کرے اور خود اس قدر وسعت قلبی کا مالک ہو کہ ان کی حق بات کہ جو محض خیر خواہی اور ملک کی بہتری کے لئے کہی جائے پوری توجہ اور غور سے سُنے اور اس ارادہ سے سُنے کہ اگر وہ معقول ہوگی تو وہ اسے قبول کر کے اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے گا اور اگر وہ اس کے کسی نقص کی طرف اشارہ کرتی ہو تو بُرا منانے کی بجائے اس نقص کو دور کرنے کا مصمم ارادہ کریگا اور ایسے آدمی کو ذلیل کرنے کی بجائے اسے قدر کی نگاہوں سے دیکھا کرے گا جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عن ابی سعید الخدری ان النبی صلعم قال ان من اعظم الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر۔ ترمذی کتاب الفتن۔ یعنی ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ کلمہ عدل و کلمہ حق ظالم سلطان کے سامنے بھی کہدیا جائے۔

تیسری آیت

قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیٔ قدیر تولج اللیل فی النھار و تولج النھار فی اللیل و تخرج الحی من المیت و تخرج المیت من الحی و ترزق من تشاء بغیر حساب لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین و من یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شیٔ الا ان تتقوا منھم تقاۃ و یحذرکم اللہ نفسہ و الی اللہ المصیر۔ آل عمران ع ۳۔

کہو اے اللہ جو ملک کا اصلی مالک ہے تو ہی حکومت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے (خدا کے چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس کو وہ مستحق سمجھتا ہے) اور جس کو تو اہل نہیں سمجھتا اُس سے حکومت واپس لے لیتا ہے اور جسے تو عزت کا مستحق سمجھتا ہے اسے عزت دیتا ہے اور جسے تو ذلت کا مستحق پاتا ہے اسے ذلت کی مار مارتا ہے تیرے ہی قبضہ میں خیر ہے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے یعنی ہر چیز پر تیرا ہی قبضہ ہے اور تو اپنی مخلوق کے لئے خیر کو ہی چاہنے والا ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ تو ایسے شخص کو حکومت عطا کر دے اور ایسے شخص کو عزت کے مقام پر پہنچا دے جو لوگوں کو خیر پہنچانے کی بجائے انہیں شر میں مبتلا رکھے۔ جن قوموں پر حکومت کی نعمت کا سورج چمک رہا ہوتا ہے اگر وہ اس نعمت کی قدر کرنے کی بجائے اس کا غلط استعمال کرنے ہیں تو تو ان کے اس نہار میں رات کو داخل کر دیتا ہے یعنی نعمت حکومت ان سے چھین کر ان پر محکومی کی رات لے آتا ہے اور خوشی کے دنوں کو ختم کر کے غموں کی تاریکی میں انہیں مبتلا کر دیتا ہے یا جن قوموں پر محکومی کی تاریک رات چھائی ہوئی ہوتی ہے اُن پر حکومت کی نعمت کا دن چڑھا دیتا ہے اور ان مردہ قوموں میں زندگی کی روح پھونک کر انکو زندہ قوموں کی فہرست میں داخل کر دیتا ہے اور وہ قوم جو زندگی کی نعمت کا غلط استعمال کر رہی ہوتی ہے اسے مردہ قوموں میں داخل کر دیتا ہے اور جو دائمی طور پر اس نعمت کی قدر کرتے رہتے ہیں اور کبھی کفران نعمت کا ارتکاب نہیں کرتے ان پر تیری نعمتوں کی بارش بھی متواتر ہوتی رہتی ہے اور وہ بے حساب انعامات تجھ سے حاصل کرتے رہتے ہیں اس کے بعد مؤمنوں کو اس نعمت حکومت سے دائمی طور پر متمتع رہنے کا گر بتلایا اور وہ یہ کہ اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ ہمیشہ حاکم رہیں اور حکومت اُن کے ہاتھ سے نہ جائے تو انکو چاہیئے کہ وہ مؤمنوں کے خلاف کافروں کو کبھی اولیاء نہ بنائیں یعنی اُن سے کبھی مسلمانوں کے خلاف مدد نہ لیں بلکہ ہمیشہ اُن سے بچتے رہیں اگر مسلمان کافروں سے مسلمانوں کے خلاف مدد لیں گے تو یاد رکھیں کہ خدا کے ساتھ کسی امر میں بھی ان کا تعلق قائم نہیں رہے گا اس لئے وہ خدا کی مدد اور نصرت سے محروم ہو جائیں گے اللہ تعالےٰ تمہیں اے مسلمانو اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور یاد رہے کہ ہر امر کا انجام خدا کی طرف ہی لوٹتا ہے۔

کافروں سے مدد لینے کا ایک تو عام مفہوم ہے لیکن مدد کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ حکومت کے بارے میں ایسے کام شروع کر دیئے جائیں جو کافروں کی خواہش ... شان ہوتے ہیں لیکن تما انجام آخر خدا کی ناراضگی کو مول لے کر اس کی مدد کو کھو دینا ہوتا ہے۔

مسلمانوں کے زوال کے اسباب

مسلمانوں کے زوال کے اسباب انہی مندرجہ بالا آیات میں بیان کئے گئے ہیں، مسلمانوں نے حکومت کی اہلیت کو کھو دیا اور ان صفات عالیہ کو ہاتھ سے دے دیا جن کی بناء پر انہیں حکومت دی گئی تھی اور جب انہوں نے ایک دوسرے کی بیخ کنی کی ٹھان لی اور کفار کی مدد سے اپنی ہی حکومتوں کو تہ و بالا کرنے پر تل پڑے تو انجام ان کا وہی ہونا تھا جو ہوا۔ الٰہی قانون لا یغیر اللہ ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم نے عمل میں آنا ہی تھا سو آیا اور ان کی حکومتوں کے تختوں کو اُلٹ کر رکھ دیا اب خدا نے اُن پر دوبارہ رحم کیا ہے اور حضرت النبی صلعم کو بھیجکر پھر ان کے باغ حیات میں بہار کے لانے کے سامان پیدا کر دیئے ہیں جو پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں اگر یہ اس امام زمان کے دامن کے ساتھ پورے اخلاص کے ساتھ وابستہ ہو جائیں گے تو مادی اور روحانی دونوں قسم کی نعمتوں سے کامل طور پر متمتع ہو جائیں گے وفقھم اللہ لذالک آمین۔

گمشدہ کاغذات

جمعہ ۱۶ کو جامع مسجد احمدیہ بلڈنگس ... کے وضو خانہ میں جناب اقبال احمد صاحب ... کچھ ضروری کاغذات جو انہوں نے وضو کرتے وقت ایک سائیکل پر رکھ دیئے تھے اور بعد میں اٹھانا بھول گئے۔ گم ہو گئے ہیں۔ یہ بہت ضروری کاغذات ہیں۔ جن دوست کو علم ہو وہ دفتر میں بھجوادیں۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

ضروری اعلان

جیسا کہ پروگرام جلسہ سالانہ سے آپ کو علم ہو گیا ہوگا کہ احمدیہ کانفرنس کے لئے ... مقرر ہوا ہے جو احباب اس میں تجاویز پیش فرمانا چاہیں وہ قبل از وقت مجھے بھجوادیں۔ کوئی ایسی تجویز جسے قبل از وقت نہ بھیجا گیا پیش نہ ہو سکے گی تا کہ انتظام کے تحت خوش اسلوبی سے لے کام ... سکے۔

احمد یار۔ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جلسہ سالانہ کی تاریخیں
۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۶...

www.aaiil.org

تعمیر مہمانخانہ احمدیہ مسجد پشاور

پیغام صلح کے ۲۳ نومبر کے شمارہ میں پشاور کے مہمانخانہ کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل کی گئی تھی جن احباب کی طرف سے چندہ موصول ہوا تھا ان کے نام بھی درج کر دیئے گئے تھے۔ مہمانخانہ کی نچلی منزل پایہ تکمیل تک پہنچ چکی ہے ابھی بہت سا کام بقایا ہے اوپر کی منزل کا کام شروع ہونا تھا لیکن بوجہ فنڈ ختم ہونے کے کام بند کرنا پڑا۔ مؤرخہ ۱۱/۱۱ بروز جمعہ احباب جماعت پشاور نے تجویز پیش کی کہ کوئی دوست نکلے اور جماعت کے عالی ثروت احباب سے مل کر پشاور کے مہمانخانہ کی اہمیت کا اظہار کرے۔ اس اپیل پر جناب مولانا عبداللہ جان صاحب نیازی نے اپنی خدمات پیش کیں۔ موصوف کا اس بڑھاپے میں جماعت کی آواز پر لبیک کہنا اور اس جاڑے کے موسم میں لمبا سفر اختیار کرنا اس بات پر شاہد ہے کہ اُن کے دل میں مہمانخانہ کی تکمیل کا کس قدر جذبہ موجزن ہے مکرم جناب پروفیسر محمد فضل صاحب اور مولانا عبداللہ جان صاحب نیازی نے بہار کا پروگرام بھی بنایا لیکن بعض وجوہ کے باعث یہ ارادہ ملتوی کرنا پڑا جناب پروفیسر صاحب نے ایک خط جناب شیخ عزیز احمد صاحب ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ کی خدمت میں لکھا۔ انہوں نے مبلغ پانچ صد روپیہ گراں قدر رقم ارسال کر دی اور ہم نے تعمیر کا کام از سر نو شروع کر دیا۔ جناب نیازی صاحب لاہور سے ہوتے ہوئے ملتان پہنچے اور ایک اچھی خاصی رقم مہمانخانہ کی تعمیر کے لئے لے آئے۔ جماعت پشاور جناب نیازی صاحب اور جناب پروفیسر صاحب کے لئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالے ایسے بزرگوں کو عمر نوح عطا فرمائے اور باقی احباب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ بھی قومی کاموں میں اس طرح دلچسپی لے سکیں۔ حال ہی میں جو عطیہ جات ہمیں موصول ہوئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ تمام معطی صاحبان کو رسید گی رقومات سے علیحدہ علاوہ اطلاع بھی دے دی گئی ہے۔ اگر کسی کو نہ ملی ہو تو ہر ایک دوست اپنا اسم گرامی اور رقم چندہ ملاحظہ فرما کر رسید گی سے اطلاع پالیں، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

نمبر شمار	اسمائے معطی حضرات	رقم چندہ
۱	میاں مغیث احمد صاحب اسمٰعیل آباد ملتان	1000/-
۲	میاں فضل الرحمان صاحب فضل آباد ملتان	200/-
۳	میاں سعید احمد صاحب، لاہور	200/-
۴	عبدالحمید خان صاحب گوجرانوالہ	50/-
۵	جناب شیخ عزیز احمد صاحب نوشہرہ ٹیکسٹائل ملز	500/-
	کل میزان	1950/-

جماعت پشاور باقی عالی ثروت طبقہ سے بالخصوص اور دیگر احباب سے بالعموم درخواست کرتی ہے کہ وہ مہمان خانہ کی تعمیر کے لئے ایک بار پھر اپنے گرانقدر عطیہ جات سے ہماری امداد فرماویں تاکہ کام پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے۔

تمام عطیہ جات جناب صدر صاحب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن نشتر آباد پشاور کے نام آنے چاہئیں۔ والسلام

خاکسار۔ محمد صادق سکرٹری۔
منجانب احمدیہ جماعت پشاور

زکوٰۃ کا قومی بیت المال میں آنا ضروری ہے

ذیل کی چٹھی افسر صاحب تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے احباب جماعت کو فرداً فرداً ارسال کی گئی ہے:۔

اخویم مکرم معظم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہ رجب عموماً زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے اور عام طور پر مسلمان اس مہینہ میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ یہ مہینہ شروع ہو چکا ہے اس لئے میں آپ کی اس ضروری فریضہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

اس موقعہ پر یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ جہاں تک قرآن کریم اور سنت نبوی سے پتہ لگتا ہے کوئی شخص اس بات کا مجاز نہیں کہ زکوٰۃ خود بخود جہاں چاہے دے دے بلکہ یہ ضروری ہے کہ زکوٰۃ بیت المال میں جمع ہو اور بیت المال کے ذریعہ مستحقین کو دی جائے عام طور پر جو یہ دستور ہے کہ زکوٰۃ کے مہینہ میں مانگنے والے گھروں سے نکل پڑتے ہیں اور شہر بشہر زکوٰۃ مانگتے پھرتے۔ اور دینے والے اُن کو زکوٰۃ دے کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ زکوٰۃ ادا ہو گئی، یہ طریق صحیح نہیں اس سے مسلمانوں میں گداگری اور بیکاری بڑھ رہی ہے زکوٰۃ بھی اس طرح ادا نہیں ہوتی۔

قرونِ اولیٰ میں قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق حکومت کی طرف سے ایسے عامل مقرر کئے جاتے تھے جو زکوٰۃ وصول کر کے بیت المال میں جمع کرتے تھے یہی سنت نبوی ہے۔ یہی خلفائے راشدین کا طریق ہے اور اسی طریق پر عمل کرنے سے مسلمان قوم کی تمام قومی ملی ضروریات پوری ہو سکتیں اور وہ دنیا و آخرت میں کامیاب اور سرخرو ہو سکتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ بھی اپنی زکوٰۃ اپنے قومی ادارہ یا بیت المال میں جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قائم کر رکھا ہے جمع کرائیں انجمن تمام ان مصارف اور مدّات پر اس روپیہ کو خرچ کرتی ہے جو قرآن کریم نے مقرر کئے ہیں۔

مجھے اس بات کی ضرورت نہیں کہ فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت آپ پر واضح کروں۔ آپ جانتے ہیں کہ زکوٰۃ ان پانچ ارکان اسلام میں سے ہے جن پر دین کی بناء رکھی گئی ہے۔ قرآن کریم میں نماز کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ جس سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کے ذریعہ جو تعلق اللہ تعالےٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے وہ مکمل نہیں ہو سکتا جب تک عام لوگ صدقات و خیرات اور صاحب نصاب زکوٰۃ ادا نہ کریں۔

چندہ ماہوار زکوٰۃ نہیں بلکہ جہاد کے حکم میں ہے اور جہاد اور زکوٰۃ دو الگ الگ رُکن ہیں اور دونوں کی ادائیگی ضروری ہے چندہ ماہوار سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو جاتی اور نہ زکوٰۃ سے چندہ ماہوار یا جہاد کا رُکن ادا ہو جاتا ہے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ پر ضروری ہیں۔

پس میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے جمع شدہ سرمایہ تجارتی مال، زیورات اور جائداد وغیرہ کا جن پر زکوٰۃ واجب ہو حساب کر کے اور جو کچھ واجب ہو اسے اپنے قومی بیت المال میں جمع کرا دیں گے کیونکہ اسی میں آپ کی اور آپ کی قوم کی بہبودی اور سرخروئی ہے ہاں انجمن کے فیصلہ کے مطابق جو حدیث نبوی پر مبنی ہے یہ آپ کو اختیار ہے کہ اپنی زکوٰۃ میں سے ایک چوتھائی یا ایک تہائی رقم اگر چاہیں تو اپنے طور پر کسی مستحق کو دے دیں یا کچھ لٹریچر منگوا کر اسے خود مناسب جگہ پر تقسیم کر دیں لیکن باقی رقم کا بیت المال میں آنا ضروری ہے۔

اُمید ہے آپ اس سے دریغ نہ فرمائیں گے اور اپنا تمام رقوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھجوا کر ۔ ۔ ۔ اس سے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام۔

شیخ غلام رسول۔ افسر تحصیل
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

قلمی شائقین سے درخواست

میں احمدی بہن بھائیوں سے خط و کتابت کی خواہاں ہوں۔
خواہشمند بہن بھائی پتہ ذیل پر لکھیں۔ بعد شکریہ خطوط کے جوابات دیا کروں گی۔

مس بلقیس آر خاتون
مختار ہاؤس۔ خفوائی محلہ سٹریٹ
بہار شریف۔ بہار۔ بھارت

www.aaiil.org

مکتوبِ بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری بغدادی کی تبلیغی ڈائری کا ایک ورق

۱۶ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز بدھ :-

جناب عبدالعزیز صاحب لواء دیوانیہ اور اخویم عبدالصمد صاحب برق بصرہ کو پیغام صلح نمبر ۲۹ نمبر ۴۲ وامروز اور جناب علم دین صاحب علاقہ کو نمبر ۴۲ مع امروز و مدینہ اور عزیزم عبدالخالق پراچہ کو اسلامک ریویو نومبر ۱۹۵۹ء ڈاک سے بھجوایا بری ڈاک سے ووکنگ سے دس عدد اسلامک ریویو مجریہ ستمبر ملے۔ اخویم محمد شیر گل صاحب کو لائٹ نمبر ۳۱ دستی بھجوایا۔

۱۷ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز جمعرات :-

نماز مغرب کے بعد فرزندان عزیزم آفریدی صاحب گھر پر آئے ان کے والد محترم قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا ایک نسخہ چاہتے تھے۔ میں نے انہیں اطلاع دی کہ میرے پاس مفت تقسیم کے لئے فی الحال موجود نہیں لاہور میں محترمی شیخ غلام قادر صاحب کو خط لکھیں انشاء اللہ وہاں سے آجاوے گا۔ نیز اسلامک ریویو مجریہ ستمبر معہ امروز بچوں کو دیا کہ آفریدی صاحب کو دیدیں۔ ہوائی ڈاک سے پیغام صلح نمبر ۴۳ کا ایک پرچہ رجسٹری لاہور سے ملا۔ مولانا دوست محمد صاحب کا بحد شکریہ امید ہے کہ موصوف نے چار عدد بحری ڈاک سے بھی ضرور ارسال فرمائے ہوں گے۔

اس دفعہ ابھی تک لائٹ ماہ اکتوبر کا بنڈل نہیں ملا، مینیجر صاحب لائٹ توجہ فرمائیں۔ بصرہ سے سچوانی صاحب سے لائٹ نمبر ۲۷، ۲۴، ۲۵ مع پیغام صلح نمبر ۳۹ بغرض مفت تقسیم ملے۔ سنیہ سے عبدالعزیز نے نمبر ۳۱ بعد از مطالعہ واپس کر دیا۔

۱۸ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز جمعہ :-

پیغام صلح نمبر ۳۶ میں تبلیغی خطوط کویت کے عنوان کے تحت شیخ ظہران ابراہیم صاحب ازہری کا ایک خط شائع ہوا ہے جسے سن کر دل میں تحریک ہوئی کہ شیخ موصوف کو ذکری مولانا محمد علی بغرض معلومات خدمات جلیلہ مرحوم مغفوران کی خدمت میں بھیجا جائے لہذا ایک نسخہ ہدیۃً ڈاک سے ارسال کیا۔ استاد ابا عبداللہ کو بواسطہ حافظ شریف حسین صاحب اسلامک ریویو مجریہ ستمبر دستی بھجوایا۔ اخویم عبدالصمد صاحب برق بصرہ کے خط کا جواب دیا گیا۔

۱۹ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز سنیچر :-

جناب سلمان عبدالرشید ٹریڈنگ کمپنی کویت کو نماز اور ترقی کی تین راہیں (ان کا پتہ برق صاحب سے بصرہ سے بھجوایا ہے) اور عزیزم ماجد محمود افضل بصرہ کو اسلامک ریویو مجریہ اگست بذریعہ ڈاک بھجوایا۔

بحری ڈاک سے لاہور سے اخبار پیغام صلح نمبر ۴۳ کے چار عدد پر مشتمل ایک بنڈل بذریعہ رجسٹری ملا۔ سچوانی صاحب بصرہ سے ایک خط کی نقل ملی۔ سنیہ سے عبدالعزیز صاحب نے بعد از مطالعہ کتاب خصائص القرآن ڈاک سے واپس بھجوائی۔

۲۰ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز اتوار :-

اخویم عبدالصمد صاحب برق اور جناب عبدالعزیز صاحب لواء دیوانیہ کو پیغام صلح نمبر ۴۳ اور جناب عبدالصمد الصمدری ٹیلر ماسٹر بحرین خلیج عربی کو نماز اور ترقی کی تین راہیں (یہ پتہ برق صاحب نے بھجوایا ہے) اور الحاج وزیر عبدالقادر صاحب موصل کو کتاب نورالحق پیغام صلح نمبر ۴۳ وامروز ڈاک سے بھجوایا۔ سید اکبر علی شاہ صاحب برائے استفسار گھر آئے انکو بصرہ سے برق صاحب کا آیا ہوا خط دیا۔

۲۱ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز پیر :-

عزیزم پروفیسر محمد اقبال شیدائی مقیم اینا لیا کورسالہ پروفسڈ میسج اینڈ ہدی اور جناب محمد سرفراز خان صاحب کو پیغام صلح نمبر ۳۱ ڈاک سے بھجوایا۔ محترمی شیخ غلام قادر صاحب ناظم امور خارجہ انجمن لاہور سے خط مرقومہ ۱۷ر نومبر ہوائی ڈاک سے۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محمد سرفراز خان صاحب کو بیان القرآن اور حمائل شریف بھجوا دیئے گئے۔ اخویم محمد شیر گل صاحب نے فرزند ابراہیم کو بتلایا کہ ان سے مسٹر جعفری صاحب فرسٹ سیکرٹری سفارت پاکستانیہ نے لائٹ نمبر ۲۶ برائے مطالعہ لیا۔ اخویم موصوف کو نمبر ۳۱ دستی بھیجا۔

۲۲ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز منگل :-

استاذ علی محمد سرطاوی بغداد کو لائٹ نمبر ۳۴، ۳۵ ڈاک سے بھجوایا۔ اخویم اسماعیل محمود گھر پر آئے۔

۲۳ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز بدھ :-

جناب علم دین صاحب علاقہ کو پیغام صلح نمبر ۴۳ مع امروز و مدینہ ڈاک سے بھجوایا۔

۲۴ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز جمعرات :-

حسب معمول جناب مولوی محمد لطیف صاحب گھر تشریف لائے پونے دو گھنٹہ صحبت رہی۔ پیغام صلح نمبر ۴۲ سے خطبہ جمعہ اور دیگر چیدہ چیدہ حصے پڑھ کر سنائے بڑی مسرت ہوئی، دل کا اچھا خاصہ علاج ہو گیا الحمدللہ۔ نیز مدینہ و امروز سے بھی خبریں پڑھیں۔ موصوف کو پیغام صلح نمبر ۴۳، ۴۴ دیا اور ان سے مدینہ اور امروز کے پرچے لے لئے۔

۲۵ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز جمعہ :-

نماز عصر کے بعد جناب محمد افضل خان صاحب برائے استفسار صحت گھر تشریف لائے، انکو اسلامک ریویو مجریہ ستمبر دیا۔

۲۶ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز سنیچر :-

عزیز ماجد محمد افضل صاحب بصرہ کو لائٹ نمبر ۲۶، ۲۷ اور مسٹر سالنیا دورلاغوس نائیجیریا کو ڈیتھ آف جیسس کرائسٹ ڈاک سے بھجوایا۔ اخویم محمد شیر گل صاحب بغداد کو لائٹ نمبر ۲۷ دستی بھیجا۔ بحری ڈاک سے لاہور سے پانچ پانچ عدد لائٹ از نمبر ۲۳ تا ۲۷ پر مشتمل ایک بنڈل بذریعہ رجسٹرڈ ملا۔

۲۷ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز اتوار :-

استاذ علی محمد سرطاوی کو لائٹ نمبر ۳۶، ۳۷، ۲۸، ۲۹۔ جناب عبدالقادر انصاری کو نمبر ۳۴ تا ۳۷ اور استاذ برہان محمد یوسف کو نمبر ۴۴ ڈاک سے اور استاذ ابا عبداللہ بواسطہ حافظ شریف حسین صاحب اور عزیزم محمد یوسف الدین خان صاحب آفریدی کو از نمبر ۲۴ تا نمبر ۲۷ دستی بھجوایا۔ بصرہ سے اخویم عبدالصمد صاحب برق کا خط مرقومہ ۲۴ر نومبر معہ نظم برائے ارسال لاہور بغرض اشاعت پیغام صلح ملا۔ نائیجیریا سے مسٹر ایس اولا بالقادر کی طرف سے چند انگریزی اخبارات ملے۔

۲۸ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز پیر :-

جناب محمد سرفراز خان صاحب بصرہ کو پیغام صلح نمبر ۳۵ و نمبر ۳۶ اور جناب ریاض الحسن صاحب سفارت پاکستانیہ بغداد کو لائٹ نمبر ۲۷ ڈاک سے بھجوایا۔ ہوائی ڈاک سے محترمی شیخ غلام قادر صاحب کا خط مرقومہ ۲۴ر نومبر ملا۔

۲۹ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز منگل :-

جناب گل محمد صاحب بغداد کو لائٹ نمبر ۲۷ اور امروز اور محمد شفیع صاحب خیاط بصری کو پیغام صلح نمبر ۴۳ مع مدینہ ڈاک سے بھجوایا۔

۳۰ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز بدھ :-

جناب عبدالعزیز صاحب فاروقی لواء دیوانیہ سنیہ کو خط لکھا اور لاہور سے آیا ہوا خط ملاحظہ کے لئے برائے ملاحظہ بھجوایا۔

www.aaiil.org

اللہ تعالیٰ کی صفات

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۶۰ء)

۴- رحمٰن ہے - یعنے بے انتہاء رحم کرنے والا - جو بغیر کسی عمل کے رحم فرماتا اور اپنی نعمتیں بخشتا ہے - دیکھو بچو! تمہارے ابا جان کسی دفتر میں ملازم ہوں گے - ہر روز پانچ چھ گھنٹے کام کرتے ہوں گے - تب اُن کو ایک مہینے کے بعد تنخواہ ملتی ہوگی - دیکھو وہ کام کرتے ہیں تو تنخواہ پاتے ہیں - ایک درزی کپڑا سی کر دیتا ہے تو آپ اُسے سلائی دیتے ہیں - اور ایک مزدور ٹوکری اُٹھا کر تمام دن [illegible] پیسے حاصل کرتا ہے -

[illegible] کسی کام کے کرنے پر معاوضہ ملتا ہے - لیکن ہمارا خدا وہ خدا ہے کہ بغیر ہمارے کسی کام کے وہ اپنے نعمتیں ہمیں عنایت فرماتا ہے - دیکھو جب ہم پیدا ہوئے تو ہمارے لئے ماں کی چھاتیوں میں دودھ موجود تھا ہم نے کوئی عمل نہیں کیا تھا کہ جس کے بدلے میں خدا نے یہ نعمت عطا فرمائی - اگر یہ دودھ نہ ہوتا تو تڑپ کر مر جاتے - یہ خدا کا رحم ہے کہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی ہماری خوراک کا انتظام فرما دیا - پھر اس کی اور عنایت دیکھو کہ ماں باپ کے دل میں ہماری بے انتہاء محبت ڈال دی - ماں دیکھو کر کس محبت سے بچے کو گود میں اُٹھاتی - دودھ پلاتی پیار کرتی چومتی چمکارتی سو سو بار صدقے واری جاتی ہے - ماں کی مامتا مشہور ہے - اگر بچہ بیمار ہو جائے تو بیچارہ باپ علاج کرنے میں دن رات ایک کر دیتا ہے - جہاں کہیں کسی قابل ڈاکٹر یا حکیم کا پتہ لگتا ہے فوراً وہاں پہنچتا ہے - دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز اس پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے ؎

موتی بھی لٹا دیتے ہیں اس لعل کے بدلے

جب تک بچہ تندرست نہ ہو جائے نہ ماں کو چین آتا ہے نہ باپ کو - اگر ساری ساری رات بھی جاگنا پڑے تو بیچارے جاگتے ہیں - ماں باپ کے دل میں یہ محبت کا چشمہ کس نے پیدا کیا ہے - اسی خدا نے جو رحمٰن ہے جو بغیر ہمارے کسی عمل کے ہم پر مہربانی کرتا اور اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے -

۵- اسی طرح دنیا کی اور بہت سی نعمتیں ہیں جو اس نے ہمارے کسی عمل کے بغیر ہمیں عنایت فرمائی ہیں - پانی ہی کو لے لو - کتنی بڑی نعمت ہے - کہ اس کے بغیر انسان جی ہی نہیں سکتا - پھر ہوا ہماری زندگی کے لئے کس قدر ضروری ہے - پانی کے بغیر تو انسان ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا - یہ سورج جو ہمارے اُوپر چمکتا ہے یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے - سچ پوچھو تو ساری دنیا اسی کی طفیل آباد ہے - یہ گرمی اور روشنی کا چشمہ ہے - اسی کی وجہ سے مینہہ برستے اور دنیا تروتازہ ہوتی ہے - اسی کی گرمی اور روشنی سے پودے بڑھتے پھولتے اور پھلتے ہیں - اسی سے ہماری کھیتیاں پکتی اور باغ پھل لاتے ہیں - غرض ہمارے خدا نے اپنے رحم کرم کے بغیر ہمارے کسی عمل کے ہم کو بیشمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں -

۶- پھر وہ رحیم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کام ہم کرتے ہیں وہ اس کا پھل دیتا ہے - اس نے اسباب بہم پہنچا دیئے ہیں اب ان اسباب سے فائدہ اُٹھانا ہمارا کام ہے - اگر ہم ان اسباب کو کام میں لائیں گے تو خدا ہمیں محروم نہیں رکھے گا - وہ ضرور اس کا نتیجہ دے گا -

دیکھو خدا نے ہمیں زمین دی ہے - ہم اس میں ہل چلاتے ہیں اس میں بیج بوتے ہیں خدا اس کو بارور کرتا ہے اور ایک دانہ سے سینکڑوں دانے دیتا ہے - ہم نے تھوڑی سی کوشش کی اس نے اس کوشش میں پھل لگایا - اور ہمیں سوگنا دے دیا - یہ ہے اس کی رحیمی -

باقی ——— باقی

مجلس اطفال الاحمدیہ

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

شیخ محمدی ضلع پشاور کے اطفال الاحمدیہ کے جلسے کی مندرجہ ذیل رپورٹ اپنے اخبار میں شائع کرکے شکریہ کا موقعہ دیں -

آج بروز اتوار مؤرخہ ۱۱ [illegible] کو اطفال الاحمدیہ کا جلسہ بعد از نماز مغرب منعقد ہوا - صدارت کے فرائض پروفیسر عبداللطیف صاحب نے انجام دیئے -

سب سے پہلے مختار احمد نے تلاوت قرآن پاک سے جلسے کا آغاز کیا - اس کے بعد سکرٹری نے گذشتہ جلسے کی کارروائی پڑھ کر سنائی - طارق احمد نے سورہ مزمل محفل کے سامنے سنائی - پھر محمد امین نے درثمین کے اشعار سے محفل کو محظوظ کیا - اس لڑکے کی خوش الحانی بہت اچھی تھی -

اس کے بعد منظور احمد اور بشیر احمد نے سورۃ القدر باری باری پڑھ کر سنائی - دونوں کو سورۃ خوب اچھی طرح یاد تھی - مگر خوش الحانی کے لحاظ سے بشیر احمد نمبر لے گئے -

پھر بشیر احمد نے سورۃ الماعون بالکل صحت کے ساتھ پڑھی اور احباب سے خوب داد حاصل کی اور دوسری پوزیشن حاصل کرلی -

اس کے بعد افتخار احمد نے سورۃ والشمس پڑھی - چونکہ سورۃ لمبی تھی صاحب صدر نے متاثر ہوکر ان کو کوئی پوزیشن نہ دی مگر انعام سب لڑکوں سے اچھا ملا -

پھر چھوٹے بچوں میں گلزار احمد نے اور فضل الرحمٰن نے سورہ فاتحہ اور بشارت احمد نے التحیات پڑھ کر سنائی - پھر صدر صاحب نے بچوں کو مفید ہدایات دیں اور استاد جماعت کو کہا - کہ وہ بچوں کی تنظیم میں پوری دلچسپی لیں - اور آیندہ ان بچوں کو جنھوں نے نماز کا سبق مکمل یاد کیا ہوا ہو ان لڑکوں کو ان اسباق کا ترجمہ بتائیں -

صدر صاحب کے فیصلے کے مطابق بشیر احمد فسٹ - منظور احمد سکنڈ اور مبارک احمد تھرڈ قرار دیئے گئے کامیاب لڑکوں پر انعامات تقسیم کئے گئے اور جلسہ اگلے اتوار کے لئے ملتوی ہو گیا - والسلام

سیکرٹری اطفال الاحمدیہ

خاکسار - سعید احمد شاکر شیخ محمدی پشاور

جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۰ء

www.aaiil.org

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریدارانِ پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن کے ذمہ واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ رجنوری ۱۹۶۱ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ رجنوری ۱۹۶۱ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ رجنوری ۱۹۶۱ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے جیسے پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
٣	٦	٢٠٢	٦
١١	٦	٢٠٣	٦
١٦	٦	٢٤١	٦
٢١	٦	٢٤٦	٦
٣٨	٦	٢٤٧	٦
٤٠	٦	٢٥٤	٦
٤١	٦	٢٥٣	٦
٤٧	٦	٢٨٣	٦
٤٨	٦	٢٨٧	٦
٥١	١٢	٢٩٥	٦
٥٥	١٢	٢٩٩	٦
٥٩	٦	٣٠٢	٦
٦٢	٦	٤١٧	٦
٧٥	٦	٤٤٤	٦
٨٢	١٢	٤٤٦	٦
٩٣	٢٤	٤٩٤	٦
		٥٠٦	٦
١٠٦	١٢	٥٢٥	٦
١٠٨	١٢	٥٢٩	٦
١٣٥	٦	٦١٥	٦
١٤٣	٦	٦١٩	٦
١٥٠	٦	٦٥٣	٦
٦٧٨	٦	٢١٠٢	٦
٦٨٢	٦	٢١١٤	٦
٧١٢	٦	٢١٢٧	٦
٧٢٦	٦	٢١٦٢	٦
٩٣٧	١٢	٢١٦٦	٦
٩٤٣	٤	٢١٩٤	٦
١٠٠٦	٦		
١٠٠٧	٦		
٢٠٠٥	٦		
٢٠٤٢	٦		
٢٠٧٠	٦		
٢٠٨٠	٦		
٢٠٨٥	٦		
٢٠٨٧	٦		
٢٠٩٠	٦		
٢٠٩٤	٦		
٢٠٩٥	٦		
٢٠٩٦	٦		

مستاینی

نمبر	رقم
٨	٣
١١	٣
٢٣	٢
٤٧	٤
٥١	٣
٥٥	١٢
٧٨	٢٤
٩٩	٦
١٦٣	٤
١٧٨	٦
١٨٥	٦
٢١٦	٦
٢٤٣	٦
٣٠٠	٤
٣١٥	١٦
٣١٧	٣

محتاط رہیں

جماعت کے بعض حلقوں سے یہ شکایت موصول ہوئی ہیں، کہ بعض لوگ اپنے آپ کو جماعت کے فرد ظاہر کر کے اور انجمن کے کارکنان کی طرف سے جعلی سفارشات لکھوا کر دیگر حضرات سے حصول امداد کی کوشش کرتے ہیں اس بارہ میں احباب کو خاص طور پر محتاط رہنا چاہیئے اور کسی سفارشی چٹھی کی مرکز سے تصدیق کئے بغیر اس پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔

خاکسار۔ سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اچھی خوراک کا معجزہ

عمر کا تیسرا دور
اپنی گوناگوں دلچسپیوں کے علاوہ
خاصی مشکلات بھی لاتا ہے!

صاف ستھری۔ زود ہضم اور خالص غذا آپ کے پژمردہ دل و دماغ کو نئی قوت اور تقویت پہنچاتی ہے۔

سٹار بناسپتی

دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ
۲۳ - دی مال - لاہور

www.aaiil.org

اعلیٰ سوتی کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں

لٹھا
٥٠٠٠٠
١١٠٠٠ ١٥٠٠٠
٤٨٠٠٠

پاپلین
پی ٩٩ پی ٣٦٠
پی ٤٠٠ پی ٥٦٠
پی ٨٦٠

کالونی

کارڈورا
بی سی ٩٠
بی سی ٢٠٠
بی سی ٨٠٠

کھدر کریپ
٤٥٣٦ ٤٥٤٨
٤٥٨٠

سوتی دھاگہ
١٠ ٢٠
٣٠ ٤٠
٦٠

علاوہ ازیں
سلے سلائے ملبوسات قمیص۔ بش شرٹ۔ پتلون۔ رومال وغیرہ
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (دھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور دبھکر)

پیغام صلح مؤرخہ ٢١ دسمبر ١٩٦٦ء رجسٹرڈ ایل ٥١١ شمارہ ٥٠

ان حالات میں اس کتاب کی ضبطی کی کوشش حضرت مسیح موعودؑ اور خود خلیفہ صاحب کے فرمان کے صریح خلاف ہے جس سے دیدانی حضرات کو محترز رہنا چاہیے۔
فقط۔ ملک عزیز الرحمٰن
جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور

(قیمتی موتی)
امر واقعہ اور شئے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے پھر وہ سچ کو سن کر برافروختہ ہو تو ہوا کرے۔"
(ازالہ اوہام)

... لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

www.aaiil.org

ب بنایا کرتے اور اسے رحم مادر کا رنگ دیتے ہیں اور مرد اور عورت سے حاصل کئے ہوئے مواد کو اس میں منتقل کرتے ہیں۔ ایک ذرہ بھی وہ خود نہیں بنا سکتے۔ اور ان چیزوں کے مجموعہ سے رحم مادر کا سارا ماحول پیدا ہو کر بچہ کی تخلیق کا سبب بن جاتا ہے اور یہ تمام اشیاء خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کی پیدا کردہ نہیں ہیں۔

ہم اس بحث میں نہیں جانا چاہتے کہ سائنسدانوں کا یہ فعل حلال ہے یا حرام ہے۔ صرف سائنسدانوں سے یہ سوال ہے کہ جب تم لوگ تمام چیزیں تو خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی استعمال کرتے ہو اور ماحول بھی ویسا ہی پیدا کر دیتے ہو تو اس میں تو خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان بڑھنا چاہیئے کہ اس کی نقل کی جا سکتی ہے کوئی نیا ذریعہ ایجاد کرنے سے انسان قاصر ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ صادر فرما دیا ہے کہ ہم نے ہی ہر چیز کو اور انسان کو پیدا کیا ہے۔ وہ فرماتا ہے:

هذا خلق الله ..... فأروني ماذا خلق الذين من دونه

"یہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق ہے ..... " پس مجھے دکھاؤ کہ ان لوگوں نے کیا پیدا کیا ہے جن کی اس کے علاوہ بطور معبود کے پرستش کی جاتی ہے۔"

* اس نوٹ سے ان علماء کرام کو جو قرآنی علوم پر وسیع دسترس رکھتے ہیں دعوت تعلیم فراہم کی جاتی ہے کہ وہ جدید سائنس سے متاثر ہونے والوں کے الحاد کی طرف مائل ہونے کا نوٹس لیں اور صحیح راہنمائی کر کے اپنے فرائض سے سبکدوش ہوں۔ محض ان امور سے آنکھیں بند کر کے انکار کرتے چلے جانا کسی کو زیب نہیں دیتا۔

کہ کبوتر کے آنکھیں بند کر لینے سے بلی کا ارادہ تبدیل نہیں ہو سکتا اور یہ کہ ظلمتوں کو مٹانے کے لئے اجالوں کا انتظام بہت ضروری ہے۔

(واللہ ولی التوفیق)

— ••• —

اخبارِ احمدیہ

* حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خیریت سے ہیں۔ احباب سلسلہ اور جماعت کے سب بیدار بزرگ حضور انور کی صحت و عافیت والی لمبی زندگی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی دعائیں جاری رکھیں۔

درسِ قرآنِ مجید

جامع احمدیہ دارالسلام میں محترم جناب نصیر احمد فاروقی صاحب کے درس قرآن کا ہفتہ وار سلسلہ قریباً ایک ماہ موصوف کی بیماری کی وجہ سے ملتوی رہنے کے بعد ۹ جنوری ۸۴ء (سوموار) بعد عصر سے پھر شروع ہو گیا ہے۔ قرب و جوار کے احباب قرآنی معارف کے اس چشمہ شیریں سے فیضیاب ہوں۔

— ••• —

تربیت اولاد کے متعلق

حضرت اقدس کے قیمتی ارشادات

اولاد کیلئے خواہش

" اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادم دین ہو۔"

" اولاد کی خواہش صرف نیکی کے اصول پر ہونی چاہیئے۔ اس لحاظ سے اور خیال سے نہ ہو کہ وہ ایک گناہ کا خلیفہ باقی رہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم و ملفوظات جلد دوم)

اولاد کی تربیت

" اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کا فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم ص ۳۷۲)

اولاد کیلئے دعا

" میری تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔"

(ملفوظات جلد دوم ص ۳۷۲)

" ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد و آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں بس اس سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا وقت پر سرسبز ہو گا۔"

(ملفوظات جلد دوم)

" جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کر لیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔" (ملفوظات جلد دوم)

••••

باہتمام البدر پرنٹرز اردو بازار سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔ (چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر اللہ بخش)

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ـــــ مورخہ ۱۱ جنوری ۸۴ء، شمارہ ۲

www.aaiil.org